بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ اول)

طہارت، نماز

[نظر ثانی واضافہ شدہ اشاعت]

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصورپوری
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر
المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:
فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ

❐ اس کتاب کی اشاعت کی عام اجازت ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ طباعت سے قبل مرتب کو مطلع کریں؛ تاکہ اگر کوئی تبدیلی ناگزیر ہو تو اس سے آگاہ کردیا جائے۔ [مرتب]

نام کتاب: کتاب المسائل (۱)

مرتب: مفتی محمد سلمان منصورپوری

کتابت وتزئین: محمد اسجد قاسمی مظفرنگری

صفحات: ۵۹۰

قیمت: ۳۰۰/روپیہ

اشاعتِ اول: جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ مطابق مئی ۲۰۰۸ء

نظرِ ثانی: جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ مطابق مئی ۲۰۱۳ء

ناشر: المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

تقسیم کار: فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمٹیڈ) دہلی

011-23289786 - 23289159

خیـــر کـــثیـــر

یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ أُوْتِیَ خَیْراً کَثِیْراً ○

(البقرة: ۲۷۹)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سمجھ عنایت فرما دیتے ہیں اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔

مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْراً یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ.

(بخاری شریف ۱۶/۱، مختصر بیان العلم ۳۳)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب (نظرِ ثانی)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

یہ بندۂ ناتواں تہہ دل سے بارگاہِ رب العزت میں شکر گذار ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ’’کتاب المسائل‘‘ کے نام سے ضروری پیش آمدہ دینی مسائل کو آسان انداز میں جمع کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی، اور پھر اسے قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ فالحمد للہ والشکر کلہ للہ۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن آج سے چھ سال قبل ۱۴۲۹ھ میں شائع ہوا تھا، اس کے بعد سے متعدد کتب خانوں سے اس کی مسلسل اشاعت ہورہی ہے، شروع سے ہی ارادہ تھا کہ اس پر نظرِ ثانی، تصحیح اور مزید ضروری مسائل کے اضافہ کا کام کیا جائے، مگر احقر کی مسلسل مصروفیات اس ارادہ کو جلد پورا کرنے میں حائل ہوتی رہیں؛ تاہم احقر درمیان میں وقت نکال کر جزئیات یکجا کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ نیز قارئین کی طرف سے تحریری، زبانی اور فون پر برابر کتاب کے متعلق مراجعت کا سلسلہ جاری رہا، اور بعض مخلص حضرات نے ناصحانہ طور پر کتاب میں موجود بعض اغلاط ومسامحات کی نشان دہی فرماکر شکریہ کا موقع بخشا، جس پر احقر بہت ممنون ہے، **فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ أحسن الجزاء۔**

بالخصوص جامعہ شیخ الاسلام شیخوپور اعظم گڈھ کے بالغ نظر مفتی حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب اعظمی زید مجدہم ومد ظلہم نے محبِّ مکرم جناب مولانا ضیاء الحق خیرآبادی مدظلہ کے توسط سے ’’کتاب المسائل‘‘ کی تینوں جلدیں حاصل کیں اور ان کی ایک ایک سطر اور ایک ایک مسئلہ کا بغور مطالعہ کرکے اپنی حد تک اصلاح کی کوشش فرمائی، اور مسامحات کی نشان دہی کرکے مفید مشوروں سے نوازا۔ الغرض آخری حد تک دلچسپی لے کر کتاب کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش فرمائی۔ احقر موصوف کی اس کرم فرمائی پر تہہ دل سے مشکور ہے، اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آں موصوف کو دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائیں، آمین۔

اسی طرح محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد نے بھی کئی اہم فروگذاشتوں کی طرف توجہ دلائی، اور جب موصوف کو یہ معلوم ہوا کہ احقر نظر ثانی کا کام کررہا ہے تو آپ نے اپنا تیار کردہ ضروری مسائل پر مشتمل ایک مسودہ احقر کے حوالہ کیا کہ احقر اس میں سے مسائل منتخب کرلے، چناں چہ موصوف کے مسودہ سے بھی استفادہ کیا گیا۔ **فجزاهم الله تعالیٰ أحسن الجزاء۔**

کتاب کے نئے ایڈیشن میں جابجا نئے مسائل کا اضافہ کیا گیا ہے، اور ''کتاب الجنائز'' جو پہلے جلد اول میں شامل تھا، اب اسے دوسری جلد کے آغاز میں لگادیا گیا ہے؛ تاکہ صفحات کا توازن برقرار رہے۔

کتاب کے حوالوں کی مراجعت میں طلبۂ شعبۂ افتاء مدرسہ شاہی (۱۴۳۳-۱۴۳۴ھ) نے پوری دل چسپی سے حصہ لیا، وہ سب بھی شکریہ کے قابل ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اجر جزیل سے نوازیں، اور علم وعمل سے بہرہ ور فرمائیں، آمین۔

اخیر میں قارئین سے گذارش ہے کہ دورانِ مطالعہ اگر کوئی غلطی سامنے آئے تو احقر مرتب کو مطلع فرماکر عند اللہ ماجور ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں، اور مرتب، اس کے والدین، اساتذۂ کرام اور اس کتاب کی تیاری میں جن جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کے مصنفین کے حق میں اسے صدقۂ جاریہ بنادیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۹؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ

۱؍ مئی ۲۰۱۳ء بروز بدھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب (طبعِ اول)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور بے پایاں انعام ہے کہ اس عاجز وجہول بندہ کو دین کے ضروری مسائل ایک خاص ترتیب سے جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اس پر یہ بندۂ ناتواں جس قدر بھی شکر بجالائے کم ہے۔

''کتاب المسائل'' کے عنوان سے مسائل ودلائل کا یہ سلسلہ جولائی ۱۹۹۹ء سے جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے مقبول دینی واصلاحی رسالہ ماہنامہ ''ندائے شاہی'' میں شروع کیا گیا تھا، الحمدللہ اب تک اس کی ۵۵؍ قسطیں شائع ہوچکی ہیں۔

رسالہ میں اشاعت سے افادۂ عام کے علاوہ ایک اہم مقصد یہ بھی پیش نظر تھا کہ یہ مسائل عام حضرات اہل علم وافتاء کی نظر سے گزریں، اور وہ اگر کسی غلطی پر متنبہ کریں تو اصلاح کی جائے، چناں چہ متعدد مرتبہ ایسی نوبت آئی اور بعض احباب واکابر نے تحریری طور پر اپنی آراء اور شبہات پیش کئے، جن کا سنجیدگی اور انصاف کا جائزہ لیا گیا، اور جہاں اپنی غلطی محسوس ہوئی تو بلاتکلف اس سے رجوع کیا گیا، ایسے سبھی حضرات کا احقر تہہ دل سے مشکور ہے۔ **فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء۔**

چوں کہ طہارت ونماز کے اکثر ابواب ومسائل کی اشاعت ہوچکی ہے؛ اس لئے ارادہ ہوا کہ ان کو کتابی شکل میں یکجا کردیا جائے؛ تاکہ فائدہ مزید عام اور تادیر ہو، چناں چہ اس مقصد سے تمام مسائل پر از سر نو گہری نظر ڈالی گئی، جا بجا مسائل اور مضامین کا اضافہ کیا گیا، نیز حوالہ جات کی

مراجعت کی گئی، اورمزید کتابوں کے حوالے دئے گئے، کہیں کہیں حوالے کی عبارتوں میں تبدیلی کرتے ہوئے زیادہ منطبق عبارتیں لگائی گئیں۔الغرض ہراعتبار سے کتاب کومزین کرنے کی کوشش کی گئی،جس کااندازہ قارئین خودلگالیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کےفضل وکرم،حضرات والدین مکرمین کی مستجاب دعاؤں اور حضراتِ اساتذۂعظام کی بے پایاں شفقتوں اورعنایاتِ کریمانہ کاثمرہ ہے،ورنہ تو یہ ناکارہ اپنی ناکارگی اورتساہل پسندطبعیت کی بناپراس خدمت کی انجام دہی سے یقیناً قاصرتھا،مگررب ِکریم کی نوازش کاشکر کیسےادا کیا جائے کہ اس نے ہرطرح کے ظاہری اسباب سے سرفرازفرمایا، انہی اسباب میں سےایک بڑاسبب دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآ باد سے احقر کی خادمانہ وابستگی بھی ہے کہ اس شعبہ سے متعلق ہوکرکام کرنے کا بھرپورموقع ملااورقدم قدم پردارالافتاء سے وابستہ طلبۂعزیز کاگراں قدر تعاون شاملِ حال رہا۔اللہ تعالیٰ ان سب احباب کےعلم وعمل میں برکت عطافرمائیں،آمین۔

شروع ہی سے اس کام کوآگے بڑھانے میں محبّ ِمکرم جناب مولانامفتی ابوجندل صاحب قاسمی زیدعلمہ استاذِحدیث ومفتی مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ ضلع مظفرنگرنے بےانتہاءدل چسپی لی۔موصوف نے نہ صرف پورے مسودہ پرگہری نظرڈالی؛ بلکہ گراں قدراضافات اورمفیدمشوروں سےبھی نوازا۔

نیزاحقراپنے رفیق مکرم حضرت مولانامفتی شبیراحمدصاحب قاسمی زیدمجدہم مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآبادکابھی بےحدمشکورہے کہ موصوف نے اپنی مصروفیت کے باوجودتقریباً پوری کتاب کا گہری نظر سے جائزہ لیا،بعض غلطیوں کی نشان دہی فرمائی اورقیمتی مشوروں سےنوازا۔

علاوہ ازیں عزیزمکرم مولانامفتی قاری محمدعفان صاحب منصورپوری زیدفضلہ استاذمدرسہ شاہی مرادآباداورفاضل گرامی مولانامفتی محمدمناظرنعمانی زیدفضلہ فاضل افتاءمدرسہ شاہی وسابق مفتی جامعہ ضیاءالعلوم پونچھ جموں وکشمیرنےبھی تصحیح وتنقیح میں نمایاں حصہ لیا۔

مولوی محمداسجدقاسمی مظفرنگری نے کمپیوٹرکتابت اورتزئین وتہذیب میں اپنی مہارتِ فن کا بہترین نمونہ پیش کیا،جس پروہ شکریہ کےمستحق ہیں۔فجزاهم الله أحسن الجزاء۔

عاجزانہ گزارش

بہرحال یہ ٹوٹی پھوٹی کاوش جو صرف ایک دینی ضرورت سمجھ کر محض رضائے خداوندی کے لئے اسی کی توفیق سے انجام دی گئی، اب قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ غلطی اور بھول چوک سے بری ہونے کا کون دعویٰ کرسکتا ہے اور خاص کر یہ راقم الحروف تو علم وعمل اور فہم وفراست ہر اعتبار سے انتہائی کمزور ہے؛ اس لئے سبھی قارئین سے عاجزانہ گذارش ہے کہ وہ اس کتاب میں اگر کسی طرح کی بھی کوئی قابلِ اصلاح بات پائیں، تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں، حق سامنے آنے پر احقر کو رجوع کرنے اور تصحیح کرنے میں انشاء اللہ کبھی تامل نہ ہوگا۔

اور اخیر میں یہ عرض ہے کہ آئندہ اس کام کو جاری رکھنے کے لئے ایک مجلس ترتیب بنادی گئی ہے، جو درج ذیل تین افراد پر مشتمل ہے: (۱) مفتی محمد عفان منصورپوری (۲) مفتی ابوجندل قاسمی (۳) مفتی محمد مناظر نعمانی۔ تاکہ اگر یہ راقم مرتب باحیات نہ بھی رہے تب بھی یہ مجلس اس کتاب کی نگرانی اور ترمیم وتنسیخ کا کام انجام دیتی رہے۔

اے اللہ! محض اپنے فضل سے اس کتاب کو اپنی خالص رضا کا ذریعہ بنادے، اور منصوبہ کے مطابق اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرما، اور اس کے مرتب اور اس کے سب معاونین کو آخرت میں سرخ روئی نصیب فرما، آمین یارب العالمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۰؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

۱۶؍مئی ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❑ عرضِ مرتب (نظرِ ثانی) ---------- ۴
❑ عرضِ مرتب (طبعِ اول) ---------- ٦
❑ تقریب: مخدوم مکرم، والد معظم، امیر الہند حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند وصدر جمعیۃ علماء ہند ---------- ۷۳
❑ تقریظ: حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد ---------- ۷٦

مُقَدِّمَۃ

○ فقہ کی تعریف ---------- ۷۷
○ دین میں تفقہ فرضِ کفایہ ہے ---------- ۷۷
○ فقہ سراپا خیر ہے ---------- ۷۸
○ فقہ میں اشتغال افضل ترین عبادت ہے ---------- ۷۹
○ تفقہ سے دین میں تصلب نصیب ہوتا ہے ---------- ۸۰
○ فقہاء روحانی معالج ہیں ---------- ۸۰
○ تفقہ باعثِ عزت ہے ---------- ۸۱
○ عزت کا مقام تو یہ ہے ---------- ۸۳
○ مسائل جانے بغیر چارہ نہیں ---------- ۸۵

کتاب الطہارت

○ آیتِ وضو ---------- ۸۸

پانی کے مسائل

○ پانی ایک انمول نعمت ---------- ۸۹

- پانی اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے ---------- ۸۹
- پانی کی قسمیں ---------- ۹۱
- ماءطاہر مطہر کی قسمیں ---------- ۹۲
- ماءجاری کا حکم ---------- ۹۲
- ماءجاری کی گہرائی کتنی ہو؟ ---------- ۹۳
- ماءجاری میں نجاست نظر آ رہی ہو ---------- ۹۳
- ماءجاری کا نجاست پر سے گزرنا ---------- ۹۳
- بڑے حوض کا رقبہ ---------- ۹۴
- حوض کی گہرائی ---------- ۹۴
- حوض میں نجاست گر جائے؟ ---------- ۹۴
- نجاست کا اثر پانی میں ظاہر ہو جائے ---------- ۹۵
- ماءقلیل میں نجاست گر جائے ---------- ۹۵
- خون والا جانور پانی میں گر کر مر جائے ---------- ۹۵
- پانی میں مرا ہوا جانور پایا گیا ---------- ۹۵
- پھولا پھٹا جانور پانی میں ملا ---------- ۹۶
- چوہے یا بڑی چھپکلی کی دُم پانی میں گر جائے ---------- ۹۶
- پانی میں مینگنی گر جائے ---------- ۹۶
- پانی میں غیر خونی جانور گر جائے ---------- ۹۷
- پانی میں چھوٹی چھپکلی گر کر مر گئی ---------- ۹۷
- چھوٹی چھپکلی پانی میں مر کر پھول پھٹ گئی ---------- ۹۷
- پانی میں رہنے والے جانوروں کا حکم ---------- ۹۷
- دریائی پرندہ پانی میں مر جائے ---------- ۹۸

- خشکی کا مینڈک پانی میں گر کر مرجائے ------ ۹۸
- کچھوا پانی میں گر کر مر گیا ------ ۹۸
- جنبی کا پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنا ------ ۹۹
- بندر کا پانی میں ڈبکی لگانا ------ ۹۹
- ٹنکی یا کنویں میں پرندوں کی بیٹ ------ ۹۹
- استعمال شدہ پانی کا حکم ------ ۱۰۰
- مستعمل پانی کا کپڑوں میں لگ جانا ------ ۱۰۰
- مردے کے غسل میں استعمال شدہ پانی کا حکم ------ ۱۰۰
- غسلِ جنابت کے وقت اگر بدن کا پانی برتن میں گر جائے ------ ۱۰۰
- دھوپ سے گرم پانی کا حکم ------ ۱۰۱
- راستہ کی چھینٹوں کا حکم ------ ۱۰۱
- برسات میں سڑکوں پر بہنے والے پانی کا حکم ------ ۱۰۲

نجاست وطہارت

- پاکی کی اہمیت ------ ۱۰۳
- چھت سے ٹپکنے والے پانی کا حکم ------ ۱۰۴
- پاک آدمی کا کنویں یا ٹنکی میں اترنا ------ ۱۰۴
- انڈے کا چھلکا پاک ہے ------ ۱۰۵
- دودھ دوہتے ہوئے بکری کی مینگنی بالٹی میں گر گئی ------ ۱۰۵
- اڑتے ہوئے جانوروں کی بیٹ کا حکم ------ ۱۰۵
- چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب کا حکم ------ ۱۰۵
- ناپاک خشک زمین پر تر پیر رکھنا ------ ۱۰۶

○ تر زمین پر خشک پیر رکھنا ---------- ۱۰۶

○ ناپاک ڈھیلا دریا میں مارنے سے پڑنے والی چھینٹوں کا حکم ---------- ۱۰۶

○ ناپاک کپڑے کی چھینٹوں کا حکم ---------- ۱۰۷

○ مٹی کا تیل اور پٹرول پاک یا ناپاک ---------- ۱۰۷

○ حالتِ جنابت کا پسینہ ---------- ۱۰۷

○ مچھر، جوں اور کھٹمل کا خون ---------- ۱۰۷

○ گوبر کی راکھ پاک ہے ---------- ۱۰۸

○ مٹی کے گارے میں گوبر ملانا ---------- ۱۰۸

○ سیمینٹ کے مسالہ میں ناپاک پانی ملانا ---------- ۱۰۸

○ ناپاک ایندھن سے گرم کیئے ہوئے پانی کا حکم ---------- ۱۰۸

○ چوہے کی مینگنی کھانے میں ملی ---------- ۱۰۹

○ گیہوں کے ساتھ مینگنی پس جائے ---------- ۱۰۹

○ ہینڈ پمپ اور ناپاکی کے ٹینک میں کتنا فصل ہونا چاہئے؟ ---------- ۱۰۹

○ آدمی کا جھوٹا پاک ہے ---------- ۱۱۰

○ سونے والے کی رال کا حکم ---------- ۱۱۰

○ میت کا لعاب ناپاک ہے ---------- ۱۱۰

○ دودھ پیتے بچے کا پیشاب ناپاک ہے ---------- ۱۱۰

○ دودھ پیتے بچہ کی قے کا حکم ---------- ۱۱۱

○ آدمی کی کھال کا حکم ---------- ۱۱۱

○ مردار کی ہڈی اور بال کا حکم ---------- ۱۱۲

○ پالتو بلی کے جھوٹے کا حکم ---------- ۱۱۲

○ جنگلی بلی کے جھوٹے کا حکم ---------- ۱۱۲

- بلی کا جھوٹا کھانا کھانا ---------- ۱۱۲
- ہاتھی دانت پاک ہیں ---------- ۱۱۳
- مرغی کا پانی کے برتن میں منہ ڈالنا ---------- ۱۱۳
- پانی میں چیل یا کوّے کا منہ ڈال دینا ---------- ۱۱۴
- جگالی کا حکم ---------- ۱۱۴
- حرام مال سے بنے ہوئے کنویں وغیرہ کے پانی کا حکم ---------- ۱۱۴

پاکی کے طریقے

- تطہیر کی صورتیں ---------- ۱۱۵
- ناپاک کپڑے کو کس قدر نچوڑنا ضروری ہے؟ ---------- ۱۱۷
- بدن کی طہارت کا طریقہ ---------- ۱۱۸
- کارپیٹ یا قالین کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۱۸
- ناپاک لنگی پہن کر غسلِ جنابت ---------- ۱۱۸
- ناپاک لنگی پہن کر تالاب میں ڈبکی لگالی ---------- ۱۱۸
- چٹائی کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۱۹
- ناپاک برتن کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۱۹
- ناپاک کورے گھڑے کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۲۰
- واشنگ مشین سے دھلائی ---------- ۱۲۰
- دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا ---------- ۱۲۰
- ڈرائی کلین سے دھلائی کا حکم ---------- ۱۲۱
- نجس تیل سر یا بدن پر لگ گیا ---------- ۱۲۱
- ناپاک رنگ میں رنگا ہوا کپڑا ---------- ۱۲۱

- ناپاک مہندی بدن پر لگائی ---------- ۱۲۲
- آنکھ میں ناپاک سرمہ ---------- ۱۲۲
- ڈھیلے سے استنجاء ---------- ۱۲۲
- ٹشو پیپر (جاذب) کا حکم ---------- ۱۲۲
- پانی سے استنجاء کب لازم ہے؟ ---------- ۱۲۳
- ڈھیلے اور پانی کو جمع کرنا سنت ہے ---------- ۱۲۳
- استبراء ضروری ہے ---------- ۱۲۳
- وہم کا مریض کیا کرے؟ ---------- ۱۲۴
- استنجاء کے وقت قبلہ رخ نہ ہو ---------- ۱۲۴
- استنجاء سے متعلق چند آداب ---------- ۱۲۵
- استنجاء کے وقت کے چند مکروہات ---------- ۱۲۵
- چمڑے کے موزے اور جوتے کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۲۶
- تلوار، چھری اور آئینہ وغیرہ پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۲۶
- ناپاک زمین کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۲۷
- ناپاک فرش کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۲۸
- گھاس پھوس اور درخت وغیرہ کا حکم ---------- ۱۲۸
- زمین سے الگ رکھے ہوئے پتھر کا حکم ---------- ۱۲۸
- ناپاک سوکھی زمین سے تیمّم درست نہیں ---------- ۱۲۹
- ناپاک زمین سوکھنے کے بعد پھر تر ہوگئی ---------- ۱۲۹
- ناپاک مٹی سے پکائے گئے گھڑے وغیرہ کا حکم ---------- ۱۲۹
- ناپاک تیل یا مردار چربی سے بنے ہوئے صابن کا حکم ---------- ۱۳۰
- کپڑا دھونے یا کھانا پکانے کے بعد ٹنکی کی ناپاکی کا پتہ چلا ---------- ۱۳۰

○ ناپاک ٹنکی کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۳۰
○ زمین دوز ٹنکی کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۳۱
○ دستی نل پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۳۱
○ چوہیا کنویں میں گر کر زندہ نکل گئی ---------- ۱۳۱
○ چوہا تیل میں گر کر زندہ نکل آیا ---------- ۱۳۱
○ بلی کنویں کے پانی سے گذر گئی ---------- ۱۳۲
○ مرغی کنویں میں گر گئی ---------- ۱۳۲
○ ناپاک آدمی کنویں میں اتر گیا ---------- ۱۳۲
○ کنویں میں بہنے والی نجاست گر جائے ---------- ۱۳۲
○ کنویں میں پاک آدمی ڈوب کر مر گیا ---------- ۱۳۳
○ کنویں میں بکری گر کر مر گئی ---------- ۱۳۳
○ کتا کنویں میں گھس کر زندہ نکل آیا ---------- ۱۳۳
○ کنویں میں چوہیا یا چڑیا مر گئی ---------- ۱۳۳
○ بلی یا مرغی کنویں میں گر کر مر گئی ---------- ۱۳۴
○ موٹر سے کنواں یا ٹنکی خالی کرنا ---------- ۱۳۴
○ ناپاک چیز کنویں میں گر گئی مگر نکالنا ممکن نہ ہو تو کیا کریں؟ ---------- ۱۳۴
○ ناپاک گیہوں وغیرہ کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۳۴
○ آٹے میں نجاست گر گئی ---------- ۱۳۵
○ تیل یا گھی وغیرہ کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۳۵
○ کھال کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۳۵
○ ناپاک روئی کو پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۳۶

وضو کے مسائل

○ وضو مؤمن کا زیور ہے ---------- ۱۳۷

○ وضو سے گناہ صاف ---------- ۱۳۸

○ وضو کے ارکان ---------- ۱۴۲

○ پانی کس حد تک بہانا فرض ہے؟ ---------- ۱۴۲

○ چہرہ کی حدود ---------- ۱۴۳

○ آنکھ کے ظاہری حصہ کا دھونا فرض ہے ---------- ۱۴۳

○ ہونٹ کے ظاہری حصہ کو دھونا ضروری ہے ---------- ۱۴۳

○ گھنی بھووں کا حکم ---------- ۱۴۴

○ داڑھی اگر گھنی ہو ---------- ۱۴۴

○ دواء کے اوپر سے وضو ---------- ۱۴۵

○ مہندی اور رنگ ---------- ۱۴۵

○ نیل پالش اور لپ اسٹک ---------- ۱۴۵

○ پینٹ بدن پر لگ جائے ---------- ۱۴۵

○ ووٹ کی نشانی کا حکم ---------- ۱۴۶

○ کسی شخص کے زائد ہاتھ پیروں کے دھونے کا حکم ---------- ۱۴۶

○ زائد انگلی کا حکم ---------- ۱۴۶

○ لمبے ناخنوں کے نیچے پانی پہنچانا فرض ہے ---------- ۱۴۷

○ وضو میں کوئی حصہ خشک رہ گیا ---------- ۱۴۷

○ بارش کے قطرات پر مسح کی نیت سے ہاتھ پھیرنا ---------- ۱۴۷

○ ہتھیلی کی باقی ماندہ تری سے مسح کرنا ---------- ۱۴۷

○ دیگر اعضاء کے مستعمل پانی سے مسح درست نہیں ---------- ۱۴۸

○ تنگ انگوٹھی وغیرہ کو ہلانا ---------- ۱۴۸

○ جس کے ہاتھ مفلوج ہوں وہ طہارت کیسے کرے؟ ---------- ۱۴۸

- وضو کی سنتیں ---------- ۱۴۹
- وضو کی نیت ---------- ۱۴۹
- بلا نیت وضو کا حکم ---------- ۱۵۰
- وضو میں بسم اللہ کیسے پڑھیں؟ ---------- ۱۵۰
- اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کیا کرے؟ ---------- ۱۵۱
- اٹیچ باتھ روم میں بسم اللہ؟ ---------- ۱۵۱
- بڑے برتن سے پانی کیسے لیں؟ ---------- ۱۵۱
- اعضاء وضو کا تین مرتبہ دھونا ---------- ۱۵۲
- ایک عضو کے خشک ہونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونا؟ ---------- ۱۵۲
- وسوسہ کا مریض شک پر عمل نہ کرے ---------- ۱۵۲
- انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ ---------- ۱۵۳
- داڑھی میں خلال کا مسنون طریقہ ---------- ۱۵۳
- پورے سر پر مسح کرنے کا حکم ---------- ۱۵۴
- سر دھونے سے مسح کا حکم ساقط ---------- ۱۵۴
- کانوں کا مسح کیسے کریں؟ ---------- ۱۵۴
- گردن کا مسح ---------- ۱۵۵
- گلے کا مسح مشروع نہیں ---------- ۱۵۵
- کانوں کے سوراخ میں تر انگلی ڈالنا ---------- ۱۵۵
- وضو کے دوران گفتگو کرنا ---------- ۱۵۵
- وضو کرتے وقت اونچی جگہ بیٹھنا ---------- ۱۵۵
- وضو کرانے میں دوسرے سے مدد لینا ---------- ۱۵۶
- مسواک کی وجہ سے نماز کے ثواب میں اضافہ ---------- ۱۵۶

○ مسواک کس لکڑی کی ہو؟ ---------- ۱۵۶

○ اگر مسواک میسر نہ ہو ---------- ۱۵۶

○ عورتیں مسواک کا ثواب کیسے حاصل کریں ---------- ۱۵۷

○ مسواک کرنے کا طریقہ ---------- ۱۵۷

○ مسواک کتنی بڑی ہو؟ ---------- ۱۵۸

○ روزہ میں مسواک ---------- ۱۵۸

○ وضو کے بعد تولیہ سے پونچھنا ---------- ۱۵۸

○ کان میں عطر کا پھایا رکھنے کی حالت میں وضو ---------- ۱۵۸

○ وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر کر کے دعا کرنا ---------- ۱۵۹

○ وضو کا بچا ہوا پانی پینا ---------- ۱۵۹

نواقضِ وضو

○ وضو کو توڑنے والی چیزیں ---------- ۱۶۰

○ وضو میں انجکشن ---------- ۱۶۰

○ وضو میں گلوکوز کی بوتل چڑھانا ---------- ۱۶۱

○ تھوک میں خون کا اثر ---------- ۱۶۱

○ زکام اور دکھتی آنکھ سے نکلنے والے پانی کا حکم ---------- ۱۶۱

○ آنکھ سے بہنے والے صاف پانی کا حکم ---------- ۱۶۲

○ کان بہنا ---------- ۱۶۲

○ پستان یا ناف سے تکلیف کے ساتھ پانی نکلنا ---------- ۱۶۲

○ بلغم میں جما ہوا خون آئے ---------- ۱۶۲

○ بچہ کو دودھ پلانا ناقض وضو نہیں ---------- ۱۶۳

○ زخم سے صرف کیڑا باہر آ گیا -- ۱۶۳
○ شرم گاہ سے کیڑا یا پتھری نکلنا -- ۱۶۳
○ شرم گاہ میں روئی رکھنا -- ۱۶۳
○ بواسیر کے مسے اور کانچ باہر آنا -- ۱۶۴
○ مذی اور ودی کا خروج -- ۱۶۴
○ گرمی دانے اگر پھوٹ جائیں -- ۱۶۴
○ کیا اپنا ننگا بدن دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ -- ۱۶۴
○ منہ بھر کر قے -- ۱۶۵
○ کون سی نیند ناقض وضو ہے؟ -- ۱۶۵
○ بیٹھے بیٹھے ٹیک لگا کر سونا -- ۱۶۵
○ سجدہ کی حالت میں نیند آنا -- ۱۶۶
○ عورت کا سجدہ کی حالت میں سونا -- ۱۶۶
○ اُونگھتے اُونگھتے گر جانا -- ۱۶۶
○ بیمار شخص لیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے سو جائے -- ۱۶۷
○ بے ہوشی ناقضِ وضو ہے -- ۱۶۷
○ پاگل پن ناقضِ وضو ہے -- ۱۶۷
○ نشہ چڑھنے سے نقضِ وضو -- ۱۶۷
○ نماز میں آواز سے ہنسنا -- ۱۶۸
○ نماز جنازہ کے دوران ہنسی -- ۱۶۸
○ نماز میں مسکرانے سے وضو نہیں ٹوٹتا -- ۱۶۹
○ وضو کے بعد عورت کو چھونا ناقض وضو نہیں -- ۱۶۹
○ وضو کے بعد شرم گاہ کو ہاتھ لگانا -- ۱۶۹

- وضو کے بعد بے ہودہ گفتگو ---------- ۱۶۹
- وضو کے بعد ناپاک چیز کو ہاتھ لگانا ---------- ۱۶۹
- وضو کے بعد سر وغیرہ منڈانا ---------- ۱۷۰
- وضو کے بعد زخم کا کھرنٹ اتارنا ---------- ۱۷۰

غسل کے مسائل

- غسل جنابت کا اہتمام ---------- ۱۷۱
- غسل کب واجب ہوتا ہے؟ ---------- ۱۷۱
- منی کا اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہونا ---------- ۱۷۲
- منی کا بلا شہوت اپنے مستقر سے جدا ہونا ---------- ۱۷۲
- غسل کے بعد خروجِ منی ---------- ۱۷۲
- لواطت سے غسل کا وجوب ---------- ۱۷۲
- جنبی عورت حائضہ ہوگئی ---------- ۱۷۳
- غسل کی قسمیں ---------- ۱۷۳
- غسل کے فرائض ---------- ۱۷۴
- غسلِ جنابت میں غرغرہ ---------- ۱۷۴
- کلی کے بجائے پانی پی جانا ---------- ۱۷۴
- غسل میں کلی کرنا بھول گیا ---------- ۱۷۵
- غسل میں کوئی حصہ خشک رہ گیا؟ ---------- ۱۷۵
- غسل کا مسنون طریقہ ---------- ۱۷۵
- عورت کے لئے غسلِ جنابت میں چوٹی کھولنا لازم نہیں ہے ---------- ۱۷۶
- مرد کے لئے بالوں کو کھول کر دھونا لازم ہے ---------- ۱۷۶

- کھو کھلے دانتوں کا میل اور ناک کی تر رینٹ مانع نہیں ---------- ۱۷۷
- سوکھی ہوئی رینٹ اور بدن پر جمے ہوئے آٹے کا حکم ---------- ۱۷۷
- مصنوعی دانتوں کے ساتھ غسل ---------- ۱۷۷
- دانتوں میں بندھے ہوئے تار مانع غسل نہیں ---------- ۱۷۷
- برہنہ غسل کرنا ---------- ۱۷۸
- غسل خانہ میں پیشاب کرنا ---------- ۱۷۸
- غسل خانہ اور بیت الخلاء میں بات چیت کرنا ---------- ۱۷۸
- ناف کا سوراخ دھونا ---------- ۱۷۸
- غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں ---------- ۱۷۸
- جمعہ وعیدین کے لئے غسل ---------- ۱۷۹
- جنابت، جمعہ اور عید کے لئے ایک ہی غسل ---------- ۱۷۹
- احرام باندھنے اور وقوفِ عرفہ کے لئے غسل ---------- ۱۷۹

جنابت کے احکام

- جنابت (حدثِ اکبر) سے حرام ہونے والے اعمال ---------- ۱۸۰
- جنبی کا عیدگاہ یا مدرسہ میں آنا ---------- ۱۸۰
- مسجد میں جنبی ہو جائے ---------- ۱۸۰
- جنبی کے نکلنے کا راستہ مسجد سے ہی ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۱۸۰
- حالتِ جنابت میں ذکر اور دعائیں ---------- ۱۸۱
- حالتِ جنابت میں سلام کلام ---------- ۱۸۱
- جنبی کا کھانا پینا ---------- ۱۸۱
- جنبی کے جھوٹے کا حکم ---------- ۱۸۱

- حالتِ جنابت میں عورت کا دودھ پلانا ---------- ۱۸۱
- جنبی کا بال، ناخون وغیرہ کاٹنا ---------- ۱۸۲
- جنبی کا اذان دینا ---------- ۱۸۲
- جنبی کا قرآنی آیت کا ترجمہ چھونا ---------- ۱۸۲
- جنبی کا دینی کتابیں چھونا ---------- ۱۸۲
- جنبی کا قرآنی آیات کے تمغے اور لاکٹ چھونا ---------- ۱۸۲
- جنبی کا قرآنِ کریم کو ٹائپ یا کمپیوٹر پر لکھنا ---------- ۱۸۳
- قرآنِ کریم کو آستین یا دامن کے واسطے سے چھونا ---------- ۱۸۳
- قرآن کے اوراق قلم وغیرہ کے ذریعہ پلٹنا ---------- ۱۸۳

تیمّم کا بیان

- تیمّم کی مشروعیت ---------- ۱۸۴
- تیمّم امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے ---------- ۱۸۵
- تیمّم کی شرطیں ---------- ۱۸۵
- تیمّم کرنا کب جائز ہے؟ ---------- ۱۸۶
- مرض میں کس کی رائے کا اعتبار ہے؟ ---------- ۱۸۶
- ریل میں تیمّم کا حکم ---------- ۱۸۶
- غسل کا تیمّم وضو کے لئے کافی ہے ---------- ۱۸۷
- قیدی کے لئے تیمّم ---------- ۱۸۸
- کن نمازوں کے لئے تیمّم کی خصوصی اجازت ہے؟ ---------- ۱۸۸
- تنگیٔ وقت کی وجہ سے تیمّم ---------- ۱۸۸
- فاقد الطہورین کا حکم ---------- ۱۸۹

- ہوائی جہاز کے مسافر کا حکم ---- ۱۸۹
- تیمّم کا طریقہ ---- ۱۸۹
- دوسرے شخص کا تیمّم کرانا ---- ۱۹۰
- بغیر ہاتھ پھیرے تیمّم کی صورت ---- ۱۹۰
- اکثر اعضاء زخمی ہونے کی صورت میں تیمّم کا حکم ---- ۱۹۰
- اگر ہاتھ کہنیوں تک کٹے ہوئے ہوں ---- ۱۹۱
- اگر ہاتھ کہنیوں کے اوپر سے کٹے ہوئے ہوں ---- ۱۹۱
- اگر دونوں ہاتھ کٹے ہوں اور چہرہ بھی مجروح ہو ---- ۱۹۱
- کن چیزوں پر تیمّم کرنا جائز ہے؟ ---- ۱۹۲
- گرد وغبار پر تیمّم ---- ۱۹۲
- سمینٹڈ دیوار اور ٹائل وغیرہ پر تیمّم ---- ۱۹۲
- ایک ہی جگہ پر کئی مرتبہ تیمّم کرنے کا حکم ---- ۱۹۳
- تیمّم سے ظاہری نجاست پاک نہیں ہوتی ---- ۱۹۳
- تیمّم کے درمیان حدث لاحق ہوجائے ---- ۱۹۳
- تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟ ---- ۱۹۳
- پانی پر قدرت کی وجہ سے تیمّم کا ٹوٹنا ---- ۱۹۴
- ٹھنڈک یا مرض ختم ہونے سے نقضِ تیمّم ---- ۱۹۴
- ایک عذر کے بعد دوسرا عذر پیش آنا ---- ۱۹۴
- کس تیمّم سے نماز پڑھنا صحیح ہے؟ ---- ۱۹۴
- عبادتِ غیر مقصودہ کے تیمّم سے نماز جائز نہیں ---- ۱۹۵
- نمازِ جنازہ فوت ہونے کے خطرہ سے کیئے گئے تیمّم کا حکم ---- ۱۹۵

موزوں پر مسح کا بیان

- مسح علی الخفین کی مشروعیت ---------- ۱۹۶
- مسح علی الخفین اہلِ سنت والجماعت کا امتیازی عقیدہ ہے ---------- ۱۹۷
- موزوں پر مسح صحیح ہونے کی شرطیں ---------- ۱۹۷
- مسح کرنے کا طریقہ ---------- ۱۹۸
- ایک انگلی سے مسح ---------- ۱۹۸
- تلوے کی جانب سے مسح کا اعتبار نہیں ---------- ۱۹۸
- مسح کے بجائے تر گھاس پر چلنا ---------- ۱۹۹
- کسی دوسرے شخص سے مسح کرانا ---------- ۱۹۹
- چمڑا چڑھے ہوئے موزوں پر مسح ---------- ۱۹۹
- چمڑے کے پائے تابہ والے موزوں پر مسح ---------- ۱۹۹
- دبیز موزوں (اونی، سوتی) پر مسح ---------- ۲۰۰
- پلاسٹک اور فوم کے موزوں پر مسح ---------- ۲۰۰
- مروجہ سوتی اور نائیلون کے موزوں کا حکم ---------- ۲۰۰
- خفین کے نیچے اونی یا سوتی موزے ---------- ۲۰۱
- باریک موزے تہ بتہ پہننے کے بعد مسح کا حکم ---------- ۲۰۱
- خفین کے اوپر سے اونی موزہ پہننا ---------- ۲۰۱
- مسح کی مدت ---------- ۲۰۱
- مسح کی مدت کی ابتدا کب سے؟ ---------- ۲۰۲
- حدثِ اول سے قبل خفین اتار دینا ---------- ۲۰۲
- مدتِ مسح ختم ہونے پر کیا کرے؟ ---------- ۲۰۲

- مسح کرنے والا مقیم مسافر ہو جائے ---------- ۲۰۲
- مسح کرنے والا مسافر مقیم ہو جائے ---------- ۲۰۳
- مسح کو توڑنے والی چیزیں ---------- ۲۰۳
- خفین میں کتنی پھٹن کا اعتبار ہے؟ ---------- ۲۰۴
- اگر موزہ کئی جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹا ہو ---------- ۲۰۴

زخم پر مسح کے مسائل

- زخم پر مسح ---------- ۲۰۵
- زخم کی پٹی پر مسح ---------- ۲۰۵
- پلاستر پر مسح ---------- ۲۰۵
- زخم اچھا ہونے پر پٹی گر جائے ---------- ۲۰۶
- پٹی بدلنے پر مسح کا اعادہ مستحب ہے ---------- ۲۰۶
- پٹی کے نیچے آنے والے زائد حصہ کا حکم ---------- ۲۰۶

معذور کے احکام

- معذور شرعی کون؟ ---------- ۲۰۷
- معذور کا حکم ---------- ۲۰۷
- معذور کا وقت سے پہلے وضو کرنا ---------- ۲۰۸
- اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز ---------- ۲۰۸
- نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عذر پیش آیا ---------- ۲۰۸
- نیا عذر پیش آنے سے نقضِ وضو ---------- ۲۰۹
- خروجِ ریاح کے مریض کا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ---------- ۲۰۹
- قطرہ کے مریض کے لئے طہارت کا آسان طریقہ ---------- ۲۰۹

- معذور کے کپڑوں کا حکم ---------- ۲۱۰
- مریض کے لئے ناپاک کپڑا بدلنا مشکل ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۲۱۰
- پیشاب کی نلکی کے ساتھ نماز ---------- ۲۱۰
- ہاتھ کٹا شخص وضو اور استنجاء کیسے کرے؟ ---------- ۲۱۱
- معذور کا امام بننا ---------- ۲۱۱

حیض ونفاس کا بیان

- حیض ونفاس کا فطری نظام ---------- ۲۱۲
- حیض کی تعریف ---------- ۲۱۴
- حیض کی کم سے کم مدت ---------- ۲۱۵
- حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت ---------- ۲۱۵
- پاکی کی کم از کم مدت ---------- ۲۱۵
- پاکی کی زیادہ سے زیادہ مدت ---------- ۲۱۵
- حیض کے خون کی رنگت ---------- ۲۱۵
- عادت کے خلاف دس دن کے اندر اندر خون کا حکم ---------- ۲۱۶
- عادت کے خلاف دس دن سے زائد خون ---------- ۲۱۶
- غیر معتادہ کے دس دن سے زائد خون کا حکم ---------- ۲۱۶
- پہلی ہی مرتبہ دس دن سے زائد خون آیا ---------- ۲۱۶
- کئی کئی دن کے وقفہ سے خون آئے ---------- ۲۱۷
- حالتِ حیض ونفاس میں نماز روزہ کا حکم ---------- ۲۱۸
- نماز کے دوران حیض آ گیا ---------- ۲۱۸
- نماز کے اخیر وقت میں حیض آ گیا ---------- ۲۱۸

- عادت سے پہلے خون بند ہونے پر نماز و جماع کا حکم ---------- ۲۱۸
- دس دن سے پہلے خون بند ہو گیا ---------- ۲۱۹
- دس دن پورے ہونے پر خون بند ہوا ---------- ۲۱۹
- حالتِ حیض میں ایک مستحب عمل ---------- ۲۱۹
- گدی رکھنے کا حکم ---------- ۲۱۹
- گدی کہاں رکھے؟ ---------- ۲۲۰
- خون بند ہونے پر غسل میں تاخیر ---------- ۲۲۰
- رمضان کے دن میں پاک ہونے والی عورت کو ہدایت ---------- ۲۲۰
- رمضان کی رات میں پاک ہوئی ---------- ۲۲۱
- حالتِ حیض میں سجدۂ تلاوت واجب نہیں ---------- ۲۲۱
- حائضہ کے آیتِ سجدہ پڑھنے سے سامع پر سجدہ کا وجوب ---------- ۲۲۱
- حالتِ حیض میں قرآنِ کریم کی تلاوت ممنوع ---------- ۲۲۲
- قرآن کی معلّمہ حالتِ حیض میں کس طرح سبق دے؟ ---------- ۲۲۲
- حالتِ حیض میں قرآن کو ہاتھ لگانا ---------- ۲۲۲
- تلاوت کی نیت کے بغیر قرآنی آیات پڑھنا ---------- ۲۲۲
- حالتِ حیض میں قرآنی اور نبوی دعائیں پڑھنا ---------- ۲۲۳
- حالتِ حیض میں سلام واذان کا جواب دینا ---------- ۲۲۳
- حالتِ حیض میں دینی کتابوں کا مطالعہ اور درس ---------- ۲۲۳
- حالتِ حیض میں قرآنِ کریم کی کمپوزنگ ---------- ۲۲۴
- قرآنی آیات والے طغرے وغیرہ چھونا ---------- ۲۲۴
- حالتِ حیض میں قرآن پر نظر ڈالنا ---------- ۲۲۴
- حالتِ حیض میں مسجد میں جانا ---------- ۲۲۵

- حالتِ حیض میں وعظ کی مجلس میں جانا ---------- ۲۲۵
- حالتِ حیض میں طواف کا حکم ---------- ۲۲۵
- حالتِ حیض ونفاس میں جماع حرام ہے ---------- ۲۲۵
- حالتِ حیض میں میاں بیوی کا ساتھ لیٹنا ---------- ۲۲۶
- حالتِ حیض میں الگ بستر پر سونا ---------- ۲۲۶
- حالتِ حیض میں جماع پر کفارہ ---------- ۲۲۶
- خون کے انقطاع کے بعد جماع ---------- ۲۲۷
- دس دن سے پہلے خون کے انقطاع کے بعد جماع؟ ---------- ۲۲۷
- حائضہ عورت کا کھانا پکانا ---------- ۲۲۸
- حالتِ حیض میں مہندی لگانا ---------- ۲۲۸
- دوا کے ذریعہ حیض کا خون بند کرنا ---------- ۲۲۸
- ابتداء کے بعد دوا کے ذریعہ حیض کو روکنا ---------- ۲۲۸
- نفاس ---------- ۲۲۹
- نفاس کی کم سے کم مدت ---------- ۲۲۹
- نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ---------- ۲۲۹
- اسقاطِ حمل کے بعد آنے والے خون کا حکم ---------- ۲۲۹
- آپریشن کے ذریعہ ولادت پر نفاس کا حکم ---------- ۲۳۰
- بچہ کٹ کٹ کر نکلے ---------- ۲۳۰
- بچہ کی پیدائش کے بعد خون کا تسلسل ---------- ۲۳۱
- استحاضہ ---------- ۲۳۱
- استحاضہ کا حکم ---------- ۲۳۱
- مستحاضہ اپنی عادت بھول جائے ---------- ۲۳۲

○ نو سال سے کم عمر میں آنے والے خون کا حکم ---------- ۲۳۳

○ پچپن سال کی عمر کے بعد خون کا حکم ---------- ۲۳۳

○ حالتِ حمل میں خون کا حکم ---------- ۲۳۴

○ لیکوریا کا حکم ---------- ۲۳۴

کتاب الصلوٰۃ

○ اوقاتِ نماز ---------- ۲۳۶

○ اسلام میں نماز کی اہمیت ---------- ۲۳۶

○ نماز برائی سے روکتی ہے ---------- ۲۳۷

○ نماز کی قبولیت کی شرط ---------- ۲۳۷

○ نماز کی چوری ---------- ۲۳۸

○ فجر کا وقت ---------- ۲۳۸

○ فجر کا مستحب وقت ---------- ۲۳۹

○ ظہر کا وقت ---------- ۲۳۹

○ ظہر کا مستحب وقت ---------- ۲۳۹

○ جمعہ کا وقت ---------- ۲۳۹

○ جمعہ کا مستحب وقت ---------- ۲۳۹

○ عصر کا وقت ---------- ۲۴۰

○ عصر کا مستحب وقت ---------- ۲۴۰

○ مغرب کا وقت ---------- ۲۴۰

○ مغرب کا مستحب وقت ---------- ۲۴۰

○ عشاء کا وقت ---------- ۲۴۱

- عشاء کا مستحب وقت ---------- ۲۴۱
- وتر کا وقت ---------- ۲۴۱
- وتر کا مستحب وقت ---------- ۲۴۱
- نماز اشراق کا وقت ---------- ۲۴۲
- نماز چاشت کا وقت ---------- ۲۴۲
- نماز عیدین کا مستحب وقت ---------- ۲۴۲
- کن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟ ---------- ۲۴۲
- سورج میں تغیر کی علامت ---------- ۲۴۲
- غروب شمس سے کچھ پہلے اسی دن کی عصر کی نماز ---------- ۲۴۳
- سورج کے طلوع کے وقت نماز فجر صحیح نہیں ---------- ۲۴۳
- بوقتِ غروب عصر کی نماز کا حکم ---------- ۲۴۳
- طلوع آفتاب کے وقت سجدۂ تلاوت ---------- ۲۴۳
- اوقاتِ مکروہہ میں نماز جنازہ ---------- ۲۴۴
- صبح صادق کے بعد قضا نماز ---------- ۲۴۴
- فجر کی نماز کے بعد قضا نماز ---------- ۲۴۴
- عصر کی نماز کے بعد قضا نماز ---------- ۲۴۴
- رمضان میں مغرب کی نماز قدرے تاخیر سے ادا کرنا ---------- ۲۴۵
- نماز کے بعد معلوم ہوا کہ وقت نکل چکا تھا ---------- ۲۴۵
- حجاز مقدس میں دو مثل سے قبل عصر کی نماز ---------- ۲۴۵
- نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھنا ---------- ۲۴۵
- جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہو وہاں نماز پڑھنے کا طریقہ ---------- ۲۴۶
- جہاں وقت عشاء نہ ملے ---------- ۲۴۶

اذان واقامت کے مسائل

- اذان کی ابتداء ---------- ۲۴۷
- اذان کا اجر وثواب ---------- ۲۴۸
- اذان! شیطان کے لئے تازیانہ ---------- ۲۴۹
- اذان اسلام کا شعار ہے ---------- ۲۵۰
- اذان کا جواب دینا باعثِ ثواب ہے ---------- ۲۵۰
- اذان کے وقت دعا کی قبولیت ---------- ۲۵۰
- مؤذن کسے بنایا جائے؟ ---------- ۲۵۱
- رہ گئی رسم اذاں...... ---------- ۲۵۱
- وقت سے پہلے دی گئی اذان کا حکم ---------- ۲۵۲
- بغیر وضو کے اذان واقامت کہنا ---------- ۲۵۲
- اذان کا مسنون طریقہ ---------- ۲۵۳
- اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنا ---------- ۲۵۳
- مسجد میں مائک کے ذریعہ اذان دینا ---------- ۲۵۳
- ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان پڑھنا ---------- ۲۵۳
- ٹیپ ریکارڈ میں اذان ---------- ۲۵۳
- اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے اذان واقامت کا حکم ---------- ۲۵۴
- جماعت ہونے کے بعد مسجد میں منفرد کی اذان ---------- ۲۵۴
- گھر میں جماعت کرتے وقت اذان واقامت کا حکم ---------- ۲۵۴
- عورتوں کی نماز کے لئے اذان واقامت مکروہ ہے ---------- ۲۵۵
- سفر میں اذان کہنا ---------- ۲۵۵
- سواری پر اذان ---------- ۲۵۵

- بیٹھ کر اذان کہنا ---------- ۲۵۵
- اذان اور اقامت کے کسی کلمہ کا چھوٹ جانا ---------- ۲۵۶
- الصلاۃ خیر من النوم چھوٹ گیا ---------- ۲۵۶
- نابالغ بچہ کی اذان ---------- ۲۵۶
- داڑھی کٹانے والے کی اذان واقامت ---------- ۲۵۷
- دورانِ اذان مؤذن بے ہوش ہوجائے وغیرہ ---------- ۲۵۷
- دورانِ اذان واقامت چلنا پھرنا ممنوع ہے ---------- ۲۵۷
- عام نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان فصل ---------- ۲۵۷
- مغرب کی اذان اور اقامت میں کتنی تاخیر کی جائے؟ ---------- ۲۵۸
- جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے باہر دی جائے یا اندر ---------- ۲۵۸
- بیک وقت کئی اذانوں کا جواب کس طرح دیا جائے ---------- ۲۵۸
- اذان پوری ہونے کے بعد ایک ساتھ جواب دینا ---------- ۲۵۸
- الصلاۃ خیر من النوم کا جواب ---------- ۲۵۹
- اثناء تلاوت اذان شروع ہوجائے تو کیا کرے؟ ---------- ۲۵۹
- وضو کے درمیان اذان کا جواب دینا ---------- ۲۶۰
- وعظ وتعلیم کے دوران اذان کا جواب دینا ---------- ۲۶۰
- کلمۂ شہادت سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرنا ---------- ۲۶۰
- نماز کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے اذان ---------- ۲۶۰
- نومولود بچہ کے کان میں اذان دینے کا طریقہ ---------- ۲۶۱
- قبر پر اذان بدعت ہے ---------- ۲۶۱
- اقامت کا مسنون طریقہ ---------- ۲۶۱
- اقامت میں حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح پر منہ پھیرنا ---------- ۲۶۲

○ مؤذن کے علاوہ دوسرے کا تکبیر کہنا -- ۲۶۲
○ کیا اقامت پہلی صف میں ہی ضروری ہے؟ -- ۲۶۳
○ اذان سے پہلے سنتیں پڑھنا -- ۲۶۳
○ اقامت سے کچھ پہلے مسجد میں پہنچا -- ۲۶۳

شرائطِ نماز

○ بدن پر معمولی سی نجاستِ غلیظہ لگے رہنے کے ساتھ نماز -- ۲۶۴
○ نجاستِ خفیفہ کے ساتھ نماز -- ۲۶۴
○ جیب میں گندہ انڈا رکھ کر نماز پڑھنا -- ۲۶۵
○ پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا -- ۲۶۵
○ ناپاک بدن والے بچہ کا نمازی پر چڑھ جانا -- ۲۶۵
○ ایسی جانماز پر نماز پڑھنا جس کا ایک حصہ ناپاک ہو -- ۲۶۶
○ ایسی چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا جس کا ایک کونہ ناپاک ہو -- ۲۶۶
○ خشک ناپاک زمین پر نماز پڑھنا -- ۲۶۷
○ پرال یا گھاس پر نماز پڑھنا -- ۲۶۷
○ ناپاک زمین پر کپڑا یا چٹائی بچھا کر نماز پڑھنا -- ۲۶۷
○ ناپاک زمین پر شیشہ بچھا کر نماز پڑھنا -- ۲۶۷
○ اخبار بچھا کر نماز پڑھنا -- ۲۶۸
○ گوبر سے لپی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا -- ۲۶۸
○ جوتوں پر پیر رکھ کر نمازِ جنازہ کے لئے کھڑے ہونا -- ۲۶۸

ستر کے احکام

○ نماز میں مرد کو کن اعضاء کو چھپانا ضروری ہے؟ -- ۲۶۹

- نماز میں عورت کے اعضاء مستورہ ---------- ۲۶۹
- عورت کا آدھی آستین پہن کر دوپٹے سے چھپا کر نماز پڑھنا ---------- ۲۷۰
- کتنا حصۂ ستر کھلنا مانع نماز ہے؟ ---------- ۲۷۱
- جنس اور ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا ---------- ۲۷۱
- نماز میں جان بوجھ کر ستر کھولنا ---------- ۲۷۲
- اندھیرے کمرے میں بھی ستر ضروری ہے ---------- ۲۷۲
- اگر ستر کے لئے کوئی چیز دستیاب نہ ہو تو نماز کیسے پڑھے؟ ---------- ۲۷۲
- اگر پورے ستر کو چھپانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا کرے؟ ---------- ۲۷۳
- ستر کے لئے صرف ریشم کا کپڑا مہیا ہو ---------- ۲۷۳
- چست لباس پہن کر نماز پڑھنا ---------- ۲۷۳
- انتہائی باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا ---------- ۲۷۴
- نماز میں باریک دوپٹہ کا استعمال ---------- ۲۷۴
- عورت کی چٹیا بھی ستر ہے ---------- ۲۷۴
- ساڑی پہن کر نماز پڑھنا ---------- ۲۷۴
- دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا ---------- ۲۷۵
- ننگے سر نماز پڑھنا ---------- ۲۷۵

مسائل استقبالِ قبلہ

- شریعت میں قبلہ کی حیثیت ---------- ۲۷۶
- مکہ مکرمہ میں مقیم شخص کا قبلہ ---------- ۲۷۸
- مکہ معظّمہ سے باہر رہنے والوں کا قبلہ ---------- ۲۷۸
- قبلہ عمارتِ کعبہ کا نام نہیں ---------- ۲۷۸

- حطیم جزوِقبلہ نہیں ---------- ۲۷۹
- کعبہ کے اندر یا چھت پر نماز پڑھنے والے کا قبلہ ---------- ۲۷۹
- کعبہ کے اندر نماز باجماعت میں صفوں کی ترتیب ---------- ۲۷۹
- مسجدِ حرام میں امام سے آگے اس رخ میں نماز پڑھنا ---------- ۲۸۰
- قبلہ کی سمت جاننے کے ذرائع ---------- ۲۸۱
- کیا قبلہ کی تعیین میں غیر مسلم کا قول معتبر ہے؟ ---------- ۲۸۲
- برصغیر ہندو پاک میں قبلہ کا صحیح رخ جاننے کا آسان طریقہ ---------- ۲۸۲
- قبلہ سے معمولی انحراف مضر نہیں ---------- ۲۸۳
- سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۲۸۳
- نماز کے بعد قبلہ کی غلطی کا علم ہوا ---------- ۲۸۳
- دورانِ نماز معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری طرف ہے ---------- ۲۸۳
- بغیر تحری کے نماز پڑھنا ---------- ۲۸۴
- ریل اور جہاز میں استقبالِ قبلہ ---------- ۲۸۴
- دورانِ نماز ریل اور جہاز کا گھوم جانا ---------- ۲۸۵
- فرض نمازوں میں استقبالِ قبلہ سے عاجز رہ جانے والے کا حکم ---------- ۲۸۵
- سواری پر نفل نماز پڑھنے والے کے لئے رخصت ---------- ۲۸۶
- نماز کے دوران سینہ قبلہ سے پھر جانا ---------- ۲۸۶
- نماز کے دوران چہرہ قبلہ سے پھر جانا ---------- ۲۸۶

نیت کے مسائل

- نیت کی حقیقت ---------- ۲۸۷
- نیت کا مقصد ---------- ۲۸۷

- کیا زبان سے نیت کرنا ضروری ہے؟ ---------- ۲۸۷
- منفرد نمازی کی نیت ---------- ۲۸۸
- مقتدی کی نیت ---------- ۲۸۸
- امام کے لئے امامت کی نیت لازم نہیں ---------- ۲۸۹
- عورتوں کی اقتداء کی نیت ---------- ۲۸۹
- نیت کا اصل وقت ---------- ۲۹۰
- استحضارِ نیت کی علامت ---------- ۲۹۰
- کیا پوری نماز میں نیت کا استحضار لازم ہے؟ ---------- ۲۹۰
- قضاء عمری کی نیت ---------- ۲۹۰
- کسی نقص کی وجہ سے واجب الاعادہ نماز کی نیت ---------- ۲۹۱
- نماز وتر کی نیت ---------- ۲۹۱
- سننِ مؤکدہ میں تعیین شرط نہیں ---------- ۲۹۱
- نماز تراویح کی نیت ---------- ۲۹۲
- نوافل میں مطلق نیت ---------- ۲۹۲
- نمازِ جنازہ کی نیت ---------- ۲۹۲
- سجدۂ تلاوت کی نیت ---------- ۲۹۲
- کیا ہر آیتِ سجدہ کے لئے الگ الگ نیت ضروری ہے؟ ---------- ۲۹۳
- خطبۂ جمعہ کے لئے نیت کی شرط ---------- ۲۹۳
- رکعات کی تعداد میں غلطی مضر نہیں ---------- ۲۹۳
- اداء اور قضاء کی نیت میں الٹ پلٹ ---------- ۲۹۳
- فرائض میں ریا کا اعتبار نہیں ---------- ۲۹۳
- ریا کی علامت ---------- ۲۹۴

نماز کے فرائض

- فرائض نماز ---------- ۲۹۵
- ان پڑھ اور گونگا کیسے نماز شروع کرے؟ ---------- ۲۹۵
- ''اللہ اکبار'' کہنا مفسدِ صلوٰۃ ہے ---------- ۲۹۵
- ''آللہ اکبر'' یا ''اللہ آکبر'' کہنے کا حکم ---------- ۲۹۶
- اگر امام سے پہلے مقتدی کی تکبیر ختم ہوگئی ---------- ۲۹۶
- آدھی تکبیر قیام میں اور آدھی رکوع کی حالت میں کہی ---------- ۲۹۷
- بلا عذر بیٹھ کر نماز فرض جائز نہیں ---------- ۲۹۷
- ایک پیر پر وزن ڈال کر نماز پڑھنا ---------- ۲۹۷
- کُبڑے شخص کا قیام ---------- ۲۹۷
- نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا ---------- ۲۹۸
- سواری پر نفل نماز ---------- ۲۹۸
- سواری پر فرض نماز ---------- ۲۹۸
- بس کا مسافر کیا کرے؟ ---------- ۲۹۹
- اگر تکیہ لگا کر کھڑا ہونے پر قادر ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۲۹۹
- دورانِ نماز ٹیک لگانا ---------- ۲۹۹
- نفل نماز کچھ کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا ---------- ۳۰۰
- نماز میں کتنی مقدار قرأت فرض ہے؟ ---------- ۳۰۰
- نماز کی کن کن رکعات میں قرأت فرض ہے؟ ---------- ۳۰۰
- جو شخص قرآن پڑھا ہوا نہ ہو وہ نماز کیسے پڑھے؟ ---------- ۳۰۱
- گونگا شخص نماز کیسے پڑھے؟ ---------- ۳۰۱

- نماز کے دوران دیکھ کرناظرہ قرآن پڑھنا ---------- ۳۰۱
- فرض رکوع کی حد ---------- ۳۰۱
- سجدہ کی تعریف ---------- ۳۰۲
- اگرصرف رخسار یا ٹھوڑی زمین پر رکھی تو سجدہ صحیح نہ ہوگا ---------- ۳۰۲
- ہتھیلی پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرنا ---------- ۳۰۲
- بھیڑ کے وقت اپنی ران پر سجدہ کرنا ---------- ۳۰۳
- نمازی کا دوسرے نمازی کی پیٹھ پر سجدہ کرنا ---------- ۳۰۳
- کھڑے ہونے کی جگہ سے اونچی جگہ سجدہ کرنا ---------- ۳۰۳
- قرأت کی شرعی تعریف ---------- ۳۰۳
- کبڑا شخص کیسے رکوع کرے؟ ---------- ۳۰۴
- مقتدی کا امام سے پہلے رکوع میں چلے جانا ---------- ۳۰۴
- رکوع کی حالت میں تکبیر تحریمہ معتبر نہیں ---------- ۳۰۵
- بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص رکوع کس طرح کرے؟ ---------- ۳۰۵
- صرف پیشانی پر سجدہ ---------- ۳۰۵
- صرف ناک پر سجدہ ---------- ۳۰۶
- سجدہ میں قدم زمین پر رکھنے کی تحقیق ---------- ۳۰۶
- بھس یا پوال پر سجدہ ---------- ۳۰۷
- چاول اور مکئی کے ڈھیر پر سجدہ ---------- ۳۰۸
- غلہ کی بوری پر سجدہ ---------- ۳۰۸
- قوم کی صف پر سجدہ ---------- ۳۰۸
- ایک رکعت میں کتنے سجدے فرض ہیں؟ ---------- ۳۰۸
- قیام، رکوع اور سجدہ میں ترتیب لازم ہے ---------- ۳۰۹

○ قعدۂ اخیرہ میں فرض کی مقدار ---- ۳۰۹
○ سونے کی حالت میں ارکانِ نماز ادا کرنا ---- ۳۰۹
○ رکوع یا سجدہ کی حالت میں سوجانا ---- ۳۱۰
○ نماز کو بالقصد ختم کرنا ---- ۳۱۰

نماز کے واجبات

○ واجب کا حکم اور اس کی حیثیت ---- ۳۱۱
○ واجباتِ نماز ---- ۳۱۱
○ (۱) تکبیر تحریمہ میں ''اللہ اکبر'' کہنا ---- ۳۱۲
○ (۲) سورۂ فاتحہ پڑھنا ---- ۳۱۲
○ (۳) سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا ---- ۳۱۳
○ (۴) فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں قرأت کی تعیین ---- ۳۱۳
○ (۵) سورۂ فاتحہ کا قرأت سے پہلے پڑھنا ---- ۳۱۳
(۶) سورۂ فاتحہ کا تکرار نہ کرنا ---- ۳۱۳
○ (۷) جہری نمازوں میں جہر کرنا ---- ۳۱۴
○ (۸) سری نمازوں میں آہستہ قرأت ---- ۳۱۴
○ (۹) تعدیلِ ارکان ---- ۳۱۵
○ (۱۰) قومہ کرنا ---- ۳۱۵
○ (۱۱) سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک زمین پر رکھنا ---- ۳۱۵
○ (۱۲) ہر رکعت میں دونوں سجدے لگاتار کرنا ---- ۳۱۵
○ (۱۳) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا ---- ۳۱۶
○ (۱۴) قعدۂ اولیٰ ---- ۳۱۶

○ (۱۵) قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنا ---------------------------- ۳۱۶
○ (۱۶) قعدہ اولیٰ کے بعد بلاتاخیر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا ------------ ۳۱۶
○ (۱۷) افعالِ نماز میں بلا فصل ترتیب باقی رکھنا ---------------------------- ۳۱۷
○ (۱۸) لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا ---------------------------------- ۳۱۷
○ (۱۹) وتر کی نماز میں قنوت پڑھنا ------------------------------------ ۳۱۷
○ (۲۰) عیدین میں تکبیراتِ زائدہ --------------------------------------- ۳۱۸
○ (۲۱) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر -------------------------- ۳۱۸

فوت شدہ نمازوں کی قضا کا بیان

○ قضاء نمازوں کی ادائیگی کی فکر -- ۳۱۹
○ قضاء عمری کا آسان طریقہ -- ۳۱۹
○ قضاء عمری پڑھنے کے اوقات -- ۳۱۹
○ بعض وہ اعذار جن کی بنا پر نماز کو مؤخر کرنے کی گنجائش ہے؟ -------------------- ۳۲۰
○ صاحبِ ترتیب کے لئے پنج وقتہ نمازوں اور وتر کے درمیان ترتیب لازم ہے -------- ۳۲۱
○ کن اعذار کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے؟ ---------------------------- ۳۲۱
○ ظہر کا قضا ہونا یاد نہ رہا پھر عصر پڑھ لی تو اب کیا کرے؟ ------------------------ ۳۲۱
○ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد پتہ چلا کہ ظہر کی نماز بلا وضو پڑھی گئی ------------------ ۳۲۲
○ وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ اس نے عشاء نہیں پڑھی ------------------------- ۳۲۲
○ جب فوت شدہ نمازیں چھ سے زائد ہو جائیں تو بعض کی ادائیگی سے ترتیب کا حکم دوبارہ لاگو نہیں ہوگا -- ۳۲۲
○ اگر تمام فوت شدہ نمازیں لوٹا لیں تو ترتیب کا حکم دوبارہ لازم ہو جائے گا ----------- ۳۲۳
○ ترکِ ترتیب کی وجہ سے نماز کا فساد کب تک موقوف رہتا ہے ---------------------- ۳۲۳

- چھوٹی ہوئی نمازوں کا فدیہ ---------- ۳۲۴
- عام نوافل کے مقابلہ میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء افضل اوراہم ہے ---------- ۳۲۵
- فوت شدہ نمازوں کی قضاء برسرعام نہ کی جائے ---------- ۳۲۵

مسائل سجدۂ سہو

- سجدۂ سہو کیوں مشروع ہے؟ ---------- ۳۲۷
- سجدۂ سہو کے وجوب کے اسباب ---------- ۳۲۷
- سجدۂ سہو کا طریقہ ---------- ۳۲۸
- نماز میں جان بوجھ کر غلطی کی تلافی سجدۂ سہو سے نہیں ہوسکتی ---------- ۳۲۸
- سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا ---------- ۳۲۸
- سورۂ فاتحہ کی کوئی ایک آیت چھوڑنا بھی موجبِ سجدۂ سہو ہے ---------- ۳۲۸
- سورۂ فاتحہ کے بجائے بھول سے کوئی اور سورت شروع کردی ---------- ۳۲۹
- فرض نمازوں میں سورۂ فاتحہ کا تکرار ---------- ۳۲۹
- سنن ونوافل میں سورۂ فاتحہ کا تکرار ---------- ۳۳۰
- ضم سورت کے بعد سورۂ فاتحہ کا دوبارہ پڑھنا ---------- ۳۳۰
- سورت ملائے بغیر رکوع میں چلا گیا تو کیا کرے؟ ---------- ۳۳۰
- قومہ اور جلسہ میں جلد بازی سے سجدۂ سہو کا وجوب ---------- ۳۳۰
- کسی رکعت کا بھولا ہوا ایک سجدہ اگلی رکعت میں ادا کیا ---------- ۳۳۱
- قعدہ میں تشہد سے پہلے کچھ اور پڑھنا ---------- ۳۳۱
- قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھ لینا ---------- ۳۳۱
- تشہد کا کچھ حصہ چھوڑ دینا ---------- ۳۳۲
- قعدۂ اولیٰ میں تشہد کا تکرار ---------- ۳۳۲

- قعدۂ اخیرہ میں تشہد کا تکرار ---------- ۳۳۲
- قعدۂ اولیٰ کا سہواً ترک کردینا ---------- ۳۳۲
- سری نمازوں میں کتنی آیتوں کو جہراً پڑھنا موجبِ سہو ہے؟ ---------- ۳۳۳
- جہری نمازوں میں آہستہ قرأت ---------- ۳۳۳
- اگر تشہد یا ثناء جہراً پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں ---------- ۳۳۳
- وتر میں دعائے قنوت کی تکبیر چھوڑ دی ---------- ۳۳۳
- وتر میں دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا ---------- ۳۳۴
- سجدۂ سہو سے پہلے ایک سلام پھیرنا ---------- ۳۳۴
- قعدۂ اخیرہ کے وقت بھول سے کھڑا ہو گیا ---------- ۳۳۴
- آخری قعدہ میں سلام پھیرنے کے بجائے کھڑا ہو گیا ---------- ۳۳۵
- کب تک سجدۂ سہو کر سکتا ہے؟ ---------- ۳۳۵
- قعدۂ اولیٰ پر غلطی سے سلام پھیرنا ---------- ۳۳۶
- نمازِ عید اور جمعہ وغیرہ میں سہو کا پیش آنا ---------- ۳۳۶
- رکعتوں کی تعداد میں شک ہونا ---------- ۳۳۷
- نماز کے دوران سوچتے رہ جانا ---------- ۳۳۷
- نماز کی رکعتوں کے بارے میں امام اور مقتدیوں میں اختلاف ---------- ۳۳۷
- وتر کی رکعتوں میں شک ---------- ۳۳۸

نماز کی سنتیں

- سنت کی حقیقت ---------- ۳۳۹
- نماز میں کتنی سنتیں ہیں؟ ---------- ۳۳۹
- (۱) اذان واقامت ---------- ۳۳۹

○ (۲) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا ---------- ۳۴۰

○ (۳) رفع یدین کے وقت انگلیاں اپنے حال پر رکھنا ---------- ۳۴۰

○ (۴) امام کا تکبیرات کو بلند آواز سے کہنا ---------- ۳۴۰

○ (۵) ثنا پڑھنا ---------- ۳۴۱

○ (۶) اعوذ باللہ پڑھنا ---------- ۳۴۱

○ (۷) بسم اللہ پڑھنا ---------- ۳۴۱

○ (۸) آمین کہنا ---------- ۳۴۲

○ (۹) ثنا، تعوذ، وتسمیہ اور آمین کو آہستہ پڑھنا ---------- ۳۴۲

○ (۱۰) ہاتھ باندھتے وقت دایاں ہاتھ اوپر اور بایاں نیچے رکھنا ---------- ۳۴۲

○ (۱۱) مرد اور عورت کے ہاتھ باندھنے کی جگہ ---------- ۳۴۲

○ (۱۲) تکبیراتِ انتقالیہ ---------- ۳۴۲

○ (۱۳) رکوع میں تسبیحات پڑھنا ---------- ۳۴۳

○ (۱۴) سجدہ میں تسبیحات پڑھنا ---------- ۳۴۳

○ (۱۵) رکوع میں دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو پکڑنا ---------- ۳۴۳

○ (۱۶) ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے وقت انگلیاں کیسے رکھیں؟ ---------- ۳۴۳

○ (۱۷) قعدہ میں بیٹھنے کی مسنون کیفیت ---------- ۳۴۴

○ (۱۸) آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا ---------- ۳۴۴

○ (۱۹) قعدہ اخیر میں درود شریف کے بعد دعا پڑھنا ---------- ۳۴۴

○ (۲۰) شہادت کے وقت انگلی اٹھانا ---------- ۳۴۴

نماز کے آداب ومستحبات

○ ادب اور مستحب کی شرعی حیثیت ---------- ۳۴۵

- مستحب پر اصرار جائز نہیں ---------- ۳۴۵
- عوام کی بے اعتدالی ---------- ۳۴۶
- تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ چادر سے باہر نکالنا ---------- ۳۴۶
- قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ میں نظر کہاں رہے؟ ---------- ۳۴۷
- سلام پھیرتے وقت نظریں کہاں رہیں؟ ---------- ۳۴۷
- نماز میں قرأت کی مستحب مقدار ---------- ۳۴۷
- ہر رکعت میں پوری سورت پڑھنا افضل ہے ---------- ۳۴۸
- جمعہ کے دن نمازِ فجر میں قرأتِ مستحبہ ---------- ۳۴۹
- فرض کی آخری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ---------- ۳۴۹
- کھانسی اور ڈکار کو روکنا ---------- ۳۴۹
- جمائی کے وقت منہ بند کرنا ---------- ۳۴۹
- مقتدی نماز کے لئے کب کھڑے ہوں؟ ---------- ۳۵۰

نماز کا مسنون طریقہ

- جب مصلیٰ پر کھڑے ہوں ---------- ۳۵۴
- جب نماز شروع کریں ---------- ۳۵۵
- قیام کی حالت ---------- ۳۵۵
- رکوع کی حالت ---------- ۳۵۶
- قومہ کی حالت ---------- ۳۵۷
- سجدہ میں جانے کا صحیح طریقہ ---------- ۳۵۸
- سجدہ کی حالت ---------- ۳۵۸
- دونوں سجدوں کے درمیان ---------- ۳۵۹

- دوسرا سجدہ ---------- ۳۵۹
- سجدہ سے قیام کی طرف ---------- ۳۶۰
- قعدے کی حالت ---------- ۳۶۰
- سلام ---------- ۳۶۱
- نماز کے بعد ---------- ۳۶۱
- عورت اور مرد کی نماز کی کیفیت میں فرق ---------- ۳۶۲

مکروہاتِ نماز

- کراہت کا مطلب ---------- ۳۶۶
- کراہت کی قسمیں ---------- ۳۶۶
- مکروہ کا اثر نماز پر ---------- ۳۶۷

مکروہاتِ تحریمیہ

- سر یا کندھوں پر کپڑا ڈال کر دونوں جانب چھوڑ دینا ---------- ۳۶۸
- دورانِ نماز دامن یا آستین کو چڑھا کر رکھنا ---------- ۳۶۸
- دورانِ نماز کپڑے یا بدن سے کھیلنا ---------- ۳۶۹
- پیشاب، پاخانہ کے تقاضے کے وقت نماز پڑھنا ---------- ۳۷۰
- مرد کا بالوں کو باندھ کر نماز پڑھنا ---------- ۳۷۰
- دورانِ نماز سجدے کی جگہ کو بار بار صاف کرنا ---------- ۳۷۱
- انگلیاں چٹخانا ---------- ۳۷۱
- دورانِ نماز انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا ---------- ۳۷۲
- نماز کے دوران اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھنا ---------- ۳۷۲
- نماز میں چہرہ اِدھر اُدھر گھمانا ---------- ۳۷۲

○ بلاضرورت ٹیک لگا کر نماز پڑھنا ---------- ۳۷۳

○ نماز میں سرین کے بل بیٹھنا ---------- ۳۷۳

○ صرف لنگی یا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا ---------- ۳۷۳

○ کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھنا ---------- ۳۷۳

○ رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرأت کرنا ---------- ۳۷۴

○ نماز میں پنکھا جھلنا ---------- ۳۷۴

○ امام سے پہلے ارکان ادا کرنا ---------- ۳۷۴

○ غسل خانہ، بیت الخلاء وغیرہ میں نماز پڑھنا ---------- ۳۷۴

○ قبرستان میں نماز پڑھنا ---------- ۳۷۴

○ بیچ راستہ میں نماز پڑھنا ---------- ۳۷۵

○ درمیان سے سر کھول کر نماز پڑھنا ---------- ۳۷۵

○ صرف پیشانی پر سجدہ کرنا ---------- ۳۷۵

○ مرد کا زمین سے چپک کر سجدہ کرنا ---------- ۳۷۵

○ کسی آدمی کے چہرے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ---------- ۳۷۶

○ نماز میں بلا آواز ہنسنا ---------- ۳۷۶

○ نماز میں آسمان کی جانب نگاہ اٹھانا ---------- ۳۷۶

○ ترتیب کے خلاف قرأت کرنا ---------- ۳۷۶

○ پچھلی صف میں تنہا کھڑا ہونا ---------- ۳۷۶

○ امام کا بلند مقام پر کھڑے ہو کر امامت کرنا ---------- ۳۷۷

○ امام کا آنے والے کے لئے قرأت یا رکوع لمبا کرنا ---------- ۳۷۷

مکروہاتِ تنزیہیہ

○ اشارے سے سلام کا جواب دینا ---------- ۳۷۸

- بلا عذر چار زانو بیٹھنا ---------- ۳۷۸
- ایک پیر پر زور دے کر کھڑے ہونا ---------- ۳۷۸
- ایڑیوں پر بیٹھنا ---------- ۳۷۸
- نوافل میں پہلی رکعت کو زیادہ طویل کرنا ---------- ۳۷۸
- دوسری رکعت کو پہلی سے طویل کرنا ---------- ۳۷۹
- ننگے سر نماز پڑھنا ---------- ۳۷۹
- تسبیحات کا شمار انگلیوں پر کرنا ---------- ۳۷۹
- نامناسب کپڑے پہن کر نماز پڑھنا ---------- ۳۷۹
- نماز میں سینہ آگے نکال کر اکڑ کر کھڑا ہونا ---------- ۳۸۰
- نماز میں جان بوجھ کر خوشبو سونگھنا ---------- ۳۸۰
- نماز میں بلا ضرورت جوں یا مچھر وغیرہ مارنا ---------- ۳۸۰
- نماز میں کندھا کھلا رکھنا ---------- ۳۸۰
- نماز میں جمائی لینا ---------- ۳۸۱
- نماز میں آنکھیں بند رکھنا ---------- ۳۸۱
- بلا شدید عذر کے تھوکنا یا ناک سنکنا ---------- ۳۸۱
- بلا ضرورت پسینہ صاف کرنا ---------- ۳۸۱
- امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا ---------- ۳۸۲
- تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھوں کو کانوں سے نیچے یا اوپر کرنا ---------- ۳۸۲
- بھوک کے وقت کھانا سامنے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا ---------- ۳۸۲
- رکوع میں سر کو برابر نہ رکھنا ---------- ۳۸۲
- سجدہ میں جاتے ہوئے مستحب ترتیب کے خلاف کرنا ---------- ۳۸۳
- تکبیراتِ انتقالیہ کب تک پوری کر لی جائیں؟ ---------- ۳۸۳

- دوسرے کی زمین پر بلا اجازت نماز پڑھنا ---------- ۳۸۳
- اپنی پگڑی یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کرنا ---------- ۳۸۳
- نیت باندھتے وقت بائیں ہاتھ کو اوپر رکھنا ---------- ۳۸۳
- نماز پڑھنے کے دوران کوئی لکھی ہوئی چیز پڑھ لینا ---------- ۳۸۴
- لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا حکم ---------- ۳۸۴

نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں

- نماز میں گفتگو کرنا ---------- ۳۸۵
- نماز میں دنیوی ضرورت والے الفاظ سے دعا مانگنا ---------- ۳۸۵
- نماز میں سلام کرنا ---------- ۳۸۵
- نماز میں سلام کا جواب دینا ---------- ۳۸۶
- نماز میں مصافحہ کرنا ---------- ۳۸۶
- نماز میں عملِ کثیر کرنا ---------- ۳۸۶
- دورانِ نماز جیب سے موبائل نکال کر سوئچ بند کرنا ---------- ۳۸۶
- نماز میں سینہ قبلہ سے پھیرنا ---------- ۳۸۷
- نماز کے دوران کھانا پینا ---------- ۳۸۷
- دانت میں اٹکی ہوئی چیز کو نگلنا ---------- ۳۸۷
- بلا عذر کھنکھارنا ---------- ۳۸۸
- نماز پڑھتے ہوئے زور سے پھونک مارنا ---------- ۳۸۸
- نماز میں رونا اور کراہنا ---------- ۳۸۹
- چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہہ کر جواب دینا ---------- ۳۸۹
- کلماتِ ذکر کو عام گفتگو کی جگہ استعمال کرنا ---------- ۳۸۹

- دورانِ نماز چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا ---------- ۳۸۹
- قرآنِ کریم کی کسی آیت کو جواب کی جگہ استعمال کرنا ---------- ۳۹۰
- تیمّم کر کے نماز پڑھنے والا دورانِ نماز پانی پر قادر ہو گیا ---------- ۳۹۰
- اَن پڑھ شخص نے دورانِ نماز کوئی آیت سیکھ لی ---------- ۳۹۰
- دورانِ نماز موزوں پر مسح کی مدت پوری ہو گئی ---------- ۳۹۱
- ننگے شخص کو کپڑا میسر آ گیا ---------- ۳۹۱
- اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنے والے کو قدرت حاصل ہو گئی ---------- ۳۹۱
- صاحبِ ترتیب شخص کو فوت شدہ نماز یاد آ گئی ---------- ۳۹۲
- نااہل شخص کو نائب بنا دینا ---------- ۳۹۲
- نماز پڑھتے ہوئے وقت نکل گیا ---------- ۳۹۳
- زخم درست ہو کر پٹی کھل گئی ---------- ۳۹۳
- معذور شرعی کا عذر زائل ہو جانا ---------- ۳۹۳
- دورانِ نماز قصداً حدث کرنا ---------- ۳۹۴
- عورت کا مرد کے دائیں بائیں یا سامنے کھڑا ہونا ---------- ۳۹۴
- مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں؟ ---------- ۳۹۵
- دورانِ نماز ستر کھل جانا ---------- ۳۹۶
- حدث کے بعد وضو کے لئے جاتے اور آتے ہوئے قرآن پڑھنا ---------- ۳۹۶
- نماز میں وضو ٹوٹنے کے بعد بلا عذر اپنی جگہ ٹھہرے رہنا ---------- ۳۹۷
- قریب پانی رہتے ہوئے دور جانا ---------- ۳۹۷
- حدث کے شک میں مسجد سے یا صفوں سے باہر نکل گیا ---------- ۳۹۷
- بے وضو ہونے کے خیال میں وضو کے لئے چل پڑا ---------- ۳۹۸
- امام کے علاوہ دوسرے شخص کو لقمہ دینا ---------- ۳۹۹

- امام کا غیر مقتدی سے لقمہ لینا ---------- ۳۹۹
- نئی نماز شروع کرنے کی نیت سے تکبیرِ تحریمہ کہنا ---------- ۳۹۹
- دورانِ نماز قرآنِ پاک دیکھ کر پڑھنا ---------- ۳۹۹
- مقتدی کا امام سے پہلے کوئی رکن ادا کر لینا ---------- ۴۰۰
- نماز کا کوئی رکن سوتے ہوئے ادا کرنا ---------- ۴۰۰
- چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دینا ---------- ۴۰۰
- قرأت میں فحش غلطی ---------- ۴۰۱
- نماز پڑھتے ہوئے عورت کا بچہ کو دودھ پلانا ---------- ۴۰۲
- نماز کے دوران جان بوجھ کر وضو توڑ دینا ---------- ۴۰۲
- نماز پڑھتے ہوئے بے ہوش یا پاگل ہو جانا ---------- ۴۰۲
- نماز پڑھتے ہوئے موت آ گئی ---------- ۴۰۲

امامت و جماعت کے مسائل

- نماز باجماعت کی اہمیت ---------- ۴۰۳
- نماز باجماعت ترک کرنے پر وعیدیں ---------- ۴۰۴
- امام کی ذمہ داری ---------- ۴۰۴
- امامت کی شرائط ---------- ۴۰۵
- اقتداء کی شرائط ---------- ۴۰۵
- امامت کا حق دار ---------- ۴۰۶
- قادیانی کی امامت ---------- ۴۰۷
- منکرینِ حدیث کی امامت ---------- ۴۰۷
- شیعہ کی امامت ---------- ۴۰۷

○ بدعتی کی امامت -- ۴۰۷
○ غیرمقلد (اہلِ حدیث) کی امامت ---------------------------------- ۴۰۸
○ فاسق کی امامت -- ۴۰۸
○ ڈاڑھی کٹانے والے کی امامت ---------------------------------- ۴۰۸
○ ٹی وی دیکھنے والے یا سینما باز کی امامت ------------------------------ ۴۰۸
○ انگریزی بال رکھنے والے کی امامت ------------------------------ ۴۰۹
○ جس کی بیوی پردہ نہ کرتی ہو اس کی امامت -------------------------- ۴۰۹
○ ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکانے والے کی امامت ------------------------ ۴۰۹
○ کالا خضاب لگانے والے کی امامت ------------------------------ ۴۰۹
○ نابینا کی امامت -- ۴۱۰
○ امرد کی امامت -- ۴۱۰
○ عنین (نامرد) کی امامت ------------------------------------ ۴۱۰
○ جس مرد کی داڑھی نہ نکلے اس کی امامت کا حکم -------------------------- ۴۱۰
○ نابالغ کی امامت -- ۴۱۱
○ بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز -------------- ۴۱۱
○ معذور کی امامت -- ۴۱۲
○ پٹی پر مسح کرنے والے کی امامت ---------------------------------- ۴۱۲
○ غیرمختون کی امامت -------------------------------------- ۴۱۲
○ تتلے شخص کی امامت -------------------------------------- ۴۱۲
○ امام کو تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں؟ ------------------------------ ۴۱۳
○ رکوع وسجدہ میں امام کتنی مرتبہ تسبیحات پڑھے؟ ------------------------ ۴۱۳
○ امام کا مصلیٰ ہی پر سنتیں پڑھنا ---------------------------------- ۴۱۴

○ امام نماز پڑھ کر کس طرف رخ کرے؟ ---------- ۴۱۴
○ بارش اور سخت سردی میں ترکِ جماعت ---------- ۴۱۴
○ کرفیو میں ترکِ جماعت ---------- ۴۱۴
○ قضاء حاجت مقدم ہے یا جماعت ---------- ۴۱۴
○ گھر پر تراویح کی جماعت ---------- ۴۱۵
○ کیا عورتیں تنہا جماعت کرسکتی ہیں؟ ---------- ۴۱۵
○ عورتوں کا مسجد میں جماعت کے لئے جانا ---------- ۴۱۵
○ نفل کی جماعت کا حکم ---------- ۴۱۶
○ وتر کی جماعت رمضان کے ساتھ خاص ہے ---------- ۴۱۶
○ کن اعذار کی وجہ سے ترکِ جماعت کی گنجائش ہے؟ ---------- ۴۱۶
○ جماعت کی فضیلت کب تک حاصل ہوگی؟ ---------- ۴۱۷
○ اکیلے فرض نماز پڑھنے کے دوران جماعت کھڑی ہوگئی ---------- ۴۱۷
○ نفل یا سنت پڑھتے ہوئے نماز کھڑی ہوگئی تو کیا کرے؟ ---------- ۴۱۸
○ جمعہ کی سنت کے دوران خطبہ شروع ہوجائے تو کیا کرے؟ ---------- ۴۱۹
○ فجر کی سنتوں کا مسئلہ ---------- ۴۱۹
○ محلّہ کی مسجد میں اہل محلّہ کا جماعتِ ثانیہ کرنا ---------- ۴۲۰
○ بازار یا راستہ کی مسجد میں جماعتِ ثانیہ ---------- ۴۲۱
○ تنگی کی وجہ سے تکرارِ جماعت ---------- ۴۲۱
○ بارش کے عذر سے تکرارِ جماعت ---------- ۴۲۲
○ مسافر حضرات کا کسی مسجد میں جماعتِ ثانیہ کرنا ---------- ۴۲۲

مدرک، لاحق، اور مسبوق سے متعلق مسائل

○ مدرک کسے کہتے ہیں؟ ---------- ۴۲۳

- رکوع میں شریک ہونے والا شخص بھی مدرک ہے ---------------------------- ۴۲۳
- لاحق کسے کہتے ہیں؟ -- ۴۲۳
- لاحق مسبوق کسے کہتے ہیں؟ ------------------------------------ ۴۲۳
- لاحق اپنی نماز کیسے پوری کرے گا؟ -------------------------------- ۴۲۴
- لاحق فوت شدہ رکعت میں قرأت نہیں کرے گا ---------------------------- ۴۲۴
- لاحق کی نماز میں سہو موجبِ سجدۂ سہو نہیں ---------------------------- ۴۲۴
- لاحق مسبوق نماز کیسے پوری کرے؟ -------------------------------- ۴۲۴
- بھیڑ کی وجہ سے ارکانِ نماز ادا کرنے سے قاصر رہنا -------------------------- ۴۲۵
- نماز کے دوران سو تا رہ گیا ------------------------------------ ۴۲۵
- جماعت کے دوران حدث لاحق ہو گیا -------------------------------- ۴۲۶
- مقیم کا مسافر کی اقتداء کرنا ------------------------------------ ۴۲۶
- مسبوق کسے کہتے ہیں؟ -------------------------------------- ۴۲۶
- مسبوق کس طرح نماز پوری کرے؟ -------------------------------- ۴۲۶
- مسبوق کو مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو نماز کیسے پوری کرے؟ ---------------- ۴۲۷
- جہری نماز میں مسبوق ثناء کب پڑھے گا؟ ------------------------------ ۴۲۷
- مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیر دینا -------------------------------- ۴۲۷
- مسبوق سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ رہے گا ------------------------------ ۴۲۸
- مسبوق کو اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کب کھڑا ہونا چاہئے؟ -------------------- ۴۲۸
- مسبوق کا سلام سے پہلے اپنی نماز کے لئے کھڑا ہونا -------------------------- ۴۲۸

صف بندی سے متعلق مسائل

- صف بندی کی اہمیت -- ۴۳۰

○ صفیں کیسے سیدھی کی جائیں؟ ---------- ۴۳۲
○ ضروری تنبیہ! ---------- ۴۳۲
○ صفِ اول کی فضیلت ---------- ۴۳۳
○ اگر مقتدی ایک ہو تو کہاں کھڑا ہو؟ ---------- ۴۳۴
○ اگر مقتدیہ ایک عورت ہو تو کہاں کھڑی ہو؟ ---------- ۴۳۴
○ صف بنانے کی ترتیب ---------- ۴۳۴
○ بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا ---------- ۴۳۴
○ محراب صفوں کے وسط میں بنانی چاہیے ---------- ۴۳۵
○ نئی صف میں تنہا کھڑا ہونا ---------- ۴۳۵
○ نیت باندھنے کے بعد دیکھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے ---------- ۴۳۵
○ بطور اعزاز کسی بڑے شخص کو پہلی صف میں جگہ دینا ---------- ۴۳۵
○ کسی شخص کا نمازی کے آگے سے گذرنا ---------- ۴۳۶
○ مسجدِ حرام میں نمازیوں کے آگے سے گذرنے کا حکم ---------- ۴۳۷
○ اگلی صف کو پُر کرنے کے لئے پچھلی صف سے گذرنا ---------- ۴۳۷
○ امام کا سترہ کافی ہے ---------- ۴۳۸
○ آگے سے گذرنے والے کے ساتھ نمازی کیا کرے؟ ---------- ۴۳۸
○ بڑی مسجد میں نمازی کے کتنے آگے سے گذرنے کی گنجائش ہے؟ ---------- ۴۳۸
○ تخت یا چبوترے پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گذرنا ---------- ۴۳۹

مسائلِ وتر

○ وتر کی نماز واجب ہے ---------- ۴۴۱
○ وتر کی نماز کا وقت ---------- ۴۴۱

○ نماز وتر پڑھنے کا طریقہ ---------- ۴۴۱
○ بلا عذر نماز وتر بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں ---------- ۴۴۲
○ وتر میں کون سی سورتیں پڑھنا مسنون ہے؟ ---------- ۴۴۲
○ جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟ ---------- ۴۴۲
○ حنفی شخص کا شافعی امام کے پیچھے وتر ادا کرنا ---------- ۴۴۳
○ رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا مسنون ہے ---------- ۴۴۴
○ اکیلے عشاء پڑھنے والے کا وتر کی جماعت میں شریک ہونا ---------- ۴۴۴
○ مقتدی کی دعائے قنوت سے قبل امام کا رکوع میں چلا جانا ---------- ۴۴۴
○ دعائے قنوت پوری ہونے سے قبل امام نے رکوع کر دیا ---------- ۴۴۵
○ دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا ---------- ۴۴۵
○ وتر کی آخری رکعت میں شرکت کرنے والا نماز کیسے پوری کرے؟ ---------- ۴۴۵
○ وتر میں قعدۂ اولی بھول کر کھڑا ہو گیا ---------- ۴۴۶
○ مسبوق امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے گا ---------- ۴۴۶
○ وتر کے بعد نوافل کھڑے ہو کر پڑھیں یا بیٹھ کر؟ ---------- ۴۴۶
○ قنوتِ نازلہ ---------- ۴۴۷

مسائلِ جمعہ

○ اسلام میں جمعہ کے دن کی اہمیت ---------- ۴۴۸
○ جمعہ کی ایک اہم خصوصیت ---------- ۴۴۸
○ قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟ ---------- ۴۴۸
○ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کی جائے ---------- ۴۴۹
○ جمعہ کے دن اجر و ثواب کی بہتات ---------- ۴۵۰

- جمعہ کے دن مسجد میں پہلے پہنچنے کی کوشش کی جائے ---------- ۴۵۱
- جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی عظیم فضیلت ---------- ۴۵۲
- نماز جمعہ چھوڑنے کی نحوست ---------- ۴۵۲
- صحتِ جمعہ کے شرائط ---------- ۴۵۳
- جمعہ کس پر فرض ہے؟ ---------- ۴۵۴
- جمعہ کتنی بڑی آبادی میں جائز ہے؟ ---------- ۴۵۵
- فناءِ شہر کی تعریف ---------- ۴۵۵
- فناءِ شہر کا حکم ---------- ۴۵۵
- ایک شہر میں متعدد جگہ جمعہ قائم کرنا ---------- ۴۵۶
- شہر کے کسی میدان میں جمعہ کا قیام ---------- ۴۵۶
- جنگل بیابان میں جمعہ کا قیام درست نہیں ---------- ۴۵۶
- چھوٹے دیہات میں جمعہ کا قیام درست نہیں ---------- ۴۵۶
- چھوٹے دیہات میں جمعہ پڑھنے سے گناہ ہوگا ---------- ۴۵۶
- جمعہ کی نماز کے لئے گاؤں سے شہر کی طرف آنا ---------- ۴۵۷
- شہر سے متصل کارخانہ میں نمازِ جمعہ ---------- ۴۵۷
- جس گاؤں میں شہر کی اذان سنائی دے وہاں جمعہ کا حکم ---------- ۴۵۷
- حاکم کی اجازت کہاں شرط ہے؟ ---------- ۴۵۷
- ہندوستان جیسے غیر اسلامی ممالک میں اقامتِ جمعہ ---------- ۴۵۸
- جیل میں نمازِ جمعہ ---------- ۴۵۸
- ایئر پورٹ کی عمارت میں جمعہ ---------- ۴۵۸
- ساحل پر لگے ہوئے اسٹیمر یا ایئر پورٹ پر کھڑے ہوئے ہوائی جہاز میں جمعہ ---------- ۴۵۸
- جمعہ کی پہلی اذان ہی سے جمعہ کی تیاری ضروری ہے ---------- ۴۵۹
- جمعہ میں ہر زمانہ میں تعجیل افضل ہے ---------- ۴۵۹

مسائل خطبۂ جمعہ

- جمعہ کی اذان ثانی خطیب کے سامنے مسجد کے اندر کہی جائے ---------------------- ۴۶۰
- نماز جمعہ میں خطبہ شرط ہے -- ۴۶۰
- خطبہ کی مقدار کیا ہو؟ -- ۴۶۰
- خطبہ کے سنن وآداب -- ۴۶۰
- خطبہ کے دوران ہاتھ میں عصا لینا -- ۴۶۱
- خطبہ کی اذان کا زبان سے جواب نہ دیں ---------------------------------- ۴۶۲
- کھڑے ہو کر خطبہ دینا مسنون ہے ---------------------------------- ۴۶۲
- خطبہ کے وقت بچوں کو شرارت سے روکنا ---------------------------------- ۴۶۲
- خطبہ سننے کے دوران چھینک آنے پر الحمد للہ کہے یا نہیں؟ ---------------------- ۴۶۲
- دورانِ خطبہ سلام یا چھینک کا جواب ---------------------------------- ۴۶۲
- خطبہ کے وقت لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنا ---------------------- ۴۶۳
- جس شخص کو خطبہ کی آواز نہ آرہی ہو وہ کیا کرے؟ ---------------------- ۴۶۳
- خطبۂ جمعہ صرف عربی میں دیا جائے ---------------------------------- ۴۶۳
- دونوں خطبوں کے درمیان دعا کرنا ---------------------------------- ۴۶۳
- خطبہ کے دوران نمازی کس طرح بیٹھے؟ ---------------------------------- ۴۶۴
- خطبہ میں آنحضرت ﷺ کا نام نامی سننے پر درود کیسے پڑھیں؟ ---------------------- ۴۶۴
- خطبہ کے وقت چندہ کا ڈبہ گھمانا ---------------------------------- ۴۶۴
- رمضان میں خطبۃ الوداع کا ثبوت نہیں ---------------------------------- ۴۶۴
- منبر کتنے درجہ کا ہونا چاہئے ---------------------------------- ۴۶۵
- جمعہ کی تیاری کون سی اذان کے بعد فرض ہے؟ ---------------------------------- ۴۶۵

- جمعہ کی نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھنا مسنون ہے؟ ---------- ۴۶۵
- عورت کا مردوں کی جماعت میں شامل ہو کر جمعہ پڑھنا ---------- ۴۶۵
- جمعہ میں خطیب اور امام کا الگ الگ ہونا ---------- ۴۶۵
- جمعہ کا خطبہ ختم ہونے سے قبل حاضرین کا کھڑا ہونا ---------- ۴۶۶
- جمعہ کی جماعت کے لئے کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا شرط ہے ---------- ۴۶۶
- جمعہ کے دن وفات پانے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے ---------- ۴۶۶

عیدین کے مسائل

- عید! خوشی میں اظہار بندگی ---------- ۴۶۷
- عیدین کی راتوں میں عبادت ---------- ۴۶۸
- انعام کا دن ---------- ۴۶۹
- عید کے مسنون اعمال ---------- ۴۶۹
- عیدین کی شرائط ---------- ۴۷۰
- عیدین کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ ---------- ۴۷۰
- نمازِ عید شہر سے باہر عیدگاہ میں پڑھنا ---------- ۴۷۰
- شہر کی متعدد مساجد میں نمازِ عید ---------- ۴۷۰
- نماز عیدگاہ سے پہلے شہر کی مساجد میں نماز کا حکم ---------- ۴۷۱
- عید کی تیاری ---------- ۴۷۱
- عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا پینا مستحب ہے ---------- ۴۷۱
- عیدگاہ پیدل جانا مستحب ہے ---------- ۴۷۱
- نمازِ عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا ---------- ۴۷۱
- نمازِ عید کی نیت ---------- ۴۷۲

- ترکیب نمازِ عید ---------- ۴۷۲
- عورتوں پر نمازِ عید نہیں ہے ---------- ۴۷۳
- عیدین میں عورتوں کے احکام ---------- ۴۷۳
- عیدین کا خطبہ ---------- ۴۷۳
- عیدین کا خطبہ تکبیر سے شروع کرنا ---------- ۴۷۳
- نمازِ عید کی پہلی رکعت میں تکبیراتِ زوائد بھول جانے کا حکم ---------- ۴۷۴
- نمازِ عید کی دوسری رکعت میں تکبیراتِ زوائد بھول جانے کا حکم ---------- ۴۷۴
- شافعی امام کی اقتداء میں حنفی کی نماز عید ---------- ۴۷۴
- عیدین اور جمعہ میں سجدۂ سہو کا حکم ---------- ۴۷۵
- عید کی نماز میں مسبوق کیا کرے؟ ---------- ۴۷۵
- نمازِ عید کے بعد دعا ---------- ۴۷۷
- بارش کی وجہ سے عید کی نماز مؤخر کرنا ---------- ۴۷۷
- عید کے دن ایک دوسرے کو مبارک باد دینا ---------- ۴۷۷
- عیدگاہ میں چندہ کرنا ---------- ۴۷۷
- عیدین کے بعد مصافحہ ومعانقہ ---------- ۴۷۸
- عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے ---------- ۴۷۸
- عیدالاضحیٰ کی نماز کب تک مؤخر ہوسکتی ہے؟ ---------- ۴۷۸
- تکبیرِ تشریق ---------- ۴۷۸
- تکبیرِ تشریق کب سے کب تک ہے؟ ---------- ۴۷۹
- تکبیرِ تشریق کتنی مرتبہ پڑھی جائے؟ ---------- ۴۷۹
- تکبیرِ تشریق کن لوگوں پر واجب ہے؟ ---------- ۴۷۹
- تکبیرِ تشریق بھول جانا ---------- ۴۷۹

○ مسبوق پر تکبیرِ تشریق ---------- ۴۸۰

○ عورتوں پر تکبیرِ تشریق ---------- ۴۸۰

سنن ونوافل سے متعلق مسائل

○ سنن ونوافل کی ضرورت ---------- ۴۸۱

○ تطوع کی قسمیں ---------- ۴۸۲

○ سننِ مؤکدہ کی عظیم فضیلت ---------- ۴۸۲

○ فجر کی دو سنتیں ---------- ۴۸۳

○ فجر کی سنت بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے ---------- ۴۸۳

○ جماعت شروع ہوگئی تو فجر کی سنت کہاں پڑھیں؟ ---------- ۴۸۳

○ ایک رکعت بھی ملنے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کو ترک نہ کرے ---------- ۴۸۳

○ فجر کی سنت کی قضا ---------- ۴۸۴

○ تہجد کی نیت سے دو رکعت پڑھیں پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی ---------- ۴۸۴

○ تہجد کی چار رکعتوں میں سے دو رکعت صبح صادق کے بعد پڑھی گئیں ---------- ۴۸۴

○ ظہر سے قبل ۴ رکعت سنتِ مؤکدہ ---------- ۴۸۵

○ جمعہ سے پہلے کی سنتِ مؤکدہ ---------- ۴۸۵

○ چاروں رکعت ایک ہی سلام سے پڑھیں ---------- ۴۸۵

○ سننِ مؤکدہ کے قعدۂ اولی میں درود شریف نہ ملائیں ---------- ۴۸۶

○ سنت پڑھتے ہوئے ظہر کی جماعت یا خطبۂ جمعہ شروع ہو جائے ---------- ۴۸۶

○ صلوٰۃ التسبیح کے ساتھ سنتِ جمعہ کی نیت ---------- ۴۸۷

○ ظہر کے بعد کی سنتِ مؤکدہ ---------- ۴۸۷

○ ظہر کے بعد کی سننِ غیر مؤکدہ ---------- ۴۸۸

○ جمعہ کے بعد کی سنتیں ---------- ۴۸۸
○ عصر سے قبل کی سنتِ غیر مؤکدہ ---------- ۴۸۹
○ مغرب کے بعد کی سنتِ مؤکدہ ---------- ۴۸۹
○ عشاء سے قبل سنتِ غیر مؤکدہ ---------- ۴۸۹
○ عشاء کے بعد سنتِ مؤکدہ ---------- ۴۸۹
○ عشاء کے بعد کی سنتِ غیر مؤکدہ ---------- ۴۹۰
○ ظہر سے پہلے کی چھوٹی ہوئی سنتیں فرض کے بعد کس ترتیب سے پڑھیں؟ ---------- ۴۹۰
○ سنتوں کی نیت ---------- ۴۹۰
○ فرض نمازوں اور سنتوں کا درمیانی وقفہ ---------- ۴۹۱
○ سنن ونوافل کہاں پڑھنا افضل ہے؟ ---------- ۴۹۱
○ نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہوجاتی ہے ---------- ۴۹۲
○ مکروہ وقت میں شروع کی ہوئی نفل کا حکم ---------- ۴۹۲
○ چار رکعت نفل کی نیت تھی دو پر سلام پھیر دیا ---------- ۴۹۳
○ چار رکعت کی نیت سے نفل شروع کرکے توڑ دی ---------- ۴۹۳
○ نوافل میں طویل قرأت ---------- ۴۹۳
○ فرض نماز پڑھ کر سنن ونوافل کے لئے جگہ بدلنا ---------- ۴۹۳
○ نفل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہوکر؟ ---------- ۴۹۴
○ نماز اشراق کی فضیلت ---------- ۴۹۴
○ نماز اشراق کا وقت ---------- ۴۹۴
○ نماز چاشت کی فضیلت ---------- ۴۹۴
○ نماز چاشت کی رکعات ---------- ۴۹۵
○ نماز چاشت کا وقت ---------- ۴۹۵

○ نمازِ چاشت میں کونسی سورت پڑھنا مستحب ہے؟ ---------- ۴۹۵
○ نمازِ اوابین ---------- ۴۹۵
○ تحیۃ الوضو کی فضیلت ---------- ۴۹۶
○ تحیۃ الوضو کا وقت ---------- ۴۹۶
○ تحیۃ المسجد ---------- ۴۹۶
○ تحیۃ المسجد کے قائم مقام نمازیں ---------- ۴۹۶
○ صبح صادق کے بعد تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد کا حکم ---------- ۴۹۷
○ تحیۃ المسجد بیٹھنے سے ساقط نہیں ہوتی ---------- ۴۹۷
○ نمازِ تہجد ---------- ۴۹۷
○ نمازِ تہجد کا وقت ---------- ۴۹۸
○ تہجد کی رکعات ---------- ۴۹۸
○ صلاۃ التسبیح ---------- ۴۹۸
○ صلاۃ التسبیح کا طریقہ ---------- ۴۹۹
○ صلوٰۃ التسبیح دو دو رکعت کر کے پڑھنا ---------- ۵۰۰
○ صلاۃ التسبیح کا مستحب وقت ---------- ۵۰۰
○ صلاۃ التسبیح میں کون سی سورتیں پڑھے؟ ---------- ۵۰۱
○ تسبیحات کی گنتی کیسے کرے؟ ---------- ۵۰۱
○ کسی رکن میں تسبیح بھول جائے تو کیا کرے؟ ---------- ۵۰۱
○ صلوٰۃ التسبیح کے سجدۂ سہو میں تسبیحات نہ پڑھیں ---------- ۵۰۲
○ سورج گرہن کی نماز ---------- ۵۰۲
○ نمازِ کسوف کا وقت ---------- ۵۰۲
○ مکروہ وقت میں سورج گرہن ---------- ۵۰۲

○ اگرسورج گرہن کے درمیان اُفق پر بادل چھاجائے تو کیا کریں؟ ---------------- ۵۰۳
○ نمازکسوف میں اذان وا قامت نہیں ہے ---------------------------------- ۵۰۳
○ نمازکسوف میں قرأت جہری ہوگی یا سری؟ ------------------------------- ۵۰۳
○ نمازکسوف میں قرأت، رکوع اور سجدہ میں تطویل افضل ہے -------------------- ۵۰۳
○ جب تک گرہن باقی رہے نماز اور دعا میں مشغول رہنا مستحب ہے ---------------- ۵۰۴
○ عورتیں نمازکسوف اکیلے پڑھیں گی -------------------------------------- ۵۰۴
○ چاندگرہن کی نماز --- ۵۰۴
○ سخت آندھی، گھبراہٹ اور زلزلہ کے وقت نماز ----------------------------- ۵۰۴
○ نمازاستسقاء -- ۵۰۵
○ نمازاستسقاء کاطریقہ -- ۵۰۵
○ امام کا چادروغیرہ پلٹنا -- ۵۰۶
○ نمازاستسقاء کتنے دن پڑھی جائے گی؟ ----------------------------------- ۵۰۶
○ نمازاستسقاء کہاں پڑھی جائے؟ -- ۵۰۶
○ نمازاستسقاء کے چند مستحبات -- ۵۰۷
○ نمازاستسقاء اکیلے پڑھنا -- ۵۰۸
○ اگرنمازاستسقاء سے پہلے ہی بارش ہوگئی ---------------------------------- ۵۰۸
○ دعا استسقاء میں ہاتھ کس طرح اٹھائیں؟ ---------------------------------- ۵۰۸
○ استسقاء کی خاص دعا --- ۵۰۹
○ نمازاستخارہ -- ۵۰۹
○ نمازاستخارہ میں کونسی سورتیں پڑھے؟ ----------------------------------- ۵۱۰
○ اگرنماز پڑھنے کا موقع نہ ہوتو استخارہ کیسے کرے؟ ------------------------- ۵۱۱

○ استخارہ کتنی مرتبہ کیا جائے ---------- ۵۱۱

○ استخارہ کے بعد رجحان کا پتہ کیسے چلے؟ ---------- ۵۱۱

○ کیا استخارہ کے بعد کسی ایک جانب عمل ضروری ہوجاتا ہے؟ ---------- ۵۱۲

○ نماز حاجت ---------- ۵۱۲

○ نماز توبہ ---------- ۵۱۳

○ سفر میں جانے سے پہلے نماز ---------- ۵۱۳

○ سفر سے واپسی پر نماز ---------- ۵۱۴

○ نماز منزل ---------- ۵۱۴

مسائلِ تراویح

○ تراویح! دورِ نبوت اور دورِ صحابہ میں ---------- ۵۱۵

○ تراویح میں ختم قرآن ---------- ۵۱۷

○ تراویح میں ختم قرآن پر لین دین درست نہیں ---------- ۵۱۸

○ تراویح کی شرعی حیثیت ---------- ۵۲۰

○ تراویح کا وقت ---------- ۵۲۰

○ تراویح کی جماعت ---------- ۵۲۰

○ تراویح کی نیت ---------- ۵۲۰

○ تراویح میں کتنی مرتبہ ختم قرآن کیا جائے؟ ---------- ۵۲۰

○ ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعتیں ---------- ۵۲۱

○ حافظہ عورت کا تراویح میں قرآن سنانا ---------- ۵۲۱

○ مرد امام کا عورتوں کو تراویح پڑھانا ---------- ۵۲۱

○ تراویح میں ایک سلام سے تین رکعتوں کا حکم ---------- ۵۲۲

- تراویح میں ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھنا ---------- ۵۲۲
- تراویح میں ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا ---------- ۵۲۳
- ترویحہ میں کیا پڑھیں؟ ---------- ۵۲۳
- تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ گئیں ---------- ۵۲۳
- اگر مسجد میں عشاء کی جماعت نہ ہو تو تراویح با جماعت نہ پڑھیں ---------- ۵۲۴
- تنہا عشاء پڑھنے والے شخص کا تراویح اور وتر با جماعت پڑھنا ---------- ۵۲۴
- رمضان میں وتر با جماعت افضل ہے ---------- ۵۲۴
- تراویح کی قضا نہیں ہے ---------- ۵۲۴
- ایک جگہ تراویح پڑھ کر دوسری جگہ تراویح میں شریک ہونا ---------- ۵۲۵
- تراویح میں مراہق کا لقمہ دینا ---------- ۵۲۵
- مراہق سامع کو پہلی صف میں امام کے پیچھے کھڑا کرنا ---------- ۵۲۵
- تراویح میں نابالغ کی امامت ---------- ۵۲۵
- تراویح میں دیکھ کر قرآنِ کریم پڑھنا ---------- ۵۲۵
- سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنا ---------- ۵۲۶

سجدۂ تلاوت

- (۱) آیتِ سجدہ: سورۂ اعراف ---------- ۵۲۷
- (۲) آیتِ سجدہ: سورۂ رعد ---------- ۵۲۷
- (۳) آیتِ سجدہ: سورۂ نحل ---------- ۵۲۷
- (۴) آیتِ سجدہ: سورۂ بنی اسرائیل ---------- ۵۲۸
- (۵) آیتِ سجدہ: سورۂ مریم ---------- ۵۲۸
- (۶) آیتِ سجدہ: سورۂ حج ---------- ۵۲۸

- (۷) آیتِ سجدہ: سورۂ فرقان ---------- ۵۲۹
- (۸) آیتِ سجدہ: سورۂ نمل ---------- ۵۲۹
- (۹) آیتِ سجدہ: سورۂ سجدہ ---------- ۵۲۹
- (۱۰) آیتِ سجدہ: سورۂ ص ---------- ۵۳۰
- (۱۱) آیتِ سجدہ: حم سجدہ ---------- ۵۳۰
- (۱۲) آیتِ سجدہ: سورۂ نجم ---------- ۵۳۰
- (۱۳) آیتِ سجدہ: سورۂ انشقاق ---------- ۵۳۰
- (۱۴) آیتِ سجدہ: سورۂ اقراء ---------- ۵۳۱
- پریشانیوں کے دفعیہ کے لئے ایک مجرب عمل ---------- ۵۳۱
- سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب ---------- ۵۳۱
- سجدۂ تلاوت کے اہلیت کے شرائط ---------- ۵۳۲
- سجدۂ تلاوت کے شرائط ---------- ۵۳۲
- کتنی آیت پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟ ---------- ۵۳۲
- سجدہ کی آیت لکھنے سے سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا ---------- ۵۳۳
- آیتِ سجدہ کو ہجے کر کے پڑھنا ---------- ۵۳۳
- سجدۂ تلاوت کے افعال ---------- ۵۳۳
- سجدۂ تلاوت کے دوران کیا پڑھے؟ ---------- ۵۳۴
- مقتدی اگر امام کے پیچھے آیتِ سجدہ پڑھے تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا ---------- ۵۳۴
- نمازی کا رکوع اور سجدہ میں آیتِ سجدہ پڑھنا ---------- ۵۳۴
- کیا آیتِ سجدہ کا ترجمہ سننے سے سجدہ واجب ہے؟ ---------- ۵۳۴
- وقتِ مکروہ میں سجدۂ تلاوت کا حکم ---------- ۵۳۵
- سجدۂ تلاوت کو فاسد کرنے والی چیزیں ---------- ۵۳۵

○ عورت کی محاذات میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا ---------- ۵۳۵
○ جنبی کا حالتِ جنابت میں آیتِ سجدہ پڑھنا ---------- ۵۳۵
○ نشہ کی حالت میں آیتِ سجدہ پڑھنا ---------- ۵۳۶
○ سوتے ہوئے آیتِ سجدہ پڑھنا ---------- ۵۳۶
○ سوتے ہوئے شخص سے آیتِ سجدہ سننا ---------- ۵۳۶
○ کافر کا آیتِ سجدہ پڑھنا ---------- ۵۳۷
○ بچہ کا آیتِ سجدہ پڑھنا ---------- ۵۳۷
○ مجنون شخص کا آیتِ سجدہ پڑھنا ---------- ۵۳۷
○ آیتِ سجدہ کی بازگشت ---------- ۵۳۸
○ ریڈیو پر آیتِ سجدہ کی تلاوت ---------- ۵۳۸
○ ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے کا حکم ---------- ۵۳۸
○ پرندہ سے آیتِ سجدہ سننا ---------- ۵۳۸
○ مقتدی کا جہراً آیتِ سجدہ پڑھنا ---------- ۵۳۹
○ سجدۂ تلاوت میں تاخیر مکروہ تنزیہی ہے ---------- ۵۳۹
○ اگر سجدۂ تلاوت کا سردست موقع نہ ہو؟ ---------- ۵۳۹
○ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے لئے آیتِ سجدہ کی تعیین ضروری نہیں ---------- ۵۴۰
○ نماز میں آیتِ سجدہ کی تلاوت ---------- ۵۴۰
○ نماز کے دوران سجدہ میں کتنی تاخیر کی گنجائش ہے؟ ---------- ۵۴۰
○ نماز میں جان بوجھ کر سجدۂ تلاوت چھوڑ دینا ---------- ۵۴۰
○ نماز میں سجدۂ تلاوت بھول گیا ---------- ۵۴۱
○ امام کا خطبۂ جمعہ میں آیتِ سجدہ پڑھنا ---------- ۵۴۱
○ آیتِ سجدہ کے مختلف کلمات الگ الگ افراد سے سننا ---------- ۵۴۱

- آیتِ سجدہ آہستہ پڑھنا افضل ہے ---------- ۵۴۲
- ایک مجلس میں متعدد بار ایک آیتِ سجدہ پڑھنا یا سننا ---------- ۵۴۲
- تکرار وجوب سجدۂ تلاوت کی صورتیں ---------- ۵۴۲
- ایک آیتِ سجدہ متعدد لوگوں سے سننا ---------- ۵۴۳
- چلتی سواری پر آیتِ سجدہ کا تکرار ---------- ۵۴۳
- آیتِ سجدہ پڑھ کر وہی آیت نماز میں دہرانا ---------- ۵۴۴
- نماز کے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی ---------- ۵۴۴
- بہتر ہے کہ امام رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے ---------- ۵۴۵
- مقتدی کا امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرنا ---------- ۵۴۵
- آیتِ سجدہ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے امام کے ساتھ مقتدی نے سجدہ کی نیت نہیں کی؟ --- ۵۴۵
- آیتِ سجدہ کا علم ہونے کے باوجود مقتدی کا رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرنا؟ ---- ۵۴۶
- آیتِ سجدہ کے فوراً بعد سجدہ کرنے میں نیت شرط نہیں ---------- ۵۴۷
- امام سجدہ میں گیا مقتدیوں نے رکوع سمجھا ---------- ۵۴۷
- نمازی کا غیر نمازی سے آیتِ سجدہ سننا ---------- ۵۴۷
- سجدۂ تلاوت کے بعد اسی آیت کو دہرانا ---------- ۵۴۸
- امام کے لئے ایک اہم تنبیہ ---------- ۵۴۸

نماز مسافر

- سفر؛ موجبِ تخفیف ---------- ۵۴۹
- آدابِ سفر ---------- ۵۴۹
- سفر شرعی کی تعریف ---------- ۵۵۱
- مسافتِ سفر ---------- ۵۵۱

- لمبی مسافت جلدی قطع کرلینا ---------- ۵۵۱
- گناہ کے ارادہ سے سفر بھی موجبِ تخفیف ہے ---------- ۵۵۲
- مسافر شرعی پر قصر واجب ہے ---------- ۵۵۲
- سفر میں سننِ مؤکدہ پڑھنے کا حکم ---------- ۵۵۲
- مسافتِ سفر کا اعتبار کہاں سے ہوگا؟ ---------- ۵۵۳
- بڑے شہروں سے سفر شروع کرنے والا کہاں سے مسافر بنے گا؟ ---------- ۵۵۳
- اسٹیشن، ائیر پورٹ اور بندرگاہ وغیرہ پر قصر کا حکم ---------- ۵۵۳
- مسافر بننے کے لئے سفر کے ساتھ نیتِ سفر بھی لازم ہے ---------- ۵۵۴
- جس راستہ سے سفر کرے اسی کی مسافت کا اعتبار رہے ---------- ۵۵۴
- سفر شرعی کے ارادہ سے نکلا پھر کچھ دور جا کر واپس آ گیا ---------- ۵۵۴
- واپسی پر مسافر کا سفر کب ختم ہوگا؟ ---------- ۵۵۴
- وطن کی قسمیں ---------- ۵۵۵
- وطنِ اصلی کی تعریف ---------- ۵۵۵
- وطنِ اصلی میں سکونت ضروری نہیں ---------- ۵۵۵
- وطنِ اصلی متعدد ہوسکتے ہیں ---------- ۵۵۵
- وطنِ اصلی کب ختم ہوتا ہے؟ ---------- ۵۵۶
- وطنِ تأہل ---------- ۵۵۶
- سسرال کا حکم ---------- ۵۵۶
- وطنِ اقامت مستقل ---------- ۵۵۷
- جائے ملازمت وغیرہ کا حکم ---------- ۵۵۷
- وطنِ اقامت عارضی ---------- ۵۵۸
- اقامت کی نیت معتبر ہونے کے شرائط ---------- ۵۵۸

○ خانہ بدوشوں کی نیت اقامت ---------- ۵۵۹
○ وطنِ اقامت کب باطل ہوتا ہے؟ ---------- ۵۵۹
○ بلانیت طویل قیام کا حکم ---------- ۵۵۹
○ اقامت کی نیت کرلی پھر سفر کا ارادہ ہوگیا ---------- ۵۶۰
○ دوجگہ اقامت کی نیت ---------- ۵۶۰
○ رات کے قیام کا اعتبار رہے ---------- ۵۶۱
○ وطنِ اقامت عارضی متعدد نہیں ہوسکتے ---------- ۵۶۱
○ وطنِ اقامت سے قریبی آبادی کی طرف سفر ---------- ۵۶۱
○ دورانِ سفر وطنِ اقامت سے گزرنا ---------- ۵۶۲
○ دورانِ سفر وطنِ اصلی سے گزرنا ---------- ۵۶۲
○ تابع کی نیت کا اعتبار نہیں ---------- ۵۶۲
○ تابع کو متبوع کی نیت کا علم نہ ہوسکا ---------- ۵۶۳
○ نماز کے دوران اقامت کی نیت ---------- ۵۶۳
○ وطنِ سکنی ---------- ۵۶۴
○ مقیمین کی رعایت میں نیتِ اقامت معتبر نہیں ---------- ۵۶۴
○ مسافر کا چار رکعت پڑھنا ---------- ۵۶۴
○ مسافر امام نے مقیم مقتدیوں کو پوری نماز پڑھادی ---------- ۵۶۵
○ وقت نکلنے کے بعد اقامت کی نیت کا حکم ---------- ۵۶۵
○ حائضہ عورت دورانِ سفر پاک ہوئی ---------- ۵۶۵
○ نابالغ بچہ دورانِ سفر بالغ ہوگیا ---------- ۵۶۶
○ ریل میں بھیڑ کی وجہ سے سجدہ کا موقع نہ ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۵۶۶
○ مقیم کا مسافر کی اقتداء کرنا ---------- ۵۶۶

نماز مریض

- کس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟ ---------- ۵۶۷
- جو شخص سجدہ پر قادر نہ ہو اس سے قیام ساقط ہے ---------- ۵۶۷
- سلس البول والے مریض کا حکم ---------- ۵۶۸
- کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں روزہ میں ضعف کا خطرہ ---------- ۵۶۸
- کھڑے ہونے میں قرأت سے عاجزی ---------- ۵۶۸
- مسجد میں جا کر نماز پڑھنے میں قیام سے عاجزی ---------- ۵۶۹
- سلس البول والا کسی بھی حالت میں مرض سے محفوظ نہ ہو ---------- ۵۶۹
- کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں دشمن کا خطرہ ہو ---------- ۵۶۹
- بارش یا کیچڑ کی وجہ سے تنگ خیمہ میں بیٹھ کر نماز پڑھنا ---------- ۵۷۰
- مریض کا سواری پر نماز پڑھنا ---------- ۵۷۰
- مریض کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے؟ ---------- ۵۷۰
- جو شخص کچھ دیر کھڑے ہونے پر قادر ہو وہ کیا کرے؟ ---------- ۵۷۱
- جو ٹیک لگا کر کھڑے ہونے پر قادر ہو ---------- ۵۷۱
- اشارہ سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے کیسے کرے؟ ---------- ۵۷۱
- مریض کا زمین پر رکھی ہوئی کسی چیز پر سجدہ کرنا ---------- ۵۷۲
- بیٹھنے سے معذور شخص نماز کیسے پڑھے؟ ---------- ۵۷۲
- مریض اشارہ سے نماز پڑھنے سے بھی عاجز ہو جائے ---------- ۵۷۳
- زندگی میں نماز کا فدیہ معتبر نہیں ---------- ۵۷۴
- مریض شرائط نماز پوری کرنے سے عاجز ہو جائے ---------- ۵۷۴
- مریض نماز کے رکوع اور سجدوں کی تعداد ضبط کرنے پر قادر نہ رہے ---------- ۵۷۵

- آنکھ اور بھوؤں کے اشارہ سے نماز پڑھنے کا اعتبار نہیں ---------- ۵۷۵
- صحت مند شخص دورانِ نماز مریض ہوگیا ---------- ۵۷۵
- بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص دورانِ نماز صحت مند ہوگیا ---------- ۵۷۶
- اشارہ سے نماز پڑھنے والا تندرست ہوگیا ---------- ۵۷۶
- نفل نماز ٹیک لگا کر پڑھنا ---------- ۵۷۷
- نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا ---------- ۵۷۷
- پاگل پن میں نماز کا حکم ---------- ۵۷۷
- بے ہوش کا حکم ---------- ۵۷۷
- نشہ میں مدہوش کا حکم ---------- ۵۷۸
- ہاتھ پیر کٹا ہوا شخص کیسے نماز پڑھے؟ ---------- ۵۷۸
- آنکھ بنوانے والے مریض کا لیٹ کر نماز پڑھنا ---------- ۵۷۸
- بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ---------- ۵۷۸
- اگر قیام پر قادر ہو مگر رکوع اور سجدہ نہ کرسکے تو کیسے نماز پڑھے؟ ---------- ۵۷۹
- کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر نماز پڑھنا ---------- ۵۷۹
- دورانِ نماز عذر پیش آجائے ---------- ۵۸۰
- دورانِ نماز عذر ختم ہوجائے ---------- ۵۸۰
- بیٹھ کر تکیہ یا میز پر سجدہ کرنا ---------- ۵۸۰
- ماٰخذ مراجع ---------- ۵۸۱
- مرتب کی علمی کاوشیں ---------- ۵۸۷

تقریب:

مخدومِ مکرم، والدِ معظم، امیر الہند حضرت مولانا قاری **سید محمد عثمان** صاحب منصور پوری زید مجد ہم

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند وصدر جمعیۃ علماء ہند

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

شریعتِ اسلامیہ (جو انسانی فطرت کے عین مطابق واقع ہوئی ہے) کی نظر میں طہارت، پاکیزگی وصفائی ستھرائی کی بڑی اہمیت ہے، ایک طرف وہ نماز اور طوافِ کعبہ جیسی عبادت کی صحت کی شرط ہے، تو دوسری جانب طہارت کو حدیثِ پاک میں شطر الایمان یا نصف الایمان فرمایا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ طہارت و پاکیزگی ایمان کا خاص جزو اور اس کا اہم ترین شعبہ ہے اور قرآنِ کریم میں پاک وصاف رہنے والوں کی تعریف میں فرمایا گیا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ. (البقرة: ۲۲۲)	اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک وصاف رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اس لئے ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ طہارت کے مسائل معلوم کرے۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں: (۱) طہارتِ ظاہرہ (۲) طہارتِ باطنہ۔ باطنی طہارت کا مطلب ہے کہ اپنے اعضاء وجوارح کو گناہوں سے پاک رکھنا اور قلب کو برے اعتقادات وخیالات سے صاف کرنا وغیرہ۔ اور ظاہری طہارت کی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

(۱) ایک حدث سے طہارت یعنی جن حالتوں میں غسل یا وضو واجب یا مستحب ہے، ان حالتوں میں غسل یا وضو کرکے شرعی طہارت وپاکیزگی حاصل کرنا۔

(۲) دوسرے ظاہری نجاست (جس کو خبث کہتے ہیں) سے جسم یا اپنے کپڑوں یا جگہ کو پاک کرنا۔

(۳) تیسرے جسم کے مختلف حصوں میں جو گندگیاں اور میل کچیل پیدا ہوجاتا ہے اس کی صفائی کرنا۔ (حجۃ اللہ البالغہ ابواب الطہارۃ ۱/۳۴۷)

زیر نظر کتاب کا دوسرا موضوع ''نماز'' ہے، جو اسلام کی مہتم بالشان عبادت ہے، اس عبادت کو احادیثِ شریفہ میں کفر واسلام کے مابین امتیازی نشانی قرار دیا گیا ہے، یہ عبادت دین کا اہم ستون ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّلاةَ أَعْظَمُ الْعِبَادَاتِ شَأْناً وَأَوْضَحُهَا بُرْهَاناً، وَأَشْهَرُهَا فِيْ النَّاسِ وَأَنْفَعُهَا فِي النَّفْسِ، وَبِذٰلِکَ اعْتَنیٰ الشَّارِعُ بِبَيَانِ فَضْلِهَا وَتَعْيِيْنِ أَوْقَاتِهَا وَشُرُوْطِهَا وَأَرْكَانِهَا وَآدَابِهَا وَرُخَصِهَا وَنَوَافِلِهَا اعْتِنَاءً عَظِيْماً لَمْ يَفْعَلْ مِثْلَهُ فِيْ سَائِرِ أَنْوَاعِ الطَّاعَاتِ وَجَعَلَهَا مِنْ أَعْظَمِ شَعَائِرِ الدِّيْنِ.

(حجة الله البالغة)

تمام عبادتوں میں نماز کی شان سب سے بڑی ہے، اور مؤمن کے ایمان کی سب سے واضح دلیل ونشانی ہے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ معروف ومشہور عبادت ہے، اور نفس انسانی کو تمام عبادتوں سے زیادہ فائدہ پہنچانے والی ہے، اسی وجہ سے شارع نے اس کی فضیلت بیان کرنے، نیز اس کے اوقات کی تعیین اور اس کی شرائط وارکان وآداب، اور اس کی رخصتوں اور نوافل کے بیان کرنے کا اتنا زبردست اہتمام فرمایا ہے کہ طاعات کی بقیہ انواع کے بیان کے موقع پر شارع نے یہ اہتمام نہیں فرمایا ہے، اور نماز کو دین کے شعائر میں سے ایک اہم شعار بنادیا ہے۔

نماز کی اس عظمتِ شان کی وجہ سے شریعتِ اسلامیہ میں اس سے متعلق احکام ومسائل کی بڑی تفصیل ہے، جس کو فقہاء کرام عموماً ''باب اوقات الصلاۃ'' سے شروع کرکے ''کتاب الجنائز''

پر مکمل کرتے ہیں، ان مسائل کو جان کر ایک مسلمان اس عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی بہتر سے بہتر انداز میں کر کے فلاح وکامرانی سے ہم کنار ہوسکتا ہے۔

بڑی مسرت کی بات ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ عزیزم مولوی مفتی سید محمد سلمان منصور پوری سلمہ کو یہ سعادت ملی ہے کہ طہارت ونماز سے متعلق بہت سے ضروری مسائل باب وار اور باحوالہ مع عبارات کتبِ فقہیہ یکجا کر دئے ہیں، جو عام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اہل علم ومفتیانِ کرام کے لئے بھی بڑے فائدہ کی چیز ہے۔

دلی دعا ہے کہ خداوند کریم آں عزیز کی اس علمی وفقہی خدمت کو قبول فرما کر اس کا نفع عام وتام فرمائیں، اور ذخیرۂ آخرت بنائیں، آمین۔

احقر محمد عثمان منصور پوری عفی عنہ
خادم تدریس دارالعلوم دیوبند
۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

❍❖❍

تقریظ:

رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی **شبیر احمد** صاحب قاسمی مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

الحمد للّٰہ الذی جعل نفراً لیتفقه فی الدین والصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین لا نبی بعدہٗ. اما بعد:

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ ایک ہونہار عالم اور دارالعلوم دیوبند کے نمایاں اور مؤقر فاضل ہیں، ان کا فقہی ذوق خود ان کی اس کتاب سے ناظرین کو معلوم ہوجائے گا۔ احقر نے زیرنظر کتاب کو تقریباً مکمل دیکھا ہے، بعض مقامات میں مشورہ دیا ہے، جس کو انہوں نے بہت اچھے انداز سے قبول بھی فرمایا اور ترمیم بھی فرمادی۔

اور اس کتاب کا ہر مسئلہ مع حوالہ مدلل لکھا گیا ہے اور اکثر مسائل کو مدلل کرنے کے لئے کتبِ فقہ اور کتبِ حدیث کی عربی عبارات بھی نیچے درج کردی گئی ہیں اور ان میں سے اکثر مسائل کو بالترتیب ''ندائے شاہی'' میں بھی شائع کیا گیا ہے، اور عوام وخواص نے ان کو دادِ تحسین سے نوازا ہے۔

کتاب الطہارت کا حصہ پہلے الگ سے شائع ہوچکا تھا، مگر بعد میں ترمیم واضافہ کرکے اسی میں شامل کردیا ہے، اب یہ کتاب ''کتاب الطہارت سے کتاب الجنائز'' تک مکمل ضخیم جلد کی شکل میں شائع ہورہی ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ سے ہر طبقہ کے لوگوں کو مسائلِ شرعیہ میں نمایاں رہنمائی حاصل ہوگی، خاص کر نئے مسائل کو بھی نہایت سلیس انداز سے مدلل لکھا گیا ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے، اور آخرت کے لئے اجر وثواب کا ذخیرہ بنائے، آمین۔

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۱؍ ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقہ کی تعریف

تفقہ کے معنی جاننے کے آتے ہیں۔ اور اصولیین کی اصطلاح میں فقہ کا اطلاق "تفصیلی دلائل سے منتخب کردہ جزئیات کو جان لینے" پر ہوتا ہے، جب کہ فقہاء ہر ایسے شخص کو فقیہ کہنا روا سمجھتے ہیں جس کو جزئی مسائل کے احکامات یاد ہوں، اور اہل حقیقت اولیاء اللہ کے نزدیک فقیہ وہ شخص ہے جس کے علم وعمل میں مطابقت پائی جائے۔ حضرت حسن بصریؒ کا مقولہ مشہور ہے کہ فقیہ وہ ہے جو (۱) دنیا سے اعراض کرنے والا (۲) آخرت کی طرف رغبت رکھنے والا (۳) اور اپنے عیوب سے باخبر ہو۔ (مستفاد در مختار مع الشامی ۱/۱۱۸-۱۱۹)

دین میں تفقہ فرضِ کفایہ ہے

تفقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرضِ کفایہ ہے، ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں ایسے ماہر علماء ومفتیان کا وجود ناگزیر ہے جو ضرورت کے وقت امت کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَوْ لاَ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ. (التوبہ ۱۲۲)

سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تا کہ دین میں سمجھ پیدا کریں، اور تا کہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب ان کی طرف لوٹ کر آئیں تا کہ وہ بچتے رہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تفقہ حاصل کرنے کے لئے اگر سفر کرنا پڑے تو اس کی بھی ہمت کی جائے۔اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کی مجلس مبارکہ علم کا سرچشمہ ہوتی تھی اور آپ کا علمی فیضان سفر وحضر ہر جگہ جاری رہتا تھا۔اسی فیضان سے استفاضہ کے لئے خاص جماعت کو آپ کے ساتھ سفر کرنے کا حکم دیا گیا، اور یہ حکم قیامت تک باقی رہے گا اور جو نائبین رسول علماء وفقہاء موجود رہیں گے ان سے علمی وفقہی استفادہ کا سلسلہ برابر جاری رہے گا، انشاءاللہ تعالیٰ۔(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۴؍۲۱۰)

فقہ سراپا خیر ہے

تفقہ فی الدین اللہ تعالیٰ کا بے نظیر انعام ہے، جس کو یہ دولت مل جائے وہ یقیناً ''خیر کثیر'' سے بہرہ ور ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيراً. (البقرة ٢٧٩)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سمجھ عنایت فرما دیتے ہیں اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔

مشہور مفسر حضرت مجاہد اور ضحاک رحمہما اللہ وغیرہ نے آیت میں ''حکمت'' سے تفقہ مراد لیا ہے، اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْراً يُّفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ. (بخاری شریف ١٦/١، مختصر بیان العلم ٣٣)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔

نیز ایک روایت میں پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِيْ الإِسْلاَمِ إِذَا فَقُهُوْا. (الفقيه والمتفقه ١٤)

تم لوگوں کو کانوں (معدنیات کے ذخائر) کی طرح پاؤ گے، ان میں جو لوگ زمانۂ جاہلیت میں باوقار سمجھے جاتے تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی افضل اور باوقار رہیں گے بشرطیکہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں معیار شرافت ''دین کی سمجھ'' ہے، ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس معیار کو حتی الوسع حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو شخص ہیں ایک تو وہ ہے جو مسلسل اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول رہتا ہے، اور دوسرا شخص وہ ہے جو فرائض کے علاوہ نوافل وغیرہ کا اہتمام نہیں کرتا لیکن وہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا ہے (ان دونوں میں افضل کون ہے؟) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اس عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ درجہ کے شخص پر''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۲۴)

اور ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''سب سے افضل عبادت ''فقہ'' ہے اور سب سے افضل دین پرہیزگاری اور ورع وتقویٰ ہے''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۲۸)

اور ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ ''سب سے افضل علم وہ ہے جس کے لوگ محتاج ہوں''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۱)

اور ظاہر ہے کہ دنیا میں اہل ایمان کے لئے سب سے زیادہ ضرورت مسئلہ مسائل جاننے کی ہے اس لئے یہی علم اس حدیث کی رو سے سب سے افضل کہلائے جانے کے لائق ہے۔

فقہ میں اشتغال افضل ترین عبادت ہے

دینی مسائل کا سیکھنا سکھانا، اور نت نئے مسائل کے احکامات معلوم کرنا اور امت کی رہنمائی کرنا افضل ترین عبادت ہے، اس لئے کہ اس عمل کا نفع ساری امت تک متعدی اور رہتی دنیا تک باقی رہنے والا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

مَا عُبِدَ اللّٰهَ بِشَيءٍ أَفْضَلَ مِنْ فِقْهٍ فِيْ الدِّيْنِ وَلَفَقِيْهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ وَلِكُلِّ شَيءٍ عِمَادٌ وَعِمَادُ الدِّيْنِ اَلْفِقْهُ.

تفقہ فی الدین سے بڑھ کر کسی عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی جاسکتی (کیوں کہ مقبول عبادت کے لئے علم صحیح ضروری ہے جس کا ذریعہ تفقہ ہی ہے) اور ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار

عابدوں سے بڑھ کر ہے، اور ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون تفقہ فی الدین ہے۔ (شامی مقدمہ ۱۲۳، البیھقی فی السنن الکبریٰ ۱۰۲/۱، الدار القطنی ۷۹/۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ ”فقہی مجلس میں شرکت کا ثواب ساٹھ سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے“۔ (الفقیہ والمتفقہ ۲۰)

تفقہ سے دین میں تصلب نصیب ہوتا ہے

جس شخص کو فقاہت کی دولت نصیب ہوجاتی ہے اس کا سینہ دینی مسائل واحکام کے لئے پوری طرح منشرح ہوجاتا ہے، پھر نہ تو وہ حالات سے مرعوب ہوتا ہے اور نہ کوئی لالچ یا دھمکی اسے راہِ حق سے ہٹنے پر مجبور کرتی ہے بلکہ وہ ذہنی طور پر پوری یکسوئی کے ساتھ دین پر عمل کرتا ہے اور اس کے برخلاف جو شخص نرا عابد ہو اور وہ ضروری دینی علم سے محروم ہو تو اس کے لئے حق پر ثابت قدم رہنا بہت مشکل ہوتا ہے وہ بہت جلد حالات اور فتوحات سے متاثر ہوجاتا ہے حتی کہ بسا اوقات گمراہی میں بھی مبتلا ہوجاتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔

لَوْ أَنَّ هٰذِهٖ وَقَعَتْ عَلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ السَّمَاءَ عَلَى الْأَرْضِ وَزَالَ كُلُّ شَيْءٍ عَنْ مَكَانِهٖ مَا تَرَكَ الْعَالِمُ عِلْمَهُ وَلَوْ فُتِحَتِ الدُّنْيَا عَلٰى عَابِدٍ لَتَرَكَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ تَعَالٰى. (الفقیہ والمتفقہ ۲۴)

اگر یہ یعنی آسمان اس یعنی زمین پر گر پڑے اور ہر چیز اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو پھر بھی عالم اپنے علم کو نہ چھوڑے گا اور اگر نرے عابد پر دنیا کے دہانے کھول دئے جائیں تو وہ اپنے پروردگار کی عبادت چھوڑ بیٹھے گا۔

اس لئے ضروری ہے کہ عالم اور فقیہ اپنے موقف میں ثابت قدم ہو اور راہِ حق سے سرمو بھی انحراف نہ کرے۔

فقہاء روحانی معالج ہیں

عبید اللہ بن عمرو نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سلیمان اعمشؒ کے پاس کوئی مسئلہ پوچھنے آیا اتفاق سے وہاں حضرت امام ابو حنیفہؒ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت اعمشؒ نے امام

صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ کی اس مسئلہ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ امام صاحبؒ نے اپنی رائے بتادی، اس پر حضرت اعمش نے پوچھا کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے دیا؟ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اُس روایت سے جو آپ نے ہم سے بیان کررکھی ہے۔ یہ سن کر حضرت اعمش بول اٹھے: **نحن صیادلة و أنتم أطباء** (یعنی ہم تو محض دوافروش ہیں اور تم لوگ (فقہاء) طبیب ہو)۔ (الفقیہ والمتفقہ ۱/۷۶۳)

تفقہ باعثِ عزت ہے

دین میں تفقہ اور حلت وحرمت کا علم انسان کو عزت بخشتا ہے، اور اس سے انسان کو جو عزت ملتی ہے وہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ حضرت ابوالعالیہؒ فرماتے ہیں کہ میں استاذ معظم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ تخت پر تشریف فرما رہتے اور آپ کے اردگرد خاندان قریش کے لوگ موجود ہوتے آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے تخت پر اپنے ساتھ بٹھایا کرتے تھے، آپ کی اس عزت افزائی کو دیکھ کر قریش کے لوگ ناگواری محسوس کرتے، چناں چہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھی اس کا احساس ہوگیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "اسی طرح یہ علم شریف آدمی کی شرافت میں اضافہ کرتا ہے اور غلام شخص کو تخت نشین بنادیتا ہے"۔ (الفقیہ والمتفقہ ۱/۴۰)

حضرت عطاء ابن رباحؒ مکہ معظّمہ میں ایک عورت کے غلام تھے آپ کے چہرے کی رنگت سیاہ تھی اور آپ کی ناک باقلا کی پھلی کے مانند تھی (یعنی بدصورت تھے، مگر علمی وفقہی مقام یہ تھا کہ) ایک مرتبہ اموی بادشاہ امیر المؤمنین سلیمان بن عبدالملک اپنے دو بیٹوں کے ساتھ آپ سے ملنے آئے آپ نماز پڑھنے میں مشغول تھے، اس لئے وہ لوگ انتظار میں بیٹھ گئے، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کی طرف متوجہ ہوئے، امیر المؤمنین ان سے حج کے مسائل پوچھتے رہے اور آپ بے رخی سے جواب دیتے رہے پھر سلیمان نے اپنے بیٹوں سے کہا: "یہاں سے چلو اور دیکھو علم دین سیکھنے میں آنا کانی مت کرنا؛ اس لئے کہ آج اس کالے غلام کے سامنے بیٹھنے سے جو میری ذلت ہوئی ہے اسے میں کبھی نہ بھول پاؤں گا"۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۰)

تو معلوم ہوا کہ علم فقہ کا تعلق خوبصورتی یا عالی نسبی سے نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی علم دین میں

کمال اور فقہ میں مہارت پیدا کرلے گا وہ لوگوں کی نظر میں باعزت ہوجائے گا، تاریخ کے ہر دور میں اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس لئے ہر طالب علم کو بالخصوص دین میں اختصاص پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

محمد بن قاسم ابن خلاد کہتے ہیں کہ ''یہ بات معروف ہے کہ اسلام میں کسی کو کمتر سمجھنا جائز نہیں ہے، اسلام میں فضیلت اور شرافت کا معیار دین داری اور پرہیزگاری ہے، اور اگر اس پرہیزگاری کے ساتھ نسبی شرافت بھی مل جائے تو سونے پر سہاگہ ہے''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۰)

صاحب ''البحر الرائق'' علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّ الْفِقْهَ أَشْرَفُ الْعُلُوْمِ قَدْراً وَأَعْظَمُهَا أَجْراً وَأَتَمُّهَا عَائِدَةً وَأَعَمُّهَا فَائِدَةً وَأَعْلاَهَا مَرْتَبَةً وَأَسْنَاهَا مَنْقَبَةً، يَمْلاءُ الْعُيُوْنَ نُوْراً وَالْقُلُوْبَ سُرُوْراً وَالصُّدُوْرَ انْشِرَاحاً، هٰذَا لِأَنَّ مَا بِالْخَاصِّ وَالْعَامِّ مِنَ الاسْتِقْرَارِ عَلٰى سُنَنِ النِّظَامِ وَالاسْتِمْرَارِ عَلٰى وَتِيْرَةِ الاجْتِمَاعِ وَالالْتِيَامِ إِنَّمَا هُوَ بِمَعْرِفَةِ الْحَلالِ مِنَ الْحَرَامِ وَالتَّمْيِيْزُ بَيْنَ الْجَائِزِ وَالْفَاسِدِ مِنَ الْوُجُوْهِ وَالْأَحْكَامِ، بُحُوْرُهُ ذَاخِرَةٌ وَرِيَاضُهُ نَاضِرَةٌ وَنُجُوْمُهُ زَاهِرَةٌ وَأُصُوْلُهُ ثَابِتَةٌ وَفُرُوْعُهُ نَابِتَةٌ لاَ يَفْنٰى بِكَثْرَةِ الإِنْفَاقِ كَنْزُهُ

علم فقہ مرتبہ کے اعتبار سے سب سے اشرف، اجر کے اعتبار سے سب سے اعظم، نفع کے اعتبار سے سب سے کامل، فائدہ کے اعتبار سے سب سے عام، رتبہ کے اعتبار سے سب سے بلند، تعریف کے اعتبار سے سب سے زیادہ چمک دار ہے، یہ علم آنکھوں کو روشنی، دلوں کو سرور اور شرح صدر سے نوازتا ہے، اور معاملات میں وسعت اور سہولت کی راہیں کھولتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر خاص وعام کا فطری نظام پر کار بند رہنا اور اتفاق واتحاد کی راہ پر گامزن ہونا وہ حلال وحرام کی معرفت، جائز اور ناجائز درمیان امتیاز کرنے پر موقوف ہے۔ اس علم کے سمندر ٹھاٹھیں مارنے والے ہیں، اور اس کے باغیچے تروتازہ اور اس کے ستارے چمک دار ہیں، اس کے ضابطے ثابت شدہ اور اس کی جزئیات روز افزوں ہیں

وَلاَ يَبْلٰى عَلٰى طُوْلِ الزَّمَانِ عِزُّهٗ الخ، وَأَهْلُهٗ قِوَامُ الدِّيْنِ وَقِوَامُهٗ وَبِهِمُ ائْتِلافُهٗ وَانْتِظَامُهٗ وَإِلَيْهِمُ الْمُفْزِعُ فِي الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا وَالْمَرْجَعُ فِي التَّدْرِيْسِ وَالْفَتْوٰى.

(الأشباه والنظائر مطبوعه ديوبند ۱۳-۱۸)

زیادہ خرچ کرنے سے اس کا خزانہ کم نہیں ہوتا، اور لمبا زمانہ گزرنے کے باوجود اس کی عزت میں فرق نہیں آتا، اور اہل فقہ (علماء ومفتیان) دین کے محافظ اور اس کے نگراں ہیں، انہی سے دین کا انتظام واہتمام وابستہ ہے، اور دنیا اور آخرت میں انہی کی طرف جائے پناہ ہے، اور درس وافتاء میں انہی کی ذات مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

عزت کا مقام تو یہ ہے

امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مکہ کی وادی ابطح میں اپنی مجلس جمائی اور حجاج کی جماعتیں آپ کے سامنے سے گذرنے لگیں آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے ''قرظہ'' بھی تھے، ایک قافلہ گذرا اس میں ایک نوجوان شخص شعر گنگنا رہا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عبداللہ بن جعفرؓ ہیں، آپ نے فرمایا انہیں جانے دو، پھر دوسرا قافلہ گذرا اس میں بھی ایک جوان اشعار پڑھ رہا تھا، معلوم کیا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عمر بن ابی ربیعہ ہیں، آپ نے ان کو بھی جانے کا حکم دیا، اس کے بعد ایک بڑی جماعت گذری جس میں ایک صاحب تھے جن سے لوگ حج کے مسائل پوچھ رہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا کہ میں نے سر منڈانے سے پہلے رمی کر لی؟ اور کوئی پوچھ رہا تھا کہ میں نے رمی سے پہلے سر منڈا لیا؟ وغیرہ۔ (اور وہ سب کو جواب دے رہے تھے) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ جواب ملا کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ'' واللہ دنیا اور آخرت کی عزت وشرافت تو یہی ہے'' (کہ انسان کو دینی مرجعیت حاصل ہو جائے)۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۱)

اس لئے اس شرافت کو حاصل کرنے کے لئے جتنی بھی تگ ودو اور جدوجہد کی جائے وہ کم ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

إِذَا مَـا اعْتَـزَّ ذُوْ عِـلْـمٍ بِعِلْـمٍ　　فَـعِـلْـمُ الْـفِـقْـهِ أَوْلـىٰ بِـاعْتِـزَازٖ

فَكَـمْ طِيْبٍ يَفُوْحُ وَلاَ كَمِسْكٍ　　وَكَـمْ طَيْـرٍ يَـطِيْـرُ وَلاَ كَبَـازِيٖ

ترجمہ: اگر کوئی علم والا کسی علم سے عزت حاصل کرے تو علم فقہ عزت دلانے میں سب سے زیادہ کارگر ہے، اس لئے کہ کتنی ہی خوشبوئیں پھیلتی ہیں لیکن مشک کی طرح نہیں ہوتیں، اور کتنے ہی پرندے اڑتے ہیں مگر شکرہ کی طرح نہیں اڑتے۔

اور دوسرے شاعر نے کہا:

وَخَيْـرُ عُـلُوْمٍ عِـلْـمُ فِقْـهٍ لأَنَّـهُ　　يَـكُـوْنُ إِلـىٰ كُـلِّ الْـعُـلُوْمِ تَوَسُّلاً

فَـإِنَّ فَـقِيْهـاً وَاحِـداً مُتَـوَرِّعـاً　　عَلٰى أَلْفِ ذِيْ زُهْدٍ تَفَضَّلَ وَاعْتَلىٰ

ترجمہ: علوم میں سب سے بہتر علم فقہ ہے کیوں کہ وہ تمام علوم تک پہنچنے کا ذریعہ ہے (اس لئے کہ فقیہ کے لئے لغت واشتقاق سے لے کر تفسیر وحدیث اور دیگر علوم کا جاننا لازم ہے) اور اس لئے کہ ورع وتقویٰ سے متصف ایک فقیہ ایک ہزار نرے زاہدوں سے بڑھ کر فضیلت رکھتا ہے۔ (در مختار مع الشامی ۱/۱۲۲-۱۲۳)

نیز یہ اشعار بھی قابل لحاظ ہیں جو امام محمدؒ کی طرف منسوب ہیں:

تَـفَـقَّـهْ فَـإِنَّ الْـفِـقْـهَ أَفْضَلُ قَـائِدٍ　　إِلـَى الْبِـرِّ وَالتَّقْوىٰ وَأَعْدَلُ قَاصِدٍ

وَكُـنْ مُسْتَـفِيْـداً كُـلَّ يَـوْمٍ زِيَـادَةً　　مِنَ الْفِقْهِ وَأَسْبَحْ فِيْ بُحُوْرِ الْفَوَائِدٖ

فَـإِنَّ فَـقِيْهـاً وَاحِـداً مُتَـوَرِّعـاً　　أَشَدُّ عَلىَ الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٖ

ترجمہ: (۱) تفقہ حاصل کرو کیوں کہ فقہ نیکی اور تقویٰ کی طرف لے جانے والا بہترین رہنما اور آسان راستہ ہے۔

(۲) اور ہر روز فقہ سے استفادہ میں زیادتی کر کے علمی فوائد ولطائف کے سمندروں میں غوطہ زنی کیا کرو۔

(۳) اس لئے کہ ایک صاحب ورع وتقویٰ فقیہ شیطان پر ایک ہزار نرے عبادت گزاروں پر بھاری ہے۔

مذکورہ اشعار میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ مبنی برحقیقت ہیں اس لئے کہ تمام علوم اسلامیہ کا منتہی اور مرجع ''علم فقہ'' ہے، بقیہ تمام علوم تفقہ حاصل کرنے کے ذرائع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لغت نحو اور اشتقاق سے لے کر حدیث وتفسیر کا علم اسی لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ حلال وحرام کے بارے میں امتیاز ہو جائے اور دینی اعتبار سے کیا عمل صحیح ہے اور کیا غلط ہے؟ اس کا پتہ چل جائے۔ اور یہ بات فقہ ہی سے حاصل ہوسکتی ہے، نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دیگر کسی علم کے لئے فقہ میں مہارت ضروری نہیں لیکن کامل فقیہ بننے کے لئے دیگر علوم میں مہارت بھی لازم ہے۔ فقیہ صحیح معنی میں وہی ہوسکتا ہے جو نہ صرف علوم عربیہ پر دستگاہ رکھتا ہو بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حدیث وتفسیر، آثارِ صحابہ اور اقوال سلف پر بھی گہری نظر رکھنے والا ہو، یعنی علوم نقلیہ وعقلیہ کا جامع ہو اسی پر درحقیقت ''فقیہ'' کا اطلاق کیا جاسکتا ہے، اس کے برخلاف جو صرف ناقل کے درجہ میں ہو وہ ''فقیہ'' نہیں بلکہ ''ناقل فقہ'' ہے۔

مسائل جانے بغیر چارہ نہیں

ایک مسلمان ہر بات سے مستغنی ہوسکتا ہے؛ لیکن مسائل شرعیہ کے لازمی علم سے نہ کبھی کوئی مستغنی ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے؛ اس لئے کہ طہارت کا معاملہ ہو یا نماز کا، روزہ یا حج کا معاملہ ہو یا زکوۃ کا، نکاح طلاق کا مسئلہ ہو یا وراثت کا، بہرحال مسائل سے واقفیت حاصل کرنی ناگزیر ہوگی، اس کے بغیر کوئی مسلمان اسلام کے مطابق نہ تو اپنی ذمہ داریاں ادا کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنے حقوق حاصل کرسکتا ہے۔

اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ضروری دینی مسائل سے غافل نہ رہے، اور جب بھی کوئی بات پیش آئے اور اس کے علم میں نہ ہو تو وہ اسے معلوم کرنے کی کوشش کرے، خواہ زبانی ہو یا پڑھ کر ہو، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لاَ تَعْلَمُوْنَ. (النحل: ٤٣) سو پوچھ لو جان کار لوگوں سے اگر تم کو علم نہ ہو۔

اسی مقصد سے یہ مجموعہ مسائل مرتب کیا گیا ہے؛ تا کہ مسائل تک بآسانی رسائی ہو سکے، فقہی کتابوں کے حوالہ جات بھی ہر مسئلہ کے ساتھ لکھ دیئے گئے ہیں؛ تا کہ اعتماد میں اضافہ ہو اور اہل علم وار بابِ افتاء اور طلبہ فقہ کے لئے مراجعت میں آسانی ہو۔ ظاہر ہے کہ تمام مسائل کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ جزئیات فقہ بے شمار ہیں، تاہم کوشش کی گئی ہے کہ ہر باب سے متعلق اہم مسائل جمع ہو جائیں۔ اور ارادہ ہے کہ انشاء اللہ آئندہ کی اشاعتوں میں حسب ضرورت مسائل وجزئیات میں اضافہ کیا جاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے قبول فرمائیں اور امت کے لئے نافع بنائیں، آمین۔

کتاب الطہارت

□ پاکی کے منتخب ضروری مسائل

آیتِ وضو

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ط وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّھَّرُوْا ط وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِنْہُ ط مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (المائدہ: ۶) ○

○

اے ایمان والو! جب تم نماز کو اٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی (دھوؤ) کہنیوں سمیت، اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیرو اور (دھوؤ) اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو، تو (سارا بدن) پاک کرو، اور اگر تم بیمار ہو، یا حالتِ سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو، یا تم نے بیویوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے، تو تم پاک زمین سے تیمّم (کرلیا) کرو، یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس (زمین پر) سے، اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں؛ لیکن اس کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے، اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تمام فرمائے؛ تاکہ تم شکر ادا کرو۔ (حضرت تھانویؒ)

○❖○

پانی کے مسائل

پانی ایک انمول نعمت

پانی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، قرآنِ پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جابجا اس نعمت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ایک جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ الرِّيٰحَ بُشۡرًاۢ بَيۡنَ يَدَىۡ رَحۡمَتِهٖ‌ۚ وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا ۝ لِّنُحۡیِۦَ بِهٖ بَلۡدَةً مَّيۡتًا وَّنُسۡقِيَهٗ مِمَّا خَلَقۡنَاۤ اَنۡعَامًا وَّاَنَاسِىَّ كَثِيۡرًا ۝

(الفرقان: ۴۸-۴۹)

اور وہی ہے کہ اپنی بارانِ رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ بشارت لے کر آتی ہیں، اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کرنے کی چیز ہے؛ تاکہ اس کے ذریعہ سے مردہ زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپاؤں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کردیں۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:

وَيُنَزِّلُ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ ۝ (الأنفال: ۱۱)

اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا؛ تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو (حدثِ اصغر واکبر سے) پاک کردے۔

یہ پانی جہاں پیاس مٹانے کا کام کرتا ہے وہیں ظاہری اور حکمی نجاست دور کرنے کا بھی سب سے بڑا ذریعہ ہے؛ اس لئے اس نعمت کی قدردانی اور شکرگزاری لازم ہے۔

پانی اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آب رسانی کا جو نظام بنایا ہے اس کے اعتبار سے پانی کو اصالۃً طہوریت کی صفت حاصل ہے؛ اسی لئے آیت بالا میں اسے طہور قرار دیا گیا، اب اگر پانی میں نجاست کا حکم لگے گا تو کسی عارض کی وجہ سے لگے گا، ورنہ اصالۃً پانی پاک ہے۔ اسی لئے روایات میں وارد ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک کنواں تھا جیسے ''بئر بضاعۃ'' کے نام سے جانا جاتا تھا، یہ مدینہ منورہ کے نشیبی جانب واقع تھا، جس کی وجہ سے

جب بارشیں ہوتی تھیں تو شہر کا پانی اس پر سے ہوکر گزرتا تھا، جس میں ہر طرح کی گندگیاں شامل ہوتی تھیں؛ تاہم چوں کہ یہ کنواں بڑے سوت والا تھا؛ اس لئے جب اس سے باغات کی سینچائی شروع ہوتی تو اس کا سارا پانی نکل جاتا تھا اور اس کی نجاستیں باقی نہیں رہتی تھیں، پھر بھی لوگوں کو اشکال تھا کہ ہم اس سے وضو کریں یا نہ کریں؟ چناں چہ اس بارے میں سوال کرنے پر پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لاَ يُنَجِّسُهُ شَيْئٌ. (ترمذی شریف ۲۱/۱، حدیث: ۷۰)

پانی اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے اسے کوئی چیز (مستقل طور پر) ناپاک نہیں کرسکتی۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں یہ اشکال تھا کہ سمندر کا پانی جس میں بے شمار مخلوقات رہتی ہیں اور وہ اسی میں مرتی ہیں اور گل سڑ کر ختم ہو جاتی ہیں، ایسے پانی کا استعمال درست ہے یا نہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ. (ترمذی شریف ۲۱/۱، حدیث: ۷۳)

سمندر کا پانی ہی پاک کرنے والا ہے؛ (اس لئے کہ) اس کا مردار (مچھلی) حلال ہے۔

اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اشکال کو ختم فرمادیا کہ چوں کہ سمندری جانوروں میں بہنے والا خون نہیں ہوتا؛ لہٰذا ان کے پانی میں مرجانے کے باوجود وہ پانی ناپاک بھی قرار نہیں دیا جائے گا۔

تاہم اگر پانی میں نجاست اتنی غالب آ جائے کہ اس کے اوصاف کو بدل دے تو اس پر نجاست کا حکم لگادیا جاتا ہے۔ چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ إِلَّا مَا غُلِبَ عَلٰى رِيْحِهٖ أَوْ عَلٰى طُعْمِهٖ. (دار قطني ۲۱/۱ حديث: ۴۲، مكتبه دار الإيمان سهارنپور)

پانی پاک کرنے والا ہے الا یہ کہ وہ پانی جس کی بو یا ذائقہ پر (نجاست کا) غلبہ ہوجائے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''پانی کو صرف وہی چیز نجس کرسکتی ہے جو اس کی بو یا ذائقہ کو بدل دے''۔ (دارقطنی ۲۲/۱، حدیث: ۴۴)

البتہ اگر پانی مقدار میں کم ہو (جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) تو پھر وہ معمولی نجاست گرنے سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوکر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں ڈالنے سے منع فرمایا۔ (مسلم شریف ۱۳۶/۱، حدیث: ۲۷۸)

نیز ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے کی ممانعت فرمائی، اس سے حضراتِ فقہاء نے ماء قلیل کی نجاست کا حکم مستنبط فرمایا ہے۔

بہرحال ذیل میں پانی سے متعلق چند ضروری اور منتخب مسائل تحریر کئے جاتے ہیں:

پانی کی قسمیں

طہارت ونجاست کے اعتبار سے پانی کی درج ذیل پانچ قسمیں ہیں:

(۱) طاہر مطہر: یعنی وہ پانی جو خود بھی پاک ہو اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو، جیسے: ماء مطلق جس کے ساتھ کوئی دوسری چیز شامل نہ ہو، مثلاً دریا او رنہر یا چشمہ کا پانی وغیرہ۔

(۲) طاہر مطہر مکروہ: جیسے وہ قلیل پانی جس میں پالتو بلی، کھلی مرغی اور چوہے وغیرہ منہ ڈال دیں، (اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسرا غیر مکروہ پانی موجود ہو تو اس پانی کو استعمال کرنا مکروہ تنزیہی ہے؛ لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی اور پانی موجود نہیں ہے تو اس سے طہارت حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں)

(۳) طاہر غیر مطہر: یعنی وہ پانی جو بذاتِ خود پاک ہو؛ لیکن وہ حدث کو پاک کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، (یعنی اس سے دوبارہ وضو اور غسل معتبر نہ ہو) جیسے: ماء مستعمل جس سے کسی حدثِ حکمی کو زائل کیا گیا ہو، نیز عبادت کی نیت سے وضو پر وضو یا کھانے کے لئے ہاتھ دھونے سے ٹپکنے والے پانی کا بھی یہی حکم ہے۔ (البتہ ماء مستعمل سے نجاست حقیقیہ زائل کی جاسکتی ہے مثلاً ناپاک کپڑا دھویا جاسکتا ہے)

(۴) نجس: یعنی وہ پانی جس میں کوئی نجاست مل گئی ہو، اب اگر وہ ماء قلیل ہے تو نجاست پڑتے ہی پورا پانی نجس ہو جائے گا، اور اگر ماء کثیر ہے تو نجاست کا حکم اس وقت ہوگا جب کہ نجاست کا اثر (ذائقہ، رنگ یا بو) پانی میں ظاہر ہو جائے۔

(۵) مشکوک پانی: یہ وہ پانی ہے جس میں گدھے یا خچر نے منہ ڈالا ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ دیگر پاک پانی رہتے ہوئے اس سے وضو وغیرہ نہ کرے اور اگر دیگر پانی موجود نہ ہو تو اس سے وضو کرلے؛ لیکن بعد میں تیمّم بھی کرے۔ أما المیاہ علی خمسة أقسامٍ: طاهرٌ مطهرٌ غیر مکروهٍ: وهو الماء المطلق. وطاهرٌ مطهرٌ مکروهٌ: فهو ما شرب منه الهرة ونحوه وکان قلیلاً. وطاهرٌ غیر مطهرٍ: وهو ما استعمل لرفع حدث أو لقربةٍ الخ. والرابع: ماءٌ نجسٌ: وهو الذی حلت فیه نجاسةٌ الخ. والخامس: ماءٌ مشکوکٌ

فی طهوریته، وهو ما شرب منه حمار أو بغلٌ. (مراقی الفلاح ۸-۱۱) **فلو کان الماء مستعملاً کفیٰ فی إزالة النجاسات علی المفتی به.** (حاشیة شرح وقایة ۱۲۲/۱، الدر المختار ۳۷/۱، شامی زکریا ۳۵۳/۱، کراچی ۲۰۱/۱)

ماءطاہر مطہر کی قسمیں

جو پانی پاک ہو اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ماء جاری: یعنی ایسا پانی جو دیکھنے میں جاری ہو اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ کم از کم تنکے کو بہا لے جائے۔ **والجاری هو ما یعدّ جاریاً عرفاً، وقیل ما یذهب بتبنة، والأول أظهر، والثانی أشهر.** (درمختار زکریا ۳۳٤/۱)

(۲) ٹھہرا ہوا کثیر پانی: یعنی وہ پانی جو اگرچہ ٹھہرا ہوا ہو؛ لیکن وہ دیکھنے والے کی نظر میں کثیر ہو، (جس کا اندازہ دس ہاتھ لمبائی چوڑائی مطابق ۲۲۵ر مربع فٹ سے لگایا گیا ہے) (الاوزان المحمودہ ۱۰۱) مثلاً بڑا حوض یا بڑی ٹنکی۔ یہ کثیر ٹھہرا ہوا پانی بھی ماء جاری کے حکم میں ہوتا ہے۔ **وکذا یجوز براکد کثیر کذٰلک الخ، والمعتبر فی مقدار الراکد أکبر رأی المبتلی به فیه الخ، لکن فی النهر: وأنت خبیر بأن اعتبار العشر أضبط ولا سیما فی حق من لا رأي له من العوام فلذا أفتی به المتأخرون الأعلام.** (درمختار زکریا ۳۳۹/۱-۳٤۱)

(۳) ٹھہرا ہوا قلیل پانی: یعنی ایسا پانی جس کی مقدار دہ در دہ سے کم ہو، جیسے: کنواں یا چھوٹی ٹنکی۔ **أما القلیل فینجس وإن یتغیر.** (درمختار زکریا ۳۳۲/۱)

ماء جاری کا حکم

جو پانی جاری ہو، جیسے نہر اور ندی یا جاری کے حکم میں ہو، جیسے بڑا حوض یا تالاب تو اس میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا؛ تا آں کہ وہ نجاست اس کے رنگ ذائقہ اور بو کو نہ بدل دے۔ **ویجوز بجار وقعت فیه نجاسة والجاری هو ما یعد جاریاً عرفاً – إلی قوله – إن لم یر أی یعلم أثره.** (درمختار بیروت ۲۹۸/۱-۲۹۹، زکریا ۳۳٤/۱-۳۳۵)

ماءِ جاری کی گہرائی کتنی ہو؟

ماءِ جاری کی گہرائی اگر اس قدر ہے کہ اگر اس میں تنکا یا پتہ ڈالا جائے تو وہ بہہ پڑے تو یہ پانی جاری ہے، اور اگر اتنی رفتار بھی پانی میں نہ ہو تو وہ جاری نہیں کہلائے گا۔ **وقال بعضهم: إذا كان بحالٍ لو ألقي فيه تبن أو ورقٌ يذهب به فهو جارٍ، وإن كان بخلافه فليس بجارٍ.** (المحيط البرهاني ٢٣٨/١، ومثله في الشامي زكريا بحثاً ٣٣٤/١)

ماءِ جاری میں نجاست نظر آرہی ہو

اگر جاری پانی میں نجاست نظر آرہی ہو تو اس کے قریب سے وضو کرنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ اتنی دور سے پانی لیا جائے جہاں اس نجاست کا اثر نہ پہنچے۔ **فإن كانت النجاسة مرئيةً فإنه لا يتوضأ من الموضع الذي فيه النجاسةُ وإنما يتوضأ من موضع آخر.** (المحيط البرهاني ٢٣٩/١)

ماءِ جاری کا نجاست پر سے گزرنا

اگر پانی کی نالی میں کوئی نجاست اس طرح گر گئی کہ اکثر پانی اس نجاست سے گذر کر آگے آرہا ہے (مثلاً کسی مردار کی لاش اس میں پھنس گئی) تو آگے آنے والا سب پانی ناپاک سمجھا جائے گا۔ اسی طرح مثلاً چھت میں پرنالے کے سرے پر نجاست اٹک گئی اور بارش کا سب پانی اس نجاست سے گذر کر آرہا ہے تو پرنالے سے گرنے والا پانی ناپاک سمجھا جائے گا۔ اس کے برخلاف اگر اکثر پانی نجاست سے نہیں گذرتا، مثلاً نالی بہت چوڑی ہے اور لاش اس کے ایک جانب پھنسی ہوئی ہے یا چھت پر نجاست کسی ایک جانب ہے پرنالے کے سرے پر نہیں ہے تو پرنالے سے بہنے والا بارش کا پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ **وفي الطحاوي والنوازل: لو كان القدر الذي يلاقي الجيفة من الماء دون الذي لا يلاقي الجيفة جازالتوضؤ أسفل منه وإن كان مثله أو أكثر لايجوز الخ. وإن كانت العذرة عند الميزاب إن كان الماء كله أو أكثر أو نصفه يلاقي العذرة فهو نجسٌ وإلَّا فهو طاهرٌ.** (المحيط البرهاني ٢٣٩/١-٢٤٠، شامي زكريا ٣٣٦/١)

بڑے حوض کا رقبہ

بڑا حوض جو ماء جاری کے حکم میں ہوتا ہے اور جو نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا اس کا مدار اگرچہ پانی کی کثرت پر ہے؛ لیکن فقہاء نے سہولت کے لئے اس کا اوپری رقبہ کم از کم دس ہاتھ لمبائی چوڑائی (برابر ۴۰۰ رذراع مربع) متعین کیا ہے، جس کی پیمائش نئے پیمانوں کے اعتبار سے ۲۲۵ رمربع فٹ یا ۲۰ رمربع میٹر ہے۔ (الاوزان المحمودہ ۱۰۱) **وأنت خبير بأن اعتبار العشر أضبط ولا سيما في حق من لا رأي له من العوام فلهذا أفتى به المتأخرون الأعلام: أي في المربع بأربعين، وفي المدور بستة وثلاثين، وفي المثلث من كل جانب خمسة عشر وربعاً وخمساً بذراع الكرباس.** (درمختار بيروت ۳۰۵/۱، زكريا ۳٤۱/۱-۳٤۲)

حوض کی گہرائی

حوض کی گہرائی کم از کم اتنی ہونی چاہئے کہ چلو سے پانی لینے میں زمین نہ کھلنے پائے۔ **المعتبر في العمق أن يكون بحال لا ينحسر بالاغتراف هو الصحيح.** (الهداية ۳۷/۱، هنديه ۱۸/۱، شامي كراچي ۱۹۳/۱، البحر الرائق كوئٹه ۷۷/۱)

حوض میں نجاست گر جائے؟

اگر کسی بڑے حوض میں ایسی نجاست گر جائے جو پڑنے کے بعد دکھائی نہیں دیتی، جیسے پیشاب خون وغیرہ، تو اس کے چاروں طرف سے وضو کرنا درست ہے۔ اور اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو نظر آتی ہے جیسے مردار جانور، تو اس کے قریب سے وضو نہ کرے؛ لیکن دوسری جانب سے وضو کرسکتا ہے؛ البتہ اگر اتنی مقدار میں نجاست گر جائے کہ پورے حوض کا رنگ یا ذائقہ یا بو بدل جائے تو سارا حوض ناپاک ہو جائے گا۔ **ثم النجاسة إذا وقع في الحوض الكبير كيف يتوضأ منه؟ فنقول النجاسة لا تخلو إما أن تكون مرئية أو غير مرئيةٍ، فإن كانت مرئيةً كالجيفة ونحوها ذكر في ظاهر الرواية أنه لا يتوضأ من الجانب**

الـذى وقـع فيـه الـنجاسة؛ ولكن يتوضأ من الجانب الآخر الخ. ومشائخنا بوراء الـنهـر فـصـلـوا بيـنهما ففى غير المرئية أنه يتوضأ من أي جانبٍ كان، كما قالوا جـميعاً فى الماء الجارى وهو الأصح؛ لأن غير المرئية لا يستقر فى مكان واحدٍ بل ينتقل لكونهٖ مائعاً سيالاً بطبعهٖ. (بدائع الصنائع ۱/۲۲۱، حلبی کبیر ۹۹)

نجاست کا اثر پانی میں ظاہر ہو جائے

نجاست کی وجہ سے اگر پانی کا رنگ، ذائقہ اور بو بدل جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے، خواہ پانی کم ہو یا زیادہ۔ **وبتـغيـر أحـد أوصَـافهٖ من لون أوطعم أو ريح ينجس الكثير ولو جارياً إجماعاً.** (درمختار مع الشامی بیروت ۱/۲۹۶، زکریا ۱/۳۳۲)

ماءِ قلیل میں نجاست گر جائے

ماءِ قلیل (جو دہ دردہ سے کم ہو) کسی بھی نجاست کے گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے، اگر چہ اس کا کوئی وصف نہ بدلا ہو، مثلاً بڑی بالٹی یا ٹب میں ایک قطرہ پیشاب گر جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گا اگر چہ پیشاب کا اثر ظاہر نہ ہو۔ **أما القليل فينجس وإن لم يتغير.**

(درمختار بیروت ۱/۲۹۶، زکریا ۱/۳۳۲)

خون والا جانور پانی میں گر کر مر جائے

اگر ماءِ قلیل (مثلاً کنواں، ٹنکی یا مٹکا وغیرہ) میں ایسا جانور گر کر مر جائے، جس میں خون ہوتا ہے تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا۔ (مثلاً کبوتر، چڑیا، چوہا وغیرہ) **ويـنجس الماء القليل بموت مـائـى مـعـاش بـرى مـولـد فى الأصح. (درمختار) أى من الروايتين لأن له نفسًا سائلة.** (شامی بیروت ۱/۲۹۶، زکریا ۱/۳۳۱)

پانی میں مرا ہوا جانور پایا گیا

اگر کوئی مردہ جانور (جس میں بہنے والا خون پایا جاتا ہو) ماءِ قلیل میں پایا جائے اور اس کے

گرنے کا وقت معلوم ہوجائے تو جس وقت سے گرا ہے، اسی وقت سے پانی ناپاک کہا جائے گا، اور اگر گرنے کے وقت کا صحیح علم نہ ہوسکے اور وہ جانور ابھی پھولا پھٹا نہ ہو، تو احتیاطاً جس دن سے علم ہوا ہے اس سے ایک دن اور ایک رات پہلے کی نمازیں لوٹائی جائیں۔ نیز اس صورت میں جو کپڑے وغیرہ دھوئے گئے ہوں وہ بھی ناپاک سمجھے جائیں گے۔ **ویحکم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم.** (درمختار بیروت ۱/ ۳۳٤، زکریا ۱/ ۳۷۵) **وإلا فمذ یوم ولیلة إن لم ینتفخ ولم یتفسخ.** (تنویر الأبصار) **وفی الهدایة ومختصر القدوری: أعادوا صلاة یوم ولیلة إذا کانوا توضؤا منها وغسلوا کل شئ أصابه ماؤها.** (شامی بیروت ۱/ ۳۳۵، زکریا ۱/ ۳۷٦)

پھولا پھٹا جانور پانی میں ملا

اگر ماء قلیل میں خون والا جانور اس حال میں پایا جائے کہ وہ پھول اور پھٹ گیا ہو اور اس کے گرنے کا وقت صحیح معلوم نہ ہو تو احتیاطاً تین دن اور تین راتوں کی نمازیں لوٹائی جائیں گی۔ **ومذ ثلاثة أیام ولیالیها إن انتفخ أو تفسخ استحساناً.** (درمختار بیروت ۱/ ۳۳۵، زکریا ۱/ ۳۷۷)

چوہے یا بڑی چھپکلی کی دُم پانی میں گر جائے

چوہا یا بڑی چھپکلی جن میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اگر ان کی دُم کٹ کر ماء قلیل میں گر جائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا؛ لیکن اگر چھپکلی چھوٹی ہو جس میں بہتا ہوا خون نہ ہو، جیسا کہ ہمارے یہاں عام طور پر گھروں میں پائی جاتی ہے، تو اس کی دم گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵/۱۵۱) **ولهذا لو وقع ذنب فارة ینزح الماء کلهٗ.** (شامی بیروت ۱/ ۳۲۷، المحیط البرهانی ۱/ ۲۵٦) **وکذا الوزغة إذا کانت کبیرةً.** (حلبی کبیر ۱٦٦)

پانی میں مینگنی گر جائے

ماء قلیل میں اگر بکری وغیرہ کی تر یا خشک مینگنی گر جائے تو وہ پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **فلو وقعت فی غیر زمان الحلب فهو کوقوعها فی سائر الأوانی فتنجس فی الأصح.**

(شامی بیروت ۱/ ۳۳۸، زکریا ۱/ ۳۸۰)

پانی میں غیر خونی جانور گر جائے

اگر پانی میں کوئی ایسا جانور گر کر مر جائے جس میں بہتا خون نہیں ہوتا تو اس کی وجہ سے پانی ناپاک نہیں ہوگا، جیسے: مچھر، پسو، بچھو، مکھی وغیرہ۔ **ويجوز رفع الحدث بما ذكر وإن مـات فيـه أى الـمـاء ولو قليلاً غير دموي كزنبورٍ وعقربٍ وبقٍّ.** (درمختار بیروت ۱/ ۲۹٤، زکریا ۱/ ۳۲۹)

پانی میں چھوٹی چھپکلی گر کر مر گئی

اگر پانی میں ایسی چھوٹی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا، گر کر مر جائے تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا (یہی حکم بچھو اور دیگر چھوٹے حشرات الارض کا بھی ہے) **يـجـب أن يـعـلـم أن مـا ليـس لـه دم سائلٌ إذا مات في الماء أو مائعٍ آخر سوى الماء لا يوجب تنجس ما مات فيـه برياً كان أو مائياً عندنا، والأصل فيه ما روىٰ سلمان الفارسي ﷛ أن رسول الله ﷺ سـئـل عـن إنـاء فيـه طـعـام أو شـرابٌ يموت فيه ما ليس له دمٌ سائلٌ، فقال: "هو الحلال أكله وشربه والوضوء به". وهٰذا نص في الباب.** (المحيط البرهانی ۱/ ۲۷۰)

چھوٹی چھپکلی پانی میں مر کر پھول پھٹ گئی

اگر چھوٹی چھپکلی پانی میں مر کر پھول پھٹ جائے اور اس کے اجزاء پانی میں مل جائیں تو پانی ناپاک تو نہ ہوگا؛ البتہ ایسے پانی کا پینا مکروہِ تحریمی ہے؛ اس لئے کہ چھپکلی کا کھانا حلال نہیں، اور مذکورہ پانی پینے سے اس کے اجزاء پیٹ میں چلے جانے کا عین امکان ہے۔ **ويستـوي الجواب بيـن الـمـتـفـسـخ وغيره في طهارة الماء ونجاسته إلا أنه يكره شرب المائع الذي تفسخ فيه؛ لأنه لا يخلو عن أجزاء ما يحرم أكله.** (بدائع الصنائع ۱/ ۲۳۲)

پانی میں رہنے والے جانوروں کا حکم

جن جانوروں کی زندگی کا مدار پانی پر ہے جیسے مچھلی، سمندری مینڈک، کیکڑا وغیرہ تو ان کی موت

سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ **إن الحیوانات التی لا تعیش إلاَّ فی الماء – إلی قوله – إذا ماتت هٰذه الحیوانات فی الماء لا یتنجس الماء.** (المحیط البرهانی ۱/۲۷۱، درمختار زکریا ۱/۳۳۰-۳۳۱)

دریائی پرندہ پانی میں مرجائے

پانی پر پڑنے والے دریائی پرندے جیسے سرخ آب اور مرغابی وغیرہ اگر پانی میں مرجائیں اور پانی کم مقدار میں ہو تو ان کی موت کی وجہ سے پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **أما الحیوانات التی لا تعیش فی البر والماء جمیعاً وله دم سائلٌ کالطیر المائی إن مات فی غیر الماء ینجسه الخ، وإن مات فی الماء فقد روی الحسن بن زیاد عن أبی حنیفةؒ أنه ینجس الماء.** (المحیط البرهانی ۱/۲۷۲، درمختار زکریا ۱/۳۳۱، حلبی کبیر ۱۶۵)

خشکی کا مینڈک پانی میں گرکر مرجائے

اگر خشکی میں رہنے والا مینڈک اتنا بڑا ہو کہ اس میں بہتا ہوا خون پایا جاتا ہو، وہ اگر کنویں میں گرکر مرجائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا؛ البتہ اگر چھوٹی سی مینڈکی ہو جس میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، تو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ **والضفدع البریُّ إذا مات فی الماء إن کان کبیراً له دم سائلٌ ینجس الماء، وإن کان صغیراً لیس له دم سائلٌ لا ینجس الماء.** (المحیط البرهانی ۱/۲۷۲، شامی زکریا ۱/۳۳۱)

کچھوا پانی میں گرکر مرگیا

سمندری کچھوا جس میں دم مسفوح نہ پایا جائے اگر وہ ماءِ قلیل میں مرجائے یا پھول پھٹ جائے تو اس سے پانی ناپاک نہ ہوگا؛ لیکن وہ کچھوا جو خشکی میں پیدا ہوتا ہے اور خشکی ہی میں رہتا ہے اور کبھی پانی میں بھی چلا جاتا ہے، تو اس میں دمِ مسفوح موجود ہوتا ہے، اس کا حکم خشکی کے مینڈک کے مانند ہوگا۔ وہ اگر ماءِ قلیل میں گرکر مرجائے یا پھول پھٹ جائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **وإن کان له دم سائل فإن کان بریاً ینجس بالموت وینجس المائع الذي یموت فیه سواء کان ماء أو غیره، وسواء مات في المائع أو في غیره، ثم وقع فیه کسائر الحیوانات**

الـدموية؛ لأن الدم السائل نجس فينجس ما يجاوره إلا الآدمي إذا كان مغسولاً؛ لأنه طـاهـر، ألا يـرىٰ أنـه تجوز الصلوٰة عليه، وإن كان مائياً كالضفدع المائي والسرطان ونـحـو ذٰلک فإن مـات فـي الماء لا ينجسه في ظاهر الرواية. (بدائع الصنائع ۱/ ۲۳۱)

ويستوي الجواب بين المتفسخ وغيره في طهارة الماء ونجاسته. (بدائع الصنائع ۱/ ۲۳۲)

جنبی کا پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنا

جنبی یا حیض والی عورت اگر پانی میں ہاتھ ڈال دے اوراس کے ہاتھ میں کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہوتو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ **الـمـحـدث أو الـجـنـب إذا أدخل يده فی الإنـاء للاغتراف وليس عليها نجاسة لا يفسد الماء يعنی لا ينجس ولا يصير مستعملاً.**

(حلبی کبیر ۱۵۲، قاضی خان ۱/ ۱۵)

بندر کا پانی میں ڈبکی لگانا

اگر بندر وغیرہ نے پانی میں اتنی ڈبکی لگائی کہ اس کا لعاب پانی میں ملنے کا یقین ہوجائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا؛ اس لئے کہ بندر کا شمار درندوں میں ہے اور درندوں کا جھوٹا ناپاک ہوتا ہے۔ **والـقـسـم الـثـانـی سـورٌ نـجسٌ – إلی قوله – والقرد لتولد لعابها من لحمها وهـو نجسٌ.** (طحطاوی ۱۸) **وإن وصـل لـعـاب الـواقع إلى الماء أخذ الماء حكمه طهارة ونجاسة وكراهة.** (طحطاوی ۲۵)

ٹنکی یا کنویں میں پرندوں کی بیٹ

ٹنکی یا کنویں وغیرہ کو پرندوں وغیرہ کی بیٹ سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے؛ لیکن اگر انتظام کے باوجود پرندے پانی میں بیٹ کردیں تو ضرورۃً پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا؛ تا آں کہ نجاست کا اثر غالب نہ ہوجائے۔ **ولا نـزح فـی بـول فارةٍ فـی الأصـح الـخ. ولابخرء حـمـامٍ وعـصـفـورٍ وكذا سباع طيرٍ فی الأصح لتعذر صونها عنه.** (درمختار وحققه الشامی بحثاً بیروت ۱/ ۳۳۷، زکریا ۱/ ۳۷۹، المحیط البرهانی ۱/ ۲۶۱)

استعمال شدہ پانی کا حکم

وضو یا غسل میں جو پانی استعمال ہوتا ہے اگر اس میں ظاہری نجاست شامل نہ ہو تو وہ اگرچہ خود پاک ہے؛ لیکن اس سے دوبارہ طہارت حاصل کرنا یعنی وضو اور غسل کرنا درست نہیں؛ البتہ ناپاک کپڑا وغیرہ اس سے پاک کیا جاسکتا ہے۔ **وهو طاهر – إلى قوله – وحكمه أنه ليس بطهور لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد.** (در مختار) **أى نجاسة حقيقة فإنه يجوز إزالتها بغير الماء المطلق من المائعات.** (شامی بیروت ۱/۳۱۴، زکریا ۱/۳۵۳)

مستعمل پانی کا کپڑوں میں لگ جانا

اگر وضو یا غسل کا مستعمل پانی کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ **وأما ما مسح بالمنديل أو تقاطر على الثوب فهو مستعملٌ إلا أنه لا يمنع جواز الصلاة لأن ماء المستعمل طاهر عند محمدؒ.** (البحر الرائق ۱/۱۶۹، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵/۱۲۵)

مردے کے غسل میں استعمال شدہ پانی کا حکم

میت کو غسل دینے کے لئے جو پانی استعمال ہوا ہو وہ ناپاک ہے؛ لہٰذا اگر مردے کو غسل دیتے وقت کپڑوں پر زیادہ چھینٹیں آجائیں تو کپڑے بھی ناپاک ہوجائیں گے۔ **وإنما أطلق محمد نجاستها لأنها لا تخلو عن النجاسة غالباً، أقول قد يقال إنه مبنى على ما هو قول العامة واعتمده فى البدائع من أن نجاسة الميت نجاسة خبث لأنه حيوان دموي لا نجاسة حدث.** (شامی بیروت ۱/۳۱۱، زکریا ۱/۳۴۹)

غسلِ جنابت کے وقت اگر بدن کا پانی برتن میں گر جائے

غسلِ جنابت کے دوران اگر بالٹی وغیرہ میں کوئی قطرہ گر جائے تو اس سے پانی اور برتن

ناپاک نہ ہوگا، بشرطیکہ بدن پر ظاہری نجاست نہ ہو، اور اگر بدن کا مستعمل پانی بڑی مقدار میں بہہ کر بالٹی میں چلا جائے تو یہ سب پانی طہارت کے قابل نہ رہے گا۔ **جنب اغتسل فانتضح من غسله شئ في إناء ہ لم يفسد عليه الماء، أما إذا كان يسيل منه سيلانا أفسده.**

(عالمگیری ۲۳/۱، حلبی کبیر ۱۵۳)

دھوپ سے گرم پانی کا حکم

جو پانی دھوپ میں قصداً گرم کیا گیا ہو اس سے وضو یا غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے؛ اس لئے کہ اس سے سفید داغ کے مرض کا اندیشہ ہے، اسی بنا پر حدیث میں اس سے ممانعت وارد ہے۔ **عن عائشة رضي اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: نهیٰ رسول اللّٰه ﷺ أن يتوضأ بالماء المشمس أو يغتسل به. وقال: ’’إنه يورث البرص‘‘.** (دارقطنی حدیث: ۸٤) **قال الشامي بحثاً: فقد علمت أن المعتمد الكراهة عندنا لصحة الأثر وإن عدمها رواية، والظاهر أنها تنزيهية عندنا أيضاً.** (شامی زکریا ۳۲۵/۱)

راستہ کی چھینٹوں کا حکم

برسات وغیرہ کے زمانہ میں راستوں کی جو چھینٹیں کپڑوں پر لگ جاتی ہے، ان کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص ہو جس کو کسی ضرورت سے بار بار ایسے کیچڑ والے راستوں پر جانا پڑتا ہو اور اس کے لئے ہر مرتبہ کپڑوں کا دھونا دشوار ہو تو ایسے شخص کے حق میں ضرورۃً راستہ کی چھینٹیں معاف ہیں اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں؟ اور انہی کپڑوں کے ساتھ اس کی نماز درست ہوجائے گی؛ لیکن اگر کوئی ایسا شخص ہو جس کو بار بار راستوں میں آنے جانے کی ضرورت نہ ہو، اور وہ ان چھینٹوں سے بچ سکتا ہو تو ایسے شخص کے لئے تھوڑی بہت چھینٹیں تو معاف ہوں گی؛ لیکن اگر بہت زیادہ چھینٹیں ایسے شخص کے کپڑوں پر لگ جائیں تو ان کو معاف قرار نہیں دیا جائے گا، پس انہیں دھوکر ہی اس کے لئے ان کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہوگا۔ **وطين الشوارع عفو وإن ملأ الثوب للضرورة، ولو مختلطاً بالعذرات وتجوز الصلوٰة معه الخ. بل الأشبه**

المنع بالقدر الفاحش منه إلا لمن ابتلي به بحيث يجيء ويذهب في أيام الأوحال في بلادنا الشامية؛ لعدم انفكاك طرقها من النجاسة غالباً مع عسر الاحتراز بخلاف من لا يمر بها أصلاً في هٰذه الحالة فلا يعفى في حقه، حتى أن هٰذا لا يصلي في ثوب ذاک. (شامی زکریا ۱/ ۵۳۱، کراچی ۱/ ۳۲٤)

برسات میں سڑکوں پر بہنے والے پانی کا حکم

تیز بارش میں سڑکوں پر بہنے والا پانی اگر نجاست ملنے کی وجہ سے اس کا رنگ یا بو بدل جائے، جیسا کہ عموماً شہروں کی گلی کوچوں میں ابتدائی بارش کے وقت دیکھا جاتا ہے تو یہ پانی ناپاک ہوگا، اگر یہ بدن یا کپڑوں میں لگ جائے تو اس کا پاک کرنا ضروری ہوگا؛ لیکن اگر تیز بارش دیر تک ہوتی رہی، جس کی بنا پر گندگی بہہ کر آگے چلی گئی، اور پانی صاف ستھرا نظر آنے لگا، یا پہلے ہی سے سڑک صاف ستھری تھی، اس پر پانی بہہ پڑا، یا گاؤں دیہات کے کچے راستوں پر بارش کا پانی مٹی میں مل کر بہنے لگا تو اس پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا، اور اس کا حکم ماء جاری کی طرح ہوگا۔ **سئل أبو نصر عن ماء الثلج الذي يجري على الطريق، وفي الطريق سرقين ونجاسات يتبين فيه أيتوضأ به؟ قال: متى ذهب أثر النجاسة ولونها جاز، وفي الحجة: ماء الثلج والمطر يجري في الطريق إذا كان بعيداً من الأرواث يجوز التوضي به بلاكراهة.** (فتاویٰ تاتارخانية ۱/ ۲۹۸ رقم: ٤٨١) **وبتغير أحد أوصافه من لون أو طعم أو ريح ينجس الكثير ولو جارياً إجماعاً. أما القليل فينجس وإن لم يتغير.** (درمختار مع الشامي زكريا ۱/ ۳۳۲)

❍❖❍

نجاست وطہارت

پاکی کی اہمیت

شریعت اسلامی میں طہارت اور پاکی کی بڑی اہمیت ہے؛ اس لئے کہ نماز جیسی اہم ترین اسلامی عبادت کی صحت طہارت پر موقوف ہے، اگر طہارت ہی نہ ہوتو یہ عبادت معتبر نہیں ہوتی، ارشاد نبوی ہے:

مِفْتَاحُ الصَّلَاۃِ الطُّھُوْرُ. نماز کی چابی طہارت ہے۔

(ترمذی شریف ۲/۱)

اوردوسری جگہ ارشاد ہے:

لَا تُقْبَلُ صَلَاۃٌ بِغَیْرِ طَھُوْرٍ. کوئی نماز بغیر طہارت کے معتبر نہیں ہے۔

(ترمذی شریف حدیث: ۱)

طہارت کی عظمت بیان کرتے ہوئے ایک حدیث میں آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الطُّھُوْرُ شَطْرُ الْإِیْمَانِ. پاکی آدھا ایمان ہے۔

(مسلم شریف ۱۱۸/۱)

نیز قرآنِ کریم میں قبا کے باشندوں کی طہارت پسندی کی تعریف میں یہ آیت نازل ہوئی:

فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ○ (التوبہ: ۱۰۸) اس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو، اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

اور ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے پاکی حاصل کرنے والے سے اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ سے فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ○ (البقرۃ: ۲۲۲) بے شک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے۔

نیز پاکی ناپاکی کے باقاعدہ احکامات نازل ہوئے، نجاستوں کو زائل کرنے، استنجاء کرنے، وضو، غسل اور تیمّم کے طریقے اہمیت کے ساتھ عمل کرکے بتائے گئے، جن کی تفصیلات کتب حدیث وفقہ میں موجود ہیں، جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت میں طہارت ونظافت کا کتنا اہم اور بلند مقام ہے۔ احادیث مبارکہ

میں خاص کر ان مقامات کی نشان دہی کی گئی ہے جن میں عموماً احتیاط نہیں کی جاتی، اور بتایا گیا ہے کہ یہ معمولی سمجھی جانے والی لا پرواہی کتنے بڑے عذاب کا ذریعہ بن سکتی ہے، چناں چہ حدیث میں ہے کہ آں حضرت ﷺ کا گزر دو قبروں پر ہوا، آپ نے فرمایا کہ: ''ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے، اور یہ عذاب کسی ایسے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا جس کو تم بڑا سمجھتے ہو؛ بلکہ ایک کو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے پر عذاب ہو رہا ہے اور دوسرے کو چغل خوری کی سزا مل رہی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۴۲)

اور دوسری جگہ ارشادِ نبوی ہے: ''پیشاب سے بچو؛ اس لئے کہ اکثر عذابِ قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے''۔ نیز فرمایا: ''پیشاب سے بچتے رہو؛ اس لئے کہ قبر میں سب سے پہلے اسی کی وجہ سے عذاب ہوگا''۔ (مظاہر حق ۱/۱۳۵)

اسی طرح متعدد احادیث میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے یا ایسی جگہ پیشاب کرنے کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے، جہاں پیشاب کی چھینٹیں کپڑوں پر لگنے کا امکان ہو۔ الغرض نجس چیز سے دور رہنے کا حکم دیا گیا؛ اس لئے بہت ضروری ہے کہ ہم پاکی ناپاکی کے مسائل سے اچھی طرح واقف ہوں، اور اپنے گھروں میں طہارت کا ماحول بنائیں۔ اسی مقصد سے ذیل میں چند منتخب مسائل بالترتیب بیان کئے جا رہے ہیں:

چھت سے ٹپکنے والے پانی کا حکم

اگر چھت پر جا بجا نجاست پڑی ہوئی ہو اور اسی درمیان بارش ہونے لگے اور چھت سے پانی نیچے ٹپکنے لگے، تو اس میں قدرے تفصیل ہے: (۱) اگر بارش مسلسل موسلا دھار ہو رہی ہے اور اسی درمیان میں چھت ٹپکنی شروع ہوگئی تو یہ ماء جاری کے حکم میں ہے اور پاک ہے، جب تک بارش ہوتی رہے گی اس ٹپکنے والے پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا۔ (۲) اور بارش رک جانے کے بعد یہ دیکھا جائے گا کہ پوری چھت پر ناپاکی ہے یا بعض حصہ پر ہے، اگر پوری چھت یا اکثر حصہ پر ناپاکی موجود ہے تو ٹپکنے والا پانی ناپاک ہے، اور اگر بعض حصہ پر ناپاکی ہے تو ٹپکنے والا پانی ناپاک نہیں کہا جائے گا۔ **لٰكن الصحيح أنه ينظر في الذي يسيل من السقف و الثقب إن كان مطراً دائماً لم ينقطع بعد فما سال من الثقب فهو طاهرٌ، و أما إذا انقطع المطر و سال من السقف شيئ فما سال فهو نجسٌ.** (المحيط البرهاني ١/ ٢٤٠)

پاک آدمی کا کنویں یا ٹنکی میں اترنا

اگر کوئی باوضو شخص پانی لینے یا صفائی کرنے یا کسی اور غرض سے کنویں یا ٹنکی میں اترے اور

اس کے بدن پر کوئی نجاست نہ لگی ہوتو اس کے باہر آنے سے کنویں یا ٹنکی کے پانی کو نکالنا ضروری نہیں ہے۔ **أما القسم الذی لا یستحب فیه نزح بعض الماء فی الآدمی الطاهر إذا دخل فی البئر لطلب الدلو أو للتبرد، ولیس علی أعضاء ه نجاسة، وخرج منها حیاً. وهٰذا جواب ظاهر الروایة.** (المحیط البرهانی ۲۵۳/۱، درمختار زکریا ۳۶۹/۱)

انڈے کا چھلکا پاک ہے

مرغی وغیرہ کا انڈا اگر پانی میں گر جائے تو اس سے پانی ناپاک نہ ہوگا؛ اس لئے کہ انڈے کا ظاہری چھلکا بہرحال پاک ہے۔ **البیضة إذا وقعت من الدجاجة فی الماء أو فی المرقة لا تفسده.** (حلبی کبیر ۱۵۰)

دودھ دوہتے ہوئے بکری کی مینگنی بالٹی میں گر گئی

اگر بکری کا دودھ دوہتے ہوئے مینگنی دودھ کے برتن میں گر جائے اور پھر اسے فوراً نکال کر پھینک دیا جائے تو دودھ ناپاک نہ ہوگا۔ **وإذا حلب شاةٌ أو ضأنٌ فوقع بعرةٌ فی المحلب حکی عن المتقدمین من المشائخ رحمهم اللّٰه تعالیٰ أنهم توسعوا فی ذٰلک إذا رمی عن ساعته.** (المحیط البرهانی ۲۶۱/۱، درمختار زکریا ۳۸۰/۱)

اڑتے ہوئے جانوروں کی بیٹ کا حکم

اڑتا ہوا کوئی پرندہ خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم ہو، وہ اگر کپڑے پر بیٹ کردے تو وہ ناپاک نہیں ہے، اسی حالت میں نماز پڑھنا درست ہے۔ **وأما زرق ما لا یؤکل لحمه نحو سباع الطیور کالصقر والباز وغیرهما من الحدأة وأشباهها فهو طاهرٌ فی قول أبی حنیفة وأبی یوسف رحمهما اللّٰه تعالیٰ.** (المحیط البرهانی ۳٦٤/۱، درمختار زکریا ۳۷۹/۱)

چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب کا حکم

چمگادڑ کی بیٹ اور اس کا پیشاب ناپاک نہیں ہے؛ اس لئے کہ اس سے بچنا دشوار ہے۔

وبـول الـخفاش و خرء ۂ لیس بشیٔ لأنه لا یستطا ع الامتنا ع عنه. (المحیط البرهانی ٣٦٧/١، درمختار زکریا ٥٢٣/١)

ناپاک خشک زمین پر تر پیر رکھنا

اگرخشک ناپاک زمین یادری پر بھیگا پیر رکھ لیا اور رُک کر کھڑا نہیں ہوا؛ بلکہ چلتا رہا اور نجاست کا اثر پیر پر ظاہر نہیں ہوا، تو اس کے پیر ناپاک نہیں ہوئے۔ اور اگر رک کر کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے نجاست کا اثر ظاہر ہو گیا تو پیر ناپاک ہو جائیں گے۔ **وإذا وضـع رجـله علی أرض نجسةٍ أو عـلـی لبـد نجسٍ إن کان الرجل رطباً والأرض أو اللبد یابساً وهو لم یقف علیه بل مشـیٰ لا یتـنـجس رجله.** (المحیط البرهانی ٣٦٨/١) **نـام أو مشـی علی نجاسةٍ إن ظهر عینها تنجس وإلاَّ لا.** (درمختار مع الشامی زکریا ٥٦٠/١، هندیه ٤٧/١)

تر زمین پر خشک پیر رکھنا

اور اگر پیر خشک تھے؛ لیکن زمین یا فرش ناپاک اور تر تھا اور اس نے اس پر پیر رکھ دیا اور تری کا اثر پیر پر ظاہر ہو گیا تو پیر ناپاک ہو جائے گا، اور اگر معمولی نمی آئی تو نجاست کا حکم نہ ہوگا۔ **ولـو کان الـرجل یابساً والأرض رطبةً فظهرت الرطوبة للرجل یتنجس رجله.** (المحیط البرهانی ٣٦٨/١، درمختار مع الشامی زکریا ٥٦٠/١) **ولا تعتبر النداوة هو المختار.** (هندیه ٤٧/١)

ناپاک ڈھیلا دریا میں مارنے سے پڑنے والی چھینٹوں کا حکم

اگر کسی شخص نے نجس ڈھیلا جاری پانی یا دریا میں مارا جس سے پانی کی چھینٹیں اڑ کر اس کے کپڑوں پر لگیں، تو یہ دیکھا جائے گا کہ اڑنے والی چھینٹوں میں نجاست کا اثر ہے یا نہیں، اگر اثر ظاہر ہو تو کپڑا ناپاک قرار دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ **سـئـل خلف رحمه اللّٰه عمن ألقیٰ حجراً مـلطخاً بالعذرة فی نهر کبیر جارٍ فارتفعت قطراتٌ من الماء فأصابت ثوبه، قال: إن کـان ذٰلک مـن الماء المتصل بالحجر فسد، وإن کان ذٰلک من غیر ذٰلک**

الـماء فلا بأس بہ. (الـمحيط البرهاني ٣٦٩/١) **لـو وقـعت أي النجاسة في نهرٍ فأصاب ثوبه إن ظهر أثرها تنجس وإلا لا.** (درمختار زكريا ٥٦٠/١، حلبي كبير ١٩٠)

ناپاک کپڑے کی چھینٹوں کا حکم

ناپاک کپڑا دھوتے ہوئے اگر کچھ معمولی چھینٹیں بدن یا کپڑوں پر لگ جائیں تو وہ معاف ہیں، ان سے بدن ناپاک نہ ہوگا؛ البتہ احتیاط سے دھونا چاہئے؛ لیکن اگر ناپاک چھینٹیں بالٹی یا لوٹے میں گر جائیں تو وہ پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **البـول الـمنتضح قدر رؤس الإبر معفو للضرورة وإن امتـلأ الثـوب كـذا فـي التبيين الخ. هٰذا إذا كان الانتضاح على الثياب والأبدان، أما إذا انتضح في الماء فإنه ينجسه ولا يعفى عنه الخ.** (عالمگيری ٤٦/١، فتاویٰ دار العلوم ديوبند ٣٧٤/١)

مٹی کا تیل اور پٹرول پاک یا ناپاک

مٹی کا تیل اور پٹرول (جب کہ ان میں کوئی اور نجاست نہ ملی ہو) فی نفسہٖ پاک ہے اس سے کپڑا وغیرہ دھونا درست ہے؛ البتہ اس سے وضو اور غسل کرنا درست نہیں ہے۔ **يـجـوز رفـع نـجـاسةٍ حـقيقيةٍ عن محلها بماء ولو مستعـملاً وبـكـل مائعٍ طاهرٍ قالعٍ للنجاسة ينعصر بالعصر.** (التنوير مع الدرالمختار بيروت ٤٤٢/١، زكريا ٥٠٩/١-٥١٠، فتاویٰ محموديه ٢١/٧)

حالتِ جنابت کا پسینہ

حالتِ جنابت میں نکلنے والا پسینہ پاک ہے، وہ اگر کپڑوں کو لگ جائے یا ماءِ قلیل میں ٹپک جائے تو کپڑا اور پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ **فسؤر آدمي مـطـلـقـاً ولـو جنباً أو كافرًا طاهرٌ بلا كراهةٍ.** (درمـختار بيروت ٣٤٠/١، زكريا ٣٨١/١) **وحكم عرق كسؤر.** (درمختار بيروت ٣٤٥/١، زكريا ٣٨٩/١)

مچھر، جوں اور کھٹمل کا خون

مچھر، مکھی، کھٹمل، جوں وغیرہ کا خون لگنے سے کپڑا وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا؛ کیوں کہ ان میں

بہنے کے لائق خون نہیں پایا جاتا۔ **ودم البق والبراغيث والقمل والكتان طاهر وإن كثر.** (هنديه ١/ ٤٦)

گوبر کی راکھ پاک ہے

جلنے کے بعد اپلوں (سکھایا ہوا گوبر) کی راکھ پاک قرار دی گئی ہے؛ لہٰذا اس کی آگ میں پکی ہوئی روٹی بھی پاک ہے۔ **إن النار مطهرة للروث والعذرة فقلنا بطهارة رمادها تيسيراً.** (الأشباه والنظائر قديم ١٢٧) **لا يكون نجساً رماد قذرٍ وإلا لزم نجاسة الخبز في سائر الأمصار (درمختار) وفي الشامي بحثاً: فمفاده أن عموم البلویٰ علة اختيار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العين فتدبر.** (شامی کراچی ١/ ٣٢٦، زكريا ١/ ٥٣٣)

مٹی کے گارے میں گوبر ملانا

اگر پاک مٹی کے ساتھ گوبر ملا کر گارا بنایا جائے یا اس سے زمین لیپی جائے تو اس گارے پر بر بنائے ضرورت ناپاکی کا حکم نہیں لگے گا۔ **بخلاف السرقين إذا جعل فيه الطين لأن في ذٰلک ضرورةً.** (شامی زكريا ٢/ ٤٢٩، فتاویٰ تاتارخانية زكريا ١/ ٤٣٤)

سیمینٹ کے مسالہ میں ناپاک پانی ملانا

اگر ناپاک پانی سے سیمینٹ کو گھول کر مسالہ بنایا جائے تو اس مسالہ کو ضرورۃً ناپاک نہیں کہیں گے۔ **والتراب الطاهر إذا جعل طيناً بالماء النجس أو عكسه، والفتویٰ على أن العبرة للطاهر أيهما كان.** (الأشباه والنظائر قديم ١٢٨)

ناپاک ایندھن سے گرم کئے ہوئے پانی کا حکم

ناپاک لکڑی سے گرم شدہ پانی ناپاک نہیں ہے، اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/ ۱۴۷)

چوہے کی مینگنی کھانے میں ملی

اگر چوہے کی مینگنی پکے ہوئے چاول یا سالن میں ملی تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ مینگنی ٹھوس ہے یا گھل گئی ہے، اگر ٹھوس ہے تو اسے نکال کر پھینک دیا جائے اور کھانا کھالیا جائے، اور اگر گھل گئی ہے تو جب تک اس کا رنگ یا ذائقہ کھانے میں ظاہر نہ ہو تو اس کھانے کو ناپاک نہیں کہا جائے گا؛ البتہ اگر اس کے اثرات ظاہر ہو جائیں مثلاً بو آنے لگے تو پھر کھانا ناپاک قرار دیا جائے گا۔ **خبز وجد في خلاله خرء فارةٍ فإن كان الخرء صلباً رمى به وأكل الخبز، ولا يفسد خرء الفارةِ الدهن والماء والحنطة للضرورة إلا إذا ظهر طعمه أو لونه في الدهن ونحوهٖ لفحشهٖ وإمكان التحرز منه حينئذٍ.** (درمختار کراچی ٧٣٢/٦، مسائل شتی)

گیہوں کے ساتھ مینگنی پس جائے

اگر گیہوں کے ساتھ چوہے کی دو چار مینگنی پس گئیں تو آٹا ناپاک نہ ہوگا؛ لیکن اگر اتنی زیادہ مینگنی پس گئیں کہ اس کا رنگ یا ذائقہ ظاہر ہو گیا تو آٹا ناپاک ہو جائے گا۔ **في القهستاني عن المحيط: خرء الفارة لا يفسد الدهن والحنطة المطحونة مالم يتغير طعمها، قال أبو الليث: وبهٖ نأخذ.** (شامی زکریا ٤٥٤/١٠، حلبی کبیر ١٥٠)

ہینڈ پمپ اور ناپاکی کے ٹینک میں کتنا فصل ہونا چاہئے؟

بیت الخلاء کے ٹینک سے کنواں یا ہینڈ پمپ (یا سمرسیبل) وغیرہ اتنے فاصلہ پر ہونا چاہئے کہ ناپاکی کا اثر نکالے جانے والے پانی میں ظاہر نہ ہو، اس کی مقدار فقہاء نے کم از کم پانچ ہاتھ لکھی ہے؛ لیکن یہ حتمی نہیں ہے، اصل مدار اثر ظاہر نہ ہونے پر ہے۔ اگر ناپاکی کا اثر واضح طور پر ظاہر ہو جائے تو نکالا جانے والا پانی ناپاک ہوگا، اور اگر اثر ظاہر نہ ہو تو ناپاک نہ ہوگا (موجودہ دور میں اچھے قسم کے موٹر اور ہینڈ پمپ کے پائپ اتنے گہرے لگائے جاتے ہیں کہ اوپر کی نجاستوں کا کوئی اثر ان کے پانی میں ظاہر نہیں ہوتا؛ اس لئے ان سے لیا جانے والا پانی پاک ہے) **قال شمس**

الأئـمة الـحـلوانيؒ: ليس هٰذا بتقديرٍ لازم بل الشرط أن يكون بينهما برزخٌ يمنع خـلـوص طـعـم البـالـوعة أو ريحها إلى ماء البئر ولا يقدر هٰذا بالذرعان حتى إذا كان بينهما عشرة أزرعٍ، وكان يوجد في البئر أثر البالوعة فماء البئر نجسٌ، وإن كان بينهما ذراع واحدٌ وكان لا يوجد أثر البالوعة في البئر فماء البئر طاهرٌ.

(المحيط البرهاني ۲٦۷/۱، درمختار و شامی زکریا ۳۸۱/۱)

آدمی کا جھوٹا پاک ہے

آدمی کا لعاب اور اس کا جھوٹا شرعاً پاک ہے اور اس میں مسلمان، کافر، وضو، بےوضو، حائضہ، غیر حائضہ میں کوئی فرق نہیں، بشرطیکہ منہ میں کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو۔ **أمـا الـطـاهـر الذي لا كـراهة فيه فسؤر الآدمي الخ، ويستوى فيه المسلم والكافر عندنا الخ، ولذا يستوى فيه الـطـاهـر والـمحدثُ والجنبُ والحائضُ مما روي عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: إن رسول اللّٰه ﷺ كان يشرب من الإناء الذي شربت فيه وأنا حائض، وربما كان يضع فـمه على موضع فمي.** (رواه مسلم في كتاب الحيض رقم: ۴۵۳، وأبو داؤد في الطهارة رقم: ۲٦۲، وابن ماجة في الطهارة وسننها ٦۳۵، المحيط البرهاني ۲۸۲/۱ – ۲۸۳، درمختار و شامی زکریا ۳۸۱/۱)

سونے والے کی رال کا حکم

سونے والے شخص کے منہ سے نکلنے والی رال پاک ہے۔ **لعاب النائم طاهر.** (عالمگیری ۴٦/۱) **كماء فم النائم فإنه طاهرٌ مطلقاً به يفتى.** (درمختار بیروت ۲۳۹/۱، زکریا ۲٦٦/۱)

میت کا لعاب ناپاک ہے

انتقال کے بعد میت کے منہ سے جو پانی وغیرہ نکلے وہ شرعاً ناپاک ہے۔ **بخلاف ماء فم الميت فإنه نجس.** (درمختار بیروت ۲۳۹/۱، درمختار زکریا ۲٦٦/۱، هندیه ۴٦/۱)

دودھ پیتے بچے کا پیشاب ناپاک ہے

دودھ پیتے بچہ کا پیشاب بھی اسی طرح ناپاک ہے جیسا کہ بڑے آدمی کا پیشاب ناپاک

ہوتا ہے؛ البتہ حدیث میں دودھ پیتے بچہ کے پیشاب کے پاک کرنے کے طریقہ میں قدرے تخفیف کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ بڑے آدمی کے پیشاب کو پاک کرنے کے لئے تو رگڑنے اور اچھی طرح نچوڑنے کی ضرورت پڑتی ہے، جب کہ بچہ کے پیشاب کو پاک کرنے کے لئے اوپر سے پانی بہادینا کافی ہے، زیادہ مبالغہ کی ضرورت نہیں۔ **عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: اتى رسول الله ﷺ بصبي يرضع فبال في حجره فدعا بماءٍ فصبه عليه.** (مسلم شریف ۱۳۹/۱) **وفي فتح الملهم: قال محمد رحمه الله تعالىٰ وبهٰذا نأخذ، تتبعه إياه غسلاً حتى تنقيه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ.** (فتح الملهم ۴۵۰/۱، وهٰكذا في شرح النووي على المسلم ۱۳۹/۱، شامي زكريا ۵۲۳/۱)

دودھ پیتے بچہ کی قے کا حکم

دودھ پیتے وقت بچہ اگر منہ بھر کر قے کردے تو شرعاً نجس ہے؛ لہٰذا اگر وہ کپڑوں وغیرہ میں لگ جائے تو اسے دھوئے بغیر نماز درست نہ ہوگی۔ **وهو نجسٌ مغلظٌ ولو من صبيٍ ساعة ارتضاعه هو الصحيح لمخالطة النجاسة، ذكره الحلبي.** (درمختار بیروت ۲۳۹/۱، زکریا ۲۶۶/۱) **وفي الفتح: صبيٌ ارتضع ثم قاء فأصاب ثياب الأم إن كان ملأ الفم فنجس، فإذا زاد على قدر الدرهم منع.** (شامي بيروت ۴۴۲/۱، زكريا ۵۱۰/۱، حلبي كبير ۱۲۹)

آدمی کی کھال کا حکم

آدمی کی کھال حکماً ناپاک ہے اگر اس کا کوئی ٹکڑا ماء قلیل میں گر جائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا؛ البتہ آدمی کی ہڈی یا دانت وغیرہ یا ایسے اجزاء جن میں زندگی کے آثار ظاہر نہیں ہوتے وہ پاک ہیں، ان کے پانی میں گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ **وجلد الآدمي إذا وقع منه مقدار ظفر في الماء يفسد الماء لأنه نجس الخ. وفي فتاوىٰ قاضي خان: عظم الإنسان إذا وقع في الماء لا يفسده لأنه طاهر بجميع أجزائه الخ. قال الحلبي بحثاً: فيجب**

أن يحمل على أن المراد جميع أجزائهٖ التی لا تحلها الحياة. (حلبی کبیر ١٥٤-١٥٥)

مردار کی ہڈی اور بال کا حکم

مردار جانور کی ہڈی، پٹھے، سینگ، بال اور کھر وغیرہ جن میں زندگی کے آثار نہیں ہوتے، پاک ہیں، بشرطیکہ ان میں چربی یا خون وغیرہ کی چکناہٹ نہ ہو۔ **وعصب الميتة وعظمها وقرنها وريشها وشعرها وصوفها وزلفها وكذا حافرها ومخلبها وكل ما تحله الحياة منها طاهر إذا لم يكن عليها دسومةٌ.** (حلبی کبیر ١٥٤)

پالتو بلی کے جھوٹے کا حکم

اگر پالتو بلی پانی یا کھانے کی کسی چیز میں منہ ڈال دے تو وہ پانی ضرورۃً ناپاک تو نہیں ہوتا؛ لیکن مکروہ ہوتا ہے، بہتر یہ ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کیا جائے، تاہم اگر وضو کرلیا تو درست ہوجائے گا؛ (لیکن اگر بلی چوہا کھا کر فوراً کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ برتن اور پانی وغیرہ قطعاً ناپاک ہوجاتا ہے)۔ **وذكر في صلاة الأصل المستحب أن لا يتوضأ بسؤر الهرة، وإن توضأ بهٖ أجزأهٗ.** (المحيط البرهانی ٢٨٦/١، حلبی کبیر ١٦٨) **إذا أكلت فارةً وشربت من إناء على فورها ذٰلك يتنجس الماء بلا خلافٍ.** (المحيط البرهانی ٢٨٧/١، درمختار زكريا ٣٨٣/١، حلبی کبیر ١٦٩، فتاویٰ تاتارخانية زكريا ٣٥٢/١)

جنگلی بلی کے جھوٹے کا حکم

جنگلی بلی کا جھوٹا مطلقاً ناپاک ہے؛ لہٰذا اگر وہ پانی میں منہ ڈال دے تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **إذ الوحشی سؤرها نجس.** (طحطاوی علی مراقی الفلاح ٨)

بلی کا جھوٹا کھانا کھانا

اگر بلی نے دودھ کی پتیلی میں منہ ڈال کر کچھ پی لیا یا پلیٹ میں رکھے ہوئے سالن میں سے کچھ کھا لیا، تو یہ بچا ہوا کھانا کھانا یا دودھ پینا مکروہ ہے، بہتر ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے۔ **الهرة**

إذا أكلت بعض الطعام كره للرجل أن يأكل الباقي. (المحيط البرهانی ۲۸۸/۱، درمختار زکریا ۳۸٤/۱، فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۳٥۲/۱)

ہاتھی دانت پاک ہیں

ہاتھی دانت شرعاً پاک ہیں؛ لہٰذا اس کا استعمال اور بیع وشراء سب جائز ہے۔ **وعظمه طاهر يجوز بيعه والانتفاع به الخ.** (حلبی کبیر ۱٥٤)

مرغی کا پانی کے برتن میں منہ ڈالنا

مرغی کے جھوٹے کے بارے میں درج ذیل تفصیل ہے:

الف:- اگراس بات کا یقین یا غالب گمان ہو کہ اس کی چونچ میں کسی نجاست کا کوئی اثر نہیں ہے، جیسا کہ عام طور پر پنجروں میں بند مرغیوں کا حال ہوتا ہے تو ایسی مرغیوں کے پانی میں چونچ ڈالنے سے پانی ناپاک یا مکروہ نہ ہوگا۔

ب:- اگراس بات کا یقین یا غالب گمان ہو کہ ان کی چونچ میں ناپا کی لگی ہوئی ہے، مثلاً وہ مرغی اسی وقت نجاست کھا کر آئی ہو، تو ایسی مرغی کے پانی میں منہ ڈالنے سے وہ پانی بلاشبہ ناپاک ہوجائے گا۔

ج:- اوراگر مرغی کھلی پھرنے والی ہو، وہ پاک چیزیں بھی کھاتی ہو اور نجاست بھی کھا جاتی ہو، اور بظاہر نجاست کا اثر چونچ پر نمایاں نہ ہو، تو ایسی مرغیوں کا استعمال کردہ پانی مشکوک ہے، اور اس کا استعمال مکروہ کہلائے گا۔ **وسؤر الدجاجة المخلاة التي تجول في القاذورات، ولم يعلم طهارة منقارها من نجاسته فكره سؤرها للشک، فإن لم يكن كذٰلک فلا كراهة فيه بأن حبست فلا يصل منقارها القذر.** (مراقی الفلاح) **وقال الطحطاوي: فتثبت الكراهة للاحتمال، حتى لو تيقن ذٰلک عند شربها كان سؤرها نجساً اتفاقاً.** (حاشية الطحطاوي على المراقي ۱۸، شامی زکریا ۳۸۳/۱)

پانی میں چیل یا کوّے کا منہ ڈال دینا

اگر چیل یا کوّے نے ماءِ قلیل میں منہ ڈال دیا ہے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کی چونچ میں ناپاک چیز کا اثر ہو، مثلاً قریب میں کسی مردار کو نوچ کھا رہے ہوں اور پھر آ کر پانی میں چونچ ڈال دیں تو یہ پانی مشکوک ہوجائے گا، اور اس کا استعمال مکروہ ہوگا؛ لیکن اگر اس بات کا یقین ہو کہ ان کی چونچ پر ناپاکی کا اثر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس پانی کو ناپاک اور مشکوک نہیں کہا جائے گا۔

وسؤر سباع الطير كالصقر والشاهين والحدأة والرخم والغراب مكروه؛ لأنها تخالط الميتات والنجاسات فأشبهت الدجاجة المخلاة حتى لو تيقن أنه لا نجاسة على منقارها لا يكره سؤرها، وكان القياس نجاسته لحرمة لحمها، كسباع البهائم؛ لكن طهارته استحسانٌ. (حاشية الطحطاوي ١٩)

جگالی کا حکم

گائیں بھینس وغیرہ کے جگالی کرتے وقت منہ میں جو جھاگ آتے ہیں راجح قول کے مطابق یہ نجس ہیں؛ لہٰذا یہ اگر کپڑے پر لگ جائیں یا پانی میں گرجائیں تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔

(تفصیل دیکھیں: احسن الفتاویٰ ۲/۸۸) **وجرّته كزبله (درمختار) وفي الشامية: وظاهره الميل الى إعطاء الجرة حكم هٰذا القيئ أخذاً من التعليل.** (درمختار مع الشامي زكريا ١/٥٦٤)

حرام مال سے بنے ہوئے کنویں وغیرہ کے پانی کا حکم

حرام اور ناجائز مال خرچ کرکے کنواں تعمیر کیا گیا ہو یا نل لگایا گیا ہو اس نل اور کنویں کا پانی پاک ہے، اس سے پینا اور اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/۱۹۷، امدادالفتاویٰ ۳/۳۰۵)

یعنی حرام فعل سے طہارت کا حکم متأثر نہ ہوگا؛ البتہ حرام مال لگانے والے گنہ گار رہوں گے، یہی حکم سودی پیسہ یا فاحشہ عورت کی کمائی سے بنائی گئی ٹنکی وغیرہ کا ہے۔

پاکی کے طریقے

تطہیر کی صورتیں

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احادیثِ شریفہ میں جہاں طہارت کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے وہیں نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے احکام وآداب بھی واضح فرمائے ہیں، چناں چہ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ کچھ یہودیوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو طعنہ دیا کہ تمہارے پیغمبر تو چھوٹی سے چھوٹی چیز سکھلاتے ہیں، یہاں تک کہ قضاء حاجت کے وقت بیٹھنے کا طریقہ بھی بتلاتے ہیں، یہ سن کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ:

أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَأَنْ لاَ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ وَأَنْ لاَ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقَلَّ مِنْ ثَلاَثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ أَوْ عَظْمٍ. (ابوداؤ شریف ۳/۱ حدیث:۷، مسلم شریف ۱۳۰/۱ حدیث: ۲۶۲)

جی ہاں! نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ہمیں پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنے سے منع فرمایا ہے اوراس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ ہم دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں، نیز اس بات سے بھی روکا ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص تین ڈھیلے سے کم میں استنجاء کرے یا لید یا ہڈی سے ہم استنجاء کریں۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی، اوراستنجاء سے پہلے استبراء کی تلقین کی نیز آپ نے تطہیر کے طریقے بتائے مثلاً کھال کی پاکی کا طریقہ یہ بتلایا کہ وہ دباغت سے پاک ہوجاتی ہے۔ نیز آپ نے منی کو پاک کرنے کے لئے رگڑنے کا طریقہ بتلایا۔ اسی طرح دودھ پیتے بچے کے پیشاب سے پاکی کا طریقہ بتلایا۔ اورمٹی کے پاک کرنے کے طریقے بھی امت کو بتلائے، وغیرہ۔ جن کی تفصیلات صحیح احادیث میں موجود ہیں۔

انہی نصوص کو سامنے رکھ کر حضراتِ فقہاء نے ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کے لئے امکانی طور پر درج ذیل صورتیں تجویز کی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) دھونا: (غَسْلٌ) جیسے ناپاک کپڑا وغیرہ پانی یا پاک بہنے والی ایسی چیز سے دھونا جو میل کچیل کو ہٹانے

کی صلاحیت رکھے۔

(۲) ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء: (اِسْتِنْجَاءٌ) سبیلین سے نکلنے والی نجاست اگر اپنے مخرج سے نہ پھیلے یا قلیل مقدار میں پھیلے، تو ڈھیلے وغیرہ سے پونچھنے سے بھی طہارت کا حکم ہوتا ہے۔

(۳) پونچھنا: (مَسْحٌ) کسی ٹھوس چیز مثلاً تلوار، شیشہ وغیرہ پر اگر نجاست لگ جائے تو اسے پونچھ کر بھی پاک کیا جا سکتا ہے۔

(۴) سوکھنا: (جَفَافُ الْأَرْضِ) یہ طریقہ زمین کے ساتھ خاص ہے، کہ زمین اور اس سے ملحق چیزیں (مثلاً گھاس پھوس، درخت وغیرہ) سوکھنے سے بھی پاک ہو جاتی ہیں، جب کہ نجاست کا اثر ان پر ظاہر نہ رہے۔

(۵) کھودنا: (حَفْرٌ) اگر زمین ناپاک ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ناپاک حصہ کو کھود کر الگ کر دیا جائے۔

(۶) چھیلنا: (نَحْتٌ) جیسے لکڑی اگر ناپاک ہو جائے تو متأثرہ حصہ چھیلنے سے بھی وہ پاک ہو جاتی ہے۔

(۷) انقلابِ ماہیت: (قَلْبُ الْعَيْنِ) جیسے شراب سرکہ بن جائے یا خنزیر نمک بن جائے یا نجاست راکھ بن جائے وغیرہ۔

(۸) دباغت: (دَبْغٌ) خنزیر اور آدمی کے علاوہ تمام جانوروں کی کھالیں دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں۔

(۹) شرعی طور پر ذبح کرنا: (ذَكَاةٌ) اگر کسی جانور کو (خنزیر اور آدمی کے علاوہ) شرعی طور پر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے تو دم مسفوح نکلنے کے بعد اس کی کھال اور اگر جانور ماکول اللحم ہو تو اس کے سب اجزاء بشمول گوشت پوست پاک ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) کھرچنا: (فَرْكٌ) سوکھی ہوئی گاڑھی منی اگر کپڑوں میں لگ جائے تو اسے کھرچ کر دور کر دینے سے بھی کپڑا پاک ہو جاتا ہے، (البتہ اگر منی تر ہو یا ایسی رقیق ہو کہ کھرچی نہ جا سکے یا کپڑے کے بجائے بدن کے کسی حصہ پر لگ جائے تو کھرچنا کافی نہیں ہے؛ بلکہ دھونا لازم ہے)

(۱۱) رگڑنا: (دَلْكٌ وَحَتٌّ) اگر نجاست خشک ہو اور آنکھوں سے نظر آنے والی ہو تو اس کو رگڑنا اور ملنا لازم ہے کہ اس کا اثر جاتا رہے۔

(۱۲) ناپاک ماءِ قلیل میں پاک پانی داخل کر کے اسے جاری کرنا: (دُخُولٌ) مثلاً بالٹی کا پانی ناپاک ہو گیا تو اس میں ٹنکی کا پاک پانی چلا دیا تا آں کہ بالٹی کا پانی بھر کر بہنے لگا تو یہ سب پانی ماء جاری کے حکم میں ہو کر پاک ہو جائے گا۔

(۱۳) کنویں کا پانی خشک ہو جانا: (تَغَوُّرٌ) ناپاک کنویں سے جس قدر پانی نکالنا واجب ہو اس قدر

پانی اگر خود بخود خشک ہوجائے تو بھی کنواں پاک ہوجاتا ہے۔

(۱۴) دھنا:(نَـدْفٌ) اگر روئی کے گدے وغیرہ میں معمولی نجاست لگ جائے تو دھننے سے بھی وہ گدا پاک ہوجاتا ہے (البتہ اگر نجاست زیادہ ہو تو محض دھننے سے پاکی حاصل نہ ہوگی)

(۱۵) کنویں کا پانی نکالنا:(نَزْحٌ) اگر کنواں ناپاک ہوجائے تو حسبِ تفصیل مقررہ مقدار میں پانی کھینچنے سے وہ پاک قرار دیا جاتا ہے۔

(۱۶) آگ میں جلانا:(نَـارٌ) بعض چیزیں آگ میں جلانے سے بھی پاک ہوجاتی ہیں، جب کہ آگ نجاست کے اثر کو جلاڈالے، یا ماہیت کو بدل ڈالے، جیسا کہ اپلے راکھ میں تبدیل ہوجاتے ہیں (بعض فقہاء کے نزدیک درحقیقت یہ شکل بھی انقلابِ ماہیت میں داخل ہے)

(۱۷) جوش دینا:(غَلْیٌ) جیسے ناپاک تیل کو تین مرتبہ الگ الگ پاک پانی ملاکر جوش دینا۔

(۱۸) دھار لگانا:(تَـمْـوِیْـهٌ) مثلاً کوئی چھری ناپاک پانی کے ساتھ دھار لگانے سے نجس ہوجائے تو اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ پاک پانی سے اس کو دھار لگائی جائے۔

(۱۹) چاٹ لینا:(لَـحْـسٌ) مثلاً دودھ پیتا بچہ دودھ پیتے ہوئے ماں کے پستان پر الٹی کردے، پھر اسے اچھی طرح چاٹ لے، تو اس کے چاٹ لینے سے پستان پاک قرار دی جائے گی۔ (شامی زکریا ۱/۵۱۰) (یہ شکل بھی دراصل غسل کی ہی ایک صورت ہے) والتفصیل فی العالمگیریہ ۱/۴۲-۴۵، شامی زکریا باب الانجاس ۱/۵۱۷-۵۱۹، فتاویٰ عثمانی جدید ۱/۳۱۸-۳۱۹ وغیرہ)

اس سلسلہ کی مزید ضروری تفصیلات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

ناپاک کپڑے کو کس قدر نچوڑنا ضروری ہے؟

اگر کپڑے میں نجاست جذب ہوجائے تو اس کو پاک پانی سے دھوکر تین مرتبہ نچوڑنا شرط ہے اور تیسری مرتبہ نچوڑنے میں اپنی پوری طاقت استعمال کی جائے کہ اس سے پانی کا ٹپکنا بند ہوجائے تو کپڑا پاک ہوجائے گا، اور اگر اتنی قوت سے نہیں نچوڑا تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔ **الثوب النجس إذا غسل ثـلاثـاً وعـصـر فی کل مرةٍ ثم تقاطر منه قطرةً فأصاب شیئاً قال ینظر إن عصر فی المرة الثـالثة عـصـراً بـالـغ فیه حتی صار بحال لو عصر لم یسل منه الماء فالثوب طاهر والید طاهرة، ومـا تـقـاطـر طاهر، وإن لم یبالغ فی العصر بالمرة الثالثة وکان الثوب بحال لو**

عصر سال فالثوب نجس والید نجس وما تقاطر نجس. (المحیط البرھانی ۱/۳۷۹)

بدن کی طہارت کا طریقہ

آدمی کا بدن یا کوئی سخت چیز اگر ناپاک ہوجائے تو اس پر سے نجاست زائل کر کے تین مرتبہ پے در پے پانی بہانا کافی ہے۔ **إذا أصابت النجاسة البدن یطھر بالغسل ثلاث مرات متوالیات لأن العصر متعذر فقامت التوالی فی الغسل مقام العصر.** (المحیط البرھانی ۱/۳۸۱)

کارپیٹ یا قالین کو پاک کرنے کا طریقہ

کارپیٹ، قالین یا بڑا فرش جسے نچوڑا نہ جاسکے وہ اگر ناپاک ہوجائے، تو اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر مرتبہ دھوکر اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے پانی ٹپکنا بند ہوجائے، (پوری طرح سوکھنا ضروری نہیں) تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ فرش وغیرہ پاک قرار دیا جائے گا، ایسے فرش سے پانی سکھانے کے لئے وائپر اور صفائی مشین سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ **وما لا ینعصر یطھر بالغسل ثلاث مراتٍ والتجفیف فی کل مرة؛ لأن للتجفیف أثراً فی استخراج النجاسة. وحد التجفیف أن یخلیه حتی ینقطع التقاطر ولا یشترط فیه الیبس، ھٰکذا فی محیط السرخسی.** (عالمگیری ۱/۴۲)

ناپاک لنگی پہن کر غسلِ جنابت

اگر کسی شخص نے ناپاک لنگی پہن کر غسلِ جنابت کیا اور بدن پر اچھی طرح پانی بہایا اور لنگی پر بھی پانی بہا کر ہاتھ سے نچوڑ دیا اور ظاہری نجاست اچھی طرح رگڑ کر دور کردی، تو بدن کے ساتھ لنگی بھی پاک ہوجائے گی۔ **إذا صب الماء علی الإزار وأمرّ الماء بکفیه فوق الإزار فھو أحسن وأحوط وإن لم یفعل یجزئه.** (المحیط البرھانی ۱/۳۷۸، حلبی کبیر ۱۸۴)

ناپاک لنگی پہن کر تالاب میں ڈبکی لگالی

اگر ناپاک لنگی پہن کر پانی میں ڈبکی لگالی اور لنگی کو نچوڑ لیا اور نجاست کی جگہ اچھی طرح دھولی،

تو بدن کے ساتھ لنگی بھی پاک ہوجائے گی اور اگر نہیں نچوڑا تو لنگی ناپاک رہے گی ۔ **وکذٰلک إذا غمسه غمسةً واحدةً فی إناء أو نهر جار وعصره فإن ذٰلک یطهره، وإن غمسه غمسةً واحدةً سابغةً لم یطهره، قال الحاکم الشهید: یرید به إذا لم یعصره.** (المحیط البرهانی ۳۷۸/۱)

چٹائی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر چٹائی بانس کی بنی ہوئی ہے تو اس کے اوپر سے تین مرتبہ پانی بہانے اور نجاست صاف کرنے سے چٹائی پاک ہوجائے گی؛ اس لئے کہ بانس کی چٹائی میں نجاست کے اثرات اندر تک جذب نہیں ہوتے ؛ لیکن اگر چٹائی گھاس پھوس یا کھجور وغیرہ کے پتوں کی بنی ہوئی ہے، تو تین مرتبہ اسے دھویا جائے گا اور ہر مرتبہ دھونے کے بعد نچوڑا جائے گا، اور نچوڑنے کی شکل یہ ہے کہ اس کو کسی بھاری چیز کے نیچے دبا دیا جائے یا ایک مرتبہ دھونے کے بعد اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہوجائیں؛ تاکہ اس میں جذب شدہ پانی نچڑ جائے ، تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ چٹائی پاک ہوجائے گی۔ **حصیر أصابته نجاسة فإن کانت یابسة لا بد من الدلک حتی یلین وإن کانت رطبة إن کان الحصیر من قصب أو ما أشبه ذٰلک فإنه یطهر بالغسل ولا یحتاج فیه إلی شئ اٰخر الخ. وإن کان الحصیر من بردی أو ما أشبه ذٰلک یغسل ثلاثاً فیوضع علیه شئ ثقیل أو یقوم علیه إنسان حتی یخرج الماء من أثقابه.** (المحیط البرهانی ۳۸۲/۱-۳۸۳) **یغسل ثلاثاً ویجفف فی کل مرةٍ بأن یترک حتی ینقطع التقاطر منه.** (حلبی کبیر ۱۸٦)

ناپاک برتن کو پاک کرنے کا طریقہ

جو برتن ایسی چیز کا بنا ہوا ہو جس میں نجاست جذب نہیں ہوتی ، مثلاً لوہا، المونیم، اسٹیل، پلاسٹک وغیرہ، اگر وہ ناپاک ہوجائے تو تین مرتبہ یا اتنی مرتبہ جس میں نجاست زائل ہونے کا غالب گمان ہوجائے ، لگاتار دھونے سے وہ برتن پاک ہوجائے گا، بشرطیکہ نجاست کا رنگ بو وغیرہ باقی نہ ہو۔ **فی شرح الطحاوی رحمه اللّٰه تعالیٰ: أنه لا توقیت فی إزالة النجاسة إذا أصابت الحجر أو**

الآجر أو شيئاً آخر من الأواني بل يغسله إلى مقدار ما يقع في أكبر رأيه أنه قد طهر. ويشترط مع ذٰلک أن لا يوجد منه طعم النجاسة ولا رائحتها ولا لونها، وأما إذا وجد أحد هٰذه الأشياء لا يحكم بالطهارة. (المحيط البرهاني ۳۸۳/۱، شامي زكريا ۱/۱ ٥٤)

ناپاک کورے گھڑے کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر مٹی کا کورا گھڑا یا نئی ہانڈی ناپاک ہوجائے کہ تر نجاست اس میں جذب ہوجائے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ پانی سے دھویا جائے اور ہر مرتبہ دھونے کے بعد اتنی دیر اسے الٹ کر رکھ دیا جائے کہ اس سے پانی ٹپکنا بند ہوجائے اور اس کی تراوٹ نظر نہ آئے، تین مرتبہ یہ عمل کرنے سے اس کو پاک قرار دیا جائے گا۔ ويغسل الأجر والخذف الجديد بالماء ثلاثاً ويجفف في كل مرة ويطهر وحد التجفيف أن يترک في كل مرة حتى ينقطع التقاطر ويذهب الندوة ولا يشترط اليبس. (المحيط البرهاني ۳۸۳/۱، درمختار زكريا ۱/۱ ٥٤)

واشنگ مشین سے دھلائی

موجودہ دور میں رائج دھلائی (واشنگ) مشینوں میں کپڑے دھونا درست ہے اور اس مشین کے سکھانے والے حصہ (SPIN DRAI) میں کپڑے ڈالنے کے بعد تین مرتبہ پانی بہا کر مشین کے ذریعہ تین مرتبہ نچوڑنے سے کپڑے پاک ہوجاتے ہیں، مشین سے نکال کر الگ سے پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فعلم بهذا أن المذهب اعتبار غلبة الظن وأنها مقدرة بالثلاث لحصولها به في الغالب وقطعاً للوسوسة. (شامي بيروت ٤٦٨/١، زكريا ٥٤٠/١، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۸۷/۲)

دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا

ناپاک کپڑا دھوبی کے یہاں دھلوانے سے پاک ہوجاتا ہے جب کہ پاکی کا گمان غالب ہو، خواہ دھوبی غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم ۳۵۵/۱، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۲۷/۵، میرٹھ ۳۰۷/۸)

ڈرائی کلین سے دھلائی کا حکم

ڈرائی کلین مشین میں چوں کہ ہر طرح کے کپڑے ایک ساتھ پٹرول سے دھوئے جاتے ہیں اس لئے ان کی پاکی میں شک پیدا ہو جاتا ہے؛ لہٰذا حکم یہ ہے کہ ڈرائی کلین کے لئے جو پاک کپڑا دیا جائے گا وہ دھلنے کے بعد بھی پاک رہے گا، اور جو ناپاک کپڑا دیا جائے گا وہ دھلنے کے بعد بھی ناپاک رہے گا، ڈرائی کلین سے اس کی کیفیت نہیں بدلے گی۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۸۳) اس لئے بہتر ہے کہ گھر میں پاک کرنے کے بعد ہی کپڑا ڈرائی کلین کے لئے دیا جائے۔

نجس تیل سر یا بدن پر لگ گیا

ناپاک تیل اگر سر یا بدن پر لگا لیا تو قاعدہ کے مطابق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا، صابن وغیرہ لگا کر تیل کو پوری طرح چھڑانا ضروری نہیں ہے۔ **وإن أصاب الدهن النجس الجلد وتشرب أی سری الدهن فی الجلد أو أدخل الرجل يدهٗ فی السمن النجس – إلی قوله – ثم غسل ثلاث مراتٍ طهر الجلد الخ، والثوب الخ، واليد الخ، وإن بقی أثر الدهن فهو عفوٌ.** (حلبی کبیر ۱۷۲، المحیط البرهانی ۱/۳۷۷، درمختار مع الشامی زکریا ۱/۵۳۷، مراقی الفلاح ۱۶۰، بهشتی زیور ۲/۶)

ناپاک رنگ میں رنگا ہوا کپڑا

اگر کپڑے کو ناپاک رنگ میں رنگا گیا، تو اس کی پاکی کی شکل یہ ہے کہ اسے اس قدر دھویا جائے کہ اس سے گرنے والے پانی میں رنگ کا اثر ظاہر نہ ہو، اس کے بعد اسے تین مرتبہ پاک پانی میں بھگو کر نچوڑ دیا جائے۔ **إن المرأة إذا خضبت يدها بحناء نجسة أو الثوب إذا صبغ بصبغ نجس غسلت يدها وغسل الثوب إلی أن يصفو ويسيل منه ماء أبيض، ثم يغسل بعد ذٰلک ثلاثاً ويحكم بطهارة يدها وبطهارة الثوب بالإجماع.**

(المحیط البرهانی ۱/۳۷۶)

ناپاک مہندی بدن پر لگائی

اگر ناپاک مہندی ہاتھ پیر میں لگالی تو تین مرتبہ انہیں خوب مَل مَل کر دھوئے کہ صاف پانی گرنے لگے تو ہاتھ پیر پاک ہوجائیں گے، مہندی کا رنگ چھوٹنا ضروری نہیں ہے۔ **و لا یضر بقاء أثر کلون وریح لازم فلا یکلف فی إزالتہٖ إلی ماء حار أو صابون ونحوہ بل یطهر ما صبغ أو خضب بنجس بغسله ثلاثاً والأولی غسله إلی أن یصفو الماء (درمختار) ونقل الشامی عن الخانیه: وینبغی أن لایطهر ما دام یخرج الماء ملوناً بلون الحناء.** (شامی مطلب فی حکم الصبغ الخ بیروت ۱/٤٦٦، زکریا ۱/٥٣٧، حلبی کبیر ۱۷۳)

آنکھ میں ناپاک سرمہ

اگر ناپاک سرمہ یا کاجل آنکھ میں لگالی اور وہ آنکھ کے اندر ہی رہی، تو طہارت کے لئے اس کا پونچھنا یا دھونا ضروری نہیں ہے، ہاں آنکھ سے باہر آکر پھیل جائے تو اسے دھونا لازم ہوگا۔ **وقد صرحوا بأنه لو اکتحل بکحلٍ نجسٍ لا یجب غسله.** (شامی بیروت ۱/٤٦۷، شامی زکریا ۱/٥٣٩، طحطاوی زکریا ٦٣، البحر الرائق ۱/٤٦)

ڈھیلے سے استنجاء

اگر سبیلین سے نکلنے والی نجاست مخرج سے بالکل تجاوز نہ کرے یا مقدار درہم سے کم تجاوز کرے، تو اس کی طہارت کے لئے مٹی کے ڈھیلے کا استعمال بھی کافی ہے۔ **وقوله ما لم یتجاوز المخرج قید لتسمیتہٖ استنجاءً.** (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ٤٤)

ٹشو پیپر (جاذب) کا حکم

جو حکم ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا ہے وہی حکم ٹشو پیپر کے ذریعہ استنجاء کرنے کا بھی ہے؛ اس لئے کہ یہ پیپر لکھنے وغیرہ میں استعمال نہیں ہوتا؛ بلکہ اسے استنجاء وغیرہ ہی کے مقصد سے بنایا جاتا ہے۔ **ویسن أن یستنجی بحجر منق الخ، ونحوہ من کل طاهر مزیل بلا ضرر.**

(مراقی الفلاح) کالمدر وهو طين يابس والتراب والخلقة البالية والجلد الممتهن. (طحطاوی علی المراقی ٤٥)

پانی سے استنجاء کب لازم ہے؟

اگر نجاست مخرج سے ایک درہم تک تجاوز کر جائے تو پانی سے ازالہ نجاست واجب ہوگا، ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کافی نہیں۔ وإن تجاوز المخرج وكان المتجاوز قدر الدرهم لا يسمىٰ استنجاءً، ووجب ازالته بالماء أو المائع لأنه من باب ازالة نجاسة (مراقی الفلاح) فلا يكفي مسحه بالحجر. (طحطاوی علی المراقی ٤٤)

ڈھیلے اور پانی کو جمع کرنا سنت ہے

بہتر اور مسنون ہے کہ استنجاء میں اولاً ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کرے اس کے بعد پانی سے طہارت حاصل کرے (اس لئے کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس عمل پر اہل قباء کی تحسین وتعریف فرمائی ہے)۔ والأفضل في كل زمانٍ الجمع بين استعمال الماء والحجر مرتباً فيمسح الخارج ثم يغسل المخرج لأن اللّٰه أثنى على أهل قباء باتباعهم الأحجار الماء فكان الجمع سنةً على الإطلاق في كل زمانٍ وهو الصحيح وعليه الفتوىٰ.

(مراقی الفلاح ٤٥)

استبراء ضروری ہے

مرد کے لئے پیشاب کے بعد استبراء ضروری ہے، یعنی اس بات کا طبعی اطمینان ہوجانا چاہئے کہ پیشاب کے قطرات آنے بند ہوگئے، اس اطمینان کے بارے میں لوگوں کی عادتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کسی کو چند قدم چلنے سے، کسی کو کھانسنے سے، کسی کو زمین پر پیر مارنے سے، کسی کو زور لگانے سے اور کسی کو دیر تک بیٹھنے سے یہ اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ طبعی اطمینان کے بعد ہی استنجاء کیا جائے۔ (واضح ہو کہ عورت کو پیشاب کے بعد استبراء کی ضرورت نہیں ہوتی)

والاستبراء واجب حتى يستقر قلبه على انقطاع العود كذا فى الظهيرية، قال بعضهم: يستنجى بعد ما يخطو خطوات وقال بعضم: يركض برجله على الأرض ويتنحنح الخ. والصحيح أن طباع الناس مختلفة فمتىٰ وقع فى قلبه أنه تم استفراغ ما في السبيل يستنجى. (عالمگیریہ ۱/ ۴۹) **لا استبراء عليها بل كما فرغت تصبر ساعة لطيفة ثم تستنجى.** (شامی زکریا ۱/ ۵۵۸)

وہم کا مریض کیا کرے؟

جس شخص کو پیشاب کے قطرات کے بارے میں وہم رہتا ہوا سے چاہئے کہ استبراء کی عام صورتیں اپنانے کے بعد عضو کو نچوڑ کر استنجاء کرلے، اس کے بعد بھی اگر وہم باقی رہے تو اس کی ہرگز پرواہ نہ کرے اور اٹھنے سے قبل سبیلین پر پانی کی چھینٹیں دے لے؛ تاکہ وسوسہ کو ہٹانے میں مدد ملے پھر کچھ محسوس ہو تو اس کی طرف دھیان نہ دے۔ **ولو عرض له الشيطان كثيراً لا يلتفت إلى ذٰلك كما فى الصلاة، وينضح فرجه بماء حتى لو راىٰ بللاً حمله على بلة الماء، هٰكذا فى الظهيرية.** (عالمگیری ۱/ ۴۹)

استنجاء کے وقت قبلہ رخ نہ ہو

قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف چہرہ کرنا یا پیٹھ کرنا سخت منع ہے، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، اور اگر کسی جگہ قبلہ رخ قدمچے بنے ہوئے ہوں اور مجبوری ہو تو جہاں تک ممکن ہو رخ پھیر کر بیٹھنا چاہئے ،حتی کہ بچہ کو بھی قبلہ رخ کر کے پیشاب پاخانہ نہیں کرانا چاہئے۔ **وكره استقبال القبلة بالفرج فى الخلاء واستدبارها، وإن غفل وقعد مستقبل القبلة يستحب له أن ينحرف بقدر الامكان، كذا فى التبيين. ولا يختلف هٰذا عندنا فى البنيان والصحراء، كذا فى شرح الوقاية. ويكره للمرأة ان تمسك ولدها للبول والتغوط نحو القبلة.** (عالمگیری ۱/ ۵۰)

استنجاء سے متعلق چند آداب

قضاء حاجت کے وقت پسندیدہ باتوں میں سے چند ذیل میں درج ہیں:

(۱) استنجاء کی جگہ میں سر ڈھک کر جانا چاہئے۔ (۲) بیت الخلاء میں داخلہ سے پہلے یہ دعا پڑھے: ''اللّٰھم إني أعوذ بک من الخبث والخبائث''۔ (اے اللہ! میں آپ سے گندگی سے اور گندی صفت والوں سے پناہ کا طالب ہوں) وغیرہ۔ (۳) بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بایاں قدم اندر رکھے۔ (۴) بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں قدم باہر نکالے۔ (۵) بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھے: ''غفرانک! الحمد للّٰہ الذي أخرج عني ما یؤذیني وأبقیٰ ما ینفعني''. (اے اللہ! میں آپ کی مغفرت کا طالب ہوں، تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے نقصان دہ چیزوں کو میرے اندر سے نکال دیا اور نفع بخش چیزوں کو باقی رکھا) إذا أراد دخول الخلاء یستحب له أن یدخل بثوبٍ غیر ثوبه الذی یصلی فیه الخ.

(عالمگیری ۱/۵۰، شامی زکریا ۱/۵۵۹)

استنجاء کے وقت کے چند مکروہات

قضاء حاجت کے وقت ناپسندیدہ باتوں میں سے چند یہ ہیں:

(۱) کھڑے کھڑے پورا ستر کھول دینا۔ (۲) بیت الخلاء میں گفتگو کرنا۔ (۳) بیت الخلاء میں رہتے ہوئے زبان سے اللہ کا ذکر کرنا؛ البتہ اگر چھینک آئے تو دل دل میں الحمد للہ کہہ سکتا ہے۔ (۴) اپنی شرم گاہ کو بلا ضرورت دیکھنا۔ (۵) سبیلین سے نکلنے والی نجاست کو غور سے دیکھنا۔ (۶) نجاست کی جگہ میں تھوکنا یا ناک سنکنا۔ (۷) بیت الخلاء میں بلا ضرورت کھنکھارنا۔ (۸) بیت الخلاء میں بیٹھے ہوئے بدن کے کسی حصہ سے کھیل کرنا۔ (۹) قضاء حاجت کے وقت آسمان کی طرف نظر کرنا۔ (۱۰) بلاضروت دیر تک بیت الخلاء میں بیٹھے رہنا۔ (۱۱) جاری یا ٹھہرے ہوئے پانی میں یا کسی جانور کے بل یا سوراخ میں پیشاب یا پاخانہ کرنا۔ (۱۲) نہر، کنویں یا حوض کے کنارے

قضاء حاجت کرنا۔ (۱۳) پھل دار درخت کے نیچے گندگی پھیلانا۔ (۱۴) جس سایہ کی جگہ میں لوگ بیٹھتے ہوں وہاں غلاظت کرنا۔ (۱۵) عام راستہ میں قضاء حاجت کرنا۔ (۱۶) قبرستان میں قضاء حاجت کرنا۔ (۱۷) مسجد، عیدگاہ یا عیدگاہ کے قریب گندگی پھیلانا۔ (۱۸) کھڑے ہوکر بلا عذر پیشاب کرنا، وغیرہ۔ (تلخیص: عالمگیری ۱/۵۰، شامی زکریا ۱/۵۵۹)

چمڑے کے موزے اور جوتے کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر چمڑے کے موزے یا جوتے کو نجاست لگ جائے تو اس کو پاک کرنے میں تفصیل ہے:

(۱) اگر ایسی نجاست ہے جو جسم والی نہیں ہوتی مثلاً پیشاب یا شراب وغیرہ، تو ایسی صورت میں اس موزے یا جوتے کو دھونا ضروری ہے، چاہے نجاست تر ہو یا سوکھ چکی ہو، بغیر دھوئے پاک نہیں ہوسکتی (۲) اور اگر کوئی ایسی نجاست ہے جو آنکھوں سے نظر آنے والی ہے، جیسے ترلید، تو اگر اسے مٹی یا اینٹ سے رگڑ کر اس طرح صاف کرلیا جائے کہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے، تو مفتی بہ قول کے مطابق موزہ اور جوتا پاک ہوجائے گا۔ (۳) اور اگر نجاست خشک ہو جیسے بکری کی مینگنی یا اونٹ کی مینگنی تو اسے محض رگڑنے سے موزہ وغیرہ پاک قرار دیا جائے گا۔ **وإذا أصابت النجاسة خفا أو نعلاً فإن لم يكن لها جرم كالبول والخمر فلا بد من الغسل رطباً كان أو يابساً الخ، وأما التي لها جرم – إلى قوله – وعن أبي يوسفؒ أنه إذا مسحه في التراب أو الرمل على سبيل المبالغة يطهر وعليه فتوىٰ مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ للبلوىٰ والضرورة، وإن كانت النجاسة يابسةً يطهر بالحتّ والحك عند أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ.** (المحيط البرهاني ۱/۳۸۵، درمختار و شامی زکریا ۱/۵۱۰-۵۱۱)

تلوار، چھری اور آئینہ وغیرہ پاک کرنے کا طریقہ

چکنی تلوار، چھری اور شیشہ میں اگر نجاست لگ جائے تو انہیں دھوکر بھی پاک کیا جاسکتا ہے، اور اگر پاک کپڑے سے نجاست کو پونچھ کر صاف کردیا جائے تو بھی پاکی کا حکم ہوگا؛ لیکن اگر مذکورہ

اشیاء کھردری یا منقش ہوں کہ ان کی ریخوں میں نجاست رہ جانے کا امکان ہو تو وہ محض پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی؛ بلکہ دھونا اور نجاست کے اثرات دور کرنا ضروری ہوگا۔ **إذا وقع علی الحدید الصقیل الغیر الخشن کالسیف والسکین والمرآۃ ونحوھا نجاسۃٌ من غیر أن یموہ بھا فکما یطھر بالغسل یطھر بالمسح بخرقۃ طاھرۃٍ، ھٰکذا فی المحیط. ولا فرق بین الرطب والیابس ولا بین ما لہ جرم وما لا جرم لہ، کذا فی التبیین. وھو المختار للفتویٰ، کذا فی العنایۃ. ولو کان خشناً أو منقوشاً لا یطھر بالمسح.** (عالمگیری ۱/۴۳)

ناپاک زمین کو پاک کرنے کا طریقہ

ناپاک زمین ویسے تو محض سوکھنے اور نجاست کا اثر زائل ہونے سے بھی پاک ہوجاتی ہے؛ لیکن اگر اسے فوری طور پر پاک کرنے کی ضرورت ہے تو درج ذیل طریقے اپنائے جاسکتے ہیں:

(۱) اگر زمین کا کھودنا ممکن ہو تو نجاست سے متأثرہ جگہ کو کھود کر علیحدہ کردیا جائے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کھود کر نیچے کے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کردیا جائے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ اگر زمین نرم ہے کہ پانی اس میں جذب ہوجاتا ہے تو اس کے اوپر سے پانی بہادیا جائے، اور جب پانی جذب ہوجائے تو زمین پاک ہوجائے گی۔

(۴) اور اگر زمین سخت ہو کہ پانی جذب نہ کرے تو اوپر سے پانی ڈال کر اس پانی کو وہاں سے ہٹادیا جائے، مثلاً وائپر سے نچوڑ دیا جائے تو یہ جگہ تو پاک ہوجائے گی؛ لیکن جو پانی وہاں سے ہٹایا جائے گا وہ ناپاک رہے گا۔ **وجفاف أرضٍ الخ، وقلبھا بجعل أعلی الأرض أسفل.** (شامی زکریا ۱/۵۱۷) **وتطھر أرض بخلاف نحو بساطٍ بیبسھا أی جفافھا ولو بریحٍ وذھاب أثرھا کلونٍ وریحٍ.** (درمختار زکریا ۱/۵۱۲-۵۱۳) **وإذا أصابت النجاسۃ الأرض فإن کانت رخوۃ طھرت بالصب علیھا لأنھا تتشرب فصار بمنزلۃ العصر فی الثوب، وإن کانت صلبۃ فإن رفع الماء عن موضع النجاسۃ طھر ذٰلک**

المكان ويتنجس الموضع الذي انتقل ذٰلك الماء إليه الخ. (المحيط البرهاني ۱/ ۳۸۱)

ناپاک فرش کو پاک کرنے کا طریقہ

سمینٹڈ یا پتھر کے فرش کا حکم بھی زمین کے مانند ہے، اگر اس پر پیشاب یا کوئی تر نجاست لگ گئی، تو سوکھنے اور نجاست کا اثر زائل ہونے سے اس کی پاکی کا حکم ہوگا۔ اور فوری طور پر پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر پانی بہا کر وائپر اور پونچھے سے خشک کر دیا جائے یا بالٹی یا پائپ سے اتنا زیادہ پانی بہا دیا جائے کہ نجاست کے اثرات زائل ہونے کا یقین ہو جائے تو بھی فرش پاک ہو جائے گا۔ وحكم اٰجرٍ ونحوهٖ كلبن وفروشٍ الخ كذٰلك أي كأرضٍ فيطهر بجفافٍ. (درمختار زکریا ۱/ ۵۱۳) البول إذا أصاب الأرض واحتيج إلى الغسل يصب الماء عليه ثم يدلك وينشف ذٰلك بصوف أو خرقةٍ فإذا فعل ذٰلك ثلاثاً طهر، وإن لم يفعل ذٰلك ولٰكن صب عليه ماء كثير حتى عرف أنه زالت النجاسة ولا يوجد في ذٰلك لون ولا ريح، ثم ترك حتى نشفته الأرض كان طاهراً. (المحيط البرهاني ۱/ ۳۸۲)

گھاس پھوس اور درخت وغیرہ کا حکم

جو چیزیں زمین کے ساتھ متصل رہتی ہیں مثلاً گھاس اور درخت وغیرہ، ان کا حکم بھی زمین ہی کے مانند ہے، سوکھنے سے ان کو پاک قرار دیا جاتا ہے جب کہ نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو۔ وشجر وكلأٍ قائمين في أرض كذٰلك أي كأرضٍ فيطهر بجفافٍ، وكذا كل ما كان ثابتاً فيها لأخذه حكمها باتصالهٖ بها. (درمختار زکریا ۱/ ۵۱۳)

زمین سے الگ رکھے ہوئے پتھر کا حکم

جو پتھر زمین سے علیحدہ ہو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ایسا پتھر ہے جو کھردرا ہے اور اس میں نجاست جذب ہونے کی صلاحیت ہے جیسے کہ چکی کا پاٹ، تو سوکھنے سے اس کی طہارت کا حکم ہوگا؛ لیکن اگر ایسا پتھر ہے جو چکنا ہے اور اس میں نجاست کو جذب کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ

سوکھنے سے پاک نہ ہوگا؛ بلکہ اسے دھونا لازم ہے۔ **قال الشامی بحثاً: بخلاف الحجر فإنه علی أصل خلقتهٖ فأشبه الأرض بأصلهٖ وأشبه غیرها بانفصاله عنها، فقلنا: إذا کان خشناً فهو فی حکم الأرض لأنه یتشرب النجاسة، وإن کان أملس فهو فی حکم غیرها؛ لأنه لا یتشرب النجاسة، واللّٰه أعلم.** (شامی زکریا ۵۱۴/۱)

ناپاک سوکھی زمین سے تیمّم درست نہیں

جو زمین یا اس سے ملحق شئ سوکھنے کی وجہ سے حکماً پاک قرار دی گئی ہو اس پر تیمّم کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ یہ زمین اگرچہ بذاتِ خود پاک ہے؛ مگر مطہر بننے کے لائق نہیں ہے۔ **لا لتیمم بها؛ لأن المشروط لها الطهارة وله الطهوریة.** (درمختار زکریا ۵۱۳/۱، فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۳۷۷/۱)

ناپاک زمین سوکھنے کے بعد پھر تر ہوگئی

اگر ناپاک زمین یا اس سے ملحق کوئی چیز سوکھنے کی وجہ سے پاک قرار دی گئی تھی بعد ازاں وہ پھر پانی وغیرہ پڑنے کی وجہ سے تر ہوگئی، تو اس تری کی وجہ سے اسے ناپاک نہیں کہا جائے گا، حتیٰ کہ اس پر گرنے والے پانی کی چھینٹیں اگر کپڑے پر لگ جائیں تو کپڑا ابھی ناپاک نہ ہوگا۔ **وإذا طهرت الأرض بجفاف ثم أصابها الماء، الصحیح أنها لا تعود نجساً، ولو رش علیها الماء وجلس علیها لا بأس بهٖ.** (عالمگیری ۴۴/۱، حلبی کبیر ۱۵۶)

ناپاک مٹی سے پکائے گئے گھڑے وغیرہ کا حکم

جو گھڑا یا برتن ناپاک مٹی سے بنا کر پکایا گیا ہو تو پکنے کے بعد وہ پاک ہوجاتا ہے، بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ رہے۔ **کطین تنجس فجعل منه کوزٌ بعد جعله علی النار یطهر إن لم یظهر فیه أثر النجس بعد الطبخ.** (درمختار زکریا ۵۲۰/۱) **الطین النجس إذا جعل منه الکوز أو القدر فطبخ یکون طاهراً هٰکذا فی المحیط.** (عالمگیری ۴۴/۱)

ناپاک تیل یا مردار چربی سے بنے ہوئے صابن کا حکم

ناپاک چربی یا تیل کو جب صابن میں ملایا جاتا ہے تو اس کی ماہیت بدل جاتی ہے؛ لہٰذا اس طرح سے بنا ہوا صابن پاک ہے اور اس کا استعمال درست ہے۔ **جعل الدهن النجس في صابون يفتىٰ بطهارته؛ لأنه تغير، والتغير يطهر عند محمدؒ ويفتىٰ به للبلوىٰ.**

(شامی زکریا ۵۱۹/۱، البحر الرائق ۲۲۷/۱، تاتارخانیة زکریا ۴۳۷/۱ رقم: ۱۱۰۱)

کپڑا دھونے یا کھانا پکانے کے بعد ٹنکی کی ناپاکی کا پتہ چلا

اگر ٹنکی سے کھانا پکایا گیا یا کپڑے اور برتن دھوئے گئے بعد میں پتہ چلا کہ ٹنکی میں نجاست گری ہوئی ہے، تو (صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے) اس کھانے اور کپڑے وغیرہ پر ناپاکی کا حکم نہیں لگائیں گے؛ لہٰذا اس کھانے کا استعمال کرنا اور کپڑوں کا پہننا وغیرہ درست ہوگا۔ **ومنذ ثلاثة أيام ولياليها إن انتفخ وقالا منذ وجد (شرح وقاية) وفي الحاشية: وفي المجتبى كان ركن الأئمة الصباعي يفتي بقول أبي حنيفة فيما يتعلق بالصلاة، وبقولهما فيما سواه يعني في غسل الثوب والبدن والأواني وغير ذٰلك مما وصل إليه ذٰلك الماء.** (حاشية شرح وقاية ۸۵/۱)

ناپاک ٹنکی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر پانی کی ٹنکی کسی وجہ سے ناپاک ہو جائے تو اس میں سے ناپاک چیز (اگر نظر آنے والی ہو) کو نکال کر موٹر چلا دیا جائے اور نیچے سے سب ٹنکیاں کھول دی جائیں، گویا اوپر سے پانی داخل ہوتا رہے اور نیچے سے نکلتا رہے، تو یہ سب پانی ماء جاری کے حکم میں ہو کر پاک ہو جائے گا، تاہم احتیاط یہ ہے کہ ٹنکی کا تین گنا پانی بہا کر پھر اسے استعمال کیا جائے۔ **ففي الحوض الصغير إذا كان يدخل فيه الماء من جانب ويخرج من جانب يجب أن يكون هٰكذا لأن هٰذا ماء جار، والماء الجاري يجوز التوضؤ فيه وعليه الفتوىٰ.** (المحيط البرهاني ۲۰۱/۱، درمختار زکریا ۳۳۸/۱) **وقيل ثلاثة أمثاله.** (شامی زکریا ۳۴۵/۱، احسن الفتاویٰ ۴۹/۲)

زمین دوز ٹنکی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر زیرِ زمین پانی کا ٹینک ناپاک ہوجائے تو اس کے پاک کرنے کی دو شکلیں ہیں: ایک شکل یہ ہے کہ اس میں پانی مسلسل بھرا جائے تا آں کہ وہ بھر کر اوپر سے بہنے لگے، تو یہ ماء جاری کے حکم میں ہوگا۔ اور دوسری شکل یہ ہے کہ اس ٹینک میں ایک طرف سے پانی جاری کرکے دوسری طرف سے موٹر چلاکر پانی کھینچنا شروع کردیں، تو بھی یہ ماء جاری شمار ہوگا اور سب ٹنکی اور پائپ پاک قرار دیئے جائیں گے۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۴۹) **ففي الحوض الصغير إذا كان يدخل فيه الماء من جانب ويخرج من جانب يجب أن يكون هٰكذا لأن هٰذا ماء جار، والماء الجاري يجوز التوضؤ فيه وعليه الفتوىٰ.** (المحيط البرهاني ١/ ٢٥١)

دستی نل پاک کرنے کا طریقہ

اگر دستی نل کے پائپ میں نجاست گر جائے تو اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ جتنا پانی اس کے اندر رہے وہ نکال کر مزید اتنا پانی کھینچا جائے کہ جس سے پورا پائپ تین بار دھل سکتا ہو۔ اور ایک آسان صورت یہ بھی ہے کہ نل کے اوپر سے اتنا پانی ڈالا جائے کہ پائپ بھر کر اوپر سے پانی بہنے لگے۔ **إن دلواً تنجس فأفرغ فيه رجلٌ ماءً حتى امتلأ وسال من جوانبه، هل يطهر بمجرد ذٰلک ام لا؟ والذی يظهر لی الطهارة أخذاً مما ذکرنا الخ.**

(رد المحتار زکریا ١/ ٣٤٦، احسن الفتاویٰ ٢/ ٥١)

چوہیا کنویں میں گر کر زندہ نکل گئی

اگر چوہیا کنویں میں گر کر زندہ باہر آگئی تو پانی ناپاک نہیں ہوگا؛ لیکن بہتر ہے کہ بیس ڈول کے بقدر پانی نکال دیا جائے۔ **إن كان الواقع فأرة يستحب لهم أن ينزحوا عشرين دلواً.**

(المحيط البرهاني ١/ ٢٥٤، درمختار زکریا ١/ ٣٦٩)

چوہا تیل میں گر کر زندہ نکل آیا

چوہا اگر تیل میں گر کر زندہ نکل آئے تو اس سے تیل ناپاک نہیں ہوگا، تاہم اس کے استعمال

کوفقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے۔ **فأرة أخرجت من حب أو جرة وهي حية يكره شربه والوضوء منه وإن فعلوا جاز.** (تاتارخانية ۱/ ۳۳۳ رقم: ۶۲۶، هندية ۱/ ۲٤)

بلی کنویں کے پانی سے گذر گئی

اگر بلی کنویں یا ٹنکی کے پانی میں داخل ہوکر زندہ نکل گئی تو بہتر ہے کہ ۴۰؍ڈول کے بقدر پانی نکال دیا جائے۔ **وإن كان الواقع سنوراً أو دجاجة مخلاةً يستحب لهم أن ينزحوا أربعين دلواً.** (المحيط البرهاني كوئٹه ۱/ ۲٥٤، درمختار زكريا ۱/ ۳۷۲)

مرغی کنویں میں گرگئی

اگر کھلی ہوئی مرغی (جو ہر طرح کی پاک ناپاک غذا کھاتی ہے) کنویں میں گر جائے اور پھر زندہ نکل آئے، تو ۴۰؍ڈول پانی نکالنا مستحب ہے۔ **وإن كان الواقع سنوراً أو دجاجة مخلاة يستحب لهم أن ينزحوا أربعين دلواً لأن سؤر هٰذه الحيوانات مكروهةٌ.**

(المحيط البرهاني ۱/ ۲٥٤، درمختار زكريا ۱/ ۳۷۲)

ناپاک آدمی کنویں میں اتر گیا

اگر ایسا شخص جس کے اعضاء پر نجاست لگی ہوئی ہو، مثلاً اس نے ڈھیلے سے استنجاء کر رکھا ہو، کنویں میں اتر جائے تو اس کی وجہ سے پورا پانی ناپاک ہوجائے گا اور سب پانی نکالنا ضروری ہوگا۔ **وكذلك لو دخل في البئر جنب أو محدثٌ لطلب الدلو وعلى أعضائه نجاسةٌ بأن لم يكن مستنجياً أو كان مستنجياً بالحجر ينزح جميع الماء.**

(المحيط البرهاني ۱/ ۲٥٥، درمختار زكريا ۱/ ۳٥٤)

کنویں میں بہنے والی نجاست گر جائے

اگر کنویں میں ایک قطرہ بھی ناپاک چیز گر جائے تو پورا پانی ناپاک ہوجائے گا، اور سارا پانی نکالنا ضروری ہوگا۔ **ومتى وقع في البئر نجسٌ مائعٌ يوجب نزح ماء البئر كله – إلى قوله – كما**

لو وقع فيه قطرة من خمرٍ أو بولٍ. (المحيط البرهانی ۲۵٦/۱، درمختار زکریا ۳٦٦/۱-۳٦۸)

کنویں میں پاک آدمی ڈوب کر مرگیا

اگر کوئی پاک آدمی کنویں میں ڈوب کر اسی میں مرگیا، تو پورے کنویں کا پانی نکالنا لازم ہے، خواہ لاش پھولی پھٹی ہو یا نہ پھولی پھٹی ہو۔ **وکذٰلک إذا وقع فیها اٰدمی طاهر ومات فیها یجب نزح جمیع ماء البئر کله انتفخ أو لم ینتفخ.** (المحیط البرهانی ۲۵٦/۱، درمختار زکریا ۳٦۸/۱ - ۳۷۲)

کنویں میں بکری گر کر مرگئی

اگر بکری کنویں میں گر کر مرگئی تو پورا پانی ناپاک ہوگیا؛ اس لئے سب پانی نکالنا ضروری ہے۔ **وکذٰلک لو کان الواقع فی البئر شاةً أو کلباً ومات وانتفخ أو لم ینتفخ وجب نزح الماء کله.** (المحیط البرهانی ۲۵٦/۱، درمختار زکریا ۳٦۸/۱- ۳۷۲)

کتا کنویں میں گھس کر زندہ نکل آیا

اگر کتا کنویں میں گرا اور اس کا لعاب پانی میں مل گیا، پھر وہ زندہ نکل آیا تب بھی پورے کنویں کا پانی نکالنا ضروری ہے۔ **الکلب إذا وقع فی الماء وأُخرِجَ حیاً إن أصاب فمه الماء فهو من جملة القسم الأول یجب نزح جمیع الماء.** (المحیط البرهانی ۲۵٦/۱، کوئٹہ ۱۱۱/۱)

کنویں میں چوہیا یا چڑیا مرگئی

اگر کسی کنویں میں چوہیا یا چڑیا گر کر مرگئی تو اگر اسے پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے، تو کم از کم ۲۰/ڈول کے بقدر پانی نکالنا کافی ہے، اور اس سے زائد ۳۰/ڈول تک نکال لے تو بہتر ہے؛ واضح ہو کہ پانی نکالنے کی ابتداء مردہ چڑیا یا چوہیا کو نکالنے کے بعد معتبر ہوگی۔ **إذا ماتت فارة أو عصفورةٌ فی البئر فأخرجت حین ماتت قبل أن تنتفخ فإنه ینزح منها**

عشرون دلواً إلى ثلاثين بعد إخراج الفأرة والعصفور فالعشرون على سبيل الحتم والزيادة على سبيل الاحتياط. (المحيط البرهاني ۲۵۷/۱، کوئٹہ ۱۱۱/۱، درمختار وشامی زکریا ۳۶۸/۱-۳۷۳)

بلی یا مرغی کنویں میں گر کر مرگئی

اگر بلی یا مرغی کنویں میں گر کر مرجائیں اور انہیں پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو چالیس سے پچاس ڈول تک نکالے جائیں گے۔ **وإذا كان الواقع في البئر سنوراً أو دجاجةً أخرجت ساعة ما ماتت فيه ينزح أربعون أو خمسون دلواً في ظاهر الرواية.** (المحیط البرہانی ۲۵۷/۱، درمختار زکریا ۳۷۲/۱)

موٹر سے کنواں یا ٹنکی خالی کرنا

جن صورتوں میں بیس تیس ڈول نکالنے یا کنویں یا ٹنکی کو خالی کرنے کا حکم ہے اس میں ڈول کی قید اندازہ کے لئے ہے، اصل مقصود اس مقدار کا پانی نکالنا ہے؛ لہٰذا یہ مقصد اگر بڑے ڈول سے یا موجودہ دور میں موٹر پمپ سے حاصل ہوجائے، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں؛ بلکہ یہ زیادہ آسان ہے۔ **مستفاد: ولو جاءوا بدلوٍ عظيمٍ يسع عشرين دلواً بدلوهم فاستقوا به جاز. وقال القدوريؒ: وهو أحب إليّ.** (المحیط البرہانی ۲۶۵/۱)

ناپاک چیز کنویں میں گرگئی مگر نکالنا ممکن نہ ہو تو کیا کریں؟

اگر کوئی ذی جرم ناپاک چیز کنویں میں گرگئی؛ لیکن کنواں گہرا ہونے کی وجہ سے اس کا نکالنا ممکن نہ ہو، تو ایسی صورت میں اگر اس چیز کو نکالے بغیر کنویں کا سب پانی خالی کرالیا جائے تو بھی کنواں پاک ہوجائے گا۔ **عظم تلطخ بنجاسةٍ ووقع في البئر ولم يمكن استخراجه فإن نزحوا ماءها فقد طهرت.** (المحیط البرہانی ۲۶۷/۱)

ناپاک گیہوں وغیرہ کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر نجس پانی یا پیشاب وغیرہ پڑنے سے گیہوں ناپاک ہوجائے اور نجاست کو جذب کرکے

پھول جائے ،تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں پاک پانی میں اتنی دیر رکھا جائے کہ وہ پانی کو جذب کرلے پھر نکال کر انہیں سکھا لیا جائے ، تین مرتبہ یہی عمل کرنے سے وہ گیہوں پاک قرار دیئے جائیں گے۔ **الحنطة إذا أصابتها خمر وتشربت فيها وانتفخت من الخمر فغسلها عند أبي يوسفؒ أن ينقع في الماء حتى يتشرب كما تشرب الخمر ثم يجفف يفعل كذٰلک ثلاث مراتٍ ويحكم بطهارتها عند أبي يوسفؒ.** (المحيط البرهاني ۳۸۳/۱، شامي زكريا ۵٤۱/۱) (اور اگر گیہوں میں نجاست گری؛ لیکن وہ پھولے نہیں تو تین مرتبہ دھونا کافی ہے، سکھانے کی ضرورت نہیں)۔(المحيط البرهاني ۳۸۳/۱)

آٹے میں نجاست گرگئی

اگر آٹے میں کوئی تر نجس چیز گرگئی تو جہاں تک اس نجاست کا اثر پڑے گا وہ آٹا ناپاک ہوجائے گا اور اس کو پاک کرنے کی کوئی شکل نہیں۔ **الدقيق إذا أصابه خمر لم يؤكل وليس لهٰذا حيلة.** (المحيط البرهاني ۳۸٤/۱)

تیل یا گھی وغیرہ کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر بہنے والے تیل یا گھی میں نجاست گر جائے ،تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں اتنی ہی مقدار پانی ڈال کر اچھی طرح ہلایا جائے یا آگ پر پکا کر چھوڑ دیا جائے ،تا آں کہ تیل اور پانی ممتاز ہوجائے تو تیل یا گھی کو اوپر سے نکال لیا جائے، اس کے بعد پھر پانی ڈال کر اسی طرح حرکت دی جائے اور چھوڑ دیا جائے، تین مرتبہ ایسا ہی کیا جائے۔ **ويطهر لبن وعسل ودبس ودهنٌ يغلیٰ ثلاثاً. (درمختار) وقال الشامي نقلاً عن فتاویٰ الخيرية: إن لفظة ”فيغلی“ ذكرت في بعض الكتب والظاهر أنها من زيادة الناسخ فإنا لم نر من شرط لتطهير الدهن الغليان مع كثرة النقل في المسئلة والتتبع لها إلا ان يراد به التحريک مجازاً.** (شامي كراچی ۳۳٤/۱، زكريا ۵٤۳/۱)

کھال کو پاک کرنے کا طریقہ

خنزیر اور آدمی کی کھال کے علاوہ ہر جانور کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے اور

دباغت کی کئی شکلیں ہیں: (۱) کسی کیمیکل وغیرہ سے دباغت دی جائے (۲) کھال کو مٹی میں دبا کر چھوڑ دیا جائے، تا آں کہ اس کی رطوبت جاتی رہے (۳) کھال کو دھوپ میں چھوڑ دیا جائے جس سے اس کی رطوبت خشک ہوجائے (۴) کھال کو ہوا میں سکھالیا جائے۔

مذکورہ طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کر کے کھال کو پاک کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی جانور کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے (خواہ اس کا گوشت حلال ہو یا نہ ہو) تو دم مسفوح نکلنے کے بعد اس کی کھال پاک قرار دی جائے گی؛ البتہ خنزیر ایسا جانور ہے جو پورا کا پورا نجس العین ہے اس کا کوئی جزء کسی طرح پاک نہیں ہوسکتا۔ **وكل إهاب دبغ فقد طهر الخ. إلا جلد الخنزير لنجاسة عينه والآدمى لكرامته الخ. كل حيوانٍ إذا ذبح بالتسمية طهر جلده ولحمه وشحمه وجميع أجزائه، سواء كان مأكول اللحم أو غير ماكول اللحم الخ. إن الأصح طهارة جلده دون لحمه الخ. والدباغة على ضربين: حقيقة وحكمية: فالحقيقة أى يدبغ بشئ طاهرٍ من الأدوية المعدة للدبغ الخ. وأما الحكمية فأن يخرج الجلد عن حكم الفساد بالتتريب الخ. أو بالتشميس أو بإلقائه فى الريح.** (حلبی کبیر ۱۵۳-۱۵۵)

ناپاک روئی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر روئی یا گدا یا لحاف وغیرہ ناپاک ہوجائے تو اس کی ایک شکل تو یہی ہے کہ اسے پانی میں اچھی طرح دھوکر نچوڑلیا جائے، اور دوسری شکل یہ ہے کہ اگر نجاست غالب نہ ہو، مثلاً آدھے حصہ سے کم میں یہ نجاست ہو تو روئی کو دھننے سے بھی زائل ہوسکتی ہے؛ لیکن اگر نجاست کی مقدار آدھے حصہ سے زائد ہو تو ایسی روئی دھننے سے پاک نہیں ہوسکتی؛ بلکہ دھونا لازم ہوگا۔ **ندف قطن محلوج نجس كان مقداراً لا يذهب بالندف كالنصف ونحوه لا يطهر، وإن قليلاً يذهب بالندف يطهر، لاحتمال الذهاب بالندف،** (فتاویٰ بزازية على هامش العالمگرية ۱/ ۲۰)

❍❖❍

وضو کے مسائل

وضو مؤمن کا زیور ہے

شریعت میں وضو کی بہت اہمیت ہے، اس کے ذریعہ نظافت وطہارت کے علاوہ سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ قیامت میں وضو کرنے والے کے اعضاء مخصوص انداز میں روشن اور چمک دار ہوں گے، جنہیں دیکھ کر یہ پہچان ہوگی کہ یہ امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے افراد ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرّاً مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ. (بخاری شریف ۲۵/۱ حدیث: ۱۳۶، مسلم شریف ۱۲۶/۱ حدیث: ۲۸۶، الترغیب والترهیب حدیث: ۲۸۶)

میری امت کو قیامت کے دن اس حالت میں بلایا جائے گا کہ وضو کے اثر سے ان کی پیشانیاں اور دیگر اعضاء چمک رہے ہوں گے، پس جو شخص تم میں سے اپنی چمک لمبی کرنا چاہے تو کرلے۔

نیز ایک دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ الْمُؤْمِنَ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ. (مسلم شریف ۱۲۷/۱، الترغیب والترهیب حدیث: ۲۸۷)

جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہیں تک مؤمن کی سجاوٹ پہنچے گی۔

اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لائے اور آپ نے وہاں کے مرحومین کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”ایمان والی جماعت کی جگہ رہنے والو تم پر سلامتی ہو! اور ہم بھی اگر اللہ نے چاہا عنقریب تم سے ملنے والے ہیں، اور ہماری خواہش ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیں“۔ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان سے یہ بات سن کر حاضرین صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: ”اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں“؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ”تم تو میرے صحابہ ہو، میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو

ابھی نہیں آئے''۔ تو صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی امت کے جو لوگ ابھی موجود نہیں ہیں، ان کو آپ قیامت کے دن کیسے پہچانیں گے؟ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی شخص کے ایسے گھوڑے ہوں جن کی پیشانیاں اور پاؤں سفید چمک دار ہوں اور وہ بالکل سیاہ کالے گھوڑوں میں رل مل جائیں تو کیا وہ شخص ان کے درمیان اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا''؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَـإِنَّهُـمْ يَـأْتُـوْنَ غُـرّاً مُـحَجَّلِيْنَ مِنَ الْـوُضُوْءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ. (مسلم شریف ۱۲۷/۱ حدیث: ۲۴۹، الترغیب و الترهیب حدیث: ۲۸۸)

وہ (بعد میں آنے والی امت) قیامت کے دن وضو کی وجہ سے چمک دار پیشانی اور ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئیں گے اور میں حوض کوثر پر ان کا منتظر رہوں گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''قیامت کے دن مجھے سب سے پہلے سجدہ کی اجازت ملے گی اور میں سب سے پہلے سر اٹھاؤں گا اور اپنے سامنے دیکھوں گا تو دیگر امتوں کے درمیان اپنی امت کے لوگوں کو پہچان لوں گا، یہی حال پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھنے میں ہوگا''۔ تو ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک بے شمار امتوں کے درمیان آپ اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ تو آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے:

هُـمْ غُـرٌّ مَـحَـجَّلُوْنَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْـسَ لِأَحَـدٍ كَـذٰلِكَ غَيْـرُهُـمْ وَأَعْـرِفُهُـمْ أَنَّهُـمْ يُؤْتَـوْنَ كُتُبَهُـمْ بِـأَيْـمَـانِهِـمْ وَأَعْـرِفُهُـمْ تَسْعىٰ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ. (مسند أحمد ۱۹۹/۵، الترغيب و الترهيب حديث: ۲۹۰)

وہ وضو کے اثر سے چمک دار اعضاء والے ہوں گے اس طرح کی چمک ان کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہوگی اور میں اس سے بھی پہچان لوں گا کہ ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے، نیز یہ بھی پہچان ہوگی کہ ان کی اولادیں ان کے سامنے دوڑ رہی ہوں گی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ وضو کا اہتمام آخرت میں روشنی کا باعث ہوگا؛ اس لئے اس سعادت کو حاصل کرنے کی نیت سے خوش دلی کے ساتھ وضو کا اہتمام کرنا چاہئے۔

وضو سے گناہ صاف

علاوہ ازیں وضو کرنے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ وضو کے پانی کے قطرات سے آدمی کے چھوٹے موٹے گناہ بھی خود بخود جھڑ جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

إِذَا تَـوَضَّـأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ

جب کوئی مسلمان یا مؤمن شخص وضو میں اپنے چہرے کو

فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ. (مسلم شريف ۱۲۵/۱ حديث: ۲٤٤)

دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ٹپکنے والے آخری قطرہ کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جس کو اس کی آنکھوں نے دیکھا ہے، پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ سے ٹپکنے والے پانی کے آخری قطرے کے ساتھ وہ سب گناہ جھڑ جاتے ہیں، جن کو اس کے ہاتھوں نے پکڑ کر انجام دیا ہے، پھر جب وہ پیروں کو دھوتا ہے تو اس کے پیروں کے پانی کے ساتھ ساتھ وہ گناہ بھی دھل جاتے ہیں جنہیں اس نے پیروں سے چل کر انجام دیا ہے، تا آں کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوکر (وضو سے) فارغ ہوتا ہے۔

امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خاص طور پر سنت کے مطابق وضو کی عملی تعلیم دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے وضو کا پانی منگا کر وضو فرمایا پھر ہنسنے لگے اور حاضرین سے فرمایا کہ: ''تم مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں''، تو ان لوگوں نے سوال کیا کہ: ''اے امیر المومنین آپ کو کس بات نے ہنسایا''؟ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کے بعد ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حاضرین سے یہی سوال کیا تھا کہ مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ کس چیز نے مجھے ہنسایا؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہی سوال کیا، اس کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا دَعَا بِوَضُوْءٍ فَغَسَلَ وَجْهَهُ حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ خَطِيْئَةٍ أَصَابَهَا بِوَجْهِهٖ فَإِذَا غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ كَانَ كَذٰلِكَ فَإِذَا طَهَّرَ قَدَمَيْهِ كَانَ كَذٰلِكَ. (مسند احمد ۵۸/۱، الترغيب والترهيب حديث: ۲۹٤)

آدمی جب وضو کا پانی منگا کر اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ہر وہ گناہ معاف فرمادیتے ہیں جس کا اس نے چہرہ سے ارتکاب کیا ہو، جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو بھی یہی معاملہ ہوتا ہے اور پیر دھوتا ہے تو بھی اسی طرح معاملہ ہوتا ہے۔

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں میں یہ سمجھتا تھا کہ سب لوگ گمراہی پر ہیں اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور لوگ عام طور پر بتوں کی پوجا کرتے تھے، اسی درمیان مجھے یہ خبر ملی کہ مکہ معظمہ میں ایک شخص ہیں جو غیب کی باتیں بتاتے ہیں، چناں چہ میں اپنی سواری پر سوار ہوکر ان کی خدمت میں حاضر ہوا، تو وہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام تھے جو اس وقت قوم کی طرف سے مخالفت کی وجہ سے روپوش تھے،

چناں چہ میں نے کسی ذریعہ سے آپ کی خدمت میں حاضری دی، اس کے بعد میں نے آپ ﷺ سے کچھ سوالات کئے اور جب مجھے اطمینان ہوگیا تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی پیروی کرنا چاہتا ہوں، تو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اس وقت تم میرا اور لوگوں کا حال دیکھ رہے ہو، اس صورتِ حال کو تم برداشت نہیں کرسکتے؛ لہٰذا اس وقت اپنے گھر لوٹ جاؤ اور جب تم کو یہ اطلاع ملے کہ مجھے غلبہ ہوگیا تو میرے پاس آجانا، چناں چہ میں اپنے گھر لوٹ آیا اور آپ کے بارے میں تحقیق کرتا رہا، تا آں کہ مدینہ سے آنے والی ایک جماعت کے ذریعہ مجھے معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام مدینہ تشریف لاچکے ہیں اور لوگ بڑی تعداد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہورہے ہیں، چناں چہ میں بھی مدینہ حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے مجھے پہچان لیا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم وہی ہو جس نے مکہ معظّمہ میں مجھ سے ملاقات کی تھی''، میں نے عرض کیا کہ جی میں وہی شخص ہوں، پھر میں نے درخواست کی کہ اے اللہ کے نبی! آپ مجھے وہ بات بتلایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلائی ہے اور میں اس سے ناواقف ہوں، آپ مجھے نماز کے اوقات کے بارے میں بتایئے! (چناں چہ پیغمبر علیہ السلام نے پانچوں نمازوں کے اوقات بالتفصیل مجھے بتائے) اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی: وضو کے بارے میں مجھے بتایئے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْئَهُ فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَسْتَنْثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهٖ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهٗ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهٖ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهٗ بِالَّذِيْ هُوَ لَهٗ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهٗ لِلّٰهِ إِلَّا

تم میں سے جو شخص بھی وضو کا پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر ناک سنکے تو اس کے چہرہ، منہ اور ناک کے بانسوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنا چہرہ اس طرح دھوتا ہے جیسا اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اس کے چہرہ کے گناہ داڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر جب کہنیوں تک ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں حتی کہ پوروں کے گناہ پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں، پھر جب سر پر مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ ٹخنوں تک اپنے دونوں پیر دھوتا ہے تو اس کے دونوں پیروں حتی کہ انگلیوں کے گناہ بھی پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں، پھر اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی تعظیم کرے جو اس کی شایانِ شان ہو اور اپنے دل کو خالص اللہ کی طرف

انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. (مسلم شریف حدیث: ۸۳۲ ملخصاً)

متوجہ کرے تو وہ اپنی غلطیوں سے پاک ہوکر اس طرح لوٹتا ہے جیسا کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔

اسی روایت میں آگے یہ بھی ہے کہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث صحابی رسول حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو انہیں بڑا تعجب ہوا، چناں چہ انہوں نے فرمایا کہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ! غور کرو، تم کیا کہہ رہے ہو، کیا ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی آدمی کو اتنا ثواب حاصل ہوسکتا ہے؟ یہ سن کر حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ: ”ابوامامہ! مجھ پر بڑھاپا آ گیا میری ہڈیاں کمزور ہوچلیں اور میری وفات کا وقت قریب آ چکا اس حالت میں مجھے اللہ یا اس کے رسول پر جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اگر میں نے یہ حدیث پیغمبر علیہ السلام سے ایک دو نہیں؛ بلکہ کم از کم سات مرتبہ نہ سنی ہوتی تو میں کبھی بھی اسے بیان نہ کرتا؛ لیکن بات یہ ہے کہ میں نے اس سے زیادہ مرتبہ یہ بات پیغمبر علیہ السلام سے سن رکھی ہے“۔ (مسلم شریف حدیث: ۸۳۲)

ان روایات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وضو کے ذریعہ انسان کتنی سعادتیں حاصل کرسکتا ہے؛ لیکن یہ ضروری ہے کہ وضو کامل مکمل ہو اور اعضاء مغسولہ کا کوئی بھی حصہ تر ہونے سے نہ رہ جائے، اور وضو کرتے وقت سنن و آداب کی پوری رعایت رکھی جائے، اور موسم ناموافق کیوں نہ ہو، پھر بھی مکمل وضو کا اہتمام کیا جائے، اس پر احادیث میں بڑی بشارتیں سنائی گئی ہیں۔ چناں چہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غلطیوں کو مٹاتے ہیں اور درجات بلند فرماتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ ضرور بتائیے! تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ.

(مسلم شریف ۱۲۷/۱ حدیث: ۲۵۱، الترغیب والترهیب ۳۰۴)

ناگواری کے باوجود مکمل وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ سے زیادہ قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہ تمہارے لئے سرحدوں پر پہرہ داری ہے۔ (یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا)

رباط کے معنی ”پہرہ دینے“ کے آتے ہیں، اور یہاں مطلب یہ ہے کہ ان اعمال کی وجہ سے معاصی اور شیطانی اثرات سے حفاظت رہتی ہے۔

حضرت حمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سخت سردی کی رات میں نماز کے لئے جاتے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی طلب فرمایا، چناں چہ میں پانی لے کر حاضر ہوا، تو آپ نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ

ایک مرتبہ دھوئے، میں نے (بطورِ شفقت) عرض کیا کہ حضرت! بس اتنا ہی کافی ہے، آپ فرض وضو فرما چکے ہیں اور رات بہت زیادہ ٹھنڈی ہے، اس لئے زیادہ مبالغہ مت فرمایئے، یہ سن کر حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا يُسْبِغُ عَبْدٌ نِ الْـوُضُوْءَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَـهُ مَـا تَـقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ. (رواه البزار، الترغيب والترهيب حديث: ٢٩٥)

جو شخص بھی کامل (تین تین مرتبہ) وضو کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمادیں گے۔

اس لئے ہر موسم میں وضو کا اہتمام لازم ہے، اس میں ایسی جلد بازی مناسب نہیں ہے کہ سنن وآداب کی رعایت نہ رکھی جاسکے یا کوئی فرض ادا ہونے سے رہ جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر علیہ السلام نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کی ایڑیاں خشک رہنے کی وجہ سے چمک رہی ہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

وَيْـلٌ لِلْأَعْـقَـابِ مِـنَ الـنَّـارِ، أَسْبِغُوْا الْوُضُوْءَ. (مسلم شريف ١/١٢٥ حديث: ٢٤١، ابو داؤد شريف: ٩٧)

تباہی ہے (خشک رہ جانے والی) ایڑیوں کی آگ سے، اچھی طرح وضو کیا کرو۔

ذیل میں وضو سے متعلق چند اہم مسائل پیش کئے جاتے ہیں؛ تاکہ صحیح وضو کی طرف رہنمائی ہوسکے۔ ملاحظہ فرمائیں:

وضو کے ارکان

وضو میں چار فرض ہیں: (۱) پورا چہرہ دھونا (۲) کہنیوں تک ہاتھ دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں تک پیروں کا دھونا۔ قَالَ تَعَالٰى: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾. (المائدة: ٦، طحطاوى ٣١-٣٣)

پانی کس حد تک بہانا فرض ہے؟

شرعاً دھونے کا مفہوم اس وقت تک متحقق نہ ہوگا جب تک کہ کم از کم وضو کے عضو کو تر کرنے کے بعد اس سے دو قطرے نہ ٹپکیں، اگر اس قدر بھی تقاطر نہیں ہوا تو دھونے کا فرض ادا نہیں ہوگا۔

مثلاً کسی شخص نے برف وغیرہ سے ہاتھ پیر کو تر کرلیا اور کوئی قطرہ نہیں ٹپکا تو یہ کافی نہیں۔ **غسل الوجه أی إسالة الماء مع التقاطر ولو قطرة. وفی الفیض: أقله قطرتان فی الأصح.** (درمختار) **وفی الشامی: یدل علیه صیغة التفاعل ثم لا یخفیٰ أن هٰذا بیان للفرض الذی لا یجزئ أقل منه لأنه فی صدد بیان الغسل المفروض.**

(شامی زکریا ۲۰۹/۱ بیروت ۱۸۷/۱-۱۸۸، مراقی الفلاح ۳۲)

چہرہ کی حدود

لمبائی میں پیشانی کی ابتداء سے لے کر ٹھوڑی کے نچلے حصے یعنی نیچے کے جباڑے تک (بشرطیکہ داڑھی گھنی نہ ہو) اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک چہرہ کا دھونا وضو میں فرض ہے۔ **من مبدأ سطح جبهته الخ إلی أسفل ذقنه أی منبت أسنانه السفلیٰ طولاً کان علیه شعر أم لا الخ، وما بین شحمتی الأذنین عرضاً.**

(درمختار زکریا ۲۱۰/۱، بیروت ۱۸۸/۱، ۱۸۹، مراقی الفلاح ۳۲)

آنکھ کے ظاہری حصہ کا دھونا فرض ہے

آنکھ کے اندر پانی پہنچانا تو فرض نہیں؛ لیکن آنکھ کے باہری حصہ میں اور پلکوں کو نیز آنکھ کے اس گوشہ کو جو ناک سے ملا ہوا ہے دھونا فرض ہے۔ (حتیٰ کہ اگر آنکھ سے کیچڑ نکل کر آنکھ کے ظاہری گوشہ میں جم جائے تو اس کیچڑ کو ہٹا کر پانی پہنچانا ضروری ہوگا) **وإیصال الماء داخل العینین ساقط، فقد روی عن أبی حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ: لابأس بأن یغسل الرجل الوجه وهو مغمض عینیه الخ.** (المحیط البرهانی ۱۶۱/۱) **فیجب غسل المیاقی الخ، لا غسل باطن العینین الخ.** (درمختار) **وفی البحر: لو رمدت عینه فرمصت یجب إیصال الماء تحت الرمص إن بقی خارجاً بتغمیض العین وإلا فلا.** (شامی زکریا ۲۱۰/۱، بیروت ۱۸۹/۱)

ہونٹ کے ظاہری حصہ کو دھونا ضروری ہے

منہ بند کرنے کے بعد ہونٹ کا جو حصہ ظاہر رہ جاتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔ **وما یظهر من**

الشفة عند انضمامها. (درمختار) **أشار بصيغة الانفعال إلى أن المراد ما يظهر عند انضمامها الطبيعي لا عند انضمامها بشدة وتكلف، وكذا لو غمض عينيه شديداً لا يجوز.** (بحر) **لٰكن نقل العلامة المقدسي في شرحه على نظم الكنز: أن ظاهر الرواية الجواز، وأقره في الشرنبلالية.** (شامي زكريا ۲۱۱/۱، بيروت ۱۸۹/۱، مراقی الفلاح ۳۵)

گھنی بھووں کا حکم

اگر کسی شخص کی بھویں اتنی گھنی ہوں کہ اوپر سے کھال نظر نہ آتی ہو تو ان کے اوپر سے پانی بہا دینا کافی ہے، کھال تک پہنچانا ضروری نہیں، یہی حکم گھنی داڑھی اور مونچھ کا بھی ہے؛ البتہ اگر کھال دکھائی دیتی ہو تو اوپر سے پانی بہا دینا کافی نہ ہوگا۔ **لا غسل – إلى قوله – وأصول شعر الحاجبين واللحية والشارب.** (درمختار) **يحمل هٰذا على ما إذا كانا كثيفين، أما إذا بدت البشرة فيجب كما يأتي له قريباً عن البرهان، وكذا يقال في اللحية والشارب.** (شامي زكريا ۲۱۱/۱، بيروت ۱۸۰/۱)

داڑھی اگر گھنی ہو

اگر داڑھی کے بال اتنے گھنے ہوں کہ اندر کی کھال باہر سے نہ دکھائی دے تو وضو کے لئے اندر کھال تک پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ سامنے کے بالوں کو اوپر سے دھونا کافی ہے۔ پھر اس میں تفصیل یہ ہے کہ داڑھی کے جو بال چہرے کی محاذات میں آتے ہیں ان کا دھونا فرض ہے، اور جو بال ٹھوڑی کے نیچے لٹک جائیں ان کا دھونا سنت ہے۔ (امداد الاحکام ۳۴۴/۱)

ثم لا خلاف أن المسترسل لا يجب غسله ولا مسحه بل يسن، وأن الخفيفة التي ترى بشرتها يجب غسل ما تحتها. (درمختار) **وفي الشامي: أما المستورة فساقط غسلها للحرج.** (شامي بيروت ۱۹٤/۱، زكريا ۲۱٦/۱) **ويجب غسل ظاهر اللحية الكثّة في أصح ما يفتى به** (نور الإيضاح) **وعلل في الطحطاوي: لقيامها مقام البشرة لتحول الفرض إليها.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی بيروت ۲۵)

دواء کے اوپر سے وضو

زخم پر دوا یا چونا لگایا تھا زخم اچھا ہونے کے بعد دوا یا چونا جسم سے ایسے چمٹ گیا کہ بلامشقت اس کا چھڑانا دشوار ہے یا سردی سے ہاتھ پیروں میں پڑ جانے والے شگاف میں دوا بھر دی اوراب اسے نکالنا باعثِ تکلیف ہے، تو ان صورتوں میں دوا کے اوپر سے پانی بہادینا کافی ہے، زخم کریدنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (امدادالاحکام ۱/۳۴۵) **قال فی نور الإیضاح: ولو ضره غسل شقوق رجلیه جاز إمرار الماء علی الدواء الذی وضعهٔ فیها. قال الطحطاوی: ثم محل جواز إمرار الماء علی الدواء إذا لم یزد علی رأس الشقاق فإن زاد تعین غسل ما تحت الزائد کما فی ابن أمیر حاج ومثله فی الدر عن المجتبیٰ، لکن ینبغی أن یقید بعدم الضرر کما لا یخفیٰ أفاده بعض الأفاضل.** (الطحطاوی ۳۷)

مہندی اور رنگ

مہندی یا ایسا رنگ جس میں پرت نہ ہو اس کے بدن پر لگے رہنے سے وضو میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ **ولا یضر بقاء أثر کلون وریح الخ.** (شامی زکریا ۱/۵۳۷)

نیل پالش اور لپ اسٹک

نیل پالش (وہ رنگین روغن جو عورتیں اپنے ناخن پر لگاتی ہیں) لگانے سے ناخنوں تک پانی نہیں پہنچتا؛ لہٰذا وضو کرتے وقت اس کا چھڑانا ضروری ہے ورنہ پاکی حاصل نہ ہوگی۔ اسی طرح ہونٹوں پر لگائی جانے والی لپ اسٹک اگر تہہ دار ہو تو وضو کے لئے اس کا بھی صاف کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر وضو اور غسل صحیح نہ ہوگا۔ **وقیل إن صلباً منع وهو الأصح. (درمختار) وفی الشامی: صرح به فی شرح المنیة وقال: لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج.** (شامی بیروت ۱/۲۵۹، زکریا ۱/۲۸۹)

پینٹ بدن پر لگ جائے

''پینٹ'' جو بدن میں پانی کے نفوذ سے مانع ہوتا ہے اس کے بدن پر لگے رہنے کی حالت میں غسل یا وضو صحیح نہ ہوگا۔ **وقیل أن صلباً منع وهو الأصح.** (درمختار زکریا ۱/۲۸۹)

ووٹ کی نشانی کا حکم

ووٹ دیتے وقت علامت کے طور پر انگلی پر جو روشنائی لگائی جاتی ہے، جس کا اثر کئی دنوں تک رہتا ہے وہ چوں کہ تہہ دار نہیں ہوتی؛ اس لئے اس کے لگے رہنے کی حالت میں غسل اور وضو درست ہے۔ **ولا يضر بقاء أثر كلون وريح فلا يكلف في إزالته إلى ماء حارٍ أو صابون ونحوه.** (شامی زکریا ۵۳۷/۱)

نوٹ: بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ اس روشنائی کو چھڑاتے وقت معمولی سی پرت اترتی ہے، اس لئے یہ وضو سے مانع ہوگی، بریں بنا احتیاط اس میں ہے کہ اس روشنائی کو جلد از جلد چھڑانے کی کوشش کی جائے؛ لیکن کوشش کے باوجود اگر چھوٹ نہ سکے تو اسی حالت میں وضو اور غسل جائز اور درست ہو جائے گا۔ **ويعفى أثر شق زواله بأن يحتاج في إخراجه إلى نحو الصابون.** (مجمع الأنهر ۹۰/۱) **والمراد بالأثر اللون والريح، فإن شق إزالتهما سقطت الخ.** (البحر الرائق ۲۳۷/۱)

کسی شخص کے زائد ہاتھ پیروں کے دھونے کا حکم

بالفرض اگر کسی شخص کے ایک جانب دو ہاتھ یا دو پیر ہوں تو اگر دونوں میں برابر طاقت ہے بایں طور کہ وہ ان دونوں سے پکڑنے اور چلنے کا کام لیتا ہے تو دونوں کا دھونا فرض ہے، اور اگر ان میں سے ایک کار آمد ہے دوسرا بے کار رہے تو صرف کار آمد کو دھونا فرض ہوگا بے کار کو دھونا فرض نہ ہوگا۔ **ولو خلق له يدان ورجلان، فلو يبطش بهما غسلهما، ولو بإحداهما فهي الأصلية فيغسلها.** (درمختار بیروت ۱۹۵/۱، زکریا ۲۱۸/۱)

زائد انگلی کا حکم

ہاتھ یا پیر کی زائد انگلیوں کو دھونا بھی فرض ہے۔ **وكذا الزائدةُ إن نبتت من محل الفرض إصبع وكف زائدين.** (درمختار بیروت ۱۹۶، زکریا ۲۱۸/۱)

لمبے ناخنوں کے نیچے پانی پہنچانا فرض ہے

اگر ناخن اتنے بڑھے ہوئے ہوں کہ انگلیوں کا سرا ان کے اندر چھپ جائے تو جب تک انگلیوں کے سرے تک پانی نہ پہنچایا جائے وضو درست نہ ہوگا۔ **إن الظفر إذا كان طويلاً بحيث يستر رأس الأنملة يجب إيصال الماء إلىٰ ما تحته وإن كان قصيراً لا يجب.** (المحيط البرهانی ۱/۱۶۳، مراقی الفلاح ۳۵)

وضو میں کوئی حصہ خشک رہ گیا

وضو کرتے ہوئے کوئی حصہ اگر سوئی کی نوک کے بقدر بھی خشک رہ گیا تو وضو درست نہ ہوگا؛ البتہ ناخن کے اندر جم جانے والے فطری میل کچیل کی وجہ سے ناخونوں کی جڑوں میں اگر براہِ راست پانی نہ پہنچے تب بھی وضو درست ہوجاتا ہے۔ **ولا يمنع الدرن أي وسخ الأظفار.**

(مراقی الفلاح ۳۵، شامی بیروت ۱/۲۵۹، زکریا ۱/۲۸۸)

بارش کے قطرات پر مسح کی نیت سے ہاتھ پھیرنا

اگر کوئی شخص وضو میں مسح کرنا بھول گیا؛ لیکن پھر اتفاقاً سر پر بارش کی بوندیں تین انگلی یا ان سے زیادہ کے بقدر پڑ گئیں تو بھی مسح کا فرض ادا ہوجائے گا۔ (خواہ ہاتھ سر پر پھیرا ہو یا نہ پھیرا ہو) **وإذا نسي المتوضئ مسح الرأس فأصابه المطر مقدار ثلاث أصابع فمسحه بيده أو لم يمسحه أجزأه عن مسح الراس؛ لأن الله تعالىٰ وصف الماء بكونه طهوراً والطهور الطاهر بنفسه المطهر لغيره فلا يتوقف حصول التطهير على فعل يكون منه.** (المحيط البرهانی ۱/۱۶۵، درمختار زکریا ۱/۲۱۳، بیروت ۱/۱۹۲)

ہتھیلی کی باقی ماندہ تری سے مسح کرنا

اگر کسی شخص نے ہاتھ میں پانی لے کر چہرہ یا کہنی پر ڈالا تو اس ہتھیلی میں رہ جانے والی تری سے سر پر مسح کرنا درست ہے۔ **ولو كان في كفه بللٌ فمسح به رأسه أجزأه – إلى قوله – أما بلل الكف ماءٌ لم يسقط به فرض الغسل لأن فرض غسل الأعضاء أقيم**

بالماء الذی زایل العضو لا بالبلل الذی علی الکف فلم یصر هٰذا البلل مستعملاً فجاز أن یقام بهٖ فرض مسح الرأس. (المحیط البرهانی ۱۶۶/۱) **او بلل باق بعد غسل علی المشهور.** (درمختار زکریا ۲۱۳/۱، بیروت ۱۹۲/۱)

دیگر اعضاء کے مستعمل پانی سے مسح درست نہیں

اگر ہاتھ یا چہرہ دھونے کے بعد اس سے ٹپکنے والے مستعمل پانی سے سر کا مسح کیا تو درست نہیں ہوگا؛ چوں کہ جس پانی سے ایک مرتبہ طہارت حاصل ہوچکی اس سے دوبارہ طہارت حاصل نہ ہوگی۔ **وإذا نسی أن یمسح رأسه فأخذ من لحیتهٖ ماءً و مسح بهٖ رأسه لایجوز؛ لأن هٰذا مسح بماءٍ مستعملٍ.** (المحیط البرہانی ۱۶۶/۱) **عن أبی حنیفةؒ وأبی یوسفؒ: أنه إذا مسح رأسه بفضل غسل ذراعیه لم یجز إلا بماء جدیدٍ لأنه قد تطهّر بهٖ مرةً.**

(شامی زکریا ۲۱۳/۱، بیروت ۱۹۲/۱)

تنگ انگوٹھی وغیرہ کو ہلانا

اگر کسی شخص نے تنگ انگوٹھی پہن رکھی ہو تو وضو میں اس کو ہلانا ضروری ہے؛ تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے۔ (اسی طرح اگر عورت نے تنگ بندا، یا لونگ پہن رکھی ہو تو غسل کرتے وقت اس کو حرکت دینا ضروری ہوگا؛ تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے) اور اگر انگوٹھی وغیرہ تنگ نہ ہو تو ان کا حرکت دینا مستحب ہے، ضروری نہیں ہے۔ **وإن کان فی إصبعهٖ خاتم إن کان واسعاً لا یجب تحریکه ولا نزعه، وإن کان ضیقاً ففی ظاهر روایة أصحابنا رحمهم اللّٰه تعالیٰ لابد من نزعهٖ أو تحریکهٖ.** (المحیط البرہانی ۱۶۳/۱، مراقی الفلاح ۴۲) **وتحریک خاتمه الواسع ومثله القرط، کذا الضیق إن علم وصول الماء وإلاّ فرض.**

(درمختار بیروت ۲۲۵/۱، زکریا ۲۵۰/۱)

جس کے ہاتھ مفلوج ہوں وہ طہارت کیسے کرے؟

جس شخص کے دونوں ہاتھ مفلوج ہوں اور وہ وضو اور تیمّم پر قادر نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ جس

طرح بھی ہوسکے اپنے ہاتھ کہنیوں تک زمین سے مس کرے، اسی طرح اپنا چہرہ دیوار سے مس کرے، یہی عمل اس کی طہارت کے لئے کافی ہوگا اور اس کے لئے نماز چھوڑنے کی اجازت نہ ہوگی۔ **وإن كانت يداه كلتاهما قد شلتا ولا يستطيع الوضوء والتيمم، قال: يمسح يده على الأرض يعني ذراعيه مع المرفقين، ويمسح وجهه على الحائط، ويجزئ ذٰلك عنه ولا يدع الصلاة على كل حالٍ.** (المحيط البرهانی ۱/۱۷۳)

وضو کی سنتیں

وضو کی سنتیں یہ ہیں: (۱) نیت کرنا (۲) تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھنا (۳) ابتداء میں تین مرتبہ گٹوں تک ہاتھ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین مرتبہ کلی کرنا (۶) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا (۷) منہ اور ناک کی صفائی میں مبالغہ کرنا (یہ سنت روزہ دار کے لئے نہیں ہے) (۸) داڑھی میں خلال کرنا (۹) انگلیوں میں خلال کرنا (۱۰) تمام اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا (۱۱) پورے سر کا مسح کرنا (۱۲) کانوں کا مسح کرنا (۱۳) ترتیب وار وضو کرنا (یعنی جو ترتیب قرآن وسنت میں وارد ہے اسی کے مطابق وضو کرنا) (۱۴) پے در پے اعضاء وضو پر پانی بہانا (یعنی ایک عضو کے سوکھنے سے قبل اگلے عضو کو دھولینا، یہ سنتیں متفق علیہ ہیں۔ اور بہت سے علماء نے داہنی طرف سے ابتداء، ہاتھ اور پیر میں انگلیوں کی طرف سے دھونے کا اہتمام، گردن کا مسح، رگڑ کر دھونے وغیرہ کو بھی سنت کہا ہے۔ (الدر المختار مع الشامی زکریا ۱/۲۱۸-۲۴۸)

وضو کی نیت

وضو کرنے سے پہلے وضو کی نیت کرنا سنتِ مؤکدہ ہے اور نیت کا مطلب دل میں یہ ارادہ کرنا ہے کہ میں حکم خداوندی کی تعمیل یا طہارت کے حصول یا ان عبادات کے حلال ہونے کی غرض سے یہ عمل کررہا ہوں جن کی ادائیگی طہارت کے بغیر میرے لئے درست نہیں ہے، اور ان الفاظ کا زبان سے کہنا ضروری نہیں؛ بلکہ دل میں استحضار کافی ہے۔ **البداية بالنية أي نية عبادة لا تصح إلا**

بـالـطهـارة كوضوء أو رفع حدثٍ أو امتثال أمرٍ. (درمختار) ولا يخفى أن الأصوب أن يـقـول: أو وضوءٍ، بالعطف على عبادةٍ، وما ذكره من الاكتفاء بنية الوضوء هو ما جزم بهٖ في الفتح وأيده في البحر والنهر الخ. (شامی زکریا ۲۲۳/۱، بیروت ۱۹۹/۱-۲۰۰)

بلانیت وضو کا حکم

اگر کسی شخص نے وضو کی نیت کے بغیر وضو کرلیا مثلاً کسی نے اسے پانی میں دھکا دے دیا اور خود بخود اس کے اعضاء وضو دھل گئے، تو اس کا وضو شرعاً معتبر ہوجائے گا اس سے نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے، لیکن وضو کا ثواب نہیں ملے گا؛ اس لئے کہ نیت کے بغیر جو وضو ہو وہ عبادت میں شمار نہیں۔ وقـال الـدبـوسـي في أسراره: وكثير من مشائخنا يظنون أن المأمور بهٖ من الوضوء يتأدىٰ مـن غيـر نية، وهٰـذا غلط فان المامور به عبادة والوضوء بغير نية ليس بعبادةٍ. وفي مبسـوط شيـخ الاسـلام: لا كـلام فـي أن الوضوء المأمور بهٖ لا يحصل بدون النية، لٰكن صحة الصلاة لا تتوقف عـليـه لأن الـوضـوء الـمأمور به غير مقصود، وإنما المقصود الطهارة وهي تحصل بالمأمور به وغيره لأن الماء مطهر بالطبع.

(شامی زکریا ۲۲٤/۱، بیروت ۲۰۱/۱)

وضو میں بسم اللہ کیسے پڑھیں؟

وضو کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا مطلقاً مسنون ہے اور بعض احادیثِ شریفہ میں اس موقع پر درج ذیل الفاظ کی فضیلت وارد ہے: ’’بسـم اللّٰه والحمد للّٰه‘‘. اس لئے ان کلمات کا اہتمام کرنا بہتر ہے۔ عـن أبي هريرة ﷺ قـال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ’’يـا أبا هريرةَ إذا تـوضـأت فـقـل ’’بسـم الـلّٰـه والـحـمـد للّٰه‘‘ فإن حفظتك لا تبرح تكتب لك الـحسـنات حتى تحدث من ذٰلك الوضوء‘‘. (طبرانی صغیر ۳۱/۱ حدیث: ۱۹٦، اعلاء السنن بیروت ٤۳/۱، شامی زکریا ۲۲۷/۱، بیروت ۲۰۳/۱)

اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو بہتر یہ ہے کہ جب یاد آئے تو ''بسم اللّٰہ أولهٗ وآخرهٗ'' پڑھے۔ **قال الشامی بحثاً: ویؤیده ما نقله العینی فی شرح الهدایة عن بعض العلماء: أنه إذا سمیٰ فی أثناء الوضوء أجزأهٗ.**

(شامی زکریا ۲۲۸/۱، بیروت ۲۰۵/۱)

اٹیچ باتھ روم میں بسم اللہ؟

اٹیچ باتھ روم میں اگر نجاست سامنے نہ ہو تو وضو کرتے وقت زبان سے بھی ''بسم اللہ'' پڑھ سکتے ہیں؛ لیکن اگر نجاست ظاہر ہو تو زبان سے بسم اللہ نہ پڑھیں؛ بلکہ دل دل میں پڑھ لیں، اسی طرح ستر کھلے ہوئے ہونے کی حالت میں زبان سے بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔ (**مستفاد: إلا حال انکشاف وفی محل نجاسةٍ فیسمی بقلبهٖ. وفی الشامی: ولا یحرک لسانه تعظیماً لإسم اللّٰه تعالیٰ.** (درمختار وشامی زکریا ۲۲۷/۱، بیروت ۲۴۰/۱، تحفۃ الالمعی، افادات: حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری ۲۰۲/۱)

بڑے برتن سے پانی کیسے لیں؟

اگر کسی بڑی بالٹی یا ڈرم وغیرہ میں پانی رکھا ہوا ہے اور وہ ڈرم اتنا بڑا ہے کہ اسے ہلایا نہیں جاسکتا اور کوئی ایسا برتن وغیرہ بھی نہیں ہے جس کے ذریعہ سے اس میں سے پانی نکالا جائے، تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً بائیں چلو سے پانی لے کر دائیں ہاتھ کو گٹے تک دھوئے، اس کے بعد دائیں چلو سے پانی لے کر بایاں ہاتھ دھوئے؛ تاکہ داہنے سے ابتداء کی سنت ادا ہو سکے۔ **قال فی النهر: ثم کیفیة هٰذا الغسل أن الإناء إن أمکن رفعه غسل الیمنیٰ ثم الیسریٰ ثلاثاً، وإن لم یمکن لکن معه إناء صغیرٌ فکذٰلک، وإلا أدخل أصابع یده الیسریٰ مضمومةً دون الکف وصب علی الیمنیٰ ثم یدخلها ویغسل الیسریٰ.** (شامی زکریا ۲۳۱/۱، بیروت ۲۰۷/۱)

نوٹ: اور اگر مذکورہ صورت میں اس شخص کے ہاتھ ناپاک ہوں اور وہ خود چلو سے پانی نہ لے سکتا ہو

تو اسے چاہئے کہ کسی دوسرے شخص سے جس کے ہاتھ پاک ہوں پانی نکلوا کر اولاً اپنے ہاتھ پاک کرے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی پاک کپڑا پانی میں ڈال کر اس سے ٹپکنے والے پانی سے اپنے ہاتھ کو پاک کرے، اگر اس کا بھی انتظام نہ ہو تو خود اپنے منہ میں براہِ راست پانی لے کر کلی کر کے اپنا ہاتھ پاک کرے اور پھر وضو کرے، اگر بالفرض یہ بھی نہ ہو سکے تو اب تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اسی طرح اس کی نماز درست ہو جائے گی بعد میں اعادہ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ (شامی زکریا ۱/۲۳۱-۲۳۲، بیروت ۱/۲۰۸)

اعضاءِ وضو کا تین مرتبہ دھونا

اعضاءِ وضو کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے، بلاضرورت اس سے زائد مرتبہ نہیں دھونا چاہئے؛ لیکن اگر شک ہو جائے کہ کتنی مرتبہ دھویا ہے تو اطمینانِ قلب کے لئے زائد دھونے میں حرج نہیں ہے۔ **ویسن تثلیث الغسل فمن زاد أو نقص فقد تعدی وظلم کما ورد في السنة إلا لضرورة (مراقي الفلاح) وفي الطحطاوي: بأن زاد لطمانينة قلبه عند الشک فلا بأس به.** (طحطاوی کراچی ٤٠، درمختار زکریا ١/٢٤٠، بیروت ١/٢١٦)

ایک عضو کے خشک ہونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونا؟

وضو کرتے وقت اعضاء کو پے در پے دھونا مسنون ہے، یعنی ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھولیا جائے؛ لیکن اگر کسی وجہ سے اعضاء پے در پے نہ دھوئے جاسکے، مثلاً وضو کرتے وقت پانی ختم ہو گیا اور مزید پانی لانے سے پہلے اعضاء خشک ہو گئے، تو اب از سرِ نو وضو کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ ما بقیہ اعضاء دھو لینے سے بھی وضو بلاشبہ درست ہو جائے گا۔ **والولاء بكسر الواو، وغسل المتأخر أو مسحه قبل جفاف الأول بلا عذر، حتى لو فني مائه فمضى لطلبه لا بأس به.** (درمختار مع الشامي زکریا ١/٢٤٥، کفایت المفتی ٢/٢٦٧، احسن الفتاویٰ ٢/١٤)

وسوسہ کا مریض شک پر عمل نہ کرے

جس شخص کو وہم کی بیماری ہو اور اسے بار بار اعضاءِ وضو کے دھونے کے بعد بھی اطمینان نہ

ہوتا ہو، اس پر لازم ہے کہ تین مرتبہ سے زیادہ ہرگز نہ دھوئے اور شک پر عمل نہ کرے (ورنہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان اسے کبھی چین سے رہنے نہ دے گا) اور اگر تین مرتبہ کے بعد پانی بہا تا رہے گا تو شکی شخص گنہ گار بھی ہوگا۔ **قوله: لطمانينة القلب لأنه أمر بترك ما يريبه إلى ما لا يريبه، وينبغي أن يقيد هٰذا بغير الموسوس، أما هو فيلزمه قطع مادة الوسواس عنه وعدم التفاته إلى التشكيك لأنه فعل الشيطان، وقد أمرنا بمعاداته ومخالفته.**

(شامي زكريا ١/٢٤٠، بيروت ١/٢١٦)

انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ

ہاتھ کی انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر رکھ کر تر انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال دی جائیں۔ جب کہ پیروں میں خلال کرنے کے لئے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی استعمال کریں، اور بہتر ہے کہ دائیں پیر کی چھوٹی انگلی سے خلال کی ابتداء کرکے بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔ **وتخليل (أصابع) اليدين بالتشبيك والرجلين بخنصر يده اليسرى بادئاً بخنصر رجله اليمنىٰ (درمختار) وفي الشامي: وكيفيته كما قاله الرحمتي: أنه يجعل ظهراً لبطن لئلا يكون أشبه باللعب.**

(شامي بيروت ١/٢١٤، زكريا ١/٢٣٩)

داڑھی میں خلال کا مسنون طریقہ

داڑھی میں خلال کرنے کی مسنون صورت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو گلے کی طرف کرکے تر انگلیوں کو ٹھوڑی کے نیچے لے جاکر داڑھی کے درمیان سے اوپر کو نکال دیں۔ **قال الشامي: أقول لكن روى أبوداؤد (١/١٩) عن أنس ﷺ ''كان ﷺ إذا توضأ أخذ كفاً من ماء تحت حَنَكِهٖ فخلّل به لحيته وقال: بهٰذا أمرني ربِّيْ''. ذكره في البحر وغيره. والمتبادر فيه إدخال اليدين أسفل بحيث يكون كف اليد لداخل من جهة العنق وظهرها إلى خارج الخ، ثم اعلم أن هذا التخليل باليد اليمنى كما صرح به في الحلية.** (شامي بيروت ١/٢١٤، زكريا ١/٢٣٨)

پورے سر پر مسح کرنے کا حکم

حنفیہ کے نزدیک اگرچہ مسح کا فرض چوتھائی سر پر مسح کرنے سے ادا ہوجاتا ہے؛ لیکن اہتمام کے ساتھ پورے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا سنت ہے، اور اگر کوئی شخص اس سنت کی ادائیگی میں بلا عذر لاپرواہی برتے تو گنہگار ہوگا، اور پورے سر پر مسح کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ اپنی ہتھیلیاں اور انگلیاں پیشانی پر رکھ کر گدی تک لے جائیں اور پھر انگلیوں سے کانوں پر مسح کرلیں، اور بعض لوگوں نے جو یہ طریقہ لکھا ہے کہ مسح کرتے وقت انگلیوں اور ہتھیلیوں کو الگ رکھا جائے؛ تاکہ مستعمل پانی کہیں نہ لگے، تو محققین فقہاء کے نزدیک اس طریقہ کا التزام بے اصل ہے۔ **ومسح کل رأس مرةً مستوعبةً، فلو ترکه وداوم علیه أثم.** (درمختار) **قال الزیلعي: وتکلموا في کیفیة المسح، والأظهر أن یضع کفیه وأصابعه علی مقدم رأسه ویمدهما إلی القفا علی وجهٍ یستوعب جمیع الرأسِ ثم یمسح أذنیه بأصبعیه، وما قیل من أنه یجافي المسبحتین والإبهامین لیمسح بهما الأذنین والکفین لیمسح بهما جانبي الرأس خشیة الاستعمال، فقال في الفتح: لا أصل له في السنةِ، لأن الاستعمال لا یثبت قبل الانفصال؛ والأذنان من الرأس.** (شامی زکریا ۱/۲۴۳، بیروت ۱/۲۱۸)

سر دھونے سے مسح کا حکم ساقط

اگر کوئی شخص وضو کرتے ہوئے سر پر مسح کرنے کے بجائے اسے دھوڈالے تو ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن یہ دھونا مسح کے قائم مقام ہوجائے گا اب الگ سے مسح کی ضرورت نہیں ہے۔ **وإذا غسل الرأس مع الوجه أجزأه عن المسح هٰکذا ذکر شیخ الإسلام، لأن في الغسل مسحاً وزیادةً ولکن یکره لأنه خلاف ما أمر به.** (المحیط البرهاني ۱/۱۷٦)

کانوں کا مسح کیسے کریں؟

کانوں کا حکم سر کے تابع ہے؛ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جس پانی سے سر کا مسح کیا جائے اسی سے

کانوں پرمسح کی سنت ادا کی جائے، تاہم اگر کوئی شخص سر پرمسح کرنے کے بعد کانوں کے لئے الگ پانی لے تو بھی درست ہے۔ **قال الرافعي: الذي يظهر في هٰذه المسئلة أن مسح الأذنين سنة وكونه بماء الرأس سنة أخرىٰ عندنا، فقول الخلاصة: لو أخذ للأذنين ماءً جديداً فهو حسن لا اشكال فيه الخ.** (رافعی علی الشامی زکریا ۱/۱۸)

گردن کا مسح

سراور کانوں کے ساتھ گردن کا مسح بھی الٹے ہاتھوں سے مستحب ہے۔ **ومستحبه الخ ومسح الرقبة بظهر يديه.** (درمختار زکریا ۱/ ۲۴۷-۲۴۸، بیروت ۱/ ۲۲۲)

گلے کا مسح مشروع نہیں

وضومیں گلے پرمسح کرنا ثابت نہیں ہے؛ بلکہ خلافِ سنت اور بدعت ہے۔ **لا الحلقوم لأنه بدعة.** (درمختار زکریا ۱/ ۲۴۸، بیروت ۱/ ۲۲۲)

کانوں کے سوراخ میں تر انگلی ڈالنا

کانوں کے مسح کے وقت دونوں سوراخوں میں تر چھوٹی انگلی ڈالنا مستحب ہے۔ **وإدخال خنصره المبلولة صماخ أذنيه عند مسحهما.** (درمختار زکریا ۱/ ۲۴۹، بیروت ۱/ ۲۲۳)

وضو کے دوران گفتگو کرنا

وضو کے درمیان لوگوں سے بات چیت کرنا پسندیدہ نہیں ہے الا یہ کہ بروقت بات کرنے کی ضرورت ہو۔ **وعدم التكلم بكلام الناس إلا لحاجة تفوته.** (درمختار زکریا ۱/ ۲۵۰، بیروت ۱/ ۲۲۵)

وضو کرتے وقت اونچی جگہ بیٹھنا

مستحب ہے کہ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے؛ تاکہ مستعمل پانی کی چھینٹوں سے حفاظت ہو۔ **والجلوس في مكان مرتفعٍ تحرزاً عن الماء المستعمل.**

(درمختار زکریا ۱/ ۲۵۰-۲۵۱، بیروت ۱/ ۲۲۵)

وضو کرانے میں دوسرے سے مدد لینا

اگر کوئی شخص لوٹے وغیرہ میں پانی لے کر کسی دوسرے شخص کو وضو کرائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں؛ البتہ دوسرے شخص سے وضو میں اس طرح مدد لینا کہ وہی دوسرا شخص ہاتھ لگا کر اعضاء کو دھوئے اور وہی مسح کرے تو ایسا کرنا بلا عذر مکروہ ہے، اور عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ **قال الشامی بحثاً: وحاصله أن الاستعانة فی الوضوء إن كانت بصبّ الماء أو استقائهٖ أو إحضاره فلا كراهة بها أصلاً ولو بطلبهٖ، وإن كانت بالغسل والمسح فتكره بلاعذرٍ.** (شامی زکریا ۱/۲۵۱، بیروت ۱/۲۲۵)

مسواک کی وجہ سے نماز کے ثواب میں اضافہ

صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ بغیر مسواک والی نمازوں سے سترّ گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال: فضل الصلاة بالسواک علی الصلاة بغير سواکٍ سبعين ضعفاً.** (رواه أحمد وأبو يعلی وابن خزيمة والحاكم وقال صحيح علی شرط مسلم، المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح للدمياطی ۳۵)

مسواک کس لکڑی کی ہو؟

پیلو کی مسواک افضل ہے، اس کے بعد زیتون کا درجہ ہے، اور انار اور بانس کی مسواک سے فقہاء نے منع کیا ہے، نیم کی مسواک میں بھی کوئی حرج نہیں؛ بلکہ طبی اعتبار سے وہ مفید ہے۔ **وفی النهر: ويستاک بكل عود إلا الرمان والقصب. وأفضله الأراک ثم الزيتون.**

(شامی بیروت ۱/۲۱۱، زکریا ۱/۲۳۵)

اگر مسواک میسر نہ ہو

اگر مسواک دستیاب نہ ہو سکے تو ضرورۃً ہاتھ کی انگلی یا ٹوتھ برش دانتوں پر رگڑنے سے

مسواک کا ثواب حاصل ہو جائے گا؛ لیکن مسواک میسر ہونے کی صورت میں مذکورہ چیزوں سے سنت کا ثواب نہ ملے گا۔ **وتقوم الإصبع أو الخرقة الخشنة مقامه عند فقده أو عدم أسنانه في تحصيل الثواب لا عند وجوده.** (البحرالرائق ۲۱/۱، درمختار بیروت ۲۱۱/۱، زکریا ۲۳۶/۱، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بیروت ۸۰/۲)

عورتیں مسواک کا ثواب کیسے حاصل کریں

جس طرح مردوں کے لئے مسواک کرنا مسنون ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے؛ تاہم اگر کسی عورت کے دانت طبعی نزاکت کی وجہ سے مسواک کے متحمل نہ ہوں اور وہ مسواک کی نیت سے کوئی گوند یا مناسب منجن دانت کی صفائی کے لئے استعمال کرلے تو اسے انشاء اللہ مسواک کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ **ظاهر الأخبار استواء الرجال والنساء في استنان السواك. (كما يقوم العلك مقامه للمرأة) أي في الثواب إذا وجدت النية، وذٰلك أن المواظبة تضعف أسنانها فيستحب لها فعله.** (شامی بیروت ۲۱۲/۱، زکریا ۲۳۶/۱، سعایہ ۱۱۸/۱، بحوالہ امداد الفتاویٰ ۲۹/۱)

مسواک کرنے کا طریقہ

مسواک دائیں ہاتھ سے اس طرح پکڑی جائے کہ چھوٹی انگلی نیچے کے سرے پر اور انگوٹھا اوپر کی جانب ہو اور بقیہ انگلیاں درمیان میں ہوں، پھر منہ کی چوڑائی میں دانتوں پر مسواک پھیری جائے، دائیں جانب سے ابتداء کریں اور تین مرتبہ پانی میں بھگو کر یہی عمل کریں۔ **والمستحب فيه ثلاث بثلاث مياه – إلى قوله – بأن يبله في كل مرةٍ.** (شامی بیروت ۲۱۰/۱، زکریا ۲۳۴/۱) **وندب إمساكه بيمناه – إلى قوله – ويستاك عرضاً لا طولاً، (درمختار) والسنة في كيفية أخذه أن يجعل الخنصر أسفله والإبهام أسفل رأسه وباقي الأصابع فوقه، كمارواه ابن مسعود** رضی اللہ عنہ. (شامی بیروت ۲۱۰/۱، زکریا ۲۳۴/۱)

مسواک کتنی بڑی ہو؟

مسواک ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر موٹی اور ابتداء میں ایک بالشت لمبی رکھنا مستحب ہے، بعد میں چھوٹی ہو جانے میں کوئی حرج نہیں۔ (**فی غلظ الخنصر وطول شبر) الظاهر أنه فی ابتداء استعماله فلا یضر نقصه بعد ذٰلک بالقطع منه لتسویته.** (شامی بیروت ۲۱۰/۱، زکریا ۲۳٤/۱)

روزہ میں مسواک

روزہ کی حالت میں بھی ہر وضو میں مسواک کرنا سنت ہے روزہ دار کے منہ کی جو بو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے مسواک اس سے مانع نہیں ہے۔ **ولا بأس بالسواک الرطب بالغداة والعشی للصّائم لقوله ﷺ: "خیر خلال الصائم السواک".** (هدایه ۲۲۱/۱، هندیه ۱۹۹/۱)

وضو کے بعد تولیہ سے پونچھنا

وضو کے بعد تولیہ وغیرہ سے پونچھنے میں کوئی حرج نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ زیادہ مبالغہ نہ کرے؛ تاکہ وضو کا اثر باقی رہے۔ **ومن الآداب تعاهد موقیه – إلی قوله – والتمسح بمندیل. وفی الشامی: إلا أنه ینبغی أن لا یبالغ ولا یستقصی فیبقی أثر الوضوء علی أعضائه.** (شامی بیروت ۲۳۱/۱، زکریا ۲٥٦/۱–۲٥۷)

کان میں عطر کا پھایا رکھنے کی حالت میں وضو

عطر کا پھایا اگر کان کے گوشے میں رکھا ہے تو مسح کرتے وقت اس کو ہٹانا سنت ہے اور اگر کان کے سوراخ میں رکھا ہے تو نکالنا مستحب ہے۔ **مستفاد: وإدخال الإصبع فی صماخ أذنیه أدبٌ ولیس بسنة هو المشهور.** (المحیط البرهانی ۱۷۷/۱، امداد الفتاویٰ ۳٥/۱)

وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر کر کے دعا کرنا

وضو سے فراغت کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کلمۂ شہادت اور یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ (اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والے لوگوں میں شامل فرما) (آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی صراحت ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے) **عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: "من توضأ فأحسن الوضوء ثم قال: ''أشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه وحده لاشريک له وأشهد أنّ محمداً عبده ورسولهٗ، اللّٰهم اجعلنی من التوابين واجعلنی من المتطهرين"، فتحت لهٗ أبواب الجنة الثمانية يدخل من أيها شاء''.** (ترمذی شریف ۱/۱۸ وغیرہ) **وزاد أبوداؤد: ثم رفع نظره إلى السماء.** (ابوداؤد شریف ۱/۲۳)

وضو کا بچا ہوا پانی پینا

وضو کرنے کے بعد اس کا بچا ہوا پانی پینا مستحب ہے اور اس میں کھڑے ہوکر پانی پینے کی ضرورت نہیں ہے، بیٹھ کر پانی پینے سے بھی یہ مستحب ادا ہوجائے گا؛ البتہ یہ پانی کھڑے ہوکر پینے کی بھی اجازت ہے۔ یہی حکم زمزم کے پانی کا ہے کہ اس کو کھڑے ہوکر پینا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے ضروری نہیں، اسے بیٹھ کر بھی پی سکتے ہیں۔ **وأن يشرب بعده من فضل وضوئه كماء زمزم مستقبل القبلة قائماً أو قاعداً وفيما عداهما يكره قائماً تنزيهاً.** (درمختار بیروت ۱/۲۲۸، زکریا ۱/۲۵٤) **وقال الشامی بحثاً: والحاصل أن انتفاء الكراهة فی الشرب قائماً فی هٰذين الموضعين محل كلام فضلا عن استحباب القيام فيهما ولعل الأوجه عدم الكراهة إن لم نقل بالاستحباب لأن ماء زمزم شفاء وكذا فضل الوضوء.**

(شامی بیروت ۱/۲۲۹، زکریا ۱/۲۵۵)

○❖○

نواقضِ وضو

وضوکوتوڑنے والی چیزیں

مجموعی طور پر درج ذیل وجوہات سے وضوٹوٹ جاتا ہے:

(۱) آگے پیچھے کی شرم گاہ سے کسی چیز کا عادت کے طور پر نکلنا (مثلاً پاخانہ، پیشاب، ریاح، منی، مذی وغیرہ) (۲) اگلی پچھلی شرم گاہ سے خلافِ عادت کسی چیز کا نکلنا (مثلاً استحاضہ کا خون، کیڑا، کنکری وغیرہ) (۳) بدن کے کسی حصہ سے نجاست کا نکلنا (مثلاً خون، پیپ، مواد، یا بیماری کی وجہ سے نجس پانی نکلنا) (۴) منہ بھر کرقے (۵) نیند (جس سے اعضاء مضمحل ہو جائیں) (٦) بے ہوشی، پاگل پن اور نشہ (۷) رکوع سجدہ والی نماز میں قہقہ (۸) مباشرتِ فاحشہ (یعنی بلا کسی رکاوٹ کے شرم گاہ کا شرم گاہ سے ملانا، خواہ مرد کا عورت سے ہو یا مرد کا مرد سے، یا عورت کا عورت سے) (ملخص از: مسائل بہشتی زیور، مرتبہ: ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب از ۱۲ تا ۲۰)

ذیل میں اس سلسلہ کے مزید مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

وضو میں انجکشن

اگر وضو کی حالت میں جسم میں انجکشن لگایا اور اس سے سوئی کے اندر خون نہیں آیا، جیسا کہ گوشت اور کھال میں لگنے والے انجکشن میں ہوتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا، اور اگر انجکشن لگاتے وقت سوئی میں بہہ پڑنے کی مقدار میں خون آجائے جیسا کہ کبھی کبھی رگ میں لگائے جانے والے انجکشن کے دوران ہوتا ہے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ **كما لو مصت علقة فامتلأت بحيث لو شقت لسال منها الدم كذا في الحلبي.** (طحطاوی ٤٨، هكذا فى الدر المختار) **وقال الشامي: والظاهر أن الامتلاء غير مقيد لأن العبرة للسيلان.** (شامی بیروت ١/ ٢٤١، زکریا ١/ ٢٦٨)

وضو میں گلوکوز کی بوتل چڑھانا

گلوکوز کی بوتل چڑھاتے وقت اگر اس کی نلکی یا سوئی کے حصہ میں خون آجائے تو وضوٹوٹ جائے گا، اور اگر خون رگ سے اوپر بالکل نہ آئے؛ بلکہ صرف گلوکوز کا پانی اندر جاتا رہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ **مستفاد: وکذا ینقضه علقة مصت عضواً و امتلأت من الدم و مثلها القراد إن كان كبيراً لأنه حينئذٍ يخرج منه دم مسفوح سائل.**

(درمختار بیروت ۱/ ۲٤۱، زکریا ۱/ ۲٦۸، هندیه ۱/ ۱۱)

تھوک میں خون کا اثر

اگر دانت یا منہ سے خون نکلا اور خون کی سرخی تھوک پر غالب آگئی یعنی تھوک بالکل سرخ ہوگیا، تو وضوٹوٹ جائے گا، اور اگر تھوک صرف زرد ہو تو خون مغلوب ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ **وينقضه دم مائع من جوف أو فم غلب على بزاق حكماً للغالب أو ساواه احتياطا لا ينقضه المغلوب بالبزاق.** (درمختار) **وعلامة كون الدم غالباً أو مساوياً أن يكون البزاق أحمر وعلامة كونه مغلوباً أن يكون أصفر.**

(شامی بیروت ۱/ ۲٤۰، زکریا ۱/ ۲٦۷)

زکام اور دکھتی آنکھ سے نکلنے والے پانی کا حکم

سخت زکام کے وقت ناک سے نکلے والا پانی اور آنکھ دکھتے وقت نکلنے والے صاف آنسو ناقض وضو نہیں ہیں؛ البتہ اگر یہ محقق ہوجائے کہ یہ پانی کسی اندرونی زخم سے آرہا ہے تو یقیناً وضو ٹوٹ جائے گا۔ **قال في الفتح: وهذا التعليل يقتضي أنه أمر استحباب فإن الشك والاحتمال لا يوجب الحكم بالنقض إذا اليقين لا يزول بالشك نعم إذا علم بإخبار الأطبّاء أو بعلامات تغلب علىٰ ظن المبتلي يجب.** (البحر الرائق ۱/ ۳۳، تالیفات رشیدیه ۲٤٤، احسن الفتاویٰ ۲/ ۲۱، بهشتی زیور ۱/ ۵۱)

آنکھ سے بہنے والے صاف پانی کا حکم

تیز روشنی، دھوپ کی تپش، پیاز کاٹنے، جمائی آنے، کھانسی آنے، سرمہ کی تیزی، یا سلائی آنکھ پر لگ جانے کی وجہ سے آنکھ سے نکلنے والے پانی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ **كما لا ينقض لو خرج من أذنه ونحوها كعينه وثديه قيح ونحوه كصديد وماء سرة وعين لا بوجع.** (درمختار بیروت ۲۵۰/۱، زکریا ۲۷۹/۱، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۳۶/۱، رحیمیه ۲۷۶/٤)

کان بہنا

اگر کان سے مواد یا خون بہا اور وہ اس حصہ تک آ گیا جہاں دھونا غسل میں فرض ہے تو وضو ٹوٹ گیا، اور اگر کان سے صرف پانی نکلا تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ پانی تکلیف کے ساتھ نکلا ہے یا بلا تکلیف، اگر بلا تکلیف نکلا ہے تو وضو نہیں ٹوٹا، اور اگر تکلیف کے ساتھ نکلا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **قال الشامي ناقلاً عن البحر: بل الظاهر إذا كان الخارج قيحاً أو صديداً لنقض، سواء كان مع وجع أو بدونه لأنهما لا يخرجان إلا عن علةٍ، نعم هٰذا التفصيل حسن في ما إذا كان الخارج ماءً ليس غير.** (شامی زکریا ۲۷۹/۱، بیروت ۲۵۱/۱)

پستان یا ناف سے تکلیف کے ساتھ پانی نکلنا

اگر عورت یا مرد کے پستان یا ناف سے کسی اندرونی بیماری کی وجہ سے پانی نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **الدم والقيح والصديد وماء الجرح والنفطة وماء البشرة والثدي والعين والأذن لعلةٍ سواءٌ على الاصح – إلى قوله – وظاهره أن المدار على الخروج لعلة وإن لم يكن معه وجعٌ.** (شامی زکریا ۲۸۰/۱، بیروت ۲۵۱/۱)

بلغم میں جما ہوا خون آئے

اگر بلغم یا ناک کی رینٹ میں تھوڑا بہت جما ہوا خون باہر آ جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا؛ البتہ اگر بہتا ہوا خون نکلے یا جما ہوا خون منہ بھر کر نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **والحاصل أنه**

إما أن يكون من الرأس أو من الجوف علقاً أو سائلاً، فالنازل من الرأس إن علقا لم ينقض اتفاقا، وإن سائلا نقض اتفاقاً، والصاعد من الجوف إن علقاً فلا اتفاقا ما لم يملأ الفم الخ. (شامي بيروت ۲۳۹/۱، زكريا ۲٦٦/۱، هنديه ۱۱/۱)

بچہ کو دودھ پلانا ناقض وضو نہیں

اگر کوئی عورت وضو کرنے کے بعد اپنے بچہ کو دودھ پلائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا، کیوں کہ اس سے کوئی نجاست خارج نہیں ہوتی۔ **مستفاد: وينقضه خروج كل خارج نجس بالفتح ويكسر منه أي من المتوضى الحي.** (درمختار بيروت ۲۳٤/۱، زكريا ۲٦۰/۱، امداد الفتاویٰ ٤۱/۱)

زخم سے صرف کیڑا باہر آگیا

اگر زخم سے کیڑا اس طرح باہر نکل آئے کہ اس پر نجاست (خون، مواد) کا اثر نہ ہو تو محض کیڑا نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا۔ **الدودة الخارجة عن رأس الجرح لا تنقض الوضوء.**

(فتاویٰ عالمگیری ۱۱/۱، درمختار بيروت ۲۳۷/۱، زكريا ۲٦٤/۱)

شرم گاہ سے کیڑا یا پتھری نکلنا

اگر آگے یا پیچھے کے راستے سے کیڑا یا پتھری وغیرہ نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا خواہ نکلنے والی چیز پر نجاست کا اثر ہو یا نہ ہو۔ **لأن خروج الدودة والحصاة منهما ناقض إجماعاً كما في الجوهرة.** (درمختار بيروت ۲۳۷/۱، زكريا ۲٦۳/۱)

شرم گاہ میں روئی رکھنا

کسی شخص نے پیشاب کے قطرات کے خوف سے احلیل (شرم گاہ کے سوراخ) میں روئی رکھی اور پیشاب کے قطرات مثانہ سے نکل کر روئی تک پہنچ گئے؛ لیکن تری کا اثر اندر ہی رہا، باہر ظاہر نہ ہوا تو وضو نہ ٹوٹے گا، اور اگر تری کا اثر باہر ظاہر ہوجائے یا تر روئی باہر نکال لی جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **كما ينقض لو حشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر الخ، وكذا**

الحكم فی الدبر والفرج الداخل وإن ابتل الطرف الداخل لا ينقض ولو سقطت فإن رطبةً انتقض وإلا لا. (درمختار بیروت ۲۵۲/۱، زکریا ۲۸۰/۱-۲۸۱)

بواسیر کے مسے اور کانچ باہر آنا

اگر کانچ یا بواسیر کے مسے واضح طور پر باہر آجائیں اور ان میں نجاست ظاہر ہوتو وضوٹوٹ جائے گا۔ **فی البحر عن الحلوانی: أنه إن تيقن خروج الدبر تنتقض طهارته بخروج النجاسة من الباطن إلى الظاهر، وبه جزم فی الإمداد.**

(شامی بیروت ۲۵۳/۱، زکریا ۲۸۲/۱)

مذی اور ودی کا خروج

مذی (شہوت کے وقت پیشاب کے راستہ سے نکلنے والا لیس دار مادہ) اور ودی (پیشاب کے بعد نکلنے والا سفید مادہ) کے خروج سے وضوٹوٹ جاتا ہے، مگر غسل واجب نہیں ہوتا۔ **لا عند مذی أو ودی بل الوضوء منه ومن البول جميعاً.** (درمختار بیروت ۲۷۲/۱، زکریا ۳۰۴/۱)

گرمی دانے اگر پھوٹ جائیں

گرمی کے موسم میں بدن پر جو باریک دانے نکل آتے ہیں اگر پھوٹنے کے بعد ان کا پانی خود نہ بہے؛ بلکہ ہاتھ یا کپڑا لگنے سے پھیل جائے تو وضو نہیں ٹوٹے گا، اور اگر خود بخود بہہ پڑے تو وضوٹوٹ جائے گا۔ **وإن قشرت نفطة وسال منها ماء أو صديد أو غيره إن سال عن رأس الجرح نقض وإن لم يسل لا ينقض.** (احسن الفتاویٰ ۲۸/۲-۲۹، عالمگیری ۱۱/۱)

کیا اپنا ننگا بدن دیکھنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟

بدن کا چھپا ہوا حصہ کھل جانے یا مکمل برہنہ ہو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، عوام میں ننگے بدن کو دیکھ کر وضوٹوٹنے کی بات جو مشہور ہے وہ محض غلط ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳۱/۲)

منہ بھر کر قے

اگر بیک وقت کھانے یا خون وغیرہ کی منہ بھر کر قے ہو یا ایک ہی دفعہ کی متلاہٹ کے برقرار رہتے ہوئے تھوڑی تھوڑی کئی مرتبہ قے ہوکر اتنی مقدار ہوجائے جو منہ بھرنے کے بقدر ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اگر منہ بھرنے کے بقدر نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا؛ البتہ خالص بلغم کی قے سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ بلغم کتنا ہی زیادہ ہو۔ **وينقضه قيء ملأ فاه الخ، من مرة الخ، أو علق أى سوداء الخ، أو طعام الخ، لا ينقضه قيء من بلغم على المعتمد أصلاً الخ. ويجمع متفرق القيء ويجعل كقيء واحد لاتحاد السبب وهو الغثيان عند محمدؒ وهو الأصح.** (درمختار بيروت ۱/۲۳۸-۲٤۱، زكريا ۱/۲٦۹)

کون سی نیند ناقضِ وضو ہے؟

اگر آدمی اس طرح سو جائے کہ اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں اور قوتِ ماسکہ (خروج ریح کو قابو میں رکھنے والی صلاحیت) زائل ہوجائے مثلاً لیٹ کر سوئے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **وينقضه حكماً نوم يزيل مسكته أى قوته الماسكة بحيث تزول مقعلته من الأرض وهو النوم على أحد جنبيه أو وركيه أو قفاه أو وجهه.** (درمختار بيروت ۱/۲٤۳، زكريا ۱/۲۷۰)

بیٹھے بیٹھے ٹیک لگا کر سونا

اگر بیٹھے بیٹھے دیوار یا تکیہ یا گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگا کر اس طرح بے خبر سو گیا کہ اگر سہارا ہٹا دیا جائے تو گر پڑے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ وضو نہ ٹوٹے گا؛ لیکن متأخرین فقہاء احناف نے ایسی صورت میں احتیاطاً وضو ٹوٹنے کا فتویٰ دیا ہے، اور اگر ایسی بے خبری کی نیند نہیں ہے تو بالاتفاق وضو نہ ٹوٹے گا۔ **قال المحقق إبن الهمام: ظاهر المذهب عن أبى حنيفةؒ عدم النقض بهذا الاستناد ما دامت المقعدة متمسكة للأمن من الخروج، والانتقاض مختار الطحاوى اختاره المصنف والقدورى لأن مناط النقض الحدث لا عين النوم، فلما خفى بالنوم أو ير الحكم على ما ينتهض مظنة له ولذا لم ينقض نوم**

القائم والراكع والساجد ونقض في المضطجع لأن المظنة منه ما يتحقق معه الاسترخاء على الكمال وهو في المضطجع لا فيها وقد وجد في هذا النوم من الاستناد إذا لايمسكه إلا السند، وتمكن المقعدة مع غاية الاسترخاء لايمنع الخروج إذ قد يكون الدافع قوياً خصوصاً في زماننا لكثرة الأكل فلايمنعه الامسكة اليقظة. (فتح القدير ۱/۴۷-۴۸)

وقال الإمام محمد في المبسوط عن ابى حنيفةؒ: وأما إذا نام مضطجعاً أو متكئاً فإن ذٰلک ينقض الوضوء. (المبسوط ۱/۵۸)

سجدہ کی حالت میں نیند آنا

اگر کسی شخص کو سنت کے مطابق سجدہ (کہ اس کا پیٹ ران سے الگ ہو اور بازو زمین پر ٹکے ہوئے نہ ہوں) کی حالت میں نیند آجائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح نماز کے دوران قیام وقعود کی حالت میں سونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا؛ البتہ اگر رانوں کو پیٹ سے ملاکر اور بازو زمین پر ٹیک کر سجدہ کیا (جو مرد کے لئے ہیئتِ مسنونہ کے خلاف ہے) تو اس حالت میں سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ وفي المحيط: إنما لا ينقض نوم الساجد إذا كان رافعاً بطنه عن فخذيه جافياً عضديه عن جنبيه وإن ملتصقاً بفخذيه معتمداً على ذراعيه فعليه الوضوء. (مجمع الأنهر ۱/۲۱، ردالمحتار بيروت ۱/۲۴۳، زكريا ۱/۲۷۱)

عورت کا سجدہ کی حالت میں سونا

اگر عورت ران کو پیٹ سے ملاکر سجدہ کرے (جو اس کے حق میں افضل اور استر ہے) تو اس حالت میں سونے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ قال ط: وظاهره أن المراد الهيئة المسنونة في حق الرجل لا المرأة. (شامي بيروت ۱/۲۴۳، زكريا ۱/۲۷۱)

اُونگھتے اُونگھتے گر جانا

کوئی شخص ٹیک لگائے بغیر بیٹھے اونگھ رہا تھا اور اسی حالت میں ایک طرف کو گر گیا، تو اگر

گرنے سے قبل یا گرتے وقت متنبہ ہوگیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن اگر گرنے کے بعد آنکھ کھلی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **ولو نام قاعداً يتمايل فسقط، إن انتبه حين سقط فلا نقض به يفتىٰ. (درمختار) وفي الشامي: أي عند إصابة الأرض بلا فصل، شرح منيه، أو كذا قبل السقوط أو في حال السقوط أما لو استقر ثم انتبه نقض لأنه وجد النوم مضطجعاً.** (شامي بيروت ۱/۲٤٥، زكريا ۱/۲۷۲)

بیمار شخص لیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے سوجائے

بیماری اور ضعف کی وجہ سے لیٹ کر نماز پڑھنے والا شخص اگر دورانِ نماز سوجائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ تتمہ: **لو نام المريض وهو يصلي مضطجعاً قيل لا تنقض طهارته كالنوم في السجود والصحيح النقض كما في الفتح وغيره زاد في السراج وبه نأخذ.** (شامي بيروت ۱/۲٤٤، زكريا ۱/۲۷۲)

بے ہوشی ناقضِ وضو ہے

اگر کوئی شخص بے ہوش ہوجائے یا اس پر غشی طاری ہوجائے تو بہرصورت اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **وينقضه إغماء ومنه الغشي. (درمختار) وفي الشامي: ثم لما كان سلب الاختيار في الإغماء أشد من النوم كان ناقضاً على أي هيئة كان بخلاف النوم.**

(شامي بيروت ۱/۲٤٦، زكريا ۱/۲۷٤)

پاگل پن ناقضِ وضو ہے

اگر کسی شخص پر جنون اور دیوانگی طاری ہوجائے تو اس کا وضو باقی نہ رہے گا۔ **وينقضه – إلى قوله – وجنون الخ. (درمختار) وفي الشامي: والإطلاق دال على أن القليل من كل منهما ناقض لأنه فوق النوم مضطجعاً.** (شامي بيروت ۱/۲٤٦، زكريا ۱/۲۷٤)

نشہ چڑھنے سے نقضِ وضو

شراب یا افیون وغیرہ کے استعمال سے جب کسی شخص پر اتنا نشہ چڑھ جائے کہ اس کی چال

اپنی حالت پر برقرار نہ رہے اوراس کی زبان سے اکثر بہکی بہکی باتیں نکلنے لگیں تواس کا وضوٹوٹ جائے گا،اوراگرنشہ معمولی ہوتو وہ ناقض وضونہیں ہے۔ وینقضه – إلى قوله – وسكر بأن يدخل في مشيته تمايل ولو بأكل الحشيشة. (درمختار) ونقل الشامي: قالا بل يغلب عليه فيهذي في أكثر كلامه ولا شك أنه إذا وصل إلى هٰذه الحالة فقد دخل في مشيته اختلال والتقييد بالأكثر يفيد أن النصف من كلامه لو استقام لا يكون سكران وقد رجحوا قولهما في الأبواب الثلاثة. (شامي بيروت ۱/۲٤٦، زكريا ۱/۲٧٤)

نماز میں آواز سے ہنسنا

اگرکسی شخص کورکوع سجدہ والی نماز میں اتنی آواز سے ہنسی آگئی کہ اس کے قریب کھڑا ہونے والاشخص اسے سن سکتا ہوتو اس کا وضو باقی نہیں رہے گا اور نماز بھی باطل ہوجائے گی۔اوراگراس طرح ہنسا کہ اس کی آواز صرف خودکومحسوس ہودوسرے کوسنائی نہ دے تو وضو نہ ٹوٹے گا؛لیکن نماز باطل قرار پائے گی۔اوراگرصرف مسکرایا،آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضوٹوٹااور نہ نماز گئی۔ وينقضه – إلى قوله – (وقهقهة) وهي ما يسمع جيرانه (بالغ) ولو امرأة سهواً الخ. يصلي الخ. صلاة كاملة الخ. (درمختار) وفي الشامي: واحترز به عن الضحك وهو لغة أعم من القهقهة. واصطلاحاً: ما كان مسموعاً له فقط فلا ينقض الوضوء بل يبطل الصلاة. وعن التبسم وهو ما لا صوت فيه أصلاً بل تبدو أسنانه فقط فلايبطلهما.

(شامي بيروت ۱/۲٤٧، زكريا ۱/۲٧٥)

نماز جنازہ کے دوران ہنسی

اگرنماز جنازہ پڑھتے ہوئے آواز سے ہنسی آگئی تو وضونہیں ٹوٹے گا؛لیکن نماز بالکل باطل ہوجائے گی ،یہی حکم نماز سے باہر سجدۂ تلاوت کے دوران ہنسی آجانے کا بھی ہے۔ فلا تنقض في صلاة جنازة وسجدة تلاوة: أي خارج الصلاة لكن يبطلان.

(شامي بروت ۱/۲٤٨، زكريا ۱/۲٧٦)

نماز میں مسکرانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

اگر کوئی شخص رکوع سجدہ والی نماز میں محض مسکرایا آواز سے نہیں ہنسا، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا۔

ولو تبسم فی صلاته لا ینقض وضوئه. (المحیط البرهانی ۲۱۰/۱) **ونقل العلامة الزیلعی حدیثین یدلان علی عدم النقض بالتبسم.** (نصب الرایه ۵٤/۱)

وضو کے بعد عورت کو چھونا ناقض وضو نہیں

اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد اپنی بیوی کو ہاتھ لگالے یا بیوی شوہر کو مس کرلے (اور مذی وغیرہ نہ نکلے) تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ **مس المرأة الرجل ورجل المرأة لاینقض الوضوء.**

(المحیط البرهانی ۲۱۵/۱)

وضو کے بعد شرم گاہ کو ہاتھ لگانا

اگر کسی شخص نے وضو کرنے کے بعد شرم گاہ کو ہاتھ لگایا تو مطلقاً وضو نہیں ٹوٹا۔ **ومس الذکر لاینقض الوضوء بحالٍ.** (المحیط البرهانی ۲۱۵/۱)

وضو کے بعد بے ہودہ گفتگو

زبان سے بے حیائی کی باتیں اور بے ہودہ گفتگو کرنا اگرچہ منع ہے؛ لیکن اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ **والکلام الفاحش لا ینقض الوضوء.** (المحیط البرهانی ۲۱٦/۱)

وضو کے بعد ناپاک چیز کو ہاتھ لگانا

اگر کسی شخص نے وضو کیا پھر اس کے بعد کسی ناپاک چیز کو ہاتھ لگایا، مثلاً بکری کو ذبح کیا جس کی وجہ سے ہاتھ خون میں سن گئے یا کوئی نجس چیز ہاتھ سے اٹھائی وغیرہ، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا؛ البتہ ہاتھ میں جہاں تک نجاست لگی ہے اسے دھوکر پاک کرنا ضروری ہے۔ **وإذا ذبح شاةً فلا وضوء علیه إلا أن یتلطخ یده بدمها فیغسل یده.** (المحیط البرهانی ۲۱٦/۱)

وضو کے بعد سر وغیرہ منڈانا

اگر کسی شخص نے وضو کیا اور اس کے بعد سر یا داڑھی یا مونچھ وغیرہ کے بال منڈا دئے یا ناخن کاٹ ڈالے تو دوبارہ وضو کرنا لازم نہیں ہے۔ **ولا یعاد الوضوء بل ولا المحل بحلق رأسہٖ ولحیتہٖ کما لا یعاد الغسل للمحل ولا الوضوء بحلق شاربه وحاجبه وقلم ظفرہٖ.** (درمختار زکریا ۲۱۶/۱، المحیط البرهانی ۲۱٦/۱)

وضو کے بعد زخم کا کھرنٹ اتارنا

اگر وضو کرنے کے بعد زخم کا کھرنٹ اتارا اور نیچے سے کوئی خون وغیرہ نہیں نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ **وکذا لو کان علی أعضاء وضوئه قرحة کالدملة وعلیها جلدة رقیقةٌ فتوضأ وأمرّ الماء علیها ثم نزعها لا یلزمه إعادة غسل علی ما تحتها.**

(درمختار زکریا ۲۱٦/۱-۲۱۷)

○❖○

غسل کے مسائل

غسل جنابت کا اہتمام

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوْا. (النساء: ٤٣)﴾ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو خوب اچھی طرح پاکی حاصل کرو۔ اور احادیثِ شریفہ میں بلاعذر مسلسل ناپاک رہنے پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتاً فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلاَ كَلْبٌ وَلاَ جُنُبٌ. (ابوداؤد شريف ١/٣٠ حديث: ٢٢٧)	رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصویر، کتا یا جنبی شخص ہو۔

یہاں جنبی سے مراد وہ شخص ہے جو بلاعذر غسل میں اتنی تاخیر کرے کہ نماز قضاء ہو جائے، بریں بنا غسلِ جنابت کا خاص اہتمام کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور برابر ناپاک رہنا بہت بڑی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہے، اس ناپاکی کا دل پر بھی بہت برا اثر مرتب ہوتا ہے؛ اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان غسل کے ضروری مسائل سے واقف رہے اور اس میں قطعاً کوتاہی نہ کرے۔ اسی مناسبت سے ذیل کے مسائل پیش کئے جارہے ہیں:

غسل کب واجب ہوتا ہے؟

غسل کے وجوب کے اصل اسباب تین ہیں: (۱) جنابت (انزال یا احتلام اور التقاء ختانین بھی اسی کے حکم میں ہے) (۲) حیض کا انقطاع (۳) نفاس کا انقطاع۔ **أسباب الغسل ثلاثةٌ: الجنابة والحيض والنفاس. وفي مختار الفتاوىٰ: المراد بقوله والحيض والنفاس انقطاعهما.** (فتاوىٰ تاتارخانيه زكريا ١/٢٧٨)

منی کا اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہونا

اگر منی اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہوجائے تو بعد میں اس کا خروج (اگرچہ بلاشہوت ہو) پھر بھی موجبِ غسل ہے، مثلاً مرد نے ہاتھ سے اپنے عضو خاص کو ایسا پکڑا کہ شہوت کی حالت میں منی باہر نہیں نکل پائی اور جوش ٹھنڈا ہونے کے بعد نکلی ہو، تب بھی راجح قول کے مطابق غسل واجب ہوجائے گا۔ **وفرض الغسل عند خروج مني منفصل عن مقره بشهوة وإن لم يخرج من رأس الذكر بها.** (درمختار بیروت ۲۶۵/۱-۲۶۶، زکریا ۲۹۵/۱-۲۹۷، هندیه ۱٤/۱، المحیط البرهانی ۲۲۹/۱)

منی کا بلاشہوت اپنے مستقر سے جدا ہونا

اگر کسی شخص کی منی شہوت کے بغیر اپنی جگہ سے ہٹی اور شہوت کے بغیر ہی نکل گئی، مثلاً کسی بیماری کی وجہ سے یا ضرب شدید کی وجہ سے یہ صورت پیش آئی، تو ایسے شخص پر غسل واجب نہیں ہے۔ **ومتی کان مفارقته عن مکانه وخروجه لا عن شهوةٍ لا یجب الغسل عند علمائنا المتقدمین رحمهم الله تعالیٰ وعامة مشائخنا المتأخرین رحمهم الله تعالیٰ.** (المحیط البرهانی ۲۲۹/۱)

غسل کے بعد خروجِ منی

اگر جنبی شخص نے پیشاب سے فراغت کے بعد غسل کیا، مگر ابھی سابقہ جوش باقی تھا اور غسل کے بعد منی کا خروج ہوا تو دوبارہ غسل واجب ہوگا، اور اگر سابقہ جوش بالکل ختم ہوگیا تھا تو اب منی کے خروج سے دوبارہ غسل واجب نہ ہوگا۔ **وإذا بال فخرج من ذکره منيٌّ فإن کان ذکره منتشراً فعلیه الغسل وإن کان منکسراً فعلیه الوضوء.** (فتاویٰ تاتارخانیه زکریا ۲۸۳/۱، هندیه ٤۱/۱، شامی بیروت ۲٦۷/۱، زکریا ۲۹۸/۱، المحیط البرهانی ۲۳۰/۱)

لواطت سے غسل کا وجوب

لواطت یعنی مرد کے مرد کے ساتھ ہم جنسی کرنے سے اگر عضو مخصوص کی سپاری چھپ جائے

تو فاعل اور مفعول بہ دونوں پر غسل واجب ہے چاہے انزال ہو یا نہ ہو۔ **وذكر الكرخيؒ في كتابه يقول: والإيلاج في إحدى السبيلين إذا توارت الحشفة يجب الغسل على الفاعل والمفعول به أنزل أو لم ينزل، وهٰذا هو المذهب لعلمائنا.** (المحيط البرهاني ۱/۲۲۷)

جنبی عورت حائضہ ہوگئی

عورت کو جنابت لاحق ہوئی؛ لیکن اس نے ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض شروع ہوگیا، تو اسے اختیار رہے چاہے تو صفائی کی خاطر غسل کر لے اور اگر چاہے تو حیض سے پاک ہونے تک غسل کو مؤخر کردے۔ (اس لئے کہ سردست اس غسل سے اسے پاکی حاصل نہیں ہوسکتی) **وإذا أجنبت المرأة ثم أدركها الحيض فهي بالخيار إن شاءت اغتسلت لأن فيه زيادة تنظيفٍ وازالة أحد الحدثين وإن شاءت أخرت الاغتسال حتى تطهر؛ لأن الاغتسال للتطهير حتى تتمكن من أداء الصلاة الخ، وهي لا تتمكن من الصلاة وكان لها أن لا تغتسل.** (المحيط البرهاني ۱/۲۳۳)

غسل کی قسمیں

فقہاء نے لکھا ہے کہ پانچ طرح کے غسل فرض ہیں: (۱) حیض سے پاکی پر غسل کرنا۔ (۲) نفاس سے پاکی پر غسل کرنا۔ (۳) التقاء ختانین اور سپاری کے چھپ جانے پر غسل کرنا۔ (۴) خواب میں انزال (احتلام) پر غسل کرنا۔ (۵) شہوت کے ساتھ منی کا خارج ہونا۔

اور چار طرح کے غسل مسنون ہیں: (۱) جمعہ کے دن کا غسل (۲) عیدین کے لئے غسل (۳) عرفہ کے دن غسل (۴) احرام کے وقت غسل۔

اور ایک غسل واجب ہے: یعنی میت کو غسل دینا یہاں تک کہ غسل سے پہلے اس پر نماز جنازہ ہی جائز نہیں ہے۔

اور ایک طرح کا غسل مستحب ہے یعنی جس کافر نے اسلام قبول کرلیا ہو، اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ غسل کرلے۔ **وذكر الشيخ الإمام شمس الأئمة رحمه الله تعالىٰ في**

شـرحـه أن الاغتسـال عـلـى أحد عشر نوعاً: خمسة منها فريضة: الاغتسال من الـحيـض والـنـفاس ومن التقاء الختانين وغيبوبة الحشفة ومن الاحتلام إذا أنزل ومـن انـزال المنى عن شهوة دفقاً. وأربعة منها سنة: غسل يوم الجمعة والعيدين وغسـل يوم عرفة وعند الإحرام. وواحد منها واجب: وهو غسل الميت حتى لا تـجـوز الصلاة عليه قبل الغسل. والآخر مستحب: وهو الكافر إذا أسلم يريد به إذا لم يجنب قبل الإسلام فإنه لا يستحب له أن يغتسل. (المحيط البرهانی ۱/ ۲۳٤)

غسل کے فرائض

غسل میں تین فرض ہیں: (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) پورے بدن پر پانی بہانا۔ وأمـا فـرائـض الـغسل: فالمضمضة والاستنشاق وغسل سائر البدن. (منية المصلی ۱۲، ہندیہ ۱/ ۱۳، فتاویٰ تاتارخانیہ زکریا ۱/ ۲۷٦)

غسلِ جنابت میں غرغرہ

غسلِ جنابت میں راجح قول کے مطابق غرغرہ کرنا واجب تو نہیں ہے؛ لیکن سنت ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں غسلِ جنابت کرے تو اس کے لئے صرف کلی کافی ہے، وہ غرغرہ نہیں کرے گا؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے حلق کے اندر پانی پہنچنے کی بنا پر روزہ ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ غسل الـفم والأنف أي بدون مبالغة فيهما فإنه سنة فيه على المعتمد. (طحطاوي على المراقي قديم ٥٥) ومـنها: المبالغة في المضمضة والاستنشاق إلا في حال الصوم فيرفق؛ لأن الـمبالغة فيهما من باب التكميل في التطهير فكانت مسنونة إلا في حال الصوم لما فيها من تعريض الصوم للفساد. (بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۱۱۲، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٥/ ۷۸)

کلی کے بجائے پانی پی جانا

اگر کسی شخص نے غسل میں کلی تو نہیں کی؛ البتہ پانی منہ میں لے کر پی گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ

اس نے پانی پینے سے پہلے اسے منہ میں گھمایا ہے یا نہیں، اگر گھمایا ہے تو یہ کلی کے قائم مقام ہوجائے گا، اور اگر اس طرح پانی پیا کہ وہ پانی منہ کے سب کناروں تک نہیں پہنچا؛ بلکہ صرف زبان سے لگ کر حلق میں چلا گیا تو یہ کلی کے قائم مقام نہ ہوگا۔ **رجل اغتسل من الجنابة ولم يتمضمض إلا أنه شرب الماء هل يقوم شرب الماء مقام المضمضة؟ ...... قال: إن كان الشرب أتى على جميع فمه يجزئه عن المضمضة وإن كان مص الماء مصاً فلم يأت جميع الفم لم يجزئه عن المضمضة.** (المحيط البرهاني ۱/۲۲۵، كبيرى ۵۰، فتاوىٰ تاتارخانية زكريا ۱/۲۷۷)

غسل میں کلی کرنا بھول گیا

اگر غسل جنابت میں کلی کرنا بھول گیا اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ صرف کلی کرلینا کافی ہے، اور جو نماز کلی کرنے سے پہلے پڑھی گئی ہے اس کا اعادہ لازم ہے۔ **ولو تركها أي ترك المضمضة أو الاستنشاق أو لمعة من أي موضع كان من البدن ناسياً فصلىٰ ثم تذكر ذٰلك يتمضمض أو يستنشق أو يغسل اللمعة ويعيد ما صلى.** (كبيرى ۵۰، فتاوىٰ محموديه ميرٹھ ۸/۱۶۰)

غسل میں کوئی حصہ خشک رہ گیا؟

غسل جنابت میں بدن کا کوئی معمولی سا حصہ خشک رہ گیا پھر بعد میں یاد آیا، تو صرف اس حصہ پر پانی بہادینا کافی ہے، پورا غسل لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ **ولو تركها أي ترك المضمضة أو الاستنشاق أو لمعة من أي موضع كان من البدن ناسياً فصلىٰ ثم تذكر ذٰلك يتمضمض أو يستنشق أو يغسل اللمعة ويعيد ما صلى.** (كبيرى ۵۰، فتاوىٰ محموديه ميرٹھ ۸/۱۶۰)

غسل کا مسنون طریقہ

غسل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ:

الف: اولاً نیت حاضر کر کے بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ دھوئے۔

ب: پھر شرم گاہ دھوئے خواہ اس پر نجاست ہو یا نہ ہو۔

ج: پھر مکمل وضو کرے۔

د: پھر داہنے کندھے پر سے تین مرتبہ پانی بہائے اس کے بعد بائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی ڈالے اس کے بعد سر پر تین مرتبہ پانی ڈالے۔

ہ: رگڑ کر سارے اعضاء کو دھوئے۔

و: قبلہ رخ غسل نہ کرے۔

ز: ضرورت سے زائد پانی نہ بہائے۔

ح: تنہائی میں غسل کرے۔

ط: اگر غسل خانہ میں پانی جمع ہو جاتا ہو تو غسل کے بعد وہاں سے ہٹ کر اپنے پیر پاک کرے۔ (مستفاد: عالمگیری ۱/۱۴)

عورت کے لئے غسلِ جنابت میں چوٹی کھولنا لازم نہیں ہے

اگر کسی عورت کی چوٹی پہلے سے بندھی ہوئی ہو اور اسے غسلِ جنابت کی ضرورت پیش آ جائے تو اس پر چوٹی کھولنا لازم نہیں؛ بلکہ بالوں کی جڑ تک پانی پہنچانا کافی ہے؛ لیکن اگر بال پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں تو اب تمام بالوں کو دھونا لازم ہوگا۔ **وكفى بلّ أصل ضفيرتها أى شعر المرأة المضفور للحرج، أما المنقوض فيفرض غسل كله اتفاقاً. (درمختار) قال الشامي بحثاً: وتمام تحقيق هٰذه الأقوال فى الحلية وحال فيها اٰخراً إلى ترجيح القول الثانى وهو ظاهر المتون.** (شامی بیروت ۱/۲۵۷-۲۵۸، زکریا ۱/۲۸۶-۲۸۷)

مرد کے لئے بالوں کو کھول کر دھونا لازم ہے

اگر کسی مرد نے شوقیہ لمبے بال رکھ کر چوٹی باندھ رکھی ہو تو غسلِ جنابت کے لئے اس چوٹی کو کھولنا واجب ہوگا محض بالوں کی جڑوں کو تر کرنا کافی نہ ہوگا۔ **لا يكفى بلّ ضفيرته فينقضها وجوباً.** (شامی بیروت ۱/۲۵۸، زکریا ۱/۲۸۸)

کھوکھلے دانتوں کا میل اور ناک کی تر رینٹ مانع نہیں

اگر دانت کھوکھلے ہوں اوران میں کھانا وغیرہ پھنس گیا ہو یا ناک میں رطوبت (رینٹ) بھری ہوئی ہے تو اسے نکالے بغیر بھی غسل صحیح ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ دانت اور ناک صاف کر کے ہی غسل کیا جائے۔ **ولو كان سنه مجوفاً فبقي فيه أو بين أسنانه طعام أو درن رطب في أنفه ثم غسله على الأصح، والاحتياط أن يخرج الطعام عن تجويفه ويجري الماء عليه، هكذا في فتح القدير.** (عالمگیری ۱۳/۱)

سوکھی ہوئی رینٹ اور بدن پر جمے ہوئے آٹے کا حکم

اگر ناک میں رطوبت سوکھ کر چپک گئی ہے یا ناخونوں میں آٹا بھر کر سوکھ گیا ہے، یا بدن پر کوئی ایسی چیز لگی ہے جو کھال تک پانی پہنچنے سے مانع ہے، تو ان چیزوں کو صاف کئے بغیر غسل درست نہ ہوگا۔ **والدرن اليابس في الأنف يمنع تمام الغسل كذا في الزاهدي والعجين في الظفر يمنع تمام الاغتسال.** (عالمگیری ۱۳/۱)

مصنوعی دانتوں کے ساتھ غسل

جس نے منہ میں مصنوعی دانت کی بتیسی لگا رکھی ہو تو غسل کے لئے بتیسی باہر نکالنا ضروری نہیں ہے؛ البتہ بہتر یہ ہے کہ دانتوں کو نکال کر کلی اور غرغرہ کیا جائے۔ **وغسل الفم أي استيعابه الخ والمبالغة فيهما بالغرغرة.** (درمختار بیروت ۲۱۳/۱، زکریا ۲۳۷/۱، مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۱۵۵/۱)

دانتوں میں بندھے ہوئے تار مانع غسل نہیں

اگر دانتوں کے ہلنے کی وجہ سے ان کو سونے چاندی وغیرہ کے تاروں سے باندھ دیا گیا ہو، یا کھوکھلے دانتوں میں مسالہ بھر دیا گیا ہو تو ان کو نکالنا غسل کے لئے ضروری نہیں ہے، محض اوپر سے کلی کرنے سے غسل درست ہو جائے گا۔ **الصرام والصباغ ما في ظفرهما يمنع تمام**

الاغتسال وقيل كل ذلك يجزيهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع كذا في الظهيرية. (عالمگیری ۱۳/۱)

برہنہ غسل کرنا

تنہائی میں جہاں دوسروں کی نظر پڑنے کا خطرہ نہ ہو ننگے ہوکر غسل کرنا درست ہے؛ تاہم اس وقت بھی تہبند وغیرہ باندھ کر غسل کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ يستحب أن يغتسل والحال أنه مستور العورة الخ. (طحطاوی) وقيل يجوز أن يتجرد للغسل وحده.

(مراقی الفلاح ۵۷، احسن الفتاویٰ ۳۱/۲)

غسل خانہ میں پیشاب کرنا

غسل خانہ اگر کچا ہے اور اس میں پانی جمع ہوجاتا ہے تو وہاں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی ہے، احادیثِ طیبہ میں اسے نسیان اور وساوس کا سبب بتایا گیا ہے۔ وكره أن يبول في موضع يتوضأ هو أو يغتسل فيه لحديث: ”لايبولن أحدكم في مستحمه فإن عامة الوسواس منه“. (ابن ماجه ۲٦/۱، درمختار بیروت ٤٨٤/۱، زکریا ۵۵۷/۱-۵۵۸)

غسل خانہ اور بیت الخلاء میں بات چیت کرنا

غسل خانہ اور بیت الخلاء میں بلاضرورت بات چیت نہیں کرنی چاہئے؛ لیکن اگر ضرورت پڑجائے تو بات چیت کی اجازت ہے، مثلاً کسی ضروری بات کا جواب دینا ہو تو یہ منع نہیں ہے۔ ويستحب أن لا يتكلم بكلام مطلقاً أما كلام الناس فلكراهته حالة الكشف الخ.

(شامی بیروت ۲٦۱/۱، زکریا ۲۹۱/۱، امداد الفتاویٰ ۵۷/۱)

ناف کا سوراخ دھونا

ناف کے سوراخ کے اندر پانی پہنچانا غسل کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ ويفترض غسل داخل سرة مجوفة لأنه من خارج الجسد ولا حرج في غسله. (مراقی الفلاح ۵٦، ہندیہ ٤۱/۱)

غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں

غسل کے شروع میں باقاعدہ وضو کرنا مسنون ہے؛ لیکن اگر وضو کے بغیر غسل کرلیا جائے تو

اب بعد میں وضو کی ضرورت باقی نہیں رہتی؛ اس لئے کہ تمام اعضاء پر پانی پہنچ جانے کی وجہ سے طہارتِ کبریٰ کے ساتھ طہارتِ صغریٰ بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها قالت: ''کان النبی ﷺ لایتوضأ بعد الغسل".** (رواہ الترمذی ۳۰/۱ وغیرہ) **وقال علی القاریؒ أی اکتفاء بوضوئه الأول فی الغسل وهو سنة أو باندراج ارتفاع الحدث الأصغر تحت ارتفاع الأکبر بإیصال الماء إلی جمیع أعضائه وهو رخصة.** (مرقاۃ ۳۸/۲)

جمعہ وعیدین کے لئے غسل

نماز جمعہ وعیدین کے لئے غسل کرنا مسنون ہے اور یہ سنت صحیح قول کے مطابق نماز سے قبل غسل کرنے ہی سے حاصل ہوگی۔ **وسن لصلاة جمعةٍ ولصلاة عیدٍ هو الصحیح کما فی غرر الأذکار وغیره. وفی الخانیة: لو اغتسل بعد صلوٰة الجمعة لا یعتبر إجماعاً.** (درمختار بیروت ۲۷۶/۱-۲۷۷، زکریا ۳۰۸/۱-۳۰۹)

جنابت، جمعہ اور عید کے لئے ایک ہی غسل

اگر عید اور جمعہ ایک دن پڑ جائیں اور اس روز غسلِ جنابت کی بھی ضرورت ہو تو ایک ہی غسل سے جمعہ اور عید کی سنت بھی ادا ہو جائے گی؛ لیکن ثواب کے حصول کے لئے سب کی نیت کرنا ضروری ہوگا۔ **ویکفی غسل واحد لعید وجمعة اجتمعا مع جنابة. (درمختار) وهٰذا کله إذا نویٰ ذٰلک لیحصل له ثواب الکل.**

(شامی بیروت ۲۷۷/۱، زکریا ۳۰۹/۱، ہندیہ ۱۶/۱)

احرام باندھنے اور وقوفِ عرفہ کے لئے غسل

حج وعمرہ کا احرام باندھتے وقت اور میدانِ عرفات میں زوال کے بعد حاجی کے لئے غسل کرنا مسنون ہے۔ **وسن الخ. ولأجل إحرام وفی جبل عرفة بعد الزوال.**

(درمختار بیروت ۲۷۷/۱، زکریا ۳۰۹/۱)

جنابت کے احکام

جنابت (حدثِ اکبر) سے حرام ہونے والے اعمال

جنابت کی وجہ سے درج ذیل اعمال منع ہوجاتے ہیں: (۱) مسجد میں داخل ہونا (الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو) (۲) قرآنِ کریم کی بالقصد تلاوت کرنا (۳) بیت اللہ شریف کا طواف کرنا (۴) قرآنِ کریم کو چھونا۔ **ویحرم بالحدث الأکبر دخول مسجد الخ، إلا لضرورة الخ، ویحرم به تلاوة قرآن ولو دون اٰیة علی المختار، بقصده الخ، ویحرم به طواف لوجوب الطهارة فیه ویحرم به أی بالأکبر وبالأصغر مس مصحف الخ.**

(درمختار بیروت ۱/۲۷۹-۲۸۲، زکریا ۱/۳۱۱-۳۱۵)

جنبی کا عیدگاہ یا مدرسہ میں آنا

جنبی شخص کا عیدگاہ، نمازِ جنازہ کی جگہ اور مدرسہ وغیرہ میں داخل ہونا جائز ہے۔ **لا مصلی عید وجنازة ورباط ومدرسة. (درمختار) فلیس لها حکم المسجد فی ذٰلک الخ.** (شامی بیروت ۱/۲۷۹، زکریا ۱/۳۱۱-۳۱۲، هندیه ۱/۳۸)

مسجد میں جنبی ہوجائے

اگر مسجد میں سوتے ہوئے احتلام ہوجائے تو فوراً تیمّم کرکے باہر نکل جانا چاہئے۔ **ولو احتلم فیه إن خرج مسرعاً تیمم ندباً وإن مکث لخوف فوجوباً.**

(درمختار بیروت ۱/۲۸۰، زکریا ۱/۳۱۳، هندیه ۱/۳۸)

جنبی کے نکلنے کا راستہ مسجد سے ہی ہوتو کیا کرے؟

اگر کمرے یا گھر کا راستہ مسجد کے اندر سے ہوتو جنبی کے لئے واجب ہے کہ تیمّم کرکے ہی

مسجد سے گذرے ورنہ گنہ گار ہوگا۔ وعليه فالظاهر وجوبه على من كان بابه إلى المسجد وأراد المرور فيه. (شامي بيروت ۱/۲۸۰، زكريا ۱/۳۱۳)

حالتِ جنابت میں ذکر اور دعائیں

حالتِ جنابت میں ذکر کرنے اور دعائیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، حتیٰ کہ دعا کی آیتوں کو بھی دعا کی نیت سے پڑھا جاسکتا ہے؛ البتہ بہتر یہ ہے کہ کم از کم وضو کرکے اذکار وادعیہ کو پڑھا جائے۔ ولا باس لحائض وجنب بقراء ة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالىٰ (درمختار) قال الشامي: قوله لا بأس يشير إلى أن وضوء الجنب لهٰذه الأشياء مستحب كوضوء المحدث. (شامي بيروت ۱/۴۲۴، زكريا ۱/۴۸۸)

حالتِ جنابت میں سلام کلام

جنابت کی حالت میں سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، اذان کا جواب دینا اور دینی یا دنیوی گفتگو کرنا سب جائز ہے۔ ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ونحو ذٰلك. (عالمگیری ۱/۳۸، احسن الفتاویٰ ۲/۳۳)

جنبی کا کھانا پینا

حالتِ جنابت میں کھانا پینا درست ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ ہاتھ دھوکر اور کلی کرکے کھائیں پئیں۔ ولا أكله وشربه بعد غسل يد وفم. (درمختار) وفي الشامي: أما قبله فلا ينبغي لأنه يصير شارباً للماء المستعمل وهو مكروه تنزيهاً ويده لا تخلو عن النجاسة فينبغي غسلها ثم يأكل. (شامي بيروت ۱/۲۸۵-۴۲۴، زكريا ۱/۳۱۸-۴۸۸، هنديه ۱/۱۶)

جنبی کے جھوٹے کا حکم

جنبی کا سُؤر (جھوٹا) پاک ہے اور اس کا کھانا پینا بلاشبہ درست ہے۔ فسور اٰدميٍّ مطلقاً ولو جنباً أو كافراً طاهرٌ. (درمختار ۱/۳۳۹، زكريا ۳۸۱)

حالتِ جنابت میں عورت کا دودھ پلانا

حالتِ جنابت میں بچہ کو دودھ پلانا درست ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۳۶)

جنبی کا بال، ناخون وغیرہ کاٹنا

جنابت کی حالت میں بال، ناخون وغیرہ کاٹنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **حلق الشعر حالة الجنابة مکروهٌ وکذا قص الأظافیر، کذا فی الغرائب.** (هندیه ۳۵۸/۵، امداد الفتاویٰ ۵۸/۱)

جنبی کا اذان دینا

جنبی شخص کا اذان دینا مکروہ تحریمی ہے، بہتر ہے کہ اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ **ویکره أذان جنب. ویعاد أذان جنبٍ ندباً. (درمختار) وفی الشامی: وظاهره أن الکراهة تحریمیةٌ.** (شامی بیروت ۵۵/۲-۵۶، زکریا ۶۰/۲، هندیه ۵٤/۱)

جنبی کا قرآنی آیت کا ترجمہ چھونا

حالتِ جنابت میں قرآنِ کریم کی کسی آیت کا ترجمہ چھونا بھی مکروہ ہے، خواہ ترجمہ کسی بھی زبان میں ہو۔ **ولو کان القرآن مکتوباً بالفارسیة یکره له مسه عند أبی حنیفةؒ وکذا عندهما علی الصحیح.** (عالمگیری ۳۹/۱، البحرالرائق ۲۰۲/۱، درمختار بیروت ٤۲۳/۱، زکریا ٤۸۸/۱)

جنبی کا دینی کتابیں چھونا

جنابت کی حالت میں کتبِ فقہ وغیرہ کو ہاتھ لگانا خلاف اولیٰ ہے، اور ان کتابوں میں جس جگہ قرآنی آیت لکھی ہو اس جگہ ہاتھ رکھنا بالکل جائز نہیں۔ **ومشی فی الفتح علی الکراهة. فقال: قالوا یکره مس کتب التفسیر والفقه والسنن لأنها لا تخلو عن اٰیات القراٰن الخ. وفی السراج عن الإیضاح: أن کتب التفسیر لا یجوز مس موضع القراٰن منها وله أن یمس غیره وکذا کتب الفقه إذا کان فیها شئٌ من القراٰن بخلاف المصحف فإن الکل فیه تبع للقراٰن.** (شامی بیروت ۲۸٦/۱، زکریا ۳۱۹/۱-۳۲۰، هندیه ۳۹/۱)

جنبی کا قرآنی آیات کے تمغے اور لاکٹ چھونا

اگر کسی پیتل وغیرہ کی پلیٹ یا گلے میں پہنے جانے والے لاکٹ وغیرہ پر قرآنِ کریم کی پوری آیت لکھی ہو، تو آیت کی جگہ چھوڑ کر کنارے سے اس کو پکڑنا جنبی کے لئے جائز ہے، مگر اس کا

آیت والا حصہ بدن کے کسی بھی حصہ سے مس کرنا درست نہیں ہے۔ **ومسه أى القراٰن ولو فى لوح أو درهم أو حائط لكن لا يمنع إلا من مس المكتوب الخ.** (شامی بیروت ۴۲۳/۱-۲۸۲، زکریا ۴۸۸/۱-۳۱۵-۳۱۷، عالمگیری ۳۹/۱) **واختلفوا فى مس المصحف بما عدا أعضاء الطهارة و بما غسل من الأعضاء قبل إكمال الوضوء والمنع أصح كذا فى الزاهدى.** (عالمگیری ۳۹/۱، درمختار بیروت ۲۸۳/۱، زکریا ۳۱۶/۱)

جنبی کا قرآنِ کریم کو ٹائپ یا کمپیوٹر پر لکھنا

حالتِ جنابت میں قرآنِ کریم کو ٹائپ کرنا یا کمپوزنگ کرنا مکروہ ہے اور جس کاغذ پر آیت ٹائپ ہوکر نکلے اسے ہاتھ نہ لگائے نیز زبانی بھی نہ پڑھے، اور قرآن کی عظمت کا تقاضا یہی ہے کہ کامل طہارت کے بعد ہی قرآنِ کریم ٹائپ کیا جائے۔ **ولا تكره كتابة قراٰن والصحيفة أو اللوح على الأرض عند الثانى خلافاً لمحمدؒ (درمختار) وفق ط، بين القولين بما يرفع الخلاف من أصله بحمل قول الثانى على الكراهة التحريمية، وقول الثالث على التنزيهية.** (شامی بیروت ۲۸۴/۱، زکریا ۳۱۷/۱، عالمگیری ۳۹/۱، بدائع الصنائع ۱۴۹/۱)

قرآنِ کریم کو آستین یا دامن کے واسطے سے چھونا

طہارت کے بغیر بدن پر پہنے ہوئے کسی کپڑے کے واسطے سے قرآنِ کریم کو مس کرنا درست نہیں ہے، اگر ضرورت ہو تو الگ کپڑے یا رومال کے ذریعہ اسے پکڑا جائے۔ **والتقييد بالكم اتفاقى فإنه لايجوز مسه ببعض ثياب البدن غير الكم كما فى الفتح عن الفتاوىٰ.** (شامی بیروت ۲۸۳/۱، زکریا ۳۱۶/۱)

قرآن کے اوراق قلم وغیرہ کے ذریعہ پلٹنا

بے وضو شخص کے لئے قرآنِ کریم کے اوراق کسی لکڑی یا قلم وغیرہ کے ذریعہ پلٹنا جائز ہے۔ **وحل قلبه بعود. (درمختار) وفى الشامى: أى تقليب أوراق المصحف بعود ونحوه لعدم صدق المس عليه.** (شامی بیروت ۲۸۳/۱، زکریا ۳۱۶/۱، البحرائق ۲۰۲/۱)

❍❖❍

تیمّم کا بیان

تیمّم کی مشروعیت

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سفر میں تھے، آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ مکرمہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں، راستہ میں ایک جگہ (بیداء یا ذات الجیش میں) قافلہ نے پڑاؤ کیا، تو وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک ہار (جو انہوں نے اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عاریۃً لے کر پہن رکھا تھا) گم ہو گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لئے متعین کیا، تلاش میں دیر لگ گئی تا آں کہ صبح صادق ہو گئی، اور یہ جگہ ایسی تھی جہاں نہ تو پانی تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی کا ذخیرہ تھا، اب نماز میں دیر ہونے لگی اور لوگ جا جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ: ''دیکھئے! آپ کی بیٹی عائشہ نے لوگوں کو اور پیغمبر علیہ السلام کو روک رکھا ہے''، یہ باتیں سن سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی غصہ آیا اور آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے، اور اپنے دستِ مبارک سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوکھ میں انگلی چبھونے لگے، اس وقت پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ران پر سر رکھ کر آرام فرما تھے، اس بنا پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ لگانے کے باوجود ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرکت نہیں فرماتی تھیں؛ تا آں کہ نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آیتِ تیمّم: ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا. (النساء: ٤٣)﴾ نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمّم کر کے نماز ادا کی۔

اس رخصت کے نازل ہونے پر صحابی جلیل حضرت اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے قسم بخدا! جب بھی آپ کے ساتھ کوئی ناگوار بات پیش آئی تو انجام کار اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے خیر کا پہلو اجاگر فرما دیا''۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ کلمات کہے کہ: ''اے ابوبکر کے خاندان والو! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے''۔ (گویا کہ اس سے پہلے بھی امت ان کی برکات سے فیض یاب ہوتی رہی ہے، مثلاً واقعہ افک وغیرہ) (تلخیص بخاری شریف حدیث: ۳۳۴ تفسیر ابن کثیر مکمل ۳۳۱)

تیمّم امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے

پہلی امتوں میں طہارت اور پاکی حاصل کرنے کے لئے پانی کا استعمال لازم تھا؛ لیکن امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جہاں اور خصوصی انعامات فرمائے، ان میں سے ایک انعام یہ بھی تھا کہ اس امت کے لئے مٹی کو پاکی کا ذریعہ بنادیا۔ چناں چہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُعْطِیْتُ خَمْساً لَمْ یُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِیْ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِیَ الْأَرْضُ مَسْجِداً وَطَهُوْراً فَأَیُّمَا رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِیْ أَدْرَکَتْهُ الصَّلاۃُ فَلْیُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِیْ، وَأُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ، وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ إِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَی النَّاسِ عَامَّةً.

(بخاری شریف حدیث: ۳۳۵)

مجھے پانچ ایسی خصوصیات حاصل ہوئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں: (۱) ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی (۲) میرے لئے پوری زمین کو سجدہ گاہ اور پاکی کا ذریعہ بنادیا گیا ہے؛ لہٰذا میری امت کا کوئی بھی شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے فوراً نماز ادا کرلے (۳) میرے لئے غنیمت کے مال کو حلال کردیا گیا اور مجھ سے پہلے یہ کسی کے لئے حلال نہیں تھا (۴) مجھے شفاعتِ کبریٰ کا حق عطا ہوا ہے (۵) پہلے نبی کو صرف اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے سارے عالم کی طرف بھیجا گیا ہے۔

حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر دونوں کے ازالہ کے لئے شرائط پائے جانے پر تیمّم کرنے کی اجازت ہے، اور اس کی تفصیلات قرآنی آیات، احادیثِ شریفہ اور فقہ کی کتابوں میں تفصیل سے موجود ہیں، جن میں سے کچھ منتخب باتیں ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

تیمّم کی شرطیں

تیمّم کے صحیح ہونے کے لئے نو شرطیں ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) نیت کرنا (۳) مسح کرنا (۴) تین یا اس سے زائد انگلیوں سے مسح کرنا (۵) مٹی یا اس کی جنس کی چیز موجود ہونا (۶) مٹی کا پاک ہونا (۷) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا (۸) حیض اور نفاس سے پاک ہونا (۹) اعضائے تیمّم (چہرہ اور ہاتھ کہنیوں تک) کا استیعاب کرنا۔ **وشرطه ستة الخ. (در مختار) بل تسعة الخ.** (شامی بیروت ۳۴۹/۱، زکریا ۳۹۳/۱)

تیمّم کرنا کب جائز ہے؟

چھ صورتوں میں تیمّم کرنا جائز ہے: (١) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا یعنی مبتلا بہ سے پانی ایک میل یا اس سے زیادہ مسافت پر ہو، اور وہاں تک پہنچنے میں نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو (٢) پانی کے استعمال کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا دیر سے شفا ہونے کا خطرہ ہو (٣) سخت سردی جب کہ جنبی کے لئے گرم پانی سے غسل کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے جان کی ہلاکت یا اعضاء کے شل ہونے کا خطرہ ہو (٤) پانی کا ایسی خطرناک جگہ ہونا (مثلاً وہاں سانپ ہو یا کوئی دشمن بیٹھا ہو یا بھیانک آگ جل رہی ہو) کہ وہاں جا کر پانی لانے میں سخت نقصان کا خطرہ ہو، یا مثلاً آدمی ایسی جگہ ہو کہ اگر وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ جائے تو اپنے مال کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو (٥) پانی محض پینے کی ضرورت کے لئے کافی ہو، اور اس سے وضو یا غسل کرنے سے قافلہ والوں یا ان کے جانوروں کے پیاسے مر جانے کا خوف ہو (٦) پانی کو کنویں وغیرہ سے حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز موجود نہ ہو، اور نہ کنویں میں اترنے کی ہمت ہو، تو ان سب صورتوں میں تیمّم کرکے نماز پڑھنا جائز ہے۔ **من عجز عن استعمال الماء – إلی قوله – أوعدم آلة طاهرة يستخرج به الماء.** (درمختار بیروت ٣٥١/١-٣٥٥، زکریا ٣٩٥/١-٤٠٠)

مرض میں کس کی رائے کا اعتبار ہے؟

مریض خود اپنے تجربہ یا ظنِ غالب سے واقعی مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ کرے، یا کوئی مسلمان ماہر ڈاکٹر اسے خبر دے تو اس کے لئے تیمّم کرنا جائز ہے۔ **أو خاف إبطاء البرء من المرض بسبب ذٰلک جاز له التيمم ويعرف ذٰلک إما بغلبة الظن عن أمارة أو تجربة أو بإخبار طبيبٍ حاذقٍ مسلمٍ الخ.** (حلبی کبیرہ ٦٥، ھندیہ ٢٨/١، فتاویٰ دارالعلوم ٢٥٨/١)

ریل میں تیمّم کا حکم

اگر ریل میں پانی بالکل نہ ہو اور ایسا اسٹیشن جہاں پانی دستیاب ہو سکے، اتنی دور ہو کہ وہاں

تک پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو یا اسٹیشن پر اتر کر وضو کرنا یا پانی لینا گاڑی کے چل دینے کی وجہ سے ممکن نہ ہو، تو ایسے مسافر کے لئے تیمّم کرنا درست ہے۔ اور اگر ریل میں پانی تو موجود ہو؛ لیکن بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے وضو نہ کر سکے تو وہ وقت کے اندر تیمّم کر کے نماز پڑھ لے، مگر بعد میں قضا کرنا لازم ہوگی۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۲/۵۵) اور ریل چلتے ہوئے کھڑکی سے جو نہروں یا تالابوں کا پانی نظر آتا ہے اس کا اعتبار نہیں ہے؛ کیوں کہ گاڑی چلتے ہوئے اس پانی کا حصول قدرت میں نہیں ہے۔

لو مر المتيمم على ماء في موضع لا يستطيع النزول إليه لخوف عدوٍ أو سبع لا ينتقض تيممه. (بدائع الصنائع ۱/۵۷، هنديه ۱/۳۰، شامي بيروت ۱/۳٥٦، زكريا ۱/٤۰۱) **قال الشامي: اعلم أن المانع من الوضوء إن كان من قبل العباد كأسير منعه الكفار من الوضوء، ومحبوس في السجن ومن قيل له إن توضأت قتلتك جاز له التيمم ويعيد الصلوٰة إذا زال المانع، كذا في الدرر والوقاية: أي وأما إذا كان من قبل الله تعالىٰ كالمرض فلا يعيد.** (شامي بيروت ۱/۳٥٤، زكريا ۱/۳۹۸-۳۹۹)

غسل کا تیمّم وضو کے لئے کافی ہے

اگر کسی جنبی شخص کے پاس صرف بقدر وضو پانی ہو یا کسی اور عذر مثلاً مرض وغیرہ کی وجہ سے اس کے لئے تیمّم جائز ہو جائے تو دونوں صورتوں میں غسل کی نیت سے جو تیمّم کیا جائے گا وہ وضو کے لئے بھی کافی ہو جائے گا، جو پانی موجود ہے اس سے وضو کرنا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر اس کے بعد کوئی حدثِ اصغر پیش آجائے تو اب وضو کرنا ہوگا، چوں کہ وہ وضو کے بقدر پانی پر قادر ہے۔ وفي القهستاني: **إذا كان للجنب ماء يكفي لبعض أعضائه أو للوضوء تيمم ولم يجب عليه صرفه إليه، إلَّا إذا تيمم للجنابة ثم أحدث فإنه يجب عليه الوضوء لأنه قدر على ماء كاف، ولا يجب عليه التيمم لأنه بالتيمم خرج عن الجنابة إلى أن يجد ماء كافياً للغسل.** (شامي بيروت ۱/۳٥۱، زكريا ۱/۳۹٥، احسن الفتاویٰ ۲/٥٦)

قیدی کے لئے تیمّم

جیل کا قیدی اگر پانی کے حصول پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ فی الحال تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور رہائی کے بعد وضو کر کے تمام نمازوں کو دہرائے، یہی حکم اس شخص کے لئے بھی ہے جو اتفاقاً کسی کمرہ وغیرہ میں بند ہو جائے۔ **المحبوس في السجن يصلي بالتيمم ويعيد بالوضوء، لأن العجز إنما تحقق بصنع العباد، وصنع العباد لا يؤثر في إسقاط حق الله تعالىٰ.** (هنديه ۲۸/۱، امداد الفتاویٰ ۷۳/۱)

کن نمازوں کے لئے تیمّم کی خصوصی اجازت ہے؟

ہر اس نماز کے لئے جس کے فوت ہو جانے پر قضا نہ ہو (جیسے نمازِ جنازہ اور عیدین) اور وضو میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کے بالکل چھوٹ جانے کا خوف ہو تو جلدی سے تیمّم کر کے ایسی نمازیں پڑھ سکتے ہیں؛ لیکن جس نماز کے فوت ہونے پر قضاء ممکن ہو (جیسے پنج وقتہ نمازیں اور نماز جمعہ اور وتر) تو وہ تیمّم سے ادا نہیں ہو سکتیں۔ **وجاز لخوف فوت صلاة جنازة أي كل تكبيراتها – إلى قوله – أو فوت عيد بفراغ إمام أو زوال شمس الخ.** (درمختار بیروت ۳٦۲/۱، زکریا ٤۰۸/۱) **والأصل أن كل موضع يفوت فيه الأداء لا إلى خلف فإنه يجوز له التيمم وما يفوت إلى خلف لا يجوز له التيمم كالجمعة.** (هنديه ۳۱/۱)

تنگیٔ وقت کی وجہ سے تیمّم

اگر پنج وقتہ نماز اتنی مؤخر کر دی جائے کہ وضو کر کے نماز پڑھنے میں وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو اور اتنا وقت ہے کہ تیمّم کر کے فوراً نماز ادا کر لے، تو امام زفرؒ کے نزدیک اس وقت تیمّم کر کے نماز پڑھ لے، پھر بعد میں وضو کر کے نماز قضاء کرے، احتیاطاً اسی پر فتویٰ ہے۔ **وقيل تيمم لفوات الوقت، قال الحلبي: فالأحوط أن يتيمم ويصلي ثم يعيده.** (درمختار) **وقال الشامي بحثاً: فينبغي العمل به احتياطاً.** (شامی بیروت ۳٦٦/۱-۳٦۷، زکریا ٤۱۳/۱-٤۱٤)

فاقد الطہورین کا حکم

اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو کہ وہاں نہ تو پانی ہو اور نہ تیمّم کے لئے پاک مٹی میسر ہو، تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق اس وقت نمازیوں جیسے اعمال کرے گا؛ البتہ قرأت وغیرہ نہیں کرے گا، اور نماز کی نیت بھی نہ کرے اور بعد میں جب طہارت پر قدرت ہو تو ان نمازوں کو دہرائے گا۔ **وأما فاقد الطهورين ففي الفيض وغيره أنه يتشبه عندهما وإليه صح رجوع الإمام وعليه الفتویٰ** (درمختار) **يتشبه أي بالمصلين وجوباً فيركع ويسجد إن وجد مكاناً يابساً الخ، ونقل ط أنه لا يقرأ فيها.** (شامی بیروت ۱/۱۷۰، زکریا ۱/۱۸۵)

ہوائی جہاز کے مسافر کا حکم

ہوائی جہاز کے سفر کے دوران اگر پانی کا نظم ہو (جیسا کہ اکثر جہازوں میں ہوتا ہے) تو وضو کر کے ہی نماز پڑھنی ہوگی، اگرچہ ضرورۃً اعضاءِ وضو کو ایک ایک مرتبہ ہی دھویا جائے؛ لیکن اگر کوئی شخص ایسے جہاز میں سفر کرے جس میں پانی کا بالکل انتظام نہ ہو، اور نہ ہی وہاں تیمّم کی کوئی شکل ہو تو پھر وہ بلا طہارت نمازیوں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے ارکان بجالائے گا، اور بعد میں وضو کر کے اپنی نمازیں دہرائے گا؛ اس لئے کہ وہ بھی فاقد الطہورین ہے۔ **وأما فاقد الطهورين ففي الفيض وغيره أنه يتشبه عندهما وإليه صح رجوع الإمام وعليه الفتویٰ** (درمختار) **يتشبه أي بالمصلين وجوباً فيركع ويسجد إن وجد مكاناً يابساً الخ، ونقل ط أنه لا يقرأ فيها.** (شامی بیروت ۱/۱۷۰، زکریا ۱/۱۸۵)

تیمّم کا طریقہ

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے دونوں ہتھیلیاں مٹی پر ماری جائیں اس کے بعد انہیں پورے چہرے پر پھیر لیا جائے، اس کے بعد دوبارہ ہتھیلیاں مٹی یا غبار پر مار کر کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر پھیرا جائے، اگر انگلیوں میں انگوٹھی پہن رکھی ہو تو اس کو اتار دیں یا آگے پیچھے کر دیں۔

تيـمـم الـخ. مستـوعبـا وجهـه حتـى لوترك شعرة أو وترة منخره لم يجز ويديه فينزع الخاتم والسوار أو يحرك به يفتي مع مرفقيه ...... بضربتين.

(درمختار بيروت ۱/۳۵۵-۳۵۷، زكريا ۱/۴۰۱-۴۰۲، هنديه ۱/۲۶)

دوسرے شخص کا تیمّم کرانا

اگر مریض خود تیمّم نہ کرسکے تو تیمار دار اپنے ہاتھوں سے بھی اس کو تیمّم کراسکتا ہے۔ **بضـربتيـن ولـو مـن غيره (درمختار) وفي الشامي: فلو أمر غيره بأن ييممه جاز بشـرط أن ينوي الآمر.** (شـامـي بيروت ۱/۳۵۷، زكريا ۱/۴۰۲) **وفـعـل غيره بأمره قائم مقام فعله فهو منه في المعنى.** (شامي بيروت ۱/۳۵۷، زكريا ۱/۴۰۳)

بغیر ہاتھ پھیرے تیمّم کی صورت

اگر کسی جگہ گرد وغبار اڑ رہا ہو تو اس درمیان اگر کوئی شخص تیمّم کے ارادے سے اپنے چہرہ اور ہاتھوں کو حرکت بھی دیدے گا تو اس کا تیمّم صحیح ہوجائے گا، باقاعدہ ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ **ولـو انهدم الحائط وظهر الغبار فحرك رأسه ونوى التيمم جاز، والشرط وجـود الـفـعـل منه، أي الشرط في هٰذه الصورة وجود الفعل منه وهو المسح أو التحريك وقد وجد، فهو دليل على أن الضرب غير لازمٍ كما مر.**

(شامي بيروت ۱/۳۵۷، زكريا ۱/۴۰۲-۴۰۳)

اکثر اعضاء زخمی ہونے کی صورت میں تیمّم کا حکم

اگر وضو کے اکثر اعضا یعنی اعضاء اربعہ (چہرہ، دونوں ہاتھ، سر اور دونوں پیر) میں سے تین اعضاء زخمی ہوں تو وہ تیمّم کرے۔ اسی طرح اگر بدن کا اکثر حصہ زخمی ہو تو غسلِ جنابت کے بجائے تیمّم کرنا درست ہوگا؛ لیکن اگر آدھے اعضاء اور آدھا بدن صحیح سلامت ہو تو اب محض تیمّم سے کام نہ چلے گا؛ بلکہ زخمی اعضاء پر تیمّم اور صحیح اعضاء کو دھویا جائے گا، ہاں اگر زخم ایسی جگہ ہو کہ اوپر تندرست حصہ

سے پانی بہانے کی وجہ سے زخمی حصہ کو پانی سے بچانا مشکل ہوتو وہ اوپر کا تندرست حصہ بھی زخم کے حکم میں شمار ہوگا اوراس کی وجہ سے تیمّم کی گنجائش ہوگی۔ تيمم لو كان أكثره أي أكثر أعضاء الوضوء عدداً، وفي الغسل مساحة مجروحاً أو به جدري اعتباراً للأكثر وبعكسه يغسل الصحيح ويمسح الجريح، وكذا إذا استويا غسل الصحيح من أعضاء الوضوء ولا رواية في الغسل ومسح الباقي منها وهو الأصح، لأنه أحوط فكان أولىٰ. (درمختار) وفي الشامي: لكن إذا كان يمكنه غسل الصحيح بدون إصابة الجريح وإلا تيمم، حلية. فلو كانت الجراحة بظهره مثلا وإذا صب الماء سال عليها يكون ما فوقها في حكمها فيضم إليها. (شامي بيروت ۱/ ۳۸۰، زكريا ۱/ ۴۲۹–۴۳۰)

اگر ہاتھ کہنیوں تک کٹے ہوئے ہوں

اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے جوڑ سے کٹے ہوئے ہوں تو جب تیمّم کرے تو کٹنے کی جگہ کا مسح کرے۔ مع مرفقيه فيمسحه الأقطع. (درمختار بيروت ۱/ ۳۵۷، زكريا ۱/ ۴۰۲)

ومن هو مقطوع اليدين من المرفقين إذا تيمم يمسح موضع القطع.

(حلبي كبير ۶۴، هنديه ۱/ ۲۶)

اگر ہاتھ کہنیوں کے اوپر سے کٹے ہوئے ہوں

اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے اوپر سے کٹ گئے ہوں تو تیمّم کرتے وقت اس شخص پر ہاتھوں کا مسح واجب نہیں۔ فلو كان القطع فوق المرفقين لايجب اتفاقاً.

(شامي بيروت ۱/ ۳۵۷، زكريا ۱/ ۴۰۲، هنديه ۱/ ۲۶)

اگر دونوں ہاتھ کٹے ہوں اور چہرہ بھی مجروح ہو

اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ بھی زخمی ہو تو اس سے وضو اور تیمّم سب ساقط ہے، بس وہ اسی حالت میں جیسے بھی ہو نماز ادا کرے گا، اور بعد میں دہرانے کی بھی

ضرورت نہیں۔ **من قطعت يداه ورجلاه وبوجهه جراحة يصلي بلا وضوء ولا تيمم ولا يعيد.** (درمختار بيروت ۱/۱۷۰-۳۵۷، زكريا ۱/۱۸۵-۴۲۳، هنديه ۳۱)

کن چیزوں پر تیمّم کرنا جائز ہے؟

پاک زمین اوراس کی ہراس جنس پر تیمّم کرنا جائز ہے جوآگ میں ڈالنے سے نہ جلے، نہ ڈھلے اور نہ نرم ہو، جیسے پتھر اور ہر قسم کی مٹی۔ اور جو چیزیں آگ میں ڈالنے سے جل جائیں یا پگھل جائیں یا نرم ہوجائیں تو اگر ان پر گرد وغبار نہ ہو تو تیمّم جائز نہ ہوگا، جیسے لوہا، تانبا، سونا، چاندی وغیرہ۔ **يتيمم بطاهر من جنس الأرض كذا في التبيين، كل ما يحترق فيصير رماداً كالحطب والحشيش ونحوها أو ما ينطبع ويلين كالحديد والصفر والنحاس والزجاج وعين الذهب والفضة ونحوها فليس من جنس الأرض وما كان بخلاف ذٰلک فهو من جنسها كذا في البدائع.** (عالمگيرى ۱/۲۶، درمختار ۱/۳۵۸ تا ۳۶۰، زكريا ۱/۴۰۴-۴۰۵)

گرد وغبار پر تیمّم

اگرلوہا یالکڑی وغیرہ پراتنا گرد جم رہاہو کہ اس پر ہاتھ پھیرنے سے گرد کا اثر ظاہر ہوجائے تو اس پر بھی تیمّم درست ہے۔ **ولو أن الحنطة أو الشئ الذى لا يجوز عليه التيمم إذا كان عليه التراب فضرب يده عليه وتيمم ينظر إن كان يستبين أثره بمده عليه جاز وإلا فلا لوجود الشرط خصوصاً في ثياب ذوى الأشغال هو حسنٌ فلذا جزم به الشارح.** (شامى بيروت ۱/۳۶۱، زكريا ۱/۴۰۶-۴۰۷، هنديه ۱/۲۷)

سمینٹڈ دیوار اور ٹائل وغیرہ پر تیمّم

سمینٹ، ٹائل، پتھر، چونا سب زمین کی جنس سے ہیں؛ لہٰذا اگر وہ پاک ہوں تو ان پر تیمّم جائز ہے، اگرچہ ان پر بالکل بھی گرد وغبار نہ ہو۔ **فيجوز كحجر مدقوق أو مغسول، أو**

حائط مطين أو مجصص. (درمختار بيروت ١/ ٣٦٠، زكريا ١/ ٤٠٦) **وبالحجر عليه غبار أو لم يكن بأن كان مغسولا أو أملس.** (عالمگیری ١/ ٢٧) **إذ لا يخفى أن الحجر الأملس جزء من الأرض.** (شامي بيروت ١/ ٣٦٨)

ایک ہی جگہ پر کئی مرتبہ تیمّم کرنے کا حکم

ایک ہی مٹی پر بار بار تیمّم کرنا درست ہے، تیمّم کرنے سے مٹی مستعمل نہیں ہوتی۔ وفی **الولوالجية: إذا تيمّم مراراً من موضع واحدٍ جاز لأن التراب لايصير مستعملاً، لأن المستعمل ما التزق بيده وهو كفضل ماءٍ في الإناء.** (تاتارخانيه كراچی ١/ ٢٤٢، تاتارخانية زكريا ١/ ٢٨١ رقم: ٣٧٨، هنديه ١/ ٣١)

تیمّم سے ظاہری نجاست پاک نہیں ہوتی

تیمّم سے صرف نجاستِ حکمیہ رفع ہوتی ہے، اس سے ظاہری نجاست دور نہیں ہوسکتی؛ لہٰذا اگر بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو تو تیمّم کرنے سے وہ رفع نہ ہوگی۔ **تطهير النجاسة واجبة من بدن المصلي……، ويجوز تطهيرها بالماء وبكل مائع طاهر.** (هدايه ١/ ٧١ باب الأنجاس، حلبي كبير ١٧٧ باب الأنجاس، فتاویٰ محموديه ڈابهيل ٥/ ١٩٠)

تیمّم کے درمیان حدث لاحق ہوجائے

اگر زمین پر ضرب لگانے کے بعد مسح کرنے سے پہلے حدث لاحق ہوجائے تو اب ان ہاتھوں سے مسح نہ کرے؛ بلکہ از سر نو دوبارہ ضرب لگا کر ہی مسح کرے۔ **لو ضرب يديه فقبل أن يمسح أحدث لا يجوز المسح بتلك الضربة كما لو أحدث في الوضوء بعد غسل بعض الأعضاء.** (هنديه ١/ ٢٦)

تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

تیمّم ہر حدث سے ٹوٹ جاتا ہے، نیز جس عذر کی وجہ سے تیمّم کرنا جائز ہے اس عذر کے زائل ہونے سے بھی تیمّم باقی نہیں رہتا۔ **وناقضه ناقض الأصل ولو غسلاً الخ. ولو قال**

وكذا زوال ما أباحه أى التيمم لكان أظهر وأخصر. (درمختار بيروت ۱/۳۷۷-۳۷۹، زكريا ۱/۴۲۵-۴۲۸، ومثله فى البحر ۱/۱۵۲)

پانی پر قدرت کی وجہ سے تیمّم کا ٹوٹنا

اگر پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا تو بعد میں جب بھی ضرورت کے بقدر پانی پر قدرت ہوجائے تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ **وقدرة ماء ولو إباحة فى صلوة كاف لطهره ولو مرةً مرة فضل عن حاجته الخ.** (درمختار بيروت ۱/۳۷۸، زكريا ۱/۴۲۷)

ٹھنڈک یا مرض ختم ہونے سے نقض تیمّم

اگر مرض یا شدید ٹھنڈک کی وجہ سے تیمّم کیا تھا پھر مرض جاتا رہا یا ٹھنڈک ختم ہوگئی تو بھی پہلا تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ **فإن المريض إذا تيمم للمرض ثم زال مرضه انتقض تيممه كما صرح به قاضى خان فى فتاواه، ومن تيمم للبرد ثم زال البرد انتقض تيممه كما صرح به فى المبتغىٰ.** (البحرالرائق ۱/۱۵۲)

ایک عذر کے بعد دوسرا عذر پیش آنا

اگر کسی شخص نے پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمّم کیا پھر پانی تو مل گیا مگر ٹھنڈک اتنی شدید ہوگئی کہ پانی کا استعمال خطرناک ہے یا اس کے برعکس صورت پیش آئی کہ پہلے ٹھنڈک کی وجہ سے تیمّم کیا تھا پھر ٹھنڈک تو زائل ہوگئی مگر پانی ناپید ہوگیا، تو ان دونوں صورتوں میں پہلا تیمّم ٹوٹ جائے گا، اور نئے عذر کی وجہ سے ازسرنو تیمّم کرنا ہوگا۔ **فإذا تيمم لفقد الماء ثم مرض ثم وجد الماء بعده لا يصلى بالتيمم السابق لأنه كان لفقد الماء، والاٰن هو واجد له فبطل تيممه لزوال ما أباحه وإن كان له مبيح اٰخر فى الحال.** (شامى بيروت ۱/۳۵۶، زكريا ۱/۴۰۱)

کس تیمّم سے نماز پڑھنا صحیح ہے؟

نماز پڑھنا جس تیمّم سے جائز ہے اس کے لئے شرط ہے کہ درج ذیل تین نیتوں میں سے

کوئی ایک نیت کی جائے:(۱) طہارتِ کاملہ (۲) یا نماز پڑھنے کا جواز (۳) یا ایسی عبادتِ مقصودہ کی انجام دہی جو بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی۔ **ويشترط لصحة نيّة التيمم للصلوٰة به أحد ثلاثة أشياء: إمَّا نية الطهارة أو استباحة الصلوة أو نية عبادة مقصودة لاتصح بدون طهارةٍ.** (نور الإيضاح ٤٠-٤١)

عبادتِ غیر مقصودہ کے تیمّم سے نماز جائز نہیں

جو تیمّم عبادتِ غیر مقصودہ کے لئے یا ایسی عبادت کے لئے کیا جائے جس کے لئے وضو شرط نہیں ہے، مثلاً زبانی قرأتِ قرآن کے لئے، تو اس تیمّم سے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اسی طرح جو تیمّم صرف قرآنِ مجید چھونے کی نیت سے کیا جائے (اس میں طہارت کاملہ کی نیت شامل نہ ہو) تو اس سے بھی نماز پڑھنا درست نہیں۔ **ولوتيمم لقرأة القرآن عن ظهر القلب أو عن المصحف – إلى قوله – وصلى بذٰلك التيمم، قال عامّة العلماء لا يجوز.** (هنديه ١/٢٦)

نمازِ جنازہ فوت ہونے کے خطرہ سے کئے گئے تیمّم کا حکم

اگر کسی شخص نے نمازِ جنازہ فوت ہونے کے خطرہ سے تیمّم کیا جب کہ پانی موجود ہے تو اس تیمّم سے دوسری کوئی نماز پڑھنا درست نہیں ہے، ہاں اگر اسی وقت فوراً دوسرا جنازہ آجائے اور اتنا وقت نہ ہو کہ وضو کر کے اسے ادا کیا جاسکے تو اس صورت میں پہلے تیمّم سے دوسری نماز جنازہ پڑھنا بھی درست ہوگا۔ **وأما عند وجوده (أي الماء) إذا خاف فوتها فإنما تجوز به الصلوة على جنازة أخرىٰ إذا لم يكن بينهما فاصل كما مرّ، ولا يجوز به غيرها من الصلوات.** (شامی بیروت ١/٣٦٦، زکریا ١/٤١٣، هندیه ١/٣١، حلبی کبیر ٨٣-٨٤، نفع المفتی والسائل ١٤)

○❖○

موزوں پر مسح کا بیان

مسح علی الخفین کی مشروعیت

قرآنِ پاک میں آیتِ وضو﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ ﴾ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں پیروں کا دھونا ضروری ہے؛ لیکن صحیح احادیث سے شہرت کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرائط کے ساتھ خفین پر مسح کرنے کی نہ صرف اجازت دی؛ بلکہ خود عمل بھی فرمایا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر کے دوران وضو فرمایا اور میں آپ پر پانی ڈال رہا تھا، آپ نے ایسا شامی جبہ زیب تن فرما رکھا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں، جس کی بنا پر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دامن کے نیچے سے باہر نکالے اور آپ نے خفین پر مسح فرمایا، تو میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت پیر دھونا بھول گئے؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَلْ أَنْتَ نَسِيْتَ، بِهٰذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ. بلکہ تم ہی بھول گئے، مجھے میرے رب نے اسی (خفین پر مسح کرنے کا) حکم دیا ہے۔

(بخاری شریف حدیث: ۱۹۶، مسلم شریف حدیث: ۴۰۶، المحیط البرہانی ۳۳۹/۱)

اسی طرح حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے بھی مسح علی الخفین کی روایت مشہور ہے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے بیان پر بہت خوش ہوتے تھے؛ اس لئے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سورۂ مائدہ کی آیت وضو کے نزول کے بعد ہی دولت اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ (بخاری شریف حدیث: ۳۸۷، مسلم شریف حدیث: ۴۰۱، المحیط البرہانی ۳۳۹/۱)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے ۷۰/ ایسے صحابہ سے ملاقات کی ہے جو سب کے سب مسح علی الخفین کو جائز قرار دیتے تھے۔ (المحیط البرہانی ۳۳۹/۱، حلبی کبیر ۱۰۴)

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میرے سامنے مسح علی الخفین کا جواز روزِ روشن کی طرح عیاں نہیں ہوگیا میں نے اس کے جواز کا قول نہیں کیا۔ (المحیط البرہانی ۳۳۹/۱)

مسح علی الخفین اہلِ سنت والجماعت کا امتیازی عقیدہ ہے

شیعہ فرقۂ امامیہ کے لوگ مسح علی الخفین کو نہیں مانتے؛ بلکہ وہ بلاخفین پیروں پر مسح کے قائل ہیں، اس کے برخلاف اہلِ سنت والجماعت موزے نہ ہونے کی حالت میں پیروں کو دھونا ضروری قرار دیتے ہیں، اور موزوں کی حالت میں مسح کے قائل ہیں۔ (نووی علی مسلم فی شرح حدیث: ۲۴۱، تحفۃ الالمعی ۱/۳۵۸) اسی لئے مسح علی الخفین کے جواز کو اہل سنت والجماعت کی امتیازی علامتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت والجماعت کی علامات کیا ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا:

أَنْ تُحِبَّ الشَّيْخَيْنِ وَلَا تَطْعَنَ فِيْ الْخَتَنَيْنِ وَتَمْسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

(المحیط البرھانی ۱/۳۳۹)

یہ کہ تم حضراتِ شیخین (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھو، اور دونوں دامادوں (حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما) کے بارے میں زبان درازی نہ کرو، اور خفین پر مسح کیا کرو۔

امام کرخیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص خفین پر مسح کا قائل نہ ہو اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔ (المحیط البرہانی ۱/۳۳۹) اس لئے کہ مسح کے جواز کی روایات شہرت وتواتر کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہے جن کا انکار موجبِ کفر ہے۔

ذیل میں مسح علی الخفین وغیرہ کے متعلق منتخب مسائل پیش کئے جاتے ہیں:

موزوں پر مسح صحیح ہونے کی شرطیں

خفین (چمڑے کے موزوں) پر مسح صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں: (۱) ٹخنوں سمیت وہ پورے قدم کو چھپالیں (۲) وہ قدم کی ہیئت پر بنے ہوئے اور پیر سے ملے ہوئے ہوں (۳) وہ اتنے مضبوط ہوں جنہیں پہن کر جوتے کے بغیر ایک فرسخ (تین میل شرعی جس کی مسافت ۵ رکلومیٹر ۴۸۶ رمیٹر ۴۰ رسینٹی میٹر ہوتی ہے۔ مستفاد: ایضاح المسائل ۷۰) پیدل چلا جاسکتا ہو (۴) وہ پیروں پر بغیر باندھے رک سکیں (۵) اتنے دبیز ہوں کہ پانی کو پیروں تک نہ پہنچنے دیں (۶) ان میں سے کسی موزہ میں اتنی پھٹن نہ ہو جو مسح سے مانع ہو (۷) طہارتِ کاملہ پر پہنا جائے (۸) وہ طہارت تیمّم سے حاصل نہ کی گئی ہو (۹) مسح کرنے والا جنبی نہ ہو (۱۰) اگر پیر کٹا ہوا شخص مسح کرنا چاہے تو یہ شرط ہے کہ کم از کم ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر اس کے قدم کا اوپری حصہ باقی ہو۔ ویشترط

لجواز المسح على الخفين سبعة شرائط الخ. (مراقی الفلاح ٦٩) **قلت: ويزاد كون الطهارة المذكورة غير التيمم وكون الماسح غير جنب** (شامی بیروت ۳۸۵/۱، زکریا ۴۳۷/۱) **والثانی كونه مشغولاً بالرجل ليمنع سراية الحدث.**

(درمختار بیروت ۳۸۷/۱، زکریا ۴۳۹/۱)

مسح کرنے کا طریقہ

خفین پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں تر ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر موزوں کے اگلے ظاہری حصہ سے اوپر پنڈلیوں کی طرف خط کھینچ دیا جائے، اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی شامل کرلے تو بہتر ہے۔ (اگر اس کے خلاف مسح کیا مثلاً پنڈلی سے انگلیوں تک خط کھینچا یا پیر کی چوڑائی میں مسح کیا تو مسح تو ہوجائے گا؛ لیکن خلافِ سنت ہوگا) **والسنة أن يخط خطوطاً بأصابع يدٍ مفرّجةٍ قليلاً يبدأ من قبل أصابع رجله متوجهاً إلى أصل الساق الخ. (درمختار) وإن وضع الكفين مع الأصابع كان أحسن.** (شامی بیروت ۳۹۲/۱، زکریا ۴۴۸/۱، هندیه ۳۳/۱) **ولو وضع يديه من قبل الساق ومدهما إلى رؤس الأصابع جاز لحصول الفرض، وكذا لو مسح عليهما عرضاً جاز أيضاً الخ.** (حلبی کبیر ۱۰۹-۱۱۰)

ایک انگلی سے مسح

اگر ایک موزہ پر صرف ایک انگلی کو ایک ہی جگہ تین مرتبہ کھینچ دیا جائے تو مسح صحیح نہ ہوگا، ہاں اگر انگلی کو تین مرتبہ تر کرکے تین علیحدہ علیحدہ جگہ پر کھینچا جائے تو مسح درست ہوجائے گا۔ **ولو مسح بإصبع واحدة من غير أن يأخذ ماءً جديداً لا يجوز، ولو مسح بها ثلاث مرات في ثلاثة مواضع وأخذ لكل مرة ماءً جديداً جاز.** (هندیه ۳۲/۱-۳۳، المحيط البرهانی ۳۴۰/۱)

تلوے کی جانب سے مسح کا اعتبار نہیں

خفین میں نیچے تلوے کی طرف یا صرف ایڑیوں کی طرف مسح کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ **ولو**

مسح علی باطن خفيه أو من قبل العقبين أو من جوانبهما أی جوانب الرجلين لا يجوز مسحه. (حلبی کبير ۱۱۰)

مسح کے بجائے تر گھاس پر چلنا

اگر کوئی شخص خفین پر مسح کرنے کے بجائے ایسی گھاس پر ٹہلے جو پاک پانی سے تر ہو، جس کی وجہ سے موزوں کا ظاہری اوپری حصہ پانی سے بھیگ جائے تو اس سے بھی مسح علی الخفین کا وظیفہ ادا ہوجائے گا۔ **وإذا لم يمسح علی خفيه ولكن مشیٰ فی الحشيش فابتل ظاهر خفيه ببلل الحشيش إن كان الحشيش مبتلاً بالماء أو بالمطر يجزءه بالإجماع.**

(المحیط البرهانی ۱/۳٤۱)

کسی دوسرے شخص سے مسح کرانا

اگر کوئی شخص خفین پر خود مسح کرنے کے بجائے دوسرے شخص سے مسح کرالے تو بھی مسح درست ہوجائے گا۔ **ولو أمر انساناً حتی مسح علی خفيه جاز لحصول المقصود وهو إيصال البلة.** (المحیط البرهانی ۱/۳٤۱)

چمڑا چڑھے ہوئے موزوں پر مسح

اگر باریک سوتی یا اونی موزوں کو مجلد (پورے قدم کے بقدر چمڑا چڑھا ہوا) کرایا جائے تو ان پر مسح کرنا بالاتفاق درست ہے؛ اس لئے کہ چمڑہ چڑھانے کے بعد وہ خف ہی بن جاتا ہے۔ **قال الشامی بحثاً: ويؤخذ من هٰذا ومما قبله أنه لو كان محل المسح وهو ظهر القدم مجلداً مع أسفله أنه يجوز المسح عليه كما قدمناه عن سيد عبد الغنی فی الخف الحنفی المخيط بالشخشير.** (شامی بیروت ۱/۳۹٦، زکریا ۱/٤٥۳)

چمڑے کے پائے تابہ والے موزوں پر مسح

اگر باریک سوتی یا اونی موزوں کو صرف منعل کرایا یعنی تلوے اور اوپر نیچے کا پائے تابہ

چمڑے کا بنوا کر سلوالیا تو اس پر مسح کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف رہا ہے، عدم جواز کا قول احوط ہے۔

(امداد الفتاویٰ حاشیہ ۱/۵۷ تا ۷۷، احسن الفتاویٰ ۲/۶۵، اس سلسلہ کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: تحفۃ الالمعی ۱/۳۶۷ تا ۳۶۹، افادات: حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم)

دبیز موزوں (اونی، سوتی) پر مسح

اگر سوتی یا اونی موزے مجلد یا منعل نہ ہوں؛ لیکن اتنے دبیز ہوں کہ انہیں پہن کر تین میل چلا جا سکے اور ان میں پانی نہ چھن سکے اور بلا کسی ذریعہ (لاسٹک وغیرہ) کے پنڈلی پر ٹک سکیں، نیز انہیں پہن کر پیر کا اندرونی حصہ باہر سے نظر نہ آئے، تو ایسے دبیز اور موٹے موزوں پر مسح کرنا درست ہے۔ **أو جوربيه ولو من غزل أوشعر الثخينين بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على الساق بنفسه ولا يُرٰى ما تحته ولا يشف إلاَّ أن ينفذ إلى الخف.**

(درمختار بیروت ۱/۳۹٤-۳۹٥، زکریا ۱/٤٥١-٤٥٢)

پلاسٹک اور فوم کے موزوں پر مسح

پلاسٹک اور فوم کے موزے اگر اتنے دبیز ہوں کہ انہیں پہن کر تین میل چلا جا سکے، اور دیگر شرائط بھی ان میں پائی جائیں تو ان پر مسح کرنا درست ہوگا۔ **أو جوربيه ولو من غزل أو شعر الثخينين بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على الساق بنفسه ولا يُرٰى ما تحته ولا يشف إلاَّ أن ينفذ إلى الخف.** (درمختار بیروت ۱/۳۹٤-۳۹٥، زکریا ۱/٤٥١-٤٥٢)

مروجہ سوتی اور نائیلون کے موزوں کا حکم

آج کل استعمال ہونے والے نائیلون اور سوتی واونی موزوں پر مسح بالکل جائز نہیں؛ اس لئے کہ ان میں جواز کی شرائط نہیں پائی جاتیں؛ لہٰذا وضو کے وقت ان کو اتار کر پیروں کو دھونا لازم ہے۔ **منها ما يكون من غزل وصوفٍ، ومنها ما يكون من غزل الخ. فالأول لا يجوز المسح عليه عندهم جميعاً، وأما الثاني فإن كان رقيقاً لا يجوز المسح عليه بلا خلافٍ.** (المحيط البرهاني ۱/۳٤٤)

خفین کے نیچے اونی یا سوتی موزے

اگر چمڑے کے موزوں کے نیچے باریک اونی یا سوتی موزے پہن رکھے ہیں تو بھی چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے۔ **یعلم منه جواز المسح علی خف لبس فوق مخیط من کرباس أو جوخ أو نحوهما مما لا یجوز علیه المسح.** (منحة الخالق علی البحر الرائق ۱/۱۸۱)

باریک موزے تہ بتہ پہننے کے بعد مسح کا حکم

اگر باریک سوتی یا اونی موزے تہ بتہ پہن رکھے ہوں تو ان پر مسح کرنے کی اجازت نہیں۔ **وإذا لبس الجرموقین فإن لبسهما وحدهما فإن کانا من کرباس أو ما یشبه لا یجوز المسح علیهما.** (هندیه ۱/۳۲)

خفین کے اوپر سے اونی موزہ پہننا

اگر کسی شخص نے خفین کے اوپر سوتی یا اونی موزے چڑھا رکھے ہیں تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ باریک ہیں یا دبیز؟ اگر اتنے ہلکے ہیں کہ ان پر مسح کرنے سے تراوٹ چمڑے کے موزوں تک پہنچ جائے تو ان کے اوپر سے مسح کرنا کافی ہے، اور اگر اس قدر دبیز ہیں کہ اوپر کے مسح کا اثر نیچے خفین تک نہ پہنچے (جیسا کہ عام موزوں میں ہوتا ہے) تو ان موزوں پر مسح درست نہ ہوگا۔ **وإن لبسهما فوق الخفین فإن کانا من کرباسٍ أو ما یشبه الکرباس لا یجوز المسح علیهما کما لو لبسا علی الانفراد إلا أن یکونا رقیقین یصل البلل إلی ما تحتهما.**

(المحیط البرهانی ۱/۳٤٥)

مسح کی مدت

مقیم کے لئے ایک دن رات (۲۴ر گھنٹے) اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات (۷۲ر گھنٹے) تک خفین پر مسح کی اجازت ہے، اور اس مدت کی ابتدا پہننے کے وقت سے نہیں ہوگی؛ بلکہ پہلی

مرتبہ حدث لاحق ہونے کے وقت سے ہوگی۔ **یوماً ولیلةً لمقیم، وثلاثة أیام ولیالیها لمسافر، وابتداء المدة من وقت الحدث.** (درمختار بیروت ۱/۳۹۷، زکریا ۱/۴۵۶، هندیه ۱/۳۳)

مسح کی مدت کی ابتدا کب سے؟

موزوں پر مسح کی مدت کی ابتدا موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ حدث لاحق ہونے کے وقت سے ہوگی، مثلاً کسی شخص نے آٹھ بجے کامل طہارت کے ساتھ موزہ پہنا اس کے بعد گیارہ بجے اس کو پہلی مرتبہ حدث لاحق ہوا، تو اس کی مدت کی ابتدا گیارہ بجے سے ہوگی۔ **وابتداء المدة یعتبر من وقت الحدث عند علمائنا رحمهم الله تعالیٰ.** (المحیط البرهانی ۱/۳۵۱)

حدثِ اول سے قبل خفین اتار دینا

بحالتِ طہارت خفین پہننے کے بعد ابھی کوئی حدث پیش نہیں آیا تھا کہ خفین اتار دئے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا؛ کیوں کہ ابھی مسح کی مدت شروع ہی نہیں ہوئی ہے۔ **واعلم بأن خلع الخفین قبل انتقاض الطهارة التي لبس بها الخفین لا یضره وإن تکرر؛ لأن الطهارة قائمة، وخلع الخفین لیس بحدث.** (حاشیه چلپی علی تبیین الحقائق قدیم ۱/۵۰، البحر الرائق زکریا ۱/۲۹۷)

مدتِ مسح ختم ہونے پر کیا کرے؟

جس شخص کے مسح کی مدت ختم ہوجائے اور وہ باوضو ہو تو اس کے لئے یہ کافی ہے کہ موزے اتار کر صرف پیر دھولے، بقیہ وضو دہرانا اس پر لازم نہیں۔ **قال في الأصل: إذا انقضیٰ وقت المسح ولم یحدث في تلک الساعة فعلیه نزع خفیه وغسل رجلیه ولیس علیه إعادة بقیة الوضوء.** (المحیط البرهانی ۱/۳۵۲)

مسح کرنے والا مقیم مسافر ہوجائے

اگر مسح کرنے والا مقیم ۲۴ر گھنٹے پورا ہونے سے پہلے مسافر شرعی ہوجائے، تو اس کے لئے

۷۲ر گھنٹے تک مسح کرنے کی اجازت ہوگی۔ **مقيم سافر في مدة الإقامة يستكمل مدة السفر.** (هنديه ۱/ ۳۳، درمختار بيروت ۱/ ٤٠٥، زكريا ١/ ٤٦٦، المحيط البرهاني ١/ ٣٥٢)

مسح کرنے والا مسافر مقیم ہوجائے

اگر حالتِ سفر میں مسح شروع کیا اور ۲۴ر گھنٹے سے پہلے مقیم ہوگیا تو ۲۴ر گھنٹے پورے ہونے تک مسح کی گنجائش ہوگی، اور اگر ۲۴ر گھنٹے پورے ہونے کے بعد مقیم ہوا ہے، تو اب حالتِ اقامت میں اس کے لئے آگے مسح کرنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ موزے اتار کر پیر دھونے ضروری ہوں گے۔ **والمسافر إذا أقام بعد ما استكمل مدة الإقامة ينزع خفيه ويغسل رجليه، وإن أقام قبل استكمال مدة الإقامة يتم مدتها كذا في الخلاصة.** (هنديه ١/ ٣٤، شامی بيروت ١/ ٤٠٥، زكريا ١/ ٤٦٨، المحيط البرهاني ١/ ٣٥٢)

مسح کو توڑنے والی چیزیں

درج ذیل صورتوں میں مسح علی الخفین ٹوٹ جائے گا: (۱) نواقض وضو (بول و براز وغیرہ) اس صورت میں نیا وضو کرتے وقت دوبارہ مسح کرنا ہوگا، اور آگے کی صورتوں میں موزہ اتار کر پیر دھونا ضروری ہے صرف مسح کافی نہیں (۲) پورے موزہ کا اتار دینا یا پیر کا اکثر حصہ باہر آجانا (۳) مسح کی مقررہ مدت کا گذر جانا (۴) موزہ پہنے ہوئے کسی ایک پیر کے اکثر حصہ تک موزہ کے اندر ہی پانی پہنچ جانا (۵) پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر موزہ کا پھٹ جانا۔ **وناقضه ناقض الوضوء الخ، ونزع خف ولو واحداً ومضيّ المدة الخ، وخروج أكثر قدميه من الخف الشرعي وكذا إخراجه نزع في الأصح الخ، وينتقض أيضاً بغسل أكثر الرجل فيه لو دخل الماء خفه، وصححه غير واحد الخ.** (درمختار بيروت ١/ ٤٠١-٤٠٤، زكريا ١/ ٤٦٢-٤٦٥) **والخرق الكبير وهو قدر ثلاث أصابع القدم الأصاغر يمنعه.** (تنوير الابصار مع الدر بيروت ١/ ٣٩٩، زكريا ١/ ٤٥٩)

خفین میں کتنی پھٹن کا اعتبار ہے؟

خفین اگر تین چھوٹی انگلیوں یا اس سے زائد کے بقدر پھٹ جائیں تو ان پر مسح جائز نہیں رہتا، اور اگر تین انگلیوں کی مقدار سے کم پھٹا ہو تو اس پر مسح درست ہے۔ **والكثير أن ينكشف قدر ثلاث أصابع الرجل أصغرها هو الصحيح.** (هدايه ١/٥٨) **والحد الفاصل بين القليل والكثير وقدر ثلاث أصابع، فإن كان الخرق قدر ثلاث أصابع منع وإلا فلا.** (بدائع الصنائع زكريا ١/٩٦)

اگر موزہ کئی جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹا ہو

اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹا ہوا اور وہ پھٹن پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے بقدر پہنچ جائے تو مسح کرنا درست نہ ہوگا، اور اگر دونوں موزے تھوڑے تھوڑے اس طرح پھٹے ہوں کہ دونوں کو ملا کر پھٹن تین انگلیوں کے بقدر ہو جاتی ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، ان پر مسح کرنا درست رہے گا۔ **وتجمع الخروق في خف واحد لا فيهما.**

(درمختار بيروت ١/٤٠٠، زكريا ١/٤٦٠، المحيط البرهاني ١/٣٤٨)

زخم پر مسح کے مسائل

زخم پر مسح

اگر کسی شخص کا کوئی حصہ بدن زخمی ہوگیا اور اس کے لئے پانی نقصان دہ ہوتو اس پر تر ہاتھ سے مسح کرلے اگر یہ بھی نقصان دہ ہوتو معاف ہے مسح کی بھی ضرورت نہیں۔ **فی أعضائه شقاق غسله إن قدر وإلا مسحه وإلا تركه.** (درمختار بیروت ۱۹۵/۱، زکریا ۲۱۷/۱، عالمگیری ۳۵/۱، المحیط البرھانی ۳۶۲/۱)

زخم کی پٹی پر مسح

اگر زخم کے منہ پر دوا لگا کر پٹی باندھ دی گئی ہو یا پھایہ رکھ دیا گیا ہو، اب اگر وضو کرتے وقت پٹی کے کھولنے اور پھایہ کے ہٹانے میں تکلیف ہو اور پانی زخم کے لئے مضر ہو تو پٹی اور پھایہ پر وضو کے وقت مسح کرنا جائز ہے، چاہے پٹی باوضو باندھی گئی ہو یا بلا وضو۔ **ویمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابة مع فرجتها فی الأصح إن ضرّه الماء.** (درمختار بیروت ۴۰۸/۱، زکریا ۴۷۱/۱)

پلاستر پر مسح

ہڈی ٹوٹنے پر جو پلاستر چڑھایا جاتا ہے وہ بھی پٹی کے حکم میں ہے اس کے اوپر مسح کرنا جائز ہے۔ **وإذا تکسر عضو من أعضائه وهو محدث فشد علیه العصابة ثم توضأ ومسح علی العصابة جاز؛ لأن المسح علی العصابة بمنزلة غسل ما تحتها.**

(المحیط البرھانی ۳۶۱/۱، درمختار بیروت ۴۰۵/۱، زکریا ۴۶۸/۱، هندیه ۳۵/۱)

زخم اچھا ہونے پر پٹی گر جائے

زخم کی پٹی اگر اچھا ہونے سے پہلے گرگئی تو دوبارہ پٹی باندھنے پر از سرنو مسح کرنا ضروری نہیں؛ اس لئے کہ عذر باقی ہے، ہاں اگر زخم اچھا ہونے کے بعد پٹی گرگئی یا کھول لی گئی تو اب زخم یعنی پٹی کے نیچے کے حصہ کا دھونا ضروری ہوگا اور پٹی ہٹنے کی وجہ سے سابقہ مسح باطل ہو جائے گا۔ **وإذا سقطت الجبائر لا عن برءٍ لا يلزمه الغسل أصلاً، وإن سقطت عن برءٍ يجب غسل ذٰلک الموضع خاصةً.** (المحیط البرهانی ۱/ ۳٦۱، درمختار بیروت ۱/ ٤٠٩، زکریا ۱/ ٤٧٢)

پٹی بدلنے پر مسح کا اعادہ مستحب ہے

اگر کسی شخص نے زخم پر دوہری پٹی باندھ رکھی تھی اس میں سے اوپر والی پٹی کھول لی، یا دوا لگانے کے لئے دوسری پٹی بدلی تو مسح کا اعادہ ضروری نہیں؛ البتہ مستحب ہے کہ اوپر کی پٹی ہٹانے کے بعد والی پٹی پر مسح کرلیا جائے، اسی طرح نئی بدلی گئی پٹی پر بھی نیا مسح کرنا مستحب ہے۔ **ولو بدّلها بأخرىٰ أو سقطت العليا لم يجب إعادة المسح بل يندب.**

(درمختار بیروت ۱/ ٤٠٧، زکریا ۱/ ٤٧٠، عالمگیری ۱/ ۳٥)

پٹی کے نیچے آنے والے زائد حصہ کا حکم

اگر زخم ایسی جگہ واقع ہے کہ اس پر پٹی باندھنے میں زخم کے اصل حصہ کے علاوہ بدن کا کچھ اور حصہ بھی چھپ جاتا ہے تو اس پورے حصہ پر مسح ضرورۃً جائز ہے۔ **قوله علىٰ كل عصابة ''أي علىٰ كل فرد من أفرادها، سواء كانت عصابة تحتها جراحة وهي بقدرها أو زائدة عليها كعصابة المفتصد الخ.** (شامی بیروت ۱/ ٤٠٨، زکریا ۱/ ٤٧١)

❍❖❍

معذور کے احکام

معذورِ شرعی کون؟

شرعاً معذور اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں نقضِ وضو کا سبب اس تسلسل سے پایا جائے کہ اسے کسی ایک نماز کے پورے وقت میں طہارت کے ساتھ فرض نماز ادا کرنے کا موقع بھی نہ مل سکے، مثلاً نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہو یا ناسور سے خون جاری رہتا ہو، یا عورت مستحاضہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ اگر ایک نماز کے پورے وقت میں یہ کیفیت پائی گئی تو اسے معذور قرار دیں گے اور اس کے بعد ہر پورے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ جب تک وہ عذر پایا جاتا رہے گا وہ معذور برقرار رہے گا، اور اگر آئندہ کوئی پورا وقت اس عذر سے خالی پایا گیا تو وہ شخص معذورِ شرعی کے حکم سے خارج ہو جائے گا۔ **وصاحب عذر من به سلس بول لايمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة – إلى قوله – إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لايجد في جميع وقتها زمناً يتوضأ ويصلي فيه خالياً عن الحدث ولو حكماً.** (درمختار بیروت ۴۳۷/۱، زکریا ۵۰۴/۱) **وإذا انقطع الدم ونحوه من الأعذار وقتاً كاملاً يخرج من أن يكون صاحب عذرٍ.** (حلبی کبیر ۱۳۶)

معذور کا حکم

معذور کا حکم یہ ہے کہ وہ نماز کے ہر وقت کے لئے مستقل وضو کرے گا پھر اس وضو سے وقت کے اندر اندر جتنی بھی چاہے نماز پڑھ سکتا ہے؛ البتہ اگر اس عذر کے علاوہ کوئی دوسرا ناقض پیش آئے تو دوبارہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔ **وحكمه الوضوء الخ، لكل فرض – إلى قوله – ثم يصلي به فيه**

فرضاً ونفلاً. (درمختار بیروت ۴۳۸/۱، زکریا ۵۰۵/۱)

معذور کا وقت سے پہلے وضو کرنا

معذور شخص نے کسی نماز کے وقت سے پہلے (دوسری نماز کے وقت میں) وضو کرلیا تو اس وضو سے اگلے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں؛ اس لئے کہ وقت نکلنے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ **وصاحب عذرٍ الخ، وحکمه الوضوء الخ، لکل فرض اللام للوقت – إلی قوله – فإذا خرج الوقت بطل. (درمختار) أفاد أن الوضوء إنما یبطل بخروج الوقت فقط لا بدخوله خلافاً لزفر الخ.** (شامی بیروت ۴۳۸/۱-۴۳۹، زکریا ۵۰۵/۱)

اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز

جو شخص شرعاً معذور ہو وہ اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے، جب کہ اس دوران کوئی نیا ناقض پیش نہ آیا ہو (کیوں کہ اشراق سے زوال تک کا وقت کسی خاص نماز کے لئے متعین نہیں) **وأفاد أنه لو توضأ بعد الطلوع ولو لعید أو ضحی لم یبطل إلّا بخروج وقت الظهر.** (درمختار بیروت ۴۳۹/۱، زکریا ۵۰۶/۱)

نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عذر پیش آیا

اگر وقت شروع ہونے کے بعد کوئی ایسا زخم ہوگیا جس سے خون بند نہ ہو رہا ہو تو ایسا شخص آخری وقت تک انتظار کے بعد وضو کرکے نماز پڑھ لے گا، دوسری نماز کے پورے وقت میں بھی خون جاری رہا تو پہلی نماز کا اعادہ ضروری نہیں؛ کیوں کہ عذر متحقق ہوگیا، اور اگر پورے وقت خون جاری نہیں رہا تو پہلی نماز کا اعادہ لازم ہے؛ کیوں کہ یہ شخص معذور شرعی نہیں بنا۔ **ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر إلی اٰخره، فإن لم ینقطع یتوضأ ویصلی ثم إن انقطع فی أثناء الوقت الثانی یعید تلک الصلوة، وإن استوعب الوقت الثانی لا یعید لثبوت العذر حینئذ من وقت العروض.** (شامی بیروت ۴۳۸/۱، زکریا ۵۰۵/۱)

نیاعذر پیش آنے سے نقضِ وضو

اگر معذورِ شرعی نے سابقہ عذر رہتے ہوئے وضو کرلیا تھا پھر نئے عذر میں مبتلا ہوگیا، مثلاً دوسرا زخم بہنے لگا تو اس کی وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **ثم طرأ علیه حدث اٰخر بأن سال أحد منخریه أو جرحیه أو قرحتیه ولو من جدری ثم سال الاٰخر فلا تبقی طهارته.** (درمختار بیروت ۱/۴٤٠، زکریا ۱/۵۰۷-۵۰۸)

خروجِ ریاح کے مریض کا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

جو شخص ریاح بے قابو ہونے کی وجہ سے معذور ہوگیا ہو اس کے حق میں نوم (سونا) ناقضِ وضو نہیں ہے (اس لئے کہ نوم بذاتِ خود موجبِ نقض نہیں؛ بلکہ خروجِ ریاح کے غلبۂ ظن کی بنا پر اسے ناقض قرار دیا گیا ہے، اور جب یہ شخص نفسِ خروجِ ریاح ہی میں معذور ہے تو اس کے حق میں خروجِ ریاح کے اندیشہ کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔) **والأحسن ما فی فتاویٰ ابن الشلبی حیث قال: سئلت عن شخص به انفلات ریح هل ینقض وضوءه بالنوم؟ فأجبت بعدم النقض، بناء علی ما هو الصحیح من أن النوم نفسه لیس بناقض، وإنما الناقض ما یخرج.**

(شامی بیروت ۱/۲٤٣، زکریا ۱/٢٧٠)

قطرہ کے مریض کے لئے طہارت کا آسان طریقہ

جس شخص کو پیشاب کے بعد دیر تک قطرہ آتا رہتا ہو اسے چاہئے کہ پیشاب سے فراغت پر سوراخ کے اندر کوئی چیز مثلاً روئی وغیرہ رکھ لے؛ تاکہ اس کے اندرونی حصہ سے پیشاب باہر نہ آنے پائے؛ اس لئے کہ جب تک پیشاب کا قطرہ باہر نہ آئے گا اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن روزے کی حالت میں اس عمل کو نہ کرنا اولیٰ ہے۔ **قلت: ومن کان بطئ الاستبراء فلیفتل نحو ورقة مثل الشعیرة ویحتشی بها فی الإحلیل فإنها تتشرب ما بقی من أثر الرطوبة التی یخاف خروجها – إلی قوله – وقد جرّب ذٰلک فوجد أنفع من**

ربط المحل، لكن الربط أولى إذا كان صائماً لئلا يفسد صومه على قول الإمام الشافعيؒ. (شامی بیروت ٤٨٤/١-٤٨٥، زکریا ٥٥٨/١)

معذور کے کپڑوں کا حکم

جس شخص کے کپڑے پیشاب یا خون کے قطرات سے مسلسل ناپاک ہوتے رہتے ہیں اور اسے اتنا وقت نہیں مل پاتا کہ ایک نماز بھی پاک کپڑوں میں پڑھ سکے، مثلاً ہر دو تین منٹ پر ناپا کی ہوتی رہتی ہے، تو ایسے شخص کے لئے کپڑوں کو دھونا یا بدلنا ضروری نہیں، انہیں ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہے، ہاں اگر اسے اتنا وقت ملتا ہو کہ پوری نماز بلا نجاست کے پڑھ سکے تو اس کے لئے کپڑوں کا بدلنا یا دھونا ضروری ہوگا۔ **وإن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها أى الصلوٰة وإلا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله، هو المختار للفتوىٰ.** (درمختار بیروت ٤٣٩/١، زکریا ٥٠٦/١)

مریض کے لئے ناپاک کپڑا بدلنا مشکل ہو تو کیا کرے؟

اگر مریض کے پہنے ہوئے کپڑے یا نیچے بچھی ہوئی چادر ناپاک ہو اور بیماری اور مشقت کی بنا پر کپڑوں کا اتارنا یا چادر بدلنا مشکل ہو، تو ایسے مریض کے لئے اسی حال میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ **مريض تحته ثياب نجسة، وكلما بسط شيئاً تنجس من ساعته صلى على حاله، وكذا لو لم يتنجس إلا أنه يلحقه مشقة بتحريكه.** (درمختار بیروت ٥٠٢/٢ ومثله فی الشامی ٤٤٠/١، زکریا ٥٠٧/٢، البحر الرائق ١١٤/٢)

پیشاب کی نلکی کے ساتھ نماز

جس شخص کو پیشاب مسلسل آنے کا مرض ہو اور اس نے نلکی لگا رکھی ہو، جس کے ذریعہ سے پیشاب بوتل میں جمع ہوتا رہتا ہو، تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے اور وہ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، یہ ناپاکی اس کے حق میں مضر نہیں۔ **وإن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن**

لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها أي الصلوٰة. (درمختار بیروت ٤٣٩/١، زكريا ٥٠٦/١)

ہاتھ کٹا شخص وضو اور استنجاء کیسے کرے؟

جس شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں تک کٹے ہوئے ہوں اور وہ بول وبراز کے بعد مخرج کو اپنے ہاتھ سے پاک کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ شخص کسی دوسرے سے طہارت حاصل کرانے کا شرعاً مکلّف نہیں ہے؛ بلکہ بغیر طہارت بھی اس کی نماز درست ہوجائے گی۔ (ہاں اس کی منکوحہ بیوی یا باندی یہ خدمت انجام دے کر مستحق اجروثواب ہوسکتی ہے، تاہم وہ بیوی کو مجبور نہیں کرسکتا) ایسی مجبوری کی حالت میں اگر ممکن ہو تو صرف چہرہ کو پاک دیوار وغیرہ پر لگا کر مسح کرکے تیمّم کرلے، اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو ویسے ہی نماز پڑھ لے۔ **مقطوع اليدين والرجلين إذا كان بوجهه جراحة يصلي بغير طهارة ولايتيمم ولايعيد على الأصح. (درمختار) قوله إذا كان بوجهه جراحة وإلّا مسحه على التراب إن لم يمكنه غسله.** (شامی بیروت ٣٧٥/١، زكريا ٤٢٣/١)

معذور کا امام بننا

جو شخص شرعاً معذور ہو اس کے لئے حدث باقی رہنے کے ساتھ غیر معذورین کی امامت کرنا جائز نہیں، ہاں اگر اسی جیسے عذر والا کوئی مقتدی ہو تو اس کی نماز ایسے معذور کے پیچھے درست ہوجائے گی۔ **ولا طاهر بمعذور هذا إن قارن الوضوء الحدث أو طرأ عليه بعده (درمختار) وفي السراج ما نصه: ويصلي من به سلس البول خلف مثله.** (شامی بیروت ٢٧٨/٢، زكريا ٣٢٣/٢) **إن اقتداء المعذور بالمعذور صحيح إن اتحد عذرهما.** (شامی بیروت ٤٤١/١، زكريا ٥٠٩/١)

❍❖❍

حیض ونفاس کا بیان

حیض ونفاس کا فطری نظام

حیض ونفاس خواتین کے لئے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ تخلیقی نظام کا ایک حصہ ہیں، بایں طور کہ رحم مادر میں جنین کی پرورش اسی خون سے ہوتی ہے، اسی بنا پر زمانہ حمل میں اس کا خروج بند ہو جاتا ہے اور وضع حمل کے بعد پھر یہ سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور اس کا جاری رہنا عورت کی صحت کی علامت ہوتی ہے۔

حائضہ عورتوں کے ساتھ پہلی قومیں بہت افراط وتفریط کا معاملہ کرتی تھیں، چناں چہ یہودی حیض کے زمانہ میں عورتوں کا بالکل بائیکاٹ کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا پینا اور لیٹنا سب چھوڑ دیتے تھے، جب کہ اس کے برعکس عیسائی لوگ حیض کے زمانہ میں عورتوں سے مجامعت تک ترک نہیں کرتے تھے۔ (تفسیر قرطبی ۲/۷۷)

اسلام نے ان دونوں طریقوں کے برخلاف ایک معتدل راہ کی رہنمائی کی، وہ یہ کہ حالتِ حیض میں خواتین کے ساتھ کھانے پینے اور معاشرت میں کسی طرح کا امتیاز نہ رکھا جائے؛ البتہ ناپاکی اور گندگی سے بچنے کے لئے اس حالت میں ان سے مجامعت سے پرہیز کیا جائے، چناں چہ قرآنِ پاک میں اس سلسلہ میں آیت نازل ہوئی:

وَيَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ اَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ لا وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○

(البقرۃ: ۲۲۲)

اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو، اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت مت کیا کرو، پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آ ؤ جاؤ جس جگہ سے تم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے (یعنی آگے کی راہ سے) یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں صاف پاک رہنے والوں سے۔

اسی آیت کی روشنی میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہدایت دی:

اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْئٍ اِلَّا النِّكَاحَ. (مسلم شریف حدیث: ۳۰۲) حائضہ عورت کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر کام کر سکتے ہو۔

یعنی ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور رہنا سہنا منع نہیں ہے؛ البتہ گندگی کی جگہ سے احتراز لازم ہے۔

حائضہ عورتوں کے لئے نماز، روزہ اور تلاوت کی ممانعت عبادات کی تعظیم کی بنا پر ہے کہ اس ناپاکی کے جاری رہتے ہوئے ان عبادات کا انجام دینا مناسب نہیں ہے۔ حضرت معاذہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ عورت پر ناپاکی کے ایام کے روزوں کی قضا تو لازم ہے، مگر نماز کی قضا کا حکم نہیں؟ یہ سوال سن کر حضرت عائشہؓ (ناراض ہوگئیں اور) فرمانے لگیں کہ: ''کیا تم بھی حروری ہوگئی ہو''؟ (یہ خارجیوں کی پارٹی کی طرف اشارہ ہے جو دین میں تشدد برتتے تھے) حضرت معاذہ نے فرمایا کہ میں حروری نہیں؛ بلکہ صرف سوال کر رہی ہوں، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ: ''ہمارے ساتھ یہ حالت پیش آتی تھی تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا''۔ (بخاری شریف: ۳۲۱، مسلم شریف: ۳۳۵) یعنی اس میں چوں چرا کی گنجائش نہیں؛ بلکہ جو حکم شرعی ہے اسے دل سے مان لینا چاہئے۔ اس شرعی حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔

عبادات کی شوقین خواتین پر یقیناً ایسے حالات میں طبعیت پر بہت بوجھ پڑتا ہے، بعض ازواجِ مطہرات کے ساتھ بھی یہ صورت پیش آئی تو وہ بے اختیار رونے لگیں، جس پر نبی اکرم ﷺ نے انہیں تسلی دی، چناں چہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی اکرم علیہ السلام کے ساتھ حج میں گئے تو جب ہمارا قافلہ مقام ''سرف'' میں پہنچا تو مجھے حیض شروع ہوگیا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ: ''کیا تمہیں حیض شروع ہوگیا''؟ میں نے کہا: ''جی ہاں!'' تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَغْتَسِلِيْ. (بخاری شریف حدیث: ۲۹٤، مسلم شریف حدیث: ۱۲۱۱) یہ ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے سبھی آدم کی بیٹیوں کے لئے مقرر فرمادی ہے؛ لہٰذا تم وہ تمام کام انجام دو جو حاجی انجام دیتا ہے، بس پاکی کے غسل سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف مت کرنا۔

اس حدیث میں خواتین کے لئے بڑی تسلی کا سامان ہے کہ ایسے مواقع پر غم زدہ ہونے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے نظام پر راضی رہ کر اس کے حکم کی تعمیل کا جذبہ ہونا چاہئے۔ بہت سی خواتین خصوصاً سفرِ حج کے مواقع پر دوا وغیرہ کے ذریعہ اس فطری تقاضہ کو روکنے کی کوشش کرتی ہیں، یہ اگرچہ جائز ہے؛ لیکن اس رجحان کی حوصلہ افزائی

نہیں کرنی چاہئے؛اس لئے کہ اس سے فطری نظام بگڑ جاتا ہے، اور بہت سی اندرونی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔

حیض ونفاس کے مسائل عموماً پیچیدہ ہوتے ہیں، اورآج کے دور میں طبائع کی کمزوری، فاسد خیالات اور گوناگوں امراض نے اس میں مزید پیچیدگیاں پیدا کردی ہیں؛ اس لئے مبتلا بہ خواتین کو بالخصوص اپنے مردوں کے ذریعہ صحیح صورتِ حال بتاکر شرعی حکم معلوم کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

مشہور فقیہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَمَعْرِفَةُ مَسَائِلِ الْحَيْضِ مِنْ أَعْظَمِ الْمُهِمَّاتِ لِمَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهَا مَا لاَ يُحْصٰى مِنَ الْأَحْكَامِ كَالطَّهَارَةِ وَالصَّلاَةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَالصَّوْمِ وَالاعْتِكَافِ وَالْحَجِّ وَالْبُلُوْغِ وَالْوَطْءِ وَالطَّلاَقِ وَالْعِدَّةِ وَالاسْتِبْرَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَحْكَامِ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ الْوَاجِبَاتِ؛ لِأَنَّ عَظْمَ مَنْزِلَةِ الْعِلْمِ بِالشَّيْءِ بِحَسْبِ مَنْزِلَةِ ضَرَرِ الْجَهْلِ بِهٖ، وَضَرَرُ الْجَهْلِ بِمَسَائِلِ الْحَيْضِ أَشَدُّ مِنْ ضَرَرِ الْجَهْلِ بِغَيْرِهَا، فَيَجِبُ الاعْتِنَاءُ بِمَعْرِفَتِهَا.

(البحر الرائق ۱/۱۸۹–۱۹۰، الموسوعة الفقهيه ۲۹۳–۲۹۴)

اور حیض کے مسائل کو جاننا ضروری ترین باتوں میں سے ہے؛ اس لئے کہ اس پر طہارت، نماز، تلاوتِ قرآن، روزہ، اعتکاف، حج، بلوغت، وطی، طلاق، عدت اور استبراء وغیرہ کے بے شمار مسائل کا مدار ہے، اور ان احکامات کا جاننا بڑے واجبات میں سے ہے: کیوں کہ جس بات سے ناواقف رہنے کا نقصان جس قدر زیادہ ہو، اسی اعتبار سے اس سے واقفیت ضروری اور اہم ہوتی ہے۔ اور حیض کے مسائل سے لاعلم رہنے کا نقصان دیگر باتوں سے ناواقف رہنے سے کہیں زیادہ ہے؛ اس لئے اس کے مسائل کی معرفت کی طرف بھرپور توجہ دینا ضروری ہے۔

بریں بنا ذیل میں اس سلسلہ کے بعض اہم اور بنیادی مسائل پیش کئے جارہے ہیں:

حیض کی تعریف

بالغہ عورت کو آگے کی راہ سے بچہ دانی میں سے ہر ماہ عادۃً (کم از کم نو سال کے بعد سے پچپن سال کی عمر تک) جو خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ **فالحيض دم ينفضه رحم بالغة تسع سنين لا داء بها ولا حبل ولم تبلغ سنّ الإياس، وهو خمس وخمسون سنة**

على المفتى به. (مراقی الفلاح ۷۵) الحيض: هى الدم الذى ينفضه رحم المرأة السالمة عن الداء والصغر. (المحيط البرهانی ۱/۳۹۲)

حیض کی کم سے کم مدت

کم از کم حیض کی مدت تین دن اور تین رات ہے، اس سے کم جوخون آئے وہ حیض نہیں۔

أقل الحيض ثلاثة أيام ولياليها ومانقص من ذلك فهو استحاضة. (هدايه ۱/۶۲)

حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت

حیض کی اکثر مدت دس دن دس رات ہے، اس سے زیادہ جوخون جاری رہے وہ حیض نہیں۔

وأكثره عشرة بعشر ليالٍ، كذا رواه الدار القطني (درمختار بيروت ۱/۴۱۳، زكريا ۱/۴۷۶)

پاکی کی کم ازکم مدت

دوحیضوں کے درمیان طہر (پاکی) کی مدت پندرہ دن ہیں، اس سے کم میں جوخون آئے گا وہ حیض شمار نہ ہوگا۔ وأقل الطهر بين الحيضتين أو النفاس والحيض خمسة عشر يوماً ولياليها إجماعاً. (درمختار بيروت ۱/۴۱۴، زكريا ۱/۴۷۷)

پاکی کی زیادہ سے زیادہ مدت

دوحیضوں کے درمیان یا نفاس اور حیض کے مابین پاکی کی کوئی اکثر مدت مقرر نہیں ہے، کتنے ہی دن عورت پاک رہ سکتی ہے۔ ولا حد لأكثره وإن استغرق العمر.

(درمختار بيروت ۱/۴۱۴، زكريا ۱/۴۷۷)

حیض کے خون کی رنگت

حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، مٹیالا، سیاہ اور گدلا جو بھی رنگ آئے سب حیض ہے، ہاں اگر خالص سفید مادہ دیکھا تو وہ حیض نہیں۔ وما سوى البياض الخالص حيض (كنز الدقائق) إعلم أن ألوان الدماء ستة السواد والحمرة والصفرة والكدرة

والخضرة والتربية الخ. و كل هذه الألوان حيض فی أيام الحيض. (البحر الرائق ۱/ ۱۹۲)

عادت کے خلاف دس دن کے اندر اندر خون کا حکم

اگر کسی عورت کو تین یا چار یا پانچ دن کی عادت تھی، پھر کسی مہینہ میں دو چار دن زیادہ خون آیا، مگر دس دن سے زیادہ نہیں بڑھا تو یہ سب حیض شمار ہوگا۔ **أما إذا لم يتجاوز الأكثر فيهما فهو انتقال للعادة فيهما فيكون حيضاً ونفاساً.** (شامی بیروت ۱/ ٤١٤، زکریا ۱/ ٤٧٧)

عادت کے خلاف دس دن سے زائد خون

اگر کسی عورت کو مثلاً تین یا چار دن خون آنے کی عادت تھی، مگر کسی مہینہ دس دن سے زیادہ خون آ گیا تو ایام عادت کے علاوہ باقی زائد ایام کا خون استحاضہ شمار ہوگا۔ (لہٰذا استحاضہ کے ایام کی نمازیں قضا کرنی ہوں گی) **أما المعتادة فما زاد على عادتها وتجاوز العشرة في الحيض والأربعين في النفاس يكون استحاضة.** (شامی بیروت ۱/ ٤١٣-٤١٤، زکریا ۱/ ٤٧٧)

غیر معتادہ کے دس دن سے زائد خون کا حکم

اگر کسی عورت کی عادت کوئی ایک متعین نہ ہو کبھی سات، کبھی آٹھ اور کبھی نو دن خون آتا ہو، اگر ایسی عورت کو کسی مہینہ میں دس دن سے زائد خون آجائے، تو اس مہینہ سے پہلے مہینہ میں جتنے ایام (دس دن کے اندر اندر) خون آیا ہو اس کو عادت قرار دے کر اس کے بقدر ایام کو حیض سمجھا جائے گا، اور زائد دنوں کا خون استحاضہ ہوگا۔ **المستفاد من عبارة الشامي: أما إذا لم يتجاوز الأكثر فيهما فهو انتقال للعادة فيهما، فيكون حيضاً ونفاساً، وقال قبله: أما المعتادة فمازاد على عادتها وتجاوز العشرة في الحيض والأربعين في النفاس يكون استحاضة.** (شامی بیروت ۱/ ٤١٣-٤١٤، زکریا ۱/ ٤٧٧)

پہلی ہی مرتبہ دس دن سے زائد خون آیا

اگر کسی لڑکی نے پہلی مرتبہ خون دیکھا اور اس کا سلسلہ دس دن سے زائد تک جاری رہا تو ابتدائی

دس دن حیض شمار ہوں گے اور بقیہ ۲۰ر دن طہر۔ **والحاصل أن المبتدأة إذا استمرّ دمها فحیضها فی کل شهر عشرة وطهرها عشرون.** (شامی بیروت ۱/۱۵ ٤، زکریا ۱/٤٧٨)

کئی کئی دن کے وقفہ سے خون آئے

اگر حیض کی کم از کم مدت یعنی تین دن خون آنے کے بعد پندرہ دن کا وقفہ ہو جائے اور پھر خون آئے تو شرعاً یہ وقفہ معتبر ہوگا، اور دونوں خونوں کو اپنے اپنے وقت پر حیض شمار کیا جائے گا۔ اور اگر تین دن سے کم خون آ کر پندرہ دن یا اس سے زیادہ کا وقفہ ہوا یا خون تو تین دن آ گیا تھا مگر وقفہ پندرہ دن سے کم رہا تو مذکورہ سب ایام خون جاری رہنے ہی کے شمار ہوں گے۔ اور ان میں یہ اصول پیش نظر رکھا جائے گا کہ اگر مبتدأہ (جس نے پہلی مرتبہ خون دیکھا ہو) کے ساتھ یہ شکل پیش آئی ہو تو ابتدائی دس دن حیض شمار کرے گی اور بقیہ استحاضہ۔ اور معتادہ (جس کی ہر مہینہ عادت مقرر ہے) اپنے عادت کے دنوں کو حیض سمجھے گی اور بقیہ کو استحاضہ، یہی قول مفتی بہ ہے۔ **ثم اعلم أن الطهر المتخلل بین الدمین إذا کان خمسة عشر یوماً فأکثر یکون فاصلاً بین الدمین فی الحیض اتفاقا، فما بلغ من کل من الدمین نصاباً جعل حیضاً، وأنه إذا کان أقل من ثلاثة أیام لایکون فاصلاً وإن کان أکثر من الدمین اتفاقا. واختلفوا فی ما بین ذٰلک علی ستة أقوال کلها رویت عن الإمام، أشهرها ثلاثة: الأولی قول أبی یوسفؒ: أن الطهر المتخلل بین الدمین لا یفصل بل یکون کالدم المتوالی بشرط إحاطة الدم لطرفی الطهر المتخلل، فیجوز بدایة الحیض بالطهر وختمه به أیضاً، فلو رأت مبتدأة یوماً دماً وأربعة عشر طهراً ویوماً دماً فالعشرة الأولی حیض؛ ولو رأت المعتادة قبل عادتها یوماً دماً وعشرة طهراً ویوماً دماً فالعشرة التی لم تر فیها الدم حیض، إن کانت عادتها وإلا ردت إلی أیام عادتها – إلی قوله – وفی الهدایة: الأخذ بقول أبی یوسف أیسر وکثیر من المتأخرین أفتوا به، لأنه أسهل علی المفتی والمستفتی، سراج. وهو الأولی، فتح. وهو قول أبی**

حنيفة الأخر، نهاية. (شامی بیروت ۱/ ٤١٩، زكريا ١/ ٤٨٣-٤٨٤)

حالتِ حیض ونفاس میں نماز روزہ کا حکم

حالتِ حیض ونفاس میں نماز تو بالکل معاف ہے یعنی اس کی قضا بھی نہیں، اور روزہ فی الحال گوکہ رکھنا جائز نہیں؛ لیکن بعد میں ان ایام کی قضا لازم ہے۔ **والحيض يسقط عن الحائض الصلاة ويحرم عليها الصوم وتقضى الصوم ولا تقضى الصلوات.** (هدايه ١/ ٦٣)

نماز کے دوران حیض آگیا

اگر فرض نماز پڑھنے کے دوران حیض آگیا تو وہ نماز بالکل معاف ہے اور اگر نفل شروع کرنے کے بعد آیا ہے تو بعد میں اس کی قضا کرنی ہوگی۔ **ولو شرعت تطوعاً فيهما فحاضت قضتهما. (درمختار) أما الفرض ففي الصوم تقضيه دون الصلوٰة.**

(شامی بیروت ۱/ ٤٢١، زكريا ١/ ٤٨٥)

نماز کے اخیر وقت میں حیض آگیا

اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آگیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی اس وقت کی نماز معاف ہوجائے گی۔ **وإن مضى من الوقت ما يمكنها أدائها فيه لأن العبرة عندنا لآخر الوقت.** (شامی بیروت ۱/ ٤٢١، زكريا ١/ ٤٨٥)

عادت سے پہلے خون بند ہونے پر نماز وجماع کا حکم

اگر کسی کی عادت مثلاً پانچ دن خون آنے کی ہے اور چار دن خون آکر بالکل بند ہوگیا، تو اس پر غسل کرکے اسی وقت سے احتیاطاً نماز پڑھنا لازم ہے، مگر جب تک ایام عادت پورے نہ ہوجائیں جماع کی اجازت نہیں ہے۔ **لو انقطع دمها دون عادتها يكره قربانها وإن اغتسلت حتى تمضى عادتها وعليها أن تصلى وتصوم للاحتياط.** (هنديه ١/ ٣٩، درمختار بیروت ١/ ٤٢٥، زكريا ١/ ٤٨٩-٤٩٠، مراقی الفلاح ٧٩)

دس دن سے پہلے خون بند ہوگیا

اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ وہ جلدی سے غسل کر کے نماز کی تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہے، تو اس پر نماز اسی وقت سے فرض ہے جس کی قضا کرنی ہوگی، اور اگر وقت اتنا تنگ تھا کہ وہ غسل کر کے تکبیر نہ کہہ سکی تو اس وقت کی نماز فرض نہیں ہوئی، اگلے وقت سے نماز پڑھے۔ **فإذا أدركت من آخر الوقت قدر ما يسع الغسل فقط لم يجب عليها قضاء تلك الصلوٰة لأنها لم تخرج من الحيض في الوقت بخلاف ما إذا كان يسع التحريمة أيضاً؛ لأن التحريمة من الطهر فيجب القضاء.** (شامی بیروت ۱/۴۲۸، زکریا ۱/۴۹۳)

دس دن پورے ہونے پر خون بند ہوا

اگر دس دن پورے ہونے پر کسی نماز کے بالکل اخیر وقت میں خون بند ہوا کہ وہ صرف "اللّٰه أكبر" کہہ سکتی ہے، تو بھی اس پر اس وقت کی نماز فرض ہوگئی بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ **ولو انقطع لعشرة فتقضى الصلوة إن بقي قدر التحريمة.** (شامی بیروت ۱/۴۲۸، زکریا ۱/۴۹۳)

حالتِ حیض میں ایک مستحب عمل

خواتین کے لئے حیض کے زمانے میں ایک مستحب عمل یہ ہے کہ نماز کے اوقات میں وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر تسبیح وغیرہ پڑھ لیا کریں؛ تاکہ عبادت کا اہتمام برقرار رہے اور پاکی کے بعد نماز پڑھنے سے دل نہ گھبرائے۔ **ويستحب للمرأة الحائض إذا دخل عليها وقت الصلوة أن تتوضأ وتجلس عند مسجد بيتها، وفي السراجية: مقدار ما يمكن أداء الصلوة لو كانت طاهرة وتسبح وتهلل كي لا تزول عنها عادة العبادة.** (تاترخانية زكريا ۱/۴۷۸، هندية ۱/۳۸، منهل الواردين في رسائل ابن عابدين ۱۱۰، شامی بیروت ۱/۳۱۱، زکریا ۱/۳۴۹)

گدی رکھنے کا حکم

باکرہ (بن بیاہی) عورت کے لئے صرف ایام حیض میں شرم گاہ پر گدی رکھنا مستحب ہے،

جب کہ ثیبہ (بیاہی) عورت کے لئے ایام حیض میں خصوصاً اور عام ایام میں عموماً گدی رکھنا مستحب ہے۔ **إن اتخاذ الكرسف سنة عند الحيض والثيب يستحب لها اتخاذ الكرسف بكل حال لأنها لا تأمن خروج شيء منها فالاحتياط في حقها ذٰلك خصوصاً في حالة الصلاة، وأما البكر فيستحب لها وضع الكرسف ولا يستحب لها في غير حالة الحيض.** (المحيط البرهاني ۱/ ٤٠٠-٤٠١)

گدی کہاں رکھے؟

عورت کو گدی شرم گاہ کے ظاہری حصہ میں ہی رکھنی چاہئے، اندرونی حصہ (اندام نہانی) میں گدی داخل کرنا مکروہ ہے۔ **وعن محمد بن سلمة البلخي رحمه الله: أنه يكره للمرأة أن تضع الكرسف في الفرج الداخل لأن ذٰلك يشبه النكاح بيدها.**

(المحيط البرهاني ۱/ ٤٠١)

خون بند ہونے پر غسل میں تاخیر

جب حیض یا نفاس کا خون اکثر مدت سے کم میں کسی نماز کے شروع وقت میں منقطع ہو، تو افضل یہ ہے کہ غسل کرنے میں جلدی نہ کرے؛ بلکہ نماز کے آخری مستحب وقت تک احتیاطاً تاخیر کرے؛ تاکہ دوبارہ خون آنے کا احتمال نہ رہے۔ **وإن انقطع دمها فيما دون العشرة – إلى قوله – أو كانت معتادة وانقطع الدم على عادتها أو فوق عادتها أخرت الغسل إلى اٰخر الصلاة، فإذا خافت فوت الصلاة اغتسلت وصلت وإنما أخرت الاغتسال والصلوة احتياطاً لاحتمال أن يعاودها الدم في العشرة.** (تاترخانية زكريا ۱/ ٤٨٢) **تنتظر إلى آخر الوقت المستحب دون المكروه.** (منهل الواردين في رسائل ابن عابدين ۱/ ۹۳)

رمضان کے دن میں پاک ہونے والی عورت کو ہدایت

اگر کوئی عورت رمضان المبارک کے دن میں پاک ہوئی تو بقیہ پورے دن کھانا پینا درست

نہیں، شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا ضروری ہے، مگر وہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا اس کی قضا لازم ہے۔ **قدم المسافر أو طهرت الحائض في بعض النهار أمسكا يومهما.**

(هداية ۱/ ۲۳۰، مراقي الفلاح ۳۷۰)

رمضان کی رات میں پاک ہوئی

اگر دس دن مکمل حیض آنے کے بعد رمضان المبارک کی رات کے بالکل آخری حصہ میں پاک ہوئی کہ ابھی صبح صادق میں چندلمحات (گوکہ صرف اللہ اکبر کہنے کے بقدر ہوں) باقی تھے، تو اگلے دن اس کا روزہ صحیح اور معتبر ہوجائے گا، اور اگر تکبیر کہنے کے بقدر بھی وقت نہ بچے تو اس دن کا روزہ معتبر نہ ہوگا، بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ اور اگر دس دن سے کم میں خون بند ہوا ہے تو اگر رات میں غسل کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ سکنے کے بقدر وقت باقی ہوتو اگلے دن کا روزہ صحیح ہوگا ورنہ صحیح نہ ہوگا، بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ **لو انقطع لأكثر المدة فإنه يكفي قدر التحريمة كما مر الخ. حتى لا يجزيها الصوم إن لم يسعهما أي الغسل والتحريمة الباقي من الليل قبل الفجر.** (منهل الواردين في رسائل ابن عابدين ۱/ ۹۱، والبحث في الشامي بيروت ۱/ ۴۲۷، زكريا ۱/ ۴۹۲-۴۹۳، وانظر تقريرات الرافعي بيروت ۱/ ۵۲، زكريا ۱/ ۳۸)

حالتِ حیض میں سجدۂ تلاوت واجب نہیں

حالتِ حیض ونفاس میں آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے پڑھنے والی یا سننے والی حائضہ عورت پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ **لا تجب على كافرٍ وصبيٍ ومجنونٍ وحائضٍ ونفساء، قرؤا أو سمعوا.** (البحر الرائق ۲/ ۱۱۹، منهل الواردين ۱/ ۱۱۰)

حائضہ کے آیتِ سجدہ پڑھنے سے سامع پر سجدہ کا وجوب

اگر حائضہ عورت آیتِ سجدہ تلاوت کرے تو سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجائے گا۔ **وتجب بتلاوتهم يعني المذكورين خلا المجنون المطبق.** (الدر المختار بيروت

۵۰۸/۲، زکریا ۲ /۵۸۱، تاتارخانیة زکریا ۲ /٤٦٦، کبیری ٤٦٨)

حالت حیض میں قرآنِ کریم کی تلاوت ممنوع

حالتِ حیض ونفاس میں بالقصد قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں ہے۔ **والثالث حرمة قراءة القرآن ولو دون آية كما صححهٗ صاحب الهداية وقاضي خان وهو قول الكرخي.** (منهل الواردين ۱/۱۱۱)

قرآن کی معلّمہ حالتِ حیض میں کس طرح سبق دے؟

اگر قرآنِ کریم پڑھانے والی معلّمہ (استانی) کے لئے حالتِ حیض میں بچیوں کو پڑھانا ناگزیر ہوتو وہ پوری آیت ایک ساتھ نہ کہلوائے؛ بلکہ ایک ایک کلمہ الگ الگ کرکے پڑھائے، مثلاً: ﴿قُلْ – هُوَ – اللّٰهُ – أَحَدٌ﴾ یعنی ہر کلمہ کے درمیان فصل کرے، رواں نہ پڑھائے۔ **والمعلمة إذا حاضت ومثلها الجنب كما في البحر عن الخلاصة تقطع بين كل كلمتين، هٰذا قول الكرخي. وفي الخلاصة: والنصاب وهو الصحيح.** (منهل الواردين ۱/۱۱۲)

ولايكره التهجي بالقرآن حرفاً حرفاً أو كلمةً كلمةً مع القطع. (منهل الواردين ۱/۱۱۲)

حالتِ حیض میں قرآن کو ہاتھ لگانا

حیض ونفاس کے ایام میں قرآنِ کریم کو غلاف کے بغیر ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔ **ويمنع – إلى قوله – ومسه ولو مكتوباً بالفارسية في الأصح إلا بغلافه المنفصل.**

(درمختار بیروت ۱/٤۲۳، زکریا ۱/٤۸۸)

تلاوت کی نیت کے بغیر قرآنی آیات پڑھنا

اگر تلاوت کی نیت نہ ہو؛ بلکہ حمدِ خداوندی، دعا اور ذکر کے مقصد سے قرآنِ کریم کی آیات حالتِ حیض میں پڑھی جائیں، تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ دعا اور حمد کے مضامین پر مشتمل آیات میں

توان کا پڑھنا مطلقاً جائز ہے خواہ آیات طویل ہوں یا مختصر، اور اگر حمد وثنا والی آیات نہ ہوں، مثلاً سورۂ لہب، تو چھوٹی چھوٹی آیتوں کے پڑھنے کی اجازت ہے، اور لمبی آیات کا پڑھنا منع ہے۔ **فلو قرأت الفاتحة علی وجه الدعاء أو شئیاً من الآیات التی فیها معنی الدعاء ولم ترد القراءة لا باس به.** (شامی بیروت ۴۲۳/۱، زکریا ۴۸۸/۱، وانظر البحث والتفصیل عن هذه المسئلة فی منهل الواردین للعلامة الشامی ۱۱۱/۱-۱۱۲)

حالتِ حیض میں قرآنی اور نبوی دعائیں پڑھنا

حالتِ حیض میں ہر طرح کی دعائیں پڑھنا جائز ہے، حتی کہ وہ دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں جن کے الفاظ قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ میں وارد ہیں، اس حال میں دعائے قنوت پڑھنا بھی درست ہے۔ **ولا بأس لحائض وجنب بقراءة أدعیة ومسها وحملها وذکر اللّٰه تعالیٰ.** (درمختار بیروت ۴۲۴/۱، زکریا ۴۸۸/۱، منهل الواردین ۱۱۲/۱)

حالتِ حیض میں سلام واذان کا جواب دینا

حالتِ حیض میں اذان کے کلمات کا جواب دینا اور اس کے بعد دعا پڑھنا سب درست ہے۔ **ویجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ونحو ذٰلک.** (هندیه ۳۸/۱)

حالتِ حیض میں دینی کتابوں کا مطالعہ اور درس

ناپاکی کے ایام میں دینی کتابوں کا پڑھنا، مطالعہ کرنا اور درس دینا جائز ہے؛ لیکن ان میں جہاں قرآنِ کریم کی آیت لکھی ہو اس جگہ ہاتھ لگانا اور وہ آیت زبان سے پڑھنا جائز نہیں ہے۔ **وفی السراج عن الإیضاح: إن کتب التفسیر لا یجوز من موضع القرآن منها، وله أن یمس غیره، وکذا کتب الفقه إذا کان فیها شئ من القرآن.** (شامی بیروت ۲۸۶/۱، زکریا ۳۲۰/۱، منهل الواردین ۱۱۳/۱)

حالتِ حیض میں قرآنِ کریم کی کمپوزنگ

حالتِ حیض میں قرآنِ کریم کو ٹائپ مشین پر ٹائپ کرنا یا کمپیوٹر میں کمپوز کرنا مکروہ ہے، قرآنِ کریم کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ کامل پاکی کے بعد ہی یہ کام انجام دیا جائے۔ **ولا بأس لها بكتابة القرآن عند أبي يوسف إذا كانت الصحيفة على الأرض لأنها لاتحمل المصحف والكتابة تقع حرفاً حرفاً وليس الحرف الواحد بالقرآن وقال محمدؒ: أحب إليَّ أن لا تكتب.** (تاتارخانية زكريا ٤٨/١) **وفق الطحاوي بين القولين بما يرفع الخلاف من أصله بحمل قول الثاني على الكراهة التحريمية، وقول الثالث على التنزيهية، بدليل قوله أحب إليَّ الخ.** (شامي بيروت ٢٨٤/١، زكريا ٣١٧/١)

قرآنی آیات والے طغرے وغیرہ چھونا

طغریٰ، لاکٹ، تمغہ، یا ایسی طشتری اور کٹورا وغیرہ جس میں قرآنِ کریم کی آیت لکھی ہو، ان اشیاء کو حائضہ عورت کنارے سے چھوسکتی ہے؛ البتہ لکھی ہوئی جگہ کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ کنارے سے کپڑے وغیرہ سے ہی پکڑے۔ **ومسه أي القرآن ولو في لوح أو درهم أو حائطٍ لكن لا يمنع إلا من مس المكتوب.** (شامي بيروت ٤٢٣/١، زكريا ٤٨٨/١، منهل الواردين ١١٣/١)

حالتِ حیض میں قرآن پر نظر ڈالنا

حیض کی حالت میں ہاتھ لگانے اور زبان سے پڑھے بغیر قرآنِ کریم پر نظر ڈالنا منع نہیں ہے۔ **ولا يكره النظر إليه أي القرآن لجنبٍ وحائضٍ ونفساء لأن الجنابة لا تحل العين.** (درمختار بيروت ٢٨٣/١، زكريا ٣١٦/١، منهل الواردين ١١٢/١)

حالتِ حیض میں مسجد میں جانا

حیض کی حالت میں مسجد شرعی کے اندر جانا جائز نہیں ہے۔ (مسجد سے ملحق کمروں اور باہری احاطہ کا یہ حکم نہیں ہے) **والخامس: حرمة الدخول في المسجد ولو للعبور بلا مكثٍ.** (منهل الواردين ١/١١٣، درمختار وشامي بيروت ١/٤٢١، زكريا ١/٤٨٦)

حالتِ حیض میں وعظ کی مجلس میں جانا

حائضہ عورت کے لئے وعظ ونصیحت کی مجلس میں شرکت درست ہے (بشرطیکہ یہ مجلس مسجد میں منعقد نہ ہو) **في الحديث: عن أم عطية الخ. فأما الحيض فيعتزلن الصلوة ويشهدن الخير ودعوة المسلمين. الحديث.** (مسلم شريف ١/٢٩١)

حالتِ حیض میں طواف کا حکم

ناپاکی کے ایام میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنا حرام ہے؛ لیکن اگر کوئی عورت اس حال میں مجبوراً طوافِ زیارت کرلے تو وہ طواف معتبر ہوگا، تاہم جرمانہ میں ایک اونٹ کی قربانی لازم ہوگی اور وہ عورت سخت گنہ گار قرار پائے گی۔ (اور اگر پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرلے تو جرمانہ ساقط ہوجائے گا) **والسادس: حرمة الطواف ولو فعلت صح وأثمت وعليها بدنة.**

(منهل الواردين ١/١١٣) **فإن أعاده لسقطت عنه.** (غنية الناسك ١٤٥، ايضاح النواسك ١٠٤)

حالتِ حیض ونفاس میں جماع حرام ہے

حیض ونفاس کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا قطعاً حرام ہے، قرآنِ کریم میں اس کی ممانعت وارد ہے، حتی کہ بعض فقہاء نے اس حال میں جماع کو حلال سمجھنے والے پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ **والسابع حرمة الجماع والاستمتاع ما تحت الإزار.** (منهل الواردين ١/١١٣)

حالتِ حیض میں میاں بیوی کا ساتھ لیٹنا

حیض کی حالت میں عورت کے گھٹنے اور ناف کے درمیانی حصہ سے بلا حائل تلذذ حاصل کرنا بھی منع ہے؛ البتہ کپڑے پہن کر اور ستر ڈھانپ کر میاں بیوی کے ایک ساتھ لیٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح گھٹنے کے نیچے اور ناف کے اوپر کے حصہ سے تلذذ مطلقاً جائز ہے۔ **ویمنع الخ. وقربان إزار یعنی ما بین سرة ورکبة ولو بلا شهوة.** (درمختار) **فیجوز الاستمتاع بالسرة وما فوقها والرکبة وما تحتها ولو بلا حائل، وکذا بما بینهما بحائل بغیر الوطء، ولو تلطخ دماً.** (شامی بیروت ۴۲۲/۱، زکریا ۴۸۶/۱)

حالتِ حیض میں الگ بستر پر سونا

حیض ونفاس کی وجہ سے بستر الگ نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ حسبِ معمول ساتھ ہی لیٹنا چاہئے، اس حال میں بستر الگ کر دینا یہودیوں کا فعل ہے جس کی مشابہت سے بچنا لازم ہے۔ **ولاینبغی أن یعزل عن فراشها لأن ذٰلک یشبه فعل الیهود.** (شامی بیروت ۴۲۲/۱، زکریا ۴۸۶/۱)

حالتِ حیض میں جماع پر کفارہ

اگر غلبۂ شہوت میں ناپاکی کی حالت میں جماع کا صدور ہوجائے تو دونوں اس جرم پر سچے دل سے توبہ کریں، ہاں اگر عورت کو مجبور کردیا جائے تو اس پر گناہ نہیں، اور مرد کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ جرم کی تلافی کے لئے کفارہ کے طور پر گہرے سرخ رنگ کا خون جاری ہونے کی صورت میں ایک دینار (۴؍ ماشہ ۲۵؍ ملی گرام سونا یا اس کی قیمت) اور پیلے رنگ کا خون ہونے کی صورت میں آدھا دینار (۲؍ گرام ۱۲۱؍ ملی گرام سونا یا اس کی قیمت) غریبوں پر صدقہ کرے؛ لیکن یہ صدقہ واجب نہیں، توبہ کے بعد صدقہ نہ کرنے پر گنہگار نہ ہوگا۔ **فتلزمه التوبة؛ ویندب تصدقه بدینار أو نصفه ومصرفه کزکوٰة، وهل علی المرأة تصدق؟ قال في الضیاء:**

الظاهر لا. (درمختار) **وقيل بدينار لو الدم أسود وبنصفه لو أصفر. قال في البحر: ويدل له ما رواه أبو داؤد والحاكم وصححه إذا واقع الرجل أهله وهي حائض، إن كان دما أحمر فليتصدق بدينار، وإن كان أصفر فليتصدق بنصف دينار.** (شامي بيروت ۱/۴۲۹، زكريا ۱/۴۹۴، منهل الواردين ۱/۱۴۱)

خون کے انقطاع کے بعد جماع

اگر دس دن پر خون بند ہوا ہے تو اگرچہ اس کے بعد فوراً جماع کی گنجائش ہے؛ لیکن مستحب یہی ہے کہ غسل کرنے کے بعد جماع کرے۔ **ويحل وطؤها إذا انقطع حيضها لأكثره بلا غسل وجوباً بل ندباً.** (درمختار بیروت ۱/۴۲۴، زكريا ۱/۴۸۹) **ويستحب أن لا يطأها حتى تغتسل.** (مراقی الفلاح ۷۸)

دس دن سے پہلے خون کے انقطاع کے بعد جماع؟

اگر دس دن سے کم میں عادت پوری ہونے پر خون بند ہوا ہے تو اس وقت تک جماع حلال نہ ہوگا جب تک کہ عورت غسل کر لے یا اتنا وقت گذر جائے کہ اس کے ذمہ میں کم از کم ایک نماز لازم ہو جائے، یعنی غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہنے کی گنجائش کے بعد دوسری نماز کا وقت شروع ہو جائے۔ (یہ اس وقت ہے جب کہ کسی نماز کے وقت میں خون بند ہوا ہو، اور اگر وقت مہمل یعنی سورج نکلنے سے زوال تک کے درمیان میں خون بند ہوا ہے، تو اس عورت سے بلا غسل جماع اس وقت تک حلال نہ ہوگا جب تک کہ عصر کا وقت شروع نہ ہو جائے؛ کیوں کہ اس صورت میں عصر کے وقت ہی اس کے ذمہ میں ظہر کی قضا لازم ہوگی) **اعلم أنه إذا انقطع دم الحائض لأقل من عشرة وكان لتمام عادتها فإنه لا يحل وطؤها إلا بعد الاغتسال أو التيمم بشرطه كما مر، لأنها صارت طاهرة حقيقة أو بعد أن تصير الصلوة دينا في ذمتها، وذٰلك بأن ينقطع ويمضي عليها أدنى وقت صلوة من اٰخره، وهو قدر ما يسع**

الغسل والبس والتحريمة الخ، فإذا انقطع قبل الظهر مثلاً أو فی أول وقته لا يحل وطؤها حتى يدخل وقت العصر الخ. مع أنه لا عبرة للوقت المهمل ولا لأول وقت الصلوة. (شامی بیروت ۱/۴۲۶ بحثاً، زکریا ۱/۴۹۱)

حائضہ عورت کا کھانا پکانا

حالتِ حیض ونفاس میں کھانا پکانا، آٹا گوندھنا وغیرہ سب حلال ہے، ایسی عورت کے محض ہاتھ لگانے سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی، اس کا پکایا ہوا کھانا استعمال کرنا بلاکراہت درست ہے۔ **ولایکره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين أو ماء.** (شامی بیروت ۱/۴۲۲، زکریا ۱/۴۸۶، طحطاوی علی المراقی ۷۸)

حالتِ حیض میں مہندی لگانا

حیض ونفاس کی حالت میں مہندی لگانا جائز ہے، اور بعد میں اس کا رنگ باقی رہنے کے باوجود پاکی حاصل ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جائے گا۔ **بل يطهر ما صبغ أو خضب بنجس بغسله ثلاثاً.** (درمختار بیروت ۱/۴۶۵، زکریا ۱/۵۳۷، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲/۵۳)

دوا کے ذریعہ حیض کا خون بند کرنا

دوا کے ذریعہ اگر خون پر بندش کردی گئی تو جب تک خون جاری نہ ہو عورت پاک ہی شمار ہوگی؛ لیکن اگر ایسا کرنا صحت کے لئے مضر ہو جیسا کہ مشاہدہ ہے تو یہ عمل نہ کیا جائے۔ **لا يجوز للمرأة أن تمنع حيضاً أو تستعجل إنزاله إذا كان يضر صحتها لأن المحافظة على الصحة واجبةٌ.** (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ۱/۱۲۴)

ابتداء کے بعد دوا کے ذریعہ حیض کو روکنا

اگر کسی عورت کو عادت کے موافق حیض آنا شروع ہوا، پھر اس نے دوا کھا کر اسے درمیان

ہی میں روک لیا تو محض خون بند ہونے سے وہ پاک نہ ہوگی؛ بلکہ ایام عادت تک وہ ناپاک ہی شمار ہوگی۔ **وإن منع بعد الظهور أولاً فالحيض والنفاس باقيان أى لا يزول بهٰذا المنع حكمهما الثابت بالظهور أولاً كما لو خرج بعض المنى ومنع باقيه عن الخروج فإنه لا تزول الجنابة.** (منهل الواردين ۸۱)

نفاس

بچے کی پیدائش کے بعد جو خون جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ **والنفاس هو الدم الخارج عقب الولادة.** (نورالایضاح مع المراقی ۷۵)

نفاس کی کم سے کم مدت

نفاس کی کم سے کم کوئی مدت متعین نہیں ہے، تھوڑی دیر بھی خون آ کر بند ہوسکتا ہے۔ **لا حد لأقله.** (تنویر الابصار بیروت ۴۳۱/۲، زکریا ۴۹۷/۱)

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت

نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہے۔ **عن أم سلمة رضى الله عنها قالت: كانت النفساء تقعد على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعين يوماً.** (شامی بیروت ۴۳۲/۱، زکریا ۴۹۷/۱)

اسقاطِ حمل کے بعد آنے والے خون کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ گر گیا یا گرا دیا گیا تو چار ماہ یا اس سے زیادہ کے حمل کو ساقط کرنے پر جو خون آئے گا وہ نفاس سمجھا جائے گا، اور اگر حمل چار ماہ سے کم ہو تو یہ خون مسلسل تین روز یا اس سے زیادہ دس دن کے اندر اندر آنے کی صورت میں حیض شمار ہوگا، بشرطیکہ اس سے پہلے کم از کم پندرہ دن پاکی کی حالت رہی ہو، ورنہ (یعنی تین دن برابر خون جاری نہ رہا اور اس سے پہلے کامل طہر ہو

یا تین دن خون جاری رہا؛ لیکن اس سے پہلے کامل طہر نہیں تھا یا تین دن سے کم خون آیا جب کہ اس سے پہلے کامل طہر نہیں رہا تو ان تینوں صورتوں میں یہ خون) استحاضہ ہوگا۔ **والمرئی حیض إن دام ثلاثاً وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة. (درمختار) أی أن لم يدم ثلاثاً وتقدمه طهر تام، أو دام ثلاثا ولم يتقدمه طهر تام، أو لم يدم ثلاثاً ولا تقدمه طهر تام.** (شامی بیروت ۱/٤۳٥، زکریا ۱/٥۰۱) **وقال قبله فی التنویر: ظهر بعض خلقه كيد أو رجل فتصير به نفساء.** (تنویر الابصار بیروت ۱/٤۳٤، زکریا ۱/٥۰۰، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه ترکی ۱/۱۳۲)

آپریشن کے ذریعہ ولادت پر نفاس کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ پیٹ کا آپریشن کر کے نکالا جائے تو اگر خون بچہ دانی سے بہا ہے تو وہ عورت نفاس والی کہلائے گی، اور اگر بچہ دانی سے پیشاب کے راستہ سے خون نہیں بہا تو اس کو نفاس نہیں کہا جائے گا؛ بلکہ ظاہری زخم پر محمول کیا جائے گا، مگر غسل بہر حال ضروری ہوگا۔ **فلو ولدته من سرتها إن سال الدم من الرحم فنفساء وإلا فذات جرح.** (درمختار بیروت ۱/٤۳۰، زکریا ۱/٤۹٦، عالمگیری ۱/۳۷) **المرأة إذا ولدت ولم تر الدم هل يجب عليها الغسل والصحيح أنه يجب.** (عالمگیری ۱/۱٦)

بچہ کٹ کٹ کر نکلے

اگر بچہ کا اکثر حصہ کٹ کٹ کر باہر آجائے تو اس کے بعد جاری ہونے والا خون نفاس کہلائے گا، اور اگر بچہ کے دو ایک اعضاء ہی کٹ کر باہر آئے ہوں اور اکثر اعضاء ابھی اندر ہی ہوں تو اس وقت جاری ہونے والا خون استحاضہ کا ہوگا، اور اس حال میں بھی اس عورت پر نماز کا پڑھنا فرض ہوگا۔ **عقب ولد أو أكثره ولو متقطعاً عضواً عضواً لا أقله، فتتوضأ إن قدرت أو تتيمم وتؤمی بصلاة ولا تؤخر.** (درمختار بیروت ۱/٤۳۰، زکریا ۱/٤۹٦، ومثله فی الهندية ۱/۳۷)

بچہ کی پیدائش کے بعد خون کا تسلسل

اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون مسلسل جاری ہو جائے تو:

الف: اگر نفاس اور حیض اور طہر کے بارے میں عورت کی عادت متعین اور معلوم ہو تو اس کے مطابق عمل کرے، یعنی جتنے دن نفاس کا معمول ہو ان کو نفاس اور جتنے دن پاک رہنے اور اس کے بعد حیض آنے کا معمول ہو ان کو پاکی اور حیض کے ایام سمجھے۔

ب: اگر نفاس اور حیض کسی کی بھی عادت کا بالکل پتہ نہ ہو تو اولاً ۴۰؍دن نفاس، پھر ۲۰؍دن پاکی اور پھر ۱۰؍دن حیض قرار دے گی۔

ج: اگر نفاس کی مدت معلوم ہے مثلاً ۱۵؍دن مگر حیض اور پاکی کے ایام مجہول ہوں، تو ۱۵؍دن نفاس سمجھ کر ۲۰؍دن پاکی اور پھر ۱۰؍دن حیض کے شمار کرے گی۔

د: اگر نفاس کی مدت مجہول ہو مگر پاکی اور حیض کی عادت متعین اور معلوم ہو، تو پھر ۴۰؍دن نفاس کے شمار کرے گی اور پھر متعین عادت پر عمل کرے گی۔ (النتف فی الفتاویٰ ۹۱)

استحاضہ

سیلان الرحم کی بیماری میں مسلسل جو خون آتا ہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں بشرطیکہ اس کو حیض یا نفاس نہ قرار دیا جاسکے۔ **والاستحاضة دم نقص عن ثلاثة أيام أو زاد على عشرة في الحيض لما رويناه ودم زاد على أربعين في النفاس أو زاد على عادتها.** (مراقی الفلاح ۷۶) **قال الأزهري: الاستحاضة سيلان الدم في غير أوقاته المعتادة.**

(البحرالرائق ۱/ ۱۹۰، القاموس بحواله حاشيه شامی بيروت ۱/ ۴۱۱)

استحاضہ کا حکم

مستحاضہ عورت معذور شخص کے حکم میں ہے؛ لہٰذا جن ایام کے خون کو استحاضہ قرار دیا جائے ان ایام کی نمازوں کو نہیں چھوڑے گی؛ بلکہ معذور کی طرح ہر نماز کے وقت کے لئے الگ وضو کر کے

نماز وغیرہ پڑھتی رہے گی، اور استحاضہ کے زمانہ میں شوہر کے لئے اس سے ہر طرح کا انتفاع حلال ہوگا۔ **وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه – إلى قوله – أو استحاضة الخ** . (درمختار بيروت ۱/ ٤٣٧، زكريا ۱/ ٥٠٤)

مستحاضہ اپنی عادت بھول جائے

اگر مسلسل خون جاری رہنے میں مبتلا عورت کو یہ یاد نہ رہے کہ مہینہ میں کس وقت اور کتنے دن اس کو حیض آتا تھا اور کتنے دن وہ پاک رہتی تھی تو:

الف: اگر وہ حیض اور استحاضہ میں کسی علامت سے امتیاز کرسکنے پر قادر ہو تو اپنے امتیاز پر عمل کرتے ہوئے عبادات انجام دے، یعنی حیض کے وقت نماز روزہ ترک کرے اور اس سے غسل کرکے بقیہ دنوں میں نماز و روزہ ادا کرے۔

ب: اگر خون میں امتیاز نہ کرسکتی ہو تو پھر خوب سوچ سمجھ کر غالب گمان پر عمل کرے، یعنی جس وقت اسے غالب گمان یہ ہو کہ اب حیض شروع ہوگیا ہے تو نماز ترک کردے، اور جب یہ گمان غالب ہو کہ اب استحاضہ شروع ہوگیا ہے تو غسل کرکے پاک ہوجائے اور نماز روزہ شروع کردے۔

ج: اگر اتنی زیادہ بھول ہوجائے کہ اسے بالکل پتہ ہی نہ چل پائے کہ حیض ہے یا استحاضہ؟ تو یہ عورت مستحاضہ متحیرہ کہلاتی ہے اور اس پر لازم ہوجاتا ہے کہ ہر ممکن احتیاطی حکم پر عمل کرے مثلاً:

(۱) ہر نماز مستقل غسل کرکے پڑھے؛ کیوں کہ ممکن ہے کہ یہی وقت اس کے حیض کے انقطاع کا ہو، پھر اگلی نماز کے وقت میں غسل کرکے پہلے سابقہ وقت کی نماز قضا پڑھے، اس کے بعد وقتیہ نماز ادا کرے اور پھر ہر نماز کے وقت میں ایسا ہی کرتی رہے۔

(۲) نفل نماز اور روزہ نہ رکھے۔

(۳) فرض وواجب نماز میں بھی سورۂ فاتحہ کے بعد مختصر سے مختصر قرأت کرے۔

(۴) قرآنِ کریم کی تلاوت نہ کرے۔

(۵) قرآنِ کریم کو ہاتھ نہ لگائے۔

(٦) مسنون اور نفلی طواف نہ کرے، اور طواف زیارت ادا کرلے مگر دس دن کے بعد اس کی قضا کرے، اور طواف وداع کرلے مگر بعد میں اس کی قضا نہیں ہے۔

(۷) ایسی عورت مسجد میں نہ داخل ہو۔

(۸) پورے رمضان کے روزے رکھے، اور رمضان کے بعد ۲۰/روزوں کی قضا کرے۔

(۹) اس کا شوہر اس حال میں اس سے بالکل جماع نہ کرے۔

(۱۰) اگر ایسی عورت کو عدتِ طلاق گذارنے کی ضرورت پیش آئے تو اس کی عدت ۱۹/مہینہ ۹/دن ۲۰/گھنٹہ میں پوری ہوگی۔ (والتفصیل فی منهل الواردین ۹٤/۱-۱۰۱، والنتف فی الفتاویٰ ۹۰-۹۱)

نوسال سے کم عمر میں آنے والے خون کا حکم

لڑکیاں کم از کم نوسال میں بالغ ہوتی ہیں لہٰذا اگر نوسال سے کم عمر میں خون آجائے تو اس کو حیض شمار نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ وہ استحاضہ ہوگا۔ **وأما وقته فوقته حين تبلغ المرأة تسع سنين فصاعداً عليه أكثر المشائخ فلا يكون المرئى فيما دونه حيضاً.**

(بدائع الصنائع ۱۵۷/۱)

پچپن سال کی عمر کے بعد خون کا حکم

پچپن سال کی عمر کے بعد عموماً حیض نہیں آتا؛ لہٰذا اس عمر کے بعد عورت کو اگر خون آئے تو پھر اس کا رنگ دیکھا جائے گا، اگر وہ خالص خون کا رنگ ہو یعنی خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے، اور اگر دوسرا کوئی رنگ ہو تو حیض نہیں؛ البتہ اگر اس عورت کی عادت پہلے سے اس دوسرے رنگ کے خون آنے کی رہی ہو تو اس رنگ کا خون بھی حیض ہی شمار ہوگا۔ **وما رأته بعدها أى المدة المذكورة فليس بحيض فى ظاهر المذهب إلا إذا كان دماً خالصاً (درمختار)**

أی کالأسود والأحمر القاضی، درر. قال الرحمتی: وتقدم عن الفتح أنه لو لم یکن خالصاً وکانت عادتها کذلک قبل الإیاس یکون حیضاً. (شامی بیروت ۱/۴۳۶-۴۳۷، زکریا ۱/۵۰۳)

حالتِ حمل میں خون کا حکم

اگر کسی عورت کو حمل کے زمانے میں خون نظر آئے تو وہ حیض نہیں؛ بلکہ استحاضہ ہے، یعنی وہ اس کی وجہ سے روزہ اور نماز نہیں چھوڑے گی) **وما تراہ حامل استحاضۃ.** (تنویر الابصار مع الدر بیروت ۱/۴۱۴، زکریا ۱/۴۷۷)

لیکوریا کا حکم

مرض یا کمزوری کی وجہ سے نکلنے والا سفید مادہ ناپاک ہے، اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کپڑے پر لگ جائے تو اسے پاک کرنا ضروری ہوتا ہے، جس عورت کو کبھی کبھی یہ مرض لاحق ہو وہ وضو کر کے نماز پڑھتی رہے اس پر غسل لازم نہیں ہے۔ اور اگر اس مرض کی اتنی کثرت ہو جائے کہ کسی نماز کا پورا وقت اس طرح گزر جائے کہ فرض نماز بھی پڑھنے کا موقع نہ مل پائے تو پھر یہ عورت معذور کے حکم میں ہو جاتی ہے اب اس کے لئے ایک نماز کے پورے وقت میں ایک مرتبہ وضو کافی ہوگا، سفیدی نکلنے سے بار بار اسے وضو کرنا نہ پڑے گا۔ اور ایسی معذور عورت کے حق میں یہ سفیدی ناپاک بھی نہ سمجھی جائے گی، اور یہ حکم اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ ہر نماز میں کم از کم ایک مرتبہ یہ عذر پایا جاتا رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۵/۲۲۳-۲۲۴)

❍❖❍

کتاب الصلوٰۃ

❑ نماز کے منتخب ضروری مسائل

اوقاتِ نماز

اسلام میں نماز کی اہمیت

اسلامی عبادات میں نماز کو سب سے امتیازی مقام حاصل ہے، اسی امتیازی شان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نماز کی فرضیت کا حکم شبِ معراج میں پیغمبر علیہ السلام کو آسمانوں پر بلا کر مرحمت فرمایا، یہ واقعہ ہجرت سے قبل مکہ معظّمہ میں پیش آیا، جس کے وقت کے بارے میں اقوال مختلف ہیں، امام نوویؒ نے بعثت کے پانچویں سال یعنی ہجرت سے سات آٹھ سال قبل ہونے والے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ (شرح نووی علی مسلم ۱/۹۱)

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نماز دین کا ستون ہے''۔ (بیہقی فی شعب الایمان ۳/۳۵)

اور بعض فقہاء نے اس سے آگے یہ جملہ بھی بڑھایا ہے کہ: ''جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا، اور جس نے اسے ضائع کیا اس نے دین کو ضائع کر دیا''۔ (کشف الخفاء ۲/۲۸)

ایک روایت میں ہے کہ ''اسلام اور کفر میں امتیاز کرنے والی چیز نماز ہے''۔ (مسلم شریف ۱/۶۱)

یعنی جو شخص نمازی ہے وہ ایک اسلامی علامت کو سینے سے لگائے ہوئے ہے اور جو شخص نماز سے بے گانہ ہے وہ ایک کفریہ عمل کا مرتکب ہے اور نماز نہ پڑھنے میں کافروں کی مشابہت اختیار کر رہا ہے۔ بہت سی احادیث میں نماز کو افضل الاعمال قرار دیا گیا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو بندہ کی طرف سے عاجزی اور بندگی کا اظہار سب سے زیادہ پسند ہے اور نماز کی حالت میں ایک بندہ اپنے آقا ومولیٰ کے دربار میں جس طرح اپنی ذلت اور عاجزی کا مظاہرہ کرتا ہے وہ اس انداز میں کسی اور عبادت میں نہیں پایا جاتا۔ ہاتھ کا باندھنا، حمد وثنا کرنا، رکوع میں سر جھکانا پھر سجدہ میں جا کر تمام اعضاء زمین پر ٹیک دینا یہ سب مالک الملک کے سامنے اپنی عاجزی اور ذلت کے انداز ہیں، جو اللہ تعالیٰ کو حد سے زیادہ پسند ہیں۔

میدان محشر میں بھی سلسلۂ عبادات میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ گچھ ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''قیامت کے دن سب سے پہلے بندہ سے نماز کا محاسبہ ہوگا، اگر نماز ٹھیک نکلی تو بقیہ اعمال بھی ٹھیک نکلیں گے اور اگر نماز ہی میں نقص اور کوتاہی نکل آئی تو بقیہ اعمال تو اس سے بھی خراب ہوں گے۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۵۰)

اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم اور فرض عین ہے کہ وہ نماز کے سلسلے میں قطعاً کوتاہی نہ کرے نماز میں عذر (سفر یا مرض) کی وجہ سے تخفیف تو ہوسکتی ہے؛ لیکن معافی کسی حال میں نہیں ہے، کھڑے ہوکر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے۔ رکوع سجدہ نہ کرسکے تو اشارے سے پڑھے، مگر پڑھنا ضروری ہے۔

افسوس ہے کہ یہ فرض جتنا اہم ہے آج امت کی اکثریت اس سے اتنی ہی غافل ہے، اس غفلت کو توڑنے کے لئے گھر گھر نماز کا ماحول بنانے کی ضرورت ہے، اور بچہ بچہ کو نماز کا عادی بنانا ضروری ہے؛ تاکہ امت صلاح وفلاح کے راستہ پر گامزن ہوسکے۔

نماز برائی سے روکتی ہے

نماز کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ نمازی شخص کا ضمیر زندہ رہتا ہے جو اسے ہر برے کام سے برابر روکتا رہتا ہے، اور جلد یا بدیر نماز کی برکت سے بڑے سے بڑے گناہوں سے بچنے کی دولت نصیب ہوجاتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ. (العنکبوت ٤٥) — بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور منکر کاموں سے۔

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ فلاں آدمی رات بھر نماز پڑھتا ہے اور صبح اٹھ کر چوری کرتا ہے، تو آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ: "یہ نماز عنقریب اسے اس عمل سے روک دے گی۔" (ابن کثیر ۱۰۱۸)

اور جو شخص نماز پڑھنے کے ساتھ کسی گناہ کا پکا عادی ہو تو اسے اپنی نماز کا جائزہ لینا چاہئے کہ کہیں اس سے نماز میں ایسی کوتاہی تو نہیں ہورہی ہے کہ نماز کا اثر ظاہر نہیں ہورہا، بعض موقوف روایتوں میں مروی ہے کہ: "جس شخص کی نماز اسے بے حیائی اور گناہ سے نہ روک سکے تو (گویا) اس کی نماز ہی نہیں ہوتی"۔ (ابن کثیر ۱۰۱۸)

لہٰذا اپنی اصلاح کے لئے نماز کی آداب وشرائط کے ساتھ ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے، جتنا زیادہ اہتمام اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھی جائے گی ان شاء اللہ اتنا ہی معصیت سے نفرت کا جذبہ پیدا ہوگا، اور اطاعت کی طرف رغبت کا داعیہ ابھرے گا۔

نماز کی قبولیت کی شرط

نماز کی قبولیت کے لئے جہاں نیت کا خالص ہونا لازم ہے وہیں نماز کا شریعت کے حکم کے موافق پڑھنا بھی ضروری ہے۔ ارکانِ نماز میں کمی یا بیشی کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی وہ ہرگز قبول نہ ہوگی، چاہے نیت کتنی ہی خالص ہو؛ کیوں کہ عبادت وہی قابل قبول ہوتی ہے جو شریعت کے بتائے ہوئے حکم کے مطابق

ہو،لہٰذاضروری ہے کہ نماز کے تمام ضروری مسائل مستحضر ہوں؛ تاکہ ہماری نماز ہر اعتبار سے کامل ہو اور ہم اس عظیم عبادت کے عظیم الشان ثواب سے بفضل خداوندی بہرہ ور ہوسکیں، ارشاد خداوندی ہے:

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ. (البقرۃ ۲۳۸)	نگہبانی کرو نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے لئے باادب ہوکر۔

اس آیت میں نماز باادب پڑھنے کا حکم دیا گیا، اور نماز کا ادب یہی ہے کہ وہ پوری طرح سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہو۔

نماز کی چوری

بہت سے نماز کے پابند حضرات لمبی عمریں گذر جانے کے باوجود اپنی نماز کی اصلاح کی فکر نہیں کرتے، اور ارکان وافعال میں برابر کوتاہی کی عادت پر جمے رہتے ہیں، اور ہر نماز جلد از جلد اور کم سے کم وقت میں ٹرخانے کی کوشش کرتے ہیں، فضول مشاغل میں گھنٹوں ضائع کردیتے ہیں اور نماز میں چند منٹ لگانا بھی بھاری پڑتا ہے، حالاں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو بدترین چور قرار دیا ہے جو نماز کے افعال میں کٹوتی کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''لوگوں میں سب سے بدترین چوری کرنے والا وہ شخص ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے''۔ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت! نماز کی چوری کیسے ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''(نماز کا چور وہ ہے جو) نماز کے رکوع اور سجدہ پورے نہ کرے'' (یعنی بس جلدی جلدی گویا کہ ٹھونگے مار لے)۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۹۸)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کو دیکھتا تک نہیں جو رکوع اور سجدہ کے درمیان اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا'' (یعنی قومہ اور جلسہ نہیں کرتا)۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۹۸)

بریں بنا نماز کے عام مسائل سے واقفیت ضروری ہے؛ تاکہ ہماری نماز لاعلمی کی وجہ سے خراب نہ ہو اور ہم ترک نماز کے وبال سے محفوظ رہیں، جس طرح ہم اپنے دنیوی معاملات کو سدھارنے میں دلچسپی دکھاتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ دلچسپی سے نماز کو واقعی قابل قبول بنانے پر محنت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی نماز کی حلاوت نصیب فرمائیں اور اپنی رضائے تام سے سرفراز فرمائیں، آمین۔

ذیل میں چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

فجر کا وقت

فجر کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ أول وقت الفجر إذا طلع

الفجر الثاني وهو المعترض في الأفق وآخر وقتها ما لم تطلع الشمس. (هداية ١/ ٨٠، مكتبه بلال ديوبند ١/ ٧٦-٧٧)

فجر کا مستحب وقت

فجر کی نماز اسفار کر کے پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز فاسد ہونے کی صورت میں مسنون طریقے سے اعادۂ صلوٰۃ کی گنجائش نہ رہے؛ (لہٰذا طلوع آفتاب سے کم از کم ۳۰؍ منٹ قبل نماز فجر پڑھنی چاہئے) **ويستحب الإسفار بالفجر لقوله عليه الصلوة والسلام أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر.** (ترمذی شریف ١/ ٤٠، هدايه ١/ ٨٢، مکتبه بلال ديوبند ١/ ٧٩)

ظہر کا وقت

زوال کے بعد سے سایۂ اصلی دو مثل ہونے تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔ **وأول وقت الظهر إذا زالت الشمس وآخر وقتها عند أبي حنيفةؒ إذا صار ظل كل شئ مثليه سوى فئ الزوال.** (هدايه ١/ ٨١، مکتبه بلال ديوبند ١/ ٧٧، درمختار زكريا ٢/ ١٤، درمختار بيروت ٢/ ١٥)

ظہر کا مستحب وقت

گرمی کے زمانے میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور سردی میں اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔ **ويستحب الإبراد بالظهر في الصيف وتقديمه في الشتاء.**

(هدايه ١/ ٨٢، مکتبه بلال ديوبند ١/ ٨٠، درمختار زكريا ٢/ ٢٤، درمختار ٢/ ٢٣)

جمعہ کا وقت

جمعہ کا اصل وقت بھی ظہر کے وقت کی طرح ہے۔ **وجمعة كظهر الخ.** (درمختار زكريا ٢/ ٢٥، درمختار بيروت ٢/ ٢٤)

جمعہ کا مستحب وقت

جمعہ کی نماز گرمی یا سردی ہر زمانہ میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔ **وقال الجمهور**

ليس بمشروع (أى الإبراد) لأنها تقام بجمع عظيم فتأخيرها مفض إلى الحرج ولا كذلك الظهر. (شامی زکریا ۲/ ۲٥، شامی بیروت ۲/ ۲٤)

عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور غروبِ آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ **أول وقت العصر إذا خرج وقت الظهر على القولين وآخر وقتها ما لم تغرب الشمس.** (هدايه ۲/ ۸۱، مکتبه بلال ديوبند ۱/ ۷۸، درمختار زكريا ۲/ ۱٦، درمختار بيروت ۲/ ۱٦)

عصر کا مستحب وقت

عصر کا مستحب وقت سورج میں تغیر آنے سے پہلے تک رہتا ہے، خواہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا؛ البتہ سورج میں تغیر آنے کے بعد عصر کا مکروہ وقت شروع ہوجاتا ہے۔ **ويستحب تاخير العصر ما لم تتغير الشمس فى الصيف والشتاء.** (هدايه ۱/ ۸۳، مکتبه بلال ديوبند ۱/ ۷۸، درمختار زكريا ۲/ ۲٦، درمختار بيروت ۲/ ۲٤)

مغرب کا وقت

غروبِ شمس سے لے کر افق پر سے سفید روشنی کے غائب ہونے تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔ **وأول وقت المغرب إذا غربت الشمس وآخر وقتها ما لم يغب الشفق ثم الشفق هو البياض الذى فى الأفق بعد الحمرة.** (هدايه ۱/ ۸۱، مكتبه بلال ديو بند ۱/ ۷۸، درمختار زكريا ۲/ ۱۷، درمختار بيروت ۲/ ۱۷)

مغرب کا مستحب وقت

مغرب کی نماز اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ **ويستحب تعجيل المغرب لأن تأخيرها مكروه.** (هدايه ۱/ ۸۳، مكتبه بلال ديوبند ۱/ ۸۰، درمختار زكريا ۲/ ۲۷)

عشاء کا وقت

عشاء کا ابتدائی وقت سفید روشنی کے غائب ہونے سے شروع ہوکر صبح صادق کے طلوع تک رہتا ہے۔ **ابتداء وقت العشاء والوتر منه أی من غروب الشفق إلی قبیل طلوع الصبح الصادق لإجماع السلف.** (مراقی الفلاح /۹۵، درمختار زکریا ۲/ ۱۸، بیروت ۲/ ۱۷-۱۸، هدایه ۱/ ۸۲)

عشاء کا مستحب وقت

نماز عشاء تہائی رات سے پہلے تک مؤخر کرنا مستحب ہے (جب کہ کوئی اور عارض مثلاً تقلیل جماعت کا اندیشہ نہ ہو) اور آدھی رات تک پڑھنا بلاکراہت جائز ہے اور آدھی رات سے صبح صادق تک بلاعذر پڑھنا مکروہ ہے۔ **ویستحب تاخیر العشاء إلی ماقبل ثلث اللیل وإلی نصف الأخیر مکروه والتاخیر إلی نصف اللّیل مباح.** (درمختار بیروت ۲/ ۲۵، زکریا ۲/ ۲۶، هدایه ۱/ ۸۳)

وتر کا وقت

وتر کا وقت بعد عشاء شروع ہوتا ہے اور صبح صادق کے طلوع تک رہتا ہے۔ **وأول وقت الوتر بعد العشاء وآخره ما لم یطلع الفجر.** (درمختار بیروت ۲/ ۱۸، زکریا ۲/ ۱۸، هدایه ۱/ ۸۳)

وتر کا مستحب وقت

جس شخص کو بیدار ہونے کا اعتماد ہو اس کے لئے آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے، اور جس کو بیدار ہونے پر اعتماد نہ ہو اس کے لئے سونے سے پہلے وتر پڑھنا مستحب ہے۔ **ویستحب فی الوتر لمن یألف صلوٰة اللیل آخر اللیل فان لم یثق بالإنتباه أوتر قبل النوم.**

(هدایه ۱/ ۸٤، در مختار زکریا ۲/ ۲۸، بیروت ۲/ ۲٦)

نمازاشراق کا وقت

سورج طلوع ہونے کے تقریباً ۱۵-۲۰ منٹ (مکروہ وقت گذرجانے) کے بعد اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ **أولها عند طلوع الشمس إلى أن ترتفع الشمس وتبيض قدر رمح أو رمحين.** (طحطاوی علی المراقی ۱۰۰)

نماز چاشت کا وقت

چاشت کا وقت آفتاب طلوع ہونے سے زوال تک باقی رہتا ہے؛ لیکن افضل یہ ہے کہ ایک چوتھائی دن گذرنے کے بعد چاشت کی نماز پڑھی جائے۔ **وندب أربع فصاعداً في الضحیٰ من بعد الطلوع إلى الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار.** (درمختار زکریا۲/٤٦٥، بیروت ٤٠٤/٢-٤٠٥، صغیری ٢٠١، مراقی الفلاح ٢١٦)

نماز عیدین کا مستحب وقت

طلوع آفتاب سے تقریباً ۲۰ منٹ بعد عیدین کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور نصف النہار تک باقی رہتا ہے۔ **ووقتها من الارتفاع قدر رمح فلا تصح قبلهٗ إلى الزوال فلو زالت الشمس وهو في أثنائها فسدت.** (طحطاوی علی الدر ٣٥٤/١، کنز الدقائق ٤٥، نور الایضاح ١٢١)

کن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

درج ذیل تین اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے: (۱) طلوع شمس سے ارتفاع شمس تک (۲) زوال کے وقت (۳) غروب شمس کے وقت۔ **ثلاث ساعات لا تجوز فيها المكتوبة ولا صلوة الجنازة ولاسجدة التلاوة إذا طلعت الشمس حتى ترتفع وعند الإنتصاف إلىٰ أن تزول وعند احمرارها إلى أن تغيب.** (هندیه ٥٢/١، هدایه ٨٤/١)

سورج میں تغیر کی علامت

عصر کے بعد سورج کی روشنی میں تغیر اس وقت سمجھا جائے گا جب کہ بلا کسی رکاوٹ سورج

کی ٹکیہ پر نظر جمانا مشکل نہ رہے۔ **ما لم يتغير ذكاء بأن لاتحار العين فيها في الأصح (درمختار) وفي الظهيرية: إن أمكنه إطالة النظر فقد تغيرت وعليه الفتوىٰ.** (شامی بیروت ۲/ ۲٤، شامی زکریا ۲/ ۲٦)

غروب شمس سے کچھ پہلے اسی دن کی عصر کی نماز

جب سورج میں سرخی آجائے تو اگر کوئی شخص اسی دن کی عصر کی نماز اس وقت پڑھ لے تو ادا ہوجائے گی؛ لیکن اس وقت قضا شدہ یا نفل نماز پڑھنا بالکل درست نہیں ہے۔ **إلا عصر يومه عند الغروب بخلاف غيرها من الصلوات لأنها وجبت كاملة فلا تتأدى بالناقص.** (هدایه ۱/ ۸۵، درمختار بیروت ۲/ ۳۰، در مختار زکریا ۲/ ۳۰، کنز الدقائق ۱/ ۱۸، شرح الوقاية ۱/ ۱۳۱)

سورج کے طلوع کے وقت نماز فجر صحیح نہیں

طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر نماز کے دوران آفتاب طلوع ہوگیا تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اعادہ واجب ہوگا۔ **ولو طلعت الشمس في خلال الفجر تفسد فجره.** (تاتارخانية ۱/ ٤۱۱، هدایه ۱/ ٦۸، فتح القدير ۱/ ۲۳۱، شامی زکریا ۲/ ۳۰)

بوقتِ غروب عصر کی نماز کا حکم

عصر کی نماز پڑھتے پڑھتے آفتاب غروب ہوجائے تو عصر کی نماز صحیح ہوجائے گی اعادہ لازم نہیں۔ **وكره صلاة مطلقاً مع شروق واستواء وغروب إلا عصر يومه فلا يكره فعله.** (شامی زکریا ۲/ ۳۲، درمختار بیروت ۲/ ۲۸- ۳۰، نورالایضاح ۵۹)

طلوع آفتاب کے وقت سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت مکروہ وقت میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو وقت مکروہ میں اس کا ادا

کرنا کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے اور تاخیر افضل ہے، اور اگر وقت مکروہ سے پہلے واجب ہوا ہوتو وقت مکروہ میں ادا کرنا جائز نہیں، اگر کرلیا تو اعادہ واجب ہوگا۔ **فلو وجبتا فیها لم یکره فعلهما أی تحریما أفاد ثبوت الکراهة التنزیهیة.** (درمختار زکریا ۳۵/۲، درمختار مع شامی بیروت ۳۲/۲، تاترخانیة ۷۷۴/۱، هدایة ۸۵/۱، هندیة ۱۳۵/۱)

اوقاتِ مکروہہ میں نماز جنازہ

اگر جنازہ پہلے سے تیار تھا تو طلوع، غروب اور زوال کے وقت نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اور اگر اسی وقت تیار ہوا تو کوئی کراہت نہیں، اسی وقت نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔ **فلو وجبتا فیها لم یکره فعلهما أی تحریماً وفی التحفة: الأفضل أن لا تؤخر الجنازة. قوله: وفی التحفة فثبتت کراهة التنزیه فی سجدة التلاوة دون صلاة الجنازة.** (درمختار زکریا ۳۰/۲ تا ۳۵، بیروت ۲۸/۲-۳۲، احسن الفتاوی۱۳۷/۲)

صبح صادق کے بعد قضا نماز

صبح صادق کے بعد قضا نماز پڑھنا شرعاً درست ہے۔ **ومنها ما بعد طلوع الفجر قبل صلاة الفجر.** (عالمگیری ۵۳/۱)

فجر کی نماز کے بعد قضا نماز

فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔ **ومنها ما بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس.** (عالمگیری ۵۳/۱)

عصر کی نماز کے بعد قضا نماز

جب تک سورج میں زردی نہ آجائے اس وقت تک عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔ **ومنها ما بعد صلاة العصر قبل التغیر.** (عالمگیری ۵۳/۱)

رمضان میں مغرب کی نماز قدرے تاخیر سے ادا کرنا

ماہِ رمضان میں مغرب کی نماز دس، پندرہ منٹ تاخیر سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **والمغرب إلی اشتباک النجوم کرہ التاخیر تحریماً إلا بعذر کسفر وکونہٖ علی أکل.** (درمختار زکریا ۲/۲۷، بیروت ۲/۲۶، تاتارخانیة ۱/۶۰۴، فتح القدیر ۱/۳۳۰)

نماز کے بعد معلوم ہوا کہ وقت نکل چکا تھا

اگر وقتیہ فرض کی ادائیگی کی نیت کی، پھر نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ نماز کا وقت نکل چکا تھا تو نماز نہیں ہوئی اعادہ ضروری ہے؛ البتہ اگر آج کے فرض کی نیت کی تو اداء کی نیت سے یہ نماز قضاءً بھی درست ہوجائے گی۔(احسن الفتاویٰ ۲/۱۳۹) **أما بعد خروج الوقت إذا صلی وهو لایعلم بخروجهٖ فنوی فرض الوقت فإنه لایجوز.** (هندیه ۱/۶۶، تاتارخانیة ۱/۴۲۹، البحر الرائق ۱/۴۸۶، الجوهرة النیرة ۱/۶۷)

حجاز مقدس میں دو مثل سے قبل عصر کی نماز

حجاز مقدس کی مساجد میں عصر کی نماز ایک مثل پورا ہوتے ہی فوراً پڑھی جاتی ہے، اگر حنفی لوگ اپنے وقت کا انتظار کریں گے تو وہاں رہ کر کبھی بھی مسجد میں نماز باجماعت نہیں پڑھ سکیں گے؛ لہٰذا صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے عصر کی نماز اہل حجاز کے ساتھ باجماعت پڑھ لینا درست ہے۔ **ووقت الظهر من زوالهٖ إلی بلوغ الظل مثلیه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ وفی الفیض وعلیه عمل الناس الیوم وبه یفتی.** (درمختار بیروت ۲/۱۵، زکریا ۲/۱۴، معارف السنن ۲/۱۱، ایضاح المناسك ۱۲۶، فتاوی محمودیه ۱۶/۳۲۹)

نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھنا

رمضان میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں؛ بلکہ بہتر

ہے کیوں کہ یہ جماعت میں تکثیر کا ذریعہ ہے، تاخیر کرنے میں نمازیوں کے کم ہونے کا اندیشہ ہے۔ **هٰذه المسئلة تدل على أن الصلاة فى أول الوقت أفضل عندنا أيضاً إلا إذا تضمن التاخير فضيلةً لا تحصل بدونه كتكثير الجماعة والصلاة بأكمل الطهارتين.** (معارف السنن ۲/ ۳۹) **عن قتادة عن أنس ﷺ أن النبى ﷺ وزيد بن ثابت ﷺ تسحرا فلما فرغا من سحورهما قام النبىﷺ إلى الصلوٰة فصلى.** (مشكوٰة شريف/ ٦٠)

جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہو وہاں نماز پڑھنے کا طریقہ

جہاں چھ مہینہ کے دن رات ہوتے ہوں وہاں اوقات کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھی جائیں یعنی چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں معتادفرق کے ساتھ پوری کرلی جائیں۔ **فى حديث دجال: قلنا يا رسول اللّٰه: رأيت اليوم الذى كالسنة اتكفينا فيها صلاة يوم، قال: ''لا ولٰكن اقدروا له''.** (ترمذى شريف ۲/ ٤٨) **وفاقد وقتهما كبلغار الخ مكلف بهما فيقدر لهما.** (درمختار زكريا ۲/ ١٨، بيروت ۲/ ١٨)

جہاں وقت عشاء نہ ملے

جہاں عشاء کا وقت پتہ ہی نہ چلتا ہو (جیسا کہ بعض ایام میں لندن کے بعض علاقوں میں ایسا ہوتا ہے) تو وہاں عشاء کی نماز ادا کرنا ضروری ہے، اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عام متوازن دنوں میں مغرب کے بعد جتنے فاصلہ سے عشاء کی نماز پڑھی جاتی ہے اتنے فاصلہ پر عشاء کی نماز ادا کرلی جائے یا اطراف کے شہروں اور ممالک میں جس وقت عشاء پڑھی جاتی ہے اسی کے مطابق عشاء کی نماز ادا کرلی جائے۔ **وفاقد وقتهما كبلغار فإن فيها يطلع الفجر قبل غروب الشفق فى أربعينية الشتاء مكلف بهما فيقدر لهما.** (درمختار بيروت۲/ ١٨، زكريا۲/ ١٨، فتح القدير ١/ ١٩٨)

❍❖❍

اذان واقامت کے مسائل

اذان کی ابتداء

جب حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابتداء میں نماز کے لئے لوگ اندازے سے مسجد میں حاضر ہوجاتے تھے اور اس کے لئے کوئی اعلان نہیں کیا جاتا تھا۔ اس صورت حال میں بعض مرتبہ کافی انتظار کی زحمت بھی اٹھانی پڑتی تھی۔ اس لئے ایک دن صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ گفتگو چلی کہ نماز کے وقت کے لئے کوئی علامت مقرر ہونی چاہیئے، تو بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ عیسائیوں کی طرح ناقوس (چھوٹی لکڑی کو بڑی لکڑی پر مار کر آواز نکالنا) بجایا جائے، بعض نے مشورہ دیا کہ یہودیوں کی طرح سینگ بجایا جائے، بعض حضرات نے نماز کے وقت آگ جلانے کا مشورہ دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ جب وقت ہوجائے تو کسی آدمی کو نماز کا اعلان کرنے کے لئے آبادی میں بھیج دیا جائے، چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کردیا گیا۔ (اوجز المسالک ۱/۲۱۷، دمشق ۲/۶، بخاری شریف ۱/۸۵، مسلم شریف ۱/۱۶۴)

اسی دوران ایک صحابی حضرت عبد اللہ ابن زید ابن عبد ربہ انصاری رضی اللہ عنہ نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص دوہرے کپڑے پہن کر اترا ہے اور اس نے ایک دیوار کے کنارے پر کھڑے ہو کر اذان کے یہ کلمات پکارے ہیں:

اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لاالہ الاّ اللّٰہ، اشھد ان لاالہ الاّ اللّٰہ، اشھد انَّ محمدا رسول اللّٰہ، اشھد انَّ محمدا رسول اللّٰہ، حیّ علی الصلوٰۃ، حیّ علی الصلوٰۃ، حیّ علی الفلاح، حیّ علی الفلاح، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لاالہ الاّ اللّٰہ.

(ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، آؤ نماز کی طرف، آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

جب یہ خواب حضرت عبد اللہ نے حضور اکرم علیہ السلام کو سنایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ خواب برحق ہے، لہٰذا تم ان کلمات کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھلاؤ ان کی آواز بلند ہے، وہ اذان دیں گے، چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب اذان دینی شروع کی اور اس کی آواز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کانوں میں پڑی تو وہ جلدی جلدی اپنی چادر کو سنبھالتے ہوئے تشریف لائے، اور قسم کھا کر فرمایا کہ میں نے بھی بعینہ یہی خواب دیکھا ہے، نبی کریم ﷺ نے اس پر شکر کا اظہار فرمایا اور پھر اذان کا طریقہ امت میں رائج ہوگیا۔ (اسد الغابہ ۳؍۱۴۴، طحاوی شریف ۱؍۹۷، ابوداؤد شریف ۱؍۶۷) واضح رہے کہ اذان کی ابتداء کا مذکورہ واقعہ ۱ھ میں پیش آیا۔ (البدایہ والنہایہ ۴؍۲۴۵، اُسد الغابہ بیروت ۳؍۱۴۳)

اذان کا اجر وثواب

احادیث شریفہ میں اذان کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ’’مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اتنی ہی لمبی، چوڑی اس کے لئے مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے، اور جس تر یا خشک چیز تک وہ آواز پہونچتی ہے وہ سب اشیاء اس کے لئے قیامت میں خیر پر شہادت دیں گی‘‘۔ (ابوداؤد شریف ۱؍۶۷)

اور ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ’’اگر تمہیں اذان کی فضیلت اور خیر وبرکت کا علم ہوجائے تو تم اذان دینے کے لئے قرعہ اندازی کرنے لگو گے۔ یعنی ہر ایک اذان کا اتنا شوقین ہوجائے گا کہ اس تنازعہ کو ختم کرنے کے لئے قرعہ کی ضرورت پیش آئیگی‘‘۔ (بخاری شریف ۱؍۸۶)

اور ایک حدیث میں مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’مؤذن حضرات میدانِ محشر میں سب سے لمبی گردن والے ہوں گے‘‘۔ (مسلم شریف ۱؍۱۶۷)

اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے شارحین نے کہا ہے کہ وہ وفورِ شوق میں اللہ کی رحمت کی طرف بار بار گردنیں اٹھا کر دیکھ رہے ہوں گے اس لئے کہ انہیں زیادتی ثواب کی امید ہوگی۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ واقعۃً ان کی گردنیں اونچی کردی جائیں گی تاکہ وہ گھٹن سے محفوظ رہیں، اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ لمبی گردن ہونے سے ان کی سرداری اور بزرگی مراد ہے۔ (نووی علی مسلم ۱؍۱۶۷)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ’’چند حضرات میدانِ محشر میں ہر قسم کی ہولناکی سے محفوظ رہیں گے اور ان کو اعزاز واکرام کے ساتھ مشک کے ڈھیروں پر بٹھایا جائے گا، ان میں وہ مؤذن بھی ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پنج وقتہ نمازوں کی اذان دیا کرتے تھے‘‘۔ (مجمع الزوائد ۱؍۳۲۷)

نیز آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ’’جو شخص اخلاص کے ساتھ ۷؍سال تک نمازوں کے لئے اذان دے تو اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا پروانہ عطا کیا جاتا ہے‘‘۔ (مشکوۃ شریف، مرقاۃ المفاتیح اشرفی ۲؍۱۶۶)

اور ابن ماجہ شریف کی ایک روایت میں ۱۲؍سال تک اذان دینے والے کو جنت میں داخلہ کی بشارت اور ہر اذان پر ۶۰؍نیکیاں اور ہر اقامت پر ۳۰؍نیکیاں ملنے کا وعدہ مذکور ہے۔ (ابن ماجہ شریف ۵۳)

اور سات سال اور بارہ سال میں توافق پیدا کرنے کے لئے بعض حضرات شارحین نے فرمایا کہ امت کی چوں کہ عموماً عمر ۷۰؍برس ہے اور عادۃً زیادہ سے زیادہ ۱۲۰؍سال ہے۔ اب اگر کسی نے ۷؍سال تک اذان دی تو ہر نیکی کے دس گنا ثواب کے اعتبار سے ۷۰؍سالہ زندگی والا شخص پوری زندگی میں اذان دینے والا شمار ہوگا، اور ۱۲؍سال اذان دینے والے کو ۱۲۰؍سال تک اذان دینے کا ثواب ملے گا۔ (حاشیہ ابن ماجہ شریف ۵۳)

نیز یہ بھی مروی ہے کہ: ''مؤذن کو شہید فی سبیل اللہ کی طرح ثواب ملتا ہے اور دفن کے بعد اس کا جسم کیڑوں کی غذا نہیں بنتا''۔ (طبرانی، مرقاۃ ۱؍۴۲۸)

انہیں فضائل کی وجہ سے حضرات صحابہ ﷺ سے منقول ہے کہ وہ تمنا کرتے تھے کہ کاش حضور اکرم ﷺ نے ان کو اور ان کے اہل خاندان کو اذان دینے پر مامور کیا ہوتا تاکہ وہ بھی ان بشارت آمیز ارشادات کے مستحق قرار پاتے۔ (مجمع الزوائد ۱؍۳۲۶)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: ''مجھے پابندی سے اذان دینے پر قدرت حاصل ہونا حج وعمرہ اور جہاد سے زیادہ پسند ہے''۔ اسی طرح کا مقولہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے بھی مروی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱؍۲۰۳-۲۰۴)

اذان! شیطان کے لئے تازیانہ

اذان کے کلمات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ شیطان لعین اس کے سننے کی تاب نہیں رکھتا اور جب اذان شروع ہوتی ہے تو وہ بدحواسی کے عالم میں ہوا خارج کرتے ہوئے ۳۶؍میل (تقریباً ۶۶؍ کلومیٹر) دور بھاگ جاتا ہے۔ (مسلم شریف ۱؍۱۶۷)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''جب اذان ہوتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان کے کلمات اس کے کان میں نہ پڑسکیں، پھر اذان کے بعد واپس آجاتا ہے۔ اس کے بعد جب اقامت ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے اور ختم ہوتے ہی پھر براجمان ہوجاتا ہے اور نمازی پر وسوسے ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، یعنی بھولی بسری باتیں یاد دلاتا ہے تاکہ نماز سے ذہن ہٹ جائے۔ حتی کہ ان وساوس میں پڑ کر نمازی کو یہی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے''۔

(بخاری شریف ۱؍۸۵-۱۶۷، مسلم شریف ۱؍۱۶۷، الترغیب والترہیب ۱؍۱۱۰)

اذان اسلام کا شعار ہے

اذان اسلام کا اہم ترین شعار ہے، اور اس بات کی کھلی علامت ہے کہ جس جگہ سے اذان کی آواز آ رہی ہے وہ جگہ اسلامی آبادی پر مشتمل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسلامی لشکر کو ہدایت کر رکھی تھی کہ: ''جس بستی پر حملہ کا ارادہ ہوا گر وہاں سے اذان کی آواز آنے لگے تو اس پر حملہ روک لیا جائے، اور قتل وقتال سے پوری طرح اجتناب کیا جائے''۔ (مسلم شریف ۱/۱۶۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۴۸۱)

اسی بنا پر حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر کے لوگ اذان نہ دینے پر اتفاق کرلیں تو ان سے جنگ کی جائے گی، اور اذان جاری کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ (شامی ۱/۴۵)

اذان کا جواب دینا باعثِ ثواب ہے

اذان کا جواب دینا بہت ثواب کا عمل ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ مؤذن کے کلمات اذان دہرائے اور **حی علی الصلوٰۃ** اور **حی علی الفلاح** کے جواب میں **لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم** کہے، تو انشاءاللہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف ۱/۱۶۷، سنن بیہقی ۱/۴۰۲)

اور جو شخص اذان کے بعد یہ دعائے وسیلہ پڑھے اس کو آنحضرت ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی: **اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ.** (بخاری شریف ۱/۸۶) ترجمہ: ''اے اللہ! اے اس مکمل دعوت اور قائم شدہ نماز کے مالک! محمد ﷺ کو مقام وسیلہ (جو جنت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے) اور فضیلت اور برتری سے سرفراز فرمائیے، اور آپ کو اس مقام محمود پر فائز فرمائیے جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے''۔ بہرحال اذان کے جواب کا اہتمام کرنا بہت نفع بخش ہے، اس میں کوتاہی نہ ہونی چاہیے، مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج اذان کے جواب کا بالکل اہتمام نہیں کیا جاتا، اذان ہوتی رہتی ہے اور لوگ اپنی باتوں میں اور دیگر مشغولیات میں مصروف رہتے ہیں اور جواب دینے اور بعد میں دعا پڑھنے کی فکر نہیں کی جاتی۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''یہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ آدمی مؤذن کی اذان سن کر اس کا جواب نہ دے''۔ (کتاب الدعاء للطبرانی ۱۶۵)

اذان کے وقت دعا کی قبولیت

اذان کے دوران جو دعا مانگی جاتی ہے وہ بارگاہِ خداوندی سے رد نہیں ہوتی، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''دو اوقات ایسے ہیں کہ ان میں بہت کم کسی کی دعا رد ہوتی ہے: (۱) اذان کے وقت کی دعا (۲) میدانِ کارزار میں عین جنگ کے وقت کی دعا''۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ''ان دو اوقات میں آسمان سے قبولیت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں''۔ (سنن بیہقی ۱/۶۰۵)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''ام سلمہ تم مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھا کرو: **اَللّٰهُمَّ بِاسْتِقْبَالِ لَيْلِكَ وَاِدْبَارِ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتِ دُعَائِكَ وَحُضُوْرِ صَلَوَاتِكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تَغْفِرَلِيْ**''۔ (كتاب الدعا للطبراني ١٥٤)

یعنی ''اے اللہ! میں آپ کی رات کے آنے اور دن کے رخصت ہونے اور آپ کی طرف بلانے والے مؤذنوں کی آوازوں اور آپ کی عبادات کے وقت حاضر ہونے کے توسط سے آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھے بخش دیجئے''۔

نیز اذان کے فوراً بعد کا وقت بھی قبولیت کا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ''مؤذن کی اذان کا جواب دو پھر جو مانگو گے تمہیں عطا ہوگا''۔ (کتاب الدعا للطبرانی ۱۵۶)

مؤذن کسے بنایا جائے؟

احادیثِ شریفہ سے ثابت ہے کہ مؤذن ایسا شخص ہونا چاہئے جو باشرع، امانت و دیانت سے متصف اور تقویٰ وطہارت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہو۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بعض انصاری حضرات سے فرمایا کہ: ''تم اپنا مؤذن ایسے شخص کو مقرر کرنا جو تم میں سب سے افضل ہو''۔ (سنن بیہقی ۱/۶۲۷)

ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ''امام ضامن ہے، اور مؤذن امین ہے، اللہ تعالیٰ امام کو سیدھی راہ پر گامزن فرمائے اور مؤذن کو دامن عفو میں جگہ مرحمت فرمائے''۔ (سنن بیہقی ۱/۶۲۶)

قیس بن ابی حازم کہتے ہیں کہ ہم امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ: ''تمہارے یہاں مؤذن کون لوگ ہیں''؟ ہم نے جواب دیا کہ زیادہ تر مؤذن یا تو غلام ہیں یا آزاد کردہ موالی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر افسوس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''یہ تو تمہارے اندر بڑا نقص ہے، اذان تو اتنی شرافت کی چیز ہے کہ اگر مجھے خلافت کی مصروفیت نہ ہوتی تو میں پنج وقتہ نمازوں کے لئے اذان دیا کرتا''۔ (سنن بیہقی ۱/۶۲۷)

رہ گئی رسم اذاں......

افسوس ہے کہ جس صورتِ حال پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نکیر فرمائی تھی وہی صورتِ حال آج

ہمارے پورے معاشرہ میں پیدا ہوچکی ہے۔ بڑے اور بااثر لوگ اذان دینے کو باعثِ عار سمجھتے ہیں، اور عام طور پر مساجد میں ایسے لوگ مؤذن رکھے جاتے ہیں جن کی معاشرہ میں کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اپنے اوپر خواہ کتنی فضول خرچی کرلیں مگر مسجدوں کے لئے سستے سے سستا مؤذن ڈھونڈنے کی کوشش کی جاتی ہے، خواہ وہ کیسی ہی غلط اذان دے یا اسے مسائل اذان کا علم ہو یا نہ ہو؟ ہونا تو یہ چاہئے کہ اذان ایسی پرکشش ہو کہ سوئے ہوئے لوگ جاگ جائیں اور اس کی آواز سے رگ وپے میں سنسنی دوڑ جائے اور بے اختیار قوم مسجد کی طرف چل پڑے، اور نہ صرف مسلمان؛ بلکہ غیر مسلم اسے سن کر ٹھٹھک کر رہ جائیں۔ مگر ہمارے یہاں اذان اس طرح دی جاتی ہے کہ نہ اس میں کوئی سوز وگداز ہوتا ہے اور نہ کسی روحانی کشش کا شائبہ؛ بلکہ محض ایک رسم کی ادائیگی کے طور پر اس عمل کو انجام دے کر اطمینان کرلیا جاتا ہے۔ مؤذن حضرات نہ صرف یہ کہ اذان کے مدوں میں حدود سے تجاوز کرتے ہیں؛ بلکہ بہت سے مؤذن تو صراحۃً غلط تلفظ سے اذان دیتے ہیں کہ مطلب بالکل خبط ہوکر رہ جاتا ہے۔ مثلاً اللہ، اور اکبر کے الف کو کھینچ کر پڑھنا اور اشہد کو آشہد پڑھنا وغیرہ، اس طرح کی غلطیاں عام ہیں، جن کی اصلاح ضروری ہے۔

ذیل میں اذان سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

وقت سے پہلے دی گئی اذان کا حکم

اگر وقت سے پہلے اذان دے دی گئی تو وقت کے بعد اس کا اعادہ کرنا ہوگا۔ **وإن قدم يعاد في الوقت وعليه الفتوىٰ.** (هنديه ۱/۵۳، شامي بيروت ۱/۳۸۵، زكريا ۲/۵۰، بدائع الصنائع ۱/۳۸۱، شرح وقايه ۱/۱۳۴)

بغیر وضو کے اذان واقامت کہنا

اذان باوضو دینا مستحب ہے؛ لیکن اگر بغیر وضو کے اذان دے دی تو گنجائش ہے، اور بلاوضو اقامت کہنا بہرحال مکروہ ہے۔ **ولايكره أذان المحدث في ظاهر الرواية هكذا في الكافي وهو الصحيح كذا في الجوهرة النيرة، وكره إقامته ولا تعاد هٰكذا في محيط السرخسي.** (هنديه ۱/۵۴) **فكان الوضوء فيه استحباباً.** (هداية ۱/۹۰، شامي بيروت ۱/۳۹۲، تاتارخانية ۱/۵۱۹، بدائع ۱/۳۷۴)

اذان کامسنون طریقہ

اذان کے ہرکلمہ کوایک سانس میں ادا کرنا اور ہرکلمہ کے آخر میں جزم کرنا مسنون ہے۔ **ویسکن کلمات الأذان والإقامة فی أذان حقیقةً وینوی الوقف فی الإقامة لقول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ''الأذان جزم والإقامة جزم والتکبیر جزم''.** (مراقی الفلاح ۱۹۵، حلبی کبیر ۳۷۶، درمختار زکریا ۵۱/۲)

اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنا

اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنا بھی مستحب ہے۔ **ویستحب أن یجعل أصبعیه في أذنیه، لقوله ﷺ لبلال رضی اللہ عنہ: "إجعل إصبعیک فی أذنیک فإنه أرفع صوتک".** (مراقی الفلاح ۱۹۷، حلبی کبیر ۳۷۵، مبسوط ۱۳۰/۱، عالمگیری ۵۶/۱)

مسجد میں مائک کے ذریعہ اذان دینا

اگر اذان لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ہو اور مؤذن مسجد میں ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں کیوں کہ مسجد سے باہر اذان دینے کا حکم اس لئے ہے تاکہ باہر والوں کو آواز پہنچ جائے اور یہ مقصد لاؤڈ سپیکر سے حاصل ہوگیا۔ **وینبغی للمؤذن أن یؤذن فی موضع یکون أسمع للجیران.** (شامی بیروت ۴۵/۲، زکریا ۴۸/۲، اعلاء السنن ۶۹/۸، احسن الفتاویٰ ۲۹/۲)

ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان پڑھنا

ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان پڑھنا مکروہ ہے۔ **یکره له أن یؤذن فی مسجدین.** (درمختار بیروت ۶۵/۲، زکریا ۷۱/۲، احسن الفتاویٰ ۲۹۰/۲، فتاویٰ رحیمیہ ۱۵/۳، صغیری ۱۹۷، حلبی کبیر ۳۷۶)

ٹیپ ریکارڈ میں اذان

ٹیپ ریکارڈ میں اذان کی آواز ٹیپ کرکے ہر نماز کے وقت اس کو چلادیا جائے تو اس طرح

ٹیپ میں دی ہوئی اذان معتبر نہ ہوگی۔ مستفاد : **ولو سمع آية السجدة من حيوان صرحوا بعدم وجوبها على المختار لعدم أهلية القارى.** (الأشباه والنظائر ۹۹)

اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے اذان واقامت کا حکم

اگر کوئی شخص اکیلے نماز پڑھے تو اس کے لئے بھی افضل یہ ہے کہ وہ اذان واقامت کہہ کر نماز فرض ادا کرے؛ لیکن اگر بستی میں اذان اور جماعت ہو چکی ہے اور اب بعد میں کوئی مقیم شخص نماز بلا اذان واقامت پڑھتا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ شہر میں ہونے والی اذان سے سنت فی الجملہ ادا ہوگئی۔ **وأما المنفرد فالأفضل له أن يأتي بهما ليكون أداؤه على هيئة الجماعة.** (حلبی کبیر ۳۷۲، بدائع الصنائع ۳۷۷/۱، المبسوط ۱۳۳/۱) **وندب الأذان والإقامة للمسافر والمقيم في بيته.** (هنديه ۵۳/۱) **ولا يكره تركهما للمقيم.** (حلبی کبیر ۳۷۲)

جماعت ہونے کے بعد مسجد میں منفرد کی اذان

اگر مسجد میں اذان ہو چکی ہو تو منفرد کے لئے مسجد کے اندر اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔ **أو مصل في مسجد بعد صلوٰة جماعة فيه بل يكره فعلهما.** (درمختار بیروت ۵۸/۲، زکریا ۶۳/۲، احسن الفتاوی ۲۷۹/۲)

گھر میں جماعت کرتے وقت اذان واقامت کا حکم

اگر محلّہ کی مساجد میں اذانیں ہو چکی ہیں اور کوئی شخص اپنے گھر میں تنہا یا جماعت کے ساتھ وقتیہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے محلّہ کی اذان کافی ہے، الگ سے اذان دینے کی ضرورت نہیں؛ لیکن اگر قضا نماز پڑھی جارہی ہے تو اذان واقامت دونوں کا ترک مکروہ ہے، کم ازکم اقامت کہہ کر قضا نماز ادا کرنی چاہئے۔ **بخلاف مصلٍ ولو بجماعة في بيته بمصر أو قرية لها مسجد، فلا يكره تركهما إذ أذان الحي يكفي.** (درمختار بیروت ۵۸/۲، زکریا ۶۳/۲) **قال الرافعي: قوله بخلاف مصل أي أداءً ويكره تركهما في القضاء.** (تقریرات رافعی ۴۶/۲)

عورتوں کی نماز کے لئے اذان واقامت مکروہ ہے

مدرسۃ البنات وغیرہ میں صرف عورتوں کی نماز کے لئے اذان واقامت کہنا مکروہ ہے، حتی کہ اگروہ جماعت سے پڑھیں تب بھی ان کے لئے اذان واقامت کا حکم نہیں ہے۔ **ولا يسن ذٰلك فيما تصليه النساء أداءً وقضاءً ولو جماعةً كجماعة صبيان وعبيد، قوله: "ولا يسن" أي الأذان والإقامة وأفرد الضمير على تأويل المذكور، وأراد بنفي السنة الكراهة.** (شامی زکریا ۵۸/۲) **وليس على النساء أذان ولا إقامة فإن صلين بجماعة يصلين بغير أذانٍ وإقامةٍ، وإن صلين بهما جازت صلاتهن مع الإساءةِ.** (هندية ۵۳/۱)

سفر میں اذان کہنا

سفر کے دوران خواہ رفقاء ساتھ ہوں یا اکیلے نماز پڑھنی ہو دونوں صورتوں میں اذان واقامت کہنے کا اہتمام کرنا چاہئے؛ البتہ اگر اذان چھوڑ کر اقامت پر اکتفاء کیا تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ **فان كان مسافراً يكره له تركهما معاً وإن ترك الأذان واكتفى بالإقامة جاز.**

(حلبی کبیر ۳۷۲، البحر الرائق ۴۶۰/۱، درمختار بیروت ۵۸/۲، شامی زکریا ۶۳/۲)

سواری پر اذان

حالتِ سفر میں سواری پر چلتے ہوئے اذان دینا بھی درست ہے؛ البتہ اقامت زمین پر اتر کر کہی جائے، اور مقیم ہونے کی حالت میں چلتی ہوئی سواری پر اذان دینا مکروہ ہے۔ **إلا أن يكون راكباً مسافراً لضرورة السير لأن بلالاً أذن وهو راكبٌ ثم نزل وأقام على الأرض، ويكره الأذان راكباً في الحضر في ظاهر الرواية.** (شامی زکریا ۵۵/۲، عالمگیری ۵۴/۱)

بیٹھ کر اذان کہنا

بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے اور اس کا اعادہ مستحب ہے؛ البتہ اگر کوئی منفرد اپنی نماز کے لئے اذان دے تو بیٹھ کر اذان دینے میں بھی حرج نہیں ہے۔ **ويكره أذان جنب وإقامته (إلى**

قوله) وقاعداً إلا إذا أذن لنفسه. (درمختار زکریا ۲۰/۱، ۵۱/۲، ۶۰/۲، بیروت ۵۵/۲-۵۶، تاترخانية ۵۲۰/۱) **وإن أذن لنفسه قاعداً فلا بأس به لأن المقصود مراعاة سنة الصلاة لا الإعلام.** (بدائع ۳۷۴/۱)

اذان اور اقامت کے کسی کلمہ کا چھوٹ جانا

اگر اذان اور اقامت میں سے کوئی کلمہ چھوٹ جائے تو اگر اذان واقامت کے بعد فوراً یاد آجائے تو جو کلمہ چھوٹ گیا ہے وہاں سے اعادہ کرے اور اگر کچھ دیر کے بعد یاد آیا تو شروع سے لوٹائے۔ **ويترسل فيه بسكتة بين كل كلمتين ويكره تركهٔ وتندب إعادتهٔ.** (درمختار بیروت ۴۹/۲، زکریا ۵۳/۲) **ولوقدم فيهما مؤخراً أعاد ما قدم فقط ولايتكلم فيهما أصلا ولو رد سلام فإن تكلم استأنفه.** (درمختار بیروت ۵۱/۲، زکریا ۵۶/۲، احسن الفتاوی ۲۸۵/۲)

الصلاۃ خیر من النوم چھوٹ گیا

اگر فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم چھوٹ جائے مگر فوراً اذان ختم ہونے سے پہلے یاد بھی آجائے تو اس کلمہ کو کہہ لینا چاہئے، اور پھر بعد کے کلمات کو لوٹالے؛ لیکن اگر اذان ختم کرنے کے بعد یاد آئیں تو اب اذان مکمل ہوگئی، لوٹانے یا مذکورہ کلمہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **وبعد فلاح الفجر الصلاة خير من النوم مرتين. قوله: بعد فلاح الخ فيه ردّعلى من يقول إن محله بعد الأذان بتمامهٖ وهو اختيار الفضلى، بحر عن المستصفىٰ.**

(درمختار مع الشامی زکریا ۵۴/۲، احسن الفتاویٰ ۲۸۶/۲)

نابالغ بچہ کی اذان

بالکل بے سمجھ نابالغ بچہ کی اذان صحیح نہیں اس کا اعادہ ضروری ہے اور سمجھدار بچہ کی اذان مکروہ تنزیہی ہے۔ **ويجوز بلا كراهة أذان صبى مراهق وعبد (قوله بلا كراهة) أى تحريمية لأن التنزيهية ثابتة لما فى البحر عن الخلاصة أن غيرهم أولى منهم.**

(درمختار بیروت ۲/ ٥٤) **كذا يعاد أذان إمرأة ومجنون ومعتوه وسكران وصبى لا يعقل.** (درمختار بیروت ۲/ ٥٦، زکریا ۲/ ٦٠-٦١، اَحسن الفتاوی ۲/ ٢٨٩)

داڑھی کٹانے والے کی اذان واقامت

داڑھی منڈانے والا یا کتروانے والا شخص فاسق ہے؛ لہٰذا اس کی اذان واقامت مکروہ ہے؛ لیکن اگر ایسا شخص اذان واقامت کہہ دے تو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ **ويكره أذان الفاسق ولا يعاد.** (عالمگیری ۱/ ٥٤، شامی زکریا ۲/ ٦٠، بیروت ۲/ ٥٥-٥٦)

دورانِ اذان مؤذن بے ہوش ہوجائے وغیرہ

اگر اذان واقامت کے دوران مؤذن پر غشی طاری ہوجائے یا وضو ٹوٹ جائے یا زبان بند ہوجائے وغیرہ، تو ازسرِنو اذان واقامت کہنی ضروری ہے۔ **وجب استقبالهما أى الأذان والإقامة لموت مؤذن وغشيه وخرسه.** (الدر المختار زکریا ۲/ ٦١، بیروت ۲/ ٥٦، حلبی کبیر ۳۷۵)

دورانِ اذان واقامت چلنا پھرنا ممنوع ہے

دورانِ اذان واقامت چلت پھرت ممنوع ہے۔ (بالخصوص جماعت میں مؤذن جس جگہ تکبیر کہنا شروع کردے وہیں کھڑے کھڑے تکبیر پوری کرنی چاہئے، تکبیر کہتے ہوئے اگلی صفوں میں نہ جائے؛ البتہ ''قد قامت الصلاۃ'' کہنے کے بعد اگلی صف میں جاسکتا ہے) **ولا يمشى في الأذان ولا في الإقامة.** (حلبی کبیر ۳۷٦، ہندیة ۱/ ٥٥، خانیة ۱/ ٥٢٨) **وإذا انتهىٰ المؤذن فى الإقامة – إلى قوله – قد قامت الصلاة له الخيار إن شاء أتمها فى مكانه وإن شاء مشىٰ إلى مكان الصلاة.** (عالمگیری ۱/ ٥٥، خانیہ ۱/ ۷۸)

عام نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان فصل

فجر، ظہر، عصر اور عشاء میں اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فاصلہ رہنا چاہئے کہ جس میں دو چار رکعت نماز بآسانی پڑھ لی جائے۔ **ويفصل بين الأذان والإقامة مقدار ركعتين أو**

أربع يقرأ في كل ركعة نحوا من عشر اٰيات، كذا في الزاهدی.

(هنديه ١/ ٥٦، تاترخانية ١/ ٥٢١، البحر الرائق ١/ ٤٥٤)

مغرب کی اذان اور اقامت میں کتنی تاخیر کی جائے؟

مغرب کی اذان اور اقامت میں اتنی تاخیر کرنی چاہئے کہ جس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھی جاسکے۔ وأما إذا كان في المغرب فالمستحب أن يفصل بينهما بسكتة يسكت قائماً مقدار مايتمكن من قرأة ثلاث آيات قصار هكذا في النهاية.

(هنديه ١/ ٥٧، بدائع الصنائع زكريا ١/ ٣٧١)

نوٹ: تاہم رمضان میں نمازیوں کی رعایت کی وجہ سے اگر مغرب کی اذان اور جماعت میں ۱۰-۱۵ رمنٹ کا بقدر ضرورت فصل کردیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے باہر دی جائے یا اندر

جمعہ کی دوسری اذان خطیب کے سامنے مسجد کے اندر دینا مسنون ہے، اور یہ اذان مسجد کی حدود سے باہر دینا امت کے متوارث عمل کے خلاف ہے۔ ويؤذن ثانياً بين يديه أي الخطيب. (درمختار) أي على سبيل السنية كما يظهر من كلامه. (شامی زکریا ۳/ ۳۸، بیروت ۳/ ۳٦)

بیک وقت کئی اذانوں کا جواب کس طرح دیا جائے

اگر کسی نماز کے وقت کئی مسجدوں سے ایک ساتھ اذان کی آواز آنے لگے تو ایسی صورت میں جس مسجد میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہو اس مسجد کی اذان کا جواب دیا جائے۔ سئل ظهير الدين عمن سمع الأذان في وقت واحد من الجهات ماذا يجب عليه؟ قال: إجابة أذان مسجده بالفعل. (تاتارخانيه ١/ ٥٢٧، مجموعة المسائل ١٧٥، حلبی كبير ٣٧٩)

اذان پوری ہونے کے بعد ایک ساتھ جواب دینا

اگر کوئی شخص ایسا کرے کہ اذان سن کر شروع میں خاموش رہے اور جب مؤذن پوری اذان

دے چکے تو یہ ایک ساتھ سب کلمات دہرادے، تو ایسے شخص کو بھی جواب کی سنت حاصل ہوجائے گی۔ **صرح به ابن حجر فی شرح المنهاج، حيث قال: فلو سكت حتى فرغ كل الأذان ثم أجاب قبل فاصل طويل كفى فى أصل سنة الإجابة كما هو ظاهرٌ.**

(شامی زکریا ۶۷/۲، بیروت ۶۲/۲)

الصلاۃ خیر من النوم کا جواب

فجر کی اذان میں جب مؤذن الصلاۃ خیر من النوم کہے تو بعض سلف سے منقول ہے کہ سننے والوں کو جواب میں ''صدقتَ وبررتَ'' (تونے سچ کہا اور تونے نیکی کا کام کیا) کے الفاظ کہنے چاہئیں اور بعض علماء نے اس میں یہ بھی بڑھایا ہے: **و بالحق نطقتَ** (تونے حق بات زبان سے نکالی) **وفى ''الصلاة خير من النوم'' فيقول: صدقت وبررت. (درمختار) ونقل الشيخ اسماعيل عن شرح الطحاوى زيادة ''وبالحق نطقت''.** (شامی زکریا ۶۷/۲، بیروت ۶۲/۲) **قال الرافعي: ولم يرد حديث آخر فى "صدقت وبررت"؛ بل نقلوه عن بعض السلف.** (تقریرات رافعی ۴۷/۲)

اثناء تلاوت اذان شروع ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر اذان کے وقت مسجد میں تلاوت کررہا ہے تو تلاوت جاری رکھنے کی اجازت ہے، اذان کا جواب دینا اس پر لازم نہیں؛ البتہ مستحب ہے، اور اگر اذان کے وقت مکان میں ہو تو یہ دیکھے کہ اس کے محلّہ کی مسجد کی اذان ہے یا دوسری مسجد کی، اگر دوسرے محلّہ کی مسجد کی اذان ہے تو اس کا جواب نہ دے اور اگر اسی محلّہ کی مسجد کی اذان ہے تو تلاوت موقوف کرکے اذان کا جواب دینا چاہئے۔ **وفى مجموع النوازل رجل فى مسجد يقرأ القرآن فسمع الأذان فان كان هٰذا الرجل فى المسجد يمضى على قراء ته ولا يجيب المؤذن وإن كان فى منزله فان لم يكن هٰذا أذان مسجده لايجيب المؤذن ويمضى فى قراء ته وإن كان هٰذا أذان مسجده يقطع القرآن ويجيب المؤذن.** (تاتارخانیۃ ۵۲۷/۱، البحر الرائق

۴۵۱/۱، طحطاوی علی المراقی ۱۰۹، فتاوی رحیمیة ۲۸۹/۴) **وفی الشامی: أن إجابة اللسان مندوبة عند الحلوانی.** (شامی بیروت ۶۳/۲، زکریا ۶۹/۲)

وضو کے درمیان اذان کا جواب دینا

اگر وضو کرتے ہوئے اذان شروع ہو جائے تو وضو کرتے ہوئے بھی اذان کا جواب دینا چاہئے۔ **عن أبی سعید الخدری ﷺ أن رسول اللّٰہ ﷺ قال: إذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن.** (بخاری شریف ۸۶/۱، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۴۲۳/۵)

وعظ و تعلیم کے دوران اذان کا جواب دینا

اگر کوئی شخص وعظ و تعلیم میں مشغول ہو اور اسی دوران اذان ہونے لگے تو وعظ و تعلیم کا سلسلہ منقطع کر کے اس پر جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ **وتعلیم علم أی شرعی فیما یظهر ولذا عبر فی الجوهرة بقراءة الفقه.** (شامی زکریا ۶۲/۲، مراقی الفلاح ۷۹)

کلمۂ شہادت سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرنا

اذان اور اقامت میں ''اشہدان محمداً رسول اللّٰہ'' سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرنا (جیسا کہ بہت سے لوگوں کا معمول ہے، کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں ہے؛ اس لئے ثواب سمجھ کر اس کا التزام بدعت ہے۔ **نقل الشامی بحثاً: ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هٰذا شیءٌ ونقل بعضهم: أن القهستانی کتب علی هامش نسخته أن هٰذا مختص بالأذان، وأما بالإقامة فلم یوجد بعد الاستقصاء التام والتتبع.**

(شامی زکریا ۶۸/۲، بیروت ۶۳/۲، فتاویٰ دارالعلوم ۹۰/۲)

نماز کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے اذان

نماز کے علاوہ بعض دیگر مواقع کے لئے بھی فقہاء نے اذان کی اجازت دی ہے، مثلاً:

(۱) بچہ کے کان میں اذان دینا۔ (۲) جو شخص غم زدہ ہو اس کے کان میں اذان دینے سے اس کا غم

ہلکا ہوجاتا ہے۔ (۳) جس شخص کو بیماری کے دورے پڑتے ہوں، اس کے لئے بھی اذان دینا مفید ہے۔ (۴) جس شخص پر غصہ غالب ہوجائے تو اذان دینا اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے میں معاون ہے۔(۵) جو جانور بدک جائے یا جس انسان کے اخلاق بگڑ جائیں اس پر بھی اذان دینا مفید ہے۔(۶) جب دشمن کی فوج حملہ آور ہو اس وقت اذان دی جائے۔(فسادات کے موقع پر اذان کا بھی یہی حکم ہے)(۷) آگ پھیل جانے کے وقت بھی اذان دینے کا حکم ہے۔(۸) سرکش جنات کے شر سے بچنے کے لئے بھی اذان دینا ثابت ہے۔(اس بارے میں ایک صحیح حدیث موجود ہے)(۹) جو شخص جنگل میں راستہ بھٹک جائے وہ بھی اذان دے سکتا ہے۔(تلخیص: شامی زکریا ۲/۵۰)

نومولود بچہ کے کان میں اذان دینے کا طریقہ

نومولود بچہ کے کان میں اذان کے وقت استقبال قبلہ اور "**حی علی الصلوۃ، وحی علی الفلاح**" کے وقت چہرہ کا دائیں بائیں پھیرنا وغیرہ نماز کی اذان کی طرح مسنون ہیں؛ البتہ کانوں میں انگلیوں کو دینا مسنون نہیں۔ **ویترسل فیه ویلتفت فیه وکذا فیها مطلقاً یمیناً ویساراً بصلوة وفلاح ولو وحده أو لمولود.** (درمختار بیروت ۲/۴۹، شامی زکریا ۲/۵۳، احسن الفتاوی ۲/۲۷۶)

قبر پر اذان بدعت ہے

مردے کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینا (جیسا کہ بعض اہل بدعت کا معمول ہے) قطعاً بے اصل اور بدعت ہے۔ **قیل وعند إنزال المیت القبر قیاساً علی أول خروجه للدنیا؛ لکن رده ابن حجر في شرح العباب.** (شامی زکریا ۲/۵۰، بیروت ۲/۴۶)

اقامت کا مسنون طریقہ

اقامت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً ایک سانس میں چار مرتبہ "**اللّٰه اکبر**"، کہا جائے، اور ہر "اللہ اکبر" کی "راء" پر سکون کیا جائے، اور اگر ملا کر پڑھیں تو "راء" پر زبر کی حرکت ظاہر کریں، "راء" پر پیش پڑھنا خلافِ سنت ہوگا، اس کے بعد ایک سانس میں "**أشهد أن لا إله إلا**

اللّٰــه، أشهد أن لا إلٰـه إلا اللّٰـه“ پڑھیں،اور”اللہ“ کی ”ہ“ پرسکون کریں،اس کے بعد ایک سانس میں ”أشهد أن محمدا رسول اللّٰه، أشهد أن محمداً رسول اللّٰه“ پڑھیں،اور ہرکلمہ پراخیر میں سکون کریں،اعراب ظاہر نہ کریں،اسی طرح ایک ایک سانس میں حیعلتین (حــي علـى الـصلاة، حي على الفلاح) کہیں،اس کے بعد ”قـد قـامت الصلاة“ الگ الگ سانس میں کہیں،پھر ”اللّٰه أكبر، اللّٰه أكبر“ ایک سانس میں اور ”لا إلٰه إلا اللّٰه“ ایک سانس میں کہیں۔ وفـي الإمـداد: ويـجزم الراء: أي يسكنها في التكبير، قال الزيلعي: يعني علـى الـوقف، لٰكـن فـي الأذان حـقيقة، وفي الإقامة ينوي الوقف أي للحدر الخ. وحاصلها أن السنة أن يسكن الراء من اللّٰه أكبر الأول أو يصلها بـ اللّٰه أكبر الثانية، فـإن سـكـنهـا كـفـىٰ وإن وصـلها نوىٰ السكون فحرك الراء بالفتحة، فإن ضمها خالف السنة. (شامي بيروت ۲/۴۷-۴۸، زكريا ۲/۵۱-۵۲) إلا ”الإقامة“ فيقول: ”قد قامت الصلاة“ في نفسين مترسلاً لأنه هو روح الإقامة. (اعلاء السنن ۲/۵۸، فيض الباري ۲/۱۶۰)

اقامت میں حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح پر منہ پھیرنا

جس طرح اذان میں حـي عـلـى الصلوٰة، وحي على الفلاح پر چہرہ دائیں بائیں پھیرا جاتا ہے اسی طرح اقامت میں بھی پھیرنا چاہئے۔ ويـلـتـفـت فيـــه وكـذا فيهـا يمينـاً ويساراً بصلوٰة وفلاح. (درمختار بيروت ۲/۴۹، زكريا ۲/۵۳، كفايت المفتی ۳/۷، حلبي كبير ۳۷۴، البحر الرائق ۱/۴۵۰)

مؤذن کے علاوہ دوسرے کا تکبیر کہنا

اگر مؤذن اقامت کے وقت حاضر نہ ہو تو دوسرے کے لئے بلا کراہت تکبیر کہنا جائز ہے،اور اگر موجود ہے اور اپنی موجودگی میں دوسرے کے تکبیر کہنے کو ناپسند کرتا ہو تو دوسرے کے لئے بلا اس کی اجازت کے تکبیر کہنا مکروہ ہے، اور اگر معلوم ہو کہ مؤذن دوسرے کے تکبیر کہنے سے ناراض نہ ہوگا؛

بلکہ خوش ہوگا تو پھر دوسرے کے تکبیر کہنے میں حرج نہیں۔ **وإن أذن رجل وأقام آخر إن غاب الأول جاز من غير كراهة وإن كان حاضراً ويلحقه الوحشة بإقامة غيره يكره وإن رضي به لايكره عندنا**.(هنديه ۱/ ٥٤، البحر الرائق ۱/ ٤٤٧، بدائع الصنائع ۱/ ۳۷٥، شامی ۱/ ۳۹٥)

کیا اقامت پہلی صف میں ہی ضروری ہے؟

نماز میں اقامت کہنے والا کسی بھی صف میں کہیں بھی کھڑے ہوکر تکبیر کہہ سکتا ہے، پہلی صف میں یا امام کے عین پیچھے یا دائیں بائیں ہونا ضروری نہیں ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵/ ۴۶۵)

اذان سے پہلے سنتیں پڑھنا

اگر کسی نماز کا وقت ہو چکا ہے؛ لیکن ابھی مسجد میں اذان نہیں ہوئی ہے تو اگر کوئی شخص اس نماز کی سنتیں پڑھنا چاہتا ہے تو اذان سے پہلے سنتیں پڑھنا درست ہے؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ اذان کے بعد سنتیں پڑھی جائیں۔(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/ ۱۲۸)

اقامت سے کچھ پہلے مسجد میں پہنچا

اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت میں پہنچا کہ جماعت کھڑی ہونے میں ایک یا آدھا منٹ باقی ہے، تو ایسے شخص کو چاہئے کہ بیٹھ کر کے انتظار کرے، کھڑے کھڑے جماعت کھڑی ہونے کا انتظار کرنا مکروہ ہے۔ **دخل المسجد والمؤذن يقيم قعد إلى قيام الإمام في مصلاه. قوله قعد: ويكره له الانتظار قائماً.** (شامی زکریا ۲/ ۷۱)

❍❖❍

شرائطِ نماز

نماز کی صحت کے لئے کل سات شرطیں ہیں: (یعنی جن کا نماز کے شروع کرنے سے پہلے اہتمام کرنا ضروری ہے)(۱) حدثِ اکبر (جنابت) اور حدثِ اصغر سے پاک ہونا (۲) نمازی کے بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا (۳) ستر ڈھانکنا (یعنی مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے تک اور آزاد عورت کے لئے چہرہ، ہتھیلیاں اور قدم چھوڑ کر بقیہ پورا بدن چھپانا) (۴) قبلہ کی طرف رخ کرنا (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) نماز شروع کرنے سے پہلے نماز کی نیت کرنا (۷) تکبیر تحریمہ کہنا۔ **وهي عندنا سبعة: الطهارة من الأحداث والطهارة من الأنجاس وستر العورة واستقبال القبلة والوقت والنية والتحريمة.** (هندية ۱/ ۵۸)

بدن پر معمولی سی نجاستِ غلیظہ لگے رہنے کے ساتھ نماز

اگر کسی نمازی کے بدن یا کپڑے پر ایک درہم یعنی تقریباً ساڑھے تین ماشہ کے بقدر یا اس سے کم کوئی نجاستِ غلیظہ مثلاً خون پیشاب وغیرہ لگی رہ جائے تو کراہت کے ساتھ نماز درست ہوجائے گی، اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر پہلے سے نجاست کا علم ہوجائے تو اسے زائل کرنے کے بعد ہی نماز پڑھیں۔ اور اگر یہ نجاست ساڑھے تین ماشہ سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز درست نہ ہوگی۔ **وعفا الشارع عن قدر درهم وإن كره تحريماً فيجب غسله وما دونه تنزيهاً فيسن وفوقه مبطل فيفرض. (درمختار) وفى الشامية: وقدر الدرهم لا يمنع ويكون مسيئاً وإن قل فالأفضل أن يغسلها ولا يكون مسيئًا.** (شامی کراچی ۱/ ۵۲ ٤، شامی زکریا ۱/ ۵۲۰، شرح وقاية ۱/ ۱۲٤، الأوزان المحمودة ۱۷)

نجاستِ خفیفہ کے ساتھ نماز

اگر نجاستِ خفیفہ (جیسے حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ) کپڑے یا بدن پر لگے رہنے کی حالت میں نماز پڑھی تو حکم یہ ہے کہ یہ نجاستِ خفیفہ اگر چوتھائی بدن یا کپڑے کے برابر یا اس سے متجاوز ہو تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر اس سے کم ہو تو نماز درست ہو جائے گی۔ **وعفي دون ربع جميع بدن وثوب ولو كبيراً هو المختار ......، وعليه الفتوىٰ من نجاسة مخففة كبول مأكول.** (درمختار بيروت ١/٤٥٦-٤٥٧، درمختار زكريا ١/٥٢٦)

جیب میں گندہ انڈا رکھ کر نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص جیب میں گندہ انڈا (جو خراب خون بن گیا ہو) رکھ کر نماز پڑھے تو اس کی نماز درست ہے (کیوں کہ یہ نجاست اپنے محل میں ہے اور اپنے محل میں رہتے ہوئے شئ پر نجاست کا اطلاق نہیں ہوتا، جیسے انسان کے معدے میں نجاست کا ہونا مانعِ نماز نہیں) **كما لو صلى حاملا بيضة قذرةً صار محها دمًا جاز لأنه في معدنه والشيئ مادام في معدنه لا يعطى له حكم النجاسة.** (شامی بیروت ٢/٦٨، زكريا ٢/٧٤، كراچی ١/٤٠٣، البحر الرائق ١/٢٦٧، صغيرى ١١٠، هندية ١/٦٢)

پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا

پیشاب یا کوئی ناپاک چیز کی شیشی جیب وغیرہ میں لے کر اگر نماز پڑھے تو نماز جائز نہ ہوگی (اس لئے کہ یہ نجاست اپنی اصلی جگہ میں نہیں ہے) **بخلاف ما لو حمل قارورةً مضمومةً فيها بول فلا تجوز صلاته لأنه في غير معدنه.** (شامی بیروت ٢/٦٨، زكريا ٢/٧٤، البحر الرائق ١/٢٦٧، هندية ١/٦٢، صغيرى ١١٠)

ناپاک بدن والے بچہ کا نمازی پر چڑھ جانا

اگر نماز کی حالت میں پاؤں چلتا بچہ ناپاک بدن یا کپڑوں کے ساتھ نمازی پر چڑھ جائے تو

نمازی کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ لیکن اگر بچہ اتنا چھوٹا ہو جو خودنہیں چل سکتا ہو اور اسے کوئی اٹھا کر نماز کی حالت میں نمازی پر رکھ دے اور اس بچے کے بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو تو ایسی صورت میں اگر ایک رکن ادا کرلیا تو نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ **کصبی علیه نجاسة إن لم یستمسک بنفسه منع وإلَّا لا (درمختار) وفی الشامی عن الظهیریة: لو جلس علی المصلی صبي ثوبه نجس وهو یستمسک بنفسه أو حمام نجس جازت صلاته، لأن الذی علی المصلی مستعمل للنجس، فلم یصر المصلی حاملاً للنجاسة.** (شامی بیروت ٦٨/٢، زکریا ٧٤/٢، کراچی ٤٠٣/١، البحر الرائق ٢٦٧/١، صغیری ١٠٦)

ایسی جانماز پر نماز پڑھنا جس کا ایک حصہ ناپاک ہو

اگر کسی جانماز کا ایک کنارہ ناپاک ہو؛ لیکن نمازی جس جگہ کھڑا ہے وہ اور سجدہ کی جگہ پاک ہے تو اس پر نماز پڑھنا درست ہے۔ **بخلاف ما لم یتصل کبساط طرفه نجس وموضع الوقوف والجبهة طاهر فلا یمنع مطلقًا.** (شامی بیروت ٦٨/٢، زکریا ٧٤/٢، کراچی ٤٠٣/١، البحر الرائق ٢٦٨/١، هندیة ٦٢/١، تاترخانیة قدیم ٤٢٠/١، زکریا ٣٠/٢ رقم: ١٥٨٧)

ایسی چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا جس کا ایک کونہ ناپاک ہو

اگر ایسی چادر اوڑھ کر نماز پڑھے جس کا ایک کونہ ناپاک ہو اور رکوع اور سجدہ میں جاتے ہوئے اس ناپاک حصہ میں بھی حرکت ہوتی ہو تو اس چادر میں نماز درست نہ ہوگی، اور اگر چادر اتنی طویل وعریض ہو کہ اوڑھنے کے باوجود نمازی کی حرکات سے ناپاک حصہ حرکت میں نہ آتا ہو تو نماز درست ہو جائے گی۔ **أی شئ متصل به یتحرک بحرکته کمندیل طرفه علی عنقه وفی الأٰخر نجاسة مانعة إن تحرک موضع النجاسة بحرکات الصلوة منع وإلا لا.** (شامی بیروت ٦٨/٢، زکریا ٧٣/٢-٧٤، هندیة ٦٢/١، تاترخانیة قدیم ٤١٧/١، زکریا ٢٧/٢ رقم: ١٥٧٣)

خشک ناپاک زمین پرنماز پڑھنا

اگر ناپاک زمین خشک ہوجائے اور اس پرنجاست کا اثر اور بدبوظاہر نہ ہوتو اس پرنماز پڑھنا جائز ہے(لیکن اس جگہ پرتیمّم کرنا درست نہیں) **وتطهر الأرض بيبسها أي جفافها وذهاب أثرها لأجل الصلوة لا ليتمم بها.** (درمختار بیروت ۱/٤٤٤-٤٤٥، در مختار مع الشامی زکریا ۱/٥١٢-٥١٣، کراچی ۱/٣١١، تاتارخانية قديم ۱/٤٢٢، زکریا ۲/٣٢ رقم: ١٦٠٠، هندية ۱/٦٢)

پرال یا گھاس پرنماز پڑھنا

پرال (دھان کے خشک پودے جنہیں سردی کے زمانہ میں گرمی کے لئے کمروں میں بچھایا جاتا ہے) اسی طرح تر گھاس پرنماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ وہ پاک ہو، اوراس پرسجدہ کرنے سے سر، زمین پرٹک جائے۔ **وشرط سجودٍ فالقرار بجبهةٍ.** (شرح منظومة ابن وهبان، درمختار) **أى يفترض أن يسجد على ما يجد حجمه.** (شامی بیروت ۲/۱۲۷، زکریا ۲/١٤٣-١٤٤)

ناپاک زمین پرکپڑا یا چٹائی بچھا کرنماز پڑھنا

اگر ناپاک تر یا خشک زمین پر ایسا موٹا کپڑا یا چٹائی یا پلاسٹک بچھا کرنماز پڑھیں جس سے نجاست اوپر معلوم نہ ہوتو نماز درست ہوجائے گی۔ **ولو كان رقيقًا وبسطه على موضع نجس إن صلح ساتراً للعورة تجوز الصلوة.** (شامی بیروت ۲/٦٨، زکریا ۲/٧٤، کبیری ۲٠۲)

ناپاک زمین پرشیشہ بچھا کرنماز پڑھنا

ناپاک زمین پرشیشہ بچھا کرنماز پڑھی جب کہ نیچے کی ناپاکی نظر آرہی ہو پھر بھی نماز درست ہوجائے گی (اس لئے کہ اوپر کے حصہ میں نجاست کا کوئی اثر نہیں ہے) **ولو صلى على زجاجٍ يصف ما تحته قالوا جميعًا يجوز.** (شامی بیروت ۲/٦٨، زکریا ۲/٧٤، کبیری ۲٠۲)

اخبار بچھا کر نماز پڑھنا

اگر سفر میں پاک کپڑا میسر نہ ہو تو بلا تصویر والے اخبارات بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے (اس لئے کہ اخبارات کی نجاست کا یقین نہیں ہے) **ولو شک فی نجاسة ماءٍ وثوبٍ لم يعتبر.** (درمختار کراچی ۱/۲٥٤)

گوبر سے لپی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا

اگر زمین کو پہلے گوبر سے لیپا گیا ہو اور بعد میں پاک مٹی اس پر اتنی مقدار میں لیپ دی کہ گوبر بالکل چھپ گیا اور اس کی بو وغیرہ اوپر سے محسوس نہیں ہو رہی ہے تو اس جگہ پر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر گوبر کی بو محسوس ہو رہی ہے تو وہاں کوئی پاک چیز بچھائے بغیر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ **إذا أراد أن يصلي على أرض عليها نجاسة فكبسها بالتراب ينظر إن كان التراب قليلاً بحيث لو استشمه يجد رائحة النجاسة لايجوز وإن كان كثيراً لا يجد الرائحة يجوز.** (هنديه ١/٦٢، تاترخانية قديم ١/٤٢٢، زكريا ٢/٣٢ رقم: ١٦٠٠، حلبی کبير ٢٠٢)

جوتوں پر پیر رکھ کر نمازِ جنازہ کے لئے کھڑے ہونا

اگر زمین ناپاک ہو (خواہ بھیگی ہو یا خشک) اور جوتے کا اوپری حصہ پاک ہو تو جوتے اتار کر ان پر کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنا درست ہے۔ **ولو خلع نعليه وقام عليهما جاز سواء كان ما يلي الأرض منه نجسًا أو طاهراً إذا كان ما يلي القدم طاهراً.** (هنديه ١/٦٢، تاترخانية قديم ١/٤٢١، زكريا ٢/٣١ رقم: ١٥٩٤)

○❖○

ستر کے احکام

نماز میں مرد کو کن اعضاء کو چھپانا ضروری ہے؟

نماز میں مرد کو بدن کے درج ذیل آٹھ اعضاء کا چھپانا لازم ہے:

(۱) پیشاب کا مقام اور اس کے ارد گرد (۲) خصیتین اور اس کے ارد گرد (۳) پائخانہ کا مقام اور اس کے آس پاس (۴-۵) دونوں کولہے (۶-۷) دونوں رانیں گھٹنے سمیت (۸) ناف سے لے کر زیر ناف بالوں اور ان کے مقابل میں کوکھ پیٹ اور پیٹھ کا حصہ۔ **أعضاء عورة الرجل ثمانية: الأول: الذكر وما حوله. الثاني: الأنثيان وما حولهما. الثالث: الدبر وماحوله. الرابع والخامس: الإليتان. السادس والسابع: الفخذان مع الركبتين. الثامن: ما بين السرة إلى العانة مع ما يحاذى ذٰلك من الجنبين والظهر والبطن.** (شامی بیروت ۲/ ۷۵)

نماز میں عورت کے اعضاء مستورہ

نماز میں آزاد عورت کے لئے درج ذیل چوبیس اعضاء بدن کا چھپانا فرض ہے:

(۱) پیشاب کا مقام (۲) پاخانہ کا مقام (۳-۴) دونوں کولہے (۵-۶) دونوں رانیں گھٹنوں سمیت (۷) پیٹ (۸) پیٹھ (دونوں پہلوؤں سمیت) (۹-۱۰) دونوں پنڈلیاں (ٹخنوں سمیت) (۱۱-۱۲) دونوں ابھرے ہوئے پستان (۱۳-۱۴) دونوں کان (۱۵-۱۶) دونوں بازو (کہنیوں سمیت) (۱۷-۱۸) دونوں کلائیاں (گٹوں سمیت) (۱۹) سینہ (۲۰) سر (۲۱) سر کے بال (۲۲) گردن (۲۳-۲۴) دونوں مونڈھے (بعض حضرات نے عورت کی دونوں ہتھیلیوں کے ظاہری حصہ اور دونوں قدموں کے نچلے حصہ کو بھی اس کے ستر میں داخل کیا ہے، مگر اکثر فقہاء کے نزدیک یہ اعضاء ستر میں داخل نہیں) **وفي الأمة ثمانية أيضا: الفخذان مع**

الركبتين والإليتان والقبل مع ماحوله والدبر كذٰلك والبطن والظهر مع ما يليهما من الجنبين وفى الحرة هذه الثمانية ويزاد فيها ستة عشر: الساقان مع الكعبين والثديان المنكسران والأذنان والعضدان مع المرفقين والذراعان مع الرسغين والصدر والرأس والشعر والعنق وظهر الكفين وينبغي أن يزاد فيه الكتفان. (شامي بيروت ۷٥/۲، زكريا ۸۳/۲)

وفى التنوير: وللحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين والقدمين. (التنوير مع الشامي بيروت ۷۱/۲، شامي زكريا ۷۸/۲) فظهر الكف عورة على المذهب. (درمختار) وفى الشامي: أى ظاهر الرواية وفي مختلفات قاضيخان وغيرها أنه ليس بعورة وأيده فى شرح المنية بثلاثة أوجه وقال فكان هو الأصح وإن كان غير ظاهر الرواية. (شامي بيروت ۷۱/۲) وفى المنية وإلا قدميها أيضا فأنهما ليسا بعورة ولكن فى القدمين اختلاف المشائخ، وذكر فى الحيط: أن الأصح أنهما ليسا بعورة. (غنية المتملي شرح منية المصلى ۲۱۰، البحر الرائق زكريا ٤٦۹/۱، تاترخانية قديم ٤۱٤/۱، زكريا ۲۳/۲ رقم: ۱٥٤٦)

عورت کا آدھی آستین پہن کر دوپٹے سے چھپا کر نماز پڑھنا

آدھی آستین پہننے والی عورت اگر دبیز دوپٹے وغیرہ سے اپنے ہاتھ کا کھلا ہوا حصہ چھپالے تو شرعاً اس کی نماز درست ہو جائے گی؛ البتہ اگر دوپٹہ اتنا باریک ہو کہ اندر کا بدن صاف جھلکتا ہو تو اس کی نماز درست نہ ہوگی (اور بہرصورت عورت کا نامحرموں کے سامنے آدھی آستین پہن کر آنا درست نہیں ہے)(مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۳ ۴۰) قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿يٰبني اٰدم قد أنزلنا عليكم لباساً يواري سوآتكم وريشاً ولباس التقوىٰ ذٰلک خير﴾ [الأعراف: ۲٦] والثوب الرقيق الذي يصف ما تحته لا تجوز الصلاة فيه؛ لأنه مكشوف العورة معنى. (تبيين الحقائق زكريا ۲٥۲/۱–۲٥۳) إذا كان الثوب رقيقاً بحيث يصف ما تحته أي لون

البشرة لا يحصل به ستر العورة إذ لا ستر مع رؤية لون البشرة. (حلبي كبير أشرفي لاهور ٢١٤، عمدة القاري زكريا ٢٦/٢ ٢٤) **أما لو كان غليظاً لا يرىٰ منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئياً فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر.** (كبيري لاهور ٢١٤)

کتنا حصۂ ستر کھلنا مانع نماز ہے؟

اوپر مرد یا عورت کے جو نمبر وار اعضاء مستورہ لکھے گئے ہیں ان میں سے اگر کسی ایک عضو (مثلاً ایک کان یا ایک کولہے) کا ایک چوتھائی حصہ بھی نماز کے کسی رکن میں تین مرتبہ (رکوع یا سجدہ والی) تسبیح پڑھنے کے بقدر خود بخود کھل جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی اور اگر شروع نماز میں یہ کیفیت ہو تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ **ویمنع حتی انعقادها كشف ربع عضو قدر أداء ركن بلا صنعه. (درمختار) قال شارحها: وذلك قدر ثلث تسبيحات الخ. قال ح: واعلم أن هذا التفصيل فى الإنكشاف الحادث فى أثناء الصلوٰة، أما المقارن لابتدائها فإنه يمنع انعقادها مطلقاً اتفاقاً بعد أن يكون المكشوف ربع العضو.**

(شامی بیروت ٧٤/٢-٧٥، شامی زکریا ٨٢/٢، نورالایضاح ٦٨، البحر الرائق زکریا ٤٧١/١، تاترخانیة قدیم ٤١٣/١، زکریا ٢٣/٢ رقم: ١٥٤٧)

جنس اور ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا

کسی ہوئی جنس اور ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنے سے گو کہ نماز بکراہت درست ہو جاتی ہے؛ لیکن ہمارے عرف میں یہ لباس صالحین کے لباس کے خلاف سمجھا جاتا ہے، اس لئے نماز یا خارجِ نماز میں ایسے لباس کا پہننا ناپسندیدہ ہے۔ **وعادم ساتر ولا يضر التصاقه وتشكله.** (درمختار) **وفي الشامي: أي بالإلية مثلاً ...... وعبارة شرح المنية أما لو كان غليظاً لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئياً فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر.** (شامی کراچی ٤١٠/١)

نماز میں جان بوجھ کر ستر کھولنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے کوئی شخص جان بوجھ کر ایک سکنڈ کے لئے بھی اعضاء مستورہ میں سے کوئی عضو چوتھائی کے بقدر کھول دے تو فوراً نماز باطل ہوجائے گی، تین تسبیح کے بقدر بھی مہلت نہ ہوگی۔ **قوله بلا صنعه فلو به فسدت في الحال عند هم، قنية. قال ح: أي وإن كان أقل من أداء ركن.** (شامي بيروت ۷۵/۲، زكريا ۸۲/۲، هندية ۵۸/۱)

اندھیرے کمرے میں بھی ستر ضروری ہے

جس شخص کے پاس ستر کے لئے کپڑا وغیرہ موجود ہو اس کے لئے نماز میں ستر چھپانا مطلقاً ضروری ہے، خواہ دوسرا دیکھ سکتا ہو یا نہیں یا جگہ روشن ہو یا اندھیری، بہر حال ستر لازم ہے۔ **ولو صلى عرياناً في الظلمة بلا عذرٍ لا تجوز إجماعاً.** (منحة الخالق ۴۶۸/۱، شامي بيروت ۷۶/۲، زكريا ۸۳/۲)

اگر ستر کے لئے کوئی چیز دستیاب نہ ہو تو نماز کیسے پڑھے؟

اگر ستر کے لئے کپڑا، درخت کے بڑے پتے، اخبار، پلاسٹک، یا چٹائی وغیرہ کچھ بھی دستیاب نہ ہو یا کپڑا وغیرہ تو ملے مگر وہ سارا کا سارا نجس ہو اور اسے پاک کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو اور نماز کا وقت ختم ہونے کا خطرہ ہو، تو ایسا شخص بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ بھی اشارے سے کرے؛ تاکہ حتی الامکان ستر کا لحاظ ہو سکے۔ **وفي الحجة: إذا وجد العاري حصيراً أو بساطاً صلىٰ فيه ولا يصلي عرياناً.** (هنديه ۵۹/۱) **وكذا إن أمكنه أن يستر عورته بالحشيش وأوراق القرع.** (تاتار خانية قديم ۴۱۶/۱، زكريا ۲۵/۲ رقم: ۱۵۶۲) **وعادم ساتر يصلي قاعداً مومياً بركوعٍ وسجودٍ وهو أفضل من صلوته قائماً بركوعٍ وسجودٍ لأن الستر أهم من أداء الأركان.** (درمختار بيروت ۷۶/۲-۷۷، التنوير والدر المختار زكريا ۸۴/۲، صغيری ۱۲۱)

اگر پورے ستر کو چھپانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا کرے؟

اگر پاک صاف کپڑا (یا کوئی اور ڈھانپنے والی چیز) صرف اس قدر دستیاب ہو کہ اس سے ستر کا کچھ حصہ ہی ڈھانکا جاسکتا ہو، وہ پورے ستر کے لئے کافی نہ ہو تو اسی کپڑے کا استعمال کرنا لازم ہے، اولاً اس سے شرم گاہ چھپائے پھر جہاں تک ہو سکے ستر ڈھانکے، اس کے بعد ہی نماز پڑھے۔ **ولـو وجد ما يستر به بعض العورة وجب استعماله وإن قل ويقدم في الستر ما هو أغلظ كالسوء تين.** (صغيرى ۱۲۱، تنوير الابصار مع الدر المختار بيروت ۲/ ۸۰، زكريا ۲/ ۸۸)

ستر کے لئے صرف ریشم کا کپڑا مہیا ہو

اگر مرد کے پاس ستر کے لئے ریشم کے کپڑے کے سوا کوئی چیز مہیا نہ ہو تو اسی ریشم کے کپڑے سے ستر چھپا کر نماز پڑھنا اس کے لئے لازم ہے، ایسی صورت میں ننگے بدن نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی، کیوں کہ ریشم کا استعمال مرد کے لئے حرام ہونے کے باوجود اس کو پہن کر نماز پڑھنے سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ **ولـو وجـد ثـوب حـريـر لايـصـلـى عرياناً عندنا، لأن الصلوٰة فيه صحيحة وإن كان حراماً.** (غـنية المتملى شرح منية المصلى ۲۱٦، هنديه ۱/ ۵۹، تاترخانية قديم ۱/ ٤١٨، زكريا ۲/ ۲۸ رقم: ۱۵۷٦)

چست لباس پہن کر نماز پڑھنا

ایسا چست لباس پہننا جس سے اعضاء مستورہ کی ہیئت ظاہر ہو جائے اگرچہ مکروہ اور بے حیائی کی دلیل ہے؛ تاہم اگر کپڑا اتنا دبیز ہو کہ اندر کی کھال نظر نہ آئے تو اس میں نماز پڑھنا درست ہے (لیکن کسی اجنبی شخص کے لئے ایسے چست لباس پہننے والی عورت کو کپڑے کے اوپر سے بھی دیکھنا جائز نہیں ہے) **أمـا لـو كـان غليظاً لايرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتـشـكـل بشـكـلـه فـصـار شـكـل الـعضو مرئياً فينبغي أن لا يمنع جواز الصلوٰة لحصول الستر . قال: وانظر هل يحرم النظر إلى ذٰلك المتشكل مطلقاً أوحيث**

وجدت الشهوة؟ الخ والذی یظهر من کلامهم هناک هو الأول. (شامی بیروت ۲/۷۷، زکریا ۲/۸٤ شرح المنیة ۲۱٤)

انتہائی باریک کپڑے پہن کرنماز پڑھنا

اگر ایسے باریک کپڑے سے ستر چھپایا جس سے بدن کا اندرونی حصہ باہر سے صاف جھلکتا ہے، تو ایسے باریک کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ **والثوب الرقیق الذی یصف ما تحته لاتجوز الصلاة فیه، کذا فی التبیین.** (هندیة ۱/۵۸، درمختار بیروت ۲/ ۷٦-۷۷، زکریا ۲/ ۸٤)

نماز میں باریک دوپٹہ کا استعمال

عورت کا ایسا باریک دوپٹہ پہن کر نماز پڑھنا درست نہیں جس سے بال صاف نظر آتے ہوں۔ **وعادم ساتر لایصف ماتحته.** (درمختار بیروت ۲/ ۷٦-۷۷، زکریا ۲/ ۸٤، البحر الرائق زکریا ۱/ ٤٦۷)

عورت کی چٹیا بھی ستر ہے

عورت کی چٹیا کے بال بھی ستر ہیں، لہٰذا چٹیا کے بالوں کو بھی چھپانا عورت پر لازم ہے۔ **وأما المسترسل ففیه روایتان، الأصح أنه عورة.** (درمختار بیروت ۲/ ۷۱، شامی زکریا ۲/ ۷۸، هندیه ۱/ ۵۸، صغیری ۱۱۹، شرح الوقایة ۱/ ۱۳۷، محمودیه ۱٦/ ۳٦۷)

ساڑی پہن کر نماز پڑھنا

اگر ساڑی مکمل ساتر بلاؤز کے ساتھ پہنی کہ اعضاء مستورہ کا کوئی حصہ کھلا ہوا نہیں رہا تو ایسی ساڑی پہن کر نماز درست ہوجائے گی؛ (لیکن جن علاقوں میں ساڑی غیر مسلموں کا خاص لباس شمار ہوتا ہے جیسا کہ مغربی اترپردیش کا علاقہ تو یہاں کی مسلمان عورتوں کے لئے ساڑی کا استعمال تشبہ کی وجہ سے مطلقاً ناجائز ہے) **والرابع ستر عورته للحرة جمیع بدنها خلا**

الوجه والكفين والقدمين على المعتمد . (درمختار بيروت ٢/ ٦٩ – ٧١، زكريا ٢/ ٧٥ تا ٧٨، نور الايضاح ٦٩، فتاوى دارالعلوم ديوبند ٢/ ١٤٥)

دھوتی باندھ کرنماز پڑھنا

اگر دھوتی اس طرح باندھی کہ اعضاء مستورہ میں سے کوئی عضو چوتھائی سے زیادہ کھلا رہ گیا (جیسا کہ غیرمسلموں کا طریقہ ہے کہ اکثر ان کی دھوتی میں رانیں کھلی رہتی ہیں) تو ایسی دھوتی پہن کر نماز درست نہ ہوگی، اور اگر دھوتی اس طرح باندھی کہ سترنہیں کھلا تو نماز تو ہوجائے گی مگر غیرمسلموں کا شعار ہونے کی وجہ سے یہ لباس مسلمانوں کے لئے استعمال کرنا مکروہ ہے۔ **وهي للرجل ما تحت سرته إلى ما تحت ركبته.** (درمختار بيروت ٢/ ٧٠، زكريا ٢/ ٧٦)

ننگے سرنماز پڑھنا

مرد کے لئے نماز میں سر ڈھکنا اگرچہ لازم نہیں؛ لیکن بلاکسی عذر کے محض سستی اور لا پرواہی کی وجہ سے ننگے سرنماز پڑھنا خلافِ ادب اور مکروہ ہے۔ **وكره صلوته حاسراً أي كاشفاً رأسه للتكاسل ولابأس به للتذلل** . (درمختار مع الشامي زكريا ٢/ ٤٠٧)

○❖○

مسائل استقبالِ قبلہ

شریعت میں قبلہ کی حیثیت

اسلامی شریعت میں قبلہ متعین کرنے کی خاص حکمت یہ ہے کہ اجتماعی عبادات میں یکسانیت اور اتحاد کی صورت پیدا کی جائے؛ کیوں کہ اگر ہر شخص کو ایک ہی جگہ رہتے ہوئے الگ الگ قبلہ متعین کرنے کا اختیار دیا جائے گا تو نہایت ناگوار افتراق کا منظر سامنے آئے گا، جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے، اس لئے اجتماعیت پیدا کرنے کی غرض سے تمام ہی اہل ایمان کو ایک ہی قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (بیان القرآن، معارف القرآن وغیرہ)

قبلہ کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم جس معبودِ حقیقی کی عبادت کرر ہے ہیں وہ نعوذ باللہ قبلہ کی جہت میں محدود ہے؛ بلکہ اسلامی عقیدہ کے اعتبار سے معبودِ حقیقی اللہ رب العالمین کی ذات والاصفات ہر قسم کی جہت اور زمان ومکان کی حدوں سے بالاتر ہے، وہ ہر جگہ وجود کی صفت سے متصف ہے، اور کوئی بھی جگہ اس کے وجود سے خالی نہیں، کیا مشرق، کیا مغرب، کیا شمال، کیا جنوب، یہ سب سمتیں پوری طرح اس کے احاطہ میں ہیں، اسی لئے اس نے قرآنِ کریم میں اعلان فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ، فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ. (البقرہ ۱۱۵)

اور اللہ ہی کی مملوک ہیں مشرق بھی اور مغرب بھی، تو تم لوگ جس طرف بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا رخ ہے۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ قبلہ کی طرف رخ کرنا محض اس وجہ سے ہے کہ حکم خداوندی یہی ہے، اس نے جب اور جس طرف رخ کرنے کا حکم دیا اس کی تعمیل ہی اصل مقصود ہے، ارشاد خداوندی ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ الخ. (البقرۃ ۱۷۷)

کچھ سارا کمال اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو، لیکن کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور انبیاء علیہم السلام پر الخ۔

گویا کہ قبلہ وکعبہ اصل مقصود نہیں؛ بلکہ رضائے حق اصل مطلوب ہے، اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ

مسلمانوں کے نزدیک کعبۂ مشرفہ بجائے خود معبود اور قابل پرستش نہیں (جیسا کہ بعض غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں) بلکہ اس کی طرف رخ کرنے سے صرف اجتماعیت کی شان باقی رکھنا منظور ہے۔ اسی لئے حضرات علماء لکھتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کی عمارت قبلہ نہیں؛ بلکہ اس جگہ کے خلاء ہی کو آسمانوں تک قبلہ کی حیثیت حاصل ہے، اگر بالفرض کسی وجہ سے کعبۂ مشرفہ کی موجودہ عمارت نہ رہے پھر بھی قبلہ باقی رہے گا۔ یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ''مسلمان ہرگز کعبہ پرست نہیں ہیں'' کیوں کہ اگر وہ کعبہ پرست ہوتے تو اس کی عمارت باقی نہ رہنے کی صورت میں وہ اس کی جگہ کو قبلہ نہ بناتے۔

اسی طرح کے شبہات کو دفع فرمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے قبلہ کو تبدیلی کے مرحلہ سے گذارا تا کہ یہ بات آشکارا ہوجائے کہ قبلہ اصل نہیں؛ بلکہ حکم خداوندی اصل ہے۔ چناں چہ ہجرت سے قبل تک آنحضرت ﷺ مکہ معظّمہ میں حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے سامنے نماز ادا فرماتے تھے؛ تا کہ بیت اللہ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف بھی رخ ہوسکے، لیکن جب آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ فروکش ہوئے تو آپ ﷺ کو اہل کتاب کی موافقت کی غرض سے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، جس کا رخ مکہ معظّمہ کے بالکل جانب مخالف تھا۔ ۱۶-۱۷ر مہینہ آپ نے اور مسلمانوں نے حکم خداوندی کی تعمیل میں بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھیں، اس کے بعد آپ ﷺ کی دلی خواہش پر بیت المقدس کے بجائے مسجد حرام بیت اللہ شریف کو دائمی قبلہ بنانے کا اعلان کردیا گیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ. (البقرہ ۱٤٤)	ہم آپ کے چہرہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، اس لئے آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کردیں گے، جو آپ کو پسند ہے، اب سے اپنا چہرہ نماز میں مسجد حرام کی طرف کیا کیجئے، اور تم (امتی) جہاں کہیں موجود ہو اپنے چہرہ کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔

یہ تبدیلی اس حقیقت کی روشن دلیل ہے کہ عبادت کسی خاص قبلہ کی نہیں؛ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی کی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ نماز میں استقبال قبلہ کی شرط ایسی نہیں کہ ہر حال میں لازماً ضروری ہو؛ بلکہ بعض خاص حالت میں مثلاً شدید مرض یا سفر کے دوران غیر قبلہ کی طرف بھی نماز صحیح ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اگر تحری کر کے نماز پڑھی اور بعد میں معلوم ہوا کہ رخ غلط تھا پھر بھی نماز معتبر قرار پاتی ہے، نیز دور سے عین قبلہ کا نہیں؛ بلکہ سمت قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہے جس میں اگر کچھ ڈگری اِدھر اُدھر رخ ہوجائے پھر بھی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ سب تفصیلات کتب فقہ میں وضاحت کے ساتھ موجود ہیں جن میں سے اہم ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

مکہ مکرمہ میں مقیم شخص کا قبلہ

مکہ معظّمہ میں مسجدِ حرام کے اندر نماز پڑھنے والے یا ایسی اونچی عمارت یا پہاڑی پر نماز پڑھنے والے کے لئے جہاں سے بیت اللہ شریف صاف نظر آتا ہو، عین کعبۂ مشرفہ کی طرف نماز پڑھنا ضروری ہے، اور حرم شریف سے باہر جو شخص نماز پڑھے اور عمارات اور مکانات کی آڑ کی وجہ سے کعبۂ مشرفہ کو نہ دیکھ سکتا ہو تو اس کے لئے کعبہ کی جہت کی طرف نماز پڑھنا کافی ہے، عین کعبہ کی طرف رخ کرنا لازم نہیں۔ (حج اور بھیڑ کے زمانے میں حرم شریف کے اندر اور باہر بسا اوقات قبلہ کی طرف توجہ کرنے میں کوتاہی ہوجاتی ہے اس لئے وہاں خاص طور پر استقبالِ قبلہ کا خیال رکھا جائے)۔ **فللمکی الخ، إصابة عینها یعم المعاین وغیرہ لکن فی البحر أنه ضعیف والأصح أن من بینه وبینها حائل کالغائب.** (درمختار بیروت ۹۷/۲، زکریا ۱۰۸/۲) **ومن کان بمکة وبینه وبین الکعبة حائل یمنع المشاهدة کأبنیَّةٍ فالأصح أن حکمه حکم الغائب.** (طحطاوی علی المراقی ۱۱٦، غنیة المتملی شرح منیة المصلی ۲۱۸، مجمع الانهر ۸۳/۱)

مکہ معظّمہ سے باہر رہنے والوں کا قبلہ

مکہ معظّمہ کے علاوہ دنیا کے دیگر مقامات پر رہنے والوں کے لئے عین کعبہ کی طرف رخ کرنا لازم نہیں؛ بلکہ سمت قبلہ کی طرف رخ کرلینا کافی ہے (جیسے ہمارے ہندوستان میں جانب مغرب)۔ **ومن کان خارجاً عن مکة فقبلته جهة الکعبة، وهو قول عامة المشائخ وهو الصحیح.** (هندیه ٦۳/۱) **حتی لو أزیلت الموانع لایشترط أن یقع استقباله علی عین الکعبة لا محالة.** (غنیة المتملی ۲۱۸، شامی زکریا ۱۰۹/۱، تاتارخانیة زکریا ۳۳/۲ رقم: ۱٦۰۸)

قبلہ عمارتِ کعبہ کا نام نہیں

بیت اللہ شریف کی عمارت اصل میں قبلہ نہیں؛ بلکہ جس جگہ میں وہ عمارت قائم ہے وہی زمین سے آسمان تک قبلہ ہے، لہٰذا اگر عمارت نہ بھی رہے پھر بھی قبلہ باقی رہے گا۔ **والمعتبر فی**

القبلة العرصة لا البناء فهي من الأرض السابعة إلى العرش (درمختار) أى ليس المراد بالقبلة الكعبة التي هي البناء المرتفع على الأرض ولذا لو نقل البناء إلى موضع اٰخر وصلىٰ إليه لم يجز بل تجب الصلوة إلى أرضها. (شامی بيروت ١٠٢/٢، زكريا ١١٤/٢، هندية ٦٣/١، طحطاوى على المراقى ٢١٢، تارتاخانية زكريا ٣٦/٢ رقم: ١٦١٦)

حطیم جزوِ قبلہ نہیں

اگر مسجدِ حرام میں اس طرح نماز پڑھی کہ رخ صرف حطیم (بیت اللہ شریف کا شمالی خارجی حصہ جو چھ ہاتھ ایک بالشت کے بقدر ہے۔ (تقریرات رافعی ۱۶۰/۳) اس سے زائد حصہ حطیم جزو کعبہ نہیں ہے شامی وغیرہ) کی طرف رہا اور کعبۂ مشرفہ کی طرف نہیں ہوا تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ **ولو صلى مستقبلاً بوجهه إلى الحطيم لايجوز.** (هندية ٦٣/١، تارتاخانية زكريا ٣٨/٢ رقم: ١٦٢٧)

کعبہ کے اندر یا چھت پر نماز پڑھنے والے کا قبلہ

''کعبۂ مشرفہ'' کے اندر یا اس کی چھت پر تنہا نماز پڑھنے والا شخص کسی جانب بھی رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، وہاں رہتے ہوئے ہر جانب اس کے لئے قبلہ ہے۔ **ولو صلى في جوف الكعبة أو على سطحها جاز إلى أيّ جهةٍ توجه.** (هندية ٦٣/١، النتف ٤٣، تارتاخانية زكريا ٣٧/٢ رقم: ١٦٢٣)

کعبہ کے اندر نماز باجماعت میں صفوں کی ترتیب

اگر بیت اللہ شریف میں نماز باجماعت ادا کی جائے تو امام اور مقتدیوں کے مقام اور صفوں کی ترتیب کے اعتبار سے کل سات صورتیں نکلتی ہیں جن میں سے چھ جائز اور ایک ناجائز ہے۔ تفصیل یہ ہے:

(۱) امام دیوار کی طرف پشت کر کے اور مقتدیوں کی طرف چہرہ کر کے کھڑا ہو اور سب مقتدیوں کا رخ امام کی طرف ہو۔

(۲) امام دیوار کی طرف رخ کرے اور سب مقتدی اس کے بالمقابل دوسری دیوار کی طرف رخ کریں گویا کہ امام کی پشت مقتدیوں کی پشت کی طرف اور مقتدیوں کی پشت امام کی پشت کی طرف۔

(۳) مقتدیوں کا رخ امام کی پشت کی طرف ہو جیسا کہ عام جماعت میں ہوتا ہے۔

(۴) سب مقتدی امام کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوں۔

(۵) مقتدیوں کا رخ امام کے دائیں بائیں پہلو کی طرف ہو۔

(٦) امام کا رخ مقتدیوں کے پہلو کی طرف ہو۔

مذکورہ سب صورتوں میں جماعت درست ہے اس لئے کہ خاص اس رخ میں جس کی طرف امام نماز پڑھ رہا ہے کوئی مقتدی اس رخ میں اس سے آگے نہیں بڑھ رہا ہے، کیوں کہ بقیہ مقتدیوں کا رخ دوسری جانب ہے جو ممنوع نہیں۔

(۷) اور اگر امام کا رخ مقتدیوں کی پشت کی طرف ہو تو ان مقتدیوں کی نماز درست نہ ہوگی، اس لئے کہ وہ خاص اسی رخ میں امام سے آگے واقع ہو رہے ہیں۔

وإن صلوا جماعة فإنها على سبعة أوجه: أحدها: أن يكون وجه الإمام إلىٰ وجه القوم ووجه القوم إلىٰ وجه الإمام. والثاني: أن يكون ظهر الإمام إلىٰ ظهر القوم وظهر القوم إلىٰ ظهر الإمام. والثالث: أن يكون وجه القوم إلىٰ ظهر الإمام. والرابع: أن يكون جنب القوم إلىٰ جنب الإمام. والخامس: أن يكون وجه القوم في جنب الإمام. والسادس: أن يكون وجه الإمام في جنب القوم ففي كل هٰذه الوجوه جازت صلاتهم متفقاً عليه. والسابع: أن يكون وجه الإمام في ظهر القوم فعند الفقهاء لا تجوز صلاته لأنه غاية الخلاف والانحراف. (النتف في الفتاوىٰ ٤٣، تارتاخانية زكريا ٣٧/٢ رقم: ١٦٢٥)

مسجدِ حرام میں امام سے آگے اس رخ میں نماز پڑھنا

مسجدِ حرام میں امام جس جانب امامت کررہا ہو اس رخ میں امام سے آگے نماز پڑھنے

والوں کی نماز درست نہ ہوگی؛ البتہ دوسرے رخ میں اگر بالکل کعبۂ مشرفہ کی دیوار کے قریب نماز پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (آج کل ناواقفیت کی وجہ سے مسجدِ حرام میں اس سلسلہ میں بڑی کوتاہی ہوتی ہے، امام صاحب دھوپ کے وقت یا زیادہ بھیڑ کی وجہ سے یا نماز تراویح میں رکنِ یمانی اور حجر اسود کے بالمقابل مکبرہ (شیشے والے کمرے) کے نیچے نماز پڑھاتے ہیں، اور بہت سے حضرات اسی جانب آگے مطاف میں نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے، اس لئے امام کی جگہ دیکھ کر ہی وہاں نماز کی نیت باندھنی چاہئے، ایسا نہ ہو کہ غفلت کی وجہ سے نماز ہی صحیح نہ ہو۔ نیز حرم شریف کی انتظامیہ کو بھی چاہئے کہ امام جب پیچھے کھڑا ہو تو اس سے آگے رکاوٹ وغیرہ لگا کر نماز پڑھنے سے روکیں؛ تاکہ لوگوں کی نمازیں فاسد نہ ہوں، جیسا کہ کم بھیڑ کے زمانے میں اور تراویح کے دوران یہ انتظام کیا جاتا ہے) **ولو تقدم على الإمام من غير عذر فسدت صلاته.** (هندية ۱/۱۰۳) **قال القدوري رحمه الله: إن صلوا جماعة استداروا حول الكعبة بهٰذا جرت العادة، ومن كان منهم أقرب إلى الكعبة في الإمام فإن كان في الجهة التي يصلي إليها الإمام لم يجز وإن كان في جهة أخرىٰ جاز.** (تارتاخانية زكريا ۲/۳٦ رقم: ۱٦۱۷)

قبلہ کی سمت جاننے کے ذرائع

جن شہروں اور آبادیوں میں پرانی مساجد موجود ہوں انہی مساجد کی محرابوں کو قبلہ کا معیار بنایا جائے گا، اور جہاں پہلے سے مساجد تعمیر شدہ نہ ہوں تو وہاں کے آس پاس رہنے والے مسلمانوں سے قبلہ کی تحقیق کی جائے گی، اور جن جگہوں پر کوئی بتانے والا نہ ملے مثلاً جنگلات یا نوتعمیر آبادیاں تو ان میں قطب نما اور چاند سورج وغیرہ کے ذریعہ سمت کی پہچان کر کے غور وفکر کے بعد قبلہ متعین کیا جائے گا۔ **وجهة الكعبة تعرف بالدليل، والدليل فى الأمصار والقرىٰ المحاريب التى نصبها الصحابة والتابعون فعلينا اتباعهم، فإن لم تكن فالسوال من أهل ذٰلك الموضع، وأما فى البحار والمفاوز فدليل القبلة النجوم، هكذا فى فتاوى قاضى خان.** (هنديه ۱/٦۳) **وعلى ما وضعوه لها من الاٰلات كالربع والاصطرلاب فإنها إن لم**

تـفد اليقين تفيد غلبة الظن للعالم بها وعليه الظن كافية في ذٰلک. (شامی بیروت۲/ ۱۰۰، زکریا ۲/ ۱۱۲، مجمع الانهر ۱/ ۸۳، الجوهرة النيرة ۱/ ٦٨، تاترخانية زكريا ۲/ ٣٤-٣٥ رقم: ١٦١١)

کیا قبلہ کی تعیین میں غیر مسلم کا قول معتبر ہے؟

اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں یہ پتہ ہی نہ ہو کہ قبلہ کس سمت میں ہے یعنی مثلاً یہ معلوم نہ ہو کہ یہاں سے قبلہ مشرق کی جانب ہے یا مغرب کی؟ تو اگر کوئی غیر مسلم ایسی جگہ قبلہ کی سمت بتائے تو محض اس کی خبر کا اعتبار نہ ہوگا جب تک کہ قرائن سے اس کی تصدیق نہ ہوجائے، اور اگر ایسی جگہ ہے جہاں اتنا تو معلوم ہے کہ قبلہ یہاں مثلاً جانبِ مغرب ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ مغرب کدھر ہے تو مغرب کا رخ جاننے کے لئے کسی غیر مسلم سے بھی تحقیق کی جاسکتی ہے اور محض رخ بتانے میں اس کی خبر معتبر ہوگی جب کہ اس کی سچائی کا غالب گمان ہوجائے۔ **ولا يقبل خبر الكافر والفاسق والصبي لعدم قبول خبرهم في أمور الديانات إلا إذا غلب على ظنه صدقهم.** (الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید ۱/ ۱۹۷) **لأن قول الكافر مقبول في المعاملات، الخ.** (هداية ٤/ ٤٣٧)

برصغیر ہندو پاک میں قبلہ کا صحیح رخ جاننے کا آسان طریقہ

برصغیر ہندو پاک اور اس سے جانب مشرق میں واقع تمام علاقہ جات میں سمتِ قبلہ معلوم کرنے کا آسان اور محتاط طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے سب سے بڑے دن (۲۲/ جون) اور موسم سردی کے سب سے چھوٹے دن (۲۲/ دسمبر) سورج غروب ہونے کی جگہ دیکھ لی جائے تو قبلہ ان دونوں مقامات کے درمیان ہوگا، یعنی اس درمیانی رخ میں کسی طرف بھی نماز پڑھنا درست رہے گا۔ (جواہر الفقہ ۱/ ۲۷۶) **وقال العلامة الشامي: أقربها إلى الصواب قولان، الأول: أن ينظر من مغرب الصيف في أطول أيامه ومغرب الشتاء في أقصر أيامه فليدع الثلثين في الجانب الأيمن والثلث في الأيسر والقبلة عند ذٰلک ولو لم يفعل هٰكذا وصلىٰ فيما بين المغربين يجوز، وإذا وقع خارجاً منها لايجوز بالإتفاق.** (شامی بیروت ۲/ ۹۹، زکریا ۲/ ۱۱۱، حلبی کبیر ۲۱۸)

قبلہ سے معمولی انحراف مضر نہیں

مکہ سے باہر رہنے والے شخص نے اگر قبلہ کی سمت سے معمولی طور پر ہٹ کر نماز پڑھی تو بھی نماز درست ہو جائے گی۔ معمولی انحراف کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس قدر انحراف ہو کہ نمازی کی پیشانی کا کوئی نہ کوئی حصہ قبلہ کی سیدھ میں باقی رہے اس کی مقدار فقہاء نے دونوں جانب ۴۵-۴۵ درجہ مقرر کی ہے۔ (امداد المفتیین ۳۱۳/۲، جواہر الفقہ ۲۴۲/۱، احسن الفتاویٰ ۳۱۴/۲) **فيعلم منه أنه لو انحرف عن العين انحرافاً لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز، ويؤيده ما قال في الظهيرية: إذا تيامن أو تياسر تجوز لأن وجه الإنسان مقوس، لأن عند التيامن أو التياسر يكون أحد جوانبه إلى القبلة.** (شامي بيروت ۲/ ۹۸، زكريا ۲/ ۱۰۹)

سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص مثلاً سفر میں ہو اور اسے سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو اور نہ ہی کوئی بتانے والا موجود ہو تو تحری کرنا اس پر فرض ہے یعنی قبلہ کی تعیین میں غور وفکر اور علامات وقرائن کا جائزہ لے کر نماز پڑھنا اس پر لازم ہے۔ **وإن اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يسأله عنها اجتهد وصلیٰ.** (هندية ۱/ ٦٤) **ويتحرىٰ عاجز عن معرفة القبلة.** (درمختار زكريا ۲/ ۱۱۵، بيروت ۲/ ۱۰۳، تبيين الحقائق ۱/ ۲٦٦)

نماز کے بعد قبلہ کی غلطی کا علم ہوا

اگر کسی شخص نے تحری کر کے کسی طرف نماز پڑھی پھر نماز سے فراغت کے بعد علم ہوا کہ اس نے غلط رخ پر نماز پڑھی ہے تو نماز صحیح ہو گئی لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ **فإن علم أنه أخطأ بعد ما صلیٰ لا يعيدها.** (هندية ۱/ ٦٤، درمختار مع الشامي زكريا ۲/ ۱۱٦، بيروت ۲/ ۱۰۳، تبيين الحقائق ۱/ ۲٦۷)

دورانِ نماز معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری طرف ہے

اگر تحری کر کے نماز شروع کی پھر دورانِ نماز میں ہی معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری جانب ہے تو

نماز ہی میں اس جانب گھوم جائے، از سر نو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ **وإن علم وهو فی الصلوة استدار إلى القبلة وبنى عليها.** (هندية ١/ ٦٤ ، درمختار مع الشامي زكريا ٢/ ١١٦ ، بيروت ٢/ ١٠٣ ،تبيين الحقائق ١/ ٢٦٨)

بغیر تحری کے نماز پڑھنا

جس شخص پر قبلہ مشتبہ ہو اس کے لئے تحری کے بغیر نماز شروع کرنا درست نہیں ہے۔ تاہم اگر تحری کے بغیر نماز شروع کردی اور فراغت کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی قبلہ رخ نماز پڑھی ہے تو نماز درست ہوگئی، اور اگر دوران نماز ہی یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ قبلہ کا رخ صحیح یا غلط ہے تو نماز فاسد قرار پائے گی اور از سر نو پڑھنی ہوگی۔ **فإن شرع بلا تحر فعلم بعد فراغه أنه أصاب صحت وإن علم بإصابة فيها فسدت.** (نور الا يضاح ٦٩) **وإن شرع بلا تحر لم يجز وإن أصاب إلا إذا علم إصابته بعد فراغه فلا يعيد اتفاقاً. (در مختار) بخلاف صورة عدم التحرى فإنه لم يعتقد الفساد بل هو شاک فيه وفي عدمه فإذا ظهرت أصابته بعد التمام زال أحد الاحتمالين وتقرر الأخر بلا لزوم بناء القوى على الضعيف بخلاف ما إذا علم الإصابة قبل التمام.** (درمختار مع الشامي بيروت ٢/ ١٠٦ ، زكريا ٢/ ١١٩ غنية المتملى شرح منية المصلى ٢٢٢ ، تبيين الحقائق ١/ ٢٦٩)

ریل اور جہاز میں استقبالِ قبلہ

ریل، کشتی، بحری جہاز اور ہوائی جہاز جیسی سواریوں میں نماز فرض یا نفل پڑھتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے، بعض ناواقف لوگ بلا عذر کے ریل وغیرہ کے سفر میں قبلہ کا لحاظ کئے بغیر جدھر چاہتے ہیں حسب سہولت نماز پڑھ لیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔ **ومن أراد أن يصلي في سفينةٍ تطوعاً أو فريضةً فعليه أن يستقبل القبلة ولا يجوز له أن يصلىَ حيث ما كان وجهه.** (هندية ١/ ٦٤) **وإن شرع بلا تحر لم يجز وإن أصاب.** (درمختار زكريا ٢/ ١١٩، بيروت ٢/ ١٠٦)

دورانِ نماز ریل اور جہاز کا گھوم جانا

اگر نماز کے دوران ریل یا جہاز وغیرہ کا رخ قبلہ سے پھر جانے کا علم ہو جائے تو نمازی پر لازم ہے کہ وہ بھی گھوم کر اپنا رخ قبلہ کی طرف کر لے، اگر گھوم جانے کا اندازہ نہ ہو تو اسی طرح نماز درست ہو جائے گی۔ **حتی لو دارت السفینةُ وهو يصلي توجه إلى القبلة حيث دارت.** (هندية ۶۴/۱) **وإن علم به في صلا ته الخ استدار وبنى.** (تنوير الابصار مع الدر المختار زكريا ۱۱۶/۲، بيروت ۱۰۳/۲)

فرض نمازوں میں استقبالِ قبلہ سے عاجز رہ جانے والے کا حکم

اگر کوئی شخص معقول عذر کی وجہ سے قبلہ رخ نماز پڑھنے سے قاصر ہو تو اس سے استقبالِ قبلہ کی شرط ساقط ہو جاتی ہے اور وہ حسبِ سہولت کسی طرف بھی رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ معقول عذر درج ذیل ہو سکتے ہیں: (۱) مریض اتنا کمزور ہے کہ وہ خود قبلہ رو نہیں ہو سکتا اور اس کا کوئی تیماردار بھی نہیں ہے جو اسے قبلہ رخ کر سکے (۲) قبلہ رخ نماز پڑھنے میں جانی یا مالی نقصان کا شدید خطرہ ہو (۳) آدمی سواری پر سوار ہو اور نیچے زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو، کوئی پاک جگہ نماز کے لئے میسر نہ ہو (۴) سواری سے اتر کر چڑھنے کی قدرت نہ ہو خواہ اپنی کمزوری کی وجہ سے یا سواری کے سرکش ہونے کی وجہ سے (۵) مسافر سواری رکوانے پر قادر نہ ہو اور نماز کا وقت نکلا جا رہا ہو (۶) سواری روک کر نماز پڑھنے میں بقیہ قافلہ والوں سے بچھڑ کر اکیلے رہ جانے کا خطرہ ہو ان جیسی صورتوں میں فرض نماز قبلہ کے علاوہ رخ پر پڑھنا بھی درست ہے۔ **وقبلة العاجز عنها لمرض وإن وجد موجها عند الإمام أوخوف مال وكذا كل من سقط عنه الأركان جهة قدرته ولو مضطجعاً بإيماء لخوف رؤية عدو ولم يعد لأن الطاعة بحسب الطاقة. (درمختار) ويشترط في الصلوة على الدابة إيقافها إن قدر وإلا بأن خاف الضرر كان تذهب القافلة وينقطع فلا يلزمه إيقافها ولا استقبال الكعبة.** (شامی بيروت ۱۰۳/۲، زكريا ۱۱۵/۲، كبيرى ۲۱۹، تبيين الحقائق ۲۶۵/۱، هندية ۶۳/۱، تارتاخانية زكريا ۳۸/۲ رقم: ۱۶۲۸)

سواری پر نفل نماز پڑھنے والے کے لئے رخصت

دورانِ سفر جس رخ پر سواری جارہی ہو اس رخ پر نفل نماز پڑھنا بلا عذر بھی مطلقاً جائز ہے، مگر اس سے وہ سواری مراد ہے جس میں چلتے ہوئے قبلہ رخ نماز پڑھنے کی رعایت نہ رکھی جاسکتی ہو جیسے اونٹ، گھوڑا، موٹر سائیکل وغیرہ، لیکن اگر سواری وسیع ہو جیسے ریل، ہوائی جہاز، اور بس وغیرہ تو اس میں نماز نفل کے لئے بھی قبلہ رخ ہونا ضروری ہوگا، کیوں کہ یہ بڑی سواریاں کشتیوں کے حکم میں ہیں اوران میں قبلہ کا لحاظ کرنا متعذر نہیں ہے۔ **وأما في النفل فتجوز على المحمل والعجلة مطلقا.** (تنویر) **أي سواء كانت واقفة أو سائرة على القبلة أولا، قادر على النزول أولا، طرف العجلة على الدابة أولا.** (شامي بيروت ٢/ ٤٢٨، زكريا ٢/ ٤٩١، هندية ١/ ٦٣)

نماز کے دوران سینہ قبلہ سے پھر جانا

اگر نماز کے دوران نمازی کا سینہ قبلہ کے رخ سے بلا عذر پوری طرح پھر گیا تو فوراً نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر بھول سے بلا عذر پھر گیا تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر فوراً صحیح رخ پر کرلیا تو نماز فاسد نہ ہوگی، اگر ایک رکن یعنی تین تسبیحات پڑھنے کے بقدر رخ پھرا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ **والحاصل أن المذهب أنه إذا حول صدره فسدت وإن كان في المسجد إذا كان من غير عذر كما عليه عامة الكتب وأطلقه فشمل ما لو قل أو كثر وهذا لو باختياره وإلا فان لبث مقدار ركن فسدت وإلا فلا.** (شامي بيروت ٢/ ٣٣٤، شامي زكريا ٢/ ٣٨٨)

نماز کے دوران چہرہ قبلہ سے پھر جانا

نماز میں صرف چہرہ قبلہ سے پھر جانے سے اگرچہ نماز فاسد نہیں ہوتی، مگر یہ فعل مکروہ تحریمی اور گناہ ہے۔ **والالتفات بوجهه كله أو بعضه للنهي.** (درمختار) **وينبغي أن تكون تحريمية كما هو ظاهر الأحاديث.** (شامي بروت ٢/ ٣٥٤، زكريا ٢/ ٤١٠)

○❖○

نیت کے مسائل

نیت کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے حکم کی تعمیل کی غرض سے کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرنا شرعاً نیت کہلاتا ہے۔ **وعرفها القاضي البيضاوي: بأنها شرعاً الإرادة المتوجهة نحو الفعل ابتغاءً لوجه الله تعالىٰ وامتثالاً لحكمه.** (الاشباه والنظائر قديم ٥٦/١، جديد زكريا ١٠٩، قواعد الفقه ٥٣٧)

نیت کا مقصد

نیت کرنے سے مقصود شرعاً دو چیزیں ہیں: (۱) عبادات کو عادات سے امتیاز کرنا (مثلاً کھڑا ہونا کبھی محض طبعی خواہش کی بنا پر ہوتا ہے اور یہی کھڑا ہونا جب نماز کی نیت سے ہو تو عبادت بن جاتا ہے) (۲) بعض عبادات کو بعض سے ممتاز کرنا (مثلاً ظہر اور عصر کی رکعات ایک جیسی ہیں مگر نیت الگ الگ ہونے سے یہ الگ الگ عبادتیں قرار پاتی ہیں) **المقصود منها تمييز العبادات من العادات، وتمييز بعض العبادات عن بعض.** (الاشباه والنظائر قديم ٥٧/١، جديد زكريا ١٠٩)

کیا زبان سے نیت کرنا ضروری ہے؟

نیت صرف دل سے ارادہ کر لینے کا نام ہے، لہٰذا نیت کی صحت کے لئے زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا لازم نہیں ہے؛ لیکن جو شخص زبان سے الفاظِ نیت ادا کئے بغیر اپنے دل کو مستحضر کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے زبانی نیت کرنا بھی کافی ہے؛ بلکہ بہتر ہے۔ **لا يشترط مع نية**

القلب التلفظ فی جمیع العبادات. (الاشباہ والنظائر قدیم ۸۸/۱، جدید زکریا ۱۶۳) **وفی القنية والمجتبى: ومن لايقدر أن يحضر قلبه لينوى بقبله أو يشك في النية يكفيه التكلم بلسانه لأنه لايكلف الله نفساً إلا وسعها.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۸٤/۱، جدید زکریا ۱۵٦) **فالحاصل أن حضور النية بالقلب من غير احتياج إلى اللسان أفضل وأحسن، وحضورها بالتكلم باللسان إذا تعسر بدونه حسن والاكتفاء بمجرد التكلم من غير حضورها رخصة عند الضرورة وعدم القدرة على استحضارها.** (شرح المنیة ۲۵۵، شامی زکریا ۹۱/۲، البحر الرائق ۱۷۷/۱)

منفرد نمازی کی نیت

اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے صرف دل سے یہ ارادہ کرلینا کافی ہے کہ میں فلاں وقت کی فرض نماز (مثلاً ظہر، عصر) ادا کر رہا ہوں (تعداد رکعات اور قبلہ رخ ہونے کی نیت لازم نہیں)

والمفترض المفرد لايكفيه نية مطلق الفرض الخ، ما لم يقل في نية الظهر والعصر مثلاً الخ. فإن نوى فرض الوقت الخ، أجزأه الخ، ولايشترط نية إعداد الركعات. (غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی ۲٤۹، تاتارخانیۃ زکریا ٤۰/۲ رقم: ۱٦۳۵) **وأما استقبال القبلة فشرط الجرجاني لصحته النية والصحيح خلافه.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۳٦/۱، جدید زکریا ۷٦، البحر الرائق ۱۷۷/۱)

مقتدی کی نیت

جماعت میں شامل ہونے والے مقتدی کے لئے دو باتوں کی نیت ضروری ہے: اول یہ کہ متعین کرے کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے؟ دوسرے یہ نیت کرے کہ میں اس محراب میں کھڑے ہوئے امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ **وأما المقتدى فينوى الاقتداء أيضاً ولايكفيه في صحة الاقتداء نية الفرض والتعيين أي تعيين الفرض؛ بل يحتاج في صحته**

إلـى نيتيـن نية الصلوٰة مطلقاً إن تطوعاً ومعينةً إن غيره ونية المتابعة للامام. (شرح المنية/١ ٢٥) **ولايصح الاقتداء بإمام إلَّا بنية.** (الاشباه والنظائر قديم ١/ ٣٤، جديد زكريا ٧٢)

امام کے لئے امامت کی نیت لازم نہیں

جماعت کی نماز میں امام کے امام بننے کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ نماز کے ساتھ اپنے امام ہونے کی بھی نیت کرے؛ بلکہ امامت کی نیت کے بغیر بھی مقتدیوں کے لئے اس کی اقتدا کرنا درست ہوجائے گا، تاہم امام کو امامت کا ثواب اسی وقت ملے گا جب کہ امامت کی نیت کرے۔ **ولایحتاج الإمام فی صحة الاقتداء بہٖ إلی نیة الإمامة حتی لو شرع علی نیة الانفراد فاقتدی بہٖ یجوز.** (شرح المنية ٢٥١) **وتصح الإمامة بدون نيتها.** (الاشباه والنظائر جديد ٧٢) **إلا أنّـه لايكون مثاباً عليها لما تقدم أنه لا ثواب إلا بالنية.** (غمز عيون البصائر ١/ ٣٤)

عورتوں کی اقتداء کی نیت

عام نمازوں میں (جن میں مجمع زیادہ نہیں ہوتا) عورتوں کی نماز باجماعت میں شمولیت اسی وقت درست ہوگی جب کہ امام (عموماً یا خصوصاً) ان کی اقتداء کی بھی نیت کرے، اگر امام نے عورتوں کی نیت نہیں کی تو مقتدی عورتوں کی نماز درست نہ ہوگی؛ البتہ جمعہ وعیدین (یا جہاں مجمع کثیر ہو مثلاً حرمین شریفین) میں امام کی نیت کے بغیر بھی عورتوں کی اقتداء درست ہے (لیکن عورتوں کے لئے جماعت سے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں اپنے گھروں میں ہی تنہا نماز پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے) **فان اقتداء هن به لايجوز ما لم ينو أن يكون إماماً لهن أو لمن تبعه عموماً.** (شرح المنية ٢٥١، الاشباه والنظائر قديم ١/ ٣٥، جديد زكريا ٧٣) **واستثنیٰ بعضهم الجمعة والعيدين وهو الصحيح كما فى الخلاصة.**

(الاشباه والنظائر قديم ١/ ٣٥، جديد زكريا ٧٣)

نیت کا اصل وقت

عین نماز شروع کرنے سے قبل نیت کا استحضار افضل ہے (اگر چہ اس سے پہلے کا ارادہ بھی معتبر ہوجاتا ہے) البتہ اگر نماز شروع کرنے کے بعد نیت کی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ **أجمع أصحابنا أنَّ الأفضل أن تکون مقارنةً للشروع ولا یکون شارعاً بنیة متأخرة.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۱/۸۱، جدید زکریا ۱۵۰) **فالحاصل جواز الصلوٰة عندنا بنیة متقدمة إذا لم یفصل بینها وبین التکبیر عمل لیس للصلوٰة.** (غنیة ۲۵۵)

استحضارِ نیت کی علامت

نیت مستحضر ہونے کی علامت یہ ہے کہ مثلاً نماز شروع کرنے سے پہلے کسی شخص سے پوچھا جائے کہ بتاؤ کون سی نماز پڑھنے کا ارادہ ہے؟ تو وہ بلا کسی تأمل کے فوراً صحیح جواب دیدے، اگر ذرا بھی توقف کرے گا اور سوچنے کی ضرورت پڑے گی تو سمجھا جائے گا کہ اس کی نیت حاضر نہیں ہے۔ **وعلامة التعیین للصلوٰة أن تکون بحیث لو سئل أی صلوٰة تصلی یمکنه أن یجیب بلا تأمل.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۱/۵۸)

کیا پوری نماز میں نیت کا استحضار لازم ہے؟

نیت کی ضرورت صرف نماز کے شروع کرنے سے قبل پڑتی ہے، بعد میں ارکانِ نماز ادا کرتے وقت نیت کا استحضار ضروری نہیں ہے (یعنی بعد میں استحضار نہ بھی رہے تو بھی نماز ادا ہوجائے گی؛ البتہ افضل یہی ہے کہ اخیر نماز تک خشوع وخضوع اور استحضار باقی رکھا جائے) **قالوا فی الصلاة لا تشترط النیة فی البقاء للحرج.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۱/۸۳)

قضاءِ عمری کی نیت

کسی شخص پر اگر لمبی مدت کی نمازیں قضا ہوں تو ان کو ادا کرتے وقت نیت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نیت کرے کہ میں مثلاً قضا شدہ ظہر کی نمازوں میں سے پہلی یا آخری ظہر ادا کر رہا ہوں، ہر

قضانماز میں اسی طرح نیت کرتا رہے تو اسی نیت سے اس کی نمازیں ادا ہوتی رہیں گی۔ **ولو نوى أول ظهر عليه أو آخر ظهر عليه جاز، وهٰذا هو المخلص لمن لم يعرف أوقات الفائتة أو اشتبهت عليه أو أراد التسهيل على نفسه.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۶۰، شامی زکریا ۱/ ۹۶، تاتارخانية ۱/ ۴۲۹)

کسی نقص کی وجہ سے واجب الاعادہ نماز کی نیت

اگر کوئی نماز کسی مکروہ تحریمی کے ارتکاب یا ترکِ واجب کی بناپر واجب الاعادہ ہونے کی وجہ سے لوٹائی جائے تو اس میں یہ نیت کی جائے گی کہ میں فرض میں نقصان کی تلافی کے لئے نماز پڑھ رہا ہوں، اس لئے کہ فرض تو پہلی نماز سے ساقط ہوگیا۔ اور یہ دوسری نماز اصل میں نفل ہے جس کا مقصد نقصانِ فرض کی تلافی ہے۔ **وأما الصلاة المعادة لارتكاب مكروه أو ترك واجب فلا شك أنها جابرة لا فرض لقولهم بسقوط الفرض بالأولى فعلى هذا ينوي كونها جابرة لنقص الفرض على أنها نفل تحقيقاً.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۷۲)

نماز وتر کی نیت

وتر پڑھتے وقت صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں نماز وتر پڑھ رہا ہوں، وتر واجب کہنے کی ضرورت نہیں۔ **وينوي الوتر لا الوتر الواجب للاختلاف فيه.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۶۲)

سننِ مؤکدہ میں تعیین شرط نہیں

سننِ مؤکدہ میں صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں اتنی رکعت نماز پڑھ رہا ہوں، یہ کہنا لازم نہیں کہ میں مثلاً فجر یا ظہر کی سنت ادا کر رہا ہوں، اس تعیین کے بغیر بھی سنتیں ادا ہو جاتی ہیں (اور اگر کوئی متعین کرلے تو کوئی حرج بھی نہیں) **المصلي إذا كان متنفلا سواء كان ذٰلك النفل**

سنة مؤكدة أوغيرها يكفيه مطلق نية الصلاة ولا يشترط تعيين ذلك النفل بأنه سنة الفجر مثلا. (غنية المتملى شرح منية المصلى۲٤۷، الاشباه والنظائر قديم ٦٣/١)

نمازتراویح کی نیت

تراویح کی نماز اگرچہ محض مطلق نماز کی نیت سے بھی ہوسکتی ہے تاہم متعین کرکے تراویح کی نیت کرلی جائےتو بہتر ہے۔ **واختلف التصحيح في التراويح هل تقع التراويح بمطلق النية أولا بد من التعيين فصحح قاضي خان الاشتراط والمعتمد خلافه كالسنن الرواتب.** (الاشباه والنظائر قديم ٦٣/١، شرح المنية ٢٤٨)

نوافل میں مطلق نیت

نفل نمازوں میں صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں وقت وغیرہ کی تعیین ضروری نہیں ہے۔ **وأما النوافل فاتفق أصحابنا أنها تصح بمطلق النية.** (الاشباه والنظائر قديم ٦٢/١)

نمازِ جنازہ کی نیت

نمازِ جنازہ میں نماز کی نیت کے ساتھ میت کے لئے دعاءاورسفارش کی بھی نیت کی جائے گی۔ **وفي صلاة الجنازة ينوي الصلوٰة لله تعالى والدعاء للميت.** (الاشباه والنظائر قديم ٦٢/١)

سجدۂ تلاوت کی نیت

سجدۂ تلاوت میں بھی نیت ضروری ہے، اس میں یہ نیت کی جائے کہ آیتِ سجدہ پڑھنے سے جوسجدہ مجھ پرواجب ہواہے وہ ادا کررہاہوں۔ **وسجود التلاوة كالصلوٰة.** (الاشباه والنظائر قديم ٣٥/١)

کیا ہر آیتِ سجدہ کے لئے الگ الگ نیت ضروری ہے؟

سجدۂ تلاوت ادا کرتے وقت یہ لازم نہیں کہ آیتِ سجدہ کی تعیین کی جائے؛ بلکہ مطلق نیت سے بھی سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے۔ **ولا یلزمہ التعیین فی سجود التلاوۃ لأيّ تلاوةٍ سجد لها كما فی القنية.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۱/۶۲)

خطبۂ جمعہ کے لئے نیت کی شرط

خطبۂ جمعہ کے لئے بھی نیت کرنا شرط ہے اگر خطبہ کی نیت نہ ہو تو محض الفاظ ادا کرنے سے خطبہ معتبر نہ ہوگا۔ **وأما النية للخطبة فی الجمعة فشرط صحتها.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۱/۶۳)

رکعات کی تعداد میں غلطی مضر نہیں

اگر کسی شخص سے نیت کرتے وقت نماز کی رکعتوں کی تعداد میں غلطی ہوجائے (مثلاً کہا کہ میں ظہر کی نماز ۳/ رکعت پڑھ رہا ہوں) تو بھی نماز درست ہوجائے گی؛ اس لئے کہ تعداد رکعات کا بیان ضروری نہیں؛ لہٰذا اس میں غلطی مضر بھی نہیں۔ **فلو عيّن عدد ركعات الظهر ثلثاً أو خمساً صح لأن التعيين ليس بشرط فالخطأ فيه لايضر.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۱/۶۶، ہندیۃ ۱/۶۶)

اداء اور قضاء کی نیت میں الٹ پلٹ

اگر ادا نماز پڑھتے وقت قضاء کی نیت کرلی، یا قضا پڑھتے وقت ادا کی نیت کرلی پھر بھی نماز صحیح ہوجائے گی۔ **أما جواز القضاء بنية الأداء وعكسه فمجمع عليه عندنا.** (شرح المنیۃ ۲۵۳، الاشباہ والنظائر قدیم ۱/۶۶)

فرائض میں ریا کا اعتبار نہیں

اگر کوئی شخص لوگوں کو دکھاوے کے لئے نماز پڑھے تو اگرچہ اسے ثواب نہیں ملے گا؛ لیکن

اس ریا کاری کے باوجود اس سے فرض ساقط ہوجائے گا، اور اس نماز کی قضا اس پر بعد میں لازم نہ ہوگی۔ **لکن صرح فی الخلاصة بأنه لا ریاء فی الفرائض الخ، أی فی حق سقوط الواجب.** (الاشباه والنظائر قدیم ۱/ ۷٤)

ریا کی علامت

اصلی ریا کی پہچان یہ ہے کہ جب آدمی لوگوں کے سامنے ہوتو نماز پڑھے اور جب تنہائی کا موقع ہوتو نماز ہی چھوڑ دے۔ اور اگر حالت یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے نماز بہت عمدگی سے پڑھتا ہے اور تنہائی میں جلد بازی میں ٹرخا لیتا ہے تو اسے اگر چہ اصل نماز کا ثواب ملے گا؛ لیکن عمدگی کے اجر سے وہ محروم رہے گا۔ **والریاء أنه لو خلی عن الناس لایصلی ولو کان مع الناس یصلی فأما لو صلی مع الناس یحسنها ولو صلی وحده لا یحسنها فله ثواب أصل الصلوٰة دون الإحسان.** (الاشباه والنظائر قدیم ۱/ ۷۵)

❍❖❍

نماز کے فرائض

فرائضِ نماز

نماز کے فرائض چھ ہیں: (۱) تحریمہ: کلماتِ ذکر (جیسے اللہ اکبر) سے نماز شروع کرنا (۲) قیام: فرض، واجب اور نذر کی نمازوں میں کھڑا ہونا (۳) قرأت: یعنی فرض نماز کی دو رکعتوں اور سنن، نوافل اور وتر کی ہر رکعت میں قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھنا (۴) رکوع کرنا (۵) سجدہ کرنا (٦) تشہد پڑھنے کے بقدر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنا۔ **فرائض الصلوٰۃ ستة : التحريمة والقيام والقراءة والركوع والسجود والقعدة في اٰخر الصلوٰة مقدار التشهد.** (هداية ١/٩٨، الجوهرة النيرة ١/٦٩، تاترخانية قديم ١/٤٣٦، زكريا ٢/٤٧ رقم: ١٦٨٨)

علاوہ ازیں بعض ائمہ کے نزدیک نماز کے افعال میں تعدیل (اطمینان) اور اپنے ارادہ سے نماز سے نکلنا بھی فرائض میں شامل ہے۔ (حلبی کبیر ۲۵۷)

ان پڑھ اور گونگا کیسے نماز شروع کرے؟

اگر کوئی شخص بالکل ان پڑھ اور جاہل ہو کہ الفاظِ تحریمہ جانتا ہی نہ ہو، یا گونگا ہو کہ حروف اس کی زبان سے نکل ہی نہ سکیں تو ایسے معذور افراد کے لئے زبان سے تحریمہ کے الفاظ ادا کرنا لازم نہیں؛ بلکہ صرف تحریمہ کی نیت ہی سے ان کی نماز شروع ہوجائے گی۔ **أما الأمي والأخرس لو افتتحا بالنية جاز لأنهما أتيا بأقصى ما في وسعهما.** (شامی بیروت ٢/١١٣، زكريا ٢/١٢٨، البحر الرائق ١/٢٩١)

’’اللہ اکبار‘‘ کہنا مفسدِ صلوٰۃ ہے

اگر دورانِ نماز تکبیر کہتے وقت ’’اللہ اکبر‘‘ کے بجائے ’’اللہ اکبار‘‘ کے الفاظ نکالے تو اصح قول کے مطابق نماز فاسد ہوجائے گی، اور ایسے الفاظ اگر شروع میں نکالے تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ **وإن**

قال اللّٰه أكبار بإدخال ألف بين الباء والراء، لايصير شارعاً وإن قال ذٰلك في خلال الصلاة تفسد صلاته، قيل: لأنه إسم من أسماء الشيطان وقيل لأنه جمع كبر بالتحريك وهو الطبل وقيل يصير شارعاً ولا تفسد صلاته لأنه اشباع والأول أصح. (حلبی کبیر ۲۵۹-۲٦۰، شامی زکریا ۱۷۹/۲، الجوهرة النيرة ۷۳/۱، مجمع الانهر ۹۱/۱)

''آللہ اکبر'' یا ''اللہ آکبر'' کہنے کا حکم

اگر کسی شخص نے ناواقفیت میں یا جان بوجھ کر ''اللہ اکبر'' کے بجائے اللہ کے الف کو کھینچ کر ''آللہ اکبر'' کہا تو نہ صرف یہ کہ نماز فاسد ہوجائے گی؛ بلکہ جان بوجھ کر کہنے کی صورت میں اس شخص کے کافر ہونے کا اندیشہ ہے، یہی حکم اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر ''اللہ آکبر'' کہنے کا ہے۔ (بہت سے امام اور مکبرین ومؤذنین اس کا خیال نہیں کرتے، اور اپنی اور مقتدیوں کی نمازیں خراب کرتے ہیں انہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے)۔ **ولو أدخل المد في ألف لفظة اللّٰه أكبر كما يدخل في قوله تعالىٰ اللّٰه آذن لكم، وشبه تفسد صلاته إن حصل في أثنائها عند أكثر المشائخ ولا يصير شارعاً به في ابتدائها ويكفر لو تعمده لأنه استفهام ومقتضاه الشك في كبريائه تعالىٰ ......الخ، وعلى هٰذا لو مد همزة أكبر الأصح أنها تفسد أيضاً.** (حلبی کبیر/ ۲٦۰، شامی زکریا ۱۷۹/۲، تاتارخانية قديم ۴۳۹/۱، زكريا ۵۱/۲ رقم: ۱٦۹۸، هندية ٦۸/۱)

اگر امام سے پہلے مقتدی کی تکبیر ختم ہوگئی

اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ اتنی جلدی کہہ لی کہ امام کی ''اللہ اکبر'' کا کوئی جز باقی تھا تو مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی، از سر نو تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو، اس لئے کہ امام کے نماز میں داخل ہونے سے قبل مقتدی کا کوئی عمل معتبر نہیں ہے۔ **إنما يصير شارعاً بالكل أي بمجموع اللّٰه أكبر لا بقوله اللّٰه فقط، فيقع الكل فرضاً وإذا كان كذٰلك يكون قد أوقع فرض التكبير قبل الإمام وكل فرض أوقعه قبل الإمام فهو غير معتبر ولا معتد به،**

فکان کأنه لم یکبر فلا یصح شروعه. (حلبی کبیر ۲۶۰، شامی زکریا ۱۷۸/۲، تاتارخانیة قدیم ۱/ ٤٤١، زکریا ۵۳/۲ رقم: ۱۷۱۰)

آدھی تکبیر قیام میں اور آدھی رکوع کی حالت میں کہی

اگر مقتدی اس حال میں جماعت میں پہنچا کہ امام رکوع میں جاچکا تھا، مقتدی نے جلد بازی میں اس طرح تکبیر کہی کہ لفظ ''اللہ'' تو کھڑے ہونے کی حالت میں ادا کیا اور لفظ ''اکبر'' اس کی زبان سے اس وقت نکلا جب کہ وہ رکوع کی حالت میں پہنچ چکا تھا تو اس مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ پوری تکبیر تحریمہ کا کھڑے ہونے کی حالت میں کہنا فرض ہے۔ **لو أدرک الإمام راکعاً فقال اللّٰہ فی حال القیام ولم یفرغ من قوله أکبر إلا وهو فی الرکوع لا یصح شروعه لأن الشرط وقوع التحریمة فی محض القیام.** (حلبی کبیر ۲۶۰، شامی زکریا ۱۷۸/۲، تاتارخانیة قدیم ۱/ ۱٤۱، زکریا ۵۳/۲ رقم: ۱۷۱۲، عالمگیری ٦۹/۱، حلبی کبیر ۲٦۰)

بلا عذر بیٹھ کر نماز فرض جائز نہیں

جو شخص کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر ہو اس کے لئے فرض یا واجب نماز بیٹھ کر پڑھنی کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ (بعض لوگ ٹرین کے سفر میں بلا عذر سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز درست نہیں ہوتی) **ولو صلی الفریضة قاعداً مع القدرة علی القیام لا تجوز صلاته.** (حلبی کبیر ۲٦۱) البتہ نفل نماز بیٹھ کر بلا عذر بھی درست ہے گو کہ ثواب کم ملتا ہے۔ **ویجوز التطوع قاعداً بغیر عذر.** (حلبی کبیر ۲۷۰)

ایک پیر پر وزن ڈال کر نماز پڑھنا

قیام کی حالت میں بلا عذر صرف ایک پیر پر وزن ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **ویکره علی إحدی الرجلین لعذرٍ.** (طحطاوی ۱۲۲، عالمگیری ٦۹/۱، شامی زکریا ۱۳۱/۲، الجوهرة النیرة ٦۹/۱)

کُبڑے شخص کا قیام

جس شخص کی کمر بڑھاپے یا مرض کی وجہ سے رکوع تک جھک گئی ہو اس کے لئے اپنی حالت

پر قائم رہنا ہی قیام کے حکم میں ہے، بس ایسا شخص جب رکوع کا ارادہ کرے تو اپنے سر کو نیچے جھکا لے اس کا رکوع صحیح ہو جائے گا۔ **والأحدب إذا بلغت حدوبته إلى الركوع يشير برأسه للركوع لأنه عاجز عما هو أعلى ولا تجزيه حدوبته عن الركوع لأنه كالقائم.**

(طحطاوی ۱۲۵، عالمگیری ۱/ ۷۰)

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا

نفل نماز کسی عذر کے بغیر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے؛ البتہ بیٹھ کر بلا عذر پڑھنے کی صورت میں کھڑے ہونے کے مقابلہ میں نصف ثواب ملے گا۔ **من صلى قائماً فهو أفضل ومن صلى قاعداً فله نصف أجر القائم ومن صلىٰ نائماً فله نصف أجر القاعد.** (حلبی کبیر ۲۷۰)

البتہ سنن مؤکدہ بالخصوص فجر کی سنت بلا عذر بیٹھ کر نہ پڑھی جائیں۔ **يستثنى منه الفجر فإنّها لاتصح قاعداً بلاعذر.** (حلبی کبیر ۲۷۰)

سواری پر نفل نماز

نفل نماز سواری (اونٹ گھوڑا وغیرہ) پر اشارہ سے پڑھنا درست ہے، خواہ سواری کا رخ کسی طرف ہو۔ **وتجوز صلاة التطوع على الدابة إيماءً.** (حلبی کبیر ۲۷۲، بدائع ۱/ ۲۹۰)

سواری پر فرض نماز

ایسی سواری جس پر رکوع سجدہ نہ ہو سکتا ہو (جیسے گھوڑا، موٹر سائیکل، کار وغیرہ) پر بلا عذر فرض نماز جائز نہیں ہے، ہاں اگر کوئی شدید عذر پیش آجائے مثلاً سواری سے نیچے اترنے میں درندے، دشمن، یا مرض کا خطرہ ہو یا زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو اور نماز پڑھنے کے لئے کوئی پاک سوکھی جگہ میسر نہ ہو تو ایسی صورتوں میں فرض نماز بھی کھڑی ہوئی سواری پر اشارہ سے پڑھی جا سکتی ہے؛ لیکن قبلہ رخ ہونے کا حتی الامکان اہتمام کرنا لازم ہوگا۔ **أما الفرائض أي صلاة الفرائض على الدابة فتجوز أيضاً لكن بالأعذار التي ذكرنا في فصل التيمم من خوف**

السبع أو العدو أو المرض أو الطين فإذا خاف على نفسه أو دابتهٖ من سبعٍ أو لصٍّ أو كان فی طين يغيب الوجه فيه و لا يجد مكاناً جافاً أو كان مريضاً يحصل له بالنزول والركوب زيادة مرض أو بطؤ برءٍ جاز له الإيماء بالفرض على الدابة واقفةً مستقبل القبلة إن أمكنه ذٰلک وإلا فبقدر الإمكان. (حلبی کبیر ۲۷۳، شامی زکریا ۴۸۶/۲، عالمگیری ۱۴۳/۱، الجوهرة النيرة ۱۰۷/۱)

بس کا مسافر کیا کرے؟

اگر کوئی شخص بس میں سفر کررہا ہو، اسی درمیان نماز کا وقت آجائے اور بس رکنے کا نام نہ لے، وضو اور تیمّم کی بھی کوئی شکل نہ ہو، اور قبلہ کی طرف رخ بھی نہ کر سکے، تو ایسے شخص کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ وقت ختم ہونے سے پہلے سیٹ پر بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نمازیوں کی مشابہت اختیار کرلے اور پھر بعد میں موقع ملنے پر اس نماز کی قضا کرے۔ **وقالا: يتشبه بالمصلين وجوباً فيركع ويسجد إن مكاناً يابساً وإلا يؤمي قائماً ثم يعيد كالصوم به يفتىٰ.** (درمختار زکریا ۴۲۳/۱)

اگر تکیہ لگا کر کھڑا ہونے پر قادر ہو تو کیا کرے؟

اگر چھتری یا دیوار وغیرہ پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہو تو ایسے شخص پر بھی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھنا لازم ہوگا، بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی۔ **ولو قدر عليه متكئاً على عصاً أو خادمٍ قال الحلواني: الصحيح أنه يلزمه القيام متكئاً.** (حلبی کبیر ۲۶۱-۲۶۲، عالمگیری ۱۳۶/۱، شامی زکریا ۵۶۷/۲)

دورانِ نماز ٹیک لگانا

اگر نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی تھی پھر تھکاوٹ کی وجہ سے ٹیک لگالی تو کوئی حرج نہیں؛ لیکن بلاعذر خواہ مخواہ ٹیک لگا کر نماز پڑھی تو یہ بے ادبی کی بنا پر مکروہ ہے۔ **وإن افتتح التطوع قائماً ثم أعيى أی كل و تعب فلا بأ س له أن يتوكأ أی يعتمد على عصاً أو على**

حائطٍ أو نحو ذٰلک أو یقعد لأنه عذر فیجوز ولا یکره اتفاقاً أما لو اتکأ بغیر عذر فإنه یکره اتفاقاً لما فیه من إساء ة الأدب. (حلبی کبیر ۲۷۱، شامی زکریا ۵۷۲/۲)

نفل نماز کچھ کھڑے ہوکر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا

کوئی شخص نفل نماز کھڑے ہوکر شروع کرے اور بعد میں بیٹھ جائے، یا بیٹھ کر شروع کرے پھر کھڑے ہوکر پڑھنے لگے، تو اس طرح بھی نماز درست ہے؛ لیکن جب کھڑے ہوکر شروع کرے تو بہتر ہے کہ بلا عذر نہ بیٹھے۔ **أما القعود بغیر عذرٍ بعد الافتتاح قائماً فیجوز عند أبی حنیفةؒ الخ، وأما لو افتتحها قاعداً ثم قام فی أول رکعةٍ أو فیما بعدها وأتمّها قائماً فلا خلاف فی جوازه لما صحَّ عنه علیه السلام أنه کان یفتتح التطوع قاعداً فیقرأ ورده حتی إذا بقی عشر آیات ونحوها قام الخ.** (حلبی کبیر ۲۷۱، تاتارخانیة قدیم ۶۳۳/۱، زکریا ۲۸۹/۲ رقم: ۲٤٤٦، الجوهرة ۱۰٦/۱)

نماز میں کتنی مقدار قرأت فرض ہے؟

ایک رکعت میں کم از کم ایک آیتِ قرآن کریم پڑھنا فرض ہے۔ (اور کم از کم تین چھوٹی سے چھوٹی آیتوں یا اس کے بقدر کا سورۂ فاتحہ کے ساتھ ملاکر پڑھنا واجب ہے) **فالفرض قراءۃُ آیةٍ واحدةٍ فی کل رکعةٍ فرضت فیها القرأة.** (حلبی کبیر ۲۷۸، شامی زکریا ۱۳۳/۲، تاتارخانیة قدیم ٤٤٥/۱، زکریا ۵۸/۲ رقم: ۱۷۳۰، فتح القدیر ۳۳۱/۱)

نماز کی کن کن رکعات میں قرأت فرض ہے؟

تمام سنن ونوافل اور وتر کی ہر رکعت میں قرأت فرض ہے جب کہ دو رکعت سے زائد والی فرض نمازوں میں لاعلی التعیین صرف دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ (اور ہر فرض میں ابتدائی دو رکعتوں میں قرأت کی تعیین واجب ہے۔) **وهی فرضٌ عملیٌّ فی جمیع رکعات النفل والوتر وفی رکعتین من الفرض.** (شامی زکریا مبحث القرأة ۱۳۳/۲، طحطاوی علی المراقی

٢٦٦، تاتارخانية قديم ١/٤٤٥، زكريا ٢/٥٦ رقم: ١٧٢٤)

جو شخص قرآن پڑھا ہوا نہ ہو وہ نماز کیسے پڑھے؟

جو شخص قرآن پڑھا ہوا نہ ہو اس پر قرآن سیکھنا اور سورۂ فاتحہ اور دیگر سورتیں یاد کرنا لازم ہے ورنہ وہ کوتاہی پر گنہ گار ہوگا، اور جب تک نہ سیکھ سکے تو نماز اس طرح پڑھے کہ نیت باندھ کر نماز کا تصور کر کے کھڑا رہے اور قرأت کرنے کے بقدر کھڑے رہنے کے بعد رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ **أما الأمي والأخرس لو افتتحا بالنية جاز لأنهما أتيا بأقصى ما في وسعهما.** (شامی زکریا ٢/١٢٨، البحر الرائق ٢/٢٩١)

گونگا شخص نماز کیسے پڑھے؟

گونگا شخص خاموش رہ کر پوری نماز ادا کرے گا اور اس کی نماز اسی طرح درست ہو جائے گی۔ **إن العاجز عن النطق لا يلزمه تحريك لسانه للتكبير أو القراءة في الصحيح.** (شامی زکریا ٢/١٩١، البحر الرائق ٢/٢٩١)

نماز کے دوران دیکھ کر ناظرہ قرآن پڑھنا

تراویح یا دیگر نمازوں میں اگر نمازی قرآن کو دیکھ کر قرأت کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ **وإن قرأ المصلي القرآن من المصحف أو من المحراب تفسد صلاته عند أبي حنيفةؒ.** (حلبی کبیر ٤٤٧، هداية ١/١٣٧، عناية ١/٤٠٢، شامی زکریا ٢/٣٨٣)

فرض رکوع کی حد

کامل رکوع یہ ہے کہ آدمی اتنا جھکے کہ اس کا سر آدھے بدن کی سیدھ میں آجائے اب اگر کوئی شخص رکوع میں اس سے کم جھکا تو دیکھا جائے گا کہ وہ جھکنے میں قیام سے زیادہ قریب ہے یا کامل رکوع کی حالت سے زیادہ قریب ہے، اگر رکوع کی حالت کے قریب ہوگا تو اس کا رکوع درست

ہوجائے گا، اور اگر قیام کی حالت کے قریب ہوگا تو رکوع معتبر نہ ہوگا۔ وإن طأطأ رأسه قليلاً ولم يعتدل إن كان إلى الركوع أقرب جاز، وأن كان إلى القيام أقرب لايجوز.

(حلبی کبیر ۲۸۰، شامی زکریا ۱۳٤/۲)

تنبيه: بہت سے لوگ جلد بازی میں ناقص رکوع کرتے ہیں انہیں مسئلہ بالا پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

سجدہ کی تعریف

درج ذیل سات اعضاء کو زمین یا اس کے حکم کی چیز پر ٹیک دینا شرعاً سجدہ کہلاتا ہے، وہ اعضا یہ ہیں: (۱) پیشانی اور ناک (۲-۳) دونوں قدم (۴-۵) دونوں ہاتھ (۶-۷) دونوں گھٹنے۔ (ان میں سے پیشانی یا ناک رکھنا بالاتفاق فرض ہے، دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے رکھنا سنت ہے، اور قدم کے بارے میں فرضیت اور وجوب کا اختلاف ہے) فهو بوضع الجبهة والأنف والقدمين واليدين والركبتين لما في الصحيحين من قوله عليه الصلاة والسلام أمرت أن أسجد على سبعة أعظمٍ: على الجبهة واليدين والركبتين وأطراف القدمين والأنف داخل في الجبهة لأن عظمهما واحد، وهٰذه الصفة المذكورة هي الكمال. وإن وضع جبهته دون أنفه جاز سجوده بالإجماع، ولكن إن كان ذٰلك من غير عذر الخ يكره. (حلبی کبیر ۲۸۲-۲۸۳، طحطاوی ۲۲۹)

اگر صرف رخسار یا ٹھوڑی زمین پر رکھی تو سجدہ صحیح نہ ہوگا

اگر کسی شخص نے سجدہ میں پیشانی یا ناک زمین پر ٹیکنے کے بجائے اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا یا ٹھوڑی کو ٹیک دیا تو سجدہ درست نہیں ہوا خواہ یہ عمل عذر کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو۔ ولو وضع خده في السجود أو ذقنه وهو ملتقى اللحيين من الحنك لايجوز سجوده بالإجماع الخ، ولو كان ذٰلك من عذر مانع. (حلبی کبیر ۲۸۳، الجوهرة النيرة ۷٤/۱)

ہتھیلی پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرنا

اگر سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھنے کے بجائے زمین پر رکھی ہوئی اپنی ہتھیلی پر ٹیک لی تو بھی سجدہ

درست ہے۔ **ولو وضع کفه بالأرض وسجد عليها يجوز على الصحيح.** (حلبی کبیر ۲۸۵، شامي زكريا ۲/۲۰۷، هندية ۱/۷۰)

بھیڑ کے وقت اپنی ران پر سجدہ کرنا

اگر مجمع بہت زیادہ ہے اور زمین پر سجدہ کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے، جیسا کہ ریاض الجنۃ (مسجد نبوی علی صاحبہا الصلاۃ یا مسجد حرام میں کبھی کبھی یہ صورت پیش آجاتی ہے) تو نمازی خود اپنی ران پر سر رکھ کر سجدہ کرسکتا ہے؛ البتہ بلا عذر ایسا کرنے سے سجدہ ادا نہ ہوگا۔ **ولو سجد بسبب الازدحام على فخذه جاز.** (حلبی کبیر ۲۸۵، شامي زكريا ۲/۲۰۸)

نمازی کا دوسرے نمازی کی پیٹھ پر سجدہ کرنا

اگر جماعت میں زبردست مجمع ہو (جیسا کہ حج کے موقع پر حرمین شریفین زادھما اللّٰہ شرفاً وعظمةً میں ہوتا ہے) اور زمین پر سجدہ کرنے کی گنجائش نہ ہو تو پچھلے صف والے نمازیوں کے لئے اپنے سے آگے جماعت میں شریک نمازیوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے۔ **وإن سجد على ظهر رجلٍ وهو أي والحال أن ذٰلك الرجل المسجود على ظهره في الصلاة يجوز سجوده.** (حلبی کبیر ۲۸۶، البحر الرائق ۱/۳۱۹)

کھڑے ہونے کی جگہ سے اونچی جگہ سجدہ کرنا

اگر سجدہ میں سر رکھنے کی جگہ قدم رکھنے کی جگہ سے اونچی ہو تو دیکھا جائے گا کہ اونچائی اگر بارہ انگل سے کم ہے تو سجدہ درست ہوجائے گا اور اگر اس سے زیادہ اونچائی ہے تو سجدہ درست نہ ہوگا۔ **فمقدار ارتفاع اللبنتين المنصوبتين نصف ذراع طول اثنتي عشر إصبعاً.**

(حلبی کبیر ۲۸۶، هندية ۱/۷۰، البحر الرائق ۱/۳۲۰)

قرأت کی شرعی تعریف

فقہاء سے شرعی قرأت کے مفہوم کے متعلق دو اقوال منقول ہیں: (۱) ایک یہ کہ زبان سے

صحیح حروف کی ادائیگی اس طرح ہو کہ آدمی خود اپنے پڑھے ہوئے کو سن سکے (یہ علامہ ہندوانیؒ وعلامہ فضلیؒ کا قول ہے) (۲) دوسری رائے یہ ہے کہ قرأت کے لئے صرف زبان سے تصحیح حروف کافی ہے خود سننا لازم نہیں (یہ علامہ کرخیؒ کا قول ہے) اور اگرچہ دونوں اقوال کی تصحیح کی گئی ہے؛ لیکن زیادہ تر فقہاء کا رجحان پہلے قول کی طرف ہے۔ **القراء ة وهو تصحيح الحروف بلسانه بحيث يسمع نفسه. فان صحّح الحروف من غير أن يسمع نفسه لا يكون ذٰلك قراء ة في اختيار الهندواني والفضلي الخ وقيل إذا صحّح الحروف يجوز وإن لم يسمع نفسه وهو اختيار الكرخي.** (حلبی کبیر ۲۷۵) **وذكر أن كلًّا من قولي الهندواني والكرخي مصححان وأن ما قاله الهندواني أصح وأرجح لاعتماد أكثر علماء نا عليه.** (شامی زکریا ۲/۲۵۳) **وقال في البدائع: وقول الكرخي أصح.** (طحطاوی ۲۲۵)

کبڑا شخص کیسے رکوع کرے؟

کبڑا شخص جس کی قدرتی حالت رکوع کی کیفیت تک پہنچ چکی ہو اس کے رکوع کرنے کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے سر کو مزید کچھ جھکا لے، اسی سر جھکانے سے اس کا رکوع درست ہو جائے گا۔ **رجل أحدب بلغت حدوبته الركوع يخفض رأسه في الركوع تحقيقاً للانتقال من القيام إلى الركوع وليس عليه غير ذٰلك.** (حلبی کبیر ۲۸۰، طحطاوی ۲۲۹، البحر الرائق ۲۲۹، عالمگیری ۱/۷۰)

مقتدی کا امام سے پہلے رکوع میں چلے جانا

اگر مقتدی امام سے پہلے ہی رکوع میں چلا گیا پھر امام کے رکوع میں جانے سے پہلے ہی رکوع کر کے قیام کی حالت میں آ گیا تو اس کا یہ رکوع شرعاً معتبر نہیں ہوا، اسے دوبارہ امام کے ساتھ یا اس کے بعد رکوع کرنا پڑے گا ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ ہاں اگر پہلے رکوع کیا تھا؛ لیکن ابھی وہ رکوع ہی میں تھا کہ امام بھی رکوع میں چلا گیا تو اس صورت میں مقتدی کا رکوع معتبر ہو جائے گا، کیوں کہ اس

کا رکوع امام کے ساتھ ہو گیا ہے۔ وإذا رکع المقتدی قبل رکوع الإمام فرفع رأسه قبل أن یرکع الإمام لم یجز ذٰلک الرکوع ولم یحسب له الخ. وإن أدرکه الإمام أی رکع المقتدی قبل الإمام فأدرکه الإمام وهو فی الرکوع بعد اجزأه. (حلبی کبیر ۲۸۰)

رکوع کی حالت میں تکبیر تحریمہ معتبر نہیں

اگر کوئی شخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ امام رکوع میں جاچکا تھا، اب اس شخص نے جلد بازی میں رکوع میں یا رکوع کے قریب پہنچ کر تکبیر تحریمہ کہی تو اس کی نماز شروع نہیں ہوئی، اس لئے کہ تکبیرِ تحریمہ بحالتِ قیام کہنی فرض ہے۔ رکوع کی حالت میں کہی گئی تکبیرِ تحریمہ کا اعتبار نہیں (لہٰذا ایسے شخص کو چاہئے کہ ازسرِنو حالتِ قیام میں تکبیر کہے اور اگر رکعت چھوٹ جائے تو بعد میں اس کی قضا کرے) قال فی البرهان: ولو أدرک الإمام راکعاً فحنی ظهره ثم کبر إن کان إلی القیام أقرب صح الشروع الخ، وإن کان إلی الرکوع أقرب لا یصح الشروع. (طحطاوی علی المراقی ۱۱۹، شامی زکریا ۱۸۰/۲، عالمگیری ۶۸/۱)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص رکوع کس طرح کرے؟

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص اگر پیٹھ اور سر قدرے جھکا دے تو اس کا رکوع ادا ہو جائے گا؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا سر گھٹنوں کے سامنے آجائے۔ (تاہم اس میں سرین کا اٹھانا ضروری نہیں) وفی حاشیة الفتال عن البرجندی: ولو کان یصلی قاعداً ینبغی أن یحاذی جبهته قدام رکبتیه لیحصل الرکوع. قلت: ولعله محمولٌ علی تمام الرکوع وإلَّا فقد علمت حصوله بأصل طأطأة الرأس أی مع إنحناء الظهر تأمل.

(شامی زکریا ۱۳٤/۲، بدائع الصنائع ۲۸٤/۱، خانیة ۱۷۱/۱)

صرف پیشانی پر سجدہ

اگر کوئی شخص پیشانی پر سجدہ کرے اور ناک زمین پر نہ رکھے تو بھی اس کا سجدہ ادا ہو جائے گا

(لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے) وإن وضع جبهته دون أنفه جاز سجوده بالإجماع.

(حلبی کبیر ۲۸۲، بدائع الصنائع ۲/۲۸۳)

صرف ناک پر سجدہ

اگر کوئی شخص سجدہ میں محض ناک زمین پر رکھے اور پیشانی نہ رکھے تو امام صاحب کے نزدیک اس کا سجدہ بکراہت ادا ہوجائے گا، بشرطیکہ ناک کی ہڈی زمین پر ٹکی ہو؛ البتہ اگر صرف ناک کا نرم حصہ زمین سے ملایا تو سجدہ معتبر نہ ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک اگر بلا عذر صرف ناک پر اکتفاء کیا تو سجدہ ادا نہ ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے۔ وإن وضع أنفه دون جبهته فكذلك يجوز سجوده ولكن يكره إن كان بغير عذرٍ. (حلبی کبیر ۲۸۳) إنما يجوز الاقتصار على الأنف إذا سجد على ما صلب منه وأما إذا سجد على ما لان منه وهو الأرنبة فلا يجوز. (عالمگیری ۱/۷۰) وقالا لا يجوز الاختصار على الأنف من غير عذر، وهو مذهب أئمة الثلاثة ورواية عن الإمام، وعليه الفتوىٰ. (مجمع الأنهر ۱/۹۸)

سجدہ میں قدم زمین پر رکھنے کی تحقیق

سجدہ کے دوران قدم زمین پر رکھنے کے سلسلہ میں فقہائے احناف کے درمیان اختلاف ہے۔ مذہب کی معتبر کتابوں میں اکثر فقہاء کا قول یہ لکھا گیا ہے کہ سجدہ میں کسی پیر کی کم از کم ایک انگلی کا تلوے کی جانب سے زمین پر رکھنا فرض ہے، لہٰذا اس قول کے اعتبار سے اگر پورے سجدہ میں ایک مرتبہ سبحان ربی الأعلیٰ پڑھنے کے بقدر بھی پیر زمین پر نہ رکھا گیا تو سجدہ صحیح نہ ہوگا، اور اگر پیر کچھ دیر رکھ کر اٹھا دیا تو اگر اٹھا کر فوراً پھر رکھ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی اور اگر تین مرتبہ سبحان ربی الأعلیٰ پڑھنے کے بقدر دونوں پیر اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہوجائے گی (فتاوی محمودیہ ۲/۲۰۵، اور آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲/۲۱۶ میں اسی پر فتوی دیا گیا ہے)

اور اس بارے میں دوسری رائے یہ ہے کہ سجدہ میں پاؤں کے کسی حصہ کا زمین پر رکھنا فرض نہیں؛ بلکہ واجب ہے۔ اس رائے کے اعتبار سے اگر پورے سجدہ میں پیر کا کچھ حصہ بھی زمین پر نہ رکھا،

یا رکھا مگر پھر اٹھا دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی ؛ بلکہ ترک واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا، اور اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ رہے گی۔ علامہ شامیؒ نے صاحبِ عنایہ وغیرہ کے حوالہ سے اس قول کو دلائل وقواعد کی رو سے راجح قرار دیا ہے۔ (احسن الفتاوی ۳۹۸/۳ میں اسی رائے پر فتوی دیا گیا ہے)

راقم الحروف کے نزدیک پہلے قول (اکثر مشائخ کی رائے) کے مطابق فتوی دینے میں احتیاط زیادہ ہے۔ واللہ اعلم۔ **وفيه: (أى فى شرح الملتقى) يفترض وضع أصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة وإلا لم تجز.** (درمختار بيروت ١٨٠/٢، درمختار زكريا ٢٠٤/٢) **قال الزاهدى: ووضع رؤوس القدمين حالة السجود فرض. وفى مختصر الكرخى: سجد ورفع أصابع رجليه عن الأرض لا تجوز وكذا فى الخلاصة والبزازى الخ.** (شرح المنية حلبى كبير٢٨٥) **وأما وضع القدمين فقد ذكر القدورى رحمه الله تعالى أنه فريضة فى السجود.** (هدايه مع فتح القدير ٣٠٥/١) **قال الشاميؒ بحثا: والحاصل أن المشهور فى كتب المذهب اعتماد الفرضية وإلا رجح من حيث الدليل والقواعد عدم الفرضية، ولذا قال فى العناية والدرر أنه الحق، ثم الأوجه حمل عدم الفرضية على الوجوب. والله أعلم.** (شامى بيروت ١٨١/٢، شامى زكريا ٢٠٥/٢) **قال العلامة ابن الهمامؒ: وأما افتراض وضع القدم فلأن السجود مع رفعهما بالتلاعب أشبه منه بالتعظيم والاجلال ويكفيه وضع إصبع واحدة، وفى الوجيز: وضع القدمين فرض فإن وضع إحداهما دون الأخرى جاز ويكره.** (فتح القدير ٣٠٥/١)

بھس یا پوال پر سجدہ

اگر بھس کا کھلا ہوا ڈھیر ہو یا بڑی مقدار میں پوال پھیلی ہوئی ہے اور اس پر سجدہ کرنے سے سر کسی سطح پر نہیں ٹکتا ہو؛ بلکہ دبانے سے نیچے دبتا رہتا ہو تو اس پر سجدہ کرنا درست نہیں، ہاں اگر انہیں خوب ٹھوک کر گٹھر کی شکل میں بنا دیا جائے کہ ان کی خود اپنی مستقل سطح بن جائے جو دبانے سے نہ دبے تو اس پر سجدہ درست ہو جائے گا۔ **وعلى هذا إذا ألقى الحشيش الرطب أو اليأبس فسجد عليه إن لبده حتى لا يتسفل بالتسفيل جاز و إلا فلا، وكذا الحكم إذا**

سجد علی التبن الخ. (حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰، البحر الرائق ۱/ ۳۲۰)

چاول اور مکئی کے ڈھیر پر سجدہ

چاول، باجرہ اور مکئی وغیرہ کے ڈھیر پر سجدہ کرنا درست نہیں؛ اس لئے کہ ان اشیاء کے دانے چکنے ہونے کی بنا پر سر کو قرار حاصل نہیں ہو سکے گا۔ (البتہ اگر ایسی محدود جگہ ہو جس میں غلہ پر چلنا ممکن ہو اور اس پر پیشانی ٹک جائے تو اس پر سجدہ درست ہوگا) **ولو سجد علی الأرز أو علی الجاورس وهو نوع من الدخن أو علی الذرة لا یجوز سجوده لأن هٰذه الحبوب لمُلاسَّتها ولزازتها لایستقر بعضها علی بعض فلا یمكن انتهاء التسفل فیها واستقرار الجبهة علیها.** (حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰، البحر الرائق ۱/ ۳۲۰)

غلہ کی بوری پر سجدہ

اگر چاول یا دیگر غلہ جات سے پوری طرح بھری ہوئی بوری پر سجدہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں؛ اس لئے کہ بوری میں محدود ہونے کی بنا پر سر کو قرار حاصل ہو جائے گا۔ **أما الأرز ونحوه من الحبوب أو المحلوج شبهه من المنفوش إذا كان شيءٌ منها في جوالق جاز.**

(حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰، طحطاوی ۲۳۱)

فوم کی صف پر سجدہ

آج کل بعض مساجد میں فوم کی صفیں بچھائی جاتی ہیں تو ان میں یہ دیکھا جائے گا کہ پیشانی زمین پر ٹک رہی ہے یا نہیں؟ اگر پیشانی ٹک رہی ہو تو سجدہ ادا ہو جائے گا، اور اگر فوم اتنا دبیز ہو کہ کوشش کے باوجود پیشانی نہ ٹک پاتی ہو تو سجدہ ادا نہ ہوگا۔ **ان بعده حتی لا یشغل بالتشغیل جاز وإلا فلا، وكذا الحكم إذا سجد علی التبن.** (حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰)

ایک رکعت میں کتنے سجدے فرض ہیں؟

ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ **السجود الثاني فرضٌ كالأول بإجماع**

الأمة. (عالمگیری ۷۰/۱)

قیام، رکوع اور سجدہ میں ترتیب لازم ہے

نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ میں ترتیب فرض ہے؛ لہٰذا اگر رکوع کرکے پھر قیام کرلیا یا رکوع سے قبل سجدہ کرلیا، تو ازسرِنو رکوع اور سجدہ کرنا پڑے گا ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ **وترتیب القیام علی الرکوع والرکوع علی السجود والقعود الأخیر علی ما قبله. (درمختار) أی تقدیمه علی الرکوع حتی لو رکع ثم قام لم یعتبر ذٰلک الرکوع فإن رکع ثانیاً صحت صلاته لوجود الترتیب المفروض الخ.**

(شامی زکریا ۱۳۸/۲، عالمگیری ۷۰/۱، شرح وقایة ۱۴۱/۱)

قعدۂ اخیرہ میں فرض کی مقدار

قعدۂ اخیرہ میں کم از کم اتنی دیر بیٹھنا فرض ہے جس میں پوری التحیات جلدی سے جلدی پڑھی جاسکتی ہو۔ **وقدر الفرض فی القعدة هو القعود مقدار أدنیٰ قراءة التشهد وهو أسرع ما یکون مع تصحیح الألفاظ.** (حلبی کبیر ۲۹۰، عالمگیری ۷۰/۱، البحر الرائق ۲۹۴/۱)

سونے کی حالت میں ارکانِ نماز ادا کرنا

سونے کی حالت میں ارکانِ نماز کی ادائیگی معتبر نہیں ہے؛ لہٰذا اگر پوری طرح سوتے ہوئے قرأت کی، یا بالکل گہری نیند میں رکوع، سجدہ اور قعدۂ اخیرہ کیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، ازسرِنو ان ارکان کو جاگ کر ادا کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرے۔ **فإن أتی بها أو بأحدها بأن قام أو قرأ أو رکع أو سجد أو قعد الأخیر نائماً لا یعتد بما أتی به بل یعیده ولو القراءة أو القعدة علی الأصح وإن لم یعده تفسد لصدوره لا عن اختیار فکان وجوده کعدمهٖ به والناس عنه غافلون.** (درمختار زکریا مع الشامی ۱۴۵/۲-۱۴۶)

رکوع یا سجدہ کی حالت میں سوجانا

اگر رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت بیدار تھا پھر سوگیا اور بعد میں بیدار ہوکر سر اٹھایا نماز درست ہوگئی؛ اس لئے کہ اصل فرض کی ادائیگی اپنے اختیار سے رکوع سجدہ میں جانے اور اٹھنے سے ہوچکی ہے۔ **ولو ركع أو سجد فنام فيه أجزأه لحصول الرفع منه والوضع بالاختيار.** (درمختار شامی زکریا ۲/ ۱۴۶، عالمگیری ۱/ ۷۰)

نماز کو بالقصد ختم کرنا

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز سے اپنے ارادہ سے نکلنا بھی فرض ہے؛ لہٰذا اگر قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے بعد بلا ارادہ کوئی حدث لاحق ہوگیا، تو اس کی نماز تام نہیں ہوئی اس پر لازم ہے کہ دوبارہ وضو کرکے نماز پوری کرے۔ **إذا سبقه الحدث بعد ما قعد قدر التشهد في القعدة الأخيرة فإن صلاته تامةً فرضاً عندهما، وعند أبي حنيفةؒ لم تتم صلاته فرضاً فيتوضأ ويخرج منها بفعل مناف لها.** (البحر الرائق کراچی ۱/ ۲۹۵، حلبی کبیر ۲۹۱)

❍❖❍

نماز کے واجبات

واجب کا حکم اور اس کی حیثیت

فقہاء احناف کے نزدیک ''واجب'' ایک خاص اصطلاح ہے جس کا اطلاق ایسے احکام پر ہوتا ہے جن کا ثبوت فرض کے مقابلے میں ایک گونہ کم تر دلائل سے ہو؛ لیکن عمل کے اعتبار سے واجب اور فرض میں زیادہ فرق نہیں ہے، جس طرح فرض پر عمل لازم ہے اسی طرح واجب پر بھی عمل کرنا ضروری ہے، اور فرض و واجب ہر ایک کا تارک گنہ گار ہے، اسی لئے واجب کو ''فرض عملی'' بھی کہا جاتا ہے۔ تاہم ان دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نظریاتی اعتبار سے فرض کا انکار کرنے والا کافر قرار پاتا ہے جب کہ واجب کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔ اور نماز وغیرہ اعمال میں ترکِ فرض کی تلافی کسی طرح نہیں ہوسکتی؛ لیکن ترکِ واجب کی تلافی نماز میں سجدۂ سہو سے، اور حج میں دَم سے ممکن ہے۔ (اس کے بالمقابل کسی بات کے ممنوع ہونے کا ثبوت اگر قطعی دلائل سے ہو تو اُسے حرام کہتے ہیں اور اگر قطعیت میں کچھ شبہ ہو تو اس کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے کتب فقہ واصول کا مطالعہ کیا جائے) **ثم إن المجتهد قد يقوى عنده الدليل الظني حتى يصير قريباً عنده من القطعي فما ثبت به يسميه فرضاً عملياً لأنه يُعامل معاملةَ الفرضِ في وجوب العمل فيسمى واجباً نظراً إلى ظنية دليله.** (شامی زکریا ۲۰۷/۱) **وفي الشرع إسم لما لزمنا بدليل فيه شبهة الخ، وحكم الواجب استحقاق العقاب بتركه عمداً وعدم إكفار جاحده والثواب بفعله ولزوم سجود السهو بنقص الصلاة بتركه سهواً، وإعادتها بتركه عمداً، وسقوط الفرض ناقصاً إن لم يسجد ولم يُعِد.** (مراقي الفلاح مع الطحطاوی ۱۳۴، شامی زکریا ۱۴۶/۲)

واجباتِ نماز

صاحبِ بدائع ملک العلماء علامہ کاسانیؒ (المتوفی ۵۸۷ھ) کے بقول نماز کے اصل واجبات کل ۶ رہیں: (۱) سورہ فاتحہ اور ضم سورۃ (۲) جہری نمازوں میں جہر اور سری نمازوں میں سر (۳) تعدیل ارکان (۴) قعدہ اولی (۵) تشہد (۶) ترتیب افعال (بدائع الصنائع ۳۹۴/۱-۴۰۰) تاہم متعلقات اور جزئی صورتوں

کے اعتبار سے یہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوسکتی ہے، بعض فقہاء نے لاکھوں لاکھ امکانی صورتوں کی طرف اشارہ کیا ہے مگر ان میں سر کھپانا محض ضیاع وقت ہے۔ **قال الشامی بحثاً: أکثرها صور عقلیة کما یظهر ذٰلک لمن أراد ضیاع وقته.** (شامي بیروت ۱٤۹/۲، زکریا ۱٦۹/۲)

اس لئے دیگر تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے ذیل میں (۲۱) اہم واجبات ترتیب وار ذکر کئے جارہے ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ میں ''اللہ اکبر'' کہنا

نماز شروع کرتے وقت خاص ''اللہ اکبر'' کے لفظ سے تکبیر تحریمہ کہنا واجب ہے، اور اللہ اکبر کے علاوہ کسی اور ذکر (مثلا اللہ اعظم) سے نماز شروع کرنا مکروہِ تحریمی ہے، عیدین کی تکبیراتِ واجبہ زائدہ کا بھی یہی حکم ہے۔ **ویجب تعیین لفظ التکبیر لافتتاح کل صلاۃ للمواظبة علیه.** (طحطاوی کراچی ۱۳۷، شامي زکریا ۱۷۸/۲، مجمع الانهر ۸۹/۱)

(۲) سورۂ فاتحہ پڑھنا

امام اور اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے فرض کی دو رکعتوں اور وتر اور سنن ونوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، جب کہ مقتدی کے لئے امام کی قرأت کے وقت خاموش رہنا واجب ہے؛ اس لئے کہ امام کا پڑھنا مقتدی کے پڑھنے کو بھی حکماً شامل ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: **من کان له إمام فقراء ة الإمام له قراء ةٌ.** (نصب الرایة ۱۲/۲) اور ایک جگہ آپ ﷺ نے صاف طور پر مقتدیوں کو حکم دیا: **وإذا قرأ فانصتوا.** (مسلم ۱۷٤/۱) یعنی جب امام قرآن پڑھے خواہ سورۂ فاتحہ ہو یا کوئی اور آیت تو مقتدی سب خاموش رہیں۔ اور یہ احادیث دوسری روایت: **لاصلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب.** (مسلم شریف ۱٦۹/۱، ترمذی ۷۰/۱) یعنی ''بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز ہی درست نہیں ہے''، کے معارض نہیں ہیں؛ اس لئے کہ معارض تو جب ہوتیں جب امام کا قرأت کرنا مقتدی کی قرأت کو حکماً شامل نہ ہوتا اور یہاں جب امام کے پڑھنے کو ہی مقتدیوں کی طرف سے پڑھنا مان لیا گیا تو مقتدی نہ پڑھنے والا کہاں

رہا؟لہٰذا **لاصلاۃ لمن لم یقرأ** والی روایت سے مقتدی کے لئے قرأتِ فاتحہ کے وجوب پر استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ **ومنها تعيين قراءة الفاتحة فإن قراء تها واجبٌ عندنا.** (حلبی کبیر ۲۹۵) **وإنصات المقتدى فلو قرأ خلف إمامه كره تحريماً ولا تفسد في الأصح لو قرأه سهواً لأنه لا سهو على المقتدى.** (شامی زکریا ۱٦٥/۲)

(۳) سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا

سورۂ فاتحہ کے ساتھ فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی سب نمازوں کی ہر رکعت میں سورت ملانا یعنی قرآنِ کریم کی کم از کم تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بقدر قرأت کرنا امام اور منفرد کے لئے واجب ہے۔ **ومنها ضم السورة أو ما يقوم مقامها من الاٰيات التي تعدل سورةً إليها أي إلى الفاتحة.** (حلبی کبیر ۲۹٦، شامی زکریا ۲۴۹/۲)

(۴) فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں قرأت کی تعیین

واجب ہے کہ فرض کی اول دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت ملانے کا عمل کیا جائے اگر ان دو رکعتوں کو چھوڑ کر تیسری یا چوتھی رکعت میں قرأت کی گئی تو ترکِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ **ويجب تعيين القراءة في الأوليين من الفرض لمواظبة النبي ﷺ على القراءة فيهما.** (مراقی الفلاح ۱۳۵، عالمگیری ۷۱/۱، شامی زکریا ۱۵۱/۲)

(۵) سورۂ فاتحہ کا قرأت سے پہلے پڑھنا

جن رکعتوں میں سورۂ فاتحہ ملانا ضروری ہے ان میں سورۂ فاتحہ کا سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے اگر اس کے برعکس کردیا تو سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔ **ويجب تقديم الفاتحة على السورة.** (عالمگیری ۷۱/۱، حلبی کبیر ۲۹٦، شامی زکریا ۱۵۱/۲، طحطاوی ۱۳۵)

(٦) سورۂ فاتحہ کا تکرار نہ کرنا

واجب ہے کہ فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ بلافصل صرف

ایک ہی بار پڑھی جائے، اگر لگاتار دومرتبہ پڑھ دی تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا (ہاں اگر سورۂ فاتحہ پڑھ کر کوئی اور سورت پڑھی پھر سورۂ فاتحہ اُسی رکعت میں پڑھ لی تو حرج نہیں ہے؛ اس لئے کہ دوسری سورۂ فاتحہ قرأت کے درجہ میں سمجھی جائے گی اور اسے تکرار نہ کہیں گے) **ومنها الاقتصار فيهما أي في الركعتين الأوليين على مرةٍ واحدةٍ في كل واحدة فإنه واجب حتى لو كررها في كل ركعةٍ كره إن عمداً ووجب سجود السهو لو سهواً.** (حلبی کبیر ۲۹۵) **أما لو قرأها قبل السورة مرةً وبعدها مرةً فلا يجب كما في الخانية واختاره في المحيط والظهيرية والخلاصة.** (شامی بیروت ۱۳۵/۲، زکریا ۱۵۲/۲ عالمگیری ۷۱/۱، طحطاوی ۱۳۵)

(۷) جہری نمازوں میں جہر کرنا

جہری نمازوں جیسے فجر، جمعہ، عیدین، مغرب اور عشاء کی اول دو رکعتوں اور وتر وتراویح کی سب رکعتوں میں امام کے لئے بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ **ومن أي الواجبات الجهر بالقراءة فيما يُجهر فيه بها كالفجر والجمعة والعيدين وأولي المغرب والعشاء وكالتراويح والوتر فإن الجهر بالجميع في ذٰلک واجبٌ على الإمام.**

(حلبی کبیر ۲۹۶، تاتارخانیة قدیم ۵۱۰/۱، زکریا ۱۳۲/۲ رقم: ۱۹۵۴، طحطاوی ۱۳۷)

(۸) سری نمازوں میں آہستہ قرأت

سری نمازوں جیسے ظہر اور عصر کی سب رکعتیں، مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخری دو رکعتیں اور دن کے اوقات میں (جماعت کے بغیر) پڑھی جانے والی سنن ونوافل میں آہستہ قرأت کرنا واجب ہے۔ **ويسر في غيرها الخ. كمتنفّل بالنهار فإنه يسر.** (الدرالمختار شامی بیروت ۲۲۲/۲، زکریا ۲۵۱/۲) **والإسرار يجب على الإمام والمنفرد فيما يسر فيه وهو صلاة الظهر والعصر والثالثة من المغرب والأخريان من العشاء.**

(شامی زکریا ۱۶۳/۲، حلبی کبیر ۲۹۶)

(۹) تعدیلِ ارکان

نماز کے افعال (قیام، رکوع، سجدہ، قعدۂ اخیرہ، قومہ اور جلسہ کی ادائیگی) میں اطمینان اور تعدیل واجب ہے، جس کی حد یہ ہے کہ ہر رکن میں اعضاء وجوارح ساکن ہوکر اپنی اپنی جگہ برقرار ہوجائیں اور یہ کیفیت کم از کم ایک مرتبہ **سبحان ربی العظیم** کہنے تک باقی رہے۔ **ویجب الاطمئنان وهو التعديل في الأركان بتسكين الجوارح في الركوع والسجود حتى تطمئن مفاصله في الصحيح.** (مراقی الفلاح) **وفي الطحطاوي: ويستقر كل عضو في محله بقدر تسبيحة كما في القهستاني هٰذا قول أبي حنيفةؒ ومحمدؒ على تخريج الكرخي.** (الطحطاوی علی المراقی ۱۳۵، شامی زکریا ۱۵۷/۲، تاتارخانیة قدیم ۵۱۰/۱، زکریا ۱۳۱/۲ رقم: ۱۹۴۷)

(۱۰) قومہ کرنا

رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑا ہونا جسے قومہ کہتے ہیں واجب ہے۔ **وينبغي أن تكون القومة والجلسة واجبتين للمواظبة.** (حلبی کبیر ۲۹۴، شامی زکریا ۱۵۸/۲، مجمع الانہر ۹۰/۱)

(۱۱) سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک زمین پر رکھنا

سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک کا زمین پر ٹیکنا بھی واجب ہے اور بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کرنا ممنوع ہے۔ **ويجب ضم الأنف أي ما صلب منه للجبهة في السجود للمواظبة عليه ولا تجوز الصلاة بالاقتصار على الأنف في السجود على الصحيح.** (مراقی الفلاح ۱۳۵، شامی زکریا ۲۰۴/۲، الجوهرة النيرة ۷۵/۱)

(۱۲) ہر رکعت میں دونوں سجدے لگاتار کرنا

ہر رکعت میں دونوں سجدوں کا بلا فصل ادا کرنا واجب ہے یعنی دونوں سجدوں کے درمیان نماز کا کوئی اور رکن ادا نہ کیا جائے ورنہ سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔ **ويجب مراعاة الترتيب**

فيما بين السجدتين وهو الاتيان بالسجدة الثانية فى كل ركعة من الفرض وغيره قبل الإنتقال لغيرها أى لغير السجدة من باقى أفعال الصلاة للمواظبة. (مراقی الفلاح ١٣٥، شامی زكريا ١٥٣/٢)

(۱۳) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ کرنا) واجب ہے۔ **وينبغى أن تكون القومة والجلسة واجبتين للمواظبة.** (حلبی كبير ٢٩٤، شامی زكريا ١٥٨/٢)

(۱۴) قعدۂ اولیٰ

تین یا چار رکعت والی فرض یا نفل نمازوں میں دو رکعت کی ادائیگی کے بعد کم از کم اتنی دیر بیٹھنا واجب ہے جس میں التحیات پڑھی جاسکتی ہو۔ **ويجب القعود الأول مقدار قراءة التشهد بأسرع ما يكون بلا فرق فى ذٰلك بين الفرائض والواجبات والنوافل استحساناً عندهما وهو ظاهر الرواية والأصح، وقال محمدؒ وزفرؒ والشافعيؒ هو فرض فى النوافل وهو القياس.** (طحطاوی ١٣٦، شامی زكريا ١٥٨/٢، بدائع ٣٩٩/١)

(۱۵) قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنا

قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ دونوں میں تشہد یعنی التحیات پڑھنا واجب ہے۔ **ويجب قراءة التشهد أى فى الأول وفى الجلوس الأخير أيضا للمواظبة.** (مراقی الفلاح ١٣٦، شامی ١٥٩/٢)

(۱۶) قعدہ اولیٰ کے بعد بلاتاخیر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا

دو سے زائد رکعت والی فرض نمازوں میں قعدہ اولیٰ میں تشہد پڑھتے ہی تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا واجب ہے، اگر بھول سے دیر کردی اور درود شریف پڑھنا شروع کردیا تو سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔ **ويجب القيام إلى الركعة الثالثة من غير تراخ بعد قراءة التشهد حتى لو زاد عليه بمقدار أداء ركن ساهيا يسجد للسهو لتأخير واجب**

القيام للثالثة. (مراقی الفلاح ۱۳٦)

(۱۷) افعالِ نماز میں بلافصل ترتیب باقی رکھنا

نماز کے سب افعال کی بغیر کسی فصل کے بالترتیب ادائیگی واجب ہے؛ لہٰذا اگر مثلاً پہلی رکعت میں دوسرے سجدہ سے اٹھتے ہوئے سیدھے کھڑے ہونے کے بجائے کوئی شخص قعدہ میں بیٹھ گیا یا لگاتار دومرتبہ رکوع یا تین مرتبہ سجدے کرلئے تو ترتیب میں خلل پڑنے کی بناپر سجدۂ سہو لازم ہوجائے گا۔ **ومنها الانتقال من الفرض الذی هو فيه إلى الفرض الذی بعده فإن ذٰلک واجب حتى لو أحلّ به كما إذا ركع ركوعين يجب عليه سجود السهو الخ، أوقعد عن النهوض إلى الثانية أو الرابعة ثم قام.** (حلبی کبیر ۲۹۷)

(۱۸) لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا

لفظ السلام دومرتبہ کہہ کر نماز کی تکمیل کرنا واجب ہے اور عام فقہاء کے نزدیک امام کے پہلی مرتبہ السلام کہتے ہی اس کی اقتداء کا حق ختم ہوجاتا ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ امام پہلی مرتبہ ''السـلام'' کہہ چکا تھا تو اب اس کی اقتداء درست نہ ہوگی، گوکہ اس نے ابھی ''علیکم'' نہ کہا ہو۔ **ولفظ السلام مرتين فالثاني واجبٌ على الأصح، برهان، دون عليكم وتنقضي قدوة بالأول قبل عليكم على المشهور عندنا وعليه الشافعية خلافا للتكملة.** (درمختار مع شامی زکریا ۲/ ۱٦۲) **قال في التجنيسن: الإمام إذا فرغ من صلاته فلما قال السلام جاء رجل واقتدى به قبل أن يقول عليكم لا يصير داخلاً في صلاته** (شامی زکریا ۲/ ۱٦۲)

(۱۹) وتر کی نماز میں قنوت پڑھنا

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔ **ثم وجوب القنوت مبني**

علی قول الإمام. (شامی زکریا ۲/۱۶۳، مراقی الفلاح بیروت ۹۳/)

(۲۰) عیدین میں تکبیراتِ زائدہ

عیدین کی نمازوں میں چھ زائد تکبیریں واجب ہیں (تین پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں) اور ان میں سے ہر ایک تکبیر مستقل واجب ہے۔ **ویجب تکبیرات العیدین وکل تکبیرة منها واجبةٌ.** (مراقی الفلاح بیروت ۹۳، مراقی کراچی ۱۳۷، شامی زکریا ۲/۱۶۳)

(۲۱) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر

عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر واجب ہے (دیگر نمازوں میں یہ تکبیر صرف سنت ہے) **ویجب تکبیرة الرکوع فی ثانیة أی الرکعة الثانیة من العیدین تبعاً لتکبیرات الزوائد فیها لإتصالها.** (مراقی الفلاح بیروت ۹۳، مراقی کراچی ۱۳۷) **لکن تکبیر رکوع الرکعة الثانیة التحق فیهما بالزوائد لاتصاله بها حتی یجب سجود السهو بترکه ساهیا وإن کان سنة فی غیرها.** (حلبی کبیر ۲۹۷)

❍❖❍

فوت شدہ نمازوں کی قضا کا بیان

قضاء نمازوں کی ادائیگی کی فکر

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ پنج وقتہ نماز بروقت پڑھنے کا مکمل اہتمام رکھے، اور حتی الامکان نماز کو قضاء نہ ہونے دے۔ اور اگر بالفرض کوئی نماز کسی وجہ سے قضاء ہوجائے تو پہلی فرصت میں اسے ادا کرلے، اس میں بلا وجہ تاخیر نہ کرے۔ اور اگر بہت سی نمازیں غفلت کی وجہ سے ذمہ میں ہوجائیں تو اندازہ لگا کر ان کی بالترتیب قضاء کا اہتمام کرے۔ **قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من نام عن صلاۃ أو نسیہا فلیصلہا إذا ذکرہا فإن ذٰلک وقتہا.**

(فتاویٰ تاتارخانیۃ ۲/ ۴۴۱، مسائل بہشتی زیور ۱۸۶)

قضاء عمری کا آسان طریقہ

جس کے ذمہ بہت سی نمازیں قضاء ہوں، اسے چاہئے کہ وہ اس طرح نیت کرے کہ میں مثلاً قضاء شدہ ظہر کی نمازوں میں اول یا آخری نماز پڑھ رہا ہوں۔ **ولو نوی أول ظہر علیہ أو آخر ظہر علیہ جاز، وہٰذا ہو المخلص لمن لم یعرف أوقات الفائتۃ أو اشتبہت علیہ أو أراد التسہیل علی نفسہ.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۱/ ۶۰، شامی زکریا ۱/ ۶۹، تاتارخانیۃ ۱/ ۴۲۹)

قضاء عمری پڑھنے کے اوقات

قضاء عمری کی نمازیں مکروہ اوقات (طلوع وغروب اور زوال) کے علاوہ سب اوقات میں پڑھی جاسکتی ہیں (حتی کہ فجر سے پہلے اور بعد میں اور عصر کے بعد سورج زرد ہونے سے قبل تک

قضاء نمازیں پڑھنے میں حرج نہیں ہے؛ لیکن عام جگہوں مثلاً مسجد میں انہیں نہ پڑھا جائے کہ اس میں اپنی کوتاہی کا اظہار پایا جاتا ہے جو ممنوع ہے) **وجميع أوقات العمر وقت للقضاء إلا الثلاثة المنهية كما مر.** (درمختار مع الشامي کراچی ۲/۶۶) **فما وجب بإيجاب الله تعالیٰ يجوز أدائه في هٰذين الوقتين، وما وجب بإيجاب العبد لا يجوز.** (فتاویٰ تاتارخانية زكريا ۲/۵۱)

بعض وہ اعذار جن کی بنا پر نماز کو مؤخر کرنے کی گنجائش ہے؟

اصل تو یہی ہے کہ کوئی نماز وقت سے قضاء نہ ہو؛ لیکن اگر کوئی معقول عذر پیش آ جائے تو شریعت میں نماز کو وقت سے مؤخر کرنے کی گنجائش ہے۔ مثلاً:

(۱) دشمن کا خطرہ جیسے: چور، ڈاکو حملہ آور ہوں اور اس کی بنیاد پر کسی طرح بھی نماز پڑھنا ممکن نہ رہے، حتی کہ بھاگتے ہوئے سواری پر یا قبلہ کے علاوہ جانب نماز پڑھنے کی بھی کوئی صورت نہ ہو، تو ایسی صورت میں نماز مؤخر کرنے کی گنجائش ہے، بعد میں جب اطمینان کی حالت ہو تو نماز قضا کی جائے۔

(۲) دائی کا پیدائش کے عمل میں مشغولی کے وقت بچہ کی یا اس کی ماں کی جان کا خطرہ محسوس کرنا، مثلاً: بچہ کا سر ظاہر ہو چکا ہو، اب اس درمیان میں اگر اس عمل کو چھوڑ دیا جائے تو معاملہ بگڑنے کا شدید اندیشہ رہتا ہے، تو ایسی صورت میں اگر نماز کو مؤخر کر دیا جائے تو گناہ نہ ہوگا۔

الغرض ایسا کوئی بھی عذر جس کا تعلق جان و مال کے تحفظ سے ہو، اس کی بنا پر نماز مؤخر کرنے کی گنجائش ہے۔ **ومن العذر: العدوّ وخوف القابلة موت الولد لأنه عليه الصلوٰة والسلام أخرها يوم الخندق.** (درمختار) **وقال الشامي: قوله: العدوّ كما إذا خاف المسافر من اللصوص أو قطاع الطريق جاز له أن يؤخر الوقتية؛ لأنه بعذر الخ. قلت: هٰذا حيث لم يمكن فعله أصلاً، أما لو كان راكباً فيصلي على الدابة ولو هارباً، وكذا لو كان يمكنه صلاتها قاعداً أو**

إلى غير القبلة وكان بحيث لو قام أو استقبل يراه العدو يصلي بما قدر كما صرحوا به. (شامی زکریا ۵۱۸/۲)

صاحبِ ترتیب کے لئے پنج وقتہ نمازوں اور وتر کے درمیان ترتیب لازم ہے

جو شخص صاحبِ ترتیب ہو یعنی بالغ ہونے کے بعد سے اس کے ذمہ میں کوئی نماز قضا نہ ہو، تو ایسے شخص کے لئے پنج وقتہ نمازوں اور وتر کو بالترتیب پڑھنا لازم ہے۔ الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر أداءً وقضاءً لازم يفوت الجواز بفوته. (درمختار زکریا ۵۲۳/۲)

کن اعذار کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے؟

درج ذیل صورتوں میں صاحبِ ترتیب سے ترتیب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے:

(۱) چھوٹی ہوئی نماز بالکل یاد ہی نہ رہے۔

(۲) وقتیہ نماز کا وقت اتنا تنگ ہو جائے کہ مسنون طریقہ پر اسے ادا نہ کیا جا سکے۔

(۳) یا فوت شدہ نمازوں کی تعداد چھ ہو کر چھٹی نماز کا وقت ختم ہو جائے، تو اب ترتیب ضروری نہیں رہے گی۔

ولا يلزم الترتيب إذا ضاق الوقت المستحب حقيقةً الخ، أو نسيت الفائتة؛ لأنه عذر أو فاتت ست اعتقادية لدخولها في حد التكرار المقتضي للحرج بخروج وقت السادسة على الأصح ولو متفرقةً أو قديمةً على المختار.

(درمختار زکریا ۵۲۵/۲-۵۲۷)

ظہر کا قضا ہونا یاد نہ رہا پھر عصر پڑھ لی تو اب کیا کرے؟

اگر کسی شخص کی ظہر کی نماز قضا ہو چکی تھی؛ لیکن وہ اسے بھول گیا اور بعد میں عصر کی نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو اب وہ صرف ظہر کی نماز دہرائے گا، عصر کی نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت

نہیں۔ وحاصله أنه يسقط الترتيب إذا نسي الفائتة وصلى ما هو مرتب عليها من وقتيةٍ أو فائتةٍ أخرىٰ. (شامی زکریا ۲/۵۲۶)

عصر کی نماز پڑھنے کے بعد پتہ چلا کہ ظہر کی نماز بلاوضو پڑھی گئی

اگر کسی شخص نے عصر کی نماز ادا کی، پھر اسے یاد آیا یا معلوم ہوا کہ اس نے ظہر کی نماز بغیر وضو ادا کی ہے، تو اس شخص سے بھی ترتیب ساقط ہے؛ لہٰذا اب اس کے لئے صرف ظہر کی نماز قضا کر لینا کافی ہے، عصر کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ لو صلى العصر ثم تبين له أنه صلى الظهر بلا وضوءٍ يعيد الظهر فقط؛ لأنه بمنزلة الناسي. (شامی زکریا ۲/۵۲۶)

نوٹ:- مذکورہ جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اگر نمازیں پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ جس پانی سے وضو کیا گیا ہے وہ ناپاک تھا، تو ایسی صورت میں بھی اصحابِ ترتیب سے ترتیب ساقط ہوجائے گی؛ کیوں کہ یہ بھی بھول ہی کے درجہ میں ہے۔ (مرتب)

وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ اس نے عشاء نہیں پڑھی

کسی شخص نے عشاء کے فرض ادا نہیں کئے تھے مگر وہ یہی سمجھتا رہا کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے، اور اسی بنا پر اس نے وتر کی نماز ادا کرلی، پھر بعد میں اسے یاد آیا کہ اس نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی تھی، تو ایسی صورت میں اس پر صرف عشاء کی ادائیگی لازم ہوگی، وتر کی نماز دہرانا اس پر ضروری نہ ہوگا۔ كما لو صلى الوتر ناسياً أنه لم يصل العشاء ثم صلاها لا يعيد الوتر؛ لقوله أنه لو صلى العشاء بلا وضوءٍ والوتر والسنة به يعيد العشاء والسنة لا الوتر؛ لأنه أداه ناسياً أن العشاء في ذمته فسقط الترتيب. (شامی زکریا ۲/۵۲۶)

جب فوت شدہ نمازیں چھ سے زائد ہوجائیں تو بعض کی ادائیگی سے ترتیب کا حکم دوبارہ لاگو نہیں ہوگا

اگر کسی شخص کے ذمہ چھ سے زائد نمازیں قضاء ہوگئی تھیں پھر اس نے ان کو ادا کرنا شروع

کیا؛ تاآں کہ ان کی تعداد چھ سے کم رہ گئی، تواب اس کے لئے ترتیب کا حکم دوبارہ عائد نہ ہوگا۔ **ولا يعـود لزوم الترتيب بعد سقوطه بكثرتها أي الفوائت بعود الفوائت إلى القلة بسبب القضاء لبعضها على المعتمد؛ لأن الساقط لا يعود.** (درمختار زکریا ۲/ ۵۲۹)

اگر تمام فوت شدہ نمازیں لوٹالیں تو ترتیب کا حکم دوبارہ لازم ہوجائے گا

اگر کسی شخص پر بہت سی نمازیں قضاء تھیں، پھر اس نے حساب لگا کر تمام نمازیں ادا کرلیں؛ تاآں کہ کوئی بھی نماز اس کے ذمہ میں باقی نہیں رہی، تواب آئندہ ترتیب کا حکم اس پر بالاتفاق لازم ہوجائے گا، اور وہ دوبارہ صاحبِ ترتیب بن جائے گا۔ **وقيّـد بـقضاء البعض؛ لأنه لو قضى الكل عاد الترتيب عند الكل، كما نقله القهستاني.** (شامی زکریا ۲/ ۵۲۹)

ترکِ ترتیب کی وجہ سے نماز کا فساد کب تک موقوف رہتا ہے

اگر صاحبِ ترتیب شخص فوت شدہ نماز یاد ہونے کی حالت میں وقتیہ نماز پڑھ لے، تو یہ نماز فاسد قرار پاتی ہے؛ لیکن اس کا فساد اس پر موقوف ہے کہ وہ چھ نمازوں سے پہلے پہلے فوت شدہ نماز ادا کرلے، پس اگر اس نے فوت شدہ نماز قضا نہیں کی؛ تاآں کہ اس کے ذمہ مزید چھ نمازیں لازم ہوگئیں تو چھٹی نماز کا وقت نکلتے ہی ترتیب کا حکم ساقط ہوجائے گا، اور اس کی ادا کردہ سب نمازیں صحیح قرار پائیں گی۔ (مثلاً اس کی فجر کی نماز چھوٹ گئی تھی، پھر اس نے ظہر کی نماز فائتہ کے یاد ہونے کی حالت میں پڑھ لی اور بعد میں عصر، مغرب، عشاء، وتر اور فجر کی نمازیں بدستور پڑھتا رہا؛ لیکن اس دوران اس نے فوت شدہ فجر کی نماز قضا نہیں کی، تو ایسی صورت میں اگلے دن فجر کا وقت نکلتے ہی اس کی پچھلی ظہر تک کی سب نمازیں درست قرار پائیں گی) **وفسـاد أصل الصلاة بترك الترتيـب مـوقـوف عـند أبي حنيفة، سواء ظن وجوب الترتيب أو لا، فإن كثرت وصـارت الـفـوائـت مع الفائتة ستاً ظهر صحتها بخروج وقت الخامسة التي هي**

سادسة الفائتة؛ لأن دخول وقت السادسة غير شرط؛ لأنه لو ترك فجر يوم وأدى باقي صلاته انقلبت صحيحة بعد طلوع الشمس. (درمختار زكريا ۲/۵۳۰-۵۳۲) ولو صلى السادسة قبل الاشتغال بالقضاء صح الخمس عنده. وقال شمس الأئمة السرخسي: وهٰذه التي يقال لها واحدة تفسد خمساً وواحدة تصح خمساً. (فتاویٰ تارتاخانية زكريا ۲/ ۴۵۰)

چھوٹی ہوئی نمازوں کا فدیہ

زندگی میں نمازوں کے فدیہ کی ادائیگی کی کوئی شکل نہیں؛ بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو نمازوں کا ادا کرنا بروقت فرض ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص عذر کی وجہ سے نمازیں نہ پڑھ سکے اور اسے قضاء کا بھی موقع نہ ملے؛ تا آں کہ اس کی موت کا وقت آجائے تو اب دو شکلیں ہیں: اگر اس نے اپنی نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہے اور مال چھوڑا ہے تو فی نماز بشمول وتر ایک صدقۂ فطر (ایک کلو ۵۷۵ رگرام گیہوں یا اس کی قیمت) اس کے تہائی مال سے نکالنا وارثین پر لازم ہوگا، اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے وصیت نہیں کی یا مال نہیں چھوڑا، تو ایسی صورت میں وارثین پر اس کی طرف سے فدیہ کی ادائیگی لازم تو نہیں ہے؛ لیکن اگر ادا کردیں گے تو امید ہے کہ میت کا ذمہ عنداللہ بری ہوجائے گا۔ سئل عن الحسن بن العلي عن الفدية عن الصلوات في مرض الموت هل يجوز؟ فقال: لا، وسئل حمير الوبر ويوسف بن محمد عن الشيخ الفاني هل يجب عليه الفدية عن الصلوات؟ كما يجب عليه من الصوم وهو حيٌّ، فقالا: لا، والله أعلم بالصواب. (فتاویٰ تاتارخانية زكريا ۲/۴۵۹) ولو مات وعليه صلوات فائتة وأوصىٰ بالكفارة يعطىٰ لكل صلوٰة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وإنما يعطى من ثلث ماله. (درمختار) ثم اعلم أنه لو أوصىٰ بفدية الصوم يحكم بالجواز قطعاً؛ لأنه منصوص عليه، وأما إذا لم يوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد في

الـزيـادات: أنـه يـجزيه إن شاء اللّٰه تعالىٰ، وعلق الإجزاء بالمشية لعدم النص، وكـذا عـلّـقـه بـالـمشية فيـمـا إذا أوصىٰ بفدية الصلوٰة لأنهم ألحقوها بالصوم **احتياطاً**. (شامی زکریا ۵۳۲/۲، فتاویٰ تاتارخانية زکریا ۴۵۸/۲)

عام نوافل کے مقابلہ میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء افضل اور اہم ہے

جن سنن ونوافل کی تاکید احادیث میں وارد ہے، مثلاً نمازوں سے پہلے یا بعد کی سنن مؤکدہ یا صلوٰۃ التسبیح اور تحیۃ المسجد وغیرہ، ان کو تو اپنے وقتوں پر ادا کرنا ہی افضل ہے؛ لیکن ان کے علاوہ دیگر عام نوافل کے مقابلہ میں قضاء شدہ نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کرنا بہتر اور اولیٰ ہے۔ وأما النفل فقال في المضمرات: الاشتغال بقضاء الفوائت أولىٰ وأهم من النوافل إلا سـنـن الـمفروضة وصلوٰة الضحىٰ وصلوٰة التسبيح والصلوٰة التي رويت فيها **الأخبار الخ**. (شامی زکریا ۵۳۶/۲، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۴۵۲/۱۱)

فوت شدہ نمازوں کی قضاء برسرِ عام نہ کی جائے

نماز کا ذمہ میں قضاء رہنا معصیت ہے، اور معصیت کا اظہار بجائے خود معصیت ہے؛ لہٰذا جہاں تک ممکن ہو قضاء نمازوں کی ادائیگی میں اخفاء سے کام لینا چاہئے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ دوسروں کے سامنے اظہار کر کے نمازوں کا قضاء کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ ويـنـبـغـي أن لا يـطـلـع غيـره عـلى قضائه؛ لأن التاخير معصية فلا يظهرها (درمختار) قال الشامي: تقدم فـي باب الأذان أنه يكره قضاء الفائتة في المسجد. وعلله الشارح بما هنا من أن التـاخيـر مـعصية فلا يظهرها، وظاهره أن الممنوع هو القضاء مع الإطلاع عليه، سـواء كان في المسجد أو غيره. قلت: والظاهر أنه ينبغي الوجوب وأن الكراهة تـحـريـمية؛ لأن إظهـار الـمعصية معصية لحديث الصحيحين: كل أمتي معافاً إلا

الـمـجـاهـريـن، وأن من الجهار أن يعمل الرجل بالليل عملاً ثم يصبح وقد ستره الله فيقول: عملت البارحة كذا و كذا، وقد بات يستره ربه ويصبح يكشف ستر الله عنه، والله تعالیٰ أعلم. (شامی زکریا ۵۳۹/۲)

تنبیہ :- آج کل بہت سی جگہ عیدگاہ میں نمازِ عید سے قبل برملا فجر کی قضاء نماز پڑھی جاتی ہے، ایسے لوگ مذکورہ حدیث کی روشنی میں سخت گنہگار ہیں۔

مسائل سجدۂ سہو

سجدۂ سہو کیوں مشروع ہے؟

نماز کے درمیان شیطان طرح طرح کے وساوس اور خیالات ڈال کر نماز خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی بے خیالی میں آدمی غلطی بھی کر بیٹھتا ہے، اس غلطی کی تلافی اور شیطان کی کوشش کو ناکام کرنے کے لئے شریعت میں سجدۂ سہو کا حکم دیا گیا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: **إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَايَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.** (مسلم شريف، عن أبي هريرة ۱/ ۲۱۰) جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آ کر اس کو شبہ میں ڈالتا ہے تا آں کہ اسے پتہ نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی اس طرح کی بات محسوس کرے تو اسے چاہئے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے اور کر لے۔

سجدۂ سہو کے وجوب کے اسباب

نماز میں سجدۂ سہو واجب ہونے کے درج ذیل اسباب ہیں، ان میں سے جب بھی کوئی سبب پایا جائے گا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا:

(۱) کسی فرض یا واجب عمل کو اپنی اصل جگہ سے مقدم کر دینا: مثلاً قراءت سے پہلے رکوع کر لیا یا سورۂ فاتحہ سے پہلے سورت ملالی۔

(۲) کسی فرض یا واجب عمل کو اپنی اصل جگہ سے مؤخر کر دینا: مثلاً پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور دوسری رکعت میں یاد آنے پر تین سجدے کر لئے، یا سورۂ فاتحہ سورت کے بعد پڑھ لی۔

(۳) کسی فرض یا واجب کا تکرار کر دینا: مثلاً رکوع دوبارہ کر لیا، یا ایک رکعت میں تین سجدے کر لئے۔

(۴) کسی واجب کی صفت کو بدل دینا: مثلاً جہری نماز میں امام نے آہستہ قرأت کر دی یا سری نماز میں زور سے قرأت کی۔

(۵) کسی واجب کوترک کردینا: مثلاً تشہد نہیں پڑھا، یا سورۂ فاتحہ چھوڑ دی۔ (حلبی کبیر ۴۵۵-۴۵۶، شامی بیروت ۲/۴۷۴-۴۷۵، شامی زکریا ۲/۵۴۳-۵۴۴)

ذیل میں سجدۂ سہو سے متعلق چند اہم اور ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

سجدۂ سہو کا طریقہ

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد دائیں جانب ایک سلام پھیر کر دو سجدے ادا کریں اس کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھیں، اور پھر درود شریف اور دعائیں پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ **يجب بعد سلام واحد عن يمينه فقط سجدتان وتشهد وسلام.** (تنویر الابصار مع الشامي بيروت ٢/٤٧١-٤٧٢، شامي زكريا ٢/٥٤٠-٥٤١)

نماز میں جان بوجھ کر غلطی کی تلافی سجدۂ سہو سے نہیں ہوسکتی

اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر نماز میں کسی واجب کو ترک کردیا تو وہ نماز واجب الاعادہ رہے گی، محض سجدۂ سہو کرنے سے تلافی نہیں ہوگی۔ **وتعاد وجوباً في العمد.** (درمختار مع الشامي زكريا ٢/١٤٦، تاترخانية قديم ١/٤١٧، زكريا ٢/٣٨٧ رقم: ٢٧٥١، البحر الرائق ٢/٩١، عالمگيری ١/١٢٦)

سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا

اگر نفل کی کسی رکعت میں اور فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے کسی میں سورۂ فاتحہ بھول سے نہیں پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ **وهي – إلى قوله – قراءة فاتحة الكتاب فيسجد للسهو بترك أكثرها لا أقلها.** (درمختار مع الشامي زكريا ٢/١٤٨-١٤٩)

سورۂ فاتحہ کی کوئی ایک آیت چھوڑنا بھی موجبِ سجدۂ سہو ہے

فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنن ونوافل اور وتر کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ مکمل پڑھنی واجب ہے؛ لہٰذا اگر بھول سے اس کی کوئی آیت یا کوئی جزو رہ گیا تو اس کی تلافی کے لئے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (البتہ اگر فرض کی آخری دو رکعتوں میں پوری سورۂ فاتحہ یا اس کا کوئی جزء نہیں پڑھا تو

اس کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں) **لكن في المجتبىٰ يسجد بترك آية منها وهو أولى.** (درمختار) **وقال الشامي: وذكر الآية تمثيل لا تقييد إذ بترك شيءٍ منها آية أو أقل ولو حرفا لا يكون آتيا بكلها الذى هو الواجب.** (شامی زکریا ۱۴۹/۲، طحطاوی علی المراقی ۲۵۰، عالمگیری ۱۲۶/۱، البحر الرائق ۹۴/۲) **وإن تركها في الأخريين لا يجب إن كان في الفرض، وإن كان في النفل أو الوتر وجب عليه لوجوبها في الكل.** (البحر الرائق رشيديه ۹۴/۲)

سورۂ فاتحہ کے بجائے بھول سے کوئی اور سورت شروع کردی

اگر شروع میں سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا کوئی اور سورت شروع کردی پھر یاد آیا تو اب اسے چاہئے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھر کوئی سورت ملائے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ **وكذا إذا قرأ السورة وسها عن الفاتحة ثم تذكّر فإنه يعود ويقرأ الفاتحة ويعيد السورة ويعيد الركوع وعليه السهو.** (طحطاوی ۲۵۰، عالمگیری ۱۲۶/۱، تاتارخانیة قدیم ۷۱۶/۱، زکریا ۳۹۱/۲ رقم: ۲۷۵۸، البحر الرائق ۹۴/۲)

فرض نمازوں میں سورۂ فاتحہ کا تکرار

اگر فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں یا سنن ونوافل کی کسی رکعت میں سورۂ فاتحہ یا اس کا اکثر حصہ لگاتار مکرر پڑھا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا؛ (لیکن فرض کی آخری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے تکرار سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا) **ولو قرأها في ركعة من الأوليين مرتين وجب سجود السهو لتاخير الواجب الخ، وكذا لو قرأ أكثرها ثم أعادها كما في الظهيرية.** (شامی زکریا ۱۵۲/۲) **ولو قرأ الحمد فى الأخريين مرتين لا سهو عليه.** (بدائع الصنائع ۴۰۶/۱)

تنبیہ:- بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعض حصہ کے تکرار سے بھی سجدۂ سہو واجب ہے، تو دیگر عبارات اور اصول کی روشنی میں اس بعض سے جزء مراد نہیں؛ بلکہ اکثر حصہ مراد ہے، اسی لئے دیگر عبارات میں ''بعض'' کی جگہ ''اکثر'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ **ولو كرّر**

الفاتحة أو بعضها فی إحدی الأولیین قبل السورة سجد للسهو. (طحطاوی ۲۵۰، فتح القدیر کراچی ۱/۵۰۳) **وقرائة أکثر الفاتحة ثم اعادتها کقرائتها مرتین، کما في الظهيرية.** (البحر الرائق کوئٹه ۱/۹۴)

سنن ونوافل میں سورۂ فاتحہ کا تکرار

سنن ونوافل اور تراویح میں سورۂ فاتحہ یا اس کے کسی جزء کے تکرار سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ **وينبغي أن يقيد ذٰلک بالفرائض؛ لأن تكرار الفاتحة في النوافل لم يكره، كما في القهستاني.** (مجمع الأنهر ۱/۲۲۰)

ضم سورت کے بعد سورۂ فاتحہ کا دوبارہ پڑھنا

اگر پہلے سورۂ فاتحہ پڑھی پھر کوئی سورت ملائی اور پھر اسی رکعت میں دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ **بخلاف ما لو أعادها بعد السورة.** (عالمگیری ۱/۱۲۶) **أما لو قرأها قبل السورة مرةً وبعدها مرةً فلا يجب كما فی الخانية.** (شامی زکریا ۲/۱۵۲، حلبی کبیر ۴۶۰، البحر الرائق ۲/۹۴)

سورت ملائے بغیر رکوع میں چلا گیا تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورت ملائے بغیر رکوع میں چلا گیا پھر اسے رکوع میں یا رکوع سے اٹھ کر اس بھول کا احساس ہوا، تو اس پر لازم ہے کہ پہلے سورت ملائے پھر دوبارہ رکوع کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ **ولو ترک السورة فتذكرها فی الركوع أو بعد الرفع منه قبل السجود فإنه يعود ويقرأ السورة ويعيد الركوع وعليه السهو.**

(طحطاوی ۲۵۰، عالمگیری ۱/۱۲۶، بدائع الصنائع ۱/۴۱۵، البحر الرائق ۲/۹۴)

قومہ اور جلسہ میں جلد بازی سے سجدۂ سہو کا وجوب

اگر کسی نے نماز میں اتنی جلد بازی کی کہ قومہ اور جلسہ کی حالت میں ایک تسبیح کے بقدر بھی رکا

نہ رہا، تو ترکِ واجب کی وجہ سے اس پر سجدۂ سہولازم ہوگا۔ (اس مسئلہ کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کیوں کہ عام طور پر لوگ قومہ اور جلسہ میں جلد بازی سے کام لیتے ہیں) **ومقتضى الدليل وجوب الطمانينة في الأربعة أي في الركوع والسجود والقومة والجلسة الخ.**

(شامی زکریا ۲/ ۱۵۷، البحر الرائق ۲/ ۹۵، بدائع الصنائع ۱/ ۳۹۹)

کسی رکعت کا بھولا ہوا ایک سجدہ اگلی رکعت میں ادا کیا

ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں اور دونوں کا لگا تار ایک ساتھ کرنا واجب ہے، اگر کسی شخص نے کسی رکعت میں ایک سجدہ بھول سے چھوڑ دیا پھر نماز کے دوران ہی اپنی بھول کا احساس ہوا تو اسے چاہئے کہ بھولا ہوا سجدہ نماز کے دوران ہی ادا کرلے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے، دیگر ارکان کو ازسرنو دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ **قال في شرح المنية: حتى لو ترك سجدة من ركعةٍ ثم تذكرها فيما بعدها من قيام، أو ركوع، أو سجود، فإنه يقضيها ولا يقضي ما فعله قبل قضائها مما هو بعد ركعتها من قيام أو ركوع أو سجود بل يلزمه سجود السهو فقط.** (شامی زکریا ۲/ ۱۵٤، حلبی کبیر ٤٥٦، عالمگیری ۱/ ۱۲۷، البحر الرائق ۲/ ۹٤)

قعدہ میں تشہد سے پہلے کچھ اور پڑھنا

قعدہ میں بیٹھتے ہی تشہد پڑھنا واجب ہے؛ لہٰذا اگر تشہد شروع کرنے سے پہلے کچھ اور پڑھ لیا تو تاخیر واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔ **ولو قرأ في القعود إن قرأ قبل التشهد في القعدتين فعليه السهو لترك واجب الابتداء بالتشهد أول الجلوس.**

(طحطاوی/ ۲۵۰، عالمگیری ۱/ ۱۲۷)

قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھ لینا

اگر فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھنے کے بعد بھول سے درود شریف پڑھنا شروع کردیا اور ''**علی آل محمد**'' تک پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، راجح قول یہی ہے۔ **وقدمنا**

عن القاضي الإمام أنه لا يجب ما لم يقل "وعلىٰ آل محمد" وفي شرح المنية الصغير أنه قول الأكثر وهو الأصح. قال الخير الرملي: فقد اختلف التصحيح كما ترىٰ، وينبغي ترجيح ما قاله القاضي الإمام. (شامي زكريا ٥٤٥/٢، تاترخانية قديم ٧٢٣/١، زكريا ٤٠٠/٢-٤٠١ رقم: ٢٧٩٣)

تشہد کا کچھ حصہ چھوڑ دینا

اگر قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ میں تشہد یا اس کا کچھ حصہ پڑھنے سے رہ گیا تو سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے۔ ویسجد للسهو بترک بعضه ککله، وکذا فی کل قعدة فی الأصح. (در مختار مع الشامی زکریا ١٥٩/٢، طحطاوی ٢٥١، عالمگیری ١٢٧/١)

قعدۂ اولیٰ میں تشہد کا تکرار

اگر فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد کو دوبار پڑھ دیا تو تکرارِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ ولو کرّر التشهد فی القعدة الأولیٰ فعليه السهو. (عالمگیری ١٢٧/١)

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کا تکرار

اگر قعدۂ اخیرہ میں تشہد (التحیات) دومرتبہ پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں (کیوں کہ پہلی مرتبہ پڑھنے سے واجب ادا ہوجائے گا اور دوسری مرتبہ پڑھنا ذکر شمار ہوگا جو قعدۂ اخیرہ میں ممنوع نہیں ہے) ولو قرأ التشهد مرتين فی القعدة الأخيرة الخ، لا سهو عليه. (طحطاوی ٢٥١، عالمگیری ١٢٧/١، بزازية علی الهندية ٦٤/٤)

قعدۂ اولیٰ کا سہواً ترک کردینا

اگر بھول سے قعدۂ اولیٰ کرنے کے بجائے کھڑا ہوگیا تو جب تک کھڑے ہونے کے قریب نہ ہو لوٹ آئے؛ لیکن اگر نہیں لوٹا یا کھڑے ہونے کے قریب پہنچ کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرنا لازم ہوگا، خواہ نماز فرض ہو یا نفل۔ ولو ترک القعود الأول سهواً فی النفل سجد ولم

تفسد استحساناً. (تنـويـر الابصار مع الشامی زکریا ۲/ ۵۵۵، عالمگیری ۱/ ۱۲۷، البحر الرائق ۲/ ۹۵، بدائع ۱/ ۳۹۹)

سری نمازوں میں کتنی آیتوں کو جہراً پڑھنا موجبِ سہو ہے؟

اگر سری نمازوں (مثلاً ظہر وعصر) میں تین آیتوں یا ایک طویل آیت کے بقدر جہراً قرأت کردی تو سجدۂ سہو لازم ہے۔ **ومنها جهر الإمام فيما يجهر فيه، والاسرار في محلّهٖ مطلقاً، واختلف في القدر الموجب للسهو، والأصح أنه قدر ما تجوز به الصلاة في الفصلين.** (طحطاوی ۲۵۱، البحر الرائق ۲/ ۹۶، شامی زکریا ۲/ ۵۴۵، ہدایہ مع الفتح ۲/ ۵۰۴)

جہری نمازوں میں آہستہ قرأت

اگر امام نے جہری نمازوں میں بھول کر تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بقدر قرأت سراً کردی تو ترکِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ **ومنها جهر الإمام فيما يجهر فيه، والإسرار في محلّهٖ مطلقاً، واختلف في القدر الموجب للسهو، والأصح أنه قدر ما تجوز به الصلوة في الفصلين.** (طحطاوی/ ۲۵۱، تنویر الابصار مع الدر زکریا ۲/ ۵۴۵)

اگر تشہد یا ثناء جہراً پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں

اگر کسی شخص نے تشہد، ثناء، درود شریف یا تسبیحات جہراً پڑھیں تو اگرچہ ایسا کرنا مناسب نہیں ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے نہ تو نماز فاسد ہوگی اور نہ سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ **وقد نصّوا أن وجوب الإسرار مختص بالقراءة فلو جهر بالأذكار والأدعية ولو تشهد لا سهو عليه.** (طحطاوی ۲۵۱)

وتر میں دعائے قنوت کی تکبیر چھوڑ دی

اگر کسی شخص نے وتر میں دعائے قنوت بلا تکبیر کہے شروع کردی تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے

(اور بعض علماء نے دعائے قنوت کی تکبیر کے وجوب سے انکار کیا ہے، ان کے نزدیک اس کے چھوڑ نے پر سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا) **قال الشامی نقلاً عن الفتاوی الظهيرية: وينبغي ترجيح عدم الوجوب لأنه الأصل ولا دليل عليه بخلاف تكبيرات العيد.** (شامی بیروت ۱٤٤/۲، زکریا ۱٦۳/۲) **ولو ترك التكبيرة التي بعد القراءة قبل القنوت سجد للسهو لأنها بمنزلة تكبيرات العيد.** (عالمگيری ۱۲۸/۱، تاتارخانية قديم ۷۲۱/۱، زكريا ۳۹۸/۲ رقم: ۲۷۸٦)

وتر میں دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

اگر کوئی شخص وتر کی نماز میں دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا تو نہ تو رکوع میں دعاء قنوت پڑھے اور نہ اسے دوبارہ کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت ہے؛ بلکہ بس اخیر میں سجدۂ سہو کرلے، لیکن اگر رکوع سے قیام کی طرف لوٹ آیا اور دعائے قنوت پڑھ لی تو بھی اس کی نماز درست ہوجائے گی؛ البتہ سجدۂ سہو کرنا بہر حال لازم ہوگا۔ **ولو نسيه أي القنوت ثم تذكره في الركوع لا يقنت فيه لفوات محله، ولا يعود إلى القيام في الأصح، لأن فيه رفض الفرض للواجب فإن عاد إليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته لكون ركوعه بعد قراءةٍ تامةٍ وسجد للسهو.** (درمختار مع الشامی بیروت ۳۸۷/۲-۳۸۸، درمختار زکریا ٤٤٦/۲-٤٤۷)

سجدۂ سہو سے پہلے ایک سلام پھیرنا

سجدۂ سہو سے قبل دائیں طرف سلام پھیرنا مسنون ہے جو شخص سلام پھیرے بغیر سجدۂ سہو کرلے تو اگر چہ سجدۂ سہو صحیح ہوجائے گا؛ لیکن وہ کراہتِ تنزیہی کا مرتکب ہوگا۔ **ولو سجد قبل السلام جاز وكره تنزيهاً.** (درمختار بیروت ٤۷۲/۲، زكريا ٥٤۱/۲، تاتارخانية قديم ۷۱۲/۱، زكريا ۳۸٦/۲-۳۸۷ رقم: ۲۷٥۰، بدائع ٤۱۸/۱)

قعدۂ اخیرہ کے وقت بھول سے کھڑا ہوگیا

اگر کوئی شخص آخری قعدہ میں بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہوجائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اگلی

رکعت کے سجدہ سے پہلے پہلے قعدہ اخیرہ کی طرف لوٹ آئے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر قعدہ کی طرف نہ لوٹا اور سجدہ کرلیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی اس کی نماز فرض کے بجائے نفل ہوجائے گی۔ **ولو سها عن القعود الأخير كله أو بعضه عاد – إلى قوله – ما لم يقيدها بسجدة لأن ما دون الركعة محل الرفض وسجد للسهو لتاخير القعود، وإن قيدها بسجدة – إلى قوله – تحول فرضه نفلاً برفعه.** (شامی بیروت ۴۸۰/۲-۴۸۱، زكريا ۵۵۰/۲-۵۵۱، هداية مع الفتح ۵۰۸/۱-۵۰۹، شرح وقاية ۱۸۵/۱)

آخری قعدہ میں سلام پھیرنے کے بجائے کھڑا ہوگیا

اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ میں بیٹھنے کے بعد پھر تیسری یا پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو اس کا فرض ادا ہوگیا؛ لیکن اسے چاہئے کہ فوراً قعدہ کی طرف لوٹ آئے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ چھٹی رکعت بھی ساتھ ملالے تاکہ اخیر کی دو رکعتیں نفل ہوجائیں؛ لیکن سجدۂ سہو کرنا بہرصورت ضروری ہوگا۔ **وإن قعد في الرابعة مثلاً قدر التشهد ثم قام عاد وسلم – إلى قوله – وإن سجد للخامسة – إلى قوله – وضم إليها سادسةً، لو في العصر، وخامسة في المغرب، ورابعة في الفجر، به يفتى لتصير الركعتان له نفلاً والضم هنا آكد – إلى قوله – وسجد للسهو في الصورتين، لنقصان فرضه بتاخير السلام في الأولىٰ وتركه في الثانية.** (درمختار مع الشامی بیروت ۴۸۳-۴۸۴، زكريا ۵۵۳/۲-۵۵۴، شرح وقاية ۱۸۵/۱، هداية مع الفتح ۵۱۱/۱)

کب تک سجدۂ سہو کرسکتا ہے؟

اگر کسی شخص پر سجدہ کرنا واجب تھا لیکن اس نے سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کرنا اسے یاد نہ رہا تو اگر اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے قبلہ سے سینہ پھیرنے اور کسی منافی صلاۃ عمل کرنے سے پہلے اسے یاد آجائے تو اب سجدۂ سہو کرکے نماز پوری کرلے۔ **ويسجد للسهو ولو مع سلامه ناوياً للقطع لأن**

نية تغيير المشروع لغو ما لم يتحول عن القبلة أو يتكلم لبطلان التحريمة.

(درمختار مع الشامي بيروت ۴۸۷/۲، زكريا ۵۵۹/۲، تاترخانية قديم ۷۳۱/۱، زكريا ۴۱۱/۲ رقم: ۲۸۲۲)

قعدۂ اولیٰ پر غلطی سے سلام پھیرنا

اگر کسی شخص نے مثلاً ظہر کی چار رکعت نماز کی نیت باندھی پھر دو رکعت پڑھ کر بھول سے سلام پھیر دیا، تو اس سلام سے وہ نماز سے خارج نہیں ہوا اسے چاہئے کہ چار رکعت پوری کر کے اخیر میں سجدہ کرلے۔ **سلم مصلي الظهر مثلاً على رأس الركعتين توهماً إتمامها أتمها أربعاً وسجد للسهو لأن السلام ساهياً لايبطل لأنه دعاء من وجهٍ.** (درمختار مع الشامي بيروت ۴۸۸/۲، زكريا ۵۵۹/۲، بدائع الصنائع ۴۰۲/۱، البحر الرائق ۱۱۱/۲، تاترخانية قديم ۷۳۳/۱، زكريا ۴۱۳/۲ رقم: ۲۷۲۷)

نمازِ عید اور جمعہ وغیرہ میں سہو کا پیش آنا

اگر عیدین اور جمعہ کی نماز میں امام سے کوئی ایسی غلطی ہوگئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہو، تو متأخرین مشائخ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ان نمازوں میں سجدۂ سہو نہ کیا جائے؛ اس لئے کہ مجمع کثیر ہونے کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنے میں ناواقف عوام کی نماز خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے (یہی حکم بڑے بڑے اجتماعات میں کثیر مجمع کے ساتھ پڑھی جانے والی جماعت کی نمازوں کا بھی ہے) **السهو في الجمعة والعيدين والمكتوبة والتطوع واحد إلا أن مشائخنا قالوا: لا يسجد للسهو في العيدين والجمعة لئلا يقع الناس في فتنةٍ.** (عالمگیری ۱۲۸/۱) **وأخذ العلامة الواني من هذه السببية أن عدم السجود مقيد بما إذا حضر جمع كثير، أما إذا لم يحضروا فالظاهر السجود لعدم الداعي إلى الترك وهو التشويش.** (طحطاوي على المراقي ۲۵۳) **قال الشامي: الظاهر أن الجمع الكثير فيما سواهما كذلک كما بحثه بعضهم وكذا بحثه الرحمتي، وقال: خصوصاً**

فی زماننا وفی جمعه حاشیة أبی السعود عن العزمیة أنه لیس المراد عدم جوازہٖ بل الأولیٰ ترکه لئلا یقع الناس فی فتنة. (شامی بیروت ۲/۴۸۹، زکریا ۲/۵۶۰)

رکعتوں کی تعداد میں شک ہونا

اگر کسی شخص کو کبھی کبھار نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ نیت توڑ کراز سرِ نو نماز پڑھے اور اگر بار بار نماز میں شک ہوجاتا ہوتو غلبۂ ظن پر عمل کرلے یعنی جتنی رکعت پڑھ لینے کا گمان غالب ہو اس کو بنیاد بنائے، اور اگر کوئی فیصلہ نہ کرسکے تو جتنی رکعت پڑھنے کا یقین ہو (مثلاً دو اور تین میں شک ہے تو دو کا پڑھنا یقینی ہے) پر بنا کرے اور ساتھ میں آگے کی ہر رکعت پر قعدہ کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے۔ وإذا شک فی صلاتہٖ من لم یکن ذٰلک أی الشک عادةً لہٗ - إلی قوله - کم صلی استأنف بعملٍ منافٍ وبالسلام قاعداً أولیٰ لأنه المحلل فإن کثر شکُّه عمل بغالب ظنہٖ إن کان له ظن للحرج وإلا أخذ بالأقل لتیقنہٖ وقعد فی کل موضع توهمه موضع قعودہٖ ولو واجباً لئلا یصیر تارکاً فرض القعود أو واجبه إلی قوله لکن فی السراج أنه یسجد للسهو في أخذ الأقل مطلقاً. (درمختار مع الشامی بیروت ۴۸۹-۴۹۱، زکریا ۲/۵۶۰ تا ۵۶۲، عالمگیری ۱/۱۳۰)

نماز کے دوران سوچتے رہ جانا

اگر کوئی شخص نماز کے دوران کسی فکر یا خیال میں ایسا محو ہوگیا کہ اس کی وجہ سے کوئی واجب چھوٹ گیا مثلاً ایک رکن (تین تسبیح) کے بقدر سوچتا رہا تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہے۔ قال الشامی بحثاً: واستظهر أیضاً القول الأول بأن الملزم للسجود ما کان فیه تاخیر الواجب أو الرکن عن محله إذ لیس فی مجرد التفکر مع الأداء ترک واجب. (شامی بیروت ۲/۴۹۱، زکریا ۲/۵۶۲، عالمگیری ۱/۱۳۱، حلبی کبیر ۴۶۴)

نماز کی رکعتوں کے بارے میں امام اور مقتدیوں میں اختلاف

سلام پھیرنے کے بعد نماز کی رکعتوں کے بارے میں امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہوگیا

تواب کیا کیا جائے؟ اس بارے میں قدرے تفصیل ہے:

الف : اگر امام کو مکمل نماز پڑھانے کا یقین ہو تو اس کے لئے نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے۔

ب : اگر مقتدیوں میں بھی دو فریق ہوں کچھ لوگ کہیں کہ نماز پوری ہوئی اور کچھ لوگ کہیں کوئی رکعت کم رہ گئی تو امام کی رائے پر عمل کیا جائے گا۔

ج : اگر امام کو یقین ہو کہ رکعات کم ہوئی ہیں تو اعادہ لازم ہے؛ البتہ اس صورت میں اگر کسی مقتدی کو نماز مکمل ہونے کا یقین ہو تو اس کو اجازت ہے کہ اعادہ والی نماز میں شریک نہ ہو۔

د : اگر خود امام کو شک ہو جائے کہ نماز پوری ہوئی ہے یا ناقص، اور مقتدی یہ کہیں کہ نماز کی رکعتوں میں کمی رہ گئی، تو امام پر مقتدیوں کی بات ماننا اور اعادہ کرنا لازم ہے۔ **ولو اختلف الإمام والقوم فلو الإمام على يقين لم يعد وإلا أعاد بقولهم.** (درمختار بیروت ۲/۴۹۲، والتفصيل في الشامي ۲/۴۹۲، زكريا ۲/۵۶۳، خانية ۱/۲۰۴)

وتر کی رکعتوں میں شک

اگر نماز وتر پڑھتے ہوئے شک ہو جائے کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری؟ تو اسے چاہئے کہ قنوت پڑھے پھر قعدہ کرے اس کے بعد اگلی رکعت میں بھی قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے۔ **شک أنها ثانية الوتر أو ثالثته قنت وقعد ثم صلى أخرىٰ وقنت أيضاً في الأصح.** (درمختار بیروت ۲/۴۹۲، زکریا ۲/۵۶۳)

نماز کی سنتیں

سنت کی حقیقت

سنت پر عمل کرنا ضروری ہے اور بڑے ثواب کا باعث ہے؛ لیکن اس کے چھوٹنے سے نہ تو نماز میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور نہ وہ فاسد ہوتی ہے۔ اور تارک سنت کا حکم درج ذیل مختلف صورتوں میں الگ الگ ہے:

(۱) اگر بلا ارادہ کوئی سنت چھوٹ گئی تو کوئی گناہ نہیں۔

(۲) اگر قصداً کوئی سنت چھوڑی؛ لیکن دل میں سنت کی تحقیر اور استخفاف کا قصد نہیں ہے تو گنہ گار ہوگا۔

(۳) اور اگر نعوذ باللہ سنت کو تحقیر واستخفاف کی بنا پر چھوڑا ہے تو ایسا شخص اسلام سے خارج ہے۔

اس لئے بہر حال نماز کو سنت کے مطابق پڑھنے کا مکمل اہتمام کرنا چاہئے، اور کوشش کرنی چاہئے کہ نماز کی کوئی سنت ہم سے فوت نہ ہو۔ **وسننها، ترک السنة لا یوجب فساداً و لا سهواً بل إساءة لو عامداً غیر مستخف. (درمختار) وفی الشامی: فلو غیر عامدٍ فلا إساءة الخ. ولو مستخفاً کفر.** (شامی بیروت ۱۴۹/۲-۱۵۰، زکریا ۱۷۰/۲)

نماز میں کتنی سنتیں ہیں؟

نماز کی اصل سنتیں کتنی اور کون کون سی ہیں؟ اس بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں، نور الایضاح میں ۵۱؍سنتیں گنائی گئی ہیں، جب کہ درمختار میں ۲۳، اور شرح منیہ (حلبی کبیر) میں ۲۰؍سنتیں ذکر کی گئی ہیں اور مابقیہ چیزوں کو انہوں نے آداب میں شمار فرمایا ہے۔

ذیل میں انہیں ۲۰؍سنتوں کو ترتیب وار بیان کیا جارہا ہے:

(۱) اذان واقامت

پنج گانہ نماز باجماعت سے پہلے اذان دینا اور اقامت کہنا مسنون ہے۔ **ثم الأذان سنةٌ فـي قـول عـامة الـفـقـهـاء وكـذا الإقـامـة، الخ. ثم هو سنة للصلوات الخمس أداءً**

وقضاءً إذا صليت بجماعة وللجمعة. (حلبی کبیر ۳۷۱-۳۷۲، درمختار مع الشامی زکریا ۴۸/۲)

(اذان واقامت سے متعلق ضروری مسائل اذان واقامت کے مستقل باب میں ملاحظہ کئے جائیں)

(۲) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا

نماز کے شروع میں مرد کے لئے اللہ اکبر کہتے وقت کانوں کی لوتک دونوں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے، جب کہ عورت اپنے کندھے تک ہاتھ اٹھائے گی۔ **وثاني السنن رفع اليدين عند تكبيرة الافتتاح مع التكبير.** (حلبی کبیر ۳۸۲) **والمرأة ترفع حذاء منكبيها.**

(التنویر مع الشامی زکریا ۱۸۲/۲، بدائع الصنائع ۴۶۵/۱)

(۳) رفع یدین کے وقت انگلیاں اپنے حال پر رکھنا

تکبیر کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں نہ تو سختی سے ملانی چاہئیں اور نہ ہی پوری پھیلانی چاہئیں؛ بلکہ انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دینا مسنون ہے، ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں قبلہ کی جانب ہوجائیں۔ **وثالثها نشر الأصابع عند التكبير بدون تكلف ضم ولا تفريج.** (حلبی کبیر ۳۸۲) **يعني يرفعهما منصوبتين لا مضمومتين حتى تكون الأصابع مع الكف مستقبلة للقبلة.** (شامی زکریا ۱۷۱/۲، خانیة ۸۵/۱، مراقی الفلاح ۱۵۲)

(۴) امام کا تکبیرات کو بلند آواز سے کہنا

امام کا نماز کی سبھی تکبیراتِ انتقالیہ، اور ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' اور سلام کو بلند آواز سے کہنا مسنون ہے۔ **ورابعها جهر الإمام بالتكبير مطلقاً وكذا سائر أذكار الانتقالات كالتسميع والسلام للتوارث في ذٰلك كله من لدنه عليه السلام حتى الآن.**

(حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۴۶۵/۱، هندية ۷۳/۱)

(۵) ثنا پڑھنا

تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا مسنون ہے۔ (ثنا کے الفاظ یہ ہیں: **سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک و لا إلٰه غیرک** ۔ (اے اللہ تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں تیرا نام بابرکت اور تیری شان بزرگ و برتر ہے، اور تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے) **وخامسها الثناء أی قراء ة سبحنک اللّٰهم الخ.** (حلبی کبیر ۳۸۲، خانیة ۸۵/۱، بدائع الصنائع ۴۷۱/۱)

(۶) اعوذ باللہ پڑھنا

ثنا کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے **أعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم** (میں اللہ تعالیٰ کی شیطان لعین سے پناہ مانگتا ہوں) پڑھنا مسنون ہے۔ **وسادسها التعوذ.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۴۷۲/۱، مراقی الفلاح ۱۵۳)

(۷) بسم اللہ پڑھنا

اعوذ باللہ الخ کے بعد **بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم** پڑھنا مسنون ہے۔ **وسابعها التسمیة.** (حلبی کبیر ۳۸۲، هندیة ۷۳/۱، بدائع الصنائع ۴۷۴/۱، مراقی الفلاح ۱۵۴)

نوٹ: نیز ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے، اور سورۂ فاتحہ اور ضم سورت کے درمیان بھی آہستہ آواز سے بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے، اسی پر فتویٰ ہے۔ **وذکر في المصفی أن الفتویٰ علی قول أبي یوسف أنه یسمي في أول کل رکعة ویخفیها، وذکر في المحیط: المختار قول محمد وهو أن یسمی قبل الفاتحة وقبل کل سورة في کل رکعة الخ، مطلب: قراء ة البسملة بین الفاتحة والسورة حسن (قوله ولا تکره اتفاقاً) ولهٰذا صرح في الذخیرة والمجتبی: بأنه إن سمی بین الفاتحة والسورة المقروء ة سراً أو جهراً کان حسناً عند أبی حنیفةؒ ورجحه المحقق ابن الهمام**

وتلميذه الحلبي لشبهة الاختلاف في كونها آية من كل سورة. (شامي زكريا ۱۹۱/۲)

(۸) آمین کہنا

سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا مسنون ہے۔ **وثامنها التأمين.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۴۸۳/۱، مراقی الفلاح ۱۵۴)

(۹) ثنا، تعوذ، وتسمیہ اور آمین کو آہستہ پڑھنا

ایک مستقل سنت یہ ہے کہ ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ اور آمین کو آہستہ کہے خواہ امام ہو یا مقتدی؛ اس لئے کہ یہ سب چیزیں اذکارِ مسنونہ میں ہیں جن کا حکم اخفاء کا ہے، جیسے سجدہ اور رکوع کی تسبیحات وغیرہ۔ **وتاسعها: الإخفاء بهن أى بالأربع المذكورة من الثناء وما بعده إماماً كان المصلى أو مقتدياً أو منفرداً.** (حلبی کبیر ۳۸۲، هندية ۷۳/۱)

(۱۰) ہاتھ باندھتے وقت دایاں ہاتھ اوپر اور بایاں نیچے رکھنا

ایک سنت یہ ہے کہ جب تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھیں تو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھیں۔ **وعاشرها وضع اليمين من اليدين على الشمال منهما.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۴٦٥/۱، هندية ۷۳/۱، خانية ۸۷/۱)

(۱۱) مرد اور عورت کے ہاتھ باندھنے کی جگہ

مردوں کے لئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مسنون ہے جب کہ عورتوں کے لئے سینے پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔ **وحادى عشرها كون ذلك الوضع تحت السرة للرجل وكونه على الصدر للمرأة.** (حلبی کبیر ۳۸۲، هندية ۷۳/۱، بدائع الصنائع ۴٦٥/۱)

(۱۲) تکبیراتِ انتقالیہ

نماز میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیراتِ انتقالیہ، اور رکوع

سے اٹھتے وقت **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** کہنا مسنون ہے۔ **وثانی عشرها التكبيرات التي يؤتى بها في خلال الصلاة عند الركوع والسجود والرفع منه والنهوض من السجود أو القعود إلى القيام وكذا التسميع ونحوه فهي مشتملةٌ على ست سنن كما ترى.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۱/۴۸۳)

(۱۳) رکوع میں تسبیحات پڑھنا

رکوع میں کم از کم تین مرتبہ ''**سبحان ربی العظیم**'' پڑھنا مسنون ہے۔ **وثالث عشرها تسبيحات الركوع.** (حلبی کبیر ۳۸۲، شامی زکریا ۲/۱۷۳، بدائع الصنائع ۱/۴۸۷)

(۱۴) سجدہ میں تسبیحات پڑھنا

سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ ''**سبحان ربی الأعلٰی**'' پڑھنا سنت ہے۔ **ورابع عشرها تسبيحات السجود.** (حلبی کبیر ۳۸۲، شامی زکریا ۲/۱۷۳، هندية ۱/۷۵)

(۱۵) رکوع میں دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو پکڑنا

رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا مسنون ہے۔ **وخامس عشرها أخذ الركبتين باليدين في الركوع.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۱/۴۸۷، شرح وقاية ۱/۱۴۶)

(۱۶) ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے وقت انگلیاں کیسے رکھیں؟

مردوں کے لئے ایک مستقل سنت یہ بھی ہے کہ رکوع میں جب گھٹنوں پر ہاتھ رکھیں تو انگلیاں کھول کر اچھی طرح پکڑ بنائیں؛ البتہ عورت انگلیاں ملا کر صرف ہاتھ رکھے گی پکڑے گی نہیں۔ **حال كونه مفرجاً أصابعه وهي سادس عشرها** (حلبی کبیر ۳۸۲) **لأن المرأة تضع يديها على ركبتيها وضعاً ولا تفرج أصابعها كما في المعراج.** (شامی زکریا ۲/۱۷۳، بدائع ۱/۴۸۷)

(۱۷) قعدہ میں بیٹھنے کی مسنون کیفیت

قعدہ میں مرد کے لئے مسنون ہیئت یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں قدم اس طرح اٹھا رکھے کہ پیر کی انگلیاں قبلہ کی جانب رہیں اور عورت دونوں پیروں کو بائیں جانب نکال کر سمٹ کر بیٹھے گی۔ **وسابع عشرها افتراش الرجل اليسرى والقعود عليها ونصب الرجل اليمنى موجهة أصابعها نحو القبلة فى القعدتين للرجل والتورك فيهما للمرأة.** (حلبى كبير ٣٨٢، بدائع الصنائع ١/٤٩٦، هندية ١/٧٥)

(۱۸) آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا

قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ **وثامن عشرها الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد فى القعدة الأخيرة.** (حلبى كبير ٣٨٢، بدائع ١/٥٠٠، هندية ١/٧٦)

(۱۹) قعدہ اخیر میں درود شریف کے بعد دعا پڑھنا

قعدہ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف کے بعد سلام سے پہلے ادعیۂ ماثورہ پڑھنا مسنون ہے۔ **وتاسع عشرها الدعاء فى اٰخر الصلاة بما يشبه ألفاظ القرآن والأدعية الماثورة.** (حلبى كبير ٣٨٢، بدائع الصنائع ١/٥٠٠، هندية ١/٧٦)

(۲۰) شہادت کے وقت انگلی اٹھانا

قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ میں التحیات میں جب کلمۂ اشہد ان لا الٰہ کہے تو شہادت کی انگلی اٹھانا مسنون ہے۔ **وتمام العشرين منها الإشارة بالمسبحة عند ذكر الشهادتين الخ.** (حلبى كبير ٣٨٢، بدائع الصنائع ١/٥٠١-٥٠٢)

❍❖❍

نماز کے آداب و مستحبات

ادب اور مستحب کی شرعی حیثیت

اصطلاحِ شریعت میں جس عمل پر ادب اور مستحب کا اطلاق کیا جاتا ہے اس کی حیثیت یہ ہے کہ اگر اسے اختیار کیا جائے تو ثواب ملے گا اور اگر عمل نہ کیا جائے تو کوئی گناہ نہ ہوگا۔ **و لھا اٰداب ترکہ لا یوجب إسائۃً، ولا عتاباً کترک سنۃ الزوائد لکن فعلہ أفضل.** (درمختار مع الشامي بیروت ۱۵۴/۲، درمختار زکریا ۱۷۵/۲)

مستحب پر اصرار جائز نہیں

مذکورہ بالا صراحت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی مستحب امر پر اس قدر اصرار کرنا کہ اس کے نہ کرنے والے پر طعن و تشنیع کی نوبت آجائے یہ قطعاً جائز نہیں ہے۔ اور اگر کسی جگہ مستحب کو ایسی مبالغہ آمیز حیثیت دی جانے لگے تو پھر عارض کی وجہ سے وہ مستحب، مستحب نہ رہے گا؛ بلکہ قابلِ ترک ہو جائے گا؛ تاکہ شرعی احکام کے درجات کا بھرپور تحفظ کیا جاسکے۔ اس سلسلہ میں ہمیں بہترین رہنمائی سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے ملتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ”کوئی شخص اپنے عمل میں شیطان کا حصہ نہ رکھے اور یہ نہ سمجھے کہ اس پر نماز کے بعد دائیں جانب ہی رخ کرکے بیٹھنا ضروری ہے، اس لئے کہ میں نے خود آنحضرت ﷺ کو بائیں جانب بیٹھتے ہوئے بھی دیکھا ہے“۔ یعنی دائیں طرف رخ کرنا گو کہ مستحب ہے، مگر اس پر اصرار کرنا شیطانی عمل ہے، جس سے بچنے کی صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تلقین فرمارہے ہیں۔ **عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: لا یجعلن أحدکم للشیطان من نفسہ جزءاً لا یری إلا أن حقاً علیہ أن لا ینصرف إلا عن یمینہ، أکثر ما رأیت رسول اللہ ﷺ ینصرف عن شمالہ.**

(مسلم شریف ۲۴۷/۱، حدیث: ۷۰۷، موسوعۃ آثار الصحابۃ ۱۲۳/۳)

عوام کی بے اعتدالی

موجودہ دور میں مستحبات کے سلسلہ میں بے اعتدالی عام ہے، کہیں تو مستحبات کا بالکل اہتمام نہیں، اور کہیں اس قدر اہتمام ہے کہ مستحب کو واجب سے بھی اوپر کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ مثلاً جمعہ کے خطبہ میں خطیب کے لئے عصا ہاتھ میں لینے کو فقہاء نے مستحب اور مندوب قرار دیا ہے؛ لیکن جنوبی ہند میں اس استحباب پر اتنی سختی سے عمل ہے کہ عصا (جسے مخصوص انداز میں اس طرح بنایا جاتا ہے کہ اس کا مصرف سوائے خطیب کے پکڑنے کے اور کچھ نہیں ہوسکتا) ہاتھ میں لینے کو جمعہ کے لوازم میں شامل کرلیا گیا ہے، خود احقر کو ایک مرتبہ اس بے اعتدالی کا مشاہدہ ہوا کہ آمبور (نزد مدراس) کی ایک جامع مسجد میں خطبۂ جمعہ کے دوران احقر نے عصا ہاتھ میں لینے سے انکار کردیا تو نماز کے بعد چند بڑی عمر کے لوگ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ ''جمعہ کی نماز دوبارہ پڑھی جائے، یہ نماز نہیں ہوئی اس لئے کہ خطیب نے عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ نہیں دیا ہے''۔ ظاہر ہے کہ یہ بات اصل مسئلہ سے ناواقفیت پر مبنی ہے، کچھ اسی طرح کی بات اقامت میں ''حی علی الفلاح'' کہنے پر جماعت کے لئے کھڑے ہونے کے مسئلہ میں پائی جاتی ہے۔ فقہاء نے اسے محض مستحب قرار دیا ہے (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) لیکن اب ایک خاص گروہ نے اس مستحب کو اپنا ''رجسٹرڈ نشان'' بنالیا ہے، اور اس پر اس قدر شدت سے عمل ہے کہ اگر کوئی بے چارہ ان کی مساجد میں اس مستحب کے خلاف کرے تو اس کو ہدف ملامت بننا پڑتا ہے، یہ بات انصاف کے بالکل خلاف ہے۔ مستحب پر عمل کرنا ہے تو اس کو مستحب کے درجہ میں رکھ کر عمل کرنا چاہئے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر عمل نہ کرنے والے کو ملامت نہ کی جائے۔ خاص کر ایسے مستحبات جو صراحۃً پیغمبر ﷺ سے ثابت نہیں ہیں اور فقہاء نے محض بعض مصالح کی بنا پر انہیں مستحب کہہ دیا ہے ان میں شدت تو کسی طرح روا نہیں ہے۔ انصاف پسند اہل علم کو چاہئے کہ وہ عوام کو ان بے اعتدالیوں سے روکیں نہ کہ وہ خود ہی ان کے مرتکب ہونے لگیں اور محض اپنی انفرادیت باقی رکھنے کے لئے بے اعتدالی کے پرجوش مبلغ بن جائیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد نماز کے بعض مستحبات ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ چادر سے باہر نکالنا

مرد نمازی کے لئے مستحب ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت اپنے ہاتھ چادر یا آستین سے باہر نکال کر رفع یدین کرے (البتہ عورت چادر کے اندر رہی سے رفع یدین کرے گی) **إخراج الرجل كفيه من كمّيه عند التكبير للإحرام الخ، والمرأة تستر كفيها حذراً من كشف**

ذراعها. (مراقی الفلاح ۱۵۱، تاتارخانیة قدیم ۱/ ۵۲۱، زکریا ۲/ ۱۵۷ رقم: ۲۰۲۱)

قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ میں نظر کہاں رہے؟

نماز میں خشوع وخضوع برقرار رکھنے کے لئے مستحب ہے کہ حالتِ قیام میں سجدہ کی جگہ نظر جمی رہے، حالتِ رکوع میں قدموں پر نظر رہے، سجدہ میں ناک پر نگاہ رہے، اور حالت قعدہ میں اپنی گود پر نظر رہے۔ یہ حکم ہر حالت میں ہے، حتی کہ اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے عین سامنے نماز پڑھ رہا ہو تو اسے بھی مذکورہ آداب کا خیال رکھنا چاہئے، دورانِ نماز اسے کعبۃ اللہ پر نظر نہیں جمانی چاہئے۔ **ومنها نظر المصلی سواء کان رجلاً أو إمرأةً إلی موضع سجوده قائماً حفظاً له عن النظر إلی ما یشغله عن الخشوع، ونظره إلی ظاهر القدم راکعاً وإلی أرنبة أنفه ساجداً وإلی حجره جالساً. (المراقي) ویفعل هذا ولو کان مشاهداً للکعبة علی المذهب.** (طحطاوی علی المراقی ۱۵۱، بدائع الصنائع ۱/ ۵۰۳)

سلام پھیرتے وقت نظریں کہاں رہیں؟

دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں مونڈھے پر نظر رکھنا اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔ **ومنها نظره إلی المنکبین مسلماً.**

(مراقی الفلاح ۱۵۱)

نماز میں قرأت کی مستحب مقدار

نماز میں کتنی مقدار کی قرأت پڑھنا مستحب ہے، اس سلسلہ میں نمازی کی تین حالتوں کے اعتبار سے حکم الگ الگ ہے:

(۱) اگر نمازی سفر میں ہو اور سفر جاری ہو تو سورۂ فاتحہ کے بعد حسبِ سہولت جو سورۃ پڑھنا چاہے پڑھے خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کوئی سی نماز کیوں نہ ہو۔

(۲) اگر نمازی مسافر ہو؛ لیکن کسی جگہ اطمینان کے ساتھ ٹھہرا ہو تو نماز فجر وظہر میں اوساطِ

مفصل میں سے لمبی سورتیں، نماز عصر وعشاء میں اوساطِ مفصل کی چھوٹی سورتیں اور نماز مغرب میں قصارِ مفصل کی چھوٹی سے چھوٹی سورتیں پڑھنا مستحب ہے۔

(۳) اور اگر نمازی مقیم ہو اور وقت میں بھی گنجائش ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ نماز فجر وظہر میں طوالِ مفصل، نماز عصر وعشاء میں اوساطِ مفصل اور نماز مغرب میں قصارِ مفصل پڑھے۔

نـــوٹ : طوالِ مفصل سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے، جب کہ سورۂ طارق سے سورۂ لم یکن تک اوساطِ مفصل، اور سورۂ زلزال سے آخر قرآن تک کی سورتیں قصارِ مفصل کہلاتی ہیں۔

والمستحب على ثلاثة أوجهٍ، أحدها أن يقرأ في السفر حالة الضرورة الخ. بفاتحة الكتاب وأي سورة شاء أو مقدار أقصر سورة من أي محل تيسر الخ. والوجه الثاني أن يكون في السفر حالة الا ختيار الخ. يقرأ في صلاة الفجر مع الفاتحة سورة البروج الخ. ويقرأ في الظهر كذلك ويقرأ في العصر والعشاء دون ذلك، وفي المغرب يقرأ بالقصار جداً الخ. والوجه الثالث أن يكون في الحضر الخ. (حلبي كبير ٣١٠) **ويسن في الفجر والظهر ومنها الخ. لم يكن أوساطه في العصر والعشاء وباقيه قصاره في المغرب أي في كل ركعة سورة مما ذُكِرَ، ذكره الحلبي.** (در مختار زكريا ٢/ ٢٦١)

ہر رکعت میں پوری سورت پڑھنا افضل ہے

فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں مکمل سورت پڑھی جائے (اگر چہ کسی سورت کا جزء پڑھنا بھی بلا کراہت درست ہے اور پیغمبر علیہ السلام سے ثابت ہے؛ لیکن جزو سورت پڑھتے وقت بطور خاص مضمون آیات کی تکمیل کی رعایت کرنی چاہئے) **قال الشامي بحثاً: مع أنهم صرحوا بأن الأفضل في كل ركعة الفاتحة وسورة تامة.**

(شامي زكريا ٢/ ٢٦١، خانية ١/ ٥١، هندية ١/ ٧٨)

جمعہ کے دن نمازِ فجر میں قرأتِ مستحبہ

ہر جمعہ کونمازِ فجر کی پہلی رکعت میں ﴿ألم سجدہ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿سورۂ دھر﴾ پڑھنا مستحب ہے (لیکن اس کو ایسا لازم نہ سمجھا جائے کہ ناواقف عوام یہ سمجھنے لگیں کہ اس دن ان سورتوں کے علاوہ کا پڑھنا جائز ہی نہیں، لہٰذا کبھی کبھی اس وہم کو رفع کرنے کے لئے قصداً اس التزام کو چھوڑ دینا چاہئے) **ویكره التعيين "كالسجدة" و"هل أتى"، لفجر كل جمعةٍ، بل يندب قرأتهما أحياناً.** (درمختار) **وفي فتح القدير لأن مقتضى الدليل عدم المداومة لا المداومة على العدم كما يفعله حنفية العصر، فيستحب أن يقرأ ذٰلك أحياناً تبركاً بالمأثور، فإن لزوم الإيهام ينتفي بالترك أحياناً.** (شامي زكريا ٢٦٥/٢، خانية ٤٥٣/١)

فرض کی آخری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا

فرض نمازوں میں (ابتدائی دو رکعتوں کے بعد) آخر کی مابقیہ رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے۔ (واجب اور لازم نہیں ہے) **فالقراءة أفضل بالنظر إلى التسبيح**

(شامي زكريا ٢٢١/٢، البحر الرائق ٥١٦/١، بدائع الصنائع ٢٩٦/١)

کھانسی اور ڈکار کو روکنا

ایک ادب یہ ہے کہ نماز کے دوران حتی الامکان کھانسی اور ڈکار کو روکا جائے۔ **ومن الأدب دفع السعال ما استطاع تحرزاً عن المفسد فإنه إذا كان بغير عذر يفسد وكذا الجشاء.** (مراقي الفلاح ١٠٢، كبيرى ٣٥١، شامي زكريا ١٧٦/٢، خانية ٥٢٩/١)

جمائی کے وقت منہ بند کرنا

نماز میں پوری کوشش کی جائے کہ جمائی میں منہ نہ کھلنے پائے، اور اگر ناگزیر صورت ہو تو منہ کو ہاتھ یا آستین سے ڈھک لیں۔ **ومن الأدب كظم فمه عند التثاؤب فإن لم يقدر**

غطاه بيده أو بكمه. (مراقی الفلاح /۱۵۱، خانية ۵۲۹/۱، شامی زکریا ۱۷۶/۲، بدائع ۲۹۶/۱)

مقتدی نماز کے لئے کب کھڑے ہوں؟

فقہاء احناف نے اس مسئلہ میں مختلف صورتوں میں الگ الگ استحبابی حکم بیان فرمایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) اگر امام صف کے درمیان موجود نہ ہو اور پیچھے سے مصلیٰ کی طرف آ رہا ہو تو جس صف تک پہنچتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے۔ **فإما إذا كان الإمام خارج المسجد فإن دخل المسجد من قبل الصفوف فكلما جاوز صفاً قام ذٰلک الصف.** (عالمگيري ۵۷/۱، درمختار زکریا ۱۷۷/۲)

(۲) اور اگر امام سامنے سے آ رہا ہو تو اس پر نظر پڑتے ہی جماعت کھڑی ہو جائے۔ **وإن كان الإمام دخل المسجد من قدامهم يقومون كما رأوا الإمام.** (عالمگیری ۵۷/۱، درمختار زکریا ۱۷۷/۲، خانية ۵۳۰/۱)

(۳) اور اگر امام پہلے ہی سے صف میں موجود ہو (اور صفیں بھی سب درست ہوں) اور اقامت کا وقت ہو جائے تو اس خاص صورت میں مکبر کی اقامت سے پہلے کسی کا کھڑا ہونا مکروہ ہے، اور افضل یہ ہے کہ جب مکبر حی علی الفلاح تک پہنچے تو امام سمیت پوری جماعت کھڑی ہو جائے، کھڑے ہونے میں حی علی الفلاح سے تاخیر کرنا اور اس کے بعد تک بیٹھا رہنا مکروہ ہے۔ **إن كان المؤذن غير الإمام وكان القوم مع الإمام في المسجد فإنه يقوم الإمام والقوم إذا قال المؤذن حی على الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهو الصحيح.**

(عالمگیری ۵۷/۱، درمختار زکریا ۱۷۷/۲)

مسئله بالا کے متعلق غلطیاں اور کوتاهیاں: اس مسئلہ پر عمل کرنے میں بعض جگہ بڑی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں اور افسوس ہے کہ ایک خاص فرقہ نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا کر اسے غلط رخ دے دیا ہے اس لئے ذیل میں وہ چند کوتاہیاں تحریر کی جاتی ہیں جن میں عام ابتلاء ہے۔

(۱) بعض حضرات امام کی آمد سے پہلے ہی نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور کھڑے کھڑے امام کی آمد کا انتظار کرتے ہیں حالاں کہ یہ طریقہ خلافِ اولی ہے، افضل یہ ہے کہ کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھ کر انتظار کریں اور جب امام کو آتا دیکھیں تو کھڑے ہوجائیں۔ **دخل المسجد والمؤذن يقيم قعد إلى قيام الإمام في مصلاه.** (درمختار) **قال الشامي: ويكره له الانتظار قائماً.** (شامی بیروت ۶۵/۲، زکریا ۷۱/۲) **وقال الطحطاوي في حاشيته على الدر المختار: قوله (قعد) لم يبين حكمه والظاهر أنه مندوب وفيه أن قيامه تهيوٌ للعبادة فلا مانع منه.** (طحطاوی علی الدر ۱۸۹/۱ بحوالہ احسن الفتاوی ۳۰۷/۲)

(۲) اس کے برخلاف بعض لوگ حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے پر اس قدر اصرار کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس کا خیال نہ رکھے تو اس پر نکیر کرتے ہیں اور کہیں تو نزاع تک کی نوبت آجاتی ہے، حالاں کہ یہ مسئلہ صرف آداب سے تعلق رکھتا ہے، اس پر اصرار کرنا اور اس پر عمل نہ کرنے والے پر لعن طعن کرنا جائز نہیں ہے۔ **ولها آداب: تركه لا يوجب إساءة ولا عتاباً.**

(درمختار زکریا ۱۷۵/۲، الموسوعة الفقهية ۳۱۳/۱)

(۳) نماز میں صفوں کے سیدھا کرنے اور درمیان کے خلا کو پر کرنے کا حکم واجب کے قریب کا درجہ رکھتا ہے، اگر متفرق بیٹھے ہوئے لوگوں کو حی علی الفلاح سے پہلے کھڑا ہونے سے منع کیا جائے گا، تو کوئی صورت نہیں ہے کہ تکبیر ختم ہونے سے پہلے صفیں درست ہوجائیں، اس لئے صفوں کی درستگی کی اہمیت کو ترجیح دیتے ہوئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے ادب کو نظر انداز کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے کہ فقہاء نے اسی مستحب کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ امام مکبر کے قد قامت الصلاۃ کہتے ہی تکبیر تحریمہ شروع کردے؛ لیکن خود فقہاء نے اس ادب کو سرے سے نظر انداز کردیا؛ تاکہ نمازیوں اور مؤذن کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو، تو جب محض ایک فضیلت کے حصول کے لئے فقہاء کے بیان کردہ ادب کو ترک کیا جاسکتا ہے تو صفوں کی درستگی کے لئے تو بدرجہ اولی حی علی الفلاح کے ادب کو نظر انداز کرنا مناسب ہوگا۔ **وينبغي أن يأمرهم بأن يتراصوا**

ويسدوا الخلل ويسووا مناكبهم. (درمختار ۳۱۰/۲) **وشروع الإمام في الصلاة مذ قيل قد قامت الصلاة، ولو أخر حتى أتمها لابأس به إجماعاً. (درمختار) لأن فيه محافظة على فضيلة المؤذن وإعانة له على الشروع مع الإمام.** (شامی زکریا ۱۷۷/۲)

(۴) پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی حیاتِ مبارکہ میں حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شروع تکبیر سے کھڑا ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے، لہٰذا اسے مطلقاً مکروہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ **أبو هريرة** رضی اللہ عنہ **يقول أقيمت الصلاة فقمنا وعدلنا الصفوف قبل أن يخرج إلينا رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم. (مسلم شریف ۲۲۰/۱ وغیرہ)

(۵) بعض مساجد میں یہ دستور ہے کہ عین جماعت کے وقت امام صاحب حجرہ سے نکل کر مصلیٰ پر آکر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر مکبر تکبیر کہنا شروع کرتا ہے اور اس کے حی علی الفلاح پر پہنچنے کے بعد جماعت کھڑی ہوتی ہے، یہ طریقہ فقہ وحدیث دونوں کے خلاف ہے۔ حدیث کے خلاف اس لئے ہے کہ پورے ذخیرۂ حدیث میں کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں دکھلائی جاسکتی کہ پیغمبر علیہ السلام حجرۂ مبارکہ سے نکل کر محراب میں آکر تشریف فرما ہوگئے ہوں اور پھر تکبیر شروع ہوئی ہو؛ بلکہ مؤذنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھتے تھے فوراً ہی تکبیر شروع کردیتے تھے اور اسی وقت صحابہ رضی اللہ عنہم بھی کھڑے ہوجاتے تھے، اور فقہ کے خلاف اس لئے ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ امام اپنے کمرہ سے مسجد میں عین نماز کے وقت آرہا ہو تو حکم یہ ہے کہ اسے دیکھتے ہی لوگ کھڑے ہوجائیں جیسا کہ اوپر صورت نمبر (۱) اور (۲) میں بیان کیا گیا ہے، ایسی صورت میں یہ حکم ہرگز نہیں ہے کہ امام آکر مصلیٰ پر بیٹھ جائے، اور پھر تکبیر شروع ہو۔

(۶) بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جمعہ کے دن خطبہ دینے کے بعد امام صاحب مصلیٰ پر آکر بیٹھ جاتے ہیں پھر تکبیر شروع ہوتی ہے اور حی علی الفلاح پر لوگ کھڑے ہوتے ہیں، خطیب کا یہ عمل قطعاً بے اصل ہے، کوئی روایت ایسی نہیں دکھلائی جاسکتی کہ پیغمبر علیہ السلام یا کوئی صحابی رسول رضی اللہ عنہ خطبۂ جمعہ کے بعد مصلیٰ پر بیٹھ گئے ہوں اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہوئے ہوں، نیز فقہ کے کسی جزئیہ

سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی ۔اس طریقہ کا التزام بلاشبہ دین میں زیادتی ہے جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

ضروری نوٹ : اس مسئلہ میں خربطہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض مشائخ کی عبارتوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے، مثلاً امام طحطاویؒ ''طحطاوی علی مراقی الفلاح'' میں لکھتے ہیں کہ: ''ابتدائے اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ ہے''۔ (طحطاوی علی المراقی ۱۵۱) (حالاں کہ کسی امام سے صراحۃً یہ بات منقول نہیں ہے)اور دوسری طرف اسی مسئلہ میں درمختار کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: ''ظاہر یہ ہے کہ اس سے حی علی الفلاح سے تاخیر کرنے سے احتراز مقصود ہے نہ کہ تقدیم سے، حتی کہ اگر شروع اقامت سے کھڑا ہوجائے تو بھی کوئی حرج نہیں''۔ (طحطاوی علی الدر المختار ۱/۱۵ ا بحوالہ احسن الفتاوی ۳۱۶) تو ایک ہی مصنف جب دوطرح کی باتیں لکھے تو ہر بات کا الگ الگ محمل ہونا چاہئے؛ تا کہ تعارض نہ رہے، اور وہ محمل یہ ہے کہ اگر امام اپنی جگہ سے نہ اٹھا ہو یا مسجد میں داخل نہ ہوا ہو تو شروع اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، ایسی صورت میں بیٹھ کر امام کا انتظار کرنا چاہئے تا آں کہ امام مصلیٰ پر آجائے ،اور جب امام کھڑا ہو چکا ہو یا مصلیٰ پر پہنچ چکا ہو تو پھر شروع اقامت سے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں ۔فقہاء کی مختلف عبارات پر غور کرنے سے یہی تطبیق موزوں معلوم ہوتی ہے، واللہ اعلم۔ (مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: رسالہ ارشاد الانام بجواب ازالۃ الاوہام در احسن الفتاوی ۲۹۹/۲، ''اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں''؟۔ (در جواہر الفقہ ۳۰۹/۱ وغیرہ)

❍❖❍

نماز کا مسنون طریقہ

❑ جب مصلیٰ پر کھڑے ہوں:

❍ نماز شروع کرنے سے پہلے مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ دربارِ خداوندی میں حاضر ہونے کا تصور کریں اور دنیوی وساوس اور خیالات ذہن سے نکال دیں۔ (مجمع الانہر ار ۱۲۷ فقیہ الامت دیوبند)

❍ چہرہ اور سینہ قبلہ کی طرف کرلیں۔ (درمختار زکریا ۲ / ۱۰۸)

❍ سیدھے کھڑے ہوں، سر یا کمر جھکا کر نہ رکھیں۔ (شامی ۲ / ۱۳۱)

❍ پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ رکھنے کا اہتمام کریں، ان کا رخ دائیں بائیں نہ ہو۔ (مستفاد: حلبی کبیر ۳۱۵)

❍ مرد حضرات دونوں پیر ملا کر نہ رکھیں؛ بلکہ ان کے درمیان (اگر کوئی عذر نہ ہو تو) بہتر ہے کہ چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ (شامی زکریا ۲ / ۱۳۱، طحطاوی علی المراقی ۱۴۳)

❍ ہر مسلمان پر ہر وقت اپنے ٹخنے کھلے رکھنا لازم ہے، آنحضرت ﷺ نے ٹخنے ڈھکنے والوں کے بارے میں سخت وعید ارشاد فرمائی ہے، اس لئے نماز میں بطورِ خاص ٹخنے کھلے رکھنے کا اہتمام رکھیں۔ (بخاری شریف ۲ / ۸۶۱)

❍ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں تو صف سیدھی رکھنے کا اہتمام کریں، اس کی آسان شکل یہ ہے کہ سب نمازی اپنی ایڑیاں صف کے کنارے پر رکھ لیں اور ٹخنے سیدھ میں کرلیں۔ (شامی ۲ / ۱۳۱)

❍ صفوں کے درمیان خلا کو پر کرلیں، اس کی مسنون شکل یہ ہے کہ ہر نمازی اپنا بازو دوسرے نمازی کے بازو سے ملا کر کھڑا ہو۔ (درمختار زکریا ۲ / ۳۱۰)

❍ نمازی کی ہیئت اور لباس باوقار ہونا چاہئے، ننگے سر نماز پڑھنا، کہنیاں کھول کر نماز

پڑھنا، یا حقارت آمیز کپڑے پہن کر نماز پڑھنا بارگاہِ خداندی کے آداب کے خلاف ہے۔ **قال الشیخ عبد الوهاب الشعرانيؒ: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمر بستر الرأس في الصلوٰة بالعمامة أو القلنسوة وينهى عن كشف الرأس في الصلوٰة.**

(كشف الغمة ۸۷/۱، درمختار زكريا ٤٠٧/٢، رسائل غير مقلديت)

❑ جب نماز شروع کریں:

○ نماز شروع کرتے وقت دل میں ارادہ کریں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں، بہتر ہے کہ دل کے استحضار کے ساتھ زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لیں؛ لیکن زبان سے نیت کرنا لازم اور ضروری نہیں ہے۔ (درمختار زکریا ۲/۹۱-۹۲)

○ اس کے بعد "**الله أكبر**" کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ رخ ہوں، اور انگوٹھے کان کی لو کے بالمقابل آجائیں۔

(درمختار زکریا ۲/۱۸۲، طحطاوی علی المراقی ۱۳۹)

○ پھر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لیں اور درمیان کی تین انگلیاں سیدھی کر کے اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ (شامی زکریا ۲/۱۸۷)

○ خواتین دوپٹہ کے اندر سے صرف کندھے تک ہاتھ اٹھائیں، اور پھر اپنے سینہ پر دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کے اوپر رکھ دیں مرد کی طرح حلقہ نہ بنائیں۔ (شامی زکریا ۲/۱۸۸، درمختار ۲/۱۸۲)

❑ قیام کی حالت:

○ تکبیرِ تحریمہ کے بعد ثناء پڑھیں، جس کے الفاظ یہ ہیں: **سبحانک اللّٰهم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا إلٰه غیرک**۔ (درمختار زكريا ۱۸۹/۲)

○ ثناء کے بعد **أعوذ بالله من الشيطن الرجيم** پڑھیں۔ (درمختار زكريا ۱۹۰/۲)

○ اس کے بعد **بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم** پڑھیں۔ (درمختار زکریا ۱۹۱/۲)

○ بسم اللہ کے بعد سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھیں، اور بہتر یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ اس کی ہر آیت الگ الگ سانس میں تلاوت کریں۔ (مستفاد: مسلم شریف ۱۷۲/۱)

○ پھر ہر نماز کے اعتبار سے جو سورۃ مستحب ہو (یا جو سورۃ یاد ہو) اسے پڑھیں۔ (درمختار زکریا ۱۹۴/۲)

○ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو ثنا پڑھنے کے بعد خاموش کھڑے رہیں، تعوذ وتسمیہ اور قرأت نہ کریں، خواہ نماز جہری ہو یا سری، اس لئے کہ امام کی قرأت مقتدیوں کی طرف سے بھی کافی ہے۔ **قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: …… وإذا قرأ فانصتوا.** (مسلم شریف ۱۷٤/۱) **عن نافع أن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ عنہ کان إذا سئل ھل یقرأ أحدکم خلف الإمام؟ یقول: إذا صلی أحدکم خلف الإمام فحسبہ قراءۃ الإمام، وإذا صلی وحدہ فلیقرأ، قال: وکان عبد اللّٰہ لا یقرأ خلف الإمام.** (موطا مالك ۲۹، طحاوي جدید ۲۸٤/۱، رسائل غیر مقلدیت ۳۸۹) **عن جابر رضي اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من کان لہ إمام فقراءۃ الإمام لہ قراءۃ.**

(آثار السنن بروایۃ مؤطا محمدؒ والطحاوي وغیرھم ۸٤، مجمع الانھر ۹۵/۱، درمختار زکریا ۲٦٦/۲)

○ جب امام **وَلَا الضَّالِّیْنَ** کہے تو سب مقتدی آہستہ آواز سے ”آمین“ کہیں۔ (ترمذی شریف ۵۸/۱، حلبی کبیر ۳۰۹، درمختار زکریا ۱۹۵/۲)

○ کھڑے ہوتے وقت بالکل پرسکون رہیں جسم کو خواہ مخواہ حرکت نہ دیں، کھجلی کے تقاضے کو حتی الامکان برداشت کریں، ناگزیر صورت ہو تو صرف ایک ہاتھ کا بقدر ضرورت استعمال کریں، اس طرح ممکن حد تک جمائی کو روکنے کی کوشش کریں، نیز ایک پاؤں پر مکمل زور دے کر نہ کھڑے ہوں؛ بلکہ اعتدال کے ساتھ دونوں پیروں پر برابر وزن رکھیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۵۱)

○ قیام کی حالت میں نظریں سجدہ کی جگہ جمائے رکھیں۔ (درمختار زکریا ۱۷۵/۲)

❑ رکوع کی حالت:

○ قرأت ختم ہونے کے فوراً بعد ”**اللّٰہ أکبر**“ کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں۔

(درمختار زکریا ۲/۱۹۶)

○ رکوع میں جاتے وقت رفع یدین مستحب نہیں ہے۔ (مؤطا امام محمدؒ ۹۲ وغیرہ)

○ رکوع میں اتنا جھکیں کہ کمر اور سر ایک سطح پر آجائیں۔ (درمختار زکریا ۲/۱۹۶)

○ رکوع کے دوران سر اور گردن درمیان میں رکھیں، نہ اتنا اوپر اٹھائیں کہ کمر سے اوپر ہوجائے اور نہ اتنا نیچے کریں کہ ٹھوڑی سینے سے لگ جائے۔ (درمختار زکریا ۲/۱۹۷)

○ پاؤں بالکل سیدھے رکھیں ان کو خم نہ دیں۔ (شامی زکریا ۲/۱۹۷)

○ دونوں پیر برابر رکھیں، انگلیاں قبلہ رخ رکھیں، اور دونوں پیروں کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ رکھیں۔ (حلبی کبیر ۳۱۵، شامی زکریا ۲/۱۳۱)

○ ہاتھ کی انگلیاں کھول کر گھٹنے اچھی طرح سے پکڑلیں۔ (درمختار زکریا ۲/۱۹۶)

○ رکوع کی حالت میں بازو سیدھے رکھیں انہیں رانوں پر نہ ٹیکیں اور نہ کمان کی طرح خمیدہ کریں۔ (مراقی الفلاح ۱۵۴)

○ رکوع میں نظریں دونوں قدموں پر جمائے رہیں۔ (درمختار زکریا ۲/۱۷۵)

○ عورت رکوع میں صرف اس حد تک جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، اور وہ انگلیاں کھول کر گھٹنوں کو نہ پکڑے؛ بلکہ صرف انگلیاں گھٹنوں پر رکھ لے۔ (شامی زکریا ۲/۱۹۷)

○ رکوع میں کم از کم تین مرتبہ **"سبحان ربی العظیم"** پڑھیں۔ (مراقی الفلاح ۱۵۴، درمختار زکریا ۲/۱۹۷)

❑ قومہ کی حالت:

○ رکوع کے بعد **"سمع اللّٰہ لمن حمدہ"** کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہوجائیں، ذرا بھی جھکے نہ رہیں۔ (شامی زکریا ۲/۲۰۰-۲۰۲)

○ اس کے بعد **"ربنا لک الحمد"** کہیں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۰۱)

○ اگر مقتدی ہو تو **"سمع اللّٰہ لمن حمدہ"** نہ کہے؛ بلکہ صرف **"ربنا لک الحمد"** کہے۔ (درمختار زکریا ۲/۲۰۱)

○ قومہ کی حالت میں ہاتھ نہ باندھیں بلکہ اپنی حالت پر چھوڑے رکھیں۔ (حلبی کبیر ۳۲۰)

○ قومہ میں جلد بازی نہ کریں؛ بلکہ اتنی دیر ضرور کھڑے رہیں کہ تمام اعضاء اپنی اپنی جگہ پر ساکن ہوجائیں، بسا اوقات اس میں جلد بازی کرنے سے نماز واجب الاعادہ ہوجاتی ہے۔

(طحطاوی علی المراقی ۱۳۵، شامی زکریا ۳/۱۵۷، حلبی کبیر ۳۲۰)

□ سجدہ میں جانے کا صحیح طریقہ:

○ اس کے بعد "اللّٰہ أکبر" کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں، جس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت کمر سیدھی رکھتے ہوئے اولاً گھٹنے موڑ کر زمین پر رکھیں، اس کے بعد بتدریج سینہ کو زمین کی طرف جھکاتے ہوئے پہلے ہتھیلیاں زمین پر رکھیں، اس کے بعد ہتھیلیوں کے بیچ میں ناک اور پیشانی رکھ دیں۔ (شامی زکریا ۲/۲۰۲، مراقی الفلاح ۱۵۴)

○ مذکورہ ترتیب کے خلاف بلا عذر سجدہ میں جانا، مثلاً گھٹنے زمین پر ٹیکنے سے پہلے چہرہ اور سینہ آگے کو جھکا دینا (جیسا کہ عام لوگوں میں معمول ہے) یا ہاتھ زمین پر رکھنے سے پہلے پیشانی رکھ دینا وغیرہ یہ سب صورتیں صحیح طریقہ کے خلاف اور قابل ترک ہیں۔ (شامی زکریا ۲/۲۰۲)

□ سجدہ کی حالت:

○ سجدہ میں ہر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر اور قبلہ رخ رکھیں۔ (شامی زکریا ۲/۲۰۳)

○ دونوں ہاتھ کے انگوٹھے کان کی لَو کے بالمقابل رہنے چاہئیں۔ (شامی زکریا ۲/۲۰۳، حلبی کبیر ۳۲۱)

○ مردوں کے لئے سجدہ کی حالت میں کہنیاں زمین یا رانوں پر ٹیکنا صحیح نہیں ہے، ہمیشہ کہنیاں اوپر اٹھا کر رکھیں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۱۰) تاہم جماعت سے نماز پڑھتے وقت دائیں بائیں کہنیاں اس طرح نہ نکالیں جس سے دیگر نمازیوں کو زحمت ہو۔

○ مرد نمازی سجدہ میں اپنی رانیں اور پیٹ الگ الگ رکھیں، انہیں آپس میں نہ ملائیں۔

(درمختار زکریا ۲/۲۱۰)

○ عورتیں زمین سے بالکل چپٹ کر سجدہ کریں، نہ تو کہنیاں اوپر اٹھائیں اور نہ ہی رانیں پیٹ

سے الگ کریں؛ بلکہ دونوں کو ملا کر سجدہ کریں اور پیروں کو بچھائے رہیں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۱۱، عالمگیری ۷۵/۱)

○ سجدہ میں پیروں کی انگلیاں موڑ کر قبلہ رخ ہی رکھیں پیروں کے سرے کو بلا عذر سیدھا زمین کی طرف رکھنا درست نہیں ہے۔ (درمختار زکریا ۲/۲۱۰)

○ سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ "سبحان ربی الأعلی" پڑھنا مسنون ہے، اس سے پہلے سجدہ سے سر نہ اٹھائیں۔ (درمختار زکریا ۲/۱۹۷)

○ سجدہ کے دوران نظریں اپنی ناک کے بانسوں پر رکھیں۔ (درمختار زکریا ۲/۱۷۵)

○ اس کا خیال رکھیں کہ سجدہ کے دوران دونوں پیر زمین سے نہ اٹھے رہیں، ورنہ نماز فاسد ہوسکتی ہے۔ (فتح القدیر ۱/۳۰۵)

□ دونوں سجدوں کے درمیان:

○ پھر "اللّٰہ أکبر" کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھائیں۔

○ اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائیں پھر ہتھیلیاں۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۲۰۳)

○ اس کے بعد بایاں قدم بچھا کر اس پر دوزانو بیٹھ جائیں جب کہ دایاں قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرلیں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۱۶، حلبی کبیر ۳۲۷)

○ دونوں پیر کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا بلا عذر صحیح نہیں ہے۔ (البحر الرائق ۲/۲۲، شامی زکریا ۲/۴۱۱)

○ اس وقت عورتوں کے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دونوں پیر بچھا کر دائیں طرف نکالیں اور بائیں پہلو پر بیٹھ جائیں۔ (حلبی کبیر ۳۳۳، عالمگیری ۱/۷۵)

○ بیٹھتے وقت نظریں اپنی گود پر رکھیں۔ (درمختار زکریا ۲/۱۷۵)

○ بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں ان کو گھٹنوں پر نہ رکھیں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۱۶، حلبی کبیر ۳۲۸)

□ دوسرا سجدہ:

○ جلسہ میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر اطمینان سے بیٹھنے کے بعد "اللّٰہ

أکبر'' کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں چلے جائیں۔ (شامی زکریا ۲/۲۱۶)

○ سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھیں، اس کے بعد ناک اور پیشانی۔ (درمختار زکریا ۲/۲۰۲)

○ سجدہ کی ہیئت وغیرہ میں وہی تفصیل ہے جو پہلے سجدہ میں بیان ہوئی۔

❑ سجدہ سے قیام کی طرف:

○ جب سجدہ سے قیام کی طرف جائیں تو اولاً پیشانی زمین سے اٹھائیں، اس کے بعد ہتھیلیاں، اور پھر گھٹنے۔ (درمختار زکریا ۲/۲۰۳)

○ اٹھتے وقت قدموں کے بل اٹھیں اور بلا عذر زمین کا سہارا لینے کی عادت نہ بنائیں؛ البتہ کوئی عذر ہو تو سہارے میں حرج نہیں۔ (شامی ۲/۲۱۳، حلبی کبیر ۳۲۳)

○ کھڑے ہونے کے بعد اولاً بسم اللہ پڑھیں، اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور قرأت کریں، بعد ازاں اسی طرح رکوع اور سجدے کریں جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا ہے۔ (درمختار ۲/۱۹۲)

❑ قعدے کی حالت:

○ دوسری رکعت مکمل کرنے کے بعد اس طرح دوزانو بیٹھ جائیں جیسا کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ لکھا گیا ہے۔ (درمختار ۲/۲۱۶) اور نظریں اپنی گود پر جمائے رکھیں۔ (درمختار ۲/۲۱۸)

○ اس کے بعد "**التحیات**'' پڑھیں۔ (درمختار ۲/۲۱۸)

○ التحیات میں جب " **أشهد أن لا إلٰه**'' پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کا حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی اس حد تک اٹھائیں کہ انگلی کا رخ قبلہ کی طرف ہی رہے، آسمان کی طرف رخ نہ ہو، اور جب ''**إلا لله**'' پر پہنچیں تو انگلی نیچی کرلیں۔ (شامی ۲/۲۱۷)

○ اور یہ حلقہ سلام پھیرنے تک برقرار رکھیں۔

○ اگر پہلا قعدہ ہو تو التحیات پڑھتے ہی فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں بالکل تاخیر نہ کریں۔ (درمختار ۲/۲۲۰)

○ اگر قعدۂ اخیرہ ہوتو التحیات کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھیں، اس کے بعد کوئی دعائے ماثورہ پڑھیں۔(درمختار۲/۲۲۲-۲۲۳)

❑ سلام:

○ نماز کے اختتام پر اولاً دائیں پھر بائیں سر گھماتے ہوئے ''السلام علیکم ورحمة الله'' کہیں۔(درمختار۲/۲۴۰)

○ سلام پھیرتے وقت گردن اتنی موڑیں کہ پیچھے سے رخسار دکھائی دے جائے۔(درمختار۲/۲۳۹)

○ چہرہ گھماتے وقت نظر کندھوں پر رکھیں۔(درمختار۲/۱۷۵)

○ سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں نماز میں شریک ملائکہ اور جنات وانسان سب کو سلام کرنے کی نیت کریں۔(درمختار۲/۲۴۲)

○ اکیلے نماز پڑھنے والا صرف محافظ فرشتوں پر سلام کی نیت کرے۔(درمختار۲/۲۴۶)

○ بہتر ہے کہ دوسرے سلام کی آواز پہلے سلام سے پست ہو۔(درمختار۲/۲۴۱)

❑ نماز کے بعد:

○ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر، ان میں اولاً استغفار، تسبیحاتِ فاطمی پڑھیں یعنی ۳۳/مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳/مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴/مرتبہ اللہ اکبر، اس کے بعد دعا کریں۔ (شامی زکریا۲/۲۴۷)

○ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب اور عشاء ان میں سلام پھیرتے ہی مختصر دعا کرکے سنتیں ادا کریں، نماز کے بعد کا وقت بھی دعا کے مقبول اوقات میں ہے، پھر سنتوں کے بعد تسبیحاتِ فاطمی پڑھیں۔(مستفاد: شامی زکریا۲/۲۴۶)

❍❖❍

عورت اور مرد کی نماز کی کیفیت میں فرق

حضراتِ فقہاء نے احادیثِ شریفہ اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کو سامنے رکھ کر عورت اور مرد کی نماز کی کیفیت میں چوبیس باتوں میں فرق رکھا ہے، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) عورت تکبیر تحریمہ میں صرف کندھوں اور سینوں تک ہاتھ اٹھائے گی، جب کہ مرد کو کانوں کی لو تک ہاتھ اُٹھانے کا حکم ہے۔ **عن وائل بن حجر رضي اللّٰه عنه قال: قال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا وائل! إذا صليت فاجعل يديک حذاء أذنيک والمرأة تجعل يديها حذاء ثديها.** (المعجم الكبير للطبراني: ۱٤٤۹۷، رسائل غیر مقلدیت ۳۷٤) **ترفع يديها حذاء منكبيها.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، ہندیہ ۷۳/۱)

(۲) عورت دوپٹہ اور چادر کے اندر سے ہاتھ اٹھائے گی، جب کہ مرد کے لئے ہاتھ کو باہر نکال کر رفع یدین کرنے کا حکم ہے۔ **ولا تخرج يديها من كميها.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱)

(۳) عورت اپنے سینے پر ہاتھ رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا حکم ہے۔ **وتضع الكف على الكف تحت ثديها.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، ہندیہ ۷۳/۱)

(۴) عورت رکوع میں معمولی سا جھکے گی، جب کہ مرد کے لئے اچھی طرح سے جھکنے کا حکم ہے۔ **وتنحني في الركوع قليلاً.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، عالمگیری ۷٤/۱)

(۵) عورت رکوع میں گھٹنوں پر حلقہ نہیں بنائے گی، جب کہ مرد کے لئے باقاعدہ ہاتھ سے گھٹنوں کو پکڑ کر حلقہ بنانے کا حکم ہے۔ **ولا تعقد.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، مراقی الفلاح ۲۸۲)

(۶) عورت گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے وقت انگلیاں ملائے رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے اس وقت انگلیاں کھولنے کا حکم ہے۔ **ولا تفرج فيه أصابعها بل تضمها.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، ہندیة ۷٤/۱)

(۷) عورت رکوع میں گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے گھٹنوں کو پکڑنے کا حکم ہے۔ **وتضع يديها على ركبتيها.** (شامی زكريا ۲/ ۲۱۱، هنديه ۱/ ۷٤)

(۸) عورت رکوع میں گھٹنوں کو ذرا خم دے گی، جب کہ مرد کے لئے گھٹنوں کو خم دینا منع ہے۔ **ولا تحني ركبتيها.** (شامی زكريا ۲/ ۲۱۱، عالمگيری ۱/ ۷٤)

(۹) عورت کے لئے قیام ورکوع میں اپنے دونوں ٹخنوں کو ملانا بہتر ہے۔ (تحفۃ النساء ۱۰۵) جب کہ مرد کے لئے دونوں ٹخنوں کے درمیان چار انگل کے بقدر فاصلہ رکھنا افضل ہے۔

(۱۰) عورت رکوع اور سجدے میں سمٹ کر رہے گی، جب کہ مرد کے لئے ہر عضو کو الگ الگ رکھنے کا حکم ہے۔ **عن إبراهيم قال: كانت تؤمر المرأة أن تضع ذراعيها وبطنها على فخذيها إذا سجدت ولا تتجافى كما يتجافى الرجل لكي لا ترفع عجيزتها.** (مصنف ابن أبي شيبة ۱/ ۲٤۲) **عن ابن عمر رضي الله عنه مرفوعاً: ...... وإذا سجدت ألصقت بطنها بفخذها كاستر ما يكون لها.** (كنز العمال ۷/ ۲۲۳ رحمانيه لاهور، رسائل غير مقلديت ۳۷۵) **وتنضم في ركوعها وسجودها.** (شامی زكريا ۲/ ۲۱۱، هداية ۱/ ۱۱۰)

(۱۱) عورت کے لئے سجدہ میں دونوں قدم کھڑے کرنے کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ وہ بیٹھے بیٹھے زمین سے چمٹ کر سجدہ کرے گی، جب کہ مرد کے لئے دونوں پیروں کو کھڑا کر کے انگلیوں کو قبلہ رخ کرنے کا حکم ہے۔ **إن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على امرأتين تصليان، فقال: إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة ليست في ذلك كالرجل.** (مراسيل أبي داؤد ۸، السنن الكبرىٰ ۲/ ۳۱۵، بحواله تحفة النساء ۱۰٦، مستفاد شامی زكريا ۲/ ۲۱۱، بدائع الصنائع ۱/ ٤۹٤)

(۱۲) عورت سجدے میں اپنی کہنیوں کو بچھا کر رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے کہنیوں کو اٹھا کر رکھنے کا حکم ہے۔ **وتفترش ذراعيها.** (شامی زكريا ۲/ ۲۱۱، بدائع الصنائع ۱/ ٤۹٤)

(۱۳) عورت تشہد میں ''تورّک'' کرے گی یعنی دونوں پیر دائیں جانب نکال کر بیٹھے گی،

جب کہ مرد کے لئے دایاں پیر کھڑا کر کے بائیں پیر پر بیٹھنا مسنون ہے۔ **إذا جلست المرأة في الصلوٰة وضعت فخذها علی فخذها الأخریٰ الخ.** (سنن بیهقي ۲۲۲/۲) **وتتورک في التشهد.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲، هدایه ۱۱۱/۱، شرح وقایه ۱۴۸/۱)

(۱۴) عورت تشہد کے وقت اپنی انگلیاں ملاکر رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے انگلیاں اپنے حال پر رکھنے کا حکم ہے۔ **وتضم فیه أصابعها.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲)

(۱۵) اگر جماعت میں کوئی بات پیش آئے تو عورت الٹے ہاتھ سے تالی بجا کر متوجہ کرے گی، جب کہ مرد کے لئے ایسی صورت میں بآواز بلند تسبیح وتکبیر کا حکم ہے۔ **وإذا أنا بها شيئ في صلوتها تصفق ولا تسبح.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲)

(۱۶) عورت کے لئے کسی مرد کی امامت جائز نہیں، جب کہ مرد کے لئے عورتوں کی امامت جائز ہے۔ **ولا تؤم الرجل.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲، طحطاوی ۲۸۸)

(۱۷) عورتوں کی جماعت مکروہ ہے، جب کہ مردوں کی جماعت پسندیدہ اور مسنون ہے۔ **وتکره جماعتهن.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲)

(۱۸) اگر عورتیں اپنی جماعت کریں تو ان کی امام صف ہی کے اندر بیچ ہی میں کھڑی ہوگی، جب کہ مرد امام کے لئے آگے کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ **ویقف الإمام وسطهن.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲)

(۱۹) عورتوں کے لئے جماعت میں شرکت ناپسندیدہ ہے، جب کہ مردوں کے لئے جماعت سنتِ مؤکدہ ہے۔ **ویکره حضورها الجماعة.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۳۰۴)

(۲۰) اگر عورتیں جماعت میں شریک ہوں تو ان کو مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے، جب کہ مردوں کے لئے آگے کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ **وتؤخر مع الرجال.** (شامی زکریا ۲۱۱/۲، مراقی الفلاح ۳۰۶)

(۲۱) عورتوں پر جمعہ فرض نہیں، جب کہ مردوں پر لازمی ہے۔ **ولا جمعة علیها.**

(شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، مراقی الفلاح ۳۰۵)

(۲۲) عورتوں پر عید کی نماز واجب نہیں، جب کہ مردوں پر لازم ہے۔ **ولا عیـــــد.**

(شامی زکریا ۲/ ۲۱۱)

(۲۳) عورتوں کے لئے فجر کی نماز اسفار (روشنی) میں پڑھنا مستحب نہیں (بلکہ انہیں اول وقت فجر کی نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے) جب کہ مردوں کے لئے اسفار میں پڑھنا افضل ہے۔ **ولا یستحب أن تسفر بالفجر.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱)

(۲۴) جہری نماز میں عورتوں کے لئے جہر جائز نہیں، جب کہ مردوں کے لئے جہر جائز ہے اور امام کے لئے واجب ہے۔ **ولا تجهر في الجهرية.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱)

❍❖❍

مکروہاتِ نماز

کراہت کا مطلب

نماز میں کراہت آنے کے معنی یہ ہیں کہ مکروہ اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی؛ البتہ کراہت کے درجات کے اعتبار سے نقصان آجانے کی بنا پر ثواب میں کمی ہو جاتی ہے؛ اس لئے پوری کوشش کرنی چاہئے کہ نماز میں کسی مکروہ فعل کا ارتکاب نہ ہو۔ **مستفاد: لا تفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد له.** (درمختار ۱۳۰/۲، شامی زکریا ۱٤٦/۲)

کراہت کی قسمیں

کراہت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: (۱) کراہتِ تحریمی (۲) کراہتِ تنزیہی۔ ان دونوں میں فرق وامتیاز کراہت کی دلیلوں کے اعتبار سے ہوگا، اگر ممانعت کی دلیل ظنی الثبوت یا ظنی الدلالہ ہے یا وہ فعل ترک واجب کو شامل ہے اس پر مکروہ تحریمی کا اطلاق ہوگا۔ اور اگر ممانعت کی دلیل خلافِ اولیٰ یا ترکِ استحباب پر مبنی ہے تو اس فعل کو مکروہ تنزیہی کہا جائے گا۔ پھر کراہت تحریمی اور کراہت تنزیہی میں بھی شدت وضعف کے اعتبار سے الگ الگ مراتب ہیں جنہیں صاحبِ نظر عالم اور ماہر فقیہ دلائل کی روشنی میں خود متعین کرسکتا ہے۔

قال الشامي: والمكروه في هذا الباب نوعان: أحدهما ما يكره تحريماً وهو المحمل عند إطلاقهم كما في زكوة الفتح وذكر أنه في رتبة الواجب لايثبت إلا بما يثبت به الواجب يعني بالمعنى الظني الثبوت أو الدلالة فإن الواجب يثبت بالأمر الظني الثبوت أو الدلالة. ثانيهما: المكروه تنزيهاً ومرجعه إلى ما تركه أولى وكثيراً ما يطلقونه كما ذكر في الحلية فحينئذٍ إذا ذكروا مكروهاً فلا بد من النظر في دليله، فان كان نهياً ظنياً يحكم بكراهة التحريم إلا لصارف للنهي عن التحريم إلى الندب، وإن لم يكن الدليل نهياً بل كان مفيداً للترك الغير الجازم فهي تنزيهية. قلت: ويعرف أيضاً بلا دليل نهي خاص بأن تضمن ترك واجب أو ترك سنة فالأول مكروه تحريماً والثاني تنزيهاً

لـكن تتفاوت التنزيهية فى الشدة و القرب من التحريمية بحسب تأكيد السنة فإن مراتب الاستـحباب متفـاوتة كـمـراتب السنة والواجب والفرض فكذا اضدادها كما أفاده فى شرح المنية. (شامی بیروت ۳٤۸/۲، زکریا ٤۰٤/۲-٤۰٥)

مکروہ کا اثر نماز پر

جونماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے، مثلاً ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھی جس میں تصویریں بنی ہوئی ہوں تو اس نماز کا لوٹانا ضروری ہوگا، جلد از جلد اس کا اعادہ کرلیا جائے خواہ وقت کے اندر ہو یا وقت کے بعد اور اگر کراہت تنزیہی کا ارتکاب ہوا تو نماز کا اعادہ واجب نہیں؛ البتہ مستحب ہے۔ **وفـی جـامـع التـمـرتـاشـي: لـوصـلـى فى ثوب فيه صورة يكره وتجب الإعادة. قال أبـو اليسـر: هذا هو الحكم فى كل صلاة أديت مع الكراهة الخ.** (شـامی زکریا ۵۲۱/۲) **قال الشـامي: وأما كونها واجبة فى الوقت مندوبة بعده كما فهمه فى البحر وتبعه الشارح فلا دليـل عليه وقد نقل الخير الرملي فى حاشية البحر عن خط العلامة المقدسي أن ما ذكره فـى البـحـر يـجـب أن لا يـعتمد عليه لإطلاق قولهم "كل صلاة أديت مع الكراهة سبيلها الإعـادة" قلت: أى لأنه يشمل وجوبها فى الوقت وبعده الخ، ثم هذا حيث كان النقصان بـكـراهة تـحـريـم لـمـا فى مكروهات الصلاة من فتح القدير أن الحق التفصيل بين كون تـلـك الـكـراهة كراهة تحريم فتجب الإعاده أوتنزيه فتستحب، أى تستحب فى الوقت وبعده أيضاً.** (شامی بیروت ٤٥٦/۲، زکریا ۵۲۲/۲)

جس مکروہ تحریمی سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے وہ ایسا مکروہ تحریمی ہے جس کا تعلق نماز کے عین افعال سے ہو مثلاً: تعدیلِ ارکان چھوڑ دینا، یا تصویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا وغیرہ؛ لیکن ایسا فعلِ مکروہ جس کا تعلق عین ارکانِ نماز سے نہ ہو؛ بلکہ اس میں کراہت کسی دوسری وجہ سے آئی ہو، مثلاً سورتوں کا الٹ پلٹ کرکے پڑھ دینا یا فاسق امام کا نماز پڑھانا، تو اس طرح کی کراہت کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ نہیں ہوتی؛ اس لئے کہ قرآنِ کریم کی آیات اور سورتوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا دراصل نماز کے واجبات میں سے نہیں؛ بلکہ قرأتِ قرآن کے واجبات میں سے ہے۔ اسی طرح فسق سے محفوظ رہنا ہر مسلمان پر مستقلاً واجب ہے وہ اصلاً نماز کے واجبات میں سے نہیں؛ بلکہ جماعت کے واجبات میں سے ہے۔ (مکروہاتِ تحریمی کی بحث میں درج بالا وضاحت پیش نظر رکھنی ضروری ہے)

قال الشامي بحثاً: إلا أن يدعى تخصيصها بأن مرادهم بالواجب والسنة التي تعاد بتركه ما كان من ماهية الصلاة وأجزائها الخ والأقرب الأول ولذا لم يذكروا الجماعة من جملة واجبات الصلوة، لأنها واجب مستقل بنفسه خارج عن ماهية الصلاة. ويؤيده أيضاً أنهم قالوا: يجب الترتيب في سور القرآن فلو قرأ منكوساً أثم لكن لا يلزمه سجود السهو لأن ذٰلک من واجبات القراءة لا من واجبات الصلاة. (شامي بيروت ۲/ ۱۳۱، زكريا ۲/ ۱٤۸، امداد الفتاوی ۱/ ۲٦۰)

عام طور پر فقہاء کرام نے مکروہاتِ نماز کے باب میں مکروہاتِ تحریمیہ وتنزیہیہ کو ملا جلا کر بیان فرمایا ہے، ہم نے کوشش کی ہے کہ دونوں طرح کے افعال کو الگ الگ کردیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

❐ مکروہاتِ تحریمیہ:

سر یا کندھوں پر کپڑا ڈال کر دونوں جانب چھوڑ دینا

نماز کی حالت میں چادر یا رومال سر یا دونوں کندھوں پر رکھ کر اس کے دونوں سرے ایک دوسری جانب لپیٹے بغیر دونوں جانب چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے، اس کو ''سدل'' کہا جاتا ہے، یہی حکم اس صورت میں بھی ہے، جب کہ کوٹ یا شیروانی کو آستینوں میں ہاتھ دیئے بغیر کندھے پر ڈال لیا جائے (خارجِ نماز یہ کیفیت مکروہ تنزیہی ہے) وكره الخ. سدل تحريماً للنهي ثوبه أى إرساله بلا لبس معتاد، وكذا القباء بكم إلى وراء ذكره الحلبي كشد ومنديل يرسله من كتفيه فلو من أحدهما لم يكره كحالة عذر وخارج صلوة في الأصح. (درمختار) قال الشامي: أى إذا لم يكن للتكبّر فالأصحّ أنه لايكره، قال في النهر أى تحريماً وإلاَّ فمقتضى ما مر أنه يكره تنزيهاً. (شامي بيروت ۲/ ۳٤۹، زكريا ۲/ ٤۰٥، شرح وقاية ۱/ ۱٦۷، بدائع الصنائع ۱/ ٥۱۳، هداية ۱/ ۱٤۱)

دورانِ نماز دامن یا آستین کو چڑھا کر رکھنا

آستین اور دامن سمٹے ہوئے حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (اور اگر کوئی شخص جلد

بازی میں اس حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستینیں چڑھی رہ گئی ہیں، تو اس کو چاہئے کہ معمولی عمل کے ساتھ آستینیں ٹھیک کرلے، اسی طرح سجدے میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے دامن نہ سمیٹے) **وكره كفه أى رفعه ولو لتراب كمشمّر كم أو ذيل (درمختار) وحرّر الخير الرملي: ما يفيد أن الكراهة فيه تحريمية الخ. ومثله ما لو شمر للوضوء ثم عجل لإدراك الركعة مع الإمام، وإذا دخل فى الصلوة كذٰلك وقلنا بالكراهة فهل الأفضل إرخاء كميه فيها بعمل قليل أو تركهما لم أره، والأظهر الأول بدليل قوله الآتى ولو سقطت قلنسوته فإعادتها أفضل.** (شامی بیروت ۲/ ۳۵۰، زکریا ۲/ ٤٠٦، شرح وقاية ١/ ١٦٧، هندية ١و ١٠٥، هداية ١/ ١٤١، بدائع الصنائع ١/ ٥٠٦)

تنبیہ: اسی سے یہ بھی مستنبط ہوا کہ چھوٹی آستین والی شرٹ (جو آج کل بکثرت رائج ہے) پہن کر بھی نماز پڑھنا کم از کم مکروہ تنزیہی ہوگا۔

دورانِ نماز کپڑے یا بدن سے کھیلنا

نماز کی حالت میں کپڑے یا بدن کے کسی حصّے سے کھیل کرنا یعنی خواہ مخواہ کپڑے کو یا بدن کو ہاتھ لگائے رہنا مکروہ تحریمی ہے (مثلاً بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نماز سے زیادہ اپنے کپڑوں کے کلپ کا خیال رکھتے ہیں اور رکوع سجدہ سے اٹھتے بیٹھتے دامن اور آستین یا رومال کی ہیئت درست کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح دورانِ نماز بدن کے کسی حصے کو رگڑنا یا ناخون چھیلنا یا ناک کریدنا یہ سب فعل عبث میں داخل اور مکروہ تحریمی ہیں) **وعبثه به أى بثوبه وبجسده للنهى إلا لحاجةٍ (درمختار) قال الشامي: قوله للنهى وهو ما أخرجه القضاعى عنه ﷺ. "إن اللّٰه كره لكم ثلاثاً: العبث فى الصلوة والرفث فى الصيام والضحك فى المقابر" وهى كراهة تحريم كما فى البحر.** (شامی بیروت ۲/ ۳۵۰، زکریا ۲/ ٤٠٦، شرح وقاية ١/ ١٦٧، مجمع الانهر ١/ ١٢٣، خانية على الهندية ١/ ١٠٥)

پیشاب، پاخانہ کے تقاضے کے وقت نماز پڑھنا

پیشاب، پاخانہ یا ریاح کے دباؤ کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر نماز شروع کرتے وقت تقاضا نہیں تھا درمیان میں یہ صورت پیش آگئی اور وقت میں گنجائش ہے، تو نماز توڑ کر اولاً ضرورت سے فارغ ہونا چاہئے اس کے بعد سکون کی حالت میں نماز ادا کرنی چاہئے، خواہ نماز تنہا پڑھ رہا ہو یا جماعت کے ساتھ، اگر تقاضے کو زبردستی روک کر نماز پوری کرے گا تو گنہ گار ہوگا۔ **وصلاته مع مدافعة الأخبثين أو أحدهما أو لريح للنهى. (درمختار) قال فى الخزائن: سواء كان بعد شروعه أو قبله فإن شغله قطعها إن لم يخف فوت الوقت وإن أتمها أثم الخ. وما ذكره من الإثم صرح به فى شرح المنية وقال لأدائها مع الكراهة التحريمية بقى ما خشى فوت الجماعة ولايجد جماعة غيرها فهل يقطعها، كما يقطعها إذا راىٰ على ثوبه نجاسة قدر الدرهم ليغسلها أو لا كما إذا كانت النجاسة أقل من الدرهم، والصواب الأول لأن ترك سنة الجماعة أولى بالا تيان بالكراهة.**

(شامی بیروت ۳۵۲/۲، زکریا ۴۰۸/۲، عالمگیری ۱۰۷/۱، کبیری ۳۵۲، خانیة ۱۱۹/۱)

نوٹ: جماعت کے دوران اگر یہ حالت پیش آئے تو ایسی صورت میں پچھلی صفوں کے درمیان سے گذر کر آنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

مرد کا بالوں کو باندھ کر نماز پڑھنا

کسی مرد کا اپنے بالوں کی چوٹیاں یا مینڈھیاں بنا کر یا ربڑ وغیرہ سے باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (البتہ عورتوں کے لئے اس کی ممانعت نہیں) **وعقص شعره للنهى عن كفه ولو بجمعه أو إدخال أطرافه فى أصوله لقبل الصلوة الخ. (درمختار) والمراد به أن يجعله على هامته ويشده بصمغ أو أن يلف ذوائبه حول رأسه كما يفعله النساء فى بعض الأوقات أويجمع الشعر كله من قبل القفا، أو يشده بخيط أو بخرقةٍ كى لا يصيب الأرض إذا سجدوا جميع ذٰلک مكروه لما روى الطبرانى**

أنـه عـليـه الـصلاة والسلام نهى أن يصلى الرجل ورأسهٗ معقوص الخ. (ابن ماجة ۷۲ **بـلـفـظ: أن يـصـلـى الـرجـل وهـو عـاقص شعره وبمعناه فى أبو داؤد** ۹٥/۱ **ونسائى** ۱۲٥/۱ **ومسلم** ۱۹۳) **والأشبه بسياق الحديث أنها تحريم.** (شامی بیروت ۳٥۲/۲، زکریا ٤۰۸/۲، بدائع ٥۰٦/۱، عالمگیری ۱۰٦/۱، مجمع الانہر ۱۲٤/۱، کبیری ۳۳٥)

دورانِ نماز سجدے کی جگہ کو بار بار صاف کرنا

نماز کے دوران سجدے کی جگہ اگر کوئی کنکری وغیرہ نظر آئے تو ایک مرتبہ صاف کرنے کی اجازت ہے؛ لیکن اگر بار بار خواہ مخواہ صاف کرے گا تو یہ فعل مکروہ ہوگا۔ **وقلب الحصى للنهى إلا لسجوده التام فيرخص مرة وتركها أولىٰ. (درمختار) عن معيقيب أنه عليه الصلاة والسلام قال: "لا تمسح الحصى وأنت تصلى فإن كنت ولا بد فاعلاً فواحدةً.** (أبوداؤد شريف ۱۳٦، شامی بیروت ۳٥۲/۲، زکریا ٤۰۹/۲، شرح وقاية ۱٦۸/۱، بدائع الصنائع ٥۰٤/۱، عالمگیری ۱۰٦/۱، خانية ۱۱۸/۱)

انگلیاں چٹخانا

دورانِ نماز انگلیاں چٹخانا مکروہ تحریمی ہے (یہی حکم نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے بیٹھے انگلیاں چٹخانے کا بھی ہے) **وفرقعة الأصابع وتشبيكها ولو منتظر الصلاة أو ماشياً إليها للنهى. (درمختار) قوله للنهى: هو ما رواه ابن ماجة مرفوعاً: "لا تفقع أصابعك وأنت تصلى".** (ابن ماجة ٦۸، ترمذی شریف ۸۸/۱، مسلم ۲۰٦/۱) **ورواه فى المجتبىٰ حديثاً: أنه نهى أن يفرقع الرجل أصابعه وهو جالس فى المسجد ينتظر الصلاة. وفى رواية: وهو يمشى إليها الخ، وينبغى أن تكون تحريمية للنهى المذكور.** (شامی بیروت ۳٥۳/۲، زکریا ٤۰۹/۲، شرح وقاية ۱٦۸/۱، هندية ۱۰٦/۱، بدائع الصنائع ٥۰٤/۱، خانية ۱۱۸/۱، مجمع الانہر ۱۲۳/۱)

دورانِ نماز انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا

نماز کی حالت میں ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے کی انگلیوں میں ڈالنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ **ونقل في المعراج الإجماع على كراهة الفرقعة والتشبيك في الصلاة، وينبغي أن تكون تحريمية للنهي.** (شامی ۲/ ۳۵۳، زکریا ۲/ ۴۰۹، هندية ۱/ ۱۰۶، خانية ۱/ ۱۱۸، طحطاوی ۳۴۶)

نوٹ: نماز اور اس سے متعلق اعمال کے علاوہ کسی صحیح مقصد سے انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا یا انہیں چٹخانا منع نہیں ہے۔ (شامی کراچی ۲/ ۳۵۳)

نماز کے دوران اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھنا

نماز پڑھتے ہوئے اپنی کوکھ پر ہاتھ ٹیکنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ **والتخصر وضع اليد على الخاصرة للنهي.** (درمختار زکریا ۲/ ۴۰۹) **لما في الصحيحين وغيرهما "نهى رسول الله ﷺ: عن الخصر في الصلوة الخ".** (ابن ماجة ٦٨، ترمذی ۱/ ۸۷، مسلم ۱/ ۲۰۶) **قال في البحر: والذي يظهر أن الكراهة تحريمية في الصلاة للنهي المذكور.** (شامی بیروت ۲/ ۳۵۳، زکریا ۲/ ۴۱۰)

نوٹ: نماز کے علاوہ حالت میں بھی کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **ويكره خارجها تنزيهاً.** (درمختار ۲/ ۳۵۳، شامی زکریا ۲/ ۴۰۹، هندية ۱/ ۱۰۶، بدائع ۱/ ۵۰٤، مجمع الانهر ۱/ ۱۲۳)

نماز میں چہرہ اِدھر اُدھر گھمانا

دورانِ نماز چہرہ کا رخ قبلہ کی جانب رہنا چاہئے اگر چہرہ اِدھر اُدھر گھمائے گا تو کراہتِ تحریمی کا مرتکب ہوگا (اور کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے، اور سینہ اگر قبلہ سے ہٹ گیا تو نماز ہی جاتی رہے گی) **والالتفات بوجهه كله أو بعضه للنهي. وببصره يكره تنزيهاً وبصدره تفسد كما مر. (درمختار) وينبغي أن تكون تحريمية كما هو ظاهر**

الأحاديث. (شامی بیروت ۳٥٤/۲، زکریا ۲/ ٤١٠، البحر الرائق زکریا ۳۷/۲، مجمع الانهر ١٢٣/١، طحطاوی ٣٤٧، بدائع الصنائع ٥٠٥/١)

بلاضرورت ٹیک لگا کر نماز پڑھنا

فرض نماز بلاضرورت ٹیک لگا کر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **وكره الاتكاء علىٰ حائطٍ أو عصاً في الفرض بلا عذرٍ.** (شامی زکریا ٤٢٥/٢، بدائع الصنائع ٥١٣/١، کبیری ٣٤١، خانیة ١١٩/١) (البتہ ضرورت کی وجہ سے ٹیک لگائیں یا سہارا لیں تو کوئی حرج نہیں، مثلاً چلتی ٹرین میں نماز پڑھتے ہوئے ہاتھ سے دیوار یا سیٹ کا سہارا لیں تو جائز ہے) (مرتب)

نماز میں سرین کے بل بیٹھنا

نماز میں کتے کی طرح سرین ٹیک کر اور پاؤں کھڑے کر کے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره إقعاءه كالكلب. قال الشامي: وينبغي أن تكون الكراهة تحريمية.**

(درمختار مع الشامی زکریا ٤١٠/٢، بدائع الصنائع ٥٠٥/١، خانية ١١٨/١، هداية ١٤٠/١)

صرف لنگی یا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا

کرتا یا چادر وغیرہ مہیا ہونے کے باوجود صرف لنگی یا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره أن يصلي في إزارٍ واحدٍ أو في سراويل. قال رسول الله ﷺ: "لا يصلي أحدكم في الثوب الواحد ليس على عاتقه منه شيءٌ".** (بخاری شریف ٥٢/١ حدیث: ٣٥٩، حلبی کبیر پاکستان ٣٤٨، بدائع الصنائع ٥١٥/١)

کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھنا

تمام بدن کو ایک لمبی چادر سے اس طرح لپیٹ لیا کہ ہاتھ نکالنے کا بھی موقع نہیں رہا تو اس ہیئت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره اشتمال الصماء وظاهر التعليل بالنهي أن الكراهة تحريمية كما في نظائره.** (شامی زکریا ٤٢٣/٢، بدائع ٥١٤/١، خانية ١١٩/١، عالمگیری ١٠٦/١)

رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرأت کرنا

نماز میں قرآنِ کریم صرف قیام کی حالت میں پڑھنا جائز ہے، دیگر افعال مثلاً رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ویکرہ إتمام القراءۃ راکعاً والقراءۃ فی غیر حالة القیام.** (شامی زکریا ۲/ ٤٢٥، بدائع الصنائع ١/ ٥١١)

نماز میں پنکھا جھلنا

نماز پڑھتے ہوئے نمازی کو خود دو ایک مرتبہ پنکھا جھلنا مکروہ تحریمی ہے۔ (اور اگر مسلسل پنکھا جھلتا رہا تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی) **ویکرہ أن یروح بثوبه أو بمروحةٍ لأنه عملٌ کثیرٌ.** (کبیری ٣٤٤، عالمگیری ١/ ١٠٧، بدائع الصنائع ١/ ٥٠٧، حاشیة الطحطاوي ٣٥٣)

امام سے پہلے ارکان ادا کرنا

جماعت کی نماز میں مقتدی کا امام سے پہلے ارکانِ نماز ادا کرنا ممنوع اور مکروہ ہے۔ احادیثِ شریفہ میں فرمایا گیا ہے کہ: ''ایسی حرکت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ گدھے کی صورت میں مسخ کرسکتا ہے''، اس لئے اس جلد بازی سے احتراز لازم ہے۔ **وکرہ رفع الرأس ووضعه قبل الإمام.** (شامی زکریا ٢/ ٤٢٥) **قال رسول اللّٰه ﷺ: ''أما یخشی أحدکم إذا رفع رأسه قبل الإمام أن یجعل اللّٰه رأسه رأس حمارٍ''.** (بخاری شریف ١/ ٩٦ حدیث: ٦٨٢، مراقی الفلاح ١٨٩، حاشیة الطحطاوي ٣٤٥، بدائع ١/ ٥١١)

غسل خانہ، بیت الخلاء وغیرہ میں نماز پڑھنا

بیت الخلاء، غسل خانہ اور ہر ایسی جگہ جہاں نجاست کا شبہ ہو وہاں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **وکرہ الصلاۃ فی مظان النجاسة کمقبرةٍ وحمامٍ.** (شامی زکریا ٢/ ٤٢٥، کبیری ٣٤٩)

قبرستان میں نماز پڑھنا

قبرستان میں اس طرح نماز پڑھنا کہ قبریں سامنے ہوں مکروہ تحریمی ہے؛ البتہ اگر قبریں

سامنے نہ ہوں تو کراہت نہیں۔ **لأن رسول الله ﷺ نهى أن يصلى فى سبعة مواطن فى المزبلة والمجزرة والمقبرة الخ.** (طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱۹٦، حاشية الطحطاوي ۳٥٦)

بیچ راستہ میں نماز پڑھنا

چلتے ہوئے راستہ پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔(اس لئے راستہ سے الگ ہٹ کر نماز کی نیت باندھنی چاہئے؛ تاکہ گذرنے والوں کو خلل نہ ہو) **لأن الصلاة في نفس الطريق أى طريق العامة مكروهة بسترةٍ وبدونها، وظاهره أن الكراهة للتحريم.** (شامی زکریا ۲/٤٠٤)

درمیان سے سر کھول کر نماز پڑھنا

سر پر کوئی رومال وغیرہ اس طرح باندھا کہ بیچ سر کا حصہ کھلا رہا (جسے عربی میں اعتجار کہتے ہیں) اس ہیئت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره الاعتجار (درمختار) لنهى النبى ﷺ عنه وهو شد الرأس أو تكوير عمامته على رأسه وترك وسطه مكشوفا الخ. وكراهته تحريمية أيضاً لما مر.** (شامی ۲/٤۲۳، بدائع ۱/٥٠٧، هندية ۱/١٠٦، خانية ۱/١١٨)

صرف پیشانی پر سجدہ کرنا

بلا کسی عذر کے ناک کو چھوڑ کر صرف پیشانی پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره الاقتصار على الجبهة فى السجود بلاعذر تحريماً.** (مراقی الفلاح ۱۹٦، حاشية الطحطاوي ۳٥٦)

مرد کا زمین سے چپک کر سجدہ کرنا

سجدہ کی حالت میں مرد کا کہنیاں زمین پر ٹیکنا اور زمین سے چپک کر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ **وافتراش الرجل ذراعيه أى بسطهما فى حالة السجود الخ. والظاهر أنها تحريمية للنهى المذكور من غير صارف.** (شامی زکریا ۲/٤١١، البحر الرائق ۲/۲۳، خانية ۱/۱۱۸، حاشية الطحطاوي ۳٤٨) (البتہ عورت کے لئے افضل اور استر یہی ہے کہ وہ زمین سے چپک کر سجدہ کرے)

کسی آدمی کے چہرے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص سامنے قبلہ کی جانب پشت کر کے بیٹھا ہو اور اس کا رخ نمازی کی جانب ہو تو عین اس کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ اس میں خشوع وخضوع میں خلل پڑنے کا قوی اندیشہ ہے۔ **وکره صلاته إلى وجه إنسان والظاهر أنها كراهة تحريم.** (شامی زکریا ۲/۴۱۱، البحر الرائق ۲/۵۶، عالمگیری ۱/۱۰۸)

نماز میں بلا آواز ہنسنا

نماز میں آواز کے بغیر ہنسنا مکروہ تحریمی ہے (اور اگر آواز نکل جائے تو نماز حتی کہ بعض صورتوں میں وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے) **عن سهل بن معاذ رفعه: ''الضاحك في الصلاة والملتفت والمفرقع أصابعه بمنزلةٍ واحدةٍ.** (البحرالرائق کراچی ۲/۲۰)

نماز میں آسمان کی جانب نگاہ اٹھانا

نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔ **وذكر الشارح أنه يكره رفع بصره إلى السماء لقوله** ﷺ: **"ما بال أقوام يرفعون أبصارهم إلى السماء في الصلاة".** (بخاری شریف ۱/۱۰۳ حدیث: ۷۴۱، البحر الرائق کراچی ۲/۲۲)

ترتیب کے خلاف قرأت کرنا

اگر نماز کی دوسری رکعت میں پہلی رکعت میں پڑھی گئی سورت سے پہلی سورت پڑھی تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا۔ **ويكره قراءة سورة فوق التي قرأها. قال ابن مسعود** رضی اللہ عنہ: **''من قرأ القراٰن منكوساً فهو منكوسٌ''.** (طحطاوی علی المراقی ۱۹۳)

پچھلی صف میں تنہا کھڑا ہونا

اگر جماعت ہو رہی ہے اور اگلی صف میں جگہ خالی ہے، پھر بھی کوئی شخص پچھلی صف میں تنہا

کھڑا ہوگیا تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا، اسے چاہئے کہ اگلی صف میں پہنچ جائے۔ **وقدمنا كراهة القيام في صف خلف صف فيه فرجة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۳۱٦) **هل الكراهة فيه تنزيهية أو تحريمية؟ ويرشد إلى الثاني قوله** عليه السلام: **"ومن قطعه قطعه الله".** **أبوداؤد شريف ۹۷/۱ بلفظ من قطع صفاً قطعه الله.** (شامی زکریا ۲/ ۳۱۲، عالمگیری ۱/ ۱۰۷، شرح وقایة ۱/ ۱٦۸، بدائع الصنائع ۱/ ۵۱۲، مجمع الانهر ۱/ ۱۳۵، خانیة ۱/ ۱۱۹)

امام کا بلند مقام پر کھڑے ہوکر امامت کرنا

جماعت کی نماز میں اگر امام اکیلا بلند مقام (ایک فٹ یا اس سے زائد) پر کھڑا ہو تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا۔ **وكره انفراد الإمام على الدكان. للنهي وهو ما أخرجه الحاكم أنه عليه الصلاة والسلام: "نهى أن يقوم الإمام فوق ويبقى الناس خلفه". (بمعناه دارقطني ۱۹۷، مطبوعه فاروقي دهلي) وعللوه بأنه تشبه بأهل الكتاب، والحديث يقتضي أنها تحريمة.** (شامی زکریا ۲/ ٤۱۵، البحر الرائق ۲/ ٤۷، عالمگیری ۱/ ۱۰۸)

امام کا آنے والے کے لئے قرأت یا رکوع لمبا کرنا

اگر امام نے کسی آنے والے نمازی کو پہچان لیا اور اس کی خاطر قرأت یا رکوع وغیرہ لمبا کیا تو مکروہ تحریمی ہے، اور اگر بغیر پہچانے لمبا کیا تو کوئی قباحت نہیں؛ لیکن اتنا زیادہ لمبا نہ کرے کہ نمازی اکتا جائیں اور لوگوں کو پریشانی ہو۔ **وكره تحريما إطالة ركوع أو قرأة لإدراك الجائي أي إن عرفه وإلا فلا بأس به، وقال الشامي: لكن يطول مقدار ما لا يثقل على القوم بأن يزيد تسبيحة أو تسبيحتين على المعتاد.** (در مختار مع شامی زکریا ۲/ ۱۹۸، شامی بیروت ۲/ ۱۷۵)

مکروہاتِ تنزیہیہ

اشارے سے سلام کا جواب دینا

نماز کے دوران ہاتھ یا سر کے اشارے سے (زبان ہلائے بغیر) سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ **ویکره رد السلام بیده أو برأسه.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۱۱، مجمع الانہر ۱/ ۱۲۵) (اور اگر زبان سے جواب دے گا تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی)

بلاعذر چارزانو بیٹھنا

نماز میں کسی عذر کے بغیر قعدہ میں چارزانو بیٹھنا مکروہ ہے؛ بلکہ حتی الامکان مسنون ہیئت ہی پر بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ **وکره التربع تنزيهاً لترک الجلسة المسنونة بغير عذر.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۱۲، عالمگیری ۱/ ۱۰۶، خانیة ۱/ ۱۱۸، مجمع الانہر ۱/ ۱۲۵)

ایک پیر پر زور دے کر کھڑے ہونا

نماز میں قیام کی حالت میں ایک پیر پر زور دے کر کھڑا ہونا مکروہ ہے، دونوں پیروں پر برابر وزن ہونا چاہئے۔ **ویکره القیام علی أحد القدمین فی الصلاة بلا عذر.** (شامی زکریا ۲/ ۴۳۱)

ایڑیوں پر بیٹھنا

قعدہ اور جلسہ میں ایڑیوں کے بَل بلاعذر بیٹھنا مکروہ ہے۔ **وأما نصب القدمین والجلوس علی العقبین فمکروه فی جمیع الجلسات.** (شامی زکریا ۲/ ۴۱۱)

نوافل میں پہلی رکعت کو زیادہ طویل کرنا

سنن ونوافل میں دونوں رکعتوں میں قرأت کا اندازہ یکساں رہنا چاہئے؛ لہٰذا اگر مقدار

میں زیادہ فرق ہوجائے تو یہ عمل مکروہ ہوگا۔ **ویکرہ تطویل الرکعة الأولی علی الرکعة الثانیة فی التطوع.** (حلبی کبیر جدید ۳۵۵، خانیة ۱۱۹/۱)

دوسری رکعت کو پہلی سے طویل کرنا

کسی بھی نماز میں خواہ نفل ہو یا فرض دوسری رکعت میں قرأت کی مقدار پہلی رکعت سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے ورنہ کراہت لازم آئے گی۔ **ویکرہ تطویل الرکعة الثانیة علی الرکعة الأولٰی فی جمیع الصلوات.** (حلبی کبیر جدید ۳۵۶، خانیة ۱۱۹/۱)

ننگے سر نماز پڑھنا

ننگے سر نماز پڑھنا اگر محض سستی کی وجہ سے ہے تو مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر تکبّر کی وجہ سے ہے (جیسا کہ آج کل بعض لوگوں نے ننگے سر نماز پڑھنا اپنا فیشن؛ بلکہ شعار بنالیا ہے، حتی کہ ٹوپی ہوتے ہوئے بھی ٹوپی باقاعدہ اتار کر نماز پڑھتے ہیں) تو یہ عمل قابلِ مذمت اور مکروہ تحریمی ہے؛ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ عام حالات میں سر ڈھک کر نماز ادا فرمائی ہے، ننگے سر نہیں پڑھی۔ **وکرہ صلاته حاسراً أی کاشفاً رأسه للتکاسل.** (در مختار مع الشامی زکریا ۴۰۷/۲، عالمگیری ۱۰۶/۱، مجمع الانهر ۱۲۴/۱)

تسبیحات کا شمار انگلیوں پر کرنا

نماز کے دوران آیات یا تسبیح کو انگلیوں پر شمار کرنا مکروہ ہے، اگر ضرورت ہو تو باقاعدہ شمار کرنے اور انگلیوں کو حرکت دینے کے بجائے ایک ایک انگلی اپنی جگہ رہتے ہوئے دبایا جائے، اس طرح مقصد حاصل ہوجائے گا اور کوئی کراہت بھی نہ رہے گی۔ **وکرہ تنزیهاً عد الأي والسور والتسبیح بالید فی الصلاة مطلقاً.** (درمختار مع الشامی زکریا ۴۲۰/۲، تاتارخانیة ۱۶۴/۱)

نامناسب کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

نماز کے وقت صاف ستھرا لباس پہننا چاہئے، اگر نامناسب کپڑوں میں نماز پڑھ لی تو نماز تو

ہوجائے گی (بشرطیکہ کپڑے پاک ہوں) لیکن کراہت ہوگی۔ **وکره صلاته في ثياب بذلة يلبسها في بيته. (درمختار) قال الشامي: ولا يذهب به إلى الأكابر الخ. والظاهر أن الكراهة تنزيهيةٌ.** (شامی زکریا ۲/۴۰۷، مجمع الانہر ۱/۱۲۴، عالمگیری ۱/۱۰۷)

نماز میں سینہ آگے نکال کر اکڑ کر کھڑا ہونا

نماز کی حالت میں انتہائی عاجزی اور خشوع وخضوع کا اظہار ہونا چاہئے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص سینہ آگے نکال کر اکڑ کے کھڑا ہوگا تو یہ سخت بے ادبی اور کراہت کی بات ہوگی۔ **ويكره التمطي وهو مد يديه وابداء صدره لأنه من سوء الأدب.** (مجمع الانہر ۱/۱۲۴، عالمگیری ۱/۱۰۷، مجمع الانہر ۱/۱۲۴)

نماز میں جان بوجھ کر خوشبو سونگھنا

نماز پڑھتے ہوئے قصداً خوشبو سونگھنا (مثلاً معطر روئی کا پھایا ناک پر لگانا) مکروہ ہے؛ لیکن اگر کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو جہاں خوشبو موجود ہے اور وہ خوشبو اسے نماز میں محسوس ہو رہی ہے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ **ويكره شمّ طيب قصداً لأنه ليس من فعل الصلاة.**

(طحطاوی علی المراقی ۱۹۴، صغیری ۱۸۸، حاشية الطحطاوي ۳۵۲)

نماز میں بلا ضرورت جوں یا مچھر وغیرہ مارنا

نماز پڑھتے ہوئے جوں نظر آئی، یا مچھر دکھائی دیا اور اسے فوراً مسل دیا (اگر چہ ابھی اس نے اذیت نہ دی تھی) تو یہ عمل مکروہ ہوگا، اور اگر اذیت کی وجہ سے مچھر وغیرہ مارے تو کوئی کراہت نہیں۔ **ويكره كل عملٍ قليلٍ بلا عذر كتعرض لقمّلة قبل الأذى.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۴۲۳، عالمگیری ۱/۱۰۹، خانیة ۱۱۸)

نماز میں کندھا کھلا رکھنا

نماز میں دونوں کندھوں کا ڈھکنا مستحب ہے؛ لہٰذا جو شخص ایک یا دونوں کندھے کھول کر نماز

پڑھے گا وہ کراہت کا مرتکب ہوگا۔ (بعض لوگ حالتِ احرام میں طواف کی سنت پڑھتے وقت بھی کندھا کھلا رکھتے ہیں یہ عمل مکروہ ہے، طواف ختم کرتے ہی کندھے ڈھک لینے چاہئیں) **ویکره جعل الثوب تحت إبطه الأيمن وطرح جانبيه على عاتقه الأيسر أو عكسه لأن ستر المنكبين مستحبٌ في الصلاة.** (طحطاوی علی المراقی ۱۹۳)

نماز میں جمائی لینا

نماز میں بالقصد جمائی لینا مکروہ ہے، اگر خود بخود جمائی آئے تو اسے حتی الامکان روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ **ویکره التثاؤب لأنه من التكاسل والامتلاء.** (طحطاوی علی المراقی ۱۹٤، هندية ۱۰۷/۱)

نماز میں آنکھیں بند رکھنا

دورانِ نماز آنکھیں بلا عذر بند رکھنا مکروہ ہے؛ لیکن اگر توجہ اور یکسوئی حاصل کرنے کے لئے آنکھیں بند کرے تو اس کی گنجائش ہے۔ **وتغميض عينيه للنهي إلا إذا قصد قطع النظر عن الأغيار والتوجه إلى جناب الملك الستار.** (مجمع الانهر ۱۲٤/۱، درمختار زکریا ٤۱۳/۲)

بلا شدید عذر کے تھوکنا یا ناک سنکنا

نماز پڑھتے ہوئے تھوکنا یا بلا شدید ضرورت کے ناک سنکنا مکروہ ہے۔ **ویکره التنخم. قال الشاميؒ: هو إخراج النخامة بالنفس الشديد لغير عذر.** (در مختار مع الشامی ٤۲۳/۲) **ویکره أن يرمي ببزاقه.** (حلبی کبیر ۳۵٦)

بلا ضرورت پسینہ صاف کرنا

نماز کے دوران بلا شدید ضرورت کے پسینہ پوچھنا مکروہ ہے۔ **ویکره أن يمسح عرقه.** (حلبی کبیر ۳۵۷)

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا

امام صاحب محراب میں اس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں قدم داخل محراب ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے؛ البتہ اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو مکروہ نہیں، نیز نمازیوں کے ازدحام اور جگہ کی تنگی کے سبب امام کو مجبوراً اندرونِ محراب کھڑے ہونے کی نوبت آئے تو مکروہ نہیں ہے۔ **ویکره قیام الإمام بجملته فی المحراب لا قیامه خارجه وسجوده فیه (إلی قوله) وإذا ضاق المکان فلا کراهة.** (مراقی الفلاح هامش الطحطاوی ۱۹۸، درمختار علی الشامی زکریا ۲/ ۴۱۴، درمختار مع الشامی بیروت ۲/۳۵۷، مجمع الانهر ۱/۱۲۵، حاشیة الطحطاوي ۳۶۰)

تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھوں کو کانوں سے نیچے یا اوپر کرنا

تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے مردوں کو کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں، اگر صرف ہاتھ کندھوں سے نیچے ہی تک اٹھائے یا کانوں سے بھی اوپر تک اٹھالئے تو یہ عمل مکروہ ہوگا۔ **ویکره مجاوزة الیدین الأذنین وجعلهما تحت المنکبین.** (طحطاوی ۱۸۹، صغیری ۱۹۵)

بھوک کے وقت کھانا سامنے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا

بھوک زور کی لگ رہی ہو اور کھانا سامنے موجود ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (بشرطیکہ وقت میں گنجائش ہو؛ لہٰذا اگر وقت تنگ ہورہا ہو تو بہر حال اولاً نماز ادا کی جائے گی) **ولذلک کرهت الصلاة بحضرة طعام تمیل إلیه نفسه.**

(شامی زکریا ۲/ ۴۲۵، صغیری ۱۹۵)

رکوع میں سر کو برابر نہ رکھنا

رکوع کرتے وقت سر کو پیٹھ کے بالکل برابر رکھنا چاہئے، اس کے برخلاف کرے گا تو کراہت کا مرتکب ہوگا۔ **ویکره أن یرفع رأسه أو ینکسه وهو فی الرکوع.**

(حلبی کبیر جدید ۳۴۹)

سجدہ میں جاتے ہوئے مستحب ترتیب کے خلاف کرنا

سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے زمین پر ٹکنے چاہیئے ،اس کے بعد ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں اور سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ پہلے اور گھٹنے بعد میں اٹھائے۔ اگر اس ترتیب کے خلاف کیا تو کراہت کا ارتکاب ہوگا۔ **ویکره وضع الید علی الأرض قبل وضع الرکبة إذا سجد ورفعها أی رفع الرکبة قبلها أی قبل رفع الید إذا أقام من السجود.** (حلبی کبیر جدید ۳۴۶)

تکبیراتِ انتقالیہ کب تک پوری کرلی جائیں؟

تکبیراتِ انتقالیہ میں اس کا خیال رہے کہ منتقلی کا عمل شروع ہوتے ہی **الله أکبر** یا **سمع الله لمن حمده** شروع کردیں اور اسے پورے عمل کے اختتام تک باقی رکھیں ،اگر عجلت یا تاخیر کردی اور دوسرے رکن میں جانے کے بعد **الله أکبر** کا کلمہ زبان سے نکلا تو کراہت لازم آئے گی۔ **ویکره أن یأتی بالأذکار المشروعة في الانتقالات بعد تمام الانتقال.** (حلبی کبیر جدید ۳۵۷)

دوسرے کی زمین پر بلا اجازت نماز پڑھنا

کسی دوسرے شخص کی زمین پر اس کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **وتکره فی أرض الغیر بلا رضاه.** (مراقی الفلاح: ۱۹۷)

اپنی پگڑی یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کرنا

اپنی پیشانی براہِ راست زمین یا اس کے قائم مقام چیز پر ٹیکنی چاہیئے، اگر عمامہ کے پیچ یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کیا تو مکروہ ہوگا۔ **ویکره أن یسجد علی کور عمامته.** (حلبی کبیر جدید ۳۵۱)

نیت باندھتے وقت بائیں ہاتھ کو اوپر رکھنا

قیام کی حالت میں نیت باندھتے وقت دایاں ہاتھ اوپر رکھنا مسنون ہے، اگر اس کے برخلاف بایاں ہاتھ اوپر رکھا تو مکرہ ہوگا۔ **ویکره ترک وضع الیمین علی الیسار حال**

القيام. (طحطاوى ١٩٤)

نماز پڑھنے کے دوران کوئی لکھی ہوئی چیز پڑھ لینا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے کوئی کتبہ لگا ہوا تھا یا کوئی کتاب کھلی ہوئی رکھی تھی، جس پر اس نمازی کی نظر پڑ گئی اور اس نے اسے پڑھ لیا اور سمجھ لیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی؛ البتہ قصداً اس طرح پڑھنا مکروہ ہے۔ **ولا يفسدها نظره إلى مكتوب وفهمه، ولو مستفهما وإن كره. (در مختار) أي لاشتغاله بما ليس من أعمال الصلاة، وأما لو وقع عليه نظره بلا قصد وفهمه فلا يكره.** (شامی بیروت ٣٤٢/٢، زکریا ٣٩٨/٢، بدائع الصنائع ٥٤٣/١، هداية ١٣٨/١، حاشية الطحطاوي ٣٤١)

لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا حکم

جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ امام کی عین آواز ہی بلند ہو کر لوگوں تک پہنچتی ہے؛ لہٰذا نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ بلاضرورت استعمال کرنا مناسب نہیں ہے؛ کیوں کہ ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا مطلقاً خلافِ اولیٰ ہے۔ **بأن الإمام إذا جهر فوق الحاجة فقد أساء والإسائة دون الكراهة ولا توجب الإفساد.** (شامی کراچی ٥٨٩/١، آلاتِ جدیده ٥٩، فتاویٰ عثمانی ٥٥٤/١، إمداد الفتاویٰ ٨٤٠/١-٨٤٧، جواهر الفقه ٩٩/٥ -١٠٢، فتاویٰ محموديه ميرٹھ ١٦٣/١١)

○❖○

نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں

نماز میں گفتگو کرنا

نماز کے ارکان کی تکمیل سے قبل کوئی خارجی کلمہ زبان سے نکل گیا خواہ غلطی سے ہو یا بھول سے، معنی دار ہو یا مہمل، بہرصورت نماز فاسد ہو جائے گی۔ **ویفسدها التكلم الخ، عمده وسهوه قبل قعوده قدر التشهد سيان وسواء كان ناسيا أو نائماً أو جاهلا أو مخطئاً أو مكرهاً هو المختار.** (درمختار مع الشامي زكريا ٢/٠ ٣٧، مراقي الفلاح الطحطاوي ١٧٥، بدائع الصنائع ١و١٨ ٥، شرح الوقاية ١٦٣/١، حاشية الطحطاوي ٣٢١)

نماز میں دنیوی ضرورت والے الفاظ سے دعا مانگنا

نماز پڑھتے ہوئے اگر ادعیہ ماثورہ کے علاوہ دعا میں ایسے الفاظ استعمال کئے جو غیر اللہ سے بھی کئے جا سکتے ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی، مثلاً یہ کہا کہ: ”اے اللہ! مجھے فلاں کپڑا پہنا دے یا میر افلانی عورت سے نکاح کرا دے“ وغیرہ۔ **والدعاء بما يشبه كلامنا نحو اللّٰهم ألبسني ثوب كذا أو أطعمني كذا أو أقض ديني أو أرزقني فلانة على الصحيح لأنه يمكن تحصيله من العباد.** (مراقي الفلاح) **وفي الطحطاوي: وذكر في البحر عن المرغيناني ضابطاً: فقال الحاصل أنه إذا دعا في الصلاة بما جاء عن القرآن أو في الماثور لاتفسد صلاته، وإن لم يكن في القرآن أو الماثور فإن استحال طلبه من العباد لا يفسد وإلّا يفسد.**

(طحطاوي ١٧٦، درمختار مع الشامي زكريا ٣٧٧/٢، شرح الوقاية ١٦٤/١، حاشية الطحطاوي ٣٢١)

نماز میں سلام کرنا

نماز پڑھتے ہوئے کوئی شخص سامنے نظر آیا اور نمازی نے اسے زبان سے سلام کر لیا تو نماز

فاسد ہوگئی، اگرچہ بھول کر ہی سلام کیا ہو۔ **بخلاف السلام علی إنسان الخ. فإنه يفسدها مطلقاً.** (درمختار ۲/ ۳۷۲، ومثله فی المراقی ۱۷۶، بدائع الصنائع ۱/ ۵٤٤، حاشية الطحطاوي ۳۲۲)

نماز میں سلام کا جواب دینا

نماز پڑھتے ہوئے سلام کا زبانی جواب دینے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؛ البتہ اگر ہاتھوں سے جواب دیا تو صرف کراہت لازم آئے گی نماز فاسد نہ ہوگی۔ **وردّ السلام ولو سهواً بلسانه لا بيده بل يكره على المعتمد.** (درمختار ۲/ ۳۷۳، طحطاوی ۱۷۶، بدائع ۱/ ۵٤٤، حاشية الطحطاوي ۳۲۲)

نماز میں مصافحہ کرنا

نماز کے دوران اگر کسی شخص سے مصافحہ کرلیا تو نماز فاسد ہوجائے گی؛ اس لئے کہ مصافحہ بھی کلام کرنے کے درجہ میں ہے۔ **ورد السلام بالمصافحة لأنه كلام معنى.** (مراقی الفلاح ۱۷۷، حلبی کبیر ٤٤٢، عالمگیری ۱/ ۹۸، حاشية الطحطاوي ۳۲۲)

نماز میں عملِ کثیر کرنا

نماز پڑھتے ہوئے ایسی حرکت کی کہ دیکھنے والا یہ سمجھا کہ یہ شخص نماز کی حالت میں نہیں ہے، مثلاً ٹوپی اتار کر دونوں ہاتھوں سے سر کھجانے لگا یا اچھل کود کرنے لگا، تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر معمولی حرکت کی مثلاً ایک ہاتھ سے کھجالیا یا دامن درست کرلیا یا ایک ہاتھ سے موبائل کا بٹن بند کردیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ **ويفسدها العمل الكثير لا القليل، والفاصل بينهما أن الكثير هو الذی لا يشک الناظر لفاعله أنه ليس فی الصلاة، وإن اشتبه فهو قليل على الأصح. (مراقی الفلاح) وقال الطحطاوی: كذا فی التبيين وهو قول العامة وهو المختار وهو الصواب كما فی المضمرات.** (طحطاوی ۱۷۷، حلبی کبیر ٤٤١، بدائع الصنائع ۱/ ۵۵۳، حاشية الطحطاوي ۳۲۲)

دورانِ نماز جیب سے موبائل نکال کر سوئچ بند کرنا

جیب سے باقاعدہ موبائل نکال کر سوئچ بند کرنے کا عمل مفسد صلاۃ ہے؛ کیوں کہ اسے دیکھ کر

یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے، اور ایسے عمل کو فقہی اصطلاح میں عمل کثیر کہتے ہیں، جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ **ویفسدها کل عمل کثیر لیس من أعمالها ولا لإصلاحها وفیه أقوال خمسة: أصحها ما لا یشک الناظر في فاعله أنه لیس فیها، وفي الشامیة: الثالث: الحرکات الثلاث المتوالیة کثیر وإلا فقلیل.** (درمختار مع الشامي زکریا ۲/ ۲۸۵)

ویفسدها العمل الکثیر لا القلیل والفاصل بینهما أن الکثیر هو الذي لا یشک الناظر لفاعله أنه لیس في الصلاة. (طحطاوي علی مراقی الفلاح ۳۲۲، شامی زکریا ۲/ ۲۸۵)

نماز میں سینہ قبلہ سے پھیرنا

نماز پڑھتے ہوئے اگر سینہ قبلہ سے پھیرلیا تو نماز فاسد ہوجائے گی؛ لیکن دو حالتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، ایک یہ کہ نماز پڑھتے ہوئے حدث لاحق ہوجائے اور آدمی طہارت کے لئے صف چھوڑ کر جائے، دوسرے یہ کہ نماز خوف میں دورانِ نماز نقل وحرکت کرے کہ یہ دونوں حالتیں مفسد نماز نہیں ہیں۔ **یفسدها تحویل الصدر عن القبلة لترکه فرض التوجه إلا لسبق حدثٍ أو لاصطفاف حراسة بإزاء العدو فی صلاة الخوف.** (مراقی الفلاح ۱۷۷، حلبی کبیر ٤٥١ حاشیة الطحطاوي ۳۲۳)

نماز کے دوران کھانا پینا

نماز پڑھتے ہوئے اگر کوئی معمولی سے معمولی چیز بھی منہ میں ڈال کر نگل لی تو نماز فاسد ہو جائے گی، حتی کہ اگر دورانِ نماز منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور بارش یا شبنم کا کوئی قطرہ منہ میں گر کر نگل گیا تو بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ **وکذا أکله وشربه مطلقاً ولو سمسمة ناسیاً (درمختار) ومثله ما أوقع فی فیه قطرة مطر فابتلعها.** (شامی زکریا ۲/ ۳۸۲، مراقی الفلاح ۱۷۷، البحر الرائق ۲/ ۱۱، بدائع الصنائع ۱/ ٥٥٤، حاشیة الطحطاوي ۳۲۳)

دانت میں اٹکی ہوئی چیز کو نگلنا

اگر دانت میں غذا اٹکی رہ گئی اور وہ چنے کے برابر ہے تو اس کے نگلنے سے نماز فاسد ہوجائے

گی۔اسی طرح اگر وہ چنے سے چھوٹی ہومگر اتنی سخت ہو کہ اسے دانت سے چبانا پڑے تو بھی نماز فاسد ہوجائے گی،اور اگر معمولی سی شئ ہو جو محض زبان پھیرنے سے تھوک کے ساتھ حلق میں چلی جائے تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ **ویفسدها أكل ما بين أسنانه إن كان كثيراً وهو أی الكثير قدر الحمّصة ولو بعمل قليل لإمكان الاحتراز عنه، بخلاف القليل بعمل القليل لأنه تبع لريقه وإن كان بعمل كثير فسد بالعمل.** (مراقی) **وقال الطحطاوی: كان مضغه مرات.** (طحطاوی علی المراقی ۱۷۷، عالمگیری ۱/۱۰۲، بدائع ۱/٤٥٥، حاشية الطحطاوي ۳۲٤)

بلا عذر کھنکھارنا

اگر کسی عذر کے بغیر کھنکھارایا کھانسا اور اس سے کسی حرف کی آواز منہ سے نکل گئی تو نماز فاسد ہوجائے گی؛ (البتہ اگر بلغم آنے کی وجہ سے کھنکھارنا ناگزیر ہوجائے یا آواز اچھی کرنے کے لئے کھنکھارے یا بے اختیار کھانسی آجائے وغیرہ، تو نماز میں کوئی خرابی نہ آئے گی) **ويفسدها التنحنح بلا عذر لما فيه من الحروف وإن كان لعذر لمنعه البلغم من القراءة لا يفسد.** (المراقی) **وفی الطحطاوی: وكذا السعال يفسد إذا حصل به حروف بلا ضرورة.** (حاشية الطحطاوي على المراقي ۳۲٤، درمختار ۲/۳۷٦) **وقال بعضهم: إن تنحنح لتحسين الصوت لا يفسد لأن ذٰلک سعي فی أداء الركن وهو القراءة علی وصف الكمال.** (بدائع الصنائع ۱/۵۳۹)

نماز پڑھتے ہوئے زور سے پھونک مارنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے آواز سے پھونکا، یا اُف یا تف کی آواز منہ سے نکالی تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ **والتافيف كنفخ التراب والتضجر.** (مراقی) **وفی الطحطاوی: والتافيف إذا كان مسموعاً، والتافيف أن يقول: "اُف" أو "تف" لنفخ التراب أو التضجر.** (حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۲٤، بدائع الصنائع ۱/۵۳۹، عالمگیری ۱/۱۰۱)

نماز میں رونا اور کراہنا

نماز کے دوران تکلیف کی وجہ سے جان بوجھ کر کراہنا، یا غم کی وجہ سے قصداً رونا مفسد نماز ہے؛ البتہ اگر سخت تکلیف کی بنا پر بے اختیار آواز نکل جائے، یا جنت وجہنم کے تصور سے رقت طاری ہو جائے تو مفسد نہیں۔ **والبکاء بصوت یحصل به حروف لوجع أو مصیبة قید الأربعة إلا لمریض لا یملک نفسه عن أنین وتاؤه الخ، لا لذکر جنة ونار.** (در مختار ۳۷۸/۲) **ومحل الفساد به عند حصول الحروف إذا أمکنه الامتناع عنه أما إذا لم یمکنه الامتناع عنه فلا تفسد به عند الکل.** (حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۵، عالمگیری ۱۰۰/۱، بدائع ۵٤٠/۱)

چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہہ کر جواب دینا

نماز کے دوران کسی شخص کی چھینک کی آواز سن کر اگر جواب میں یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔ **ویفسدها تشمیت الخ، عاطس بیرحمک الله.**

(مراقی الفلاح ۱۷۸، درمختار ۳۷۸/۲)

کلماتِ ذکر کو عام گفتگو کی جگہ استعمال کرنا

نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص نے کوئی خوش کن خبر سنی پھر "الحمد للہ" کہہ دیا، یا غم کی بات سنی تو "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھ دیا یا کسی مشرک کے سوال کے جواب میں "لا الٰہ الا اللہ" پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوگئی؛ اس لئے کہ یہ کلمات عام گفتگو کے معنی میں استعمال کئے گئے۔ **وجواب مستفهم عن نادٍ بلا اٰله إلا اللّٰه وخبر سوء بالاسترجاع وسار بالحمد للّٰه.** (نور الایضاح مع المراقی ۱۱۹)

دورانِ نماز چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا

اگر نماز میں کسی کو چھینک آجائے اور اس نے الحمد للہ کہہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی؛ اس لئے

کہ یہ کلمہ جواب کے لئے نہیں؛ بلکہ ثواب کے حصول کے لئے استعمال ہوا ہے۔ **ولو قال: الحمد للّٰہ فمن العاطس نفسہ لا تفسد وکذا من غیرہ إن أراد الثواب اتفاقاً.**

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۵-۳۲۶، بدائع الصنائع ۱/۵۴۱)

قرآنِ کریم کی کسی آیت کو جواب کی جگہ استعمال کرنا

اگر نماز کے دوران قرآن کی کوئی آیت کسی سوال کرنے والے کے جواب میں استعمال کی تو نماز فاسد ہوگئی، مثلاً کسی شخص نے کمرے میں اندر آنے کی اجازت مانگی اور نمازی نے نماز ہی میں زور سے یہ آیت پڑھ دی: ﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ آمِنِيْنَ﴾ یا ملازم نے پوچھا کہ کھانا لے آؤں تو یہ آیت پڑھ دی: ﴿آتِنَا غَدَاءَ نَا﴾ وغیرہ؛ اس لئے کہ یہاں آیاتِ قرآنیہ کو گفتگو کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ **ویفسدها کل شيء من القرآن قصد به الجواب، کـ ﴿يَا يَحْيىٰ خُذِ الْكِتٰبَ﴾ لمن طلب کتاباً ونحوہ.** (مراقی الفلاح ۱۷۸، درمختار ۱/۳۸۰، حلبی کبیر ۴۵۱، فتح القدیر ۱/۳۹۹)

تیمّم کرکے نماز پڑھنے والا دورانِ نماز پانی پر قادر ہوگیا

جس شخص نے پانی ناپید ہونے کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے تیمّم کرکے نماز شروع کی تھی، اگر وہ نماز کے دوران پانی کے حصول پر قادر ہوگیا یا اس کا عذر زائل ہوگیا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **ویفسدها رؤیة متیمم الخ، ماءً قدر علی استعماله قبل قعودہ قدر التشهد الخ أو کذا تبطل بزوال کل عذر أباح التیمم.** (مراقی الفلاح ۱۲۰، درمختار زکریا ۲/۳۶۱، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۶)

اَن پڑھ شخص نے دورانِ نماز کوئی آیت سیکھ لی

اگر کسی اَن پڑھ شخص نے اپنی نماز شروع کی پھر نماز کے دوران ہی وہ کم از کم ایک آیت پڑھنے اور یاد کرنے پر قادر ہوگیا، تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ و **(یفسدها) تعلم الأمي**

آیة. (مراقی الفلاح ۱۷۹، درمختار زکریا ۳٦۱/۲، بدائع الصنائع ٥٤٦/۱، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۷)

دورانِ نماز موزوں پرمسح کی مدت پوری ہوگئی

اگرنماز پڑھتے ہوئے موزوں پرمسح کی مدت پوری ہوگئی یا معمولی سی حرکت سے کوئی موزہ اتر گیا تو نماز فاسد ہوجائے گی (بشرطیکہ وہاں پانی دستیاب ہو اور تیمّم کے جواز کا کوئی عذر موجود نہ ہو) **وکذلک تمام مدة ماسح الخف وتقدم بیانها وکذا نزعه إلی الخف ولو بعمل یسیر.** (مراقی الفلاح ۱۷۹، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۷) **ومضی مدة مسحه إن وجد ماءً ولم یخف تلف رجله من برد وإلا فیمضی.** (در مختار زکریا ۳٦۱/۲، مجمع الانہر ۱/۱۱٥)

ننگے شخص کو کپڑا میسر آگیا

اگرکسی شخص نے کپڑا دستیاب نہ ہونے کی بنا پر ننگے ہونے کی حالت میں نماز شروع کی پھر اسے بقدرِ ستر کپڑا میسر آگیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی، اب کپڑا پہن کر دوبارہ نماز پڑھے۔ **ووجدان العاری ساتراً یلزمه الصلاة فیه.** (مراقی الفلاح ۱۷۹، درمختار زکریا ۳٦۲/۲)

اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنے والے کو قدرت حاصل ہوگئی

اگرکسی شخص نے کمزوری یا بیماری کی وجہ سے اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرلیا تھا پھر وہ دورانِ نماز رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہوگیا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اب ازسرِنو نماز پڑھے۔ **وقدرة المؤمی علی الرکوع والسجود لقوة باقیها (مراقی) وفی الطحطاوی: هٰذا یفید أن القدرة حصلت بعد رکوع وسجود بالإیماء فأما إذا حصلت قبل فعلهما أصلاً فلا بناء لضعیف علی قوی فی ذٰلک فلا تفسد.** (طحطاوی ۱۷۹،

مجمع الانہر ۱/۱۱۵، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۳۲۷)

صاحبِ ترتیب شخص کو فوت شدہ نماز یاد آ گئی

اگر کوئی شخص صاحبِ ترتیب ہو (یعنی اس کے ذمہ کوئی نماز پہلے کی قضا نہ ہو) اور اس نے وقت میں گنجائش کے باوجود بھول کر وقتیہ نماز کی نیت باندھ لی ہو، پھر نماز کے دوران اسے یاد آ جائے کہ اس پر تو پچھلی نماز بھی قضا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اب پہلے فوت شدہ نماز پڑھے اس کے بعد وقتیہ نماز ادا کرے۔ **وتذكر فائتة لذى ترتيب.** (نورالایضاح مع المراقی ۱۷۹، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

نـــــوٹ: مگر یہ فساد موقوف ہے، اگر آئندہ ۵؍ نمازوں کے وقت کے گذرنے کے اندر اس نے فوت شدہ نماز قضاء نہ کی تو اس درمیان پڑھی جانے والی سب نمازیں درست ہو جائیں گی۔ اور اگر ۵؍ نمازوں کے وقت کے اندر سابقہ فوت شدہ نماز قضا کر لی تو بقیہ نمازیں نفل بن جائیں گی اور اسے بالترتیب سب نمازیں ادا کرنی ہوں گی۔ **قال في المراقي: والفساد موقوف فإن صلى خمساً متذكراً لفائتة وقضاها قبل خروج وقت الخامسة بطل وصف ما صلاه قبلها وصار نفلاً وإن لم يقضها حتى خرج وقت الخامسة صحت وارتفع فسادها وفي الطحطاوي: لصيرورة الفائت ستاً بضميمة المتروكة أولا.** (طحطاوی علی المراقی ۱۸۰، شامی ۲/۵۲۴، مجمع الانہر ۱/۱۱۵، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

نااہل شخص کو نائب بنا دینا

اگر کسی امام نے دوران نماز عذر پیش آنے کی بنا پر اپنا نائب کسی ایسے شخص کو بنا دیا جو دیگر مقتدیوں کے لئے نااہل ہو مثلاً بالکل امی یا معذور شرعی ہو تو سب لوگوں کی نمازیں فاسد ہو جائیں گی۔ **واستخلاف من لا يصلح إماماً كأمي ومعذور.** (مراقی الفلاح ۱۸۰، درمختار ۲/۳۶۳، مجمع الانہر ۱/۱۱۵)

نماز پڑھتے ہوئے وقت نکل گیا

اگر فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج نکل آیا، یا عید کی نماز پڑھتے ہوئے زوالِ شمس ہوگیا، یا جمعہ پڑھنے کے دوران عصر کا وقت داخل ہوگیا وغیرہ، تو اس کی فرض نماز باقی نہ رہے گی؛ بلکہ دوبارہ پڑھنی ہوگی (البتہ اگر عصر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج غروب ہوگیا تو نمازِ عصر ادا سمجھی جائے گی) **وطلوع الشمس في الفجر لطر والناقص على الكامل وزوالها أي الشمس في صلاة العيدين ودخول وقت العصر في الجمعة.** (مراقی الفلاح ۱۸۰، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸) **وغروب، إلا عصر يومه فلا يكره فعله لأدائه كما وجب بخلاف الفجر.** (در مختار مع الشامی ۳۲/۲، ہدایة ۱۳۰/۱)

زخم درست ہوکر پٹی کھل گئی

اگر نماز پڑھتے ہوئے زخم ٹھیک ہوگیا اور پٹی یا پھایا کھل کر گر پڑا تو نماز فاسد ہوگئی؛ اس لئے کہ پٹی پر مسح کرنے کا عذر زائل ہوگیا (البتہ اگر زخم ٹھیک ہوئے بغیر پٹی کھل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی) **وسقوط الجبيرة عن برءٍ لظهور الحدث السابق (مراقی) قيد به لأنها لوسقطت لا عن برءٍ لا تفسد.** (طحطاوی ۱۸۰، شرح الوقایة ۱۶۰/۱، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

معذورِ شرعی کا عذر زائل ہوجانا

اگر کوئی معذور شخص لگاتار حدث میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے شرعی رخصت پر عمل کر رہا تھا (یعنی ایک ہی وضو سے پورے وقت میں نماز پڑھتا تھا) کہ نماز پڑھتے ہوئے اس کا عذر زائل ہوگیا یعنی پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی اس کا عذر پیش نہیں آیا، تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اسے نیا وضو کر کے نماز ادا کرنی ہوگی۔ **وزوال عذر المعذور بأن لم يعد في الوقت الثاني.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳۶۳/۲، مراقی الفلاح ۱۸۰، ہدایة ۱۳۰/۱، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

دورانِ نماز قصداً حدث کرنا

اگر نماز کے اندر جان بوجھ کر وضو توڑا یا جنابت پیش آ گئی تو نماز فاسد ہوگئی۔ **والحدث عمداً الخ، والإغماء والجنون والجنابة.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۰، بدائع الصنائع ۱/ ۵۱۹، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۹)

عورت کا مرد کے دائیں بائیں یا سامنے کھڑا ہونا

اگر کوئی مرد کسی عورت کے دائیں بائیں یا پیچھے اس کی سیدھ میں نماز پڑھے اور وہاں درج ذیل شرائط پائی جائیں تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) وہ عورت مشتہاۃ ہو، یعنی ۹ رسال سے زیادہ عمر کی ہو خواہ بڑھیا ہو یا محرم، سب کا حکم یہی ہے۔

(۲) مرد کی پنڈلی، ٹخنا یا بدن کا کوئی بھی عضو عورت کے کسی عضو کے بالمقابل پڑ رہا ہو۔

(۳) یہ سامنا کم از کم ایک رکن (تین تسبیح پڑھنے کے بقدر) تک برقرار رہا ہو۔

(۴) یہ اشتراک مطلق نماز میں پایا جائے یعنی نماز جنازہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

(۵) مرد وعورت دونوں ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوں۔

(۶) مرد وعورت کے نماز پڑھنے کی جگہ سطح کے اعتبار سے برابر ہو، یعنی اگر سطح میں آدمی کے قد کے بقدر فرق ہو تو محاذات کا حکم نہ ہوگا۔

(۷) دونوں کے درمیان ایک آدمی کے کھڑے ہونے کے بقدر فاصلہ نہ ہو۔

(۸) مرد نے اپنے قریب آ کر کھڑی ہونے والی عورت کو وہاں نہ کھڑے ہونے کا اشارہ نہ کیا ہو، اگر اشارہ کیا پھر بھی عورت برابر میں کھڑی رہی تو اب مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۹) اور امام نے مرد کے برابر میں کھڑی ہوئی عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو۔

وشروط المحاذات: أولها، المشتهاة. ثانيها: أن يكون بالساق والكعب على ما ذكره. ثالثها: أن تكون في أداء ركن أو قدره. رابعها: أن تكون في صلاة مطلقة. خامسها: أن تكون في صلاة مشتركة تحريمة. سادسها: اتحاد المكان. سابعها: عدم الحائل. ثامنها: عدم الإشارة إليها بالتأخر. وتاسعها: أن يكون الإمام قد نوى إمامتها. (طحطاوی ۱۸۱، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۳۱)

وفي الخانية: لو صلت المرأة على الصفة والرجل أسفل منها بجنبها أو خلفها، إن كان يحاذی عضو من الرجل عضوا منها فسدت صلاته لوجود المحاذاة ببعض بدنها. (طحطاوی ۱۸۰، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۹)

مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں؟

مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں تو مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہیں الگ الگ ہیں؛ اس لئے وہاں مرد وعورت میں اختلاط ومحاذات کا مسئلہ اب پیش نہیں آتا؛ لیکن مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں اگرچہ عورتوں کی نماز کی جگہیں الگ بنی ہوئیں ہیں؛ لیکن مطاف میں اور حج کی بھیڑ کے زمانہ میں وہاں اکثر مرد وعورت نماز پڑھتے ہوئے خلط ملط ہوجاتے ہیں؛ اس لئے اس معاملہ میں احتیاط کی ضرورت ہے، عورتوں کو چاہئے کہ ہمیشہ مردوں سے الگ ہوکر ہی نماز پڑھیں، اگر موقع نہ ہوتو جماعت چھوڑ دیں اور بعد میں اپنی نماز الگ پڑھ لیں، اور مردوں کو چاہئے کہ:

(۱) نماز کی نیت باندھنے سے پہلے دائیں بائیں اور سامنے دیکھ لیں کہ کوئی عورت تو نہیں کھڑی ہے اس کے بعد نیت باندھیں۔

(۲) اگر پہلے اطمینان کر کے نیت باندھ لی اور نماز کے درمیان کوئی بالغ عورت برابر میں آکر کھڑی ہونے لگے تو اسے دورانِ نماز اشارہ سے روکنے کی کوشش کریں، اگر وہ اشارہ سے رک جائے تو فبہا، ورنہ اس اشارہ کرنے سے مرد کی ذمہ داری پوری ہوجائے گی، اب اگر وہ عورت برابر میں کھڑی ہوکر نماز پڑھنے بھی لگے پھر بھی مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ خود عورت کی نماز فاسد

ہوجائے گی۔ واستفید من قوله: بعد ما شرع، إنها لو حضرت قبل شروعه ونوى إمامتها محاذيا لها، وقد أشار إليها بالتأخر تفسد صلا ته، فالإشارة بالتأخر إنما تنفع إذا حضرت بعد الشروع ناوياً إمامتها. قال: والظاهر إن الإمام ليس بقيد، أى فلو حاذت المقتدى بعد الشروع وأشار إليها بالتأخر ولم تتأخر فسدت صلاتها دونه، وينبغي أن يعد هٰذا في الشروط. (شامی زکریا ۳۲۰/۲)

دورانِ نماز ستر کھل جانا

اگر نماز پڑھتے ہوئے ستر (عضو مستور کا چوتھائی یا اس سے زیادہ تین تسبیح پڑھنے کی مدت کے بقدر) کھلا رہ گیا، تو نماز فاسد ہو جائے گی اگر چہ ستر کھولنا ناگزیر ہو، مثلاً عورت کو نماز پڑھتے ہوئے حدث لاحق ہوگیا، اب اگر وہ وضو کو جائے اور ہاتھ دھونے کے لئے کہنی کھول لے حالاں کہ یہ حصہ اس کے ستر میں داخل ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور وضو کے بعد از سر نو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ ويمنع حتى انعقادها ربع عضو قدر أداء ركن. (در مختار) والحاصل أنه يمنع الصلاة في الابتداء ويرفعها في البقاء الخ. (شامی زکریا ۸۱/۲) ويفسدها ظهور عورة من سبقه الحدث في ظاهر الرواية، ولو اضطر إليه للطهارة، ككشف المرأة ذراعها للوضوء. (مراقی الفلاح ۱۸۱، حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۳۱)

حدث کے بعد وضو کے لئے جاتے اور آتے ہوئے قرآن پڑھنا

اگر کسی شخص کا نماز کے دوران اتفاقاً وضو ٹوٹ گیا پھر وہ وضو کرنے کے لئے گیا، تو اگر آنے اور جانے کے درمیان قرآنِ پاک کی تلاوت کرے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی؛ البتہ اگر تسبیح وغیرہ پڑھتا ہے تو فاسد نہ ہوگی، اس لئے کہ قرأتِ قرآن نماز کا ایک رکن ہے جس کا حالتِ حدث میں دورانِ نماز ادا کرنا ممنوع اور مفسد ہے۔ بقي من المفسدات، قال الشامي قلت: منها أيضاً أداؤه ركناً مع حدثٍ أو مشيٍ. (شامی زکریا ۳۹۱/۲) وقراء ته، لا تسبيحه في

الأصح، أى قراءة من سبقه الحدث حالة كونه ذاهباً أو عائدًا للوضوء وإتمام الصلاة، لف ونشر، لإتيانه بركن مع الحدث أو المشى. (مراقى الفلاح ۱۸۲)

نماز میں وضوٹوٹنے کے بعد بلا عذر اپنی جگہ ٹھہرے رہنا

اگرکسی شخص کا نماز میں وضوٹوٹ گیا پھر وہ ایک رکن یعنی تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے بقدر وہیں ٹھہرارہا،تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی،ایسی صورت میں فوراً نماز موقوف کرکے وضو کے لئے جانا چاہئے؛ البتہ کوئی عذر درپیش ہومثلاً بھیڑ بہت زیادہ ہے نکلنے کا موقع نہیں،یانکسیر کا خون بہا چلاجارہاہے،یااسی طرح کا کوئی اورعذرہےتو تاخیر کے باوجودنماز باقی رہ جائے گی۔ **بقي من المفسدات. قال الشامي: قلت ومنها أيضاً ووقوفه بعد سبق الحدث قدر ركن.** (شامی زکریا ۳۹۱/۲) **ومكثه قدر أداء ركن بعد سبق الحدث مستيقظاً بلا عذر، فلو مكث لزحام أو لينقطع رعافه أو نوم رعف فيه متمكناً، فإنه يبنى.**

(مراقی الفلاح ۱۸۲)

قریب پانی رہتے ہوئے دورجانا

اگردورانِ نمازحدث لاحق ہوااورقریب میں وضوکا پانی موجود ہے،اب اگروہ اس پانی کو چھوڑکراس سے دوصف آگے جان بوجھ کربلا عذرتجاوز کرجائے گا تواس کی نماز فاسد ہوجائے گی؛ البتہ اگرکوئی عذرہومثلاً وہ بھول جائے کہ قریب میں پانی ہے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے پانی کے مقام تک پہنچنا مشکل ہووغیرہ،تو تجاوز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ومجاوزته ماء قريباً بأكثر من صفين لغيره عامداً المراد أنه لا عذر له، فلو كان له عذر كأنّ كان المكان ضيقاً، أو لا يتأتى له الوصول إليه، أو جاوزه ناسياً، أو لاحتياجه إلى الاستقاء من البئر فلا تفسد.** (مراقی الفلاح ۱۸۲)

حدث کے شک میں مسجد سے یاصفوں سے باہر نکل گیا

اگرکوئی شخص نماز پڑھ رہاتھا نماز کے دوران اسے گمان ہوا کہ غالباً اس کاوضوٹوٹ گیاہے،

چناں چہ وہ وضو کے لئے چل پڑا تا آں کہ مسجد سے نکل گیا (اگر مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا) یا صفوں سے نکل گیا (اگر میدان میں جماعت میں شریک تھا) یا سجدہ کے مقام سے تجاوز کر گیا (اگر میدان میں تنہا نماز پڑھ رہا تھا) پھر اسے معلوم ہوا کہ اس کا وضو نہیں ٹوٹا تھا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی؛ البتہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے یا صفوں کے تجاوز کرنے سے پہلے ہی پتہ چل گیا کہ اس کا وضو قائم ہے تو وہ اپنی مابقیہ نماز پوری کرسکتا ہے از سر نو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ **(وتفسد) خروجه من مسجد بظن حدث. قال الشامي: المراد مجاوزة الحد المتقدم، أعم من أن يكون في صحراء أو مسجد أو جبانة أو دار.** (شامی زکریا ۲/۳۵۶) **ويفسدها خروجه من المسجد بظن الحدث لوجود المنافي بغير عذر، لا إذا لم يخرج من المسجد أو الدار أو البيت أو الجبانة أو مصلى العيد، استحساناً لقصد الإصلاح. ويفسدها مجاوزته الصفوف أو سترته في غيره أى غير المسجد، وما هو في حكمه.** (مراقی الفلاح ۱۸۲)

بے وضو ہونے کے خیال میں وضو کے لئے چل پڑا

نماز شروع کرنے کے بعد خیال ہوا کہ اس نے تو بلا وضو نماز شروع کی ہے (یا اس کی مسح کی مدت ختم ہوچکی ہے یا یہ کہ اس کے کپڑے نجس ہیں وغیرہ) پھر وہ وضو کرنے کے ارادے سے اپنی جگہ سے چل پڑا، پھر پتہ چلا کہ اس نے طہارت کی حالت میں نماز شروع کی تھی تو نماز فاسد ہوجائے گی اگرچہ مسجد سے نہ نکلا ہو۔ **لو ظن أنه افتتح بلا وضوءٍ، أو أن مدة مسحه انقضت، أو أن عليه فائتة، أو رأى سراباً فظنه ماءً، وهو متيمم، أو حمرة في ثوبه فظنها نجاسة، فانصرف تفسد بالانحراف، وإن لم يخرج من المسجد.** (شامی زکریا ۲/۳۵۶) **ويفسدها انصرافه عن مقامه، ظاناً أنه غير متوضأٍ أو ظاناً أن مدة مسحه انقضت أو ظاناً أن عليه فائتة، أو أن عليه نجاسة، وإن لم يخرج من المسجد.** (مراقی الفلاح ۱۸۳)

امام کے علاوہ دوسرے شخص کو لقمہ دینا

نماز کے دوران مقتدی کے لئے اپنے امام کو لقمہ دینا تو جائز ہے؛ لیکن امام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو لقمہ دینا مفسدِ صلاۃ ہے۔ (**يفسد الصلاة) فتحه على غير إمامه. قال الشامي: لأنه تعلم وتعليم من غير حاجةٍ، وهو شامل لفتح المقتدى على مثله، وعلى المنفرد، وعلى غير المصلي وعلى إمام آخر.** (شامی زکریا ۳۸۱/۲) **وفي الطحطاوي: ويفسدها فتحه أي المصلي على غير إمامه، سواء كان الغير في الصلاة أم لا. هٰذا إذا قصد تعليمه، لأنه يقع جواباً من غير ضرورة، فكان من كلام الناس.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۳، مجمع الانہر ۱۱۹/۱)

امام کا غیر مقتدی سے لقمہ لینا

امام قرأت کر رہا تھا درمیان میں غلطی آئی تو نماز میں شامل مقتدیوں کے علاوہ کسی اور شخص نے اس امام کو لقمہ دیا اور امام نے اس لقمہ کو قبول کرلیا، تو امام اور اس کے مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **وكذا الأخذ. قال الشامي: أي أخذ الإمام بفتح من ليس في صلاته.** (شامی زکریا ۳۸۱/۲) **وتفسد بأخذ الإمام ممن ليس معه.** (طحطاوی ۱۸۳)

نئی نماز شروع کرنے کی نیت سے تکبیرِ تحریمہ کہنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا، پھر اس نے ارادہ کیا کہ اس نماز کو چھوڑ کر دوسری نماز شروع کرے اور اس نیت سے اس نے ''اللہ اکبر'' کہا تو اللہ اکبر کہتے ہی اس کی پہلی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **ويفسدها انتقاله من صلاة إلى مغايرتها. قال الشامي: أي بأن ينوي بقلبه مع التكبيرة الانتقال المذكور.** (شامی مع الدر ۳۸۳/۲) **ويفسدها التكبير بنية الانتقال لصلاة أخرى غير صلاته.** (مراقی الفلاح ۱۸۳، مجمع الانہر ۱۲۱/۱)

دورانِ نماز قرآنِ پاک دیکھ کر پڑھنا

اگر کوئی شخص نماز کے دوران قرآنِ کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر قرأت کرے تو اس کی نماز فاسد

ہوجائے گی؛ اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ اوردوسرے یہ کہ اس میں نماز کے اندر خارجی چیز سے تلقی اور تعلم کی صورت پیش آتی ہے، جوممنوع ہے۔ **وقراءة ما لا يحفظه من مصحف.** (مراقی الفلاح) **وفي الطحطاوي: ولأبي حنيفة في فسادها وجهان: أحدهما: أن حمل المصحف والنظر فيه وتقليب الأوراق عملٌ كثيرٌ الخ. والثاني: أنه تلقن من المصحف فصار كما لو تلقن من غيره وهو مناف للصلاة وهذا يوجب التسوية بين المحمول وغيره فتفسد بكل حال وهو الصحيح، كذا في الكافي.** (طحطاوی علی المراقی ۱۸۵)

مقتدی کا امام سے پہلے کوئی رکن ادا کرلینا

اگرکوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا، پھراس نے کوئی رکن مثلاً رکوع، امام سے پہلے اس طرح ادا کرلیا کہ ایک منٹ بھی امام کے ساتھ شرکت نہیں ہوسکی، اور پھر بعد میں اس رکن کو دہرایا بھی نہیں اورسلام پھیردیا تو اس شخص کی نماز فاسد ہوگئی۔ **ومسابقة المؤتم بركن لم يشاركه فيه إمامه.** (درمختار زکریا ۲/ ۳۹۲) **ويفسدها مسابقة المقتدي بركن لم يشاركه فيه إمامه، كما لو ركع ورفع رأسه قبل الإمام، ولم يعده معه أو بعده وسلم.** (مراقی الفلاح ۱۸۵)

نماز کا کوئی رکن سوتے ہوئے ادا کرنا

اگرکوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے کسی رکن مثلاً سجدہ میں سوتا رہ جائے تو بعد میں اس رکن کا دہرانا لازم ہے، اگر دہرائے بغیر سلام پھیردے گا تو نماز فاسد قرار پائے گی۔ **وعدم إعادة ركنٍ أداه نائماً.** (درمختار زکریا ۳۹۲/۲) **ويفسدها عدم إعادة ركنٍ، أداه نائماً لأن شرط صحته أداؤه مستيقظاً.** (مراقی الفلاح ۱۸۶)

چار یا تین رکعت والی نماز میں دورکعت پرسلام پھیردینا

اگرکسی شخص نے چار یا تین رکعت والی نماز میں قعدۂ اولی کے بعد یہ سمجھتے ہوئے سلام پھیرا کہ یہی قعدہ اخیرہ ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی، اوراخیر میں سجدۂ سہو سے کام بن جائے گا؛ لیکن اگر مذکورہ

نمازوں میں قعدہ کے بعد یہ سمجھ کر سلام پھیرا کہ اس پر دو ہی رکعت واجب ہے حالاں کہ درحقیقت چار واجب تھیں، مثلاً مقیم شخص اپنے کو مسافر سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیر دے، یا ظہر کی نماز کو جمعہ کی نماز سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیرے، تو اس صورت میں سلام پھیرتے ہی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **إلا السلام ساهياً، للتحليل أى للخروج من الصلاة قبل إتمامها على ظن إكمالها فلا يفسد، بخلاف السلام على إنسان للتحية، أو على ظن أنها ترويحة مثلاً فإنه يفسدها مطلقاً.** (در مختار) **قال الشامي: أى بأن كان يصلى العشاء فظن أنها التراويح ومثله ما لو صلى ركعتين من الظهر فسلم على ظن أنه مسافر أو أنها جمعة أو فجر.** (شامی زکریا ۳۷۲/۲، طحطاوی ۱۷۶)

قرأت میں فحش غلطی

نماز کے دوران اگر قرآنِ کریم پڑھتے ہوئے ایسی فحش غلطی ہوجائے جس سے معنی بالکل بدل جائیں اور تاویل کی کوئی صورت نہ رہے تو اس فحش غلطی سے نماز فاسد ہوجائے گی، اگر قریب المخارج حروف میں ادل بدل ہوجائے، مثلا: ''ظا'' اور ''ضاد'' ''طا'' اور ''تا''، یا ''ہا'' اور ''حا'' وغیرہ، تو متأخرین کے نزدیک مطلقاً نماز فاسد نہ ہوگی، الا یہ کہ کوئی شخص قصداً غلط پڑھے، تو پھر یقیناً فساد کا حکم لگایا جائے گا۔ **قال في الخانية والخلاصة: الأصل فيما إذا ذكر حرفاً مكان حرف وغير المعنى، إن أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد، وإلاَّ يمكن إلا بمشقةٍ، كالظاء مع الضاد المعجمتين، والصاد مع السين المهملتين، والطاء مع التاء. قال أكثرهم: لا تفسد. وفي خزانة الأكمل، قال القاضي أبو عاصم: إن تعمد ذلك تفسد.** (شامی زکریا ۳۹۶/۲، طحطاوی ۱۸۶، فتاوی محمودیہ ۱۸۱/۲، ۱۵۰/۷)

تنبیہ: قرأت میں جو بھی غلطی ہو اس کے بارے میں صورتِ واقعہ بتا کر جان کار عالم اور مفتی سے مسئلہ پوچھنا چاہئے۔ (مرتب)

نماز پڑھتے ہوئے عورت کا بچہ کو دودھ پلانا

اگر عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس کے چھوٹے بچے نے اسی حالت میں اس کے پستان کو چوسا جس سے دودھ نکل آیا تو عورت کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **مص ثديها ثلاثاً أو مرة ونزل لبنها.** (در مختار) **وفي المحيط: إن خرج اللبن فسدت، لأنه يكون إرضاعاً وإلا فلا، ولم يقيده بعدد.** (شامی زکریا ۲/ ۳۹۰)

نماز کے دوران جان بوجھ کر وضو توڑ دینا

اگر نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص نے قصداً وضو توڑ دیا تو نماز فاسد ہوگئی؛ (البتہ اگر خود بخود اچانک وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرکے بنا کی گنجائش ہے) **والحدث عمداً أي لا يسبقه لأنه به يبني.** (مراقی الفلاح ۱۸۰)

نماز پڑھتے ہوئے بے ہوش یا پاگل ہوجانا

اگر نماز کے دوران کسی شخص پر بے ہوشی طاری ہوگئی، یا مجنون ہوگیا تو نماز باطل ہوجائے گی۔ **والإغماء والجنون.** (مراقی الفلاح ۱۸۰)

نماز پڑھتے ہوئے موت آگئی

نماز پڑھتے ہوئے اگر کسی کو موت آجائے تو اس سے نماز ساقط ہوجائے گی، اور اگر امام نماز کے دوران انتقال کرجائے تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی، اور انہیں از سر نو نماز پڑھنی ہوگی۔ مرنے والے کی نماز کا فدیہ لازم نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے نماز ساقط ہوچکی ہے۔ **أقول تظهر ثمرته في الأيام لو مات بعد القعدة الأخيرة بطلت صلاة المقتدين به، فيلزمهم استئنافها، الخ. ولا تظهر الثمرة في وجوب الكفارة فيما لو كان أوصى بكفارة صلاته لأن المعتبر آخر الوقت وهو لم يكن في آخر الوقت من أهل الأداء فلا تجب عليه.** (شامی زکریا ۲/ ۳۹۱)

○❖○

امامت وجماعت کے مسائل

نماز باجماعت کی اہمیت

اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے، اسی لئے اس کی بہت سی عبادات اجتماعی طور پر ادا کی جاتی ہیں، انہی میں سے نماز باجماعت بھی ہے جو امت کے مردوں پر سنتِ مؤکدہ (واجب کے قریب) ہے۔ احادیثِ شریفہ میں نماز با جماعت کی نہایت تاکید اور فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، چند احادیث کا ترجمہ ذیل میں پیش ہے:

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❑ ''اکیلے اور بازار میں نماز پڑھنے کے مقابلہ میں جماعت سے نماز پڑھنے میں ۲۵ رگنا زیادہ ثواب ہے، اس لئے کہ کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے صرف نماز پڑھنے کی غرض سے جب مسجد جاتا ہے تو اس کے ہر ہر قدم پر نیکی کا ایک درجہ بڑھتا ہے اور ایک برائی اس سے معاف کی جاتی ہے، پھر جب وہ نماز پڑھ کے فارغ ہوتا ہے تو جب تک وہ مصلیٰ پر بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، اور جب تک وہ نماز کے انتظار میں بیٹھے گا نماز ہی میں سمجھا جائے گا''۔ (بخاری شریف عن ابی ہریرۃ ۱/۸۹، الترغیب والترہیب ۱/۱۵۹)

❑ ''باجماعت نماز اکیلے نماز کے مقابلہ میں ۲۷ رگنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے''۔ (بخاری شریف ۱/۸۹)

❑ ''جو شخص اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کی باجماعت ادائیگی کے لئے گیا اور امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے سب گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۵۹)

❑ ''جو شخص چالیس دن برابر اس طرح با جماعت نماز ادا کرے کہ کسی بھی نماز کی تکبیرِ اولیٰ امام کے ساتھ فوت نہ ہو تو اس کے لئے جہنم اور نفاق سے براءت کے دو پروانے لکھ دئے جاتے ہیں''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۶)

❑ ''جس شخص نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات عبادت میں گذاری اور جس شخص نے فجر کی نماز بھی با جماعت پڑھی تو گویا وہ پوری رات عبادت میں مشغول رہا''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۶۳)

نماز با جماعت ترک کرنے پر وعیدیں

نبیٔ اکرم ﷺ نے جماعت کی نماز چھوڑنے والوں کے لئے سخت ترین وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

- ''لوگ جماعت چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو ضرور جلوادوں گا''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۷)

- ''جو شخص اذان سنے اور پھر بلا عذر نماز کے لئے نہ آئے تو اس کی پڑھی گئی نماز (جو اکیلے پڑھے گا) قبول نہیں کی جائے گی''۔ (ابوداؤد شریف ۱/۸۱، الترغیب والترہیب ۱/۱۶۶)

- ''نہایت بے مروتی اور کفر ونفاق کی علامت ہے کہ آدمی اذان سن کر نماز کے لئے حاضر نہ ہو''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۶۷)

- ''مؤمن کی بدنصیبی اور محرومی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مؤذن کو اقامت کہتے ہوئے سنے اور اس کی دعوت پر لبیک نہ کہے (یعنی جماعت میں شریک نہ ہو)''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۶۷)

لہٰذا ہر مسلمان مرد پر ضروری ہے کہ وہ مساجد میں جاکر باجماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام کرے، اور اس بارے میں قطعاً سستی اور غفلت سے کام نہ لے۔

امام کی ذمہ داری

جماعت کی نماز کا سارا دارو مدار چوں کہ امام پر ہوتا ہے، اس لئے شریعت میں امام کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مقام ومنصب کا خیال رکھے، اور امامت کی عظیم ذمہ داری پوری امانت ودیانت کے ساتھ بجالانے کی کوشش کرے؛ اس لئے کہ اگر امام اچھی طرح آداب وشرائط ملحوظ رکھ کر نماز پڑھائے گا تو اسے مقتدیوں کی نمازوں کے بقدر ثواب ملے گا اور اگر کوتاہی کرے گا تو سارا وبال بھی اسی پر ہوگا، مقتدی ذمہ دار نہ ہوں گے۔

ایک روایت میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَمَّ قَوْماً فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ ضَامِنٌ وَمَسْؤُلٌ لِمَا ضَمِنَ وَإِنْ أَحْسَنَ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مَنْ صَلّٰى خَلْفَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً، وَمَا كَانَ مِنْ نُقْصٍ فَهُوَ عَلَيْهِ.

جو شخص کسی جماعت کی امامت کرے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے، اور یہ جان لینا چاہئے کہ وہ ذمہ دار ہے اور اپنی ذمہ داری کے بارے میں اس سے سوال ہوگا، اب اگر وہ اچھی طرح امامت کرے گا تو اسے اپنے پیچھے نماز پڑھنے والے نمازیوں کے بقدر ثواب ملے گا جب کہ ان

(الترغيب والترهيب ١/ ١٨٤)

نمازیوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو بھی امامت میں کوتاہی ہوگی اس کا وبال امام ہی پر ہوگا۔

اس لئے ائمہ کرام کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اس ہدایت کو پیش نظر رکھیں، مسائلِ امامت سے واقفیت کے ساتھ ورع وتقوی، امانت ودیانت اور حسنِ اخلاق کا التزام کریں، کیوں کہ ائمہ اسلام کے شعائر کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی عزت میں امت کی عزت ہے اور ان کی رسوائی میں پوری قوم کی رسوائی ہے۔

امامت کی شرائط

صحت مند مردوں کی امامت کے لئے فقہاء نے چھ شرائط ذکر کی ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عقل مند ہونا (۴) مرد ہونا (۵) قرأت پر قادر ہونا (۶) عذر (نکسیر، ہکلا پن وغیرہ) سے محفوظ ہونا۔ (یہاں مردوں کی قید سے عورتوں اور بالغ بچوں کا استثناء مقصود ہے کہ عورتوں کی امامت کے لئے مرد ہونا شرط نہیں، اسی طرح نابالغ بچہ اپنے ہم جنسوں کی امامت کرسکتا ہے، ان میں بلوغ کی شرط نہیں ہے۔ اور صحت مند کی قید سے معذورین کا استثناء پیشِ نظر ہے کہ ایک معذور اپنے جیسے معذورین کا امام بن سکتا ہے عذر کی سلامتی وہاں مشروط نہیں ہے؛ البتہ اتنا ضرور خیال رہے کہ امام بنسبت مقتدیوں کے صحت کے اعتبار سے اچھے حال میں ہو یا کم سے کم برابر درجہ میں ہو، ان سے کمتر حال میں نہ ہو)

وأما شروط الإمامة فقد عدها في نور الإيضاح على حدة. فقال: وشروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام، والبلوغ، والعقل، والذكورة، والقراءة، والسلامة من الأعذار، كالرعاف والفأفأة والتمتمة واللثغ وفقد شرط كطهارةٍ وستر عورةٍ، احترز بالرجال الأصحاء عن النساء الأصحاء فلا يشترط في إمامهن الذكورة، وعن الصبيان فلا يشترط في إمامهم البلوغ، وعن غير الأصحاء فلا يشترط في إمامهم الصحة، لكن يشترط أن يكون حال الإمام أقوى من حال المؤتم أو مساوياً. (شامي بيروت ٢/ ٢٤٢، شامي زكريا ٢/٢٨٤-٢٨٥)

اقتداء کی شرائط

اور کسی بھی امام کی اقتداء درست ہونے کے لئے دس شرائط ملحوظ رہنی ضروری ہیں: (۱) مقتدی کا امام کی اقتداء کی نیت کرنا (۲) امام اور مقتدی کی جگہ حقیقۃً یا حکماً متحد ہونا (۳) دونوں کی نماز ایک ہونا (یہ نہ ہو کہ امام

پڑھ رہا ہے ظہر کی نماز، اور مقتدی نیت کرلے عصر کی)(۴) امام کی نماز کا درست ہونا (۵) کسی عورت کا امام یا مقتدی کے سامنے یا دائیں بائیں نہ ہونا (۶) مقتدی کی ایڑی کا امام کی ایڑی سے آگے نہ ہونا (اگر ایڑی امام سے آگے ہوگی تو مقتدی کی اقتداء درست نہ ہوگی، ہاں اگر ایڑی پیچھے ہو مگر قد وقامت میں زیادتی کی وجہ سے سجدہ کرتے ہوئے مثلاً سر امام کے سر سے آگے ہوجائے تو اقتداء میں کوئی فرق نہ آئے گا)(۷) مقتدی کو امام کی نقل وحرکت کا علم ہونا (کہ اب وہ قیام میں ہے یا رکوع یا سجدہ میں ہے، محض اٹکل سے کام نہ چلے گا)(۸) مقتدی کا (نماز کے دوران یا امام کے سلام پھیرنے کے بعد) یہ جان لینا کہ امام مسافر ہے یا مقیم (تاکہ اپنا حال دیکھ کر قصر واتمام پر عمل کرسکے)(۹) مقتدی کا امام کے ساتھ ارکانِ نماز میں شریک رہنا (۱۰) ارکان کی ادائیگی میں مقتدی کا حال امام کے مساوی یا اس سے کم تر ہونا، مثلاً۔(۱) رکوع سجدہ پر قدرت رکھنے والے امام کا اپنے جیسے مقتدی کی امامت کرنا، یا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا اپنے جیسے شخص کی امامت کرنا (۲) اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا رکوع سجدہ پر قادر امام کی اقتداء کرنا اور یہی تفصیل شرائط نماز کے معاملہ میں بھی ہے، یعنی مقتدی، شرائط (مثلاً ستر، طہارت وغیرہ) میں امام کے برابر یا اس سے کمتر ہونا چاہئے۔

والصغرىٰ ربط صلاة المؤتم بالإمام بشروط عشرة: نية المؤتم الاقتداء، واتحاد مكانهما، وصلاتهما، وصحة صلاة إمامه، وعدم محاذاة إمرأة، عدم تقدمه عليه بعقبه، وعلمه بانتقالاته، وبحاله من إقامة وسفر، ومشاركته في الأركان، وكونه مثله أو دونه فيها وفي الشرائط. (در مختار مع الشامي بيروت ۲/۲۴۲- ۲۴۴، شامي زكريا ۲/۲۸۴ تا ۲۸۶)

اب ذیل میں امامت وجماعت سے متعلق بعض ضروری مسائل ملاحظہ فرمائیں:

امامت کا حق دار

امامت کا صحیح حقدار وہی ہے جو نماز اور اس کے متعلقہ مسائل سے زیادہ واقفیت رکھتا ہو، قرآنِ کریم صحیح پڑھتا ہو، دین دار ہو اور کبائر سے اجتناب کرتا ہو۔

الأولى بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة هٰكذا في المضمرات وهو الظاهر هكذا في البحر الرائق، هٰذا إذا علم من القراءة قدر ما تقوم به سنة القراءة هٰكذا في التبيين ولم يطعن في دينه كذا في الكفاية وهٰكذا في النهاية، ويجتنب الفواحش الظاهرة وإن كان غيره أورع منه كذا في المحيط. (هنديه ۱/۸۳، ومثله في در مختار مع

الشامی زکریا ۲ / ۲۹٤، در مختار مع الشامی بیروت ۲ / ۲۵۱، طحطاوی علی المراقی ۱٦۳)

قادیانی کی امامت

مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے بلا تردد کافر و مرتد اور زندیق ہیں، ان کی امامت قطعاً جائز نہیں ہے۔ **سمعت بعضهم يقول: إذا لم يعرف الرجل أن محمداً ﷺ آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلمٍ.** (هنديه ۲٦۳/۲، الاشباه والنظائر ۲۹٦، جواهر الفقه ۵۷/۱، فتاویٰ دارالعلوم ۳۱۰/۳)

منکرینِ حدیث کی امامت

علماء نے فرقہ منکرینِ حدیث (اہلِ قرآن) کو کافر قرار دیا ہے ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ۳/۷۴ وغیرہ)

شیعہ کی امامت

شیعہ اثنا عشری کی امامت میں نماز درست نہیں ہے؛ کیوں کہ اس فرقہ کے عقائد کفریہ ہیں۔ (مثلاً حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تکفیر، عصمتِ انبیاء، تحریفِ قرآن وغیرہ) **فإن أدى إلى الكفر فلا يجوز أصلاً الاقتداء به كغلاة الروافض.** (صغیری ۲٦٤) **أو الكافر بسب الشيخين أو بسب أحدهما في البحر عن الجوهرة معزيا للشهيد من سب الشيخين أو طعن فيهما كفر، ولا تقبل توبته. وبهٖ أخذ الدبوسي وأبو الليث وهو المختار للفتوىٰ.** (شامی زکریا ۳۷٦/٦، جوار الفقه ٦۰/۱)

بدعتی کی امامت

بدعتی کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره تقديم الفاسق كراهة تحريم وكذا المبتدع.** (صغیری ۲٦٤، شامی زکریا ۲۹۹/۲، بیروت ۲۵۵/۲، البحر الرائق ۳٤۸/۱، هندیه ۸۵/۱)

غیر مقلد (اہلِ حدیث) کی امامت

جو غیر مقلد سخت متعصب ہو اور بزرگانِ دین کے بارے میں زبان درازیاں کرتا ہو وہ فاسق کے حکم میں ہے، اس کی امامت مکروہ ہے؛ لیکن اگر وہ متعصب نہ ہو اور بزرگوں کی شان میں بے ادب نہ ہو، نیز وہ ایسا عمل نہ کرے کہ جس سے امام صاحبؒ کے مذہب کے مطابق نماز مکروہ یا فاسد ہوتی ہے، تو ایسے غیر مقلد کے پیچھے مذکورہ شرائط کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ۳۴۸، فتاوی دار العلوم ۱۴۳/۳) **وذهب عامة مشائخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في موضع الخلاف وإلا فلا، والمعنى أنه يجوز في المراعي بلا كراهة الخ.** (شامی بیروت ۲۵۹/۲، زکریا ۳۰۲/۲)

فاسق کی امامت

فاسق کو امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے؛ بلکہ متقی شخص ہی کو امام بنایا جائے۔ **ويكره تقديم الفاسق كراهة تحريم.** (صغيرى ٢٦٤، حلبى ٥١٣، هدايه ١٢٢/١، البحر الرائق ٣٤٩/١، فتاوى دار العلوم ١٤٥/٣)

ڈاڑھی کٹانے والے کی امامت

ڈاڑھی کٹانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (خواہ فرائض میں ہو یا تراویح میں) **والسنة فيها القبضة (إلى قوله) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته.** (در مختار مع الشامى زكريا ٥٨٣/٩) **وأما الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً.** (شامی زکریا ۲۹۹/۲، بیروت ۲۵۵/۲)

ٹی وی دیکھنے والے یا سنیما باز کی امامت

جو شخص سنیما یا ٹی وی وغیرہ پر فحش مناظر دیکھتا ہو اور ناچ گانے وغیرہ کی محفلوں سے احتراز

نہ کرتا ہوا ایسا شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ **ویکرہ تقدیم الفاسق کراھة تحریم.** (شامی بیروت ۲/ ۲۵۵، زکریا ۲/ ۲۹۹)

انگریزی بال رکھنے والے کی امامت

انگریزی بال رکھنے والا فاسق ہے، اور فاسق کو امام بنانا مکروہ ہے۔ (محمودیہ ۲/ ۷۷) **ویکرہ إمامة فاسق لأنه لا یھتم لأمر دینه.** (شامی زکریا ۲/ ۲۹۹، بیروت ۲/ ۲۵۵)

جس کی بیوی پردہ نہ کرتی ہو اس کی امامت

اگر امام کی بیوی شرعی طور پر پردہ نہیں کرتی اور وہ بے پردگی سے نہیں روکتا؛ بلکہ اس کے اس فعل سے راضی ہے اور اس سے بہتر امامت کا اہل موجود ہے تو ایسی حالت میں اس کو امام بنانا مکروہ ہے؛ کیوں کہ وہ فاسق ہے۔ **ویکرہ إمامة فاسق لأنه لا یھتم لأمر دینه.** (شامی زکریا ۲/ ۲۹۸-۲۹۹، بیروت ۲/ ۲۵۵) البتہ اگر امام بے پردگی سے روکتا ہے اور بیوی نہیں مانتی تو امامت مکروہ نہیں۔ (کفایت المفتی ۳/ ۸۰، محمودیہ ۲/ ۹۹، ۷/ ۴۷، امداد الاحکام ۲/ ۱۳۰)

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکانے والے کی امامت

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا ناجائز ہے اور موجب فسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ۳/ ۱۱۷) **ویکرہ إمامة فاسق لأنه لا یھتم لأمر دینه.** (شامی زکریا ۲/ ۲۹۹، در مختار مع الشامی بیروت ۲/ ۲۵۵) **وکرہ کفه أی رفعه ولو لتراب کمشمرکم أو ذیل عبثه به أو بثوبه.** (در مختار زکریا ۲/ ۴۰٦، در مختار مع الشامی بیروت ۲/ ۳۵۰)

کالا خضاب لگانے والے کی امامت

بلا عذر سیاہ خضاب لگانے والے امام کی امامت مکروہ ہے۔ (احسن الفتاوی ۳/ ۲۹۴، امداد الفتاوی ۴/ ۲۱۳، محمودیہ ۱۴/ ۳۸٦) **ویکرہ بالسواد أی لغیر الحرب وأما الخضاب بالسواد لیزین نفسه للنساء فمکروہ.** (شامی زکریا ۹/ ٦۰۵) (البتہ اگر کسی عذر سے خضاب لگایا مثلاً میدان

جنگ میں دشمن پر رعب ڈالنے یا (بعض علماء کے نزدیک) بیوی کوخوش کرنے کے لئے لگایا تو ایسے امام کی امامت مکروہ نہ ہوگی)

نابینا کی امامت

جو نابینا محتاط ہو اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ **وهذا ذكره في النهر بحثا أخذا من تعليل الأعمى بأنه لا يتوقى النجاسة، الخ. لكن ورد في الأعمى نص خاص هو استخلافه ﷺ لابن أم مكتوم وعتبان على المدينة وكانا أعميين.** (شامی زکریا ۲۹۸/۲، ۲۹۹، بیروت ۲۵۵/۲، طحطاوی ۱۶۴-۱۶۵، احسن الفتاوی ۲۶۰/۳، رحیمیه ۳۶۳/٤، دارالعلوم ۱۳۷/۳)

امرد کی امامت

امرد اگر خوبصورت ہو اور اس کو شہوت کی نگاہ سے لوگوں کے دیکھنے کا اندیشہ ہو تو اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، اور بہتر ہے کہ کسی باریش شخص کو ہی مستقل امام مقرر کیا جائے۔ **وكذا تكره خلف أمرد. في الشامي: الظاهر أنها تنزيهية أيضاً، والظاهر أيضا كما قال الرحمتي: أن المراد به الصبيح الوجه لأنه محل الفتنة.** (شامی زکریا ۳۰۱/۲)

عنین (نامرد) کی امامت

اگر کوئی شخص امراض کی وجہ سے نا قابل جماع ہو جائے یعنی نامرد ہو جائے تو اس کی امامت جائز ہے؛ کیوں کہ فقہاء نے عنین کی امامت کو مکروہ یا ناجائز کہیں نہیں لکھا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم باب الامامت ۱۵۶/۳، ۲۲۲/۳، ۲۷۹/۳، محمودیہ ۱۰۱/۲)

جس مرد کی داڑھی نہ نکلے اس کی امامت کا حکم

اگر کسی شخص کی عمر زیادہ ہوگئی ہو؛ لیکن اس کی داڑھی نہ نکلی ہو تو وہ امرد نہیں رہا، اس کے پیچھے امامت بلا کراہت درست ہے۔ **وفي حاشية المدني عن الفتاوى العفيفية: سئل**

العلامة الشيخ عبد الرحمن بن عيسىٰ المرشد عن شخص بلغ من السن عشرين سنة وتجاوز حد الإنبات ولم ينبت عذاره فهل يخرج بذلک عن حد الأمردية وخصوصاً قد نبت له شعرات فی ذقنه تؤذن بأنه ليس من مستديری اللحیٰ فهل حکمه فی الإمامة کالرجال الکاملين أم لا؟ (إلی قوله) **فأجاب بالجواز من غير کراهة.** (شامی بيروت ۲/۲۵۸، زکريا ۲/۳۰۱)

نابالغ کی امامت

حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نابالغ کو فرض ونفل کسی میں بھی امام مقرر کرنا صحیح نہیں؛ البتہ اگر وہ اپنے ہم جنسوں کی امامت کرے تو صحیح ہے۔ (امداد الفتاوی ۱/۳۶۱، دارالعلوم ۴/۲۲۶، محمودیہ ۲/۷۷، ۲/۳۵۰، دارالعلوم ۳/۱۱۵) **أما غير البالغ فإن کان ذکراً تصح إمامته لمثله.** (شامی زکريا ۲/۳۲۱، در مختار مع الشامی ۲/۲۷۶) **لا يصح اقتداء رجل بإمرأة وخنثی وصبی مطلقاً.** (شامی زکريا ۲/۳۲۱) **فلا يصح اقتداء بالغ بصبی مطلقاً سواء کان فی فرض لأن صلاة الصبی ولو نوی الفرض نفل، أو فی نفل لأن نفله لا يلزمه أی ونفل المقتدی لازم مضمون عليه فيلزم بناء القوی علی الضعيف.** (طحطاوی ۱۵۷، حلبی کبير ۵۱۶)

بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز

اگر کوئی شخص بیٹھ کر باقاعدہ رکوع سجدے کے ساتھ نماز پڑھائے اور اس کے پیچھے مقتدی کھڑے ہو کر اقتداء کریں تو اس کی اقتداء کرنا جائز اور درست ہے؛ لیکن افضل یہی ہے کہ ایسے شخص کو امام بنایا جائے جو قیام پر قادر ہو۔ (فتاویٰ ریاض العلوم ۲/۴۰۹)

نـــوٹ: البتہ جو شخص اشارہ سے رکوع سجدہ کررہا ہو تو اس کی اقتداء کرنا تندرست غیر معذور کے لئے درست نہ ہوگا۔ **وصح اقتداء قائم بقاعد يرکع ويسجد؛ لأنه عليه الصلاة والسلام صلی اٰخر صلاته قاعداً وهم قيام وأبوبکرؓ يبلغهم تکبيره.** (درمختار) **وفي الشامية: وقيد القاعد بکونه يرکع ويسجد؛ لأنه لو کان مومياً لم يجز**

اتفاقاً. (درمختار مع الشامی زكريا ٢/٣٣٦، وهكذا في الهداية ١/١٠٧) **ويصح اقتداء القائم بالقاعد الذي يركع ويسجد.** (هندية ١/٨٥، طحطاوي على المراقي ٢٩٥ دار الكتاب، تاتاخانية زكريا ٢/٢٥٤، البحر الرائق كوئٹه ١/٣٦٤)

معذور کی امامت

طاہر کے لئے معذور آدمی کی اقتداء درست نہیں؛ البتہ اگر ایک معذور آدمی دوسرے معذور کی امامت کرے تو درست ہے، بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں، اگر دونوں کا عذر الگ الگ ہو تو پھر درست نہیں۔ **ويجوز اقتداء المعذور بالمعذور إن اتحد عذرهما وإن اختلف فلا يجوز الخ، ولا يصل الطاهر خلف من به سلسل البول.** (شامی زكريا ٢/٣٢٣، بيروت ٢/ ٢٧٨،هنديه ١/٨٤، طحطاوى ١٥٧، حلبى كبير ٥١٦)

پٹی پر مسح کرنے والے کی امامت

پٹی پر مسح کرنے والے امام کے پیچھے غاسل کی نماز شرعاً درست ہے۔ **وصح اقتداء غاسل بماسح على خف أو جبيرة.** (مراقی الفلاح ٢٩٥) **صح اقتداء غاسل بماسح ولو على جبيرة، وفي الشامية: لأن المسح على الجبيرة أولىٰ بالجواز؛ لأنه كالغسل لما تحته.** (درمختار مع الشامي زكريا ٢/٣٣٦، تاتارخانية زكريا٢/٢٥٧)

غیر مختون کی امامت

ختنہ سنت ہے جو شخص بلا عذر اس کو چھوڑ دے وہ تارک سنت ہے، اگر وہ بدن کو غسل واستنجاء میں پاک صاف رکھتا ہے تو اس کی امامت درست ہے، بشرطیکہ اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا ہو اور ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہو، اگرچہ مختون مقدم ہے۔ (کفایت المفتی ۳/۴۴، محمودیہ ۲/۹۸) **إذا أمكنه أن يختن لنفسه فعل.** (درمختار زكريا ٩/٥٤٩)

تتلے شخص کی امامت

صحیح تلفظ پر قدرت نہ رکھنے والے تتلے شخص کی امامت ایسے لوگوں کے لئے جو صحیح تلفظ پر

قادر ہوں درست نہیں؛ لہٰذا تتلے شخص کوامام نہ بنایا جائے۔ **ولا یجوز إمامة الالثغ الذي لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم یکن في القوم من یقدر علی التکلم بتلک الحروف، فأما إذا کان في القوم من یقدر علی التکلم بها فسدت صلاته وصلوٰة القوم.** (عالمگیری ۸٦/۱، طحطاوي علی المراقي دارالکتاب ۲۸۹) **ولا یصح اقتداء غیر الالثغ بهٖ أي بالالثغ علی الأصح ...... ولا تصح صلاته إذا أمکنه بمن یحسنه أو ترک جهده أو وجد قدر الفرض مما لا لثغ فیه هٰذا هو الصحیح المختار في حکم الالثغ. (درمختار) وفي الشامیة: الراجح المفتی به عدم صحة إمامة الالثغ لغیرهٖ ممن لیس به لثغة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳۲۷/۲-۳۲۸، شامی بیروت ۲۸۲/۲، البحر الرائق کوئٹه ۳٦۷/۱)

امام کوتکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں؟

تکبیراتِ انتقالیہ کہنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ تکبیرات شروع کرے اور جونہی دوسرے رکن میں پہنچے تکبیر کی آواز بند ہوجائے۔ **وینبغي أن یکون ابتداء تکبیره عند أول الخرور والفراغ منه عند الاستواء.** (کبیری ۳۱٤، شامی زکریا ۱۹٦/۲، بیروت ۱۷۳/۲)

رکوع وسجدہ میں امام کتنی مرتبہ تسبیحات پڑھے؟

امام تسبیحاتِ رکوع وسجدہ میں اس بات کا لحاظ رکھے کہ مقتدی اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ تسبیح پڑھ لیں، اس لئے امام کو چاہئے کہ پانچ مرتبہ تسبیحات کہہ لے؛ تاکہ مقتدی اطمینان سے تین مرتبہ کہہ لیں۔ **ونقل فی الحلیة عن عبد اللّٰه بن المبارک وإسحاق وإبراهیم والثوری: أنه یستحب للإمام أن یسبح خمس تسبیحاتٍ لیدرک من خلفه الثلاث.** (شامی زکریا ۱۹۹/۲، رحیمیه ۳۷۱/٤، احسن الفتاوی ۲۹٦/۳)

امام کا مصلیٰ ہی پر سنتیں پڑھنا

اگر مسجد میں جگہ تنگ نہیں ہے تو امام کا مصلیٰ پر سنتیں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر جگہ تنگ ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۱۱۵) **ویکره للإمام التنفل في مكانه لا للمؤتم. (درمختار) والكراهة تنزيهية كما دلّت عليه عبارة الخانية.** (شامي زكريا ٢/٢٤٨، بيروت ٢/٢١٩) **إذا ضاق المكان فلا كراهة.** (مراقي الفلاح ١٩٨)

امام نماز پڑھ کر کس طرف رخ کرے؟

بہتر ہے کہ فجر اور عصر کی نماز میں سلام پھیرنے کے بعد امام قبلہ کی دائیں جانب رخ کرکے بیٹھے۔ **يستحب للإمام التحول ليمين القبلة يعني يسار المصلي.** (درمختار مع الشامي زكريا ٢/٢٤٨، در مختار مع الشامي بيروت ٢/٢٢٠)

بارش اور سخت سردی میں ترکِ جماعت

سخت بارش اور سردی کی وجہ سے ترکِ جماعت کی گنجائش ہے۔ **ولا تجب على مريض ولا على من حال بينه وبينها مطر وطين وبرد شديدٌ.** (شامي زكريا ٢/٢٩٢، شامي بيروت ٢/٢٤٩، هنديه ١/٨٣)

کرفیو میں ترکِ جماعت

اگر کسی وجہ سے شہر میں کرفیو نافذ ہو اور باہر نکلنے کی قانونی ممانعت ہو تو ایسی صورت میں اپنی جان، عزت اور آبرو کی حفاظت ضروری ہے اور جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے۔ **وخوف ظالم أي على نفسه أو ماله أو خوف ضياع ماله، لو اشتغل بالصلاة جماعة.** (طحطاوي على المراقي ١٦٢)

قضاء حاجت مقدم ہے یا جماعت

اگر کسی کو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے قضاء حاجت کرے اس کے بعد جماعت مل جائے تو فبہا ورنہ تنہا نماز پڑھ لے۔ **فلا تجب على مريضٍ الخ، أو مدافعة أحد**

الأخبثين. (درمختار زكريا ۲۹۳/۲، در مختار مع الشامی بيروت ۲۴۹/۲، فتاوی دارالعلوم ٦٦/٣)

گھر پر تراویح کی جماعت

تراویح کی جماعت گھر یا فرم وغیرہ میں پڑھنی درست ہے؛ البتہ فرض نماز قریبی مسجد ہی میں ادا کی جائے اوراس کے بعد گھر آ کر تراویح پڑھیں ورنہ مسجد کے ثواب سے محرومی ہوگی۔ **وقال الصدر الشهيد: الجماعة سنة كفاية حتى لو أقامها البعض منفرداً في بيته لا يكون تاركاً للسنة، إلى أن قال وإن صلاها بجماعةٍ في بيته فالصحيح أنه نال إحدى الفضيلتين.** (طحطاوی علی المراقی ۲۲۵)

کیا عورتیں تنہا جماعت کرسکتی ہیں؟

فرض نمازوں میں عورت کا امام بن کر عورتوں کی امامت کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ **عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله ﷺ قال: "لا خير في جماعة النساء".** (المعجم الكبير للطبرانی ۲۴٦/۲۴، ۲۴۵/۱۲) **ويكره تحريماً جماعة النساء ولو في التراويح.** (شامی زكريا ۳۰۵/۲، بيروت ۲٦۲/۲، فتاوی رحيميه ۷٦/۹، شامی زكريا ۳۰۵/۲، بيروت ۲٦۲/۲، هدايه ۱۲۳/۱)

نوٹ: البتہ اگر کوئی حافظہ عورت اپنا قرآن یاد کرنے کی غرض سے تراویح میں قرآنِ کریم سنائے تو اس کی گنجائش ہے؛ اس لئے کہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ (کتاب الآثار للامام محمدؒ ۲۰۳/۱-۲۰٦، مصنف ابن ابی شیبہ ۴۰۳/۱)

عورتوں کا مسجد میں جماعت کے لئے جانا

عورتیں چاہے بوڑھی ہوں یا جوان، ان کا گھروں میں ہی نماز پڑھنا افضل ہے، ان کا مسجد میں نماز اور جماعت کے لئے جانا پسندیدہ نہیں ہے؛ کیوں کہ اس پرفتن دور میں فتنہ وفساد کا اندیشہ زیادہ ہے؛ لہٰذا احتراز بہرحال لازم ہے۔ **الفتوى في زماننا على أنهن لا يخرجن وإن**

عجائز إلى الجماعات لا في الليل ولا النهار لغلبة الفتنة والفساد وقرب يوم المعاد. (نفع المفتي والسائل ۹۳، شامي زكريا ۳۰۷/۲، بيروت ۲۶۳/۲)

نفل کی جماعت کا حکم

تراویح کے علاوہ نفل نماز (مثلاً تہجد وغیرہ) کی جماعت کرنا مکروہ تنزیہی ہے؛ البتہ اگر مقتدی ۲-۳ ہوں تو کوئی کراہت نہیں۔ **والنفل بالجماعة غير مستحبٍ لأنه لم تفعله الصحابة ﷺ في غير رمضان وهو كالصريح في أنها كراهةٌ تنزيهةٌ.** (شامي زكريا ۵۰۰/۲، بيروت ۴۳۷/۲، هنديه ۸۴/۱) **وإن كان متطوعاً فالجماعة فيه مكروهة كراهة تنزيهية إلا في شهر رمضان.** (حاشية العلامة أبي الوفاء الافغاني على كتاب الآثار ۲۴۸/۱)

وتر کی جماعت رمضان کے ساتھ خاص ہے

وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے؛ لہٰذا اسے صرف رمضان میں ہی باجماعت پڑھنے کی اجازت ہے، رمضان کے علاوہ زمانہ میں وتر کی جماعت کا حکم نہیں ہے۔ **إن جماعة الوتر تبع لجماعة التراويح وإن كان الوتر نفسه أصلاً في ذاته لأن سنة الجماعة في الوتر إنما عرفت بالأثر تابعة للتراويح.** (شامي زكريا ۵۰۰/۲، بيروت ۴۳۶/۲، احسن الفتاوى ۴۵۵/۳، احسن الفتاوى ۴۵۵/۳)

کن اعذار کی وجہ سے ترکِ جماعت کی گنجائش ہے؟

جو شخص کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو، یا اس کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں، یا وہ فالج زدہ ہو، یا ظالم کے ظلم کے اندیشہ سے روپوش ہو یا بڑھاپے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے عاجز ہو، تو ایسے لوگوں کے لئے جماعت کی نماز ترک کرنے کی شرعاً گنجائش ہے۔ **الثاني في الأعذار التي تبيح التخلف عن الجماعة. فمنها: المرض الذي يبيح التيمم، وكونه مقطوع اليد والرجل من خلاف أو مفلوجاً أو مستخفياً أو لا يستطيع المشي كالشيخ العاجز**

وغيره وإن لم يكن بهم ألمٌ. (کبیری ۵۰۹)

جماعت کی فضیلت کب تک حاصل ہوگی؟

امام محمدؒ کی رائے یہ ہے کہ جب تک امام کے ساتھ کم از کم ایک رکعت میں شریک نہ ہو جماعت کی فضیلت حاصل نہ ہوگی؛ لیکن جمہور فقہائے احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر نماز کے کسی بھی جز میں امام کے ساتھ شرکت ہوگئی، تو نماز باجماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ أجمع العلماء على أن فضل الجماعة الموعود في قوله عليه الصلاة والسلام: "صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة" على ما رواه في الصحيحين. يحصل بإدراك أقل الصلاة مع الإمام ولو كان ذلك آخر القعدة الأخيرة قبل السلام لا على قياس قول محمد فإنه لا بد أن يكون ركعة بأن يدركه قبل رفع رأسه من ركوع الركعة الأخيرة حتى يدرك فضيلة الجماعة. (کبیری ۵۱۰، شامی کراچی ۲/ ۵۱)

اکیلے فرض نماز پڑھنے کے دوران جماعت کھڑی ہوگئی

اگر کسی شخص نے انفرادی طور پر کسی فرض نماز کی نیت باندھ لی تھی، اسی درمیان اسی مسجد میں وہ نماز باجماعت پڑھی جانے لگی، تو اب یہ الگ پڑھنے والا شخص کیا کرے؟ اس بارے میں فقہاء نے درج ذیل تفصیل فرمائی ہے:

(۱) اگر وہ نماز دو یا تین رکعت والی (مثلاً فجر یا مغرب) ہے، اور ابھی اس نمازی نے دوسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے، تو حکم یہ ہے کہ اپنی نماز توڑ کر امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے۔

(۲) اور اگر ۲/ یا ۳/ رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے، تو اب اپنی ہی نماز پوری کرے، جماعت میں شریک نہ ہو۔

(۳) اگر نماز چار رکعت والی ہے (مثلاً ظہر اور عشاء) اور ابھی اس نمازی نے پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے تو فوراً کھڑے کھڑے ایک سلام کے ذریعہ نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔

(۴) اور اگر ۴/ رکعت والی نماز میں پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا ہے تو فوراً نماز نہ توڑے؛ بلکہ دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

(۵) اور اگر تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت کھڑی ہوگئی تو اب اپنی نماز نہ توڑے؛ بلکہ اسے پوری کرے، اور بعد میں بطور نفل امام کے ساتھ شریک ہو جائے، (مگر یہ صورت عصر میں نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ عصر کے فرض پڑھنے کے بعد کوئی بھی نفل نماز پڑھنا منع ہے)

فلو شرع فی صلاة منفرداً فی مسجد ثم أقیمت تلک الصلاة فی ذلک المسجد وشرع الإمام فیها بجماعةٍ ولیس المراد شروع المؤذن فی الإقامة فإن کانت تلک الصلاة ثنائیة أو ثلاثیة یقطعها ویقتدی احرازاً لفضل الجماعة ما لم یقید الرکعة الثانیة بالسجدة، فإن قیدها فلا؛ لأن القطع لإدراک فضل الجماعة إنما یباح قبل استحکام الصلاة وبعد تقیید الرکعة الثانیة بالسجدة قد استحکمت الثنائیة بتمام رکعتیها والثلاثیة بوجود أکثرها، وإن کانت الصلاة رباعیة ولم یتم شفعها بعد فإن کان لم یقید الرکعة الأولی بالسجدة یقطعها ولا یتم شفعاً علی ما اختاره فخر الاسلام قال فی الهدایة: وهو الصحیح. (حلبی کبیر ۵۱۱)

أو قیدها بها فی غیر رباعیة أو فیها ولکن ضم إلیها رکعةً أخری وجوباً ثم یأتم إحرازاً للنفل والجماعة، وإن صلی ثلاثاً منها أی الرباعیة أتم منفرداً ثم اقتدی بالإمام متنفلاً ویدرک بذلک فضیلة الجماعة. حاوی، إلا فی العصر فلا یقتدی لکراهة النفل بعده. (در مختار مع الشامی زکریا ۲/ ۵۰۶)

نفل یا سنت پڑھتے ہوئے نماز کھڑی ہوگئی تو کیا کرے؟

اگر نفل یا سنت کی نیت باندھ رکھی تھی کہ نماز کھڑی ہوگئی تو اب تین صورتیں ہیں: (۱) اگر اس نے ابھی دو رکعت پوری نہیں کی ہے تو فوراً نماز نہ توڑے؛ بلکہ دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر نماز میں شریک ہو جائے۔ (۲) اور اگر سنت کی تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو چکا تھا مگر ابھی سجدہ

نہیں کیا تھا، تو لوٹ کر قعدہ میں آکر سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہوجائے۔ (۳) اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تھا تو اب چوتھی رکعت پوری کر کے ہی جماعت میں شریک ہو۔

والشارع فی نفل لا یقطع مطلقاً ویتمه رکعتین. (درمختار) ثم اعلم أن هذا کله حیث لم یقم إلی الثالثة، أما إن قام إلیها وقیدها بسجدة ففی روایة النوادر یضیف إلیها رابعة ویسلم وإن لم یقیدها بسجدة، قال فی الخانیة: لم یذکر فی النوادر واختلف المشائخ فیه قیل یتمها أربعاً ویخفف القراء ة، وقیل یعود إلی القعدة ویسلم وهذا أشبه. (شامی کراچی ۲/۵۰۷)

جمعہ کی سنت کے دوران خطبہ شروع ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص جمعہ کی سنت پڑھ رہا تھا اسی دوران خطیب نے خطبہ شروع کردیا تو راجح قول کے مطابق اس سنت پڑھنے والے شخص کو چاہئے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر خطبہ سننے میں مشغول ہوجائے اور نماز کے بعد سنتوں کو دوبارہ ادا کرے۔ **وسنة الجمعة إذا أقیمت أو خطب الإمام یتمها أربعاً علی القول الراجح لأنها صلاة واحدة، ولیس القطع للإکمال بل للإبطال خلافاً لما رجحه الکمال. (درمختار) حیث قال وقیل یقطع علی رأس الرکعتین وهو الراجح لأنه یتمکن من قضائها بعد الفرض ولا إبطال فی التسلیم علی الرکعتین فلا یفوت فرض الاستماع والأداء علی الوجه الأکمل بلاسبب.** (شامی کراچی ۲/۵۰۶)

فجر کی سنتوں کا مسئلہ

اگر فجر کے وقت مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ جماعت شروع ہوچکی ہے تو فجر کی سنت پڑھے یا نہ پڑھے؟ اس بارے میں درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱) اگر مسجد میں ایک ہی ہال ہے جہاں جماعت ہورہی ہے یا مسجد کشادہ ہے؛ لیکن

نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے صفیں پیچھے تک پہنچ چکی ہیں اور کوئی جگہ خالی نہیں ہے، تو اس صورت میں فجر کی سنت چھوڑ دے اور فوراً فرض نماز میں شریک ہو جائے، اس لئے کہ فرض نماز کی صفوں کے ساتھ مل کر سنتیں پڑھنا سخت مکروہ ہے۔

(۲) اگر مسجد کشادہ ہے اور باہری حصہ تک نماز کی صفیں نہیں پہنچ رہی ہیں، تو اگر سنت کی ادائیگی کے بعد امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہونے کی امید ہو تو باہری حصہ میں (جماعت کی جگہ سے دور ہٹ کر مثلاً اندر نماز ہو رہی ہے تو دالان میں یا ملحقہ کمرے میں) سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

(۳) اگر یہ اندیشہ ہے کہ سنت پڑھنے کی وجہ سے پوری جماعت ہی چھوٹ جائے گی تو اب سنت نہ پڑھے؛ بلکہ جماعت میں شریک ہو جائے اور اشراق کے وقت یہ چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کرلے۔ **وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لإشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل وإلا بأن رجا إدراك ركعة في ظاهر المذهب، وقيل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالي تبعاً للبحر لكن صنفه في النهر لايتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكاناً وإلا تركها لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة.** (درمختار ۲/۵۱۰) **قال محمد: أحب إليّ أن يقضيها إلى الزوال.** (شامی زکریا ۲/۵۱۲)

محلّہ کی مسجد میں اہل محلّہ کا جماعتِ ثانیہ کرنا

محلّہ کی مسجد میں اہل محلّہ کے لئے جماعت ثانیہ سخت مکروہ ہے؛ کیوں کہ اس سے تقلیل جماعت لازم آتی ہے۔ **ويكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة.** (شامی زکریا ۲/۲۹۲، البحر الرائق ۱/۳٤٦، هندية ۱/۸۳، منحة الخالق ۱/۳٤٥) **وفي الحديث أن رسول الله عليه السلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى.** (مسند أحمد ٥/٢٥٤–٢٦٩، ابن ماجه رقم: ٢١٣، البيهقي ٦٩/١، مستدرك للحاكم ٣٣٤/٤، مجمع الزوائد ٤٥/٢)

بازار یاراستہ کی مسجد میں جماعتِ ثانیہ

بازار یا اسٹیشنوں کی مسجد میں اگر باقاعدہ امام اور نمازی مقرر نہ ہوں تو وہاں تکرار جماعت مطلقاً جائز ہے، اور اگر باقاعدہ امام اور نمازی مقرر ہوں تو اسکے آس پاس رہنے والوں کے لئے جماعت ثانیہ مطلقاً مکروہ ہے؛ لیکن جو مسافر وہاں آتے جاتے ہیں ان کے لئے تکرار جماعت مکروہ نہیں ہے۔ **ولو كرر أهله بدونهما أو كان مسجد طريق جاز إجماعاً كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذن ويصلي الناس فيه فوجاً فوجاً.** (شامی زکریا ۲۸۸/۲) **ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محله لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن.** (شامی زکریا ۲۸۸/۲)

تنگی کی وجہ سے تکرارِ جماعت

بڑے شہروں وغیرہ میں اگر ایک مسجد میں بیک وقت سب نمازی نہ سما پائیں اور دوسری جماعت کی ضرورت ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ مسجد کے علاوہ کسی قریبی ہال یا میدان میں جمع ہوکر دوسری جماعت کا اہتمام کیا جائے؛ تاکہ ایک مسجد میں تکرار جماعت کا محظور لازم نہ آئے؛ لیکن اگر دوسری جگہ جماعت کرنے کا انتظام ممکن نہ ہو تو ایک ہی مسجد میں دوسرے امام کی اقتداء میں مابقیہ لوگ جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں تکرار جماعت کی علت تقلیل جماعت نہیں پائی جارہی ہے۔ **وإذا علموا أنها لا تفوتهم الجماعة فيتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه بخلاف المساجد التي على قوارع الطريق لأنها ليست لها أهل معروفون فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرىٰ لا يؤدي إلى تقليل الجماعة.** (بدائع الصنائع ۳۷۹/۱) **لأن تكرار الجماعة يؤدي إلى تقليل الجماعة؛ لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة.** (بدائع الصنائع ۳۸۰/۱)

دوسری مرتبہ جو جماعت ادا کی جارہی ہے اس کے لئے اذان واقامت نہیں کہی جائے گی۔

وإن صلى فيه أهله بأذان وإقامة أو بعض أهله يكره لغير أهله وللباقين وأهله أن يعيدوا الأذان والإقامة. (بدائع الصنائع ۱/ ۳۷۸)

بارش کے عذر سے تکرارِ جماعت

اگر نمازی زیادہ ہوں اور جماعت کے لئے کوئی اور جگہ دستیاب نہ ہو تو بارش کی شدت کی وجہ سے ایک ہی مسجد میں تکرار جماعت کی گنجائش ہے۔ لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة. (بدائع الصنائع ۱/ ۳۸۰) واختلف في كون الأمطار والثلوج والأوحال والبرد الشديد عذراً، وعن أبي حنيفة: إن اشتد التأذي يعذر، قال الحسن: أفادت هٰذه الرواية أن الجمعة والجماعة في ذٰلک سواء ليس على ما ظنه البعض أن ذٰلک عذر في الجماعة؛ لأنها سنة لا في الجمعة لأنها من أكد الفرائض. (شامی زکریا ۲/ ۳۹۲)

مسافر حضرات کا کسی مسجد میں جماعتِ ثانیہ کرنا

اگر مسافر حضرات محلّہ کی مسجد میں تداعی اور اذان کے بغیر باجماعت نماز پڑھ لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ان کے لئے مسجد کی حدود میں رہ کر جماعت ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ وروي عن محمد أنه إنما يكره إذا كانت الثانية على سبيل التداعي والإجتماع. (بدائع الصنائع ۱/ ۳۷۹) وكره تركهما أي الأذان والإقامة معاً لمسافر ولو منفرداً وكذا تركها لا تركه لحضور الرفقة بخلاف مصل ولو بجماعة، وعن أبي حنيفة: لو اكتفوا بأذان الناس أجزأهم وقد أساؤوا، فرق بين الواحد والجماعة في هٰذه الرواية. (شامی زکریا ۱/ ۶۳)

○❖○

مدرک، لاحق، اور مسبوق سے متعلق مسائل

مدرک کسے کہتے ہیں؟

جو شخص امام کے ساتھ نماز کی تمام رکعتوں کو پالے وہ مدرک کہلاتا ہے۔ **المدرک من أدرک الرکعات کلها مع الإمام.** (البحر الرائق ۱/۶۲۳، در مختار مع الشامی ۲/۳۴۳، مراقی الفلاح ۱۶۸)

رکوع میں شریک ہونے والا شخص بھی مدرک ہے

جو شخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ امام پہلی رکعت کے رکوع میں تھا، اور وہ رکوع میں شریک ہوگیا تو وہ بھی مدرک شمار ہوگا۔ **أی أدرک جمیع رکعاتها معه سواء أدرک معه التحریمة أو أدرکه من جزء من رکوع الرکعة الأولیٰ.** (شامی ۲/۳۴۳)

لاحق کسے کہتے ہیں؟

جو شخص پہلی رکعت میں تو امام کے ساتھ شریک ہو؛ لیکن بعد کی کسی رکعت میں (مثلاً سوتے رہ جانے، یا حدث لاحق ہوجانے وغیرہ کی وجہ سے) شریک نہ ہو سکے، اسے اصطلاح میں ''لاحق'' کہتے ہیں۔ **اللاحق وهو الذی أدرک أوّلها، وفاته الباقي لنوم أو حدث أو بقی قائماً للزحام.** (عالمگیری ۱/۹۲، بدائع الصنائع ۱/۵۶۳، درمختار مع الشامی ۲/۳۴۴، مراقی الفلاح ۱۶۸)

لاحق مسبوق کسے کہتے ہیں؟

جو شخص شروع سے امام کے ساتھ شریک نہیں رہا؛ بلکہ ایک رکعت (یا اس سے زیادہ) ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا، اور پھر درمیان میں کسی وجہ سے اس کی کوئی رکعت مزید چھوٹ گئی، تو اس مقتدی کو لاحق مسبوق کہتے ہیں۔ **وأما اللاحق المسبوق فهو من لم یدرک بالرکعة الأولیٰ مع الإمام، وفاته بعد الشروع أو أکثر بعذر.** (البحر الرائق ۱/۶۲۳، در مختار مع الشامی ۲/۳۴۶)

لاحق اپنی نماز کیسے پوری کرے گا؟

لاحق شخص پر ضروری ہے کہ وہ اولاً اپنی فوت شدہ رکعت ادا کرے اس کے بعد اگر ابھی امام نے سلام نہ پھیرا ہو تو اس کے ساتھ شامل ہو کر نماز مکمل کر لے، اور اگر امام سلام پھیر چکا ہو تو پھر تنہا اپنی نماز پوری کر لے، اگر اس کے برخلاف کیا یعنی امام کے ساتھ رہا اور اس کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ رکعت پڑھی تو نماز صحیح ہو جائے گی، مگر گنہ گار ہوگا۔ **والصواب إبدال قوله إن أمكنه إدراكه بقوله ''إن أدركه'' مع إسقاط ما بعده. وحق التعبير أن يقول: ويبدأ بقضاء ما فاته بلا قراءة عكس المسبوق ثم يتابع إمامه إن أدركه ثم ما سبق به.**

(شامی ۳٤٥/۲، هندیه ۹۲/۱، بهشتی گوهر ٦۱/۱۱)

لاحق فوت شدہ رکعت میں قرأت نہیں کرے گا

لاحق مقتدی اپنی فوت شدہ رکعت ادا کرتے وقت قرأت نہیں کرے گا؛ بلکہ صرف قرأت کے بقدر خاموش کھڑا رہے گا، خواہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ادا کرے یا بعد میں۔ **اللاحق إذا أعاد بعد الوضوء ينبغي لهٗ أن يشتغل أولاً بقضاء ما سبقه الإمام بغير قراءةٍ يقوم مقدار قيام الإمام وركوعه وسجوده ولو زاد أو نقص فلا يضر.** (هندیه ۹۲/۱)

لاحق کی نماز میں سہو موجبِ سجدۂ سہو نہیں

لاحق کا حکم چوں کہ مقتدی کی طرح ہے اس لئے اگر اس کی فوت شدہ رکعت میں کوئی سہو ہو جائے تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ **فاشتغل بقضاء ما سبق به فسها فيه لا سهو عليه.** (بدائع الصنائع ٤۲۰/۱)

لاحق مسبوق نماز کیسے پوری کرے؟

لاحق مسبوق شخص اولاً وہ رکعتیں ادا کرے گا جو امام کے ساتھ شامل ہونے کے بعد چھوٹی ہیں، اور انہیں مکمل کرنے کے بعد وہ رکعت پڑھے گا جو جماعت میں شامل ہونے سے پہلے چھوٹی ہے (مثلاً

کوئی شخص ظہر کی ایک رکعت ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا، پھر امام کی اقتداء کے دوران کسی رکعت میں سوتا رہ گیا، تو بیدار ہونے کے بعد اولاً سونے کی وجہ سے جو رکعت چھوٹی ہے اسے ادا کرے گا، اور اس میں قرأت نہیں کرے گا، اس کے بعد وہ رکعت ادا کرے گا جو پہلے چھوٹی ہے اور اس میں قرأت کرے گا) **رجل سبق بركعة في صلاة هي من ذوات الأربع، ونام خلف الإمام في الثلاث الباقية ثم انتبه يأتي بما عليه في حال نومه ولا يقرأ فيها ثم يقعد متابعة للإمام ثم يقوم ويصلي ركعة بقراءة ويقعد ويتم صلاته.** (هنديه، ۱/ ۹۳، شامی زکریا ۲/ ۳٤٥)

بھیڑ کی وجہ سے ارکانِ نماز ادا کرنے سے قاصر رہنا

اگر کوئی شخص جماعت میں شامل ہوا؛ لیکن دورانِ نماز اچانک اتنی بھیڑ ہوگئی کہ ارکان کی ادائیگی ممکن نہ رہی، تو اس شخص کو چاہئے کہ اپنی جگہ ویسے ہی کھڑا رہے اور بھیڑ ختم ہونے پر جو رکعتیں چھوٹی ہیں انہیں ادا کرلے اور ان میں قرأت نہ کرے۔ (یہ صورت بسا اوقات مسجد حرام مکہ معظّمہ میں مطاف اور مسعیٰ میں پیش آتی ہے کہ تکبیر ہوتے ہی جو شخص جہاں ہوتا ہے نیت باندھ لیتا ہے، اور بعد میں اِدھر اُدھر سے جگہ نہ ملنے والوں کا ریلا آتا ہے اور اتنی بھیڑ ہوجاتی ہے کہ رکوع سجدہ کا موقع نہیں رہتا، تو جو شخص اس طرح کی صورتِ حال سے دوچار ہوجائے اسے مذکورہ مسئلہ پر عمل کرنا چاہئے) **اللاحق وهو الذي أدرك أولها وفاته الباقي لنوم أو حدث أو بقي قائماً للزحام.**

(هنديه ۱/ ۹۲)

نماز کے دوران سوتا رہ گیا

کوئی شخص جماعت میں شامل ہوا، اس کے بعد مثلاً سجدہ میں اتنی دیر سوتا رہ گیا کہ کوئی رکعت امام کے ساتھ ادا ہونے سے رہ گئی، تو یہ شخص لاحق قرار دیا جائے گا اور لاحق کے طریقہ پر نماز پوری کرے گا۔ **فلو نام في الثالثة واستيقظ في الرابعة فإنه يأتي بالثالثة بلا قراءة فإذا فرغ منها صلىٰ مع الإمام الرابعة، وإن فرغ منها الإمام صلّاها وحده بلا قراءة أيضاً.** (شامی زکریا ۲/ ۳٤٥)

جماعت کے دوران حدث لاحق ہو گیا

جماعت کے دوران اگر اچانک وضوٹوٹ جائے اورنمازی وضوکرنے چلاجائے ،تولوٹ کر اولاًوضو کے دوران جو رکعت چھوٹ گئی ہے اسے پڑھے اس کے بعد امام کے ساتھ شامل ہو، اور اگر امام نماز پوری کر چکا ہوتو اپنی نماز تنہا پوری کر لےاور بہر صورت قرأت نہ کرے۔ **إذا عـاد بـعـد الوضوء ينبغي له أن يشتغل أولاً بقضاء ما سبقه الإمام بغير قراء ة.** (هنديه ۹۲/۱)

مقیم کا مسافر کی اقتداء کرنا

اگر کوئی مقیم شخص مسافر کے پیچھے نماز پڑھےتو مسافرامام دورکعت پرسلام پھیردے گا، اس کے بعد مقیم مقتدی اپنی دورکعت قرأت کے بغیر پوری کرے گا،گویا مسافرامام کی اقتداءکرنے والا مقیم لاحق کے حکم میں ہے۔ **وإذا صـلّـى الـمسافر بالمقيمين صلّى بهم ركعتين ثم أتم الـمقيمون صلاتهم يعني وحداناً ولا يقرؤن فيما يقضون لأنهم لاحقون.** (الجوهرة النيرة ۱۲۴/۱، البحر الرائق ۶۲۳/۱، شامی زکریا ۳۴۴/۲)

مسبوق کسے کہتے ہیں؟

مسبوق، اس مقتدی کو کہتے ہیں جو پہلی رکعت ہو چکنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو۔

والمسبوق هو من سبقه الإمام بكلها أو بعضها. (طحطاوی ۱۶۹)

مسبوق کس طرح نماز پوری کرے؟

مسبوق شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی نماز اس طرح پڑھے گا کہ قرأت کے اعتبار سے انہیں اولین رکعات قرار دیا جائے، جب کہ قعدہ کی ترتیب کےاعتبار سے ان رکعتوں کوآخری قرار دیا جائے۔(مثلاً اگر کسی شخص کی ظہر میں تین رکعتیں نکل گئیں اور امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی ،تو یہ شخص امام کے سلام کے بعد جب فوت شدہ تین رکعتیں ادا کرے گا تو ترتیب یہ رہے گی کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا، اور پھر رکوع سجدہ کے بعد

قعدہ کرے گا؛ کیوں کہ یہاں اس کی دو رکعتیں پوری ہوئی ہیں، ایک امام کے ساتھ اور دوسری بعد میں، پھر قعدہ کے بعد والی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت ملائے گا اور آخری رکعت میں سورت نہیں ملائے گا)۔ **وحكمه أنه يقضي أول صلاته في حق القراءة وآخرها في حق القعدة.** (طحطاوي على المراقي ١٦٩) **ولو أدرك ركعةً من الرباعية فعليه أن يقضي ركعة ويقرأ فيها الفاتحة والسورة ويقعد لأنه يقضي آخر صلاته في حق القعدة وحينئذ فهي ثانية ويقضي ركعة يقرأ فيها كذلك ولا يقعد، وفي الثالثة يتخير والقراءة أفضل.** (حلبي كبير ٤٦٨-٤٦٩)

مسبوق کو مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو نماز کیسے پوری کرے؟

اگر کسی شخص کو امام کے ساتھ مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو وہ مابقیہ دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملائے گا، اور بہتر ہے کہ ان کے درمیان قعدہ کرے (تاہم اگر قعدہ نہیں کیا تو بھی استحساناً نماز درست ہوجائے گی) **لو أدرك مع الإمام ركعة من المغرب فإنه يقرأ في الركعتين الفاتحة والسورة ويقعد في أولٰهما، لأنها ثانية ولو لم يقعد جاز استحساناً لا قياساً ولم يلزمه سجود السهو لو سهواً لكونها أولى من وجه.** (حلبي كبير ٤٦٨)

جہری نماز میں مسبوق ثناء کب پڑھے گا؟

جہری نماز میں امام کے ساتھ شامل ہوکر تحریمہ کے بعد مسبوق ثناء نہیں پڑھے گا؛ بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی فوت شدہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوگا تو اس وقت ثناء پڑھے گا۔ **إذا أدرك الإمام في القراءة في الركعة التي يجهر فيها لا يأتي بالثناء.**

(تاتارخانيه ١/١٠٤، هنديه ١/٩٠)

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیر دینا

اگر مسبوق شخص نے بھول سے سلام پھیر دیا تو اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) امام سے پہلے

سلام پھیرا (۲) امام کے بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرا (۳) امام کے بعد سلام پھیرا (جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے) تو ان میں پہلی اور دوسری صورت میں مسبوق پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور تیسری صورت میں واجب ہے، خواہ ایک طرف سلام پھیرا ہو یا دونوں طرف پھیر دیا ہو۔ **ومن أحكامه أنه لو سلّم مع الإمام ساهياً أو قبله لا يلزمه سجود السهو لأنه مقتد وإن سلّم بعده لزمه.** (البحر الرائق ۱/ ٦٦٢، تاتارخانيه ۱/ ۱۰۱)

مسبوق سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ رہے گا

اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہو تو مسبوق کو بھی اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے، حتی کہ اگر مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا ہو، پھر اسے معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو ہے، تو اسے واپس لوٹ کر سجدۂ سہو میں شامل ہونا چاہئے۔ **أنه يتابع الإمام في السهو.** (هنديه ۱/ ۹۲) **لو قام إلى قضاء ما سبق به وعلى الإمام سجدتا سهو ولو قبل اقتدائه فعليه أن يعود.** (تنوير الابصار ۲/ ۳٤۸، بدائع الصنائع ۱/ ٤۲۱)

مسبوق کو اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کب کھڑا ہونا چاہئے؟

مسبوق کو چاہئے کہ جب امام دونوں سلام پھیر چکے اور اس کا اطمینان ہو جائے کہ امام پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہے، تو اب وہ اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ **لا يقوم بعد التسليمة أو التسليمتين بل ينتظر فراغ الإمام بعدهما.** (شامی ۲/ ۳٤۸، هنديه ۱/ ۹۱)

مسبوق کا سلام سے پہلے اپنی نماز کے لئے کھڑا ہونا

آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بقدر بیٹھنے سے پہلے مسبوق کا کھڑا ہونا کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اور تشہد کے بقدر بیٹھنے کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑے ہونے کی اجازت صرف عذر کی صورت میں ہو سکتی ہے، عام حالات میں اجازت نہیں، اور عذر درج ذیل ہو سکتے ہیں: (۱) مسبوق نے خفین پہن رکھے ہیں اور اسے خطرہ ہے کہ اگر امام کے سلام کے بعد نماز

پوری کی تو مسح کی مدت ختم ہوجائے گی (۲) مسبوق معذور شرعی ہے اور اسے نماز کے وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہے (۳) جمعہ کی نماز میں عصر کے وقت کے داخل ہونے کا خطرہ ہے یا فجر کی نماز میں سورج طلوع ہونے کا امکان ہے (۴) مسبوق کو اندیشہ ہے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی ایسی بھیڑ ہوگی کہ اس کے لئے بعد میں اپنی نماز پوری کرنا مشکل ہوجائے گا، تو اس طرح کے اعذار کی وجہ سے وہ امام کے سلام پھیرنے سے قبل بھی اپنی نماز پوری کرنے میں مشغول ہوسکتا ہے۔ **لا يقوم قبل السلام بعد قدر التشهد إلا في مواضع: إذا خاف المسبوق الماسح زوال مدته أو صاحب العذر خاف خروج الوقت أو خاف المسبوق في الجمعة دخول وقت العصر أو دخول وقت الظهر في العيدين أو في الفجر طلوع الشمس أو خاف أن يسبقه الحدث له أن لا ينتظر فراغ الامام ولا سجود السهو.** (هنديه ۱/ ۹۱، البحر الرائق ۱/ ۶۶۲) **وإذا خاف أنه لو انتظر سلام الإمام يمر الناس بين يديه كان له أن يقوم بقضاء ما سبق ولا ينتظر سلام الإمام.** (تاتارخانيه ۱/ ۱۰۴)

صف بندی سے متعلق مسائل

صف بندی کی اہمیت

نماز باجماعت میں صفیں درست رکھنا ضروری ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ. (مسلم شریف ۱۸۲/۱)

اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو اس لئے کہ صف کو سیدھا رکھنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح درست فرماتے تھے گویا کہ اس سے تیر کو سیدھا کر رہے ہیں، پھر جب آپ ﷺ نے یہ محسوس فرمایا کہ ہم اس بات کو سمجھ چکے ہیں تو یہ عمل چھوڑ دیا، پھر آپ ﷺ ایک مرتبہ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے اور مصلیٰ پر کھڑے ہوکر تکبیر کہنا ہی چاہتے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا تھا اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ. (مسلم شریف ۱۸۲/۱، مشکوٰۃ شریف ۹۷/۱)

اللہ کے بندو! تم اپنی صفوں کو ضرور درست رکھا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کردیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے:

اسْتَوُوْا، اسْتَوُوْا، اسْتَوُوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِيْ كَمَا أَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ. (نسائی شریف ۸۰۹)

سیدھے کھڑے ہو، سیدھے کھڑے ہو، سیدھے کھڑے ہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں تم کو اپنے پیچھے سے اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔

شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ بطور معجزہ امامت فرماتے ہوئے اپنے پیچھے کھڑے

ہوئے نمازیوں کو بھی دیکھ لیتے تھے۔ (حاشیہ سندھی علی النسائی ۲۰۷/۱) اور اس میں ایک خاص حکمت یہ تھی کہ نماز کے دوران حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی کامل تربیت ہوسکے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضراتِ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی صفوں کی درستگی کا نہایت اہتمام فرمایا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ باقاعدہ صفوں کی درستگی کے لئے افراد مقرر فرماتے تھے، اور اس وقت تک نماز نہ شروع فرماتے، جب تک کہ مقرر کردہ افراد خبر نہ دے دیتے کہ صفیں درست ہوچکی ہیں۔ (اعلاء السنن ۳۲۰/۴، ادارۃ القرآن کراچی، ترمذی ۵۳/۱)

اور بعض روایات سے یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز شروع کرنے سے پہلے صف اول کا جائزہ لیتے تھے، اور اگر کوئی شخص صف سے آگے پیچھے نظر آتا تو دُرّے سے اس کی خبر لیتے تھے۔ (اعلاء السنن ۳۲۱/۴، ادارۃ القرآن کراچی)

نیز امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی صفوں کی درستگی کے لئے افراد مقرر کرتے تھے، اور جب تک صفیں سیدھی نہ ہوجاتیں تکبیرِ تحریمہ نہیں کہتے تھے۔ (ترمذی شریف ۵۳/۱)

بریں بنا ہم سب کو خاص طور پر نمازوں میں صفیں درست رکھنے کا اہتمام رکھنا چاہئے، آج کل عام طور پر اس بارے میں کوتاہی ہورہی ہے، باوجودیکہ مساجد میں الگ الگ صفیں بچھی رہتی ہیں اور تھوڑی سی توجہ سے صفیں سیدھی ہوسکتی ہیں؛ لیکن پھر بھی اس معاملہ میں تساہل برتا جاتا ہے، اور لوگ آگے پیچھے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح صفوں کے درمیان خلا رہ جاتا ہے اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بعد میں آکر اس خلا کو پر کرنا چاہے تو دائیں بائیں کھڑے ہوئے لوگ کھسکنے کو بھی تیار نہیں ہوتے، یہ صورتِ حال پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی ہدایات کے بالکل برخلاف ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَحَاذُوْا بَيْنَ مَنَاكِبِكُمْ وَلِيْنُوْا فِيْ أَيْدِيْ إِخْوَانِكُمْ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْمَا بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْخَذَفِ يَعْنِيْ أَوْلَادَ الضَّأْنِ الصِّغَارِ. (رواه أحمد، مشكوة شريف ۹۸/۱، نسائي شريف ۸۱۱، أبو داؤد شريف ۶۶۷)

اپنی صفوں کو سیدھا رکھو اور اپنے کندھوں کو ایک لائن میں رکھو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہا کرو (یعنی اگر کوئی دوران نماز صفوں کی درستگی کے لئے اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر کرنا چاہے تو اکڑا مت کرو؛ بلکہ اعضاء کو نرم رکھو) اور صفوں کے درمیان خلا کو بھرا رکھو، اس لئے کہ شیطان (ان خالی جگہوں میں) تمہارے درمیان اس طرح گھس جائے گا جیسے بھیڑ کے چھوٹے چھوٹے بچے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ وَصَلَ صَفاً وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفاً قَطَعَهُ اللّٰهُ.

(نسائی شریف ٨١٥، أبوداؤد شریف ٦٦٦)

جو شخص کسی صف کو ملائے گا (یعنی اس کے خلا کو پر کردے گا) تو اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) ملالیں گے، اور جو شخص کسی صف کو قطع کرے گا (یعنی صف کے بیچ میں حائل ہوگا یا کسی سامان وغیرہ کو رکھ دے گا) تو اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) کاٹ دیں گے۔

نیز ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے صفوں کے خلا کو پر کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِيْ صَفٍّ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً أَوْ بَنیٰ لَهُ فِيْهَا بَيْتاً فِيْ الْجَنَّةِ.

(مصنف ابن ابي شيبه ٣٣٣/١)

جو شخص کسی صف میں خالی جگہ کو بھر دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس عمل کے ذریعہ اس کا ایک درجہ بلند فرمائیں گے یا اس کے لئے اس عمل کی بدولت جنت میں ایک مکان تعمیر فرمائیں گے۔

ان ہدایاتِ نبویہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت کی نظر میں صفوں کی درستگی کی کس قدر اہمیت ہے؟

صفیں کیسے سیدھی کی جائیں؟

صفوں کو درست رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جماعت میں شریک سب نمازی اپنی ایڑی صف کے کنارہ پر رکھیں، اور کندھے سے کندھا ملالیں، اور اپنی فطری ہیئت پر رہتے ہوئے پیروں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف رکھیں، تو اس طرح ہر ایک کا ٹخنہ دوسرے کے ٹخنہ کی سیدھ میں آجائے گا، اور خود بخود صف درست ہوتی چلی جائے گی۔ کچھ لوگ پیر کی انگلیوں کو صف کے کنارے پر رکھ کر صف سیدھی کرنا چاہتے ہیں، تو یہ طریقہ صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے صف سیدھی نہیں ہوتی؛ بلکہ کندے آگے پیچھے ہوجاتے ہیں۔

ضروری تنبیہ!

بعض حضرات حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بعض آثار سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جماعت کی نماز میں ہر نمازی کو شروع سے اخیر تک دائیں بائیں کھڑے نمازیوں کے ٹخنے سے ٹخنے ملا کر رکھنا ضروری ہے، اور اس پر اتنا اصرار کرتے ہیں کہ بسا اوقات اس کوشش میں نماز کے دوران ان کی ہیئت بڑی مضحکہ خیز بن جاتی ہے؛ لیکن شارحینِ حدیث کے نزدیک مذکورہ حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اخیر تک

باقاعدہ ٹخنے سے ٹخنے ملے رہیں؛ بلکہ مطلب یہ ہے کہ صفوں کی درستگی اور درمیانی خلا کو پر کرنے کا شدت سے اہتمام کیا جائے، اس طرح کہ ہر آدمی کے ٹخنے قریبی آدمی کے ٹخنے کے بالکل سیدھ میں آجائیں۔ (فتح الباری شرح بخاری دارالفکر ۲ /۲۱۱، اعلاء السنن بیروت ۴/ ۳۳۶، ادارۃ القرآن کراچی ۴/ ۳۱۹)

صفِ اول کی فضیلت

احادیثِ شریفہ میں صفِ اول کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَكَانَتْ قُرْعَةً.

(مسلم شریف ۱/ ۱۸۲)

اگر تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ صفِ اول میں کتنا ثواب ہے تو پھر قرعہ اندازی (کرکے باری مقرر کرنے) کا انتظام ہوا کرے گا۔

یعنی ہر آدمی چاہے گا کہ وہ صفِ اول میں شامل ہو، اور جب سب کو جگہ نہ مل پائے گی تو قرعہ ڈال کر جس کا نام نکلے گا وہی صف اول میں کھڑے ہونے کا مستحق ہوگا۔

ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا.

(مسلم شریف ۱/ ۱۸۲)

مردوں کی سب سے بہتر صف پہلی صف ہے، اور سب سے بری (کم ثواب والی) صف آخری ہے، اور (اگر عورتیں بھی جماعت میں شامل ہوں تو) عورتوں کی سب سے قابل تعریف صف آخری ہے اور سب سے بری صفِ اول ہے۔

آج کل پہلی صفوں کے اہتمام میں بھی بہت کوتاہی پائی جاتی ہے، سردی کے زمانہ میں لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ دھوپ کی جگہ نماز پڑھیں جب کہ آگے کی صفیں خالی پڑی رہتی ہیں، اور گرمی کے زمانہ میں ایسی جگہ تلاش کی جاتی ہے جہاں پنکھوں کی ہوا زیادہ آرہی ہو، قطع نظر اس کے کہ وہ پہلی صف ہے یا بعد کی؟ یہ طریقہ قطعاً نامناسب ہے۔ اس کے بجائے ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم اگلی صفوں میں نماز پڑھ کر زیادہ سے زیادہ ثواب کے مستحق بنیں؛ کیوں کہ نماز میں اللہ کی رحمت اس شخص کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی ہے جو امام کے بالکل پیچھے ہوتا ہے، اس کے بعد صف اول کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہوئے نمازیوں کی طرف اور پھر دوسری صف اور بقیہ صفوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ (شامی زکریا ۲/ ۳۱۰)

ذیل میں صف بندی سے متعلق بعض اہم مسائل درج کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

اگر مقتدی ایک ہوتو کہاں کھڑا ہو؟

اگر مقتدی ایک مرد ہو (یا بچہ ہو) تو وہ امام کے دائیں طرف برابر میں اس طرح کھڑا ہو کہ اس کا قدم امام کے قدم سے آگے نہ بڑھے۔ **ویقف الواحد ولو صبیاً الخ محاذیاً أی مساویاً لیمین إمامه علی المذهب ولا عبرة بالرأس بل بالقدم.** (درمختار زکریا ۲/ ۳۰۷)

اگر مقتدیہ ایک عورت ہوتو کہاں کھڑی ہو؟

اگر مقتدیہ ایک عورت ہے تو وہ امام کے بالکل پیچھے کھڑے ہوکر اقتداء کرے گی (ایک مرد کی طرح برابر میں نہ کھڑی ہوگی) **أما الواحدة فتتأخر.** (درمختار زکریا ۲/ ۳۰۷)

صف بنانے کی ترتیب

صفوں میں سب سے آگے مرد کھڑے ہوں، اس کے بعد بچوں کی صف بنائی جائے اور اگر کسی جگہ عورتیں بھی جماعت میں شریک ہوں تو ان کی صف بچوں کے پیچھے بنائی جائے۔ **ویصف الرجال ثم الصبیان ثم النساء.** (هدایه ۱/ ۱۲٤، هندیه ۱/ ۸۹)

بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا

اگر بچے ایک دو ہوں، یا ان کو الگ کھڑا کرنے میں اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ یکجا ہوکر شرارت کریں گے اور بڑوں کی نماز میں خلل ہوگا (یا اسی طرح عیدین وغیرہ میں بچوں کی صفیں الگ بنانے میں بڑے مجمع کی وجہ سے ان کے گم ہوجانے کا خطرہ ہو وغیرہ) تو بچوں کو بڑوں کی صف کے ساتھ کھڑا کرنے کی گنجائش ہے۔ **ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف.** (درمختار ۲/ ۳۱٤) **قال الرحمتی: ربما یتعین فی زماننا إدخال الصبیان فی صفوف الرجال لأن المعهود منهم إذا اجتمع صبیان فأکثر تبطل صلاة بعضهم ببعض وربما تعدی ضررهم إلی إفساد صلاة الرجال انتهی.**

(تقریرات الرافعی علی الدر المحتار ۲/ ۷۳)

محراب صفوں کے وسط میں بنانی چاہئے

امام کا صفوں کے درمیان میں کھڑا ہونا مسنون ہے؛ اس لئے مسجد کی محرابیں پہلی صف کے درمیان میں بنانی چاہئیں، (بعض جگہ یہ دیکھنے میں آیا کہ مسجد کے دائیں یا بائیں توسیع کی گئی مگر پرانی محراب برقرار رکھی گئی، حالاں کہ ایسی صورت میں محراب نئی بنانی چاہئے، جو پوری مسجد کے بالکل درمیان میں ہو) **قال علیه الصلاة والسلام: "توسطوا الإمام وسدوا الخلل".**

(شامی زکریا ۲/۰ ۳۱)

نئی صف میں تنہا کھڑا ہونا

اگر کوئی شخص مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ اگلی صفیں سب پر ہوچکی تھیں تو اس شخص کو چاہئے کہ قدرے انتظار کرے اور جب کوئی اور مقتدی آجائے تو اس کو ساتھ لے کر نئی صف میں کھڑا ہو، اگر رکوع ہونے تک بھی کوئی نیا مقتدی نہ آئے تو بہتر ہے کہ اگلی صف میں سے کسی ایسے شخص کو جو مسئلہ جانتا ہو، پیچھے لاکر اپنے ساتھ صف میں کھڑا کرلے؛ لیکن اگر ایسا کوئی شخص دستیاب نہ ہو (جیسا کہ آج کل حالت ہے) تو پھر اکیلے ہی صف میں کھڑا ہوجائے۔ **ولو كان الصف منتظماً ينتظر مجئى آخر فإن خاف فوت الركعة جذب عالماً بالحكم لا يتأذىٰ به وإلا قام وحده. (مراقی الفلاح) والقيام وحده أولىٰ فى زماننا لغلبة الجهل فلعله إذا جره تفسد صلاته.** (طحطاوی ۱۶۸)

نیت باندھنے کے بعد دیکھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے

ایک شخص پچھلی صف میں نیت باندھ کر نماز میں شامل ہو چکا تھا کہ اس نے دیکھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے، تو اسے چاہئے کہ نیت باندھے باندھے آگے بڑھ جائے اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ **إن كان فى الصف الثانى فرأى فرجة فى الأول فمشىٰ إليها لم تفسد صلاتهٗ لأنه مأمور بالمراصّة.** (شامی زکریا ۳۱۲/۲)

بطور اعزاز کسی بڑے شخص کو پہلی صف میں جگہ دینا

اگر کوئی شخص پہلی صف میں پہلے سے موجود تھا پھر اس نے کسی عالم دین یا بڑی عمر کے شخص

کے لئے اپنی جگہ چھوڑ دی تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ وہ تعظیم علم اور اکرام مشائخ کے ثواب کا مستحق ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ **وإن سبق أحد إلى الصف الأول فدخل رجل أكبر منه سناً أو أهل علم ينبغي أن يتأخر ويقدمه تعظيماً له.** (شامی زکریا ۲/ ۳۱۰)

کسی شخص کا نمازی کے آگے سے گذرنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے آگے سے کوئی شخص گذر گیا تو نماز پڑھنے والے کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ البتہ گذرنے والا گنہ گار ہوگا اور بعض صورتوں میں نمازی بھی گنہ گار ہوسکتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ امکانی طور پر اس مسئلہ کی چار شکلیں پائی جاسکتی ہیں:

(۱) نمازی کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہے جہاں نماز پڑھنے سے گذرنے والے کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور نمازی کے پیچھے سے گذرنے کا راستہ کھلا ہوا ہے، اب اگر گذرنے والا پیچھے کے راستہ کو چھوڑ کر آگے سے گذرتا ہے تو صرف گذرنے والا گنہ گار ہوگا، نمازی گنہ گار نہیں ہوگا۔

(۲) نمازی نے راستہ روک کر نماز کی نیت باندھ لی اور گذرنے والے کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے، مثلاً مسجد کے عین دروازے پر نیت باندھ لی تو ایسی صورت میں آگے سے گذرنے والے کو گناہ نہ ہوگا؛ بلکہ صرف نماز پڑھنے والا ہی گنہ گار ہوگا۔

(۳) نمازی نے ایسی جگہ نیت باندھی جو اگرچہ عام گذرگاہ ہے؛ لیکن اس راستہ کا متبادل بھی موجود ہے، تو ایسی صورت میں گذرگاہ پر نماز پڑھنے کا وبال نمازی پر ہوگا، اور جو شخص دوسرا متبادل راستہ چھوڑ کر نمازی کے آگے سے گذرے گا اسے گذرنے کا گناہ ہوگا، گویا کہ دونوں گنہ گار رہوں گے۔

(۴) نمازی نے ایسی جگہ نیت باندھی جو عام گذرگاہ نہیں ہے؛ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ گذرنے والے کو نمازی کے آگے سے گذرنا کسی وجہ سے ناگزیر ہوگیا، تو ایسی صورت میں دونوں گناہ گار نہ ہوں گے۔ **ومرور مار في الصحراء، أو في مسجدٍ كبيرٍ بموضع سجود في الأصح الخ، وإن أثم المار (در مختار) لكن قال في الحلية: وقد أفاد بعض الفقهاء أن هنا صوراً أربعاً: الأولىٰ: أن يكون للمار مندوحة عن المرور بين يدي المصلي ولم يتعرض المصلي لذلک، فيختص المار بالإثم إن مر. الثانية: مقابلتها، وهي أن يكون**

المصلى تعرض للمرور والمار ليس له مندوحة عن المرور، فيختص المصلى بالإثم دون المار. الثالثة: أن يتعرض المصلى للمرور ويكون للمار مندوحة فياثمان، أما المصلى فلتعرضه، وأما المار فلمروره مع إمكانه أن لا يفعل. الرابعة: أن لا يتعرض المصلي ولا يكون لمار مندوحة فلا يأثم واحد منهما. كذا نقله شيخ تقي الدين ابن دقيق العيدؒ. (شامی بیروت ۲/ ۳٤۳-۳٤٤، زکریا ۳۹۸/۲-۳۹۹، بدائع الصنائع ۵۰۹/۱)

مسجدِ حرام میں نمازیوں کے آگے سے گذرنے کا حکم

مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں طواف کرنے والوں کے لئے طواف کرتے ہوئے نمازی کے آگے سے گذرنا مطلقاً جائز ہے؛ لیکن جو لوگ طواف نہ کررہے ہوں ان کو نمازی کے آگے سے گذرنے میں احتیاط کرنی چاہئے، اور اگر گذرنا ناگزیر ہو تو نمازی کے سجدہ کی جگہ کے آگے سے گذرے، اس کے بالکل قریب سے نہ گذرے۔ ذكر في حاشية المدني: لا يمنع المار داخل الكعبة وخلف المقام وحاشية المطاف لما روى أحمد وأبوداؤد عن المطلب بن أبي وداعةؓ: أنه رأى النبي ﷺ يصلى مما يلي باب بني سهم، والناس يمرون بين يديه، وليس بينهما سترة. (أبوداؤد شريف ۲۷٦ كتاب المناسك) وهو محمول على الطائفين في ما يظهر، لأن الطواف صلاة، وصار كمن بين يديه صفوف من المصلين. (شامی بیروت ۲٤٤/۲، زکریا ٤۰۰/۲) قوله بموضع سجوده أي من موضع قدمه إلى موضع سجوده كما في الدرر. (شامی بیروت ۳٤۲/۲، زکریا ۳۹۸/۲)

اگلی صف کو پُر کرنے کے لئے پچھلی صف سے گذرنا

اگر جماعت کی نماز میں نمازی اگلی صف میں جگہ چھوڑ کر پیچھے کھڑے ہوجائیں تو بعد میں آنے والے شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ پیچھے کی صف میں نماز پڑھنے والے کے آگے سے گذر کر اگلی صف پُر کرے۔ ولو كان فرجة فللداخل أن يمر على رقبةٍ من لم يسدها لأنه أسقط حرمة نفسه، فتنبه. (درمختار بیروت ۳٤۵/۲، شامی زکریا ٤۰۱/۲)

امام کا سترہ کافی ہے

جو شخص ایسی جگہ نماز پڑھنے کا ارادہ کرے جہاں سے لوگوں کے گذرنے کا احتمال ہے تو اسے چاہئے کہ ایک ہاتھ کے بقدر اور کم از کم ایک انگلی کی موٹائی کے برابر کوئی لکڑی وغیرہ سامنے سترہ کے طور پر لگائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ یہ لکڑی دائیں آنکھ کے سامنے ہو، اور اگر نماز باجماعت ہو رہی ہو تو امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لئے کافی ہے، ہر نمازی کے لئے الگ سترہ کی ضرورت نہیں ہے۔ **ویغرز الإمام وكذا المنفرد في الصحراء ونحوها، سترة بقدر ذراع طولاً وغلظ إصبع لتبدو للناظر بقربه دون ثلاثة أذرع على حذاء أحد حاجبيه لا بين عينيه، والأيمن أفضل الخ، كفت سترة الإمام للكل.** (در مختار بیروت ۲/ ۳٤٥، ۳٤٧، شامی زکریا ۲/ ٤٠١، هداية ١/ ١٣٩، شرح وقاية ١/ ١٦٧)

آگے سے گذرنے والے کے ساتھ نمازی کیا کرے؟

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے آگے سے کوئی شخص گزرنے کا ارادہ کرے تو عزیمت یہ ہے کہ اس کو گذرنے دے اور اس سے کوئی تعرض نہ کرے؛ لیکن اگر اشارہ سے یا سبحان اللہ کہہ کر یا زور سے قرأت کر کے اس کو گذرنے سے روکنے کی کوشش کرے تو اس کی بھی گنجائش ہے؛ لیکن گذرنے والے سے مار پیٹ کرنا یا زور زبردستی کرنا درست اور جائز نہیں ہے۔ **ویدفعه وهو رخصة فتركه أفضل الخ، بتسبيح أو جهر بقراءة أو إشارة، ولا يزاد عليها عندنا (درمختار) بل قولهم ولا يزاد على الإشارة صريح في أن الرخصة هي الإشارة، وأن المقاتلة غير ماذون بها أصلاً.** (شامی بیروت ۲/ ۳٤٧، زكريا ۲/ ٤٠٣، بدائع ١/ ٥٠٩-٥١٠، مجمع الانهر ١/ ١٢٢)

بڑی مسجد میں نمازی کے کتنے آگے سے گذرنے کی گنجائش ہے؟

بڑی مسجد (۶۰ رفٹ لمبی چوڑی مسجد) میں نمازی کے کتنے آگے سے گذر سکتے ہیں، اس

بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ راجح قول یہ ہے کہ اگر آدمی خشوع وخضوع سے سجدہ کی جگہ پر نظر جما کر نماز پڑھے، تو جہاں تک اس کی نظر متوجہ رہے اس سے آگے سے گذرنے کی گنجائش ہے، اس کا اندازہ سجدہ کی جگہ سے تقریباً دو یا تین صف آگے سے کیا جا سکتا ہے۔ **وأصح ما قيل فيه أن المصلي لو صلى بخشوع فإلى الموضع الذي يقع بصره على المار الذي يكره المرور بين يديه وفيما وراء ذٰلک لا يكره.** (مبسوط سرخسی بیروت ۱۹۲/۱) **ومنهم من قدره بقدر صفين أو ثلاثة.** (تاتارخانية زكريا ۲۸۵/۲، ۲۴۳۲) **ومنهم بمقدار صفين أو ثلاثة.** (کبیری اشرفیه ۳٦٧) **وذكر التمرتاشي أن الأصح أنه إن كان بحال لو صلى صلاة خاشع لا يقع بصره على المار فلا يكره المرور نحو أن يكون منتهى بصره في قيامه إلى موضع سجوده، وفي ركوعه إلى صدور قدميه، وفي سجوده إلى أرنبة أنفه، وفي قعوده إلى حجره، وفي سلامه إلى منكبيه، واختاره فخر الإسلام فإنه قال: إذا صلى رامياً ببصره إلى موضع سجوده فلم يقع عليه بصره لم يكره، وهٰذا حسن، وفي البدائع: وقال بعضهم: قدر ما يقع بصره على المار لو صلى بخشوع وفيما وراء ذٰلک لا يكره وهو الأصح، ورجحه في النهاية بأنه أشبه إلى الصواب.** (البحر الرائق کوئٹه ۱٥/۲، شامی زكريا ۳۹۸/۲، عناية مع الفتح بيروت ۱/٤٠٥، طحطاوي على الدر ۲٦٨/۱، احسن الفتاویٰ ۴۰۹/۳، مستفاد: فتاویٰ عثمانی ٤٦٦/۱)

تخت یا چبوترے پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گذرنا

اگر نیچے سے گذرنے والے کے بعض اعضاء مصلی کے اعضاء کے مقابل آجائیں، تو سامنے والے کے لئے گذرنا جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶۹۵/۶) **إذا صلى على الدكان وحاذى أعضاء المار أعضاءهٗ يكره المرور ...... أقول: لا يخفى أن ليس المراد محاذاة جميع أعضاء المار جميع أعضاء المصلي ...... بل بعض الأعضاء بعضاً وهو يصدق على محاذاة رأس المار قدمي المصلي.** (كبيري أشرفية ۳٦٧) **ولو**

كان يصلي في الدكان فإن كانت أعضاء المار تحاذى أعضاء المصلي يكره وإلا فلا. (هندية ١/١٠٤) **إذا صلى على الدكان وحاذى أعضاء المار أعضاءه يكره المرور.** (فتح القدير بيروت ١/٤٠٦) **أو مروره أسفل من الدكان أمام المصلى لو كان يصلي عليها أي الدكان بشرط محاذاة بعض أعضاء المار بعض أعضائه، وكذا سطح وسرير وكل مرتفع.** (درمختار زكريا ٢/٣٩٨) **قوله: بشرط محاذاة أعضاء المار أعضاءه أي أعضاء المصلي كلها كما قال بعضهم أو أكثرها كما قال آخرون كما في الكرماني، وفيه إشعار بأنه لو حاذى أقلها أو نصفها يكره.** (منحة الخالق على البحر الرائق ٢/١٧ كوئٹه، تقريرات الرافعي ٢/٨٣)

❍❖❍

مسائلِ وتر

وتر کی نماز واجب ہے

وتر کی نماز پڑھنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر ضروری ہے، یعنی اس کا ادا کرنا عملاً فرض ہے، اعتقاداً واجب ہے، اور اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہے۔ **هو فرضٌ عملاً واجبٌ اعتقاداً وسنةٌ ثبوتاً الخ ويقضى.** (تنوير الأبصار مع الدر المختار مع رد المحتار زكريا ٤٣٨/٢-٤٣٩)

وتر کی نماز کا وقت

وتر کی نماز کا وقت وہی ہے جو عشاء کی نماز کا ہے (یعنی شفق کے غروب سے لے کر صبح صادق تک) لیکن وتر کو عشاء کی نماز کے بعد ہی پڑھا جائے گا؛ تا کہ ترتیب کی خلاف ورزی نہ ہو (الا یہ کہ ایسی صورت پیش آجائے جس میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے) **ووقت العشاء والوتر منه إلى الصبح ولكن لا يصح أن يقدم عليه الوتر إلا ناسياً لوجوب الترتيب.**

(درمختار مع الشامی زکریا ۱۸/۲)

نماز وتر پڑھنے کا طریقہ

وتر کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھی جائیں، ہر رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملائی جائے، دوسری رکعت پر حسبِ دستور قعدہ کیا جائے اور تیسری رکعت میں سورت ملانے کے بعد رفع یدین کے ساتھ تکبیر کہی جائے، پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھیں اس کے بعد رکوع میں جائیں۔ **وهو ثلاث ركعاتٍ بتسليمةٍ كالمغرب الخ ولكنه يقرأ في كل ركعة منه فاتحة الكتاب وسورةً احتياطاً الخ، ويكبر قبل ركوع ثالثته**

رافعاً یدیه الخ وقنت فیه. (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۴۱-۴۴۲)

بلا عذر نماز وتر بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں

وتر کی نماز بلا عذر بیٹھ کر یا چلتی ہوئی سواری (مثلاً اونٹ، گھوڑا وغیرہ) پر پڑھنی درست نہیں ہے۔ **ولا یصح قاعداً ولا راکباً اتفاقاً لأن الواجبات لا تصح علی الراحلة بلا عذرٍ.** (شامی مع الدر المختار زکریا ۲/ ۴۴۱)

وتر میں کون سی سورتیں پڑھنا مسنون ہے؟

وتر کی پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلیٰ﴾ دوسری رکعت میں ﴿قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھنا مسنون ہے، لیکن اس کا اتنا زیادہ التزام نہ کیا جائے کہ لوگ انہی سورتوں کو پڑھنا واجب قرار دینے لگیں۔ **والسنة السور الثلاث، أی "الأعلیٰ" و"الکفرون" و"الإخلاص لکن فی النهایة أن التعیین علی الدوام یفضی إلی اعتقاد بعض الناس أنه واجبٌ وهو لایجوز فلو قرأ بما ورد به الاٰثار أحیاناً بلا مواظبة یکون حسناً.** (شامی مع الدر المختار زکریا ۲/ ۴۴۱)

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اسے یاد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب تک یاد نہ ہو اس وقت تک یہ دعا: "رَبَّنَا اٰتِنَا فِیْ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِیْ الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ". (اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے سرفراز فرمایئے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمادیجئے) تین مرتبہ پڑھ لے، اور یہ بھی نہ پڑھ سکے تو کم از کم "اللّٰهم اغفرلی" یا "یا رب" تین مرتبہ کہہ لے۔ **ومن لا یحسن القنوت یقول: "ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة" الاٰیة. وقال أبو اللیث یقول: اللّٰهم اغفرلی یکررها ثلاثاً، وقیل یقول "یا رب" ثلاثاً ذکره فی الذخیرة.** (شامی زکریا ۲/ ۴۴۳)

حنفی شخص کا شافعی امام کے پیچھے وتر ادا کرنا

حنفیہ کے نزدیک وتر کی تین رکعات ایک سلام سے پڑھی جاتی ہیں جب کہ دیگر ائمہ کے نزدیک وتر دو سلاموں سے پڑھی جاتی ہے۔ اب اگر کوئی حنفی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں شافعی یا حنبلی امام دو سلاموں سے وتر پڑھاتا ہو، مثلاً حرمین شریفین کے ائمہ دو سلاموں سے وتر پڑھاتے ہیں تو یہ حنفی شخص وتر میں ان کی اقتداء کرے گا یا نہیں؟ اس بارے میں فقہ حنفی میں دو نقطۂ نظر پائے جاتے ہیں۔ اکثر فقہاء کے نزدیک نماز میں چوں کہ مقتدی کے عقیدہ اور رائے کا اعتبار ہے، اور دو سلاموں سے وتر اس شخص کے نزدیک درست نہیں ہے؛ لہٰذا اس حنفی شخص کے لئے دو سلاموں سے وتر پڑھانے والے کے پیچھے وتر پڑھنا درست نہ ہوگا۔ دوسرا نظریہ علامہ ابوبکر جصاص رازیؒ اور علامہ ہندوانیؒ کا ہے کہ ایسی صورت میں مقتدی کی رائے کا نہیں؛ بلکہ امام کی رائے کا اعتبار ہے، پس ۲ر سلاموں والی وتر چوں کہ امام کی رائے میں صحیح ہے، لہٰذا جو مقتدی اس کے ساتھ پڑھے گا اس کی وتر بھی درست ہو جائے گی۔ آج کل رمضان میں ماشاء اللہ حنفی زائرین کا حرمین شریفین میں بڑا مجمع ہوتا ہے، ان کے لئے جماعت کو چھوڑ کر الگ سے وتر پڑھنے میں بہر حال حرج ہے، اس لئے مناسب ہے کہ اس اجتہادی مسئلہ میں ابوبکر جصاص رازیؒ کی رائے پر عمل کرتے ہوئے حنفی زائرین کو امام حرم کی اقتداء میں وتر ادا کرنے کا حکم دیا جائے۔ مشہور فقیہ علامہ ابن وہبانؒ نے اپنی منظومہ میں اس کو ترجیح دی ہے، اور اکابر دیوبند میں حضرت شیخ الہندؒ کا موقف بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

قال ابن وهبان:

وَلَوْ حَنَفِيٌّ قَامَ خَلْفَ مُسَلِّمٍ بِشَفْعٍ وَلَمْ يَتَّبِعْ وَثَمَّ فَمُوْتِرُ

وقال ابن الشحنةؒ: فالحاصل أن قاضي خان قال في فتاوىٰ: لايجوز الاقتداء بمن يقطع الوتر وكذا في الفوائد الظهيرية، لأن المقتدي يرى أن إمامه خرج عن الصلاة بسلامه، ومبنى الخلاف على أن المعتبر رأي المقتدي أو رأي الإمام وعلى الثاني يتخرج كلام الرازي وهو يقول الهندواني وجماعة وفي

النهاية أنه أقيس الخ. (شرح منظومه ابن وهبان لإبن الشحنة طبع ديو بند ۶۲/۱-۶۳، البحر الرائق ۳۹/۲، شامی ۳۳۹/۲، معارف السنن ۱۷۰/٤، فیض الباری ۳۵٤/۳، انوارِرحمت ۶۹)

رمضان میں وتر با جماعت پڑھنا مسنون ہے

رمضان المبارک میں تراویح کے بعد وتر کی نماز با جماعت پڑھنی مسنون ہے۔ **وفی شرح المنية: والصحيح أن الجماعة فيها أفضل إلا أن سنتيها ليست كسنية جماعة التراويح. قال الخير الرملي: وهذا الذى عليه عامة الناس اليوم.** (شامی زکریا ۵۰۲/۲)

اکیلے عشاء پڑھنے والے کا وتر کی جماعت میں شریک ہونا

رمضان المبارک میں اگر کسی شخص کی عشاء کی جماعت نکل گئی اور وہ مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ تراویح کی جماعت ہو رہی تھی، تو اسے چاہئے کہ اولاً عشاء کے فرض پڑھے اس کے بعد تراویح میں شریک ہو اور وتر بھی جماعت سے پڑھے، اور تراویح کی اگر کچھ رکعتیں رہ جائے تو انہیں وتر کے بعد ادا کرلے۔ **وإذا لم يصل الفرض مع الإمام قيل لا يتبعه فى التراويح ولا فى الوتر، وكذا إذا لم يصل معه التراويح لايتبعه فى الوتر والصحيح أنه يجوز أن يتبعه فى ذلك كله.** (صغیری ۲۱۰، بهشتی گوهر ۳۲/۱۱، امداد الاحکام ۲۱۵/۲-۲۱۷)

مقتدی کی دعائے قنوت سے قبل امام کا رکوع میں چلا جانا

اگر وتر میں مقتدی نے دعائے قنوت شروع بھی نہ کی تھی کہ امام نے رکوع کی تکبیر کہہ دی، تو اگر کوئی بھی مختصر دعا پڑھ کر رکوع ملنے کی امید ہو تو مقتدی وہ دعا پڑھ کر رکوع میں شامل ہو، اور اگر امام کے ساتھ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو دعائے قنوت ترک کردے۔ **لو ركع الإمام ولم يقرأ المقتدى شيئاً من القنوت إن خاف فوت الركوع يركع وإلا يقنت ثم يركع، خانية وغيرها. وهل المراد ما يسمى قنوتاً أو خصوص الدعاء الشهور، والظاهر الأول.** (شامی زکریا ٤٤٧/۲)

دعائے قنوت پوری ہونے سے قبل امام نے رکوع کردیا

ابھی مقتدی دعائے قنوت پوری نہیں کر پایا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا، تو مقتدی کو چاہئے کہ اپنی دعائے قنوت چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔ **رکع الإمام قبل فراغ المقتدی من القنوت قطعه وتابعه.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ٤٤٢)

دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

اگر وتر میں دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا جائے، تو بہتر ہے کہ دعائے قنوت ترک کردے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے، اور اگر رکوع کے بعد قیام کی طرف لوٹ گیا، تو اب دعائے قنوت پڑھ کر سیدھا سجدہ میں چلا جائے دوبارہ رکوع نہ کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے؛ کیوں کہ قنوت کو اصل محل میں پڑھنا ترک کردیا ہے۔ **ولو نسيه أی القنوت ثم تذكره فی الركوع لايقنت فيه لفوات محله ولايعود إلى القيام فی الأصح؛ لأن فيه رفض الفرض للواجب، فإن عاد إليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته لكون ركوعه بعد قراءةٍ تامةٍ وسجد للسهو قنت أولا لزواله عن محله.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ٤٤٦-٤٤٧) **بخلاف العود إلى القنوت حتی لو عاد وقنت ثم ركع فاقتدىٰ به رجل ولم يدرک الركعة لأن هذا الركوع لغو.** (شامی زکریا ۲/ ٤٤٧)

وتر کی آخری رکعت میں شرکت کرنے والا نماز کیسے پوری کرے؟

اگر مقتدی نے وتر کی آخری رکعت امام کے ساتھ پالی اور اس میں وہ قنوت پڑھ سکا ہو یا نہ پڑھ سکا ہو، بہرصورت وہ بعد میں قنوت نہیں پڑھے گا؛ بلکہ بقیہ دو رکعتیں بغیر قنوت کے پوری کرے گا۔ **المسبوق بركعتين فی الوتر فی شهر رمضان إذا قنت مع الإمام في الركعة الأخيرة من صلاة الإمام حيث لا يقنت في الركعة الأخيرة، إذا قام إلى القضاء في قولهم جميعاً، وكذٰلک إذا أدركه في الركعة الثالثة في الركوع ولم يقنت معه لم**

يقنت فيما يقضي. (تاتارخانية زكريا ٢/٥ ٣٤) **وأما المسبوق فيقنت مع إمامه فقط لأنه آخر صلاته وما يقضيه أولها حكماً في حق القراءة وما أشبهها وهو القنوت وإذا وقع قنوته في موضعه بيقين لا يكرر لأن تكراره غير مشروع.** (شامی زکریا ۲/ ۴۴۸)

وتر میں قعدۂ اولی بھول کر کھڑا ہوگیا

اگر کوئی شخص وتر پڑھتے ہوئے قعدۂ اولی کے بجائے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا، تو اسے چاہئے کہ قعدہ کی طرف نہ لوٹے؛ بلکہ نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کر لے؛ لیکن اگر لوٹ گیا اور قعدہ کر کے پھر کھڑے ہوکر نماز پوری کی، تو بھی سجدۂ سہو کے ساتھ نماز درست ہوجائے گی۔ **حتی لو نسي القعود لا يعود ولو عاد ينبغي الفساد كما سيجئی.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۴۱) **لكنه رجح هناک عدم الفساد ونقل عن البحر أنه الحق.** (شامی زکریا ۲/ ۴۴۱)

مسبوق امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے گا

جو شخص وتر کی نماز میں مسبوق ہو وہ صرف امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے گا، حتی کہ اگر وہ وتر کی تیسری رکعت کا رکوع امام کے ساتھ پالے تو وہ حکماً دعائے قنوت پڑھنے والا قرار پائے گا، بعد میں اسے کسی رکعت میں قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **وأما المسبوق فيقنت مع إمامه فقط ويصير مدركاً بإدراک ركوع الثالثة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۴۸)

وتر کے بعد نوافل کھڑے ہوکر پڑھیں یا بیٹھ کر؟

وتر کے بعد ۲؍رکعت پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، اور انہیں کھڑے ہوکر پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کا ان نفلوں کو بیٹھ کر پڑھنا بدن بھاری ہونے اور ضعف کی بنا پر تھا، علاوہ ازیں آپ کے لئے بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب بھی کھڑے ہوکر پڑھنے کے برابر تھا، جب کہ امت کے لئے بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدھے ثواب کا ہی استحقاق ہوگا۔ **عن أبي سلمة قال: سألت عائشة رضی الله عنها عن صلاة رسول الله ﷺ فقالت: كان يصلی**

ثلاث عشرة ركعة يصلى ثمان ركعات ثم يوتر ثم يصلى ركعتين وهو جالس فإذا أراد أن يركع قام فركع. (مسلم شريف حديث: ۷۳۷) **عن عبد اللّٰه بن شقيق** رضي الله عنه **قال قلت لعائشة: هل كان النبى** ﷺ **يصلى وهو قاعد؟ قالت: نعم بعد ما حطمه الناس.** (مسلم شريف حديث: ۷۳۲) **وفى رواية عبد اللّٰه بن عمرو** رضي الله عنه**: قلت: حدثت يا رسول اللّٰه إنک قلت: صلاة الرجل قاعداً على نصف الصلاة وأنت تصلى قاعداً؟ قال: أجل! ولٰكنى لست كأحد منكم.** (مسلم شريف حديث: ۷۳۵) **قال النووىؒ: أما قوله** ﷺ**: "لست كأحد منكم" فهو عند أصحابنا من خصائص النبى** ﷺ **فجعلت نافلته قاعداً مع القدرة على القيام كنافلته قائماً تشريفاً له.** (نووى على مسلم بيروت ٥٠٦، امداد الاحكام ٢٢٢/٢)

قنوتِ نازلہ

اگر کسی جگہ کے مسلمان دشمنوں کی طرف سے سخت فتنہ اور مصیبت میں مبتلا ہوجائیں، تو حکم یہ ہے کہ امام فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قومہ میں ''قنوتِ نازلہ'' پڑھے، جس میں مسلمانوں کے لئے فتنہ سے حفاظت اور دشمنانِ اسلام کے لئے تباہی اور ان کے شرور سے بچاؤ کی دعائیں کی جائیں، مقتدی حضرات ہر دعا پر سراً آمین کہیں۔ **ولا يقنت لغيره إلا لنازلة فيقنت الإمام فى الجهرية وقيل فى الكل.** (درمختار مع الشامى زكريا ٤٤٨/٢) **وقال الشامى بحثاً: وهو صريح فى أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية.** (شامى زكريا ٤٤٩/٢)

❍❖❍

مسائلِ جمعہ

اسلام میں جمعہ کے دن کی اہمیت

اسلامی شریعت میں جمعہ کے دن کو بڑی فضیلت حاصل ہے، آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ:

خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ وَفِیْہِ اُخْرِجَ مِنْھَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ.

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۱۹)

سورج جن دنوں پر طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے بہتر اور افضل دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اسی دن انہیں جنت میں بھیجا گیا، اسی دن وہ جنت سے باہر تشریف لائے اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن ہی پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۲۰) نیز یہ بھی فرمایا گیا کہ: ’’جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی بڑھ کر ہے‘‘۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۲۰)

جمعہ کی ایک اہم خصوصیت

جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ساعت امتِ محمدیہ کو عطا فرمائی ہے کہ اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگی جائے وہ یقیناً قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ فِیْ الْجُمُعَۃِ لَسَاعَۃٌ لَا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْھَا خَیْراً اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ.

(متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۱۹)

جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ جس میں کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس خیر سے سرفراز فرماتے ہیں۔

قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کو اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہے؛ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت

واطاعت اور دعا میں صرف کریں، تاہم بعض احادیث میں اس کی طرف کچھ رہنمائی بھی کی گئی ہے۔ چناں چہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی مقبول ساعت کے متعلق یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ''یہ ساعت جمعہ کے خطبہ سے لے کر نماز کے ختم تک کے درمیان ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۱۹/۱) مگر اس وقت جو بھی دعا ہو وہ دل دل میں ہونی چاہئے؛ کیوں کہ دورانِ خطبہ زبان سے دعا وغیرہ کی اجازت نہیں ہے۔ (شامی ۴۲/۲) اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقبول ساعت جمعہ کے دن عصر سے لے کر مغرب کے درمیان ہوتی ہے۔ چناں چہ حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

اِلْتَمِسُوْا السَّاعَةَ الَّتِيْ تُرْجیٰ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلیٰ غَيْبُوْبَةِ الشَّمْسِ.

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف ۱۲۰/۱)

وہ ساعت جس میں جمعہ کے دن قبولیت کی امید ہوتی ہے اسے عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کے درمیان تلاش کیا کرو۔

اس لئے خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن عصر کے بعد کا وقت عبادات، ذکر واذکار اور دعا میں صرف کرنا چاہئے۔

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کی جائے

ویسے تو ہر مسلمان کو ہر روز اپنے محسنِ اعظم، سرورِ عالم، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں درود شریف کا نذرانہ بکثرت پیش کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے؛ لیکن جمعہ کے دن اس کا اور دنوں سے زیادہ اہتمام ہونا چاہئے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَكْثِرُوْا الصَّلاَةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَشْهُوْدٌ يَشْهَدُهُ الْمَلاَئِكَةُ وَإِنَّ أَحَداً لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ إِلاَّ عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلاَتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ: قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ يُرْزَقُ.

(رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف ۱۲۱/۱)

جمعہ کے دن میرے اوپر درود بکثرت بھیجا کرو، اس لئے کہ اس دن ملائکہ (بکثرت) حاضر رہتے ہیں، اور تم میں سے جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، تا آں کہ وہ درود پڑھنے سے فارغ ہوجائے۔ راوی (حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے (تعجب سے) عرض کیا کہ کیا وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے مقدس بدنوں کو کھانا حرام کردیا ہے، پس اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ رہتے ہیں اور انہیں رزق عطا ہوتا رہتا ہے''۔

جمعہ کے دن اجر وثواب کی بہتات

جمعہ کے دن غسل کرنے، خوشبو لگانے اور اچھی طرح نظافت حاصل کرنے کے بعد نماز جمعہ میں باادب شرکت کرنے پر عظیم الشان اجر وثواب کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کی چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

(۱) عَنْ سَلْمَانَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى.

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف ۱۲۲/۱)

حضرت سلمان فارسی ﷛ کی روایت ہے کہ نبیؐ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص بھی جمعہ کے دن غسل کرے اور ہر ممکن طور پر پاکی حاصل کرے اور تیل لگائے، اور اپنے گھر والوں کی خوشبو استعمال کرے، اس کے بعد جمعہ کے لئے گھر سے نکلے اور دو بیٹھنے والوں کے درمیان تفریق نہ کرے یعنی زبردستی نہ گھسے، پھر جو مقدر ہو نماز پڑھے اور جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے، تو یقیناً اس کے اگلے جمعہ تک کے سارے (صغیرہ) گناہ بخش دئے جائیں گے“۔

(۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ۱۲۲/۱)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص غسل کرکے جمعہ میں حاضر ہو پھر جو مقدر ہو نماز پڑھے، اس کے بعد خطبہ ختم ہونے تک خاموش سنتا رہے، پھر امام کے ساتھ نماز ادا کرے، تو اس کے آئندہ جمعہ تک کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور تین دن کا ثواب مزید عطا ہوتا ہے۔

(۳) عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِيْ أَوْسٍ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ لِكُلِّ خُطْوَةٍ

حضرت اوس بن ابی اوس ﷛ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ: ”جو شخص جمعہ کے دن خود بھی غسل کرے اور (اپنی بیوی کو بھی) غسل کرائے (یعنی اس سے حاجت پوری کرے) اور صبح کو جلد سو کر اٹھے اور جلد مسجد میں جائے، اور پیدل چل کر مسجد جائے

عَـمَـلُ سَـنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَـامِهَا. (رواه الترمذي، أبو داؤد، مشكوٰة شريف ۱۲۲/۱)

سوار نہ ہو، اور کان لگا کر خطبہ سنے اور لغو حرکت نہ کرے تو اس کو ہر ہر قدم کے بدلہ ایک سال کا روزہ رکھنے اور راتوں کو جاگنے کا ثواب عطا ہوگا۔

(٤) وَعَـنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضي الله عنه عَـنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: إِنَّ الْـغُسْـلَ يَـوْمَ الْـجُمُعَةِ لَيَسُـلُّ الْـخَـطَـايَـا مِنْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ اسْتِلاَلاً. (رواه الطبراني بإسناد رجاله ثقات، المتجر الرابح ۱۱۱)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جمعہ کے دن غسل کرنا گناہوں کو بالوں کی جڑوں تک سے اچھی طرح کھینچ لیتا ہے“۔

(٥) عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَـالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ: إِنَّ يَـوْمَ الْـجُـمُـعَةِ وَلَيْـلَةَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعٌ وَعِشْرُوْنَ سَاعَةً، لَيْسَ فِيْهَا سَـاعَةٌ إِلَّا وَلِـلّٰـهِ فِيْهَـا سِتُّ مِأَةِ أَلْفِ عَتِيْقٍ مِنَ النَّارِ. (أخرجه ابو ليلىٰ بإسناده، المتجر الرابح ۱۱۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جمعہ کی رات اور دن میں ۲۴/ گھنٹے ہوتے ہیں ان میں سے کوئی گھنٹہ ایسا نہیں جاتا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف چھ لاکھ جہنم کے مستحق لوگ جہنم سے آزاد نہ کئے جاتے ہوں“۔

مذکورہ عظیم الشان بشارتوں کے باوجود اگر کوئی شخص جمعہ کا اہتمام نہ کرے، تو اس سے بڑا محروم کوئی نہیں ہوسکتا، اس لئے ہر مسلمان کو جمعہ کی قدر کرنی اور اس کا اہتمام کرنا لازم ہے۔

جمعہ کے دن مسجد میں پہلے پہنچنے کی کوشش کی جائے

جمعہ کی فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے صبح ہی سے جمعہ کی تیاری شروع ہوجانی چاہئے، اور مسجد میں جلد از جلد پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے، جو شخص جتنا پہلے مسجد میں حاضر ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب اور اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی ہے:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰئِكَةُ عَلٰـى بَـابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَـالْأَوَّلَ وَمَثَـلُ الْمُهَجِرِّ كَمَثَلِ الَّذِىْ يُهْدِىْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِىْ يُهْدِىْ بَقَرَةً

جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور پہلے پہل آنے والوں کے نام بالترتیب لکھتے جاتے ہیں۔ تو سب سے پہلے آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کی قربانی کرے،

ثُمَّ كَبْشاً ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ طَوُّوا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ. (مشكوٰة شريف ۱۲۲/۱، بخاری شریف ۱۲۷/۱، مسلم شریف مکتبه بلال دیوبند ۲۸۰/۱-۲۸۱)

اس کے بعد آنے والے کی مثال گائے کی قربانی کرنے والے کی طرح، اس کے بعد اسی ترتیب سے دنبہ، مرغی اور انڈا صدقہ کرنے والے کے بقدر ثواب ملتا ہے، پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے نکل آتا ہے تو فرشتے اپنے فائل لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ سے پہلے تو بہر حال مسجد میں پہنچ جانا چاہئے۔

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی عظیم فضیلت

ہر مسلمان کو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ احادیثِ شریفہ میں اس کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ. (ابن کثیر کامل ۸۰۳، المتجر الرابح ۱۱۹)

جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیانی زمانہ میں روشنی ہی روشنی کردی جائے گی۔

نیز سورۂ کہف پڑھنے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو ہر فتنہ بشمول فتنۂ دجال سے حفاظت کی بشارت سنائی گئی ہے۔ چناں چہ ارشاد نبوی ہے:

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَهُوَ مَعْصُوْمٌ إِلٰى ثَمَانِيَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ وَإِنْ خَرَجَ الدَّجَّالُ عُصِمَ مِنْهُ.

(ابن کثیر عن الحافظ المقدس ۸۰۳)

جو شخص جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھے وہ اگلے آٹھ دن تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا، حتی کہ اگر دجال نکل آئے تو اس کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا۔

اور بعض صحیح احادیث کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی اول یا (بعض روایات میں) آخری دس آیتیں یاد کر کے پڑھے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (ابن کثیر ۸۰۳)

نماز جمعہ چھوڑنے کی نحوست

جو شخص مذکورہ بالا فضائل اور خصوصیات کے باوجود نماز جمعہ چھوڑ دے اور سستی اور غفلت کی بنا پر جمعہ

کی نماز نہ پڑھنے کا معمول بنالے، تو اس سے بڑا بدنصیب اور محروم القسمت شخص اور کوئی نہیں ہوسکتا، ایسا شخص منافقوں کے طریقہ پر چلنے والا ہے اور اس کوتاہی کی نحوست سے اس کے دل پر غفلت کی مہر لگادی جاتی ہے۔

اس سلسلہ کی بعض احادیث ملاحظہ فرمائیں:

○ عَنِ إبْنِ عُمَرَ وَأَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلیٰ أَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ : لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجَمْعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلیٰ قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنَنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ. (رواه مسلم، مشكوٰة شريف ۱ / ۱۲۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پیغمبر علیہ السلام کو منبر کے تختوں پر بیٹھے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ''یا تو لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر ضرور مہر لگادیں گے پھر وہ یقیناً غافل لوگوں میں شامل ہوجائیں گے۔

○ عَنْ أَبِیْ الْجَعَدِ الضَّمَرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُناً طَبَعَ اللّٰهُ عَلیٰ قَلْبِهٖ. (مشكوٰة شريف ۱۲۱/۱)

حضرت ابوالجعد ضمری ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص تین جمعے سستی اور غفلت سے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو لوگ (بلاعذر) جمعہ میں شرکت سے پیچھے رہ جاتے ہیں، ان کے بارے میں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ کسی اور شخص کو جمعہ پڑھانے کا حکم دوں، پھر جو لوگ جمعہ سے رہ گئے ہیں ان کو ان کے گھر سمیت آگ لگا دوں''۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۲۱/۱)

بریں بنا ہم سب کو چاہئے کہ ہم اس عظیم الشان نعمتِ خداوندی (جو خاص طور پر امتِ محمدیہ کو عطا ہوئی ہے) کی قدر کریں، اور جمعہ کے مبارک وقت کو ہر اعتبار سے وصول کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق مرحمت فرمائیں، آمین۔

اب آگے جمعہ سے متعلق چند اہم اور ضروری مسائل درج کئے جائیں گے:

صحتِ جمعہ کے شرائط

کسی جگہ جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے درج ذیل سات شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) بڑی آبادی ہونا (۲) حاکم یا اس کا قائم مقام ہونا (۳) ظہر کا وقت پایا جانا (۴) خطبہ

پڑھنا (۵) خطبہ کا جمعہ سے پہلے ہونا، اور اتنے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھنا جن سے جمعہ قائم ہوسکے (٦) کم از کم ۳/مردوں کا جمعہ میں شامل ہونا (٧) جمعہ میں شرکت کی عام اجازت ہونا۔

ويشترط لصحتها سبعة أشياء: الأول: المصر الخ، والثاني: السلطان الخ، والثالث: وقت الظهر الخ، والرابع: الخطبة فيه الخ، والخامس: كونها قبلها الخ، والسادس: الجماعة الخ، والسابع: الإذن العام. (درمختار ۳/ ٢٤-٢٥)

جمعہ کس پر فرض ہے؟

جمعہ کی فرضیت اس شخص پر ہے جس میں درج ذیل ۹/شرائط پائی جائیں:

(۱) بڑی آبادی میں مقیم ہونا (گاؤں دیہات میں رہنے والوں پر جمعہ فرض نہیں)

(۲) تندرست ہونا (مریض شخص پر جمعہ فرض نہیں)

(۳) آزاد ہونا (غلام پر جمعہ فرض نہیں)

(۴) مرد ہونا (عورتوں پر جمعہ فرض نہیں)

(۵) عاقل بالغ ہونا (بچہ اور پاگل پر جمعہ فرض نہیں)

(٦) بینا ہونا (نابینا پر جمعہ فرض نہیں)

(٧) چلنے پر قادر ہونا (اپاہج پر جمعہ فرض نہیں)

(٨) قید اور خوف نہ ہونا (قیدی اور گرفتاری کے خوف سے چھپنے والے پر جمعہ فرض نہیں)

(۹) سخت بارش اور کیچڑ نہ ہونا (سخت بارش وغیرہ کی وجہ سے ترک جمعہ کی رخصت ہوجاتی ہے)

تاہم مذکورہ اعذار کے باوجود اگر کوئی شخص جمعہ ادا کرلے (مثلاً دیہات کا رہنے والا شہر جاکر جمعہ پڑھ لے یا مریض اور اپاہج کسی کے سہارے سے مسجد چلا جائے) تو اس کا جمعہ فریضۂ وقت کے بطور ادا ہوجائے گا۔ **وشرط لافتراضها تسعة تختص بها: إقامة بمصر**

وصحة وحرية وذكورة وبلوغ عقل ووجود بصر وقدرته على المشي وعدم حبس وعدم خوف وعدم مطر شديد. (تنویر الابصار مع الدرالمختار ۲۶/۳-۲۹)

جمعہ کتنی بڑی آبادی میں جائز ہے؟

صحتِ جمعہ کے لئے بڑی آبادی ہونا شرط ہے، اور اس کی تحدید میں فقہاء کی عبارات مختلف ہیں، سب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہاں روزمرہ کی ضروریات کے لئے دوکانیں وغیرہ موجود ہوں اور حکومت کا ایسا نظام بھی ہو جس سے مظلوم مدد حاصل کرسکتا ہو (مثلاً پولیس چوکی یا گرام پنچایت) اور عام طور پر ہمارے ملک میں تین ہزار کی آبادی پر یہ سہولتیں مہیا ہو جاتی ہیں، لہٰذا اتنی بڑی آبادی میں جمعہ قائم کرنا درست ہوگا، اور اس سے کم آبادی پر جمعہ فرض نہ ہوگا، ان کو ظہر کی نماز پڑھنی ضروری ہوگی۔ عن أبي حنيفةؒ أنه بلدة كبيرة فيها سلك وأسواق ولها أساتيق وفيها والٍ يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحشمته بعلمه أو علم غيره يرجع الناس إليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الأصح. (شامی زکریا ۵/۳-۶)

فناء شہر کی تعریف

''فناء شہر'' کا اطلاق آبادی کے اردگرد ان جگہوں پر ہوتا ہے جن سے شہر کی ضروریات وابستہ ہوتی ہیں۔ مثلاً: صنعتی کارخانے، ملحق ایرپورٹ، ریلوے اسٹیشن وغیرہ اور فناء شہر کا رقبہ شہر کے بڑے چھوٹے ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوسکتا ہے۔ وأما الفناء وهو المكان المعد لمصالح البلد كركض الدواب ودفن الموتى الخ. (شامی زکریا ۷/۳) وقال الشامي بحثاً: فظهر أن التحديد بحسب الأمصار. (شامی زکریا ۸/۳)

فناء شہر کا حکم

بڑی آبادی سے ملحق علاقوں (جنہیں اصطلاح میں فناء شہر کہا جاتا ہے) میں جمعہ کا قیام درست ہے، اور اس کے لئے آبادی کا اتصال ضروری نہیں ہے۔ بخلاف الجمعة فتصح إقامتها

فی الفناء ولو منفصلاً بمزارع لأن الجمعة من مصالح البلد. (شامی زکریا ۲/ ۶۰۰)

ایک شہر میں متعدد جگہ جمعہ قائم کرنا

بہتر یہ ہے کہ ایک شہر میں ایک ہی جگہ جمعہ پڑھا جائے؛ تاکہ اسلام کی شوکت کا اظہار رہو؛ لیکن اگر ضرورت کی وجہ سے متعدد جگہ جمعہ قائم کریں تو بھی درست ہے۔ **وتؤدی فی مصر بمواضع کثیرة.** (تنویر الابصار مع الدرمختار زکریا ۳/ ۱۵)

شہر کے کسی میدان میں جمعہ کا قیام

جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے جامع مسجد یا کسی بڑی مسجد ہی کا ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ بڑی آبادی کے کسی میدان میں بھی جمعہ کی نماز پڑھنی درست ہے۔ **لو صلی الجمعة فی قریةٍ بغیر مسجدٍ جامع، والقریة کبیرة لها قری وفیها والٍ وحاکم جازت الجمعة بنوا المسجد أو لم یبنو.** (کبیری ۵۱۱، حلبی کبیر لاہور ۵۵۱)

جنگل بیابان میں جمعہ کا قیام درست نہیں

شہر اور قصبات سے دور دراز جنگل بیابان میں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ وہاں صحتِ جمعہ کی شرط نہیں پائی جاتی۔ **ویشترط لصحتها سبعة أشیاء الأول المصر.** (درمختار زکریا ۳/ ۵)

چھوٹے دیہات میں جمعہ کا قیام درست نہیں

جس گاؤں کی آبادی تین ہزار سے کم ہو اور وہاں روزمرہ کی ضروریات مہیا نہ ہوں تو وہاں اقامتِ جمعہ جائز نہیں ہے۔ **وفیما ذکرنا إشارة إلی أنه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاضٍ ومنبرٍ وخطیبٍ کما فی المضمرات.** (شامی زکریا ۳/ ۷)

چھوٹے دیہات میں جمعہ پڑھنے سے گناہ ہوگا

چھوٹے دیہاتوں میں رہنے والوں پر جمعہ نہیں؛ بلکہ ظہر کی نماز فرض ہے، لہٰذا اگر وہ ظہر

کے بجائے جمعہ پڑھیں گے تو گنہ گار ہوں گے۔ **وفی الغنیة صلاة العید فی القریٰ تحریماً، قوله صلاة العید ومثله الجمعة.** (شامی کراچی ۲/۱٦۷)

جمعہ کی نماز کے لئے گاؤں سے شہر کی طرف آنا

دیہات پر رہنے والوں کے لئے جمعہ پڑھنے کے لئے شہر جانے کا اہتمام کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص چلا جائے تو وہ عزیمت پر عمل کرنے والا ہوگا اور مستحق ثواب ہوگا۔ **وفاقدها أی هٰذه الشروط وبعضها إن اختار العزیمة وصلاها وهو مکلف عاقل وقعت فرضاً عن الوقت.** (شامی زکریا ۳/۲۹)

شہر سے متصل کارخانہ میں نمازِ جمعہ

شہر کے اطراف میں واقع کارخانہ میں نماز جمعہ قائم کرنا درست ہے جب کہ وہاں جمعہ قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ **وکما یجوز أداء الجمعة فی المصر یجوز أداؤها فی فناء المصر.** (هندیة ۱/۱٤٥) **والذی یضر إنما هو منع المصلین لا منع العدو.**

(شامی زکریا ۳/۲٥)

جس گاؤں میں شہر کی اذان سنائی دے وہاں جمعہ کا حکم

ایسا گاؤں جو شہر سے چند کلومیٹر پر واقع ہو اور اس کی آبادی شہر سے متصل نہ ہو تو وہاں جمعہ درست نہیں، اگرچہ وہاں شہر کی اذان کی آواز سنائی دیتی ہو۔ **ومن کان مقیماً بموضع بینه وبین المصر فرجة من المزارع والمراعی نحو القلع ببخاری لا جمعة علی أهل ذٰلک الموضع وإن کان النداء یبلغهم.** (عالمگیری ۱/۱٤٥، فتاوی دار العلوم ٥/٦٠)

حاکم کی اجازت کہاں شرط ہے؟

جس علاقہ میں اسلامی حکومت قائم ہو تو وہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہونے کے لئے حکومت کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً اجازت شرط ہے، اس کی اجازت کے بغیر جمعہ کا قیام درست

نہ ہوگا۔ **والثانی السلطان ولو متغلباً.** (درمختار زکریا ۸/۳)

ہندوستان جیسے غیر اسلامی ممالک میں اقامتِ جمعہ

ہندوستان جیسے ممالک جہاں اسلامی حکومت قائم نہیں اور اقتدار پر کفار قابض ہیں، یہاں جمعہ کے قیام کا انتظام خود مسلمانوں کے سپرد ہے، مسلمان مل کر جسے امام جمعہ بنادیں اس کی اقتداء میں جمعہ پڑھنا درست ہے۔ **فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین إقامة الجمعة ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین.** (شامی زکریا ۱۴/۳)

جیل میں نمازِ جمعہ

بعض جیلوں میں با قاعدہ مسجدیں بنی ہوئی ہیں اور وہاں ہزاروں قیدی مقیم رہتے ہیں اور حکومت کی طرف سے جمعہ قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے، تو وہاں جمعہ پڑھنا درست ہے۔ **فلا یضر غلق باب القلعة لعدو أو لعادۃ قدیمة لأن الإذن العام مقرر لأهله وغلقه لمنع العدو لا للمصلی.** (احسن الفتاویٰ ۱۱۲/۴، درمختار زکریا ۲۵/۲)

ایئر پورٹ کی عمارت میں جمعہ

کسی شہر کا ایئر پورٹ اگر فناء شہر میں داخل ہے تو وہاں جمعہ کا قیام درست ہے اور جمعہ کی جماعت ایئر پورٹ کے اندر بھی ادا کی جاسکتی ہے، اگرچہ وہاں باہر کے لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو؛ کیوں کہ وہاں باہر والوں پر روک ٹوک حفاظت کی غرض سے ہے ورنہ محض نماز کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ **والذی یضر إنما هو منع المصلین لا منع العدو.** (شامی زکریا ۲۵/۳)

ساحل پر لگے ہوئے اسٹیمر یا ایئر پورٹ پر کھڑے ہوئے ہوائی جہاز میں جمعہ

اگر پانی کا جہاز کسی شہر کے ساحل سے لگا ہوا کھڑا ہو یا ایئر پورٹ پر ہوائی جہاز کھڑا ہو، تو اس کے مسافروں کے لئے جہاز کے اندر جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ یہاں اذن عام کی شرط مفقود ہے۔ **والسابع الإذن العام من الإمام وهو یحصل بفتح أبواب**

الجامع للواردين. (شامی زکریا ۳/۲۵)

جمعہ کی پہلی اذان ہی سے جمعہ کی تیاری ضروری ہے

جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی سب دنیوی مصروفیات بند کر کے جمعہ کی تیاری شروع کردینی چاہئے۔ **وجب سعی إليها بالأذان الأول في الأصح وإن لم يكن في زمن الرسول بل في زمن عثمان** رضی اللہ عنہ. (شامی زکریا ۳/۳۸)

جمعہ میں ہر زمانہ میں تعجیل افضل ہے

زوال کے بعد جمعہ کی نماز جلد از جلد پڑھنی افضل ہے خواہ سردی کا زمانہ ہو یا گرمی کا۔ (اسی سے معلوم ہوگیا کہ بعض جگہ بہت تاخیر سے جمعہ کا وقت مقرر ہوتا ہے وہ خلافِ اولیٰ ہے) لٰکن **جزم في الأشباه من فن الأحكام أنه لا يسن لها الإبراد، وقال الجمهور ليس بمشروع لأنها تقام مجمع عظيم فتاخيرها مفضى إلى الحرج.**

(شامی کراچی ۱/۳۶۷)

مسائل خطبۂ جمعہ

جمعہ کی اذان ثانی خطیب کے سامنے مسجد کے اندر کہی جائے

جمعہ کی اذانِ ثانی (خطبہ کی اذان) خطیب کے بالمقابل مسجد کے اندر کہی جائے گی، یہی عمل دورِ عثمانی سے امت میں متوارث چلا آ رہا ہے۔ **ویؤذن ثانياً بين يديه أي الخطيب أي على سبيل السنية كما يظهر من كلامهم.** (شامی زکریا ۳/۳۸)

نماز جمعہ میں خطبہ شرط ہے

جمعہ کی نماز میں نماز سے قبل خطبہ دینا شرط ہے اس کے بغیر نماز جمعہ درست نہ ہوگی۔ **ويشترط لصحتها سبعةُ أشياء الخ، والرابع الخطبة فيه.** (شامی زکریا ۳/۵-۱۹)

خطبہ کی مقدار کیا ہو؟

خطبہ کی کم سے کم مقدار ایک مرتبہ "**الحمد لله، يا سبحان الله، يا لا إلٰه إلا الله**" کہنا ہے؛ لیکن تین آیاتِ قرآنیہ سے کم خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک خطبہ کی کم سے کم مقدار تشہد کے بقدر ہے اس سے کم مکروہ ہے۔ **وكفت تحميدة أو تهليلة أو تسبيحة للخطبة المفروضة مع الكراهة. وقالا: لابد من ذكر طويل وأقله قدر التشهد الواجب الخ وتاركها مسيئ على الأصح كتركه قراءة قدر ثلاث آيات.** (درمختار زکریا ۳/۲۰)

خطبہ کے سنن وآداب

خطبہ کے سنن وآداب پندرہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) طہارت (بلاوضو خطبہ دینا مکروہ ہے)

(۲) کھڑے ہوکر خطبہ دینا (بیٹھ کر بلاعذر خطبہ دینا مکروہ ہے)

(۳) حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر خطبہ دینا (قبلہ رو ہوکر خطبہ دینا مکروہ ہے)

(۴) خطبہ سے پہلے آہستہ سے اعوذ باللہ پڑھنا۔

(۵) خطبہ میں اتنا جہر کرنا کہ لوگوں تک آواز پہنچ جائے۔

(۶) حمد سے شروع کرنا۔

(۷) خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا۔

(۸) کلمۂ شہادت پڑھنا۔

(۹) درود شریف پڑھنا۔

(۱۰) لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا۔

(۱۱) قرآنِ کریم کی کوئی آیت پڑھنا۔

(۱۲) دوسرے خطبہ میں دوبارہ حمد وثناء اور درود شریف پڑھنا۔

(۱۳) تمام مسلمان مرد وعورت کے لئے دعا مانگنا، بالخصوص خلفاء راشدین اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کرنا۔

(۱۴) خطبہ کو زیادہ لمبا نہ کرنا، بہتر ہے کہ طوالِ مفصل کی کسی سورت کے بقدر ہو۔

(۱۵) دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔

وأما سننها فخمسة عشر الخ. (عالمگیری ۱/۱۴۶-۱۴۷) **ويندب ذكر الخلفاء الراشدين والعمين.** (درمختار زکریا ۳/۲۱)

خطبہ کے دوران ہاتھ میں عصا لینا

خطبہ کے دوران ہاتھ میں عصا لینا مستحب ہے؛ لیکن اس کو ضروری قرار دینا اور نہ لینے والے کو ہدفِ ملامت بنانا (جیسا کہ جنوبی ہند کے بعض علاقوں میں التزام ہے) جائز نہیں ہے۔

ونقل القهستاني عن عبد المحيط إن أخذ العصا سنة كالقيام. (شامی زکریا ۳/۴۱)

خطبہ کی اذان کا زبان سے جواب نہ دیں

خطبہ کی اذان کا جواب صرف دل دل میں دیا جائے، زبان سے کلماتِ اذان نہ دہرائیں؛ اس لئے کہ خطیب کے منبر پر آنے کے بعد زبان سے ذکر اذکار کرنا منع ہے۔ **وینبغي ألّا یجیبَ بلسانہٖ اتفاقاً في الأذان بین یدی الخطیب.** (درمختار زکریا ۲/ ۷۰)

کھڑے ہوکر خطبہ دینا مسنون ہے

جمعہ وعیدین کا خطبہ کھڑے ہوکر دینا مسنون ہے، تاہم اگر کوئی شخص بیٹھ کر خطبہ پڑھ دے تو بھی خطبہ معتبر ہوجائے گا، اور بلا عذر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ **فالقیام سنة ولیس بشرط حتی لو خطب قاعداً یجوز عندنا، إلا أنه مسنون في حالة الاختیار لأن النبی ﷺ کان یخطب قائماً.** (بدائع الصنائع ۱/ ۵۹۲)

خطبہ کے وقت بچوں کو شرارت سے روکنا

اگر خطبہ کے وقت بچے شرارت کررہے ہوں تو انہیں اشارہ سے روکا جاسکتا ہے؛ لیکن زبان سے نہ روکیں۔ **والأصح أنه لا بأس بأن یشیر برأسه أو یده عند رؤیة منکر.**

(درمختار زکریا ۳/ ۳٦)

خطبہ سننے کے دوران چھینک آنے پر الحمد للہ کہے یا نہیں؟

اگر خطبہ سننے کے دوران کسی شخص کو چھینک آئے تو زبان سے الحمد للہ نہ کہے؛ بلکہ دل دل میں پڑھ لے؛ تاکہ خطبہ سننے میں کوئی خلل نہ واقع ہو۔ **وأما العاطش فهل یحمد اللّٰه تعالٰی، فالصحیح أنه یقول ذٰلک فی نفسهٖ لأن ذلک مما لایشغله عن سماع الخطبة.**

(بدائع الصنائع ۱/ ۵۹٤)

دورانِ خطبہ سلام یا چھینک کا جواب

خطبۂ جمعہ کے دوران اگر کوئی شخص سلام کرے یا کسی شخص کو چھینک آئے تو سننے والے پر

جواب دینا واجب نہیں ہے۔ **ولا یجب تشمیت ولا رد سلام به یفتی. وعن أبی یوسفؒ لا یکره لأنه فرض. قلنا: ذاک إذا کان السلام ماذوناً علیه شرعاً ولیس کذلک فی حالة الخطبة.** (شامی زکریا ۳/۳۶)

خطبہ کے وقت لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنا

جو شخص خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں پہنچے اسے پیچھے جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہئے، لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر اگلی صف میں جانے کی کوشش کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس عمل پر سخت وعید ارشاد فرمائی ہے، آپ کا ارشاد ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگے اسے جہنم کا پل بنایا جائے گا''۔ **عن سهل بن معاذ بن أنس الجهنی** رضی اللہ عنہ **قال: قال رسول الله** ﷺ: **من تخطی رقاب الناس یوم الجمعة اتخذ جسراً إلی جهنم.** (ترمذی شریف ۱/۱۱۴)

جس شخص کو خطبہ کی آواز نہ آرہی ہو وہ کیا کرے؟

جو شخص امام سے اتنی دور ہے کہ اسے خطبہ کی آواز بالکل سنائی نہیں دے رہی ہو، اس کے لئے بھی افضل یہی ہے کہ خاموش بیٹھا رہے اور تلاوت یا کسی ذکر واذکار میں مشغول نہ ہو۔ **فأما البعید منه إذا لم یسمع الخطبة کیف یصنع؟ قال محمد بن سلمة البلخیؒ الإنصات له أولی من قراء ة القرآن.** (بدائع الصنائع ۱/۵۹۳)

خطبۂ جمعہ صرف عربی میں دیا جائے

خطبۂ جمعہ صرف عربی زبان میں دینا چاہئے، کسی اور زبان میں خطبہ دینا مکروہ اور قابل ترک ہے، عوام کو وعظ ونصیحت کی ضرورت ہو تو خطبہ کی عبارت میں تبدیلی کے بجائے کسی اور وقت (اذان خطبہ سے پہلے یا جمعہ کے بعد) وعظ کا معمول بنایا جائے۔ (علم الفقہ ۲/۱۸۸، جواہر الفقہ ۱/۳۵۲، دار العلوم ۵/۱۲۹)

دونوں خطبوں کے درمیان دعا کرنا

جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیانی وقفہ قبولیت کا وقت ہے، اس میں دل دل میں دعا کرنی

چاہئے، زبان سے کوئی کلمہ ادا نہ کریں۔ **وسئل علیه الصلاة والسلام عن ساعة الإجابة، فقال: ما بين جلوس الإمام إلى أن يتم الصلاة وهو الصحيح.** (درمختار) **قال في المعراج: فيسن الدعاء بقلبه لا بلسانه لأنه مامور بالسكوت.** (شامی زکریا ۳/۴۲)

خطبہ کے دوران نمازی کس طرح بیٹھے؟

خطبہ کے دوران جس طرح آسانی ہو بیٹھ سکتے ہیں کوئی خاص ہیئت مقرر نہیں ہے؛ البتہ حالتِ تشہد کی طرح بیٹھنا بہتر ہے۔ **إذا شهد الرجل عند الخطبة إن شاء جلس محتبياً أو متربعاً أو كما تيسر لأنه ليس بصلاة عملاً وحقيقةً ويستحب أن يقعد فيها كما يقعد في الصلاة.** (هندیه ۱/۱۴۸)

خطبہ میں آنخضرت ﷺ کا نام نامی سننے پر درود کیسے پڑھیں؟

دورانِ خطبہ چوں کہ زبان سے ذکر اذکار ممنوع ہے، لہٰذا اگر نبی اکرم ﷺ کا نام نامی خطبہ میں سنے تو صرف دل دل میں درود شریف پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔ **وكذا إذا ذكر النبي ﷺ لا يجوز أن يصلوا عليه بالجهر بل بالقلب وعليه الفتوىٰ.** (شامی زکریا ۳/۳۵)

تنبیه: بعض جگہ رواج ہے کہ خطیب کے آیتِ درود ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ﴾ **الخ،** پڑھتے وقت زور سے درود شریف پڑھتے ہیں، یہ طریقہ شرعاً خلاف سنت ہے۔

خطبہ کے وقت چندہ کا ڈبہ گھمانا

بعض مساجد میں دستور ہے کہ خطبہ کے دوران نمازیوں کے سامنے چندہ کا ڈبہ گھمایا جاتا ہے یہ عمل جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ جب دورانِ خطبہ ذکرواذکار کرنے تک کی ممانعت ہے، تو اس عمل کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے؟ **ويكره الاشتغال بما يفوت السماع وإن لم يكن كلاماً.** (شامی زکریا ۳/۳۵)

رمضان میں خطبۃ الوداع کا ثبوت نہیں

رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو خطبۃ الوداع پڑھنے کا کہیں سے ثبوت نہیں ہے؛ لہٰذا اس

سے احتراز لازم ہے۔(فتاوی دارالعلوم ۵۳/۵)

منبر کتنے درجہ کا ہونا چاہئے

بہتر ہے کہ منبر کے تین درجے ہوں؛ تاکہ نبی اکرم ﷺ کے منبر مبارک سے موافقت ہوجائے۔ **ومنبره ﷺ كان ثلاث درج.** (شامی کراچی ۱۶۱/۳)

جمعہ کی تیاری کون سی اذان کے بعد فرض ہے؟

کسی شہر میں مختلف اوقات میں اگر جمعہ کی اذانیں ہوتی ہوں، تو اذان کے بعد جمعہ کی تیاری کے سلسلہ میں محلّہ کی مسجد کی اذان کا اعتبار ہوگا۔(احسن الفتاویٰ ۱۱۸/۴)

جمعہ کی نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھنا مسنون ہے؟

جمعہ کی پہلی رکعت میں ﴿**سبح إسم ربک الأعلیٰ**﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿**هل أتاک حديث الغاشية**﴾ پڑھنا مسنون ہے، تاہم کبھی کبھی دوسری سورتیں بھی پڑھ دیں؛ تاکہ عوام انہی سورتوں کو لازم نہ سمجھیں۔ **وإن قرأ بسبح إسم ربک وهل أتاک حديث الغاشية تبركاً بالماثورة عنه عليه الصلاة والسلام كان حسناً لكن يتركه أحياناً لئلا يتوهم العامة وجوبه.** (کبیری ۵۲۰)

عورت کا مردوں کی جماعت میں شامل ہوکر جمعہ پڑھنا

عورت پر اگرچہ جمعہ پڑھنا فرض نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ مردوں کی جماعت میں شامل ہوکر (مثلاً حرمین شریفین میں) جمعہ پڑھ لے تو اس کا جمعہ درست ہوجائے گا، اور ظہر کا فریضہ اس سے ساقط ہوجائے گا۔ **ومن هو من أهل الوجوب كالمريض والمسافر والعبد والمرأة تجزيهم ويسقط عنهم الظهر.** (بدائع الصنائع ۵۸۲/۱)

جمعہ میں خطیب اور امام کا الگ الگ ہونا

اگر جمعہ کا خطبہ کسی شخص نے دیا اور نماز دوسرے نے پڑھائی تو بھی جمعہ درست ہوجائے گا؛

لیکن بلاعذر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ **وقد علم من تفاريعهم أنه لايشترط في الإمام أن يكون هو الخطيب.** (شامی ۱۹/۳)

جمعہ کا خطبہ ختم ہونے سے قبل حاضرین کا کھڑا ہونا

بعض لوگ جلد بازی میں خطبۂ جمعہ پورا ہونے سے قبل ہی کھڑے ہوکر صف بندی شروع کردیتے ہیں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے خطبہ سننے میں خلل آتا ہے؛ لہٰذا خطبہ مکمل ہونے کے بعد ہی کھڑا ہونا چاہئے۔ **يكره كل ما شغل عن سماع الخطبة من التسبيح والتهليل والكتابة ونحوها بل يجب عليه أن يستمع ويسكت.** (بدائع الصنائع ۵۹۳/۱)

جمعہ کی جماعت کے لئے کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا شرط ہے

جمعہ کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ امام کے علاوہ کم از کم تین مقتدی خطبہ وجماعت میں شامل ہوں، خواہ وہ مسافر ہی کیوں نہ ہوں۔ **الجماعة وأقلها ثلاثة رجال أطلق فيهم فشمل العبيد والمسافرين والمرضىٰ.** (شامی زکریا ۲۴/۳)

جمعہ کے دن وفات پانے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے

جمعہ کے دن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں وفات پانے والا شخص عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ **من مات فيه أو في ليلة أمن من عذاب القبر.** (شامی کراچی ۱۶۵/۲)

○❖○

عیدین کے مسائل

عید! خوشی میں اظہار بندگی

اسلام ایک ایسا مبارک دین اور مذہب ہے جس کی مذہبی اقدار اور تعلیمات لہوولعب سے کوسوں دور اور خرافات کے شائبہ سے بالکلیہ پاک ہیں۔ چنانچہ اسلامی شریعت نے جہاں انسانی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے متبعین کے لئے سال میں دو دن عید کے نام پر خوشی و مسرت کے لئے تجویز کئے ہیں وہیں ان میں پر عظمت عبادت: دوگانہ نماز عید واجب کر کے خوشی کے جذبات کے ساتھ معرفت خداندی اور شکر نعمت جیسے واجبات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے، عید محض مذہبی تیوہار نہیں بلکہ انعامات خداوندی کی شکر گزاری کا دن ہے۔ عید کھیل کود کا دن نہیں بلکہ خدا کی معرفت حاصل کرنے کا دن ہے۔ وہ منظر بڑا خوش نما اور عبرت آموز ہوتا ہے جب ایک ہی دن، ایک وقت، ایک ہی انداز میں اور ایک ہی جذبہ کے ساتھ دنیا کے قریہ قریہ، چپہ چپہ، شہر در شہر، مسجدوں میں، میدانوں میں، سڑکوں میں، عیدگاہوں میں، سیکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھ نہیں، کروڑ نہیں، بلکہ کروڑ ہا کروڑ، فرزندان توحید بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہوکر نہ صرف جذبۂ عبدیت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اسلامی اخوت کی بھی شاندار مثال پیش کرتے ہیں۔ جب اُجلے اُجلے لباس پہنے، بچے، بوڑھے اور جوان عید کی خوشیاں مناتے اور اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید میں مشغول نظر آتے ہیں تو دیکھنے والے صاحبِ ایمان کا دل، عظمتِ ایزدی سے سرشار اور روح، ایمانی سرور سے مسرور ہو جاتی ہے، رحمت کے فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مجامع میں عاجزی وانکساری اور تضرع وزاری کے ساتھ دُعا کے لئے اُٹھنے والے ہاتھ رحمتِ خداوندی کے بے پایاں نزول کا سبب بن جاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ عید کی رات بھی اسلام کی متبرک ترین راتوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو انعامات سے سرفراز کرتا ہے۔ اسی لئے اس کو لیلۃ الجوائز (انعامات کی رات) کہا جاتا ہے۔ عارفین کے لئے یہ رات مسرت کا ابدی پیغام اور وصال محبوب کا عنوان بن کر آتی ہے۔ وہ انعامات خداوندی کے حصول کے لئے راتوں رات بارگاہ ایزدی میں حاضر رہ کر سربستہ راز و نیاز میں مشغول رہتے ہیں اور بیش از بیش رحمت خداوندی کے مستحق بنتے ہیں۔

دنیا کی قوموں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے تہوار اور خوشی کے دنوں میں لہوولعب، ناچ گانے، شراب نوشی اور تفریحات کو پسند کرتے ہیں۔ اگلے پچھلے رنج وغم اور مصائب کو بھول کر وقتی خوشی میں ایسے سرشار ہوجاتے ہیں کہ انھیں اپنی سدھ بدھ ہی نہیں رہتی۔ ہم اپنے برادرانِ وطن میں ہولی اور دیوالی کے موقع پر ایسے مناظر بکثرت دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں کے یہاں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو وہ ہر طرح کے

معاصی اور منکرات میں مبتلا ہوکر اظہارِ مسرت کرتے ہیں۔ یہی دستور زمانۂ جاہلیت میں بھی رائج تھا۔

حضور اکرم ﷺ جب ہجرت فرماکر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کے لوگ سال میں دو دن خوشی کے مناتے تھے۔ ان دونوں دنوں میں خوب کھیل کود ہوتا تھا اور گانے باجے کی مجلسیں جمتی تھیں۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے ان سب سلسلوں کو ختم فرماکر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان دو دنوں کے بجائے دو خوشی کے دن (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) مقرر فرمائے (ابوداؤد شریف ۱۶۱/۱) اور ان دنوں میں اظہار مسرت کا مظاہرہ کھیل کود، لہو ولعب اور تفریحات کے ذریعہ نہیں کرایا گیا بلکہ اسلام کے ماننے والوں کو حکم ہوا کہ وہ مسرت کا اظہار اس انداز میں کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر اور باطن سے نمایاں ہوسکے۔ دلوں کی گہرائیوں سے سرور کی خوشبوئیں اُٹھیں، ذہن ودماغ کے گوشوں سے عطر بیز ہوائیں پھیلیں اور بدن کا رگ وریشہ اور رواں رواں اظہار مسرت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوششیں کرنے لگے۔

ایسی لازوال خوشی کے حصول اور اس کے اظہار کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جس ربِّ کائنات کا بندہ ہے۔ وہ اس بندہ نواز کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کرکے اس کی خوشنودی کا مستحق بن جائے۔ ظاہر ہے کہ جس بندہ کا آقا اس سے خوش ہوجائے اس بندہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہوسکتی ہے؟ اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا: ﴿وَرِضوَانٌ مِنَ اللّٰہِ اَکبَرُ﴾ (اور اللہ کی طرف سے خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے) اسی بناپر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے خوشی کے دنوں میں اظہار بندگی کا حکم دے کر شکرانہ کے طور پر دوگانہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہی عید کی اصل روح ہے۔ بقیہ جو لوازمات ہیں (مثلاً نہانا دھونا، خوشبو لگانا، نئے کپڑے پہننا، بشاشت ظاہر کرنا وغیرہ) وہ سب ضمنی ہیں۔ آج کے دن کا اصل کام یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کردے کہ وہ واقعی اپنے رب کا فرمانبردار اور اطاعت گذار ہے اور ایسے ہی بندہ کو درحقیقت آج خوشی منانے کا حق ہے۔

عیدین کی راتوں میں عبادت

عیدین کی راتیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہایت فضیلت رکھتی ہیں، ایک روایت میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ لَیلَتَی الْعِیدَیْنِ مُحْتَسِباً لِلّٰہِ تَعَالیٰ لَمْ یَمُتْ قَلْبُہٗ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ. (ابن ماجه شريف: ۸۲۱۷)

جو شخص اخلاص واحتساب کے ساتھ عیدین کی راتیں عبادت میں گذارے اس کا قلب اس دن زندہ رہے گا جب سب لوگوں کے دل مرجائیں گے۔

یعنی اس رات میں عبادت کرنے والے خوش نصیب حضرات میدانِ محشر کی سختیوں میں بے خوف اور مطمئن ہوں گے، اور بعض روایات میں ہے کہ عید کی رات آسمانوں میں ’’لیلۃ الجائزۃ‘‘ یعنی انعام کی رات کے عنوان سے جانی جاتی ہے؛ اس لئے ان راتوں کو فضول مٹر گشتی، تفریحات اور واہی تباہی مشاغل میں گذارنے کے بجائے عبادت واطاعت میں گذارنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس خیر سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔

انعام کا دن

عید کا دن دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر رحم وکرم اور انعام کا دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ بندوں کی مغفرت کا اعلان فرماتے ہیں چناں چہ ایک ضعیف روایت میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلَآئِكَةُ عَلىٰ أَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا اُغْدُوْا يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلىٰ رَبٍّ كَرِيْمٍ يَمُنُّ بِالْخَيْرِ ثُمَّ يُثِيْبُ عَلَيْهِ الْجَزِيْلَ لَقَدْ أُمِرْتُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَقُمْتُمْ وَأُمِرْتُمْ بِصِيَامِ النَّهَارِ فَصُمْتُمْ وَأَطَعْتُمْ رَبَّكُمْ فَاقْبِضُوْا جَوَائِزَكُمْ فَإِذَا صَلَّوْا نَادىٰ مُنَادٍ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ غَفَرَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِيْنَ إِلىٰ رِحَالِكُمْ فَهُوَ يَوْمُ الْجَائِزَةِ وَيُسَمّٰى ذٰلِكَ الْيَوْمَ فِي السَّمَاءِ يَوْمُ الْجَائِزَةِ.

(رواه الطبراني في الكبير ۱/۲۲٦، حديث: ٦١٧ الترغيب والترهيب حديث: ١٦١٨)

جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں کے نکڑوں پر کھڑے ہوکر یہ آواز لگاتے ہیں کہ اے مسلمانوں کی جماعت! اس رب کریم کی طرف چلو جو خیر سے نوازتا ہے، پھر اس پر عظیم الشان بدلہ عطا کرتا ہے، تمہیں راتوں میں عبادت کا حکم ہوا چناں چہ تم نے عبادت کی، اور تمہیں دن کے روزوں کا حکم ہوا تو تم نے روزے رکھے اور اپنے پروردگار کا کہا مانا؛ لہٰذا اپنے انعامات لے لو، پھر وہ لوگ جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ خبردار ہوجاؤ! تمہارے رب نے تمہیں بخش دیا ہے؛ اس لئے رشد وہدایت کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹو، پس یہ انعام کا دن ہے اور آسمان میں اسے انعام ہی کے دن سے یاد کیا جاتا ہے۔

بہرحال اس مبارک دن میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے استحضار اور اس کی یاد کی کوشش کرنی چاہئے۔

عید کے مسنون اعمال

(۱) غسل کرنا۔ (۲) مسواک کرنا۔ (۳) خوشبو لگانا۔ (۴) عید الفطر کی نماز سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا۔ (مشکوٰۃ ۱۲٦) (۵) اگر صدقۂ فطر واجب ہو تو عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا۔ (٦) بقرعید میں نماز کے بعد آ کر قربانی کا گوشت کھانا۔ (مشکوٰۃ ۱۲٦) (۷) عید کی نماز عید گاہ (شہر کے باہر میدان) میں پڑھنا۔ (۸) عید کی نماز کے لئے پیدل جانا، بلاضرورت سواری پر نہ جانا۔ (۹) عید کے لئے ایک راستہ سے جانا دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۱۰) عید کے دن زیادہ سے زیادہ تکبیرات: ''اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد'' پڑھنا۔ (عید الفطر میں آہستہ آواز سے اور بقرعید میں بلند آواز سے) (ماخوذ: پیغام عید، اصلاحی مضامین ۱۸۰، مؤلفہ: مولانا کلیم اللہ قاسمی)

ذیل میں عیدین سے متعلق ضروری مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

عیدین کی شرائط

بڑے شہروں اور قصبات میں جہاں اقامت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہوں (مثلاً وہاں کی آبادی کم ازکم تین ہزار ہو یا ضروریاتِ زندگی بآسانی مہیا ہوں وغیرہ) وہاں عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے؛ البتہ جہاں شرائط جمعہ نہ پائی جاتی ہوں وہاں عید پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **تجب صلاتهما على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمة، وفي القنية صلاة العيد في القرى تكره تحريماً أي لأنهٗ اشتغال بما لايصح لأن المصر شرط الصحة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۴۵-۴۶، امداد المفتیین ۴۰۷)

عیدین کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

عیدین کی نماز کا وقت طلوعِ آفتاب کے تقریباً پندرہ منٹ کے بعد شروع ہوجاتا ہے؛ لیکن نماز کا ایسا وقت مقرر کیا جائے کہ لوگ تمام تیاریاں کر کے بسہولت عیدگاہ میں حاضر ہوسکیں۔ **وابتداء وقت صحة صلاة العيد من ارتفاع الشمس قدر رمح (أي هو إثنا عشر شبراً) أو رمحين حتى تبيض لأنه ﷺ كان يصلي العيد حين ترتفع الشمس قدر رمح أو رمحين.** (مراقی الفلاح مع طحطاوی ۲۹۰، حاشية الطحطاوي اشرفی ۵۳۲، شامی زکریا ۳/ ۵۲، فتاویٰ رحیمیه ۵/ ۵۵)

نمازِ عید شہر سے باہر عیدگاہ میں پڑھنا

نمازِ عیدین شہر سے باہر نکل کر عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ **ثم خروجه ماشياً إلى الجبانة والخروج إليها (أي الجبانة) لصلاة العيد سنةٌ وإن وسعهم المسجد الجامع.** (در مختار مع الشامی زکریا ۳/ ۴۹، دار العلوم ۵/ ۱۸۵)

شہر کی متعدد مساجد میں نمازِ عید

شہر کی متعدد مسجدوں میں نمازِ عید ادا کرنے کی اجازت ہے۔ **وتؤدى بمصر واحد**

بمواضع كثيرة اتفاقاً. (در مختار مع الشامي زكريا ٩/٣ ٥، دار العلوم ١٨٤/٥)

نمازعیدگاہ سے پہلے شہر کی مساجد میں نماز کا حکم

عیدگاہ میں نماز ہونے سے پہلے شہر کی مسجدوں میں نمازعید بلا کراہت جائز ہے۔ **ولو ضحى بعد ما صلى أهل المسجد ولم يصل أهل الجبانة أجزأه استحساناً لأنها صلاةٌ معتبرةٌ.** (شامي زكريا ٦٠/٩ ٤، هدايه ٤٣٠/٤، هدايه اشرفي ٤٤٦/٤)

عید کی تیاری

عید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو وغیرہ لگانا مستحب ہے۔ **ويستحب يوم الفطر للرجل الاغتسال والسواك ولبس أحسن ثيابه الخ.**

(عالمگيري ١٤٩/١)

عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا پینا مستحب ہے

عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے طاق عدد چھوارے یا کھجور کھا کر جانا مستحب ہے، اگر یہ میسر نہ ہوتو کوئی بھی میٹھی چیز کھالینا کافی ہے، اس موقع پر کسی خاص شیرینی کی تخصیص ثابت نہیں۔ **وندب يوم الفطر أن يطعم اقتداءاً بالنبي ﷺ ويستحب كون ذلك المطعوم حلواً وأما ما يفعله الناس في زماننا من جمع التمر مع اللبن والفطر عليه فليس له أصل في السنة.** (البحر الرائق كراچی ١٥٨/٢، رحيميه ٢٨١/١)

عیدگاہ پیدل جانا مستحب ہے

عیدگاہ پیدل جانا سنت ہے اور وہاں سے واپسی میں سوار ہوکر آنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ **ثم خروجه ماشياً إلى الجبانة ولا بأس بعوده راكباً.** (در مختار مع الشامي زكريا ٤٩/٣)

نمازِ عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا

نمازِ عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا جائز نہیں ہے، حتی کہ عورتیں بھی اس دن اشراق

اور چاشت کی نماز اس وقت تک نہ پڑھیں جب تک کہ عید کی نماز باجماعت نہ پڑھ لی جائے۔

ولا یتنفل قبلها مطلقاً أی سواء کان فی المصلی اتفاقاً أو فی البیت فی الأصح وسواءٌ کان ممن یصلی العید أو لا حتی أن المرأة إذا أرادت صلاة الضحی یوم العید تصلیها بعد ما یصلی الإمام فی الجبانة. (شامی زکریا ۳/ ۵۰، امداد المفتیین ۴۰۷)

تنبیہ: بعض لوگ عیدگاہ پہنچ کر نمازِ عید سے قبل نمازیں پڑھتے ہیں، اور پوچھنے پر کہتے ہیں کہ ہم فجر کی قضا نماز پڑھ رہے ہیں، تو اجتماعی طور پر عیدگاہ میں قضا پڑھنا طرح طرح کی چہ می گوئیوں اور انتشار کا سبب بنتا ہے؛ اس لئے اس طریقہ سے احتراز لازم ہے۔ اول تو مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ کوئی نماز قضا کرے اور اگر بالفرض قضا ہوجائے تو اسے برسرِعام پڑھنے کے بجائے گھر میں ادا کرے؛ تاکہ اپنی کوتاہی مخلوق کے سامنے نہ آسکے۔

نمازِ عید کی نیت

نمازِ عید شروع کرتے وقت مقتدی کے دل میں یہ استحضار رہے کہ میں قبلہ رو ہوکر اس امام کے پیچھے دو رکعت واجب نماز ادا کررہا ہوں جس میں چھ زائد واجب تکبیریں ہیں۔ نیت کے لئے یہ استحضار کافی ہے زبان سے نیت کے کلمات ادا کرنا ضروری نہیں ہے باقی اگر کوئی ادا کرلے تو ناجائز بھی نہیں۔ **محلها (النیة) القلب فی کل موضع الخ.** (الاشباہ والنظائر ۱/ ۸٤)

ترکیب نمازِ عید

نمازِ عید کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد تکبیرِ تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، ثنا پڑھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے معمولی فصل سے تین مرتبہ تکبیر کہیں، پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑتے رہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں اس کے بعد فاتحہ اور سورۃ ملائیں، پھر رکوع سجدہ کرکے رکعت مکمل کرلیں۔ دوسری رکعت میں اولاً فاتحہ وسورۃ پڑھنے کے بعد رکوع میں نہ جائیں بلکہ تین مرتبہ ہاتھ اٹھاکر تین تکبیریں کہیں اور درمیان میں ہاتھ نہ باندھیں، اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز حسبِ معمول پوری کریں۔ (حلبی کبیر ۵۶۷)

عورتوں پر نمازِ عید نہیں ہے

عورتوں پر نمازِ جمعہ وعیدین واجب نہیں ہے، اور عام حالات میں انہیں عیدگاہوں اور مساجد میں جا کر نمازِ عید میں شریک ہونا بھی مکروہ اور سخت فتنہ کا سبب ہے؛ البتہ حرمین شریفین میں یا کسی ایسی جگہ جہاں فتنہ سے مکمل حفاظت ہو، اگر عورتیں عید کی جماعت میں شامل ہو جائیں تو جائز ہے۔ **تجب صلاة العيد على كل من تجب عليه صلاة الجمعة.** (هنديه ١/١٥٠، شامي زكريا ٣/٤٥) **ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد.** (در مختار مع الشامي زكريا ٢/٣٠٧)

عیدین میں عورتوں کے احکام

مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی عید کے دن مستحب یہ ہے کہ وہ غسل کریں اور عمدہ لباس زیبِ تن کریں؛ کیوں کہ یہ خوشی اور زیب وزینت کا دن ہے اور اگر چاہیں تو عیدگاہ یا مساجد میں عید کی نماز ہو جانے کے بعد اپنے گھروں میں تنہا تنہا بطور شکرانہ نفل نماز پڑھ سکتی ہیں۔ **ثم يستحب لصلاة العيد ما يستحب للجمعة من الاغتسال والاستياك والتطيب ولبس أحسن الثياب.** (كبيري لاهور ٥٦٦، شامي زكريا ٣/٤٨)

عیدین کا خطبہ

عیدین کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے جو عید کی نماز کے بعد پڑھا جائے گا۔ **ويشترط للعيد ما يشترط للجمعة إلا الخطبة كذا في الخلاصة فإنها سنة بعد الصلاة.** (عالمگيري ١/١٥٠)

عیدین کا خطبہ تکبیر سے شروع کرنا

عیدین کا خطبہ شروع کرنے سے قبل ۹؍مرتبہ لگاتار تکبیراتِ تشریق پڑھنا مستحب ہے، جب کہ دوسرے خطبہ کے شروع میں ۷؍تکبیرات پڑھنا مروی ہے۔ **ويستحب أن يستفتح الأولى بتسع تكبيراتٍ تترىٰ أي متتابعات والثانية بسبعٍ هو السنة.** (در مختار مع

الشامی زکریا ۵۸/۳، دارالعلوم ۱۹۱/۵، فتاویٰ محمودیہ جدید ۴۵۲/۸) **قال الشافعیؒ:** **أخبرني من أثق به من أهل العلم من أهل المدينة، قال: أخبرني من سمع عمر بن عبد العزيز وهو خليفة يوم فطر فظهر على المنبر فسلم ثم جلس ثم قال: إن شعائر هٰذا اليوم التكبير والتحميد ثم كبر مراراً اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر الحمد ثم تشهد للخطبة ثم فصل بين التشهد بتكبيرة.** (اعلاء السنن کراچی ۱۳۲/۸)

نمازِ عید کی پہلی رکعت میں تکبیراتِ زوائد بھول جانے کا حکم

نمازِ عید کی پہلی رکعت میں امام تکبیراتِ زوائد بھول گیا اور سورۂ فاتحہ کا کچھ حصہ یا پوری سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد یاد آیا، تو تکبیرات کہہ کر سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھے، اور اگر سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد یاد آیا تو صرف تکبیرات کہے قرأت کا اعادہ نہیں ہوگا۔ **نسي التكبير في الأولى حتى قرأ بعض الفاتحة أو كلها ثم تذكر يكبر ويعيد الفاتحة وإذا تذكر بعد ما قرأ الفاتحة والسورة يكبر ولايعيد القراءة لأنها تمت وصحت بالكتاب والسنة.**

(کبیری ۵۲۵، حلبی کبیر ۵۷۲، شامی زکریا ۵۵/۳، رحیمیہ ۲۷/۱)

نمازِ عید کی دوسری رکعت میں تکبیراتِ زوائد بھول جانے کا حکم

اگر امام نمازِ عید کی دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیراتِ زوائد نہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے تو اس صورت میں رکوع ہی میں ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہہ لے، کھڑے ہوکر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **كما لو ركع الإمام قبل أن يكبر فإن الإمام يكبر في الركوع ولا يعود إلى القيام ليكبّر.** (درمختار مع الشامی زکریا ۵۷/۳)

شافعی امام کی اقتداء میں حنفی کی نماز عید

حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے نمازِ عید ادا کرے تو اسے تکبیراتِ عید میں بھی شافعی امام کی

اقتداء کرنی چاہئے، یعنی شافعی امام جتنی مرتبہ زائد تکبیریں کہے حنفی مقتدی بھی اس کی متابعت کرے۔ **ولو زاد تابعه إلى ستة عشر لأنه ماثور**. (درمختار مع الشامی زکریا ۵٤/۳)

عیدین اور جمعہ میں سجدۂ سہو کا حکم

عیدین اور جمعہ کی نماز میں اگر کوئی واجب ترک ہوجائے یا فرض مکرر ہوجائے یا کوئی اور موجبِ سجدۂ سہو صورت پیش آجائے تو کثیر مجمع میں فتنہ پھیلنے کے خوف سے جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو نہیں کیا جائے گا۔ **والسهو فی صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواءٌ والمختار عند المتأخرين عدمه فی الأولیین لدفع الفتنة**. (شامی زکریا ۵٦۰/۲، امداد المفتیین ٤۰٦)

عید کی نماز میں مسبوق کیا کرے؟

عید کی نماز میں مسبوق ہونے کی کئی صورتیں ممکن ہیں، ہر ایک کا حکم الگ الگ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

(۱) جس کی نماز عید میں پہلی رکعت چھوٹ گئی ہو وہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد جب کھڑا ہو تو اولاً ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے، پھر زائد تکبیرات کہے، اس کے بعد رکوع سجدہ کرکے بقیہ نماز پوری کرے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳۷۸/۸، احسن الفتاویٰ ۱۴۳/۴) **ولو سبق بركعة يقرأ ثم يكبر لئلا يتوالى التكبير. (درمختار) أي لأنه إذا كبر قبل القراءة وقد كبر مع الإمام بعد القراءة لزم توالى التكبيرات في الركعتين. قال في البحر: ولم يقل به أحدٌ من الصحابة ولو بدأ بالقراءة يصير فعله موافقاً لقول عليؓ فكان أولىٰ، كذا في المحيط، وهو مخصص لقولهم: إن المسبوق يقضي أول صلاته في حق الأذكار**. (شامی زکریا ٥٦/۳، البحر الرائق کوئٹہ ١٦١/٢، بدائع الصنائع زکریا ٦٢٣/١، حلبی کبیر اشرفی ۵۷۲، طحطاوي على المراقي ۵۳٤)

(۲) اور جو شخص امام کے ساتھ اس حال میں آ کر شریک ہوا کہ امام پہلی رکعت کی زائد تکبیرات کہہ کر قرأت شروع کر چکا تھا تو یہ مسبوق شخص تکبیر تحریمہ کہہ کر زائد تکبیرات کہے گا۔ **وإن أدركه بعد ما كبر الإمام الزوائد وشرع في القراءة فإنه يكبر تكبيرة الافتتاح ويأتي بالزائد برأي نفسه لا برأي الإمام؛ لأنه مسبوق.** (بدائع الصنائع زكريا ۱/ ٦٢٢)

(۳) اور اگر امام کو رکوع میں پایا تو اگر امام کے ساتھ رکوع چھوٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو تو ایسی صورت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر کھڑے کھڑے زائد تکبیرات بھی کہے، پھر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے۔ **وإن أدرك الإمام في الركوع فإن لم يخف فوت الركوع مع الإمام يكبر للافتتاح قائماً ويأتي بالزوائد ثم يتابع الإمام في الركوع.** (بدائع الصنائع زكريا ۱/ ٦٢٢)

(۴) اور اگر رکوع چھوٹ جانے کا خوف ہو تو تکبیر تحریمہ کہے اور رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، اور رکوع کی حالت میں ہی تکبیراتِ زوائد کہے اور رکوع میں اگر زائد تکبیرات اور رکوع کی تسبیحات دونوں ادا کر سکتا ہو تو دونوں کو جمع کرے، ورنہ تسبیحات کو چھوڑ کر صرف تکبیرات کہے گا۔ **وإن خاف إن كبر يرفع الإمام رأسه من الركوع كبر للافتتاح وكبر للركوع وركع؛ لأنه لو لم يركع يفوته الركوع فتفوته الركعة بفوته وتبين أن التكبيرات أيضاً فاتته فيصير بتحصيل التكبيرات مفوتاً لها ولغيرها من أركان الركعة. وهٰذا لا يجوز. ثم إذا ركع يكبر تكبيرات العيد في الركوع عند أبي حنيفةؒ ومحمدؒ ...... ثم إن أمكنه الجمع بين التكبيرات والتسبيحات جمع بينهما وإن لم يمكنه الجمع بينهما، يأتي بالتكبيرات دون التسبيحات؛ لأن التكبيرات واجبة والتسبيحات سنة والاشتغال بالواجب أولىٰ.** (بدائع الصنائع زكريا ۱/ ٦٢٢)

(۵) اور اگر رکوع میں تکبیرات پوری ہونے سے پہلے امام نے سر اٹھا لیا تو جتنی تکبیرات باقی رہ گئی ہوں وہ ساقط ہو جائیں گی۔ **فإن رفع الإمام رأسه من الركوع قبل أن يتمها**

رفع رأسه؛ لأن متابعة الإمام واجبة وسقط عنه ما بقي من التكبيرات. (بدائع الصنائع زكريا ١/٦٢٢، حلبي كبير أشرفي ٥٧٢، شامي زكريا ٥٦/٣)

نمازِ عید کے بعد دعا

عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنا جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، حدیث میں ہے کہ دورِ نبوت میں حائضہ ونفساء دعاؤں میں شرکت کے لئے عیدگاہ جایا کرتی تھیں ۔ اور بہتر ہے کہ یہ دعا نماز کے فوراً بعد خطبہ سے قبل ہو؛ کیوں کہ خطبہ کے بعد کی دعا کی کہیں صراحت نہیں ہے۔ **عن أم عطية رضی اللّٰه عنها قالت: أمرنا رسول اللّٰه ﷺ أن نخرجهن في الفطر والأضحیٰ والعواتق والحيض وذوات الخدور، فأما الحُيَّضُ فيعتزلن الصلاة ويشهدن الخير ودعوة المسلمين. (الحديث)** (مسلم شريف مكتبه بلال ديوبند ٢٩٠/١، حديث: ١٢)

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مؤخر کرنا

اگر کسی عذر مثلاً بارش وغیرہ کی وجہ سے عید الفطر کی نماز ایک دن مؤخر کرکے دوسرے دن پڑھی جائے تو جائز ہے۔ **وتؤخر بعذر كمطر إلی الزوال من الغد فقط.** (در مختار مع الشامی زكريا ٥٩/٣، دارالعلوم ١٨٤/٥)

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارک باد دینا

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارک باد دینا جائز ہے۔ **والتهنئة بتقبل اللّٰه منا ومنكم لا تنكر.** (در مختار مع الشامی زكريا ٤٩/٣)

عیدگاہ میں چندہ کرنا

عیدگاہ میں عیدین کی نماز سے پہلے یا خطبہ کے بعد چندہ کرنے میں مضائقہ نہیں؛ لیکن خطبہ کے دوران اس کی اجازت نہیں ہے۔ **يكره الاشتغال بما يفوت السماع وإن لم يكن كلاماً.** (شامی زكريا ٣٥/٣، رحيميه ٨٨/٥)

عیدین کے بعد مصافحہ ومعانقہ

عید کی نماز کے بعد ملنا اور معانقہ یا مصافحہ کرنا امر مسنون نہیں ہے، ہاں اگر کسی سے اسی وقت ملاقات ہو یا نماز کے کچھ فصل کے بعد محض ملاقات کی نیت سے مصافحہ یا معانقہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ **وأما فی غیر حال الملاقاة مثل کونها عقیب صلاة الجمعة والعیدین کما هو العادة فی زماننا فالحدیث ساکت عنه فیبقی بلا دلیل، وقد تقرر فی موضعه إن ما لا دلیل علیه فهو مردود.** (مجالس الأبرار ۲۹۸)

وموضع المصافحة فی الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لأخیه لافی أدبار الصلوات. (شامی زکریا ۵۴۷/۹)

عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے

عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا پینا مستحب ہے۔ **ویندب تاخیرا کله عنها أی یندب الإمساک عما یفطر الصائم من صبحه إلیٰ أن یصلی وإن لم یضح فی الأصح.** (شامی زکریا ۶۰/۳، فتاویٰ رحیمیه دار الاشاعت ۱۷۶/۶)

عیدالاضحیٰ کی نماز کب تک مؤخر ہوسکتی ہے؟

عیدالاضحیٰ کی نماز میں اتفاقیہ کوئی عذر پیش آجائے تو گیارہویں بارہویں تاریخ کو بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ **لکن هنا یجوز تاخیرها إلی اٰخر ثالث أیام النحر بلا عذر مع الکراهة وبهٖ أی بالعذر بدونها.** (شامی زکریا ۵۹/۳، فتاویٰ دارالعلوم ۲۱۲/۵)

تکبیرِ تشریق

تکبیرِ تشریق فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

اَللّٰهُ أَکْبَرُ اَللّٰهُ أَکْبَرُ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَکْبَرُ اَللّٰهُ أَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

(شامی زکریا ۶۲/۳، هندیه ۱۵۲/۱، فتاویٰ دارالعلوم ۲۰۳/۵)

تکبیرِ تشریق کب سے کب تک ہے؟

تکبیرِ تشریق نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی نمازعصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد مردوں کے لئے بآواز بلند اور عورتوں کے لئے ایک مرتبہ آہستہ کہنا واجب ہے۔ **أولـه من فجر عرفة إلى عصر اليوم الخامس آخر أيام التشريق وعليه الاعتماد.**

(شامی زکریا ۳/ ٦٤، ایضاح المسائل ۳۷)

تکبیرِ تشریق کتنی مرتبہ پڑھی جائے؟

تکبیرِ تشریق اصلاً ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے، تاہم کوئی شخص ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھ لےتو بھی حرج نہیں۔ **ويـجب تكبير التشريق في الأصح للأمر به مرةً وإن زاد عليها يكون فضلاً.** (درمختار زکریا ۳/ ٦١-٦٢، فتاویٰ دارالعلوم ۵/ ۲۱۳)

تکبیرِ تشریق کن لوگوں پر واجب ہے؟

تکبیرِ تشریق مقیم، مسافر، منفرد، جماعت، عورت، اہلِ شہر اور دیہات کے رہنے والوں پر واجب ہے۔ **ووجـوبـه على إمام مقيم بمصر وعلى مقتد مسافر أو قروى أو امرأة لكن المرأة تخافت ويجب على مقيم اقتدى بمسافر، وقالا بوجوبه فور كل فرض مـطـلقاً ولو منفرداً أو مسافراً أو امرأة لأنه تبع للمكتوبة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ٦٤، دار العلوم ۵/ ۲۱٦، ایضاح المسائل ۳۷)

تکبیرِ تشریق بھول جانا

تکبیرِ تشریق کہنا واجب ہے اگر کوئی مانع فعل صادر ہو جائے مثلاً مسجد سے باہر نکل گیا یا کوئی بات چیت کر لی یا عمداً وضو توڑ دیا، تو ان تمام صورتوں میں تکبیرِ تشریق ساقط ہو جائے گی؛ لیکن سہواً وضو ٹوٹ جائے تو تکبیر کہہ لے اور اگر قبلہ سے سینہ پھر گیا تو اس میں دو روایتیں ہیں؛ لہٰذا احتیاطاً تکبیر

کہہ لی جائے۔ **عقب كل فرض عيني بلا فصل يمنع البناء فلو خرج من المسجد أو تكلم عامداً أو ساهياً أو أحدث عامداً سقط عنه التكبير وفي استدبار القبلة روايتان ولو أحدث ناسياً بعد السلام الأصح أنه يكبر ولايخرج للطهارة.** (شامی زکریا ٦٣/٣، احسن الفتاویٰ ١٢٤/٤، فتاویٰ دارالعلوم ٢٠٦/٥)

مسبوق پر تکبیرِ تشریق

مسبوق پر بھی تکبیرِ تشریق واجب ہے وہ اپنی بقیہ رکعات پورے کرنے کے بعد پڑھے گا۔ **والمسبوق يكبر وجوباً كاللاحق.** (شامی زکریا ٦٥/٣، هندیه ١٥٢/١)

عورتوں پر تکبیرِ تشریق

عورتوں پر بھی تکبیرِ تشریق واجب ہے؛ لیکن وہ بالکل آہستہ آہستہ پڑھیں گی۔ **يجب على المرأة والمسافر، والمرأة تخافت بالتكبير.** (هندیه ١٥٢/١، شامی زکریا ٦٤/٣)

❍❖❍

سنن ونوافل سے متعلق مسائل

سنن ونوافل کی ضرورت

فرائض وواجبات کے ساتھ نوافل وسنن کا اہتمام بھی ضروری ہے؛ اس لئے کہ بسا اوقات فرائض کی ادائیگی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر کچھ کمی رہ جاتی ہے، تو اس کمی کی تلافی آخرت میں سنن ونوافل کے ذریعہ کی جائے گی۔ احادیث شریفہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَنَجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: أُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكَمِلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ كَذٰلِكَ. (ترمذي شريف: ۱/ ۹٤، باب ماجاء أن أول ما يحاسب به الخ، منتخب احاديث ۲۲۳، طحطاوي على مراقي الفلاح قديم ۲۱۲)

قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز اچھی ہوئی تو وہ شخص کامیاب اور بامراد ہوگا، اور اگر نماز خراب نکلی تو وہ ناکام ونامراد ہوگا۔ پھر اگر فرض نماز میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے دیکھو! کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں؟ (اگر نفلیں ہوں گی) تو اللہ تعالیٰ ان سے فرضوں کی کمی پورا فرمادیں گے۔ اس کے بعد پھر اسی طرح باقی اعمال کا حساب ہوگا (یعنی فرض روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کی کمی نفلی روزوں اور صدقات سے پوری کردی جائے گی۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان محض فرائض کی انجام دہی پر اکتفاء نہ کرے بلکہ اپنے نامۂ اعمال میں نوافل کا ذخیرہ بھی زیادہ سے زیادہ جمع رکھے؛ تاکہ آخرت میں قربِ خداوندی اور درجات کی بلندی کی نعمت سے سرفراز ہوسکے۔

تطوع کی قسمیں

اصطلاح فقہ وحدیث میں فرض اور واجب کے علاوہ جتنی بھی نمازیں ہیں سب کو تطوع (نفل) کہا جاتا ہے، پھر اس تطوع کی بنیادی طور پر بالترتیب تین قسمیں ہیں:

(۱) **سنن مؤکدہ**: یہ کل بارہ رکعتیں ہیں۔ فجر سے قبل دو رکعت، ظہر اور جمعہ سے پہلے چار رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت۔ ان میں سے کسی بھی سنت کو بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے۔

(۲) **سننِ غیر مؤکدہ**: اس میں ظہر کے بعد دو رکعت، عصر سے قبل چار رکعت، عشاء سے قبل چار رکعت اور عشاء کے بعد دو یا چار رکعت شامل ہیں۔ ان کا بلا عذر چھوڑنا خلافِ اولیٰ ہے، یعنی بہتر نہیں ہے۔

(۳) **مندوبات**: جیسے: نماز اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد وغیرہ۔ ان نوافل کو پڑھنا موجبِ ثواب ہے اور ترک میں کوئی کراہت نہیں۔ الحاصل أن السنة إن كانت مؤكدةً قويةً لايبعد كون تركها مكروهاً تحريماً، وإن كانت غير مؤكدةٍ فتركها مكروهٌ تنزيهاً، وأما المستحب أو المندوب فينبغي أن لايكره تركه أصلاً الخ. ثم قال الشامي بحثاً: والظاهر أن خلاف الأولى أعم فكل مكروهٍ تنزيهاً خلاف الأولىٰ ولا عكس لأن خلاف الأولىٰ قد لايكون مكروهاً حيثُ لا يكون دليلٌ خاصٌ كترك صلاة الضحىٰ الخ. (شامی زکریا ۳٦٧/٢)

سننِ مؤکدہ کی عظیم فضیلت

سننِ مؤکدہ کی پابندی پر احادیثِ شریفہ میں بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص دن رات میں فرائض کے علاوہ ۱۲ ر رکعت سنن پڑھے گا اس کے لئے جنت میں محل تعمیر کیا جائے گا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعاً غَيْرَ فَرِيْضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. (رواه مسلم ٢٥١/١، المتجر الرابح في ثواب العمل الصالح ٩٠)

جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر دن ۱۲ ر رکعت نفل (سنت) فرض کے علاوہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر فرمائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

ذیل میں مذکورہ سنن ونوافل سے متعلق مسائل وجزئیات اور دلائل اختصار کے ساتھ پیش کئے جارہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

فجر کی دو سنتیں

نمازِ فجر سے پہلے دو رکعت پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے، نبی کریم ﷺ ان دو رکعتوں کا نہایت اہتمام فرماتے تھے۔ **والسنن آکدها سنة الفجر اتفاقاً (درمختار) في الصحيحين: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُداً مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.** (شامي زكريا ٥٣/٢ ٤، بخاري شريف ١٥٦/١ حديث: ١١٦٩)

فجر کی سنت بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے

فجر کی سنتیں بلا عذر بیٹھ کر یا سواری پر پڑھنا درست نہیں ہے۔ **فلا تجوز صلاتها قاعداً و لا راكباً اتفاقاً بلا عذر على الأصح.** (درمختار زكريا ٤٥٤/٢) **لما روى الحسن عن أبي حنيفةؒ لو صلىٰ سنة الفجر قاعداً بلا عذرٍ لا يجوز.** (شامي زكريا ٤٥٤/٢)

جماعت شروع ہوگئی تو فجر کی سنت کہاں پڑھیں؟

بہتر ہے کہ گھر یا کمرے میں فجر کی سنتیں پڑھ کر مسجد میں جائیں اگر گھر میں نہیں پڑھیں اور جب مسجد میں پہنچا تو نماز کھڑی ہو چکی تھی، تو ایسی صورت میں مسجد کے باہری حصہ میں یا ستون وغیرہ کے پیچھے سنت ادا کرے، جماعت کی صفوں کے ساتھ مل کر سنتیں پڑھنا سخت مکروہ ہے۔ **(قوله عند باب المسجد) أي خارج المسجد كما صرح به القهستاني فإن لم يكن في باب المسجد موضع للصلاة يصليها في المسجد خلف سارية من سواري المسجد وأشدها كراهة أن يصليها مخالطاً للصف مخالفاً للجماعة والذي يلي ذٰلك خلف الصف من غير حائلٍ.** (درمختار زكريا ٥١١/٢)

ایک رکعت بھی ملنے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کو ترک نہ کرے

اگر مسجد میں جماعت کھڑی ہو جائے اور وہاں جماعت خانہ سے ہٹ کر نماز پڑھنے کی جگہ موجود ہو، تو اگر سنت کے بعد ایک رکعت بھی ملنے کی امید ہو تو اولاً سنت پڑھے اس کے بعد جماعت

میں شریک ہو، اور اگر ایک رکعت بھی ملنے کی امید نہ ہو تو اس وقت سنت ترک کردے بعد میں سورج نکلنے کے بعد ادا کرے۔ **وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل، وإلا بان رجىٰ إدراك ركعة لايتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكاناً.** (در مختار مع الشامی زکریا ۲/ ۵۱۰)

فجر کی سنت کی قضا

اگر کسی وجہ سے فجر کی سنت چھوٹ جائے تو طلوعِ شمس سے پہلے تو ادا نہ کریں؛ البتہ اسی دن اشراق کے وقت سے زوال کے درمیان اسے بطور نفل ادا کر لینا بہتر ہے۔ **وأما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع، وأما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما، وقال محمدؒ: أحب إلي أن يقضيها إلى الزوال.** (شامی زکریا ۲/ ۵۱۲)

تہجد کی نیت سے دو رکعت پڑھیں پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی

اگر کسی شخص نے تہجد کی نیت سے دو رکعت نفل ادا کی پھر معلوم ہوا کہ اس نے صبح صادق کے بعد (یعنی فجر کا وقت شروع ہونے کے بعد) وہ دو رکعتیں پڑھی ہیں، تو یہ دو رکعتیں فجر کی سنت کے قائم مقام ہو جائیں گی اب وہ از سر نو فجر کی سنت نہ پڑھے۔ **فيه أنه صحح في التجنيس في المسئلة الأولى الأجزاء معلّلاً بأن السنة تطوع فتتأدىٰ بنية التطوع.** (شامی زکریا ۲/ ۴۵۵)

تہجد کی چار رکعتوں میں سے دو رکعت صبح صادق کے بعد پڑھی گئیں

اگر کسی شخص نے تہجد کی نیت سے ۴؍ رکعت کی نیت باندھی، بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے آخری دو رکعت صبح صادق کے بعد فجر کے وقت میں پڑھی ہیں، تو یہ دو رکعتیں فجر کی سنت سے کافی نہ ہوں گی؛ بلکہ فجر کی سنت الگ سے پڑھنی ہوگی۔ **أو صلى أربعاً فوقع ركعتان بعد طلوعه لا تجزيه عن ركعتيهما على الأصح "تجنيس" لأن السنة ما واظب عليه الرسول بتحريمة مبتدأة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۵۵)

ظہر سے قبل ۴؍رکعت سنتِ مؤکدہ

ظہر کی نماز سے قبل ۴؍رکعت ایک سلام سے پڑھنا مسنون ہے۔ **وأربع قبل الظهر، ورکعتان بعدها. لما روی عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ.** (رواه الترمذی وقال حديث حسن ۹٦/۱) **وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لا يَدَعُ أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ.** (رواه البخاری ۱۵۷/۱ رقم: ۱۱۸۲، حلبی كبير ۳۸۳) **وسن مؤكداً أربع قبل الظهر.** (درمختار بيروت ۳۹۲/۲، زكريا ۴۵۱/۲)

جمعہ سے پہلے کی سنتِ مؤکدہ

جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ **وروىٰ ابن ماجة بإسناده عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعاً لا يَفْصِلُ فِيْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ.**

(شامی بيروت ۳۹۲/۲، زكريا ۴۵۱/۲، سنن ابن ماجه: ۱۱۵۷)

چاروں رکعت ایک ہی سلام سے پڑھیں

جن نمازوں میں چار رکعات سنتِ مؤکدہ ہیں ان میں سنت اسی وقت ادا ہوگی جب کہ چار رکعات ایک ہی سلام سے پڑھے، اگر بلاعذر ۲-۲ رکعت الگ الگ پڑھی تو سنت ادا نہ ہوگی۔ **فلو بتسليمتين لم تنب عن السنة (درمختار) وفی الشامی: وَعَنْ أَبِي أَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ كَانَ يُصَلِّي النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ الزَّوَالِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ. فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الصَّلاةُ الَّتِي تُدَاوِمُ عَلَيْهَا؟ فَقَالَ: هٰذِهِ سَاعَةٌ تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فِيْهَا، فَأُحِبُّ أَنْ يُّصْعَدَ لِي فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ، فَقُلْتُ: أَفِيْ كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقُلْتُ: بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدٍ أَوْ بِتَسْلِيْمَتَيْنِ؟ فَقَالَ: بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدَةٍ.** (أبوداؤد شريف: ۱۲۷۰، ابن ماجة ۱۱۵۷، شمائل ترمذي قديم ۱۹-۲۰، شامی بيروت ۳۹۲/۲، زكريا ۴۵۱/۲)

سننِ مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں درود شریف نہ ملائیں

چار رکعت والی سننِ مؤکدہ (جیسے ظہر سے قبل اور جمعہ سے پہلے اور بعد کی چار چار سنتیں) میں قعدۂ اولی میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائیں نہ ملائیں۔ اسی طرح تیسری رکعت میں کھڑے ہوکر ثنا نہ پڑھیں۔ **ولا يصلى على النبي ﷺ في القعدة الأولى في الأربع قبل الظهر والجمعة وبعدها ولو صلى ناسياً ففيه السهو وقيل لا، شمني ولا يستفتح إذا قام إلى الثالثة منها لأنها لتاكدها اشبهت الفريضة.** (درمختار مع الشامي بيروت ۳۹۷/۲، زکریا ۴۵۶/۲)

سنت پڑھتے ہوئے ظہر کی جماعت یا خطبۂ جمعہ شروع ہوجائے

اگر جماعتِ ظہر یا خطبۂ جمعہ کا وقت قریب ہو تو سنت کی نیت نہیں باندھنی چاہئے؛ بلکہ اس کو مؤخر کردینا چاہئے؛ لیکن اگر سنت پڑھنی شروع کی اور درمیان ہی میں نماز یا خطبہ شروع ہوگیا تو کیا کرے؟ اس بارے میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) اگر قعدۂ اولی سے پہلے جماعت شروع ہوگئی تو قعدۂ اولی ہی پر سلام پھیر دے اور جماعت میں شامل ہوجائے اور نماز کے بعد وہ چار رکعت سنتِ مؤکدہ دوبارہ پڑھے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴۶۵/۱) **والشارع في نفل لايقطع مطلقاً ويتمه ركعتين وكذا سنة الظهر وسنة الجمعة إذا أقيمت أو خطب الإمام يتمها أربعاً على القول الراجح الخ، خلافاً لما رجحه الكمال (درمختار) حيث قال، وقيل: يقطع على رأس الركعتين لأنه يتمكن من قضائها بعد الفرض ولا ابطال في التسليم على الركعتين فلا يفوت فرض الاستماع والأداء على الوجه الأكمل بلا سبب.** (شامي زكريا ۵۰۶/۲)

قال في شرح المنية: أما إذا شرع في الأربع التي قبل الظهر وقبل الجمعة أو بعدها ثم قطع في الشفع الأول أو الثاني يلزمه قضاء الأربع باتفاقٍ لأنها لم تشرع إلا بتسليمةٍ واحدةٍ. (شامي بيروت ۴۱۶/۲)

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ جماعت اس وقت شروع ہوئی جب کہ سنت پڑھنے والا شخص سنت کی تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا تھا، تو اب اسے چاہئے کہ چوتھی رکعت پوری کر کے ہی سلام پھیرے۔ **أما إن قام إليها وقيدها بسجدةٍ ففي رواية النوادر يضيف إليها رابعة ويسلم.** (شامی زکریا ۲/۵۰۷)

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ قعدۂ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا، مگر ابھی سجدہ نہیں کیا تھا کہ جماعت شروع ہوگئی یا امام نے خطبہ کا آغاز کردیا، تو اس بارے میں مشائخ حنفیہ کا اختلاف ہے، بعض مشائخ کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ قعدۂ اولیٰ کی طرف لوٹ آئے اور دو رکعت ہی پر سلام پھیر دے (اور سجدۂ سہو بھی کرے) جب کہ دیگر مشائخ کا قول یہ ہے کہ اس صورت میں اس شخص کو مختصر قرأت کے ساتھ سنت کی ۴؍ رکعات پوری کرنی چاہئیں، دلیل کے اعتبار سے اسی قول کو مضبوط کہا گیا ہے۔ **وإن لم يقيدها بسجدةٍ، قال في الخانية: لم يذكر في النوادر. واختلف المشائخ فيه، قيل: يتمها أربعاً ويخفف القراء ة، وقيل: يعود إلى القعدة ويسلم، وهٰذا أشبه، قال في شرح المنية: والأوجه أن يتمها الخ.** (شامی زکریا ۲/۵۰۷)

صلوٰۃ التسبیح کے ساتھ سنتِ جمعہ کی نیت

چوں کہ سنت کی ادائیگی کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے؛ لہٰذا اگر صلوٰۃ التسبیح کے ساتھ سنت جمعہ کی نیت کر لی جائے تو سنت ادا ہو جائے گی۔ **كما إذا نوىٰ بركعتي الفجر التحية والسنة أجزأت عنهما.** (الأشباه والنظائر) **لأنه التحية والسنة قربتان إحداهما وهي التحية تحصل بلاقصد فلا يمنع حصولها قصد غيرها.** (شرح الحموي على الأشباه زكريا ۱۴۷)

ظہر کے بعد کی سنتِ مؤکدہ

ظہر کی نماز کے بعد ۲؍ رکعت سنت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ **وركعتان بعدهما لما**

رُوِیَ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ. (رواه الترمذی وقال حدیث حسن ۱/۹٦، حلبی کبیر ۳۸۳، شامي زكريا ۲/۴٥۲)

ظہر کے بعد کی سننِ غیر مؤکدہ

ظہر کی نماز کے بعد ۲؍رکعت سنتِ مؤکدہ کے علاوہ مزید ۲؍رکعت پڑھنا مستحب ہے، اور اس میں اختیار ہے چاہے تو ۲-۲؍رکعت الگ پڑھیں یا ایک ہی سلام سے چار رکعت پڑھیں فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ واستحب كثيرٌ من أصحابنا الأربع بعد الظهر، لما روى عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رضي اللّٰه تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَافَظَ عَلٰى أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ. (رواه الخمسة، حلبى كبير ۳۸٤، درمختار بيروت ۲/۳۹۳، أبوداؤد شريف: ۱۲٦۹، ترمذى شريف: ٤۲۷، نسائى شريف: ۱۸۱۳، ابن ماجه شريف: ۱۱٦۰) ومنها ركعتان بعد الظهر ويندب أن يضم إليها ركعتين فتصير أربعاً. (مراقى الفلاح) وهو مخير إن شاء جعلها بسلام واحدٍ وإن شاء جعلها بسلامين. (طحطاوى قديم ۲۱۲، شامى زكريا ۲/٤٥۲)

جمعہ کے بعد کی سنتیں

جمعہ کی نماز کے بعد ۴؍رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں، اور اس کے بعد ۲؍رکعت سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔ وأربع قبل الجمعة وأربع بعدها بتسليمة (درمختار) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّهُ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّياً بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعاً. (رواه مسلم حديث: ۸۸۱، شامى بيروت ۲/۳۹۲، زكريا ۲/٤٥۱) وعند أبى يوسفؒ السنة بعد الجمعة ست ركعات وهو مروى عن على ﷺ والأفضل أن يصلى أربعاً ثم ركعتين للخروج عن الخلاف. (غنية المتملى ۳۷۳، مجمع الأنهر ۱/۱۳۰، مكتبه فقيه الامة ۱/۱۹٤، احسن الفتاوىٰ ۳/٤۸٦)

عصر سے قبل کی سنتِ غیر مؤکدہ

عصر کی نماز سے قبل ۴؍ رکعت پڑھنا سنتِ غیر مؤکدہ ہے، اگر ۴؍ رکعت کا موقع نہ ہوتو کم از کم دو پڑھ لیں۔ **ویستحب أربع قبل العصر**. (تنویر الأبصار بیروت ۳۹۳/۲، زکریا ۴۵۲/۲)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : رَحِمَ اللّٰهُ امرء اً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعاً. (ترمذی شریف ۹۸/۱ حدیث: ۴۳۰، أبوداؤد شریف: ۱۲۷۱، حاشیه شامی بیروت ۳۹۳/۲) **وَعَنْ عَلِيٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلَامُ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكَعَتَيْنِ.** (حلبی کبیر ۳۸۴)

مغرب کے بعد کی سنتِ مؤکدہ

مغرب کے بعد ۲؍ رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں۔ **ورکعتان بعد المغرب لما رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْ بَيْتِهٖ.** (رواه الترمذی ۹۸/۱، حلبی کبیر ۳۸۴، شامی زکریا ۴۵۲/۲)

عشاء سے قبل سنتِ غیر مؤکدہ

عشاء کی نماز سے قبل ۴؍ رکعات سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔ **ویستحب أربع قبل العصر والعشاء.** (تنویر الأبصار مع الشامی بیروت ۳۹۳/۲، زکریا ۴۵۲/۲، حلبی کبیر ۳۸۵)

عشاء کے بعد سنتِ مؤکدہ

عشاء کے بعد ۲؍ رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں۔ **عن عبد اللّٰه بن سقيق قال: سألت عائشةؓ عن صلوٰة رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم فقالت: كان يصلي قبل الظهر ركعتين وبعدها ركعتين وبعد المغرب ثنتين وبعد العشاء ركعتين وقبل الفجر ثنتين.** (رواه الترمذي ۹۸/۱) **وركعتان قبل الصبح وبعد الظهر والمغرب والعشاء.**

(تنویر الأبصار مع الشامي بیروت ۳۹۳/۲، زکریا ۴۵۲/۲)

عشاء کے بعد کی سنتِ غیر مؤکدہ

عشاء کے بعد ۴؍رکعات سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔ (تاہم اس میں اختلاف ہے کہ یہ چار رکعت سنتِ مؤکدہ دو رکعت کو ملاکر ہیں یا الگ ہیں؟ بعض حضرات کی رائے ہے کہ ان چار رکعتوں میں ۲؍مؤکدہ بھی شامل ہیں، اور بعض نے انہیں الگ رکھا ہے اور وہ کل چھ رکعات کے قائل ہیں، ۲؍مؤکدہ اور ۴؍غیر مؤکدہ) **وكذا الأربع بعد العشاء مستحبة والمؤكدة منها ركعتان وإذ قد تقرر أن المؤكد بعد الظهر ركعتان ويستحب الأربع وكذا بعد العشاء فاعلم أن الشيخ كمال الدين قال قد اختلف أهل هٰذا العصر هل تعتبر الأربع غير ركعتي المؤكدة أو بهما الخ.** (حلبی کبیر ۳۸۷) **(والأربع قبل العشاء وبعدها) أي بعد صلاة العشاء وهو أفضل وقيل أربع عنده وركعتين عندهما كما في النهاية، وفي المضمرات: الأحسن أن يصلي ستاً، أو أربعاً ثم ركعتين.** (مجمع الأنهر ۱/ ۱۳۱، مکتبه فقیه الامة ۱/ ۱۹۵، شامی زکریا ۲/ ۴۵۲)

ظہر سے پہلے کی چھوٹی ہوئی سنتیں فرض کے بعد کس ترتیب سے پڑھیں؟

اگر ظہر سے پہلے والی چار سنتیں فرض سے پہلے نہ پڑھ سکا تو فرض کے بعد اولاً دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھے اس کے بعد پہلے کی چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کرے، یہی قول مختار اور اصح ہے۔ **ثم يأتي بها على أنها سنة في وقته أي الظهر قبل شفعه عند محمدؒ به يفتى (درمختار) أقول: وعليه المتون لكن رجح في الفتح تقديم الركعتين، قال في الإمداد وفي فتاوىٰ العتابي: أنه المختار، وفي مبسوط شيخ الإسلام: أنه الأصح.** (شامی زکریا ۲/ ۵۱۳-۵۱۴، احسن الفتاویٰ ۳/ ۴۸۵)

سنتوں کی نیت

سنن ونوافل میں مطلق نیت کافی ہوتی ہے، یعنی اگر محض یہ نیت کرلی کہ میں اتنی رکعت نماز

پڑھ رہا ہوں تو بھی وقتیہ سنتیں ادا ہوجائیں گی، باقاعدہ سنت کہنا یا وقت کا ذکر کرنا وغیرہ کچھ ضروری نہیں ہے، اور اگر کوئی ان تفصیلات کو ذکر کردے تو حرج بھی نہیں۔ (بعض جاہلوں میں یہ بات مشہور ہے کہ فرض نمازیں اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہیں اور سنت نمازیں رسول اللہ ﷺ کے لئے ادا کی جاتی ہیں، تو یہ بات محض جہالت پر مبنی ہے۔ نمازیں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے پڑھی جائیں گی، خواہ فرائض ہوں یا سنن ونوافل، اور سنت نمازوں کو صرف اس لئے سنت کہا جاتا ہے کہ ان کے پڑھنے کا ثبوت اور حکم نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ہے) **وكفى مطلق نية الصلاة وإن لم يقل لله لنفل وسنة راتبة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۹۴، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۴/ ۲۰۶)

فرض نمازوں اور سنتوں کا درمیانی وقفہ

فرض نماز کی ادائیگی کے بعد کسی دیگر کام میں مشغول ہوئے بغیر جلد از جلد سنت ادا کرلینی چاہئے، اس میں بلا عذر تاخیر نہ کی جائے، اور نماز کے بعد کے اوراد اور تسبیحات سنتوں کے بعد پڑھیں؛ تاہم اگر کسی دینی ضرورت سے کبھی کبھار قدرے تاخیر ہوجائے تو اس کی گنجائش ہے۔ چناں چہ خود پیغمبر علیہ السلام سے نمازوں کے بعد دیگر اذکار واوراد بھی ثابت ہیں۔ **ويكره تاخير السنة إلّا بقدر اللّٰهم أنت السلام.** (درمختار) **لما رواه مسلم والترمذي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَقْعُدُ إِلَّا بِمِقْدَارِ مَا يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلاَمُ وَمِنْكَ السَّلاَمُ تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ.** (ترمذي شريف ۱/ ٦٦) **وأما ما ورد من الأحاديث في الأذكار عقيب الصلاة فلا دلالة فيه على الاتيان بها قبل السنة، بل يحمل على الاتيان بها بعدها.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۲٤٦، فتاویٰ دارالعلوم ٤/ ۲۰۷)

سنن ونوافل کہاں پڑھنا افضل ہے؟

بہتر ہے کہ پنج وقتہ نمازوں کی سننِ مؤکدہ اور نوافل اپنے گھر یا قیام گاہ پر پڑھی جائیں

(کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا معمول یہی تھا) لیکن اگر اندیشہ ہو کہ گھر پر جا کر پڑھنے میں خشوع وخضوع کامل نہ ہوگا یا کسی مشغولی کی وجہ سے سنتیں چھوٹ جائیں گی، تو ایسی صورت میں مسجد میں ہی سنتوں کا ادا کرنا بہتر ہے (اور آج کل کے ماحول کے اعتبار سے یہی مناسب ہے کیوں کہ گھروں کا ماحول دینی اعتبار سے عام طور پر پرسکون نہیں ہے، اور طرح طرح کے مشاغل آدمی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں)۔

والأفضل فی النفل غیر التراویح المنزل إلا لخوف شغل عنها والأصح أفضلیة ما کان أخشع وأخلص (درمختار) شمل ما بعد الفریضة وما قبلها لحدیث الصحیحین: ''عَلَیْکُمْ بِالصَّلاةِ فِيْ بُیُوْتِکُمْ فَإِنَّ خَیْرَ صَلاةِ الْمَرْأِ فِيْ بَیْتِہٖ إِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ''. وأخرج أبو داؤد: ''صَلاةُ الْمَرْأِ فِيْ بَیْتِہٖ أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِہٖ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا إِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ''. وتمامه فی شرح المنیة وحیث کان هٰذا أفضل یراعی ما لم یلزم منه خوف شغل عنها لو ذهب لبیته أو کان فی بیته ما یشغل باله ویقلل خشوعه فیصلیها حینئذٍ فی المسجد لأن اعتبار الخشوع أرجح. (شامی زکریا ۲/ ٤٦٤)

نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہوجاتی ہے

سنت اور نفل نمازیں شروع کرنے سے واجب ہوجاتی ہیں؛ لہٰذا اگر کسی شخص نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے توڑ دی تو بعد میں اس کی قضاء واجب ہوگی۔ **ولزم نفل شرع فیه قصداً أي لزم المضی فیه حتی إذا أفسده لزم قضاؤه.** (شامی زکریا ۲/ ٤٧٤، فتاویٰ دارالعلوم ٤/ ٢٣٥)

مکروہ وقت میں شروع کی ہوئی نفل کا حکم

مکروہ اوقات میں (طلوع وغروب اور زوال) میں اگر نفل کی نیت باندھ لی تو یہ نفل اس کے ذمہ واجب ہوجائے گی۔ اب بہتر ہے کہ مکروہ وقت میں نفل کی نیت توڑ دے اور بعد میں اس کی قضا کرے، اگر اس وقت نماز نہیں توڑی تو گناہ تو ہوگا، مگر بعد میں قضاء کی ضرورت نہ ہوگی۔

الأفضل عندنا أن یقطعها وإن أتم فقد أساء ولا قضاء علیه لأنه أداها کما وجبت فإذا قطعها لزمه القضاء. (شامی زکریا ۲/ ٤٧٦، احسن الفتاویٰ ۳/ ٤٩٣)

چار رکعت نفل کی نیت تھی دو پر سلام پھیر دیا

اگر کسی شخص نے چار رکعت کی نیت سے نفل نماز شروع کردی پھر دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب آخری دو رکعت کی قضاء لازم نہ آئے گی۔ **والأصل أن كل شفعٍ صلاة أى فلا يلزمه بتحريمة النفل أكثر من ركعتين وإن نوىٰ أكثر منهما.** (شامی زکریا ۲/۴۷۸)

چار رکعت کی نیت سے نفل شروع کرکے توڑ دی

اگر کسی نے چار رکعت کی نیت سے نفل نماز پڑھنی شروع کی پھر دو رکعت سے پہلے توڑ دی تو اس پر صرف دو رکعت کی قضاء لازم ہوگی، پوری چار رکعت کی قضاء نہ کرے۔ **ولزم نفل شرع فيه قصداً أى لزم المضى فيه حتى إذا أفسده لزم قضاؤه هى قضاء ركعتين وإن نوى أكثر.** (شامی زکریا ۲/۴۷۴)

نوافل میں طویل قرأت

نوافل میں طویل قرأت کرنا تعداد رکعات کے مقابلہ میں زیادہ افضل ہے۔ **والحاصل أن المذهب المعتمد أن طول القيام أحب ومعناه كما فى شرح المنية أنه إذا أراد شغل حصة معينة من الزمان بصلاة فإطالة القيام مع تقليل عدد الركعات أفضل من عكسه.** (شامی زکریا ۲/۴۵۸، فتاویٰ دارالعلوم ۴/۲۳۴)

فرض نماز پڑھ کر سنن ونوافل کے لئے جگہ بدلنا

جس جگہ کھڑے ہوکر فرض نماز ادا کی ہے وہاں سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ سنت ونوافل پڑھنا مستحب ہے؛ لیکن جہاں آگے پیچھے جگہ نہ ہو تو اسی جگہ پڑھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ **ويكره للإمام التنفل فى مكانه لا للمؤتم (قوله لا للمؤتم) ومثله المنفرد لما فى المنية وشرحها أما المقتدى والمنفرد فإنهما إن لبثا أو قاما إلى التطوع فى**

مكانهما الذى صليا فيه المكتوبة جاز والأحسن أن يتطوعا فى مكان آخر. (شامى زكريا ۲/۲٤۸، دارالعلوم ٤/۲۳۰)

نفل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی عذر ہے تو انشاء اللہ پورا ثواب ملے گا؛ لیکن افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے۔ **ويتنفل مع قدرته على القيام قاعداً لا مضطجعاً إلا بعذر ابتداء وكذا بناء بعد الشروع بلاكراهة فى الأصح كعكسه وفيه أجر غير النبي ﷺ على النصف إلا بعذر (قوله إلا بعذر) أما مع العذر فلا ينقص ثوابه عن ثوابه قائماً.** (شامی زکریا ۲/٤۸٤)

نماز اشراق کی فضیلت

حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! تو دن کے شروع حصہ میں خالص میرے واسطے چار رکعات نماز پڑھ لیا کر، میں دن کے آخر حصہ تک (شام تک) تیری (ضرورتوں کی) کفایت کرتا رہوں گا۔ **عن أبى الدرداء وأبى ذر رضى الله تعالى عنهما عن رسول الله ﷺ عن الله تبارك وتعالى أنه قال: يا ابن آدم! اركع لى أربع ركعات من أول النهار أكفك آخره.** (ترمذی شریف ۱/۱۰۸)

نماز اشراق کا وقت

سورج طلوع ہونے کے بعد جب آفتاب میں اتنی تیزی آجائے کہ اس پر کچھ دیر نظر جمانا مشکل ہو یعنی طلوع شمس کے ۱۵-۲۰ منٹ کے بعد اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳/۴۶۷)

نماز چاشت کی فضیلت

حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص چاشت کی ۱۲/ رکعت نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک سونے کا محل تیار

کرتے ہیں۔ **عن أنس بن مالک** رضی اللہ عنہ **قال: قال رسول اللّٰہ** ﷺ: **من صلی الضحیٰ ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی اللّٰہ له قصراً فی الجنۃ من ذهب.** (ترمذی شریف ۱۰۸/۱)

نماز چاشت کی رکعات

چاشت کی نماز دو رکعت سے لے کر بارہ رکعت تک ثابت ہے، اگر کوئی دو ہی رکعت پر اکتفاء کرے تب بھی اس کو نماز چاشت کا ثواب ملے گا، اور افضل یہ ہے کہ چار یا آٹھ رکعات پڑھی جائیں۔ **وفی المنیۃ: أقلها رکعتان وأوسطها ثمان وهو أفضلها وأکثرها اثنتا عشرۃ کما فی الذخائر الأشرفیۃ.** (درمختار زکریا ۴۶۵/۲)

نماز چاشت کا وقت

دس گیارہ بجے جب سورج خوب روشن اور چمک دار ہو جائے تو اس وقت نماز چاشت ادا کی جائے۔ **وندب أربع الخ، من بعد الطلوع (من ارتفاع الشمس) إلی الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار.** (درمختار زکریا ۴۶۵/۲)

نماز چاشت میں کونسی سورت پڑھنا مستحب ہے؟

اگر کسی کو سورۃ والشّمس اور سورۃ الضّحیٰ یاد ہو تو نماز چاشت میں ان دونوں سورتوں کو پڑھنا بہتر ہے ورنہ اختیار ہے جو بھی سورت یاد ہو پڑھ لیا کرے، انشاء اللہ ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ **ویقرأ فیها سورتی الضحیٰ أی سورۃ الشمس وسورۃ الضحیٰ وظاهره الاقتصار علیهما ولو صلاها أکثر من رکعتین.** (شامی زکریا ۴۶۵/۲)

نماز اوابین

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ: ''جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعات (اوابین کی نماز) پڑھے گا، اور ان کے درمیان کوئی غلط بات زبان سے نہ نکالے گا تو یہ چھ رکعات ثواب میں اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے برابر قرار پائیں گی''۔ **عن أبي هریرۃ** رضی اللہ عنہ

قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له بعبادة ثنتي عشرة سنة. (ترمذی شریف ۹۸/۱)

تحیۃ الوضو کی فضیلت

حدیث شریف میں وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضو پڑھنے کی بہت فضیلت آئی ہے، ایک حدیث شریف میں جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرنے کے بعد پورے خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے جنت کو واجب قرار دے دیتے ہیں''۔ **ما من مسلم يتوضأ فيحسن وضوءہٗ ويصلي ركعتين مقبل عليهما بقلبه ووجهه إلّا وجبت له الجنة الخ.** (مسلم شریف ۱۲۲/۱)

تحیۃ الوضو کا وقت

اعضاء وضو خشک ہونے سے پہلے پہلے تحیۃ الوضو کی نماز شروع کردی جائے؛ کیوں کہ اعضاء خشک ہو جانے کے بعد یہ نماز تحیۃ الوضو نہیں کہلائے گی۔ **وندب ركعتان بعد الوضوء يعني قبل الجفاف كما في الشرنبلالية.** (درمختار زکریا ۴۶۴/۲، احسن الفتاویٰ ۴۸۲/۳)

تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہوتے ہی دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مسنون ہے، حضور اکرم ﷺ نے تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو) **عن أبي قتادة** رضی اللہ عنہ **قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: إذا جاء أحدكم المسجد فليركع ركعتين قبل أن يجلس.** (ترمذی شریف ۷۱/۱، شامی زکریا ۴۵۸/۲، احسن الفتاویٰ ۴۸۱/۳–۴۸۳)

تحیۃ المسجد کے قائم مقام نمازیں

اگر کوئی شخص مسجد میں آتے ہی فوراً کوئی نماز مثلاً فرض، سنت یا نفل پڑھنے لگتا ہے تو اس کو اس نماز کے علاوہ تحیۃ المسجد کا بھی ثواب ملتا ہے، اور بہتر ہے کہ دل میں باقاعدہ تحیۃ المسجد کی نیت

بھی کرلے۔ قال فی النھر : وینوب عنھا کل صلاۃ صلاھا عند الدخول فرضاً کانت أو سنۃ. (شامی زکریا ۲/ ٤٥٩، احسن الفتاویٰ ۳/ ٤٨١)

صبح صادق کے بعد تحیۃ الوضو وتحیۃ المسجد کا حکم

صبح صادق سے سورج نکلنے تک تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد یا کوئی دوسری نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس وقت میں دو رکعت فجر کی سنتِ مؤکدہ کے علاوہ کوئی بھی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک بھی کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے۔ فی القھستانی: ورکعتان أو أربع وھی أفضل لتحیۃ المسجد إلا إذا دخل فیه بعد الفجر أو العصر فإنه یسبح ویھلل، ویصلی علی النبي ﷺ فإنه حینئذ یؤدی حق المسجد.

(شامی زکریا ۲/ ٤٥٨، احسن الفتاویٰ ۳/ ٤٨١)

تحیۃ المسجد بیٹھنے سے ساقط نہیں ہوتی

بیٹھنے سے پہلے پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے مگر بیٹھنے کے بعد بھی پڑھنے سے انشاء اللہ ثواب کی امید ہے۔ ولا تسقط بالجلوس عندنا. (شامی زکریا ۲/ ٤٦٠، احسن الفتاوی ۳/ ٤٨٢)

نماز تہجد

احادیثِ شریفہ میں نماز تہجد کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے، ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ: ’’فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے‘‘۔ (مسلم شریف ۱/ ۳۶۸ حدیث: ۱۱۶۳، ترمذی شریف ۱/ ۹۹، مشکوۃ شریف ۱۱۰) اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’تم رات میں عبادت کرنے کو لازم پکڑو؛ اس لئے کہ یہ تم سے پہلے گذرے ہوئے نیک لوگوں کی عادت ہے، تم کو تمہارے پروردگار سے قریب کرنے کا ذریعہ ہے، تمہارے گناہوں کی معافی اور تلافی کا سبب ہے اور گناہوں سے روکنے والی عبادت ہے‘‘۔ (مشکوۃ شریف ۱۰۹) وندب صلاۃ اللیل وفضلھا لا یحصر قال رسول اللہ ﷺ: ”علیکم بصلاۃ اللیل فإنه دأب الصالحین

قبلكم وقربة لكم إلى ربكم، ومكفرة للسيئات ومنهاة عن الإثم. (رواه الترمذی، مشکوٰۃ شریف ۱۰۹، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۲۱۷، شامی زکریا ۴۶۷/۲، فتاویٰ شیخ الاسلام ۴۶)

نمازِ تہجد کا وقت

نمازِ تہجد کا افضل وقت سو کر اٹھنے کے بعد آدھی یا اخیر شب ہے، تاہم اس کے لئے سونا ضروری نہیں ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص سونے سے قبل تہجد کی نوافل پڑھ لے تو بعض علماء نے اسے بھی تہجد کی فضیلت حاصل کرنے والوں میں شامل فرمایا ہے، نیز اگر اخیر شب میں نوافل کا موقع نہ ملے تو کم از کم عشاء کے بعد چند رکعات اسی نیت سے پڑھ لینی چاہئیں۔ **وروی الطبراني مرفوعاً: "لا بد من صلاة بليل ولو حلب شاة وما كان بعد صلاة العشاء فهو من الليل". وهذا يفيد أن هذه السنة تحصل بالتنفّل بعد صلاة العشاء قبل النوم.** (شامی زکریا ۴۶۷/۲)

تہجد کی رکعات

تہجد میں کم از کم دو رکعات پڑھنا مندوب ہے اور زیادہ سے زیادہ کے بارے میں ۸ اور ۱۲/ رکعات تک کا ثبوت ہے۔ **أقول: فينبغي القول بأن أقل التهجد ركعتان وأوسطه أربع وأكثره ثمان.** (شامی زکریا ۴۶۸/۲) **وفي صحيح البخاري عن ابن عباس** رضی اللہ عنہ **الحديث بطوله وفيه: ثم صلى ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم أوتر.** (بخاری شریف ۳۰/۱ حدیث: ۳۷)

صلاۃ التسبیح

یہ ایک خاص نماز ہے جو نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا جان سیدنا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت اہتمام سے سکھلائی تھی، اور فرمایا تھا کہ یہ نماز ہر طرح کے چھوٹے بڑے، دانستہ یا نادانستہ، پوشیدہ اور علانیہ گناہوں سے مغفرت اور مشکلات کے حل کا مؤثر ذریعہ ہے، نیز تاکید فرمائی تھی کہ اگر ممکن ہو تو روزانہ، ورنہ ہفتہ میں، ورنہ مہینہ میں، ورنہ سال میں، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو

عمر بھر میں ایک مرتبہ تو ضرور ہی پڑھ لینا۔ (ابوداؤد شریف حدیث: ۱۲۹۷، ابن ماجہ شریف حدیث: ۱۳۸۶، ترمذی شریف ۱۰۹/۱) وأربع صلاة التسبيح بثلاث مائة تسبيحة وفضلها عظيم. (درمختار مع الشامی ۴۷۱/۲)

صلاۃ التسبیح کا طریقہ

صلاۃ التسبیح پڑھنے کے دو طریقے روایات میں منقول ہیں:

(۱) پہلی رکعت میں حسبِ معمول سورۂ فاتحہ اور ضم سورت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے ۱۵ر مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" پڑھیں۔ اس کے بعد رکوع میں مقررہ تسبیح (سبحان ربی العظیم) پڑھنے کے بعد مذکورہ کلمات ۱۰ر مرتبہ پڑھیں، پھر قومہ میں ۱۰ر مرتبہ، اس کے بعد پہلے سجدہ میں ۱۰ر مرتبہ، پھر جلسہ میں ۱۰ر مرتبہ، پھر دوسرے سجدہ میں ۱۰ر مرتبہ، پھر سجدہ سے اٹھ کر قیام میں جانے سے پہلے جلسۂ استراحت میں ۱۰ر مرتبہ مذکورہ کلمات پڑھیں۔ اس طرح ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ وہ کلمات پڑھے جائیں اور چار رکعت میں ۳۰۰ کا عدد پورا ہو جائے گا، یہ طریقہ مشہور روایات سے ثابت ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے مروی ہے اس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں ثنا پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے ۱۵ر مرتبہ مذکورہ کلمات کہے جائیں گے، اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورت ملائی جائے گی، اور بعد ازاں رکوع میں جانے سے قبل ۱۰ر مرتبہ وہی کلمات پڑھے جائیں گے، اس طرح قیام کی حالت میں تسبیحات کی مقدار ۲۵ ہو جائے گی، پھر وہی ترتیب رہے گی جو پہلے طریقہ میں گذری؛ البتہ دوسرے سجدہ سے اٹھ کر تسبیحات پڑھنے کی ضرورت نہ رہے گی؛ کیوں کہ اس کے بغیر بھی ایک رکعت میں ۷۵ر مرتبہ تسبیحات کی مقدار پوری ہو رہی ہے۔

(ترمذی شریف مع العرف الشذی ۱۰۹/۱، شامی زکریا ۴۷۱/۲)

اس دوسرے طریقہ میں چوں کہ جلسۂ استراحت (پہلی اور تیسری رکعت کے بعد قیام سے پہلے کچھ دیر بیٹھنے) کی ضرورت نہیں رہتی، اس لئے بعض فقہاء احناف نے اس طریقہ کو راجح قرار دینے کی کوشش فرمائی ہے؛ لیکن معتدل رائے یہ ہے کہ صلاۃ التسبیح ایک مخصوص نماز ہے اس لئے اس

کا ثبوت جس ترتیب پر ہے اسی پر اسے برقرار رکھنا چاہئے اور حسبِ موقع ترجیح دئے بغیر کبھی پہلے طریقہ اور کبھی دوسرے طریقہ کے مطابق اس نماز کو پڑھ لینا چاہئے۔

نوٹ: بعض روایات میں تیسرے کلمہ کے ساتھ ولاحول ولا قوة إلا باللّٰه العلی العظیم کا بھی ذکر ہے اس لئے موقع ہو تو اسے بھی بڑھالیا کریں تو اچھا ہے۔

قال العلامة الشامی بحثاً: قلت لعله اختارها فی القنیة لهٰذا لکن علمت أن ثبوت حدیثها یثبتها وإن کان فیها ذٰلک، فالذی ینبغی فعل هٰذه مرة وهٰذه مرة. (شامی زکریا ۲/ ۴۷۱)

صلوٰۃ التسبیح دو دو رکعت کر کے پڑھنا

جس طرح صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعت ایک سلام سے ادا کرنا جائز ہے، اسی طرح دو سلاموں کے ساتھ اداء کرنا بھی جائز اور درست ہے؛ تاہم بہتر یہی ہے کہ ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں؛ تاکہ تسبیح کی مقررہ مقدار (۳۰۰) پوری ہو جائے، اور اگر دو دو رکعت کر کے پڑھیں پھر بھی مذکورہ مقدار پوری کرنے کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۴/ ۳۱۵) **وهي أربع بتسليمة أو تسليمتين.** (شامی زکریا ۲/ ۴۷۱) **وقيل: يصلي في النهار بتسليمة، وفي الليل بتسليمتين، وقيل: الأولىٰ أن يصلي مرة بتسليمة وأخرىٰ بتسليمتين.** (بذل المجهود سهارن پور ۲/ ۲۷۶، بیروت ۵/ ۲۹ ۵) **فإن صلى ليلاً احب إلي أن يسلم في كل ركعتين وإن صلى نهاراً فإن شاء سلم، وإن شاء لم يسلم.** (معارف السنن اشرفیه ۴/ ۲۸۹)

صلاۃ التسبیح کا مستحب وقت

صلاۃ التسبیح کسی بھی غیر مکروہ وقت میں پڑھی جاسکتی ہے؛ البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زوال کے بعد اس کو پڑھنا چاہئے۔ **(وأربع صلاة التسبيح) يفعلها فی كل وقت لا كراهة فيه أو فی كل يوم أو ليلة مرة الخ. وقال المعلی: يصليها قبل الظهر.** (شامی زکریا ۲/ ۴۷۱-۴۷۲) **وفی الحديث قال النبي ﷺ: "إذا زال النهار فقم فصل**

أربع ركعات" الخ. وفيه قال: قلت فإن لم استطع أن أصليها تلك الساعة قال: "صلّها من الليل والنهار". (ابوداؤد شريف ١/١٨٤، حديث: ١٢٩٨، فضائل أعمال ١/١٧٠)

صلاۃ التسبیح میں کون سی سورتیں پڑھے؟

صلاۃ التسبیح میں کوئی خاص سورت پڑھنا متعین نہیں ہے؛ بلکہ حسبِ موقع اور حسبِ سہولت کوئی بھی سورت پڑھی جاسکتی ہے؛ البتہ بعض علماء نے تسبیح سے مناسبت کی وجہ سے ایسی سورتوں کا پڑھنا افضل قرار دیا ہے جن کی ابتداء میں تسبیح کا ذکر ہے۔ جیسے: سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ صف، سورۂ جمعہ اور سورۂ تغابن وغیرہ۔ تتمة: قيل لابن عباس ﷛ هل تعلم لهٰذه الصلاة سورة؟ قال: التكاثر والعصر والكافرون والإخلاص. وقال بعضهم: الأفضل نحو الحديد والحشر والصف والتغابن للمناسبة فى الاسم. (شامی زکریا ٢/٤٧٢)

تسبیحات کی گنتی کیسے کرے؟

صلاۃ التسبیح کی گنتی کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں حسبِ معمول اپنی جگہ پر رکھی رہیں اور ہر تسبیح پر ایک ایک انگلی اسی جگہ دباتے رہیں، اور تسبیح ہاتھ میں لے کر یا انگلیاں باقاعدہ بند کرکے گننا اگرچہ مفسد صلاۃ نہیں؛ لیکن مکروہ ہے، اور اگر زبان سے گنتی کی تو نماز ہی فاسد ہوجائے گی۔ وفي القنية: لا يعد التسبيحات بالأصابع إن قدر أن يحفظ بالقلب وإلا يغمز الأصابع.

(شامی زکریا ٢/٤٧٢، فضائل اعمال ١/١٧٥)

کسی رکن میں تسبیح بھول جائے تو کیا کرے؟

اگر کسی رکن میں تسبیح بھول جائے تو اسے دوسرے رکن میں پورا کرلے؛ البتہ قومہ اور جلسہ اور جلسۂ استراحت میں سابقہ بھولی ہوئی تسبیحیں نہ پڑھے؛ بلکہ یہ تلافی قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ میں ہی کرے۔ وقيل لابن المبارك: لو سها فسجد هل يسبح عشراً عشراً؟ قال: لا، إنما هي ثلاث مائة تسبيحة، قال الملا على فى شرح المشكوٰة: مفهومه أنه

إن سها ونقص عدداً من محل معين يأتى به فى محل اٰخر تكملة للعدد المطلوب الخ، قلت: وكذا تسبيح السجدة الأولى يأتى به فى الثانية لا فى الجلسة لأن تطويلها غير مشروع عندنا. (شامى زكريا ٤٧٢/٢، فضائل اعمال ١٧٥/١)

صلوٰۃ التسبیح کے سجدۂ سہو میں تسبیحات نہ پڑھیں

اگر صلاۃ التسبیح میں سجدۂ سہو کی ضرورت پیش آجائے اور تسبیحات کی مقدار پوری ہوچکی ہوتو اس میں تسبیح کے کلمات نہیں پڑھے جائیں گے؛ البتہ اگر کسی سابقہ رکن میں تسبیح میں کمی رہ گئی ہوتو اسے سجدۂ سہو میں پورا کرسکتے ہیں۔ (فضائل اعمال ۱/۵ا۱۷)

سورج گرہن کی نماز

جب سورج گرہن ہوجائے تو کم از کم دو رکعت نماز باجماعت ادا کرنا مسنون ہے، (دو سے زیادہ رکعات بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر جماعت کا موقع نہ ہوتو اکیلے اکیلے بھی پڑھ سکتے ہیں) **يصلى بالناس من يملك إقامة الجمعة بيان للمستحب (درمختار) أى قوله يصلى بالناس بيان للمستحب وهو فعلها بالجماعة: أى إذا وجد إمام الجمعة وإلا فلا تستحب الجماعة بل تصلى فرادىٰ.** (شامى بيروت ٦٢/٣، درمختار مع الشامي زكريا ٦٧/٣)

نماز کسوف کا وقت

جس وقت سے سورج گرہن شروع ہوا اور جب تک گرہن کا اثر باقی رہے اس وقت تک نماز کسوف پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ **عند الكسوف فلو انجلت لم تصل بعده وإذا انجلىٰ بعضها جاز ابتداء الصلاة الخ.** (شامى بيروت ٦٢/٣) **في غير وقت مكروه.** (شامي زكريا ٦٧/٣)

مکروہ وقت میں سورج گرہن

اگر مکروہ وقت مثلاً زوال یا عصر کے بعد سورج گرہن ظاہر ہوتو ان اوقات میں نماز کسوف نہیں

پڑھی جائے گی؛ بلکہ لوگوں کو دعا واستغفار میں مشغول ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ **فی غیر وقت مکروہ لأن النوافل لا تصلیٰ فی الأوقات المنهی عن الصلاۃ فیها وهٰذه نافلة الخ، عن الملتقط إذا انکسفت بعد العصر أو نصف النهار دعوا ولم یصلو** (شامی بیروت ۳/ ٦٢، زکریا ٦٧/٣)

اگر سورج گرہن کے درمیان اُفق پر بادل چھا جائے تو کیا کریں؟

اگر سورج گرہن کے وقت اُفق پر بادل یا گرد وغبار آجائے جس سے سورج گرہن کا مشاہدہ نہ ہوسکے تب بھی نماز کسوف پڑھی جائے گی۔ **وإن سترها سحاب أو حائل صلیٰ لأن الأصل بقاءه.** (شامی بیروت ٦٢/٣، زکریا ٦٧/٣)

نماز کسوف میں اذان واقامت نہیں ہے

نماز کسوف کے لئے باقاعدہ اذان اور تکبیر نہیں کہی جائے گی؛ البتہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اعلان کرایا جائے گا۔ **بلا أذان ولا إقامة الخ. وینادیٰ الصلاۃ جامعة لیجتمعوا.**

(درمختار بیروت ٦٢/٣-٦٣، زکریا ٦٧/٣-٦٨)

نماز کسوف میں قرأت جہری ہوگی یا سری؟

امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ نماز کسوف میں امام آہستہ قرأت کرے گا؛ لیکن امام ابو یوسفؒ جہری قرأت کے قائل ہیں، اس لئے اگر مقتدیوں کو اکتاہٹ سے بچانے کی غرض سے نماز کسوف میں جہری قرأت کی جائے تو اس میں حرج نہیں۔ **ولا جهر، وقال ابو یوسفؒ: یجهر وعن محمدؒ روایتان.** (شامی بیروت ٦٣/٣، زکریا ٦٧/٣)

نماز کسوف میں قرأت، رکوع اور سجدہ میں تطویل افضل ہے

نماز کسوف میں امام کو چاہئے کہ لمبی قرأت کرے، مثلاً سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھے، اسی مناسبت سے رکوع اور سجدہ وغیرہ بھی طویل کرے، جیسا کہ احادیث سے نبی اکرم ﷺ کا عمل ثابت

ہے۔ **ويطيل فيها الركوع والسجود والقراءة والأدعية والأذكار. (درمختار) فيقرأ أي في الركعتين مثل البقرة وآل عمران كما في التحفة، والإطلاق دال على أنه يقرأ ما أحب في سائر الصلاة كما في المحيط.** (شامی بیروت ٦٣/٣، زکریا ٦٨/٣)

جب تک گرہن باقی رہے نماز اور دعا میں مشغول رہنا مستحب ہے

بہتر ہے کہ اتنی لمبی نماز ہو کہ گرہن کا پورا وقت نماز ہی میں صرف ہوجائے؛ لیکن اگر یہ نہ ہوسکے تو نماز کے بعد دعاؤں میں مشغول رہنا مستحب ہے؛ تا آں کہ گرہن کا اثر بالکل ختم ہوجائے، اور اس وقت امام اگر چاہے تو لوگوں کی طرف رخ کر کے جہری دعا بھی کراسکتا ہے۔ **ثم يدعو بعدها جالساً مستقبل القبلة أو قائماً مستقبل الناس والقوم يؤمنون حتى تنجلي الشمس كلها. (درمختار) والحق أن السنة التطويل والمندوب مجرد استيعاب الوقت أي بالصلاة والدعاء.** (شامی بیروت ٦٤/٣، زکریا ٦٨/٣)

عورتیں نماز کسوف اکیلے پڑھیں گی

سورج گرہن ہونے کے وقت عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں نماز، دعا وعبادت میں مشغول رہیں جماعت میں نہ شریک ہوں۔ **والنساء يصلينها فرادىٰ.** (شامی بیروت ٦٤/٣، زکریا ٦٩/٣)

چاند گرہن کی نماز

اگر چاند گرہن کا واقعہ پیش آئے تو سب لوگ تنہا تنہا چاند گرہن کی نماز (نماز خسوف) پڑھیں گے، اس نماز کو باجماعت پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ **يصلون ركعتين في خسوف القمر وحداناً، هكذا في محيط السرخسي.** (هنديه ١٥٣/١، شامی بیروت ٦٤/٣، زکریا ٦٩/٣)

سخت آندھی، گھبراہٹ اور زلزلہ کے وقت نماز

اگر تیز آندھی چلنے لگے یا دن میں خلاف معمول اندھیرا چھاجائے یا رات میں حیرت انگیز طور

پر روشنی نظر آنے لگے، یا زلزلہ وغیرہ کے دہشت زدہ واقعات پیش آجائیں یا وبائی امراض پھیل جائیں تو ایسے حالات میں بلا جماعت تنہا نفل نمازیں پڑھنا بہتر ہے۔ **والريح الشديدة والظلمة القوية نهاراً والضوء القوى ليلاً والفزع الغالب ونحو ذلك من الآيات المخوفة كالزلازل والصواعق والثلج والمطر الدائمين وعموم الأمراض** (درمختار ٦٤/٣، زكريا ٦٩/٣) **قال في البدائع: أنها حسنة لقوله عليه الصلاة والسلام إذا رأيتم من هٰذه الإفزاع شيئاً فافزعوا إلى الصلاة.** (البخاري حديث: ١٠٥٨، شامي بيروت ٦٥/٣، زكريا ٦٩/٣ - ٧٠)

نماز استسقاء

اگر کسی علاقہ میں بارش نہ ہونے اور آب رسانی کے اسباب مفقود ہونے کی وجہ سے قحط سالی کی نوبت آجائے تو وہاں کے لوگوں کے لئے باجماعت نماز استسقاء پڑھنا اور بارش کی دعا مانگنا مستحب ہے۔ **وشرعاً طلب إنزال المطر بكيفية مخصوصة عند شدة الحاجة بأن يحبس المطر ولم يكن لهم أودية وآبار وأنهار الخ.** (شامي زكريا ٧٠/٣) **بلا جماعة مسنونة بل هي جائزة (در مختار) وفي الشامي: قلت: والظاهر أن المراد به الندب والاستحباب الخ.** (شامي زكريا ٧١/٣)

نماز استسقاء کا طریقہ

اگرچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک استسقاء کے لئے نماز ضروری نہیں ہے؛ بلکہ صرف دعا کافی ہے؛ لیکن صاحبین کے نزدیک استسقاء کے لئے نماز باجماعت مسنون ہے، اور اس کا طریقہ وہی ہے جو نماز عید کا ہے یعنی اذان واقامت کے بغیر جماعت قائم کی جائے گی، بس فرق یہ ہے کہ عید کی نماز میں زائد تکبیرات ہوتی ہیں، استسقاء میں نہیں ہوتیں۔ دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد امام زمین پر کھڑے ہوکر ہی عید کی طرح خطبہ دے گا، اس کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہوکر نہایت الحاح وزاری اور عاجزی کے ساتھ دعا کرے گا اور تمام نمازی بھی امام کی دعا پر آمین کہتے رہیں گے، یا خود پوری توجہ سے دعا مانگتے رہیں گے۔ **وقالا تفعل كالعيد (درمختار) بأن يصلي بهم ركعتين يجهر فيهما**

بالقراء ة بلا أذان ولا إقامة، ثم يخطب بعدها قائماً على الأرض الخ. والمشهور من الرواية عنهما أنه لايكبر (أى الزوائد) (شامی زکریا ۳/ ۷۱، حلبی کبیر ۴۲۷)

امام کا چادر وغیرہ پلٹنا

استسقاء کے خطبہ کے دوران امام کے لئے اپنی چادر کو اُلٹنا پلٹنا سنت سے ثابت ہے، دراصل یہ حالت کے بدلنے کے لئے نیک فالی کے طور پر ہے، اور چادر بدلنے کی کیفیت یہ ہے کہ نیچے کا حصہ اوپر کی جانب، یا دائیں جانب کو بائیں جانب اور بائیں جانب کو دائیں جانب کرے، یا اندرونی حصہ باہر اور باہری حصہ اندر کرے، الغرض جس طرح بھی اُلٹنا پلٹنا ممکن ہو اس کو عمل میں لائے، حتی کہ اگر کوٹ وغیرہ پہنے ہو تو ظاہری حصہ اندر کی طرف اور استر کا حصہ باہر کردے۔ **خلافاً لمحمد فإنه يقول يقلب الإمام ردائه إذا مضى صدر من خطبتهٔ فإن كان مربعاً جعل أعلاه أسفله وأسفله أعلاه وإن كان مدوراً جعل الأيمن على الأيسر والأيسر على الأيمن، وإن كان قباءاً جعل البطانة خارجاً والظهارة داخلاً (حليه) وعن أبي يوسف روايتان: واختار القدورى قول محمد لأنه عليه الصلاة والسلام فعل ذلك (نهر) وعليه الفتوىٰ، كما فى شرح درر البحار.** (شامی زکریا ۳/ ۷۱، حلبی کبیر ۴۲۹)

نماز استسقاء کتنے دن پڑھی جائے گی؟

بہتر یہ ہے کہ تین دن لگاتار نماز استسقاء کا اہتمام کیا جائے۔ **واتفقوا على أن السنة الخروج إلى الاستسقاء ثلاثة أيام متتابعات.** (حلبی کبیر ۴۲۷، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۷۲)

نماز استسقاء کہاں پڑھی جائے؟

بہتر یہ ہے کہ نماز استسقاء کے لئے عیدگاہ یا کسی بڑے میدان میں جمع ہونے کا انتظام کیا جائے؛ البتہ مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس میں مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ میں

استسقاء کی نماز پڑھی جائے گی۔ **ویخرجون أی إلی الصحراء کما فی الینابیع وھٰذا فی غیر أھل المساجد الثلاثة.** (شامی زکریا ۳/۷۲)

نماز استسقاء کے چند مستحبات

نماز استسقاء میں درج ذیل امور کا اہتمام کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے:

(۱) جب استسقاء کی ضرورت ناگزیر ہو تو امام نماز استسقاء سے پہلے لوگوں کو تین دن روزہ رکھنے اور توبہ واستغفار کرنے کا حکم دے، پھر چوتھے دن سے نماز استسقاء شروع کرے۔

(۲) نماز استسقاء کے لئے لوگ پیدل چل کر جائیں۔

(۳) اس دن نئے کپڑے کے بجائے دھلے ہوئے یا پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنیں۔

(۴) اللہ کے لئے تواضع اور خشوع وخضوع ظاہر کریں اور ندامت کے مارے سروں کو جھکائے رکھیں، فضول بات چیت اور ہنسی مذاق اور ٹھٹھول نہ کریں۔

(۵) ہر دن نماز کے لئے نکلنے سے پہلے کچھ صدقہ وخیرات کریں۔

(۶) ہر آدمی دل سے سچی توبہ کرے اور اگر اس پر کسی دوسرے آدمی کا حق ہو تو اسے ادا کرے۔

(۷) تمام مسلمانوں کے لئے مغفرت اور عفو وکرم کی دعا کریں۔

(۸) اپنے کمزور اور بوڑھے اور بچوں کو آگے رکھیں اور ان سے دعا کرائیں اور ان کے وسیلہ سے دعا مانگیں۔

(۹) چھوٹے بچوں کو اپنی ماؤں سے جدا کریں؛ تاکہ ان کے گریہ وبکا سے ماحول رقت آمیز ہو جائے۔

(۱۰) بہتر ہے کہ بے زبان جانوروں کو بھی اپنے ساتھ لائیں؛ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہونے کا ذریعہ بنیں۔ (اگر مسجد میں نماز استسقاء ہو رہی ہو تو جانوروں کو باہر باندھیں)

ویستحب للإمام أن یأمرھم بصیام ثلاثة أیام قبل الخروج وبالتوبة ثم یخرج بھم فی الرابع مشاةً فی ثیابٍ غسیلةٍ أو مرقعة متذللین متواضعین خاشعین للّٰہ ناکسین رؤوسھم ویقدمون الصدقة فی کل یوم قبل خروجھم ویجددون التوبة

ویستغفرون للمسلمین ویستسقون بالضعفة والشیوخ والعجائز والصبیان ویبعدون الأطفال عن أمهاتهم ویستحب إخراج الدواب. (درمختار مع الشامی زکریا ۷۲/۳، طحطاوی علی المراقی طبع کراچی ۳۰۰، طحطاوي علی المراقي أشرفي ۵۵۰)

نماز استسقاء اکیلے اکیلے پڑھنا

اگر نماز باجماعت کا موقع نہ ہوتو لوگوں کا جمع ہوکر انفرادی طور پر استسقاء کی نماز پڑھنا یا صرف اجتماعی دعا کرنا بھی درست ہے۔ وإن صلوا فرادیٰ جاز فهي مشروع للمنفرد.

(درمختار مع الشامی زکریا ۷۲/۳)

اگر نماز استسقاء سے پہلے ہی بارش ہوگئی

اگر نماز استسقاء کا اعلان کردیا گیا تھا؛ لیکن ابھی لوگ جمع نہیں ہو پائے تھے کہ بارش ہوگئی تو بھی مستحب یہ ہے کہ اللہ کا شکر بجالانے کے لئے حسبِ پروگرام لوگ جمع ہوکر نماز ودعا کا اہتمام کریں۔ وإن سقوا قبل خروجهم ندب أن یخرجوا شکراً لله تعالیٰ. (درمختار مع الشامی زکریا ۷۳/۳)

دعا استسقاء میں ہاتھ کس طرح اٹھائیں؟

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے دعا استسقاء کے وقت عام دعاؤں کے برخلاف ہتھیلیوں کا حصہ زمین کی طرف اور ہاتھ کا اوپری حصہ آسمان کی طرف کرکے (یعنی الٹے ہاتھ کرکے) دعا فرمائی، اسی وجہ سے فقہاء نے بھی دعا استسقاء میں اسی کیفیت کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ استسقیٰ فأشار بظهر کفیه إلی السماء. (مسلم شریف ۲۹۳/۱) قال النووی: قال جماعة من أصحابنا وغیرهم السنة في کل دعاء لرفع بلاء کالقحط ونحوه أن یرفع یدیه ویجعل ظهر کفیه إلی السماء وإذا دعا بسوال شیئ وتحصیله جعل بطن کفیه إلی السماء واحتجوا

بهذا الحديث. (نووی علی مسلم ۲۹۳/۱) **قال الطحطاوی: ثم السنة فی کل دعاء لسوال شئ وتحصیله أن یجعل بطون کفیه نحو السماء ولرفع بلاء کالقحط یجعل بطونهما إلی الأرض وذلک معنی قوله تعالیٰ: ﴿وَيَدْعُوْنَنَا رَغَباً وَّرَهَباً﴾**

(کذا فی شرح البدر العینی علی الصحیح، طحطاوی علی مراقی الفلاح طبع کراچی ۳۰۱، أشرفي ۵۵۱)

استسقاء کی خاص دعا

استسقاء کے موقع پر نبیٔ اکرم ﷺ سے دعا کے متعدد کلمات ثابت ہیں، جن میں سے درج ذیل کلمات یاد رکھنے کے قابل ہے: **اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثاً مُغِيْثاً هَنِيْئاً مَرِيْئاً مُرِيْعاً طَبَقاً غَدَقاً عَاجِلاً غَيْرَ رَائِثٍ نَافِعاً غَيْرَ ضَارٍّ.** (حلبی کبیر ۴۲۸) اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرمایئے جو مصیبت دفع کرنے والی، اور ظاہری و باطنی طور پر سودمند ہو، اور سرسبزی وشادابی لانے کا ذریعہ ہو، اور خوب جل تھل کرنے والی ہو، اس کا نفع جلد ظاہر ہو تاخیر نہ ہو، اور جو ہر اعتبار سے نفع بخش ہو اس میں نقصان کا کوئی پہلو نہ ہو۔ (طحطاوی علی المراقی اشرفی ۵۵۲)

نماز استخارہ

جب کسی شخص کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہو اور وہ یہ طے نہ کر پا رہا ہو کہ اس کو اختیار کرنا بہتر رہے گا یا نہیں؟ تو اسے چاہئے کہ استخارہ کرے۔ استخارہ کے معنی خیر طلب کرنے کے آتے ہیں، یعنی اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی کی دعا کرے۔ اور اس کا طریقہ پیغمبر علیہ السلام نے یہ بتلایا ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھی جائے اس کے بعد پوری توجہ کے ساتھ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْتَخِيْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّکَ تَقْدِرُ وَلاَ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلاَ

اے اللہ! میں آپ کے علم کے ذریعہ خیر کا طالب ہو، اور آپ کی قدرت سے طاقت حاصل کرنا چاہتا ہوں، اور آپ کے فضلِ عظیم کا سائل ہوں، بے شک آپ قادر ہیں اور میں قدرت نہیں

أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ، أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ. قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ. (شامي زكريا ٢/ ٤٧٠، بخاري شريف حديث: ١١٦٦، ترمذي شريف ٤٠٨، ابوداؤد ١٥٣٨ وغيره)

رکھتا، اور آپ کو علم ہے کہ میں لاعلم ہوں، اور آپ چھپی ہوئی باتوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ علم کے مطابق یہ کام (یہاں اس کام کا تصور کرے) میرے حق میں دینی، دنیوی اور اخروی اعتبار سے (یا فی الحال اور انجام کار کے اعتبار سے) بہتر ہے، تو اسے میرے لئے مقدر فرمایئے، اور اسے میرے حق میں آسانی کر کے اس میں مجھے برکت سے نوازے، اور اگر آپ کو علم ہے کہ یہ کام (یہاں کام کا تصور کرے) میرے حق میں دینی، دنیوی اور اخروی اعتبار سے (یا فی الحال اور انجام کے اعتبار سے) برا ہے تو اس کو مجھ سے اور مجھے اس سے ہٹا دے اور جس جانب خیر ہے وہی میرے لئے مقدر فرما دے، پھر مجھے اس عمل سے راضی کر دے۔

دعا پڑھتے ہوئے جب هٰذا الأمر پر پہنچے تو دونوں جگہ اس کام کا دل میں دھیان جمائے جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے یا دعا پوری پڑھنے کے بعد اس کام کو ذکر کرے۔ دعا کے شروع اور اخیر میں اللہ کی حمد وثناء اور درود شریف بھی ملالے، اور اگر عربی میں دعا نہ پڑھی جاسکے تو اردو یا اپنی مادری زبان میں اسی مفہوم کی دعا مانگے۔ **ويسمي حاجته قال ط: أي بدل قوله هٰذا الأمر قلت: أو يقول بعده وهو كذا وكذا.** (شامی زکریا ۲/ ۴۷۰)

نماز استخارہ میں کونسی سورتیں پڑھے؟

بہتر ہے کہ استخارہ کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے، اور بعض سلف سے یہ منقول ہے کہ پہلی رکعت میں یہ آیتیں پڑھے: ﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا

يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالىٰ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ، وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ. القصص: ٦٩ ﴾ اور دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْراً أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيْناً. الاحزاب: ٣٦﴾

اگر نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو استخارہ کیسے کرے؟

اگر کسی وجہ سے نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو صرف دعا کے ذریعہ بھی استخارہ ہوسکتا ہے یعنی پوری توجہ کے ساتھ دعا استخارہ پڑھ لی جائے۔ **ولو تعذرت عليه الصلاة استخار بالدعاء.** (شامی زکریا ٤٧١/٢)

استخارہ کتنی مرتبہ کیا جائے

بہتر ہے کہ استخارہ سات دن تک کیا جائے اور اگر سات دن میں بھی کسی ایک جانب رجحان نہ ہو تو مسلسل استخارہ کرتا رہے۔ **وينبغي أن يكررها سبعاً الخ.** (شامی زکریا ٤٧٠/٢، عمدة القاری ٢٢٥/٤، بیروت ٢٢٥/٧)

استخارہ کے بعد رجحان کا پتہ کیسے چلے؟

بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ استخارہ کی دعا پڑھ کر قبلہ رخ باوضو سو جائے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو سمجھ لے کہ اس کام میں خیر ہے اور اگر کالی یا سرخ چیز دکھائی دے تو سمجھ لے کہ یہ کام بہتر نہیں ہے اس سے بچنا چاہئے؛ لیکن یہ محض تخمینی چیز ہے اصل مدار دل کے رجحان پر ہے۔ استخارہ کے بعد آدمی اپنے دلی رجحان کو دیکھے جس جانب دل مائل ہو انشاء اللہ اسی میں خیر ہوگی، خوابوں پر اصل مدار نہیں ہے؛ بلکہ خواب قلبی رجحان کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ چناں چہ ابن السنی نے روایت نقل کی ہے کہ: پیغمبر علیہ السلام نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **يا أنس! إذا هممت بأمر فاستخر ربك فيه سبع مرات ثم انظر إلى الذي سبق إلى قلبك فإن**

الخیر فیه. (شامی زکریا ۲/ ۴۷۱) یعنی اے انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اپنے پروردگار سے سات مرتبہ استخارہ کیا کرو، پھر اس رجحان کو دیکھو جو تمہارے دل میں ہے؛ کیوں کہ اسی میں خیر ہے۔

کیا استخارہ کے بعد کسی ایک جانب عمل ضروری ہو جاتا ہے؟

استخارہ کرنے کے بعد جس جانب دلی رجحان ہو اس پر عمل بہتر اور خیر ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے اس کے خلاف پر عمل کر لے تو شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے، اس لئے کہ دلی رجحان کوئی شرعی دلیل نہیں ہے؛ البتہ بہر صورت اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب رہنا چاہئے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱/۵۹۹)

نماز حاجت

جب کسی شخص کو کوئی اہم ضرورت درپیش ہو تو اس کے لئے نماز حاجت پڑھنا مستحب ہے، اس سلسلہ میں متعدد احادیثِ شریفہ مروی ہیں، جن میں سے دو روایتیں ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی ضرورت مانگنی ہو یا کسی آدمی سے اس کی کوئی ضرورت وابستہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے، نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور نبی اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود پڑھے، بعد ازاں یہ دعا مانگے“:

لا اِلٰــهَ إِلَّا اللّٰــهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰــهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، أَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلا

کوئی حاکم نہیں سوائے اللہ کے، جو نہایت حلم والا اور کریم ہے، میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو عرش عظیم کا مالک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنہار ہے۔ اے اللہ میں آپ سے آپ کی رحمت کے موجبات اور آپ کی مغفرت کے پختہ اسباب اور ہر نیکی میں سے حصہ اور ہر برائی سے سلامتی کا سوال کرتا

هَـمـاًّ إلاَّ فَـرَّجْتَـهٗ وَلا حَاجَةً هِيَ لَکَ رِضـىً إلاَّ قَـضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الـرَّاحِمِيْنَ. (ترمـذي شريف حديث : ٤٧٩، شامی زکریا ٢/٤٧٣)

ہوں۔اے اللہ! میرے کسی گناہ کومعاف کئے بغیر نہ چھوڑ، اور میرے کسی غم کو ہٹائے بغیر نہ رکھ،اور میری کوئی بھی حاجت جس سے تو راضی ہو اسے پورا کئے بغیر نہ چھوڑ، اے مہربانوں کے مہربان!

(۲) علامہ شامیؒ نے ’’تجنیس‘‘ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ نماز حاجت عشاء کے بعد چار رکعت ہیں، جس کی ترتیب ایک مرفوع حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور آیت الکرسی تین مرتبہ پڑھی جائے، اور مابقیہ تین رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ اخلاص اور معوذتین ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی تو ہماری ضرورتیں پوری ہوگئیں۔ **وأما في التجنيس وغيره فذكر أنها أربع ركعات بعد العشاء، وإن في الحديث المرفوع يقرأ في الأولىٰ الفاتحة مرة وآية الكرسي ثلاثاً وفي كل من الثلاثة الباقية يقرأ الفاتحة والإخلاص والمعوذتين مرة مرة كن له مثلهن من ليلة القدر. قال مشائخنا: صلينا هذه الصلاة فقضيت حوائجنا الخ.** (شامی زکریا ٢/٤٧٣)

نماز توبہ

اگر کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے، تو مستحب یہ ہے کہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے پڑھے، اور اس کے بعد اپنے گناہوں کی معافی چاہے، اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے، تو انشاء اللہ اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ **ومنه أي المندوب صلاة الاستغفار لمعصية وقعت منه لما عن علي عن أبي بكر الصديق** رضی اللہ عنہ **أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ** ﷺ **قَالَ: ’’مَا مِنْ عَبْدٍ يَذْنَبُ ذَنْباً فَيَتَوَضَّأُ وَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ لَهٗ‘‘.** (طحطاوی علی المراقی ٢١٩، أشرفي ٤٠١)

سفر میں جانے سے پہلے نماز

جو شخص کسی سفر کا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ گھر سے نکلنے سے پہلے (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ

ہو)دو رکعت نمازِ نفل پڑھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ’’کوئی شخص اپنے گھر والوں کے پاس ان دو رکعتوں سے بہتر توشہ نہیں چھوڑ جاتا جو وہ سفر کے ارادہ کے وقت گھر والوں کے پاس پڑھتا ہے‘‘۔ ومن المندوبات رکعتا السفر (درمختار) عن مقطم ابن المقدام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ”مَا خَلَفَ أَحَدٌ عِنْدَ أَهْلِهٖ أَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يَرْكَعُهُمَا عِنْدَهُمْ حِيْنَ يُرِيْدُ سَفَراً“. (رواه الطبراني، شامی زکریا ٤٦٦/٢)

سفر سے واپسی پر نماز

جب کوئی آدمی سفر سے واپس ہو تو اس کے لئے واپسی پر دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے، اور بہتر یہ ہے کہ یہ نفل قریبی مسجد میں ادا کرے (اور اگر اس کا موقع نہ ہو تو گھر ہی پڑھ لے) وعن كعب بن مالك ﷺ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَقْدَمُ مِنَ السَّفَرِ إِلَّا نَهَاراً فِي الضُّحٰى فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ وَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ.

(مسلم شریف ٢٤٨/١، شامی زکریا ٤٦٦/٢)

نمازِ منزل

دورانِ سفر جب کسی قیام گاہ پر اترنا ہو تو مستحب یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لے۔ ينبغي للمسافر أن يصلي ركعتين في كل منزل كما كان يفعل ﷺ نص عليه الإمام السرخسي في شرح السير الكبير. (شامی زکریا ٤٧٣/٢)

○❖○

مسائلِ تراویح

تراویح! دورِ نبوت اور دورِ صحابہ میں

رمضان المبارک کی ایک امتیازی عبادت ''نماز تراویح'' ہے، جو اپنی الگ شان رکھتی ہے، اس نماز کے ذریعہ رمضان المبارک میں مسجدوں کی رونق بڑھ جاتی ہے، اور عبادات کے شوق میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔ صحیح احادیثِ شریفہ سے ثابت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے رمضان المبارک میں تین دن مسجدِ نبوی میں با جماعت نماز پڑھائی؛ لیکن جب مجمع زیادہ بڑھنے لگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غیر معمولی ذوق وشوق دیکھ کر آپ ﷺ کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ کردی جائے، تو آپ ﷺ نے یہ سلسلہ موقوف فرما دیا۔ (بخاری شریف ۱؍۲۶۹) لیکن ساتھ میں آپ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادات انجام دینے کی ترغیب دیتے رہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص رمضان المبارک کی راتوں کو ایمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت میں گذارے گا اس کے سب پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے''۔ (بخاری شریف ۱؍۲۶۹) آپ ﷺ کی اس ترغیب کی وجہ سے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم رمضان المبارک میں کثرتِ عبادت کا اہتمام کرتے تھے۔ جو لوگ قرآنِ کریم کے حافظ تھے وہ خود نوافل میں قرآن پڑھتے اور جو حافظ نہ تھے وہ کسی حافظ کی اقتداء میں قرآنِ کریم سننے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ چناں چہ ثعلبہ ابن ابی مالک القرظیؒ (جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تابعی عالم ہیں) مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کی رات میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ لوگ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کررہے ہیں؟ تو کسی نے جواب میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ وہ حضرات ہیں جن کو قرآنِ کریم حفظ نہیں ہے، تو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نماز میں قرآنِ کریم پڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز ادا کررہے ہیں، یہ سن کر نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ''انہوں نے بہت اچھا کیا'' اور آپ ﷺ نے ان کے بارے میں کوئی ناگواری کی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی بیروت ۲/۴۹۵)

اس تفصیل سے اتنا یقیناً معلوم ہوگیا کہ دورِ نبوت میں رمضان کی وہ خصوصی نماز جسے بعد میں ''تراویح'' کا نام دیا گیا، یقیناً پڑھی جاتی رہی، اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اس نماز سے بخوبی واقف تھے، اور تنہا تنہا اور کبھی جماعت سے اسے پڑھا کرتے تھے۔

پھر دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی کے ابتدائی زمانہ تک یہ سلسلہ یونہی جاری رہا، اس کے بعد سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہ لوگ مسجد میں تنہا یا چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر نماز تراویح پڑھتے ہیں، آپ نے مناسب سمجھا کہ تراویح کی باقاعدہ جماعت قائم کردی جائے (کیوں کہ جس خطرۂ وجوب کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت تراویح کا سلسلہ موقوف فرمادیا تھا، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ خطرہ باقی نہ رہا تھا) چناں چہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سب سے بڑے قاری حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کا امام مقرر فرمایا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھنے لگے۔ (دیکھئے: بخاری شریف ۱/۲۶۹) اب بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ۱۱/رکعات پڑھائیں (۸/رکعات تراویح اور ۳/وتر) (السنن الکبری للبیهقی بیروت ۲/٤٩٦) لیکن اکثر روایات اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ۲۰/رکعات تراویح کا پتہ چلتا ہے، چند روایات درج ذیل ہیں:

○ عبدالعزیز بن رفیعؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں ۲۰/رکعات تراویح لوگوں کو پڑھاتے تھے اس کے بعد ۳/رکعت وتر کی پڑھایا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۲۴ رقم: ۷۷۶٦)

○ سائب بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ دورِ فاروقی میں حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم رمضان المبارک میں ۲۰/رکعات باجماعت پڑھا کرتے تھے، نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ سو سے اوپر آیتوں والی سورتیں تراویح میں پڑھتے تھے اور لمبے قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی بیروت ۲/۴۹۶)

○ یزید بن رومانؒ فرماتے ہیں کہ لوگ رمضان المبارک میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تئیس رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے (۲۰/رکعات تراویح اور ۳/وتر) (السنن الکبریٰ للبیہقی بیروت ۲/۴۹۶)

○ ابوالخصیبؒ کہتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان میں ۵/ترویحوں سے ۲۰/رکعات پڑھایا کرتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی بروت ۲/۴۹۶)

○ ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قراء حضرات کو بلایا، پھر ان میں سے ایک صاحب کو منتخب کر کے حکم دیا کہ وہ لوگوں کو ۲۰/رکعات تراویح پڑھایا کریں، اور اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان لوگوں کو وتر کی نماز پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی بروت ۲/۴۹۶)

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت (جس کے ایک راوی پر کچھ کلام کیا گیا ہے) سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان المبارک میں ۲۰/رکعات الگ سے پڑھنے کا معمول تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۲۵، السنن الکبریٰ للبیہقی بیروت ۲/۴۹۶)

انہیں روایات وآثار کی وجہ سے جمہور علماء امت اور حضراتِ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ) کا متفقہ موقف یہ ہے کہ تراویح کی رکعات بیس سے کم نہیں ہیں، بیس سے زیادہ کے تو اقوال ملتے ہیں (جیسا کہ امام مالکؒ کا قول ہے) لیکن بیس کے عدد سے کم کا ائمہ اربعہ میں سے کوئی قائل نہیں ہے۔ اور تمام عالم میں شرقاً وغرباً صدیوں سے امت کا عمل یہی چلا آرہا ہے، حتیٰ کہ حرمین شریفین میں آج تک ۲۰ رکعات ہی پڑھی جاتی ہیں۔ اس لئے تراویح ۲۰ رکعات پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اس میں کسی مسلمان کو کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتنی چاہئے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ تراویح کی رکعات کے بارے میں علماء کے ایک طبقہ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت سے اشتباہ ہوگیا ہے، جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رمضان اور غیر رمضان کی نوافل کو آٹھ کے عدد میں منحصر کیا ہے۔ (بخاری شریف ۱؍۱۵۴) اس روایت سے بہت سے لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ تراویح کی رکعات بھی صرف آٹھ ہیں اس سے زیادہ نہیں، حالاں کہ اس روایت کا تعلق تراویح سے نہیں؛ بلکہ تہجد سے ہے، اور تراویح کی رکعات پر اس روایت سے استدلال بالکل غیر معقول ہے، کیوں کہ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ''غیرِ رمضان'' کو شامل کرکے جواب دینا یہ بتارہا ہے کہ سوال ایسی نماز سے متعلق ہے جو غیر رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے اور ایسی نماز تہجد تو ہوسکتی ہے تراویح نہیں ہوسکتی، کیوں کہ اسے غیر رمضان میں پڑھنے کا کوئی قائل نہیں (۲) خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت تہجد کی ۸ رکعات سے کم وبیش کے بارے میں بھی وارد ہے۔ (بخاری شریف ۱؍۱۵۳) تو چوں کہ رکعتوں کی تعیین کے متعلق روایت میں اضطراب پایا جاتا ہے، لہٰذا استدلال تام نہیں (۳) تیسرے یہ کہ اسی روایت میں ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے اور جو طبقہ تراویح کی ۸ رکعات کا قائل ہے وہ اس روایت کے برخلاف ایک سلام سے وتر کی تین رکعات کا منکر ہے۔ اس لئے جب وتر میں یہ روایت ان کے نزدیک حجت نہیں تو تراویح کی رکعات میں حجت کیسے مانی جاسکتی ہے؟

تراویح میں ختم قرآن

تراویح میں قرآنِ کریم کم از کم ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت ۲؍۴۳۳، زکریا ۲؍۴۹۷) اللہ تبارک وتعالیٰ پوری امت کی طرف سے سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بے حد جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے باجماعت تراویح اور قرأتِ قرآن کے اہتمام کا حکم دے کر قرآنِ کریم کی حفاظت کا ایک سبب مہیا فرمادیا۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رمضان المبارک کی پہلی شب میں مسجدِ نبوی سے گذرے، تو وہاں قرآنِ کریم پڑھنے کی آواز آپ کو سنائی دی تو بے ساختہ ارشاد فرمایا: **نَوَّرَ اللّٰہُ قَبْرَ عُمَرَ کَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ بِالْقُرْاٰنِ.** (غنیۃ الطالبین ٤٨٧) یعنی اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی قبر کو نور سے بھر دے جیسا کہ انہوں نے اللہ کی مسجدوں کو قرآنِ کریم کی تلاوت سے منور کر دیا ہے۔ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں اسی طرح کا جملہ سیدنا حضرت عثمانِ غنیؓ سے بھی منقول ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر اس انداز پر تراویح میں قرآنِ کریم سننے سنانے کا رواج نہ ہوتا، تو کتنے ہی حفاظ حفظ کرنے کے باوجود اپنے حفظ کو محفوظ نہ رکھ پاتے۔ تراویح میں سنانے یا سننے کی فکر کی وجہ سے سال میں کم از کم ایک مرتبہ اکثر حفاظِ کرام از سرِ نو یاد کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

اس لئے تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام کرنا چاہئے؛ لیکن ضروری ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے قرآنِ کریم کے آداب کا ضرور لحاظ رکھیں۔ افسوس ہے کہ آج کل اس بارے میں سخت کوتاہی برتی جاتی ہے، اور جلد از جلد ختم قرآن کے شوق میں شرعی ہدایات کو پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے، عام طور پر تین تین اور کہیں کہیں پانچ پانچ پارے تراویح میں پڑھنے کا رواج ہو چلا ہے۔ زیادہ سننا یا پڑھنا برا نہیں ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ اتنا تیز نہ پڑھا جائے کہ حروف کٹ جائیں یا غلطیاں رہ جائیں، ایسی جلد بازی قرآنِ کریم کے ساتھ سخت بے ادبی اور توہین ہے۔ بہتر ہے کہ روزانہ اتنی مقدار میں قرآنِ پاک سنا جائے کہ ستائیسویں یا انتیسویں شب میں ایک ختم ہو جائے۔ (شامی بیروت ۲/۴۳۳، ۲/۴۹۷) تاکہ اس بہانے اخیر مہینہ تک تراویح کی پابندی اور ذوق وشوق برقرار رہے، اور رمضان کا آخری عشرہ سستی اور کاہلی کی نذر نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

تراویح میں ختم قرآن پر لین دین درست نہیں

قرآنِ پاک کی تلاوت اور اس کا ختم مستقل عبادت ہے اس کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنا اور طے کرکے یا معروف طریقہ پر ختم قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ’’قرآن پڑھا کرو اور اس کو کھانے کمانے کا ذریعہ مت بناؤ اور نہ اس سے مال ودولت کی کثرت حاصل کرو اور نہ اس سے اعراض کرو اور نہ اس میں غلو سے کام لو‘‘۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۴۰ رقم: ۷۸۲۵) حضرت واقدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زاذانؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرآنِ کریم کو کھانے کمانے کا ذریعہ بنائے گا وہ قیامت میں اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ہڈی ہی ہڈی ہوگی گوشت نہ ہوگا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۳۸ رقم: ۷۸۲۴)

اسی بنا پر حضراتِ صحابہ ؓ اور سلفِ صالحین نے تراویح میں قرأتِ قرآن پر اجرت قبول نہیں کی۔

ابواسحٰق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں لوگوں کو تراویح پڑھائی، جب عید کا دن آیا تو ان کی خدمت میں عبید اللہ بن زیاد نے ایک جوڑا اور پانچ سو درہم پیش کئے، تو آپ نے انہیں لوٹا دیا اور فرمایا کہ ہم قرآنِ کریم پڑھنے پر کوئی اجرت نہیں لیا کرتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۳۷ رقم: ۷۸۲۱) اسی طرح کا واقعہ حضرت عمرو بن نعمان بن مقرنؒ سے بھی منقول ہے کہ ان کی خدمت میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تراویح میں قرآن سنانے پر دو ہزار درہم پیش کئے؛ لیکن موصوف نے صاف جواب دے دیا کہ ہم قرآن کو دنیا کمانے کے لئے نہیں پڑھتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۳۷ رقم: ۷۸۲۰)

ان روایات کی روشنی میں موجودہ دور کے اکابر اہلِ فتویٰ نے یہ فتویٰ جاری فرمایا ہے کہ تراویح میں ختم قرآن پر طے کر کے یا بلا طے کئے ہوئے لین دین شرعاً جائز نہیں ہے، تمام ہی معتبر فتاویٰ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ ۳۹۲، باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ جدید ۵۱۷، فتاویٰ مظاہر علوم ۱/۴۸، امداد الفتاویٰ ۱/۴۸۱، کفایت المفتی قدیم ۳/۳۶۳-۳۶۵، فتاویٰ دارالعلوم ۴/۲۴۶، جواہر الفقہ ۱/۳۸۲، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۷/۱۷۶-۲۷۰، احسن الفتاویٰ ۳/۵۱۴، فتاویٰ رحیمیہ ۱/۳۴۹، کراچی ۶/۲۳۵-۲۴۵)

واضح رہے کہ تراویح میں قرآن کی سماعت پر بھی اجرت مقرر کرنا درست نہیں ہے۔ اس بارے میں حضرت تھانویؒ نے پہلے جواز کا فتوی دیا تھا، بعد میں رجوع فرمالیا، اور عدم جواز کا فتویٰ دیا، جو التذکیر والتہذیب میں ۲/۳۸۳ پر درج ہے۔ (بحوالہ ایضاح المسائل ۲۷)

بعض حضرات امامت اور تعلیم پر قیاس کرتے ہوئے تراویح میں ختم قرآن کی اجرت کے جواز کے قائل ہیں؛ لیکن ان حضرات کا یہ استدلال قیاس مع الفارق ہے کیوں کہ امامت وتعلیم ایسی ضرورتیں ہیں کہ جن کا نظم نہ ہونے سے نظام شریعت میں خلل آسکتا ہے، جب کہ تراویح میں ختم قرآن اس درجہ کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ اگر ختم قرآن نہ ہوا تو دین خطرہ میں آجائے گا لہٰذا ختم قرآن اور امامت وتعلیم کو ضرورت کے اعتبار سے ایک درجہ میں رکھنا خلاف معقول ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ ختم قرآن کا حکم محض تلاوتِ مجردہ جیسا ہے جس پر اجرت کے جواز کا کوئی قائل نہیں ہے۔

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ختم تراویح پر لین دین کے رواج نے حفاظ کی حیثیت عرفیہ کو مجروح کر کے رکھ دیا ہے، جن جگہوں پر حفاظ کو اجرت دینے کا رواج ہے وہاں دینے والوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر وقیمت نہیں رہتی، اور حفاظ کی بے وقعتی دراصل دین کی بے وقعتی ہے؛ اس لئے ضروری ہے کہ ہم تراویح میں لین دین کی وبا پر روک لگائیں اور اللہ تبارک وتعالی پر توکل کرتے ہوئے ناجائز ذرائع آمدنی کو چھوڑ کر حلال آمدنی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالی ہمیں طمع وحرص سے محفوظ رکھے، آمین۔

آئندہ صفحات میں تراویح سے متعلق بعض اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

تراویح کی شرعی حیثیت

رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں سے پڑھنا مرد وعورت سب کے لئے سنتِ مؤکدہ ہے۔ **التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعاً.** (درمختار بيروت ٤٢٩/٢، زكريا ٤٩٣/٢، طحطاوى على المراقى قديم ٤١١-٤١٢)

تراویح کا وقت

تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ بہتر ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھی جائے لیکن اگر وتر کے بعد بھی تراویح پڑھیں تو بھی شرعاً درست ہے۔ **ووقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر وبعده في الأصح.** (در مختار بيروت ٤٣٠/٢، زكريا ٤٩٣/٢-٤٩٤)

تراویح کی جماعت

تراویح کی مسجد میں باجماعت ادائیگی سنتِ کفایہ ہے اگر محلّہ کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو سارے اہلِ محلّہ گنہگار رہوں گے۔ **والجماعة فيها سنة على الكفاية فى الأصح فلو تركها أهل مسجد أثموا.** (در مختار بيروت ٤٣١/٢، زكريا ٤٩٥/٢، عالمگيری ١١٦/١)

تراویح کی نیت

نمازِ تراویح اور تمام سنن ونوافل اگر چہ مطلق نماز کی نیت سے درست ہو جاتی ہیں، لیکن بہتر اور احوط یہ ہے کہ تراویح کا باقاعدہ دل میں ارادہ کر کے نماز شروع کی جائے۔ **وكفى مطلق نية الصلاة وإن لم يقل لله لنفل وسنة راتبة وتراويح على المعتمد إذ تعيينها بوقوعها وقت الشروع والتعيين أحوط.** (در مختار بيروت ٨٥/٢-٨٦، زكريا ٩٤/٢)

تراویح میں کتنی مرتبہ ختم قرآن کیا جائے؟

تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ ختم قرآن سنت ہے اس سے زائد مستحب ہے۔ **والختم مرةً**

سنةٌ ومرتين فضيلةٌ وثلاثاً أفضل. (در مختار بيروت ٤٣٣/٢، زكريا ٤٩٧/٢، عالمگيرى ١١٧/١)

ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعتیں

ایک مسجد میں بیک وقت (مثلاً پہلی اور دوسری منزل میں الگ الگ جماعت کرنا) یا پے درپے (یعنی ایک جماعت ہونے کے بعد دوسری جماعت قائم کرنا) تراویح کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔ **ولو صلى التراويح مرتين في مسجد واحد يكره.** (خانيه على هامش الهندية ٢٣٤/١)

حافظہ عورت کا تراویح میں قرآن سنانا

اگر کوئی حافظہ عورت اپنا قرآن یاد رکھنے کی غرض سے صرف اپنے گھر کی عورتوں کو تراویح میں قرآن سنائے تو یہ اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن فی الجملہ اس کی گنجائش ہے (بشرطیکہ اور کوئی فتنہ مثلاً دیگر گھروں یا محلوں کی خواتین کا اجتماع وغیرہ نہ ہو) ایسی صورت میں وہ صف کے درمیان میں کھڑی ہوکر امامت کرے گی۔ چناں چہ روایت میں ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان المبارک کے مہینہ میں صف کے درمیان کھڑے ہوکر عورتوں کی امامت فرمایا کرتی تھیں۔ **عن عائشة أم المؤمنين رضى الله تعالىٰ عنها أنها كانت تؤم النساء في شهر رمضان فتقوم وسطاً. قال محمدؒ: لا يعجبنا أن تؤم المرأة فإن فعلت قامت في وسط الصف مع النساء كما فعلت عائشة رضى الله عنها، وهو قول أبي حنيفةؒ.** (كتاب الآثار للإمام محمدؒ ٢٠٣/١-٢٠٦، رمضان کے شرعی احکام، مفتی مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی ۴۷) **وفي المصنف لابن أبي شيبة: عن أم الحسن أنها رأت أم سلمة رضى الله عنها زوج النبي ﷺ تؤم النساء تقوم معهن في صفهن.** (المصنف لابن أبي شيبة ٤٠٣/١، بيروت ٥٦٩/٣ رقم: ٤٩٨٩)

مرد امام کا عورتوں کو تراویح پڑھانا

اگر مرد تراویح کی امامت کرے اور اس کے پیچھے کچھ مرد ہوں اور بقیہ پردہ میں عورتیں ہوں اور یہ امام عورتوں کی امامت کی نیت کرے تو یہ نماز شرعاً درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں،

اور اگر امام تنہا ہو بقیہ سب عورتیں ہوں تو نیت امامت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مقتدی عورتوں میں اس امام کی کوئی محرم رشتہ دار یا بیوی بھی شامل ہو ورنہ تنہا تمام اجنبیات کی امامت کرنا مکروہ ہوگا۔ **ویکره حضورهن الجماعة مطلقاً على المذهب كما تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولامحرم منه أو زوجته.**

(شامی کراچی ۱/ ٥٦٦، شامی زکریا ۲/ ۳۰۷)

تراویح میں ایک سلام سے تین رکعتوں کا حکم

اگر تین رکعتیں پڑھیں مگر دوسری رکعت پر قعدہ کرلیا تو دو صحیح ہوگئیں اور تیسری باطل ہوگئی، تیسری رکعت میں جو حصہ قرآن پڑھا ہے اسے دہرائیں، اور اگر ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو تینوں رکعتیں باطل ہوگئیں، ان میں پڑھا گیا قرآن دہرایا جائے گا۔ **لو صلى التطوع ثلاثاً ولم يقعد على الركعتين فالأصح أنه يفسد.** (شامی بیروت ۲/ ٤٢١، زکریا ۲/ ٤٨٣، امداد الفتاویٰ حاشیہ ٤٩٧ – ٤٩٨ ۔ محشی مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری)

تراویح میں ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھنا

اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں، اور دوسری رکعت پر قعدہ کیا تو چاروں صحیح ہوگئیں۔

اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور قعدہ اولیٰ نہیں کیا اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلیا تو صرف اخیر کی دو رکعتیں معتبر ہوں گی اور پہلی دو رکعتیں باطل ہوجائیں گی؛ لہٰذا ان دو رکعتوں میں جو قرآن پڑھا ہے اسے دہرایا جائے گا۔ **وإن صلى أربع ركعات بتسليمة واحدة والحال أنه لم يقعد على ركعتين منها قدر التشهد تجزئ الأربع عن تسليمة واحدة أي عن ركعتين عند أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ وهو المختار، اختاره الفقيه أبو جعفر وأبو بكر محمد بن الفضل قال قاضي خان وهو الصحيح لأن القعدة على رأس الثانية فرض في التطوع فإذا تركها كان ينبغي أن تفسد صلاته أصلاً كما هو قول محمدؒ وزفرؒ وهو القياس، وإنما جاز على قول أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ**

استحساناً فأخذنا بالقياس فی فساد الشفع الأول وبالاستحسان فی حق بقاء التحریمة، وإذا بقیت صح شروعه فی الشفع الثانی وقد أتمه بالقعدة فجاز عن تسلیمة واحدة وقال الفقیه أبو اللیث تنوب عن تسلیمتین والصحیح الأول ولو قعد علی رأس الرکعتین جازت عن تسلیمتین بالاتفاق حلبی کبیر ٤٠٨،امداد الفتاویٰ حاشیه ٤٩٧، ٤٩٨ ـ محشی مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری) لکن صححوا فی التراویح أنه لو صلاها کلها بقعدة واحدة وتسلیمة أنها تجزئ عن رکعتین. (شامی زکریا ٢/٤٨٣)

تراویح میں ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا

تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں سے پڑھی جائیں گی اور ان میں ہر ترویحہ (چار رکعت)اور وتر کے درمیان کچھ دیر توقف کرنا پسندیدہ ہے۔ یجلس ندباً بین کل أربعة بقدرها وکذا بین الخامسة والوتر. (شامی زکریا ٢/٤٩٦)

ترویحہ میں کیا پڑھیں؟

ترویحہ کے لئے کوئی خاص عبادت متعین نہیں ہے؛ بلکہ اختیار ہے خواہ ذکر اذکار کریں، تلاوت کریں یا تنہا تنہا نفل پڑھیں۔اور بعض فقہاء سے تین مرتبہ یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے؛ لہٰذا جس کا جی چاہئے اسے بھی پڑھ سکتا ہے: سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والکبریاء والجبروت، سبحان الملک الحی الذی لاینام ولایموت، سبوح قدوس رب الملائکة والروح لاإلٰه إلا اللّٰه نستغفر اللّٰه نسألک الجنة ونعوذ بہٖ من النار. (شامی بیروت ٢/٤٣٣، زکریا ٢/٤٩٧)

تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ گئیں

اگر کسی شخص کی تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ جائیں تو وہ ترویحہ کے وقفہ میں رکعات پوری کرلے،اگر پھر بھی رہ جائیں اور امام وتر پڑھانے کے لئے کھڑا ہوجائے تو امام

کے ساتھ اولاً وتر ادا کرے اس کے بعد اپنی چھوٹی رکعات پڑھے۔ **فلو فاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه ثم صلى ما فاته.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۳۱، زکریا ۲/ ۴۹۴)

اگر مسجد میں عشاء کی جماعت نہ ہو تو تراویح باجماعت نہ پڑھیں

جس مسجد میں عشاء کی نماز باجماعت نہ پڑھی گئی ہو؛ بلکہ سب نمازیوں نے تنہا تنہا نماز ادا کی ہو، تو اب اگر وہ باجماعت تراویح پڑھنا چاہیں تو یہ ان کے لئے بہتر نہیں ہے۔ **ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح جماعة لأنها تبع.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۳۶، زکریا ۲/ ۴۹۹)

تنہا عشاء پڑھنے والے شخص کا تراویح اور وتر باجماعت پڑھنا

جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی ہو وہ اپنی فرض نماز تنہا پڑھ کر تراویح اور وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے، اس میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے۔ **فمصليه وحده يصليها معه.** (درمختار) **وفي الشامي: أما لو صليت بجماعة الفرض وكان رجل قد صلى الفرض وحده فله أن يصليها مع ذلك الإمام.** (شامی بیروت ۲/ ۴۳۶، زکریا ۲/ ۴۹۹)

رمضان میں وتر باجماعت افضل ہے

رمضان المبارک میں تراویح کے ساتھ وتر کی نماز بھی باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔ **وفيه أي رمضان يصلي الوتر وقيامه بها.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۳۷، زکریا ۲/ ۵۰۱)

تراویح کی قضا نہیں ہے

اگر کسی شخص کی تراویح کی مکمل نماز کسی وجہ سے چھوٹ جائے اور اس کا وقت نکل جائے تو اب اس کی قضا کا حکم نہیں ہے، اگر پڑھے گا تو وہ محض نفل قرار پائے گی۔ **ولا تقض إذا فاتت أصلاً ولا وحده في الأصح فإن قضاها كانت نفلاً مستحباً وليس بتراويح.**

(درمختار بیروت ۲/ ۴۳۱، زکریا ۲/ ۴۹۵)

ایک جگہ تراویح پڑھ کر دوسری جگہ تراویح میں شریک ہونا

اگر کوئی شخص ایک جگہ تراویح پڑھ چکا ہو یا پڑھا چکا ہو پھر دوسری جگہ جا کر نفل کی نیت سے تراویح کی جماعت میں شامل ہوجائے تو اس میں شرعاً حرج نہیں ہے۔ **ولو أم رجل في التراويح ثم اقتدیٰ باٰخر في تراويح تلک الليلة أيضاً لايکره لهٗ ذٰلک، کما لو صلی المکتوبة إماماً ثم اقتدیٰ فيها متنفلاً بإمام اٰخر.** (حلبی کبیر ۴۰۸)

تراویح میں مراہق کا لقمہ دینا

مراہق کا تراویح میں لقمہ دینا جائز ہے۔ (مستفاد: محمود الفتاویٰ ۱/۴۸۹) **وفتح المراهق کالبالغ.** (هندية ۱/۹۹) **کتب إلی الحسن بن علی إذا فتح الصبي المراهق علی الإمام هل تبقی صلاة الإمام صحيحة، قال: نعم.** (تاتارخانية زکريا ۲/۲۲۶ رقم: ۲۲۴۰)

مراہق سامع کو پہلی صف میں امام کے پیچھے کھڑا کرنا

مراہق سامع کے علاوہ اگر کوئی سامع نہ ہو تو اس کو ضرورۃً پہلی صف میں کھڑا کرنا جائز ہے۔ (مستفاد: محمود الفتاویٰ ۱/۴۸۹) **ثم الصبيان ظاهرهٗ تعددهم فلو واحداً دخل الصف.** (درمختار علی الشامی زکريا ۲/۳۱۴) **لو کان المقتدی رجلاً وصبياً يصفهما خلفه لحديث أنسؓ فصففت أنا واليتيم وراءه والعجوز من ورائنا.** (شامی زکريا ۲/۳۱۴)

تراویح میں نابالغ کی امامت

تراویح میں بھی نابالغ شخص کی امامت مفتی بہ قول کے مطابق جائز نہیں ہے۔ **وذکر في بعض کتب الفتاویٰ أنه لايجوز أن يؤم البالغين في التراويح أيضاً وهو المختار الخ.**
(حلبی کبیر ۴۰۸)

تراویح میں دیکھ کر قرآنِ کریم پڑھنا

تراویح (یا کسی بھی نماز) میں قرآنِ کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد

ہوجائے گی؛اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ **وقراء ته من مصحف مطلقاً.** (شامی کراچی ۱/۶۲۳، زکریا ۲/۳۸۳)

سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنا

بعض مرتبہ تراویح کے دوران بے خیالی میں یہ صورت پیش آتی ہے کہ امام آیتِ سجدہ پڑھ کر جب سجدۂ تلاوت کر کے کھڑا ہوتا ہے تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر آگے قرأت شروع کرتا ہے،تو شرعاً اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ **قرأ في صلاة الجمعة سورة السجدة وسجد لها ثم قال وقرأ الفاتحة وقرأ: ﴿تَتَجَافىٰ جُنُوْبُهُمْ﴾ لا سهو عليه لأنه لم يقرأ الفاتحة مرتين على الولاء.** (شامی ۲/۳۲)

❍❖❍

سجدۂ تلاوت

قرآنِ پاک کی چودہ آیتوں کی تلاوت سے سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔ **یجب بسبب تلاوۃ اٰیۃ من أربع عشرۃ اٰیۃً.** (تنویر الابصار مع الشامی ۵۷۵/۲)

ان آیات کے مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں فرشتوں کی مشابہت کے لئے، کہیں ساری خلق خدا کے اظہار عبدیت کو اجاگر کرنے کے لئے، کہیں اہل معرفت افراد کے دلوں کی کڑھن ظاہر کرنے کے لئے اور کہیں حکم دے کر سجدہ کی تاکید کی گئی ہے۔

ذیل میں آیاتِ سجدہ کی تفصیل اور کچھ مسائل درج کئے جاتے ہیں:

(۱) آیتِ سجدہ: سورۂ اعراف

اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لاَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ. (الاعراف آیت: ۲۰۶)

بے شک جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی بندگی سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاک ذات کو یاد کرتے ہیں اور اُسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

(۲) آیتِ سجدہ: سورۂ رعد

وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِیْ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعاً وَّکَرْھاً وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ. (الرعد آیت: ۱۵)

اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے اور زور سے، اور ان کی پرچھائیاں صبح اور شام۔

(۳) آیتِ سجدہ: سورۂ نحل

وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِیْ السَّمٰوٰتِ وَمَا

اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو

فِیْ الاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَھُمْ لایَسْتَکْبِرُوْنَ. یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ. (النحل آیت: ۴۹-۵۰)

زمین میں ہے جانوروں میں سے اور فرشتے، اور وہ تکبر نہیں کرتے، ڈر رکھتے ہیں اپنے رب کا اپنے اوپر سے اور جو حکم پاتے ہیں کرتے ہیں۔

(۴) آیتِ سجدہ: سورۂ بنی اسرائیل

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلاَذْقَانِ سُجَّداً. وَیَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلاً. وَیَخِرُّوْنَ لِلاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعاً.

(بنی اسرائیل آیت: ۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹)

جن کو علم ملا ہے اس کے پہلے سے جب ان کے پاس اس کو پڑھیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں گرتے ہیں، اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا، اور ٹھوڑیوں پر گرتے ہیں روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کو عاجزی۔

(۵) آیتِ سجدہ: سورۂ مریم

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ، وَمِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْرَآءِیْلَ وَمِمَّنْ ھَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا، اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّداً وَّبُکِیاً. (مریم آیت: ۵۸)

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی اولاد میں اور ان میں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کر لیا، اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں، اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا، جب ان کو رحمٰن کی آیتیں سنائے گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے۔

(۶) آیتِ سجدہ: سورۂ حج

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِیْ السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِیْ الْاَرْضِ

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ، وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ، اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ. (الحج آیت: ۱۸)

اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی، اور بہت ہیں کہ ان پر عذاب ٹھہر چکا، اور جس کو اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں، اللہ جو چاہے کرتا ہے۔

(۷) آیتِ سجدہ: سورۂ فرقان

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْراً. (الفرقان آیت: ٦٠)

اور جب ان سے کہیں رحمٰن کو سجدہ کرو، کہیں رحمٰن کیا ہے، کیا ہم سجدہ کرنے لگیں جس کو تو فرمائے؟ اور ان کا بدکنا بڑھ جاتا ہے۔

(۸) آیتِ سجدہ: سورۂ نمل

أَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ. أَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. (النمل آیت: ۲۵-۲٦)

کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں؟ اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو۔ اللہ ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سوائے پرودگار تخت بڑے کا۔

(۹) آیتِ سجدہ: سورۂ سجدہ

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّداً وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ. (سجدہ آیت: ۱۵)

ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے اس سے گر پڑیں سجدہ کر کر اور اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ پاک ذات کو یاد کریں اور وہ بڑائی نہیں کرتے۔

(۱۰) آیتِ سجدہ: سورۂ ص

وَظَنَّ دَاؤٗدُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعاً وَّاَنَابَ. فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ. (ص آیت: ۲۴-۲۵)

اور داؤد (علیہ السلام) کے خیال میں آیا کہ ہم نے اس کو جانچا پھر اپنے رب سے گناہ بخشوانے لگا اور جھک کر گر پڑا اور رجوع ہوا پھر ہم نے معاف کر دیا اس کو وہ کام، اور اس کے لئے ہمارے پاس مرتبہ اور اچھا ٹھکانا ہے۔

(۱۱) آیتِ سجدہ: حم سجدہ

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ، لاَ تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلاَ لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لاَ يَسْئَمُوْنَ. (حم سجدہ آیت: ۳۷-۳۸)

اور رات اور دن اور سورج اور چاند اس کی قدرت کے نمونے ہیں، سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔ پھر اگر غرور کریں تو جو لوگ تیرے رب کے پاس پاکی بولتے رہتے ہیں اس کی رات اور دن اور وہ تھکتے نہیں۔

(۱۲) آیتِ سجدہ: سورۂ نجم

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ. وَتَضْحَكُوْنَ وَلاَ تَبْكُوْنَ. وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ. فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا.

(النجم آیت: ۵۹-۶۰-۶۱-۶۲)

کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے۔ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو۔ سو سجدہ اور بندگی کرو اللہ کے آگے۔

(۱۳) آیتِ سجدہ: سورۂ انشقاق

فَمَا لَهُمْ لاَيُؤْمِنُوْنَ. وَاِذَا قُرِئَ

پھر کیا ہوا ہے ان کو جو یقین نہیں لاتے۔ اور جب

عَـلَيْهِـمُ الْـقُـرْاٰنُ لَايَسْـجُـدُوْنَ. پڑھے ان کے پاس قرآن وہ سجدہ نہیں کرتے۔

(الانشقاق آیت: ۲۰ - ۲۱)

(۱۴) آیتِ سجدہ: سورۂ اقراء

كَلَّا لَاتُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ. کوئی نہیں مت مان اس کا کہا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو۔

(اقرأ آیت: ۱۹)

پریشانیوں کے دفعیہ کے لئے ایک مجرب عمل

بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جو شخص ایک مجلس میں مذکورہ ۱۴/ آیاتِ سجدہ پڑھ کر سجدے کرے اور پھر اپنے مقاصد کے لئے دعاء کرے، تو انشاء اللہ اس کی دعا رد نہیں کی جائے گی اور اس کی ضرورتیں پوری ہوجائیں گی۔ سب آیات اکٹھی پڑھ کر بعد میں سب کے سجدے ایک ساتھ بھی کرسکتا ہے؛ لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایک آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ کرے پھر دوسری آیت پڑھے اور سجدہ کرے، اسی طرح ۱۴/ آیاتِ سجدہ پر الگ الگ سجدے کرے اور اخیر میں دعاء مانگے۔ **فـائـدة مهمة لدفع كـل نـازلة مهـمة يـنبـغـي الاهتمام بتعلمها وتعليمها. قال الشيخ الإمام النسفي في الـكـافـي: من قرأ آي السجدة كلها في مجلس واحد وسجد بتلاوته لكل اٰية منها سجدة كفاه اللّٰه تعالٰى ما أهمه من أمر دنياه واٰخرته.** (مراقی الفلاح علی نور الایضاح) **قال فـي الـدر: ظـاهره أنه يقرؤها أولاً ثم يسجد ويحتمل أن يسجد لكل بعد قراء تها. قلت: والثاني أولىٰ لما تقدم أن تاخيرها مكروه تنزيهاً.** (طحطاوی علی المراقی ۵۰۱)

سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے فی الجملہ تین اسباب ہیں:

(۱) خود آیتِ سجدہ کی تلاوت کرنا۔

(۲) کسی اہلیت رکھنے والے کی تلاوت کو سننا۔

(۳) نماز باجماعت میں امام کی اقتداء میں مقتدی پر سجدہ کا وجوب جب کہ اسے امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا موقع ملے (خواہ مقتدی نے سجدہ کی آیت کو امام سے سنا ہو یا نہ سنا ہو)

وذکر فی المجتبیٰ أن الموجب للسجدة أحد ثلاثةٍ: التلاوة والسماع والإتمام الخ، فإنه لایشترط سماع المؤتم بل ولا حضوره عند تلاوة الإمام. (شامی زکریا ۵۷۷/۲)

سجدۂ تلاوت کے اہلیت کے شرائط

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے وہی اہلیت شرط ہے جو نماز کے فرض ہونے کے لئے شرط ہے۔ مثلاً مسلمان ہونا، عاقل وبالغ ہونا اور حیض ونفاس سے پاک ہونا۔ **علی من کان متعلق بیجب أهلاً لوجوب الصلاة لأنها من أجزائها الخ (در مختار) وفی الشامی: قال فی البحر وغیره فیشترط لوجوبها أهلیة لوجوب الصلاة من الإسلام والعقل والبلوغ والطهارة من الحیض والنفاس.** (شامی زکریا ۵۸۱/۲، زکریا ۵۸۰/۲-۵۸۱)

سجدۂ تلاوت کے شرائط

سجدۂ تلاوت صحیح ہونے کے لئے وہ تمام شرائط ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہیں، مثلاً بدن اور جگہ کی پاکی وغیرہ؛ البتہ سجدۂ تلاوت میں الگ سے تکبیرِ تحریمہ اور متعین آیتِ سجدہ کی نیت کرنا لازم نہیں ہے۔ **بشروط الصلاة المتقدمة خلا التحریمة ونیة التعیین.**

(درمختار زکریا ۵۷۹/۲)

کتنی آیت پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟

کیا سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لئے پوری آیتِ سجدہ پڑھنا شرط ہے؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ راجح اور صحیح قول یہ ہے کہ وجوبِ سجدہ کے لئے پوری آیتِ سجدہ پڑھنی ضروری ہے؛ لیکن اگر پوری آیت پڑھی اور سجدہ والا حرف نہ پڑھا تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

قال الشامي: والأحسن والظاهر أن هذا الاختلاف مبني على أن السبب تلاوة آية تامة كما هو ظاهر إطلاق المتون الخ، ولو قرأ آية السجدة كلها إلا الحرف الذي آخرها لايجب عليه السجود الخ إلا الحرف الخ الكلمة التي فيها مادة السجود. (شامی زکریا ۵۷۵/۲-۵۷٦)

سجدہ کی آیت لکھنے سے سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا

اگر کوئی شخص قلم یا کمپیوٹر یا ٹائپ رائٹر وغیرہ سے سجدہ کی آیت تحریر کرے؛ لیکن زبان سے نہ پڑھے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ **بسبب تلاوةٍ احترز عما لو كتبها أو تهجاها فلا سجود عليه.** (شامی زکریا ۵۷۵/۲)

آیتِ سجدہ کو ہجے کر کے پڑھنا

اگر سجدہ کی آیت کے الگ الگ حروف ہجے کر کے پڑھے تو اس کے پڑھنے یا سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ **ولا بالتهجي لأنه لايقال قرأ القرآن وإنما قرأ الهجاء.**

(شامی زکریا ۵۸۳/۲)

سجدۂ تلاوت کے افعال

سجدۂ تلاوت کا اصل رکن سجدہ (یا اس کے قائم مقام مثلاً: نمازی کا سجدۂ تلاوت کی جگہ رکوع کرنا یا مریض اور مسافر کا اشارہ کرنا) ہے، اور سجدہ سے پہلے اور بعد میں دو تکبیریں کہنا مسنون ہے، اور بہتر یہ ہے کہ سجدہ سے پہلے کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے اور سجدہ کے بعد بھی سیدھا کھڑا ہو (لیکن یہ لازم نہیں اگر بیٹھے بیٹھے بھی سجدہ کرلے گا تو بھی کوئی حرج نہیں) اور سجدۂ تلاوت میں تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے اور نہ سجدہ کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھا جائے گا اور نہ ہی سلام پھیرا جائے گا۔ **وركنها السجود أو بدله كركوع مصلٍ وإيماء مريض وراكبٍ وهي سجدةٌ بين تكبيرتين مسنونتين جهراً وبين قيامين مستحبين بلا رفع يدٍ وتشهدٍ وسلامٍ.** (شامی زکریا ۵۸۰/۲)

سجدۂ تلاوت کے دوران کیا پڑھے؟

اگر فرض نماز میں سجدۂ تلاوت کی نوبت آئے تو سجدہ میں نماز والی تسبیح: ”سُبْحَانَ رَبِّیَ الأعْلیٰ“ پڑھے، اور اگر نفل نماز ہو تو تسبیح کے ساتھ دیگر دعائیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر نماز سے باہر سجدۂ تلاوت ادا کر رہا ہو تو سجدہ میں ماثور دعائیں بھی پڑھنا مناسب ہے۔ **فإن كانت السجدة في الصلاة فإن كانت فريضةً قال: "سبحان ربي الأعلى" أو نفلاً قال ما شاء مما ورد الخ، وإن كان خارج الصلاة قال كلما أثر من ذلك وأقرّه في الحلية والبحر والنهر وغيرها.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۰- ۵۸۱)

مقتدی اگر امام کے پیچھے آیتِ سجدہ پڑھے تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا

اگر کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو اور وہ اپنے طور پر آیتِ سجدہ کی تلاوت کرلے تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا، نہ نماز کے دوران اور نہ اس کے بعد۔ **ولو تلاها المؤتم لم يسجد المصلي أصلاً لا في الصلاة ولا بعدها.** (درمختار زکریا ۲/ ۵۷۸)

نمازی کا رکوع اور سجدہ میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے رکوع یا سجدہ یا تشہد کی حالت میں آیتِ سجدہ تلاوت کرے تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا۔ **ومن تلا في ركوعه أو سجوده أو تشهده فإنه لاسجود عليه بتلاوتهم لحجرهم عنها.** (شامی زکریا ۲/ ۵۷۷)

کیا آیتِ سجدہ کا ترجمہ سننے سے سجدہ واجب ہے؟

اگر آیتِ سجدہ کا ترجمہ کسی نے پڑھا یا سنا، اور وہ یہ جانتا ہے کہ یہ آیتِ سجدہ ہی کا ترجمہ ہے تو اس پر احتیاطاً سجدۂ تلاوت واجب ہے، اور اگر اسے یہ پتہ نہ ہو کہ یہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہے۔ **ولو بالفارسية إذا أخبر (درمختار) وعندهما إن علم السامع أنه يقرأ القرآن لزمته وإلا فلا. (بحر) وفي الفيض: وبه يفتىٰ. وفي النهر:**

عـن السـراج أن الإمـام رجع إلى قولهما وعليه الاعتماد الخ. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۷، تقریرات رافعی ۱/ ۱۰۵)

وقتِ مکروہ میں سجدۂ تلاوت کا حکم

اگر وقتِ مکروہ میں کسی شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا اور اسی وقت اس نے ادا کرلیا تو ادا ہوجائے گا؛ لیکن اگر غیر مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت واجب ہوا تھا تو اب مکروہ وقت میں اس کی ادائیگی درست نہ ہوگی۔ **وکذا یشترط لها الوقت حتی لو تلاها أو سمعها فی وقت غیر مکروہٍ فأداها فی مکروہ لا تجزیه، لأنها وجبت کاملةً إلا إذا تلاها فی مکروہٍ وسجدها فیه أو فی مکروہٍ اٰخر جاز لأنه أداها کما وجبت.** (شامی زکریا ۲/ ۵۷۹)

سجدۂ تلاوت کو فاسد کرنے والی چیزیں

سجدۂ تلاوت کے دوران اگر حدث لاحق ہوجائے یا گفتگو کرلے یا قہقہہ پیش آجائے تو سجدۂ تلاوت فاسد ہوجائے گا اور اسے دوبارہ سجدہ کرنا ہوگا؛ البتہ قہقہہ کی وجہ سے اس پر وضو لازم نہیں۔ **(ویفسدها ما یفسدها) أی ما یفسد الصلاۃ من الحدث العمد والکلام والقهقهة وعلیه إعادتها الخ إلا أنه لاوضوء علیه فی القهقهة.** (شامی زکریا ۲/ ۵۷۹)

عورت کی محاذات میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا

اگر عورت کی محاذات یا اس کے قریب رہتے ہوئے سجدۂ تلاوت ادا کیا تو بھی وہ درست ہوجائے گا، فاسد نہ ہوگا۔ **وکذا محاذاۃ المرأۃ لا تفسدها کصلاۃ الجنازۃ.**

(شامی زکریا ۲/ ۵۷۹)

جنبی کا حالتِ جنابت میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص حالتِ جنابت میں سجدہ کی آیت پڑھے تو اس پر بھی پاک ہونے کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کرنا لازم ہے۔ **أو قضاءً کالجنب.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۱)

نشہ کی حالت میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کسی شخص نے شراب وغیرہ ناجائز اشیاء استعمال کیں جس سے اس پر نشہ چڑھ گیا اور اسی حالت میں اس نے آیت سجدہ کی تلاوت کی، تو اس پر بعد میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا لازم ہے؛ لیکن اگر کسی جائز چیز کے استعمال سے اتفاقاً نشہ کی کیفیت پیدا ہو جائے، یا مجبوری اور اضطراری حالت میں نشہ کی چیز کے استعمال سے مدہوشی طاری ہوگئی، تو اس حالت میں آیتِ سجدہ پڑھنے سے اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، بشرطیکہ اسے نشہ سے افاقہ کے بعد آیتِ سجدہ پڑھنا یاد نہ ہو۔ **والسكران لأنه اعتبر عقله قائماً حكماً زجراً له ولهٰذا تلزمه العبادات كما في المحيط، ومفاده أنه لو سكر من مباحٍ كما لو أساغ به لقمة أو أكره عليه لم تجب عليه إذا تلاها أو سمعها إذا كان بحال لايميز ما يقول وما يسمع حتى أنه لايتذكره بعد الصحو.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۱)

سوتے ہوئے آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص سجدہ کی آیت پڑھے اور جاگنے کے بعد اسے بتایا جائے کہ اس نے سجدہ کی آیت پڑھی ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہ میں دو روایتیں ہیں: ایک روایت کے اعتبار سے واجب ہے، اور دوسری روایت کے اعتبار سے واجب نہیں ہے۔ (اس لئے احتیاط یہی ہے کہ سجدہ کرلیا جائے) **والنائم أي إذا أخبر أنه قرأها في حالة النوم تجب عليه وهو الأصح . (تاتارخانيه) وفي الدراية: لاتلزمه هو الصحيح (امداد) ففيه اختلاف التصحيح.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۱)

سوتے ہوئے شخص سے آیتِ سجدہ سننا

اگر کسی سونے والے شخص نے سوتے ہوئے آیتِ سجدہ پڑھی، تو سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں دو قول ہیں، راجح یہ ہے کہ واجب نہ ہوگا۔ **ولو سمعها من**

نائم أو مغمى عليه أو مجنون ففيه روايتان أصحهما لايجب. (شامی زکریا ۲/ ۵۸۲)

کافر کا آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص حالتِ کفر میں آیتِ سجدہ پڑھے تو اگر چہ خود اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں؛ لیکن اگر کوئی مسلمان اس کو آیتِ سجدہ پڑھتے ہوئے سن لے تو اس مسلمان پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **کل من لا تجب عليه الصلاة ولا قضاءها كالحائض والنفساء والكافر والصبي والمجنون ليس عليهم بالتلاوة والسماع سجود ويجب على السامع منهم إذا كان أهلاً.** (تقریرات رافعی ۱۰۵ مع الشامی ۲)

بچہ کا آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر بچہ آیتِ سجدہ پڑھے اور وہ تمیز دار ہو تو اگر چہ بچہ پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں؛ لیکن اس سے آیتِ سجدہ سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **وهذا التعليل يفيد التفصيل في الصبي فليكن هو المعتبر إن كان مميزاً وجب بالسماع منه وإلا فلا، واستحسنه في الحلية.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۱)

مجنون شخص کا آیتِ سجدہ پڑھنا

مجنون کے تین درجات ہیں: (۱) جنون کا سلسلہ ایک دن رات کے اندر اندر رہنا، ایسی صورت میں آیتِ سجدہ پڑھنے سے خود پڑھنے والے اور اس سے سننے والے دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

(۲) اگر جنون کا سلسلہ ایک دن رات سے زیادہ ہے؛ لیکن بعد میں افاقہ بھی ہو جاتا ہے تو پڑھنے والے پر تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں؛ لیکن اس سے سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔

(۳) اور اگر جنون کا سلسلہ اس طرح مسلسل ہے کہ کبھی افاقہ ہی نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں نہ تو پڑھنے والے پر سجدہ واجب ہوگا اور نہ اس کے سننے والے پر۔ (والتفصیل فی الشامی زکریا ۲/ ۵۸۲)

آیتِ سجدہ کی بازگشت

اگر کوئی شخص آیتِ سجدہ کی صدائے بازگشت (پہاڑ یا بڑی عمارتوں سے ٹکرا کر آنے والی آواز) کو سنے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ **لاتجب بسماعه من الصدیٰ (درمختار) هو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاریٰ ونحوهما کما فی الصحاح.** (شامی زکریا ۲/۵۸۳)

ریڈیو پر آیتِ سجدہ کی تلاوت

اگر ریڈیو پر آیتِ سجدہ پڑھی جائے تو سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے، کیوں کہ ریڈیو کے اکثر پروگرام پہلے سے ٹیپ کر کے نشر کئے جاتے ہیں؛ البتہ اگر براہ راست ٹیلی کاسٹ ہورہا ہو تو ایسی صورت میں آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہونا چاہئے، کیوں کہ اسے لاؤڈاسپیکر کے درجہ میں رکھا جاسکتا ہے۔ **لا تجب بسماعه من الصدیٰ (درمختار) هو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاریٰ ونحوهما کما فی الصحاح.**

(شامی زکریا ۲/۵۸۳)

ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے کا حکم

ٹیپ ریکارڈ میں بھری جانے والی آواز بھی بظاہر صدائے بازگشت کے مشابہ ہے، اس لئے اکثر مفتیان ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے کو موجبِ سجدۂ تلاوت قرار نہیں دیتے؛ لیکن بعض محقق علماء کی رائے یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب ہونا چاہئے؛ کیوں کہ جب وہ آواز آلۂ غیر مختار سے نکل رہی ہے تو اس کا انتساب آلہ کی طرف نہ ہو کر تلاوت کرنے والے ہی کی طرف ہوگا، جس کی اہلیت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ بریں بناء احتیاط یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت کرلیا جائے۔ (مستفاد: فتویٰ نویسی کے رہنما اصول جدید ایڈیشن ۱۲۶-۱۲۷)

پرندہ سے آیتِ سجدہ سننا

اگر کسی مینا یا طوطا وغیرہ کو سجدہ کی کوئی آیت رٹا دی جائے تو اسے سننے والے پر سجدہ واجب

نہ ہوگا۔ **لا تجب بسماعه من الصدی والطیر هو الأصح، زیلعی وغیره. وقیل تجب. وفی الحجة: هو الصحیح، تتارخانیه. قلت : والأکثر علی تصحیح الأول، وبه جزم فی نور الإیضاح.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۳)

مقتدی کا جہراً آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص کسی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو اور اسی دوران آیتِ سجدہ پڑھ دے تو خود اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا اور اگر اس نے اتنی زور سے آیتِ سجدہ پڑھی کہ دوسروں نے سن لی تو اس میں قدرے تفصیل ہے:

(۱) اگر سننے والا اسی مقتدی کی نماز کے ساتھ شامل ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

(۲) اگر سننے والا اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہو جائے گا؛ لیکن وہ نماز سے فارغ ہو کر اسے ادا کرے گا۔

(۳) اسی طرح اگر مقتدی سے آیتِ سجدہ سننے والا نماز نہ پڑھ رہا ہو تو بھی اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **ولا من المؤتم لو کان السامع فی صلاته أی صلاة المؤتم بخلاف الخارج (در مختار) أی عن صلاة المؤتم التالی إماماً کان أو مؤتماً أو منفرداً أو غیر مصلٍ أصلاً.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۳) **ولو سمع المصلی من غیره لم یسجد فیها بل بعدها.** (شامی زکریا ۲/ ۵۷۸)

سجدۂ تلاوت میں تاخیر مکروہ تنزیہی ہے

بہتر ہے کہ سجدۂ تلاوت جلد از جلد ادا کرلے اگر بلاوجہ تاخیر کرے گا تو کراہتِ تنزیہی لازم آئے گی۔ **ویکره تاخیرها تنزیهاً.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۳)

اگر سجدۂ تلاوت کا سر دست موقع نہ ہو؟

اگر کسی شخص پر تلاوت یا آیتِ سجدہ سننے کی بناء پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا؛ لیکن کسی وجہ سے

وہ اس وقت فوراً سجدہ نہیں کرسکتا، تو مستحب یہ ہے کہ اس وقت یہ آیت پڑھ لے: ﴿سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَإِلَیْکَ الْمَصِیْرُ. البقرۃ: ۲۸۵﴾ اور پھر بعد میں جب موقع ملے سجدۂ تلاوت ادا کرلے۔ **یستحب للتالي أو السامع إذا لم یمکنه السجود أن یقول: ﴿سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا، غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَإِلَیْکَ الْمَصِیْرُ﴾.** (شامی زکریا ۲/۵۸۳)

سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے لئے آیتِ سجدہ کی تعیین ضروری نہیں

اگر کسی شخص نے متعدد آیاتِ سجدہ پڑھیں اور وہ ان کے سجدۂ تلاوت بیک وقت ادا کرنا چاہتا ہے تو ہر ہر آیت کی تعیین کے ساتھ سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ بلاتعیین واجب شدہ سجدوں کو گن کر سجدہ کرلینے سے بھی واجب ادا ہو جائے۔ **ویکفیه أن یسجد عدد ما علیه بلا تعیینٍ ویکون مؤدیاً.** (الدر مع الشامی زکریا ۲/۵۸۳)

نماز میں آیتِ سجدہ کی تلاوت

اگر (امام یا منفرد) نماز کے دوران آیتِ سجدہ پڑھے تو فوراً سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے۔ **إن لم تکن صلویةً فعلی الفور لصیرورتها منها ویأثم بتاخیرها.** (درمختار زکریا ۲/۵۸۴)

نماز کے دوران سجدہ میں کتنی تاخیر کی گنجائش ہے؟

نماز میں آیتِ سجدہ پڑھنے کے بعد تین آیتوں کے بقدر تلاوت سے پہلے پہلے سجدۂ تلاوت یا رکوع کرلینا چاہئے ورنہ بالقصد ایسا کرنے میں تاخیر کا گناہ ہوگا۔ **ویأثم بتاخیرها (درمختار) ثم تفسیر الفور عدم طول المدة بین التلاوة والسجدة بقراءة أکثر من اٰیتین أو ثلاث.** (شامی زکریا ۲/۵۸۴) **وتؤدی برکوع صلاة إذا کان الرکوع علی الفور من قراءة اٰیة أو اٰیتین وکذا الثلاث علی الظاهر.** (درمختار زکریا ۲/۵۸۶)

نماز میں جان بوجھ کر سجدۂ تلاوت چھوڑ دینا

اگر نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی اور قصداً سجدۂ تلاوت چھوڑ دیا تو اگر چہ وہ گنہ گار ہوگا اور اس پر

توبہ لازم ہوگی؛ لیکن نماز درست ہوجائے گی، اوراس سجدہ کی بعد میں قضالازم نہ ہوگی۔ **ولو تلاها فی الصلاة سجدها فيها لا خارجها لما مر. وفی البدائع: وإذا لم يسجد أثم فتلزمه التوبة (درمختار) وهو مقيد أيضاً بما إذا تركها عمداً حتى سلم وخرج من حرمة الصلاة.** (شامی زکریا ۲/۵۸۵)

نماز میں سجدۂ تلاوت بھول گیا

اگرنماز میں آیتِ سجدہ پڑھی مگرسجدۂ تلاوت فوراً کرنا بھول گیا،تو منافیٔ نماز عمل کرنے سے پہلے جب بھی یاد آجائے توسجدۂ تلاوت اداکرلےاس کے بعد سجدۂ سہوکر کےنماز مکمل کرے۔ **أما لو سهواً وتذكرها ولو بعد السلام قبل أن يفعل منافياً يأتي بها ويسجد للسهو.**

(شامی زکریا ۲/۵۸۵)

امام کا خطبۂ جمعہ میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگرامام خطبۂ جمعہ وعیدین میں کوئی آیتِ سجدہ پڑھےتو امام پر اور جن لوگوں نے آیتِ سجدہ سنی ہےان پرسجدۂ تلاوت کرنا واجب ہوگا۔(جن لوگوں نے آیتِ سجدہ نہیں سنی ان پر سجدہ واجب نہیں) **ولو تلا على المنبر سجد وسجد السامعون (درمختار) أى لاغير هم بخلاف الصلاة.** (شامی زکریا ۲/۵۹۸)

آیتِ سجدہ کے مختلف کلمات الگ الگ افراد سے سننا

سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ لفظ سجدہ کے ساتھ اکثر آیت کا پڑھنے والا ایک ہی شخص ہو، لہٰذا اگر ایک آیتِ سجدہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے الگ الگ افراد نے پڑھی تو سننےوالے پرسجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ **ولو سمع اٰية سجدة من قوم من كل واحد منهم حرفاً لم يسجد لأنه لم يسمعها من تالٍ (خانيه) فقد أفاد أن اتحاد التالى شرط.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۵۹۶)

آیتِ سجدہ آہستہ پڑھنا افضل ہے

اگر کوئی شخص جہراً تلاوت کررہا ہو اور وہاں ایسے لوگ بھی موجود ہوں جو اپنے کاموں میں مشغولی کی وجہ سے سجدہ کے لئے تیار نہ ہوں تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب آیتِ سجدہ آئے تو آہستہ پڑھے؛ تاکہ سننے والوں پر سجدہ ہی نہ ہو۔ **و استحسن إخفائها عن سامع غير متهيئ للسجود** (درمختار) **لأنه لو جهر بها لصار موجباً عليهم شيئاً ربما يتكاسلون عن أدائه فيقعون في المعصية.** (شامی زکریا ۲/۵۹۶)

ایک مجلس میں متعدد بار ایک آیتِ سجدہ پڑھنا یا سننا

اگر ایک مجلس میں ایک ہی آیتِ سجدہ بار بار پڑھی یا ایک ہی مجلس میں رہتے ہوئے اسے بار بار سنا تو ایک ہی مرتبہ سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ **وفي مجلس واحد لا تتكرر بل كفته واحدة.** (درمختار زکریا ۲/۵۹۰-۵۹۱)

تکرار وجوب سجدۂ تلاوت کی صورتیں

آیاتِ سجدہ کے متعدد بار واجب ہونے کے لئے تین میں سے ایک بات کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) **آیاتِ سجدہ کا الگ الگ ہونا**: یعنی اگر ایک مجلس میں بیٹھ کر متعدد آیاتِ سجدہ پڑھیں تو ہر ایک پر الگ سجدہ واجب ہوگا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ مجلس ایک ہے لہٰذا ایک ہی سجدہ واجب ہو کیوں کہ ہر آیت مستقل طور پر وجوبِ سجدہ کا سبب ہے۔

(۲) **سننے والے کا ایک مجلس میں متعدد آیاتِ سجدہ سننا**: یعنی اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں بیٹھے بیٹھے دوسرے شخص یا اشخاص سے الگ الگ آیاتِ سجدہ سنیں تو ہر آیت سجدہ پر مستقل سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

(۳) **پڑھنے والے یا سننے والے کی مجلس بدل جانا**: یعنی ایک آیتِ

سجدہ ایک مجلس میں پڑھی یا سنی پھر مجلس بدل گئی تو بعد میں اگر چہ وہی آیت دہرائی گئی تو دوبارہ سجدہ واجب ہوگا، اور مجلس کی تبدیلی کی دو شکلیں ہیں:

الف: حقیقی: مثلاً ایک جگہ سے اٹھ کر دو چار قدم اِدھر اُدھر چلے جانا یا مسجد یا کمرہ سے باہر نکل جانا۔

ب: حکمی: مثلاً ایک مجلس میں بیٹھے بیٹھے کسی ایسے کام میں مشغول ہو جانا جو عرف میں الگ سمجھا جاتا ہے جیسے پڑھتے پڑھتے درمیان میں دستر خوان بچھا کر کھانے لگنا وغیرہ، تو ان اعمال کے بعد اگر وہی آیت دوبارہ پڑھے گا پھر بھی مکرر طور پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **ولو كررها في مجلسين تكررت** (درمختار) **الأصل أنه لايتكرر الوجوب إلا بأحد أمور ثلاثة: اختلاف التلاوة أو السماع أو المجلس، أما الأولان: فالمراد بهما اختلاف المتلو والمسموع، حتى لو تلا سجدات القرآن كلها أو سمعها في مجلس أو مجالس وجبت كلها. وأما الأخير فهو قسمان: حقيقي بالانتقال منه إلى آخر بأكثر من خطوتين الخ. وحكمي، وذلك بمباشرة عمل يعد في العرف قطعاً لما قبله، كما لو تلا ثم أكل كثيراً أو نام الخ.** (شامی زکریا ۵۹۰/۲-۵۹۱)

ایک آیتِ سجدہ متعدد لوگوں سے سننا

اگر ایک آیتِ سجدہ ایک مجلس میں کئی لوگوں سے سنی اور خود بھی پڑھ لی تو بھی ایک ہی سجدہ کافی ہو جائے گا۔ **وفي البزازية: سمعها من آخر ومن آخر أيضاً وقرأها كفت سجدة واحدة في الأصح لاتحاد الآية والمكان.** (شامی زکریا ۵۹۱/۲)

چلتی سواری پر آیتِ سجدہ کا تکرار

اگر چلتی سواری مثلاً ٹرین، ہوائی جہاز، کشتی اور بس وغیرہ میں ایک ہی آیتِ سجدہ متعدد بار پڑھی تو بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا؛ البتہ اگر کسی جانور گھوڑے یا اونٹ وغیرہ پر سواری کر رہا ہے تو ہر مرتبہ کے لئے الگ سجدہ کرنا ہوگا۔ **بخلاف زوايا مسجد وبيت وسفينة سائرة الخ.** (درمختار زکریا ۵۹۳/۲) **وإذا قرأها مراراً على الدابة والدابة تسير فإن كان في**

الصلاة تكفيه سجدة واحدة، وإن كان خارج الصلوٰة يلزمه لكل مرة سجدة وإذا قرأها في السفينة والسفينة تجري يكفيه سجدة واحدة. (تاتارخانية زكريا ۴۷۱/۲)

نوٹ: بظاہر کار اور موٹر سائیکل کا حکم جانور کی سواری کے مانند معلوم ہوتا ہے کہ اس میں خارج نماز تکرار آیت سے تکرارِ سجدہ لازم ہوگا۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴/۶۷)

آیتِ سجدہ پڑھ کر وہی آیت نماز میں دہرانا

اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں آیتِ سجدہ پڑھی پھر مجلس بدلے بغیر وہ نماز میں مشغول ہوگیا اور نماز میں اس نے وہی آیتِ سجدہ دوبارہ پڑھی تو نماز میں کیا جانے والا سجدۂ تلاوت نماز سے خارج پڑھی گئی آیتِ سجدہ کی طرف سے بھی کافی ہوجائے گا، حتی کہ اگر اس نے نماز میں سجدۂ تلاوت نہیں کیا تو اس سے دونوں آیتوں کے سجدے ساقط ہوجائیں گے اور وہ ترک سجدہ پر گنہ گار ہوگا۔ ولو لم يسجد أولاً كفته واحدة لأن الصلاتية أقوىٰ من غيرها فتستتبع غيرها وإن اختلف المجلس، ولو لم يسجد فى الصلاة سقطتا فى الأصح وأثم. (درمختار) وشرط فى البحر اتحاده الخ. وينبغي ترجيح ما فى البحر الخ. (شامی زکریا ۵۹۰/۲)

نماز کے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی

اگر نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی اور اس کے فوراً بعد (دو یا تین آیتوں کے بعد) رکوع کر لیا اور رکوع میں سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لی تو اسی رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا، اور اگر تین آیتوں سے تاخیر ہوگئی تو اب رکوع کافی نہ ہوگا؛ بلکہ الگ سے سجدہ کرنا ہوگا۔ وتؤدى بركوع صلاة إذا كان الركوع على الفور من قراءة اٰية أو اٰيتين، وكذا الثلاث على الظاهر كما فى البحر إن نواه أى كون الركوع لسجود التلاوة على الراجح. (درمختار زکریا ۵۸۶/۲-۵۸۷)

بہتر ہے کہ امام رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے

اگر چہ نیت کرنے سے رکوع کے ساتھ سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے؛ تاہم امام کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ رکوع کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے؛ بلکہ یا تو مستقل سجدہ کرے یا آیتِ سجدہ پڑھنے کے فوراً بعد جب نماز کا سجدہ آئے تو اسی کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لے، پس ایسی صورت میں بالاتفاق امام ومقتدی سب کا سجدہ ادا ہو جائے گا، چاہے سجدۂ تلاوت کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ **والظاهر أن المقصود بهٰذا الاستدراك التنبيه على أنه ينبغي للإمام أن لا ينويها في الركوع؛ لأنه إذا لم ينوها فيه ونواها في السجود أو لم ينوها أصلاً لا شيء على المؤتم؛ لأن السجود هو الأصل فيها.** (شامی زکریا ۲/۵۸۸)

مقتدی کا امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرنا

اگر مقتدی نے امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی ہے، تو اس کی نماز بلاشبہ درست ہو جائے گی۔ **فإذا ركع إمامه فوراً يلزمه أن ينويها فيه احتياطاً لاحتمال أن الإمام نواها فيه.** (شامی زکریا ۲/۵۸۸)

آیتِ سجدہ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے امام کے ساتھ مقتدی نے سجدہ کی نیت نہیں کی؟

جس مقتدی کو امام کے آیتِ سجدہ پڑھنے کا علم ہی نہیں ہوا، وہ اس بارے میں شرعاً معذور ہے، پس امام کا رکوع میں سجدہ کی نیت کرنا اس کی طرف سے یقیناً کافی ہو جائے گا، جیسا کہ خود فقہاء نے لکھا ہے کہ سری نمازوں میں اگر امام رکوع میں سجدہ کی نیت کر لے تو مقتدیوں کی طرف سے بھی سجدہ خود بخود ادا ہو جاتا ہے۔ **وينبغي حمله على الجهرية، البحث لصاحب النهر ولعل وجهه أنه ذكر في التاترخانية أنه لو تلاها في السريّة فالأولىٰ أن يركع بها؛**

لأن لا يلتبس الأمر على القوم، ولو في الجهرية فالسجود أولىٰ الخ، فإنه يفيد أن نية الإمام كافية لعدم علمهم بما قرأه الإمام سراً الخ، أما في السرية فهو معذور وتكفيه نية إمامه إذ لا علم له بتلاوة إمامه. (شامی زکریا ۲/۵۸۷-۵۸۸)

آیتِ سجدہ کا علم ہونے کے باوجود مقتدی کا رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرنا؟

اگر مقتدی نے آیتِ سجدہ کا علم ہونے کے باوجود امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی ہے، تو اس کے لئے احوط یہ ہے کہ وہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے الگ سے سجدۂ تلاوت ادا کرلے؛ لیکن اگر اس نے سجدۂ تلاوت ادا نہیں کیا تو اس کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں اگرچہ بعض جزئیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی؛ لیکن تحقیقی قول یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی، اس کی دو وجوہات ہیں:

اول یہ کہ کافی میں لکھا ہے کہ امام کا رکوع میں سجدہ کی نیت کرنا مقتدیوں کی طرف سے بھی کافی ہے اور اسی قول کو علامہ شامیؒ نے اصح کہا ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر امام کی نیت کو کافی نہ مانا جائے پھر بھی زیادہ سے زیادہ یہ لازم آتا ہے کہ مقتدی کا سجدۂ تلاوت ترک ہوجائے اور نماز میں سجدۂ تلاوت کا ترک موجبِ فساد نہیں؛ لہٰذا خلاصہ یہ نکلا کہ مسئولہ صورت میں مذکورہ مقتدیوں کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔

ويسجد إذا سلم الإمام ويعيد القعدة ولو تركها فسدت صلاته كما في القنية. (شامی زکریا ۲/۵۸۷) وينبغي حمله على الجهرية. (الدر المختار ۲/۵۸۷) وقال الرافعي: هل إعادتها بعد السلام شرط حتى لا يسوغ تقديمها أو هو لبيان غاية تاخيرها حتى لو قدّمها صح؛ لأنه بمنزلة اللاحق يراجع الخ، الظاهر الثاني. (تقریراتِ رافعی ۲/۱۰۶) وفي الشامي: هٰذا وفي القهستاني واختلفوا في أن نية الإمام كافية كما

في الكافي، فلو لم ينو المقتدي لا ينوب على رأي الخ. ثم قال بحثاً: والأولىٰ أنه يحمل على القول بأن نية الإمام لا تنوب عن نية المؤتم، والمتبادر من كلام القهستاني السابق أنه خلاف الأصح، حيث قال على رأي فتأمل. (شامی زکریا ۵۸۷/۲-۵۸۸، فتاویٰ عثمانی ۴۹۷/۲)

آیتِ سجدہ کے فوراً بعد سجدہ کرنے میں نیت شرط نہیں

اگر آیتِ سجدہ پڑھی اور اس کے بعد فوراً (یعنی تین آیتوں سے زائد فصل کئے بغیر) رکوع اور سجدہ کرلیا اور رکوع میں سجدہ کی نیت نہیں کی تو امام اور مقتدی سب کا سجدۂ تلاوت نماز کے سجدہ کے ساتھ ادا ہوجائے گا۔ **وتؤدى بسجودها كذلك أي على الفور وإن لم ينو بالإجماع.** (درمختار زکریا ۵۸۷/۲)

امام سجدہ میں گیا مقتدیوں نے رکوع سمجھا

امام سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا گیا اور مقتدی سمجھے کہ امام رکوع میں ہے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ اپنا رکوع چھوڑ کر سجدہ ادا کرلیں خواہ امام کے سجدہ کے بعد ہی ہو۔ **ولو سجد لها فظن القوم أنه ركع، فمن ركع رفضه وسجد لها.** (درمختار زکریا ۵۸۸/۲)

نمازی کا غیر نمازی سے آیتِ سجدہ سننا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اسی دوران اس نے کسی دوسرے شخص سے آیتِ سجدہ سنی تو وہ نماز میں سجدۂ تلاوت ادا نہیں کرے گا؛ بلکہ نماز سے فارغ ہوکر سجدہ کرے گا، حتی کہ اگر نماز میں سجدہ کرلیا تو بھی کافی نہ ہوگا، اسے بعد میں دہرانا پڑے گا۔ **ولو سمع المصلي السجدة من غيره لم يسجد فيها لأنها غير صلاتية بل يسجد بعدها لسماعها من غير محجور ولو سجد فيها لم تجزه لأنها ناقصة للنهي فلا يتأدىٰ بها الكامل وأعاده أي السجود لما مر الخ، دونها أي الصلاة الخ.** (درمختار زکریا ۵۸۹/۲)

سجدۂ تلاوت کے بعد اسی آیت کو دہرانا

اگر کسی شخص نے کوئی آیتِ سجدہ پڑھی پھر سجدہ کرلیا، اس کے بعد پھر مجلس میں رہتے ہوئے اسی آیت کا تکرار کرتا رہا تو اس پر کوئی مزید سجدہ واجب نہ ہوگا؛ بلکہ پہلا ہی سجدہ کافی ہوجائے گا۔

فتنوب الواحدة فی تداخل السبب عما قبلها وعما بعدها. (درمختار زکریا ۲/۲ ۵۹)

امام کے لئے ایک اہم تنبیہ

سری نمازوں میں اور جمعہ وعیدین (یا بڑے اجتماعات میں) امام کو چاہئے کہ وہ آیتِ سجدہ کی تلاوت نہ کرے، کیوں کہ ان نمازوں میں مقتدیوں میں انتشار کا اندیشہ ہے؛ البتہ اگر آیتِ سجدہ قرأت کے اخیر میں پڑ رہی ہو کہ نماز کے سجدہ کے ضمن میں سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے تو حرج نہیں۔

ویکره للإمام أن یقرأها فی مخافتة ونحو جمعة وعید إلا أن تکون بحیث تؤدیٰ برکوع الصلاة أو سجودها (درمختار) لأنه إن ترک السجود لها فقد ترک واجباً وان سجد یشتبه علی المقتدیین الخ. (درمختار زکریا ۲/ ۵۹۸)

○❖○

نمازِ مسافر

سفر؛ موجبِ تخفیف

اسلام نے جن چیزوں کوتخفیف اور سہولت کا سبب قرار دیا ہے ان میں ایک ''سفر'' بھی ہے، سفر کی وجہ سے آدمی کو طرح طرح کی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اب اگر سفر میں بھی وہی سب احکامات جاری رہیں جو مقیم ہونے کی حالت میں جاری رہتے ہیں، تو اس سے یقیناً تنگی پیش آئے گی؛ اس لئے لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے شریعت نے مسافرین کو مختلف سہولتیں دی ہیں؛ تاکہ آسانی کے ساتھ وہ حقوق اللہ ادا کرسکیں، انہیں سہولیات میں سے ایک سہولت نماز میں تخفیف بھی ہے۔ سفر کے دوران چار رکعت والی نماز کو صرف دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاۃِ. (النساء: ۱۰۱)	اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے اس بات میں کہ نماز میں قصر کرو۔

حنفیہ کے نزدیک یہ قصر کرنا صرف مباح ہی نہیں؛ بلکہ واجب ہے، حتی کہ اگر کوئی مسافر دو کے بجائے چار فرض ادا کر لے تو وہ گنہگار ہوگا، اور بعض صورتوں میں اس کی نماز بھی واجب الاعادہ ہوگی۔ (جس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی)

اس باب میں مسافر کی نماز سے متعلق اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں۔ اسی مناسبت سے سفر کے متفرق آداب جو احادیثِ شریفہ سے ثابت ہیں، ان کو بھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے :

آدابِ سفر

(۱) جمعرات کے دن سفر کی ابتداء پسندیدہ ہے۔ (بخاری شریف ۱/۴۱۴)

(۲) صبح سویرے سفر کرنا مبارک ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۳۳۹)

(۳) ظہر کے بعد سفر کرنا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے سفر کی ابتداء ظہر کے بعد فرمائی۔ (بخاری شریف ۱/۲۱۴)

(۴) بہتر ہے کہ سفر سے پہلے کوئی بہتر رفیق سفر تلاش کرلیا جائے؛ تاکہ وہ ضرورت کے وقت معین اور سامان کا محافظ ہو۔

(۵) جب سفر میں کئی ساتھی ہوں تو بہتر ہے کہ ان میں جو شخص سب سے زیادہ معاملہ فہم ہو اسے امیر بنالیا جائے۔

(۶) سفر کے لئے گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا مسنون ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’گھر سے نکلنے کے وقت ۲/رکعت نماز پڑھو، تو سفر کی تمام ناپسندیدہ باتوں سے محفوظ رہو گے‘‘۔ (بخاری شریف ۲/۴۸۷)

(۷) جب کوئی شخص سفر کے لئے گھر سے نکلے تو اس کے متعلقین اس سے یہ دعائیہ کلمات کہیں: اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ. (اذکار النووی ۲۰۲) (میں تمہارا دین تمہاری امانت اور تمہارے آخری اعمال اللہ کے حوالہ کرتا ہوں) ظاہر ہے کہ جب کوئی چیز اللہ کے حوالہ کردی جائے گی، تو وہ یقیناً محفوظ رہے گی، اسی طرح ’’فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ‘‘ اور ’’بِاسْمِ اللّٰہِ‘‘ کہنا بھی ثابت ہے۔

(۸) سفر میں جانے والے سے دعا کی درخواست بھی ثابت ہے، اس لئے کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۹) اگر کوئی دشواری اور عذر نہ ہو تو سفر میں بیوی کو ساتھ لے جانا مسنون ہے، اس میں سہولت کے ساتھ نفس کی بھی حفاظت رہتی ہے۔

(۱۰) جب کام پورا ہو جائے تو جلد از جلد سفر سے واپس ہو جانا چاہئے۔ (بخاری شریف ۲/۲۴۲)

(۱۱) سفر سے واپسی پر گھر والوں کے لئے کچھ تحفہ اور ہدیہ لانا مسنون ہے۔ (دارقطنی ۲/۲۰۰)

(۱۲) واپس ہو کر اولاً مسجد میں جاکر (یا اپنے گھر میں) ۲/رکعت نماز پڑھنا مسنون ہے۔

(۱۳) سفر سے واپسی پر معانقہ بھی مسنون ہے۔

(۱۴) سفر کی حالت میں ذکر واذکار، تلاوت اور دینی مشغلہ میں وقت گذارنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سفر میں ذکر میں لگا رہتا ہے تو فرشتے اس کے ہم سفر ہو جاتے ہیں، اور اگر شعر وشاعری (یا لغو مشغلہ) میں مشغول ہوتا ہے تو شیطان اس کا رفیق سفر بن جاتا ہے۔ (کنز العمال ۳/۳۸، تلخیص از: شمائل کبریٰ، مؤلفہ: مفتی محمد ارشاد صاحب)

اب آگے سفر کے متعلق اہم اور ضروری مسائل ملاحظہ فرمائیں:

سفر شرعی کی تعریف

پیدل آدمی یا اونٹ کی رفتار سے جملہ حوائجِ بشریہ (کھانا پینا، آرام وغیرہ) وضروریاتِ شرعیہ (نماز وغیرہ) کا لحاظ رکھتے ہوئے تین دن اور تین رات میں جتنی مسافت بآسانی طے کی جاسکے، اس پر سفر شرعی کا اطلاق ہوتا ہے، اور یومیہ پیدل سفر مذکورہ امور کا خیال کرتے ہوئے چھ سات گھنٹہ سے زیادہ کا نہیں ہوتا، (بریں بنا تین دن رات میں سفر کی مقدار کا اندازہ ۱۸ر گھنٹوں سے ۲۱ر گھنٹوں تک کا لگایا جائے گا)۔ **قاصداً مسيرة ثلاثة أيام و لياليها من أقصر أيام السنة ولا يشترط سفر كل يوم إلى الليل بل إلى الزوال ولا اعتبار بالفراسخ على المذهب بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة. (درمختار) أى سير الإبل ومشى الأقدام ويعتبر في الجبل بما يناسبه من السير.** (شامي زكريا ۲/ ۶۰۰-۶۰۲، بيروت ۲/ ۵۲۵، هنديه ۱/ ۱۳۸)

مسافتِ سفر

فقہ میں مسافتِ سفر کا اندازہ میلوں یا کلومیٹر پر نہیں؛ بلکہ تین دن رات کی معمول بہا مسافت پر ہے، اب یہ مسافت کس قدر ہوسکتی ہے؟ اس بارے میں اکابر علماء ہند ومفتیان کرام کی رائے ۴۸ر میل انگریزی کی ہے جس کی مقدار کلومیٹر کے اعتبار سے تقریباً سوا ستتر کلومیٹر بنتی ہے۔ تاہم بعض محققین نے ۴۵ر میل شرعی والے فقہی قول پر فتویٰ دیا ہے، جس کی مقدار کلومیٹر کے اعتبار سے ۸۲ر کلومیٹر ۲۹۶ر میٹر بیٹھتی ہے۔ (راقم الحروف کے نزدیک ۴۵ر میل شرعی والے قول میں احتیاط زیادہ ہے، اگرچہ ۴۸ر میل انگریزی والا قول بھی اصول کے خلاف نہیں ہے) **ولا اعتبار بالفراسخ على المذهب (درمختار) لأن المذكور في ظاهر الرواية اعتبار ثلاثة أيام كما في الحلية، وقال في الهداية: هو الصحيح احترازا عن قول عامة المشائخ من تقديرها بالفراسخ.** (شامي زكريا ۲/ ۶۰۲، بيروت ۲/ ۵۲۶) (تفصیل دیکھئے: احسن الفتاویٰ ۴/ ۹۱، ایضاح المسائل ۷۰، جواہر الفقہ ۱/ ۴۳۷، جدید ۳/ ۴۷، فتاویٰ شیخ الاسلام ۴۹، احکام السفر ۳۴)

لمبی مسافت جلدی قطع کرلینا

اگر تیز رفتار سواری سے سفر شرعی کی مسافت چند گھنٹوں میں قطع کرلی پھر بھی قصر کا حکم جاری

ہوگا۔ **حتی لو أسرع فوصل في يومين قصر.** (درمختار زکریا ۲/۶۰۳، بیروت ۲/۵۲۶)

گناہ کے ارادہ سے سفر بھی موجبِ تخفیف ہے

سفر کرنا ہر مسافر کے لئے موجبِ تخفیف ہے، حتی کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کے ارادہ سے سفر کرے اس پر بھی نمازیں قصر کرنے کا حکم ہوگا۔ **ولو كان عاصياً بسفره لأن القبح المجاور لا يعدم المشروعية.** (درمختار زکریا ۲/۶۰۴، بیروت ۲/۵۲۷، ہندیہ ۱/۱۳۹)

مسافر شرعی پر قصر واجب ہے

جو شخص مسافر شرعی بن جائے اس پر شرعاً لازم ہے کہ وہ ۴؍ رکعت والی نمازیں دو رکعت ہی پڑھے۔ (جب کہ وہ تنہا یا امام بن کر نماز پڑھے) **صلى الفرض الرباعي ركعتين وجوباً لقول ابن عباس رضي الله عنه إن الله فرض على لسان نبيكم صلاة المقيم أربعاً والمسافر ركعتين الخ.** (درمختار زکریا ۲/۶۰۳، بیروت ۲/۵۲۶)

سفر میں سننِ مؤکدہ پڑھنے کا حکم

مسافر اگر کسی جگہ اطمینان کے ساتھ مقیم ہو، اور اسے سفر کی جلدی نہ ہو، تو بہتر یہی ہے کہ فرائض کے ساتھ سننِ مؤکدہ بھی اداء کرے، اور اگر اطمینان کی کیفیت نہ ہو اور سفر کی جلدی ہو، تو ایسی صورت میں سننِ مؤکدہ ترک کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمود یہ ڈابھیل ۷/۵۱۵، فتاویٰ دارالعلوم ۴/۴۴۵) **ويأتي المسافر بالسنن إن كان في حال أمن وقرار وإلا بأن كان في خوف وفرار لا يأتي بها هو المختار لأنه ترك لعذر.** (شامي مع الدر زكريا ۲/۶۱۳، هندية ۱/۱۳۹) **واختلفوا في ترك السنن في السفر، فقيل: الأفضل هو الترك ترخيصاً، وقيل: الفعل تقرباً، وقال الهندواني: الفعل حال النزول، والترك حال السير.** (البحر الرائق كوئٹه ۲/۱۳۰، تاتارخانية زكريا ۲/۴۸۹ رقم: ۳۰۸۳، كبيري أشرفية ۵۴۵، مجمع الأنهر ديوبند ۱/۲۳۹) **أن الرواتب لا تبقى مؤكدة في السفر كالحضر، فينبغي مراعاة حال الرفقة في إتيانها، فإن أثقل عليهم تركها أو أخرها حتى يأتي بها على**

ظهر الراحلة. (إعلاء السنن كراچی ۷/ ۲۹۰، طحطاوي علی المراقي دار الکتاب ۴۲۲)

مسافتِ سفر کا اعتبار کہاں سے ہوگا؟

جب مسافر سفر کی نیت سے اپنی جائے قیام کی آبادی اور اس کے ملحقات سے آگے بڑھے گا تو اس پر قصر کے احکامات شروع ہوں گے، محض گھر یا محلّہ سے نکلنے سے وہ مسافر نہ سمجھا جائے گا۔ **وأشار إلی أنه یشترط مفارقة ما کان من توابع موضع الإقامة کربض المصر وهو ما حول المدینة من بیوت ومساکین فإنه في حکم المصر.** (شامی زکریا ۲/ ۵۹۹، بیروت ۲/ ۵۲۳)

بڑے شہروں سے سفر شروع کرنے والا کہاں سے مسافر بنے گا؟

بڑے شہروں (جن کی آبادیاں میلوں تک پھیلی ہوئی ہیں) سے جو شخص سفر شروع کرے تو وہ اس وقت سے مسافر شمار ہوگا، جب کہ اس شہر کی عرفی وحکومتی حدود سے باہر نکل آئے، اگرچہ آبادی کا اتصال ختم نہ ہو۔ مثلاً دلی سے غازی آباد کی طرف سفر کرنے والا جب ضلع غازی آباد کی حدود میں داخل ہوگا اسی وقت سے مسافر سمجھا جائے گا، حالاں کہ دلی اور غازی آباد کی آبادیاں متصل ہوچکی ہیں، یہی حال دوسری جانب لونی، نوئیڈا اور فریدآباد وغیرہ کا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۶/ ۶۳، احسن الفتاویٰ ۴/ ۷۳) **والقریة المتصلة بالفناء دون الربض لا تعتبر مجاوزتها علی الصحیح کما في شرح المنیة.** (شامی زکریا ۲/ ۶۰۰، بیروت ۲/ ۵۲۳، ہندیہ ۱/ ۱۳۹)

اسٹیشن، ائیرپورٹ اور بندرگاہ وغیرہ پر قصر کا حکم

آبادی سے ملحق اسٹیشن، بس اسٹینڈ، ائیرپورٹ اور بندرگاہ سب شہر ہی کے حکم میں ہیں؛ لہٰذا وہاں سے سفر شروع کرنے والا یا واپس آنے والا ان جگہوں پر قصر نہیں کرے گا؛ لیکن اگر یہ جگہیں آبادی سے فاصلہ پر ہوں جیسا کہ آج کل بعض شہروں کے ایئرپورٹ آبادی سے کافی دوری پر واقع ہوتے ہیں، تو پھر آدمی حدودِ شہر سے نکلتے ہی مسافر ہوجائے گا اور ایئرپورٹ وغیرہ پر قصر کرے گا۔ **یشترط مفارقة ما کان من توابع موضع الإقامة.** (شامی زکریا ۲/ ۵۹۹، بیروت ۲/ ۵۲۳)

مسافر بننے کے لئے سفر کے ساتھ نیتِ سفر بھی لازم ہے

شرعی طور پر مسافر وہی شخص قرار دیا جائے گا جو سفر شرعی کی نیت سے سفر کا آغاز کرے، بلانیت سفر کرنے والے پر مسافر شرعی کا اطلاق نہ ہوگا۔ **قاصداً ولو كافراً ومن طاف الدنيا بلا قصد لم يقصر (درمختار) أشار به مع قوله خرج إلى أنه لو خرج ولم يقصد أو قصد ولم يخرج لا يكون مسافراً.** (شامی زکریا ۶۰۰/۲، بیروت ۵۲۴/۲، هندیه ۱۳۹/۱)

جس راستہ سے سفر کرے اسی کی مسافت کا اعتبار ہے

اگر کسی جگہ کی مسافت راستوں کے اعتبار سے الگ الگ ہے، مثلاً ٹرین کے راستہ سے مسافت سفر زیادہ ہے، اور سڑک کے راستہ سے کم ہے تو مسافر جس راستہ کو اختیار کرے گا اسی کا اعتبار ہوگا۔ اگر مسافت سفر والے راستہ سے سفر کیا ہے تو مسافر ہوجائے گا اور اگر دوسرے راستہ سے سفر کیا ہے تو مسافر نہ ہوگا۔ **ولو لموضع طريقان أحدهما مدة السفر والآخر أقل قصر في الأول لا الثاني.** (درمختار زکریا ۶۰۳/۲، بیروت ۵۲۶/۲، هندیه ۱۳۸/۱)

سفر شرعی کے ارادہ سے نکلا پھر کچھ دور جا کر واپس آ گیا

اگر کوئی شخص سفر شرعی کے ارادہ سے اپنے شہر سے روانہ ہوا؛ لیکن ابھی شرعی مسافت طے نہیں کی تھی کہ اس کا آگے جانے کا ارادہ ملتوی ہوگیا، تو ایسا شخص جاتے ہوئے تو مسافر شمار ہوگا، اور جس جگہ سے اس نے واپسی کا ارادہ کیا ہے وہیں سے مقیم سمجھا جائے گا۔ **وإلا فيتم بمجرد نية العود لعدم استحكام السفر (درمختار) أقول ويظهر لي في الجواب أن العلة في الحقيقة هي المشقة وأقيم السفر مقامها ولكن لا تثبت عليتها إلا بشرط ابتداءٍ وشرط بقاءٍ الخ.** (شامی زکریا ۶۰۴/۲-۶۰۵، بیروت ۵۲۸/۲، هندیه ۱۳۹/۱، قاضی خان ۱۶۵/۱)

واپسی پر مسافر کا سفر کب ختم ہوگا؟

اگر کوئی مسافر اپنے وطن لوٹ کر آئے تو اسی جگہ پہنچنے پر وہ مقیم قرار پائے گا جہاں سے آگے بڑھنے پر اسے مسافر قرار دیا گیا تھا، یعنی اس شہر سے ملحق متصل آبادی تک پہنچ جائے۔ حتـــــى

یـدخل موضع مقامه أی الذی فارق بیوته الخ و دخل فی موضع المقام ما ألحق بہٖ کالربض کما أفاده القهستانی. (شامی زکریا ۶۰۴/۲، بیروت ۵۲۷/۲-۵۲۸)

وطن کی قسمیں

کتب فقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر وطن کی درج ذیل قسمیں ہیں:

(۱) وطنِ اصلی، وطنِ تأہل، وطنِ توطن یعنی وطنِ اقامت مستقل بھی وطن اصلی کے حکم میں ہیں (۲) وطنِ اقامت عارضی (۳) وطنِ سکنی۔ **عبارة عامة المشائخ الأوطان ثلاثة: وطن أصلی الخ، ووطن السفر وقد سمی وطن إقامة الخ، ووطن سکنیٰ.** (هندية ۱۴۲/۱) **والوطن الأصلی هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنہٖ.** (درمختار زکریا ۶۱۴/۲) **وطن الإقامة یسمیٰ أیضاً الوطن المستعار والحادث.** (شامی زکریا ۶۱۴/۲، هندیه ۱۴۲/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۸۰/۱، تاتارخانیه زکریا ۵۱۰/۲-۵۱۱، حلبی کبیر ۵۴۴)

وطنِ اصلی کی تعریف

وطنِ اصلی اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں انسان کی پیدائش ہوئی ہو یا اس نے کسی جگہ کو مستقل سکونت کی جگہ بنالیا ہو اور تا زندگی وہیں رہنے کا عزم ہو۔ **والوطن الأصلی هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنہٖ.** (درمختار زکریا ۶۱۴/۲، بیروت ۵۳۵/۲، هندیه ۱۴۲/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۸۰/۱، البحر الرائق زکریا ۲۳۹/۲، تاتارخانیه زکریا ۵۱۰/۲ رقم: ۴۴۳۱، حلبی کبیر ۵۴۴، مجمع الانهر ۱۶۴/۱)

وطنِ اصلی میں سکونت ضروری نہیں

اگر کوئی شخص اپنے آبائی وطن میں سکونت نہیں رکھتا؛ بلکہ کبھی سال دو سال میں ایک دو روز کے لئے وہاں آجاتا ہے، پھر بھی وہ وطنِ اصلی ہی کے درجہ میں ہوگا۔ **وفی المبسوط: هو الذی نشأ فیه أو توطن فیه أو تأهل. وقوله: أو توطن فیه یتناول ما عزم القرار فیه وعدم الارتحال وإن لم یتأهل.** (حلبی کبیر ۵۴۴، هندیه ۱۴۲/۱، شامی بیروت ۵۳۶/۲، زکریا ۶۱۴/۲)

وطنِ اصلی متعدد ہوسکتے ہیں

جس طرح وطن اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں آدمی پیدا ہوا ہو اور وہ اس کا آبائی وطن ہو، اسی

طرح اگر کوئی شخص کسی دوسری جگہ کو مستقل رہائش کے لئے مقرر کرلے اور بیوی بچوں کے ساتھ وہیں مقیم ہوجائے تو یہ جگہ بھی وطنِ اصلی کے درجہ میں آجاتی ہے، اس سے معلوم ہوگیا کہ وطنِ اصلی متعدد ہوسکتے ہیں۔ **ولو انتقل بأهله ومتاعه إلى بلد وبقي له دور و عقار في الأول، قيل بقي الأول وطناً له، وإليه أشار محمد رحمه الله تعالىٰ في الكتاب.** (عالمگیری ١٤٢/١) **الوطن الأصلي يجوز أن يكون واحداً أو أكثر من ذٰلك.** (بدائع زکریا ٢٨٠/١)

وطنِ اصلی کب ختم ہوتا ہے؟

اگر کوئی شخص اپنے وطنِ اصلی سے بالکلیہ کوچ کر جائے اور وہاں مستقل رہنے کا ارادہ ختم کرلے، تو یہ وطنِ اصلی باقی نہیں رہے گا؛ البتہ محض سفر کرنے یا کسی دوسری جگہ مقیم ہونے سے وطنِ اصلی باطل نہیں ہوتا۔ **الوطن الأصلي ...... يبطل بمثله إذا لم يبق له بالأول أهل فلو بقي لم يبطل بل يتم فيهما لا غير.** (درمختار زکریا ٦١٤/٢، بیروت ٥٣٦/٢) **ويبطل الوطن الأصلي بالوطن الأصلي – إلى قوله – ولا يبطل الوطن الأصلي بإنشاء السفر وبوطن الإقامة.** (عالمگیری ١٤٢/١، بدائع الصنائع زکریا ٢٨٠/١، البحر الرائق زکریا ٢٣٩/٢، تاتارخانیة زکریا ٥١١/٢ رقم: ٣١٤٧، حلبی کبیر ٥٤٤، مجمع الانهر ١٦٤/١، هدایه ١٦٧/١)

وطنِ تأہل

اگر کوئی شخص کسی شہر میں کسی عورت سے نکاح کرکے بیوی کو مستقل اسی شہر میں رکھنے کا ارادہ کرے تو یہ وطنِ تأہل کہلاتا ہے، اس کا حکم بھی وطنِ اصلی کے مانند ہے، یعنی شوہر جب بھی اس شہر میں آئے گا تو پوری نماز پڑھے گا اور جب تک بیوی کو وہاں رکھنے کا ارادہ ہے یہ وطن باقی رہے گا۔ **أو موضع تأهل به.** (فتح القدیر ٤١/٢، شامی زکریا ٦١٤/٢، بدائع الصنائع زکریا ٢٨٠/١، البحر الرائق زکریا ٢٣٢/٢، حلبی کبیر ٥٤٤)

سسرال کا حکم

شوہر نے اگر شادی کرکے اپنی بیوی کو اس کے میکہ ہی میں مستقل چھوڑ رکھا ہے تو اس شوہر

کے لئے وہ مقام وطن تأہل کے درجہ میں ہوگا، اور وہاں اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی جائے گا تو نماز پوری پڑھے گا (جیسا کہ اوپر گذرا) اسی طرح بیوی جب رخصت ہوکر سسرال چلی جائے اور وہیں رہنے سہنے لگے تو اس کا میکہ اس کا وطنِ اصلی نہیں رہتا؛ بلکہ سسرال ہی وطن بن جاتا ہے، اس کے برخلاف وہ بیوی جو اپنے میکہ ہی میں رہ رہی ہے اور رخصت ہوکر شوہر کے گھر (سسرال) جاکر مستقل مقیم نہیں ہوئی ہے وہ اگر کسی وقت کچھ وقت کے لئے اپنی سسرال جائے گی تو جب تک پندرہ دن قیام کی نیت نہ ہو تو وہ قصر کرے گی؛ کیوں کہ مستقل میکہ میں قیام کی وجہ سے سسرال اس کے لئے وطنِ اصلی کے درجہ میں نہیں بنا ہے۔ **ومن حكم الوطن الأصلي أن ينتقض بالوطن الأصلي لأنه مثله وشيء ينتقض بما هو مثله.** (تاتارخانية زكريا ٢/ ٥١٠ رقم: ٣١٤٥، بشتي زيور ٢/ ٥٠)

وطنِ اقامت مستقل

جس شہر میں آدمی کاروبار یا مستقل ملازمت کے سلسلہ میں مقیم ہو اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ بلا کسی خاص عارض کے یہاں سے نہیں جائے گا، تو یہ وطنِ توطن یا وطنِ اقامت مستقل کہلائے جانے کے لائق ہے، اور اس کا حکم بھی وطنِ اصلی کے مانند ہے۔ **أو توطن فيه يتناول ما عزم القرار فيه وعدم الارتحال وإن لم يتأهل.** (حلبی کبیر ٥٤٤، شامي بيروت ٢/ ٥٣٦، زكريا ٢/ ٦١٤)

جائے ملازمت وغیرہ کا حکم

عصر حاضر کے بعض محقق علماء ومفتیان کے نزدیک موجودہ دور میں جو حضرات مستقل کسی ادارہ کے ملازم ہوں، یا کسی شہر میں کاروباری سلسلہ میں مستقل مقیم ہوں اور ان کا ارادہ یہ ہو کہ یہاں سے کسی خاص سبب کے بغیر کہیں اور منتقل نہ ہوں گے، تو یہ جگہ بھی ان کے لئے وطنِ اصلی کے درجہ میں ہے، اور یہاں بہرحال اتمام کے احکام جاری ہوں گے۔ **والوطن الأصلي هو وطن الإنسان في بلدته أو بلدة أخرىٰ اتخذها داراً وتوطن بها مع أهله وولده وليس من قصده الارتحال عنها بل التعيش بها وهٰذا الوطن يبطل بمثله لا غير وهو أن يتوطن في بلدة أخرىٰ وينقل الأهل إليها فيخرج الأول من أن يكون وطناً أصلياً**

الخ. وهٰذا جواب واقعةٍ ابتلينا بها وكثير من المسلمين المتوطنين في البلاد ولهم دور وعقار في القرىٰ البعيدة منها يصيفون بها بأهلهم ومتاعهم فلا بد من حفظها أنهما وطنان له لايبطل أحدهما بالاٰخر. (البحر الرائق زكريا ۲/۱۳۹)

تنبیہ: اس مسئلہ کے بارے میں اکابر علماء کا اختلاف رہا ہے، بعض کتابوں میں جائے ملازمت کو وطنِ اقامت عارضی کے درجہ میں رکھا گیا ہے؛ لیکن ہمارے نزدیک دلائل فقہیہ سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ جائے ملازمت اور جائے معاش وطنِ اصلی ہی کے حکم میں ہیں اور احتیاط بھی اسی قول میں ہے۔ تفصیل کے لئے درج ذیل کتابیں دیکھی جائیں: امداد الاحکام، احسن الفتاویٰ، احکام السفر وغیرہ۔

وطنِ اقامت عارضی

جس قابلِ رہائش جگہ کوئی شخص پندرہ راتیں ٹھہرنے کی نیت کرے (جب کہ وہ جگہ اس کے لئے وطن اصلی کے درجہ میں نہ ہو) تو اس کو وطنِ اقامت کہا جاتا ہے۔ **ووطن الإقامة ما ینوی فیه الإقامة خمسة عشر یوما فصاعداً ولم یکن مولده له لا له به أهل.** (حلبی کبیر ۵٤٤، هندیه ۱/۱٤۲، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۸۰، البحر الرائق زکریا ۲/۲۳۹، مجمع الانهر ۱/۲٤۳، تاتارخانیة زکریا ۲/۵۱۰ رقم: ۳۱٤٤)

اقامت کی نیت معتبر ہونے کے شرائط

مسافر کی طرف سے نیت اقامت معتبر ہونے کی پانچ شرائط ہیں: (۱) سلسلۂ سفر موقوف کردینا، یعنی سواری پر چلتے چلتے اقامت کی نیت کا اعتبار نہیں (۲) جس جگہ اقامت کی نیت کی جارہی ہے وہاں قیام کی صلاحیت ہونا؛ لہٰذا اگر جنگل بیابان یا ویران جزیرہ میں اقامت کی نیت کی تو اس کا اعتبار نہیں (۳) جس جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے اس کا ایک ہونا؛ لہٰذا اگر دو الگ الگ مقامات پر پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو وہ معتبر نہ ہوگا (۴) کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرنا (۵) نیت کرنے والے کا اپنی نیت میں مستقل ہونا، یعنی نیت کرنے والا کسی اور کا تابع نہ ہو۔ **ونیة الإقامة إنما تؤثر بخمس شرائط: ترک السیر حتی لو نویٰ الإقامة وهو یسیر لم یصح وصلاحیة الموضع حتی لو نویٰ الإقامة فی بر أو بحر أو جزیرة لم یصح واتحاد**

الـموضع والمدة والاستقلال بالرائی هٰکذا فی معراج الدراية. (عالمگیری ۱۳۹/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۶۸/۱، البحر الرائق زکریا ۲۳۲/۲)

خانہ بدوشوں کی نیت اقامت

خانہ بدوش لوگ جن کے قیام کی مستقل کوئی جگہ نہیں ہوتی اور وہ پوری زندگی جابجا خیمے لگا کر گزار دیتے ہیں، یہ لوگ اگر کسی غیر آباد جگہ میں خیمے لگا کر پندرہ دن سے زیادہ یا مستقل اقامت کی نیت کرلیں، تو یہ نیت ان کے حق میں معتبر ہوجائے گی۔ **اختلف الـمتـأخرون فی الـذيـن يسـكـنـون فی الخيام والأخبية فی المفازات من الأعراب والتراكمة هل صـاروا مقيمين بالنية. عن أبی يوسف فيه روايتان: فی إحداهما لا، وفی الأخرىٰ قال يصيرون مقيمين وعليه الفتوىٰ كذا فی الغياثية.** (عالمگیری ۱۳۹/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۷۱/۱، البحر الرائق زکریا ۲۳۵/۲، مجمع الانہر ۲۴۲/۱، حلبی کبیر ۵۴۰، ہدایہ ۱۶۶/۱)

وطنِ اقامت کب باطل ہوتا ہے؟

وطنِ اقامت سفر کرنے سے یا دوسری جگہ کو وطن بنا لینے سے یا وطنِ اصلی کی طرف لوٹ جانے سے باطل ہوجاتا ہے۔ **ويبـطـل وطـن الإقـامة بمثله وبالوطن الأصلی وبانشاء السفر.** (درمختار ۶۱۴/۲، بیروت ۵۳۶/۲، ہندیہ ۱۴۲/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۸۰/۱، البحر الرائق زکریا ۲۳۹/۲، مجمع الانہر ۲۴۳/۱، تاتارخانیة زکریا ۵۱۱/۲ رقم: ۳۱۵۱، حلبی کبیر ۵۴۴، ہدایہ ۱۶۷/۱)

بلا نیت طویل قیام کا حکم

اگر کوئی شخص کسی جگہ جا کر ابتداءً پندرہ دن سے کم قیام کی نیت کرے اور پھر یہ قیام وقتی عوارض کی وجہ سے بڑھتا چلا جائے اور کسی بھی مرحلہ میں پندرہ دن مسلسل قیام کی نیت نہ ہو سکے، تو ایسا شخص مسافر ہی رہے گا اور قصر کرے گا، خواہ کتنی مدت ہوجائے۔ **وإن نـوى الإقـامة أقـل من خمسة عشر يوماً قصر، هٰكذا فی الهداية. ولو بقی فی المصر سنين على عزم أنه إذا قضى**

حـاجته يخرج ولم ينو الإقامة خمسة عشر يوماً قصر، كذا في التهذيب. (عالمگیری ۱۳۹/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۶۸/۱، تاتارخانیة زکریا ۵۲۵/۲ رقم: ۳۲۰۶، حلبی کبیر ۵۳۹، ھدایہ ۱۶۶/۱)

اقامت کی نیت کرلی پھر سفر کا ارادہ ہوگیا

اگر کسی شخص نے کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلی اور نماز میں اتمام شروع کردیا؛ لیکن پھر اس کا پروگرام پندرہ دن سے پہلے ہی سفر کا بن گیا، تو جب تک وہ سفر شروع نہیں کرے گا اس وقت تک مقیم ہی رہے گا۔ **ولا يكـون مسـافـراً بالنية كما يكون مقيماً بالنية؛ لأنه لايكـون مسافراً حتى يسير والإقامة تكون بالنية لأن الإقامة ليس بعمل.** (مبسوط سرخسی ۲۷۰/۱) **قال الشامي بحثاً: فثبت أن انشاء السفر لايبطل وطن الإقامة إلا إذا اَنْشَأَ السفر منه، الخ.** (شامی زکریا ۶۱۶/۲، بیروت ۵۳۷/۲)

دو جگہ اقامت کی نیت

اگر کسی شخص نے یہ نیت کی کہ پندرہ دن میں مجموعی طور پر دو مقامات پر رہوں گا، کبھی یہاں کبھی وہاں، تو اگر یہ دو مقامات الگ الگ آبادیوں کی حیثیت میں ہوں مثلاً میرٹھ اور مظفرنگر، تو ایسا شخص مقیم نہیں ہوگا؛ بلکہ دونوں جگہ قصر کرے گا؛ البتہ اگر ان دو مقامات میں اتصال ہو مثلاً بڑے شہروں کی دو الگ الگ کالونیوں میں یا ملحق آبادیوں میں مجموعی طور پر پندرہ دن گزارنے کی نیت ہو، جیسا کہ بعض جماعتیں بڑے شہروں میں جاتی ہیں اور طویل مدت تک الگ الگ مساجد اور محلوں میں کام کرتی ہیں، تو ان پر مقیم کے احکام جاری ہوں گے اور اتمام ضروری ہوگا۔ **ولـو نـوى الإقامة خـمسة عشـر يـوماً في مـوضـعـين فإن كـان كـل منهما أصلاً بنفسهٖ نحو مكة ومنىٰ والكوفة والحيرة لايصير مـقيـماً. وإن كـان إحـداهـمـا تبعاً للاٰخر حتى تجب الجمعة على سكانه يصير مقيماً.**

(عالمگیری ۱۴۰/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۷۰/۱، البحر الرائق زکریا ۲۳۲/۲، مجمع الانھر ۲۴۰/۱، ھدایہ ۱۶۷/۱)

تنبیہ: اس عبارت میں منیٰ اور مکہ کو الگ الگ جگہ قرار دیا گیا ہے یہ قدیم زمانہ کے اعتبار سے ہے، آج کل مکہ کی آبادی منیٰ سے متصل ہو چکی ہے اور اس کی حیثیت مکہ معظّمہ کے ایک محلّہ یا فنائے شہر کی

طرح ہوگئی ہے، اس لئے اس پر وہ حکم جاری ہوگا جو مذکورہ عبارت کے آخری جزو میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جو حجاجِ کرام مکہ معظّمہ پہنچنے اور وہاں سے حج کے بعد واپسی تک مجموعی طور پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ مقیم ہوں ان پر اتمام لازم ہے۔ (اس کی تفصیل انشاء اللہ کتاب الحج میں آئے گی) (مرتب)

رات کے قیام کا اعتبار ہے

اگر کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں یہاں پر پندرہ راتیں گزاروں گا اور اس کی نیت یہ ہے کہ دن میں آس پاس (مسافت سفر سے کم) علاقہ میں بھی آیا جایا کروں گا تو ایسا شخص شرعاً مقیم کہلائے گا اس لئے کہ نیت اقامت میں رات کے قیام کا اعتبار ہے۔ **ولو نوى الإقامة خمسة عشر يوماً بقريتين النهار في إحداهما والليل في الأخرىٰ يصير مقيماً إذا دخل التي نوى البيتوتة فيها، هكذا في محيط السرخسي.** (عالمگیری ۱/ ۱۴۰، بدائع الصنائع زكريا ۱/ ۲۷۰، البحر الرائق زكريا ۲/ ۲۳۲، مجمع الانهر ۱/ ۲۶۲، هدايه ۱/ ۱۶۷، حلبی كبير ۵۳۹)

وطنِ اقامت عارضی متعدد نہیں ہوسکتے

وطنِ اقامت چوں کہ سفر سے اور دوسری جگہ کو وطن اقامت بنالینے سے یا وطن اصلی کی طرف لوٹ آنے سے باطل ہوجاتا ہے؛ اس لئے بیک وقت دو وطن اقامت نہیں ہوسکتے۔ **لأن الإقامة لاتكون في مكانين إذ لو جازت في مكانين لجازت في أماكن فيؤدي إلى أن السفر لا يتحقق.** (البحر الرائق ۲/ ۱۳۲، مستفاد: در مختار زكريا ۲/ ۶۱۴، بيروت ۲/ ۵۳۶، هنديه ۱/ ۱۴۲، بدائع الصنائع زكريا ۱/ ۲۸۰، البحر الرائق ۲/ ۲۳۹)

وطنِ اقامت سے قریبی آبادی کی طرف سفر

اگر کوئی شخص کسی جگہ کو وطنِ اقامت بنالے پھر اسے آس پاس یعنی مسافت سفر سے کم دوری پر واقع کسی آبادی میں جانا پڑے اور لوٹ کر پھر وطنِ اقامت آنے کا ارادہ ہو، تو اس قریبی سفر سے اس کا وطن اقامت باطل نہیں ہوگا؛ اور وہ دونوں جگہ پوری نماز پڑھے گا۔ **رجل خرج من مصره إلى قرية لحاجةٍ ولم يقصد السفر ونوى أن يقيم فيها أقل من خمسة عشر**

يو ماً فإنه يتم فيها لأنه مقيم. (شامی زکریا۲/۶۱۵، بیروت ۲/۵۳۷)

دورانِ سفر وطنِ اقامت سے گزرنا

اگر کوئی شخص وطنِ اقامت میں مقیم تھا پھر وہاں سے قریب کی کسی آبادی میں چلا گیا اور وہاں دو چار روز ٹھہر کر پھر سفر کے ارادہ سے چلا اور جس جگہ اسے جانا ہے وہ وہاں سے مسافت سفر پر ہے؛ لیکن اس کا راستہ وطنِ اقامت سے ہوکر گزرتا ہے (اور وطنِ اقامت سے مطلوبہ مقام، سفر کی مسافت سے کم پر واقع ہے) تو ایسا شخص مسافر نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ اس کا وطنِ اقامت باطل نہیں ہوا؛ البتہ اگر مطلوبہ جگہ کے راستہ میں وطنِ اقامت نہیں پڑتا، یا وہ واپسی میں ایسا راستہ اختیار کرے کہ وطنِ اقامت تک مسافت سفر کی مقدار ہو جائے تو ایسا شخص مسافر ہو جائے گا۔ **والحاصل أن انشأ السفر يبطل وطن الإقامة إذا كان منه، أما لو أنشأه من غيره فإن لم يكن فيه مرورٌ على وطن الإقامة أوكان ولكن بعد سير ثلاثة أيام فكذلك، ولو قبله لم يبطل الوطن بل يبطل السفر؛ لأن قيام الوطن مانع من صحته، والله أعلم.** (شامی زکریا۲/۶۱۵، بیروت ۲/۵۳۷، منحة الخالق على البحر الرائق زکریا ۲/۲٤۰)

دورانِ سفر وطنِ اصلی سے گزرنا

اگر کوئی شخص سفر کے دوران اپنے وطنِ اصلی سے گزرے تو وہ شہر میں داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائے گا، خواہ وہاں رکنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو، اور جس جگہ جا رہا ہے اگر وہ وطنِ اصلی سے مسافت سفر سے کم پر واقع ہے تو وہ وہاں پہنچنے تک مقیم ہی رہے گا، اور اگر وہ جگہ وطنِ اصلی سے مسافت سفر پر واقع ہے تو وطنِ اصلی کی آبادی سے نکلنے کے بعد وہ پھر مسافر ہو جائے گا۔ **إذا دخل المسافر مصره أتم الصلاة وإن لم ينو الإقامة فيه سواء دخله بنية الاجتياز أو دخله لقضاء الحاجة، كذا في الجوهرة النيرة.** (عالمگیری ۱/۱٤۲، تاتارخانیه ۲/۳۳)

تابع کی نیت کا اعتبار نہیں

جو شخص اپنے ارادہ کا خود مختار نہ ہو مثلاً بیوی، غلام، خادم وغیرہ، وہ اگر اپنے طور پر کسی جگہ

پندرہ دن قیام کی نیت کرے، تو ان کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں ؛ بلکہ وہ جس کے تابع ہیں اسی کی نیت معتبر ہے۔ **وكل من كان تبعاً لغيره يلزمه طاعته يصير مقيماً بإقامته ومسافراً بنيته وخروجه إلى السفر، كذا في محيط السرخسي – إلى قوله – الأصل أن من يمكنه الإقامة باختياره يصير مقيماً بنية نفسه، ومن لا يمكنه الإقامة باختياره لا يصير مقيماً بنية نفسه حتى أن المرأة إذا كانت مع زوجها في السفر والرقيق مع مولاه والتلميذ مع أستاذه – إلى قوله – فهؤلاء لا يصيرون مقيمين بنية أنفسهم في ظاهر الرواية.** (عالمگیری ۱/ ۱۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۶۹، خانیه علی الهندیه ۱/ ۱۶۶، البحر الرائق زکریا ۲/ ۲۴۳، مجمع الانهر ۱/ ۱۶۴، تاتارخانیه ۲/ ۱۰، حلبی کبیر ۵۴۱)

تابع کو متبوع کی نیت کا علم نہ ہوسکا

اگر کسی جگہ متبوع نے اقامت کی نیت کرلی؛ لیکن تابع حالت سفر سمجھ کر قصر کرتا رہا بعد میں اسے متبوع کی نیت کا علم ہوا تو اس نے جو نمازیں قصر پڑھی ہیں انہیں دہرانے کا حکم نہیں دیا جائے گا، یعنی لاعلمی کی حالت میں اسے مقیم قرار نہیں دیں گے۔ **إن لم يعلم التبع بإقامة الأصل قيل يصير مقيماً وقيل لا يصير مقيماً وهو الأصح لأن في لزوم الحكم قبل العلم به حرجاً وضرراً وهو مدفوع شرعاً.** (عالمگیری ۱/ ۱۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۷۶، درمختار زکریا ۲/ ۶۱۸، بیروت ۲/ ۵۳۹)

نماز کے دوران اقامت کی نیت

اگر کوئی مسافر دورانِ نماز کسی جگہ اقامت کی نیت کرلے تو اس کی نیت معتبر ہے اور وہ اب بجائے دو رکعت کے چار رکعت پوری کرے؛ البتہ اگر وہ لاحق تھا اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس نے اقامت کی نیت کی ہے تو اب اس نیت کا اعتبار نہیں اس کی نماز قصر ادا ہوگی، اور اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے اقامت کی نیت کرلی ہے تو اب نماز پوری پڑھے گا۔ **ولو نوىٰ المسافر الإقامة في الصلاة في الوقت أتمها، منفرداً كان أو مقتدياً مسبوقاً كان أو مدركاً**

فإن كان لاحقاً فنوىٰ الإقامة بعد فراغ إمامه لم يتمها بخلاف ما لو نوىٰ الإقامة قبل فراغ الإمام. (عالمگیری ۱/ ۱٤۱، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۷۲، تاتارخانیه ۲/ ۲۲)

وطنِ سکنی

جس جگہ آدمی پندرہ دن سے کم مقیم ہو (بشرطیکہ وہ وطنِ اصلی کے حکم میں نہ ہو) اسے وطنِ سکنی کہا جاتا ہے، اس کی وجہ سے نہ تو مسافر مقیم بنتا ہے اور نہ مقیم مسافر ہوتا ہے (یعنی اگر کوئی شخص کسی جگہ پندرہ دن کے لئے مقیم ہو پھر وہ کسی قریبی جگہ جا کر دو چار روز کے لئے ٹھہر جائے تو اس سے وطنِ اقامت ختم نہیں ہوتا) **ولم يذكر وطن السكنىٰ وهو ما نوىٰ فيه أقل من نصف شهر لعدم فائدته.** (درمختار زکریا ۲/ ٦۱٥، بیروت ۲/ ٥۳۷،عالمگیری ۱/ ۱٤۲، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۸۰) **وقال الشامي بحثاً: أقول ويمكن أن يوفق بين القولين بأن وطن السكنىٰ إن كان اتخذه بعد تحقق السفر لم يعتبر اتفاقاً وإلا اعتبر اتفاقاً، فإذا دخل المسافر بلدة ونوى أن يقيم بها يوماً مثلاً ثم خرج منها ثم رجع إليها قصر فيها كما كان يقصر قبل خروجه.** (شامی زکریا ۲/ ٦۱٦، بیروت ۲/ ٥۳۷، هندیه ۱/ ۱٤۲، البحر الرائق زکریا ۲/ ۲٤۱، تاتارخانیة ۲/ ۱۹) **ويسمىٰ وطن السفر.** (حلبی کبیر ٥٤٤)

مقیمین کی رعایت میں نیتِ اقامت معتبر نہیں

اگر کوئی مسافر مقیم مقتدیوں کی امامت کرے اور ان کی رعایت میں فرضی طور پر پندرہ دن اقامت کی نیت کر لے، تو اس نیت کا شرعاً اعتبار نہیں، نیت وہی معتبر ہے جو واقعہ کے مطابق ہو۔ **مسافر أمَّ قوماً مقيمين فلما صلىٰ ركعتين نوى الإقامة لا لتحقيق الإقامة بل ليتم صلاة المقيمين لايصير مقيماً ولا ينقلب فرضه أربعاً.** (البحر الرائق زکریا ۲/ ۲۳۸، خانیه ۱/ ۱٦۹، تاتارخانیه ۲/ ۳۲)

مسافر کا چار رکعت پڑھنا

اگر کوئی مسافر بھولے سے چار رکعت پڑھ لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر پہلے قعدہ پر بقدر تشہد بیٹھا ہے تو اس کی نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، اور اگر پہلے قعدہ میں نہیں بیٹھا تو اس مسافر کی نماز درست نہ ہوگی۔ **ولو أتم مسافرٌ إن قعد في القعدة الأولىٰ تم فرضه**

ولكنه أساء. قوله: إن قعد لأن القعدة على رأس الركعتين فرض على المسافر لأنها آخر صلاته. (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۶۰۹) **فإن صلىٰ أربعاً وقعد فی الثانية قدر التشهد أجزأته والأخريان نافلةٌ ويصير مسيئاً لتاخير السلام، وإن لم يقعد فی الثانية قدرها بطلت، كذا فی الهداية.** (هندیة ۱/ ۱۳۹)

مسافر امام نے مقیم مقتدیوں کو پوری نماز پڑھادی

اگر مسافر امام چار رکعت نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے مقیم مقتدیوں کی نماز فرض ادا نہ ہوگی؛ البتہ امام نے اگر قعدۂ اولیٰ کرلیا ہے تو خود اس کی اور مسافر مقتدیوں کی نماز اخیر میں سجدۂ سہو کرنے سے درست ہوجائے گی، اور اگر سجدۂ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا ہے تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اور وقت کے اندر اندر اعادہ کی زیادہ تاکید ہے اور وقت نکلنے کے بعد اتنی تاکید نہیں۔ **فإن صلى أربعاً وقعد في الثانية قدر التشهد أجزأته والأخريان نافلة ويصير مسيئاً لتاخير السلام، وإن لم يقعد في الثانية قدرها بطلت، كذا في الهداية.** (هندیة ۱/ ۱۳۹، شامی زکریا ۲/ ۶۰۹، البحر الرائق ۲/ ۱۳۰، کتاب المسائل ۱/ ۵۲۶) **فلم أتم المقيمون صلاتهم معه فسدت لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل.** (شامی زکریا ۲/ ۶۱۲)

وقت نکلنے کے بعد اقامت کی نیت کا حکم

اگر کوئی مسافر شخص وقتیہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران وقت ختم ہوگیا، تو اب اگر وہ اقامت کی نیت کرے تو اس کی وجہ سے مذکورہ نماز کے قصر کے حکم میں تبدیلی نہ ہوگی؛ اس لئے کہ اس نماز کے آخری وقت تک وہ شخص مسافر ہی کے حکم میں تھا۔ **ولو خرج الوقت وهو فی الصلاة فنوى الإقامة فإنه لا يتحوّل فرضه إلى الأربع فی حق تلك الصلاة.** (هندیه ۱/ ۱۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۷۳، حلبی کبیر ۵۴۲، تاتارخانیه ۲/ ۳۲) **فإن الفرض بعد خروج وقته لا يتغير عما وجب.** (شامی بیروت ۲/ ۵۳۹، زکریا ۲/ ۶۱۸)

حائضہ عورت دورانِ سفر پاک ہوئی

اگر کسی عورت نے حیض کی حالت میں سفر شروع کیا پھر دورانِ سفر وہ پاک ہوگئی، تو جس جگہ

پاک ہوئی ہے وہاں سے مطلوبہ جگہ تک اگر سفر کی مسافت ہوتو وہ عورت قصر کرے گی، اور اگر سفر کی مسافت نہ ہوتو اتمام کرے گی، گویا کہ اس کے لئے قصر واتمام کا حکم پاک ہونے کی جگہ سے لگایا جائے گا۔ **طهرت الحائض وبقي لمقصدها يومان تتم في الصحيح. (درمختار) وفي الشامي: منعها من الصلاة ما ليس بصنعها فلغت نيتها من الأول.** (درمختار و شامی بیروت ٥٤٠/٢، زکریا ٦١٨/٢، حلبی کبیر ٥٤٢، تاتارخانیه ١٩/٢)

نابالغ بچہ دورانِ سفر بالغ ہوگیا

اگر نابالغ بچہ سفر کے دوران بالغ ہوجائے تو جس جگہ بالغ ہوا ہے وہاں سے منزل مقصود کی مسافت دیکھی جائے گی، اگر وہ مسافت سفر کے بقدر ہے تو وہ بچہ مسافر ہوگا اور اگر اس جگہ کا فاصلہ مسافت سفر سے کم ہے تو وہ بچہ مسافر نہ ہوگا۔ **صبي بلغ أي في أثناء الطريق وقد بقي لمقصده أقل من ثلاثة أيام فإنه يتم ولا يعتبر ما مضى لعدم تكليفه فيه.** (البحر الرائق ١٣٠/٢، بدائع الصنائع زکریا ٢٧٩/١، بزازیه علی الهندیه ٧٢/٤، خانیه علی الهندیة ١٦٧/١، حلبی کبیر ٥٤٢، تاتارخانیه ٤١/٢، شامی بیروت ٥٤٠/٢)

ریل میں بھیڑ کی وجہ سے سجدہ کا موقع نہ ہوتو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص ٹرین میں سخت بھیڑ کی وجہ سے سجدہ پر قادر نہ ہوتو اسے چاہئے کہ اگر وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہوتو اشارہ سے نماز پڑھ لے اور پھر بعد میں اسے دہرائے۔ **راكب سفينةٍ إذا لم يجد موضعاً للسجود للزحمة الخ، يصلي بالإيماء إذا خاف فوت الوقت.** (شامی زکریا ٤٩٠/٢)

مقیم کا مسافر کی اقتداء کرنا

مقیم شخص ہر نماز میں مسافر کی اقتداء کرسکتا ہے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی دو رکعت پوری کرے، اور ان دو رکعتوں میں قرأت کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ صرف اتنے دیر کھڑے ہوکر خاموش رہے جس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاسکتی ہو۔ **وصح اقتداء المقيم بالمسافر في الوقت وبعده.** (تنویر الابصار مع الدرالمختار زکریا ٦١٠/٢)

نمازِ مریض

کس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جو شخص کھڑے ہونے سے حقیقۃً عاجز ہو کہ کھڑے ہوتے ہی گر جائے یا ضعف اور کمزوری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے، یا حکماً اس کے لئے قیام موجب مشقت ہو، یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے مرض کے بڑھ جانے یا دیر سے ٹھیک ہونے کا اندیشہ ہو یا سر چکراتا ہو یا شدید تکلیف ہوتی ہو تو ایسے شخص کے لئے بیٹھ کر فرض اور واجب نمازیں پڑھنا جائز ہے اور قیام کا فریضہ اس سے ساقط ہے۔ **من تعذر عليه القيام أى كله لمرض حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضررٌ وبه يفتىٰ الخ، أو حكميٌ بأن خاف زيادته أو بطء برئه بقيامه أو دوران رأسه أو وجد لقيامه ألماً شديداً – إلى قوله – صلىٰ قاعداً.** (در مختار زكريا ٢/ ٥٦٤-٥٦٦، بيروت ٢/ ٤٩٣-٤٩٤، البحر الرائق كراچی ٢/ ١١٢، عالمگيری ١/ ١٣٦، حاشية الطحطاوی ٤٣٠- ٤٣١، حلبی كبير لاهور ٢٦١، شرح وقايه ١/ ١٨٩، بدائع الصنائع زكريا ١/ ٢٨٤، خانيه ١/ ١٧١، فتح القدير زكريا ٢/ ٣، هدايه ١/ ١٦١)

جو شخص سجدہ پر قادر نہ ہو اس سے قیام ساقط ہے

جو شخص کسی وجہ سے سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس سے بھی نماز میں قیام کا فریضہ ساقط ہے، اس کے لئے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا افضل ہے، اگر کھڑے کھڑے اشارہ سے نماز پڑھے گا تو خلاف اولیٰ ہوگا۔ (البتہ اگر وہ زمین پر نہ بیٹھ سکے تو اس کے لئے کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنے کی بھی گنجائش ہے) **وإن تعذرا ليس تعذرهما شرطاً بل تعذر السجود كاف لا القيام**

أومأ قاعداً وهو أفضل من الإيماء قائماً لقربه من الأرض. (درمختار) وفي الشامي: بل كلهم متفقون على التعليل بأن القيام سقط لأنه وسيلة إلى السجود بل صرح في الحلية بأن هٰذه المسئلة من المسائل التي سقط فيها وجوب القيام مع انتفاء العجز الحقيقي والحكمي. (شامی زکریا ۲/۵٦۷، بیروت ۲/۴۹۵-۴۹٦، البحر الرائق کراچی ۲/۱۱۲، عالمگیری ۱/۱۳٦، حاشیة الطحطاوی ۴۳۱، حلبی کبیر ۲٦٦، شرح وقایه ۱/۱۸۹، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۸۴، خانیه ۱/۱۷۱، هدایه ۱/۱٦۱)

سلس البول والے مریض کا حکم

اگر مسلسل پیشاب کے قطرات جاری رہنے والے مریض کو کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں یہ عارضہ لاحق ہوتا ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں اس سے حفاظت رہتی ہو تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم ہے۔ **لو صلى قائماً سلسل بوله أو تعذر عليه الصوم كما مر صلى قاعداً. (درمختار) وفي الشامي: وقد يتحتم القعود كمن يسيل جرحه إذا قام أو يسلس بوله.** (شامی زکریا ۲/۵٦۵، بیروت ۲/۴۹۴، البحر الرائق کراچی ۲/۱۱۲، عالمگیری ۱/۱۳۸، حاشیة الطحطاوی ۴۳۱، حلبی کبیر ۲٦۷)

کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں روزہ میں ضعف کا خطرہ

اگر کوئی شخص رمضان کے روزے کی حالت میں یہ محسوس کرے کہ اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھے گا تو اس کے لئے روزہ پورا کرنا بھاری پڑ جائے گا تو ایسے شخص کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز بلکہ ضروری ہے، یعنی روزہ کی وجہ سے نماز نہیں چھوڑے گا۔ **أو تعذر عليه الصوم كما مر صلى قاعداً.** (درمختار زکریا ۲/۵٦۵، بیروت ۲/۴۹۴، البحر الرائق کراچی ۲/۱۱۲، عالمگیری ۱/۱۳۸، حاشیة الطحطاوی ۴۳۱، عالمگیری ۱/۱۳۸)

کھڑے ہونے میں قرأت سے عاجزی

اگر کسی شخص کو مثلاً سانس پھولنے کا مرض ہے اور حالت یہ ہے کہ اگر وہ کھڑا ہوتا ہے، تو

قرأت کا فریضہ نہیں ادا کرسکتا، جب کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں یہ کیفیت نہیں ہوتی، تو ایسے شخص کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم ہے۔ **وقد يتحتم القعود – إلى قوله – أو يضعف عن القراءة أصلاً.** (شامي زكريا ٥٦٥/٢، بيروت ٤٩٤/٢، عالمگيری ١٣٨/١، حاشية الطحطاوی ٤٣١، حلبی کبير ٢٦٧، خانيه ١٧٢/١، فتح القدير زكريا ٧/٢)

مسجد میں جا کر نماز پڑھنے میں قیام سے عاجزی

اگر کسی شخص کی حالت یہ ہے کہ پیدل چل کر مسجد جائے تو وہاں جماعت کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا جب کہ گھر میں قیام پر قادر ہے، تو ایسے شخص کے لئے مسجد جانے کے بجائے گھر میں کھڑے ہوکر تنہا نماز پڑھنا ضروری ہے۔ **ولو أضعفه عن القيام الخروج لجماعة صلى في بيته منفرداً به يفتىٰ.** (شامي زكريا ٥٦٥/٢، البحر الرائق كراچی ١١٢/٢، عالمگيری ١٣٦/١، حاشية الطحطاوی ٤٣٥، حلبی کبير ٢٦٧، عالمگيری ١٣٦/١)

سلس البول والا کسی بھی حالت میں مرض سے محفوظ نہ ہو

اگر کوئی شخص مسلسل پیشاب کے قطرات آنے میں مبتلا ہے اور کھڑے بیٹھے کسی بھی حالت میں مرض کا انقطاع نہیں ہوتا تو ایسے مریض سے قیام ساقط نہیں ہے، وہ کھڑے ہوکر رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز ادا کرے گا اور حسب ضابطہ معذورین کے حکم میں ہوگا۔ **أقول وقدمنا هناك أنه لو لم يقدر على الإيماء قاعداً كما لو كان بحال لو صلىٰ قاعداً يسيل بوله أو جرحه ولو مستلقياً لا، صلىٰ قائماً بركوع وسجود؛ لأن الاستلقاء لا يجوز بلا عذر، كالصلاة مع الحدث فيترجح ما فيه الإتيان بالأركان كما في المنية وشرحها.** (شامي زكريا ٥٦٥/٢، بيروت ٤٩٤/٢، البحر الرائق كراچی ١١٢/٢، حلبی کبير ٢٦٦)

کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں دشمن کا خطرہ ہو

اگر کوئی شخص ایسی جگہ گِھر جائے کہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں دشمن کے دیکھ لینے اور پھر

نقصان پہنچانے کا خطرہ ہوتو اس کے لئے بھی بیٹھ کرنماز پڑھنا جائز ہے۔ **ومن العجز الحکمی أیضاً ...... ما لو خاف العدو لو صلی قائماً.** (شامی زکریا ۲/۵٦٥، بیروت ۲/٤٩٤، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۸٦عالمگیری ۱/۱۳۸)

بارش یا کیچڑ کی وجہ سے تنگ خیمہ میں بیٹھ کرنماز پڑھنا

اگر بارش شدید ہو یا کیچڑ کی وجہ سے باہر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو اور خیمہ اتنا تنگ ہو کہ اس میں کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھی جاسکے اور اس کے علاوہ نماز کے لئے کوئی جگہ مہیا نہ ہو، تو ایسی صورت میں خیمہ میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔ **ومن العجز الحکمی أیضاً – إلی قولہٖ – أو کان فی خباء لایستطیع أن یقیم صلبه وإن خرج لا یستطیع الصلاة لطین أو مطر .** (شامی زکریا ۲/٥٦٥-٥٦٦، بیروت ۲/٤٩٤، عالمگیری ۱/۱۳۸)

مریض کا سواری پر نماز پڑھنا

اگر مریض سواری پر سوار ہو اور وہ خود نہ اتر سکتا ہو اور کوئی اسے اتارنے والا بھی نہ ہو تو ایسے مریض کے لئے سواری پر بیٹھے بیٹھے فریضہ ادا کرنا درست ہے۔ **وکذا المریض الراکب إلا إذا وجد من ینزله.** (شامی زکریا ۲/٥٦٦، بیروت ۲/٤٩٤، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۸۹)

مریض کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے؟

مریض جس طرح سہولت ہو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؛ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ اگر زیادہ کلفت نہ ہو تو تشہد کی ہیئت کی طرح بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ **صلیٰ قاعداً – إلی قوله – کیف شاء علیٰ المذهب لأن المرض أسقط عنه الأرکان فالهیئات أولیٰ. وقال زفر: کالمتشهد قیل وبه یفتیٰ. (درمختار) وفی الشامی أقول: ینبغی أن یقال: إن کان جلوسه کما یجلس للتشهد أیسر علیه من غیره أو مساویاً لغیره کان أولیٰ، وإلا اختار الأیسر فی جمیع الحالات، ولعل ذلک محمل القولین. واللّٰه تعالیٰ أعلم.** (شامی زکریا

٢/٥٦٦–٥٦٧، بيروت ٢/٤٩٥، بـدائع الصنـائع زكريا ١/٢٨٦، عالمگيرى ١/١٣٦، خانيه ١/١٧٢، البحر الرائق زكريا ٢/١٩٩)

جوشخص کچھ دیر کھڑے ہونے پر قادر ہو وہ کیا کرے؟

جس شخص کی حالت یہ ہے کہ وہ کچھ وقت کے لئے کھڑے ہونے اور قرأت کرنے پر قادر ہے؛ لیکن دیر تک نہیں کھڑا رہ سکتا، تو ایسے شخص پر لازم ہے کہ جتنی دیر تک کھڑا رہ سکے کھڑا ہو اور جب کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھ جائے، ایسا شخص اگر بالکل کھڑا نہ ہو تو اس کی نماز صحیح نہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

وإن قدر علىٰ بعض القيام – إلى قوله – قام لزوماً بقدر ما يقدر ولو قدر اٰية أو تكبيرة على المذهب. (درمختار) **وفي الشامي: وهو المذهب الصحيح لا يروى خلافه عن أصحابه، ولو ترك هٰذا خفت أن لا تجوز صلاته.** (شامی زکريا ٢/٥٦٧، بيروت ٢/٤٩٥، عالمگيرى ١/١٣٦، خانيه ١/١٧٢، فتح القدير زكريا ٢/٣)

جو ٹیک لگا کر کھڑے ہونے پر قادر ہو

اگر کوئی شخص بلا سہارے کھڑے ہونے پر تو قدرت نہ رکھے؛ لیکن سہارے کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو، مثلاً دیوار، لاٹھی یا کسی خادم کے سہارے کھڑا ہو سکتا ہو تو ایسے شخص کے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم ہے، اس کی نماز بیٹھ کر ادا نہ ہوگی۔ **وكذلك لو قدر أن يعتمد على عصاً أو كان له خادم لو اتكأ عليه قدر على القيام.** (شامی زکريا ٢/٥٦٧، بيروت ٢/٤٩٥، عالمگيرى ١/١٣٦، خانيه ١/١٧٢، فتح القدير زكريا ٢/٣)

اشارہ سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے کیسے کرے؟

بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنے والا سر جھکا کر رکوع اور سجدہ کرے گا اور سجدہ میں رکوع کی حالت سے زیادہ سر کو جھکائے گا، اس حالت میں سجدہ کی صحت کے لئے سرین کا اٹھانا لازم نہیں ہے۔

ويجعل سجوده أخفض من ركوعه لزوماً (درمختار) أشار إلىٰ أنه يكفيه أدنىٰ

الإنحناء عن الركوع وأنه لا يلزمه تقريب جبهته من الأرض بأقصىٰ ما يمكنه كما بسطه في البحر عن الزاهدی. (شامی زکریا ۵٦۸/۲، بیروت ۴۹٦/۲، شرح وقایه ۱۸۹/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۸٤/۱، عالمگیری ۱۳٦/۱، خانیه ۱۷۱/۱، هدایه ۱٦۱/۱، البحر الرائق زکریا ۲۰۰/۲)

مریض کا زمین پر رکھی ہوئی کسی چیز پر سجدہ کرنا

جو شخص سپاٹ زمین پر سجدہ کرنے پر کسی وجہ سے قادر نہ ہو اور وہ کوئی اونچی چیز رکھ کر اس پر سجدہ کرے، تو اگر وہ چیز سخت اور ٹھوس ہے اور اس کی اونچائی دو اینٹ سے زیادہ نہیں ہے، تو اس کو حقیقۃً سجدہ کرنے والا سمجھا جائے گا اور اسے سجدہ کرنے سے معذور قرار نہیں دیں گے، اور اسی طرح سجدہ کرنا اس پر لازم ہوگا۔ اور اگر جو چیز رکھی گئی ہے وہ ٹھوس نہیں ہے مثلاً نرم تکیہ یا گدا وغیرہ ہے تو اس پر سجدہ کرنا حقیقی سجدہ نہیں ہے؛ بلکہ سجدہ کا اشارہ ہے گویا اس نرم چیز تک پیشانی لے جانے کی وجہ سے ہی اس کو سجدہ کا اشارہ کرنے والا قرار دیا جائے گا، خواہ پیشانی اس چیز پر ٹکے یا نہ ٹکے، اور وہ سجدہ کرنے سے معذورین کے حکم میں ہوگا، جب کہ وہ ٹھوس چیز پر سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو۔ **فإن فعل وهو يخفض برأسه لسجوده أكثر من ركوعه صح على أنه إيماء لا سجود إلا أن يجد قوة الأرض (درمختار) وفي الشامي: فحينئذ ينظر إن كان الموضوع مما يصح السجود عليه كحجر مثلاً ولم يزد ارتفاعه علىٰ قدر لبنة أو لبنتين فهو سجود حقيقي فيكون راكعاً ساجداً لا مؤمياً – إلى قوله – وإن لم يكن الموضوع كذلك يكون مؤمياً – إلى قوله – بل يظهر لي أنه لو كان قادراً علىٰ وضع شيءٍ على الأرض مما يصح السجود عليه أنه يلزمه ذلك، لأنه قادر على الركوع والسجود حقيقة ولا يصح الإيماء بهما مع القدرة عليهما.** (شامی زکریا ۵٦۹/۲، بیروت ۴۹۷/۲، عالمگیری ۱۳٦/۱، البحر الرائق زکریا ۲۰۱/۲)

بیٹھنے سے معذور شخص نماز کیسے پڑھے؟

جو شخص کسی طرح بھی بیٹھنے پر قادر نہ رہے یعنی تکیہ وغیرہ کے سہارے سے بھی بیٹھ نہ سکے تو ایسا

شخص لیٹ کراشارہ سے نماز پڑھے گا،اوراس کے لئے درج ذیل دوطرح کی ہیئت اپنانا درست ہے:

(۱) افضل یہ ہے کہ پیر قبلہ کی طرف کرکے گھٹنے کھڑے کرلے اور سر کے نیچے تکیہ لگا دیا جائے؛ تاکہ چہرہ قبلہ کی طرف ہوجائے اور پھر گردن کے اشارہ سے نماز ادا کرے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ مریض کوکروٹ پرلٹا کراس کا چہرہ قبلہ کی طرف کردیا جائے اوردائیں کروٹ پرلٹانا افضل ہے۔ **وإن تعذر القعود ولو حكماً أومأ مستلقياً علىٰ ظهره ورجلاه نحو القبلة غير أنه ينصب ركبتيه لكراهة مد الرجل إلى القبلة ويرفع رأسه يسيراً ليصير وجهه اليها، أو علىٰ جنبه الأيمن أو الأيسر ووجهه إليها والأول أفضل على المعتمد (درمختار) وفي الشامي: والأيمن أفضل وبه ورد الأثر.** (شامي زكريا ٢/٥٦٩، بيروت ٢/٤٩٧، بدائع الصنائع زكريا ١/٢٨٤، فتح القدير زكريا ٢/٤-٥، شرح وقايه ١/١٩٠، عالمگيري ١/١٣٦، هدايه ١/١٦١، البحر الرائق ٢/٢٠١)

مریض اشارہ سے نماز پڑھنے سے بھی عاجز ہوجائے

اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے پر بھی قادر نہ رہے تو اس کی درج ذیل صورتیں ممکن ہیں:

(۱) یہ کیفیت چوبیس گھنٹے سے کم رہے (خواہ ہوش وحواس ہوں یا نہ ہوں) اور بعد میں وہ ان نمازوں کوادا کرنے پر قادر ہوجائے تو اس پر قضا لازم ہے، اوراگراس نے قضا نہ کی تو فدیہ کی وصیت لازم ہے۔

(۲) اگر یہ کیفیت چوبیس گھنٹے سے کم رہی اوراس کے ہوش وحواس بھی بجا رہے؛ لیکن نماز پر قدرت ہونے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہوگیا تو ایسی صورت میں نہ قضا لازم ہے اور نہ فدیہ۔

(۳) اگرکوئی مریض اشارہ سے نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اوراس حالت پر چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزرجائیں تو خواہ ہوش وحواس بجا ہوں یا نہ ہوں اس سے مذکورہ اوقات کی نماز پڑھنا ساقط ہوجائے گا۔

وإن تعذر الإيماء برأسه وكثرت الفوائت بأن زادت على يوم وليلة سقط

القضاء عنه وإن كان يفهم في ظاهر الرواية وعليه الفتوىٰ كما في الظهيرية، لأن مجرد العقل لا يكفي لتوجه الخطاب. (درمختار) وفي الشامي: أما لو كانت يوماً وليلة أو أقل وهو يعقل فلا تسقط، بل تقضى اتفاقاً وهٰذا إذا صح، فلو مات ولم يقدر على الصلاة لم يلزمه القضاء حتى لا يلزمه الإيصاء بها – إلى قوله – أما إن قدر عليه بعد عجزه فإنه يلزمه القضاء وإن كان موسعاً لتظهر فائدته في الإيصاء بالإطعام عنه. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۰، بیروت ۲/ ۴۹۷-۴۹۸)

زندگی میں نماز کا فدیہ معتبر نہیں

اگر کوئی شخص نماز پڑھنے سے عاجز ہوجائے اور اس کے ذمہ بہت سی نمازیں قضا ہوں تو جب تک بھی وہ زندہ ہے اس کی طرف سے نمازوں کا فدیہ ادا کرنا معتبر نہیں ہے؛ بلکہ اگر قدرت حاصل ہوجائے تو قضا کرے اور اگر مرنے سے پہلے تک قضا کا موقع نہ ملے تو فدیہ کی وصیت کرے۔ **ولا فدية في الصلوات حالة الحياة بخلاف الصوم.** (شامی زکریا ۲/ ۵۷۰، بیروت ۲/ ۴۹۸) **ولو فدى عن صلاته في مرضه لا يصح بخلاف الصوم.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۶۷، باب قضاء الفوائت عالمگیری ۱/ ۱۲۵)

مریض شرائط نماز پوری کرنے سے عاجز ہوجائے

جو شخص قبلہ رخ ہونے یا سترِ عورت کرنے یا ناپاکی سے پاک ہونے سے کسی وجہ سے عاجز ہوجائے تو اس پر لازم ہے کہ جس حالت میں بھی نماز پڑھ سکے نماز ادا کرلے؛ البتہ وقت نماز اور طہارتِ حدث (یعنی وضو یا تیمّم) کرنا لازم ہے، اور بعد میں اگر وہ شخص صحت مند ہوجائے تو مرض کے زمانہ میں پڑھی ہوئی نمازوں کا دہرانا اس پر لازم نہیں ہے۔ **وأفاد بسقوط الأركان سقوط الشرائط عند العجز بالأولىٰ ولا يعيد في ظاهر الرواية. (درمختار) وفي الشامي: كالاستقبال وستر العورة والطهارة من الخبث بخلاف الوقت وكذا**

الطهارة من الحدث – إلى قولهٖ – لأن العجز عن تحصيل الشرائط ليس فوق العجز عن تحصيل الأركان. فلو لم يقدر المريض على التحول إلى القبلة بنفسهٖ ولا بغيره صلى كذلک ولا إعادة عليه بعد البرء في ظاهر الجواب كما لو عجز عن الأركان. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۱، بیروت ۲/ ۴۹۸)

مریض نماز کے رکوع اور سجدوں کی تعداد ضبط کرنے پر قادر نہ رہے

اگر کوئی شخص اس حالت میں پہنچ جائے کہ اسے رکعتوں اور سجدوں کی تعداد یاد ہی نہ رہ پاتی ہو اور غشی کی سی کیفیت طاری رہے تو اس پر نماز کی ادائیگی لازم نہیں؛ تاہم اگر کوئی دوسرا شخص اسے نماز پڑھوا دے تو امید ہے کہ اس کی نماز درست ہوجائے گی۔ ولو اشتبه على مريض أعداد الركعات والسجدات لنعاس يلحقه لا يلزمه الأداء ولو أداها بتلقين غيره ينبغي أن يجزيه كذا في القنية. (درمختار) وفي الشامي: أی بأن وصل إلى حال لايمكنه ضبط ذٰلک وليس المراد مجرد الشک والاشتباه لأن ذٰلک يحصل للصحيح. (شامی زکریا ۲/۵۷۱، بیروت ۳/۴۹۸)

آنکھ اور بھوؤں کے اشارہ سے نماز پڑھنے کا اعتبار نہیں

اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے سے عاجز ہوجائے تو اسے آنکھ یا بھوؤں کے اشارہ سے نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا؛ کیوں کہ ان کے اشارہ سے پڑھی گئی نمازیں غیر معتبر ہیں۔ ولم يؤم بعينه وقلبه وحاجبه خلافاً لزفر. (درمختار زکریا ۲/۵۷۱، بیروت ۲/ ۴۹۹)

صحت مند شخص دورانِ نماز مریض ہوگیا

اگر کوئی صحت مند شخص کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہا تھا درمیان میں اس کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ وہ کھڑے رہنے یا رکوع سجدہ کرنے حتیٰ کہ بیٹھنے پر بھی قادر نہ رہا تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ جس طرح بھی بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز پوری کرنا ممکن ہو، نماز مکمل کرلے۔ ولو عرض له مرض في

صـلا تـه يتم بما قدر على المعتمد. (درمختار) وفي الشامي: ولو قاعداً مؤمياً أو مستلقياً. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۱، بیروت ۲/ ۴۹۹)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص دورانِ نماز صحت مند ہو گیا

اگر کوئی شخص قیام سے عاجز ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا؛ لیکن دورانِ نماز اس کا مرض جاتا رہا اور وہ کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا تو اب کھڑے ہو کر نماز پوری کرنا اس پر لازم ہے۔

ولـو صـلـىٰ قـاعداً بر كوع وسجود فصح بنىٰ. (درمختار) أي على ما صلىٰ فيتم صلا ته قائماً عندهما. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۱، بیروت ۲/ ۴۹۹)

اشارہ سے نماز پڑھنے والا تندرست ہو گیا

اگر کوئی شخص اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اسی دوران وہ رکوع سجدہ پر قادر ہو گیا تو اگر رکوع اور سجدہ کا اشارہ کرنے سے پہلے یہ صورت پیش آئی ہے تو رکوع سجدہ سے نماز پوری کرلے گا، اور اگر رکوع سجدہ کے اشارہ کے بعد قدرت ہوئی تو اب اس کی نماز باطل ہو گئی از سرِ نو رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھنی ہوگی۔ یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ کھڑے یا بیٹھے ہونے کی حالت میں اشارہ کر رہا ہو، اس کے برخلاف اگر لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اسی درمیان بیٹھنے پر قادر ہو گیا تو اب اس کی نماز بہرحال فاسد ہو جائے گی اور اسے از سرِ نو پڑھنی ہوگی؛ الا یہ کہ تکبیر تحریمہ کہتے ہی قادر ہو جائے تو اب رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ ولـو كان يصلي بالإيماء فصح لا يبني إلا إذا صـح قبـل أن يـؤمـي بـالركوع والسجود، كما لو كان يؤمي مضطجعاً ثم قـدر عـلـى القعود ولم يقدر على الركوع والسجود فإنه يستأنف على المختار؛ لأن حـالة الـقـعـود أقوىٰ فلم يجز بناؤه على الضعيف. (درمختار) وفي الشامي: وهٰـذا ظـاهـر فيما إذا افتتح قائماً أو قاعداً بقصد الإيماء ثم قدر قبل الإيماء على الـركوع والسجود قائماً أو قاعداً، أما إذا افتتح مستلقياً أو مضطجعاً ثم قدر قبل الإيـمـاء عـلى الركوع والسجود قائماً أو قاعداً فإنه يستأنف كما يؤ خذ من قول

الشــارح لأن حالة القعود أقوىٰ. (شامی زکریا ۲/۵۷۱، بیروت ۴۹۹/۲) **وفی تقریرات الـرافعی: أما لو أتی بالتحریمة فقط ثم قدر لا یستأنف لأنه لم یؤد رکناً به والذی وجد منه مجرد التحریمة.** (تقریرات رافعی ۷۷/۲، ملحق بہ شامي زکریا ۱۰٤/۲ حاشیة: ۳)

نفل نماز ٹیک لگا کر پڑھنا

اگر تھکاوٹ کی وجہ سے کوئی شخص دیوار یا لاٹھی وغیرہ پر ٹیک لگا کر نفل نماز ادا کرے تو بلا کراہت درست ہے، اور اگر بلاعذر ایسا کیا تو مکروہ تنزیہی ہوگا۔ **وللمتطوع الإتکاء علی شيءٍ کعصاً وجدارٍ مع الإعیاء أی التعب بلا کراهة وبدونه یکره. (درمختار) وظاهره أنه لیس فیه نهی خاص فتکون الکراهة تنزیهیةً.** (شامی زکریا ۵۷۲/۲، بیروت ۴۹۹/۲)

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں؛ البتہ اگر بلا عذر بیٹھ کر نفل ادا کی تو کھڑے ہوکر پڑھنے کے مقابلہ میں ثواب آدھا ملے گا، اور سننِ مؤکدہ کو بہرحال کھڑے ہوکر ہی پڑھنا چاہئے۔ **وله القعود بلاکراهة مطلقاً هو الأصح.** (درمختار زکریا ۵۷۲/۲، بیروت ۴۹۹/۲)

پاگل پن میں نماز کا حکم

اگر کوئی شخص مجنون ہوجائے اور یہ جنون کی حالت پانچ نمازوں کے وقت کے اندر اندر رہے تو چھوٹی ہوئی نمازیں قضا کرے گا اور اگر یہ حالت چھٹی نماز کے وقت تک ممتد ہو جائے تو اب گذری ہوئی نمازوں کی قضا اس پر لازم نہیں۔ **ومن جن ...... یوماً ولیلة قضیٰ الخمس وإن زاد وقت صلاة سادسة لا للحرج.** (درمختار زکریا ۵۷۳/۲، بیروت ۵۰۱/۲)

بے ہوش کا حکم

اگر کوئی شخص مسلسل چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بے ہوش رہے تو اس پر بے ہوشی کے زمانہ کی نمازوں کی قضا لازم نہیں ہے؛ البتہ اگر بے ہوشی ایک دن رات کے اندر اندر ہو پھر افاقہ ہوجائے تو

گزری ہوئی نمازوں کی قضالازم ہے۔ **ومن جن أو أغمی علیه یوماً ولیلةً قضی الخمس وإن زاد وقت صلاة سادسة لا للحرج.** (درمختار زکریا ۲/ ۵۷۳، بیروت ۲/ ۵۰۱)

نشہ میں مدہوش کا حکم

جو شخص شراب، بھنگ یا کسی دوا وغیرہ کے اثر سے مدہوش ہوجائے تو خواہ یہ مدہوشی کتنی ہی لمبی ہو افاقہ کے بعد اسے سب چھوٹی ہوئی نمازیں قضا کرنی پڑیں گی، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص لمبی مدت تک سوتا رہے تو بیدار ہونے کے بعد اسے سب نمازیں پڑھنی لازم ہے۔ **زال عقله ببنج أو خمر أو دواءٍ لزمه القضاء وإن طالت لأنه بصنع العباد کالنوم.**

(درمختار زکریا ۲/ ۵۷٤، بیروت ۲/ ۵۰۱)

ہاتھ پیر کٹا ہوا شخص کیسے نماز پڑھے؟

جس شخص کے ہاتھ کہنیوں سے اور پیر ٹخنوں سے اوپر کٹے ہوئے ہوں اور اس کا چہرہ بھی زخمی ہو تو وہ بغیر وضو اور تیمّم کے اسی حالت میں نماز پڑھے گا۔ **ولو قطعت یداه ورجلاه من المرفق والکعب وبوجهه جراحة صلی بغیر طهارة ولا تیمم ولا یعید هو الأصح.** (تنویر الابصار علی الدر المختار زکریا ۲/ ۵۷٤، بیروت ۲/ ۵۰۱)

آنکھ بنوانے والے مریض کا لیٹ کر نماز پڑھنا

اگر آنکھ بنوانے والے مریض کو ماہر مسلمان ڈاکٹر چت لیٹنے کا حکم دے تو ایسا مریض لیٹے لیٹے اشارہ سے نماز پڑھے گا۔ **أمره الطبیب باستلقاء لبزغ الماء من عینه صلی بالإیماء لأن حرمة الأعضاء کحرمة النفس.** (درمختا زکریا ۲/ ۵۷٤، بیروت ۲/ ۵۰۲)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت

جو شخص مرض یا ضعف کی وجہ سے کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکتا ہو، یا کھڑے ہونے میں اس کے مرض کے بڑھ جانے یا طویل ہونے کا خطرہ ہو، یا کھڑے ہونے سے سخت تکلیف ہوتی ہو، یا کھڑے ہونے سے پیشاب کے قطرات خود بخود نکل جانے کا خطرہ ہے یا (کپڑا وغیرہ مختصر ہونے

کی وجہ سے) کھڑے ہونے کی صورت میں ستر کھل جانے کا اندیشہ ہو، تو اس طرح کے اعذار کی بنا پر بیٹھ کر نماز فرض پڑھنا جائز ہے۔ **وإن عجز المريض عن القيام عجزاً حقيقياً أو حكمياً كما إذا قدر حقيقةً لٰكن يخاف بسببه زيادة مرض أو بطؤ برءٍ؟ أو يجد ألماً شديداً يصلي قاعداً يركع ويسجد.** (حلبی کبیر ۲۶۱) **لو كان بحيث لو قام سلس بوله أو لو قام ينكشف من العورة ما يمنع الصلاة أو يعجز عن القراءة حال القيام وفي القعود لايحصل شيءٌ من ذٰلك يجب القعود.** (طحطاوی ۱۲۲)

اگر قیام پر قادر ہو مگر رکوع اور سجدہ نہ کر سکے تو کیسے نماز پڑھے؟

اگر کوئی شخص کھڑا تو ہوسکتا ہو مگر اپنی بیماری یا ضعف کی وجہ سے رکوع اور سجدہ نہ کرسکتا ہو تو اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم نہیں؛ بلکہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ کے لئے اشارہ کرے، یہی افضل ہے۔ **وإن قدر المريض على القيام دون الركوع والسجود أي كان بحيث لو قام لا يقدر أن يركع ويسجد لم يلزمه القيام عندنا بل يجوز أن يومئ قاعداً وهو أفضل.** (حلبی کبیر ۲۶۶، طحطاوی ۱۲۲، بدائع الصنائع ۲۸۴/۱، الجوهرة النيرة ۱۱۴/۱)

کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر نماز پڑھنا

جو شخص سجدہ پر قادر نہ ہو اور پاؤں وغیرہ میں تکلیف کی وجہ سے زمین پر کسی طرح بیٹھنا بھی اس کے لئے مشکل ہو تو وہ کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے؛ لیکن جو شخص کسی بھی طرح زمین پر بیٹھ سکتا ہو اس کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا سخت مکروہ ہوگا، اسے زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرنی چاہئے۔ **فإن عجز عن الركوع والسجود وقدر على القعود فإنه يصلي قاعداً بإيماء.** (تاتارخانية ۲۰/۲ ۱)

تنبیہ: آج کل اس معاملہ میں بہت کوتاہی ہوتی ہے، معمولی بہانے سے لوگ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے لگتے ہیں، انہیں مذکورہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔

دورانِ نماز عذر پیش آجائے

اگر کسی شخص نے کھڑے ہوکر نماز شروع کی مگر درمیان میں ایسا عذر پیش آگیا کہ اس کے لئے کھڑا ہونا مشکل ہوگیا تو حکم یہ ہے کہ وہ بیٹھ کر رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پوری کرلے۔ **وإن صلی الصحیح بعض صلوته قائماً فحدث به فی أثنائها مرض یبیح له القعود أو عذر من عدوٍ أو غیره أتمَّها قاعداً یرکع ویسجد.** (حلبی کبیر ۲٦۹، شامی زکریا ۲/ ۵۷۱)

دورانِ نماز عذر ختم ہوجائے

اگر مریض نے بیٹھ کر نماز شروع کی تھی مگر درمیانِ نماز اس کا مرض ٹھیک ہوگیا اور وہ کھڑے ہونے پر قادر ہوگیا، تو اب کھڑے ہوکر نماز پوری کرلے۔ **وإن کان المصلی قد صلی أول صلاته قاعداً یرکع ویسجد لمرضٍ ثم صح من ذٰلک المرض فی أثنائها وقدر علی القیام بنی علی صلاته وأتمها قائماً.** (حلبی کبیر ۲٦۹، الجوهرة النیرة ۱/ ۱۱٤، شامی زکریا ۲/ ۵۷۱)

بیٹھ کر تکیہ یا میز پر سجدہ کرنا

جو شخص رکوع سجدہ پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے بیٹھنے کے بعد تکیہ، میز یا تپائی پر سجدہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے؛ تاہم اگر ان چیزوں پر سجدہ کرلیا تو اصل میں سجدہ کی ادائیگی سر جھکانے سے ہوجائے گی۔ **ولو کانت الوسادةُ علی الأرض فسجد علیها جاز أیضاً ولکن إن کان یجد قوة الأرض تکون صلاته بالرکوع والسجود وإلا فهی بالإیماء أیضاً.**

(حلبی کبیر ۲٦۲، شامی زکریا ۲/ ۵٦۸)

○❖○

ماٰخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔مرتب)

۱	القرآن الکریم	ترجمہ: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (م ۱۳۳۹ھ)	مدینہ منورہ
۲	القرآن الکریم	ترجمہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	فرید بک ڈپو دہلی
۳	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م ۱۲۷۰ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۴	تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیرؒ (م: ۷۷۴ھ)	دارالسلام ریاض
۵	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م ۶۶۸ھ)	دارالفکر بیروت
۶	صحیح البخاری	الامام ابومحمد بن اسمٰعیل بن بردزبہ البخاریؒ (م ۲۶۲ھ)	مکتبہ الاصلاح لال باغ مرادآباد
۷	عمدۃ القاری	علامہ بدرالدین عینیؒ (م: ۸۵۵ھ)	دارالفکر بیروت
۸	فیض الباری	علامہ انورشاہ کشمیریؒ (م: ۱۳۵۲ھ)	مجلس علمیہ ڈابھیل گجرات
۹	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م ۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت
۱۰	نووی علی مسلم	شیخ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النوویؒ (م: ۶۷۶ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند
۱۱	فتح الملہم	حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (م: ۱۳۶۹ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۱۲	جامع الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت
۱۳	معارف السنن	العلامۃ محمد یوسف بنوریؒ (م ۱۳۹۷ھ)	بنگلہ اسلامک اکیڈمی دیوبند
۱۴	تحفۃ الالمعی	افادات حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری	مکتبہ حجاز دیوبند
۱۵	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)	اشرفی بکڈپو دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت

۱۶	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی (م۲۷۵ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند دارالفکر بیروت
۱۷	مشکوۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م۷۴۱ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۱۸	مرقاۃ المفاتیح	العلامۃ علی بن السلطان محمد القاری (م۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۹	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاکر)	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م۲۴۱ھ)	دارالحدیث القاہرہ
۲۰	السنن الکبریٰ للبیہقی	الامام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (۴۵۸ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۱	شعب الایمان	الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م۴۵۸ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۲	الترغیب والترہیب	الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ (م۶۵۶ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۳	مصنف ابن ابی شیبہ	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفیؒ (م۲۳۵)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۴	المعجم الطبرانی الاوسط	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ)	مکتبۃ المعارف ریاض
۲۵	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ)	داراحیاء التراث العربی بیروت
۲۶	سنن الدارالقطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدارقطنیؒ (م۳۸۵ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۷	کنزالعمال	علی ابن حسام الدین المتقیؒ (م:۹۷۵ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۸	مجمع الزوائد	علامہ ابوبکر الہیثمیؒ (م:۸۰۷ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۹	اعلاء السنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ)	دارالکتب العلمیہ
۳۰	نصب الرایہ	علامہ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعیؒ (م:۷۶۲ھ)	المجلس العلمی
۳۱	اوجز المسالک	حضرت شیخ زکریا مہاجر مدنیؒ (م:۱۴۰۲ھ)	دارالقلم دمشق
۳۲	موسوعۃ آثار الصحابہ	ابوعبداللہ سید بن کروی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۳	کتاب الدعاء للطبرانیؒ	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانیؒ (۳۶۰ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۴	المتجر الرابح	حافظ شرف الدین عبدالمؤمن دمیاطیؒ (م:۷۰۵ھ)	دارالفکر بیروت
۳۵	اذکار نووی	شیخ محی الدین زکریا نوویؒ (م:۶۷۶ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت

۳٦	مختصر بیان العلم وفضلہ	شیخ احمد بن عمر المحمصانیؒ (م: ۱۳۴۹ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۷	کشف الخفاء	علامہ اسماعیل بن محمد العجلوانیؒ (م: ۱۱٦۲ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۸	البدایہ والنہایہ	علامہ ابن کثیر دمشقیؒ (م: ۷۷۴ھ)	دارالفکر بیروت
۳۹	غنیۃ الطالبین	شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسیٰ جیلانیؒ (م ۵٦۱ھ)	مطبع اسلامی لاہور
۴۰	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالیؒ (م ۵۰۵)	نول کشور لکھنؤ
۴۱	کتاب الآثار للامام محمدؒ	تشریح: علامہ ابوالوفاء افغانیؒ	مجلس علمی ڈابھیل
۴۲	المستطرف	شہاب الدین محمد بن احمد ابی الفتح الابشیہی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۴۳	زادالمعاد	ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر الدمشقیؒ "ابن قیم الجوزیۃ" (م ۷۵۱ھ)	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
۴۴	مظاہر حق	حضرت مولانا محمد قطب الدین صاحب دہلویؒ	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
۴۵	فضائل اعمال	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ (م: ۱۴۰۲ھ)	ادارہ اشاعت دینیات دہلی
۴٦	عالمگیری	علامہ نظام الدین وجماعۃ من العلماء	داراحیاء التراث العربی بیروت
۴۷	البحر الرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م ۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۸	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م ۵۹۲ھ)	داراحیاء التراث العربی
۴۹	ہدایہ	شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانیؒ (م ۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۵۰	المختار الفتویٰ	العلامہ ابوالفضل مجد الدین عبداللہ بن محمود الحنفیؒ (م ٦۸۳ھ)	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ معظمہ
۵۱	تنویر الابصار مع الدر المختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشیؒ (م ۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۲	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م ۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۳	ردالمحتار (فتاویٰ شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، (زکریا بک ڈپو دیوبند) احیاء التراث العربی بیروت
۵۴	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۵	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م ۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند

۵۶	نور الایضاح	حسن بن عمار بن علی الشرنبلالیؒ (م:۱۰۶۹ھ)	یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند
۵۷	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفیؒ (م ۱۰۶۹ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۸	طحطاوی علی المراقی	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفیؒ (م ۱۲۳۱ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۹	عمدۃ الرعایۃ شرح الوقایہ	العلامۃ محمد عبد الحیٔ اللکھنویؒ (م ۱۳۰۴ھ)	مرکز ادب دیوبند
۶۰	مجمع الانہر	شیخ عبد الرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ) (م ۱۰۷۸ھ)	داراحیاء التراث العربی
۶۱	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (۷۸۶ھ) (تحقیق: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی)	ادارۃ القرآن کراچی زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۲	غنیۃ المتملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفیؒ (م ۹۵۶ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۶۳	الفتاویٰ الحدیثیہ	العلامہ احمد بن محمد بن علی ابن حجر الہیثمیؒ (م ۹۷۴ھ)	داراحیاء التراث
۶۴	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ البخاریؒ (م:۶۱۶ھ)	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
۶۵	فتح القدیر	علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ)	دارالفکر بیروت
۶۶	المبسوط	شمس الائمہ شمس الدین ابوبکر محمد السرخسیؒ (م:۴۹۰ھ)	دارالفکر بیروت
۶۷	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزاز (م:۸۲۷ھ)	کتب خانہ زکریا دیوبند
۶۸	کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ	علامہ عبد الرحمٰن جزیریؒ (م: ھ)	المکتبۃ العصریہ بیروت
۶۹	شرح وقایہ	صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود بن محمود (م: ۷۴۷ھ)	فیصل پبلی کیشنز دیوبند
۷۰	سعایہ	حضرت علامہ عبد الحیٔ فرنگی محلیؒ (م:۱۳۰۴ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۱	تقریرات رافعی	علامہ عبد القادر الرافعیؒ (م:۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۲	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمد (م:۸۰۰ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۷۳	النتف فی الفتاویٰ	شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن حسین بن محمد سغدیؒ (م:۴۶۱ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۷۴	صغیری	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبیؒ (م:۹۵۶ھ)	مجتبائی دہلی

۷۵	غنیۃ الناسک	حضرت مولانا شیخ محمد حسن شاہ مہاجر مکیؒ (م:۱۳۴۶ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۷۶	منہل الواردین	علامہ ابن عابدین الشامیؒ (م:۱۲۵۲ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۷	الموسوعۃ الفقہیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الشئون الدینیہ کویت
۷۸	نفع المفتی والسائل	حضرت علامہ عبدالحئی فرنگی محلیؒ (م:۱۳۰۴ھ)	دیوبند
۷۹	الاشباہ والنظائر	علامہ بن نجیم مصریؒ (م:۹۷۰ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۸۰	شرح منظومہ ابن وہبان	علامہ عبدالوہاب بن احمد المعروف باابن وہبانؒ (م:۷۶۸ھ)	الوقف الخیری المدنی دیوبند
۸۱	قواعد الفقہ	علامہ عمیم الاحسان المجددی	زکریا بک ڈپو دیوبند
۸۲	غمز عیون البصائر	سید احمد بن محمد الحمویؒ	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۸۳	امداد الاحکام	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ) حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلوی (۱۳۶۸ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۸۴	فتاویٰ عثمانی	حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۸۵	بہشتی گوہر	زیرنگرانی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)(ملحق بہ بہشتی زیور حصہ ۱۱)	مکتبہ نذیریہ اردو بازار دہلی
۸۶	علم الفقہ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی (م:۱۹۶۲ھ)	مکتبہ فاروقیہ لکھنؤ
۸۷	آپ کے مسائل اور ان کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (م:۱۴۲۱ھ)	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۸۸	فتاوی رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ (م۱۳۲۳ھ)	گلستاں کتاب گھر
۸۹	فتاوی مظاہر علوم	حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ (م۱۳۴۷ھ)	جامعہ مظاہر علوم سہارنپور
۹۰	فتاویٰ شیخ الاسلام	شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ (م۱۳۷۷ھ)	مکتبہ دینیہ دیوبند
۹۱	کفایۃ المفتی	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ (م۱۳۷۲ھ)	مکتبہ امدادیہ پاکستان
۹۲	فتاوی دارالعلوم	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ (م۱۳۴۷ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۹۳	امداد الفتاوی	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند

۹۴	بہشتی زیور	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	مکتبہ اختری سہارن پور
۹۵	جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م ۱۳۹۵ھ)	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
۹۶	امداد المفتیین	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م ۱۳۹۵ھ)	دارالعلوم کراچی
۹۷	فتاوی محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م ۱۴۱۷ھ)	زکریا بکڈپو دیوبند
۹۸	فتاوی رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ (م ۱۴۲۲ھ)	مکتبہ رحیمیہ سورت گجرات
۹۹	احسن الفتاوی	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م ۱۴۲۲ھ)	دارالاشاعت دہلی
۱۰۰	احکام السفر	مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب	مفتاح العلوم سرگودھا پاکستان
۱۰۱	مجالس ابرار	افادات: حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ (م: ۲۰۰۵ء)	
۱۰۲	انوار رحمت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۳	ایضاح المسائل	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۴	ایضاح المناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۵	الاوزان المحمودہ	مولانا مفتی ابوالکلام صاحب قاسمی المظاہری	دارالکتاب دیوبند
۱۰۶	اصلاحی مضامین	مولانا کلیم اللہ قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۷	مسائل بہشتی زیور	مرتبہ: ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	جامعہ مدنیہ لاہور

مرتب کی علمی کاوشیں

❑ اللہ سے شرم کیجئے:

اس کتاب میں اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کے متعلق ایک جامع ارشاد نبوی ا کی تفصیلی شرح کے ضمن میں نہایت مفید اصلاحی مضامین (آیات قرآنیہ احادیث طیبہ اور احوال واقوال سلف) خوبصورتی کے ساتھ جمع کردئے گئے ہیں، یہ کتاب مردہ ضمیر کو جھنجوڑنے، اور غفلت کے پردے ہٹانے میں تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو شخص بھی صدق دل سے اور عمل کی نیت سے اس کا مطالعہ کرے گا اسے انشاء اللہ یقیناً نفع ہوگا، کتاب کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ ہر بات حوالہ جات سے مزین ہے ۔عوام وخواص کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔اب تک ہندو پاک کے مختلف کتب خانوں سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اور مسلسل اس کی اشاعت جاری ہے۔ ہندی زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے، فالحمد للہ۔ صفحات: ۴۳۲، عام قیمت: ۱۰۸/روپئے

❑ اللہ والوں کی مقبولیت کا راز:

یہ کتاب پہلے ۹۶/صفحات پر شائع ہوئی تھی اب اضافہ ہوکر ۱۹۲/صفحات میں خوب صورت کمپیوٹر کتابت پر شائع کی گئی ہے، جس میں اکابر واسلاف کی مقبول صفات مثلاً: تواضع، زہدوتقویٰ، عفوودرگذر، حلم وبردباری، جودوسخا اور خوف وخشیت سے متعلق پُراثر اور حیرت انگیز حالات وواقعات بیان کرکے ان کی روشنی میں اپنے کردار کا مؤثر انداز میں جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب علماء، طلباء اور اپنی اصلاح کے خواہش مند حضرات کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ زبان بہت آسان اور عام فہم ہے، آج ہی طلب کرکے اپنی روحانی تشفی کا سامان کریں۔ یہ کتاب بھی ہندو پاک کے متعدد کتب خانوں سے شائع ہورہی ہے، الحمد للہ۔ صفحات :۱۹۲، قیمت: ۶۰/روپئے۔

❑ تذکرۂ فدائے ملتؒ:

یہ امیر الہند، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ صدر جمعیۃ علماء

ہند کی یاد میں منعقدہ فدائے ملت سیمینار (منعقدہ ۲۰۰۸ء) میں پیش کردہ مقالات کا بہترین مجموعہ ہے، جس میں نہ صرف حضرت فدائے ملتؒ کے حالات اور قابل تقلید روشن کارنامے جمع ہوگئے ہیں؛ بلکہ ملت اسلامیہ ہند کی گذشتہ نصف صدی کی تاریخ کے اہم پہلو بھی اس مجموعہ مضامین میں جابجا بکھرے ہوئے ہیں۔ اکابر کی سوانح سے دل چسپی رکھنے والوں کے لئے یہ ایک قیمتی سوغات ہے، جسے جمعیۃ علماء ہند نے بہت اہتمام سے شائع کیا ہے، اور مختصر مدت میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ صفحات: ۱۲۰۰۔

❑ خطباتِ سیرت طیبہ:

سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مختلف گوشوں پر دس خطبات کا یہ مجموعہ خاص طور پر نوجوانوں اور عام مسلمانوں کے لئے شائع کیا گیا ہے، یہ خطبات مرادآباد کی ''مسجد ابراہیمی'' محلّہ کسرول میں بالترتیب دس روز تک جاری رہے، بعد میں انہیں کتابی شکل دے دی گئی۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ گھروں میں اس کی تعلیم ہو؛ تاکہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے متعلق اہم معلومات مسلم معاشرہ کو حاصل ہوں۔ الحمد للہ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے، اور اس کو ہندی رسم الخط میں بھی تیار کرلیا گیا ہے؛ تاکہ ہندی داں لوگوں کے لئے سہولت ہو۔ صفحات: ۲۴۰

❑ ذکر رفتگاں:

یہ ماہ نامہ ''ندائے شاہی'' مرادآباد میں ۱۹۸۹ء تا ۲۰۰۴ء وفات پانے والی امت کی اہم اور مؤقر شخصیات پر شائع شدہ تعزیتی مضامین کا بیش قیمت مجموعہ ہے، جس میں تقریباً ڈیڑھ سو حضرات کے مختصر سوانحی خاکے اور تأثرات جمع ہوگئے ہیں، تذکرۂ اکابر کے شائقین کے لئے یہ بیش بہا تحفہ اور سیر وسوانح کے باب میں قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہے، جس کا مطالعہ انشاء اللہ ذہن میں تازگی اور روح میں بالیدگی کا سبب ہوگا۔

صفحات: ۵۶۸، عام قیمت: ۱۶۰/روپئے

❑ دعوت فکر وعمل:

یہ کتاب مختلف دینی، اصلاحی، سماجی اور معاشرتی موضوعات پر مبنی ۹۷ر قیمتی مضامین کا مجموعہ ہے، جن میں پوری قوت کے ساتھ فکری اصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ ان مضامین کے مطالعہ سے اصابت رائے اور اعتدال کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، موجودہ دور میں دینی خدمات میں مشغول حضرات کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت کارآمد ہے، اکابر علماء کی تقریظات سے کتاب مزین ہے اور باذوق قارئین کی نظر میں یہ دور حاضر کا ایک گراں قدر تحفہ ہے، متعدد کتب خانوں سے اس کی اشاعت ہورہی ہے۔ صفحات: ۵۴۰، قیمت: ۱۵۰ر روپئے

❑ لمحاتِ فکریہ:

اس کتاب میں ندائے شاہی مارچ ۲۰۰۳ء سے لے کر مئی ۲۰۰۵ء تک کے ادارتی مضامین اور دو رسالوں ''اسلام کی انسانیت نوازی'' اور ''اسلامی معاشرت'' کو یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اس مجموعۂ مضامین میں قرآن وسنت اور آثارِ صحابہ سے نہایت قیمتی ہدایات نقل کی گئی ہیں۔ ۳۲۰ر صفحات پر یہ کتاب اسلامی تعلیمات کے تعارف، اصلاح امت اور باطل افکار وخیالات کی مدلل تردید پر مبنی مضامین کو شامل ہے، اور عوام وخواص کے لئے یکساں مفید ہے۔ صفحات: ۳۲۰، قیمت: ۱۰۰ روپئے

❑ دینی مسائل اوران کا حل:

دور حاضر کے اہم پیش آمدہ مسائل کے ۶۵۰ر مختصر اور جامع جوابات پر مشتمل یہ قیمتی مجموعہ ہر گھر کی ضرورت اور قدم قدم پر رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ مسائل کئی سال سے رسالہ تحفۂ خواتین مرادآباد میں سوال وجواب کی صورت میں شائع ہورہے تھے، اب انہیں عربی عبارات اور حوالوں کے ساتھ جمع کر کے شائع کیا گیا ہے، جو عوام کے علاوہ اہل علم اور ارباب افتاء کے لئے بھی مفید ہے۔ صفحات: ۴۱۶، قیمت: ۲۰۰ روپئے

❑ فتاوی شیخ الاسلامؒ:

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی علمی اور فقہی آراء اور مکتوبات کا یہ مرتب مجموعہ بالخصوص فقہ و فتاوی کے شائقین کے لئے گراں قدر تحفہ ہے۔ ہر مسئلہ حوالہ جات سے مزین ہے اور نادر علمی نکات، فقہی تحقیقات اور قیمتی افادات کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے یہ کتاب ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی شائع ہوچکی ہے۔

صفحات: ۲۵۱، قیمت : ۸۰ روپئے، ناشر: مکتبہ دینیہ دیوبند

❑ فتوی نویسی کے رہنما اصول:

یہ فقیہ العصر علامہ ابن عابد بن شامیؒ کی معروف کتاب ''شرح عقود رسم المفتی'' کی روشنی میں اصول افتاء پر ایک انوکھی کتاب ہے، جس میں ۴۳؍اصول متعین کر کے ہر اصول کے اجراء اور تمرین کے لئے رہنمائی کی گئی ہے۔ جو طلبۂ افتاء نظر میں گہرائی اور مطالعہ میں گیرائی کے مشتاق ہیں ان کے لئے یہ کتاب قدم قدم پر معاون بن رہی ہے۔ نیز بفضلہٖ تعالیٰ تجربہ سے یہ طرز اجراء بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ صفحات: ۴۳۲، قیمت: ۱۵۰ روپے، ناشر: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

❑ دیگر کتب ورسائل:

❑ الفهرس الحاوي على حاشية الطحطاوي (افادات: فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) ❑ ردمرزائیت کے زریں اصول (افادات: سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ): صفحات: ۲۱۶، قیمت: ۴۰ روپے۔ ❑ قادیانی مغالطے: صفحات: ۱۲۴، قیمت: ۲۰ روپے ❑ تحریک آزادئ ہند میں مسلم عوام اور علماء کا کردار: صفحات: ۲۲۸، قیمت: ۸۰ روپے ❑ پیکر عزم و ہمت، استاذ اور شاگرد: صفحات: ۸۰، قیمت: ۴۰ روپے ❑ نورِ نبوت: صفحات: ۷۲ قیمت: ۳۰ روپے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ دوم)

جنائز، روزہ، زکوٰۃ، قربانی، عقیقہ

[نظرثانی واضافہ شدہ اشاعت]

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ

نام کتاب: کتاب المسائل (۲)

مرتب: مفتی محمد سلمان منصور پوری

کتابت وتزئین: محمد اسجد قاسمی مظفر نگری

صفحات: ۳۵۲

قیمت: ۱۵۰/روپیہ

اشاعتِ اول: ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۱ء

نظرِ ثانی: جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ مطابق مئی ۲۰۱۳ء

ناشر: المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

تقسیم کار: فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمٹیڈ) دہلی

011-23289786 - 23289159

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب (نظرِ ثانی)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ''کتاب المسائل'' کی دوسری جلد نظر ثانی کے بعد پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اس جلد کی تصحیح وتہذیب میں بھی خاص طور پر محبِّ مکرم حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب اعظمی زیدمجدہم مفتی واستاذ جامعہ شیخ الاسلام شیخوپور اعظم گڈھ نے غیر معمولی دل چسپی کا مظاہرہ فرمایا، اللہ تعالیٰ موصوف کو بے حد جزائے خیر سے نوازیں، آمین۔

نئی اشاعت میں اس جلد کے شروع میں ''کتاب الجنائز'' شامل کیا گیا ہے، جو طبعِ اول میں پہلی جلد کے ساتھ شامل تھا۔

اس جلد میں روزہ اور زکوٰۃ سے متعلق چند ضروری مسائل کا اضافہ بھی کیا گیا ہے، امید ہے کہ یہ نئی اشاعت شائقین کے لئے مزید اعتماد کا باعث ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

احقر ان سبھی حضرات کا مشکور وممنون ہے جنہوں نے زبانی یا تحریری طور پر کتاب کی تحسین فرما کر اس ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی، **فجزاهم اللّٰه تعالیٰ أحسن الجزاء**۔

یہ حقیقت تو اپنی جگہ طے ہے کہ بے عیب ذات تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے، اور احقر تو علم وعمل اور فہم وذکاوت ہر اعتبار سے ناقص ہے، علم کا دعویٰ نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے؛ بلکہ ہر وقت اپنی کمزوری اور ناسمجھی کے اظہار کا ڈر دامن گیر ہے۔ قارئین سے گذارش ہے کہ مطالعہ کے دوران کوئی بھی بات قابل اشکال پائیں تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں، نوازش ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر محنت کو شرفِ قبولیت سے نوازیں، اور احقر کے سبھی معاونین ومحسنین کو جزائے خیر سے نوازیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۷؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ ۸؍ مئی ۲۰۱۳ء بروز چہارشنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مرتب (طبعِ اول)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ ''کتاب المسائل'' کی دوسری جلد اب قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، جو ''روزہ، زکوٰۃ، قربانی اور عقیقہ'' کے ضروری اور منتخب مسائل پر مشتمل ہے۔ پہلے سے ذہن میں یہ تھا کہ حج وعمرہ کے مسائل بھی اسی دوسری جلد میں شامل کردیے جائیں گے؛ لیکن احباب کے مخلصانہ مشورہ پر مناسب معلوم ہوا کہ حج وعمرہ کے مسائل مستقل جلد میں شائع کئے جائیں؛ تاکہ عازمین حج کے لئے استفادہ میں سہولت ہو۔ چناں چہ تیسری جلد عنقریب شائع کی جائے گی، جو حج وعمرہ کے مسائل پر مشتمل ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب المسائل کی جلد اول جو ''طہارت ونماز اور جنائز'' کے مسائل کو شامل تھی، آج سے پانچ سال قبل شائع ہوئی تھی، ارادہ تھا کہ اگلی جلدیں بھی جلد ہی پیش کی جائیں گی، مگر ہجومِ کار، وقت کی برق رفتاری اور سب سے بڑھ کر اس ناکارہ کی تساہلی کے سبب تاخیر ہوتی چلی گئی۔ تاہم اس تاخیر میں ایک خیر کا پہلو یہ شامل رہا کہ اس سلسلہ کے اکثر مسائل بالترتیب ماہنامہ ''ندائے شاہی'' میں شائع ہوکر عوام وخواص کی نگاہوں سے گذرتے رہے، اور مسائل پر مناقشہ ومذاکرہ کا سلسلہ جاری رہا، جس سے تنقیحات میں کافی مدد ملی اور اعتماد میں اضافہ ہوا، فالحمد للہ علی ذٰلک۔

جس طرح انسانی زندگی کے پہلو ان گنت ہیں، اسی طرح زندگی میں پیش آنے والے مسائل وجزئیات بھی بے حد وبے حساب ہیں، اس لئے مسائل کے اعتبار سے مخلوق کی تیار کردہ کسی کتاب کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ وہ سبھی مسائل کو محیط ہے، خودفریبی کے سوا کچھ نہیں ہے؛ کیوں کہ کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب ایسے مسائل پیش نہ آتے ہوں جن کا پہلے زمانہ میں تصور بھی نہ

تھا، اس لئے کوئی کتنی بھی کوشش کرلے وہ جزئیات کے احاطہ میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا۔ یہی حال اس کتاب کا بھی ہے کہ اس میں کوشش کرکے اپنی ناقص فہم کے اعتبار سے جو مسائل ضروری معلوم ہوئے انہیں مرتب انداز میں جمع کیا گیا ہے؛ لیکن احاطۂ مسائل کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔

ان مسائل کا مسودہ اولاً احقر نے والد معظم حضرت اقدس مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصورپوری دامت برکاتہم ومدظلہم کی خدمتِ عالیہ میں پیش کیا تھا، حضرت والا نے جابجا ملاحظہ فرماکر دعاؤں سے نوازا۔ اسی طرح محبّ مکرم حضرت اقدس مولانا مفتی محمد اسماعیل صاحب بھڑکودری زیدمجدہم شیخ الحدیث جامعہ علوم القرآن جمبوسر، ومفتی دارالعلوم کنتھاریہ بھڑوچ (گجرات) نے بھی مسودہ پر نظر فرماکر تصویب وتائید فرمائی اور بعض اہم مسائل کی طرف توجہ دلائی۔ نیز مخدوم مکرم، مفتی اعظم گجرات حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم مفتی وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات کی خدمت میں بھی بعض ضروری مسائل پیش کئے گئے اور موصوف نے ان کی تصویب وتائید فرمائی، احقر ان سبھی اکابر کا نہایت ممنون ومشکور ہے۔

مزید قابلِ اطمینان بات یہ ہے کہ معروف عالم ومحقق حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی زیدمجدہم مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد نے نہایت بشاشت کے ساتھ مسودہ پر گہری نظر ڈالی اور جابجا اصلاحات فرمائی، اور مفید مشوروں سے نوازا، جس پر احقر نہایت مشکور ہے، اللہ تعالیٰ آں موصوف کو بے حد جزائے خیر عطا فرمائیں، آمین۔

احقر کے کرم فرما اور علمی رفیق، محبّ مکرم مولانا مفتی ابوجندل قاسمی زیدعلمہ شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ ضلع مظفرنگر یوپی نے آخری مرحلہ میں تصحیح ومراجعت کا کام بہت ہی تن دہی سے انجام دیا۔ نیز عزیز مکرم مولانا قاری مفتی محمد عفان منصورپوری استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ نے بھی مسودہ پر گہری نظر ڈالی۔ **فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالیٰ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔**

نیز اس کتاب کی تیاری اور حوالہ جات کی فراہمی اور مراجعت میں طلبہ افتاء مدرسہ شاہی مرادآباد ۱۴۳۲ھ نے بڑی جانفشانی سے حصہ لیا، اسی طرح عزیزم مولوی مفتی عبدالحق رسول پوری زیدعلمہ حال استاذ جامعہ معارف القرآن اوجھاری نے مسائل کی تلاش وجستجو میں بہت دل چسپی کا مظاہرہ کیا، نیز مفتی محمد احسان دیوبندی اور مفتی نجم الدین میرٹھی (فاضلانِ افتاء مدرسہ شاہی) اور

عزیزم مولوی سید محمد ابوبکر صدیق سلمہ نے تصحیح اور فہرست سازی میں تعاون کیا، اللہ تعالیٰ ان سب کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائیں، آمین۔

عزیزم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری نے کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں انتھک محنت کی، اور اپنی بہترین فنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا، وہ بھی یقیناً عند اللہ ماجور ہوں گے۔

محبّ مکرم جناب مولانا معز الدین صاحب قاسمی ناظم امارتِ شرعیہ ہند دہلی اور جناب محمد ناصر خاں صاحب مالک ''فرید بک ڈپو دہلی'' کا بھی احقر نہایت ممنون ہے کہ انہوں نے بہت جلد عمدہ طباعت کا انتظام کیا، اللہ تعالیٰ ان سبھی حضرات کو اجر جزیل سے نوازیں، آمین۔

واضح رہنا چاہئے کہ:

اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس قرآنِ کریم اور پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے پرنور کلام کے علاوہ کسی کتاب یا کسی بات کے بارے میں نقائص سے پاک ہونے کی ضمانت نہیں دی جاسکتی، پھر احقر جیسے کم علم اور کم فہم کو کب یہ زیب دیتا ہے کہ وہ کوتاہیوں اور غلطیوں سے مبرا ہونے کا دعویٰ کرے، یقیناً اس کتاب میں بھی لفظی ومعنوی غلطیاں ہوں گی، جن پر احقر اپنے نقص کی وجہ سے مطلع نہ ہو پایا ہوگا، اس لئے سبھی قارئین سے عاجزانہ گذارش ہے کہ وہ غلطیوں پر ضرور متنبہ فرما کر احسان فرمائیں، کرم ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں اور احقر کے والدین محترمین، تمام اساتذۂ کرام اور کتاب کی تالیف وترتیب میں حصہ لینے والے سبھی احباب نیز جن جدید وقدیم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کے مؤلفین کے لئے اس کتاب کو صدقۂ جاریہ بنادیں اور امت کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عنایت فرمائیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۰/ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ ۹/اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز یکشنبہ

❒❖❒

تأثرات: حضرت مولانا سید اشہد رشیدی صاحب

مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الكريم، أما بعد!

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری استاذ حدیث و مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کی تحریر کردہ اس کتاب کے سلسلہ میں مجھ جیسے آدمی کا کچھ تحریر کرنا ایسا ہی ہے جیسے ''سورج کو چراغ دکھانا''۔ میں نے دست بستہ معذرت بھی پیش کی؛ لیکن منظور نہیں کی گئی۔

جہاں تک سوال ''کتاب المسائل'' کے مندرجات کا ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ حسنِ ترتیب اور حسنِ انتخاب قابلِ ستائش اور لائقِ مدح ہے۔ فاضل مصنف نے روزمرہ پیش آنے والے اہم مسائل نہایت آسان اور محققانہ انداز میں معتبر حوالوں سے جمع فرمادئے ہیں۔ رؤیتِ ہلال، روزہ، زکوۃ، قربانی اور عقیقہ وغیرہ سے متعلق ضروری معلومات بڑی خوش اسلوبی سے تحریر کردی گئی ہیں۔

امید ہے کہ اللہ رب العزت اس کے فائدہ کو عام و تام فرمائے گا، اور فاضل مصنف کو اس دینی و علمی خدمت پر دنیا و آخرت میں اجر جزیل سے مالا مال کرے گا؛ کیوں کہ اس کا فرمان ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (بے شک اللہ رب العزت ایمان والوں کے اجر وثواب کو ضائع نہیں کرتا)

وصلی الله علی النبی الكريم۔

فقط والسلام

طالب دعاء:

(حضرت مولانا) اشہد غفرلہ (صاحب)

خادم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۲/۱۱/۱۴۳۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسنِ ترتیب

❑ عرضِ مرتب (نظرِ ثانی): ---------- ۳

❑ عرضِ مرتب (طبعِ اول) ---------- ۴

❑ تأثرات: حضرت مولانا سید اشہد رشیدی صاحب مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد -- ۷

کتاب الجنائز

۴۳-۱۱۰

○ میت کے بارے میں اسلامی تعلیمات ---------- ۴۴

○ جب موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں ---------- ۴۵

○ موت کے وقت میت کو کس طرح لٹائیں؟ ---------- ۴۶

○ میت کے قریب خوشبو رکھنا ---------- ۴۶

○ موت کے بعد منہ اور آنکھیں بند کر دیں ---------- ۴۶

○ موت کے بعد ہاتھ اور پیر سیدھے کر دیں ---------- ۴۷

○ پیٹ پر کوئی بھاری چیز رکھ دیں ---------- ۴۷

○ ناپاک آدمی میت کے پاس نہ آئیں ---------- ۴۷

○ میت کے پاس قرآن کی تلاوت ---------- ۴۸

○ عزیز واقارب میں موت کی خبر کر دیں ---------- ۴۸

○ میت کو کون نہلائے؟ ---------- ۴۸

○ غسل دینے والے کو اجرت دینا کب جائز ہے؟ ---------- ۴۹

○ مرد میت کو غسل دینے والا کوئی نہ ہو؟ ---------- ۴۹

○ مرنے کے بعد بیوی اور شوہر کا حکم ---------- ۴۹

○ بچہ و بچی کو کون غسل دے؟ ۵۰
○ جنبی و حائضہ اور نفساء کا غسل دینا ۵۰
○ غسل دینے والوں کے لئے چند ہدایات ۵۰
○ غسل دینے کا طریقہ ۵۲
○ میت پر ایک مرتبہ پانی ڈالنا واجب ہے ۵۳
○ استنجاء دستانے پہن کر کرائیں ۵۳
○ غسل دینے والے کے لئے بعد میں غسل کرنا مستحب ہے ۵۴
○ خنثیٰ کو غسل کون دے؟ ۵۴
○ بچہ پیدا ہونے کے بعد مر جائے ۵۴
○ مرا ہوا بچہ پیدا ہوا ۵۴

کفن کے مسائل

○ تکفین کا اہتمام ۵۵
○ غسل دینے کے بعد عطر لگانا ۵۵
○ تجہیز و تکفین فرضِ کفایہ ہے ۵۶
○ کفن کیسا ہو؟ ۵۶
○ کفن کا رنگ کیسا ہو؟ ۵۶
○ کفن کو دھونی دینا ۵۶
○ مرد کا کفن ۵۷
○ مرد کو کفنانے کا طریقہ ۵۷
○ عورت کا کفن ۵۷
○ عورت کو کفنانے کا طریقہ ۵۸
○ کفنِ کفایت ۵۹

○ کفنِ مکروہ ---------- ۵۹
○ چارپائی کی چادر ---------- ۵۹
○ نابالغ لڑکے اور لڑکی کا کفن ---------- ۵۹
○ مردہ مولود کا کفن ---------- ۶۰
○ جنازہ پر کلمہ والی چادر ڈالنا ---------- ۶۰
○ قبر کھل جائے اور لاش بے کفن ہو؟ ---------- ۶۰

حادثاتی اموات

○ میت کا صرف سر دستیاب ہوا ---------- ۶۱
○ نصف دھڑ دستیاب ہوا ---------- ۶۱
○ سمندری سفر کے دوران وفات ---------- ۶۱
○ لاش جل کر کوئلہ ہوگئی ---------- ۶۲
○ صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہوا ---------- ۶۲
○ لاش پھول جائے ---------- ۶۲
○ جو لاش پھول کر پھٹ گئی ہو؟ ---------- ۶۳
○ بحالتِ احرام وفات پانے والے کی تجہیز وتکفین ---------- ۶۳
○ حادثہ میں مسلمان اور کافروں کی لاشیں گڈمڈ ہوجائیں ---------- ۶۳
○ پوسٹ مارٹم کا حکم ---------- ۶۴
○ پوسٹ مارٹم والی نعش کی تجہیز وتکفین ---------- ۶۴
○ پوسٹ مارٹم کے لئے قبر کھود کر نکالنا ---------- ۶۴
○ میت کی بندھی ہوئی پٹیاں کھول دی جائیں گی ---------- ۶۵
○ ڈوب کر مرجانے والے کو غسل ---------- ۶۵
○ اسقاطِ حمل ---------- ۶۵
○ بچہ زندہ ہو تو مردہ عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا ---------- ۶۶

○ جس لاش سے بد بو اٹھ رہی ہو؟ ---------- ۶۶

○ زندہ انسان کے کٹے ہوئے عضو کا کیا کریں؟ ---------- ۶۶

○ دفن کے بعد باقی اجزاء ملے ---------- ۶۷

○ جس لاش پر پٹیاں بندھی ہوں اس کے غسل کا حکم ---------- ۶۷

○ دریا یا سمندر میں ڈوب کر لاپتہ ہو جانے والے کا حکم ---------- ۶۷

○ ملبے کے نیچے دب جانے والے کا حکم ---------- ۶۸

جنازہ اٹھانے کے مسائل

○ جنازہ کے پیچھے چلنے کی فضیلت ---------- ۶۹

○ جنازہ کے ساتھ پیدل جائیں ---------- ۶۹

○ جنازہ جلدی لے جانے کا حکم ---------- ۷۰

○ بچہ کے جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ ---------- ۷۰

○ بڑے جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ ---------- ۷۰

○ سواری پر جنازہ لے جانا ---------- ۷۱

○ جنازہ کو دو لکڑیوں پر اٹھانا مکروہ ہے ---------- ۷۱

○ جنازہ کو جلدی لے کر چلنا ---------- ۷۱

○ جنازہ کے پیچھے چلنا ---------- ۷۱

○ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا ---------- ۷۲

○ قبرستان میں بیٹھنا ---------- ۷۲

○ عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا ---------- ۷۲

○ جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ ---------- ۷۳

○ جنازہ لیجاتے ہوئے بلند آواز سے ذکر کرنا مکروہ ہے ---------- ۷۳

○ جنازہ دوسرے شہر میں لے جانا ---------- ۷۴

نماز جنازہ کا بیان

- بارگاہِ حق میں میت کی سفارش ---------- ۷۵
- نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کوخوش خبری ---------- ۷۵
- افسوس کا مقام! ---------- ۷۶
- نماز جنازہ فرضِ کفایہ ہے ---------- ۷۶
- نماز جنازہ کا وقت ---------- ۷۶
- فجر اور عصر کے بعد نماز جنازہ ---------- ۷۷
- طلوع آفتاب، زوال اور غروب کے وقت نماز جنازہ ---------- ۷۷
- نماز جنازہ میں تاخیر مکروہ ہے ---------- ۷۷
- نماز جنازہ کے فرض ہونے کی شرطیں ---------- ۷۷
- نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی شرطیں ---------- ۷۸
- نماز جنازہ میں نابالغ کی امامت ---------- ۷۹
- نماز جنازہ کے فرائض وسنن ---------- ۷۹
- نماز جنازہ کی ترکیب ---------- ۸۰
- نماز جنازہ کی دعائیں سراً پڑھی جائیں گی ---------- ۸۱
- جس کو دعا یاد نہ ہو ---------- ۸۲
- نماز جنازہ میں امامت کا مستحق ---------- ۸۲
- نماز جنازہ کی ولایت میں ترتیب ---------- ۸۳
- نماز جنازہ کو فاسد کرنے والی چیزیں ---------- ۸۳
- وہ مقامات جن میں نماز جنازہ مکروہ ہے ---------- ۸۳
- عیدگاہ میں نماز جنازہ ---------- ۸۴
- عید میں نماز جنازہ کب پڑھی جائے؟ ---------- ۸۴
- جنازہ مسجد میں داخل کرنا ---------- ۸۴

○ مسجد میں نماز جنازہ صحیح ہونے کی صورت ---------- ۸۴
○ بیک وقت کئی جنازے جمع ہو جائیں ---------- ۸۵
○ بالغ و نابالغ دونوں طرح کی اموات جمع ہو جائیں تو نماز جنازہ میں کیا دعاء پڑھیں؟ ---------- ۸۵
○ جنائز کے درمیان صف بندی کی ترتیب ---------- ۸۵
○ نماز جنازہ میں مسبوق کا حکم ---------- ۸۶
○ امام کی تکبیر کا انتظار نہ کرنے والے کا حکم ---------- ۸۷
○ چار تکبیروں کے بعد آنے والے کا مسئلہ ---------- ۸۷
○ نماز جنازہ میں مسبوق تکبیروں کے درمیان کیا پڑھے؟ ---------- ۸۷
○ سستی کی وجہ سے تکبیرِ تحریمہ میں تاخیر کرنا ---------- ۸۸
○ سہواً تین تکبیروں کے بعد سلام پھیر دیا ---------- ۸۸
○ جنازہ پر دوبارہ نماز پڑھنا ---------- ۸۹
○ جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم ---------- ۸۹
○ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا ---------- ۹۰
○ نماز کے لئے میت کے رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا ---------- ۹۰
○ نماز جنازہ کے لئے تیمّم ---------- ۹۱
○ ایک تیمّم سے متعدد نماز جنازہ ---------- ۹۱
○ نماز جنازہ کی صفوں کی تعداد ---------- ۹۱
○ نماز جنازہ میں ہاتھ کب چھوڑے جائیں؟ ---------- ۹۲
○ بچہ کی نماز جنازہ ---------- ۹۲
○ غسل کے بغیر نماز جنازہ پڑھا دی گئی ---------- ۹۲
○ امام نے بلا وضو نماز جنازہ پڑھائی ---------- ۹۳
○ وصیت کی کہ میری نماز جنازہ فلاں پڑھائے ---------- ۹۳

دفن کے مسائل

○ دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے ---------- ۹۴
○ بغلی قبر ---------- ۹۴
○ صندوقی قبر ---------- ۹۴
○ قبر کی گہرائی ---------- ۹۵
○ تابوت میں دفن کرنا ---------- ۹۵
○ میت کو قبر میں کس طرح اتاریں؟ ---------- ۹۶
○ قبر میں اتارنے والوں کی تعداد ---------- ۹۶
○ قبر میں رکھتے ہوئے کیا پڑھیں؟ ---------- ۹۶
○ میت کو قبر میں کون اتارے؟ ---------- ۹۶
○ قبر میں میت کو کس طرح رکھا جائے؟ ---------- ۹۷
○ میت عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردہ ---------- ۹۷
○ قبر اندر سے کیسی ہو؟ ---------- ۹۷
○ قبر پر مٹی ڈالنا ---------- ۹۷
○ قبر اوپر سے کیسی ہو؟ ---------- ۹۸
○ قبر پر تعمیر جائز نہیں ---------- ۹۸
○ قبر پر کتبہ لگانے کا حکم ---------- ۹۹
○ قبر میں عہد نامہ وغیرہ رکھنا ---------- ۱۰۰

شہید کا بیان

○ اسلام میں شہید کا مقام ---------- ۱۰۱
○ شہید کی قسمیں ---------- ۱۰۴
○ شہید کے احکام ---------- ۱۰۵

○ شہید کامل کی شرائط ---------- ۱۰۵

○ (۱) مسلمان ہونا ---------- ۱۰۵

○ (۲) مکلّف ہونا ---------- ۱۰۵

○ (۳) حدثِ اکبر سے پاک ہونا ---------- ۱۰۶

○ (۴) ظلماً مقتول ہونا ---------- ۱۰۶

○ (۵) مسلمان یا ذمی کے ذریعہ آلہ دھاردار سے مارا جانا ---------- ۱۰۶

○ (۶) قتل کی سزا میں اصالۃً قصاص واجب ہونا ---------- ۱۰۷

○ (۷) زخمی ہونے کے بعد زندگی سے نفع نہ اٹھانا ---------- ۱۰۷

○ شہید کے احکامات ---------- ۱۰۸

○ ڈاکوؤں کے ہاتھوں مقتول کا حکم ---------- ۱۰۹

○ فرقہ وارانہ فسادات میں شہید ہونے والے کا حکم ---------- ۱۰۹

○ دشمن کی بمباری میں شہید ہونے والے کا حکم ---------- ۱۰۹

○ آپسی لڑائی میں مارے جانے والوں کا حکم ---------- ۱۱۰

کتاب الصوم

۱۱۱-۱۷۶

رمضان المبارک اور رؤیتِ ہلال

○ رمضان المبارک؛ افضل ترین مہینہ ---------- ۱۱۳

○ رمضان کا تعارفی خطبہ ---------- ۱۱۴

○ نبی کریم ﷺ کا رمضان کا اہتمام فرمانا ---------- ۱۱۵

○ امتِ محمدیہ پر پانچ خصوصی عنایتیں ---------- ۱۱۵

○ رمضان میں گناہوں کی بخشش ---------- ۱۱۶

○ رمضان میں خیر کی توفیق ---------- ۱۱۷

○ رمضان کے استقبال میں جنت کی آرائش ---------- ۱۱۷
○ رمضان میں لاکھوں افراد کی جہنم سے خلاصی ---------- ۱۱۸
○ رمضان کے روزہ کی تلافی نہیں ہوسکتی ---------- ۱۱۸
○ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام ---------- ۱۱۹
○ رمضان کی ناقدری کرنے والے کے لئے بددعا ---------- ۱۱۹
○ چاند کا ثبوت ---------- ۱۲۱
○ مسلم ممالک میں چاند کے اعلان کا اختیار حکومت کو ہے ---------- ۱۲۲
○ ہندوستان جیسے ممالک میں چاند کے اعلان کا اختیار ---------- ۱۲۲
○ چاند کے مطالع میں اختلاف حقیقی اور قدرتی ہے ---------- ۱۲۲
○ اختلاف مطالع کہاں معتبر نہیں ہے؟ ---------- ۱۲۳
○ اختلافِ مطالع کہاں معتبر ہے؟ ---------- ۱۲۳
○ مکہ معظّمہ کی رؤیت پوری دنیا کے لئے معتبر نہیں! ---------- ۱۲۳
○ چاند کی تلاش ---------- ۱۲۴
○ ماہرینِ فلکیات کا قول معتبر نہیں ---------- ۱۲۴
○ دوربین سے چاند دیکھنا ---------- ۱۲۴
○ ہیلی کاپٹر سے چاند دیکھنا ---------- ۱۲۵
○ ہوائی جہاز سے چاند دیکھنا ---------- ۱۲۵
○ مطلع صاف ہونے کی صورت میں چاند کے ثبوت کی شرط ---------- ۱۲۵
○ مطلع صاف ہونے کی صورت میں دوسرے شہر کی خبر کا اعتبار ---------- ۱۲۶
○ مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں رمضان کے چاند کا ثبوت ---------- ۱۲۶
○ عیدین کے چاند کے ثبوت کے شرائط ---------- ۱۲۷
○ جس جگہ ہمیشہ مطلع ابر آلود رہتا ہو وہاں کیا کریں؟ ---------- ۱۲۸

- کیا استفاضہ کے لئے مختلف شہروں سے خبر آنا ضروری ہے؟ ---------- ۱۲۸
- خبر مستفیض کی اہمیت ---------- ۱۲۸
- چاند دیکھنے والے کی گواہی رد ہو جائے تو وہ کیا کرے؟ ---------- ۱۲۹
- پاکستان اور بنگلہ دیش کی خبروں کا حکم ---------- ۱۲۹
- ریڈیو اور ٹی وی کا اعلان ---------- ۱۳۰
- تار، ٹیلی فون اور فیکس کی خبریں ---------- ۱۳۰
- چاند کے بارے میں ٹیلی فون کی خبروں کا حکم ---------- ۱۳۱
- اخبارات کا اعلان ---------- ۱۳۱
- جنوبی ہند کی رؤیت پر شمالی ہند میں عمل کیا جائے گا یا نہیں؟ ---------- ۱۳۲
- جنوبی ہند کی رؤیت کو صرف مقامی عالم تسلیم کریں؟ ---------- ۱۳۲
- ۲۹ ؍شعبان کو ہندوستان سے روانہ ہو کر نصف النہار سے قبل سعودیہ پہنچ گیا؟ ---------- ۱۳۲
- ۲۹ ؍شعبان کو ہندوستان سے روانہ ہو کر زوال کے بعد سعودیہ پہنچا ---------- ۱۳۳
- ۲۹ ؍رمضان کو ہندوستان سے چلا جب کہ سعودیہ میں عید تھی؟ ---------- ۱۳۳
- رمضان میں ہندوستان سے سعودیہ جانے والے کے روزوں کا حکم ---------- ۱۳۳
- سعودیہ سے روزہ رکھ کر چلا مگر ہندوستان میں رمضان شروع نہیں ہوا؟ ---------- ۱۳۴
- چاندرات میں سعودیہ سے چل کر صبح صادق سے قبل ہندوستان پہنچ گیا ---------- ۱۳۴
- چاندرات میں صبح صادق سے قبل سعودی عرب سے روانہ ہو گیا ---------- ۱۳۵
- عید کے دن سعودیہ سے چل کر نصف النہار سے قبل ہندوستان پہنچا ---------- ۱۳۶
- عید کے دن سعودیہ سے چل کر زوال کے بعد ہندوستان پہنچا ---------- ۱۳۷
- رمضان میں سعودیہ سے ہندوستان آنے والا شخص روزہ کب تک رکھے؟ ---------- ۱۳۸

روزہ کے اہم مسائل

- روزہ کی فرضیت ---------- ۱۳۹

- روزہ؛تقویٰ کے حصول کا اہم ذریعہ ---------- ۱۳۹
- روزہ کا بے انتہاء اجروثواب ---------- ۱۴۰
- روزہ داروں کے لئے جنت کا خصوصی دروازہ ---------- ۱۴۱
- روزہ اورقرآنِ کریم کی سفارش ---------- ۱۴۲
- روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی ہے ---------- ۱۴۲
- روزہ کے دوران ناجائز امور سے اجتناب نہ کرنا ---------- ۱۴۳
- روزہ کی حالت میں زبان کی حفاظت کا اہتمام ---------- ۱۴۳
- روزہ جہنم سے بچاؤ کے لئے ڈھال ہے ---------- ۱۴۴
- روزہ سے تندرستی میں اضافہ ---------- ۱۴۵
- روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے ---------- ۱۴۵
- روزہ کس پر فرض ہے؟ ---------- ۱۴۵
- کن حالتوں میں روزہ رکھنا درست نہیں؟ ---------- ۱۴۶
- کن حالتوں میں روزہ نہ رکھنا مباح ہے؟ ---------- ۱۴۶
- ہرروزہ کی الگ الگ نیت کرنا ---------- ۱۴۷
- نصف النہار سے پہلے پہلے فرض ونفل روزہ کی نیت ---------- ۱۴۷
- زبان سے نیت ضروری نہیں ---------- ۱۴۷
- نیت کے بعد صبح صادق سے قبل کھانا پینا ---------- ۱۴۷
- سحری کی فضیلت ---------- ۱۴۸
- سحری میں تاخیر کرنا ---------- ۱۴۸
- بلاسحری روزہ رکھنا ---------- ۱۴۸
- افطار میں جلدی کرنے کا حکم ---------- ۱۴۸
- افطار کے مسنون کلمات ---------- ۱۴۹

○ کھجور یا پانی سے افطار کا حکم ---------- ۱۴۹
○ عورت صبح صادق کے بعد حیض سے پاک ہوئی ---------- ۱۴۹
○ حائضہ عورت صبح صادق سے پہلے پاک ہوئی ---------- ۱۴۹
○ دن میں بچہ بالغ ہوا یا کافر اسلام لایا ---------- ۱۵۰
○ نصف النہار سے قبل بالغ ہونے والے بچہ کیلئے نفل روزہ کی نیت ---------- ۱۵۰
○ نصف النہار سے قبل اسلام لانے والے کیلئے نفل روزہ کی نیت ---------- ۱۵۰
○ دس سال سے کم عمر بچوں سے روزہ رکھوانا ---------- ۱۵۱
○ دس سال کے بچوں کو روزہ کی تاکید کرنا ---------- ۱۵۱
○ دس سال سے کم یا دس سال کے بچہ کو پورے مہینہ کے روزہ کی طاقت نہ ہو؟ ---------- ۱۵۱
○ کسی عورت نے نفلی روزہ رکھا پھر حائضہ ہوگئی ---------- ۱۵۲
○ مسافر زوال سے قبل مقیم ہوگیا ---------- ۱۵۲

روزہ میں جو کام مفسد نہیں ہیں

○ بھول کر کھانا پینا یا جماع کرنا ---------- ۱۵۳
○ روزہ میں خون ٹیسٹ کرانا ---------- ۱۵۳
○ دل کے مریض کا زبان کے نیچے گولی رکھنے کا حکم ---------- ۱۵۳
○ روزہ میں انجکشن یا ٹیکہ لگوانا ---------- ۱۵۴
○ روزہ میں گلوکوز چڑھوانا ---------- ۱۵۴
○ روزہ میں ڈائیلیسس (گردہ کی دھلائی) کرانا ---------- ۱۵۴
○ روزہ میں آکسیجن لینا ---------- ۱۵۴
○ ہومیو پیتھک دوا سونگھنا ---------- ۱۵۵
○ معدے کے ٹیسٹ کے لئے حلق میں نلکی ڈالنا ---------- ۱۵۵
○ بلا اختیار حلق میں مکھی یا مچھر چلا جانا ---------- ۱۵۵

○ خود بخود قے ہونا ---------- ۱۵۵
○ دانت سے خون نکلا مگر اندر نہیں گیا ---------- ۱۵۵
○ حالتِ جنابت میں صبح کرنا ---------- ۱۵۶
○ دانت میں چنے کے بقدر غذاء لگی رہنا ---------- ۱۵۶
○ غسل کی ٹھنڈک اندر بدن تک پہنچنا ---------- ۱۵۶
○ پانی سے کلی کرنے کے بعد تھوک نگلنا ---------- ۱۵۶
○ پسینہ یا آنسو کے دو ایک قطرے منہ میں چلے گئے ---------- ۱۵۷
○ روزہ کی حالت میں کان کا میل نکالنا ---------- ۱۵۷
○ پان کی سرخی منہ میں رہ جانا ---------- ۱۵۷
○ روزہ میں ناک سڑکنا ---------- ۱۵۷
○ رال کا منہ میں کھینچ لینا ---------- ۱۵۸
○ قے کا خود بخود لوٹ جانا ---------- ۱۵۸
○ سر پر رومال بھگو کر رکھنا ---------- ۱۵۸
○ روزہ میں مسواک کرنا ---------- ۱۵۸
○ روزہ میں نیم کی تر مسواک کا حکم ---------- ۱۵۹
○ روزہ میں سرمہ لگانا ---------- ۱۵۹
○ روزہ میں آنکھ میں دوا ڈالنا ---------- ۱۵۹
○ روزہ میں پھول یا عطر کی خوشبو سونگھنا ---------- ۱۵۹
○ روزہ میں بدن پر ’’وکس‘‘ لگانا ---------- ۱۵۹
○ روزہ میں سر یا بدن پر تیل لگانا ---------- ۱۶۰
○ روزہ کے دوران حلق میں گرد وغبار چلے جانا ---------- ۱۶۰
○ روزہ میں بلا اختیار منہ میں دھواں داخل ہو جانا ---------- ۱۶۰

○ غسل کے دوران بلاارادہ کان میں پانی چلا جانا ---------- ۱۶۰
○ روزہ کی حالت میں احتلام ---------- ۱۶۱
○ تصور کی وجہ سے انزال ہوگیا ---------- ۱۶۱
○ بدنظری کی وجہ سے انزال ہوگیا ---------- ۱۶۱
○ روزہ میں مذی نکلنا ---------- ۱۶۱

مفسداتِ روزہ

○ اگربتی کا دھواں منہ یا ناک میں داخل کرنا ---------- ۱۶۲
○ روزہ کی حالت میں بھپارہ یا ''انہیلر'' کا استعمال ---------- ۱۶۲
○ روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر قے کرنا ---------- ۱۶۳
○ نکسیر کا خون اندر چلا گیا ---------- ۱۶۳
○ روزہ کی حالت میں منہ میں پان دبا کر سو گیا ---------- ۱۶۳
○ کلی کرتے وقت بے اختیار حلق میں پانی چلا گیا ---------- ۱۶۴
○ ناک یا کان میں دوا یا تیل ڈالنا ---------- ۱۶۴
○ غلطی یا دھمکی سے روزہ توڑ دینا ---------- ۱۶۴
○ مٹی یا پتھر کی کنکری نگلنا ---------- ۱۶۴
○ مسوڑھوں کے خون کا پیٹ میں چلا جانا ---------- ۱۶۵
○ روزہ کی حالت میں حقہ یا بیڑی سگریٹ پینا ---------- ۱۶۵
○ روزہ کی حالت میں مشت زنی ---------- ۱۶۵
○ بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہوجانا ---------- ۱۶۵
○ احتلام کے بعد روزہ ٹوٹنے کے گمان سے افطار کر لینا ---------- ۱۶۶
○ سخت بیماری کے وقت روزہ افطار کر لینا ---------- ۱۶۶
○ قصداً روزہ توڑ دیا پھر اسی دن بیمار ہوگیا ---------- ۱۶۶

○ روزہ میں عورت کے ساتھ زبردستی جماع ---------- ۱۶۷

○ مسافر کا روزہ توڑ دینا ---------- ۱۶۷

○ روزہ کی حالت میں ''انیما'' لینا ---------- ۱۶۷

○ بواسیر کے اندرونی مسّوں پر دوا لگانا ---------- ۱۶۷

○ مرد کی پیشاب کی نالی میں دوا ٹپکانا ---------- ۱۶۷

○ عورت کی شرم گاہ میں دوا رکھنا ---------- ۱۶۸

○ ڈاکٹرنی کا عورت کی شرم گاہ میں ہاتھ داخل کرنا ---------- ۱۶۸

روزہ توڑنے کے کفارہ کے مسائل

○ کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟ ---------- ۱۶۹

○ کفارۂ جماع میں انزال شرط نہیں ---------- ۱۶۹

○ کفارہ کیا ہے؟ ---------- ۱۶۹

○ کھانا کھلانے میں تسلسل ضروری نہیں ---------- ۱۷۰

○ ایک فقیر کو ۶۰ دن کھانا کھلانا ---------- ۱۷۰

○ بہت چھوٹے بچوں کو کھلانے سے کفارہ ادا نہ ہوگا ---------- ۱۷۰

○ عورت کے ایامِ حیض تسلسل میں مانع نہیں ---------- ۱۷۰

○ پسندیدہ شخص کا لعابِ دہن نگلنا ---------- ۱۷۱

○ کچا گوشت یا کچی چربی کھانا ---------- ۱۷۱

○ غیر رمضان میں روزہ توڑنے سے کفارہ لازم نہیں ---------- ۱۷۱

□ **مستحباتِ روزہ** ---------- ۱۷۲

مکروہاتِ روزہ

○ منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا ---------- ۱۷۳

○ روزہ میں کسی چیز کا چکھنا یا چبانا ---------- ۱۷۳
○ ٹوتھ پیسٹ یا منجن استعمال کرنا ---------- ۱۷۴
○ بیوی سے دل لگی کرنا ---------- ۱۷۴
○ روزہ کی حالت میں قصداً تھکا دینے والے اعمال انجام دینا ---------- ۱۷۴
○ بحالتِ روزہ گناہ کرنا ---------- ۱۷۴
○ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا ---------- ۱۷۴
○ عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا ---------- ۱۷۵

وہ اعذار جن کی وجہ سے افطار جائز ہے

○ جان کے خطرہ یا بیماری میں اضافہ کے اندیشہ سے روزہ توڑنا ---------- ۱۷۵
○ حاملہ عورت کے لئے گنجائش ---------- ۱۷۵
○ دودھ پلانے والی عورت کے لئے سہولت ---------- ۱۷۶
○ بھوک پیاس سے بے تاب ہونا ---------- ۱۷۶

باب الاعتکاف

۱۷۷-۲۰۲

○ مسائلِ اعتکاف ---------- ۱۷۹
○ اعتکاف کیا ہے؟ ---------- ۱۷۹
○ اعتکاف کی اہمیت وفضیلت ---------- ۱۷۹
○ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف ---------- ۱۸۰
○ عام معاشرہ میں اعتکاف سے بے رغبتی ---------- ۱۸۰
○ مسنون اعتکاف ---------- ۱۸۱
○ ہر آبادی میں اعتکاف ---------- ۱۸۱
○ واجب اعتکاف ---------- ۱۸۲

○ واجب اور مسنون اعتکاف کے صحیح ہونے کی شرائط ---------- ۱۸۲
○ معتکف کے لئے کن اعذار کی بنا پر مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے؟ ---------- ۱۸۳
○ طبعی ضرورت کے لئے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا ---------- ۱۸۴
○ استنجاء کے لئے معتکف کا گھر جانا ---------- ۱۸۴
○ معتکف کا استنجاء کے بعد استبراء کے لئے ٹہلنا ---------- ۱۸۴
○ معتکف کا قضائے حاجت کے لئے آتے جاتے سلام کلام کرنا ---------- ۱۸۵
○ ضرورت کے وقت کھانا کھانے کے لئے معتکف کا گھر جانا ---------- ۱۸۵
○ حرمین شریفین میں معتکفین کا کھانے کے لئے باہر نکلنا؟ ---------- ۱۸۵
○ مسجدِ نبوی کے معتکفین کا صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا؟ ---------- ۱۸۶
○ کیا معتکف بیڑی پینے کے لئے باہر جاسکتا ہے؟ ---------- ۱۸۶
○ معتکف کا بدن کی صفائی یا ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا ---------- ۱۸۶
○ جمعہ کے غسل مسنون کے لئے مسجد سے باہر جانا ---------- ۱۸۷
○ معتکف کا ریح خارج کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا ---------- ۱۸۷
○ بحالتِ اعتکاف احتلام ہوجانا ---------- ۱۸۸
○ احتلام کے بعد مسجد سے نکلنے کا موقع نہ ہو؟ ---------- ۱۸۸
○ معتکف کا ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے جانا ---------- ۱۸۹
○ اضطراری حالات میں مسجد سے باہر نکلنا ---------- ۱۸۹
○ معتکف کا عدالت کی تاریخ پر حاضر ہونا وغیرہ ---------- ۱۹۰
○ معتکف کا جمعہ کی نماز کے لئے مسجد سے باہر جانا ---------- ۱۹۰
○ جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں گیا پھر وہیں رہ گیا ---------- ۱۹۱
○ معتکف کا اذان کے لئے مسجد سے باہر جانا ---------- ۱۹۱
○ حافظ معتکف کا دوسری مسجد میں جاکر تراویح پڑھانا ---------- ۱۹۱
○ معتکف کا نماز جنازہ کے لئے مسجد سے باہر نکلنا ---------- ۱۹۲

○ معتکف کا مریض کی عیادت کے لئے باہر جانا ---------- ۱۹۳
○ وعظ کی مجلس میں شرکت کے لئے مسجد سے باہر جانا ---------- ۱۹۳
○ معتکف کا ووٹ دینے کے لئے مسجد سے باہر جانا ---------- ۱۹۴
○ اعتکاف کو مکروہ بنانے والی باتیں ---------- ۱۹۴
○ معتکف حکیم یا ڈاکٹر کا اعتکاف میں مریض دیکھنا ---------- ۱۹۵
○ معتکف کا مسجد میں موبائل پر بات کرنا ---------- ۱۹۵
○ بلاعذر مسجد سے باہر نکلنا ---------- ۱۹۵
○ معتکف کا جماع کرنا ---------- ۱۹۶
○ اعتکاف کے دوران بیوی سے دل لگی کرنا ---------- ۱۹۶
○ بحالتِ اعتکاف بدنظری سے انزال ہوگیا ---------- ۱۹۶
○ اعتکاف کی حالت میں جان بوجھ کر روزہ توڑ دینا ---------- ۱۹۷
○ ارتداد مفسدِ اعتکاف ہے ---------- ۱۹۷
○ پاگل پن کی وجہ سے اعتکاف کا فساد ---------- ۱۹۷
○ لمبے وقت تک بیہوش رہنے سے اعتکاف کا فساد ---------- ۱۹۷
○ حیض ونفاس مفسد اعتکاف ہے ---------- ۱۹۸
○ مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے تو اس کی قضاء کیا ہے؟ ---------- ۱۹۸
○ نفلی اعتکاف ---------- ۱۹۸
○ اجتماعی اعتکاف ---------- ۱۹۹
○ عورت کا اعتکاف ---------- ۱۹۹
○ معتکفہ عورت کا گھر کے صحن میں آنا ---------- ۲۰۰
○ عورت کا اپنے معتکف میں رہتے ہوئے گھر کے کام کرنا ---------- ۲۰۰
○ معتکفہ عورت شوہر سے الگ رہے ---------- ۲۰۰

○ معتکفہ عورت دورانِ اعتکاف حائضہ ہوگئی ---------- ۲۰۱
○ جماعت خانہ میں اعتکاف ---------- ۲۰۱
○ مرد کا گھر میں اعتکاف کرنا ---------- ۲۰۲

کتاب الزکوٰۃ

۲۰۳-۲۸۶

مسائلِ زکوٰۃ

○ فریضۂ زکوٰۃ ---------- ۲۰۴
○ شکر ادا کیجیے! ---------- ۲۰۴
○ زکوٰۃ وصدقہ؛ مال میں اضافہ کا سبب ہے ---------- ۲۰۶
○ نقد فائدہ ---------- ۲۰۷
○ آخرت کا نفع ---------- ۲۰۸
○ صرف چالیسواں حصہ ---------- ۲۰۹
○ زکوٰۃ کی فرضیت ---------- ۲۰۹
○ بے ہوش صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ ---------- ۲۱۰
○ شرائط وجوبِ زکوٰۃ ---------- ۲۱۰
○ زکوٰۃ کی ادائیگی کب واجب ہوتی ہے؟ ---------- ۲۱۱
○ سال کے درمیان میں نصاب گھٹ جائے؟ ---------- ۲۱۱
○ اضافہ شدہ رقم نصاب میں شامل ہوگی ---------- ۲۱۱
○ زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے ---------- ۲۱۱
○ زکوٰۃ جلد از جلد ادا کرنی چاہیے ---------- ۲۱۲
○ زکوٰۃ میں کتنا مال دیا جائے گا؟ ---------- ۲۱۲
○ سونے کا نصاب ---------- ۲۱۲

○ چاندی کا نصاب ---------- ۲۱۳
○ سونا چاندی دونوں نصاب سے کم ہوں؟ ---------- ۲۱۳
○ اگر زیور کے ساتھ روپیہ بھی ہو؟ ---------- ۲۱۳
○ دانتوں میں بندھے ہوئے سونے یا چاندی کے تاروں پر زکوٰۃ نہیں ---------- ۲۱۴
○ مالِ نامی کی تعریف ---------- ۲۱۴
○ تجارت کی نیت سے خرید کر ذاتی استعمال میں لے آنا ---------- ۲۱۴
○ تجارت کی نیت سے خریدے گئے فلیٹ کو کرایہ پر اٹھانا ---------- ۲۱۵
○ خریدتے وقت تجارت کا پختہ ارادہ نہ تھا ---------- ۲۱۵
○ بنیتِ تجارت خریدے ہوئے مال پر قبضہ سے پہلے زکوٰۃ ---------- ۲۱۵
○ پریس میں چھپائی کے لئے رکھی ہوئی روشنائی پر زکوٰۃ ---------- ۲۱۵
○ حج کے لئے رکھے ہوئے روپیوں پر زکوٰۃ ---------- ۲۱۶
○ حج کمیٹی میں جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ میں تفصیل ---------- ۲۱۶
○ ٹینٹ ہاؤس کے سامان پر زکوٰۃ کا حکم ---------- ۲۱۶
○ تجارتی پلاٹوں اور فلیٹوں پر زکوٰۃ ---------- ۲۱۶
○ خریدے ہوئے شیئرز پر زکوٰۃ ---------- ۲۱۷
○ انشورنس میں جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ ---------- ۲۱۷
○ فکس ڈپازٹ رقم پر زکوٰۃ ---------- ۲۱۷
○ گیس سلنڈروں کا ڈیلر کیسے حساب لگائے؟ ---------- ۲۱۸
○ ٹرانسپورٹ کمپنی کی گاڑیوں پر زکوٰۃ کا مسئلہ ---------- ۲۱۸
○ مچھلی پالن پر زکوٰۃ ---------- ۲۱۸
○ مرغی فارم کی زکوٰۃ ---------- ۲۱۹
○ کپڑوں میں لگے ہوئے سونے چاندی کے پھول بوٹوں پر زکوٰۃ ---------- ۲۱۹

○ شادی کے لئے رکھے گئے زیورات پر زکوٰۃ ---------- ۲۲۰
○ مکان بنانے کے لئے جمع کردہ رقم پر زکوٰۃ ---------- ۲۲۰
○ مرغی یا مچھلی فارم میں استعمال ہونے والی خوراک پر زکوٰۃ کا مسئلہ ---------- ۲۲۰
○ دوکان یا مکان وغیرہ کے کرایہ میں ڈپازٹ کی رقم پر زکوٰۃ کا مسئلہ ---------- ۲۲۱
○ زکوٰۃ کے روپئے سے منی آرڈر فیس یا چیک یا ڈرافٹ کی اجرت دینا ---------- ۲۲۲
○ دودھ فروخت کرنے کی نیت سے پالی ہوئی بھینسوں کا حکم ---------- ۲۲۲
○ اینٹ کے بھٹے کی زکوٰۃ کا کیسے حساب لگائیں؟ ---------- ۲۲۳
○ کس طرح کے اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے؟ ---------- ۲۲۳
○ مانع زکوٰۃ مطالبات ---------- ۲۲۴
○ طویل المیعاد قرضے مانع زکوٰۃ ہیں یا نہیں؟ ---------- ۲۲۵
○ گذشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم منہا کر کے حساب لگایا جائے ---------- ۲۲۵
○ حقوق اللہ سے متعلق کون سے مطالبات مانع زکوٰۃ نہیں؟ ---------- ۲۲۶
○ کیا عورت پر اپنے دین مہر کی زکوٰۃ واجب ہے؟ ---------- ۲۲۶
○ جس قرض کے وصول کی امید نہ ہو اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ---------- ۲۲۶
○ پرائیویڈٹ فنڈ پر زکوٰۃ ---------- ۲۲۷
○ گم شدہ مال مل گیا ---------- ۲۲۷
○ استعمالی ہیرے موتی پر زکوٰۃ واجب نہیں ---------- ۲۲۸
○ پورا نصاب صدقہ کر دیا تو ضمناً زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی ---------- ۲۲۸
○ پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا ---------- ۲۲۸
○ گروی رکھی ہوئی چیز پر زکوٰۃ کا حکم ---------- ۲۲۸
○ مالِ تجارت میں فروختگی کی قیمت کا اعتبار ---------- ۲۲۹
○ سونے چاندی میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟ ---------- ۲۳۰
○ امیٹیشن جویلری پر زکوٰۃ کا حکم ---------- ۲۳۰

- مال حرام میں زکوٰۃ کا مسئلہ ---------- ۲۳۰
- نفع رسانی سے زکوٰۃ کی ادائیگی نہ ہوگی ---------- ۲۳۱
- مسافر غنی کا مال راستہ میں ضائع ہوگیا ---------- ۲۳۱
- مسافر غنی کے پاس زکوٰۃ کی رقم بچ گئی ---------- ۲۳۲
- مالک کا زکوٰۃ کے نوٹ ادل بدل کرنا ---------- ۲۳۲
- وکیل کا زکوٰۃ کے روپئے تبدیل کرنا ---------- ۲۳۲
- مالِ زکوٰۃ میں اس مقام کی قیمت کا اعتبار رہے جہاں مال ہے ---------- ۲۳۲
- سال مکمل ہونے کے بعد پورا مال چوری یا ضائع ہو جائے؟ ---------- ۲۳۳
- سال گذرنے کے بعد مال کو ضائع کر دیا ---------- ۲۳۳

جانوروں کی زکوٰۃ کے مسائل

- جانوروں میں زکوٰۃ کے وجوب کی شرائط ---------- ۲۳۴
- عمر کے اعتبار سے جانوروں کی پہچان ---------- ۲۳۵
- زکوٰۃ میں نر جانور دے یا مادہ؟ ---------- ۲۳۶
- مخلوط النسل جانوروں میں مادہ کا اعتبار ہے ---------- ۲۳۶
- اونٹ کی زکوٰۃ ---------- ۲۳۷
- گائے بھینس کی زکوٰۃ ---------- ۲۴۰
- بھیڑ بکری کی زکوٰۃ ---------- ۲۴۱
- گھوڑوں کی زکوٰۃ کا مسئلہ ---------- ۲۴۲

پیداوار کی زکوٰۃ

- عشر کی فرضیت ---------- ۲۴۳
- عشری اور خراجی زمینیں ---------- ۲۴۳
- ہندوستانی زمینوں کی صورتِ حال ---------- ۲۴۴

○ کس زمین میں عشر (دسواں حصہ) ہے اور کس میں نصف عشر (بیسواں حصہ)؟ ---------- ۲۴۶

○ عشر وخراج کا مصرف ---------- ۲۴۶

○ نابالغ اور مجنون کی زمین میں عشر ---------- ۲۴۷

○ موقوفہ زمین کی پیداوار میں عشر ---------- ۲۴۷

○ کرایہ کی زمین پر عشر کون ادا کرے؟ ---------- ۲۴۷

○ عاریت کی زمین کی پیداوار کا عشر کس پر؟ ---------- ۲۴۸

○ بٹائی کی زمین پر عشر ---------- ۲۴۸

○ کھیتی کے اخراجات کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا ---------- ۲۴۹

○ عشر نکالنے سے قبل غلہ استعمال نہ کیا جائے ---------- ۲۴۹

○ عشر کل پیداوار پر واجب ہے ---------- ۲۵۰

○ سال میں متعدد پیداواروں کا حکم ---------- ۲۵۰

○ سبزیوں میں عشر ---------- ۲۵۰

○ لپٹس وغیرہ کے درختوں میں عشر ---------- ۲۵۰

○ بانس میں عشر کا حکم ---------- ۲۵۱

○ گنے کی پیداوار میں عشر ---------- ۲۵۱

○ عشری زمین میں پائے جانے والے شہد کا حکم ---------- ۲۵۱

○ بھس میں عشر واجب نہیں ---------- ۲۵۱

○ گھر میں لگے ہوئے درختوں کے پھل پر عشر نہیں ---------- ۲۵۲

○ سبزیوں کے بیج میں عشر نہیں ---------- ۲۵۲

زکوٰۃ کی ادائیگی اور مصارف

○ زکوٰۃ کے مصارف ---------- ۲۵۳

○ زکوٰۃ خوش دلی سے دی جائے ---------- ۲۵۴

○ احسان نہ جتائیں ---------- ۲۵۴

○ تندرستی میں صدقہ افضل ہے ---------- ۲۵۵

○ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے نیت ضروری ہے ---------- ۲۵۵

○ اگر ادائیگی کے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں کی ---------- ۲۵۶

○ مال دیئے بغیر زکوٰۃ کا وکیل بنانا ---------- ۲۵۶

○ وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے ---------- ۲۵۶

○ زکوٰۃ کے مستحق کون لوگ ہیں؟ ---------- ۲۵۶

○ زکوٰۃ میں ایک فقیر کو بیک وقت کم از کم کتنا مال دیا جائے؟ ---------- ۲۵۸

○ ایک فقیر کو بیک وقت مکمل نصاب کا مالک بنانا مکروہ ہے ---------- ۲۵۸

○ قریبی رشتہ داروں کا حق ---------- ۲۵۹

○ غریب بھائی بہن کو زکوٰۃ دینا ---------- ۲۵۹

○ سوتیلی ماں، بہو یا داماد کو زکوٰۃ دینا ---------- ۲۶۰

○ گھر کے خادموں کو زکوٰۃ دینا ---------- ۲۶۰

○ عیدی کے عنوان سے زکوٰۃ ---------- ۲۶۰

○ زکوٰۃ کو ہبہ یا قرض کہہ کر دینا ---------- ۲۶۰

○ سمجھدار بچے کو زکوٰۃ دینا ---------- ۲۶۱

○ مال دار شوہر کی غریب بیوی کو زکوٰۃ دینا ---------- ۲۶۱

○ مال دار اولاد کے تنگ دست باپ کو زکوٰۃ دینا ---------- ۲۶۱

○ غریب کی شادی میں زکوٰۃ خرچ کرنا ---------- ۲۶۱

○ فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی بعد میں پتہ چلا کہ وہ مال دار ہے ---------- ۲۶۲

○ زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں تقسیم کرنا ---------- ۲۶۲

○ زکوٰۃ کی رقم سے غریبوں کے کپڑے بنانا ---------- ۲۶۳

○ زکوٰۃ کی رقم سے بنے ہوئے فلیٹ غریبوں کوالاٹ کرنا ---------- ۲۶۳

○ مسافر ضرورت سے زائد مال نہ لے ---------- ۲۶۳

○ فقیر شخص کا زکوٰۃ لے کر مال دار پر خرچ کرنا ---------- ۲۶۴

○ ریلیف میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا ---------- ۲۶۴

○ زکوٰۃ کی رقم سے فسادزدگان کی امداد ---------- ۲۶۴

○ قیدیوں کی رہائی کے لئے زکوٰۃ کی رقم کا استعمال ---------- ۲۶۴

○ مقروض کو زکوٰۃ دینا ---------- ۲۶۴

○ کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں؟ ---------- ۲۶۵

○ زکوٰۃ کی رقم سے تبلیغی جماعت میں جانا ---------- ۲۶۶

○ اصول وفروع کو زکوٰۃ دینا ---------- ۲۶۶

○ بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا ---------- ۲۶۶

○ سادات بنوہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ---------- ۲۶۶

○ بنوہاشم سے کون لوگ مراد ہیں؟ ---------- ۲۶۷

○ کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے ---------- ۲۶۸

○ پاگل اور ناسمجھ بچہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں ---------- ۲۶۸

○ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک ضروری ہے ---------- ۲۶۸

○ زکوٰۃ کی رقم مسجد وغیرہ میں نہیں لگ سکتی ---------- ۲۶۹

○ رفاہی اور مفادِ عامہ کے کاموں میں زکوٰۃ لگانا جائز نہیں ---------- ۲۶۹

○ زکوٰۃ کے مال سے میت کی تجہیز وتکفین ---------- ۲۶۹

○ زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کرنا ---------- ۲۷۰

○ زکوٰۃ کے مال سے فقراء کی دعوت ---------- ۲۷۰

○ زکوٰۃ میں فقیر کو عارضی طور پر مکان دینا ---------- ۲۷۰

○ رفاہی ہسپتال میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا ---------- ۲۷۰
○ مسجد یا مدرسہ کے مقدمہ کے لئے زکوٰۃ خرچ کرنا ---------- ۲۷۱
○ مدارس میں زکوٰۃ دینے میں دوہرا ثواب ---------- ۲۷۱
○ تملیک اور حیلۂ تملیک ---------- ۲۷۱
○ حیلۂ تملیک کی کئی صورتیں ---------- ۲۷۳
○ کیا داخلہ فارم پر لکھا ہوا وکالت نامہ حیلۂ تمیلک کے لئے کافی ہے؟ ---------- ۲۷۳
○ مدرسہ کا مہتمم کس کا وکیل ہے؟ ---------- ۲۷۴
○ جس مدرسہ میں مصرفِ زکوٰۃ نہ ہو اس میں زکوٰۃ صرف کرنا ---------- ۲۷۴
○ مقروض کے قرض کو معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ---------- ۲۷۴
○ زکوٰۃ کی رقم حج میں لگانا ---------- ۲۷۵
○ مال زیادہ سمجھ کر زیادہ زکوٰۃ ادا کردی ---------- ۲۷۵
○ زکوٰۃ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا ---------- ۲۷۵
○ رمضان میں زکوٰۃ ادا کرنے کا ثواب ---------- ۲۷۶
○ زکوٰۃ کی رقم چوری ہوگئی ---------- ۲۷۶

صدقۃ الفطر کے مسائل

○ روزہ کی زکوٰۃ ---------- ۲۷۷
○ صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟ ---------- ۲۷۸
○ خالی پڑے مکانات کی قیمت پر صدقۂ فطر واجب ہے ---------- ۲۷۸
○ مسافر پر صدقۂ فطر ---------- ۲۷۸
○ جو مریض رمضان کے روزے نہ رکھ سکا ہو اس پر صدقۂ فطر ---------- ۲۷۹
○ مال ضائع ہونے کے باوجود صدقۃ الفطر کا وجوب برقرار ---------- ۲۷۹
○ صدقۃ الفطر کے وجوب کا وقت ---------- ۲۷۹

○ مال دار عید کے دن سے قبل فقیر ہو گیا ---------- ۲۷۹
○ فقیر شخص عید کے دن صبح صادق سے پہلے مال دار ہو گیا ---------- ۲۸۰
○ فقیر شخص عید کے دن صبح صادق کے بعد مال دار ہوا ---------- ۲۸۰
○ نابالغ بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر ---------- ۲۸۰
○ کم فہم یا پاگل اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ---------- ۲۸۰
○ بڑی اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ---------- ۲۸۱
○ کیا بیوی کا صدقۂ فطر شوہر پر ہے؟ ---------- ۲۸۱
○ حمل کی طرف سے صدقۃ الفطر واجب نہیں ---------- ۲۸۱
○ مرحومین کی طرف سے صدقۃ الفطر نہیں ---------- ۲۸۱
○ صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا مستحب وقت ---------- ۲۸۲
○ صدقۂ فطر رمضان میں ادا کرنا ---------- ۲۸۲
○ عید کی نماز کے بعد صدقۂ فطر ادا کرنا ---------- ۲۸۲
○ صدقۂ فطر کی شرعی مقدار ---------- ۲۸۲
○ صاحبِ حیثیت لوگوں کے لئے مشورہ ---------- ۲۸۳
○ صدقۂ فطر میں بازاری بھاؤ کا اعتبار ہے ---------- ۲۸۳
○ چاول وغیرہ سے صدقۂ فطر ادا کرنا ---------- ۲۸۴
○ ایک فقیر کو پورا صدقۂ فطر دیں ---------- ۲۸۴
○ سادات کے لئے صدقۃ الفطر حلال نہیں ---------- ۲۸۴
○ فطرہ کی رقم مسجد یا قبرستان میں لگانا ---------- ۲۸۴
○ صدقۂ فطر کافر فقیر کو دینا ---------- ۲۸۵
○ مسافر شخص صدقۃ الفطر میں کہاں کا حساب لگائے؟ ---------- ۲۸۵
○ غیر ملک میں مقیم شخص کا صدقۂ فطر کس حساب سے نکالیں؟ ---------- ۲۸۶

کتاب الاضحیة

۲۸۷-۳۳۶

مسائلِ قربانی

- عظیم قربانی؛ جو یادگار بن گئی ---------- ۲۹۰
- سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ذبیح اللہ ہیں ---------- ۲۹۲
- اسلام میں قربانی کا حکم ---------- ۲۹۲
- ایام قربانی میں قربانی سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ---------- ۲۹۳
- قربانی کے بجائے صدقہ کافی نہیں ---------- ۲۹۳
- قربانی کے ایام ---------- ۲۹۴
- کون سے دن قربانی افضل ہے؟ ---------- ۲۹۴
- رات میں قربانی کرنا ---------- ۲۹۴
- قربانی کے وقت میں شہر اور دیہات کا فرق ---------- ۲۹۵
- عید الاضحیٰ کی نماز کا وقت ---------- ۲۹۵
- عید کی نماز کے بعد خطبہ سے قبل قربانی ---------- ۲۹۵
- امام نے بلا طہارت نماز عید پڑھا دی تو قربانی کا کیا حکم ہے؟ ---------- ۲۹۶
- عید گاہ کی نماز کے بعد قربانی ---------- ۲۹۶
- قربانی کی صحت کے لئے شہر میں کسی بھی جگہ نماز عید ہونا کافی ہے ---------- ۲۹۶
- جس شہر میں قربانی کی جائے وہیں کی نماز عید کا اعتبار ہے ---------- ۲۹۷
- جس شہر میں فتنہ اور انتشار کی وجہ سے نماز عید پڑھنا ممکن نہ ہو وہاں قربانی کب کریں؟ --- ۲۹۷
- اگر شہر میں ۱۰/ ذی الحجہ کو نماز عید نہ پڑھی جائے تو قربانی کب کرے؟ ---------- ۲۹۸
- گیارہویں ذی الحجہ کو قربانی نماز عید پر موقوف نہیں ---------- ۲۹۸
- دیہات میں شہر کی نمازِ عید سے قبل قربانی ---------- ۲۹۸
- شہری کا دیہات میں قربانی کرانا ---------- ۲۹۸

○ کم قیمت کی بناپر دوسری جگہ قربانی ---------- ۲۹۹
○ دکھاوے کے لئے گراں قیمت جانور خریدنا ---------- ۲۹۹

قربانی کا وجوب

○ قربانی کے وجوب کے شرائط ---------- ۳۰۰
○ قربانی کا سببِ وجوب ---------- ۳۰۰
○ ایک ملک کا شخص اگر دوسرے ملک میں قربانی کرائے تو کہاں کی تاریخ کا اعتبار ہوگا ---------- ۳۰۱
○ مال دار شخص ایام قربانی سے قبل فقیر ہو جائے؟ ---------- ۳۰۲
○ فقیر شخص ایام قربانی میں مال دار ہو جائے ---------- ۳۰۳
○ قربانی کرنے کے بعد فقیر مال دار ہو جائے ---------- ۳۰۳
○ مال دار کی قربانی کا جانور گم ہو گیا ---------- ۳۰۳
○ مال دار کی قربانی کا جانور مر گیا ---------- ۳۰۴
○ غنی کے جانور کے بچہ کا حکم ---------- ۳۰۴
○ غنی کا قربانی کے جانور کو بدلنا ---------- ۳۰۴
○ فقیر پر قربانی کا وجوب ---------- ۳۰۴
○ فقیر شخص کی قربانی کا جانور گم ہو گیا ---------- ۳۰۵
○ فقیر شخص کی قربانی کا جانور مر گیا ---------- ۳۰۵
○ فقیر کے جانور کے بچہ کا حکم ---------- ۳۰۵
○ فقیر کا قربانی کے جانور کو بدلنا ---------- ۳۰۶
○ گم شدہ جانور بعد میں مل گیا ---------- ۳۰۶
○ نابالغ و مجنون کی طرف سے قربانی ---------- ۳۰۶
○ اہلِ خانہ اور اولاد کی طرف سے بلا اجازت قربانی ---------- ۳۰۷
○ قربانی کرنے والا قربانی سے قبل وفات پا گیا؟ ---------- ۳۰۷

○ ایام قربانی کے بعد وفات پانے پر وصیت لازم ہے ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۸
○ مرنے والے شریک کی قربانی ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۸
○ بغیر وصیت میت کی طرف سے قربانی ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۸
○ حضور ﷺ کی طرف سے قربانی ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۹
○ قربانی کی قضا ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۹
○ ایام قربانی کے بعد پورے جانور ہی کی قیمت کا صدقہ ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۹
○ کئی برسوں سے واجب قربانی نہیں کی ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۰

قربانی کے جانور

○ کن جانوروں کی قربانی درست ہے؟ ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۱
○ بھینس کی قربانی ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۱
○ فتنہ کے ڈر سے گائے کی قربانی ترک کرنا ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۱
○ قانوناً ممنوع ہونے کے باوجود گائے کی قربانی ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۲
○ قربانی کے جانوروں کی عمریں ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۲
○ بڑے جانوروں میں حصے ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۳
○ سبھی شرکاء قربانی کا عبادت کی نیت کرنا ضروری ہے ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۳
○ چند شرکاء کا مل کر ایک کی طرف سے قربانی کرنا ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۳
○ قربانی کے ساتھ ولیمہ کا حصہ لینا ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۴
○ قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ لینا ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۴
○ قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کرنا ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۴
○ اہلِ خانہ اور دوست واحباب کے حصے الگ کرنا لازم نہیں ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۴
○ نذر کا حصہ بالکل الگ کرنا ضروری ہے ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۵
○ بوقتِ ذبح تمام شرکاء کی طرف سے نام بنام نیت ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۵

عیب دار جانور کی قربانی

○ سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی ---------- ۳۱۶
○ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں؟ ---------- ۳۱۶
○ کان کٹے جانور کی قربانی ---------- ۳۱۶
○ بغیر کان والے جانور کی قربانی ---------- ۳۱۷
○ اندھے جانور کی قربانی ---------- ۳۱۷
○ پوپلے جانور کی قربانی ---------- ۳۱۷
○ زبان کٹے ہوئے جانور کی قربانی ---------- ۳۱۸
○ دُم کٹے جانور کی قربانی ---------- ۳۱۸
○ بغیر دم والے جانور کی قربانی ---------- ۳۱۸
○ لنگڑے جانور کی قربانی ---------- ۳۱۸
○ خشک تھن والے اور تھن کٹے جانور کی قربانی ---------- ۳۱۹
○ حاملہ جانور کی قربانی ---------- ۳۱۹
○ خصی جانور کی قربانی ---------- ۳۱۹
○ خنثی جانور کی قربانی ---------- ۳۲۰
○ نجاست خور جانور کی قربانی ---------- ۳۲۰
○ جنگلی جانور کی قربانی ---------- ۳۲۰
○ قربانی کا جانور خریدنے کے بعد عیب دار ہوگیا ---------- ۳۲۰
○ قربانی کے وقت جانور عیب دار ہوگیا ---------- ۳۲۱

قربانی کیسے کریں؟

○ قربانی کا مسنون طریقہ ---------- ۳۲۲

○ ذبح کے وقت خالص ذکر ضروری ہے ---------- ۳۲۳
○ ذبح کے وقت اردو میں اللہ کا نام لینا ---------- ۳۲۳
○ ذبح کے وقت دعائیہ کلمہ پڑھنے سے جانور حلال نہ ہوگا ---------- ۳۲۴
○ ایک بسم اللہ سے کئی جانور ذبح کرنا ---------- ۳۲۴
○ ذبح میں معاونت کرنے والے بھی بسم اللہ پڑھیں ---------- ۳۲۴
○ قربانی کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے ---------- ۳۲۴
○ بوقتِ ذبح قربانی کی نیت لازم نہیں ---------- ۳۲۵
○ متعینہ جانور دوسرے کے نام سے ذبح کرنا ---------- ۳۲۵
○ جانور کا ذبح کب متحقق ہوگا؟ ---------- ۳۲۵
○ گردن میں کس جگہ چھری پھیری جائے؟ ---------- ۳۲۶
○ اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ ---------- ۳۲۶
○ گدی کی طرف سے جانور ذبح کرنا مکروہ ہے ---------- ۳۲۷
○ عورت کا ذبیحہ ---------- ۳۲۷
○ باشعور بچے کا ذبیحہ ---------- ۳۲۷
○ گونگے مسلمان کا ذبیحہ ---------- ۳۲۷
○ مخنث شخص کا ذبیحہ ---------- ۳۲۸
○ قادیانی کا ذبیحہ ---------- ۳۲۸

چرمِ قربانی اور گوشت کے مصارف

○ قربانی کا گوشت کہاں صرف کریں؟ ---------- ۳۲۹
○ قربانی کا گوشت دعوتِ ولیمہ میں کھلانا ---------- ۳۲۹
○ غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا ---------- ۳۲۹

○ وصیت والی قربانی کے گوشت کا مصرف ---------- ۳۳۰

○ قربانی کا گوشت فروخت کرنا ---------- ۳۳۰

○ قربانی کی کھال کا استعمال ---------- ۳۳۰

○ کھال اور گوشت کی قیمت کا صدقہ کرنا ---------- ۳۳۱

○ قربانی کی کھال مدارس میں دینا ---------- ۳۳۱

○ قربانی کی کھال مساجد میں دینا ---------- ۳۳۱

○ کھال کا پیسہ تنخواہوں میں دینا ---------- ۳۳۱

○ قربانی کی کھال کو مہتمم مالک بن کر فروخت کر دے؟ ---------- ۳۳۱

○ قربانی کی کھال یا گوشت کے بدلہ میں کپڑا لینا ---------- ۳۳۲

○ قربانی کے گوشت کے بدلہ میں غلہ لے کر استعمال کرنا ---------- ۳۳۲

○ قربانی کی کھال غنی کو بعینہٖ ہدیہ کرنا ---------- ۳۳۲

○ قربانی کے جانور کے دودھ کا کیا کریں؟ ---------- ۳۳۳

○ قربانی کے جانور پر سواری جائز نہیں ---------- ۳۳۳

○ قربانی کا جانور کرایہ پر دینا ---------- ۳۳۳

○ قربانی کے جانور کی رسی کا صدقہ کرنا ---------- ۳۳۴

○ قصاب کی اجرت جانور میں سے دینا ---------- ۳۳۴

○ قربانی کرنے والا شروع ذی الحجہ سے قربانی تک بال وغیرہ نہ بنائے ---------- ۳۳۴

○ تکبیرِ تشریق کا وجوب ---------- ۳۳۴

○ تکبیرِ تشریق کے الفاظ ---------- ۳۳۵

○ تکبیرِ تشریق کیسے پڑھی جائے؟ ---------- ۳۳۵

○ مسبوق بھی تکبیرِ تشریق پڑھے ---------- ۳۳۵

○ تکبیرِتشریق پڑھنے سے پہلے بات چیت کرلی ---------- ۳۳۵
○ تکبیرِتشریق سے پہلے عمداً وضوتوڑ دیا ---------- ۳۳۵
○ تکبیرِتشریق پڑھے بغیر مسجد سے باہر آ گیا ---------- ۳۳۶
○ تکبیرِتشریق پڑھنے سے پہلے سینہ قبلہ سے پھیرلیا ---------- ۳۳۶
○ سلام کے بعد تکبیرِتشریق سے پہلے بلاارادہ وضوٹوٹ گیا ---------- ۳۳۶

باب العقیقة

۳۳۷-۳۴۶

مسائلِ عقیقہ

○ عقیقہ کسے کہتے ہیں؟ ---------- ۳۳۸
○ عقیقہ کی وجہِ تسمیہ ---------- ۳۳۸
○ عقیقہ کا حکم ---------- ۳۳۸
○ بچہ کی طرف سے عقیقہ کون کرے؟ ---------- ۳۳۹
○ عقیقہ میں کتنے جانور ذبح کریں؟ ---------- ۳۳۹
○ اگر دو بکرے کی گنجائش نہ ہو؟ ---------- ۳۳۹
○ کیا دونوں بکرے ایک ساتھ ذبح کرنے ضروری ہیں؟ ---------- ۳۳۹
○ بڑے جانور میں قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ لینا ---------- ۳۴۰
○ غیرایامِ قربانی میں بڑے جانور میں عقیقے کے حصے؟ ---------- ۳۴۰
○ عقیقہ سے بلائیں ٹلتی ہیں ---------- ۳۴۰
○ عقیقہ کس دن کیا جائے؟ ---------- ۳۴۱
○ رات میں بچہ کی پیدائش ہوئی تو دنوں کا حساب کب سے لگے گا؟ ---------- ۳۴۱
○ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرسکیں؟ ---------- ۳۴۱
○ بچہ اسپتال میں ہو تو کیا کریں؟ ---------- ۳۴۱

○ بچہ کی طرف سے دوسرے شہر میں عقیقہ ---------- ۳۴۲
○ بڑے لوگوں کی طرف سے عقیقہ ---------- ۳۴۲
○ کیا عقیقہ میں دعوت ضروری ہے؟ ---------- ۳۴۲
○ عقیقہ کے دن سر کے بال مونڈنا ---------- ۳۴۲
○ بچے کے بال ذبح سے پہلے مونڈے یا بعد میں؟ ---------- ۳۴۳
○ کیا عقیقہ کے بغیر بچہ کے بال نہیں اتار سکتے؟ ---------- ۳۴۳
○ سر منڈانے کے بعد بچہ کے سر پر زعفران لگانا ---------- ۳۴۳
○ کیا بڑی عمر میں بھی سر کے بال مونڈنے ضروری ہیں؟ ---------- ۳۴۳
○ مرحوم بچہ کا عقیقہ ---------- ۳۴۴
○ عقیقہ کی کھال کا حکم ---------- ۳۴۴
○ عقیقہ کے وقت بچہ کا نام رکھنا ---------- ۳۴۴
○ ختنہ سنتِ مؤکدہ ہے ---------- ۳۴۴
○ بچہ کی ختنہ کب کرائی جائے؟ ---------- ۳۴۴
○ بچہ کے کان میں اذان واقامت ---------- ۳۴۵
○ بچہ کے کان میں اذان واقامت کی حکمت ---------- ۳۴۵
○ اذان واقامت کے ساتھ بچہ کے کان میں تعوذ پڑھنا ---------- ۳۴۶
○ بچہ کی تحنیک ---------- ۳۴۶
□ **ماخذ ومراجع** ---------- ۳۴۷

کتاب الجنائز

(تجہیز وتکفین، نماز جنازہ اور دفن کے مسائل)

کتاب الجنائز

میت کے بارے میں اسلامی تعلیمات

ہر انسان کو موت سے سابقہ پڑتا ہے، امیر ہو یا غریب، فقیر ہو یا بادشاہ، مسلم ہو یا غیر مسلم، ہر ایک کے لئے ایک نہ ایک دن موت یقینی ہے، مرنے والے کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ یہ اہم ترین مرحلہ ہے؛ کیوں کہ ظاہر ہے کہ نعش کو گھر میں تو رکھا نہیں جا سکتا، یقیناً اسے کہیں نہ کہیں منتقل کیا جائے گا، تو اب اس بارے میں طریقے مختلف ہو گئے۔ پارسیوں نے یہ طریقہ اپنایا کہ مردے کی نعش کو حرام خور پرندوں کے حوالے کر دیتے ہیں جو منٹوں میں اس کی تکہ بوٹی کر ڈالتے ہیں، اور ہمارے برادرانِ وطن ہندوؤں نے اپنے مردوں کی نعشوں کو آگ میں جلانے کا طریقہ اپنایا، جس کی راکھ کو دریاؤں میں بہا دیا جاتا ہے؛ لیکن تمام معروف آسمانی مذاہب کے یہاں مردوں کو زمین میں دفن کرنے کا طریقہ ہے، اور اس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ جب دنیا میں پہلی مرتبہ حادثۂ قتل رونما ہوا اور قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا، تو حیران ہوا کہ بھائی کی نعش کو کہاں ٹھکانے لگائے؟ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اس کی رہنمائی کے لئے کوے کو بھیجا، جس نے اپنے عمل سے اسے دفن کا طریقہ بتایا۔ قرآنِ پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْاَةَ اَخِيْهِ، قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْاَةَ اَخِيْ، فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ. (المائدة: ۳۱)

پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا، جو کریدتا تھا زمین کو؛ تا کہ اس کو دکھلاوے کس طرح چھپاتا ہے لاش اپنے بھائی کی، بولا: اے افسوس! مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہوں برابر اس کوے کے کہ میں چھپاؤں لاش اپنے بھائی کی، پھر لگا پچھتانے۔

اسی وقت سے اموات کی تدفین کا سلسلہ جاری ہوا، اور یہ طریقہ ضرورت، ماحول، عزت اور تکریم ہر اعتبار سے عین مناسب تھا، چناں چہ اسلام جو دینِ فطرت ہے، اور انسانیت کے احترام کا سب سے بڑا علم بردار ہے، اس نے بھی اپنے ماننے والوں کو نہ صرف یہ کہ تدفین کا حکم دیا؛ بلکہ نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ تجہیز وتکفین اور پھر نمازِ جنازہ کے مسائل واضح طور پر بتائے ہیں۔ اموات کے بارے میں اسلامی ہدایات

انتہائی روشن اور حد درجہ قابلِ قدر ہیں، اسلام نے مرض الموت سے لے کر تدفین تک ہر طرح کی نزاکتوں کا خیال رکھتے ہوئے احکامات دئے ہیں، جس میں ہر ہر سطح پر انسانیت کے احترام کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔

اسلام کی نظر میں انسانی بدن انتہائی قابلِ احترام ہے، زندگی میں بھی اس کا احترام کیا جائے گا اور مرنے کے بعد بھی اس کی بے وقعتی سے احتراز کرنا ضروری ہوگا۔ اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا. (أبوداؤد شريف ٤٥٨/٢)

میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی زندہ انسان کی ہڈی توڑنا۔

یعنی جس طرح سے ایک زندہ انسان کو ہڈی ٹوٹنے سے تکلیف ہوتی ہے اسی طرح مردے کو بھی اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔

اسلام نے یہاں تک مردوں کے احترام کی تلقین کی ہے کہ کسی قبر پر بیٹھنے تک کو نہایت ناپسند سمجھا گیا ہے، ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَأَنْ يَّجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتَحْرِقُ ثِيَابَهٗ حَتّٰى تَخْلُصَ إِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنَ أَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ. (أبوداؤد شريف ٤٦٠/٢)

تم میں سے کوئی شخص کسی انگارے پر بیٹھے جو اس کے کپڑے کو جلا کر اس کی کھال تک پہنچ جائے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ کسی قبر پر بیٹھے۔

الغرض اسلام کی بے نظیر تعلیمات زندگی اور موت ہر حالت میں انسانیت کے احترام کی تلقین کرتی ہیں۔ ذیل میں اس سلسلہ کے بعض اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

جب موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں

جب میت پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو اس کے پاس قدرے بلند آواز سے کلمۂ شہادت یا کلمہ طیبہ پڑھا جائے، مگر اس سے کلمہ طیبہ پڑھنے پر اصرار نہ کیا جائے؛ کیوں کہ ممکن ہے کہ اس پریشانی اور بے چینی کے وقت میں اس کے منہ سے کوئی کلمہ اس کے خلاف نکل جائے۔ نیز میت کے قریب سورہ یٰس اور سورۂ رعد پڑھنا بھی مستحب ہے، اس سے روح کا نکلنا آسان ہوجاتا ہے۔

ويلقن بذكر الشهادتين (درمختار) قال في الإمداد: وإنما اقتصرت على ذكر

الشهادة تبعاً للحديث الصحيح (عنده من غير أمر بها لئلا يضجر) …… ويندب قراءة سورة يٰس والرعد (درمختار) هو استحسان بعض المتأخرين لقول جابر: أنها تهون عليه خروج روحه. (درمختار مع الشامي زكريا ۳/ ۷۸-۸۰، بیروت ۳/۷٤-۷٦، طحطاوی ۳۰۵، هدایه مع الفتح ۲/ ۱۰٤، عالمگیری ۱/ ۱۵۷، احسن الفتاویٰ ٤/ ۲۱۲، رحیمیه ۲/ ۳۳۸، بهشتی زیور ۲/ ۷۷)

موت کے وقت میت کو کس طرح لٹائیں؟

جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو تو اس کا سر شمال کی طرف اور پیر جنوب کی طرف کر کے دائیں کروٹ پر لٹادیں، اور اگر اس طرح چت لٹایا جائے کہ قبلہ اس کی داہنی طرف ہو جائے اور اس کے چہرہ کو قبلہ کی طرف کر دیا جائے تو بھی جائز ہے۔ (مستفاد احکام میت ۲۴ ڈاکٹر عبدالحئ عارفی) اگر قبلہ کی طرف رخ کرنے میں تکلیف ہوتی ہو تو پھر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ **یوجه المحتضر القبلة على يمينه هو السنة – إلى قوله – وقيل يوضع كما تيسر على الأصح صححه في المبتغى، وإن شق عليه ترك على حاله.** (درمختار زکریا ۳/ ۷۷-۷۸، بیروت ۳/ ۷۳، البحر الرائق کراچی ۲/ ۱۷۰، هدایه مع الفتح ۲/ ۱۰۳، طحطاوی علی المراقی ۳۰۵، امداد الاحکام ۲/ ٤۳۵، فتاویٰ دارالعلوم ۵/ ٤۲۲، کفایت المفتی ٤/ ٤۲)

میت کے قریب خوشبو رکھنا

اگر کوئی خوشبو (اگر بتی وغیرہ) میسر ہو تو اس کو جلا کر میت کے قریب رکھ دیں۔ **ويحضر عنده الطيب.** (درمختار زکریا ۳/ ۸۳، بیروت ۳/ ۷۸، هندیه ۱/ ۱۵۷، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۳۰۸، بهشتی زیور ۲/ ۵۲)

موت کے بعد منہ اور آنکھیں بند کر دیں

جب موت واقع ہو جائے تو کسی کپڑے وغیرہ کے ذریعہ جبڑے باندھ دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں، اور آنکھیں بند کرنے والا یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهُ وَأَسْعِدْهُ بِلِقَاءِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ إِلَيْهِ خَيْراً مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ ۔(اللہ تعالیٰ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر (یہ عمل انجام دیتا ہوں) اے اللہ! اس میت پر اس کا معاملہ آسان فرما، اور اس پر بعد کے حالات آسان فرما اور اس کو اپنی ملاقات سے مشرف فرما اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر بنادے اس جگہ سے جہاں (یعنی دنیا) سے گیا ہے۔ **وإذا مات شدوا لحييه وغمضوا عينيه ويتولیٰ ارفق أهله به أغماضه باسهل مما يقدر عليه ويشد لحياه بعصابة عريضة يشدها فی لحيه الأسفل ويربطها فوق رأسه كذا فی الجوهرة النيرة ويقول مغمضه بسم اللّٰه الخ.** (هنديه ۱۵۷/۱، فتح القدير ۱۰۵/۲، درمختار بيروت ۷۸/۳، زكريا ۸۲/۳–۸۳، طحطاوی ۳۰۸، حلبی كبير ۵۷۶، بهشتی زيور ۷۷/۲)

موت کے بعد ہاتھ اور پیر سیدھے کر دیں

پھر اس کے بعد ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں اور پیروں کے انگوٹھے ملا کر کپڑے کی پٹی وغیرہ سے باندھ دیں اور پورے بدن کو ایک چادر وغیرہ سے ڈھانک دیا جائے۔ **ثم تمد أعضائه (درمختار) وفی الشامی: وفی الإمداد: وتلين مفاصله وأصابعه بأن يرد ساعده لعضده وساقه لفخذه وفخذه لبطنه.** (شامی زكريا ۸۳/۳، بيروت ۷۸/۳، هنديه ۱۵۷/۱، طحطاوی ۳۰۸، الجوهرة النيرة ۱۴۷/۱)

پیٹ پر کوئی بھاری چیز رکھ دیں

انتقال کے بعد اس کے پیٹ پر کوئی بھاری چیز لوہا وغیرہ رکھ دیا جائے؛ تاکہ اس کا پیٹ نہ پھولے۔ **ويوضع علی بطنه سيف أو حديد لئلا ينتفخ.** (درمختار زكريا ۸۳/۳، بيروت ۷۸/۳، هنديه ۱۷۵/۱، طحطاوی ۳۰۸، البحر الرائق ۱۷۱/۲، كبيری ۵۷۷)

ناپاک آدمی میت کے پاس نہ آئیں

جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کے پاس جنبی یعنی جس کو غسل کی حاجت ہے اور

حیض ونفاس والی عورتیں نہ آئیں۔ **ویخرج من عنده الحائض والنفساء والجنب.**

(درمختار زکریا ۸۳/۳، بیروت ۷۸/۳، هندیه ۱۵۷/۱، البحر الرائق ۱۷۱/۲، فتاویٰ رحیمیه ۳٤۹/۷، بهشتی زیور ۵۲/۲)

میت کے پاس قرآن کی تلاوت

مرنے کے بعد جب تک میت کو غسل نہ دے دیا جائے اس کے پاس قرآنِ کریم نہ پڑھا جائے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ **وکره قراءة القراٰن عنده إلی تمام غسله.** (شامی زکریا ۸۵/۳، بیروت ۸۱/۳، هندیه ۱۵۷/۱، البحر الرائق ۱۷۱/۲، طحطاوی ۳۰۸، کبیری ۵۷۷، بهشتی زیور ۵۲/۲)

عزیز واقارب میں موت کی خبر کردیں

میت کے دوست واحباب پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو انتقال کی خبر کردی جائے؛ تاکہ اس کی نماز میں زیادہ آدمی شریک ہوں اور اس کے لئے دعا کریں، تاہم اس کی تجہیز وتکفین اور تدفین میں بہت جلدی کی جائے، بلاوجہ تاخیر نہ کی جائے۔ **ویستحب أن یعلم جیرانه وأصدقائه حتیٰ یؤدوا حقه بالصلاة علیه والدعاء له.** (هندیه ۱۵۷/۱، درمختار زکریا ۸۳/۳، بیروت ۷۸/۳، بدائع زکریا ۲۲/۳، الجوهرة النیرة ۱٤۷/۱، خانیه علی الهندیة ۱۸٦/۱)

میت کو کون نہلائے؟

سب سے بہتر بات یہ ہے کہ میت کو اس کے قریب ترین رشتہ دار نہلائیں، ہاں اگر قریبی رشتہ دار غسل وغیرہ کے طریقے سے واقف نہ ہوں تو پھر کوئی اور شخص بھی غسل دے سکتا ہے، جو دین دار اور مسائل سے واقف ہو، اور بہتر یہ ہے کہ غسل دینے والا باوضو ہو۔ **ویستحب للغاسل أن یکون أقرب الناس إلی المیت فإن لم یعلم الغسل فأهل الأمانة والورع، کذا فی الزاهدی: وینبغی أن یکون غاسل المیت علی الطهارة.** (هندیه ۱۵۹/۱، شامی زکریا ۹۵/۳، بیروت ۸۹/۳، طحطاوی ۳۱۲، البحر الرائق ۱۷۵/۲، صغیری ۲۸۷، بهشتی زیور ۵٤/۲)

غسل دینے والے کو اجرت دینا کب جائز ہے؟

اگر غسل دینے والے بستی میں چند آدمی ہوں تو کسی کو اجرت پر لاکر میت کو غسل دلایا جاسکتا ہے؛ لیکن اگر پوری آبادی میں ایک ہی آدمی غسل کے طریقہ سے واقف ہو تو پھر اسی آدمی کو غسل دینا ضروری ہے اور غسل دینے کی اجرت لینا اس کے لئے جائز نہیں۔ **فإن ابتغى الغاسل الأجر جاز إن كان ثمة غيره وإلا لا لتعينه عليه.** (درمختار) **لأنه صار واجباً عليه عيناً، ولا يجوز أخذ الأجرة على الطاعة كالمعصية.** (شامي زكريا ٩٢/٣، بيروت ٨٧/٣، هنديه ١٥٩/١، طحطاوى ٣١٢، البحر الرائق ١٧٤/٢، مجمع الانهر ١٨١/١ مكتبه فقيه الأمت)

مرد میت کو غسل دینے والا کوئی نہ ہو؟

اگر میت مرد ہے اور وہاں مردوں میں کوئی غسل دینے والا نہیں تو اس کو اس کی بیوی غسل دے سکتی ہے، بیوی کے علاوہ کسی عورت کے لئے غسل دینا درست نہیں خواہ وہ محرم ہی کیوں نہ ہو، اور اگر بیوی بھی نہ ہو تو اس کو تیمّم کرادینا چاہئے؛ لیکن تیمّم کرانے والی عورتیں اگر میت کی محرم ہیں تو ہاتھ لگانا درست ہے اور اگر عورتیں غیر محرم ہوں تو میت کے بدن کو ہاتھ نہ لگائیں؛ بلکہ ہاتھ میں دستانے پہن کر یا کپڑا وغیرہ لپیٹ کر تیمّم کرائیں۔ **إذا مات رجل في سفر فإن كان معه رجال يغسله الرجل وإن كان معه نساء لا رجل فيهن، فإن كان فيهن امرأته غسلته وكفنته وصلين عليه وتدفنه، وإن لم يكن معهن من ذٰلك فإنهن لايغسلنه سواء كن ذوات رحم محرم منه أو لا، ولكنه ييممنه غير أن الميممة إذا كانت ذات رحم محرم منه تيممه بغير خرقة، وإن لم تكن ذات رحم محرم منه تيمم بخرقة تلفها على كفها.** (بدائع الصنائع ٣٣/٢، درمختار زكريا ٩٤/٣، بيروت ٨٩/٣، تاتارخانية زكريا ١٣/٣–١٤ رقم: ٣٦٠٥، هنديه ١٦٠/١، بهشتى زيور ٥٤/٢)

مرنے کے بعد بیوی اور شوہر کا حکم

کسی کا شوہر مر جائے تو بیوی کے لئے اس کا چہرہ دیکھنا نہلانا اور کفنانا درست ہے، اور اگر

بیوی مر جائے تو شوہر کے لئے اس کو نہلانا اور بدن چھونا تو درست نہیں؛ البتہ دیکھنا اور جنازہ اٹھانا جائز ہے۔ **ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إليها على الأصح وهي لا تمنع من ذٰلک.** (تنویر الأبصار) **وقال الشامي: أي من تغسيل زوجها دخل بها أو لا كما في المعراج ...... وفي البدائع: المرأة تغسل زوجها لأن إباحة الغسل مستفادة بالنكاح فتبقى ما بقي النكاح، والنكاح بعد الموت باق إلى أن تنقضي العدة، بخلاف ما إذا ماتت فلا يغسلها لانتهاء ملک النكاح لعدم المحل فصار أجنبياً.** (شامی زکریا ۹۰/۳-۹۱، بیروت ۸۵/۳-۸۶، مجمع الانهر مکتبه فقیه الأمت ۲٦٦/۱، طحطاوی ۳۱۳، بهشتی زیور ۵٤/۲، امداد الاحکام ٤۳٦/۲)

بچہ و بچی کو کون غسل دے؟

اگر کسی ایسے چھوٹے نابالغ بچے کا انتقال ہوجائے جن کو دیکھنے سے شہوت نہیں ہوتی تو ایسے بچے کو عورتیں اور ایسی بچی کو مرد بھی غسل دے سکتے ہیں، اور اگر بچے و بچی اتنے بڑے ہوں کہ ان کے دیکھنے سے شہوت ہوتی ہو تو لڑکے کو مرد اور لڑکی کو عورت ہی غسل دے۔ **والصغير والصغيرة إذا لم يبلغا حد الشهوة يغسلهما الرجال والنساء.** (فتح القدیر ۱۱۲/۲، الجوهرة النیرة ۱٤۹/۱، طحطاوی ۳۱۳، هندیه ۱٦۰/۲)

جنبی و حائضہ اور نفساء کا غسل دینا

جو آدمی حالتِ جنابت (ناپاکی کی حالت) میں ہو اسی طرح حیض اور نفاس والی عورت کا میت کو نہلانا مکروہ ہے؛ لیکن اگر غسل دے تو وہ کافی ہوجائے گا۔ **ولو كان الغاسل جنباً أو حائضاً أو كافراً جاز ويكره كذا في معراج الدراية.** (هندیه ۱۵۹/۱، شامی زکریا ۹۵/۳، بیروت ۸۹/۳، فتح القدیر ۱۱۲/۲، الجوهرة النیرة ۱۵۰/۱، طحطاوی ۳۱۲، بهشتی زیور ۵٤/۲)

غسل دینے والوں کے لئے چند ہدایات

○ میت کو اتنے گرم پانی سے نہ نہلایا جائے جس سے زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہو؛ بلکہ اس

کونہلانے کے لئے صرف نیم گرم یا سادہ ہی پانی استعمال کیا جائے؛ اس لئے کہ جس چیز سے زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہے اسی سے مردے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ **وإلا فماء خالص مغلی (درمختار) أی إغلاء وسطا لأن المیت یتأذی بما یتأذی به الحی وأفاد کلامه أن الحار أفضل سواء کان علیه وسخ أولا.** (شامی زکریا ۳/۸۷، بیروت ۳/۸۳)

○ غسل دینے والا اپنے قریب کوئی خوشبو (اگربتی وغیرہ جلاکر) رکھ لے۔ **ویستحب أن یکون بقرب الغاسل مجمرة فیها بخور لئلا یظهر من المیت رائحة کریهة فتضعف نفس الغاسل ومن یعینه.** (هندیه ۱/۱۵۹، الجوهرة النیرة ۱/۱۴۷، فتح القدیر ۲/۱۰۸، البحر الرائق زکریا ۲/۳۰۰)

○ جس جگہ غسل دیا جائے وہاں پردہ ہونا چاہئے اور زائد آدمیوں کو وہاں بالکل نہ رہنا چاہئے۔ **ویستحب أن یستر الموضع الذی یغسل فیه المیت فلا یراه إلا غاسله أو من یعینه.** (هندیه ۱/۱۵۸، الجوهرة النیرة ۱/۱۴۷، درمختار بیروت ۳/۱۳۶)

○ میت کے بالوں میں نہ کنگھی کی جائے نہ ناخن کاٹے جائیں نہ کسی جگہ کے بال کاٹے جائیں؛ بلکہ جس طرح بھی ہوں اس حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ **ولا یسرح شعر المیت ولا لحیته ولا یقص ظفره ولا شعره، کذا فی الهدایة. ولا یقص شاربه ولا ینتف إبطه ولا یحلق شعر عانته ویدفن بجمیع ما کان علیه.** (هندیه ۱/۱۵۸، تاترخانیة زکریا ۳/۸ رقم: ۳۵۹۳، بدائع ۲/۲۶، درمختار بیروت ۳/۸۴)

○ اگر نہلاتے وقت کوئی عیب دیکھیں مثلاً چہرہ بگڑ گیا ہو یا کالا ہوگیا ہو وغیرہ، تو کسی سے اس کا تذکرہ نہ کریں، ہاں اگر کوئی اچھی علامت دیکھیں مثلاً چہرہ کی نورانیت یا جسم کی خوشبو وغیرہ تو اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کردینا چاہئے۔ **وینبغی للغاسل ولمن حضر إذا رأی ما یجب المیت ستره أن یستره ولا یحدث به لأنه غیبة، وکذا إذا کان عیباً حادثاً بالموت کسواد وجه ونحوه ما لم یکن مشهوراً ببدعة فلا بأس بذکره تحذیراً من بدعته، وإن رأی من أمارات الخیر کوضاءة الوجه والتبسم ونحوه استحب إظهاره**

لكثرة الترحم عليه و الحث على مثل عمله الحسن. (شامی زکریا ۹۵/۳، بیروت ۸۹/۳، الجوهرة النيرة ۱٤۷/۱، طحطاوی ۳۱۲، صغیری ۲۸۷، بهشتی زیور ۵٤/۲)

غسل دینے کا طریقہ

○ جس تختہ پر غسل دیا جائے پہلے اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے لیں، پھر اس پر میت کو قبلہ کی طرف رخ کرکے یا جیسے بھی آسان ہو لٹایا جائے۔

○ اس کے بعد میت کے بدن کے کپڑے چاک کرلیں اور ایک تہبند اس کے ستر پر ڈال کر بدن کے کپڑے اتارلیں، یہ تہبند موٹے کپڑے کا ناف سے لے کر پنڈلی تک ہونا چاہئے؛ تاکہ بھیگنے کے بعد ستر نظر نہ آئے۔

○ پھر بائیں ہاتھ میں دستانے پہن کر میت کو استنجاء کرائیں۔

○ اس کے بعد وضو کرائیں اور وضو میں نہ کلی کرائیں نہ ناک میں پانی ڈالا جائے اور نہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے جائیں؛ ہاں البتہ کوئی کپڑا یا روئی وغیرہ انگلی پر لپیٹ کر تر کرکے ہونٹوں دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر دیں۔

○ پھر اسی طرح ناک کے سوراخوں کو بھی صاف کردیں (خاص کر اگر میت جنبی یا حائضہ ہو تو منہ اور ناک پر انگلی پھیرنے کا زیادہ اہتمام کیا جائے)

○ اس کے بعد ناک، منہ اور کانوں کے سوراخوں میں روئی رکھ دیں؛ تاکہ وضو و غسل کراتے ہوئے پانی اندر نہ جائے۔

○ وضو کرانے کے بعد ڈاڑھی و سر کے بالوں کو صابن وغیرہ سے خوب اچھی طرح دھودیں۔

○ پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتوں میں پکا ہوا یا سادہ نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر خوب اچھی طرح تین مرتبہ نیچے سے اوپر تک بہادیں کہ پانی بائیں کروٹ کے نیچے پہنچ جائے۔

○ پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح بائیں کروٹ پر سر سے پیر تک تین مرتبہ پانی ڈالا

جائے کہ پانی دائیں کروٹ تک پہنچ جائے، نیز پانی ڈالتے ہوئے بدن کو بھی آہستہ آہستہ ملا جائے، اگر میسر ہو تو صابن بھی استعمال کریں۔

○ اس کے بعد میت کو ذرا بٹھانے کے قریب کردیں اور پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں اگر کچھ نجاست نکلے تو صرف اس کو پونچھ کر دھو ڈالیں، وضو وغسل لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

○ اس کے بعد اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالیں۔

○ پھر سارے بدن کو تولیہ وغیرہ سے پونچھ دیا جائے۔ **ویصب علیه ماء مغلی بسدر أو حرض إن تیسر، وإلا فماء خالص – إلی قوله – وینشف في ثوب.** (الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/ ۸۷ تا ۸۹، بیروت ۳/ ۸۲ تا ۸۴، طحطاوی ۳۱۰-۳۱۱، فتح القدیر ۲/ ۱۰۵-۱۰۹، هندیه ۱/ ۱۵۸، بهشتی زیور ۲/ ۵۲)

میت پر ایک مرتبہ پانی ڈالنا واجب ہے

مذکورہ طریقہ مسنون ہے اگر کوئی اس طرح نہ نہلائے؛ بلکہ سارے بدن پر صرف ایک مرتبہ پانی بہادے تب بھی واجب غسل ہو جائے گا۔ **ویصب علیه الماء عند کل اضطجاع ثلاث مرات لما مر، وإن زاد علیها أو نقص جاز إذا الواجب مرة.** (درمختار زکریا ۳/ ۸۹، بیروت ۳/ ۸۴، بدائع ۲/ ۲۴، فتح القدیر ۲/ ۱۰۶، بهشتی زیور ۲/ ۵۳، هندیه ۱۵۸)

استنجاء دستانے پہن کر کرائیں

میت کو استنجاء دستانے پہن کر کرانا ضروری ہے؛ کیوں کہ جس جگہ کو زندگی میں ہاتھ لگانا اور دیکھنا جائز نہیں، مرنے کے بعد بھی اس جگہ کو بلا دستانے پہنے ہاتھ لگانا اور دیکھنا جائز نہیں۔ **وصورة استنجائه أن یلف الغاسل علی یده خرقة ویغسل السوءة لأن مس العورة حرام کالنظر إلیها.** (الجوهرة النیرة ۱/ ۱۴۸، صغیری ۲۸۶، طحطاوی ۳۱۰، فتح القدیر ۲/ ۱۰۷، شامی زکریا ۳/ ۸۶، بیروت ۳/ ۸۱، هندیه ۱/ ۱۵۸، البحر الرائق زکریا ۲/ ۳۰۱)

غسل دینے والے کے لئے بعد میں غسل کرنا مستحب ہے

میت کو غسل دینے والے کے لئے مستحب ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد خود بھی غسل کرلے؛ البتہ اس کے لئے غسل کرنا واجب اور ضروری نہیں ہے۔ **ویندب الغسل من غسل الميت.** (شامی زکریا ۹۵/۳، بیروت ۸۹/۳، فتح القدیر ۱۱۲/۲، طحطاوی ۳۱۷، البحر الرائق ۱۲۱/۲)

خنثیٰ کو غسل کون دے؟

اگر خنثیٰ مشکل میت بالغ یا مراہق ہو تو اس کو غسل نہیں دیں گے؛ بلکہ صرف تیمّم کرائیں گے؛ البتہ اگر نابالغ ہو تو اس کا حکم چھوٹے بچے اور بچی کے مانند ہے، یعنی اس کو مرد یا عورت کوئی بھی غسل دے سکتا ہے۔ **والخنثیٰ المشکل المراهق لا یغسل رجلاً ولا امراةً ولم یغسلها رجلٌ ولا امرأة، ویمم وراء ثوبٍ، کذا فی الزاهدی.** (هندیه ۱/ ۱۶۰)

بچہ پیدا ہونے کے بعد مر جائے

اگر کوئی بچہ پیدا ہوا اور اس میں زندگی کے آثار پائے گئے، تو اس پر انتقال کے بعد زندوں کے احکام جاری ہوں گے، یعنی اس کا نام رکھا جائے گا، غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور وراثت وغیرہ جاری ہوگی۔ **ومن ولد فمات یغسل ویصلیٰ علیه ویرث ویورث ویسمیٰ إن استهل.** (درمختار مع الشامی زکریا ۱۲۹/۳، المحیط البرهانی ۴۹/۳)

مرا ہوا بچہ پیدا ہوا

اگر بچہ مرا ہوا پیدا ہوا، یعنی پیدائش کے بعد اس میں زندگی کے آثار بالکل نہیں پائے گئے، تو نہ تو اس کا نام رکھا جائے گا اور نہ ہی اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی؛ بلکہ اسے غسل دے کر ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیا جائے گا۔ **وإن لم یستهل لم یسم ولم یصلیٰ علیه ولم یورث.** (المحیط البرهانی ۴۹/۳) **والمختار أنه یغسل ویلف فی خرقة ولا یصلیٰ علیه.** (شامی بیروت ۱۲۲/۳)

○❖○

کفن کے مسائل

تکفین کا اہتمام

اسلام کے ممتاز احکام میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے نہایت باوقار انداز میں مردوں کو کفن دینے کا حکم دیا۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

إِذَا وَلِـيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ. (ترمذی شریف ۱/ ۱۹۴)

تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کا ذمہ دار ہو اسے چاہئے کہ اس کے کفن کا بہتر انتظام کرے۔

نیز بعض احادیث میں مردے کو کفن دینے والے کے لئے بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ایک روایت میں پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ كَفَّنَ مَيِّتاً كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ سُنْدُسٍ وَاسْتَبْرَقٍ فِي الْجَنَّةِ. (رواہ الحاکم ۱/ ۳۵۴، الترغیب والترھیب مکمل ۷۲۳)

جو شخص کسی مردے کو کفن پہنائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں گاڑھے اور باریک ریشم کا جوڑا پہنائیں گے۔

اس لئے جہاں تک ہوسکے بہتر انداز میں میت کی تجہیز وتکفین کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ذیل میں اس کے متعلق چند مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

غسل دینے کے بعد عطر لگانا

جب میت کو تولیہ وغیرہ سے صاف کر کے کفن پر رکھ دیا جائے تو سر اور داڑھی پر (اور عورت کے صرف سر پر) عطر لگادیں، پھر پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پیروں پر کافور مل دیں۔ **ويجعل الحنوط العطر المركب من الأشياء الطيبة غير زعفران وورس على رأسه ولحيته والكافور على مساجده كرامة لها.** (الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/ ۸۹، بیروت ۳/ ۸۴، طحطاوی ۳۱۲، بدائع ۲/ ۴۰، ھندیہ ۱/ ۱۶۱)

تجہیز وتکفین فرضِ کفایہ ہے

غسل دینا، کفن دینا، نماز جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا یہ سب فرضِ کفایہ ہے، یعنی اگر چند لوگ بھی ان امور کو انجام دے دیں تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجائے گا، اور اگر کوئی بھی ان امور کو انجام نہ دے تو سب کے سب گنہ گار ہوں گے۔ **فعلى المسلمين تكفينه والصلاة عليه فرض كفاية كدفنه وغسله وتجهيزه فإنها فرض كفاية.** (الدر المختار مع الشامی زکریا مختصراً ۱۰۲/۳، بیروت ۹۷/۳، فتح القدیر ۷۶/۲، طحطاوی ۳۱۷، البحر الرائق ۱۷۳/۲، کبیری ۵۷۹، مجمع الانہر ۱۸۲/۱)

کفن کیسا ہو؟

کفن کا کپڑا اسی حیثیت کا ہونا چاہئے جیسا وہ مردہ اپنی زندگی میں جمعہ وعیدین وغیرہ کے موقع پر استعمال کرتا تھا، اور عورت کو بھی اسی طرح کفن دیا جائے جو وہ اپنی زندگی میں میکے یا شادی وغیرہ میں جانے کے موقع پر استعمال کرتی تھی۔ **ويحسن الكفن بأن يكفن بكفن مثله وهو أن ينظر إلى ثيابه في حياته للجمعة والعيدين، وفي المرأة ما تلبسه لزيارة أبويها.**

(شامی زکریا ۹٦/۳، بیروت ۹۰/۳، طحطاوی ۳۱۵، البحر الرائق ۱۷٦/۲، ہندیہ ۱٦۱)

کفن کا رنگ کیسا ہو؟

سفید کپڑا کفن کے لئے سب سے بہتر ہے؛ البتہ نیا پرانا (دھلا ہوا) سب برابر ہے۔ **فالأفضل أن يكون التكفين بالثياب البياض ...... والخلق إذا غسل والجديد سواءٌ.**

(بدائع الصنائع ۳۹/۲، کبیری ۵۸۱، البحر الرائق ۱۷٦/۲، شامی زکریا ۱۰۰/۳، بیروت ۹۵/۳، ہندیہ ۱٦۱/۱)

کفن کو دھونی دینا

کفن کو پہلے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دی جائے، اس کے بعد مردے کو کفنایا جائے، پانچ مرتبہ سے زائد دھونی نہ دی جائے۔ **وتجمر الأكفان قبل أن**

یـدرج الـمیـت فیھا وتراً أو واحدةً أو ثلاثاً أو خمساً ولا یزاد علی ذٰلک. (ھندیہ ۱/۱۶۱، طحطاوی ۳۱۷، بدائع ۲/۳۹، تاترخانیة ۲/۱۴۸، بھشتی زیور ۲/۵۵)

مرد کا کفن

مرد کے کفن کے مسنون کپڑے تین ہیں: (۱) ازار: سر سے پاؤں تک (۲) لفافہ: اس کو چادر بھی کہتے ہیں یہ ازار سے ایک ڈیڑھ ہاتھ لمبا ہوتا ہے (۳) قمیص: یعنی کرتا بغیر آستین اور بغیر کلی کے گلے سے پیروں تک۔ **ویسـن فـی الـکفن له إزار وقمیص ولفافة.** **(درمختار)** **قوله: إزار الخ وھو من القرن إلی القدم والقمیص من أصل العنق إلی القدمین بلا دخریص وکمین واللفافة تزید علی ما فوق القرن والقدم.** (شامی زکریا ۳/۹۵، بیروت ۳/۸۹-۹۰، ھدایه مع الفتح ۲/۱۱۳-۱۱۵)

مرد کو کفنانے کا طریقہ

کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ:

- چارپائی پر پہلے لفافہ بچھائیں پھر ازار اس کے بعد کرتا۔
- پھر مردے کو اس پر لے جا کر پہلے کرتا پہنا دیں پھر ازار لپیٹ دیں، اس طرح کہ پہلے بائیں طرف لپیٹا جائے پھر دائیں طرف (تا کہ داہنی طرف اوپر رہے)
- پھر چادر لپیٹیں، پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف۔
- پھر کسی پٹی وغیرہ سے پیروں اور سر اور کمر کے پاس سے کفن کو باندھ دیں؛ تا کہ راستہ میں کھل نہ جائے۔ **تبسـط الـلفافة أولاً ثم یبسط الإزار علیھا ویقمص ویوضع علی الإزار ویـلف یسـاره ثـم یـمیـنـه ثـم اللفافة کذلک لیکون – إلی قوله – ویعقد الـکفن إن خیف انتشاره الأیمن علی الأیسر.** (درمختار مع الشامي زکریا ۳/۹۸، بیروت ۳/۹۳، طحطاوی ۳۱۶، بدائع ۲/۴۰، عالمگیری ۱/۱۶۱، ھدایه مع الفتح ۲/۱۱۷)

عورت کا کفن

عورت کے کفن کے مسنون کپڑے پانچ ہیں: (۱) ازار (۲) لفافہ (۳) قمیص بغیر آستین اور کلی

کے(۴) سینہ بند پستانوں سے رانوں تک (۵) خمار (سر بند) تین ہاتھ لمبا، خلاصہ یہ کہ تین کپڑے تو وہی ہے جو مرد کے ہیں اور دو کپڑے (سینہ بند اور سر بند) زائد ہیں۔ **ولها درع أی قمیص وإزار وخمار ولفافة وخرقة تربط بها ثدیاها وبطنها.** (درمختار) **وفي الشامي: خمار: ما تغطی به المرأة رأسها. قال الشیخ اسماعیل: ومقداره حالة الموت ثلاثة أذرع. قوله: (وخرقة) والأولی أن تکون من الثديين إلی الفخذین.** (شامی زکریا ۹۶/۳-۹۷، بیروت ۹۱/۳، طحطاوی أشرفي ۵۷۸، هندية ۱۶۰/۱، الجوهرة النيرة ۱۵۲/۱، بهشتی زیور قدیم ۷۸/۲)

عورت کو کفنانے کا طریقہ

عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ:

- پہلے چادر (لفافہ) بچھائیں اس کے بعد سینہ بند رکھیں، اس کے اوپر ازار پھر قمیص۔
- پھر میت کو کفن پر لے جا کر پہلے کرتا پہنائیں، اور سر کے بالوں کے دو حصے کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دیں ایک حصہ داہنی طرف ایک حصہ بائیں طرف۔
- اس کے بعد سر بند کو سر اور بالوں پر ڈال دیں اس کو نہ باندھیں نہ لپیٹیں، پھر ازار لپیٹ دیں پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف۔
- بعد ازاں سینہ بند باندھیں، پھر چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف، اس کے بعد پیر سر اور کمر کے پاس سے کفن کو پٹیوں سے باندھ دیں؛ تا کہ ہوا وغیرہ سے راستہ میں کھل نہ جائے۔ **وأما المرأة فتبسط لها اللفافة والإزار علی نحو ما بیّنا للرجل، ثم توضع علی الإزار وتلبس الدرع ويجعل شعرها ضفیرتین علی صدرها فوق الدرع، ثم يجعل الخمار فوق ذلک، ثم يعطف الإزار واللفافة کما بینا فی الرجل ثم الخرقة بعد ذلک تربط فوق الأکفان فوق الثديين.** (هندیه ۱۶۱/۱) **وفی الشامی: تربط الخرقة علی الثديين فوق الاکفان یحتمل أن یراد به تحت اللفافة وفوق الإزار والقمیص وهو الظاهر.** (شامی زکریا ۹۹/۳، بیروت ۹۳/۳، تاتارخانیة زکریا ۲۹/۳، کبیری ۵۸۱)

کفنِ کفایت

مرد کے کفن میں اگر صرف دو کپڑے ہوں یعنی ازار اور لفافہ تو یہ بھی بلا کراہت درست ہے، اسی طرح عورت کے کفن میں صرف تین کپڑے ہوں یعنی قمیص، لفافہ اور سر بند یا ازار، لفافہ اور سر بند تو یہ بھی درست ہے اس کو کفن کفایت کہا جاتا ہے۔ **وکفاية له إزار ولفافة فى الأصح ولها ثوبان وخمار. (درمختار) قال الشامى: ولها ثوبان لم يعينهما كالهداية وفسرها فى الفتح بالقميص واللفافة وعينهما فى الكنز بالإزار واللفافة.** (شامی زکریا ٣/٩٧-٩٨، بيروت ٣/٩١-٩٢، طحطاوي أشرفي ٥٧٨، تاترخانية زكريا ٣/٢٥)

کفنِ مکروہ

مرد کو دو کپڑوں سے کم میں کفن دینا اور عورت کو تین کپڑوں سے کم میں کفن دینا مکروہ ہے الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ **ويكره أقل من ذلك (درمختار) وفى الشامى: أى عند الاختيار.**

(شامي زكريا ٣/٩٨، بيروت ٣/٩٣، تاترخانية زكريا ٣/٢٦، هندية ١/١٦٠، بدائع ٢/٣٩، بهشتي زيور ٢/٥٦)

چار پائی کی چادر

جو چادر سب سے اوپر چار پائی پر بطور پردہ کے ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں کفن صرف اتنا ہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۸/۵۰۴-۵۰۵، فتاویٰ دار العلوم ۵/۲۶۶، بہشتی زیور ۲/۵۶)

نابالغ لڑکے اور لڑکی کا کفن

قریب البلوغ لڑکا اور لڑکی بڑے مرد اور عورت کی طرح ہیں یعنی قریب البلوغ لڑکے کو مرد کی طرح تین کپڑوں میں اور قریب البلوغ لڑکی کو عورت کی طرح پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے گا، نیز بہت چھوٹے لڑکے اور لڑکی کو بھی اسی طرح کفن دیا جائے گا، ہاں البتہ چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑے میں اور لڑکی کو دو کپڑوں میں کفن دینا بھی جائز ہے۔ **والمراهق كالبالغ ومن لم يراهق إن كفن فى واحد جاز. (درمختار) وفى الشامية: قال فى الزيلعى وأدنىٰ ما يكفن به الصبى الصغير ثوب واحد والصبية ثوبان. وفى الحلية عن الخانية**

والخلاصة: الطفل الذى لم يبلغ حد الشهوة الأحسن أن يكفن فيما يكفن فيه البالغ وإن كفن فى ثوب واحد جاز. (شامی زکریا ۹۹/۳، بیورت ۹۳/۳-۹٤، بدائع ۳۹/۲، طحطاوی أشرفي ٥٧٥، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۵۱/۸، بهشتی زیور ٥٦/۲)

مردہ مولود کا کفن

جو حمل ساقط ہوجائے (گر جائے) یا جو بچہ مردہ پیدا ہوا سے کفنانے میں سنت طریقہ کی رعایت کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ کسی بھی کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے تو بھی کافی ہے، ایسے بچہ کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔ **والسقط يلف (درمختار) أى فى خرقة لأنه ليس له حرمة كاملة وكذا من ولد ميتاً بدائع. ولا يكفن أى لايراعى فيه سنة الكفن وهل النفي يعنى النهي أو بمعنى نفى اللزوم الظاهر الثانى.** (شامی زکریا ۹۹/۳، بیروت ۹٤/۳، مراقی الفلاح مع الطحطاوی أشرفي ٥٧٥، هدايه ۱۸۱/۱، کبیری ٥٨١)

جنازہ پر کلمہ والی چادر ڈالنا

میت پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ، آیت الکرسی یا سورۂ یٰسین لکھی ہوئی چادر ڈالنا احترام کے خلاف اورنا جائز ہے۔ **وقد افتىٰ بن الصلاح بأنه لا يجوز أن يكتب على كفن الميت يٰس والكهف وغيرهما خوفاً من صديد الميت.** (شامی زکریا ۱۵۷/۳)

قبر کھل جائے اور لاش بے کفن ہو؟

اگر کسی انسان کی قبر کھل جائے یا کسی وجہ سے لاش قبر سے باہر آجائے اور اس پر کفن نہ ہو اور وہ لاش پھولی پھٹی نہ ہو، تو اسے دوبارہ مسنون کفن دے کر دفن کرنا چاہئے۔ اور اگر وہ پھول پھٹ گئی ہو تو اسے مسنون کفن دینے کی حاجت نہیں، بس ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ (احکام میت ۴۷) **وآدمي منبوش طرى لم يتفسخ يكفن كالذي لم يدفن مرة بعد أخرىٰ وإن تفسخ كفن في ثوب واحد.** (الدر المختار زکریا ۹۹/۳، البحر الرائق کوئٹه ۱۷۷/۲)

○❖○

حادثاتی اموات

میت کا صرف سر دستیاب ہوا

اگر کسی میت کا صرف سر یا بدن کا نصف سے کم حصہ دستیاب ہوا تو نہ تو اسے غسل دیا جائے گا اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی؛ بلکہ اسے ویسے ہی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے گا۔ **وجد رأس اٰدمی أو أحد شقیه لا یغسل ولا یصلی علیه بل یدفن.** (درمختار بیروت ۸٦/۳، شامی زکریا ۹۲/۳)

نصف دھڑ دستیاب ہوا

کسی میت کے بدن کا نصف سے زائد حصہ (خواہ سر سمیت ہو یا سر کے بغیر ہو) دستیاب ہوا تو اس کو باقاعدہ غسل دے کر کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس کے بعد دفنایا جائے گا۔ اور اگر صرف نصف حصہ دست یاب ہوا تو دیکھا جائے گا کہ اس کے ساتھ سر ہے یا نہیں؟ اگر سر ہے تو اسے غسل دے کر تجہیز وتکفین کی جائے گی، ورنہ ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھے بغیر دفنا دیا جائے گا۔ **ولو وجد أکثر البدن أو نصفه مع الرأس یغسل ویکفن ویصلی علیه، وإن وجد نصفه من غیر الرأس أو وجد نصفه مشقوقاً طولاً فإنه لا یغسل ولا یصلی علیه ویلف فی خرقة ویدفن فیها.** (عالمگیری ۱۵۹/۱، درمختار بیروت ۸٦/۳، زکریا ۹۲/۳)

سمندری سفر کے دوران وفات

اگر سمندری سفر کے دوران کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور ساحل تک پہنچنے میں اتنی دیر ہو کہ نعش کے خراب ہونے کا خطرہ ہو، تو ایسی صورت میں میت کو حسبِ دستور غسل وکفن دے کر نماز

جنازہ پڑھ لی جائے گی اوراس کے بعد کوئی وزنی چیز باندھ کرمیت کوسمندر کے حوالہ کر دیا جائے گا؛ تاکہ لاش اوپر نہ تیرے،اوراگر ساحل قریب ہوتو قدرے انتظار کیا جائے گا اور خشکی میں لاکر باقاعدہ تدفین کی جائے گی۔ **مات في سفينة غسل و كفن وصلى عليه و القي في البحر إن لم يكن قريباً من البر.** (درمختار ۱۳۱/۳، احسن الفتاویٰ ۲۵۰/٤) **ويصلى عليه ويثقل ويرمى في البحر.** (عالمگیری ۱۵۹/۱، زکریا ۱٤۰/۳)

لاش جل کر کوئلہ ہوگئی

اگر آگ زنی کے کسی حادثہ میں نعش جل کر بالکل کوئلہ ہوگئی تو اسے غسل نہیں دیا جائے گا اور نہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی؛ بلکہ کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا۔ **ألا ترىٰ إن العظام لا يصلى عليها بالإجماع.** (بدائع الصنائع ۲۹/۲، مسائل بهشتی زیور، مؤلفه: ڈاکٹر عبد الواحد صاحب ۲۷۸)

صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہوا

اگر کسی میت کی لاش اس حال میں پائی گئی کہ اس کا گوشت پوست سب پارہ پارہ ہو چکا ہے اور صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ موجود ہے،تو اس ڈھانچہ کو غسل دینے یا سنت کے مطابق کفن پہنانے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ اس پر نماز جنازہ پڑھے بغیر کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے۔ **ألا ترىٰ أن العظام لا يصلى عليها بالإجماع.** (بدائع الصنائع ۲۹/۲، مسائل بهشتی زیور ۲۷۸)

لاش پھول جائے

اگر میت کی لاش اس حال میں برآمد ہوئی کہ وہ بالکل پھول چکی تھی،تو اس لاش پر اوپر سے پانی بہا کر غسل دے دیا جائے گا اور پھر حسبِ دستور کفن دفن اور نماز جنازہ کا اہتمام کیا جائے گا۔ **ولو كان الميت متفسخاً يتعذر مسحه كفى صب الماء عليه. كذا في التاتر خانية.** (عالمگیری ۱۵۸/۱، تاتر خانية زكريا ۱۰/۳، حاشیه فتاویٰ محمودیه جدید ۵۰۱/۸)

جو لاش پھول کر پھٹ گئی ہو؟

جو لاش اس حالت میں ملی کہ وہ پھول کر پھٹ چکی تھی اور ہاتھ لگانے کے قابل بھی نہ تھی، تو اس پر اوپر سے پانی بہادیا جائے اور نماز جنازہ نہ پڑھی جائے؛ بلکہ یونہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کردفن کردیا جائے۔ **وقيد بعدم التفسخ لأنه لا يُصليٰ عليه بعد التفسخ لأن الصلوٰة شرعت على بدن الميت فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائماً.** (البحر الرائق كوئٹه ۲/ ۱۸۲) **ولو كان الميت متفسخاً يتعذر مسحه كفى صب الماء عليه.** (هندية ۱/ ۱۵۸، تاتارخانية ۳/ ۱۰، رقم: ۳۵۹۸، احکام میت ۱۹۸)

بحالتِ احرام وفات پانے والے کی تجہیز وتکفین

جس شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا اور وہ اسی حالت میں وفات پا گیا تو اس کی تجہیز وتکفین اسی طرح کی جائے گی جیسے غیر محرم میت کی کی جاتی ہے؛ کیوں کہ وفات پاتے ہی احرام کا حکم ختم ہوجاتا ہے؛ لہٰذا اس کو خوشبو وغیرہ لگانا اور سر ڈھانکنا وغیرہ سب جائز ہوگا۔ **والمحرم كالحلال أي فيغطى رأسه وتطيب أكفانه.** (درمختار ۳/ ۱۱۷، شامی زکریا ۳/ ۹۹، احکام میت ۴۳)

حادثہ میں مسلمان اور کافروں کی لاشیں گڈمڈ ہوجائیں

اگر کسی حادثہ میں مسلم وغیر مسلم سب ہلاک ہوجائیں اور جل جانے یا کسی اور وجہ سے ان کے درمیان شناخت ممکن نہ رہے، تاہم مسلمانوں کی اموات زیادہ ہونے کا گمان غالب ہو تو سب کے جنازے تیار کرکے نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نیت صرف مسلمانوں پر نماز جنازہ پڑھنے کی کی جائے گی۔ اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۸/ ۵۲۹، امداد الاحکام ۲/ ۴۵۱، احسن الفتاویٰ ۴/ ۲۱۲-۲۳۶، قدیم ۴/ ۲۰۲) **يصلي ويقصد المسلمين لأنه إن عجز عن التعيين لا يعجز عن القصد.** (شامی بیروت ۳/ ۸۸، زکریا ۳/ ۹۴) **موتى المسلمين إذا اختلطوا بموتى الكفار أو قتلى المسلمين بقتلى الكفار إن كان للمسلمين علامة – إلى قوله – فيصلي**

علیهم. وإن لم تكن علامة إن كانت الغلبة للمسلمين يصلى على الكل وينوى بالصلاة الدعاء للمسلمين ويدفنون فى مقابر المسلمين. (عالمگیری ۱۵۹/۱)

نوٹ:- اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ کفار اور مسلمانوں کی لاشیں برابر ہوں یا کافروں کی تعداد زیادہ ہو۔ (مستفاد: شامی زکریا ۹۴/۳)

پوسٹ مارٹم کا حکم

مرنے کے بعد میت کے جسد خاکی کو چیر پھاڑ کر معائنہ کرنا (پوسٹ مارٹم کرنا) عام حالات میں شرعاً جائز نہیں ہے؛ اس لئے جہاں تک ہوسکے اس عمل سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے؛ البتہ جہاں قانونی مجبوری ہو تو معذوری ہے۔ (کفایت المفتی مبوب جدید ۲۰۱/۴ وغیرہ)

پوسٹ مارٹم والی نعش کی تجہیز وتکفین

جس میت کا مجبوری میں پوسٹ مارٹم کرانا پڑے اس کو بعد میں غسل اور کفن عام مردوں کی طرح ہی دیا جائے گا، اور غسل کی وجہ سے اگرچہ بدن کے اندر پانی چلا جانے کا خطرہ ہو پھر بھی غسل دیا جائے گا۔ (مستفاد: عالمگیری ۱۵۸/۱)

پوسٹ مارٹم کے لئے قبر کھود کر نکالنا

پوسٹ مارٹم کے لئے قبر کھود کر لاش نکالنا قطعاً جائز نہیں ہے، اور اگر اس غرض سے مجبوراً لاش نکالی جائے اور وہ لاش پھولی پھٹی نہ ہو تو اسے دوبارہ مسنون کفن دے کر دفن کردینا چاہئے۔ **وقيل: إنهم لم تتفرق أعشائهم فإن معاوية رضي الله عنه لما أراد أن يحولهم وجدهم كما دفنوا فتركهم.** (بدائع الصنائع ۵۶/۲) اور اگر پھول پھٹ گئی ہو تو اسے ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے۔ (احکام میت ۷۴) **وآدمي منبوش طرى لم يتفسخ يكفن كالذي لم يدفن مرة بعد أخرىٰ وإن تفسخ كفن في ثوب واحد.** (الدر المختار مع الشامی زکریا ۹۹/۳-۱۰۰)

میت کی بندھی ہوئی پٹیاں کھول دی جائیں گی

اگر کسی شخص کے بدن پر پلاسٹر تھا یا زخم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور اسی حالت میں انتقال ہوگیا تو اس کی پٹیاں اور پلاسٹر وغیرہ کھولنے کے بعد غسل دیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۸/۵۰۰)

ڈوب کر مر جانے والے کو غسل

اگر کوئی شخص پانی میں ڈوب کر مر جائے اور بعد میں اس کی لاش دستیاب ہو تو اسے بھی عام مردوں کی طرح غسل دیا جائے گا (یعنی پانی میں مر جانا اس کے غسل کی طرف سے کافی نہ ہوگا) البتہ اگر لاش کو پانی سے نکالنے سے پہلے غسل کی نیت سے متعدد مرتبہ حرکت دے دی جائے تو یہ غسل شرعاً معتبر ہوگا۔ **الميت إذا وجد في الماء لا بد من غسله لأن الخطاب بالغسل توجه على بني آدم ولم يوجد من بني آدم فعل، إلا أن يحركه في الماء بنية الغسل عند الإخراج، كذا في التجنيس.** (عالمگیری ۱/۱۵۸)

اسقاطِ حمل

اگر کسی عورت کا حمل ساقط ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ اس کے اعضاء ہاتھ پاؤں وغیرہ میں سے کوئی عضو وجود میں آیا ہے یا نہیں، اگر کوئی عضو بن گیا ہے تو اس کا حکم مردہ بچے کے مانند ہے کہ اس کا نام رکھا جائے گا اور غسل دے کر اسے پاک کپڑے میں لپیٹ کر بلا نماز پڑھے دفن کر دیا جائے گا۔ اور اگر کوئی عضو وجود میں نہیں آیا ہے تو نہ تو اس کا نام رکھا جائے نہ غسل دیا جائے نہ باقاعدہ کفن دیا جائے؛ بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر کہیں دبا دیا جائے۔ (احکام میت ۱۹۳-۱۹۴)

والسقط يلف ولا يكفن كالعضو من الميت. (الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۹۹)

والمتبادر منه أنه ظهر فيه بعض خلق وأما إذا لم يظهر فيه خلق أصلاً فالظاهر أنه لا يغسل ولا يسمى لعدم حشره. (الطحطاوی ۱/۵۹۸) **وإذا استبان بعض خلقه غسل وحشر وهو المختار.** (الدر المختار شامی زکریا ۳/۱۳۱، بدائع الصنائع ۲/۲۸)

والخلاصة من أن السقط الذي لم تتم خلقة أعضائه اعتبار أنه يغسل، وفي المبتغى السقط الذي لم تتم أعضاؤه هل يحشر؟ قيل: إذا نفخ فيه الروح يحشر وإلا فلا، وإذا استبان بعض خلقه يحشر. (بحر کوئٹہ ۱۸۸/۲–۱۸۹)

بچہ زندہ ہو تو مردہ عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا

اگر کسی حاملہ عورت کا انتقال ہوجائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ موجود ہو تو آپریشن کر کے بچہ کو نکال کر اس کی جان بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ **الحبلیٰ إذا ماتت وفي بطنها ولد يضطرب يشق بطنها ويخرج الولد ولا يسع إلا ذٰلک.** (البحر الرائق کوئٹہ ۱۸۸/۲، حاشیة الطحطاوی ۵۹۷) **حامل ماتت وولدها حي يضطر بشق بطنها من الأيسر ويخرج ولدها.**

(شامی زکریا ۱٤٥/۳)

جس لاش سے بدبو اٹھ رہی ہو؟

جس لاش سے بدبو اٹھ رہی ہو؛ لیکن وہ پھٹی نہ ہو تو اس کی نماز جنازہ حسب دستور پڑھی جائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۳۵/۵، احکام میت ۱۹۹) **وهي فرض على كل مسلم مات.**

(درمختار ۱۲٥/۲، شامی زکریا ۱۰۷/۳)

زندہ انسان کے کٹے ہوئے عضو کا کیا کریں؟

اگر کسی حادثہ یا مرض کی وجہ سے زندہ انسان کا کوئی عضو کٹ کر الگ ہو جائے تو اس عضو کو کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۴۳۵/۵) **لو وجد طرف من أطراف إنسان أو نصفه مشقوقاً طولا أو عرضاً يلف في خرقة.** (الدر المختار ۱۱۷/۳، شامی زکریا ۹۹/۳، احکام میت ۲۱۳) **وعلى هٰذا يخرج ما إذا وجد طرى من أطراف الإنسان كيد أو رجل أمله لا يغسل...... ألا ترى أن العظام لا يصفى عليها بالإجماع، ما روى عن ابن عباس وابن مسعود رضي الله عنهما قالا: لا يصلى على عضو.** (بدائع الصنائع ۲۹/۲)

دفن کے بعد باقی اجزاء ملے

اگر کسی لاک کے اکثر اجزاء دستیاب ہونے پر اس کی نماز جنازہ پڑھ کر تدفین کردی گئی اور بعد میں کوئی اور عضو دستیاب ہوا تو اب اس پر دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؛ بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیا جائے گا۔ **وإذا صلی علی الأکثر لم یصل علی الباقي إذا وجد...... ویلف في خرقة ویدفن فیها.** (الهندية ١٥٩/١) ...... **فیؤدي إلی تکرار الصلوٰة علی میت واحد وذٰلک مکروہ عندنا.** (بدائع الصنائع ٢٩/٢)

جس لاش پر پٹیاں بندھی ہوں اس کے غسل کا حکم

جس لاش میں زخم کی وجہ سے پٹیاں بندھی ہوں تو پٹیاں کھول کر اسے باقاعدہ غسل وکفن دے کر نماز جنازہ پڑھی جائے گی (پٹیاں کھولے بغیر غسل درست نہ ہوگا اوپر سے مسح کافی نہیں) (فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ٥٦/١٣) **ویمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابة مع فرجتها في الأصح الالخ، الماء أو حلها وتحته من جانب الشامي أي علی کل فرد من أفرادها سواء کانت عصابة تحتها جراحة وهي بقدرها أو زائدة علیها کعصابة المفتصد أو لم یکن تحتها جراحة أصلاً بل کسر أو کي، وهٰذا معنی قول الکنز، کانت تحتها جراحة أو لا، لکن إذا کانت زائدة علی قدر الجراحة، فإن جزه الحل والغسل مسح الکل تبعا وإلا فلا.** (شامی زکریا ٤٧١/١، البحر الرائق کوئٹہ ١٨٧/١)

دریا یا سمندر میں ڈوب کر لاپتہ ہوجانے والے کا حکم

جو شخص کسی دریا یا سمندر میں ڈوب کر مرجائے اور اس کی لاش کا پتہ نہ چلے تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی (کیوں کہ نماز جنازہ کی صحت کے لئے لاش کا سامنے ہونا لازم ہے اور وہ اس صورت میں متحقق نہیں ہے) **بخلاف ما لو غرق في بحر لعدم تحقق وجوده أمام المصلیٰ.** (شامی زکریا ١٢٥/٣، احکام میت ٢٠٣) **وشرطها أیضاً حضوره ووضعه**

وكونه هدأ وأكثره أمام المصلى. (درمختار زكريا ٣/ ١٠٤، هندية ١/ ١٦٤)

ملبے کے نیچے دب جانے والے کا حکم

اگر عمارت منہدم ہونے یا زلزلہ کی وجہ سے کوئی شخص ملبہ میں دب جائے اور کوشش کے باوجود اس کی لاش نہ نکالی جاسکے، جب تک یہ گمان غالب ہو کہ وہ پھولی پھٹی نہ ہوگی تو اس کی نماز جنازہ اوپر سے پڑھی جائے گی؛ لیکن اگر اتنا وقت گذر جائے کہ یہ گمان ہو کہ لاش پھول پھٹ گئی ہوگی تو اب اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۲۱۱) **ینبغی أن یکون فی حکم من دفن بلا صلاة من تردی فی نحو بیر او وقع علیه بنیان ولم یمکن اخراجه.** (شامی بیروت ٣/ ١١٧، زكريا ٣/ ١٢٥)

○❖○

جنازہ اٹھانے کے مسائل

جنازہ کے پیچھے چلنے کی فضیلت

اسلام کی ایک اہم تعلیم یہ بھی ہے کہ جنازہ کے ساتھ چل کر قبرستان تک جایا جائے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا، جن میں سے ایک جنازہ کے پیچھے چلنے کا حکم بھی تھا۔ (بخاری شریف ۱/۱۶۶)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهِ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰى يُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيْرَاطَانِ، قِيْلَ: مَا الْقِيْرَاطَانِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ. (بخاری شریف ۱/۱۷۷)

جو شخص جنازہ میں حاضر ہو یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھی جائے تو اسے ایک قیراط اجر ملتا ہے، اور جو دفن تک شریک ہو تو اس کے لئے دو اجر قیراط مقرر ہے، تو آپ سے پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے بڑے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔

اس لئے ہر مسلمان کو یہ عظیم اجر وثواب حاصل کرنے کا شوق ہونا چاہئے، اور اس سے محروم نہ رہنا چاہئے۔

جنازہ کے ساتھ پیدل جائیں

بہتر ہے کہ بلاضرورت جنازہ کے پیچھے سوار ہوکر نہ چلیں؛ بلکہ پیدل چلنے کا اہتمام کریں؛ اس لئے کہ فرشتے بھی مومن کے جنازہ کے ساتھ پیدل جاتے ہیں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جنازہ کے ساتھ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی معیت میں نکلے، تو آپ نے کچھ لوگوں کو سواری پر دیکھا تو ارشاد فرمایا:

أَلاَ تَسْتَحْيُوْنَ أَنَّ مَلآئِكَةَ اللّٰهِ عَلٰى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ الدَّوَابِّ. (ترمذی شریف ۱/۱۹۶)

کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل ہیں اور تم سواریوں پر چڑھے بیٹھے ہو؟

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت جنازہ کے ساتھ سوار ہوکر جانا پسندیدہ نہیں ہے؛ تاہم اگر ضرورت ہو، مثلاً قبرستان بہت دور ہو یا جانے والا کمزور یا مریض ہو تو سواری پر حرج نہیں۔

جنازہ جلدی لے جانے کا حکم

شریعت کا حکم یہ ہے کہ قبرستان کی طرف جنازہ جلدی لے جایا جائے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ. (بخاری شریف بلال ۱۷٦ رقم: ۱۳۱۵، مسلم شریف بلال ۳۰٦ رقم: ۹٤٤، الترغیب والترهیب مکمل: ۵۲۸۲، بیروت: ۵۱۵٦)

جنازہ کو لے کر جلدی چلو؛ اس لئے کہ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بہتر ٹھکانہ تک پہنچاؤ گے، اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو اپنی گردنوں سے برائی کو (جلد) ہٹاؤ گے۔

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ قبرستان قریب ہونے کے باوجود محض کاندھا لگانے والوں کی رعایت میں دور کے راستہ سے جنازہ کو قبرستان تک پہنچایا جاتا ہے، مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے؛ بلکہ حکم یہ ہے کہ نماز جنازہ ہونے کے بعد بلا تاخیر جلد از جلد میت کو قبر میں پہنچا دینا چاہئے، اور بلا خاص عذر کے ہرگز تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ ذیل میں اس سلسلہ کے مزید مسائل ملاحظہ فرمائیں:

بچہ کے جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ

میت اگر چھوٹا بچہ ہے تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں کہ ایک آدمی اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھائے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے، اسی طرح ادلتے بدلتے لے جائیں۔ **والصبی الرضیع أو الفطیم أو فوق ذلک قلیلاً یحمله واحد علی یدیه. (در مختار) أی ویتداوله الناس بالحمل علی أیدیهم.** (شامی زکریا ۱۳۵/۳، بیروت ۱۲٦/۳، هندیة ۱٦۲/۱، حلبی کبیر ۵۹۲)

بڑے جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ

اگر میت بڑی ہو مرد ہو یا عورت، تو اس کو چارپائی وغیرہ پر لٹا کر لے جائیں، سرہانا آگے

رکھیں اوراس کے چاروں پایوں کوایک ایک آدمی اٹھائے۔ **والسنة فی حمل الجنازة أن یحملها أربعة نفر من جوانبها الأربع ویقدم الرأس فی حال حمل الجنازة.** (بدائع ۲/ ۴۲، هدایه مع الفتح ۲/ ۱۴۰، هندیه ۱/ ۱۶۲، حلبی کبیر ۵۹۱)

سواری پر جنازہ لے جانا

بلاعذر جنازہ کوسواری پر لے جانا مکروہ ہے؛ لیکن اگر کوئی عذر ہو مثلاً قبرستان بہت زیادہ دور ہوتو جنازہ کوسواری پر لے جانے کی گنجائش ہے۔ **ویکره حمله علی ظهر دابة بلا عذر أما إذا کان عذراً بأن کان المحل بعیداً یشق حمل الرجال له أو لم یکن الحامل إلا واحداً فحمله علی ظهره فلا کراهة إذاً.** (طحطاوی ۳۳۱، دارالعلوم ۵/ ۲۷۴، کفایت المفتی ۴/ ۲۹-۳۰، احکام میت ۶۱)

جنازہ کودولکڑیوں پراٹھانا مکروہ ہے

جنازہ کودولکڑیوں کے درمیان اس طرح اٹھانا کہ اسے دوآدمیوں نے اٹھارکھا ہو، یہ طریقہ مکروہ ہے، ہاں اگرکوئی مجبوری ہوتو درست ہے، مثلاً راستہ اتنا تنگ ہو کہ چارپائی پرچارآدمی سنت کے مطابق نہ اٹھاسکیں۔ **ویکره حملها بین العمودین بأن یحملها رجلان أحدهما مقدمها والاٰخر مؤخرها إلا عند الضرورة مثل ضیق المکان وما أشبه ذلک.**

(هندیه ۱/ ۱۶۲، بدائع ۲/ ۴۲، البحر الرائق ۱/ ۱۹۱، تاتارخانیة ۲/ ۱۵۱، کبیری ۵۹۲، فتح الکبیر زکریا ۲/ ۱۴۱)

جنازہ کوجلدی لے کرچلنا

جنازہ کوتیزقدم لے جانامسنون ہے مگراتنا تیزنہیں کہ میت حرکت میں آجائے۔ **ویسرع بها بلا خبب. (درمختار) و حد التعجیل المسنون أن یسرع بها بحیث لایضطرب المیت علی الجنازة.** (شامی زکریا ۳/ ۱۳۶، بیروت ۳/ ۱۲۶، طحطاوی ۳۳۲، هندیة ۱/ ۱۶۲، البحر الرائق زکریا ۲/ ۳۳۵)

جنازہ کے پیچھے چلنا

جنازہ کے پیچھے پیدل چلنا افضل ہے، اگر چندآدمی آگے نکل جائیں اور جنازہ سے دور نہ

ہوں تو حرج نہیں؛ لیکن اگر سب کے سب آدمی آگے بڑھ جائیں اور جنازہ پیچھے کردیں یا چند آدمی آگے نکل کر جنازہ سے دور ہوجائیں تو یہ مکروہ ہے۔ **الأفضل للمشيع للجنازة المشي خلفها ويجوز اماماً إلا أن يتباعد عنها أو يتقدم الكل فيكره ولا يمشي عن يمينها ولا عن شمالها.** (فتح القدير زكريا ١٤٣/٢)

وندب المشي خلفها ولايمشي عن يمينها ويسارها ولو مشى أمامها جاز، ولكن أن تباعد عنها أو تقدم الكل كره. (درمختار مع الشامي زكريا ١٣٦/٣، هندية ١٦٢/١، خانية ١٩٠/١)

جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا

جو لوگ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں اور ان کا ارادہ جنازہ کے ساتھ جانے کا نہ ہو تو انہیں جنازہ دیکھ کر کھڑا نہ ہونا چاہئے۔ (پہلے یہ حکم تھا بعد میں منسوخ ہوگیا) **ولا يقوم من مرت به جنازة ولم يرد المشي معها والأمر به منسوخ.** (مراقي الفلاح ٣٣٣، تاترخانية ١٥٢/٢، هنديه ١٦٢/١، فتح القدير ١٤٢/٢، درمختار بيروت ١٢٧/٣)

قبرستان میں بیٹھنا

جنازہ پہنچنے سے پہلے قبرستان میں بلاضرورت جاکر بیٹھنا مکروہ ہے، اسی طرح جنازہ کے کندھوں سے اترنے سے پہلے بھی بیٹھ جانا مکروہ ہے؛ لیکن جنازہ کندھوں سے اتر جانے کے بعد بیٹھنا منع نہیں ہے۔ **ويكره لمتبعي الجنازة أن يقعدوا قبل وضع الجنازة فأما بعد الوضع فلا بأس بذلک.** (بدائع الصنائع ٤٦/٢، درمختار زكريا ١٣٦/٣، بيروت ١٢٦/٣)

عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا

عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره خروجهن تحريماً.** (درمختار مع الشامي زكريا ١٣٧/٣، بيروت ١٢٧/٣، مراقي الفلاح ٣٣٣، تاترخانية ١٥٢/١، بدائع ٤٥/٢)

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ

جنازہ کو اٹھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے میت کی داہنی طرف کا اگلا پایا اپنے داہنے کندھے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے، پھر پچھلا پایا اپنے داہنے کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے، پھر بائیں طرف کا اگلا پایا اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے اور پھر پچھلا پایا بائیں کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے،حدیث شریف میں اس طرح اٹھانے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ **وإذا حمل الجنازة وضع ندباً مقدمها على يمينه عشر خطوات ثم وضع مؤخرها على يمينه كذلك ثم مقدمها على يساره ثم مؤخرها كذلك مختصراً.** (در مختار مع الشامی زکریا ۱۳۵/۳، بیروت ۱۲۶/۳، هندية ۱۶۲، مراقی الفلاح ۳۳۱، کبیری ۵۹۲/۱، کفایت المفتی ۴۷/۴)

جنازہ لیجاتے ہوئے بلند آواز سے ذکر کرنا مکروہ ہے

جنازہ لیجاتے ہوئے بلند آواز سے ذکر کرنا مکروہ ہے؛ البتہ آہستہ بلا آواز ذکر وفکر میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ **ويكره رفع الصوت بالذكر وقراءة القرآن وغيرهما في الجنازة.** (البحر الرائق ۲۰۷/۲) **وعن مقيس بن عبادة رضي الله عنه أنه قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يكرهون الصوت عند ثلاثة، عند القتال، وعند الجنازة والذكر ولأنه تشبه بأهل الكتاب فكان مكروهاً.** (بدائع الصنائع ۴۶/۲) **عن قتادة رضي الله عنه عن الحسن قال: أدركت أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يستحبون خفض الصوت عند الجنائز وعند قراءة القرآن وعند القتال.** (مصنف عبد الرزاق ۴۵۳/۳، حديث: ۶۲۸۱) **عن ابن جرير قال: حدثت أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا اتبع الجنازة اكثر السكات وأكثر حديث نفسه.** (مصنف عبد الرزاق ۴۵۳/۳، حديث: ۶۲۸۲) **عن قتادة عن الحسن، عن قيس بن عماد قال: كان أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم يستحبون خفض الصوت عند ثلاث: عند القتال وعند القرآن وعند الجنائز.** (مصنف ابن ابی شيبة

۲۰۱/۷، رقم الحدیث: ۱۳۱۳) **عن ابن جریج قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا کان في جنازة أکثر السکوت وحدث نفسہ.** (مصنف ابن ابی شیبة ۲۰۲/۷)

جنازہ دوسرے شہر میں لے جانا

اولی اور افضل یہ ہے کہ میت کا جس شہر میں انتقال ہو وہیں تدفین کا انتظام کیا جائے؛ البتہ اگر کسی معقول عذر کی وجہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے، بشرطیکہ زیادہ تاخیر نہ ہو۔ **وکذا لو مات فی غیر بلدہٖ یستحب ترکہ فإن نقل إلی مصر آخر لا بأس بہ.** (عالمگیری ۱۶۷/۱، درمختار بیروت ۱۳۷/۳، تاتارخانیہ ۱۹۵/۱، خانیة ۱۹۵/۱، طحطاوی ۳۳۷، مجمع الانہر ۱۸۷/۱) **وإن نقل من بلد إلی بلد فلا اثم فیہ.** (البحر الرائق ۱۹۵/۱)

○❖○

نماز جنازہ کا بیان

بارگاہِ حق میں میت کی سفارش

''نماز جنازہ'' درحقیقت اہلِ ایمان کی طرف سے اپنے مومن بھائی کے لئے بارگاہِ خداوندی میں مغفرت کی سفارش کی ایک باوقار شکل ہے، اور اس سفارش کی قبولیت کا من جانب اللہ وعدہ کیا گیا ہے۔ چناں چہ ایک روایت میں ہے:

مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ إِلاَّ شُفِّعُوْا فِيْهِ. (مسلم شريف بلال ۳۰۸ رقم: ۹٤۷، الترغيب والترهيب مكمل: ٥٢٧٤، بيروت: ٥١٤٨)

جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اس کے حق میں سفارش کریں تو ان کی سفارش ان کے حق میں یقیناً قبول ہوتی ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس میت پر چالیس ایمان والے نماز جنازہ پڑھیں تو ان کی سفارش اس کے حق میں بلاشبہ قبول کرلی جاتی ہے۔ (مسلم شریف ۹۴۸، مکتبہ بلال دیوبند ۳۰۸)

اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی تین صفیں ہوں اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (ابوداؤد شریف: مکتبہ بلال ۴۵۱ رقم: ۳۱۶۶، الترغیب والترہیب مکمل ۵۲۷۸، بیروت: ۵۱۵۲)

نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کو خوش خبری

نہ صرف یہ کہ نماز جنازہ سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے؛ بلکہ خود نماز جنازہ پڑھنے والے بھی سعادت سے محروم نہیں رہتے، اور ان کے لئے بھی مغفرت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُجَازىٰ بِهِ الْعَبْدُ بَعْدَ مَوْتِهٖ أَنْ يُّغْفَرَ لِجَمِيْعِ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَتَهٗ. (الترغيب والترهيب مكمل: ٥٢٧٣)

انسان کو اس کی موت کے بعد سب سے پہلا بدلہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ چلنے والے تمام لوگوں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

اس لئے نماز جنازہ میں شرکت کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

افسوس کا مقام!

آج کل بہت افسوس کی بات ہے کہ عام طور پر نماز جنازہ کے موقع پر یہ منظر نظر آتا ہے کہ کچھ لوگ نماز کی جگہ سے دور کھڑے دکھائی دیتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ جنازہ میں کیوں شریک نہیں ہورہے؟ تو کوئی تو ناپاکی کا عذر کر دیتا ہے اور کوئی دعاء جنازہ یاد نہ ہونے کا ذکر کرتا ہے، حالاں کہ یہ اعذار سب لچر اور کمزور ہیں؛ اس لئے کہ پاکی حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں، اور رہ گئی دعاء کی بات تو یہ نماز جنازہ کے فرائض میں داخل نہیں ہے؛ بلکہ اس کے فرائض صرف دو ہیں: ایک یہ کہ کھڑے ہونے کی قدرت رکھنے والے شخص کا قیام کرنا اور دوسرے یہ کہ چار مرتبہ تکبیر کہنا، اور یہ دونوں باتیں کسی مسلمان کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اتنی آسان عبادت کو محض غفلت اور جہالت کی وجہ سے موقع ملنے کے باوجود انجام نہ دینا بڑی محرومی کی بات ہے۔

ذیل میں نماز جنازہ سے متعلق کچھ ضروری مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

نماز جنازہ فرضِ کفایہ ہے

نماز جنازہ فرضِ کفایہ ہے اگر کسی نے بھی نماز جنازہ نہ پڑھی اور مسلمان میت کو نماز کے بغیر ہی دفنا دیا گیا تو جن کو معلوم ہے سب گنہ گار ہوں گے، اور اگر صرف ایک شخص نے بھی نماز جنازہ پڑھ لی تو فرضِ کفایہ ادا ہو گیا؛ کیوں کہ نماز جنازہ کے لئے جماعت شرط نہیں ہے۔ **والإجماع منعقد على فرضيتها إلا أنه فرض كفاية إذا قام به البعض يسقط عن الباقين.** (بدائع ١/٤٦، البحر الرائق ٢/١٧٩، طحطاوی ٣١٨، هنديه ١/١٦٢، درمختار بيروت ٣/٩٦)

نماز جنازہ کا وقت

جس طرح پنج وقتہ نمازوں کے لئے اوقات مقرر ہیں، نماز جنازہ کے لئے اس طرح کا کوئی متعین وقت شرط نہیں؛ بلکہ جب جنازہ تیار کر کے نماز کے لئے رکھ دیا جائے وہی اس کی ادائیگی کا وقت ہے؛ البتہ کپڑے جگہ اور بدن کا پاک ہونا اسی طرح استقبالِ قبلہ اور نیت وغیرہ کا لحاظ اسی طرح ضروری ہے جیسے دیگر نمازوں کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ **أما الشروط التي ترجع إلى**

المصلى فهي شروط بقية الصلوات من الطهارة الحقيقية بدناً وثوباً ومكاناً والحكمية وستر العورة والاستقبال والنية سوى الوقت. (شامی زکریا ۱۰۳/۳، بیروت ۹۷/۳)

فجر اور عصر کے بعد نماز جنازہ

فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد آفتاب زرد ہونے سے پہلے بھی نماز جنازہ بلا کراہت جائز ہے۔ **ولا بـأس بـأن يصلي في هٰذين الوقتين الفوائت ويسجد للتلاوة ويصلي الجنازة.** (هدايه ٨٦/١، البحر الرائق ٢٥١/١، مجمع الانهر ٧٣/١-٧٤، شامي زكريا ٣٤/٢، هنديه ٥٢/١)

طلوع آفتاب، زوال اور غروب کے وقت نماز جنازہ

اگر عین طلوع وغروب یا زوال کے وقت جنازہ نماز کے لئے لایا گیا تو اسی وقت نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر جنازہ پہلے لایا جاچکا تھا اور ابھی نماز نہیں پڑھی گئی تھی کہ مکروہ وقت شروع ہوگیا تو اب مکروہ وقت میں نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؛ بلکہ مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد ہی نماز پڑھنا درست ہوگا۔ **ولا يصلي على جنازة ولا يسجد لتلاوة في هٰذا الوقت فإنه لا يجوز قطعاً ولو وجبتا في هٰذا الوقت واديتا فيه جاز الخ.** (الجوهرة النيرة ٩٨/١، البحر الرائق ٢٥٠/١، مجمع الانهر ٧٣/١، شامي زكريا ٣٤/٢، هنديه ٥٢/١)

نماز جنازہ میں تاخیر مکروہ ہے

نماز جنازہ میں جماعت زیادہ ہونے کے مقصد سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ (البتہ اگر کسی عزیز کے انتظار میں کچھ تاخیر ہو تو اس کی گنجائش ہے) **وكره تاخير صلاته ودفنه ليصلي عليه جمع عظيم.** (شامي زكريا ١٣٦/٣، بيروت ١٧٦/٣، هنديه ٥٢/١)

نماز جنازہ کے فرض ہونے کی شرطیں

نماز جنازہ کے فرض ہونے کی پانچ شرطیں ہے:

(۱) قدرت: یعنی مصلی کا جنازہ کی نماز پڑھنے پر قادر ہونا۔

(۲) عقل: لہٰذا مجنوں پر جنازہ کی نماز فرض نہیں۔

(۳) بلوغ: بچے پر نماز جنازہ پڑھنا فرض نہیں۔

(۴) اسلام: یعنی مصلی کا جنازہ پر نماز پڑھنے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے، کافر پر نماز جنازہ فرض نہیں۔

(۵) موت کا علم ہونا: لہٰذا جس کو میت کے مرنے کا پتہ نہ ہو وہ معذور سمجھا جائے گا، اس پر نماز جنازہ فرض نہیں۔

وأما شروط وجوبها فهي شروط بقية الصلوات من القدرة والعقل والبلوغ والإسلام مع زيادة العلم بموته. (شامی زکریا ۱۰۳/۳)

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں:

(۱) وہ شرطیں جن کا نمازیوں میں پایا جانا ضروری ہے۔

(۲) وہ شرطیں جن کا میت میں پایا جانا ضروری ہے۔

چناں چہ جن شرطوں کا نمازیوں میں پایا جانا ضروری ہے وہ چھ ہیں: (۱) بدن کی طہارت (۲) کپڑے کی پاکی (۳) جگہ کا پاک ہونا (۴) ستر کا چھپانا (۵) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۶) نیت کرنا، وقت اس کے لئے شرط نہیں، جیسا کہ گذر گیا۔

اور جن شرطوں کا میت میں پایا جانا ضروری ہے وہ بھی چھ ہیں: (۱) میت کا مسلمان ہونا۔ (۲) میت کے بدن اور کفن کا نجاست سے پاک ہونا ہاں اگر نجاست اس کے بدن سے کفنانے کے بعد نکلے پھر کوئی حرج نہیں، نماز درست ہے اس کا دھونا ضروری نہیں۔ (۳) میت کے ستر کا چھپانا، لہٰذا اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز جنازہ درست نہ ہوگی۔ (۴) میت کا نمازیوں سے آگے ہونا، اگر میت نمازیوں سے پیچھے ہو اور نمازی اس سے آگے ہوں تو نماز جنازہ نہ ہوگی۔ (۵) میت

کا یا میت کی چارپائی وغیرہ کا زمین پر ہونا، لہٰذا اگر بلا عذر میت کو لوگ اوپر اٹھائے ہوئے ہوں یا میت سواری (جانور وغیرہ) پر ہو تو نماز درست نہ ہوگی۔ (٦) میت کا موجود ہونا، لہٰذا اگر غائب پر نماز جنازہ پڑھی تو نماز درست نہ ہوگی۔ **شرطها أی شرط صحتها ستة: إسلام المیت وطهارته، وفی القنیة: الطهارة من النجاسة فی ثوب وبدن ومکان وستر العورة شرط فی حق المیت والإمام جمیعاً وشرطها أیضاً حضوره، ووضعه وکونه هو أو أکثره إمام المصلی (درمختار مختصراً) وفی الشامی: قوله وضعه: أی علی الأرض.**

(شامی زکریا ۱۰۳/۳-۱۰۴، بیروت ۹۷/۳-۹۸، البحر الرائق ۳۱۵/۲، مجمع الانہر ۱۸۲/۱)

نماز جنازہ میں نابالغ کی امامت

نماز جنازہ پڑھانے والے امام کا بالغ ہونا شرط ہے اگر نابالغ کو امام بنادیا جائے یا صرف کوئی نابالغ بچہ تنہا نماز جنازہ پڑھ لے تو بالغین کے ذمہ سے فرض ساقط نہ ہوگا۔ **وبقی من الشروط بلوغ الإمام.** (طحطاوی ۳۱۹، درمختار بیروت ۹۸/۳، زکریا ۱۰۴/۳) اگر نابالغ بچہ میت کو غسل دیدے تو غسل ہو جائے گا میت کو غسل دینے کے لئے غسل دینے والوں کا بالغ ہونا شرط نہیں۔ **الصبی إذا غسل المیت جاز، وإذا أم فی صلاة الجنازة ینبغی أن لا یجوز – إلی قوله – أقول حاصله أنها لاتسقط عن البالغین بفعله.** (شامی زکریا ۱۰۴/۳، بیروت ۹۸/۳)

نماز جنازہ کے فرائض وسنن

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں: (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا (۲) نماز جنازہ کھڑے ہو کر پڑھنا۔ اور تین چیزیں مسنون ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنا (۲) نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا (۳) میت کے لئے دعا کرنا۔ **ورکنها شیئان التکبیرات الأربع والقیام. وسنتها ثلاثة: التحمید والثناء والدعاء فیها. (درمختار) وفی الشامیة: فکان علیه أن یذکر الثالث الصلاة علی النبی ﷺ.** (شامی زکریا ۱۰۵/۳، بیروت ۹۹/۳-۱۰۰، طحطاوی ۳۲۰)

نماز جنازہ کی ترکیب

نماز جنازہ کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ:

○ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے۔

○ اور سب لوگ دل میں یا دل کے ساتھ زبان سے بھی یہ نیت کریں کہ: ''میں اللہ کی رضا اور میت کے حق میں دعا کرنے کے لئے نماز جنازہ پڑھ رہا ہوں''۔

○ اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں کی لوتک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لیں۔

○ پھر ثناء پڑھیں، جس کے الفاظ یہ ہیں: ''**سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا إِلٰهَ غَیْرُکَ**''۔

○ اس کے بعد دوسری تکبیر کہیں، پھر نماز والا درود شریف پڑھیں۔

○ اس کے بعد تیسری تکبیر کہہ کر میت کے لئے دعا کریں۔

○ میت اگر بالغ ہے مرد ہو یا عورت، تو یہ دعا پڑھیں: ''**اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَأُنْثَانَا، اللّٰهُمَّ مَنْ أَحْیَیْتَهُ مِنَّا فَأَحْیِهِ عَلَی الإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَی الإِیْمَانِ**''۔

○ اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں: ''**اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْراً وَذُخْراً وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَمُشَفَّعاً**''۔

○ اور اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھیں: ''**اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَاجْعَلْهَا لَنَا أَجْراً وَذُخْراً وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً**''۔

○ اس کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیں۔

○ اور پہلی تکبیر کے علاوہ دوسری اور تیسری اور چوتھی تکبیر میں ہاتھ نہ اٹھائیں؛ بلکہ بلا ہاتھ اٹھائے ہی تکبیر کہیں۔ **وهی أربع تکبیرات یرفع یدیه فی الأولیٰ فقط ویثنی بعدها ویصلی علی النبی ﷺ کما فی التشهد بعد الثانیة ویدعوا بعد الثالثة بأمور**

الاٰخـرة والمأثور أولى ويسلم بعد الرابعة تسليمتين. (درمختار مختصراً) وقال في الشامي: ومن المأثور: اللّٰهم اغفر لحينا الخ. (شامی زکریا ۱۰۹/۳، بیروت ۱۰۳/۳، بدائع ۵۱/۲، هندیه ۱٦٤/۱، طحطاوی ۳۲۰)

نماز جنازہ کی دعائیں سراًپڑھی جائیں گی

نماز جنازہ میں صرف تکبیر اور سلام بلندآواز کے ساتھ کہے جائیں گے، اور تکبیرات کے درمیان ثناء، درودشریف اور دعاء، یہ سب آہستہ آواز سے پڑھنا مسنون ہے۔ **ويسر الكل إلا التكبير. (درمختار) والذي في البدائع: ولا يجهر بما يقرأ عقب كل تكبيرة؛ لأنه ذكر، والسنة فيه المخافتة.** (شامی بیروت ۱۰٤/۳-۱۰۵)

تنبیه :- آج کل بعض لوگوں نے نماز جنازہ میں جہراً سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھنے کا سلسلہ شروع کررکھا ہے، تو اس بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ حنفیہ کے نزدیک نماز جنازہ میں قرأت کی نیت سے سورۂ فاتحہ پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے؛ البتہ دعاء کی نیت سے پڑھنے کی گنجائش ہے؛ لیکن جہر کسی حالت میں صحیح نہیں ہے۔ یہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک ہے۔ اور جن بعض روایات میں سورۂ فاتحہ جہراً پڑھنے کا ذکر ہے تو اس کا محمل یہ ہے کہ کبھی کبھار نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سری دعاؤں کو ہلکی آواز سے جہراً پڑھ دیتے تھے؛ تاکہ صحابہ کو علم ہوجائے۔ آپ کا یہ عمل تعلیم کی غرض سے تھا نہ کہ تشریع کی غرض سے، جیسا کہ رکوع وسجدہ کی دعاؤں کے متعلق روایات میں وارد ہے۔ **عن أبي أمامة ﷺ قال: السنة في الصلوٰة على الجنازة أن يقرأ في التكبيرة الأولىٰ بأم القرآن مخافتةً ثم يكبر ثلاثاً والتسليم عند الاٰخرة.** (نسائی شریف ۲۱۸/۱، حدیث اور اہل حدیث ۲۷۷ انوار خورشید) **وعين الشافعي الفاتحة في الأولىٰ، وعندنا تجوز بنية الدعاء، وتكره بنية القراءة لعدم ثبوتها فيها عنه عليه الصلوٰة والسلام. (درمختار) وقال الشامي: وبه قال أحمد؛ لأن ابن عباس رضي اللّٰه عنه صلى على جنازةٍ فجهر بالفاتحة، وقال عمداً فعلته؛ ليعلم أنها سنة. ومذهبنا قول عمر وابنه وعلي وأبي هريرة وبه قال مالک، كما في شرح المنية الخ. وظاهره أن الكراهة تحريمية.** (شامی بیروت ۱۰۵/۳، حلبی کبیر ۵۸٦)

جس کو دعا یاد نہ ہو

اوراگر کسی شخص کو نماز جنازہ کی دعا یاد نہ ہو تو وہ صرف ''اللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلَہٗ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ'' پڑھتا رہے، اوراگر یہ بھی یاد نہ ہو سکے تو صرف چار تکبیر کہنے سے نماز ہوجاتی ہے؛ لہٰذا بلا عذر نماز نہ چھوڑے۔ **ثم أفاد إن من لم یحسن الدعاء الماثور یقول: اللّٰھم اغفرلنا الخ.** (شامی زکریا ۳/۱۱۰، بیروت ۳/۱۰۳، بهشتی زیور ۱۱/۱۰۱، طحطاوی ۳۲۱، الجوهرة ۱/۱۵۵، البحر الرائق ۲/۳۲۱)

نماز جنازہ میں امامت کا مستحق

اگر اسلامی حکومت ہو تو نماز جنازہ کی امامت کا اولین حق دار حاکم وقت ہے، پھراس کا نائب، وہ نہ ہو تو قاضیٔ شہر پھراس کا نائب، اوراگر یہ لوگ موجود نہ ہوں یا حکومت اسلامی نہ ہو تو زندگی میں جس محلّہ کی مسجد میں میت نماز پڑھتا رہا ہو اور اس مسجد کے امام کی امامت سے خوش رہا ہو تو وہ امام ولی میت کے مقابلہ میں اولیٰ ہے، بشرطیکہ وہ علم وتقویٰ میں ولی میت پر فوقیت رکھتا ہو، اوراگر میت اس امام سے خوش نہ رہا ہو یا اس امام کے مقابلہ میں ولی میت علم وتقویٰ میں افضل ہو تو پھر ولی ہی کو اولویت حاصل ہوگی۔ **وتقدیم إمام الحی مندوبٌ فقط بشرط أن یکون أفضل من الولی، وإلا فالولی أولی کما فی المجتبی.** (درمختار زکریا ۳/۱۲۰) **قوله: ثم إمام الحی إلی الطائفة وهو إمام المسجد الخاص بالمحلة وإنما کان أولی؛ لأن المیت رضی بالصلاة خلفه فی حال حیاته، فینبغی أن یصلی علیه بعد وفاته. قال فی شرح المنیة: فعلی هٰذا لو علم أنه کان غیر راض به حال حیاته ینبغی أن لا یستحب تقدیمه.** (شامی زکریا ۳/۱۱۹)

تنبیه: اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر میت کی نماز جنازہ اپنے محلّہ کے علاوہ کسی دوسرے محلّہ میں ادا کی جارہی ہے تو اس محلّہ کی مسجد کے امام کو ولی پر مطلقاً اولویت حاصل نہ ہوگی؛ لہٰذا وہاں کے امام کو ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ نہیں پڑھانی چاہئے؛ بلکہ ولی کو حق ہے خواہ خود

پڑھائے یا کسی دوسرے سے پڑھوائے۔ **قال الشامی بحثاً: أقول: وهٰذا أولیٰ لما یأتی من أن الأصل أن الحق للولی، وإنما قدم علیه الولاة وإمام الحی لما مر من التعلیل وهو غیر موجود هنا.** (شامی زکریا ۳/ ۱۲۰)

نماز جنازہ کی ولایت میں ترتیب

ولی کے لئے نماز جنازہ پڑھانے کا استحقاق، نکاح کی ولایت کی ترتیب کے اعتبار سے ہوگا، مگر فرق صرف اتنا ہے کہ نماز جنازہ کے استحقاق میں باپ بیٹے سے مقدم ہوگا، ہاں اگر میت کا لڑکا عالم ہو اور باپ جاہل ہو تو پھر لڑکا ہی مقدم ہوگا، اگر کوئی ولی نہیں تو پھر شوہر اور وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی کو حق حاصل ہے۔ **ویقدم فی الصلاة علیه السلطان أو نائبه وهو أمیر المصر ثم القاضی ثم صاحب الشرط ثم خلیفته ثم خلیفة القاضی.** (درمختار زکریا ۳/ ۱۱۹)

نماز جنازہ کو فاسد کرنے والی چیزیں

نماز جنازہ ان تمام چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن سے دوسری نمازیں فاسد ہو جاتی ہیں؛ البتہ عورت کے محاذات سے نماز جنازہ فاسد نہیں ہوتی اور نماز جنازہ میں قہقہہ لگانے سے وضو تو نہیں ٹوٹتا؛ البتہ نماز جنازہ فاسد ہو جاتی ہے، ایسی صورت میں دوبارہ نیت کر کے نماز شروع کرنی ہوگی۔ **وتفسد صلاة الجنازة بما تفسد به سائر الصلوات إلا محاذاة المرأة، ومن قهقه فیها اعاد الصلاة ولم یعد الوضوء.** (الجوهرة ۱/ ۱٥٤، هندیه ۱/ ۱٦٤)

وہ مقامات جن میں نماز جنازہ مکروہ ہے

درج ذیل جگہوں میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے: (۱) وہ مسجد جس میں پنج وقتہ نماز ہوتی ہو اس میں بلا عذر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے؛ البتہ اگر بارش یا کسی اور واقعی عذر کی بنا پر مسجد میں نماز جنازہ پڑھی تو مکروہ نہیں۔ (۲) عام راستہ پر (جب کہ اس کی وجہ سے گذرنے والوں کو پریشانی ہو) (۳) اور دوسرے کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ **وصلاة الجنازة**

فی المسجد الذی تقام فیه الجماعة مکروه ...... ولا تکره بعذر المطر ونحوه هٰکذا فی الکافی، وتکره فی الشارع وأراضی الناس. (هندیه ۱۶۵/۱، در مختار مع الشامی زکریا ۱۲۶/۳، بیروت ۱۱۸/۳)

عیدگاہ میں نماز جنازہ

عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔ **وقید بمسجد الجماعة لانها لاتکره فی مسجد اعدلها وکذا فی مدرسة ومصلی عید.** (طحطاوی ۳۲۶، مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۳۲۱/۲، فتاویٰ محمودیه جدید ۷۰۳/۸-۷۰۵)

عید میں نماز جنازہ کب پڑھی جائے؟

اگر عید کی نماز میں جنازہ لایا گیا ہے تو اولاً عید کی نماز پڑھی جائے اس کے بعد خطبہ عید پڑھا جائے اور اس کے بعد نماز جنازہ ادا کریں۔ (امداد الفتاویٰ ۵۸۴/۱، احکام میت ۱۰۴)

جنازہ مسجد میں داخل کرنا

جس طرح جنازہ کو نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل کرنا مکروہ ہے، اسی طرح بغیر نماز کے ارادے کے بھی جنازہ کو بلا عذر مسجد میں داخل کرنا مکروہ ہے۔ **کما تکره الصلاة علیها فی المسجد یکره إدخالها فیه.** (شامی زکریا ۱۲۶/۳، بیروت ۱۱۸/۳، طحطاوی ۳۲۷)

مسجد میں نماز جنازہ صحیح ہونے کی صورت

اگر جنازہ کے ساتھ امام اور کچھ لوگ مسجد کے باہر ہوں اور کچھ لوگ عذر کی وجہ سے مسجد (مثلاً خارج مسجد جگہ تنگ ہونے کی بنا پر) کے اندر ہوں تو سب کی نماز بلا کراہت درست ہے۔ اور اگر کچھ لوگ بلا عذر ہی مسجد کے اندر ہوں تو صرف اندر والوں کی نماز مکروہ ہوگی اور یہ کراہت بھی مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہوگی۔ **ولو کانت الجنازة والإمام وبعض القوم خارج المسجد وباقی القوم فی المسجد کما هو المعهود فی جوامعنا لایکره باتفاق أصحابنا.** (مجمع الانهر ۱۸٤/۱، فتح القدیر زکریا ۱۳۲/۲-۱۳۳، حلبی کبیر ۵۸۹)

لا كراهة فيها بالا تفاق لكن رده في البحر وأجاب في النهر يحمل الاتفاق على عدم الكراهة في حق من كان خارج المسجد وما مر في حق من كان داخله. (شامی زکریا ۳/۱۲۷، بیروت ۳/۱۱۸، مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱/۲۶۷-۷۶۲)

بیک وقت کئی جنازے جمع ہوجائیں

اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہوجائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر ایک کی نماز جنازہ علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے اس صورت میں جو سب سے زیادہ (علم وعمل میں) افضل ہو اس کی نماز جنازہ سب سے پہلے پڑھی جائے اور اگر سب پر ایک ہی ساتھ نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے، سب کے لئے ایک ہی نماز کافی ہوجائے گی۔ **وإذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلاة على كل واحدة أولى من الجمع وتقديم الأفضل أفضل وإن جمع جاز.** (در مختار مع الشامی زکریا ۳/۱۱۸، بیروت ۳/۱۱۱، بدائع الصنائع ۲/۵۶، احسن الفتاویٰ کراچی ۴/۲۰۸)

بالغ ونابالغ دونوں طرح کی اموات جمع ہوجائیں تو نماز جنازہ میں کیا دعاء پڑھیں؟

اگر بالغ اور نابالغ دونوں طرح کی اموات جمع ہوجائیں تو ایسی صورت میں بالغوں کی دعاء کے بعد نابالغوں کی دعاء بھی پڑھی جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۸/۵۸۶) **ولا يستغفر فيها لصبي بل يقول بعد دعاء البالغين: ''أللّٰهم اجعله له فرطاً'' وهو دعاء له أيضاً.** (درمختار زکریا ۳/۱۱۳) **ولا يستغفر لصبي ويقول في الدعاء: "اللّٰهم اجعله لنا فرطاً" بعد تمام قوله: "ومن توفيته منا فتوفه على الإيمان".** (طحطاوي على المراقي دار الكتاب ۵۸۷، حلبي كبير أشرفي ۵۸۷، البحر الرائق کوئٹه ۲/۱۸۴، الدر المنتقیٰ مع مجمع الانهر بيروت ۱/۲۷۱)

جنائز کے درمیان صف بندی کی ترتیب

اگر متعدد جنازوں پر ایک ہی نماز پڑھی جائے تو ان کے درمیان صف بندی کے دو طریقے

ہیں :(۱) اس طرح صف بندی کی جائے کہ ایک جنازہ کی پائنتی دوسرے کے سراہنے سے مل جائے۔ (۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جنازوں کو اس طور پر رکھا جائے کہ ہر ایک کا سینے امام کے مقابل ہوجائے، اسی ترتیب پرعمل کرنا احسن ہے،اور بہرصورت اموات میں جوشخص افضل ہو اسے امام سے قریب رکھا جائے۔ **وإن جمع جاز ثم إن شاء جعل الجنائز صفاً واحداً وقام عند أفضلهم.** (درمختار) **وفي الشامي: أي كما يصطفون في حال حياتهم عند الصلاة بدائع، أي بأن يكون رأس كل عند رجل الآخر فيكون الصف على عرض القبلة.** (شامي زكريا ۱۱۸/۳) **وإن شاء جعلها صفاً مما يلي القبلة واحداً خلف واحد بحيث يكون صدر كل جنازة مما يلي الإمام ليقوم بحذاء صدر الكل.** (درمختار) **وفي الشامي: ذكر في البدائع التخيير بين هذا والذي قبله ثم قال: هذا جواب ظاهر الرواية وروى عن أبي حنيفة في غير رواية الأصول أن الثاني أولىٰ، لأن السنة هي قيام الإمام بحذاء الميت، وهو يحصل في الثاني دون الأول.** (شامي زكريا ۱۱۸/۳، بيروت ۱۱۱/۳، بدائع الصنائع ۵٦/۲)

نماز جنازہ میں مسبوق کا حکم

اگر کوئی شخص نماز جنازہ میں ایسے وقت پہنچا کہ اس کے آنے سے پہلے کچھ تکبیر ہوچکی تھیں، تو اس شخص کو اور نمازوں کی طرح آتے ہی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہونا چاہئے؛ بلکہ امام کی اگلی تکبیر کا انتظار کرے جب امام اگلی تکبیر کہے تو یہ شخص بھی اب ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہوجائے، یہ اس کی تکبیر تحریمہ ہے، پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص امام کے سلام کے بعد بقیہ تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے اور اگر جنازہ فوراً اٹھائے جانے کا اندیشہ ہو تو ان تکبیروں کے درمیان اس کے لئے کچھ پڑھنا ضروری نہیں۔ **والمسبوق ببعض التكبيرات لا يكبر في الحال؛ بل ينتظر تكبير الإمام ليكبر معه للافتتاح.** (درمختار) **وفي الشامي: ويكون هذا التكبير تكبير الافتتاح في حق هذا الرجل فيصير مسبوقاً بتكبيرة يأتي بها بعد**

سلام الإمام. (شامي زكريا ۱۱٤/۳ – ۱۱٥، بيروت ۱۰۸/۳–۱۰۹، البحر الرائق ۱۸٥/۲، خانية على الهندية ۱۹۲/۱)

امام کی تکبیر کا انتظار نہ کرنے والے کا حکم

اگر مسبوق آتے ہی امام کی تکبیر کا انتظار کئے بغیر نماز میں شریک ہوجائے تو یہ شرکت معتبر تو ہے؛ لیکن چوں کہ نماز جنازہ کی ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے اس لئے اس تکبیر کا کچھ اعتبار نہ ہوگا؛ بلکہ اس تکبیر کو بھی امام کے سلام کے بعد دوبارہ کہنا ہوگا۔ **فلو كبر كما حضر ولم ينتظر لا تفسد عندهما لكن ما أداه غير معتبر. (وبعد اسطر) يصح شروعه بها ويعيدها بعد سلام إمامه.** (شامي زكريا ۱۱٤/۳، بيروت ۱۰۸/۳–۱۰۹، طحطاوی ۳۲٦)

چار تکبیروں کے بعد آنے والے کا مسئلہ

اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں ایسے وقت پہنچا کہ امام چاروں تکبیریں کہہ چکا تھا اب اگر یہ نماز میں شریک ہونا چاہتا ہے تو فوراً امام کے سلام پھیرنے سے پہلے پہلے تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہوجائے، پھر امام کے سلام کے بعد تین تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے۔ **وإن جاء بعد ما كبر الرابعة فاتته الصلاة عندهما وعند أبي يوسفؒ يكبر فإذا سلم الإمام قضىٰ ثلاث تكبيرات وذكر في المحيط أن عليه الفتوىٰ.** (شامي زكريا ۱۱۷/۳، بيروت ۱۱۰/۳، هنديه ۱٦٥/۱، تاترخانيه ۱٥۹/۱، كبيری ٥۸۷)

نماز جنازہ میں مسبوق تکبیروں کے درمیان کیا پڑھے؟

مسبوق کو اگر اس بات کا اطمینان ہو کہ وہ جنازہ اٹھنے سے پہلے تکبیرات مع اذکار کے ادا کرلے گا تو اس کو اذکارِ مشروعہ کو ادا کرلینا چاہئے؛ لیکن اگر جنازہ کے اٹھ جانے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں صرف چھوٹی ہوئی تکبیرات بغیر دعاء کے کہہ لے اور سلام پھیر دے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۳/۱۰۵، فتاویٰ دارالعلوم ۳۱۹/۵) **وهل يأتي بالأذكار المشروعة بين التكبيرتين؟ ذكره**

الحسن في المجرد: أنه إن كان يأمن رفع الجنازة فإنه يأتي بالأذكار المشروعة، وإن كان لا يأمن رفع الجنازة يتابع التكبيرات ولا يأتي بالأذكار. (تاتارخانية زكريا ٣/ ٥١) **ثم يقضي المسبوق ما فاته من التكبيرات قبل رفع الجنازة مع الدعاء إن أمن رفع الجنازة المراد به ما يعم الثناء والصلاة.** (طحطاوي على المراقي دار الكتاب ٥٩٤، البحر الرائق كوئٹه ٢/ ١٨٥، كبيري أشرفية ٥٨٧، مجمع الأنهر بيروت ١/ ٢٧٢، هندية ١/ ١٦٥، خانية ١/ ١٩٢)

ثم المسبوق يقضي ما فاته نسقاً بغير دعاء؛ لأنه لو قضاه بدعاء ترتفع الجنازة فتبطل الصلوٰة؛ لأنها لا تجوز بلا حضور ميت. (تبيين الحقائق ١/ ٥٧٨)

سستی کی وجہ سے تکبیرِ تحریمہ میں تاخیر کرنا

ایک شخص امام کی تکبیرِ تحریمہ کے وقت حاضر تھا؛ لیکن غفلت یا نیت لمبی کرنے یا کسی اور وجہ سے امام کے ساتھ تکبیر نہ کہہ سکا تو ایسا شخص امام کی دوسری تکبیر کہنے سے پہلے ہی امام کے ساتھ شریک ہوجائے امام کی دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے گویا یہ شخص مدرک کہلائے گا اور امام کے ساتھ ہی سلام پھیر کر نماز مکمل کرلے گا۔ **وإن كان مع الإمام فتغافل ولم يكبر مع الإمام أو كان فى النية بعد فأخر التكبير فإنه يكبر ولا ينتظر تكبيرة الإمام الثانية فى قولهم لأنه لما كان مستعداً جعل بمنزلة المشارك، كذا فى شرح الجامع الصغير لقاضي خان.** (هنديه ١/ ١٦٥، شامی زكريا ٣/ ١١٧، بيروت ٣/ ١١٠)

سہواً تین تکبیروں کے بعد سلام پھیر دیا

اگر نماز جنازہ میں امام نے بھول کر تین تکبیروں کے بعد سلام پھیر دیا، پھر یاد آنے پر یا یاد دلانے پر چوتھی تکبیر کہی اور دوبارہ سلام پھیر دیا تو نماز جنازہ درست ہوگئی، دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ **ولو سلم بعد الثلاث ناسياً كبر الرابعة ويسلم.** (الفتاویٰ التاتارخانية ٢/ ١٥٩ قديم، زكريا ٣/ ٥١ رقم: ٣٦٩٨، هندية ١/ ١٦٥، طحطاوى ٥٨٧) **إذا سلم على ظن أنه أتم التكبير ثم علم أنه لم يتم فإنه يبني.** (البحر الرائق ٢/ ١٨٤)

جنازہ پر دوبارہ نماز پڑھنا

اگر امامت کا مستحق شخص جنازہ کی نماز پڑھا چکا ہو تو اب دوبارہ اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر میت کے ولی کی اجازت کے بغیر کسی غیر مستحق نے نماز جنازہ پڑھا دی ہو تو اب ولی کے لئے نماز جنازہ پڑھنا درست ہے؛ البتہ جو لوگ پہلے نماز پڑھ چکے ہیں وہ ولی کی اقتداء میں دوبارہ نماز نہ پڑھیں۔ **فإن صلی غیره أی الولی ممن لیس له حق التقدم علی الولی ولم یتابعه الولی أعاد الولی – إلی قوله – ولذا قلنا لیس لمن صلیٰ علیها أن یعید مع الولی لأن تکرارها غیر مشروع وإلا لا، أی وإن صلی من له حق التقدم کقاض أو نائبه أو إمام الحی أو من لیس له حق التقدم وتابعه الولی لایعید لأنهم أولی بالصلاة منه.** (الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/ ۱۲۴، بیروت ۳/ ۱۱۵-۱۱۶)

جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

اگر جگہ اور جوتے دونوں پاک ہوں تو جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے، اور اگر جوتے نکال کر جوتے پر کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو اس صورت میں جوتے کا جو حصہ پیر سے لگا ہوا ہے اس کا پاک ہونا ضروری ہے اگر چہ تلا ناپاک ہو، اسی طرح پیروں میں پاک موزے ہوں تو بھی جوتے پر کھڑا ہو کر نماز پڑھنا درست ہے۔ **وقد قدمنا فی باب شروط الصلاة أنه لو قام علی النجاسة وفی رجلیه نعلان لم یجز ولو افترش نعلیه وقام علیهما جاز وبهذا یعلم ما یفعل فی زماننا من القیام علی النعلین فی صلاة الجنازة لکن لابد من طهارة النعلین کما لایخفیٰ.** (البحر الرائق ۲/ ۱۷۹، هندیة ۱/ ۱۶۲، بدائع الصنائع ۱/ ۲۳۹) **ولو افترش نعلیه وقام علیهما جاز فلا یضر نجاسة ما تحتهما لکن لا بد من طهارة نعلیه مما یلي الرجل لا مما یلي الأرض.** (طحطاوي علی المراقي ۳۸۳، حاشیة الطحطاوی جدید ۵۸۲، احکام میت ۱۱۰، محمودیہ جدید ۸/ ۵۸۱-۵۸۲، دارالعلوم ۵/ ۳۱۸، امداد الاحکام ۲/ ۴۴۶)

قبر پرنماز جنازہ پڑھنا

اگرکسی میت کونماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا تو جب تک اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہواس وقت تک اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے گی اس کے بعد نہیں، اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے تفاوت کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے، اسی طرح موسم کے اعتبار سے بھی مختلف ہوسکتی ہے۔ **وإن دفن الخ، بغير صلاة الخ، صلى على قبره ما لم يغلب على الظن يفسخه من غير تقدير هو الأصح (درمختار) وفي الشامي: لأنه يختلف باختلاف الأوقات حراً وبرداً والميت سمناً و هزالاً والأمكنة.** (شامی زکریا ۱۲۵/۳، بیروت ۱۱۷/۳، البحر الرائق ۱۸۲/۲)

نماز کے لئے میت کے رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا

میت اگرکسی پاک چار پائی یا تخت یا کسی پاک گدے یا لحاف وغیرہ پر رکھی ہوئی ہوتو اب اس چارپائی وغیرہ کی زمین کا پاک ہونا شرط نہیں؛ بلکہ اسی حالت میں نمازِ جنازہ اس پر درست ہے اور اگر چار پائی یا تخت وغیرہ بھی ناپاک ہو یا میت کو بغیر چارپائی کے ناپاک زمین پر رکھ دیا گیا ہوتو اب اس صورت میں میت کی جگہ کے پاک ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک شرط ہے؛ لہٰذا اس صورت میں نماز جنازہ صحیح نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں؛ لہٰذا نماز صحیح ہوجائے گی۔ **وقيد المصنف بطهارة الميت احترازاً عن طهارة مكانه قال في الفوائد التاجية إن كان على جنازة لاشك أنه يجوز وإن كان بغير جنازة لارواية لهذا وينبغي أن يجوز لأن طهارة مكان الميت ليس بشرط لأنه ليس بمؤد ومنهم من علل بأن كفنه يصير حائلا بينه وبين الأرض لأنه ليس بلابس بل هو ملبوس فيكون حائلا. وفي القنية الطهارة من النجاسة في الثوب والبدن والمكان وستر العورة شرط في حق الإمام والميت جميعاً.** (البحر الرائق ۱۷۹/۲، شامی ۱۰۳/۳)

نماز جنازہ کے لئے تیمّم

اگر نماز جنازہ ہورہی ہواور وضوکرنے میں یہ اندیشہ ہوکہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمّم کرکے نماز پڑھ لے یہ اس وقت جائز ہے جب کہ چاروں تکبیریں فوت ہونے کا خوف ہو اگر وضوکرنے کے بعد آخری تکبیر میں شرکت ممکن ہوتو پھر تیمّم کرنے کی اجازت نہ ہوگی اب وضوکرکے ہی نماز پڑھنی ہوگی۔ **وجاز لخوف فوت صلاة الجنازة أى كل تكبيراتها.** (شامی زکریا ۱/ ۴۰۸)

ایک تیمّم سے متعدد نماز جنازہ

ایک شخص نے وقت کی تنگی اور نماز جنازہ کے فوت ہونے کے خطرہ سے تیمّم کرکے نماز جنازہ ادا کی، ابھی وہ فارغ ہی ہوا تھا کہ دوسرا جنازہ آ گیا، تو اب اگر دوسری نماز میں اتنا وقت ہے کہ وہ قریبی جگہ سے وضوکرکے اس میں شریک ہوسکتا ہے تو اس کے لئے پہلے تیمّم سے دوسری نماز جنازہ کی ادائیگی جائز نہیں ہے؛ بلکہ یا تو وضوکرے (اگر ممکن ہو) اور یا دوبارہ تیمّم کرے (اگر پھر وقت تنگ ہوجائے) اور اگر دوسری نماز جنازہ فوراً ادا کی جارہی ہو درمیان میں وضو کے بقدر وقفہ نہ ہوتو امام ابویوسفؒ کے نزدیک پہلے ہی تیمّم سے دوسری نماز جنازہ بھی پڑھنا درست ہے۔ **رجل تيمم وصلى على جنازةٍ ثم أتى بجنازة أخرىٰ إن وجد من الوقت مقدار ما يتوضأ فيه والماء منه قريبٌ بطل ذٰلك التيمم، وعليه إعادة التيمم للصلاة على الثانية بالإجماع الخ. وإن لم يجد من الوقت مقدار ما يتوضأ فيه فله أن يصلى بالتيمم الأول على الجنازة الثانية عند أبى يوسفؒ.** (المحيط البرهانى ۳/ ۱۰۸)

نماز جنازہ کی صفوں کی تعداد

مستحب یہ ہے کہ نماز میں شرکت کرنے والوں کی تین صفیں کردی جائے اور اگر لوگ زیادہ ہوں تو بشرط سہولت طاق عدد کے اعتبار سے صفیں بنائی جائیں، مثلاً تین، پانچ، سات وغیرہ۔ **إذا كان القوم سبعة قاموا ثلاثة صفوف يتقدم واحد وثلاثة بعده واثنان بعدهم**

وواحد بعدهما. (هنديه ١٦٤/١)

نماز جنازہ میں ہاتھ کب چھوڑے جائیں؟

یہ مسئلہ اختلافی ہے، احسن الفتاویٰ میں متعدد جزئیات اور قاعدہ کلیہ سے ثابت کیا ہے کہ چوتھی تکبیر کہتے ہی ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیر دیا جائے۔ (احسن الفتاوی ۲۲۸/۴) لیکن اس مسئلہ میں زیادہ شدت نہیں کرنی چاہئے؛ اس لئے کہ سلام کے ساتھ یا سلام کے بعد ہاتھ چھوڑنے کے اقوال بھی فقہ میں موجود ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۵۵۶/۸)

بچہ کی نماز جنازہ

جو بچہ زندہ پیدا ہوا ہو اور پیدائش کے بعد اس کی آواز سنی گئی ہو پھر اس کا انتقال ہوا ہو، تو اس کی نماز جنازہ پڑھنی ضروری ہے، اور اس کا طریقہ وہی ہے جو بڑوں پر نماز جنازہ کا ہے، بس فرق یہ ہے کہ تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں گے: **اللّٰهم اجعله لنا فرطاً اللّٰهم اجعله لنا ذخراً اللّٰهم اجعله لنا شافعاً مشفعاً**. (اور اگر بچی ہو تو "**اجعله**" کے بجائے "**اجعلها**" پڑھیں) **أن محمداً رحمه الله تعالیٰ روی عن أبی حنیفة فی کتاب اٰثار أبی حنیفة أن الذین یصلون فی جنازة أولاد المسلمین وهم صغار یقولون فی التکبیرة الثالثة: اللّٰهم اجعله لنا فرطاً اللّٰهم اجعله لنا ذخراً اللّٰهم اجعله لنا شافعاً مشفعاً**. (المحيط البرهانی ٨٥/٣)

غسل کے بغیر نماز جنازہ پڑھا دی گئی

اگر میت کو غسل دئے بغیر جنازہ کی نماز پڑھا دی گئی اور جنازہ ابھی دفن نہیں کیا گیا ہے، تو دوبارہ اسے غسل دے کر نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ اور اگر میت کو دفن کرنے کے لئے قبر میں اتارا جا چکا ہے؛ لیکن ابھی مٹی نہیں دی ہے کہ پتہ چلا کہ اسے غسل نہیں دیا گیا، تو نعش قبر سے نکال کر غسل دے کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اور اگر مٹی بھی دی جا چکی ہے، تو اب میت کو نکالا تو نہیں جائے گا؛ لیکن اوپر سے دوبارہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ **إذا صلی علی المیت قبل الغسل فإنه یغسل ویعاد الصلاة علیه بعد الغسل الخ. وإن کانوا دفنوه ثم**

تـذكـروا أنـه لـم يغسلوه فإن لم يهيلوا التراب عليه يخرج ويغسل ويصلىٰ عليه. وإن أهـالوا التراب عليه لم يخرج، وهل يصلىٰ عليه ثانياً في القبر؟ ذكر الكرخي رحمه اللّٰه في مختصرهٖ أنه يصلىٰ عليه الخ. (المحيط البرهانی ۳/ ۹۷-۹۸)

امام نے بلاوضو نماز جنازہ پڑھائی

کسی میت پر نماز جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد پتہ چلا کہ جس امام نے نماز پڑھائی اس کا وضو نہیں تھا، تو اس میت پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور اگر دفن کے بعد اس بات کا پتہ چلا ہو تو قبر کے اوپر دوبارہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (جب کہ نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو) وإذا صلوا على جنازة الإمام على غير طهارةٍ فعليهم إعادة الصلاة الخ. (المحيط البرهانی ۳/ ۹۸) وإن دفن بغير صلاة صلى على قبرهٖ مالم يغلب على الظن بفسخهٖ. (شامی زکریا ۳/ ۱۲۵)

وصیت کی کہ میری نماز جنازہ فلاں پڑھائے

اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری نماز جنازہ فلاں شخص پڑھائے، تو اس وصیت کا پورا کرنا لازم نہیں ہے؛ تاہم اگر اولیاءِ میت اس سے نماز پڑھوانا چاہیں تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ و في العيـون إذا أوصـىٰ الـميـت أن يـصلي عليه فلانٌ فالوصية باطلةٌ إلا في رواية ابن رستم، فإنها جائزة في روايتهٖ ويؤمر فلانٌ بأن يصلي عليه. (المحيط البرهانی ۳/ ۱۱۰)

○❖○

دفن کے مسائل

دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے

میت کے غسل کفن اور جنازہ کی نماز کی طرح دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے، اگر کسی نے بھی یہ فرض ادا نہ کیا تو سب گنہ گار ہوں گے۔ **دفن المیت فرض علی الکفایة.** (الهندیه ۱۶۵/۱، شامی زکریا ۱۳۸/۳، بیروت ۱۲۹/۳)

بغلی قبر

اصل سنت بغلی قبر بنانا ہے جس کو لحد کہا جاتا ہے؛ لہٰذا جس جگہ کی مٹی سخت ہو وہاں بغلی قبر بنانی چاہئے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ قبر کھود کر قبلہ کی جانب اتنی جگہ مزید کھودی جائے جس میں بآسانی میت کو لٹایا جاسکے، اس کے بعد کچی اینٹوں سے اس حصہ کو ڈھک دیا جائے۔ **ویلحد للمیت ولا یشق له الخ، وصفة اللحد أن یحفر القبر بتمامه ثم تحفر فی جانب القبلة منه حفیرةً فیوضع فیه المیت.** (المحیط البرهانی ۸۹/۳–۹۰) **وصفة اللحد أن یحفر القبر بتمامه ثم تحفر منه في جانب القبلة حفیرة في وسط القبر ویوضع فیه المیت.** (تاتارخانیة زکریا ۶/۳ رقم: ۳۷۲۸)

صندوقی قبر

صندوقی قبر کو عربی میں ''شق'' کہا جاتا ہے، جہاں کی زمین ایسی نرم ہو کہ بغلی قبر کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو وہاں صندوقی قبر بنائی جائے گی۔ اور اس قبر کے بنانے کا طریقہ

یہ ہے کہ قبر کھود کر اس کے بیچوں بیچ ایک مزید گڑھا بنایا جائے جس کی لمبائی چوڑائی میت کے بدن کے مناسب ہو اور اس کے اوپر سے تختوں وغیرہ سے ڈھک دیا جائے۔ **وصفة الشق ان يحفر حفيرة في وسط القبر ويوضع فيه الميت.** (المحيط البرهاهى ٣/ ٩٠) **ويلحد ولا يشق إلا في أرض رخوة. (درمختار) فلو لم يمكن حفر اللحد تعين الشق.** (شامی زكريا ٣/ ١٣٩، بيروت ٣/ ١٣٠، تاتارخانية زكريا ٣/ ٦٥ رقم: ٣٧٢٧)

قبر کی گہرائی

ہمارے علاقوں میں زمین نرم ہونے کی وجہ سے صندوقی قبر بنانے کا دستور ہے، اس کے دو حصے ہوتے ہیں: ایک وہ حصہ جس میں میت کو رکھا جاتا ہے اور ایک تختوں سے اوپر کا حصہ۔ تو فقہی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تختوں سے اوپری حصہ کی گہرائی کم از کم آدمی کے نصف قد کے برابر ہونی چاہئے اور اندر کے حصہ کی گہرائی کم از کم اتنی ہو کہ اس پر تختہ رکھنے سے وہ تختے میت کے بدن سے نہ لگیں۔ **وحفر قبره مقدار نصف قامة فإن زاد فحسنٌ، وإن زاد إلى مقدار قامة فهو أحسن، وطوله على قدر طول الميت وعرضه على قدر نصف طوله.** (شامی زكريا ٣/ ١٣٨-١٣٩، هندية ١/ ١٦٦، تاترخانية زكريا ٣/ ٧٦ رقم: ٣٧٥٠) **يوضع فيها الميت بعد ان يبنىٰ حافتاه باللبن او غيره ثم يوضع الميت بينهما ويسقف عليه اللبن او الخشب ولا يمس السقف الميتُ.** (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ٦٠٧)

تابوت میں دفن کرنا

اگر زمین بہت زیادہ نرم ہو یا سیلاب زدہ ہو تو میت کو کسی صندوق یا تابوت میں رکھ کر دفن کریں، صندوق چاہے لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا، سب جائز ہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے صندوق میں نیچے تھوڑی سی مٹی بچھادی جائے۔ **ولا بأس باتخاذ تابوت ولو من حجر أو حديد له عند الحاجة كرخاوة الأرض ويسن أن يفرش فيها التراب.** (شامی زكريا ٣/ ١٤٠، بيروت ٣/ ١٣٠، بهشتى زيور ١١/ ٩٧)

میت کو قبر میں کس طرح اتاریں؟

میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتاریں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے، اور اتارنے والے قبلہ رخ کھڑے ہوں پھر میت کو اٹھا کر قبر میں اتار دیں۔
ویستحب أن یدخل من قبل القبلة (درمختار) أی فیکون الآخذ له مستقبل القبلة حال الأخذ. (شامی زکریا ۳/ ۱٤۰، بیروت ۳/ ۱۳۱، البحر الرائق کوئٹہ ۲/ ۱۰۳، زکریا ۲/ ۳۳۹)

قبر میں اتارنے والوں کی تعداد

قبر میں اتارنے والوں کا طاق عدد یا جفت عدد ہونا ضروری نہیں، آنحضرت ﷺ کو چار آدمیوں نے قبر میں اتارا تھا (حضرت عباس، حضرت فضل بن عباس، حضرت علی اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہم) **ولا یضر وتر دخل القبر أم شفع لنا أن النبی ﷺ لما دفن أدخله العباس وعلی وفضل بن عباس وصهیب** رضی اللہ عنہم. (البحر الرائق کوئٹہ ۳/ ۱۹۳، زکریا ۲/ ۳۳۹)

قبر میں رکھتے ہوئے کیا پڑھیں؟

میت کو قبر میں اتارنے والے میت کو قبر میں رکھتے ہوئے یہ پڑھیں: **بسم اللّٰه وباللّٰه وعلی ملة رسول اللّٰه ﷺ. أن یقول واضعه: ''بسم اللّٰه الخ''.** (الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/ ۱٤۱، بیروت ۳/ ۱۳۱)

میت کو قبر میں کون اتارے؟

میت اگر مرد ہو تو اسے قبر میں کوئی بھی مرد اتار سکتا ہے، اور اگر عورت ہو تو ضروری ہے کہ اس کو اتارنے والے اس کے ایسے رشتہ دار ہوں جن سے اس کا نکاح حرام ہے (یعنی ذی رحم محرم) اور اگر یہ نہ ہوں تو اس کو قریبی رشتہ دار اتاریں (یعنی ذی رحم غیر محرم) اور اگر کوئی قریبی رشتہ دار بھی نہ ہو تو اجنبی مرد بھی عورت کو قبر میں اتار سکتے ہیں، عورت کو قبر میں اتارنے کے لئے عورتوں کی ضرورت نہیں۔ **وذو الرحم المحرم أولی بإدخال المرأة القبر، وكذا الرحم غیر**

المحرم أولى من الأجنبي، فإن لم يكن فلا بأس للأجانب وضعها ولايحتاج إلى النساء للوضع. (البحر الرائق کوئٹہ ۱۹۳/۲، زکریا ۳۳۹/۲)

قبر میں میت کو کس طرح رکھا جائے؟

قبر میں میت کو داہنی کروٹ پر قبلہ رو کر کے لٹانا چاہئے، اس کو فقہاء نے واجب قرار دیا ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ کروٹ دے کر میت کی پیٹھ کی طرف مٹی کا بڑا ڈھیلا رکھ دیں، یا کروٹ دے کر میت کو قبر کی مشرقی دیوار سے لگا دیں۔ **ویوجه إليها وجوباً الخ، وينبغي كونه على شقه الأيمن.** (درمختار مع الشامي زکریا ۱۴۱/۳، بیروت ۱۳۲/۳، امداد الفتاویٰ ۷۱۲-۷۱۳، احسن الفتاویٰ ۲۲۵/٤)

میت عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردہ

اگر میت عورت ہے تو اسے قبر میں اتارتے وقت چاروں طرف سے چادر وغیرہ کے ذریعہ پردہ کرلیا جائے، تاکہ نامحرموں کی نظر اس کے کفن پر نہ پڑے اور عورت کے محرم ہی اسے قبر میں اتاریں، نامحرم وہاں سے ہٹ جائیں۔ **ويسجى قبرها (درمختار) أي بثوب ونحوه استحباباً حال إدخالها القبر حتى يسوى اللبن على اللحد.** (شامی زکریا ۱٤۲/۳)

قبر اندر سے کیسی ہو؟

قبر کے اندر میت کے اردگرد پکی اینٹیں یا لکڑی کے تختے اور چٹائی وغیرہ نہ بچھائی جائے، البتہ اوپر سے تختے وغیرہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **قال في الحلية: وكرهوا الآجر وألواح الخشب وقال الإمام التمرتاشي هذا إذا كان حول الميت فلو فوقه لايكره لأنه يكون عصمة من السبع.** (شامی زکریا ۱٤۲/۳)

قبر پر مٹی ڈالنا

جو مٹی قبر کھودتے ہوئے نکلے وہی دوبارہ قبر پر ڈال دی جائے اِدھر اُدھر سے اور زیادہ

مٹی نہ ڈالی جائے، اور مٹی ڈالنے والے میت کے سر کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ مٹی ڈالیں، پہلی مرتبہ ڈالتے وقت ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ﴾ دوسری مرتبہ ﴿وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ﴾ اور تیسری مرتبہ ﴿وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرىٰ﴾ پڑھیں۔ ويهال التراب عليه وتكره الزيادة عليه من التراب لأنه بمنزلة البناء ويستحب حثيه من قبل رأسه ثلاثاً. (درمختار) قال في الجوهرة: ويقول في الحثية الأولى ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ﴾ وفي الثانية ﴿وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ﴾ وفي الثالثة ﴿وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرىٰ﴾. (شامی زکریا ۱۴۲/۳-۱۴۳)

قبر اوپر سے کیسی ہو؟

قبر کو اوپر سے اونٹ کی کوہان کے مشابہ بنایا جائے چوکور اور پختہ نہ بنایا جائے ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، آنحضرت ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ أخبرنا أبو حنيفةؒ قال: حدث لنا شيخ يرفعه إلى النبي ﷺ أنه نهى عن تربيع القبور وتجصيصها.

(شامی زکریا ۱۴۳/۳)

قبر پر تعمیر جائز نہیں

قبر کو پختہ بنانا یا اس پر تعمیر کرنا قبہ وغیرہ بنانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ وأما البناء عليه فلم أر من اختار جوازه، وفي شرح المنية عن منية المفتي: المختار أنه لايكره التطيين وعن ابي حنيفةؒ يكره أن يبنى عليه بناء من بيت أو قبة أو نحو ذلك. (شامی ۱۴۴/۳) نهى رسول اللّٰه ﷺ ان يجصص القبر. (مسلم شریف ۳۱۲/۱)

نوٹ: جن بعض فقہی عبارتوں میں اس سلسلہ میں کچھ نرم باتیں لکھی گئی ہیں وہ احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابلہ میں حجت نہیں ہیں۔ (مرتب)

قبر پر کتبہ لگانے کا حکم

قبر بقاء کی جگہ نہیں؛ بلکہ فنا کی جگہ ہے؛ لہٰذا اس پر باقاعدہ کتبہ لگا کر محفوظ کرنا روحِ شریعت کے خلاف ہے؛ اس لئے بعض احادیث میں کتبہ لگانے کی ممانعت آئی ہے، خاص کر موقوفہ قبرستانوں میں کتبہ لگانے سے وہ قبر کی جگہ ایسی متعین ہوجاتی ہے کہ سالوں کے بعد بھی وہاں دوسرے مردے کو دفنایا نہیں جاسکتا، اب اگر ہر شخص کو کتبہ لگانے کی اجازت دی جائے گی، تو بہت جلد قبرستان تنگ پڑجائے گا، اس لئے عام اموات کے لئے کتبہ لگا کر قبر کو محفوظ کردینا درست نہ ہوگا؛ البتہ اگر کوئی مقتداء شخص ہو جس کی قبر کی زیارت کے لئے متعلقین حاضر ہوتے ہوں تو اس کے لئے قبر پر کوئی نشانی بشمول کتبہ لگانے کی فقہاء نے اجازت دی ہے؛ لیکن وہ بھی کوئی لازم اور ضروری نہیں ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیؒ ۲۳۰) **عن جابرؓ قال: نهیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن تجصیص القبور والکتاب فیها والبناء علیها والجلوس علیها.** (مستدرك للحاکم ۱/ ۵۲۵، برقم: ۱۳۷۰) **عن المطلب قال: لما مات عثمان بن مظعونؓ أخرج بجنازته، فدفن، فأمر النبي صلی اللّٰه علیه وسلم رجلاً أن یأتیه بحجر فلم یستطع حمله فقام إلیها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وحسر عن ذراعیه الخ، ثم حملها فوضعها عند رأسه وقال: أتعلم بها قبر أخي وأدفن إلیه من مات من أهلي.** (أبوداؤد شریف ۲/ ۴۵۷) **وفي الظهیریة: ولو وضع علیه شیئ من الأشجار أو کتب علیه شیئ فلا بأس به عند البعض، والحدیث المتقدم یمنع الکتابة فلیکن المعول علیه، لکن فصل في المحیط، فقال: وإن احتیج إلی الکتابة حتی لا یذهب الأثر ولا یمتهن فلا بأس به، فأما الکتابة من غیر عذر فلا.** (البحر الرائق کوئٹه ۲/ ۱۹۴، زکریا ۲/ ۳۴۰-۳۴۱) **ولا بأس أیضاً بالکتابة في حجر، صین به القبر ووضع علیه لئلا یذهب الأثر فیحترم للعلم بصاحبه.** (طحطاوي علی المراقي دارالکتاب ۱ ۶۱۱-۶۱۲)

ويسن كتابة اسم الميت لا سيما الصالح ليعرف عند تقادم الزمان؛ لأن النهي عن الكتابة منسوخ كما قاله الحاكم أو محمول على الزائد على ما يعرف به حال الميت، وفي قوله: ''يسن'' محل بحث، والصحيح أن يقال إنه يجوز. (مرقاة المفاتيح ملتان ٤/٧٦)

قبر میں عہد نامہ وغیرہ رکھنا

قبر میں میت کے ساتھ عہد نامہ رکھنا جس میں کلمہ طیبہ اور بعض آیات قرآنیہ وغیرہ لکھی رہتی ہیں جائز نہیں ہے، اس میں اللہ تعالی کے مبارک نام کی بے حرمتی اور اہانت لازم آتی ہے، اسی طرح لکھا ہوا کفن بھی میت کو پہنانا درست نہیں ہے۔ قال في الشامی بحثاً: فالمنع هنا بالأولىٰ ما لم يثبت عن المجتهد أو ينقل فيه حديث ثابت فتأمل. (شامی زکریا ۳/۱۵۷)

○❖○

شہید کا بیان

اسلام میں شہید کا مقام

''راہِ حق میں اخلاص کے ساتھ اپنی جان نچھاور کر دینا یا بحالتِ مظلومی قتل ہو جانا'' جس کو اسلامی اصطلاح میں ''شہادت'' کہا جاتا ہے، اسلام کی نظر میں بہت اونچے درجہ کا عمل ہے، اور ایسا شخص اخروی زندگی کے اعتبار سے نہایت خوش نصیب اور خوش بخت قرار پاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کا مقام اور ان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ. (ال عمران: ۱۹۵)

سو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دئے گئے میری راہ میں، اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے، ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی، یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے، اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ، وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ، وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ.

(التوبة: ۱۱۱)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی، وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں (جس میں) قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ (کیا گیا) ہے توریت میں (بھی) اور انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی) اور (یہ مسلم ہے کہ) اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے اس سے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

ایک دوسری آیت میں ارشادخداوندی ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا، بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ. فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ، وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ، اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ.

(ال عمران: ۱۶۹ تا ۱۷۰)

اور جولوگ اللہ کے راستہ میں قتل کئے گئے انہیں مردہ مت خیال کیجئے؛ بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں، انہیں رزق بھی ملتا ہے، اور اس چیز سے وہ خوش ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے، اور جولوگ ان کے پاس نہیں پہنچے (بلکہ) ان کے پیچھے رہ گئے ہیں (یعنی وہ ابھی زندہ ہیں) ان کی بھی اس حالت پر وہ (شہداء) خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے، وہ (شہداء) اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نعمت پر خوش ہوتے ہیں اور اس بات سے بھی کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان (کے اعمال) کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

مذکورہ آیت کے شانِ نزول میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب کرتے ہوئے ارشادفرمایا کہ: ''غزوۂ احد میں جو تمہارے بھائی شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو ہرے پرندوں کے پپوٹوں میں رکھ دیا جو جنت کی نہروں پر آتے جاتے ہیں، اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں اور پھر عرش کے نیچے لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں، چناں چہ جب انہوں نے اپنے کھانے پینے اور ٹھہرنے کے شاندار انتظام کو دیکھا تو یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش! ہمارے دنیا میں رہ جانے والے بھائیوں کو اس بات کا پتہ چل جاتا کہ ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیسا عمدہ معاملہ فرمایا ہے؛ تاکہ وہ جہاد میں دل چسپی لیتے اور راہِ حق میں لڑنے سے نہ گھبراتے، تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ میں یہ بات ان تک پہنچادوں گا، چناں چہ یہ آیت ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا ﴾الخ نازل ہوئیں''۔ (مسند احمد، ابن کثیر مکمل ۲۷۹)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ (غزوۂ احد کے بعد) ایک دن پیغمبر علیہ السلام نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ: ''میاں جابر! میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں''، میں نے عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! میرے والد (غزوۂ احد میں) شہید ہوگئے اور انہوں نے قرضوں کا اور عیال داری کا بوجھ چھوڑا ہے''۔ یہ سن کر پیغمبر علیہ السلام نے ارشادفرمایا کہ: ''کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ گو کہ اللہ تعالیٰ حجاب کے بغیر کسی سے گفتگو

نہیں فرماتے؛ لیکن انہوں نے تمہارے والد سے بالمشافہہ گفتگو کی اور فرمایا کہ تم مجھ سے جو چاہا ہو مانگو میں عطا کروں گا، تو تمہارے والد نے درخواست کی کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں جاکر آپ کے راستہ میں جان کا نذرانہ پیش کروں، تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میری طرف سے یہ بات طے ہوچکی ہے کہ ان کو دنیا کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا، تو تمہارے والد نے درخواست کی کہ رب العالمین! میری اس عمدہ حالت کی خبر میرے پیچھے رہ جانے والوں کو بتادیجئے، چناں چہ اللہ تعالیٰ مذکورہ آیات نازل فرمائیں''۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل ۲۷۹، ترمذی شریف حدیث: ۳۰۱۰)

اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث میں شہید کی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، چناں چہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ لَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيْدُ فَإِنَّهُ يَتَمَنّٰى أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرىٰ مِنَ الْكَرَامَةِ. (بخاری شریف ۳۹٥/۱، حدیث: ۲۷۳۳، الترغیب والترهيب ۳۱۳)

کوئی شخص جنت میں داخل ہونے کے بعد نہ تو وہاں سے دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرتا ہے اور نہ یہ چاہتا ہے کہ اسے دنیا کی کوئی چیز ملے؛ لیکن شہید (کا معاملہ اس سے جدا گانہ ہے) وہ (اللہ کے یہاں اپنا اعزاز دیکھ کر) یہ تمنا کرتا ہے کہ وہ دنیا میں جاکر دس مرتبہ پھر راہِ حق میں جان نچھاور کرے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلشُّهَدَاءُ عَلىٰ بَارِقِ نَهْرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ فِيْ قُبَّةٍ خَضْرَاءَ يَخْرُجُ عَلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا. (مسند احمد ۲٦٦/۱، ابن حبان حدیث: ٤٦٣٩، الترغیب والترهيب ۳۱۸)

شہید حضرات جنت کے دروازہ پر ایک نہر کے قریب ایک ہرے قبہ میں ہوں گے وہاں ان کے لئے صبح وشام جنت سے کھانے پینے کا انتظام ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک حبشی شخص نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں ایک کالا بدبودار اور بدصورت شخص ہوں اور میرے پاس مال بھی نہیں ہے، اگر میں ان مشرکین سے قتال کروں اور شہید ہوجاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''تمہارا ٹھکانہ جنت میں ہوگا''، چناں چہ وہ شخص جہاد میں جاکر شہید ہوگئے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نعش پر

آ کر ارشاد فرمایا:

قَدْ بَيَّضَ اللّٰهُ وَجْهَكَ وَطَيَّبَ رِيْحَكَ وَاَكْثَرَ مَالَكَ. — اللہ تعالیٰ نے تمہارے چہرے کو منور کر دیا، تمہیں خوشبو دار بنادیا اور تم کو دولت مند بنادیا۔

پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب کر کے فرمایا کہ ''میں نے جنت کی حوروں میں سے اس کی بیوی کو اس حال میں دیکھا ہے کہ وہ اس کا اونی جبہ نکال کر اس سے لپٹ رہی تھی''۔ (رواہ الحاکم ۹۳۲، الترغیب والترہیب ۳۱۸)

اور ایک روایت میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سَبْعَ خِصَالٍ أَنْ يُّغْفَرَ لَهُ فِيْ أَوَّلِ دُفْعَةٍ مِنْ دَمِهٖ وَيَرىٰ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الإِيْمَان وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الأَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ، اَلْيَاقُوْتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ أَقَارِبِهٖ.

(رواه احمد، المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح ۲۰۰)

شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۷؍اہم انعامات ہوتے ہیں: (۱) خون کا پہلا فوارہ نکلتے ہی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے (۲) اور جنت میں اس کا ٹھکانا پہلے ہی دکھلا دیا جاتا ہے (۳) اور اس کو ایمانی جوڑا پہنایا جاتا ہے (۴) اور اسے عذاب قبر سے پناہ دی جاتی ہے اور وہ قیامت کی عظیم ہولناکی سے محفوظ رہے گا (۵) اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا، جس کا ایک موتی دنیا ومافیہا سے زیادہ شاندار ہوگا (۶) اور اس کی ۷۲؍بڑی آنکھوں والی حوروں سے شادی کرائی جائے گی (۷) اور اس کے ۷۰؍قریبی رشتہ داروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔

الغرض شہادت بہت بڑی سعادت ہے، جس کی تمنا ہر مؤمن کو رہنی چاہئے، چناں چہ حدیث میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص صدق دلی سے شہادت کا متمنی رہے تو اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں شہیدوں کے درجوں سے نوازیں گے گو کہ اس کی موت بستر پر آئی ہو''۔ (مسلم شریف عن سہل بن حنیف حدیث:۱۹۰۹)

شہید کی قسمیں

انجام اور احکام کے اعتبار سے شہید کی درج ذیل تین قسمیں پائی جاتی ہیں:

الف: دنیاوی واخروی شہید (شہید کامل): یعنی وہ شخص جو ظلماً دھار دار آلہ سے قتل کیا جائے یا صدق دل سے جہاد کرتے ہوئے شہادت کی سعادت حاصل کرے، اس کو آخرت میں شہادت کا

مرتبہ نصیب ہوگا اور دنیا میں بھی اس پر شہید کے احکام جاری ہوں گے۔

ب: **اخروی شہید**: یہ شخص ہے کہ جو جہاد وغیرہ میں شہادت نہ پائے؛ لیکن اپنے جان ومال کے دفاع میں مارا جائے یا پیٹ کی بیماری میں وفات پائے یا طاعون وغیرہ میں اس کی موت آئے، جس کی تفصیلات متعدد احادیث اور کتب فقہ میں موجود ہیں۔

ج: **صرف دنیاوی شہید**: ایسا منافق یا بدنیت شخص جو محض دکھاوے کے لئے جہاد میں شریک ہوکر مارا جائے تو اس پر اگر چہ دنیاوی اعتبار سے شہید کے احکام جاری ہوں گے؛ لیکن آخرت میں اس کو شہادت کا مرتبہ حاصل نہیں ہوگا۔ اس کی صراحت بھی بعض احادیث میں موجود ہے۔ (مستفاد: شامی زکریا ۱۵۷/۳-۱۶۱)

ذیل میں شہید سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

شہید کے احکام

شہید کامل کی شرائط

جس شہید کے ساتھ تجہیز وتکفین میں خصوصی معاملہ کیا جاتا ہے اس کے لئے سات شرائط پائی جانی لازم ہیں، اگر یہ سب شرطیں پائی جائیں گی تو اس پر دنیا میں شہید کے احکامات جاری ہوں گے، اور اگر ان شرائط میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو جائے تو اس پر شہید کا حکم جاری نہ ہوگا، وہ شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) مسلمان ہونا

شہید کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے؛ لہٰذا غیر مسلم کے واسطے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہوسکتی۔ **هو كل مكلف مسلم (تنوير الابصار) اما الكافر فليس بشهيد وان قتل ظلماً فلقريبه المسلم تغسيله.** (شامی زکریا ۱۵۸/۳)

(۲) مکلّف ہونا

شہید وہی کہلائے گا جو شرعاً مکلّف یعنی عاقل بالغ ہو؛ لہٰذا اگر بچہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا یا پاگل

شخص کوقتل کیا گیا تو اس پر دنیا میں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ **هو كل مكلف (تنوير الابصار) هو البالغ العاقل خرج به الصبي والمجنون.** (شامی زکریا ۱۵۸/۳)

(۳) حدثِ اکبر سے پاک ہونا

شہید کامل کے احکام اسی شخص پر جاری ہوں گے جو شہادت کے وقت حالت جنابت میں نہ رہا ہو؛ لہٰذا اگر کوئی جنبی شہید ہوا، یا عورت حیض ونفاس کی حالت میں شہید ہوئی تو اس پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور عام میت کی طرح اس کی تجہیز وتکفین کی جائے گی۔ **(طاهر) اى ليس به جنابة ولا حيض ولا نفاس ولاانقطاع احدهما كما هو المتبادر فاذا استشهد الجنب يغسل.** (شامی زکریا ۱۵۸/۳)

(۴) ظلماً مقتول ہونا

شہید کے احکام جاری ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ اسے ناحق قتل کیا گیا ہو، اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی حق کی وجہ سے قتل ہو مثلاً اس پر قصاص لازم ہو یا خود بخود کسی حادثہ میں مارا جائے تو اس پر دنیا میں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ **قتل ظلماً بغير حقٍ (در مختار) وقيد بالقتل لانه لو مات حتف انفهٖ او ابترد او حرق او غرق او هدم لم يكن شهيداً في حكم الدنيا وان كان شهيد الاٰخرة كما سيأتي، وبقولهٖ ظلماً لما يأتي من انه لو قتل بحد او قصاصٍ مثلاً لا يكون شهيداً فيغسل.** (شامی زکریا ۱۵۹/۳)

(۵) مسلمان یا ذمی کے ذریعہ آلہ دھاردار سے مارا جانا

اگر مقتول کو قتل کرنے والا مسلمان ہو یا ذمی ہو تو اس مقتول پر شہادت کے احکام جاری ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ اسے زخمی کر دینے والے دھاردار آلہ سے قتل کیا گیا ہو، اس میں مسلمان یا ذمی کی قید سے اس صورت سے احتراز مقصود ہے جب کہ قتل کا واقعہ حربی کافر یا باغی یا ڈاکوؤں کی طرف سے پیش آیا ہو، تو اس میں دھاردار آلہ سے قتل کرنا شرط نہیں؛ بلکہ یہ لوگ جس طرح بھی ماریں مقتول پر شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

اور آلہ دھار دار کی قید سے اس صورت کا استثناء مقصود ہے جب کہ پتھر وغیرہ مار کر قتل کیا ہو کہ اگر مسلمان یا ذمی آلہ دھار دار کے علاوہ سے کسی کو قتل کریں تو ایسے مقتول پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ **بجارحة ای بما یوجب القصاص (درمختار) وھٰذا قید فی غیر من قتلہ باغٍ او حربی او قاطع طریق بقرینة العطف الاٰتی واحترز بھا عن المقتول بمثقل فانہ لا یوجب القصاص عندہ.** (شامی زکریا ۱۵۹/۳)

(۶) قتل کی سزا میں اصالۃً قصاص واجب ہونا

شہید کے احکام جاری ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ مقتول کے قتل پر شرعی طور پر ابتداءً دیت یا مال واجب نہ ہو؛ بلکہ قصاص ہی واجب ہو، اس قید کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جن صورتوں میں قتل پر اصالۃً دیت واجب ہوتی ہے ان میں مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے، مثلاً کسی مسلمان یا ذمی کا کسی شخص کو غیر دھار دار آلہ سے قتل کرنا، یا دھار دار آلہ سے خطاءً قتل کرنا وغیرہ۔ اسی طرح اگر ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا؛ لیکن پھر عارض کی وجہ سے مال واجب ہوگیا مثلاً وارثین نے مال پر صلح کرلی یا خود باپ نے بیٹے کو قتل کر ڈالا، تو ایسی صورت میں اگرچہ مال لازم ہوا ہے؛ لیکن چوں کہ اصل حکم قصاص کا تھا جو عارض (صلح یا ابوت) کی وجہ سے ساقط ہوگیا؛ اس لئے اس مقتول پر شہید کے احکام جاری ہوں گے۔ **ولم یجب بنفس القتل مالٌ؛ بل قصاصٌ حتی لو وجب المال بعارض کالصلح او قتل لہ ابنہ لا تسقط الشھادة (درمختار) فالحاصل أنہ إذا وجب بقتلہ القصاص وإن سقط لعارض أو لم یجب بقتلہ شیءٌ أصلاً فھو شھید کما علمتہ. أما إذا وجب بہ المال ابتداء فلا، وذٰلک بأن کان قتلہ شبہ العمد کضربٍ بعصاً أو خطأً کرمی غرض فأصابہ أو ما جریٰ مجراہ الخ.** (شامی زکریا ۱۶۰/۳)

(۷) زخمی ہونے کے بعد زندگی سے نفع نہ اٹھانا

شہید شرعی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زخمی ہونے کے بعد (اور حالت جنگ میں

معرکہ ختم ہونے کے بعد) اپنی زندگی سے معتد بہ نفع نہ اٹھاسکا ہو، مثلاً کھانے پینے یا دوا علاج کرنے کی مہلت اسے نہ ملی ہو اور نہ ہی ہوش وحواس کے ساتھ ایک نماز کا وقت یا ایک دن رات اس پر گزرے ہوں اور نہ ہی اسے جنگ ختم ہونے کے بعد بلا عذر جائے حادثہ یا مقام معرکہ سے اٹھا کر لایا گیا ہو۔ (اور اگر دورانِ جنگ اسے منتقل کیا جائے یا جنگ جاری رہتے ہوئے وہ زخمی ہونے کے بعد زندگی سے کچھ نفع اٹھائے تو شہادت کا حکم ساقط نہیں ہوتا) **ولم يحمل عن مكانه حياً ولم ينتفع بحياته ولم يبق حياً بعد الجراحة يوماً وليلةً.** (المحيط البرهاني ۵۲/۳، تاتارخانية زكريا ۱۹/۳ رقم: ۳۶۲۲) **أو جرح وارتث وذٰلک بأن أكل أو شرب أو نام أو تداوىٰ ولو قليلاً أو اٰوىٰ خيمةً أو مضى عليه وقت صلاةٍ وهو يعقل ويقدر على أدائها، أو نقل من المعركة وهو يعقل الخ.** (درمختار زكريا ۱۶۲/۳-۱۶۳) **وهذا كله اذا كان بعد انقضاء الحرب ولوفيها اى في الحرب لايصير مرتثاً بشيء مع ماذكر وكل ذلک في الشهيد الكامل.** (درمختار زكريا ۱۶۴/۳)

شہید کے احکامات

شہید کامل کے احکامات درج ذیل ہیں:

(۱) شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا اور نہ اس کے بدن پر لگا ہوا خون اس سے زائل کیا جائے گا، (البتہ اگر شہید کے بدن پر خون کے علاوہ کوئی اور نجاست لگی ہو تو اسے دھویا جائے گا) (۲) شہید شہادت کے وقت جو کپڑے پہنے ہوئے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے اتارا نہیں جائے گا۔ (۳) اگر وہ کپڑے مسنون عدد سے کم ہوں تو اس کے بقدر کپڑوں میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ (۴) اور اگر اس کے بدن کے کپڑے عدد مسنون سے زائد ہوں تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ (۵) اسی طرح اگر بدن پر ایسی چیز ہو جو کفن نہ بن سکے مثلاً چمڑے کا کوٹ یا ٹوپی یا جوتا یا ہتھیار وغیرہ تو انہیں بہر حال اتار لیا جائے گا۔ **ويكفن الشهيد في ثيابه الذى عليه لقوله عليه الصلاة والسلام "زملوهم بثيابهم"، ولحديث زيد بن صوحان وصخر**

بـن عـدى "لا تنزعوا عنى ثوباً ولا تغسلوا عنى دماً" الخ، غير أنه ينزع عنه السلاح والـجلـود والـفرو والحشو والخف والقلنسوة وكل ما ليس من جنس الكفن لما روي عـن عـلي رضي الله عنه قال: ينزع عنه العمامة والخفاف والقلنسوة. (المحيط البـرهـانى ٦٣/٣، تاتارخانية زكريا ٢٤/٣ رقم: ٣٦٤٦) **فيـنـزع عنه مالا يصلح للكفن ويزاد إن نـقـص مـا عليه عن كفن السنة وينقص إن زاد لأجل أن يتم كفنه المسنون ويصلى عـليـه بلا غسل ويدفن بدمه وثيابه، لحديث: زملوهم بكلومهم.** (درمختار ١٦١/٣) **ولوكان فى ثوب الشهيد نجاسة تغسل كذا فى العتابية .** (عالمگيرى ١٦٨/١)

ڈاکوؤں کے ہاتھوں مقتول کا حکم

جس شخص کے گھر پر ڈاکو چڑھ آئیں یا اسے راستہ میں گھیر کر مار ڈالیں تو ایسے شخص پر شہید کامل کے احکامات جاری ہوں گے کہ اسے نہ تو غسل دیا جائے گا اور نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں گے۔ **ولـو نـزل عـليـه اللصوص ليلاً فى المصر فقتل بسلاح او غيره او قتله قطاع الطريق خـارج المصر بسلاح أوغيره فهو شهيد لأن القتيل لم يخلف في هذه المواضع بدلاً هو مال.** (بدائع الصنائع ٦/٢، شامى ١٦٢/٢، البحرالرائق كوئٹه ١٩٩/٢، زكريا ٣٤٩/٢-٣٥٠)

فرقہ وارانہ فسادات میں شہید ہونے والے کا حکم

ہندو مسلم فساد میں جو مسلمان مقتول ہو اس پر بھی شہید کامل کے احکام جاری ہوں گے، اور اسے بلا غسل وکفن نماز پڑھ کر دفنا دیا جائے گا۔ **وكذا يكون شهيداً لو قتله باغ او حربى او قاطع طريق .** (درمختار مع الشامي زكريا ١٦٠/٣، فتاوىٰ محموديه ميرٹھ ٤٥٣/١٣ - ٤٥٥- ٤٥٦ -٤٥٩- ٤٦٠)

دشمن کی بمباری میں شہید ہونے والے کا حکم

جو شخص دشمن کی بمباری میں یا خود کش حملہ میں مقتول ہوا اس پر بھی شہید کے احکام جاری کئے جائیں گے۔ **والـمـكـابرون فى المصر ليلاً بمنزلة قطاع الطريق كما فى البحر**

عن شرح المجمع فمن قتلوه ولو بغير محدد فهو شهيد. (شامی زکریا ۳/ ۱٦۰)
ولوكان المسلمون في سفينة فرماهم العدو بالنار فاحترقوا من ذلک وتعدی إلى سفينة اخرى فيها المسلمون فاحترقوا فهم كلهم شهداء كذا في الخلاصة.
(عالمگیری ۱/ ۱٦۸، مستفاد امداد الاحکام ۲/ ٤٥٥)

آپسی لڑائی میں مارے جانے والوں کا حکم

اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں میں آپس میں لڑائی ہو اور اس میں لوگ مارے جائیں تو اگر ان میں سے ایک جماعت یقیناً ظالم ہو اور دوسری مظلوم ہو تو مظلوم جماعت کے مقتولین پر شہید کا حکم جاری ہوگا، اور اگر یہ طے نہ کیا جاسکے کہ کون ظالم اور کون مظلوم ہے تو کسی بھی مقتول پر شہید کا حکم جاری نہ ہوگا۔ وفي البحر عن المجتبى: إذا التقت سريتان من المسلمين وكل واحدة ترى أنهم مشركون فاجلوا عن قتلى من الفريقين، قال محمدؒ: لا دية على أحد ولا كفارة لأنهم دافعون عن أنفسهم ولم يذكر حكم الغسل ويجب أن يغسلوا لأن قاتلهم لم يظلمهم، ومفاده أنه لو كانت إحدى الفرقتين ظالمة للأخرىٰ بأن علموا حالهم لا يغسل من قتل من الأخرىٰ وإن جهل قاتله عينا لكونه مدافعاً عن نفسه وجماعته. (شامی زکریا ۳/ ۱٦۰)

○❖○

كتاب الصوم

(روزہ کا بیان)

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

(البقرة: ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر (رمضان کے) روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے؛ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

(بخاری شریف ۲۵۵/۱ حدیث: ۱۸۶۳، مسلم شریف ۲۵۹/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۳/۱)

ترجمہ: جو شخص ایمان اور طلبِ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جائیں گے، اور جو شخص ایمان اور اخلاص کے ساتھ رمضان میں عبادت کرے اس کے گذشتہ معاصی معاف کر دئے جائیں گے، اسی طرح جو شخص شبِ قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ مشغولِ عبادت رہے اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک اور رؤیتِ ہلال

رمضان المبارک؛ افضل ترین مہینہ

''رمضان المبارک''، ہجری تقویم کے اعتبار سے نواں مہینہ ہے، اسلام میں اس مہینہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ، فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ، وَمَنْ كَانَ مَرِیْضاً اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ، یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ، وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.

(البقرۃ ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآنِ مجید نازل کیا گیا ہے اس کا وصف یہ ہے کہ وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور واضح الدلالۃ ہے، منجملہ ان کتب کے جو کہ ہدایت ہیں اور فیصلہ کرنے والی ہیں، سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہئے، اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے، اللہ تعالیٰ کا تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور وہ تمہارے ساتھ تنگی کرنا نہیں چاہتا، اور تاکہ تم لوگ شمار کی تکمیل کرلیا کرو، اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پانے پر اس کی بزرگی بیان کیا کرو اور تاکہ تم لوگ شکر ادا کیا کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک اور قرآنِ کریم کے درمیان خاص ربط ہے؛ لہٰذا اس مہینہ میں قرآنِ کریم کی تلاوت اور تعلیم وتعلم کا خاص اہتمام ہونا چاہئے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس مہینہ کی مخصوص عبادت روزہ ہے، جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور اللہ کی نعمتوں پر شکر گذاری کی سعادت حاصل ہوتی ہے اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ روزہ کا حکم لوگوں کو مشقت میں ڈالنے کے لئے دیا گیا ہے، اس لئے آگے یہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس پر سر دست روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ دوسرے وقت جب سہولت ہو اس فرض سے سبک دوش ہونے کی گنجائش ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد تنگی میں ڈالنا نہیں؛ بلکہ یسر اور سہولت پیدا کرنا ہے۔

لہٰذا جب اللہ تعالی کی طرف سے بندوں کے ساتھ سہولت اور شفقت کا معاملہ ہے تو بجا طور پر بندوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس کی تعظیم بجا لائیں اور اس کی نعمتوں کی شکر گذاری میں کوئی کمی نہ کریں، اللہ تعالی ہم سب کو شکر گذار بندوں میں شامل فرمائیں، آمین۔

رمضان کا تعارفی خطبہ

سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شعبان کی آخری تاریخ کو نبیٔ اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور مبارک مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے، ایسا مہینہ جس میں ایک ایسی رات (شبِ قدر) ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے (یعنی اس ایک رات میں عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ملتا ہے) اللہ تعالی نے اس مہینہ کے دنوں کا روزہ فرض اور راتوں کی عبادت نفل قرار دی ہے، جو شخص اس مہینہ میں ایک نیک عمل کے ذریعہ قربِ خداوندی کا طالب ہو وہ ایسا ہی ہے جیسے دیگر مہینہ میں فرض عمل کرے (یعنی نفل کا ثواب فرض کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے) اور جو شخص کوئی فریضہ بجالائے وہ ایسا ہے جیسے دیگر مہینوں میں ستر فرض ادا کرے (یعنی رمضان میں ایک فرض کا ثواب ستر گنا ہو جاتا ہے)

اے لوگو! یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب اور بدلہ جنت ہے، اور یہ لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور خیر خواہی کا مہینہ ہے، اس مہینہ میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو آدمی اس مبارک مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اسے جہنم سے آزادی کا پروانہ ملتا ہے، اور روزہ دار کے ثواب میں کمی کئے بغیر افطار کرانے والے کو بھی اس کے بقدر اجر سے نوازا جاتا ہے''۔

یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر آدمی اپنے اندر اتنی وسعت نہیں پاتا کہ وہ دوسرے کو (باقاعدہ) افطار کرائے، اور اس کے ثواب سے بہرہ یاب ہو''۔

اس سوال پر رحمتِ عالم ﷺ نے اپنے جاں نثاروں کو ایسا جواب دیا جس سے ان کی مایوسی خوشیوں میں بدل گئی، آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالی یہ انعام ہر اس شخص پر فرماتے ہیں جو کسی بھی روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ، ایک عدد کھجور حتی کہ ایک گھونٹ پانی پلا کر بھی افطار کرا دے، ہاں جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کھلائے تو اللہ رب العزت اسے قیامت کے دن میرے حوضِ کوثر سے ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے گی تا آں کہ وہ جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جائے گا''۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانی عشرہ مغفرت اور آخری عشرہ

جہنم سے آزادی کا ہے، جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام (خادم اور ملازم وغیرہ) کے بوجھ کو ہلکا کردے تو اللہ جل شانہٗ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی دیتے ہیں۔ اے لوگو! اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو: (۱) کلمہ طیبہ لا إلٰـہ إلا اللّٰـہ۔ (۲) استغفار (۳) جنت کی طلب (۴) آگ سے پناہ۔
(مشکوۃ شریف ۱/۱۷۴، البیہقی فی شعب الایمان ۳/۳۰۵)

یہ تفصیلی خطبہ رمضان المبارک کا بہترین منشور ہے، جس سے اس ماہِ مبارک کی قدر و قیمت کا بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم اسے بار بار پڑھیں اور اس کے مطابق اپنے اندر عمل کا جذبہ پیدا کرکے رمضان کی برکتوں کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کی کوشش کریں۔

نبی کریم ﷺ کا رمضان کا اہتمام فرمانا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی آمد سے پہلے ہی اس کی تیاری شروع فرمادیتے تھے، خاص کر شعبان کا مہینہ رمضان کے انتظار میں گذرتا تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهٖ ثُمَّ يَصُوْمُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلاثِيْنَ يَوْماً ثُمَّ صَامَ.
(ابو داؤد شریف ۱/۳۱۸، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷٤)

آنحضرت ﷺ جتنا شعبان کے ایام گننے کا اہتمام کرتے تھے اتنا دیگر کسی مہینہ کا اہتمام نہ فرماتے تھے، پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے، اگر مطلع ابر آلود ہوتا تو ۳۰ کا عدد پورا فرماتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ۲۹ رشعبان کو رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اگر اس دن چاند نہ دکھائی دے تو تیس کا عدد پورا کرلینا چاہئے۔

امتِ محمدیہ پر پانچ خصوصی عنایتیں

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کو رمضان المبارک میں پانچ ایسی امتیازی خوبیاں عطا ہوئی ہیں جو اور کسی امت کو عطا نہیں ہوئیں اور وہ درج ذیل ہیں:

خَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ، وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيْتَانُ حَتّٰى يُفْطِرُوْا، وَيُزَيِّنُ اللّٰهُ

(۱) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے (۲) ان کے لئے سمندر کی مچھلیاں افطار کے وقت تک استغفار کرتی رہتی ہیں (۳) اور

عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: يُوْشِكُ عِبَادِيْ الصَّالِحُوْنَ أَنْ يُلْقُوْا عَنْهُمُ الْمَؤُنَةَ، وَيَصِيْرُوْا إِلَيْكَ، وَتُصَفَّدُ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ، فَلاَ يَخْلُصُوْا فِيْهِ إِلىٰ مَا كَانُوْا يَخْلُصُوْنَ إِلَيْهِ فِيْ غَيْرِهٖ، وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِيْ آخِرِ لَيْلَةٍ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ: لاَ، وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفّىٰ أَجْرَهُ إِذَا قَضىٰ عَمَلَهُ. (مسند احمد بن حنبل ۲/ ۲۹۲، شعب الإيمان ۳/ ۳۰۳، الترغيب والترهيب ۲/ ۵۵)

اللہ تعالیٰ ہر روز اپنی جنت کو آراستہ کر کے فرماتے ہیں کہ عنقریب میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقت اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں گے (۴) اور سرکش شیطان رمضان میں قید کردئے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ رمضان کے زمانہ میں ان برائیوں تک نہیں پہنچتے جن برائیوں کی طرف غیر رمضان میں پہنچ جاتے ہیں (۵) اور رمضان کی آخری رات میں ان کے لئے مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ مغفرت شبِ قدر میں ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! بلکہ دستور یہ ہے کہ کام ختم ہونے پر مزدور کو پوری اجرت سے نوازا جاتا ہے''۔

رمضان میں گناہوں کی بخشش

رمضان المبارک میں اللہ رب العالمین کی طرف سے بندوں کی بخشش کے بے شمار اسباب عام کردیئے جاتے ہیں، اور جو شخص بھی یقین کامل اور حصول ثواب کی نیت سے کوئی بھی عمل خیر انجام دیتا ہے، اسے قبولیت نصیب ہوتی ہے اور وہ عمل اس کے سابقہ گناہوں کی بخشش کا سبب بن جاتا ہے۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (بخاری شریف ۱/ ۲۵۵ حدیث: ۱۸۶۳، مسلم شریف ۱/ ۲۵۹، مشکوٰۃ شریف ۱/ ۱۷۳)

جو شخص ایمان اور طلبِ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جائیں گے، اور جو شخص ایمان اور اخلاص کے ساتھ رمضان میں عبادت کرے اس کے گذشتہ معاصی معاف کردئے جائیں گے، اسی طرح جو شخص شبِ قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ مشغولِ عبادت رہے اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

اس حدیث میں دو لفظ آئے ہیں ایک ایمان دوسرے احتساب، ایمان کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا پر یقین کامل ہو اور احتساب کا مفہوم یہ ہے کہ روزہ ثواب کی نیت سے رکھا جائے، اور اور ہر ایسی بری بات سے بچا جائے جس سے روزہ کے ثواب میں کمی آجاتی ہے۔ (مستفاد: مرقاۃ المفاتیح بیروت ۴/ ۳۸۸)

رمضان میں خیر کی توفیق

رمضان المبارک میں سرکش شیاطین کوقید کردینے کی وجہ سے پورے عالم کا ماحول روحانی بن جاتا ہے، اور جولوگ سال بھر خیر کے کاموں سے دور رہتے ہیں وہ بھی اس ماحول سے متأثر ہوکر کسی نہ کسی درجہ میں عبادت واطاعت میں مشغول ہوجاتے ہیں، اورفرشتوں کی طرف سے عبادت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، اور برائی کا ارادہ کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ.

(جامع ترمذی ۱۴۷/۱، سنن ابن ماجہ ۱۱۹، مشکوٰۃ شریف ۱۷۳/۱)

جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جنات قید کردیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے سب دروازے بند کردیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی بھی دروازہ نہیں کھولا جاتا، اور جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور ایک آواز لگانے والا آواز دیتا ہے کہ اے خیر کے طلب گار! آگے بڑھ اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے! پیچھے ہٹ، اور اللہ کے لئے (رمضان میں) بہت سے لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ معاملہ ہر رات ہوتا ہے۔

فرشتوں کی یہ ندا اگر چہ کانوں سے سنائی نہیں دیتی؛ لیکن انسانی روح ضرور اس نداء کومحسوس کرتی ہے، اور رمضان المبارک میں غیر رمضان کے مقابلہ میں عبادات اور اعمالِ خیر انجام دینا زیادہ آسان ہوجاتا ہے۔

رمضان کے استقبال میں جنت کی آرائش

رمضان المبارک کے استقبال میں پورے سال جنت کوسجایا جاتا رہتا ہے؛ اس لئے کہ اس مہینہ کے عبادت گذاروں سے جنت آباد ہوگی، سو ان کے اعزاز واکرام کے لئے تیاریاں جاری رہتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی منظرکشی ان الفاظ میں فرمائی ہے:

إِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ إِلىٰ حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَإِذَا كَانَ أَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُوْرِ

رمضان کے لئے جنت کوشروع سال سے اگلے سال تک سجایا جاتا ہے، پھر جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو ایک مخصوص ہوا عرشِ خداوندی کے نیچے سے جنت کے درخت کے پتوں سے گذرتی ہوئی خوبصورت آنکھوں

الْعِیْنِ فَیَقُلْنَ یَا رَبِّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ عِبَادِکَ أَزْوَاجاً تَقِرُّ بِهِمْ أَعْیُنُنَا وَتَقَرُّ أَعْیُنُهُمْ بِنَا. (بیهقی فی شعب الایمان ۳۱۲/۳ حدیث: ۳۶۳۳، مشکوٰۃ شریف ۱۷٤/۱)

والی حوروں تک پہنچتی ہے تو وہ عرض کرتی ہیں: ''اے پروردگار! ہمارے لئے اپنے بندوں میں سے ایسے جوڑے منتخب فرما جن سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو اور ان کو ہمارے ذریعہ سے آنکھوں کا چین نصیب ہو''۔

واقعی کیسی روح افزا بشارت ہے جس کے تصور ہی سے دل باغ باغ ہوجاتا ہے، اور بدن کے روئیں روئیں سے رب العالمین کی شکر گذاری کے جذبات ابھر کر آتے ہیں، اور عبادت واطاعت میں عجیب کیف وسرور محسوس ہوتا ہے۔

رمضان میں لاکھوں افراد کی جہنم سے خلاصی

رمضان المبارک رحمتوں کا عام سیزن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت پورے جوش میں ہوتی ہے، اور ذرا ذرا سے بہانے سے بندوں کی مغفرت کے فیصلے کئے جاتے ہیں، اور ایک رمضان میں لاکھوں لاکھ لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے اور انہیں پاک وصاف زندگی نصیب ہوتی ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مرسلاً نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ سِتَّ مِائَةِ أَلْفِ عَتِیْقٍ مِنَ النَّارِ، فَإِذَا کَانَ آخِرُ لَیْلَةٍ أَعْتَقَ اللّٰهُ بِعَدَدِ مَنْ مَضیٰ. (شعب الإیمان للبیهقی ۳۰۳/۳، الترغیب والترهیب ٦٣/٢)

اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر رات میں چھ لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہیں، اور جب آخری رات ہوتی ہے تو گذشتہ آزاد شدہ لوگوں کے بقدر لوگ (ایک ہی رات میں) آزاد کئے جاتے ہیں۔

رمضان کے روزہ کی تلافی نہیں ہوسکتی

رمضان کے بابرکت ہونے کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص رمضان کا روزہ بلا شرعی عذر کے چھوڑ دے تو اگر پوری زندگی بھی اس کے بدلہ روزہ رکھتا رہے گا، تو بھی اس ایک روزہ کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد عالی ہے:

مَنْ أَفْطَرَ یَوْماً مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ یُقْضَ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ کُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ. (ترمذی شریف ١٥٣/١-١٥٤، ابو داؤد شریف ٣٢٦/١، مشکوٰۃ شریف ١٧٧/١)

جو شخص رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر کسی عذر اور بیماری کے چھوڑ دے تو زمانہ بھر کا روزہ رکھنا بھی اس کی تلافی نہیں کرسکتا اگرچہ وہ روزہ رکھتا رہے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ اس قدر قیمتی اور انمول ہے کہ اس کی تلافی پوری زندگی کی عبادت سے بھی نہیں ہوسکتی، اس کے باوجود جو شخص ماہِ مبارک کے روزہ سے محروم رہے اس سے بڑا محروم اور کون ہوسکتا ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے لمحات سب سے زیادہ قیمتی ہیں، اسی میں وہ شبِ قدر بھی آتی ہے جس میں عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی زیادہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشرۂ اخیرہ میں عبادت کے لئے کمر کس لیا کرتے تھے، چناں چہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشَرُ أَحيىٰ اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. (مسلم شريف ۱/ ۳۷۲ بخاري شريف ۱/ ۲۷۱، المنتقیٰ ۱٤٦)

جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ راتوں رات عبادت میں مشغول رہتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے، اور خوب محنت فرماتے اور کمر کس لیتے تھے۔

نیز فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِيْ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَالَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهَا. (مسلم شريف حديث: ۱۱۷۵، شعب الإيمان للبيهقي ۳/ ۳۱۹)

رسولِ اکرم ﷺ آخری عشرہ میں عبادت میں جس قدر محنت فرماتے تھے اتنا دوسرے ایام میں نہیں فرماتے تھے۔

اس لئے ہم لوگوں کو بھی چاہئے کہ رمضان کے آخری دن اور راتوں کی قدر کریں اور انہیں فضول مشاغل میں ضائع نہ کریں۔

رمضان کی ناقدری کرنے والے کے لئے بددعا

مذکورہ بالا ہدایات کے باوجود جو شخص رمضان المبارک کو لاپرواہی کے ساتھ ضائع کردے اور اس کا حق ادا کرکے اپنے کو مستحق رحمت نہ بنائے، یقیناً اس سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں ہے، جس کی تائید درج ذیل حدیث شریف سے ہوتی ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُحْضُرُوْا الْمِنْبَرَ،

حضرت کعب بن عجرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں منبر سے قریب ہونے کا حکم دیا

فَحَضَرْنَا، فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ: آمِيْنْ، فَلَمَّا ارْتَقٰى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ: آمِيْنْ، فَلَمَّا ارْتَقٰى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: آمِيْنْ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئاً مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ؟ قَالَ: إِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِيْ، فَقَالَ بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ قُلْتُ: آمِيْنْ، فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: آمِيْنْ، فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ: آمِيْنْ. (الترغيب والترهيب ٢/٥٦، شعب الإيمان ٢/٢١٥ حديث: ١٥٧٢)

ہم حاضر ہوگئے، پھر جب آپ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا ”آمین“، جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا ”آمین“، جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا ”آمین“، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو پہلے نہیں سنی تھی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا) اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے یہ بددعا کی تھی کہ وہ شخص ہلاک ہو جسے رمضان کا مہینہ ملے پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو، تو میں نے کہا ”آمین“، پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا وہ شخص برباد ہو جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے، تو میں نے کہا ”آمین“، پھر جب تیسرے درجہ پر چڑھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ شخص بھی ہلاک ہو جو اپنی زندگی میں اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کے زمانہ میں پائے اور وہ اسے جنت میں داخل نہ کرائیں تو میں نے کہا: ”آمین“۔

افسوس ہے کہ آج رمضان المبارک کی قدر دانی میں بڑی کوتاہیاں پائی جارہی ہیں اور اس کا اظہار کرتے ہوئے بڑی شرم آتی ہے کہ تمام تر آسانیاں پائی جانے کے باوجود ہمارے معاشرہ میں بلا عذر روزہ خوروں کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے، رمضان کے مقدس دنوں میں گلیوں اور محلوں میں چائے کے ہوٹل کھلے نظر آتے ہیں، اور برسر عام ماہِ مبارک کی توہین کی جاتی ہے۔ رمضان کی مبارک راتیں عبادت میں کم، اور سیر وتفریح اور گپ شپ میں زیادہ صرف ہوتی ہیں، اور جوں جوں عید کا زمانہ قریب آتا ہے اور رمضان کا آخری عشرہ اپنی تمام تر برکتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا ہے تو مسجدوں کے بجائے بازاروں کی رونق بتدریج بڑھتی چلی جاتی ہے، اور کیا مرد کیا عورتیں، کیا جوان اور کیا بوڑھے، سب رمضان کی برکتیں سمیٹنے کے بجائے عید کی تیاری میں مدہوش ہو جاتے ہیں، شہروں اور دیہاتوں میں یہی ماحول نظر آتا ہے، یہ بات بہت قابل توجہ ہے جس پر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری فلاح یقیناً اسی میں ہے کہ ہم ماہِ مبارک کو پوری طرح وصول کرنے کے لئے فکر مند ہوں اور زیادہ سے زیادہ عبادت واطاعت کرکے اللہ کی رحمتوں کے مستحق بنیں،

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق مرحمت فرمائیں، آمین۔

چاند کا ثبوت

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ. (البقرة: ١٨٥) جو شخص رمضان کا مہینہ پائے وہ روزہ رکھے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صُومُوا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهٖ. (بخاری شریف ١/٢٥٦، مسلم شریف ١/٣٤٧، ترمذی شریف ١/١٤٨، ابوداؤد شرف ١/٣١٨) یعنی چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند ہی دیکھ کر روزہ ختم کرو (عید مناؤ)۔

اب اگر یہ شرط لگادی جائے کہ ہر ہر شخص کے لئے بذاتِ خود چاند دیکھنا لازم ہے، تو ظاہر ہے کہ یہ تکلیف مالایطاق کہلائے گی؛ کیوں کہ یہ ناممکن ہے کہ ہر شخص چاند دیکھ لے؛ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حدیث میں رؤیت سے مراد رؤیت کا ثبوت ہے، یعنی اگر یہ بات ثابت ہوجائے کہ چاند افق پر طلوع ہو چکا ہے تو مہینہ کی ابتداء وانتہاء کا فیصلہ کردیا جائے گا، اب اس ثبوت کی ایک شکل رؤیت ہے، دوسری شکل رؤیت کی شہادت ہے، تیسری شکل شہادت علی الشہادت ہے، چوتھی شکل شہادت علی القضاء ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ قاضی (یا جسے بھی چاند کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار ہو، مثلاً رؤیت ہلال کمیٹی، یا ذمہ دار عالم اور مفتی) کے فیصلہ پر دو گواہ گواہی دیں، اور پانچویں شکل یہ ہے کہ جس جگہ چاند دیکھا گیا ہے اور وہاں کے قاضی یا کمیٹی نے اس چاند دیکھنے کو قبول کرلیا ہے، اس قبولیت کی خبر استفاضہ کے طور پر دوسری جگہ پہنچے جہاں چاند نہیں دیکھا گیا ہے، تو یہ خبر مستفیض اسی طرح علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے جیسا کہ شہادت فائدہ دیتی ہے۔ **قوله: فلا تصوموا حتى تروه، ليس المراد تعليق الصوم بالرؤية في حق كل أحد؛ بل المراد بذٰلك رؤية بعضهم وهو من يثبت به ذٰلك إما واحد على رأي الجمهور، أو اثنان على رأي اٰخرين.** (فتح الباري ٤/١٥٤) **قوله: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته، المراد رؤية بعض المسلمين ولا يشترط رؤية كل انسانٍ بل يكفي جميع الناس رؤية عدلين، وكذا عدل على الاصح.** (شرح النووي للمسلم ١/٣٤٧، مرقاة المفاتيح ٤/٢٤، عمدة القاري ١٠/٢٨١) **وذكر الشيخ الامام شمس الائمة الحلوانيؒ: أن الصحيح من مذهب اصحابنا أن الخبر إذا استفاض وتحقق فيما بين اهل إحدى البلدتين يلزمهم حكم اهل هٰذه البلدة.** (تاتارخانية زكريا ٣/٣٦٦، ومثله في الشامي زكريا ٣/٣٥٩، منجمع الانهر ١/٢٣٩ منحة الخالق على البحر الرائق كراچی ٢/٢٧٠

مسلم ممالک میں چاند کے اعلان کا اختیار حکومت کو ہے

جن ملکوں میں اقتدارِ اعلیٰ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو وہاں چاند کا اعلان وہی معتبر ہوگا جو حکومت کی طرف سے مقرر کردہ افراد یا کمیٹی کی طرف سے کیا جائے، اپنے طور پر عوام کو روزہ رکھنے یا عید منانے کا اختیار نہ ہوگا۔

والصحیح من هٰذا کله انه مفوض الی رأی الامام الخ. (شامی زکریا ۳/۳٥٦، عمدة الرعایة ۱/۲٤٦)

ہندوستان جیسے ممالک میں چاند کے اعلان کا اختیار

ہندوستان جیسے ممالک جہاں اقتدارِ اعلیٰ مسلمانوں کو حاصل نہیں ہے، وہاں چاند کے اعلان کا اختیار معتمد علیہ رؤیت ہلال کمیٹیوں یا علاقہ کے با اثر ائمہ اور علماء کو ہوگا، انہی کے سامنے چاند کی شہادتیں پیش کی جائیں گی، اور انہی کے اعلان پر روزہ یا عید کا فیصلہ ہوگا، اور جس کمیٹی اور عالم کا جتنا دائرۂ اثر ہے اسی حد تک اس کا فیصلہ نافذ العمل ہوگا۔ **والعالم الثقة فی بلدة لا حاکم قائم مقامه.** (عمدة الرعایة علی شرح الوقایة ۱/۲٤٦، انوار رحمت ٤٥١، جواهر الفقه ۱/٤٠٢، جدید فقهی مسائل ۲/۲۷)

چاند کے مطالع میں اختلاف حقیقی اور قدرتی ہے

چاند کا ایک قدرتی نظام ہے، اور مہینہ کے ہر دن کے لئے اس کی منزلیں متعین ہیں، اور بلا شبہ طول البلد اور عرض البلد کے اعتبار سے ہر علاقہ میں چاند کا مطلع بھی الگ الگ ہے، اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ کریم میں اس کی صراحت فرمائی ہے:

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ. (یس: ۳۹)

اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں، یہاں تک کہ وہ (بڑھنے کے بعد پھر) پرانی ٹہنی کے مانند لوٹ آتا ہے۔

نیز ارشاد باری ہے:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ. (یونس: ٥)

وہی ہے جس نے سورج کو چمک دار اور چاند کو روشن بنایا، اور اس نے چاند کی منزلیں متعین کیں؛ تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب پہچان سکو۔

والمنازل ثمانیة وعشرون منزلاً، ینزل القمر کل لیلة منها بمنزل ......، فاذا صار القمر فی اٰخرها عاد الی اولها، فیقطع الفلک فی ثمان وعشرین لیلة، ثم یستسرُّ ثم یطلع هلالاً فیعود فی قطع الفلک علی المنازل. (تفسیر قرطبی ۱۵/۲۹، روح المعانی ۱۳/۳۳)

اختلاف مطالع کہاں معتبر نہیں ہے؟

چاند کے مطالع میں حقیقی اختلاف تسلیم کرنے کے بعد اب سوال یہ ہے کہ یہ اختلافِ مطالع شریعت کی نظر میں معتبر ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں تمام فقہی جزئیات کو سامنے رکھ کر جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بلادِ قریبہ میں اختلافِ مطالع معتبر نہیں ہے، اور قریب کی حد یہ ہے کہ اس جگہ کی معتبر خبر کو مان لینے سے اپنے یہاں کا مہینہ ۲۹/دن سے کم یا ۳۰/دن سے زیادہ لازم نہ آتا ہو۔ **وفی القدوری: اذا کان بین البلدتین تفاوت لا یختلف المطالع لزم حکم أهل احدی البلدتین البلدة الاخری.** (تاتارخانية زکریا ۳/۳٦٥) **هذا اذا كانت المسافة بين البلدتين قريبة لا تختلف فيها المطالع.** (بدائع الصنائع زکریا ۲/۲۲٤، ومثله فی اعلاء السنن ۹/۱۰۲، الولوالجية ۱/۲۳٦، معارفِ مدنیه ۱۰/۱۷، احسن الفتاویٰ ٤/٤٧٤، فتاویٰ رشیدیه ٤٥١، امداد المفتیین ٤٨٣)

اختلافِ مطالع کہاں معتبر ہے؟

البتہ بلادِ بعیدہ میں اختلافِ مطالع کا شرعاً اعتبار ہے، اور بعیدہ کی حد یہ ہے کہ وہاں کی رؤیت تسلیم کرنے سے اپنے یہاں کا مہینہ ۲۹/دن سے کم یا ۳۰/دن سے زیادہ کا لازم آجاتا ہو، ایسی جگہوں کی خبریں تسلیم نہیں کی جائیں گی، اگر چہ کتنے ہی وثوق کے ساتھ کیوں نہ آئیں، اس لئے کہ شریعت کی نظر میں کوئی مہینہ نہ تو ۲۹/دن سے کم ہوسکتا ہے اور نہ ۳۰/دن سے زیادہ ہوسکتا ہے۔ **الاشبه ان يعتبر لان كل قوم مخاطبون بما عندهم، وانفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار.** (تبیین الحقائق زکریا ۲/۱٦٥) **ان عدم عبرة اختلاف المطالع انما هو فی البلاد المتقاربة لا البلاد النائية الخ، اقول: لابد من تسليم قول الزيلعی، والا فيلزم وقوع العيد يوم السابع والعشرين، او الثامن والعشرين، او يوم الحادی والثلاثين، او الثانی والثلاثين.** (العرف الشذی علی هامش الترمذی ۱/۱٤۹، انوار رحمت ٥٥١، جدید فقهی مسائل ۲/۳۳، امداد الفتاویٰ ۲/۱۰۸)

مکہ معظّمہ کی رؤیت پوری دنیا کے لئے معتبر نہیں!

مکہ معظّمہ کی رؤیت صرف انہی علاقوں تک مانی جاسکتی ہے جہاں اس رؤیت کو تسلیم کر لینے سے ان علاقوں کا مہینہ ۲۹/دن سے کم یا ۳۰/دن سے زیادہ کا ماننا لازم نہ آتا ہو، اور مکہ معظّمہ سے دور دراز کے وہ علاقے جہاں مکہ معظّمہ کی رؤیت تسلیم کرنے سے مہینہ میں کمی بیشی ماننی پڑتی ہو تو ان میں مکہ معظّمہ کی رؤیت

معتبر نہ ہوگی؛ لہٰذا قرآن وسنت اور فقہی جزئیات وکلیات کی روشنی میں مکہ معظّمہ کی رؤیت کو ساری دنیا کے لئے معیار قرار دینے کا نظریہ قطعاً غلط اور ناقابلِ عمل ہے، اور حدیث: "**صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته**". (بخاری شریف ۲۵٦/۱) کے بالکل خلاف ہے۔ **فاما اذا كانت بعيدة فلا يلزم احد البلدين حكم الأخر، لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف، فيعتبر فى اهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الآخر.** (بدائع الصنائع زکریا ۲۲٤/۲، ومثله فى التاتارخانية زكريا ۳٦۵/۳، تبيين الحقائق زكريا ١٦٤/٢)

ان اصولی معلومات کے بعد رؤیت ہلال کے متعلق چند اہم مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

چاند کی تلاش

ماہِ شعبان کی **۲۹**/تاریخ کو سورج غروب ہونے کے وقت رمضان کا چاند تلاش کرنا ضروری ہے اگر نظر آ جائے تو فبہا، ورنہ **۳۰**/کا عدد پورا کر کے روزہ رکھا جائے۔ **يجب أن يلتمس الناس الهلال فى التاسع والعشرين من شعبان وقت الغروب فإن رأوه صاموه وإن غم أكملوه ثلاثين يوماً.** (عالمگيريه ۱۹۷/۱، ومثله فى فتح القدير ۳۱٦/۲، مجمع الانهر ۲۳۸/۱، مراقى الفلاح ۳۵٤، البحر الرائق ۲٦۳/۲-۲٦٤، تبيين الحقائق زكريا ۱۵۵/۲، تاتارخانية زكريا ۳۵۸/۳)

ماہرینِ فلکیات کا قول معتبر نہیں

چاند کے بارے میں ماہرینِ فلکیات اور سائنسدانوں کا حساب شرعاً معتبر نہیں ہے؛ یعنی چاند دیکھے بغیر محض ان لوگوں کے قول پر مہینہ شروع یا ختم ہونے کا اعلان نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ چاند کی رؤیت یا اس کا ثبوت بہرحال لازم ہوگا۔ (**قولهٗ ولا عبرة بقول المؤقتين) أى فى وجوب الصوم على الناس الخ.** (شامى زكريا ۳۵٤/۳، ومثله فى عالمگيرى ۱۹۷/۱، مراقى الفلاح ۳۵۸)

دوربین سے چاند دیکھنا

دوربین اور خوردبین سے بھی چاند دیکھنا شرعاً معتبر ہے۔ (کیوں کہ یہ آلات صرف دیکھنے میں سہولت پیدا کرتے ہیں، معدوم کو موجود نہیں کر سکتے) (تفصیل دیکھئے، امداد الفتاوی ۲/ ۱۰۹-۱۱۰، انوارِ رحمت ۵۲۷)

ہیلی کاپٹر سے چاند دیکھنا

اگر ہیلی کاپٹر (جو کم اونچائی کی پرواز کرتا ہے) سے افق پر جا کر چاند دیکھا جائے اور وہ چاند زمین سے دیکھنے والوں کو نظر نہ آئے تو شرعاً اس چاند دیکھنے کا اعتبار رہے اور اس رؤیت پر شرعی ثبوت کے بعد چاند کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بلند مقامات پر چاند دیکھنے والے لوگ کسی میدانی جگہ پر واقع بستی میں آ کر خبر دیں تو ان کی خبر قبول ہوتی ہے۔ اسی طرح ہیلی کاپٹر میں چاند دیکھنے والوں کی خبر بھی قبول کی جائے گی کیوں کہ ہیلی کاپٹر اتنے اوپر پرواز نہیں کرتا کہ مطلع بدل جائے۔ **وقد یریٰ الهلال من أعلی الأماکن ما لا یریٰ من الأسفل فلا یکون تفرده بالرؤیة علی خلاف الظاهر بل علی موافقة الظاهر.** (شامی زکریا ۳/۳۵۷، مجمع الانہر ۱/۲۳۷، هدایة ۱/۲۱۶، خانیة ۱/۱۹۶، تاتارخانیة ۳/۳۵۹، هندیة ۱/۱۹۸، نیز دیکھئے: انوارِ رحمت ۵۲۳-۵۲۶، امداد المفتیین ۴۸۱-۴۸۳)

ہوائی جہاز سے چاند دیکھنا

ہوائی جہاز سے جو چاند دیکھا جائے اور وہ زمین پر نظر نہ آئے تو اس بارے میں قدرے تفصیل ہے، اگر ہوائی جہاز سے نیچے پرواز کر کے وہیں سے چاند دیکھ لیا گیا تو اس کا شرعاً اعتبار ہے جیسا کہ ہیلی کاپٹر سے چاند دیکھنے میں ہوتا ہے۔ اور اگر ہوائی جہاز سے اتنی بلندی پر جا کر چاند دیکھا کہ وہاں مطلع بدل جاتا ہے اور اس خبر کو مان لینے سے مہینہ ۲۸؍ دن کا ہونا لازم آ جائے تو ہوائی جہاز سے دیکھے ہوئے چاند کا اعتبار نہ ہوگا۔ (دیکھئے انوار رحمت ۵۲۳، امداد المفتیین ۴۸۲)

مطلع صاف ہونے کی صورت میں چاند کے ثبوت کی شرط

اگر مطلع بالکل صاف ہو تو اس وقت تک رمضان یا عیدین کے چاند کا ثبوت نہ ہوگا جب تک کہ ایک بڑی معتد بہ جماعت چاند نہ دیکھ لے، یا اطراف سے متواتر نا قابلِ انکار خبریں استفاضہ کے طور پر نہ آ جائیں؛ لہٰذا ایسی صورت میں اگر دو ایک آدمی گواہی دیں تو ان کی گواہی معتبر نہ ہوگی۔

وإذا لم تكن بالسماء علة لم تقبل الشهادة حتى يراه جمعٌ كثيرٌ يقع العلم بخبرهم. (هدايه ١٩٥/١، ومثله فی المجمع الانهر ٢٣٦/١، البحر الرائق ٢٦٨/٢، تبيين الحقائق زكريا ١٦٣/٢، تاتارخانية زكريا ٣٥٩/٣، در مختار مع الشامی زكريا ٣٥٥/٣-٣٥٦)

مطلع صاف ہونے کی صورت میں دوسرے شہر کی خبر کا اعتبار

بلا دِقّت یہ میں اختلافِ مطالع معتبر نہ ہونے کے مفتیٰ بہ قول سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی شہر میں مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند دکھائی نہ دے، مگر دوسرے قریبی شہر سے چاند کا ثبوت شرعی طور پر ہوجائے تو اس ثبوت کا اعتبار کیا جائے گا۔ **وإنما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع بمعنی أنه هل يجب علی كل قوم اعتبار مطلعهم و لا يلزم أحداً العمل بمطلع غيره أم لا يعتبر اختلافها بل يجب العمل بالأسبق رؤية حتی لو رأی فی المشرق ليلة الجمعة وفی المغرب ليلة السبت وجب علی أهل المغرب العمل بما راٰه أهل المشرق فقيل بالأول واعتمده الزيلعی وصاحب الفيض وهو الصحيح عند الشافعية ...... وظاهر الرواية الثانی وهو المعتمد عندنا وعند المالكية والحنابلة.** (شامی زكريا ٣٦٤/٣) **وكذا المستفاد من العبارة الآتية. ولا يصام يوم الشک هو يوم الثلاثين من شعبان وإن لم يكن علة أی علی القول بعدم اعتبار اختلاف المطالع لجواز تحقق الرؤية فی بلدة أخریٰ.** (در مختار) **أی فيلزم البلدة التی لم ير فيها الهلال.** (شامی زكريا ٣٤٦/٣، ومثله فی التاتارخانية زكريا ٣٦٥/٣، خانية ١٩٨/١، مجمع الانهر ٢٣٩/١)

مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں رمضان کے چاند کا ثبوت

اگر مطلع ابر آلود یا غبار آمیز ہو تو رمضان کے چاند کے ثبوت کے لئے ایک شخص کی خبر کافی ہے جس میں گواہی کے الفاظ کو کہنا ضروری نہیں۔ **وإذا كان بالسماء علة تمنع الرؤية قبل الحاكم فی هلال رمضان خبر عدل او مستور فی الاصح.** (مجمع الانهر ٣٤٨/١، هدايه ١٩٥/١تا ١٩٦)

عیدین کے چاند کے ثبوت کے شرائط

جب رؤیت عام نہ ہوتو عیدین (اور دیگر مہینوں) کے چاند کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ درج ذیل چار ذرائع میں سے کوئی ذریعہ پایا جائے:

(۱) **شهادة على الرؤية**: یعنی چاند دیکھنے والے دو عادل شخص خود قاضی یا کمیٹی کے روبرو چاند دیکھنے کی گواہی دیں۔

(۲) **شهادة على شهادة الرؤية**: یعنی چاند دیکھنے والے خود تو حاضر نہ ہوں، لیکن ان میں سے ہر ایک کی گواہی پر دو دو عادل شخص گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں فلاں شخص نے چاند کی گواہی دی ہے۔

(۳) **شهادة على القضاء**: یعنی کسی جگہ قاضی یا کمیٹی شرعی ثبوت پر چاند کا فیصلہ کردے پھر اپنے فیصلہ کو دو گواہوں کے سامنے مہر بند کر کے دوسرے شہر کی کمیٹی یا قاضی کو بھیجے۔

(٤) **استفاضه**: یعنی کسی جگہ سے چاند کی خبر یا قاضی کے فیصلہ کے بعد اس کی خبر دوسرے شہر تک اس تواتر سے پہنچے کہ اس سے چاند کے ثبوت کا علم یقینی ہوجائے۔

ان میں سے اگر ایک ذریعہ بھی متحقق ہوجائے تو عید کے چاند کا ثبوت ہوجائے گا۔

ولا يجزئ في هلال ذى الحجة والفطر الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين. (تاتارخانية زكريا ٣/ ٣٦٠) **(قولهٔ بطريق موجب) كان يتحمل إثنان الشهادة أو يشهدا على حكم القاضي أو يستفيض الخبر.** (شامي زكريا ٣٦٤/٣، طحطاوى ٣٥٩) **قال شمس الأئمة الحلواني الصحيح من مذهب أصحابنا أن الخبر إذا استفاض وتحقق فيما بين أهل البلدة الأخرىٰ يلزمهم حكم هٰذه البلدة.** (شامي زكريا ٣٥٩/٣) **وفي مجموع النوازل: شاهدان شهدا عند قاضي مصر لم ير اهله الهلال على ان قاضي مصر كذا شهد عنده شاهدان بروية الهلال وقضى به ووجد شرائط صحة الدعوى قضى بشهادتهما حكاه عن شيخ الاسلام.** (تاتارخانية زكريا ٣٦٦/٣، منحة الخالق ٢/ ٢٧٠)

نوٹ: یہی حکم رمضان المبارک کے علاوہ سال کے دیگر مہینوں کا بھی ہے۔

جس جگہ ہمیشہ مطلع ابر آلود رہتا ہو وہاں کیا کریں؟

جس ملک یا شہر میں ہمیشہ مطلع ابر آلود رہتا ہو اور تلاش وجستجو کے باوجود چاند نظر آنے کی کوئی شکل نہ ہو (مثلاً لندن اور بعض دیگر یوروپی علاقے) تو وہاں قریبی ملک سے آئی ہوئی چاند کی معتبر شہادت یا خبر مستفیض پر عمل کیا جائے گا، پس ایسے علاقوں کے علماء پر لازم ہے کہ وہ اتفاقِ رائے سے اقرب ترین ملک سے رابطہ کر کے رمضان یا عید کا اعلان کیا کریں۔ **قال شمس الأئمة الحلوانی: الصحیح من مذهب أصحابنا إن الخبر إذا استفاض وتحقق فیما بین أهل البلدة الأخریٰ یلزمهم حکم هٰذه البلدة.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۹، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ۳/ ۳٦٦، مجمع الانهر ۱/ ۲۳۹، منحة الخالق ۲/ ۲۷۰)

کیا استفاضہ کے لئے مختلف شہروں سے خبر آنا ضروری ہے؟

استفاضہ کے لئے متعدد شہروں سے الگ الگ خبریں آنا لازم نہیں ہے، بلکہ اگر کسی ایک جگہ سے بھی بطریقِ استفاضہ ثبوت کی خبر آجائے تو اس کا اعتبار ہوگا۔ **قال شمس الأئمة الحلوانی: الصحیح من مذهب أصحابنا إن الخبر إذا استفاض وتحقق فیما بین أهل البلدة الأخریٰ یلزمهم حکم هٰذه البلدة.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۹، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ۳/ ۳٦٦، مجمع الانهر ۱/ ۲۳۹، منحة الخالق ۲/ ۲۷۰)

خبر مستفیض کی اہمیت

بعض حضرات خبر مستفیض کو چاند کے ثبوت میں کما حقہ اہمیت نہیں دیتے، حالاں کہ تمام فقہاء کرام نے خبر مستفیض کو علم یقینی کا موجب مان کر معتبر اور ملزم قرار دیا ہے۔ اور واضح رہنا چاہئے کہ شریعت میں چاند کے ثبوت کے لئے تو شہادت وغیرہ کی سخت شرطیں لگائی گئی ہیں؛ لیکن جب چاند کا ثبوت ہو چکا ہو تو اس کی خبر دوسروں تک پہنچانے کے لئے شہادت یا کلماتِ شہادت کی کوئی شرط نہیں، حتی کہ گولے داغنے یا مسجد کے میناروں کی لائٹ جلنے کو بھی عمل کرنے کے لئے معتبر قرار دیا

گیا ہے۔ **والظاهر انه يلزم اهل القرى الصوم بسماع المدافع او روية القناديل من المصر لانه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن، وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵٤ وغیرہ)

ضــروری نوٹ: آج ہندوستان جیسے ملک میں جہاں اسلامی نظام حکومت نافذ نہیں ہے، رمضان اورعیدین میں انتشار کی وجہ یہی بنتی ہے کہ ایک طبقہ خبر مستفیض کو نہ ماننے پر اڑا رہتا ہے، اور ہر چہار جانب سے چاند کے فیصلہ کی متواتر خبریں مسلسل آنے کے باوجود اپنے یہاں چاند کا اعلان اس وقت تک نہیں کرتا جب تک شخصی شہادت نہ آجائے، حالاں کہ خبر مستفیض میں شخصی شہادت کی قطعاً ضرورت نہیں، یہی ضد سخت اختلاف وانتشار کا سبب بن جاتی ہے، اس لئے ایسے سب حضرات کو موجودہ دور میں استفاضہ کی جزئیات کو پیش نظر رکھ کر صحیح اور جلد فیصلہ کرنے کی راہ اپنانی چاہئے ، اور چاند کے اعلان میں نفسانیت ، انانیت اور خودغرضی کو شامل نہیں کرنا چاہئے ۔(مرتب)

چاند دیکھنے والے کی گواہی رد ہوجائے تو وہ کیا کرے؟

جس شخص نے رمضان کا چاند دیکھا، لیکن کسی وجہ سے اس کی گواہی رد کردی گئی اور عام لوگوں نے روزہ رکھنا شروع نہیں کیا تو چاند دیکھنے والے پر روزہ رکھنا ضروری ہے، اگر اس وقت روزہ نہ رکھا تو بعد میں قضا لازم ہوگی؛ لیکن اگر یہی صورت عید کے چاند میں پیش آئے تو احتیاطاً وہ روزہ نہیں چھوڑے گا، خواہ اس کے روزے اکتیس ہوجائیں۔ **ومن رأى هلال رمضان وحده صام وان لم يقبل الامام شهادته.** (هدایه ۱/ ۲۱۵) **ومن رأى هلال الفطر وحده لم يفطر احتياطاً.** (هداية ۱/ ۲۱٦، خانية ۱/ ۱۹۷، تبيين الحقائق زكريا ۲/ ۱٦۰، مجمع الانهر ۱/ ۲۳۸، مراقي الفلاح ۳۵۷، عالمگيريه ۱/ ۱۹۷)

پاکستان اور بنگلہ دیش کی خبروں کا حکم

اگر بنگلہ دیش یا پاکستان سے رؤیت کی خبریں تواتر کے ساتھ آئیں تو ہندوستان کی رؤیتِ ہلال کمیٹیوں کو شرحِ صدر ہونے پر رؤیت کا اعلان کرنا درست ہے (لیکن جب تک رؤیتِ ہلال

کمیٹی اعلان نہ کرے عوام کو اپنی مرضی سے چاند کے فیصلہ کا حق حاصل نہیں) **قال شمس الأئمة الحلواني: الصحيح من مذهب أصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فيما بين اهل البلدة الاخرى يلزمهم حكم هذه البلدة.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۹، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۳٦٦، منحة الخالق کوئٹه ۲/ ۲۷۰، مجمع الانهر ۱/ ۲۳۹)

ریڈیو اور ٹی وی کا اعلان

اگر شرعی رؤیتِ ہلال کمیٹی یا مسلم حاکم کی طرف سے ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر شرعی ضابطہ کے مطابق چاند کا اعلان ہو اور اس کی سچائی کا گمان غالب ہو جائے تو ایسے اعلان کا شرعاً اعتبار ہے۔ **والظاهر انه يلزم اهل القرى الصوم بسماع المدافع او روية القناديل من المصر لانه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵٤، جواهر الفقه ۱/ ٤۰۱، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ۱۱/ ۹۳، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۰/ ۸۳، احسن الفتاویٰ ٤/ ٤۰۷–٤۱۲، امداد المفتیین ۲/ ٤۸٤)

تار، ٹیلی فون اور فیکس کی خبریں

اگر اپنے یہاں چاند نہ دیکھا جاسکے اور دوسری جگہ سے تار، ٹیلی فون یا فیکس وغیرہ کے ذریعہ چاند کے ثبوت کی متواتر خبریں اس طرح آئیں کہ ان پر یقین ہو جائے تو ایسی خبروں کا اعتبار کیا جائے گا۔ **إن هذه الاستفاضة ليس فيها شهادة على قضاء قاض ولا على شهادة لكن لما كانت بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها أن أهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها لأن البلدة لا تخلو عن حاكم شرعي عادة فلابد من أن يكون صومهم مبنيا على حكم حاكمهم الشرعي فكانت تلك الاستفاضة بمعنى نقل الحكم المذكور وهي أقوى من الشهادة بأن أهل تلك البلدة رأوا الهلال وصاموا لأنها لا تفيد اليقين فلذا لم تقبل إلا إذا كانت على الحكم أو على شهادة غيرهم لتكون شهادة معتبرة وإلا فهي مجرد أخبار بخلاف الاستفاضة فإنها تفيد اليقين الخ.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۹، منحة الخالق ۲/ ۲۷۰)

چاند کے بارے میں ٹیلی فون کی خبروں کا حکم

چاند کے متعلق اگر باہر سے ٹیلی فون سے خبریں آتی ہیں، تو یہ دیکھا جائے گا کہ خبر دینے والا کن الفاظ میں خبر دے رہا ہے، اگر صرف یہ خبر دی کہ یہاں چاند ہو گیا ہے، یا یہاں بہت سے لوگوں نے چاند دیکھ لیا ہے، تو محض ان خبروں کا کوئی اعتبار نہیں، چاہے کتنی ہی خبریں کیوں نہ ہوں، اور اگر خبر دینے والے نے اس طرح خبر دی کہ خود میں نے چاند دیکھا ہے، یا چاند دیکھنے والے فلاں شخص نے خود مجھ سے بیان کیا ہے، یا یہ کہ یہاں کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی یا ذمہ دار اور مفتی نے چاند کی گواہی قبول کر لی ہے، تو ایسی صورت میں اگر اس طرح کے مضمون کے ٹیلی فون اتنی زیادہ تعداد میں آئیں کہ ان سے سچائی کا گمان غالب ہوتا ہو تو ایسی ٹیلی فون کی خبروں کا شرعاً اعتبار کیا جائے گا، اور ان کی روشنی میں کسی دوسرے شہر میں چاند کے ثبوت کا اعلان کرنا قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی وغیرہ کے لئے جائز ہوگا۔ (مستفاد: بوادر النوادر، از: حضرت تھانویؒ ۲۱۵-۲۱۶)

لو شهد جماعة ان اهل بلد كذا رأوا هلال رمضان قبلكم بيوم فصاموا وهٰذا اليوم ثلاثون بحسابهم، ولم ير هؤلاء الهلال لا يباح لهم فطر غد، ولا تترك التراويح هٰذه الليلة، لان هٰذه الجماعة لم يشهدوا بالرؤية، ولا على شهادة غيرهم، وانما حكوا رؤية غيرهم، ولو شهدوا ان قاضي بلد كذا شهد عنده اثنان برؤية الهلال في ليلة كذا، وقضىٰ بشهادتهما جاز لهٰذا القاضي ان يحكم بشهادتهما، لان قضاء القاضي حجة وقد شهدوا به. (فتح القدير بيروت ٣١٤/٢، ومثله في الهندية ١٩٩/١، خانية ١٩٨/١، مجمع الانهر ٢٣٩/١، البحر الرائق كراچي ٢٧٠/٢، تاتارخانية زكريا ٣٦٦/٣)

اخبارات کا اعلان

متعدد اخبارات میں اگر ذمہ دار حضرات کی طرف سے شرعی فیصلہ کا اعلان آجائے اور سچائی کا گمان غالب ہو تو اس اعلان پر عمل جائز ہے۔ (کفایۃ المفتی ۲۰۹/۴)

ضروری تنبیہ: شرعی طور پر یہ ضروری نہیں ہے کہ پورے ملک میں ایک ہی دن

سے رمضان شروع ہو یا ایک ہی دن عید ہو بلکہ مہینہ کی ابتداء وانتہاء کا مدار چاند دیکھنے اور اس کی گواہی دینے کے شرعی ضابطوں پر ہے، لہٰذا اس معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہئے اور بے جا تبصرہ بازی اور علماء پر تہمت طرازی سے احتراز کرنا چاہئے۔ **قال النبی ﷺ صوموا لرؤیتہٖ وأفطروا لرؤیتہٖ.** (مشکوٰۃ شریف ۱۷٤/۱)

جنوبی ہند کی رؤیت پر شمالی ہند میں عمل کیا جائے گا یا نہیں؟

ہندوستان جیسے ملک میں چوں کہ رؤیت ہلال کمیٹیوں کا مستحکم اور مربوط نظام نہیں ہے؛ بلکہ ہر صوبہ کی الگ الگ با اثر کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں؛ لہٰذا جنوبی ہند سے رؤیت کی تصدیق پر شمالی ہند والوں کے لئے اس وقت تک عمل جائز نہ ہوگا جب تک کہ شمالی ہند کی معتبر کمیٹیاں جنوبی ہند کی رؤیت تسلیم نہ کرلیں، اور یہی حکم اس کے برعکس صورت میں بھی ہوگا۔ **مستفاد: وفی التجنیس عن محمدؒ ان امر القلة والکثرة مفوض الی رأی الامام وھو الصحیح وفی البرھان فی الاصح.** (مراقی الفلاح ۵۵۹، شامی زکریا ۳۵٦/۳)

جنوبی ہند کی رؤیت کو صرف مقامی عالم تسلیم کریں؟

اگر مثلاً جنوبی ہند کی خبر پر شمالی ہند کا کوئی مقامی عالم اپنے طور پر رؤیت کا اعلان کردے اور اس علاقہ کی با اثر کمیٹیاں اس رؤیت کو تسلیم نہ کریں تو مقامی عالم کا فیصلہ صرف اس کے زیر اثر لوگوں پر ہی نافذ ہوگا، دیگر لوگوں پر اس فیصلہ کا نفاذ نہ ہوگا۔ **والعالم الثقة فی بلدة لا حاکم قائم مقامه.** (عمدۃ الرعایۃ ۲٤٦/۱)

۲۹ر شعبان کو ہندوستان سے روانہ ہوکر نصف النہار سے قبل سعودیہ پہنچ گیا؟

اگر کوئی شخص ہندوستان سے ۲۹ر شعبان کو روانہ ہوکر نصف النہار شرعی (ضحوۂ کبری) سے قبل سعودیہ پہنچا جب کہ وہاں رمضان المبارک شروع ہوچکا تھا اور لوگ روزے سے تھے، تو اگر اس شخص

نے صبح صادق کے بعد سے کوئی روزہ کے خلاف عمل نہ کیا ہوتو روزہ کی نیت کرنا اس پر ضروری ہوگا، اور اس کا رمضان کا روزہ معتبر ہو جائے گا۔ (یہ ایسا ہی ہے جیسے رمضان کے چاند کے ثبوت کی اطلاع دن نکلنے کے بعد ملے تو جن لوگوں نے صبح صادق کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہوتو ان پر روزہ کی نیت ضروری ہوتی ہے) **مستفاد: فان ظهر رمضانيته فعنه، قال الشامي: اى فيقع عن رمضان لوجود اصل النية وهو كاف في رمضان لعدم لزوم التعيين فيه.** (درمختار و شامی زکریا ۳/ ۳۵۰)

۲۹ رشعبان کو ہندوستان سے روانہ ہو کر زوال کے بعد سعودیہ پہنچا

اگر کوئی شخص ۲۹ رشعبان کو ہندوستان سے روانہ ہو کر زوال کے بعد سعودیہ پہنچا تو اگر اس نے صبح ہی سے روزے کی نیت کر رکھی ہے تو اس کا روزہ معتبر ہو جائے گا اور اگر نصف النہار سے پہلے روزہ کی نیت نہیں کی ہے تو اس کے بعد نیت کرنے سے روزہ درست نہ ہوگا۔ **فيصح اداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية من الليل ...... الى الضحوة الكبرىٰ لا بعدها .** (درمختار زکریا ۳/ ۳۳۸، هندية ۱/ ۱۹۵)

۲۹ ررمضان کو ہندوستان سے چلا جب کہ سعودیہ میں عید تھی؟

اگر کوئی شخص ۲۹ ررمضان المبارک کو ہندوستان سے روزہ رکھ کر چلا جب کہ سعودیہ میں عید تھی تو یہ شخص وہاں جا کر روزہ توڑ دے گا (اب اگر اس کے روزے ۲۹ ر سے کم ہوئے ہوں تو بعد میں ایک روزہ کی قضا کرے گا) **ولزم نفل شرع فيه قصداً......، إلا في العيدين وأيام التشريق فلا يلزم لصيرورته صائماً بنفس الشروع فيصير مرتكباً للنهي (درمختار) وفي الشامي: فلا تجب صيانته بل يجب ابطاله ووجوب القضاء يبتني على وجوب الصيانة فلم يجب قضاءً كما لم يجب أداءً.** (شامی بیروت ۳/ ۳٦۷)

رمضان میں ہندوستان سے سعودیہ جانے والے کے روزوں کا حکم

اگر کوئی شخص رمضان شروع ہونے کے بعد ہندوستان سے مثلاً سعودی عرب چلا جائے اور

وہاں اس کے ۲۸/روزے ہونے کے بعد ہی عید کا چاند نظر آجائے تو وہ عید میں شریک ہوگا اور عید کے بعد ایک روزہ قضا کرے گا، احتیاط کا تقاضا یہی ہے؛ کیوں کہ کسی بھی صورت میں شرعاً مہینہ ۲۹/دن سے کم نہیں ہوتا۔ **قال رسول اللّٰہ ﷺ الشهر هٰكذا وهٰكذا وهٰكذا وعقد إبهامه في الثالثة.** (مظاهر حق ۱۵۷/۲)

وكذا تستفاد من عبارة الهندية: وإذا صام أهل مصر شهر رمضان على غير رؤية ثمانية وعشرين يوماً ثم رأوا هلال شوال إن عدوا شعبان برؤيته ثلاثين يوماً ولم يروا هلال رمضان قضوا يوماً واحداً. (عالمگیری ۱۹۹/۱، خانية ۱۹۷/۱–۱۹۸، تاتارخانية ۳۶٤/۳، مجمع الانهر ۲۳۸/۱، البحر الرائق ۲٦۷/۲، فتح القدير ۳۲٤/۲)

سعودیہ سے روزہ رکھ کر چلا مگر ہندوستان میں رمضان شروع نہیں ہوا؟

اگر کسی شخص نے سعودیہ میں رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھا اور اسی دن دوپہر تک ہندوستان پہنچ گیا، جب کہ یہاں اس دن شعبان کی ۲۹/تاریخ تھی تو اس کا رمضان کا روزہ معتبر ہوگا، (لیکن وہ اس وقت تک روزہ رکھنا نہیں چھوڑے گا جب تک کہ ہندوستان میں عید کا اعلان نہ ہو، خواہ اس کے روزے ۳۰ سے زیادہ کیوں نہ ہوجائیں) **ومن رأى هلال رمضان وحده صام وان لم يقبل الامام شهادته.** (هداية ۲۱٥/۱) **لو صام رائي هلال رمضان واكمل العدة لم يفطر الا مع الامام لقوله عليه السلام: صومكم يوم تصومون وفطركم يوم تفطرون.** (شامي زكريا ۳٥۱/۳)

چاندرات میں سعودیہ سے چل کر صبح صادق سے قبل ہندوستان پہنچ گیا

اگر کوئی شخص سعودیہ میں عید کا اعلان سن کر رات کی فلائٹ سے روانہ ہوا اور صبح صادق سے قبل ہندوستان پہنچ گیا جب کہ یہاں رمضان باقی تھا تو ایسے شخص پر ہندوستان آکر روزہ رکھنا لازم ہے (یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص خود عید کا چاند دیکھے مگر اس کی گواہی رویت ہلال کمیٹی رد کردے تو

اس چاند دیکھنے والے پر بھی عام لوگوں کی طرح روزہ رکھنا لازم ہوتا ہے، یہی صورت سعودیہ سے چاند کا اعلان سن کر ہندوستان آنے والے کی ہے) **مستفاد: قال الشامي: تنبيه: لو صام رائ هلال رمضان واكمل العدة لم يفطر الا مع الامام لقوله عليه الصلاة والسلام: ''صومكم يوم تصومون وفطركم يوم تفطرون''. رواه الترمذي وغيره. والناس لم يفطروا في مثل هٰذا اليوم فوجب ان لا يفطر......، قال في التحفة: يجب عليه الصوم، وفي المبسوط: عليه صوم ذٰلك اليوم وهو ظاهر استدلالهم في هلال رمضان بقوله تعالىٰ: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ وفي العيد بالاحتياط، نهر. وما في البدائع مخالف لما في اكثر المعتبرات من التصريح بالوجوب، نوح. قلت: والظاهر ان المراد بالوجود المصطلح لا الفرض لان كونه من رمضان ليس قطعياً ولذا ساغ القول بندب صومه وسقطت الكفارة بفطره ولو كان قطعياً للزم الناس صومه، على ان الحسن وابن سيرين وعطاء قالوا: لا يصوم الا مع الامام كما نقله في البحر، فافهم.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۱)

چاند رات میں صبح صادق سے قبل سعودی عرب سے روانہ ہوگیا

چاند رات میں عید کے اعلان کے بعد سعودیہ سے روانہ ہوا اور دورانِ پرواز اس کا جہاز صبح صادق سے قبل ایسے علاقے میں پہنچ گیا جہاں عید کا اعلان نہیں تھا (مثلاً رات کے شروع میں جہاز روانہ ہوا اور صبح صادق سے قبل پاکستان کی فضاء میں پہنچ گیا یا سردیوں کی رات میں ۲/ بجے جدہ سے جہاز روانہ ہوا اور ۶/ بجے کراچی کی فضا میں پہنچ گیا جہاں رمضان باقی تھا) تو ایسے شخص پر روزہ لازم ہوگا (اور مسافر کے لئے سفر کی رخصت کی بنا پر گو کہ روزہ چھوڑنا جائز ہے؛ لیکن بعد میں اس کی قضا کرنی ہوگی) **مستفاد: تنبيه: لو صام رائ هلال رمضان واكمل العدة لم يفطر الا مع الامام، لقوله عليه الصلاة والسلام: ''صومكم يوم تصومون وفطركم يوم**

تفطرون''. (رواہ الترمذی وغیرہ) **والناس لم یفطروا فی مثل هذا الیوم فوجب ان لا یفطر.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۱)

عید کے دن سعودیہ سے چل کر نصف النہار سے قبل ہندوستان پہنچا

جو شخص عید کے دن صبح صادق کے بعد سعودیہ سے روانہ ہو تو اس کے لئے سعودیہ میں رہتے ہوئے روزہ کی نیت کرنا درست نہیں ہے؛ کیوں کہ وہاں وہ عید کا دن ہے اور عید کے دن روزہ ممنوع ہے؛ البتہ اگر وہ نصف النہار شرعی سے قبل ہندوستان (یا ایسا علاقہ جہاں عید نہ ہو) پہنچ جائے اور اس نے روزہ کے خلاف کوئی عمل نہ کیا ہو تو اس پر روزہ کی نیت کرنا درست ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں کوئی صریح جزئیہ احقر کو نہیں ملا، اور فقہی عبارتوں کے مطالعہ سے دو طرح کی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) بعض فقہی جزئیات میں رمضان کے روزہ کا سببِ وجوب ہر دن کے اس حصہ کو قرار دیا گیا ہے جس میں روزہ رکھنا ممکن ہو سکے یعنی صبح صادق سے ضحوۂ کبریٰ کا درمیانی وقت، تو اس اعتبار سے اگر مذکورہ شخص ضحوۂ کبریٰ سے قبل ایسے علاقہ میں پہنچ جائے جہاں نیت کرنا ممکن ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا درست ہوگا یعنی عید کے دن روزہ رکھنے والا نہیں کہلائے گا؛ بلکہ رمضان میں روزہ رکھنے والا کہلائے گا۔

عبارت یہ ہے: **وسبب صوم رمضان شهود جزء من الشهر (تنویر الابصار) واختار فخر الاسلام وغیره انه الجزء الذی یمکن انشاء الصوم فیه من کل یوم (درمختار) وتحته فی الشامیة: وهو ما کان من طلوع الفجر الصادق الی قبیل الضحوة الکبریٰ، اما اللیل والضحوة وما بعدها فلا یمکن انشاء الصوم فیهما.** (شامی زکریا ۳/ ۳۳۲)

لیکن بعض دیگر فقہاء نے اس بحث سے علی الاطلاق اتفاق نہیں کیا؛ بلکہ ہر دن کے جزءِ اول کو سبب قرار دیا ہے، اور اسی کو حق کہا ہے۔ **فذهب القاضی الامام ابوزید فخر الاسلام وصدر الاسلام ابو الیسر الی انه الجزء الاول الذی لا یتجزء فی کل یوم کذا فی الکشف الکبیر، قال فی غایة البیان وهو الحق عندی وصححه الامام الهندی، کذا فی النهر الفائق.** (عالمگیریة ۱۹٤)

(۲) فقہی کتابوں میں ایک بحث یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ نصف النہار شرعی سے قبل بالغ ہوجائے تو اس دن کا روزہ اس پر فرض ہوگا یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہاء کی عبارات واضح ہیں کہ اس پر اس دن کا روزہ فرض نہ ہوگا اور اگر وہ نیت بھی کرلے پھر بھی وہ روزہ اس کے لئے فرض شمار نہ ہوگا۔ اس جزئیہ کے اعتبار سے ہماری زیر بحث مسئلہ میں نصف النہار سے قبل سعودیہ سے ہندوستان پہنچنے والوں کو روزہ کی نیت کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، اور اگر اس کے ۲۹؍روزے پورے ہوچکے ہوں تو انہیں مزید کسی روزے کی قضا کا حکم بھی نہ ہوگا۔ عبارت درج ذیل ہے: **وکذا اذا بلغ فی یوم من رمضان قبل الزوال لا یجزیه صوم ذلک الیوم وان نوی ولیس علیه قضاؤه اذ لم یجب علیه فی اول الیوم لعدم اهلیة الوجوب فیه، والصوم لا یتجزأ وجوباً وجوازاً، لما فیه من الحرج علی ما ذکرنا. وروی عن ابی یوسف فی الصبی یبلغ قبل الزوال او اسلم الکافر ان علیهما القضاء، ووجهه انهما ادرکا وقت النیة فصار کانهما ادرکا من اللیل، والصحیح جواب ظاهر الروایة لما ذکرنا ان الصوم لا یتجزأ وجوباً فاذا لم یجب علیهما البعض لم یجب الباقی.** (بدائع الصنائع ۲/ ۲۳۳)

نوٹ: بعض حضرات مفتیانِ کرام کا رجحان اس مسئلہ میں اول الذکر جزئیات کی طرف ہے، اسی بنا پر وہ نصف النہار سے قبل روزہ کی نیت کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ احقر کی نظر میں قبل الزوال بالغ ہونے والا مسئلہ زیر بحث مسئلہ کے لئے قریبی نظیر کی حیثیت رکھتا ہے اور اسی کے مطابق فتویٰ ہونا چاہئے کہ انہیں روزہ کا حکم نہ دیا جائے؛ لیکن اگر وہ غروب سے قبل اپنے وطن پہنچ جائیں تو روزہ داروں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے منافی روزہ اعمال سے بچنا ان پر لازم ہوگا، دورانِ سفر اس کا لزوم نہیں ہے۔ **وأجمعوا علی أنه لا یجب التشبه بالصائم علی الحائض والنفساء والمریض والمسافر.** (عالمگیری ۱/ ۲۱۵) **واللہ اعلم۔**

عید کے دن سعودیہ سے چل کر زوال کے بعد ہندوستان پہنچا

اگر کوئی شخص عید کے دن صبح صادق کے بعد سعودیہ سے روانہ ہوا اور زوال کے بعد

ہندوستان پہنچا (اور اس دوران اس نے نہ تو روزہ کی نیت کی اور نہ ہی کوئی منافی روزہ عمل کیا) تو اب اس کے لئے روزہ کی نیت کرنا معتبر نہ ہوگا؛ کیوں کہ بالاتفاق نیت کا وقت نکل چکا ہے) **اما الليل والضحوة وما بعدها فلا يمكن انشاء الصوم فيهما.** (شامی زکریا ۳۳۲/۳)

رمضان میں سعودیہ سے ہندوستان آنے والا شخص روزہ کب تک رکھے؟

کوئی شخص رمضان کے دوران سعودی عرب سے ہندوستان آکر مقیم ہوجائے اور یہاں اس کے ۳۰/ روزے پورے ہوجائیں تو وہ اس وقت تک روزہ رکھنا نہ چھوڑے گا جب تک کہ ہندوستان میں عید کا چاند نظر نہ آجائے چاہے اسے ۳۱ یا ۳۲/ روزے رکھنے پڑیں۔ **كذا تستفاد من العبارة الآتية:**

تنبيه : لو صام رائى هلال رمضان وأكمل العدة لم يفطر إلا مع الإمام لقوله عليه السلام صومكم يوم تصومون وفطركم يوم تفطرون. (رواه الترمذی ۱۵۰/۱، ابوداؤد شریف ۳۱۸/۱، ابن ماجة ۱۲۰، وغیرہ) **والناس لم يفطروا فى مثل هذا اليوم فوجب أن لا يفطر.** (شامی زکریا ۳۵۱/۳) **لو اكمل هٰذا الرجل ثلاثين يوماً لم يفطر الا مع الامام.** (عالمگیری ۱۹۸/۱، مراقی الفلاح ۳۵۷، مجمع الانهر ۲۳۸/۱، هداية ۲۱۶/۱، احسن الفتاوی ۴۲۳/۴)

❍❖❍

روزہ کے اہم مسائل

روزہ کی فرضیت

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اہل ایمان کو رمضان المبارک کے روزہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (البقرۃ: ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا؛ تا کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

روزہ ۲ھ میں فرض ہوا، اور شروع شروع میں سہولت کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ چاہے آدمی روزہ رکھے یا ہر روزہ کے بدلہ میں فدیہ ادا کرے، پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ اختیار ختم کر دیا گیا اور حتمی طور پر رمضان المبارک کی فرضیت کا حکم اس آیت میں نازل ہوا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ. (البقرۃ: ۱۸۵)

پس جو پائے تم میں سے رمضان کا مہینہ تو وہ اس میں ضرور روزہ رکھے۔

البتہ شیخ فانی اور دائمی مریض کے لئے فدیہ کا حکم ابھی بھی باقی ہے اور عارضی مریض اور مسافر کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ سردست روزہ نہ رکھ کر بعد میں قضا کر لے۔ (زاد المعاد مکمل ۲۵۷)

روزہ؛ تقویٰ کے حصول کا اہم ذریعہ

حضرت علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلِلصَّوْمِ تَاثِيْرٌ عَجِيْبٌ فِيْ حِفْظِ الْجَوَارِحِ الظَّاهِرَةِ وَالْقُوَى الْبَاطِنَةِ وَحِمْيَتِهَا عَنِ التَّخْلِيْطِ الْجَالِبِ لَهَا الْمَوَادَّ الْفَاسِدَةَ الَّتِيْ اِذَا اسْتَوْلَتْ عَلَيْهَا اَفْسَدَتْهَا، وَاسْتِفْرَاغِ الْمَوَادِّ الرَّدِيْئَةِ الْمَانِعَةِ لَهَا مِنْ صِحَّتِهَا،

روزہ کے اندر ظاہری اعضاء اور باطنی قوتوں کی حفاظت کرنے کی عجیب تاثیر پائی جاتی ہے، اسی طرح روزہ ان فاسد مادوں کی ملاوٹ سے بچاتا ہے جو نفس پر غالب آنے پر اسے بگاڑ دیتے ہیں اسی طرح جو گھٹیا جذبات وکیفیات روحانی صحت کے لئے مضر ہیں، روزہ ان سب کو باہر کرنے میں اثر رکھتا ہے، نیز

فَالصَّوْمُ يَحْفَظُ عَلَى الْقَلْبِ وَالْجَوَارِحِ صِحَّتَهَا وَيُعِيْدُ اِلَيْهَا مَا اسْتَلَبَتْهُ مِنْهَا اَيْدِى الشَّهَوَاتِ فَهُوَ مِنْ اَكْبَرِ الْعَوْنِ عَلَى التَّقْوىٰ. (زاد المعاد مکمل بیروت ۲۵۷)

روزہ دل اور اعضاء وجوارح کی صحت مندی کا محافظ ہے اور جونفسانی خواہشات کے ہاتھوں صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں ان کو روزہ واپس لے آتا ہے، پس روزہ تقویٰ کو حاصل کرنے میں سب سے بڑا معاون عمل ہے۔ (جیسا کہ آیت بالا میں فرمایا گیا)

اور تجربہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ روزہ خواہشات کو توڑنے میں نہایت اثر رکھتا ہے، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان نو جوانوں کو جو مالی وسعت کی بنا پر نکاح سے عاجز ہوں، مسلسل روزے رکھنے کا مشورہ دیا ہے۔ (بخاری شریف حدیث: ۵۰۶۵)

روزہ کا بے انتہاء اجر وثواب

روزہ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انسان کو اس بات کی مشق کرانا چاہتے ہیں کہ ہماری خواہش اصل نہیں؛ بلکہ حکم خداوندی اصل ہے، وہی چیزیں جو روزہ سے قبل حلال ہوتی ہیں، مثلاً اپنی محنت سے حاصل کردہ حلال مال اور اپنی منکوحہ حلال بیوی؛ لیکن روزہ کی نیت کرتے ہی یہ دونوں حلال چیزیں روزہ دار پر حرام قرار پاتی ہیں، اور روزہ دار بخوشی روزہ رکھ کر حکم خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کا خلوص اور اطاعت وانقیاد کی اعلیٰ کیفیت ہے جس پر اللہ کے علاوہ کوئی اور بغیر بتائے مطلع نہیں ہوسکتا، اور یہ کیفیت جس کو حاصل ہوجائے گی، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی عادت پڑجائے گی تو انسان روزہ سے ہو یا نہ ہو، بہرحال ہر اس کام سے بچے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے، اسی بنا پر حدیث قدسی میں روزہ کی عبادت کا خصوصی درجہ بتایا گیا ہے۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلىٰ سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ إِلَّا الصَّوْمُ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ أَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ

آدمی کے ہر عمل کا اجر دس سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ اس (تحدید) سے مستثنیٰ ہے اس لئے کہ وہ صرف میرے (اللہ) کے لئے ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ مرحمت فرماؤں گا، کیوں کہ روزہ دار اپنی خواہش اور کھانے پینے کو صرف میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو (خاص) فرحتیں ہیں ایک اس کے افطار کے وقت اور دوسرے پروردگارِ عالم سے ملاقات کے وقت، اور روزہ

يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلاَ يَرْفَثْ وَلاَ يَصْخَبْ فَإِنَّ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ امْرُؤٌ صَائِمٌ. (بخاری شریف ۲۵۵/۱، مسلم شریف ۳۶۳/۱، مشکوٰة شریف ۱۷۳/۱)

دار کے منہ سے آنے والی بواللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے، اور روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو بری بات زبان سے نہ نکالے اور نہ گالم گلوچ کرے اور جب کوئی اسے برا بھلا کہے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب دے دے کہ میں روزہ دار شخص ہوں۔

اس حدیث شریف میں روزہ دار کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے یہ صرف روزہ کے ساتھ خاص نہیں رہنی چاہئے ؛ بلکہ سارے سال، دن اور رات ہر وقت یہی فکر سوار ہو کہ ہم سے کوئی ایسا عمل صادر نہ ہو جو ہمارے پروردگار، محسن حقیقی کی مرضی کے خلاف ہو، اسی کیفیت کا نام تقویٰ ہے، جس کے حصول کے لئے روزہ کی عبادت فرض کی گئی ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت تک پہنچادے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لا عِدْلَ لَهُ. (الترغيب والترهيب ٥٢/٢، صحيح ابن حبان ١٨٠/٥ حديث: ٣٤١٧)

تم روزے رکھا کرو؛ اس لئے کہ وہ بے مثال عمل ہے۔

روزہ داروں کے لئے جنت کا خصوصی دروازہ

جنت میں داخلہ کے وقت روزہ داروں کو خصوصی اعزاز سے نوازا جائے گا، اور جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ خاص طور پر روزہ داروں کے نام منسوب کردیا جائے گا، جس کا نام ''ریان'' ہوگا، اس خصوصی گیٹ سے انہیں لوگوں کو داخلہ کا پروانہ ملے گا جن کو روزہ کی عبادت سے خاص مناسبت رہی ہوگی، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فِيْ الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمّٰى الرَّيَّانُ لاَ يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُوْنَ. (بخاری شریف ۲۵٤/۱، مسلم شریف ۳٦٤/۱ مشکوٰة شریف ۱۷۳/۱، شعب الإيمان للبيهقي ۳۹٦/۳)

جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک دروازہ ''ریان'' نامی ہے جس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔

اس لئے ہم لوگوں کو چاہئے کہ فرض روزوں کے علاوہ کچھ نہ کچھ نفلی روزوں کا بھی اہتمام رکھا کریں؛

تاکہ ہمیں بھی آخرت میں ''باب الریان'' سے داخلہ کی خصوصیت نصیب ہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

روزہ اور قرآنِ کریم کی سفارش

روزہ ایسی عبادت ہے جو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں روزہ دار کے لئے خود سفارش کرے گی، اور اس کی سفارش قبول بھی کی جائے گی، اسی طرح قرآنِ پاک بھی اپنے پڑھنے والوں کے لئے خصوصی سفارش کرے گا جس کو قبولیت سے نوازا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے:

اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ أَيْ رَبِّ إِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ. (مسند إمام أحمد بن حنبل ١٧٤/٢ حديث: ٦٦٢٦، مشكوٰة شريف ١٧٣/١، جامع الأحاديث حديث: ١٣٧٩٨)

روزہ اور قرآنِ کریم بندہ کے لئے (اللہ کے دربار میں) سفارش کریں گے، روزہ کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے اس کو دن میں کھانے اور خواہشات سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، اور قرآن کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، چناں چہ ان دونوں کی سفارشیں قبول کی جائیں گی۔

اس حدیث کی پرداز یہ بتلا رہی ہے کہ رمضان المبارک میں خصوصیت کے ساتھ رات میں تلاوتِ کلام پاک کا اہتمام رکھنا چاہئے، اور اس میں تراویح کی نماز کی جانب بھی اشارہ موجود ہے، علاوہ ازیں سال بھر جس قدر توفیق ملے تلاوت کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی ہے

روزہ کی حالت میں دعا کی قبولیت کا وعدہ بھی احادیث میں منقول ہے۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّائِمُ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ. (مصنف ابن ابي شيبه ٢٧٤/٢)

روزہ دار کی دعاء رد نہیں کی جاتی۔

اور دوسری حدیث میں ہے:

ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: اَلصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ الخ. (الترغيب والترهيب ٥٣/٢، شعب الإيمان ٣٠٠/٣ حديث: ٣٥٩٤)

تین شخصوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں: (۱) روزہ دار کی افطار کے وقت کی دعا (۲) عادل بادشاہ کی دعا (۳) مظلوم کی دعا۔

اس لئے روزہ کی حالت میں یکسوئی کے ساتھ دعاؤں کا اہتمام بھی رہنا چاہئے، خاص طور پر افطار کے قریبی وقت میں دعا کی قبولیت کی امید زیادہ ہوتی ہے، اس وقت کو غنیمت سمجھا جائے اور کھانے پینے کی طرف توجہ کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف توجہ کی جانی چاہئے۔

روزہ کے دوران ناجائز امور سے اجتناب نہ کرنا

روزہ کا اصل مقصد چوں کہ تقویٰ کا حصول اور گناہوں سے اجتناب ہے؛ لہٰذا جو شخص روزہ رکھ کر بھی گناہوں سے نہ بچے تو ایسے شخص کے بھوکے پیاسے رہنے کا کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہو پائے گا، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِعالی ہے:

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ. (بخاری شریف ۱/۲۵۵، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۶)

جو شخص (روزہ میں) جھوٹی بات اور ناجائز کلام کرنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس شخص کے کھانے پینے کو چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہر روزہ دار روزہ رکھ کر گناہ سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے، اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے گناہ پر آمادہ بھی کرنا چاہے تو صبر وہمت سے کام لے کر اس سے بچنے کا اہتمام کرے۔

روزہ کی حالت میں زبان کی حفاظت کا اہتمام

بالخصوص زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے، اور روزہ میں خاص کر غیبت اور چغلی وغیرہ سے بچنے کا بہت اہتمام ہونا چاہئے، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے:

مَا صَامَ مَنْ ظَلَّ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ. (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۲۷۳)

جو شخص لوگوں کے گوشت کھاتا رہا (یعنی غیبتیں کرتا رہا) اس نے (گویا) روزہ ہی نہیں رکھا۔

اور ایک دوسری حدیث میں اس بارے میں بہت عبرت ناک واقعہ بیان کیا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ اِمْرَأَتَيْنِ صَامَتَا وَأَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰهُنَا اِمْرَأَتَيْنِ قَدْ صَامَتَا وَإِنَّهُمَا قَدْ كَادَتَا أَنْ تَمُوْتَا مِنَ الْعَطْشِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ - أَوْ سَكَتَ - ثُمَّ عَادَ وَأُرَاهُ قَالَ بِالْهَاجِرَةِ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّهُمَا وَاللّٰهِ قَدْ مَاتَتَا أَوْ

آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا تو ایک شخص نے (آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر) عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہاں دو روزہ دار عورتیں پیاس کے مارے موت کے دہانے تک پہنچ گئی ہیں، آنحضرت ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا اور خاموش رہے، اس نے پھر یہی بات دہرائی اور غالباً یہ بھری

كَادَتَا أَنْ تَمُوْتَا قَالَ أُدْعُهُمَا قَالَ: فَجَاءَتَا قَالَ فَجِيئَ بِقَدَحٍ – أَوْعُسٍّ – فَقَالَ لِإِحْدَاهُمَا قِيْئِي فَقَاءَتْ قَيْحاً – أَوْ دَماً وَصَدِيْداً – أَوْ لَحْماً – حَتىٰ قَاءَتْ نِصْفَ الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ لِلْأُخْرىٰ قِيْئِي فَقَاءَتْ مِنْ قَيْحٍ وَدَمٍ وَصَدِيْدٍ وَلَحْمٍ عَبِيْطٍ وَغَيْرِهٖ حَتّٰى مَلَأَتِ الْقَدَحُ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ صَامَتَا عَمَّا أَحَلَّ اللّٰهُ، وَأَفْطَرَتَا عَلىٰ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمَا، جَلَسَتْ إِحْدَاهُمَا إِلىٰ الْأُخْرىٰ فَجَعَلَتَا يَأْكُلَانِ لُحُوْمَ النَّاسِ.

(مسند احمد ٥/ ٤٣١)

دوپہر کا وقت تھا اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! قسم بخدا وہ دونوں عورتیں مرنے کے بالکل قریب پہنچ چکی ہیں (مقصد تھا کہ آپ انہیں افطار کی اجازت دے دیں) آپ ﷺ نے ان دونوں عورتوں کو بلانے کا حکم دیا۔ چناں چہ وہ دونوں حاضر ہوگئیں، راوی فرماتے ہیں کہ پھر ایک پیالہ یا ٹب لایا گیا، اور نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں میں سے ایک سے فرمایا کہ اس میں قے کرو تو اس نے پیپ یا خون اور گوشت کی قے کی یہاں تک کہ آدھا پیالہ بھر گیا، پھر آپ ﷺ نے دوسری عورت کو قے کرنے کا حکم دیا چناں چہ اس نے بھی پیپ اور خون اور تازہ گوشت کی قے کی حتیٰ کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے حلال پر روزہ رکھا، حرام بات پر افطار کیا، یہ دونوں پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں (یعنی غیبت کرتی رہیں) العیاذ باللّٰہ۔

اس واقعہ کی روشنی میں ہمیں اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہئے اور روزہ کو ہر طرح کے قولی و عملی گناہ سے محفوظ رکھنے کی فکر کرنی چاہئے۔

روزہ جہنم سے بچاؤ کے لئے ڈھال ہے

روزہ جہنم اور گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے کہ اس عبادت سے ایسی قوت حاصل ہوتی ہے کہ آدمی کے لئے نفسانی اور شیطانی خواہشات کا مقابلہ کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ يَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ. (الطبراني في الكبير حديث: ٨٣٨٦، الترغيب والترهيب ٢/ ٥٠)

روزہ ایسی ڈھال ہے کہ جس سے بندہ جہنم سے بچاؤ کرتا ہے۔

اور ایک حدیث میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَعَرَفَ حُدُوْدَهُ، وَتَحَفَّظَ مِمَّا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَّتَحَفَّظَ كُفِّرَ مَا قَبْلَهُ. (الترغيب والترهيب ۲/ ۵۵، صحيح ابن حبان ۵/ ۱۸۳ حديث: ۳۴۲۴)

جو شخص رمضان کا روزہ رکھے اور اس کے حدود کی رعایت رکھے اور جن چیزوں کی نگہداشت کرنی چاہئے ان کی نگرانی کرے تو اس کے گذشتہ معاصی کا کفارہ ہوجائے گا۔

روزہ سے تندرستی میں اضافہ

روزہ سے جہاں روحانی فائدے ہیں، وہیں روزہ جسمانی صحت کا بھی اہم سبب ہے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أُغْزُوْا تَغْنِمُوْا، وَصُوْمُوْا تَصِحُّوا، وَسَافِرُوْا تَسْتَغْنُوْا. (الطبراني في الأوسط ۹/ ۱۴۴ حديث: ۸۳۰۸، الترغيب والترهيب ۲/ ۴۹)

جہاد کرو مالِ غنیمت حاصل کروگے اور روزہ رکھو صحت مند رہوگے، اور سفر کرو دوسروں سے بے نیاز رہوگے۔

روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے

جسم اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے جس سے انسان ہر وقت فائدہ اٹھاتا رہتا ہے، جسم کا ایک ایک عضو اس قدر قیمتی ہے کہ ساری دنیا کی دولت بھی اس کے مقابلہ میں ہیچ ہے، اس نعمت کا حق یہ ہے کہ جس طرح مال و دولت کی نعمت کی زکوٰۃ نکالی جاتی ہے، اسی طرح جسم کی بھی زکوٰۃ نکالی جائے، اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الصِّيَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ و عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ، وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ. (شعب الإيمان ۳/ ۲۹۲ حديث: ۳۵۷۷، الترغيب والترهيب ۲/ ۵۱)

روزہ آدھا صبر ہے اور ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

اب ذیل میں روزہ سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

روزہ کس پر فرض ہے؟

ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر عاقل بالغ مسلمان غیر معذور شخص پر فرض ہے۔

شـرط نـفـس الـوجـوب وهو الاسلام والعقل والبلوغ. (تـاتـارخـانية زكريـا ۳/ ۳۵۱، عالمگیری ۱/ ۱۹۵، فتح القدیر ۲/ ۳۰۲)

کن حالتوں میں روزہ رکھنا درست نہیں؟

حیض ونفاس والی عورتوں کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں لیکن بعد میں قضالازم ہے۔ **شرط وجوب ادائه: خلـو الـمرأة من الحيض والنفاس؛ لان الحائض والنفساء ليستا اهلاً للصوم ولحديث عائشةؓ فنؤمر بقضاء الصوم.** (الـمـوسـوعة الفقهية ۲۸/ ۲۱، طحطاوی علی المراقی ۳٤۸، شامی زكريا ۳/ ۳۳۱، تاتارخانية زكريا ۳/ ۳۵۱، هندية ۱/ ۱۹۵)

کن حالتوں میں روزہ نہ رکھنا مباح ہے؟

مریض، مسافر، حاملہ، دودھ پلانے والی عورت، تیماردار (جب کہ اس کے روزہ رکھنے سے مریض کا نقصان ہو) نہایت کمزور، بھوک پیاس سے مجبور، مجاہد فی سبیل اللہ (جب کہ اس کے روزہ سے جہاد میں نقصان ہو) اور جنون اور بے ہوشی میں مبتلا شخص کے لئے اعذار کی بناء پر روزہ نہ رکھنا مباح ہے، جب ان کا عذر زائل ہوجائے تو وہ روزہ کی قضا کریں، ہاں اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے روزہ رکھنے پر قدرت ہی نہ رہے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ ہر روزہ کے بدلہ میں فدیہ (ایک صدقۂ فطر کی مقدار) دے دیا کرے۔ **الاعذار التى تبيح الافطار: منها السفر ......، ومنها المرض، ومنها حبل المرأة وارضاعها ......، ومنها الحيض والنفاس......، ومنها العطش والجوع اذا خيف منهما الهلاك او نقصان العقل، ومنها كبر السن كالشيخ الفانى الذى لا يقدر على الصيام، يفطر ويطعم لكل يوم مسكيناً كما يطعم فى الكفارة ......، المجنون اذا افاق فى بعض الشهريلزمه قضاء ما مضى ......، ولو اغمى عليه رمضان كله قضاه وهٰذا بالاجماع، الغازى اذا علم انه يقاتل العدو فى رمضان وهو يخاف الضعف فله ان يفطر.** (عالمگیری ۱/ ۲۰۶، ۲۰۸، ومثله فی تبیین الحقائق ۲/ ۱۸۹، فتح القدير ۲/ ۳۵۰)

ہر روزہ کی الگ الگ نیت کرنا

رمضان المبارک کے ہر روزہ کے لئے الگ الگ نیت کرنا ضروری ہے۔ **ثم عندنا لا بد من النية لكل يوم في رمضان.** (هنديه ١/١٩٥، ومثله في الشامي زكريا ٣/٣٤٤، تاتارخانية زكريا ٣/٣٦٨)

نصف النہار سے پہلے پہلے فرض ونفل روزہ کی نیت

نصف النہار شرعی (جوجنتریوں میں عام طور پرضحوۂ کبریٰ کے نام سے لکھا رہتا ہے، یعنی صبح صادق اورغروبِ آفتاب کا بالکل درمیانی وقت) سے پہلے تک اگر رمضان کے اداء روزے کی نیت کرلی جائے تو روزہ صحیح ہوجائے گا۔ (اس وقت کے بعد نیت معتبر نہیں ہے) **فيصح أداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية من الليل ......، إلى الضحوة الكبرىٰ لابعدها (درمختار) قوله إلى الضحوة الكبرىٰ المراد بها نصف النهار الشرعي.** (شامی زكريا ٣/٣٣٨ - ٣٤١، هنديه ١/١٩٥)

زبان سے نیت ضروری نہیں

نیت کے لئے زبان سے تلفظ کی ضرورت نہیں؛ بلکہ محض دل سے ارادہ کرلینا کافی ہے، حتی کہ روزہ کے لئے سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام ہوتا ہے۔ **والنية معرفته بقلبه ان يصوم ......، والتسحر في رمضان نية.** (هنديه ١/١٩٥، درمختار زكريا ٣/٣٤٥، تاتارخانية زكريا ٣/٣٦٨)

نوٹ: بعض لوگ عربی میں روزہ کی نیت ضروری سمجھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/۳۷۸)

نیت کے بعد صبح صادق سے قبل کھانا پینا

روزہ کی ابتدا صبح صادق سے ہوتی ہے اس لئے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب جائز ہے، اگر چہ روزہ کی نیت پہلے کر چکا ہو۔ **قال اصحابنا وقت الصوم من حين يطلع الفجر الثاني.** (تاتارخانية زكريا ٣/٣٥٢، هنديه ١/١٩٤، هدايه ١/٢١٦)

سحری کی فضیلت

روزہ رکھنے کے لئے سحری (آخری شب میں کھانا پینا) مسنون ہے، اور حدیث میں اس عمل کو باعث برکت قرار دیا گیا ہے، اس لئے سحری کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ **عَنْ أَنَسٍ** رضی اللہ عنہ **قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِيْ السَّحُوْرِ بَرَكَةً.** (بخاری شریف ۲۵۷/۱، مسلم شریف ۳۵۰/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۵/۱)

سحری میں تاخیر کرنا

سحری میں تاخیر مستحب ہے مگر اتنا تاخیر کرنا کہ وقت میں شک پیدا ہوجائے مکروہ ہے۔ **ثم تاخير السحور مستحب كذا في النهاية، ويكره تاخير السحور إلى وقت يقع فيه الشك هٰكذا في السراج الوهاج.** (هنديه ۲۰۰/۱، هداية ۲۲۵/۱، مراقی الفلاح ۳۷۳، تاتارخانية ۳۵۵/۳، درمختار مع الشامی ۴۰۰/۳، مجمع الانهر ۲۴۸/۱)

بلاسحری روزہ رکھنا

سحری کھانا اگرچہ مسنون ہے لیکن اگر کوئی شخص سحری کھائے بغیر ہی روزہ کی نیت کر لے تو بھی اس کا روزہ درست ہو جائے گا، البتہ سحری کی برکت سے محروم رہے گا۔ **ويسن للصائم السحور.** (بدائع الصنائع ۲۶۶/۲، شامی زکریا ۴۰۰/۳، تاتارخانية زکریا ۳۵۵/۳)

افطار میں جلدی کرنے کا حکم

افطار کا وقت ہوجانے کے بعد افطار میں جلدی کرنا مسنون ہے، اور بلا وجہ تاخیر کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ احادیث شریفہ میں افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت وارد ہے۔ **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ.** (بخاری شریف ۲۶۳/۱، مسلم شریف ۳۵۱/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۵/۱) **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ أَحَبُّ عِبَادِيْ إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا.** (ترمذی شریف ۱۵۰/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۵/۱)

افطار کے مسنون کلمات

افطار کرتے وقت درج ذیل کلمات پڑھنا مسنون ہے: **ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.** (سنن الدارقطني ١٦٤/٢) (ترجمہ: پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہوگئیں اور ثواب طے ہو چکا انشاء اللہ تعالی)

نیز یہ دعا بھی ثابت ہے: **اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلیٰ رِزْقِکَ أَفْطَرْتُ.** (أبو داؤد ٣٢٢/١)
(ترجمہ: اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے دئے ہوئے رزق سے افطار کیا)

کھجور یا پانی سے افطار کا حکم

بہتر ہے کہ کھجور سے افطار کیا جائے، اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا افضل ہے۔ **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلیٰ تَمَرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلیٰ مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُوْرٌ.** (ترمذی شریف ١٤٩/١، مشکوٰۃ شریف ١٧٥/١)

عورت صبح صادق کے بعد حیض سے پاک ہوئی

اگر عورت صبح صادق کے بعد دن میں کسی وقت حیض یا نفاس سے پاک ہوئی تو آج کے دن وہ روزہ نہیں رکھے گی، بلکہ بعد میں اس دن کی قضاء کرے گی۔ البتہ روزہ داروں کی طرح شام تک کھانے پینے سے احتراز کرے۔ **والأخيران يمسكان بقية يومهما وجوباً ......، وحائض ونفساء طهرتا.** (تنویر الابصار ٣٨٣/٣، طحطاوی ٣٧٠، هداية ٢٢٥/١، هندية ٢١٤/١، خانية ٢١٧/١، و مثله في التاتارخانية ٤٢٧/٣)

حائضہ عورت صبح صادق سے پہلے پاک ہوئی

اگر کوئی عورت صبح صادق سے پہلے حیض سے پاک ہوگئی تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

الف: اگر وہ دس دن مکمل حیض میں رہ کر پاک ہوئی ہے تو اب خواہ صبح صادق سے قبل اسے غسل کا موقع اور وقت ملا ہو یا نہ ملا ہو بہرحال وہ اس دن کا روزہ رکھے گی۔

ب: اوراگردس دن سے کم میں پاک ہوئی ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ صبح صادق سے پہلے پہلے وہ غسل کر کے پاک ہوسکتی ہے یانہیں؟ اگراتنا وقت ہے کہ پاک ہو سکے تو اس پراس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہوگا، اوراگراتنا وقت نہیں ہے کہ غسل کرسکے گویا کہ عین صبح صادق کے وقت پاک ہوئی ہے تواب اس پراس دن کا روزہ رکھنا درست نہیں ہے؛ بلکہ بعد میں قضاء کرنی ہوگی۔ **ولو طهرت ليلاً صامت الغد إن كانت أيام حيضها عشرة.** (عالمگیری ۲۰۷/۱) **وإن كانت أيام حيضها دون عشرة فإن أدركت من الليل مقدار الغسل وزيادة ساعة لطيفة تصوم، وإن طلع الفجر مع فراغها من الغسل لا تصوم لأن مدة الاغتسال من جملة الحيض فيمن كانت أيامها دون العشرة.** (عالمگیری ۲۰۷/۱، ومثله فی التاتارخانية زکریا ۴۲۹/۳)

دن میں بچہ بالغ ہوایا کافر اسلام لایا

اگر دن میں کسی بھی وقت بچہ بالغ ہوایا کافر اسلام لایا تو ان کوشام تک روزہ داروں کی طرح رہنا ضروری ہے۔ **كالصبی اذا بلغ فی بعض النهار واسلم الكافر ...... يجب عليه الامساك بقية اليوم.** (هندية ۲۱٤/۱)

نصف النہار سے قبل بالغ ہونے والے بچہ کیلئے نفل روزہ کی نیت

اگر بچہ نصف النہار شرعی سے قبل بالغ ہوجائے اوراس نے اب تک کوئی منافی روزہ کام نہ کیا ہوتو وہ نفل روزہ کی نیت کرسکتا ہے۔ **وان بلغ الصبی قبل الزوال والاكل ونوى التطوع كان متطوعاً على الصحيح.** (هندية ۲۱٤/۱)

نصف النہار سے قبل اسلام لانے والے کیلئے نفل روزہ کی نیت

اگرکوئی کافر نصف النہار شرعی سے قبل اسلام لائے اوروہ نفل روزہ کی نیت کرنا چاہے تو اس کی یہ نیت معتبر نہ ہوگی۔ **ولو اسلم قبل الزوال ولم يأكل وصام تطوعاً فی ظاهر الرواية لا يصح صومه لعدم الاهلية فی اول النهار والصوم لا يتجزأ.** (هندية ۲۱٤/۱)

دس سال سے کم عمر بچوں سے روزہ رکھوانا

دس سال سے کم عمر بچہ اگر ایسا صحت مند ہو کہ روزہ رکھنے سے اس کو کوئی مشقت نہ ہو تو ایسے بچے سے روزہ رکھوانے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر بچہ کمزور ہو یا اتنا چھوٹا ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہو تو اس سے روزہ نہیں رکھوایا جائے گا۔ **قال الرازی: یؤمر الصبی اذا أطاقه، وذکر ابو جعفر اختلاف مشائخ بلخؒ فیه والاصح انه یؤمر وهٰذا اذا لم یضر الصوم ببدنه فان اضر لا یؤمر به.** (هندية ۱/۲۱۳، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۳۸۵)

نوٹ: آج کل لوگ ناموری کے لئے زبردستی چھوٹے چھوٹے بچوں سے روزہ رکھواتے ہیں اور پھر ان کی تصاویر اخبارات میں شائع کی جاتی ہیں اور روزہ کشائی کے نام پر بڑی بڑی دعوتیں کی جاتی ہیں، یہ سب باتیں رسومات میں داخل ہیں اور قابل ترک ہیں ان سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مرتب)

دس سال کے بچوں کو روزہ کی تاکید کرنا

جو بچہ دس سال کا ہو جائے اور روزہ کی طاقت ہو تو اسے روزہ کا حکم دیا جائے گا اور اگر وہ بلاعذر روزہ چھوڑے گا تو اس کو تنبیہ کی جائے گی۔ **وسئل ابو حفص أیضرب ابن عشر سنین علی الصوم، قال: اختلفوا فیه والصحیح انه بمنزلة الصلاة.** (هندية ۱/۲۱٤، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۳۸۵)

دس سال سے کم یا دس سال کے بچہ کو پورے مہینہ کے روزہ کی طاقت نہ ہو؟

اگر بچہ دس سال سے کم عمر کا ہو یا دس گیارہ سال کی عمر کا ہو اور اس کو پورے مہینہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو؛ بلکہ پورے مہینہ روزہ رکھنے سے سخت تکلیف اور زیادہ کمزور ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو جتنے دن روزہ رکھنے کی طاقت ہو صرف اتنے ہی دن روزہ رکھے، مزید روزے رکھنے کا اسے حکم نہ

ہوگا۔ **والظاهر أنه يؤمر بقدر الطاقة اذا لم يطق جميع الشهر**. (شامی زکریا ۳/ ۳۸۵)

کسی عورت نے نفلی روزہ رکھا پھر حائضہ ہوگئی

اگر کسی عورت نے نفلی روزہ رکھ لیا، پھر صبح صادق کے بعد حیض شروع ہوگیا تو یہ روزہ شروع کرنے سے لازم ہوگیا؛ لہٰذا حیض ختم ہونے کے بعد اس روزہ کی قضا لازم ہے۔ **اذا حاضت الصائمة المتطوعة يجب القضاء في اصح الروايتين كذا في النهاية**. (هندية ۱/ ۲۱۵)

مسافر زوال سے قبل مقیم ہوگیا

اگر مسافر نصف النہار شرعی یعنی ضحوۂ کبریٰ سے قبل مقیم ہوگیا اور اب تک اس نے کوئی منافی صوم عمل نہیں کیا تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ نیت کرکے اس دن کا روزہ رکھے۔ **اما قبلهما (اى نصف النهار والاكل) فيجب عليه الصوم وان نوىٰ الفطر** . (شامی زکریا ۳/ ۳۸۳)

❍❖❍

روزہ میں جو کام مفسد نہیں ہیں

بھول کر کھانا پینا یا جماع کرنا

بھول کر کھانے، پینے اور جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلِيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ.** (بخاری شریف ۲۵۹/۱، مسلم شریف ۳٦٤/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷٦/۱) **منها لو أكل الصائم أو شرب أو جامع ناسياً لصومه.** (مراقی الفلاح ۳٦۰، هندية ۲۰۲/۱، تاتارخانية ۳۷۵/۳، شامی زکریا ۳٦۵/۳، البحر الرائق ۲۷۱/۲)

روزہ میں خون ٹیسٹ کرانا

روزے کی حالت میں خون نکال کر ٹیسٹ کرانے سے روزہ فاسد نہ ہوگا؛ لیکن اتنا زیادہ خون نہ نکلوائیں کہ کمزوری غالب ہو جائے۔ **ولا بأس بالحجامة إن أمن على نفسه الضعف اما اذا خاف فانه يكره.** (عالمگیری ۱۹۹/۱، قاضی خاں ۲۰۸/۱، ومثله فی المراقی الفلاح ۳٦۱)

دل کے مریض کا زبان کے نیچے گولی رکھنے کا حکم

امراض قلب میں جو گولی زبان کے نیچے رکھی جاتی ہے اور وہ وہیں جذب ہو کر تحلیل ہو جاتی ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن اگر دوا کے اجزاء لعاب کے ساتھ مل کر حلق کے راستہ سے اندر چلے جائیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **قوله كطعم ادوية اى لو دق دواءاً فوجد طعمه فى حلقه، وفى القهستاني: طعم الادوية وريح العطر اذا وجد فى حلقه لم يفطر.**

(شامی زکریا ۳٦۷/۳، تاتارخانية زکریا ۳۸۲/۳، المحيط البرهانی کوئٹه ۵۵٦/۲)

روزہ میں انجکشن یا ٹیکہ لگوانا

اگر روزہ کے دوران انجکشن لگوایا یا ٹیکہ لگوایا، تو اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑا (لیکن اگر ایسا انجکشن ہو کہ دوا براہِ راست دماغ یا معدہ تک پہنچتی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا) **واما ما وصل الی الجوف او الی الدماغ عن غیر المخارق الاصلیة بان داوی الجائفة والاٰمة، فان داواها بدواء یابس لایفسد.** (بدائع الصنائع ۲۴۳/۲) **فالمعتبر الوصول حتی لو علم وصول الیابس افسد او عدم وصول الطری لم یفسد.** (شامی زکریا ۳۷۶/۳، جواهر الفقه ۳۷۹/۱)

روزہ میں گلوکوز چڑھوانا

روزے کی حالت میں گلوکوز چڑھوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا؛ کیوں کہ دوا براہِ راست دماغ یا معدہ تک نہیں پہنچتی؛ بلکہ رگوں کے واسطے سے جاتی ہے؛ لیکن بلا عذر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ **واکثر المشائخ اعتبروا الوصول الی الجوف فی الجائفة والاٰمة ان عرف ان الیابس وصل الی الجوف یفسد صومه بالاتفاق وان لم یعرف ان الرطب لا یصل الی الجوف لا یفسد.** (تاتارخانیة زکریا ۳۷۹/۳، شامی ۳۷۶/۳، بدائع الصنائع ۲۴۳/۲)

روزہ میں ڈائلیسس (گردہ کی دھلائی) کرانا

روزہ کی حالت میں ڈائلیسس (گردہ کی دھلائی) کے عمل سے روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ اس عمل کا تعلق صرف خون کی صفائی سے ہے، اور براہِ راست جوفِ معدہ میں اس کے سبب کوئی چیز داخل نہیں ہوتی۔ **واکثر المشائخ اعتبروا الوصول فی الجائفة والاٰمة، ان عرف ان الیابس وصل الی الجوف یفسد صومه بالاتفاق وان لم یعرف ان الرطب لا یصل الی الجوف لایفسد.** (تاتارخانیة زکریا ۳۷۹/۳، شامی زکریا ۳۷۶/۳ وغیرہ)

روزہ میں آکسیجن لینا

روزہ میں اگر آکسیجن کے ذریعہ سانس لیا جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا؛ کیوں کہ

آکسیجن محض ایک صاف ستھری ہوا ہے، اس کا بدن میں جانا مفسدِ صوم نہیں ہے۔ (مفطرات الصیام المعاصرۃ (دکتور: احمد محمد الخلیل) ۵٦، آئینہ رمضان (مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدنی) ٦۵)

ہومیو پیتھک دوا سونگھنا

بعض ہومیو پیتھک دوائیں صرف سونگھی جاتی ہیں، ان کو کھایا پیا نہیں جاتا، اور سونگھنے کے ساتھ ان کا کوئی جزء بدن کے اندر منتقل نہیں ہوتا؛ لہٰذا ایسی دواؤں کے سونگھنے سے یا خارجی استعمال سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ **لا یکره للصائم شم رائحة المسک والورد ونحوه مما لا یکون جوهراً متصلاً کالدخان**. (مراقي الفلاح مع الطحطاوي ٣٤٥، بحواله: آئينۂ رمضان ٧١)

معدے کے ٹیسٹ کے لئے حلق میں نلکی ڈالنا

اگر معدے وغیرہ کے ٹیسٹ کے لئے حلق یا ناک کے راستہ سے دوربین والی نلکی ڈالی گئی جس میں کوئی دواء یا چکناہٹ شامل نہ تھی اور اس کا ایک سرا باہر تھا، تو محض اس نلکی کے ڈالنے سے روزہ نہ ٹوٹے گا؛ (لیکن اگر نلکی کے ساتھ کوئی اور مادہ بھی شامل ہو، تو اس کے اندر داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جائے گا) (تفصیل دیکھئے: مفطرات الصیام المعاصرۃ ۴۵-۵۲)

بلا اختیار حلق میں مکھی یا مچھر چلا جانا

بلا اختیار حلق میں مکھی وغیرہ چلے جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ **ولو دخل حلقه ذباب وهو ذاکر لصومه لم یفطر**. (هداية ٢١٨/١، شامي زكريا ٣٦٦/٣، شامي بيروت ٣٢٧/٣)

خود بخود قے ہونا

خود بخود قے آجانے سے بھی روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی اگرچہ منہ بھر کر کیوں نہ ہو۔ **أو ذرعه أی سبقه وغلبه القیٔ ولو ملأ فاه**. (مراقی الفلاح ٣٦٢، ومثله فی الهداية ٢١٨/١، البحر الرائق ٢٧٤/٢، تاتارخانية زكريا ٣٧٥/٣، شامی زكريا ٣٩٢/٣)

دانت سے خون نکلا مگر اندر نہیں گیا

دانت سے خون نکل کر پیٹ میں نہ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ **أو خرج الدم**

من بين أسنانه ودخل حلقه يعني ولم يصل إلى جوفه ……، لا يفطر. (شامی زکریا ۳/۳٦۷، شامي بيروت ۳/۳۲۷، ومثله في الهندية ۱/۲۰۳، فتح القدير ۲/۳۳۲)

حالتِ جنابت میں صبح کرنا

حالتِ جنابت میں سحری کھانے کے بعد صبح صادق کے بعد غسل کرنے سے روزہ میں فساد نہیں آتا۔ **أو أصبح جنباً وإن بقي كل اليوم.** (درمختار مع الشامي زكريا ۳/۳۷۲، درمختار مع الشامي بيروت ۳/ ۳۳۳، مراقي الفلاح ۳٦۲) **اذا اصبح جنباً لا يفسد صومه.** (تاتارخانية زكريا ۳/۳۸٤)

دانت میں چنے کے بقدر غذا ءلگی رہنا

اگر کوئی غذا چنے کی مقدار سے کم دانت میں پھنسی رہ جائے پھر منہ سے نکالے بغیر اسے نگل گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **وإن أكل ما بين أسنانه لم يفسد إن كان قليلا وإن كان كثيراً يفسد والحمصة وما فوقها كثير وما دونها قليل.** (هنديه ۱/۲۰۲، ومثله في التاتارخانية زكريا ۳/ ۳۸۱، مجمع الانهر ۱/ ۲٤٦، هدايه ۱/ ۲۱۸، درمختار مع الشامي زكريا ۳/۳٦۷)

نوٹ: اور اگر دانت سے غذا نکال کر ہاتھ میں لی، پھر اسے منہ میں لے کر نگل لیا تو روزہ یقیناً ٹوٹ جائے گا۔ **وإن أخرجه وأخذه بيده ثم أكل ينبغي أن يفسد.** (هنديه ۱/۲۰۲)

غسل کی ٹھنڈک اندر بدن تک پہنچنا

گرمی یا پیاس کی وجہ سے غسل کرنا بلا کراہت درست ہے، اگرچہ پانی کی ٹھنڈک بدن کے اندر تک پہنچ رہی ہو۔ **ومن اغتسل في ماء ووجد برده في باطنه لا يفطره.**

(هنديه ۱/۲۰۳، ومثله في المراقي ۳٦۱، مجمع الانهر ۱/٤ ۲٤، هدايه ۱/ ۲۱۷)

پانی سے کلی کرنے کے بعد تھوک نگلنا

کلی کرنے کے بعد منہ میں پانی کی جو تری رہ جاتی ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگلنے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ **ولو بقي بلل بعد المضمضة فابتلعه مع البزاق لم يفطره.**

(هندیه ۲۰۳/۱، شامی زکریا ۳۶۷/۳، بزازیه ۱۰۰/٤، مراقی الفلاح ۳٦۱)

پسینہ یا آنسو کے دوایک قطرے منہ میں چلے گئے

آنسو یا چہرہ کا پسینہ ایک دو قطرہ بلا اختیار حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **الدموع إذا دخلت فم الصائم إن كان قليلاً كالقطرة و القطرتين أونحوها لايفسد صومه الخ، وكذا عرق الوجه إذا دخل فم الصائم.** (هنديه۲۰۳/۱، تاتارخانيه زكريا ۳۸۳/۳، بزازيه ۹۸/٤، فتح القدير ۳۳۲/۲، شامی زكريا ۳۷۸/۳، هدايه ۲۱۷/۱)

روزہ کی حالت میں کان کا میل نکالنا

کان کا میل نکالنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ کتنی ہی بار کان میں سلائی ڈالی جائے۔ **أو حك أذنه بعود فخرج عليه درن مما فی الصماخ ثم أدخله أی العود مراراً إلى أذنه لايفسد صومه بالإجماع.** (مراقی الفلاح۳٤۲، ومثله فی البزازية ۹۸/٤، تاتارخانية ۳۷۷/۳)

پان کی سرخی منہ میں رہ جانا

اگر پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کرلیا؛ لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی، تو اس میں کچھ حرج نہیں، اگر اس سرخی کے اثرات تھوک کے ساتھ پیٹ میں چلے جائیں تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ **أو بقی بلل بعد المضمضة فابتلعه مع البزاق لم يفطره.** (هنديه ۲۰۳/۱، بزازية ۱۰۰/٤، شامی زكريا ۳٦٧/۳، مراقی الفلاح ۳٦۱)

روزہ میں ناک سڑکنا

ناک کو اتنی زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو اس کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **ولو دخل المخاط أنفه من رأسه ثم استشمه فأدخل حلقه عمداً لم يفطره لأنه بمنزلة ريقه.** (هنديه ۲۰۳/۱، خانية ۲۰۷/۱، درمختار زكريا ۳۷۳/۳، فتح القدير ۳۳۲/۲، تاتارخانية ۳۸٤/۳، بزازية ۹۸/٤، بهشتی زيور ۲۱/۳)

رال کا منہ میں کھینچ لینا

اگر منہ سے رال نکلی لیکن ابھی وہ منقطع ہوکر ٹپکنے نہ پائی تھی کہ اسے منہ کی طرف کھینچ کر نگل لیا تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔ **أو خرج بزاقه من الفم إلى الذقن ولم ينقطع فابتلعها لايفسد صومه.** (قاضی خاں ۲۰۸/۱، ومثله فی فتح القدير ۳۳۲/۲، هندية ۲۰۳/۱، تاتارخانية زكريا ۳۸۲/۳)

قے کا خود بخود لوٹ جانا

تھوڑی سی قے آئی پھر خود ہی حلق میں لوٹ گئی یا قصداً اسے نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ البتہ اگر منہ بھر کر قے ہوئی تھی تو اسے قصداً لوٹانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **إذا قاء أو استقاء ملء الفم أو دونه عاد بنفسه أو أعاد أو خرج فلا فطر على الأصح إلا في الإعادة، والاستقاء بملء بشرط ملء الفم.** (هنديه ۲۰٤/۱، ومثله فی التاتارخانية ۳۷٥/۳، الدر المنتقى ۲٤۷/۱، درمختار مع الشامی زكريا ۳۹۲/۳)

سر پر رومال بھگو کر رکھنا

روزہ کی حالت میں رومال بھگو کر سر پر رکھنا بلا کراہت جائز ہے۔ **ولا بأس للصائم...... ان يلتف بالثوب المبلول هو المختار.** (تاتارخانية ۳۹۸/۳، مجمع الانهر ۲٤۸/۱، مراقی الفلاح ۳۷۳، البحر الرائق ۲۸۰/۲) **وكذا لا تكره حجامة وتلفف بثوب مبتل.** (شامی زكريا ۳۹۹/۳، شامی بيروت ۳٥٦/۳)

روزہ میں مسواک کرنا

روزہ میں خشک یا تر مسواک کرنا بلا کراہت جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں، اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کی حالت میں مسواک کرنا ثابت ہے۔ **عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَا لاَ أُحْصِيْ يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ.** (ترمذی شريف ١٥٤/١، ابوداؤد شريف ٣٢٢/١، مشكوٰة شريف ١٧٦/١) **ولا بأس بالسواك الرطب واليابس في الغداة والعشي عندنا الخ.** (هندية ١٩٩/١، هداية ٢٢١/١، بدائع الصنائع زكريا ٢٦٨/٢، شامی زكريا ٣٩٩/٣)

روزہ میں نیم کی تر مسواک کا حکم

روزہ میں نیم وغیرہ کی تر مسواک کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ **اما الرطب الاخضر فلا بأس به اتفاقاً كذا في الخلاصة.** (شامی زکریا ۳۹۹/۳)

روزہ میں سرمہ لگانا

روزہ کی حالت میں آنکھ میں سرمہ لگانا جائز ہے۔ **ولا يكره كحل.** (هندية ۱۹۹/۱، درمختار مع الشامی زکریا ۳۹۷/۳) **ولا بأس بالكحل.** (هداية ۲۲۱/۱، تاتارخانية زكريا ۳۷۹/۳)

روزہ میں آنکھ میں دواڈالنا

روزہ کی حالت میں ضرورت کے وقت آنکھ میں دوا ڈالنا جائز ہے، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ دوا کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔ **او اقطر بشيء من الدواء في عينه لا يفسد الصوم عندنا، وان وجد طعم ذٰلك في حلقه.** (تاتارخانية زكريا ۳۷۹/۳، مراقي الفلاح ۳٦۱، جواهر الفقه ۳۷۹/۱)

روزہ میں پھول یا عطر کی خوشبو سونگھنا

روزہ کی حالت میں عطر یا پھول وغیرہ کی خوشبو سونگھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **لا يكره للصائم شم رائحة المسك والورد ونحوه.** (مراقي الفلاح ۳٦۱، شامی زکریا ۳٦۷/۳، و مثله في التاتارخانية زكريا ۳۸۲/۳، المحيط البرهاني كوئٹه ۵٥٦/۲)

روزہ میں بدن پر ''وکس'' لگانا

نزلہ وغیرہ کے وقت جو ''وکس'' مرہم لگایا جاتا ہے، جس کی تیز خوشبو دماغ تک پہنچتی ہے، اس کے استعمال سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **ولا يتوهم أنه كشم الورد ومائه والمسك لوضوح الفرق بين هواء تطيب بريح المسك وشمه وبين جوهر دخان وصل إلى جوفه بفعله.** (حاشية الطحطاوي على الدر المختار ۴۵۰/۱، بحواله: آئینہ رمضان ۷۰، کتاب الفتاویٰ ۳۹٤/۳)

روزہ میں سر یا بدن پر تیل لگانا

روزہ کے دوران سر یا بدن پر تیل لگانا مباح ہے، اس سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

او ادّهن ……، **لايفطر.** (شامي زكريا ٣٦٧/٣، مجمع الانهر ٢٤٤/١، مراقي الفلاح ٣٦١، جواهر الفقه ٣٧٩/١)

روزہ کے دوران حلق میں گرد وغبار چلے جانا

روزہ کی حالت میں اگر بلا اختیار گرد وغبار حلق میں داخل ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **او دخل حلقه غبار** ……، **ولو ذاكراً استحساناً** ……، **لم يفطر.** (درمختار مع الشامي زكريا ٣٦٦/٣، مجمع الانهر ٢٤٥/١)

روزہ میں بلا اختیار منہ میں دھواں داخل ہو جانا

اگر روزہ دار ایسی جگہ چلا جائے جہاں دھواں پھیلا ہوا ہو اور وہ دھواں اس کے قصد وارادہ کے بغیر اس کے منہ میں داخل ہو جائے تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **أو دخل حلقه غبار** ……، **أو دخان ولو ذاكراً استحساناً** …… **لم يفطر.** (درمختار مع الشامي زكريا ٣٦٦/٣، و مثله في الهندية ٢٠٣/١)

نوٹ: لیکن اگر بالقصد دھواں منہ میں داخل کیا جائے، مثلاً اگر بتی کا دھواں قصداً ناک میں چڑھایا، یا بیڑی سگریٹ پی تو یقیناً روزہ فاسد ہو جائے گا۔ **لو ادخل حلقه الدخان اى باى صورة كان الادخال حتى لو تبخر بخور فاٰواه الى نفسه واشتمه ذاكراً لصومه افطر لامكان التحرز عنه.** (شامي زكريا ٣٦٦/٣، مراقي الفلاح ٣٦١، الدر المنتقى ٢٤٥/١)

غسل کے دوران بلا ارادہ کان میں پانی چلا جانا

اگر روزہ دار کے کان میں غسل کرتے ہوئے یا بارش میں بھیگتے ہوئے یا دریا میں نہاتے ہوئے بلا اختیار کان میں پانی چلا جائے تو اس سے بالاتفاق روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **إذا خاض الماء**

فدخل أذنه لا يفسد صومه. (فتح القدير زكريا ٣٤٧/٢، خانية ٢٠٩/١، بزازية على الهندية ٩٨/٤، تاتارخانية ٣٧٧/٣)

نـوٹ : لیکن اگر بالقصد کان میں پانی ڈالا تو فقہاء کا اختلاف ہے، بعض نے فساد کو ترجیح دی ہے اور بعض نے عدم فساد کو مختار قرار دیا ہے؛ اس لئے بحالتِ روزہ کان میں پانی ڈالنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ **وان صب فيه عمداً قيل يفسد صومه، والمختار انه لا يفسد في الوجهين جميعاً.** (تاتارخانية ٣٧٧/٣) **والحاصل الاتفاق على الفطر بصب الدهن وعلى عدمه بدخول الماء واختلف التصحيح في ادخاله.** (شامی زکریا ٣٦٧/٣)

روزہ کی حالت میں احتلام

احتلام (سوتے میں غسل کی حاجت ہوجانا) بھی مفسد صوم نہیں۔ **أو احتلم ......، لم يفطر.** (شامي زكريا ٣٦٧/٣، شامي بيروت ٣٢٧/٣، ومثله في الهداية ٢١٧/١، البحر الرائق ٢٧٢/٢)

تصور کی وجہ سے انزال ہوگیا

اگر کسی شخص نے روزہ کی حالت میں بیوی سے جماع کا تصور کیا اور اسی وجہ سے انزال ہوگیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔ **أو تصور فامنی لا يفسد.** (تاتارخانية ٣٨٦/٣، درمختار زكريا ٣٦٧/٣)

بدنظری کی وجہ سے انزال ہوگیا

محض کسی عورت یا تصویر کو دیکھ کر اگر انزال ہوجائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (تاہم بدنظری بہرحال گناہ ہے) **او احتلم او انزل بنظر ای لا يفطر.** (البحر الرائق ٢٧٢/٢، مجمع الانهر ٢٤٤/١، شامي زكريا ٣٦٧/٣، مراقي الفلاح ٣٦١)

روزہ میں مذی نکلنا

روزہ کی حالت میں مذی نکلنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ **مس الصائم امرأته وامذى لا يفسد صومه.** (تاتارخانية زكريا ٣٨٧/٣) **فلو مذياً لا يفطر.** (الدر المنتقى ٢٤٦/١، احسن الفتاوى ٤٤١/٤)

❍❖❍

مفسداتِ روزہ

اگربتی کا دھواں منہ یا ناک میں داخل کرنا

اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اگربتی کا دھواں (یا کوئی بھی بھاپ) ناک یا منہ میں داخل کرے تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔ **لو أدخل حلقه الدخان أى بأي صورة كان الإدخال حتى لو تبخر بخور فآواه إلىٰ نفسه واشتمه ذاكراً لصومه أفطر لإمكان التحرز عنه.** (شامی زكريا ۳/۳٦٦، ومثله فی مراقی الفلاح ۳٦۱، الدر المنتقی ۱/۲٤٥)

روزہ کی حالت میں بھپارہ یا ''انہیلر'' کا استعمال

دوا یا پانی کی بھاپ کا بھپارہ لینے سے روزہ فاسد ہوجائے گا، یہی حکم دمہ میں تسکین کے آلہ ''انہیلر'' کا ہے۔ **لو أدخل حلقه الدخان أى بأى صورة كان الإدخال ......، أفطر لإمكان التحرز منه.** (شامی زكريا ۳/۳٦٦)

نوٹ: اگر کوئی دمہ کا مریض بغیر ''انہیلر'' کے استعمال کے رہ ہی نہ سکتا ہو اور بظاہر اس کا بدن صحیح سالم ہو تو وہ کیا کرے؟ اس بارے میں معاصر مفتیان کی تین رائیں ہیں:

(**الف**) ایک رائے تو یہ ہے کہ ایسا شخص مطلقاً معذور کے حکم میں ہے کہ وہ سر دست روزہ نہ رکھے اور صحت ہونے کے بعد قضا کرے یا فدیہ دے۔ برصغیر کے اکثر مفتیان اور مصر وشام کے ممتاز اور محقق علماء مثلاً ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، ڈاکٹر محمد الالفی اور شیخ محمد مختار السلامی کی رائے یہی ہے۔

(**ب**) اور دوسری رائے یہ ہے کہ ''انہیلر'' سے روزہ فاسد نہیں ہوتا؛ لہٰذا مذکورہ شخص ''انہیلر'' کے استعمال کے ساتھ روزہ رکھتا رہے، اس کا روزہ درست ہوجائے گا، بعد میں قضاء بھی لازم نہ ہوگی۔ متعدد عرب علماء، مثلاً: شیخ عبدالعزیز بن باز، شیخ محمد بن صالح العثیمین، شیخ عبداللہ بن جبرین وغیرہ کی رائے یہی ہے۔ (دیکھئے: مفطرات الصیام المعاصرۃ ۳۹-۴۴)

(ج) اور تیسری رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو ''انہیلر'' کے استعمال کے ساتھ ساتھ روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا؛ لیکن صحت کے بعد احتیاطاً قضا کا حکم ہوگا، اور اگر تا وفات صحت مند نہ ہو سکے تو فدیہ ادا کرے۔ اس تیسری رائے میں احتیاط زیادہ ہے۔ (مرتب)

روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر قے کرنا

اگر روزہ کی حالت میں قصداً قے کی تو منہ بھر کر قے کرنے کی صورت میں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا، جب کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔ **وإن استقاء أي طلب القيء عامداً أي متذكراً لصومه إن كان ملأ الفم فسد بالإجماع مطلقاً وإن أقل لا عند الثاني وهو الصحيح لكن ظاهر الرواية كقول محمدؒ إنه يفسد كما في الفتح عن الكافي.**

(درمختار زكريا ٣/ ٣٩٣، هداية ١/ ٢١٨، تاتارخانية ٣/ ٣٧٦، تبيين الحقائق ٢/ ١٧٥، مراقي الفلاح ٣٦٢)

نوٹ: البتہ خود بخود بلا ارادہ قے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

نکسیر کا خون اندر چلا گیا

اگر روزہ دار کی نکسیر پھوٹی اور اس کا خون ناک سے منہ میں آ کر حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **إذا دخل دم رعافه حلقه فسد صومه.** (تاتارخانيه ٣/ ٣٨٣، ومثله في مجمع الانهر ١/ ٢٤٥، خانية ١/ ٢١١)

روزہ کی حالت میں منہ میں پان دبا کر سو گیا

روزہ دار منہ میں پان دبا کر سو گیا اور اسی حالت میں صبح ہو گئی تو روزہ نہیں ہوا؛ اس لئے کہ سوتے وقت پان کے اجزاء تھوک کے ساتھ پیٹ میں خود چلے گئے ہوں گے؛ لہٰذا بعد میں قضاء روزہ رکھے؛ البتہ کفارہ واجب نہیں۔ **وإن أفطر خطأ كأن تمضمض فسبقه الماء أو شرب نائماً...... قضیٰ فقط.** (شامي زكريا ٣/ ٣٧٤، شامي بيروت ٣/ ٣٣٤، بهشتي زيور ٣/ ١٢)

کلی کرتے وقت بے اختیار حلق میں پانی چلا گیا

کلی کرتے وقت حلق میں بلااختیار پانی چلا گیا اب اگر اس کو روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا، قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں، اور اگر روزہ یاد ہی نہیں تھا ایسی حالت میں پانی منہ میں لے لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ **وإن تمضمض أو استنشق فدخل الماء جوفه إن كان ذاكراً لصومه فسد صومه، وعليه القضاء، وان لم يكن ذاكراً لا يفسد صومه.** (هندية، ۱/۲۰۲، تاتارخانية ۳/۳۷۸، خانية ۱/۲۰۹، شامي زكريا ۳/۳۷٤، شامي بيروت ۳/۳۳٤)

ناک یا کان میں دوا یا تیل ڈالنا

ناک یا کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ **ومن احتقن أو استعطّ أو أقطر في أذنه دهناً أفطر ولا كفارة عليه.** (هدايه ۱/۲۲۰، ومثله فى الهندية ۱/۲۰٤، مراقى الفلاح ۳۶۷، خانية ۱/۲۱۰، مجمع الانهر ۱/۲٤۱)

نوٹ: آج کل جدید تحقیق کے مطابق کان اور دماغ میں کوئی منفذ نہیں ہے اسی لئے بعض مفتیانِ کرام نے کان میں دوا ڈالنے کو غیر مفطر قرار دیا ہے۔ (دیکھئے: مفطرات الصيام المعاصرة ۶۲) لیکن قدیم فقہاء کی محتاط رائے وہی ہے جو اوپر درج ہوئی، اسی پر فتویٰ ہے۔ (مرتب)

غلطی یا دھمکی سے روزہ توڑ دینا

اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ دے یا دھمکی دے کر کسی کا روزہ فاسد کرایا جائے تو ایسی صورت میں صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ **ولو أكل مكرهاً أو مخطأً عليه القضاء دون الكفارة.** (هنديه ۱/۲۰۲، خانية ۱/۲۰۹، مجمع الانهر ۱/۲٤۱)

مٹی یا پتھر کی کنکری نگلنا

پتھر کی کنکری یا بے فائدہ مٹی یا گھاس پھوس یا کاغذ کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر صرف قضاء لازم ہوگی۔ **ولو ابتلع حصاةً أو نواةً أو حجراً أو مدراً أو قطناً أو حشيشاً**

أو كـاغذة فعليه القضاء ولا كفارة. (هـنديه ١/٢٠٢، بزازية ٩٩/٤، مراقی الفلاح ٣٦٧، هداية ٢١٩/١، مجمع الانهر ٢٤٢/١، تبيين الحقائق ١٧٥/٢)

مسوڑھوں کے خون کا پیٹ میں چلا جانا

مسوڑھوں کا خون اگر اتنا زیادہ ہو کہ وہ تھوک پر غالب آجائے یا وہ تھوک کے برابر سرابر ہو، تو اس کے پیٹ میں چلے جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اور قضا لازم ہوگی۔ **أو خرج الدم من بين أسنانه ودخل حلقه يعني ولم يصل إلى جوفه أما إذا وصل فإن غلب الدم أو تساويا فسد.** (شامی زکریا ٣٦٨/٣، بیروت ٣٢٨/٣، ومثله فی فتح القدير ٣٣٣/٢) **الدم إذا خرج من الأسنان ودخل حلقه إن كانت الغلبة للبزاق لا يضره، وإن كانت الغلبة للدم يفسد صومه وإن كانا سواء أفسد أيضاً استحساناً.** (هندية ٢٠٣/١، خانية ٢٠٨/١، فتاویٰ دارالعلوم ٤١٤/٦)

روزہ کی حالت میں حقہ یا بیڑی سگریٹ پینا

روزہ کی حالت میں حقہ یا بیڑی سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ **وبه علم حكم شرب الدخان ونظمه الشرنبلالي في شرحه على الوهبانية بقوله: ويمنع من بيع الدخان وشربه، وشاربه في الصوم لاشك يفطر.** (شامی زکریا ٣٦٦/٣، بیروت ٣٢٧/٣، ومثله فی المراقی ٣٧٠، مجمع الانهر ٢٤٥/١، فتاویٰ دارالعلوم ٤١٥/٦)

روزہ کی حالت میں مشت زنی

اگر روزے کے دوران مشت زنی سے انزال ہوگیا تو روزہ فاسد ہوگیا، بعد میں قضا لازم ہے، مگر کفارہ لازم نہیں ہے۔ (اور مشت زنی بہر حال گناہ ہے) **او استمنی بکفه ...... فانزل ...... قضی فقط.** (درمختار زکریا ٣٧٩/٣- ٣٨٢)

بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہو جانا

اگر بیوی سے بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ **أو قبّل ولو قبلة فاحشة بأن يدغدغ أو يمص شفتيها أو لمس ولو**

بحائل لایمنع الحرارة ...... فأنزل ......، قضیٰ فی الصور کلها فقط. (شامی زکریا ۳۷۹/۳، شامی بیروت ۳۲۸/۳-۳۲۹، ومثله فی الهدایة ۲۱۷/۱، تاتارخانیة ۲۸۶/۳، هندیة ۲۰٤/۱، مجمع الانهر ۲٤٦/۱، فتاویٰ دارالعلوم ٤١٧/٦)

احتلام کے بعد روزہ ٹوٹنے کے گمان سے افطار کر لینا

احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا؛ لیکن اگر کسی نے غلطی سے یہ سمجھ کر کہ احتلام کی وجہ سے روزہ جاتا رہا افطار کرلیا تو کفارہ نہیں صرف قضاء لازم ہے۔ **أو أکل أو جامع ناسیاً أو احتلم أو أنزل بنظر أو ذرعه القئ فظن أنه أفطر فأکل عمداً......، قضی فی الصور کلها فقط.** (شامی زکریا ۳۷٥/۳، شامی بیروت ۳۳٥/۳، ومثله فی الهدایة ۲۲٦/۱، هندیة ۲۰٦/۱، تاتارخانیة ٤۲٤/۳، بزازیة ۱۰۱/۱، مراقی الفلاح ۳۹۸، فتاویٰ دارالعلوم ٤۲۱/٦)

سخت بیماری کے وقت روزہ افطار کر لینا

سخت بیماری کی وجہ سے اگر روزہ افطار کر لے تو اس کو صرف قضاء کرنی پڑے گی کفارہ نہیں۔ **أو مریض خاف الزیادة لمرضه ...... بغلبة الظن بامارة أو تجربة أو بإخبار طبیب حاذق مسلم مستور...... وقضوا لزوماً ما قدروا.** (شامی زکریا ٤۰۳/۳، شامی بیروت ۳٦۰/۳، ومثله فی تبیین الحقائق ۱۸۹/۲، مجمع الانهر ۲٤۸/۱، فتاویٰ دارالعلوم ٤۲۲/٦)

قصداً روزہ توڑ دیا پھر اسی دن بیمار ہوگیا

اگر کسی نے قصداً روزہ توڑ دیا پھر بیمار ہوگیا یا عورت کو حیض آ گیا تو قضاء لازم ہوگی، کفارہ ساقط ہوجائے گا۔ **ثم إنما یکفر إن نوی لیلا ولم یکن مکرهاً ولم یطرأ مسقط کمرض وحیض. (وفی الشامیة) أی بعد إفطاره عمداً مقیماً ناویاً لیلاً.** (شامی زکریا ۳۹۰/۳، شامی بیروت ۳٤۸/۳) **والصحیح إذا أفطر ثم مرض مرضاً لا یستطیع معه الصوم تسقط الکفارة عندنا، کذا فی فتاویٰ قاضی خان وهو الأصح.** (هندیة ۲۰٦/۱، فتاویٰ دارالعلوم ٤۲۸/٦)

روزہ میں عورت کے ساتھ زبردستی جماع

رمضان کے روزہ میں اگر عورت کے ساتھ مرد زبردستی مجامعت کرے تو عورت پر صرف قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔ **وإن كانت مكرهة فعليها القضاء دون الكفارة وكذا إذا كانت مكرهة في الابتداء ثم طاوعته بعد ذٰلک.** (عالمگیری ۲۰۵/۱، ومثله فی المراقی ۳۶۸، خانية ۲۱۲/۱، تاتارخانية زکریا ۳۹۴/۳)

مسافر کا روزہ توڑ دینا

اگر کسی شخص نے روزہ کی حالت میں سفر شروع کیا تو اسے بلاعذر روزہ نہیں توڑنا چاہئے؛ لیکن اگر روزہ توڑ دیا تو صرف قضا لازم ہوگی، کفارہ لازم نہ ہوگا۔ **فلو سافر نهاراً لا يباح له الفطر في ذٰلک اليوم وان افطر لا كفارة عليه.** (عالمگیری ۲۰۶/۱)

روزہ کی حالت میں ''انیما'' لینا

پیٹ کی صفائی کے لئے پیچھے کے راستہ سے جو دوا چڑھائی جاتی ہے (جس کو ''انیما'' کہا جاتا ہے) اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ **وإذا احتقن يفسد صومه.** (تاتارخانیہ زکریا ۳۷۸/۳، هداية ۲۲۰/۱، مجمع الانهر ۲۴۱/۱، خانية ۲۱۰/۱، درمختار زکریا ۳۷۶/۳)

بواسیر کے اندرونی مسّوں پر دوا لگانا

بواسیر کے اندرونی مسوں پر مرہم یا دوا لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، مگر جو مسّے باہر رہتے ہیں ان پر دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ **مستفاد: وفي الفتح: خرج سرمه فغسله فان قام قبل ان ينشفه فسد صومه والا فلا.** (شامی زکریا ۳۶۹/۳، ومثله فی التاتارخانية زکریا ۳۸۰/۳، تبيين الحقائق ۱۸۳/۲، احسن الفتاویٰ ۴۳۰/۴، فتاویٰ دارالعلوم ۴۱۱/۶)

مرد کی پیشاب کی نالی میں دوا ٹپکانا

مرد کی پیشاب کی نالی میں اگر کوئی دوا ڈالی جائے اور وہ مثانہ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ

جائے گا،اوراگر مثانہ تک نہ پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ **و اذا أقطر فی احلیله لا یفسد صومه عند أبی حنیفة ومحمد رحمهما اللّٰه ......، وهٰذا الاختلاف فیما إذا وصل المثانة وأما إذ لم یصل بأن کان فی قصبة الذکر بعد لا یفطر بالإجماع.** (هندیة ۱/ ۲۰٤، ومثله فی تبیین الحقائق ۲/ ۱۸۳، البحر الرائق ۲/ ۲۸۹، مراقی الفلاح ۳٦۲، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۳۷۸)

عورت کی شرم گاہ میں دوا رکھنا

اگرکسی عورت کی شرم گاہ میں کوئی دوا ڈالی جائے تو فوراًاس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **لأن الاقطار فی قبل المرأة یفسد الصوم بلا خلاف علی الصحیح کذا فی غایة البیان.** (البحر الرائق زکریا ۲/ ٤۸۸، ومثله فی الهندیة ۱/ ۲۰٤، بزازیة ٤/ ۹۷، تاتارخانیة ۳/ ۳۸۹)

ڈاکٹرنی کا عورت کی شرم گاہ میں ہاتھ داخل کرنا

اگرکسی مرض کی تشخیص یا مدتِ وضع حمل کا اندازہ لگانے کے لئے لیڈی ڈاکٹرکسی عورت کی شرم گاہ میں ہاتھ ڈالے تو اس کی دوصورتیں ہیں: (۱) اگر وہ خشک ہاتھ ڈالے جس پر پانی یا دوا کا کچھ اثر نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) اوراگر تر ہاتھ ڈالا یا دوا وغیرہ لگا کر ہاتھ ڈالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **أو أدخل اصبعه الیابسة فیه ای دبره او فرجها، ولو مبتلة فسد (درمختار) وفی الشامی: لبقاء شيءٍ من البلة فی الداخل.** (شامی زکریا ۳/ ۳٦۹) **ولو أدخل إصبعه فی استه أو المرأة فی فرجها لا یفسد وهو المختار إلا إذا کانت مبتلة بالماء أو الدهن فحینئذ یفسد لوصول الماء أو الدهن.** (عالمگیری ۱/ ۲۰٤، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ۳/ ۳۸۰، تبیین الحقائق ۲/ ۱۸۳، طحطاوی ۳٦۱)

❍❖❍

روزہ توڑنے کے کفارہ کے مسائل

کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟

روزہ یادہونے کی حالت میں اگرکوئی مکلّف شخص رمضان میں جان بوجھ کر بلا کسی اشتباہ کے کوئی دل پسند غذا یا نفع بخش دوا کھاپی کر یا جماع کر کے روزہ کو فاسد کردے تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔ **ومن جامع فی احد السبیلین عامداً فعلیه القضاء والکفارة، ولو اکل او شرب ما یتغذی به او یداوی به فعلیه القضاء والکفارة.** (هداية ۲۱۹/۱، ومثله فی عالمگیری ۲۰۵/۱-۲۰۶، البحر الرائق ۲۷٦/۲، تاتارخانية ۳۸۹/۳، مراقی الفلاح ۳٦۳)

کفارۂ جماع میں انزال شرط نہیں

جماع میں سپاری چھپ جائے تو قضاء وکفارہ دونوں لازم ہیں خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ **أو تـوارت الحشفة فی أحد السبیلین أنزل أولا...... قضی وکفر.** (شامی زکریا ۳۸٦/۳، شامی بیرت ۳٤٤/۳، خانية ۲۱۲/۱، بدائع الصنائع ۲۵۳/۲)

کفارہ کیا ہے؟

رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ غلام یا باندی آزاد کرے، اگر یہ ممکن نہ ہو جیسا کہ آج کل کا دور ہے تو لگاتار دو مہینہ کے روزے رکھے درمیان میں ایک بھی ناغہ نہ ہو ورنہ پھر از سر نو رکھنے پڑیں گے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ **والکفارة تحریر رقبة ...... فإن عجز عنه صام شهرین متتابعین لیس فیها یوم عید ولا أیام التشریق فإن لم یستطع الصوم أطعم ستین مسکیناً والشرط أن**

یغدیهم ویعشیهم غداء وعشاء مشبعین. (نور الایضاح مع مراقی الفلاح ٣٦٦، الولوالجیة ٢٢٥/١، مجمع الانهر ٢٣٩/١، البحر الرائق ٢٧٧/٢، شامی زکریا ٣٩٠/٣)

کھانا کھلانے میں تسلسل ضروری نہیں

اگر کوئی شخص ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کے ذریعہ کفارہ ادا کررہا ہے تو اس کے لئے تسلسل ضروری نہیں ہے؛ بلکہ وہ متفرق اوقات میں بھی مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ (**قوله: ولو فی اوقات متفرقة) فلا یشترط اتحاد الوقت.** (طحطاوی ٦٧٠)

ایک فقیر کو ٦٠ / دن کھانا کھلانا

اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح شام کھانا کھلایا تو بھی کفارہ ادا ہوجائے گا۔ **جاز لو اطعم واحداً ستین یوماً (درمختار) لتجدد الحاجة.** (درمختار مع الشامی زکریا ١٤٥/٥، مراقی الفلاح ٦٧٠، هندية ٥١٤/١، تفسیر قرطبی ٢٨٧/١٧)

بہت چھوٹے بچوں کو کھلانے سے کفارہ ادا نہ ہوگا

چھوٹے بچوں (جو قریب البلوغ نہ ہوں) کو کھلانے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ **ولا یجزئ اطعام غیر المراهق.** (طحطاوی ٦٧٠/، ومثله فی الشامی زکریا ١٤٣/٥، البحر الرائق ١٠٩/٤)

عورت کے ایام حیض تسلسل میں مانع نہیں

عورت پر اگر کفارہ لازم ہوجائے تو اس کے ماہواری (ناپاکی) کے ایام عذر سمجھے جائیں گے اور ان دنوں میں روزہ نہ رکھنے سے اس کے تسلسل پر کوئی فرق نہ پڑے گا مگر پاکی کے بعد فوراً روزے مسلسل رکھنے ہوں گے، اگر تاخیر کردی تو ازسرنو پورے روزے رکھنے پڑیں گے۔ **فإن أفطر ولو بعذر غیر الحیض استانف ویلزمها الوصل بعد طهرها من الحیض حتی لو لم تصل تستأنف.** (طحطاوی ٣٦٦، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ٣٩٠/٣، البحر الرائق ٢٧٧/٢، الولوالجیة ٢٢٦/١)

پسندیدہ شخص کا لعابِ دہن نگلنا

اگر کوئی دوسرے کا تھوک نگل لے تو روزہ فاسد ہو جائے گا قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں، اسی طرح اگر اپنا تھوک ہاتھ میں لے کر نگل جائے تو روزہ فاسد ہوجائے گا کفارہ لازم نہ ہوگا؛ لیکن اگر اپنے پسندیدہ شخص مثلاً بیوی یا قریبی دوست کا تھوک نگلا ہے تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ **وكذا لو خرج البزاق من فمه ثم ابتلعه وكذا بزاق غيره، لانه مما يعاف منه. ولو بزاق حبيبه أو صديقه وجبت كما ذكره الحلواني لأنه لا يعافه.** (شامی زکریا ۳۸۷/۳، شامی بیروت ۳۴۵/۳، ومثله فی التاتارخانية ۳۸۳/۳، هندية ۲۰۳/۱، بزازية ۹۸/٤، الولوالجية ۲۲۳/۱، فتاویٰ دارالعلوم ۴۳۳/۶)

کچا گوشت یا کچی چربی کھانا

روزہ کی حالت میں عمداً کچا گوشت یا کچی چربی کھانے سے بھی قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ **وكذا اذا اكل لحماً غير مطبوخ، او شحماً غير مطبوخ على المختار.** (هندية ۲۰۵/۱) **وإن أكل لحماً غير مطبوخ اختلفوا في وجوب الكفارة والصحيح هو الوجوب......، وإن أكل لحماً غير مطبوخ عليه القضاء والكفارة.** (خانية ۲۱٤/۱، و مثله في الولوالجية ۲۲۳/۱، شامی زکریا ۳۸۷/۳، شامی بیروت ۳۴۵/۳، فتاوی دارالعلوم ۴۴۱/۶)

غیر رمضان میں روزہ توڑنے سے کفارہ لازم نہیں

غیر رمضان میں روزہ توڑنے سے صرف قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہیں ہوگا، خواہ وہ روزہ قضا کا ہو یا نفلی ہو، دونوں کا حکم یہی ہے۔ **ولا كفارة بافساد صوم غير رمضان كذا في الكنز.** (هندية ۲۱٤/۱)

○❖○

مستحباتِ روزہ

(۱) سورج ڈوبتے ہی نماز سے پہلے روزہ کھولنے میں جلدی کرنا۔ (۲) کھجور یا چھوارے سے افطار کرنا اس کے بعد پانی کا درجہ ہے۔ (۳) جس چیز سے روزہ افطار کیا جائے وہ طاق عدد ہو۔ (۴) افطار کرتے ہوئے دعاء ماثورہ کا پڑھنا مثلاً: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلىٰ رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ ۔ (۵) کچھ نہ کچھ سحری کے وقت کھانا پینا، خواہ تھوڑا سا ہی ہو یا ایک گھونٹ پانی ہو۔ (۶) اتنی تاخیر نہ کرنا کہ صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے۔ (۷) زبان کو بیہودہ گوئی سے باز رکھنا، اور ہر طرح کے حرام افعال مثلاً غیبت اور چغلی کرنے سے بہرحال بچتے رہنا۔ (۸) رشتہ داروں، محتاجوں اور مسکینوں کو صدقات وخیرات سے نوازنا۔ (۹) حصولِ علم میں مشغول رہنا، تلاوت کرنا، درود شریف پڑھنا، ذکر الٰہی میں رات دن لگے رہنا۔ (۱۰) اور اعتکاف کرنا۔ **سنن الصوم ومستحباته كثيرة: اهمها السحور ......، وتاخير السحور، وتعجيل الفطر ......، ويستحب ان يكون الافطار على رطبات، فان لم تكن فعلى تمرات ......، فمن لم يجد فليفطر على ماء فانه طهور، ويستحب ان يدعو عند الافطار ......، والاكثار من الصدقات ......، ومن اهم ما ينبغي ان يترفع عنه الصائم ويحذره: ما يحبط صومه من المعاصي الظاهرة والباطنة فيصون لسانه عن اللغو، والهذيان، والكذب، والغيبة والنميمة، والفحش والجفاء، والخصومة والمراء، ويكف جوارحه عن جميع الشهوات والمحرمات، ويشتغل بالعبادة وذكر الله وتلاوة القرآن، وهٰذا كما يقول الغزالیؒ: هو سر الصوم.** (الموسوعة الفقهية ۲۸/۲۸-۲۹)

○❖○

مکروہاتِ روزہ

منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا

منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا روزہ کی حالت میں مکروہ ہے اگرچہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **لو جمع الريق قصداً ثم ابتلعه لايفسد صومه فى اصح الو جهين.** (بزازية ٤/ ٩٨) **وكره له جمع الريق فى الفم قصداً ثم ابتلاعه تحاشياً عن الشبهة.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ٣٧٢)

روزہ میں کسی چیز کا چکھنا یا چبانا

بلا عذر کسی چیز کے چکھنے اور چبانے سے روزہ میں کراہت آجاتی ہے۔ **وكره له ذوق شئ وكذا مضغه بلا عذرٍ.** (شامی زکریا ٣/ ٣٩٥، شامی بیروت ٣/ ٣٥٢، ومثله فى المراقى ٣٧١، هداية ١/ ٢٢٠، البحر الرائق ٢/ ٤٨٩، تاتارخانية ٣/ ٣٩٥، مجمع الانهر ١/ ٢٤٧، بدائع الصنائع ٢/ ٢٦٩)

نوٹ: یہ کراہت عدم عذر پر موقوف ہے لہٰذا اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی عورت کا شوہر بدمزاج ہے اور کھانا خراب ہونے پر اس کے غصہ ہونے کا اندیشہ ہے تو اسے کھانے کا نمک زبان پر رکھ کر چکھنے کی اجازت ہوگی اور ایسی صورت میں روزہ مکروہ نہ ہوگا، اسی طرح اگر چھوٹے بچہ کو روٹی چبا کر کھلانے کی ضرورت ہو اور روزہ دار عورت کے علاوہ وہاں کوئی اس ضرورت کو پورا کرنے والا نہ ہو تو وہ اسے چبا کر دے سکتی ہے لیکن یہ خیال رہے کہ چکھنے یا چبانے میں کوئی حصہ حلق کے نیچے نہ اترے ورنہ روزہ جاتا رہے گا۔ **وكذا مضغه بلاعذر قيد فيهما قاله العينى ككون زوجها أو سيدها سئ الخلق فذاقت (وفى الشامية) ومن العذر فى الثانى أن لا تجد من يمضغ لصبيها من حائض أو نفساء أو غيرهما ممن لايصوم ولم تجد طبيخاً.**

(شامی زکریا ٣/ ٣٩٥، شامی بیروت ٣/ ٣٥٢)

ٹوتھ پیسٹ یا منجن استعمال کرنا

روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا کوئلہ یا کوئی منجن دانتوں میں ملنا یا عورت کا اس طرح ہونٹ پر سرخی لگانا کہ اس کے پیٹ میں چلے جانے کا اندیشہ ہو مکروہ ہے۔ **وکره لهٗ ذوق شيءٍ وكذا مضغه (وفي الشامية) الظاهر أن الكراهة في هذه الأشياء تنزيهية.**

(شامی زکریا ۳/ ۳۹۵، شامی بیروت ۳/ ۳۵۲، فتاوی دارالعلوم ۶/ ۴۰۴)

بیوی سے دل لگی کرنا

روزہ میں بیوی سے دل لگی کرنا مکروہ ہے جب کہ جماع یا انزال کا خوف ہو۔ **وكره قبلة ومس ومعانقة ومباشرة فاحشة إن لم يأمن المفسد وإن أمن لا بأس.** (در مختار مع الشامی زکریا ۳/ ۳۹۶، شامی بیروت ۳/ ۳۵۳، ومثله فی الطحطاوی جدید ۶۸۰، ہدایة ۱/ ۲۱۷، تاتارخانیة ۳/ ۳۹۹، مجمع الانہر ۱/ ۲۴۷، الولوالجیة ۱/ ۲۲۷)

روزہ کی حالت میں قصداً تھکا دینے والے اعمال انجام دینا

ہر ایسا کام جس سے اس قدر ضعف کا اندیشہ ہو کہ روزہ توڑنا پڑ جائے مکروہ ہے۔ **لا يجوز أن يعمل عملاً يصل به إلى الضعف.** (در مختار مع الشامی زکریا ۳/ ۴۰۰، شامی بیروت ۳/ ۳۵۷، تاتارخانیة ۳/ ۴۰۶، مراقی الفلاح ۳۷۲)

بحالتِ روزہ گناہ کرنا

روزہ کی حالت میں ہر گناہ کا کام خواہ قولی ہو یا فعلی روزہ کو مکروہ بنادیتا ہے۔ **أن النبي ﷺ قال: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ بِأَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ.**

(ترمذی شریف ۱/ ۱۵۰، بخاری شریف ۱/ ۲۵۵، مشکوٰۃ شریف ۱۷۶)

کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا

ناک میں پانی چڑھانے اور کلی کرنے میں مبالغہ کرنے سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے۔ **في**

الحديث: وبالغ فى الاستنشاق الا ان تكون صائماً. (ترمذی شریف ۱۶۳/۱، ابوداؤد شریف ۳۳۲/۱) **وتكره له المبالغة فى المضمضة والاستنشاق.** (هنديه ۱۹۹/۱، تاتارخانية زكريا ۳۹۵/۳)

عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا

بیوی کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا مکروہ ہے؛ البتہ اگر شوہر بیمار رہے یا وہ بھی روزہ سے ہے یا حالتِ احرام میں ہے تو مکروہ نہیں۔ **ويكره أن تصوم المرأة تطوعاً بغير إذن زوجها إلا أن يكون مريضاً أو صائماً أو محرماً بحج أو عمرةٍ.** (هنديه ۲۰۱/۱، طحطاوى ۳۷۱، درمختار مع الشامى زكريا ۴۱۵/۳، تاتارخانية ۴۶۵/۳، الولوالجية ۲۲۹/۱)

وہ اعذار جن کی وجہ سے افطار جائز ہے

جان کے خطرہ یا بیماری میں اضافہ کے اندیشہ سے روزہ توڑنا

اچانک ایسی صورت پیش آجائے کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان خطرہ میں ہوجائے گی یا بیماری بڑھ جائے گی تو روزہ توڑ دینا جائز ہے، صحت یاب ہونے کے بعد قضا کرلے۔ **المريض إذا خاف على نفسه التلف أو ذهاب عضو يفطر بالإجماع وإن خاف زيادة العلة وامتداده فكذلك عندنا وعليه القضاء إذا أفطر.** (هنديه ۲۰۷/۱، تاتارخانية زكريا ۴۰۳/۳، مجمع الانهر ۲۴۸/۱، هداية ۲۲۱/۱، تبيين الحقائق زكريا ۱۸۹/۲، بهشتى زيور ۱۷/۳)

حاملہ عورت کے لئے گنجائش

حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آگئی کہ جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا خطرہ ہے تو

اس کے لئے روزہ توڑ دینا جائز ہے۔ **والحامل والمرضع إذا خافتا على أنفسهما أو ولدهما أفطرتا وقضتا ولا كفارة عليهما.** (هندیه ۲۰۷/۱، تاتارخانية زكريا ۴۰۴/۳، درمختار زكريا ۴۰۳/۳، هداية ۲۲۲/۱، بهشتی زیور ۱۷/۳)

دودھ پلانے والی عورت کے لئے سہولت

اگر دودھ پلانے والی عورت کو اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے شیر خوار بچہ ہلاک ہوجائے گا یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہوجائے گی، تو اس صورت میں رمضان میں روزہ افطار کرے اور بعد میں قضاء کرلے۔ **أو حامل أو مرضع خافت بغلبة الظن على نفسها أو ولدها الخ.** (شامی زکریا ۴۰۳/۳، شامی بیروت ۳۵۹/۳) **والحامل والمرضع إذا خافتا على أنفسهما أو ولدهما أفطرتا وقضتا ولا كفارة عليهما.** (هندية ۲۰۷/۱، تاتارخانية ۴۰۴/۳، فتاوى دارالعلوم ۴۶۴/۶)

بھوک پیاس سے بے تاب ہونا

کسی عمل کی وجہ سے بے حد بھوک یا پیاس لگ گئی اور اتنا بے تاب ہوگیا کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے لیکن اگر خود قصداً اس نے اتنا کام کیا جس کی وجہ سے ایسی حالت ہوگئی تو گنہگار ہوگا۔ **الاعذار التی تبیح الافطار ......، ومنها العطش والجوع كذٰلك اذا خيف منهما الهلاك او نقصان العقل.** (هندية ۲۰۶/۱، تبيين الحقائق ۱۸۹/۲)

باب الاعتکاف

(اعتکاف کے ضروری مسائل)

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ ○

(البقرة: ۱۲۵)

ترجمہ: ”اور ہم نے ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ وہ دونوں میرے گھر کو پاک وصاف کریں طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے“۔

عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:

مَنْ مَشٰی فِیْ حَاجَةِ أَخِیْهِ کَانَ خَیْراً لَّهٗ مِنْ اِعْتِکَافِ عَشَرِ سِنِیْنَ، وَمَنِ اعْتَکَفَ یَوْماً ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ اللّٰهُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ، کُلُّ خَنْدَقٍ اَبْعَدُ مِمَّا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ. (رواه الطبرانی والحاکم باسناد جید)

(المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح ۱۸۷، مجمع الزوائد ۱۹۲/۸)

ترجمہ: ”جو شخص اپنے بھائی کی کسی ضرورت کو پوری کرنے کے لئے چل کر جائے تو یہ عمل اس کے لئے دس سال کے (نفلی) اعتکاف سے زیادہ موجبِ اجر وثواب ہوگا، اور جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں، جن میں سے ہر خندق کی چوڑائی زمین وآسمان کے فاصلہ کے برابر ہے“۔

□□□

مسائلِ اعتکاف

اعتکاف کیا ہے؟

دنیوی کاروبار، معاشی الجھنوں اور ذاتی مصروفیات میں الجھ کر انسان اپنے مقصدِ تخلیق سے غافل ہوجاتا ہے، شیطانی اثرات اس کے دل ودماغ پر اس طرح چھا جاتے ہیں کہ اسے کچھ اور سوچنے اور غور کرنے کی سدھ ہی نہیں رہتی، رفتہ رفتہ یہ غفلت اتنی بڑھتی ہے کہ نماز کے لئے مسجد میں کچھ دیر کے لئے جانے اور روزہ زکاۃ وغیرہ عبادتوں کی انجام دہی سے بھی وہ ختم نہیں ہو پاتی، نماز دنیوی خیالات میں گذرتی ہے، اور روزہ لایعنی فضول باتوں کی نذر ہوجاتا ہے۔ یہ صورتِ حال زندہ دلانِ امت کے لئے سوہانِ روح اور عاشقانِ توحید کے لئے درد وکرب کا سامان بن جاتی ہے۔ مالک الملک کا شاہانہ جاہ وجلال جہاں اس کے دربار میں آپڑے رہنے سے مانع ہوتا ہے وہیں ارحم الراحمین کی رحمتِ بیکراں فکر مندوں کے لئے امید کے دیے جلاتی ہے، اور بیم ورجاء کے عالم میں غفلت کی وادیوں میں چکر لگانے والا انسان اپنے حقیقی آقا کے دربار میں زبانِ حال سے یہ کہتے ہوئے فروکش ہوجاتا ہے:

پھر جی میں ہے کہ در پہ اسی کے پڑا رہوں ❖ سرزیرِبارِمنت درباں کئے ہوئے

اسی جذبہ، اسی عشق، اسی امید اور منت شناسی کا نام اعتکاف ہے۔

اعتکاف کی اہمیت وفضیلت

واقعہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے متبرک ومسعود اوقات کی قدر اعتکاف کے بغیر کامل طور پر نہیں ہوسکتی، آدمی کتنا ہی شوقین ہو کسی کام میں مستقل مشغول رہنے کے باعث طبیعت میں فطری اکتاہٹ پیدا ہو ہی جاتی ہے، اور عبادت کا تسلسل موقوف ہوجاتا ہے لیکن اعتکاف ایسی عبادت ہے کہ معتکف اگر مسجد میں خالی بھی بیٹھا رہے پھر بھی عبادت گذاروں میں شمار ہوتا ہے اور معتکف کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہوتا اور مسجد میں بیٹھے بیٹھے اسے بے شمار اعمالِ صالحہ کا ثواب ملتا رہتا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ: ''معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اسے (ان) تمام نیکیوں کا (جنہیں وہ اعتکاف کے

سبب انجام نہیں دے سکتا) اتنا ہی بدلہ عطا کیا جاتا ہے جتنا نیکیاں کرنے والے کو ملتا ہے'۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِی الْمُعْتَکِفِ ھُوَ یَعْتَکِفُ الذُّنُوْبَ وَ یُجْزیٰ لَہ' مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّھَا. (مشکوٰۃشریف ۱/۱۸۳)

ایک دوسری روایت میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص اللہ رب العزت کی خوشنودی کی تلاش میں ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی بڑی خندقیں حائل فرما دیتے ہیں جو دنیا جہان سے زیادہ چوڑی اور وسیع ہیں۔ وَمَنِ اعْتَکَفَ یَوْماً اِبْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہ' وَبَیْنَ النَّارِ ثَلٰثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مَابَیْنَ الْخَافِقَیْنِ. (الترغیب و الترھیب ۹٦/۲)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف

رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کے سلسلہ میں روایات شاہد ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حکم ملنے کے بعد کبھی اس کا ناغہ نہیں فرمایا، اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے دس دنوں کا اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرہ کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ مَنِ اعْتَکَفَ عَشْراً فِیْ رَمَضَانَ کَانَ کَحَجَّتَیْنِ وَ عُمْرَتَیْنِ. (الترغیب و الترھیب ۹٦/۲)

دیکھئے! کتنی معمولی قربانی پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کس قدر عظیم نعمتوں کا وعدہ کیا جارہا ہے۔ آج کسی شخص کو اگر کسی لیڈر اور حکمراں کی کوٹھی پر چند دن رہنے کی اجازت مل جائے تو وہ اسے بہت ہی فخر کی چیز سمجھتا ہے اور جگہ جگہ اس کو عظیم عزت افزائی جان کر اِتراتا پھرتا ہے، تو اگر دنیا کے ان حکام کے دربار کی حاضری اور وہاں قیام موجبِ عزت ہے تو کیا مالک الملک شہنشاہِ عالم کے در پر جاکے پڑے رہنا باعثِ عزت اور قابلِ فخر نہیں؟ پھر یہ دیکھیں کہ اس چندروزہ ماحول میں رہ کر ہماری طبعیت میں کتنی بشاشت اور روحانی فرحت پیدا ہوتی ہے اور کس طرح ایمان کی زیادتی محسوس طور پر معلوم ہوتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اعتکاف سے ماہِ مبارک کا لطف دوبالا ہوجاتا ہے، اور اس کے ذریعہ شبِ قدر میں عبادت کی سعادت یقینی طور پر حاصل ہوجاتی ہے۔

عام معاشرہ میں اعتکاف سے بے رغبتی

ان تمام فوائد کے باوجود غور کرنے کی بات یہ ہے کہ آج ہمارا عام معاشرہ اس عبادت سے محروم ہوتا جارہا ہے، رمضان المبارک میں جماعت کی نمازوں اور تراویح وغیرہ کا تو ماشاءاللہ کچھ اہتمام ہو بھی جاتا ہے، لیکن سنتِ اعتکاف کی ادائیگی کی طرف رجحان بہت کم دکھائی دیتا ہے، اور اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم عید کی تیاریوں میں اتنا وقت لگانا چاہتے ہیں کہ کوئی ارمان باقی نہ رہ جائے، اور یہ سمجھتے ہیں کہ اعتکاف کی وجہ

سے سارے ارمان پورے نہ ہوسکیں گے، تجارت پیشہ لوگ تو اعتکاف کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے اس لئے کہ یہی ان کی سال بھر کی کمائی کا وقت ہے، تو دنیا کی کمائی سے محرومی کا اتنا خیال ہے مگر اس رمضان کے سیزن میں رحمتِ خداوندی کے حصول میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کا کوئی احساس نہیں؟ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ سب لوگ ایک ساتھ اعتکاف کرلیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ہر گھرانے والے اس طرح کا نظام بنائیں کہ ان کے گھر کا ایک فرد اعتکاف کیا کرے اگر تین بھائی ہیں تو ایک اعتکاف کرے اور بقیہ بھائی اس کی خبر گیری کریں، اگر دوکان پر کئی لوگ بیٹھنے والے ہیں تو ایک آدمی کو ہر سال اعتکاف کے لئے متعین کردیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقہ سے اس عبادت کی قدر پیدا ہوگی اور اس کے اثرات پورے گھرانے میں محسوس کئے جائیں گے، خاص کر نوجوانوں کو اس عبادت کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے، اعتکاف ان کے لئے ماہِ مبارک میں بے شمار گناہوں سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بنے گا، اور ان کو دینی تربیت کا موقع میسر آئے گا، عشرۂ اخیرہ سے پہلے مساجد میں اعتکاف کے لئے باقاعدہ تشکیل ہونی چاہئے تاکہ اس عظیم عبادت کی طرف عمومی رجحان ہو اور مسجدیں اعتکاف کرنے والوں سے معمور ہوجائیں۔ اللہ رب العزت ہمیں خصوصی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

ذیل میں اعتکاف سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

مسنون اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مردوں کے لئے مسجد جماعت میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ **والاعتكاف المطلوب شرعاً على ثلاثة أقسام……، وسنة كفاية مؤكدة في العشر الأخير من رمضان الخ.** (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ۳۸۲، هداية ۲۲۹/۱، هندية ۲۱۱/۱، درمختار مع الشامي زكريا ۴۳۰/۳)

ہر آبادی میں اعتکاف

ہر آبادی میں کم از کم کسی ایک شخص کا اعتکاف کرنا سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے، اگر کسی ایک شخص نے بھی یہ سنت ادا نہیں کی تو پوری آبادی والے تارک سنت ہوں گے، اور اگر آبادی کی کسی بھی مسجد میں ایک شخص بھی اعتکاف کرلے گا تو ساری بستی والوں کی طرف سے سنت کی ادائیگی ہوجائے گی، لیکن بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف کا اہتمام کیا جائے، کیوں کہ بعض علماء نے ہر محلّہ

والوں کے لئے اعتکاف کوسنت قرار دیا ہے۔(دیکھئے احسن الفتاوی ۴؍۴۹۸) **وقيل سنة على الكفاية حتى لو ترك أهل بلدة بأسرهم يلحقهم الاسائة وإلا فلا كالتاذين.**

(مجمع الأنهر جديد ١/٣٧٦، قديم ١/٢٥٥، شامي زكريا ٣/٤٣٠)

واجب اعتکاف

اعتکاف کی عبادت اصلاً سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے؛ لیکن درج ذیل تین صورتوں میں حتمی طور پر اس کا وجوب ہو جاتا ہے:

(۱) کوئی شخص زبان سے یہ کہہ دے کہ اللہ کے لئے میرے اوپر مثلاً اتنے دن کا اعتکاف لازم ہے۔

(۲) یا یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اتنے دن اعتکاف کروں گا، تو اس کام کے ہونے پر اس پر اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

(۳) جو مسنون اعتکاف نیت کر کے شروع کر دیا گیا ہو تو شروع کرنے سے وہ واجب ہو جاتا ہے اور اسے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

الاعتكاف سنة مشروعة يجب بالنذر والتعليق بالشرط والشروع فيه اعتباراً بسائر العبادات. (خانية ١/٢٢١، ومثله في الدر المختار ٣/٤٣٠) **وانما يصير واجباً بأحد امرين: احدهما قول: وهو النذر المطلق بان يقول: لله علي ان اعتكف يوماً او شهراً او نحو ذٰلك ......، والثاني فعل: وهو الشروع، لان الشروع في التطوع ملزم عندنا كالنذر.** (بدائع الصنائع زكريا ٢/٢٧٣، هندية ١/٢١١، البحر الرائق كراچی ٢/٢٩٩، تاتارخانية زكريا ٣/٤٤٢)

واجب اور مسنون اعتکاف کے صحیح ہونے کی شرائط

واجب اور مسنون اعتکاف اسی وقت صحیح اور معتبر ہوگا جب کہ اس میں درج ذیل شرائط پائی جائیں:

(۱) مسلمان ہونا (لہٰذا کافر کا اعتکاف معتبر نہیں)

(۲) عاقل و بالغ ہونا (لہٰذا پاگل اور بچہ کا اعتکاف معتبر نہیں)

(۳) نیت ہونا (لہٰذا بلا نیت مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف نہیں کہلائے گا)

(۴) مرد کا ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا جس میں پنجوقتہ نماز با جماعت کے لئے امام ومؤذن با قاعدہ موجود ہوں (لہٰذا ویران مسجد میں تنہا اعتکاف معتبر نہ ہوگا)

(۵) معتکف کا روزہ دار ہونا (لہٰذا بغیر روزہ کے واجب اور مسنون اعتکاف معتبر نہ سمجھا جائے گا)

(٦) معتکف کا جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہونا (لہٰذا حدثِ اکبر کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کرنا ہرگز درست نہ ہوگا) **اما شروطه فمنها النية ......، ومنها مسجد الجماعة فيصح فی كل مسجد له أذان وإقامة هو الصحيح......، والصوم وهو شرط الواجب منه والاسلام والعقل والطهارة عن الجنابة والحيض والنفاس.** (هندية ۲۱۱/۱، مراقی الفلاح ۳۸۱-۳۸۲، البحر الرائق کراچی ۳۹۹/۲، تبيين الحقائق ۲۲۲/۲) **هو لبث ذكر ولو مميزاً فی مسجد جماعة هو ماله امام ومؤذن أديت فيه الخمس أو لا.**

(درمختار زكريا ٤٢٩/٣)

معتکف کے لئے کن اعذار کی بنا پر مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے؟

معتکف درج ذیل تین طرح کے اعذار کی بنا پر مسجد سے باہر جا سکتا ہے:

(۱) طبعی ضرورت: مثلاً بول وبراز وغیرہ۔

(۲) شرعی ضرورت: مثلاً اس کی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہوتو دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جانا۔

(۳) اضطراری ضرورت: مثلاً مسجد منہدم ہوجانا، یا کسی ظالم کا معتکف کو مسجد سے زبردستی نکال دینا وغیرہ (استحساناً)۔

وحرم عليه الخروج إلا لحاجة الإنسان طبعية كبول وغائط وغسل لو

احتلم……، والجمعة وقت الزوال……، لكن في النهر وغيره جعل عدم الفساد لانهدامه ولبطلان جماعته واخراجه كرهاً استحساناً. (درمختار مع الشامي بيروت ۳۸٦/۳-۳۹۰، هندية ۲۱۲/۱)

طبعی ضرورت کے لئے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا

طبعی ضرورت مثلاً پیشاب، پاخانہ، ازالۂ نجاست، غسل جنابت اور واجب وضو کے لئے اعتکاف کی حالت میں مسجد سے باہر جانا درست ہے۔ **وحرم عليه أي على المعتكف اعتكافاً واجباً……، الخروج إلا لحاجة الإنسان طبيعية كبول وغائط وغسل لو احتلم ولا يمكنه الاغتسال في المسجد الخ.** (در مختار زکریا ۴۳۴/۲-۴۳۵، کوئٹہ ۱۴۳/۲، تبيين الحقائق ۲۲٦/۲، مراقي الفلاح ۳۸۳، هندية ۲۱۲/۱، خانية ۲۲۱/۱)

استنجاء کے لئے معتکف کا گھر جانا

معتکف اگر قضائے حاجت کے لئے مسجد کے قریب بیت الخلاء چھوڑ کر اپنے (یا کسی عزیز کے) گھر جائے تو اس کی وجہ سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ **وينبغي أن يخرج على القولين ما لو ترك بيت الخلاء للمسجد القريب واتى بيته ……، لان الانسان قد لا يألف غير بيته، "رحمتي". فاذا كان لا يألف غيره بان لا يتيسر له الا في بيته فلا يبعد الجواز بلاخلاف.** (شامي بيروت ۳۸۷/۳)

معتکف کا استنجاء کے بعد استبراء کے لئے ٹہلنا

اگر معتکف کو پیشاب کے بعد قطرات آنے کا اندیشہ رہتا ہے اور وہ اطمینان حاصل کرنے کے لئے کچھ دیر ٹہل کر مٹی کا ڈھیلا یا جاذب (ٹشو پیپر) استعمال کرتا ہے تو بحالتِ اعتکاف ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ طبعی ضرورت میں داخل ہے۔ **بان الاولىٰ تفسيرها بالطهارة ومقدماتها ليدخل الاستنجاء والوضوء الخ.** (شامي زکریا ۴۳۵/۲)

معتکف کا قضائے حاجت کے لئے آتے جاتے سلام کلام کرنا

اگر معتکف قضائے حاجت یا شرعی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر جائے تو آتے جاتے چلتے ہوئے کسی سے سلام کلام کرنے سے اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا؛ البتہ اگر کھڑے کھڑے ٹھہر کر باتیں کرنے لگا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ **مستفاد: لو خرج لحاجة الانسان ثم ذهب لعيادة المريض أو لصلاة الجنازة من غير أن يكون لذٰلك قصد فإنه جائز، بخلاف ما إذا خرج لحاجة الانسان ومكث بعد فراغه انه ينتقض اعتكافه عند أبي حنيفةؒ قل أو كثر.** (البحر الرائق کراچی ۲/۳۰۲)

ضرورت کے وقت کھانا کھانے کے لئے معتکف کا گھر جانا

اگر معتکف کے گھر سے یا کسی اور جگہ سے کھانا وغیرہ آنے کا کوئی نظم نہیں ہے تو وہ حسبِ ضرورت غروب کے بعد کھانا کھانے کے لئے اپنے گھر جا سکتا ہے اس لئے کہ یہ بھی طبعی ضرورت میں داخل ہے۔ **وقيل: يخرج بعد الغروب للاكل والشرب. قال في البحر: ينبغي حمله على ما إذا لم يجد من ياتي لهٗ فحينئذ يكون من الحوائج الضرورية.**

(طحطاوی علی المراقی ۳۸٤، البحر الرائق ۲/۳۰۳، شامی زکریا ۳/٤٤٠، تاتارخانية زکریا ۳/٤٤٥)

حرمین شریفین میں معتکفین کا کھانے کے لئے باہر نکلنا؟

حرمین شریفین میں کھانے کا سامان اندر لانے کی اجازت نہیں ہوتی؛ لہٰذا رمضان المبارک میں وہاں اعتکاف کی سعادت حاصل کرنے والے حضرات اگر مغرب کے بعد قریبی ہوٹل پر جا کر کھانا کھا آئیں یا باہری صحن میں نکل کر کھانا کھائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ طبعی ضرورت میں داخل ہے؛ البتہ کھانے کے بعد وہاں بیٹھے نہ رہیں؛ بلکہ فارغ ہوکر فوراً مسجد میں آجائیں۔ **وقيل: يخرج بعد الغروب للاكل والشرب. قال في البحر: ينبغي حمله على ما إذا لم يجد من ياتي لهٗ فحينئذ يكون من الحوائج الضرورية.** (طحطاوی علی

المراقی ٤ ٣٨، البحر الرائق ٣/٢ ٠ ٣، شامی زکریا ٣/ ٤٤٠، تاتارخانية زکریا ٣/ ٥ ٤٤، آئینۂ رمضان ٩٩ ٢)

مسجدِ نبوی کے معتکفین کا صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا؟

مسجد نبوی میں بھیڑ کے اوقات میں حکومت کی طرف سے صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے یہ نظام رہتا ہے کہ لوگ باب السلام سے داخل ہوتے ہیں، اور باب البقیع سے باہر نکلتے ہیں، اور اس وقت اس نظام کی خلاف ورزی کسی کے لئے ممکن نہیں رہتی؛ لہٰذا مسجد نبوی کے معتکفین پر لازم ہے کہ وہ صلوٰۃ وسلام کے لئے مسجد کی حدود سے باہر نہ جائیں؛ بلکہ ایسے وقت میں سلام کے لئے حاضری کا اہتمام رکھیں، جب کہ مسجد سے باہر نہ جانا پڑے، مثلاً: اشراق کے بعد، یا عصر کے ایک گھنٹہ کے بعد یا تراویح کے ایک گھنٹے کے بعد، وغیرہ۔ **فإذا خرج من المسجد ولو ناسیاً ساعةً بلا عذر، فسد اعتكافه عند الامام؛ لوجود المنافي ولو قليلاً.** (مجمع الانہر ١/ ٣١٥، آئینہ رمضان ٢٩٨)

نوٹ:- واضح ہو کہ مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی کے باہری صحن مسجد شرعی میں داخل نہیں ہیں۔

کیا معتکف بیڑی پینے کے لئے باہر جا سکتا ہے؟

بیڑی وغیرہ پینے کا عادی شخص استنجاء وغیرہ کے لئے مسجد سے باہر نکلتے وقت اس ضرورت کو پورا کر لے خاص اسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ جائے الا یہ کہ اضطراری حالت ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۴۶۱، فتاویٰ رحیمیہ ۵/ ۲۰۲، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۰/ ۲۳۹، میرٹھ ۱۵/ ۳۱۶)

معتکف کا بدن کی صفائی یا ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا

اگر مسجد شرعی کی حد میں رہتے ہوئے غسل کا ایسا انتظام ہو کہ مسجد غسل کے پانی سے ملوث نہ ہو تو معتکف کے لئے مسجد میں ہر طرح کا غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر مسجد میں غسل کا

ایسا انتظام نہ ہوتو واجب غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنا بالاتفاق جائز ہے؛ البتہ غیر واجب غسل مثلاً بدن کی صفائی یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے اگر مسجد سے باہر جائے گا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (تاہم اگر بول وبراز کی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر نکلا اور وہیں بہ عجلت بدن پر پانی بہالیا تو اعتکاف میں کوئی فرق نہیں آئے گا) **فلو أمكنه من غير ان يتلوث المسجد فلا بأس به بدائع، اى بان كان فيه بركة ماء او موضع معد للطهارة او اغتسل فى اناء بحيث لا يصيب المسجد الماء المستعمل. قال فى البدائع: فان كان بحيث يتلوث بالماء المستعمل يمنع منه، لان تنظيف المسجد واجب.** (شامی زکریا ٤٣٥/٣، بدائع الصنائع زکریا ٢٨٧/٢، حاشية الشلبي على التبيين ٢٢٩/٢، تاتارخانية ٤٤٥/٣، طحطاوی ٣٨٤، هندية ٢١٣/١، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ٢٧٧/١٥)

نوٹ : اور صاحبینؒ کے نزدیک چونکہ کچھ دیر کے واسطے مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، بریں بنا جو شخص روزانہ غسل کا عادی ہو کہ اسے غسل کے بغیر چین ہی نہ آتا ہو اور گویا غسل اس کی ضرورت طبعی بن گیا ہو تو اس کے لئے صاحبینؒ کے قول پر عمل کی گنجائش ہونی چاہئے۔ (مرتب)

جمعہ کے غسل مسنون کے لئے مسجد سے باہر جانا

عام فقہی کتابوں اور فتاویٰ میں تو یہی بات لکھی ہے کہ غیر واجب غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنا معتکف کے لئے درست نہیں ہے، اور غیر واجب غسل میں جمعہ کا غسل مسنون بھی داخل ہے؛ لیکن بعض فقہی عبارتوں سے جمعہ کے غسل کے لئے معتکف کو مسجد سے باہر نکلنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے (اس لئے ضرورت اور تقاضے کے وقت اس روایت پر عمل کی گنجائش ہے) (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۵۰۲/۴) **وقال فى التاتارخانية: ويخرج للوضوء والاغتسال فرضاً كان أو نفلاً.** (تاتارخانية ٤٤٦/٣)

معتکف کا ریح خارج کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا

مسجد میں معتکف کا ریاح خارج کرنا یقیناً بے ادبی ہے، تاہم بحث یہ ہے کہ جب اخراجِ

ریح کی ضرورت ہوتو وہ مسجد میں رہے گا یا اس مقصد کے لئے مسجد سے باہر جائے گا؟ تو اس سلسلہ میں جزئیات دونوں طرح کے ہیں، بعض جزئیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں خروج ریح میں کوئی حرج نہیں، اور بعض میں یہ کہا گیا ہے کہ جب اسے ضرورت ہوتو مسجد سے باہر جایا کرے۔ **وکذا لا یخرج فیه الریح من الدبر کذا فی الاشباه، واختلف فیه السلف: فقیل: لا بأس، وقیل یخرج اذا احتاج الیه وهو الاصح.** (شامی زکریا ۴۲۹/۲) **عن جابر** رضی اللہ عنہ **قال: قال رسول اللّٰہ** ﷺ: **''من أکل من هٰذه الشجرة المنتنة فلا یقربن مسجدا، فان الملائکة تتأذی مما یتأذی منه الأنس''.** (متفق علیه، مشکوٰۃ شریف ۶۸)

نوٹ: راقم مرتب کے نزدیک دونوں طرح کے جزئیات میں تطبیق کی شکل یہ ہے کہ اگر ریاح بدبو دار ہوتو اس کو خارج کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا چاہئے اور اگر ریاح بدبودار نہ ہوتو مسجد میں رہتے ہوئے بھی اخراج ریح کی گنجائش ہے۔ (مرتب)

بحالتِ اعتکاف احتلام ہوجانا

اگر معتکف کو احتلام کی صورت پیش آجائے تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا؛ تاہم اسے چاہئے کہ فوراً مسجد سے باہر جاکر طہارت حاصل کرلے۔ **ولو احتلم المعتکف لا یفسد اعتکافه.** (بدائع الصنائع زکریا ۲۸۷/۲، فتح القدیر ۳۹۶/۲، بنایه ۱۳۳/۴) **ثم إن أمکنه الاغتسال فی المسجد من غیر أن یتلوث المسجد فلا بأس به وإلا فیخرج ویغتسل ویعود إلی المسجد.** (هندیة ۲۱۳/۱)

احتلام کے بعد مسجد سے نکلنے کا موقع نہ ہو؟

معتکف شخص کو احتلام ہوجائے اور سردست مسجد سے نکلنے کا کسی عذر کی وجہ سے موقع نہ ہوتو وہ فوری طور پر تیمّم کرلے اور جب تک باہر جانے کی سہولت ہو وہیں ٹھہرا رہے۔ **ولو کان نائماً فیه فاحتلم والماء خارجه وخشی من الخروج یتیمم وینام فیه الی أن یمکنه**

الخروج. (شامی زکریا ۱/۰۱ ٤)

معتکف کا ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے جانا

اگر معتکف شخص بیمار ہو اور اسے مسجد سے باہر جاکر ڈاکٹر کو دکھانے کی ضرورت ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس مقصد سے مسجد سے باہر جانے سے اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا؛ لیکن عذر کی بناپر گناہ نہ ہوگا۔ **إذا خـرج ساعة بعذر المرض فسد اعتكافه.** (هندية ۱/۲۱۲) **وعلل فی الـخانية المرض لانه لا يغلب وقوعه فلم يصر مستثنى عن الايجاب فافاد الفساد فی الـكل......، الا أنه لا يأثم كما فی المرض الخ.** (شامی زکریا ۳/٤۳۸) **وكذا إذا خرج ساعة بعذر المرض إلا أنه لا يأثم.** (تاتارخانية زكريا ۳/٤٤٦)

اضطراری حالات میں مسجد سے باہر نکلنا

اگر درج ذیل حادثات پیش آجائیں تو معتکف کے لئے اضطراری طور پر مسجد سے نکلنا درست ہے، ایسی صورت میں وہ فوراً دوسری مسجد کی طرف منتقل ہوجائے، اس سے اس کا اعتکاف بدستور باقی رہے گا، وہ امور یہ ہیں:

(۱) مسجد کی عمارت منہدم ہونے لگے۔

(۲) مسجد کے اردگرد آبادلوگ سب وہاں سے چلے جائیں اور مسجد میں باجماعت نماز موقوف ہوجائے۔

(۳) کوئی زورآور شخص معتکف کو زبردستی مسجد سے نکال دے۔

(۴) کوئی ظالم معتکف کو گرفتار کرلے۔

(۵) اس مسجد میں رہتے ہوئے اپنی جان یا مال کا دشمنوں کی طرف سے سخت خطرہ ہو۔

يـجـوز لـه ان يتحول الى مسجد اخر فی خمسة اشياء: احدها: ان ينهدم مسـجـده، الثـانـی: ان يتـفـرق اهـلـه فـلا يـجتمعون فيه، الثالث: ان يخرجه منه

سلطان، الرابع: ان يأخذه ظالم، الخامس: ان يخاف على نفسه و ماله من المكابرين. (بناية ٤/١٢٨-١٢٩، مراقى الفلاح ٣٨٣، تاتارخانية زكريا ٣/٤٤٥، هندية ١/٢١٢)

معتکف کا عدالت کی تاریخ پر حاضر ہونا وغیرہ

اگر معتکف کا کوئی مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہو، اور دورانِ اعتکاف عدالت میں حاضری کی تاریخ پیش آجائے اور حاضر نہ ہونے کی شکل میں سخت نقصان کا اندیشہ ہو، یا کسی مقدمہ میں گواہی کی ضرورت ہو اور معتکف کے علاوہ کوئی گواہ موجود نہ ہو اور عدالت میں حاضر نہ ہونے کی صورت میں صاحب حق کا حق ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں ضرورۃً صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے ایسے معتکف کے لئے مسجد سے باہر جانے کی گنجائش ہے۔ **وفی شرح الصوم للفقيه ابی الليثؒ: المعتكف يخرج لاداء الشهادة، وتأويله اذا لم يكن شاهدٌ اٰخر فيتوى حقه.** (فتح القدير بيروت ٢/٣٩٦) **ومن الضرورة اداء الشهادة.** (الدر المنتقىٰ ١/٣٧٨) **ولا يخرج منه إلا لحاجة شرعية...... وأداء شهادة تعينت عليه. قال الطحطاوى: فيه ان هٰذا من الحوائج الشرعية.** (مراقى الفلاح مع الطحطاوى ٣٨٣)

نوٹ: اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ شہادت دینے کے لئے معتکف کا مسجد سے باہر آنا بہرحال مفسد اعتکاف ہے، یہ الگ بات ہے کہ ضرورت کی بنا پر اس اقدام کی وجہ سے وہ گنہگار نہ ہوگا۔ (فتح القدیر ۲/۳۹۶)

معتکف کا جمعہ کی نماز کے لئے مسجد سے باہر جانا

شرعی ضرورت مثلاً جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جب کہ معتکف کی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو اعتکاف کے لئے مفسد نہیں ہے؛ لیکن ایسے وقت جائے کہ دوسری مسجد میں پہنچ کر خطبہ سے پہلے جمعہ کی سنتیں پڑھ سکے، اور نماز کے سنن مؤکدہ پڑھ کر جلد واپس آجائے، دیر تک وہاں ٹھہرنا مکروہ ہوگا۔ **ولا يخرج منه إلا لحاجة شرعية كالجمعة والعيدين الخ.** (مراقی

الفلاح ٣٨٣، خانية ٢٢١/١، تبيين الحقائق ٢٢٦/٢) **خرج في وقت يدركها سنتها يحكم في ذٰلک رأيه ويستن بعدها أربعاً أو ستاً على الخلاف ولو مكث أكثر لم يفسد لانه محل له وكره تنزيهاً.** (درمختار زكريا ٤٣٥/٣-٤٣٦)

جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں گیا پھر وہیں رہ گیا

معتکف کی مسجد میں جمعہ نہ ہونے کی بنا پر وہ دوسری مسجد میں گیا پھر وہیں جا کر معتکف ہو گیا اور اپنی مسجد میں واپس نہیں آیا تو اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے، بہتر یہی ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف شروع کرے وہیں مکمل کرے۔ **فإن مكث يوماً وليلة أو أتم اعتكافه لا يفسد ويكره.** (هندية ٢١٢/١)

معتکف کا اذان کے لئے مسجد سے باہر جانا

اگر معتکف کو اذان دینے کے واسطے حدودِ مسجد سے باہر جانا ناگزیر ہو (مثلاً لاؤڈ اسپیکر باہر کمرے میں رکھا ہو، اور اسے مسجد میں نہ لایا جا سکتا ہو) تو یہ بھی حاجتِ شرعیہ میں داخل ہے، اور ایسا معتکف اذان دینے کے لئے بضرورت مسجد سے باہر جا سکتا ہے، اس سے اس کا اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ **او شرعية كعيد واذان لو مؤذنا (درمختار) وفي الشامي: هٰذا قول ضعيف، والصحيح ان لا فرق بين المؤذن وغيره كما في البحر والامداد.** (شامي زكريا ٤٣٦/٣) **ولو صعد المئذنة لم يفسد اعتكافه بلا خلاف وان كان باب المئذنة خارج المسجد كذا في البدائع والمؤذن وغيره فيه سواء هو الصحيح هٰكذا في الخلاصة.** (هندية ٢١٢/١، خانية ٢٢٣/١، البحر الرائق ٣٠٣/٢)

حافظ معتکف کا دوسری مسجد میں جا کر تراویح پڑھانا

اگر کوئی حافظ کسی مسجد میں رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کے مسنون اعتکاف کی نیت کرے، اور اس کی پہلے ہی سے یہ نیت ہو کہ میں روزانہ تراویح پڑھانے کے لئے دوسری مسجد میں

جایا کروں گا، توامام ابوحنیفہؒ کےقول کے اعتبار سے اس کا یہ اعتکاف مسنون نہیں رہے گا؛ بلکہ نفلی اعتکاف بن جائے گا؛البتہ صاحبینؒ کےنزدیک چوں کہ کچھ دیر مسجد سے باہر رہنا مفسد اعتکاف نہیں ہے؛ لہٰذاان کےقول کے اعتبار سے اس حافظ معتکف کا مسنون اعتکاف باقی رہے گا،اسی طرح اگر اس نے آخری عشرہ کا اعتکاف اپنے اوپر بطورنذ رواجب کرلیااورزبان سے واجب کرتے وقت ہی یہ اظہار کردیا تھا کہ میں روزانہ تراویح کے لئے دوسری مسجد میں جایا کروں گا،تو ایسی صورت میں اس کا یہ استثناء درست ہوگا،اوراس کا اعتکاف (واجب بالنذر) تراویح کے لئے دوسری مسجد میں جانے کی وجہ سےنہیں ٹوٹے گا۔ **ولو خرج من المسجد ساعة بغير عذر فسد اعتكافه عند ابي حنيفة لوجود المنافي وهو القياس، وقالا :لا يفسد حتى يكون اكثر من نصف يوم وهو الاستحسان، لأن في القليل ضرورة.** (فتح القدير ۳۹۵/۲، مجمع الانهر ۳۷۹/۱، البحر الرائق ۳۰۲/۲) **ولو شرط وقت النذر والالتزام ان يخرج الى عيادة المريض وصلاة الجنازة وحضور مجلس العلم يجوز له ذٰلك.** (هندية ۲۱۲/۱، فتاویٰ محموديه ميرٹھ ۳۲۷/۱۵، مراقی الفلاح ۳۸۲)

معتکف کا نماز جنازہ کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

امام ابوحنیفہؒ کے راجح قول کےمطابق اگرکوئی معتکف بالقصد نماز جنازہ پڑھنے کے لئے مسجد کی حدود سے باہر نکلے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا؛البتہ اگرطبعی یا شرعی ضرورت کی وجہ سےمسجد سے باہرنکلا تھااور واپسی میں بلاتوقف نماز جنازہ میں شریک ہوگیا تو اعتکاف برقرار رہے گا۔(مستفاد:فتاویٰ محمودیہ میرٹھ۲۹۹/۱۵،احسن الفتاویٰ۴۹۹/۴) **وافاد انه لا يخرج لعيادة المريض لعدم الضرورة المطلقة للخروج ......، واشار الى انه لو خرج لحاجة الانسان ثم ذهب لعيادة المريض او لصلاة الجنازة من غير ان يكون لذٰلك قصد فانه جائز.**

(البحر الرائق كراچی ۳۰۲/۲، ومثله فی البدائع الصنائع ۲۸۳/۲-۲۸۴، شامی زکريا ۴۳۴/۳-۴۳۵)

وقال في المرقاة: وعند الائمة الاربعة اذا خرج لقضاء الحاجة واتفق له عيادة

المريض والصلاة على الميت فلم ينحرف عن الطريق ولم يقف اكثر من قدر الصلاة فلم يبطل الاعتكاف والا بطل. (مرقاة المفاتيح بيروت ٥٢٩/٤)

معتکف کا مریض کی عیادت کے لئے باہر جانا

معتکف اگر قصداً مریض کی عیادت کے لئے باہر جائے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اور اگر ضرورت کی وجہ سے باہر نکلا اور آتے جاتے راستہ بدلے بغیر کسی مریض کی عیادت کرلی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وفي المرقاة: وعند الائمة الاربعة اذا خرج لقضاء الحاجة واتفق له عيادة المريض والصلاة على الميت فلم ينحرف عن الطريق ولم يقف اكثر من قدر الصلاة فلم يبطل الاعتكاف والا بطل. (مرقاة المفاتيح بيروت ٥٢٩/٤) وافاد انه لا يخرج لعيادة المريض لعدم الضرورة المطلقة للخروج ......، واشار الى انه لو خرج لحاجة الانسان ثم ذهب لعيادة المريض او لصلاة الجنازة من غير ان يكون لذٰلک قصد فانه جائز. (البحر الرائق كراچی ۳۰۲/۲)

نوٹ: اور اگر اعتکاف واجب بالنذر میں پہلے ہی سے عیادت مریض وغیرہ کا استثناء کرلیا تھا تو دورانِ اعتکاف عیادت کرنے سے اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔ ولو شرط وقت النذر والالتزام ان يخرج الى عيادة المريض وصلاة الجنازة وحضور مجلس العلم يجوز له ذٰلک. (هندية ۲۱۲/۱)

وعظ کی مجلس میں شرکت کے لئے مسجد سے باہر جانا

اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں روزانہ کسی مجلس وعظ میں شرکت کرتا ہے پھر وہ آخری عشرہ میں کسی مسجد میں معتکف ہوجائے تو آیا وہ معمول کے مطابق وعظ میں شرکت کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے یا نہیں؟ تو اس میں دوصورتیں ہیں:

(۱) اگر اس نے بلاشرط مطلق اعتکاف کی نیت کی ہے اور اس کا ارادہ مسنون اعتکاف کا

ہےتو وعظ کے لئے باہر جانے کی وجہ سے اس کا اعتکاف مسنون ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اور اگر اس نے اعتکاف کی نیت کرتے وقت زبان سے نذر مان لی ہے کہ میں فلاں وقت وعظ کی مجلس میں جایا کروں گا تو اس کا یہ اعتکاف نذر وعظ کی مجلس میں جانے سے فاسد نہ ہوگا۔ **ولو شرط وقت النذر والالتزام أن يخرج إلى عيادة المريض......، وحضور مجلس العلم يجوز له ذٰلک الخ.** (هندية ۲۱۲/۱)

معتکف کا ووٹ دینے کے لئے مسجد سے باہر جانا

معتکف شخص اگر ووٹ دینے کے لئے مسجد سے باہر نکلے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا؛ کیوں کہ یہ کسی معتبر ضرورت میں داخل نہیں ہے۔ **فان خرج ساعةً بلا عذر فسد لوجود المنافي.** (البحر الرائق ۳۰۲/۲، هندية ۲۱۲/۱، خانية ۲۲۲/۱، درمختار زكريا ۴۳۷/۳، فتاوى محمودية ميرٹھ ۳۰۰/۱۵)

اعتکاف کو مکروہ بنانے والی باتیں

خاموشی کو عبادت سمجھ کر مستقل خاموش رہنا، فضول لایعنی بکواس کرنا اور خرید وفروخت کا سامان مسجد میں لانا اعتکاف کو مکروہ بنا دیتا ہے۔ **وكره احضار المبيع والصمت والتكلم الا بخير.** (تبيين الحقائق ۲۲۹/۲) **وكره الصمت إن اعتقده قربة لانه منهى عنه؛ لأنه صوم أهل الكتاب.** (مراقى الفلاح ۳۸۴، درمختار زكريا ۴۴۰/۳-۴۴۱) **وأما إذا أراد أن يتخذ متجراً فيكره له ذٰلک.** (هندية ۲۱۳/۱)

نــــوٹ: اگر عبادت سمجھے بغیر خاموش رہا، یا مبیع کو سامنے لائے بغیر بیع وشراء کا معاملہ کیا تو معتکف کے لئے یہ مکروہ نہ ہوگا۔ **وأما محظوراته فمنها الصمت الذى يعتقده عبادة فانه يكره هٰكذا فى التبيين، وأما إذا لم يعتقده قربة فلا يكره ......، ولا بأس للمعتكف ان يبيع ويشترى الطعام وما لا بدمنه.** (هندية ۲۱۳/۱، خانية ۲۲۲/۱)

معتکف حکیم یا ڈاکٹر کا اعتکاف میں مریض دیکھنا

اگر کوئی ڈاکٹر یا حکیم معتکف ہوا ور اتفاقاً اس سے کوئی مریض ملنے آجائے اور وہ اسے دیکھ کر کوئی نسخہ وغیرہ لکھ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر مذکورہ معتکف بحالت اعتکاف مسجد کو اپنا مطب بنالے کہ وہاں مریضوں کی باقاعدہ بھیڑ لگنے لگے تو یہ جائز نہ ہوگا۔ **مستفاد: والکلام المباح وقیده فی الظهیریة بان یجلس لاجله، وفی الشامیة: فانه حینئذ لا یباح بالاتفاق، لان المسجد ما بنی لامور الدنیا، وفی صلاة الجلالی: الکلام المباح من حدیث الدنیا یجوز فی المساجد وان کان الاولیٰ ان یشتغل بذکر اللّٰه تعالیٰ.** (شامی زکریا ۴۳۶/۲، هندیة ۳۲۱) **وفی المعراج عن شرح الارشاد: لا بأس بالحدیث فی المسجد إذا کان قلیلاً، فأما أن یقصد المسجد للحدیث فیه فلا، وظاهر الوعید أن الکراهة فیه تحریمیة.** (شامی زکریا ۴۲/۳) **وأما إذا أراد أن یتخذ متبحراً فیکره له ذٰلک.** (هندیة ۲۱۳/۱)

معتکف کا مسجد میں موبائل پر بات کرنا

معتکف جس طرح آمنے سامنے کسی سے ضروری بات کرسکتا ہے، اسی طرح موبائل پر بھی ضروری بات چیت اس کے لئے مباح ہے؛ البتہ بلاوجہ اور بےضرورت دنیوی گفتگو سے بہر حال احتیاط کرنی چاہئے۔ **ویکره تحریماً صمت ......، وتکلم الا بخیر وهو ما لا اثم فیه، ومنه المباح عند الحاجة الیه لا عند عدمها.** (درمختار زکریا ۴۱/۳-۴۲) **ولا یتکلم بما فیه اثم فان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یحدث مع الناس فی اعتکافه.** (تاتارخانیة زکریا ۴۴۸/۳) **ولا یتکلم الا بخیر یعنی ان التکلم بالشر فی المعتکف اشد حرمة منه فی غیره.** (البحر الرائق ۳۰۴/۲، فتح القدیر ۳۹۸/۲، هندیة ۲۱۲/۱)

بلاعذر مسجد سے باہر نکلنا

اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی قصداً یا سہواً معتکف بلاعذر مسجد کی حدود سے باہر نکل گیا تو امام

ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ **فلو خرج ساعة بلا عذر فسد.** (تنویر الابصار ۴۳۷/۳) **ولو خرج المعتكف عن المسجد بغير عذر ساعة بطل اعتكافه في قول ابي حنيفةؒ.** (خانية ۲۲۲/۱) **سواء كان الخروج عامداً او ناسياً.** (هندية ۲۱۲/۱)

معتکف کا جماع کرنا

اعتکاف کی حالت میں جماع کرنے سے بہرحال اعتکاف باطل ہوجاتا ہے، خواہ جان بوجھ کرہو یا بھول کرہو، رات میں ہو یا دن میں ہو، انزال ہو یا نہ ہو۔ **قال تعالیٰ: ﴿ولا تباشروهن وانتم عٰكفون في المساجد﴾** (البقرة) **والجماع عامداً او ناسياً ليلاً او نهاراً يفسد الاعتكاف انزل او لم ينزل.** (هندية ۲۱۳/۱، خانية ۲۲۲/۱، فتاویٰ سراجية ۱۷۲/۱، تاتارخانية ۴۷/۳، درمختار زكريا ۴۴۲/۳)

اعتکاف کے دوران بیوی سے دل لگی کرنا

اگر بیوی سے دل لگی اور بوس وکنار کے دوران انزال ہوگیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (اگر انزال نہیں ہوا تو اعتکاف نہیں ٹوٹے گا) لیکن اعتکاف کے دوران یہ عمل قطعاً جائز نہیں ہے۔ **وحرم الوطي ودواعيه.** (نور الایضاح مع المراقی ۳۸۴) **وكذا التقبيل والمعانقة واللمس، إنه ان أنزل في شيء من ذٰلك فسد اعتكافه والا فلا يفسد لكنه يكون حراماً.** (بدائع الصنائع ۲۸۶/۲) **وبطل بانزال بقبلة او لمس او تفخيذ ولو لم ينزل لم يبطل، وان حرم الكل لعدم الحرج.** (درمختار مع الشامی زكريا ۴۴۲/۳، تبيين الحقائق ۲۳۰/۲-۲۳۱)

بحالتِ اعتکاف بدنظری سے انزال ہوگیا

اعتکاف کی حالت میں بدنگاہی یا غلط خیال جمانے سے انزال ہوگیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا؛ لیکن ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ **ولا يبطل بانزال بفكر أو نظر.** (درمختار زكريا ۴۴۳/۳)

اعتکاف کی حالت میں جان بوجھ کر روزہ توڑ دینا

اگر بحالتِ اعتکاف قصداً کھا پی کر روزہ توڑ دیا تو روزہ کے ساتھ ساتھ اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا (اور اگر بھول کر کھایا پیا تو نہ روزہ ٹوٹا اور نہ اعتکاف) **ولو اکل او شرب فی النهار عامداً فسد صومه وفسد اعتکافه لفساد الصوم، ولو اکل ناسیاً لا یفسد اعتکافه لانه لایفسد صومه.** (بدائع الصنائع ۲/۲۸۶، ومثله فی الدر المختار زکریا ۳/٤٤۳)

نــــوٹ: یہاں ضابطہ یہ ہے کہ جو اعمال مفسداتِ صوم میں سے ہیں ان میں قصداً اور سہواً کرنے کے حکم میں فرق ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا، اور جو اعمال خاص طور پر مفسداتِ اعتکاف میں سے ہیں، مثلاً جماع وغیرہ، ان میں قصداً اور سہواً دونوں کا حکم یکساں ہوتا ہے؛ لہٰذا اگر روزے دار معتکف نے دن کے وقت میں سہواً جماع کیا تو روزہ تو نہ ٹوٹے گا؛ لیکن اعتکاف ضرور ٹوٹ جائے گا۔ (بدائع الصنائع ۲/۲۸۶، ہندیہ ۱/۲۱۳، البحر الرائق ۲/۳۰۳، شامی زکریا ۳/۴۴۳)

ارتداد مفسدِ اعتکاف ہے

نعوذ باللہ اگر کوئی معتکف شخص بحالتِ اعتکاف مرتد ہوجائے اور بدعقیدگی کے ساتھ کفریہ کلمات بکنے لگے تو اس کا اعتکاف فوراً ٹوٹ جائے گا۔ **ویفسد الاعتکاف بالردة لأن الاعتکاف قربة والکافر لیس من أهل القربة.** (بدائع الصنائع ۲/۲۸٦، ومثله فی فتح القدیر ۲/٤۰۳)

پاگل پن کی وجہ سے اعتکاف کا فساد

اگر معتکف شخص خدانخواستہ پاگل ہوجائے کہ اسے کچھ ہوش نہ رہے تو اس کا اعتکاف باقی نہ رہے گا۔ **ومنها الاغماء والجنون.** (هندیة ۱/۲۱۳) **والجنون یفسد الاعتکاف.** (بدائع الصنائع ۲/۲۸۷)

لمبے وقت تک بیہوش رہنے سے اعتکاف کا فساد

اگر معتکف پر ایک دن رات سے زیادہ بےہوشی طاری رہی جس کی وجہ سے روزہ رکھنا اس

کے لئے ممکن نہ رہا تو اس کا اعتکاف باقی نہ رہے گا۔ **وکذا اغماء ہ وجنونہ ان داما ایاماً (درمختار) وفی الشامی: المراد بالایام ان یفوتہ صوم بسبب عدم امکان النیۃ.** (شامی زکریا ۴۴۳/۳) **وإن اغمی علیه أیاما أو أصابه لمم فسد اعتکافه.** (بدائع الصنائع ۲۸٦/۲، ہندیة ۲۱۳/۱)

حیض ونفاس مفسد اعتکاف ہے

حائضہ عورت بحالت ناپا کی اعتکاف نہیں کرسکتی، اور اگر دورانِ اعتکاف حیض یا نفاس شروع ہوگیا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ **والحائض والنفساء لیسا بأهل للصلاة أی فلا یصح اعتکافهما.** (شامی زکریا ۴۳۰/۳، البحر الرائق ۲۹۹/۲، ہندیة ۲۱۱/۱، بدائع الصنائع ۲۷٤/۲، مراقی الفلاح ۳۸۲)

مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے تو اس کی قضاء کیا ہے؟

اگر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کسی وجہ سے فاسد ہوجائے تو جس روز اعتکاف ٹوٹا ہے اسی ایک دن کی قضا بعد میں لازم ہوگی؛ تاہم بہتر یہ ہے کہ پورے عشرہ کے اعتکاف کی قضاء روزوں سمیت رمضان کے بعد کسی وقت کرلے۔ **وعلی کل فیظهر من بحث ابن الهمامؒ لزوم الاعتکاف المسنون بالشروع، وان لزوم قضاء جمیعه او باقیه مخرج علی قول ابی یوسفؒ، اما علی قول غیرہ فیقضی الیوم الاول الذی افسدہ، لاستقلال کل یوم بنفسه.** (شامی زکریا ۴۳٤/۳، فتح القدیر بیروت ۳۹۳/۲) **وفی الظهیریة عن ابی حنیفةؒ: انه یلزمه یوما.** (تاتارخانیة زکریا ۴٤۷/۳، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲٥۸/۱٥)

نفلی اعتکاف

نفلی اعتکاف کے لئے وہ شرائط نہیں ہیں جو مسنون اور واجب (نذر) اعتکاف کے لئے

ہیں؛ لہٰذا نفلی اعتکاف تھوڑی دیر کے لئے بھی ہوسکتا ہے، پھر جب بھی ضرورت یا بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلے گا تو نفلی اعتکاف کا تسلسل ختم ہو جائے گا۔ اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص بھی مسجد میں کسی عبادت کے ارادہ سے داخل ہوا سے یہ نیت کر لینی چاہئے کہ میں جب تک مسجد میں رہوں گا معتکف رہوں گا، اس صورت میں اس کا مسجد میں جب تک بھی قیام ہوگا وہ نفلی معتکف شمار ہوگا۔ **أما النفل فله الخروج لأنه منهٍ له لا مبطل.** (در مختار ۳/ ٤٣٤) **وأقله نفلاً ساعةٌ فلو شرع في نفله ثم قطعه لا يلزمه قضاؤه.** (تنویر الابصار ۳/ ٤٣٣) **فينبغي إذا دخل المسجد أن يقول نويت الاعتكاف ما دمت في المسجد.** (مرقاة المفاتيح بيروت ٤/ ٥٢٣)

اجتماعی اعتکاف

عام حالات میں ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا افضل ہے جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہو تاکہ جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد سے باہر نہ جانا پڑے، اور یہ مسجد محلّہ اور اپنے شہر میں ہو تو بہتر ہے؛ لیکن اگر کسی مصلحت سے دوسرے محلّہ کی مسجد میں یا کسی دوسرے شہر میں جا کر اعتکاف کیا جائے تو اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ آج کل مشائخ اپنے متعلقین اور متوسلین کے ساتھ اعتکاف کرتے ہیں تو اس میں اعتکاف کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت بھی مقصود ہوتی ہے اور یہ اجتماعی اعتکاف تربیت گاہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے بشرطیکہ یہ عمل محض رسمی نہ ہو؛ بلکہ دینی فائدہ کو پیشِ نظر رکھ کر کیا جائے جیسا کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے شبِ قدر کی تلاش میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجدِ نبوی میں اجتماعی اعتکاف فرمایا تھا۔ **في حديث ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال صلى الله عليه وسلم: من كان اعتكف معي فليعتكف العشر الأواخر الخ.** (بخاری شریف ۱/ ۲۷۱، مسلم شریف ۱/ ۳۷۱، ملفوظات فقیہ الامت ۳/ ٤٦، مسائل اعتکاف ٥٦)

عورت کا اعتکاف

عورت اگر اعتکاف کرنا چاہے تو وہ اپنے گھر کے کسی کمرہ کو جائے اعتکاف بنا سکتی ہے، وہ

کمرہ اس کے لئے مسجد کا حکم رکھے گا، یعنی اس کمرے سے بلاضرورت باہر نہ آئے۔ **والمرأة تعتكف في مسجد بيتها، إذا اعتكفت في مسجد بيتها فتلك البقعة في حقها كمسجد الجماعة في حق الرجل لا تخرج منه إلا لحاجة الإنسان.** (عالمگیری ۲۱۱/۱، ومثله في الخانية ۲۲۱/۱، مراقی الفلاح ۳۸۳، تبیین الحقائق ۲۲۵/۲)

معتکفہ عورت کا گھر کے صحن میں آنا

اعتکاف کرنے والی عورت اگر اپنے معتکف کمرے سے نکل کر بلاضرورتِ معتبرہ گھر کے صحن میں آئے گی تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ **وحرم عليه الخروج الخ. (تنوير الابصار) وفي الشامي: اي من معتكفه ولو مسجد البيت في حق المرأة، فلو خرجت منه ولو الى بيتها بطل اعتكافها لو واجباً وانتهى لو نفلاً.** (شامی بیروت ۳۸۷/۳) **ولا تخرج المرأة من مسجد بيتها إلى المنزل.** (هندية ۲۱۲/۱)

عورت کا اپنے معتکف میں رہتے ہوئے گھر کے کام کرنا

عورت اگر اپنے معتکف کمرے میں بیٹھے بیٹھے گھر کا کوئی ضروری کام مثلاً سبزی وغیرہ کاٹے یا کپڑا وغیرہ سی لے یا کھانا بنالے تو اس سے اس کا اعتکاف نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ معتکفہ عورت زیادہ وقت عبادت ہی میں گذارے اور گھریلو کام میں بلاضرورت مشغول نہ ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۳۳۴/۱۵) **مستفاد: وقيل ان كان الخياط يحفظ المسجد فلا بأس بان يخيط فيه.** (تبیین الحقائق ۲۲۹/۲)

معتکفہ عورت شوہر سے الگ رہے

معتکفہ عورت کو اعتکاف کی حالت میں شوہر سے الگ رہنا لازم ہے؛ کیوں کہ بحالت اعتکاف جماع کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اور اعتکاف کے دوران بے حجابی کی باتیں اور

بوس وکنار سب سخت مکروہ ہے، اور اعتکاف ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ **وحرم الوطی ودواعیه.** (نور الایضاح مع المراقی ۳۸٤) **ومنها (أی المفسدات) الجماع ودواعیه فیحرم علی المعتکف الجماع ودواعیه نحو المباشرة والتقبیل واللمس والمعانقة والجماع فی ما دون الفرج واللیل والنهار فی ذٰلک سواء والجماع عامداً او ناسیاً لیلاً او نهاراً یفسد الاعتکاف انزل او لم ینزل وما سواه یفسد اذاانزل واذا لم ینزل لا یفسد.** (هندية ۲۱۳/۱)

معتکفہ عورت دورانِ اعتکاف حائضہ ہوگئی

اگر عورت کو دورانِ اعتکاف حیض شروع ہوجائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اور بعد میں صرف اس دن کی قضا کرے گی جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے، پورے دس دن کی قضا لازم نہیں ہے۔ **فیقضیه غیر أنه لو کان شهراً معیناً یقضي قدر ما فسد، ...... أو بغیر صنعه أصلاً کحیض ...... أما حکمه إذا فات عن وقته المعین فإن فات بعضه قضاه لا غیر ولا یجب الاستقبال.** (شامی زکریا ۴۳۷/۳، بدائع الصنائع ۲۸۸/۲) **وإذا فسد الاعتکاف الواجب وجب قضائه فإن کان اعتکاف شهر بعینهٖ ...... یقضي ذٰلک الیوم ...... سواء أفسده بغیر صنعهٖ کالحیض.** (هندية ۲۱۳/۱)

جماعت خانہ میں اعتکاف

بعض بڑے شہروں میں کثیر منزلہ عمارتوں کے کسی حصہ کو نماز کے لئے خاص کردیا جاتا ہے اور اس میں پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی ہوتی ہیں، اور وہاں دور دور تک باقاعدہ مسجد نہیں پائی جاتی، تو اس جماعت خانہ میں اعتکاف درست ہوگا یا نہیں؟ تو اس بارے میں کوئی صریح جزئیہ نہیں ملا؛ البتہ بظاہر مردوں کے اعتکاف کے لئے مسجد شرعی کی شرط سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اعتکاف درست نہ ہو؛ لیکن دوسری طرف فقہاء نے عورتوں کے اعتکاف کے مسئلہ میں اس کی ''مسجد بیت'' کو مسجد کے حکم میں قرار دیا گیا ہے، اس لئے ضرورت کے وقت

جماعت خانہ میں بھی اعتکاف کو درست قرار دینا چاہئے۔ **و منها: مسجد الجماعة الخ.** (هندية ١/ ٢١١) **والمرأة تعتكف فى مسجد بيتها، وإذا اعتكفت فى مسجد بيتها فتلك البقعة فى حقها كمسجد الجماعة فى حق الرجل الخ.** (هندية ١/ ٢١١، آئینۂ رمضان ٢٣٧)

مرد کا گھر میں اعتکاف کرنا

اگر کوئی مرد اپنے گھر میں عورتوں کی طرح اعتکاف کرے تو اس اعتکاف کا کوئی اعتبار نہیں، مرد کے لئے شرط ہے کہ ایسی مسجد میں اعتکاف کرے جہاں پنج وقتہ نماز ادا کی جاتی ہو۔ **فدل أن مكان الاعتكاف هو المسجد.** (بدائع الصنائع ٢/ ٢٨٠، آئینۂ رمضان ٢٢٣)

❒❖❒

کتاب الزکوٰۃ

(زکوٰۃ کے ضروری مسائل)

مسائل زکوٰۃ

فریضۂ زکوٰۃ

ہر مسلمان کو خصوصاً یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اسے جو کچھ بھی دولت وثروت ملی ہے اس کا اصل مالک وہ خود نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی مالک حقیقی ہے اور اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنی ملکیت میں بطور نیابت تصرف کرنے کا حق دے رکھا ہے، جب اللہ ہی اس کا مالک ہے اور اسی کی قدرت کی بنا پر ہمیں یہ نعمت میسر آئی ہے، تو اگر وہ اپنے بندوں کو یہ حکم کرتا کہ وہ اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں لٹادیں تو ہمیں شکایت یا اعتراض کا کوئی موقع نہ تھا؛ کیونکہ اس کی چیز ہے وہ جہاں اور جتنی چاہے خرچ کرے، مگر یہ بھی اس کا فضل ہے کہ اس نے جہاں ہمیں خرچ کرنے کا حکم دیا وہاں پورا مال نہیں بلکہ کچھ حصہ خرچ کرنا ضروری قرار دیا، قرآن کریم میں جہاں بھی 'انفاق فی سبیل اللہ' کا حکم دیا گیا ہے وہاں "مِــن" تبعیضیہ لاکر اس طرف اشارہ کردیا گیا کہ سارا مال خرچ کرنا مطلوب نہیں؛ بلکہ کچھ حصہ دے دینا کافی ہے، اور ساتھ میں اس طرف بھی توجہ دلائی گئی کہ ہم تمہارا مال نہیں مانگ رہے ہیں بلکہ ہم نے جو تمھیں دیا ہے اسی میں سے تھوڑا سا حصہ لینا چاہتے ہیں تا کہ دینے والے کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔ دیکھئے، ارشادات خداوندی ہیں:

(۱) **وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُوْنَ** . (البقرة آیت: ٣) (٢) **وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰه**. (النساء: ٣٩) (٣) **وَاَنْـفَـقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرّاً وَعَلانِيَةً يَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ**. (فاطر: ٢٩) (٤) **وَمَنْ رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَناً فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرّاً وَجَهْراً**. (نحل: ٧٥) (٥) **وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرّاً وَّعَلانِيَةً**. (ابراهيم: ٣١) (٦) **وَمِـمَّـا رَزَقْـنٰـهُـمْ يُنْفِقُوْنَ**. (انـفـال: ٣) (٧) **وَمِـمَّـا رَزَقْنٰهُمْ يُـنْفِقُوْنَ**. (حج: ٣٥، الـقـصـص: ٥٤، السجده: ١٦، الشورىٰ: ٣٨) (٩) **وَاَنْـفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ**. (حديد: ٧)

ان جیسی آیات میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے کہ زکاۃ وغیرہ کا حکم کوئی ٹیکس نہیں کہ اسے بھاری سمجھا جائے؛ بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ اپنی ہی دی ہوئی ایک امانت تم سے مانگ رہا ہے؛ لہٰذا اسے دینے میں تمہارے دل پر کوئی تنگی اور بوجھ نہ ہونا چاہئے۔ بوجھ یا تنگی تو اس وقت ہوتی جب کہ تمہاری ذاتی کوئی چیز تم سے مانگی جاتی۔

شکر ادا کیجیے!

پہلے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کی قبولیت کی نشانی یہ تھی کہ صدقہ کا مال کسی جگہ رکھ دیا جاتا اور

آسمان سے آگ آکر اسے جلاکر خاکستر کر دیتی، گویا کہ صدقہ کا مال کسی دوسرے بھائی کے کام نہ آسکتا تھا؛ بلکہ اس کا آگ سے بھسم ہو جانا ہی اصل مقصود سمجھا جاتا تھا، حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے قصہ کے ضمن میں اس طرف اشارہ موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

إِذْ قَرَّبَا قُرْبَاناً فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ. (المائدہ ۲۷)

جب دونوں نے اللہ کے نام کی ایک ایک نیاز پیش کی اور ان میں سے ایک کی تو مقبول ہوگئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل میں اختلاف ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں اللہ کے دربار میں صدقہ پیش کرو، سو جس کا صدقہ قبول ہوگا وہی حق پر سمجھا جائے گا، چناں چہ ہابیل نے بکری کا بچہ پیش کیا جو قبول ہوگیا (یعنی آسمانی آگ نے اسے جلادیا) اور قابیل نے غلہ پیش کیا جو قبول نہیں کیا گیا۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

فَنَزَلَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْ قِرْبَانَ هَابِيْلَ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَامَةَ الْقَبُوْلِ وَكَانَ أَكْلُ الْقِرْبَانِ غَيْرَ جَائِزٍ فِي الشَّرْعِ الْقَدِيْمِ، وَتَرَكَتْ قِرْبَانَ قَابِيْلَ فَغَضِبَ. (روح المعانی ٤/ ١٦٤)

پس آگ نے اتر کر ہابیل کی نیاز کو کھالیا، اور یہ قبولیت کی نشانی تھی اور صدقہ خیرات کا کھانا پہلی شریعتوں میں جائز نہ تھا، اور آگ نے قابیل کی نیاز چھوڑ دی جس پر وہ غضب ناک ہوا۔

اور بعض احادیث سے بھی اسی مضمون کا علم ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس امتِ مرحومہ پر یہ کرم فرمایا کہ اس سے زکاۃ کی شکل میں وصول کیا ہوا مال اسی کے ضرورت مند افراد پر خرچ کر دیا جاتا ہے، سورہ توبہ آیت ۶۰ میں صدقات کے مصارف بیان کئے گئے ہیں۔ اور حدیث میں فرمایا گیا ہے:

تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ اِلىٰ فُقَرَائِهِمْ. (مشکوٰۃ شریف ١٥٥)

''مال داروں سے لے کر فقیروں کو دیا جائے گا''۔

اس حکم کی وجہ سے زکاۃ دینا اور آسان ہوگیا کہ ہم اپنے مال کو ضائع نہیں کر رہے بلکہ اپنے ہی بھائیوں کی ضرورت پوری کر رہے ہیں۔ اپنے محتاج بھائی کی حاجت روائی پر صرف کرنا دراصل اللہ تعالیٰ ہی کو دینا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ اٰدَمَ! مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ، قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُوْدُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِيْ فُلَاناً مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَّهُ لَوَجَدتَّنِيْ عِنْدَهُ، يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ

قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ ایک شخص سے سوال کرے گا کہ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا پھر تو نے میری مزاج پرسی نہ کی؟ تو وہ شخص حیرت سے پوچھے گا کہ اے میرے رب بھلا میں آپ کی کیسے عیادت کرتا، آپ تو سارے جہانوں کے پروردگار ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کیا تمہیں پتہ نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے پھر بھی تم نے اس کی عیادت نہیں کی

قَـــالَ: يَـــا رَبِّ كَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلاَنٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ، يَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تُسْقِنِيْ قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ اسْتَسْقَكَ عَبْدِيْ فُلاَنٌ فَلَمْ تُسْقِهِ أَمَا أَنَّكَ لَوْ أَسْقَيْتَهُ وَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ.

(مسلم شریف ۲/ ۳۱۸)

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تم اس کی عیادت کو جاتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، وہ عرض کرے گا کہ پروردگار! بھلا میں تجھ کو کیسے کھانا کھلاتا تو دونوں جہاں کا پروردگار رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھ کو یاد نہیں میرا فلاں بندہ تجھ سے کھانا مانگنے آیا تھا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا، اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو اس کو میرے پاس پاتا۔ اور اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے پانی نہیں پلایا وہ عرض کرے گا کہ میں آپ کو کیسے پانی پلاتا؟ آپ تو خود رب العالمین ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا مگر تم نے اسے پانی نہیں پلایا، اگر تم اسے پانی پلا دیتے تو اس کو میرے پاس پاتے (یعنی یہ عمل خیر میرے پاس محفوظ رہتا)

زکوٰۃ وصدقہ: مال میں اضافہ کا سبب ہے

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی اور صدقہ وخیرات کرنے سے مال گھٹ جاتا ہے؛ لیکن قرآن وحدیث کی صراحت یہ ہے کہ صدقہ سے مال گھٹتا نہیں؛ بلکہ بڑھتا ہے۔ ایک حدیث میں نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنَ الصَّدَقَةِ وَلاَ ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا إِلاَّ زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا، وَلاَ فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ إِلاَّ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ. (رواہ الترمذی ۲/ ۵۸، مسند احمد ۱/ ۲۳۱، المتجر الرابح ۱۳۹)

کسی آدمی کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہیں ہوتا اور جب بھی کسی انسان پر ظلم کیا جائے جس پر وہ صبر کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرماتے ہیں، اور جب بھی کوئی آدمی کسی سوال کا دروازہ کھولے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا باب کھول دیتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ بظاہر دیکھنے میں تو جب زکوٰۃ یا صدقہ نکالا جاتا ہے تو مال گھٹتا ہوا نظر آتا ہے، پھر یہ کیوں کہا گیا کہ صدقہ سے مال نہیں گھٹتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صدقہ کی وجہ سے اگر چہ بظاہر مال کم ہوتا دکھائی دیتا ہے، مگر اس کی بنا پر من جانب خداوندی جو برکت ہوتی ہے، خواہ بعد میں کاروبار میں اضافہ کی صورت میں

ہو، یا نقصانات وبلیات سے حفاظت کی صورت میں، وہ صدقہ کی مقدار کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ایک صحیح روایت میں وارد ہے کہ: ''ایک آدمی جنگل میں چلا جارہا تھا، اچانک اس نے بادلوں میں سے آواز سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کی سینچائی کر، تو اچانک بادل کا ایک ٹکڑا الگ ہوا اور اس نے ایک وادی میں پانی برسایا، وادی کا سب پانی ایک نالے میں جمع ہو کر بھر کر چل پڑا، تو وہ آدمی پانی کے پیچھے پیچھے چلا، آگے جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا ہوا پانی کا رخ اپنے پھاوڑے سے باغ کی طرف کر رہا ہے، تو اس شخص نے اس سے پوچھا کہ: ''تمہارا کیا نام ہے''؟ اس نے نام بتایا تو یہ وہی نام تھا جس کو اس نے بادل کی آواز میں سنا تھا، تو باغ والے نے سوال کیا کہ آخر تمہیں میرا نام پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ اس نے جواب دیا کہ یہ پانی جس بادل سے برسا ہے اس میں سے میں نے آواز سنی تھی کہ فلاں یعنی تمہارے باغ کی سینچائی کرے؛ لہٰذا بتاؤ تم اس باغیچے کی آمدنی کا کیا کرتے ہو؟ اس باغ والے نے جواب دیا کہ میں اس کی کل آمدنی تین حصوں میں بانٹ دیتا ہوں: ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں، اور ایک تہائی حصہ میں سے میں اور میرے گھر والے کھاتے ہیں، اور ایک تہائی حصہ پھر باغ میں لگا دیتا ہوں۔ (مسلم شریف ۲/۴۱۱، المتجر الرابح ۱۴۰)

تجربہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ زکوٰۃ دینے والوں کا مال بڑھتا ہی رہتا ہے، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ اہل مدارس مالی تعاون کے لئے ہر سال جن اہل خیر حضرات کے پاس جاتے ہیں تو پرانی رسید دکھاتے ہیں، اور عام طور پر کوشش کرتے ہیں کہ پچھلی مرتبہ سے زیادہ چندہ وصول کریں، اور اکثر لوگ اضافہ کر بھی دیتے ہیں، حالاں کہ اگر زکوٰۃ سے مال گھٹتا ہوتا تو پچھلا والا ہی دینا مشکل ہوتا؛ چہ جائے کہ بڑھا کر دینا؛ اس لئے بہر حال حدیث کے مضمون پر یقین کرنا لازم ہے۔

نقد فائدہ

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اکثر عبادات کے ثواب اور نتیجہ کا وعدہ آخرت کی زندگی میں کیا گیا ہے، مثلاً نماز سے جنت میں فلاں نعمت ملے گی، روزہ داروں کو فلاں ثواب کا مستحق بنایا جائے گا وغیرہ وغیرہ، مگر زکوٰۃ اور صدقات کے لئے جہاں آخرت میں عظیم الشان اجر وثواب کا ذکر ہے وہیں دنیوی نقد فائدہ کو بھی بیان فرمایا گیا ہے، اور یہ فائدہ اتنا عظیم ہے کہ دنیا کی کسی دولت سے اس کی قیمت نہیں لگائی جاسکتی اور اس فائدہ کے حصول کے لئے انسان بڑی سے بڑی قربانی دینے اور مالی نقصان برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے، وہ فائدہ یہ ہے کہ زکوٰۃ اور صدقہ ادا کرنے سے بلائیں اور مصیبتیں ٹلا دی جاتی ہیں۔ حدیث میں ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا. (رواہ رزین، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۶۷)

''صدقہ جھٹ پٹ دیا کرو اس لئے کہ مصیبت صدقہ سے آگے نہیں بڑھتی''۔

یعنی اللہ تعالیٰ صدقہ کی وجہ سے مصیبت کو دفع فرما دیتے ہیں، اور ایک دوسری حدیث شریف میں وارد ہے۔

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ. (رواه الترمذی ۱/۱٤٤، مشکوٰۃ شریف ۱٦۸)

''بے شک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے''۔ یعنی سخت بیماری اور سنگین حالات سے بچانے میں مفید ہے۔

نیز ایک مرسل روایت میں ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

حَصِّنُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكوٰةِ وَدَاوُوْا [اَمْرَاضَكُمْ] بِالصَّدَقَةِ وَاسْتَقْبِلُوْا اَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ. (رواہ ابوداؤد فی مراسیلہ ۸، المتجر الرابح ۱۳۷)

زکوٰۃ ادا کر کے اپنے اموال کی مضبوط حفاظت کا انتظام کرو اور صدقہ کے ذریعہ اپنے مریضوں کا علاج کرو، اور دعاء وگریہ وزاری کے ذریعہ آسمانوں کے طوفانوں کا مقابلہ کرو۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات میں دارین کا فائدہ ہے۔

آخرت کا نفع

یہ تو دنیا کا فائدہ ہے، مگر زکوٰۃ وصدقہ کے اخروی منافع بے شمار ہیں اور اصل میں یہی منافع ہمارے پیشِ نظر رہنے چاہئیں، یہاں اخروی منافع کا خلاصہ لکھا جاتا ہے۔

(۱) ایک روپیہ کے بدلہ میں سات سوگنا اجر مقرر ہے اور اخلاص وغیرہ کی وجہ سے اس میں زیادتی کا بھی وعدہ ہے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲٦۱)

(۲) زکوٰۃ وصدقہ میں خرچ گویا کہ اللہ کے ساتھ تجارت کرنا ہے جس میں کسی نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ (فاطر آیت ۲۹)

(۳) صدقہ قیامت کے دن ہمارے لئے حجت بنے گا۔ (مسلم شریف ۱/۱۱۸)

(۴) زکوٰۃ وصدقہ کی ایک کھجور (معمولی حصہ) کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اس کی اسی طرح پرورش فرماتا ہے جیسے انسان اپنی اونٹنی کے بچے کی پرورش کرتا ہے تا آنکہ وہ چھوٹی سی کھجور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑے پہاڑ کے برابر تک پہنچ جاتی ہے۔ (مسلم شریف ۱/۳۲٦)

(۵) جو شخص زکوٰۃ وصدقہ ادا کرنے والا ہوگا اس کو جنت کے خاص دروازہ ''باب الصدقہ'' سے داخل کیا جائے گا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف ۱/۱٦۷)

(٦) سات قسم کے حضرات میدانِ محشر میں عرشِ خداوندی کے سائے میں ہوں گے۔ انہی میں سے ایک وہ شخص ہوگا جو اللہ کی راہ میں خفیہ خرچ کرتا ہوگا، اس طرح کہ داہنے ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ (مسلم شریف ۱/۳۳۱، بخاری شریف ۱/۹۱)

(۷) یہ صدقہ قیامت کے دن ہمارے لئے سائبان ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۰، مسند احمد ۵/۴۱۱)

صرف چالیسواں حصہ

پھر غور فرمایئے! کہ پورے مال کا صرف ۴۰؍ واں حصّہ سال بھر میں فرض کی حیثیت سے نکالنا ضروری قرار دیا گیا اور یہ بھی مطلق نہیں بلکہ وہ مال جو اپنے اندر بڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور ضرورت اصلیہ سے زائد ہو اور اس پر ایک سال اس حالت میں گذر گیا ہو کہ نصاب کلی یا جزئی طور پر باقی ہو۔ ان سب شرائط کے پائے جانے کے بعد ہی زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو پچاس فیصدی یا اس سے زیادہ بھی زکوٰۃ فرض کرسکتا تھا اور مال آتے ہی وجوب کا حکم دیا جاسکتا تھا، مگر یہ بھی اس کا محض فضل وانعام ہے کہ اس نے تمام ممکنہ سہولتوں کے ساتھ صرف ۴۰ روپیہ میں ایک روپیہ زکوٰۃ کے طور پر فرض فرمایا ہے، اس انعام کے باوجود بھی کوئی شخص زکوٰۃ نکالنے میں کوتاہی کرے تو اس سے بڑا نعمت خداوندی کا ناشکرا کوئی نہیں ہوسکتا۔

الغرض یہ چند اشارات ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ زکاۃ وصدقہ ہمارے لئے کتنی بڑی رحمت کی چیز ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نصاب کا مالک بنا رکھا ہے اس کے ساتھ کتنے فضل عظیم کا معاملہ فرمایا ہے؟ اس کے باوجود بھی اگر ہم زکوٰۃ ادا کرتے وقت اور صدقہ دیتے وقت اپنے دل میں تنگی محسوس کریں اور اسے جبری ٹیکس تصور کریں تو اس سے بڑی کسی حماقت کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ہماری اولین کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اگر ہم زکوٰۃ ادا کرنے کے اہل ہیں تو پہلی فرصت میں اپنے فریضہ سے سبک دوش ہوجائیں اور اس فرض کی انجام دہی میں قطعاً تغافل اور ٹال مٹول سے کام نہ لیں۔

ذیل میں زکوٰۃ کے چند منتخب مسائل پیش کئے جارہے ہیں:

زکوٰۃ کی فرضیت

زکوٰۃ کی فرضیت کے لئے ضروری ہے کہ آدمی میں درج ذیل صفات پائی جائیں:

(۱) آزاد ہو (غلام باندی پر زکوٰۃ فرض نہیں)

(۲) مسلمان ہو (کافر سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں)

(۳) سمجھدار ہو (پاگل پر زکوٰۃ فرض نہیں جب کہ پاگل پن اس پر مسلسل طاری ہو)

(۴) بالغ ہو (بچہ پر زکوٰۃ نہیں) **وأما شرط وجوبها فمنها الحرية حتى لا تجب الزكاة على العبد......، ومنها الإسلام حتى لا تجب على الكافر كذا في البدائع......، ومنها العقل والبلوغ فليس الزكاة على صبي ومجنون إذا وجد منه الجنون في السنة كلها.** (عالمگیری ۱/۱۷۲، البحر الرائق ۲/۲۰۲، تاتارخانیة ۳/۱۳۳، بدائع الصنائع ۲/۷۸)

(۵) اسے زکوٰۃ کی فرضیت کا علم ہو (خواہ حکماً جیسے اسلامی ماحول میں رہنے والا شخص) **والعلم به ولو حكماً ككونه في دارنا. قال الشامي: قوله والعلم به، أي وبالافتراض.** (در مختار زکریا ۳/۱۷٤، بدائع الصنائع زکریا ۲/۱۷۹، الموسوعة الفقهية ۲۳/۲۳٤)

بے ہوش صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ

اگر کوئی شخص بے ہوش ہو مگر اس کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال موجود ہو، تو اگرچہ وہ سال بھر بے ہوش رہے پھر بھی اس کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **وتجب على المغمىٰ عليه وإن استوعب الإغماء حولاً كاملاً.** (عالمگیری ۱/۱۷۲، شامی زکریا ۳/۱۷٤)

والمغمىٰ عليه كالصحيح. (تاتارخانية زکریا ۳/۲۳٦، البحر الرائق زکریا ۲/۳۵۵)

شرائط وجوبِ زکوٰۃ

زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا پایا جانا لازم ہے:

(۱) مال بقدر نصاب ہو (مثلاً سونے کا نصاب ۲۰/ مثقال، اور چاندی کا نصاب دوسو درہم وغیرہ)

(۲) ملکیت تام ہو (لہٰذا جو مال اپنے قبضہ میں نہ ہو سر دست اس کی زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں ہے)

(۳) نصاب ضرورتِ اصلی سے زائد ہو (استعمالی ساز وسامان پر زکوٰۃ نہیں ہے)

(۴) نصاب قرض سے خالی ہو (یعنی قرض کی رقم منہا کرکے نصاب مکمل مانا جائے)

(۵) مال نامی ہو (یعنی ایسا مال جس میں بڑھنے کی صلاحیت ہو خواہ وہ اپنی خلقت کے اعتبار سے ہو جیسے سونا چاندی یا فعلی اعتبار سے ہو جیسے مالِ تجارت مویشی وغیرہ) **منها كون المال نصاباً ......، ومنها الملك التام ومنها فراغ المال عن حاجته الأصلية فليس في دور السكنى وثياب البدن وأثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة......، ومنها الفراغ عن الدين...... ومنها كون النصاب نامياً.**

(عالمگیری ۱/۱۷۲–۱۷٤، بدائع الصنائع ۲/۸۸، شامی زکریا ۳/۱۷٤، الموسوعة الفقهية ۲۳/۲۳٦)

زکوٰۃ کی ادائیگی کب واجب ہوتی ہے؟

اگر نصاب پر ایک سال پورا گذر جائے تو اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔ **وشرط افتراض أدائها حولان الحول وهو في ملكه.** (درمختار زکریا ۱۸۶/۳، هندية ۱۷۵/۱، الموسوعة الفقهية ۲۴۲/۲۳، هداية ۲۰۲/۱)

سال کے درمیان میں نصاب گھٹ جائے؟

اگر شروع اور اخیر سال میں نصاب پورا تھا مگر درمیان سال میں اس کی مقدار کم رہی تب بھی پورے نصاب کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **ولكن هذا الشرط يعتبر في أول الحول وآخره لافي خلاله حتى لو انتقص النصاب في أثناء الحول ثم كمل في آخره تجب الزكاة.** (بدائع الصنائع ۹۹/۲، هندية ۱۷۵/۱، تاتارخانية زكريا ۱۸۱/۳)

اضافہ شدہ رقم نصاب میں شامل ہوگی

دورانِ سال نصاب میں جس قدر اضافہ ہوا اس سب پر اخیر سال میں زکوٰۃ واجب ہوگی (یعنی جس دن سال پورا ہوا اس دن کا بیلنس دیکھا جائے گا اور کل پر زکوٰۃ واجب ہوگی) **وأما المستفاد في أثناء الحول فيضم إلى مجانسه ويزكى بتمام الحول الأصلي.**

(مراقي الفلاح ۳۸۹، هندية ۱۷۵/۱)

زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے

اداءِ زکوٰۃ کے وجوب کے لئے قمری سال کا اعتبار ہوگا نہ کہ شمسی سال کا۔ **وسببه ملك نصاب حوليّ نسبة للحول، وقال الشامي: أي الحول القمري لاالشمسي.** (شامي كراچي ۲۵۹/۲، شامي زكريا ۱۷۵/۳، الدر المنتقى ۱۹۳/۱) **العبرة في الزكاة للحول القمري كذا في القنية.** (هندية ۱۷۵/۱)

تنبیہ: اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھنے اور اس کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے؛ اس لئے کہ اکثر سرمایہ دار حضرات سہولت کے لئے سرکاری سال کی ابتداء وانتہاء (مارچ-اپریل) کے اعتبار سے زکوٰۃ کا حساب لگاتے ہیں، اور قمری سال کا اعتبار نہیں کرتے جس کی وجہ سے شرعی حساب مکمل نہیں ہو پاتا، اس لئے زکوٰۃ نکالنے والوں پر لازم ہے کہ وہ چاند کے مہینہ کی جس تاریخ سے صاحبِ نصاب ہوئے ہیں، اسی تاریخ کو ہر سال اپنی زکوٰۃ کا حساب لگایا کریں۔ (مرتب)

زکوٰۃ جلد از جلد ادا کرنی چاہئے

زکوٰۃ جیسے ہی واجب ہو فوراً ادا کرنا ضروری ہے بلا عذر تاخیر کرنے سے گنہ گار ہوگا، بہت سے سرمایہ دار حضرات کے پاس بڑی مقدار میں زکوٰۃ کا روپیہ پڑا رہتا ہے، انہیں جلد از جلد اس فرض سے سبکدوش ہو جانا لازم ہے۔ **وهي واجبة على الفور وعليه الفتوىٰ فيأثم بتأخيرها بلا عذر.** (طحطاوی ۳۸۸، عالمگیری ۱/ ۱۷۰، شامی زکریا ۳/ ۱۹۱، تاتارخانیة ۳/ ۱۳٤)

زکوٰۃ میں کتنا مال دیا جائے گا؟

زکوٰۃ کل مال کا چالیسواں حصہ (یعنی ڈھائی فیصدی) دینا ضروری ہوتا ہے۔ **وهو ربع عشر النصاب.** (طحطاوی ۳۸۹، الدر المختار علی الشامی زکریا ۳/ ۱۷۲، البحر الرائق زکریا ۲/ ۳۹۳)

سونے کا نصاب

سونے کا نصاب عربی اوزان کے اعتبار سے ۲۰ مثقال ہے، جس کا وزن تولہ کے حساب سے ساڑھے سات تولہ اور گراموں کے اعتبار سے ۸۷ گرام ۴۸۰ ملی گرام ہوتا ہے۔ **عن علي رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: فاذا كانت لك مأتا درهم وحال عليها الحول ففيها خمسة دراهم وليس عليك شيء يعني في الذهب حتى تكون لك عشرون ديناراً فاذا كانت لك عشرون ديناراً وحال عليها الحول ففيها نصف دينار فما زاد فبحساب ذٰلك الخ.** (ابوداؤد شریف ۱/ ۲۲۱)

نصاب الذهب عشرون مثقالاً. (تنویر الابصار مع الدر المختار ۲۲٤/۳، هداية ۲۱۱/۱) **وفی كل عشرين مثقالاً نصف مثقال.** (تاتارخانية زكريا ۱۵۵/۳، ایضاح المسائل ۱۰۳)

چاندی کا نصاب

چاندی کا نصاب عربی اوزان کے اعتبار سے دوسو درہم ہے، جس کا وزن تولہ کے حساب سے ساڑھے باون تولہ اور گراموں کے اعتبار سے ۶۱۲ر گرام ۳۶۰ر ملی گرام ہوتا ہے۔ **نصاب فضة مأتا درهم بالاجماع.** (الموسوعة الفقهية ۲٦٤/۲۳) **والفضة مأتا درهم كل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل.** (تنویر الابصار مع الدر المختار ۲۳٤/۳، تاتارخانية زكريا ۱۵۵/۳، ایضاح المسائل ۱۰۲)

سونا چاندی دونوں نصاب سے کم ہوں؟

اگر سونا اور چاندی دونوں کے زیورات یا اشیاء ملکیت میں ہوں؛ لیکن کسی ایک کا نصاب بھی پورا نہ ہوتو دونوں کو ملا کر قیمت لگائی جائے گی، اگر دونوں کی قیمت مل کر سونے یا چاندی کے کسی نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔ (مثلاً آج کل سونے اور چاندی کی قیمتوں میں بڑا فرق ہوگیا ہے، اب اگر کسی کے پاس ڈیڑھ تولہ سونا ہے اور چند تولہ چاندی ہے تو دونوں کی جب قیمت لگائی جائے گی تو چاندی کے اعتبار سے نصاب تک پہنچ جائے گی؛ لہٰذا زکوٰۃ واجب ہوگی) **ويضم الذهب الى الفضة وعكسه بجامع الثمنية قيمة (درمختار) اى من جهة القيمة فمن له مائة درهم وخمسة مثاقيل قيمتها مائة عليه زكوتها.** (شامی زکریا ۲۳٤/۳، هداية ۲۱۳/۱، تاتارخانية ۱۵۸/۳)

اگر زیور کے ساتھ روپیہ بھی ہو؟

زیور کے ساتھ اگر روپیہ یا سامانِ تجارت موجود ہو تو اگر چہ زیور کا وزن نصاب تک نہ پہنچتا ہو؛ لیکن سب ملا کر قیمت چاندی کے نصاب تک پہنچ گئی تو زکوٰۃ واجب ہوجائے گی (مثلاً ۲-۳ر تولہ سونا ہے اور ساتھ میں پانچ ہزار روپیہ ہے یا مالِ تجارت ہے تو کل کی قیمت اگر چاندی کے نصاب تک

پہنچ رہی ہوتو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی) **وتضم قيمة العروض الى الثمنين.** (هندية ١/١٧٩)

ويضم الذهب الى الفضة وعكسه بجامع الثمنية قيمة. (درمختار ٣/٢٣٤)

وفائدته تظهر فيمن له حنطة للتجارة قيمتها مائة درهم وله خمسة دنانير قيمتها مائة تجب الزكوٰة عنده خلافاً لهما. (شامی زکریا ٣/٢٣٤، ایضاح المسائل ١٠٣)

دانتوں میں بندھے ہوئے سونے یا چاندی کے تاروں پر زکوٰۃ نہیں

سونا چاندی اگر بدن کے کسی حصہ میں اس طرح پیوست ہو کہ اسے بآسانی نکالا نہ جاسکتا ہو جیسے دانتوں میں لگے ہوئے سونے چاندی کے تار، یا وہ مسالہ جو دانتوں کے خول میں بھر دیا جاتا ہے تو اس پر شرعاً زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (کیوں کہ اب یہ مال نامی کا مصداق نہیں بن سکتا، جو وجوبِ زکوٰۃ کے لئے شرط ہے) (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۴۹، ایضاح المسائل ۱۰۹، مرغوب الفتاویٰ ۳/۳۳۹)

مالِ نامی کی تعریف

مالِ نامی (بڑھنے والا مال) کی دو صورتیں ہیں: (۱) پیدائشی مال نامی: یعنی سونا چاندی ان دونوں دھاتوں کو شریعت نے مطلقاً مالِ نامی تسلیم کیا ہے خواہ ان کی تجارت کی جائے یا نہ کی جائے۔ (۲) فعلی مالِ نامی: یعنی سونے چاندی کے علاوہ وہ مال جسے تجارت کی نیت سے خریدا گیا ہو۔ **وينقسم كل واحد منهما إلى قسمين: خلقي وفعلي، هٰكذا في التبيين. فالخلقي الذهب والفضة ......، والفعلي ما سواهما ويكون الاستنماء فيه بنية التجارة الخ.** (عالمگیری ١/١٧٤، شامی زکریا ٣/١٧٩، البحر الرائق زکریا ٢/٣٦٢، بدائع الصنائع زکریا ٢/٩٢، طحطاوی علی المراقی ٣٨٧)

تجارت کی نیت سے خرید کر ذاتی استعمال میں لے آنا

اگر کوئی مال؛ تجارت کی نیت سے خریدا تھا پھر ارادہ بدل گیا اور اس کو ذاتی استعمال میں لے آیا تو اس کی زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی۔ **ومن اشترى جارية للتجارة ونواها للخدمة بطلت عنها الزكاة.** (عالمگیری ١/١٧٤، شامی زکریا ٣/١٩٢) **لو نوى بمال التجارة الخدمة كان للخدمة بالنية.** (الاشباه والنظائر ٢٠٦، طبع مكتبه فقيه الامة ديوبند)

تجارت کی نیت سے خریدے گئے فلیٹ کو کرایہ پر اٹھانا

اگر کسی شخص نے کوئی فلیٹ وغیرہ تجارت کی نیت سے خریدا تھا، پھر اس کو کرایہ پر اٹھا دیا تو اب وہ مالِ تجارت میں داخل نہ رہے گا، یعنی سال گذرنے پر اس کی قیمت لگا کر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ البتہ کرایہ کی آمدنی اگر نصاب کے بقدر ہو تو حسبِ شرائط اس پر زکوٰۃ کا وجوب ہوگا۔ **وفي الكبرىٰ: إذا اشترىٰ داراً أو عبداً للتجارة فآجره خرج من أن يكون للتجارة؛ لأنه لما آجره فقد قصد الغلة فخرج عن حكم التجارة.** (تاتارخانية زكريا ٣/١٦٧)

خریدتے وقت تجارت کا پختہ ارادہ نہ تھا

کوئی چیز استعمال کے لئے خریدی، ساتھ میں یہ نیت تھی کہ نفع ملے گا تو بیچ دوں گا ورنہ رکھے رہوں گا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ **أو اشترىٰ شيئاً للقنية ناوياً أنه إن وجد ربحاً باعه لازكاة عليه.** (طحطاوی ٣٩١، الدر المختار مع الشامی زكريا ٣/١٩٥، فتح القدير ٢/٢١٨، الولوالجية ١/١٨٣، المحيط البرهاني ٢/٣٩٣)

بنیتِ تجارت خریدے ہوئے مال پر قبضہ سے پہلے زکوٰۃ

کوئی سامان تجارت کی نیت سے خریدا ہے مگر ابھی قبضہ نہیں کیا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ **وخرج به أيضا كما في البحر المشترى للتجارة قبل القبض.** (شامی کراچی ٢/٢٦٠) **ولا فيما اشتراه لتجارة قبل قبضه.** (درمختار مع شامی زكريا ٣/١٨٠، تاتارخانية زكريا ٣/٢٤٩)

پریس میں چھپائی کے لئے رکھی ہوئی روشنائی پر زکوٰۃ

عموماً بڑے پریس والے چھپائی کے لئے روشنائی کا بڑا اسٹاک پہلے سے خرید کر رکھے رہتے ہیں، تو اس روشنائی کی قیمت پر سال گذرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **الاما يبقى اثر عينه كالعصفر لدبغ الجلد ففيه الزكوٰة.** (درمختار مع الشامی زكريا ٣/١٨٣، تاتارخانية زكريا ٣/١٦٨، المحيط البرهانی ٢/٣٩٢) **واما اذا كان يبقى اثرها فى المعمول كما لو اشترى**

الصباغ عصفراً او زعفراناً ليصبغ ثياب الناس باجر وحال عليه الحول كان عليه الزكوٰة اذا بلغ نصاباً. (عالمگیری ۱۷۲/۱، خانية ۲۵۰/۱)

حج کے لئے رکھے ہوئے روپیوں پر زکوٰۃ

اگر کسی صاحب نصاب شخص نے حج کی نیت سے روپئے جمع کرر کھے تھے اسی دوران سالانہ زکوٰۃ نکالنے کا وقت آ گیا تو اس پر حج کے لئے رکھی ہوئی پوری رقم کی زکوٰۃ نکالنا بھی لازم ہوگا۔ **أما إذا أمسكه لينفق منه كل ما يحتاجه فحال عليه الحول وقد بقي معه منه نصاب فانه يزكي ذٰلك الباقي وان كان قصده الانفاق منه أيضاً في المستقبل.**

(شامی زکریا ۱۷۹/۳، انوارِ مناسك ۱۶۰)

حج کمیٹی میں جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ میں تفصیل

اگر کسی شخص نے حج کے ارادہ سے حج کمیٹی میں مکمل روپیہ جمع کرادیا تھا اسی دوران اس کی زکوٰۃ کے حساب کا وقت آ گیا تو جمع شدہ رقم میں سے ہوائی جہاز کا کرایہ، معلم فیس اور دیگر اخراجات نکال کر سعودی ریال کی شکل میں اس عازم حج کو جو رقم واپس ملنے والی ہے اس پر زکوٰۃ نکالنی ضروری ہوگی۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۳۲۲، از: مولانا مفتی عبدالواحد صاحب لاہور)

ٹینٹ ہاؤس کے سامان پر زکوٰۃ کا حکم

ٹینٹ ہاؤس وغیرہ میں جو برتن اور سامان کرائے پر چلائے جاتے ہیں، ان کی مالیت اور قیمت پر زکوٰۃ نہیں؛ بلکہ ان کے ذریعہ ہونے والی کرایہ کی آمدنی پر حسبِ ضابطہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **ولو اشترى قدوراً من صفر يمسكها ويواجرها لا تجب فيها الزكوٰة كما لا تجب في بيوت الغلة.** (عالمگیری ۱۸۰/۱، تاتارخانية زكريا ۱۶۹/۳، ومثله في الولو الجية ۱۸۲/۱)

تجارتی پلاٹوں اور فلیٹوں پر زکوٰۃ

جو پلاٹ یا زمین فروخت کی نیت سے خریدے گئے ہیں تو ان کی موجودہ قیمت پر زکوٰۃ

واجب ہوگی۔ **الزکوٰة واجبة فی عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصاباً من الذهب والورق.** (هداية ۲۱۲/۱ عالمگيری ۱۷۹/۱، تاتارخانية زكريا ۱٦٤/۳، ومثله فی البحر الرائق ۳۹۸/۲، تبيين الحقائق ۷۷/۲، ایضاح المسائل ۱۰٦)

خریدے ہوئے شیئرز پر زکوٰۃ

کسی کمپنی کے شیئرز اگر خرید کر رکھے ہوئے ہیں تو ان کی موجودہ قیمت پر زکوٰۃ فرض ہوگی، یعنی یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ انہیں کس قیمت پر خریدا تھا؛ بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ آج ان کی کیا قیمت ہے، اور اسی حساب سے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ (امداد الفتاوی ۲/۲۱، ایضاح المسائل ۱۰۶، مسائل بہشتی زیور ۳۱۹)

وان ادى القيمة تعتبر قيمتها يوم الوجوب. (عالمگيری ۱۸۰/۱) **ولو ازدادت قيمتها قبل الحول تعتبر قيمتها وقت الوجوب بالاجماع.** (تاتارخانية زكريا ۱۷۰/۳، بدائع الصنائع ۱۱۵/۲)

انشورنس میں جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ

کار، دوکان اور کاروبار کے انشورنس میں جو رقم جمع کی جاتی ہے اس کی واپسی حتمی اور یقینی نہیں ہوتی، اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ البتہ لائف انشورنس (زندگی کا بیمہ) کی رقم بہر حال واپس ملتی ہے؛ اس لئے اس میں جمع شدہ اصل رقم پر ملنے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی، یہ دینِ قوی کے درجہ میں ہے، اور اصل رقم سے بڑھ کر جو رقم ملنے والی ہے وہ چوں کہ سود اور حرام ہے؛ اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ **فتجب زكوتها اذا تم نصاباً وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهماً من الدين القوى كقرض.**

(درمختار زكريا ۲۳٦/۳، ومثله فی الخانية ۲٥۳/۱، هندية ۱۷٥/۱، بدائع الصنائع ۹۰/۲)

فکس ڈپازٹ رقم پر زکوٰۃ

بعض لوگ اپنی رقومات بنکوں میں کئی سالوں کے لئے فکس ڈپازٹ کرادیتے ہیں، تو چونکہ یہ دینِ قوی کے درجہ میں ہے جس کا بعد میں مقررہ وقت پر ملنا یقینی ہے؛ اس لئے اس اصل جمع شدہ

رقم پر ہر سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی؛ لیکن جو رقم بڑھ کر ملے گی وہ قطعاً حرام ہے، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں (بلکہ اس اضافی رقم کو سودی مصارف میں ہی خرچ کرنا لازم ہے) **فتجب زكوتها اذا تم نصاباً وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهماً من الدين القوى كقرض الخ**. (درمختار زكريا ٢٣٦/٣، ومثله في الخانية ٢٥٣/١، هندية ١٧٥/١، بدائع الصنائع ٩٠/٢)

گیس سلنڈروں کا ڈیلر کیسے حساب لگائے؟

جو شخص گیس سپلائی کا ڈیلر ہے یعنی گیس کمپنی سے گیس خرید کر صارفین کو گیس سپلائی کرتا ہے وہ اپنی زکوٰۃ کا حساب سلنڈروں کی مالیت سے نہیں لگائے گا؛ بلکہ سلنڈروں میں موجود گیس کی قیمت کے اعتبار سے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؛ البتہ جو سلنڈر بذاتہ مع گیس فروختگی کے لئے رکھے گئے ہوں تو ان میں سلنڈر اور گیس دونوں کی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوگی؛ کیوں کہ پہلی صورت میں سلنڈروں کی حیثیت محض برتنوں کی ہے اور دوسری صورت میں سلنڈر خود مالِ تجارت میں داخل ہے۔ **قال في الشامي: وقوارير العطارين الخ، ان كان من غرض المشترى بيعها بها ففيها الزكوٰة والا فلا**. (شامي زكريا ١٨٣/٣، محقق ومدلل جديد مسائل ١٤٦، مرغوب الفتاوىٰ ٣٣٩/٣)

ٹرانسپورٹ کمپنی کی گاڑیوں پر زکوٰۃ کا مسئلہ

اگر کوئی شخص ٹرانسپورٹ کا کاروبار کرتا ہے اور اس کی کاریں، بسیں یا ٹرک وغیرہ کرایہ پر چلتے ہیں تو ان بسوں یا ٹرکوں کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ بلکہ ان سے حاصل ہونے والے منافع پر حسبِ ضابطہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **ولو اشترى قدوراً من صفر يمسكها ويواجرها لا تجب فيها الزكوٰة كما لا تجب في بيوت الغلة**. (فتاوىٰ خانية ٢٥١/١، تاتارخانية زكريا ١٦٩/٣، محقق ومدلل جديد مسائل ١٤٧)

مچھلی پالن پر زکوٰۃ

مچھلی پالن کے لئے تالاب اور اس کی زمین کی قیمت پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں؛ البتہ جو

مچھلیوں کا بیج خرید کر کے ڈالا گیا ہے اس پر سال پورا ہونے پر موجودہ قیمت کے اندازہ سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **ولو للتجارة ففيها زكوة التجارة.** (درمختار زکریا ۳/ ۱۹۸، احسن الفتاویٰ ۴/ ۳۰۰، فتاویٰ الکوثر زکوٰۃ ۶۶، نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ۷۹)

مرغی فارم کی زکوٰۃ

مرغی فارم کی زمین اور عمارت وغیرہ کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں، اور ان میں جو مرغیاں پالی جاتی ہیں ان کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر مرغی فارم سے انڈے مقصود ہیں اور انہیں کے ذریعہ آمدنی حاصل کی جاتی ہے مرغیاں فروخت کے لئے نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں مرغیوں کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ بلکہ صرف انڈوں سے حاصل ہونے والی آمدنی پر زکوٰۃ لازم ہوگی، گویا مرغیاں آلات کے درجے میں ہیں۔ (۲) اور اگر مرغی فارم سے محض انڈے مقصود نہیں؛ بلکہ خود مرغیوں اور چوزوں کو بیچنا مقصود ہے تو ایسی صورت میں سال پورا ہونے پر ان مرغیوں اور چوزوں کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی؛ کیوں کہ یہ خود مالِ تجارت ہیں۔ **وكذٰلك آلات المحترفين، أي سواء كانت مما لا تستهلك عينه في الانتفاع...... او تستهلك.** (شامی زکریا ۳/ ۱۸۳) **والاصل ان ماعدا الحجرين والسوائم انما يزكى بنية التجارة.** (درمختار زکریا ۳/ ۱۹۴) **ولو للتجارة ففيها زكوٰة التجارة.** (درمختار زکریا ۳/ ۱۹۸، احسن الفتاویٰ ۴/ ۳۰۰، کتاب الفتاویٰ ۳/ ۳۴۶، محقق و مدلل جدید مسائل ۱۵۱)

کپڑوں میں لگے ہوئے سونے چاندی کے پھول بوٹوں پر زکوٰۃ

اگر کسی کپڑے میں سونے یا چاندی کے تار یا پھول بوٹے لگے ہوں تو اس سونے چاندی کی قیمت پر حسبِ ضابطہ زکوٰۃ واجب ہوگی، یعنی ان کے وزن کا اندازہ لگا کر قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ **الزكوٰة واجبة في الذهب والفضة مضروبة كانت او غير مضروبة ...... حليا كان للرجال او للنساء.** (تاتارخانیة زکریا ۳/ ۱۵۴، محقق و مدلل جدید مسائل ۱۵۶، کتاب الفتاویٰ ۳/ ۲۶۳)

شادی کے لئے رکھے گئے زیورات پر زکوٰۃ

اگر باپ یا ماں نے بچی یا بچے کی شادی کے لئے زیورات بنا کر رکھے ہیں اور وہ ابھی بچوں کو حوالے نہیں کئے گئے؛ بلکہ اپنی ہی ملکیت میں ہیں تو ان کی مالیت پر حسبِ ضابطہ زکوٰۃ ماں یا باپ پر واجب رہے گی، اور اگر بچوں کی ملکیت میں دے دیئے ہیں تو جب تک وہ نابالغ ہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، اور بالغ ہونے کے بعد اگر نصاب وغیرہ کی شرائط پوری ہوتی ہوں تو سال گذرنے پر ان پر زکوٰۃ کا وجوب ہوگا۔ **وسببه أي سبب افتراضها ملك نصاب حولي...... تام.** (درمختار زکریا ۱۷٤/۳) **وشرط وجوبها العقل والبلوغ والاسلام والحرية وملك نصاب.** (البحر الرائق کراچی ۲۰۲/۲، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳۷٦/۹، محمود الفتاویٰ ۸٥/۲)

مکان بنانے کے لئے جمع کردہ رقم پر زکوٰۃ

کسی شخص نے مکان بنانے کے لئے رقم جمع کر رکھی تھی، اس درمیان زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت آ گیا تو اس پر مذکورہ جمع شدہ رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا بھی لازم ہے۔ **ان الزكوٰة تجب في النقد كيف امسكه للنفقة او للنماء.** (حاشية الطحطاوی دیوبند ۷۱٥، شامی زکریا ۱۷۹/۳، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳۳۹/۹)

مرغی یا مچھلی فارم میں استعمال ہونے والی خوراک پر زکوٰۃ کا مسئلہ

مرغی یا مچھلی فارموں میں مرغیوں یا مچھلیوں کو کھلانے کے لئے جو خوراک استعمال کی جاتی ہے اس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں؛ کیوں کہ یہ تجارت کی غرض سے نہیں خریدی جاتی؛ بلکہ اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے کپڑا دھونے والوں کے لئے صابن اور صرف وغیرہ، کہ ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ **وكذٰلك آلات المحترفين أي سواء كانت مما لا تستهلك عينه في الانتفاع ...... اوتستهلك، لكن هٰذا منه ما لا يبقى اثر عينه، كصابون وحرض الغسال.** (شامی زکریا ۱۸۳/۳، فتاویٰ ہندیة ۱۷۲/۱) **واصل هٰذا أنه ليس على التاجر زكوٰة**

مسکنه وخدمه ومرکبه وکسوة اهله وطعامهم.......، العمال الذین یعملون للناس بأجر اذا اشتروا اعیاناً للعمل بها فحال الحول علیها عندهم فکل عین یبقی له أثر فی العین بحیث یری کالعصفر والزعفران وما أشبه ذٰلک ففیه الزکاة وما لا یبقی له أثر فی العین بحیث لا یری کالصابون والأشنان فلا زکوٰة فیه. (تاتارخانیة زکریا ۱٦۸/۳)

دوکان یا مکان وغیرہ کے کرایہ میں ڈپازٹ کی رقم پر زکوٰۃ کا مسئلہ

آج کل بڑے شہروں میں دوکان یا مکان کی کرایہ داری میں مالک مکان یا دوکان ڈپازٹ کے نام سے بڑی رقمیں لیتا ہے، جنہیں دوکان یا مکان کے خالی کرنے کے وقت واپس کردیا جاتا ہے، تو یہاں بحث یہ ہے کہ اس ڈپازٹ کی رقم کی زکوٰۃ کون ادا کرے؟ کرایہ دار یا مالک؟ تو بظاہر اس کی حیثیت رہن کی معلوم ہوتی ہے اس بناء پر اس کی زکوٰۃ شئ مرہون کے ضابطہ کے اعتبار سے نہ تو مالک پر واجب ہونی چاہیئے اور نہ کرایہ دار پر۔ (مستفاد: محمود الفتاویٰ ۲/۲٦، ۲/٦۱، ۴٦۱، نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ۵۴، کتاب الفتاویٰ ۳/ ۲۷۸)

نوٹ: ڈپازٹ کی رقم کو رہن ماننے کی صورت میں اصل حکم شرعی یہ ہوگا کہ یہ ڈپازٹ کی رقم مالک اپنے تصرف میں بالکل نہ لائے؛ بلکہ بطور امانت محفوظ رکھے؛ لیکن عمل اس کے برخلاف ہے، کیوں کہ کوئی بھی مالک مکان، کرایہ دار سے اس رقم کو لے کر محفوظ نہیں رکھتا؛ بلکہ بلا تکلف اپنے ذاتی استعمال میں لاتا ہے، الا ماشاء اللہ۔ لہٰذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شئ مرہون میں تصرف کر لینے کی بنا پر اسے رہن کے بجائے دین مضمون کے درجہ میں رکھا جائے، یعنی یہ رقم گویا کہ مالک پر کرایہ دار کی طرف سے دین ہے؛ لہٰذا اس کی زکوٰۃ مالک دوکان یا مکان پر واجب نہیں ہوگی؛ بلکہ کرایہ دار پر واجب ہوگی جو اس رقم کا اصل مالک ہے۔ چناں چہ علامہ شامیؒ نے بیع الوفاء کی ثمن کے متعلق بحث کرتے ہوئے جو رائے ظاہر فرمائی ہے اس سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے، موصوف فرماتے ہیں:

قلت: ینبغی لزومها علی المشتری فقط علی القول الذی علیه العمل الآن من ان بیع الوفاء منزل منزلة الرهن وعلیه فیکون الثمن دینا علی البائع. (شامی بیروت ۳/ ۱٦٦)

تاہم اس بارے میں یہ تفصیل مناسب ہے کہ اگر کرایہ داری معاہدہ میں مکان یا دوکان خالی کرنے کا کوئی قریبی وقت مقرر ہے تو یہ ڈپازٹ کی رقم ''دین قوی'' کے درجہ میں ہوگی، اور جب مقررہ وقت پر کرایہ دار دوکان یا مکان خالی کرکے اپنی رقم واپس وصول کرلے گا تو سابقہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنی واجب ہوگی، اور اگر کرایہ کے معاہدہ میں مکان یا دوکان خالی کرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے تو یہ دین متوسط یا دین ضعیف کے درجہ میں ہے، یعنی کرایہ دار رقم وصول کرنے کے بعد سابقہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا مامور نہ ہوگا؛ بلکہ جب رقم اس کے قبضہ میں آ جائے گی اسی وقت سے زکوٰۃ کا حساب شروع ہوگا، واللہ اعلم۔ (مرتب)

زکوٰۃ کے روپئے سے منی آرڈر فیس یا چیک یا ڈرافٹ کی اجرت دینا

زکوٰۃ کی رقم سے منی آرڈر کی فیس یا چیک یا ڈرافٹ کی اجرت ادا کرنا صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں مستحق فقیر کی تملیک نہیں پائی جاتی؛ بلکہ یہ بینک یا محکمہ ڈاک کے عمل کی اجرت ہے (لہٰذا جو لوگ زکوٰۃ کی رقم بذریعہ چیک ادا کرتے ہیں اور چیک بھناتے وقت بینک اپنی واجب رقم کاٹ کر مستحق کو ادا کرتا ہے تو جتنی رقم بینک نے کاٹ لی ہے اس کے بقدر مالک کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی؛ بلکہ اتنی رقم اسے مزید ادا کرنی ہوگی) **كذا يستفاد من هٰذه العبارة: ولو اراد ان يعطي الجزار او الذابح اجرته من لحمها لا يجوز.** (تاتارخانية زكريا ٤٢/١٧ ٤) **لا يخرج بعزل ما وجب عن العهدة بل لا بد من الاداء الى الفقير.** (البحر الرائق زكريا ٣٦٩/٢، درمختار زكريا ١٨٩/٣، فتاوىٰ محموديه ڈابھيل ٤٨٤/٩، فتاوىٰ دارالعلوم ٣٣٥/٦، مرغوب الفتاوىٰ ٣٥٠/٣)

دودھ فروخت کرنے کی نیت سے پالی ہوئی بھینسوں کا حکم

بعض شہروں میں لوگ طویلے یعنی دودھ کے لئے بھینسوں کو پالنے کا کام کرتے ہیں، تو ان بھینسوں کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ بلکہ ان سے حاصل شدہ دودھ کی آمدنی پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مستفاد: والآلات الصناع الذين يعملون بها وظروف الامتعة لا تجب فيها الزكوة.

(تاتارخانية زکریا ۱۶۹/۳) **ولو اشترى قدوراً من صفر يمسكها ويواجرها لا تجب فيها الزكوٰة كما لا تجب في بيوت الغلة.** (احسن الفتاویٰ ۲۷۷/٤، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٤۲۸/۹)

اینٹ کے بھٹے کی زکوٰۃ کا کیسے حساب لگائیں؟

اینٹ کے بھٹے میں زکوٰۃ کا حساب اس طرح لگایا جائے گا کہ ادائیگی کے دن جتنی اینٹیں کچی یا پکی موجود ہوں ان کی قیمت لگائی جائے، اور اینٹ بنانے کے لئے جو مٹی خرید کر لائی گئی ہو اس کی بھی قیمت جوڑ لی جائے، اس کے بعد ڈھائی فیصدی کے حساب سے زکوٰۃ نکالیں؛ البتہ کوئلہ یا لکڑی وغیرہ جو بھٹے میں جلانے کے لئے جمع کرکے رکھی جاتی ہیں ان کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ اشیاء جل کر ختم ہو جاتی ہیں باقی نہیں رہتی ہیں۔ مستفاد: **وكذلك آلات المحترفين اى سواء كانت مما لا تستهلك عينه في الانتفاع كالقدوم والمبرد او تستهلك لكن هٰذا منه ما لا يبقى اثر عينه كصابون وحرض الغسال ومنه ما يبقى كعصفر وزعفران لصباغ ودهن وعفص لدباغ فلا زكوٰة في الاولين لان ما يأخذه من الاجرة بمقابلة العمل، وفي الاخير الزكوٰة اذا حال عليه الحول لان الماخوذ بمقابلة العين.** (شامی بیروت ۱۷۱/۳)

نوٹ: - اور اگر بھٹے کا مالک اپنی مملوکہ زمین کی مٹی سے اینٹیں بناتا ہو اس کے لئے مٹی نہ خریدتا ہو، تو یہ کچی یا پکی اینٹیں ابھی مالِ تجارت میں داخل نہ ہوں گی؛ بلکہ فروختگی کے بعد ان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مرتب)

کس طرح کے اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے؟

درج ذیل اموال اور اثاثہ جات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، خواہ ان کی قیمت کتنی ہی ہو:

(۱) رہنے کے گھر۔

(۲) کرائے پر اٹھائے گئے مکانات (البتہ ان کی آمدنی پر زکوٰۃ حسبِ ضابطہ واجب ہوگی)

(۳) استعمالی کپڑے، چادریں، فرش وغیرہ۔

(۴) گھر کا ساز وسامان (فرج، کولر، واشنگ مشین وغیرہ)

(۵) سواریاں (گاڑی، موٹرسائیکل وغیرہ)

(۶) غلام باندیاں جو خدمت پر مامور ہوں۔

(۷) اپنی حفاظت کے لئے رکھے گئے ہتھیار۔

(۸) گھر میں رکھا ہوا کھانے پینے کا ذخیرہ۔

(۹) سجاوٹ کے برتن۔

(۱۰) ہیرے جواہرات۔ (جب کہ تجارت کے لئے نہ ہو)

(۱۱) مطالعہ کی کتابیں۔

(۱۲) صنعت کاروں کے اوزار اور مشین، کارخانے، فیکٹریاں، کرایہ پر چلنے والی بسیں اور ٹرک اور کاشت کار حضرات کے ٹریکٹر، اور آلاتِ زراعت وغیرہ۔ (نیز ہر ایسا سامان جو تجارت کی نیت سے نہ خریدا گیا ہو) **فليس في دور السكنىٰ وثياب البدن وأثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة وكذا طعام أهله وما يتجمل به من الأواني إذا لم يكن من الذهب والفضة وكذا الجوهر واللؤلؤ والياقوت والبلخش والزمرد ونحوها إذا لم يكن للتجارة......، وكذا كتب العلم ان كان من اهله واٰلات المحترفين.** (عالمگیری ۱/ ۱۷۲) **قيد الأهل هٰهنا غير مفيد لأنه لو لم يكن من أهلها وليست هي للتجارة لا تجب فيها الزكوٰة وإن كثرت لعدم النماء.** (تاتارخانية زكريا ۳/ ۱۷۳، درمختار زكريا ۳/ ۱۸۲، هداية ۱/ ۲۰۲)

مانعِ زکوٰۃ مطالبات

درج ذیل مطالبات کو اصل سرمایہ سے منہا کیا جائے گا:

(۱) مالک کے ذمہ قرض کی رقم (خواہ قرض روپیہ ہو یا سامان، یا خلع کا بدل ہو یا زکوٰۃ کی وہ رقم جس کا حکومت اسلامی کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً مطالبہ ہو)

(۲) مبیع کی ثمن جو ذمہ میں واجب ہو۔

(۳) کسی کے تلف کردہ سامان کا تاوان۔

(۴) کسی کو زخمی کرنے کا ضمان۔ **کل دین له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن البيع وضمان المتلفات وارش الجراحة، وسواء كان الدين من النقود أو المكيل أو الموزون أو الثياب أو الحيوان وجب بخلع أو صلح عن دم عمد وهو حال او مؤجل أو لله تعالىٰ كدين الزكوٰة.** (عالمگیری ۱۷۲/۱، تبیین الحقائق ۲۵/۲، شامی زکریا ۱۷٤/۳، ومثله فی البدائع الصنائع ۸۳/۲)

طویل المیعاد قرضے مانع زکوٰۃ ہیں یا نہیں؟

آج کل کاروباری لوگ بینکوں سے بڑی بڑی رقومات بطور قرض لے لیتے ہیں، یہ رقومات بسا اوقات اتنی کثیر ہوتی ہیں کہ ان کو اگر مانع زکوٰۃ قرار دیا جائے، تو بڑے بڑے سرمایہ داروں پر زکوٰۃ واجب ہی نہ ہو، اس لئے ان کاروباری قرضوں کے بارے میں محتاط رائے یہی ہے کہ ہر سال جتنی قسط کی رقم واجب الاداء ہوتی ہے، بس اسی قدر روپیہ اصل سرمایہ سے منہا کیا جائے، اور بقیہ کل مالیت کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے شوہر پر بیوی کا دین مہر مؤجل اس کے لئے مانع زکوٰۃ نہیں ہوتا، پس اسی طرح یہ طویل المیعاد قرضہ بھی مانع نہ ہوگا۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶/۴۶، فتاویٰ حقانیہ ۳/۵۱۰، آئینہ رمضان ۴۲۳)

گذشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم منہا کرکے حساب لگایا جائے

اگر کسی شخص نے ایک سال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تا آں کہ دوسرا سال آ گیا تو پہلے سال جو زکوٰۃ کی رقم واجب ہوئی تھی وہ چوں کہ اس کے ذمہ دین ہے اس لئے اس رقم کو الگ کرکے زکوٰۃ کا حساب لگایا جائے گا، اور سابقہ واجب شدہ رقم بہر حال الگ سے ادا کرنی ہوگی۔ **سواء كان لله كزكاة.** (در مختار مع الشامی زکریا ۱۷٦/۳ طحطاوی علی المراقی دارالکتاب دیوبند ۷۱٤) **أو لله تعالى كدين الزكاة.** (عالمگیری ۱۷۲/۱، تبیین الحقائق ۲٤/۲، مجمع الانهر ۲۸٥/۲)

حقوق اللہ سے متعلق کون سے مطالبات مانع زکوٰۃ نہیں؟

ہر ایسا دین جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہو اور کسی انسان کی طرف سے اس کا مطالبہ نہ ہو، مثلاً نذر، کفارات، صدقۃ الفطر اور حج کا وجوب تو ان کی رقومات کو اصل سرمایہ سے منہا نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ اگر ان امور کے لئے رقم رکھی ہو اور سال پورا ہونے کا وقت آجائے تو اس پوری رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مثلاً کسی شخص نے حج کا ارادہ کیا ہے اور رمضان میں اس کا زکوٰۃ کا سال پورا ہوتا ہے، اور اس نے حج کے لئے جو رقم جمع کر رکھی ہے وہ سال پورا ہونے کے وقت اس کے پاس موجود رہے تو کل رقم پر زکوٰۃ فرض ہوگی حج کی رقم کو منہا نہیں کیا جائے گا) **وکل دین لا مطالب له من جهة العباد كديون اللّٰه تعالى من النذور والكفارات وصدقة الفطر ووجوب الحج لايمنع.** (عالمگیری ۱۷۳/۱، شامی زکریا ۱۷۷/۳، ومثله فی البدائع ۸۵/۲، هداية ۲۰۲/۱، تبیین الحقائق ۲٤/۲، البحر الرائق ۳٥۷/۲)

کیا عورت پر اپنے دین مہر کی زکوٰۃ واجب ہے؟

جب تک عورت اپنے مہر پر قبضہ نہ کرے اس وقت تک اس کی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے؛ بلکہ جب مہر کی رقم عورت کے قبضہ میں آئے گی اسی وقت زکوٰۃ کا حساب شروع ہوگا، یہ دین ضعیف کے درجہ میں ہے۔ **والضعيف وهو بدل ما ليس بمال كالمهر والوصية وبدل الخلع ......، لا تجب فيه الزكوة ما لم يقبض نصاباً ويحول عليه الحول بعد القبض.** (مراقی علی الطحطاوی دیوبند ۷۱٦، خانية ۲٥۳/۱، البحر الرائق ۳٦۳/۲) **أما إذا وجد الملك دون اليد كالصداق قبل القبض ......، لاتجب فيه الزكاة.** (عالمگیری ۱۷۲/۱)

جس قرض کے وصول کی امید نہ ہو اس کی زکوٰۃ واجب نہیں

اگر قرض لینے والا قرض سے انکاری ہو اور مالک کے پاس شرعی ثبوت نہ ہو، تو ایسے قرض پر زکوٰۃ واجب نہیں؛ البتہ اگر وہ دین بعد میں کسی طرح مل جائے تو اب حولان حول کے بعد یا دیگر

نصاب کےساتھ ملاکراس کی زکوٰۃ واجب ہوگی،سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ **فلا زكاة علـى مكـاتـب......، وديـن جـحده المديون سنين و لا بينة له عليه.** (شامی زكريا ۱۸٤/۳،عالمگيری ۱۷٤/۱، ومثله فی الهداية ۲۰۲/۱ ، تاتارخانية زكريا ۲٥۲/۳ ، البحر الرائق ۳٦۲/۲)

پرائیویڈنٹ فنڈ پرزکوٰۃ

ملازمین کی تنخواہوں میں جو جزو جبراً کاٹ کرجمع کرلیا جاتا ہے جسے پرائیویڈنٹ فنڈ کہتے ہیں،اس پرزکوٰۃ واجب نہیں؛اس فنڈ میں سے دورانِ ملازمت بطور قرض اگر رقم نکال لی جائے پھر بھی اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛البتہ ملازمت ختم ہونے پر جب یہ رقم ملازم کو ملے گی تو اس کے مقبوضہ مال میں شامل ہوگی اورآئندہ حسبِ ضابطہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **مستفاد: ويشترط ان يتمكن من الاستنماء بكون المال فی يده او يد نائبه فان لم يتمكن من الاستنماء فلا زكوٰة عليه وذٰلک مثل مال الضمار.** (عالمگيری ۱۷٤/۱، ومثله فی البحر الرائق ۳٦۲/۲، تبيين الحقائق ۲۷/۲ ، النهر الفائق ٤۱٦/۱، بدائع الصنائع ۸۸/۲)

نوٹ: پرائیویڈنٹ فنڈ بعض صورتوں میں اختیاری ہوتا ہے،یعنی کمپنی کی طرف سے رقم جمع کرنا لازم نہیں ہوتا؛ بلکہ ملازم کے اختیار میں رہتا ہے،اور وہ جب چاہے اس اختیاری جمع شدہ رقم کو نکال کر اپنے استعمال میں لاسکتا ہے،تو ایسی صورت میں اس اختیاری جمع شدہ رقم پرزکوٰۃ واجب ہوگی۔(مرتب)

گم شدہ مال مل گیا

اگرکسی کا کوئی سامان گم ہوگیا تھا یا کسی نے چھین لیا تھا،بعد میں وہ کئی سال بعد اسے مل گیا تو اس پرسابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ **ولنا قول علیؓ: لا زكوٰة فی مال الضمار موقوفاً و مرفوعاً.** (تبيين الحقائق ۲۸/۲) **والاصل فيه حديث علیؓ: لا زكوٰة فی مال الضمار وهو مالا يمكن الانتفاع به مع بقاء الملک.** (درمختار ۱۸٤/۳، ومثله فی الطحطاوی علی المراقی ۷۱٦)

استعمالی ہیرے موتی پر زکوٰۃ واجب نہیں

ہیرے اور موتی اور جواہرات جن کو بغرضِ استعمال خریدا ہے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے، خواہ وہ کتنے ہی قیمتی کیوں نہ ہوں، البتہ اگر ہیروں کی تجارت کرتا ہے تو مالِ تجارت کے اعتبار سے ان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **ولا زكاة في الجواهر واللآلي إلا أن يتملكها بنية التجارة.** (مراقی الفلاح ۳۹۱، تبیین الحقائق ۲۳/۲، طحطاوی ۷۱۸، المبسوط السرخسی ۳۷/۲)

پورا نصاب صدقہ کر دیا تو ضمناً زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی

اگر کوئی شخص کسی نصاب کا مالک ہوا، پھر اس نے وہ نصاب بلانیت زکوٰۃ مکمل صدقہ کر دیا تو اس کے ذمہ سے اس نصاب کا فریضۂ زکوٰۃ ساقط ہوگیا۔ **ومن تصدق بجميع نصابه ولاينوي الزكاة سقط فرضها وهذا استحسان.** (عالمگیری ۱۷۱/۱، هداية ۲۰۳/۱، الاشباه والنظائر جديد ۸۶، البحر الرائق ۳۶۸/۲، تبيين الحقائق ۳۰/۲، طحطاوی ۷۱۵)

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا

اگر کسی شخص نے بقدر نصاب مال ملکیت میں آنے کے بعد حساب لگا کر چند سال کی پیشگی زکوٰۃ ادا کر دی تو بھی اس کی ادائیگی درست ہوجائے گی۔ (تاہم اگلے سالوں میں اگر مال بڑھ جائے تو اسی حساب سے مزید زکوٰۃ نکالنی ہوگی) **ولو عجل ذو نصاب لسنين صح.**

(طحطاوی ۳۸۹، شامی زكريا ۲۲۰/۳، الولوالجية ۱۹۳/۱، هداية ۲۱۰/۱، تاتارخانية زكريا ۱۸٤/۳، مسائل بهشتی زیور ۳۱۵)

گروی رکھی ہوئی چیز پر زکوٰۃ کا حکم

اگر کوئی چیز (زیور ہو یا کوئی اور سامان) قرض کے بدلہ میں گروی رکھی ہوئی ہے تو جب تک وہ مرتہن کے قبضہ میں رہے گی اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، نہ راہن پر (قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے) اور نہ مرتہن پر (ملکیت نہ ہونے کی وجہ سے) اور راہن اگر قرض ادا کر کے اس کو چھڑا لے تب بھی

اس کی گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ اس پر واجب نہ ہوگی۔ **ولاعلی الراهن إذا كان الرهن في يد المرتهن.** (عالمگیری ۱۷۲/۱) **ولا في مرهون بعد قبضه (درمختار) أي لا على المرتهن لعدم ملك الرقبة ولا على الراهن لعدم اليد وإذا استرده الراهن لايزكي عن السنين الماضية. وهو معنى قول الشارح ''بعد قبضه'' ويدل عليه قول البحر: ومن موانع الوجوب الرهن، وظاهره ولو كان الرهن ازيد من الدين.**

(شامی زکریا ۱۸۰/۳، و مثله فی البحر الرائق ۳۵۵/۲، تبيين الحقائق ۲۷/۲)

نوٹ: یہاں بعض حضرات نے یہ رائے اپنائی ہے کہ اگر شئ مرہون کی قیمت قرض کی رقم سے زائد ہوتو مثلاً قرض ایک لاکھ ہو اور رہن والا زیور دو لاکھ کا ہو تو راہن پر ایک لاکھ کی زکوٰۃ واجب ہوگی؛ کیوں کہ وہ حصہ امانت ہے؛ لہٰذا رہن واپسی کے بعد سابقہ سالوں کی زکوٰۃ بھی اسے ادا کرنی ہوگی؛ لیکن علامہ شامیؒ اور البحر الرائق کی عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قرض کی رقم خواہ شئ مرہون کی قیمت سے کم ہو یا زیادہ ہو، بہرحال راہن یا مرتہن پر سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ **قال الشامي بحثاً: ظاهره أنه لا فرق في الرهن بين السائمة والدراهم فليتأمل.** (شامی زکریا ۱۸۰/۳) **وقال الرافعي: قوله وظاهره أنه لا فرق ......، فان ما ذكره من العلة دال على أن الدراهم الرهن لا تجب زكوتها بعد الاسترداد.** (تقریرات الرافعی ۱۲۷/۳)

مالِ تجارت میں فروختگی کی قیمت کا اعتبار

تجارتی سامان کی زکوٰۃ میں یہ دیکھا جائے گا کہ وجوب زکوٰۃ کے وقت اس کی بازاری قیمت کیا ہے؟ اسی قیمت کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی، تاجر کی خرید کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا (مثلاً کسی تاجر نے سورو پیہ میں سامان خریدا اور دوکان پر لاکر وہ نفع کے ساتھ دوسورو پیہ میں فروخت کرتا ہے تو وہ فروختگی کی قیمت کے اعتبار سے ہی زکوٰۃ نکالے گا) **اما اذا اختلفا قُوِّم بالانفع.** (شامی زکریا ۲۲۹/۳) **واعتبار الانفع مذهب ابی حنيفةؒ ومعناه يقوم بما يبلغ نصاباً ان كان يبلغ باحدهما ولا يبلغ بالآخر احتياطاً.** (تبيين الحقائق ۷۸/۲، مجمع الانهر ۳۰۶/۱)

سونے چاندی میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟

سونے چاندی میں زکوٰۃ اصلاً وزن کے اعتبار سے واجب ہوتی ہے (مثلاً ۴۰ر گرام سونے میں ایک گرام سونا واجب ہوگا) اب اگر اس کی ادائیگی روپیہ کے ذریعہ کرنے کا ارادہ ہے تو اعلیٰ بات یہ ہے کہ واجب شدہ وزن کا سونا بازار میں جتنے کا ملتا ہو اسی اعتبار سے زکوٰۃ نکالیں کہ اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے؛ لیکن اگر اپنے پاس موجود سونا بازار میں جتنے کا فروخت ہو اس کا اعتبار کر کے زکوٰۃ نکالیں گے تو بھی فرض ادا ہو جائے گا؛ کیوں کہ شریعت کی طرف سے اصل مطالبہ اسی سونے چاندی کا ہے جو ملکیت میں فی الوقت موجود ہے؛ لہٰذا اسی کی فروختگی کی قیمت معتبر ہوگی۔[مثلاً بازار میں سونے کی قیمت خرید ۲۵ر ہزار روپیہ فی دس گرام ہے جب کہ ہم اگر اپنا سونا بیچنا چاہیں تو سنار ۲۳ر ہزار فی دس گرام کے حساب سے قیمت لگاتا ہے، تو ہمارے اوپر اصل زکوٰۃ کا وجوب ۲۳ر ہزار فی دس گرام کے حساب ہی سے ہوگا؛ کیوں کہ یہی اس کی اصل قیمت ہے](مرتب) **والمعتبر وزنهما اداءً ووجوباً.** (درمختار ۲۲۷/۳، البحر الرائق ۳۹۵/۲) **يعني يعتبر ان يكون المؤدى قدر الواجب وزناً عند الامام والثاني.** (شامی زکریا ۲۲۷/۳، ومثله في تبيين الحقائق ۷٤/۲، طحطاوی ۷۱۷)

امیٹیشن جویلری پر زکوٰۃ کا حکم

سونے چاندی کے علاوہ زیورات (امیٹیشن جویلری) اگر ذاتی استعمال کے لئے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص ان زیورات کی تجارت کرتا ہے، تو ان میں مالِ تجارت ہونے کے اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مسائل بہشتی زیور ۳۱۲) **لا زكوٰة في اللاٰلي والجواهر وان ساوت الفاً اتفاقاً الا ان تكون للتجارة.** (درمختار ۱۹٤/۳، ومثله في تبيين الحقائق ۲۳/۲، اعلاء السنن ٦۲/۹، هندية ۱۷۲/۱)

مال حرام میں زکوٰۃ کا مسئلہ

جو مال حرام طریقہ (مثلاً سود، رشوت یا غصب وغیرہ کے ذریعہ) حاصل کیا گیا ہو وہ سب کا

سب اصل مالک پر لوٹانا یا غریبوں پر تقسیم کرنا ضروری ہوتا ہے؛ لہٰذا ایسے خالص حرام مال پر زکوٰۃ کا حکم نہیں ہے؛ البتہ اگر حلال اور حرام مال مخلوط ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی ۔ **فی القنية: لو كان الخبيث نصاباً لا يلزمه الزكوٰة لان الكل واجب التصدق عليه فلا يفيد ايجاب التصدق ببعضه.** (شامي زكريا ٢١٨/٣، ومثله في البحر الرائق ٣٦٩/٢)

ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوة فيه. (تنوير الابصار مع الدر المختار زكريا ٢١٧/٣، البحر الرائق ٣٥٩/٢، تاتارخانية زكريا ٢٣٣/٣، فتاوىٰ محموديه ميرٹھ ٣٢/١٤-٣٣)

نفع رسانی سے زکوٰۃ کی ادائیگی نہ ہوگی

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مال متشخص ضروری ہے؛ لہٰذا کسی شئ کے نفع کو زکوٰۃ میں شمار نہیں کیا جاسکتا، مثلاً کسی شخص نے اپنی گاڑی کسی فقیر کو دے دی اور اس کا بننے والا کرایہ زکوٰۃ میں جوڑ لیا، یا مکان رہنے کو دے دیا اور اس کے کرایہ میں زکوٰۃ کی نیت کرلی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ۔ **وخرج بالمال المنفعة فلو أسكن فقيراً داره سنةً ناوياً للزكوٰة لايجزيه.** (طحطاوی ٣٨٩، الدر المختار على الشامي زكريا ١٧٢/٣، ومثله في البحر الرائق زكريا ٣٥٣/٢، مجمع الانهر ٢٨٤/١، هندية ١٩٠/١)

مسافر غنی کا مال راستہ میں ضائع ہوگیا

اگر کوئی مسافر اپنی جگہ صاحبِ حیثیت ہو؛ لیکن سفر کے دوران اس کا مال ضائع ہو جائے (مثلاً جیب وغیرہ کٹ جائے) تو اس کے لئے اپنے وطن پہنچنے کے بقدر مال بمدِ زکوٰۃ لینا جائز ہے؛ لیکن اس بہانے سے زیادہ مال سمیٹنا درست نہ ہوگا) **وكذلك المسافر اذا كان له مال في وطنه واحتاج فله ان يأخذ من الزكوٰة قدر ما يبلغه الى وطنه.** (تاتارخانية زكريا ٢١٨/٣) **ولا يحل له اى لابن السبيل ان يأخذ اكثر من حاجته.** (شامي زكريا ٢٩٠/٣، هندية ١٨٨/١)

مسافرِ غنی کے پاس زکوٰۃ کی رقم بچ گئی

جس مسافرِ غنی نے ضرورت کے وقت دورانِ سفر زکوٰۃ وصول کی تھی، اگر وطن لوٹنے پر اس رقم کا کچھ حصہ بچ جائے تو وہ اسے اپنی ضروریات میں بلاتکلف استعمال کرسکتا ہے، اس زائد رقم کا صدقہ کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ **ولا یلزمه التصرف بما فضل فی یده عند قدرته علی ماله.** (شامی زکریا ۲۹۰/۳، هندیة ۱۸۸/۱، طحطاوی جدید ۷۲۰)

مالک کا زکوٰۃ کے نوٹ ادل بدل کرنا

اگر مالک نے زکوٰۃ کی رقم الگ کرکے رکھی تھی اور ابھی فقیر کے قبضہ میں نہیں دی تھی تو وہ اس رقم کو ادل بدل کرنے کا اختیار رکھتا ہے، حتی کہ اگر چاہے تو یہ رقم دوسری ضروریات میں خرچ کرکے اس کی جگہ دوسری رقم رکھ دے، یا دوسری رقم سے زکوٰۃ ادا کرکے اس رقم سے وصول کرلے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **مستفاد: لا یشترط الدفع من عین مال الزکوٰة ولذا لو امر غیره بالدفع عنه جاز.** (شامی زکریا ۱۸۹/۳)

وکیل کا زکوٰۃ کے روپئے تبدیل کرنا

مدرسہ کا سفیر، یا مالک کا وکیل امین ہوتا ہے، اس لئے اصلی بات یہ ہے کہ زکوٰۃ میں حاصل کردہ اصل رقم بلاکسی تبدیلی کے مدرسہ یا مستحق تک پہنچائے؛ لیکن اگر ضرورت ہو تو نوٹ بدلنے اور تڑانے کی بھی گنجائش ہے؛ کیوں کہ زکوٰۃ میں روپئے متعین نہیں ہوتے؛ بلکہ اصل میں مالیت متعین ہوتی ہے، اس میں کمی نہیں ہونی چاہئے۔ **مستفاد: لا یشترط الدفع من عین مال الزکوٰة ولذا لو امر غیره بالدفع عنه جاز.** (شامی زکریا ۱۸۹/۳)

مالِ زکوٰۃ میں اس مقام کی قیمت کا اعتبار ہے جہاں مال ہے

زکوٰۃ کی ادائیگی میں مالِ زکوٰۃ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جہاں مال ہے۔ **ویقوم فی البلد**

الـذی الـمال فيه ولو فی مفازة ففی أقرب الأمصار إليه. (درمختار) وفی الشامی: فلو بعث عبداً للتجارة فی بلد اٰخر يقوم فی البلد الذی فيه العبد. (شامی بیروت ۱۹٦/۳)

سال مکمل ہونے کے بعد پورا مال چوری یا ضائع ہوجائے؟

کسی شخص کے مال پر سال گذرنے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے وہ پورا مال چوری ہوگیا یا کسی طریقہ سے ضائع ہوگیا تو زکوٰۃ معاف ہوگئی۔ إذا هلک مال الزکوٰة بعد حولان الـحـول مـن غيـر تـعدی منه بالاستهلاک سقطت عنه الزکوٰة سواء هلک بعد التمکن من الأداء أو قبل التمکن منه. (تاتارخانیة زکریا ۲۳۷/۳، شامی بیروت ۲۸۳/۳)

سال گذرنے کے بعد مال کو ضائع کردیا

کسی شخص کے مال پر سال گذر گیا، اس کے بعد اس نے جان بوجھ کر اس کو ہلاک کردیا تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی؛ بلکہ بدستور واجب رہے گی، بعد میں جب بھی مال آئے تو زکوٰۃ ادا کرے۔ وقيد بالهلاک لأنها لا تسقط بالاستهلاک وإن انتفت القدرة الميسرة لبقاء ها تقديراً زجراً له عن التعدی ونظراً للفقراء. (شامی بیروت ۲۸۳/۳)

جانوروں کی زکوٰۃ کے مسائل

جانوروں میں زکوٰۃ کے وجوب کی شرائط

جانوروں میں زکوٰۃ کا حکم اسی وقت ہے جب کہ:

الف: جانوردرج ذیل جنسوں میں سے ہوں: (۱)اونٹ(۲) گائے،بھینس (۳) بھیڑ، بکری (جنگلی جانوروں مثلاً ہرن وغیرہ یا پرندوں یا گدھے اور خچروں میں زکوٰۃ نہیں ہے، اِلا یہ کہ یہ جانور تجارت کے ہوں تو ان پر مالِ تجارت کے اعتبار سے زکوٰۃ فرض ہوگی) **والسائمة التی تجب فیها الزکوٰة ثلاثة اقسام: الابل والبقر والغنم.** (تاتارخانیة زکریا ۳/۳٦۱، بدائع الصنائع ۲/۱۲٦) **ولا زکوٰة فی الحمیر والبغال وان کانت سائمةً.** (المحیط البرهانی ۳/۱۷۵، تاتارخانیة زکریا ۳/۱٤۷) **والحمر والبغال والفهد والکلب المعلم انما یجب فیها الزکوٰة اذا کانت للتجارة.** (تاتارخانیة زکریا ۳/۱٤۷)

ب: وہ جانور سال کے اکثر حصہ میں جنگل بیابان میں چر کر گذارا کرتے ہوں، اگر آدھے سال یا اس سے کم چر کر گذارا کرتے ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اسی طرح جن جانوروں کو گھر میں رکھ کر چارا کھلایا جاتا ہے، جیسا کہ ڈیری والے لوگ بھینس وغیرہ باڑے میں پالتے ہیں، ان میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ **هی الراعیة وشرعاً المکتفیة بالرعی المباح ...... فی اکثر العام.** (درمختار بیروت ۳/۱۸۲، زکریا ۳/۱۹٦، البحر الرائق کراچی ۲/۲۱۲، بدائع الصنائع ۲/۱۲٦) **وان کان یعلفها احیاناً ویرعاها احیاناً یعتبر فیها الغالب.** (المحیط البرهانی ۳/۱۷۱، بدائع الصنائع۲/۱۲٦) **حتی لو علفها نصف الحول لاتکون سائمةً ولا تجب فیها الزکوٰة.** (عالمگیری ۱/۱۷٦، تبیین الحقائق ۲/۳۳)

ج: ان جانوروں کو چرانے کا مقصد ان سے دودھ حاصل کرنا یا ان کی نسل چلانا ہو؛ لہٰذا ان کا گوشت کھانے کھلانے کے لئے یا سواری کے لئے یا کھیت جوتنے وغیرہ کے لئے اگر پالا جائے تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ (اور اگر جانوروں کو خریدتے وقت تجارت کی نیت کی گئی ہو، محض دودھ یا نسل پروری مقصد نہ ہو تو پھر ان میں جانوروں کی قیمت لگا کر سال بسال زکوٰۃ دی جائے گی، اور ان میں جانوروں کی زکوٰۃ کا متعینہ نصاب جاری نہ ہوگا) (آسان فقہی مسائل ۳۵۴) **قال رسول اللّٰہ ﷺ: لیس فی الابل الحوامل ولا فی البقر المثیرۃ صدقۃ.** (نصب الرایۃ ۲/ ۳۶۰) **منھا ان یکون معداً للاسامۃ وھو أن یسیمھا للدر والنسل ……، فان اسیمت للحمل او الرکوب او اللحم فلا زکوٰۃ فیھا.** (بدائع الصنائع ۲/ ۱۲۶، شامی زکریا ۳/ ۱۹۷، البحر الرائق ۲/ ۲۱۳، خانیۃ ۱/ ۲۴۶)

د: جانوروں کا اتنا صحت مند ہونا شرط ہے کہ بڑھوتری ممکن ہو، اگر ایسے لولے لنگڑے اور مریل جانور ہوں کہ ان میں اضافہ کا امکان نہ ہو تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ **لیس فی الابل والبقر والغنم العمی شيء لانھا لیست بسائمۃ وکذٰلک مقطوع القوائم.** (خانیۃ ۱/ ۲۴۸، تاتارخانیۃ زکریا ۳/ ۱۴۵) **قال الشامی بحثاً: والذی یظھر ان تحقق فیھا السوم وجبت والا فلا، بدلیل التعلیل.** (شامی زکریا ۳/ ۱۹۹)

ہ: وہ جانور نصاب کے عدد کو پہنچ جائیں (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) اور ان پر سال گذر جائے۔ **والشرط تمام النصاب فی طرفی الحول.** (شامی زکریا ۳/ ۱۸۶) **یشترط فی الماشیۃ لوجوب الزکوٰۃ فیھا تمام الحول وکونھا نصاباً فاکثر.** (الموسوعۃ الفقھیۃ ۲۳/ ۲۵۰، ھدایۃ ۱/ ۲۰۱)

و: وہ جانور سب کے سب بچے نہ ہوں؛ بلکہ ان میں کوئی نہ کوئی بڑا جانور بھی ہو (اگر سب بچے ہی بچے ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں) **ولیس فی الحملان والفصلان والعجاجیل زکوٰۃ.**

(المحیط البرھانی ۳/ ۱۷۵، تبیین الحقائق ۲/ ۴۹، الفتاویٰ الولوالجیۃ ۱/ ۱۸۸، ھدایۃ ۱/ ۲۰۷)

عمر کے اعتبار سے جانوروں کی پہچان

حدیث وفقہ میں مویشیوں کی عمر کے اعتبار سے پہچان کے لئے الگ الگ نام دیئے گئے

ہیں جن کو جان لینا مناسب ہے:

بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) **بنت لبون** (دوسالہ اونٹنی) **حِقَّۃُ** (تین سالہ اونٹنی) **جَذَعَۃُ** (چارسالہ اونٹنی) **تَبِیْع** (ایک سالہ گائے یا بھینس نر یا مادہ) **مُسِنّ** (دوسالہ گائے یا بھینس نر یا مادہ) **حَمَلُ** (بکری کا ایک سال سے کم عمر کا بچہ) **فَصِیْل** (اونٹ کا بچہ جو ایک سال سے کم عمر کا ہو) **عَجُوْل** (بچھڑا)

زکوٰۃ میں نر جانور دے یا مادہ؟

اونٹوں کی زکوٰۃ میں چوبیس تک بکری یا بکرا دونوں دینے کی گنجائش ہے؛ البتہ پچیس کے بعد سے مادہ اونٹنی ہی دینا ضروری ہے؛ لیکن اگر مادہ کی قیمت لگائے اور اس قیمت سے نر جانور زکوٰۃ میں دے تو اس کی گنجائش ہے، اور گائے بھینس اور بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نر یا مادہ کی کوئی تحدید نہیں؛ بلکہ مالک کو اختیار رہے چاہے نر دے یا مادہ۔ **ان الذی یؤخذ فی زکوٰۃ الابل الاناث دون الذکور.** (الموسوعة الفقهية ۲۳/۲۵۵) **منها الانوثة فی الواجب فی الابل من جنسها...... لان الواجب فیها انما عرف بالنص والنص ورد فیها بالاناث، فلا یجوز الذکور الا بالتقویم؛ لان رفع القیم فی باب الزکاۃ جائز عندنا، وأما فی البقر فیجوز فیها الذکر والأنثیٰ لورود النص بذٰلک......، وکذا فی الابل فیما دون خمس وعشرین لأن النص ورد باسم الشاۃ وانها تقع علی الذکر والأنثی، وکذا فی الغنم عندنا یجوز فی زکوتها الذکر والأنثیٰ.** (بدائع الصنائع ۲/۱۳۱) **ولا تجزئ ذکور الابل الا بالقیمة للاناث بخلاف البقر والغنم فان المالک مخیر.** (درمختار بیروت ۳/۱۸۸، زکریا ۳/۲۰۲، البحر الرائق کراچی ۲/۲۱۴)

مخلوط النسل جانوروں میں مادہ کا اعتبار ہے

جو جانور دیسی اور جنگلی جانوروں کے ملاپ سے پیدا ہوا ہو اس میں مادہ کا اعتبار ہوگا، یعنی اگر مادہ جنگلی ہے تو جانور جنگلی شمار ہوگا اور اگر مادہ دیسی ہے تو جانور دیسی شمار ہوگا۔ مثلاً نر ہرن اور

مادہ بکری کے ملاپ سے پیدا ہونے والا جانور دیسی کہلائے گا، اور بجار اور نیل گائے کے ملاپ سے پیدا ہونے والا جانور جنگلی کہلائے گا۔ **لان ولد البهيمة يتبع امه فی احكامه.** (الموسوعة الفقهية ۲۰۲/۳) **وسواء كان متولداً من الاهلیّ او من اهلیّ ووحشیّ بعد أن كان الام اهلياً كالمتولد من الشاة والظبیّ اذا كان امه شاةً الخ.** (بدائع الصنائع ۲۶۲/۲، البحر الرائق ۲۱۴/۲، خانية ۱۴۷/۱، تاتارخانية زكريا ۱۴۴/۳)

اونٹ کی زکوٰۃ

ایک اونٹ سے چار اونٹ تک کچھ واجب نہیں، اس کے بعد کا حساب درج ذیل ہے:

۵	تا	۹	ایک سالہ بکری یا بکرا
۱۰	تا	۱۴	دو بکریاں یا دو بکرے
۱۵	تا	۱۹	تین بکریاں یا بکرے
۲۰	تا	۲۴	چار بکریاں یا بکرے
۲۵	تا	۳۵	ایک سالہ اونٹنی (بنت مخاض)
۳۶	تا	۴۵	دو سالہ اونٹنی (بنت لبون)
۴۶	تا	۶۰	تین سالہ اونٹنی (حقہ)
۶۱	تا	۷۵	چار سالہ اونٹنی (جذعہ)
۷۶	تا	۹۰	دو سالہ دو اونٹنیاں
۹۱	تا	۱۲۴	تین سالہ دو اونٹنیاں
۱۲۵	تا	۱۲۹	تین سالہ دو اونٹنیاں، ایک بکری
۱۳۰	تا	۱۳۴	تین سالہ دو اونٹنیاں، دو بکری
۱۳۵	تا	۱۳۹	تین سالہ دو اونٹنیاں، تین بکری

تین سالہ دو اونٹنیاں ، چار بکریاں	۱۴۴	تا	۱۴۰
تین سالہ دو اونٹنیاں ، ایک سالہ ایک اونٹنی	۱۴۹	تا	۱۴۵
تین سالہ تین اونٹنیاں	۱۵۴	تا	۱۵۰

○ ۱۵۰ کے بعد یہ ضابطہ کلیہ ہے کہ ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ، پھر ۲۵ سے ۳۵ تک ایک سالہ اونٹنی یعنی بنت مخاض ، پھر ۳۶ سے ۴۵ تک دو سالہ اونٹنی یعنی بنت لبون ، پھر ۴۶ سے ۵۰ تک تین سالہ اونٹنی یعنی حقہ ، مثلاً ۱۵۵ / اونٹ میں ۳ / حقے اور ایک بکری ، اور ۱۶۰ میں ۳ / حقے اور ۲ / بکری ، اور ۱۶۵ میں ۳ / حقے اور ۳ / بکری ، اور ۱۷۰ میں ۳ / حقے اور ۴ / بکری ، اور جب نصاب ۱۷۵ کو پہنچ جائے تو ۳ / حقے اور ایک بنت مخاض ، اور جب ۱۸۶ کو پہنچ جائے تو ۳ / حقے اور ایک بنت لبون ، اور جب ۱۹۶ کو پہنچے تو ۴ / حقے ۲۰۴ تک واجب رہیں گے ، پھر ہر پچاس سے از سر نو یہی حساب لگایا جاتا رہے گا۔

قال محمد [فی ''الأصل'']: وليس فيما دون الخمس من الابل [السائمة] زكاة، وفی الخمس شاة، وفی العشر شاتان، وفی خمسة عشر ثلاث شياه، وفی عشرين اربع شياه، وفی خمس وعشرين بنت مخاض، وهی التی طعنت فی السنة الثانية، وفی ست وثلاثين بنت لبون، وهی التی طعنت فی السنة الثالثة، وفی ست وأربعين حقة، وهی التی طعنت فی السنة الرابعة، وفی احدی وستين جذعة، وهی التی طعنت فی السنة الخامسة ...... ثم بعد ذٰلک يزداد عدد الواجب بزيادة ابل النصاب، فيجب فی ستة وسبعين بنتالبون، وفی احدی وتسعين حقتان الی مائة وعشرين، علی هٰذا اتفق العلماء رحمهم اللّٰه تعالیٰ.

فاذا زادت الابل علی مائة وعشرين تستأنف الفريضة عند علمائنا رحمهم اللّٰه تعالیٰ، فيكون فی الخمس شاة مع الحقتين، وفی العشر شاتان، وفی خمسة عشر ثلاث شياه، وفی عشرين اربع شياه، وفی خمس وعشرين بنت مخاض، فاذا بلغت خمساً وعشرين يجب بنت مخاض مع الحقتين الی مائة وعشرين، فيكون عدد ابل النصاب مائة وخمسة واربعين، ويكون عدد الواجب

حقتان وبنت مخاض، فاذا بلغت الابل مائة وخمسين يجب فيهما ثلاث حقاقٍ.

فاذا زادت الابل على مائة وخمسين تستأنف الفريضة على الترتيب الذى ذكرنا فى اصل النصاب الى خمس وعشرين، فاذا بلغت خمساً وعشرين، وصارت جملة ابل النصاب مائة وخمسة وسبعين يجب فيها بنت مخاض مع ما سبق من الحقاق الى ست وثلاثين، فاذا بلغت ستاً وثلاثين يجب فيها بنت لبون مع ما تقدم من الحقاق الى ست واربعين، فاذا بلغت ستاً واربعين يجب فيها اربع حقاق الى خمسين.

فاذا صارت خمسين، وصارت جملة ابل النصاب مائتين، وزادت عليها بعد ذٰلک استأنف الفريضة، وبعد ذٰلک کلما بلغت الابل خمسين تستأنف الفريضة ابداً على نحو ما فسّرنا. (المحيط البرهانی ۱۷۲/۳-۱۷۳، هداية ۲۰۲/۱، مسائل بہشتی زیور ۳۳۵وغیرہ)

○ **نوٹ:** جوبھی بکری/بکرا زکوٰۃ میں دیا جائے گا وہ کم ازکم ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ **لا يجوز فى الزكوٰة الا الثنى من الغنم فصاعداً وهو ما اتى عليه حول ولا يؤخذ الجذع وهو الذى اتى عليه ستة أشهر.** (شامی زکریا ۲۰۰/۳، عالمگیری ۱۷۷/۱، هداية ۲۰۶/۱)

○ عیب دار جانور عدد میں تو شمار ہوں گے؛ لیکن انہیں زکوٰۃ میں نہیں دیا جائے گا۔ **ويحسب الصغير والاعمى فى العدد ولا يؤخذان فى الزكوٰة.** (عالمگیری ۱۷۷/۱)

وشمل الاعمى والمريض والاعرج لكن لا يؤخذ فى الصدقة. (شامی زکریا ۱۹۹/۳)

○ اونٹ کی سب اقسام خواہ بختی (دوکوہان والے اونٹ) ہوں یا عربی (ایک کوہان والے اونٹ) سب سے یکساں طور پر نصاب کا حساب لگے گا؛ لیکن ملکیت میں جو قسم زیادہ ہوگی زکوٰۃ میں جانور اسی قسم سے وصول کیا جائے گا۔ **ويكمل به نصاب البقر وتؤخذ الزكوٰة من اغلبها وعند الاستواء يؤخذ اعلى الادنى وادنى الاعلى، وعلى هٰذا الحكم البخت والعراب والضأن والمعز.** (شامی زکریا ۲۰۳/۳، هداية ۲۰۵/۱، البحر الرائق ۲۱۵/۲، تبيين الحقائق ۳۸/۲)

گائے بھینس کی زکوٰۃ

ایک سے **۲۹** عدد تک گائے بھینس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اس سے زائد ہوں تو درج

ذیل تفصیل ہے:

۳۰	تا	۳۹	ایک سالہ گائے یا بیل: بھینس/ بھینسا (تبیع)
۴۰	تا	۵۹	دوسالہ گائے یا بیل: بھینس/ بھینسا (مسنہ)
۶۰	تا	۶۹	دوایک سالہ گائے یا بیل: بھینس/ بھینسا
۷۰	تا	۷۹	ایک دوسالہ گائے/بیل، اور ایک ایک سالہ گائے/بیل
۸۰	تا	۸۹	دوعدد دوسالہ گائے یا بیل
۹۰	تا	۹۹	تین ایک سالہ گائے یا بیل
۱۰۰	تا	۱۰۹	ایک دوسالہ گائے اور دوایک سالہ گائے

○ گائے بھینس میں ۶۰ کے بعد ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ ہر تیس عدد پر ایک سال کا بچہ اور ہر چالیس عدد پر دوسالہ بچہ واجب ہوگا، اور یہی حساب آگے تک چلتا رہے گا۔ اور جو عدد ۳۰ اور ۴۰ دونوں سے تقسیم ہوسکتا ہو تو اس میں مالک کو اختیار ہوگا، چاہے تو ۳۰ کا حساب لگا کر اتنے ہی تبیع ادا کرے یا ۴۰ کا حساب لگا کر اتنے مسن ادا کرے، مثلاً ۱۲۰ کو ۳۰ سے تقسیم کریں تو چار تبیع واجب ہوں گے اور ۴۰ سے تقسیم کریں تو ۳ مسن واجب ہوں گے۔

وليس فى اقل من ثلاثين من البقر صدقة، فاذا كانت ثلاثين سائمة ففيها تبيع او تبيعة، وهو الحولى الذى تمت له سنة وطعن فى الثانية، وفى اربعين مسنة، وهى التى طعنت فى الثالثة ......، وروى اسد بن عمرو عنه انه لا شيئ فى الزيادة حتى تبلغ عشرين، فاذا بلغت عشرين وصارت جملة نصاب البقر ستين يجب فيها تبيعان او تبيعتان، وهو قول ابى يوسف ومحمد والشافعى رحمهم الله تعالىٰ، واذا زادت على الستين يتغير الفرض لعشرة عشرة ابداً بلا خلاف ويتغير من التبيع الى المسنة ومن المسنة الى التبيع، ويدار الحساب الى الاربعينات والثلاثينات، فيجب فى السبعين مسنة وتبيع، مسنة فى الاربعين وتبيع فى الثلاثين، وفى

الثمانين مسنتان فی کل اربعين مسنة، وفی التسعين ثلاثة اتبعة فی کل ثلاثين تبيع، وفی المائة تبيعان ومسنة، فی اربعين مسنة وفی کل ثلاثين تبيع، هٰکذا ابداً.

(المحيط البرهانی ۱۷۳/۳-۱۷٤، هداية ۲۰۵/۱، الفتاویٰ الولوالجية ۱۸۹/۱، البحر الرائق ۲۱۵/۲)

وان احتمل تقدير المسنة والتبيعة فهو مخير کمائة وعشرين مثلاً ان شاء ادی ثلاث مسنات وان شاء ادی اربعة اتبعة. (عالمگيری ۱۷۸/۱)

○ گائے اور بھینس دونوں کی جنس ایک ہے؛ لہٰذا جس شخص کی ملکیت میں گائے اور بھینس دونوں ہوں تو ان سب کو ملا کر نصاب بنے گا۔ اور اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوٰۃ گائے سے وصول کی جائے گی اور بھینس زیادہ ہوں تو انہی سے زکوٰۃ لی جائے گی۔ **والجاموس کالبقر وعند الاختلاط يجب ضم بعضها إلی بعض لتکميل النصاب ثم تؤخذ الزکاة من اغلبها إن کان بعضها أکثر من بعض.** (هندية ۱۷۸/۱) **لان اسم البقر يتناولهما اذ هو نوع منه فيکمل نصاب البقر به وتجب فيه زکاتها وعند الاختلاط تؤخذ الزکوٰة من اغلبها.** (البحر الرائق ۲۱۵/۲) **والجواميس ايضاً من البقر لانه انواع من البقر فدخل تحت اسم الجنس.** (الفتاویٰ الولوالجية ۱۹۰/۱، هداية ۲۰٦/۱، تبيين الحقائق ۴۲/۲)

بھیڑ بکری کی زکوٰۃ

ایک سے ۳۹؍ عدد تک بھیڑ بکری میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اس کے بعد یہ تفصیل ہے:

۴۰	تا	۱۲۰	ایک بکری یا بکرا
۱۲۱	تا	۲۰۰	دو بکریاں
۲۰۱	تا	۳۹۹	تین بکریاں
۴۰۰	تا	۴۹۹	چار بکریاں

○ بعد ازاں ہر سو پر ایک بکری واجب ہوتی رہے گی۔

وليس فی اقل من اربعين من الغنم صدقة، فاذا کان اربعين ففيها شاة الی

مائة وعشرين، فاذا زادت واحدة ففيها شاتان الى مائتين، فاذا زادت واحدة ففيها ثلاث شياه الى اربع مائة فيكون فيها اربع شياه ثم في كل مائة شاة. (المحيط البرهاني ٣/١٧٤، هداية ١/٢٠٦، الولوالجية ١/١٩٠، البحر الرائق ٢/٢١٦)

○ بھیڑ بکری کی تمام اقسام ایک ہی جنس سے ہیں، سب کا نصاب یکجا ہوگا اور ادائیگی غالب نوع سے ہوگی اور دونوں برابر ہوں تو جس سے چاہے ادا کردے۔ **نصاب الغنم ضأنا أو معزا فانهما سواء في تكميل النصاب. وفي الشامي: لأن النصاب إذا كان ضأنا يؤخذ الواجب من الضأن ولو معزاً فمن المعز ولو منهما فمن الغالب ولو سواء فمن إليها شاء.** (شامی زکریا ٣/٢٠٤)

گھوڑوں کی زکوٰۃ کا مسئلہ

اگر گھوڑے تجارت کے لئے ہوں تو ان میں بالاتفاق مال تجارت کے حساب سے زکوٰۃ فرض ہوگی، اور اگر تجارت کے لئے نہ ہوں اور انہیں جنگل میں چرایا جاتا ہو تو صاحبین کے نزدیک ان میں زکوٰۃ نہیں ہے (اسی پر اکثر مشائخ احناف کا فتویٰ ہے) جب کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر گھوڑے گھوڑیاں دونوں مخلوط ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے (اسی کو بعض مشائخ نے ترجیح دی ہے) اور اگر صرف گھوڑے یا صرف گھوڑیاں ہوں تو امام صاحبؒ سے وجوب اور عدم وجوب کی دو روایتیں ہیں۔ پھر امام صاحبؒ کے قول پر گھوڑوں کی زکوٰۃ کا حساب یہ ہے کہ ہر گھوڑے کی قیمت لگا کر چالیسواں حصہ ادا کرے۔ (والتفصیل فی الشامی بیروت ۳/۱۹۱، شامی زکریا ۳/۲۰۵، ہدایہ ۱/۲۰۷، البحر الرائق ۲/۲۱۶، الولوالجیۃ ۱/۱۹۱)

○❖○

پیداوار کی زکوٰۃ

عشر کی فرضیت

قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ مسلمان اپنی زمینی پیداوار کی زکوٰۃ (عشر یا نصف عشر) دیا کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ. (البقرة: ٢٦٧)

اے ایمان والو خرچ کرو اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور اس (پیداوار) میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ. (الانعام: ١٤١)

اور اس (کھیتی) کا حق ادا کرو اس کی کٹائی کے دن۔

اکثر مفسرین نے اس آیت سے عشر مراد لیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِیْ مَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُیُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِیًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ . (اخرجه البخاری ١/١ ٢٠، برقم: ١٤٨٣، المحیط البرهانی ٣/ ٢٧١)

جو زمین بارش سے یا چشموں سے یا قدرتی نہروں سے سیراب ہو اس میں عشر (دسواں حصہ) واجب ہے، اور جو (مصنوعی ذرائع سے) سینچی جائے اس میں نصف عشر (بیسواں حصہ) واجب ہے۔

مذکورہ آیات واحادیث سے پیداوار میں عشر کی فرضیت کا پتہ چلتا ہے، یہی پیداوار کا حق ہے۔

اتفاق الامة علی وجوب الحق فی کثیر من الحبوب والثمار وهو العشر ونصف العشر.

(احکام القرآن للجصاص ٣/ ١٠)

عشری اور خراجی زمینیں

پھر شریعت میں تمام دنیا کی زمین دو قسموں پر منقسم ہیں:

(۱) **عشری زمینیں**: ان کا اطلاق ایسی زمینوں پر ہوتا ہے جو مسلمانوں نے کافروں سے فتح کر کے حاصل کی ہوں، یا اسلامی حکومت میں کسی مسلمان کو بطور جاگیر عطا ہوئی ہو، یا مسلم ملک میں دور افتادہ پڑی ہوئی

ہو، پھر حکومت کی اجازت سے کوئی مسلمان اسے قابل کاشت بنالے وغیرہ، اور وہ زمین اس وقت سے ابھی تک مسلمانوں ہی کے قبضے میں چلی آ رہی ہوں، اسی طرح جزیرۃ العرب کی تمام زمین علی الاطلاق عشری ہیں، ان میں عشر واجب ہوتا ہے۔ **الارض نوعان عشرية وخراجية: فارض العرب كلها عشرية ......، وكل بلدة فتحت عنوة وقسمها الامام بين الغانمين فهي عشرية الخ**. (الفتاویٰ الخانية ۱/ ۲۷۰، هداية ۲/ ۵۷۳، شامی زكريا ۶/ ۲۸۹، تبيين الحقائق ۴/ ۱۴۵، البحر الرائق ۵/ ۱۷۶)

(۲) **خراجی زمینیں**: ان کا اطلاق ایسی زمینوں پر ہوتا ہے جو غیر مسلموں کے قبضہ میں چھوڑ دی گئی ہوں یا مسلمان کی زمین کو کسی کافر نے خرید لیا ہو، یا مسلم حکومت کی طرف سے کسی غیر مسلم کو بطور جاگیر دی گئی ہو، یا غیر مسلم حکومت نے اس زمین کو بحق سرکار ضبط کرلیا ہو وغیرہ، تو یہ زمینیں خراجی کہلاتی ہیں، ان زمینوں کو اگر کوئی مسلمان خرید لے پھر بھی وہ خراجی ہی رہتی ہیں، ان میں عشر واجب نہیں ہوتا۔ **كل بلدة فتحت عنوة ولم يسلم اهلها ومنّ عليهم فهي خراجية إن كان يصل إليها ماء الخراج وماء الخراج ماء الأنهار التي حفرتها الأعاجم...... خراجية في قول ابي يوسفؒ وكل بلدة فتحت صلحاً وقبلوا الجزية فهي ارض خراج**. (الفتاویٰ الخانية ۱/ ۲۷۰، هداية ۲/ ۵۷۴، تاتارخانية ۷/ ۲۳۵) **لو باع هٰذا الذمي ارضه من مسلم فهي خراجية**. (تاتارخانية ۷/ ۲۳۲)

خراجی زمینوں میں عمومی حالات میں خراج یعنی ٹیکس واجب ہوتا ہے، جو دو طرح کا ہوتا ہے:

(۱) **خراج مؤظف**: یعنی بلالحاظ پیداوار زمین کے رقبہ کے اعتبار سے کوئی رقم متعین کردی جائے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فی جریب ایک درہم اور ایک قفیز گیہوں مقرر کیا تھا۔

(۲) **خراج مقاسمہ**: یعنی پیداوار کے لحاظ سے فیصدی حصہ مثلاً دسواں یا بیسواں حصہ مقرر کردیا جائے) **وخراج الارض نوعان: خراج مقاسمة: وهو ان يكون الواجب شيئاً من الخارج نحو الخمس والسدس وما اشبه ذٰلك، وخراج وظيفة: وهو ان يكون الواجب شيئاً في الذمة يتعلق بالتمكن من الانتفاع بالارض في كل جريب يصلح للزراعة في كل سنة قفيز من الحنطة او الشعير الخ**. (فتاویٰ خانية ۱/ ۲۷۱، تاتارخانية ۲/ ۲۳۲، شامی زكريا ۳/ ۲۶۵)

ہندوستانی زمینوں کی صورتِ حال

ہمارے ملک ہندوستان میں عرصہ سے آراضی کا ایسا الجھا ہوا نظام رہا کہ مفتیانِ کرام کو زمین کے احکام متعین کرنے میں فقہی اعتبار سے بڑی الجھنیں پیش آتی رہیں، اور اس سلسلہ میں متعدد کتابیں اور رسالے بھی لکھے گئے، آزادیٔ ہند سے پہلے تک جب زمین دارانہ نظام باقی تھا تو صورتِ حال یہ تھی کہ ایک ایک زمین دار کے پاس کئی کئی گاؤں ہوا کرتے تھے، اور وہ زمین دار خود کھیتی کم کرتا تھا زیادہ تر کاشت کاروں سے سالانہ یا فصلیہ حصہ لیا

کرتا تھا، ملک آزاد ہونے کے بعد یہ صورتِ حال بہت سے صوبوں میں ختم ہوگئی اورخاتمہ زمین داری قانون لاکر زمین داروں کے بجائے قابض کاشت کاروں کوکچھ متعینہ رقم کے عوض ان زمینوں کا مالک (بھومی دار) بنادیا گیا۔

اب جوزمین حکومت نے زمین داروں سے جبر یہ لے کر زمین دار کے علاوہ دیگر کاشت کاروں کو دے دی ہے،تو چوں کہ حکومت غیرمسلم ہے؛ اس لئے اس کا قبضہ بیچ میں حائل ہونے کی وجہ سے یہ زمینیں عشری کی تعریف سے نکل گئیں؛لیکن جوزمین حکومت نے سابقہ زمین دار کے قبضہ میں باقی رکھی ہےاوراس کی ملکیت قانونی طور پرتسلیم کی ہے، یاجہاں ابھی تک خاتمہ زمین داری قانون نافذنہیں ہوا ہے،اور مسلمان نسلاً بعدنسل اپنی زمینوں پر قابض ہیں اور کاشت کررہے ہیں تواس طرح کی زمینوں کے بارے میں دونقطۂ نظر ہیں:

(۱) فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ یہاں زمین دار کے قبضہ میں جوزمین چھوڑی گئی ہے، وہ گویا حکومت نے اپنے قبضہ میں لےکرازسرنواسے بالمعاوضہ یابلا معاوضہ دی ہے؛ لہٰذا اس کی حیثیت غیرمسلم کی عطا کردہ جاگیر جیسی ہوگئی؛اس لئے یہ زمینیں بھی عشری نہیں رہیں۔(دیکھئے: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۹/۴۴۲-۴۵۳) نیز بعض فقہی جزئیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دارالحرب کی زمینوں اور سرکاری ملکیت والی زمینوں میں عشر وخراج کچھ واجب نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۹/۴۵۵- ۴۵۷)

ويحتمل ان يكون احترازاً عما وجد في دار الحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر. (شامی زکریا ۳/۲۵۷) **وهٰذا نوع ثالث يعني لا عشرية ولا خراجية من الاراضي تسمى ارض المملكة واراضي الحوز.** (شامي زكريا ٦/٢٩٤، بيروت ٦/٢٢٠)

(۲) اس کے برخلاف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کا خلاصہ یہ ہے کہ اس خاص صورت میں حکومت کا تصرف اصل زمین داروں کی زمین میں مالکانہ نہیں؛ بلکہ منتظمانہ ہے؛ لہٰذا اس تصرف سے ان کے عشری ہونے کی حیثیت ختم نہیں ہوگی، اوران کی پیداوار میں بدستورعشر واجب رہے گا۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اورحضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰن صاحب دیوبندی رحمہما اللہ کے بعض سابقہ فتاویٰ سے بھی اسی نقطۂ نظر کی تائید ہوتی ہے۔(تفصیل دیکھیں: جواہرالفقہ جلد دوم: عشر وخراج کے احکام ۲۴۳، فتاویٰ رحیمیہ ۷/۱۶۳، جدید فقہی مسائل، مؤلفہ: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، عشروخراج کے کچھ مسائل ۹۷، ایضاح النوادر ۲/۱۵-۱۷)

اس دور کے بہت سے علماء ومفتیان نے دوسرے نقطۂ نظر کی تائید کرتے ہوئے ایسی زمینوں میں جو عرصۂ دراز سے برابر مسلمانوں کی ملکیت میں چلی آرہی ہیں،عشر کے وجوب کی رائے اپنائی ہے؛ چناں چہ اسلامک فقہ اکیڈمی کے چھٹے فقہی سیمینار منعقدہ عمرآباد بتاریخ ۱۷تا ۲۰/رجب ۱۴۱۴ھ میں ایسی زمینوں پر عشر کے وجوب کی تجویز منظور کی گئی ہے؛ البتہ خراج کے وجوب کے سلسلہ میں آراء مختلف ہیں،بعض نے غیرمسلم حکومت

ہونے کی بناپرخراج کو بالکل ساقط مانا ہے، جب کہ بعض حضرات نے ذاتی طور پر خود مالکان کوخراج ادا کرنے کی تلقین کی ہے کہ وہ اپنی پیداوار کا کم ازکم پانچ فیصد حصہ مسلمانوں کے رفاہی اور تعلیمی مصارف میں خرچ کریں۔
(تفصیل دیکھئے: جواہرالفقہ: عشر وخراج کے احکام، اورجدید فقہی مسائل کی دوسری جلد اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے فیصلے)

خلاصہ یہ کہ یہ اختلافی موضوع بن گیا ہے، اور ہر طرف دلائل ہیں، اس لئے اس میں شدت روانہیں، ہندوستان جیسے ممالک میں کوئی شخص خوش دلی سے عشر وخراج ادا کرے تو بہت ثواب کی بات ہے؛ لیکن جو ادا نہ کرے اس پر جبر یا لعن طعن کی اجازت نہیں ہے، جولوگ ادا کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے چند اہم مسائل ذیل میں ذکر کئے جارہے ہیں؛ تاکہ ان کے لئے عمل کرنا آسان ہو:

کس زمین میں عشر (دسواں حصہ) ہے اور کس میں نصف عشر (بیسواں حصہ)؟

اگرعشری زمین سال کے اکثر حصہ میں قدرتی آبی وسائل (بارش، ندی، چشمہ وغیرہ) سے سیراب کی جائے تو اس میں عشر یعنی کل پیداوار کا دسواں حصہ) واجب ہوتا ہے، اور اگر وہ زمین مصنوعی آب رسانی کے آلات ووسائل مثلاً ٹیوب ویل یا خریدے ہوئے پانی (جس میں راج بہائے کا پانی بھی شامل ہے) سے سیراب کی جائے تو اس میں نصف عشر (یعنی کل پیداوار کا بیسواں حصہ) واجب ہوتا ہے، اور فقہی عبارات میں ''عشر'' کا لفظ تغلیباً عشر اور نصف عشر دونوں صورتوں میں بولا جاتا ہے۔ (اس لئے آگے آنے والے مسائل میں اس فرق کوملحوظ رکھا جائے) (مرتب)

(جواهر الفقه ۲/ ۲۷٤، المحيط البرهاني ۲/ ٤٨٥) **وتجب في مسقي سماء أى مطر وسيح كنهر.** (درمختار زكريا ۳/ ۲٦٥) **ويجب نصفه في مسقي غرب اى دلو كبير ......، وفي كتب الشافعية او سقاه بماء اشتراه وقواعدنا لا تاباه ولو سقى سيحاً وبآلة اعتبر الغالب.** (درمختار بيروت ۳/ ۲٤٤، درمختار زكريا ۳/ ۲٦٨)

عشر وخراج کا مصرف

عشر (خواہ دسواں حصہ ہو یا بیسواں حصہ) میں عبادت کی جہت پائی جاتی ہے اسی لئے وہ

صرف مسلمان پرواجب ہوتا ہے،اس کامصرف وہی ہے جوزکوۃ کا ہے،اسے رفاہی مصارف وغیرہ میں نہیں لگایا جاسکتا، جب کہ خراج کا مصرف عام ہے، اسے مسلمانوں کی تمام انفرادی واجتماعی ضروریات اورمصالح میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔ **ومصرف الجزية والخراج ......، مصالحنا ...... كسد ثغور وبناء قنطرة وجسر وكفاية العلماء والمتعلمين. وفي الشامية: قيد بالخراج لأن العشر مصرفه مصرف الزكاة كما مر.** (درمختار مع الشامی زکریا ٣٤٨/٦، بیروت ٢٦٤/٦، ومثله فی فتح القدير ٣٨٤/٤، هداية ٥٨٣/٢)

نابالغ اورمجنون کی زمین میں عشر

نابالغ بچے اورمجنون کی زمین کی پیداوار پر بھی عشر واجب ہے۔ **واما العقل والبلوغ فليسا من شرائط اهلية وجوب العشر حتى يجب العشر في ارض الصبي والمجنون.** (بدائع الصنائع ١٧٣/٢، هندية ١٨٥/١) **ويؤخذ العشر من الاراضي العشرية اذا كان المالک مسلماً صغيراً كان او كبيراً عاقلاً كان أو مجنوناً.** (المحيط البرهاني ٢٧٩/٣، تاتارخانية زكريا ٢٨١/٣، شامی زكريا ٢٩٣/٦، كراچی ١٧٨/٤)

موقوفہ زمین کی پیداوار میں عشر

وقف کی زمین میں اگر پیداوار ہوتو اس میں بھی عشر واجب ہے۔ **ويؤخذ العشر من الأراضي العشرية ......، وفي ارض الوقف لان هٰذا حق مالي يجب بسبب ارض نامي.** (المحيط البرهاني ٢٧٩/٣) **وكذا ملک الارض ليس بشرط لوجوب العشر وانما الشرط ملک الخارج فيجب في الاراضي التي لا مالک لها وهي الاراضي الموقوفة.** (بدائع الصنائع زكريا ١٧٣/٢) **وصرحوا في الاصول بان العشر يجب في مال الوقف.** (منحة الخالق على هامش البحر الرائق ١٠٦/٥، شامی بيروت ٢٤٢/٣)

کرایہ کی زمین پرعشرکون ادا کرے؟

اگرکسی شخص نے اپنی زمین کرایہ پر اٹھارکھی ہے اوراس میں کرایہ دارکاشت کرتا ہے،توایسی

صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مالک زمین کرایہ سے حاصل کردہ رقم میں سے عشر نکالے گا، کرایہ دار پر عشر نہ ہوگا۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک عشر کا ذمہ دار کرایہ دار ہے، اور موجودہ زمانہ میں چوں کہ کرایہ کا تناسب پیداوار سے عموماً بہت کم ہوتا ہے اس لئے فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے، شامی کی بحث سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ (بہشتی زیور اختری ۳/۳۰، امداد الفتاویٰ ۲/۵۸، جواہر الفقہ ۲/۲۷۲)

والعشر على المؤجر (درمختار) اى لو اجر الارض العشرية فالعشر عليه من الاجرة كما فى التاترخانية، وعندهما على المستاجر. (شامى زكريا ٣/٢٧٦، شامى بيروت ٣/٢٥٠) **قال الشامى بحثاً: فان امكن اخذ الاجرة كاملة يفتى بقول الامام والا فبقولهما لما يلزم عليه من الضرر الواضح الذى لا يقول به احد، والله تعالىٰ اعلم.** (شامى زكريا ٣/٢٧٧، شامى بيروت ٣/٢٥١)

عاریت کی زمین کی پیداوار کا عشر کس پر؟

اگر کسی شخص نے اپنی زمین بطور عاریت کسی مسلمان کاشت کار کو دے رکھی ہے تو پیداوار کا عشر کاشت کار پر ہوگا، اور اگر کسی کافر کو دے رکھی ہے تو عشر مالک زمین پر واجب ہوگا۔ (کل پیداوار کی قیمت لگا کر دسواں حصہ صدقہ کرے) **ولو اعارها من مسلم فزرعها فالعشر على المستعير عند اصحابنا الثلاثة.** (بدائع الصنائع ٢/١٧٤، الولوالجية ١/٢٠٣) **ولو أعارها من مسلم فزرعها فالعشر على المستعير ولو اعارها من كافر فالعشر على المعير عند ابى حنيفةؒ.** (هندية ١/١٨٧) **اما المستعير اذا زرع فعليه العشر دون صاحب الارض فى ظاهر رواية اصحابنا.** (المحيط البرهانى رشيديه ٢/٤٩٢) **كمستعير مسلم وقيد بالمسلم لانه لو استعارها ذمىٌّ فالعشر على المعير اتفاقاً لتفويته حق الفقراء بالاعارة من الكافر.** (درمختار مع الشامى زكريا ٣/٢٧٧)

بٹائی کی زمین پر عشر

جو زمین بٹائی پر دے رکھی ہے اس کی پیداوار میں ہر شریک پر اس کے حصہ میں سے عشر واجب

ہوگا۔(بہشتی زیور۳؍۳۰) **لـمـا فـی البدائع من ان المزارعة جائزة عندهما والعشر یجب فی الخارج والخارج بینهما فیجب العشر علیهما.** (شامی زکریا ۳/۲۷۸، بدائع الصنائع ۲/۱۷٤)

کھیتی کے اخراجات کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا

کھیتی کی تیاری میں جو اخراجات ہوتے ہیں (مثلاً آب رسانی، مزدوری، کھاد وغیرہ) انہیں آمدنی سے منہا نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ مجموعی پیداوار میں عشر نکالنا ضروری ہوگا۔ **وکـل شـیء اخـرجتـه الأرض مـمـا فیـه العشر لا یحتسب فیه اجرة العمال ونفقة البقر، وفی الینـابیع: ولا یحتسب لصاحب الأرض ما أنفق علی الغلّة من سقی، او عمارة او اجـرة حـافظ؛ بل یجب العشر فی جمیع الخارج.** (تـاتـارخانیة زکریا ۳/۲۷۷، المحیط البـرهـانـی ۳/۲۹۰، ومثـله فی البدائع ۲/۱۸۵) **بـلا رفـع مؤن ای کلف الزرع وبلا اخراج البذر لتصریحهم بالعشر فی کل الخارج.** (درمختار زکریا ۳/۲٦۹-۲۷۰)

عشر نکالنے سے قبل غلہ استعمال نہ کیا جائے

پیداوار میں سب سے پہلے عشر نکال کر الگ کرنا چاہئے اس کے بعد ہی پیداوار کو استعمال کرنا چاہئے، اور جو پیداوار فروخت کردی گئی ہو اس کی قیمت سے اولاً دس فیصدی حصہ عشر کا الگ کرکے استعمال ہونا چاہئے اور جو غلہ پہلے استعمال کرلیا گیا تو حساب لگا کر اس کی قیمت کا دسواں حصہ صدقہ کیا جائے گا۔ **ولیـس لـصاحب الطعام ان یأکل الطعام قبل ان یؤدی عشره لان قدر العشر ملک الفقراء.** (الـمحیط البرهانی ۳/۲۸۹) **قال ابوحنیفةؒ: ما اکل من الثمرة او اطعم ضمن عشره.** (الـمـحیط البرهانی ۳/۲۸٤، تاتارخانیة زکریا ۳/۲۸٥، ومثله فی البدائع زکریا ۳/۱۹۰، درمختار زکریا ۳/۲۷٤، هندیة ۱/۱۸۷) **وفی الواقعات عن البزازیة: لا یحل الاکل من الغلة قبل اداء الخراج وکذا قبل اداء العشر الا اذا کان المالک عازماً علی اداء العشر وهو تقیید حسن.** (شامی زکریا ۳/۲۷٤)

عشر کل پیداوار پر واجب ہے

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشر کل پیداوار اور ہر طرح کی پیداوار پر واجب ہوتا ہے، خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ، یعنی عشر کے وجوب کے لئے کوئی نصاب مقرر نہیں ہے۔ **قال ابو حنیفةؒ: لا یعتبر النصاب بل یوجب العشر فی کل قلیل وکثیر اخرجته الارض مما تستنمی به الارض.**

(المحیط البرهانی ۲۷۵/۳، تاتارخانیة زکریا ۲۷۸/۳، عالمگیری ۱۸۶/۱، بدائع الصنائع زکریا ۱۸۰/۲)

نوٹ: شامی زکریا ۲۶۵/۳ کی ایک عبارت سے کم از کم ایک صاع یا نصف صاع پیداوار کی شرط معلوم ہوتی ہے؛ لیکن عام فقہی کتابوں میں احقر کو یہ قید امام ابوحنیفہؒ کے قول میں نہیں ملی۔ (مرتب)

سال میں متعدد پیداواروں کا حکم

اگر کسی زمین میں سال میں کئی فصلیں ہوتی ہوں تو ہر فصل سے عشر لیا جائے گا۔ **والحول لیس بشرط لوجوب العشر حتی لو اخرجت الارض فی السنة مراراً یجب العشر فی کل مرة؛ لأن نصوص العشر مطلقة عن شرط الحول ولان العشر فی الخارج حقیقةً فیتکرر الوجوب بتکرر الخارج.** (بدائع الصنائع زکریا ۱۸۴/۲) **حتی لو اخرجت الارض مراراً وجب فی کل مرة لاطلاق النصوص عن قید الحول ولان العشر فی الخارج حقیقة فیتکرر بتکرره.** (شامی زکریا ۲۶۶/۳)

سبزیوں میں عشر

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سبزیوں اور ترکاریوں پر بھی عشر واجب ہے؛ لہٰذا جب جتنی سبزیاں کھیت سے کاٹی جائیں ان کا دسواں حصہ راہِ خدا میں خرچ کے لئے الگ نکالا جائے۔ **عند ابی حنیفةؒ یجب العشر فی الخضراوات ویخرج حقها یوم الحصاد ای القطع.**

(شامی بیروت ۲۴۱/۳، زکریا ۲۶۴/۳، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ۲۷۴/۳)

لپٹس وغیرہ کے درختوں میں عشر

اگر کسی شخص نے اپنی زمین میں لپٹس یا پاپلر وغیرہ کے درخت لگا رکھے ہیں؛ تاکہ تیار ہونے

پرانہیں بیچ کرنفع حاصل کرے تو جب بھی انہیں کاٹا جائے گا ان میں عشر واجب ہوگا۔ **حتی لو اشغل ارضه بها يجب العشر.** (درمختار) **فلو استنمى ارضه بقوائم الخلاف وما اشبهه أو بالقصب أو الحشيش و كان يقطع ذلك ويبيعه كان فيه العشر.** (شامی بیروت ۲٤٤/۳، زکریا ۲٦٨/۳، ومثله فی التاتارخانية زكريا ۲۷٥/۳، المحيط البرهانى ۲۷۲/۳، هندية ۱۸٦/۱)

بانس میں عشر کا حکم

اگر بانس خودرو ہے تو اس میں عشر واجب نہیں ہے اور اگر باقاعدہ اس کے لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے تو عشر واجب ہے۔ **حتی لو اشغل ارضه بها يجب العشر** (درمختار) **فلو استنمى ارضه بقوائم الخلاف وما اشبهه أو بالقصب أو الحشيش و كان يقطع ذلك ويبيعه كان فيه العشر.** (درمختار زکریا ۲٦٨/۳)

گنے کی پیداوار میں عشر

جس کھیت میں گنے کی باقاعدہ کھیتی کی جائے تو کل پیداوار میں عشر واجب ہوگا۔ **ويجب العشر عند ابى حنيفةؒ فى كل ما تخرجه الارض من الحنطة ...... ومن قصب السكر والذريرة ......، واشباه ذلك مما له ثمرة باقية او غير باقية قل او كثر.** (هندية ۱۸٦/۱) **واما قصب السكر وقصب الذريرة ففيهما العشر لان الاراضى تستنمى بهما عادة.** (المحيط البرهانى ۲۷۲/۳، شامى بيروت ۲٤۳/۳، تاتارخانية زكريا ۲۷٥/۳)

عشری زمین میں پائے جانے والے شہد کا حکم

جو شہد کے چھتے عشری زمین میں دست یاب ہوں ان میں عشر واجب ہے، خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ۔ **والعشر واجب فى العسل ان كان فى الارض العشرية.** (هندية ۱۸٦/۱، بدائع الصنائع ۱۸٤/۲، تبيين الحقائق ۱۰٤/۲، المحيط البرهانى ۲۷۳/۳) **يجب العشر فى عسل وان قل.** (درمختار بيروت ۲٤۰/۳-۲٤۱، زكريا ۲٦٤/۳)

بھس میں عشر واجب نہیں

کھیتی کاٹنے کے بعد نکلنے والے بھس یا پرال میں عشر واجب نہیں ہے۔ **قال ابو حنیفةؒ: کل شیء اخرجته الارض مما تستنمی به الارض ففیه العشر الا الحطب والقصب والحشیش والتبن والسعف.** (المحیط البرهانی رشیدیه ۴۸۵/۲، الدرالمختار بیروت ۲۴۳/۳، زکریا ۲۶۷/۳)

گھر میں لگے ہوئے درختوں کے پھل پر عشر نہیں

اگر کسی شخص نے اپنے وسیع گھر کے صحن میں پھل دار درخت یا سبزیاں وغیرہ بو رکھی ہیں تو ان کی پیداوار پر عشر نہیں ہے۔ **ولو کان فی دار رجل شجرة لا یجب فی ذٰلک عشر.** (المحیط البرهانی ۲۷۳/۳، تاتارخانیة زکریا ۲۷۷/۳) **وخرج ثمرة شجر فی دار رجل ولو بستاناً فی داره لانه تبع للدار.** (شامی زکریا ۲۶۵/۳، ومثله فی الهندیة ۱۸۶/۱)

سبزیوں کے بیج میں عشر نہیں

خربوزہ، ککڑی اور تربوز وغیرہ کے بیج میں عشر واجب نہیں؛ بلکہ صرف ان کے پھل میں عشر ہے۔ **والبذور التی لا تصلح الا للزراعة کبذر البطیخ وما اشبه ذٰلک فلا عشر فیه لانها غیر مقصودة فی نفسها ولانه لا ینتفع بها انتفاعاً عاماً.** (المحیط البرهانی ۲۷۳/۳، هندیة ۱۸۶/۱)

○❖○

زکوٰۃ کی ادائیگی اور مصارف

زکوٰۃ کے مصارف

اسلام کی منجملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صدقہ وخیرات کی رقم خود اپنے ہی ہم جنسوں پر خرچ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ چناں چہ قرآنِ کریم میں زکوٰۃ وصدقات کے مصارف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغَارِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ، فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ.

(التوبة: ٦٠)

زکوٰۃ وہ حق ہے (۱) مفلسوں کا (۲) محتاجوں کا (۳) اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں (سرکاری سفیروں) کا (۴) اور جس کا دل لبھانا مقصود ہو (۵) اور (غلاموں) کی گردنیں چھڑانے میں (٦) اور جو تاوان بھریں (مقروض ہوں) (۷) اور اللہ کے راستہ میں (۸) اور راستہ کے مسافر کو، یہ اللہ کا مقرر کردہ ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

مذکورہ آٹھ مصارف میں سے تالیفِ قلب اسلام کے لئے دل لبھانے کا مصرف اب باقی نہیں رہا؛ اس لئے کہ اسلام کے غلبہ اور اس کی تعلیمات عام ہوجانے کے بعد اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی، بقیہ مصارف میں ''عاملین'' سے مراد اسلامی حکومت کے وہ کارندے ہیں جو عوام سے زکوٰۃ کی وصولی پر مامور ہیں، تو ان کی تنخواہ زکوٰۃ کی رقم سے دی جاسکتی ہے، بشرطیکہ تنخواہ کی مقدار حاصل شدہ زکوٰۃ کی رقم کے نصف سے زائد نہ ہو، اور غلام باندی اس دور میں نہیں ہیں؛ لیکن اگر کسی دور میں کسی جگہ پائے جائیں تو ان کو آزاد کرانے میں زکوٰۃ کی رقم لگائی جاسکتی ہے۔

تاہم ان میں سے اکثر مصارف کی بنیاد محتاجگی اور ضرورت مندی پر ہے، اور یہ بات متعین ہے کہ زکوٰۃ پر اصلاً ضرورت مندوں کا حق ہے، جو ضرورت مند نہ ہو اس کے لئے زکوٰۃ لینا قطعاً جائز نہیں ہے۔ حتی کہ بعض احادیث میں ہے کہ: ''جو شخص ضرورت بھر مال ہونے کے باوجود بھیک مانگے گا وہ دراصل جہنم کے انگارے اکٹھا کرنے والا ہوگا''۔ **من سأل وعنده ما يغنيه فانما يستكثر من جمر جهنم الخ.** (ابوداؤد شریف ۰/۱ ۲۳) اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ جس کے پاس ایک دن کی روزی روٹی کا نظم ہو اس کے لئے روٹی کا سوال کرنا جائز نہیں ہے۔ **ولا يسأل من له قوت يومه من الغداء والعشاء.** (البحر الرائق ۲/ ۲۵۰، مجمع الانهر ۱/ ۲۲٦، ومثله فی البدائع ۲/ ١٦١)

زکوٰۃ خوش دلی سے دی جائے

اہل ثروت حضرات کو ہمیشہ خوش دلی اور بشاشت کے ساتھ زکوٰۃ نکالنی چاہیے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے اس عبادت کو انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی، اور کبھی بھی زکوٰۃ دیتے ہوئے دل تنگ نہ ہوں، اور نہ اسے اپنے اوپر بوجھ سمجھیں، زکوٰۃ کو بوجھ سمجھنا یہ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب امت میں پندرہ خصلتیں عام ہوجائیں گی تو ان پر پے درپے مصائب اور بلاؤں کا نزول ہوگا۔ ان باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگ زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھنے لگیں گے۔ **و الزکوٰة مغرماً.** (ترمذی شریف ۲/ ٤٥) اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جو شخص جتنی خوش دلی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے کاروباری برکت سے نوازتے ہیں اور نقصانات سے حفاظت رہتی ہے۔

احسان نہ جتائیں

زکوٰۃ دے کر کسی غریب پر احسان نہ جتانا چاہیے؛ بلکہ غریب کا احسان ماننا چاہیے کہ اس نے ہمارا صدقہ قبول کر کے ہمارا فرض ادا کرنے میں تعاون کیا؛ کیوں کہ اگر غرباء نہ ہوں تو مال دار لوگ اپنے فریضے سے ہرگز سبک دوش نہیں ہوسکتے؛ لہٰذا لازم ہے کہ مال دار ہمیشہ غرباء کے احسان مند رہیں اور انہیں زکوٰۃ دے کر الٹے احسان نہ جتائیں اور نہ ان سے کسی دنیوی صلہ کے متمنی رہیں اور نہ انہیں ذلیل سمجھیں۔ قرآن کریم میں اس بارے میں صاف ہدایت دی گئی:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًی لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ، وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ. قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَآ اَذًی، وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ. یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی، كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا، لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا، وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ.

(البقرة: ۲٦۲ - ۲٦۳ - ۲٦٤)

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان جتاتے ہیں اور نہ ایذاء پہنچاتے ہیں، ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا ان کے پروردگار کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ نرم جواب دینا اور درگذر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس کے ساتھ اذیت ہو، اور اللہ بے پروا ہے اور نہایت تحمل والا ہے۔ اے ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کو دکھانے کو، اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر، پس اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر پڑی کچھ مٹی، پھر اس پر زور کی بارش برسی تو کرڈالا اس کو بالکل صاف، کچھ ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب اس چیز کا جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں دکھاتا سیدھی راہ کافروں کو۔

احادیثِ شریفہ میں بھی احسان جتانے کے عمل کی شدید مذمت وارد ہوئی ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلاثَةٌ لاَ یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ: اَلْمَنَّانُ الَّذِیْ لاَ یُعْطِیْ شَیْئاً اِلاَّ مَنَّهٗ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلَفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ. (مسلم شریف: ۱/ ۷۱، و مثله فی سنن ابی داؤد ۲/ ۵۶۵)

تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز گفتگو نہیں فرمائیں گے: (۱) وہ احسان جتانے والا جس کی عادت دے کر احسان جتانے کی ہے (۲) وہ شخص جو اپنا سامان فروخت کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھاتا ہے (۳) وہ شخص جو اپنا کپڑا (پائجامہ وغیرہ) ٹخنے سے نیچے لٹکانے کا عادی ہے۔

افسوس ہے کہ آج کل بہت سے اہل خیر قطعاً اس کا لحاظ نہیں رکھتے اور چندہ دے کر بے دھڑک احسان جتاتے ہیں اور ایسا انداز اختیار کرتے ہیں جس سے لینے والے کو اذیت ہوتی ہے، اس طرزِ عمل کو بدلنے کی ضرورت ہے، ورنہ نیکی برباد گناہ لازم آ جائے گا۔

تندرستی میں صدقہ افضل ہے

نیز یہ بھی خیال رہے کہ ایسے وقت کے صدقہ میں زیادہ ثواب ہے جب کہ مال کی زیادہ ضرورت ہو اور اس کی طرف دل لگا رہے، ورنہ زندگی سے مایوسی کے وقت اور دلی انقباض کے وقت کے صدقہ کا وہ ثواب نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آ کر سوال کیا کہ: ''سب سے افضل صدقہ کون سا ہے''؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ:

اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِیْحٌ شَحِیْحٌ تَخْشٰی الْفَقْرَ وَتَأْمَلَ الْغِنٰی وَلاَ تُمْهِلُ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلاَنٍ کَذَا وَلِفُلاَنٍ کَذَا اَلاَ وَقَدْ کَانَ لِفُلاَنٍ. (بخاری شریف ۱/ ۱۹۱، مسلم شریف ۱/ ۳۳۲)

سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ تم اس حال میں صدقہ کرو کہ تم تندرست ہو اور تمہارے دل میں مال کی چاہت ہو اور فقر وفاقہ کا اندیشہ اور مال وثروت کی امید ہو، اور اتنی تاخیر مت کرو کہ جب جان بلب ہو جاؤ تو کہو کہ فلاں کے لئے یہ ہے اور فلاں کے لئے وہ ہے، خبردار! اب تو وہ فلاں (وارث) کے لئے ہو چکا ہے۔

یعنی انتقال کے وقت تو وراثت کی رو سے جس کا جو حق ہے وہ مل ہی جائے گا اور خود آدمی کا اپنے مال پر اختیار ختم ہو جائے گا، بہر حال مصارف کی رعایت کرتے ہوئے زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اسی سلسلہ میں بعض ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے نیت ضروری ہے

فقیر کو زکوٰۃ دیتے وقت، یا وکیل کو سپرد کرتے وقت، یا کل مال سے الگ کرتے وقت زکوٰۃ

کی نیت ضروری ہے۔ **وشرط صحة أدائها نيةٌ مقارنةٌ لأدائها للفقير أو وكيله أو لعزل ما وجب.** (مراقی الفلاح ۳۸۹، شامی زکریا ۱۸۷/۳، بیروت ۱۷٤/۳، هندية ۱۷۰/۱، البحر الرائق ۳٦۸/۲، مجمع الانهر ۱۹٦/۱، الاشباه والنظائر جديد ۱۷۸)

اگر ادائیگی کے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں کی

اگر دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں کی اور بعد میں نیت کی اور زکوٰۃ کا مال بعینہٖ فقیر کے قبضہ میں ہے ابھی اس نے خرچ نہیں کیا تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، اور اگر فقیر کے پاس مال خرچ ہوجانے یا ضائع ہوجانے کے بعد زکوٰۃ کی نیت کی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **اذا دفع المزكى المال الى الفقير ولم ينو شيئاً ثم حضرته النية عن الزكوٰة ينظر ان كان المال قائماً فى يد الفقير صار عن الزكوٰة وان تلف لا.** (تاتارخانية ۱۹۷/۳) **ولو مقارنة حكمية كما لو دفع بلا نية ثم نوىٰ والمال قائم بيد الفقير.** (مراقی الفلاح ۳۹۰، شامی زکریا ۱۸۷/۳، و مثله فى الهندية ۱۷۱/۱، البحر الرائق ۳٦۸/۲، الاشباه جديد ۱۷۸، تبيين الحقائق ۳۲/۲)

مال دیئے بغیر زکوٰۃ کا وکیل بنانا

اگر کسی کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور ابھی مال نہیں دیا؛ بلکہ کہا کہ آپ میری طرف سے زکوٰۃ ادا کردیں تو اس کے ادا کرنے سے بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ **ولذا لو أمر غيره بالدفع عنه جاز.** (شامی زکریا ۱۸۹/۳، تاتارخانية زکريا ۲۲۷/۳، المحيط البرهانی ۲٤۰/۳، البحر الرائق ۳۷۱/۲)

وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے

اگر ایک شخص کو مالک نے اداءِ زکوٰۃ کا وکیل بنایا اس نے مالک کی اجازت کے بغیر دوسرے کو وکیل بنادیا تو بھی جائز ہے۔ **للوكيل بدفع الزكاة أن يؤكل غيره بلا إذن.** (شامی زکریا ۱۸۹/۳، البحر الرائق ۳۷۱/۲)

زکوٰۃ کے مستحق کون لوگ ہیں؟

زکوٰۃ درج ذیل لوگوں کو دی جاسکتی ہے:

(۱) فقراء (جن کے پاس نصاب کے بقدر مال نہ ہو)
(۲) مساکین (جو کسی بھی مال کے مالک نہ ہوں)
(۳) اسلامی حکومت کے وہ کارندے جو زکوٰۃ وعشر کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں۔
(۴) ایسے غلام جو اپنی آزادی کے لئے مدد کے طالب ہوں۔
(۵) ایسے قرض دار جن کو قرض سے سبک دوشی کے لئے زکوٰۃ دی جائے، جب کہ ان کے پاس اپنی ذاتی مالیت قرض کی ادائیگی کے لئے باقی نہ ہو۔
(۶) وہ غازیانِ اسلام اور مجاہدین جو اپنی مالی بے سروسامانی کی وجہ سے اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے ہوں۔ (گویا جہاد کرنے کے لئے زکوٰۃ کی رقم سے مجاہدین کی مدد کی جاسکتی ہے)
(۷) وہ مسافر جو سفر کے دوران ضرورت مند ہوجائیں۔ (اگرچہ اپنے وطن میں مال وثروت والے ہوں اور گھر سے فوری طور پر مال منگانا مشکل ہو)

هو الفقير: وهو من يملک ما لا يبلغ نصاباً ولا قيمته من اى مال كان ولو صحيحاً مكتسباً. والمسكين: وهو من لا شئ له. والمكاتب والمديون: الذى لا يملک نصاباً ولا قيمته فاضلاً عن دينه. وفى سبيل الله: وهو منقطع الغزاة او الحاج. وابن السبيل: وهو من له مال فى وطنه وليس معه مال. والعامل عليها يعطى قدر ما يسعه وأعوانه. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۳۹۲، درمختار مع الشامی زکریا ۲۸۳/۳ تا ۲۹۰) (**قوله: ومنقطع الغزاة) اى الذين عجزوا عن اللحوق بجيش الاسلام لفقرهم بهلاک النفقة او الدابة او غيرهما فتحل لهم الصدقة وان كانوا كاسبين إذ الكسب يقعدهم عن الجهاد.** (شامی زکریا ۲۸۹/۳، بیروت ۲۶۱/۳، و مثله فى البحر الرائق ۴۲۲/۲، هندية ۱۸۹/۱)

نوٹ: دورِ نبوت میں ایک مصرف یہ بھی تھا کہ لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے یا نومسلموں کو اسلام پر جمانے کے لئے بطور تالیف قلب زکوٰۃ خرچ کی جاتی تھی؛ لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوچکا ہے؛ لہٰذا محض نومسلم ہونے کی وجہ سے ان پر زکوٰۃ صرف نہ ہوگی؛ البتہ اگر وہ فقیر یا مسکین ہوں تو اس اعتبار سے انہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ **وسكت عن المؤلفة قلوبهم لسقوطهم (درمختار) اى فى**

خلافة الصديق لما منعهم عمر رضى الله عنهما وانعقد عليه اجماع الصحابة الخ.

(شامی زکریا ۳/۲۸۷-۲۸۸، ومثله فی الهداية ۲۰۴/۱، والتفصیل فی البدائع الصنائع ۱۵۳/۲)

زکوٰۃ میں ایک فقیر کو بیک وقت کم از کم کتنا مال دیا جائے؟

بیک وقت ایک فقیر کو اتنی مقدار دینا مستحب ہے کہ وہ دن بھر کسی سے سوال کرنے کا محتاج نہ رہے، اور وہ مقدار اس کے لئے اور اس کے اہل وعیال کے لئے کافی ہو۔ **عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: اغنوهم فی هٰذا اليوم.** (دار قطنی ۱۳۳/۲) **وندب الاغناء عن السؤال فی ذٰلک اليوم.** (هندية ۱۸۸/۱، تبيين الحقائق ۱۳۰/۲) **يندب دفع ما يغنيه يومه عن السوال، واعتبار حاله من حاجة وعيال (درمختار) وفی الشامی: والاوجه أن ينظر إلى ما يقتضيه الحال فی كل فقير من عيال وحاجة أخرىٰ كدهن وثوب وكراء منزل وغير ذٰلک كما فی الفتح.** (شامی بیروت ۲۷۶/۳)

ایک فقیر کو بیک وقت مکمل نصاب کا مالک بنانا مکروہ ہے

ایک فقیر کو یک مشت اتنا مال دینا کہ وہ صاحبِ نصاب ہوجائے بہتر نہیں ہے؛ البتہ اگر وہ مقروض ہو اور قرض کی ادائیگی کے لئے بڑی رقم دی تو حرج نہیں۔ **اذا اعطى من زكاته مأتى درهم او ألف درهم الى فقير واحد فان كان عليه دين مقدار ما دفع اليه......، أو كان صاحب عيال يحتاج الى الانفاق عليهم فانه يجوز ولا يكره وان لم يكن عليه دين ولا صاحب عيال فانه يجوز عند اصحابنا الثلاثة ويكره.** (تاتارخانیة زکریا ۲۲۱/۳، ومثله فی الدر المختار ۳۰۳/۳)

ضروری تنبیہ: بعض سرمایہ دار اس مسئلہ سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں کہ بسا اوقات ان پر کاروباری یا حکومت کا قرض اتنا زیادہ ہوجاتا ہے کہ ان کے اصل سرمایہ سے بڑھ جاتا ہے تو وہ لوگوں کے پاس جاکر یہ کہتے ہیں کہ ہم مقروض ہونے کی وجہ سے مستحق زکوٰۃ ہوگئے، اس لئے زکوٰۃ

کے مال سے ہمیں قرض کی ادائیگی میں تعاون دیا جائے اس طرح وہ لاکھوں روپیہ کا مطالبہ رکھتے ہیں، تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ پہلے اپنی ذاتی مالیت (جائیداد گاڑیاں وغیرہ) فروخت کرکے اپنا قرض ادا کریں، اور اس کے بعد بھی قرض ادا نہ ہو تو اب تعاون کا مطالبہ کریں، اس سے پہلے ان کا اپنے کو زکوٰۃ کا مستحق کہنا غریبوں کی سخت حق تلفی ہے۔

قریبی رشتہ داروں کا حق

قریبی رشتہ دار (جن میں ولادت اور زوجیت کا رشتہ نہ ہو) زکوٰۃ کے اہم مستحقین میں سے ہیں، ان کو زکوٰۃ دینے میں دوگنا ثواب ملتا ہے، ایک زکوٰۃ کا دوسرے صلہ رحمی اور قرابت کا۔ (واضح رہے کہ باپ، دادا، اولاد اور شوہر بیوی کے علاوہ بقیہ سب ضرورت مند رشتہ داروں، مثلاً بھائی بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور بھانجے وغیرہ کو زکوٰۃ دینا شرعاً درست ہے؛ بلکہ افضل ہے)۔ **عن سلمان بن عامر رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: إن الصدقة على المسكين صدقة وإنها على ذي الرحم اثنتان صدقة وصلة.** (ترمذی شریف ۱۴۲/۱، شعب الإیمان للبیهقی ۲۳۹/۳ حدیث: ۳۴۲۶، ومثله فی مصنف ابن ابی شیبة ۵۴۵/٦) **عن ام كلثوم بنت عقبة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "افضل الصدقة على ذي الرحم الكاشح.** (شعب الایمان ۲۳۹/۳) **ولا يصح دفعها لكافر...... وأصل المزكي وفرعه وزوجته الخ.** (مراقی الفلاح) **قال الطحطاوي: ومن سوى ما ذكر يجوز الدفع إليهم كالأخوة والأخوات والأعمام والعمات والأخوال والخالات الفقراء؛ بل هم أولى لما فيه من الصلة مع الصدقة.** (طحطاوی ۳۹۳، هٰكذا فی الهندیة ۱۹۰/۱)

غریب بھائی بہن کو زکوٰۃ دینا

غریب بھائی بہن کو زکوٰۃ دینا نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ اس میں دوہرا ثواب ہے، ایک زکوٰۃ کا دوسرے صلہ رحمی کا۔ **قالوا: الافضل صرف الصدقة الى اخواته ذكوراً او اناثاً.**

(مجمع الانهر ۲۲٦/۱، تاتارخانیة زکریا ۲۰٦/۳، طحطاوی جدید ۷۲۲)

سوتیلی ماں، بہو یا داماد کو زکوٰۃ دینا

آدمی اپنی سوتیلی ماں، بہو (بیٹے کی بیوی) یا داماد (بیٹی کے شوہر) کو زکوٰۃ دے سکتا ہے، جب کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہوں۔ **ویجوز دفعها لزوجة ابيه وابنه وزوج ابنته.** (شامی زکریا ۲۹۳/۳، تاتارخانیة زکریا ۲۱۱/۳، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵۳۹/۹-۵۴۰)

گھر کے خادموں کو زکوٰۃ دینا

گھر میں کام کرنے والے غریب ملازمین کو ان کی تنخواہوں کے علاوہ انعام کے طور پر کسی خوشی کے موقع پر جو کچھ دیا جاتا ہے، اس میں زکوٰۃ کی رقوم کو صرف کرنا درست ہے۔ **وکذا (ای یجوز) ما یدفعه الی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیاد وغیرها بنیة الزکوٰة کذا فی معراج الدرایة.** (عالمگیری ۱۹۰/۱)

عیدی کے عنوان سے زکوٰۃ

عیدی کے عنوان سے مستحقِ زکوٰۃ حضرات کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے۔ **مستفاد: دفع الزکوٰة الی صبیان اقاربه برسم عید او إلی مبشر او مهدی الباکورة جاز.** (درمختار ۳۰۷/۳، طحطاوی علی المراقی ۷۱۵، تاتارخانیة ۲۱۸/۳، ہندیة ۱۹۰/۱)

زکوٰۃ کو ہبہ یا قرض کہہ کر دینا

زکوٰۃ کی نیت سے ہبہ یا قرض کے نام سے روپئے دیئے تو بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی (یعنی فقیر کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے) **ولا یشترط علم الفقیر أنها زکاة علی الأصح حتی لو أعطاه شیئاً وسماه هبةً أو قرضاً ونویٰ به الزکاة صحت.** (مراقی الفلاح ۳۹۰، ہندیة ۱۷۱/۱، مجمع الانہر ۱۹۶/۱، البحر الرائق زکریا ۳۷۰/۲، تبیین الحقائق ۳۲/۲) **وشرط صحة أدائها نیة مقارنة له أی للأداء (درمختار) وفی الشامی: قوله (نیة) أشار إلی أنه لا اعتبار للتسمیة، فلو سماها هبة أو قرضاً تجزیه فی الأصح.** (شامی زکریا ۱۸۷/۳، بیروت ۱۷۴/۳)

سمجھ دار بچے کو زکوٰۃ دینا

اگر فقیر سمجھ دار بچہ کو زکوٰۃ دی یا کپڑے پہنائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ **وکذا لو کان الصبی یأخذ القبض بان کان لا یرمی به ولا یخدع عنه.** (تاتارخانیة زکریا ۲۱۱/۳، هندية ۱۹۰/۱) **کما لو کساه بشرط أن یعقل القبض.** (شامی زکریا ۱۷۱/۳)

مال دار شوہر کی غریب بیوی کو زکوٰۃ دینا

اگر کسی عورت کا شوہر مال دار ہو؛ لیکن وہ خود غریب اور تنگ دست ہو تو ایسی عورت کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ **ویجوز الدفع لزوجة غنی الفقیرة.** (طحطاوی ۳۹۳، هندية ۱۸۹/۱، تبیین الحقائق ۱۲۶/۲)

مال دار اولاد کے تنگ دست باپ کو زکوٰۃ دینا

اگر کوئی باپ فقیر اور محتاج ہو اور اس کی اولاد مال دار اور صاحبِ نصاب ہو تو زکوٰۃ کی مد سے اس شخص کی امداد جائز ہے؛ کیوں کہ اولاد کی مال داری کی وجہ سے باپ کو مال دار نہیں سمجھا جائے گا۔ **ویجوز صرفها الی الاب المعسر وان کان ابنه موسراً.** (هندية ۱۸۹/۱، تاتارخانیة زکریا ۲۱۰/۳) **بخلاف الکبیر فإنه لا یعد غنیاً بغنی أبیه ولا الأب بغنی ابنه.** (شامی بیروت ۲۷۰/۳)

غریب کی شادی میں زکوٰۃ خرچ کرنا

اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ جو شخص غریب اور فقیر ہو اسے زکوٰۃ دینا درست ہے؛ لیکن آج کل غریب بچیوں کی شادی کے نام پر جو باقاعدہ چندہ کیا جاتا ہے اس میں یہ شرعی خرابی پیش آتی ہے کہ اولاً دو ایک اصحابِ خیر کے تعاون سے نصاب کے بقدر رقم جمع ہوجاتی ہے؛ لیکن واہی تباہی رسومات اور لمبی چوڑی دعوتوں کے انتظام کے لئے مزید رقم کا سوال جاری رہتا ہے، تو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ بقدر نصاب مال حاصل ہونے کے بعد مزید زکوٰۃ کی رقم لینا ہرگز جائز نہیں ہے، اور دینے والے کو اگر اصل صورتِ حال معلوم ہو تو اس کے لئے دینا بھی درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ

ڈابھیل ۹/۵۲۹) اس لئے ایسی جگہوں پر اگر خرچ ناگزیر ہو تو امدادی رقم سے تعاون کیا جائے، زکوٰۃ نہ دی جائے، احوط یہی ہے۔ **لا يحل ان يسأل شيئاً من القوت من له قوت يومه بالفعل او بالقوة كالصحيح المكتسب ويأثم معطيه ان علم بحاله لإعانته على المحرم.** (درمختار زکریا ۳/۳۰۶، ومثله في الهندية ۱/۱۸۸) **وفي الشامي : لكنه يجعل هبة وبالهبة للغني او لمن لا يكون محتاجاً إليه لا يكون اٰثماً الخ.** (شامي زكريا ۳/۳۰۶)

فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی بعد میں پتہ چلا کہ وہ مالدار ہے

اگر کسی شخص نے اپنی زکوٰۃ کسی شخص کو فقیر سمجھ کر دی (مثلاً وہ شخص فقراء کی لائن میں کھڑا تھا یا فقیروں جیسا حلیہ اس نے اختیار کر رکھا تھا) بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ لینے والا شخص مستحق زکوٰۃ نہ تھا تو دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ **دفع بتحر لمن يظنه مصرفاً – إلى قوله – وإن بان غناه أو كونه ذمياً أو أنه أبوه أو ابنه أو إمرأته أو هاشمي لا يعيد.** (درمختار زکریا ۳/۳۰۲-۳۰۳، عالمگیری ۱/۱۹۰، تبیین الحقائق ۲/۱۲۷، بدائع ۲/۱۸۳، فتح القدير ۲/۲۷۵، مراقی الفلاح ۳۹۳) **واعلم ان المدفوع اليه لو كان جالساً في صف الفقراء يصنع صنعهم او كان عليه زيهم او سأله فاعطاه كانت هٰذه الاسباب بمنزلة التحرى.** (شامی زکریا ۳/۳۰۲)

زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں تقسیم کرنا

زکوٰۃ کی رقم سے طلبہ کو کتابیں تقسیم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ طلبہ باشعور اور مستحق زکوٰۃ ہوں (لہٰذا بہت ناسمجھ بچوں یا مالدار بچوں کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی) جیسا کہ ذیل کی عبارت سے مستفاد ہے۔ **وجاز دفع القيمة في زكوٰة وعشر الخ.** (درمختار بیروت ۳/۱۹۵) **وفي سبيل اللّٰه وهو منقطع الغزاة، وقيل الحاج، وقيل طلبة العلم.** (درمختار بیروت ۳/۲۶۱) **يصرف المزكي إلى كلهم أو إلى بعضهم...... تمليكاً لا اباحة.** (درمختار بیروت ۳/۲۶۳) **ويصرف إلى مراهق يعقل الأخذ.** (شامی زکریا ۳/۲۹۱) **الا اذا دفع له الطعام كالكسوة اذا كان يعقل القبض والا فلا.** (البحر الرائق زکریا ۲/۴۲۴، الولوالجية ۱/۱۷۹)

زکوٰۃ کی رقم سے غریبوں کے کپڑے بنانا

زکوٰۃ کی رقم سے غریب مستحقین کو کپڑے وغیرہ بنا کر دینا جائز ہے۔ **مستفاد: إلا إذا دفع له الطعام کالکسوۃ اذا کان یعقل القبض و الا فلا.** (البحر الرائق ۲/ ٤٢٤) **کما لو کساہ بشرط أن یعقل القبض.** (شامی زکریا ۳/ ۱۷۱)

زکوٰۃ کی رقم سے بنے ہوئے فلیٹ غریبوں کو الاٹ کرنا

زکوٰۃ کی رقم سے فلیٹ اور مکانات تعمیر کرکے انہیں غریبوں میں بطور ملکیت تقسیم کرنا اور انہیں رجسٹری کرکے خودمختار مالک بنانا درست ہے، اس سے مالکان کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ **مستفاد: وجاز دفع القیمة فی زکوٰۃ وعشر الخ.** (درمختار بیروت ۳/ ۱۹۵) **والاوجه أن ینظر إلی ما یقتضیه الحال فی کل فقیر من عیال وحاجة أخری الخ.** (شامی بیروت ۳/ ۲۷٦)

مسافر ضرورت سے زائد مال نہ لے

مسافر جو اپنے وطن میں مال دار ہو اور راستہ میں کسی وجہ سے ضرورت مند ہو جائے تو اس کے لئے زکوٰۃ لینے کے بجائے مناسب یہ ہے کہ کسی سے قرض لے لے، اور وطن پہنچ کر ادا کردے، اور اگر زکوٰۃ لینا ہی ناگزیر ہو تو صرف ضرورت کے بقدر ہی لے، اس سے زائد لینا اس کے لئے درست نہیں؛ لیکن اگر اندازہ لگا کر بقدر ضرورت لیا، پھر وطن واپسی تک خرچ سے کچھ روپئے بچ گئے تو یہ باقی ماندہ رقم صدقہ کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ **وقال فی الفتح ایضاً: لا یحل له ای لابن السبیل ان یأخذ اکثر من حاجته والاولیٰ له ان یستقرض ان قدر ولا یلزمه ذٰلک لجواز عجزه عن الاداء ولا یلزمه التصدق بما فضل فی یده عند قدرته علی ماله.** (شامی زکریا ۳/ ۲۹۰، المحیط البرهانی ۳/ ۲۱۱، ومثله فی تبیین الحقائق ۲/ ۱۱٦-۱۱۷، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۲۱۸، عالمگیری ۱/ ۱۸۸، البحر الرائق ۲/ ٢٤٢)

فقیر شخص کا زکوٰۃ لے کر مال دار پر خرچ کرنا

اگر کسی فقیر مستحق زکوٰۃ شخص کو زکوٰۃ کی رقم ملی پھر اس نے وہ رقم اپنی خوشی سے کسی مال دار یا غیر مستحق زکوٰۃ شخص پر خرچ کر دی یا کارِ خیر میں صرف کر دی، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ **في قصة بريرة رضي الله عنها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''هو لها صدقة ولنا هدية''.** (بخاری شریف ۲۰۲/۱، مسلم شریف ۳۴۵/۱) **مستفاد: وحيلة التكفين بها التصدق على الفقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما، وكذا في تعمير المسجد.**

(درمختار بیروت ۱۷۷/۳، تاتارخانیة زکریا ۲۰۸/۳)

ریلیف میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا

سیلاب یا آفاتِ سماویہ سے دوچار بے کس اور غریب لوگوں پر زکوٰۃ کی رقم تملیکاً صرف کرنا جائز ہے (لیکن جو لوگ مستحق زکوٰۃ نہ ہوں ان پر زکوٰۃ کی رقم صرف نہیں کی جائے گی) **مصرف الزكوٰة: هو فقير وهو من له ادنى شيء إى دون نصاب.** (درمختار ۳۸۳/۳، کتاب الفتاویٰ ۳۰۴/۳)

زکوٰۃ کی رقم سے فساد زدگان کی امداد

اگر کسی علاقہ میں فساد پھیل جائے تو جو لوگ فساد سے متأثر ہو کر بے گھر اور بے بس ہو گئے ہوں ان کی امداد میں زکوٰۃ کی رقومات صرف کرنا جائز ہے؛ بلکہ ایسے مصیبت زدہ لوگ زکوٰۃ کے زیادہ مستحق ہیں۔ (کتاب الفتاویٰ ۳۰۴/۳)

قیدیوں کی رہائی کے لئے زکوٰۃ کی رقم کا استعمال

بے قصور نادار مسلمان قیدیوں کی رہائی کے لئے ان کی طرف سے اصالۃً یا وکالۃً قبضہ کرنے کے بعد ان کی اجازت سے زکوٰۃ کی رقومات کا استعمال جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۴۰/۱-۲۴۴)

مقروض کو زکوٰۃ دینا

جو شخص فقیر اور مقروض ہو اس کو زکوٰۃ دینا افضل ہے؛ کیوں کہ وہ نسبۃً زیادہ محتاج ہے۔

الـدفـع للمديون اولیٰ منه للفقير، ای اولی من الدفع للفقير الغيرالمديون لزيادة احتياجه. (درمختار مع الشامی زکريا ۲۸۹/۳، بيروت ۲٦۱/۳، ومثله فی الهندية ۱۸۸/۱، طحطاوی علی المراقی ۳۹۲، تبيين الحقائق ۱۲٤/۲) **والـدفع إلى من عليه الدين أولى من الدفع إلى الفقير كذا فی المضمرات.** (هندية ۱۸۸/۱، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳۹۹/۳)

کن لوگوں کوزکوٰۃ دیناجائزنہیں؟

درج ذیل لوگوں کوزکوٰۃ دینادرست نہیں ہے:

(۱) باپ، دادا، پردادا، نانا، پرنانا۔ اسی طرح دادی، نانی، وغیرہ الخ۔

(۲) لڑکے لڑکیاں، پوتے، نواسے، پوتیاں، نواسیاں الخ۔

(۳) بیوی اورشوہر۔

(۴) غلام باندی۔

(۵) کافر۔

(٦) صاحبِ نصاب مال دار۔

(۷) صاحبِ نصاب مال دار کے غلام باندی۔

(۸) مال دار کا چھوٹا بچہ۔

(۹) سادات (بنوہاشم آلِ علی، آل عباس وغیرہ)

(۱۰) بنوہاشم کے آزادکردہ غلام باندی۔

ولا يصح دفعها لكافر وغنی يملک نصاباً أو ما يساوی قيمته من أی مال كـان فـاضـل عـن حوائجه الأصلية وطفل غنی وبنی هاشم ومواليهم......، وأصل المزكی وفرعه وزوجته ومملوكه. (مراقی الفلاح ۳۹۳، درمختار مع الشامی زکريا ۳/ ۲۹٤ تـا ۲۹۹، تبيين الحقائق ۱۲۲/۲-۱۲٦، عالمگيری ۱۸۸/۱-۱۸۹، البحر الرائق ۲٤٤/۲، هداية ۲۰٦/۱) **ولا إلى مملوكه أی الغنی ولو مدبراً.** (درمختار بيروت ۲٦۹/۳)

زکوٰۃ کی رقم سے تبلیغی جماعت میں جانا

کوئی شخص اپنی ذاتی زکوٰۃ کی رقم سے تبلیغی جماعت یا کسی بھی دینی سفر میں نہیں جا سکتا (البتہ کسی غریب مستحق شخص کو زکوٰۃ کی رقم ملی اور وہ اس کے ذریعہ جماعت میں چلا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے) **أما تفسيرها فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن الملك من كل وجه لله تعالىٰ.** (هندية ١/ ١٧٠) **وكذا لا يبنى بها الحج والجهاد.** (تبيين الحقائق ٢/ ١٢٠، هندية ١/ ١٨٨) **وقد قال في البدائع: في سبيل الله جميع القرب، فيدخل فيه كل من سعى في طاعة الله وسبيل الخيرات إذا كان محتاجاً.** (شامي بيروت ٣/ ٢٦١)

اصول وفروع کو زکوٰۃ دینا

اپنے باپ، دادا، لڑکوں اور پوتوں کو زکوٰۃ دینے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ **من قطع المنفعة عن الملك من كل وجه فلا يدفع لأصله وفرعه.** (الدر المختار زكريا ٢/ ١٧٣، ومثله في التاتارخانية زكريا ٣/ ٢٠٦، هندية ١/ ١٨٨) **لان المنفعة لم تنقطع من كل وجه.** (البحر الرائق ٢/ ٢٤٣)

بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا

بیوی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی اور شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ **ولا يعطي زوجته بلاخلاف بين اصحابنا، وكذا لا تعطى المرأة زوجها عند أبي حنيفة.** (تاتارخانية زكريا ٣/ ٢٠٧، هندية ١/ ١٨٩، شامي كراچی ٢/ ٢٥٨، زكريا ٣/ ١٧٣، البحر الرائق ٢/ ٢٤٤)

سادات بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کو زکوٰۃ (صدقاتِ واجبہ) کے استعمال سے منع فرمایا ہے؛ لہٰذا خانوادۂ ہاشمی (سادات، خانوادۂ رسول) اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کو زکوٰۃ دینا کسی حال میں درست نہ ہوگا۔ **(قوله وبني هاشم ومواليهم) اي لا يجوز الدفع**

لهم لحديث البخاری: ''نحن اهل بيت لا تحل لنا الصدقة'' ولحديث ابی داؤد: مولى القوم من انفسهم. (البحر الرائق ٢٤٦/٢، بدائع الصنائع ١٦٢/٢) **من مسلم فقير غير هاشمی ولا مولاه أی معتقه.** (الدر المختار علی الشامی کراچی ٢٥٨/٢، هندية ١٨٩/١، تاتارخانية زکريا ٢١٣/٣، طحطاوی ٧٢٠ دارالکتاب ديوبند)

نوٹ: اس مسئلہ کے بارے میں ابوعصمہؒ کے حوالہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک قول نقل کیا جاتا ہے کہ جہاں حکومت اسلامی کی طرف سے بنو ہاشم کے وظائف مقرر نہ ہوں، وہاں انہیں زکوٰۃ دینا درست ہے۔ مگر یہ قول فقہاء کے نزدیک مرجوح اور ناقابلِ اعتبار ہے۔ صحیح اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ سادات بنو ہاشم کو زکوٰۃ لینا ہرگز جائز نہیں ہے؛ البتہ زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ کے علاوہ نفلی صدقات سے ان کی مدد کی جاسکتی ہے؛ بلکہ پیغمبر علیہ السلام سے نسبی نسبت کی بنا پر ان کی مالی خدمت بڑا کارِ ثواب ہے۔ **واطلق الحكم فی بنی هاشم ولم يقيد بزمان ولا بشخص لا شارة الى رد رواية ابی عصمة عن الامام انه يجوز الدفع الى بنی هاشم ......، اما التطوع والوقف فيجوز الصرف اليهم الخ.** (البحر الرائق ٢٤٦/٢)

بنو ہاشم سے کون لوگ مراد ہیں؟

بنو ہاشم سے درج ذیل ۵ر خاندان کے افراد مراد ہیں: (۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد (۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد (۳) حضرت جعفر کی اولاد (۴) حضرت عقیل کی اولاد (۵) حضرت حارث بن عبد المطلب کی اولاد (ابولہب بھی اگرچہ بنو ہاشم میں ہے؛ لیکن اس کو اور اس کی اولاد کو یہ شرف حاصل نہیں ہے) **وقيده المصنف فی الكافی تبعاً لما فی الهداية وشروحها بآل علی وعباس وجعفر وعقيل وحارث بن عبد المطلب ومشى عليه الشارح الزيلعی والمحقق فی فتح القدير وصرحها باخراج ابی لهب واولاده من هٰذا الحكم؛ لان حرمة الصدقة لبنی هاشم كرامة من اللّٰه تعالیٰ لهم ولذريتهم حيث نصروا النبی عليه الصلاة والسلام فی جاهليتهم واسلامهم،**

وابـولهب كان حريصاً على اذى النبى ﷺ فلم يستحقها بنوه. (البحر الرائق ۲/ ۲٤٦، شامي زكريا ۳/ ۲۹۹، بيروت ۳/ ۲۷۰، بدائع الصنائع ۲/ ١٦٢، تاتارخانية زكريا ۳/ ۲۱۳، هندية ۱/ ۱۸۹)

کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے

زکوٰۃ کا روپیہ کسی کافر پر صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ **و لا يـجـوز صـرف الـزكوة الى الـكـافـر بلا خلاف، لحديث معاذؓ: خذها من أغنيائهم وردها الى فقرائهم.** (بدائع الصنائع ۲/ ١٦١، هداية ۱/ ۲۰٥، البحر الرائق ۲/ ۲٤۲، تاتارخانية زكريا ۳/ ۲۱۱، درمختار زكريا ۳/ ۳۰۱) **واما أهل الذمة فلا يجوز صرف الزكوٰة إليهم بالاتفاق.** (عالمگيري ۱/ ۱۸۸)

پاگل اورناسمجھ بچہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں

پاگل اور ناسمجھ بچہ کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی؛ البتہ اگر ان کا ولی ان کی طرف سے قبضہ کرلے تو زکوٰۃ درست ہوجائے گی۔ **سـئـل عبد الكريمؒ عمن دفع زكوٰة ماله الى صبى قال ان كـان مـراهـقـاً يـعقل الاخذ جاز والا فلايجوز، ولو دفع الى المعتوه فهو على هٰذا التـفـصيـل ولو دفع الى المجنون لا يجوز.** (المحيط البرهانى ۳/ ۲۱٤) **دفـع الزكوٰة الى صبيان اقاربه برسم عيد ...... جاز. (درمختار) وفى الشامي: قوله الى صبيان اقاربه اى العقلاء والا فلا يصح الا بالدفع الى ولى الصغير.** (شامي زكريا ۳/ ۳۰۷، بيروت ۳/ ۲۷۷)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک ضروری ہے

زکوٰۃ کی ادئیگی کے لئے فقیر کو باقاعدہ مالک وقابض بنانا شرط ہے، تملیک کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **لا يـجـوز الـزكوٰة الا اذا قبضها الفقير او قبضها من يجوز القبض له لولايته عـليه.** (المحيط البرهانى ۳/ ۲۱٤) **ويشتـرط ان يـكـون الـصرف تمليكاً لا اباحة.** (الدر المختار مع الشامي بيروت ۳/ ۲٦۳) **الـزكوٰة يجب فيها تمليك المال لان الايتاء فى قوله تعالىٰ: ﴿واٰتوا الزكوٰة﴾ يقتضى التمليك.** (تبيين الحقائق ۲/ ۱۱۸، البحر الرائق ۲/ ۲۰۱)

زکوٰۃ کی رقم مسجد وغیرہ میں نہیں لگ سکتی

زکوٰۃ کی رقم براہِ راست مسجد وغیرہ کی تعمیر اوراس کی ضروریات میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ **ولا یبنی بھا مسجداً لانعدام التملیک وھو الرکن.** (ھدایة ۱/ ۲۰۵، درمختار زکریا ۳/ ۲۹۱، المحیط البرھانی ۳/ ۲۱۲، ھندیة ۱/ ۱۸۸، تاتارخانیة ۳/ ۲۰۸، الفتاویٰ الولوالجیة ۱/ ۱۸۰)

رفاہی اور مفادِ عامہ کے کاموں میں زکوٰۃ لگانا جائز نہیں

رفاہی ضروریات مثلاً راستوں، پلوں اور پانی کی ٹنکیوں شفاخانوں وغیرہ کی تعمیر میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا درست نہیں ہے، ان جگہوں پر صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **لا تصرف فی بناء مسجد وقنطرة...... ورباط.** (تاتارخانیة زکریا ۳/ ۲۰۸، ھندیة ۱/ ۱۸۸، تبیین الحقائق ۲/ ۱۲۰) **ولا یصرف إلی بناء مسجد (درمختار) وفی الشامی: قوله: (نحو مسجد) کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الأنھار والحج والجھاد وکل ما لا تملیک فیه.** (شامی بیروت ۳/ ۲۶۳، ھندیة ۱/ ۱۸۸)

زکوٰۃ کے مال سے میت کی تجہیز وتکفین

میت کی تجہیز وتکفین میں براہِ راست زکوٰۃ کا روپیہ لگانا جائز نہیں ہے (البتہ اگر سخت ضرورت ہو تو کسی غریب مستحق کو زکوٰۃ کی رقم دے دی جائے پھر وہ اپنی طرف سے تجہیز وتکفین میں لگادے تو ایسا کرنا درست ہوگا) **ولا یجوز ان یکفن بھا میت الخ.** (ھندیة ۱/ ۱۸۸) **والحیلة ان یتصدق علی الفقیر ثم یأمرہ بفعل ھٰذہ الاشیاء (درمختار) وفی الشامی: ویکون له ثواب الزکوٰۃ وللفقیر ثواب ھٰذہ القرب.** (شامی زکریا ۳/ ۲۹۳، طحطاوی ۳۹۳، البحر الرائق زکریا ۲/ ۴۲۳، تبیین الحقائق ۲/ ۱۲۱) **وحیلة التکفین بھا التصدق علی الفقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما. (درمختار) وفی الشامی: أی ثواب الزکوٰۃ للمزکی وثواب التکفین للفقیر.** (شامی بیروت ۳/ ۱۷۷)

زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کرنا

میت مقروض کا قرض زکوٰۃ کی رقم سے ادا کرنا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں تملیک نہیں پائی جاتی۔(البتہ مذکورہ حیلہ یہاں بھی اختیار کیا جاسکتا ہے)(مرتب) **ولا یقضی بها دین المیت.** (هندية ١٨٨/١، البحر الرائق ٢/، تبيين الحقائق ١٢١/٢)

زکوٰۃ کے مال سے فقراء کی دعوت

اگر مستحق فقراء کو ایک جگہ بٹھا کر کھانا کھلا دیا تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ان کو کھانے کا مالک بنانا ضروری ہے۔(بعض مدارس میں یکجا بٹھا کر طلبہ کو کھانا کھلانے کا رواج ہے، تو منتظمین کو چاہئے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم تملیک کرکے کھانے میں خرچ کیا کریں، ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی) **واما الاطعام ان دفع الطعام اليه بيده يجوز ايضاً، وان كان لم يدفع اليه ويأكل اليتيم لم يجز لانعدام الركن وهو التمليك.** (البحر الرائق كوئٹه ٢٠١/٢، ومثله فى البدائع ١٤٣/٢) **وأخرج بالتمليك الإباحة فلا تكفى فيها فلو أطعم يتيماً ناوياً بهٖ الزكاة لا تجزيه إلا إذا دفع إليه المطعوم.** (طحطاوى ٣٨٩، الدر المختار على رد المحتار ١٧١/٣، مجمع الانهر ١٩٢/١، الولوالجية ١٧٨/١، تاتارخانية زكريا ٢١٤/٣)

زکوٰۃ میں فقیر کو عارضی طور پر مکان دینا

فقیر کو مکان ایک مدت تک رہنے کے لئے دیا اور اس کے کرایہ میں زکوٰۃ کی نیت کرلی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **وخرج بالمال المنفعة فلو أسكن فقيراً داره سنةً ناوياً للزكاة لايجزيه.** (طحطاوى ٣٨٩، الدر المختار على الشامى ١٧٢/٣، مجمع الانهر ١٩٢/١، البحر الرائق ٢٠١/٢)

رفاہی ہسپتال میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا

ہسپتال کی تعمیر میں زکوٰۃ کی رقم لگانا جائز نہیں ہے؛ البتہ زکوٰۃ کی رقم سے دوائیں خرید کر غرباء

اور مستحق لوگوں کو دینا شرعاً درست ہے؛ لیکن غیر مستحق لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم سے خریدی گئی دوائیں دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **ویشترط أن یکون الصرف تملیکاً لا اباحةً.** (درمختار مع الشامی بیروت ۲۶۳/۳، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۴۶/۱۴، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴۰۵/۳)

مسجد یا مدرسہ کے مقدمہ کے لئے زکوٰۃ خرچ کرنا

زکوٰۃ کا روپیہ مسجد یا مدرسہ کے مقدمہ میں براہِ راست خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اس مقصد کے لئے امدادی رقومات حاصل کرنی چاہئیں، اگر بہت سخت ضرورت ہو تو زکوٰۃ کا روپیہ کسی غریب شخص کو دے دیا جائے پھر وہ اپنی طرف سے مسجد یا مدرسہ کے مقدمہ میں لگا دے۔ **لا یصرف إلی بناء نحو المسجد ...... وقدمنا أن الحیلة لن یتصدق علی الفقیر، ثم یأمره بفعل هٰذه الاشیاء.** (شامی زکریا ۲۹۳/۳، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۴۱/۱۴)

مدارس میں زکوٰۃ دینے میں دوہرا ثواب

مدارس میں زکوٰۃ خرچ کرنے میں دوہرا ثواب ملے گا ایک زکوٰۃ کی ادائیگی کا دوسرے علم کی اشاعت اور دین کے تحفظ کا۔ **مستفاد: التصدق علی الفقیر العالم أفضل من التصدق علی الجاهل.** (عالمگیری ۱۸۷/۱، درمختار زکریا ۳۰۴/۳، بیروت ۲۷۵/۳، البحر الرائق ۴۳۶/۲، تبیین الحقائق ۱۲۴/۲، احکام زکوٰۃ **از:** مفتی رفیع صاحب عثمانی ۴۴، فتاویٰ دارالعلوم ۲۱۸/۶)

تملیک اور حیلۂ تملیک

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے غریب مستحق کو مالک بنانا شرط ہے، اور جہاں تملیک نہ پائی جائے (مثلاً تعمیرات یا رفاہی امور) وہاں زکوٰۃ کی ادائیگی درست نہ ہوگی، اصل مسئلہ یہی ہے؛ لیکن فقہاء نے ضرورت کے موقع پر حیلۂ تملیک کی گنجائش دی ہے۔ **من علیه الزکوٰة إذا أراد أن یکفن میتاً عن زکوٰة ماله لا یجوز، فالحیلة أن یتصدق بها علی فقیر من أهل المیت ثم هو یکفن به المیت فیکون له ثواب الصدقة ولأهل المیت ثواب**

التکفین، وکذٰلک فی جمیع أبواب البر الذی لا یقع به التملیک کعمارة المساجد وبناء القناطر والرباطات لا یجوز صرف الزکوٰة إلی هٰذه الوجوه. والحیلة أن یتصدق بمقدار زکوٰة علی فقیر ثم یأمره بعد ذٰلک بالصرف الی هٰذه الوجوه فیکون للمتصدق ثواب الصدقة ولذٰلک الفقیر ثواب بناء المسجد والقنطرة. (تاتارخانیة زکریا ۳۱۸/۱۰)

تنبیه: یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حیلہ اصل قانون کا درجہ نہیں رکھتا؛ بلکہ واقعی ضرورت کی تکمیل اور قانون کے حدود کی حفاظت کے لئے حیلہ اختیار کرنے کی اجازت مجبوراً دی جاتی ہے، اور حیلہ کے بارے میں بنیادی اصول یہ ہے کہ اگر منشأ شریعت کی تکمیل کے لئے حیلہ کیا جائے تو بلا کراہت اس کی گنجائش ہوتی ہے، اور اگر مقاصد شریعت کو نظر انداز کر کے حیلہ کیا جائے تو ایسا حیلہ سخت مکروہ ہوتا ہے، مثلاً کوئی شخص اپنے اوپر زکوٰۃ کے وجوب کو ساقط کرنے کے لئے حیلہ کرے تو اس کی اجازت نہ ہوگی؛ البتہ اگر دینی ضرورت کی تکمیل کے لئے حیلہ کیا جائے جب کہ اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ ہو تو یہ بلا کراہت درست ہوگا۔ مثلاً کسی جگہ دینی پسماندگی کی وجہ سے مسلم آبادی کا دین وایمان خطرہ میں ہے اور زکوٰۃ کے علاوہ امدادی رقوم سے وہاں دینی تعلیم کا نظام قائم کرنا مشکل ہے، تو اس طرح کی سخت ضرورتوں کے مواقع پر حیلۂ تملیک کی گنجائش ہوتی ہے، اور جہاں حیلہ کے بغیر ضرورت پوری ہوسکتی ہو تو وہاں حیلۂ تملیک جائز نہ ہوگا۔ **فذهب علماء نا رحمهم اللّٰه تعالیٰ أن کل حیلة یحتال بها الرجل لابطال حق الغیر أو لإدخال شبهة فیه أو لتمویه باطل فهی مکروهة، وفی العیون وفی جامع الفتاویٰ لا یسعه ذٰلک. وکل حیلة یحتال بها الرجل لیتخلص بها عن حرام او لیتوصل بها إلی حلال فهی حسنة.** (تاتارخانیة زکریا ۳۱۳/۱۰، کفایت المفتی ۲۸۵/٤)

آج کل حیلۂ تملیک اپنانے میں بہت لاپرواہی برتی جاتی ہے، اور عام طور پر حیلہ ہی کو قانون کا درجہ دے دیا گیا ہے، چناں چہ زکوٰۃ کی رقومات بے تکلف حیلۂ تملیک کے بعد غیر مصارف میں صرف کی جاتی ہیں، اور اس بے احتیاطی کا کوئی احساس تک نہیں ہوتا، حالاں کہ یہ معاملہ بہت

نازک ہے، مبتلا بہ شخص کو فی ما بینہ وبین اللہ دیانۃً فیصلہ کرنا چاہئے کہ آیا واقعۃً حیلۂ تملیک کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر ضمیر مطمئن ہو تو اس کا اقدام کیا جائے ورنہ اس سے احتراز لازم ہے۔ (مستفاد: محمود الفتاویٰ ۳/۴۸-۵۶ مفتی احمد خانپوری مدظلہ)

حیلۂ تملیک کی کئی صورتیں

(۱) فقیر کو زکوٰۃ کے مال کا بالکلیہ مالک بنا دیا جائے، پھر اس سے کہا جائے کہ فلاں جگہ پر خرچ کی ضرورت ہے، تم اپنی طرف سے وہاں خرچ کردو، تو اگر وہ برضا ورغبت اس جگہ خرچ کردے گا تو اس عمل کا اسے ثواب ملے گا، اور زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی۔ **والحیلة لمن أراد ذٰلک أن یتصدق ینوی الزکوٰۃ علی فقیر ثم یأمر بعد ذٰلک بالصرف إلی هٰذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الصدقة ولذٰلک الفقیر ثواب هٰذا الصرف.** (تاتارخانیة زکریا ۳/۲۰۸، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۹/۵۰۵)

(۲) فقیر سے کہا جائے کہ تم اپنے طور پر قرض لے کر فلاں ضرورت میں خرچ کردو، اور خرچ کے بعد فقیر کے قرض کی ادائیگی زکوٰۃ کی رقم سے کردی جائے، تو ایسی صورت میں بلاشبہ زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ **والدفع إلی من علیه الدین أولی من الدفع إلی الفقیر.** (هندية ۱/۱۸۸)

(۳) مدرسہ کا جتنا ماہانہ خرچ بشمول مطبخ تعلیم وتنخواہ مدرسین آتا ہو اس کو طلبہ کی تعداد پر تقسیم کرکے جو حاصل آئے اتنی رقم ہر طالب علم پر بطور فیس مقرر کردی جائے، اور ہر مہینے فیس کے بقدر رقم بطور وظیفہ طالب علم کو دے کر اس سے بطور فیس واپس لے لی جائے، تو فیس کی شکل میں جو رقم واپس آئے گی اس کو مدرسہ کی ہر طرح کی ضرورت میں خرچ کرنا جائز رہے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۵/۱۵۰، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۹/۶۰۳، محمود الفتاویٰ ۲/۴۷)

کیا داخلہ فارم پر لکھا ہوا وکالت نامہ حیلۂ تملیک کے لئے کافی ہے؟

آج کل بعض مدارس میں طلبہ سے فارم داخلہ پر لکھوالیا جاتا ہے کہ: ’’میں مہتمم صاحب کو

اپنی طرف سے مدرسہ کے فنڈ میں سے زکوٰۃ وصول کرکے ضروریات میں خرچ کرنے کا اختیار دیتا ہوں'' اور محض اس اجازت کو حیلۂ تملیک کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے، حالاں کہ یہ محض کاغذی کارروائی ہوتی ہے اس میں عملاً قبضہ وغیرہ کچھ نہیں ہوتا، بریں بنا اس توکیل کو معتبر ماننے میں بعض اکابر مفتیانِ عظام نے بجا طور پر تردد ظاہر کیا ہے۔ (دیکھئے: محمود الفتاویٰ ۲/۴۲-۴۳)

تاہم یہ حیلہ اسی وقت درست ہوسکتا ہے جب کہ ہر طالب علم کے نام کھاتہ کھول کر ایک خاص رقم اس کی طرف اس طرح منتقل کی جائے کہ وہ اس میں خود تصرف کرنے کا مجاز ہو، اس کے بعد وہ مہتمم مدرسہ کو اپنے کھاتے سے رقم نکالنے کی اجازت دے تو یہ اجازت معتبر مانی جائے گی، اس کے برخلاف جہاں اصل پر طالب علم کا کچھ اختیار نہیں ہے وہاں توکیل کا کیا مطلب ہے؟ (مرتب)

مدرسہ کا مہتمم کس کا وکیل ہے؟

اصل میں مدرسہ کا مہتمم چندہ دہندگان کا وکیل ہے کہ وہ اس چندہ کی رقم کو مصارف میں خرچ کرے؛ لیکن بعض اکابر نے اسے بعض خاص مسائل میں من وجہ طلبہ مدرسہ کا بھی وکیل مانا ہے، اسی بنا پر مہتمم کے قبضہ میں آتے ہی معطیان کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا قول کیا جاتا ہے۔ (مستفاد: تذکرۃ الرشید ۱۶۴-۱۶۵، امداد الفتاویٰ ۲/۳۱۶، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۴/۲۷۵-۲۷۶، ڈابھیل ۹/۵۱۱) **مستفاد: بخلاف ما إذا ضاعت في يد الساعي لان يده كيد الفقراء.** (درمختار کراچی ۲/۲۷۰)

جس مدرسہ میں مصرفِ زکوٰۃ نہ ہو اس میں زکوٰۃ صرف کرنا

جس مدرسہ یا مکتب میں فی الوقت زکوٰۃ کا مصرف موجود نہ ہو اس کے لئے زکوٰۃ کی رقم چندہ میں اکٹھا کرنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۴/۲۹۷-۲۹۸)

مقروض کے قرض کو معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی

مقروض کو قرض سے بری کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، البتہ اگر کسی نے مقروض کو زکوٰۃ کی رقم دی پھر اس سے اپنا قرض وصول کرلیا تو یہ درست ہے۔ **ولا يجزى عن الزكاة دين أبرئ**

عنه فقير بنيتها. (طحطاوی ۳۹۰) **والحيلة أن يعطى المديون زكاته ثم يأخذها عن دينه.** (طحطاوى ۳۹۰، ومثله فى الشامى زكريا ۱۹۰/۳، البحر الرائق ۲۱۱/۲، هندية ۱۷۱/۱)

زکوٰۃ کی رقم حج میں لگانا

کوئی شخص اپنی ذاتی زکوٰۃ کی رقم خود اپنے حج فرض یا نفل میں خرچ نہیں کرسکتا، اس سے اس کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (البتہ کسی غریب مستحق شخص کو زکوٰۃ کی رقم ادا کی اور وہ اس رقم سے حج کو چلا جائے تو اس کی اجازت ہے) **ولا يجوز أن يبنى بالزكوٰة المسجد وكذا القناطر...... والحج الخ.** (هندية ۱۸۸/۱، تبيين الحقائق ۱۲۰/۲، شامى بيروت ۲۶۳/۳)

مال زیادہ سمجھ کر زیادہ زکوٰۃ ادا کردی

اگر کسی شخص نے مال کا حساب لگایا، اس کے بعد زکوٰۃ ادا کردی، پھر دوبارہ حساب لگایا تو مال کم نکلا، تو زائد زکوٰۃ کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شمار کرنا درست ہے۔ **رجل ظن أن ماله خمس مائة فأدى زكوٰة خمس مائة ثم ظهر أن ماله أربع مائة كان له أن يجعل الزيادة من السنة الثانية؛ لأن الزيادة إن لم تقع زكوٰة أمكن جعلها تعجيلاً فتجعل تعجيلاً.** (فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندية ۲۶۳/۱)

زکوٰۃ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا

بہتر ہے کہ ہر شہر والے اپنی زکوٰۃ اپنے شہر کے فقراء ومستحقین پر صرف کریں؛ لیکن اگر دوسری جگہ کے لوگ زیادہ مستحق ہوں تو دوسری جگہ زکوٰۃ کی رقم بھیجنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً بہت سے رشتہ دار ضرورت مند دوسرے شہر میں رہتے ہوں، یا بہت سے مدارس ایسے پسماندہ علاقوں میں واقع ہیں جہاں تعاون کرنا دین کی بقا کے لئے ضروری ہے تو وہاں زکوٰۃ کی رقم بھیجنا نہ صرف جائز بلکہ زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ **ويكره نقل الزكاة من بلد إلى بلد...... إلا أن**

يـنقلها الإنسان إلى قرابته أو إلى قوم هم أحوج من أهل بلده لما فيه من الصلة او زيـادة دفع الحاجة. (هـداية ۲۰۸/۱، عـالـمـگيـرى ۱۹۰/۱ومثـله فى المحيط البرهانى ٤٤٠/٢، مجمع الانهر ۲۲٦/۱) **او الى طالب علم، وفى المعراج: التصدق على العالم الفقير افضل.** (درمختار زكريا ٣٠٤/٣)

رمضان میں زکوٰۃ ادا کرنے کا ثواب

رمضان المبارک میں چوں کہ ہر فرض عبادت کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے اس لئے رمضان میں زکوٰۃ دینے میں انشاء اللہ ستر گنا ثواب ملنے کی امید ہے۔ (لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ساری زکوٰۃ رمضان ہی میں نکال دی جائے اور غیر رمضان میں فقراء کی ضرورتوں کا خیال نہ رکھا جائے، بلکہ حسبِ ضرورت ومصلحت خرچ کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے) **فی الحديث الطويل ومن أدىٰ فريضة فيه كان كمن أدىٰ سبعين فريضةً فيما سواه.** (الحديث) (الترغيب والترهيب ٥٧/٢، البيهقى فى شعب الإيمان ٣٠٥/٣، مشكاة شريف ١٧٣، جامع الاحاديث للسيوطى ١٣٨/٩ حديث: ٢٧٦٢٧)

زکوٰۃ کی رقم چوری ہوگئی

اگر زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے رکھی ہوئی تھی اور وہ چوری ہوگئی یا کسی اور طرح ضائع ہوگئی، تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ ادا کی جائے؛ اس لئے کہ مصرف پر خرچ نہیں ہوئی، اور تملیک نہیں پائی گئی۔ **لو افرز من النصاب خمسة ثم ضاع لا تسقط عنه الزكوٰة.** (البحر الرائق كراچى ٢١٨/٢، تاتارخانية زكريا ٢٤٠/٣، هندية ١٨٢/١، خانية ٢٦٢/١)

❑❖❑

صدقۃ الفطر کے مسائل

روزہ کی زکوٰۃ

روزہ دار کتنا ہی اہتمام کرے روزہ کے دوران کچھ نہ کچھ کوتاہی ہو ہی جاتی ہے، کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی باتوں سے بچنا تو آسان ہوتا ہے لیکن لغو کلام، فضول مصروفیات اور نامناسب گفتگو سے مکمل احتراز نہیں ہو پاتا، اس لئے اس طرح کی کوتاہیوں کی تلافی کے لئے شریعت میں رمضان المبارک کے ختم پر صدقۃ الفطر کے نام سے گویا کہ روزہ کی زکاۃ الگ سے واجب قرار دی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ.

(أبوداؤد شريف حديث ١٦٠٩، سنن ابن ماجه ٢٢٧/١، حديث: ١٨٢٧)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کو ضروری قرار دیا جو روزہ دار کے لئے لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے، اور مسکینوں کے لئے کھانے کا انتظام ہے، جو شخص اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کردے تو یہ مقبول زکاۃ ہوگی اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرے تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صدقۂ فطر واجب ہونے کے دو مقاصد ہیں: (۱) روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی۔ (۲) امت کے مسکینوں کے لئے عید کے دن رزق کا انتظام، تاکہ وہ بھی اس روز لوگوں کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ: أَغْنُوْهُمْ عَنِ السُّؤَالِ فِي هٰذَا الْيَوْمِ۔ (منهاج المسلم ٤٣٤) یعنی اس دن مسکینوں پر اتنا خرچ کرو کہ وہ سوال سے بے نیاز ہوجائیں۔

اس لئے صاحبِ وسعت مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ صدقۂ فطر بروقت ادا کرنے کا اہتمام کریں، جیسا کہ حدیثِ بالا میں فرمایا گیا کہ نماز عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے، اسی بنیاد پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عید سے دو تین دن پہلے ہی صدقۃ الفطر ادا کردیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد شریف حدیث: ۱۶۱۰) اور یہ مناسب بھی ہے تاکہ مستحق حضرات پہلے ہی سے عید کی تیاری کرسکیں۔

اب ذیل میں صدقۃ الفطر سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

جو شخص زندگی کی لازمی ضروریات کے علاوہ اتنی قیمت کے مال کا مالک ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو سکے اس شخص پر عید الفطر کے دن صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔(صدقۂ فطر اور زکوٰۃ کے وجوب میں قدرے فرق ہے، زکوٰۃ میں مال نامی ہونا لازمی ہے، صدقۂ فطر میں یہ ضروری نہیں ہے۔اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کا وجوب سال گذرنے کے بعد ہوتا ہے، صدقۂ فطر فوراً واجب ہوجاتا ہے۔البتہ اس معاملہ میں زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر متحد ہیں کہ یہ مال قرض اور ضرورت اصلی سے زائد ہونا چاہئے، ورنہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا)۔ **تجب على حر مسلم مكلف مالک لنصاب او قيمته وان لم يحل عليه الحول.** (طحطاوی ۳۹٤، تاتارخانیة زکریا ۳/٤٥۳، هداية ۱/۲۰۸)

خالی پڑے مکانات کی قیمت پر صدقۂ فطر واجب ہے

اگر کسی کے پاس کئی مکانات ہیں ایک میں وہ رہتا ہے بقیہ خالی پڑے ہیں اور ان کی قیمت نصاب یا اس سے زائد ہے اور ان پر اس کا گذارہ نہیں تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔(بہشتی زیور ۳/۳۴) **واذا كان داراً لا يسكنها ويؤاجرها او لا يؤاجرها تعتبر قيمتها فى الغناء، وكذا إذا سكنها وفضل شئ عن سكناه تعتبر قيمة الفاضل فى النصاب، ويتعلق بهٰذا النصاب احكام وجوب صدقة الفطر.** (تاتارخانية زكريا ۳/٤٥٤، خانية على الهندية ۱/۲۲۷، بزازية على الهندية ٤/۱۰٦)

مسافر پر صدقۂ فطر

جس طرح صاحبِ نصاب مقیم پر صدقۂ فطر واجب ہے اسی طرح مسافر مستطیع پر بھی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، اور عید کے دن وہ مسافر جہاں موجود ہو وہیں کی قیمت لگائی جائے گی۔ **فتجب على مسافر...... ويعتبر مكانه لنفسه...... وعليه الفتوىٰ.** (الدر المنتقى على مجمع الانهر ۱/۲۲٦، الفتاوىٰ الولوالجية ۱/۲٤٤)

جو مریض رمضان کے روزے نہ رکھ سکا ہو اس پر صدقۂ فطر

جو شخص بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھ سکا ہو؛ لیکن وہ عید الفطر کی صبح صادق کے وقت صاحب نصاب ہو تو اس پر صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ **المسافر والمريض اذا افطرا فى رمضان لا تبطل عندهما صدقة الفطر.** (الولوالجية ۱/۲٤٤) **من سقط عنه الصوم بعذر لم تسقط فطرته.** (طحطاوی ۳۹۵، خانية ۱/۲۳۰، تاتارخانية زكريا ۳/٤٦۳، هندية ۱/۱۹۲)

مال ضائع ہونے کے باوجود صدقۃ الفطر کا وجوب برقرار

اگر کسی شخص پر حسب ضابطہ صدقۃ الفطر واجب ہو چکا تھا، پھر اس کا سب مال ضائع ہو گیا تو بھی صدقۃ الفطر اس سے ساقط نہ ہوگا؛ بلکہ جب بھی گنجائش ہوگی اس پر صدقۂ فطر کی ادائیگی لازم ہوگی۔ **ان صدقة الفطر تتعلق بذمة المؤدى لا بماله ......، بدليل انه لو هلك ماله لا تسقط الصدقة.** (بدائع الصنائع زكريا ۲/۲۰۸) **فلا تسقط الفطرة...... بهلاك المال بعد الوجوب.** (درمختار زكريا ۳/۳۱٤، خانية ۱/۲۳۲)

صدقۃ الفطر کے وجوب کا وقت

صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کا وقت عید الفطر کی صبح صادق ہے؛ لہٰذا جو شخص اس وقت کو نصاب کے مالک ہونے کی حالت میں پائے اس پر صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ **ووقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانى من يوم الفطر.** (هندية ۱/۱۹۲، ومثله فى البدائع الصنائع ۲/۲۰٦، خانية ۱/۲۳۲، هداية ۱/۲۱۱، تاتارخانية زكريا ۳/٤٥۱)

مال دار عید کے دن سے قبل فقیر ہو گیا

جو شخص پہلے سے مال دار اور صاحب نصاب تھا؛ لیکن عید الفطر کی صبح صادق سے قبل فقیر ہو گیا اور اس نے فقیر ہونے کی حالت میں صبح کی تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔ **ولو افتقر الغنى قبله لم تجب.** (هندية ۱/۱۹۲، شامى زكريا ۳/۳۲۲)

فقیر شخص عید کے دن صبح صادق سے پہلے مال دار ہوگیا

جو شخص فقیر تھا؛ لیکن عید الفطر کی صبح صادق سے قبل مالدار ہوگیا اور اس نے مالدار ہونے کی حالت میں صبح کی تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ **او کان فقیراً فاستغنی ان کان ذٰلک قبل طلوع الشمس تجب علیه الفطرة.** (بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۲۰۶،هندية ۱/ ۱۹۲)

فقیر شخص عید کے دن صبح صادق کے بعد مال دار ہوا

اگر کسی شخص نے عید کے دن فقیر ہونے کی حالت میں صبح صادق کی اس کے بعد وہ اسی دن نصاب کے بقدر مالک ہوگیا تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔ **او کان فقیراً فاستغنی إن کان ذٰلک قبل طلوع الشمس تجب علیه الفطرة، وان کان بعده لا تجب علیه.**

(بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۲۰۶، شامی زکریا ۳/ ۳۲۲)

نابالغ بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر

جو نابالغ بچے خود کسی نصاب کے مالک نہ ہوں ان کی طرف سے ان کے باپ پر صدقۂ فطر نکالنا واجب ہے، اور اگر وہ بچے خود صاحبِ نصاب ہوں تو ان کے مال میں سے صدقۂ فطر نکالا جائے گا۔ **وتجب عن نفسه و طفله الفقیر الخ.** (عالمگیری ۱/ ۱۹۲) **وان کانوا اغنیاء یخرجها من مالهم.** (طحطاوی علی المراقی ۳۹۴، هداية ۱/ ۲۰۸، تاتارخانية زکریا ۳/ ۴۶۰)

کم فہم یا پاگل اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر

اگر کوئی آدمی عقل کے اعتبار سے کمزور یا پاگل ہو تو اس کی طرف سے بھی صدقۂ فطر نکالا جائے گا اگرچہ وہ بڑی عمر کا ہو، یعنی اگر وہ فقیر ہو تو باپ اپنے مال سے اس کا صدقۂ فطر نکالے گا، اور اگر وہ مجنون خود مال دار ہو تو اس کے مال سے صدقۂ فطر نکالا جائے گا۔ **والمعتوه والمجنون بمنزلة الصغیر سواء کان الجنون اصلیاً بان بلغ مجنوناً او عارضیاً هو الظاهر من المذهب.** (تاتارخانية زکریا

٤٦٠/٣) **حتى تجب على الصبى و المجنون اذا كان لهما مال ......، قلت فلو كانا فقيرين لم تجب عليهما بل على من يمونهما.** (شامی زکریا ۳۱۳/۳، عالمگیری ۱۹۲/۱)

بڑی اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر

عاقل بالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا باپ پر ضروری نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ بچے باپ کی پرورش میں رہتے ہوں اور باپ ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کردے تو درست ہوجائے گا۔ **لا عن زوجته وولده الكبير العاقل ولو أدى عنهما بلا إذنٍ أجزأ استحساناً للإذن عادةً أى لو فى عياله وإلا فلا.** (درمختار زکریا ۳۱۷/۳، تاتارخانية ٤٥٩/٣–٤٦١، هداية ۲۰۹/۱، البحر الرائق ۲٥۲/۲ کراچی)

کیا بیوی کا صدقۂ فطر شوہر پر ہے؟

بیوی کا صدقۂ فطر شوہر پر واجب نہیں ہے؛ لیکن اگر اس کی طرف سے ادا کردے تو ادا ہوجائے گا، خواہ بیوی سے اجازت لی ہو یا نہ لی ہو۔ **ولا يخرج احد الزوجين عن صاحبه ......، ولو اعطى صدقة الفطر عن زوجته اجزأه وان لم يأمره ذلك، وفى الخانية وعليه الفتوىٰ.** (تاتارخانية زکریا ٤٦٠/٣–٤٦١، درمختار بیروت ۲۸٥/۳، زکریا ۳۱۷/۳، هداية ۲۰۹/۱، مراقی الفلاح ۳۹٥)

حمل کی طرف سے صدقۃ الفطر واجب نہیں

جو بچہ عیدالفطر کے روز ماں کے پیٹ میں ہو اس کی طرف سے اس کے باپ پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔ **ولا يخرج عن الحمل لانعدام كمال الولاية ولانه لا يعلم حيوته.**

(بدائع الصنائع زکریا ۲۰۳/۲، هندية ۱۹۲/۱، خانية ۲۳۰/۱، تاتارخانية زکریا ٤٦٢/۳)

مرحومین کی طرف سے صدقۃ الفطر نہیں

جس شخص کا انتقال عیدالفطر کی صبح صادق سے قبل ہوجائے اس کی طرف سے صدقۂ فطر

واجب نہیں ہوتا۔ **فمن مات او افتقر قبله ...... لا تلزمه.** (مراقی الفلاح ۳۹۵، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۳۲۲، هندية ۱/۱۹۲)

صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا مستحب وقت

مستحب یہ ہے کہ عید الفطر کے دن نماز عید کے لئے جانے سے پہلے پہلے صدقۃ الفطر ادا کردیا جائے۔ **عن ابن عمرؓ ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يأمر باخراج الزكوٰة قبل الغدو للصلاة يوم الفطر.** (ترمذی شریف ۱/۱٤٦) **والمستحب ان يخرج الناس الفطرة يوم الفطر قبل الخروج الى المصلى.** (هداية ۱/۲۱۱، تاتارخانية زكريا ۳/٤٥١، هندية ۱/۱۹۲، خانية ۱/۲۳۲)

صدقۂ فطر رمضان میں ادا کرنا

صدقۂ فطر رمضان المبارک میں بھی دینا درست ہے؛ البتہ رمضان المبارک سے قبل ادا کرنا مفتی بہ قول کے مطابق درست نہ ہوگا۔ **والمختار إذا دخل شهر رمضان يجوز وقبله لا يجوز، وفي الظهيرية: وعليه الفتوىٰ.** (تاتارخانية زكريا ۳/٤٥۲)

عید کی نماز کے بعد صدقۂ فطر ادا کرنا

افضل یہ ہے کہ عید الفطر کی نماز سے قبل فطرہ ادا کردیا جائے؛ لیکن اگر اس وقت ادا نہ کیا تو بعد میں جب چاہے ادا کرسکتا ہے، اور جب بھی ادا کرے گا وہ ادا ہی کہلائے گا، اس کو قضاء نہیں کہا جائے گا۔ **ولا تسقط صدقة الفطر بالتاخير وان طال وكان مؤدياً لا قاضياً.** (مجمع الانهر ۱/۲۲۸، بدائع الصنائع ۲/۲۰۷، البحر الرائق زكريا ۲/٤٤٥)

صدقۂ فطر کی شرعی مقدار

صدقۂ فطر کی مقدار ایک صاع کھجور، کشمش یا جو یا نصف صاع گیہوں (یا اس کا آٹا یا ستو) ہے
نصف صاع کی مقدار موجودہ اوزان کے اعتبار سے ایک کلو ۵۷۴ر گرام ۶۴۰ر ملی گرام ہوتی ہے، اس کی

قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔ **وھی نصف صاع من بر او دقیقه او سویقه او صاع تمر او زبیب او شعیر.** (حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۹۵) **ان الصاع من الزبیب منصوص علیه فی الحدیث الصحیح فلا تعتبر فیه القیمة.** (شامی زکریا ۳/۳۱۹، مستفاد: ایضاح المسائل ۹۸)

صاحبِ حیثیت لوگوں کے لئے مشورہ

آج کل نصف صاع کے اعتبار سے ایک صدقۂ فطر کی مقدار (بہت کم بیٹھتی ہے، جو بڑے مال داروں کے لئے کوئی حیثیت اور وقعت نہیں رکھتی ،اس لئے ایسے لکھ پتی اور کروڑ پتی سرمایہ دار حضرات کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لئے نصف صاع گیہوں کی قیمت لگانے کے بجائے ایک صاع (تین کلو ڈیڑھ سو گرام) کھجور یا کشمش کا حساب لگایا کریں،اس میں ان کو ثواب زیادہ ملے گا اور فقراء کا نفع زیادہ ہوگا۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: پیغمبر علیہ السلام نے ایک صاع کھجور یا جو یا آدھا صاع گیہوں کا صدقہ ضروری قرار دیا ہے، جو ہر آزاد، غلام، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے پر لازم ہے، لیکن جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہاں تشریف لائے اور یہ دیکھا کہ گیہوں کا بازاری بھاؤ سستا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر وسعت فرمائی ہے، اس لئے اگر تم صدقۂ فطر ہر چیز کا ایک صاع کے حساب سے نکالو تو زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداؤد شریف ۱/۲۲۹ حدیث:۱۶۲۲)

اس سے معلوم ہوا کہ وسعت رکھنے والے صاحبِ حیثیت لوگوں کو اضافہ کے ساتھ صدقۂ فطر نکالنا چاہئے۔ **قال فی البذل: قوله صاعاً من کل شیءٍ ای من الحنطة وغیرها لکان احسن.** (بذل المجهود بیروت ٦/٤٥٤)

صدقۂ فطر میں بازاری بھاؤ کا اعتبار ہے

صدقۂ فطر میں بازاری بھاؤ کا اعتبار ہوتا ہے، کنٹرول یا راشن کی دوکانوں کے ریٹ کا اعتبار

نہیں ہے۔ **مستفاد : ویقوم فی البلد الذی المال فیه.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۲۱۱، ھندیة ۱/ ۱۸۰، فتح القدیر ۲/ ۲۱۹، فتاویٰ رحیمیه ۳/ ۱۱۳، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۹/ ٦٢٤)

چاول وغیرہ سے صدقۂ فطر ادا کرنا

اگر منصوص اشیاء (گیہوں، جو، کھجور، کشمش) کے علاوہ غلہ جات مثلاً چاول کے ذریعہ صدقۂ فطر ادا کیا جائے تو اس میں وزن کا نہیں ؛ بلکہ قیمت کا اعتبار ہوتا ہے، یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو وغیرہ کی جو قیمت بازار میں ہو اس کے بقدر چاول لے کر اسے صدقہ کر دیا جائے۔ **وما لم ینص علیه کذرة وخبز یعتبر فیه القیمة.** (درمختار کراچی ۲/ ٣٦٤، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ١٤/ ٣٨٣، مرغوب الفتاویٰ ٣/ ٣٨٤)

ایک فقیر کو پورا صدقۂ فطر دیں

بہتر یہ ہے کہ ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی مستحق فقیر کو دیا جائے اور ایک صدقۂ فطر متعدد فقراء کو تقسیم کر کے دینا کم از کم مکروہ تنزیہی ہے؛ البتہ کئی لوگوں پر واجب ہونے والا صدقۂ فطر ایک فقیر کو دینے میں حرج نہیں۔ **ویتحصل من هذا الجواب أن الدفع إلی متعدد مکروه تنزیهاً ککراهة التاخیر.** (شامی بیروت ۳/ ۲۹۱، زکریا ۳/ ۳۳۲) **ویجوز دفع ما یجب علی جماعة إلی مسکین واحد کذا فی التبیین.** (عالمگیری ۱/ ۱۹۳، تاتارخانیة زکریا ۳/ ٤٦١)

سادات کے لئے صدقۃ الفطر حلال نہیں

سادات (خانوادۂ بنی ہاشم) کو صدقۃ الفطر دینا درست نہیں ہے۔ **ولو اعطی الی بنی هاشم لا یجوز.** (تاتارخانیة زکریا ۳/ ٤٦١، مراقی الفلاح ۳۹۳، ھندیة ۱/ ۱۸۹، ھدایة ۱/ ۲۰٦)

فطرہ کی رقم مسجد یا قبرستان میں لگانا

فطرہ کی رقم کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے؛ لہٰذا جس طرح مسجد اور قبرستان وغیرہ میں

زکوٰۃ لگانا جائز نہیں اسی طرح فطرہ کی رقم لگانا بھی درست نہ ہوگا۔ **ومصرف هٰذه الصدقة ما هو مصرف الزكوٰة، كذا فى الخلاصة.** (هندية ١/ ١٩٤) **ويشترط ان يكون الصرف تمليكاً لا اباحةً ......، لايصرف الى بناء مسجد ولا الى كفن ميت وقضاء دينه.**

(درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۲۹۱، البحر الرائق ۲/ ۲۴۳)

صدقۂ فطر کافر فقیر کو دینا

صدقۂ فطر ذمی کافر فقیر کو دینے کی گنجائش ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ مسلمان کو دیا جائے (اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے اور بعض مشائخ نے اس پر فتویٰ بھی دیا ہے؛ لیکن صاحب ہدایہ اور متون کی عبارات جواز پر دال ہیں؛ البتہ جو کافر مسلمانوں سے برسر پیکار ہوں جنہیں اصطلاح میں حربی کہا جاتا ہے ان کو زکوٰۃ یا صدقۂ فطر وغیرہ دینا بالاتفاق ناجائز ہے)۔ **وجاز دفع غيرها وغير العشر والخراج إليه أى الذمى ولو واجباً كنذر وكفارةٍ وفطرةٍ خلافاً للثانى وبقوله يفتىٰ وأما الحربى ولو مستأمناً فجميع الصدقات لا تجوز له اتفاقاً.** (درمختار) **وفى الشامى قلت: لكن كلام الهداية وغيرها يفيد ترجيح قولهما وعليه المتون.**

(شامی بیروت ۳/ ۲۷۲، زکریا ۳/ ۳۰۱، هندية ١/ ١٨٨، تاتارخانية زكريا ۳/ ٤٦١، بهشتى زيور اختری حاشیه ۳/ ۱۳۶)

مسافر شخص صدقۃ الفطر میں کہاں کا حساب لگائے؟

مسافر صاحب نصاب شخص عید کے دن خود جہاں موجود ہو اسی جگہ کے اعتبار سے صدقۂ فطر کی قیمت لگائے گا (مثلاً ہندوستان کا رہنے والا شخص اگر عید کے دن سعودی عرب میں موجود ہو تو وہ سعودی عرب میں نصف صاع گیہوں کی قیمت سے صدقۂ فطر ادا کرے گا) **فتجب على مسافر ...... ويعتبر مكانه لنفسه الخ وعليه الفتوىٰ.** (الدر المنتقى ١/ ٢٢٦، الولوالجية ١/ ٣٤٤)

غیر ملک میں مقیم شخص کا صدقۂ فطر کس حساب سے نکالیں؟

اگر کوئی غیر ملکی شخص مثلاً ہندوستان میں اپنا صدقۂ فطر ادا کرانا چاہے تو اسے ہندوستان کی نہیں؛ بلکہ اپنے ملک کی قیمت کا اعتبار کرنا ہوگا (مثلاً ہندوستان کا کوئی شخص ملازمت کے لئے دوسرے ملک گیا ہوا ہے اور وہ وہاں سے اپنے گھر والوں کو فون کرتا ہے کہ اس کا صدقۂ فطر وطن میں ادا کردیا جائے تو وہ جس ملک میں مقیم ہے وہاں نصف صاع گیہوں کی جو قیمت بنتی ہے اسی اعتبار سے اس کی طرف سے صدقۂ فطر نکالا جائے گا، ہندوستان کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا) **ویعتبر مکانه لنفسه الخ وعلیه الفتویٰ.** (الدر المنتقی ۱/۲۲٦، الولوالجیة ۱/۲٤٤)

❒❖❒

کتاب الاضحیة

(قربانی کے منتخب مسائل)

قَالَ اللّٰهُ تبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكاً لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ ط فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗ أَسْلِمُوا ط وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ○ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ لا وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ق فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ج فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ط كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ط كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ ط وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (الحج: ٣٤ – ٣٧)

ترجمہ: اور ہر قوم کے واسطے ہم نے قربانی مقرر کر دی ہے؛ تاکہ وہ اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں کو ذبح کرتے ہوئے جو ان کو اللہ نے عطا فرمائے ہیں، پس تمہارا معبود ایک اللہ ہے، سو اسی کی تابع داری کرتے رہو، اور آپ (اے پیغمبر!) عاجزی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیجئے۔ جو ایسے لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا نام لیجئے تو ان کے دل کانپ جائیں اور جو ان پر پڑنے والی (مصیبتوں) کو جھیلنے والے ہیں، اور نماز کے قائم رکھنے والے ہیں، اور ہمارے دئے ہوئے رزق میں سے کچھ نہ کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور (ہم نے) کعبہ پر پیش کرنے کے لئے تمہارے لئے اونٹ مقرر کئے ہیں جو تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں (اس سے حج کی قربانیوں کی طرف اشارہ ہے) تمہارے واسطے ان میں بھلائی ہے، سو ان پر لائن لگا کر اللہ کا نام پڑھو، پھر جب ان کے کروٹ گر پڑیں (یعنی انہیں ذبح کر دیا جائے) تو ان میں سے کھاؤ اور کھلاؤ صبر سے بیٹھ رہنے والے اور بے قراری کا اظہار کرنے والے (محتاجوں) کو، اسی طرح ہم نے (ان جانوروں کو) تمہارے بس میں کر دیا؛ تاکہ تم احسان مانو۔ اللہ کے دربار میں ان کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون؛ لیکن اس کے دربار میں تمہارے دل کا ادب ہی باریاب ہوتا ہے (کہ کس نیت سے قربانی پیش کی گئی) اسی طرح اللہ نے ان کو تمہارے لئے مسخر کر دیا کہ تم اللہ کی بڑائی پڑھو، اس بات پر کہ تم کو (اللہ نے صحیح) راہ سجھائی، اور اے پیغمبر! آپ نیکی کرنے والوں کو بشارت سنا دیجئے۔

مسائل قربانی

عظیم قربانی؛ جو یادگار بن گئی

یہ انسانی تاریخ کا ایسا اثر انگیز واقعہ ہے جس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ذرا تصور کیجیۓ کہ ۸۶ سالہ بوڑھا شخص جو آرزو کے باوجود ابھی تک اولاد کی نعمت سے سرفراز نہ تھا، اور بارگاہِ خداوندی میں سراپا سوال بن کر یہ دعا کیا کرتا تھا:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ. (الصفّٰت: ۱۰۰) اے میرے رب مجھے نیک اولاد سے نوازیۓ۔

بالآخر ایک دن اس کی یہ فریاد اس کے رب نے سن ہی لی، اور ایک حلیم، بردبار اور باوقار بیٹے کی نہ صرف بشارت سنائی؛ بلکہ "ہونہار اسماعیل" کی صورت میں- وہ مبارک بیٹا عطا بھی کر دیا گیا- بڑھاپے کی اولاد کی قدر وہی جان سکتا ہے جسے ایسے حالات سے سابقہ پڑا ہو؛ لیکن وہ باپ جسے یہ بیٹا عطا ہوا تھا وہ کوئی عام انسان نہ تھا، وہ تو اللہ کا خلیل اور توحید وانابت الی اللہ میں اپنے بعد آنے والی انسانیت کا امام بننے والا تھا، اس لئے رب العالمین کے دستور کے مطابق اطاعت وانقیاد اور بے چون وچرا امتثال امر کی کسوٹی پر اسے پرکھنے کا عمل شروع ہوا؛ چناں چہ اولاً اس معصوم جگر کے ٹکڑے کو اس کی والدہ ماجدہ کے ساتھ- مکہ معظّمہ کی بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ آنے کا حکم صادر ہوا- جسے وہ اللہ کا سچا خلیل پوری خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے بلا تاخیر بجالایا، دن ہفتوں میں، ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں تبدیل ہوتے گئے- مکہ معظّمہ جو کسی زمانہ میں غیر آباد تھا اب آباد ہو چکا تھا- اور وہ نورِ نظر، لختِ جگر پیارا سا "اسماعیل" اب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا تھا اور امید ہو چلی تھی کہ یہ ہونہار بیٹا اب اپنے بوڑھے باپ کا سہارا بنے گا، اور ضعف وکمزوری کی عمر میں اس کا ہاتھ بٹائے گا؛ لیکن عین اسی زمانہ میں جب کہ نظروں میں روشن مستقبل کے خواب سجائے جا رہے تھے، اس خلیل اللہ- ابراہیم- کو خواب میں یہ حکم ربی پہنچا کہ: "اب ہمیں تمہارے عزیز از جان نورِ نظر کی جان کی قربانی منظور ہے"، ذرا سوچیۓ کیسا دل دوز حکم ہے؟ اس حکم سے دل پاش پاش ہو جائے تو بجا ہے، آرزؤوں کے بعد حاصل شدہ ایک ہونہار جوان بیٹے کو ایک بوڑھا باپ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، کیا مادیت کی دنیا میں کوئی اسے سوچ بھی سکتا ہے؟ لیکن انسانیت کی تاریخ کا یہ روشن ورق آج بھی سچی تاریخ کے صفحات پر نقش ہے اور تا قیامت نقش رہے گا- کہ جس حکم کی تعمیل کو دنیا والے سوچ بھی نہیں سکتے تھے- اللہ کے خلیل- ابراہیم علیہ السلام- نے اس حکم ربی کو بسر

وچشم قبول کر کے برملا اس کی تعمیل کا شرف حاصل کیا، اور اپنے لئے ابدی شرافت وعظمت مقدر کرالی۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اس تعمیل حکم میں وہ سعادت آثار بیٹا -اسماعیل- اپنے عظیم والد -ابراہیم خلیل اللہ- کے شانہ بشانہ نظر آیا، اور بجا طور پر ذبیح اللہ -کے مبارک لقب کا حق دار بنا- اللہ تعالیٰ کو ان باسعادت باپ بیٹے کی یہ ادائیں ایسی پسند آئیں کہ قیامت تک ان کا نام روشن فرمادیا اور اپنی مقدس کتاب -قرآنِ کریم- میں بڑے اچھوتے انداز میں ان کا تذکرہ فرمایا، آپ بھی پڑھئے اور سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس طرح کی اطاعت چاہتے ہیں، اور اطاعت شعار بندوں کا اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں کتنا بلند مقام ہے، ارشاد خداوندی ہے:

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ. رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ. فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ. فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی، قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ، سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ. فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ. وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ. قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا، اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ. اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ. وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ. وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ. سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ. کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ. اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ. (الصّٰفّٰت: ۹۹-۱۱۱)

اور فرمایا کہ میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں، وہی مجھے راہ دکھائے گا، (اور عرض کیا) میرے رب مجھے نیک فرزند عطا فرمایئے، پس ہم نے انہیں ایک متحمل مزاج بیٹے کی بشارت دی، پھر جب وہ (بیٹا) آپ کے ساتھ محنت کی عمر کو پہنچا تو فرمایا: میاں صاحب زادے! میں نے خواب میں تمہیں ذبح کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو سوچو تمہاری کیا رائے ہے؟ اس (بیٹے) نے کہا: ابا جان! آپ کو جو حکم ربی ہوا ہے اسے کر گذریے، آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے، پس جب دونوں (باپ بیٹے) نے دل سے حکم مانا اور (بیٹے کو ذبح کے لئے) پیشانی کے بل لٹا دیا، اور ہم نے پکارا اے ابراہیم! تم نے خواب سچ کر دکھایا، ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ عطا کرتے ہیں، یقیناً یہ کھلی ہوئی آزمائش تھی، اور اس کے بدلہ میں ہم نے ایک بڑا جانور ذبح کے لئے دیا اور بعد میں آنے والے لوگوں میں یہ چرچا ہم نے باقی رکھا کہ ابراہیم پر سلامتی ہو، ہم مخلص بندوں کو ایسا ہی (شاندار) صلہ دیتے ہیں، بے شک وہ (ابراہیم) ہمارے مؤمن بندوں میں ہیں۔

ان آیتوں کو پھر پڑھیں، بار بار پڑھیں، رحمٰن ورحیم اور رؤف وشکور رب کے ذریعہ اپنے مخلص بندوں کی کیسی قدر دانی ہوتی ہے؟ اس کا اظہار ان آیات کے ایک ایک لفظ سے ہورہا ہے، اس ربِ شکور کی رحمت تو آج بھی عام ہے، بس بندوں کی طرف سے انابت واطاعت کی ضرورت ہے، کاش اس کا کچھ حصہ ہمیں بھی نصیب ہوجائے، آمین۔

سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ذبیح اللہ ہیں

اہلِ تحقیق حضرات مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام ہی ذبیح اللہ تھے، اور انہی کی یاد میں قربانی کا حکم امت محمدیہ کو دیا گیا ہے، اور تفسیر کی بعض روایات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحب زادے سیدنا حضرت اسحٰق علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کے ذبیح اللہ ہونے کی جو بات لکھی گئی ہے، محققین علماء نے اسے قبول نہیں کیا؛ کیوں کہ نہ صرف قرآن کے اسلوب؛ بلکہ موجودہ توریت کی عبارات سے بھی اس کی نفی ہوتی ہے، اور مفسرین نے لکھا ہے کہ دراصل یہودیوں نے روایتی تعصب کا ثبوت دیتے ہوئے ذبیح اللہ ہونے کی شرافت اپنے مورثِ اعلیٰ سیدنا حضرت اسحٰق علیہ السلام کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی ہے، اور ان کی پھیلائی ہوئی روایتوں سے متأثر ہوکر بعض اسلامی روایتوں میں بھی حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح اللہ کہہ دیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی تھے، اور اس کی تائید درج ذیل شواہد سے ہوتی ہے:

الف: قرآنِ پاک میں جہاں حضرت اسماعیل کی بشارت مذکور ہے وہاں ان کی صفت ''حلیم'' بیان کی گئی ہے، جب کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے لئے جو بشارت دی گئی اس میں ''علیم'' کا لفظ آیا ہے، یہ دونوں صفات دونوں پر الگ الگ منطبق ہیں، اور بلا شبہ حلیم کی صفت ذبیح اللہ کے لئے نہایت موزوں اور مطابق ہے۔

ب: سورۂ ''والصّٰفّٰت'' میں اولاً حضرت اسماعیل کے لئے بشارت پھر آپ کی قربانی کا تذکرہ ہے اور اس مضمون کے ختم ہونے کے بعد آگے ﴿وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ﴾ کہہ کر نئے مضمون کی ابتدا کی گئی ہے، یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ پہلی بشارت الگ تھی اور دوسری بشارت الگ ہے۔

ج: ذبح وقربانی کا واقعہ بالاتفاق مکہ معظّمہ میں پیش آیا اور یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی مقیم تھے نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام۔

د: توریت میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس بیٹے کی قربانی پیش کی وہ اکلوتے بیٹے تھے، اور یہ بات اسی وقت درست ہوسکتی ہے جب کہ اسماعیل علیہ السلام کو ہی ذبیح اللہ مانا جائے؛ کیوں کہ یہ امر متحقق ہے کہ اولاً حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اس کے ۱۳ / یا ۱۴ / سال کے بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (تلخیص بتفسیر ابن کثیر مکمل ۱۱۳۱-۱۱۳۴، معارف القرآن ۷/ ۴۶۲-۴۶۶)

اسلام میں قربانی کا حکم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخدوم اور دیگر تمام مخلوقات کو انسان کا خادم بنایا ہے، ان خادموں میں جاندار بھی ہیں اور بے جان بھی ہیں، بے جان چیزوں سے تو آدمی نفع اٹھاتا ہی ہے اور جانداروں سے بھی انتفاع اس کے لئے جائز کیا گیا ہے، مگر ان سے انتفاع کی شکلیں مختلف ہیں، کسی کو سواری کے کام میں لیا جاتا ہے، کسی پر بوجھ لادا

جا تا ہے،بعض جانوروں کے بالوں سے فائدہ اٹھایا جا تا ہے، انہی فوائد میں سے ایک اہم فائدہ گوشت کھانے کا بھی ہے؛ کیوں کہ طبعی طور پر انسان گوشت خور واقع ہوا ہے، تاہم شریعت نے ایسے جانوروں کے گوشت کو حرام کر دیا ہے جن میں ظاہری یا باطنی خبث پایا جا تا ہو، چناں چہ خنزیر اور سباع بہائم وغیرہ ظاہری خبث کی وجہ سے حرام کئے گئے، جب کہ غیر اللہ پر بھینٹ چڑھائے جانے والے جانوروں کو باطنی خبث کی بنا پر حرام کیا گیا ہے۔

اب دنیا میں پرانی قوموں سے یہ دستور رہا ہے کہ جانوروں کے خون بہانے کو تقرب کا ذریعہ سمجھا گیا، اور حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کے واقعہ میں اللہ کی رضا جوئی کی خاطر جنتی مینڈھے کی قربانی کرا کر عملاً اس دستور کو صحیح رخ دے دیا گیا، اور اسلام میں بھی یہ طریقہ نہ صرف یہ کہ مشروع؛ بلکہ مطلوب ومحمود قرار پایا، اور وسعت والوں پر خاص دنوں میں متعینہ جانوروں میں سے قربانی پیش کر کے تقرب خداوندی کے حصول کو واجب قرار دیا گیا، اور اس پر اتنی تاکید کی گئی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سخت تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنْ وَجَدَ سَعَةً لِاَنْ يُّضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلاَ يَحْضُرْ مُصَلَّانَا. (رواہ الحاکم ۲/۳۸۹، الترغیب والترھیب مکمل ۲۵۶)

جو آدمی قربانی کی گنجائش رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

پیغمبر علیہ السلام کے درج بالا ارشاد سے اسلام میں قربانی کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ایام قربانی میں قربانی سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں

قربانی کے ایام میں دیگر عبادات کے مقابلہ میں قربانی کا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے، چناں چہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ فَاِنَّهُ لَتَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ فَرْشِهٖ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلاَفِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطَيِّبُوْا بِهَا نَفْسًا. (سنن ابن ماجہ: ۳۱۲۶، ترمذی شریف: ۱۴۹۳، الترغیب والترھیب مکمل ۲۵۵)

قربانی کے دن میں کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے اور یہ قربانی کا جانور قیامت کے میدان میں اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا، اور قربانی میں بہایا جانے والا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبولیت کا مقام حاصل کر لیتا ہے؛ لہٰذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

قربانی کے بجائے صدقہ کافی نہیں

واضح ہو کہ ایامِ قربانی میں جانور کا ذبح کرنا ہی لازم ہے، جانور کی قیمت کے صدقہ سے کام نہیں چل

سکتا ہے، اور جو شخص وسعت کے باوجود قربانی نہیں کرے گا وہ سخت گنہگار ہوگا؛ کیوں کہ وہ واجب کا تارک ہے۔ **ومنها انه لا يقوم غيرها مقامها في الوقت حتى لو تصدق بعين الشاة او قيمتها في الوقت لا يجزئه عن الاضحية.** (هندية ٢٩٣/٥، بدائع الصنائع زكريا ٢٠٠/٤، جامع الفتاوىٰ ٣٩٠/٤)

نــــوٹ: آج کل بعض ماڈرن ذہن والے لوگ قربانی کے بجائے صدقہ کرنے پر زور دیتے ہیں تو ان کی یہ بات شریعت کے قطعاً خلاف ہے، اور ہرگز لائق توجہ نہیں ہے۔

ذیل میں قربانی سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جارہے ہیں، ان مسائل کے انتخاب میں دیگر کتب کے علاوہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے رسالہ ''احکامِ قربانی'' اور حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مفتی مدرسہ شاہی کے مقبول عام رسالہ ''مسائل قربانی وعقیقہ'' سے خصوصاً استفادہ کیا گیا ہے۔ **فجزاهم اللّٰه تعالىٰ أحسن الجزاء:**

قربانی کے ایام

قربانی کے ایام تین ہیں، یعنی ۱۰-۱۱/اور ۱۲/ذی الحجہ، اس سے پہلے یا بعد میں قربانی معتبر نہیں ہے۔ **وقت الاضحية ثلاثة ايام: العاشر والحادي عشر والثاني عشر اولها افضلها وآخرها ادونها.** (هنـدية ٢٩٥/٥، بدائع الصنائع زكريا ١٩٨/٤، خانية ٣٤٥/٣، جواهر الفقه ٤٤٨/١، آپ كے مسائل اور ان كا حل ١٨٦/٤، مسائل قربانى و عقيقه ١٢)

کون سے دن قربانی افضل ہے؟

۱۰/ذی الحجہ کو قربانی کرنا سب سے افضل ہے، اس کے بعد ۱۱/اور ۱۲/ذی الحجہ کا درجہ ہے۔ **يـــوم النحر الىٰ آخر ايامه وهي ثلاثة، افضلها اولها ثم الثاني ثم الثالث.** (درمختار مع الشامي كراچي ٣١٦/٦، زكريا ٤٥٨/٩، تاتارخانية زكريا ٤١٦/١٧، مجمع الانهر ١٧٠/٤، البحر الرائق زكريا ٣٢٢/٩)

رات میں قربانی کرنا

ایام قربانی میں رات میں قربانی کرنا بھی بکراہت معتبر ہے (لیکن روشنی وغیرہ کا اچھا انتظام رکھیں، ایسا نہ ہو کہ اندھیرے کی وجہ سے ذبح میں کمی رہ جائے) **وكره تنزيهاً الذبح ليلاً لاحتمال**

الغلط. (درمختار زكريا ٩/٤٦٣، كراچی ٦/٣٢٠،هندية ٥/٢٩، مجمع الانهر ٤/١٧٠، خانية ٣/٣٤٥، بدائع الصنائع زكريا ٤/٢٢٣، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ١٧/٤٥٦، جامع الفتاویٰ ٤/٤٥٨، مسائل قربانی وعقیقه ١٢)

قربانی کے وقت میں شہر اور دیہات کا فرق

قربانی کا اصل وقت ۱۰/ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوکر ۱۲/ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے تک رہتا ہے؛ البتہ جس بڑی آبادی میں عید کی نماز ہوتی ہے وہاں نماز عید الاضحیٰ کے بعد ہی قربانی درست ہوگی اور جہاں نماز عید جائز نہ ہو جیسے چھوٹے گاؤں و دیہات تو وہاں صبح صادق کے فوراً بعد سے قربانی درست ہے۔ **واول وقتها بعد فجر النحر...... وآخره قبيل غروب اليوم الثالث.** (ملتقى الابحر ٤/١٦٩) **وقت الاضحية يدخل بطلوع الفجر من يوم النحر الا انه لا يجوز لاهل الامصار الذبح حتى يصلى الامام العيد.** (هداية ٤/٤٢٩، درمختار زكريا ٩/٤٦٠، كراچی ٦/٣١٨، بدائع الصنائع زكريا ٤/١٩٨، هندية ٥/٢٩٥، مسائل قربانی وعقیقه ١٤)

نـوٹ: - تاہم دیہات والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ سورج طلوع ہونے کے بعد ہی قربانی کریں۔ **والوقت المستحب للتضحية في حق أهل السواد بعد طلوع الشمس.** (هندية ٥/٢٩٥)

عید الاضحیٰ کی نماز کا وقت

عید الاضحیٰ کی نماز کا اصل وقت دس ذی الحجہ کی اشراق سے لے کر زوال تک ہے، اس میں جو نماز پڑھی جائے گی وہ ادا کہلائے گی، اور اگر کسی عذر سے اگلے دن نماز پڑھی جائے گی تو وہ قضا کے درجہ میں ہوگی۔ **ووقت الصلاة من الارتفاع إلى الزوال......، فإن اشتغل الإمام فلم يصل أو ترك عمداً حتى زالت فقد حل الذبح بغير صلاة فى الأيام كلها لأنه بالزوال فات وقت الصلاة، وإنما يخرج الإمام فى اليوم الثانى والثالث على وجه القضاء.** (شامی بیروت ٩/٣٨٦، زكريا ٩/٤٦١، هندية ١/١٥٠، طحطاوی على المراقی ٥٣٢)

عید کی نماز کے بعد خطبہ سے قبل قربانی

اگر عید کی نماز کے بعد خطبہ سے قبل قربانی کی تو درست ہو جائے گی؛ لیکن ایسا کرنا اچھا نہیں

ہے، بہتر یہ ہے کہ خطبہ کے بعد ہی قربانی کی جائے۔ **وأول وقتها بعد الصلاة إن ذبح في مصر أي بعد أسبق صلاة عيد ولو قبل الخطبة ولكن بعدها أحب. (درمختار) وقال في المنح وعن الحسن: لو ضحىٰ قبل الفراغ من الخطبة فقد أساء.**

(درمختار مع الشامي بيروت ۳۸۵/۹، زكريا ٤٦١/۹، هندية ۲۹۵/۵)

امام نے بلاطہارت نماز عید پڑھادی تو قربانی کا کیا حکم ہے؟

اگر امام نے بھولے سے بلاوضو نماز عید پڑھادی پھر عیدگاہ میں مجمع منتشر ہونے کے بعد اسے یاد آیا تو دوبارہ نماز عید کا حکم نہیں ہے؛ لیکن اگر مجمع منتشر ہونے سے قبل یاد آ گیا تو عید کی نماز دہرائی جائے گی ہتاہم اگر کوئی شخص ایسی صورت میں نماز دہرانے سے قبل قربانی کردے تو استحساناً اس کی قربانی درست مانی جائے گی۔ **تبين أن الإمام صلى بغير طهارة تعاد الصلاة دون الاضحية لأن من العلماء من قال: لا يعيد الصلاة إلا الإمام وحده فكان للاجتهاد فيه مساغاً. وفي المجتبى: إنما تعاد قبل التفرق لا بعده. (درمختار) هٰذا تقييد لإطلاق المتن وهو وجيه لما في الإعادة بعد التفرق من المشقة.** (شامي بيروت ۳۸۷/۹، زكريا ٤٦١/۹، هندية ۲۹۵/۵، بدائع الصنائع زكريا ۲۱۲/٤، البحر الرائق زكريا ۳۲۲/۹، جامع الفتاوىٰ ۳۷٦/٤)

عیدگاہ کی نماز کے بعد قربانی

اگر عیدگاہ میں نماز عید ادا کر لی گئی ہو اور محلوں کی مساجد میں نماز عید میں دیر ہو تو بھی قربانی کرنا درست ہے۔ **ان ضحى بعد ما فرغ اهل الجبانة قبل اهل المسجد، قيل في هٰذه الصورة يجوز قياساً واستحساناً.** (تاتارخانية زكريا ٤١٩/١٧، هندية ۲۹۵/۵، درمختار زكريا ٤٦٠/۹، كراچي ۳۱۸/٦، الدر المنتقىٰ ١٦٩/٤، بدائع الصنائع زكريا ۲۱۲/٤)

قربانی کی صحت کے لئے شہر میں کسی بھی جگہ نماز عید ہونا کافی ہے

اگر شہر میں کسی جگہ نماز عید الاضحیٰ پڑھ لی جائے تو پورے شہر والوں کے لئے قربانی کرنا

درست ہوجاتا ہے،اس میں عیدگاہ یا جامع مسجد وغیرہ کی نماز پر صحت کا مدار نہیں ہے۔ **ان كان يصلى فى المصر فى موضعين ...... اذا صلى اهل احد المسجدين ايهما كان جاز ذبح الاضاحى.** (بدائع الصنائع زكريا ٢١١/٤، مجمع الانهر ١٧٠/٤، درمختار مع الشامى زكريا ٤٦٠/٩، كراچى ٣١٨/٦، تاتارخانية زكريا ٤١٩/١٧، هندية ٢٩٥/٥، فتاوىٰ رحيميه زكريا ٣٩/١٠، جامع الفتاوىٰ ٤٥٩/٤، مسائل قرباني وعقيقه ١٤)

جس شہر میں قربانی کی جائے وہیں کی نماز عید کا اعتبار ہے

اگر کسی شخص نے دوسرے شہر میں قربانی کا انتظام کیا ہو تو اسی شہر میں نماز عید کے بعد قربانی درست ہوگی (بالفرض اگر مالک کے شہر میں نماز عید نہ ہوئی ہو تو اس کا انتظار نہیں کیا جائے گا) **ان الرجل اذا كان فى مصر واهله فى مصر آخر فكتب اليهم ليضحوا عنه فانه يعتبر مكان التضحية، فينبغى ان يضحوا عنه بعد فراغ الامام من صلاته فى المصر الذى يضحىٰ عنه فيه.** (هندية ٢٩٦/٥، بدائع الصنائع زكريا ٢١٣/٤، تاتارخانية زكريا ٤٢٢/١٧، الفتاوىٰ الولو الجية ٧٩/٣)

جس شہر میں فتنہ اور انتشار کی وجہ سے نماز عید پڑھنا ممکن نہ ہو وہاں قربانی کب کریں؟

اگر کسی شہر میں آپسی انتشار یا کرفیو وغیرہ کی وجہ سے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ ۱۰؍ ذی الحجہ کو زوال کے وقت تک انتظار کیا جائے اس کے بعد قربانی کی جائے؛ لیکن اگر کوئی شخص زوال سے پہلے ہی قربانی کرلے تو مختار قول کے مطابق اس کی قربانی بھی درست ہوجائے گی۔ **بلدة فيها فتنة فلم يصلوا وضحوا بعد طلوع الفجر جاز فى المختار. (درمختار) لأن البلدة صارت فى هٰذا الحكم كالسواد، وفى التاتارخانية وعليه الفتوىٰ.** (در مختار مع الشامى بيروت ٣٨٧/٩، زكريا ٤٦٢/٩، هندية ٢٩٥/١، البحر الرائق زكريا ٣٢٢/٩، بدائع الصنائع زكريا ٢١٣/٤)

اگرشہر میں ۱۰؍ذی الحجہ کونماز عید نہ پڑھی جائےتو قربانی کب کرے؟

اگر کسی عذر کی وجہ سے ۱۰؍ذی الحجہ کونماز عیدالاضحیٰ نہ پڑھی جاسکےتو نمازِ عید کاوقت گذرنے یعنی زوال ہوجانے کے بعد قربانی کرنا درست ہے، اورزوال سے پہلے قربانی درست نہ ہوگی۔ **وبعد مضى وقتها لو لم يصلو لعذر (درمختار) ووقت الصلاة من الارتفاع إلى الزوال.** (درمختار مع الشامي بيروت ۳۸٦/۹، زكريا ٤٦١/۹، بدائع الصنائع زكريا ۲۱۳/٤، البحر الرائق زكريا ۳۲۲/۹، هندية ۲۹٥/٥، جامع الفتاوىٰ ۳۷٥/٤، مسائل قرباني وعقيقه ۱۰)

گیارہویں ذی الحجہ کوقربانی نماز عید پرموقوف نہیں

اگر کسی وجہ سےدس ذی الحجہ کے بجائے گیارہ یابارہ ذی الحجہ کونماز عیدالاضحیٰ پڑھی جارہی ہوتو ایسی صورت میں نماز عید سے پہلے بھی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ويجوز في الغد وبعده قبل الصلاة.** (شامي بيروت ۳۸٦/۹، زكريا ٤٦١/۹، البحر الرائق زكريا ۳۲۲/۹، هندية ۲۹٥/٥، تاتارخانية زكريا ٤١٨/١٧، الدر المنتقى بيروت ١٦٩/٤)

دیہات میں شہر کی نمازِعید سےقبل قربانی

گاؤں ودیہات میں ۱۰؍ذی الحجہ کوصبح صادق کےفوراًبعد سےقربانی کی اجازت ہے، حتی کہ اگر دیہات کےبعض لوگ شہر میں عید کی نماز پڑھنے جائیں اور گھروالےان کی واپسی سےقبل قربانی کردیں تواس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولو ان رجلاً في اهل السواد دخل المصر لصلاة الاضحى وامر اهله ان يضحوا عنه جاز ان يذبحوا عنه بعد طلوع الفجر.**

(هندية ٢٩٦/٥، تاتارخانية زكريا ٤٢٢/١٧، الفتاوىٰ الولوالجية ٧٩/٣)

شہری کادیہات میں قربانی کرانا

اگرشہری شخص نے دیہات میں قربانی کانظم کیاہو، یااپناجانور پہلےہی دیہات میں بھیج دیاہوتو وہاں صبح صادق کےفوراًبعداس کی قربانی درست ہوجائے گی، شہر کی نماز عید کاانتظارنہیں کیا جائے گا۔

حیلة: مصری اراد التعجیل ان یخرجها لخارج المصر فیضحی بها اذا طلع الفجر.

(درمختار زکریا ۹/۴٦۱، کراچی ٦/۳۱۸، مجمع الانهر ٤/۱۷۰، البحر الرائق زکریا ۹/۳۲۱، هندیة ٥/۲۹٦، هداية ٤/٤٣٠، تاتارخانية زکریا ۱۷/٤۲۲، الفتاویٰ الولوالجیة ۳/۷۹، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/٤٥۲، فتاویٰ رحیمیه ۱۰/٤۰) **والمعتبر مکان الاضحیة فلو کانت فی السواد والمضحی فی المصر جازت قبل الصلاة.** (شامی زکریا ۹/٤٦۱، کراچی ٦/۳۱۸، مجمع الانهر ٤/۱۷۰، البحر الرائق زکریا ۹/۳۲۱، بدائع الصنائع زکریا ٤/۲۱۳، هداية ٤/٤٣٠، مسائل قربانی وعقیقه ۲۳)

کم قیمت کی بنا پر دوسری جگہ قربانی

سستی قیمت کی بنا پر دوسری جگہ قربانی کرانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن یہ بات یاد رہے کہ مالی عبادات میں جتنا زیادہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے ثواب اتنا ہی زیادہ ملتا ہے۔ **سبعة من الرجال اشتروا بقرة بخمسين درهماً للأضحية، وسبعة آخرون اشتروا سبع شياه بمائة درهم، تكلموا أن الأفضل هو الأول أو الثانی؟ والمختار أن الأفضل هو الثانی.**

(هندية ٥/۲۹۹، خانية ۳/۳٤۹، شامی زکریا ۹/٤٦٦، کراچی ٦/۳۲۲، الفتاویٰ الولوالجیة ۳/۸۱، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/۳٥٥، کتاب الفتاویٰ ٤/۱۳۹، جامع الفتاویٰ ٤/٤۱۹، مسائل قربانی وعقیقه ۲۲)

دکھاوے کے لئے گراں قیمت جانور خریدنا

آج کل بعض لوگ محض ناموری اور دکھاوے کے لئے گراں قیمت جانور خریدتے ہیں اور پھر اس کا خوب چرچا کرکے خوش ہوتے ہیں، تو اس ریاکاری کے ساتھ ثواب کی امید رکھنا محض فریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عمل مقبول ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لئے کیا جائے، ریاکاری کا جانور کتنا ہی قیمتی ہو اللہ کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں۔ **قال تعالیٰ: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾** (الحج: ۳۷، مسائل قربانی وعقیقه ۲۷)

○❖○

قربانی کا وجوب

قربانی کے وجوب کے شرائط

قربانی کے وجوب کی شرائط حسبِ ذیل ہیں:

(۱) آزاد ہونا۔

(۲) مسلمان ہونا۔

(۳) ایام قربانی میں مقیم ہونا۔

(۴) ایامِ قربانی میں بقدرِ نصاب مال (روپیہ پیسہ، سونا چاندی یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد ساز وسامان) کا مالک ہونا۔

وإنما تجب على حر مسلم مقيم موسرٍ. (مجمع الانهر ٤/١٦٦) **وشرائطها: الإسلام والإقامة واليسار الذى يتعلق به وجوب صدقة الفطر (درمختار) بان ملک مائتی درهم أو عرضاً يساويها الخ.** (درمختار مع الشامي زكريا ٩/٤٥٢، كراچی ٦/٣١٢، بدائع الصنائع زكريا ٤/١٩٥، هندية ٥/٢٩٢، خانية ٣/٣٤٤، آپ کے مسائل اوران کا حل ٤/١٧٣، جواهر الفقه ١/٤٤٨، تحفۂ رمضان ١٠٦، مسائل قربانی وعقيقه ١٣)

نوٹ: واضح ہو کہ قربانی اور صدقۂ فطر کے وجوب میں مال پر سال گذرنا یا مالِ نامی ہونا شرط نہیں ہے۔

قربانی کا سببِ وجوب

قربانی کا سببِ وجوب ایام قربانی ہیں، (پس جو شخص ایامِ قربانی کو اس حالت میں پائے کہ اس میں قربانی کے وجوب کی مذکورہ بالا شرطیں پائی جارہی ہوں تو اس پر قربانی واجب ہوگی اور ایامِ

قربانی سے قبل قربانی معتبر نہ ہوگی) **وأما وقت الوجوب فأيام النحر فلا تجب قبل دخول الوقت الخ.** (بدائع الصنائع ١٩٨/٤، درمختار مع الشامی زكريا ٩/ ٤٥٣، فتح القدير زكريا ٩/ ٥١٩، البحر الرائق زكريا ٩/ ٣١٧، تاتارخانية زكريا ١٧/ ٤٠٤)

ایک ملک کا شخص اگر دوسرے ملک میں قربانی کرائے تو کہاں کی تاریخ کا اعتبار ہوگا

اگر ایک ملک کا شخص دوسرے ملک میں اپنی قربانی کا کسی کو وکیل بنائے تو قربانی کے وقت میں تو جانور کی جگہ کا اعتبار ہوگا؛ لیکن تاریخ میں قربانی کرانے والے شخص کے ملک کی تاریخ کا اعتبار ہوگا؛ اس لئے کہ قربانی کا سببِ وجوب دس ذی الحجہ کی صبح صادق کے وقت قربانی کی استطاعت ہے، اور اس کا تعلق خود آدمی کی ذات سے ہے، اور سببِ وجوب پائے جانے کے بعد یہ قربانی کس وقت ادا کی جائے؟ اس کا تعلق جانور سے ہے کہ وہ جس جگہ موجود ہوگا اس جگہ کے اعتبار سے فیصلہ کیا جائے کہ اگر وہ شہر میں ہے تو نماز عید کے بعد ہی اس کی قربانی جائز ہوگی، اور اگر دیہات میں ہے تو صبح صادق کے بعد بھی قربانی درست ہوسکتی ہے۔

اس مسئلہ کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ اصل، مستطیع شخص پر قربانی کا وجوب ہے اور اس کی فرع قربانی کا مقام اور محل ہے، بریں بنا جہاں اصل ہی کا وجود نہ ہو وہاں فرع پر کیسے حکم لگایا جاسکتا ہے؟ **إن سبب وجوب الأضحية الوقت وهو أيام النحر والغنى شرط الوجوب.** (فتح القدير بيروت ٩/ ٥٠٦، زكريا ٩/ ٥١٩) **ويعتبر مكان المذبوح لامكان المالك.** (خانية ٣/ ٣٤٥) **وأما وقت الوجوب فأيام النحر فلا تجب قبل دخول الوقت؟ لأن الواجبات المؤقتة لا تجب قبل أوقاتها كالصلاة والصوم ونحوهما، وأيام النحر ثلاثة: يوم الأضحى وهو اليوم العاشر من ذي الحجة والحادى عشر والثانى عشر.** (بدائع الصنائع ١٩٨/٤)

وأما شرائط أدائها: فمنها الوقت فى حق المصرى بعد صلاة الإمام،

والمعتبر مكان الأضحية لامكان المضحی، وسببها طلوع فجر يوم النحر . (البحر الرائق کراچی ۱۷۳/۸، انوار رحمت ۳۹۱)

والدليل على سببية الوقت امتناع التقديم عليه كامتناع تقديم الصلاة وإنما لم تجب على الفقير لفقد الشرط وهو الغنى وإن وجد السبب. (شامی بیروت ۳۷۹/۹، زکریا ۴۵۳/۹)

ضروری نوٹ: اب اس مسئلہ میں دو جہتیں پائی جاتی ہیں:

(۱) ایسے ملک سے قربانی کا وکیل بنانا جہاں تاریخ مقدم ہے مثلاً سعودیہ کا رہنے والا کوئی شخص ہندوستان میں اپنی قربانی کرانے کا حکم دے، تو ایسی صورت میں حکم واضح ہے کہ ہندوستان میں جب تک دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق نہ ہو یہ قربانی شرط ادا نہ پائے جانے کی وجہ سے درست اور معتبر نہیں ہوسکتی، اور اس صورت میں بہر حال قربانی کے جانور کی جگہ کا ہی اعتبار کیا جائے گا۔

(۲) ایسے ملک سے قربانی کا وکیل بنانا جہاں تاریخ مؤخر ہے، مثلاً ہندوستان کا کوئی شخص سعودیہ عرب میں اپنی قربانی کے لئے وکیل بنائے تو ایسی صورت میں جب تک ہندوستان میں دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق نہ ہو جائے اس وقت تک سعودیہ میں اس کی واجب قربانی ادا نہ ہوگی؛ کیوں کہ صبح صادق سے قبل سببِ وجوب ہی نہیں پایا گیا جو کہ اس مسئلہ میں اصل کی حیثیت رکھتا ہے، اور مجموعی طور پر تمام جزئیات کے مطالعہ سے یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے، اور جن بعض حضرات مفتیانِ کرام نے بہر صورت مکانِ اضحیہ کا اعتبار کرنے کی بات کہی ہے وہ علی الاطلاق درست نہیں ہے۔ (مرتب)

مال دار شخص ایام قربانی سے قبل فقیر ہو جائے؟

جو شخص مال دار تھا، اسی وقت اس نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا تھا، پھر وہ جانور گم یا ضائع ہوگیا، اور جب قربانی کا وقت آیا تو یہ مالدار فقیر ہوگیا، یعنی صاحب نصاب نہیں رہا تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں ہے۔ **لا ان ارتد او اعسر او سافر فی آخره**. (شامی زکریا ۴۵۸/۹، کراچی ۳۱۶/۶) **ولو اشترى الموسر شاة للاضحية فضاعت حتى**

انتقص نصابه وصار فقيراً فجاء ت ايام النحر فليس عليه ان يشترى شاة اخرى.

(هندية ٥/ ٢٩٢، جامع الفتاویٰ ٤/ ٣٨٦)

فقیر شخص ایام قربانی میں مال دار ہو جائے

جو شخص پہلے فقیر تھا، عین ایامِ قربانی میں یا قربانی کے تیسرے دن آخری وقت میں صاحبِ نصاب ہو گیا تو اس پر قربانی لازم ہوگی۔ **وعليه يتخرج ما اذا صار اهلاً للوجوب فى آخره، بان اسلم او اعتق او ايسر او اقام تلزمه.** (شامی زکریا ٩/ ٤٥٨، کراچی ٦/ ٣١٦، هندية ٥/ ٢٩٣) **ولا يشترط ان يكون غنيا فى جميع الوقت، حتى لو كان فقيراً فى اول الوقت ثم ايسر فى آخره تجب عليه.** (هندية ٥/ ٢٩٢، جامع الفتاویٰ ٤/ ٣٩٢)

قربانی کرنے کے بعد فقیر مال دار ہو جائے

اگر فقیر شخص نے اپنی طرف سے قربانی کر دی تھی پھر وہ قربانی کے آخری دن مال دار ہو گیا تو اب اس پر دوبارہ قربانی لازم ہو جائے گی اور پہلی قربانی نفلی شمار ہوگی؛ کیوں کہ وہ قربانی عدم وجوب کی حالت میں ادا کی گئی ہے۔ **ولو ضحى الفقير ثم ايسر فى آخره عليه الاعادة فى الصحيح.** (شامی زکریا ٩/ ٤٥٨، کراچی ٦/ ٣١٦، تاتارخانية زکریا ١٧/ ٤١٤، هندية ٥/ ٢٩٣)

مال دار کی قربانی کا جانور گم ہو گیا

جس صاحبِ استطاعت شخص پر قربانی واجب ہوا اور اس نے جو جانور قربانی کی نیت سے رکھا ہو وہ قربانی سے پہلے گم ہو جائے تو اس پر اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی لازم ہوگی۔ **ان المنذورة لو هلكت او ضاعت تسقط التضحية بسبب النذر غير انه ان كان موسراً تلزمه اخرى بايجاب الشرع ابتداءً.** (شامی زکریا ٩/ ٤٧١، جامع الفتاویٰ ٤/ ٤١١، مجمع الانهر بیروت ٤/ ١٧٣، بدائع الصنائع زکریا ٤/ ٢١٦، هندية ٥/ ٢٩٩)

مال دار کی قربانی کا جانور مر گیا

مال دار شخص نے قربانی کے لئے جو جانور متعین کیا تھا اگر وہ قربانی سے قبل مر جائے تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم ہوگی۔ **وکذا لو ماتت فعلی الغنی غیرھا لا الفقیر.** (درمختار بیروت ۹/ ۳۹٤، زکریا ۹/ ٤٧١، مجمع الانھر بیروت ٤/ ١٧٣، بدائع الصنائع زکریا ٤/ ٦ ٢١٤، ھندیة ٥/ ٢٩٩)

غنی کے جانور کے بچہ کا حکم

غنی نے قربانی کے لئے جو جانور متعین کیا تھا اس نے قربانی سے قبل بچہ جن دیا تو اس بچہ کی قربانی غنی پر لازم نہیں ہے۔ **اما فی الموسر فلا یلزمه ذبح الولد یوم الاضحی، فان ذبح الولد یوم الاضحی قبل الام او بعدھا جاز، ولو لم یذبحه وتصدق به حیا جاز.** (ھندیة ٥/ ٣٠١، درمختار زکریا ٩/ ٤٦٧، کراچی ٦/ ٣٢٣، بزازیة ٦/ ٢٩٤)

غنی کا قربانی کے جانور کو بدلنا

غنی شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنا متعین کردہ جانور قربانی سے قبل بدل لے اور اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی کرے؛ کیوں کہ غنی شخص کے متعین کرنے سے قربانی کا جانور متعین نہیں ہوتا؛ لہٰذا اسے بدلنے کا اختیار رہتا ہے۔ **واما الذی یجب علی الفقیر دون الغنی فالمشتری للاضحیة اذا کان المشتری فقیراً بان اشتری فقیر شاۃ ینوی ان یضحی بھا وان کان غنیاً لا تجب علیه بشراء شیء.** (ھندیة ٥/ ٢٩١، البحر الرائق زکریا ٩/ ٣٢٠، تاتارخانیة زکریا ١٧/ ٤١١، الفتاویٰ الولوالجیة ٣/ ٨٢، المحیط البرھانی ٨/ ٤٥٩، احسن الفتاویٰ ٤/ ٤٨٨، مسائل قربانی وعقیقه ٢٧)

فقیر پر قربانی کا وجوب

فقیر شخص اگر قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو اس پر قربانی واجب ہوجاتی ہے، اور اس پر اسی متعین جانور کی قربانی کرنا لازم ہوتا ہے۔ **وان کان فقیراً اجزأہ ذلک، لانھا انما تعینت بالشراء فی حقه.** (شامی زکریا ٩/ ٤٧١، ٩/ ٤٦٥، کراچی ٦/ ٣٢٥) **ھل تصیر**

الاضحية واجبة بالشراء بنية الاضحية ...... ان كان المشترى فقيراً ...... تصير واجبة. (تاتارخانية زكريا ۱۷/ ٤١١، هندية ٥/ ٢٩١، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۷/ ۳۱٥)

فقیر شخص کی قربانی کا جانور گم ہوگیا

اگر ایسے شخص نے جس پر قربانی واجب نہ تھی کوئی جانور قربانی کی نیت سے خرید لیا تھا، پھر وہ قربانی سے قبل گم ہوگیا تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں ہے۔ **لو اشترىٰ شاة للاضحية وهو معسر ...... ثم ضلت فلا شيء عليه ولا يجب عليه شيء آخر.** (بدائع الصنائع زكريا ٤/ ٢٠٠، هندية ٥/ ٢٩٩، تاتارخانية زكريا ١٧/ ٤١٣، تبيين الحقائق زكريا ٦/ ٤٨٢، جامع الفتاویٰ ٤/ ٤١٢)

فقیر شخص کی قربانی کا جانور مرگیا

فقیر شخص نے قربانی کے لئے جانور خریدا تھا یا بطور نذر متعین کیا تھا پھر وہ قربانی سے قبل مرگیا، تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں ہے۔ **وكذا لو ماتت فعلى الغنى غيرها لا الفقير.** (درمختار بيروت ٩/ ٣٩٤، زكريا ٩/ ٤٧١، هندية ٥/ ٢٩٩، تبيين الحقائق زكريا ٦/ ٤٨٢)

فقیر کے جانور کے بچہ کا حکم

فقیر شخص نے جو جانور قربانی کے لئے متعین کر رکھا تھا، اس نے قربانی سے قبل بچہ جن دیا تو ایسی صورت میں فقیر پر جانور اور اس کے بچہ دونوں کی قربانی لازم ہے؛ کیوں کہ یہ جانور فقیر کی طرف سے نذر کے درجہ میں ہے، اور نذر کے سب منافع بھی نذر ہی کے حکم میں ہوتے ہیں، اور ذبح کے بعد اس بچہ کا گوشت صدقہ کرنا لازم ہے، خود استعمال کرنا جائز نہیں۔ **ولدت الاضحية ولداً قبل الذبح يذبح الولد معها، فان خرج من بطنها حيا فالعامة انه يفعل به ما يفعل بالام ...... الا انه لا يأكل منه بل يتصدق به.** (درمختار مع الشامي زكريا ٩/ ٤٦٧، كراچی ٦/ ٣٢٢، هندية ٥/ ٣٠٢، خانية ٣/ ٣٥٤، بزازية ٦/ ٢٩٤، جواهر الفقه ١/ ٤٥١، آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/ ١٩٣)

فقیر کا قربانی کے جانور کو بدلنا

فقیر شخص نے اگر جانور قربانی کے لئے زبان سے کہہ کر متعین کرلیا ہو تو اب اس کے لئے بدلنے کی اجازت نہیں؛ بلکہ اسی متعین جانور کی قربانی لازم ہے۔ **اما الذی یجب علی الفقیر دون الغنی فالمشتری للاضحیة.** (ھندیة ٥/٢٩١، البحر الرائق زکریا ٩/٣٢٠،تاتارخانیة زکریا ١٧/٤١١، الفتاویٰ الولوالجیة ٣/٨٢، المحیط البرھانی ٨/٤٥٩، احسن الفتاویٰ ٤/٤٨٨، جامع الفتاویٰ ٤/٣٨٩، مسائل قربانی وعقیقہ ٢٧)

گم شدہ جانور بعد میں مل گیا

اگر گم شدہ جانور بعد میں مل جائے تو اس کی کئی صورتیں ہیں:

(ا) اگر مال دار کا گم شدہ جانور ملا ہے تو اس پر خاص اسی جانور کی قربانی لازم نہیں ہے؛ بلکہ کسی بھی ایک جانور کی قربانی حسبِ وجوب کرسکتا ہے۔ **ولو ضلت او سرقت فشریٰ اخریٰ فظھرت فعلی الغنی احداھما.** (درمختار زکریا ٩/٤٧١، ھندیة ٥/٢٩٤، تاتارخانیة زکریا ١٧/٤١٣، بدائع الصنائع زکریا ٤/١٩٩، آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/١٩٣)

(٢) فقیر شخص کا گم شدہ جانور مل گیا اور اس نے ابھی مزید کوئی جانور قربانی کی نیت سے نہیں خریدا تھا تو اس پر صرف حاصل شدہ جانور کی قربانی کرنا لازم ہے۔

(٣) اور اگر گم شدہ کے ملنے سے قبل فقیر کوئی اور جانور قربانی کے مقصد سے خرید چکا تھا بعد میں گم شدہ بھی دستیاب ہوگیا تو اب اس پر نئے خرید کردہ اور حاصل شدہ دونوں جانوروں کی قربانی لازم ہوگی۔ **ولو کان معسراً فاشتریٰ شاۃ واوجبھا ثم وجد الاولیٰ قالوا علیہ ان یضحی بھما.** (ھندیة ٥/٢٩٤، تاتارخانیة زکریا ١٧/٤١٣، درمختار زکریا ٩/٤٧١، کراچی ٦/٣٢٦، الدر المنتقیٰ ٤/١٧٢، آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/١٩٣، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ١٧/٣١٦)

نابالغ ومجنون کی طرف سے قربانی

نابالغ بچہ اور دیوانہ شخص پر قربانی واجب نہیں ہے (اگر چہ وہ مال دار کیوں نہ ہوں) اسی

طرح ان کے اولیاء پر بھی ان کی طرف سے قربانی لازم نہیں؛ لیکن اگر کردیں تو بہتر ہے۔ **وأما البلوغ والعقل فليسا من شرائط الوجوب في قولهما، وعند محمد من الشرائط، حتى لاتجب التضحية في مالهما لو موسرين.** (شامی زکریا ۹/۴۵۸، کراچی ۶/۳۱۶) **لا تجب الاضحية في مال المجنون.** (تاتارخانية زكريا ۱۷/۴۰۹) **والاصح انه لا يجب ذٰلك وليس له ان يفعله من ماله ...... والمجنون في هٰذا بمنزلة الصبي.** (هندية ۵/۲۹۳، خانية ۳/۳۴۵) **ويستحب عن اولاده الصغار وعن مماليكه ويكون قربة.**

(تاتارخانية زكريا ۱۷/۴۰۷، احسن الفتاویٰ ۷/۴۹۷، کتاب الفتاویٰ ۴/۱۳۲)

اہلِ خانہ اور اولاد کی طرف سے بلا اجازت قربانی

اگر باپ کا معمول ہے کہ وہ ہر سال اپنے اہل خانہ اور چھوٹے بڑے بچوں کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو استحساناً سب کی طرف سے قربانی درست ہے، خواہ اہل خانہ نے باقاعدہ اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ **لو ضحى عن اولاده الكبار وزوجته لا يجوز الا باذنهم، وعن الثاني انه يجوز استحساناً بلا اذنهم ...... ولعله ذهب الى ان العادة اذا جرت من الاب في كل سنة صار كالاذن منهم.** (شامی زکریا ۹/۴۵۷، کراچی ۶/۳۱۵، تاتارخانیة زکریا ۱۷/۴۴۴، المحيط البرهاني ۸/۴۷۳، بزازية ۶/۲۹۵، البحر الرائق زكريا ۹/۳۲۶، مسائل قربانی وعقیقه ۳۷)

قربانی کرنے والا قربانی سے قبل وفات پا گیا؟

جس شخص پر قربانی واجب تھی اگر وہ ایام قربانی کے اندر ہی وفات پا جائے اور ابھی اس نے قربانی نہ کی ہو تو اس سے قربانی کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے؛ لہٰذا اس پر قربانی کی وصیت لازم نہ ہوگی۔ **لو كان موسراً في ايام النحر فلم يضح حتى مات قبل مضي ايام النحر سقطت عنه الاضحية حتى لا يجب عليه الايصاء.** (هندية ۵/۲۹۳-۲۹۷، خانية ۳/۳۴۷، المحيط البرهاني ۸/۴۵۷، بدائع الصنائع زكريا ۴/۲۰۳، مسائل قربانی وعقیقه ۳۰)

ایام قربانی کے بعد وفات پانے پر وصیت لازم ہے

اگر کوئی شخص ایام قربانی ـ گذرنے کے بعد وفات پاجائے تو وفات سے قبل اس پر بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا یا اس کی وصیت کرنا لازم ہے۔ **ولو مات بعد مضی ایام النحر لم یسقط التصدق بقیمة الشاة حتی یلزمه الایصاء به.** (هندية ۲۹۳/۵–۲۹۷، خانية ۳۴۷/۳، المحيط البرهانی ۴۵۷/۸، بدائع الصنائع زكريا ۲۰۳/۴، مسائل قربانی وعقيقه ۳۰)

مرنے والے شریک کی قربانی

اگر بڑے جانور میں حصہ لینے والے کسی شریک کا قربانی سے قبل انتقال ہوجائے اور اس کے وارثین سب عاقل بالغ ہوں اور وہ سب اس کی طرف سے قربانی کی اجازت دیں تو یہ قربانی درست ہوگی، اور اگر تمام وارثین یا ان میں سے کوئی ایک وارث اجازت نہ دے یا تمام وارثین یا ان میں سے کوئی ایک نابالغ یا غیر عاقل ہو تو ایسی صورت میں اگر میت کا حصہ لگادیا گیا تو اس جانور میں شریک کسی بھی حصہ دار کی قربانی درست نہ ہوگی؛ کیوں کہ میت کا حصہ قربت نہ رہے گا۔ **وان مات احد السبعة المشتركين فی البدنة، وقال الورثة اذبحوا عنه وعنكم صح عن الكل استحساناً لقصد القربة من الكل، ولو ذبحوها بلا اذن الورثة لم يجزهم لان بعضها لم يقع قربة.** (درمختار زكريا ۴۷۱/۹، كراچی ۳۲۶/۶، خانية ۳۵۱/۳، تبيين الحقائق زكريا ۴۸۴/۶)

بغیر وصیت میت کی طرف سے قربانی

اگر کوئی شخص اپنے مرحوم اعزاء کی طرف سے نفلی قربانی کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور یہ سلسلہ امت میں بلا کسی اختلاف کے جاری وساری ہے، اور اس طرح کی قربانی کا گوشت کوئی بھی نوش کرسکتا ہے، اس میں فقیر یا غریب کی قید نہیں ہے۔ **لو ضحى عن ميت وارثه ...... وان تبرع بها عنه له الاكل، لانه يقع على ملك الذابح والثواب للميت.**

(شامی زكريا ۴۸۴/۹، كراچی ۳۳۵/۶، خانية ۳۵۲/۳)

حضور ﷺ کی طرف سے قربانی

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قربانی کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ بلکہ یہ سعادت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ **وختم ابن السراج عنه صلى اللّٰه عليه وسلم اكثر من عشرة آلاف ختمة، وضحى عنه مثل ذٰلك...... وقول علمائنا له ان يجعل ثواب عمله لغيره، يدخل فيه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فانه احق بذٰلك.** (شامی زکریا ۱۵۳/۳، کراچی ۲۴٤/۲، اعلاء السنن ۲۷۲/۱۷، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۳۳۲/۱۷، جامع الفتاویٰ ٤۳۲/٤)

قربانی کی قضا

اگر وقت پر قربانی نہ کی جاسکی ہو اور جانور پہلے سے موجود ہو تو وقت گذرنے کے بعد اسی جانور کو زندہ صدقہ کرنا ضروری ہے، اور اگر جانور موجود نہ ہو تو پورے جانور کی قیمت کا صدقہ لازم ہے۔ **ومنها انها تقضى اذا فاتت عن وقتها، ثم قضائها قد يكون بالتصدق بعين الشاة حية وقد يكون بالتصدق بقيمة الشاة.** (هندية ۲۹٤/۵، المحيط البرهانی ٤٦٤/۸) **اما اذا اشترى فهو مخير بين التصدق بالقيمة اوالتصدق بها حية.** (شامی زکریا ٤٦۵/۹، کراچی ۳۲۱/٦) **وقضائها بعد مضى وقتها بالتصدق بعينها اوبقيمتها.** (فتح القدير ٤۳٦/۸، كتاب الفتاویٰ ١٤٠/٤، ١٦۵، فتاویٰ رحيميه ۲۵/١٠، رمضان كيسے گذاريں ١٨٠، مسائل قربانی وعقيقه ۳۳)

ایام قربانی کے بعد پورے جانور ہی کی قیمت کا صدقہ

اگر کسی شخص پر قربانی واجب تھی؛ لیکن اس نے ایام قربانی میں نہ تو قربانی کی اور نہ جانور خریدا تو بعد میں اس پر ایک بکرے کی قیمت کا غریبوں پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ (یعنی اب بڑے جانور کے ساتویں حصہ کی قیمت کافی نہ ہوگی؛ بلکہ پورے جانور ہی کی قیمت دینی ضروری ہوگی) **وقضائها**

بعد مضی وقتها بالتصدق بعینها اوبقیمتها ان کان من المضحی غنیا ولم یوجب علی نفسه شاة بعینها تصدق بقیمة شاة اشتری او لم یشتر. (هندية ٥/٢٩٦) **ولو نذر ان یضحی ولم یسم شیئاً یقع علی الشاة.** (مجمع الانهر ٤/١٧٠، فتح القدير ٨/٤٣٦، بحواله كتاب الفتاوىٰ ٤/١٤٠، مسائل قربانی وعقیقه ٣٣)

کئی برسوں سے واجب قربانی نہیں کی

اگر صاحب استطاعت شخص نے وسعت کے باوجود قربانی ترک کردی اور کئی سال تک قربانی نہیں کی تو ہر سال کی قربانی کے بدلہ میں ایک بکرا یا بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہے۔

ولو ترکت التضحیة ومضت أیامها تصدق بها حیة ناذر (تنویر الابصار) وفی الشامی: وإن لم یشتر مثلها حتی مضت أیامها تصدق بقیمتها الخ، وقال قبلها، وإذا فاتت عن وقتها فانها مضمونة بالجزاء. (شامی بیروت ٩/٣٨٨، زكريا ٩/٤٦٣، بدائع الصنائع زكريا ٤/٢٠٢، هندية ٥/٢٩٦، جامع الفتاوىٰ ٤/٣٨٨)

❍❖❍

قربانی کے جانور

کن جانوروں کی قربانی درست ہے؟

صرف درج ذیل جانوروں کی قربانی درست ہے:

(۱) بکری (جس کے ضمن میں پالتو بھیڑ، دنبہ اور مینڈھے وغیرہ بھی شامل ہیں)

(۲) اونٹ۔

(۳) گائے (جس کے ضمن میں بھینس اور کٹڑے بھی شامل ہیں)

فهو ان يكون من الاجناس الثلاثة الغنم اوالابل او البقر ويدخل في كل جنس نوعه، والذكر والانثىٰ منه. (هندية ٢٩٧/٥، تبيين الحقائق زكريا ٤٨٣/٦، درمختار مع الشامي زكريا ٤٦٦/٩، بدائع الصنائع زكريا ٢٠٥/٤)

بھینس کی قربانی

بھینس بھی گائے کی قسم کا جانور ہے؛ لہٰذا اس کی قربانی میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **وتجوز بالجاموس لانه نوع من البقر.** (البحر الرائق زكريا ٣٢٤/٩، تاتارخانية زكريا ٤٣٤/١٧، شامي زكريا ٤٦٦/٩، كراچی ٣٢٢/٦، بزازية ٢٨٩/٦، المحيط البرهاني ٤٦٨/٨، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٣٤٩/١٧)

فتنہ کے ڈر سے گائے کی قربانی ترک کرنا

گائے کی قربانی کرنا اسلام میں بلا شبہ جائز ہے، اور اس کی قربانی پر پابندی محض ظلم ہے؛ لیکن اگر کسی جگہ ملکی قانون کی خلاف ورزی سے فتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے گائے کی قربانی سے احتراز کیا جائے تو یہ جائز ہے۔ **ما يؤدى إلى الشرشر.** (روح المعانی ٢٥٢/٧، الانعام: ١٠٨، مستفاد: فتاویٰ

محمودیہ ڈابھیل ۱۷/۳۳۳–۳۳۹، امداد الاحکام ۴/۱۹۱–۱۹۳) **أن الطاعة إذا أدت إلى معصية راجحة وجب تركها لأن ما يؤدى إلى الشر شر.** (تفسیر مظہری ۳/۲۷۶)

قانوناً ممنوع ہونے کے باوجود گائے کی قربانی

اگر کسی جگہ گائے کے ذبح پر قانوناً پابندی ہو پھر بھی قربانی میں گائے ذبح کر لی جائے تو یہ قربانی شرعاً درست ہے اوراس کے گوشت کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے (کیوں کہ گائے پر پابندی کا حکم شرعی نہیں ہے اور وہ فی نفسہٖ حلال جانور ہے جو کسی قانون کی وجہ سے حرام نہیں ہوسکتا)

(فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۷/۳۴۵–۳۴۷)

قربانی کے جانوروں کی عمریں

قربانی کے جانوروں کی عمریں کیا ہوں؟ تو اس بارے میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) بکرا/ بکری: ایک سال کامکمل ہو چکا ہو۔ (البتہ دنبہ یا بھیڑ اگر فربہ اورصحت مند ہو تو ایک سال سے کم بھی ان کی قربانی درست ہے، جب کہ چھ مہینہ سے زائد کے ہوں) **وصح الجذع ذو ستة أشهر من الضأن إن كان بحيث لو خلط بالثنايا لا يمكن التميز من بعد.** (درمختار ۹/۴۶۵)

(۲) بھیڑ: اگر صحت مند ہو اور دیکھنے میں بڑا لگتا ہو تو چھ مہینہ کا بھی کافی ہے۔

(۳) گائے/ بھینس/ کٹرا: دوسال کے مکمل ہو چکے ہوں۔

(۴) اونٹ: پانچ سال کامکمل ہو چکا ہو۔

والثنى من الغنم الذى تم له سنة وطعن فى الثانية، ومن البقر الذى تم له سنتان وطعن فى الثالثة، ومن الابل الذى تم له خمس سنين وطعن فى السادسة.

(تاتارخانية زكريا ۱۷/۴۲۵، درمختار مع الشامى زكريا ۹/۴۶۶، تبيين الحقائق زكريا ۶/۴۸۴، بدائع الصنائع زكريا ۴/۲۰۶، مسائل قربانی وعقیقہ ۱۸)

بڑے جانوروں میں حصے

اونٹ گائے وغیرہ بڑے جانوروں میں سات حصہ دار شریک ہوسکتے ہیں، جب کہ بکرا/ بکری صرف ایک حصہ ہی کی طرف سے کافی ہوتی ہے۔ **وهي شاة أو بدنة أو سبع بدنة بان اشترک مع ستة في بقرة او بعير.** (ملتقى الابحر ۱۶۷/۴، تبيين الحقائق زكريا ۴۷۶/۶، بدائع الصنائع زكريا ۲۰۷/۴، هندية ۲۹۷/۵، جامع الفتاویٰ ۴۲۲/۴، مسائل قربانی وعقیقه ۱۸)

سبھی شرکاء قربانی کا عبادت کی نیت کرنا ضروری ہے

بڑے جانور میں حصہ لینے والے سبھی شرکاء کا قربت وعبادت کی نیت کرنا لازم ہے، مثلاً اضحیہ، ولیمہ، عقیقہ کی نیت ہو (لہٰذا اگر کسی شخص نے غیر قربت مثلاً اپنی دکان میں گوشت بیچنے کے لئے حصہ لیا تو اس جانور میں حصہ لینے والے کسی بھی شریک کی قربانی درست نہ ہوگی)۔ **وكذا لو أراد بعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل؛ لأن ذٰلک جهة التقرب بالشكر على نعمة الولد ذكره محمد ولم يذكر الوليمة، وينبغي أن تجوز لأنها تقام شكراً للّٰه تعالىٰ على نعمة النكاح ووردت بها السنة.** (شامی زكريا ۴۷۲/۹) **كل يريد القربة وهو من اهلها ...... فلو اراد احدهم بنصيبه اللحم ...... لا يجوز عن واحد منهم.** (ملتقى الابحر ۱۶۸/۴، شامی زكريا ۴۷۲/۹، كراچی ۳۲۶/۶، هندية ۳۰۴/۵، تاتارخانية زكريا ۴۵۰/۱۷، مسائل قربانی وعقیقه ۱۹)

چند شرکاء کامل کر ایک کی طرف سے قربانی کرنا

نفلی طور پر ثواب پہنچانے کی نیت سے اگر کئی لوگ ایک جانور میں یا جانور کے کسی حصہ میں مشترک طور پر شریک ہوجائیں اور اس کا ثواب کسی میت یا زندہ کو پہنچادیں تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اس سے دوسرے حصہ داروں کی قربانی پر بھی کوئی اثر نہیں پڑے گا؛ کیوں کہ اس حصہ کے لینے سے واجب کی ادائیگی مقصود نہیں؛ بلکہ طلبِ ثواب پیشِ نظر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۴۰۷/۱۷، مسائل قربانی وعقیقہ ۵۱)

قربانی کے ساتھ ولیمہ کا حصہ لینا

ولیمہ کرنا سنت ہونے کی بنا پر موجبِ ثواب ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص بڑے جانور میں ولیمہ کے نام پر حصہ لیتا ہے تو یہ بھی درست ہے، اس سے قربانی کرنے والوں کے حصہ پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ **ولم یذکر الولیمة وینبغی ان تجوز.** (شامی زکریا ۹/ ۴۷۲، کراچی ۶/ ۳۲۶، بدائع الصنائع زکریا ۴/ ۲۰۹، ھندیة ۵/ ۳۰۴، احسن الفتاویٰ ۷/ ۵۳۶، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/ ۴۲۲، مسائل قربانی وعقیقه ۱۷)

قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ لینا

بڑے جانور میں قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ رکھنا بھی درست ہے۔ **وکذا لو اراد بعضهم العقیقة عن ولد قد ولد له من قبل.** (شامی زکریا ۹/ ۴۷۲، کراچی ۶/ ۳۲۶، بدائع الصنائع زکریا ۴/ ۲۰۴، ھندیة ۵/ ۳۰۴، احسن الفتاویٰ ۷/ ۵۳۶، فتاویٰ رحیمیه ۱۰/ ۲۵، کتاب الفتاویٰ ۴/ ۱۶۸، مسائل قربانی وعقیقه ۱۷)

قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کرنا

اگر قربانی کے سب شریک اجنبی ہیں اور سب اپنا حصہ مکمل وصول کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو انتفاع کی اجازت نہیں دی ہے تو ایسی صورت میں قربانی کا گوشت تول کر تمام حصہ داروں میں تقسیم کرنا لازم ہے، (اور اگر آپس میں اجازت دے رکھی ہے تو اس اہتمام کی ضرورت نہیں ہے) **ویقسم لحمها وزناً لا جزافاً.** (ملتقی الابحر ۴/ ۱۶۸، درمختار زکریا ۹/ ۴۶۰، کراچی ۶/ ۳۱۷، تاتارخانیة زکریا ۱۷/ ۴۵۵، ھندیة ۵/ ۳۰۶، خانیة ۳/ ۳۵۱، بزازیه ۶/ ۲۹۰، جواھر الفقه ۱/ ۴۵۱، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/ ۴۲۶، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/ ۲۰۷)

اہلِ خانہ اور دوست واحباب کے حصے الگ کرنا لازم نہیں

اگر بڑے جانور میں ایک ہی گھر کے افراد شریک ہوں یا سب حصہ دار ایک دوسرے کو انتفاع

کی مطلق اجازت دے دیں تو ذبح کے بعد اس کے گوشت کو تول کر الگ الگ کرنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ حسبِ ضرورت سب لوگ استعمال کر سکتے ہیں۔ **لو اشترى لنفسه ولزوجته واولاده الكبار بدنة ولم يقسموها تجزيهم.** (درمختار زکریا ۹/۴۶۰، کراچی ۶/۳۱۷) **ونحو ذلک لا بأس اذا حلل بعضهم بعضاً.** (تاتارخانیة زکریا ۹/۴۵۵، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/۴۲۴)

نذر کا حصہ بالکل الگ کرنا ضروری ہے

اگر بڑے جانور میں کسی شریک نے نذر کی قربانی کا حصہ لیا ہے تو اس حصہ کو تول کر بالکل الگ کرنا ضروری ہے؛ کیوں کہ اس حصہ کا استعمال خود حصہ دار یا کسی بھی غنی کے لئے جائز نہیں؛ بلکہ اسے فقراء میں تقسیم کرنا لازم ہے۔ **مستفاد: وانما وجبت بالنذر فليس لصاحبها ان يأكل منها شيئاً ولا ان يطعم غيره من الاغنياء ...... لان سبيلها التصدق.** (البحر الرائق زکریا ۹/۳۲۷، درمختار زکریا ۹/۴۶۰، کراچی ۶/۳۱۷) **اذا نذر ذبح شاة لا يأكل منها الناذر، ولو اكل فعليه قيمة ما أكل.** (تاتارخانية زکریا ۱۷/۴۱۵، کتاب الفتاویٰ ۴/۱۴۷) **التى لا يؤكل منها هى المنذورة ابتداءً.** (درمختار زکریا ۹/۴۷۴)

بوقتِ ذبح تمام شرکاء کی طرف سے نام بنام نیت

اگر بڑے جانور میں حصے دار متعین ہو چکے ہیں تو ذبح کے وقت ہر ایک کا نام لینا ضروری نہیں؛ بلکہ مطلق ذبح سے سب کی قربانی درست ہو جائے گی۔ **ذبح المشتراة لها بلا نية الاضحية جازت اكتفاء بالنية عندالشراء.** (ھندیة ۵/۲۹۴، مجمع الانہر ۴/۱۷۵) **ان الفعل انما يصير قربة من كل واحد بنيته ...... فعدم النية من احدهم لا يقدح فى قربة الباقين.** (بدائع الصنائع زکریا ۴/۲۰۹، الاشباہ والنظائر ۴۰)

❍❖❍

عیب دار جانور کی قربانی

سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی

جس جانور کے سینگ کا کچھ حصہ اوپر سے ٹوٹ گیا ہو (یا اس کا خول اتر گیا ہو) اس کی قربانی درست ہے؛ لیکن اگر سینگ ٹوٹنے کا اثر دماغ تک پہنچ گیا ہو (یعنی دماغ کی ہڈی میں سوراخ ہوگیا ہو) تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ **ویضحی بالجماء هی التی لا قرن لها خلقة وكذا العظماء التی ذهب بعض قرنها بالكسر او غيره، فان بلغ الكسر الی المخ لم يجز.** (شامی زکریا ٩/٤٦٧، کراچی ٦/٣٢٣، مجمع الانهر ٤/١٧١، بدائع الصنائع زکریا ٤/٢١٦، هندية ٥/٢٩٧، البحر الرائق زکریا ٩/٣٢٣، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ١٧/٣٨٤، کتاب الفتاویٰ ٤/١٤١، فتاویٰ رحیمیه ١٠/٤٩، آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/١٩٠، جامع الفتاویٰ ٤/٤٠٩)

جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں؟

جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں (یا بچپن میں ہی اس کے سینگ کی جگہ آگ سے جلادی گئی ہو، جس کی وجہ سے آگے سینگ نہ نکل سکے ہوں) اس کی قربانی درست ہے۔ **ویضحی بالجماء هی التی لا قرن لها خلقة وكذا العظماء التی ذهب بعض قرنها بالكسر.**

(شامی زکریا ٩/٤٦٧، هندية ٥/٤٩٧، جامع الفتاویٰ ٤/٤٠٧)

کان کٹے جانور کی قربانی

اگر جانور کا کان تھوڑا بہت کٹا ہے تو اس کی قربانی درست ہے؛ لیکن اگر کان کا اکثر حصہ کٹ گیا ہے تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ **ومقطوع اكثر الاذن، لو ذهب بعض الاذن**

...... **ان کـان کثیـراً یمنع، وان یسیراً لا یمنع.** (شـامـی زکـریا ۴۶۸/۹، کراچی ۳۲۳/۶، هـنـدیة ۲۹۷/۵،البـحـر الـرائق زکریا ۳۲۳/۹، تاتارخانیة زکریا ۴۲۹/۱۷، جواهر الفقه ۴۵۰/۱، فتاویٰ رحیمیه ۴۸/۱۰، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۸۸/۴، جامع الفتاویٰ ۴۰۷/۴)

بغیر کان والے جانور کی قربانی

جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ **والسکاء التی لا اذن لها خلقة، ولا تجوز مقطوعة احدی الاذنین بکمالها والتی لها أذن واحدة خلقة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۴۶۹/۹، کراچی ۳۲۴/۶، تاتارخانیة زکریا ۴۲۶/۱۷، هندیة ۲۹۷/۵، جامع الفتاویٰ ۴۰۷/۴)

اندھے جانور کی قربانی

جس جانور کی آنکھ کی بینائی بالکل یا اکثر چلی گئی ہو تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ **ومقطوع اکثر العین ای التی ذهب اکثر نور عینها.** (درمختار زکریا ۴۶۸/۹،کراچی ۳۲۳/۶، هندیة ۲۹۸/۵، البحر الرائق زکریا ۳۲۳/۹،تاتارخانیة زکریا ۴۲۹/۱۷، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۸۸/۴)

پوپلے جانور کی قربانی

جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر ٹوٹ چکے ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، اور جس کے دو چار دانت ٹوٹے ہوں کہ اسے چارہ کھانے میں زیادہ دشواری نہ ہوتی ہو تو اس کی قربانی میں کچھ حرج نہیں ہے۔ **ولا بالهتماء التی لا اسنان لها، ویکفی بقاء الاکثر.** (درمختار زکریا ۴۶۹/۹، کراچی ۳۲۴/۶) **واما الهتماء وهی التی لا اسنان لها فان کانت ترعی وتعتلف جازت والا فلا.** (هـنـدیة ۲۹۸/۵، البحر الرائق زکریا ۳۲۳/۹، تاتارخانیة زکریا ۴۲۸/۱۷، جواهر الفقه ۴۵۰/۱، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۸۸/۴، جامع الفتاویٰ ۴۰۲/۴، مسائل قربانی وعقیقه ۳۱)

زبان کٹے ہوئے جانور کی قربانی

زبان کٹا ہوا جانور جو چرنے پر قادر نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ **وقطع اللسان في الثور يمنع وفي الشاة اختلاف...... ولو كانت الشاة مقطوعة اللسان هل تجوز التضحية بها؟ فقال نعم ان كان لا يخل بالاعتلاف وان كان يخل به لا تجوز التضحية بها.** (هندية ٢٩٨/٥، تاتارخانية زكريا ٤٢٨/١٧،شامی زكريا ٤٧٠/٩، مسائل قربانی وعقیقه ٣١)

دُم کٹے جانور کی قربانی

اگر دُم کا اکثر حصہ کٹا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے، اور اگر معمولی حصہ کٹا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ **ومقطوع اكثر الذنب، لو ذهب بعض الذنب ...... ان كان كثيراً يمنع وان يسيراً لا يمنع.** (شامی زكريا ٤٦٨/٩، كراچی ٣٢٣/٦، هندية ٢٩٧/٥، البحر الرائق زكريا ٣٢٣/٩، تاتارخانية زكريا ٤٢٩/١٧، جواهر الفقه ٤٥٠/١، فتاویٰ رحيميه ٤٨/١٠، آپ کے مسائل اوران کا حل ١٨٨/٤، جامع الفتاویٰ ٤٠٨/٤)

بغیر دم والے جانور کی قربانی

جس جانور کی پیدائشی طور پر ہی دم ندارد ہو تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کی قربانی درست ہے، جب کہ امام محمدؒ کے نزدیک اس کی قربانی جائز نہیں ہے (اس لئے احتیاطاً اسی میں ہے کہ اس کی قربانی نہ کی جائے) **الشاة إذا لم يكن لها أذن ولا ذنب خلقة، قال محمد لا يكون هٰذا ولو كان لا يجوز، وذكر في الأصل عن أبي حنيفةؒ أنه يجوز، خانية.**

(شامی زكريا ٤٧٠/٩، بيروت ٣٩٣/٩، احسن الفتاویٰ ٥١٧/٧)

لنگڑے جانور کی قربانی

جو جانور بالکل لنگڑا ہو یا اس قدر لنگڑا ہو کہ تین پاؤں زمین پر رکھتا ہو اور چوتھا پاؤں زمین پر رکھ ہی نہ سکتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، اور اگر چوتھا پاؤں زمین پر ٹیک کر لنگڑا کر چل سکتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔ **العرجاء التي لا تمشي الى المنسك اى التي لا يمكنها المشي برجلها العرجاء، انما تمشي بثلاث قوائم، حتى لو كانت تضع الرابعة**

علی الارض وتستعین بها جاز. (درمختار مع الشامی زکریا ۹/ ٤٦٨، کراچی ٦/ ٣٢٣، تاتارخانیة زکریا ١/ ٤٢٦، هندیة ٥/ ٢٩٧، البحر الرائق زکریا ۹/ ۳۲۳، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ١٧/ ٣٧٦، جامع الفتاویٰ ٤/ ٤١١)

خشک تھن والے اور تھن کٹے جانور کی قربانی

بکری کے دو تھنوں میں سے ایک تھن اگر خشک ہوجائے یا کاٹ دیا جائے تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی اور اگر گائے یا اونٹنی کے دو تھن کٹ جائیں یا سوکھ جائیں تو ان کی قربانی بھی جائز نہ ہوگی؛ لیکن اگر گائے یا اونٹنی کے چار تھنوں میں سے صرف ایک تھن کٹ جائے تو اس کی قربانی درست ہے۔ **والشطور لا یجزئ وهی من الشاة ما قطع اللبن عن احدی ضرعها، ومن الابل والبقر اذا انقطع اللبن من ضرعیها.** (تاتارخانیة زکریا ١٧/ ٤٣٠، تبیین الحقائق زکریا ٦/ ٤٨٢) **والجذاء مقطوعة رؤوس ضرعها او یابستها.** (درمختار زکریا ۹/ ٤٦٩-٤٧٠، کراچی ٦/ ٤٢٤-٤٢٥، هندیة ٥/ ٢٩٨، جامع الفتاویٰ ٤/ ٤١٧، مسائل قربانی وعقیقه ٢٨)

حاملہ جانور کی قربانی

گابھن جانور کی قربانی مکروہ ہے جب کہ ولادت کا وقت قریب ہو۔ **ان تقاربت الولادة یکره ذبحها.** (شامی زکریا ۹/ ٤٤١، کراچي ٦/ ٣٠٤، هندیة ٥/ ٢٨٧، خانیة ٣/ ٣٦٧، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ١٧/ ٣١٩، مسائل قربانی وعقیقه ٢٧)

خصی جانور کی قربانی

خصی جانور کی قربانی نہ صرف جائز بلکہ افضل اور مسنون ہے؛ کیوں کہ اس کا گوشت غیر خصی سے اچھا ہوتا ہے۔ **والخصی افضل من الفحل لانه اطیب لحماً.** (هندیة ٥/ ٢٩٩) **ویضحی بالجماء والخصی.** (درمختار زکریا ۹/ ٤٦٧، کراچی ٦/ ٣٢٣، البحر الرائق زکریا ۹/ ۳۲۳، بزازیة ٦/ ٢٨٩، مجمع الانهر ٤/ ١٧١، جواهر الفقه ١/ ٤٤٩، کتاب الفتاویٰ ٤/ ١٤٢، فتاویٰ

محمودیه ڈابھیل ۳٤۰/۱۷، جامع الفتاویٰ ٤۱۸/٤، مسائل قربانی وعقیقه ۲۳)

خنثیٰ جانور کی قربانی

خنثیٰ جانور (جس کے بارے میں پتہ ہی نہ چل سکے کہ وہ نر ہے یا مادہ) کی قربانی درست نہیں ہے۔ **ولا بالخنثی لان لحمها لا ینضج.** (درمختار زکریا ۹/٤۷۰، کراچی ٦/۳۲٥، هندیة ٥/۲۹۹، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/۳۷۹، فتاویٰ رحیمیه ۱۰/٥٤، جامع الفتاویٰ ٤/٤۱۸، مسائل قربانی وعقیقه ۳۰)

نجاست خور جانور کی قربانی

جو جانور صرف گندگی اور غلاظت کھاتا ہو دیگر چارہ نہ کھاتا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ **ولا الجلالة التی تأکل العذرة ولا تأکل غیرها.** (درمختار زکریا ۹/٤۷۰، کراچی ٦/۳۲٥، هندیة ٥/۲۹۸، البحر الرائق زکریا ۹/۳۲۳، کتاب الفتاویٰ ٤/۱٤۲، مسائل قربانی وعقیقه ۳۲)

جنگلی جانور کی قربانی

وحشی اور جنگلی جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے۔ **ولا یجوز فی الاضاحی شیء من الوحشی.** (هندیة ٥/۲۹۷، البحر الرائق زکریا ۹/٤۲۳، تاتارخانیة زکریا ۱۷/٤۳۳، المحیط البرهانی ۸/٤٦۸، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/۳٥٦، مسائل قربانی وعقیقه ۲۹)

قربانی کا جانور خریدنے کے بعد عیب دار ہو گیا

اگر خریدتے وقت جانور صحیح سالم تھا؛ لیکن بعد میں عیب دار ہو گیا تو مالدار پر اس کے بجائے دوسرے صحیح سالم جانور کی قربانی لازم ہے، اور اگر فقیر ہے تو اسی عیب دار جانور کی قربانی کرسکتا ہے، دوسرے جانور کی قربانی اس پر لازم نہیں ہے۔ **ولو اشتراها سلیمة ثم تعیبت بعیب مانع فعلیه اقامة غیرها مقامها ان کان غنیاً وان کان فقیراً اجزأه ذٰلک.**

(درمختار زکریا ۹/۱ ۴۷، کراچی ۳۲۵/۶، تاتارخانیة زکریا ۴۳۲/۱۷ ، مجمع الانهر ۱۷۳/۴ ، بدائع الصنائع زکریا ۲۱۶/۴، جواهر الفقه ۴۵۰/۱ ، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۶۹/۴)

قربانی کے وقت جانور عیب دار ہوگیا

جو جانور پہلے سے صحیح سالم تھا؛ لیکن قربانی کے لئے کوشش کرتے وقت (اچھل کود وغیرہ کی وجہ سے) عیب دار ہوگیا، تو اس کی قربانی میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولا یضر تعیبها من اضطرابها عند الذبح.** (درمختار زکریا ۴۷۱/۹ ، کراچی ۳۲۵/۶، البحر الرائق زکریا ۳۲۴/۹، تاتارخانیة زکریا ۴۳۲/۱۷ ، مجمع الانهر ۱۷۲/۴ ، هدایة ۴۳۲/۴، بدائع الصنائع زکریا ۲۱۶/۴ ، هندیة ۲۹۹/۵، المحیط البرهانی ۶۷/۸ ، فتاویٰ محمودیه ڈابهیل ۳۸۷/۱۷ ، مسائل قربانی وعقیقه ۳۱)

قربانی کیسے کریں؟

قربانی کا مسنون طریقہ

(۱) افضل یہ ہے کہ اپنی قربانی خود اپنے ہاتھ سے کرے۔ **وندب ...... أن یذبح بیدہ إن علم ذٰلک.** (درمختار مع الشامی زکریا ۹/۴۷۴، ھندیة ۵/۳۰۰، فتح القدیر زکریا ۹/۵۳۳، مبسوط سرخسی بیروت ۱۲/۱۸)

(۲) اگر خود نہ کرسکے تو کم از کم قربانی کے وقت سامنے موجود رہے۔ **وإلا شھدھا.** (درمختار مع الشامی زکریا ۹/۴۷۴)

(۳) جانور کو لٹانے سے قبل چھری تیز کرنا مستحب ہے؛ تاکہ ذبح کے وقت جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ **وندب احداد شفرته قبل الاضجاع.** (تنویر الابصار بیروت ۹/۳۵۷، زکریا ۹/۴۲۶، ھندیة ۵/۲۸۷، البحر الرائق زکریا ۹/۳۱۱، بدائع الصنائع زکریا ۴/۱۹۰، تاتارخانیة زکریا ۱۷/۳۹۶)

(۴) جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹادیں یعنی اس کے پیر قبلہ کی طرف کردیں اور اپنا دایاں پاؤں اس کے شانے پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کریں۔ **ومنھا: أن یکون الذابح مستقبل القبلة والذبیحة موجھة إلی القبلة.** (بدائع الصنائع زکریا ۴/۱۸۸-۱۸۹، اعلاء السنن کراچی ۱۷/۱۳۷، مبسوط سرخسی بیروت ۱۲/۳، الموسوعة الفقھیة بیروت ۲۱/۱۹۶-۱۹۷)

(۵) ذبح کے وقت قربانی کی نیت کرے (دل سے نیت کافی ہے، اس کے لئے الفاظ ادا کرنے ضروری نہیں) **وأما رکنھا فذبح ما یجوز ذبحه فی الأضحیة بنیة الأضحیة فی أیامھا.** (ھندیة ۵/۲۹۱)

(٦) ذبح سے پہلے بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھے۔ **وينبغي أن يسمى متصلاً بالذبح.**

(تاتارخانية زكريا ٣٩٨/١٧، هندية ٢٨٥/٥-٢٨٨)

(۷) ذبح کرتے ہوئے یہ آیتیں پڑھنا بھی ثابت ہے:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ. قُلْ اِنَّ صَلوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ. (ابوداؤد شريف ٣٨٦/٢، بدائع الصنائع زكريا ٢٢٢/٤، مسائل قرباني وعقيقه ٥٠)

(۸) ذبح کے بعد یہ دعا مانگے: **اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ.** (تاتارخانية زكريا ٤٠٠/١٧، مسائل قرباني وعقيقه ٥٠)

ذبح کے وقت خالص ذکر ضروری ہے

جانور کو ذبح کرتے وقت ایسا جملہ کہنا ضروری ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حمد وثنا پر دال ہو، مثلاً بسم اللہ (یا سبحان اللہ، الحمد للہ، جب کہ ان کلمات سے تسمیہ کی نیت ہو) **والشرط في التسمية هو الذكر الخالص عن شوب الدعاء وغيره فلا يحل بقوله: اللّٰهم اغفرلي لأنه دعاء وسوال بخلاف الحمد لله، أو سبحان الله مريداً به التسمية.**

(درمختار بيروت ٣٦٤/٩، زكريا ٤٣٧/٩، هندية ٢٨٦/٥، البحر الرائق زكريا ٣٠٩/٩، بدائع الصنائع زكريا ٢٢٢/٤، مبسوط سرخسي بيروت ٥/١٢)

ذبح کے وقت اردو میں اللہ کا نام لینا

اگر ذبح کرتے وقت اردو میں اللہ کا نام لیا مثلاً کہا ”خدا کے نام سے ذبح کرتا ہوں“ تو بھی ذبیحہ حلال ہوجائے گا (عربی کا کلمہ پڑھنا ضروری نہیں ہے) **بالعربية اولا ولو قادراً عليها.** (شامي بيروت ٣٦٤/٩، زكريا ٤٣٧/٩، هندية ٢٨٥/٥، البحر الرائق زكريا ٣٠٨/٩، تاتارخانية زكريا ٣٩٨/١٧)

ذبح کے وقت دعائیہ کلمہ پڑھنے سے جانور حلال نہ ہوگا

اگر ذبح کرتے وقت دعائیہ جملہ کہا مثلاً "**اللّٰهم اغفرلی**" پڑھ کر ذبح کیا تو جانور حلال نہ ہوگا (کیوں کہ یہ خالص ذکر نہیں؛ بلکہ اس میں سوال کی آمیزش ہے جب کہ ذبح کی صحت کے لئے ذکر خالص ضروری ہے) **فلا یحل بقوله: اللّٰهم اغفرلی لأنه دعاء وسوال.** (درمختار بیروت ۳٦٤/۹، زکریا ٤۳۷/۹، هندیة ۲۸٦/٥، البحر الرائق زکریا ۳۰۹/۹، تاتارخانیة زکریا ۳۹۸/۱۷)

ایک بسم اللہ سے کئی جانور ذبح کرنا

اس مسئلہ کی دوصورتیں ہیں:

الف: اگر دو جانوروں کو ایک کے اوپر ایک لٹایا اور بسم اللہ پڑھ کر ایک ہی حرکت سے دونوں کو ذبح کردے تو دونوں حلال ہوجائیں گے۔

ب: الگ الگ جگہوں پر جانوروں کو لٹایا ہے یا پے در پے لٹایا جارہا ہے تو ایک بسم اللہ سب کے لئے کافی نہ ہوگی؛ بلکہ ہر جانور کے لئے الگ الگ بسم اللہ پڑھنی ضروری ہوگی۔ **والمعتبر الذبح عقب التسمية قبل تبدل المجلس حتى لو اضجع شاتين احداهما فوق الاخرىٰ فذبحهما ذبحة واحدة بتسمية واحدة حلا. بخلاف ما لو ذبحهما على التعاقب لان الفعل يتعدد فتتعدد التسمية.** (درمختار بیروت ۳٦٦/۹، زکریا ٤۳۹/۹، هندية ۲۸۹/٥، البحر الرائق زکریا ۳۰۷/۹)

ذبح میں معاونت کرنے والے بھی بسم اللہ پڑھیں

جو شخص جانور کو ذبح کرانے میں چھری چلانے والے کا معاون ہو مثلاً چھری میں ہاتھ لگا رہا ہو تو اس پر بھی بسم اللہ پڑھنا واجب ہوگا۔ **وفيها أراد التضحية فوضع يده مع يد القصاب في الذبح وأعانه على الذبح سمى كل وجوباً.** (درمختار بیروت ٤۰٥/۹، زکریا ٤۸۲/۹)

قربانی کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے

اگر مسلمان شخص ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبیحہ حلال ہے (لیکن

اگر بالقصد بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دیا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا) **وتارک تسمية عمداً فان تركها ناسياً حل.** (تنویر الابصار مع الدر بیروت ٩/٢ ٣٦، زکریا ٩/ ٤٣٣، هندية ٥/ ٢٨٨، البحر الرائق زكريا ٩/ ٣٠٦، تاتارخانية زكريا ١٧/ ٤٠١، احسن الفتاویٰ ٧/ ٤٠٣، جامع الفتاویٰ ٤/ ٣٥٠)

بوقتِ ذبح قربانی کی نیت لازم نہیں

جو جانور قربانی کی نیت سے خریدا گیا ہو یا متعین کر دیا گیا ہو تو ذبح کے وقت خاص طور پر قربانی کی نیت لازم نہیں؛ بلکہ بہرحال وہ قربانی کی طرف سے معتبر ہو جائے گا؛ کیوں کہ خریداری کے وقت کی تعیین کافی ہے۔ **ذبح المشتراة لها بلا نية الاضحية جازت اكتفاء بالنية عند الشراء.** (هندية ٥/ ٢٩٤، مجمع الانهر ٤/ ١٧٥، الاشباه ٤٠)

متعینہ جانور دوسرے کے نام سے ذبح کرنا

جو جانور کسی شخص نے اپنے لئے متعین کر رکھا تھا پھر اسے دوسرے کی طرف سے ذبح کر دیا گیا تو بھی یہ مالک کی طرف سے ہی سمجھا جائے گا؛ کیوں کہ متعین جانور میں دوسرے کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا ہے۔ **رجل دعا قصاباً ليضحي له فضحى القصاب عن نفسه فهو عن الآمر.** (هندية ٥/ ٣٠٣، درمختار زكريا ٩/ ٤٧٧، مجمع الانهر ٤/ ١٧٥، الاشباه والنظائر ٤٠) **لو شراها بنية الأضحية فذبحها غيره بلا إذنه، فإن أخذها مذبوحة ولم يضمنه أجزأته، وإن ضمنه لا تجزئه، وهٰذا إذا ذبحها عن نفسه.** (درمختار بیروت ٩/ ٤٠٠، زكريا ٩/ ٤٧٧)

جانور کا ذبح کب متحقق ہوگا؟

جانور کے گلے میں چار شہ رگیں ہوتی ہیں:

(۱) حلقوم: جس سے سانس لیا جاتا ہے۔

(۲) مَری: جس سے کھانا پانی اندر جاتا ہے۔

(۳-۴) دورانِ خون والی دو رگیں۔

ان چار رگوں میں سے اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہوجاتا ہے اور شرعی طور پر ذبح کا تحقق ہوجاتا ہے۔ **أصح الأجوبة فی الأكثر عنه إذا قطع الحلقوم والمرئی والأكثر من كل ودجين يؤكل وما لا فلا.** (شامی بيروت ٣٥٦/٩، زكريا ٤٢٦/٩، هندية ٢٨٧/٥، البحر الرائق زكريا ٣١٠/٩، تاتارخانية زكريا ٣٩٣/١٧)

گردن میں کس جگہ چھری پھیری جائے؟

جانور کی گردن کے کسی بھی حصہ میں چھری چلائی جاسکتی ہے اس میں بیچ یا کنارے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ **وفی الجامع الصغير: لا بأس بالذبح فی الحلق كله وسطه وأعلاه وأسفله والأصل فيه قوله عليه الصلاة والسلام: الذكاة ما بين اللبة واللحيين.**

(شامی بيروت ٣٥٥/٩، زكريا ٤٢٤/٩، البحر الرائق زكريا ٣٠٩/٩، تاتارخانية زكريا ٣٩٢/١٧)

اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ

اونٹ کو حلال کرنے کا بہتر طریقہ ''نحر'' ہے، یعنی اس کا اگلا بایاں پاؤں باندھ کر کھڑے کھڑے اس کی گردن کے نچلے حصہ میں بسم اللہ پڑھ کر نیزہ مارا جائے جس سے سب رگیں کٹ جائیں اور بہنے والا خون نکل جائے؛ تاہم اگر اونٹ کو لٹا کر گائے بھینس کی طرح ذبح کیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے، مگر یہ خلافِ اولیٰ ہے۔ **قال البركتی: هو قطع عروق الابل الكائنة فی أسفل عنقها عند صدورها.** (الموسوعة الفقهية ١٢٠/٤٠) **يستحب فی النحر أن تكون الإبل قائمة على ثلاث معقولة اليد اليسرى فان أضجعها جاز.** (الموسوعة الفقهية ١٢٢/٤٠)

ضروری تنبیہ: عرب وغیرہ میں تو اونٹوں کے ''نحر'' کا عام معمول ہے؛ لیکن ہمارے اطراف میں چوں کہ اونٹ کی قربانی شاذ و نادر ہوتی ہے، اس لئے نحر کا طریقہ کم ہی اختیار کیا جاتا ہے، اور لوگ اونٹ کو لٹا کر ذبح کرتے ہیں؛ لیکن اس میں بعض جگہ معلوم ہوا کہ اس کی گردن پر

تین جگہ چھری پھیرنی ضروری سمجھی جاتی ہے تو یہ التزام قطعاً بے اصل ہے، اگر ایک جگہ ذبح کرنے سے رگیں کٹ جائیں تو گردن میں دوسری جگہ چھری چلانا بالکل ضروری نہیں ہے۔ (مرتب)

گُدّی کی طرف سے جانور ذبح کرنا مکروہ ہے

حلق کے بجائے گدی کی طرف سے جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے (تاہم اگر رگیں کٹ جائیں تو حلال ہوجائے گا) **وکره بعده كالجر برجلها إلى المذبح وذبحها من قفاها.** (درمختار بیروت ۳۵۷/۹، زکریا ۴۲۶/۹، هندية ۲۸۷/۵، البحر الرائق زكريا ۳۱۱/۹، بدائع الصنائع زكريا ۱۸۹/٤)

عورت کا ذبیحہ

عورت کے لئے بھی جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے؛ لہٰذا **مسلمان عورت کا ذبیحہ بلاشبہ** حلال ہے۔ **فتحل ذبيحتها ولو الذابح مجنوناً او امرأة.** (درمختار بیروت ۳۵۹/۹، زکریا ۴۳۰/۹، البحر الرائق زكريا ۳۰۶/۹، اعلاء السنن کراچی ۹۲/۱۷، مبسوط سرخسی بیروت ۵/۱۲)

باشعور بچے کا ذبیحہ

اگر نابالغ بچہ باشعور ہو اور اللہ کا نام لے کر ذبح پر قادر ہو تو اس کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔ **فتحل ذبيحتهما ولو الذابح مجنوناً أو امرأة أو صبياً يعقل التسمية والذبح.** (درمختار بیروت ۳۵۹/۹، زکریا ۴۳۰/۹، هندية ۲۸۵/۵، البحر الرائق زكريا ۳۰۶/۹، فتاویٰ سراجیہ ۳۸۱)

گونگے مسلمان کا ذبیحہ

اگر کوئی مسلمان گونگا ہو تو اس کا ذبیحہ مطلقاً حلال ہے (کیوں کہ وہ معذوری کی وجہ سے بسم اللہ پڑھنے پر قادر ہی نہیں ہے؛ لہٰذا اس کا مسلمان ہونا ہی کافی ہے) **أو أخرس** (درمختار) **مسلماً أو كتابياً لأن عجزه عن التسمية لا يمنع صحة ذكوته كصلوته.** (شامی بیروت ۳۶۰/۹، زکریا ۴۳۱/۹، هندية ۲۸۶/۵، البحر الرائق زكريا ۳۰۶/۹، فتاویٰ سراجیہ ۳۸۰)

مخنث شخص کا ذبیحہ

مخنث (ہیجڑا) شخص اگر مسلمان ہے تو اس کا ذبیحہ درست ہے۔ **والخنثی والمخنث تجوز ذبیحتها.** (هندية ٢٨٦/٥، مسائل قربانی و عقیقه ٤٢)

قادیانی کا ذبیحہ

قادیانی کافر ہیں، ان کا ذبیحہ حرام ہے، اگر کسی قادیانی نے اللہ کا نام لے کر کوئی جانور ذبح کیا پھر بھی وہ جانور حلال نہ ہوگا؛ بلکہ مردار کے حکم میں ہوگا۔ **وشرط كون الذابح مسلماً حلالاً.**

(شامی زکریا ٤٢٧/٩، هندية ٢٨٥/٥، احسن الفتاویٰ ٤٠٢/٧، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ٢٣٥/١٧، جامع الفتاویٰ ٣٦٣/٤، آپ کے مسائل اور ان کا حل ٢١٨/٤، عزیز الفتاویٰ ٦٩٧، مسائل قربانی و عقیقه ٤٢)

❍❖❍

چرم قربانی اور گوشت کے مصارف

قربانی کا گوشت کہاں صرف کریں؟

افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کیے جائیں: (۱) ایک حصہ فقراء میں تقسیم کردیں (۲) دوسرا حصہ اپنے رشتہ داروں اور دوست واحباب کو پیش کریں (۳) اور تیسرا حصہ خود اپنے استعمال میں لائیں، اور اپنی قربانی میں سے خود کھانا بھی مستحب ہے (اور ضرورت ہوتو سارا گوشت اپنے استعمال میں بھی لاسکتے ہیں اور سارا صدقہ بھی کرسکتے ہیں) **والافضل ان یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافة لاقربائه واصدقائه ویدخر الثلث، ویستحب ان یأکل منها، ولو حبس الکل لنفسه جاز.** (شامی زکریا ۹/۴۷۴، کراچی ۶/۳۲۸، بدائع الصنائع زکریا ۴/۲۲۴، هندیة ۵/۳۰۰، تاتارخانیة زکریا ۱۷/۴۳۷، جواهر الفقه ۱/۴۵۱، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/۴۳۰، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/۲۰۷) **وندب ان لا تنقص الصدقة من الثلث.** (مجمع الانهر ۴/۱۷۴)

قربانی کا گوشت دعوتِ ولیمہ میں کھلانا

قربانی کا گوشت دوست واحباب کو ولیمہ میں بھی کھلایا جاسکتا ہے۔ **والافضل ان یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافة لاقربائه واصدقائه ویدخر الثلث، ویستحب ان یأکل منها، ولو حبس الکل لنفسه جاز.** (شامی زکریا ۹/۴۷۴) **ولم یذکر الولیمة وینبغی أن تجوز لأنها تقام شکراً للّٰه تعالیٰ علی نعمة النکاح ووردت بها السنة.** (شامی زکریا ۹/۴۷۲)

غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا

قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دینا جائز ہے۔ **ویهب منها ما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی.** (هندیة ۵/۳۰۰، تاتارخانیة زکریا ۱۷/۴۳۷) **وللمضحی ان یهب کل**

ذلک او یتصدق لغنی او فقیر مسلم او کافر. (اعلاء السنن کراچی ،باب بیع جلد الاضحیة ۲۵۸/۷، آپ کے مسائل اوران کا حل ۲۰۹/٤، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٤۳٤/۱۷، کتاب الفتاویٰ ٤۹/٤ ۱)

وصیت والی قربانی کے گوشت کا مصرف

اگر میت نے قربانی کی وصیت کر رکھی ہوتو اس قربانی کا گوشت فقراء میں صدقہ کرنا لازم ہے، غیر مستحق لوگوں کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔ **لو ضحی عن میت و ارثه بامره لزمه بالتصدق وعدم الاکل منها.** (شامی زکریا ٤۸٤/۹، کراچی ۳۳۵/٦، خانیة ۳۵۲/۳، جامع الفتاویٰ ٤۵۵/٤)

قربانی کا گوشت فروخت کرنا

اصل یہی ہے کہ قربانی کا گوشت فروخت نہ کیا جائے؛ بلکہ اپنے استعمال میں لائیں یا مستحقین اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرادیں؛ لیکن اگر گوشت اتنا زیادہ ہوکہ اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوتو ایسی صورت میں ضائع کرنے کے بجائے بہتر یہی ہوگا کہ اسے فروخت کرکے اس کی قیمت غرباء و مستحقین میں تقسیم کردی جائے۔ **وفیه اللحم لا یجوز اصلاً سواء باع بشیء ینتفع به او بشیء لا ینتفع به.** (تاتارخانیة زکریا ٤٤۱/۱۷، درمختار زکریا ٤۷۵/۹، ملتقی الابحر ۱۷٤/٤، جواهر الفقه ٤۵۲/۱، مسائل قربانی وعقیقه ٤٤)

قربانی کی کھال کا استعمال

بہتر یہی ہے کہ قربانی کی کھال صدقہ میں دے دی جائے؛ تاہم اس کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا بھی جائز ہے جب کہ اسے بعینہٖ دباغت وغیرہ دے کر استعمال کرلیا جائے یا اس کے بدلہ میں کوئی باقی رہنے والی چیز لے لی جائے، مثلاً کھال دے کر بدلہ میں کوئی برتن لے لیا جو باقی رہنے والا ہے تو مالک کے لئے کھال سے اس طرح کا انتفاع جائز ہے؛ لیکن اگر کھال کو بیچ دیا جائے تو ایسی صورت میں اس کی قیمت کا صدقہ لازم ہوتا ہے۔ **ویتصدق بجلدها أو یعمل منه نحو غربال وجراب وقربة وسفرة ودلو أو یبدله بما ینتفع به باقیاً کما مر، لا بمستهلک کخل ولحم ونحوه، کدراهم، فإن بیع اللحم أو الجلدبه أی**

بمستهلک أو بدراهم تصدق بثمنه. (درمختار بيروت ٩/٣٩٨، زكريا ٩/٤٧٥، بدائع الصنائع زكريا ٤/٢٢٥، تبيين الحقائق زكريا ٦/٤٨٦، مبسوط سرخسي بيروت ١٢/١٤، مسائل قرباني وعقيقه ٤٥)

کھال اور گوشت کی قیمت کا صدقہ کرنا

قربانی کی کھال یا گوشت اگر بیچ دیا جائے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ **فان بيع اللحم او الجلد به اى بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه.** (درمختار زكريا ٩/٤٧٥، كراچى ٦/٣٢٨، هداية ٤/٤٣٤) **فان بدل اللحم او الجلد به يتصدق به.** (ملتقى الابحر ٤/١٧٤، احسن الفتاوىٰ ٧/٤٨٦، كتاب الفتاوىٰ ٤/١٥١، مسائل قرباني وعقيقه ٤٣)

قربانی کی کھال مدارس میں دینا

قربانی کی کھال مدارس کے نادار طلبہ کو بطور صدقہ دینا درست ہے، اس میں صدقہ اور علم دین کی اشاعت دونوں کا ثواب ملنے کی امید ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۴۶۲، کتاب الفتاویٰ ۴/۱۵۲، جواہر الفقہ ۱/۴۵۲)

قربانی کی کھال مساجد میں دینا

قربانی کی کھال مسجد میں اس غرض سے دینا کہ اسے فروخت کر کے مسجد کی مختلف ضروریات میں خرچ کیا جائے درست نہیں ہے، اسی طرح مسجد کے امام کو تنخواہ اور معاوضہ کے طور پر قربانی کی کھال دینا بھی جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۶/۳۷۸-۳۷۹)

کھال کا پیسہ تنخواہوں میں دینا

قربانی کی کھال فروخت کر کے جو پیسہ آئے اسے براہِ راست مدارس وغیرہ کے مدرسین وملازمین کی تنخواہوں میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/۴۵۲)

قربانی کی کھال کو مہتمم مالک بن کر فروخت کر دے؟

اگر مالک نے قربانی کی کھال مدرسہ کے مہتمم کو بطور ملکیت دے دی، اور مہتمم نے اس پر

قبضہ کر کے اسے فروخت کردیا اور اس کی رقم مدرسہ میں داخل کردی تو یہ رقم بلاتملیک مدرسہ کی تمام ضروریات (تنخواہوں، اور تعمیرات وغیرہ) میں لگائی جاسکتی ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۱۴/۲۵۶، ۱۴/۲۷۹) **وللمضحي أن يهب كل ذٰلك أويتصدق به أو يهديه بغني أوفقير مسلم أو كافر.** (اعلاء السنن ۱۷/۲۶۲)

نوٹ: لیکن اگر مہتمم کو مالک نہیں بنایا گیا ہے؛ بلکہ کھال فروختگی کے لئے وکیل بنایا گیا ہے جیسا کہ دستور ہے، تو اس صورت میں کھال کو فروخت کر کے مستحق طلبہ پر ہی خرچ کرنا لازم ہوگا، بلاتملیک غیر مصارف میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱۵/۵۸۷)

قربانی کی کھال یا گوشت کے بدلہ میں کپڑا لینا

اگر قربانی کی کھال یا گوشت کے بدلہ میں کپڑا وغیرہ لے لیا جائے تو اس کا استعمال مالک کے لئے درست ہے (اس کی قیمت کا صدقہ واجب نہیں ہے) **والصحيح كما في الهداية وشروحها: أنهما سواء في جواز بيعهما بما ينتفع بعينه دون ما يستهلك وأيده في الكفاية بما روى ابن سماعة عن محمدؒ: لو اشترى باللحم ثوباً فلا بأس بلبسه.**

(شامي بيروت ۹/۳۹۸، زكريا ۹/۴۷۵، تاتارخانية زكريا ۱۷/۴۴۱، اعلاء السنن بيروت ۱۷/۲۸٦)

قربانی کے گوشت کے بدلہ میں غلہ لے کر استعمال کرنا

قربانی کا گوشت دے کر اگر پھل فروٹ یا کھانے کی کوئی چیز لے لی تو اس کا استعمال بھی استحساناً جائز ہے۔ **اشترى بلحمها ماكولاً فأكله لم يجب عليه التصدق بقيمته استحساناً.** (شامي بيروت ۹/۳۹۸، زكريا ۹/۴۷۵، تاتارخانية زكريا ۱۷/۴۴۱، هندية ۵/۳۰۱، الدر المنتقى بيروت ۴/۱۷۵)

قربانی کی کھال غنی کو بعینہٖ ہدیہ کرنا

قربانی کی کھال بعینہٖ کسی کو بھی ہدیہ کر سکتے ہیں، اس میں فقیر یا غنی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

مستفاد: لكن إذا دفع لغنى ثم دفع إليه بنيتها يحسب. (شامی بیروت ۳۹۸/۹، زکریا ۴۷۵/۹، الدر المنتقی بیروت ۱۷۵/٤، کفایت المفتی ۲٤۳/۸)

قربانی کے جانور کے دودھ کا کیا کریں؟

اگر قربانی کے لئے متعین کردہ گائے یا بھینس دودھ دینے والی ہو تو اس کا دودھ اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے؛ بلکہ یا تو دودھ نکالیں ہی نہیں یا ضروری ہو تو دودھ نکال کر صدقہ کردیں۔ **ویکره الانتفاع بلبنها فان كانت التضحية قريباً نضح ضرعها بالماء البارد وإلا حلبه وتصدق به.** (شامی بیروت ۳۹۹/۹، شامی زکریا ٤۷٦/۹)

نوٹ:- بعض جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں قربانی کے جانور کے دودھ وغیرہ کو صدقہ کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ وہ جانور گھر کا چارہ نہ کھاتا ہو؛ بلکہ باہر جنگل میں چر کر گذارا کرتا ہو؛ لیکن اگر اسے چارہ لاکر گھر میں کھلایا جاتا ہو، جیسا کہ عام معمول ہے تو اس کے دودھ کا صدقہ کرنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ اپنے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ **ولو اشترى بقرة حلوبةً وأوجئها أضحية فاكتسب مالا من لبنها ليتصدق بمثل ما اكتسب ويتصدق بروثها؛ فإن كان يعلفها فما اكتسب من لبنها أو انتفع من روثها فهو له ولا يتصدق بشيء، كذا في محيط السرخسي.** (عالمگيري ۳۰۱/۵)

قربانی کے جانور پر سواری جائز نہیں

جو جانور قربانی کے لئے متعین ہے اس پر سواری کرنا یا اس پر سامان لادنا یا اس سے گاڑی کھنچوانا وغیرہ جائز نہیں ہے۔ **ولا يركبها ولا يحمل عليها شيئاً.** (درمختار بیروت ۳۹۹/۹)

قربانی کا جانور کرایہ پر دینا

قربانی کے جانور کو کرایہ پر دینے کی اجازت نہیں ہے، اگر دے دیا تو اس سے حاصل شدہ کرایہ کو صدقہ کرنا لازم ہے۔ **ولا يؤاجرها فإن فعل تصدق بالأجرة.** (درمختار بیروت ۳۹۹/۹)

قربانی کے جانور کی رسی کا صدقہ کرنا

قربانی کی کھال کے ساتھ اس کی رسی کو بھی صدقہ کردینا چاہئے۔ **ویتصدق بجلدها وكذا بجلالها وقلائدها.** (شامی زکریا ۴۷۴/۹، هندية ۳۰۰/۵، تاتارخانية زکریا ۴۴۲/۱۷)

قصاب کی اجرت جانور میں سے دینا

جانور ذبح کرنے اور گوشت بنانے والے قصاب کی اجرت قربانی کی کھال یا گوشت وغیرہ کے ذریعہ ادا کرنی درست نہیں ہے؛ بلکہ اجرت الگ سے دی جائے۔ **ولا يعطى اجر الجزار منها لانه كبيع ...... والبيع مكروه فكذا ما في معناه.** (درمختار مع الشامی زکریا ۴۷۵/۹، البحر الرائق زکریا ۳۲۷/۹، تاتارخانية زکریا ۴۴۲/۱۷، هداية ۴۳۴/۴، جواهر الفقه ۴۵۲/۱)

قربانی کرنے والا شروع ذی الحجہ سے قربانی تک بال وغیرہ نہ بنائے

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہونے کے بعد سے قربانی تک بدن کے بال اور ناخون وغیرہ نہ کاٹے۔ **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا رأيتم هلال ذى الحجة وأراد أحدكم أن يضحى فليمسک عن شعره وأظفاره".** (مسلم شریف، کتاب الأضحية ۱۶۰/۲) **قال العثمانى فى اعلاء السنن: والنهى محمول عندنا على خلاف الأولىٰ.** (اعلاء السنن ۲۰۸/۷، اهم مسائل ۱۶۹)

تکبیرِ تشریق کا وجوب

ذی الحجہ کی ۹ر تاریخ (یوم عرفہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ۱۳ر ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد منفرد، امام، مقتدی، مرد اور عورت سب پر تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ **واما وقته فاوله عقيب صلاة الفجر من يوم عرفة وآخره فى قول ابى يوسف ومحمدؒ عقيب صلاة العصر من آخر ايام التشريق.** (هندية ۱۵۲/۱، تبيين الحقائق ۵۴۵/۱، حلبی کبیر ۵۷۴، البحر العميق ۱۴۲۹/۳)

تکبیرِ تشریق کے الفاظ

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھی جائے گی اور اس کے الفاظ یہ ہیں: **اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.** (شامی زکریا ٦٢/٣، البحر العميق ١٤٣١/٣، هندية ١٥٢/١، تبيين الحقائق ٥٤٥/١، حلبى كبير ٥٧٥)

تکبیرِ تشریق کیسے پڑھی جائے؟

یہ تکبیر مرد جہراً پڑھیں گے اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔ **والمرأة تخافت بالتكبير لان صوتها عورة.** (تبيين الحقائق ٥٤٦/١، البحر العميق ١٤٣٤/٣، هندية ١٥٢/١، درمختار زكريا ٦٤/٣)

مسبوق بھی تکبیرِ تشریق پڑھے

مسبوق شخص اپنا سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھے گا۔ **وكذا يجب على المسبوق ويكبر بعدما قضى ما فاته.** (هندية ١٥٢/١، تبيين الحقائق ٥٤٦/١، درمختار زكريا ٦٥/٣، البحر العميق ١٤٣٤/٣)

تکبیرِ تشریق پڑھنے سے پہلے بات چیت کر لی

اگر تکبیرِ تشریق سے پہلے بات چیت کر لی تو تکبیرِ تشریق کا وجوب اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے؛ لہٰذا اسلام پھیرنے کے فوراً بعد تکبیرِ تشریق پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ **فلو خرج من المسجد أو تكلم عامداً أو ساهياً أو أحدث عامداً سقط عنه التكبير.**

(شامی زکریا ٦٣/٣)

تکبیرِ تشریق سے پہلے عمداً وضو توڑ دیا

اگر نماز کے بعد تکبیر تشریق سے قبل جان بوجھ کر وضو توڑ دیا تو بھی تکبیر تشریق اس کے ذمہ

سے ساقط ہوجاتی ہے (یعنی اس کا پڑھنا واجب نہیں رہتا) **فلو خرج من المسجد أو تکلم عامداً أو ساهیاً أو أحدث عامداً سقط عنه التکبیر.** (شامی زکریا ۳/ ۶۳)

تکبیرِ تشریق پڑھے بغیر مسجد سے باہر آ گیا

اگر مسجد میں نماز باجماعت کے بعد تکبیر تشریق پڑھے بغیر مسجد سے باہر چلا جائے تو اب تکبیر تشریق واجب نہیں رہتی۔ **فلو خرج من المسجد أو تکلم عامداً أو ساهیاً أو أحدث عامداً سقط عنه التکبیر.** (شامی زکریا ۳/ ۶۳)

تکبیرِ تشریق پڑھنے سے پہلے سینہ قبلہ سے پھیر لیا

اگر سلام کے بعد تکبیر تشریق پڑھنے سے پہلے قبلہ سے سینہ پھیر لیا تو اس میں تکبیر تشریق پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں دو روایتیں ہیں، احتیاط یہی ہے کہ تکبیر پڑھ لی جائے۔ **وفی استقبال القبلة روایتان.** (شامی زکریا ۳/ ۶۳)

سلام کے بعد تکبیرِ تشریق سے پہلے بلا ارادہ وضو ٹوٹ گیا

اگر سلام پھیرنے کے بعد ابھی تکبیر تشریق نہیں پڑھ پایا تھا کہ خود بخود وضو ٹوٹ گیا تو اصح قول یہ ہے کہ اسی حالت میں تکبیر تشریق کہہ لے، اور اس مقصد سے نیا وضو کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ **ولو أحدث ناسیاً بعد السلام الأصح انه یکبر ولا یخرج للطهارة.** (شامی زکریا ۳/ ۶۳)

❍❖❍

باب العقيقة

(عقیقہ کے منتخب مسائل)

مسائلِ عقیقہ

عقیقہ کسے کہتے ہیں؟

بچہ کی پیدائش پر شکرانہ کے طور پر جو قربانی کی جاتی ہے اسے عقیقہ کہتے ہیں۔ **والعقیقة فی الاصطلاح: ما یذکی عن المولود شکراً للّٰہ تعالیٰ بنیة وشرائط مخصوصة.**

(الموسوعة الفقهیة ۳۰/۲۷۶، مرقاة المفاتیح ۷۴/۸)

عقیقہ کی وجہِ تسمیہ

عقیقہ کی وجہِ تسمیہ یہ ہے کہ ''عقیق'' ان بالوں کو کہتے ہیں جو پیدائش کے وقت بچہ کے سر پر ہوتے ہیں، تو چوں کہ یہ قربانی اس وقت ہوتی ہے جب کہ یہ پیدائشی بال مونڈے جاتے ہیں اسی مناسبت سے اس قربانی کا نام ''عقیقہ'' رکھ دیا گیا۔ **سمیت بذٰلک لأنها تذبح حین یحلق عقیقه وهو الشعر الذی یکون علی المولود حین یولد من العق وهو القطع لأنه یحلق ولا یترک ذکره القاضی.** (مرقاة المفاتیح ۷۴/۸)

عقیقہ کا حکم

بچہ/ بچی کی طرف سے عقیقہ کرنا واجب تو نہیں؛ البتہ مستحب ہے۔ **وإنما أخذ أصحابنا الحنفیة فی ذٰلک بقول الجمهور، وقالوا باستحباب العقیقة.** (اعلاء السنن ۱۱۳/۱۷، حاشیة ترمذی شریف ۲۷۷/۱، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۰۵/۱۵، مسائل قربانی وعقیقه ۵۳)

بچہ کی طرف سے عقیقہ کون کرے؟

اصل تو یہی ہے کہ بچہ کا والد عقیقہ کا انتظام کرے؛ لیکن اگر نانیہال والے عقیقہ کر دیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، جیسا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں (حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما) کی طرف سے خود عقیقہ فرمایا۔ **قال رسول الله ﷺ: من ولد له غلام فليعق عنه عن الابل أو البقر أو الغنم.** (اعلاء السنن ١٢٨/١٧) **عن عائشة رضی الله عنها قالت: عق رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين يوم السابع الخ.** (اعلاء السنن ١١٥/١٧)

عقیقہ میں کتنے جانور ذبح کریں؟

عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکرے/ بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا/ بکری ذبح کرنے کا حکم ہے۔ **عن أم كرز قالت: سمعت النبی صلی الله عليه وسلم يقول: عن الغلام شاتان مكافئتان وعن الجارية شاة.** (ابن ماجة ٢٢٨، ترمذی شریف ٢٧٨/١، مصنف ابن ابی شبیة ٣٢٢/١٢، اعلاء السنن ١١٥/١٧، نسائی شریف ١٦٧/٢)

اگر دو بکرے کی گنجائش نہ ہو؟

اگر لڑکے کی طرف سے دو بکرے عقیقہ کرنے کی گنجائش نہ ہو تو ایک ہی بکرے سے عقیقہ کرنا بھی درست ہے۔ (اور اگر بالکل گنجائش نہ ہو تو سرے سے عقیقہ نہ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے) **وأما الغلام فيحتمل أن يكون أقل الندب فی حقه عقيقة واحدة وكماله ثنتان، والحديث يحتمل أنه لبيان الجواز فی الاكتفاء بالأقل.** (مرقاة المفاتيح ٨/ ٧٩-٨٠، بهشتی زیور اختری ٤٢/٣-٤٣، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ٦٠٦/١٥)

کیا دونوں بکرے ایک ساتھ ذبح کرنے ضروری ہیں؟

لڑکے کی طرف سے عقیقہ کرنے میں دونوں بکروں کو ایک ساتھ ذبح کرنا ضروری نہیں ہے،

ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ ایک بکرا آج ذبح کر دیا جائے اور دوسرا بکرا اگلے ہفتے ذبح کر دیا جائے۔ **أو دلالة على أنه لا يلزم من ذبح الشاتين أن يكون في يوم السابع فيمكن أنه ذبح عنه في يوم الولادة كبشاً وفي السابع كبشاً.** (مرقاة المفاتيح ۸/۸۰)

بڑے جانور میں قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ لینا

ایامِ قربانی میں قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کی نیت سے حصہ لینا بلاشبہ جائز ہے۔ **وكذا لو أراد بعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل.** (شامي زكريا ۹/۴۷۲، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ۲۶/۴۱۲)

نوٹ: لیکن اگر وسعت ہو تو عقیقہ میں بکرے/ بکری کی قربانی ہی افضل ہے۔ **والكلام إنما هو في الإجزاء وأما الأفضلية فلا شك أنها في الغنم لحديث عائشة رضي الله تعالىٰ عنها.** (اعلاء السنن بيروت ۱۷/۱۳۰)

غیر ایامِ قربانی میں بڑے جانور میں عقیقے کے حصے؟

ایامِ قربانی کے علاوہ دنوں میں ایک بڑے جانور میں کئی بچوں کے عقیقے کے حصے لینے میں اختلاف ہے؛ لیکن راجح یہی ہے کہ جس طرح ایامِ قربانی میں عقیقے کے حصے لینا جائز ہے اسی طرح غیر ایامِ قربانی میں بھی درست ہے۔ (کفایت المفتی ۸/۲۳۴، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۶۱۰-۶۱۲، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/۲۴۳، مسائل قربانی وعقیقہ ۵۸)

عقیقہ سے بلائیں ٹلتی ہیں

عقیقہ سے بچہ سے بلائیں دور ہو جاتی ہیں، اور جب تک عقیقہ نہیں ہوتا ہے وہ اندیشوں میں گھرا رہتا ہے اور اس کی نشوونما موقوف رہتی ہے۔ **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (الغلام مرتهن بعقيقته) يعني أنه محبوس سلامته عن الآفات بها......، والمعنى أنه كالشيء المرهون لا يتم الانتفاع والاستمتاع به دون فكه.** (مرقاة المفاتيح ۸/۷۸)

ومعنى مرتهن ورهين قيل لا ينمو نمو مثله حتى يعق عنه. (الموسوعة الفقهية ٢٧٧/٣٠، مستفاد: فتاویٰ رحیمیه ٩٠/٢)

عقیقہ کس دن کیا جائے؟

افضل یہ ہے کہ عقیقہ پیدائش کے ساتویں دن کر دیا جائے، مثلاً اگر جمعہ کو پیدائش ہوئی ہے تو جمعرات کو عقیقہ کردیں۔ **عن سمرة رضى الله عنه عن نبى الله صلى الله عليه وسلم قال: كل غلام مرتهن بعقيقته تذبح عنه يوم السابع ويحلق رأسه ويسمىٰ.** (ابن ماجة ٢٢٨، مصنف بن ابى شيبة ٣٢٦/١٢، اعلاء السنن ١١٩/١٧، ترمذى شريف ٢٧٨/١، نسائى شريف ١٦٧/٢)

رات میں بچہ کی پیدائش ہوئی تو دنوں کا حساب کب سے لگے گا؟

اگر رات کے وقت بچہ کی پیدائش ہوئی تو یہ رات گذرے ہوئے دن میں شامل نہ ہوگی؛ لہٰذا اگلے دن سے عقیقہ کے دنوں کا حساب لگایا جائے گا۔ (مثلاً بدھ کا دن گذار کر رات میں بچہ پیدا ہوا، تو عقیقہ کے دن کے لئے دنوں کی گنتی بدھ سے نہیں؛ بلکہ جمعرات سے شروع ہوگی، اور اگلے بدھ کو عقیقہ کرانا مستحب ہوگا) **وذهب جمهور الفقهاء إلى أن يوم الولادة يحسب من السبعة ولا تحسب الليلة إن ولد ليلاً بل يحسب اليوم الذى يليها.** (الموسوعة الفقهية ٢٧٨/٣٠)

اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرسکیں؟

اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرسکیں تو ۱۴/ ویں دن یا ۲۱/ ویں دن کر دیں، ورنہ جب بھی عقیقہ کریں تو دن کے اعتبار سے ساتویں دن کریں۔ **انها إن لم تذبح فى السابع ذبحت فى الرابع عشر وإلا ففى الحادى والعشرين ثم هٰكذا فى الأسابيع.** (اعلاء السنن ١١٧/١٧، ترمذى شريف ٢٧٨/١، بهشتى زيور اخترى ٤٢/٣)

بچہ اسپتال میں ہو تو کیا کریں؟

اگر بچہ اسپتال میں ہو تو اس کی طرف سے گھر پر عقیقہ کر دیں، عقیقہ کے لئے بچہ کا سامنے ہونا

کوئی شرط نہیں ہے، اور قربانی سے پہلے یا بعد میں اسپتال ہی میں بچہ کے بال منڈوادیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۶۱۹)

بچہ کی طرف سے دوسرے شہر میں عقیقہ

اگر بچہ ایک شہر میں ہوا اور اس کی طرف سے دوسرے شہر میں عقیقہ کیا جائے (یا مثلاً ایک بکرا ایک جگہ اور دوسرا بکرا دوسری جگہ ذبح کرایا جائے) تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور جب عقیقہ کے بکرے ذبح ہوجائیں تو بچہ کے بال منڈوادئے جائیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۶۱۹)

بڑے لوگوں کی طرف سے عقیقہ

اگر کسی کا عقیقہ بچپن میں نہ کیا گیا ہو تو بڑے ہونے کے بعد بھی عقیقہ کیا جاسکتا ہے، مگر وقت مستحب کی فضیلت اسے حاصل نہ ہوگی۔ **عن محمد (ابن سيرين) لو أعلم أنه لم يعق عني لعققت عن نفسي.** (المصنف لابن ابی شیبة ۱۲/ ۳۱۹) **عن الحسن البصري: إذا لم يعق عنك فعق عن نفسك وإن كنت رجلاً.** (اعلاء السنن ۱۷/ ۱۲۱، حاشیة فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/ ۵۱۱) **ونص الشافعية على أن العقيقة لا تفوت بتاخيرها لكن يستحب أن لا يؤخر عن سن البلوغ.** (الموسوعة الفقهية ۳۰/ ۲۷۹)

کیا عقیقہ میں دعوت ضروری ہے؟

عقیقہ میں قربانی کر کے دعوت ضروری نہیں ہے؛ بلکہ چاہیں تو کچا گوشت تقسیم کردیں یا غرباء کو کھلا دیں، یا پکا کر گھروں میں بھجوادیں، اور چاہیں تو مختصر دعوت کردیں (نام ونمود اور ریاکاری کی نیت نہ ہو) **ولو دعا إليها قوماً جاز.** (اعلاء السنن ۱۷/ ۱۲۰) **سواء فرق لحمها نيئاً أو طبخه بحموضة أو بدونها.** (شامی زکریا ۹/ ۴۸۵)

عقیقہ کے دن سر کے بال مونڈنا

بچپن میں اگر عقیقہ کیا جائے تو مستحب ہے کہ بچہ/ بچی کے سر کے بال مونڈ کر اس کے وزن

کے اندازے سے سونا چاندی یا اس کی قیمت صدقہ کردیں۔ **عن علیؓ قال: عقّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الحسن بشاۃ فقال: یا فاطمۃ! احلقی رأسہ وتصدقی بزنۃ شعرہ فکان وزنہ درہماً أو بعض درہم.** (المصنف لابن ابی شیبۃ ۲ /۳۱۹/۱ بتحقیق الشیخ محمد عوامۃ، ترمذی شریف: ۱۵۱۹، اعلاء السنن ۱۱۹/۱۷، ترمذی شریف ۲۷۸/۱، مسائل قربانی وعقیقہ ۵۳)

بچے کے بال ذبح سے پہلے مونڈے یا بعد میں؟

ذبح کے ساتھ ساتھ بچے کے بال مونڈنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ ذبح سے پہلے یا بعد میں جیسی سہولت ہو بال مونڈ سکتے ہیں، دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لازم نہ سمجھا جائے، جیسا کہ ناواقف لوگوں میں مشہور ہے۔ (بہشتی زیور اختری ۴۲/۳، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۲۰/۱۵)

کیا عقیقہ کے بغیر بچہ کے بال نہیں اتار سکتے؟

اگر جلدی عقیقہ کرنے کا ارادہ یا گنجائش نہ ہو تو عقیقہ سے قبل بچہ/ بچی کے بال اتارنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر جلدی عقیقہ کا ارادہ ہو تو عقیقہ کے دن بال اتارنا مستحب ہوگا۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۲۱/۱۵)

سر منڈانے کے بعد بچہ کے سر پر زعفران لگانا

عقیقہ کے دن سر منڈانے کے بعد بچہ کے سر پر زعفران وغیرہ خوشبو لگانے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ **عن بریدۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: کنا فی الجاھلیۃ إذا ولد لأحدنا غلام ذبح شاۃً ولطخ رأسہ بدمھا فلما جاء الإسلام کنا نذبح الشاۃ یوم السابع ونحلق رأسہ ونلطخہ بزعفران.** (رواہ أبوداؤد حدیث: ۲۸۴۳، مشکوٰۃ المصابیح مع المرقاۃ ۸۲/۸)

کیا بڑی عمر میں بھی سر کے بال مونڈنے ضروری ہیں؟

اگر بڑی عمر میں عقیقہ کیا جارہا ہو تو سر کے بال منڈوانے ضروری نہیں ہیں؛ بلکہ بڑی عمر کی

لڑکی کے بال مونڈنا ناجائز ہے۔(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵ ۲۲۲/۱۶، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۷/۱۱/۵۱۱، آپ کے مسائل اوران کاحل ۴/۲۳۸)

مرحوم بچہ کا عقیقہ

اگرعقیقہ سے پہلے بچہ کی وفات ہوجائے تو بعد میں اس کی طرف سے عقیقہ کا حکم نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵ ۱۶/۶۱۶-۶۱۷، مسائل قربانی وعقیقہ ۵۸)

عقیقہ کی کھال کا حکم

عقیقہ کے جانور کی کھال کا حکم بھی وہی ہے جو قربانی کی کھال کا ہے، بہتر ہے کہ اسے بعینہٖ صدقہ کردیا جائے یا فروخت کر کے اس کی قیمت مستحقین پر خرچ کردی جائے، اور ڈول وغیرہ بنا کر اپنے استعمال میں بھی لاسکتا ہے۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵ ۱۶/۶۲، مسائل قربانی وعقیقہ ۶۱)

عقیقہ کے وقت بچہ کا نام رکھنا

بہتر ہے کہ جس دن عقیقہ کیا جائے اسی دن بچہ کا اچھا سا نام بھی رکھ دیا جائے۔ فی الحدیث: **تذبح عنه یوم السابع ویسمیٰ ویحلق رأسه.** (ابو داؤد شریف حدیث: ۲۸۳۷، ترمذی شریف ۱۵۲۲، وغیرہ)

ختنہ سنتِ مؤکدہ ہے

ختنہ اسلام کا شعار اور سنتِ مؤکدہ ہے، اس لئے بچپن ہی میں بچوں کی ختنہ کا اہتمام ہونا چاہئے۔ **واختلفوا فی الختان قیل انه سنة هو الصحیح.** (عالمگیری ۵/۲۵۷)

بچہ کی ختنہ کب کرائی جائے؟

بچہ کی ختنہ کے لئے کوئی وقت متعین نہیں ہے، اس لئے اس میں بچہ کی صحت اور حالت کو دیکھ کر مناسب وقت تجویز کرنا چاہئے۔(اور جتنی کم عمری میں ختنہ کرائیں اتنا ہی بہتر رہتا ہے)

والأشبه عند الحنفية أن العبرة بطاقة الصبى إذ لا تقدير فيه فيترك تقديره إلى الرأى. (الموسوعة الفقهية ۲۹/۱۹)

بچہ کے کان میں اذان واقامت

مستحب ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہے جائیں۔ **عن ابی رافع رضی اللّٰہ عنه قال: رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أذن فی أذن الحسن بن عليٍّ حین ولدته فاطمة بالصلاة.** (ابوداؤد شریف حدیث: ۵۱۰۵، ترمذی شریف حدیث: ۱۵۱٤) **قال ملا علی قاری: والمعنی أذّن بمثل أذان الصلاة وهٰذا یدل علی سنّیة الأذان فی أذن المولود، وفی شرح السنة روی أن عمر بن عبد العزیز رضی اللّٰه عنه کان یؤذن فی الیمنیٰ ویقیم فی الیسریٰ إذا ولد الصبی الخ.** (مرقاة المفاتیح ۸۱/۸)

بچہ کے کان میں اذان واقامت کی حکمت

پیدائش کے فوراً بعد بچہ کے کان میں اذان واقامت کے کلمات کہنے کا حکم کئی حکمتوں پر مبنی ہے، مثلاً:

الف: کلماتِ اذان سے شیطان دفع ہوتا ہے، تو گویا بچہ کو شیطان کے اثر سے بچانا مقصود ہے۔

ب: کلماتِ اذان واقامت توحید خالص اور ایمانیات کے اقرار کے ساتھ ساتھ اسلام کے سب سے اہم رکن نماز کی دعوت پر مشتمل ہیں، بریں بنا عالم عنصری میں آنے کے بعد بچہ کے پردۂ سماعت سے ان کلمات کا گذارنا دراصل اس کے دل کی گہرائیوں میں ایمان وعمل کے جذبات جاگزیں کرنے میں بہت مؤثر ہے۔ **ولعل مناسبة الاٰیة بالأذان أن الأذان أیضاً یطرد الشیطان بقوله صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا نودی للصلاة أدبر الشیطان له ضراط حتی لا یسمع التأذین الخ، والأظهر أن حکمة الأذان فی الأذن أنه یطوق سمعه**

أول وهلة ذكر اللّٰه تعالىٰ على وجه الدعاء إلى الايمان والصلاة التى هى أم الأركان. (مرقاة المفاتيح ۸۱/۸)

اذان واقامت کے ساتھ بچہ کے کان میں تعوذ پڑھنا

مستحب ہے کہ پیدائش کے بعد بچہ کے کان میں شیطان سے حفاظت کی دعا پر مشتمل یہ آیت بھی پڑھی جائے: ﴿إنی أعیذها بک و ذریتها من الشیطٰن الرجیم﴾ (آل عمران:) (میں آپ سے اس کے لئے اور اس کی نسلوں کے لئے ملعون شیطان سے پناہ چاہتا ہوں) قال النووی فی الروضة: ویستحب أن یقول فی أذنه: إنی أعیذها بک وذریتها من الشیطٰن الرجیم. (مرقاة المفاتیح ۸۲/۸)

بچہ کی تحنیک

مسنون ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد کسی نیک شخص سے کھجور چبوا کر اس کا شیرا یا کوئی میٹھی چیز مثلاً شہد وغیرہ بچہ کے تالو میں چٹا دیا جائے، اور نیک لوگوں سے بچہ کے لئے دعا کرائی جائے، دورِ نبوت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے نومولود بچوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر تحنیک کرایا کرتے تھے۔ عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یؤتیٰ بالصبیان فیبرک علیهم ویحنکهم. (مسلم شریف حدیث: ۲۸٦، ابو داؤد شریف حدیث: ٥١٠٦، مرقاة المفاتیح ۷۵/۸، مسائل قربانی وعقیقه ۵۸) قوله ویحنکهم بتشدید النون أی یمضغ التمر أو شیئاً حلواً ثم یدلک به حنکه. (مرقاة المفاتیح ۷۵/۸)

❐❖❐

ماخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔ مرتب)

۱	القرآن الکریم	ترجمہ: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (م: ۱۳۳۹ھ)	مجمع الملک فہد مدینہ منورہ
۲	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م ۱۲۷۰ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۳	تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیر الدمشقیؒ (م: ۷۷۴ھ)	دار السلام ریاض
۴	تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ العثمانی پانی پتیؒ (م: ۱۲۲۵ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۵	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م: ۶۶۸ھ)	دار الفکر بیروت
۶	احکام القرآن للجصاص	حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفیؒ (م: ۳۷۰ھ)	سہیل اکیڈمی دیوبند
۷	تفسیر معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانیؒ (م: ۱۳۹۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۸	صحیح البخاری	الامام ابو محمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م: ۲۲۶ھ)	مکتبہ الاصلاح لا لباغ مرادآباد
۹	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م: ۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دار الفکر بیروت
۱۰	جامع الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م: ۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دار الفکر بیروت
۱۱	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م: ۲۷۵ھ)	اشرفی بکڈپو دیوبند دار الفکر بیروت
۱۲	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینیؒ (م: ۲۷۵ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند دار الفکر بیروت
۱۳	نسائی شریف	الحافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائیؒ (م: ۳۰۳ھ)	مکتبۃ السعد دیوبند
۱۴	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاکر)	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م: ۲۴۱ھ)	دار الحدیث القاہرہ
۱۵	سنن الدارالقطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدارقطنیؒ (م: ۳۸۵ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت

۱۶	مجمع الزوائد	علامہ ابوبکر الہیثمیؒ (م: ۸۰۷ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۷	مصنف ابن ابی شیبۃ	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العبسی الکوفیؒ (م: ۲۳۵ھ)	المجلس العلمی بیروت
۱۸	شعب الایمان	الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م: ۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۹	صحیح ابن حبان	الامام محمد بن حبانؒ (م: ۳۵۴ھ)	دار الفکر بیروت
۲۰	مستدرک حاکم	حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوریؒ (م: ۴۰۵ھ)	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز ریاض
۲۱	المعجم الطبرانی الاوسط	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م: ۳۶۰ھ)	مکتبۃ المعارف ریاض
۲۲	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م: ۳۶۰ھ)	دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۳	جامع الاحادیث	حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطیؒ (م: ۹۱۱ھ)	دار الفکر بیروت
۲۴	الترغیب والترہیب	الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ (م: ۶۵۶ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲۵	مشکوۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م: ۷۴۱ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۲۶	مرقاۃ المفاتیح	العلامۃ علی بن السلطان محمد القاریؒ (م: ۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۲۷	بذل المجہود	الشیخ ابوابراہیم خلیل احمد سہارنپوریؒ (م: ۱۳۴۶ھ)	دار البشائر الاسلامیہ
۲۸	اعلاء السنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م: ۱۳۹۴ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲۹	العرف الشذی	افادات: امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ (م: ۱۳۵۲ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۳۰	المتجر الرابح	حافظ شرف الدین عبدالمؤمن دمیاطیؒ (م: ۷۰۵ھ)	دار الفکر بیروت
۳۱	زاد المعاد	ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر الدمشقیؒ "ابن قیم الجوزیۃ" (م: ۷۵۱ھ)	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
۳۲	مظاہر حق	حضرت مولانا محمد قطب الدین صاحب دہلویؒ	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
۳۳	معارفِ مدنیہ	مرتب: حضرت مولانا سید طاہر حسن صاحب امروہویؒ	مکتبہ تھانوی دیوبند
۳۴	مبسوط سرخسی	شمس الائمۃ محمد بن احمد السرخسیؒ (م: ۴۸۳ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳۵	تنویر الابصار مع الدر المختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشیؒ (م: ۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۳۶	در مختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م: ۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۳۷	ردالمحتار (فتاوی شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م:۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، احیاء التراث العربی بیروت، زکریا دیوبند
۳۸	ملتقی الابحر	امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبیؒ (م:۹۵۶ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۳۹	الدر المنتقی	محمد بن علی بن محمد الحصینی المعروف بالعلاء الحصکفیؒ (م:۱۰۸۸ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۴۰	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ) (م:۱۰۷۸ھ)	دارا حیاء التراث العربی
۴۱	نورالایضاح	حسن بن عمار بن علی الشرنبلالیؒ (م:۱۰۶۹ھ)	یاسرندیم اینڈ کمپنی دیوبند
۴۲	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفیؒ (م:۱۰۶۹ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۴۳	طحطاوی علی المراقی	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفیؒ (م:۱۲۳۱ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۴۴	فتح القدیر	علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ)	دارالفکر بیروت
۴۵	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدرالشریعہ البخاریؒ (م:۶۱۶ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۴۶	غنیۃ المتملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفیؒ (م:۹۵۶ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۴۷	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (م:۷۸۶ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۴۸	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزازؒ (م:۸۲۷ھ)	کتب خانہ زکریا دیوبند
۴۹	الاشباہ والنظائر	علامہ بن نجیم مصریؒ (م:۹۷۰ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۵۰	عالمگیری/ہندیۃ	علامہ نظام الدین و جماعۃ من العلماء	دارا حیاء التراث العربی بیروت
۵۱	البحر الرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م:۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۲	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م:۵۹۲ھ)	دارا حیاء التراث العربی
۵۳	الفتاویٰ السراجیۃ	علامہ سراج الدین ابومحمد علی بن عثمان الاوسی الحنفیؒ (م:۵۷۵ھ)	مکتبہ اتحاد دیوبند
۵۴	ہدایہ	شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۵۵	بنایہ فی شرح الہدایۃ	علامہ بدرالدین العینی الحنفیؒ (م:۸۵۵ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۵۶	المختار الفتوی	العلامہ ابوالفضل مجدالدین عبداللہ بن محمود الحنفیؒ (م:۶۸۳ھ)	مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ معظمہ
۵۷	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م:۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۸	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م:۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند

۵۹	الفتاویٰ الولوالجیۃ	امام ابوالفتح ظہیرالدین عبدالرشید بن ابی حنیفہؒ (م:۵۴۰ھ)	دارالایمان سہارن پور
۶۰	تبیین الحقائق	علامہ فخرالدین عثمان بن علی الزیلعیؒ (م:۷۴۳ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۶۱	النہرالفائق	امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد المعروف بحافظ الدین النسفیؒ	دارالایمان سہارن پور
۶۲	تقریراتِ رافعی	علامہ عبدالقادر الرافعیؒ (م:۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۳	عمدۃ الرعایۃ شرح الوقایہ	العلامۃ محمد عبدالحئ اللکھنویؒ (م:۱۳۰۴ھ)	مرکز ادب دیوبند
۶۴	نصب الرایۃ	جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف الحنفی الزیلعیؒ (م:۷۶۲ھ)	دارالایمان سہارن پور
۶۵	الموسوعۃ الفقہیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الشؤن الدینیہ کویت
۶۶	البحرالعمیق	امام ابوالبقاء محمد بن احمد بن محمد بن الضیاء المکی الحنفیؒ (م:۸۵۴ھ)	المکتبۃ المکیۃ
۶۷	فتاوی رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ (م:۱۳۲۳ھ)	گلستاں کتاب گھر
۶۸	کفایت المفتی	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ (م:۱۳۷۲ھ)	مکتبہ امدادیہ پاکستان
۶۹	فتاوی دارالعلوم	حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰن صاحبؒ (م:۱۳۴۷ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۷۰	عزیزالفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰن دیوبندیؒ (م:۱۳۴۷ھ)	دارالاشاعت کراچی
۷۱	امدادالفتاوی	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م:۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
۷۲	بہشتی زیور	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م:۱۳۶۲ھ)	مکتبہ اختری سہارن پور
۷۳	بوادرالنوادر	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م:۱۳۶۲ھ)	مکتبہ ملت دیوبند
۷۴	امدادالاحکام	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ) حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلویؒ (م:۱۳۶۸ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۷۵	جواہرالفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م:۱۳۹۵ھ)	مکتبہ تفسیرالقرآن دیوبند
۷۶	امدادالمفتیین	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م:۱۳۹۵ھ)	دارالعلوم کراچی
۷۷	فتاوی محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م:۱۴۱۷ھ)	مکتبہ محمودیہ میرٹھ
۷۸	فتاوی محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م:۱۴۱۷ھ)	ڈابھیل گجرات
۷۹	فتاوی رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ (م:۱۴۲۲ھ)	مکتبہ رحیمیہ سورت گجرات
۸۰	احسن الفتاوی	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م:۱۴۲۲ھ)	دارالاشاعت دہلی
۸۱	آپ کے مسائل اوران کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (م:۱۴۲۱ھ)	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۸۲	مرغوب الفتاویٰ	حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری	جامعۃ القرأت گجرات

۸۳	کتاب الفتاویٰ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۸۴	جدید فقہی مسائل	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۸۵	فتاویٰ الکوثر	حضرت مولانا مفتی عبداللہ ولی کاوی	کنتھاریہ بھڑوچ
۸۶	جامع الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحبؒ (م:۱۴۲۰ھ)	ربانی بک ڈپو دہلی
۸۷	محمود الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری	مکتبہ انور ڈابھیل
۸۸	محقق ومدلل جدید مسائل	حضرت مولانا مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	اشاعت العلوم اکل کوا
۸۹	اہم مسائل	زیر نگرانی: حضرت مولانا مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	اشاعت العلوم اکل کوا
۹۰	احکام زکوٰۃ	حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی	کراچی
۹۱	ایضاح النوادر	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح مراد آباد
۹۲	انوار رحمت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح مراد آباد
۹۳	ایضاح المسائل	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح مراد آباد
۹۴	انوار مناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح مراد آباد
۹۵	مسائل قربانی وعقیقہ	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ فدائے ملت مراد آباد
۹۶	رمضان کیسے گذاریں	جناب مولانا ندیم الواجدی	دارالکتاب دیوبند
۹۷	مسائل اعتکاف	جناب مولانا قاری محمد رفعت صاحب	مکتبہ رضی دیوبند
۹۸	مسائل اور علماء ہند کے فیصلے	تجاویز فقہی سیمینار	اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی
۹۹	تذکرۃ الرشید	حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ (م:۱۳۶۰ھ)	مکتبہ خلیلیہ سہارن پور
۱۰۰	ملفوظاتِ فقیہ الامت	افادات: حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ (م:۱۴۱۷ھ)	مکتبہ محمودیہ میرٹھ
۱۰۱	احکام میت	ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی، تحقیق: مولانا مفتی عصمت اللہ سرخیل و رفقاء	مکتبہ یادگارِ شیخ سہارنپور
۱۰۲	آئینۂ رمضان	مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی	
۱۰۳	آسان فقہی مسائل	مولانا عمر فاروق صاحب	
۱۰۴	مفطرات الصیام المعاصرۃ	ڈاکٹر احمد بن محمد الخلیل استاذ جامعۃ القصیم سعودی عرب	

مرتب کی دیگر علمی کاوشیں

❑ خطباتِ سیرتِ طیبہ — صفحات: ۲۴۰
❑ اللہ سے شرم کیجئے — صفحات: ۴۳۲
❑ اللہ والوں کی مقبولیت کا راز — صفحات: ۱۹۲
❑ کتاب المسائل (۱) (طہارت ونماز) — صفحات: ۶۰۸
❑ ذکرِ رفتگاں — صفحات: ۵۶۸
❑ دعوتِ فکر وعمل — صفحات: ۵۴۰
❑ لمحاتِ فکریہ — صفحات: ۳۲۰
❑ مشعلِ راہ — صفحات: ۴۰۰
❑ تحفۂ رمضان — صفحات: ۱۷۶
❑ دینی مسائل اور ان کا حل — صفحات: ۴۱۶
❑ فتاوی شیخ الاسلامؒ — صفحات: ۲۵۱
❑ فتوی نویسی کے رہنما اصول — صفحات: ۴۲۹
❑ ردمرزائیت کے زریں اصول — صفحات: ۲۱۶
❑ قادیانی مغالطے — صفحات: ۱۲۴
❑ تحریک آزادیٔ ہند میں مسلم علماء اور عوام کا کردار — صفحات: ۲۲۸
❑ پیکرِ عزم وہمت، استاذ اور شاگرد — صفحات: ۸۰
❑ نورِ نبوت — صفحات: ۷۲

رابطہ:

محمد اسجد قاسمی مظفرنگری: **09058602750**

❑❖❑

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ سوم)

حج وعمرہ وزیارتِ مدینہ منورہ

[نظر ثانی واضافہ شدہ اشاعت]

مرتب:
مفتی محمد سلمان منصور پوری
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر
المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:
فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ دہلی

اشاعت اول: ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۱ء

نام کتاب:	کتاب المسائل (۳)
مرتب:	مفتی محمد سلمان منصور پوری
کتابت وتزئین:	محمد اسجد قاسمی مظفرنگری
صفحات:	۵۲۸
قیمت:	۲۵۰/روپیہ

ناشر:

المركز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمٹیڈ) دہلی

011-23289786 - 23289159

قَالَ اللّٰهُ تبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاَتِمُّوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ○

(البقرة:)

ترجمہ:

اور اللہ کی رضا جوئی کے لئے حج اور عمرہ (کے ارکان ومناسک) پوری طرح ادا کیا کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم! اما بعد:

ایک مسلمان دنیا میں ہر چیز سے مستغنی ہوسکتا ہے؛ لیکن دینی مسائل واحکام اور پیش آمدہ واقعات کے متعلق شرعی رہنمائی سے کوئی بھی مسلمان کہیں بھی اور کبھی بھی مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ہر زمانہ میں حضرات علماء کرام ومفتیانِ عظام نے زمانہ کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے مسائل کے مجموعے مرتب کر کے امت کو پیش کئے۔ عربی زبان میں تو ایسی کتابیں بے شمار ہیں؛ تاہم اردو زبان کا دامن بھی ایسی کتابوں سے خالی نہیں ہے، بفضلہٖ تعالیٰ اکابر علماء کے علمی افادات فتاویٰ اور تصانیف کی صورت میں وافر مقدار میں موجود ہیں، جن سے امت فائدہ اٹھا رہی ہے، اور انشاء اللہ تا قیامت فائدہ اٹھاتی رہے گی۔

لیکن چوں کہ روزانہ نت نئے مسائل پیش آتے رہتے ہیں؛ اس لئے نئے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر شرعی رہنمائی کی ضرورت ہر زمانہ میں برقرار رہتی ہے۔ یہی سوچتے ہوئے مسائل ودلائل کا یہ سلسلہ ماہنامہ ''ندائے شاہی'' مرادآباد میں آج سے ۱۳؍سال قبل ''کتاب المسائل'' کے عنوان سے شروع کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق شامل حال رہی کہ گذشتہ ۱۳؍سالوں میں عبادات سے متعلق بالترتیب مسائل کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہوگیا۔ اس سلسلہ کی دو جلدیں الحمد للہ پہلے شائع ہوچکی ہیں، پہلی جلد ''طہارت، نماز اور جنائز'' پر مشتمل تھی، جب کہ دوسری جلد میں ''روزہ، زکوٰۃ، قربانی اور عقیقہ'' کے مسائل شائع کئے گئے اور اب تیسری جلد میں ''حج وعمرہ'' کے اہم مسائل شائع کئے جارہے ہیں، **فالحمد للّٰہ علی ذٰلک**۔

کسی بھی کام کے وجود میں آنے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کو سب سے بڑا دخل ہوتا ہے اور توفیق کا مطلب یہ ہے کہ من جانب خداوندی اس کام میں غیر معمولی سہولتیں پیدا ہوجاتی ہیں اور راستہ سے موانع ہٹادئے جاتے ہیں۔ یہ ناکارہ یقیناً علمی اور عملی ہر اعتبار سے ناقص ہے؛ لیکن مقام صد شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے بلاکسی استحقاق کے خیر کی توفیق سے سرفراز فرمایا اور عالم اسباب میں ایسی صورتیں پیدا فرمائیں کہ یہ ناکارہ اس خدمت کو انجام دے سکا، ان اسباب میں سے چند اسباب یہ ہیں:

○ حضرات والدین محترمین زید مجدہما کی تربیت اور ان کی سحر گاہی دعائیں! جو قدم قدم پر شامل حال ہیں، **فَجَزَاهُمَا اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ، وَاَطَالَ اللّٰهُ عُمُرَهُمَا مَعَ الصِّحَّةِ وَالْعَافِيَةِ۔**

○ حضرات اساتذۂ کرام بالخصوص فقیہ الامت استاذ معظم، مشفق ومربی حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کی بے مثال توجہاتِ عالیہ اور شفقتیں! جن کا شکر ادا کرنے سے احقر قطعاً قاصر ہے، بس اللہ تعالیٰ ہی ان سب حضرات اساتذۂ عظام کو دنیا وآخرت میں درجاتِ عالیہ سے نوازیں، آمین۔

○ دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد سے خادمانہ وابستگی! کہ اس کی بنا پر فقہ میں اشتغال کا موقع میسر آیا۔

○ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے دینی واصلاحی رسالہ: ماہنامہ ''ندائے شاہی'' کی ادارتی ذمہ داریاں! جس کی بدولت قلم سے رشتہ مضبوط ہوا، اور تساہلی کے باوجود کچھ نہ کچھ لکھتے رہنے کا حوصلہ ملا۔ اور دیکھا جائے تو یہ ''کتاب المسائل'' بھی منجملہ ''ندائے شاہی'' کی برکات میں سے ہے، اللہ تعالیٰ اس خدمت کو دارین میں نجات کا سبب بنائیں اور اس چراغ کو تا دیر روشن رکھیں، آمین۔

مزید اللہ تعالیٰ کا فضل یہ رہا کہ گذشتہ سالوں میں بار بار حج وزیارت کی سعادت حاصل

ہوتی رہی جس کے دوران حج کے متعلق مسائل ومباحث سامنے آتے رہے، اس لئے بصیرت کے ساتھ مسائل کو منتخب کرنے میں سہولت ہوئی۔

احقر کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پورا احساس ہے، مسائل کے انتخاب واشاعت کا کام جس قدر نازک ہے، احقر اس کا ہرگز متحمل نہیں ہے؛ اس لئے سبھی قارئین سے دست بستہ عرض ہے کہ مطالعہ کے دوران جو بھی غلطی سامنے آئے (جس کا عین امکان ہے) تو اس سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں؛ تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کی جاسکے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر احقر اس موقع پر اپنے کرم فرما اور دارالافتاء کے رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کا شکریہ ادا نہ کرے کہ آں موصوف نے مسودہ کو بغور ملاحظہ فرمایا، اور اصلاحات فرمائیں اور قیمتی مشورے دئے، **فجزاهم اللّٰه تعالیٰ احسن الجزاء۔**

علاوہ ازیں محبّ مکرم جناب مولانا مفتی ابوجندل قاسمی اور عزیز مکرم مولانا قاری سید محمد عفان منصور پوری کا بھی مشکور ہوں کہ ان حضرات نے بھی مسودہ کی نظرثانی کی۔

۱۴۳۲ھ میں جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد سے تکمیل افتاء کرنے والے احباب نے حوالوں کی مراجعت کی خدمت نہایت تن دہی سے انجام دی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائیں، آمین۔

عزیزم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری نے کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں ان تھک محنت کی، اور اپنی بہترین فنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا، وہ بھی یقیناً عنداللہ ماجور ہوں گے۔

محبّ مکرم جناب مولانا معزالدین صاحب قاسمی ناظم امارتِ شرعیہ ہند دہلی اور جناب محمد ناصر خاں صاحب مالک ''فرید بک ڈپو دہلی'' کا بھی احقر نہایت ممنون ہے کہ انہوں نے بہت جلد عمدہ طباعت کا انتظام کیا، اللہ تعالیٰ ان سبھی حضرات کو اجر جزیل سے نوازیں، آمین۔

اخیر میں بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ وہ محض اپنے فضل وکرم سے اس کتاب

کو اپنے دربار میں قبول فرمائیں، اور کوتاہیوں سے درگذر فرمائیں، اور احقر کے لئے اور اس کے والدین، واساتذہ اور سبھی معاونین اور کتاب کی تیاری میں جن جدید وقدیم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کے سبھی مؤلفین کے لئے اس کتاب کو صدقۂ جاریہ اور دارین میں فلاح وکامرانی کا ذریعہ بنادیں، آمین۔ **وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔**

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۸؍ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ ۱۷؍ ۱۰؍ اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز دوشنبہ

تأثرات: محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ

مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم: أما بعد! وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالاً وَّعَلىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ. (الحج: ۲۷)

حج اسلام کے چار ارکان میں سے ایک عظیم ترین رکن اور عشقیہ عبادت ہے، اور یہ عبادت ایسی جگہ ادا کی جاتی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلیات اور انوار کا مرکز ہے۔ حضرت امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب شعب الایمان حدیث نمبر: ۳۹۹۴ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ: ''بیت اللہ شریف جس جگہ قائم ہے بعینہٖ اس کے اوپر ساتویں آسمان میں بیت المعمور قائم ہے، اور پھر بیت المعمور کے بالکل اوپر عرشِ الٰہی ہے، اگر کوئی چیز وہاں سے نیچے گرادی جائے تو کعبۃ اللہ کے اوپر آکر گرے گی، اور روزانہ ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی توجہات اور اس کی تجلیات کا نزول عرشِ الٰہی سے بیت المعمور سے ہوکر سب سے پہلے کعبۃ اللہ پر ہوتا ہے، پھر وہاں سے اس کی شعاعیں پوری دنیا میں پھیلتی ہیں''۔

وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جن کو وہاں کی حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت امام بیہقیؒ نے شعب الایمان حدیث نمبر: ۴۰۰۰ میں امام مجاہدؒ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ: ''سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے اعلان پر جس نے بھی لبیک کہا ہے، اسی کو وہاں کی حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے، اور وہی حج بیت اللہ کی سعادت سے ہم کنار ہوتا ہے''۔

برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ العالی کی طرف سے ''کتاب المسائل'' کے نام سے ایک اہم ترین سلسلہ جاری ہے، جس میں بے شمار مسائل وجزئیات

دلائل کے ساتھ نقل کیئے جارہے ہیں۔ پہلی جلد ’’کتاب الصلوٰۃ‘‘ تک شائع ہوکر ناظرین کے سامنے آچکی ہے، پھر دوسری جلد ’’کتاب الجنائز‘‘ سے ’’کتاب الاضحیۃ‘‘ تک تیار ہوچکی ہے، جس میں زمانہ کے نئے اور مشکل مسائل کا حل بھی اچھے انداز سے پیش کیا گیا ہے، خاص طور پر رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کے لئے جانے والوں کے متعلق نئے مسائل جو سامنے آتے ہیں، مثلاً: وہاں سے عید کے دن ہندوستان کے لئے روانہ ہوجائے اور ہندوستان میں روزہ ہے، اسی طرح ہندوستان کی ۲۹؍شعبان کو کوئی ہندوستان سے سعودیہ عرب جاتا ہے، اور وہاں اس دن روزہ ہے، تو انہیں کیا کرنا چاہیئے؟ اس طرح کے بہت سے مسائل کا حل اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔

اور تیسری جلد صرف ’’حج وعمرہ اور زیارتِ مدینہ منورہ‘‘ پر مشتمل ہے، اور اس میں حاجیوں کی ضرورت کے لئے ہر گوشہ کے بے شمار مسائل نقل کئے گئے ہیں، اور حج کے موضوع پر بہت سی کتابیں منظرعام پر آچکی ہیں، ہر ایک سے حجاجِ کرام فائدہ اٹھاسکتے ہیں، مگر مؤلف موصوف کی اس تیسری جلد میں مزید کچھ نئے مسائل کا اضافہ بھی ہے، اس لئے اس کی افادیت میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ سے امید کی جاتی ہے کہ عازمین حج کو اس جلد سے بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا، یہ بندۂ ناچیز بارگاہِ الٰہی میں دعاء گو ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں میں مقبول ہو اور مؤلف موصوف کے لئے ذریعۂ نجات بنے۔ آمین۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَداً ❖ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

اللّٰه كبيراً والحمد للّٰه كثيراً وسبحان اللّٰه بُكرة وأصيلاً.

(المعجم الكبير ۲/ ۱۳۵ حديث: ۱۵۷۰)

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۲؍ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسنِ ترتیب

- عرضِ مرتب: ---------- ۴
- تأثرات: حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مفتی ومحدث مدرسہ شاہی مرادآباد --- ۸

کتاب الحج ۵۷-۳۸۶

حج کا بیان ---------- ۵۹

- حج کا سلسلہ کب سے جاری ہے؟ ---------- ۵۹
- سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا اعلانِ حج ---------- ۶۰
- حج کی فرضیت ---------- ۶۱
- حج؛ زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے ---------- ۶۱
- صاحبِ استطاعت حضرات حج کی ادائیگی میں جلدی کریں ---------- ۶۱
- ایک غلط فہمی کا ازالہ ---------- ۶۳
- وسعت کے باوجود حج فرض ادا نہ کرنے پر وعیدیں ---------- ۶۳
- حج؛ مغفرت کا بڑا ذریعہ ---------- ۶۴
- حجاج کے لئے اجر وثواب کی بارش ہی بارش ---------- ۶۵
- حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے ---------- ۶۷
- حج؛ کمزوروں کے لئے جہاد ہے ---------- ۶۸

○ حاجیوں کی دعاؤں کا اثر ---------- ۶۸

○ حاجیوں سے دعا کی درخواست ---------- ۶۹

○ حج؛ رزق میں برکت کا سبب ---------- ۷۰

○ حج؛ عشقیہ عبادت ہے ---------- ۷۱

○ حج؛ موت کی یاد کا ذریعہ ---------- ۷۲

○ سفرِ حج کی اصل روح ---------- ۷۲

○ سفرِ حج میں رائج منکرات ---------- ۷۲

○ حج میں صرف حلال پیسہ لگائیں ---------- ۷۴

○ حج کو جانے سے پہلے مسائل ضرور سیکھیں ---------- ۷۵

○ حج کی شرعی تعریف ---------- ۷۵

○ حکم کے اعتبار سے حج کی قسمیں ---------- ۷۵

○ حج پہلی فرصت میں کریں ---------- ۷۶

○ بیوی کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر ---------- ۷۶

○ والدین کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر کی گنجائش ---------- ۷۷

○ چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر ---------- ۷۷

○ کیا دمہ یا نزلہ کا مریض حج مؤخر کرسکتا ہے؟ ---------- ۷۷

○ ہائی بلڈ پریشر اور شوگر کے مریض کا حکم ---------- ۷۸

○ دل کے مریض کا حکم ---------- ۷۸

○ آدمی پر حج کب فرض ہوتا ہے؟ ---------- ۷۸

❑ شرائط وجوب سے ملحق مسائل ---------- ۸۰

○ اگر کوئی کافر حج کرلے تو کیا حکم ہے؟ ---------- ۸۰

○ جس شخص کو حج کی فرضیت کا علم نہیں تھا لیکن اس نے حج کرلیا ---------- ۸۰

○ بچہ کا حج کرنا ---------- ۸۰

○ ناسمجھ بچہ اور مجنون کی طرف سے ولی کا احرام باندھنا ---------- ۸۱

○ احرام باندھنے کے بعد بچہ بالغ ہوگیا ---------- ۸۱

○ احرام باندھنے کے بعد پاگل پن جاتا رہا ---------- ۸۱

○ دماغی معذور کا حکم ---------- ۸۲

○ استطاعت سے کون سی قدرت مراد ہے؟ ---------- ۸۲

○ حج بدل کی وجہ سے غیر مستطیع پر حج فرض نہ ہوگا ---------- ۸۳

○ آفاقی فقیر کا میقات سے تجاوز کرجانا ---------- ۸۳

○ کیا شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض ہوجاتا ہے؟ ---------- ۸۴

○ زادِ سفر حوائجِ اصلیہ سے الگ ہونا چاہئے ---------- ۸۴

○ حج کے لئے حوائجِ اصلیہ کو بیچا نہیں جائے گا ---------- ۸۵

○ حج کو جائے یا گھر کا سامان خریدے؟ ---------- ۸۵

○ ایامِ سفر میں اہل وعیال کا خرچ ---------- ۸۵

○ مکان بنانے کے لئے پیسہ رکھا تھا کہ حج کا وقت آگیا ---------- ۸۶

○ پہلے شادی کرے یا حج؟ ---------- ۸۶

○ کس قدر زرعی زمین پر حج فرض ہے؟ ---------- ۸۶

○ بڑے مکان کا کچھ حصہ بیچ کر حج کو جانا لازم نہیں ---------- ۸۷

○ زائد از ضرورت مکان یا سامان بیچ کر حج کو جانا ---------- ۸۷

○ عاریت یا اباحت سے قدرت ثابت نہیں ہوتی ---------- ۸۷

○ مال حرام سے حج قبول نہیں ---------- ۸۸

○ مکہ معظّمہ سے پیدل حج کرنے کا ثواب ---------- ۸۸

○ شرائطِ وجوبِ ادا ---------- ۸۹

○ سخت بیمار شخص خود حج کرلے؟ ---------- ۸۹

○ حج کا ویزا نہ ملنا مانع وجوبِ ادا ہے ---------- ۹۰

○ وبائی مرض کے خطرہ سے حج میں تاخیر؟ ---------- ۹۰

○ عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط ---------- ۹۱

○ محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حجِ فرض سے نہیں روک سکتا ---------- ۹۱

○ شوہر کا عورت کو نامحرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا ---------- ۹۱

○ شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا ---------- ۹۱

○ محرم کا مامون ہونا شرط ہے ---------- ۹۲

○ ساس کا داماد کے ساتھ سفر ---------- ۹۲

○ حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ ---------- ۹۲

○ عورت کا بغیر محرم یا شوہر کے حج کرنا ---------- ۹۲

○ بوڑھی عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر حج ---------- ۹۳

○ سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آ جائے؟ ۹۴
○ سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟ ۹۴
○ خنثیٰ مشکل کا حکم ۹۵
○ شرائطِ صحتِ ادا ۹۶
○ دورانِ سفرِ حج انتقال ہوگیا ۹۷
○ وسعت کے بعد فقیر ہوگیا ۹۷
○ قرض لے کر حج کرنا ۹۷
○ صحت کے بعد مفلوج ہوگیا ۹۸
○ سفرِ حج کے آداب ۹۸

□ **مسائلِ میقات** ۱۰۰

○ میقاتِ زمانی ۱۰۰
○ میقاتِ مکانی ۱۰۰
○ اہلِ آفاق کی میقات ۱۰۱
○ ''جدہ'' کی حیثیت کیا ہے؟ ۱۰۳
○ اہلِ حل کی میقات ۱۰۵
○ اہلِ حرم کی میقات ۱۰۵
○ میقات کی حکمت ۱۰۵
○ میقات سے احرام باندھے بغیر گذر جانا ۱۰۶

○ حائضہ عورت بلا احرام حدودِ حرم میں پہنچ گئی ---------- ۱۰۶

○ حائضہ عورت کا مکہ معظّمہ پہنچ کر پاکی سے قبل مدینہ منورہ کا نظام ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۱۰۷

○ دوسری میقات تک احرام کو مؤخر کرنا ---------- ۱۰۷

○ میقات سے آگے احرام باندھ لیا ---------- ۱۰۸

○ کسی عذر کی وجہ سے میقات پر واپس نہ آ سکا ---------- ۱۰۸

○ مناسک شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا ---------- ۱۰۹

○ افعالِ حج شروع کرنے کے بعد لوٹا ---------- ۱۰۹

○ اعادۂ طوافِ زیارت کے لئے میقات کے باہر سے آنے پر احرام لازم ہے ---------- ۱۱۰

○ مکۃ المکرّمہ میں احرام کے بغیر بار بار داخل ہونا ---------- ۱۱۰

○ کاروباری حضرات اور ڈرائیوروں وغیرہ کے لئے گنجائش ---------- ۱۱۱

○ بچہ میقات سے گذرنے کے بعد بالغ ہوا ---------- ۱۱۱

○ مجنون میقات سے احرام کے بغیر گذر گیا پھر افاقہ ہو گیا ---------- ۱۱۲

○ اہل مکہ کا حل میں جانا آنا ---------- ۱۱۲

○ اہل مکہ کا آفاق میں جا کر واپس آنا ---------- ۱۱۲

○ اہل حل کا آفاق میں جا کر اپنے وطن واپس آنا ---------- ۱۱۲

○ آفاقی کا حدودِ حل میں جانا ---------- ۱۱۳

○ اہل جدہ کا مکہ معظّمہ آ کر احرام باندھنا ---------- ۱۱۳

○ چھوٹے ہوئے طوافِ زیارت کو ادا کرنے کے لئے نئے احرام کے بغیر واپس آنا ---------- ۱۱۴

○ طوافِ وداع کے بغیر میقات سے باہر چلا گیا ---------- ۱۱۴

□ حج وعمرہ کے ارکان وافعال ۱۱۵

○ حج کے فرائض ۱۱۵
○ فرض کا حکم ۱۱۵
○ ملحق بہ فرائض اعمال ۱۱۶
○ واجباتِ حج ۱۱۶
○ واجب سے ملحق افعال ۱۱۷
○ واجبات کا حکم ۱۱۷
○ حج کی سنتیں ۱۱۸
○ سنتوں کا حکم ۱۱۹
○ حج کی قسمیں ۱۱۹
○ مکی اور حلی کے لئے قران وتمتع ممنوع ۱۲۰
○ عمرہ کے افعال ۱۲۱
○ حجِ افراد کے افعال ۱۲۱
○ حجِ قران کے افعال ۱۲۲
○ قران کے صحیح ہونے کی شرطیں ۱۲۳
○ قارن کا المام صحیح موجب بطلان نہیں ہے ۱۲۴
○ حج تمتع کے افعال ۱۲۴
○ تمتع صحیح ہونے کی شرطیں ۱۲۵
○ جس شخص کا وطن آفاق اور حرم دونوں میں ہو اس کا تمتع؟ ۱۲۶

○ متمتع کا میقات سے باہر جا کر حج کا احرام باندھ کر آنا ---------- ۱۲۷

○ متمتع کا میقات سے باہر جا کر قران کا احرام باندھ کر آنا ---------- ۱۲۷

○ اہلِ مکہ اگر تمتع کی صورت اپنالیں تو کیا حکم ہے؟ ---------- ۱۲۷

○ حج کی کونسی قسم افضل ہے؟ ---------- ۱۲۸

❐ احرام کا بیان ---------- ۱۲۹

○ احرام کی حکمت ---------- ۱۲۹

○ احرام کی فضیلت ---------- ۱۲۹

○ احرام کی حقیقت ---------- ۱۲۹

○ حج کا احرام باندھا مگر نفل یا فرض کی تعیین نہیں کی ---------- ۱۳۰

○ گونگا شخص کیسے احرام باندھے؟ ---------- ۱۳۰

○ سمجھدار بچہ کا احرام ---------- ۱۳۱

○ ناسمجھ بچہ کا احرام ---------- ۱۳۱

○ مجنون کا احرام ---------- ۱۳۱

○ بے ہوش شخص کا احرام ---------- ۱۳۲

○ احرام کے واجبات ---------- ۱۳۲

○ احرام کی چند سنتیں ---------- ۱۳۲

○ احرام کے بعض مستحبات ---------- ۱۳۳

○ بدن پر خوشبو لگانے کا حکم ---------- ۱۳۴

○ احرام کے کپڑوں میں خوشبو لگانا ---------- ۱۳۴

○ غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا ---------- ۱۳۵

○ غسل کے بعد تیل لگانا ---------- ۱۳۵

○ احرام کے کپڑے کتنے لمبے ہوں؟ ---------- ۱۳۵

○ احرام میں مردوں کے لئے سفید کپڑوں کا استعمال افضل ہے ---------- ۱۳۶

○ احرام میں رنگین کپڑوں کا استعمال ---------- ۱۳۶

○ سلی ہوئی لنگی کا استعمال ---------- ۱۳۶

○ پرس کمر میں باندھنا ---------- ۱۳۷

○ احرام کی پابندیاں (مردوں کے لئے) ---------- ۱۳۷

○ احرام کی پابندیاں (عورتوں کے لئے) ---------- ۱۳۷

○ کن ٹوپ لگانا ---------- ۱۳۸

○ احرام میں کیسا چپل/ جوتا پہنا جائے؟ ---------- ۱۳۸

○ عورت کا احرام میں دستانے پہننا ---------- ۱۳۸

○ عورت کا زیورات پہننا ---------- ۱۳۸

○ غسل یا وضو کرتے ہوئے بالوں کا ٹوٹ جانا ---------- ۱۳۹

○ بچہ کو بھی چادر اور لنگی پہنائی جائے ---------- ۱۳۹

○ بچہ کو بھی ممنوعات احرام سے بچایا جائے ---------- ۱۳۹

○ بچہ کی طرف سے مناسک اس کا ولی ادا کرے ---------- ۱۳۹

□ **مسائلِ تلبیہ** ---------- ۱۴۱

○ تلبیہ کے الفاظ ---------- ۱۴۱

○ تلبیہ؛ ندائے ابراہیمی کا جواب ہے ---------- ۱۴۱

○ تلبیہ؛ حج کا شعار ہے ---------- ۱۴۲

○ تلبیہ پڑھنے والے کے ساتھ دیگر مخلوقات کی شرکت ---------- ۱۴۲

○ تلبیہ سے گناہ معاف ---------- ۱۴۳

○ تلبیہ محبتِ الٰہیہ کا مظہر ہے ---------- ۱۴۳

○ تلبیہ زبان سے کہنا شرط ہے ---------- ۱۴۳

○ تلبیہ کے الفاظ میں کمی زیادتی ---------- ۱۴۴

○ مرد تلبیہ زور سے پڑھیں ---------- ۱۴۴

○ عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں ---------- ۱۴۴

○ چند آدمی مل کر تلبیہ نہ پڑھیں ---------- ۱۴۴

○ تلبیہ کتنی بار مستحب ہے؟ ---------- ۱۴۵

○ تلبیہ کب تک پڑھنے کا حکم ہے؟ ---------- ۱۴۵

○ گونگا کس طرح تلبیہ پڑھے؟ ---------- ۱۴۵

○ تلبیہ پڑھنے والے کو سلام کرنا ---------- ۱۴۶

○ تلبیہ پڑھنے والا سلام کا جواب کب دے؟ ---------- ۱۴۶

○ ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے ---------- ۱۴۶

○ اوقات اور احوال کے تغیر کے وقت تلبیہ کا حکم ---------- ۱۴۶

○ ایامِ تشریق میں تلبیہ کس طرح پڑھے؟ ---------- ۱۴۷

○ مسبوق امام کے ساتھ تلبیہ نہ کہے ---------- ۱۴۷

□ جنایاتِ احرام ---------- ۱۴۸

- جنایات کی تفصیل ---------- ۱۴۸
- بعض اصطلاحات کی وضاحت ---------- ۱۴۸
- دم صرف حدودِ حرم میں ذبح ہوگا ---------- ۱۴۹
- دم جنایت مالک کو کھانا درست نہیں ---------- ۱۴۹
- دم جنایت کا گوشت خود کھالیا یا اپنے گھر والوں کو کھلا دیا ---------- ۱۵۰
- صدقہ کہاں ادا کیا جائے گا؟ ---------- ۱۵۰
- ایک صدقہ ایک ہی فقیر کو دینا ---------- ۱۵۰
- کئی صدقے ایک فقیر کو دینے کا حکم ---------- ۱۵۰
- الگ الگ دن ایک ہی فقیر کو صدقہ دینا ---------- ۱۵۱
- ارتکاب جنایات کی چند صورتیں ---------- ۱۵۱
- عذر کونسا معتبر ہے؟ ---------- ۱۵۲
- معتبر اعذار کی وجہ سے ممنوعات کا ارتکاب ---------- ۱۵۲
- وجوبِ جزاء کے شرائط ---------- ۱۵۳
- قارن پر دوہری جزا ---------- ۱۵۳
- سوتے ہوئے جنایت کا ارتکاب ---------- ۱۵۴
- بے ہوشی میں جنایت کا ارتکاب ---------- ۱۵۴
- بھول چوک سے جنایت ---------- ۱۵۴
- ناواقفیت کی وجہ سے جنایت ---------- ۱۵۴

○ جان بوجھ کر جنایت ---------- ۱۵۵
○ تعدد جنایات ---------- ۱۵۵
○ احرام ختم کرنے کی نیت سے جنایت ---------- ۱۵۶
○ کفارہ کی ادائیگی میں جلدی کرنا ---------- ۱۵۶
○ میت کی طرف سے جنایت کی ادائیگی ---------- ۱۵۷
□ خوشبو لگانے سے متعلق مسائل ---------- ۱۵۸
○ قواعدِ کلیہ ---------- ۱۵۸
○ کامل بڑے عضو پر خوشبو لگالی ---------- ۱۵۹
○ بدن کے بعض حصہ پر خوشبو لگانا ---------- ۱۵۹
○ بدن کی متفرق جگہوں پر خوشبو لگالی ---------- ۱۵۹
○ پورے بدن پر ایک مجلس میں خوشبو لگائی ---------- ۱۵۹
○ الگ الگ مجلسوں میں خوشبو لگائی ---------- ۱۶۰
○ تھوڑی جگہ میں زیادہ خوشبو لگائی ---------- ۱۶۰
○ صدقہ کا اندازہ کیسے؟ ---------- ۱۶۰
○ احرام سے پہلے کی خوشبو بعد میں دوسرے عضو پر لگ گئی ---------- ۱۶۰
○ خوشبودار سرمہ کا حکم ---------- ۱۶۱
○ احرام میں دھونی دیا ہوا کپڑا استعمال کرنا ---------- ۱۶۱
○ حالت احرام میں خوشبودار تیل یا کریم لگانا ---------- ۱۶۱
○ حالت احرام میں بلاخوشبو والا تیل لگانا ---------- ۱۶۲
○ حالتِ احرام میں واسلین وغیرہ لگانا ---------- ۱۶۲

○ خوشبودار صابن کا حکم ---------- ۱۶۲
○ بغیر خوشبو کے صابن کا استعمال ---------- ۱۶۳
○ احرام میں خوشبودار شیمپو کا استعمال ---------- ۱۶۳
○ بال منڈاتے وقت خوشبودار کریم کا استعمال ---------- ۱۶۳
○ بیری کے پتوں سے سر کی دھلائی ---------- ۱۶۴
○ ہتھیلی میں پتلی مہندی لگائی ---------- ۱۶۴
○ گاڑھی مہندی لیپنا ---------- ۱۶۴
○ مصنوعی مہندی (خضاب) لگانا ---------- ۱۶۵
○ خوشبودار کپڑے کا استعمال ---------- ۱۶۵
○ خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے کو اوڑھنا ---------- ۱۶۵
○ پھول اور پھل سونگھنا ---------- ۱۶۶
○ کپڑے میں خوشبو باندھنا ---------- ۱۶۶
○ عود کی لکڑی کپڑے میں باندھ کر رکھنا ---------- ۱۶۶
○ دھونی دیتے ہوئے خوشبو کپڑے میں چپک گئی ---------- ۱۶۶
○ عود وغیرہ کی دھونی دیئے ہوئے کپڑے کا استعمال ---------- ۱۶۷
○ خوشبودار رنگ میں رنگے ہوئے تکیہ کا استعمال ---------- ۱۶۷
○ خوشبودار فرش پر لیٹنا بیٹھنا ---------- ۱۶۷
○ خالص خوشبو کھانے کا حکم ---------- ۱۶۸
○ پکے ہوئے کھانے میں ملی ہوئی خوشبو کا حکم ---------- ۱۶۸
○ بلا پکے ہوئے کھانے کی چیزوں میں خوشبو کی ملاوٹ ---------- ۱۶۸

○ پینے کی اشیاء میں خوشبو کی ملاوٹ ---------- ۱۶۹

○ ''کول ڈرنک'' کا استعمال ---------- ۱۶۹

○ شربت روح افزاء وغیرہ پینے کا حکم ---------- ۱۶۹

○ لونگ اور الائچی کی خوشبو والی چائے پینا ---------- ۱۶۹

○ خوشبودار دوا پینا ---------- ۱۷۰

○ بطور دوا کے خوشبو کا استعمال ---------- ۱۷۰

○ خوشبو ملا کر پکائی گئی دوا یا مرہم کا حکم ---------- ۱۷۱

○ چربی اور گھی وغیرہ کا استعمال ---------- ۱۷۱

□ احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننے کے مسائل ---------- ۱۷۲

○ کس طرح کے کپڑے کا استعمال موجبِ جنایت ہے؟ ---------- ۱۷۲

○ کتنی دیر پہننے میں کیا کفارہ ہے؟ ---------- ۱۷۲

○ بھول کر کپڑا پہن لینے کا حکم ---------- ۱۷۲

○ زبردستی کپڑا پہنا دیا گیا ---------- ۱۷۳

○ کپڑے پہننے کی حالت میں احرام کی نیت کی ---------- ۱۷۳

○ کپڑا اتار کر پھر پہن لیا ---------- ۱۷۳

○ متعدد لباس ایک ساتھ پہنے رہنے میں تفصیل ---------- ۱۷۳

○ الگ الگ دنوں میں متعدد لباس پہننا ---------- ۱۷۴

○ ضرورت سے زائد لباس پہننا ---------- ۱۷۴

○ سلا ہوا کپڑا پہنے بغیر چادر کی طرح لپیٹ لیا ---------- ۱۷۵

○ احرام کی لنگی کو بیچ میں سے سلوالینا ---------- ۱۷۵
○ احرام کی لنگی میں نیفہ لگا کر کمر بند ڈالنا ---------- ۱۷۶
○ احرام کی لنگی کو رسی یا بیلٹ کے ذریعہ باندھنا ---------- ۱۷۶
○ عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا منع نہیں ---------- ۱۷۶
○ حالتِ احرام میں خفین پہننا مرد کے لئے ممنوع ہے ---------- ۱۷۷
○ خفین کو کاٹ کر پہننا ---------- ۱۷۷
○ محرم کا دوسرے محرم کو کپڑا پہنا دینا وغیرہ ---------- ۱۷۷
○ احرام میں لنگوٹ باندھنے کا حکم ---------- ۱۷۷
○ احرام میں نیکر اور انڈر ویئر ممنوع ہے ---------- ۱۷۸
○ احرام میں پیشاب کی تھیلی لٹکانا ---------- ۱۷۸

□ سر یا چہرہ ڈھانکنے کے مسائل ---------- ۱۷۹

○ محرم کا معتاد چیزوں سے چہرہ یا سر ڈھانکے رہنا ---------- ۱۷۹
○ کان، گدّی اور ٹھوڑی ڈھانکنے میں حرج نہیں ---------- ۱۷۹
○ غیر معتاد اشیاء سے چہرہ ڈھانکنا ---------- ۱۷۹
○ محرم کا غلافِ کعبہ کے اندر کھڑے ہونا ---------- ۱۸۰
○ سر پر رومال یا پٹہ باندھنا ---------- ۱۸۰
○ عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا ---------- ۱۸۰
○ احرام میں چہرے پر ماسک لگانا ---------- ۱۸۱
○ سونے کی حالت میں ہاتھ سے چہرہ ڈھانکنے کا حکم ---------- ۱۸۱

□ بال کاٹنے کے مسائل ---------- ۱۸۲

○ احرام کی حالت میں بدن کے بال کاٹنا ---------- ۱۸۲

○ احرام میں ڈاڑھی مونڈنا ---------- ۱۸۲

○ بدن کے بال اکھیڑنے کا حکم ---------- ۱۸۳

○ وضو یا غسل کرتے ہوئے بال ٹوٹ گئے ---------- ۱۸۳

○ ایک ہی مجلس میں متعدد اعضاء کے بال منڈوادئے ---------- ۱۸۳

○ احرام میں مونچھ ترشوانا ---------- ۱۸۴

○ زیرناف بال مونڈنا ---------- ۱۸۴

○ بال صفا کریم سے بال صاف کرنا ---------- ۱۸۴

○ ایک عضو سے جابجا بال مونڈے ---------- ۱۸۴

○ محرم کا دوسرے شخص کی مونچھ وغیرہ بنانا ---------- ۱۸۵

○ ارکان پورا کرنے کے بعد اپنے یا دوسرے کے بال مونڈنا ---------- ۱۸۵

○ بال جھڑنے کے مریض کا حکم ---------- ۱۸۵

○ کھانا پکاتے ہوئے بال جھلس گئے ---------- ۱۸۵

□ ناخون کاٹنے کے مسائل ---------- ۱۸۶

○ ایک مجلس میں سب ہاتھ پیر کے ناخون کاٹ ڈالے ---------- ۱۸۶

○ ایک ہاتھ پیر سے کم ناخون کاٹے ---------- ۱۸۶

○ ہر ہاتھ پیر کے صرف چار چار ناخون تراشے ---------- ۱۸۶

○ ناخون کا خود بخود ٹوٹ جانا ---------- ۱۸۷

❑ بحالتِ احرام جماع کے مسائل ---------- ۱۸۸

○ احرام کی حالت میں بے حجابی منع ہے ---------- ۱۸۸
○ ارکان کی ادائیگی سے قبل جماع ---------- ۱۸۸
○ حج فاسد ہونے کے بعد کیا کرے؟ ---------- ۱۸۹
○ جماع کے مفسدِ حج وعمرہ ہونے کے شرائط ---------- ۱۸۹
○ مراہق یا مجنون کا جماع کرنا ---------- ۱۹۱
○ قارن فسادِ حج کی صورت میں کیا کرے؟ ---------- ۱۹۱
○ وقوفِ عرفہ سے قبل ایک مجلس میں متعدد مرتبہ جماع ---------- ۱۹۳
○ مختلف مجلسوں میں متعدد جماع ---------- ۱۹۳
○ حج فاسد کے احرام سے نکلنے کی غرض سے بار بار جماع ---------- ۱۹۳
○ بالجبر جماع یا سوتی ہوئی عورت کے ساتھ جماع کا حکم ---------- ۱۹۳
○ جماع کی وجہ سے بدنہ کے وجوب کی شرائط ---------- ۱۹۴
○ وقوفِ عرفہ کے بعد حلق وطوافِ زیارت سے قبل جماع؟ ---------- ۱۹۴
○ حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟ ---------- ۱۹۵
○ وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع ---------- ۱۹۶
○ حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع ---------- ۱۹۶
○ حالتِ احرام میں بیوی سے بوس وکنار ---------- ۱۹۶
○ بحالتِ احرام مشت زنی کا حکم ---------- ۱۹۷

❑ بحالتِ احرام شکار ---------- ۱۹۸

○ حالت احرام میں شکار کیوں حرام ہے؟ ---------- ۱۹۸

○ کن جانوروں کا شکار ممنوع ہے ---------- ۱۹۹

○ پلے ہوئے جنگلی جانوروں کا حکم ---------- ۱۹۹

○ موذی درندوں کو مارنے کا حکم ---------- ۱۹۹

○ موذی جانوروں کو مارنے پر کوئی جزا نہیں ---------- ۱۹۹

○ دریائی جانوروں کا شکار حلال ہے ---------- ۲۰۰

○ دریائی پرندوں کا حکم ---------- ۲۰۰

○ شکار کو مارنے کی جزاء ---------- ۲۰۰

○ شکار کو زخمی کرنا ---------- ۲۰۲

○ جنگلی پرندوں کا انڈا پھوڑ دینا ---------- ۲۰۳

○ مچھر اور چیونٹی وغیرہ مارنے کا حکم ---------- ۲۰۳

○ اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم ---------- ۲۰۳

○ دوسرے شخص سے جوں پکڑوانا ---------- ۲۰۳

○ محرم کا دوسرے شخص کی جوں مارنا ---------- ۲۰۴

○ ٹڈی مارنے کا حکم ---------- ۲۰۴

○ محرم کا ذبح کیا ہوا شکار حلال نہیں ---------- ۲۰۴

○ محرم کا پالتو جانور کا ذبح کرنا ---------- ۲۰۵

○ حالتِ احرام میں شکار پکڑنا ---------- ۲۰۵

❑ جنایاتِ حرم ---------- ۲۰۶

○ حرم محترم ---------- ۲۰۶

○ (۱) حدودِ حرم میں شکار: ---------- ۲۰۷

○ حدودِ حرم میں شکار کرنے کی جزاء ---------- ۲۰۷

○ حرم میں شکار کی رہنمائی بھی منع ہے ---------- ۲۰۷

○ حرم کے شکار کو ہڑکانے کا حکم ---------- ۲۰۷

○ (۲) حرم کے درخت اور گھاس پھوس: ---------- ۲۰۷

○ حرم کی کھیتی کاٹنے میں حرج نہیں ---------- ۲۰۷

○ قصداً بویا گیا درخت کاٹنا ---------- ۲۰۸

○ خودرو گھاس کاٹنے کا حکم ---------- ۲۰۸

○ خودرو مسواک کے درخت کاٹنا ---------- ۲۰۹

○ سوکھی ہوئی گھاس کاٹنے کا حکم ---------- ۲۰۹

○ چلنے پھرنے یا کسی ضرورت سے گھاس اکھڑ جائے ---------- ۲۰۹

○ حدودِ حرم میں سانپ کی چھتری اکھاڑنا ---------- ۲۰۹

○ حرم کی مٹی اور پتھر کا حکم ---------- ۲۱۰

○ حرم میں شکار کردہ جانور کی بیع باطل ہے ---------- ۲۱۰

❑ مکہ معظّمہ میں داخلہ ---------- ۲۱۱

○ مکہ معظّمہ کب آباد ہوا؟ ---------- ۲۱۱

○ بیت اللہ شریف کی قدیم تاریخ ---------- ۲۱۲

○ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیرِ کعبہ کا حکم ---------- ۲۱۳
○ بناءِ کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں ---------- ۲۱۴
○ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بیت اللہ کی تعمیرات ---------- ۲۱۵
○ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بناء کعبہ ---------- ۲۱۵
○ حجرِ اسود کی تنصیب میں آپ ﷺ کا حکیمانہ فیصلہ ---------- ۲۱۶
○ نبی اکرم ﷺ کی خواہش اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیرِ کعبہ ---------- ۲۱۷
○ حجاج بن یوسف کے ذریعہ تعمیر میں تبدیلی ---------- ۲۱۸
○ مسجد حرام ---------- ۲۱۹
○ حدودِ حرم میں داخلہ کا ادب ---------- ۲۱۹
○ مکہ معظّمہ میں داخلہ سے قبل غسل کرنا ---------- ۲۱۹
○ جب مکہ میں داخل ہو ---------- ۲۲۰
○ مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد مسجد حرام میں کب حاضر ہوں؟ ---------- ۲۲۰
○ مکہ معظّمہ میں کس طرف سے داخل ہوں؟ ---------- ۲۲۱
○ مسجد حرام میں کس دروازہ سے داخل ہوں ---------- ۲۲۱
○ بیت اللہ شریف پر پہلی نظر ---------- ۲۲۲
○ مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران طواف کی کثرت ---------- ۲۲۲
○ مسجد حرام میں داخلہ کے وقت اعتکاف کی نیت ---------- ۲۲۳
○ طواف تحیہ یا تحیۃ المسجد؟ ---------- ۲۲۳
○ مسجد حرام میں نماز کا ثواب ---------- ۲۲۳
○ حرم کی نیکیاں ---------- ۲۲۴

○ حرم میں معصیت بڑا جرم ہے ---------- ۲۲۵
○ حطیم میں عبادت ---------- ۲۲۵
○ کعبۂ مشرفہ کو نظر جما کر دیکھنا ---------- ۲۲۶
○ بیت اللہ شریف میں داخلہ کی سعادت ملے تو کیا کرے؟ ---------- ۲۲۶
□ **مسائل طوافِ بیت اللہ** ---------- ۲۲۸
○ طواف کی فضیلت واہمیت ---------- ۲۲۸
○ کعبۂ مشرفہ پر رحمتوں کا نزول ---------- ۲۲۹
○ طواف کرنے پر غلام آزاد کرنے کا ثواب ---------- ۲۲۹
○ طواف میں ہر ہر قدم پر نیکیوں کی بہتات ---------- ۲۲۹
○ حجر اسود اور مقام ابراہیم کی فضیلت ---------- ۲۳۱
○ رکن یمانی سے گذرتے وقت دعا ---------- ۲۳۲
○ طواف کی حقیقت ---------- ۲۳۲
○ طواف کی قسمیں ---------- ۲۳۳
○ طواف کے بنیادی ارکان ---------- ۲۳۴
○ طواف کے صحیح ہونے کی شرائط ---------- ۲۳۵
○ واجباتِ طواف ---------- ۲۳۵
○ طواف کی سنتیں ---------- ۲۳۷
○ طواف کے مستحبات ---------- ۲۳۹
○ مباحاتِ طواف کا بیان ---------- ۲۴۱
○ مکروہاتِ طواف کا بیان ---------- ۲۴۲

○ محرماتِ طواف کا بیان ---------- ۲۴۳
○ طواف میں اضطباع ---------- ۲۴۳
○ طواف کیسے کریں؟ ---------- ۲۴۴
○ دورانِ طواف کعبۂ مشرفہ کو دیکھنا ---------- ۲۴۴
○ دورانِ طواف بیت اللہ شریف کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنا ---------- ۲۴۴
○ طواف کے دوران بھیڑ کی وجہ سے سینہ بیت اللہ شریف کی طرف ہو گیا؟ ---------- ۲۴۵
○ طواف کے چکروں میں اشتباہ ہو گیا؟ ---------- ۲۴۵
○ حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا طریقہ ---------- ۲۴۶
○ بوسہ دینے پر قدرت نہ ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۲۴۶
○ طواف میں رمل کرنے کا حکم ---------- ۲۴۶
○ رمل کس طرح کریں؟ ---------- ۲۴۷
○ رمل کرنا بھول گیا ---------- ۲۴۷
○ ساتوں چکروں میں رمل کر لیا ---------- ۲۴۷
○ بلاعذر رمل نہ کرنا ---------- ۲۴۷
○ طواف کے بعد اضطباع فوراً ختم کر دیں ---------- ۲۴۸
○ دوگانہ طواف ---------- ۲۴۸
○ طواف کی دو رکعتوں میں کونسی سورت پڑھے ---------- ۲۴۸
○ اوقاتِ مکروہہ میں طواف ---------- ۲۴۸
○ ناسمجھ بچہ کا طواف صحیح نہیں ---------- ۲۴۹
○ دورانِ طواف تلبیہ؟ ---------- ۲۴۹
○ جنایاتِ طوافِ قدوم ---------- ۲۴۹

□ مسائل آبِ زمزم ---------- ۲۵۱

○ آبِ زمزم کی مختصر تاریخ ---------- ۲۵۱

○ زمزم کے پانی کی خصوصیات ---------- ۲۵۲

○ آبِ زمزم کی فضیلت ---------- ۲۵۳

○ موجودہ دور میں بئر زمزم کی صورتِ حال ---------- ۲۵۴

○ آبِ زمزم پینے کے آداب ---------- ۲۵۵

○ آب زمزم پیتے وقت کی ایک ماثور دعا ---------- ۲۵۵

○ کیا آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا ضروری ہے؟ ---------- ۲۵۶

○ آب زمزم سے وضو اور غسل ---------- ۲۵۶

○ آبِ زمزم ساتھ لانا ---------- ۲۵۶

○ آبِ زمزم مریض پر چھڑکنا ---------- ۲۵۶

○ غیر مسلم کو آب زمزم پلانا ---------- ۲۵۶

□ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے مسائل ---------- ۲۵۷

○ صفا و مروہ ---------- ۲۵۷

○ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یادگار ---------- ۲۵۷

○ سعی کرتے ہوئے جذبات کیا رہنے چاہئیں؟ ---------- ۲۵۸

○ سعی کی شرعی حیثیت ---------- ۲۵۸

○ سعی نفلی نہیں ہوتی ---------- ۲۵۹

○ طواف وسعی کے درمیان فصل ---------- ۲۵۹

○ سعی شروع کرتے وقت حجرِ اسود کا استلام ---------- ۲۶۰

○ صفا پر چڑھتے ہوئے کیا پڑھے؟ ---------- ۲۶۰

○ صفا پر چڑھنے کے بعد کیا کرے؟ ---------- ۲۶۰

○ صفا پر چڑھنے کا خاص ذکر ---------- ۲۶۱

○ میلین اخضرین کے درمیان جھپٹ کر چلنا ---------- ۲۶۱

○ میلین اخضرین کے درمیان دوڑ چھوڑ دی ---------- ۲۶۲

○ پوری سعی میں دوڑتا رہا ---------- ۲۶۲

○ سعی کی ایک اہم دعا ---------- ۲۶۲

○ سعی کے درمیان تلبیہ؟ ---------- ۲۶۲

○ سعی کے ختم پر نفلی نماز ---------- ۲۶۳

○ طواف یا سعی کے چکروں میں شک ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۲۶۳

○ سعی کا رکن اصلی ---------- ۲۶۳

○ جدید مسعی ---------- ۲۶۴

○ سعی کی شرطیں ---------- ۲۶۴

○ واجباتِ سعی ---------- ۲۶۵

○ سعی کے لئے طہارت شرط نہیں ---------- ۲۶۷

○ سعی کی سنتیں ---------- ۲۶۷

○ سعی کے مستحبات کا بیان ---------- ۲۶۸

○ سعی کے مباحات کا بیان ---------- ۲۶۸

○ سعی کے مکروہات کا بیان ---------- ۲۶۹

□ **جنایاتِ سعی** ---------- ۲۷۰

○ طوافِ معتبر کے بغیر سعی معتبر نہیں ---------- ۲۷۰

○ بلاعذر سوار ہوکر سعی کرنا ---- ۲۷۰
○ وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے قبل جماع؟ ---- ۲۷۰
○ کیا سعی ایامِ نحر میں کرنا ضروری ہے؟ ---- ۲۷۱
○ سعی کے اکثر چکر بلاعذر چھوڑ دینا ---- ۲۷۱
○ سعی کے تین سے کم چکر چھوڑ دئے ---- ۲۷۱
○ سعی کے دوران نماز کھڑی ہوگئی ---- ۲۷۱
○ سعی کے دوران نماز جنازہ میں شرکت ---- ۲۷۱

□ حج سے قبل مکہ معظّمہ میں قیام ---- ۲۷۲

○ مسجد عائشہؓ سے عمرہ ---- ۲۷۲
○ طواف افضل ہے یا عمرہ؟ ---- ۲۷۲
○ قارن شخص کا حج سے قبل مزید عمرہ کا احرام باندھنا ---- ۲۷۳
○ تمتع کرنے والے کا حج سے قبل مسجد عائشہ سے عمرہ کرنا ---- ۲۷۳
○ مفرد بالحج آفاقی کا حج سے قبل عمرہ کا احرام باندھنا ---- ۲۷۴

□ مسائل منیٰ ---- ۲۷۵

○ منیٰ کی وجہ تسمیہ ---- ۲۷۵
○ منیٰ کی شرعی حدود ---- ۲۷۵
○ منیٰ کا کل رقبہ ---- ۲۷۶
○ وادیٔ محسر ---- ۲۷۶
○ مشاعر مقدسہ میں سفر واقامت کے احکام ---- ۲۷۶
○ ''امیر نائف'' وزیر داخلہ سعودی عرب کی رائے ---- ۲۷۸
○ شیخ عثیمینؒ کا فتویٰ ---- ۲۷۸

○ شیخ سبیّل کا مکتوب ---------- ۲۷۸
○ ایک عالم محقق کی تحقیق ---------- ۲۷۹
○ مفتی مدینہ حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ کا فتویٰ ---------- ۲۷۹
○ ایک شبہ کا ازالہ ---------- ۲۸۰
○ یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) ---------- ۲۸۱
○ منیٰ جانے کی تیاری ---------- ۲۸۱
○ مکہ معظّمہ سے منیٰ کے لئے روانگی ---------- ۲۸۱
○ یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) میں منیٰ کی مصروفیات ---------- ۲۸۲
○ مکہ معظّمہ سے زوال کے بعد روانگی ---------- ۲۸۲
○ ۸/ذی الحجہ کو قیام منیٰ کی حکمت ---------- ۲۸۲
○ منیٰ میں قیام کی مستحب جگہ ---------- ۲۸۲
○ مسجدِ خیف میں نماز باجماعت ---------- ۲۸۳
○ منیٰ میں جمعہ قائم کرنا ---------- ۲۸۳
○ مزدلفہ کی حدود میں قیام ---------- ۲۸۴
○ منیٰ کی حدود میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے حدودِ مکہ میں قیام کرنا ---------- ۲۸۴
○ آٹھویں تاریخ کو منیٰ کا قیام ترک کردینا ---------- ۲۸۴

❑ **یومِ عرفہ** ---------- ۲۸۵

○ عرفات کا جائے وقوع ---------- ۲۸۵
○ عرفات کی حدودِ اربعہ ---------- ۲۸۵
○ عرفات کی وجہ تسمیہ ---------- ۲۸۵
○ وقوفِ عرفات؛ حج کا رکن اعظم ---------- ۲۸۶

○ وقوفِ عرفہ کی فضیلت ---------- ۲۸۷
○ یوم عرفہ؛ افضل ترین دن ---------- ۲۸۸
○ آج رحمتِ خداوندی جوش میں ہے ---------- ۲۸۸
○ آج شیطان کی ذلت قابلِ دید ہے ---------- ۲۸۹
○ رحمتِ خداوندی عام ہے ---------- ۲۸۹
○ میدانِ عرفات میں گناہوں سے بچنے پر بشارت ---------- ۲۹۰
○ عرفات کے بعض خاص اوراد ---------- ۲۹۰
○ آج کوئی ناامید نہ رہے ---------- ۲۹۱
○ اپنی کوتاہیوں پر اظہار ندامت ---------- ۲۹۲
○ میدانِ عرفات کی افضل ترین دعا ---------- ۲۹۲
○ میدانِ عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا ---------- ۲۹۳
○ منیٰ سے عرفات روانگی ---------- ۲۹۴
○ رات میں عرفات جانا ---------- ۲۹۴
○ عرفات جاتے ہوئے کیا دعا مانگے؟ ---------- ۲۹۴
○ عرفات میں کہاں ٹھہرے؟ ---------- ۲۹۵
○ عرفات میں زوال سے پہلے کی مصروفیات ---------- ۲۹۶
○ عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھنے کی شرائط ---------- ۲۹۶
○ خیموں میں مقیم حجاج نمازیں کس طرح پڑھیں؟ ---------- ۲۹۶
○ جمع بین الصلاتین کی کیفیت ---------- ۲۹۷
○ امام مسافر ہو تو مقیم حجاج کیسے نماز پڑھیں؟ ---------- ۲۹۸
○ وقوفِ عرفات معتبر ہونے کی شرائط ---------- ۲۹۸
○ فرضِ وقوف کی مقدار ---------- ۲۹۹

○ وقوفِ واجب کی مقدار ---- ۲۹۹

○ رات میں وقوفِ عرفات ---- ۲۹۹

○ وقوفِ عرفات کی سنتیں ---- ۳۰۰

○ وقوفِ عرفات کے مستحبات ---- ۳۰۰

○ جبلِ رحمت پر چڑھنا کوئی فضیلت کی بات نہیں ---- ۳۰۰

○ غروب سے قبل اپنی جگہ سے روانہ نہ ہوں ---- ۳۰۱

○ یوم عرفہ جمعہ کے دن واقع ہونے کی فضیلت ---- ۳۰۱

○ عرفات میں جمعہ کا حکم نہیں ---- ۳۰۱

○ جنایات وقوفِ عرفات ---- ۳۰۲

○ مسائل تکبیر تشریق ---- ۳۰۲

□ مسائلِ مزدلفہ ---- ۳۰۴

○ مزدلفہ میں وقوف کا حکم ---- ۳۰۴

○ مزدلفہ کا جائے وقوع ---- ۳۰۴

○ مزدلفہ کی وجہ تسمیہ ---- ۳۰۴

○ مزدلفہ کے دیگر نام ---- ۳۰۵

○ مسجد مشعر حرام ---- ۳۰۵

○ عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانگی ---- ۳۰۵

○ امام الحج سے پہلے بلاعذر روانہ نہ ہوں ---- ۳۰۵

○ غروب کے بعد بلاعذر تاخیر نہ کریں ---- ۳۰۶

○ مزدلفہ کے راستہ میں ذکر واذکار کی کثرت رکھیں ---- ۳۰۶

○ مزدلفہ کے راستہ کے دوران قیام نہ کریں ---- ۳۰۶

○ مزدلفہ میں داخلہ ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۷

○ مزدلفہ میں داخلہ کے راستے تنگ نہ کریں ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۷

○ مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھنا ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۸

○ مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کی شرائط ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۸

○ مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین کے لئے جماعت اور امام شرط نہیں ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۹

○ مزدلفہ پہنچنے سے قبل حاجی کا مغرب اور عشاء پڑھ لینا ۔۔۔۔۔۔ ۳۰۹

○ ٹریفک میں پھنس جانے کی وجہ سے وقت پر مزدلفہ پہنچنا دشوار ہو جائے ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۰

○ مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ بھٹک گیا ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۰

○ مزدلفہ میں رات گذارنا سنت مؤکدہ ہے ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۰

○ مزدلفہ کی رات عبادت میں گذارنا افضل ہے ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۱

○ مزدلفہ میں فجر کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھنا افضل ہے ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۱

○ واجب وقوفِ مزدلفہ کا اصل وقت ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۱

○ وقوفِ مزدلفہ کی مسنون مقدار ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۲

○ سوتے ہوئے یا بے ہوشی کی حالت میں مزدلفہ کا وقوف ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۲

○ جنایت ترک وقوفِ مزدلفہ ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۲

○ عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۲

کیا عورتوں کے ساتھ مردوں کے لئے بھی وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی رخصت ہے؟ ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۲

○ ''بھیڑ'' کن لوگوں کے لئے عذر ہے؟ ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۳

□ **مسائل رمی جمرات** ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۵

○ رمی جمار ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۵

○ جمرات کی وجہ تسمیہ ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۵

○ موجودہ زمانہ میں جمرات کی کیفیت ---------- ۳۱۶

○ رمی کے ایام ---------- ۳۱۶

○ رمی کے معتبر ہونے کی شرائط ---------- ۳۱۷

○ رمی کرتے وقت کیا پڑھا جائے؟ ---------- ۳۱۹

○ رمی دائیں ہاتھ سے کرنی چاہئے ---------- ۳۱۹

○ رمی کرنے کے لئے کس جانب کھڑا ہونا افضل ہے؟ ---------- ۳۱۹

○ کنکری کہاں سے اٹھانا پسندیدہ ہے؟ ---------- ۳۲۰

○ نجس مقام سے کنکریاں نہ اٹھائیں ---------- ۳۲۰

○ کنکری کتنی بڑی ہوں؟ ---------- ۳۲۰

○ کنکری کس چیز کی ہو؟ ---------- ۳۲۱

○ بڑے پتھر سے توڑ کر کنکریاں بنانا مکروہ ہے ---------- ۳۲۱

○ ہیرے جواہرات سے رمی معتبر نہیں ---------- ۳۲۱

○ سونے چاندی کی ڈلی سے رمی معتبر نہیں ---------- ۳۲۱

○ بڑے پتھر سے رمی ---------- ۳۲۲

○ بہت چھوٹی کنکری سے رمی ---------- ۳۲۲

○ مٹھی بھر کر مٹی سے رمی ---------- ۳۲۲

○ سات کنکریوں سے کم رمی کی؟ ---------- ۳۲۲

○ غیر معذور شخص کے لئے دوسرے کو وکیل بنانا جائز نہیں ---------- ۳۲۲

○ کس طرح کا معذور شخص رمی میں وکیل بنا سکتا ہے؟ ---------- ۳۲۳

○ رمی پر قادر ہو؛ لیکن چل کر جانا دشوار ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۳۲۳

○ رمی میں نیابت کرنے والا کیسے رمی کرے؟ ---------- ۳۲۴

○ رمی جمرۂ عقبہ ---------- ۳۲۴
○ جمرۂ عقبہ کی رمی واجب ہے ---------- ۳۲۵
○ جمرۂ عقبہ کی رمی کا افضل وقت ---------- ۳۲۵
○ جمرۂ عقبہ کی رمی کا جائز وقت ---------- ۳۲۵
○ جمرۂ عقبہ کی رمی کا مکروہ وقت ---------- ۳۲۵
○ تلبیہ کو موقوف کرنا ---------- ۳۲۶
○ جمرۂ عقبہ پر رک کر دعا نہ کریں! ---------- ۳۲۶
○ وقت کے اندر جمرۂ عقبہ کی رمی نہیں کر سکا؟ ---------- ۳۲۶

□ حج کی قربانی ---------- ۳۲۷

○ ہدی ---------- ۳۲۷
○ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک ---------- ۳۲۸
○ قربانی کے جانور شعائر اسلام میں سے ہیں ---------- ۳۲۸
○ عظیم قربانی کی یادگار ---------- ۳۲۹
○ کس قسم کے حج میں قربانی واجب ہے؟ ---------- ۳۲۹
○ مفرد بالحج کے لئے قربانی کا حکم ---------- ۳۳۰
○ حج کی قربانی کہاں کی جائے؟ ---------- ۳۳۰
○ کن جانوروں کی قربانی کی جائے؟ ---------- ۳۳۰
○ قربانی کے جانوروں کی عمریں ---------- ۳۳۰
○ ایک بکری ایک سے زیادہ حصہ کو کافی نہیں ---------- ۳۳۱
○ بڑے جانور میں حصے لینا ---------- ۳۳۱
○ حاجی پر مالی قربانی کا حکم ---------- ۳۳۱

○ حج کی قربانی کا وقت ---------- ۳۳۲

○ قارن ومتمتع کے لئے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب کا وجوب ---------- ۳۳۲

○ بنک کے توسط سے قربانی ---------- ۳۳۲

○ قارن یا متمتع قربانی کی استطاعت نہ رکھے تو کیا کرے؟ ---------- ۳۳۳

○ اگر غیر مستطیع شخص حج سے قبل روزے نہ رکھ سکا ---------- ۳۳۴

○ عذر یا غلط فہمی کی وجہ سے ترتیب الٹ پلٹ ہوگئی ---------- ۳۳۴

□ مسائلِ حلق وقصر ---------- ۳۳۵

○ حلق یا قصر؟ ---------- ۳۳۵

○ ہر بال کے بدلہ میں قیامت میں نور ---------- ۳۳۶

○ حلق وقصر کب جائز ہوگا؟ ---------- ۳۳۶

○ حلق وقصر کا محدود وقت ---------- ۳۳۶

○ حلق وقصر کا مقام ---------- ۳۳۶

○ مردوں کے لئے حلق (منڈانا) افضل ہے ---------- ۳۳۷

○ مرد کے حلق وقصر کا طریقہ ---------- ۳۳۷

○ کہاں تک حلق کرانا ہے؟ ---------- ۳۳۷

○ بال صفا کریم سے سر کے بال اڑانا ---------- ۳۳۷

○ جس کے سر پر بالکل بال نہ ہوں وہ کیا کرے؟ ---------- ۳۳۸

○ سر پر اگر زخم ہوں تو کیا کریں؟ ---------- ۳۳۸

○ سر پر مصنوعی بال ہوں تو حلق یا قصر کا حکم؟ ---------- ۳۳۸

○ عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے ---------- ۳۳۸

○ عورت کے لئے قصر کا طریقہ ---------- ۳۳۹

○ گنجی عورت کیا کرے؟ ---------- ۳۳۹

○ استرا یا قینچی دستیاب نہ ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۳۳۹

○ سر کے اترے ہوئے بالوں کا کیا کریں؟ ---------- ۳۴۰

○ حلق یا قصر سے احرام کی پابندیاں کس حد تک ختم ہوتی ہیں؟ ---------- ۳۴۰

○ حلق یا قصر کے بعد ناخون تراشنا مستحب ہے ---------- ۳۴۰

○ حلق یا قصر سے قبل ناخون تراشنے سے دم واجب ---------- ۳۴۱

○ اپنے حلق سے قبل دوسرے حاجی کا حلق کرنا ---------- ۳۴۱

□ مسائل طوافِ زیارت ---------- ۳۴۲

○ حج کا اہم ترین رکن ---------- ۳۴۲

○ طوافِ زیارت خود ہی کرنا لازم ہے ---------- ۳۴۲

○ طوافِ زیارت کا وقت ---------- ۳۴۳

○ عذر کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر ---------- ۳۴۳

○ کیا طوافِ زیارت اور دیگر اعمالِ یوم النحر میں ترتیب واجب ہے؟ ---------- ۳۴۳

○ نجس کپڑوں کے ساتھ طوافِ زیارت ---------- ۳۴۴

○ ننگے پن کے ساتھ طوافِ زیارت ---------- ۳۴۴

○ طوافِ زیارت میں رمل واضطباع ---------- ۳۴۴

○ طوافِ زیارت میں کتنے چکر فرض ہیں؟ ---------- ۳۴۵

○ طوافِ زیارت کے بغیر حاجی کے لئے ازدواجی تعلق حلال نہیں ---------- ۳۴۵

○ بحالتِ حدثِ اکبر طوافِ زیارت ---------- ۳۴۶

○ حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالتِ ناپاکی طوافِ زیارت کرنا ---------- ۳۴۷

○ بے وضو طوافِ زیارت ---------- ۳۴۷

○ ستر کھول کر طوافِ زیارت ---------- ۳۴۸

□ مسائل رمی جمار (ایامِ تشریق) ---------- ۳۴۹

○ ۱۱-۱۲ر ذی الحجہ میں رمی جمار کا وقت ---------- ۳۴۹

○ ایامِ تشریق میں رمی کا طریقہ ---------- ۳۴۹

○ کیا رمی جمرات متصلاً ضروری ہے؟ ---------- ۳۵۰

○ کیا رمی کے لئے با وضو ہونا شرط ہے؟ ---------- ۳۵۰

○ وقت پر رمی نہ کر سکے تو کیا کرے؟ ---------- ۳۵۰

○ جمرات کی رمی میں ترتیب اُلٹ پلٹ ہوگئی ---------- ۳۵۱

○ ایامِ تشریق میں منیٰ میں کب تک قیام افضل ہے؟ ---------- ۳۵۲

○ ۱۲ر ذی الحجہ کو منیٰ سے کس وقت واپس ہو؟ ---------- ۳۵۲

○ ۱۲ر ذی الحجہ کو غروب کے بعد منیٰ سے واپس ہونا ---------- ۳۵۲

○ منیٰ میں رہتے ہوئے ۱۳ر ذی الحجہ کی صبح صادق ہوگئی ---------- ۳۵۲

○ ۱۳ر ذی الحجہ کی رمی کے اوقات ---------- ۳۵۳

○ ۱۳ر ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کی گنجائش ---------- ۳۵۳

□ مسائل طوافِ وداع ---------- ۳۵۴

○ طوافِ وداع کس پر واجب ہے؟ ---------- ۳۵۴

○ طوافِ وداع کس پر واجب نہیں؟ ---------- ۳۵۴

○ طوافِ وداع کا اصل وقت ---------- ۳۵۴

○ طوافِ وداع کا مستحب وقت ---------- ۳۵۵

○ طوافِ وداع کے بعد مکہ معظّمہ میں مقیم رہنا ---------- ۳۵۵
○ طوافِ وداع میں تعیین نیت ضروری نہیں ---------- ۳۵۵
○ سعی سے پہلے طوافِ وداع ---------- ۳۵۶
○ طوافِ وداع کیے بغیر واپس لوٹ گیا ---------- ۳۵۶
○ جنایات طوافِ وداع ---------- ۳۵۷

□ مسائل حج بدل ---------- ۳۵۸

○ عبادات میں نیابت کی بحث ---------- ۳۵۸
○ ایصالِ ثواب کا مسئلہ ---------- ۳۵۸
○ دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی گنجائش ---------- ۳۵۹
○ والدین کی طرف سے حج بدل کی فضیلت ---------- ۳۶۰
○ میت کی طرف سے حج بدل کرنے کا ثواب ---------- ۳۶۰
○ نبی اکرم علیہ السلام کی طرف سے حج وعمرہ کرنا ---------- ۳۶۱
○ کس شخص پر اپنی طرف سے حج بدل کرانا لازم ہے؟ ---------- ۳۶۱
○ مال دار تندرست کی طرف سے فرض حج بدل معتبر نہیں ---------- ۳۶۲
○ حج بدل کرانے کے بعد فقیر مال دار ہو گیا ---------- ۳۶۲
○ مال دار مریض حج بدل کرانے کے بعد تندرست ہو گیا ---------- ۳۶۳
○ جس عذر کے زائل ہونے کی امید ہو اس کی بنا پر حج بدل کا حکم ---------- ۳۶۳
○ صحت سے مایوس مریض حج بدل کے بعد صحت مند ہو گیا ---------- ۳۶۴
○ عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کرایا پھر محرم مل گیا ---------- ۳۶۴
○ نیابت درست ہونے کی مزید شرطیں ---------- ۳۶۴
○ کون شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے؟ ---------- ۳۶۶

○ کس شخص سے حج بدل کرانا بہتر ہے؟ ---------- ۳۶۶

○ عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا ---------- ۳۶۶

○ مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا ---------- ۳۶۶

○ مراہق شخص کے ذریعہ حج بدل ---------- ۳۶۷

○ جس شخص نے اپنا حج نہ کیا ہو کیا وہ حج بدل کر سکتا ہے؟ ---------- ۳۶۷

○ غیر مستطیع شخص کا حج بدل اس کے لئے موجبِ فرضیت نہیں ---------- ۳۶۸

○ حج بدل میں تمتع؟ ---------- ۳۶۸

○ حج بدل کے لئے جانے والے شخص کا اپنا عمرہ کرنا ---------- ۳۶۹

○ اجرت پر حج کو بھیجنا ---------- ۳۷۰

○ نفلی حج بدل میں عاجزی شرط نہیں ---------- ۳۷۰

○ حج بدل میں جنایات کا ضمان کس پر؟ ---------- ۳۷۱

○ مامور نے حج فاسد کر دیا ---------- ۳۷۱

○ دم احصار کون ادا کرے؟ ---------- ۳۷۱

○ حج بدل کرنے والے کا وقوفِ عرفہ کے بعد انتقال ہو گیا ---------- ۳۷۲

○ کیا آمر کے مال کا بعینہٖ استعمال ضروری ہے؟ ---------- ۳۷۲

○ حج کی وصیت ---------- ۳۷۲

○ کیا جس شخص نے وصیت نہ کی ہو اس کی طرف سے حج کرانا لازم ہے؟ ---------- ۳۷۲

○ حج کی وصیت کا نفاذ تہائی مال سے ہوگا ---------- ۳۷۳

○ وصیت کی کہ تہائی مال حج میں خرچ کیا جائے ---------- ۳۷۳

○ میت کی طرف سے حج کہاں سے کرائیں؟ ---------- ۳۷۳

○ تہائی مال وطن سے حج کرانے کے لئے ناکافی ہو ---------- ۳۷۴

○ بلاوصیت میت کا حج بدل ---- ۳۷۴

○ دورانِ سفر حج انتقال کر جانے والے پر وصیت لازم نہیں ---- ۳۷۴

○ میت کی طرف سے نفلی حج بدل کی وصیت ---- ۳۷۴

○ مالی وصیت میں گنجائش کے باوجود وطن کے بجائے سعودیہ سے حج بدل کرانا ---- ۳۷۵

○ ہندوستانی شخص کا وسعت کے باوجود سعودیہ سے فرض حج بدل کرانا ---- ۳۷۵

○ وسعت نہ ہونے کی بنا پر غیر وطن سے حج بدل کرانا ---- ۳۷۵

○ غیر وطن (مکہ وغیرہ) سے نفلی حج بدل کرانا ---- ۳۷۶

○ آفاقی شخص کا مکی کے ذریعہ حج بدل کرانا؟ ---- ۳۷۶

○ ہندوستانی میت کا مدینہ منورہ سے حج بدل کی وصیت کرنا ---- ۳۷۶

□ **حج وعمرہ میں رکاوٹ (احصار) کے مسائل** ---- ۳۷۷

○ محصر کے لئے گنجائش ---- ۳۷۷

○ احصار کی تعریف ---- ۳۷۷

○ احصار کے اسباب ---- ۳۷۸

○ حاجی کو وقوفِ عرفہ سے روک دیا جائے تو کیا کرے؟ ---- ۳۷۹

○ حاجی کو طوافِ زیارت سے روک دیا گیا ---- ۳۷۹

○ محصر حاجی کیا کرے؟ ---- ۳۷۹

○ محصر قارن کا احرام کب کھلے گا؟ ---- ۳۸۰

○ محصر معتمر کیا کرے؟ ---- ۳۸۰

○ ذبح سے قبل محصر کا فعل جنایت کرنا ---- ۳۸۰

○ محصر حاجی پر حج اور عمرہ کی قضا ---- ۳۸۱

○ محصر معتمر پر عمرہ کی قضا ۳۸۱
○ شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا ۳۸۲
○ شوہر کا عورت کو حج فرض سے روک دینا ۳۸۲
○ محصر کے لئے حدودِ حرم میں ذبح کی کوئی صورت نہ ہو تو کیا کرے؟ ۳۸۲
○ محصر کے پاس ذبح کی گنجائش نہ ہو تو کیا کرے؟ ۳۸۳

□ حج فوت ہونا ۳۸۴

○ وقوفِ عرفہ نہیں ملا ۳۸۴
○ مفرد فائت الحج کیا کرے؟ ۳۸۴
○ متمتع فائت الحج کا حکم ۳۸۴
○ قارن فائت الحج کا حکم ۳۸۵
○ فائت الحج کے لئے عمرہ میں بلا عذر تاخیر درست نہیں ۳۸۵
○ فائت بالحج تلبیہ کب سے ترک کرے گا؟ ۳۸۵
○ عمرہ کبھی فوت نہیں ہوتا ۳۸۶

باب حج النساء ۳۸۷-۴۰۸

○ خواتین سے متعلق مسائل حج وعمرہ ۳۸۸
○ کس عورت پر حج فرض ہے؟ ۳۸۸
○ عورت کے پاس حج کے اخراجات کے بقدر زیور ہو تو حج فرض ہے ۳۸۸
○ حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ ۳۸۹
○ نامحرم کے ساتھ سفر حج ممنوع ہے ۳۸۹

- محرم کا مامون ہونا شرط ہے ---------- ۳۸۹
- ساس کا داماد کے ساتھ سفر ---------- ۳۸۹
- اگر محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے؟ ---------- ۳۸۹
- بوڑھی عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر حج ---------- ۳۹۰
- عورت نے بغیر محرم یا شوہر کے حج کر لیا تو کیا حکم ہے؟ ---------- ۳۹۱
- سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آجائے؟ ---------- ۳۹۱
- سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟ ---------- ۳۹۱
- محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حجِ فرض سے نہیں روک سکتا ---------- ۳۹۲
- شوہر کا عورت کو نامحرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا ---------- ۳۹۳
- شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا ---------- ۳۹۳
- عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کرایا پھر محرم مل گیا ---------- ۳۹۳
- چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر ---------- ۳۹۳
- احرام باندھتے وقت ایام حیض میں ہونا ---------- ۳۹۴
- ناپاکی کے عالم میں حج کے مناسک ادا کرنا ---------- ۳۹۴
- حائضہ عورت کا مکہ معظّمہ پہنچ کر پاکی سے قبل مدینہ منورہ کا نظام ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۳۹۴
- عمرہ کا احرام باندھا لیکن حج تک پاک نہ ہوئی ---------- ۳۹۵
- قران کے احرام میں حج سے قبل عمرہ نہ کرسکی ---------- ۳۹۵
- خواتین کو ہمدردانہ مشورہ ---------- ۳۹۶
- حیض روکنے کے لئے دوا کا استعمال ---------- ۳۹۶
- عورتوں کے احرام کے لئے کوئی کپڑا مخصوص نہیں ---------- ۳۹۷
- احرام کی حالت میں چہرے پر ڈھاٹا باندھا ---------- ۳۹۸

○ احرام میں چہرے پر ماسک لگانا ---------- ۳۹۸
○ عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا ---------- ۳۹۸
○ سفر حج میں غیر مردوں سے پردہ کیسے کریں؟ ---------- ۳۹۸
○ مردوں کی بھیڑ میں عورتوں کا گھسنا حرام ہے ---------- ۳۹۹
○ عورت کا نماز باجماعت میں مرد کے دائیں بائیں یا سامنے کھڑا ہونا ---------- ۳۹۹
○ مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں؟ ---------- ۴۰۰
○ عورت کا احرام میں دستانے پہننا ---------- ۴۰۱
○ عورت کا زیورات پہننا ---------- ۴۰۱
○ ہتھیلی میں پتلی مہندی لگائی ---------- ۴۰۱
○ گاڑھی مہندی لیپنا ---------- ۴۰۱
○ احرام میں عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا منع نہیں ---------- ۴۰۲
○ اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم ---------- ۴۰۲
○ دوسری عورت سے جوں پکڑوانا ---------- ۴۰۲
○ محرمہ عورت کا دوسری عورت کی جوں مارنا ---------- ۴۰۲
○ عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں ---------- ۴۰۲
○ عورتوں کے لئے کس وقت طواف بہتر ہے؟ ---------- ۴۰۳
○ عورت کے لئے رمل اور اضطباع کا حکم نہیں ---------- ۴۰۳
○ ایامِ حیض میں مسجد میں داخلہ اور طواف جائز نہیں ---------- ۴۰۳
○ طواف کے دوران حیض آ گیا ---------- ۴۰۳
○ عورتیں سعی میں نہ دوڑیں ---------- ۴۰۳
○ سعی کے دوران حیض آ گیا ---------- ۴۰۴

○ عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا ---- ۴۰۴
○ عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے ---- ۴۰۴
○ عورت کے لئے بالوں کے قصر کا طریقہ ---- ۴۰۴
○ گنجی عورت کیا کرے؟ ---- ۴۰۴
○ عذر شرعی کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر ---- ۴۰۵
○ حالتِ احرام میں شوہر سے دل لگی کرنا ---- ۴۰۵
○ طوافِ زیارت کے بغیر حاجی کے لئے از دواجی تعلق حلال نہیں ---- ۴۰۵
○ وقوفِ عرفہ کے بعد حلق وطوافِ زیارت سے قبل جماع؟ ---- ۴۰۵
○ حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟ ---- ۴۰۶
○ وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع ---- ۴۰۶
○ حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع ---- ۴۰۶
○ حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کے احکام ---- ۴۰۷
○ حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالتِ ناپاکی طوافِ زیارت کرنا ---- ۴۰۷
○ عمر بھر طوافِ زیارت نہ کرسکی؟ ---- ۴۰۷
○ ناپاکی کے عذر سے عورت پر طوافِ وداع نہیں ---- ۴۰۷
○ ناپاکی کی حالت میں طوافِ وداع کا حکم ---- ۴۰۸
○ عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا ---- ۴۰۸
○ مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا ---- ۴۰۸
○ حرم شریف میں عورتوں کا نماز جنازہ میں شرکت کرنا ---- ۴۰۸

کتاب العمرة ۴۰۹-۴۱۹

○ عمرہ کے مسائل ---- ۴۱۰

- عمرہ کے لغوی معنی ---- ۴۱۰
- عمرہ کی شرعی تعریف ---- ۴۱۰
- عمرہ کی شرعی حیثیت ---- ۴۱۰
- عمرہ کی فضیلت ---- ۴۱۰
- رمضان المبارک کے عمرہ کا ثواب ---- ۴۱۱
- عمرہ کے ارکان وشرائط ---- ۴۱۱
- عمرہ کا وقت ---- ۴۱۲
- عمرہ کے واجبات ---- ۴۱۲
- عمرہ کی سنتیں ---- ۴۱۳
- حج اور عمرہ کے احکام میں فرق ---- ۴۱۳
- کن ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے؟ ---- ۴۱۴
- پہلے باندھے گئے احرام سے ایامِ مکروہہ میں عمرہ کرنا ---- ۴۱۴
- مکروہ ایام میں عمرہ کا احرام باندھ لیا؟ ---- ۴۱۵
- اہل مکہ کا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا ---- ۴۱۵
- مکی شخص کے لئے عمرہ کا احرام کہاں سے باندھنا افضل ہے؟ ---- ۴۱۶
- عمرہ کو فاسد کرنے والا عمل ---- ۴۱۶
- عمرہ فاسد ہو جائے تو کیا کرے؟ ---- ۴۱۶
- طواف کے چار چکروں کے بعد جماع ---- ۴۱۷
- طواف کے بعد سعی سے قبل جماع ---- ۴۱۷
- طواف وسعی کے بعد حلق سے پہلے جماع ---- ۴۱۷
- احرام کے بعد عمرہ کی ادائیگی میں تاخیر ---- ۴۱۷

○ بغیر طواف کے سعی معتبر نہیں ---------- ۴۱۸

○ طواف کے بعد سعی میں تاخیر ---------- ۴۱۸

○ طواف وسعی کے بعد حلق میں تاخیر ---------- ۴۱۸

○ عمرہ میں تلبیہ کب تک پڑھا جائے گا؟ ---------- ۴۱۸

○ بار بار عمرہ کرنا ---------- ۴۱۸

○ عمرہ میں طوافِ قدوم یا طوافِ وداع نہیں ہے ---------- ۴۱۹

○ جنایات طوافِ عمرہ ---------- ۴۱۹

حج کی رہنمائی ۴۲۱-۴۳۷

○ آیئے! حج کریں؟ ---------- ۴۲۲

○ احرام کہاں سے باندھیں؟ ---------- ۴۲۲

○ احرام باندھنے کا مسنون طریقہ ---------- ۴۲۲

○ بیت اللہ میں حاضری ---------- ۴۲۵

○ طواف ---------- ۴۲۶

○ صفاومروہ کی سعی ---------- ۴۲۹

○ سر کے بال منڈوانا یا کتروانا ---------- ۴۳۰

○ عمرہ کے بعد مکہ معظّمہ میں قیام ---------- ۴۳۱

○ منیٰ کے لئے روانگی ---------- ۴۳۱

○ نمازیں قصر کریں یا پوری پڑھیں؟ ---------- ۴۳۲

○ عرفات کے میدان میں ---------- ۴۳۳

○ مزدلفہ کو روانگی ---------- ۴۳۴

○ مزدلفہ سے واپسی ---------- ۴۳۵

○ دوبارہ منیٰ میں ---------- ۴۳۵
○ طوافِ زیارت ---------- ۴۳۶
○ رمی جمار (کنکری مارنا) ---------- ۴۳۷
○ مکہ معظّمہ واپسی اور طوافِ وداع ---------- ۴۳۷

کتاب الدعاء ۴۳۹-۴۵۹

○ حج کے دوران دعاؤں اور اذکار کا اہتمام ---------- ۴۴۰
○ یہ داتاؤں کے داتا کا دربار ہے ---------- ۴۴۱
○ اللہ تعالیٰ کو دعا مانگنے والے بندے پسند ہیں ---------- ۴۴۱
○ اللہ سے دعا کسی حال میں نفع سے خالی نہیں ---------- ۴۴۲
○ دعا کے چند آداب ---------- ۴۴۳
○ دل کے استحضار کے ساتھ دعا ---------- ۴۴۶
○ سفر کی دعا ---------- ۴۴۶
○ جب کعبۂ مشرفہ پر نظر پڑے ---------- ۴۴۷
○ حجر اسود کے استلام کے وقت کی دعا ---------- ۴۴۷
○ رکنِ یمانی سے گذرتے ہوئے پڑھنے کی دعا ---------- ۴۴۸
○ طواف کے دوران ذکر کی کثرت ---------- ۴۴۸
○ طواف کے دوران پڑھنے کے لئے چند منتخب جامع دعائیں ---------- ۴۴۹
○ ملتزم پر ---------- ۴۵۳
○ زمزم پیتے وقت ---------- ۴۵۴
○ صفا و مروہ پر پڑھنے کی دعا ---------- ۴۵۴
○ میلین اخضرین کی دعا ---------- ۴۵۵

○ میدانِ عرفات کی افضل ترین دعا ---------- ۴۵۵
○ میدان عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا ---------- ۴۵۶
○ مزدلفہ کی خاص دعا ---------- ۴۵۷
○ دسویں ذی الحجہ کی اہم دعا ---------- ۴۵۷
○ حج کے مختلف مواقع پر پڑھنے کی دعا ---------- ۴۵۸
○ کنکری مارتے وقت کی دعا ---------- ۴۵۸
○ مقامات قبولیت دعاء ---------- ۴۵۹
○ کعبہ شریفہ سے وداع کے وقت کی دعا ---------- ۴۵۹

باب زیارة روضة الرسول ﷺ ۴۶۱-۴۸۴

□ زیارتِ مدینہ منورہ ---------- ۴۶۳
○ روضۂ اقدس پر حاضری ---------- ۴۶۳
○ حاجی پہلے مدینہ منورہ جائے یا مکہ معظّمہ؟ ---------- ۴۶۴
○ مدینہ، مرکزِ اسلام ہے ---------- ۴۶۴
○ مدینہ میں خبیث لوگ رہ نہیں پائیں گے ---------- ۴۶۵
○ اہل مدینہ کو ستانے والا نیست ونابود ہو جائے گا ---------- ۴۶۶
○ مدینہ منورہ میں رہ کر بدعت پھیلانے والا ملعون ہے ---------- ۴۶۶
○ مدینہ منورہ میں قیام کی تکلیفوں پر صبر کرنے پر بشارت ---------- ۴۶۷
○ مدینہ منورہ میں وفات کی فضیلت ---------- ۴۶۷
○ مدینہ کی حفاظت پر فرشتے مامور ہیں ---------- ۴۶۸
○ مدینہ میں برکت ہی برکت ہے ---------- ۴۶۸

○ زیارتِ مدینہ منورہ کے چند آداب ---- ۴۶۹

○ جب ''مدینہ'' میں داخل ہو؟ ---- ۴۶۹

○ مسجدِ نبوی میں حاضری ---- ۴۷۰

○ باادب ! ہوشیار! ---- ۴۷۱

○ سلام کے مختصر الفاظ ---- ۴۷۱

○ سلام کے طویل کلمات ---- ۴۷۲

○ دوسروں کی طرف سے سلام ---- ۴۷۶

○ سلام کس وقت پیش کریں؟ ---- ۴۷۶

○ خلیفۂ اول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام ---- ۴۷۶

○ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام ---- ۴۷۷

○ تضرع وزاری کے ساتھ دعا ---- ۴۷۷

○ جالیوں کو چومنا بے ادبی ہے ---- ۴۷۷

○ ایک یادگار واقعہ ---- ۴۷۸

○ مسجدِ نبوی میں نماز باجماعت اور تلاوت کا اہتمام ---- ۴۷۸

○ مسجدِ نبوی میں مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت ---- ۴۷۹

○ ریاض الجنۃ ---- ۴۷۹

○ جنت کی کیاری کا کیا مطلب ہے؟ ---- ۴۸۰

○ ریاض الجنۃ کے سات ستون ---- ۴۸۰

○ زیارتِ جنت البقیع ---- ۴۸۱

○ مسجد قبا ---- ۴۸۱

○ مسجد قبلتین ---- ۴۸۲

○ زیارتِ شہداءِ احد ---- ۴۸۲
○ دربارِ نبوت سے واپسی ---- ۴۸۳
○ ایک عاجزانہ گذارش ---- ۴۸۴

مسک الختام...... ۴۸۵-۵۲۸

□ قرآنِ کریم میں صلاۃ وسلام کا حکم ---- ۴۸۷
○ پیغمبر علیہ السلام کا ذکر آنے پر درود شریف نہ پڑھنا محرومی ہے ---- ۴۸۸
○ درود شریف سے نیکیوں کا اضافہ ---- ۴۸۹
○ پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں درود شریف کی پیشی ---- ۴۹۰
○ درود شریف کے ذریعہ قربِ نبوی کا حصول ---- ۴۹۱
○ درود شریف کے ذریعہ دنیا و آخرت کی فکروں سے نجات ---- ۴۹۱
○ جمعہ کے دن درود شریف کا خاص اہتمام ---- ۴۹۲
○ اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا اہتمام ---- ۴۹۲
○ درود شریف پڑھنے کے مستحب مواقع ---- ۴۹۴
○ کن مواقع میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے؟ ---- ۴۹۵
□ چند پسندیدہ درود شریف ---- ۴۹۶
○ درود شریف کے بعد پڑھنے کے لئے چند منتخب دعائیہ کلمات ---- ۵۱۷
□ ماخذ و مراجع ---- ۵۳۳

کتاب الحج

(حج وعمرہ کے ضروری مسائل)

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً ○

(اٰل عمران: ۹۷)

ترجمہ: اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا،
جو شخص اس کی طرف راہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ
رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ لا وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا
مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ط وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز
وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ○ (البقرۃ: ۱۹۷)

ترجمہ: حج کے چند متعین مہینے ہیں (شوال سے لے کر ذی الحجہ کی دسویں رات تک) پس جس نے ان میں اپنے اوپر حج کو لازم کرلیا (یعنی حج کا احرام باندھ لیا) تو اس کو عورت سے بے حجاب ہونا اور گناہ کرنا اور حج کے زمانہ میں جھگڑا کرنا جائز نہیں، اور جو تم نیکی کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے، اور زادِ راہ لے لیا کرو کہ بے شک بہترین توشہ، سوال سے بچنا، اور اے عقل مندو مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

حج کا بیان

حج کا سلسلہ کب سے جاری ہے؟

دنیا میں ''حج'' کی عبادت کا سلسلہ انسانِ اول سیدنا حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے جاری ہے۔ تفسیر کی روایات سے ثابت ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے مکہ معظّمہ آکر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کی رہنمائی میں بیت اللہ شریف کی بنیادیں قائم فرمائیں اور حج ادا فرمایا، اوراس کے بعد برابر حجاز مقدس کے اسفار فرماتے رہے، جن میں سے ۳۰۰/اسفار حج کے لئے تھے اور ۷۰۰/اسفار عمرے کے لئے فرمائے۔ (اعیان الحجاج، مؤلفہ: محدثِ کبیر امیر الہند حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ ۲۱-۲۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے، تو انہوں نے خانۂ کعبہ کا سات چکر طواف کیا، اب جہاں مقامِ ابراہیم ہے اس کے مقابل دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سَرِيْرَتِيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَأَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ اِيْمَاناً يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقاً حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِيْ وَرِضاً بِمَا قَسَمْتَ لِيْ.

اے اللہ! تو میرا باطن اور ظاہر سب جانتا ہے، پس میری معذرت قبول فرمالے اور تو میری حاجت کو بھی جانتا ہے؛ لہٰذا میری مانگ پوری کردے اور تو وہ سب جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے، پس میرے گناہ بخش دے، اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں پیوست ہو اور ایسا سچا یقین جس سے مجھے عین الیقین حاصل ہو کہ تونے جو کچھ لکھ دیا ہے اس کے سوا ہرگز نہ مجھ کو کچھ ملے گا نہ کوئی تکلیف پہنچے گی، اور یہ چاہتا ہوں کہ تیری تقسیم سے راضی رہوں۔

جب حضرت آدم علیہ السلام یہ دعا کر چکے تو حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ: ''ہم نے تمہاری خطا بخش دی

اور تمہاری اولاد میں سے جو کوئی ہمارے یہاں آ کر تمہاری اس دعا کو پڑھے گا ہم اس کے گناہ بھی بخش دیں گے“۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۱۸۳، کتاب الادعیۃ، اعیان الحجاج ۱/۲۲-۲۳، حج و زیارت نمبر ۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام حج کے مناسک ادا کر کے فارغ ہوئے تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ: ”اے رب! ہر عمل کرنے والے کو بدلہ ملتا ہے، ہمارے لئے کیا فیصلہ ہے“؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے آدم! میں نے تمہاری تو بخشش کر ہی دی، اور تمہاری اولاد وں میں سے جو میرے گھر کے پاس آ کر اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا میں اسے بھی بخش دوں گا“۔ (البحر العمیق ۱/۷۶ بحوالہ اخبار مکہ، لا زرقی)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام حج فرما چکے تو فرشتوں نے آپ سے ملاقات کر کے فرمایا کہ آپ کو حج مبارک ہو، ہم اس عبادت کو آپ سے پہلے دو ہزار سال سے کرتے آئے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم لوگ طواف کرتے ہوئے کیا پڑھتے ہو؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ ہم یہ کلمہ پڑھتے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔ چناں چہ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے بھی طواف میں اس کلمہ کی کثرت فرمائی۔ (البحر العمیق ۱/۷۷)

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا اعلانِ حج

بعد میں جب سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی (جس کے آثار طوفانِ نوح کے بعد مستور ہو چکے تھے) تو تعمیر مکمل ہونے پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ:

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ. (الحج: ۲۷)

اور آپ لوگوں میں حج کا اعلان فرمادیں، وہ چلے آئیں آپ کے پاس پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر، چلے آئیں دور دراز راہوں سے۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہ العالمین! میری آواز آخر کہاں تک پہنچے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اعلان تمہارا کام ہے پہنچانا ہمارے ذمہ ہے، پس سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حکم کی تعمیل فرماتے ہوئے بلند پہاڑی پر چڑھ کر اعلان فرمایا کہ: ”اے لوگو! تمہارے رب نے اپنا گھر بنایا ہے؛ لہٰذا اس کا حج کرو“، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس ”ندائے ابراہیمی“ کو نہ صرف اس وقت موجود تمام مخلوقات تک پہنچایا؛ بلکہ جو لوگ ماں کے پیٹوں اور باپ کی پیٹھوں میں تھے ان سب تک یہ آواز پہنچادی اور جس نے اس ندا پر جتنی مرتبہ لبیک کہا اس کو اتنی ہی مرتبہ بیت اللہ حاضری کی سعادت نصیب ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ملخص: تفسیر ابن کثیر مکمل ۸۹۵، تفسیر قرطبی ۱۲/۳۶، نیز دیکھئے انوار مناسک، مؤلفہ: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی ۹۰-۹۷)

حج کی فرضیت

حج اسلام کا اہم ترین رکن ہے جو سن ۹ رہجری میں فرض کیا گیا ،قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِلّٰـهِ عَلَـى النَّـاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَـاعَ اِلَيْـهِ سَبِيْلاً، وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ. (ال عمران: ٩٧)

اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر اس کے گھر کا حج کرنا، جو شخص اس کی طرف راہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو اور جو شخص ناشکری کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو سارے جہاں والوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔

اس آیت کا انداز بجائے خود حج کی اہمیت کو بتلا رہا ہے کہ اس کی ابتدا ہی یہ کہہ کر کی گئی ہے کہ بندوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ حج کو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ظاہری و باطنی اور داخلی اور خارجی نعمتوں کا شکر ادا کریں؛ لہٰذا جو شخص بھی جسمانی اور مالی قدرت واستطاعت رکھتا ہو اس پر جلد از جلد اس فریضہ سے سبک دوش ہونا لازم ہے اور اس میں تاخیر پسندیدہ نہیں ہے۔

حج؛ زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے

حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ ادا کرنا فرض ہے، بار بار حج فرض نہیں؛ البتہ کوئی نفلی حج کرنا چاہے تو بات الگ ہے۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض فرمایا ہے''، تو ایک صحابی حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال میں حج فرض ہے''؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ قُلْتُهَـا لَوَجَبَـتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَـعْـمَـلُوْا بِهَـا وَلَـمْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْمَلُوْا بِهَا، اَلْحَجُّ مَرَّةً فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ. (رواہ احمد وابوداؤد، تفسیر ابن کثیر مکمل ۲۵۳)

اگر میں ''ہاں'' کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا، اور اگر ایسا ہوتا تو تم اس پر عمل نہ کر پاتے اور تمہارے بس میں بھی نہیں تھا کہ تم اس پر عمل کرتے ،حج تو بس ایک مرتبہ فرض ہے اور اس سے زیادہ نفل ہے۔

صاحبِ استطاعت حضرات حج کی ادائیگی میں جلدی کریں

جس شخص پر حج فرض ہو جائے اسے جلد از جلد اپنے فریضہ سے سبک دوشی کی فکر کرنی چاہئے، سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَعَجَّلُوْا اِلَى الْحَجِّ – يَعْنِيْ الْفَرِيْضَةَ – فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لاَ يَدْرِيْ مَا يُعْرَضُ لَهُ. (مسند احمد، تفسير ابن كثير ٢٥٣، الترغيب والترهيب مكمل ٢٦١)

فریضۂ حج ادا کرنے میں جلدی کرو؛ کیوں کہ تم میں سے کسی کو نہیں معلوم کہ آئندہ کیا رکاوٹ پیش آجائے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ. (رواه ابوداؤد، تفسير ابن كثير ٢٥٣)

جس شخص کا حج کا ارادہ ہو تو اسے چاہئے کہ جلدی کرے۔

بہت سے لوگ استطاعت کے باوجود حج میں بلا وجہ تاخیر کرتے ہیں اور بہت سے حضرات محض اس وجہ سے حج سے رکے رہتے ہیں کہ اپنی اولاد کی شادیوں وغیرہ سے فارغ ہو جائیں پھر حج کو جائیں تو یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ حج کی فرضیت کے بعد اولاً حج کی ادائیگی کی فکر ہونی چاہئے، بعد میں دیگر ضرورتیں پوری کریں، حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص کسی دنیوی ضرورت سے اپنا حج مؤخر کرتا ہے تو لوگ حج کرکے واپس بھی آجاتے ہیں، مگر اس شخص کی ضرورت باقی ہی رہتی ہے اور رکنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

چناں چہ ایک ضعیف حدیث میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ وَلاَ اَمَةٍ يَضِنُّ بِنَفَقَةٍ يُنْفِقُهَا فِيْ مَا يُرْضِى اللّٰهَ اِلَّا اَنْفَقَ اَضْعَافَهَا فِيْمَا يُسْخِطُ اللّٰهَ. وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَدَعُ الْحَجَّ لِحَاجَةٍ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا اِلَّا رَأَى الْمُخَلَّفِيْنَ قَبْلَ اَنْ يَقْضِىَ تِلْكَ الْحَاجَةَ – يَعْنِيْ حَجَّةَ الْإِسْلَامِ – وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَدَعُ الْمَشْىَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ قُضِيَتْ اَوْ لَمْ تُقْضَ اِلَّا اُبْتُلِىَ بِمَعُوْنَةِ مَنْ يَأْثَمُ عَلَيْهِ وَلاَ يُوْجَرُ فِيْهِ. (رواه الاصفهاني، الترغيب والترهيب مكمل ٢٦١)

جو مرد یا عورت اللہ کی رضا کی جگہوں میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے تو اس سے کئی گنا زیادہ اسے اللہ کی ناراضگی کی جگہوں میں خرچ کرنا پڑتا ہے، اور جو شخص کسی دنیاوی ضرورت کی بنا پر اپنا فریضۂ حج چھوڑتا ہے تو وہ اس ضرورت کے پوری ہونے سے پہلے ہی حج سے واپس آنے والوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کی ضرورت میں اس کے ساتھ جانے سے منع کرے گا خواہ وہ ضرورت اس کے ذریعہ پوری ہوسکتی ہو یا نہ ہوسکتی ہو، تو اسے کسی گناہ کے کام میں مدد کرنے میں مبتلا ہونا پڑے گا جس پر اسے کوئی اجر نہ ملے گا۔

بریں بنا معمولی بہانوں کی وجہ سے وسعت رکھنے والے لوگوں کو حج کے ادا کرنے میں ٹال مٹول نہیں کرنی چاہئے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

آج کل ایک بات یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ اگر بیٹا صاحب استطاعت ہے اور والدین نے استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے حج نہیں کر رکھا ہے تو سرمایہ دار بیٹا اس وقت تک اپنے لئے حج کو جائز نہیں سمجھتا جب تک کہ والدین کو حج نہ کرادے، اور پھر عموماً یہ ہوتا ہے کہ ضعیف اور بوڑھے والدین کو تنہا حج کو بھیجا جاتا ہے؛ تاکہ ان کے حج کرنے سے اپنے لئے حج کی راہ ہموار ہوسکے، حالاں کہ یہ خیال کہ والدین کے حج کے بغیر بیٹے کا حج ادا نہ ہوگا محض جہالت اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ حج کی فرضیت کا تعلق قدرت اور استطاعت سے ہے، اگر بیٹا استطاعت رکھتا ہے تو اسی پر حج فرض ہے اور وہ بلاتردد والدین سے پہلے اپنا فریضۂ حج ادا کرسکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ والدین کے حج کے انتظار میں اپنا حج مؤخر نہ کیا جائے؛ البتہ اگر کوئی سعادت مند بیٹا اپنی وسعت کے مطابق خود اپنی مرضی سے اپنے ساتھ والدین یا ان میں سے کسی ایک کو لے کر جائے اور سفر حج میں ان کی خدمت کرے تو یہ یقیناً سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہوگی

وسعت کے باوجود حج فرض ادا نہ کرنے پر وعیدیں

احادیث شریفہ میں ایسے شخص کے متعلق سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں جو وسعت اور قدرت کے باوجود حج کا فریضہ ادا کرنے میں تاخیر کرے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَلَکَ زَاداً وَرَاحِلَةً تَبْلُغُهٗ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلاَ عَلَیْهِ اَنْ یَّمُوْتَ یَهُوْدِیاً اَوْنَصْرَانِیاً، وَذٰلِکَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلاً﴾. (ترمذی شریف: ۸۱۲، مناسك ملا علی قاری ۳۱، الترغیب والترهیب مکمل ۲۷۷)

جو شخص زادِ راہ اور بیت اللہ شریف تک پہنچانے والی سواری پر قادر ہو پھر بھی حج نہ کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔ اور یہ بات اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو شخص وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو﴾

اور دوسری روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

مَنْ لَمْ یَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ

جس کو حج سے کوئی ظاہری ضرورت یا ظالم حکمراں یا مجبور کن بیماری نہ روکے پھر بھی وہ حج کئے بغیر مرجائے

فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِياً اَوْنَصْرَانِياً. (رواه الديلمى فى الفردوس، مناسك ملا على قارى ۳۱)

تو چاہے یہودی ہوکر مرے یا عیسائی ہوکر (اللہ کو کچھ پروا نہیں)

اس میں یہودی یا عیسائی ہوکر مرنے کی جو وعید سنائی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں مذاہب میں حج کی عبادت کی کوئی اہمیت نہیں ہے، دوسرے یہ کہ یہ لوگ صراحۃً اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی کتابوں سے روگردانی اور بغاوت کرنے والے ہیں، تو گویا کہ وسعت وقدرت کے باوجود حج کو نہ جانے والا بھی حکم شرعی کو ادا نہ کرکے ان لوگوں کی طرح سرکشی کا مرتکب ہورہا ہے۔ نعوذ باللہ۔

حج؛ مغفرت کا بڑا ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے جن اعمال کو بندوں کی مغفرت کا ذریعہ اور سبب بنایا ہے ان میں حج کو امتیازی حیثیت حاصل ہے، چناں چہ احادیث شریفہ میں اس بات کو بخوبی واضح فرمایا گیا ہے۔

(۱) سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ. (البخارى ۱/۲۰۶، ابن ماجه ۲۶۸)

جو شخص اس طرح حج کرے کہ اس میں کوئی گناہ کا کام اور بے حیائی کی بات نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوکر واپس ہوتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

اس حدیث میں رفث سے ہر بے حیائی اور لغو بات مراد ہے، جب کہ فسوق میں ہر طرح کے گناہ شامل ہیں، یہ چیزیں اگرچہ حج کے علاوہ بھی منع ہیں، لیکن حج کے ساتھ ان کی ممانعت مزید بڑھ جاتی ہے۔ (البحرالعمیق ۱/۵۶)

(۲) مشہور صحابی رسول حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی رغبت ڈالی تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! دستِ مبارک بڑھایئے؛ تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرو، چناں چہ آپ نے اپنا دست اقدس بڑھایا، تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اس پر پیغمبر علیہ السلام نے بطور تعجب فرمایا کہ: ''عمرو! تمہیں کیا ہوا''؟ تو میں نے عرض کیا کہ: ''میں آپ سے ایک شرط لگانا چاہتا ہوں''، پیغمبر علیہ السلام نے پوچھا کہ: ''کیا شرط''؟ تو میں نے عرض کیا کہ: ''شرط یہ ہے کہ میرے پچھلے سب گناہوں کو بخش دیا جائے''، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرو اِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ، وَاِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَاِنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ. (مسلم شريف: ۱۲۱، ابن خزيمة ۲۵۱۵، الترغيب و الترهيب مكمل ۲۵۸)

عمرو! کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام اس سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور ہجرت سابقہ زندگی کے گناہوں کو مٹادیتی ہے، اور حج ماقبل کے گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔

یہاں یہ ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ علماء کے نزدیک حج جیسی عبادات سے چھوٹے موٹے حقوق اللہ سے متعلق گناہ بغیر توبہ کے معاف ہوجاتے ہیں، جب کہ بڑے گناہوں کی معافی کے لئے ساتھ میں توبہ شرط ہے۔اور حقوق العباد سے متعلق گناہ محض حج سے یا محض توبہ سے معاف نہیں ہوں گے؛ بلکہ صاحب حقوق کو راضی کرنا لازم ہے؛ لہٰذا کوئی اس خوش گمانی میں نہ رہے کہ لوگوں کے حقوق کو ضائع کر کے محض حج کرنے سے اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے؛ بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی بہرحال لازم ہے۔(مستفاد: البحر العمیق ۱/۶۲ -۶۳ وغیرہ)

(۳) سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ کَمَا یَنْفِیْ الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَیْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. (رواه الترمذی و ابن خزیمة و ابن حبان، الترغیب و الترهیب مکمل ۲۵۹)

حج وعمرہ پے در پے کیا کرو؛ کیوں کہ یہ دونوں عبادتیں فقر وفاقہ اور گناہوں کو ایسے مٹادیتی ہیں جیسے کہ بھٹی لوہے اور سونا چاندی کے کھوٹ کو (جلاکر) ختم کردیتی ہے، اور حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔

(۴) سیدنا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا کہ الٰہ العالمین! آپ کے جو بندے آپ کے گھر کی زیارت کو حاضر ہوں ان کے لئے کیا تحفہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِکُلِّ زَائِرٍ حَقٌّ عَلَی الْمَزُوْرِ حَقًّا یَا دَاؤُدُ إِنَّ لَهُمْ عَلَیَّ اَنْ اُعَافِیَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَاَغْفِرَ لَهُمْ إِذَا لَقِیْتُهُمْ. (رواه الطبرانی فی الاوسط ۶۰۳۰، الترغیب والترهیب ۲۶۱)

ہر مہمان کا میزبان پر حق ہوتا ہے، اے داؤد! ان زائرین کا مجھ پر حق یہ ہے کہ میں انہیں دنیا میں عافیت سے نوازوں گا اور (آخرت میں) جب میری ان سے ملاقات ہوگی تو ان کو مغفرت عطا کروں گا۔

حجاج کے لئے اجر وثواب کی بارش ہی بارش

(۵) سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی کی مسجد میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک انصاری صحابی اور ایک ثقفی صحابی حاضر ہوئے، اور سلام کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! ہم کچھ پوچھنے کی غرض سے آئے ہیں''، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں ان سوالات کی خبر دے دوں جنہیں تم معلوم کرنے آئے ہو؟ اور چاہو تو خاموش رہوں، اور تم خود سوال کرو''؟ ان دونوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہی ارشاد فرمایئے! چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم یہ باتیں پوچھنے آئے تھے: (۱) گھر سے چل کر

بیت اللہ کی طرف جانے کا کیا ثواب ہے؟ (۲) طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا کیا اجر ہے؟ (۳) صفا و مروہ کی سعی کا کیا بدلہ ہے؟ (۴) وقوف عرفہ کی کیا جزاء ہے؟ (۵) کنکری مارنے پر کیا اجر ملتا ہے؟ (٦) اور قربانی کرنے سے انسان کس ثواب کا مستحق ہوتا ہے''؟ یہ سن کر ان دونوں صحابیوں نے فرمایا کہ: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے ہم یہی سوالات کرنے حاضر ہوئے تھے''۔ پھر آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

(۱) فَاِنَّکَ اِذَا خَرَجْتَ مِنْ بَیْتِکَ تَؤُمُّ الْبَیْتَ الْحَرَامَ لاَ تَضَعُ نَاقَتُکَ خُفاً وَلاَ تَرْفَعُهُ اِلاَّ کَتَبَ اللّٰهُ لَکَ بِهٖ حَسَنَةً وَمَحَا عَنْکَ خَطِیْئَةً.

(۱) جب تم اپنے گھر سے مسجد حرام کے قصد سے چلتے ہو تو تمہاری سواری کے قدم قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور تمہاری ایک غلطی معاف کی جاتی ہے۔

(۲) وَاَمَّا رَکْعَتَاکَ بَعْدَ الطَّوَافِ کَعِتْقِ رَقَبَةٍ مِنْ بَنِیْ اِسْمَاعِیْلَ.

(۲) اور طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا اجر بنی اسمٰعیل کے غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے۔

(۳) وَاَمَّا طَوَافُکَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ کَعِتْقِ سَبْعِیْنَ رَقَبَةً.

(۳) اور صفا و مروہ کی سعی کا ثواب ۷۰ غلاموں کو آزاد کرنے کے مثل ہے۔

(٤) وَاَمَّا وُقُوْفُکَ عَشِیَّةَ عَرَفَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَهْبِطُ اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا فَیُبَاهِیْ بِکُمُ الْمَلاَئِکَةَ یَقُوْلُ عِبَادِیْ جَاؤُنِیْ شُعْثاً مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یَرْجُوْنَ رَحْمَتِیْ فَلَوْ کَانَتْ ذُنُوْبُکُمْ کَعَدَدِ الرَّمَلِ اَوْ کَقَطَرِ الْمَطَرِ اَوْ کَزَبَدِ الْبَحْرِ لَغَفَرْتُهَا اَفِیْضُوْا عِبَادِیْ مَغْفُوْراً لَکُمْ وَلِمَنْ شَفَعْتُمْ لَهٗ.

(۴) اور تمہارا میدان عرفات میں وقوف کرنا تو اس دن اللہ ربّ العزت آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرما کر فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پراگندہ بالوں والے بندے دنیا کے کونے کونے سے میری جنت کی امید لگا کر میرے پاس آئے ہیں؛ لہٰذا ان کے گناہ اگرچہ ریت کے ذرات، بارش کے قطرات اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں پھر بھی میں انھیں بخش دوں گا۔ پس اے میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے واپس جاؤ، تم بھی بخش دیئے گئے اور جس کے لئے تم نے بخشش کی سفارش کی ان کی بھی مغفرت کردی گئی ہے۔

(٥) وَاَمَّا رَمْیُکَ الْجِمَارَ فَلَکَ بِکُلِّ حَصَاةٍ رَمَیْتَهَا تَکْفِیْرُ کَبِیْرَةٍ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ.

(۵) اور تمہارا شیطان کو کنکری مارنا تو ہر کنکری کے بدلے میں کسی بڑے ہلاکت خیز گناہ کی مغفرت ہوتی ہے۔

(٦) **وَاَمَّا نَحْرُکَ فَمَذْخُوْرٌ لَکَ عِنْدَ رَبِّکَ.**

(٦) اور تمہارا قربانی کرنا تو اس کا ثواب آخرت کے ذخیرہ میں جمع کیا جاتا ہے۔

وَاَمَّا حِلاقُکَ رَأْسَکَ فَلَکَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَلَقْتَهَا حَسَنَةٌ وَيُمْحٰى عَنْکَ بِهَا خَطِيْئَةٌ.

اور (احرام کھولتے وقت) تمہارا سر منڈانا تو ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک برائی مٹائی جاتی ہے۔

وَاَمَّا طَوَافُکَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاِنَّکَ تَطُوْفُ وَلاَ ذَنْبَ لَکَ يَأْتِيْ مَلَکٌ حَتّٰى يَضَعَ يَدَيْهِ بَيْنَ کَتِفَيْکَ فَيَقُوْلُ: اِعْمَلْ فِيْمَا تَسْتَقْبِلُ فَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا مَضٰى. (رواه الطبراني في الكبير والبزار قال المعلى: وهي طريق لا بأس بها رواتها كلهم موثقون، الترغيب والترهيب مكمل ٢٦٢)

اور جب تم اس کے بعد طوافِ زیارت کرتے ہو تو تم گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوتے ہو اور ایک فرشتہ تمھارے دونوں شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ اب آئندہ کے لئے ازسرنو اعمال کرو، تمہارے گذشتہ سارے گناہ معاف کردیئے گئے ہیں۔

حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے

(٦) سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ، قِيْلَ وَمَا بِرُّهٗ؟ قَالَ: اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَطِيْبُ الْكَلاَمِ. (مسند احمد ٣/٣٢٥، الترغيب والترهيب مكمل ٢٥٩)

حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں، پوچھا گیا کہ حج کا ''بر'' (یعنی خاص نیکی) کیا ہے؟ تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ''کھانا کھلانا اور اچھی گفتگو کرنا''۔

حج مبرور کا اطلاق کس حج پر ہوگا؟ اس بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں، جس میں سے تین اقوال درج ذیل ہیں: (۱) وہ حج جس کے ساتھ کوئی گناہ شامل نہ ہو۔ (۲) وہ حج جو عند اللہ مقبول ہو، اور اس کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد وہ حاجی اعمالِ خیر میں زیادتی کرے اور جن گناہوں سے توبہ کرچکا ہے ان سے دور رہے۔ (۳) حج مبرور وہ حج ہے جس میں ریاکاری اور شہرت کا جذبہ نہ ہو۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ: ''حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ آدمی حج کر کے جب واپس آئے تو دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والا ہو۔ (البحر العمیق ۱/۵۷-۵۸ وغیرہ)

حج؛ کمزوروں کے لئے جہاد ہے

(۷) جگر گوشۂ رسول سیدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میں طبعی طور پر بزدل اور کمزور ہوں (لہٰذا جہاد کرنا مشکل ہے) تو آپ نے ارشاد فرمایا:

هَلُمَّ اِلىٰ جِهَادٍ لاَ شَوْكَةَ فِيهِ "اَلْحَجُّ". (رواه الطبراني في الكبير والاوسط، الترغيب والترهيب ٢٥٨)

آؤ ایسے جہاد کی طرف جس میں کوئی کانٹا (جانی خطرہ) نہیں ہے، وہ ''حج'' ہے۔

(۸) ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے پیغمبر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جہاد افضل ترین عمل ہے تو کیا ہم عورتیں جہاد نہ کریں؟ تو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

لَكِنَّ اَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ. (صحيح البخاري: ١٥٢٠، الترغيب والترهيب مكمل ٢٥٨)

تمہارے لئے (عورتوں اور کمزوروں کے لئے) افضل ترین جہاد حج مبرور ہے۔

(۹) سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمَرْأَةِ اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ. (رواه النسائي، الترغيب والترهيب مكمل ٢٥٨)

بوڑھے، کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔

(۱۰) ام المؤمنین سیدتنا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيْفٍ. (رواه ابن ماجة ٢٩٠٢، الترغيب والترهيب مكمل ٢٥٩)

حج ہر کمزور شخص کا جہاد ہے۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ ہزار سہولتیں ہو جانے کے باوجود کمزوروں کے لئے حج کی عبادت کی مشقتیں اپنی جگہ برقرار ہیں، اوران پر جہاد کے ثواب کا وعدہ نہایت بشارت آمیز ہے۔

حاجیوں کی دعاؤں کا اثر

(۱۱) سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ دَعَاهُمْ فَاَجَابُوْهُ وَسَأَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ. (رواه البزار ورواته ثقات، الترغيب والترهيب ٢٦٠)

حج اور عمرہ کرنے والے حضرات اللہ کے مہمان ہیں، اللہ نے انہیں بلایا جس پر انہوں نے لبیک کہا اور یہ لوگ اللہ سے جو مانگیں گے اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائیں گے۔

(۱۲) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

يُسْتَجَابُ لِلْحَاجِّ مِنْ حِيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ اِلٰى اَنْ يَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَفَضْلَ اَرْبَعِيْنَ. (البحر العميق ١/٦٩)

مکہ معظّمہ میں داخلہ سے لے کر گھر واپسی تک حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے اور اسے مزید چالیس دن قبولیت کے عطا ہوتے ہیں۔

(۱۳) سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَمْسُ دَعَوَاتٍ لَا تُرَدُّ: (١) دَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ (٢) وَدَعْوَةُ الْغَازِىْ حَتّٰى يَرْجِعَ (٣) وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ (٤) وَدَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَأَ (٥) وَدَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِالْغَيْبِ، وَاَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِالْغَيْبِ. (البحر العميق ١/٧٠)

پانچ لوگوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں (۱) حاجی کی دعا جب تک واپس نہ آجائے (۲) مجاہد کی دعا جب تک لوٹ نہ آئے (۳) مظلوم کی دعا جب تک کہ اس کی مدد نہ ہو (۴) مریض کی دعا جب تک شفایاب نہ ہو (۵) اور ایک مسلمان بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دعا۔ ان میں سب سے زیادہ جلدی قبول ہونے والی دعا ایک مسلمان کا دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرنا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ: ''بیت اللہ میں جو شخص بھی دنیا یا آخرت کی جو بھی حاجت لے کر آئے گا اس کی حاجت روائی ضرور ہوگی''۔ (البحر العمیق ۱/۷۲)

اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص دنیا یا آخرت کی ضرورت کا طالب ہو تو وہ بیت اللہ شریف کا قصد کرے؛ کیوں کہ جو شخص بھی یہاں آکر اللہ تعالیٰ سے دنیا کی کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو اسے دنیا میں عطا کی جاتی ہے اور جو آخرت کی حاجت طلب کرتا ہے وہ اس کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھی جاتی ہے۔ (البحر العمیق ۱/۷)

حاجیوں سے دعا کی درخواست

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهُ، فَاِنَّهُ مَغْفُوْرٌ لَهُ. (مسند احمد ٦٩/٢، البحر العميق ٦٩/١)

جب تم حاجی سے ملو تو اس سے سلام ومصافحہ کرو اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے لئے استغفار کراؤ؛ کیوں کہ وہ بخشا یا ہے۔

(۱۳) سیدنا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَاجُّ يَشْفَعُ فِيْ اَرْبَعِ مِائَةٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ. (رواه البزار، الترغيب والترهيب ٢٥٩)

حج کرنے والا شخص اپنے گھرانے کے ۴۰۰ / آدمیوں کے حق میں سفارش کرے گا اور وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو کر آتا ہے جیسے پیدائش کے وقت تھا۔

(۱۳) سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

يُغْفَرُ لِلْحَاجِّ وَلِمَنْ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ. (رواه البزار وابن خزيمة والحاكم، الترغيب والترهيب ٢٦٠)

حاجی کی بھی مغفرت ہوتی ہے اور جس شخص کے لئے حاجی مغفرت کرے اس کی بھی مغفرت کی جاتی ہے۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ حج وعمرہ کو جانے والوں سے دعا کی درخواست کرنا مسنون ہے۔

(۱۴) ایک روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ میں جانے کی اجازت چاہی تو پیغمبر علیہ السلام نے اجازت دے دی، پھر جب آپ عمرہ کو تشریف لے جانے لگے تو نبی اکرم علیہ السلام نے آپ سے فرمایا: **"يَا اُخَيَّ لَا تَنْسَنَا فِيْ دُعَائِكَ"**۔ (پیارے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں مت بھولنا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے "یا اخی" فرمانے سے مجھے اتنی مسرت ہوئی کہ اس کے بدلہ میں اگر وہ تمام دولتیں بھی مجھے مل جاتیں جن پر سورج طلوع ہوتا تو ان کے مقابلہ میں حضور کا یہ ارشاد مجھے زیادہ پسند ہے۔ (البحر العمیق ۶۹/۱)

حج؛ رزق میں برکت کا سبب

حج کے جہاں اور فوائد ہیں ان میں ایک بڑا افائدہ یہ بھی ہے کہ حج کی بدولت اللہ تبارک وتعالیٰ رزق میں برکت سے سرفراز فرماتے ہیں اور فقر وفاقہ سے بچاتے ہیں۔

(۱۵) حضرت عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

حُجَجٌ تَتْرىٰ وَعُمَرٌ نَسَقٌ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ وَعَيْلَةَ الْفَقْرِ. (البحر العميق ٦٧/١)

پے در پے حج اور بار بار عمرے کرنا بری موت اور فقر کی مشقت سے بچاتا ہے۔

(۱۶) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُجُّوْا تَسْتَغْنُوْا. (مصنف عبد الرزاق ۵/ ۱۰، البحر العمیق ۱/ ۶۷) حج کرو مستغنی رہوگے۔

(۱۷) اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا:

مَا اَمْعَرَ حَاجٌّ. (رواہ الفاکھی فی اخبار مکۃ، والطبرانی والبزار، البحر العمیق ۱/ ۷۲) حاجی کبھی فقیر نہ ہوگا، یا اس کا توشہ ختم نہ ہوگا۔

بریں بنا وسعت والے حضرات کو چاہئے کہ حج وعمرہ کا اہتمام رکھیں اور کم از کم پانچ سال میں ایک مرتبہ ضرور اس سعادت سے بہرہ ور ہوا کریں۔

(۱۸) چناں چہ سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ عَبْداً صَحَّحْتُ لَهٗ جِسْمَهٗ وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي الْمَعِيْشَةِ تَمْضِيْ عَلَيْهِ خَمْسَةُ اَعْوَامٍ لَا يَفِدُ اِلَيَّ لَمَحْرُوْمٌ. (صحیح ابن حبان ۴/ ۲۰ وغیرہ، انوار مناسک ۵۶)

میں نے جس بندے کو جسمانی صحت اور مالی وسعت سے نوازا ہو پھر اس پر اس حالت میں پانچ سال گذر جائیں کہ وہ میرے (گھر یعنی بیت اللہ کے) پاس حاضر نہ ہوتو وہ یقیناً محروم ہے۔

حج؛ عشقیہ عبادت ہے

حج اسلام کا وہ عظیم الشان رکن ہے جس کے ہر ہر پہلو سے عشق خداوندی اور محبت ایزدی کا اظہار ہوتا ہے۔ حج کا سفر سیر وتفریح نہیں بلکہ بندہ کی جانب سے جذبہ عاشقی کا بھرپور مظاہرہ ہے۔ حاجی احرام باندھ کر گویا اعلان کرتا ہے کہ اب وہ دنیوی علائق سے آزاد ہوکر اپنے محبوب حقیقی سے وصال کے لئے رخت سفر باندھ چکا ہے۔ اب اس کی زبان پر ایک ہی رٹ ہے۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ (اے پروردگار میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں) وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر دیوانہ وار بیت اللہ شریف کا طواف کرکے اپنے جذبۂ عشق کو سکون عطا کرتا ہے۔ اسی طرح اسے حکم ہے کہ وہ صفا ومروہ کے درمیان عاشقانہ ناز وانداز سے سعی کرے۔ پھر یہی عشق اسے منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کی وادیوں میں لے جاتا ہے۔ بالآخر وہ بارگاہ ایزدی میں قربانی کرکے گویا اپنی جان کا نذرانہ محبوب کی خدمت میں پیش کردیتا ہے۔ الغرض سفر حج کا ہر لمحہ عشق ومحبت کا آئینہ دار اور بندہ کی جانب سے محبوب حقیقی سے سچی انسیت کا کھلا مظاہرہ ہے، اسی لئے اس عبادت کے فضائل بھی بہت عظیم الشان ہیں، جیسا کہ اوپر ذکر کئے گئے۔

حج؛ موت کی یاد کا ذریعہ

سفر حج دراصل انسان کو سفر آخرت کی یاد بھی دلاتا ہے، تمام گھر بار اور مال وجائیداد کو چھوڑ کر حاجی احرام باندھ کر جب روانہ ہوتا ہے تو اسے یاد کرنا چاہئے کہ ایک دن دنیا کو بھی اسی طرح چھوڑ کر جانا پڑے گا، اور اس وقت اس کے ساتھ سوائے اعمال کے توشہ کے کوئی نہ ہوگا، پھر جب وہ لبیک پڑھ کر دیوانہ وار عازم حرم ہوتا ہے اور ہر چہار جانب سے لبیک کی آوازیں سنائی دیتی ہیں تو یہ میدانِ محشر کی طرف لوگوں کے دوڑنے کی یاد دلاتا ہے۔ اور میدانِ عرفات کا اجتماع میدانِ محشر کی نظیر ہے، اور رمی جمار کی بھیڑ بھاڑ قیامت میں نفسانفسی کے عالم کا منظر ہے۔ (مستفاد: البحر العمیق ۱/۳۴۹)

سفرِ حج کی اصل روح

سفرِ حج کی اصل روح پورے سفر کے دوران خاص طور پر منکرات وفواحش سے کلی اجتناب کرنا ہے۔ حتی کہ اس سفر میں بہت سے ایسے امور بھی ناجائز قرار دیئے جاتے ہیں جو سفر سے پہلے جائز ہوتے ہیں مثلاً بیوی سے بے حجابی کی باتیں کرنا، زیب وزینت کرنا وغیرہ، دراصل حج کی قبولیت کا مدار انہی ہدایات کی پیروی کرنے پر ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَارَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ. (البقرۃ: ۲۵)

حج کے چند مہینے ہیں معلوم، پھر جس شخص نے لازم کرلیا ان میں حج تو بے حجاب ہونا جائز نہیں عورت سے اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج کے زمانے میں اور جو کچھ تم کرتے ہو نیکی اللہ اس کو جانتا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا مقولہ ہے کہ جس حج میں بے حیائی کا کام کیا اس نے گویا اپنے حج کو فاسد کردیا (احیاء العلوم ص ۱/۱۶۴) یعنی اگرچہ اس کا فرض ادا ہوگیا لیکن قبولیت حاصل نہ کرسکا۔ حج میں یہ جذبہ اسی وقت پیدا ہوسکتا ہے جبکہ یہ عبادت خالصۃً اللہ ربّ العزت کی رضا اور خوشنودی کے لئے ادا کی جائے۔ اگر اس میں کوئی اور غرض شامل ہوگی یا منکرات سے بچنے کا اہتمام نہ ہوگا تو صحیح معنی میں حج کی غرض حاصل نہ ہوگی۔

سفرِ حج میں رائج منکرات

خادمِ رسول سیدنا حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے کجاوہ اور ایک پرانی چادر پر حج فرمایا۔ جس کی قیمت چار درہم بھی نہ تھی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: **اَللّٰهُمَّ حَجَّةً لَارِيَاءَ فِيْهَا وَلَاسُمْعَةَ.** اے اللہ میں ایسے حج کو چاہتا ہوں جس میں کوئی ریاکاری اور شہرت کا جذبہ نہ ہو۔ (الترغیب والترہیب ۲/۱۱۶، سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۸۹۰)

اس کے برخلاف آج کل حج جیسی پرعظمت عبادت میں ریا کاری ،شہرت طلبی ،اسراف اور منکرات پر مبنی رسمیں جگہ پکڑتی جارہی ہے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری طرح صادق آرہی ہے کہ:

''آخری زمانہ میں چار طرح کے لوگ حج کریں گے۔ بادشاہ تفریح کی غرض سے،امراء تجارت کے مقصد سے، فقراء بھیک مانگنے کے لئے ،اورقرّ اء اور علماء شہرت طلبی کے لئے'' ۔(البحرالعمیق ۲۹۰/۱،احیاء العلوم ۱۶۲/۱)

یہ غیر شرعی التزامات حاجی کے سفر پر جانے سے کافی دنوں پہلے سے شروع ہوجاتے ہیں ۔حاجی کی طول طویل دعوتیں ہوتی ہیں ۔کہیں کہیں قوالی کی محفلیں بھی منعقد کی جاتی ہیں ۔اور بجائے اس کے کہ احکام حج کو سیکھا جائے اور آتش شوق میں اضافہ کیا جائے۔فضول ملاقاتوں میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر جانے والے دن سارے خاندان کے افراد مرد وعورت جمع ہوتے ہیں۔اسی پر بس نہیں بلکہ ایک ایک حاجی کو ایئر پورٹ تک چھوڑنے کے لئے پچاسوں افراد جاتے ہیں جن میں بے پردہ عورتیں حتی کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور ایئر پورٹ پروہ شوروغوغا،فوٹو گرافی اور بے حجابی کے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں کہ الامان الحفیظ۔ایک میلہ لگا رہتا ہے جس میں عبادت کا جذبہ برائے نام اور سیر وتفریح اصل مقصود ہوجاتی ہے۔حاجی کو پھولوں سے لاد کر اس کے ساتھ تصاویر کھنچوائی جاتی ہیں۔اور بعض لوگ تو باقاعدہ ''ویڈیو فلم میکر'' کو ساتھ لے کر جاتے ہیں جو ان سب مناظر کو کیمرے میں محفوظ کرنے کا ''فرض'' انجام دیتا ہے۔گویا پہلے ہی مرحلے میں اللہ ربّ العزت کی نافرمانی سامنے آتی ہے اور حج کے سفر کی روح نکال دی جاتی ہے۔ پھر بہت سے لوگ حج کے ارکان کی ادائیگی کے وقت بھی جائز وناجائز کی طرف قطعاً دھیان نہیں دیتے ۔بیت اللہ شریف میں حجر اسود کے بوسہ کے لئے اس قدر ازدحام ہوتا ہے کہ مرد وعورت کا امتیاز اور لحاظ باقی نہیں رہتا۔عورتیں بے حیائی کے ساتھ غیر مردوں کے درمیان گھس جاتی ہیں۔اور مرد بھی بے محابا اجنبی عورتوں پر گرے پڑتے ہیں۔ جبکہ اس طریقہ پر معصیت کرکے حجر اسود کا استلام ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔ کیونکہ اگر بوسہ لینے کا موقع نہ ہوتو دور سے اشارہ کرکے ہاتھ چوم لینے سے بھی بعینہٖ وہی ثواب ملتا ہے،تو گناہ کے ارتکاب سے کیا فائدہ؟ اس مقدس اور مبارک مقام پر اس بے حیائی کا اظہار حد درجہ مذموم اور قابل ترک ہے۔حج کے ہر ہر لمحہ میں اس طرح کے بے حیائی کے کاموں سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے۔اللہ کا شکر ہے کہ حکومت سعودیہ کی توجہ سے حرم نبوی مدینہ منورہ(زادہا اللہ شرفاً)میں زیارت کے لئے مردوں اور عورتوں کے الگ الگ اوقات مقرر کردینے سے وہاں بے محابا اختلاط سے نجات مل گئی ہے۔ خدا کرے مسجد حرام میں بھی اس طرح کی کوئی شکل نکل آئے تو اس عموم بلویٰ سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح اپنی نظر کی حفاظت میں لوگ بڑی کوتاہی کرتے ہیں ۔ یہ بڑی محرومی اور بدبختی کی بات ہے کہ انسان وہاں جاکر بھی اپنے نفس کو قابو میں نہ رکھ سکے۔

پھر جوں جوں واپسی کا وقت قریب آتا جاتا ہے۔ بہت سے حجاج اپنا مابقیہ وقت طواف و زیارت سے زیادہ حرم کے بازاروں اور جدّہ کی مارکیٹوں میں گذارنے لگتے ہیں اور وقت کوغنیمت نہ جان کر زیادہ تر احباب اور رشتہ داروں کے لئے تحفہ تحائف خریدنے میں مصروف رہتے ہیں، جو بجائے خودنہایت بےحسی اور محرومی کی بات ہے، گھر والوں کے لئے تحفے لانا یا خرید وفروخت ممنوع نہیں لیکن اس میں وقت کا ضرورت سے زیادہ ضیاع جذبۂ حج کے منافی ہے اور اس سے بچنا لازم ہے۔

اس کے بعد جب حاجی فریضۂ حج ادا کرکے وطن واپس ہوتا ہے تو پہلے ہی سے اس کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پہنچنے والے رشتہ دار (جن میں مردو عورت سب شامل ہوتے ہیں) معصیت اور نافرمانی کی چیزیں، فوٹو اور ویڈیو کیمرے اسی طرح پھولوں اور نوٹوں کے ہار لئے تیار رہتے ہیں اور اطاعت خداوندی کا عہد کرکے لوٹنے والا حاجی آتے ہی ان معاصی میں مبتلا ہوکر قبولیت دعا کی سعادت سے محروم ہوجاتا ہے؛ اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ ''حجاج سے گھر لوٹنے اور گناہوں میں مبتلا ہونے سے پہلے دُعا کراؤ''۔ (مسند احمد ۲/۶۹، انوار مناسک ۵۳)

پھر گھر آکر جو رسمیات اپنائی جاتی ہیں وہ سب بھی حج کی روح سے میل نہیں کھاتیں۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ''حج مبرور ومقبول کی نشانی یہ ہے کہ حاجی دنیا سے بے رغبت، آخرت کی یاد میں مستغرق اور دوبارہ زیارت حرمین شریفین کا شوق لے کر لوٹے۔ اگر یہ جذبات نہیں ہیں تو سمجھ لے کہ اس کا حج مبرور نہیں ہے''۔ (احیاء العلوم ۱/۱۶۲)

ہونا یہ چاہئے کہ حج، انسان کے اعمال میں انقلاب، اطاعت کی توفیق اور معاصی سے مکمل احتراز کا ذریعہ بن جائے، جبھی سفر حج کا واقعی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔

حج میں صرف حلال پیسہ لگائیں

آج گو کہ پہلے زمانہ کے مقابلہ میں حجاج کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے؛ لیکن تعداد کے اضافہ کے ساتھ ساتھ شوق وذوق اور واقعی جذبۂ عشق ومحبت میں کمی واقع ہوتی جارہی ہے، اس کوتاہی کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ حج میں جیسا حلال وطیب مال لگنا چاہئے وہ نہیں لگایا جاتا۔ حالانکہ حج کی قبولیت کے لئے نفقۂ طیب اولین شرط ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب حاجی مالِ حلال کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور تلبیہ پڑھتا ہے تو آسمان سے ندا آتی ہے کہ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ، تیرا توشہ حلال ہے، تیری سواری بھی حلال ہے اور تیرا حج مقبول اور گناہوں سے دور ہے۔ اس کے برخلاف جب کوئی شخص حرام اور مشتبہ مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے تو منادی کہتا ہے کہ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ. تیرا توشہ حرام، تیرا خرچہ حرام اور تیرا حج غیر مقبول اور موجبِ گناہ ہے۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط، الترغیب والترہیب مکمل: ۴۸۷ا)

اس لئے خاص طور پر حج میں حرام اور مشتبہ رقم لگانے سے احتراز ضروری ہے۔

حج کو جانے سے پہلے مسائل ضرور سیکھیں

سب سے اہم چیز جس کی طرف توجہ ضروری ہے وہ ارکان ومناسکِ حج سے واقفیت حاصل کرنا ہے، اس سلسلہ میں نہایت کوتاہی ہوتی ہے، اور بسا اوقات مسائل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے حج فاسد یا دم واجب ہوتا ہے، اور لاعلمی کی بنا پر احساس بھی نہیں ہو پاتا۔ یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ شریعت پر عمل کئے بغیر قبولیت کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا اس لئے ارکان حج کی واقفیت انتہائی ضروری امر ہے۔ حج پر لکھی ہوئی کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کرنا اور واقف کار علماء سے اس سلسلہ میں معلومات حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان امور کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور باادب حاضری کی سعادت سے نوازے۔ آمین۔

ذیل میں حج سے متعلق منتخب چند مسائل پیش کئے جارہے ہیں:

حج کی شرعی تعریف

حج ان خاص افعال (وقوف عرفہ اور طوافِ زیارت) عبادت کا نام ہے جو حج کی نیت سے احرام باندھنے کی حالت میں خاص اوقات (ایام حج) میں ادا کئے جاتے ہیں۔ **والظاهر انه اسم للافعال المخصوصة من الطواف الفرض والوقوف بعرفة في وقته محرماً بنية الحج سابقاً.** (فتح القدير ٤١٥/٢، البحر الرائق زكريا ٥٣٧/٢، غنية الناسك ١٠)

حکم کے اعتبار سے حج کی قسمیں

حکم وصفت کے اعتبار سے حج کی درج ذیل ۵ر قسمیں ہیں:

(۱) **فرض عین**: یعنی مستطیع شخص کے لئے عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔ **يفترض على الانسان في عمره مرة واحدةً وهي حجَّةُ الاسلام.** (البحر العميق ٣٤٩/١) **وأدائه في العمرة مرةً.** (غنية الناسك ١٠، هندية ٢١٦/١، فتح القدير ٤١٦/٢)

(۲) **واجب**: مثلاً میقات سے بلا احرام آگے بڑھ گیا اور اس کی تلافی کے لئے حج کا ارادہ کیا تو یہ حج واجب کہلائے گا۔ **وقد تجب كما إذا جاوز الميقات بلا إحرام فيجب عليه**

أحد النسكين فإن اختار الحج اتصف بالوجوب. (درمختار مع الشامی زکریا ٤٥٢/٣-٤٥٣، البحر الرائق زکریا ٥٤٤/٢، مجمع الانہر ٣٨٣/١)

(۳) **نفل**: جو حج زندگی میں ایک سے زائد بار کیا جائے اور وہ واجب وغیرہ کی قبیل سے نہ ہو تو اس پر نفل کا اطلاق ہوگا۔ **وما زاد فتطوع.** (غنية الناسك ١٠) **لأن سببه البيت وهو واحد والزيادة تطوع.** (درمختار زکریا ٤٥٢/٣، فتح القدير ٤١٧/٢)

(۴) **حرام**: نام وری اور شہرت کے مقصد سے یا حرام مال سے حج کرنا حرام ہے۔ **وقد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام رياءً وسمعةً.** (شامی زکریا ٤٥٣/٣، البحر الرائق زکریا ٥٤٤/٢)

(۵) **مکروہ تحریمی**: مثلاً خدمت کے محتاج والدین کی اجازت کے بغیر حج کو جانا، یا اہل وعیال کے نان ونفقہ کا انتظام کئے بغیر سفر میں چلا جانا وغیرہ۔ **وبالكراهة التحريمة كالحج بلا إذن ممن يجب استئذانه.** (غنية الناسك ١٠، والتفصيل فی الشامی زکریا ٤٥٤/٣، فتح القدير ٤١٢/٢)

حج پہلی فرصت میں کریں

شرائط پائے جانے کے بعد پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی واجب ہے، اگر بلا عذر تاخیر کی تو گنہ گار ہوگا، تاہم اگر تاخیر کے بعد ادا کرلیا تو گناہ ساقط ہو جائے گا۔ **والفورية واجب فرض لظنية دليلها وهو الاحتياط، والحج مطلقاً هو الفرض فإذا أخره إلى العام الثانی بلا عذر يأثم لترك الواجب ولو حج بعد ذٰلك ولو فی اٰخر عمره يرتفع إثم التاخير وقع أداءً اتفاقاً.** (غنية الناسك ١١، طحطاوی علی المراقی کراچی ٣٩٦، البحر الرائق ٣١٠/٢) **وإذا أدّاه بعد سنين عادت عدالته لارتفاع الإثم.** (غنية الناسك ١١)

بیوی کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر

جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو لیکن اس کی بیوی بیمار رہو تو یہ اس کے لئے حج کی ادائیگی میں تاخیر کا عذر نہیں بن سکتا (لہٰذا اسے بیوی کی تیمارداری کا معقول انتظام کرکے حج کو چلے جانا چاہئے)

مـن عـليـه الـحج ومرضت زوجته لا يكون عذراً للتخلف عن الحج. (غنية الناسك ۱۲، البحر العميق ۱/۳۸۹)

والدین کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر کی گنجائش

اگر کسی شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک ایسے بیمار ہوں کہ ان کو اس کی خدمت کی ضرورت ہو تو اسے چاہئے کہ حج کے ارادے کو مؤخر کر دے اور والدین کی خدمت بجالائے۔ **ومـرض الـوالد والوالدة يكون عذراً إذا احتاجا إليه.** (غنية الناسك ۱۲) **يـنبـغـي لـمـريـد الـحـج أو الـغـزو أن يستأذن أبويه فإن خرج بدون إذن مع الاحتيـاج إليـه للخدمة أثم، وقيل يكره.** (طحطاوی علی المراقی ۳۹٦، ومثله فی الشامی زکریا ۳/٤٥٥، البحر العميق ۱/۳۸۹)

چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر

اگر کسی عورت پر حج فرض ہو چکا ہو؛ لیکن اس کی گود میں چھوٹا بچہ ہو جس کی نگہداشت کی بنا پر وہ فوراً حج کرنے سے قاصر ہو تو بچہ کی رعایت میں اس کے لئے حج میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ **والولد الصغير المحتاج إليه عذر في التخلف مريضاً كان أو لم يكن.** (غنية الناسك ۱۲) **فيه دلالة عـلـى أن التـاخيـر فـي الحج لأجل الحاجة الظاهرة كحضانة الولد الصغير المحتاج إليه……، لايوجب الوعيد.** (اعلاء السنن بيروت ۱۰/۱۰، انوارمناسك ۱۵۹)

کیا دمہ یا نزلہ کا مریض حج مؤخر کرسکتا ہے؟

جس شخص کو دمہ کا مرض لاحق ہو کہ تھوڑا چلنے سے سانس پھولنے لگتا ہو یا نزلہ زکام کا مسلسل مریض ہو کہ ذرا سی ٹھنڈک بھی برداشت نہ ہو اس کے لئے بھی پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی لازم ہے، مذکورہ امراض اس کے لئے عذر نہیں بن سکتے، (گویا کہ مناسب سفری انتظامات مثلاً ضرورت کے کپڑے، دوائیں اور اسباب وغیرہ کا انتظام کر کے اسے فریضۂ حج ادا کرنا چاہئے) **يـمشـي قليلاً**

فیضیق نفسه فیحتاج إلی الاستراحة ثم یمشی قلیلاً فلا یقدر إلا بعد استراحة هٰکذا وله زاد وراحلة لا یجوز له تأخیر الحج، وکذا إذا کان یضره الهواء البارد ویجمد بلغمه ویضیق نفسه. (غنیة الناسك ۱۲)

ہائی بلڈ پریشر اور شوگر کے مریض کا حکم

جوشخص ہائی بلڈ پریشر یا شوگر کا مریض ہو اور تھوڑا سا چلنے سے دل گھبرانے لگتا ہو، اس کا حکم بھی دمہ کے مریض کے مانند ہے کہ وہ اس مرض کی وجہ سے حج کو مؤخر نہ کرے؛ بلکہ دواؤں کا انتظام کرکے سفر کا ارادہ کرے۔ **یمشی قلیلاً فیضیق نفسه فیحتاج إلی الاستراحة الخ، وله زاد وراحلة لا یجوز له تأخیر الحج.** (غنیة الناسك ۱۲)

دل کے مریض کا حکم

جوشخص عارضۂ قلب میں مبتلا ہو اور اس کے پاس سفر خرچ اور سواری کا نظم ہو تو اسے صحت تک حج مؤخر کرنے کی اجازت ہے، اور اگر آخری عمر تک صحت یاب نہ ہوا تو حج کی وصیت لازم ہوگی۔ **أما إذا کان غالب ظنه الموت اما یسبب الدم أو المرض فإنه یتضیق علیه الوجوب إجماعاً.** (غنیة الناسك ۱۱)

آدمی پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

حج کے واجب ہونے کے شرائط ۷؍ ہیں:

(۱) مسلمان ہونا؛ لہٰذا جوشخص علانیہ کافر ہو اس پر حج کی ادائیگی واجب نہیں۔

(۲) حج کی فرضیت کا علم ہونا؛ خواہ علم حقیقی ہو یا علم حکمی ہو، حکمی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دارالاسلام میں یا اسلامی ماحول میں رہتا ہو کہ جہاں کے رہنے والے کو حکماً فرضیت کا علم رکھنے والا قرار دیا جائے گا اور اس کے لئے یہ عذر نہ ہوگا کہ مجھے علم نہ تھا۔

(۳) بالغ ہونا؛ لہٰذا نابالغ پر حج فرض نہیں اگرچہ وہ مال اور استطاعت والا ہو۔

(۴) عاقل ہونا؛ لہٰذا اگر مجنون ہے تو اس پر حج واجب نہیں۔

(۵) آزاد ہونا؛ لہٰذا غلام پر نہ تو حج واجب ہے اور نہ اس کے حج کرنے سے اس کا حج فرض ادا ہوگا۔

(٦) حج کے سفر پر قادر ہونا: یعنی بدنی طاقت، سواری اور توشہ کا ہونا، اگر یہ استطاعت نہیں ہے تو حج واجب نہیں۔

(۷) حج کا وقت ہونا: یعنی حج کے مہینوں: شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں یا اگر بہت دور دراز کا رہنے والا ہے تو ایسے وقت میں ہونا جس میں سفر کرکے وہ حج کر سکے۔ **الأول: الاسلام فلا يجب على كافر الخ.** (غنية الناسك ١٢) **والثاني: العلم بكون الحج فرضاً إما بكونه فـي دارالاسـلام وإمـا بـإخبـار رجلين أو رجل وامرأتين الخ. والحاصل أن العلم الـمذكور يثبت للمسلم في دارالاسلام لمجرد الوجود فيها سواء علم بالفرضية أو لا الخ.** (غنية الناسك ١٣) **الثالث والرابع: البلوغ والعقل فلا يجب على صبى أو مجنون الخ. الخامس: الحرية فلا يجب علىٰ عبد الخ فلو حج ولو باذن المولى فهـو نـفل لا يسقط الفرض.** (غـنية الناسك ١٦) **السـادس: الاستـطاعة وهى القدرة عـلى زاد يليق بحاله.** (غنية الناسك ١٦) **السـابع: الوقت أى وجود القدرة فيه وهى اشهـر الـحـج أو هو وقت خروج أهل بلده إن كانوا يخرجون قبلها.** (غنية الناسك ٢٢، ومثله فى الهندية ١/٢١٦-٢١٧، البحر الرائق زكريا ٣٩/٢ ٥، اعلاء السنن كراچی ٦/١٠)

○❖○

شرائط وجوب سے ملحق مسائل

اگر کوئی کافر حج کرلے تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی شخص کافر رہتے ہوئے اسی طرح حج کو چلا جائے اور حج کے تمام ارکان ادا کرلے تو اس کا حج معتبر نہ ہوگا، بعد میں اگر اسلام لائے تو حسبِ شرائط دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ **ولو حج الکافر ثم أسلم یجب علیه حجة الاسلام ولا یعتد بما حج فی حال الکفر** (بدائع الصنائع ۲/۲۹۳، هندية ۱/۲۱۷) **فلا یصح منه أدائه.** (غنية الناسك ۱۲)

جس شخص کو حج کی فرضیت کا علم نہیں تھا لیکن اس نے حج کرلیا

جس مسلمان شخص کی پرورش دارالحرب میں غیر اسلامی ماحول میں ہوئی اور اسے پہلے سے حج کی فرضیت کا علم نہ ہوسکا؛ لیکن اس نے حج کرلیا تب بھی اس کا حج ادا ہوجائے گا۔ **ونوزع بأن العلم بوجوب الحج لیس من شروط وقوع الحج عن الفرض، وبأن الحج یصح بمطلق النیة بلا تعیین الفرضیة.** (شامی زکریا ۳/۴۵۷، غنية الناسك ۱۳)

بچہ کا حج کرنا

جو بچہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو وہ اگر حج کے تمام ارکان ادا کرلے تو اس کا حج صحیح ہوجاتا ہے؛ لیکن وہ اس کے حق میں نفل شمار ہوتا ہے۔ **ولو أن الصبی حج إذا کان قبل البلوغ فلا یکون ذٰلک عن حجة الاسلام ویکون تطوعًا.** (هندية ۱/۲۱۷، ومثله فی البدائع ۲/۲۹۳، خانية ۱/۲۸۱) **أما الصبی یعقل الأداء فیصح منه أداء الحج بنفسه إجماعاً.** (غنية الناسك ۱۳)

ناسمجھ بچہ اور مجنون کی طرف سے ولی کا احرام باندھنا

جو بچہ بالکل ناسمجھ ہو یا جو شخص پاگل اور مجنون ہو تو ان دونوں کی طرف سے اگر ان کا ولی (باپ وغیرہ) احرام باندھ لے اور پھر ان دونوں سے ارکان ادا کرائیں تو ان کی طرف سے نفلی حج ادا ہو جائے گا اور ولی کو بھی ثواب ملے گا۔ **والثانی علی فعل الولی ویقع نفلاً لهما ولأبويهما أجر التسبب.** (غنية الناسك ١٣، و مثله في الشامي زكريا ٤٥٧/٣ ، منحة الخالق زكريا ٥٥٥/٢)

احرام باندھنے کے بعد بچہ بالغ ہو گیا

اگر بچہ نے حج کا احرام باندھا (خواہ سمجھ دار ہونے کی وجہ سے خود باندھا یا ناسمجھ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف سے ولی یعنی والدین میں سے کسی نے باندھا ہو) اور وقوف عرفہ سے پہلے یہ بچہ بالغ ہو گیا تو مذکورہ احرام سے اس کا حج حج فرض ادا نہ ہوگا؛ (بلکہ نفلی حج رہے گا) البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد احرام کی تجدید کر لی اور پھر وقوفِ عرفہ کیا تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ **ولو أحرم صبي عاقل بنفسه أو غير عاقل باحرام وليه عنه ...... وبلغ ...... قبل الوقوف بعرفة فمضى لم يجز عن فرضه لانعقاده نفلاً، ولو جدده بعد بلوغه ...... قبل الوقوف بعرفة ونوى الفرض أو أطلق أجزأه.** (غنية الناسك ١٣، ومثله في التاتارخانية ٤٧٧/٣، هندية ٢١٧/١، خانية ٣٨١/١، بدائع الصنائع ٢٩٥/٢)

احرام باندھنے کے بعد پاگل پن جاتا رہا

کسی پاگل شخص کی طرف سے ولی نے حج کا احرام باندھا اور پاگل کو ساتھ لے کر چلا پھر وقوفِ عرفہ سے پہلے وہ پاگل شخص تندرست ہو گیا تو اسے چاہئے کہ اپنے احرام کی تجدید کرے اس کے بعد ارکانِ حج ادا کرے، اگر تجدید کئے بغیر سابقہ احرام سے ارکان ادا کئے تو اس کا فریضۂ حج معتبر نہ ہوگا؛ بلکہ نفلی ہو جائے گا۔ **أو مجنون كذلك ...... أو أفاق ...... قبل الوقوف بعرفة فمضىٰ لم يجز عن فرضه لانعقاده نفلاً، ولو جدد بعد بلوغه أو أفاقه قبل الوقوف بعرفة ونوى الفرض أو أطلق أجزأه.** (غنية الناسك ١٣، ومثله في الهندية ٢١٧/١، فتح القدير ٤٢٣/٢)

ولو أحرم الصبی أو المجنون أو الکافر ثم بلغ أو أفاق أو أسلم ووقت الحج باق فإن جدّد الإحرام یجزئهم عن حجة الاسلام. (غنیة الناسك ١٤، ومثله فی الشامی زکریا ٣/٤٦٧)

دماغی معذور کا حکم

جو شخص پوری طرح پاگل تو نہ ہو؛ لیکن پوری سمجھ بھی نہ رکھتا ہو اس کا حکم سمجھ دار بچے کے مانند ہے کہ اس پر حج فرض تو نہیں؛ لیکن اگر ادا کرلے گا تو بطور نفل ادا ہو جائے گا۔ **وکذا لا یجب علی معتوه علی مافی عامة کتب الأصول أنه کالصبی العاقل فی کل الأحکام تبعاً لفخر الإسلام رحمه اللّٰه حتی لو أدّاه یصح منه.** (غنیة الناسك ١٥، ومثله فی الشامی زکریا ٣/٤٥٦، تقریراتِ رافعی ٣/١٥٦)

تنبیه: البتہ اگر کوئی شخص عاقل بالغ ہے لیکن بچپن کے اثرات کی بنا پر مال خرچ کرنے میں بہت لاپرواہ اور چٹورپن کا عادی ہے تو ایسے شخص پر حج فرض ہے اور اس کا حکم عام سمجھ دار شخصوں کی مانند ہے؛ تاہم مناسب ہے کہ اخراجات کی کل رقم اس کے قبضہ میں نہ دی جائے؛ بلکہ کسی دیانت دار شریک سفر کے حوالہ کرکے اس کو حج کے لئے بھیجا جائے۔ **أما السفیه فهو المبذر المحجور فحکمه کالعاقل فإن أراد حجة الإسلام أو عمرة الإسلام أو کلیهما لا یمنع ولٰکن لا یدفع القاضی النفقة إلیه بل یدفع إلی ثقة یرید الحج معه حتی ینفق علیه ما یکفیه.** (غنیة الناسك ١٥)

استطاعت سے کون سی قدرت مراد ہے؟

استطاعت سے مراد سفر کی ایسی قدرت ہے جو جانے والے کی حالت کے مناسب ہو، مثلاً جو شخص مکہ کا رہنے والا ہے اور پیدل چلنے پر قادر ہے تو اس کے لئے پیدل چلنا استطاعت ہے اور جو چلنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اگر سواری اس کے لئے مہیا ہو تو اس کے لئے سواری قدرت ہے، اور جو مکہ کے باہر رہنے والے ہیں تو اس مقام سے بسہولت جس سواری کے ذریعہ سفر حج کرنے کا معمول ہو، مثلاً خشکی کے راستے سے کاروں، بسوں یا ٹرین وغیرہ کے ذریعہ یا سمندری راستے سے پانی کے

جہازوں کے ذریعہ یا دور دراز کے ممالک سے ہوائی جہاز کے ذریعہ، الغرض جس جگہ سے جس طرح کی سواری سفر حج میں استعمال ہوتی ہو اس پر قدرت شرط ہے، یہی حال زادراہ کے سلسلہ میں ہے کہ جو شخص جس طرح کے کھانے کا عادی ہو سفر میں اسی طرح کے کھانے کا انتظام ہوجانا اس کے حق میں قدرت شمار ہوگا۔ **الاستطاعة وهي القدرة على زاد يليق بحاله ولو لمكيّ ملكاً لا بالإباحة وعلى راحلة مختصة به لغير مكي ومن حولها بالملك أو الإجارة الخ، وكذا المعتبر من الزاد ما يصلح معه بدنه فالمعتاد اللحم إذا قدر على خبز وجبن لا يعد قادراً.** (غنية الناسك ١٦، ومثله في البحر الرائق زكريا ٢/٥٤٨-٣١٣، شامي زكريا ٣/٤٥٨، اعلاء السنن كراچی ١٠/٦، الولوالجية ١/٢٥٣)

حج بدل کی وجہ سے غیر مستطیع پر حج فرض نہ ہوگا

اگر کسی شخص کے پاس خود اپنے حج کی استطاعت نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص اسے حج بدل کے لئے بھیجے تو اس مامور شخص پر خود اپنا حج فرض نہ ہوگا۔ **فإنه إذا وصل إلى الميقات لا يصير كالمكي بأن قدرته بقدرة غيره وهي لا تعتبر.** (غنية الناسك ١٨)

تنبیہ: البتہ یہ الگ مسئلہ ہے کہ حج بدل میں مذکورہ شخص کو بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے۔

آفاقی فقیر کا میقات سے تجاوز کر جانا

جس شخص پر فی نفسہٖ حج فرض نہیں تھا؛ لیکن وہ اپنی مرضی سے اپنا حج کرنے کے لئے حدود میقات میں داخل ہوگیا تو اس پر حج فرض ہوگیا، اگرچہ اس کے پاس مال اور سواری کا نظم نہ ہو۔ (یعنی اسے بہرحال حج کرنا ہوگا، چاہے اب کرے یا بعد میں کبھی بھی کرے) **والفقير الأفاقي إذا وصل إلى ميقات صار كالمكي فيجب عليه وإن لم يقدر على الراحلة الخ.** (غنية الناسك ١٨، ومثله في فتح القدير بيروت ٢/٤١٩، تاتارخانية ٣/٥٥١، شامي زكريا ٣/٤٥٩، منحة الخالق كوئٹه ٢/٣١٢)

نوٹ: یہ حکم اس وقت ہے جب کہ یہ شخص کسی کی طرف سے حج بدل کرنے نہ جارہا ہو؛ کیوں کہ اگر

فقیر شخص حج بدل کرنے جائے گا تو اس کی وجہ سے اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **وینبغی أن یراد به الفقیر المتنفل لنفسه لیخرج الفقیر المأمور، فإنه إذا وصل إلی المیقات لا یصیر کالمکی؛ لأن قدرته بقدرة غیره، وهی لا تعتبر فلا یجب علیه.** (غنیة الناسك ۱۸)

کیا شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض ہوجاتا ہے؟

اگر کوئی ایسا شخص جس پر حج فرض نہ تھا وہ رمضان میں عمرہ کرنے گیا، پھر عید کے بعد شوال کے مہینہ میں اس نے مکہ معظّمہ جاکر عمرہ کرلیا تو کیا اس پر حج فرض ہوجائے گا؟ اس بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس حج کے ایام تک قیام کے مصارف واسباب مہیا ہیں، تو اس پر حج کرنا فرض ہوگا اور اگر اتنے مصارف نہیں ہیں تو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **مستفاد: والحاصل أن الزاد لا بد منه ولو لمکی کما صرح به غیر واحد کصاحب الینابیع والسراج الخ، الفقیر الأفاقی إذا وصل إلی میقات فهو کالمکی. قال شارحه: أی حیث لا یشترط فی حقه إلا الزاد و(لا) الراحلة.** (شامی زکریا ۴/۴۵۸–۴۵۹، مستفاد: زبدة المناسك ۲۱، **کما أفاده فی غنیة الناسک بحثاً** ۳۳۸–۳۳۹)

نوٹ: ○ اور اگر حج تک رکنے کے مصارف تو ہیں؛ لیکن حکومت کی طرف سے اجازت نہ ہونے کی بنا پر رکنا مشکل ہے، تو ایسی صورت میں بعض مفتیان کرام نے حج کی فرضیت کا قول کیا ہے۔ (دیکھئے: احسن الفتاویٰ ۴/۵۲۹)

○ اور جو شخص اپنا حج فرض پہلے کرچکا ہے اس پر شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض نہیں ہوتا، اس کا مذکورہ مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

زادِ سفر حوائجِ اصلیہ سے الگ ہونا چاہئے

حج میں جس مالی وسعت کی شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے وطن سے مناسب حال سواری سے مکہ معظّمہ آمد ورفت کا خرچ اس کے پاس ہو اور یہ خرچ اس کی لازمی ضروریات سے علیحدہ ہو اور لازمی ضروریات میں مکان، سواری، کاری گری کے آلات، عالم کے لئے مطالعہ کی کتابیں،

پہننے کے کپڑے، گھر کا ساز وسامان اور بقدر ضرورت تجارتی سرمایہ وغیرہ شامل ہے۔ **ومعنی القدرة علی زاد وراحلة ملک مال یبلغه إلی مكة بل إلی عرفة ذاهباً وجائیاً …… فاضلاً عن حاجته الأصلیة المذكورة فی الزكاة …… وعن نفقة عیاله من تلزمه نفقته.**

(غنية الناسك ١٩، ومثله فی مجمع الانهر جديد ١/٣٨٦، البحر الرائق زكريا ٢/٥٤٤، هندية ١/٢١٧)

حج کے لئے حوائجِ اصلیہ کو بیچا نہیں جائے گا

گھر کے ضروری ساز وسامان مثلاً فریج، کولر وغیرہ اگر چہ کتنے ہی قیمتی ہوں، ان کی وجہ سے حج کے وجوب کا حکم نہ ہوگا؛ لہٰذا انہیں بیچ کر حج کو جانا ضروری نہیں۔ (حج کے وجوب کے لئے حوائجِ اصلیہ سے زائد مال ہونا ضروری ہے) **فالحاصل أن الحوائج الأصلیة إذا كانت موجودة له لا یجب الحج، فلا تباع للحج، بل لا بد من مال فاضل عنها.** (غنية الناسك ٢٠، ومثله فی مجمع الانهر جديد ١/٣٨٦، هندية ١/٢١٨، تاتارخانية ٣/٣٧١)

حج کو جائے یا گھر کا سامان خریدے؟

اگر کسی شخص کے پاس حج کے بقدر مال موجود ہو؛ لیکن اس کو گھر کے لئے مثلاً بڑا جنریٹر خریدنے کی ضرورت ہو تو اگر حج کا وقت آ گیا ہو تو جنریٹر نہ خریدے؛ بلکہ پہلے حج کر کے آئے، اور اگر حج کا وقت دور ہو تو ضرورت کے لئے جنریٹر خرید سکتا ہے، اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **وإن لم تكن موجودة عنده وهو محتاج إلیها یقدم الحج علیها إن حضر وقت خروج أهل بلده فلا یصرف المال إلیها؛ بل یحج به.** (غنية الناسك ٢٠، ومثله فی منحة الخالق علی هامش البحر الرائق زكريا ٢/٥٤٩، هندية ١/٢١٧، بدائع الصنائع زكريا ٢/٢٩٨)

ایامِ سفر میں اہل وعیال کا خرچ

استطاعت میں یہ بھی شرط ہے کہ جو شخص مکہ سے مسافت سفر سے زائد فاصلہ پر رہتا ہو اس کے پاس اپنے اور اہل وعیال کے نفقہ کا انتظام بھی ہو، لہٰذا جس شخص کے پاس زادِ سفر تو ہے؛ لیکن اہل وعیال کا خرچ نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **وأما الزاد فشرط لا بد منه قدر ما**

يكفيه وعياله في أيام اشتغاله بنسك الحج. (غنية الناسك ١٨، هندية ٢١٨/١، بدائع الصنائع زكريا ٢٩٣/٢، تاتارخانية ٤٧٢/٣، البحر العميق ٣٨٢/١)

مکان بنانے کے لئے پیسہ رکھا تھا کہ حج کا وقت آ گیا

جس شخص کو مکان بنانے کی ضرورت ہے اور اس نے اس کے لئے پیسہ روک رکھا ہے ابھی یہ رقم مکان میں خرچ نہیں کی تھی کہ حج کو جانے کا زمانہ آ گیا اور یہ رقم اس قدر ہے کہ اس کے لئے حج کے تمام اخراجات کی کفالت کرسکتی ہے تو ایسے شخص پر حج کو جانا فرض ہے؛ البتہ اگر حج کے وقت سے پہلے ہی مکان وغیرہ میں خرچ کر دیا تو اب اس پر حج فرض نہیں۔ **ومن لا مسكن له ولا خادم وهو محتاج إليهما وله مال يكفيه لقوت عياله من وقت ذهابه إلى حين إيابه وله مال يبلغه فليس له صرفه إليهما إن حضر وقت خروج أهل بلده الخ.** (غنية الناسك ٢٠، ومثله في منحة الخالق زكريا ٥٤٩/٢، بدائع الصنائع زركيا ٢٩٦/٢، هندية ٢١٧/١، تاتارخانية ٤٧٣/٣)

پہلے شادی کرے یا حج ؟

اگر شادی کی ضرورت ہے اور حج کا وقت آ جائے تو اولاً حج کرے، اور اگر حج کے وقت میں دیر ہو تو شادی کرنے کو ترجیح ہوگی۔ (یہی حکم اپنے بچوں کی شادی وغیرہ کا ہے کہ بچوں کی شادی کی وجہ سے حج کو مؤخر نہ کیا جائے) **له ألف وخاف العزوبة إن كان قبل خروج أهل بلده فله التزوج ولو وقفه لزمه الحج.** (غنية الناسك ٢٠، شامي زكريا ٤٩١/٣، البحر العميق ٣٨١/١، تاتارخانية ٤٧٣/٣، هندية ٢١٧/١، فتح القدير بيروت ٤١٣/٢)

کس قدر زرعی زمین پر حج فرض ہے؟

اگر کوئی شخص اتنی جائیداد اور زرعی زمینوں کا مالک ہو کہ اس کی کچھ مقدار بیچ کر اس کے لئے حج کے ضروری اخراجات مہیا ہوسکیں اور وہ واپس آ کر مابقیہ زمین کی پیداوار سے گذر بسر کر سکے تو اس پر حج فرض ہوگا، اور اگر اتنی مقدار میں زمین نہ ہو تو حج فرض نہیں ہے۔ **وإن كان له من**

الضياع ما لو باع مقدار ما يكفى الزاد والراحلة يبقى بعد رجوعه من ضيعته قدر ما يعيش بغلته الباقى، يفترض عليه الحج وإلا فلا. (غنية الناسك ٢٠ – ٢١، ومثله فى التاتارخانية ٤٧٢/٣، هندية ٢١٨/١، خانية ٢٨٣/١ – ٢٨٤)

بڑے مکان کا کچھ حصہ بیچ کر حج کو جانا لازم نہیں

اگر کسی شخص کی بڑی حویلی ہو اور اس کے بعض حصہ کو بیچ کر حج کو جانا ممکن ہو پھر بھی اس کے لئے بعض حصہ کو بیچنا لازم نہیں ہے؛ لیکن اگر بعض حصہ کو بیچ کر حج کو چلا جائے تو فضیلت پر عمل کرنے والا ہوگا۔ **ولو كان منزله كبيراً يمكنه الاستغناء ببعضه والحج بالفاضل لا يلزمه بيع الفاضل، نعم هو الأفضل.** (غنية الناسك ٢١، ومثله فى الشامى زكريا ٤٦١/٣، البحر الرائق زكريا ٥٤٩/٢، تاتارخانية ٤٧٢/٣، هندية ٢١٧/١، خانية ٢٨٤/١)

زائد از ضرورت مکان یا سامان بیچ کر حج کو جانا

اگر کسی شخص کے متعدد مکانات ہوں، یا ایسا سامان ہو جس کی اسے فی الفور ضرورت نہ ہو، یا ضرورت سے زائد کپڑے وغیرہ ہوں، تو اگر ان کی قیمت حج کے اخراجات کو کافی ہوسکتی ہو تو انہیں بیچ کر حج کو جانا ضروری ہے۔ **وإن كان له مسكن فاضل لا يسكنه أو عبد لا يستخدمه أو متاع لا يمتهنه ...... أو نحو ذٰلک مما لا يحتاج إليها يجب بيعها إن كان به وفاء بالحج.** (غنية الناسك ٢١، تاتارخانية ٤٧٢/٣، خانية ٢٨٤/١، بدائع الصنائع زكريا ٢٩٨/٢، عناية ٤٢٤/٢)

عاریت یا اباحت سے قدرت ثابت نہیں ہوتی

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کسی دوسرے کو حج کے اخراجات دے یا سواری کی پیش کش کرے، تو اس پیش کش کی وجہ سے اس پر حج فرض نہیں ہوگا، اور یہ پیش کش قبول کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ **ولا تثبت الاستطاعة بالعارية والاباحة، فلو بذل الابن لأبيه الطاعة وأباح له الزاد والراحلة لا يجب عليه الحج، وكذا لو وهب مالاً ليحج به لا يجب عليه قبوله.** (غنية الناسك ٢١، ومثله فى البحر الرائق زكريا ٥٤٨/٢، هندية ٢١٧/١، شامى زكريا ٤٥٨/٣)

مال حرام سے حج قبول نہیں

اگر کسی شخص کے پاس مال حرام کتنا ہی زیادہ ہوتو اس کی وجہ سے حج فرض نہیں ہوتا، اور اگر مال حرام سے حج کرلے تو گوکہ اس کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہوجاتا ہے؛ لیکن اسے حج کا ثواب نہیں ملتا۔ **ولا بمال حرام ولو حج به سقط عنه الفرض لكنه لا تقبل عنه حجته، كما ورد في الحديث**. (غنية الناسك ۲۱، ومثله في البحر الرائق زكريا ۵۴۱/۲)

مکہ معظّمہ سے پیدل حج کرنے کا ثواب

جس شخص کو یہ اندیشہ ہوکہ وہ پیدل حج کرنے سے تھک جائے گا، جس کی وجہ سے مناسک ادا کرنے میں رکاوٹ ہوگی (جیسا کہ عام لوگوں کا حال ہے) تو ایسے شخص کے لئے سوار ہوکر حج کرنا افضل ہے؛ اور جو شخص صحت منداور تندرست ہواوراسے اپنے اوپر اس بات کا بھروسہ ہوکہ پیدل چلنے سے اس کو ضعف نہ ہوگا اور مناسک کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں ہوگی، یا اس کے مزاج میں کوئی خلل نہیں پڑے گا، تو اس کے لئے پیدل حج کرنا افضل ہے۔ بعض احادیث میں وارد ہے پیدل حج کرنے میں ہرقدم پرستر ہزار نیکیوں کا ثواب ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ”جو شخص مکہ معظّمہ سے پیدل حج کو جائے اور واپسی تک پیدل ہی سب ارکان ادا کرے تو اس کو ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات لاکھ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے“۔ (اس حساب سے ہرقدم پرستر لاکھ نیکیوں کا ثواب ملے گا) **والحج راكباً أفضل منه ماشياً؛ لأن في الركوب عوناً لقوة النفس على قضاء النسك الخ، وأما من يتق بنفسه ولا يتفاوت حاله فالمشي أفضل في نفسه من الركوب لأنه أقرب إلى التواضع والتذلل الخ**. (غنية الناسك ۱۷، ومثله في التاتارخانية ۶۸۸/۳، هندية ۲۲۰/۱، البحر الرائق زكريا ۵۴۱/۲، شامي زكريا ۴۵۹/۳) **ولانه روى عن ابن عباس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من حج من مكة ماشياً حتى يرجع إليها**

كتب لـه بكل خطو ة سبع مائة حسنة من حسنات الحرم، وحسنات الحرم الحسنة بمائة ألف حسنة. (رواه الحاكم وصحح اسناده، غنية الناسك ۱۷)

شرائطِ وجوبِ ادا

حج کی شرائطِ وجوبِ ادا یعنی مالی استطاعت وغیرہ کی وجہ سے حج کے وجوب کے بعد جن باتوں کے پائے جانے کے وقت بذاتِ خود حج کرنا ضروری ہوجاتا ہے وہ پانچ ہیں:

(۱) تندرستی یعنی اتنی صحت ہونا کہ مناسک حج ادا کئے جاسکیں۔

(۲) حکومت کی طرف سے اجازت، یعنی حج کا ویزا۔

(۳) راستہ کا پرامن ہونا۔

(۴) بالغ عورت کے لئے محرم یا شوہر کا ساتھ مہیا ہونا، خواہ عورت جوان ہو یا بڑھیا ہو۔

(۵) عورت کا عدت میں نہ ہونا، خواہ عدت موت کی ہو یا طلاق کی۔

نوٹ: اگر یہ شرائط یا ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے، تو خود حج کو جانا تو ضروری نہیں ہے؛ لیکن حج بدل یا حج کی وصیت صاحبین کے نزدیک ضروری ہے، اسی پر اکثر مشائخ کا فتویٰ ہے۔ **وأما شرائط وجوب الأداء خمسة على الأصح: الأول: الصحة ...... الثاني: عدم الحبس والمنع والخوف من السلطان ...... الثالث: أمن الطريق براً وكذا بحراً على الأصح. الرابع: المحرم أو الزوج لامرأة بالغةٍ ولو عجوزاً ...... والخامس: عدم عدة عليها مطلقاً.** (غنية الناسك ۲۳-۲۹) **فإن وجدت هٰذه الشرائط وما قبلها من شرائط الوجوب وجب عليه الأداء بنفسه، وإن فقد واحد من هٰذه مع تحقق جميع ما سبقها لا يجب عليه الأداء بنفسه بل عليه الاحجاج في الحال والايصاء به في المأل.** (مناسك كبير ۵۱، ومثله في الشامي زكريا ۴۵۵/۳-۴۵۶، اعلاء السنن كراچى ۷/۱۰-۸، هندية ۲۱۸/۱-۲۱۹، البحر الرائق كوئٹه ۳۰۸/۲)

سخت بیمار شخص خود حج کرلے؟

اگر کوئی شخص سخت بیمار تھا؛ لیکن اس نے مشقت اٹھا کر کسی طرح حج کرلیا تو اس کا حجِ فرض

اداہوگیا،اگروہ بعد میں تندرست ہوجائےتو دوبارہ حج کرنالازم نہیں ہے۔ **ولو تکلف هؤلاء الحج بانفسهم سقط عنهم بالاتفاق حتى لو صحوا بعد ذٰلک لا يجب عليهم الأداء.** (غنية الناسك ٢٤، هندية ٢١٨/١، فتح القدير ٤١٦/٢، البحر الرائق زكريا ٥٤٦/٢)

حج کا ویزا نہ ملنا مانع وجوبِ ادا ہے

سعودی حکومت کی طرف سے حج کے انتظامات کے پیش نظر ہر ملک میں مسلم آبادی کے تناسب سے حج کے لئے ویزوں کا کوٹہ مقرر ہے، اس مقررہ تعداد سے زیادہ ویزے نہیں دئے جاتے۔اسی طرح ویزے کے اجراء کے لئے دیگر شرائط بھی لازمی کردی گئی ہیں، جن کو پورا کئے بغیر ویزا ملنا مشکل ہوتا ہے، بریں بنا اگر کوئی شخص صاحب استطاعت ہو اور تندرست بھی ہو؛ لیکن کوشش کے باوجود اسے حج کا ویزا نہ مل پائے، تو اس کے حق میں وجوبِ ادا کی شرط نہیں پائی جائے گی، اور اس بنا پر حج میں تاخیر کا گناہ اسے نہ ہوگا۔تاہم اس پر لازم ہے کہ وہ ہر سال ویزے کی کوشش کرتا رہے، اور زندگی سے مایوس ہونے کے وقت اپنی طرف سے حج کی وصیت کرے۔ **فالمحبوس والخائف من السلطان كالمريض لا يجب عليهما أداء الحج بأنفسهما ولكن يجب عليهما الاحجاج أو الايصاء به عند الموت عندهما.** (غنية الناسك ٢٤، ومثله في فتح القدير زكريا ٤١٧/٢-٤١٨، هندية ٢١٨/١، اعلاء السنن كراچی ٨/١٠، البحر الرائق ٣١١/٢)

وبائی مرض کے خطرہ سے حج میں تاخیر؟

وبائی مرض پھیلنے کے خطرہ سے فرض حج میں تاخیر کی اجازت نہیں ہے (جیسا کہ کبھی کبھی ’’سوائن فلو‘‘ملیریا، یا’’برڈ فلو‘‘وغیرہ بیماری کا شور اٹھ جاتا ہے، تو اس کی بنا پر حج فرض کو جانے والے حجاج کے لئے اپنا سفر ملتوی کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر حکومت ویزے پر پابندی لگا دے تو یہ مجبوری ہوگی اور وجوبِ ادا میں مانع ہوگی) **لا يجوز له تأخير الحج وكذا إذا كان يضره الهواء البارد وينجمد بلغمه ويضيق نفسه.** (غنية الناسك ١٢)

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط وہی ہیں جو مردوں کے لئے ہیں، یعنی تندرست ہونا اور مالی وسعت کا ہونا وغیرہ؛ البتہ عورت کے لئے مزید شرط یہ ہے کہ وہ اپنے حج کے اخراجات کے ساتھ محرم یا شوہر کے حج کے اخراجات کی بھی مالک ہو؛ لہٰذا اگر اس کے پاس صرف اپنے حج کے بقدر مال ہے تو اس پر راجح قول کے مطابق حج فرض نہیں؛ تاہم اگر وہ کسی محرم یا شوہر کے ساتھ اسی روپیہ سے حج کو چلی گئی تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ **فيشترط ان تكون قادرة على نفقتها و نفقته.** (شامی زکریا ۴٦٤/۳، انوار مناسك ۱۷٤)

محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حجِ فرض سے نہیں روک سکتا

اگر عورت پر حج فرض ہوچکا ہو اور اس کے ساتھ جانے کے لئے کسی قابل اعتماد محرم کا انتظام بھی ہو تو شوہر اسے فرض سفر حج سے منع نہیں کرسکتا؛ لیکن اگر نفلی حج ہو تو شوہر کو منع کرنے کا حق ہے۔ **وليس للزوج منعها من حجة الإسلام إذا كان معها محرم وإلا فله كما يمنعها من غير حجة الإسلام.** (غنية الناسك ۲۸، المحيط البرهانی ۳۹٤/۳، و مثله فی التاتارخانية ٤۷٥/۳، درمختار زكريا ٤٦٥/۳، تبيين الحقائق ۲٤۳/۲، البحر الرائق زكريا ٥٥۲/۲، فتح القدير ٤۲۸/۲)

شوہر کا عورت کو نامحرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا

اگر عورت نے نامحرم کے ساتھ فریضۂ حج کے سفر کا ارادہ کرلیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ تاہم ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ **وان لم يكن لها محرم فمحصرة فله منعها وتحليلها بالهدى.** (غنية الناسك ۳۱۰)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر

سے روک دیا، تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوادے اور اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ **ومنه منع الزوج زوجته اذا احرمت بنفل او عمرة.** (غنية الناسك ٣١٠) **فلهما ان يحللهما في الحال ولا يؤخر تحليلهما الى ذبح الهدى ثم عليها هدى الاحصار و حجة وعمرة.** (غنية الناسك ٣١٥، البحر العميق ٢١٠٨/٤)

محرم کا مامون ہونا شرط ہے

عورت کے ساتھ جانے والا محرم ایسا ہونا چاہئے جو خود ثقہ اور پاک باز ہو، اگر وہ مامون نہ ہو یا اس کے ساتھ جانے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ حج کو جانا عورت کے لئے جائز نہ ہوگا۔ **ويشترط أن يكون المحرم أو الزوج ماموناً عاقلاً بالغاً غير فاسق ما جن لا يبالي.**

(غنية الناسك ٢٦، و مثله في التاتارخانية ٤٧٥/٣، خانية ٢٨٣/١، تبيين الحقائق ٢٤٣/٢)

ساس کا داماد کے ساتھ سفر

اگر ساس عمر دراز ہو اور کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو وہ اپنے داماد کے ساتھ سفر حج میں جاسکتی ہے؛ لیکن جوان ساس کا داماد کے ساتھ سفر میں جانا فتنہ کے خطرہ کی وجہ سے ممنوع ہے۔ **ويؤيده كراهة الخلوة بها كالصهرة الشابة فينبغي استثناء الصهرة الشابة هنا أيضاً؛ لأن السفر كالخلوة.** (غنية الناسك ٢٧، ومثله في اعلاء السنن ١٠/١٠، شامی زکریا ٤٦٤/٣)

حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ

تنہا عورتوں کی جماعت بنا کر حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔ **ولو عجوزاً ومعها غيرها من النساء الثقات.** (غنية الناسك ٢٦، زبدة المناسك ٣٢، خواتین کے مسائل حج وعمرہ ۲۴)

عورت کا بغیر محرم یا شوہر کے حج کرنا

اگر کوئی عورت محرم یا شوہر کے بغیر دور دراز سے سفر کر کے حج کو جائے اور حج کے تمام ارکان

ومناسک ادا کرلے، تو اگرچہ وہ مکروہِ تحریمی کے ارتکاب کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگی؛ لیکن اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ **ولو حجت بلا محرم أو زوج جاز حجها بالاتفاق، كما لو تكلف رجل مسألة الناس وحج ولكن مع الكراهة التحريمية للنهي.** (غنية الناسك ۲۹، و مثله في الدر المختار مع الشامي زكريا ۴٦٥/۳، طحطاوي على المراقي ۳۹۷، البحر العميق ۴۰۵/۱)

بوڑھی عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر حج

یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ جب تک محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے عورت پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی؛ لیکن اگر کوئی عورت بوڑھی ہو اور فتنہ کا بظاہر اندیشہ نہ ہو اور اس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہوچکا ہو تو آیا وہ کسی نامحرم کے ساتھ سفر حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہ کی عام کتابوں میں ممانعت ہی لکھی ہے، اور صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کو بھی بلا محرم سفر حج کرنے سے منع لکھا گیا ہے۔ **المرأة عجوزاً كانت المرأة أو شابة.** (مناسك ملا علي قاري ٥٦) **الرابع المحرم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عجوزاً أو معها غيرها من النساء الثقات والرجال الصالحين.** (غنية الناسك ٢٦، رسول الله كا طريقه حج ٦٩٣)

تاہم بعض اکابر مفتیان کی عبارات اور فتاویٰ سے ۶۰-۷۰ رسال کی بوڑھی عورت کو بلا محرم قابل اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے، اس لئے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی۔ **أما العجوز التي لا تشتهى فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلوا إذا أمن عليه وعليها وإلا لا.** (درمختار كراچي ٣٦٨/٦، امداد الفتاوىٰ ٢٠١/٤، فيض البارى ٣٩/٢، انوار مناسك ١٧٧-١٧٨)

نوٹ: لیکن سفر حج میں قدم قدم پر سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے احتیاط بہرحال اسی میں ہے کہ کوئی بھی عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، وہ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر حج کا ارادہ نہ کرے۔ (مستفاد: فتح الملہم ۳۷۶/۳)

سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آجائے؟

اگر سفر حج شروع ہونے سے پہلے وفات یا طلاق کی عدت شروع ہوجائے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کردے اور آئندہ حج کرے، (اور اگر عدت کے زمانہ میں سفر کر کے حج کرے گی تو حج ادا تو ہوجائے گا؛ لیکن گنہگار ہوگی)۔ **فلو كانت معتدة عند خروج أهل بلدها لا يجب عليها الخ، فإن حجت وهي في العدة جازت بالاتفاق و كانت عاصية الخ.** (غنية الناسك ۲۹، انوار مناسك ۱۸۱، حج و زيارت نمبر ۲۳۷)

سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟

اور اگر دورانِ سفر عدت کی صورت پیش آئی ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) اگر طلاقِ رجعی کی وجہ سے عدت ہوئی ہے اور شوہر اس کے ساتھ ہے تو اس پر لازم ہے کہ شوہر کے ساتھ ہی رہے، خواہ شوہر واپس وطن لوٹ آئے یا حج کے لئے جائے، اور شوہر کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ رجعت کرلے۔ **فان لزمتها في السفر فان كان الطلاق رجعياً تبعت زوجها رجع أو مضى، ولايفارقها زوجها والأفضل أن يراجعها.** (غنية الناسك ۲۹-۳۰)

(۲) اگر طلاقِ بائنہ یا شوہر کی وفات کی وجہ سے عدت واجب ہوئی ہے تو ہندوستان وغیرہ سے روانہ ہونے والی عورتوں کے لئے الگ الگ صورتوں کے الگ الگ احکام ہوں گے، جن میں سے چند صورتیں ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

الف: اگر وطن سے روانہ ہوگئی اور ایئرپورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے کم ہے، اسی درمیان عدت کی صورت پیش آگئی (مثلاً شہر میرٹھ کی رہنے والی عورت جہاز پر سوار ہونے کے لئے دلی روانہ ہوئی، اور راستہ میں یا دلی پہنچ کر اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا یا اسے طلاقِ بائن ہوگئی) تو اس پر لازم ہے کہ وہ سفر حج ملتوی کردے اور عدت گذارے۔ **أو بائناً فإن كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة السفر تخير، أو إلى أحدها سفر دون الآخر تعين أن تصير إلى الآخر.** (غنية الناسك ۲۹)

ب: اوراگرایئرپورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے زائد ہے (مثلاً مرادآباد کی عورت دہلی سے سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئی، اور دہلی پہنچ کر عدت کی صورت پیش آئی) تو ایسی صورت میں اگرمحرم ساتھ نہ ہوتو اسے واپس لوٹ آنا ضروری ہے، اوراگر کوئی اورمحرم ساتھ جارہا ہوتب بھی اولیٰ یہی ہے کہ وہ حج کو مؤخر کرکے وطن لوٹ آئے؛ تاہم اگرمحرم کے ساتھ سفر جاری رکھے، تو بعض فقہی روایات سے اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ **وفي منسک الفارسي وإن كان كل واحد من الطرفين سفراً، فان كانت في المفازة مضت ان شائت، او رجعت بمحرم او بغير محرم والرجوع اولىٰ.** (غنية الناسك ٣٠)

ج: اگرایئرپورٹ سے روانہ ہونے کے بعد یا سعودیہ پہنچنے کے بعد عدت واجب ہوئی اور وہاں عدت گذارنے کی کوئی صورت نہیں ہے، (یعنی وہاں جدہ وغیرہ میں کوئی ایسا رشتہ دار نہیں جس کے یہاں رہ کر وہ عدت کا زمانہ گذار سکے، یا مزید ویزا ملنے کا امکان نہیں ہے) تو چوں کہ قافلہ اور گروپ سے ہٹ کر عام طور پر کسی عورت کا تنہا قیام کرنا سخت مشکل ہے؛ اس لئے ایسی معتدہ عورت کو چاہئے کہ وہ ساتھیوں کے ساتھ رہ کر مناسک حج ادا کرے، اور عدت کی دیگر پابندیوں مثلاً قیام گاہ سے بےضرورت باہر نکلنے اور زیورات کا استعمال وغیرہ سے احتراز کرتی رہے۔ **أو كل منهما سفر فإن كانت في مصرٍ استقرت فيه إلى أن تنقضى عدتها ولا تخرج الخ، وإن كانت في قريةٍ أو مفازةٍ لا تأمن على نفسها ومالها فلها أن تمضى إلى موضع اٰمنٍ الخ.** (غنية الناسك ٢٩-٣٠، درمختار مع الشامي زكريا ٣/٦٦٤، تاتارخانية زكريا ٣/٤٧٥-٤٧٦، بدائع الصنائع زكريا ٢/٣٠١، فتح القدير ٢/٤٢٦)

خنثیٰ مشکل کا حکم

جوشخص مخنث ہو یعنی یہ پتہ چلنا دشوار ہو کہ یہ مرد ہے یا عورت، تو اس کے لئے بھی بغیرمحرم کے حج کا سفر کرنا جائز نہیں ہے؛ تاہم اگر وہ حج کرلے گا تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ **والخنثى المشكل يشترط في حقه ما يشترط في حق الانثىٰ احتياطاً.** (غنية الناسك ٢٩، البحر العميق ١/٤١٠، درمختار زكريا ٣/٥٥٢)

شرائطِ صحتِ ادا

حج کی ادائیگی صحیح ہونے کی شرطیں نو ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (لہٰذا کافر کا حج کرنا معتبر نہیں)

(۲) حج کا احرام باندھنا (لہٰذا بلا نیت احرام مناسک حج ادا کرنے کا کوئی اعتبار نہیں)

(۳) حج کا زمانہ پایا جانا (یعنی حج کے مہینوں (شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ) اور ایام حج (۸ر تا ۱۲ر ذی الحجہ) میں حسبِ تفصیل مناسک ادا کرنا)

(۴) مقاماتِ مقدسہ (مسجد حرام، بیت اللہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ وغیرہ) میں مناسک کی ادائیگی۔ (لہٰذا مذکورہ مقامات کے علاوہ مناسک کی ادائیگی کا کوئی اعتبار نہیں)

(۵) امتیاز کی صلاحیت (یعنی حج کرنے والا اتنا شعور رکھتا ہو کہ وہ حج اور دیگر افعال میں تمیز کر سکے)

(۶) عاقل ہونا (لہٰذا بے عقل کی طرف سے حج فرض ادا نہیں ہوسکتا)

(۷) ارکانِ حج کا خود ادا کرنا (لہٰذا بلا عذر اگر ارکان خود نہیں ادا کئے تو حج درست نہ ہوگا؛ البتہ اگر عذر ہو تو اس کی تفصیلات الگ ہیں)

(۸) احرام کی حالت میں جماع نہ کرنا (اس لئے کہ وقوف عرفہ سے قبل جماع کرنے سے حج فاسد ہوجاتا ہے)

(۹) جس سال احرام باندھا ہے اسی سال حج کرنا (لہٰذا اگر اس سال میں حج ادا نہ کیا تو اس احرام سے اگلے سال حج ادا کرنا درست نہ ہوگا) **وأما شرائط صحة الأداء فتسعة: الإسلام والإحرام والزمان والمكان والتمييز والعقل ومباشرة الأفعال إلا لعذرٍ كالاغماء ونحوه وعدم الجماع والأداء من عام الإحرام.** (غنية الناسك ٣٠، شامی زکریا ٣/٤٥٦، منحة الخالق زکریا ٢/٥٣٨) **ولا يصح ادائه باحرام الفائت فى الثانية.** (غنية الناسك ٣٢، ومثله في البحر الرائق زکریا ٢/٥٥٩)

دورانِ سفرِ حج انتقال ہوگیا

اگر کسی شخص پر حج فرض ہوگیا تھا اور اس نے بلا تاخیر حج کا سفر شروع کیا اور اتفاقاً حج سے پہلے ہی اس کی وفات ہوگئی، تو اس پر اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت واجب نہیں ہے۔ اور اگر حج کئی سال پہلے واجب ہو چکا تھا؛ لیکن اس نے نہ تو حج کے لئے کوشش کی اور نہ سفر کے لئے نکلا؛ تا آں کہ وفات کا وقت آ گیا تو اس پر حج بدل کی وصیت لازم ہے۔ (جو اس کے متروکہ تہائی مال سے پوری کی جائے گی) **فلو لم یحج حتی مات فعلیه الایصاء به هٰذا إذا لم یحج و لم یخرج إلی الحج، فأما لو حج من عامه ومات فی الطریق لا یجب علیه الایصاء؛ لأنه لم یؤخر بعد الایجاب.** (غنیة الناسك ۳۳، فتح القدیر ۴۲۲/۲، البحر الرائق زکریا ۵۴۶/۲)

وسعت کے بعد فقیر ہوگیا

کسی شخص کے پاس اتنا مال تھا کہ وہ بآسانی حج کر سکتا تھا؛ لیکن وہ غفلت میں پڑا رہا تا آں کہ حج کا وقت گزر گیا، پھر وہ فقیر ہوگیا تو بھی اس پر حج برابر فرض رہے گا اور مال ختم ہونے کی وجہ سے فرضیت ساقط نہیں ہوگی۔ **و کذٰلک لو لم یحج حتی افتقر تقرر وجوبه دیناً فی ذمته بالاتفاق و لا یسقط عنه بالفقر.** (غنیة الناسك ۳۳، ومثله فی الهندیة ۲۱۷/۱، فتح القدیر ۴۱۵/۲، طحطاوی ۳۹۶)

قرض لے کر حج کرنا

جو شخص وسعت کے بعد فقیر ہوگیا ہو اس کے لئے قرض لے کر حج کو جانے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ قرض کی ادائیگی کے اسباب موجود ہوں، اور اگر قرض کی ادائیگی کی کوئی شکل نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ وہ قرض نہ لے۔ **و وسعه أن یستقرض ویحج الخ، أما إن علم أنه لیس له جهة القضاء أصلاً فالأفضل عدم الاستقراض لأن تحمل حقوق اللّٰه تعالیٰ أخف من ثقل حقوق العباد.** (غنیة الناسك ۳۳، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۴۵۵/۳، خانیة ۲۸۴/۱، البحر العمیق ۳۸۶/۱، طحطاوی علی المراقی ۳۹۷)

صحت کے بعد مفلوج ہوگیا

جس شخص پر مالی وسعت کی بنا پر حج فرض ہو چکا ہو اور وہ تندرست بھی ہو؛ لیکن ابھی حج نہیں کیا تھا کہ ایسی بیماری نے آ گھیرا کہ وہ حج کرنے سے معذور ہوگیا، تو اس پر حج بدل کرانا یا حج کی وصیت کرنا لازم ہے۔ **وکذا لو لم یحج حتی اقعد أو أزمن أو نحو ذٰلک مما یمنعه من الأداء بنفسه تقرر وجوبه دیناً فی ذمته بالاتفاق ووجب علیه الاحجاج أو الایصاء به عند الموت.** (غنیة الناسك ۳۳، ومثله فی فتح القدیر بیروت ۲/۴۱٦-٤۱۷، البحر العمیق ۱/۳۷۷، شامی زکریا ۳/٤٥۷، البحر الرائق زکریا ۲/۳۱۱)

سفرِ حج کے آداب

جب کوئی شخص سفرِ حج کے لئے عازم ہو تو اسے درج ذیل باتوں کا خیال ضرور رکھنا چاہئے:

(۱) اللہ تعالیٰ سے اپنے سب گناہوں کی توبہ کرے۔

(۲) اگر اپنے اوپر کسی کا مالی یا جانی حق ہو تو اسے ادا کرے یا معاف کرائے، اور اگر اہل حقوق وفات پاگئے ہوں تو ان کے لئے دعا واستغفار کرے، اور مالی حقوق ان کے وارثین کو ادا کرے، اور وارث کا پتہ نہ چلے تو بلا نیت ثواب اتنی رقم غریبوں کو بانٹ دے۔

(۳) والدین وغیرہ کی رضامندی سے سفر کرے۔

(۴) اپنے پاس اگر کوئی امانت یا عاریت کی چیز رکھی ہو تو وہ مالک کو واپس لوٹا دے۔

(۵) اپنے اوپر دوسروں کے حقوق مثلاً قرض وغیرہ اور دوسروں پر اپنے حقوق کے بارے میں تحریری وصیت لکھ کر جائے۔

(٦) استخارہ کر کے سفر کا آغاز کرے؛ تاکہ ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہے۔

(۷) بہتر ہے کہ کسی نیک رفیق سفر کو ساتھ لے لے، جو دینی ودنیوی اعتبار سے اس کا معاون ہو۔

(۸) حج کے ضروری مسائل ومناسک سیکھ کر سفر شروع کرے، یا کسی معتبر عالم کے قافلہ

میں شامل ہوکر سفر کرے۔

(۹) بہتر ہے کہ سفر میں خالص عبادت کی نیت ہو تجارت وغیرہ مقصود نہ ہو۔

(۱۰) دورانِ سفر اشیاء کی خریداری میں زیادہ مول بھاؤ نہ کرے؛ بلکہ فراخ دلی سے خرچ کرے؛ کیوں کہ حج کے سفر میں ہر روپیہ کے بدلہ سات لاکھ روپئے خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(۱۱) زیادہ تر باوضو رہنے کی کوشش کرے اور پاکی کی حالت میں سونے کا اہتمام کرے۔

(۱۲) زبان کو غیر ضروری باتوں سے محفوظ رکھے۔

(۱۳) جمعرات کے روز سفر کا آغاز مسنون ہے۔

(۱۴) جب سفر کا ارادہ کرے تو اپنے گھر میں دو رکعت نماز سفر کی نیت سے پڑھے، اور اس طرح گھر سے نکلے گویا کہ دنیا چھوڑ کر جا رہا ہے۔

(۱۵) دورانِ سفر ذکر اور دعا کی کثرت کرے؛ کیوں کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۶) سفر میں غصہ گرمی سے اجتناب کرے، اور نرم روی اور حسن خلق کا مظاہرہ کرے، اور بھیڑ کی جگہوں پر دھکا مکی سے پرہیز کرے۔

(۱۷) حتی الامکان سفر میں اکیلے رہنے سے بچے؛ بلکہ ساتھیوں کے ساتھ رہنے کا اہتمام کرے؛ کیوں کہ اکیلے ہونے کی وجہ سے بسا اوقات بہت پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ (غنیۃ الناسک ۳۴-۴۰، تاتارخانیۃ ۳/۴۸۰، ہندیۃ ۱/۲۱۹-۲۲۱، فتح القدیر ۲/۴۱۲، البحر الرائق زکریا ۲/۵۴۱)

○❖○

مسائلِ میقات

میقاتِ زمانی

حج کے مناسک کی ادائیگی کے لئے شرعاً ایک وقت مقرر ہے، جس کو ''میقاتِ زمانی'' کہا جاتا ہے، یہ شوال، ذی قعدہ اورذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔ اس وقت سے پہلے حج کا کوئی عمل مثلاً طوافِ زیارت یا سعی وغیرہ ادا کرنا معتبر نہیں ہے، اور حج کا احرام باندھنا بھی ان مہینوں سے پہلے مکروہِ تحریمی ہے؛ اس لئے شوال کا مہینہ شروع ہونے کے بعد ہی حج کے اعمال کا آغاز کرنا چاہئے۔ **وأما الميقات الزماني فأشهر الحج، وهي: شوال وذو القعدة وعشر من ذی الحجة كما روی عن العبادلة الثلاثة.** (غنية الناسك ٤٩، درمختار زكريا ٣/٤٧٤) **وفائدة التوقيت بها ابتداءً أنه لو فعل شيئاً من أفعال الحج قبلها لا يجزيه.** (غنية الناسك ٤٩، درمختار ٣/٤٧٤، ومثله في الهندية ١/٢١٦، تاتارخانية ٣/٤٨٦) **وحتى لو أحرم به قبلها يكره تحريماً مطلقاً.** (غنية الناسك ٤٩، درمختار زكريا ٣/٤٧٤)

میقاتِ مکانی

جس طرح مناسک حج کی ادائیگی کے لئے وقت متعین ہے اسی طرح جگہیں بھی متعین ہیں جن کو ''میقاتِ مکانی'' کہا جاتا ہے، اس اعتبار سے ساری دنیا درج ذیل تین حصوں میں بٹی ہوئی ہے: **وأما الميقات المكاني فيختلف باختلاف الناس فإنهم في حق المواقيت أصناف ثلاثة: أهل الآفاق وأهل الحل وأهل الحرم.** (غنية الناسك ٥٠، تاتارخانية ٣/٥٥٠، شامي زكريا ٣/٤٧٨، بدائع الصنائع ٢/٣٧١)

(۱) **حرم**: یہ بیت اللہ شریف کے اردگرد کا مخصوص علاقہ ہے، جس کی تعیین سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی نشان دہی پر کی تھی، اور اس کے نشانات حکومت کی طرف سے نصب ہیں۔ اس کی مشہور حدود درج ذیل ہیں:

(۱) تنعیم: یہ طریق المدینۃ المنورہ پر واقع ہے، یہاں اس وقت شاندار ''مسجد عائشہ'' بنی ہوئی ہے، یہ جگہ حرم مکی سے ساڑھے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(۲) نخلہ: یہ طائف اور مکہ کے درمیان حرم مکی سے ۱۳رکلومیٹر دور ہے۔

(۳) اضاۃ لبن: اسے عکیشیہ بھی کہاجاتا ہے، اس کا فاصلہ مسجد حرام سے ۱۶رکلومیٹر ہے۔

(۴) جعرانہ: یہ بھی طائف کی جانب واقع ہے، اور مسجد حرام سے ۲۲رکلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(۵) حدیبیہ: جسے شمیسیہ بھی کہاجاتا ہے، اس کا فاصلہ بھی ۲۲رکلومیٹر ہے۔

(۶) جبل عرفات: اس کو ذات السلیم بھی کہتے ہیں، اس جانب کا فاصلہ بھی ۲۲رکلومیٹر ہے۔ (اطلس السیر ۃ النبویہ/ شوقی ابوالخلیل ۲۵۳)

ان حدود کے اندر رہنے والے کو اہل حرم یا مکی کہاجاتا ہے۔ **وعلى الحرم علامات منصوبة فى جميع جوانبه نصبها ابراهيم الخليل عليه الصلاة والسلام وكان جبرئيل عليه السلام يريه مواضعها.** (شامی زکریا ۳/۴۸۵، غنية الناسك ۵۹)

(۲) **حِـلّ**: یہ حرم اور خارجی میقات کا درمیانی حصہ ہے، یہاں کے رہنے والوں کو اہل حل یا حلی کہاجاتا ہے، اوران کے لئے بلا احرام حدود حرم میں جانے کی فی الجملہ اجازت ہے۔ (جب کہ حج یا عمرہ کا قصد نہ ہو) **وهم أهل داخل المواقيت الى الحرم، والمراد بالداخل غير الخارج الخ، وحل لهم دخول مكة بلا إحرام ما لم يردوا نسكاً.** (غنية الناسك ۵۵، و مثله فى الدر المختار مع الشامى زكريا ۳/۴۸۳، تاتارخانية ۳/۵۱۵، هندية ۱/۲۲۱)

(۳) **آفــاق**: یہ دنیا کا وہ تمام علاقہ ہے جو میقات سے باہر ہے، یہاں کے رہنے والوں کو ''آفاقی'' کہاجاتا ہے، اوران کے لئے احرام کے بغیر میقات سے گذرنا ممنوع ہے۔ (جب کہ ان کا حدودِ حرم میں جانے کا ارادہ ہو) **ولا يجوز للآفاقى ان يدخل مكة بغير إحرام نوى النسك اولا.** (الهندية ۱/۲۲۱، ومثله فى الدر المختار مع الشامى زكريا ۳/۴۸۲، تاتارخانية ۳/۵۱۵)

اہل آفاق کی میقات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ میقاتوں کا تعین ثابت ہے:

(۱) **ذوالحليفه**: یہ اہل مدینہ اور وہاں سے گذرنے والوں کے لئے میقات ہے، یہ مدینہ منورہ سے طریق ہجرت پر چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، یہاں ایک شاندار ''مسجد میقات'' بنی ہوئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں یہیں سے احرام باندھا تھا۔ اس مقام سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ ۴۱۰رکلومیٹر ہے۔

(۲) **جُحفه**: جو لوگ مصر و شام سے تبوک ہوتے ہوئے مکہ کا سفر کریں، ان کے لئے ''جحفہ'' میقات ہے۔ آج کل یہ جگہ متعین نہیں ہے؛ اس لئے اس کے قریب ''رابغ'' نامی ساحلی قصبہ سے احرام باندھا جاتا ہے، جو طریق بدر پر واقع ہے، اس جگہ سے مکہ معظّمہ کی مسافت ۱۸۷رکلومیٹر ہے۔

(۳) **قرن المنازل**: نجد سے آنے والے لوگوں کے لئے ''قرن المنازل'' میقات ہے، اس مقام کو آج

کل ''السیل'' کہا جاتا ہے، یہاں سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ تقریباً ۸۰؍کلومیٹر ہے۔
(۴) **یلملم**: یہ اہل یمن کے لئے میقات ہے، اس کو آج کل ''سعدیہ'' کہا جاتا ہے، یہاں سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ ۱۲۰؍کلومیٹر یا اس سے کچھ زائد ہے۔
(۵) **ذات العرق**: یہ عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے، امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اہل عراق کے سوال کے جواب میں اس کے میقات ہونے کی صراحت فرمائی تھی۔ یہاں سے مکہ معظّمہ کی مسافت ۹۰؍کلومیٹر ہے۔

نیز بعض روایات میں ''وادیٔ عقیق'' نام کی میقات کا بھی ذکر ہے، جو مدائن کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات قرار دی گئی، یہ جگہ ''ذاتِ عرق'' کے قریب ہے۔

اس کے علاوہ جو لوگ جس جانب سے بھی حرم کے لئے آئیں گے، ان کو مذکورہ مواقیت کی سیدھ سے گذرنے سے پہلے احرام باندھنا لازم ہوگا، خواہ وہ خشکی پر سفر کررہے ہوں یا ہوائی جہاز سے سفر ہو رہا ہو۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال: وقت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لأھل المدینۃ ذا الحلیفۃ و لأھل الشام الجحفۃ ولأھل نجد قرن المنازل ولأھل الیمن یلملم، فھن لھن و لمن أتی علیھن من غیرھن لمن کان یرید الحج والعمرۃ فمن کان دونھن فمھلہ من أھلہ و کذٰلک حتی أھل مکۃ یھلون منھا. (بخاری شریف ۱/ ۲۰۶ وغیرہ)

اخبرنی أبو الزبیر أنہ سمع جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ یسئل عن المھل فقال: احسبہ رفع الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: مھل أھل المدینۃ من ذی الحلیفۃ والطریق الأٰخر الجحفۃ ومھل أھل العراق من ذات عرق ومھل أھل نجد من قرن ومھل أھل الیمن من یلملم. (مسلم شریف ۱/ ۳۷۵، نخب الافکار ۳٦/٦)

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقت لأھل الشرق العقیق. (ترمذی شریف ۱/ ۱۷۱، انوار مناسك حاشیہ ۲٤۱)

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ أنہ سمع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقت لأھل المدائن العقیق ولأھل البصرۃ ذات عرق و لأھل المدینۃ ذا الحلیفۃ و لأھل الشام الجحفۃ. (الطبرانی فی المعجم الکبیر حدیث: ۷۲۱، نخب الافکار ۳۸، حاشیہ انوار مناسك ۲٤۱)

قال العینی فی نخب الأفکار: فإن الأٰثار اختلفت فیمن وقّت لأھل العراق ذات عرق، ففی بعضھا أن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ ھو الذی وقت ذٰلک إذ العراق فتح فی زمانہ، والصحیح الذی علیہ الاثبات أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھو الذی وقتہ. وفی صحیح البخاری: أن عمر رضی اللّٰہ عنہ وقتہ ورجحہ بعض أھل العلم بما ذکرناہ

مـن أنها فتحت في زمانه وأنها كانت في حياة النبي صلى الله عليه وسلم ذات كفر، وهٰذا الاحتجاج باطل لأن الشام كانت حينئذٍ دار كفر أيضاً باجماع النقلة. (نخب الافكار طبع: الوقف الخير المدني ديوبند ٣٠/٦، وانظر: الدر المختار زكريا ٤٧٨/٣، هندية ٢٢١/١، تاتارخانية ٥٥٩/٣)

''جدہ'' کی حیثیت کیا ہے؟

اس وقت سعودی عرب میں عازمین حج کی آمد کا سب سے بڑا مرکز شہر ''جدہ'' ہے، جو بحر احمر کے ساحل پر آباد ہے، یہاں نہایت عظیم الشان وسیع وعریض ایئرپورٹ ہے، اور دنیا کی اہم ترین بندرگاہ ہے۔ جدہ سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ تقریباً ۸۰؍کلومیٹر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جدہ حج وعمرہ کے مسائل میں ''حل'' میں ہے یا ''آفاق'' میں؟ اگر ''حل'' میں ہے تو یہ میقات کے اندر ہے یا بجائے خود میقات ہے؟ چوں کہ اس موضوع پر علماء نے بہت زیادہ بحثیں کی ہیں؛ اس لئے تمام مباحث وجزئیات سامنے رکھ کر راقم الحروف نے جو سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص آفاق سے ایسے راستہ سے جدہ پہنچے کہ اس کا گذر کسی عین میقات سے نہ ہو، مثلاً مصر اور سوڈان سے بحری راستہ سے آنے والے لوگ، یا افریقہ اور مغرب وغیرہ سے ہوائی راستہ سے آنے والے حجاج، تو ان کے لئے جدہ اکثر علماء کے نزدیک میقات کے حکم میں ہے؛ لہٰذا وہ جدہ آکر احرام باندھ سکتے ہیں، پہلے سے احرام باندھنا ان پر لازم نہیں ہے؛ لیکن جو حضرات مذکورہ پانچ متعینہ مواقیت میں سے کسی عین میقات سے گذر کر آئیں، مثلاً مدینہ منورہ سے طریق الہجرۃ سے مکہ معظّمہ جانے والا شخص یقیناً ''ذوالحلیفہ'' سے گذرے گا، جو متعین میقات ہے، اب اگر وہ ذوالحلیفہ سے احرام نہ باندھے؛ بلکہ جدہ آکر احرام باندھے تو اس کے لئے جدہ میقات نہیں ہے؛ کیوں کہ فقہاء کا اصول ہے کہ: ''عین میقات سے گذرنے والے کے لئے بعد میں محاذات سے گذرنے کا کوئی اعتبار نہیں''، اور جدہ عین میقات نہیں؛ بلکہ محاذات یا مسافت کے اعتبار سے میقات کے حکم میں ہے؛ اس لئے مدینہ سے خشکی کے راستہ سے آنے والے شخص کے لئے جدہ تک احرام کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہوگا، لہٰذا اگر وہ جدہ سے احرام باندھے گا تو مذکورہ اصول کے مطابق اس پر دمِ جنایت واجب ہونا چاہئے؛ البتہ مدینہ منورہ سے بذریعہ ہوائی جہاز جدہ آنے والے شخص کا گذر عین میقات ذوالحلیفہ سے نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ ''ذوالحلیفہ'' کی محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتا ہے؛ لہٰذا ایسی صورت میں اگرچہ اولیٰ یہی ہے کہ پہلی محاذات سے قبل احرام باندھ لیا جائے؛ لیکن دوسری محاذات تک مؤخر کرنے کی بھی گنجائش ہے؛ لہٰذا مدینہ منورہ سے ہوائی سفر کرکے جدہ آکر احرام باندھنے کی گنجائش ہوگی۔

ہندوپاک اور دیگر مشرقی علاقوں سے جو ہوائی جہاز جدہ جاتے ہیں، ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ''قرن المنازل'' کی عین میقات سے گذرتے ہیں؛ لہٰذا مذکورہ اصول کے تحت ہوائی سفر کرنے والے حجاج کے لئے ''قرن المنازل'' کی میقات سے قبل احرام باندھنا لازم ہے، اور جدہ تک احرام کو مؤخر

کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر یہ تحقیق ہو جائے کہ جہاز کا گذر عین ''قرن المنازل'' سے نہیں ہوا؛ بلکہ اس کی محاذات سے ہوا ہے، تو ایسے لوگوں کے لئے جدہ جا کر بھی احرام باندھنے کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جدہ کلی طور پر مطلق میقات نہیں ہے؛ بلکہ اسے محاذات یا مسافت کے اعتبار سے ہی میقات کے حکم میں رکھا گیا ہے۔ (راقم الحروف نے اس موضوع پر مفتی مدینہ منورہ حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ سے ایک طویل گفتگو کی تھی، موصوف کی رائے بھی یہی تھی کہ جو شخص کسی عین میقات سے گذر کر آیا ہو اس کے لئے کوئی بھی محاذاتی جگہ بشمول جدہ میقات نہیں بن سکتی، اسے کسی نہ کسی عین میقات پر واپس جانا پڑے گا) واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولو لم يمر بها تحرى وأحرم إذا حاذى أحدها وأبعدها أفضل (درمختار) وقال الشامي: كذا في الفتح، ومفاده أن وجوب الاحرام بالمحاذاة إنما يعتبر عند عدم المرور على المواقيت، اما لو مر عليها فلا يجوز له مجاوزة اٰخر ما يمر عليه منها، وإن كان يحاذي بعده ميقاتاً اٰخر. (رد المحتار بيروت ٤٢٦/٣، ومثله في الهندية ٢٢١/١، البحر الرائق زكريا ٥٥٧/٢)

تنبيه: فلو مر بميقات ومحاذاة الثاني لا تعتبر المحاذاة. (غنية الناسك ٥٣) **تنبيه: فلو كان يمر بواحد منها عيناً فلا تعتبر المحاذاة بعده.** (غنية الناسك ٥٤) **وإن لم يعلم المحاذاة فعلى مرحلتين عرفيتين من مكة كجدة من طرف البحر، فإنها على مرحلتين عرفيتين من مكة وثلاث مراحل شرعية.** (غنية الناسك ٥٤، ومثله في الهندية ٢٢١/١، فتح القدير ٤٢٦/٢، البحر الرائق زكريا ٥٥٧/٢)

نوٹ: شہر ''جدہ'' جحفہ (رابغ) اور ''یلملم'' کے درمیان واقع ہے، اب اگر نقشہ کے اعتبار سے جحفہ سے یلملم تک لکیر کھینچی جائے تو یہ لکیر مقام ''بحرہ'' سے گذرتی ہے جو جدہ سے کچھ فاصلہ پر مکہ معظمہ کے راستہ پر واقع ہے، اس اعتبار سے جدہ ''حل'' سے باہر ہو جاتا ہے، جیسا کہ ''زبدۃ المناسک'' میں حضرت مولانا شیر محمد صاحب سندھیؒ نے ایک نقشہ بنا کر اس کی وضاحت فرمائی ہے؛ لیکن بہت سے جزئیات سے یہ واضح ہے کہ فقہاء نے جدہ کو ''حل'' کے اندر شمار فرمایا ہے، اور آج تک لوگوں کا عمل بھی اسی پر ہے کہ جدہ کو حل میں داخل سمجھتے ہیں، اور جدہ کے لوگ بے تکلف احرام کے بغیر مکہ معظمہ آتے جاتے ہیں، اس لئے جدہ کو اقرب المواقیت یعنی ''قرن المنازل'' کے بقدر مسافت (۸۰؍کلومیٹر) پر واقع ہونے کے اعتبار سے حل میں داخل ماننا چاہئے، جو آفاق والوں کے لئے بحکم میقات ہے۔ (مرتب)

أما لو قصد موضعاً من الحل كخليص وجدة حل له مجاوزته بلا احرام. (درمختار بيروت ٤٢٧/٣، درمختار زكريا ٤٨٢/٣، الدر المنتقى ٣٩٣/١) **ومما يجب التيقظ له سكان جدة الخ، وأهل الاودية القريبة من مكة غالباً يأتون في سادس أو سابع ذي الحجة بلا احرام**

ويحرمون للحج من مكة فعليهم دم المجاوزة لكن بعد توجههم إلى عرفات ينبغي سقوطه عنهم بوصولهم إلى أول الحل ملبيين. (غنية الناسك ٥٧، ومثله في منحة الخالق زكريا ٥٥٩/٢، شامي زكريا ٤٨٤/٣) [اہل علم حضرات ''جدہ'' کے متعلق مزید مباحث کے لئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ فرما سکتے ہیں: (۱) زبدۃ المناسک، مؤلفہ: مولانا شیر محمد سندھی ۵۵ تا ۶۴۔ (۲) احسن الفتاویٰ، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی ؒ ۵۶۶ تا ۵۷۴۔ (۳) انوار مناسک، مؤلفہ: مولانا مفتی شبیر احمد صاحب، ۲۴۴ تا ۲۴۷۔ (۴) فتاویٰ محمودیہ جدید مطبوعہ ڈابھیل، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی ؒ ۳۷۵ تا ۳۷۹، اس کے حاشیہ میں بھی اچھی بحث ہے۔ (مرتب)]

اہل حل کی میقات

جولوگ حل میں رہتے ہیں وہ اگر حج وعمرہ کا ارادہ کریں تو ان کے لئے پورا علاقۂ حل میقات ہے؛ البتہ اپنی جائے سکونت سے احرام باندھنا ان کے لئے افضل ہے۔ **وأما ميقات أهل الحل الخ، فالحل للحج والعمرة واحرامهم من دويرة أهلهم أفضل.** (غنية الناسك ٥٥، ومثله في الدر المختار مع الشامي زكريا ٤٨٤/٣، البحر الرائق زكريا ٥٥٩/٢، تبيين الحقائق ٢٤٨/٢)

اہل حرم کی میقات

اہل حرم اگر حج کا ارادہ کریں تو پورا دائرۂ حرم ان کے لئے میقات ہے، اور اگر عمرہ کا ارادہ کریں تو حدودِ حل مثلاً تنعیم وغیرہ میں جا کر احرام باندھنا ضروری ہوگا۔ **وأما ميقات أهل الحرم الخ فالحرم للحج فيحرمون من دورهم ومن المسجد أفضل، وجاز تاخيره إلى آخر الحرم والحل للعمرة والأفضل احرامهما من التنعيم من معتمر عائشة رضي الله تعالىٰ عنها.** (غنية الناسك ٥٧-٥٨، درمختار زكريا ٤٨٤/٣، البحر الرائق زكريا ٥٦٠/٢، تبيين الحقائق ٢٤٨/٢)

نوٹ: جوحجاج حج تمتع کا عمرہ کرنے کے بعد مکہ معظمہ میں مقیم رہتے ہیں، وہ اہل حرم کے حکم میں ہیں؛ لہٰذا وہ حج کا احرام اپنے کمروں سے باندھیں گے، اور مسجد حرام میں جا کر احرام کی نیت کریں تو فضیلت زیادہ ہوگی۔ **وكذٰلك أي مثل حكم أهل الحرم كل من دخل الحرم من غير العلة وإن لم ينو الاقامة به كالمفرد بالعمرة والمتمتع أي من أهل الآفاق.** (مناسك كبير ٨٣، شامي زكريا ٤٨٤/٣، البحر الرائق زكريا ٣١٩/٢)

میقات کی حکمت

شاہی دربار میں حاضری کے کچھ آداب اور ضوابط ہوتے ہیں، اسی اعتبار سے احکم الحاکمین رب

العالمین کے دربار میں حاضری کے آداب بھی مقرر ہیں۔ میقات کی پابندیاں اسی قبیل سے ہیں کہ جو شخص باہر سے دربارِ خداوندی میں حاضری کے ارادہ سے اندر آئے، اس کے لئے میقات پر پہنچتے ہی احرام کی پابندی لازم ہے، اور احرام کی حالت کمال عاجزی کی حالت ہے، جس میں آدمی اپنی سب شان وشوکت کو اتار کر ایک عاجز بندے کی شکل میں ننگے سر اور کھلے پاؤں حاضر ہوتا ہے، اس حکم میں امیر غریب، بادشاہ یا رعایا میں کوئی فرق نہیں ہے، اس عالی دربار میں سب کو یکساں انداز میں حاضر ہونے کا حکم ہے۔ **ولأن هٰذه بقعة شريفة لها قدر وخطر عند الله تعالىٰ، فالدخول فيها يقتضي التزام عبادة اظهاراً لشرفها على سائر البقاع.** (بدائع الصنائع زکریا ٣٧١/٢)

ذیل میں میقات سے گذرنے سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جاتے ہیں:

میقات سے احرام باندھے بغیر گذر جانا

میقات سے باہر رہنے والا مکلّف مسلمان اگر مکہ (یا حدودِ حرم) کے لئے عازم سفر ہو خواہ یہ سفر کسی بھی مقصد سے ہو، اور وہ میقات سے احرام باندھے بغیر گذر جائے تو اس پر حج یا عمرہ کی ادائیگی اور احرام باندھنے کے لئے میقات کی طرف لوٹنا واجب ہے، اگر نہ لوٹے تو گنہگار ہوگا اور دم بھی لازم ہوگا۔ **افاقي مسلم مكلف أراد دخول مكة أو الحرم ولو لتجارة أو سياحة وجاوز اٰخر مواقيته غير محرم ثم أحرم أو لم يحرم اثم ولزمه دم وعليه العود إلى ميقاته الذى جاوزه الخ.** (غنية الناسك ٦٠، ومثله في الهندية ٢٥٣/١) **ومن دخل أى من أهل الاٰفاق مكة أو الحرم بغير إحرام فعليه أحد النسكين أى من الحج والعمرة، وكذا عليه دم المجاوزة أو العود.** (مناسك ملا علی قاریؒ ٨٧، ومثله في البحر العميق ٦١٨/٣، درمختار ٦٢٦/٣، تاتارخانية ٥٥٢/٣)

حائضہ عورت بلا احرام حدودِ حرم میں پہنچ گئی

اگر کوئی حائضہ عورت میقات سے احرام باندھے بغیر گذر کر مکہ معظّمہ پہنچ گئی تو اس پر لازم ہے کہ وہ کسی میقات پر جا کر عمرہ یا حج کا احرام باندھے، اگر مکہ سے احرام باندھے گی تو دم واجب ہوجائے گا۔ **فان جاوز الاٰفاقي الموضع الذى يجب عليه الاحرام فيه غير محرم**

اثم، ولزمه أن يعود إليه ويحرم منه. (البحر العميق ٦١٩/١، مناسك ملا علی قاری ٨٤، معلم الحجاج ٩٤-٩٥)

حائضہ عورت کا مکہ معظّمہ پہنچ کر پاکی سے قبل مدینہ منورہ کا نظام ہوتو کیا کرے؟

اگرعورت ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت حائضہ ہواوراس کے قافلہ کا مکہ معظّمہ پہنچ کر دو دن کے بعد مدینہ منورہ جانا طے ہو، تواس پرلازم ہے کہ میقات پراسی حالت میں احرام باندھ لے اورمکہ معظّمہ پہنچ کر پاک ہونے تک مدینہ کا سفرمؤخر کرانے کی کوشش کرے، اگراس میں کامیابی نہ ملےتو اسی احرام کی حالت میں مدینہ منورہ چلی جائے، اور وہاں بھی مسلسل احرام میں رہے اور ممنوعاتِ احرام سے بچتی رہے، پھرپاک ہونے کے بعدواپس آ کرعمرہ کرے۔ **مستفاد: ولا يجب لتأخير طواف العمرة، ولا لتأخير سعيها، ولا لتأخير الحلق شيءٌ؛ لأن وقت العمرة واسع في جميع السنة.** (البحر العميق ٢٠٥٧٩/٤)

نوٹ: اوراگروہ میقات سے احرام کےبغیرآ گے چلی جائے گی تو گنہگار ہوگی اوراس پردم لازم ہوجائے گا، اورکسی میقات پرواپس جاکرعمرہ کا احرام باندھ کرآ ناواجب ہوگا، پھرجب وہ مدینہ منورہ جاکراحرام باندھ کرآئے گی تو دم ساقط ہوجائے گا، اوراس پر بہرحال توبہ واستغفارضروری ہوگا۔ **آفاقي مسلم مكلف أراد دخول مكة ......، وجاوز اٰخر ميقاته غير محرم ثم أحرم أو لم يحرم أثم ولزمه دم وعليه العود إلى ميقاته الذي جاوزه أو إلى غيره أقرب أو أبعد الخ، وكذا إن عاد من عامه ذٰلك فأحرم بغيره سقط عندنا.** (غنية الناسك ٦٠)

دوسری میقات تک احرام کومؤخر کرنا

اگرکسی کےراستہ میں دو متعین میقاتیں پڑتی ہوں، تو افضل تو یہی ہے کہ پہلی میقات سے احرام باندھے؛ لیکن دوسری میقات سے بھی احرام باندھنے کی گنجائش ہے، مثلاًمدینہ منورہ سے براہِ

بدر مکہ معظّمہ جانے والا شخص اگر ذوالحلیفہ کے بجائے جحفہ (رابغ) سے احرام باندھے تو اس پر کوئی دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔ **والمدنی ومن بمعناہ إن جاوز وقتہ أی تجاوز عن میقاتہ المعروف بذی الحلیفة غیر محرم ...... إلی الجحفة کرہ وفاقاً.** (مناسك کبیر ۸۱، و مثله فی الدر المختار زکریا ۴۸۰/۳، البحر الرائق زکریا ۵۵۶/۲، هندیة ۲۵۳/۱)

میقات سے آگے احرام باندھ لیا

جو آفاقی شخص حدود حرم میں بغیر احرام باندھے داخل ہو جائے اور میقات پر واپس آئے بغیر احرام باندھ لے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو اس کو تو دوہرا گناہ ہوگا۔ (ایک میقات سے بلا احرام گذرنے کا اور دوسرے میقات کے بغیر احرام باندھنے کا) **فإن لم یعد ولا عذر له اثم اخریٰ لترکہ العود الواجب.** (غنیة الناسك ۶۰، ومثله فی التاتارخانیة ۵۵۲/۳، هندیة ۲۵۳/۱، درمختار زکریا ۶۲۱/۳)

کسی عذر کی وجہ سے میقات پر واپس نہ آسکا

آفاقی شخص حدود حرم میں احرام باندھے بغیر داخل ہوگیا اور کسی عذر مثلاً وقت تنگ پڑنے یا رفقاء سفر سے بچھڑ جانے کا خوف ہونے کی وجہ سے میقات تک واپس آئے بغیر احرام باندھ لیا تو اس پر صرف میقات سے بلا احرام گذرنے کا گناہ ہوگا، واپس نہ لوٹنے کا گناہ نہ ہوگا؛ لیکن میقات سے احرام نہ باندھنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال: إذا جاوز الوقت فلم یحرم حتی دخل مکة رجع إلی الوقت فأحرم وإن خشی إن رجع إلی الوقت فانہ یحرم ویھریق لذلک دماً.** (فتح القدیر ۴۳۳/۲، بیروت ۴۲۶/۲) **فإن کان له عذر کخوف الطریق، أو الانقطاع عن الرفقة، أو ضیق الوقت أو مرض شاق ونحو ذٰلک فاحرم من موضعه ولم یعد إلیه لم یأثم بترک العود وعلیه الاثم والدم بالاتفاق.** (غنیة الناسك ۶۰، البحر العمیق ۶۱۹/۳، الدر المختار ۶۲۲/۳، هندیة ۲۵۳/۱)

نـوٹ : یہ صورت سعودی عرب میں ملازمت پیشہ غیر ملکی عازمین حج کے ساتھ عموماً پیش آتی ہے کہ وہ حکومتی گرفت سے بچنے کے لئے ریاض یا دمام وغیرہ سے احرام کی نیت کئے بغیر مکہ معظّمہ میں داخل ہوجاتے ہیں، اور پھران کے لئے کسی میقات کی طرف واپس جانا اور وہاں سے احرام باندھنا سخت مشکل ہوتا ہے، تو ایسے لوگوں پر مکہ معظّمہ سے حج کا احرام باندھنے کا حکم ہوگا، اور ایک دم دینا ضروری ہوگا، جیسا کہ عبارت بالا سے واضح ہے؛ البتہ اگر ایسے لوگ میقات سے گذرتے ہوئے سلے ہوئے کپڑے پہنے پہنے احرام کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ لیں اور مکہ معظّمہ پہنچ کر کپڑے اتار کر احرام پہن لیں، تو ان کا احرام صحیح ہوجائے گا اور کچھ دیر (۱۲ر گھنٹے سے کم) احرام کی خلاف ورزی کی وجہ سے صدقہ واجب ہوگا۔ **وکـذا لا یشترط ای لصحة الاحرام هیئة ای صوریة ولا حالة فلو احرم لابساً المخیط او مجامعاً انعقد فی الاول صحیحاً ای ویجب علیه دم ان دام لبسه یوماً والا فصدقة.** (مناسك علی قاریؒ ۹٤، ومثله فی الدر المختار ۵۷۷/۳، هدایة ۲٤۵/۱، هندیة ۲٤۲/۱)

مناسک شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا

اگر میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھا مگر افعال حج یا عمرہ مثلاً طواف شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا اور میقات پر آ کر تلبیہ پڑھ لیا تو اس سے دم اور گناہ دونوں ساقط ہوجائیں گے۔ **فإن عاد قبل أن یشرع فی نسک ولبّی عند المیقات یعنی داخله فشمل ما إذا لبّی خارجه بعد ما جاوزه ثم رجع ومر به ساکتاً سقط الاثم والدم عندنا.** (غنية الناسك ٦٠، ومثله فی البدائع ۲۷۳/۲، هندیة ۲۵۳/۱، تاتارخانیة ۵۵۲/۳)

افعالِ حج شروع کرنے کے بعد لوٹا

اگر میقات سے آگے بڑھنے کے بعد احرام باندھا اور افعالِ حج میں سے کچھ مثلاً طواف کا ایک چکر وغیرہ شروع کرنے کے بعد میقات پر آ کر تلبیہ وغیرہ پڑھا تو اس سے نہ تو دم ساقط ہوگا اور

نہ ہی گناہ۔ **وإن عاد بعد ما طاف شوطاً أو وقف بعرفة أو استلم الحجر وقطع التلبية وكان محرماً بالعمرة لا يسقط بالاتفاق.** (غنية الناسك ۶۰، ومثله فی التاتارخانية ۵۵۲/۳، هداية ۳۰۹/۱، مجمع الانهر ۴۴۸/۱)

اعادۂ طوافِ زیارت کے لئے میقات کے باہر سے آنے پر احرام لازم ہے

اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں طوافِ زیارت کر کے آفاق میں چلی گئی، تو اس پر بدنہ کی قربانی کے ساتھ ساتھ پاک ہوکر طوافِ زیارت کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا (تاہم اعادۂ طواف کے بعد اس کے اوپر سے بدنہ ساقط ہو جائے گا)

اور اس طواف کے اعادہ کے لئے اسے میقات سے نیا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے؛ اس لئے کہ سابقہ ناپاکی کا طواف شرعاً معتبر ہو چکا ہے اور احرام کلی طور پر کھل چکا ہے؛ لہٰذا اب بلا احرام آنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (پس اگر بلا احرام میقات سے آئی تو راجح قول کے مطابق حسبِ ضابطہ اس پر دم واجب ہوگا) **ولو طاف للزيارة جنباً أو حائضاً أو نفساء كله أو أكثره فعليه بدنة وعليه أن يعيده طاهراً حتماً، ولو رجع إلى أهله وجب عليه العود لاعادته ثم ان جاوز الوقت أى الميقات يعود باحرام جديد.** (مناسك ملا علی قاری ۳۴۴، البحر العميق ۱۱۲۳/۲)

مکۃ المکرّمہ میں احرام کے بغیر بار بار داخل ہونا

آفاقی شخص مکۃ المکرّمہ یا حدودِ حرم میں احرام کے بغیر داخل ہو تو حنفیہ کے نزدیک جتنی بار داخل ہوگا ہر مرتبہ کے بدلہ ایک حج یا ایک عمرہ کرنا اس پر لازم ہوگا، اور ہر مرتبہ الگ دم بھی واجب ہوگا۔ **ولو دخلها مراراً بلا احرام فعليه لكل دخول حج أو عمرة.** (غنية الناسك ۶۲، هندية ۲۵۳/۱، تاتارخانية ۵۵۲/۳، البحر العميق ۶۲۳/۳) **وكذا لكل دخول دم مجاوزة.** (مناسك كبير ۸۸)

کاروباری حضرات اور ڈرائیوروں وغیرہ کے لئے گنجائش

ایسے ٹیکسی ڈرائیور جنہیں بار بار آفاق سے حدودِ حرم میں جانا پڑتا ہے، یا وہ کاروباری لوگ جنہیں وقفہ وقفہ سے بار بار مکہ مکرمہ آنے جانے کی ضرورت پیش آتی ہے اگر انہیں ہر مرتبہ احرام باندھنے اور عمرہ کرنے کا حکم دیا جائے تو بڑی مشقت پیش آئے گی جس کا تحمل دشوار ہوگا، اس لئے ایسے حضرات کے لئے گنجائش ہے کہ وہ مذہب شافعی وغیرہ پر عمل کرتے ہوئے ہر مرتبہ مکہ معظّمہ آتے وقت احرام نہ باندھیں؛ البتہ جب عمرہ یا حج کے ارادہ سے آئیں تو احرام باندھنا ہوگا۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال: لا یدخل مکة أحد بغیر احرام إلا الحطابون والعمالون وأصحاب منافعهما.** (مصنف ابن ابی شیبة ۸/۲۲۷) **قال الشیخ محمد زکریا الکاندهلویؒ نقلاً عن الامام موفق ابن قدامة: القسم الثانی من یرید دخول الحرم اما الی مکة او غیرها فهم علی ثلاثة اضربٍ: احدها من یدخلها لقتال مباح او من خوف او لحاجة متکررة کالحشاش والحطاب وناقل المیرة، ومن کانت له ضیعة یتکرر دخوله وخروجه الیها فهؤلاء لا احرام علیهم الخ، وبهٰذا قال الشافعیؒ، وقال ابوحنیفةؒ لا یجوز لاحد دخول الحرم بغیر احرام الا من کان دون المیقات.** (اوجز المسالك قدیم ۳/ ۷۳۱، انوار مناسك ۲۵۱، وغیره)

بچہ میقات سے گذرنے کے بعد بالغ ہوا

نابالغ آفاقی بچہ میقات سے احرام باندھے بغیر گذر گیا، پھر آگے جاکر بالغ ہوگیا تو اسے میقات پر واپس جانا ضروری نہیں؛ بلکہ وہ بالغ ہونے کی جگہ سے احرام باندھ کر حج فرض وعمرہ ادا کرسکتا ہے، اس پر کوئی دم وغیرہ بھی واجب نہیں ہے۔ **ولو جاوزه کافر فاسلم او صبی فبلغ أو مجنون فافاق ثم احرم من حیث هو ولو من مکة اجزاه عن حجة الاسلام ولم یکن علیه دم بمجاوزة المیقات بغیر احرام.** (غنیة الناسك ۶۱، ومثله فی التاتارخانیة ۳/ ۴۸۶، هندیة ۱/ ۲۵۳، البحرالرائق زکریا ۳/ ۵۰)

مجنون میقات سے احرام کے بغیر گذر گیا پھرافاقہ ہوگیا

آفاقی مجنون میقات سے احرام باندھے بغیر گذر گیا پھراس کوافاقہ ہوگیا اور اس نے میقات پر واپس آئے بغیر احرام باندھ لیاتو یہ احرام اس کے حج فرض یا عمرہ کے لئے کافی ہوجائے گا اور اس کوکوئی گناہ بھی نہیں ہوگا۔ **او مجنون فافاق ثم احرم من حيث هو ولو من مكة اجزأه عن حجة الاسلام ولم يكن عليه دم بمجاوزة الميقات بغير احرام لانه لم يكن من اهل الحج ولا من اهل الاحرام عند المجاوزة.** (غنية الناسك ٦١-٦٢)

اہل مکہ کا حل میں جانا آنا

اہل مکہ اگر حدودِحل میں آئے جائیں تو ان پر احرام باندھنے کا لزوم نہیں ہے؛ لیکن اگر عمرہ کا ارادہ ہوتو حل سے احرام باندھ کرآئیں گے۔ **المكى اذا خرج الى الحل لحاجة له ان يدخل المكة بلا احرام.** (غنية الناسك ٦٤-٦٥، ومثله فى الهندية ١/ ٢٢١، درمختار مع الشامى زكريا ٣/ ٤٨٤)

اہل مکہ کا آفاق میں جا کر واپس آنا

اگر کوئی مکی شخص کسی ضرورت سے آفاق میں جائے تو واپسی کے وقت اسے بھی احرام باندھ کر واپس آنا ہوگا۔ **المكى اذا خرج منها وجاوز الميقات لا يحل له العود بلا احرام.** (شامى زكريا ٣/ ٤٨٤، غنية الناسك ٦٥)

اہل حل کا آفاق میں جا کر اپنے وطن واپس آنا

حل میں رہنے والا شخص اگر آفاق میں چلا جائے تو اس کے لئے اپنے جائے قیام واپسی کے وقت احرام باندھنا لازم نہیں ہے؛ البتہ اگر حدودِ حرم میں جانے کا ارادہ ہوتو احرام باندھنا ہوگا۔ **مستفاد: اما لو قصد موضعاً من الحل كخليص وجده حل له مجاوزته بلا احرام.** (الدر المنتقى ١/ ٣٩٣، درمختار زكريا ٣/ ٤٨٢)

آفاقی کاحدودِحل میں جانا

اگرآفاقی شخص حدودحل میں جانے کاارادہ کرےتواس پراحرام باندھنالازم نہیں ہے،مثلاً ہندوستان کاکوئی شخص اپنی ضرورت سے جدہ جاناچاہتاہےتواس کے لئے احرام باندھ کرجانے کا حکم نہیں ہے۔ **اما لو قصد موضعاً من الحل كخليص و جده حل له مجاوزته بلا احرام.** (درمختار ۴۸۲/۳، ومثله فى البحر الرائق كراچى ۴۹/۳، الدر المنتقى ۳۹۳/۱)

نـــوٹ: اگرآفاقی شخص اپنےکسی کام سےجدہ گیاپھروہاں جاکرارادہ ہواکہ مکہ معظّمہ بھی حاضری دےدیں تواس کے لئے احرام باندھ کرمکہ جانالازم نہیں؛ بلکہ بلااحرام جاسکتاہے؛لیکن اگرعمرہ یا حج کاارادہ ہوتواحرام باندھناہوگا۔ **ومن جاوز وقته يقصد مكاناً فى الحل ثم بدا له ان يدخل مكة فله ان يدخلها بلا احرام.** (البحر الرائق كراچى ۴۹/۳، تاتارخانية ۵۵۳/۳، منحة الخالق زكريا ۵۵۲/۲، غنية الناسك ۵۷)

اہل جدہ کامکہ معظّمہ آکراحرام باندھنا

’’جدہ‘‘ یاحل میں رہنے والاشخص اگرمکہ معظّمہ یاحدودِحرم میں آکرحج یاعمرہ کااحرام باندھےتواس پراپنی میقات(حل)کےبغیراحرام باندھنےکی وجہ سےدم واجب ہوجائےگا؛لیکن جب وہ عرفات پہنچےگاتوحل سےتلبیہ پڑھتےہوئےگذرنےکی وجہ سےاس کادم ساقط ہوجائے گا۔ **قال العلامة قطب الدين فى منسكه: و مما يجب التيقظ له سكان جدة بالجيم واهل حدة بالمهملة و اهل الاودية القريبة من مكة فانهم فى الاغلب يأتون الى مكة فى سادس ذى الحجة او فى السابع بغير احرام ويحرمون من مكة للحج، فعلى من كان حنفياً منهم ان يحرم بالحج قبل ان يدخل الحرم و الا فعليه دم لمجاوزة الميقات بغير احرام.** (حاشية لمناسك ملا على قاريؒ ۸۳، ومثله فى منحة الخالق زكريا ۵۵۹/۲) **لكن بعد توجههم إلى عرفات ينبغي سقوطه عنهم بوصولهم**

إلى أول الحل ملبّين الخ. (غنية الناسك ٥٧، شامی زکریا ۴۸٤/۳)

چھوٹے ہوئے طوافِ زیارت کو ادا کرنے کے لئے نئے احرام کے بغیر واپس آنا

اگر کسی شخص کا حج میں طوافِ زیارت چھوٹ گیا تھا اور وہ میقات سے باہر چلا گیا تو چوں کہ اس کے لئے ازدواجی تعلق حرام ہونے کی حد تک اس کے حج کے احرام کا اثر باقی ہے؛ لہٰذا وہ نئے احرام کے بغیر ہی واپس آ کر طوافِ زیارت کرے گا، اور نئے عمرہ یا حج کا احرام باندھنا اس کے لئے درست نہ ہوگا۔ (اس صورت میں اگر نیا احرام باندھ کر آئے گا تو دم لازم ہوجائے گا) **ولو ترک طواف الزيارة كله او اكثره فهو محرم ابداً فی حق النساء حتى يطوف......، فعليه حتماً ان يعود بذٰلک الاحرام ويطوفه.** (غنية الناسك٢٧٣) **ولا يجوز احرام العمرة على افعال الحج.** (مناسك ملا علی قاری ٣٤٥-٣٤٦، معلم الحجاج ١٧٩)

طوافِ وداع کے بغیر میقات سے باہر چلا گیا

اگر کوئی شخص طوافِ وداع کے بغیر میقات سے باہر چلا گیا تو اگر وہ طواف کی ادائیگی کے لئے حرم واپس آئے گا تو اس کے لئے نیا احرام باندھنا ضروری ہوگا، (اگر نئے احرام کے بغیر آ گیا تو دم لازم ہوگا، اور اس معاملہ میں طوافِ وداع اور طوافِ زیارت کا حکم الگ الگ ہے) **ولو ترک كله او اكثره ......، وبعده يخير بين اراقة الدم والرجوع باحرام جديد بعمرة الخ.** (غنية الناسك ٢٧٥)

○❖○

حج وعمرہ کے ارکان وافعال

حج کے فرائض

حج کے فرائض میں دوطرح کے اعمال شامل ہیں: ایک تو وہ عمل جس کا تحقق اصل عمل سے پہلے ضروری ہے، جسے اصطلاح میں شرط کہا جاتا ہے۔ دوسرے وہ ارکان جو اصل اعمال میں شامل ہیں۔ ان دونوں کو ملاکر حج کے فرائض اصلاً تین ہوتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) احرام باندھنا (یہ شرط ہے، احرام کے بغیر حج درست نہیں ہوسکتا)

(۲) ۹؍ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے وقت سے ۱۰؍ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفہ میں کسی وقت ٹھہرنا چاہے ایک ہی منٹ کیوں نہ ہو۔ (یہ رکن ہے)

(۳) طوافِ زیارت کرنا (یہ بھی رکن ہے)۔ **اما فرائض الحج: وهی اعم من الشرائط فثلاث: الاول: الاحرام قبل الوقوف بعرفة وهو وصف شرعی الخ. والثانی: الوقوف بعرفة فی وقتہٖ ولو ساعة. والثالث: طواف الزيارة فی وقتہٖ ومكانہٖ.** (غنية الناسك ٤٤، درمختار زكريا ٤٦٨/٣، تاتارخانية ٤٧٨/٣، بدائع الصنائع ٣٠٢/٢– ٣٦٤، الموسوعة الفقهية ٤٩/١٧)

فرض کا حکم

فرائض کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بھی فرض چھوٹ جائے تو حج صحیح نہ ہوگا اور نہ ہی اس کی تلافی دم وغیرہ کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔ **وحكم الفرائض أنه لا يصح الحج إلا بها.** (مناسك ملاعلی قاریؒ ٦٧، غنية الناسك ٤٥، شرح النقاية ١٨٥)

ملحق بہ فرائض اعمال

درج ذیل دو باتیں بھی فرائض حج کے ساتھ ملحق ہیں:

(۱) وقوف عرفہ سے پہلے احرام کی حالت میں عورت سے صحبت نہ کرنا (کیوں کہ اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع پایا گیا تو حج فاسد ہو جائے گا اور اس کی تلافی کی کوئی شکل نہ ہوگی؛ البتہ وقوفِ عرفہ کے بعد جماع کی تلافی ممکن ہے)۔ **واُلحق بالفرائض ترک الجماع قبل الوقوف بعرفة.** (غنية الناسك ٤٥)

(۲) احرام، وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت میں ترتیب (کیوں کہ ان میں سے کسی بھی طرح ترتیب الٹی تو حج درست نہ ہوگا) **وبقي من فرائض الحج نية الطواف والترتيب بين الفرائض: الاحرام ثم الوقوف ثم الطواف الخ.** (شامي زكريا ٣/٤٦٩، انوار مناسك ٢٦٩)

نوٹ: علامہ شامیؒ نے مذکورہ دو باتوں کے علاوہ درج ذیل امور کو بھی فرض کے ساتھ ملحق کیا ہے: (۱) طوافِ زیارت میں مطلق طواف کی نیت (۲) ہر فرض کو اپنے وقت میں ادا کرنا، یعنی وقوفِ عرفات کو یوم عرفہ کے زوال کے وقت سے یوم النحر کی صبح صادق کے درمیان ادا کرنا، اس کے بعد عمر میں کبھی بھی طواف زیارت کرنا (یہ وقت ادائیگی فرض کے لئے ہے، ورنہ طوافِ زیارت کی واجب ادائیگی کا وقت ۱۲/ویں ذی الحجہ کے غروب تک ہے، جب کہ کوئی عذر نہ ہو) (۳) وقوفِ عرفہ کی جگہ میدانِ عرفات مخصوص ہونا اور طوافِ زیارت کی جگہ مسجد حرام متعین ہونا۔ (دیکھئے شامی زکریا ۳/۴۶۹) تاہم یہ سب امور اصل رکن میں شامل نہیں؛ بلکہ ارکان کے ملحقات سے ہیں۔

واجباتِ حج

واجباتِ حج اصلاً چھ ہیں:

(۱) وقوفِ مزدلفہ (جس کا وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ہے)

(۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۳) رمی جمار کرنا۔

(۴) قارن ومتمتع کو دم شکر دینا۔

(۵) حلق یا قصر کرانا۔

(٦) آفاقی کو طواف وداع کرنا۔

واما واجباته فستة: وقوف جمع فی وقته ولو لحظة، والسعی بین الصفا والمروة، ورمی الجمار، والذبح للقارن والمتمتع، والحلق او التقصیر فی اوانه ومکانه، وطواف الصدر للأفاقی غیر الحائض والنفساء إذا لم یستوطن بمکة قبل النفر الأول. (غنیة الناسك ٤٥، تنویر الابصار مع الدر المختار ٣/٩ ٤٦–٤٧٢، بدائع الصنائع زکریا ٣١٦/٢، هندیة ٢١٩/١)

واجب سے ملحق افعال

حج کے اصل واجبات کے ساتھ بہت سے واجبات ملحق ہیں، جیسے: ممنوعاتِ احرام مثلاً وقوفِ عرفہ کے بعد جماع کرنے، سلا ہوا کپڑا پہننے، سر اور چہرہ کو ڈھانکنے سے بچنا وغیرہ۔ **وألحق بالواجبات ترک محظورات الاحرام کالجماع بعد الوقوف بعرفة، ولبس المخیط.** (غنیة الناسك ٤٦، درمختار مع الشامی زکریا ٤٧٣/٣، مراقی الفلاح جدید ٧٢٩، ملتقی الابحر ٣٧٩/١، مناسك ملاعلی قاریؒ ٧٢)

نوٹ: ان تمام ملحقات کو ملاکر واجبات کی تعداد ۳۵ رتک پہنچ جاتی ہے۔ **فصار المجموع ای مجموع الواجبات بلحوق ترک المحظورات خمسة وثلاثین واجباً.**

(مناسك ملا علی قاری ٧٢)

واجبات کا حکم

مذکورہ واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بلاعذر ادائیگی سے رہ جائے تو دم واجب ہوگا اور حج درست ہوجائے گا، چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر۔ **وکل ما هو واجب فحکمه**

وجوب الدم بتركه بلا عذر وجواز الحج سواء تركه عمداً او سهواً او خطأً او جاهلاً او عالماً لكن العامد اثم. (غنية الناسك ٤٦، مناسك ملا علی قاری ٧٢، شامی زکریا ٤٧٣/٣، خانية ٢٩٨/١، البحر الرائق زکریا ٥٣٩/٢)

نوٹ: اور اگر کسی معقول عذر سے ترک واجب ہوا ہے تو حکم میں تخفیف ہوگی۔

حج کی سنتیں

حج کے چند اہم مسنون اعمال درج ذیل ہیں:

(۱) احرام باندھنے کے لئے غسل کرنا۔

(۲) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔

(۳) تلبیہ پڑھنا۔

(۴) مفرد بالحج آفاقی اور قارن کو طوافِ قدوم کرنا۔

(۵) طوافِ قدوم میں رمل کرنا، اگر اس میں نہ کر سکے تو طوافِ زیارت یا طوافِ وداع میں رمل کرنا۔

(۶) طواف کرتے وقت بدن اور کپڑے کا نجاست حقیقیہ سے پاک وصاف ہونا۔

(۷) صفا ومروہ کی سعی کے دوران میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا (مردوں کے لئے)۔

(۸) حجر اسود سے طواف شروع کرنا۔

(۹) امام کا تین مقام پر خطبہ دینا (ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں، نویں کو عرفہ میں اور گیارہویں کو منیٰ میں)

(۱۰) نویں ذی الحجہ کی رات کو منی میں قیام کرنا۔

(۱۱) نویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات جانا۔

(۱۲) عرفات سے امام کے چلے جانے کے بعد نکلنا۔

(۱۳) عرفات میں غسل کرنا۔

(۱۴) ایام منیٰ میں رات کو منیٰ ہی رہنا۔

(۱۵) تینوں جمرات کی رمی میں ترتیب باقی رکھنا۔

اس کے علاوہ اور دیگر سنتیں بھی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ مسائل کے ضمن میں بیان کی جائیں گی۔ **واما سننه: فالغسل للاحرام وكون الاحرام فى اشهر الحج والتلبية وطواف القدوم للآفاقى المفرد بالحج والقارن ولو فى غير اشهر الحج الخ.** (غنية الناسك ٤٧، طحطاوى على المراقى اشرفيه ٧٣٠-٧٣١، مناسك ملاعلى قاریؒ ٧٤، تاتارخانية ٥٠٦/٣)

سنتوں کا حکم

سنتوں کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً ترک کرنا برا ہے مگر چھوٹ جانے سے جزا لازم نہیں ہوتی ہے۔ **وحكمها الاساءة بتركها وعدم لزوم الجزاء.** (غنية الناسك ٤٧، هندية ٢٢٠/١، مناسك ملاعلى قاریؒ ٧٤، مجمع الانهر ٢٨٩/١-٢٩٠، حاشية على التبيين ٢٧٧/٢)

حج کی قسمیں

حج کی ادائیگی تین طرح ہوسکتی ہے:

(۱) **حج افراد**: اس میں میقات سے صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے، اور ارکانِ حج کی ادائیگی کے بعد ہی احرام کھلتا ہے، اور حج کے بعد عمرہ کرنے سے افراد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ **المفرد الذى احرم بالحج وحده دون ان يأتى بالعمرة.** (لغة الفقهاء ٤٤٦) **قال فى المبسوط: والافراد بالحج ان يحج اولاً ثم يعتمر بعد الفراغ من الحج او يؤدى كل نسك فى سفر على حدة او يكون اداء العمرة فى غير اشهر الحج.** (غنية الناسك ٢١١) **وقال المفرد بالحج بلسانه مطابقاً لجنانه: "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِىْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّىْ".** (درمختار زكريا ٤٨٩/٣)

(۲) **حج تمتع**: اس میں آفاقی شخص اشہر حج میں اپنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے، اورعمرہ کرکے احرام کھول دیتا ہے، پھراسی سفر میں (المام تام یعنی وطن اصلی کی طرف لوٹے بغیر) حج کا احرام الگ سے باندھ کر حج کرتا ہے۔ **وشرعاً ان یفعل العمرة او اکثر اشواطها فی اشهر الحج الخ، ویطوف ویسعی الخ، ثم یحرم للحج فی سفر واحد حقیقة وحکماً بان یلم باهله الماماً غیر صحیح.** (درمختار زکریا ۳/۵٦۱-۵٦٤، هندية ۱/۲۳۸، خانية ۱/۳۰٤، تاتارخانية ۳/٦۲۱)

(۳) **حج قران**: اس کا مطلب یہ ہے کہ آفاقی شخص حج کے مہینوں میں ایک ساتھ حقیقةً یا حکماً عمرہ وحج کے احرام کی نیت کرے اورمکہ معظّمہ آکرعمرہ کرنے کے بعد احرام ہی کی حالت میں رہے، اورحج کے مناسک کی ادائیگی کے بعد حلال ہو۔ **والقارن هو ان یجمع بین احرامی الحج والعمرة من المیقات.** (هندية ۱/۲۳۷، خانية ۱/۳۰۱، مراقی الفلاح ۳۳۹، تنویر الابصار مع الشامی زکریا ۳/۵۵٤) **وشرعاً ان یهل ای یرفع صوته بالتلبیة بحجة وعمرة معاً حقیقة وحکماً.** (درمختار زکریا ۳/۵۵٤)

مکی اورحلی کے لئے قران وتمتع ممنوع

حدود حرم اور حدود حل میں رہنے والوں کے لئے حج کے مہینوں میں حج وعمرہ کو جمع کرنا یعنی تمتع یا قران کرنا ممنوع ہے، اگرانہوں نے ایسا کرلیا تو گنہگار رہوں گے اور جنایت میں دم واجب ہوجائے گا۔ **لا قران لاهل مکة ای حقیقة وحکماً ولا لاهل المواقیت وهم الذین منزلهم فی نفس المیقات، وکذا من حاذاهم من غیرهم، ولا لاهل الحل وهم الذین بین المواقیت والحرم وهٰذا لقوله تعالیٰ: ﴿ذٰلِکَ لِمَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ اَهۡلُهٗ حَاضِرِی الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ﴾ والاشارة الی التمتع وفی معناه القران.** (مناسك ملا علی قاریؒ ۲٦۹، کنز الدقائق مع البحر زکریا ۲/٦٤۰، خانية ۱/۳۰٤، تنویر الابصار مع الشامی زکریا ۳/۵٦۷)

عمرہ کے افعال

۱	احرام باندھنا	شرط
۲	طواف	رکن
۳	رمل	سنت
۴	اضطباع	سنت
۵	سعی	واجب
۶	سرمنڈانا، یا کترانا	واجب

تنبیہ: ○ رمل واضطباع کا حکم صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے نہیں ہے۔ **ولا تضطبع ولا ترمل.** (غنية الناسك ۹٤، الدر المختار ۳/ ۵۵۱، خانية ۱/ ۲۸٦، البحر الرائق زكريا ۲/ ٦۲۲، طحطاوی علی المراقی ۷۳۸) ○ **اور ہر طواف کے بعد دو رکعت واجب الطواف پڑھنا سب کے لئے** ضروری ہے۔ **ومن الواجبات ركعتا الطواف.** (غنية الناسك ۱۱٦، ومثله فى البحر الرائق زكريا ۲/ ۵۸۰، درمختار زكريا ۳/ ۵۱۲) ○ عمرۂ منفردہ میں طوافِ قدوم یا طوافِ وداع کا حکم نہیں ہے۔ **وليس لها طواف القدوم ولا بعدها طواف الصدر.** (غنية الناسك ۱۹۷)

نوٹ: عمرہ کے مزید مسائل الگ باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حجِ افراد کے افعال

۱	حج کا احرام	شرط
۲	طوافِ قدوم	سنت
۳	قیامِ منیٰ (از ظہر ۸؍ ذی الحجہ تا فجر ۹؍ ذی الحجہ)	سنت
۴	وقوفِ عرفہ (۹؍ ذی الحجہ)	رکن
۵	وقوفِ مزدلفہ (۱۰؍ ذی الحجہ)	واجب

۶	آخری جمرہ کی رمی (۱۰؍ذی الحجہ)	واجب
۷	سرمنڈانا، یا کترانا	واجب
۸	طوافِ زیارت (۱۰تا۱۲؍ذی الحجہ)	رکن
۹	رمل واضطباع	سنت
۱۰	سعی	واجب
۱۱	تینوں جمرات کی رمی (۱۱-۱۲؍ذی الحجہ)	واجب
۱۲	منیٰ میں شب گذاری (۱۱-۱۲؍ذی الحجہ)	سنت
۱۳	طوافِ وداع (بوقت واپسی)	واجب

نوٹ: ○ حج افراد کرنے والے کے لئے طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنا افضل ہے۔ (شامی زکریا ۳؍۵۳۷) ○ لیکن اگر وہ چاہے تو طوافِ قدوم کے بعد بھی سعی کرسکتا ہے، ایسی صورت میں وہ طوافِ قدوم میں رمل واضطباع کرے گا، اور طوافِ زیارت میں نہیں کرے گا؛ کیوں کہ رمل واضطباع صرف اسی طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو۔ (غنیۃ الناسک ۲۰۵، البحرالرائق زکریا ۲؍۵۷۸) ○ اور حج افراد میں قربانی واجب نہیں ہے؛ بلکہ صرف مستحب ہے۔ (شامی زکریا ۳؍۵۴۴) لہٰذا اگر چاہے تو نفلی قربانی کرسکتا ہے۔

حجِ قران کے افعال

۱	حج وعمرہ کا احرام	شرط
۲	طوافِ عمرہ (۴؍شوط)	رکن
۳	رمل واضطباع	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب

۵	طوافِ قدوم مع رمل واضطباع	سنت
۶	حج کی سعی	واجب
۷	قیام منیٰ (از ظہر ۸/ذی الحجہ تا فجر ۹/ذی الحجہ)	سنت
۸	وقوفِ عرفہ (۹/ذی الحجہ)	رکن
۹	وقوفِ مزدلفہ (۱۰/ذی الحجہ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی (۱۰/ذی الحجہ)	واجب
۱۱	قربانی (۱۰ تا ۱۲/ذی الحجہ)	واجب
۱۲	سر منڈانا	واجب
۱۳	طوافِ زیارت	رکن
۱۴	تینوں جمرات کی رمی (۱ تا ۱۲/ذی الحجہ)	واجب
۱۵	منیٰ میں شب گذاری (۱۱-۱۲/ذی الحجہ)	سنت
۱۶	طوافِ وداع (بوقت واپسی)	واجب

نوٹ: ○ قارن کے لئے حج کی سعی طوافِ قدوم کے ساتھ کرنا افضل ہے؛ لیکن اگر وہ چاہے تو طوافِ زیارت کے بعد بھی سعی کرسکتا ہے، ایسی صورت میں طوافِ زیارت کے ساتھ رمل واضطباع کرے گا، اور اگر احرام سے حلال ہونے کے بعد طوافِ زیارت کرے اور سعی کا ارادہ ہو، تو صرف رمل کرے گا، اضطباع کا حکم نہیں ہے۔ **ثم يسعى ان اراده بعد طواف القدوم كما هو الافضل للقارن او يسن، وان اخره الى ما بعد طواف الزيارة يؤخر الرمل اليه أيضاً وسقط الاضطباع.**

(غنية الناسك ۲۰۵، ومثله في الشامي زكريا ۵۵۷/۳، تبيين الحقائق ۳۳۷/۲، البحر الرائق كوئٹه ۳۵۹/۲)

قران کے صحیح ہونے کی شرطیں

حج قران کے صحیح اور معتبر ہونے کے لئے پانچ شرطیں لازم ہیں:

(۱) عمرۂ قران کے طواف کے کم از کم چار چکر حج کے مہینوں میں ادا کرنا (لہٰذا اگر شوال سے قبل طواف کرلیا تو قران نہ ہوگا)

(۲) طوافِ عمرہ کا اکثر حصہ وقوفِ عرفہ سے قبل بجالانا (لہٰذا اگر طوافِ عمرہ کے بغیر وقوفِ عرفہ کرلیا تو قران باطل ہوجائے گا)

(۳) اکثر طوافِ عمرہ سے قبل حج کا احرام باندھ لینا (لہٰذا اگر اکثر طوافِ عمرہ کے بعد حج کا احرام باندھا تو وہ قران نہ ہوگا؛ بلکہ تمتع ہوجائے گا)

(۴) عمرہ کو فاسد کرنے سے قبل حج کا احرام باندھ لینا۔

(۵) حج وعمرہ کو فساد سے محفوظ رکھنا (پس اگر طواف سے قبل عمرہ کو فاسد کردیا یا وقوفِ عرفہ سے قبل جماع وغیرہ کرکے حج کو فاسد کرلیا تو قران باطل ہوجائے گا) (غنیۃ الناسک ۲۰۳)

قارن کا المام صحیح موجب بطلان نہیں ہے

اگر قارن شخص عمرہ کرکے اپنے وطن واپس چلا جائے اور برابر احرام میں رہے اور حج کے وقت آکر حج کے مناسک ادا کرکے حلال ہوجائے تو اس کا حج قران صحیح اور درست ہوجائے گا (جب کہ تمتع المام صحیح یعنی وطن اصلی کی طرف لوٹ جانے سے باطل ہوجاتا ہے) **ولا يشترط لصحته الالمام الصحيح** . (غنية الناسك ٢٠٣)

حج تمتع کے افعال

۱	عمرہ کا احرام	شرط
۲	عمرہ کا طواف	رکن
۳	رمل واضطباع	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب
۵	سر منڈانا، یا کترانا	واجب

۶	حج کا احرام باندھنا	شرط
۷	قیامِ منیٰ (از ظہر ۸/ ذی الحجہ تا فجر ۹/ ذی الحجہ)	سنت
۸	وقوفِ عرفہ (۹/ ذی الحجہ)	رکن
۹	وقوفِ مزدلفہ (۱۰/ ذی الحجہ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی (۱۰/ ذی الحجہ)	واجب
۱۱	قربانی	واجب
۱۲	سر منڈانا، یا کترانا	واجب
۱۳	طوافِ زیارت	رکن
۱۴	حج کی سعی	واجب
۱۵	تینوں جمرات کی رمی (۱۱-۱۲-/ ذی الحجہ)	واجب
۱۶	منیٰ میں شب گذاری (۱۱-۱۲/ ذی الحجہ)	سنت
۱۷	طوافِ وداع	واجب

نوٹ: تمتع کرنے والا طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے گا؛ لیکن اگر وہ پہلے سعی کرنا چاہے تو احرام باندھنے کے بعد ایک نفلی طواف کر کے حج کی سعی کرسکتا ہے، اس نفلی طواف میں رمل واضطباع کرے گا، پھر بعد میں طوافِ زیارت میں رمل واضطباع نہیں کیا جائے گا۔ **ویرمل فی طواف الزیارة ویسعی بعده، وان اراد تقدیم السعی لزمه ان یتنفل بطواف بعد احرامه للحج ویضطبع فیه ویرمل ثم یسعی بعده.** (غنیة الناسك ٢١٦، ومثله فی الشامی زکریا ٣/٥٦٤، الجوهرة النیرة ١/٢٤٠، اللباب ١/١٧٨)

تمتع صحیح ہونے کی شرطیں

حج تمتع صحیح ہونے کے لئے درج ذیل شرائط پایا جانا ضروری ہے:

(۱) تمتع کرنے والا شخص آفاق (میقات سے باہر) کا رہنے والا ہو (اہل مکہ اور اہل حل کے لئے تمتع کی اجازت نہیں ہے)

(۲) تمتع والے عمرہ کا اکثر حصہ (چار چکر) حج کے مہینوں (شوال شروع ہونے کے بعد) میں ادا کیا ہو۔

(۳) تمتع کا عمرہ حج کا احرام باندھنے سے قبل ادا کیا ہو۔

(۴) جس سال اشہر حج میں عمرہ کرے اسی سال حج بھی کرے۔

(۵) عمرہ اور حج کے درمیان ''اِلمام صحیح'' نہ پایا جائے یعنی ایسا نہ ہو کہ عمرہ کر کے آفاق میں اپنے وطن اصلی لوٹ جائے اور اس کے بعد آ کر حج کرے تو یہ شخص متمتع نہ ہوگا۔ (مثلاً کسی شخص نے شوال میں ہندوستان سے آ کر عمرہ کیا پھر وہ واپس ہندوستان لوٹ گیا اور پھر اسی سال میقات سے حج کا احرام باندھ کر آیا تو وہ متمتع نہ ہوگا؛ بلکہ مفرد کہلائے گا)

(۶) تمتع کے عمرہ کو فاسد نہ کیا ہو۔

(۷) حج کو فاسد نہ کیا ہو۔

(۸) عمرہ کے بعد مکہ کو وطن اصلی دائمی بنانے کی نیت نہ کی ہو۔ (اگر مکہ معظّمہ کو دائمی وطن بنالیا تو پھر اسی سال حج کیا تو وہ تمتع نہ کہلائے گا)

(۹) اشہر حج کے شروع میں وہ شخص غیر محرم ہونے کی حالت میں مکہ معظّمہ یا حل میں مقیم نہ ہو (پس اگر یکم شوال کو کوئی شخص احرام عمرہ کے بغیر مکہ میں مقیم ہو اور بعد میں مکہ ہی سے عمرہ کر کے اسی سال حج کرے تو اس کا تمتع صحیح نہ ہوگا؛ کیوں کہ وہ مکی کے حکم میں ہے، البتہ اگر وہ اپنے وطن اصلی لوٹ جائے اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور عمرہ کے بعد اسی سال حج کر لے تو اس کا تمتع صحیح ہو جائے گا) (تلخیص: غنیۃ الناسک ۲۱۲-۲۱۴)

جس شخص کا وطن آفاق اور حرم دونوں میں ہو اس کا تمتع؟

جس شخص کا وطن مثلاً مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہو تو گو کہ وہ سال کا اکثر حصہ مدینہ

منورہ میں گذارتا ہو پھر بھی اس کے لئے تمتع درست نہیں ہے۔ **ومن کان له أهل بمكة وأهل بالمدينة لم يكن له تمتع، وإن كانت اقامته بالمدينة اكثر.** (غنية الناسك ۲۱۲)

متمتع کا میقات سے باہر جا کر حج کا احرام باندھ کر آنا

اگر متمتع عمرہ کرنے کے بعد میقات سے باہر غیر وطن چلا گیا، مثلاً ہندوستان کا شخص عمرہ کر کے مدینہ منورہ چلا گیا پھر واپسی میں حج کا احرام باندھا، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا حج تمتع درست ہوجائے گا۔ (کیوں کہ میقات سے باہر غیر وطن میں جانا المامِ فاسد ہے، اس سے تمتع باطل نہیں ہوتا؛ البتہ صاحبینؒ کے نزدیک المامِ فاسد سے بھی تمتع باطل ہو جاتا ہے اور ان کے نزدیک مسئولہ صورت میں تمتع درست نہ ہوگا؛ بلکہ حج افراد ہوگا) **ولو عاد إلى غير أهله إلى موضع لأهله التمتع والقران......، يكون متمتعاً عنده لا عندهما.** (غنية الناسك ۲۱۳)

متمتع کا میقات سے باہر جا کر قران کا احرام باندھ کر آنا

اگر متمتع شخص عمرہ کرنے کے بعد میقات سے باہر چلا جائے تو وہاں سے واپسی میں اس کے لئے قران کا احرام باندھ کر آنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے، (مثلاً ہندوستان سے کوئی شخص حج کے مہینوں میں مکہ معظّمہ جائے اور عمرہ کر کے وہاں سے مدینہ منورہ چلا جائے تو جب وہ مدینہ منورہ سے واپس آئے گا تو یا تو عمرہ کا احرام باندھ کر آئے یا حج کا احرام باندھ کر آئے، دونوں کو جمع کر کے قران کا احرام باندھ کر آنا اس کے لئے جائز نہ ہوگا) اور اگر اس نے ایسا کرلیا ہے، تو عمرہ یا حج کے احرام کو فسخ کرنا اس پر ضروری ہوگا، جس کی بنا پر دم جنایت بھی لازم ہوگا۔ **وكذا لو خرج الى الأفاق لحاجة فقرن، لا يكون قارناً عند ابى حنيفة وعليه رفض احدهما ولا يبطل تمتعه.** (غنية الناسك ۲۱۵)

اہلِ مکہ اگر تمتع کی صورت اپنالیں تو کیا حکم ہے؟

اہلِ مکہ، اہلِ حل اور اہلِ مواقیت اگر اشہر حج میں عمرے پر عمرے کریں پھر اسی سال حج

کرلیں تو ان پر حکم شریعت کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے دم جنایت لازم ہوگا (اور چوں کہ ان کا تمتع معتبر نہیں ہے اس لئے دم تمتع ساقط ہو جائے گا) **لا تمتع ولا قران ولا جمع بينهما في غير اشهر الحج لأهل مكة وأهل المواقيت الخمسة ......، وإنما لهم أن يفردوا الحج أو العمرة فإن قارنوا أو تمتعوا فقد أساءوا، ويجب عليهم الدم لاسائتهم......، ولو تمتع بطل تمتعه.** (غنية الناسك ٢١٩-٢٢٠)

حج کی کونسی قسم افضل ہے؟

حنفیہ کے نزدیک اگرچہ حج قران افضل ہے؛ لیکن چوں کہ حج قران میں احرام کی مدت تمتع کے مقابلہ میں لمبی ہوتی ہے، جس میں احرام کی پابندیوں کی رعایت کرنا عام لوگوں کے لئے مشکل ہے؛ اس لئے فقہاء متأخرین نے تمتع کو افضل قرار دیا ہے؛ تا کہ حج کوتاہیوں سے محفوظ رہے۔

(مستفاد: شامی بیروت ۴۹۱/۳، منحۃ الخالق زکریا ۶۲۶/۲)

❍❖❍

احرام کا بیان

احرام کی حکمت

احرام دراصل دربارِ خداوندی میں حاضری کے آداب میں داخل ہے کہ جو شخص بھی آفاق سے حدودِ حرم میں آئے وہ ویسے ہی لاپرواہی سے نہ آجائے؛ بلکہ حج یا عمرہ کے احرام کی نیت کر کے تلبیہ کی رٹ لگاتے ہوئے آئے؛ تاکہ عظمتِ خداوندی کا اظہار ہو، اسی لئے بحالتِ احرام بہت سی حلال چیزوں کی بھی ممانعت کردی گئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ باور فرمایا کہ تحلیل وتحریم کا اختیار بندوں کے پاس نہیں ہے؛ بلکہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے، جس کی تعمیل کے بغیر چارۂ کار نہیں۔ احرام اسی حقیقت کو یاد دلانے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔

احرام کی فضیلت

احرام کی حالت میں رہنا بجائے خود باعثِ فضیلت ہے، سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَظَلُّ يَوْمَهُ مُحْرِماً إلَّا غَابَتِ الشَّمْسُ بِذُنُوْبِهِ. (رواه الترمذی: ۸۱۰، الترغيب والترهيب مكمل: ۲٦۷)

جو مسلمان شخص ایک دن احرام کی حالت میں رہتا ہے تو سورج اس کے گناہوں کو اپنے ساتھ لے کر ڈوبتا ہے۔

بریں بنا احرام کی طوالت کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہئے؛ بلکہ عبادت سمجھ کر احرام کا وقت گذارنا چاہئے۔

ذیل میں احرام سے متعلق چند ضروری مسائل نقل کئے جاتے ہیں:

احرام کی حقیقت

احرام: دراصل نیت اور تلبیہ (یا اس کے قائم مقام کوئی ذکر خداوندی) کے اجتماع سے عبارت ہے، یعنی حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لینے سے احرام شروع ہو جاتا ہے، خاص کپڑوں

یا ہیئت کا نام احرام نہیں ہے (بقیہ پابندیاں احرام سے ملحق امور میں شامل ہیں، بجائے خود احرام نہیں ہیں، جن کی تفصیل آگے آئے گی) **الاحرام شرعاً: الدخول فی حرمات مخصوصة أی التزامها غیر أنه لا یتحقق شرعاً الا بالنیة مع الذکر والمراد بالذکر التلبیة ونحوها.** (شامی زکریا ۴۸۵/۳، منحة الخالق زکریا ۵۶۰/۲، فتح القدیر ۴۲۹/۲)

وکذا لا یشترط ای لصحة الاحرام هیئة ای صوریة ولا حالة. (مناسك کبیر ۹۴)

حج کا احرام باندھا مگر نفل یا فرض کی تعیین نہیں کی

کسی آدمی نے حج کا احرام باندھا مگر نفل، فرض یا نذر وغیرہ کی تعیین نہیں کی تو بھی اس کا احرام حج کے لئے درست ہوجائے گا اور استحساناً یہ احرام حج فرض کا ہوگا۔ **وهٰکذا لو أطلق نیة الحج بان احرم بحجة ولم یعین فرضاً ولا نفلاً صح احرامه للحج وصرف الی الفرض استحساناً علی المذهب.** (غنیة الناسك ۸۰، شامی زکریا ۴۹۰/۳، المناسك فی المسالك ۳۴۸/۱، بدائع الصنائع زکریا ۳۷۰/۲، هندیة ۲۲۳/۱)

گونگا شخص کیسے احرام باندھے؟

گونگا شخص جو بولنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے صرف احرام کی نیت کرنا کافی ہے، اس پر زبان ہلانا لازم نہیں ہے۔ **ولا یلزم العاجز عن النطق کاخرس وامی تحریک لسانه. (درمختار) ونقل الشامی بحثاً: فینبغی ان لا یلزمه فی الحج الاولیٰ، لان القراءة فرض قطعی والتلبیة امر ظنی.** (شامی زکریا ۱۸۱/۲-۱۸۲) **قال الرافعی: قوله ولکن یحتاج الی الفرق بین التحریمة والتلبیة: یظهر انه علی القول بلزوم التحریک فی التحریمة یلزمه فی التلبیة والقراءة ایضاً ومقابله عدم اللزوم فی الکل وهو المختار.** (الرافعی ۱۵۹/۲) **قال الحموی فی شرح الاشباه: قوله الاخرس یلزمه تحریک اللسان الصحیح انه لا یجب علیه تحریک اللسان، قال فی المحیط:**

الاخرس والامی افتتحا بالنية اجزأهما لانهما اتيا بامضی ما فی وسعهما. فی شرح منية المصلی ولا يجب عليهما تحريک اللسان عندنا وهو الصحيح. (الاشباه والنظائر قديم ۱۸۵)

نوٹ: بعض فقہی جزئیات سے گونگے شخص کے لئے تلبیہ کی جگہ زبان ہلا نا ضروری معلوم ہوتا ہے؛ لیکن راجح قول یہی ہے کہ اس شخص پر زبان ہلانا ضروری نہیں ہے؛ البتہ اگر ہلا لے تو بہتر ہے۔ (مرتب)

سمجھ دار بچہ کا احرام

سمجھ دار اور باشعور بچہ خود ہی احرام باندھے گا، اور حج کے تمام ارکان ومناسک بالغ شخص کی طرح خود ہی ادا کرے گا، بلاعذر اس کی طرف سے نیابت درست نہ ہوگی۔ **فالمميز لا يصلح النيابة عنه فی الاحرام ولا فی اداء الأفعال الا فی ما لم يقدر عليه فيحرم بنفسهٖ ويقضی المناسک كلها بنفسهٖ ويفعل كما يفعل البالغ.** (غنية الناسك ۸۳، ومثله فی الشامی زكريا ٤٦٧/٣، هندية ٢٣٦/١، البحر الرائق زكريا ٥٥٣/٢)

ناسمجھ بچہ کا احرام

ناسمجھ اور بے شعور بچہ کا خود احرام باندھنا معتبر نہیں ہے؛ بلکہ اس کی طرف سے اس کا ولی احرام کی نیت کرے گا، اور تلبیہ پڑھے گا۔ **اما غير المميز فلايصح ان يحرم بنفسهٖ لانه لا يعقل النية ولا يقدر التلفظ بالتلبية وهماشرطان فی الاحرام.** (غنية الناسك ۸۳، ومثله فی الهندية ٢٣٦/١، الولوالجية ٢٩٧/١، البحر الرائق زكريا ٥٥٣/٢، شامی زكريا ٤٦٧/٣)

مجنون کا احرام

مجنون یعنی پاگل کا حکم ناسمجھ بچہ کی طرح ہے کہ اس کی طرف سے ولی احرام باندھے گا اور وہی سب ارکان بجالائے گا۔ **والمجنون كالصبی الغير المميز فی جميع ما ذكرنا.**

(غنية الناسك ٨٤، البحر الرائق زكريا ٥٥٤/٢، شامی زكريا ٤٦٨/٣، منحة الخالق زكريا ٥٥٤/٢، الولوالجية ٢٩٧/١)

بے ہوش شخص کا احرام

اگر کوئی شخص حج یا عمرہ کی نیت سے نکلے مگر احرام باندھتے وقت بے ہوش ہوجائے تو اس کے ساتھی کو چاہئے کہ اپنے احرام باندھنے سے پہلے یا اس کے بعد اس بے ہوش ساتھی کی طرف سے بھی احرام کی نیت کرلے، یہ احرام اس بے ہوش آدمی کے لئے بھی کافی ہوگا۔ **من خرج يريد حجة الاسلام فاغمى عليه قبل الاحرام او كان مريضاً فنام قبله فنوى ولبّى عنه رفيقه او غيره بامره نصاً اولاً من الميقات او بمكة بعد احرام نفسه او قبله جاز عندنا ويجزئه عن حجة الاسلام ويصير محرماً بذٰلك.** (غنية الناسك ٨١، ومثله فى الهندية ٢٣٦/١، هداية ٢٧٧/١، درمختار مع الشامى زكريا ٥٤٨/٣-٥٤٩)

احرام کے واجبات

احرام میں فی الجملہ تین چیزیں واجب ہیں: (۱) میقات سے احرام باندھنا۔ (۲) ممنوعات احرام سے بچنا۔ (۳) (مردوں کے لئے) سلے ہوئے کپڑوں کو اتار دینا۔ (لہٰذا اگر کسی نے احرام اس حالت میں باندھا کہ وہ سلا ہوا کپڑا پہنے ہوئے تھا تو اس پر ان کپڑوں کو اتارنا لازم ہوگا اور جزا بھی حسب قواعد واجب ہوگی) **أما واجباته فكونه من الميقات وصونه من المحظورات والتجرد عن المخيط حتى لو احرم وهو لابسه يكره ويلزمه الترك والجزاء.** (غنية الناسك ٦٧، ومثله فى الدر المختار مع الشامى زكريا ٤٧١/٣-٤٧٣، البحر الرائق زكريا ٣٠٨/٢، هندية ٢٢٤/١) **لو احرم بنسك وهو لابس المخيط لم ار فيه نصاً صريحاً ومقتضى قولهم ان الارتفاق الكامل الموجب للدم لا يحصل الا بلبس يوم كامل.** (شامى زكريا ٥٧٧/٣)

احرام کی چند سنتیں

احرام باندھتے وقت کی چند اہم سنتیں درج ذیل ہیں:

(۱) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔(اگرشوال سے قبل احرام باندھ لیا تو خلافِ سنت اورمکروہ ہوگا)(شامی زکریا۳/۴۸۳)

(۲) اپنے شہر کے مخصوص راستہ اور میقات سے احرام باندھنا۔(شامی زکریا۳/۴۸۱)

(۳) احرام سے قبل غسل یا وضو کرنا۔(دارقطنی ۲/۱۹۷، تاتارخانیہ ۳/۴۸۵، ہندیہ ۱/۲۲۲، منحۃ الخالق ۲/۵۶۱)

(۴) ایک چادر اور ایک لنگی پہننا(مردوں کے لئے)(ہندیہ ۱/۲۲۲، درمختار مع الشامی ۳/۴۸۷)

(۵) دو رکعت نماز ادا کرنا(لیکن کسی نے اگر مکروہ وقت میں احرام باندھا ہے تو اس وقت نماز ادا نہیں کرے گا)(البحرالرائق زکریا ۲/۵۶۳، درمختار مع الشامی زکریا۳/۴۸۸)

(۶) احرام کے بعد تلبیہ کا برابر ورد رکھنا۔(کتاب الام رقم:۹۱۹، شامی زکریا۳/۵۰۱، البحرالرائق زکریا ۲/۵۷۰)

(۷) تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا۔(مردوں کے لئے)(الدرالمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۰۲، البحر الرائق زکریا ۲/۵۷۰)

ومن سننه كون الاحرام فى اشهر الحج وان لا يعدل من خصوص ميقات بلده وطريقه والغسل او الوضوء ولبس ازار ورداء واداء الركعتين الا فى وقت الكراهة وتعيين التلبية وزيادتها على مرة واحدة ورفع الصوت بها الخ. (غنية الناسك ٦٧)

احرام کے بعض مستحبات

احرام کے چند مستحبات درج ذیل ہیں:

(۱) دو نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا (مردوں کے لئے)۔(البحر الرائق زکریا ۲/۵۶۰-۵۶۲)

(۲) چپل پہننا۔

(۳) نماز کے فوراً بعد بیٹھنے کی حالت ہی میں نیت کرنا اور تلبیہ پڑھنا۔(درمختار مع الشامی ۳/ ۴۸۹-۴۹۰)

(۴) اگر ممنوعات احرام سے بچنے کی پوری امید ہوتو (اشہر حج میں) احرام میقات سے پہلے باندھنا۔ (البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۱۹، ہندیۃ ۱/۲۲۱)

(۵) مونچھ کترنا۔ (تاتارخانیۃ ۳/۴۸۵)

(۶) ناخن تراشنا۔ (البحر الرائق زکریا ۲/۵۶۱)

(۷) بغل صاف کرنا۔ (تاتارخانیۃ ۳/۴۸۵)

(۸) موئے زیر ناف صاف کرنا۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۴۸۷)

(۹) اگر بیوی پاس ہو اور کوئی مانع نہ ہوتو اس سے جماع کرنا (تاکہ احرام کے دوران دل فارغ رہے) (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۴۸۷، البحر الرائق زکریا ۲/۵۶۱، مجمع الانہر ۱/۲۶۷، ہندیۃ ۱/۲۲۲)

ومن مستحباته: لبس ثوبين جديدين او غسيلين ولبس النعلين والنية بعد الصلاة بلا فصل جالساً وسوق الهدى وتقليده وتقديم الاحرام على وقته المكانى ان ملك نفسه. (غنية الناسك ٦٧) **فاذا اراد ان يحرم يستحب له قبل الغسل كمال التنظيف بان يقص شاربه ويقلم اظفاره وينظف ابطيه او يحلقهما ويحلق عانته او ينتفها.** (غنية الناسك ٦٨) **وان يجامع اهله او جاريته لو معه ولا مانع منه.** (غنية الناسك ٦٨)

بدن پر خوشبو لگانے کا حکم

احرام باندھنے کے لئے غسل کرنے کے بعد بدن میں عطر وغیرہ لگانا مسنون ہے، جب کہ خوشبو بسہولت میسر ہو۔ **ويسن بعد الغسل ان يستعمل الطيب فى بدنه ان كان عنده والا فلا يطلبه.** (غنية الناسك ٧٠، ومثله فى درمختار مع الشامى زكريا ٣/٤٨٨، اللباب ١/١٦٦، تبيين الحقائق ٢/٢٥١، البحر الرائق زكريا ٢/٥٦٢، مجمع الانهر ١/٢٦٧)

احرام کے کپڑوں میں خوشبو لگانا

احرام کے کپڑوں میں ایسی گاڑھی خوشبو لگانا (مثلاً جما ہوا مشک) جس کا اثر بعد تک باقی

رہے ناجائز ہے؛ البتہ ایسی خوشبو جو گاڑھی نہ ہو اور اس کا اثر بعد میں باقی نہ رہے، اس کا کپڑوں پر لگانا گوکہ جائز ہے مگر نہ لگانا ہی بہتر ہے۔ **اما الثوب فلا یجوز ان یطیب بما تبقی عینه بعد الاحرام الخ، والاولیٰ ان لا یطیب ثوبه.** (غنية الناسك ٧٠، ومثله في البحر الرائق زكريا ٥٦٢/٢، مجمع الانهر ٢٦٧/١، هندية ٢٢٢/١، درمختار مع الشامي زكريا ٤٨٨/٣)

غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا

احرام کے لئے غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا مستحب ہے۔ **ويستحب ان يسرّح رأسه عقيب الغسل.** (غنية الناسك ٧٠، ومثله في تبيين الحقائق ٢٥١/٢، الدر المنتقى ٢٦٧/١، اللباب ١٦٦/١)

غسل کے بعد تیل لگانا

احرام کے لئے غسل کرنے کے بعد سر اور داڑھی میں تیل لگالینا بھی مستحب ہے، وہ تیل چاہے خوشبودار ہو یا خوشبودار نہ ہو۔ **وان يدهنه بأیّ دهن كان مطيباً كان او غير مطيبٍ وكذا لحيته.** (غنية الناسك ٧٠، ومثله في التاتارخانية ٤٨٦/٣، هندية ٢٢٢/١، خانية ٢٨٥/١، حاشية الشلبي على التبيين ٢٥٠)

احرام کے کپڑے کتنے لمبے ہوں؟

مرد کے احرام کے لئے جن کپڑوں کا استعمال کیا جائے ان میں ازار یعنی لنگی کم از کم ناف سے لے کر گھٹنے تک ہونی چاہئے؛ تاکہ ستر اچھی طرح ڈھک جائے اور رداء یعنی چادر ایسی لمبی ہونی چاہئے جو (اضطباع کے وقت) داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آجائے۔ **يستحب لبس ازار من السرة الى الركبة ورداء على ظهره ويسن ان يدخله تحت يمينه ويلقيه على كتفه الايسر (درمختار) هٰذا يسمى اضطباعاً وهو مخالف لقول البحر: والرداء على الظهر والكتفين والصدر، وهٰهنا عزاه**

القهستاني للنهاية، وعزاه في شرح اللباب للبرجندي عن الخزانة ثم قال: وهو موهم أن الاضطباع يستحب من اول احوال الاحرام وعليه العوام وليس كذٰلک فان محله المسنون قبيل الطواف الى انتهائه لا غير الخ. (شامي زكريا ٤٨٨/٣، غنية الناسك ٧١)

تنبیہ: واضح رہے کہ اضطباع (دائیاں کندھا کھولنے) کی سنت صرف اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو؛ لہٰذا عام حالت میں کندھا کھلا رکھنا خلافِ سنت ہے۔

احرام میں مردوں کے لئے سفید کپڑوں کا استعمال افضل ہے

احرام میں مردوں کے لئے سفید کپڑوں کا استعمال افضل ہے۔ **ابيضين ككفن الكفاية في العدد والصفة غير مخيطين.** (غنية الناسك ٧١، شامي زكريا ٤٨٨/٢، البحر الرائق زكريا ٥٦٢/٢، تبيين الحقائق ٢٥٠/٢)

احرام میں رنگین کپڑوں کا استعمال

اگر کسی نے سفید کے علاوہ کوئی اور دوسرا رنگ مثلاً کالا، لال، پیلا یا ہرا وغیرہ استعمال کرلیا تو بھی درست ہے، یا رنگین اونی چادر یا رزائی وغیرہ اوڑھ لی تو بھی کوئی حرج نہیں۔ **وفي أسودين وكذا في اخضرين وازرقين وفي مرقعة.** (غنية الناسك ٧١، ومثله في الشامي ٤٨٨/٣)

سلی ہوئی لنگی کا استعمال

احرام کے کپڑوں میں بہتر یہی ہے کہ وہ بالکل سلے ہوئے نہ ہوں؛ لیکن اگر کسی نے لنگی کے ایک کونے کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوالیا تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوگی۔ **والافضل ان لا يكون فيه خياطة اصلاً وان زرر احدهما او خلله بخلال أوميل او عقده بان ربط طرفه بطرفه الأخر او شده على نفسه بحبل ونحوه اساء ولا شئ عليه.** (غنية الناسك ٧١، شامي زكريا ٤٩٩/٣، البحر الرائق زكريا ٥٦٨/٢)

نــــوٹ: اگرکسی شخص کو بے سلی لنگی پہننے کی بالکل عادت نہ ہو، اور ایسی لنگی پہننے سے کشف عورت کا واقعی خطرہ ہوتو اس کے لئے سلی ہوئی لنگی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ (مرتب)

پرس کمر میں باندھنا

روپئے پیسے کی حفاظت کے لئے کمر میں پٹہ یا پرس وغیرہ باندھنا بلا کراہت درست ہے۔

بـخلاف شد الهميان فی وسطهٖ فانه لا بأس بهٖ. (غنية الناسك ٧٢، هندية ١/ ٢٢٤، اللباب ١/ ١٦٨، تبيين الحقائق ٢/ ٢٦٢)

احرام کی پابندیاں (مردوں کے لئے)

احرام شروع ہونے کے بعد مردوں کو درج ذیل باتوں کی پابندی کرنا لازم ہے:

(۱) خوشبو استعمال نہ کرے (۲) سلا ہوا کپڑا نہ پہنے (۳) سر اور چہرہ نہ ڈھانکے (۴) بالوں کو نہ کاٹے (۵) بدن سے جوں وغیرہ نہ مارے اور نہ گرائے (۶) ناخون نہ تراشے (۷) جماع یا دواعیٔ جماع اختیار نہ کرے (۸) خشکی کے جانور کو نہ چھیڑے اور نہ مارے (۹) بند جوتے نہ پہنے۔ (مستفاد: درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۴۹۵-تا-۵۰۰، تبیین الحقائق ۲/ ۲۵۹-۲۶۱، ملتقی الابحر جدید ۱/ ۳۹۷، ہندیۃ ۱/ ۲۲۴، اللباب ۱/ ۱۶۷، غنیۃ الناسک ۲۲۸)

احرام کی پابندیاں (عورتوں کے لئے)

عورت کے لئے بھی وہی پابندیاں ہیں جو مردوں کے لئے ہیں؛ البتہ وہ سلا ہوا کپڑا اور بند جوتا پہن سکتی ہے، اسی طرح سر حسب دستور ڈھانپے گی؛ لیکن چہرے کو اس طرح رکھے کہ اس پر کپڑا نہ لگنے پائے (تاہم اجنبیوں سے چہرہ چھپانے کی کوشش ضرور کرے) **هی فيـه كـالرجل غير انهـا لا تكشف رأسها وتكشف وجهها والمراد بكشف الوجه عدم مماسة شیءٍ له.** (غـنية الـنـاسك ٩٤، ومثـلـه فی الطحطاوی علی المراقی جديد ٧٣٨، اللباب ١/ ١٧٦، درمختار مع الشامی زكريا ٣/ ٥٥١-٥٥٢، البحر الرائق زكريا ٢/ ٦٢٢)

کن ٹوپ لگانا

حالت احرام میں سردی سے بچنے کے لئے ایسا ''کن ٹوپ'' لگانا جس سے چہرہ یا سر نہ ڈھکے جائز ہے۔ **ولا بـأس بان يغطى اذنيه وقفاه ......الخ** . (غـنية الناسك ٢٥٥، درمختار مع الشامی زكريا ٥٧٩/٣ ، تاتارخانية ٥٧٨/٣ ، خانية ٢٧٩/١ ، هندية ٢٢٤/١)

احرام میں کیسا چپل/ جوتا پہنا جائے؟

احرام کی حالت میں مردوں کے لئے ایسا جوتا پہننا منع ہے جس سے قدم کی اوپری ابھری ہوئی ہڈی ڈھک جائے؛ لہٰذا اگر ایسا جوتا پہنا جس سے یہ ہڈی اور ٹخنے کھلے رہتے ہیں، تو اس کو بحالت احرام پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ **ولبس كل شيءٍ في رجله لا يغطى الكعب الذى في وسط القدم** . (غنية الناسك ٩٢، البحر الرائق زكريا ٥٦٧/٢ ، شامی زكريا ٥٠٠/٣) **بل وجب قطعها حتى يكونا اسفل من الكعبين.** (غنية الناسك ٨٧) **والكعب هنا المفصل الذى في وسط القدم عند معقد الشراك** . (هندية ٢٢٤/١ ، اللباب ١٦٧/١)

تـنـبيــه : بعض لوگ احرام میں ہوائی چپل پہننا ہی ضروری سمجھتے ہیں تو ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے؛ بلکہ ہر وہ چپل یا جوتا احرام میں پہننا جائز ہے جس سے ٹخنے اور قدم کی اوپری ہڈی نہ ڈھکتی ہو۔

عورت کا احرام میں دستانے پہننا

عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہاتھ میں دستانے پہننا علماء حنفیہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ **واما المرأة فيـنـدب لهـا عـدمـه عـندنا لقوله صلى الله عليه وسـلـم: ولا تلبس القفازين** . (غـنية الـنـاسك ٨٦، ومثـله في الشامی زكريا ٤٩٩/٣ ، البحر الرائق زكريا ٥٦٨/٢)

عورت کا زیورات پہننا

عورت کو حالت احرام میں ہر طرح کے زیورات پہننا جائز ہے۔ **وتـلبـس الـحـريـر**

والذهب وتتحلى بأى حلى شاءت. (غنية الناسك ٩٤، ومثله فى الدر المختار ٣/ ٥٥١-٥٥٢، طحطاوى ٧٣٨، سكب الانهر ١/ ٤٢١)

غسل یا وضو کرتے ہوئے بالوں کا ٹوٹ جانا

اگر کسی محرم کے داڑھی یا سر کے بال غسل یا وضو کرتے ہوئے خود بخود ٹوٹ جائیں تو اس صورت میں ہر تین بال کے بدلہ میں ایک مٹھی غلہ یا ہر بال کے بدلہ میں ایک کھجور واجب ہوگی، اور احتیاط کرنی چاہئے کہ بدن کے بال ٹوٹنے نہ پائیں۔ **فلو سقط من رأسه او لحيته ثلاث شعراتٍ عند الوضوء او غيره فعليه كف من طعام......الخ.** (غنية الناسك ٢٥٧، ومثله فى فتح القدير ٣/ ٣٢، تاتارخانية ٣/ ٥٨٦) **او تمرة لكل شعرة.** (غنية الناسك ٢٥٧)

بچہ کو بھی چادر اور لنگی پہنائی جائے

مناسب ہے کہ بچہ کی طرف سے احرام باندھنے کے وقت اس کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے اتار کر چادر اور لنگی پہنا دی جائے۔ **وينبغى للولى ان يجرده قبل الاحرام ويلبسه ازاراً ورداءً.** (غنية الناسك ٨٤، البحر الرائق زكريا ٢/ ٥٥٤، شامى زكريا ٣/ ٤٦٧، تبيين الحقائق ٢/ ٢٤٥، فتح القدير ٢/ ٤٢٣)

بچہ کو بھی ممنوعاتِ احرام سے بچایا جائے

ولی کو چاہئے کہ بچہ کو بھی ممنوعات احرام سے بچائے رکھے؛ (تاہم اگر بچہ کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کرلے تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کوئی چیز لازم نہ ہوگی)۔ **واذا احرم له ينبغى ان يجنبه من محظورات الاحرام ولو ارتكب محظوراً لا شئ عليهما.** (غنية الناسك ٨٤، شامى زكريا ٣/ ٤٦٧، هندية ١/ ٢٣٦)

بچہ کی طرف سے مناسک اس کا ولی ادا کرے

جب ناسمجھ بچہ کی طرف سے اس کا ولی احرام باندھے تو ولی ہی اس کی طرف سے تمام

مناسک ادا کرے گا، بس طواف کی دو رکعتیں اس کی طرف سے نہیں پڑھے گا، اور یہ دو رکعت بچے کے ذمہ سے ساقط ہیں۔ **الصبی الذی یحج به ابوه یقضی المناسک ویرمی الجمار اذا کان لا یعقل الاداء بنفسه.** (هندیة ۲۳٦/۱، منحة الخالق ۲/٥٥٥، الولوالجیة ۲۹۷/۱) **وجاز النیابة عنه فی کل شیٔ الا فی رکعتی الطواف فتسقط.** (غنیة الناسك ۸٤، شامی زکریا ۵۱۲/۳)

نوٹ: البتہ اگر بچہ سمجھ دار ہو تو وہ جو رکن خود ادا کرسکتا ہے اسے خود ادا کرنا ہوگا، ولی کی نیابت کافی نہ ہوگی۔ **وکل ما قدر الصبی علیه بنفسه لا تجوز فیه النیابة.** (شامی زکریا ٤٦٧/۳)

❍❖❍

مسائلِ تلبیہ

تلبیہ کے الفاظ

حج میں تلبیہ کی حیثیت تقریباً ایسی ہی ہے جیسی نماز میں تکبیر تحریمہ کی، اور تلبیہ کے منقول الفاظ یہ ہیں:
لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ. (بخاری شریف ۱/ ۲۱۰، مسلم شریف ۱/۳۷۵، غنیة الناسك ٧٣)

ترجمہ: میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں آپ کا کوئی ساجھی نہیں، میں حاضر ہوں، ہر طرح کا شکر اور سب نعمتیں صرف آپ ہی کے لئے ہیں اور ساری بادشاہی آپ ہی کے اختیار میں ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

نوٹ: ○ دیگر اذکار مثلاً لا الٰہ الا اللہ، الحمد للہ وغیرہ بھی تلبیہ کے قائم مقام ہوسکتے ہیں۔ **والحاصل ان اقتران النية بخصوص التلبية ليس بشرط وانما الشرط اقترانها بای ذكر كان.** (شامی زکریا ۳/ ۴۹۰، هندية ۱/ ۲۲۲، البحر العميق ۲/ ۶۵۱، تاتارخانية زكريا ۳/ ۴۸۲، تبيين الحقائق ۲/ ۲۵۶، معلم الحجاج ۱۰۲)

○ عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں تلبیہ کا ترجمہ بھی پڑھا جاسکتا ہے مگر عربی افضل ہے۔ (معلم الحجاج ۱۰۲) **وكما يجوز التلبية بالعربية يجوز بالفارسية والعربية افضل.** (خانية ۱/ ۲۸۵) **ولو بالفارسية او غيرها كالتركية والهندية الخ، واشار الى ان العربية افضل.**

(شامی زکریا ۳/ ۴۹۰، البحر العميق ۲/ ۶۷۱، تاتارخانية زكريا ۳/ ۴۸۸)

تلبیہ: ندائے ابراہیمی کا جواب ہے

تلبیہ دراصل اس ندائے ابراہیمی کا جواب ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کے بعد بحکم خداوندی پہنچائی تھی، تو جس شخص نے بھی اس ندا کے جواب میں عالم ارواح میں جتنی مرتبہ لبیک کہا تھا اسے اتنی ہی مرتبہ حج وعمرہ کی توفیق نصیب ہوگی۔ حضرت ابوالطفیل سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے تلبیہ کی اصل کیا ہے؟ تو میں

نے عرض کیا کہ نہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم ہوا تو پہاڑوں نے اپنی چوٹیاں جھکا لیں اور شہر اور آبادیاں ان کے لئے بلند کردی گئیں، پھر آپ نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا، تو ہر چیز نے لبیک اللّٰھم لبیک کہہ کر جواب دیا''۔ (تفسیر قرطبی ۱۲/۳۶)

نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت تک وہی لوگ حج کریں گے جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب (تلبیہ پڑھ کر) دیا ہوگا۔ (عمدۃ القاری ۹/۱۷۲، بحوالہ: رسول اللہ کا طریقۂ حج ۱۷۰)

تلبیہ: حج کا شعار ہے

تلبیہ حج کا خاص ذکر ہے، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر یہ ہدایت کی کہ آپ اپنے صحابہ کو بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کا حکم دیں، کیوں کہ تلبیہ حج کا خاص شعار ہے''۔ (سنن ابن ماجہ: ۲۹۲۳، ابن حبان ۹۷۴، مستدرک حاکم ۱/۴۵۰، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۷)

اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ حج میں کونسا عمل سب سے زیادہ افضل اور پسندیدہ ہے؟ تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ''اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ''۔ (یعنی بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا اور قربانی میں خون بہانا) (رواہ ابن ماجہ والترمذی وغیرہم، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۷)

تلبیہ پڑھنے والے کے ساتھ دیگر مخلوقات کی شرکت

اور تلبیہ کے ذکر میں ایک امتیازی بات یہ ہے کہ جب حج یا عمرہ کرنے والا احرام باندھ کر تلبیہ پڑھتے ہوئے چلتا ہے تو اس کے دائیں بائیں نباتات وجمادات تاحد زمین اس کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہیں۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ مُلَبٍّ يُلَبِّيْ اِلَّا لَبّٰى مَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ مَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ.

(جامع الترمذي: ۸۲۸، سنن ابن ماجة: ۲۹۲۱، الترغيب والترهيب مكمل ۲۶۷)

جو بھی تلبیہ پڑھنے والا تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے دائیں بائیں جتنے بھی پتھر یا درخت یا مٹی کے ذرات ہیں وہ سب تا منتہائے زمین اس کے ساتھ تلبیہ پڑھنے لگتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب پورا ماحول ہی تلبیہ کا ہو تو پھر اس کی کیفیت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، اور اس تصور کے ساتھ تلبیہ پڑھنے کا کیف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔

تلبیہ سے گناہ معاف

تلبیہ کی کثرت گناہوں کی معافی کا سبب بھی ہے، چناں چہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَا رَاحَ مُسْلِمٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُجَاهِداً اَوْ حَاجاً مُهِلًّا أَوْمُلَبِّياً اِلَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ بِذُنُوْبِهٖ وَخَرَجَ مِنْهَا. (رواه الطبراني في الاوسط: ٦١٦١، الترغيب والترهيب مكمل ٢٦١)

جو مسلمان اللہ کے راستہ میں جہاد یا حج کے لئے کلمہ طیبہ یا تلبیہ پڑھتے ہوئے چلے تو سورج غروب ہونے تک اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ گناہوں سے باہر آ جاتا ہے۔

تلبیہ محبتِ الٰہیہ کا مظہر ہے

جب بندہ یہ سوچ کر لبیک کہتا ہے کہ اس کے ربِ کریم نے اسے بلایا ہے تو واقعۃً انسان کے دل میں چھپی ہوئی عشق خداوندی کی چنگاری شعلہ جوالہ بن جاتی ہے، اور جس طرح ایک چھوٹا بچہ ماں کے آواز دینے پر بے قراری کے عالم میں اس کی جانب لپکتا ہے اسی طرح حج وعمرہ کا مسافر دیوانہ وار لبیک کی صدا لگاتے ہوئے چل پڑتا ہے، اس کیف ومستی کا صحیح اندازہ عشاق ہی لگا سکتے ہیں، اور بکمال استحضار تلبیہ پڑھنے کی کیفیت کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنا مشکل ہے، خدا کرے سچے عشاق کے عشق حقیقی کا کوئی قطرہ ہم سیاہ کاروں کو بھی نصیب ہوجائے، آمین۔

ذیل میں تلبیہ سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جارہے ہیں:

تلبیہ زبان سے کہنا شرط ہے

تلبیہ زبان سے اس طرح کہنا شرط ہے کہ حروف صحیح ادا ہوں اور کم ازکم خود سن رہا ہو اگر دل دل میں تلبیہ پڑھا یا اس طرح زبان سے پڑھا کہ حروف تو صحیح ہوگئے مگر خود سن نہیں سکا یعنی بہت ہی آہستہ پڑھا تو بھی تلبیہ معتبر نہیں ہوگا۔ **وشرط التلبية ان تكون باللسان فلو ذكرها بقلبه لم يعتد بها وكذا لو صحح الحروف بلسانه ولم يسمع نفسه لم يعتد بها على الصحيح.** (غنية الناسك ٧٤، ومثله في الشامي زكريا ٣/ ٤٩٠-٢/ ١٤١، مناسك علي قاري ١٠١)

تلبیہ کے الفاظ میں کمی زیادتی

تلبیہ کے الفاظ میں بعد میں زیادتی تو مستحب ہے مگر درمیان میں زیادتی کرنا یا تلبیہ کے منقول الفاظ سے کم کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **وندب ان یزید فیھا لا فی خلالھا بل بعدھا وجاز قبلھا الخ، اما النقص عنھااو الزیادۃ فی خلالھا فیکرہ تنزیھاً.** (غنیۃ الناسك ۷۴، ومثلہ فی تبیین الحقائق زکریا ۲/۲۵۵، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۲۲، شامی زکریا ۳/۴۹۲، ھندیۃ ۱/۲۲۳)

مرد تلبیہ زور سے پڑھیں

مردوں کے لئے تلبیہ قدرے بلند آواز سے پڑھنا مسنون ہے، مگر اس قدر زور سے بھی نہ پڑھے کہ تکان ہوجائے۔ **ویسن أن یرفع صوتہ بالتلبیۃ بشدۃ من غیر ان یبلغ الجھد فی ذٰلک کیلا یتضرّر.** (غنیۃ الناسك ۷۴، ومثلہ فی الھندیۃ ۱/۲۲۳، ھدایۃ ۱/۲۴۰، البحر العمیق ۲/۶۵۶، منحۃ الخالق کوئٹہ ۲/۳۲۲)

عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں

اور عورت تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھے کہ کوئی اجنبی نہ سن سکے۔ **والمرأۃ لا ترفع صوتھا بالتلبیۃ.** (فتاویٰ سراجیۃ ۱۷۷، مناسك ملا علی قاری ۱۰۴)

چند آدمی مل کر تلبیہ نہ پڑھیں

اگر چند آدمی ایک ساتھ ہوں تو اجتماعی طور پر (مثلاً ایک آدمی پڑھے پھر کچھ لوگ آواز ملا کر الفاظ دوہرائیں) تلبیہ نہ پڑھیں؛ بلکہ ہر آدمی علیحدہ بذاتِ خود تلبیہ پڑھے۔ **واذا کانوا جماعۃ لا یمشی احد علی تلبیۃ الاٰخر، بل کل انسان یلبی بنفسہٖ.** (شامی زکریا ۳/۵۰۲، درمختار ۳/۵۵۱، غنیۃ الناسك ۷۵، ومثلہ فی البحر العمیق ۲/۶۶۹)

نوٹ: آج کل اس بارے میں سخت کوتاہی ہوتی ہے، دورانِ سفر آواز ساتھ ملا کر تلبیہ پڑھا جاتا ہے جو صحیح نہیں ہے؛ بلکہ اس طریقہ کو علماء نے بدعت کہا ہے۔ (مرتب)

تلبیہ کتنی بار مستحب ہے؟

تلبیہ تین بار پڑھنا مستحب ہے جس کی صورت یہ ہونی چاہئے کہ تین بار لگاتار پڑھے اور تلبیہ کے دوران کوئی اور بات چیت نہ کرے۔ **ویستحب ان یکرر التلبیة ثلاثاً وان یوالی بین الثلاثِ و لایقطعها بکلام او غیرہٖ.** (غنیة الناسک ٧٤، شامی زکریا ٤٩٢/٣، البحر العمیق ٦٥٦/٢، البحر الرائق کوئٹه ٣٢٥/٢)

تلبیہ کب تک پڑھنے کا حکم ہے؟

احرام باندھنے کے وقت سے تلبیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو عمرہ میں طواف شروع کرنے تک اور حج میں دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک جاری رہتا ہے، ان اوقات کے بعد تلبیہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ۱۰۴) **عن الفضل بن عباسؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لبی حتی رمیٰ جمرة العقبة.** (ابوداؤد شریف ٢٥٢/١، بخاری شریف ٢٢٨/١) **وقطع التلبیة باولها (درمختار) فی الحج الصحیح والفاسد مفرداً او متمتعاً او قارناً الخ، وقید بالمحرم بالحج لان المعتمر یقطع التلبیة اذا استلم الحجر لان الطواف رکن العمرة فیقطع التلبیة قبل الشروع فیها.** (شامی زکریا ٥٣٢/٣)

تنبیہ : بعض لوگ احرام بے احرام ہر وقت تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ عمرہ کے طواف اور طوافِ زیارت کے دوران تلبیہ کا وردر کھتے ہیں، تو یہ طریقہ خلافِ سنت ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

گونگا کس طرح تلبیہ پڑھے؟

گونگے کے لئے تلبیہ کے وقت زبان ہلانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ صرف مستحب ہے۔

والاخرس یلزمه تحریک لسانہٖ، وقیل: لا بل یستحب ومال شارحه الی الثانی؛ لان الاصح انه لا یلزمه التحریک فی القراءة للصلاة فهٰذا اولی لان الحج اوسع ولان القراءة فرض قطعی علیه بخلاف التلبیة. (شامی زکریا ٤٩٠/٣)

تلبیہ پڑھنے والے کو سلام کرنا

اگر کوئی آدمی تلبیہ پڑھ رہا ہو تو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ **ولکن یکرہ لغیرہ ان یسلم علیہ حالۃ التلبیۃ.** (غنیۃ الناسک ۷۴، شامی زکریا ۳/۵۰۲، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۲۵، البحر العمیق ۲/۶۷۰، مناسک علی قاری ۱۰۲)

تلبیہ پڑھنے والا سلام کا جواب کب دے؟

اگر کسی نے تلبیہ پڑھنے والے کو سلام کر لیا تو تلبیہ پڑھنے والے کو چاہئے کہ درمیان تلبیہ میں جواب نہ دے؛ بلکہ تلبیہ کے ختم پر جواب دے؛ البتہ اگر سلام کا جواب فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر درمیان ہی میں سلام کا جواب دے دینا جائز ہے۔ **ولو ردّ السلام فی خلالھا جاز کما جاز تاخیرہ حتی یردہ بعد فراغھا ان لم یفتہ الجواب فانہ مستحق علیہ.** (غنیۃ الناسک ۷۴، شامی زکریا ۳/۵۰۲، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۲۵، مناسک علی قاری ۱۰۲، البحر العمیق ۲/۶۷۰)

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے

احرام کی ابتداء میں ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا شرط ہے اور ایک سے زائد مرتبہ تلبیہ پڑھنا مسنون ہے، مگر ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے، کھڑے بیٹھے، چلتے پھرتے اور پاکی ناپاکی الغرض ہر حالت میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے۔ **والتلبیۃ مرۃ شرط وھو عند الاحرام لا غیر والزیادۃ علی المرۃ سنۃ والإکثار منھا مستحب فی کل حال قائماً و قاعداً و مضطجعاً و ماشیاً وراکباً و نازلاً وواقفاً وسائراً و طاھراً و محدثاً و جنباً وحائضاً.**

(غنیۃ الناسک ۷۵، البحر العمیق ۲/۶۶۸، تاتارخانیۃ ۳/۴۹۰، شامی زکریا ۳/۴۹۲)

اوقات اور احوال کے تغیر کے وقت تلبیہ کا حکم

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے، مگر احوال اور اوقات کی تبدیلی مثلاً کسی بلند مقام کی طرف چڑھتے وقت یا کسی پست جگہ کی طرف اترتے وقت، صبح اور شام

اورفرض نمازوں کے بعد اس کے استحباب میں اور زیادہ تاکید ہوجاتی ہے،یعنی ان اوقات میں بطور خاص تلبیہ کا اہتمام کرنا چاہئے ۔ **ویتأکد استحباب اکثارها عند تغیر الاحوال والأزمان وکلما علا شرفا او هبط وادیاً او لقی رکباناً وعند اقبال اللیل وبالاسحار وبعد المکتوبات اتفاقاً.** (غنیة الناسك ۷٥، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۷۰، شامی زکریا ۲/۳ ٤٩٢، ملتقی الابحر ۱/ ۲۷۰، تبیین الحقائق زکریا ۲/ ۲٦٣، مبسوط سرخسی بیروت ٤/ ۸)

ایام تشریق میں تلبیہ کس طرح پڑھے؟

حجاج کے لئے ایام تشریق میں فرض نمازوں کے بعد تلبیہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً تکبیر تشریق پڑھے پھر تلبیہ پڑھے، اوراگر کسی نے پہلے تلبیہ پڑھ لیا تو اب اس کے ذمہ سے تکبیر تشریق کا وجوب ساقط ہوجائے گا۔ **ان الذی بمکة وعرفة یبدا فیها بالتکبیر ثم بالتلبیة.** (الدر المختار زکریا ۳/ ٥٨) **یبدأ بتکبیر التشریق ثم بها فلو بدأ بها سقط التکبیر.** (غنیة الناسك ۷٥)

مسبوق امام کے ساتھ تلبیہ نہ کہے

اگر امام کے ساتھ ساتھ مسبوق بھی تلبیہ کہہ دے تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اس لئے مسبوق کو چاہئے کہ پہلے اپنی باقی ماندہ نماز ادا کرے پھر تلبیہ پڑھے۔ **والمسبوق لو تابع امامه فی التلبیة تفسد.** (غنیة الناسك ۷٥)

جناياتِ احرام

جنایات کی تفصیل

حج وعمرہ کے دوران شرعاً جن افعال کا کرنا منع ہے ان کو جنایات کہتے ہیں، اور جنایات میں سے بعض کا تعلق احرام سے ہے اور بعض کا تعلق حدودِ حرم سے ہے۔

احرام کی جنایات حسبِ ذیل ہیں: (۱) خوشبو استعمال کرنا۔ (۲) سلا ہوا کپڑا پہننا۔ (۳) سر اور چہرہ ڈھانکنا۔ (۴) بالوں کو مونڈنا یا کتروانا (اور جوں وغیرہ بدن سے جدا کرنا۔) (۵) ناخون تراشنا۔ (۶) جماع یا دواعی جماع کا اختیار کرنا۔ (۷) واجبات حج میں سے کسی واجب کو چھوڑ دینا۔ (۸) خشکی کے جانوروں سے تعرض کرنا۔

اور حرم کی جنایات یہ ہیں: (۹) حرم کے جانوروں سے تعرض کرنا۔ (۱۰) حرم کے پیڑ پودوں سے تعرض کرنا۔ **الجناية في الشرع اسم لفعل محرم شرعاً، والمراد هنا ما يكون حرمته بسبب الاحرام او الحرم، وحاصل الاول ثمانية: التطيب واللبس والتغطية وازالة الشعر وقص الاظفار والجماع صورةً ومعنىً او معنىً فقط وترك واجب من واجبات الحج والتعرض لصيد البر، وحاصل الثاني التعرض لصيد الحرم وشجره.**

(غنية الناسك ۲۳۸، حاشية الطحطاوى على المراقى جديد ۷۴۱، الدر المختار زكريا ۳/ ۵۷۱، البحر الرائق كوئٹه ۳/ ۲)

ہم خاص طور پر جناياتِ احرام سے متعلق مسائل ذیل میں درج کریں گے، اور واجباتِ حج میں سے کسی واجب کو چھوڑ دینے سے متعلق مسائل، متعلقہ باب کے ساتھ ملحق کر کے بیان کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ؛ تاکہ متعلقہ مسائل یکجا ہو جائیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

بعض اصطلاحات کی وضاحت

جنایات کے باب میں کچھ خاص اصطلاحات مستعمل ہیں، ان کی وضاحت درج ذیل ہے:

دم: اس سے مراد ایک بکرا/بکری وغیرہ، یا بڑے جانور (اونٹ، گائے، بیل وغیرہ) کا ساتواں حصہ ہوتا ہے۔ **وحيث ما اطلق الدم فالمراد الشاة الخ.** (غنية الناسك ۲٤۰، شامی زکریا ۵۷۲/۳، مراقی الفلاح ۷٤۱) **كل دم يتأدى بالشاة يكفي فيه سبع بدنة.** (غنية الناسك ۲٤۰)

بَدَنَه: اس سے مراد اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ جانور ہیں۔ (لغۃ الفقہاء ۱۰۵، العمر الرائلہ ۳۵۶/۲)

صدقہ: عموماً اس سے مراد ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہوتی ہے، یعنی ایک صاع جو، کھجور، کشمش وغیرہ، یا نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت (اور صاع کی مقدار تین کلو ڈیڑھ سو گرام اور نصف صاع کی مقدار ڈیڑھ کلو پچھتر گرام ہوتی ہے) لیکن یہ اصطلاح عام نہیں؛ کیوں کہ بعض صورتوں میں صدقہ کی مقدار اس سے کم وبیش بھی ہوتی ہے، اس کی تفصیل جزئیات کے ضمن میں درج ہوگی۔ **وحيثما اطلق الصدقة في جناية الاحرام فهي نصف صاع من بر او صاع من غيره الا في جزاء اللبس والطيب والحلق الخ.** (غنية الناسك ۲٤۰، ومثله في الشامي زكريا ۵۷۲/۲، هداية ۲٦٦/۱، البحر الرائق كوئٹه ۹/۳، خانية ۲۸۸/۱)

جزاء/کفارہ/فدیہ: ان الفاظ کا اطلاق حسبِ موقع دم اور صدقہ دونوں پر ہوتا ہے؛ لہٰذا جہاں یہ الفاظ استعمال ہوں وہاں دیگر شرائط کو ملحوظ رکھ کر حکم متعین کرنا ہوگا۔

دم صرف حدودِ حرم میں ذبح ہوگا

دم کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، اگر حدودِ حرم سے باہر ذبح کیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

والثامن ذبحه في الحرم فلو ذبح في غيره لا يجزئه عن الذبح. (غنية الناسك ۲٦۲، هداية ۳۰۱/۱، تبيين الحقائق زكريا ٤۳٤/۲، اللباب ٤۰/٤، فتح القدير ۷۸/۳)

دم جنایت مالک کو کھانا درست نہیں

دم جنایت کا گوشت خود مالک کے لئے کھانا درست نہیں؛ بلکہ وہ فقراء ہی کا حق ہے۔

والعاشر: التصدق بلحمه عند الامكان فلا يجوز له الاكل منه. (غنية الناسك ۲٦۳،

و مثله فی البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۷۱، شرح نقاية ۱/ ۲۲۷، مجمع الانهر ۱/ ۳۱۰، اللباب فی شرح الکتاب ۱/ ۱۹۵، البحر العمیق ۲/ ۸۱۱)

دم جنایت کا گوشت خود کھالیا یا اپنے گھر والوں کو کھلا دیا

اگر مالک نے دم جنایت کا گوشت خود کھالیا یا اپنے بیوی بچوں وغیرہ کو کھلا دیا، یا بیچ ڈالا، تو اس کی قیمت کا اندازہ کرکے صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ **ولو استهلكه بنفسه بعد الذبح بان باعه ونحوه ضمن قيمته الخ، فلو تصدق على اصله او فرعه الخ فعليه قيمته.**

(غنية الناسك ۲۶۳، شامی زکریا ۳۹/٤، منحة الخالق کوئٹه ۷۲/۳)

صدقہ کہاں ادا کیا جائے گا؟

جب صدقہ واجب ہو تو وہ کہیں بھی دیا جا سکتا ہے، اس میں حدود حرم کی قید نہیں؛ لیکن فقراء حرم کو دینا افضل ہے۔ **يجوز له التصدق فى غير الحرم وفيه على غير اهله وفقراء مكة افضل.** (غنية الناسك ۲٦٦، مراقی الفلاح ٤٠٤، البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۷۲، اللباب فی شرح الکتاب ۱/ ۱۹٤، البحر العمیق ۲/ ۸۱۲)

ایک صدقہ ایک ہی فقیر کو دینا

ہر فقیر کو ایک صدقۂ فطر مکمل دینا چاہئے یعنی ایک صدقہ میں کئی ایک فقراء کو شریک نہ کرے۔ **ان لا يفرق نصف صاع على فقيرين او اكثر.** (غنية الناسك ۲٦۳، هندية ۱/ ۱۹۳، تبيين الحقائق زکریا ۲/ ۱٤۳، درمختار زکریا ۳/ ٦۰۰)

کئی صدقے ایک فقیر کو دینے کا حکم

بیک وقت کئی صدقات ایک ہی فقیر کو نہ دئے جائیں ورنہ صرف ایک صدقہ شمار ہوگا، اور زائد مقدار نفلی ہوگی۔ **اما لو دفعه اليه فى يوم واحد دفعة فلا رواية فيه، اختلف المشائخ فقال بعضهم يجوز وقال عامتهم: لا يجوز الا عن واحد، وعليه الفتوىٰ، وكذا لو ادى الكل**

إلـى مسكينين لايكفى الا عن اثنين و الباقى تطوع. (غنية الناسك ٢٦٧، و مثله فى الشامى زكريا ١/٣ ٦٠٢-٦٠٢، البحر العميق ٨١١/٢، المحيط البرهانى ١٩٩/٥، فتح القدير ٧٩/٣)

الگ الگ دن ایک ہی فقیر کو صدقہ دینا

ہر صدقہ مکمل الگ الگ فقیر کو دینا چاہئے؛ البتہ الگ الگ دن ایک ہی فقیر کو دینے کی گنجائش ہے۔ **ولا يشترط عدد المساكين صورة فلو دفع طعام ستة مساكين مثلاً الى مسكين واحد فى ستة ايام كل يوم نصف صاع او غدى و احداً وعشاه ستة ايام اجزأه.** (غنية الناسك ٢٦٧، شامى زكريا ١٤٥/٥، هندية ٥١٤/١، البحر الرائق كوئٹه ١٠٩/٤، المحيط البرهانى ١٩٩/٥)

ارتکاب جنایات کی چند صورتیں

جنایات کے ارتکاب کی چند صورتیں ہیں:

(۱) ممنوعات احرام میں سے کسی ممنوع کا مکمل ارتکاب بلا عذر کرے (مثلاً حالتِ احرام میں ۱۲ر گھنٹے مسلسل سلے ہوئے کپڑے بلا کسی عذر کے پہنے رہے) تو اس صورت میں ایک دم واجب ہوتا ہے۔ **جزاء الجنايات اما دم حتماً اذا ارتكب المحظور كاملاً بلا عذرٍ.**

(غنية الناسك ٢٣٨، ومثله فى شرح نقاية ٢١٠)

(۲) ممنوعاتِ احرام میں سے کسی ممنوع کا ارتکاب بلا عذر مکمل نہ کرے؛ بلکہ ناقص ارتکاب کرے (مثلاً ۱۲ر گھنٹے سے کم سلے ہوئے کپڑے حالت احرام میں پہنے رہے) تو اس صورت میں جزاء کے طور پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ **او صدقة حتماً اذا ارتكب المحظور ناقصاً بلاعذرٍ.** (غنية الناسك ٢٣٨)

(۳) کسی معتبر عذر کی بنا پر ممنوعات احرام میں سے کسی کا ارتکاب کامل طور پر کرے (مثلاً شدید سردی یا سخت بیماری کی وجہ سے ۱۲ر گھنٹے سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے) تو اس صورت میں مرتکب کو اختیار ہے، چاہے روزہ رکھے یا صدقہ دے یا دم دے۔ (یہاں صدقہ سے مراد چھ صاع کھجور وغیرہ

(۱۸/کلو۹۰۰/گرام) یا۳/صاع گیہوں (۹/کلوساڑھےچارسوگرام) ہے۔ **او علی التخییر بین الصوم والصدقة والدم اذا ارتکب المحظور کاملاً بعذر الخ.** (غنية الناسك ٢٣٨) **اذا فعل شيئاً منها كاملاً بعذر فهي ثلاثة اصوع طعام او ستة من غيره.** (غنية الناسك ٢٤٠)

(۴) اوراگرممنوعات احرام کاارتکاب ناقص کسی عذر کی وجہ سے کیا ہے (مثلاً سخت سردی کی وجہ سے کچھ دیر۱۲/گھنٹے سے کم سرڈھک لیا) تواس صورت میں اس کواختیار ہے، چاہے روزہ رکھےیاصدقہ دے۔ **او على التخيير بين الصوم والصدقة اذا ارتكب المحظور ناقصاً بعذر.** (غنية الناسك ٢٣٩)

عذرکونسامعتبر ہے؟

عذرصرف وہی مانع جزاءاورمعتبر ہے جومن جانب اللہ ہو، (مثلاً بیماری اورحیض ونفاس وغیرہ) اگروہ عذر بندوں کی طرف سے ہو(مثلاً کوئی شخص دوسرے پرجبرکرے یااس کی مرضی کے بغیر جنایت کرادے) توایساعذرمعتبرنہیں سمجھاجائے گا۔یعنی اگرکسی نے خوشبولگانے یاسلاہواکپڑا پہننے پرمحرم کومجبورکردیا،توان صورتوں میں اس کوکسی قسم کااختیارنہیں دیاجائے گا؛ بلکہ حسب قواعد جزاءواجب ہوگی۔ **ثم مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالىٰ فلو كان من العباد فليس بعذر، حتى لو اكره على محظورات الاحرام كالطيب واللبس فانه لا يتخير في الجزاء بين الاشياء الثلاثة بل عليه عين ما وجب عليه.** (غنية الناسك ٢٣٩)

معتبراعذارکی وجہ سےممنوعات کاارتکاب

اگرکوئی شخص کسی معتبرعذرکی وجہ سے درج ذیل افعال کاارتکاب کرےتواس پردم واجب نہیں ہوتا ہے:

(۱) سخت بھیڑیاکمزوری کی وجہ سےمزدلفہ کاوقوف نہیں کرسکا۔

(۲) حیض،نفاس،قید یامرض کی وجہ سےطوافِ زیارت کوایام نحر (۱۰-۱۱-۱۲/ذی الحجہ سے) مؤخرکرناپڑا۔

(۳) حیض یا نفاس کی وجہ سے طواف صدر (وداع) چھوٹ گیا۔

(۴) کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے طواف یا سعی پیدل نہیں کر سکا؛ بلکہ سواری (وہیل چیئر وغیرہ) پر طواف وسعی کی۔

(۵) سرے سے سعی کرنا ہی بھول گیا۔

(۶) رفقاء سفر سے بچھڑ جانے کے خوف سے سعی نہیں کر سکا۔

(۷) سر میں پھوڑے پھنسی ہونے کی وجہ سے حلق نہیں کر سکا، وغیرہ۔ **اما ترک الواجبات بعذر فلا شيء فيه.** (والتفصيل في غنية الناسك ۲۳۹-۲٤۰، زبدة المناسك ۳٤٦، شامي زكريا ۵۲۹/۳، البحر الرائق كوئٹه ۲۳/۳، شرح نقاية ۲۱۰-۲۱۱)

وجوبِ جزاء کے شرائط

جزاء واجب ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) مسلمان ہونا؛ لہٰذا کافر پر جزاء واجب نہیں۔

(۲) عقل مند ہونا؛ لہٰذا پاگل اور دیوانہ پر جزاء واجب نہیں، الا یہ کہ وہ احرام باندھنے کے بعد پاگل ہوا ہو اور پھر اس کو افاقہ ہو گیا ہو، چاہے سالوں بعد ہی کیوں نہ ہو تو اس پر افاقہ کے بعد جزاء لازم ہوگی۔

(۳) بالغ ہونا؛ لہٰذا بچہ پر جزاء واجب نہیں اور نہ ہی اس کے ولی پر واجب ہے۔ **ويشترط في وجوب الجزاء الاسلام فلا يجب على كافر والعقل والبلوغ.** (غنية الناسك ۲٤۰)

قارن پر دوہری جزا

جن ممنوعات احرام کے ارتکاب کی وجہ سے مفرد اور متمتع پر ایک جزاء لازم ہوتی ہے ان کی وجہ سے قارن پر دو جزاء لازم ہوں گی؛ اس لئے کہ وہ دو احرام باندھے ہوئے ہے؛ البتہ اگر وہ میقات سے احرام باندھے بغیر گذر جائے تو اس پر صرف ایک دم واجب ہے۔ **كل محظور الاحرام على المفرد به جزاء فعلى القارن جزاء ان لجنايته على احرامين الا**

لمجاوزة الميقات غير محرم فعليه دم واحد. (غنية الناسك ۲٤۰، شامی زکریا ۳/٥٦٥، منحة الخالق کوئٹه ۲/۳٥۸، خانية ۱/۲۹۱، الاشباه قديم ۲۰۱، تبيين الحقائق زکریا ۲/۳۹۱، سراجية ۱۷٦)

سوتے ہوئے جنایت کا ارتکاب

اگر سوتے ہوئے کسی شخص نے ممنوعات کا ارتکاب کیا، مثلاً سوتے ہوئے کروٹ لینے سے کوئی پرندہ دب کر مر گیا تو اس پر جزا لازم ہوگی۔ **واما النائم والمغمی علیه فیجب علیهما الجزاء بارتکاب المحظورات فلو انقلب النائم علی صید فقتله او علی طیب فتلطخ به الخ، فعلیه الجزاء وکذا المغمی علیه.** (غنية الناسك ۲٤۱، شامی زکریا ۳/٥۷۲، منحة الخالق کوئٹه ۳/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳/۷، حاشية الطحطاوی زکریا ۷٤۱، مناسك علی قاری ۲۹۹)

بے ہوشی میں جنایت کا ارتکاب

اگر کوئی آدمی بے ہوشی کی حالت میں اپنے جسم وغیرہ پر خوشبو مل لے یا سلا ہوا کپڑا پہن لے تو اس پر بھی جزاء لازم ہوگی۔ **واما النائم والمغمی علیه فیجب علیهما الجزاء بارتکاب المحظورات فلو انقلب النائم علی صید فقتله او علی طیب فتلطخ به الخ، فعلیه الجزاء وکذا المغمی علیه.** (غنية الناسك ۲٤۱، شامی زکریا ۳/٥۷۲، منحة الخالق کوئٹه ۳/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳/۷، حاشية الطحطاوی زکریا ۷٤۱، مناسك ملا علی قاری ۲۹۹)

بھول چوک سے جنایت

اگر بھول چوک سے کوئی جنایت ہو جائے، مثلاً بھول کر خوشبو لگالی تو بھی کفارہ واجب ہوگا۔ **ثم لا فرق فی وجوب الجزاء فیما اذا جنی عامداً او خاطئاً الخ او ناسیاً.**

(مناسك ملا علی قاریؒ ۲۹۹، شامی زکریا ۳/٥۷۲، منحة الخالق کوئٹه ۳/۳، البحر الرائق ۳/۷، حاشية الطحطاوی زکریا ۷٤۱، مناسك علی قاری ۲۹۹)

ناواقفیت کی وجہ سے جنایت

اگر کوئی شخص مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کسی جنایت کا مرتکب ہو جائے تو بھی اس پر جزاء

واجب ہوگی ۔ **او ناسياً عالماً او جاهلاً بالمسألة.** (مناسك كبير ۲۹۹، شامی زکریا ۳/۵۷۲، منحة الخالق کوئٹه ۳/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳/۷، حاشية الطحطاوی زکریا ۷٤۱، مناسك على قاری ۲۹۹)

جان بوجھ کر جنایت

اگر محرم نے جان بوجھ کر جنایت کی ہے تو گنہگار ہوگا اور محض فدیہ کی وجہ سے وہ گناہ معاف نہیں ہوگا؛ بلکہ توبہ اور استغفار ضروری ہے۔ **و ذكر ابن جماعة عن الائمة الاربعة انه ان ارتكب محظور الاحرام عامداً يأثم ولا تخرجه الفدية والعزم عليها عن كونه عاصياً.** (مناسك ملا علی قاریؒ ۲۹۸، شامی زكريا ۳/۵۷۲، غنية الناسك ۲٤۲)

ضروری تنبیه : آج کل بہت سے مال دار سہولت پسند لوگ بلا کسی خاص عذر کے جان بوجھ کر جنایت کے مرتکب ہوتے ہیں، اور پھر دم جنایت دے کر سمجھتے ہیں کہ ہماری ذمہ داری پوری ہوگئی، تو یہ بڑی جہالت اور جسارت کی بات ہے، ایسی غلطی کر کے اپنے حج کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ **قال النووی: وربما ارتكب بعض العامة شيئاً من هٰذه المحرمات، وقال: انا افدی متوهما انه بالتزام الفداء يتخلص من وبال المعصية وذٰلك خطأ صريح و جهل قبيح.** (مناسك ملا علی قاریؒ ۲۹۸، شامی زکریا ۳/۵۷۲)

تعدد جنایات

اگر ایک قسم کی جنایات کا ایک مجلس میں متعدد مرتبہ ارتکاب کیا (مثلاً ایک مجلس میں کئی بار خوشبو لگائی یا کئی بار بال تراشے وغیرہ) تو ایک ہی جزاء لازم ہوتی ہے؛ لیکن اگر کئی قسم کی جنایات ایک مجلس میں جمع کرلیں (مثلاً ایک مجلس میں خوشبو لگائی کپڑے پہنے اور جماع کیا وغیرہ) یا الگ الگ مجلسوں میں ایک طرح کی جنایات کیں (مثلاً ایک دن ٹوپی اوڑھی دوسرے دن کرتا پہنا وغیرہ) یا ایک مجلس میں جنایت کر کے اس کا کفارہ دے دیا، پھر اسی مجلس میں وہی جنایت کی تو ان سب صورتوں میں ہر جنایت کا کفارہ الگ الگ دینا ہوگا۔ **و اذا تعددت الجنايات تعدد**

الجزاء الا اذا اتحد المجلس فی التطیب والحلق ……، واذا کفر للاولیٰ تعدد الجزاء فی جمیع الصور واذا اختلف جنس الجنایة تعذر التداخل. (غنية الناسك ٢٤١، ومثله في الشامي زكريا ٥٨٥/٣، فتح القدير ٣٩/٣، مبسوط سرخسي بيروت ٧٨/٤، البحر الرائق كوئٹه ١٢/٣، تبيين الحقائق زكريا ٣٦١/٢)

احرام ختم کرنے کی نیت سے جنایت

اگر احرام کھولنے کی غرض سے کسی جنایت کا ارتکاب کیا اور اس کے بعد متعدد قسم کی جنایات کرتا رہا، تو اس پر سب جنایتوں کے عوض ایک ہی دم لازم ہوگا (لیکن اس بے وقت احرام کھولنے سے اس کا احرام درحقیقت ختم نہ ہوگا؛ بلکہ اسے دوبارہ احرام کی پابندیاں اپنانا لازم ہوگا؛ تا آں کہ وہ ضابطہ کے مطابق (مناسک ادا کرکے یا قربانی کرکے) حلال نہ ہو) **فان المحرم اذا نوی رفض الاحرام فجعل یصنع ما یصنعه الحلال من لبس الثیاب والتطیب والحلق والجماع وقتل الصید فعلیه دم واحد بجمیع ما ارتکب ولو فعل کل المحظورات ولا یخرج بذٰلک القصد من الاحرام وعلیه ان یعود کما کان محرماً.** (غنيةالناسك ٢٤١، شامي زكريا ٥٨٥/٣، البحر الرائق كوئٹ ١٦/٣، مبسوط سرخسي بيروت ١٢٢/٤، فتح القدير ٤٤/٣، البحر العميق ٨٨٢/٢)

کفارہ کی ادائیگی میں جلدی کرنا

کفارہ کی ادائیگی میں جلدی کرنا افضل ہے؛ کیوں کہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں؛ تاہم اگر کسی وجہ سے اس میں تاخیر ہو جائے تو گناہ نہ ہوگا؛ لیکن جب زندگی سے بالکل مایوسی ہو جائے تو فوری ادائیگی یا وصیت کرنا لازم ہے۔ **ثم الکفارات کلها واجبة علی التراخی فیکون مؤدیاً فی ای وقت وانما یتضیق علیه الوجوب فی اٰخر عمره فی وقت یغلب علی ظنه**

انـه لـو لـم يؤده لفات، فان لم يؤد فيه حتى مات اثم وعليه الوصية به. (شامی زكريا ۵۷۲/۳، غنية الناسك ۲۴۲، شرح نقاية ۲۱۱، البحر العميق ۸۱۲/۲، مناسك ملا علی قاری ۳۸۴)

میت کی طرف سے جنایت کی ادائیگی

اگر کسی شخص پر جنایت کی وجہ سے کفارہ واجب تھا؛ لیکن وہ زندگی میں ادانہیں کرسکا، تو دیکھا جائے گا کہ اس نے وفات سے پہلے ادائیگی کی وصیت کی تھی یانہیں، اگر وصیت کی تھی تو تہائی ترکہ سے اس کی ادائیگی کی جائے گی، اوراگر وصیت نہیں کی تھی تو وارثین پراس کے ترکہ میں سے کفارہ کی ادائیگی لازم نہیں؛ لیکن اگرکوئی وارث اپنے مال میں سے اس کی ادائیگی کردے تو اسے کافی سمجھا جائے گا۔ **ولـو لـم يـوص لـم يـجـب على الورثة ولو تبرعوا عنه جاز الا الصوم.** (شامی زكريا ۵۷۲/۳، شرح النقاية ۲۱۱، البحر الرائق كوئٹه ۱۰۱/۴، البحر العميق ۲۱۳/۲، مناسك ملا علی قاری ۳۸۴)

❍❖❍

خوشبو لگانے سے متعلق مسائل

قواعدِ کلیہ

احرام میں خوشبو لگانے سے متعلق چند اصولی باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں، واضح ہو کہ جو چیزیں بدن پر لگائی جاتی ہیں وہ تین قسموں پر ہیں:

(۱) خالص خوشبو جیسے مشک وعنبر، گلاب، زعفران وغیرہ، ان کا استعمال ہر طرح موجب جزاء ہے، حتی کہ اگر ان چیزوں کو بطور دوا استعمال کیا تب بھی جزا لازم ہوگی۔ **وقد قال اصحابنا: ان الاشياء التى تستعمل فى البدن على ثلاثة انواع: نوع هو طيب محض معد للتطيب به كالمسک والكافور والعنبر وغير ذٰلک، وتجب به الكفارة على اى وجه استعمل حتى قالوا لو داوى عينه بطيب تجب عليه الكفارة.** (بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢، هندية ٢٤٠/١)

(۲) وہ اشیاء جو نہ تو خود خوشبو ہیں اور نہ ہی ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے جیسے چربی اور چکنائی وغیرہ، تو ان کے استعمال میں کوئی جزا لازم نہیں۔ **ونوع ليس بطيب بنفسه ولا فيه معنى الطيب ولا يصير طيباً بوجه كالشحم لا تجب الكفارة.** (بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢، هندية ٢٤٠/١)

(۳) وہ اشیاء جو خود خوشبو تو نہیں؛ لیکن ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے، جیسے زیتون اور تل کا تیل وغیرہ، تو ان میں نیت کا اعتبار ہے، اگر خوشبو کی نیت سے انہیں استعمال کیا ہے تو جزا لازم ہوگی، اور اگر محض غذا یا دوا کے طور پر استعمال کیا ہے تو جزا لازم نہ ہوگی۔ **ونوع ليس بطيب بنفسه لكنه اصل الطيب يستعمل على وجه الطيب ويستعمل على وجه الادام كالزيت والشيرج فيعتبر فيه الاستعمال فان استعمل استعمال الادهان فى البدن يعطى له حكم الطيب وان استعمل فى ماكول او شقاق رجل لا يعطى له حكم الطيب كالشحم.** (بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢، هندية ٢٤٠/١، ملخص: زبدة المناسك، ٣٤٧-٣٤٨)

ان اصولی باتوں کے بعد مزید مسائل درج ذیل ہیں:

کامل بڑے عضو پر خوشبو لگالی

اگر محرم نے ایک کامل بڑے عضو (جیسے سر، چہرہ، داڑھی، پنڈلی اور ران وغیرہ) پر خوشبو لگائی، تو اس پر ایک دم واجب ہوگا، چاہے لگا کر فوراً دھوڈالے۔ **فان طيب عضواً كبيراً كاملاً من اعضائه فما زاد كالرأس والوجه واللحية والفم والساق الخ، فعليه دم وان غسله من ساعته.** (غنية الناسك ٢٤٣ - ٢٤٤، ومثله فى الفتاوىٰ السراجية ١٨٦، بدائع الصنائع زكريا ٤١٥/٢، خانية ٢٨٨/١، هداية ٢٦٥/١، اللباب ١٨١/١)

بدن کے بعض حصہ پر خوشبو لگانا

اگر محرم نے ایک بڑے عضو کے بعض حصہ پر یا کسی چھوٹے عضو (مثلاً ناک، کان آنکھ، انگلی اور مونچھ) پر تھوڑی سی خوشبو لگائی تو اس پر صدقہ واجب ہے۔ **وفي اقلــه ولو اكثره صدقة الخ، وفي حكم اقله العضو الصغير كالانف والاذن والعين والاصبع والشارب.**

(غنية الناسك ٢٤٤، ومثله فى بدائع الصنائع ٤١٥/٢، خانية ٢٨٨/١، هداية ٢٦٦/١)

بدن کی متفرق جگہوں پر خوشبو لگالی

اگر محرم نے بدن کے متفرق اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو سب کو جمع کر کے دیکھا جائے گا، اگر سب مل کر ایک بڑے عضو کی مقدار کے برابر ہوجاتی ہے تو اس پر دم واجب ہوگا اور اگر ایک عضو کامل کی مقدار کے برابر نہ ہو تو صرف صدقہ واجب ہوگا۔ **ولو طيب مواضع متفرقة يجمع ذٰلك فلو بلغ عضواً كاملاً فعليه دم والا فصدقة.** (غنية الناسك ٢٤٤، تاتارخانية ٥٨٩/٣، هندية ٢٤١/١، البحر الرائق كراچى ٤/٣، بدائع الصنائع زكريا ٤١٥/٢، مناسك ملا على قارى ٣١٣)

پورے بدن پر ایک مجلس میں خوشبو لگائی

اگر محرم نے ایک ہی مجلس میں اپنے تمام اعضاء پر خوشبو لگالی تو اس کو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ **ولو طيب جميع اعضائه فى مجلس واحد كفاه دم.** (غنية الناسك ٢٤٤، مجمع الانهر جديد ٤٣١/١، هندية ٢٤١/١، بدائع الصنائع زكريا ٤١٦/٢، مناسك على قارى ٣١٣، البحر الرائق كراچى ٤/٣)

الگ الگ مجلسوں میں خوشبو لگائی

اگر کسی محرم نے الگ الگ مجلسوں میں اپنے اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو اس پر ہر مرتبہ کی وجہ سے الگ الگ کفارہ واجب ہوگا، اگر یہ خوشبو ایک بڑے عضو کامل پر لگائی گئی ہے تو دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ واجب ہوگا۔ **وفی مجالس لکل طیب کفارة فان شمل عضواً کبیراً کاملاً او اکثر فدم والا فصدقة.** (غنیة الناسك ٢٤٤، ومثله فی البدائع الصنائع زکریا ٤١٦/٢، تاتارخانیة زکریا ٥٨٩/٣، البحر الرائق کراچی ٤/٣، مناسك علی قاری ٣١٣)

تھوڑی جگہ میں زیادہ خوشبو لگائی

اگر محرم نے ایک انگلی میں خوشبو لگائی مگر اس میں اتنی خوشبو لگ گئی کہ جو ایک بڑے عضو کامل میں لگنے کی مقدار کے برابر تھی تو بھی دم واجب ہوگا۔ **ولو مس طیباً فلزق به مقدار عضو کامل وجب الدم سواء قصد التطیب او لم یقصد.** (هندیة ٢٤١/١، غنیة الناسك ٢٤٤، و مثله فی التاتارخانیة زکریا ٥٨٩/٣، فتح القدیر بیروت ٢٥/٣)

صدقہ کا اندازہ کیسے؟

اور خوشبو کے معاملہ میں صدقہ کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اگر آدھے عضو پر خوشبو لگی ہے تو بکرے کی آدھی قیمت واجب ہوگی، اور چوتھائی پر لگی ہے تو چوتھائی قیمت واجب ہوگی، مثلاً اگر بکرے کی قیمت ۴۰۰/ ریال ہے اور آدھے عضو پر خوشبو لگی ہے تو ۲۰۰/ ریال کا صدقہ کیا جائے گا اور اگر چوتھائی عضو پر خوشبو لگی ہے تو ۱۰۰/ ریال کا صدقہ واجب ہوگا۔ الی آخرہ۔ **حتی لو طیب ربع عضو فعلیه من الصدقة قدر قیمة ربع شاة، وان طیب نصف عضو تصدق بقدر قیمة نصف شاة هٰکذا.** (بدائع الصنائع زکریا ٤١٥/٢، شامی زکریا ٥٧٤/٣، انوار مناسك ٢٢٦)

احرام سے پہلے کی خوشبو بعد میں دوسرے عضو پر لگ گئی

محرم نے احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی تھی؛ لیکن احرام باندھنے کے بعد وہ خوشبو اپنی

جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ لگ گئی تو اس صورت میں اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی ہے۔ **لان الحلال لو طیب عضواً ثم احرم فانتقل منه الی مکان اٰخر من بدنه فلا شیء علیه اتفاقاً.** (طحطاوی ٧٤٢، شامی زکریا ٥٧٣/٣، غنیة الناسك ٢٤٥، ومثله فی الهندیة ٢٤٢/١، البحر الرائق کراچی ٣/٣، فتح القدیر بیروت ٢٤/٣)

خوشبودار سرمہ کا حکم

خوشبودار سرمہ ایک دوبار لگانے سے ایک صدقہ واجب ہے؛ البتہ اگر چند بار لگایا تو دم واجب ہوجائے گا۔ (اور اگر سرمہ خوشبودار نہ ہو تو اس کے لگانے سے کچھ واجب نہیں) **اذا اکتحل بالکحل المطیب فعلیه صدقة فان فعل ذٰلک مراراً کثیرة فعلیه دم، ولو اکتحل بکحل لیس فیه الطیب فلا بأس به.** (غنیة الناسك ٢٤٤-٢٤٩، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ٥٨٨/٣، الولوالجیة ٢٧٦/١، خانیة ٢٨٦/١، بدائع الصنائع زکریا ٤١٨/٢-٤١٩، هندیة ٢٤١/١، البحر الرائق کراچی ٤/٣)

احرام میں دھونی دیا ہوا کپڑا استعمال کرنا

کپڑے میں عود وغیرہ کی دھونی دی گئی جس سے کپڑا خوشبودار ہوگیا؛ لیکن خوشبو کپڑے میں نہیں لگی تو ایسا کپڑا احرام میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **لا بأس ان یلبس الثوب المبخر لانه غیر مستعمل لجزء من الطیب وانما یحصل منه مجرد الرائحة وذٰلک لایکون طیباً.** (غنیة الناسك ٨٨، شامی زکریا ٤٩٦/٣، خانیة ٢٨٧/١)

حالت احرام میں خوشبودار تیل یا کریم لگانا

احرام کی حالت میں خوشبودار تیل یا کریم بدن پر لگانا جائز نہیں ہے، اگر یہ کریم یا تیل ایک بڑے کامل عضو پر لگالیا تو دم واجب ہوگا، اور اگر پورے عضو پر نہیں لگا تو صدقہ ہوگا۔ **وأما المطیب منهما وهو ما القی فیه الانوار کدهن البنفسج والیاسمین والورد والبان**

والخیری وما أشبه ذٰلک، فإذا ادهن به عضواً کبیراً کاملاً فعلیه دم بالاجماع؛ لانه طیب، وفی الاقل منه صدقة. (غنیة الناسک ۲۴۸-۲۴۹)

حالت احرام میں بلاخوشبو والا تیل لگانا

اگر بحالت احرام خوشبو کے بطور ایسا تیل لگایا جس میں بظاہر خوشبو نہیں ہوتی مگر اس میں خوشبو بسائی جاتی ہے (مثلاً زیتون اور تِل کا تیل) تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کو لگانے سے بھی حسب ضابطہ جزا لازم ہوگی؛ البتہ اگر اس طرح کا تیل خوشبو کے طور پر استعمال نہیں کیا؛ بلکہ کسی اور ضرورت سے استعمال کیا ہے، (مثلاً زیتون کا تیل کھانے میں استعمال کیا یا زخم پر بطور دوا لگایا) تو بالاتفاق کوئی جزاء لازم نہ ہوگی۔ **ولو ادهن بزیت بحت او خل بحت غیر مطبوخ کل منهما واکثر فعلیه دم عند ابی حنیفةؒ وصدقة عندهما الخ، هٰذا اذا استعملها علی وجه التطیب سواء استعملها فی الشعر او فی الجسد عندنا، اما اذا استعلها علی وجه التداوی او الاکل فلا شیء علیه بالاجماع.** (غنیة الناسک ۲۴۸) **قال فی الشامی: لانه لیس بطیب من کل وجه فاذا لم یستعمل علی وجه التطیب لم یظهر حکم الطیب فیه.** (شامی زکریا ۵۷۶/۳، زبدة المناسک ۳۴۸)

حالتِ احرام میں واسلین وغیرہ لگانا

اگر محرم نے خشکی دور کرنے کی غرض سے واسلین جیسی کوئی کریم لگائی جس میں خوشبو نہیں ہوتی، تو اس سے کوئی جزا لازم نہ ہوگی۔ (اور اگر خوشبو والی واسلین لگائی تو حسب قاعدہ جزاء واجب ہوگی) **اما اذا استعملها (الزیت والخل) علی وجه التداوی او الاکل فلا شیء علیه بالاجماع، فلو اکلهما او استعطهما او داویٰ بهما جراحته او شقوق رجلیه او اقطر فی اذنیه فلا شیَٔ علیه.** (غنیة الناسک ۲۴۸، فتح القدیر ۲۷/۳، تبیین الحقائق ۳۵۶/۲، درمختار ۵۷۶/۳)

خوشبو دار صابن کا حکم

خوشبو دار صابن سے ایک دو بار سر یا ہاتھ دھویا، تو صرف صدقہ واجب ہوگا، اور اگر بار

باردھویا تو دم واجب ہوگا۔ **ولو غسل رأسه او يده باشنان فيه الطيب فان كان من رآه سماه اشناناً فعليه صدقة الا ان يغسل مراراً فدم.** (غنية الناسك ٢٤٩، تاتارخانية زكريا ٥٩٢/٣، هندية ٢٤١/١، فتح القدير بيروت ٢٨/٣، خانية ٢٨٩/١، مناسك على قارى ٣٢٣، شامى زكريا ٥٧٧/٣)

بغیر خوشبو کے صابن کا استعمال

احرام کی حالت میں بغیر خوشبو کے صابن کے استعمال سے کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ **ولو غسل رأسه بالحرض والصابون والسدر ونحوه الى مما لا رائحة فيه لا شيء عليه اى بالاجماع.** (مناسك ملا على قارى ٣٢٣)

احرام میں خوشبودار شیمپو کا استعمال

بالوں کی صفائی کا شیمپو عموماً خوشبودار ہوتا ہے؛ لہٰذا اس کو لگا کر سر دھونے سے دم واجب ہوگا۔ **واما المطيب منهما وهوما القى فى الانوار كدهن البنفسج والياسمين والورد والبان والخيرى وماشبه ذلك فإذا ادهن به عضواً كبيراً كاملاً فعليه دم بالاجماع.** (غنية الناسك ٢٤٨-٢٤٩، بدائع الصنائع زكريا ٤١٦/٢، هندية ٢٤١/١، تاتارخانية ٥٩٢/٣، مناسك على قارى ٣٢٣)

بال منڈاتے وقت خوشبودار کریم کا استعمال

بالوں کو نرم کرنے کے لئے حلق کرتے وقت جو کریم لگائی جاتی ہے اگر اس میں خوشبو غالب ہو تو اس کو پورے سر پر لگانے کی صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک محرم پر دم واجب ہوگا۔ **ولو غسل رأسه بالخطمى فعليه دم عند أبى حنيفة وقالا صدقة الخ.** (غنية الناسك ٢٤٩، تاتارخانية زكريا ٥٩٢/٣، الولوالجية ٢٧٦/١، بدائع الصنائع زكريا ٤١٩/٢، فتح القدير بيروت ٢٨/٣، هندية ٢٤١/١)

تنبیہ: اکثر دیکھا گیا ہے کہ حرم شریف کے اردگرد ''بال بر'' کی دوکانوں پر اکثر حلق یا قصر کے

وقت بے تکلف خوشبودار کریم یا خوشبودار صابن استعمال کرتے ہیں، جس کی بناپر دم واجب ہونے کا امکان رہتا ہے، اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے اور اس وقت بھی خوشبو کے استعمال سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مرتب)

بیری کے پتوں سے سر کی دھلائی

اگر کسی محرم نے بیری کے پتوں سے سر وغیرہ دھویا اور صفائی حاصل کی تو اس پر کوئی جزاء واجب نہیں ہے؛ تاہم احرام کی حالت میں ایسی صفائی پسندیدہ نہیں ہے۔ **لو غسل رأسه بالسدر لا شيء عليه.** (غنية الناسك ۲۴۹، مناسك ملا علی قاری ۳۲۳، فتح القدير بيروت ۲۶/۳)

ہتھیلی میں پتلی مہندی لگائی

مہندی خوشبو میں شامل ہے لہٰذا اگر محرم عورت یا مرد نے اپنی ہتھیلی میں مہندی لگائی تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ **ولو خضب رأسه أو لحيته أو كفه بحناء فعليه دم ان كان مائعاً.** (غنية الناسك / ۲۵۰، ومثله فی مناسك علی قاری ۳۲۲، ملتقی الابحر مع المجمع ۴۳۱/۱، تاتارخانية زكريا ۵۹۱/۳، هندية ۲۴۱/۱، بدائع الصنائع زكريا ۴۱۹/۲)

گاڑھی مہندی لیپنا

اگر کسی محرم مرد نے ایسی مہندی لگائی جو گاڑھی تھی جس سے سر (یا اس کا چوتھائی حصہ) ۱۲ر گھنٹے یا اس سے زائد ڈھکا رہا، تو اس پر دو دم واجب ہوں گے ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے اور دوسرا دم خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے، اور اگر ۱۲ر گھنٹے سے کم مہندی لپی رہی تو ایک دم واجب ہوگا اور ایک صدقہ لازم ہوگا۔ (اور اگر محرم عورت نے یہ عمل کیا تو اس پر بہرحال صرف ایک دم (خوشبو کے استعمال کی وجہ سے) واجب ہوگا کیونکہ عورت کے لئے سر ڈھکنا جنایت نہیں ہے)۔ **وان كان ثخينا فلبد رأسه فعليه دمان على الرجل دم للتطيب و دم للتغطية وعلى المرأة دم واحد للتطيب فقط هذا ان دام يوماً او ليلة على جميع رأسه او ربعه**

والا فصدقة للتغطية ودم للتطيب. (غنية الناسك ۲۵۰، مناسك ملا علی قاری ۳۲۲، تاتارخانية زكريا ۵۹۱/۳، مجمع الانهر ۴۳۱/۱، شامی زكريا ۵۷۵/۳، هندية ۲۴۱/۱)

مصنوعی مہندی (خضاب) لگانا

بحالت احرام خضاب (کالی مہندی) لگانے سے کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا؛ کیوں کہ وہ خوشبو میں داخل نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ خضاب ایسا گاڑھا ہو کہ اس کے لیپنے کی وجہ سے سر ۱۲ر گھنٹے یا اس سے زیادہ ڈھکا رہے تو مردِ محرم پر ایک دم واجب ہوگا، ورنہ صدقہ ضروری ہوگا۔ **ولو خضب رأسه بالوسمة فان كانت متلبدة فعليه دم للتغطية ان دام يوماً وفي اقله صدقة وان كانت مائعة اوخضب بها لحيته فلاشيء عليه لانها ليست بطيب** (غنية الناسك / ۲۵۰، مناسك ملا علی قاری ۳۲۲، منحة الخالق كراچی ۵/۳، هندية ۲۴۱/۱، هداية ۲۶۶/۱، تاتارخانية زكريا ۵۹۰/۳)

نوٹ: مردوں کے لئے کالا خضاب مکروہ ہے۔

خوشبودار کپڑے کا استعمال

اگر محرم نے کپڑوں میں خوشبو لگائی یا خوشبو لگا ہوا کپڑا اوڑھا اور خوشبو مقدار میں زیادہ تھی یا مقدار میں تو کم تھی؛ لیکن ایک بالشت مربع (یعنی طول وعرض میں ایک بالشت) سے زیادہ لگی ہوئی تھی، اور وہ کپڑا ایک دن یا ایک رات استعمال کرتا رہا تو دم واجب ہوگا، اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم پہنا تو صدقہ واجب ہوگا۔ **ظاهره ان ما زاد على الشبر كثير لكن لا لاعتبار الكثرة من الثوب بل لكثرة الطيب حينئذ عرفاً فان مكث يوماً فعليه دم او اقل منه فهو صدقة وحينئذ اذا كان الطيب فی نفسه كثيراً لزم الدم وان اصاب من الثوب اقل من شبر.** (غنية الناسك ۲۴۵، و مثله فی الشامی زكريا ۵۷۵/۳، معلم الحجاج ۲۲۹)

خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے کو اوڑھنا

اگر محرم نے زعفران یا اس جیسی خوشبو سے رنگی ہوئی چادر وغیرہ ایک دن رات تک اوڑھے

رکھی، تو اس پر دم لازم ہے، اور اگر ایک دن رات سے کم اوڑھی تو صدقہ لازم ہوگا۔ **ولو لبس مصبوغاً بعصفر او ورس او زعفران مشبعاً یوماً فعلیه دم وفی اقله صدقة.** (مناسك ملا علی قاری ۳۲۰، غنیة الناسك ۲٤٥، بدائع الصنائع زکریا ٤١٥/٢، معلم الحجاج ۲۳۰)

پھول اور پھل سونگھنا

خوشبودار پھول اور پھل بحالت احرام بالقصد سونگھنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ **ولا یلزمه شیء بشم الریحان والطیب والثمار المطیبة مع کراهة شمه.**

(هندية ٢٤٢/١، ومثله فی الخانية ٢٨٦/١، تاتارخانية ٥٩٠/٣، شامی زکریا ٥٧٣/٣، معلم الحجاج ۲۲۷)

کپڑے میں خوشبو باندھنا

اگر محرم نے اپنی چادر یا تہبند کے پلہ میں زیادہ مقدار میں مشک، زعفران، عنبر یا کوئی خوشبو ایک دن باندھے رکھی تو دم واجب ہوگا، اور اگر ایک دن سے کم باندھے رکھی تو صدقہ واجب ہوگا۔ **ولو ربط مسکا او کافوراً او عنبراً کثیراً من طرف ازاره او رداءه ودام علیه یوماً لزمه دم.** (غنية الناسك ٢٤٥، معلم الحجاج ٢٢٩، ومثله فی الهندية ٢٤٢/١، شامی زکریا ٥٧٥/٣، مناسك علی قاری ٣٢١)

عود کی لکڑی کپڑے میں باندھ کر رکھنا

اگر محرم نے عود کی لکڑی چادر میں باندھ لی اور چادر کو اوڑھے رکھا تو ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اس پر کوئی جزا لازم نہیں، اگرچہ لکڑی سے خوشبو آتی ہے۔ **وان ربط العود فلا شیء علیه وان وجد رائحته.** (مناسك علی قاری ٣٢٢، غنية الناسك ٢٤٥، هندية ٢٤٢/١، معلم الحجاج حاشیه ۲۲۷)

دھونی دیتے ہوئے خوشبو کپڑے میں چپک گئی

اگر کسی محرم نے اپنے کپڑوں کو دھونی دی اور کپڑوں میں خوشبو زیادہ لگ گئی اور وہ کپڑا ایک دن پہنے رہا تو دم واجب ہوگا اور تھوڑی لگی ہے تو صدقہ واجب ہوگا۔ **ولو اجمر ثوبه فعلق به**

كثيـر فعليه دم او قليل فصدقة. (غنية النـاسك ٢٤٦، و مثله في الهندية ١/ ٢٤١، مناسك على قارى ٣٢١، معلم الحجاج ٢٣٠)

عود وغیرہ کی دھونی دئے ہوئے کپڑے کا استعمال

اور اگر دھونی دینے کی وجہ سے کپڑے میں کچھ بھی نہ لگے صرف خوشبو آتی رہے جیسا کہ عود کی دھونی میں ہوتا ہے، تو کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر احرام سے پہلے کپڑے کو دھونی دی تھی اور احرام کے بعد بھی اس میں خوشبو مہکتی رہے تو کوئی جزاء لازم نہیں، اگرچہ کپڑے میں خوشبو لگانا بہر حال محرم کے لئے مکروہ ہے۔ **و ان لـم يـعلق به شيءٌ فلا شيء عليه الخ.** (هندية ١/ ٢٤١) **ولـو اجـمـر ثيابه قبل الاحرام و لبسها ثم احرم لا شيء عليه و ان كان يكره التطيب في الثوب اتفاقاً.** (غنية الناسك ٢٤٦، مناسك ملا علي قارى ٣٢١، معلم الحجاج ١١٤-٢٣٠)

خوشبودار رنگ میں رنگے ہوئے تکیہ کا استعمال

محرم کو ایسا تکیہ استعمال کرنا مکروہ ہے جس کو زعفران یا کسم وغیرہ جیسی خوشبودار چیز میں رنگ دیا گیا ہو؛ لیکن اس کے استعمال سے فدیہ لازم نہیں ہوتا۔ **لا يـنـبـغـي للمحرم ان يتوسد ثوباً مـصـبـوغاً بالزعفران ولا الورس و لا ينام عليه.** (خانية ١/ ٢٨٦، فتح القدير بيروت ٣/ ٢٤) **لـو شـم الـطـيـب لا يـلـزمـه شـيء وإن كـان مكروهاً، كما لو توسد ثوباً مصبوغاً بالزعفران.** (غنية الناسك ٢٤٦)

خوشبودار فرش پر لیٹنا بیٹھنا

محرم کو زعفران یا کسم وغیرہ جیسی خوشبودار چیز میں رنگا ہوا فرش استعمال کرنا مکروہ ہے، مگر اس کی وجہ سے جزا لازم نہیں ہوتی۔ **لا يـنـبـغـي ان يتوسد ثوباً مصبوغاً بالزعفران ولا الـورس ولا ينام عليه لانه يصير مستعملاً للطيب فكان كاللبس.** (غنية الناسك ٢٤٦، و مثله في الخانية ١/ ٢٨٦، فتح القدير بيروت ٣/ ٢٤)

خالص خوشبو کھانے کا حکم

اگر محرم نے زیادہ مقدار میں خالص خوشبو (جیسے زعفران یا الائچی جو کسی اور کھانے کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو) کھائی ہے یعنی اتنی خوشبو کھائی جو منہ کے اکثر حصوں میں لگ گئی ہے تو دم واجب ہوگا اور اگر کم مقدار یعنی اتنی کہ جو منہ کے اکثر حصوں میں نہیں لگی ہے تناول کی، تو صدقہ واجب ہوگا۔ **فلو اکل طیباً کثیراً وهو ان یلتصق باکثر فمه یجب الدم وان کان قلیلاً بان لم یلتصق باکثر فمه فعلیه الصدقة.** (غنیة الناسك ٢٤٦، ومثله فی الهندیة ١/٢٤١، بدائع الصنائع زکریا ٢/٤١٧، البحر الرائق کراچی ٣/٥، تاتارخانیة زکریا ٣/٥٩١، سراجیة ١٨٦) **وهٰکذا کله اذا اکله کما هو ای من غیر خلط او طبخ.** (منحة الخالق کراچی ٣/٥، مناسك ملا علی قاری ٣١٤)

پکے ہوئے کھانے میں ملی ہوئی خوشبو کا حکم

اگر محرم نے خوشبو کھانے میں ملا کر کھائی ہے اس طور پر کہ خوشبو کھانے میں پکا دی گئی ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اس سے پکنے کے بعد بھی خوشبو کیوں نہ آتی ہو، (مثلاً زعفران چاول میں ملا دیا گیا) **فلو جعله فی الطعام وطبخه فلا بأس باکله لانه خرج من حکم الطیب وصار طعاماً.** (غنیة الناسك ٢٤٦، ومثله فی الهندیة ١/٢٤١، بدائع الصنائع زکریا ٢/٤١٧، تاتارخانیة ٣/٥٩١، خانیة ١/٢٨٦، البحر الرائق کراچی ٣/٤، درمختار مع الشامی زکریا ٣/٥٧٦)

بلا پکے ہوئے کھانے کی چیزوں میں خوشبو کی ملاوٹ

اگر کسی محرم نے ایسے کھانے میں خوشبو ملائی جو پکا ہوا نہیں تھا اور اس کی خوشبو بھی موجود تھی تو محرم کے لئے اس کو کھانا مکروہ ہے، اور اگر خوشبو مغلوب ہو تو کوئی جزاء واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر خوشبو غالب ہو تو جزاء واجب ہوگی۔ **وان لم یطبخ بل خلطه بما یؤکل بلا طبخ کالملح وغیره فان کانت رائحته موجودة کره ولا شیء علیه اذا کان مغلوباً فانه کالمستهلک اما اذا کان غالباً فهو کالزعفران الخالص فیجب الجزاء.** (غنیة الناسك ٢٤٦- ٢٤٧، ومثله

فی الھندیة ۱/ ۲٤۱، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ٤۱۷، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۵۹۱، خانیة ۱/ ۲۸٦، البحر الرائق کراچی ۳/ ٤، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۵۷٦، مناسك ملا علی قاری ۳۱۷)

پینے کی اشیاء میں خوشبو کی ملاوٹ

اگر کسی محرم نے مشروبات میں خوشبو ملائی ہے اور خوشبو غالب تھی پھر اس کو زیادہ مقدار پی گیا تو دم واجب ہوگا اور اگر خوشبو مغلوب تھی تو صدقہ واجب ہوگا؛ لیکن اگر مغلوب خوشبو والے مشروب کو ایک ہی مجلس میں چند بار پیا تو دم واجب ہوگا۔ **وان خلطه بمشروب کالھیل والقرنفل بالقھوۃ فالحکم للطیب مائعاً کان او جامداً فان کان الطیب غالباً تجب دم ان شرب کثیراً والا فصدقة وان کان مغلوباً فصدقة الا ان یشربه مراراً فدم ان اتحد المجلس والا فلکل مرۃ صدقة.** (غنیة الناسك ۲٤۷، ومثله فی الھندیة ۱/ ۲٤۱، البحر الرائق ۳/ ۵، شامی زکریا ۳/ ۵۷٦، فتح القدیر بیروت ۳/ ۲۷)

’’کول ڈرنک‘‘ کا استعمال

احرام کی حالت میں ٹھنڈے مشروبات (سیون اپ، اسپرائٹ وغیرہ) پینے سے کوئی جزاء لازم نہیں آتی۔ (معلم الحجاج ۲۳۱)

شربت روح افزاء وغیرہ پینے کا حکم

اگر ’’شربت روح افزاء‘‘ یا اور کوئی خوشبودار شربت اس طرح بنایا جائے کہ اس کی خوشبو مہک رہی ہو تو اس کو پینے سے دم واجب ہوگا۔ **ولو خلطه بمشروب وھو غالبٌ ففیه الدم.** (غنیة الناسك ۲٤۷، شامی زکریا ۳/ ۵۷٦، فتح القدیر بیروت ۳/ ۲۷، البحر الرائق کراچی ۳/ ۵)

لونگ اور الائچی کی خوشبو والی چائے پینا

اگر چائے بناتے وقت اس میں لونگ یا الائچی ڈالی جائے جس کی وجہ سے ان کی خوشبو مہکنے لگے تو اس چائے کو پینے سے محرم پر جزاء واجب ہوگی۔ **وان خلطه بمشروب کالھیل**

والقرنفل فالحکم للطیب مائعاً کان او جامداً. (غنية الناسك ٢٤٧، شامی زکریا ٥٧٦/٣، هندية ٢٤١/١، مناسك ملا علی قاری ٣١٨)

خوشبودار دوا پینا

اگر رقیق دوا ایسی ہو جس میں خوشبو غالب ہو تو بحالت احرام اسے پینے سے محرم کو اختیار ہے چاہے دم دے یا صدقہ ادا کرے یا روزہ رکھے۔ **فان کان للتداوی خُیر.** (البحر الرائق کراچی ٥/٣، غنية الناسك ٢٤٧، ومثله فی فتح القدير بيروت ٢٧/٣-٢٨، بدائع الصنائع زکریا ٤١٧/٢)

بطور دوا کے خوشبو کا استعمال

اگر کسی محرم نے اپنے بدن پر بطور دوا خالص خوشبو یا ایسی دواء لگائی جس میں خوشبو غالب تھی اور وہ پکی ہوئی نہیں تھی، تو دیکھا جائے گا کہ اس نے یہ خوشبو کامل بڑے عضو پر لگائی ہے یا عضو کے کسی حصہ پر لگائی ہے، اگر کامل پر لگائی ہے یا عضو کے کسی حصہ پر بار بار لگائی ہے تو دم ہے، ورنہ صدقہ واجب ہے۔ **ولو تداویٰ بالطیب او بدواء فیه طیب غالب ولم یکن مطبوخاً فالزقه بجراحته یلزمه صدقة اذا کان موضع الجراحة لم یستوعب عضواً او اکثر، الا ان یفعل ذٰلک مراراً فیلزمه دم.** (غنية الناسك ٢٤٨، ومثله فی مناسك ملا علی قاری ٣١٩)

نوٹ: واضح ہو کہ اگر کسی شخص نے عذر (مثلاً دوسری دوا دستیاب نہ تھی) کی وجہ سے خوشبوآمیز دوا لگائی تو حسب ضابطہ اس کو اختیار ملتا ہے کہ چاہے دم دے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا تین روزے لاعلی التعیین رکھے۔ **وان طیب او حلق او لبس بعذر خیر ان شاء ذبح فی الحرم او تصدق بثلاثة اصوع طعام علی ستة مساکین این شاء او صام ثلاثة ایام ولو متفرقة (درمختار) وفی الشامی: قید الثلاثة ولیست الثلاثة قیداً فان جمیع محظورات الاحرام اذا کان بعذر ففیه الخیارات الثلاثة.** (شامی زکریا ٥٩١/٣، ومثله فی السراجية ١٨٧، خانية ٢٨٧/١، هداية ٢٧٠/١) **بخلاف المسک والعنبر والغالیة والکافور ونحوهما مما هو طیب بنفسه فانه یلزمه الجزاء بالاستعمال ولو علی**

وجہ التداوی (درمختار) وفی الشامی: لكنه يتخير بين الدم والصوم والاطعام.

(شامی زکریا ۵۷۶/۳، فتح القدير بيروت ۲۸/۳، حاشية الثعلبی چلپی ۲۸/۳)

خوشبو ملاکر پکائی گئی دوا یا مرہم کا حکم

اگر کسی دوا میں خوشبو ملا کر اسے پکالیا گیا ہو جیسا کہ بعض مرہم اور کریم وغیرہ میں ہوتا ہے تو اس کے لگانے سے بہرصورت کچھ واجب نہ ہوگا۔ **والا فالمطبوخ لا جزاء فيه.** (غنية الناسك ۲۴۸، زبدة المناسك ۳۶۲)

چربی اور گھی وغیرہ کا استعمال

محرم کے لئے چربی، گھی اور کڑوا تیل وغیرہ جیسی چیزیں لگانا جائز ہے اور اس پر کوئی جزاء بھی لازم نہیں ہے۔ **بخلاف ما لو ادهن ببقية الادهان كالشحم والسمن والالية الخ، فانه لا شیء عليه.** (غنية الناسك ۲۴۹، ومثله فی الدر المختار زكريا ۵۷۶/۳، تاتارخانية زكريا ۵۹۲/۳، البحر الرائق كراچی ۵/۳، بدائع الصنائع زكريا ۴۱۷/۲، خانية ۲۸۶/۱، مجمع الانهر جديد ۴۳۱/۱، مناسك ملا علی قاری ۳۲۴)

○❖○

احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننے کے مسائل

کس طرح کے کپڑے کا استعمال موجبِ جنایت ہے؟

ہروہ کپڑا جو بدن یا کسی عضو کے برابر اس طرح بنایا جائے کہ وہ پورے بدن یا کسی عضو کا احاطہ کرلے اور اس کپڑے کو معمول اور عادت کے مطابق استعمال کیا جائے تو ایسا کپڑا محرم مرد کے لئے استعمال کرنا منع اور موجب جزاء ہے۔ (جیسے کرتا، پائجامہ، انڈرویئر، نیکر، بنیائن وغیرہ) **اذا لبس المحرم الذکر المخیط وھو الملبوس المعمول علی قدر البدن او علی قدر عضو منه بحیث یحیط به ...... لبساً معتاداً ......، فعلیه الجزاء.** (غنیة الناسك ۲۵۰، و مثله فی الهندیة ۲٤۲/۱، شامی زکریا ٤۹۹/۳)

کتنی دیر پہننے میں کیا کفارہ ہے؟

اگر محرم مرد نے سلا ہوا کپڑا ایک دن یا ایک رات پہنا (یعنی ۱۲؍ گھنٹے) تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر اس سے کم پہنا ہے تو صدقہ ادا کرے اور اگر ایک گھنٹہ سے بھی کم پہنا ہے تو ایک مٹھی گیہوں دے دے۔ **فاذا لبس مخیطاً یوماً کاملاً او لیلة کاملة فدم، المراد مقدار احدھما فلو لبس من نصف النهار الی نصف اللیل من غیر انفصال او بالعکس لزمه دم وفی اقل من یوم ولیلة صدقة الخ، وفی اقل من ساعة قبضة من بر او قبضتان من شعیر.** (غنیة الناسك ۲۵۱، خانیة ۲۸۸/۱، درمختار زکریا ۵۷۷/۳، معلم الحجاج ۲۲٦)

بھول کر کپڑا پہن لینے کا حکم

اگر کسی محرم مرد نے حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا بھول کر پہن لیا تب بھی اس پر حسب

ضابطہ جزاء لازم ہے۔ **ولو ناسیاً او مکرهاً.** (غنية الناسك ٢٥٠، ومثله في الشامي زكريا ٥٧٢/٣، هندية ٢٤٣/١)

زبردستی کپڑا پہنادیا گیا

اگر کسی محرم مرد کو سلا ہوا کپڑا زبردستی پہنا دیا گیا تو بھی اس پر جزاء لازم ہے۔ **ولو ناسیاً او مکرهاً.** (غنية الناسك ٢٥٠، هندية ٢٤٣/١، شامي زكريا ٥٧٧/٣)

کپڑے پہننے کی حالت میں احرام کی نیت کی

اگر کسی محرم مرد نے اس حالت میں احرام باندھا کہ وہ سلا ہوا کپڑا پہنے ہوئے تھا اور احرام کے بعد بھی پہنے رہا تو اس پر حسبِ شرط جزاء لازم ہوجائے گی۔ **او احرم وهو لابسه فدام عليه فعليه الجزاء.** (غنية الناسك ٢٥٠، ومثله في الهندية ٢٤٢/١، شامي زكريا ٥٧٨/٣، بدائع الصنائع زكريا ٤١٤/٢، خانية ٢٨٩/١)

کپڑا اتار کر پھر پہن لیا

ایک محرم مرد سلا ہوا کپڑا ایک دن یا اس سے زائد پہنے رہا پھر اتار کر دوبارہ پہن لیا تو اب وجوبِ جزاء میں یہ تفصیل ہے کہ اگر دوبارہ نہ پہننے کے ارادے سے پہلی مرتبہ اتارا تھا اور پھر پہن لیا تو دو دم واجب ہوں گے، اور اگر یہ ارادہ تھا کہ دوبارہ پہنے گا یا اس کو اتار کر دوسرا پہنے گا، تو ان دونوں صورتوں میں دوسرا کفارہ لازم نہیں ہوگا؛ بلکہ صرف ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔ **ولو لبس یوماً او ایاماً ثم نزعه ثم لبسه فان كان نزعه على عزم الترك فعليه كفارة اخرىٰ وان كان على عزم ان يلبسه ثانياً او ليلبس بدله لا يلزمه كفارة اخرىٰ.** (غنية الناسك ٢٥١، هندية ٢٤٢/١، بدائع الصنائع زكريا ٤١٤/٢، شامي زكريا ٥٧٨/٣)

متعدد لباس ایک ساتھ پہنے رہنے میں تفصیل

اگر محرم مرد مختلف قسم کے لباس مثلاً کرتا، ٹوپی، شلوار، موزا، شیروانی اور عمامہ وغیرہ سب پہنے

رہااور اسی حالت میں ایک دن یا چند دن رہا تو سب کے عوض میں ایک جزاء لازم ہوگی جب کہ سب لباس ایک ہی دن میں پہنے ہوں اور سب کو پہننے کا سبب ایک ہو، مثلاً سردی کی وجہ سے پہنا ہو، چاہے پہننے کی مجلسیں ایک ہوں یا نہ ہوں، اگر سبب الگ الگ ہے، مثلاً کوئی کپڑا بخار کی شدت کی وجہ سے پہنا اور دوسرا سردی کی وجہ سے پہنا وغیرہ، تو متفرق جزاء لازم ہوں گی۔ **ولو جمع اللباس کلها فی یوم واحد من قمیص وقباء وعمامة وقلنسوة الخ، فعلیه دم واحدٌ ان اتحد سبب اللبس بان کان لبس الکل لضرورة او لغیرها، الخ.** (شامی زکریا ۵۷۸/۳، غنیة الناسك ۲۵۲، ومثله فی البدائع زکریا ۴۱۳/۲، تاتارخانیة ۵۷۶/۳، الولو الجیة ۲۷٤/۱)

الگ الگ دنوں میں متعدد لباس پہننا

محرم مرد نے مختلف دنوں میں مختلف لباس پہنا بایں طور کہ ایک سلا ہوا کپڑا آج پہنا اور دوسرا سلا ہوا کپڑا کل پہنا تو اس صورت میں متفرق جزاء لازم ہوں گی، چاہے ان کپڑوں کے پہننے کا سبب ایک ہی کیوں نہ ہو۔ **ولو لبس البعض فی یوم والبعض فی یوم اٰخر تعدد الجزاء وان اتحد السبب.** (غنیة الناسك ۲۵۲، شامی زکریا ۵۷۸/۳)

ضرورت سے زائد لباس پہننا

ایک محرم مرد کو ایک سلا ہوا کپڑا پہننے کی ضرورت تھی مگر اس نے ایک کے بجائے دو کپڑے پہن لئے تو وجوبِ جزاء کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ:

(۱) اگر دونوں کپڑے اسی عضو اور بدن کے اسی حصہ میں پہنے ہیں جہاں ضرورت تھی مثلاً ایک کرتا پہننے کی ضرورت تھی اس نے دو کپڑے پہن لئے یا ٹوپی لگانے کی ضرورت تھی مگر ٹوپی کے ساتھ عمامہ بھی لگالیا تو صرف ایک کفارہ واجب ہوگا، مگر چوں کہ دوسرا بھی استعمال کیا ہے اس لئے اس پر گناہ ہوگا۔ **فان تعدد السبب کما اذا اضطر الی لبس ثوب فلبس ثوبین فان لبسهما علی موضع الضرورة نحو ان یحتاج الی قمیص فلبس قمیصین او قمیصاً وجبة او یحتاج الی قلنسوة فلبسها مع العمامة فعلیه کفارة واحدة**

بـاحدهما يتخير فيها واثم بالأخر الخ. (غـنية الناسك ۲۵۲، شامی زکریا ۵۷۸/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۳/۲)

(۲) اگر ایک ہی ضرورت کی وجہ سے دو اعضاء پر ایک ہی مجلس میں کپڑے پہنے، مثلاً سردی کی وجہ سے ٹوپی لگائی، اور خفین بھی پہن لئے تو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ **وكذا اذا لبسهما علـى موضعين لضرورة بهما فى مجلس واحد بان لبس عمامة وخفاً يعذر فيهما فعليه كفارة واحدة.** (شامی زکریا ۵۷۸/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۳/۲، هندية ۲۴۲/۱)

(۳) اگر دوسرا کپڑا بدن کے اس عضو میں پہنا ہے جہاں ضرورت نہیں تھی مثلاً صرف ٹوپی لگانے کی ضرورت تھی مگر ساتھ ہی میں کرتا بھی پہن لیا، یا کرتا پہننے کی ضرورت تھی مگر ساتھ میں خفین کا استعمال بھی کرلیا تو اس صورت میں اس پر دو کفارے لازم ہوں گے۔ **وان لبسهـمـا علـى مـوضـعين موضع الضرورة وغير الضرورة ......، فعليه كفارتان.** (غنية الناسك ۲۵۲، و مثله فی التاتارخانية ۵۷۵/۳، هندية ۲۴۲/۱)

سلا ہوا کپڑا پہنے بغیر چادر کی طرح لپیٹ لیا

اگر کسی محرم مرد نے کرتے کو چادر کی طرح لپیٹ کر پہنا یا شلوار کو چادر کی طرح بدن پر لپیٹ لیا تو کچھ واجب نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ سلا ہوا کپڑا پہننے پر جزاء اس وقت لازم ہوتی ہے جب کہ معتاد یعنی جس طرح پہننے کا طریقہ ہے اسی طریقہ سے پہنے۔ **ولـو ارتدى بالقميص او اتشح بـه او اتـزر بـه او بالسراويل فلا بأس به لانه لم يلبسه لبس المخيط.** (غنية الناسك ۲۵۳، و مثله فی البدائع زکریا ۴۰۶/۲، شامی زکریا ۵۷۷/۳، تاتارخانية ۵۷۳/۳)

احرام کی لنگی کو بیچ میں سے سلوا لینا

احرام کے کپڑوں میں بہتر یہی ہے کہ وہ بالکل سلے ہوئے نہ ہوں؛ لیکن اگر کسی نے لنگی کے ایک کونے کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوا لیا تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوگی۔ **والافـضـل ان**

لا يكون فيه خياطة اصلاً وان زرر احدهما او خلله بخلال وميله او عقد عقده بان ربط طرفه بطرفه الأخر او شده علی نفسه بحبل ونحوه اساء ولاشئ عليه.

(غنية الناسك ۷۱، شامی زکریا ۳/۴۹۹، البحر الرائق زکریا ۲/۵۶۸، معلم الحجاج ۱۱۴)

نوٹ: اگر کسی شخص کو بے سلی لنگی پہننے کی بالکل عادت نہ ہو، اور ایسی لنگی پہننے سے کشف عورت کا واقعی خطرہ ہو تو اس کے لئے سلی ہوئی لنگی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ (مرتب)

احرام کی لنگی میں نیفہ لگا کر کمر بند ڈالنا

احرام کی لنگی میں نیفہ سلوا کر کمر بند ڈالنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی۔ **وکذا یکره ان یغرز اطراف ازاره اویشد الازار والرداء بحبل اوغيره، فان فعل فلا شیء عليه.** (هداية السالك ۲/۵۷٤، البحر العميق ۲/۷۹٤، معلم الحجاج ۱۱٤)

احرام کی لنگی کو رسی یا بیلٹ کے ذریعہ باندھنا

اگر احرام کی لنگی کو رسی یا بیلٹ کے ذریعہ باندھا تو یہ مکروہ ہوگا، مگر اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہیں، (اور اگر لنگی باندھنے کے بعد اوپر سے بیلٹ وغیرہ باندھی ہے تو اس میں کوئی کراہت نہیں، کراہت اسی وقت ہے جب کہ بیلٹ کے ذریعہ سے لنگی کو باندھا گیا ہو)۔ **وکذا یکره له اذا اتزر ان يعقد على ازاره بحبل اونحوه، ومع هذا اذا فعل لا شیء عليه.** (البحر العميق ۲/۷۹٤) **وشد الهميان فی وسطه. سواء كانت النفقة له او لغيره وسواء كان فوق الازار او تحته؛ لأنه لم يقصد به حفظ الازار، بخلاف ما اذا شد ازاره بحبل مثلاً.** (غنية الناسك ۹۲، معلم الحجاج ۱۱٥)

عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا منع نہیں

عورت حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا اور خفین وغیرہ پہن سکتی ہے اور اس پر سارا بدن چھپانا لازم ہے۔ **لا بأس ان تغطی المرأة سائر جسدها وهی محرمة بما شاءت من**

الثياب المخيطة وغيرها، واما ستر سائر بدنها عورة، وستر العورة بما ليس بمخيط متعذر. (بدائع الصنائع زكريا ٢/٤٠٩) **وليس على المرأة بلبس المخيط شيءٌ.**

(غنية الناسك ٢٥٤، شامي زكريا ٣/٤٩٩، خانية ١/٢٨٦)

حالتِ احرام میں خفین پہننا مرد کے لئے ممنوع ہے

حالتِ احرام میں خفین پہننا منع ہے؛ لہٰذا اگر کوئی محرم حالت احرام میں ایک دن اس طرح خفین پہنے رہا کہ اس کو قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے کاٹا نہیں تھا تو دم واجب ہوگا۔ **ولبس الخفين قبل القطع يوماً فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٥٤، شامي زكريا ٣/٥٠٠، تاتارخانية ٣/٥٧٦، بدائع الصنائع زكريا ٢/٤١٠)

خفین کو کاٹ کر پہننا

اگر محرم نے حالت احرام میں خفین کو قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے کاٹ کر چپل نما بنا کر پہنا ہے تو اس پر کوئی جزاء واجب نہیں ہے۔ **وان لبسهما بعد القطع اسفل من موضع الشراک فلا شيء عليه.** (غنية الناسك ٢٥٤، خانية ١/٢٨٥، بدائع الصنائع زكريا ٢/٤٠٦، شامي زكريا ٣/٥٠٠، تاتارخانية ٣/٥٧٤)

محرم کا دوسرے محرم کو کپڑا پہنا دینا وغیرہ

اگر ایک محرم شخص نے دوسرے محرم یا غیر محرم شخص کو سلا ہوا کپڑا پہنایا، یا خوشبو لگائی یا اس کے سر اور چہرے کو ڈھانک دیا تو ڈھانکنے والے محرم پر کوئی جزاء واجب نہیں؛ البتہ جس کو کپڑا پہنایا ہے اور خوشبو لگائی ہے اس پر جزاء واجب ہوگی۔ **وليس على الفاعل المحرم في ذٰلک شيءٌ.**

(مناسك ملا علی قاری ٣٣٤، غنية الناسك ٢٤١، منحة الخالق ٣/١٦، البحر الرائق زكريا ٣/٧، هندية ١/٢٤٣)

احرام میں لنگوٹ باندھنے کا حکم

آنت اترنے کے مریض نے عذر کی وجہ سے احرام کی حالت میں لنگوٹ باندھا، تو کوئی

جزاء لازم نہیں؛ کیوں کہ لنگوٹ بدن کی ہیئت کے اعتبار سے سلا ہوا نہیں ہوتا؛ بلکہ ایک پٹی کے درجہ میں ہوتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۵۲۱) **مستفاد: فان زرره او خلله او عقده اساء و لا دم عليه.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۴۸۸) **و لا بأس بان يعصب جسده بعلة ويكره ان فعل ذٰلک فی غير علة ولا شیء عليه.** (تاتارخانية ۳/۵۷۸) **ولو عصب شيئاً من جسده لعلة او غير علة لا شیء عليه لانه غير ممنوع عن تغطية بدنه بغير المخيط ويكره ان يفعل ذٰلک بغير عذر.** (بدائع الصنائع زکریا ۲/۴۱۱) **البتہ بلا عذر** لنگوٹ باندھنا مکروہ ہے۔

احرام میں نیکر اور انڈر ویئر ممنوع ہے

احرام کے نیچے نیکر یا انڈر ویئر پہننے کی وجہ سے حسب قواعد جزاء لازم ہے۔ **اذا لبس المحرم المخيط على الوجه المعتاد يوماً الى الليل فعليه دم.** (هندية ۱/۲۴۳، احسن الفتاویٰ ٤/۵۲۱)

احرام میں پیشاب کی تھیلی لٹکانا

احرام کی حالت میں مریض کے لئے عذر کی بنا پر پیشاب کی تھیلی لٹکانا جائز ہے؛ (لیکن تھیلی میں پیشاب رہنے کی حالت میں مسجد میں جانے سے احتیاط کرے اور زیادہ تر قیام گاہ پر نمازیں ادا کرے اور جب طواف کے لئے مسجد حرام میں جائے تو تھیلی کو خالی کر کے اولاً صاف کرلے اس کے بعد ہی مسجد حرام میں داخل ہو) **المستفاد: مريض تحته ثياب نجسة وكلما بسط شيئاً تنجس من ساعته صلى على حاله الخ.** (شامی زکریا ۲/۵۰۷ کتاب المسائل ۱/۱۹۷)

○❖○

سر یا چہرہ ڈھانکنے کے مسائل

محرم کا معتاد چیزوں سے چہرہ یا سر ڈھانکے رہنا

محرم اگر اپنا سر یا چہرہ ایک دن یا ایک رات تک کسی ایسی چیز سے ڈھانکے رکھے جس سے عموماً چہرہ ڈھانکنے کا کام لیا جاتا ہے، مثلاً ٹوپی یا پگڑی وغیرہ، تو اس پر بہر حال دم واجب ہوگا، چاہے خود ڈھانکا ہو یا کسی دوسرے نے ڈھانک دیا ہو، جان بوجھ کر ڈھانکا ہو یا بے خبری کی حالت میں ڈھانک دیا گیا ہو، کسی عذر کی وجہ سے ڈھانکا ہو یا بغیر عذر کے۔ **اذا غطى رأسه او وجهه ولو امرأة كلًّا او بعضاً بمعتاد وهو ما يقصد به التغطية عادة كالقلنسوة والعمامة مخيطاً كان او غيره ودام عليه زماناً ولو ناسياً او عامداً عالماً او جاهلاً مختاراً او مكرهاً الخ.** (غنية الناسك ٢٥٤، درمختار مع الشامی زکریا ٥٧٧/٣، ومثله فی التاتارخانية ٥٧٧/٣، هندية ٢٤٢/١، البحر الرائق زكريا ١٣/٣)

کان، گدّی اور ٹھوڑی ڈھانکنے میں حرج نہیں

محرم کے لئے اپنے دونوں کانوں، گدی اور ٹھوڑی کے نیچے داڑھی کے ڈھانکنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولا بأس ان يغطى اذنيه وقفاه من لحيته ما هو اسفل من الذقن.**

(البحر الرائق زكريا ١٤/٣، غنية الناسك ٢٥٥، درمختار مع الشامي زكريا ٥٧٩/٣، تاتارخانية ٥٧٨/٣، خانية على الهندية ٢٨٩/١)

غیر معتاد اشیاء سے چہرہ ڈھانکنا

محرم اگر اپنے سر یا چہرہ کو کسی ایسی چیز سے ڈھانکے جس سے عموماً سر ڈھانکنے کا کام نہیں لیا

جا تا ہے، مثلاً چھتری ،لکڑی، لوہا، پیتل اورشیشہ وغیرہ،تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اس ڈھانکنے سے سردی یا گرمی سے بچاؤ ہی مقصود کیوں نہ ہو۔ **ولو غطى رأسه بجعل ما لا يقصد بـه التغطية عادةً كـاجـانة وعـدل البر او جوالق او مكتل الخ.** (غنية الناسك ٢٥٥، درمختار مع الشامي زكريا ٥٧٧/٣، البحر الرائق زكريا ١٣/٣، هندية ٢٤٢/١، تاتارخانية ٥٧٧/٣)

محرم کا غلافِ کعبہ کے اندر کھڑے ہونا

اگر کوئی محرم غلافِ کعبہ کے نیچے اس طرح رہے کہ غلافِ کعبہ اس کے چہرہ یا سر سے لگا ہوا ہوتو مکروہ ہے، اور اگر اس طور پر غلافِ کعبہ کے نیچے کھڑا رہے کہ غلافِ کعبہ چہرہ یا سر سے لگا ہوا تو نہیں ہے؛ البتہ سر کے اوپر لٹکے ہوئے ہونے کی حالت میں ہے،تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ **لـــو دخـل تحت ستر الكعبة فان كان يصيب وجهه او رأسه فهو مكروه لا شيء عليه والا فلا بأس به.** (غنية الناسك ٢٥٥، ومثله في الخانية على الهندية ٢٨٩/١، تاتارخانية ٥٧٧/٣، نصب الراية ٣٧/٣، درمختار مع الشامي زكريا ٤٩٨/٣، الولو الجية ٢٧٥/١)

سر پر رومال یا پٹہ باندھنا

احرام کی حالت میں عذر یا بلا عذر سر پر پٹہ یا رومال وغیرہ باندھنا مکروہ ہے، اگر مکمل ایک دن یا ایک رات کے بقدر باندھے رہا تو دم لازم ہوگا۔ **واما عـصـب العصابة علىٰ رأسهٖ لعلةٍ او غيـر علةٍ فانما يكره ولزمه اذا دام يوماً كفارة للتغليظ.** (غنية الناسك ٧٢، ومثله في الطحطاوي جديد ٧٤٢، درمختار مع الشامي زكريا ٤٧٢/٣ -٤٧٧، هداية مع فتح القدير ٢٨/٣، هندية ٢٤٢/١)

عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا

اگر عورت نے احرام کی حالت میں چہرے پر اس طرح نقاب ڈالا کہ نقاب کا کپڑا چہرے پر لگا رہا، یا ڈھاٹا باندھا تو ایک رات یا ایک دن اسی حال میں رہنے سے دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ لازم ہوگا (اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ احرام کے وقت غیر مردوں سے پردے کے لئے نقاب اس طرح ڈالیں

کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے اوراس کی صورت یہ ہے کہ سر پراو لاًہیٹ وغیرہ کی شکل کی کوئی چیز لگالیں اور اس کے اوپر سے نقاب لگائیں) **ولیس للمرأة ان تنتقب وتغطی وجهها فان فعلت یوماً فعلیها دم وفی الاقل صدقة.** (غنیة الناسک ۲۵۵، شامی زکریا ۴۹۷/۳، تاتارخانیة ۵۷۷/۳)

احرام میں چہرے پر ماسک لگانا

آج کل جراثیم سے بچنے کے فیشن میں بحالتِ احرام چہرے پر ''ماسک'' لگانا عام ہوگیا ہے، تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ''ماسک'' پہننا مردوں اورعورتوں سب کے لئے بلاشبہ ممنوع ہے، اورجزاء کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ''ماسک'' اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہے اور یہ ''ماسک'' مسلسل بارہ گھنٹے لگائے رکھا تو دم واجب ہے، اور اگر ''ماسک'' کی چوڑائی چوتھائی چہرے سے کم ہو یا اسے ۱۲؍گھنٹے سے کم لگایا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا؛ اس لئے بہرحال احرام کی حالت میں ''ماسک'' نہیں لگانا چاہئے۔ **ولو عصب رأسه او وجهه یوماً او لیلةً فعلیه صدقة الا ان یأخذ قدر الربع فدم.** (غنیة الناسک ۲۵۴، ہندیه ۲۴۲/۱، شامی زکریا ۴۹۸/۳، تاتارخانیة ۵۷۸/۳، خانیة علی الهندیة ۲۸۹/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۱/۲)

سونے کی حالت میں ہاتھ سے چہرہ ڈھانکنے کا حکم

اگر حالت احرام میں سوتے ہوئے ہاتھ سے چہرہ ڈھک لیا تو اس سے کوئی جنایت لازم نہیں آتی ؛لیکن اگر کپڑے یا رومال وغیرہ سے چہرہ یا سر یا ان دونوں کا چوتھائی حصہ بارہ گھنٹے تک مسلسل ڈھکا رہا، تو دم جنایت واجب ہے، اور اگر اس سے کم ڈھکا رہا تو صدقہ واجب ہوگا۔ **نعم لو وضع یدیه بلاثوب علی رأسه أو وجهه کالأنف وغیره الخ، لا بأس به ولو غطی کل رأسه.** (غنیة الناسک ۱۱۱ سهارنپور) **إذا غطی رأسه ووجهه ......، او نائماً الخ فعلیه الجزاء، فاذا غطی جمیع رأسه او وجهه والربع منهما کالکل الخ، یوماً او لیلةً والمراد مقدار احدهما فعلیه دم، وفی الاقل من یوم او من الربع صدقة .**

(غنیة الناسک ۲۵۴، مناسک ملا علی قاری ۳۰۸، انوار مناسک ۲۱۳)

بال کاٹنے کے مسائل

احرام کی حالت میں بدن کے بال کاٹنا

اگر کسی محرم نے حلال ہونے کے وقت سے قبل ہی سر یا داڑھی کے چوتھائی حصہ کے بال منڈائے یا کتروائے، تو اس پر دم واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر بغل، زیرناف اور گردن کے سب بال صاف کردئے تو بھی دم لازم ہوگا، خواہ خود مونڈے یا کوئی دوسرا شخص اس کی اجازت سے یا بلا اجازت مونڈ دے۔ اور اگر ایسے عضو کے بال منڈائے ہیں جس عضو کے بال عموماً قصداً منڈائے نہیں جاتے ہیں، مثلاً سینہ یا پنڈلی کے بال مونڈ دیئے یا چوتھائی حصہ سے کم سر کے بال منڈائے یا بغل، زیرناف اور گردن کے بعض حصہ کے بال مونڈے ہیں، تو اس پر صرف صدقہ واجب ہوگا۔ **متــــی حـلـق عـضـواً مقصوداً بالحلق من بدنه قبل او ان التحلل فعليه دم، وان حلق ما ليس بـمقصود فصدقة كذا في المبسوط، ولا فرق في الحلق بين ان يحلق لنفسه او يحلق لـه غيـره بامره او بغير امره.** (غنية الناسك ٢٥٥) **او حـلـق احدى ابطيه او عانته او رقبته كـلهـا** (درمختار) **قوله كلها اى كل الثلاثة وانما قيد به لان الربع في هٰذه الاعضاء لا يعتبـر بـالـكـل الـخ، حتـى حـلـق عـضـواً مقصوداً بالحلق فعليه دم وان حلق ما ليس بـمـقـصـود فـصدقة، ثم قال: ومما ليس بمقصود حلق شعر الصدر والساق ومما هو مـقصود حلق الرأس والابطين الخ، وفي النخبة وما في المبسوط هو الاصح، قال ابن الهمام: انه الحق.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۵۸۰، ہندیة ۱/ ۲۴۳، البحر الرائق زکریا ۳/ ۱۷)

احرام میں ڈاڑھی مونڈنا

اگر محرم نے احرام کی حالت میں اپنی ڈاڑھی مونڈی یا چوتھائی کے بقدر ڈاڑھی کے بال کتروائے تو دم واجب ہوگا۔ (اور ڈاڑھی مونڈنا ہر حال میں سخت گناہ ہے) **فـالـواجـب دم لو**

حلق ربع رأسه او ربع لحيته فصاعداً. (غنية الناسك ٢٥٦، درمختار مع الشامي زكريا ٥٧٩/٣، البناية ٣٣٣/٤، البحر الرائق زكريا ١٥/٣، هندية ٢٤٣/١)

بدن کے بال اکھیڑنے کا حکم

محرم شخص اگر اپنے اعضاء بدن مثلاً سر، ناک اور داڑھی وغیرہ کے تین یا اس سے کم بال اکھاڑے تو وہ ہر بال کے عوض ایک مٹھی غلہ صدقہ دے، اور اگر تین یا اس سے زائد بال اکھاڑے ہیں، تو صدقۂ فطر یا اس کی قیمت کا دینا ضروری ہوگا۔ **وان نتف من رأسه او انفه او لحيته ثلاث شعراتٍ ففي كل شعرةٍ كف من طعام وفي خصلة نصف صاع.** (غنية الناسك ٢٥٦، شامي زكريا ٥٨٩/٣، هنديه ٢٤٣/١، تاتارخانية ٥٨٥/٣، البحر الرائق كوئٹه ١٦/٣، خانية ٢٨٩/١، البحر العميق ٨٥٣/٢)

وضو یا غسل کرتے ہوئے بال ٹوٹ گئے

اگر محرم کے وضو یا غسل کے دوران کچھ بال خود بخود ٹوٹ گئے تو ہر تین بالوں پر ایک مٹھی غلہ صدقہ کرے۔ **اما اذا سقط بفعل المامور به كالوضوء ففي ثلاث شعرات كف واحدة من الطعام.** (غنية الناسك ٢٥٦، مناسك ملا علي قاري ٣٢٨، البحر العميق ٨٥٣/٢)

ایک ہی مجلس میں متعدد اعضاء کے بال منڈوادئے

اگر محرم شخص ایک ہی مجلس میں متعدد اعضاء بدن مثلاً سر، داڑھی، اور بغل وغیرہ کے بال حلق کرائے تو اس پر صرف ایک دم واجب ہوگا؛ البتہ اگر کسی ایک عضو کے بال منڈانے کے بعد اسی مجلس میں کفارہ ادا کردے پھر اسی مجلس میں دوبارہ حلق کرائے تو اب متعدد دم واجب ہوں گے۔ **ولو حلق رأسه ولحيته وابطيه وكل بدنه في مجلس واحدٍ فعليه دم واحد لاتحاد المحل معنىً باتحاد المقصود وهو الارتفاق الا اذا كفر للاول كما لو حلق رأسه واراق دماً ثم حلق لحيته لزمه دم آخر.** (غنية الناسك ٢٥٦، درمختار مع الشامي زكريا ٥٨٠/٣، هنديه ٢٤٣/١، ومثله في البحر الرائق زكريا ١٥/٣، هندية ٢٤٣/١، تاتارخانية ٥٨٦/٣)

احرام میں مونچھ ترشوانا

محرم شخص اگر مونچھوں کو منڈوائے یا ترشوائے تو اس پر صدقہ واجب ہے، چاہے پوری مونچھوں کو ترشوائے یا بعض کو۔ **ولو حلق شاربه كله او بعضه فعليه صدقة وهو المذهب الصحيح؛ لانه بعض اللحية ولا يبلغ ربع المجموع.** (غنية الناسك ۲۵۷، شامی زکریا ۵۸۰/۳، البحر العمیق ۸۵۳/۲)

زیرِ ناف بال مونڈنا

حالتِ احرام میں موئے زیرِ ناف، دونوں بغل یا گردن کے بال مونڈنے سے دم واجب ہے۔ **وان حلق رقبته او عانته او نتف ابطيه فعليه دم.** (غنية الناسك ۲۵۷، درمختار مع الشامی زکریا ۵۸۰/۳، هندیه ۲۴۳/۱، البحر الرائق زکریا ۱۷/۳)

بال صفا کریم سے بال صاف کرنا

اگر کوئی شخص بال صفا کریم یا پاؤڈر سے بال صاف کرلے یا چمٹی سے اکھیڑ لے یا دانت سے توڑ دے، تو ان سب صورتوں کا حکم مونڈنے کے ہی مانند ہے، پس جو جزاء مونڈنے اور قینچی سے کتروانے کی صورت میں ہے وہی جزاء یہاں بھی حسبِ تفصیل واجب ہوگی۔ **والنتف والقص والاطلاء بالنورة والقلع بالاسنان والسقوط بالمس ونحو ذلك كالحلق.** (غنية الناسك ۲۵۷، هندیه ۲۴۴/۱، البحر الرائق زکریا ۱۵/۳)

ایک عضو سے جا بجا بال مونڈے

اگر محرم شخص کسی عضو کے متفرق جگہوں سے بال منڈائے، مثلاً سر کے مختلف حصوں سے بال منڈائے تو ان کو یکجا کرکے دیکھا جائے گا، اگر کل کا مجموعہ چوتھائی سر کے برابر ہوجائے تو اس پر دم واجب ہوگا۔ **ويجمع المتفرق فى الحلق كما فى الطيب فلو حلق ربع رأسه من مواضع متفرقة فعليه دم.** (غنية الناسك ۲۵۷، شامی زکریا ۵۸۰/۳)

محرم کا دوسرے شخص کی مونچھ وغیرہ بنانا

محرم شخص اگر کسی دوسرے آدمی کی (چاہے وہ حلال ہو یا وہ بھی محرم ہو) مونچھ یا ناخون وغیرہ کاٹ دے، تو اسے چاہئے کہ کسی غریب کو کچھ کھانا وغیرہ کھلا دے۔ **وان حلق محرم شارب محرم او حلال او قصه او قص من اظفاره اطعم ما شاء.** (غنية الناسك ۲۵۹، مناسك ملا علی قاری ۳۳۰، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۵۹۰، تاتارخانية ۳/ ۵۸۵، الولوالجية ۱/ ۲۷۸، البحر العميق ۲/ ۸۶۱)

ارکان پورا کرنے کے بعد اپنے یا دوسرے کے بال مونڈنا

جس محرم نے افعال حج وعمرہ پورے کر لئے ہوں، اور صرف حلق یا قصر کا عمل باقی ہو تو وہ خود اپنا سر مونڈ سکتا ہے اور اپنا حلق یا قصر کرانے سے پہلے دوسرے محرم کا حلق بھی کر سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ حلق سے قبل ناخون وغیرہ کاٹنا یا کٹوانا منع ہے۔ **ولو حلق رأسه او رأس غيره من حلال او محرم جاز له الحلق لم يلزمهما شيءٌ.** (غنية الناسك ۱۷٤، زبدة المناسك ۳۷۰ وغیرہ)

بال جھڑنے کے مریض کا حکم

جس شخص کے بدن سے بال بلاوجہ جھڑنے کا مرض ہو تو حالت احرام میں اس کے بال جھڑنے سے کوئی جزاء لازم نہیں ہے۔ **بخلاف ما اذا تناثر شعره بالمرض او النار فلا شيء عليه لانه ليس للزينة فانما هو شين.** (البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۹) **ولو تناثر شعره بالمرض فلا شيء عليه فانه ليس باختياره وكسبه.** (مناسك ملا علی قاری ۳۲۸، غنية الناسك ۲۵۸، انوار مناسك ۵۳۹)

کھانا پکاتے ہوئے بال جھلس گئے

اگر احرام کی حالت میں کھانا یا روٹی پکاتے وقت ہاتھ کے بال جھلس جائیں تو صدقۂ فطر دینا لازم ہے۔ **وإذا خبز فاحترق بعض شعره تصدق.** (غنية الناسك ۲۵۸، مناسك ملا علی قاری ۳۲۸، البحر العميق ۲/ ۸۵۳)

○❖○

ناخون کاٹنے کے مسائل

ایک مجلس میں سب ہاتھ پیر کے ناخون کاٹ ڈالے

اگر کوئی محرم شخص ایک ہی مجلس میں اپنے دونوں ہاتھ اور پیروں کے ناخون کاٹے یا ایک ہی ہاتھ یا پیر کے ناخون کاٹے، تو اس پر دونوں صورتوں میں ایک دم واجب ہوگا۔ **اذا قص اظافیر یدیه او رجلیه او ید او رجل واحدةٍ فی مجلس واحد فعلیه دم واحد.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۰-۳۳۱، درمختار مع الشامی زکریا ۵۸۰/۳، هندیة ۲۴٤/۱، اللباب ۱۸۳/۱، خانیة علی الهندیة ۲۸۸/۱، تاتارخانیة ۵۸٦/۳، تبیین الحقائق ۳۱۱/۲)

ایک ہاتھ پیر سے کم ناخون کاٹے

اگر کسی محرم نے ایک ہاتھ یا ایک پیر سے کم (یعنی پانچ سے کم) ناخون کاٹے تو اس پر ہر ناخون کے عوض صدقۂ فطر کے بقدر صدقہ واجب ہوگا۔ **وان قلم اقل من ید او رجل فعلیه صدقة لکل ظفر نصف صاع.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۱، هندیه ۲٤٤/۱، تبیین الحقائق ۳۱۱/۲، تاتارخانیة ۵۸٦/۳، خانیة ۲۸۹/۱)

ہر ہاتھ پیر کے صرف چار چار ناخون تراشے

اگر کسی محرم نے دونوں ہاتھ اور پیروں کے چار چار یعنی سولہ ناخون تراشے، تو اس پر ہر ناخون کے عوض نصف صاع صدقہ واجب ہوگا، اور چاہے تو دم بھی دے سکتا ہے۔ **او قلم من کل ید ورجل اربعة اظافیر فبلغ جملتها ستة عشر ظفراً فعلیه صدقة لکل ظفر نصف صاع.** (مناسك ملا علی قاری ۱۳۱، هندیه ۲٤٤/۱، تاتارخانیة ۵۸۷/۳، البحر العمیق

۲/ ۸٦۸، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۴۲۳، البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۱۲) **فعليه صدقة لكل ظفر نصف صاع الا ان يبلغ قيمة الطعام دماً فينقص ما شاء او يختار الدم.** (غنية الناسك ۲٦۰)

ناخون کا خود بخود ٹوٹ جانا

اگر کسی محرم کا ناخون خود بخود کٹ جائے یا ٹوٹ جائے یا اس طرح ٹوٹ کر تھوڑا بہت انگلی سے لگا رہے کہ اس میں دوبارہ بڑھوتری کی امید نہ ہو تو اس ناخون کو توڑ دینے سے کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔ **ولو انكسر ظفره أو انقطع شظيه أي قفله منه فقطعها أو قلعها لم يكن عليه شيءٌ.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۱، هنديه ۱/ ۲۴۴، و مثله فی البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۱۲، تبيين الحقائق ۲/ ۳۱۲)

❍❖❍

بحالتِ احرام جماع کے مسائل

احرام کی حالت میں بے حجابی منع ہے

حج وعمرہ کا سفر کوئی عام انداز کا سفر نہیں؛ بلکہ یہ ایک روحانی اور تربیتی سفر ہے، جس میں پوری بیدار مغزی، ذوق وشوق اور مکمل خشوع وخضوع شرعاً مطلوب ہے، اس لئے اس سفر میں ہر وہ کام ممنوع ہے جس میں خیالات میں پراگندگی اور یکسوئی میں خلل واقع ہوتا ہو۔ چناں چہ دورانِ حج وعمرہ جس طرح لڑائی جھگڑا اور ہر طرح کی معصیت اور گناہ سے منع کیا گیا ہے، اسی طرح ہر قسم کی بے حیائی کی باتوں پر بھی مکمل بند لگادیا گیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوْقَ وَلاَ جِدَالَ فِيْ الْحَجِّ. (البقرة: ۱۹۷)	پس جو شخص ان (حج کے مہینوں) میں حج لازم کرے تو نہ بے حیائی ہے اور نہ گناہ ہے اور نہ آپسی جھگڑا حج میں جائز ہے۔

حتی کہ وہ بے حجابیاں جو احرام سے پہلے شرعاً حلال ہیں وہ بھی احرام باندھتے ہی منع ہو جاتی ہیں، مثلاً بیوی سے بے حجاب ہونا یا بے حجابی کی باتیں کرنا عام حالات میں جائز ہے، مگر احرام کے بعد وہ حلال نہیں رہتا، اور اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے بعض صورتوں میں سرے سے حج وعمرہ کی عبادت ہی فاسد ہو جاتی ہے، جب کہ بعض دیگر صورتوں میں جنایت لازم آتی ہے۔

اس لئے وہ عازمین حج وعمرہ جو اپنی بیویوں کے ساتھ سفر کرتے ہیں انہیں احرام کی حالت میں اور حج میں احرام کھولنے کے بعد طواف زیارت سے پہلے اس بارے میں بہت احتیاط لازم ہے، عمل تو دور رہا زبانی طور پر بھی بیویوں سے بے حجابی کی باتوں سے بچیں، اور اس معاملہ میں مسائل کا علم حاصل کریں، ورنہ عبادت کے خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

ذیل میں اس موضوع سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

ارکان کی ادائیگی سے قبل جماع

اگر کسی محرم نے وقوفِ عرفہ یا طوافِ عمرہ کے اکثر چکروں کی ادائیگی سے پہلے جماع کرلیا تو اس کا حج وعمرہ فاسد ہو جائے گا، اور اس پر ایک دم بھی لازم ہوگا۔ **فان جامع فی احد**

السبیلین ...... قبل الوقوف بعرفة او قبل اکثر طواف العمرة فسد حجه او عمرته انـزل او لـم ینزل وعلیه شاة. (غنیة الناسك ۲٦۸، مناسك ملا علی قاری ۳۳۷، تاتارخانیة ۵۷۹/۳، الموسوعة الفقهیة ۱۹۰/۲، البحر الرائق کراچی ۱۵/۳، هندیة ۲٤٤/۱)

حج فاسد ہونے کے بعد کیا کرے؟

جس شخص کا حج فاسد ہو جائے اس پر ضروری ہے کہ حج کے مابقیہ ارکان اسی طرح ادا کرے جس طرح حج صحیح میں ادا کئے جاتے ہیں، اور ان تمام جنایات سے بچنا لازم ہے جن سے حج صحیح میں بچنا لازم ہوتا ہے؛ لہٰذا اس دوران اگر کسی جنایت کا ارتکاب کیا تو اس پر وہی جزاء لازم ہوگی جو جزاء حج صحیح کرنے والے پر لازم ہوتی ہے، اور اس پر آئندہ حج کرنا لازم ہے۔ **ویمضی فی فاسده وجوباً کحائضة فیفعل جمیع ما یفعله فی الحج الصحیح ویجتنب ما یجتنب فیه، وان ارتکب محظوراً فعلیه ما علی الصحیح الخ.** (غنیة الناسك ۲٦۸، مناسك ۳۳۸، ومثله فی التاتارخانیة ۵۷۹/۳، الموسوعة الفقهیة ۱۹۰/۲، البحر الرائق کوئٹه ۱۷/۳، هندیة ۲٤٤/۱، خانیة ۲۸۸/۱)

جماع کے مفسد حج وعمرہ ہونے کے شرائط

جماع کے مفسد حج وعمرہ ہونے کے لئے پانچ شرائط ہیں:

(۱) جماع سبیلین میں سے کسی میں ہوا ہو؛ (لہٰذا اگر کسی نے سبیلین کے علاوہ سے شہوت پوری کی، مثلاً ران سے چپٹ کر یا مباشرت فاحشہ کے ذریعہ، تو انزال کے باوجود اس سے حج فاسد نہیں ہوتا، گویا کہ دواعیٔ جماع کا حکم ہر اعتبار سے جماع کے مانند نہیں ہے؛ البتہ دم لازم ہوگا، اس لئے کہ بحالتِ احرام ایسا کوئی بھی کام کرنا بنص قرآنی ممنوع ہے۔) **وشرائط کونه مفسداً خمسة: الاول: ان یکون الجماع فی القبل او الدبر حتی لو وطئ فیما دونهما ای من الافخاذ ونحوها وکذا اذا امنی او احتلم او لمس ای مس بلا حائل، او عانق او باشر الی مباشرة فاسدة ...... بشهوة ...... لم یفسد ای بالاجماع.** (مناسك ملاعلی قاری ۳۳۵، غنیة الناسك ۲٦۸، ومثله فی الهندیة ۲٤٤/۱، تاتارخانیة زکریا ۵۸۲/۳، اللباب ۱۸۳/۱)

(۲) جماع کسی آدمی (مرد وعورت) سے کیا ہوا اور وہ مشتہاۃ بھی ہو؛ (لہٰذا اگر کسی نے کسی مردہ یا بہت چھوٹی بچی یا کسی جانور سے وطی کی تو حج فاسد نہیں ہوگا، خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، تاہم انزال کی صورت میں دم جنایت لازم ہوگا۔) **والثانی: ان یکون الجماع فی الأدمی سواء کان حلالاً او حراماً الخ.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۵- ۳۳۶) **او جامع بهيمة او ميتة او صغيرة لا تشتهى ان انزل فعليه دم، وان لم ينزل فلا شيء عليه ولا يفسد حجه بشيء من الدواعی مع الانزال.** (غنية الناسك ۲٦۸، هندية ۱/ ۲٤٤، تاتارخانية ۵۸۳/۳)

(۳) جماع کا تحقق وقوفِ عرفہ سے پہلے ہوا ہو، اور عمرہ کے فاسد ہونے کی شرط یہ ہے کہ طواف کے چار چکروں سے پہلے جماع کیا ہو؛ (لہٰذا اگر کسی نے حج میں وقوفِ عرفہ کے بعد اور عمرہ میں چار چکروں کے بعد جماع کیا تو یہ جماع مفسد حج وعمرہ نہیں ہوگا؛ البتہ حسب قواعد جزا لازم ہوگی۔) **والثالث: ان یکون قبل الوقوف بعرفة الخ.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳٦، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ٤٦۲)

(۴) التقاء ختانین یعنی غیبوبت حشفہ ہو؛ (لہٰذا اس کے بغیر جماع سے فساد کا حکم نہ ہوگا۔) **والرابع: التقاء الختانين.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳٦، هندية ۱/ ۲٤٤، البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۱۵)

(۵) فرجین کے درمیان کوئی ایسی رکاوٹ نہ ہو جو حرارت سے مانع ہو؛ (لہٰذا اگر مرد نے اپنی شرم گاہ پر ایسی چیز لپیٹ کر جماع کیا جو فرج کی حرارت تک پہنچنے سے مانع تھی تو یہ جماع حج وعمرہ کے فساد کا سبب نہیں بنے گا؛ لیکن اگر ایسی رکاوٹ ہو جو حرارت سے مانع نہ ہو، جیسے نرودھ، تو وہ مانع جزا نہیں ہے؛ لہٰذا اس کے ساتھ جماع کرنے سے حسب شرائط حکم شرعی جاری ہوگا) **والخامس: ان لا یکون حائل ای حاجز ومانع بین الفرجین یمنع الحرارة ای من احد الطرفین فلو لف ذکره بخرقة واولجه ای ادخله ان منع الخرقة وصول حرارة الفرج اليه لا يفسد والا يفسد.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳٦، غنية الناسك ۲٦۸، البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۱۵، البحر العمیق ۲/ ۸۸۹)

مراہق یا مجنون کا جماع کرنا

اگر کسی قریب البلوغ بچہ اور مجنون (پاگل) سے جماع کا صدور ہوجائے تو ان کا حج وعمرہ بھی فاسد ہوجائے گا؛ البتہ ان کے حج وعمرہ فاسد ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی جزاء یعنی دم اور قضاء وغیرہ لازم نہیں ہوگی۔ **ویتحقق الجماع من الصبی ای المراهق والمجنون فيفسد نسكهما ...... الا انه لا جزاء ای من الدم ولا قضاء عليهما.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۷، غنية الناسك ۲۶۸، درمختار مع الشامی زکریا ۵۹۲/۳، البحر العميق ۸۸۹/۲، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۳/۲، هندية ۲٤٤/۱)

قارن فسادِ حج کی صورت میں کیا کرے؟

جس شخص کا حج جماع کی وجہ سے فاسد ہوا ہے اگر وہ قارن ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ اس سے جماع کا صدور وقوفِ عرفہ اور اکثر طوافِ عمرہ سے پہلے ہوا ہوگا، تو ایسے قارن کا حج اور عمرہ دونوں فاسد ہوجائیں گے، اور مابقیہ ارکان کو ادا کرنا ضروری ہوگا، اور اس کے ذمہ دو دم لازم ہوں گے، ایک حج کے احرام کی طرف سے اور دوسرا عمرہ کے احرام کی طرف سے، اور حج وعمرہ دونوں کی قضاء لازم ہوگی، اور اس سے دمِ قران ساقط ہوجائے گا۔ **اذا كان المفسد قارناً ففيه تفصيل: فان جامع قبل الوقوف وقبل طواف العمرة اى اكثره فسد حجه وعمرته اى كلًّا منهما، وعليه المضى فيهما وعليه شاتان اى للجناية على احرامهما وقضاؤهما وسقط عنه دم القران.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۸، تاتارخانية ۵۸۱/۳، هندية ٤٥/۱ ٤، بدائع الصنائع زکریا ٤٦٥/۲، البحر الرائق کوئٹه ۱۷/۳، شامی زکریا ۵۹۵/۳، غنية الناسك ۲۷۰)

(۲) قارن نے عمرہ کا طواف مکمل یا اکثر کرنے کے بعد جماع کیا تو ایسی صورت میں اس کا عمرہ فاسد نہیں ہوگا؛ البتہ اس کا حج فاسد ہوجائے گا، اس سے دمِ قران ساقط ہوجائے گا، اس لئے کہ اس کا حج فاسد ہوچکا ہے، اور اس پر دو دم لازم ہوں گے، ایک دم وقوف سے قبل جماع کرنے پر

اور دوسرا دم عمرہ کے احرام سے حلال ہونے سے پہلے جماع کرنے کی وجہ سے، اور اس کے ذمہ حج وعمرہ میں سے صرف حج کی قضا لازم ہوگی۔ **وان جامع بعد ما طاف لعمرته كله او اكثره فسد حجه دون عمرته لاداء ركنها قبل الجماع وسقط عنه دم القران لفساد حجه الذى باجتماعه معها كان قراناً وعليه دمان ......، دم لفساد الحج ......، ودم للجماع فى احرام العمرة لعدم تحلله عنها، وعليه قضاء الحج.** (مناسك ملا على قارى ملخصاً ۳۳۸، ومثله فى التاتارخانية ۳/ ۵۸۱، هندية ۱/ ۲۴۵، البحر الرائق كوئٹه ۳/ ۱۷، بدائع الصنائع زكريا ۲/ ۴۶۵، تبيين الحقائق ۲/ ۳۶۷، غنية الناسك ۲۷۰ – ۲۷۱)

(۳) قارن نے عمرہ کا طواف کرلیا اور وقوفِ عرفہ بھی کرلیا؛ لیکن حلق کرانے سے پہلے پہلے جماع کرلیا تو اس کا نہ حج فاسد ہوگا اور نہ ہی عمرہ فاسد ہوگا، اور اسی طرح اس سے دمِ قران بھی ساقط نہیں ہوگا؛ البتہ اس کے ذمہ ایک بدنہ حج کا اور ایک بکری عمرہ کی طرف سے ضروری ہوگی۔ **وان جامع بعد طواف العمرة وبعد الوقوف قبل الحلق وقبل طواف الزيارة كله او اكثره لم يفسد الحج ولا العمرة ولا يسقط عنه دم القران وعليه بدنة للحج وشاة للعمرة.** (غنية الناسك ۲۷۱، هندية ۱/ ۲۴۵، تاتارخانية ۳/ ۵۸۱، بدائع الصنائع زكريا ۲/ ۴۶۶، مناسك ملا على قارى ۳۳۸)

(۴) قارن شخص نے کسی وجہ سے عمرہ ترک کردیا اور وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت سے قبل جماع کیا تو اس پر جنایت حج کی وجہ سے ایک بدنہ لازم ہوگا، اور عمرہ کو باطل کرنے کی وجہ سے ایک دم، اور عمرہ کی قضا لازم ہوگی۔ **ولو لم يطف لعمرته ثم جامع بعد الوقوف فعليه بدنة للحج اى للجناية عليه وشاة لرفض العمرة وقضاؤها.** (مناسك ملا على قارى ۳۳۸، البحر الرائق كوئٹه ۳/ ۱۷، تاتارخانية ۳/ ۵۸۱، الموسوعة الفقهية ۲/ ۱۹۳، بدائع الصنائع زكريا ۲/ ۴۶۶)

(۵) اگر قارن شخص نے حلق سے پہلے طواف زیارت کرلیا، پھر جماع کرلیا تو اس پر دو دم لازم ہوں گے؛ اس لئے کہ اس صورت میں حج وعمرہ دونوں کے احرام پر جنایت واقع ہوئی ہے۔

ولو طاف القارن ای طواف الزیارة قبل الحلق ثم جامع فعلیه شاتان بناءً علی وقوع الجنایة علی احرامیه. (مناسك ملا علی قاری ۳۳۸، تاتارخانیة ۵۸۱/۳، الموسوعة الفقهیة ۱۹۳/۲، هندیة ۲۴۵/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۶/۲، البحر العمیق ۸۸۳/۲)

وقوفِ عرفہ سے قبل ایک مجلس میں متعدد مرتبہ جماع

اگر کسی محرم نے وقوفِ عرفہ سے پہلے ایک مجلس میں متعدد بار جماع کیا چاہے ایک عورت سے ہو یا متعدد سے، اس پر ایک ہی دم لازم ہوگا۔ **ولو جامع مراراً قبل الوقوف فی مجلس واحد مع امرأة واحدةٍ او نسوة فعلیه دم ای واحد.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۸، هندیة ۲۴۵/۱، البحر الرائق کوئٹه ۱۵/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۳/۲)

مختلف مجلسوں میں متعدد جماع

اگر کسی محرم نے مختلف مجلسوں میں متعدد مرتبہ جماع کیا ہے تو جتنی مرتبہ جماع پایا جائے گا ہر ہر جماع پر الگ الگ دم لازم ہوں گے۔ **وان اختلف المجالس ای مع واحد او مع جماعة یلزمه لکل مجلس ولو تعدد فیه الجماع دم علی حدة.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۹، ومثله فی البدائع الصنائع زکریا ۴۶۴/۲، غنیة الناسك ۲۶۹، البحر الرائق کوئٹه ۱۵/۳)

حج فاسد کے احرام سے نکلنے کی غرض سے بار بار جماع

ایک محرم شخص نے جماع کیا جس کی وجہ سے اس کا حج فاسد ہوگیا، اب دوبارہ اسی حج فاسد کو ختم کرنے کی نیت سے جماع کرے تو اس پر بالاتفاق صرف ایک دم واجب ہوگا۔ **ولو جامع فی مجلس اٰخر ونوی به رفض الفاسدة فعلیه دم واحد.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۹، غنیة الناسك ۲۶۹، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۴/۲، تاتارخانیة ۵۸۰/۳، هندیة ۲۴۵/۱)

بالجبر جماع یا سوتی ہوئی عورت کے ساتھ جماع کا حکم

جماع کی وجہ سے حج فاسد ہونے اور دم واجب ہونے کا جو حکم مرد پر لازم ہوتا ہے وہی عورت

پر بھی لازم ہوگا؛ لہٰذا اگر محرم عورت سے وقوفِ عرفہ سے قبل زبردستی جماع کیا گیا، یا سوتی ہوئی عورت سے جماع کیا گیا تو اس کا حج بھی فاسد ہوجائے گا، اور وقوفِ عرفہ کے بعد جماع کی شکل میں وہی تفصیلات ہیں جو پہلے ذکر کی گئیں؛ البتہ زبردستی وغیرہ کی صورت میں عورت پر گناہ نہیں ہوگا۔ **وما يلزمه الفساد والدم على الرجل مثله على المرأة وان كانت مكرهة او نائمة او ناسية.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۹، هندية ۲۴۵/۱، غنية الناسك ۲۶۸، تاتارخانية ۵۸۲/۳، خانية ۲۸۸/۱، عنايه مع الفتح ۴۵/۳، بدائع الصنائع زكريا ۴۶۴/۲، الموسوعة الفقهية ۱۹۰/۲)

جماع کی وجہ سے بدنہ کے وجوب کی شرائط

جماع کی وجہ سے بدنہ (اونٹ یا گائے) واجب ہونے کی چار شرطیں ہیں:

(۱) جماع کا تحقق وقوفِ عرفہ کے بعد ہو۔

(۲) طوافِ زیارت سے پہلے جماع کیا ہو۔

(۳) جماع کرنے والا شخص عاقل ہو۔

(۴) جماع کرنے والا شخص بالغ ہو۔ **شرائط وجوب البدنة بالجماع اربعة: الاول: ان يكون الجماع بعد الوقوف ......، والثاني: ان يكون قبل الحلق والطواف اى عند الجمهور، واما على قول المحققين فقبل الطواف مطلقاً ......، والثالث: العقل، والرابع: البلوغ.** (مناسك ملا علی قاری ۳۴۱)

نوٹ: ○ کبھی جماع کے علاوہ جنایت کی وجہ سے بھی بدنہ واجب ہوتا ہے، جیسے طوافِ زیارت بحالتِ حیض ونفاس یا بحالت جنابت کرنے کی وجہ سے، مگر اس کا تعلق جماع سے نہیں ہے۔ **ولو طاف للزيارة جنباً او حائضاً او نفساء كلها او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة.**

(غنية الناسك ۲۷۲، البحر الرائق كوئٹه ۱۸/۳)

وقوفِ عرفہ کے بعد حلق وطوافِ زیارت سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے اول جماع کی وجہ سے

بدنہ واجب ہوتا ہے، اور پھر بعد میں جتنے جماع ہوں گے، تو ہر جماع پر ایک بکری لازم ہوتی رہے گی، خواہ کتنا ہی عرصہ گذر جائے۔ **والثانی: ان یکون الجماع اول مرة فلو جامع مرة ثانية فعلى كل واحد شاة مع البدنة.** (غنية الناسك ٢٧١) **وان جامع بعد الوقوف بعرفة اى ولو ساعة قبل الحلق ......، وقبل طواف الزيارة كله او اكثره ......، لم يفسد حجه ......، وعليه بدنة.** (مناسك ملاعلی قاریؒ ٣٣٩، هندية ٢٤٥/١، البحر العميق ٨٨٠/٢، البحر الرائق كوئٹه ١٦/٣)

نوٹ: البتہ اگر پہلی مرتبہ جماع کے بعد دوسرے جماع سے احرام سے باہر آنے کی نیت کرلی ہو تو گوکہ یہ نیت باطل ہے، مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے کسی جماع سے مزید کوئی دم واجب نہ ہوگا؛ تاہم اس حالت میں جماع کرنے سے گنہگار ضرور ہوں گے۔ **ولو جامع فی مجلس آخر ونویٰ رفض الفاسد فعليه دم واحد فی قولهم جميعاً، ولا يلزمه بالثانی شیءٌ، مع أن نية الرفض باطلة؛ لانه لا يخرج عنه الا بالاعمال.** (غنية الناسك ٢٦٩)

حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟

اگر کسی مرد یا عورت نے وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد حلق یا قصر کر کے احرام کھول دیا، اس کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کا صدور ہوا تو ایسی صورت میں راجح قول کے مطابق بدنہ واجب نہیں ہوگا؛ بلکہ ہر جماع پر ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ **وتجب شاة......، او جامع بعد الحلق. (كنز الدقائق) وفى البحر: اى يجب شاة ان جامع بعد الحلق قبل الطواف لقصور الجناية، لوجود الحل الاول بالحلق، ثم اعلم ان اصحاب المتون علىٰ ما ذكره المصنف من التفصيل فيما اذا جامع بعد الوقوف، فان كان قبل الحلق فالواجب بدنة، وان كان بعده فالواجب شاة.** (البحر الرائق كراچی ١٦/٣) **وبعد الحلق قبل الطواف شاة لخفة الجناية.** (درمختار زكريا ٥٩٤/٣، البحر العميق ٨٨١/٢، هندية ٢٤٥/١، فتح القدير ٤٧/٣)

نـــــوٹ : اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ طوافِ زیارت سے پہلے اول جماع پر بہرحال بدنہ واجب ہوگا، خواہ حلق سے پہلے ہو یا بعد میں؛ لہٰذا احتیاط لازم ہے۔ **ومشـــی جـمـــاعة مـن الـمشـائـخ كصاحب المبسوط والبدائع والاسبجابى على وجوب البدنة مطلقاً، وقال فى فتح القدير: انه الاوجه.** (البحر الرائق كراچى ١٧/٣)

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت بھی کرلیا اس کے بعد حلق یا قصر کرانے سے قبل جماع کیا تو جنایت میں ایک دم (بکرا/بکری) واجب ہوگا۔ **ولـو جـامـع بعد طواف الـزيـارة كله او اكثره قبل الحلق فعليه شاة.** (مـنـاسك ملا على قاريؒ ۳٤٠، شامى زكريا ٥٩٥/٣، هندية ٢٤٥/١، تبيين الحقائق ٣٦٧/٢)

حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ، حلق اور طوافِ زیارت سب ارکان ادا کر لئے؛ لیکن ابھی حج کی سعی نہیں کی تھی کہ اسی دوران جماع کا صدور ہوگیا، تو اس پر کوئی جنایت لازم نہیں؛ کیوں کہ حلق اور طوافِ زیارت کی ادائیگی کے بعد احرام کے سب احکامات ختم ہو چکے ہیں۔ **ولـو جامع بعد الـطواف والحلق لا شیء عليه اى ولو قبل السعى.** (مناسك ملا على قاريؒ ٣٤٠، غنية الناسك ٢٧٠)

حالتِ احرام میں بیوی سے بوس وکنار

اگر کسی محرم نے حالت احرام میں مقدمات جماع کو اختیار کیا، مثلاً بیوی سے مباشرتِ فاحشہ کی، بوسہ لیا، یا شہوت کے ساتھ چھولیا، تو ایسی صورتوں میں چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہرصورت اس پر دم واجب ہوگا؛ لیکن دواعیٔ جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا۔ **حتـــى لـــو وطـئ فيـمـا دونهـمـا اى من الافخاذ ونحوها ......، او لمس اى مس بلا حائل او عانق**

او باشره ای مباشرة فاحشة ...... **لم یفسد ای بالاجماع.** (مناسك ملاعلی قاریؒ ۳۳۵) ...... **فعلیه دم.** (غنیة الناسك ۲٦۸، هندیة ۱/ ۲٤٤، تاتارخانیة ۳/ ۵۸۲) **تجب شاة ان قبّل او لمس بشهوة لان الدواعی محرمة لاجل الاحرام مطلقاً فیجب الدم مطلقاً.** (البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۱٤–۱۵)

بحالتِ احرام مشت زنی کا حکم

احرام کی حالت میں مشت زنی کرنے سے حج فاسد نہیں ہوتا؛ لیکن دم جنایت لازم ہوتا ہے۔ **ولو استمنی بالکف فعلیه دم.** (غنیة الناسك ۲٦۸)

○❖○

بحالتِ احرام شکار

حالت احرام میں شکار کیوں حرام ہے؟

اسلام میں اگرچہ ''شکار'' کرنے کی فی الجملہ اجازت ہے اور اس کے باقاعدہ احکامات قرآن وحدیث میں وارد ہیں؛ لیکن یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ جس شخص کو شکار کا شوق ہوجاتا ہے پھر وہ اپنے واجبی کاموں سے بھی غافل ہوجاتا ہے، اور بسا اوقات شکار کی دھن میں خود اپنے ہی کو بھول جاتا ہے۔ شکاری کو شکار کے علاوہ کسی چیز کی سدھ ہی نہیں رہتی، بالخصوص خشکی کا شکار کہ اس کا بدل (یعنی دیگر پالتو جانور) دستیاب ہونے کے باوجود شکار میں انہماک یقیناً ضروری کاموں میں خلل اندازی کا سبب بنتا ہے؛ اس لئے شریعت میں احرام باندھنے کے بعد خشکی کے شکار کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے؛ کیوں کہ اس میں مشغولیت سفرِ حج کے مبارک مقصد یعنی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں رکاوٹ بن جائے گی؛ البتہ سمندری شکار یعنی مچھلی کے شکار کرنے اور پکڑنے کی ضرورۃً اجازت دی گئی؛ کیوں کہ سمندری سفر کے دوران بعض مرتبہ اس کے علاوہ رزق ملنا دشوار ہے، گویا کہ یہ اجازت بھی حکمت و مصلحت اور ضرورت پر مبنی ہے، اس بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:۔

اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعاً لَّکُمْ وَلِلسَّیَّارَةِ، وَحُرِّمَ عَلَیْکُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُماً وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِیْ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ. (المائدة: ۹۶)

تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا حلال ہے، تمہارے اور سب مسافروں کے فائدہ کے واسطے، اور تم پر جنگل کا شکار حرام کردیا گیا ہے جب تک تم احرام میں رہو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم جمع ہوگے۔

آیت کے اخیر میں تقویٰ کی تاکید کرکے یہ بتادیا گیا کہ دورانِ سفر شکار نظر آنے اور اس کو مارنے کے نفسانی تقاضے کے باوجود محض اللہ کے ڈر سے اس کی طرف توجہ نہ دینا ایک مستقل امتحان ہے، جس میں عزیمت کے بغیر کامیابی نہیں مل سکتی، چناں چہ اللہ تعالیٰ مذکورہ آیت سے قبل ارشاد فرماتے ہیں:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّکُمُ اللّٰهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُهٗٓ اَیْدِیْکُمْ وَرِمَاحُکُمْ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ، فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ. (المائدة: ۹۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تم کو ضرور آزمائیں گے اس شکار میں کہ جس پر تمہارے ہاتھ یا تمہارے نیزے پہنچے ہیں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم فرمائیں کہ کون اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے پھر جس نے اس کے بعد زیادتی کی تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

بریں بنا سفرِ حج وعمرہ میں بحالتِ احرام (اور حدودِ حرم میں) شکار سے قطعاً پرہیز کرنا ضروری ہے، اس سلسلہ کے چند ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

کن جانوروں کا شکار ممنوع ہے

خشکی کے وہ جانور جو پیدائشی طور پر جنگلی اور وحشی ہوتے ہیں (مثلاً نیل گائے، ہرن وغیرہ، یا ہوا میں اڑنے والے آزاد پرندے) ان کا شکار کرنا احرام کی حالت میں مطلقاً ممنوع ہے، خواہ حدودِ حرم میں ہو یا حدودِ حرم سے باہر؛ لہٰذا اگر محرم ایسے کسی جانور کا خود شکار کرے یا کسی دوسرے کو شکار کی رہنمائی کرے، سہواً کرے یا قصداً کرے، خوشی سے کرے یا مجبوراً کرے، بہرحال اس پر جزا لازم ہے۔ ﴿وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُماً. المائدة: ٩٦﴾ **فالصيد هو الحيوان المتوحش باصل الخلقة ...... وبقتله في الاحرام او الحرم ولو تسبباً او سهواً او عمداً وهو مضطر او مكره يلزم جزاؤه.** (غنية الناسك ٢٨٠-٢٨١، ومثله في الدر المختار مع الشامي زكريا ٥٩٧/٣، هداية ٢٩٨/١)

پلے ہوئے جنگلی جانوروں کا حکم

جنگلی جانور کو اگر گھر میں پال کر مانوس بنالیا جائے (جیسے ہرن یا پرندہ مثلاً کبوتر، تیتر وغیرہ) پھر بھی محرم کے لئے انہیں ذبح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ **فالظبي والفيل والحمام المستأنسات صيد.** (غنية الناسك ٢٨٠، ومثله في فتح القدير ٦٦/٣، درمختار مع الشامي زكريا ٥٩٧/٣، تاتارخانية زكريا ٥٥٤/٣، معلم الحجاج ٢٥٠)

حملہ آور درندوں کو مارنے کا حکم

وہ جانور جو درندے کہلاتے ہیں، مثلاً شیر، چیتا، ہاتھی، بندر وغیرہ، اگر وہ حملہ آور ہوں تو انہیں مارنے میں بالاتفاق حرج نہیں؛ لیکن اگر وہ حملہ آور نہ ہوں، تو ظاہر الروایۃ میں ان کے مارنے پر جزا لازم ہوگی۔ **واما باقي السباع كالفيل والاسد والنمر ...... فيجب بقتلها الجزاء الا ان تصول.** (غنية الناسك ٢١٨، ومثله في الهداية ٣٠٤/١، درمختار مع الشامي زكريا ٦٠٩/٣)

موذی جانوروں کو مارنے پر کوئی جزاء نہیں

موذی جانور جیسے سانپ، بچھو، چوہیا، کٹ کھنا کتا وغیرہ، ان کے مارنے پر کوئی جنایت

لازم نہیں ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: خمس فواسق یقتلن فی الحرم: الفارة والعقرب والغراب والحدیأ والکلب العقور.** (ترمذی شریف ۱۷۱/۱، مسلم شریف ۳۸۱/۱) **واما باقی الفواسق کالحیة والعقرب والفارة الاهلیة والوحشیة والکلب العقور فلیست بصیود.**

(غنیة الناسك ۲۸۱، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۶۰۸/۳، هدایة ۳۰۲/۱)

دریائی جانوروں کا شکار حلال ہے

جو جانور پانی میں پیدا ہوتے ہیں اور وہیں جیتے مرتے ہیں، جیسے مچھلی، کیکڑا، اور کچھوا وغیرہ، ان کے شکار پر کوئی جزا نہیں ہے۔ ﴿اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعاً لَّکُمْ. المائدة: ۹۶﴾ **وبحری: وهو ما یکون توالده فی البحر فالعبرة بالتوالد لا بالمعاش فالبحری حلال اصطیاده للمحرم بجمیع انواعه سواء کان ماکولاً او غیره.** (غنیة الناسك ۲۸۱، ومثله فی الهدایة ۲۹۸/۱، فتاویٰ سراجیه ۱۸۴/۱، فتح القدیر ۶۶/۱)

دریائی پرندوں کا حکم

مچھلی خور، دریائی پرندوں مثلاً نیل پر، سیخ پر، بطخ، مرغابی وغیرہ کا شکار کرنا محرم کے لئے حلال نہیں ہے؛ اس لئے کہ ان پرندوں کی پیدائش اصلاً خشکی میں ہوتی ہے۔ **واما طیور البحر فلا یحل اصطیادها له لان توالدها فی البر وانما یدخل البحر لطلب الرزق.** (غنیة الناسك ۲۸۱، ومثله فی فتح القدیر ۶۸/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۲۷/۲)

شکار کو مارنے کی جزاء

بحالت احرام جزاء میں یہ تفصیل ہے کہ جس جگہ پر شکار کیا ہے وہاں کے دو معتبر آدمیوں کے ذریعہ اس شکار کی قیمت لگائی جائے، یعنی وہ شکار زندہ ہونے کی حالت میں جتنے میں فروخت ہوسکتا ہو وہی قیمت متعین کی جائے، پھر اگر وہ قیمت اتنی ہو کہ اس سے ایک یا ایک سے زائد قربانی کا جانور خرید ا جاسکتا ہو تو شکار کرنے والے محرم کو تین باتوں کا اختیار رہتا ہے:

(۱) قربانی کا جانور حدودِ حرم میں ذبح کرے اور پھر قربانی کا گوشت غریبوں میں تقسیم کردے۔(اور اگر شکار کی قیمت سے قربانی کے کئی جانور خریدے جاسکتے ہوں تو ان کی تعداد کے بقدر بکریوں کی قربانی کرے، یہی افضل ہے، اور چاہے تو قیمت کے اعتبار سے اونٹ یا گائے کی قربانی بھی کرسکتا ہے۔)

(۲) شکار کی قیمت سے غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلائے، یا کھانے کی قیمت غرباء میں تقسیم کرے؛ لیکن ضروری ہے کہ کسی بھی غریب کے حصہ میں ایک صدقۂ فطر سے کم یا زیادہ قیمت نہ آئے۔

(۳) روزے رکھے، اور روزوں کی تعداد کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اولاً شکار کی قیمت کا غلہ کی قیمت سے موازنہ کیا جائے، پھر جتنی رقم بیٹھے اس کو ایک صدقۂ فطر (ایک کلو ۵۷۵/گرام گیہوں) کی قیمت پر تقسیم کیا جائے، اور جتنے صدقۂ فطر حاصل قسمت میں آئیں ہر ایک کے عوض ایک روزہ رکھا جائے۔

اور اگر شکار کی قیمت اتنی ہے کہ اس سے قربانی کا کوئی جانور خریدا نہیں جاسکتا؛ لیکن کھانا کھلایا جاسکتا ہے، تو اس کی قیمت سے غریبوں کو کھانا کھلادے یا اوپر درج کردہ تفصیل کے مطابق روزے رکھے۔

اور اگر شکار کی قیمت اتنی کم ہے کہ ایک صدقۂ فطر کو بھی نہیں پہنچتی تو اختیار ہے، چاہے تو کل قیمت صدقہ کردے یا ایک روزہ رکھے۔ **قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَقْتُلُوْا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ، وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنكُمْ مُتَعَمِّداً فَجَزَآءٌ مِّثْلَ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْياً بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَاماً لِيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ، عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ، وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ.** المائدة: ﴾ **وهو قيمة الصيد بتقويم عدلين فى مقتله الخ، ثم اذا ظهرت قيمته بتقويم عدلين فان بلغت هدياً فللمحرم القاتل او الدال ان يجعلها هدياً او طعاماً او صياماً، وان لم تبلغ ثمن هدى فله ان يجعلها طعاماً او صياماً الخ، وان اختار الهدى للتكفير اشتراه بالقيمة وسبع شياهٍ افضل من البدنة الخ، وان اختار**

الطعام للتكفير اشتراه بالقيمة واعطى كل مسكين نصف صاع من بر، او صاعاً من تمر او شعير، ولا يجوز اقل منه ولا اكثر الخ، وان اختار الصيام يقوم الصيد طعاماً، ثم يصوم من نصف صاع من بر او صاع من غيره يوماً، وان كان الواجب دون طعام مسكين بان قتل عصفوراً او يربوعاً فاما ان يطعم القدر الواجب او يصوم عنه يوماً. (غنية الناسك ٢٨٤–تا–٢٨٦، الموسوعة الفقهية ١٨٧/٢، هداية ٢٩٩/١، هندية ٢٢٨/١)

نوٹ : **الف**: جنایت میں جو جانور ذبح کیا جائے گا اس کا حدود حرم میں ذبح ہونا ضروری ہے؛ لیکن غریبوں کو کھانا کھلانے میں فقراء حرم کی قید نہیں۔ **ویسقط بذبحه فی الحرم فلو ذبحه فی الحل لا یجزئه عن الهدی؛ بل عن الاطعام الخ.** (غنية الناسك ٢٨٦)

ب: شکار کی جزاء میں بہت وسعت ہے؛ حتی کہ قربانی اور غریبوں کو کھانا کھلانے پر قدرت کے باوجود شکار کرنے والا روزہ کے ذریعہ جنایت کی ادائیگی کر سکتا ہے۔ **وله ان یختار الصوم مع القدرة علی الهدی والطعام.** (غنية الناسك ٢٨٦)

ج: اور یہ بھی اختیار ہے کہ بیک وقت قربانی، غریبوں کو کھانا کھلانا اور روزہ تینوں کو جمع کرے، مثال کے طور پر شکار کی قیمت تین ہزار روپئے بیٹھی، تو دو ہزار کا بکرا خرید کر قربانی کر دے اور پانچ سو روپئے سے غلہ خرید کر فقراء میں حسب شرائط تقسیم کر دے، اور مابقیہ پانچ سو روپئے میں جتنے صدقۂ فطر آئیں ان کی تعداد کی بقدر روزے رکھ لے، وغیرہ۔ **ویجوز له الجمع بین الطعام والصیام والدم فی جزاء صید واحد الخ.** (غنية الناسك ٢٨٦)

شکار کو زخمی کرنا

اگر شکار کو زخمی کیا یا اس کا کوئی عضو توڑ دیا وغیرہ، تو اس کی وجہ سے اس کی قیمت میں جو کمی ہوگی اس کا ضمان محرم کو دینا ہوگا۔ **ولو جرح صیداً او نتف شعره او قطع عضوه ضمن ما نقص من قیمته.** (غنية الناسك ٢٨٦، ومثله فی التاتارخانية ٥٦٥/٣، هداية ٣٠٢/١، هندية ٢٤٨/١، بدائع الصنائع زكريا ٤٤٢/٢)

جنگلی پرندوں کا انڈا پھوڑ دینا

جنگلی پرندوں کا صحیح انڈا پھوڑ دینے کی وجہ سے انڈے کی قیمت کا تاوان واجب ہے۔ **ولو کسر بیض نعامة او غیرها فعلیه قیمة البیض ما لم یفسد.** (غنیة الناسك ۲۸۸، ومثله فی التاتارخانیة ۵٦٦/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۳۹/۳، مبسوط سرخسی ۸۷/٤، هدایة ۳۰۲/۱)

مچھر اور چیونٹی وغیرہ مارنے کا حکم

بحالتِ احرام موذی مچھر اور چیونٹی کو مارنا درست ہے؛ لیکن جو چیونٹی موذی نہ ہو اس کا مارنا جائز نہیں؛ تاہم اس کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ **ولا بقتل باقی هوام الارض وحشراتها کبعوض ونمل یؤذی وهو السود والصفر وما لا یؤذی لا یحل قتلها وان کان لایجب بقتلها الجزاء.** (غنیة الناسك ۲۸۹، ومثله فی الهدایة ۳۰۲/۱، مبسوط سرخسی بیروت ۱۰۱/٤، درمختار مع الشامی زکریا ٦۰۸/۳، الفتاوی السراجیة ۱۸٤/۱، بدائع الصنائع زکریا ٤٢٦/٢)

اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم

بحالتِ احرام بدن کی جوں مارنا یا انہیں بدن سے جدا کرنا ممنوع ہے، اگر دو تین جوں ماریں تو تھوڑا بہت جو چاہے مثلاً ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے، اور اگر تین سے زیادہ جوؤں کے ساتھ ایسا کیا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ **ولو قتل المحرم قملة من بدنه او ثوبه تصدق بما شاء کجرادة مثل کف من طعام والقملتان والثلاث کالواحدة وفی الزائد علی الثلاث بالغاً ما بلغ نصف صاع.** (غنیة الناسك ۲۹۰، ومثله فی التاتارخانیة ۵۵۹/۳، درمختار مع الشامی زکریا ٦۰۸/۳، فتح القدیر زکریا ۸۵/۳، معلم الحجاج ۲۵٦)

دوسرے شخص سے جوں پکڑوانا

اگر محرم شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ میری جوئیں پکڑ کر ماردو یا اپنا کپڑا اتار کر دیا کہ اس میں جو جوئیں ہیں انہیں مار ڈالو اور اس دوسرے شخص نے اس کی جوئیں ماردیں، تو محرم پر جزا واجب

ہوگی۔ **ولو قال لحلال ادفع عنی هٰذا القمل او امره بقتلها او اشار الیها او دفع الیه ثوبه لیقتله ما فیه فعلیه الجزاء.** (غنیة الناسك ۲۹۰، و مثله فی التاتارخانیة ۵۵۹/۳، هندیة ۲۵۲/۱)

محرم کا دوسرے شخص کی جوں مارنا

اگر محرم دوسرے شخص کی جوں مارے یا زمین پر رینگتی ہوئی جوں مارے، تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ **اذا قتل المحرم قمل غیره لا شیء علیه.** (غنیة الناسك ۲۹۰، تاتارخانیة ۵۵۹/۳، هندیة ۲۵۳/۱) **لو قتل ما علی الارض من القمل فانه لا شیء علیه او قتلها من بدن غیره فکذلک.** (البحر الرائق کوئٹه ۳٤/۳، مناسك ملا علی قاری ۳۷۸)

ٹڈی مارنے کا حکم

بحالتِ احرام ٹڈی مارنا منع ہے؛ تاہم اگر ٹڈی ماردی تو تین اور اس سے کم میں جو چاہے صدقہ کردے، اور اگر چار یا اس سے زائد ہوں تو ایک صدقۂ فطر کے بقدر ادا کرے۔ **وینبغی ان یکون الجراد کالقمل ففی الثلاث وما دونها تصدق بما شاء، وفی الاربع فاکثر تصدق بنصف صاع.** (غنیة الناسك ۲۹۰، و مثله فی تبیین الحقائق زکریا ۳۸۳/۲)

نوٹ: بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ٹڈیاں اس قدر زیادہ ہوجاتی ہیں کہ سارے راستے اس سے بھر جاتے ہیں، جیسا کہ کبھی کبھی حرم شریف کے بیرونی صحن میں یہ صورت نظر آتی ہے، تو ایسی حالت میں اگر ٹڈیاں پیروں سے کچل جائیں یا روندی جائیں تو خواہ کتنی بھی ہوں ان میں کوئی جزاء لازم نہیں ہے، پھر بھی احتیاط لازم ہے۔ **ولو وطی جراداً عامداً او جاهلاً فعلیه الجزاء الا ان یکون کثیراً قد سد الطریق فلا یضمن.** (غنیة الناسك ۲۹۰، البحر الرائق کوئٹه ۳٥/۳)

محرم کا ذبح کیا ہوا شکار حلال نہیں

محرم اگر شکار کردہ جانور کو ذبح کرے تو یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے؛ بلکہ مردار کے حکم میں ہے، اس کا کھانا غریب امیر کسی کے لئے جائز نہیں ہے، اور یہ حکم مطلق ہے، یعنی خواہ خود محرم نے شکار

کرکے خود ذبح کیا ہو یا خود شکار کرکے حلال شخص سے ذبح کرایا ہو یا حلال نے شکار کرکے محرم سے ذبح کرایا ہو، بہرصورت یہ ذبیحہ مردار ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰه عنها و الحسن بن علی وعبد الله بن عمرؓ قالوا فی الصید یذبح بمکة لا یوکل، فقیل: فما یصنع به قال: یطرح بمنزلة المیت.** (السنن الکبریٰ للبیهقی ۴۲۷/۷) **اذا ذبح محرم صیداً فی الحل الخ، فذبیحته میتة لا یحل اکلها له، و لو اصطاد حلال فذبح له محرم او اصطاد محرم فذبح له حلال فهو میتة وکذا لو اصطاده حلالاً فذبحه محرم او علی العکس.** (غنیة الناسك ۲۹۱، ومثله فی المبسوط بیروت ۸۵/٤، تبیین الحقائق زکریا ۳۸۵/۲، الفتاوی السراجیة ۱۸٤/۱، تاتارخانیة ۵٦۳/۳)

محرم کا پالتو جانور کا ذبح کرنا

محرم کے لئے پالتو جانور، بکری، گائے اور مرغی وغیرہ کو ذبح کرنا اور کھانا بلاشبہ درست ہے۔ **اخرج البخاریؒ تعلیقاً: ولم یر ابن عباسؓ وانسؓ بالذبح بأساً وهو غیر الصید نحو الابل والغنم والبقر والدجاج والخیل.** (بخاری شریف ۲٤۵/۱) **وله ذبح حیوان اهلی.** (غنیة الناسك ۲۸۹، ومثله فی التاتارخانیة ۵۵۸/۳، الفتاویٰ السراجیة ۱۸۵/۱، تبیین الحقائق زکریا ۳۸۵/۲، البحر الرائق زکریا ۳٦/۳، معلم الحجاج ۲٤۹)

حالتِ احرام میں شکار پکڑنا

اگر محرم کسی شکار کو پکڑ لے تو وہ اس کا مالک نہیں ہوتا؛ بلکہ اس شکار کو فوراً چھوڑ نا اس پر واجب ہے۔ **ولو اخذ صیداً فی الحل وهو محرم الخ لم یملکه ووجب ارساله.**

(غنیة الناسك ۲۹۲، ومثله فی الهدایة ۳۰٦/۱، البحر الرائق زکریا ۱٤۱/۳)

○❖○

جنایاتِ حرم

حرم محترم

کعبۂ مشرفہ کے اردگرد کا ایک مخصوص رقبہ [جو کل مربع تقریباً ۵۵۰ کلومیٹر] پر مشتمل ہے، شریعت کی اصطلاح میں ''حرم'' کہلاتا ہے، یہ علاقہ زمانۂ قدیم ہی سے مامون ومحفوظ قرار دیا گیا ہے، گویا کہ یہ ''بین الاقوامی علاقۂ امن'' ہے، جہاں انسان تو انسان آزاد جانوروں اور خودرو گھاس پھوس اور درختوں کو بھی امن وامان حاصل ہے۔ قرآنِ پاک میں اس کے متعلق فرمایا گیا:

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِناً. (ال عمرن:) — اور جو اس میں داخل ہوگیا وہ امن میں ہے۔

اور ایک جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرادیا گیا:

اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَىْءٍ. (القصص: ۹۱) — مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو حرمت بخشی ہے، اور وہی ہر چیز کا مالک ہے۔

اور سورۂ قریش میں فرمایا گیا:

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِىْٓ اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ. (قریش: ٤) — پس انہیں چاہئے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک کی حالت میں کھانے کو دیا اور انہیں بدامنی سے محفوظ رکھا۔

بریں بنا جس خوش نصیب شخص کو اس مقدس دیار میں حاضری کا شرف حاصل ہوا سے نہایت خشوع وخضوع اور عاجزی کا اظہار کرنا چاہئے، اور دل سے بھی سبھی خیالات کو نکال کر پوری طرح رب العالمین اور رب البیت کی جانب متوجہ ہوجانا چاہئے، اور ہر ایسی بات سے بچنا چاہئے جو اس دربار کی عظمت کے مناسب نہ ہو۔

حدودِ حرم میں خاص طور پر دو طرح کی باتیں ممنوع ہیں، جن کی خلاف ورزی کی وجہ سے جنایت لازم آتی ہے: (ا) حدودِ حرم میں شکار کرنا (۲) حرم کی خودرو گھاس یا درخت وغیرہ کاٹنا۔ اس لئے اس سے متعلق چند مسائل ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں:

(۱) حدودِ حرم میں شکار:

حدود حرم میں شکار کرنے کی جزاء

اگر غیر محرم شخص حدود حرم میں شکار کرے یا شکار کو ذبح کرے تو یہ ذبیحہ حرام اور مردار ہے، کسی کے لئے اس کا کھانا حلال نہیں اور ایسے شخص پر شکار کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ **وان ذبح المحرم صيداً مطلقاً او الحلال صيد الحرم فذبيحته ميتة لا يحل اكلها لاحد من محرم او حلال ......، وفي صيد الحرم اذا ذبحه الحلال الجزاء بقدر قيمته يتصدق به على الفقراء ولا يجزئه هنا الصوم.** (اللباب في شرح الكتاب ۱۸۹/۱-۱۹۰، غنية الناسك ۲۹۱، ومثله في الهداية ۳۰٤/۱، تبيين الحقائق زكريا ۳۸۵/۲، مبسوط سرخسي بيروت ۸۵/٤، شامي زكريا ۶۰۹/۳)

حرم میں شکار کی رہنمائی بھی منع ہے

حدود حرم میں اگر کوئی حلال (غیر محرم) شخص شکار کی رہنمائی کرے اور خود شکار نہ کرے تو اس پر کوئی جزا واجب نہیں ہے؛ البتہ استغفار ضروری ہے۔ **ولا شيء في دلالة الحلال على صيد الحرم الخ.** (غنية الناسك ۲۹۹، هندية ۲۵۰/۱، تاتارخانية ۵۷۰/۳، بدائع الصنائع زكريا ٤٤۸/۲)

حرم کے شکار کو ہڑکانے کا حکم

اگر کسی حرم میں رہنے والے شکار کو ہڑکا کر اسے حدود حرم سے باہر نکالا، تو اس شکار کو مارنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر شکار خود بخود حرم سے باہر آ گیا تو اس کا شکار حلال ہے۔ **ولو خرج الصيد بنفسه من الحرم حل اخذه وان اخرجه احد من الحرم لم يحل.** (غنية الناسك ۳۰۰، شامي زكريا ۶۱۵/۳، مناسك ملا علي قاري ۳۷۵)

(۲) حرم کے درخت اور گھاس پھوس:

حرم کی کھیتی کاٹنے میں حرج نہیں

جو درخت لوگ خود اگاتے ہوں جیسے غلہ جات کی کھیتی یا پھل دار باغات، تو ان کو کاٹنے

میں شرعاً کوئی جزاءنہیں ہے،خواہ وہ خود اگا ہو یا کسی نے اگایا ہو۔ **کل شجر انبته الناس وهو من جنس ما ينبته الناس عادةً كالزرع ......، فهٰذه الانواع الثلاثة يحل قطعها ولا جزاء فيها به.** (غنية الناسك ٣٠٣، ومثله في فتح القدير زكريا ١٠٢/٣، هندية ٢٥٢/١، تاتارخاينة زكريا ٥٩٨/٣)

قصداً بویا گیا درخت کاٹنا

جو درخت کسی شخص نے خود لگایا ہو، اگر چہ عام طور پر اسے اگانے کا رواج نہیں ہے، جیسے پیلو کا درخت تو اس کے کاٹنے میں بھی حرج نہیں ہے۔ **الثاني ما انبته الناس وهو ليس مما ينبتونه عادةً كالاراك.** (غنية الناسك ٣٠٣، ومثله في التاتارخانية زكريا ٥٩٨/٣، درمختار مع الشامي زكريا ٦٠٤/٣)

نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ آج کل حرم کی حدود میں حکومت کی طرف سے جو نیم وغیرہ کے درخت بالقصد لگائے گئے ہیں ان کو کاٹنے سے کوئی جزاء واجب نہیں ہوگی۔

خودرَو گھاس کاٹنے کا حکم

وہ خودرو گھاس یا درخت جسے اگانے کا معمول نہیں ہے، (جیسے نونیا گھاس وغیرہ) اور وہ ثمر آور بھی نہیں ہے، تو ایسے درختوں اور گھاس کو کاٹنا اور توڑنا حدود حرم میں ممنوع ہے، اگر ایسے درخت یا گھاس کو کاٹا جائے گا تو ضمان میں اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہوگا۔ (اور اگر مملوکہ زمین کی گھاس ہے تو زمین کے مالک کو بھی گھاس کی قیمت دینی پڑے گی)۔ **فاما اذا نبت بنفسه فله حرمة الحرم وان كان مملوكاً لانسان بان نبت في ملكه حتى قالوا لو نبت في ملك رجل ام غيلان فقطعه انسان فعليه قيمة لمالكه وعليه قيمة (اخرى) لحق الشرع.** (مبسوط السرخسي زكريا ١٠٣/٤) **كل شجرة نبت بنفسه وهو من جنس ما لا ينبته الناس كأم غيلان فهذا محظور القطع والقلع ......، فلو قلعه محرم او حلال ضمن قيمته.** (غنية الناسك ٣٠٣، ومثله في الهندية ٢٥٢/١، درمختار مع الشامي زكريا ٦٠٣/٣)

خودرو مسواک کے درخت کاٹنا

حدود حرم میں واقع پیلو کے خودرو درختوں سے مسواک توڑنا اور ان کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے (البتہ جو درخت خود رو نہیں ہے؛ بلکہ کسی شخص نے اپنی زمین میں خود قصداً اُگائے ہیں، تو ان کی ٹہنی توڑنا جنایت میں داخل نہیں ہے) **لایجوز اتخاذ المساویک من اراک الحرم، و سائر شجرة.** (البحر العميق ١٠٤٤/٢، غنية الناسك ٣٠٤)

سوکھی ہوئی گھاس کاٹنے کا حکم

حرم کا خشک درخت یا سوکھی ہوئی گھاس توڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **وما جف من الشجر والحشيش او انكسر لا ضمان فيه.** (غنية الناسك ٣٠٤، تاتارخانية زكريا ٥٩٨/٣، البحر العميق ١٠٣٣/٢، خانية ٣١٢/١، هندية ٢٥٣/١، مبسوط سرخسي زكريا ١٠٤/٤، معلم الحجاج ٢٦٢)

چلنے پھرنے یا کسی ضرورت سے گھاس اکھڑ جائے

اگر ضرورت سے گڑھا کھودا، یا چولہا بنایا، یا خیمہ گاڑا یا چلتے ہوئے گھاس اکھڑ گئی، یا سواری کے پیر کے نیچے گھاس آ گئی تو اس میں کوئی جنایت لازم نہیں آتی۔ **لو حفر حفيرة للخبز او للوضوء او ضرب الفسطاط او اوقد ناراً او مشى هو ودابته فانقطع به شيء من الحشيش اى ذهب به نزهة عروض الحرم فلا شيء عليه.** (مناسك علي قاري ٣٨٣، شامي زكريا ٦٠٤/٣)

حدودِ حرم میں سانپ کی چھتری اکھاڑنا

اگر حدودِ حرم میں اگنے والی سانپ کی چھتری (کمأۃ) اکھاڑی تو کوئی جزا لازم نہیں ہے (کیوں کہ وہ نہ تو درخت میں شامل ہے اور نہ گھاس میں؛ بلکہ ایک سبزی کے مانند ہے) **ولا بأس بأخذ كمأة الحرم لانها ليست من الشجر ولا من الحشيش والفلأ.** (خانية ٣١٢/١، مناسك علي قاري ٣٨٣، درمختار زكريا ٦٠٧/٣)

حرم کی مٹی اور پتھر کا حکم

حدودِ حرم کی مٹی اور پتھر وغیرہ کا حکم خود رو درخت اور گھاس کے مانند نہیں ہے؛ لہٰذا وہاں کی مٹی کو ضرورت کی وجہ سے کھودنا یا حرم سے باہر منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولا بـــأس باخراج الحجر والتراب من الحرم.** (فتاویٰ سراجیة ۱۹۰، تاتارخانية زكريا ۵۹۹/۳)

حرم میں شکار کردہ جانور کی بیع باطل ہے

جس شخص نے احرام کی حالت میں شکار کیا ہے تو اس کا شکار کردہ جانور میتہ کے حکم میں ہے، اس کا استعمال اور خرید وفروخت سب حرام اور باطل ہے۔ **لا يجوز بيع المحرم صيداً في الحل والحرم.** (مناسك على قارى ۳۷۱، اللباب ۱۹۰)

مکہ معظّمہ میں داخلہ

مکہ معظّمہ کب آباد ہوا؟

آج تو بحمدہ تعالیٰ ''مکہ معظّمہ'' بڑا وسیع پر رونق اور شاندار ترقی یافتہ شہر بنا ہوا ہے، ایک دن وہ بھی تھا جب یہاں سوائے چٹیل میدان کے کچھ نہ تھا، گویا نہ آدم تھا نہ آدم زاد، دور دور تک خشک پہاڑ تھے، پانی کا نام ونشان نہ تھا، اور جب پانی ہی نہ تھا تو ہریالی اور سرسبزی وشادابی کا کیا سوال تھا؟ اسی ویران وادی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے شیر خوار فرزند - اسماعیل علیہ السلام - کو ان کی والدہ - حضرت ہاجرہ علیہا السلام - کے ساتھ چھوڑ آؤ، ایک عام آدمی کو یہ حکم ہوتا تو وہ نہ جانے کتنے بہانے گڑھ لیتا اور ایسے ویرانے میں کس مپرسی کے عالم میں معصوم سی جان اور کمزور شریک زندگی کو چھوڑنے پر شاید کبھی آمادہ نہ ہوتا۔ مگر یہاں جسے حکم ملا تھا وہ کوئی عام انسان نہ تھا؛ بلکہ وہ اولوالعزم پیغمبر تھا جسے اللہ تعالیٰ نے مقامِ خلت اور مقام امامت پر فائز کیا تھا، چناں چہ اس اللہ کے سچے خلیل نے حکم ربی ملنے پر کوئی چوں چرا نہیں کی؛ بلکہ بلا تکلف اپنے نورِ نظر سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سکون جاں حضرت ہاجرہ کو لے کر شام سے مکہ معظّمہ کی طرف چل پڑے، اور جب مقررہ مقام پر پہنچ کر حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کو اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت ہاجرہ نے بار بار فریاد کی کہ اس ویرانے میں ہمیں اکیلے چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟ پھر سوال کیا کہ کیا اللہ کا حکم یہی ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا یہ سن کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام - جو بڑے صبر وحوصلہ کی خاتون تھیں - نے اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا کہ: ''اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو وہ یقیناً ہمیں ضائع نہ فرمائیں گے''۔ (تلخیص: بخاری شریف ۱/۴۷۵، حدیث: ۳۳۶۴، انوار مناسک ۸۱)

جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ علیہما السلام کو چھوڑ کر واپس ملک شام جانے لگے تو آپ نے قریبی ٹیلے کی اوٹ میں کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، جس کو قرآنِ پاک میں ان الفاظ میں نقل فرمایا گیا ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ	اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب اس شہر کو

اٰمِناً وَّ اجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ. رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ، فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ، رَبَّنَا لِيُقِيْمُوْا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ.

(ابراهیم: ۳٦-۳۷)

امن والا بنادے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا پاٹ سے دور رکھ، یقیناً ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہی میں ڈالا، سو جو کوئی میرے راستہ پر چلا وہ تو میرا ہے، اور جس نے میری بات نہ مانی سو آپ بخشنے والے مہربان ہیں۔ اے ہمارے رب میں نے اپنی ایک اولاد کو ایسے میدان میں لا بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں ہے جو تیرے حرمت والے گھر کے پاس ہے، اے ہمارے رب! تاکہ یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں لہٰذا بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہونے والے بنادیجئے اور انہیں میوے جات سے روزی عطا فرمایئے، شاید کہ وہ شکر بجالائیں۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی مذکورہ دعائیں قبول ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے اس ویران اور چٹیل میدان کو بھری پری محفوظ و مامون آبادی میں تبدیل فرمادیا، اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ اولاً اس جگہ غیبی قدرت سے زمزم کا چشمہ جاری ہوا، پھر ایک خانہ بدوش قبیلہ ''بنو جرہم'' وہاں آباد ہوا، جس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی ہوئی اور نسل چلی، اور پھر بیت اللہ شریف کی ازسر نو تعمیر کے بعد حجاج ومعتمرین کی آمد ورفت کا سلسلہ شروع ہوا جو قیامت کے قریب تک ان شاء اللہ جاری رہے گا، اور حیرت انگیز طور پر دعائے ابراہیمی کی قبولیت کا مشاہدہ آج بھی مکہ معظّمہ جانے والا ہر شخص کرسکتا ہے کہ وہاں ہر طرح کے پھل فروٹ اور مصنوعات کی وہ بہتات ہر زمانہ میں رہتی ہے جس کی نظیر دوسری جگہ ملنی مشکل ہے، یہ سب حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی مقبول ومستجاب دعاؤں کی برکات ہیں۔ **وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔**

بیت اللہ شریف کی قدیم تاریخ

جس جگہ بیت اللہ شریف قائم ہے یہ حصۂ زمین نامعلوم زمانہ سے اللہ کی نظر میں مقدس چلا آتا ہے، چناں چہ روایات میں ہے کہ خود فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ: ''ہم دو ہزار سال سے یہاں حج کرتے آئے ہیں''۔ (دلائل النبوۃ ۲/۴۵)

حضرت آدم علیہ السلام نے اولاً اللہ کے حکم سے اس جگہ کی گھیرا بندی فرمائی اور حج وطواف کا سلسلہ شروع کیا۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے

بیت اللہ شریف کی اوپر کی مکمل عمارت کی تعمیر نہیں کی تھی؛ بلکہ صرف بنیادیں بھری تھیں اور اوپر کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو لاکر رکھ دیا تھا جو طوفانِ نوح تک وہیں رکھا رہا، اور طوفانِ نوح کے وقت اسے اٹھالیا گیا اور یہ جگہ ایک ٹیلہ کی شکل میں محفوظ کردی گئی۔ اور بعد کے انبیاء وغیرہ اسی ٹیلہ کا حج کرتے رہے، جب کہ اصل مقامِ کعبہ کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ (تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ ۲۶۵)

اس کی تائید درج ذیل موقوف روایت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

لَمَّا اَهْبَطَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ اِنِّيْ مُهْبِطٌ مَعَكَ بَيْتاً اَوْ مَنْزِلاً يُطَافُ حَوْلَهٗ، كَمَا يُطَافُ حَوْلَ عَرْشِيْ وَيُصَلّٰى عِنْدَهٗ كَمَا يُصَلّٰى عِنْدَ عَرْشِيْ، فَلَمَا كَانَ زَمَنُ الطُّوْفَانِ رُفِعَ، وَكَانَ الْاَنْبِيَاءُ يَحُجُّوْنَهٗ وَلاَ يَعْلَمُوْنَ مَكَانَهٗ فَبَوَّأَهٗ لِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ فَبَنَاهُ مِنْ خَمْسَةِ اَجْبُلٍ: حِرَاءٍ وَثَبِيْرٍ وَلُبْنَانٍ وَجَبَلِ الطُّوْرِ وَجَبَلِ الْخَيْرِ فَتَمَتَّعُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ. (رواه الطبراني في الكبير موقوفاً ورجال اسناده رجال الصحيح، الترغيب والترهيب مكمل ٢٦٠)

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو ارشاد ہوا کہ میں تمہارے ساتھ ایک گھر اتارتا ہوں جس کے اردگرد اسی طرح طواف کیا جائے گا جیسے میرے عرش کے اردگرد کیا جاتا ہے، اور اس کے قریب اسی طرح نماز پڑھی جائے گی جیسے میرے عرش کے قریب پڑھی جاتی ہے۔ پھر جب طوفانِ نوح کا زمانہ آیا تو یہ گھر اٹھالیا گیا اور انبیاء علیہم السلام اس جگہ کا قصد فرماتے تھے؛ لیکن یہ کسی کو نہیں پتہ تھا کہ کعبہ کا اصل مقام کیا ہے؟ بس اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے سنبھال کر رکھا پس آپ نے اس کی تعمیر پانچ پہاڑوں سے کی جن کے نام یہ ہیں: حراء، ثبیر، لبنان، جبل طور، جبل خیر، پس جتنا تم سے ہوسکے اس بیت اللہ سے فائدہ اٹھاتے رہو۔

بہر حال اس سے معلوم ہوگیا کہ بیت اللہ شریف کی مکمل تعمیر انسانوں کے ہاتھوں پہلے سے نہ تھی، اس تعمیر کی سعادت سب سے پہلے سیدنا حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو نصیب ہوئی۔ (ومثلہ فی البدایۃ والنہایۃ ۱۸۲/۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیرِ کعبہ کا حکم

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ۱۰۰ ارسال کو پہنچی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ۳۰ رسال کے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ شریف کی تعمیر کا حکم دیا، چناں چہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام سے مکہ معظّمہ تشریف لائے، حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وقت

زمزم کے قریب اپنے تیروں کو درست کرنے میں مشغول تھے، پس دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر محبت میں لپٹ گئے؛ کیوں کہ بہت دنوں میں ملاقات ہوئی تھی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کام کرنے کا مجھے حکم دیا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''آپ کے پروردگار نے جو حکم دیا ہے اسے کرگذریئے''۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم اس میں میری مدد کروگے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''یقیناً مدد کروں گا''، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں بیت اللہ شریف (کعبۂ مشرفہ) کی تعمیر کا حکم دیا ہے، پس یہ دونوں خوش بخت باپ بیٹے اس حکم کی تعمیل میں مصروف ہوگئے۔ (بخاری شریف ۱/ ۴۷۶، حدیث: ۳۳۶۴، فتح الباری ۸/ ۴۹۰)

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے کعبۂ مشرفہ کی بنیادوں تک رہنمائی فرمائی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر میں مشغول ہوئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر لاکر پیش کرتے تھے، جب تعمیر کچھ بلند ہوگئی تو اوپر تعمیر کرنے کے لئے ''مقامِ ابراہیم'' پیش کیا گیا جو جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے، اس کی شان یہ تھی کہ دیوار میں جتنا اوپر جانے کی ضرورت ہوتی یہ پتھر خود بخود بلند ہو جاتا تھا، اور پیڑ باندھنے کی ضرورت نہ تھی (گویا آٹومیٹک لفٹ مشین تھی) اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے اقدامِ مبارکہ اور انگلیوں کا نشان بطور معجزہ نقش ہوگیا، جو آج بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ. فِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِناً. (ال عمران: ۹۷)	بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر ہوا وہ مکہ میں ہے، جو بابرکت ہے، اور جہاں والوں کے لئے موجبِ ہدایت ہے، اس میں ظاہر نشانیاں ہیں جیسے مقام ابراہیم، اور جو اس کے اندر آ گیا اس کو امن ملا۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی جو تعمیر فرمائی تھی اس کی اونچائی صرف نو ہاتھ کی تھی اور اس کے مشرقی اور مغربی جانب زمین سے ملا ہوا آنے جانے کا راستہ تھا جس میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ (مستفاد: تفسیر عزیزی ۲۶۵-۲۶۶) اور اس پر چھت بھی نہیں تھی، بس اندر ایک گہرا گڑھا بنایا گیا تھا؛ تاکہ کعبۂ مشرفہ کو عطا کی جانے والی اشیاء اس میں رکھی جاسکیں۔ (فتح الباری شرح بخاری ۸/ ۵۰۱)

بناءِ کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں

قرآنِ پاک میں ذکر ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر میں مشغول تھے تو نہایت توجہ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں مسلسل دعائیں فرمارہے تھے، ارشاد خداوندی ہے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ	اور اس وقت کو یاد فرمایئے جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام

وَاِسْمٰعِیْلَ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ. رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ.

(البقرة: ١٢٧–١٢٩)

خانۂ کعبہ کی بنادیں اٹھاتے تھے اور دعا کرتے تھے: اے ہمارے پروردگار! ہم سے (یہ عمل) قبول فرمالیجئے، بے شک آپ ہی سننے اور جاننے والے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرماں بردار بنالیجئے اور ہماری اولادوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت کو اپنا تابع دار بنالیجئے، اور ہم کو حج کرنے کے قاعدے سکھلا دیجئے، اور ہم کو معاف فرمادیجئے یقیناً آپ ہی بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والے مہربان ہیں، اور اے ہمارے پروردگار! اور ان میں ایک رسول انہی میں کا بھیجئے جو ان کے سامنے آپ کی آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بے شک آپ بہت زبردست، حکمت والے ہیں۔

یہ سب دعائیں بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں، تعمیر کعبہ کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم خداوندی خود ہر جگہ سے جا کر مناسک حج کی تعلیم دی۔ (تفسیر عزیزی ۴۷۸) آپ کی اولادوں میں مسلسل حضرات انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے، بالآخر حضرت خاتم النبیین سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ بھی آپ کی نسل میں ہوئی، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ: ”میں اپنے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائے مستجاب کا مظہر اتم ہوں“۔ (دلائل النبوۃ ۱/۸۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بیت اللہ کی تعمیرات

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے بعد قوم عمالقہ اور بنو جرہم نے حسب موقع اس کی تعمیر نو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انداز پر کی اسی دوران ”تبع حمیری“ نے بیت اللہ شریف میں دروازے کے کواڑ اور زنجیر اور تالے اور دیواروں پر غلاف کا انتظام کیا۔

اس کے بعد قصی بن کلاب (جو قبیلۂ قریش کے اجداد میں سے ہے انہوں) نے تعمیر کرتے ہوئے بیت اللہ شریف پر لکڑی کی چھت ڈالی، جس میں تختوں کی جگہ کھجور کے درخت کے گولے رکھے گئے۔ (تفسیر عزیزی ۲۶۵-۲۶۶، سیرۃ النبی للشبلی ۱۱۵)

نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بناء کعبہ

سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک جب ۲۵ یا ۳۵ ر سال کی تھی تو یہ واقعہ پیش آیا

کہ ایک عورت غلافِ کعبہ کو دھونی دینے آئی جس سے آگ لگ گئی اور بیت اللہ شریف کی چھت کی اکثر لکڑیاں جل کر خاک ہوگئیں، قبل ازیں کئی سیلابوں کی وجہ سے دیواروں میں شگاف بھی پڑ چکے تھے اس لئے سردارانِ قریش نے مشورہ کر کے کعبہ مشرفہ کی ازسرنو تعمیر کا منصوبہ بنایا، اور سردارِ مکہ ولید بن مغیرہ کو اس منصوبہ کا ذمہ دار قرار دیا، اور آپس میں یہ بات طے کی کہ بیت اللہ کی تعمیر میں صرف حلال مال ہی لگایا جائے گا حرام مال (سود وغصب اور حرام کاری کی آمدنی) اس میں نہیں لگائیں گے، چناں چہ جب چندہ ہوا تو ضرورت کے موافق رقم سے کم رقم جمع ہوئی جس کی بنا پر ان لوگوں نے بیت اللہ شریف کی تعمیر میں بناءِ ابراہیمی سے قدرے ردوبدل کر دیا، اور یہ تبدیلیاں پانچ طرح سے کیں:

(۱) کعبہ مشرفہ کی چوڑائی سے کچھ گز زمین حطیم کی طرف چھوڑ کر دیوار کھڑی کی۔ (جس کو حجرِ اسماعیل کہا جاتا ہے)

(۲) مشرق کی جانب جو زمین سے ملا ہوا دروازہ تھا اس کو زمین سے بہت بلند کر دیا؛ تا کہ جس کو چاہیں اندر آنے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔

(۳) کعبہ کے اندر ہر صف میں تین تین ستون قائم کئے۔

(۴) کعبہ کی دیوار کو بجائے نو گز بلندی کے اٹھارہ گز بلند کر دیا۔

(۵) بیت اللہ شریف کے اندر رکن شامی کی طرف ایک زینہ قائم کیا جس سے چھت پر چڑھا جاسکے۔ یہ بنائے ابراہیمی میں نہ تھا۔ (تفسیر عزیزی ۲۶۶)

اس تعمیر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیگر لوگوں کے ساتھ بذاتِ خود شریک تھے، اور پتھر لالا کر اس میں لگا رہے تھے۔ (مسلم شریف ۲/۱۵۴)

حجرِ اسود کی تنصیب میں آپ ﷺ کا حکیمانہ فیصلہ

تعمیر کے دوران ایک اہم مرحلہ یہ آیا کہ جب حجرِ اسود تک دیواریں پہنچیں، تو حجرِ اسود کو کون لگائے؟ اس پر جھگڑا شروع ہوگیا، جاہلوں کا قبیلہ تو تھا ہی، ذرا ذرا سی باتوں کو اپنی انا کا مسئلہ بنا دیا جاتا کہ فلاں قبیلہ والوں نے حجرِ اسود رکھا ہماری بےعزتی کر دی، اسی پر تلواریں تن گئیں، پانچ چھ دن تک یہ مسئلہ گرما گرم رہا کہ حجرِ اسود کون لگائے؟ حالاں کہ ایسی کوئی بڑی بات تو تھی نہیں تعمیر میں کوئی بھی لگا سکتا ہے، مگر اسی میں ہٹ دھرمی شروع ہوگئی۔

بالآخر ان میں سے ایک بوڑھے سردار ابوامیہ بن المغیرۃ نے یہ کہا کہ آخر کب تک لڑتے رہو گے؟ اور کہا کہ طے کر لو کل صبح جو آدمی پہلے نمبر پر مسجد میں آئے اس کو ہم اپنا حکم بنالیں گے، جو وہ کہے اس کا فیصلہ ہم سب تسلیم کریں گے، لوگوں نے کہا یہ رائے سب سے بہتر ہے، چناں چہ صبح دیکھا گیا کہ سب سے پہلے پیغمبر

علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے تو دیکھتے ہی سب کے سب کہنے لگے کہ ہاں یہ آدمی سچا اور امین آ گیا، اور ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے اور معلوم کیا کہ کیا قصہ ہے؟ بتلایا کہ یہ جھگڑا چل رہا ہے، آپ نے فرمایا کہ ایک چادر لے آؤ، چادر لائی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں کتنے قبیلے ہیں؟ چناں چہ تعداد بتلائی گئی، آپ نے فرمایا کہ ہر قبیلہ اپنا ایک ایک نمائندہ لے آئے، جب سب کے نمائندے آ گئے، تو حضرت نے فرمایا کہ دیکھو یہ حجرِاسود رکھا ہے، اگر آپ سب مل کر مجھے اپنا نمائندہ بنادو، تو میں اس کو چادر میں رکھ دوں، سب نے کہا بہت اچھا! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود چادر میں رکھتے ہوئے فرمایا کہ میں نے خود نہیں رکھا؛ بلکہ آپ ہی کی طرف سے رکھا ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس چادر کو سب اٹھالیں تو سب نے پکڑ لی، جب اس جگہ پہنچے جہاں پر پتھر لگانا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو آپ ہی کی طرف سے میں پھر اس کو لگادوں، سب نے کہا کہ بہت اچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر سے اٹھا کر اس کو نصب کر دیا، آپ کے اس حکیمانہ فیصلہ سے ایک بڑی لڑائی ٹل گئی۔ (سیرت ابن ہشام مع الروض الانف ۱/۳۴۶)

نبی اکرم ﷺ کی خواہش اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیرِ کعبہ

چوں کہ قریش نے بیت اللہ شریف کی تعمیر میں بناء ابراہیمی میں رد بدل کر دی تھی، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عین خواہش تھی کہ کعبۂ مشرفہ کو دوبارہ بناءِ ابراہیمی کے مطابق تعمیر کیا جائے؛ لیکن دورِ جاہلیت قریب تھا اور اس منصوبہ کی تکمیل میں فتنہ کا اندیشہ تھا، بریں بنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحۃً اس کا اقدام نہیں کیا؛ لیکن ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی اس خواہش کا اظہار ضرور فرمایا، چناں چہ روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا عَائِشَةُ! لَوْ لَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُوْ عَهْدٍ بِشِرْكٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ: بَاباً شَرْقِياً وَبَاباً غَرْبِياً، وَزِدْتُّ فِيْهَا سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قُرَيْشاً اقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ. (مسلم شریف مکمل حدیث: ۳۳۳۱)

اے عائشہ! اگر تمہاری قوم شرک کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو گرا کر زمین سے ملا دیتا اور اس کے مشرق ومغرب میں دو دروازے بنا دیتا، اور اس میں حطیم سے چھ گز کا اضافہ کر دیتا، کیوں کہ قریش نے کعبہ کے تعمیر کے وقت اس حصہ کو چھوڑ دیا تھا۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خالہ جان ام المؤمنین سیدتنا حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ سے سن رکھی تھی، چناں چہ جب حضرت عبد اللہ بن الزبیر کی حکومت ۶۴ھ ہجری میں مکہ معظّمہ میں قائم ہوئی تو اتفاق ایسا ہوا کہ بیت اللہ شریف کے پردہ میں آگ لگ گئی، جس سے ایک حصہ متأثر ہوگیا، تو آپ نے تعمیرِ جدید کا ارادہ فرمایا اور مذکورہ حدیث کے موافق پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خواہشِ مبارکہ کی تکمیل کا قصد کیا، اور بیت اللہ شریف کی سب دیواروں کو ڈھا کر بنیادوں سے ازسرِ نو بناءِ ابراہیمی کے موافق تعمیر فرمائی، یعنی حطیم کی جانب جو حصہ قریش نے چھوڑ دیا تھا اسے بیت اللہ کے اندر لے لیا اور مشرق ومغرب کی طرف زمین سے ملا کر دو دروازے بنادئے؛ البتہ دیوار کی بلندی میں نو گز کا اضافہ فرمایا، اس طرح کل بلندی ۲۷ رگز کی ہوگئی۔ (الروض الانف ۱/۳۳۶-۳۳۹)

حجاج بن یوسف کے ذریعہ تعمیر میں تبدیلی

جب حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حجاج بن یوسف کے ذریعہ ۷۴ھ ہجری میں شہادت کا واقعہ پیش آیا اور ان کی حکومت ختم ہوگئی تو حجاج بن یوسف نے امیر عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ عبداللہ بن الزبیر کی بنائی ہوئی تعمیر کعبہ کو برقرار رکھا جائے یا اسے بدل کر قریش کی تعمیر کی طرح کر دیا جائے؟ تو عبدالملک بن مروان نے آرڈر لکھا کہ دیوار کی اونچائی تو برقرار رکھی جائے؛ البتہ بقیہ تعمیر کو قریش کی تعمیر کے مطابق کر دیا جائے، بریں بنا حجاج بن یوسف نے شمالی دیوار کو گرا کر قریش کے موافق دیوار قائم کردی اور مشرقی دروازے کو بلند کر دیا اور اندرونی سطح کعبہ کو پتھروں سے بھر کر دروازے کے برابر کر دیا، اور مغربی دروازے کو بند کر دیا۔ آج تک بیت اللہ کی ہیئت اسی طرح کی چلی آتی ہے۔ (تفسیر عزیزی ۲۶۷)

تاریخ میں لکھا ہے کہ بعد میں جب عبدالملک بن مروان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث کا علم ہوا تو اسے اپنے حکم پر بڑی ندامت ہوئی، پھر خلیفہ ابوجعفر منصور نے اپنے دورِ حکومت میں اسے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کے موافق کرنے کا ارادہ کیا، تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں آپ کو اس بات کی قسم دلاتا ہوں کہ اس اللہ کے گھر کو آپ بادشاہوں کے ہاتھ میں کھلونا نہ بنے دیں کہ جو چاہے اپنی مرضی سے تبدیلی کرتا رہے، اس سے لوگوں کے دلوں سے اس کی ہیبت وعظمت نکل جائے گی؛ چناں چہ مذکورہ خلیفہ اپنے ارادہ سے باز آ گیا۔ (الروض الانف ۱/۳۳۹)

بعد ازاں عثمانی خلفاء میں سے سلطان مراد نے ضرورت کے مطابق بیت اللہ شریف کی تعمیر ومرمت کا کام انجام دیا۔ اور ابھی چند سال قبل سعودی فرماں رواشاہ فہد بن عبد العزیزؒ نے اس کی تجدید کی سعادت حاصل کی؛ لیکن یہ سب تعمیرات اسی انداز پر ہوئیں جو قریش نے کی تھیں۔

مسجد حرام

بیت اللہ شریف کے اردگرد جو مسجد ہے اس کو مسجدِ حرام کہا جاتا ہے، پہلے یہاں چاروں جانب میدان تھا، سب سے پہلے اسے باقاعدہ مسجد کی شکل امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی اور آس پاس کے گھر خرید کر انہیں مسجد میں شامل کیا، پھر امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں مزید توسیع فرمائی، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی عمارت کو پختہ بنایا اور الگ الگ دروازے قائم فرمائے، اور تجدید وتحسین کی۔ (الروض الانف مع السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۳۴۲/۱-۳۴۳)

اور اس کے بعد سے مسلسل اس مبارک مسجد میں توسیعات کا سلسلہ جاری ہے۔ خصوصاً سعودی دورِ حکومت میں جو توسیعات ہوئیں اور برابر ہو رہی ہیں، وہ بے نظیر اور بے مثال ہیں۔

ذیل میں حرم شریف اور مسجد حرام کے متعلق کچھ اہم آداب ومسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

حدودِ حرم میں داخلہ کا ادب

میقات سے احرام باندھنے کے بعد جب مکہ معظّمہ کی جانب چلے تو جس جگہ حرم کی حد شروع ہوتی ہے (جہاں آج کل "غیر مسلموں کے لئے داخلہ ممنوع ہے" کے بورڈ لگے ہوئے ہیں) وہاں سے داخل ہوتے وقت نہایت خشوع وخضوع کا اظہار کرے اور والہانہ انداز میں تلبیہ کا ورد کرے، اور دعاؤں اور استغفار کا اہتمام رکھے۔ **واذا احرم من المیقات وتوجه الی مکة فاذا وصل اول حد الحرم یستحب ان یستحضر الخشوع والحضور فی قلبه وجسده ما امکنه وان یدخله راجلاً حافیاً الخ.** (غنیة الناسك ۹۵، مناسك ملا علی قاریؒ ۱۲۵)

تنبیہ: آج کل حکومت کا نظام حجاج ومعتمرین کے لئے اس انداز کا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے سواریوں سے اتر نہیں سکتے، اس لئے آج کل سواری سے اتر کر پیدل چلنے کی کوشش نہ کی جائے؛ بلکہ سواری میں بیٹھے بیٹھے ہی کامل توجہ سے ورد جاری رکھیں۔

مکہ معظّمہ میں داخلہ سے قبل غسل کرنا

مکہ معظّمہ میں داخلہ کے لئے نظافت حاصل کرنے کی غرض سے غسل کرنا مسنون ہے۔

وھٰذا الغسل سنة لدخول مكة وهو للنظافة. (غنية الناسك ٩٦، ومثله في الطحطاوي دارالكتاب ٧٣٣، هندية ١/٢٢٤، فتح القدير ٢/٤٤٧، تبيين الحقائق زكريا ٢/٦٤)

مشورہ: آج کل جدہ سے روانہ ہونے کے بعد مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے قبل غسل کا کوئی موقع نہیں رہتا، اس لئے بہتر ہے کہ اگر کوئی عذر اور دشواری نہ ہو تو جدہ سے روانہ ہونے سے پہلے ''حج ٹرمنل'' میں ہی اس نیت سے غسل کرلیا جائے، وہاں غسل وغیرہ کے معقول انتظامات ہیں۔

جب مکہ میں داخل ہو

جب مکہ معظّمہ کی آبادی دکھائی پڑے تو مزید وارفتگی کے ساتھ تلبیہ اور دعا کا اہتمام کرے (اس وقت کی کوئی دعا مخصوص نہیں ہے؛ لیکن اگر چاہے تو مناسک کی کتابوں میں لکھی ہوئی دعاؤں کو توجہ کے ساتھ مانگے، اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اپنے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی ہر بھلائی کے لئے دعا مانگے) **واحسن ما يقال فيه وفي غيره من المشاهد، اللّٰهم ربنا اٰتنا في الدنيا حسنة وفي الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار الخ.** (غنية الناسك ٩٧، مناسك ملا علي قاريؒ ١٢٧)

مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد مسجد حرام میں کب حاضر ہوں؟

اگرچہ افضل یہی ہے کہ مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام میں حاضری کی فکر کی جائے؛ لیکن موجودہ زمانہ کی صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے اس بارے میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) آج کل معلم کی بسوں سے سفر ہوتا ہے جس میں سب حاجیوں کا سامان مخلوط کر کے چڑھا دیا جاتا ہے، اور قیام گاہ یا معلم کے دفتر پر اتارا جاتا ہے، اس لئے مکہ معظّمہ پہنچ کر سب سے پہلے اپنے سامان کو یکجا کرنے اور کمرے تک پہنچانے پر دھیان دیا جائے، اگر سامان چھوڑ کر اترتے ہی حرم چلے گئے تو بعد میں بڑی پریشانی ہوسکتی ہے۔

(۲) عموماً اب قیام گاہیں حرم سے بہت فاصلے پر ہوتی ہیں، اس لئے قیام گاہ کا جائے وقوع اور اس کے آس پاس کی علامتوں کا جان لینا ضروری ہے، اگر ان باتوں کا لحاظ کئے بغیر حرم چلے گئے تو واپسی بہت مشکل ہوجائے گی۔

(۳) آج کل حکومتی نظام اور سفر کے ہوش ربا اور تھکا دینے والے مراحل کی وجہ سے عموماً حجاج کو مکہ معظّمہ پہنچتے پہنچتے اس قدر تکان ہو جاتی ہے کہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے، اور فوراً آرام کا تقاضا ہوتا ہے تو ایسی کیفیت میں فوراً مسجد حرام میں جانا پسندیدہ نہیں کہا جاسکتا؛ کیوں کہ اگر اس تکان اور بوجھل دماغ سے حرم میں حاضری ہوگی تو نہ تو خشوع وخضوع حاصل ہوگا اور نہ دعا میں جی لگے گا اور نہ ہی روحانی کیفیات نصیب ہوں گی، اس لئے ایسی صورت میں تکان دور کرنے کے بعد تازہ دم ہوکر حرم میں داخل ہونا چاہئے، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ حاجی مکہ معظّمہ کے قریب وادیٔ ذی طوی میں پہنچ کر رات گذارے اور پھر صبح تازہ دم ہوکر حرم میں حاضری دے۔ (غنیۃ الناسک ۹۶) اس سے معلوم ہوا کہ تھکاوٹ زیادہ ہونے کی وجہ سے قدرے آرام کرکے حرم جانے میں حرج نہیں ہے۔

(۴) البتہ اگر کوئی شخص واقعۃً اس طرح مکہ معظّمہ پہنچے کہ اسے کوئی تکان نہ ہو اور قیام گاہ بھی آسان ہو، سامان کی بھی کوئی فکر نہ ہو تو اسے بلا عذر مسجد حرام میں حاضری میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے ورنہ خلافِ اولیٰ ہوگا۔ **فیبدأ بالمسجد بعد حط اثقاله و قبله افضل ان تیسر.** (غنية الناسك ۹۷، ومثله فى الدر المختار مع الشامى زكريا ۳/ ۵۰۲، هندية ۱/ ۲۲۴، اللباب فى شرح الكتاب ۱۶۹)

مکہ معظّمہ میں کس طرف سے داخل ہوں؟

مستحب ہے کہ مکہ معظّمہ میں ''ثنیۂ کداء'' کی طرف سے داخل ہوں (لیکن اب عام حالات میں اس کا اہتمام کرنا ممکن نہیں ہے؛ لہٰذا جہاں سے داخلہ کی سہولت ہو وہاں سے داخل ہوا جائے) **ویستحب عند الاربعة ان یدخل مکة من ثنیة کداء الخ.** (غنية الناسك ۹۶، ومثله فى الهندية ۱/ ۲۲۴، فتح القدير زكريا ۲/ ۴۴۷، البحر الرائق زكريا ۲/ ۵۷۱) **وهذا اذا لم یکن ضیق وزحمة والا فمن حیث تیسر.** (غنية الناسك ۹۶)

مسجد حرام میں کس دروازہ سے داخل ہوں

مستحب ہے کہ مسجد حرام میں بابِ بنی شیبہ (باب السلام) سے داخل ہوا جائے (لیکن اب

حرم ماشاء اللہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ نئے آدمی کے لئے دروازوں کا پہچاننا اور اندر پہنچ کر صحیح راستہ پر واپس آنا بہت مشکل ہوتا ہے؛ اس لئے اب یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس مستحب کے حصول کی کوشش میں اپنے کو مزید مشکل میں نہ ڈالیں؛ بلکہ قیام گاہ سے آتے وقت جو گیٹ سامنے پڑے اس کا نمبر یاد کر کے اسی گیٹ سے داخل ہوں، اور اسی سے واپس ہوں) **ویستحب عند الاربعة ان یدخل المسجد من باب بنی شیبة.** (غنیة الناسك ۹۷، بدائع الصنائع زکریا ۳۳۸/۲، البحر الرائق زکریا ۵۷۱/۲، اللباب فی شرح الکتاب ۱۶۹)

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر

مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد جیسے ہی بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو تلبیہ، تکبیر اور کلمہ پڑھتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیں، اور نہایت عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ ماثور دعائیں یا جو چاہے اپنی زبان میں دعا مانگیں، یہ دعا کی قبولیت کا بہترین وقت ہے۔ **یذکر اللّٰہ تعالیٰ کیف بدا له تضرعاً وان تبرک بالمنقول منها عن النبی ﷺ وعن السلف من الصحابة والتابعین فحسن.** (غنیة الناسك ۹۸، درمختار مع الشامی زکریا ۵۰۳/۳، اللباب فی شرح الکتاب ۱۶۹)

مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران طواف کی کثرت

حجاج کرام کو مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران طواف کی کثرت کا اہتمام رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ اہل آفاق (میقات سے باہر رہنے والوں) کے لئے مکہ معظّمہ میں رہتے ہوئے نفل نمازوں کے بجائے نفل طواف کرنا افضل ہے؛ اور نفلی طواف کے ساتھ نفلی سعی ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا اس سے احتراز کرے۔ **ویطوف بالبیت ما بدا له بلا رمل ولا اضطباعٍ ولا سعی بعده؛ لان التنفل بالسعی غیر مشروع ......، وطواف التطوع افضل من صلاة التطوع للاٰفاقی.** (غنیة الناسك ۱۳۷، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۱۶/۳، البحر الرائق زکریا ۵۸۶/۲، منحة الخالق ۵۸۶/۲، تاتارخانیة ۵۰۰/۳، تبیین الحقائق ۲۸۲/۲، طحطاوی علی المراقی جدید ۷۳۵)

مسجد حرام میں داخلہ کے وقت اعتکاف کی نیت

بہتر ہے کہ جب بھی مسجد حرام میں حاضری ہوتو داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لی جائے؛ کیوں کہ نفلی اعتکاف قلیل مدت کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ **ویستحب له ان ینوی الاعتکاف کلما دخل المسجد الحرام فانه مستحب فی کل مسجد فکیف الظن بالمسجد الحرام واقله نفلاً ساعة ای جزء من الزمان.** (غنیة الناسك ۱۳۸) **فینبغی اذا دخل المسجد ان یقول نویت الاعتکاف ما دمت فی المسجد.** (مرقاة المفاتیح ٤/ ٣٢٥)

طواف تحیہ یا تحیۃ المسجد؟

اگر مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت طواف کا ارادہ ہوتو افضل یہ ہے کہ کوئی اور کام کرنے سے پہلے اولاً طواف کرے، اسی کو ''طوافِ تحیہ'' کہا جاتا ہے، اور اگر طواف کا ارادہ نہ ہو اور مکروہ وقت بھی نہ ہوتو داخل ہونے کے بعد اسی طرح تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہوگا، جیسا کہ بقیہ مساجد میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے۔ (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو) **واذا دخل المسجد الحرام وهو یرید الطواف فتحیته الطواف، وان کان لا یرید فتحیته الصلاة کبقیة المساجد.** (غنیة الناسك ۱۳۸، ومثله فی الدرالمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۵۰۳، مناسك ملا علی قاری ۱۲۹-۱٤۳)

مسجد حرام میں نماز کا ثواب

مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران حتی الامکان یہ کوشش ہونی چاہئے کہ مسجد حرام کی کوئی نماز فوت نہ ہونے پائے؛ اس لئے کہ مسجد حرام میں مردوں کے لئے فرض نماز پڑھنے کا ثواب دیگر مسجدوں کی ایک لاکھ اور ایک روایت کے اعتبار سے دس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؛ لہٰذا اس عظیم ثواب سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔ **عن جابر رضی الله عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: صلاة فی مسجدی هٰذا افضل من الف صلاة فی ما سواه الا**

المسجد الحرام وصلاة فی المسجد الحرام افضل من مائة الف صلاة. (مسند احمد ۳/ ۳۴۳) **احداها أن الصلاة فی المسجد الحرام تفضل علی الصلاة بمسجد المدینة بمائة صلاة، الثانیة: بالف صلاة، الثالثة: بمائة الف صلاة.** (شامی زکریا ۳/ ۵۴۷) **ومن اهم ما ینبغی للحاج وغیره ان لا تفوته صلاة فی المسجد الحرام؛ فانها فیه افضل منها فی غیره من المساجد ......، فعلی الاول تکون الصلاة فی المسجد الحرام بمائة الف صلاة فی غیر المسجد النبوی، وعلی الثانی بمائة الف الف صلاة.** (غنیة الناسک ۱۴۱)

نوٹ: البتہ عورتوں کے لئے مسجد حرام کے بجائے اپنی قیام گاہوں میں نماز ادا کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ **ثم هٰذه المضاعفة تختص بالفرائض عندنا .... وکذا هی فی حق الرجال دون النساء کما حققه فی الفتح.** (غنیة الناسک ۱۴۲)

حرم کی نیکیاں

حرم میں ثواب کی زیادتی کا تعلق صرف نماز سے نہیں ہے؛ بلکہ حدودِ حرم میں جو بھی نیکی کی جائے گی تو اس کا ثواب دیگر جگہوں میں کی جانے والی نیکیوں کے مقابلہ میں ایک لاکھ گنا زیادہ ملتا ہے، بریں بنا مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران روزہ، صدقہ، خیرات اور دیگر نیکیوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ **عن عبد اللّٰه بن عباس رضی اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: من حج من مکة ماشیاً حتی یرجع الی مکة کتب اللّٰه له بکل خطوة سبع مائة حسنة مثل حسنات الحرم، قیل: وما حسنات الحرم؟ قال: بکل حسنة مائة الف حسنة.** (المستدرك للحاکم ۱/ ۶۳۱، شعب الایمان للبیهقی ۳/ ۴۳۱، ومثله فی البحر العمیق ۱/ ۱۰۵) **ان حسنة الحرم مطلقاً بمائة الف.** (الموسوعة الفقهیة ۱۷/ ۲۰۱) **وقال الحسن البصری رضی اللّٰه تعالیٰ عنه: صوم یوم بمکة بمائة الف وصدقة درهم بمائة الف ومثله لا یقال الا عن توقیف.** (غنیة الناسک ۱۴۳)

حرم میں معصیت بڑا جرم ہے

ویسے تو ہر جگہ گناہ کرنا برا ہی ہے، اور ہر مسلمان کو ہر طرح کی معصیت سے ہر وقت بچنا چاہئے؛ لیکن حدودِ حرم میں جس طرح نیکیوں کا ثواب بڑھتا ہے اسی طرح گناہوں کا وبال بھی سخت سے سخت ہوتا ہے؛ اس لئے حرمین میں قیام کے دوران بالخصوص قولی وعملی ہر طرح کی نافرمانی سے بچنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ **وکذا المعاصی تضاعف علی ما روی عن ابن عباس وابن مسعود رضی اللّٰہ عنہما ان صح، والا فلا شک انہا فی حرم اللّٰہ افحش واغلظ.** (غنیة الناسك ١٤٣، ومثله فی الموسوعة الفقهية ١٧/١٢٠، البحر العميق ١٣٥/١)

حطیم میں عبادت

حطیم (یعنی میزابِ رحمت کی جانب بیت اللہ شریف سے تقریباً دوصفوں کے بقدر جگہ) بھی دراصل بیت اللہ شریف ہی کا حصہ ہے؛ لہٰذا بسہولت موقع ہو تو اس جگہ جاکر کثرت سے نماز عبادت اوردعا میں مشغول رہنا چاہئے۔ **عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا قالت: سألت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الجدر، أمن البیت هو؟ قال: نعم.** (مسلم شریف ٤٣١/١، بخاری شریف ٢١٥/١) **عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا قالت: کنت احب ان ادخل البیت فاصلی فیہ فاخذ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بیدی فادخلنی الحجر، وقال علیہ الصلاة والسلام: صلی فی الحجر ان اردت دخول البیت فانما هو قطعة من البیت ولکن قومک استقصروہ حین بنوا الکعبة فاخرجوہ من البیت.** (ترمذی شریف ١٧٧/١، ابوداؤد شریف ٢٧٧/١) **ویستحب الاکثار من دخول الحجر فانہ من البیت ودخولہ سهل.** (غنیة الناسك ١٣٨) **عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا قالت: ارسلت الی شیبة ان افتح الکعبة باللیل فقالوا: انا لا نفتحها باللیل، فدخلت الحجر، فصلیت، ولصقت بالکعبة، وقالت: اخبروہ انی صلیت فی الکعبة.** (البحر العمیق ١٩٧/١)

کعبۂ مشرفہ کو نظر جما کر دیکھنا

مسجد حرام میں حاضری کے وقت اگر کوئی اور عمل نہ کر سکے تو کم از کم کعبۂ مشرفہ پر بالقصد نظر جمائے رکھنے کا اہتمام کرے؛ کیوں کہ کعبہ مشرفہ کو دیکھنا بھی ایک مستقل عبادت ہے۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: ینزل اللّٰہ کل یوم عشرین ومائة رحمة ستون منها للطوافین و اربعون للعاکفین حول البیت، وعشرون منها للناظرین الی البیت.** (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/۱۰۲، کنز العمال ۵/۲۲) **عن طاؤس و مجاهد قال: النظر الی البیت عبادة.** (مصنف ابن ابی شیبة بتحقیق: الشیخ عوامه ۸/۵۴۴) **ولیکثر من النظر الی الکعبة ایماناً واحتساباً، فان النظر الی الکعبة عبادة فقد جاء ت اٰثار کثیرة فی فضل النظر الیها.** (غنیة الناسك ۱۳۸)

بیت اللہ شریف میں داخلہ کی سعادت ملے تو کیا کرے؟

اگر کسی خوش نصیب شخص کو بیت اللہ شریف کے اندرونی حصہ میں داخلہ کی سعادت ملے تو اسے چاہئے کہ نہایت خشوع وخضوع اور حد درجہ ادب کے ساتھ نظریں جھکائے ہوئے داخل ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے جاہ وجلال کا استحضار رکھے اور کمال توجہ کے ساتھ نماز اور دعا میں مشغول ہو اور ان لمحات کو غنیمت سمجھے۔ (واضح ہو کہ آج کل بعض مخصوص ایام میں بیت اللہ شریف کے غسل دینے کے موقع پر اس کا دروازہ کھولا جاتا ہے، اور حکومت یا شیبی خاندان (جس کو کعبۂ مشرفہ کی کلید برداری کا شرف نصیب ہے) کی طرف سے اس تقریب میں شرکت کے لئے جو لوگ باقاعدہ مدعو ہوتے ہیں وہی اس میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں) **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من دخل البیت دخل فی حسنة وخرج من سیئة وخرج مغفوراً له.** (السنن الکبریٰ للبیهقی ۵/۱۵۸) **عن عبد**

الـرحـمـن بـن صـفـوان قال: قلت لعمر بن الخطاب رضى اللّٰه تعالىٰ عنه: كيف صـنـع رسـول اللّٰـه صـلـى اللّٰـه تعالىٰ عليه وسلم حين دخل الكعبة؟ قال: صلى ركعتين. (ابوداؤد شريف ۲۷۷/۱) ويستـحـب دخول البيت اذا لم يشتمل على ايذاء نـفسـهٖ او غيـره ولا عـلـى دفـع الـرشوة التى يأخذها الحجبة والا فيحرم، وكذا يستحب الصلاة فيه والدعاء الخ. (غنية الناسك ۱۳۸)

❍❖❍

مسائل طوافِ بیت اللہ

طواف کی فضیلت واہمیت

دنیا میں نماز روزہ وغیرہ عبادات کے لئے کسی جگہ کی کوئی قید نہیں ہے، انہیں کہیں بھی ادا کیا جاسکتا ہے؛ لیکن ''طواف'' ان عبادات میں سے ہے جو خاص جگہ کے ساتھ مخصوص ہیں، چناں چہ طواف کی عبادت پوری دنیا میں صرف بیت اللہ شریف کے ارد گرد ''مسجد حرام'' کی حدود ہی میں انجام دی جاسکتی ہے، کسی اور خطہ میں اس عبادت کو انجام نہیں دیا جاسکتا، اس اعتبار سے اسے دیگر عام عبادات میں ایک خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیت اللہ شریف میں حاضری کے وقت نماز تحیۃ المسجد کے بجائے ''طوافِ تحیۃ'' کرنے کا حکم ہے، یعنی مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد (اگر کوئی عارض نہ ہوتو) سب سے پہلے طواف کیا جائے اس کے بعد دیگر مشاغل میں مصروف ہوں۔ قرآنِ کریم میں جن دو جگہوں پر بیت اللہ شریف کو (شرکیہ باتوں اور ظاہری نجاستوں سے) پاک صاف رکھنے کا حکم ہے، اس کے مقاصد میں پہلے نمبر پر طواف کرنے والوں کو رکھا گیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ. (البقرة: ۱۲۵)

اور ہم نے ابراہیم واسماعیل کو پابند کیا کہ میرا گھر صاف ستھرا رکھو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا:

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ.

(الحج: ۲٦)

اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانۂ کعبہ کی جگہ مقرر کردی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور میرے گھر کو پاک رکھیں طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے۔

کعبۂ مشرفہ پر رحمتوں کا نزول

اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ بیت اللہ پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، جن میں سے ۶۰؍ رحمتیں صرف طواف کرنے والوں کے ساتھ خاص ہیں، پوری روایت درج ذیل ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يُنَزِّلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حُجَّاجِ بَيْتِهِ الْحَرَامِ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ رَحْمَةً، سِتِّيْنَ لِلطَّائِفِيْنَ وَارْبَعِيْنَ لِلْمُصَلِّيْنَ وَعِشْرِيْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ. (رواه البيهقي في شعب الايمان ٤٠٥١، الترغيب والترهيب مكمل: ٢٦٩)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف کے حج کرنے والوں پر ۱۲۰؍ رحمتیں نازل فرماتے ہیں، جن میں سے ۶۰؍ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے، ۴۰؍ نماز پڑھنے والوں کے لئے اور ۲۰؍ بیت اللہ شریف کو دیکھنے والوں کے لئے خاص ہوتی ہیں۔

طواف کرنے پر غلام آزاد کرنے کا ثواب

محمد بن المنکدرؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ اُسْبُوْعاً وَلَا يَلْغُوْ فِيْهِ كَانَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ يُعْتِقُهَا. (رواه الطبراني في الكبير، الترغيب والترهيب ٢٦٨)

جو شخص بیت اللہ شریف کے سات چکر لگائے اور دورانِ طواف کوئی لغو کام نہ کرے تو یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ. (رواه ابن ماجة، الترغيب والترهيب: ٢٦٩)

جو شخص بیت اللہ شریف کا طواف کرکے دو رکعتیں ادا کرے تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

طواف میں ہر ہر قدم پر نیکیوں کی بہتات

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَا رَفَعَ رَجُلٌ قَدَماً وَلَا وَضَعَهَا اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْه

طواف میں ہر قدم اٹھانے اور رکھنے پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے دس

عَشْــرُ سَيِّـئَــاتٍ وَرُفِعَ لَــهُ عَشْـرُ دَرَجَاتٍ. (رواه احمد ۳/۳، الترغيب والترهيب: ۲٦۸) دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعاً وَلاَ يَتَكَلَّمُ اِلَّا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِيْ تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ فِيْ الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ. (رواه ابن ماجة ۲۹۵۷، الترغيب والترهيب: ۲٦۹)

جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور اس کے دوران سوائے [سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر] کے کوئی گفتگو نہ کرے تو اس کے دس گناہ مٹا دئے جاتے ہیں، اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے دس مراتب بلند کردئے جاتے ہیں۔ اور جو طواف کے دوران بے جا گفتگو کرے تو وہ رحمت میں صرف قدم رکھ کر چلنے والا ہے جیسا کہ کوئی شخص (تھوڑے) پانی میں قدم رکھے۔

اس روایت سے خاص طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ دورانِ طواف زیادہ تر ذکر میں ہی مشغول رہنا چاہئے، اور بلاضرورت بات چیت اور گپ شپ نہیں کرنی چاہئے، ورنہ ثواب میں یقیناً کمی آجائے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''طواف کے دوران جو شخص گفتگو کرے تو اسے صرف خیر ہی کی گفتگو کرنی چاہئے''۔ (رواہ الترمذی ۲٦۰، الترغیب والترہیب ۲٦۹)

خلاصہ یہ ہے کہ طواف بڑی نفع بخش اور اجر و ثواب والی عبادت ہے، مکہ معظّمہ کے زمانۂ قیام میں کثرت سے طواف کا اہتمام رکھنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ: ''جو شخص بیت اللہ شریف کا پچاس مرتبہ طواف کرے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو''۔ (رواہ الترمذی ۸٦٦، الترغیب والترہیب ۲٦۹)

علاوہ ازیں طواف کی عبادت میں خاص طور پر ایک عاشقانہ شان پائی جاتی ہے کہ زائرِ حرم ''لبیک لبیک'' کی صدا لگاتے ہوئے دیوانہ وار آتا ہے اور پھر محبوبِ حقیقی کے گھر کے چکر لگانے شروع کردیتا اور اس کے پیشِ نظر محبوب کی رضا کے حصول کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، گویا کہ وہ مجنوں کی زبان میں یہ کہتا ہے:

اَمُــرُّ عَــلَــى الــدِّيَــارِ دِيَــارِ لَيْــلٰـى ☆ اُقَبِّــلُ ذَالْــجِــدَارَ وَ ذَالْــجِــدَارَا

وَمَـا حُـبُّ الـدِّيَـارِ شَـغَـفْـنَ قَلْبِيْ ☆ وَلٰـكِـنْ حُـبُّ مَـنْ نَـزَلَ الـدِّيَـارَا

ترجمہ: ’’میں جب لیلیٰ کے علاقہ سے گذرتا ہوں، تو کبھی اِس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اُس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں، اور دراصل ان در ودیوار سے مجھے دلی لگاؤ نہیں ہے، بلکہ ان میں رہنے والی ذات سے مجھے لگاؤ ہے‘‘۔

کچھ اسی طرح کے جذبات ایک طواف کرنے والے کے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کی محبت میں ذکر واذکار اور تسبیح وتحمید کے ورد کے ساتھ بس چکر ہی لگائے جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ اس عشق کا کوئی ذرہ ہمیں بھی نصیب ہوجائے۔ آمین۔

حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کی فضیلت

طواف کی ابتداء حجرِ اسود کے استلام سے ہوتی ہے، یہ جنت کا پتھر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے گناہ جذب کرنے کی عجیب تاثیر رکھی ہے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَـزَلَ الْـحَجَرُ الاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَـدُّ بَيَاضاً مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَـنِـيْ اٰدَمَ. (رواہ الترمذی ۸۷۷، الترغیب والترھیب: ۲۷۰)

جس وقت حجرِ اسود جنت سے اترا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، پھر آدمیوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کردیا۔

اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں دو یاقوت ہیں، اگر اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو ختم نہ فرماتے تو یہ پوری زمین وآسمان کو روشن کردیتے۔ (ترمذی شریف ۸۷۸، الترغیب والترہیب: ۲۷۰)

نیز یہ بھی مروی ہے کہ حجرِ اسود قیامت کے دن اپنے بوسہ لینے اور استلام کرنے والوں کے حق میں سفارش کرے گا اور اس دن اللہ تعالیٰ اس کو زبان اور ہونٹ عطا فرمائیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَشْهِـدُوْا هٰـذَا الْحَجَرَ خَيْراً فَاِنَّهٗ يَوْمَ الْـقِيَـامَةِ شَـافِـعٌ يَشْـفَعُ، لَـهٗ لِسَـانٌ وَشَـفَـتَـانِ يَشْهَـدُ لِمَنْ اِسْتَلَمَهٗ. (رواہ الطبرانی فی الاوسط عن عائشةؓ، الترغیب والترھیب: ۲۷۰)

اس حجرِ اسود کو اپنے عملِ خیر کا گواہ بنالو؛ کیوں کہ قیامت کے دن یہ سفارشی بن کر (اللہ کے دربار میں) اپنے استلام کرنے والوں کے لئے سفارش کرے گا، اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے۔

پیغمبر علیہ السلام حجرِ اسود کا بوسہ دیتے وقت رقت وزاری بھی ثابت ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کی تقبیل واستلام کو گویا کہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کرنا قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ فَاوَضَهُ فَاِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمٰنِ. (رواہ ابن ماجہ ۲۹۵۷، الترغیب والترھیب: ۲۶۸)

جو شخص حجر اسود کو ہاتھ لگائے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کررہا ہے۔

بریں بنا حجر اسود کی تقبیل/ استلام کا کمالِ استحضار کے ساتھ اہتمام کرنا چاہئے، بھیڑ کا موقع نہ ہو اور سہولت سے بوسہ لینا ممکن ہو تو قریب جا کر بوسہ لیں اور اگر بھیڑ زیادہ ہو تو دور ہی سے استلام کرلیں، اس سے بھی بوسہ کے برابر ہی ثواب ملتا ہے، اس جگہ دھکم پیل اور زور ازوری سے بچنا ضروری ہے۔

رکن یمانی سے گذرتے وقت دعا

بیت اللہ شریف کے حجر اسود سے پہلے والے کونے کو ''رکن یمانی'' کہا جاتا ہے، جسے قریب سے گذرتے وقت دائیں ہاتھ سے چھونا مسنون ہے؛ (لیکن دور سے اشارہ کرنے کا حکم نہیں ہے) یہ دعا کی قبولیت کا اہم مقام ہے۔ ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں، پس جو شخص طواف کے دوران یہاں سے گذرتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اے اللہ! میں آپ سے معافی اور دنیا وآخرت میں عافیت کا طلب گار ہوں، اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی سے نوازئے اور آخرت میں بھی بھلائی سے سرفراز فرمایئے، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھئے۔

تو وہ مقررہ ستر فرشتے اس دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (ابن ماجہ ۲۹۵۷، الترغیب والترھیب: ۲۶۸)

اس لئے طواف کے ہر چکر میں خصوصاً رکن یمانی پر پہنچ کر مذکورہ دعا (اور اس کے علاوہ جو بھی دعا یاد آجائے وہ) مانگنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

ذیل میں طواف کے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

طواف کی حقیقت

لغت میں طواف کے معنی گھومنے اور چکر لگانے کے آتے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں طواف کا اطلاق بنیت طواف بیت اللہ (کعبۂ مشرفہ) کے کم از کم ۴ر چکروں سے لے کر ۷ر چکر

لگانے پر ہوتا ہے (لہٰذا ۴ سے کم چکروں کا طواف شرعاً معتبر نہیں ہوتا) **الطواف هو الدوران حول الكعبة اربعة اشواط او أكثر الى تمام السبعة كيف ما حصل.** (غنية الناسك ۱۰۹، لغة الفقهاء ۲۹۳، الموسوعة الفقهية ۱۲۰/۲۹)

طواف کی قسمیں

طواف کی درج ذیل سات قسمیں ہیں:

(۱) **طوافِ تحیہ**: مسجد حرام میں جب بھی داخل ہوں تو بیت اللہ شریف کے اعزاز میں یہ طواف مستحب ہے، خواہ داخل ہونے والا محرم ہو یا غیر محرم، مکی ہو یا آفاقی، سب کے لئے یہی حکم ہے۔ **وهو مستحب لكل من دخل المسجد محرماً كان او حلالاً.** (غنية الناسك ۱۰۹، مناسك ملا علی قاری ۱۴۳، شرح نقاية ۱۹۴، الموسوعة الفقهية ۱۲۳/۲۹، البحر الرائق ۵۷۳/۲)

(۲) **طوافِ عمرہ**: جو شخص عمرہ کا احرام باندھ کر مسجد حرام میں آئے اس پر طواف عمرہ ضروری ہے، اور عمرہ میں چوں کہ اس کے بعد سعی بھی کرنی ہوتی ہے؛ اس لئے اس طواف میں مرد حضرات رمل واضطباع کی سنت بھی بجالائیں گے۔ **طواف العمرة وهو ركن فيها.** (مناسك ملا علی قاری ۱۴۳، هندية ۲۳۷/۱، خانية ۳۰۱/۱، غنية الناسك ۱۰۹، انوار مناسك ۳۳۵)

(۳) **طوافِ قدوم**: آفاقی مفرد بالحج اور قارن کے لئے طوافِ قدوم مسنون ہے۔ (مفرد بالحج مکہ معظّمہ آتے ہی پہلے طوافِ قدوم کرے گا، اور قارن شخص عمرہ کا طواف وسعی کرنے کے بعد طوافِ قدوم کرے گا، اور اس طواف کا وقت مکہ معظّمہ میں داخلہ سے لے کر وقوفِ عرفہ تک رہتا ہے، اس کے بعد ختم ہوجاتا ہے) **هو سنة للآفاقي المفرد بالحج والقارن ......، واول وقت أدائه حين دخوله مكة ......، وآخره وقوفه بعرفة فاذا وقف فقد فات وقته.** (غنية الناسك ۱۰۸، مناسك ملا علی قاری ۱۴۱)

(۴) **طوافِ زیارت**: یہ طواف ہر حاجی پر فرض ہے، جسے وقوفِ عرفہ کے بعد ادا کیا جانا ضروری ہے، اور اس طواف کے بغیر ازدواجی تعلق حلال ہونے کی کوئی شکل نہیں ہے۔ **طواف**

الزيارة ويسمى طواف الركن والافاضة وطواف الحج وهو ركن لا يتم الحج الا به. (مناسك ملا علی قاری ۱٤۲، درمختار زکریا ٣/٤٦٨–٤٦٩، الدر المنتقی ۱/۲۸۱)

(۵) **طوافِ صدر** : اسے طوافِ وداع بھی کہتے ہیں، حج کے تمام ارکان ومناسک کی ادائیگی کے بعد اس طواف کا کرنا واجب ہے، اور بہتر ہے کہ واپسی کے وقت اسے ادا کیا جائے، اور یہ طواف حیض ونفاس والی عورتوں سے ساقط ہے، نیز اہل مکہ اور اہل حل پر بھی طوافِ صدر نہیں ہے۔ **وواجبه طواف الصدر وهو طواف الوداع للآفاقي من الحاج دون المعتمر** ......، **الا انه خفف عن المرأة الحائض.** (شرح نقایة ۱/۱۸۵، درمختار زکریا ٣/٤٦٩–٤٧٠، مناسك ملا علی قاری ۱٤۲)

(٦) **طوافِ نذر** : اگر کسی شخص نے طواف کی نذر مان لی ہو تو اس کی حسب شرط ادائیگی واجب ہے۔ **طواف النذر وهو واجب.** (مناسك ملا علی قاری ۱٤٣، الموسوعة الفقهية ۲۹/۱۲۳)

(۷) **طوافِ تطوع** : یعنی نفلی طواف جو سبھی کے لئے نیکیوں میں اضافہ کا سبب ہے، اس کا کوئی وقت متعین نہیں، کبھی بھی جتنا چاہے کر سکتے ہیں۔ **السابع: طواف التطوع اى النافلة وهو لا يختص بزمان دون زمان.** (مناسك ملا علی قاری ۱٤٣)

طواف کے بنیادی ارکان

طواف کے ارکان تین ہیں: (۱) طواف کے اکثر چکروں کو ادا کرنا۔ (۲) طواف کو بیت اللہ شریف کے باہر اور مسجد حرام کے اندر کرنا۔ (۳) خود طواف کرنا خواہ کسی چیز پر سوار ہوکر کرے، الا یہ کہ کوئی احرام باندھنے سے پہلے سے ہی بے ہوش، مریض یا مجنوں ہو تو اس کی طرف سے نیابت درست ہوسکتی ہے۔ **اما اركانه فثلاثة: اتيان اكثره، وكونه فى البيت لا فيه، وكونه بفعل نفسه ولو محمولاً او راكب بعير، فلا تجوز فيه النيابة الا عن المغمى عليه والنائم والمريض والمجنون قبل الاحرام الخ.** (غنية الناسك ۱۰۹، البحر الرائق زکریا ۲/٦۰۸، درمختار زکریا ٣/٥٣٧)

طواف کے صحیح ہونے کی شرائط

طواف صحیح ہونے کی شرطیں دوطرح کی ہیں، بعض شرائط کا تعلق مطلقاً ہر طواف سے ہے، خواہ وہ حج کے طواف ہوں یا نفلی طواف ہوں، ایسی شرطیں کل تین ہیں:

(۱) مسلمان ہونا: لہٰذا کافر کا طواف معتبر نہیں ہے۔

(۲) نیت طواف: اس سے مراد صرف اتنی نیت کرنا ہے کہ میں ''طواف کررہا ہوں''، طواف کی نوعیت کی وضاحت شرط نہیں ہے۔

(۳) مسجد حرام کے اندر طواف کرنا؛ لہٰذا مسجد حرام کے باہر طواف شرعاً معتبر نہ ہوگا۔

اور بعض ایسی شرائط ہیں جو حج یا عمرہ کے بعض طوافوں کے ساتھ مخصوص ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) احرام ہونا: یہ طوافِ عمرہ اور طواف قدوم کے لئے شرط ہے۔

(۲) وقت ہونا: یہ طوافِ زیارت اور طوافِ وداع کے لئے شرط ہے۔

(۳) وقوفِ عرفہ کا پہلے پایا جانا: یہ شرط بھی طوافِ زیارت اور طوافِ وداع کے صحیح ہونے کے لئے لازم ہے۔ **واما شرائطه فستة: ثلاثة منها لاطوفة الحج وهي الوقت، وتقديم الاحرام، وتقديم الوقوف الخ.** (غنية الناسك ۱۰۹، مناسك ملا علی قاری ۱٤٤، البحر الرائق ۶۰۸/۲، شامی زكريا ۵۳۷/۳)

واجباتِ طواف

طواف میں کل سات چیزیں واجب ہیں، جن کے ترک سے جزاء لازم آتی ہے:

(۱) حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر دونوں سے پاک ہونا، (اور کپڑا اور بدن کا پاک ہونا مسنون ہے) **وهي سبعة: الاول: الطهارة عن الحدث والجنابة، وقيل: وعن النجاسة في الثوب والبدن كما هو مذهب الشافعيؒ والاكثر على انه سنة الخ.**

(غنية الناسك ۱۱۲، شامی زكريا ۵۳۷/۳، مراقی الفلاح ۷۲۹، مناسك ملا علی قاری ۱۵۱)

(۲) ستر کا چھپانا: لہٰذا اگر طواف میں ایک عضو مستور کا چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ کھلا رہ جائے تو اس پر طواف کا اعادہ یا جزا لازم ہوگی۔ **الثاني: ستر العورة لوجوب الدم به والا فهو فرض مطلقاً، والمانع كشف ربع العضو فما زاد كما في الصلاة – الى قوله – فلو طاف للفرض او الواجب مكشوف العورة بقدر ما لا تجوز معه الصلاة فعليه الاعادة او الدم، وفي التطوع الصدقة.** (غنية الناسك ۱۱۲، مناسك ملا علی قاری ۱۵۲، اللباب في شرح الكتاب ۱/۱۶۶)

(۳) حجر اسود سے طواف کی ابتداء کرنا: بہت سے فقہاء کے نزدیک یہ واجب ہے، جب کہ دیگر کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ **الثالث: الابتداء من الحجر الاسود على ما في المنهاج عن الوجيز ومال اليه في الفتح وجزم به في البحر والنهاية والتنوير والدر ومراقي الفلاح، حتى قال في الدر: ولو ابتدأ من غير الحجر اعاده ما دام مكة، فلو رجع فعليه دم، فتأمل وظاهر الرواية انه سنة يكره تركها وعليه عامة المشائخ وصححه في اللباب.** (غنية الناسك ۱۱۲، ومثله في مراقي الفلاح ۷۲۹، مناسك ملا علی قاری ۱۵۳)

(۴) دائیں طرف سے طواف کرنا: یعنی اس طرح طواف کرنا کہ خود دائیں جانب اور بیت اللہ شریف بائیں جانب ہو، اس کے خلاف کرنے پر جزا لازم ہوگی۔ **الرابع: التيامن وهو اخذ الطائف عن يمين نفسه وجعل البيت عن يساره، فلو عكس وطاف منكوساً – الى قوله – ولكنه ترك الواجب فعليه موجبه.** (غنية الناسك ۱۱۳، مراقي الفلاح ۷۲۹، مناسك ملا علی قاری ۱۵۳)

(۵) پیدل طواف کرنا: جو شخص چلنے پر قادر ہو اس کے لئے واجب ہے کہ وہ پیدل طواف کرے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص طواف زیارت یا عمرہ کا طواف بلا کسی عذر کے سوار ہوکر کرے تو اس پر ضروری ہے کہ یا تو طواف لوٹائے یا دم دیدے؛ البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے پیدل طواف نہیں کیا ہے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ **الخامس: المشي فيه للقادر، فلو طاف للزيارة**

(لبـاب) او العمرة (بحر) راكباً او محمولاً او زحفاً بلاعذر فعليه الاعادة او الدم وان كان بعذر لا شئ عليه. (غنية الناسك ١١٤، مراقی الفلاح ٧٢٩، مناسك ملا علی قاری ١٥٢)

(۶) طواف میں حطیم کو شامل کرنا: حطیم بھی دراصل بیت اللہ شریف ہی کا حصہ ہے؛ لہٰذا اس کی حدود سے باہر ہوکر طواف کرنا واجب ہے، اگر حطیم کے اندر سے طواف کیا تو ترکِ واجب کی وجہ سے جزا لازم ہوگی۔ السـادس: الطواف وراء الحطيم فلو طاف للزيارة او العمرة فـي جوف الحجر يعيد الطواف كله او على الحجر فقط، والاول افضل، فان لم يعـد فـعـليـه دم، واما فی الطواف الواجب فينبغی ان تجب صدقة، وينبغی ان لا فـرق بيـن الـطـواف الـواجـب والتـطـوع فـی لزوم الصدقة لما ان الطواف وراء الحطيم من كل طواف. (غنية الناسك ١١٤، شامی زكريا ٤٧٣/٣، مناسك ملا علی قاری ١٥٣)

(۷) طواف کے ساتوں چکر پورے کرنا: طواف کے ساتوں چکروں کو پورا کرنا واجب ہے، یعنی اگر کوئی شخص طواف کے چار یا پانچ چکر کرے تو اس کا طواف ادا ہوجائے گا؛ تاہم ساتوں چکروں کو پورا کرنا واجب ہے نہ کرنے پر جزاء لازم ہوگی۔ السابع: اكمال ما زاد علی اكثر اشواطه، فلو تركه جاز طوافه وعليه الجزاء الخ. (غنية الناسك ١١٦، مراقی الفلاح ٧٢٩)

نوٹ: طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا بھی واجبات میں سے ہے۔ ومـن الـواجبـات ركعتـا الطواف. (غنية الناسك ١١٦)

طواف کی سنتیں

(۱) اضطباع کرنا: طواف کے تمام چکروں میں مردوں کے لئے اضطباع (چادر بغل میں ڈال کر داہنا کندھا کھولنا) کرنا مسنون ہے۔ وامـا سـنـن الـطواف فالاضطباع فی جميع اشـواطـه ويـنـبـغی ان يفعله قبل الشروع فی الطواف بقليل الخ. (غنية الناسك ١١٨، شامی زكريا ٥٠٧/٣، مناسك ملا علی قاری ١٥٩)

تـنبيـه: واضح رہے کہ اضطباع صرف اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کرنا ہے، جیسے

طواف قدوم،طوافِ عمرہ وغیرہ ہرطواف میں مسنون نہیں۔ **وھو سنة فی کل طواف بعده سعی کطواف القدوم وطواف العمرة الخ.** (غنية الناسك ۱۱۸)

(۲) شروع کے تین چکروں میں رمل کرنا۔ **والرمل فی الثلاثة الاول.** (غنية الناسك ۱۱۸)

تنبیه : رمل بھی صرف اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو۔ **والرمل سنة فی کل طواف بعده سعی.** (غنية الناسك ۱۱۹، شامی زکریا ۳/ ۵۰۱، مناسك ملا علی قاری ۱۵۹)

(۳) آخری چار چکروں میں رمل نہ کرنا: یعنی آخری چار چکروں میں اپنی رفتار کے مطابق چلے رمل نہ کرے۔ **والمشی علی هیئته فی الاربعة الباقیة.** (غنية الناسك ۱۱۸، مناسك ملا علی قاری ۱۵۹، اللباب ۱/ ۱۷۰، شامی زکریا ۳/ ۵۱۱، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۸۷)

(۴) طواف کی ابتداء میں حجر اسود کا استقبال کرنا: یعنی حجر اسود کے بالکل سامنے کھڑے ہوکر طواف شروع کرے۔ **واستقبال الحجر الاسود بالوجه فی ابتدائه.** (غنية الناسك ۱۱۹، شامی زکریا ۵۰۷، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰، هندية ۱/ ۲۲۵)

(۵) حجر اسود کے استقبال کے وقت تکبیر کہنا: یعنی طواف کے شروع میں استقبال حجر اسود کے وقت اللہ اکبر کہے۔ **والتکبیر قبالة الحجر مطلقاً.** (غنية الناسك ۱۱۹، ومثله فی الشامی زکریا ۳/ ۵۰۴، البحر الرائق کوئٹه ۲/ ۳۲۶)

(۶) حجر اسود کے سامنے تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لوتک اٹھانا۔ **ورفع الیدین عند التکبیر حال استقبال الحجر فی الابتداء حذاء اذنیه.** (غنية الناسك ۱۱۹، شامی زکریا ۳/ ۵۰۴، تاتارخانية زکریا ۳/ ۴۹۴، مناسك ملا علی قاری ۱۵۹)

(۷) حجر اسود کا استلام کرنا: طواف کی ابتداء اور انتہاء میں حجر اسود کا استلام مسنون ہے، اور درمیان میں ہر چکر میں استلام مستحب ہے۔ **واستلام الحجر فی اوله وآخره واما فی ما بینهما فسنة مستحبة.** (غنية الناسك ۱۱۹، شامی زکریا ۳/ ۵۱۱، البحر الرائق کوئٹه ۲/ ۳۳۰، تاتارخانية زکریا ۳/ ۴۹۶)

(۸) دورانِ طواف (رمل کے علاوہ اشواط میں) باوقار انداز میں چلنا۔ **والمشی علی هيئته.** (غنية الناسك ١١٩، اللباب ١٦٩)

(۹) تمام چکر پے درپے کرنا۔ **والموالاة بين الأشواط واجزاء الطواف سنة متفق عليهما.** (شامی زکریا ٥١١/٣، غنية الناسك ١٢٠، مناسك ملاعلى قارى ١٦٠، منحة الخالق زكريا ٥٦٨/٢)

(۱۰) بدن اور کپڑوں کا ظاہری نجاستوں سے پاک ہونا۔ **والطهارة من النجاسة فى الثوب والبدن الخ.** (غنية الناسك ١٢٠، درمختار زكريا ٤٧١/٣ و ٤٨٨، منحة الخالق زكريا ٢٧٦/٢)

طواف کے مستحبات

طواف کے مستحب امور درج ذیل ہیں:

(۱) حجر اسود کا تین بار بوسہ دینا۔ **ان ابن عمر رضى الله عنهما قبله ثلاثاً.** (شرح النقاية ١٩٤/١) **واما مستحبات الطواف فتثليث تقبيل الحجر.** (غنية الناسك ١٢٠، مناسك ملا على قارى ١٦٠)

(۲) حجر اسود پر تین بار سجدہ کرنا۔ **والسجود عليه وتثليثه.** (غنية الناسك ١٢٠، منحة الخالق زكريا ٥٧٣/٣، درمختار زكريا ٥٠، مناسك ملا على قارى ١٦٠)

(۳) طواف اس طرح شروع کرنا کہ خود حجر اسود کے دائیں طرف ہو اور پورا بدن حجر اسود کے سامنے ہوکر برابر ہو۔ **واخذ الطائف عن يمين الحجر مما يلى الركن اليمانى ليحاذى جميع الحجر بجميع بدنه حين مروره عليه الخ.** (غنية الناسك ١٢٠، ومثله فى الهندية ٢٢٥/١، شامی زكريا ٥٠٤/٣)

(۴) طواف کے دوران رکن یمانی کا استلام کرنا۔ **واستلام الركن اليمانى.** (غنية الناسك ١٢١، هندية ٢٢٦/١، درمختار زكريا ٥١١/٣، تاتارخانية زكريا ٤٩٧/٣)

(۵) طواف کے دوران ذکر یا دعا میں مشغول رہنا۔ **واتيان الاذكار والادعية فيه الخ.** (غنية الناسك ١٢١، مناسك ملا على قارى ١٣٥)

(۶) مردوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ اگر بیت اللہ کے قریب جگہ خالی ہو اور کسی کو تکلیف نہ ہو تو بیت اللہ کے قریب طواف کرے، اور عورتوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ بیت اللہ سے دور ہٹ کر طواف کریں، الا یہ کہ بیت اللہ شریف طواف کرنے والے مردوں سے خالی ہو۔ **وان یکون طوافه قريباً من البيت اذا لم يوذ احداً وللمرأة البعد الا اذا خلا المطاف من الرجال.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰، البحر الرائق زکریا ۵۸۶/۲)

(۷) عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ طواف کے لئے رات کے وقت کا انتخاب کریں۔ **وطوافها ليلاً.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۸) اگر طواف کا کوئی چکر کسی عذر کی وجہ سے یا بلا عذر کے نامکمل رہ گیا تھا یا مکروہ طریقہ پر کیا تھا، تو اس کو از سرِ نو لوٹانا مستحب ہے۔ **واستيناف الطواف لو قطعه قبل اتيان اكثره ولو بعذر، او فعله ولو بعضه على وجه مكروه.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۹) طواف کرتے وقت جائز بات چیت سے بھی پرہیز کرنا۔ **وترك الكلام المباح.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۱۰) طواف کے دوران ہر اس عمل سے پرہیز کرنا مستحب ہے جو خشوع وخضوع کے منافی ہو، مثلاً بلا ضرورت لوگوں کو دیکھنا اور کوکھ پر ہاتھ رکھنا وغیرہ۔ **وترك كل عمل ينافي الخشوع والتذلل كالتلثم والالتفات بوجهه الى الناس لغير ضرورة ووضع اليد على الخاصرة الخ.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۱۱) طواف کرتے وقت نگاہ کی ہر اس چیز سے حفاظت کرنا مستحب ہے جو دل کو مشغول کرنے والی ہو؛ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کی نگاہ اپنے چلنے کی جگہ سے متجاوز نہ ہو۔ **وصون النظر عن كل ما يشغله وينبغي ان لا يجاوز بصره محل مشيه الخ.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۲)

(۱۲) اگر دعا یا ذکر زور سے کرنے کی وجہ سے لوگوں کو خلل واقع ہو رہا ہو تو آہستہ کرنا

واجب ہے، اور اگر کسی کو خلل نہ ہو تو بھی آہستہ کرنا مستحب ہے۔ **والاسرار بالذکر والادعیة الا اذا کان الجهر مشوشا للطائفین والمصلین، فالاسرار واجب حیئنذ.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱٦۲)

(۱۳) طواف کے دوران ان تمام اعمال وافعال سے پرہیز کرنا چاہئے جو خلافِ شریعت ہوں۔ **وان ینزه طوافه عن کل ما لا یرتضیه الشرع.** (غنية الناسك ۱۲۲)

(۱۴) دورانِ طواف وغیرہ اگر کسی ایسے آدمی پر نظر پڑ جائے جس میں کوئی نقص ہو یا وہ مناسک کا پورا علم نہ رکھتا ہو، تو اس کی تحقیر نہ کیجئے؛ بلکہ اگر مناسب ہو تو اسے نرمی کے ساتھ بتا دیجئے۔ **واحتقار من فیه نقص او جهل بالمناسک وینبغی ان یعلمه برفق.** (غنية الناسك ۱۲۲)

مباحاتِ طواف کا بیان

طواف کے دوران درج ذیل امور مباح ہیں:

(۱) کسی کو سلام کرنا، اگر وہ ذکر وغیرہ میں مشغول نہ ہو ورنہ مکروہ ہوگا۔

(۲) چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا۔

(۳) چھینکنے اور سلام کرنے والے کو جواب دینا۔

(۴) ضرورت کے وقت بقدر ضرورت کلام کرنا۔

(۵) پانی وغیرہ پینا۔

(٦) ضروری مسائل دریافت کرنا اور اس کے جوابات دینا۔

(۷) پاک خف یا نعل پہن کر طواف کرنا۔

(۸) رکن یمانی کا استلام نہ کرنا۔

(۹) اچھے مضامین پر مشتمل اشعار کا پڑھنا۔

(۱۰) کسی عذر کی وجہ سے سواری وغیرہ پر طواف کرنا۔

وأما مباحات الطواف فالسلام وحمد العطاس مع انهما سنتان مطلقاً الا

ان المسلم عليه لو كان مشغولاً بذكر الله تعالىٰ يكره السلام عليه ان علم اشتغاله وجوابهما مع انه واجب على الكفاية مطلقاً – الى قوله – وانشاد شعر محمود، وكذا انشاءه، والطواف راكباً او محمولاً لعذر. (غنية الناسك ١٢٥، مناسك ملا علی قاری ١٦٣–١٦٤، البحر الرائق زكريا ٥٧٠/٢، بدائع الصنائع زكريا ٣١٣/٢)

مکروہاتِ طواف کا بیان

دورانِ طواف درج ذیل امور کا انجام دینا مکروہ ہے:

(۱) فضول بات چیت کرنا۔

(۲) خرید وفروخت یا اس کی بات چیت کرنا۔

(۳) کھانا (بعض حضرات نے پینے کو بھی مکروہات میں شمار کیا ہے)

(۴) ایسے اشعار پڑھنا جن میں حمد وثنا نہ ہو۔

(۵) بلند آواز سے ذکر ودعا، یا تلاوت وغیرہ کرنا، اگر اس سے طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کو خلل ہوتا ہو۔

(۶) ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا۔

(۷) حجر اسود کے استقبال سے پہلے ہی دونوں ہاتھوں کو اٹھالینا۔

(۸) پیشاب پاخانہ کے تقاضہ کے وقت طواف کرنا۔

(۹) بھوک پیاس اور غصہ کی حالت میں طواف کرنا۔

(۱۰) دعاء کے لئے ہاتھ اٹھانا یا نماز کی طرح دونوں ہاتھوں کو باندھنا۔

(۱۱) طواف کے دوران ٹھہر کر دعاء وغیرہ کرنا۔

(۱۲) طواف کرتے ہوئے بلا کسی ضرورت کے باہر نکلنا وغیرہ۔

واما مكروهاته: فالكلام الفضول، والبيع والشراء وحكايتهما والاكل وقيل: الشرب وانشاء شعر يعرى عن حمد وثناءٍ وقيل مطلقاً – الى قوله –

والخروج منه لغير حاجةٍ. (غنية الناسك ۱۲٦، مناسك ملا علی قاری ١٦٥-١٦٦، وبعض الأجزاء فی البدائع ۳۱۲/۲-۳۱۳، البحر الرائق زكريا ٥٧٧/٢)

محرماتِ طواف کا بیان

دورانِ طواف درج ذیل چیزیں حرام ہیں:

(۱) حیض ونفاس، یا جنابت کی حالت میں طواف کرنا۔

(۲) بے وضو طواف کرنا۔

(۳) ستر کھلے ہوئے ہونے کی حالت میں طواف کرنا۔

(۴) بلا کسی عذر کے سوار ہوکر طواف کرنا۔

(۵ حطیم کے اندر سے طواف کرنا (یعنی طواف میں حطیم کو شامل نہ کرنا)

(۶) طواف کا کوئی چکر چھوڑ دینا۔

(۷) گھٹنوں کے بل یا الٹا ہوکر بلا کسی عذر کے طواف کرنا وغیرہ۔

(الطواف) ای جنس الطواف حال کونه الطائف جنباً او حائضاً او نفساء حرام اشد حرمة او محدثاً وهو دونهم فی الحرمة – الی قوله – وترک شیءٍ منه ای من الطواف الا ان ترک الاربعة حرام وترک الثلاثة کراهة تحریم الخ.

(مناسك ملا علی قاری ١٦٤، ١٦٥)

طواف میں اضطباع

اگر طواف کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو تو مردوں کے لئے سنت ہے کہ طواف شروع کرنے سے قبل اضطباع کرلیں، یعنی احرام کی چادر دائیں بغل سے نکال کر دایاں کندھا کھول لیں اور ساتوں چکروں میں یہ کیفیت برقرار رکھیں۔ **واعلم أن الاضطباع سنة فی جمیع أشواط الطواف.** (مناسك ملا علی قاری ۱۲۹) **واذا اراد ان یبتدأ به ینبغی ان یضطبع قبله بقلیل بان یجعل وسط ردائهٖ تحت ابطه الایمن ویلقی طرفیه علی کتفه الایسر، ویکون منکبه الایمن مکشوفاً وهو سنة فی کل طواف بعده سعی.** (غنية الناسك ۹۹-۱۰۰)

طواف کیسے کریں؟

جب طواف کرنے کا ارادہ ہوتو اس طرح کھڑا ہو کہ حجر اسود اس کے دائیں طرف ہو اور اس کا دایاں کاندھا حجر اسود کی طرف ہو، اس کے بعد طواف کی نیت کر کے دائیں طرف اس قدر چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہو جائے، تو حجر اسود کا بوسہ لے، اس کے بعد بیت اللہ کے دروازہ کی طرف چلے اور بیت اللہ بائیں مونڈھے کی طرف رہے، اوراسی طرح تمام چکر پورے کرے۔ **ثم يقف بحذاء الحجر الاسود مستقبلاً له بوجهه – الى قوله – ويقف على جانب الحجر الاسود مما يلي الركن اليماني، بحيث يصير جميع الحجر عن يمينه، ويكون منكبه الايمن عند طرف الحجر الخ.** (غنية الناسك ۹۹–۱۰۰، مناسك ملا علی قاری ۱۱۹–۱۳۱، ومثله فی البحر الرائق زکریا ۵۷۲/۲، تاتارخانية زكريا ۴۹۵/۳، هندية ۲۲۵/۱)

دورانِ طواف کعبۂ مشرفہ کو دیکھنا

طواف کرتے ہوئے نظر سامنے اپنے چلنے کی جگہ رہنی چاہئے، اس دوران اِدھر اُدھر دیکھنا یا بیت اللہ شریف کو دیکھنا مکروہ اور خلافِ اولیٰ ہے۔ (اور بعض کتابوں میں دورانِ طواف بیت شریف کو دیکھنے کو مطلقاً ناجائز لکھا ہے، تو غالباً اس سے مراد سینہ کے ساتھ چہرہ بیت اللہ کی طرف کرنا ہے، جیسا کہ پہلے گذرا) **وينبغي أن لا يجاوز بصره محل مشيه كالمصلي لا يجاوز بصره محل سجوده؛ لانه الأدب الذي يحصل به اجتماع القلب.** (غنية الناسك ۶۵، انوار مناسك ۳۷۶)

نوٹ: بعض لوگ طواف کرتے ہوئے مسلسل بیت اللہ شریف کو دیکھتے رہتے ہیں، تو ان کا یہ طریقہ غلط ہے۔

دورانِ طواف بیت اللہ شریف کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنا

دورانِ طواف اگر بیت اللہ شریف کی طرف بالقصد سینہ یا پشت کر لی تو جتنی دور تک یہ

کیفیت رہے گی، طواف معتبر نہ ہوگا۔ (اس لئے پیچھے لوٹ کر اتنے حصہ طواف کا اعادہ کیا جائے، مثلاً چار قدم بیت اللہ شریف کی طرف سینہ یا پشت کر کے چلا تو اتنے ہی قدم واپس آ کر پھر صحیح رخ پر چل کر طواف پورا کر لے) **لیس شیء من الطواف یجوز عندنا مع استقبال البیت .**

(غنیة الناسك ۱۱۳، معلم الحجاج ۱۳۲، انوار مناسك ۳۷٦)

طواف کے دوران بھیڑ کی وجہ سے سینہ بیت اللہ شریف کی طرف ہو گیا؟

اگر طواف کے دوران سخت بھیڑ کی وجہ سے بلا اختیار اتفاقاً سینہ یا پشت بیت اللہ شریف کی طرف ہو جائے تو اس کی وجہ سے عذر کی بنا پر طواف میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔ **ولو استقبل البیت بوجهه وطاف معترضاً الخ، لایبطل عندنا؛ لان المامور به مطلق الطواف عندنا، وهو الدوران حول الکعبة .** (مناسك علی قاری ۱۵۳، انوار مناسك ۳۷٤)

طواف کے چکروں میں اشتباہ ہو گیا؟

اگر طواف کے دوران یہ یاد نہ رہے کہ کتنے چکر ہوئے ہیں؟ تو طوافِ عمرہ یا طوافِ زیارت میں حکم یہ ہے کہ جس چکر کے بارے میں اشتباہ ہے اس کا اعادہ کر لے (مثلاً یہ شک ہو گیا کہ ۲/ چکر ہوئے یا ۳/، تو دراصل شک تیسرے چکر کے بارے میں ہوا تو یہ چکر دہرا لے؛ تاکہ ۳/ کا یقین حاصل ہو جائے) اور اگر طوافِ زیارت کے علاوہ کوئی اور سنت یا نفل طواف ہے تو حکم یہ ہے کہ غالب گمان کا اعتبار کرے، جس جانب گمان غالب ہو اس پر عمل کر لے۔ **ولو شک فی عدد الأشواط أی بالزیادة والنقص فی طواف الرکن أی رکن الحج والعمرة أعاده احتیاطاً ولا یبنی علی غالب ظنه، ثم مفهوم المسألة أنه إذا شک فی عدد أشواط غیر الرکن لا یعیده بل یبنی علی غلبة ظنه.** (مناسك ملا علی قاری ۱٦٦، البحر العمیق ۱۲۳۰/۲، معلم الحجاج ۱۳۵)

حجرِاسود کو بوسہ دینے کا طریقہ

حجراسود کو بوسہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً اپنے دونوں ہاتھوں کو حجراسود پر رکھے، پھراپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان منہ رکھ کراس طرح بوسہ دے کہ آواز نہ ہو؛ لیکن بوسہ دینے میں اس کا خیال ضرور رہے کہ اس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ **ثم استلمه ان استطاع من غير ان يؤذى نفسه، بان يضع كفيه على الحجر ويضع فمه بين كفيه، ويقبله من غير صوت يظهر فى القبلة.** (غنية الناسك ١٠٠، شامى زكريا ٥٠٤/٣، مناسك ملا على قارى ١٣١، هندية ٢٢٥، تاتارخانية ٤٩٤/٣)

بوسہ دینے پر قدرت نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے بوسہ دینے پر قدرت نہ ہو تو حجر اسود کا استقبال کرے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے، پھر دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہاتھوں کی پشت اپنی طرف اور ظاہری حصہ پتھر کی طرف ہو، اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیدے، اور استقبال حجر میں صرف ہاتھ سے اشارہ کرے منہ یا سر وغیرہ سے اشارہ نہ کرے۔ **ورفع اليدين حذاء اذنيه عند التكبير ثم ارسالها، ثم رفع يديه حذاء اذنيه وجعل ظاهر كفيه الى وجهه وباطنهما نحو الحجر مشيراً بهما اليه كانه وضعهما اليه وقبلهما بعد الاشارة وهٰذا الرفع للاشارة لا للتكبير، ذكره فى الكبير. ولا يشير بالفم ولا برأسه الى القبلة ان تعذر التقبيل.**

(غنية الناسك ١٠٣، ومثله فى الشامى زكريا ٥٠٥/٣، مناسك ملا على قارى ١٣١، هندية ٢٢٥/١)

طواف میں رمل کرنے کا حکم

ہر اس طواف میں جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو ایسے طواف کے پہلے تین چکروں میں مردوں کے لئے رمل (یعنی ذرا جھپٹ کر چلنے) کا حکم ہے۔ **كل طواف بعده سعى فانه يرمل فيه والا فلا.** (هندية ٢٢٦/١، خانية ٢٩٢/١، شامى زكريا ٥١٠/٣، البحر الرائق ٥٧٨/٢)

رمل کس طرح کریں؟

رمل کا طریقہ یہ ہے کہ طواف کرتے ہوئے اپنے دونوں شانوں کو حرکت دیں اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے تیز چلیں۔ **وفی الجوھرة: ھو سرعة المشی مع تقارب الخطا وھز الکتفین مع الاضطباع وھٰذا جمع بین التفسیر الاولین، واختارہ فی اللباب والدر وغیرھما.** (غنیة الناسك ۱۰۳، شامی زکریا ۵۱۰/۳، عالمگیری ۲۲۶/۱، البحر الرائق زکریا ۵۷۸/۲)

رمل کرنا بھول گیا

اگر پہلے تین یا اس سے کم چکروں میں رمل کرنا بھول گیا تو اس کی قضاء بعد میں نہیں ہے۔ **وبنیانه فی الثلاثة الاول لا یرمل فی الباقی.** (ھندیة ۲۲۶/۱، شامی زکریا ۵۱۱/۳، البحر الرائق زکریا ۵۷۸/۲)

ساتوں چکروں میں رمل کرلیا

سنت یہ ہے کہ تین چکروں کے بعد اپنی ہیئت پر چلے رمل نہ کرے؛ لیکن اگر کوئی بھول کر تمام چکروں میں رمل کرے تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں؛ البتہ اس طرح قصداً کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **ویمشی فی الاربعة الباقیة ھیئته استناناً فلو ترک الرمل فی الشوط الاول او نسیه لا یرمل الا فی الشوطین، ولو فی الثلاثة لا یرمل فیما بعدھا ولو رمل فی الکل لا شیء علیه ویکرہ تنزیھاً لترک سنة المشیٔ.** (غنیة الناسك ۱۰۳، شامی زکریا ۵۱۱، البحر الرائق زکریا ۵۷۸/۲، عالمگیری ۲۲۶/۱)

بلا عذر رمل نہ کرنا

اگر کوئی شخص بلا کسی عذر کے رمل کرنا چھوڑ دے تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں؛ البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اگر کسی عذر مثلاً بیماری، ضعف یا بڑھاپے کی وجہ سے رمل نہ کرسکے تو کوئی حرج نہیں۔ **وکذا لو مشی فی الکل الا اذا تعذر الرمل لمرض او تعسر لکبر او غیرہ.**

(غنیة الناسك ۱۰۴، مناسك ملا علی قاری ۱۲۴)

طواف کے بعد اضطباع فوراً ختم کردیں

جب طواف سے فارغ ہوجائے تو اضطباع کرنا (یعنی دایاں کندھا جو کھلا ہوا تھا اسے ڈھانک لے) چھوڑ دے، اگر اضطباع کی حالت میں ہی دورکعت ادا کرلے گا تو مکروہ ہوگا۔ **فاذا ختم الطواف بالاستلام ترک الاضطباع ویأتی المقام فیصلی خلفه رکعتی الطواف او حیث تیسر من المسجد، ولو صلاها مضطبعاً یکره لکشف منکبیه.**

(غنية الناسك ١٠٦، مناسك ملا علی قاری ١٢٩)

دوگانہ طواف

طواف کے بعد دورکعت پڑھنا ضروری ہے، اور بہتر ہے کہ انہیں مقام ابراہیم کے آس پاس پڑھے، ورنہ جہاں جگہ ملے پڑھ لے۔ **واختم الطواف برکعتین فی المقام او حیث تیسر من المسجد.** (کنز مع البحر زکریا ٥٧٩/٢، ومثله فی الدر المختار ٥١٢/٣-٥١٣، مناسك ملا علی قاری ١٣٧-١٣٨، هندية ٢٢٦/١، تبیین الحقائق ٢٧٤/٢، تاتارخانية ٤٩٩/٣)

طواف کی دورکعتوں میں کونسی سورت پڑھے

طواف کی دورکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا مستحب ہے۔ **عن جابر رضی الله عنه فی الحدیث الطویل: قال: ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یقرأ فی الرکعتین قل هو اللّٰہ احد وقل یایها الکافرون.** (مسلم شریف ٣٩٥/١، ابوداؤد شریف ٢٢٦/١) **ویستحب عند الاربعة ان یقرأ فی الاولیٰ منهما الکافرون وفی الثانیة الاخلاص.** (غنية الناسك ١٠٦، تبیین الحقائق ٢٧٥/٢، مناسك ملا علی قاری ١٣٨، تاتارخانية ٥٠٠/٣، البحر الرائق زکریا ٥٨١/٢، شامی زکریا ٥١٢/٣)

اوقاتِ مکروہہ میں طواف

نماز کے مکروہ اوقات میں طواف کرنا مکروہ نہیں؛ البتہ اگر ان مکروہ اوقات میں طواف

کرے تو طواف کی دو رکعتیں اسی وقت پڑھنا مکروہ ہوگا۔ **ولا یکرہ الطواف فی الاوقات التی یکرہ الصلاۃ فیھا الا انہ لا یصلی رکعتیہ فیھا.** (غنیة الناسك ۹۸، شامی بیروت ۴۵۳/۳، زکریا ۵۱۲/۳)

ناسمجھ بچہ کا طواف صحیح نہیں

ناسمجھ بچہ اگر خود طواف کرے تو اس کا طواف درست نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ طواف کے لئے نیت شرط ہے اور ناسمجھ بچہ نیت کا اہل نہیں ہے؛ لہٰذا ناسمجھ بچہ کی طرف سے احرام اور طواف وغیرہ اس کا ولی کرے گا۔ **وکذا لا یصح طوافہ لاشتراط النیة لہ ایضاً بل یحرم لہ ولیہ.**

(غنیة الناسك ۸۳ – ۸۴،ھندیة ۲۳۶/۱، ولوالجیة ۲۹۷/۱، شامی زکریا ۴۶۷/۳)

دورانِ طواف تلبیہ؟

طواف کرنے والا خواہ احرام میں ہو یا نہ ہو، اسے دورانِ طواف تلبیہ نہیں پڑھنا چاہئے؛ البتہ طواف کے علاوہ احوال میں محرم حاجی جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک تلبیہ پڑھتا رہے گا۔ **ولا یترک التلبیة فی الاحوال کلھا، فی المسجد وخارجہ الی ان یرمی جمرۃ العقبة الا حال کونہ فی الطواف.** (غنیة الناسك ۱۳۷)

تنبیہ: بعض لوگ طواف کے دوران تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، انہیں مذکورہ مسئلہ یاد رکھنا چاہئے۔

جنایاتِ طوافِ قدوم

○ اگر طوافِ قدوم کے اکثر چکر بحالت جنابت کئے تو دم واجب ہے، اور اس کو پاک ہو کر لوٹانا واجب ہے، اگر لوٹالے گا تو دم ساقط ہوجائے گا۔ **فلو طاف للقدوم کلہ او اکثرہ جنباً فعلیہ دم ویعیدہ طاھراً وجوباً فی الجنایة فان اعادہ سقط عنہ الجزاء.** (غنیة الناسك ۲۷۵،مناسك ملا علی قاری ۳۵۲، ھندیة ۲۴۷/۱، البحر الرائق ۳۴/۳، البحر العمیق ۱۱۱۶/۲، درمختار زکریا ۵۸۱/۳)

○ اگرطوافِ قدوم کے اکثر چکر بے وضو کئے تو اس طواف کا باوضولوٹانا مستحب ہے اور اگر نہیں لوٹایا تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ **ولو طافه محدثاً فعليه صدقة لكل شوط نصف صاعٍ من بُر ...... ولو اعاده طاهراً سقط عنه الجزاء.** (غنية الناسك ٢٧٦، مناسك ملا علی قاری ٣٥٢، هندية ٢٤٧/١، البحر الرائق كوئٹه ٣٢/٣، البحر العميق ١١١٧/٢)

○ اگرطوافِ قدوم سرے سے چھوڑ دیا تو یہ اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن اس سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی؛ لیکن شروع کرنے کے بعد اگر اکثر چکر چھوڑ دئے تو اسے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے، اگر نہیں کرے گا تو دم لازم ہوگا، نفلی طواف کا بھی یہی حکم ہے۔ **ولو تركه كله فلا شيء عليه وقد اساء بخلاف ما لو شرع فيه ثم ترك اكثره فعليه دم – الى قوله – وحكم كل طواف تطوع كحكم طواف القدوم.** (غنية الناسك ٢٧٦، مناسك ملا علی قاری ١١١٧/٢، شامی زکریا ٥٨١/٣)

نـــــوٹ: جو حکم طوافِ قدوم کا ہے وہی طوافِ تحیہ اور طوافِ نفل کا ہے۔ اور طوافِ عمرہ، طوافِ زیارت اور طوافِ وداع میں جنایات کے مسائل آگے اپنی جگہ پر آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

○❖○

مسائل آبِ زمزم

آبِ زمزم کی مختصر تاریخ

''زمزم'' وہ متبرک چشمہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس وقت ظاہر فرمایا جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے جگر گوشے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہؓ کو اس جگہ قیام کرایا، اس سے قبل وہاں دور دور تک آبادی کا نام ونشان نہ تھا، اور نہ سیرابی کا کوئی انتظام تھا۔

ضروری توشہ ختم ہونے کے بعد حضرت ہاجرہؓ بے قراری کے عالم میں اِدھر اُدھر سرگرداں تھیں، اور بار بار صفا ومروہ کی پہاڑیوں پر چڑھ کر پانی تلاش کر رہی تھیں، اچانک انہوں نے واپس آکر یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بالکل قریب پانی کا چشمہ ابل رہا ہے، تو آپ نے فوراً وہاں منڈیر بنائی اور چلو میں لے کر پانی مشکیزہ میں بھرنا شروع کر دیا، یہی زمزم کے چشمہ کا آغاز تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اگر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا زمزم کو اپنے حال پر چھوڑ دیتیں تو یہ ایک عظیم جاری چشمہ بن جاتا''۔ (بخاری شریف ۱/۴۷۵)

زمزم کا چشمہ ظاہر ہونے کے بعد یمن کے قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ وہاں پانی کے آثار دیکھ کر حضرت ہاجرہؓ کی اجازت سے قیام پذیر ہوا، اور ان لوگوں نے وہیں بود وباش اختیار کر لی، حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رشتہ بھی انہیں لوگوں میں ہوا، اور اللہ نے ان کی اولاد میں برکت عطا فرمائی، صدیاں اسی میں بیت گئیں؛ تا آں کہ آنے والی نسلوں میں اختلاف وانتشار پیدا ہوا، اور بنو جرہم اور آس پاس کے قبائل میں لڑائیاں ہونے لگیں، اور اس لڑائی میں بنو جرہم نے مغلوب ہو کر مکہ معظّمہ سے اپنے اصلی وطن ''یمن'' کی طرف منتقل ہونے کا ارادہ کیا، اور جاتے وقت کعبہ مشرفہ کی کچھ امانتوں اور حجر اسود کو زمزم کے کنویں میں ڈال کر اسے اس طرح پاٹ دیا کہ اوپر سے اس کے کچھ آثار نظر نہ آئیں۔ (تلخیص: الروض الانف ۲۱۴-۲۱۸)

اس کے بعد سالوں گذر گئے اور کسی کو زمزم کو تلاش کرنے کا خیال نہ آیا، تا آں کہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے دادا خواجہ عبد المطلب جو مکہ معظّمہ کے بڑے سردار تھے، ان کو خواب میں زمزم کی جگہ کی نشان دہی

کرائی گئی، چناں چہ ایک ہی موضوع کے خواب کئی دن لگا تار دیکھنے کی وجہ سے جب ان کو خواب کی سچائی کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنے بیٹے حارث ابن عبدالمطلب کو لے کر خواب میں بیان کردہ علامت کے مطابق کھدائی شروع کی تھوڑی ہی کھدائی کے بعد کنویں کے آثار نظر آئے، جسے دیکھتے ہی خواجہ عبدالمطلب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، یہ منظر دیکھ کر قریش کے دیگر لوگ خواجہ عبدالمطلب کے پاس آئے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ہمارے مورثِ اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کنواں ہے، اس لئے اس میں ہم سب شرکت کا حق رکھتے ہیں، آپ اکیلے اس کے مالک نہیں ہیں، خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ: ''یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے خاص کر مجھے عطا فرمائی ہے، اس میں میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرسکتا''، مگر قریش ان کی بات پر مطمئن نہ ہوئے، اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے، تو خواجہ عبدالمطلب نے پیش کش کی کہ کسی کو فیصل مان کر اس کے مطابق عمل کرو، تو قریش نے ملک شام کی ایک کاہنہ کا نام لیا کہ اس کے سامنے مقدمہ پیش کیا جائے گا، اور وہ جس کو کہے گی زمزم کا کنواں اسی کو دے دیا جائے گا، چناں چہ اس پر اتفاق ہو گیا اور خواجہ عبدالمطلب اور قریش کے دیگر قبائل کے نمائندے سفر میں نکل پڑے۔ اتفاق یہ ہوا کہ راستہ میں خواجہ عبدالمطلب کے ساتھیوں کا پانی ختم ہو گیا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے ہلاکت کی نوبت آ گئی، ان لوگوں نے قریش کے دیگر خاندانوں کے نمائندوں سے پانی مانگا، مگر انہوں نے اپنی ضرورت کا عذر بتا کر انکار کر دیا، خواجہ عبدالمطلب نے یہ صورتِ حال دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ ہر ایک آدمی ایک ایک قبر تیار کرے؛ تاکہ پیاس کی شدت کی وجہ سے ہم میں سے جس آدمی کا انتقال ہوتا رہے اسے دفن کیا جاتا رہے، چناں چہ ساتھیوں نے اس مشورہ کی تعمیل کی، اور پھر بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگے؛ لیکن بعد میں خواجہ عبدالمطلب کو خیال آیا کہ ایسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مرنے سے کیا فائدہ؟ آگے سفر شروع کرنا چاہئے، ہو سکتا ہے اللہ پانی عطا فرمائیں، چناں چہ سب نے سفر کی تیاری شروع کی، اور جیسے ہی خواجہ عبدالمطلب نے اپنی اونٹنی کو کھڑا کیا، اچانک اس کے کُھر کے نیچے سے ایک میٹھے پانی کا چشمہ نمودار ہوا، جسے دیکھ کر بے اختیار سب ساتھیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، اور وہ پانی خود بھی پیا اور ساتھیوں کو بھی پلایا، اور دیگر قبائل کے نمائندوں کو بھی یہ کہہ کر مدعو کیا کہ: ''آؤ یہ پانی اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے''۔ یہ حال دیکھ کر قافلہ کے لوگ کہہ اٹھے کہ: ''اب ہم زمزم کے بارے میں آپ سے کوئی جھگڑا نہ کریں گے؛ کیوں کہ جس اللہ نے اس جنگل میں آپ کو پانی عطا فرمایا ہے اسی اللہ نے آپ کو زمزم عطا کیا ہے''، اور وہ سب لوگ وہیں سے واپس مکہ معظّمہ آ گئے اور کاہنہ کے پاس نہیں گئے۔ (تلخیص: دلائل النبوۃ ۹۳-۹۵، البدایہ والنہایہ ۶۴۶-۶۴۷، الروض الانف ۲۵۷-۲۶۴)

زمزم کے پانی کی خصوصیات

زمزم کا پانی اپنے اندر کئی خصوصیات رکھتا ہے: (۱) ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ پانی کتنا ہی خرچ کیا

جائے کبھی کم نہیں ہوتا، بعض روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک حبشی شخص اس کنویں میں گر کر مر گیا تھا، جس کی وجہ سے کنویں کا سارا پانی نکالا گیا، تو یہ دیکھا گیا کہ حجر اسود کی طرف سے بہت تیز پانی آ رہا ہے جس کو بمشکل تمام روکنے کی کوشش کی گئی لیکن پھر بھی پانی رک نہیں پایا۔ (سنن دار قطنی ۱/۲۸)

آج یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ روزانہ مشینوں کے ذریعہ لاکھوں گیلن روز اس سے پانی نکالا جاتا ہے، مگر الحمدللہ پانی کی آمد میں کوئی کمی نہیں آتی، اگر اتنا پانی کسی اور کنویں سے نکالا جائے تو دو دن میں سوکھ جائے۔

(۲) دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس پانی میں پیاس مٹانے کے ساتھ ساتھ بھوک مٹانے کی صلاحیت بھی پائی جاتی ہے، گویا کہ مائیت کے ساتھ غذائیت بھی ہے۔ صحیح روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک مہینہ تک صرف زمزم کے پانی پر گزارا فرمایا، جس کی بنا پر ان کے بدن میں چربی چڑھ گئی۔ (مستفاد مسلم شریف ۲/۲۹۵)

(۳) تیسری خصوصیت یہ ہے کہ زمزم کے پانی کو اللہ تعالیٰ نے موجب شفا بھی بنایا ہے، ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْـرُ مَـاءٍ عَلٰى وَجْـهِ الْاَرْضِ مَـاءُ زَمْـزَمَ، فِيْـهِ طَعَامٌ مِنْ طُعْمٍ وَشِفَاءٌ مِّنْ سُقْمٍ. (معجـم كبيـر طبـراني حديـث: ١١١٦٧ بحواله تاريخ مكة المكرمة ٧٨)

روئے زمین پر سب سے بہترین پانی آبِ زمزم ہے، یہ کھانے کے لئے خوراک بھی ہے اور بیماری سے شفا بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اور ایک روایت میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْـحُـمّٰـى مِـنْ فَيْـحِ جَهَـنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِـمَاءِ زَمْزَمَ. (مسـند أحمد ١/٢٩١، تاريخ مكة مكرمة: ٧٩)

بخار جہنم کی تپش سے ہوتا ہے لہٰذا اسے زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔

(۴) نیز فضائل کی بعض کتابوں میں منقول ہے کہ زمزم کے پانی کو دیکھنے سے بینائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ: ۶۸)

(۵) تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زمزم کا پانی عرصۂ دراز تک بغیر کسی تغیر کے محفوظ رہتا ہے، یہ اس پانی کی ایک اہم خصوصیت ہے، دنیا کا اور کوئی پانی اپنے اندر یہ صفت نہیں رکھتا۔ (کتاب الفتاوی ۴/۸۵)

آبِ زمزم کی فضیلت

آبِ زمزم دنیا کے تمام پانیوں میں سب سے افضل ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ جب شق صدر کے واقعات پیش آئے تو آپ کے قلب اطہر کو ماء زمزم سے دھویا گیا۔ (صحیح بخاری حدیث: ۳۳۴۲، صحیح مسلم: حدیث: ۱۶۲) اگر زمزم کے علاوہ کوئی اور پانی اس سے افضل ہوتا تو یقیناً اسی سے قلب اطہر کو دھویا جاتا۔

نیز ایک بڑا فائدہ آبِ زمزم کا یہ ہے کہ اسے جس نیت و ارادہ سے پیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس ارادہ کی تکمیل فرمائیں گے۔ چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ. (سنن ابن ماجه حديث: ٣٠٦٢)	یعنی زمزم کا پانی پیتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو حاجت مانگنے کا خیال جمایا جائے گا انشاء اللہ وہ مراد پوری ہوگی۔

منقول ہے کہ حضرت امام شافعیؒ نے زمزم پیتے وقت دو باتوں کی دعا فرمائی تھی ایک علم کی دوسرے تیراندازی کی، آپ کا علمی مقام تو دنیا کو معلوم ہی ہے۔ تیراندازی بھی آپ کی ایسی تھی کہ ۹۹ فیصدی نشانہ خطا نہ کرتا تھا۔ (تاریخ مکۃ المکرّمۃ ۷/۶، المکتبۃ الشاملۃ)

اور لاعلاج مریضوں کی زمزم کے ذریعہ بحکم خداوندی شفایابی اور اصحابِ حاجات کی مرادیں پوری ہونے کے واقعات بکثرت تاریخ میں درج ہیں۔

اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک نقل کیا گیا ہے کہ آپ زمزم کے پانی کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ساتھ لے جاتے تھے، اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی تحنیک فرماتے ہوئے اس میں آبِ زمزم کو شامل کیا تھا۔ (شامی کراچی ۲/۶۲۵، بحوالہ انوار مناسک ۳۹۹)

علاوہ ازیں بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمزم کو ثواب کی نیت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۰/، زبدۃ المناسک ۱۳۷/)

اور بعض روایات میں یہ مضمون بھی وارد ہے کہ زمزم کو خوب جی بھر کر پینا نفاق سے برأت کی علامت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اٰيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ لَايَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ. (البداية والنهاية ٦٤٩/٢)	ہمارے اور منافقوں کے درمیان امتیاز کی علامت یہ ہے کہ منافقین زمزم کا پانی جی بھر کر نہیں پیتے۔ (اس کے برخلاف مؤمنین مخلصین خوب سیراب ہو کر زمزم کا پانی پیتے ہیں)

موجودہ دور میں بئر زمزم کی صورتِ حال

چند سال پہلے تک زمزم کے کنویں تک پہنچنے کے لئے حجر اسود کے سامنے نیچے جانے کے راستے بنے ہوئے تھے، اور وہاں بڑی تعداد میں زمزم کی ٹونٹیاں لگی ہوئی تھیں، جن سے لوگ پانی لے کر استعمال کرتے تھے:

لیکن اب کئی سالوں سے زمزم کے کنویں کواوپر سے بالکل برابر کردیا گیا ہے،اور کنویں سے پانی برآمد کرنے کے لئے نہایت طاقت ور مشینیں لگادی گئی ہیں،جن کے ذریعہ ہروقت پانی کھینچا جاتا ہے،اور پھراسے ٹھنڈا کرنے والی مشینوں سے گزار کرنہ صرف حرم مکہ؛ بلکہ حرم نبوی کے گوشہ گوشہ میں بھی نہایت فراوانی سے مہیا کرانے کا انتظام ہے۔ نیز یہ پانی بڑی مقدار میں مکہ معظّمہ کے علاقہ ''کُدَیٰ'' میں ذخیرہ کرکے شائقین کو مفت سپلائی کیا جاتا ہے،اورحج کے زمانہ میں حجاج کی رہائشی بلڈنگوں پر پابندی سے پہنچایا جاتا ہے،اور ویسے بھی جابجا تقسیم ہوتا ہے،بلاشبہ سعودی حکومت کی خدمات اس معاملہ میں نہایت قابل قدر ہیں۔**فجزاهم الله أحسن الجزاء۔**

خلاصہ یہ کہ آبِ زمزم امت محمدیہ؛ بلکہ پوری انسانیت کے لئے ایک عظیم قدرتی تحفہ ہے،اس سے برکت حاصل کرنا بجائے خود موجب رحمت ہے۔

ذیل میں آبِ زمزم کے بارے میں مختصر مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

آبِ زمزم پینے کے آداب

آبِ زمزم پیتے وقت درج ذیل آداب کا لحاظ رکھیں: (۱) اپنا رخ قبلہ کی طرف کرلیں (۲) اللہ کا ذکر کریں (۳) تین سانس میں پئیں (۴) خوب سیراب ہوکر پئیں (۵) پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں۔ **عن محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر ﷛ قال: كنت عند ابن عباس رضى اللّٰه عنهما جالساً فجاء ه رجلٌ، فقال من اين جئت، قال: من زمزم، قال: فشربت منها كما ينبغى، قال: وكيف؟ قال: اذا شربت منها فاستقبل القبلة واذكر اسم اللّٰه وتنفس ثلاثاً وتضلع منها فاذا فرغت فاحمد اللّٰه عز وجل، فان رسول اللّٰه ﷺ قال: ان آية ما بيينا وبين المنافقين انهم لا يتضلعون من زمزم.** (سنن ابن ماجه باب الشرب من زمزم حديث: ٣٠٦١، "قاموس الفقه" مولانا خالد سيف الله رحمانى ١٠١/٤)

آب زمزم پیتے وقت کی ایک ماثور دعا

مروی ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ آب زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: **"اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ.** (فتح القدير ٥٠٦/٣) ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم،وسعت والے رزق اور ہر بیماری سے شفاء کی درخواست کرتا ہوں۔

کیا آبِ زمزم کھڑے ہوکر پینا ضروری ہے؟

آبِ زمزم کو کھڑے ہوکر پینے کی اجازت ہے، لیکن یہ کوئی ضروری نہیں ہے، لہٰذا بیٹھ کر پینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (افاده الشامی بحثا ۲۲۸/۱- ۲۲۹ مطلب فی مباحث الشرب قائما۔بیروت)

آب زمزم سے وضو اور غسل

آپ زمزم سے وضو اور غسل بطور تبرک کرنا درست ہے، البتہ ناپاک چیز کو دھونے یا ناپاکی کو زائل کرنے کے لئے آبِ زمزم کا استعمال بہتر نہیں، اس لئے آب زمزم سے استنجاء کرنا اور جنبی اور محدث کا غسل کرنا اور کسی ناپاک چیز کو پاک کرنا مناسب نہیں ہے۔ **ویجوز الاغتسال و التوضی بماء زمزم علی وجه التبرک ولا یستعمل الا علی شیء طاهر، فلا ینبغی ان یغتسل به جنب او محدث ولا فی مکان نجس.** (غنیة الناسک ۱۴۰، شامی بیروت ۴۶/۴)

آبِ زمزم ساتھ لانا

مکہ مکرمہ سے آبِ زمزم ساتھ لانا مستحب ہے، اور یہ حرم مکہ کا سب سے قیمتی تحفہ ہے۔ **ویستحب حمله الی البلاد.** (غنیة الناسک ۱۴۱)

آبِ زمزم مریض پر چھڑکنا

آبِ زمزم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے شفاء رکھی ہے، اس لئے مریض کو پلانا اور اس پر چھڑکنا اس کے لئے نافع ہے۔ **ویصبه علی المرضٰی ویسقیهم فانه شفاء سقم، و انه لما شرب له کما بسطه فی الفتح.** (غنیة الناسک/۱۴۱)

غیر مسلم کو آب زمزم پلانا

غیر مسلم شخص کو بھی آب زمزم پلانا درست ہے۔ (مستفاد کتاب الفتاوی ۸۲/۴) اس بارے میں کوئی ممانعت احقر کی نظر سے نہیں گذری۔ (مرتب)

○❖○

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے مسائل

صفا ومروہ

صفا اور مروہ مکہ معظّمہ کی دو پہاڑیاں ہیں جو اس وقت بالکل مسجد حرام سے مل چکی ہیں، زمانۂ جاہلیت میں ان پہاڑیوں پر ''اساف'' اور ''نائلہ'' کے نام کے دو بت نصب تھے، اور مشرکین عرب ان کی عبادت کیا کرتے تھے، اسی بنا پر اسلام لانے کے بعد ان لوگوں کو صفا ومروہ پر جانے سے انقباض ہوا، نیز بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار مدینہ ''مشلل'' نامی جگہ پر نصب ایک ''مناۃ'' نامی بت کی پوجا کرتے تھے، اور وہ صفا ومروہ کی سعی کو برا سمجھتے تھے، تو ان دونوں خودساختہ خیالات کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا، وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ.

(البقرة: ۱۵۸)

بے شک صفا ومروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، سو جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر ان دونوں (صفا ومروہ) کا چکر لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور جو کوئی اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ قدردان ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اس آیت نے واضح کر دیا کہ صفا ومروہ شعائر اسلام میں داخل ہیں اور ان کے مابین سعی کرنا بلاتردد مناسک حج وعمرہ میں شامل ہے؛ لہٰذا جاہلیت کی فرسودہ باتوں سے ان جگہوں کی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ (مستفاد: البحرالعمیق ۳/۱۲۷۹، احکام القرآن للجصاص للرازی ۱/۹۵-۹۶، روح المعانی ۲/۲۷، تفسیر قرطبی ۱/۱۷۸)

حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یادگار

صفا ومروہ کی سعی دراصل حضرت ہاجرہ (والدۂ حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی اس بےتابانہ دوڑ کی یادگار ہے جب وہ اپنے صاحب زادے کی بےقراری دیکھ کر بڑے عجز ونیاز کے ساتھ پانی کی تلاش میں کبھی اس پہاڑی پر جاتی تھیں اور کبھی دوسری پہاڑی پر جاتی تھیں کہ کہیں پانی کا سراغ مل جائے؛ تا آں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کی مشکل آسان فرمائی اور فرشتہ کو بھیج کر ماءِ زمزم کا چشمہ جاری فرمایا جو بیک وقت غذا، شفا اور سقا تینوں کا کام دیتا ہے۔ (مستفاد: بخاری شریف ۱/۴۷۵، تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۲۶)

سعی کرتے ہوئے جذبات کیا رہنے چاہئیں؟

صفا ومروہ کی سعی محض کوئی رسم نہیں ؛ بلکہ ایک اہم ترین عبادت ہے، اس کو انجام دیتے وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر نظر اور اپنی عاجزی اور ذلت کا اظہار ہونا چاہئے۔ مفسر قرآن حضرت علامہ عماد الدین اسماعیل ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

فَالسَّاعِیْ بَیْنَهُمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّسْتَحْضِرَ فَقْرَهٗ وَذُلَّهٗ وَحَاجَتَهٗ اِلَی اللّٰهِ فِیْ هِدَایَةِ قَلْبِهٖ وَصَلَاحِ حَالِهٖ، وَغُفْرَانِ ذَنْبِهٖ وَاَنْ یَلْتَجِئَ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِیُزِیْحَ مَا هُوَ بِهٖ مِنَ النَّقَائِصِ وَالْعُیُوْبِ وَاَنْ یَّهْتَدِیَ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ، وَاَنْ یُّثَبِّتَهٗ عَلَیْهِ اِلٰی مَمَاتِهٖ وَاَنْ یُّحَوِّلَهٗ مِنْ حَالِهِ الَّذِیْ هُوَ عَلَیْهِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْمَعَاصِیْ اِلٰی حَالِ الْکَمَالِ وَالْغُفْرَانِ وَالسَّدَادِ وَالْاِسْتِقَامَةِ کَمَا فَعَلَ بِهَاجَرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا. (ابن کثیر ۱۳۷)

صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی بے مائیگی، ذلت اور اللہ کے سامنے محتاج ہونے کا استحضار کرے اور اپنی قلبی ہدایت اصلاح حال گناہوں کی مغفرت کا خواہاں ہو، اور اللہ تعالیٰ سے اپنے نقائص وعیوب کے ازالہ اور صراط مستقیم کی رہنمائی اور تازندگی دین پر ثبات قدمی اور گناہوں اور معاصی کی حالت سے مغفرت، اور صلاح وسداد کی حالت کی طرف لوٹانے کی التجا کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ معاملہ فرمایا۔

بلاشبہ اگر مذکورہ بالا تصور کے ساتھ سعی کی جائے گی تو اس عبادت کا وزن بڑھ جائے گا، اور رحمت خداوندی سعی کرنے والے بندہ کی طرف متوجہ ہوجائے گی، اللہ تعالیٰ سبھی حجاج ومعتمرین کو ”سعی مشکور“ سے نوازیں، آمین۔ ذیل میں سعی سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

سعی کی شرعی حیثیت

حج میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے۔ هو رکن عند الثلاثة وواجب عندنا. (غنية الناسك ۱۲۸، تاتارخانية زكريا ۵۰۳/۳، تبيين الحقائق ۲۸۰۲، اللباب فی شرح الكتاب ۱۷۰/۱، درمختار زكريا ۴۶۹/۳، البحر العميق ۱۲۸۲/۳، شرح نقاية ۱۸۷/۱، هداية مع الفتح ۴۶۰/۱، خانية ۳۹۲/۱)

سعی نفلی نہیں ہوتی

صفا ومروہ کی سعی جب بھی ادا کی جائے گی وہ رکن یا واجب ہی ہوگی، نفلی طور پر سعی کرنا شریعت میں ثابت نہیں ہے۔ **والتنفل بالسعی غیر مشروع.** (مجمع الانہر ۲۷۵/۱، شامی زکریا ۵۱۶/۳، مبسوط سرخسی ۲۵۹/۲، تبیین الحقائق ۲۸۳/۲، غنیۃ الناسک ۱۳۷، معلم الحجاج ۱۵۰)

نوٹ: بعض ناواقف لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ نفلی طواف کی طرح نفلی سعی بھی کرتے ہیں، تو یہ ''سعی لاحاصل'' ہے، اور اپنے کو بلاوجہ تھکانا ہے، اس کے بجائے زیادہ سے زیادہ طواف کرنے چاہئیں۔ (مرتب)

طواف وسعی کے درمیان فصل

طواف کے فوراً بعد سعی کرنا اگرچہ لازم نہیں ہے، طواف اور سعی کے درمیان لمبے فصل کے باوجود کوئی جزاء لازم نہیں آتی؛ لیکن سنت یہی ہے کہ بلا عذر طواف وسعی کے درمیان فصل نہ کیا جائے اور اگر عذر ہو مثلاً بیماری یا تھکاوٹ ہوجائے تو فصل میں حرج نہیں ہے۔ **واما سننه فمنها ان یوالی بین الطواف والسعی فلو فصل بینهما بوقت ولو طویلاً فقد ترک السنة ولیس علیه جزاء.** (الفقه علی المذاهب الاربعة ۶۵۹/۱، غنیة الناسک ۱۲۸، البحر الرائق ۳۳۲/۳، شامی زکریا ۵۱۴/۳)

نوٹ: طواف وسعی کے درمیان فصل اسی وقت مضر نہیں جب کہ ان کے درمیان کوئی رکن نہ پایا جائے، اگر کوئی رکن پایا جائے تو اتصال کا حکم ساقط ہوجائے گا، اور از سر نو طواف کرنا پڑے گا، مثال کے طور پر کسی شخص نے طوافِ قدوم کیا اس کے بعد وقوف عرفہ کرلیا تو اب وہ طواف کے بغیر حج کی سعی نہیں کرسکتا؛ بلکہ طواف کرنا پڑے گا اس کے بعد ہی حج کی سعی معتبر ہوگی۔ **لکن یشترط ان لا یتخلل بینهما رکن فلو طاف للقدوم ولم یسع ثم وقف بعرفة ثم اراد ان یسعی بعد طواف القدوم لم یجز ذٰلک بل یسعی بعد طواف الافاضة.**

(غنیة الناسک ۱۲۸، البحر العمیق ۱۲۹۴/۳)

سعی شروع کرتے وقت حجر اسود کا استلام

جب سعی کرنے کا ارادہ ہوتو اولاً حجر اسود کا استلام کرے اس کے بعد سعی کے لئے صفا پہاڑی کی طرف چلے۔ **ويسن ان يبتدئ بالحجر الاسود فيستلمه كما مر.** (غنية الناسك ۱۲۸، تاتارخانية زكريا ۴۹۳/۳، هندية ۲۲٦/۱، تبيين الحقائق ۲۷٦/۲، هداية ۲۴۰/۱، البحر العميق ۱۲۵۳/۳، مبسوط سرخسي ۹/۴)

صفا پر چڑھتے ہوئے کیا پڑھے؟

جب صفا کے قریب پہنچ جائے تو کہے: **اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ. ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾** (یعنی میں بھی اپنی سعی اسی مقام سے شروع کرتا ہوں جسے اللہ نے اپنے ارشاد **﴿ان الصفا والمروة﴾** میں اول رکھا ہے، یعنی صفا سے) اس کے بعد صفا پہاڑی پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگے۔ **واذا دنى من الصفا يستحب ان يقول: ابدأ بما بدأ اللّٰه به: ﴿ان الصفا والمروة من شعائر اللّٰه﴾ ويصعد عليه حتى يرى البيت من الباب لا من فوق الجدار ان امكنه الصعود لرؤية البيت حقيقة او محاذاةً، والا فقدر ما يمكنه الخ.** (غنية الناسك ۱۲۸، طحطاوی ۷۳۴، هداية ۲۴۲/۱)

نوٹ: صفا یا مروہ پر اتنا چڑھنا کافی ہے کہ اگر رکاوٹیں نہ ہوں تو بیت اللہ شریف نظر آنے لگے؛ لہٰذا ان پہاڑیوں پر اوپر تک چڑھنا خلافِ سنت ہے۔

صفا پر چڑھنے کے بعد کیا کرے؟

جب صفا پر چڑھ جائے تو بیت اللہ کی طرف رخ کرے (خواہ وہ نظر آئے یا نہ آئے) اور اپنے دونوں ہاتھ دعا کی طرح کندھوں کے برابر تک اٹھائے (نماز کی طرح نہ اٹھائے) اور اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ پڑھے اور خوب دعائیں مانگے، یہ قبولیت کا مقام ہے۔ **واذا صعد عليه استقبل**

البيت ورفع يديه حذو منكبيه جاعلاً بطنها نحو السماء كما للدعاء – الى قوله – ويدعو بما شاء لنفسهٔ وللمسلمين الخ. (غنية الناسك ١٢٩، اللباب ١٧٠/١، طحطاوی ٤٧٣، درمختار مع الشامی زکریا ٥١٤/٣)

صفا پر چڑھنے کا خاص ذکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر چڑھنے کے بعد حسب ذیل کلمات کا ورد فرمایا: **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ،اللّٰهُ اَكْبَرُ ، لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔** (ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، ہر طرح کی بادشاہت صرف اسی کو زیب دیتی ہے، اور ہر طرح کی خوبیاں صرف اسی کے لائق ہیں، وہی زندگی اور موت کا مالک ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اور اپنے بندے کی مدد فرمائی، اور اکیلے ہی سب مخالف جماعتوں کو شکست فاش دی۔) (غنیۃ الناسک ۱۲۹، بدائع الصنائع زکریا ۳۴۴/۲، تاتارخانیہ ۵۰۱/۳، خانیہ ۳۹۳/۱، مناسک ملا علی قاری ۱۷۱، تبیین الحقائق ۲۶۶/۲)

میلین اخضرین کے درمیان جھپٹ کر چلنا

جب سعی کرتے ہوئے میلین اخضرین (صفا ومروہ کے درمیان وادی کا وہ حصہ جہاں اس وقت چھت میں ہری لائٹیں بطور نشانی لگی ہوئی ہیں) کے پاس پہنچے تو دوڑنے کے انداز میں چلنے کی رفتار تیز کردے، اور ہر چکر میں ایسا ہی کرے۔ **فاذا بلغ الميلين سعى كما مر ......، ويستحب ان يكون السعي بين الميلين فوق الرمل دون العدو، وهو جري شديد كجري الفرس، وهو سنة في كل شوط.** (غنية الناسك ١٣٠، ومثله فى التاتارخانية ٥٠٢/٣، اللباب فى شرح الكتاب ١٧٠/١، هداية مع الفتح ٤٥٨/٢، شرح نقاية ١٩٨/١، درمختار زكريا ٥١٥/٣، البحر الرائق ٣٣٣/٢)

میلین اخضرین کے درمیان دوڑ چھوڑ دی

میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا مسنون ہے، اگر کوئی شخص دوڑنا چھوڑ دے تو اس پر کوئی چیز لازم تو نہیں، مگر بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ **وهو سنة في كل شوط، فلو تركه او هرول في جميع السعي فقد اساء ولا شيء عليه.** (غنية الناسك ١٣٠، مبسوط سرخسي ٢/٥٠، بدائع الصنائع ٢/٣٢٠)

پوری سعی میں دوڑتا رہا

اگر میلین اخضرین کے علاوہ بھی پوری سعی کے دوران دوڑ کر چلتا رہا، تو ایسا کرنا خلافِ سنت اور ناپسندیدہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی۔ **فلو تركه او هرول في جميع السعي فقد اساء ولا شيء عليه.** (غنية الناسك ١٣٠)

سعی کی ایک اہم دعا

بہتر یہ ہے کہ سعی کے دوران اس دعا کا کثرت سے وِرد رکھا جائے: **رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَنْ مَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ.** (غنية الناسك ١٢٩، تاتارخانية ٣/٤٩٦، شرح نقاية ١/١٩٨، بدائع الصنائع زكريا ٢/٣٤٤) (ترجمہ: اے میرے رب! میرے ساتھ مغفرت اور رحمت کا معاملہ فرمایئے، اور جو (میری کوتاہیاں) آپ کو معلوم ہیں ان سے درگذر فرمایئے، بے شک آپ سب سے زیادہ عزت اور کرامت والے ہیں)

سعی کے درمیان تلبیہ؟

حاجی اگر حج کا احرام باندھ کر طوافِ قدوم (یا نفلی طواف) کے بعد سعی کر رہا ہے تو سعی کے دوران تلبیہ پڑھے گا، اور عمرہ کرنے والا سعی کے درمیان تلبیہ نہیں پڑھے گا؛ کیوں کہ عمرہ کرنے والے کا تلبیہ طواف شروع ہوتے ہی ختم ہوجاتا ہے، جب کہ حج کرنے والے کا تلبیہ ذی الحجہ کی

دسویں تاریخ کو ''جمرۂ عقبہ'' کی رمی تک جاری رہتا ہے۔ **ویلبی فی السعی الحاج ان سعی بعد طواف القدوم لا المعتمر.** (غنیة الناسك ١٣٠، البحر الرائق ٣٣٣/٣، شامی زکریا ٥١٤/٣)

سعی کے ختم پر نفلی نماز

سعی ختم کرنے کے بعد مستحب یہ ہے کہ مسجد حرام میں آ کر دو رکعت نماز پڑھے۔ **وندب ان یختم السعی برکعتین فی المسجد، کالطواف کما ان مبدئهما بالاستلام.**

(غنیة الناسك ١٣٠، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ٥١٥/٣، خانیة ٢٩٣/١، فتح القدیر ٤٦٠/٢، الموسوعة الفقهیة ٢٥، ٢٠-٢١، مجمع الانهر ٤٠٥/١)

تنبیه: یہ نماز مروہ پہاڑی پر نہ پڑھی جائے ورنہ ایک نئی بدعت شروع ہوجائے گی۔ **ولا یصلیهما علی المروة لانه ابتداع شعار.** (غنیة الناسك ١٣٠)

طواف یا سعی کے چکروں میں شک ہوتو کیا کرے؟

اگر سعی کے چکروں میں شک ہو جائے تو کم مقدار پر عمل کرے، یہ اس وقت ہے جب کہ طواف یا سعی کے شروع یا درمیان میں شک واقع ہوا ہو، اگر طواف یا سعی سے فارغ ہونے کے بعد شک واقع ہوجائے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ **ولو شک فی عدد اشواط السعی اخذ بالاقل کما قالوا فی الطواف کذا فی الکنز – الی قوله – والشک انما یعتبر فی اثناء السعی والطواف واما اذا شک بعد الفراغ فلا شیء علیه الخ.**

(غنیة الناسك ١٣٠-١٣١، شامی زکریا ٥٠٩/٣، مناسك ملا علی قاری ١٦٦-١٦٧)

سعی کا رکن اصلی

سعی کا رکن یہ ہے کہ سعی صفا اور مروہ کے درمیان کرے؛ لہٰذا اس سے باہر سعی کرنا درست نہیں ہوگا۔ **واما رکنه فکونه بین الصفا والمروة، فلا یجوز خارج المسعیٰ.** (غنیة الناسك ١٣١، البحر العمیق ١٢٨٧/٣، بدائع الصنائع ٣١٩/٢)

جدید مسعی

آج کل سعی کی جگہ پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا چوڑی کردی گئی اوراسے کئی منزلہ بنادیا گیا ہے اورآنے جانے کے راستے الگ کردئے گئے ہیں، تو حکومت کی تحقیق کے مطابق یہ پوری جگہ اصلاً صفا ومروہ پہاڑیوں کے بیچ ہی میں ہے اس لئے وہاں کسی بھی منزل میں سعی بلاتردد درست ہے۔ (مرتب)

سعی کی شرطیں

سعی صحیح ہونے کی پانچ شرطیں ہیں:

(۱) بذاتِ خود سعی کرنا: پہلی شرط یہ ہے کہ بذاتِ خود سعی کرے، چاہے کسی سواری پر سوار ہوکر یا کسی کے سہارے سے ہو، اس میں نیابت نہیں چلتی۔ **و اما شرائطه فخمسة، الاول فعله بنفسه ولو محمولاً او راكبا، فلا تجوز فيه النيابة.** (غنية الناسك ۱۳۱، مناسك ملا علی قاری ۱۷٤)

(۲) سعی کے اکثر چکروں کا پورا کرنا: دوسری شرط یہ ہے کہ سعی کے سات چکروں میں سے کم ازکم چار چکر پورے کرے؛ لہٰذا اگر کسی نے چار چکر سے کم کئے تو گویا اس نے سعی ہی نہیں کی۔ **الثاني: اتيان اكثره، فلو سعى اقله فكأنه لم يسع.** (غنية الناسك ۱۳۲، مناسك ملا علی قاری ۱۷۸)

(۳) سعی سے پہلے احرام باندھنا: تیسری شرط یہ ہے کہ سعی سے پہلے احرام باندھا ہو، البتہ سعی کرتے وقت احرام کی حالت ہو یا نہ ہو؟ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے حج کے لئے سعی کررہا ہے، تو حالتِ احرام میں سعی کرنا شرط ہے، اور اگر وقوفِ عرفہ کے بعد سعی کررہا ہے تو اگر حلق یا قصر سے قبل سعی کرے تو احرام شرط ہے، اور اگر حلق کے بعد سعی کرے گا تو احرام شرط نہیں؛ بلکہ بلا احرام ہی طواف وسعی کرنا افضل ہے۔ **الثالث: تقديم الاحرام عليه، واما بقاء الاحرام حالة السعي فان كان سعيه للحج قبل الوقوف فيشترط او بعد الوقوف فلا يشترط بل عدمه الخ.** (غنية الناسك ۱۳۲، مناسك ملا علی قاری ۱۷٤)

(۴) **معتبر طواف کے بعد سعی کرنا**: چوتھی شرط یہ ہے کہ معتد بہ یعنی کم از کم طواف کے چار چکر لگانے کے بعد سعی کرے چاہے وہ طواف حدث یا جنابت کی حالت میں ہی کیوں نہ کیا ہو۔ **الرابع: کونه بعد طواف معتد به وهو ان يكون اربعة اشواط فاكثر، سواء طافه طاهراً او محدثاً او جنباً فهو من شرائط صحة السعي.** (غنية الناسك ۱۳۲، والبحث في مناسك ملا علي قاري ۱۷۷)

(۵) **وقت کا ھونا**: پانچویں شرط یہ ہے کہ اگر یہ سعی حج کی ہے تو سعی کا وقت یعنی اشہر حج کا شروع ہو جانا؛ لہٰذا اشہر حج سے پہلے حج کی سعی درست نہیں ہوگی؛ البتہ حج کی سعی اشہر حج کے بعد بھی ہوسکتی ہے، گو کہ وہ بلا عذر مکروہ ہے۔ **الخامس: الوقت لسعي الحج، وهو اشهر الحج، والشرط دخوله لابقائه، فلا يجوز تقديمه عليه ويصح تاخيره عنه ويكره.** (غنية الناسك ۱۳۲، مناسك ملا علي قاري ۱۷۸)

وضاحت: عام طور پر فقہاء نے شرائط سعی میں چھ باتوں کو ذکر فرمایا ہے جن میں مذکورہ بالا پانچ باتوں کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ سعی کے شوط کی ابتداء صفا سے اور انتہاء مروہ پر کی جائے، اور اگر کسی نے مروہ سے سعی شروع کی تو پہلا شوط معتبر نہ ہوگا؛ لیکن صاحب ''غنیۃ الناسک'' کی تحقیق یہ ہے کہ ابتداء بالصفا کی بات شرائط میں سے نہیں؛ بلکہ واجبات سعی میں شامل ہے، اسی لئے ہم نے اسے شرائط میں شمار نہ کر کے واجبات کے ضمن میں شمار کرایا ہے۔ **قال في الغنية: والصحيح انه من واجبات السعي فلو بدأ بالمروة يصح اداء ذٰلك الشوط ولكن لا يعتد به، لانه لم يأت به بوصف الوجوب فكانه لم يأت به فيجب ان يعيده بعد ستة من الصفا فلو لم يعد فعليه دم لترك واجب البداءة بالصفا، كما صرح به في الجنايات من البحر والشرنبلالية.** (غنية الناسك ۱۳۲)

واجباتِ سعی

سعی میں درج ذیل چھ امور واجب ہیں:

(۱) **پاکی کی حالت میں طواف کے بعد سعی کرنا**: اول یہ کہ سعی ایسے

طواف کے بعد کرے جو جنابت اور حیض سے پاکی کی حالت میں کیا گیا ہو (البتہ جو طواف بے وضو کیا گیا ہو یا بدن اور کپڑے پر نجاست لگی رہنے کی حالت میں کیا گیا ہو اس کے بعد کی سعی معتبر ہوگی؛ البتہ یہ خلافِ سنت ہوگا) **فصل في واجبات السعي: هي ستة، الاول: كونه بعد طواف على طهارة عن الجنابة والحيض، اما عن الحدث الاصغر وعن النجاسة في الثوب والبدن ومكان الطواف فليس من واجبات السعي بل من سننه.** (غنية الناسك ۱۳۳)

وضاحت: بحالتِ جنابت طواف کے بعد سعی ادا تو ہو جاتی ہے، جیسا کہ شرائط کے بیان میں شرط۴ کے ضمن میں گذرا ہے؛ لیکن ترکِ واجب کی وجہ سے اعادۂ سعی واجب ہوتا ہے، اسی لئے اس کو واجبات میں شمار کیا گیا ہے۔ (مرتب)

(۲) سعی کو صفا سے شروع کرکے مروہ پر ختم کرنا: سعی کا دوسرا واجب یہ ہے کہ سعی کی ابتداء صفا سے اور انتہاء مروہ پر کی جائے؛ لہٰذا اگر کسی نے مروہ سے سعی کی ابتداء کی تو پہلا چکر کالعدم ہوگا اور سعی کی ابتداء صفا سے ہوگی اور آخری چکر مروہ پر ختم کرنا ہوگا۔ (اگر آخری چکر چھوڑ دیا اور صفا پر سعی کی انتہاء کی تو ایک صدقۂ فطر دینا پڑے گا) **الثاني: الترتيب بان يبدأ بالصفا ويختم بالمروة الخ.** (غنية الناسك ۱۳۳) **فإن لم يعد لزمه الصدقة لترك آخر الأشواط.** (غنية الناسك ۱۳۱)

(۳) پیدل سعی کرنا: سعی درست ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرے؛ لہٰذا اگر کسی نے بلا عذر سوار ہو کر سعی کی تو اس پر سعی کا لوٹانا لازم ہوگا۔ **الثالث: المشي فيه لمن لا عذر له، فان سعى راكباً او زحفاً بغير عذر فعليه الإعادة الخ.**

(غنية الناسك ۱۳۳، مناسك ملا علي قاري ۱۷۸)

(۴) اکثر سے زائد چکروں کا پورا کرنا: سعی درست ہونے کے لئے سعی کے اکثر یعنی چار سے زائد چکروں کا پورا کرنا واجب ہے؛ لہٰذا اگر کسی نے زائد چکر چھوڑ دیئے تو ہر چکر کے عوض ایک صدقہ واجب ہوگا۔ **الرابع: اكمال ما زاد عليه على اكثر اشواطه، فان تركه صح سعيه، وعليه لكل شوط صدقة.** (غنية الناسك ۱۳٤، مناسك ملا علي قاري ۱۷۸)

(۵) **حالت احرام میں عمرہ کی سعی کرنا**: اگر سعی عمرہ کے لئے کررہا ہے تو حالت احرام میں کرنا واجب ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص عمرہ کی سعی حالت احرام میں نہ کرے تو اس پر دم لازم ہوگا۔ **الخامس: كونه في حالة الاحرام في سعي للعمرة الخ.** (غنية الناسك ١٣٤، مناسك ملا علی قاری ١٧٨)

(٦) **صفا اور مروہ کے درمیان کی پوری مسافت طے کرنا**: سعی درست ہونے کے لئے یہ بھی واجب ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان جتنی مسافت ہے وہ پوری کرے۔ **السادس: قطع جميع المسافة بينهما وهو ان يلصق عقبيه بهما الخ.** (غنية الناسك ١٣٤، مناسك ملا علی قاری ١٧٨)

سعی کے لئے طہارت شرط نہیں

سعی چاہے عمرہ کی کررہا ہو یا حج کی، بہرصورت سعی پاکی کی حالت میں کرنا واجب نہیں؛ اس لئے کہ یہ عبادت مسجد میں ادا نہیں کی جاتی ہے۔ (اور ابھی تک سعی کا حصہ ہماری معلومات کے مطابق مسجد حرام میں باقاعدہ داخل نہیں کیا گیا ہے) **ولا يجب فيه الطهارة عن الجنابة والحيض، سواء كان سعي عمرة او حج لانه عبادة تؤدى لا في المسجد الحرام.** (غنية الناسك ١٣٤، تاتارخانية ٣/ ٦١٠، مبسوط سرخسی ٢/ ٥١، الولوالجية ١/ ٢٩٤)

سعی کی سنتیں

سعی میں درج ذیل چیزیں مسنون ہیں: (۱) حجر اسود کا استلام کرنا۔ (۲) سعی طواف کے فوراً بعد کرنا، ان کے درمیان بلا عذر فصل نہ کرنا۔ (۳) صفا اور مروہ پر اس قدر چڑھنا کہ بیت اللہ شریف دیکھا جا سکے۔ (۴) صفا و مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرنا۔ (۵) ساتوں چکروں کو پے در پے کرنا۔ (اگر چکروں کے درمیان وقفہ کیا مثلاً ایک دن ایک چکر کیا، پھر دوسرے دن دوسرا چکر کیا الخ، تب بھی سعی درست ہوجائے گی؛ لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ اور خلافِ سنت

ہے)(۶) حدثِ اکبر یعنی حیض و جنابت وغیرہ سے پاکی کی حالت میں سعی کرنا۔(۷) سعی ایسے طواف کے بعد کرنا جو حدثِ اصغر، بدن اور کپڑوں کی پاکی کی حالت میں کیا گیا ہو۔(۸) میلین اخضرین کے درمیان تیز چلنا۔(۹) ستر کا چھپانا۔ **هي استلام الحجر الاسود، والموالاة بينه وبين الطواف – الى قوله – وستر العورة فيه مع انه فرض في كل حال.** (غنية الناسك ۱۳۵، مناسك ملا علي قاري)

سعی کے مستحبات کا بیان

سعی میں درج ذیل چیزیں مستحب ہیں:

(۱) نیت کرنا۔(واضح رہے کہ سعی میں نیت صرف مستحب ہے، ضروری نہیں؛ لہٰذا اگر کوئی شخص صفا و مروہ کے چکر بلا نیت بھی لگا لے تب بھی اس کی سعی ادا ہو جائے گی)

(۲) دورانِ سعی ذکر و دعاء میں مشغول رہنا اور کثرت سے ذکر و دعاء کرنا۔

(۳) صفا اور مروہ پر زیادہ دیر تک ٹھہرنا۔

(۴) اگر سعی کے چکروں کے درمیان تفریق ہوگئی ہو تو از سر نو کرنا۔

(۵) سعی سے فارغ ہونے کے بعد مسجد حرام میں دو رکعت نماز ادا کرنا۔

وهي النية: فلو مشى من الصفا الى المروة هارباً او بائعاً او مشترياً – الى قوله – واداء ركعتين بعد فراغه منه في المسجد. (غنية الناسك ۱۳۵، مناسك ملا علي قاري ۱۸۰)

سعی کے مباحات کا بیان

سعی میں درج ذیل باتیں مباح ہیں:

(۱) جائز گفتگو کرنا۔

(۲) کھانا پینا اس طرح کہ سعی کے چکروں میں اس کی وجہ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جائے۔

(۳) سعی کے دوران فرض یا جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے جانا۔

وھی الکلام المباح الذی لا یشغله مما ینبغی فیه الخ. (غنیة الناسك ۱۳۵، مناسك ملا علی قاری ۱۸۰)

سعی کے مکروہات کا بیان

درج ذیل چیزیں سعی کے درمیان مکروہ ہیں:

(۱) بغیر کسی عذر کے سوار ہونا۔

(۲) سعی کے چکروں میں بہت زیادہ فصل کرنا اگر کوئی عذر نہ ہو۔

(۳) خرید وفروخت کرنا۔

(۴) ایسی گفتگو کرنا جو خشوع وخضوع یا ذکر ودعاء اور پے در پے سعی کرنے میں مخل ہو۔

(۵) صفا اور مروہ پر بالکل نہ چڑھنا۔

(۶) میلین اخضرین کے درمیان تیز نہ چلنا۔

(۷) بلا کسی عذر کے طواف کے بعد فوراً سعی نہ کرنا۔

(۸) سعی کو ایام نحر سے مؤخر کرنا۔

(۹) ستر کا نہ چھپانا۔

فصل فی مکروھاته: وھی الرکوب فیه من غیر عذر، وتفریقه تفریقاً کثیراً – الی قوله – وترک ستر العورة الخ. (غنیة الناسك ۱۳۶، مناسك ملا علی قاری ۱۸۱)

❍❖❍

جنایاتِ سعی

طوافِ معتبر کے بغیر سعی معتبر نہیں

سعی طواف (فرض یا نفل) کے بعد ہونی ضروری ہے، اگر طواف کے بغیر سعی کی تو اس سعی کا کوئی اعتبار نہیں؛ لہٰذا اگر طواف کے بعد سعی نہیں دوہرائی تو ترکِ واجب کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ **ولو سعى قبل الطواف لم يعتد به اى بذٰلك السعى، فإن سعيه حينئذ كالمعدوم، فان لم يعده فعليه دم اى اتفاقاً.** (غنية الناسك ٢٧٧، مناسك ملا علی قاری ٣٥٥)

بلا عذر سوار ہو کر سعی کرنا

اگر بلا عذر سوار ہو کر یا وہیل چیئر پر سعی کی تو دم لازم ہے، پھر اگر پیدل دوہرالی تو دم ساقط ہوجائے گا۔ (غنیۃ الناسک ۲۷۷) **ولو سعى كله او اكثره راكباً او محمولاً بلا عذر فعليه دم.** (مناسك ملا علی قاری ١٨٠)

نوٹ: آج کل مسعیٰ میں بعض حضرات بلا عذر یا معمولی تھکاوٹ کا بہانا بنا کر وہیل چیئر پر سعی کر لیتے ہیں، تو اس طرح کی سعی سے دم لازم ہوجاتا ہے؛ اس لئے حتی الامکان پیدل سعی کرنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے قبل بیوی سے جماع حلال ہے، اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔ **ولو طاف لحجته فواقع النساء اى جنسهن ثم سعى بعد ذٰلك اجزأه سعيه المتأخر لخروجه عن الاحرام بالكلية بعد الحلق والطواف.** (غنية الناسك ٢٧٨، مناسك ملا علی قاری ٣٥٦)

کیا سعی ایامِ نحر میں کرنا ضروری ہے؟

سعی کے لئے ایام نحر کی پابندی لازم نہیں ہے؛ لہٰذا حج کی سعی ایام نحر کے بعد بھی کی جاسکتی ہے، اس تاخیر کی وجہ سے کوئی جزاء لازم نہیں ہے۔ **ولو أخر السعی عن ایام النحر ولو شهراً بل لو سنین لا شیء علیه الا انه یکره له.** (غنیة الناسك ۲۸۷، مناسك ملا علی قاری ۳۵٦)

سعی کے اکثر چکر بلا عذر چھوڑ دینا

اگر حج میں سعی کے اکثر چکر بلا عذر چھوڑ دئے تو دم لازم ہے۔ **ولو ترک السعی کله او اکثره فعلیه دم و حجه تام.** (غنیة الناسك ۲۷۷، مناسك ملا علی قاری ۳۵۵)

سعی کے تین سے کم چکر چھوڑ دئے

اگر سعی کے تین یا اس سے کم چکر چھوڑے ہیں تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر لازم ہے۔ **ولو ترک منه ای من السعی ثلاثة اشواط او اقل فعلیه لکل شوط صدقة الا ان یبلغ ذٰلک دماً.** (غنیة الناسك ۲۷۷، مناسك ملا علی قاری ۳۵۵)

سعی کے دوران نماز کھڑی ہوگئی

اگر سعی کے دوران نماز باجماعت شروع ہوجائے تو سعی وہیں موقوف کرکے جماعت میں شریک ہوجائے، پھر اسی جگہ سے سعی شروع کردے۔ **لو اقیمت الصلاة والرجل یطوف ویسعی یترک الطواف والسعی ویصلی ثم یبنی بعد الفراغ.** (عالمگیری ۱/۲۲۷، مناسك علی قاری ۱۸۰، درمختار زکریا ۳/۵۰۹، غنیة الناسك ۱۳۵، انور رحمت ٤٤٤)

سعی کے دوران نماز جنازہ میں شرکت

اگر سعی کے دوران جنازہ آجائے تو سعی کرنے والے کو نماز جنازہ میں شرکت کرنی چاہئے، اور نماز کے بعد جہاں سے سعی چھوڑی ہے وہیں سے پھر شروع کردے۔ **ولو خرج منه او من السعی الی جنازة او مکتوبة او تجدید وضوء ثم عاد بنی.** (درمختار زکریا ۳/۵۰۹، غنیة الناسك ۱۳۵)

❍❖❍

حج سے قبل مکہ معظّمہ میں قیام

مسجد عائشہؓ سے عمرہ

مکہ معظّمہ میں قیام پذیر حجاج کے لئے حج کے پانچ ایام (۹-۱۳/ذی الحجہ) کے علاوہ ایام میں مسجد عائشہ، جعرانہ یا حل کے کسی مقام سے بار بار عمرہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اورعمرہ کی کثرت یقیناً اجروثواب میں زیادتی کا باعث ہے۔ **العمرة سنة وتصح فی جميع السنة وتكره يوم عرفة ويوم النحر و ايام التشريق.** (مراقی الفلاح ۷٤۰، ومثلہ فی الهندية ۲۳۷/۱، خانية ۳۰۱/۱) **لان العمرة جائزة فی جميع السنة بلاكراهة الا فی خمسة ايام لا فرق فی ذٰلک بين المكی والآفاقی.** (غنية الناسك جديد ۲۱۵) **ولا يكره الاكثار منها ای من العمرة فی جميع السنة بل يستحب ای الاكثار منها، وأفضل مواقيتها لمن بمكة التنعيم والجعرانة والاول افضل عندنا.** (مناسك ملاعلی قاری ٤٦٧)

طواف افضل ہے یا عمرہ؟

مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران عمرہ کی کثرت افضل ہے یا طواف کی؟ تو اس بارے میں قدرے تفصیل ہے کہ اگر اتنے وقت تک طواف میں مسلسل مشغول رہتا ہے کہ اس میں عمرہ کیا جاسکتا ہے تو طواف افضل ہے، اور اگر اتنی مدت تک طواف میں مشغول نہیں رہتا؛ بلکہ طواف میں کم وقت لگاتا ہے تو ایسی صورت میں عمرہ کرنا طواف سے زیادہ فضیلت وثواب کا باعث ہوگا۔ اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ سات طوافوں کا ثواب ایک عمرہ کے مانند ہے۔ **والطواف افضل من العمرة**

اذا شغل بہ مقدار زمن العمرة. وقد قيل سبع اسابيع من الاطوفة كعمرة. (غنية الناسك ١٣٨، مناسك ملا علی قاری ٤٦٧، ومثله فی الشامی زکریا ٥١٧/٣)

قارن شخص کا حج سے قبل مزید عمرہ کا احرام باندھنا

قارن شخص نے میقات سے حج وعمرہ کا احرام باندھا اور مکہ معظّمہ آ کر عمرہ کے ارکان ادا کر لئے، پھر اس نے مسجد عائشہ یا حل کے کسی مقام پر جا کر عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس پر لازم ہے کہ عمرہ کے اس نئے احرام کو ترک کر کے حج کے بعد عمرہ کی قضا اور دم جنایت دے؛ لیکن اگر اسی وقت عمرہ کر لیا تو اس نے برا کیا، اور اس پر احرام پر احرام باندھنے کی بنا پر ایک دم لازم ہوگا اور اگر کئی مرتبہ یہی عمل کیا تو ہر مرتبہ کے عوض دم دینا ہوگا، اور حج قران ہونے کی وجہ سے دم شکر اپنی جگہ حسب دستور واجب رہے گا۔ **واما لو ادخل احرام العمرة على الحج قبل طوافه او بعده رفض العمرة اتفاقاً وان مضى عليها جاز واساء.** (غنية الناسك ٢٣١، ومثله فی مناسك ملا علی قاری ٢٦٠، تاتارخانية ٦١٨/٣، هندية ٢٣٧/١)

تمتع کرنے والے کا حج سے قبل مسجد عائشہ سے عمرہ کرنا

تمتع کرنے والا حاجی جو میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر آتا ہے اور عمرہ کر کے حلال ہو جاتا ہے، اس کے لئے مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران حج سے قبل مسجد عائشہ، جعرانہ یا حل کے کسی مقام سے احرام باندھ کر عمرہ کرنا جائز ہے، اور حج تمتع بہر حال عمرہ آفاقی کے ذریعہ سے ہی درست ہوگا اور عمرہ حِلّی کا تمتع سے کوئی تعلق نہیں۔ **التمتع المسنون وهو ان يحرم الاٰفاقی بعمرة من الميقات او قبله فاذا دخل مكة طاف لعمرته فی اشهر الحج ويعتمر قبل الحج ماشاء وما فی اللباب، ولا يعتمر قبل الحج، فغير صحيح لانه بناء على ان المكی ممنوع من العمرة مفردة وهو خلاف مذهب اصحابنا جميعاً ......، وهذه عمرة مفردة لا اثر لها فی تكرار تمتعه.** (غنية الناسك جديد ٢١٥)

نوٹ : عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ بعض فقہاء کے نزدیک متمتع کے لئے حج سے قبل ''عمرۂ حلی'' درست نہیں ہے، گو کہ یہ رائے مرجوح ہے اور جواز کی رائے راجح ہے؛ لیکن اختلاف سے بچنے کے

لئے اگر متمتع حج سے قبل مزید کوئی عمرۂ حلی نہ کرے تو بہتر ہے، اس کے بجائے بکثرت طواف کرنے کا اہتمام رکھے۔ (مستفاد: انوار مناسک ۶۸۳)

مفرد بالحج آفاقی کا حج سے قبل عمرہ کا احرام باندھنا

اگر کوئی آفاقی میقات سے حج کا احرام باندھ کر آیا اور پھر اس نے اسی احرام پر عمرہ کا احرام بھی باندھ لیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

الف: اگر طوافِ قدوم شروع کرنے سے قبل اس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے تو اس پر عمرہ وحج دونوں لازم ہوجائیں گے، اور اس کا حج، افراد نہیں رہے گا؛ بلکہ حج قران ہوجائے گا، اور اس پر دم شکر واجب ہوگا؛ لیکن چوں کہ اس نے حج قران کے اصل طریقہ کے خلاف عمل کیا ہے، اس لئے وہ ناپسندیدہ کام کرنے والا کہلائے گا، اسے چاہئے کہ توبہ کرے۔ **افاقی احرم بحج ثم احرم بعمرة لزماه.** (درمختار) وفی الشامی: **لان الجمع بینهما مشروع فی حق الآفاقی فیصیر بذٰلک قارناً لکنه اخطأ السنة فیصیر مسیئاً لان السنة فی القران ان یحرم بهما معاً، او یقدم احرام العمرة علی احرام الحج وصار قارناً مسیئاً وعلیه دم شکر لقلة اساء ته ولعدم وجوب رفض عمرته.** (شامی زکریا ۶۳۳/۳، ومثله فی غنیة الناسك ۲۳۱)

ب: اگر طواف قدوم شروع کرنے کے بعد اور وقوفِ عرفہ سے قبل عمرہ کا احرام باندھا ہے تو اس صورت میں وہ سخت گنہگار ہوگا، اب اس کے لئے دو راستے ہیں یا تو عمرہ کا احرام ترک کرکے حج کے بعد عمرہ کی قضا کرلے اور ایک دم جنایت دے، ایسا کرنا بہتر ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ عمرہ ادا کرلے اور حج کے بعد دم جبر دیدے، اور بہرحال وہ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ہی حلال ہوگا، اس اعتبار سے وہ قارن کے مشابہ ہے۔ **او بعد ان یطوف له شوطاً او بعد تمامه وهو بمکة او عرفة ......، لکن قبل الوقوف بعرفة ......، فایضاً قارن مسیٔ واکثر اساءة من الاول وندب رفضها فان رفضها قضاها وعلیه دم رفضها وان مضی علیها صح وعلیه دم جبر.** (غنیة الناسك ۲۳۱–۲۳۲، ومثله فی الشامی ۶۳۳/۳، البحر العمیق ۷۳۰/۲)

❍❖❍

مسائلِ منیٰ

منیٰ کی وجہ تسمیہ

''منیٰ'' کو''منیٰ'' کہنے کی بہت سی وجوہات منقول ہیں؛لیکن ان میں سب سے مشہور بات یہ ہے کہ یہاں چوں کہ ہدی کے جانور ذبح کئے جاتے تھے اوران کا خون بہایا جاتا تھا، اس لئے اس مقام کا نام ''منیٰ'' پڑ گیا۔(اس لئے کہ عربی زبان میں امنی ، اور منیٰ کا لفظ کسی چیز کے بہانے کے معنی میں آتا ہے) **وسمیت بذٰلک لما یمنی فیھا من الدماء ای یراق ویصب من "امنی النطفة ومناھا" اراقھا ، ھٰذا ھو المشھور الذی قاله الجماھیر من اھل اللغة وغیرھم.** (البحر العمیق ١٤١٨، اوجز المسالك بیروت ١٩٤/٧) **سمیت بذٰلک لما یمنی بھا من الدماء یعنی یراق.** (الموسوعة الفقهية ٥٧/٣٩)

نوٹ: لیکن آج کل جانوروں کوذبح کرنے کی جگہیں''المعیصیم''، میں منتقل کردی گئی ہیں، جومنیٰ کے شمالی جانب واقع ہے،اب منیٰ کی حدود میں کوئی منحر (سلاٹر ہاؤس)نہیں رہا۔

منیٰ کی شرعی حدود

منیٰ مکہ معظّمہ کی شرقی جانب پہاڑوں کے درمیان ایک لمبی وادی ہے،جس کی حد لمبائی میں''جمرۂ عقبہ'' سے''وادیٔ محسر'' تک ہے،اور''وادیٔ محسر'' بالاتفاق منیٰ سے خارج ہے جب کہ''جمرۂ عقبہ'' کے بارے میں علماء کااختلاف ہے۔احناف وغیرہ کے نزدیک''جمرۂ عقبہ'' ''منیٰ'' کی حد سے خارج ہے،اور چوڑائی میں دوطرفہ پہاڑوں کا اندرونی حصہ''منیٰ''میں ہے،اور دوسری جانب کا حصہ''منیٰ'' سے خارج ہے۔[آج کل منیٰ کی شرعی حدود کی نشانی کےطور پر حکومت نے بڑے بڑے نیلے بورڈ لگا رکھے ہیں، ان سے آسانی منیٰ کی حدود کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے]**وحدھا ما بین وادئ محسر و جمرة العقبة وھی شعب طوله نحو میلین وعرضه یسیر و الجبال محیطة به ما اقبل منھا علیه فھو من منی، وما ادبر منھا فلیس من منی، ویری الحنفیة و الشافعیة والحنابلة ان وادئ محسر وجمرة العقبة لیسا من منیٰ الخ.** (الموسوعة الفقهية ٥٧/٣٩، غنية الناسك ١٦٩، مناسك ملا علی قاری ٢٢٣، البحر العمیق ١٤١٣/٣)

منیٰ کا کل رقبہ

نئی تحقیق کے مطابق منیٰ کا میدانی حصہ تقریباً ۴۰/لاکھ مربع میٹر پر مشتمل ہے، جب کہ پہاڑی رقبہ کا اندازہ ۲۰/لاکھ مربع میٹر سے لگایا گیا ہے، اس اعتبار سے پورے منیٰ کا مجموعی رقبہ تقریباً ٦۰/لاکھ مربع میٹر بیٹھتا ہے۔ (مستفاد: حاشیہ البحر العمیق ۳/۱۴۱۷-۱۴۱۸) (جس کے قابل استعمال حصوں پر فائر پروف مستقل خیمے، سڑکیں اور ضروری عمارات تعمیر کردی گئی ہیں، اور جمرات کی ۵/منزلہ عظیم الشان عمارت نے بھی ایک بڑے رقبہ کا احاطہ کر رکھا ہے)

وادیٔ محسر

منیٰ کے ختم اور مزدلفہ کی ابتداء کے درمیان ایک وادی حائل ہے، جو نہ تو حدود منیٰ میں شامل ہے اور نہ ہی حدود مزدلفہ، اس میں ٹھہرنا درست نہیں ہے؛ بلکہ وہاں سے تیز گذرنے کا حکم ہے۔ مشہور ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں ابرہہ کے لشکر کو ہلاک کیا گیا تھا۔ **وفي منسك الطرابلسي: وليس وادیٔ محسر من مزدلفة ولا من منی، إنما هو جبل بینهما.** (البحر العمیق ۱٤۱۵/۳، شامی زکریا ۴۷۰/۳، انوار مناسک ۱۳٤)

نوٹ: آج کل ''وادیٔ محسر'' میں حکومت کی طرف سے حاجیوں کے ٹھہرنے کے لئے مستقل خیمے تو نصب نہیں ہیں؛ لیکن حج کے موقع پر وہاں پولیس، فوج اور سرکاری کارندوں کے قیام کے لئے عارضی خیمے نصب کردیئے جاتے ہیں، اور انہی کی دیکھا دیکھی بہت سے حجاج بھی فولڈر خیمے لگا کر وہاں قیام کرتے ہیں، پس حجاج کو وہاں قیام نہیں کرنا چاہئے، اس کا خاص خیال رکھا جائے۔

مشاعرِ مقدسہ میں سفر واقامت کے احکام

مشاعر مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، وغیرہ) میں سفر واقامت اور نمازوں میں قصر واتمام کا مسئلہ اس وقت بہت اہمیت اختیار کرچکا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہاء کے زمانہ میں؛ بلکہ آج سے کچھ عرصہ پہلے تک مکہ معظّمہ کی آبادی محدود تھی، اور منیٰ ومزدلفہ اور عرفات کے درمیان بڑے بڑے پہاڑ اور وادیاں حائل تھیں، اور ان مقامات کے ایک آبادی میں شمار کئے جانے کا کوئی تصور نہ تھا؛ لیکن گذشتہ سالوں میں دیکھتے ہی دیکھتے مکہ معظّمہ ہر چہار جانب تیزی سے وسیع ہوتا گیا اور شہری آبادی منیٰ ومزدلفہ؛ بلکہ عرفات کے قریب تک پہنچ گئی۔ اب یہ بات تو اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ تمام مشاعر کی شرعی حدود بالکل متعین اور ناقابل ترمیم ہیں، اور جو عبادات ان میں سے جس جگہ ادا کرنے کا حکم ہے اس کے حدود میں ادا کئے بغیر اس عبادت کا ثواب نہیں مل سکتا، مثلاً منیٰ میں رات گذارنے کا جو ثواب ہے وہ حدود مکہ میں رات گذارنے سے حاصل نہیں ہوسکتا، اسی طرح وقوفِ مزدلفہ کا حکم وقوفِ منیٰ سے پورا نہیں ہوسکتا وغیرہ؛ لہٰذا مناسک کی ادائیگی کے اعتبار سے مشاعر مقدسہ کی حدود میں ترمیم وتبدیلی کسی کے اختیار میں نہیں ہے، یہ اچھی طرح ذہن نشین رکھنا چاہئے۔

البتہ بحث یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک نمازوں میں قصر واتمام کا تعلق مناسک حج سے نہیں ہے؛ بلکہ اس کا مدار ان عام اصولوں پر ہے جن کو دنیا کی ہر آبادی کے لئے قصر واتمام کی بنیاد بنایا گیا ہے؛ لہٰذا جس طرح دنیا کے دیگر شہروں اور آبادیوں پر وہ اصول جاری ہوتے ہیں، اسی طرح مکہ معظّمہ اور اس سے ملحق جگہوں پر بھی جاری ہوں گے۔ مثلاً ایک شہر اور اس سے متصل فناء شہر یا حکومتی اور عرفی اعتبار سے جن جگہوں پر ایک آبادی کا اطلاق ہوتا ہو وہ سب ایک شہر کے حکم میں سمجھے جاتے ہیں، اور وہاں پر پندرہ دن یا اس سے زائد قیام کی نیت سے ٹھہرنے والا اس وقت تک مقیم ہی کہلائے گا جب تک کہ اس شہر اور اس سے ملحق جگہ سے سفر شرعی کے ارادہ سے باہر نہ چلا جائے۔

اس اصول کی روشنی میں جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اگرچہ ماضی قریب تک مکہ معظّمہ، منیٰ، مزدلفہ بالکل الگ الگ مقامات تھے؛ لیکن اب منیٰ تین جانب سے آبادی کے بیچ میں آگیا ہے، جنوبی جانب ''محلّہ عزیزیہ''، شمال میں ''شرائع معیصیم اور عدل''، اور مغرب کی طرف ''شیشہ محلّہ'' آباد ہے، نیز منیٰ کے پہاڑوں کے درمیان بڑی بڑی وسیع سرنگیں نکال کر منیٰ کا رابطہ مکہ معظّمہ سے بہت قوی کر دیا گیا ہے، اور یہ راستے سال بھر محلوں کے درمیان گذرگاہ کے طور پر استعمال ہوتے رہتے ہیں، اور جنوبی پہاڑوں کے بہت بڑے رقبہ پر شاہی محل بھی تعمیر شدہ ہے، اور شمالی پہاڑوں کے دامن میں جمرات کے قریب حجاج ومعتمرین کے لئے بڑی وسیع عمارتیں بھی تعمیر کر دی گئی ہیں، اور مزید تعمیرات کا منصوبہ ہے، اور ایک بڑا اسپتال اور رابطہ عالم اسلامی کا دفتر بھی یہاں واقع ہے، جس میں سال بھر سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ اسی طرح ''عزیزیہ جنوبیہ'' سے ''مزدلفہ'' کی حد بھی مل گئی ہے، اور وقفہ وقفہ سے آبادی کا تسلسل ''جامعہ ام القریٰ'' کے نئے احاطہ تک پہنچ گیا ہے، جو عرفات کے بالکل قریب واقع ہے، اس لئے ہندو پاک کے معتبر علماء ومفتیان نے عینی مشاہدہ کے بعد یہ احتیاطی رائے قائم کی ہے کہ اقامت ومسافرت کے مسئلہ میں اب منیٰ اور مزدلفہ کا حکم مکہ معظّمہ کے مانند ہے، یعنی جو شخص حج سے قبل مکہ معظّمہ آئے اور اس کا ارادہ بشمول ایام حج پندرہ روز قیام کا ہو تو وہ مقیم شمار ہوگا، اور اس سے تین ضمنی مسئلے متعلق ہوں گے:

(۱) اگر مقیم شخص ہے تو اسے ان جگہوں پر نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

(۲) منیٰ میں جمعہ ادا کیا جائے گا (البتہ عرفات اس سے مستثنیٰ ہے)

(۳) مقیم ذی استطاعت حاجی پر (حج کی قربانی کے علاوہ) مالی قربانی حسب دستور واجب ہوگی، (اب وہ چاہے حرم میں قربانی کرے یا اپنے وطن میں قربانی کرائے) **المستفاد: وقال اکثر اھل العلم منھم عطاء والزھری والثوری والکوفیون وابوحنیفةؒ واصحابه لا یقصر الصلاة اھل مکة بمنی وعرفات لانتفاء مسافة القصر.** (اوجز المسالک ۲۰۵/۷)

منیٰ کے مکہ معظّمہ کے حکم میں ہونے کے متعلق درج ذیل اشارات یاد رکھنے کے قابل ہیں:

''امیر نائف'' وزیر داخلہ سعودی عرب کی رائے

(۱) سعودی عرب کے وزیر داخلہ اور اعلیٰ اختیاراتی حج کمیٹی کے چیئر مین امیر نائف ابن عبد العزیز نے صراحت کی ہے کہ تمام مشاعر مقدسہ اب مکہ شہر کے بیچوں بیچ آ گئے ہیں، ان کے الفاظ یہ ہیں: **نشاهد ان مكة شرفها اللّٰه تعالىٰ تعدى توسعها فى جهة الجنوب عرفة، ومن جهة الشمال الغربي وصلت إلى الشرائع فأصبحت المشاعر في وسط مدينة مكة.** (اخبار الجزيرة ۷/ذی الحجه ۱۴۲۹ھ ۵دسمبر ۲۰۰۸ء بحوالہ حج میں قصر واتمام کی تحقیق ۱۳۹، مؤلفہ: مفتی محمد رضوان صاحب راوَل پنڈی پاکستان)

اب غور فرمایئے کہ جب سعودی وزیر داخلہ خود مشاعر مقدسہ کو شہر مکہ کے وسط میں ہونے کا اعلان کر رہے ہیں، تو اس کے بعد کسی کے نہ ماننے کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟

شیخ عثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ

(۲) سعودی عرب کے ایک بڑے معتبر عالم شیخ محمد صالح بن محمد العثیمین رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:
وفي يومنا هٰذا إذا تأمل المتأمل يجد أن منى حى من أحياء مكة، وحينئذٍ يقوى القول بأنهم لا يقصرون في منىٰ الخ. (الشرح الممتع على زاد المستقنع ۷/۷۷، بحواله "حج میں قصر واتمام کی تحقیق" ۱۳۵)

ترجمہ: اور ہمارے آج کے اس دور میں اگر کوئی گہرائی سے جائزہ لے گا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ "منیٰ" مکہ کے محلوں میں سے ایک محلّہ ہے، اور اسی سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ حجاج منیٰ میں قصر نہیں کریں گے۔

شیخ سبیّل کا مکتوب

(۳) سابق امام حرم شیخ محمد ابن عبد اللہ السبیّل جو اپنے زمانہ میں حرمین شریفین کی اعلیٰ اختیاراتی نگراں کمیٹی کے رئیس رہے ہیں، انہوں نے مشہور عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم شیخ الحدیث دار العلوم کراچی پاکستان کے ایک سوال کے جواب میں واضح طور پر یہ تحریر کیا تھا کہ: ''مکہ شہر کی آبادی منیٰ کے علاوہ حدودِ عرفات تک پہنچ گئی ہے، اور حکومت بھی ان جگہوں کو ایک آبادی شمار کرتی ہے'' ۔شیخ کے الفاظ یہ ہیں:

الذى يظهر لنا أن منىٰ اصبحت اليوم جزءاً من مدينة مكة بعد ان اكتنفها بنيان مكة وتجاوزها الى حدود عرفة، وبناءاً على هٰذا فإنها قد اصبحت اليوم من أحياء مدينة مكة، فلايعد الذاهب اليها من مكة مسافراً الخ. اور آگے لکھتے ہیں: **إن حكومة المملكة**

العربية السعودية تعد منى من مكة على اعتبار انها حى من أحياء ها. (بحوالہ رسالہ حج میں قصرو اتمام کی تحقیق ۱۳۳)(شیخ موصوف کی پوری تحریر ملاحظہ کریں: انوار مناسک ۶۸۱، مؤلفہ: مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی)

ایک عالم محقق کی تحقیق

(۴) عرب کے ایک محقق عالم ڈاکٹر عبداللہ نذیر احمد عبدالرحمٰن جو جدہ کے ''ملک عبد العزیز یونیورسٹی'' کے معاون استاذ ہیں، اور جنہوں نے علامہ ابن الضیاء المکی الحنفی المتوفی ۸۵۴ھ کی جامع ترین کتاب ''البحر العمیق فی مناسک المعتمر والحجاج الی بیت اللہ العتیق'' کی ۵/جلدوں میں تعلیق وتحقیق اور اشاعت کا عظیم علمی کارنامہ انجام دیا ہے، وہ اس موضوع پر اپنی رائے اس طرح ظاہر کرتے ہیں:

فان منیٰ الاٰن اصبحت من ضمن مكة المكرمة، لتوسع البناء والعمران، وامتدادها إليها، ومن ثم اختلف الحكم باختلاف العلة، اذ الحكم يدور مع العلة حيث ما دار سلباً وايجاباً، وحصل الخلاف فى المسئلة بين العلماء باعتبار ما كان المنى عليها، اما الاٰن فقد تغير الوضع فاصبحت منى من مكة المكرمة وليس ذٰلك فى زمن موسم الحج بل على مدار السنة لاستدامته اقامة الناس بها. (حاشية البحر العميق ۱۴۹۳/۳)

ترجمہ: ''منیٰ اب مکہ معظّمہ کے اندر آچکا ہے؛ کیوں کہ آبادی کی وسعت منیٰ تک پہنچ گئی ہے، اس بناء پر علت کے بدلنے سے حکم بھی بدلے گا؛ کیوں کہ حکم علت کے ساتھ دائر رہتا ہے، جہاں بھی دائر ہو، مثبت یا منفی طور پر، اور پہلے زمانہ میں منیٰ کی جو صورتِ حال تھی اسی اعتبار سے (منیٰ میں اقامتِ جمعہ کے سلسلہ میں) فقہاء میں اختلاف ہوا تھا؛ لیکن اب صورتِ حال بدل چکی ہے، اور منیٰ مکہ معظّمہ میں شامل ہو چکا ہے، اور یہ صرف موسم حج ہی کے لئے نہیں ہے؛ بلکہ سال بھر کے لئے یہی حکم ہے؛ کیوں کہ برابر وہاں لوگوں کی آمد ورفت جاری رہتی ہے''۔

مفتی مدینہ حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ کا فتویٰ

(۵) مدینہ منورہ کے متبحر عالم، مفسرِ قرآن حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہٗ (المتوفی ۱۴۲۲ھ) نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا: ''اگر حکومتِ سعودی منیٰ کو مکہ معظّمہ کا محلّہ تسلیم کرلے تو صرف قصر واتمام کے مسئلہ میں فرق آسکتا ہے، جو امورِ منیٰ سے متعلق ہیں وہ بہر حال منیٰ ہی سے متعلق رہیں گے، یعنی منیٰ اگرچہ مکہ معظّمہ کا محلّہ بن جائے پھر بھی وہاں یوم الترویہ گذارنا، پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھنا، نویں کو منیٰ سے روانہ ہونا سنت رہے گا''۔

نیز فرمایا: ''اگر منیٰ کو مکہ معظّمہ کا حصہ مان لیا جائے تو مکہ معظّمہ میں پندرہ دن رہنے سے مقیم ہو جائے گا، اور شک کو مٹانے کے لئے دو رکعت کی جگہ چار رکعت پڑھ لے تب بھی نماز ہو جائے گی''۔ (یادگار صالحین ۸۳۲-۸۳۳، مؤلفہ: مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی مدظلہٗ)

مذکورہ بالا شواہد کے بعد اس مسئلہ میں پرانی فقہی عبارتوں کو بنیاد بنا کر جمود اختیار کرنا اور ضد بازی کی حد تک تجاوز کر جانا اہل انصاف علماء کا شیوہ نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہ کہہ کر منیٰ اور مزدلفہ کو حدودِ مکہ سے خارج نہیں کیا جاسکتا کہ یہ محض میدان ہے، یہاں کوئی آبادی نہیں ہے؛ اس لئے کہ شہری حدود میں شمولیت کے لئے آبادی اور تعمیرات کا ہونا لازمی شرط نہیں ہے۔ آج بھی بڑے بڑے شہروں میں لق ودق پارک اور بڑے بڑے وسیع الشان میدان ضرورت کی بنا پر عمارتوں سے خالی رکھے جاتے ہیں۔ (دہلی کے قلب میں انڈیا گیٹ کے اطراف کا بہت بڑا رقبہ محض میدان ہے، اسی طرح کی صورتِ حال اور بڑے شہروں میں بھی ہے) لیکن انہیں کوئی بھی شہر سے باہر قرار نہیں دیتا، پھر منیٰ اور مزدلفہ وغیرہ ہی کو اتصال آبادی کے باوجود الگ جگہیں قرار دینے پر اصرار کیوں ہے؟ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

اور اس مرتبہ سفرِ حج کے دوران جمرات کی عمارت کے قریب ایک سرکاری بورڈ پر یہ ہدایت نظر پڑی کہ ''عمرہ کرنے والوں کی بسیں لازمی طور پر جمرات کے میدانوں میں پارک کی جائیں''، جس سے یہ معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت ایامِ حج کے علاوہ میں منیٰ کا علاقہ بسوں کی پارکنگ کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور یہ سب کو معلوم ہے کہ آج کل رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ میں معتمرین کا حج سے بڑا اجتماع ہوتا ہے، اور ان کی سواریوں کی پارکنگ کے لئے منیٰ کا رقبہ استعمال کیا جاتا ہے، تو کیا اسے اہل شہر کی ضرورت میں شامل نہیں کیا جائے گا؟ اور مصالح بلد کے اعتبار سے یہ جگہیں فناءِ شہر میں شامل نہ ہوں گی؟ اس پر بھی سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

افسوس ہے کہ آج کل حقیقی صورتِ حال کو نظرانداز کر کے اپنی رائے پر بعض لوگ اس قدر ضد کرتے ہیں کہ آٹھویں تاریخ کو منیٰ پہنچنے کے بعد ہندو پاک کے حاجیوں کے خیموں میں ظہر کے وقت ہی سے نماز کے قصر واتمام پر شدید جھگڑے شروع ہوجاتے ہیں، اور بڑی ناگوار صورتِ حال سامنے آتی ہے، جو نہایت تکلیف دہ ہے، حالاں کہ احتیاط بہر حال اسی میں ہے کہ اگر بالفرض کسی مقام پر اقامت ومسافرت میں شبہ ہوجائے تو اتمام کا حکم دینا چاہئے؛ تاکہ فرض یقینی طور پر ادا ہوجائے، جیسا کہ فقہی عبارات سے واضح ہے۔ **لانہ اجتمع فی هٰذه الصلاة ما یوجب الاربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطاً.**

(البحر الرائق کوئٹہ ۲/۱۲۹)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح موقف اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

ذیل میں یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ سے متعلق بعض اہم مسائل وہدایات درج کی جاتی ہیں:

یوم الترویہ (۸؍ذی الحجہ)

حج کے مناسک کی باقاعدہ ادائیگی ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ سے شروع ہوتی ہے، اس دن کو ''یوم الترویۃ'' کہا جاتا ہے؛ اس لئے کہ مکہ کے لوگ منیٰ اور عرفات میں پانی کی فراہمی کے لئے آج کے دن پانی سے لدی ہوئی سواریوں کو ساتھ لے جاتے تھے۔ **قال ابوبکر الانباری فی کتاب الزهد انما سميت التروية تروية لان الناس يردون من الماء من العطش فی هٰذا اليوم ويحملون الماء بالروايا الی عرفة ومنیٰ.** (البناية ٤/١١٢، البحر العميق ٣/١٤٠٤)

منیٰ جانے کی تیاری

تمتع کرنے والے حجاج اسی طرح ''اہلِ مکہ'' یوم الترویہ (۸؍ذی الحجہ) کو حج کا احرام باندھیں گے (جب کہ قارن اور آفاقی مفرد بالحج پہلے ہی سے احرام میں ہوں گے) یہ احرام اپنی قیام گاہ سے باندھا جاسکتا ہے، اور اگر سہولت ہو تو مسجد حرام میں جا کر احرام کی نیت کرلیں تو مزید فضیلت حاصل ہوگی؛ لیکن ایسا کرنا ضروری نہیں ہے۔ **واذا يوم التروية احرم بالحج من المسجد والشرط ان يحرم من الحرم، اما المسجد فليس بلازم والمسجد افضل، ومكة افضل من غيرها من الحرم هٰكذا فی فتح القدير، ولو احرم قبل يوم التروية جاز وهو افضل.** (هندية ١/٢٣٩، معلم الحجاج ١٥٢)

مکہ معظّمہ سے منیٰ کے لئے روانگی

سنت یہ ہے کہ ذی الحجہ کی ۸؍تاریخ کو سورج طلوع ہوجانے کے بعد مکہ معظّمہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوں۔ **والسنة خروجه بعد طلوع الشمس وهو الصحيح.** (غنية الناسك ١٤٦، طحطاوی اشرفيه ٧٣١، شامی زكريا ٣/٥١٧، اوجز المسالك ٧/١٩٩، البحر العميق ٣/١٤٠٨، تاتارخانية زكريا ٣/٥٠٥)

نوٹ: لیکن آج کل رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہوجاتی ہے اور عام لوگوں کے لئے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ میں اپنے خیمہ تک پہنچنا نہایت مشکل ہے؛ اس لئے عوام کو یہی مشورہ دیا جاتا ہے

کہ وہ جس وقت بھی معلم کی طرف سے لے جانے کا نظام ہو اس کی پابندی کریں، اور سورج نکلنے کا انتظار نہ کریں۔(مرتب)

یوم الترویہ (۸؍ذی الحجہ) میں منیٰ کی مصروفیات

آج کے دن حجاج کے لئے تین باتیں مسنون ہیں: (۱) مکہ معظّمہ سے منیٰ جانا (۲) منیٰ میں پانچ نمازیں: ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں ذی الحجہ کی فجر ادا کرنا (۳) رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گذارنا۔ **فکل من الخروج یوم التروية الى منىٰ واداء الصلاة الخمس بها، والمبيت بها اكثر الليلة سنة.** (غنية الناسك ١٤٦، ومثله فى الدر المختار مع الشامى زكريا ٣/ ١٧ ٥، تاتارخانية زكريا ٣/ ٥ ٠ ٥، مناسك ملا على قارى ٥٨٧)

مکہ معظّمہ سے زوال کے بعد روانگی

اگر ۸؍تاریخ کو مکہ معظّمہ سے زوال کے بعد روانہ ہوا؛ لیکن ظہر منیٰ میں جاکر پڑھی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولو خرج من مكة بعد الزوال فلابأس به اذا صلى الظهر بمنىٰ.** (غنية الناسك ١٤٦ او جز المسالك ٧/ ١٩٩)

۸؍ذی الحجہ کو قیام منیٰ کی حکمت

۸؍ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کی حکمت یہ ہے کہ حاجی صاحبان عرفات جانے کے لئے مستعد اور تیار ہو جائیں۔ (مستفاد: البحر العمیق ۳؍۱۴۱۲، فتح القدیر ۲؍۴۶۶) اور ایک مقصد یہ بھی ہے کہ یکسوئی کے ساتھ جمع ہو کر مسائل و مناسک حج کا مذاکرہ و تکرار کرلیں۔(اس لئے حجاج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ منیٰ جاکر پوری دل جمعی سے حج کی تیاریوں میں مشغول رہیں اور فضول مٹرگشتی اور اعزاء و متعلقین کی ملاقاتوں کی فکر کرکے اوقات کو ضائع نہ کریں)

منیٰ میں قیام کی مستحب جگہ

منیٰ میں مسجدِ خیف (جو منیٰ میں جنوبی جانب جمرات کے قریب واقع ہے، اس کا مسجدِ حرام

سے فاصلہ ۹ رکلومیٹر ہے) کے قریب قیام کرنا مستحب ہے (لیکن آج کل منیٰ کا قیام اپنے اختیار میں نہیں رہا؛ بلکہ معلم کے خیمے جہاں نصب ہوتے ہیں وہیں قیام کرنا پڑتا ہے) **ویستحب ان ینزل بالقرب من المسجد الخیف.** (البحر الرائق کوئٹہ ۲/ ۳۳۵، فتح القدیر ۲/ ٤٦٧، البحر العمیق ۳/ ١٤١٢، مجمع الانهر ١/ ٤٠٦، بنایة ٤/ ٢١٢، غنیة الناسك ١٤٦، طحطاوی اشرفیه ٧٣٥)

مسجدِ خیف میں نماز با جماعت

بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آج کل مسجد خیف میں حکومتِ سعودیہ کی طرف سے مقررہ امام مقیم ہونے کے باوجود ۴ رکعت والی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں؛ اس لئے کہ ان کے مسلک میں قصر کا حکم حج کے تابع ہے۔ جب کہ احناف کے نزدیک حج کی وجہ سے قصر کا حکم نہیں ہوتا؛ بلکہ سفر کی وجہ سے ہوتا ہے؛ لہٰذا حنفی حجاج کو مسجدِ خیف میں چار رکعت والی فرض نمازیں امام کی اقتداء میں نہیں پڑھنی چاہئیں؛ البتہ مغرب اور فجر کی نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **فالحق ما علیه الجمهور ان القصر بمنی وعرفات کان للسفر لا لکونه من مناسک الحج.** (اعلاء السنن کراچی ١٠/ ٤١١)

نوٹ: تاہم نوافل وغیرہ کسی غیر مکروہ وقت میں وہاں جا کر پڑھ لینا مناسب ہے؛ اسلئے کہ اس مسجد میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔ بعض آثار میں ہے کہ یہاں ۷۰ رانبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے۔ (رسول اللہ کا طریقۂ حج ۹ ۳۰، مؤلفہ: مولانا مفتی محمد ارشاد القاسمی)

منیٰ میں جمعہ قائم کرنا

آج کل چوں کہ راجح رائے کے مطابق منیٰ مکہ معظّمہ سے متصل فناء کی شکل اختیار کر چکا ہے؛ لہٰذا وہاں جمعہ کا قیام اسی طرح ضروری ہے جیسے مکہ معظّمہ میں؛ اس لئے ایام منیٰ میں اگر جمعہ پڑ رہا ہو تو وہاں جمعہ پڑھنا بلا شبہ درست ہے۔ **ویجوز اقامة الجمعة بمنیٰ ولم یجز بعرفات، لوجهین: احدهما لان منیٰ من فناء مکة فانها من الحرم. والوجه الثانی: أن منیٰ تتمصر فی ایام الموسم لاجتماع شرائط المصر فیها.** (البحر العمیق ۳/ ١٤٩٢) بریں بنا حجاج کو اپنے اپنے خیموں میں جمع ہو کر جمعہ قائم کرنا ہوگا۔

مزدلفہ کی حدود میں قیام

آج کل سعودی حکومت نے حجاج کے فائرپروف خیمے منیٰ کی حدود سے آگے بڑھا کر مزدلفہ کی حدود میں تقریباً ایک تہائی حصہ تک نصب کردئے ہیں، اور حجاج کو چارو ناچار ایام منیٰ میں ان خیموں میں قیام کرنا پڑتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ مزدلفہ کے حدود میں واقع خیموں میں قیام کرنے سے قیام منیٰ کی سنت ادا ہوگی یا نہیں؟ تو اس بارے میں اگرچہ بعض عرب علماء نے مسجد کی جماعت کی صفوں پر قیاس کرتے ہوئے سنت قیام منیٰ کی ادائیگی کا قول کیا ہے؛ لیکن راجح یہی ہے کہ حدودِ مزدلفہ کے قیام سے قیام منیٰ کی سنت ادا نہ ہوگی؛ البتہ جو حجاج مجبوراً حدودِ مزدلفہ میں ٹھہریں گے، امید ہے کہ وہ ترکِ قیامِ منیٰ کے گنہگار نہ ہوں گے۔ **ولو بات في غيرها متعمداً لا يلزمه شيء عندنا.** (هداية ١/٢٧٥، انوار مناسك ٥٠١)

منیٰ کی حدود میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے حدودِ مکہ میں قیام کرنا

اگر کسی شخص کو حکومتی نظام کی مجبوری کی وجہ سے حدودِ منیٰ میں قیام کی جگہ نہ ملے، تو اس کے لئے منیٰ کے علاوہ کہیں بھی قیام کرنا جائز ہے، خواہ وہ حدودِ مکہ میں اپنی قیام گاہ ہی میں کیوں نہ ہو۔ (انوارمناسک ۴۹۹) تاہم بعض حضرات نے ایسی صورت میں منی سے ملحق خیموں ہی میں قیام کو ترجیح دی ہے۔ (رسول اللہ کا طریقۂ حج)

آٹھویں تاریخ کو منیٰ کا قیام ترک کردینا

اگر کوئی شخص ذی الحجہ کی ۸؍تاریخ کو بلا کسی عذر کے منیٰ میں قیام نہ کرے، تو ایسا کرنا ترکِ سنت کی وجہ سے گو کہ مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ **ولو بات بمكة تلك الليلة او بعرفة اجزأه ......، ولكنه اساء لتركه سنناً كثيرةً.** (غنية الناسك ١٤٦، هندية ١/٢٢٧، تاتارخانية ٣/٥٠٥، فتح القدير ٢/٤٦٧، تبيين الحقائق زكريا ٢/٨٤) **ولو بات في غيرها متعمداً لا يلزمه شيءٌ عندنا.** (هدايه ١/٢٧٥، اوجز المسالك ٣/٦٤٥، انوار مناسك ٤٩٨)

❍❖❍

یومِ عرفہ

عرفات کا جائے وقوع

عرفات کا میدان مکہ معظّمہ وسط شہر سے مشرقی جانب تقریباً پچیس کلومیٹر دور حدودِ حرم سے باہر واقع ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۱۴۹۹/۳) اور مؤرخِ مکہ شیخ محمد کردی کی تحقیق کے مطابق مسجدِ حرام سے مسجدِ نمرہ تک کی مسافت ۲۱ر کلومیٹر ہے، اور ''مسجدِ نمرہ'' سے ''مسجد صخرات'' (جبل رحمت کے قریب وہ مقام جہاں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے وقوف فرمایا تھا) ۳ر کلومیٹر ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۱۴۱۶/۳) گویا مسجدِ حرام سے جبل رحمت (عرفات) تک کی مسافت ۲۴ر کلومیٹر ہوئی۔

عرفات کی حدودِ اربعہ

عرفات کے شمال میں وادیٔ وصیق، مغرب میں وادیٔ عرنہ (اسی میں مسجدِ نمرہ کا اگلا حصہ واقع ہے) ہے، اس وادی کی لمبائی پانچ ہزار میٹر ہے، جو عرفات اور حدودِ حرم میں حدِ فاصل ہے، اور جنوب اور مشرق میں پہاڑی سلسلہ ہے، جن کا اندرونی حصہ عرفات میں شامل ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۱۵۰۴/۳) آج کل حکومت نے حدودِ عرفہ کی پہچان کے لئے بڑے بڑے پیلے بورڈ لگا رکھے ہیں، ان کو ملحوظ رکھ کر ہی عرفات میں قیام کرنا چاہئے۔

عرفات کی وجہ تسمیہ

میدانِ عرفات کو ''عرفات'' کہنے کی بہت سی وجوہات علماء نے لکھی ہیں، جن میں سے تین وجوہات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

الف: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حج کے تمام ارکان ومناسک سکھا کر اسی میدان میں پوچھا تھا: ''عَرَفْتَ''؟ یعنی کیا آپ نے مناسک کی معرفت حاصل کر لی؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا تھا، اسی لفظ کی مناسبت سے اس میدان کا نام ''عرفات'' رکھ دیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر ۱۶۲/۳، نقلاً عن اثر علی کرم اللہ وجہہ، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۵/۲)

ب: سیدنا حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان میں اتارے گئے تھے، اور حضرت حواء رضی اللہ عنہا مقام ''جدہ'' میں اتاری گئی تھیں، اور دنیا میں آنے کے بعدان دونوں کی ملاقات مقام ''عرفات'' میں ہوئی، اسی لئے اس جگہ کو ''عرفات'' کہہ دیا گیا۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۲/۵ ۴۱بیروت، الفتاویٰ الولوالجیۃ ۱/۲۵۹، درمختار زکریا ۳/۲۹ ۴۶، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۳۵)

ج: یہ ایسا مقام ہے جہاں لوگ آپس میں ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں، اسی بنا پر اسے ''عرفات'' کہا جاتا ہے، وغیرہ۔ (تفصیل دیکھئے: البحر العمیق ۳/۱۵۰۰-۱۵۰۱)

وقوفِ عرفات؛ حج کا رکن اعظم

۹ ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں وقت مقررہ کے اندر وقوف کرنا حج کا رکن اعظم ہے، اگر یہ رکن چھوٹ جائے تو اس کی تلافی کسی طرح ممکن نہیں ہے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ عَرَفَات - ثَلاثاً - فَمَنْ اَدْرَکَ عَرَفَةَ قَبْلَ اَنْ یَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ اَدْرَکَ. (رواہ احمد، ابن کثیر مکمل ۱۶۳، شعب الایمان ۳/۴٦٠ برقم: ٤٠٦٦)

حج تو عرفات میں وقوف ہی کا نام ہے - تین مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا - پس جو شخص یوم النحر کی صبح صادق سے پہلے وقوفِ عرفات کو پالے اس نے حج کو پالیا۔

ایک صحابی عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، جب کہ آپ مزدلفہ میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا کہ هَلْ لِیْ مِنْ حَجٍّ؟ (کیا میرے لئے حج کی گنجائش ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

مَنْ صَلّٰی مَعَنَا هٰذِهِ الصَّلاةَ ثُمَّ وَقَفَ هُنَا حَتّٰی نُفِیْضَ وَقَدْ اَفَاضَ قَبْلَ ذٰلِکَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَیْلاً اَوْ نَهَاراً فَقَدْ تَمَّ حَجُّهٗ وَقَضٰی تَفَثَهٗ. (رواہ الدار قطنی فی الحج ۲/۲٤٠، تفسیر قرطبی بیروت ۲/٤٢٥)

جو شخص ہمارے ساتھ یہ (مغرب وعشاء کی) نماز پڑھے پھر ہمارے یہاں سے روانہ ہونے تک ہمارے ساتھ وقوف کرے اور وہ اس سے قبل رات یا دن میں عرفات میں وقوف کر کے آیا ہو، تو اس کا حج تام ہوگیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کردیا۔

زمانۂ جاہلیت میں قریش کے لوگ اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے حج میں عام لوگوں کے ساتھ عرفات تک نہ جاتے تھے؛ بلکہ مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم حرم کے رہنے والے حدودِ حرم سے باہر نہ جائیں گے، تو قرآنِ کریم میں انہیں صاف حکم دیا گیا کہ وہ عام لوگوں کے ساتھ عرفات جایا کریں، اس معاملہ میں من مانی نہیں چلے گی؛ بلکہ حکم خداوندی کی تابع داری ضرور کرنی ہوگی۔ ارشاد خداوندی ہے:

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوْا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (البقرة: ۱۹۹)

پھر واپس آ ؤجہاں سے سب لوگ واپس آ ئیں (یعنی عرفات سے) اور اللہ سے مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مزدلفہ سے تجاوز کر کے عرفات کے نزدیک اولاً وادیٔ عرنہ میں قیام کیا، جہاں آپ کے لئے ایک خیمہ پہلے سے نصب کر دیا گیا تھا۔ (مسلم شریف ۱/۳۹۷)

اور پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ہجرت سے قبل جو حج فرمائے ان میں بھی آپ قریش کے ساتھ مزدلفہ میں نہ ٹھہرتے تھے؛ بلکہ عام لوگوں کے ساتھ عرفات میں ہی وقوف فرماتے تھے۔ چناں چہ حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (اسلام لانے سے پہلے) اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں گیا، تو وہاں دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں کے ساتھ وقوف فرما ہیں، تو میری زبان سے بے اختیار نکلا کہ: ''اصل دینی حمیت کی شان تو یہ ہے، حالاں کہ قریش ''حمس''، یعنی دینی اعتبار سے باعزت شمار ہوتے ہیں''۔ (مسلم شریف ۱/۴۰۱)

وقوفِ عرفہ کی فضیلت

عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اور بالخصوص میدانِ عرفات میں موجود خوش نصیب حجاج کی مغفرت اور بخشش کے اعلانات آسمانوں پر ہوتے ہیں، اور اس دن شیطان سب سے زیادہ مایوس اور غمزدہ نظر آتا ہے؛ کیوں کہ آج کے دن اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اس کی ساری محنتوں کو بیک جنبش ضائع کر دیتی ہے۔ اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے متعدد احادیث ارشاد فرمائی ہیں، چند روایتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

(۱) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهُ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُوْلُ: مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟

(مسلم شریف ۱/۴۳٦، نسائی شریف ۲/۳۵-۳٦، ابن ماجہ: ۲۱٦)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یوم عرفہ سے بڑھ کر کوئی ایسا دن نہیں ہے، جس میں اتنی بڑی تعداد میں اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہوں، اللہ تعالیٰ بندوں کے قریب آتے ہیں، پھر فرشتوں کے سامنے ان بندوں کے عمل پر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے بندے کیا چاہتے ہیں؟ (کہ انہیں عطا کیا جائے)

یوم عرفہ؛ افضل ترین دن

(۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ...... وَمَا مِنْ یَوْمٍ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ یَنْزِلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا، فَیُبَاھِیْ بِاَھْلِ الْاَرْضِ اَھْلَ السَّمَاءِ، فَیَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ، جَاؤُوْنِیْ شُعْثاً غُبْراً ضَاحِیْنَ جَاؤُوْا مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، یَرْجُوْنَ رَحْمَتِیْ وَلَمْ یَرَوْ عَذَابِیْ فَلَمْ یُرَ یَوْمٌ اَکْثَرَ عَتِیْقاً مِنَ النَّارِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ. (رواہ ابو یعلیٰ ۲۰۹۰، الترغیب والترھیب بیروت: ۱۵۳/۲، رقم: ۱۷۳۲)

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نظر میں یوم عرفہ سے افضل کوئی دن نہیں ہے، اس دن اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں، اور پھر دنیا کے لوگوں کے ذریعہ آسمان والوں پر فخر فرماتے ہیں، اور ارشاد ہوتا ہے، میرے بندوں کو دیکھو! میرے پاس پراگندہ بال، گرد آلود، دھوپ میں دنیا کے چپہ چپہ سے چل کر آئے ہیں وہ میری رحمت کے امیدوار ہیں، اور عذاب سے نفور ہیں۔ پس کوئی دن عرفہ کے دن کے علاوہ ایسا نہیں ہے جس میں اس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے جاتے ہوں۔

آج رحمتِ خداوندی جوش میں ہے

(۳) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا کَانَ یَوْمُ عَرَفَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یُبَاھِیْ بِھِمُ الْمَلَائِکَۃَ، فَیَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ، اَتَوْنِیْ شُعْثاً غُبْراً، ضَاجِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، اُشْھِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ، فَتَقُوْلُ الْمَلَائِکَۃُ: اِنَّ فِیْھِمْ فُلَاناً مُرَائِیاً وَفُلَاناً، قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ یَوْمٍ اَکْثَرُ عَتِیْقاً مِنَ النَّارِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ. (رواہ البیھقی فی شعب الایمان ۴۶۰/۳ رقم: ۴۰۶۸، الترغیب والترھیب بیروت ۱۵۳/۲، رقم: ۱۷۳۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ ان حجاج کے ذریعہ فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو یہ میرے پاس پراگندہ بال، گرد آلود ہو کر دھوپ میں چل کر دنیا کے چپہ چپہ سے آئے ہیں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں مغفرت سے نواز دیا ہے، تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ان میں تو فلاں فلاں بڑے نافرمان محض بھی ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ”میں نے انہیں بھی بخش دیا ہے“، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”عرفہ کے دن سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزادی نصیب ہوتی ہے“۔

آج شیطان کی ذلت قابلِ دید ہے

(٤) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كُرَيْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا رُأيَ الشَّيْطَانُ يَوْماً هُوَ فِيْهِ اَصْغَرُ وَلَا اَدْحَرُ وَلَا اَحْقَرُ وَلَا اَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَمَا ذٰلِكَ اِلَّا لِمَا يَرَى فِيْهِ مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ، اِلَّا مَا رُأيَ يَوْمَ بَدْرٍ فَاِنَّهُ رَاٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَزَعُ الْمَلَائِكَةَ. (رواه مالك في المؤطا ٤٢٢/١، والبيهقي في شعب الايمان ٤٦١/٣، رقم: ٤٠٦٩، الترغيب والترهيب بيروت ١٥٤/٢، رقم: ١٧٣٣، كنز العمال ٢٩/٥ رقم: ١٢١٠١)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''شیطان جس قدر ذلیل، حقیر، مایوس اور غم وغصہ میں عرفہ کے دن ہوتا ہے اتنا اور کسی دن نہیں ہوتا، اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور بڑے بڑے گناہوں سے معافی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، البتہ غزوۂ بدر کے روز وہ اس سے زیادہ ذلیل ہوا تھا، جب وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرشتوں کی صف بندی کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا''۔

رحمتِ خداوندی عام ہے

(٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ وَقَدْ كَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَؤُوْبَ فَقَالَ: يَا بِلَالُ اَنْصِتْ لِيَ النَّاسَ، فَقَامَ بِلَالُ، فَقَالَ: اَنْصِتُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْصَتَ النَّاسُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النَّاسِ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ اٰنِفاً فَاَقْرَأَنِيْ مِنْ رَبِّيْ السَّلَامَ وَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ غَفَرَ لِاَهْلِ عَرَفَاتٍ وَاَهْلِ الْمَشْعَرِ وَضَمِنَ عَنْهُمُ التَّبِعَاتِ فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں وقوف فرما تھے، اور سورج غروب ہونے کے قریب تھا، آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کراؤ، چناں چہ حضرت بلال نے اعلان کیا اور لوگ خاموش ہوگئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ: ''ابھی ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لاکر میرے رب کا سلام پیش کیا اور یہ بشارت سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کرنے والوں کی بخشش کا فیصلہ فرما دیا ہے، اوران کے اوپر واجب حقوق کی خود ضمانت لے لی ہے''، تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے

أَهٰذَا لَنَا خَاصَّةً؟ قَالَ: هٰذَا لَكُمْ وَلِمَنْ اَتٰى مِنْ بَعْدِكُمْ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: كَثُرَ خَيْرُ اللّٰهِ وَطَابَ.

(الترغیب والترھیب بیروت: ۱۵۷/۲رقم:۱۷۳۷)

کھڑے ہوکر عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسول! کیا یہ بشارت صرف ہمارے لئے ہے"؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "یہ تمہارے لئے اور تمہارے بعد قیامت تک یہاں وقوف کرنے والوں کے لئے ہے"، یہ سن کر حضرت عمرؓ بول اٹھے: "واقعی اللہ کی عطا کردہ بھلائی بہت زیادہ اور شاندار ہے"۔

میدانِ عرفات میں گناہوں سے بچنے پر بشارت

میدانِ عرفات میں بالخصوص جو شخص اپنے اعضاء وجوارح کو ہر طرح کے گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرے گا، اس کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت کا وعدہ ہے، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ لِسَانَهٗ وَسَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهٗ مِنْ عَرَفَةَ اِلىٰ عَرَفَةَ.

(الترغیب والترھیب بیروت ۱۵۹/۲، رقم: ۱۷۴۱، اخرجه البیهقی معناه فی شعب الایمان ۴۶۲/۳ رقم: ۴۰۷۱)

جس شخص نے عرفہ کے دن اپنی زبان، کان اور نگاہ کی حفاظت کی (انہیں گناہوں سے بچا کر رکھا) تو اس کے اس یوم عرفہ سے لے کر اگلے سال یوم عرفہ کے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

اس لئے حجاج کرام کو اس مبارک سفر میں بالخصوص ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عرفات کے بعض خاص اوراد

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان میدانِ عرفات میں قبلہ رو کھڑے ہو کر سو مرتبہ: "**لا الٰه الا اللّٰه وحده، لا شريك له، له الملك وله الحمد، يحي ويميت، وهو على كل شيء قدير**" اور سو مرتبہ سورۂ اخلاص، سو مرتبہ درود شریف (درودِ ابراہیمی) پڑھے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا مَلَائِكَتِيْ مَا جَزَاءُ عَبْدِيْ هٰذَا، سَبَّحَنِيْ وَهَلَّلَنِيْ وَكَبَّرَنِيْ وَعَظَّمَنِيْ وَعَرَفَنِيْ وَاَثْنٰى عَلَيَّ، وَصَلّٰى عَلٰى نَبِيِّ، اِشْهَدُوْا مَلَائِكَتِيْ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ وَشَفَّعْتُهٗ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَوْ

اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی جزاء کیا ہے؟ اس نے میری پاکی بیان کی، میری وحدانیت کا اعلان کیا، میری بڑائی اور عظمت کا اظہار کیا، اور مجھے پہچان کر میری حمد وثنا کی اور میرے پیغمبر پر درود بھیجا، فرشتو! گواہ رہنا اس بندے کی میں نے مغفرت کر دی

سَأَلَنِیْ عَبْدِیْ هٰذَا لَشَفَّعْتُهُ فِیْ اَهْلِ الْمَوْقَفِ. (رواه البیهقی فی شعب الایمان ٤٦٣/٣، رقم: ٤٠٧٤، الترغیب والترهیب بیروت ١٦١/٢، رقم: ١٧٤٤، کنز العمال ٣٠/٥، رقم: ١٢١٠٦)

ہے، اور اس کی ذات کے بارے میں اس کی سفارش مان لی ہے، اور اگر میرا یہ بندہ سارے عرفات میں ٹھہرنے والوں کے لئے کوئی درخواست کرے گا تو ان کے بارے میں بھی میں اس کی سفارش قبول کرلوں گا۔

درج بالا ہدایات سے وقوفِ عرفات کے عمل کی عند اللہ اہمیت کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے، اس لئے سبھی حجاج پر لازم ہے کہ وہ وقوفِ عرفات کے اس قیمتی ترین وقت کو ضائع ہونے سے بچائیں اور نہایت توجہ کے ساتھ دعاء واستغفار، تلبیہ اور رجوع الی اللہ میں مشغول رہیں، کھانے پینے، تفریح، مٹرگشتی اور گپ شپ سے اور بلاضرورت لیٹنے بیٹھنے سے پرہیز کریں، یہ موقع زندگی میں بار بار نہیں آیا کرتا۔

آج داتاؤں کے داتا کا دربار کھلا ہوا ہے، اور ارحم الراحمین کی رحمت جوش مار رہی ہے، بس لینے کی اور دامن پھیلانے کی ضرورت ہے، آج کے دن جو جتنی عاجزی کا اظہار کرے گا اور جس قدر رقت اور تضرع کے ساتھ بارگاہِ حق میں فریاد کرے گا، وہ اسی قدر زیادہ نوازا جائے گا۔

آج کوئی ناامید نہ رہے

محدثِ جلیل حضرت عبد اللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ ایک سال میدانِ عرفات میں مجھے حضرت سفیان ثوریؒ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، موصوف گھٹنے کے بل بیٹھے تھے اور آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں کی جھڑی لگ رہی تھی، اسی حالت میں انہوں نے پوچھا: ”جانتے ہو آج کے دن سب سے زیادہ بدنصیب اور بدبخت شخص کون ہے“؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ: ”وہ شخص جو یہ گمان رکھے کہ آج کے دن بھی اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہ فرمائیں گے“۔

ایک سال میدانِ عرفات میں خلق خدا کی گریہ وزاری اور تضرع وابتہال کا پراثر منظر دیکھ کر عارف باللہ حضرت فضیل ابن عیاضؒ لوگوں سے گویا ہوئے کہ: ”تمہارا کیا خیال ہے اگر اتنا بڑا مجمع کسی دنیا کے مال دار کے پاس جاکر صرف ایک دانگ (درہم کا چھٹا حصہ) دئے جانے کا مطالبہ کرے، تو بتاؤ کیا وہ مال دار ان کی اتنی ذرا سی درخواست ٹھکرادے گا“؟ سب نے بیک زبان کہا: ”نہیں! ہرگز نہیں“۔ حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ: ”رب ذو الجلال کی قسم اِن سب لوگوں کو معاف کردینا اور مغفرت سے نواز دینا اللہ کے نزدیک ایک دانگ دینے سے بھی معمولی ترین بات ہے“۔ (دعاء یوم عرفہ ۲۲-۲۳، البحر العمیق)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ: ”اگر تمام جنات

وانسان ایک میدان میں آکر مجھ سے جو چاہیں اور جتنا چاہیں مانگیں اور میں سب کو عطا کر دوں، پھر بھی میرے خزانے میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آسکتی''۔ (مسلم شریف)

اپنی کوتاہیوں پر اظہار ندامت

کیا ٹھکانا ہے اس کی عطا کا؟ اور کیا انتہا ہے اس کی ستاری کی؟ ایک طرف اس کی بے حد وحساب نوازش دیکھئے اور عالم حیرت میں غرق ہوجایئے، اور دوسری طرف اپنی کوتاہیوں، ناقدریوں اور احسان فراموشی کا جائزہ لیجئے، اور اللہ کی صفت ستاری دیکھئے۔

ایک بڑے صاحب معرفت بزرگ حضرت ابوعبیدہ خواص ؒ کو لوگوں نے میدانِ عرفات میں دیکھا کہ انتہائی بے چینی اور بے قراری کے عالم میں یہ دل دہلانے والے اشعار پڑھ رہے تھے:

کَمْ قَدْ زَلَلْتُ وَ لَمْ اَذْکُرْکَ فِیْ زَلَلِیْ ☆ وَاَنْتَ یَا مَالِکِیْ بِالْغَیْبِ تَذْکُرُنِیْ

ترجمہ: اے رب کریم! میں نے کتنی لغزشیں کیں اور اپنی لغزشوں کے دوران تجھے بالکل یاد نہ کیا، اور اے میرے مالک تو پھر بھی مجھے غائبانہ میں یاد کرتا رہا۔

کَمْ اَکْشِفُ السِّتْرَ جَهْلاً عِنْدَ مَعْصِیَتِیْ ☆ وَاَنْتَ تَلْطِفُ بِیْ حِلْماً وَ تَسْتُرُنِیْ

ترجمہ: اور میں نے نادانی میں کتنی ہی مرتبہ گناہ کر کے اپنی رسوائی کا سامنا کیا، مگر تو برابر اپنی صفت حلم سے میرے ساتھ مہربانی اور پردہ پوشی کا معاملہ فرماتا رہا۔ (فضائل حج ۲۲۰)

لَاَبْکِیَنَّ بِدَمْعِ الْعَیْنِ مِنْ اَسَفٍ ☆ لَاَبْکِیَنَّ بُکَاءَ الْوَالِهِ الْحَزِنِ

ترجمہ: اب میں مارے افسوس کے آنکھوں سے آنسو ضرور بہاؤں گا، اور میں بے قرار غمزدہ کی طرح بلک بلک کر روؤں گا۔ (البحر العمیق ۳/۱۵۴۶)

میدانِ عرفات کی افضل ترین دعا

میدانِ عرفات میں وقوف کا وقت دعا کی قبولیت کا افضل ترین وقت ہے، اور عرفات کی سب سے افضل ترین دعا یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (مجمع الزوائد ۳/۲۵۲، البحر العمیق ۳/۱۵۴۸، مناسك ملا علی قاری ۵۸۹)

اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ہے ہر طرح کی بادشاہت، اور تمام تعریفوں کا وہی مستحق ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت سفیان ابن عیینہ ؒ سے پوچھا گیا کہ یہ کلمات تو محض حمد وثنا ہیں، پھر انہیں دعا کیوں کہاں گیا؟ تو

آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میری حمد وثنا میں مشغولیت جس کو دعا اور سوال سے روک دے، تو میں اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں''۔ (المغنی فی الحج والعمرہ ۲۴۰)

لہٰذا ان کلمات کی کثرت سے وہ نعمتیں ملیں گی جو بڑی بڑی دعاؤں سے بھی نہیں مل سکتیں، انشاء اللہ تعالیٰ۔

میدانِ عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا

حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اثر انگیز دعا بھی ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ لَاَ یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ، اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ، اَسْأَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ، وَاَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ، مَنْ خَشَعَتْ لَکَ رَقْبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَیْنَاہُ، وَذَلَّ لَکَ جَسَدُہٗ، وَرَغِمَ اَنْفُہٗ لَکَ، اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیاً وَکُنْ بِیْ رَؤُوْفاً رَحِیْماً یَا خَیْرَ الْمَسْؤُوْلِیْنَ وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ.

(کتاب الدعاء: ۲۷٤، مناسك ملا علی قاری ۲۹۵)

اے اللہ! آپ میری بات سن رہے ہیں، اور میری جگہ دیکھ رہے ہیں، اور میری ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہیں، میری کوئی بات بھی آپ پر مخفی نہیں ہے، میں سختی میں مبتلا ہوں محتاج ہوں، پناہ کا طلب گار رہوں، عذاب کے تصور سے ڈرنے اور لرزنے والا ہوں، اپنے سب گناہوں کا پوری طرح معترف ہوں، میں آپ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں، اور میں آپ کو نابینا (گرنے سے) خوف کرنے والے شخص کی طرح پکارتا ہوں، جس کی گردن آپ کے سامنے جھکی ہوئی ہے، اور جس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، اور جس کا جسم آپ کے درِدولت پر ذلت کے ساتھ پڑا ہے، اور جس کی ناک آپ کے سامنے رگڑی ہوئی ہے۔ اے اللہ! آپ مجھے اس مانگنے میں محروم نہ فرمایئے اور میرے لئے نہایت مہربان اور رحیم بن جایئے، اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے، اور اے ان سب سے افضل جو عطا کرنے والے ہیں۔

الغرض وقوفِ عرفہ کا تو پورا وقت دعا ہی کے لئے ہے، جو چاہے اور جتنا چاہے اور جس زبان میں چاہے مانگے، حمد وثنا، صلاۃ وسلام اور اذکار میں پورے تضرع اور شوق کے ساتھ مشغول رہے۔ ملا علی قاریؒ کی ''الحزب الاعظم''، حضرت تھانویؒ کی ''مناجاتِ مقبول'' اور دعاؤں کی دیگر کتابیں دیکھ کر حسب ذوق دعائیں پڑھتا رہے۔ یاد آجائے تو راقم الحروف ناکارہ اور اس کے والدین و متعلقین واحباب کے لئے بھی دعا فرمادیں، تو بڑا کرم ہوگا۔ اب آگے وقوفِ عرفات سے متعلق چندا ہم مسائل لکھے جاتے ہیں:

منیٰ سے عرفات روانگی

مستحب ہے کہ ۹؍ ذی الحجہ کو منیٰ میں فجر کی نماز اول وقت پڑھنے کے بعد اتنی دیر ٹھہرے کہ دھوپ ''جبل ثبیر'' (منیٰ کا ایک پہاڑ جو مسجد خیف کے سامنے ہے) پر پھیل جائے، اس کے بعد نہایت سکون ووقار کے ساتھ تلبیہ اور اذکار پڑھتے ہوئے منیٰ سے میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہو۔ **فاذا صلى الفجر بمنیٰ مکث قليلاً حتى تطلع الشمس على ثبير، ثم توجه الى عرفات مع السكينة والوقار ملبياً مهللاً مكبراً داعياً ذاكراً مصلياً على النبى صلى الله عليه وسلم، ويلبى ساعة فساعة.** (غنية الناسك ١٤٦-١٤٧، درمختار زكريا ٥١٨/٣، البحر العميق ١٤٢١/٣) **ويصلى الفجر بغلس ثم يأتى بعرفات بعد ما طلعت الشمس.** (تاتارخانية زكريا ٥٠٥/٣، هندية ٢٢٧/١)

رات میں عرفات جانا

آج کل معلم حضرات رات ہی میں عرفات لے جاتے ہیں، پس ناواقف اور ناتجربہ کار حاجیوں کے لئے معلم کی بسوں سے فجر سے قبل عرفات جانا بھی شرعاً درست ہے، اس سے کوئی جزاء لازم نہیں آتی؛ البتہ جو لوگ بآسانی صبح کو جاسکتے ہیں، ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ صبح کو عرفات کے لئے روانہ ہوں۔ **وان توجه قبل طلوع الفجر، او قبل طلوع الشمس، او قبل اداء الفجر أجزأه وأساء.** (غنية الناسك ١٤٧، هندية ٢٢٧/١، شامى زكريا ٥١٨/٣) **قال الزيلعى: وهٰذا بيان الاولوية حتى لو دفع قبل طلوع الفجر جاز.** (البحر العميق ١٤٢٣/٣، تاتارخانية ٥٠٦/٣) **قال فى البحر: وهٰذا بيان الافضل حتى لو ذهب قبل طلوع الفجر اليها جاز كما يفعله الحجاج فى زماننا فان اكثرهم لا يبيتون بمنى لتوهم الضرر من السواق.** (البحر الرائق كوئٹه ٣٣٦/٢)

عرفات جاتے ہوئے کیا دعا مانگے؟

مستحب ہے کہ عرفات جاتے ہوئے یہ دعا کرے: **اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ**

تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُّ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَوَجِّهْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ تَوَجَّهْتُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. (اے اللہ میں آپ ہی کی طرف متوجہ ہوں اور آپ ہی کی ذات پر مجھے بھروسہ ہے، اور آپ ہی کی رضا مجھے مطلوب ہے، اے اللہ میری مغفرت فرمایئے، اور میری طرف توجہ فرمایئے، اور آپ میری درخواست پوری فرمایئے، اور میں جہاں بھی رہوں میرے لئے خیر مقدر فرمایئے، اللہ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے) یا اپنی زبان میں اسی طرح کی دعائیں مانگتا رہے اور اس دوران تلبیہ کی کثرت رکھے۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۷، تبیین الحقائق ۲/۲۸۶، مجمع الانہر ۱/۴۰۷)

عرفات میں کہاں ٹھہرے؟

عرفات کے میدان میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جاسکتا ہے، کوئی جگہ کسی کے لئے خاص نہیں ہے۔ اور اگر بآسانی ممکن ہو تو جبل رحمت کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔ **واذا دخل لعرفات نزل بها مع الناس حيث احب ......، وبقرب جبل الرحمة افضل.** (غنية الناسك ۱٤۷، البحر العميق ۳/ ۱٤٤۱، هندية ۱/ ۲۲۸، شامی زكريا ۳/ ۵۱۸، البحر الرائق كوئٹه ۲/ ۳۳٦)

نوٹ: آج کل عرفات میں معلموں کے خیمے الگ الگ ہوتے ہیں، اور ہر معلم سے متعلق حجاج کے لئے انہیں کے خیموں میں ٹھہرنے کا نظم ہوتا ہے، اس لئے حجاج کو اس نظام کی پابندی کرنی چاہئے، تاہم اگر کسی وجہ سے اپنے خیموں تک نہ پہنچ پائیں تو جہاں جگہ ملے ٹھہر جائیں؛ البتہ ایسی جگہ ٹھہرنا مکروہ ہے جس سے آنے جانے کا راستہ بند ہوجاتا ہو، اور دوسرے لوگوں کے لئے دقت پیش آتی ہو، حجاج کو اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ بے ترتیبی کی وجہ سے سخت مشکلات پیش آجاتی ہیں، جن سے احتراز لازم ہے۔ **وقيل مراده: ان لا ينزل على الطريق كيلا يضيق على المارّة.** (البحر العميق ۳/ ۱٤٤۱، هندية ۱/ ۲۲۸، البحر الرائق زكريا ۲/ ۵۸۹، تاتارخانية ۳/ ۵۰٦)

عرفات میں زوال سے پہلے کی مصروفیات

عرفات پہنچ کر وقت ضائع نہ کرے؛ بلکہ زوال تک دعا، درودشریف اور ذکر وتلبیہ میں مشغول رہے، اوراگر کھانے پینے یا آرام کی ضرورت ہوتو زوال سے پہلے پہلے ان چیزوں سے نمٹ لے؛ تاکہ زوال کے بعد پوری توجہ کے ساتھ وقوف کیاجاسکے۔ **فاذا نزل بعرفات یمکث فیھا ویشتغل بالدعاء والصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم والذکر والتلبیۃ الیٰ ان تزول الشمس .... ویقدم حوائجہ مما یتعلق بالاکل والشرب ونحوھما قبل الزوال، ویتفرغ من جمیع العلائق، ویتوجہ بقلبہ الی رب الخلائق.** (غنیۃ الناسک ۱۴۸، البحر العمیق ۱۵۳۶/۳)

عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھنے کی شرائط

سنت یہ ہے کہ جو حجاج عرفات کے میدان میں ''مسجد نمرہ'' میں امام الحج کے ساتھ نماز پڑھیں، وہ ظہر اور عصر دونوں اکٹھی ادا کریں گے، اورامام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان دونوں نمازوں کواکٹھا پڑھنے کی شرائط درج ذیل ہیں: (۱) حج کا احرام (۲) جماعت (۳) حکومت کی طرف سے مقرر کردہ امام (۴) ظہر کا عصر پر مقدم ہونا (۵) ظہر کے وقت میں عصر پڑھنا (۶) جگہ عرفات کا میدان یا اس کے قریب ہونا۔

مذکورہ بالا شرائط میں سے اگر کوئی بھی شرط مفقود ہوتو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عرفات میں ظہر اورعصر کو جمع کرکے پڑھنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ دونوں نمازوں کواپنے اپنے وقت میں پڑھنا ضروری ہوگا۔ **فجملۃ الشروط ستۃ ......، ولو فقد شرط منھا یصلی کل صلاۃ فی الخیمۃ علیحدۃ فی وقتھا بجماعۃ او غیرھا.** (غنیۃ الناسک ۱۵۳، ومثلہ فی الشامی زکریا ۵۲۰/۳، سکب الانھر ۴۰۷/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۷/۲)

خیموں میں مقیم حجاج نمازیں کس طرح پڑھیں؟

حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق چوں کہ عرفات کے میدان میں خیموں میں ٹھہرنے والے

حجاج سرکاری امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھ پاتے (جو جمع بین الصلاتین کی منجملہ شرطوں میں سے ایک ہے) لہٰذا وہ خیمہ میں رہتے ہوئے ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھیں گے۔ **ولو فقد شرط منها يصلي كل صلاة في الخيمة عليحدة في وقتها بجماعة او غيرها.** (غنية الناسك ١٥٣، ومثله في التاتارخانية ٥٠٧/٣، درمختار مع الشامي زكريا ٥٢١/٣، هندية ٢٢٨/١) **وفي منسك ابن العجمي: المراد بالامام الامام الاعظم، اما امام الرفقة فلا يجوز الجمع معه عند ابي حنيفةؒ.** (البحر العميق ١٤٨٨/٣) **وفي الزيادات: والصحيح قول ابي حنيفةؒ.** (البحر العميق ١٤٨٣/٣، هداية مكتبة البشرىٰ كراچى ٢-١٩٤-١٩٥)

نوٹ: ائمہ ثلاثہ اور حنفیہ میں سے حضراتِ صاحبینؒ (امام ابو یوسف اور امام محمدؒ) کے نزدیک چوں کہ عرفات میں جمع بین الصلاتین کے جواز کے لئے امام الحج کی امامت شرط نہیں ہے؛ لہٰذا ان کے نزدیک خیمہ میں مقیم حجاج کے لئے بھی جمع بین الصلاتین مطلقاً مسنون ہے۔ بریں بنا اگر کوئی شخص خیمہ میں جمع بین الصلاتین کرنے لگے، تو اس سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے؛ البتہ احتیاطاً امام صاحبؒ کے قول پر عمل کرنے میں ہے۔ **وعندهما لا يشترط بشيء من الشروط الثلاثة الا الاحرام بالحج في العصر فقط، وبه قالت الثلاثة.** (غنية الناسك ١٥٢، تاتارخانية ٥٠٧/٣، درمختار زكريا ٥٢١/٣)

جمع بین الصلاتین کی کیفیت

زوال کے بعد عرفات کی ''مسجدِ نمرہ'' میں امام الحج اولاً منبر پر بیٹھے گا، اور اس کے سامنے مؤذن جمعہ کی طرح اذان دے گا، اس کے بعد امام خطبہ دے گا، خطبہ کی ابتدا تکبیر اور تلبیہ کے کلمات سے ہوگی، اور بعد ازاں امت کی اصلاح اور مناسک حج کے سلسلہ میں ہدایات دی جائیں گی، اور خطبہ کے بعد ظہر کی اقامت ہوگی، پھر ظہر پڑھی جائے گی، اس کے بعد عصر کی اقامت کہی جائے گی، اور عصر کی نماز کی ادائیگی ہوگی، اور دونوں نمازوں میں قرأت آہستہ ہوگی، اور دونوں کے درمیان کوئی نفل یا سنت نماز نہیں پڑھی جائے گی، اور عصر کے بعد بھی کوئی نفلی نماز

پڑھنا درست نہ ہوگا؛ کیوں کہ عصر کے بعد نوافل پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے۔ **الحاصل انه یصلی بهم الظهر والعصر فی وقت الظهر باذان واحدٍ واقامتین، ویکره للامام والمأموم ان یتطوع بینهما....... ویکره التنفل بعد اداء العصر، ولو فی وقت الظهر.** (غنیة الناسك ۱۵۰، البحر العمیق ۱۴۶۱/۳، درمختار زکریا ۵۱۹/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳۳۶/۲)

امام مسافر ہو تو مقیم حجاج کیسے نماز پڑھیں؟

اگر امام الحج عرفات میں مسافر ہونے کی وجہ سے ظہر اور عصر کی نمازیں دو دو رکعت پڑھائے، تو مقیم حجاج، امام کے سلام پھیرنے کے بعد حسبِ دستور اپنی نمازیں پوری کریں گے۔ **وان کان مسافراً قصر، واتم المقیمون بلا قراءةٍ.** (غنیة الناسك ۱۵۰، البحر العمیق ۱۴۷۶، تاتارخانیة ۵۰۸/۳، شامی زکریا ۵۲۰/۳)

وقوفِ عرفات معتبر ہونے کی شرائط

۹ر ذی الحجہ کو وقوفِ عرفات حج کا رکن اعظم ہے، اس کے معتبر ہونے کے لئے تین شرطیں پائی جانی ضروری ہیں: (۱) حج صحیح کا احرام (لہٰذا اگر بغیر احرام کے وقوف کیا، یا حج فاسد کے ساتھ وقوف کیا، تو ایسا وقوف معتبر نہ ہوگا) (۲) عرفات کی شرعی حدود میں قیام (لہٰذا اگر عرفات سے باہر کسی حصہ میں مقیم رہا تو اس کا وقوف صحیح نہ ہوگا) (۳) وقت (اس کی ابتداء نویں ذی الحجہ کے زوال سے ہوتی ہے، اور اس کا آخری وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق ہے، اس درمیان جو حاجی کچھ دیر کے لئے بھی حدودِ عرفات سے گذر جائے، اس کا فرض ادا ہوجائے گا) **وهی ثلاثة: الاول: الاحرام بحج صحیح غیر فائت ولا فاسد....... الثانی: المکان وهو عرفات......، الثالث: الوقت: واوله زوال الشمس یوم عرفة وآخره طلوع الفجر الثانی من یوم النحر.** (غنیة الناسك ۱۵۷، وهکذا تستفاد من الشامی زکریا ۵۲۲/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳۳۹/۲)

فرض وقوف کی مقدار

حاجی کے لئے وقت کے اندر رات یا دن میں کسی بھی وقت حدودِ عرفات میں ٹھہرنا یا گذرنا فرض ہے؛ لہٰذا ۹ا رذی الحجہ (یوم عرفہ) کے زوال کے بعد سے ۱۰ ارذی الحجہ (یوم النحر) کی صبح صادق کے درمیان جو شخص (شرائط کے ساتھ) حدودِ عرفات میں ٹھہرے یا گذر جائے، خواہ جاگتے ہوئے ہو یا سوتے ہوئے ہو، ہوش میں ہو یا بے ہوشی میں ہو، سواری پر ہو یا پیدل ہو، حتی کہ وقوف کی نیت ہو یا نہ ہو، بہر صورت اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ **فالقدر المفروض من الوقوف هو كينونته بعرفة فى ساعة من هٰذا الوقت.** (بدائع الصنائع ۳۰۵/۲، البحر العميق ۱۵۱۳/۳، البحر الرائق كوئٹه ۳۳۹/۲، درمختار مع الشامی زکریا ۵۲۲/۳)

وقوفِ واجب کی مقدار

وقوفِ عرفات میں واجب یہ ہے کہ عرفہ کا دن گذار کر آنے والی رات کا کچھ حصہ ضرور عرفات میں گذارا جائے، بریں بنا اگر وقوفِ عرفات دن میں کیا تو زوال کے بعد سے جب بھی عرفات میں داخل ہو، تو غروبِ شمس کے بعد تک حدودِ عرفات میں رہنا واجب ہوگا۔ **واما قدر الواجب فيه ان وقف نهاراً، فحد الوقوف من الزوال؛ بل من حين وقف الى ان تغرب الشمس......** (غنية الناسك ۱۵۹-۱٦۰، هندية ۲۲۹/۱، البحر الرائق كوئٹه ۳۳۹/۲، درمختار مع الشامی زکریا ۵۲٤/۳) **الوقوف المعتد به ركناً هو الوقوف بالنهار او بالليل الا ان الواجب هو الوقوف بجزء من الليل لا محالة.** (البحر العميق ۱۵۱٤/۳)

رات میں وقوفِ عرفات

نویں ذی الحجہ کا دن گذار کر رات میں وقوفِ عرفات بھی معتبر ہے، اور اس میں وقت کے اعتبار سے کوئی تحدید نہیں ہے، یعنی پوری رات ٹھہرنا اس پر ضروری نہیں؛ بلکہ تھوڑی دیر بھی اگر وقوف پایا جائے تو فرض ادا ہو جائے گا، اور اس پر کوئی جنایت بھی لازم نہ ہوگی۔ **واما اذا وقف ليلاً فلا**

واجب في حقه حتى لو وقف ساعة لا يلزمه شيءٌ. (شامی زکریا ۳/۴۷۰، غنیة الناسك ۱۵۹) **بخلاف من وقف ليلاً او مرَّ بعرفات بليل، فلا يلزمه شئ؛ لان امتداد الوقوف عليه بليل ليس بواجب.** (البحر العميق ۳/۱۵۱۴، ومثله في الهندية ۱/۲۳۰، تاتارخانية ۳/۵۱۳)

وقوفِ عرفات کی سنتیں

وقوفِ عرفات میں درج ذیل اعمال مسنون ہیں: (۱) غسل کرنا (۲) امام کا ظہر اور عصر سے پہلے دو خطبے دینا (۳) ان دونوں خطبوں کا زوال کے بعد نمازوں سے پہلے ہونا (۴) ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر ظہر کے وقت میں پڑھنا (۵) نماز کے بعد بلا کسی تاخیر کے وقوف کا اہتمام کرنا (۶) غروب کے بعد عرفات سے امام کے نکلنے کے بعد ہی نکلنا (۷) غروب ہونے کے بعد عرفات سے روانہ ہونے میں بلا عذر تاخیر نہ کرنا (البتہ اگر عذر کی وجہ سے تاخیر ہو تو حرج نہیں) **واما سننه فالغسل للوقوف والخطبتان الخ.** (غنية الناسك ۱۶۰، هندية ۱/۲۲۹، البحر الرائق كوئٹه ۲/۳۳۹، مناسك ملا علی قاری ۲۰۶)

وقوفِ عرفات کے مستحبات

وقوفِ عرفات میں مستحب ہے کہ تلبیہ، تکبیر، کلمہ طیبہ، دعا، تلاوتِ قرآن اور درود شریف کی کثرت رکھی جائے، اور جس جگہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے وقوف فرمایا، اس کے قریب وقوف کیا جائے۔ **واما مستحباته: فالاكثار من التلبية والتكبير والتهليل الخ.** (غنية الناسك ۱۶۰، مناسك ملا علی قاری ۲۰۶، هندية ۱/۲۲۹، البحر الرائق كوئٹه ۲/۳۴۰)

جبلِ رحمت پر چڑھنا کوئی فضیلت کی بات نہیں

بہت سے لوگ عرفات میں ''جبلِ رحمت'' پر چڑھ کر وقوف کرنے کو باعث فضیلت سمجھتے ہیں، اور اس جگہ کو عرفات کی دیگر جگہوں سے افضل خیال کرتے ہیں، چناں چہ اس پہاڑی پر حاجیوں کی بھیڑ نظر آتی ہے، حالاں کہ یہ خیال اور عمل قطعاً غلط ہے، اس پہاڑی پر چڑھنے کی

کوئی فضیلت کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ **واما ما اشتهر عند العوام من الاعتناء بالوقوف على جبل الرحمة، وترجيحهم له على غيره من ارض عرفات فخطأ ظاهر ومخالف للسنة، ولم يذكر احد ممن يعتمد عليه فى صعود هذا الجبل فضيلة تختص به الخ.** (غنية الناسك ١٦٠، البحر العميق ١٥٢٧/٣، شامی زکریا ٥٢٢/٣، البحر الرائق کوئٹه ٣٤٠/٢)

غروب سے قبل اپنی جگہ سے روانہ نہ ہوں

بہتر یہ ہے کہ جب تک سورج غروب نہ ہوجائے، میدانِ عرفات میں اپنی قیام گاہ سے چلنا شروع نہ کریں؛ البتہ غروب کے بعد بلا عذر دیر نہ کریں۔ **ولا يتوجه قبل الغروب وان لم يجاوز حدود عرفة.** (غنية الناسك ١٦١، مناسك ملا علی قاری ٢٠٨)

نوٹ : کثرت سے یہ دیکھا گیا ہے کہ غروب سے آدھا پون گھنٹہ پہلے ہی لوگ اپنا سامان سمیٹ کر عرفات سے روانگی کا ماحول بنا لیتے ہیں، اور بسوں یا سواریوں میں بیٹھنا شروع کر دیتے ہیں، تو یہ جلد بازی مناسب نہیں ہے، اطمینان وسکون کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

یوم عرفہ جمعہ کے دن واقع ہونے کی فضیلت

اگر یوم عرفہ (۹؍ذی الحجہ) جمعہ کے دن واقع ہو تو بعض روایات میں ہے کہ اس دن سبھی حجاج کی مغفرت کا فیصلہ ہوتا ہے اور اس حج کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ **واذا وافق يوم عرفة يوم جمعة غفر لكل اهل الموقف وانه افضل من سبعين حجة فى غير يوم الجمعة.** (البحر الرائق کوئٹه ٣٤٠/٢، البحر العميق ١٥٤٣/٣)

عرفات میں جمعہ کا حکم نہیں

اگر یوم عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو تو ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ میدانِ عرفات میں جمعہ

کی نماز ادا نہیں کی جائے گی؛ بلکہ حسب معمول ظہر وعصر کی نماز ہی پڑھیں گے۔ **واذا وافق یوم عرفة یوم جمعة لم یصل الامام فیها باتفاق الائمة الاربعة لانها فضاء ولیست بمصر.** (البحر العمیق ۱۴۹۱/۳، هندیة ۱۴۵/۱، تاتارخانیة زکریا ۵۵۲/۲)

جنایات وقوفِ عرفات

عرفات میں دن میں وقوف کرنے والا حاجی اگر ۹/ ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے سے پہلے حدودِ عرفات سے باہر نکل آئے اور پھر دوبارہ واپس نہ جائے، تو اس پر ترکِ واجب کی بنا پر دم جنایت لازم ہوگا۔ **فاذا وقف نهاراً و دفع قبل الغروب ...... وان جاوز قبل الغروب فعلیه دم اماماً کان أو غیره.** (غنیة الناسك ۱۵۹-۱۶۰، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۲۴/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳۴۰/۲)

اگر غروب سے پہلے حدودِ عرفات سے باہر چلا گیا؛ لیکن پھر غروب سے قبل یا غروب کے بعد واپس آکر وقوف کرلیا تو دم جنایت ساقط ہوجائے گا۔ (تفصیل دیکھئے: البحر العمیق ۱۵۱۶/۳-۱۵۱۸، تاتارخانیة ۵۱۴/۳، بدائع الصنائع ۳۰۶/۲)

مسائل تکبیر تشریق

○ ذی الحجہ کی ۹/ تاریخ (یوم عرفہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ۱۳/ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد منفرد، امام، مقتدی، مرد اور عورت پر تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ **واما وقته فاوله عقیب صلاة الفجر من یوم عرفة وآخره فی قول ابی یوسف ومحمدؒ عقیب صلاة العصر من اٰخر ایام التشریق.** (هندیة ۱۵۲/۱، تبیین الحقائق ۵۴۵/۱، حلبی کبیر ۵۷۴، البحر العمیق ۱۴۲۹/۳)

○ تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھی جائے گی اور اس کے الفاظ یہ ہیں: **اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.** (البحر العمیق ۱۴۳۱/۳، هندیة ۱۵۲/۱، تبیین الحقائق ۵۴۵/۱، حلبی کبیر ۵۷۵)

○ یہ تکبیر مرد جہراً پڑھیں گے اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔ **والمرأة تخافت بالتكبير لان صوتها عورة.** (تبيين الحقائق ١/٥٤٦، البحر العميق ٣/١٤٣٤، هندية ١/١٥٢، درمختار زكريا ٣/٦٤)

○ مسبوق شخص اپنا سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھے گا۔ **وكذا يجب على المسبوق ويكبر بعدما قضى ما فاته.** (هندية ١/١٥٢، تبيين الحقائق ١/٥٤٦، درمختار زكريا ٣/٦٥، البحر العميق ٣/١٤٣٤)

○ تلبیہ پڑھنے والا نمازی نماز کے بعد اولاً تکبیر تشریق پڑھے گا اس کے بعد تلبیہ پڑھے گا، اگر نماز کے بعد فوراً تلبیہ پڑھ دیا تو تکبیر تشریق کا حکم ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر نماز کے بعد کسی منافی نماز عمل میں مشغول ہو جائے، مثلاً گفتگو کر لے یا کھا پی لے، تو بھی تکبیر کا حکم ساقط ہو جائے گا۔ **والحاصل ان كل ما يقطع البناء يقطع التكبير.** (البحر العميق ٣/١٤٣٤، و مثله في الهندية ١/١٥٢، تبيين الحقائق ١/٥٤٦)

○❖○

مسائل مزدلفہ

مزدلفہ میں وقوف کا حکم

عرفات سے لوٹتے ہوئے ''مزدلفہ'' میں ٹھہرنے کا حکم ہے، قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ، وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ. (البقرة:)

پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے نزدیک (مزدلفہ میں) اللہ کا ذکر کرو اور اللہ کو یاد کرو جیسے اس نے تمہیں (مناسک حج) سکھلائے اور بے شک تم اس سے پہلے ناواقف تھے۔

چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے چل کر رات میں مزدلفہ میں قیام فرمایا اور اگلے دن صبح صادق کے بعد وقوفِ مزدلفہ فرمایا۔

مزدلفہ کا جائے وقوع

''مزدلفہ'' منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک وسیع وادی ہے، اس کے شمالی جانب ''ثبیر النضع'' نامی پہاڑ ہے، جسے ''جبل احدب'' بھی کہا جاتا ہے، اس کے جنوب میں ''ذات السلیم'' اور ''ذی المراخ'' نامی پہاڑ اور ایک طویل پہاڑی نالہ ہے اور مغربی سمت میں اولاً ''مضیبع'' نامی پہاڑ اور اس کے بعد ''وادیٔ محسر'' ہے، جو منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان حد فاصل ہے، اور مشرقی جانب مزدلفہ میں داخل ہونے کے کئی راستے بنادئے گئے ہیں جن میں سڑک ۳؍اور ۴؍کو طریق ضب اور سڑک ۵؍اور ۶؍کو الاخشبین کہا جاتا ہے، اسی میں پیدل راستہ (طریق المشاۃ) بھی شامل ہے۔ اور سڑک ۷؍کو ریع الغزالۃ اور سڑک ۸؍اور ۹؍کو ریع المرار کہتے ہیں۔ (حاشیہ البحر العمیق ۳؍۱۶۰۰)

مزدلفہ کی وجہ تسمیہ

''مزدلفہ'' کی وادی کو ''مزدلفہ'' کہنے کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) ''مزدلفہ'' ''ازدلاف'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی اجتماع کے آتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں حجاج کا اجتماع ہوتا ہے۔ **سميت المزدلفة لاجتماع الناس فيها والازدلاف الاجتماع**. (تبیین الحقائق ۲/۱ ۳۰)

(۲) یہ ''تزلف'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی تقرب کے آتے ہیں؛ اس لئے کہ یہاں اللہ سے

تقرب والے اعمال کئے جاتے ہیں۔ **سمیت بذٰلک من التزلف والازدلاف وهو التقرب لان الحجاج یتقربون منها.** (البحر الرائق زکریا ۲/ ۶۰۰، تفسیر قرطبی ۲/ ۴۲۱)

(۳) یہ ''زلفۃ'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی رات کے ایک حصہ کے آتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں رات میں آمد ہوتی ہے۔ **سمیت بذٰلک لمجیئ الناس الیها فی زلف من اللیل.** (البحر العمیق ۳/ ۱۶۰۰)

مزدلفہ کے دیگر نام

مزدلفہ کے کل تین نام ہیں: (۱) مزدلفہ (۲) مشعرحرام (۳) جمع۔ **ان للمزدلفة ثلاثة اسماء: المزدلفة والمشعر الحرام وجمع.** (حاشیۃ الشلبی علی التبیین ۲/ ۳۰۱، تفسیر قرطبی ۲/ ۴۲۱، البحر العمیق ۳/ ۱۶۰۱)

مسجد مشعرحرام

مزدلفہ میں مشرق جانب ''مسجد مشعرحرام'' واقع ہے، یہ مسجد عرفات کی ''مسجد نمرہ'' سے ۷ رکلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، جب کہ منیٰ کی ''مسجد خیف'' سے ''مسجد مشعرحرام'' کا فاصلہ ۵ رکلومیٹر ہے، اور ''مسجد حرام'' مکہ معظّمہ سے ''مسجد مشعرحرام'' کی مسافت ۱۴ رکلومیٹر بیٹھتی ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۳/ ۱۴۱۶)

ذیل میں قیام مزدلفہ سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جارہے ہیں:

عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانگی

۹ رذی الحجہ (یوم عرفہ) کو سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوں۔ **واذا غربت الشمس افاض الامام والناس معه.** (غنیۃ الناسک ۱۶۱، البحر العمیق ۳/ ۱۵۸۷، درمختار زکریا ۳/ ۵۲۴، ہندیۃ ۱/ ۲۳۰، مناسک ملا علی قاری ۲۱۳)

امام الحج سے پہلے بلاعذر روانہ نہ ہوں

بہتر ہے کہ امام الحج کے روانہ ہونے سے قبل کوئی حاجی عرفات کی حدود سے باہر نہ نکلے (البتہ اگر کوئی عذر ہو یا امام الحج بلاوجہ چلنے میں تاخیر کرے تو عام لوگ خود ہی روانہ ہوجائیں امام الحج کا انتظار نہ کریں اور آج کل حکومت کی طرف سے غروب کے فوراً بعد امام الحج کی روانگی کا انتظام ہوتا ہے اس لئے اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ بلاتردد غروب کے بعد بلاتاخیر روانہ ہوجانا چاہئے) **قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم: ''لا تدفعوا یوم عرفة حتی**

یدفع الامام". (المعجم الاوسط للطبرانی ۳۵۵/٦، مجمع الزوائد ۲۵۵/۳) **ولا یدفع قبل الامام الا اذا خاف الزحام او کان به ضعف ……، ولو ابطأ الامام بالدفع بعد الغروب دفعوا قبله لانه لا موافقة فی مخالفة السنة.** (غنیة الناسك ١٦٢، البحر العمیق ١٥٩٢/٣، هندیة ٢٣٠/١، تاتارخانیة ٥١٥/٣، البحر الرائق کوئٹه ٣٤٠/٢، مناسك ملا علی قاری ٢١٣)

غروب کے بعد بلا عذر تاخیر نہ کریں

غروب کے بعد بلاعذر عرفات سے روانہ ہونے میں زیادہ تاخیر نہ کریں، ایسا کرنا خلاف سنت اور برا ہے؛ البتہ اگر کوئی عذر ہوتو کوئی حرج نہیں۔ **ولو مکث بعد ما افاض الامام کثیراً بلا عذر کان مسیئاً لخلاف السنة.** (غنیة الناسك ١٦٢، شامی زکریا ٥٢٤/٣، البحر الرائق کوئٹه ٣٤٠/٢، مناسك ملا علی قاری ٢١٣)

نوٹ: آج کل حجاج کی کثرت کی وجہ سے بسوں اور دیگر سواریوں سے مزدلفہ پہنچنے میں بہت زیادہ تاخیر ہوجاتی ہے، اس لئے اگر ہمت ہو اور ضعیف لوگ اور کمزور مستورات ساتھ نہ ہوں، تو طریق المشاۃ سے پیدل مزدلفہ آنے میں وقت کم لگتا ہے۔ **ویستحب ان یأتیها ماشیاً.** (درمختار مع الشامی زکریا ٥٢٤/٣)

مزدلفہ کے راستہ میں ذکر واذکار کی کثرت رکھیں

عرفات سے روانہ ہوتے وقت دل میں نرمی، آئندہ نئی زندگی شروع کرنے کا پختہ عزم اور اپنی کوتاہیوں پر ندامت کا اظہار ہونا چاہئے اور راستہ میں اِدھر اُدھر کی بات چیت کے بجائے تسبیح وتہلیل، حمد وثنا درود شریف اور تلبیہ کی کثرت ہونی چاہئے۔ **ویستحب ان یکون فی مسیره ملبیا، مکبراً مهللاً مستغفراً داعیاً مصلیاً علی النبی صلی الله علیه وسلم ذاکراً کثیراً باکیاً حتی یأتی مزدلفة.** (غنیة الناسك ١٦٢، مناسك ملا علی قاری ٢١٣، هندیة ٢٣٠/١، درمختار زکریا ٥٢٤/٣-٥٢٥)

مزدلفہ کے راستہ کے دوران قیام نہ کریں

عرفات سے روانہ ہونے کے بعد سیدھے مزدلفہ جاکر ہی قیام کرنا چاہئے؛ البتہ اگر تھکاوٹ

کے سبب کچھ دیر ستالے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن باقاعدہ قیام اور آرام نہیں کرنا چاہئے۔ **ولا يعرج عن شيء حتى يدخل مزدلفة وينزل بها.** (غنية الناسك ١٦٢، مناسك ملا علي قاري ٢١٣)

تنبیہ: آج کل پیدل چلنے والوں کے راستہ میں جابجا ''حمامات'' بنے ہوئے ہیں، بہت سے ناواقف حجاج مزدلفہ سمجھ کر باقاعدہ قیام کر لیتے ہیں، اور بہت سے لوگ وہیں نمازیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، حالاں کہ آج حجاج کے لئے مزدلفہ پہنچے بغیر کوئی نماز پڑھنے کا حکم نہیں ہے، اس لئے اس کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ پچھلے سالوں میں لاکھوں حجاج کا وقوفِ مزدلفہ کا واجب اسی بے احتیاطی کی وجہ سے چھوٹ گیا، اور جنایت کا ارتکاب لازم آیا۔

مزدلفہ میں داخلہ

فقہاء نے لکھا ہے کہ مزدلفہ میں پیدل داخل ہونا اور داخلہ کی نیت سے غسل کرنا مستحب ہے (لیکن آج کل سواری سے آنے والوں کے لئے پیدل داخل ہونے کے استحباب پر عمل کرنا سخت مشکل ہے، اسی طرح مزدلفہ میں داخلہ کے وقت غسل کرنا بھی کارے دارد ہے؛ اس لئے اس استحبابی حکم کے حصول کے لئے تکلف نہ کیا جائے) **فاذا دنا من مزدلفة يستحب ان يدخلها ماشياً ويغتسل لدخولها.** (غنية الناسك ١٦٢، مناسك ملا علي قاري ٢١٣، البحر الرائق كوئٹه ٣٤٠/٢، درمختار ٥٢٤/٣)

مزدلفہ میں داخلہ کے راستے تنگ نہ کریں

مزدلفہ کا رقبہ بہت وسیع ہے، اس کی حدود میں کہیں بھی قیام کیا جاسکتا ہے؛ لیکن بطورِ خاص اس کا اہتمام رکھا جائے کہ ہمارے قیام کی وجہ سے چلتا ہوا راستہ بند یا تنگ نہ ہو، اس لئے راستہ سے ہٹ کر ہی قیام کرنا چاہئے۔ **ويكره النزول على الطريق.** (غنية الناسك ١٦٢، البحر الرائق كوئٹه ٣٤٠، مناسك ملا علي قاري ٢١٤) **وانما لا ينزل على الطريق لانه يمنع الناس عن الجواز فيتأذون به.** (البحر العميق ١٦٠٢/٣، تاتارخانية زكريا ٥١٦/٣)

ضروری تنبیہ: آج کل حجاج مزدلفہ میں داخل ہوتے ہی راستہ میں اپنی چٹائیاں وغیرہ بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے پیچھے سے آنے والے لاکھوں حجاج کو سخت پریشانی دھکا مکی اور اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور بسا اوقات جتنی دیر عرفات سے مزدلفہ تک پہنچنے میں نہیں لگتی،

اس سے زیادہ دیر مزدلفہ میں داخل ہونے میں لگ جاتی ہے۔ بلا شبہ راستہ میں بیٹھنے والے لوگ ایذاء مسلمین کے مرتکب ہوتے ہیں جو یقیناً گناہ ہے، اس لئے اس بات کی اچھی طرح ذہن سازی کی ضرورت ہے کہ کوئی حاجی داخل ہونے والے راستہ کو تنگ نہ کرنے پائے، اور حکومت سعودیہ کو بھی ان جگہوں پر قیام نہ کرنے دینے کے لئے خصوصی انتظام کرنا چاہئے، ورنہ بے قابو بھیڑ کی وجہ سے ان جگہوں پر خدانہ کرے بڑے بڑے حادثات کا اندیشہ بڑھتا جا رہا ہے۔

مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھنا

حاجی کے لئے مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلا عمل یہ ہے کہ عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھے، یہ دونوں نمازیں ادا کی نیت سے پڑھی جائیں گی، اور اگر جماعت سے پڑھیں تو ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی جائیں گی، اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت یا نفل وغیرہ کا وقفہ نہ ہوگا۔ **عن ابی ایوب رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جمع بین صلاۃ المغرب والعشاء بالمزدلفة باذان واحد واقامة واحدة.** (المعجم الکبیر للطبرانی ۴/ ۱۳۰) **ویستحب التعجیل فی هذا الجمع ……، فاذا دخل وقت العشاء اذن المؤذن ویقیم فیصلی بهم المغرب فی اول وقت العشاء ثم یتبعها العشاء بجماعة ولا یعید الاذان ولا الاقامة للعشاء بل یکتفی باذان واحد اجماعاً واقامة واحدة عندنا.** (غنیة الناسك ۱۶۲-۱۶۳، مناسك ملا علی قاری ۲۱۴، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۹۶، تاتارخانیة ۳/ ۵۱۷، هندیة ۱/ ۲۳۰، درمختار زکریا ۳/ ۵۲۵)

مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کی شرائط

مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں جمع کر کے پڑھنا واجب ہے، اور اس کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) حج کا احرام: (اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ سرکاری ڈیوٹی والے لوگ جنہیں دورانِ حج حجاج کی مختلف خدمات پر مامور کیا جاتا ہے اور خود ان کا حج کا ارادہ نہیں ہوتا، مثلاً پولیس والے اور

دیگر لوگ ان کے لئے عرفات یا مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کی اجازت نہیں ہے، انہیں ہر نماز اپنے وقت پر اور اپنی جگہ پر پڑھنی ہوگی)

(۲) وقوفِ عرفہ پہلے کرنا: (لہٰذا اگر کوئی شخص وقوفِ عرفہ کئے بغیر مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کرے تو یہ معتبر نہ ہوگا)

(۳) تاریخ: (یعنی ذی الحجہ کی ۱۰/ویں تاریخ کی رات؛ لہٰذا کسی اور تاریخ میں یہ جمع بطور ادا جائز نہ ہوگی)

(۴) جگہ: (یعنی حدودِ مزدلفہ؛ لہٰذا مزدلفہ کی حدود کے علاوہ میں یہ جمع ادا نہ سمجھی جائے گی)

(۵) وقت: (یعنی عشاء کا وقت، حتیٰ کہ اگر عشاء کے وقت سے قبل مزدلفہ پہنچ جائیں تب بھی عشاء سے قبل مغرب کی نماز پڑھنا حاجی کے لئے درست نہ ہوگا؛ بلکہ عشاء کے وقت ہی میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھنی ہونگی)

(۶) ترتیب: (یعنی اولاً مغرب اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا) **وشرائط هٰذا الجمع ستة الخ.** (غنية الناسك ١٦٣، مناسك ملا علی قاری ٢١٥، و مثله فی الدر المختار زكريا ٣/٥٢٦، معلم الحجاج ١٦٥)

مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین کے لئے جماعت اور امام شرط نہیں

مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کے لئے جماعت یا سرکاری امام کی اقتداء کی شرط نہیں ہے؛ بلکہ اگر کوئی شخص تنہا پڑھے پھر بھی اسے دونوں نمازیں جمع کرکے پڑھنی ہوں گی۔ **ولا يشترط فی جمع المزدلفة الجماعة الخ.** (هندية ١/٢٣٠، غنية الناسك ١٦٥)

مزدلفہ پہنچنے سے قبل حاجی کا مغرب اور عشاء پڑھ لینا

اگر حاجی نے مزدلفہ کی حدود کے علاوہ کسی اور جگہ مغرب اور عشاء یا ان میں سے ایک نماز پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچنے کے بعد صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے انہیں دوبارہ پڑھنا پڑے گا؛ البتہ اگر صبح صادق تک مزدلفہ نہ پہنچ سکا، یا پہنچ گیا؛ لیکن اعادہ نہیں کیا، اور صبح صادق ہوگئی تو وہی نماز کافی ہوجائے

گی،اب اعادہ لازم نہیں؛لیکن گنہگار ضرور ہوگا۔ **حتی لو صلی الصلوتین او احدهما قبل الوصول الی مزدلفة او بعد التجاوز عنها الی منی لم یجزه عند ابی حنیفة و محمدؒ وعلیه اعادته بهما اذا وصل او رجع قبل ان یطلع الفجر، ولو لم یعده حتی طلع الفجر عاد الی الجواز وسقط القضاء وتقرر المأثم لترکه واجب التاخیر.** (غنیة الناسك ١٦٣، ومثله في البحر الرائق ٥٩٧/٢، درمختار زكريا ٥٢٦/٣، مناسك ملا علی قاری ٢١٧)

ٹریفک میں پھنس جانے کی وجہ سے وقت پر مزدلفہ پہنچنا دشوار ہو جائے

اگر ٹریفک یا کسی اور عذر سے صبح صادق سے پہلے پہلے مزدلفہ پہنچنا دشوار ہو جائے اور یہ خطرہ ہو کہ راستہ ہی میں صبح صادق ہو جائے گی،تو ایسی صورت میں راستہ ہی میں مغرب وعشاء پڑھنا درست ہے۔ **ولو خشی طلوع الفجر قبل ان یصل الی مزدلفة الخ، صلاها حیث هو فی اوقاتهما.** (غنية الناسك ١٦٤، البحر الرائق زكريا ٥٩٧/٢، درمختار زكريا ٥٢٧/٣، مناسك ملا علی قاری ٢١٦، هندية ٢٣٠/١)

مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ بھٹک گیا

اگر حاجی عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوا؛ لیکن راستہ بھٹک گیا،تو ابھی مغرب وعشاء نہ پڑھے؛ بلکہ راستہ تلاش کرتا رہے،تا آں کہ اتنی دیر ہو جائے کہ صبح صادق کی وجہ سے وقت نکل جانے کا خطرہ ہو جائے،تو اب دونوں نمازیں راستہ ہی میں پڑھ لے۔ **ولو ضل عن الطریق لا یصلی بل یؤخر الی ان یخاف طلوع الفجر فعند ذلک یصلی.** (غنية الناسك ١٦٤)

مزدلفہ میں رات گذارنا سنت مؤکدہ ہے

"یوم النحر" (دسویں ذی الحجہ) کی رات مزدلفہ میں گذارنا سنت مؤکدہ ہے۔ **والبیتوتة بها الی الفجر سنة مؤکدة عندنا.** (غنية الناسك ١٦٥، شامی زكريا ٥٢٩/٣، مناسك ملا علی قاری ٢١٨، البحر الرائق زكريا ٦٠٠/٢، تاتارخانية زكريا٥٢٠/٣، بدائع الصنائع زكريا ٣٢٢/٢، تبيين الحقائق ٣٠٠/٢)

مزدلفہ کی رات عبادت میں گذارنا افضل ہے

مزدلفہ کی رات عید الاضحیٰ کی شب ہے، اس رات میں حتی الامکان عبادت کرنا بہت فضیلت کی بات ہے۔ (لہٰذا تھکاوٹ دور کر کے کچھ نہ کچھ عبادت، نماز، تلاوت، تلبیہ، اذکار اور دعا میں مشغول ہونا چاہئے، پتہ نہیں پھر یہ وقت زندگی میں میسر ہو یا نہ ہو) **وینبغی ان یحیی هٰذه الليلة بالصلوة والتلاوة والذكر والتلبية والدعاء والتضرع الخ.** (غنية الناسك ١٦٥، هندية ٢٣٠/١، مناسك ملا علی قاری ٢١٨، تاتارخانية ٥١٩/٣، البحرالرائق زكريا ٦٠٠/٢)

مزدلفہ میں فجر کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھنا افضل ہے

مزدلفہ میں یوم النحر کی فجر کی نماز صبح صادق ہوتے ہی اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔ **ويستحب ان يصلى الفجر بغلس مع الامام.** (غنية الناسك ١٦٥، مناسك ملا علی قاری ٢٢٠، درمختار زكريا٣/٥٢٩، بدائع الصنائع زكريا ٣٢٢/٢، تاتارخانية زكريا ٥١٩/٣، هندية ٢٣٠/١، كنز الدقائق مع البحر ٥٩٩/٢)

تنبیہ: عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ جلد بازی کی وجہ سے مزدلفہ میں فجر کا وقت ہونے سے قبل ہی اذان نماز شروع کر دیتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، اگر وقت سے قبل فجر پڑھ لی گئی تو وہ نماز معتبر نہ ہوگی، اس لئے جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو، فجر کی اذان ہرگز نہ دی جائے۔ اور بہتر ہے کہ ''مسجد مشعرحرام'' کی اذان کا انتظار کیا جائے، اس کی آواز تقریباً پورے مزدلفہ تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح مزدلفہ میں قبلہ کے صحیح رخ کو بھی جان لینا چاہئے۔ آج کل حکومت نے جابجا قبلہ کی رہنمائی کرنے والے بورڈ لگا رکھے ہیں، انہیں دیکھ کر ہی نماز پڑھنی چاہئے۔

واجب وقوفِ مزدلفہ کا اصل وقت

حاجی پر یوم النحر میں صبح صادق سے سورج نکلنے کے درمیان حدودِ مزدلفہ میں کچھ نہ کچھ وقوف کرنا یا گذرنا واجب ہے۔ **واول وقته طلوع الفجر الثانی يوم النحر وآخره طلوع الشمس منه ......، وقدر الواجب منه ساعة لطيفة الخ.** (غنية الناسك ١٦٦، درمختار زكريا ٥١٩/٣، البحر الرائق زكريا ٦٠٠/٢، مناسك ملا علی قاری ٢١٩، هندية ٢٣٠/١، تبيين الحقائق ٣٠٠/٢)

وقوفِ مزدلفہ کی مسنون مقدار

وقوفِ مزدلفہ کی مسنون مقدار یہ ہے کہ اول وقت فجر کی نماز ادا کر کے مسلسل ذکر ودعا اور تلبیہ میں مشغول رہے؛ تا آنکہ خوب روشنی پھیل جائے اور سورج طلوع ہونے میں تھوڑی دیر رہ جائے، اتنی دیر تک وقوف کرنا مسنون ہے۔ **عن جابر رضی اللّٰہ عنه قال فی حدیثه الطویل: ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم صلی الفجر حین تبین له الصبح ......، فاستقبل القبلة فدعاه وکبره وهلله ووحده فلم یزل واقفاً حتی اسفر جداً فدفع قبل ان تطلع الشمس.** (مسلم شریف ۱/۲۹۸-۲۹۹) **وقدر السنة امتداد الوقوف الی الاسفار جداً.**

(غنیة الناسک ۱۶۶، ومثله فی البدائع الصنائع زکریا ۲/۳۲۲، درمختار زکریا ۳/۵۳۹)

سوتے ہوئے یا بے ہوشی کی حالت میں مزدلفہ کا وقوف

وقت کے اندر وقوفِ مزدلفہ ہر طرح معتبر ہے، خواہ سوتے ہوئے ہو یا بے ہوشی کی حالت میں ہو، خود وقوف کرنے والے کو اس وقوف کا علم ہو یا نہ ہو، بہر حال یہ وقوف معتبر ہوگا۔ **واما رکنه فکینونته بمزدلفة سواء کان بفعل نفسه او بفعل غیره بان یکون محمولاً بامره او بغیر امره وهو نائم او مغمی علیه ......، نواه او لم ینو علم بها او لم یعلم ......**

(غنیة الناسک ۱۶۶، مناسک ملا علی قاری ۲۱۹، شامی زکریا ۳/۵۲۹)

جنایت ترک وقوفِ مزدلفہ

اگر بلا عذر شرعی وقوفِ مزدلفہ کا واجب ترک کردے تو جنایت میں دم لازم ہوگا۔ **ولو ترک الوقوف بها فدفع لیلاً فعلیه دم.** (غنیة الناسک ۱۶۶، ومثله فی الدر المختار زکریا ۳/۵۸۶، مناسک ملا علی قاری ۲۱۹، بدائع الصنائع زکریا ۲/۳۲۲)

عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا

اگر کوئی شخص نہایت ضعیف یا بیمار ہو یا عورت بھیڑ کی وجہ سے واجب وقوفِ مزدلفہ ترک

کردے اور صبح صادق سے قبل ہی مزدلفہ سے منیٰ چلی جائے، تو ایسے لوگوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال للعباس لیلۃ المزدلفۃ: اذہب لضعفائنا ونسائنا لیصلوا الصبح بمنی.** (شرح معانی الآثار للطحاوی بیروت ۲/ ۲۹۱) **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ ان النبی صی اللّٰہ علیہ وسلم قدم ضعفۃ اہلہ.** (مسند احمد ۱/ ۳٤٤) **الا اذا کان لعذر بان یکون بہ ضعف او علۃ او کانت امرأۃ تخاف الزحام فلا شیء علیہ.** (غنیۃ الناسك ١٦٦، شامی زکریا ٣/ ٥٢٩، البحر الرائق ٢/ ٦٠٠، تاتارخانیۃ زکریا ٣/ ٣٢٠، مناسك ملا علی قاری ٢١٩، بدائع الصنائع زکریا ٢/ ٣٢٢)

کیا عورتوں کے ساتھ مردوں کے لئے بھی وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی رخصت ہے؟

عورتوں کے ساتھ سفر کرنے والے طاقتور مردوں کے لئے وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی اجازت نہیں ہے، اس لئے اگر عورتیں اس رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو انہیں نابالغ بچوں یا بیمار اور ضعیف بوڑھوں کے ساتھ مزدلفہ سے روانہ ہونے کی اجازت ہوگی، اگر ان کے ساتھ طاقتور مرد بھی چلے گئے اور وقوف کے وقت کے اندر اندر مزدلفہ کی حدود میں داخل نہ ہوئے تو ان پر دم جنایت لازم آجائے گا۔ **إلا إذا کان لعذر بأن یکون بہ ضعف أو علۃ أو کانت امرأۃ تخاف الزحام فلا شیء علیہ......، فان کان رجلاً یخاف الزحام لا لنحو عجز أو مرض فترکہ یلزمہ دم.** (غنیۃ الناسك ١٦٦، احسن الفتاویٰ ٤/ ٥٣٠)

''بھیڑ'' کن لوگوں کے لئے عذر ہے؟

مزدلفہ میں محض بھیڑ ہونا ہر شخص کے لئے عذر نہیں ہے؛ بلکہ صرف عورتوں اور ضعیف اور بیمار مردوں کے حق میں بھیڑ عذر ہے؛ لہٰذا اگر کوئی صحت مند اور طاقت ور مرد محض بھیڑ کے خطرہ

سے وقوفِ مزدلفہ ترک کردے گا تو اس پر حسبِ ضابطہ دم لازم ہوگا۔ **فان کان رجلاً یخاف الزحام لا لنحو عجز او مرض فترکه یلزمه دم.** (غنية الناسك ١٦٦، ومثله فى الشامى زكريا ٣/٩/٣ ٥١٩)

تنبیہ : بسا اوقات پیدل یا سواریوں سے آنے والے حجاج بھیڑ کی وجہ سے مزدلفہ میں داخل نہیں ہو پاتے اور انہیں راستہ ہی میں اتنی دیر لگ جاتی ہے کہ یوم النحر کا سورج طلوع ہوجاتا ہے، تو ان میں جن عورتوں کا وقوفِ مزدلفہ ترک ہوا ان پر مطلقاً کوئی دم لازم نہ ہوگا؛ کیوں کہ عورتوں کے حق میں بھیڑ ترک وقوفِ مزدلفہ کے لئے علی الاطلاق عذر ہے، خواہ وہ کمزور ہوں یا طاقتور؟ اور جن مردوں کا وقوف ترک ہوا ہے، ان میں دیکھا جائے گا، جو لوگ بوڑھے اور ضعیف یا بیمار ہیں، ان پر بھی دم لازم نہ ہوگا؛ البتہ جو لوگ صحت منداور طاقتور ہیں ان کے حق میں چوں کہ بھیڑ عذر نہیں ہے؛ لہٰذا ان پر ترکِ وقوفِ مزدلفہ کی وجہ سے دم جنایت لازم ہوگا؛ تاہم اگر کوشش کے باوجود ان سے وقوفِ مزدلفہ ترک ہوا ہے تو امید ہے کہ وہ گنہگار نہ ہوں گے۔ (مرتب)

❍❖❍

مسائل رمی جمرات

رمی جمار

عربی زبان میں ’’رمی جمار‘‘ کے معنی کنکری پھینکنے کے آتے ہیں، اور شریعت کی اصطلاح میں ’’رمی جمار‘‘ کا اطلاق خاص وقت، خاص جگہ اور متعین عدد کے ساتھ کنکری مارنے پر ہوتا ہے۔ **وفی البدائع: رمی الجمار لغة هو القذف بالاحجار الصغار وهی الحصی، وفی عرف الشرع هو القذف بالحصی فی زمان مخصوص ومكان مخصوص وعدد مخصوص.** (البحر العمیق ۱۶۵۹/۳، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۳/۲، لغة الفقهاء ۲۲۷)

جمرات کی وجہ تسمیہ

جن جگہوں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں وہ پے درپے تین خاص مقامات ہیں جو مکہ معظّمہ کی جانب منیٰ کے آخری سرے پر واقع ہیں۔ ان میں مسجد خیف کے قریب والے مقام کو ’’جمرۂ اولیٰ‘‘ اس کے بعد والے کو ’’جمرۂ وسطیٰ‘‘ اور آخری مقام کو ’’جمرۂ عقبہ‘‘ کہا جاتا ہے۔ ان جگہوں کو ’’جمرہ‘‘ کہنے کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

(۱) ’’جمرہ‘‘ کے معنی کنکری کے آتے ہیں، اس کی جمع ’’جمرات‘‘ ہے؛ کیوں کہ یہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں اس مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا جاتا ہے۔ **الجمار: الصغار من الاحجار جمع جمرة وبها سموا المواضع التی ترمی جماراً أو جمرات لما بينهما من الملابسة.**

(البحر العمیق ۱۶۵۹/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۱/۲)

(۲) عربی زبان میں ’’**تجمر القوم**‘‘ کی اصطلاح جمع ہونے کے بارے میں مستعمل ہے، اسی مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا گیا، گویا کہ یہ کنکریوں اور لوگوں کے اجتماع کی جگہیں ہیں۔ **وقيل لتجمع ما هنالك من الحصی من تجمر القوم اذا اجتمعوا.** (البحر العمیق ۱۶۵۹/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۱/۲)

(۳) اور ’’اجمار‘‘ کے معنی عربی میں جلد بازی اور تیزی سے بھاگنے کے بھی آتے ہیں، جیسا کہ وارد ہے کہ جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے منیٰ میں رمی فرمائی تو شیطان آپ کے سامنے تیزی سے رفوچکر ہوگیا۔ نیز مشہور ہے کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بحکم خداوندی سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لئے تشریف لے جارہے تھے، تو شیطان نے سامنے آکر وسوسہ ڈالنے کی کوشش کی تو

آپ نے اسے بھگانے کے لئے کنکریاں ماریں تو وہ کنکریوں کی مار کی تاب نہ لاکر وہاں سے بھاگتا بنا، اسی مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا گیا ہے۔ وفی نهاية ابن الاثیر: سمیت به من قولهم: اجمر اذا اسرع ومنه الحدیث: ان آدم علیه السلام رمی بمنی فاجمر ابلیس من بین یدیه، قال صاحب النهاية: وفی مبسوط: شیخ الاسلام انما سمی جمرة لان ابراهیم علیه السلام لما امر بذبح الولد جاءه الشیطان یوسوسه فکان ابراهیم یرمی الیه بالاحجار طرداً له، وکان یجمر بین یدیه، ای یسرع فی المشی والاجمار، الاسراع. (البحر العمیق ۱۶۵۹/۳، حاشية الشلبی علی التبیین ۳۰۲/۲)

موجودہ زمانہ میں جمرات کی کیفیت

پہلے زمانہ میں جمرات کی جگہ بہت محدود اور مختصر تھی، جس کی بناپر مناسک حج کا سب سے مشکل ترین مرحلہ رمی جمرات کا ہوا کرتا تھا؛ لیکن اب سعودی حکومت نے جمرات کی علامتوں کو اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے پانچ منزلہ عظیم الشان اور بےنظیر عمارت بنادی ہے، ہر منزل پر جانے اور آنے کے راستے الگ الگ ہیں، اور کنکری مارنے کی جگہ بہت کشادہ کردی گئی ہے، اور فن تعمیر کی کاریگری سے ایسا نظام بنایا گیا ہے کہ آپ کسی طرح بھی کنکری پھینکیں، وہ نیچے مخصوص دائرہ میں ہی جاکر گرتی ہے۔ تو اب یہ مرحلہ بفضلہٖ تعالیٰ بہت آسان ہوگیا ہے، اور جان لیوا بھیڑ بھاڑ سے کافی حد تک نجات مل گئی ہے۔ فجزاهم الله تعالیٰ احسن الجزاء۔

ذیل میں رمی جمرات سے متعلق بعض ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں:

رمی کے ایام

’’رمی جمار‘‘ کے دن کل چار ہیں: (۱) دسویں ذی الحجہ (یوم النحر): اس دن صرف جمرۂ عقبہ (آخری شیطان) کی رمی ہوتی ہے۔ (۲) گیارہویں ذی الحجہ (یوم القرّ): اس دن تینوں جمرات کی رمی ہوگی۔ (۳) بارہویں ذی الحجہ (یوم النفر الاول): اس دن بھی تینوں جمرات کی رمی ہوتی ہے۔ (۴) تیرہویں ذی الحجہ (یوم النفر الثانی): اس دن بھی تینوں جمرات کو کنکری ماری جاتی ہے۔

نوٹ: ان ایام کو ’’ایام منیٰ‘‘ اور ’’ایام تشریق‘‘ بھی کہا جاتا ہے، اور قرآنِ کریم کی آیت: ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ کا مصداق یہی ایام ہیں۔

ایام الرمی اربعة: یوم النحر ویجب فیه رمی جمرة العقبة لا غیر، وثلاثة ایام بعده وهی الیوم الحادی عشر ویسمیٰ یوم القرّ، والثانی عشر ویسمیٰ یوم

النفر الاول، والثالث عشر ويسمیٰ يوم النفر الثانى، ويجب فيها رمى الجمار الثلاث وتسمیٰ ايام التشريق وايام منیٰ، وهى الايام المعدودات بلا خلاف. (غنية الناسك ١٨٠، ومثله فى مناسك على قارى ٢٣٦، هندية ٢٣٣/١، تاتارخانية زكريا ٥٢٢/٣، حاشية الشلبى على هامش الفتح ٤٨٤/٢)

رمی کے معتبر ہونے کی شرائط

شریعت کی نظر میں ''رمی'' معتبر اور صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں:

(۱) پھینکنا: یعنی اس طرح کنکری مارنا جسے عرف میں رمی کہا جاسکے؛ لہٰذا جمرہ پر کنکری رکھ دینے سے رمی معتبر نہ ہوگی، اور بغیر مارے اوپر سے نیچے ڈالنا اگرچہ معتبر ہے، مگر خلافِ سنت ہے۔ **الاول: أن يسمى رمياً فلا يصح الوضع الخ، وجاز الطرح لانه نوع رمى ويكره لانه ترك السنة.** (غنية الناسك ١٨٦، مناسك على قارى ٢٤٥، البحر الرائق زكريا ٦٠١/٢، بدائع الصنائع زكريا ٣٢٣/٢، هداية مع الفتح ٤٨٧/٢)

(۲) ہاتھ سے رمی کرنا: یعنی کنکری ہاتھ میں لے کر ہی مارنا معتبر ہے؛ لہٰذا غلیل سے یا بندوق سے یا پیر کے ذریعہ رمی کرنا درست نہ ہوگا۔ **والثانى: الرمى باليد فلا يجزئ الرمى بالقوس ونحوه، ولا الرمى بالرِجل.** (غنية الناسك ١٨٦، منحة الخالق ٦٠٢/٢)

(۳) جمرہ کے متعین مقام سے تین ہاتھ کے اندر اندر کنکری مارنا: لہٰذا اگر تین ہاتھ سے دور کنکری گری تو اس کا اعتبار نہ ہوگا (اور آج کل جمرہ کے ارد گرد بڑے حوض کی معروضی شکل بنادی گئی ہے، تو اسی حوض کے اندر کنکری گرنی چاہئے، اس سے باہر اگر کنکری گری تو معتبر نہ ہوگی۔ اور واضح رہنا چاہئے کہ جمرہ کی دیوار پر کنکری مارنا یا لگنا ضروری نہیں؛ بلکہ اس کے ارد گرد کنکری کا پڑنا کافی ہے) **الثالث: وقوع الحصى بالجمرة او قريباً منها، والجمرة موضع الشاخص لا الشاخص فانه علامة للجمرة الخ، وقدر القريب بثلاثة اذرع والبعيد بما فوقها.** (غنية الناسك ١٨٦، ومثله فى المناسك ٢٤٥، البحر الرائق مع الكنز زكريا ٦٠١/٢، درمختار زكريا ٥٣١/٣)

(۴) کنکری کا براہِ راست اپنی جگہ میں گرنا: یعنی ایسا نہ ہو کہ کنکری پہلے کسی دوسری جگہ گرے اور وہاں سے کوئی دوسرا شخص جھٹک دے، تو پہلے مارنے والے کی رمی معتبر نہ ہوگی؛ البتہ اگر دوسرے شخص کے دخل کے بغیر کسی دیوار وغیرہ سے چھٹک کر کنکری صحیح جگہ پہنچ گئی تو یہ رمی معتبر ہوجائے گی۔ **الرابع: وقوع الحصى فى المرمى بفعله فلو وقعت على ظهر رجل او محمل وثبتت عليه حتى طرحها الحامل لم يجز الخ، ولو سقطت عنه بنفسها فى سننها ذٰلک عند الجمرة اجزأه.** (غنية الناسك ۱۸۷، مناسك ملا على قارى ۲٤٥، البحر الرائق زكريا ٦٠٢/٢)

(۵) ہر کنکری الگ الگ بار میں مارنا: لہٰذا اگر مٹھی بھر کر ایک ساتھ کئی کنکریاں ماریں تو ایک ہی کنکری مارنا شمار ہوگا۔ **الخامس: تفريق الرميات، فلو رمى بسبع حصيات او اكثر جملة واحدة لا يجزئه الا عن واحدة.** (غنية الناسك ۱۸۷، البحر الرائق زكريا ٦٠٢/٢، هداية مع الفتح ٤٨٧/٢، مناسك ملا على قارى ٢٤٦، درمختار زكريا ٥٣١/٣)

(٦) بذاتِ خود رمی کرنا: ہر قدرت رکھنے والے حاجی پر خود اپنی رمی کرنا واجب ہے، اور بلاعذر دوسرے کو نائب بنانا صحیح نہیں ہے؛ البتہ عذر کے وقت نیابت درست ہے۔ **السادس: ان يرمى بنفسه فلا تجوز النيابة فيه عند القدرة وتجوز عند العذر.** (غنية الناسك ۱۸۷، مناسك على قارى ٢٤٧)

(۷) کنکری زمین کی جنس سے ہو: لہٰذا لکڑی، لوہے، تانبے وغیرہ سے رمی معتبر نہ ہوگی؛ البتہ پتھر، چونا، پہاڑی نمک، اور پتھر کے سرمہ کی ڈلی سے رمی معتبر ہے۔ **السابع: ان يكون الحصى من جنس الارض حجراً كان او غيره الخ.** (غنية الناسك ۱۸۸، هندية ۲۳۳/۱، البحر العميق ١٦٧٨/٣، البحر الرائق زكريا ٦٠٣/٢، مناسك ملا على قارى ٢٤٨)

(۸) رمی سے شیطان کی ذلت مقصود ہو: لہٰذا کسی بھی ایسی چیز سے رمی معتبر نہ ہوگی جس سے شیطان کا اعزاز لازم آتا ہو (مثلاً ہیرے جواہرات سونے چاندی وغیرہ) **الثامن: ان يكون**

الحصى ممايكون الرمى به استهانة. (غنية الناسك ١٨٨، ومثله فى البحر الرائق زكريا ٦٠٣/٢، مناسك ملا علی قاری ٢٤٩، منحة الخالق ٦٠٣/٢، البحر العميق ١٦٨٠/٣)

(۹) رمی اوقات مقررہ کے اندر ہو: ہر دن کی رمی کے جو اوقات مقرر ہیں انہی کے اندر اندر رمی کرنا ضروری ہے، ورنہ رمی کا اعتبار نہ ہوگا۔ **التاسع: الوقت.** (غنية الناسك ١٨٨ مناسك ملا علی قاری ٢٤٩، البحر الرائق زكريا ٦٠٤/٢)

(۱۰) ہر جمرہ پر رمی میں اکثر تعداد کا پورا ہونا: ایک جمرہ پر سات کنکریاں مارنی ہوتی ہیں، جن میں سے ۴؍ کنکریاں مارنا شرط ہے، اگر اس سے کم کنکریاں ماریں تو رمی معتبر نہ ہوگی اور دمِ جنایت لازم ہوگا۔ **العاشر: اتيان اكثر عدده فى كل يوم فلو تركه فكانه لم يرم.**

(غنية الناسك ١٨٨، مناسك ملا علی قاری ٢٤٩، البحر العميق ١٦٧٥/٣، البحر الرائق زكريا ٦٠٢/٢)

رمی کرتے وقت کیا پڑھا جائے؟

رمی کرتے وقت تکبیر کے یہ کلمات پڑھے جائیں: **بسم اللّٰه و اللّٰه اكبر، رغماً للشيطان ورضى للرحمٰن** ۔(میں رمی کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے اور رحمٰن کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے) اور پھر یہ دعا مانگے: **اللّٰهم اجعله حجاً مبروراً وذنباً مغفوراً**۔(اے اللہ! اس حج کو حج مبرور بنا دیجئے، اور گناہوں کو معاف فرما دیجئے) (البحر العميق ١٦٨٦/٣-١٦٨٧، هندية ٢٣٤/١، المحيط البرهانى بيروت ٤٠٧/٣، تاتارخانية زكريا ٥٣٠/٣)

رمی دائیں ہاتھ سے کرنی چاہئے

رمی دائیں ہاتھ سے کرنا مسنون ہے؛ لہٰذا اس میں بایاں ہاتھ استعمال نہ کیا جائے۔ **يرمى بيد واحدة بيده اليمنىٰ.** (البحر العميق ١٦٧٢/٣ منحة الخالق زكريا ٦٠١/٢، غنية الناسك ١٧١، مناسك ملا علی قاری ٢٤٣)

رمی کرنے کے لئے کس جانب کھڑا ہونا افضل ہے؟

افضل یہ ہے کہ رمی کرتے وقت اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ کی وادی دائیں جانب اور مکہ معظمہ

بائیں جانب ہو اور جمرہ سامنے ہو۔ **ویجعل مکة علی یسارہ ومنیٰ علی یمینه ویستقبل الجمرة الخ.** (البحر العمیق ۳/ ۱۶۶۸، هندیة ۱/ ۲۳۳، غنیة الناسك ۱۷۰)

نوٹ: واضح رہنا چاہئے کہ کھڑے ہونے کی یہ کیفیت محض افضل ہے؛ لہٰذا اگر بھیڑ بھاڑ زیادہ ہو تو جمرہ کی کسی بھی جانب کھڑے ہوکر رمی کی جاسکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **واجمع العلماء علی انه من حیث رماها جاز، سواء استقبلها او جعلها عن یمینه او عن یسارہ الخ.**

(البحر العمیق ۳/ ۱۶۷۰، ومثله فی البحر الرائق زکریا ۲/ ۶۰۱)

کنکری کہاں سے اٹھانا پسندیدہ ہے؟

مستحب ہے کہ مزدلفہ کی حدود سے رمی جمرات کے لئے کنکریاں چن لی جائیں (لوگوں کا عام معمول یہ ہے کہ سبھی جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھا کر لے جاتے ہیں، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں؛ بلکہ یہ بہتر ہے؛ تاکہ بار بار چننے کی زحمت نہ ہو؛ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ کم از کم ۷؍ کنکریاں مزدلفہ سے اٹھانا مستحب ہے، اور بقیہ کہیں سے بھی (راستہ سے یا حدود منیٰ سے) اٹھائی جاسکتی ہیں؛ البتہ جمرات کے قریب سے نہ لی جائیں) **ویستحب ان یرفع من المزدلفة او من قارعة الطریق سبع حصیات کحصی الخزف.** (غنیة الناسك ۱۶۸، منحة الخالق ۲/ ۶۰۴، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۵۲۷، البحر الرائق زکریا ۲/ ۶۰۳) **ولا یرمی بحصاة اخذها من عند الجمرة فان رمی بها جاز وقد اساء.** (هندیة ۱/ ۲۳۳)

نجس مقام سے کنکریاں نہ اٹھائیں

نجس مقام سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے، اگر وہاں سے کنکری اٹھالیں تو انہیں دھوکر پاک کرنا چاہئے۔ **ومکان نجس فان فعل جاز وکرہ تنزیهاً.** (غنیة الناسك ۱۶۸، هدیة ۱/ ۲۳۳، فتح القدیر ۲/ ۴۸۷) **لکن یندب غسلها لیکون طهارتها متیقنة.** (غنیة الناسك ۱۶۹)

کنکری کتنی بڑی ہوں؟

کنکری کا سائز باقلے کی پھلی کے دانے برابر ہونا بہتر ہے، اور اس سے بہت چھوٹی یا بہت

زیادہ بڑی ہونا مکروہ ہے۔ **والمختار قدر الباقلاء ویکره اکبر منها کثیراً.** (غنية الناسك ١٦٨، هندية ٢٣٣/١، تاتارخانية زكريا ٥٢٦/٣، شامی زكريا ٥٣١/٣)

کنکری کس چیز کی ہو؟

کنکری زمین کی جنس میں شامل ہر چیز کی معتبر ہے، مثلاً: پتھر، مٹی وغیرہ، یعنی جن اشیاء سے تیمّم درست ہے ان سے رمی بھی درست ہے۔ **فیجوز الرمی بکل ما کان من اجزاء الارض الخ، کالحجر والمدر وکل ما یجوز به التیمم.** (غنية الناسك ١٧١، هندية ٢٣٣/١، مناسك ملا علی قاری ٢٤٨، البحر الرائق زكريا ٦٠٣/٢، تاتارخانية زكريا ٥٢٦/٣)

بڑے پتھر سے توڑ کر کنکریاں بنانا مکروہ ہے

رمی کے لئے بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں لینا مکروہ ہے۔ **ویکره ان یأخذ حجراً کبیراً فیکسره صغاراً.** (غنية الناسك ١٦٨، ومثله فی البحر الرائق زكريا ٦٠٤/٢، هندية ٢٣٣/١، فتح القدير ٤٨٨/٢)

ہیرے جواہرات سے رمی معتبر نہیں

اگر کوئی شخص ہیرے جواہرات یا قیمتی پتھریوں سے رمی کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں (کیوں کہ قیمتی جواہرات کو لٹانے سے شیطان کی اہانت نہیں ہوتی؛ بلکہ تعظیم ہوتی ہے، حالاں کہ رمی کا مقصد شیطان کو ذلیل کرنا ہے) **فلا یجوز بالاحجار النفسیة کالیاقوت والزبرجد لانه اعزاز لا اهانة.** (غنية الناسك ١٧١، البحر الرائق زكريا ٦٠٣/٢، تاتارخانية زكريا ٥٢٦/٣، هندية ٢٣٣/١، مناسك ملا علی قاری ٢٤٨-٢٤٩، منحة الخالق ٦٠٣/٢، درمختار زكريا ٥٣٢/٣)

سونے چاندی کی ڈلی سے رمی معتبر نہیں

سونے چاندی کی ڈلی مارنے سے بھی رمی کا واجب ادا نہ ہوگا (کیوں کہ اس میں بھی شیطان کا اعزاز ہے نہ کہ اہانت) **ولا یجوز بالذهب والفضة لانه یسمی نثاراً لا رمیاً.** (غنية الناسك ١٧١، تاتارخانية زكريا ٥٢٦/٣، البحر الرائق زكريا ٦٠٣/٢، مناسك ملا علی قاری ٢٤٨، درمختار زكريا ٥٣٢/٣)

بڑے پتھر سے رمی

اگر جمرہ پر بڑا پتھر دے مارا تو وہ ایک کنکری کے قائم مقام ہوگا؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ **لو رمی بحجر کبیر جاز ویکرہ.** (البحر العمیق ۱۶۹۳/۳، ھندیة ۲۳۳/۱، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲، شامی زکریا ۵۳۱/۳)

تنبیہ: جمرہ پر جوتے چپل وغیرہ مارنا محض جہالت ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

بہت چھوٹی کنکری سے رمی

اگر باقلے اور کھجور کی گٹھلی سے چھوٹی کنکری سے رمی کی تو یہ رمی معتبر ہے؛ لیکن اس سے رمی پسندیدہ نہیں ہے۔ **لو رمی بالاصغر اجزأہ ولیس بمستحب.** (البحر العمیق ۱۶۹۳/۳، تاتارخانیة زکریا ۵۲۶/۳، ھندیة ۲۳۳/۱، غنیة الناسك ۱۶۸)

مٹھی بھر کر مٹی سے رمی

اگر کوئی شخص مٹھی بھر کر مٹی یا ریت کے ذریعہ رمی کرے تو یہ بھی بکراہت معتبر ہے، اور ہر مٹھی ایک کنکری مارنے کے قائم مقام ہوگی۔ **ولو کفا من تراب فھو یقوم مقام حصاۃ واحدۃ.**

(غنیة الناسك ۱۷۱، درمختار زکریا ۵۳۲/۳، ھندیة ۲۳۳/۱، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲)

سات کنکریوں سے کم رمی کی؟

اگر ایک جمرہ پر ۴؍ سے زائد مگر سات سے کم رمی کی تو ہر کنکری کے عوض ایک صدقۂ فطر یا اس کی قیمت جنایت میں دینا لازم ہوگا۔ **وان ترک الاقل من جمرۃ العقبة الی الغد رماہ وتصدق لکل حصاۃ بنصف صاع من حنطة.** (البحر العمیق ۱۶۶۷/۳، غنیة الناسك ۲۷۹، ھندیة ۲۴۷/۱، مناسك ملا علی قاری ۳۵۸، شامی زکریا ۵۸۶/۳)

غیر معذور شخص کے لئے دوسرے کو وکیل بنانا جائز نہیں

جو شخص خود رمی کرسکتا ہو اس کے لئے دوسرے کو رمی کا وکیل بنانا درست نہیں اور ایسے شخص

کی طرف سے وکیل کی رمی معتبر نہ ہوگی۔ **فلا تجوز النيابة فيه عند القدرة.** (غنية الناسك ۱۸۷، مناسك ملا علی قاری ۲٤۷)

کس طرح کا معذور شخص رمی میں وکیل بنا سکتا ہے؟

اگر کوئی شخص اتنا بیمار یا کمزور ہو کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے رمی میں اپنا وکیل بنانا مطلقاً درست ہے۔ **وحد المريض ان يصير بحيث يصلي جالساً لانه لا يستطيع الرمي راكباً ولا محمولاً.** (غنية الناسك ۱۸۷، ومثله في المناسك لملا علی قاری ۲٤۸)

رمی پر قادر ہو؛ لیکن چل کر جانا دشوار ہو تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو اور جمرہ پر پہنچ کر خود رمی بھی کر سکتا ہو؛ لیکن کمزوری کی بنا پر اس کے لئے پیدل چل کر جمرات تک پہنچنا دشوار ہو، تو دیکھا جائے گا کہ اسے کوئی شخص وہیل چیئر وغیرہ پر جمرات تک لے جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر لے جانے کا انتظام ہے تو اس کی طرف سے دوسرے کا وکیل بن کر رمی کرنا درست نہ ہوگا؛ بلکہ اسے خود جا کر رمی کرنی ہوگی، اور اگر کوئی اسے لے جانے والا میسر نہیں ہے تو وہ اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔ **فان كان مريضاً له قدرة علی حضور الرمي محمولاً ويستطيع الرمي كذٰلک من غير ان يلحقه الم شديد ولا يخاف زيادة المرض ولا بطأ البرأ لا يجوز النيابة عنه الا ان لا يجد من يحمله.**

(غنية الناسك ۱۸۷۔ ۱۸۸)

تنبیہ: آج کل لوگ بآسانی معمولی اعذار کی وجہ سے رمی میں وکیل بنا دیتے ہیں، بالخصوص عورتوں کی طرف سے بلا کسی عذر کے وکیل بن کر ان کی رمی کر دیتے ہیں، تو انہیں مذکورہ مسئلہ ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ اگر عذر کے بغیر رمی کی جائے گی تو یہ رمی معتبر نہ ہوگی اور اگر وقت کے اندر اعادہ نہ کیا تو حسب ضابطہ دم واجب ہو جائے گا۔ **والرجل والمرأة في الرمي سواء الا ان رميها في الليل افضل فلا تجوز النيابة عن المرأة بغير عذر.** (غنية الناسك ۱۸۸)

رمی میں نیابت کرنے والا کیسے رمی کرے؟

جو شخص معذور کی طرف سے رمی کا وکیل بنایا گیا ہے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے کنکریاں مارے، اس کے بعد معذور کی طرف سے رمی کرے (اور رمی کے دوسرے اور تیسرے دن میں افضل یہ ہے کہ اولاً بالترتیب تینوں جمرات پر اپنی رمی کرے اس کے بعد واپس لوٹ کر معذور کی طرف سے ترتیب وار رمی کرے) **والاولیٰ ان یرمی السبعة اولاً عن نفسہٖ ثم عن غیرہ.** (مناسك ملا علی قاری ۲٤۷، منحة الخالق ۲/۳٤۵) **(شرح) لکن الظاهر انه فی یوم النحر، واما فی الأیام الثلاثة فالاولیٰ ان یرمی الجمار الثلاث عن نفسه اولاً ثم عن غیره فلا تفوته الموالاة.** (غنیة الناسك ۱۸۸)

اور اگر ایسا کیا گیا کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری، پھر دوسری کنکری معذور کی طرف سے ماری اور اسی طرح سب جمرات پر کیا تو اس سے بھی دونوں کی طرف سے رمی معتبر ہو جائے گی؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ **ولو رمی بحصاتین احداهما عن نفسه والاخریٰ عن غیره جاز ویکره الخ.** (مناسك ملا علی قاری ۲٤۷، منحة الخالق کوئٹه ۲/۳٤۵) **ای واحدة بعد واحدة لا جملة.** (غنیة الناسك ۱۸۸)

رمی جمرۂ عقبہ

یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) میں حاجیوں کے لئے سب سے پہلا کام جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا ہے۔ **الاول من الاعمال رمی جمرة العقبة.** (البحر العمیق ۳/۱٦٦۰)

نوٹ: جمرۃ العقبہ یا جمرۂ کبریٰ منیٰ سے مکہ معظّمہ جاتے ہوئے آخری سرے پر واقع ہے۔ عقبہ کے معنیٰ گھاٹی کے آتے ہیں، یہ جمرہ چوں کہ منیٰ کی گھاٹی کے قریب تھا؛ اس لئے اسے ''جمرۂ عقبہ'' کہا جاتا ہے، اور اردو میں اسے ''بڑا شیطان'' بھی کہتے ہیں، یوم النحر میں صرف اسی جمرہ کی رمی کی جاتی ہے۔ **وتسمیٰ جمرة العقبة الجمرة الکبریٰ، والجمرة الثالثة، وسماها بعضهم جمرة ذات العقبة، وهی فی اٰخر منیٰ مما یلی مکة المشرفة الخ.** (البحر العمیق ۳/۱٦٦۰)

جمرۂ عقبہ کی رمی واجب ہے

یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی ہر حاجی پر خود کرنا واجب ہے، معتبر عذر شرعی کے بغیر دوسرے سے رمی کرانا معتبر نہیں۔ **اعلم ان رمی جمرة العقبة واجب، ودليله الاجماع، وقول النبی صلی اللّٰه عليه وسلم وفعله.** (البحر العميق ۱٦٦٠/۳)

جمرۂ عقبہ کی رمی کا افضل وقت

یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کا افضل وقت اشراق کے وقت سے لے کر زوالِ آفتاب تک ہے۔ **فاما وقت الفضيلة المتفق عليه فما بين طلوع الشمس، وارتفاعها قدر رمح الی الزوال.** (البحر العميق ۱٦٦۱/۳، هندية ۲۳۳/۱، درمختار زكريا ۵۳٤/۳، البحر الرائق زكريا ٦۰۵/۲)

جمرۂ عقبہ کی رمی کا جائز وقت

جمرۂ عقبہ کی رمی یوم النحر میں زوال سے لے کر غروب تک کرنا مباح ہے (یعنی اس میں نہ فضیلت ہے اور نہ کراہت) **وما بعد الزوال الی غروب الشمس وقت مباح.** (البحر العميق ۱٦٦۷/۳، هندية ۲۳۳/۱، درمختار زكريا ۵۳٤/۳، البحر الرائق زكريا ٦۰۱/۲، البحر الرائق زكريا ٦۰۵/۲)

جمرۂ عقبہ کی رمی کا مکروہ وقت

یوم النحر میں صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک اور غروبِ شمس سے لے کر گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک کے درمیان رمی کرنا بلا عذر مکروہ ہے؛ البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے ان اوقات میں رمی کی تو کراہت نہ ہوگی۔ **وما بعد طلوع الفجر الی طلوع الشمس وقت مكروه الخ، والليل وقت مكروه بغير عذر، اما بعذر فلا يكره.** (البحر العميق ۱٦٦۷/۳، البحر الرائق مع منحة الخالق زكريا ٦۰۵/۲، شامی زكريا ۵۳٤/۳، تاتارخانية زكريا ۵۲۳/۳)

تلبیہ کوموقوف کرنا

جمرۂ عقبہ کی پہلی رمی کرتے ہی تلبیہ (لبیک پڑھنا) موقوف کردینے کا حکم ہے۔ **عن الفضل بن عباس و اسامة بن زيد قالا : لم يزل النبی صلى اللّٰه عليه وسلم يلبی حتی رمی جمرة العقبة.** (بخاری شریف ۲۰۹/۱، مسلم شریف ۴۱۵/۱) **و اما قطع التلبية فانه يقطعها مع اول كل حصاةٍ رمی بها جمرة العقبة.** (البحر العميق ۱۶۸۸/۳، درمختار زكريا ۵۳۱/۳، البحر الرائق زكريا ۶۰۵/۲، تاتارخانية زكريا ۵۳۰/۳)

تنبیہ: بعض حجاج منیٰ کے زمانۂ قیام میں رمی کے بعد بھی تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، حالاں کہ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، ان ایام میں تلبیہ کے بجائے دیگر اذکار میں مشغول ہونا چاہئے۔

جمرۂ عقبہ پر رک کر دعا نہ کریں!

جمرۂ عقبہ کے بعد وہاں رک کر دعا کرنے کا حکم نہیں ہے؛ البتہ واپس ہوتے وقت چلتے چلتے دعا کرسکتے ہیں۔ **واذا فرغ من الرمی لا يقف للدعاء عند هٰذه الجمرة فی الأيام كلها، بل ينصرف داعياً.** (غنية الناسك ۱۷۲، مناسك ملا علی قاری ۲۴۲)

وقت کے اندر جمرۂ عقبہ کی رمی نہیں کرسکا؟

اگر کوئی شخص جمرۂ عقبہ کی رمی اپنے وقت (دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق) کے اندر نہیں کرسکا تو اس پر اس رمی کی قضاء اور ایک دمِ جنایت واجب ہوگا۔ **ولو لم يرم جمرة العقبة حتى اصبح رماها الغد وعليه دم عند ابی حنيفةؒ.** (البحر العميق ۱۶۶۷/۳، غنية الناسك ۲۷۹، بدائع الصنائع زكريا ۳۲۶/۲)

○❖○

حج کی قربانی

''ہدی''

حج میں جو قربانی کی جاتی ہے اس کو قرآن وسنت کی اصطلاح میں ''ہدی'' کہا جاتا ہے، اس لفظ کا اطلاق اس جانور پر ہوتا ہے، جسے قربانی کے لئے حدودِ حرم میں لے جایا جائے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْحَرَامَ قِيَاماً لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْىَ وَالْقَلائِدَ. (المائدة: ۹۷)

اللہ تعالیٰ نے کعبۂ مشرفہ کو جو بزرگی والا گھر ہے، لوگوں کے لئے قیام کا باعث بنادیا ہے، اسی طرح اشہرِ حرم اور حدودِ حرم میں کی جانے والی قربانیوں اور ان جانوروں کو بھی (عظمت کا سبب) بنادیا ہے، جن کے گلے میں پٹے ڈال کر حرم لے جایا جاتا ہے۔

اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

حُجُّوا وَاهْدُوا فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْهَدْىَ. (البحر العميق ٤/٢١٢٥)

حج کرو اور قربانی بھی کرو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ہدی کا جانور پسند ہے۔

اور مشہور تابعی محدث حضرت عروہ بن الزبیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

يَا بَنِيَّ لَا يُهْدِيَنَّ اَحَدُكُمْ لِلّٰهِ تَعَالىٰ مِنَ الْبُدْنِ شَيْئاً يَسْتَحْيِيْ اَنْ يُّهْدِيَهٗ لِكَرِيْمٍ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ اَكْرَمُ الْكُرَمَاءِ، وَاَحَقُّ مَنِ اخْتِيْرَ لَهٗ.

(رواه مالك في الموطا ٢٦٢/١، البحر العميق ٢١٢٨/٤)

میرے بیٹو! تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسے اونٹ قربانی کے لئے نہ لے جائے جسے دنیا کے کسی باعزت شخص کے سامنے پیش کرنے سے شرم آتی ہو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ سب عزت داروں سے عزت والے ہیں، اور اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے لئے بہترین چیز منتخب کی جائے۔

خلاصہ یہ کہ ہدی کے جانوروں کے بارے میں اصل سنت یہی ہے کہ انہیں اپنے ساتھ لے جایا جائے؛ (لیکن اس دور میں صورتِ حال ایسی بن گئی ہے کہ عموماً لوگوں کے لئے قربانی کے جانوروں کو ساتھ

لے جانا سخت مشکل ہے)۔ **قال صاحب المغرب: الهدی ما یهدیٰ الی الحرم من شاة أو بقرة أو بعیر الخ، واعلم انه یستحب لکل من قصد مکة المشرفة حاجاً او معتمراً ان یسوق الیها معه هدیاً من بهیمة الانعام.** (البحر العمیق ٤/ ٢١٢٢)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ہدی کے جانور نشانی لگا کر بھیجا کرتے تھے، اور جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو قربانی کے جانور ساتھ لے گئے، اور آپ نے حج میں سو اونٹوں کی قربانی پیش کی، جن میں سے ۶۳/ اونٹوں کو آپ نے اپنے دست مبارک سے نحر فرمایا، اور مابقیہ ۳۷/ اونٹ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی طرف سے نحر فرمائے۔ (مسلم شریف حدیث: ۱۲۱۸)

قربانی کے جانور شعائر اسلام میں سے ہیں

قرآن پاک کی آیات سے یہ بات واضح ہے کہ حج میں ذبح ہونے والے ہدی کے جانور شعائر اللہ میں داخل ہیں، جن کی تعظیم وتوقیر شریعت میں مطلوب ہے، اور پرخلوص ایمان کی دلیل ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ، فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ. (الحج: ٢٨)

تاکہ وہ (حجاج) اپنے فائدہ کی جگہوں پر پہنچیں، اور اللہ کا نام لیں کئی متعین دنوں میں ان مویشی چاپاؤں کے ذبح کرنے پر جو اللہ نے ان کو دئے ہیں، پس کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال محتاج کو۔

اور آگے ارشاد ہوا:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ. (الحج: ٣٢)

اور جو کوئی اللہ کے نام لگی چیزوں کی تعظیم کرے، سو وہ دل کی پرہیز گاری کی بات ہے۔

نیز ارشاد فرمایا گیا:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ

اور (ہم نے) کعبہ پر پیش کرنے کے لئے تمہارے لئے اونٹ مقرر کئے ہیں جو تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں (اس سے حج کی قربانیوں کی طرف اشارہ ہے) تمہارے واسطے ان میں بھلائی ہے، سو ان پر لائن لگا کر

كَـذٰلِكَ سَـخَّـرْنٰهَـا لَـكُـمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْن. (الحج: ٣٦)

اللہ کا نام پڑھو، پھر جب ان کے کروٹ گر پڑیں (یعنی انہیں ذبح کردیا جائے) تو ان میں سے کھاؤ اور کھلاؤ صبر سے بیٹھ رہنے والے اور بے قراری کا اظہار کرنے والے (محتاجوں) کو، اسی طرح ہم نے (ان جانوروں کو) تمہارے بس میں کردیا؛ تاکہ تم احسان مانو۔

ان واضح آیاتِ قرآنیہ سے حج کی قربانی کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

عظیم قربانی کی یادگار

حج میں قربانی کا یہ عمل انسانی تاریخ کی بے نظیر اور بے مثال قربانی کی یاد دلاتا ہے، جب ایک بوڑھے باپ نے حکم ربی کے سامنے سرِتسلیم خم کرتے ہوئے اپنے نوخیز ہونہار بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کردیا تھا، اس باپ کو دنیا ''ابراہیم خلیل اللہ'' کے نام سے جانتی ہے، جب کہ اس اطاعت شعار اور فرماں بردار بیٹے کو ''اسماعیل ذبیح اللہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے، علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام۔ ان دونوں باپ بیٹوں کی قربانی اللہ کو ایسی پسند آئی کہ اسے رہتی دنیا تک کے لئے زندۂ جاوید بنادیا گیا۔ یہ قربانی جو جانوروں کے ذبح کی شکل میں پیش ہوتی ہے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ اصل بندگی یہی ہے کہ حکم ربی کے سامنے بندے کا ہر جذبہ فراموش ہوجائے، اور بندگی کے علاوہ اسے کسی اور چیز کا ہوش ہی نہ رہے، اور حج کا سفر تو چوں کہ بجائے خود قدم قدم پر بندگی کا مظہر ہے، اس لئے حج کے مناسک میں قربانی کا متعین کیا جانا عین تقاضائے حکمت ہے۔ کاش ہمیں حقیقی معنی میں قربانی کی توفیق میسر آسکے۔

ذیل میں حج کی قربانی سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں۔ اور عام مالی قربانی کے مسائل دوسری جلد کے اخیر میں ملاحظہ کئے جائیں، قربانی کے جانوروں وغیرہ کے بارے میں جو تفصیلات وہاں لکھی گئی ہیں، وہ یہاں بھی ملحوظ رکھی جائیں گی:

کس قسم کے حج میں قربانی واجب ہے؟

حج قران اور حج تمتع میں شکر کے طور پر قربانی واجب ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دو عبادتوں کو انجام دینے کی سعادت سے نوازا۔ **ویجب الدم علی المتمتع شکراً لما أنعم اللّٰہ تعالیٰ علیه بتیسر الجمع بین العبادتین، وحکم القارن کحکم المتمتع فی وجوب الهدی ان وجده والصیام ان لم یقدر علیه.** (هندية ۲۳۹/۱، خانية ۳۰۴/۱)

مفرد بالحج کے لئے قربانی کا حکم

جوشخص حج افراد کرنے والا ہو اس کے لئے قربانی کرنا واجب نہیں؛ لیکن افضل ہے کہ وہ بھی قربانی پیش کرے۔ **والذبح له أفضل، ويجب على القارن والمتمتع.** (شامی زکریا ۴/۳ ۵۳)

حج کی قربانی کہاں کی جائے؟

حج کی قربانی (خواہ دم شکر ہو یا دم جنایت) کو حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، حدودِ حرم کے باہر ذبح کرنے سے واجب ادا نہ ہوگا۔ **ولو ذبح شيئاً من الدماء الواجبة في الحج او العمرة خارج الحرم لم يسقط عنه، وعليه ذبح آخر.** (غنية الناسك ۲۷۹، و مثله في البحر الرائق ۷۲/۳، هداية ۳۲۱/۱، تاتارخانية زكريا ۶۷۶/۳، بدائع الصنائع زكريا ۳۹۷/۲)

کن جانوروں کی قربانی کی جائے؟

قربانی میں پالتو چوپایوں مثلاً بکری، بھیڑ، اونٹ، گائے (اور بھینس وغیرہ) کو ہی ذبح کیا جائے گا، اور ان میں اونٹ کی قربانی افضل ہے، پھر گائے بھینس اور اس کے بعد بکری کا درجہ ہے، اور جنگلی اور شکار والے جانوروں کی قربانی درست نہیں ہے، حتی کہ اگر کوئی جنگلی جانور مثلاً ہرن وغیرہ گھر میں پال کر مانوس کرلیا گیا ہو تو بھی اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ **ادناه شاة واعلاه بدنة من الابل والبقر الخ.** (غنية الناسك ۳۵۳، البحر الرائق ۷۰/۳، مناسك ملا علی قاری ۴۷۲، هداية ۳۱۹/۱، بدائع الصنائع زكريا ۳۹۷/۲) **ولا يجوز فيها ما سوى الانواع الثلاثة ولا البقر الوحشي وان انس الخ.** (غنية الناسك ۳۶۷، تكملة البحر الرائق ۱۷۷/۸)

قربانی کے جانوروں کی عمریں

قربانی میں بکری ایک سال، گائے بھینس دو سال، اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ **فيجوز فيها الثني من الابل والبقر والغنم، والثني من الابل ما تم له خمس سنين وطعن في السادسة، ومن البقر ومنه الجاموس ما طعن في الثالثة، ومن**

الـغنم ومنه المعز ما طعن فی الثانية. (غـنية الـناسك ٣٦٧، مناسك ملا علی قاری ٤٧٨، بناية شرح هداية ٤٨٣/٤، تاتارخانية زكريا ٦٧٦/٣، البحر الرائق كوئٹه ٧٠/٣)

ایک بکری ایک سے زیادہ حصہ کو کافی نہیں

بکری کی کوئی بھی قسم ایک حصۂ قربانی سے زائد کی طرف سے کافی نہیں ہوسکتی، خواہ اس کی ساخت یاوزن کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ **الشـاة لا تـجـزئ الا عـن واحد وان كـانـت عظيمة.** (تاتارخانية زكريا ٤٥٠/١٧)

بڑے جانور میں حصے لینا

بڑے جانور (اونٹ گائے وغیرہ) میں زیادہ سے زیادہ سات حصے مقرر ہوسکتے ہیں، اور کسی حصہ دار کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہونا چاہئے۔ **ويـجوز اشتراک واحد ستة او اقل فی بـدنة الهـدی ابتـداءً بان يكون الشراء منهم جميعاً الخ، وامـا يجوز الاشتراک فيها بشرط ان لا يكون لاحدهم اقل من سبع.** (غنية الناسك ٢٦٧-٣٦٨، ومثله فی ملتقی الابحر ١٦٨/٤، مناسك ملا علی قاری ٤٧٣، تكملة البحر الرائق ١٧٥/٨، الموسوعة الفقهية ٨٢/٥)

حاجی پر مالی قربانی کا حکم

جو قربانی عیدالاضحیٰ میں مال داری کی وجہ سے واجب ہوتی ہے، اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر حاجی یوم النحر میں مسافر ہے، یعنی اس کی مکہ معظّمہ (بشمول منیٰ ومزدلفہ) میں ۱۵/ دن قیام کی نیت نہیں ہے تو اس پر مالی قربانی واجب نہیں، اور اگر مقیم اور صاحب استطاعت ہے تو اس پر مالی قربانی واجب ہے۔ **وامـا الاضـحية فـان كـان مسافراً فلا يجب عليه والا كالمكی فتجب.** (شامی زكريا ٥٣٤/٣، تكملة البحر الرائق ١٧٣/٨)

وضــاحت: مالی قربانی حدودِ حرم میں کرانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ اختیار ہے چاہے حدودِ حرم میں کرائے اور چاہے اپنے وطن وغیرہ میں کرائے، دونوں صورتوں کی اجازت ہے۔

حج کی قربانی کا وقت

حج کی واجب قربانی کا وقت ایام النحر (۱۰-۱۱-۱۲/ذی الحجہ) کے درمیان تک محدود ہے؛ لہٰذا اگر قارن اور متمتع نے ان ایام سے پہلے قربانی کی تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا، اسی طرح اگر ایام النحر سے قربانی مؤخر کردی تو ترکِ واجب کی وجہ سے دم جنایت واجب ہوگا۔ **و لا یجوز ذبح هدی المتعة و القران الا فی یوم النحر حتی لو ذبح قبله لا یجوز اجماعاً، وبعده کان تارکاً للواجب عند الامام فیلزمه دم.** (هندیة ۲۶۱/۱، البحر الرائق ۳۵۹/۲، مجمع الانهر ۴۵۹/۱، ومثله فی الهدایة ۳۰۰/۱، غنیة الناسك ۲۷۹)

قارن و متمتع کے لئے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب کا وجوب

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق حج قران اور حج تمتع کرنے والوں کے لئے رمی جمرۂ عقبہ، قربانی اور حلق کے درمیان ترتیب واجب ہے، اگر یہ ترتیب الٹ پلٹ ہوجائے گی تو دم جنایت لازم ہوگا (جب کہ حضراتِ صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ ترتیب محض سنت ہے واجب نہیں ہے؛ لہٰذا ان کے نزدیک ترتیب بدلنے سے جنایت لازم نہ ہوگی) بریں بنا پوری کوشش اس کی کرنی چاہئے کہ مذکورہ ترتیب برقرار رہے۔ **فیجب فی یوم النحر اربعة اشیاء: الرمی ثم الذبح لغیر المفرد ثم الحلق ثم الطواف لکن لا شیء علی من طاف قبل الرمی و الحلق نعم یکره.** (درمختار ۵۸۸/۳، شامی زکریا ۴۷۲/۳) **وعندهما لا یلزمه شیء بتقدیم نسک علی نسک للحدیث السابق الا انه مسیء.** (البحر الرائق ۲۴/۳)

بنک کے توسط سے قربانی

آج کل سعودی حکومت نے قربانی کے انتظام اور اس کے گوشت کو بحفاظت مستحقین تک پہنچانے کے لئے باقاعدہ ایک ادارہ بنادیا ہے، اور نظام یہ ہے کہ قربانی کے ٹوکن بنکوں کے ذریعہ سے فروخت کئے جاتے ہیں، اور حاجی ٹوکن خرید کر مذکورہ ادارہ کو اپنی قربانی کا وکیل بنادیتا ہے، اب

نہ تو خود حاجی کو ذبح کرنے کا اختیار رہوتا ہے اور نہ ہی اس کے سامنے ذبح کی کوئی اطمینان بخش شکل نکلتی ہے؛ بلکہ مذکورہ ادارہ اپنے حساب سے برابر قربانی کا عمل انجام دیتا رہتا ہے، اب اس شکل میں واجب ترتیب کا لحاظ رکھنا تو قطعاً ناممکن ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ ادارہ کی طرف سے ایام نحر اور ایام تشریق کے بعد تک بھی حج کی قربانیوں کو ذبح کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ بریں بنا بالخصوص حنفی حجاج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ قربانی کے ٹوکن خریدنے کے بجائے یا تو خود قربان گاہ جاکر اپنی قربانی کریں جس کا انتظام محلّہ ''الشرائع'' کے عظیم ''سوق المواشی'' اور مکہ معظّمہ کے محلّہ ''کعکیہ'' کے سلاٹر ہاؤس میں کیا گیا ہے، اور ٹیکسی کے ذریعہ وہاں پہنچا جاسکتا ہے۔ اور اگر خود نہ جاسکتے ہوں تو اپنے معتبر دوستوں اور جانکاروں کے ذریعہ قربانی کرائیں اور بنک کے ٹوکن پر اعتماد نہ کریں، احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔

نوٹ: البتہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ نہ تو خود قربان گاہ جاسکتا ہو اور نہ ہی اس کے پاس قربانی کرانے کا کوئی ذریعہ ہو، تو وہ مجبوراً بنک کا ٹوکن خرید سکتا ہے، اس مجبوری کی وجہ سے اس کے لئے ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی رائے اپنانے کی اجازت ہوگی، اور اس پر ترکِ ترتیب کی وجہ سے دم جنایت لازم نہ ہوگا۔ (مستفاد: تجویز چھٹا فقہی اجتماع ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند، در حج وزیارت نمبر ۲۲۳)

قارن یا متمتع قربانی کی استطاعت نہ رکھے تو کیا کرے؟

اگر حج قران یا حج تمتع کرنے والا شخص ناداری اور غربت کی وجہ سے حج کی قربانی کرنے پر قادر نہ ہو، تو اس پر یوم النحر سے قبل تین روزے اور ایام تشریق گذرنے کے بعد ۷ روزے رکھنے لازم ہوں گے۔ قال تعالیٰ: ﴿فَإِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ، تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (البقرة: ۱۹۶) **وان كان معسراً لا يجد ثمن الهدى فانه يصوم ثلاثة ايام فى الحج ......، ثم يصوم سبعة ايام بعد ما مضت ايام التشريق عندنا.** (هندية ۲۳۹/۱، بدائع الصنائع زكريا ۳۸٦/۲، درمختار مع الشامی زكريا ۵۵۸/۳)

اگر غیر مستطیع شخص حج سے قبل روزے نہ رکھ سکا

اگر غیر مستطیع قارن یا متمتع حج سے پہلے مقررہ تین روزے نہ رکھ سکا تو اب اس پر حتمی طور پر دم قران یا دم تمتع لازم ہے، بعد میں روزے رکھنے سے اس دم کی تلافی نہ ہو سکے گی ۔ **فإن لم يصم إلى يوم النحر تعين الدم إن لم يصم الثلاثة في الحج وجب عليه الدم ولا يجوز أن يصوم الثلاثة والسبعة بعدها.** (تبيين الحقائق ٢/٣٣٦، تاتارخانية زكريا ٣/٦٢٧، هندية ١/٢٣٩، ومثله في مناسك ملا علي قاري ٤٠٣-٤٠٤، كنز مع البحر ٢/٣٦١)

نوٹ : اور یہ دم حسب ضابطہ ایام نحر میں دینا ضروری ہے، اگر اس سے تاخیر ہوئی یا قربانی سے قبل حلق کرا لیا تو دم شکر کے ساتھ ایک دمِ جنایت اور لازم ہو جائے گا۔

عذر یا غلط فہمی کی وجہ سے ترتیب الٹ پلٹ ہوگئی

اگر قارن یا متمتع نے غلط فہمی یا بے خیالی میں رمی سے قبل قربانی کردی یا قربانی سے پہلے ہی حلق کرا لیا وغیرہ (مثلاً کسی کو قربانی کا وکیل بنا رکھا تھا اور اس کو جو وقت دے رکھا تھا وہ اس وقت قربانی نہ کر سکا اور حاجی نے سابقہ وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے وقت موعود کے بعد حلق کرا لیا) تو امام ابوحنیفہؒ کے مفتی بہ قول کے مطابق اس پر واجب ترتیب کے ترک کی وجہ سے دم جنایت لازم ہوگا۔ **نحر القارن قبل الرمي او حلق قبل الذبح فعليه دم** (شرح وقاية) **وفي هامشه: لا فرق بين ما اذا جنى عامداً او خاطئاً، مبتدأً او عائداً، ذاكراً او ناسياً، عالماً او جاهلاً، طائعاً او مكرهاً، نائماً او متنبهاً الخ.** (شرح وقاية مع الحاشية ١/٢٧٥، شامي زكريا ٣/٥٧٢، هندية ١/٢٤١، البحر الرائق ٣/٢٤)

○❖○

مسائلِ حلق وقصر

حلق یا قصر؟

احرام کی پابندیاں ختم کرتے وقت محرم کے لئے اپنے سر کے بالوں کا حلق یا قصر واجب ہوتا ہے اس کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوتیں، مردوں کے لئے قصر (یعنی بال کتروانے) کے مقابلہ میں حلق (یعنی پورے سر کے بال منڈوانا) زیادہ اجروثواب کا باعث ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنے سر مبارک کا حلق فرما کر ارشاد فرمایا: رحم اللّٰہ المحلقین ۔یعنی اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر رحم فرمائیں، تو صحابہ نے عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! سر کتروانے والوں پر بھی رحمت ہو''، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا کہ: رحم اللّٰہ المحلقین ۔تو صحابہ نے دوبارہ مقصرین یعنی کتروانے والوں کے لئے دعا کی درخواست کی، مگر آپ نے تیسری مرتبہ بھی حلق کرنے والوں ہی کے لئے دعا فرمائی اور چوتھی مرتبہ میں مقصرین کو دعا میں شامل فرمایا۔ (بخاری شریف ۱۲۷، مسلم شریف ۱۳۰۱ وغیرہ)

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ (اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما، اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما) تو مجلس میں بیٹھے ہوئے کسی صاحب نے فرمایا کہ ''وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ'' یعنی سر کے بال کتروانے والوں کی بھی مغفرت ہو اس کی بھی دعا فرمائیں تو پیغمبر علیہ السلام نے تیسری یا چوتھی مرتبہ مقصرین یعنی بال کتروانے والوں کی مغفرت کی دعا فرمائی، اس کے بعد ارشاد فرمایا:

وَاَنَا يَوْمَئِذٍ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ، فَمَا يَسُرُّنِيْ بِحَلْقِ رَأْسِيْ حُمْرُ النُّعَمِ اَوْ خَطَراً عَظِيْماً. (رواه احمد ٤/١٧٧، الترغيب والترهيب ٢٧٦)

اور میں آج سر منڈائے ہوئے ہوں اور میرے لئے سر کے بال منڈانے کے بجائے سرخ اونٹ یا عظیم مال ملنا باعث مسرت نہیں ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ شریعت میں اصل مطلوب مردوں کے لئے سروں کا مونڈنا ہے، اس لئے بلا معقول عذر کے اس سعادت سے محروم نہیں رہنا چاہئے، اور محض بالوں سے محبت کے جنون میں ایسے عظیم اجروثواب کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔

ہر بال کے بدلہ میں قیامت میں نور

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے:

إِنَّ لِلْحَالِقِ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنْ رَأْسِهِ نُوراً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (رواه ابن حبان: ۱۸۸۷، البحر العميق ۱۳۵/۱)

حلق کرانے والے کے لئے سر کے ہر بال کے بدلہ میں قیامت میں ایک نور عطا ہوگا۔

اور ایک طویل روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج کے متعلق سوال کرنے والے ایک انصاری صحابی کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے مونڈے ہوئے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی تمہیں ملے گی اور تم سے ایک گناہ مٹایا جائے گا، تو عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر گناہ بالوں کی تعداد سے کم ہوں تو کیا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ نیکیاں تمہارے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ دی جائیں گی۔ (رواہ البزار، مجمع الزوائد ۲۷۶/۳، البحر العمیق ۲۳۵/۱)

اب ذیل میں حلق وقصر سے متعلق کچھ مزید مسائل لکھے جا رہے ہیں:

حلق وقصر کب جائز ہوگا؟

جب حاجی رمی جمرۂ عقبہ اور قربانی سے فارغ ہوجائے تو اب وہ حلق یا قصر کرا کے احرام کھول سکتا ہے۔ **فاذا فرغ من الذبح حلق رأسه او قصر.** (غنية الناسك ۱۷۳)

حلق وقصر کا محدود وقت

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حاجی کے لئے حلق وقصر ایام نحر میں کرانا واجب ہے، اگر ان ایام سے تاخیر ہوئی تو جنایت لازم آئے گی۔ **فعلى هٰذا اول وقته من طلوع الفجر يوم النحر الى غروب الشمس من آخر ايامه وهٰذا قول ابى حنيفةؒ: ان الحق مختص بالمكان و الزمان.** (البحر العميق ۱۷۹۸/۳)

حلق وقصر کا مقام

حلق وقصر کا عمل حدودِ حرم میں انجام دینا واجب ہے، اگر حاجی یا عمرہ کرنے والے نے

حدودِ حرم سے باہر جا کر حلق یا قصر کیا تو دم جنایت واجب ہوگا۔ **اما تاخیرہ عن مکانہ کما لو حلق خارج الحرم یوجب الدم علی قولھما.** (البحر العمیق ۱۸۰۰/۳)

مردوں کے لئے حلق (منڈانا) افضل ہے

مرد حجاج کے لئے قصر کے مقابلہ میں حلق (مکمل سر منڈانا) افضل ہے، (گوکہ قصر بھی جائز ہے) **والحلق افضل للرجال.** (غنیة الناسك ۱۷۳)

مرد کے حلق وقصر کا طریقہ

بہتر ہے کہ حلق یا قصر کراتے وقت مرد قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور اس کے دائیں جانب سے حلق یا قصر کا عمل شروع کیا جائے۔ **ویستقبل القبلة للحلق ویبدأ بالجانب الایمن من رأس المحلوق وھٰذا ھو الصواب.** (غنیة الناسك ۱۷۳)

کہاں تک حلق کرانا ہے؟

حلق کراتے وقت پورا سر اور کان کے سامنے کی دونوں ہڈیوں تک منڈوانا مسنون ہے۔ **والسنة فی الحق ان یبلغ به العظمتین اللتین علی منتھی الصدغین الخ، وعن ابن عمرؓ انه کان یقول للحالق: ''یا غلام ابلغ العظمتین.** (البحر العمیق ۱۸۲۱/۳)

بال صفا کریم سے سر کے بال اڑانا

اگر کوئی شخص استرے سے سر نہ مونڈ کر بال صفا کریم یا پاؤڈر لگا کر سر کے بال اڑا دے تو بھی حلق کا واجب ادا ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال کہلائے گا؛ تاہم استرے سے مونڈنا افضل اور مستحب ہے۔ **ویستحب الحلق بالموسیٰ، ولو ازال الشعرة بالنورة او الحرق الخ، اجزأ عن الحلق.** (غنیة الناسك ۱۷٤)

جس کے سر پر بالکل بال نہ ہوں وہ کیا کرے؟

جو شخص خلقۃً گنجا ہو یا قریبی وقت میں عمرہ کی وجہ سے اس کے سر پر بالکل بال موجود نہ ہوں تو حلال ہونے کے لئے اس پر واجب ہے کہ وہ استرا سر پر پھیر لے۔ **ویجب اجراء موسیٰ علی الاقرع.** (غنية الناسك ١٧٤)

سر پر اگر زخم ہوں تو کیا کریں؟

اگر حاجی کے سر پر زخم ہیں کہ استرا چلانا تکلیف دہ ہے، تو دیکھا جائے گا کہ اس کے بال کتنے بڑے ہیں، اگر ایک پوروے سے زائد بال ہیں تو قصر کرانا ضروری ہوگا، اور اگر پوروے سے کم بال ہیں تو احتیاط کے ساتھ استرا پھیر دیا جائے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ویسے ہی محض نیت کرنے سے احرام کھل جائے گا۔ **او یضره الحلق لنحو صداع او قروح برأسه تعین التقصیر الخ، وان تعذرا جمیعاً بان یکون شعره قصیراً وبرأسه قروح لا یمکنه الحلق سقطا منه وحل بلا شیءٍ.** (غنیةالناسك ١٧٥) **ویجب اجراء موسیٰ علی الاقرع وذی قروح ان امکنه هو المختار.** (غنية الناسك ١٧٤)

سر پر مصنوعی بال ہوں تو حلق یا قصر کا حکم؟

اگر کسی شخص کے بال بیماری کی وجہ سے اڑ گئے ہوں اور اس نے سر پر "وگ" (مصنوعی بالوں کی جھلی) فٹ کرالی ہو، تو اگر وہ جھلی آسانی سے اتاری جاسکتی ہو تو اسے اتار کر سر پر استرہ پھیرنا ضروری ہوگا، اور اگر بآسانی اتاری نہ جاسکتی ہو یا مصنوعی بال کھال میں پیوست کردئے گئے ہوں، تو انہی کے اوپر سے استرا پھیرنے کافی ہوگا۔ **مستفاد: ویجب اجراء الموسیٰ علیاالاقرع وذوی قروح ان امکنه وهو المختار.** (غنية الناسك ١٧٤)

عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے

حج وعمرہ کے ارکان پورے کرنے پر عورتوں کے لئے سر کے بالوں کو مونڈنا جائز نہیں ہے

(بلکہ وہ صرف قصر ہی کرائیں گی) ومکروھة للنساء کراھة تحریم الا للضرورة والتقصیر مباح لھم ومسنون بل واجب لھن. (غنیة الناسك ۱۷۳)

عورت کے لئے قصر کا طریقہ

عورت کے لئے بال قصر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ چوٹی کے نیچے سے ملا کر بس ایک پورے کے بقدر بال کاٹ لے۔ وان کان الشعر مسترسلاً فالقدر الواجب فیه مقدار الانملة والاصل فیه ما روی عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: تجمع المرأة رأسها وتأخذ قدر انملة الخ، والظاھر ان مراد الاصحاب بالانملة ھی واحدة انامل الاصابع لا الاصابع کلھا. (البحر العمیق ۱۷۹۶/۳)

گنجی عورت کیا کرے؟

اگر کوئی عورت کسی وجہ سے گنجی ہوگئی ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ سر پر ویسے ہی قینچی چلالے، یہ قینچی چلانا اس کے لئے قصر کے قائم مقام ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال ہو جائے گی۔ المرأة اذا کانت قرعیٰ تومر بتقریب الجلمین من رأسھا ویقام مقام التقصیر. (البحر العمیق ۱۷۸۶/۳)

استرا یا قینچی دستیاب نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر کسی حاجی کو حلق یا قصر کے لئے استرا یا قینچی وغیرہ دستیاب نہ ہو تو شرعاً یہ کوئی عذر نہیں ہے، جب تک وہ حلق یا قصر نہیں کرے گا حلال نہیں ہوسکتا۔ وان لم یکن به قروح ولکنه خرج الی بعض البوادی ولا یجد موسیٰ ومن یحلقه لا یجزئه الا الحلق والتقصیر ولیس ھذا بعذر. (البحر العمیق ۱۷۸۹/۳)

سر کے اترے ہوئے بالوں کا کیا کریں؟

مستحب ہے کہ حلق یا قصر کے بعد سر سے اترے ہوئے بالوں کو دفن کر دیا جائے، یا کسی پاک جگہ ڈال دیا جائے، انہیں ناپاک جگہ یا نالی وغیرہ میں ڈالنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ **ویستحب ان یدفن ما حلق او قصر من الشعر صیانةً له الخ، وان القاه فلا بأس، ویکره القاؤه فی الکنیف والمغتسل وقالوا: لانه یورث المرض. وعن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یدفن سبعة اشیاء من الانسان: الشعر، والظفر، والدم، والحیضة، والسن، والغلفة، والبسیمة.** (رواه الدار قطنی فی تفسیره، البحر العمیق ۱۸۲۲/۳)

حلق یا قصر سے احرام کی پابندیاں کس حد تک ختم ہوتی ہیں؟

حاجی کے حلق یا قصر کرا لینے سے احرام کی سب پابندیاں (مثلاً کپڑے پہننا، خوشبو لگانا وغیرہ) ختم ہو جاتی ہیں؛ البتہ عورتوں سے مباشرت اور بوس وکنار اس وقت تک جائز نہیں ہوتا جب تک کہ طواف زیارت کا اکثر حصہ ادا نہ کرلے۔ **فحکمه حصول التحلل وهو صیرورته حلالاً یباح له عقب الحلق او التقصیر جمیع ما حرم علیه بالاحرام الا النساء، فالحلق سبب التحلل عندنا لما روی عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "اذا رمیتم وذبحتم وحلقتم حل لکم کل شیءٍ الا النساء وحل لکم الثیاب والطیب.** (البحر العمیق ۱۸۲۳/۳)

حلق یا قصر کے بعد ناخون تراشنا مستحب ہے

حلق یا قصر کے بعد مستحب ہے کہ بڑھے ہوئے ناخون اور مونچھیں تراش لی جائیں۔ **ویستحب اذا حلق رأسه ان یقص اظفاره وشاربه، قال ابن المنذر: وثبت ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لما حلق رأسه قلم اظفاره.** (البحر العمیق ۱۷۹۱/۳)

حلق یا قصر سے قبل ناخون تراشنے سے دم واجب

اگر حلق یا قصر سے قبل ہاتھ پیر کے ناخون کاٹ لئے، تو دم جنایت واجب ہوگا (کیوں کہ ابھی احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوئی ہیں) **لو ابیح لہ التحلل فغسل رأسه بالخطمی او قلم ظفره قبل الحلق فعلیه دم.** (البحر العمیق ۱۷۸۹/۳)

اپنے حلق سے قبل دوسرے حاجی کا حلق کرنا

اگر حاجی سب سابقہ ارکان کر چکا ہے اور احرام سے حلال ہونے کا وقت آ چکا ہے، تو اپنا سر خود بھی مونڈ سکتا ہے، اور اپنے حلق سے قبل دوسرے شخص کا حلق یا قصر بھی کر سکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولو حلق رأسه او رأس غیره من حلال او محرم جاز له الحلق لم یلزمهما شیٔ.** (غنیة الناسك ۱۷٤، انوار مناسك ٥۲۷)

❍❖❍

مسائل طوافِ زیارت

حج کا اہم ترین رکن

’’طوافِ زیارت‘‘ حج کا رکن ہے، اس کی ادائیگی کے بغیر حج مکمل نہیں ہوسکتا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اس کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ. (الحج: ۲۹)

پھر (قربانی کے بعد) اپنا میل کچیل ختم کریں (حلق وقصر وغیرہ کرائیں) اور اپنی منتیں پوری کریں، اور اس قدیم گھر (یعنی کعبہ مشرفہ) کا طواف کریں۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ طوافِ زیارت احرام کی پابندیاں ختم کرنے کے بعد ہی کیا جائے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یوم النحر میں اولاً جمرۂ عقبہ کی رمی فرمائی پھر قربانی کر کے حلق کرایا اور خوشبو وغیرہ لگائی، اس کے بعد طوافِ زیارت بھی اسی دن ظہر سے قبل ادا فرمایا۔ (سنن کبریٰ وغیرہ، رسول اللہ کا طریقۂ حج ۴۵۰) اسی کو فقہاء نے افضل قرار دیا ہے (گو کہ بحالتِ احرام بھی وقوفِ عرفہ کے بعد اپنے وقت کے اندر طوافِ زیارت معتبر ہوجاتا ہے)

ذیل میں طوافِ زیارت کے چند منتخب مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

طوافِ زیارت خود ہی کرنا لازم ہے

طوافِ زیارت حاجی کو بہرحال خود کرنا لازم ہوتا ہے، چاہے پیدل کرے یا عذر کی وجہ سے سواری پر کرے، بہرصورت خود ہی اس فرض کو ادا کرنا ہوگا، اس میں کسی دوسرے کو نائب بنانا ہرگز معتبر نہیں ہے۔ **وکونہ بنفسہ ولو محمولاً فلا تجوز النیابة.** (شامی زکریا ۳/۵۳۷، مناسك علی قاری ۲۳۳)

طوافِ زیارت کا وقت

طوافِ زیارت کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور تا عمر رہتا ہے، البتہ اس کا وجوب وقت بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے، اس کے بعد اگر بلا عذر تاخیر ہوئی تو گوکہ فرض ادا ہوجائے گا، مگر ترکِ واجب کی وجہ سے ایک دم جنایت لازم ہوگا۔ **واول وقتہ طلوع الفجر الثانی من یوم النحر فلا یصح قبلہ ویمتد وقت صحتہ الی اٰخر العمر لکن یجب فعلہ فی ایام النحر ولیالیھا المتخللۃ بینھما منھا، فلو اخرہ عنھا ولو الی الیوم الرابع الذی ھو اٰخر ایام التشریق ولیلتہ منہ کرہ تحریماً ولزمہ دم وھو الصحیح.** (غنیۃ الناسک ۱۷۸، البحر العمیق ۱۸۲۹/۳، درمختار مع الشامی زکریا ۵۳۸/۳، مناسک علی قاری ۲۳۲، الموسوعۃ الفقھیۃ ۵۲/۱۷، بدائع الصنائع زکریا ۳۱۴/۲-۳۱۶، فتح القدیر ۴۹۳/۲)

عذرِ شرعی کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر

اگر شرعی عذر (مثلاً عورت حیض یا نفاس میں تھی) کی وجہ سے طوافِ زیارت میں ایامِ نحر سے تاخیر ہوئی تو کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔ **فلا شیء علی الحائض بتاخیرہ اذا لم تطھر الا بعد ایام النحر.** (غنیۃ الناسک ۱۷۸، ومثلہ فی الولوالجیۃ ۲۹۱/۱، مناسک علی قاری ۳۵۰، فتاویٰ سراجیۃ ۱۸۸)

کیا طوافِ زیارت اور دیگر اعمالِ یوم النحر میں ترتیب واجب ہے؟

سنت یہ ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو اولاً جمرۂ عقبہ کی رمی، اس کے بعد قربانی، اس کے بعد حلق یا قصر کرے، بعد ازاں کپڑے وغیرہ پہن کر طوافِ زیارت کے لئے جائے؛ لیکن اگر مذکورہ سب مناسک یا ان میں سے بعض سے پہلے طوافِ زیارت کرلیا تب بھی کوئی جزاء لازم نہ ہوگی۔ **واما الترتیب بین الطواف وبین الرمی والحلق فسنۃ، فلو طافا قبل الرمی والحلق لا شیء**

علیه. (منحة الخالق ٦٤/٣، درمختار زکریا ٤٧٣/٣، غنية الناسك ١٧٨، مناسك علی قاری ٢٣٣)

ولو طاف ای المفرد وغیره قبل الرمی والحلق لا شیء علیه ویکره ای لترکه السنة. (مناسك علی قاری ٣٥٨)

نجس کپڑوں کے ساتھ طوافِ زیارت

اگر نجس کپڑوں کے ساتھ طوافِ زیارت کیا جائے تو بکراہت یہ طواف معتبر ہوگا اور اس پر کوئی جزا لازم نہ ہوگی۔ **ولو طاف طواف الزیارة وفی ثوبه نجاسة اکثر من قدر الدرهم أجزأه ولکن مع الکراهة ولا یلزمه شیء.** (تاتارخانية ٦١١/٣، هندية ٢٤٦/١، مبسوط سرخسی ٣٩/٤، فتح القدیر ٤٩٥/٢)

ننگے پن کے ساتھ طوافِ زیارت

اگر ننگے ہونے کی حالت میں طوافِ زیارت کیا تو مکہ معظّمہ میں رہتے ہوئے طواف کا اعادہ لازم ہوگا، اگر اعادہ نہیں کیا تو دم لازم ہوجائے گا۔ **وان طاف للزیارة وعورته مکشوفة اعاد ما دام مکة وان لم یعد فعلیه دم.** (هندية ٢٤٧/١، تاتارخانية ٦١١/٣، مبسوط سرخسی ٣٩/٤، مناسك علی قاری ١٥٢)

طوافِ زیارت میں رمل واضطباع

اگر احرام کی حالت میں طوافِ زیارت کیا جارہا ہے اور اس کے بعد سعی کرنے کا بھی ارادہ ہے، تو طوافِ زیارت میں سب چکروں میں اضطباع (کندھا کھولنا) اور شروع کے تین چکروں میں رمل (جھپٹ کر چلنا) کیا جائے گا۔

اگر احرام کھول کر کپڑے پہن کر طوافِ زیارت کیا جارہا ہے، (جیسا کہ افضل اور مسنون ہے) اور بعد میں سعی کرنے کا ارادہ ہے تو اضطباع نہیں ہوگا، صرف رمل کیا جائے گا۔

اور اگر حج کی سعی پہلے کرچکا ہے، اور احرام کھولنے کے بعد طوافِ زیارت کررہا ہے، تو نہ تو

رمل کرے گا اور نہ ہی اضطباع کیا جائے گا۔ (کیوں کہ رمل واضطباع صرف اسی طواف میں ہوتا ہے جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو) **فیطوف سبعة اشواط بلا رمل فیه وسعی بین الصفا والمروة بعده ان قدم السعی وقع معتداً به والا رمل وسعی الخ، وان قدم السعی لا الرمل سقط الرمل لان الرمل انما شرع فی طواف بعده سعی الخ، واما الاضطباع فساقط مطلقاً فی هٰذا الطواف سواء سعی قبله وبعده لانه قد تحلل من احرامه وقد لبس المخیط، والاضطباع فی حال بقاء الاحرام الخ، ومفاده انه لو قدمه علی الحلق سن الاضطباع فیه ان کان اخر السعی الیه.** (غنیة الناسك ۱۷۷، مناسك علی قاری ۲۳۲، درمختار مع الشامی زکریا ۵۳۷/۳، تبیین الحقائق ۲/۰ ۳۱)

طوافِ زیارت میں کتنے چکر فرض ہیں؟

طوافِ زیارت میں سات چکروں میں سے چار چکر فرض ہیں اور بقیہ واجب ہیں؛ لہٰذا اگر کسی شخص نے صرف چار چکر کئے تو فرض تو ذمہ سے ساقط ہو جائے گا؛ لیکن مابقیہ چکروں کو ترک کرنے پر جزا لازم ہوگی۔ **واعلم ان المقدار المفروض فی طواف الزیارةو طواف العمرة هو اربعة اشواط، وما زاد علیها فهو واجب علی الصحیح.** (البحرالعمیق ۱۸۳۲/۳، ومثله فی اللباب ۱۷۳-۱۷٤، درمختار زکریا ۵۳۷/۳، البحر الرائق کوئٹه ۲۰/۳، مناسك علی قاری ۲۳۲، فتح القدیر ٤۹۵/۲)

طوافِ زیارت کے بغیر حاجی کے لئے ازدواجی تعلق حلال نہیں

حاجی مرد ہو یا عورت جب تک طوافِ زیارت نہ کر لے اس وقت تک اس سے جماع اور دواعی جماع (بوس وکنار وغیرہ) کی پابندیاں ختم نہ ہوں گی۔ **عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: اذا رمیتم وحلقتم وذبحتم فقد حل لکم کل شیء الا النساء.** (دار قطنی دار الایمان ۲٤۳/۲، رقم ۲٦٦۲) **ولو لم یطف**

اصلاً لا یحل له النساء وان طال ومضت سنون باجماع. (غنية الناسك ١٧٧، وانظر: درمختار ٣/٥٣٦)

نوٹ: طوافِ زیارت سے قبل جماع سے متعلق ضروری مسائل جنایات کے بیان میں صفحہ:۱۹۳ تا ۱۹۶ر ملاحظہ فرمائیں:

بحالتِ حدثِ اکبر طوافِ زیارت

(۱) اگر طوافِ زیارت کے اکثر چکر بحالت جنابت یا بحالت حیض ونفاس کئے، تو بطور جزا بدنہ (ایک اونٹ یا گائے کی قربانی) لازم ہوگا۔ (تاہم یہ طواف شرعاً معتبر ہوجائے گا اور اس کو پاکی کی حالت میں لوٹانا ضروری ہوگا، اگر کفارہ دینے سے پہلے لوٹالیا تو بدنہ ساقط ہوجائے گا) **ولو طاف للزيارة جنباً او حائضاً او نفساء كلها واكثره ويقع معتداً به في حق التحلل ويصير عاصياً فان اعاده سقطت عنه البدنة.** (غنية الناسك ٢٧٢، مناسك ملا على قارى ٣٤٤، هندية ١/٢٤٥، كنز مع البحر الرائق كوئٹه ٣/١٨، البحر العميق ٢/١١٢١، درمختار زكريا ٣/٥٨١-٥٨٢)

(۲) اگر بحالتِ جنابت کیا ہوا طواف ایام نحر کے اندر اندر لوٹا لیا تو کوئی چیز واجب نہیں رہی، اور اگر ایام نحر کے بعد لوٹایا ہے تو تاخیر کی وجہ سے ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ **ان اعاده في ايام النحر فلا شيء عليه وان اعاده بعدها سقطت عنه البدنة ولزمه شاة للتأخير.** (غنية الناسك ٢٧٢، مناسك ملا على قارى ٣٤٥، هندية ١/٢٤٥، البحر العميق ٢/١١٢١، شامى زكريا ٣/٥٨٢)

نوٹ: اور اگر عورت کو حیض کی وجہ سے ایامِ نحر سے تاخیر ہوئی تو اس پر تاخیر کی وجہ سے کوئی دم نہیں۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۸)

(۳) اگر طوافِ زیارت کے چار سے کم چکر بحالت جنابت کئے تو ایک بکری کی قربانی

واجب ہے، پھر اگر پاک ہونے کے بعد لوٹالیا تو بکری کی قربانی تو ساقط ہوجائے گی؛ لیکن طواف کے چکروں میں فصل ہونے کی وجہ سے ہر چکر کے عوض ایک صدقۂ فطر دینا لازم ہوگا۔ **لـو طـاف الاقـل جـنـبـاً ولـم يعد وجب عليه شاة فان اعاده وجبت عليه صدقة لتاخير الاقل مـن طواف الزيارة لكل شوط نصف صاع.** (البحر الرائق كوئٹه ۱۸/۳، غنية الناسك ۲۷۲، هندية ۲٤٥/۱، البحر العميق ۱۱۱۷/۲)

حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالتِ ناپا کی طوافِ زیارت کرنا

اگر کوئی عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت نہ کرسکی اور حج کے فوراً بعد اس کی قافلہ کے ساتھ وطن واپسی کی تاریخ مقرر ہے، اور مزید رکنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اگر وہ اسی حالت میں پیڈ باندھ کر طوافِ زیارت کرلے، تو اس کا طوافِ فرض ادا ہوجائے گا، اور ازدواجی تعلق اس کے لئے حلال ہوگا؛ لیکن بحالتِ ناپا کی طوافِ زیارت کرنے کی وجہ سے اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی حدودِ حرم میں کرنی لازم ہوگی۔ (تاہم اگر وہ قربانی سے قبل کبھی بھی اس طواف کو دہرالے گی تو قربانی اس سے ساقط ہوجائے گی) **ولـو طـاف لـلـزيارة جنباً او حائضاً او نفساء كله واكثره ويـقـع مـعتداً به في حق التحلل ويصير عاصياً فان اعاده سقطت عنه البدنة.** (غنية النـاسك ۲۷۲، مـنـاسك مـلا علی قاری ۳٤٤، هندية ۲٤٥/۱، كنز مع البحر الرائق كوئٹه ۱۸/۳، البحر العميق ۱۱۲۱/۲، درمختار زكريا ۵۸۱/۳-۵۸۲)

بے وضو طوافِ زیارت

اگر طوافِ زیارت کا اکثر حصہ بے وضو کیا تو ایک بکری کی قربانی لازم ہے، پھر اگر باوضو ہوکر لوٹالے تو دم تو ساقط ہوجائے گا؛ لیکن بہتر ہے کہ ہر چکر کے بدلہ ایک صدقۂ فطر دے دے۔ **ولـو طاف للزيارة كله او اكثره محدثاً فعليه شاة ويعيد طاهراً استحباباً فان اعاده سـقط عنه الدم – الى قوله – وقيل صدقة لكل شوط.** (غنية الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری ۳٤٦، البحر الرائق كوئٹه ۱۹/۳، البحر العميق ۱۱۱۷/۲)

سترکھول کرطوافِ زیارت

اگر بلا عذر طوافِ زیارت سوار ہوکر یا اتنا بدن کھول کرکیا جس میں نماز جائز نہیں ہوتی یا الٹی جانب سے کیا وغیرہ، تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔ **ولو طاف كله او اكثره راكباً او مكشوف العورة قدر ما لا تجوز الصلاة معه بلا عذر اومنكوساً فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٧٣، مناسك ملا علی قاری ٣٤٧، شامی زكريا ٣/ ٤٧١، هندية ١/ ٢٤٧)

نوٹ: طواف کے بارے میں مزید تفصیلی احکامات شروع میں مسائل طوافِ بیت اللہ میں ملاحظہ کئے جائیں، یہاں صرف طوافِ زیارت کے متعلق خصوصی مسائل ذکر کئے گئے ہیں۔

❍❖❍

مسائل رمی جمار (ایامِ تشریق)

۱۱-۱۲/ ذی الحجہ میں رمی جمار کا وقت

۱۱-۱۲/ ذی الحجہ میں رمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے رمی معتبر نہیں ۔ زوال کے بعد سے سورج غروب ہونے تک کا وقت مسنون ہے اور غروب سے لے کر صبح صادق تک کا وقت مکروہ ہے ۔ **والوقت المسنون فی الیومین من الزوال الی غروب الشمس، ومن الغروب الی طلوع الفجر وقت مکروہ.** (غنیة الناسک ۱۸۱)

ضروری تنبیه : یہ بات اچھی طرح واضح رہنی چاہئے کہ ۱۱/ اور ۱۲/ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی درست نہیں ہے اور اس سلسلہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی طرف جو روایت منسوب کی جاتی ہے وہ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے یا اس کا تعلق صرف رمی کے آخری دن (یعنی ۱۳ ویں ذی الحجہ) سے ہے، ۱۱-۱۲ سے نہیں ہے؛ اس لئے حجاجِ کرام کو اس مسئلہ کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے، دوسروں کی دیکھا دیکھی زوال سے پہلے رمی کر کے اپنا حج خراب نہ کریں اور ہرگز کسی کے بہکاوے میں نہ آئیں ۔

ایامِ تشریق میں رمی کا طریقہ

ایامِ تشریق (یعنی ۱۱-۱۲-۱۳/ ذی الحجہ) میں تینوں جمرات کی رمی کا حکم ہے، اولاً جمرۂ اولیٰ اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ اور پھر جمرۂ عقبہ کی رمی کی جائے۔ (رمی کا طریقہ اور شرائط وہی ہیں جو پہلے رمی جمرۂ عقبہ کے بیان میں گذر چکے ہیں) **وما ذکرنا من الترتیب فی الجمار الثلاث سنة عند الاکثر، هو المختار .** (غنیة الناسک ۱۸۵)

کیا رمی جمرات متصلاً ضروری ہے؟

تینوں جمرات کی رمی پے در پے بلا فصل کرنا مستحب اور مسنون ہے؛ لہٰذا بلا عذر ان میں فصل نہیں کرنا چاہئے؛ لیکن اگر کوئی شخص کمزور ہو اور ایک جمرہ کی رمی کے بعد کچھ ستا لے پھر دوسرے جمرہ کی رمی کرے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ **ولا یشترط الموالات بین الجمرات ولا بین رمیات جمرةٍ واحدةٍ؛ بل یسن، فیکره ترکها.** (غنیة الناسك ١٨٦)

کیا رمی کے لئے باوضو ہونا شرط ہے؟

رمی کے معتبر ہونے کے لئے وضو اور طہارت کی شرط نہیں ہے؛ لیکن اگر باوضو رمی کرے تو یہ افضل اور بہتر ہوگا۔ **ولا یشترط ان یکون الرمی علی حالة مخصوصة من قیام واستقبال وطهارةٍ.** (غنیة الناسك ١٨٦)

وقت پر رمی نہ کر سکے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص اپنے وقت پر رمی نہ کر سکے یا وقت سے پہلے رمی کر لے تو وقت کے اندر اندر دہرا لے، اور اگر وقت میں نہ دہرا سکا تو تیرہویں تاریخ کے غروب سے پہلے پہلے دہرا لے، اور ساتھ میں وقت سے مؤخر کرنے پر دم بھی دے، اور اگر تیرہویں تاریخ کے غروب سے پہلے پہلے چھوٹی ہوئی رمی کی قضا نہیں کی تو اب رمی کا وقت ختم ہو چکا؛ لہٰذا صرف دم دینا ہوگا۔ **تتمة: فیما إذا اخر الرمی عن یومه، او قدم او لم یرم، ولو لم یرم یوم النحر، او الثانی، او الثالث رماه فی اللیلة المقبلة، ولا شیء علیه سوی الاساءة ان لم یکن بعذر، ولو رمی لیلة الحادی عشر، او غیرها من غدها لم یصح، لان اللیالی فی الحج فی حکم الایام الماضیة، ولو لم یرم فی اللیل رماه فی النهار ولو قبل الزوال قضاء عنده، وعلیه الکفارة للتاخیر، وأداء عندهما، ولا شیء علیه، ولو أخر رمی الأیام کلها إلی الرابع مثلاً رماها کلها فیه قبل الزوال، او بعده علی التألیف قضاءً عنده، وعلیه دم**

واحد لتأخير، وأداء عندهما، ولا شيء عليه، وإن لم يقض حتى غربت الشمس منه، فات وقت القضاء والأداء وعليه دم واحد اتفاقاً. (غنية الناسك ١٨٢)

جمرات کی رمی میں ترتیب اُلٹ پلٹ ہوگئی

رمی جمرات میں اگر ترتیب الٹ پلٹ ہوجائے تو اس کی تین صورتیں ہیں، ہرایک کا حکم درج ذیل ہے:

(۱) اگر کسی شخص نے جمرۂ اولیٰ کے بجائے جمرۂ عقبہ سے رمی شروع کرکے جمرۂ اولیٰ پر پوری کی تو اس کے لئے وقت کے اندر اندر جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی رمی دوبارہ کرنا مسنون ہوگا۔ **فلو بدا بجمرة العقبة ثم الوسطیٰ ثم بالاولیٰ ثم تذکر ذٰلک فی یومه فانه یعیدالوسطی والعقبة سنة او حتماً.** (غنية الناسك ١٨٥)

(۲) جمرۂ اولیٰ کی رمی چھوڑ دی اور بقیہ جمرات کی رمی کرلی تو ایسی صورت میں جب جمرۂ اولیٰ کی رمی کرے گا تو ساتھ میں جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی رمی دوبارہ کرنا مسنون ہوگا۔ (کیوں کہ ترتیب کی سنت چھوٹ گئی) **وکذا لو ترک الاولیٰ ورمی الاخیرین فانه یرمی الاولیٰ ویستقبل الباقية.** (غنية الناسك ١٨٥)

(۳) اگر ایامِ تشریق کے ہر دن جمرۂ اولیٰ کی رمی ترک کردی تو بہتر یہی ہے کہ جب بعد میں قضا کرے تو جمرۂ اولیٰ کے ساتھ بقیہ جمرات کی بھی رمی کرے؛ تاکہ سنت ترتیب کی رعایت رہے، تاہم اگر ہر دن کے جمرۂ اولیٰ کی ہی رمی کی تو بھی جائز ہے، تاہم ترکِ سنت کا گناہ ہوگا، اور بہرصورت تاخیر کی وجہ سے ہر متروکہ جمرۂ اولیٰ کے بدلہ میں سات صدقات بطور جنایت لازم ہونگے۔ **رمی فی الیوم الثانی او الثالث او الرابع الوسطیٰ والثالثة ولم یرم الاولیٰ فعند القضاء ان رمی الکل بالترتیب فحسن، وان قضیٰ الاولیٰ جاز لسنية الترتیب، وعلیه سبع صدقات للتاخیر.** (غنية الناسك ١٨٥)

ایامِ تشریق میں منیٰ میں کب تک قیام افضل ہے؟

افضل یہ ہے کہ منیٰ میں ۱۳؍ذی الحجہ تک قیام کرکے ہر دن رمی کی جائے؛ لیکن اگر کوئی شخص ۱۲؍کو واپس آنا چاہے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ **قال اللّٰہ تعالیٰ: واذکروا اللّٰہ فی ایام معدودٰت، فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ، ومن تأخر فلا اثم علیہ لمن اتقیٰ.** (آل عمران:) **والافضل ان یقیم ویرمی فی الیوم الرابع.** (غنیة الناسک ۱۸٤)

۱۲؍ذی الحجہ کو منیٰ سے کس وقت واپس ہو؟

اگر ۱۲؍ذی الحجہ کو منیٰ سے واپسی کا ارادہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے رمی کرکے منیٰ کی حدود سے باہر آ جائے، غروب کے بعد باہر آنا مکروہ ہے۔ **وان لم یقم نفر قبل غروب الشمس، فان لم ینفر حتی غربت الشمس یکرہ ان ینفر حتی یرمی فی الرابع.** (غنیة الناسک ۱۸٤)

۱۲؍ذی الحجہ کو غروب کے بعد منیٰ سے واپس ہونا

اگر ۱۲؍ذی الحجہ کو منیٰ میں رہتے ہوئے سورج غروب ہوجائے تو اس کی وجہ سے ۱۳؍تاریخ کی رمی واجب نہیں ہوتی؛ لہٰذا تیرہویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے پہلے اگر وہ مکہ واپس آ گیا تو اس پر کوئی جنایت لازم نہ ہوگی؛ لیکن کراہت کا ارتکاب ضرور ہوگا (لہٰذا کراہت سے بچنے کی شکل یہ ہے کہ تیرہویں کی رمی کرکے واپس ہو؛ البتہ معذورین کے لئے کوئی کراہت نہیں ہے)۔ **ویسقط بنفرہ قبل طلوع الفجر الرابع، ولو نفر من اللیل قبیل طلوعہ لا شیء علیہ فی الظاهر عن الامام، وقد اساء.** (غنیة الناسک ۱۸٤)

منیٰ میں رہتے ہوئے ۱۳؍ذی الحجہ کی صبح صادق ہوگئی

اگر ۱۲؍تاریخ کو منیٰ سے مکہ واپس نہیں گیا اور منیٰ میں رہتے ہوئے ۱۳؍ذی الحجہ کی صبح صادق ہوگئی تو اب تیرہ کی رمی کئے بغیر واپس جانا جائز نہیں، اگر اس کے بعد بغیر رمی کئے چلا گیا اور

وقت رہتے ہوئے واپس آ کر رمی ادا نہیں کی تو دم لازم ہو جائے گا۔ **ولو نفر بعد طلوع الفجر قبل الرمی یلزمه الدم اتفاقاً.** (غنیة الناسك ١٨٤)

۱۳؍ذی الحجہ کی رمی کے اوقات

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ذی الحجہ کی ۱۳؍تاریخ کو رمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہوجاتا ہے اور زوال تک وقت مکروہ رہتا ہے اور زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے، اور غروب پر وقت ختم ہوجاتا ہے۔ **واما وقت الجواز فی الیوم الرابع فمن الفجر الی الغروب، الا ان ما قبل الزوال وقت مکروه وما بعده مسنون وبغروب الشمس من هٰذا الیوم یفوت وقت الاداء والقضاء اتفاقاً.** (غنیة الناسك ١٨٢)

۱۳؍ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کی گنجائش

جو شخص جلدی واپس ہونا چاہتا ہو اس کے لئے تیرہ تاریخ کو زوال سے پہلے رمی کر کے مکہ معظّمہ واپس آنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کراہت تنزیہی کے ساتھ درست ہے۔ **فان رمی قبل الزوال فی هٰذا الیوم صح عند ابی حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ مع الکراهة التنزیهیة وهو قول عکرمة وطاؤس واسحق بن راهویه رحمهم اللّٰه تعالیٰ وهو استحسان غایة لانه لما ظهر اثر التخفیف فیه بالترک فلان یظهر اثر التخفیف فیه بالتقدیم اولیٰ، وقالا: لا یصح اعتباراً بسائر الایام وعلیه الجمهور.** (غنیة الناسك ١٨٤)

❍❖❍

مسائل طوافِ وداع

طوافِ وداع کس پر واجب ہے؟

طوافِ وداع ہر آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے) حاجی پر واجب ہے (بشرطیکہ وہ شرعاً معذور نہ ہو) **هو واجب على كل حاج آفاقي مفرد او قارن او متمتع بشرط كونه مدركاً مكلفاً غير معذور**. (غنية الناسك ١٩٠، مناسك علی قاری ٢٥٢، الموسوعة الفقهية ٥٨/١٧، المبسوط للسرخسی ٣٥/٤)

طوافِ وداع کس پر واجب نہیں؟

درج ذیل لوگوں پر طوافِ وداع واجب نہیں ہے: (۱) عمرہ کرنے والے (۲) مکہ معظّمہ کے مستقل شہری (۳) حدودِ حرم میں رہنے والے (۴) حدودِ حِل میں رہنے والے (مثلاً جدہ وغیرہ کے لوگ (۵) مواقیت میں رہنے والے (٦) وہ لوگ جن کا حج فوت ہوجائے (۷) مجنون اور بچے (۸) حیض ونفاس والی عورتیں۔ **فلا يجب على معتمر ولا على اهل مكة ومن اقام بها قبل حل النفر الاول واهل الحرم والحل والمواقيت وفائت الحج والمحصر والمجنون والصبي والحائض والنفساء**. (غنية الناسك ١٩٠، مناسك علی قاری ٢٥٢، تاتارخانية زكريا ٦١٩/٣، فتح القدير ٥٠٤/٢، شامی مع الدر زكريا ٥٤٥/٣، بدائع الصنائع زكريا ٣٣٢/٢)

نوٹ: تاہم اہلِ مکہ وغیرہ کے لئے طوافِ وداع کرنا مستحب ضرور ہے۔ **الا انه يندب لاهل مكة ومن في حكمهم**. (غنية الناسك ١٩٠، مناسك علی قاری ٢٥٢)

طوافِ وداع کا اصل وقت

طوافِ وداع کا وقت طوافِ زیارت کے ۴؍چکر کر لینے کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے، اور

پھر جب تک حاجی مکہ معظّمہ میں مقیم رہے، اس کاوقت باقی رہتا ہے، وہ کبھی بھی طوافِ وداع ادا کرسکتا ہے۔ **اما وقت جوازه على التعيين فاوله بعد اتيان اكثر طواف الزيارة ولو في يوم النحر ولا آخر له ما دام مقيماً فلو اتى به ولو بعد سنة يكون اداءً لا قضاءً.** (غنية الناسك ۱۹۰، مناسك على قارى ۲۵۲، الموسوعة الفقهية ۵۹/۱۷، فتح القدير ۵۰۳/۲، البحر الرائق ۳۵۰/۲)

طوافِ وداع کا مستحب وقت

طوافِ وداع کا مستحب وقت یہ ہے کہ جب مکہ معظّمہ سے واپسی کا ارادہ ہوتو اس وقت طوافِ وداع کیا جائے۔ **والحاصل ان المستحب فيه ان يقع عند ارادة السفر بعد الفراغ من افعال الحج بل من جميع اشغاله، ويعقبه الخروج من غير مكث.** (غنية الناسك ۱۹۱، مناسك على قارى ۲۵۲، بدائع الصنائع زكريا ۳۳٤/۲، البحر الرائق زكريا ۳۵۰/۲، الموسوعة الفقهية ۵۹/۱۷، فتح القدير ۵۰۳/۲، شامى زكريا ۵٤٤/۳)

طوافِ وداع کے بعد مکہ معظّمہ میں مقیم رہنا

اگر طوافِ وداع کے بعد مکہ معظّمہ میں کئی روز مقیم رہا تو واپسی کے وقت دوبارہ طوافِ وداع کرنا ضروری نہیں ہے؛ تاہم اگر کرلے تو مزید فضیلت کا مستحق ہوگا۔ **ولو اقام بعده ولو اياماً او اكثر فلا بأس والافضل ان يعيده.** (غنية الناسك ۱۹۱، بدائع الصنائع زكريا ۳۳٤/۲، الموسوعة الفقهية ۵۹/۱۷، تاتارخانية زكريا ۶۱۲/۳، فتح القدير ۵۰۳/۲، مناسك على قارى ۲۵۳، شامى زكريا ۵٤٤/۳)

طوافِ وداع میں تعیین نیت ضروری نہیں

طوافِ وداع میں صرف طواف کی نیت کافی ہے، طوافِ وداع کی متعین نیت ضروری نہیں؛ لہٰذا طوافِ زیارت کے بعد اگر نفل کی نیت سے بھی طواف کرلیا تو وہ طوافِ وداع کی طرف

سے کافی ہوجائے گا۔ **ومن شرائط صحتہ نیة الطواف والشرط اصل النیة لا التعیین حتی لو طاف بعد طواف الزیارة لا یعین شیئاً اونوی تطوعاً کان للصدر لان الوقت تعین له.** (غنیة الناسك ۱۹۰، مناسك علی قاری ۲۵۲، بدائع الصنائع زکریا ۲/۳۳۳، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۴۳)

سعی سے پہلے طوافِ وداع

اگر کوئی شخص طوافِ زیارت کے بعد اور حج کی سعی سے پہلے طوافِ وداع کرلے تو یہ بھی کافی ہے۔ **وان یکون بعد طواف الزیارة کله او اکثره ولو بقی علیه من افعال الحج واجبات وسنن.** (غنیة الناسك ۱۹۰، مناسك علی قاری ۲۵۲)

نوٹ: بعض مرتبہ طوافِ زیارت میں بھیڑ زیادہ ہوتی ہے اور کوئی حاجی جلدی وطن واپس جانا چاہتا ہے، اب اگر بھیڑ سے نکل کر سعی کرے گا اور سعی کے بعد دوبارہ طواف کے لئے جائے گا، تو بہت مشقت ہوگی اور زیادہ وقت لگے گا؛ اس لئے اگر طوافِ زیارت کے معاً بعد طوافِ وداع کرلے اور پھر آکر سعی کرلے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

طوافِ وداع کئے بغیر واپس لوٹ گیا

اگر کوئی حاجی طوافِ وداع کئے بغیر مکہ معظّمہ کی حدود سے باہر آگیا تو جب تک وہ میقات کی حد سے باہر نہ نکلے اس پر واجب ہے کہ لوٹ کر آئے اور طوافِ وداع کرے، اور اگر میقات کی حد سے باہر نکل گیا (مثلاً مدینہ منورہ چلا گیا) تو اب اسے اختیار ہے چاہے تو ترکِ واجب کی وجہ سے حدودِ حرم میں دم جنایت قربان کردے، یا عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ واپس جائے اور اولاً عمرہ کے ارکان ادا کر کے طوافِ وداع کرے (اور ایسی صورت میں اولیٰ یہ ہے کہ خود واپس لوٹنے کے بجائے دم بھیج دے) **یجب علیه العود بلا احرام ما لم یجاوز المیقات فان جاوزه لم یجب الرجوع عیناً؛ بل اما ان یمضی وعلیه دم، واما ان یرجع باحرام عمرة او حج، فاذا رجع ابتدأ بطواف العمرة، ثم یطوف للصدر، ولا شیء علیه**

للتاخير، ويكون مسيئاً، والاولىٰ ان لا يرجع بعد المجاوزة، ويبعث دماً لانه انفع للفقراء. (غنية الناسك ١٩٢، وانظر: مناسك ٢٥٣، بدائع الصنائع زكريا ٣٣٤/٢، فتح القدير ٥٠٤/٢، البحر الرائق كوئٹه ٣٥١/٢)

جنایات طوافِ وداع:

○ اگر طوافِ وداع کا اکثر حصہ بحالت جنابت کیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے، اور پاک ہوکر اس کولوٹا ناضروری ہے، اگر لوٹالے گا تو قربانی ساقط ہو جائے گی۔ **ولو طاف للصدر جنباً فعليه شاة ويعيده وجوباً.** (غنية الناسك ٢٧٥، مناسك ملا علي قاري ٣٥١، هندية ٢٤٦/١، البحر الرائق كوئٹه ٢١/٣، درمختار زكريا ٥٨١/٣)

○ اگر طوافِ وداع بے وضو کیا تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر واجب ہے اور اس کو باوضولوٹانا مستحب ہے۔ **وان طافه محدثاً فعليه لكل شوط صدقة ويعيده ندباً في الحدث.** (غنية الناسك ٢٧٥، مناسك ملا علي قاري ٣٥١، هندية ٢٤٦/١، البحر الرائق كوئٹه ١٩/٣، البحر العميق ١١٢٦/٢، درمختار زكريا ٥٨١/٣-٥٨٢)

○ اگر سرے سے طوافِ وداع ترک کر دیا اور مکہ سے روانہ ہوگیا تو اس پر میقات پار کرنے سے پہلے پہلے واپس آ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے، اگر لوٹ کر نہیں آئے گا تو دم واجب ہوگا، اور اگر میقات سے آگے نکل گیا تو اسے اختیار ہے چاہے تو نیا احرام باندھ کر واپس آئے اور طوافِ وداع کرے یا وہیں سے دم بھیج دے۔ **ولو تركه كله او اكثره ولا يتحقق الترك الا بالخروج من مكة فعليه شاة لو يرجع وعليه الرجوع حتما ليطوف وما لو يجاوز الميقات وبعده يخير بين اراقة الدم والرجوع باحرام جديد للعمرة.** (غنية الناسك٢٧٥، مناسك ملا علي قاري ٣٥٠، درمختار زكريا ٥٨٤/٣-٥٨٥، البحر الرائق كوئٹه ٢١/٣)

○ طوافِ وداع میں اگر چار چکروں سے کم بے وضو کئے تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر لازم ہے۔ **وان طافه محدثاً فعليه صدقة لكل شوط.** (مناسك ملا علي قاري ٣٥١، غنية الناسك ٢٧٥)

○❖○

مسائلِ حجِ بدل

عبادات میں نیابت کی بحث

عبادات کی تین صورتیں ہوتی ہیں: (۱) خالص مالی عبادتیں: جیسے زکوٰۃ وصدقات وغیرہ، تو اس طرح کی عبادات میں بلا کسی شرط کے دوسرے کو نائب بنانا جائز ہے، مثلاً کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت سے زکوٰۃ ادا کردے، تو ایسا کرنا شرعاً درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ یہاں مقصود مستحق کو نفع پہنچانا اور یہ مقصد ہر طرح حاصل ہے، چاہے آدمی خود اس کام کو انجام دے یا دوسرے سے کرائے۔

(۲) خالص بدنی عبادتیں: جیسے نماز، روزہ، اعتکاف وغیرہ، تو ان میں نیابت مطلقاً جائز نہیں، یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک شخص کی فرض نمازیں دوسرا شخص پڑھ لے یا کسی کی طرف سے اس کے فرض روزے دوسرا شخص رکھ لے؛ بلکہ جس پر نماز فرض ہے اسے خود ہی نماز پڑھنی پڑے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بدنی عبادات کا مقصد نفس انسانی کو رضاء خداوندی کا تابع بنانا ہے، اور یہ اسی وقت حاصل ہوگا جب کہ ان عبادات کو خود ادا کیا جائے؛ کیوں کہ دوسرا شخص اگر اس میں نیابت کرے گا تو بدنی عبادات کا مقصد ہرگز حاصل نہ ہو پائے گا۔

(۳) مال اور بدن سے مرکب عبادتیں: جیسے حج، تو ان میں کچھ شرائط کے ساتھ نیابت کی اجازت ہے؛ کیوں کہ اس میں دونوں جہتیں پائی جاتی ہیں، اس لئے مطلق اجازت نہیں دی گئی؛ بلکہ کچھ شرائط کا لحاظ رکھا گیا ہے، اور ان میں بنیادی شرط یہ ہے کہ آدمی خود ادا کرنے سے عاجز ہوجائے تو ایسی صورت میں مال خرچ کرکے دوسرے کے ذریعہ ادائیگی کی گنجائش دی گئی ہے، اور اگر خود عاجز نہ ہو تو نیابت کی اجازت نہیں ہے؛ بلکہ خود حج کرنا فرض ہے۔ (تلخیص: البحر العمیق ۴/۲۲۳۹-۲۲۵۰، بدائع الصنائع ۲/۴۵۳-۴۵۴)

ایصالِ ثواب کا مسئلہ

یہاں ایک ضمنی مسئلہ یہ بھی ہے کہ کیا کوئی شخص اپنی عبادات کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے؟ تو اس بارے میں اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ آدمی اپنی نفلی عبادتوں - خواہ وہ مالی ہوں یا بدنی ہوں یا دونوں سے مرکب ہوں - کا ثواب دوسرے زندہ یا مردہ لوگوں کو بخش سکتا ہے اس میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں؛ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی نفل نمازیں، روزے یا حج وعمرہ یا قرآنِ پاک کی تلاوت وغیرہ کا ثواب اپنے مرحوم یا زندہ

متعلقین کو پہنچانا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بس شرط یہ ہے کہ یہ اعمال نفلی ہوں اور ان پر دنیا میں کوئی اجرت نہ لی گئی ہو۔ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: **واما قراءة القرآن واهدائها اليه تطوعاً بغير اجرةٍ، فهٰذا يصل اليه كما يصل اليه ثواب الصوم والحج.** (كتاب الروح ۲۱۱) اور علامہ ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ میں ہے: **لا نزاع بين علماء السنة والجماعة في وصول ثواب العبادات المالية، والصواب ان الاعمال البدنية كذٰلك.** (مجموع فتاوىٰ ابن تيميه ۲۴/۳۶۶، حاشية البحر العميق ۲۲۴۱/۴)

اور صاحب بدائع علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں: **وقول النبي صلى الله عليه وسلم: "لا يصوم احد عن احد ولا يصلي احد عن احد"، اى في حق الخروج عن العهدة لا في حق الثواب فان من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات او الاحياء جاز، ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة ......، وعليه عمل المسلمين من لدن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الى يومنا هٰذا في زيارة القبور وقراءة القراٰن عليها والتكفين والصدقات والصوم والصلاة وجعل ثوابها للاموات ولا امتناع في العقل ايضاً؛ لان اعطاء الثواب من اللّٰه تعالىٰ افضال منه لا استحقاق عليه فله ان يتفضل على من عمل لاجله بجعل الثواب له كما له ان يتفضل باعطاء الثواب من غير عمل رأساً.** (بدائع الصنائع ۲/۴۵۴)

نوٹ: حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما سے یہ بات منقول ہے کہ تلاوت وغیرہ کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچتا؛ لیکن فقہ شافعی کی کتابوں میں یہ صراحت بھی ہے کہ اگر ان عبادات کو انجام دے کر آدمی یہ دعا کرلے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب فلاں کو پہنچادے تو اس اعتبار سے انجام کار اس کا ثواب دوسرے کو پہنچ جائے گا اور اختلاف کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

چناں چہ علامہ ابن رشد مالکیؒ فرماتے ہیں: **محل الخلاف مالم تخرج القراءة مخرج الدعاء بان يقول قبل قراءته "اللّٰهم اجعل ثواب ما اقرؤه لفلان" فاذا خرجت مخرج الدعاء كان الثواب لفلانٍ قولاً واحداً جاز ذٰلك من غير خلافٍ.** (حاشية: البحر العميق ۲۲۴۱/۴-۲۲۴۲)

دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی گنجائش

احادیث شریفہ سے صاف طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی دوسرے کی طرف سے حج کرسکتا ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک عورت نے پیغمبر علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا کہ: ''میرے والد پر حج فرض ایسے حال میں ہوا کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر سفر کے قابل نہیں ہے، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں''؟ تو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ: ''ہاں کرسکتی ہو''۔ (بخاری شریف: ۱۵۱۳، مسلم شریف: ۱۳۳۵)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے اسی طرح کا مسئلہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوال کیا کہ: ''کیا تم ان کی سب سے بڑی اولاد ہو''؟ تو اس نے کہا کہ: ''ہاں''! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''یہ بتاؤ اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتے یا نہیں؟'' اس نے کہا کہ: ''ہاں ادا کرتا''، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ان کی طرف سے حج بھی ادا کرو''۔ (نسائی شریف حدیث: ۲۶۳۴، البحر العمیق ۲۲۵۰/۴)

والدین کی طرف سے حج بدل کی فضیلت

بعض روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص اپنے باپ یا ماں کی طرف سے حج کرے تو ماں یا باپ کا حج بھی ادا ہو جائے گا اور اس حج کرنے والے کو دس حج کرنے کا ثواب الگ سے ملے گا''۔ (مسند دار قطنی ۲۲۹/۲)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ: ''جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے تو یہ حج اس کی طرف سے اور اس کے والدین کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور والدین کی ارواح کو اس سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور اس بیٹے کا نام اللہ کے یہاں فرماں برداروں میں لکھ دیا جاتا ہے''۔ (مسند دار قطنی ۲۲۹/۲، البحر العمیق ۹۶/۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے کوئی قرضہ ادا کرے تو اس کو قیامت میں نیک لوگوں میں شامل کرکے اٹھایا جائے گا''۔ (مسند دار قطنی ۲۶۰/۲، البحر العمیق ۹۶/۱)

میت کی طرف سے حج بدل کرنے کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ''جو شخص کسی میت کی طرف سے حج بدل کرتا ہے، تو میت کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور حج کرنے والے کو سات حجوں کا ثواب ملتا ہے''۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ''حج کرنے والے کو جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا ہوتا ہے''۔

اور ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد منقول ہے کہ: ''ایک حج کی بنا پر تین آدمی جنت میں داخل ہوں گے: (۱) وہ شخص جس نے حج کی وصیت کی ہو (۲) جس وارث نے وصیت نافذ کی ہو (۳) جو شخص میت کی طرف سے حج بدل کرنے والا ہے''۔ (البحر العمیق ۹۷/۱)

انہی روایات وآثار کی بنا پر علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو اس کے لئے نفلی حج کے مقابلہ میں حج سے عاجز لوگوں کی طرف سے حج بدل کرنا افضل ہے؛ کیوں کہ اس کا نفع متعدی ہے۔ حج

الانسان عن غيره افضل من حجه عن نفسه بعد ان ادىٰ فرض الحج؛ لانه نفعه متعد وهو افضل من القاصر . (شامی بیروت ٤/ ٢٠)

نبی اکرم علیہ السلام کی طرف سے حج وعمرہ کرنا

اپنی نفلی عبادات بالخصوص حج وعمرہ کا ثواب محسن انسانیت، سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرنا بڑی سعادت کی بات ہے، اس کی وجہ سے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خاص عنایت نصیب ہوتی ہے اور خیر کی توفیق سے انسان نوازا جاتا ہے۔

مشہور بزرگ علامہ علی ابن موفقؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے ۸۰ ؍حج کئے تھے، جن میں سے ۷۰ ؍حج کا ثواب پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا، نیز مروی ہے کہ علامہ ابن موفقؒ نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف سے چند حج کرنے کے بعد خواب میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا کہ حضور اکرم علیہ السلام ان سے پوچھ رہے ہیں کہ: ''ابن موفق کیا تم نے میری طرف سے حج کیا تھا؟'' ابن موفقؒ نے کہا کہ: ''ہاں'' پھر حضور نے پوچھا کہ: ''کیا تم نے میری طرف سے لبیک پڑھا تھا؟'' اس پر بھی ابن موفقؒ نے اثبات میں جواب دیا، تو حضور اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ابن موفقؒ سے فرمایا کہ: ''میں تمہیں اس کا بدلہ قیامت میں اس طرح دوں گا کہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا جب کہ دیگر مخلوقات حساب وکتاب کی پریشانی میں سرگرداں ہوں گی''۔ (البحر العمیق ۱/۹۷-۹۸)

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے عمرے ادا فرمایا کرتے تھے، اور علامہ موصوفؒ نے بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے ایصالِ ثواب نہ صرف یہ کہ جائز؛ بلکہ موجبِ فضیلت اور پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے عظیم احسانات کا شکریہ ادا کرنے کے قبیل سے ہے۔ اور یہ نہ کہا جائے کہ حضور کو ثواب کی کیا ضرورت ہے؛ اس لئے کہ رفع درجات کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ شامی بیروت ۳؍۱۴۳)

اب ذیل میں حج بدل سے متعلق کچھ اہم مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

کس شخص پر اپنی طرف سے حج بدل کرانا لازم ہے؟

جس شخص میں درج ذیل شرائط پائی جائیں اس کے لئے حج بدل کرانا (یا حج بدل کی وصیت کرنا) لازم ہوتا ہے:

(۱) جوشخص مسلمان ہو۔ **اسلام الآمر**. (غنية الناسك ٣٣٦)

(۲) عاقل، بالغ اور مکلّف ہو۔ **وعقلهما (الآمر والمامور)** (غنية الناسك ١٣٣)

(۳) اس پر مالی اور جسمانی اعتبار سے حج فرض ہو چکا ہو۔ **وجـوب الـحـج عـلـى المحجوج عنه باليسار والصحة**. (غنية الناسك ٣٣٢)

(۴) فرضیت کے بعد خود حج کرنے پر قادر نہیں رہا، یا تو اس لئے کہ مال نہیں ہے یا اس لئے کہ صحت معدوم ہوگئی۔ (یا عورت کو محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملا) وغیرہ۔ **عـجـزه عن الاداء بنفسه بزوال احدهما**. (غنية الناسك ٣٢١)

(۵) حج سے عاجزی موت تک برقرار رہی، خواہ ایسا عذر ہو جو زائل ہوسکتا ہو، مثلاً: قید وبند یا پاگل پن یا ایسا عذر ہو جو زائل نہ ہوسکتا ہو، جیسے: بڑھاپا۔ **دوام العجز الى الموت**. (غنية الناسك ٣٢٠-٣٢١)

مال دار تندرست کی طرف سے فرض حج بدل معتبر نہیں

جوشخص سفر حج کی وسعت رکھتا ہو اور تندرست بھی ہو اور اسی حالت میں اس نے اپنا حج بدل کرالیا، پھر بعد میں وہ بیماری یا فقر کی وجہ سے حج سے عاجز ہوگیا تو اس کا پہلے کرایا گیا حج بدل نفل ہی رہے گا، اور اب یا تو وسعت وقدرت کے بعد اسے خود حج کرنا ہوگا اور اگر مرتے دم تک قدرت نہ ہوئی، تو حج بدل کی وصیت لازم ہوگی۔ **فـلـو احـج عـنـه فـرضاً وهو صحيح، وله مال ثم عـجـز بـزوال الـصحة واستمر لا يجزئه عن فرضه، بل هو تطوع له**. (غنية الناسك ٣٢١) **وفـى النهاية: اذا احج الرجل الصحيح رجلاً ثم عجز لم يجزه عن الحجة، لفقد العذر حالة الاحجاج كذا في الفوائد وفتاوىٰ الولوالجى. ويصير هٰذا كمن يتمم مع وجود الماء ثم عدم الماء**. (البحر العميق ٢٢٥٩/٤)

حج بدل کرانے کے بعد فقیر مال دار ہوگیا

جوشخص فقیر مگر تندرست تھا، اِسی وقت اس نے اپنی طرف سے حج بدل کرادیا پھر بعد میں

اسے حج کی مالی وسعت حاصل ہوگئی تو اب اسے اپنا حج فرض خود کرنا ضروری ہوگا، اور جواس نے حج بدل کرایا ہے وہ اس کے حق میں نفل ہو جائے گا۔ **فلو احج عنه فرضاً وهو فقير صحيح البدن ثم ملک مالاً ووجب الحج عليه لا يجزئه عما وجب عليه بعده؛ بل هو نفل له بلا خلاف**. (غنية الناسك ٣٢٠)

مال دار مریض حج بدل کرانے کے بعد تندرست ہو گیا

جو شخص حج کی وسعت رکھتا تھا؛ لیکن بیماری کی وجہ سے اس نے اپنی جگہ دوسرے سے حج بدل کرالیا پھر بعد میں وہ خود تندرست ہو گیا تو پہلا حج بدل اس کے فریضۂ حج کی طرف سے کافی نہ ہوگا؛ بلکہ اسے اب خود حج کرنا لازم ہوگا۔ **ولو احج عنه فرضاً وهو موسرٌ غير صحيح ثم صح لا يجزئه عند الامام**. (غنية الناسك ٣٢٠-٣٢١)

جس عذر کے زائل ہونے کی امید ہو اس کی بنا پر حج بدل کا حکم

اگر کوئی شخص سرمایہ دار ہو مگر ایسے عذر میں مبتلا ہو جس کے ختم ہونے کی عادۃً امید ہوتی ہے، مثلاً کوئی شخص جیل میں قید ہے یا عارضی بیماری میں مبتلا ہے، تو اگر اس طرح کے اعذار کی بنا پر اس نے حج بدل کرا دیا، تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ عذر اس کے مرتے دم تک باقی رہا یا نہیں؟ اگر مرتے دم تک عذر باقی رہے گا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ اور اگر عذر زندگی میں زائل ہو گیا تو مذکورہ حج بدل فرض کی طرف سے کافی نہ ہوگا؛ بلکہ وہ اس کی طرف سے نفلی حج قرار پائے گا۔ **ان كان العذر يرجى زواله عادةً كالحبس والمرض ومنه الجنون، ولو عجز فاحج عنه فرضاً كان امره موقوفاً، فان دام عجزه حتى مات ظهر انه وقع مجزئاً عن فرضه، وان قدر عليه وقتاً ما من عمره ظهر انه وقع نفلاً له**. (غنية الناسك ٣٢١) **مريض امر رجلاً ان يحج عنه حجة الاسلام ثم برأ المريض لا يجوز ذٰلک الحج عن حجة الاسلام عن الآمر**. (البحر العميق ٢٢٥٩/٤)

صحت سے مایوس مریض حج بدل کے بعد صحت مند ہو گیا

جس شخص پر تندرستی کی حالت میں حج فرض ہو چکا تھا پھر وہ ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا کہ صحت سے بالکل مایوسی ہوگئی مثلاً اپاہج یا نابینا ہو گیا، اسی بنا پر اس نے اپنا حج بدل کرا دیا، پھر خدا کی شان کہ وہ صحت مند ہو گیا، تو اب اس کے لئے دوبارہ حج کرنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ وہی حج بدل اس کے لئے کافی ہوجائے گا۔ **وان كان لعذر لا يرجى زواله عادةً كالزمانة والعمى لا يشترط دوامه الى الموت، فلو احج الزمن او الاعمىٰ اجزأ مطلقاً استمر على ذٰلک ام لا.** (غنية الناسك ۳۲۱)

عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کرایا پھر محرم مل گیا

محرم یا شوہر میسر نہ ہونے کی وجہ سے وسعت والی عورت نے حج بدل کرادیا تھا پھر بعد میں اسے سفر میں ساتھ جانے والا محرم دستیاب ہو گیا تو اس کا حج بدل نفلی ہوجائے گا اور اسے محرم کے ساتھ اپنا حج خود ادا کرنا لازم ہوگا، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کو حج بدل کے لئے اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سفر سے عاجز نہ ہوجائے؛ تاکہ یقینی طور پر اس کا حج بدل درست ہوجائے؛ البتہ اگر اس نے محرم نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا اور پھر مرتے دم تک اسے محرم میسر نہ آیا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہوجائے گا۔ **ومما يرجى زواله عدم وجود المحرم للمرأة فتقعد الى ان تبلغ وقتاً تعجز عن الحج فيه لكبر او زمانة او عمر، فحينئذ تبعث من يحج عنها، اما قبل ذٰلک فلا يجوز لتوهم وجود المحرم، فان بعثت رجلاً ان دام عدم وجود المحرم الى ان ماتت فذٰلک جائز.** (غنية الناسك ۳۲۱، البحر العميق ٤/ ۲۲۶۲)

نیابت درست ہونے کی مزید شرطیں

جو شخص حج بدل کے لئے جائے اس کا حج آمر کی طرف سے معتبر ہونے کے لئے درج ذیل

شرطیں بھی لازم ہیں:

(۱) آمر کا اسے حج کرنے کا صراحۃً حکم دینا؛ (البتہ وارث کا اپنے مورث کی طرف سے بلاامر حج کرنا بھی معتبر ہے)

(۲) احرام باندھتے وقت مامور کا آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا۔

(۳) مامور کا آمر کی طرف سے خود حج کرنا، دوسرے سے نہ کرانا۔

(۴) اگر میت نے حج بدل کی وصیت میں کسی خاص شخص کو متعین کیا ہے تو اسی متعین شخص کا حج کرنا ضروری ہے، الا یہ کہ کوئی معقول عذر ہو۔

(۵) اکثر سفر حج میں آمر کا مال خرچ کرنا۔

(۶) اکثر سفر سوار ہو کر کرنا؛ لہٰذا اگر پیدل سفر کیا تو آمر کی طرف سے حج درست نہ ہوگا۔

(۷) آمر کے وطن سے سفر شروع کرنا۔

(۸) حج کو فاسد نہ کرنا؛ کیوں کہ اگر حج بدل کو فاسد کر دیا تو یہ حج آمر کی طرف سے نہ ہو کر مامور کی طرف سے ہو جائے گا۔

(۹) آمر کے حکم کی مخالفت نہ کرنا، مثلاً اگر اس نے حج افراد کا حکم دیا ہے اور مامور نے اپنی مرضی سے حج قران یا حج تمتع کر لیا تو یہ حج آمر کی طرف سے نہیں ہوگا۔ (البتہ اگر خود آمر یا وصی حج تمتع یا قران کی اجازت دے تو اس کی گنجائش ہے)

(۱۰) ایک سفر میں ایک ہی حج کا احرام باندھنا؛ لہٰذا اگر مامور نے آمر کے احرام کے بعد اپنے حج کا بھی احرام باندھ لیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

(۱۱) ایک احرام میں دو شخصوں کی نیت نہ کرنا؛ لہٰذا اگر مثلاً دو آدمیوں نے مامور کو حج بدل کا حکم دیا اور اس نے اس سفر میں دونوں آمروں کی طرف سے نیت کر لی تو ان آمروں میں سے کسی کی طرف سے بھی حج ادا نہ ہوگا۔

(۱۲) حج کا فوت نہ ہونا۔

(مستفاد: فتاویٰ شامی ۴؍۱۷-۱۸، غنیۃ الناسک ۳۲۰-۳۳۶، مناسک ملاعلی قاری ۳۵-۴۵۲، جواہر الفقہ ۱؍۵۰۰-۵۰۶)

کون شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے؟

ہر وہ شخص جو (۱) مسلمان (۲) عقل مند (۳) صاحب تمیز ہو (یعنی بے شعور بچہ نہ ہو) وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل ادا کرسکتا ہے۔ **اسلام الآمر والمامور وعقلهما ......، وتمييز المامور فلا يصح احجاج صبى غير مميز.** (شامی ۱۸/٤)

کس شخص سے حج بدل کرانا بہتر ہے؟

بہتر ہے کہ حج بدل کے لئے ایسے شخص کو بھیجا جائے جو اپنا حج پہلے ادا کر چکا ہوا ور وہ حج کے ارکان ومناسک سے بخوبی واقف ہو۔ **والافضل للانسان اذا اراد ان يحج رجلاً عن نفسه ان يحج رجلاً قد حج عن نفسهٖ الخ، وفى الكرمانى: الافضل ان يكون عالماً بطريق الحج وافعاله ويكون حراً عاقلاً بالغاً.** (هندية ۲۵۷/۱)

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا بلا کراہت درست ہے۔ **عن الفضل بن عباسؓ أنه كان رديف رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاءه رجل، فقال: يا رسول الله إن أمى عجوز كبيرة وإن حملتها لم تستمسک وإن ربطتها خشيت أن اقتلها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أرأيت لو كان على أمک دين اكنت قاضيهٗ، فقال: نعم، قال: فحج عن أمک.** (سنن النسائی حدیث: ۲٦۳۹)

مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا

مرد کی طرف سے عورت کو حج بدل کرنا جائز مگر مکروہ ہے؛ اس لئے کہ عورت کے حج میں بہت سی سنتیں مثلاً رمل، اضطباع وغیرہ نہیں ہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ مرد سے حج بدل کرایا جائے۔ **ولا فرق ايضاً بين ان يكون الحاج عن الغير رجلاً او امرأة الا انه يكره**

احجاج المرأة ويجوز، اما الجواز فلحديث الخثعمية، واما الكراهة فلانه يدخل في حجها ضرب نقصان؛ لان المرأة لا تستوفي سنن الحج فانها لا ترمل في الطواف ولا تسعى بين الصفا والمروة ولا تحلق وغير ذٰلک من الافعال التي جازت للرجل دونها. (البحر العميق ٤/٢٢٦٨، شامي بيروت ٤/٢١)

مراہق شخص کے ذریعہ حج بدل

بالغ شخص کی طرف سے مراہق (قریب البلوغ) لڑکے کا حج بدل کرنا بھی شرعاً معتبر ہے؛ لیکن افضل یہی ہے کہ بالغ سے حج بدل کرایا جائے۔ **لكنه يشترط لصحة النيابة اهلية المامور لصحة الافعال (درمختار) عبر بالصحة دون الوجوب ليعم المراهق فانه اهل للصحة دون الوجوب.** (شامی بیروت ٤/٢٠)

جس شخص نے اپنا حج نہ کیا ہو کیا وہ حج بدل کرسکتا ہے؟

اگر کسی شخص نے اپنا حج ادا نہ کیا ہو وہ بھی دوسرے کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے؛ لیکن اس میں قدرے تفصیل ہے:

الف: اگر کسی شخص پر اپنا حج فرض ہو چکا ہے پھر وہ اپنا حج فرض نہ کرکے دوسرے کی طرف سے حج بدل کرے تو اس کا یہ عمل مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ وہ قدرت کے باوجود فرض حج کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے گنہگار رہے؛ لہٰذا اسے حج بدل نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ پہلے خود اپنا حج ادا کرنا چاہئے، اور اگر آمر خود ایسے شخص کو حج بدل کا حکم کرے تو آمر کا یہ حکم کرنا مکروہ تنزیہی ہوگا۔

ب: اگر اس پر اپنا حج فرض نہیں ہے پھر وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کو جارہا ہے تو اس کا حج بدل کرنا مکروہِ تنزیہی ہوگا۔ تاہم ہر دو صورتوں میں آمر کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا۔

ومع هٰذا لو احج رجلاً لم يحج عن نفسه حجة الاسلام يجوز عندنا وسقط الحج عن الآمر. (هندية ١/٢٥٧)

قال في الفتح بعد ما اطال الاستدلال: والذى يقتضيه النظر ان حج الصرورة عن غيره ان كان بعد تحقق الوجوب عليه بملك الزاد والراحلة والصحة فهو مكروه كراهة تحريم الخ. قال في البحر: والحق انها تنزيهية على الآمر لقولهم والافضل ...... تحريمية على الصرورة المامور الذى اجتمعت فيه شروط الحج ولم يحج عن نفسه؛ لانه آثم بالتاخير. (شامی بیروت ٤/٢١)

غیر مستطیع شخص کا حج بدل اس کے لئے موجبِ فرضیت نہیں

اگر ایسا شخص حج بدل کو جائے جس پر خود حج فرض نہ ہوتو کیا مکہ معظمہ پہنچنے کی بنا پراس پر حج فرض ہوجائے گا؟ تو اس بارے میں اگرچہ بعض فقہاء سے اس پر حج کی فرضیت کا قول منقول ہے؛ لیکن راجح قول یہی ہے کہ دوسرے کا حج بدل کرنے سے شرعاً یہ قادر علی الحج نہیں مانا جائے گا اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ قال الشامی بحثاً: لكن هٰذا لا يدل على ان الصرورة الفقير كذٰلك؛ لان قدرته بقدرة غيره كما قلنا وهي غير معتبرةٍ الخ. (شامی بیروت ٤/٢١)

حج بدل میں تمتع؟

حج بدل میں اصل یہ ہے کہ مامور کا حج میقاتی ہو، یعنی وہ میقات سے حج کا احرام باندھے اور یہ بات حج افراد اور حج قران میں تو پائی جاتی ہے؛ لیکن حج تمتع میں نہیں پائی جاتی، اسی لئے بہت سی کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ حج بدل میں افراد یا قران ہی ہونا چاہئے، حج تمتع سے حج بدل معتبر نہ ہوگا۔ قالوا: قيد بالقران لان في التمتع يصير مخالفاً بالاجماع وان نوى العمرة عن الآمر لانه امر بالإنفاق في سفر الحج وقد اتفق في سفر العمرة ولانه امر بحجة ميقاتية وقد اتى بحجة مكية. (البحر العميق ٤/٢١٢٣، مناسك ملا على قارى ٤٥٩) نیز زبدۃ المناسک از: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، غنیۃ المناسک، از: حضرت مولانا حسن شاہ مہاجر مکیؒ، اور معلم الحجاج، از: حضرت مولانا قاری سعید احمد صاحب اجراڑویؒ وغیرہ میں بھی یہی رائے اپنائی گئی ہے۔

لیکن موجودہ دور میں بالخصوص احرام میں طوالت اور جنایات احرام کے ارتکاب کے خطرہ کی وجہ سے محقق مفتیانِ کرام نے آمر کی اجازت سے حج بدل میں تمتع کے جواز کی رائے اپنائی ہے۔

چناں چہ لباب المناسک (للشیخ رحمت اللہ سندھی) اور ارشاد الساری حاشیۃ مناسک ملا علی قاری (از: علامہ محمد سعید عبد الغنی مکی) اور زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک (مؤلفہ حضرت مولانا شیر محمد سندھیؒ مہاجر مدنی) ۴۵۶، جواہر الفقہ (مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) ۵۰۸-۵۱۶، احسن الفتاویٰ (مؤلفہ: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ) ۵۲۳/۴ اور انوار مناسک (مؤلفہ: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی) ۵۵۰-۵۵۱ میں بھی دلائل کے ساتھ یہی رائے مذکور ہے۔

نیز ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء ہند کے چھٹے فقہی اجتماع منعقدہ ۱۴۱۷ھ میں منظور کردہ تجویز کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ''حج بدل کا اصل حکم تو یہی ہے کہ مامور حج افراد کرے؛ لیکن اگر آمر یا وصی تمتع کی اجازت دے تو تمتع بھی درست ہے؛ البتہ دمِ تمتع مامور اپنے مال سے ادا کرے الا یہ کہ آمر دمِ تمتع ادا کرنے کی بھی اجازت دے دے، خواہ یہ اجازت صراحۃً ہو یا دلالۃً''۔

تاہم بہتر یہی ہے کہ حج بدل میں حج افراد کیا جائے؛ تا کہ کوئی خلجان نہ رہے، اور اس کی آسان شکل یہ ہو سکتی ہے کہ حج کے قریبی وقت میں سفر کیا جائے (اور آج کل پرائیویٹ ٹور سے جانے میں اس میں زیادہ دشواری نہیں ہے؛ کیوں کہ بہت سے ٹور والے بالکل آخری دنوں میں سفر پر لے جاتے ہیں) یا اولاً مدینہ منورہ جائیں اور وہاں سے ذی الحجہ کے شروع میں حج کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ چلے جائیں۔

حج بدل کے لئے جانے والے شخص کا اپنا عمرہ کرنا

جو شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کرنے گیا ہے وہ مکہ معظّمہ جا کر حج بدل کے بعد اپنی طرف سے عمرہ کر سکتا ہے؛ لیکن عمرہ کے لئے آنے جانے میں جو خرچ ہوگا وہ اسے اپنی جیب سے کرنا ہوگا، اس خرچ کا آمر سے مطالبہ نہیں کر سکتا، الا یہ کہ آمر کی طرف سے خرچ کی مطلق اجازت ہو۔ ولو امرہ بالعمرۃ فاعتمر ثم حج عن نفسہٖ او بالحج فحج ثم اعتمر عن

نفسه جاز الا ان نفقة اقامته للحج او العمرة عن نفسهٖ فی ماله الخ. (شامی بیروت ١٨/٤، البحر العمیق ٢٣٣٢/٤)

اجرت پر حج کو بھیجنا

حج ایک عبادت ہے؛ لہٰذا اس پر عوض ومعاوضہ کا لین دین فی نفسہٖ ناجائز ہے؛ لہٰذا اگر کسی شخص کو اجرت دے کر حج بدل کو بھیجا جائے، تو یہ معاملہ فاسد ہوگا؛ البتہ اگر ایسا شخص حج کو چلا جائے اور حج کرلے تو یہ حج آمر کی طرف سے ادا ہوجائے گا، اور بطور اجرت نہیں؛ بلکہ بطور کفایت سفر کے اخراجات آمر کے ذمہ ہوں گے۔ **لا یجوز الاستیجار علی الحج فلو دفع الیه الاجر فحج یجوز عن المیت وله من الاجر مقدار نفقة الطریق ویرد الفضل علی الورثة، الا اذا تبرع به الورثة او اوصی المیت بان الفضل للحاج.** (شامی بیروت ١٨/٤)

نفلی حج بدل میں عاجزی شرط نہیں

اگر کوئی شخص نفلی طور پر کسی زندہ یا مردہ کی طرف سے حج بدل کرے یا کرائے تو اس میں وطن سے جانے آنے یا کسی خاص جگہ سے حج کرنے یا آمر کے عاجز ہونے یا نہ ہونے وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے؛ بلکہ بلا کسی شرط کے مطلقاً یہ حج درست ہوجائے گا، اب اگر آمر نے اسے نفلی حج کرنے کا حکم دیا ہے تو سفر اسی کے خرچ پر ہوگا اور حج اسی کی جانب سے ہوگا، اور اگر آمر نے حکم نہیں دیا؛ بلکہ کوئی شخص اپنی مرضی سے دوسرے کو نفلی حج کا ثواب پہنچانا چاہتا ہے تو یہ حج دراصل کرنے والے ہی کی طرف سے ہی ہوگا؛ البتہ ارکان کی ادائیگی کے بعد وہ اس کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ **وان کانت نافلة کحج النفل وعمرة التطوع تجزئ فی الحالتین ولا یشترط فیه العجز، ولا غیره مما یشترط فی حج الفرض وعمرة الاسلام الا اهلیة النائب بالاسلام والعقل والتمییز والنیة عنه فی الاحرام ان امره بالحج، والا فجعل ثوابه له بعد الاداء الخ.** (غنیة الناسك ٣٢٠) **اما حج التطوع فتجوز الانابة فیه حالة القدرة**

لان بـاب الـنـفـل اوسـع حتـى ان صـحـيـح البـدن لو احد رجلاً بماله على سبيل التطوع عنه يجوز. (البحر العميق ٢٢٥٨، هندية ١/٢٥٧)

حج بدل میں جنایات کا ضمان کس پر؟

حج بدل میں اگر جنایات کا صدور ہوتو اس کا ضمان مامور پر ہوگا آمر کے مال میں سے بلااجازت دم جنایات یا صدقہ ادانہیں کیاجائے گا۔ **ونـوع يـجـب جـزاء على جنايته كدم الـجـماع وجزاء الصيد والحلق واللبس والطيب ومجاوزة الميقات بغير احرام فذٰلک على المامور ايضاً بلا خلاف.** (البحر العميق ٤/٢٣٤١)

مامور نے حج فاسد کردیا

اگر مامور بالحج نے عرفہ سے قبل جماع کرکے حج فاسد کردیا تو ساراضمان اسی پر ہوگا، اسے آمر کو پورا مال واپس کرنا ہوگا اور آئندہ اسے ذاتی خرچ سے آکر فاسد حج کی قضا کرنی ہوگی۔ **والـمامور بالحج اذا جامع قبل الوقوف بعرفة فسد حجه ويمضى فيه والنفقة فى مـالـه ويـضـمـن ما انفق من مال المحجوج عنه قبل ذٰلک وعليه القضاء من مال نفسه لان الـمـامـور بـه الحج الصحيح وهو الجانى بالجماع قبل الوقوف وقد خالف فيضمن ما انفق.** (البحر العميق ٤/٢٣٤١)

دم احصار کون ادا کرے؟

اگر مامور بالحج کو راستہ میں احصار کی صورت پیش آجائے یعنی احرام باندھنے کے بعد کوئی ایسی رکاوٹ ہوجائے کہ حج کرنا ممکن نہ رہے تو دم احصار آمر کے مال سے ادا کرنا درست ہوگا؛ کیوں کہ یہاں مامور کی طرف سے کوئی تعدی نہیں پائی گئی، اور یہ واپسی کے خرچ کے مانند ہے جو آمر پر ہی واجب ہے۔ **ان دم الاحـصـار بمنزلة نفقة الرجوع ونفقة الرجوع من مال الـميـت وان كـان الـحـج هو المنتفع به فكذٰلک دم الاحصار فى ماله وان كان الحاج هو المنتفع به.** (البحر العميق ٤/٢٣٤٣)

حج بدل کرنے والے کا وقوفِ عرفہ کے بعد انتقال ہوگیا

اگر حج بدل کو جانے والا شخص وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت سے قبل وفات پا جائے تو آمر کی طرف سے حج مکمل ہو جائے گا (دوبارہ حج بدل کی ضرورت نہیں) **والحاج عن الميت اذا مات بعد الوقوف بعرفة جاز عن الميت لانه ادى ركن الحج.**

(البحر العميق ٢٣٩٣/٤)

کیا آمر کے مال کا بعینہٖ استعمال ضروری ہے؟

آمر نے جو مال حج بدل کے لئے دیا ہے اس کا بعینہٖ استعمال شرط نہیں؛ بلکہ مالیت کا استعمال شرط ہے؛ لہٰذا اگر مامور آمر کا مال اپنے پاس رکھ لے اور اپنے روپئے سفر میں استعمال کرلے تو اس میں حرج نہیں۔ **الحاج عن الغير اذا حبس الدراهم الموقوفة لنفسه وانفق على نفسه من ماله استحسن اصحابنا انه يجوز كما استحسنوا ذٰلك فى الوكيل بقضاء الدين يقضى من مال نفسه.** (البحر العميق ٢٣٩٥/٤)

حج کی وصیت

جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور ادائیگی سے قبل اس کی موت کا وقت آ جائے تو اس پر حج بدل کی وصیت کرنا لازم ہے، اگر وصیت نہ کی تو گنہگار ہوگا۔ **فان مات عن غير وصية يأثم بلا خلاف.** (البحر العميق ٢٣٤٧/٤)

کیا جس شخص نے وصیت نہ کی ہو اس کی طرف سے حج کرانا لازم ہے؟

جو صاحب وسعت شخص حج کی وصیت کئے بغیر مر جائے تو وارثین پر اس کے ترکہ میں سے حج بدل کرانا شرعاً لازم نہیں ہے (ہاں اگر سب بخوشی کرادیں تو بات الگ ہے) **وان لم يوص به حتى مات اثم بتفويته الفرض عن وقته امكان الاداء فى الجملة فيأثم لكن يسقط عنه فى احكام الدنيا عندنا حتى لا يلزم الوارث الحج من تركه لانه عبادة**

والعبادات تسقط بموت من عليه سواء كانت بدنية او مالية فی حق احكام الدنيا عندنا. (بدائع الصنائع، البحر العميق ٤/ ٢٣٤٨)

حج کی وصیت کا نفاذ تہائی مال سے ہوگا

اگر میت نے حج کی وصیت کی ہے تو اس کے ترکہ کے تہائی حصہ سے اسے نافذ کیا جائے گا۔

ومنها ان يحج عنه من ثلث ماله الخ، لان الوصية تنفذ من الثلث. (البحر العميق ٤/ ٢٣٥٦)

وصیت کی کہ تہائی مال حج میں خرچ کیا جائے

اگر میت نے وصیت کی کہ میرا متروکہ تہائی مال میری طرف سے حج بدل میں لگادیا جائے تو اس تہائی مال میں سے جتنی مرتبہ حج کیا جاسکتا ہو اتنے حج بدل میت کی طرف سے کرانے ضروری ہوں گے، اب اولیٰ تو یہ ہے کہ ایک ہی سال میں مختلف لوگوں کو حج بدل کے لئے بھیج دے؛ تاکہ جلد از جلد ذمہ داری ادا ہو جائے اور چاہے تو ہر سال بھی حج بدل کے لئے بھیج سکتا ہے۔ **الا اذا اوصى ان يحج عنه بجميع الثلث فيحج عنه حججاً بجميع الثلث الخ ......، ثم الوصی بالخيار ان شاء احج عنه الحجج فی سنة و ان شاء احج عنه فی كل سنة حجة واحدة والافضل ان يحج عنه كله فی سنة واحدة بان يأمر رجالاً ويدفع اليهم نفقتهم حتی يحجوا عنه فی سنة واحدة لان فيه تعجيل الوصية والمسارعة الی الخيرات افضل كيلا يفوت.** (البحر العميق ٤/ ٢٣٥٧)

میت کی طرف سے حج کہاں سے کرائیں؟

جس میت نے حج کی وصیت کی ہو تو اس کے وطن اصلی سے حج بدل کرانا ضروری ہے (جب کہ تہائی مال وہاں سے حج کرانے کے لئے کافی ہو) **ومنها ان يحج من بلده الذی يسكنه لان الحج مفروض عليه من بلده فمطلق الوصية تنصرف اليه ......، هٰذا اذا كان ثلث ماله يكفی ذٰلک.** (البحر العميق ٤/ ٢٣٦٦)

تہائی مال وطن سے حج کرانے کے لئے ناکافی ہو

اگر میت نے حج کی وصیت کی ہے؛ لیکن اس کا متروکہ تہائی مال اتنا کم ہے کہ وطن سے حج نہیں ہوسکتا تو ایسی صورت میں جہاں سے اس رقم سے حج کرانا ممکن ہو وہاں سے ہی حج بدل کرانا ضروری ہوگا۔ **اما اذا کان لا یکفی فمن حیث یبلغ.** (البحر العمیق ٤/٢٣٦٦)

بلا وصیت میت کا حج بدل

اگر کسی شخص پر حج فرض تھا مگر وہ حج نہ کرسکا اور وصیت کے بغیر وفات پا گیا پھر کسی شخص نے یا اس کے وارث نے اپنی جانب سے اس کی طرف سے حج بدل کرلیا تو انشاءاللہ میت کی طرف سے حج بدل کافی ہوجائے گا۔ **اذا مات بعد فرض الحج ولم یوص فحج رجل عن المیت من غیر وصیة او تبرع الوارث بذٰلک فحج عن ابیه او عن امه فی حجة الاسلام من غیر وصیة اوصی بها المیت، قال ابو حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ: یجزیه ذٰلک ان شاء الله تعالیٰ.** (البحر العمیق ٤/٢٣٤٨)

دورانِ سفر حج انتقال کر جانے والے پر وصیت لازم نہیں

جو شخص حج فرض ہوجانے کے بعد حج کے ارادہ سے سفر پر نکلا؛ لیکن حج سے قبل ہی دورانِ سفر اس کا انتقال ہوگیا تو اس پر حج کی وصیت لازم نہیں ہے۔ **لو وجب علیه الحج فخرج حاجاً اول عام وجب علیه فمات فی الطریق لیس علیه ان یوصی بالحج الا ان یتطوع لانه لم یؤخر بعد الوجوب.** (البحر العمیق ٤/٢٣٥١)

میت کی طرف سے نفلی حج بدل کی وصیت

جو میت اپنا حج ادا کرچکا ہو پھر وہ بعد وفات اپنی طرف سے نفلی حج بدل کی وصیت کر جائے تو اس کے تہائی مال سے نفلی حج بدل کرانا لازم ہوگا۔ **وتنفیذ الوصیة بحج التطوع علی الاصح عند الشافعیة وهو مذهب الثلاثة ویقع الحج عن الموصیٰ.** (البحر العمیق ٤/٢٣٩٣)

مالی وصیت میں گنجائش کے باوجود وطن کے بجائے سعودیہ سے حج بدل کرانا

اگر میت نے حج بدل کی مطلق وصیت کی ہو، اور اس کے تہائی مال میں اس کے وطن سے حج بدل کرانے کے بقدر روپیہ بھی موجود ہو، پھر بھی اگر وصی اس کی طرف سے غیر وطن سے حج بدل کرائے، مثلاً ہندوستانی شخص کی طرف سے سعودیہ میں رہنے والے کسی شخص سے حج بدل کرادے، تو میت کی طرف سے حج بدل معتبر نہ ہوگا، اور جو حج کیا گیا وہ وصی کی طرف سے ذاتی ہوجائے گا، اور جو روپیہ اس سفر میں خرچ ہوا ہے وہ وصی میت کے لئے اتنے روپیہ کا ضامن ہوگا، اور میت کی طرف سے دوبارہ اس کے وطن سے حج بدل کرانا لازم ہوگا۔ **فلو احج الوصی من غیر ما وجب الاحجاج منه یضمن لانه خالف ویکون الحج له ویحج عن المیت ثانیاً.** (غنية الناسك ٣٢٩-٢٣٠)

ہندوستانی شخص کا وسعت کے باوجود سعودیہ سے فرض حج بدل کرانا

جس شخص پر عذر شرعی کی بنا پر حج بدل کرانا واجب ہو چکا ہے، اس پر لازم ہے کہ اپنے وطن ہی سے حج بدل کرائے، اگر وہ وسعت کے باوجود اپنے وطن کے علاوہ مکہ معظّمہ کے قریب یا دور کسی جگہ کو متعین کر کے حج بدل کرائے گا تو گنہگار ہوگا؛ لیکن اس کی طرف سے حج بدل درست ہوجائے گا۔ (مثلاً ہندوستان کا رہنے والا کوئی معذور شخص ریاض (سعودیہ) میں مقیم کسی شخص کو روپیہ دے کہ اس سے اپنی طرف سے حج بدل کرالے، تو ایسا کرنا مکروہ ہے، مگر حج بدل ادا ہوجائے گا) **والظاهر انـه یجب علیه أن یوصی بما یبلغ من بلده ان کان فی الثلث سعة، فلو اوصیٰ بما دون ذٰلک او عین مکاناًدون بلده یأثم.** (غنية الناسك ٣٢٩، زبدة المناسك ٤٥٢)

وسعت نہ ہونے کی بنا پر غیر وطن سے حج بدل کرانا

اگر میت کے تہائی مال میں اتنی رقم نہیں ہے کہ اس کے وطن سے حج کرایا جائے، تو ایسی صورت میں جہاں سے بھی حج کرانا آسان ہو، وہیں سے حج کرانے میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ (مثلاً ہندوستان کا رہنے والا شخص حج بدل کی وصیت کرجائے؛ لیکن اس کا تہائی مال یہاں سے حج کے

اخراجات کونا کافی ہو، مگر مثلاً مدینہ منورہ سے حج کرانے کے لئے کافی ہو، تو اس کی طرف سے مدینہ منورہ میں مقیم کسی شخص کے ذریعہ حج بیت اللہ درست ہوگا) **فان ضاق الثلث اوالمال الذی عينـه الـميت من ان يحج من بلده او من مكان عينه فمن حيث يبلغ.** (غنية الناسك ۳۳۰) **وان لم يف فمن يبلغ استحسانا.** (غنية الناسك ۳۲۹)

غیروطن (مکہ وغیرہ) سے نفلی حج بدل کرانا

نفلی حج بدل میں اپنے وطن سے حج کرانے کی شرط نہیں ہے؛ لہٰذا اگر کوئی ہندوستانی شخص سعودیہ میں مقیم کسی شخص کے ذریعہ (خواہ وہ مکی ہو یا مدنی یا کسی اور شہر کا ہو) اپنی طرف سے یا اپنے والدین یا اعزاء کی طرف سے تبرعاً حج بدل کرائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ **أما في الحج النفل فلا يشترط شيء منها غالباً الخ.** (غنية الناسك ۳۳۶، زبدة المناسك ٤٥٢)

آفاقی شخص کا مکی کے ذریعہ حج بدل کرانا؟

اگر میقات سے باہر رہنے والا کوئی معذور شخص مکہ معظّمہ میں مقیم کسی شخص سے حج بدل کرائے تو یہ اگرچہ بلا عذر مکروہ ہے؛ لیکن آمر کا حج بدل معتبر ہو جائے گا۔ **ولـو عيـن مكاناً غير بـلـده فـكـمـا أوصى قرب من مكة أو بعد، وفي خيار الابصار: ولو من مكة كما صرح به ملا سنان.** (غنية الناسك ۳۲۹، زبدة المناسك ۳۲۹)

ہندوستانی میت کا مدینہ منورہ سے حج بدل کی وصیت کرنا

اگر کسی ہندوستانی شخص نے وسعت کے باوجود اپنے حج بدل کے لئے اپنے وطن کے بجائے مدینہ منورہ سے حج کرانے کی وصیت کی تو ایسا کرنا اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن اگر وصی نے اس کی وصیت کے مطابق اس کا حج مدینہ منورہ سے کرادیا تو حج درست ہوجائے گا اور وصی پر کوئی تاوان لازم نہ ہوگا۔ **ولـو عيـن مـكـانـاً غيـر بلده فكما أوصىٰ قرب من مكة أو بعد.** (غنية الناسك ۳۲۹، زبدة المناسك ٤٥٢، احسن الفتاویٰ ٥٢١/٤)

حج وعمرہ میں رکاوٹ (احصار) کے مسائل

محصر کے لئے گنجائش

اسلامی شریعت میں ناگہانی پیش آمدہ حالات کی بھی رعایت رکھی گئی ہے اور جو شخص کسی ناقابل تحمل مشکل میں پھنس جائے تو اس سے خلاصی کی تدبیریں بھی بتائی گئی ہیں، انہی میں سے احرام باندھنے کے بعد حج یا عمرہ میں رکاوٹ پیش آنے کا مسئلہ بھی ہے؛ گو کہ اصل حکم یہی ہے کہ جس شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو وہ حج یا عمرہ کے مناسک ادا کئے بغیر حلال نہ ہو؛ لیکن اگر حالات ایسے بن جائیں کہ وہ حج یا عمرہ کے مناسک ادا نہ کر سکے تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ وہ قربانی کر کے حلال ہو جائے اور بعد میں جب سہولت ہو، حج یا عمرہ کی قضا کرے۔

اب اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھئے کہ اس مسئلہ کی عملاً تعمیل خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیبیہ میں کرائی گئی، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ، فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ. (البقرة: ۱۹۶)

اور حج اور عمرہ کو اللہ واسطے پورا کیا کرو، اور اگر تم روک دئے جاؤ تو تم پر حسب سہولت ایک قربانی واجب ہے اور تم مت منڈواؤ اپنے سروں کو قربانی کا جانور اپنے موقع محل پر پہنچنے سے قبل۔

اس آیت میں موقع محل سے مراد حضرات حنفیہ نے حدودِ حرم کو لیا ہے؛ لہٰذا دیگر جگہوں پر احصار کی قربانی کافی نہ ہوگی۔ (معارف القرآن وغیرہ) لیکن مجبوری کا حکم الگ ہے، اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

ذیل میں احصار کے متعلق ضروری مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

احصار کی تعریف

احصار کے لغوی معنی روکنے کے ہیں، اور اصطلاح شرع میں حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی ایسے عارض کا پیش آنا جس سے حج یا عمرہ کرنا ممکن نہ رہے، ''احصار'' کہلاتا ہے، اور جس شخص کے ساتھ ایسے حالات پیش آئیں اس کو ''مُحصَر'' کہا جاتا ہے۔ **الحصر لغة الحبس**

عن السفر ونحوه كالاحصار، وشرعاً كما قال (هو المنع عن الوقوف) اى بعرفة (والطواف) اى جميعهما بعد الاحرام فى الحج. (مناسك ملا على قارى ٤١٢، غنية الناسك ٣٠٩، البحر العميق ٢٠٦٨/٤)

احصار کے اسباب

احصار کے بہت سے اسباب ہوسکتے ہیں، مثلاً:

(۱) کسی دشمن یاز ورآور کے ذریعہ سفر میں رکاوٹ پیش آنا۔

(۲) حکومت کی طرف سے قید کردیا جانا۔

(۳) حج یا عمرہ کا ویزا حکومت کی طرف سے منسوخ کردیا جانا۔

(۴) حادثہ میں اس طرح زخمی ہوجانا کہ سفر ممکن نہ رہے۔

(۵) بدن کی ہڈی ٹوٹ جانا یا لنگڑا ہوجانا کہ چلنا ممکن نہ ہو۔

(۶) سفر کی وجہ سے مرض میں اضافہ کا غالب گمان ہونا۔

(۷) سفرخرچ ضائع ہوجانا اوراخراجات کا کوئی متبادل نظم نہ ہوسکنا۔

(۸) سواری کا نظم مفقود ہونا جب کہ دوری اس قدر ہو کہ پیدل چلنے پر قدرت نہ ہو، مثلاً احرام باندھنے کے بعد جہاز چھوٹ جائے اور بعد میں کوئی جہاز نہ ہو۔

(۹) بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر حج فرض کا یا نفلی حج وعمرہ کا احرام باندھ لیا ہو، اس کے بعد شوہر اس کو مناسک ادا کرنے سے منع کردے۔

مندرجہ بالا صورتوں یا ان جیسے حالات سے جو شخص دوچار ہو اس پر احصار کے احکامات جاری ہوں گے۔ **واما الاحصار فى عرف الشرع: فهو منع المحرم عن الوقوف والطواف، سواء كان من العدو او المرض او الحبس او الكسر او العرج او غيرها من الموانع من اتمام ما احرم به حقيقة او شرعاً.** (البحر العميق ٢٠٦٨/٤، مناسك ملا على قارى ٤١٣، غنية الناسك جديد ٣١٠)

حاجی کو وقوفِ عرفہ سے روک دیا جائے تو کیا کرے؟

اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا ہو پھر اسے مثلاً حکومت نے وقوفِ عرفہ سے روک دیا؛ لیکن طواف کرنے سے نہیں روکا گیا تو ایسا شخص محصر نہیں ہے، اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وقوفِ عرفہ کے دن تک انتظار کرے، جب حج کا وقت نکل جائے تو عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو جائے اور بعد میں حج کی قضاء کرے۔ **وان احصر بمكة في الحرم الا انه لم يمنع عن الطواف والسعي...... وان كان مفرداً بحج لا يكون محصراً ايضاً...... وان كان قارناً فعليه ان يأتي بافعال العمرة، فاذا فات الحج بمضي وقت الوقوف، فانه يحل من احرام حجته بافعال العمرة، وعليه قضاء الحج لا غير.** (البحر العميق ٢٠٨٧/٤)

حاجی کو طوافِ زیارت سے روک دیا گیا

اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا پھر اسے وقوفِ عرفہ کا تو موقع مل گیا؛ لیکن طوافِ زیارت سے روک دیا گیا تو وہ شرعاً محصر نہیں ہے، اس کا حج ادا ہو جائے گا؛ البتہ جب تک طوافِ زیارت نہیں کرے گا عورتوں سے انتفاع حلال نہ ہوگا۔ **اذا وقف بعرفة ثم احصر لا يكون محصراً، وهو محرم عن النساء حتى يطوف طواف الزيارة.** (البحر العميق ٢٠٨٢/٤، غنية الناسك ٣١٧، مناسك ملا علی قاری ٤١٦)

محصر حاجی کیا کرے؟

حج کا احرام باندھنے کے بعد جو شخص کسی وجہ سے محصر قرار پائے اس کو اولاً کوشش کرنی چاہئے کہ رکاوٹ دور ہو جائے اور حج یا عمرہ کر کے ہی حلال ہو؛ لیکن اگر انتظار مشکل ہو یا ایسے حالات ہوں کہ رکاوٹ دور ہونے کی امید ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کو چاہئے کہ حدودِ حرم میں اپنی طرف سے قربانی کرائے، قربانی کے بعد اس کا احرام خود بخود کھل جائے گا؛ لیکن بہتر ہے کہ سر منڈالے (اور حدودِ حرم میں قربانی کرانے کی شکل آج کل یہ ہو سکتی ہے کہ مکہ معظّمہ میں مقیم اپنے کسی

متعلق کوفون کر دے کہ وہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرے) **واذا تحقق الاحصار فله ان یرجع الی اهله بلا تحلل وصبر محرماً حتی زال المانع، فان ادرک الحج فیها، والا تحلل بالعمرة، بان یطوف ویسعی ویحلق، وان اراد استعمال التحلل بالهدی جاز ایضاً دفعاً لضرر امتداد الاحکام.** (غنية الناسك ٣١١، البحر العميق ٢٠٨٩/٤)

محصر قارن کا احرام کب کھلے گا؟

اگر محصر شخص نے حج قران کا احرام باندھ رکھا ہے تو اس کے لئے حدودِ حرم میں دو قربانیاں کرانی ضروری ہیں، ایک حج کی طرف سے اور ایک عمرہ کی طرف سے، جب تک دونوں قربانیاں حدودِ حرم میں نہ کرائی جائیں گی، قارن کا احرام نہ کھلے گا۔ **والقارن (یبعث) هدیین ولا یتحلل الا بذبح الثانی، ولا یحتاج الی ان یعین ایهما للحج، وایهما للعمرة الا انه افضل.** (غنية الناسك ٣١٢، البحر العميق ٢٠٩٦/٤)

محصر معتمر کیا کرے؟

جس شخص نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر احصار پیش آ گیا تو اسے چاہئے کہ حدودِ حرم میں ایک قربانی کرا کے حلال ہو جائے، اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے۔ **فان احصر فقط عن نسک واحدٍ، فیکفیه دم واحد للتحلل، وعلیه قضاء ما تحلل عنه، فان کانت عمرة فعمرة یقضیها.** (البحر العميق ٢٠٩٧/٤)

ذبح سے قبل محصر کا فعل جنایت کرنا

اگر محصر جانور کو ذبح کرنے سے قبل کسی جنایت کا مرتکب ہو مثلاً خوشبو لگا لے یا سلے ہوئے کپڑے پہن لے وغیرہ، تو اس پر حسب شرائط جنایت کا کفارہ لازم ہوگا۔ (اس کی تفصیل جنایات کے بیان میں گذر چکی ہے) **ولا یفعل شیئاً من محظورات الاحرام...... حتی لو فعل**

شیـئـاً من محظورات الاحرام قبل ذبح الهدی یجب علیه ما یجب علی المحرم.

(البحر العمیق ٢٠٩٣/٤)

محصر حاجی پر حج اور عمرہ کی قضا

جس شخص نے حج افراد کا احرام باندھا ہو اور پھر احصار کی وجہ سے جانور ذبح کر کے احرام کھول دیا ہو تو آئندہ اس پر حج کے ساتھ ساتھ ایک عمرہ کی ادائیگی بھی لازم ہوگی؛ البتہ اگر اسی سال وہ دوبارہ احرام باندھ کر حج کر لے تو عمرہ واجب نہیں، اور یہ حکم ہر طرح کے حج کے لئے ہے خواہ حج فرض ہو یا حج نفل، اپنا حج ہو یا حج بدل، بہر صورت قضا لازم ہوتی ہے۔

اور اگر حج قران ہو تو حج کے ساتھ دو عمروں کی قضا کرنی پڑے گی، اور اگر اسی سال حج کر لیا تو صرف ایک عمرہ کافی ہوگا دوسرا واجب نہیں۔ **واذا حل الـمـحـصـر بـالذبح فـان کـان احـرامـه لـلـحـج ای فقط فعلیه قضاء حجة وعـمرة...... فان بقی وقت الحج عند زوال الاحـصـار، واراد ان یـحـج فـی عـامـه ذٰلک، احرم وحج، ولیس علیه نیة الـقضاء ولا عمرة علیه......، وان کان ای المحصر قارناً فعلیه قضاء حجة وعمرة یسـن......، اما اذا زال الاحصار بعد التحلل بالذبح والوقت یسع تجدید الاحرام والاداء فانما علیه عمرة القران.** (مناسك ملاعلی قاری ٤٢٧-٤٢)

محصر معتمر پر عمرہ کی قضا

اگر عمرہ کے احرام میں احصار پیش آیا اور دم دے کر معتمر حلال ہو گیا تو اس پر آئندہ عمرہ کی قضا لازم ہے اور یہ زندگی میں کبھی بھی عمرہ کر سکتا ہے۔ **وان کـان ای المحصر معتمراً فعلیه عمرة لا غیر، وقضائها فی ای وقت شاء، لانه لیس لها وقت معین.** (مناسك ملا علی قاری ٤٢٨) **وعـلیه قضاء ما تحلل عنه فان کانت عمرة فعمرة یقضیها.** (البحر العمیق ٢٠٩٧/٤) **امـا الـمـحـصـر بـالـعمرة فلا یتصور فی حقه عدم ادراک العمرة، لان وقتها جمیع العمر.** (غنیة الناسك ٣١٥)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر سے روک دیا تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوادے اور احصار کی قربانی کا انتظار نہ کرے؛ تاہم اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ **ومنه منع الزوج زوجته اذا احرمت بنفل او عمرة.** (غنية الناسك ۳۱۰) **فلهما ان يحللهما في الحال ولا يؤخر تحليلهما الى ذبح الهدى ثم عليها هدى الاحصار وحجة وعمرة.** (غنية الناسك ۳۱۵، البحر العميق ۲۱۰۸/۴)

شوہر کا عورت کو حج فرض سے روک دینا

اگر عورت کسی محرم کے ساتھ فرض حج کے لئے جارہی ہو تو شوہر کے لئے اسے روکنا جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر اس نے محرم کے بغیر حج فرض کا احرام باندھ لیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ لیکن ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ **او احرمت بحجة الاسلام لا تكون محصرة لو لها محرم وان منعها وليس له منعها وان لم يكن لها محرم فمحصرة فله منعها وتحليلها بالهدى.** (غنية الناسك ۳۱۰)

محصر کیلئے حدودِ حرم میں ذبح کی کوئی صورت نہ ہو تو کیا کرے؟

حنفیہ کے نزدیک اصل حکم تو یہی ہے کہ محصر کو احرام کھولنے کے لئے حدودِ حرم میں ہی قربانی کرنی چاہئے؛ لیکن اگر ایسی صورت پیش آئے کہ محصر کے لئے حدودِ حرم میں قربانی ممکن نہ ہو، مثلاً کسی شخص کو ایئرپورٹ ہی سے واپس کردیا جائے اور اس شخص کا کوئی جانکار مکہ معظّمہ میں موجود نہ ہو یا اس سے رابطہ کی کوئی شکل نہ ہو تو اس کے لئے یہ بھی گنجائش ہے کہ حدودِ حرم کے علاوہ جہاں ممکن ہو قربانی کرکے حلال ہوجائے۔ (حنفیہ کے نزدیک یہ گنجائش ضرورۃً ہے اور بقیہ ائمہ کے نزدیک

ضرورت یا بلاضرورت ہرحال میں گنجائش ہے۔(حاشیہ معلم الحجاج ۲۷۵) **الهدی بعد الاحصار انما یجب علی من اراد التحلل بالهدی فیبعث بهدی او بثمن هدی یشتری له بمکة فیذبح عنه یوم النحر ویحل.** (البحر العمیق ٤/ ٢١٩٠)

محصر کے پاس ذبح کی گنجائش نہ ہوتو کیا کرے؟

حنفیہ کے یہاں اصل مذہب یہی ہے کہ دمِ احصار کے بدلہ صدقہ یا روزہ کافی نہیں؛ لیکن حضرت امام ابویوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر محصر کے لئے ہدی کا موقع نہ ہوتو وہ قیمت لگا کر اس کی قیمت غریبوں میں صدقہ کرے، اگر صدقہ کی بھی گنجائش نہ ہوتو قیمت میں جتنے صدقہ فطر واجب ہوتے ہوں، ہر صدقہ فطر کے بدلہ ایک روزہ رکھے اور اس کے بعد حلال ہو۔(مثال کے طور پر جانور کی قیمت ۸۰۰؍روپئے ہے اور ایک صدقہ فطر ۲۵؍روپئے کا ہوتا ہے تو گویا ۳۲؍صدقۂ فطر ہوئے، تو اگر گنجائش ہوتو ۳۲؍مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اتنی رقم صدقہ کرے، ورنہ ۳۲؍روزے رکھے، اس کے بعد حلال ہو) ضرورت کے وقت اس روایت پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہے۔ **وعن ابی یوسف: اذا لم یجد المحصر الهدی قوم الهدی طعاماً وتصدق به علی المساکین فان لم یکن عنده طعام صام لکل نصف صاع یوماً.** (البحر العمیق ٤/ ٢١٠٢)

❍❖❍

حج فوت ہونا

وقوفِ عرفہ نہیں ملا

اگراحرام باندھنے کے بعد دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک کسی وجہ سے وقوفِ عرفہ نہیں کرسکا تو اس کا حج فوت ہوگیا، اب اس سال اس کا حج ممکن نہیں، آئندہ اس حج کی ادائیگی ضروری ہوگی ۔ **لحديث ابن عمرو ابن عباسؓ ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من فاته عرفة بليل فقد فاته الحج، فليتحلل بعمرة وعليه الحج من قابل. وعن عمر بن الخطاب وزيد بن ثابت رضى اللّٰه عنهما قالا فيمن فاته الحج يحل بعمرة من غير هدى وعليه الحج من قابل.** (البحر العميق ١٩٩٣/٤)

مفرد فائت الحج کیا کرے؟

جس شخص کا حج فوت ہوجائے اسے چاہئے کہ حج کے بقیہ اعمال ترک کردے اور اس پر واجب ہے کہ اسی احرام سے عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کرکے حلق یا قصر کرا کر احرام کھول لے اور آئندہ اس حج کی قضا کرے؛ تاہم اس پر دم یا مزید عمرہ وغیرہ کچھ واجب نہیں ہے ۔ **من فاته الحج الخ بفوات الوقوف بعرفة الخ، فليحل بمثل افعال العمرة حتماً فيطوف ويسعى ثم يحلق او يقصر ان كان مفرداً الخ، وعليه قضاء الحج من قابل ولا عمرة عليه فى القضاء ولا دم الا انه مستحب.** (غنية الناسك ٣١٨)

متمتع فائت الحج کا حکم

اگر تمتع کا احرام تھا اور حج فوت ہوگیا تو وہ مفرد کی طرح عمرہ کرکے حلال ہوجائے اور آئندہ

حج کی قضاء کرے، اوراس کا حج تمتع باطل ہوجائے گا، اوردم تمتع ساقط ہوجائے گا۔ **وان کان متمتعاً بطل تمتعه وسقط عنه دمه.** (غنية الناسك ۳۱۸، البحر العميق ۲۰۰٤/٤)

قارن فائت الحج کا حکم

حج قران کرنے والے سے اگر حج چھوٹ جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اگراس نے پہلے عمرہ کرلیا تھا پھر حج فوت ہوا تو وہ مفرد بالحج کی طرح عمرہ کرکے حلال ہوجائے گا اوراس پر صرف حج کی قضاء واجب ہوگی، دم قران ساقط ہو جائے گا۔

(۲) اوراگراس نے قران والا عمرہ نہیں کیا تھا اور حج فوت ہوگیا تو اس پر دونوں عمرے کرنے ضروری ہیں، اولاً اپنا واجب عمرہ کرے اس کے بعد حج فوت ہونے کی وجہ سے جو عمرہ واجب ہوتا ہے اسے بجالائے، پھر حلق یا قصر کراکر حلال ہو، اس سے بھی دم قران ساقط ہے؛ البتہ حج کی قضا بہر حال لازم ہے۔ **وان كان قارناً فان طاف لعمرته قبل الفوات فهو كالمفرد والا يطوف اولاً لعمرته ويسعى لها، لانها لا تفوت، ثم يطوف طوافاً آخر لفوات الحج، ويسعى له، ثم يحلق او يقصر، وقد بطل عنه دم القران.** (غنية الناسك ۳۱۸، البحر العميق ۲۰۰۳/٤)

فائت الحج کے لئے عمرہ میں بلاعذر تاخیر درست نہیں

جس شخص کا حج فوت ہوگیا ہو اس کے لئے پہلی فرصت میں عمرہ کرکے حلال ہونا لازم ہے، بلاعذر اس میں تاخیر درست نہیں ہے۔ **قال في خزانة الاكمل والكرماني وليس بفائت الحج ان يبقى في منزله حراماً من غيرعذر وليجب عليه التحلل.** (البحر العميق ۱۹۹٤/٤)

فائت بالحج تلبیہ کب سے ترک کرے گا؟

جس شخص کا حج فوت ہوجائے وہ جب حلال ہونے کے لئے طواف کرے گا تو طواف شروع

کرتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کردے گا۔ **ویقطع التلبیة اذا اخذ للطواف الذی یتحلل به.** (البحر العمیق ۲۰۰٤/٤)

عمرہ کبھی فوت نہیں ہوتا

عمرہ زندگی میں کبھی فوت نہیں ہوتا؛ لہٰذا عمرہ کرنے والے پر فائت بالعمرہ کے احکام جاری نہیں ہوسکتے۔ (تاہم حج کے پانچ ایام ۹-تا-۱۳/ذی الحجہ میں عمرہ کرنا مکروہ ہے) **والعمرة لا تفوت فانها جائزة فی جمیع السنة الا فی خمسة ایام فانه یکره ذٰلک.** (البحر العمیق ۲۰۰۷/٤)

باب حج النساء

(خواتین کے مخصوص مسائل حج وعمرہ)

خواتین سے متعلق مسائل حج وعمرہ

خواتین سے متعلق مسائل پچھلے ابواب میں جا بجا متفرق طور پر آچکے ہیں، اب ذیل میں مزید اضافات کے ساتھ ان مسائل کو اجمالاً یکجا کر کے درج کیا جا رہا ہے؛ تاکہ مسائل سے دل چسپی رکھنے والی خواتین کے لئے مطالعہ میں سہولت ہو، اور اگر کوئی صاحب خیر اس حصہ کو الگ سے شائع کرنا چاہیں تو ان کو دشواری نہ ہو۔ اختصار کی وجہ سے عربی عبارات ہر مسئلہ میں درج نہیں کی گئیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

کس عورت پر حج فرض ہے؟

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط وہی ہیں جو مردوں کے لئے ہیں، یعنی تندرست ہونا اور مالی وسعت کا ہونا وغیرہ؛ البتہ عورت کے لئے مزید شرط یہ ہے کہ وہ اپنے حج کے اخراجات کے ساتھ محرم یا شوہر کے حج کے اخراجات کی بھی مالک ہو؛ لہٰذا اگر اس کے پاس صرف اپنے حج کے بقدر مال ہے تو اس پر راجح قول کے مطابق حج فرض نہیں؛ (لیکن اگر وہ کسی محرم یا شوہر کے ساتھ اسی روپیہ سے حج کو چلی گئی تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا) **فيشترط ان تكون قادرة على نفقتها و نفقته.** (شامی زکریا ۳/ ٤٦٤، انوار مناسك ١٧٤)

عورت کے پاس حج کے اخراجات کے بقدر زیور ہو تو حج فرض ہے

جس عورت کے پاس سونے چاندی کا اتنا زیور ہو کہ اس کی قیمت سے اس کے اور اس کے محرم یا شوہر کے حج کے مصارف پورے کئے جا سکتے ہوں تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۵۲۶، خواتین کے مسائل حج وعمرہ ۱۰)

حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ

تنہا عورتوں کی جماعت بنا کر حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔ **ولو عجوزاً ومعها غيرها من النساء الثقات.** (غنية الناسك ٢٦، زبدة المناسك ٣٢، خواتین کے مسائل حج وعمرہ ۲۴)

نامحرم کے ساتھ سفر حج ممنوع ہے

عورت پر حج کی ادائیگی اسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ اس کے ساتھ جانے والا کوئی محرم یا شوہر موجود ہو، اور عورت کے لئے نامحرم کے ساتھ سفر ممنوع ہے۔ **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسافر امرأة سفراً ثلاثة أيام أو تحج إلا و معها زوجها.** (سنن دار قطنی ۱۹۹/۲، انوار مناسك ١٧٨، حج وزيارت نمبر ٢٣٨)

محرم کا مامون ہونا شرط ہے

عورت کے ساتھ جانے والا محرم ایسا ہونا چاہئے جو خود ثقہ اور پاک باز ہو، اگر وہ مامون نہ ہو یا اس کے ساتھ جانے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ حج کو جانا عورت کے لئے جائز نہ ہوگا۔

(غنیۃ الناسک ۲۶، ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/۵۷۴، خانیۃ ۱/۲۸۳، تبیین الحقائق ۲/۲۴۳، انوار مناسک ۱۷۶)

ساس کا داماد کے ساتھ سفر

اگر ساس عمر دراز ہو اور کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو وہ اپنے داماد کے ساتھ سفر حج میں جاسکتی ہے؛ لیکن جوان ساس کا داماد کے ساتھ سفر میں جانا فتنہ کے خطرہ کی وجہ سے ممنوع ہے۔ (غنیۃ الناسک ۲۷، ومثلہ فی اعلاء السنن ۱۰/۱۰، شامی زکریا ۳/۴۶۴، انوار مناسک ۱۷۶)

اگر محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے؟

اگر کسی عورت پر مالی وسعت واستطاعت کی وجہ سے حج فرض ہو چکا ہے تو اس پر اس وقت تک حج کی ادائیگی ضروری نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ جانے والے کسی محرم یا شوہر کا نظم نہ ہو جائے، اس لئے ایسی عورتوں کو جلد بازی نہ کرنی چاہئے؛ بلکہ محرم یا شوہر کے سفر کے انتظام ہونے

تک سفر حج کو مؤخر کردینا چاہئے ،اس تاخیر سے ان پر شرعاً کوئی گناہ نہ ہوگا،حتیٰ کہ اگر اسی انتظار میں موت کا وقت آجائے تو حج بدل کی وصیت کردیں، بے شک ہر مسلمان کی دلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد حرمین شریفین کی زیارت کر کے سرخ رو ہو؛ لیکن شریعت کا حکم اپنی ذاتی خواہش سے کہیں بڑھ کر ہے، اسے ہرگز پامال نہ کرنا چاہئے ۔(درمختار مع الشامی ۳/۴۱۱، امداد الفتاویٰ ۲/ ۱۵۶، مسائل حج وعمرہ ۱۱۱)

بوڑھی عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر حج

یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ جب تک محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے عورت پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی؛ لیکن اگر کوئی عورت بوڑھی ہو اور فتنہ کا بظاہر اندیشہ نہ ہو اور اس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہو چکا ہو تو آیا وہ کسی نامحرم کے ساتھ سفر حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہ کی عام کتابوں میں ممانعت ہی لکھی ہے، اور صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کو بھی بلا محرم سفر حج کرنے سے منع لکھا گیا ہے۔ **الرابع المحرم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عجوزاً أو معها غيرها من النساء الثقات والرجال الصالحين.** (غنية الناسك ٢٦، مناسك ملا علی قاری ٥٦، رسول الله کا طریقه حج ٦٩٣)

تاہم بعض اکابر مفتیان کی عبارات اور فتاویٰ سے ۶۰-۷۰/سال کی بوڑھی عورت کو بلا محرم قابل اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے، اس لئے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی ۔ **أما العجوز التي لا تشتهى فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلوا إذا أمن عليه وعليها وإلا لا.** (درمختار کراچی ٣٦٨/٦، امداد الفتاویٰ ٢٠١/٤، فیض الباری ٣٩/٢، انوار مناسك ١٧٧ - ١٧٨)

نوٹ: لیکن سفر حج میں قدم قدم پر سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے احتیاط بہرحال اسی میں ہے کہ کوئی بھی عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، وہ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر حج کا ارادہ نہ کرے۔ (مستفاد: فتح الملہم ۳/۳۷۶)

عورت نے بغیر محرم یا شوہر کے حج کرلیا تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی عورت محرم یا شوہر کے بغیر دور دراز سے سفر کر کے حج کو جائے اور حج کے تمام ارکان ومناسک ادا کرلے، تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا؛ لیکن اگر وہ جوان ہے تو نامحرم کے ساتھ سفر کرنے کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۲۹، ومثلہ فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۴۶۵، طحطاوی علی المراقی ۳۹۷، البحر العمیق ۱/۴۰۵، انوار مناسک ۱۷۸، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آ جائے؟

اگر سفر حج شروع ہونے سے پہلے وفات یا طلاق کی عدت شروع ہو جائے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کردے اور آئندہ حج کرے، (اور اگر عدت کے زمانہ میں سفر کر کے حج کرے گی تو حج ادا تو ہو جائے گا؛ لیکن گنہگار ہوگی)۔ (غنیۃ الناسک ۲۹، انوار مناسک ۱۸۱، حج وزیارت نمبر ۲۳۷)

سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟

اور اگر دورانِ سفر عدت کی صورت پیش آئی ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) اگر طلاقِ رجعی کی وجہ سے عدت ہوئی ہے اور شوہر اس کے ساتھ ہے تو اس پر لازم ہے کہ شوہر کے ساتھ ہی رہے، خواہ شوہر واپس وطن لوٹ آئے یا حج کے لئے جائے، اور شوہر کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ رجعت کرلے۔ **فان لزمتها فی السفر فان کانت طلاقاً رجعیاً تبعت زوجها رجع أو مضی، ولا یفارقها زوجها والأفضل أن یراجعها.** (غنیة الناسك ۲۹-۳۰)

(۲) اگر طلاقِ بائنہ یا شوہر کی وفات کی وجہ سے عدت واجب ہوئی ہے تو ہندوستان وغیرہ سے روانہ ہونے والی عورتوں کے لئے الگ الگ صورتوں کے الگ الگ احکام ہوں گے، جن میں سے چند صورتیں ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

الف: اگر وطن سے روانہ ہوگئی اور ایئرپورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے کم ہے، اسی درمیان عدت کی صورت پیش آ گئی (مثلاً شہر میرٹھ کی رہنے والی عورت جہاز پر سوار ہونے کے لئے دلی روانہ

ہوئی، اورراستہ میں یادلی پہنچ کراس کے شوہر کا انتقال ہوگیا یا اسے طلاقِ بائن ہوگئی) تو اس پر لازم ہے کہ وہ سفرحج ملتوی کردے اورعدت گذارے۔ **أو بـائـنـاً فإن كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة السفر تخير، أو إلى أحدها سفر دون الأخر تعين أن تصير إلى الأخر.** (غنية الناسك ۲۹)

ب: اوراگرایئرپورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے زائد ہے (مثلاً مرادآباد کی عورت دہلی سے سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئی، اوردہلی پہنچ کر عدت کی صورت پیش آئی) تو ایسی صورت میں اولیٰ یہی ہے کہ وہ حج کومؤخر کرکے وطن لوٹ آئے؛ تاہم اگرسفر جاری رکھے،تو بعض فقہی روایات سے اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ **وفي منسک الفارسي وان كان كل واحد من الطرفين سفراً، فان كانت في المفازة مضت ان شائت، او رجعت بمحرم او بغير محرم والرجوع اولىٰ.** (غنية الناسك ۳۰)

ج: اگرایئرپورٹ سے روانہ ہونے کے بعد یا سعودیہ پہنچنے کے بعد عدت واجب ہوئی اور وہاں عدت گذارنے کی کوئی صورت نہیں ہے، (یعنی وہاں جدہ وغیرہ میں کوئی ایسا رشتہ دار نہیں جس کے یہاں رہ کر وہ عدت کا زمانہ گذار سکے، یا مزید ویزا ملنے کا امکان نہیں ہے) تو چوں کہ قافلہ اور گروپ سے ہٹ کر عام طور پر کسی عورت کا تنہا قیام کرنا سخت مشکل ہے؛ اس لئے ایسی معتدہ عورت کو چاہئے کہ وہ ساتھیوں کے ساتھ رہ کر مناسک حج ادا کرے، اورعدت کی دیگر پابندیوں مثلاً قیام گاہ سے بےضرورت باہر نکلنے اورزیورات کا استعمال وغیرہ سے احتراز کرتی رہے۔ (غنية الناسك ۲۹-۳۰، درمختار مع الشامي زكريا ۳/٦٦٤، تاتارخانية زكريا ۳/٤٧٥-٤٧٦، بدائع الصنائع زكريا ۲/۳۰۱، فتح القدير ۲/٤٢٦، انوار مناسك ۱۸۳-۱۸۸)

محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حجِ فرض سے نہیں روک سکتا

اگرعورت پرحج فرض ہوچکا ہواوراس کے ساتھ جانے کے لئے کسی قابل اعتماد محرم کا انتظام بھی ہوتو شوہر اسے فرض سفرحج سے منع نہیں کرسکتا۔ (غنیۃ الناسک ۲۸، المحیط البرہانی ۳/۳۹۴، ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/۴۷۵، درمختار زکریا ۳/۴۶۵، تبیین الحقائق ۲/۲۴۳، البحرالرائق زکریا ۲/۵۵۲، فتح القدیر ۲/۴۲۸، انوارمناسک ۱۷۵)

شوہر کا عورت کو نامحرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا

اگر عورت نے نامحرم کے ساتھ فریضۂ حج کے سفر کا ارادہ کرلیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ تاہم ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ **وان لم يكن لها محرم فمحصرة فله منعها وتحليلها بالهدى.** (غنية الناسك ۳۱۰)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر سے روک دیا تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوادے اور احصار کی قربانی کا انتظار نہ کرے؛ تاہم اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۳۱۰-۳۱۵، البحر العمیق ۴/۲۱۰۸، انوار مناسک ۵۷۵)

عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کرایا پھر محرم مل گیا

محرم یا شوہر میسر نہ ہونے کی وجہ سے وسعت والی عورت نے حج بدل کرادیا تھا پھر بعد میں اسے سفر میں ساتھ جانے والا محرم دستیاب ہوگیا تو اس کا حج بدل نفلی ہوجائے گا اور اسے محرم کے ساتھ اپنا حج خود ادا کرنا لازم ہوگا، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کو حج بدل کے لئے اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سفر سے عاجز نہ ہوجائے؛ تاکہ یقینی طور پر اس کا حج بدل درست ہوجائے؛ البتہ اگر اس نے محرم نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا اور پھر مرتے دم تک اسے محرم میسر نہ آیا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہوجائے گا۔

(غنیۃ الناسک ۳۲۱، البحر العمیق ۴/۲۲۶۲، انوار مناسک ۵۵۹)

چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر

اگر کسی عورت پر حج فرض ہوچکا ہو؛ لیکن اس کی گود میں چھوٹا بچہ ہو جس کی نگہداشت کی بنا پر

وہ فوراً حج کرنے سے قاصر ہوتو بچہ کی رعایت میں اس کے لئے حج میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک ۱۲، اعلاء السنن بیروت ۱۰/۱۰، انوار مناسک ۱۵۹)

احرام باندھتے وقت ایام حیض میں ہونا

اگر عورت حج یا عمرہ کے سفر پر روانگی کے وقت ناپاکی کے ایام میں ہوتو غسل وصفائی کے بعد اسی حالت میں نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، اس کا احرام شروع ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، معلم الحجاج ۱۰۶، احکام حج ۳۴، ایضاح المناسک ۲۷، مسائل حج وعمرہ ۱۱۳، انوار مناسک ۱۹۱)

ناپاکی کے عالم میں حج کے مناسک ادا کرنا

اگر ۸/ ذی الحجہ کو مکہ معظّمہ سے منیٰ کے لئے روانگی کے وقت عورت ناپاکی میں ہوتو اسی حالت میں صفائی وغیرہ کر کے حج کا احرام باندھ لے (یعنی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے اور نفل نہ پڑھے) اور منیٰ چلی جائے، پھر وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ اور جمرات کی رمی سب ناپاکی کی حالت میں کرے، بس طوافِ زیارت (اور سعی) موقوف رکھے، اسے پاک ہونے کے بعد ادا کرے۔ (غنیۃ الناسک ۹۴-۹۵، انوار مناسک ۱۹۱، حج وزیارت نمبر ۲۳۷)

حائضہ عورت کا مکہ معظّمہ پہنچ کر پاکی سے قبل مدینہ منورہ کا نظام ہوتو کیا کرے؟

اگر عورت ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت حائضہ ہو اور اس کے قافلہ کا مکہ معظّمہ پہنچ کر دو دن کے بعد مدینہ منورہ جانا طے ہو، تو اس پر لازم ہے کہ میقات پر اسی حالت میں احرام باندھ لے اور مکہ معظّمہ پہنچ کر پاک ہونے تک مدینہ کا سفر مؤخر کرانے کی کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ملے تو اسی احرام کی حالت میں مدینہ منورہ چلی جائے، اور وہاں بھی مسلسل احرام میں رہے اور ممنوعاتِ احرام سے بچتی رہے، پھر پاک ہونے کے بعد واپس آ کر عمرہ کرے۔ **مستفاد:** ولا

يجب لتأخير طواف العمرة، ولا لتأخير سعيها، ولا لتأخير الحلق شيءٌ؛ لأن وقت العمرة واسع في جميع السنة. (البحر العميق ٤/٢٠٥٧٩)

نــــوٹ : اوراگر وہ میقات سے احرام کے بغیر آگے چلی جائے گی تو گنہگار ہوگی اوراس پر دم لازم ہوجائے گا، اور کسی میقات پر واپس جاکر عمرہ کا احرام باندھ کرآنا واجب ہوگا، پھر جب وہ مدینہ منورہ جاکر احرام باندھ کرآئے گی تو دم ساقط ہوجائے گا، اوراس پر بہرحال توبہ واستغفار ضروری ہوگا۔

آفاقي مسلم مكلف أراد دخول مكة ......، وجاوز آخر ميقاته غير محرم ثم أحرم أو لم يحرم أثم ولزمه دم وعليه العود إلى ميقاته الذي جاوزه أو إلى غيره أقرب أو أبعد الخ، وكذا إذا إن عاد من عامه ذلك فأحرم بغيره سقط عندنا. (غنية الناسك ٦٠)

عمرہ کا احرام باندھا لیکن حج تک پاک نہ ہوئی

اگر عورت نے حالت حیض میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھا؛ لیکن حج کا زمانہ آنے تک پاک نہ ہوسکی، تو اسے چاہئے کہ عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ لے اور حج کے بعد عمرہ ادا کرے اور پہلا احرام عمرہ کئے بغیر کھولنے پر ایک دم بھی دے۔ اب اگر اس نے اسی سفر میں حج کے مہینوں میں اس سے قبل کوئی اور عمرہ نہ کر رکھا ہو تو یہ حج افراد ہوجائے گا تمتع نہ رہے گا (اور اس پر دم شکر واجب نہ ہوگا) اور اگر پہلے اشہر حج میں عمرہ کرچکی ہے پھر دوسرے عمرہ میں مذکورہ صورت پیش آئی تو اس کا تمتع درست رہے گا اور اس پر دم شکر اور دمِ جنایت دونوں واجب ہوں گے۔ (مثلاً کوئی عورت ہندوستان سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ روانہ ہوئی اور اس نے پاکی کی حالت میں عمرہ کے ارکان ادا کئے اور حلال ہوگئی، پھر اس نے حج سے قبل مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور وہاں سے واپسی میں ذوالحلیفہ سے دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ لیا، مگر ناپاکی کی وجہ سے وہ عمرہ ادا نہ کرسکی اور اسے احرام کھول کر حج کا احرام باندھنا پڑا تو اس صورت میں اس پر دم تمتع اور دمِ جنایت دونوں لازم ہوں گے) (شامی بیروت ۳/۴۹۷، انوار مناسک ۳۰۲، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

قران کے احرام میں حج سے قبل عمرہ نہ کرسکی

اگر عورت نے میقات سے قران (حج وعمرہ دونوں) کا احرام باندھا مگر عذر کی وجہ سے حج

سے قبل عمرہ نہ کرسکی، تو اسی احرام سے حج کرلے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے اور وقت پر عمرہ نہ کرنے کی وجہ سے ایک دم بھی دے؛ لیکن اس کا یہ حج افراد ہوگا اور اس پر قران کا دمِ شکر لازم نہ ہوگا۔ (شامی بیروت ۳؍۴۹۷، غنیۃ الناسک ۲۰۵، انوار مناسک ۳۰۲، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

خواتین کو ہمدردانہ مشورہ

اگر حج کا زمانہ بالکل قریب ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل پاکی کے زمانہ میں عمرہ کے ارکان ادا نہ کرسکیں گے تو ایسی خواتین کو چاہئے کہ وہ عمرہ یا قران کا احرام باندھنے کے بجائے میقات سے حج افراد کا احرام باندھیں؛ تاکہ بعد میں کوئی تنگی پیش نہ آئے۔ اسی طرح اگر حج سے قبل مدینہ منورہ کا سفر ہو اور وہاں سے مکہ معظّمہ واپسی میں زمانۂ حج کے قرب کی وجہ سے یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل عمرہ ادا نہ کیا جاسکے گا تو بھی ذوالحلیفہ سے حج افراد کا احرام باندھ لیں، اور اسی احرام سے حج کے مناسک ادا کریں، اور عورتیں اپنے ایام کی تاریخوں کا اندازہ خود لگاسکتی ہیں۔

حیض روکنے کے لئے دوا کا استعمال

حیض کا خون خواتین کے لئے قدرت کے مقرر کردہ نظام کا حصہ ہے، اس لئے اس کے جاری ہونے سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے؛ بلکہ اپنی خواہش کے برعکس خدائی فیصلہ پر راضی رہنا چاہئے، اور ایامِ حیض میں جو احکامات شریعت نے بتائے ہیں، ان کی پاس داری کرنی چاہئے۔ اور دواؤں وغیرہ کا استعمال کرکے فطری نظام کو تبدیل نہیں کرنا چاہئے؛ تاہم اگر کوئی عورت پیشگی ایسی مجرب دوا استعمال کرلے جس سے خون کی آمد رک جائے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے، اب اس مانع حیض دوا کے استعمال سے کئی طرح کی صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے، اس لئے چند امکانی صورتوں کا حکم درج ذیل ہے:

(۱) دوا کا استعمال حیض شروع ہونے سے قبل کیا اور پھر ایامِ عادت میں بالکل حیض نہیں آیا، تو وہ عورت مسلسل پاک کہلائے گی، اور اس دوران اس کا طواف وغیرہ کرنا سب معتبر اور درست رہے گا۔

(۲) حیض شروع ہونے سے قبل دوا کھائی؛ لیکن عادت کے ایام میں حیض آنے لگا اور تین دن سے زیادہ مسلسل یا وقفہ وقفہ سے جاری رہا تو وہ عورت حسب قاعدہ ناپاک شمار ہوگی، اور اس دوران اگر اس نے طواف زیارت کیا ہے تو اونٹ کی قربانی لازم ہوگی، اور پاک ہونے کے بعد اگر طواف لوٹا لیا تو اونٹ کی قربانی ساقط ہوجائے گی۔

(۳) حیض شروع ہونے سے قبل دوا کھائی؛ لیکن ایامِ عادت میں تین دن سے کم خون مسلسل یا وقفہ وقفہ سے آکر رک گیا اور پھر پندرہ دن تک نہیں آیا تو یہ عورت پاک شمار ہوگی، اور اس کا طواف وغیرہ سب معتبر اور درست ہوگا۔

(۴) حیض شروع ہونے کے بعد تین دن سے پہلے دوا کھا کر حیض روک لیا؛ لیکن بعد میں دس دن کے اندر اندر پھر خون آ گیا تو وہ مسلسل ناپاک شمار ہوگی اور اس دوران اگر اس نے طواف کئے ہیں تو حسب قاعدہ جنایت لازم ہوگی۔ (تفصیل دیکھیں: حج و زیارت نمبر ندائے شاہی، مضمون: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی ۲۳۴-۲۳۵ وغیرہ)

نوٹ: اس بارے میں کوئی اور صورت پیش آئے تو معتبر علماء ومفتیان سے رابطہ کر کے ان کی ہدایت پر عمل کریں۔

عورتوں کے احرام کے لئے کوئی کپڑا مخصوص نہیں

عورت کے احرام میں اصل حکم یہ ہے کہ اس کے چہرے پر کوئی کپڑا وغیرہ نہ لگے، اس میں نہ کسی رنگ کی قید ہے نہ کسی خاص ہیئت کی، بہت سی عورتیں احرام میں سفید رنگ کے کپڑے پہننے ضروری سمجھتی ہیں، اسی طرح وہ خاص رومال جو سر کے بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے، اسی کو احرام کا نام دیتی ہیں، اور اسے کسی حال میں نہیں کھولتیں، تو یہ سب بے اصل باتیں ہیں ان کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں، عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہر طرح کے رنگ کا کپڑا پہننا درست ہے۔ اور وضو میں مسح کرتے وقت سر کا رومال ہٹا کر مسح کرنا ضروری ہے، اس رومال کے اوپر سے مسح درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: غنیۃ الناسک ۹۴، معلم الحجاج ۱۱۰، ایضاح المناسک ۴۷، مسائل حج وعمرہ ۱۱۴، انوار مناسک ۱۹۱)

احرام کی حالت میں چہرے پر ڈھاٹا باندھا

عورت کے لئے چہرے پر ڈھاٹا باندھنا حالت احرام میں بہر حال مکروہ ہے، اور اگر اس سے ۱۲؍ گھنٹے یا اس سے زیادہ چہرے کا چوتھائی حصہ ڈھکا رہا تو دم جنایت واجب ہوگا اور اس سے کم ڈھکا رہا تو صدقہ واجب ہے۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۴، ومثلہ فی الشامی زکریا ۳؍ ۴۹۷، اللباب ۱؍ ۱۶۸، انوار مناسک ۲۱۲)

احرام میں چہرے پر ماسک لگانا

آج کل جراثیم سے بچنے کے فیشن میں بحالتِ احرام چہرے پر ''ماسک'' لگانا عام ہوگیا ہے، تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یادرکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ''ماسک'' پہننا بلاشبہ ممنوع ہے، اور جزاء کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ''ماسک'' اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہے اور یہ ''ماسک'' مسلسل بارہ گھنٹے لگائے رکھا تو دم واجب ہے، اور اگر ''ماسک'' کی چوڑائی چوتھائی چہرے سے کم ہو یا اسے ۱۲؍ گھنٹے سے کم لگایا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا؛ اس لئے بہر حال احرام کی حالت میں ''ماسک'' نہیں لگانا چاہئے، اور یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہے۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۴، ہندیہ ۱؍ ۲۴۲، شامی زکریا ۳؍ ۴۹۸، تاتارخانیہ ۳؍ ۵۷۸، خانیۃ علی الہندیۃ ۱؍ ۲۸۹، بدائع الصنائع زکریا ۲؍ ۴۱۱، انوار مناسک ۲۱۲)

عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا

اگر عورت نے احرام کی حالت میں چہرے پر اس طرح نقاب ڈالا کہ نقاب کا کپڑا چہرے پر لگا رہا، تو ایک رات یا ایک دن اسی حال میں رہنے سے دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۵، شامی زکریا ۳؍ ۴۹۷، انوار مناسک ۲۱۳)

سفرِ حج میں غیر مردوں سے پردہ کیسے کریں؟

بہت سی جاہل عورتوں نے یہ بات پھیلا رکھی ہے کہ احرام اور سفرِ حج میں عورتوں پر پردہ نہیں ہے، اور یہ جاہلانہ سوچ اس قدر عام ہوچکی ہے کہ دورانِ حج نظر کا بچانا مشکل ہوتا جارہا ہے،

حالاں کہ جس طرح پردہ کا حکم عام حالات میں ہے اسی طرح حج میں بھی ہے؛ بلکہ حج میں تو اور زیادہ پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے؛ تاکہ یہ اہم ترین عبادت ذہنی انتشار اور معصیت سے محفوظ رہے۔ اور بہتر ہے کہ احرام کے وقت نقاب کے اندر ایک ہیٹ سر پر لگالیں؛ تاکہ نقاب کا کپڑا چہرے پر نہ لگے، اور پردہ بھی برقرار رہے، اور احرام کھلنے کے بعد اپنی قیام گاہوں یا خیموں میں رہتے ہوئے بھی پردہ کا اہتمام رکھنا لازم ہے، بالخصوص اجنبی مرد وعورت میں تنہائی کا موقع بالکل نہ آنے دیں کہ اس میں فتنہ ہی فتنہ ہے۔ (شامی بیروت ۳/۴۴۸، انوار مناسک ۱۹۰، حج وزیارت نمبر ۲۳۶)

مردوں کی بھیڑ میں عورتوں کا گھسنا حرام ہے

بعض نادان عورتوں کو حجر اسود کا بوسہ لینے، ملتزم پر کھڑے ہوکر دعا مانگنے یا مقام ابراہیم پر نفلیں پڑھنے کا ایسا جنون سوار ہوتا ہے کہ وہ بے محابا مردوں کے ہجوم میں گھس جاتی ہیں اور ہر چہار جانب سے دھکے کھاتی ہوئی اندر تک چلی جاتی ہیں اور اپنی اس حرکت کو بہت قابل فخر قرار دیتی ہیں، تو انہیں سمجھنا چاہئے کہ ان کا یہ عمل موجبِ ثواب نہیں؛ بلکہ سخت گناہ کا باعث ہے، شریعت میں عورتوں کا اجنبی مردوں کی بھیڑ میں اس طرح گھسنا قطعاً حرام ہے۔ حجرِ اسود کا بوسہ وغیرہ کا عمل اسی وقت موجب ثواب ہوسکتا ہے جب کہ اس کے حصول میں کسی گناہ کا ارتکاب لازم نہ آئے، اور گناہ کے ساتھ کئے گئے عمل میں کسی ثواب کی امید نہیں ہے، اس لئے خواتین کو بھیڑ سے بہرحال بچنا چاہئے، اور جس وقت بھیڑ کم ہو اسی وقت طواف کرنا چاہئے اور حجر اسود کا دور ہی سے استلام کرلیں اور مقامِ ابراہیم کی سیدھ میں پیچھے کی جانب جاکر نفل پڑھیں۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، انوار مناسک ۲۷۵)

عورت کا نماز باجماعت میں مرد کے دائیں بائیں یا سامنے کھڑا ہونا

اگر کوئی مرد کسی عورت کے دائیں بائیں یا پیچھے اس کی سیدھ میں نماز پڑھے اور وہاں درج ذیل شرائط پائی جائیں تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) وہ عورت مشتہاۃ ہو، یعنی ۹؍سال سے زیادہ عمر کی ہو خواہ بڑھیا ہو یا محرم، سب کا حکم یہی ہے۔

(۲) مرد کی پنڈلی، ٹخنا یا بدن کا کوئی بھی عضو عورت کے کسی عضو کے بالمقابل پڑ رہا ہو۔

(۳) یہ سامنا کم از کم ایک رکن (تین تسبیح پڑھنے کے بقدر) تک برقرار رہا ہو۔

(۴) یہ اشتراک مطلق نماز میں پایا جائے یعنی نماز جنازہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

(۵) مرد وعورت دونوں ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوں۔

(۶) مرد وعورت کے نماز پڑھنے کی جگہ سطح کے اعتبار سے برابر ہو، یعنی اگر سطح میں آدمی کے قد کے بقدر فرق ہو تو محاذات کا حکم نہ ہوگا۔

(۷) دونوں کے درمیان ایک آدمی کے کھڑے ہونے کے بقدر فاصلہ نہ ہو۔

(۸) مرد نے اپنے قریب آکر کھڑی ہونے والی عورت کو وہاں نہ کھڑے ہونے کا اشارہ نہ کیا ہو، اگر اشارہ کیا پھر بھی عورت برابر میں کھڑی رہی تو اب مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۹) اور امام نے مرد کے برابر میں کھڑی ہوئی عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو۔

(طحطاوی ۱۸۰-۱۸۱، کتاب المسائل ۱؍۳۶۷)

مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں؟

مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں تو مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہیں الگ الگ ہیں؛ اس لئے وہاں مرد وعورت میں اختلاط ومحاذات کا مسئلہ اب پیش نہیں آتا؛ لیکن مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں اگرچہ عورتوں کی نماز کی جگہیں الگ بنی ہوئیں ہیں؛ لیکن مطاف میں اور حج کی بھیڑ کے زمانہ میں وہاں اکثر مرد وعورت نماز پڑھتے ہوئے خلط ملط ہو جاتے ہیں؛ اس لئے اس معاملہ میں احتیاط کی ضرورت ہے، عورتوں کو چاہئے کہ ہمیشہ مردوں سے الگ ہو کر ہی نماز پڑھیں، اگر موقع نہ ہو تو جماعت چھوڑ دیں اور بعد میں اپنی نماز الگ پڑھ لیں، اور مردوں کو چاہئے کہ:

(۱) نماز کی نیت باندھنے سے پہلے دائیں بائیں اور سامنے دیکھ لیں کہ کوئی عورت تو نہیں کھڑی ہے اس کے بعد نیت باندھیں۔

(۲) اگر پہلے اطمینان کر کے نیت باندھ لی اور نماز کے درمیان کوئی بالغ عورت برابر میں آ کر کھڑی ہونے لگے تو اسے دورانِ نماز اشارہ سے روکنے کی کوشش کریں، اگر وہ اشارہ سے رک جائے تو فبہا، ورنہ اس اشارہ کرنے سے مرد کی ذمہ داری پوری ہو جائے گی، اب اگر وہ عورت برابر میں کھڑی ہو کر نماز پڑھنے بھی لگے پھر بھی مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ خود عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شامی زکریا ۲/۲۳۰، کتاب المسائل ۱/۳۶۸)

عورت کا احرام میں دستانے پہننا

عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہاتھ میں دستانے پہننا علماءِ حنفیہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک ۸۶، ومثلہ فی الشامی زکریا ۳/۴۹۹، البحر الرائق زکریا ۲/۵۶۸، انوار مناسک ۱۹۰)

عورت کا زیورات پہننا

عورت کو حالت احرام میں ہر طرح کے زیورات پہننا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، ومثلہ فی الدر المختار ۳/۵۵۱-۵۵۲، طحطاوی ۳۸۷، الدر المنتقی ۱/۴۲۱، انوار مناسک ۱۹۰)

ہتھیلی میں پتلی مہندی لگائی

مہندی خوشبو میں شامل ہے؛ لہٰذا اگر محرم عورت نے حالت احرام میں اپنی ہتھیلی پر مہندی لگائی تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۰، ومثلہ فی مناسک علی قاری ۳۲۲، ملتقی الابحر مع المجمع ۱/۴۳۱، تاتارخانیۃ زکریا ۳/۵۹۱، ہندیۃ ۱/۲۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۲/۴۱۹، انوار مناسک ۲۱۱)

گاڑھی مہندی لیپنا

اگر کسی عورت نے احرام کی حالت میں ایسی مہندی لگائی جو گاڑھی تھی جس سے سر (یا اس کا چوتھائی حصہ) ۱۲/ گھنٹے یا اس سے زائد ڈھکا رہا، تو اس پر خوشبو استعمال کرنے کی بنا پر ایک دم واجب ہوگا۔

(غنیۃ الناسک ۲۵۰، مناسک ملا علی قاری ۳۲۲، تاتارخانیۃ زکریا ۳/۵۹۱، مجمع الانہر ۱/۴۳۱، شامی زکریا ۳/۵۷۵، ہندیۃ ۱/۲۴۱)

احرام میں عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا منع نہیں

عورت حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا اور خفین وغیرہ پہن سکتی ہے اور اس پر سارا بدن چھپانا لازم ہے۔(بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۴۰۹،غنیۃ الناسک ۲۵۴،شامی زکریا ۳/ ۴۹۹، خانیۃ ۱/ ۲۸۶،انوار مناسک ۱۹۰، حج وزیارت نمبر ۲۳۶)

اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم

بحالتِ احرام بدن کی جوں مارنا یا انہیں بدن سے جدا کرنا ممنوع ہے، اگر دو تین جوں ماریں تو تھوڑا بہت جو چاہے مثلاً ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے، اور اگر تین سے زیادہ جوؤں کے ساتھ ایسا کیا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا۔(غنیۃ الناسک ۲۹۰،ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/ ۵۵۹،درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۶۰۸، فتح القدیر زکریا ۳/ ۸۵،معلم الحجاج ۲۵۶،انوار مناسک ۲۰۵)

دوسری عورت سے جوں پکڑوانا

اگر حالت احرام میں کسی عورت نے دوسری عورت سے کہا کہ میری جویں پکڑ کر ماردو یا اپنا کپڑا اتار کر دیا کہ اس میں جو جویں ہیں انہیں مار ڈالو اور اس دوسری عورت نے اس کی جویں ماردیں، تو محرمہ عورت پر جزا واجب ہوگی۔(غنیۃ الناسک ۲۹۰،ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/ ۵۵۹،ہندیۃ ۱/ ۲۵۵)

محرمہ عورت کا دوسری عورت کی جوں مارنا

اگر محرمہ عورت نے دوسری عورت کی جوں ماری یا زمین پر رینگتی ہوئی جوں ماری، تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔(غنیۃ الناسک ۲۹۰، تاتارخانیۃ ۳/ ۵۵۹، ہندیۃ ۱/ ۲۵۳،البحر الرائق کوئٹہ ۳/ ۳۴،مناسک ملا علی قاری ۳۲۸)

عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں

اور عورت تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھے کہ کوئی اجنبی نہ سن سکے۔(فتاویٰ سراجیۃ ۱۷۷،مناسک ملا علی قاری ۱۰۴،انوار مناسک ۵۸۱، حج وزیارت نمبر ۲۳۶)

عورتوں کے لئے کس وقت طواف بہتر ہے؟

عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ طواف کے لئے رات کے وقت (یا ایسے وقت جس میں بھیڑ کم ہو) کا انتخاب کریں۔ (غنیۃ الناسک ۱۲۲، مناسک ملاعلی قاری ۱۶۰)

عورت کے لئے رمل اور اضطباع کا حکم نہیں

طواف کے دوران عورت رمل (جھپٹ کر چلنا) نہیں کرے گی، اسی طرح اس کے لئے اضطباع (کندھ کھول کر چادر نکالنا) کا حکم بھی نہیں ہے؛ بلکہ وہ حسبِ معمول اپنے لباس میں ہی رہے گی۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، درمختار بیروت ۳/ ۴۸۹، انوار مناسک ۱-۳۷-۴-۳۷)

ایامِ حیض میں مسجد میں داخلہ اور طواف جائز نہیں

عورت ناپاکی کے ایام میں نہ تو مسجد میں داخل ہو نہ طواف کرے اور نہ قرآنِ کریم پڑھے؛ (البتہ حرم شریف کے باہر جو سفید پتھروں کا صحن ہے اس میں آمدورفت اور بیٹھنا اس کے لئے جائز ہے؛ کیوں کہ یہ حصہ خارجِ مسجد ہے) (درمختار بیروت ۱/ ۴۲۲، انوار مناسک ۴۵۷)

طواف کے دوران حیض آ گیا

اگر طواف کرتے ہوئے حیض شروع ہو جائے تو فوراً طواف موقوف کر دے اور پاک ہونے کے بعد اس طواف کی قضا کرے۔ (ایضاح المناسک ۱۲۱، انوار مناسک ۵۷۶، حج و زیارت نمبر ۲۳۷)

عورتیں سعی میں نہ دوڑیں

صفا و مروہ کی سعی کرتے ہوئے "میلین اخضرین" (وہ جگہ جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں) کے درمیان دوڑ کر چلنا مردوں کے لئے مسنون ہے؛ لیکن عورتیں اپنی حالت پر چلیں گی ان کے لئے دوڑنے کا حکم نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، درمختار بیروت ۳/ ۴۸۹، حج و زیارت نمبر ۲۳۷)

سعی کے دوران حیض آ گیا

اگر طواف پاکی کی حالت میں کیا؛ لیکن سعی کے دوران حیض آنے لگا تو سعی جاری رکھے، اور سعی کے چکر اسی حالت میں پورے کرلے یہ سعی معتبر ہے، اور اگر عمرہ کی سعی ہے تو اس کے بعد بال کاٹ کر احرام سے نکل جائے۔ (غنیۃ الناسک ۱۳۴، ایضاح المناسک ۱۳۵، انوار مناسک ۴۱۴، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا

اگر کوئی عورت بھیڑ کی وجہ سے واجب وقوفِ مزدلفہ ترک کردے اور صبح صادق سے قبل ہی مزدلفہ سے منیٰ چلی جائے، تو ایسے لوگوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ (تاہم اگر کوئی غیر معذور مرد عورت کے ساتھ کسی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک کردے تو اس پر حسبِ قاعدہ جزاء لازم ہوگی) (شرح معانی الآثار للطحاوی بیروت ۲/ ۲۹۱، مسند احمد ۱/ ۳۴۴، غنیۃ الناسک ۱۶۶، شامی زکریا ۳/ ۵۲۹، البحر الرائق ۲/ ۶۰۰، تاتارخانیۃ زکریا ۳/ ۳۲۰، مناسک ملا علی قاری ۲۱۹، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۳۲۲، انوار مناسک ۴۳۸)

عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے

حج وعمرہ کے ارکان پورے کرنے پر عورتوں کے لئے سر کے بالوں کو مونڈنا جائز نہیں ہے (بلکہ وہ صرف ایک انچ کے بقدر ہی قصر کرائیں گی) (غنیۃ الناسک ۱۷۳، انوار مناسک ۵۲۳)

عورت کے لئے بالوں کے قصر کا طریقہ

عورت کے لئے بال قصر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ چوٹی کے نیچے سے ملا کر بس ایک پورے کے بقدر بال کاٹ لے۔ (البحر العمیق ۳/ ۱۷۹۶، انوار مناسک ۵۲۳)

گنجی عورت کیا کرے؟

اگر کوئی عورت کسی وجہ سے گنجی ہوگئی ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ سر پر ویسے ہی قینچی

چلالے، یہ قینچی چلانا اس کے لئے قصر کے قائم مقام ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال ہو جائے گی۔(البحر العمیق ۳/ ۱۷۸۶)

عذر شرعی کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر

اگر شرعی عذر (مثلاً عورت حیض یا نفاس میں تھی) کی وجہ سے طوافِ زیارت میں ایام نحر سے تاخیر ہوئی تو کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔(غنیۃ الناسک ۱۷۸، ومثلہ فی الولوالجیۃ ۱/ ۲۹۱، مناسک علی قاری ۳۵۰، فتاویٰ سراجیۃ ۱۸۸، انوار مناسک ۳۵۷، حج وزیارت نمبر ۱۴۷)

حالتِ احرام میں شوہر سے دل لگی کرنا

اگر کسی عورت نے حالت احرام میں مقدمات جماع کو اختیار کیا، مثلاً شوہر سے مباشرتِ فاحشہ کی، بوسہ لیا، یا شہوت کے ساتھ چھولیا، تو ایسی صورتوں میں چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہر صورت اس پر دم واجب ہوگا؛ لیکن دواعیٔ جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا۔(مناسک ملا علی قاریؒ/ ۳۳۵، غنیۃ الناسک/ ۲۶۸، ہندیۃ ۱/ ۲۴۴، تاتارخانیۃ ۳/ ۵۸۲، البحر الرائق کوئٹہ ۳/ ۱۴-۱۵، انوار مناسک ۲۰۷)

طوافِ زیارت کے بغیر حاجی کے لئے ازدواجی تعلق حلال نہیں

حاجی مرد ہو یا عورت جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے اس وقت تک اس سے جماع اور دواعی جماع (بوس وکنار وغیرہ) کی پابندیاں ختم نہ ہوں گی۔(دار قطنی دار الایمان ۲/ ۲۴۳، حدیث: ۲۶۶۲، غنیۃ الناسک ۱۷۷، وانظر: درمختار ۳/ ۵۴۶)

وقوفِ عرفہ کے بعد حلق وطوافِ زیارت سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے اول جماع کی وجہ سے بدنہ واجب ہوتا ہے، اور پھر بعد میں جتنے جماع ہوں گے، تو ہر جماع پر ایک بکری لازم ہوتی رہے گی، خواہ کتنا ہی عرصہ گذر جائے۔ (غنیة الناسك ۲۷۱، مناسك ملاعلی قاریؒ ۳۳۹، هندية ۱/ ۲٤٥، البحر العميق ۲/ ۸۸۰، البحر الرائق كوئٹه ۳/ ١٦)

نوٹ: البتہ اگر پہلی مرتبہ جماع کے بعد دوسرے جماع سے احرام سے باہر آنے کی نیت کرلی ہوتو گوکہ یہ نیت باطل ہے، مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے کسی جماع سے مزید کوئی دم واجب نہ ہوگا؛ تاہم اس حالت میں جماع کرنے سے گنہگار ضرور ہوں گے۔ (غنية الناسك ٢٦٩)

حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟

اگر کسی مرد یا عورت نے وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد حلق یا قصر کر کے احرام کھول دیا، اس کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کا صدور ہوا تو ایسی صورت میں راجح قول کے مطابق بدنہ واجب نہیں ہوگا؛ بلکہ ہر جماع پر ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ (البحرالرائق کراچی ۱۶/۳) **وبعد الحلق قبل الطواف شاة لخفة الجناية**. (درمختار زكريا ٥٩٤/٣، البحر العميق ٨٨١/٢، هندية ٢٤٥/١، فتح القدير ٤٧/٣)

نوٹ: اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ طوافِ زیارت سے پہلے اول جماع پر بہرحال بدنہ واجب ہوگا، خواہ حلق سے پہلے ہو یا بعد میں؛ لہٰذا احتیاط لازم ہے۔ (البحرالرائق کراچی ۱۷/۳)

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت بھی کرلیا اس کے بعد حلق یا قصر کرانے سے قبل جماع کیا تو جنایت میں ایک دم (بکرا/ بکری) واجب ہوگا۔ (مناسك ملا علی قاریؒ ٣٤٠، شامي زكريا ٥٩٥/٣، هندية ٢٤٥/١، تبيين الحقائق ٣٦٧/٢)

حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ، حلق اور طوافِ زیارت سب ارکان ادا کر لئے؛ لیکن ابھی حج کی سعی نہیں کی تھی کہ اسی دوران جماع کا صدور ہو گیا، تو اس پر کوئی جنایت لازم نہیں؛ کیوں کہ حلق اور طوافِ زیارت کی ادائیگی کے بعد احرام کے سب احکامات ختم ہو چکے ہیں۔ (مناسك ملا علی قاریؒ ٣٤٠، غنية الناسك ٢٧٠)

حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کے احکام

اگرطوافِ زیارت کے اکثر چکر بحالت جنابت یا بحالت حیض ونفاس کئے، تو بطور جزا بدنہ (ایک اونٹ یا گائے کی قربانی) لازم ہوگا۔ (تاہم یہ طواف شرعاً معتبر ہوجائے گا اور اس کو پاکی کی حالت میں لوٹانا ضروری ہوگا، اگر کفارہ دینے سے پہلے لوٹالیا تو بدنہ ساقط ہوجائے گا) (غنیۃ الناسک ۲۷۲، مناسک ملاعلی قاری ۳۴۴، ہندیۃ ۲۴۵/۱، کنز مع البحر الرائق کوئٹہ ۱۸/۳، البحر العمیق ۱۱۲۱/۲، درمختار زکریا ۵۸۱/۳-۵۸۲، انوارمناسک ۳۵۴)

حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالتِ ناپاکی طوافِ زیارت کرنا

اگر کوئی عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت نہ کرسکی اور حج کے فوراً بعد اس کی قافلہ کے ساتھ وطن واپسی کی تاریخ مقرر ہے، اور مزید رکنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اگر وہ اسی حالت میں پیمپر باندھ کر طوافِ زیارت کرلے، تو اس کا طوافِ فرض ادا ہوجائے گا، اور ازدواجی تعلق اس کے لئے حلال ہوگا؛ لیکن بحالتِ ناپاکی طوافِ زیارت کرنے کی وجہ سے اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی حدودِ حرم میں کرنی لازم ہوگی۔ (تاہم اگر وہ قربانی سے قبل کبھی بھی اس طواف کو دہرالے گی تو قربانی اس سے ساقط ہوجائے گی)

ولو طاف للزيارة جنباً او حائضاً او نفساء كلها واكثره ويقع معتداً به في حق التحلل ويصير عاصياً فان اعاده سقطت عنه البدنة. (غنية الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری ۳٤٤، هندية ۲٤٥/۱، كنز مع البحر الرائق كوئٹه ۱۸/۳، البحر العميق ۱۱۲۱/۲، درمختار زكريا ۵۸۱/۳-۵۸۲)

عمر بھر طوافِ زیارت نہ کرسکی؟

اگر کوئی عورت طوافِ زیارت کئے بغیر وطن واپس ہوگئی اور موت تک اسے طوافِ زیارت کا موقع نہ ملا تو اس پر مرتے وقت ایک اونٹ کی قربانی کی وصیت لازم ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ۵۳۹/۴)

ناپاکی کے عذر سے عورت پر طوافِ وداع نہیں

اگر مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت عورت ایام سے ہو اور مزید رکنے کی گنجائش نہ ہو تو اس کے

لئے طوافِ وداع کا حکم نہیں ہے۔ (شامی بیروت ۳/ ۴۸۹، انوار مناسک ۶۱۴)

ناپاکی کی حالت میں طوافِ وداع کا حکم

اگر طوافِ وداع کا اکثر حصہ بحالت ناپاکی کیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے، اور پاک ہو کر اس کو لوٹانا ضروری ہے، اگر لوٹا لے گی تو قربانی ساقط ہو جائے گی۔ (غنیۃ الناسک ۲۷۵، مناسک ملا علی قاری ۳۵۱، ہندیہ ۱/ ۲۴۶، البحر الرائق کوئٹہ ۳/ ۲۱، درمختار زکریا ۳/ ۵۸۱، انوار مناسک ۶۱۴)

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا بلا کراہت درست ہے۔ (سنن النسائی حدیث: ۲۶۳۹، انوار مناسک ۵۴۵)

مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا

مرد کی طرف سے عورت کو حج بدل کرنا جائز مگر مکروہ ہے؛ اس لئے کہ عورت کے حج میں بہت سی سنتیں مثلاً رمل، اضطباع وغیرہ نہیں ہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ مرد سے حج بدل کرایا جائے۔ (البحر العمیق ۴/ ۲۲۶۸، شامی بیروت ۴/ ۲۱، انوار مناسک ۵۵۳)

حرم شریف میں عورتوں کا نماز جنازہ میں شرکت کرنا

حرم شریف میں اکثر نمازوں کے بعد جنازے کی نماز ہوتی ہے، تو اس میں وہاں موجود عورتوں کو بھی شرکت کرنی چاہئے، ان کے لئے وہاں جنازہ کی نماز میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر نماز جنازہ کا طریقہ نہ آتا ہو تو جان کار مردوں یا خواتین سے سیکھ لینا چاہئے، اور جو بھی دعا یاد ہو وہ جنازہ میں پڑھ لیں۔ اور اگر بالفرض کوئی دعا نہ بھی یاد ہو تو صرف امام کے ساتھ چار تکبیرات کہنے سے بھی نماز جنازہ درست ہو جاتی ہے۔ **فان صلاتها تصح وان لم يصح الاقتداء بها.** (شامی بیروت ۳/ ۹۸)

❐❖❐

كتاب العمرة

(عمرہ کے منتخب مسائل)

عمرہ کے مسائل

عمرہ کے لغوی معنی

عربی زبان میں ''عمرہ'' کا لفظ کسی آباد جگہ جاکر کسی کام کرنے کے ارادہ کے معنی میں آتا ہے۔

العمرة اسم من الاعتمار و اصلها القصد الى مكان عامر. (البحر العميق ٤/ ٢٠٠٩)

عمرہ کی شرعی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں عمرہ کا اطلاق خاص افعال (طواف وسعی) کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت پر ہوتا ہے۔ **وهى فى الشرع زيارة مخصوصة بالبيت بافعال مخصوصة.** (البحر العميق ٤/ ٢٠١٠)

عمرہ کی شرعی حیثیت

عمرہ اپنی اصل کے اعتبار سے صاحبِ استطاعت شخص کے لئے زندگی میں ایک مرتبہ سنتِ مؤکدہ ہے۔ (واجب یا فرض نہیں ہے) اکثر علماء کی رائے یہی ہے۔ **وهى فى العمر مرة سنة مؤكدة لمن استطاع هو المذهب.** (غنية الناسك ١٩٦، ومثله فى البحر العميق ٤/ ٢٠١٥)

عمرہ کی فضیلت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے''۔ (بخاری شریف حدیث: ۱۷۷۳، الترغیب والترہیب مکمل ۲۵۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ: ''حج وعمرہ بوڑھے کمزور اور عورت کے حق میں جہاد کے درجہ میں ہے''۔ (یعنی ان لوگوں کو حج وعمرہ کرنے سے جہاد کا ثواب ملتا ہے) (رواہ النسائی، الترہیب والترہیب مکمل ۲۵۸)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''پے در پے حج اور عمرہ کیا کرو؛ اس لئے کہ یہ

دونوں نیک اعمال فقر وفاقہ اور گناہوں کو اس طرح مٹادیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے کھوٹ کو ختم کردیتی ہے''۔(ترمذی شریف حدیث:۸۱۰، ابن ماجۃ حدیث :۲۸۸۷، الترغیب والترہیب مکمل ۲۵۹)

رمضان المبارک کے عمرہ کا ثواب

بالخصوص رمضان المبارک میں عمرہ کا بہت ثواب ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ: ''رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا ثواب میرے ساتھ حج کے ثواب کے برابر ہے''۔(ابوداؤد شریف حدیث: ۱۹۹۰، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۴)

روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آکر شکایت کی کہ (میرے شوہر) ابوطلحہ اوران کے بیٹے خود حج کو چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ: ''ام سلیم! رمضان کا عمرہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے''۔(صحیح ابن حبان حدیث :۳۶۹۱، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۴)

عمرہ کے بہت سے مسائل حج کے ساتھ مشترک ہیں، مثلاً احرام کی پابندیاں، یا طواف وسعی کا طریقہ وغیرہ؛ تاہم چند منتخب ضروری مسائل بطور یاددہانی ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

عمرہ کے ارکان وشرائط

(۱) عمرہ کی ادائیگی کے لئے اولاً احرام شرط ہے۔ **اما الاحرام فقال بعض اصحابنا هو ركن في العمرة. قال الكرماني: والاصح انه ليس بركن؛ بل هو شرط لصحة ادائها.** (البحر العميق ٤/ ٢٠٢١)

(۲) اور عمرہ کا رکن اعظم بیت اللہ شریف کا طواف ہے، اور اس طواف میں کم از کم ۴ر چکر فرض ہیں۔(بقیہ واجب ہیں) **أما ركنها فشيء واحد وهو الطواف الخ والركن فيه اربعة اشواط كما تقدم في الطواف.** (البحر العميق /٢٠٢١)

(۳) اور بعض فقہاء نے صفا ومروہ کے درمیان سعی کو بھی عمرہ کا رکن قرار دیا ہے؛ لیکن اکثر فقہاء کے نزدیک یہ سعی فرض نہیں؛ بلکہ واجب ہے۔ **فالاحرام شرط ومعظم الطواف ركن وغيرهما واجب هو المختار.** (درمختار زكريا ٣/٤٧٦) **وأشار بقوله: ''هو المختار''**

إلـى ما فى التحفة: حيث جعل السعى ركناً كالطواف، قال فى شرح اللباب وهو غير مشهور فى المذهب. (شامى زكريا ٣/٦ ٤٧، البحر العميق ٤/ ٢٠٢٢)

عمرہ کا وقت

عمرہ کے لئے سال کا کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے؛ بلکہ پورے سال جب چاہیں عمرہ ادا کرسکتے ہیں۔(بس حج کے ۵؍ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے) **ان وقت العمرة يتسع فى جميع السنة.** (البحر العميق ٤/ ٢٠٢٥، ومثله فى غنية الناسك ١٩٧)

عمرہ کے واجبات

عمرہ میں آٹھ چیزیں واجب ہیں:

(۱) میقات سے احرام باندھنا۔

(۲) طواف کے چار چکروں کے بعد مزید تین چکر کر کے طواف پورا کرنا (یعنی طوافِ عمرہ میں اول چار چکر فرض ہیں اور آخری تین چکر واجب ہیں)

(۳) باوضو طواف کرنا۔

(۴) طواف پیدل کرنا (الا یہ کہ کوئی عذر ہو)

(۵) طواف کے بعد دو رکعت واجب الطّواف نماز پڑھنا۔

(۶) صفا ومروہ کی سعی (اور بعض فقہاء نے سعی کو رکن قرار دیا ہے، مگر وہ قول مرجوح ہے)

(۷) سعی پیدل کرنا۔

(۸) طواف وسعی کے بعد حلق یا قصر کرنا۔

أما واجباتها ثمانية أشياء: الاحرام من الميقات والسعى بين الصفا والمروة والحلق او التقصير والمشى فى الطواف والمشى فى السعى وركعتا الطواف والطهارة للطواف وزيادة على اربعة أشواط من طوافها وجعله صاحب

التحفة السعی فی العمرة رکناً کما قدمناه عنه. (البحر العمیق ۲۰۵۶/٤)

عمرہ کی سنتیں

عمرہ کی سنتیں وہی ہیں جو حج کے ضمن میں مذکور ہوئیں؛ البتہ عمرہ کرنے والے کے لئے ایک سنت ہے کہ طواف شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کردے۔ **واما سننها فما ذكرنا في الحج غير انه اذا استلم الحجر الاسود يقطع التلبية عند اول شوط من الطواف عند عامة العلماء.** (غنیة الناسك ۱۹۷، بدائع الصنائع زکریا ۴۸۰/۲، درمختار مع الشامی زکریا ۵٦۳/۳، البحر الرائق ٦۳۷/۲)

تنبیہ: بہت سے لوگ طواف عمرہ کے دوران تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، حالاں کہ یہ طریقہ خلافِ سنت ہے۔

حج اور عمرہ کے احکام میں فرق

عمرہ میں اور حج میں احرام وغیرہ کی پابندیاں یکساں ہوتی ہیں؛ لیکن بنیادی طور پر چند امور میں عمرہ کا حکم حج سے مختلف ہے، جنہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

(۱) عمرہ فرض نہیں ہے، جب کہ حج شرائط پائے جانے پر فرض ہوتا ہے۔

(۲) عمرہ کا کوئی وقت متعین نہیں جب کہ حج کا وقت متعین ہے۔

(۳) عمرہ کبھی فوت نہیں ہوتا، جب کہ حج وقت گذرنے پر فوت ہوجاتا ہے۔

(۴) عمرہ میں وقوفِ عرفات، مزدلفہ، منی، رمی جمرات کسی بات کا حکم نہیں ہے، جب کہ حج میں یہ سب چیزیں مناسک میں داخل ہیں۔

(۵) عمرہ میں طواف قدوم نہیں ہوتا؛ بلکہ مکہ معظّمہ پہنچتے ہی عمرہ کا طواف کیا جاتا ہے، جب کہ حج میں طواف قدوم ہوتا ہے۔

(۶) عمرہ سے فراغت کے بعد مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت طواف وداع کا حکم نہیں ہے، جب کہ حج میں طوافِ وداع واجب ہوتا ہے۔

(۷) عمرہ اگر فاسد ہو جائے تو بدنہ واجب نہیں ہوتا، جب کہ حج میں بعض صورتوں میں بدنہ کی قربانی ضروری ہوتی ہے۔

(۸) اگر عمرہ کا طواف بحالت جنابت کیا تو صرف بکری کی قربانی واجب ہوتی ہے، جب کہ حج میں طوافِ زیارت اگر جنابت کی حالت میں کیا تو بدنہ واجب ہوتا ہے۔

(۹) عمرہ کی میقات ''حل'' ہے، جب کہ اہل مکہ کے لئے حج کی میقات ''حرم'' کو قرار دیا گیا ہے۔

(۱۰) عمرہ کا طواف شروع کرتے ہی تلبیہ کا ورد بند کر دیا جائے گا، جب کہ حج میں تلبیہ رمی جمرۂ عقبہ تک جاری رہتا ہے۔

(۱۱) عمرہ میں جنایت کی صورت میں صدقہ کسی صورت میں کافی نہیں ہوتا؛ بلکہ حسب ضابطہ بکری کی قربانی لازم ہوتی ہے۔ (والتفصیل فی مناسک ملاعلی قاریؒ ۴۶۴-۴۶۵)

کن ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے؟

سال میں پانچ دن (۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳/ ذی الحجہ) میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ **لٰکنه يكره أداؤها في خمسة أيام: يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق سواء أهل بهابعرفة قبل الزوال أو بعده.** (البحر العميق ٤/ ٢٠٢٥) **ولكن يكره تحريماً انشائها بالإحرام في خمسة أيام الخ.** (غنية الناسك ١٩٧)

پہلے باندھے گئے احرام سے ایامِ مکروہہ میں عمرہ کرنا

اگر یومِ عرفہ سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا جس کی ادائیگی ایامِ مکروہہ میں کی تو یہ مکروہ

نہیں ہے، مثلاً جس قارن یا متمتع کا حج فوت ہوگیا تو وہ عمرہ کرکے حلال ہوگا، تو اس کے لئے ان ایام میں عمرہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔ **أما إذا أداها بـاحـرام سابق كما إذا كان قارناً ففاته الحج وأدى العمرة في هٰذه الأيام لا يكره.** (البحر العميق ٤/٢٠٢٦)

مکروہ ایام میں عمرہ کا احرام باندھ لیا؟

(۱) اگر کسی شخص نے ایام مکروہہ میں عمرہ کا احرام باندھا تو اس پر لازم ہے کہ وہ احرام کھول دے۔ (اور رفض احرام کی وجہ سے ایک دم دے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے)۔ **رجـل اهـل بـعـمرة في ايام التشريق فانه يؤمر بان يرفضها.** (البحر العميق ٤/٢٠٢٧) **فاذا رفضها يلزمه دم للرفض وعمرة مكانها لصحة الشروع.** (البحر العميق ٤/٢٠٢٨)

(۲) اگر احرام نہیں کھولا اور نہ ہی ارکانِ عمرہ ادا کئے؛ بلکہ ویسے ہی احرام کی حالت میں رہا تا آنکہ ایامِ مکروہہ گذر گئے پھر اس نے ارکان ادا کئے تو اس کا عمرہ درست ہو جائے گا اور اس پر کوئی دم واجب نہ ہوگا۔ **وان لـم يـرفـض ولـم يطف حتى مضت ايام التشريق ثم طاف لها اجزأه ولا دم عليه.** (البحر العميق ٤/٢٠٢٧، غنية الناسك ١٩٧)

(۳) اگر کوئی شخص ایامِ مکروہہ میں احرام باندھ کر عمرہ کرلے تو کراہت کے ساتھ اس کا عمرہ معتبر ہوتا ہے؛ لیکن اس پر جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔ **فـإن مـضـى فيها أجزأه لأنه أداها كما التزم وعليه دم لارتكاب النهي.** (غنية الناسك ١٩٧)

اہل مکہ کا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا

جو اہل مکہ (واہل حل) اس سال حج کا ارادہ نہ رکھتے ہوں ان کے لئے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے؛ لیکن جو مکی حضرات حج کا قصد رکھتے ہوں ان کے لئے شوال سے ایام حج تک عمرہ کرنا مکروہ ہے (کیوں کہ ان کے لئے تمتع کی اجازت نہیں ہے) **يـزاد**

علی الأيام الخمسة ما في اللباب وغيره من كراهة فعلها في أشهر الحج لأهل مكة ومن بمعناهم إلى من المقيمين ومن في داخل المواقيت لأن الغالب عليهم أن يحجو في سنتهم فيكونوا متمتعين وهم عن التمتع ممنوعون وإلا فلا منع للمكي عن العمرة المنفردة في أشهر الحج إذا لم يحج في تلك السنة. (شامی زکریا ۴۷۷/۳)

مکی شخص کے لئے عمرہ کا احرام کہاں سے باندھنا افضل ہے؟

مکہ مکرمہ میں مقیم شخص اگر عمرہ کرنا چاہے تو حدودِ حرم سے باہر حل کے کسی بھی مقام سے عمرہ کا احرام باندھ سکتا ہے؛ لیکن تنعیم یعنی مسجد عائشہؓ سے احرام باندھنا افضل ہے۔ **وافضل جهات الحل للاحرام بالعمرة التنعيم لامره ﷺ بالاحرام منه.** (البحر العمیق ۲۰۳۱/۴)

عمرہ کو فاسد کرنے والا عمل

طوافِ عمرہ (کے چار چکروں) سے پہلے عورت سے جماع کرنا عمرہ کو فاسد کر دیتا ہے۔ **ويفسدها الجماع في أحد السبيلين قبل أكثر طوافها.** (غنية الناسك ۱۹۷، ومثله فی البحر العمیق ۲۰۵۴/۴)

عمرہ فاسد ہو جائے تو کیا کرے؟

اگر عمرہ فاسد ہو جائے تو مابقیہ ارکان حسب دستور کرنے ضروری ہیں اور بعد میں عمرہ کی قضا کرنی لازم ہے، اور فساد کی وجہ سے بکری کی قربانی بھی واجب ہے (عمرہ میں بدنہ کسی صورت میں لازم نہیں ہوتا) **وإذا فسدت عمرته يمضي فيها كما يمضي في الحج وعليه قضائها وشاة لأجل الفساد لابدنة.** (البحر العمیق ۲۰۵۴/۴)

طواف کے چار چکروں کے بعد جماع

اگر طوافِ عمرہ کے چار چکر کر لینے کے بعد جماع کا صدور ہوا تو عمرہ فاسد نہ ہوگا؛ لیکن بحالت احرام جماع کی وجہ سے دم جنایت لازم ہے۔ **ولو جامع بعد ما طاف لها اربعة اشواط ...... لا تفسد عمرته لان الجماع حصل بعد اداء الركن وعليه دم لحصول الجماع فی الاحرام.** (البحر العمیق ۲۰۵٤/٤، ومثله فی غنية الناسك ۱۹۷)

طواف کے بعد سعی سے قبل جماع

اگر عمرہ کرنے والے شخص نے طواف کے بعد سعی سے قبل جماع کیا تو اس کا عمرہ فاسد نہیں ہوا؛ لیکن احرام کی حالت میں جماع کی وجہ سے دم جنایت لازم ہے۔ **ولو جامع بعد ما طاف لها أربعة أشواط أو بعد الطواف كله قبل السعی ......، لا تفسد عمرته.**

(البحر العمیق ۲۰۵٤/٤)

طواف وسعی کے بعد حلق سے پہلے جماع

اگر طواف وسعی کے بعد حلق یا قصر کرانے سے پہلے عمرہ کرنے والے شخص سے جماع کا صدور ہو جائے تو اس سے عمرہ فاسد نہیں ہوتا؛ البتہ دم جنایت حسب قواعد لازم ہے۔ **ولو جامع بعدما طاف لها أربعة أشواط ...... أو بعد الطواف والسعی قبل الحلق لا تفسد عمرته الخ.** (البحر العمیق ۲۰۵٤/٤)

احرام کے بعد عمرہ کی ادائیگی میں تاخیر

احرام باندھنے کے بعد اگر عمرہ کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہیں (تاہم بلا وجہ تاخیر نہیں کرنی چاہئے) **ولا يجب لتاخير طواف العمرة ...... شیء.**

(البحر العمیق ۲۰۵۷/٤)

بغیر طواف کے سعی معتبر نہیں

عمرہ کی سعی اسی وقت معتبر اور صحیح ہوگی جب کہ سعی سے قبل طواف کرلیا گیا ہو۔ **وتقديم طوافها على السعي شرط لصحة السعي.** (غنية الناسك ١٩٧)

طواف کے بعد سعی میں تاخیر

اگر عمرہ کے بعد سعی کی ادائیگی میں تاخیر کی مثلاً آج طواف کرلیا اور پھر احرام کی حالت میں رہا اور کئی دن کے بعد سعی کی تو گوکہ بلاعذر ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہیں آتی۔ **ولا يجب لتاخير طواف العمرة ولا لتاخير سعيها ولا لتاخير الحلق شيء؛ لأن وقت العمرة واسع في جميع السنة.** (البحر العميق ٤/٢٠٥٧)

طواف وسعی کے بعد حلق میں تاخیر

اگر عمرہ کرنے والا شخص طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد تاخیر سے حلق یا قصر کرائے تو اس پر بھی کوئی جنایت لازم نہیں ہے۔ **ولا يجب لتاخير العمرة ......، ولا لتاخير الحلق شيء.** (البحر العميق ٤/٢٠٥٧)

عمرہ میں تلبیہ کب تک پڑھا جائے گا؟

عمرہ میں احرام باندھنے کے وقت سے تلبیہ شروع ہوگا اور طواف شروع کرتے ہی تلبیہ موقوف کردیا جائے گا۔ **ويقطع التلبية حين يشرع في الطواف.** (البحر العميق ٤/٢٠٥٨)

بار بار عمرہ کرنا

عمرہ ایک مستقل عبادت ہے؛ لہٰذا سال میں بار بار عمرہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ یہ سعادت کی بات ہے۔ **ويستحب الاكثار من العمرة ...... ولا بأس بأن يعتمر في السنة مراراً.** (البحر العميق ٤/٢٠٦٠-٢٠٦١)

عمرہ میں طوافِ قدوم یا طوافِ وداع نہیں ہے

عمرہ کے افعال میں صرف ایک ہی طواف داخل ہے، اس کے علاوہ طوافِ قدوم یا طوافِ وداع (جیسا کہ حج میں ہوتا ہے) کا حکم عمرہ میں نہیں ہے۔ **ولیس لھا طواف القدوم ولا بعدھا طواف الصدر.** (غنیۃ الناسک ۱۹۷)

نوٹ: مطلب یہ ہے کہ اگر عمرہ کرنے والا شخص مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت طواف کرے تو اس کا تعلق عمرہ کے افعال سے نہ ہوگا؛ بلکہ یہ مستقل عمل ہوگا۔ (مرتب)

جنایاتِ طوافِ عمرہ

○ عمرہ کے طواف کا اگر ایک چکر بھی بحالت جنابت کیا یا بے وضو کیا یا کوئی چکر چھوڑ دیا تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا؛ لیکن اگر پاک ہوکر اعادہ کرلے یا چھوٹے ہوئے چکر کی تکمیل کرلے تو دم ساقط ہوجائے گا۔ **ولو طاف للعمرة کله او اکثره او اقله ولو شوطاً جنباً او حائضاً او نفساء او محدثاً فعلیه – الی قوله – ولذا لو ترک الاقل منه ولو شوطاً لزمه دم ولو اعاده سقط عنه الدم.** (غنیۃ الناسک ۲۷۶، مناسک ملا علی قاری ۳۵۳، ھندیۃ ۲۴۷/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۲۲/۳)

○ عمرہ کا طواف بہرحال لازم ہے؛ لہٰذا اس کو چھوڑنے کا کوئی بدل نہیں ہوسکتا۔ **فعلیه ان یطوفه اصلاً ولا یجزئ عنه البدل اصلاً.** (غنیۃ الناسک ۲۷۶، مناسک ملا علی قاری ۳۵۳)

○ حج قران کرنے والا شخص اگر عمرہ کا طواف بے وضو کرے تو اس کے اعادہ کا وقت یوم النحر کی صبح صادق تک ہے، اگر اس وقت تک اعادہ نہیں کیا تو اب دم لازم ہے، اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔ **ولو طاف القارن طوافین للعمرة والقدوم محدثاً اعاد طواف العمرة قبل یوم النحر ولا شیء علیه، وان لم یعد حتی طلع فجر یوم النحر لزمه دم.** (غنیۃ الناسک ۲۷۶، مناسک ملا علی قاری ۳۵۳، ھندیۃ ۲۴۶/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۲۲/۳)

○ اگر عمرہ کا طواف بے وضو کیا پھر سعی کر لی اور بغیر طواف لوٹائے وطن واپس ہو گیا تو اس پر دم لازم ہے، اور سعی کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر طواف کا اعادہ کیا؛ لیکن سعی نہیں لوٹائی تو بھی کوئی چیز لازم نہیں۔ **ولو طاف للعمرة محدثاً وسعی بعده فعليه دم ان لم يعد الطواف ورجع الی اهله وليس عليه شیء بترک اعادة السعی، وكذا لو اعاد الطواف ولم يعد الطواف لا شیء عليه.** (غنية الناسك ٢٧٦-٢٧٧، مناسك ملا علی قاری ٣٥٣، هندية ٢٤٧/١، البحر الرائق كوئٹه ٢٢/٣)

○ اگر بحالتِ جنابت عمرہ کا طواف کیا پھر سعی کر لی تو طواف کے ساتھ سعی کا اعادہ بھی لازم ہوگا، اگر سعی کا اعادہ نہیں کیا تو دم واجب ہوگا۔ **وفی الجناية ای فبطوافه جنباً ان لم يعد السعی فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٧٧، مناسك ملا علی قاری ٣٥٣)

❒❖❒

حج کی رہنمائی

(آیئے! حج کریں؟)

آیئے! حج کریں؟

گذشتہ صفحات میں بحمدہ تعالیٰ حج کے ارکان ومناسک سے متعلق مفصل مسائل درج کئے جاچکے ہیں، اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اجمال واختصار کے ساتھ حج کا طریقہ لکھ دیا جائے؛ تاکہ حجاج کے لئے سہولت ہو اور یاد رکھنا آسان ہو، البتہ ہر موضوع پر تفصیلات جاننے کے لئے متعلقہ باب کا مطالعہ کرلیا جائے، چوں کہ متعلقہ ابواب میں حوالہ کی عبارتیں درج کی جاچکی ہیں، اس لئے یہاں حوالوں کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔ (مرتب)

احرام کہاں سے باندھیں؟

- اگر سیدھے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو جہاز میں سوار ہونے سے پہلے ایئرپورٹ پر احرام باندھیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کردیں۔ اگر جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام نہیں باندھا ہے تو جدہ پہنچنے سے تقریباً آدھا گھنٹہ قبل ضرور احرام باندھ لیں (اس لیے کہ ہندوستان وغیرہ سے جانے والا ہوائی جہاز عموماً قرن المنازل کی میقات یا اس کی محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتا ہے۔ اس مقام سے گذرنے سے پہلے حجاج کو بہر حال احرام باندھ لینا ضروری ہے)
- اگر پہلے مدینہ منورہ جانے کا نظام ہو تو یہاں سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جب مدینہ منوّرہ سے مکہ معظّمہ جانا ہو تو ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جائے گا۔

احرام باندھنے کا مسنون طریقہ

- احرام باندھنے سے پہلے مستحب ہے کہ حجامت بنوالی جائے، ناخون کترلیں، بغل اور زیرناف بال صاف کرلئے جائیں، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرلیں، اگر غسل کا موقع یا انتظام نہ ہو تو وضو کرلیں۔ (اور وضو کا بھی موقع نہ ہو تو بے وضو بھی احرام کی نیت کی جاسکتی ہے)

- غسل یا وضو کے بعد مرد حضرات سلا ہوا کپڑا اُتار دیں اور ایک تہبند باندھ لیں، اور اس پر ایک چادر اوڑھ لیں، اور خوشبو لگائیں، مگر کپڑے پر داغ نہ لگنے پائے، یہ دونوں چادریں سفید اور نئی ہوں تو بہتر ہے۔ (اگر تہبند کو درمیان سے سی لیا جائے تو بھی جائز ہے اور جو حضرات بلا سلی لنگی پہننے کے عادی نہیں ہیں وہ اگر ستر کھلنے کے اندیشہ سے سلی ہوئی لنگی پہنیں تو اس میں حرج نہیں ہے)
- خواتین احرام کے لیے سلے ہوئے کپڑے نہیں اُتاریں گی، بلکہ ان کا احرام صرف یہ ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں۔ اور پردہ کے لیے بہتر یہ ہے کہ نقاب کے اوپر کوئی ہیٹ لگا لیں تا کہ نقاب چہرے پر نہ لگ سکے۔ (آج کل ایک خاص قسم کے کپڑے کو جسے عورتیں سر کے بالوں پر باندھتی ہیں خواتین نے اسے احرام کا نام دے رکھا ہے اس کی کوئی اصل نہیں، اس کپڑے یا رومال کا نام احرام نہیں؛ بلکہ یہ صرف بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے)
- احرام کی تیاری کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل احرام کی نیت سے پڑھیں، بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں ''سورۂ کافرون'' اور دوسری رکعت میں ''سورۂ اخلاص'' پڑھی جائے۔ واضح رہے کہ اس نماز کو سر ڈھانک کر پڑھنا افضل ہے کیونکہ ابھی احرام کی پابندیاں شروع نہیں ہوئیں۔
- اگر اس وقت خواتین ناپاکی کے ایام میں ہوں تو وہ نماز نہ پڑھیں بلکہ ویسے ہی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں۔
- مرد حضرات نماز سے فارغ ہو کر سر کھول لیں اور اس کے بعد حج کی تینوں قسموں: افراد، قران اور تمتع میں سے جس قسم کا ارادہ ہو اس کی نیت کریں۔ مثلاً اگر ''حج افراد'' کا ارادہ ہو تو اس طرح کہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اُرِيۡدُ الۡحَجَّ فَيَسِّرۡهُ لِيۡ وَتَقَبَّلۡهُ مِنِّي.	اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، اسے میرے لیے آسان کیجئے اور قبول فرمائیے۔

اور اگر ''حج قران'' کا ارادہ ہو تو یوں کہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اُرِيۡدُ الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَةَ	اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھا کرنا چاہتا

فَيَسِّرْهُمَا لِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ. ہوں، ان کو میرے لیے آسان فرما دیجئے، اور قبول فرمالیجئے۔

اور اگر ''حج تمتع'' کا ارادہ ہے تو یوں کہیں :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ. اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں، اس کو سہل کر دیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

- ان کلمات کو زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ دل سے استحضار کرنا کافی ہے۔
- اس کے بعد مرد بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ، لَبَّيْکَ لَاشَرِيْکَ لَکَ لَبَّيْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِيْکَ لَکَ. (بخاری شریف ۱/ ۲۱۰)

حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں صرف آپ ہی کے لیے ہیں اور ساری بادشاہی بھی آپ ہی کے اختیار میں ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

- نیت کے ساتھ تلبیہ کہنے کے بعد اب باقاعدہ محرم بن گئے اور احرام کی ساری پابندیاں شروع ہوگئیں۔
- یاد رہے کہ احرام شروع کرنے کے لئے نہ صرف نیت کافی ہے، اور نہ ہی صرف تلبیہ، بلکہ تلبیہ اور نیت دونوں کا ہونا شرط ہے۔
- تلبیہ کے بعد جو چاہے دعا مانگیں، تاہم یہ جامع دعا مانگنی مستحب ہے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ. اے اللہ ! میں آپ کی خوشنودی اور جنت کا طلب گار ہوں اور آپ کے غصے اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔

○ احرام شروع ہونے کے بعد بہت سی چیزیں جو پہلے سے حلال تھیں وہ بھی حرام ہوجاتی ہیں۔ مثلاً خوشبو لگانا، بدن کی ہیئت پر سلا ہوا لباس پہننا، بال یا ناخن کاٹنا، سر یا منہ کو ڈھانکنا، جوں مارنا، شکار کرنا، بیوی سے جماع کرنا یا بے حیائی کی باتیں کرنا وغیرہ۔ (ان کی تفصیل احرام کے بیان میں دیکھیں)

○ حج تمتع کی صورت میں مکہ معظّمہ پہنچ کر عمرہ کا طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کردیا جائے گا اور حج افراد اور حج قران میں یہ تلبیہ ۱۰/ ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ (جسے بڑا شیطان بھی کہا جاتا ہے) کی رمی تک جاری رہے گا اور جب تک بھی تلبیہ کا حکم باقی رہے کثرت سے اور پورے ذوق وشوق سے تلبیہ پڑھنے کو جاری رکھا جائے، اور پڑھتے وقت اس کے معنی کا ضرور استحضار رکھیں، اور یہ تصور کریں کہ ایک عاشق بے نوا اپنے مہربان آقا کے دربار میں کھنچا چلا جارہا ہے۔

بیت اللہ میں حاضری

○ مکہ معظّمہ پہنچنے اور رہائش وغیرہ کے متعلق انتظامات مکمل ہونے اور فی الجملہ یکسوئی میسر آنے پر اب حرم شریف میں حاضری کے لیے تیار ہوجایئے۔

○ بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی خوب دل جمعی اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا کریں۔ یہ قبولیت کا موقع ہے۔

○ اگر آپ نے حج افراد کا احرام باندھا ہے تو بیت اللہ میں حاضری کے بعد فوراً طواف قدوم کریں، اور اگر حج تمتع یا حج قران کا احرام ہو تو جاتے ہی اولاً طواف عمرہ کریں، حج تمتع کرنے والے کے لئے طواف قدوم کا حکم نہیں ہے، اور حج قران کرنے والا عمرہ کے بعد طواف قدوم کرے گا۔

○ تمتع اور قران کرنے والا شخص طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (جھپٹ کر چلنا) اور ساتوں چکروں میں اضطباع (احرام کی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈالنا اسے کندھا کھولنا بھی کہتے ہیں) کرے گا، اور اس کے بعد عمرہ کی تکمیل کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے گا۔

○ اور حج افراد کرنے والا اگر طواف قدوم کے بعد ہی حج والی سعی کرنا چاہے تو اسے بھی طواف قدوم میں رمل اور اضطباع کرنا پڑے گا۔

○ واضح رہے کہ رمل اور اضطباع مَردوں کے لیے ہر اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو۔

○ عورتوں کے لیے رمل اور اضطباع کا حکم بالکل نہیں، بعض عورتیں طواف میں مَردوں کی طرح رَمل کرتی (جھپٹ کر چلتی) دیکھی گئی ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز کریں۔

طواف

○ طواف کی ابتداء وانتہاء حجرِ اسود کی استلام (بوسہ لینے) سے ہوتی ہے۔ بیت اللہ شریف کی طرف سینہ کرکے اس طرح کھڑے ہوں کہ حجر اسود دائیں جانب ہو۔ پھر طواف کی نیت اس طرح کریں کہ ''اے اللہ میں تیرے مقدس گھر کے سات چکروں کے طواف کی نیت کرتا ہوں، خالص تیری رضا اور خوشنودی کے لئے؛ لہٰذا اسے میرے لیے آسان کرکے قبول فرما''۔

○ نیت کرنے کے بعد دائیں طرف چلیں اور حجر اسود کے بالکل سامنے آ جائیں یعنی چہرہ اور سینہ حجر اسود کی طرف کرکے کھڑے ہو جائیں اور پھر نماز کی طرح ہاتھ اُٹھاتے ہوئے ''**بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ**'' پڑھیں۔

○ اس کے بعد حجر اسود کا استلام کریں، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر حجر اسود تک پہنچنے کا موقع مل جائے تو اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اس طرح رکھیں جیسے نماز میں سجدے میں رکھا جاتا ہے اور نرمی کے ساتھ بوسہ دیں اور اگر بھیڑ کی وجہ سے حجرِ اسود تک نہ پہنچ سکیں تو پھر وہیں سامنے کھڑے کھڑے دُور سے دونوں ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف اس خیال سے کریں کہ وہ حجرِ اسود پر رکھی ہوئی ہیں پھر ان ہاتھوں کو چوم لیں۔ استلام کے وقت یہ کلمات پڑھیں: **اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ.** دُور سے استلام کرنے میں بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا

قریب سے بوسہ لینے میں۔ اس لیے زیادہ بھیڑ میں جانے کی کوشش نہ کریں، خاص کر خواتین حتی الامکان غیر مَردوں سے اختلاط سے بچنے کا اہتمام کریں۔

○ استلام کرنے کے بعد فوراً اپنا چہرہ سینہ اور قدم دائیں طرف موڑ کر اس طرح چلنا شروع کریں کہ حجرِ اسود بائیں مونڈھے کی طرف آجائے اور چکر کے دوران رُخ بیت اللہ شریف کی طرف نہ کریں، بلکہ نظر نیچے کیے ہوئے گولائی میں چلتے رہیں۔

○ اور جب ایک چکر پورا ہوجائے اور دوبارہ حجر اسود پر پہنچیں تو پھر حجرِ اسود کا استلام کریں، اسی طرح ساتوں چکر پورے کریں۔

○ ہر چکر میں جب بھی رکن یمانی پر پہنچیں تو اگر قریب ہوں تو سینہ اور قدم بیت اللہ شریف کی طرف کئے بغیر دونوں ہاتھوں یا صرف دائیں ہاتھ سے رکن یمانی کو چھونا سنت ہے، لیکن اس وقت ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا جائے گا، اور اگر بھیڑ کی وجہ سے قریب جانا مشکل ہو تو دُور سے اشارہ وغیرہ نہ کیا جائے بلکہ وہاں سے ویسے ہی گذر جائیں، آجکل بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی رُکن یمانی سے گذرتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر پڑھتے ہیں اور ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ یہ سب خلافِ سنت ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

○ طواف کے ساتوں چکروں میں باوضو رہنا ضروری ہے، اگر پہلے چار چکروں کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے طواف ازسرنو کرنا ہوگا اور اگر چار چکروں کے بعد ٹوٹا ہے تو اختیار ہے چاہے تو وضو کر کے بقیہ چکروں کو پورا کرلے یا ازسرنو طواف کرے۔

○ طواف کے دوران ذکر واذکار، تسبیحات، دینی گفتگو اور جو بھی دعاء یاد ہو وہ کی جاسکتی ہے۔ متعین دعائیں پڑھنا ہی ضروری نہیں۔ اور جو دعاء بھی پڑھیں اتنی آہستہ پڑھیں کہ دوسروں کی عبادت میں خلل نہ پڑے، آج کل جو طواف میں گروپ بنا کر اور چیخ چیخ کر دعائیں پڑھی جاتی ہیں یہ طریقہ قطعاً غلط ہے۔

○ طواف کے دوران جب رُکن یمانی سے گذریں تو حجرِ اسود تک پہنچتے پہنچتے درج ذیل دعاء

پڑھنا احادیث سے ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ. رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَ اَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَاعَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالِمِیْنَ.

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور معافی کا خواستگار ہوں۔ اے ہمارے رب! ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی سے سرفراز فرمایئے اور ہم کو جنت میں نیک لوگوں کے ساتھ داخل فرمایئے۔

- اگر طواف میں اضطباع (دایاں کندھا کھولنا) کیا گیا ہے تو طواف کے بعد سب سے پہلا کام یہ کریں کہ اب اضطباع کی کیفیت ختم کرلیں اور اپنے دونوں مونڈھے احرام کی چادر سے ڈھک لیں کیونکہ اضطباع صرف طواف کی حالت میں ہی مسنون ہے، اس سے پہلے یا بعد میں مسنون نہیں۔
- طواف کے سات چکر پورے ہونے پر دو رکعت نماز واجب الطّواف پڑھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو یہ بھی جائز ہے کہ طواف پر طواف کرتے رہیں اور مکروہ وقت گذرنے کے بعد سب طوافوں کی الگ الگ نمازیں ترتیب وار پڑھ لیں۔
- طواف کے دوران نمازیوں کے آگے سے گذرنا منع نہیں اور طواف کے علاوہ حالت میں بہتر ہے کہ نمازی کے عین سامنے سے نہ گذریں بلکہ کم از کم سجدے کے مقام کے آگے سے گذریں۔
- طواف کی نماز مقام ابراہیمؑ کے سامنے پڑھنا مسنون ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ اگر مقامِ ابراہیم میں بھیڑ کی وجہ سے جگہ نہ ملے تو کہیں بھی طواف کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔
- طواف کے بعد ملتزم (جو حجرِ اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان تقریباً ڈھائی گز کا کعبہ کی دیوار کا حصہ ہے) سے لپٹ کر دعاء مانگنا مستحب ہے۔ اگر موقع ملے تو اس جگہ سے لپٹ کر اپنا چہرہ اور پیٹ اور سینہ لگا کر جو چاہیں دعا مانگیں۔ یہ دعاء کی قبولیت کا خاص مقام ہے۔

البتہ اگر احرام کی حالت میں ہوں تو اس سے نہ لپیٹیں کیونکہ اس جگہ پر خوشبو لگائی جاتی ہے، جس کا احرام کی حالت میں بدن اور کپڑوں سے لگانا منع ہے۔

○ طواف کے بعد زمزم پینا مسنون ہے، اور زمزم پیتے وقت جو دعاء مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے، انشاء اللہ۔ (آج کل زمزم کے کنویں تک تو رسائی مشکل ہے کیوں کہ اسے اوپر سے پاٹ دیا گیا ہے، البتہ حرم میں جابجا زمزم کی ٹنکیاں لگی ہوئی ہیں وہاں جا کر زمزم سے سیراب ہو سکتے ہیں)

صفا و مروہ کی سعی

○ طواف کے بعد اگر سعی کرنی ہے تو حجرِ اسود کا استلام کر کے حجر اسود کی سیدھ میں چلیں، اسی جانب صفا پہاڑی کا مقام ہے، جب اس جگہ کے قریب پہنچیں اور چڑھنے کا ارادہ کریں تو یہ الفاظ کہیں:

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ.

میں سعی اس جگہ سے شروع کرتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے پہلے ذکر فرمایا (جیسا کہ ارشاد ہے) ''پھر بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں''۔

○ صفا پر بس اتنا چڑھیں جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آئے، زیادہ اوپر چڑھنا مکروہ ہے۔ یہاں اوّلاً قبلہ رُخ ہو کر سعی کی نیت کریں، پھر اس طرح ہاتھ اُٹھائیں جس طرح دعا میں اُٹھائے جاتے ہیں۔ (نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اُٹھائیں جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ کرتے ہیں) اور ہاتھ اُٹھائے ہوئے ذکر و اذکار اور دعاء میں مشغول ہوں، یہ بھی دعاء کی قبولیت کا مقام ہے۔

○ پھر صفا سے مروہ کی طرف چلیں۔ مروہ پہنچ کر ایک چکر مکمل ہو جائے گا۔ مروہ میں بھی اسی طرح ہاتھ اُٹھا کر ذکر و اذکار میں مشغول ہوں جیسے صفا پر کیا۔

○ صفا اور مروہ کے درمیان جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں اس حصے میں مَردوں کے لیے تیز چلنا

مسنون ہے، لیکن عورتیں اپنی ہیئت پر چلتی رہیں۔ وہ ہرگز نہ دوڑیں۔ سبز ہری لائٹوں کے درمیان یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ. — اے اللہ! بخشش اور رحمت سے نواز، بیشک تو ہی سب پر غالب اور سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔

- سعی کے دوران اگر وضو باقی نہ رہے تو وضو کرنا لازم نہیں، اگر وضو کر کے آئے تو از سرِ نو سعی کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ بس بقیہ چکر پورے کرلے خواہ شروع سعی میں وضو ٹوٹا ہو یا بعد میں۔
- سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں کسی بھی جگہ دو رکعت نفل پڑھنا بھی مستحب ہے، یہ نماز سر منڈوانے سے پہلے پڑھی جائے گی۔
- واضح رہے کہ سعی صرف عمرہ یا حج کے ارکان کے ساتھ مشروع ہے۔ بلا عمرہ یا بلا حج نفلی سعی ثابت نہیں، بعض لوگ خواہ مخواہ سعی کرتے نظر آتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نفلی طواف کی طرح سعی بھی ہوتی ہے، یہ صحیح نہیں ہے۔

سر کے بال منڈوانا یا کتروانا

- سعی کی تکمیل کے بعد عمرہ کرنے والے (تمتع والے) حضرات سر کا حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں گے۔
- واضح رہے کہ حلق یا قصر کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوسکتیں اور حنفی مسلک میں کم از کم چوتھائی سر کا حلق یا قصر لازم ہے، اور پورے سر کا حلق یا قصر سنت ہے۔
- جس شخص کے سر میں ایک انگلی کے پورے سے کم بال ہوں اس کے لیے قصر جائز نہیں، بلکہ حلق (منڈوانا) ضروری ہے۔
- حلق یا قصر حدودِ حرم میں ہونا ضروری ہے ورنہ دَم لازم ہوگا۔
- عمرہ کرنے والا، یا حج کرنے والا جب سب ارکان ادا کر چکے اور صرف حلق یا قصر باقی رہ

جائے تو اپنے بال خود بھی کاٹ سکتا ہے اور اپنے جیسے دوسرے محرم کے بال بھی بنا سکتا ہے، لیکن بال کے کاٹنے سے پہلے ناخن وغیرہ نہ کاٹے ورنہ دَم لازم ہو جائے گا۔

عمرہ کے بعد مکہ معظّمہ میں قیام

○ عمرہ کی تکمیل کے بعد تمتع والا حاجی حلال ہو جاتا ہے۔ اب مکہ معظّمہ کے قیام کو غنیمت خیال کریں اور زیادہ سے زیادہ طواف، حرم میں نماز با جماعت اور تلاوت واذکار کا اہتمام رکھیں، یہاں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ گنا ملتا ہے۔

○ آج کل بھیڑ کے زمانہ میں حرم مکہ میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط بکثرت ہوتا ہے، اس لیے مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے سے قبل یہ ضرور خیال کرلیں کہ آپ کے دائیں بائیں یا سامنے محاذات میں کوئی عورت تو جماعت میں شریک نہیں ہے۔ ان تینوں میں کوئی ایک بات بھی پائی گئی تو آپ کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ نیز اپنی خواتین کو بھی سمجھا دیں کہ یا تو وہ اپنی قیام گاہ ہی پر نماز ادا کریں، اور اگر حرم میں آئیں تو عورتوں کے مخصوص حصوں میں ہی نماز پڑھیں جو تقریباً ہر طرف پیچھے کی جانب خاص کیے گئے ہیں۔

○ اگر چاہیں تو اس درمیانی زمانہ میں آپ نفلی عمرے بھی کرسکتے ہیں، ایسی صورت میں حدودِ حرم سے باہر تنعیم (مسجدِ عائشہؓ) یا جعرانہ وغیرہ جاکر احرام باندھنا ہوگا۔ تاہم تمتع کرنے والے حجاج کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ حج سے قبل الگ سے کوئی عمرہ نہ کریں، بلکہ زیادہ سے زیادہ طواف کا اہتمام رکھیں، البتہ حج کے بعد جتنے چاہے عمرے کرسکتے ہیں۔

منیٰ کے لئے روانگی

○ یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کی رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے آپ ۷؍ذی الحجہ کی شام ہی سے احرام وغیرہ کی تیاریاں مکمل کرلیں تاکہ معلم کی بسوں کے نظام کے مطابق آپ منیٰ جاسکیں؛ کیوں کہ ناواقف اور ناتجربہ کار لوگوں کے لیے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ کی

قیام گاہ پر پہنچ پانا بہت ہی دُشوار ہوتا ہے، البتہ جو حضرات واقف کار اور تجربہ کار ہیں وہ اطمینان سے آٹھویں تاریخ کی صبح کو فجر کی نماز کے بعد منیٰ روانہ ہوسکتے ہیں۔

- حج کا احرام اگرچہ مکہ معظّمہ میں اپنی قیام گاہ پر بھی باندھا جاسکتا ہے، لیکن اگر سہولت ہو تو مسجدِ حرام میں جا کر نیت اور تلبیہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔
- منیٰ جاتے وقت ایک جوڑا کپڑا، لوٹا، چٹائی، چھتری اور پانی کا تھرمس اور کچھ کھانے کی خشک چیزیں (بسکٹ، نمکین وغیرہ) جیسے ضروری سامان لے لیں، زیادہ بوجھ نہ کریں۔
- منیٰ میں آٹھویں تاریخ سے نویں تاریخ کی صبح تک مقیم رہ کر پانچ نمازیں ادا کرنا مسنون ہے۔
- منیٰ میں اب خیمے آگ پروف عمدہ بن گئے ہیں جن میں کولر کا بھی انتظام ہے، مگر یہ سب یکساں معلوم ہوتے ہیں اس لیے حجاج کرام اپنے خیمے کی پہچان اچھی طرح کرلیں اور اپنے خیمے سے زیادہ دُور نہ جائیں ورنہ گم ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے، اور اپنا تعارفی کارڈ ہر وقت ساتھ رکھیں۔
- خیموں میں مَردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہونے دیں۔ بلکہ درمیان میں چادر ڈال کر دونوں کے حصے الگ کردیں، یہ بہت ضروری ہے۔
- ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی نماز فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مَردوں کے لیے بلند آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق: ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' پڑھنا واجب ہے۔

نمازیں قصر کریں یا پوری پڑھیں؟

- منیٰ وعرفات میں نمازیں پوری پڑھیں یا قصر کریں؟ اس مسئلہ پر بڑی بحثیں جاری ہیں، لہٰذا اس بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ ہندو پاک اور حرمین شریفین کے بہت سے معتبر علماء ومفتیان کی رائے یہ ہے کہ اب منیٰ ومزدلفہ کے مقامات مکہ معظّمہ کی آبادی سے متصل ہونے کی وجہ سے قصر واتمام کے معاملہ میں مکہ معظّمہ سے ملحق ہوگئے ہیں، لہٰذا منیٰ ومزدلفہ کا قیام مکہ سے الگ نہیں سمجھا

جائے گا، اور جن حجاج کی مکہ معظّمہ آمد سے لے کر واپسی کی مدت ۱۵؍دن یا اس سے زائد ہو رہی ہو وہ ان مقامات میں پوری نماز ادا کریں گے اور جن کی مدت قیام ۱۵؍ یوم سے کم ہے وہ قصر کریں گے، ہمارے نزدیک احتیاط اور سہولت اسی قول پر عمل کرنے میں ہے، اس لئے اسی کے مطابق عمل کریں۔ (تفصیلی دلائل ''منیٰ کے مسائل'' کے ضمن میں دیکھیں) اور جن کو اس قول پر شرح صدر نہ ہوا ان سے بحث ومناظرہ نہ کریں، بلکہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیں۔

عرفات کے میدان میں

○ ۹؍ذی الحجہ کو معلم کی بسیں رات ہی سے عرفات لیجانے شروع کر دیتی ہیں، معلم کی بسوں میں اگر جگہ نہ ملے تو پرائیوٹ ٹیکسیوں سے بھی عرفات جا سکتے ہیں، اور ہمت ہو تو پیدل بھی جا سکتے ہیں، پھر عرفات کی حد میں جہاں بھی جگہ ملے ٹھہر جائیں، معلم کی سواری کے بغیر اپنے معلم کے احاطہ تک پہنچنا وہاں بہت مشکل ہوتا ہے۔

○ عرفات جاتے وقت نہایت ذوق وشوق کے ساتھ تلبیہ کا وِرد کریں اور عاشقانہ انداز اور کیف ومستی کے عالم میں رحمتِ خداوندی کے امیدوار بن کر عرفات کا قصد کریں کیونکہ آج ہی کا دن پورے حج کا ماحصل ہے۔

○ عرفہ کا وقوف جو فرض ہے وہ زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اس لیے زوال سے پہلے ہی پوری تیاری کرلیں، تاکہ بعد میں کوئی وقت ضائع نہ ہو۔

○ آج کے دن جو لوگ مسجد نمرہ میں امام عرفات کے پیچھے نمازیں پڑھیں وہ تو ظہر اور عصر دونوں نمازیں ظہر کے وقت میں ادا کریں گے، مگر جو حضرات اپنے اپنے خیموں یا قیام گاہوں میں انفرادی یا اجتماعی نمازیں پڑھیں ان کے لیے دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھنی ضروری ہیں۔ اس مسئلہ کا خاص خیال رکھیں۔

○ معلوم ہوا ہے کہ آج کل امامِ عرفات نجد سے تشریف لاتے ہیں اور وہ مسافر رہتے ہیں اور عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں؛ لہٰذا جو حجاج آج کے دن مسافر ہیں وہ تو امام

صاحب کے ساتھ ہی سلام پھیر دیں، اور جو حجاج مقیم ہیں، وہ دونوں نمازوں میں امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعتیں پوری کریں۔

- غروبِ آفتاب تک عرفات میں قیام کرنا واجب ہے۔
- وقوفِ عرفات کا پورا وقت دعا، ذکر، تلبیہ اور دیگر عبادات میں گذاریں، البتہ جو لوگ امام عرفات کے ساتھ جمع بین الصلوٰتین کر چکے ہیں وہ اب کوئی نماز نہ پڑھیں، اور خیموں میں رہنے والے حضرات ظہر سے عصر کے درمیان جتنی چاہیں نفل نمازیں (صلوۃ التسبیح وغیرہ) پڑھ سکتے ہیں۔ آج کے قیمتی لمحات سستی میں ہرگز ضائع نہ کریں۔
- غروب سے کافی پہلے ہی معلم کے آدمی حاجیوں کو بسوں میں بٹھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر بس میں بیٹھ بھی جائیں تو ذکر واذکار اور دعا سے غافل نہ ہوں، یہ بسیں غروب سے پہلے عرفات سے نہیں نکل سکتیں، اس لیے اپنی سیٹوں پر بیٹھے بیٹھے دعا، تلبیہ اور اذکار میں مشغول رہیں۔
- غروب ہونے اور رات آجانے کے باوجود عازمین حج عرفات میں مغرب کی نماز ادا نہیں کریں گے۔

مزدلفہ کو روانگی

- سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کو روانگی ہوگی۔ اب جب بھی آپ مزدلفہ پہنچیں تو عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھیں، اگر عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائیں تو انتظار کریں، جب عشاء کا وقت شروع ہو جائے تو مغرب اور عشاء ادا کریں، اور اگر مغرب یا عشاء مزدلفہ پہنچنے سے پہلے پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ وہ نمازیں پڑھنی ہوں گی (البتہ اگر فجر ہوگئی تو اب قضا واجب نہیں) ان دونوں نمازوں کا جمع کر کے پڑھنا سب پر ضروری ہے، خواہ اکیلے نماز پڑھیں یا امام الحج کے ساتھ۔
- آج کل ازدحام کی وجہ سے عرفات سے مزدلفہ جانے میں ٹرافک نظام معطل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات پوری رات بس میں بیٹھے گذر جاتی ہے، اس لئے جو لوگ ہمت رکھتے ہوں وہ پیدل کے راستے (طریق المشاۃ) سے مزدلفہ جائیں تو وقت پر پہنچ جائیں گے، تاہم مزدلفہ میں داخلہ کے قریب

بھیڑ بہت زیادہ ہوجاتی اور ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مزدلفہ ہے اور وہیں پڑاؤ کر کے نمازیں شروع کر دیتے ہیں اور بہت سے لوگ وہیں تھک ہار کر سو جاتے ہیں، (گذشتہ سالوں میں ایسے واقعات بکثرت پیش آئے) اس لئے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جب تک مزدلفہ کے بورڈ نظر نہ آجائیں اس وقت تک آگے بڑھتے رہیں اور جب مزدلفہ کی حدود میں آنے کا یقین ہوجائے جبھی قیام کریں۔

- مزدلفہ کی یہ رات بہت ہی متبرک ہے، بعض علماء نے اسے شبِ قدر سے بھی افضل بتایا ہے۔ اس لیے اس رات میں تکان کے باوجود عبادت کرنا بہت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ اسے محض سو کر ضائع نہ کریں۔
- حنفیہ کے نزدیک وقوفِ مزدلفہ کا اصل واجب وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ہے۔ اس لیے اوّل وقت فجر کی نماز پڑھ کر جتنی دیر ہو سکے مزدلفہ کا وقوف کریں اور الحاح وزاری کے ساتھ دعاء میں مشغول رہیں۔
- مزدلفہ میں قبلہ کی تعیین کے لئے حکومت نے جابجا بورڈ لگا دیئے ہیں، ان کا لحاظ کریں۔
- مزدلفہ میں شیطان کی رمی کے لیے چنے کے دانے کے بقدر کنکریاں جمع کرلیں اور انھیں پانی سے دھو کر پاک کرلیں۔

مزدلفہ سے واپسی

- ۱۰/ذی الحجہ کو وقوفِ مزدلفہ کے بعد منی کے لیے روانگی ہوگی۔
- مزدلفہ سے منیٰ کے لیے بسوں سے سفر کرنے کے بجائے پیدل آنے میں زیادہ سہولت ہے، اس سے آپ کا وقت کافی بچ جائے گا۔

دوبارہ منیٰ میں

- منیٰ پہنچ کر سب سے پہلا عمل آخری جمرہ (بڑے شیطان) کو کنکری مارنا ہے۔ اب الحمد للہ جمرات پر پانچ منزلہ زبردست عمارت بن چکی ہے اور حکومت کی طرف سے آمد ورفت کے راستے الگ الگ کر دئے گئے ہیں، اس لئے اس میں بے مثال سہولت ہوگئی ہے، اس لئے جیسی سہولت

و ہمت ہو اسی کے مطابق کنکری مارنے کا نظام بنائیں، اور جتنی جلد اس عمل سے فارغ ہو جائیں اچھا ہے، تا کہ دیگر اعمال کے لئے وقت مل جائے۔

- رمی شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنے کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔
- اگر صرف حج کا احرام ہو تو رمی کے بعد حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں۔ اور خواتین کیلئے حلق جائز نہیں، وہ صرف اتنا کریں کہ چوٹی کے سرے سے انگلی کے پوروں کے برابر اپنے بال کاٹ لیں۔
- اگر قران یا تمتع کا احرام ہے تو پہلے واجب قربانی کریں اس کے بعد ہی سر منڈوائیں۔
- حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق قارن اور متمتع کے لیے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے، اس لیے پوری کوشش کرنی چاہیے کہ یہ ترتیب قائم رہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے ضعف یا نئے سعودی قوانین یا کسی اور عذر کی بنا پر ترتیب قائم نہ رکھ سکے تو صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہ کے قول پر اس پر دَم واجب نہ ہوگا۔

طوافِ زیارت

- قربانی اور حلق کے بعد طوافِ زیارت کے لیے مکہ معظّمہ جائیں، یہ طواف فرض ہے، اور ۱۰ر سے ۱۲ر ذی الحجہ تک دن یا رات میں کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے۔
- جو عورت ناپاک ہو وہ اس وقت طواف زیارت نہ کرے اور بعد میں پاک ہونے پر طواف کرے، اس تاخیر سے اس پر کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا۔
- اگر پہلے حج کی سعی نہ کی ہو تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی اور اس طواف کے شروع کے تین چکروں میں رمل (اکڑ کر چلنا) کیا جائے گا اور جب حلق کے بعد سلے ہوئے کپڑے پہن کر طواف کریں تو اضطباع نہ ہوگا اور سعی بھی سلے ہوئے کپڑوں میں ہوگی (اگر چہ حج کی سعی کے لئے ۱۲ر تاریخ کی کوئی تحدید نہیں ہے بلکہ بعد میں بھی کی جا سکتی ہے)
- ایام منیٰ (۱۰ر۱۱ر۱۲ر ذی الحجہ) میں رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گذارنا مسنون ہے۔ لیکن مشکل یہ

ہے کہ آج کل حکومت نے بے شمار خیمے حدود مزدلفہ میں لگا دیئے ہیں جن میں لاکھوں حجاج کوٹھہرایا جاتا ہے ان کے لئے حدود منیٰ میں ٹھہرنا سخت مشکل ہے، لہٰذا ایسے عذر کی وجہ سے وہ منیٰ کا قیام چھوڑنے پر انشاءاللہ گنہ گار نہ ہوں گے، ویسے بھی حنفیہ کے نزدیک اس ترک قیام پر کوئی دم واجب نہیں ہوتا۔

رمی جمار (کنکری مارنا)

- ۱۱/اور ۱۲/ تاریخ کو زوال کے بعد سے تینوں جمرات کی رمی کی جائے گی۔
- ان دو دِنوں میں زوال سے قبل رمی جائزاور معتبر نہیں ہے، اس کا خیال رکھیں۔
- کمزور اور خواتین اگر رات میں رمی کریں تو ان پر کراہت نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ رات کے وقت میں رمی کرنے پر قادر ہوں ان کی طرف سے دوسرے کی رمی درست نہ ہوگی، اس مسئلہ کا بھی خوب خیال رکھیں، کیونکہ بہت سے لوگ حقیقی عذر کے بغیر رمی میں نیابت کرادیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی رمی معتبر نہیں ہوتی اور ان پر ترکِ رمی کی وجہ سے دَم واجب ہو جاتا ہے۔
- کنکری اس طرح ماریں کہ وہ دائرہ کے اندر ہی گریں اس سے باہر نہ جائیں۔
- جمرۂ عقبہ اور جمرۂ وسطیٰ کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا مسنون ہے۔ آخری جمرہ کے بعد دعا کا حکم نہیں ہے۔
- منیٰ کے ایام خاص طور پر ذکرِ خداوندی کے دن ہیں، اس دوران عبادات کا خاص اہتمام رکھیں، اور دین کی اشاعت کی بھی فکر کریں۔
- ۱۲/ ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے منیٰ سے مکہ معظّمہ کے لیے روانہ ہو جائیں اور کوئی عذر ہو یا خواتین وغیرہ ساتھ ہوں تو غروب کے بعد بھی کنکری مار کر منیٰ سے نکل سکتے ہیں۔
- لیکن اگر ۱۳/ ذی الحجہ کی صبح صادق تک منی میں رُک گئے تو ۱۳ویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہو جائے گی۔

مکہ معظّمہ واپسی اور طوافِ وداع

- مکہ معظّمہ واپس ہو کر جو حضرات وطن جانا چاہتے ہیں، ان پر جانے سے پہلے طوافِ وداع

کرناواجب ہے،اگر بلاعذر اسے چھوڑ دیا تو دَم لازم ہوجائے گا۔

- طوافِ زیارت کے بعد کیا گیا نفلی طواف بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔
- اگر کوئی شخص طوافِ وداع کیے بغیر میقات سے باہر چلا جائے تو اس پر دَم واجب ہوجائے گا۔ اس دَم سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ دوبارہ عمرے کا احرام باندھ کر حرم میں آئے اور اوّلاً عمرہ کرے پھر طوافِ وداع کرے،صرف طوافِ وداع کے لیے باہر سے بلا احرامِ عمرہ آنا منع ہے،اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھیں۔
- جو عورت واپسی کے وقت ناپاک ہو اس کے لیے طوافِ وداع کے لیے رکنا لازم نہیں، وہ بلاطوافِ وداع کیے وطن لوٹ سکتی ہے۔
- مکہ معظّمہ میں جتنا بھی قیام نصیب ہو اسے غنیمت سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ طواف اور عمروں کا اہتمام رکھیں۔ زندگی میں یہ مواقع بار بار نصیب نہیں ہوتے۔اور واپسی کے وقت نہایت حزن و ملال کا اظہار کریں،اور بیت اللہ کی جدائی پر گریہ وزاری کے ساتھ واپس ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بار بار باادب اور مقبول حاضری کی دولت سے نوازیں۔

آمین یا رب العالمین.

❑❖❑

کتاب الدعاء

(سفرِ حج کی کچھ اہم ماثور دعائیں)

حج کے دوران

دعاؤں اوراذکار کا اہتمام

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ، إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ. (المؤمن: ٦٠)

اور تمہارے رب کا اعلان ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کرلوں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت (اور دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں جائیں گے۔

نیز ارشادِ خداوندی ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ، أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ.

(البقرة: ١٨٢)

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں (کہ میں کہاں ہوں؟) تو میں تو قریب (ہی) ہوں، میں دعا مانگنے والی کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے مانگے، پس انہیں (میرے بندوں کو) میرا حکم ماننا چاہیئے اور مجھ پر یقین لانا چاہیئے؛ تاکہ وہ راہ یاب ہوں۔

اور سورۂ ''الم السجدۃ'' میں اہلِ جنت کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَّطَمَعاً.

(السجدة: ١٦)

ان کے پہلو خواب گاہوں سے جدا رہتے ہیں وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں خوف سے اور امید سے۔

یعنی ایک طرف ان پر خشیت کا غلبہ رہتا ہے دوسری جانب وہ رحمت خداوندی کے امیدوار بھی رہتے ہیں، یہی اہل ایمان کی شان ہے۔

اور آنحضرت ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ. (ترمذی شریف ۱۷۵/۲) — یعنی دعا ہی عبادت ہے۔

یہ داتاؤں کے داتا کا دربار ہے

اور حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اُكْسِكُمْ......، يَا عِبَادِيْ! لَوْ أَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ، وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسْئَلُوْنِيْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ. (مسلم شريف: ٢٥٧٧ باب تحرم الظلم، كتاب الدعاء للطبراني ٢٦، ومثله في سنن ابن ماجة ٤٣١٤، ترمذي شريف ٧٦/٢)

اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر میں جسے کھانا کھلاؤں۔ لہٰذا مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر میں جسے پہناؤں؛ لہٰذا مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے، اور تمام جنات وانسان ایک میدان میں جمع ہوکر مجھ سے (جو جی چاہے) مانگیں اور میں سب کو (بلاکم وبیشی) عطاء کردوں تو میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہ آئے گی جو ایک سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں آسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو دعا مانگنے والے بندے پسند ہیں

اللہ رب العالمین کی نظر میں وہ بندہ سب سے معزز ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے مانگنے والا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الدُّعَاءِ. (كتاب الدعاء ٣٠، سنن الترمذی: ٣٣٧٠)

اللہ رب العزت کی نظر میں دعا سے زیادہ معزز کوئی اور بات نہیں ہے۔

ذرا غور فرمائیں، یہی فرق ہے مالک الملک اور بندوں میں کہ بندہ خواہ کتنا ہی بڑا کروڑ پتی کیوں نہ ہو، وہ اپنے سے مانگنے والوں سے کبھی نہ کبھی ناگواری ضرور محسوس کرتا ہے؛ لیکن رزاق دو جہاں کی تو شان ہی عجیب ہے کہ وہاں مانگنے والوں پر رحمت، محبت اور شفقت کا فیضان ہی فیضان ہے، اور جو لوگ اس سے بے نیازی برتیں اور مانگنے سے تکلف کریں ان پر عتاب ہے، سبحان اللہ۔

اللہ سے دعا کسی حال میں نفع سے خالی نہیں

بندوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے میں کامیابی موہوم ہوتی ہے، مگر اللہ رب العالمین اپنے مانگنے والے بندہ کو کبھی محروم نہیں فرماتے، حدیث میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ دَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا اِثْمٌ وَلَا قَطِيْعَةُ رَحْمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا اِحْدَى خِصَالٍ ثَلَاثٍ: اِمَّا أَنْ يُّعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ، وَاِمَّا أَنْ يَّدَّخِرَ لَهٗ فِيْ الْاٰخِرَةِ، وَاِمَّا اَنْ يَّدْفَعَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا. (كتاب الدعاء ٣٢)

جب بھی کوئی مسلمان اللہ سے ایسی دعا مانگتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی شامل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین باتوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتے ہیں: (۱) یا تو اس کی دعا نقد قبول فرمالیتے ہیں (۲) یا اس کا اجر وثواب آخرت کے لئے ذخیرہ بنادیتے ہیں (۳) یا اس دعا کی بدولت اس سے کوئی مصیبت دفع فرمادیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر عرض کیا کہ: ''حضرت! پھر تو ہم خوب دعا کیا کریں گے''، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَكْثَرُ. (المستدرك للحاكم ٤٩٣/١)

اللہ تعالیٰ بھی خوب عطا فرمانے والے ہیں۔

بریں بنا ہر مسلمان کو بہر حال دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے، بالخصوص سفر حج تو اوّل وآخر دعا کی قبولیت کا بہترین زمانہ ہے۔ حاجی جس پاک در پر جارہا ہے وہاں کی ہر جگہ اور ہر لمحہ مقبول اور مستجاب ہے، لیکن ضروری ہے کہ دعا اس حال میں مانگی جائے کہ الفاظ کے ساتھ دل بھی مستحضر ہو یہ نہ ہو کہ محض رٹے رٹائے الفاظ پڑھ کر یہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے دعا مانگ لی، بلکہ تمام شرائط وآداب، عاجزی، انکساری اور مکمل خشوع وخضوع اور معانی کے استحضار کے ساتھ دعا مانگنی چاہئے۔

دعا کے چند آداب

دعا کے بعض اہم آداب یہ ہیں:

(۱) شروع میں خوب جی لگا کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ حمد کے الفاظ عربی میں پڑھے، لیکن اگر عربی میں نہ پڑھ سکے تو مادری زبان میں جن بہتر سے بہتر الفاظ میں حمد کرسکتا ہو حمد کرے۔ اس کے بعد پورے خلوص کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں درود شریف کا نذرانہ پیش کرے۔ پھر نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے مقاصد کے لئے دعا کرے۔ اس ترتیب سے انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک صاحب نے نماز پڑھی اور پھر فوراً یہ دعا مانگنے لگے۔ **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ** (اے اللہ مجھے معاف فرما، اے اللہ مجھ پر رحم فرما) اسے دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میاں! تم نے جلد بازی سے کام لیا''۔ نماز کے بعد اولاً تمہیں اللہ کی کماحقہ حمد وثنا کرنی چاہئے تھی، پھر مجھ پر درود بھیجتے، اس کے بعد دعا کرتے۔ بعد ازاں ایک اور شخص نے نماز پڑھ کر اوّلاً حمد وثنا کی پھر درود شریف پڑھا تو اسے دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مانگو، تمہیں عطا کیا جائے گا''۔ (مسند احمد ۴/۵۴، سنن ترمذی ۲/۱۸۵، کتاب الدعا للطبرانی ۴۶)

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجلس میں بیٹھا تھا، ایک صاحب حاضر ہوئے انہوں نے نماز پڑھنی شروع کردی اور انہوں نے قعدۂ اخیرہ میں دعا کرتے ہوئے یہ کلمات کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ	اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس بات کے حوالہ سے کہ ہر طرح کی تعریف صرف آپ ہی

بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذُوْ الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

کے لئے ہے، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ بہت احسان فرمانے والے، آسمان وزمین کے خالق، بزرگی اور عزت والے ہیں، اے ہمیشہ سے زندہ رہنے والے اور اے ہمیشہ نگرانی کرنے والے۔

ان کلمات کو سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے اللہ کے اس اسم اعظم کے ذریعہ دعا مانگی ہے جس کے وسیلہ سے جو بھی دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے اور جو بھی سوال کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرماتے ہیں''۔ (سنن الترمذی، ابوداؤد شریف، کتاب الدعاء ۵۳)

(۲) نیز احادیث طیبہ میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفاتِ حسنہ کے توسل سے دعا مانگنے کی تاکید بھی وارد ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلِظُّوْا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.

(کتاب الدعاء ۴۷۰، ترمذی شریف ۱۹۲/۲)

''اے ذوالجلال والاکرام'' کہہ کر لپٹ کر دعا مانگا کرو۔

(۳) دعا کے الفاظ کم از کم تین مرتبہ دہرائے جائیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ تین مرتبہ دعا مانگنے کو پسند فرماتے تھے۔ (کتاب الدعا ۳۶)

(۴) قبولیت کے کامل یقین کے ساتھ دعا مانگی جائے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ. (ترمذی شریف ۱۸۶/۲)

اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا مانگو کہ تمہیں قبولیت کا پورا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لااُبالی دل سے دعا کو قبول نہیں فرماتے۔

(۵) پوری قوت اور پختگی کے ساتھ دعا مانگی جائے، اور جس چیز کو مانگا جائے اس کی انتہائی رغبت ظاہر کی جائے؛ کیونکہ جس چیز کی جتنی تڑپ ہوگی اتنا ہی قبولیت سے قرب ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ : اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ، وَلٰکِنْ لِیَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُکْرِہَ لَهٗ. (بخاری شریف، ترمذی شریف، کتاب الدعاء ۴۲)

جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو یہ نہ کہے کہ اے اللہ! آپ کا جی چاہے تو مجھے بخش دیجئے، یا آپ کی مرضی ہو تو مجھ پر رحم فرمائیے؛ بلکہ پورے عزم کے ساتھ ہی دعا مانگو؛ کیوں کہ اللہ پر کسی کا دباؤ نہیں چلتا۔

نیز ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَعَا أَحَدُکُمْ فَلْیُعَظِّمْ رَغْبَتَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا یَتَعَاظَمُ عَلَیْهِ شَیْءٌ اِلَّا اَعْطَاهُ. (مسند احمد ۲/ ۴۵۷، کتاب الدعاء ۴۳)

جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو خوب رغبت ظاہر کرے؛ کیوں کہ اللہ کے سامنے جب کسی چیز کی اہمیت کے ساتھ طلب کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرماتے ہیں۔

(۶) دعا میں جلدی نہ کی جائے۔ یعنی اگر مانگی مراد پوری نہ ہو تو یہ نہ کہے کہ ''میں نے دعا مانگی تھی مگر قبول نہیں ہوئی'' بلکہ برابر مانگتا رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یُسْتَجَابُ لِأَحَدِکُمْ مَا لَمْ یَعْجَلْ فَیَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ. (مسلم شریف، بخاری شریف، کتاب الدعاء ۴۴)

جب تک آدمی جلد بازی نہ کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے (اور جلد بازی یہ کہ) کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی مگر وہ قبول ہی نہ ہوئی۔

(۷) جہاں تک ممکن ہو دعا میں رقتِ قلبی اور تضرع وزاری کی کوشش کی جائے، اگر کوئی مصلحت اور ضرورت پیشِ نظر نہ ہو تو دعا آہستہ ہی مانگی جائے، چیخ پکار نہ مچائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْیَةً، اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ. (الاعراف: ۵۵)

اپنے رب کو پکارو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے بیشک اللہ کو حد سے آگے بڑھنے والے لوگ اچھے نہیں لگتے۔

دل کے استحضار کے ساتھ دعا

یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ دعا کی روح دل کا استحضار ہے۔ جو اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ سمجھ کر دعا کی جائے۔ آج کل بالخصوص طواف کے دوران یہ وبا عام ہوگئی ہے کہ مطوّف دعا کے الفاظ زور سے کہتا ہے پھر اس کے ساتھ چلنے والے لوگ پوری آواز کے ساتھ وہی الفاظ دہراتے جاتے ہیں۔ اس غلط طریقہ سے خود کہنے والوں میں خشوع وخضوع تو کیا رہتا ان کے طرز عمل سے دوسروں کا سکون بھی غارت ہو جاتا ہے۔ نیز مطوفوں کے عمل اور حج کے متعلق بعض شائع شدہ لٹریچر سے یہ تاثر عام ہوتا جارہا ہے کہ طواف کے ہر چکر کے لئے الگ الگ مقررہ دعائیں پڑھنا لازم اور ضروری ہے۔ چنانچہ ناواقف شوقین حجاج ان دعاؤں کے محض الفاظ رٹنے پر لگ جاتے ہیں اور ان کے معانی کو پیش نظر نہیں رکھتے جس کی وجہ سے دعا میں جان نہیں پڑتی اور جو توجہ اور الحاح کی کیفیت دعا میں مطلوب ہے اس کی چاشنی حاصل نہیں ہو پاتی۔ لہٰذا یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ طواف کے ہر چکر کے لئے لکھی ہوئی الگ الگ دعائیں پڑھنا لازم نہیں ہے۔ یہ دعائیں علماء نے صرف سہولت کے لئے جمع اور متعین فرمادی ہیں، اگر پڑھ لیں تو بہت اچھا، ورنہ ان کے علاوہ دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ اور اپنی مادری زبان میں بھی ضرورت کی دعائیں جی لگا کر مانگی جاسکتی ہیں۔ البتہ جو دعائیں اور اذکار خاص مواقع پر آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہؓ سے ثابت ہیں ان کے اہتمام کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایسی ہی کچھ دعائیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

سفر کی دعا

جب سفر کے لئے گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔ نیز راستہ میں بھی وقتاً فوقتاً پڑھتا رہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِیْ السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِیْ الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اَصْحِبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَهْلِنَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعَثَاءِ السَّفَرِ	اے اللہ! آپ ہی ہمارے رفیق سفر ہیں، اور آپ ہی ہمارے اہل وعیال کی خبر گیری کرنے والے ہیں۔ اے اللہ! آپ ہمارے سفر میں ساتھ ہوجائیے، اور ہمارے گھر والوں کی سرپرستی

وَ كَـآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَمِنْ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِـيْ الْاَهْـلِ وَالْمَـالِ. (سنن الترمذی ۱۸۲/۲، مصنف ابن شيبة ۳۰۹/۱۵-۳۱۰)

فرمائیے۔ اے اللہ ! میں آپ سے سفر کی مشقت، واپسی کے بعد کی بری حالت، اور ہدایت کے بعد ضلالت، اور مظلوم کی بددعا اور گھر بار کی بدمنظری سے پناہ کا خواستگار ہوں۔

جب کعبۂ مشرفہ پر نظر پڑے

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑنے کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس وقت اوّلاً درج ذیل دعا پڑھے۔ پھر اپنے لئے جو چاہے دعا مانگے:

اَللّٰهُـمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفاً وَتَعْظِيْماً وَتَـكْـرِيْـماً وَبِـرًّا وَمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَعَـظَّـمَـهٗ مِـمَّـنْ حَجَّهٗ اَوِاعْتَمَرَهٗ تَعْظِيْماً وَتَشْرِيْفاً وَبِرًّا وَمَهابَةً . (كتاب الدعا الطبراني ٣٦٨، مصنف ابن ابى شيبة ٣١٧/١٥، سنن كبرىٰ للبيهقى بيروت ٧٣/٥، مناسك ملا على قارى ٥٦٤)

اے اللہ ! آپ اپنے اس گھر کی شرافت، کرامت، بھلائی اور ہیبت میں اضافہ فرمائیے، اور حج وعمرہ کرنے والوں میں سے جو شخص اس کی عظمت وشرافت کا خیال رکھے، آپ اس کو بھی مزید شرافت، عظمت، بھلائی اور رعب سے سرفراز فرمادیجئے۔

حجرِ اسود کے استلام کے وقت کی دعا

حجرِ اسود کے استلام (بوسہ لینے یا دُور سے اشارہ) کے وقت یہ الفاظ کہے :

بِسْمِ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر، اَللّٰهُمَّ اِيْـمَـاناً وَتَصْدِيْقاً بِكِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَـلَّىاللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم . (كتاب الدعا للطبرانى ٢٧٠، مصنف ابن ابى شيبة ٣١٩/١٥، سنن كبرىٰ للبيهقى ٧٩/٥، مناسك ملا على قارى ٥٦٥)

اللہ کے نام سے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! (میرا یہ عمل) آپ کی کتاب پر ایمان اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور آپ کے پیغمبر ﷺ کی سنت کے اتباع میں ہے۔

رکنِ یمانی سے گذرتے ہوئے پڑھنے کی دعا

رکنِ یمانی (حجرِ اسود سے پہلے کونے) سے گذرتے وقت چلتے چلتے اگر دونوں یا صرف دائیں ہاتھ سے اسے چھونا ممکن ہوتو ہاتھ لگائے، ورنہ حجرِ اسود کی طرح دور سے بالکل اشارہ نہ کرے (جیسا کی ناواقف حجاج کا طریقہ ہے) بلکہ بدستور اپنی ہیئت پر طواف کرتا رہے۔ایک روایت میں آتا ہے کہ رکن یمانی پر ۷۰ فرشتے مقرر ہیں، جو شخص وہاں سے گذرتے ہوئے درج ذیل دعا پڑھتا ہے تو وہ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِيْ الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (سنن ابن ماجه ۲۱۸، مصنف ابن ابی شیبة ۳۱۹/۱۵، تاتارخانیة زکریا ۴۹۷/۳، أبوداؤد شریف ۲۶۰/۱)

اے اللہ ! میں آپ سے معافی اور دنیا وآخرت کی عافیت کا طلب گار ہوں، اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔

طواف کے دوران ذکر کی کثرت

طواف کرتے ہوئے کثرت سے یہ کلمات پڑھے جائیں :

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

(ابن ماجه/ ۲۱۸)

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ (نیکی کرنے کی) قوت ہے اور نہ (برائی سے بچنے کی) طاقت ہے۔

نیز یہ ذکر بھی کثرت سے کیا جائے :

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیءٍ قَدِيْرٍ. (کتاب الدعا/۲۶۹)

اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں، ساری بادشاہت اسی کے لئے ہے، اور ہر طرح کی تعریف کا وہی مستحق ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

طواف کے دوران پڑھنے کے لئے چند منتخب جامع دعائیں

طواف کے دوران کسی دعا کی تخصیص نہیں ہے۔ ضرورت کی کوئی بھی دعا کسی بھی زبان میں مانگ سکتے ہیں۔ نیز اذکار، تلاوت وغیرہ میں بھی مشغول رہ سکتے ہیں۔ تاہم سات اہم اور جامع دعائیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں، اگر جی چاہے تو ان میں سے بعض یا سب یا ان کا ترجمہ طواف میں پڑھ سکتے ہیں۔ مگر دل کے استحضار کا خاص خیال رکھا جائے۔

(۱) اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيْتُ بَيْتُکَ وَنَحْنُ عَبِيْدُکَ وَنَوَاصِيْنَا بِيَدِکَ وَتَقَلُّبُنَا فِيْ قَبْضَتِکَ، فَاِنْ تُعَذِّبْنَا فَبِذُنُوْبِنَا، وَاِنْ تَغْفِرْلَنَا فَبِرَحْمَتِکَ، فَرَضْتَ حَجَّکَ لِمَنْ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً، فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰى مَاجَعَلْتَ لَنَا مِنَ السَّبِيْلِ. اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا ثَوَابَ الشَّاكِرِيْنَ. (کنزالعمال ۵/۵۷، مسلم شریف ۲/۳۴۹)

اے اللہ! یہ گھر آپ ہی کا ہے، اور ہم آپ کے بندے ہیں، ہماری پیشانیاں آپ کے اختیار میں ہیں، اور ہماری ہر حرکت آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے؛ لہٰذا اگر آپ ہمیں عذاب دیں تو یہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہوگا، اور اگر آپ ہمیں بخش دیں تو یہ آپ کی رحمت سے ہوگا، آپ نے اس شخص پر حج فرض کیا ہے جو حج پر قادر ہو، پس آپ کا ہمیں یہاں تک آنے کی قدرت دینے پر ہر طرح کا شکر ہے۔ اے اللہ! ہمیں شکر گذاروں کے ثواب سے نوازیئے۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ جَعَلْتَهٗ لِیْ عِصْمَةَ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ جَعَلْتَ فِیْهَا مَعَاشِیْ، وَاَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیَ الَّتِیْ جَعَلْتَ اِلَیْهَا مَعَادِیْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ نِقْمَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَایَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْکَ جَدُّهٗ. (کتاب الدعاء / ۲۰۷)

اے اللہ! میرے اس دین کی اصلاح فرمائیے جسے آپ نے میرے لئے جائے پناہ بنایا، اور میری اس دنیا کی اصلاح فرمائیے جس کو آپ نے میرے لئے زندگی گذارنے کی جگہ بنایا، اور میری آخرت کی اصلاح فرمائیے جس کو آپ نے میرے لئے لوٹنے کی جگہ بنایا، اے اللہ! میں آپ کی خوشنودی کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں، اور آپ کی عفو ودرگذری کے ذریعہ آپ کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں خود آپ کی ذات کے ذریعہ آپ کی سزا سے حفاظت کا سائل ہوں، جسے آپ دینا چاہیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے آپ روک دیں اسے کوئی دینے والا نہیں، اور آپ کے مقابل میں کسی کی طاقت وقوت کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۳) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ. وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ،

اے اللہ! میں آپ سے ہر طرح کی جلدی یا دیر کی بھلائی کا طلب گار رہوں چاہے مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو اور میں ہر طرح کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں چاہے وہ جلدی ہو یا دیر میں یا مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ اے اللہ! میں آپ سے وہ تمام بھلائیاں

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ ﷺ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ ا، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ اَلْجَنَّةَ وَمَاقَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَاقَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ وَاَسْأَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِىْ خَيْراً.

(كنز العمال ٧٦/٢)

طلب کرتا ہوں جو آپ سے آپ کے بندے اور رسول محمد ﷺ نے طلب فرمائی ہیں۔ اور میں آپ سے ان تمام شرور سے پناہ مانگتا ہوں جن سے آپ کے بندے اور رسول محمد مصطفیٰ ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ اے اللہ ! میں آپ سے جنت اور اس سے قریب کرنے والی ہر بات اور عمل کا سوال کرتا ہوں اور میں آپ سے جہنم اور اس تک پہنچانے والی ہر بات اور عمل سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے لئے جو بھی فیصلہ فرمائیں وہ خیر ہی ہو۔

(٤) اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلاَمِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِىْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَابُ الرَّحِيْم، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْنَ لَهَا، وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا. (كنزالعمال ٨٢/٢)

اے اللہ! ہمارے اختلاف کرنے والے بھائیوں میں صلح پیدا فرما، اور ہمارے دلوں میں الفت عطا فرما اور ہمیں سلامتی کے راستوں پر گامزن فرما، اور ہمیں اندھیروں سے نجات عطا فرما کر روشنی سے نوازدے، اور ہمیں ظاہری اور پوشیدہ بے حیائیوں سے محفوظ فرما، اے اللہ! ہمارے کان، آنکھوں، دلوں، گھر والیوں اور اولادوں میں برکت عطا فرما، اور ہماری توبہ قبول فرما، بیشک آپ توبہ قبول فرمانے والے نہایت مہربان ہیں، اور ہمیں اپنی عطا کردہ نعمتوں کا قدرداں، ان کی تعریف کرنے والا، اور ان کو قبول کرنے والا بنادے اور نعمتوں کو ہم پر تمام فرمادے۔

(۵) اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِيَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ، وَتَعْلَمُ مَا عِنْدِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ، اَسْأَلُکَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِیْ، وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَايُصِيْبُنِیْ اِلَّا مَا کُتِبَ لِیْ، وَرَضِّنِیْ بِقَضَائِکَ.

(کنز العمال ۵/۲۳)

اے اللہ! آپ میری ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے باخبر ہیں؛ لہٰذا میری معذرت قبول فرمائیے، اور آپ میری ضرورت سے واقف ہیں اس لئے میری مراد عطا فرمائیے، اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے اسے آپ جانتے ہیں لہٰذا مجھے بخش دیجئے۔ میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور سچا یقین مانگتا ہوں تاکہ مجھے یہ علم ہو کہ مجھے پہنچنے والی ہر مصیبت آپ کی طرف سے ہے اور مجھے اپنے فیصلہ پر راضی رہنے والا بنا دیجئے۔

(۶) يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِيْثُ فَلَا تَکِلْنِيْ اِلٰی نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَاَصْلِحْ لِيْ شَانِيْ کُلَّهٗ.

(کنز العمال ۳/۱۰۶)

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اور ہمیشہ کائنات کا نظام چلانے والے خدائے ذوالجلال! میں آپ کی رحمت سے مدد طلب کرتا ہوں، آپ مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے مت فرمائیے اور میرے ہر طرح کے حالات کو درست فرما دیجئے۔

(۷) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْکَ فَاِنَّ لِلسَّائِلِ

اے اللہ! میں آپ سے حق کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو آپ سے مانگنے والے کو حاصل

عَلَيْکَ حَقًّا، أَيُّمَا عَبْدٍ أَوْ اَمَةٍ مِنْ أَهْلِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَقَبَّلْتَ دَعْوَتَهُمْ وَاسْتَجَبْتَ دُعَائَهُمْ أَنْ تُشْرِكَنَا فِيْ صَالِحِ مَايَدْعُوْنَکَ فِيْهِ وَاَنْ تُشْرِكَنَا فِيْ صَالِحِ مَايَدْعُوْنَکَ فِيْهِ، وَاَنْ تُعَافِيَنَا وَإِيَّاهُمْ وَاَنْ تَقَبَلَ مِنَّا وَمِنْهُمْ وَاَنْ تَجَاوَزَ عَنَّا وَعَنْهُمْ فَاِنَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ.

(مناجات مقبول)

ہے، اس لئے کہ مانگنے والے کا بھی آپ پر (آپ کی والاشان کے اعتبار سے) حق ہے، کہ آپ نے خشکی یا تری میں رہنے والے جس اپنے بندے یا بندی کی دعا قبول کی ہو اور اس کی پکار سنی ہو آپ ان کی خیر کی دعاؤں میں ہمیں شریک فرما دیجئے اور ان کو ہماری دعاؤں میں حصہ عطا فرمائیے، اور ہمیں اور ان کو عافیت عطا فرمائیے، اور ہمیں اور ان کو قبولیت سے نواز دیجئے، اور ہم سب سے درگذری کا معاملہ فرمائیے، کیونکہ ہم اس کتاب پر ایمان لا چکے ہیں جو آپ نے اتاری ہے اور ہم نے رسول ﷺ کی پیروی کی ہے، لہٰذا آپ ہمارا نام شہادت دینے والوں میں لکھ دیجئے۔

نوٹ: یہ دعائیں دیگر مواقع قبولیت مثلاً منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی پڑھی جاسکتی ہیں، کسی خاص جگہ یا وقت کے لئے مخصوص نہیں، نیز طواف کے دوران اپنی زبان میں بھی توجہ کے ساتھ دعائیں مانگی جاسکتی ہیں، عربی زبان ہی میں دعا مانگنا ضروری نہیں ہے۔

ملتزم پر

طواف کے بعد دو رکعت مقام ابراہیم یا اس کے قریب پڑھ کر ملتزم (حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے درمیان کی جگہ) پر آئے اور اگر جگہ خالی ہو اور کسی کو روکے بغیر ممکن ہو تو اس جگہ بیت اللہ شریف سے چمٹ کر جو چاہے اور جس زبان میں چاہے دعا مانگے، یہ دعا کی قبولیت کا اہم مقام ہے۔ (السنن الکبریٰ للنسائی ۵/۱۶۴)

ملتزم اور رکن یمانی کے علاوہ بیت اللہ شریف کی دیوار کے دوسرے حصوں سے چمٹنا ثابت

نہیں ہے۔اس سے احتراز کرنا چاہئے۔اوپرطواف کے عنوان میں جودعائیں لکھی گئی ہیں وہ یہاں بھی پڑھ سکتا ہے۔

زمزم پیتے وقت

حدیث میں وارد ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد سے بھی پیا جائے گا اللہ تعالیٰ وہ مقصد پورا فرمائے گا،اس لئے جائز مرادیں ذہن میں رکھ کرخوب جی بھر کر زمزم پیئے۔اکابر سے اس موقع پر یہ دعا بھی منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ. (فتاویٰ قاضی خان، مصنف ابن ابی شیبة ۱۳٦/۱۵ حدیث: ۲۹۸۷۵، مناسك ملا علی قاری ٥٦٧)

اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم، اور کشادہ روزی اور ہر طرح کے مرض سے شفا کا طلب گار ہوں۔

صفا ومروہ پر پڑھنے کی دعا

طواف کے بعد حجر اسود کا استلام کر کے صفا کی طرف چلے۔ جب صفا کے قریب پہنچے تو پڑھے:﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ، اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ بِہٖ﴾ پھر صفا پراتنا اوپر چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگے اور یہاں دعا مانگنے کی طرح ہاتھ اُٹھا کر اولاً یہ کلمات پڑھے:

لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ. (مسلم ۳۹۵/۱، مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۱/۱۵،

اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، ساری بادشاہت اور حکمرانی اسی کی ہے، اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ وحدہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کردکھایا، اپنے بندے (حضور ﷺ) کی مدد

فرمائی اورا کیلےہی کافروں کےلشکروں کوشکست دے دی۔ (سنن کبریٰ للبیهقی ۹۳/۵، سنن ابی داؤد ۲۶۲/۱، نسائی شریف ۳۱/۲-۳۳، مناسك ملا علی قاری ۵٦۷)

اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے، پھر مروہ پر بھی یہی عمل کرے۔

میلین اخضرین کی دعا

میلین اخضرین (سعی کے درمیان وہ جگہ جہاں مردوں کو دوڑ کر چلنے کا حکم ہے، جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں) کے درمیان یہ دعا ثابت ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ. (کتاب الدعا ۲۷۲، تاتارخانية زکریا ۵۰۲/۳، مناسك ملا علی قاری ۵٦۹)

اے میرے پرور دگار ! مجھے معاف فرما دیجئے، اور مجھ پر رحم فرما دیجئے۔ بیشک آپ نہایت زبردست اور باعزت ہیں۔

میدانِ عرفات کی افضل ترین دعا

میدانِ عرفات میں وقوف کا وقت دعا کی قبولیت کا افضل ترین وقت ہے۔ اور عرفات کی سب سے افضل ترین دعا یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (مجمع الزوائد ۲۵۲/۳ وغیرہ، مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۷/۱۵، سنن کبریٰ للبیهقی ۱۱۷/۵)

اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے لئے ہے ہر طرح کی بادشاہت، اور تمام تعریفوں کا وہی مستحق ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت سفیان ابن عیینہؒ سے پوچھا گیا کہ یہ کلمات تو محض حمد وثنا ہیں، پھر انہیں دعا کیوں کہا گیا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”میرے ذکر میں مشغولیت جس کو دعا اور سوال سے روک دے تو میں اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا

ہوں''۔(المغنی فی الحج والعمرہ ۲۴۰)

لہٰذا ان کلمات کی کثرت سے وہ نعمتیں ملیں گی جو بڑی بڑی دعاؤں سے بھی نہیں مل سکتیں. انشاءاللہ۔ نیز عرفات میں موقع بموقع تلبیہ کی بھی کثرت رکھیں۔

میدان عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا

حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز آنحضرت ﷺ سے یہ اثر انگیز دعا بھی ثابت ہے :

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَریٰ مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ لَایَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ. اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ، اَسْأَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ، وَاَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ، مَنْ خَشَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَیْنَاہُ، وَذَلَّ لَکَ جَسَدُہٗ، وَرَغِمَ اَنْفُہٗ لَکَ اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا وَکُنْ بِیْ رَؤُوْفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْؤُلِیْنَ وَیَاخَیْرَ الْمُعْطِیْنَ.

(کتاب الدعا ۲۷٤)

اے اللہ! آپ میری بات سن رہے ہیں اور میری جگہ دیکھ رہے ہیں اور میری ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہیں۔ میری کوئی بات بھی آپ پر مخفی نہیں ہے۔ میں سختی میں مبتلا ہوں محتاج ہوں ، پناہ کا طلب گار ہوں، عذاب کے تصور سے ڈرنے اور لرزنے والا ہوں، اپنے سب گناہوں کا پوری طرح معترف ہوں، میں آپ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں اور آپ کے سامنے ذلیل مجرم کی طرح گڑگڑاتا ہوں، اور میں آپ کو نابینا (گرنے سے) خوف کرنے والے شخص کی طرح پکارتا ہوں جس کی گردن آپ کے سامنے جھکی ہوئی ہے، اور جس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، اور جس کا جسم آپ کے در دولت پر ذلت کے ساتھ پڑا ہے اور جس کی ناک آپ کے سامنے رگڑی ہوئی ہے۔ اے اللہ! آپ مجھے اس مانگنے میں محروم نہ فرمایئے اور میرے لئے

نہایت مہربان اور رحیم بن جایئے۔ اے ان سب
سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے، اور اے ان سب
سے افضل جو عطا کرنے والے ہیں۔

نیز وقوف عرفہ کا تو پورا وقت دعا ہی کے لئے ہے۔ جو چاہے اور جتنا چاہے مانگے، حمد وثنا، صلوٰۃ وسلام اور راز کار میں پورے تضرع اور شوق کے ساتھ مشغول رہے۔ ملا علی قاریؒ کی ''الحزب الاعظم''، حضرت تھانویؒ کی ''مناجات مقبول'' اور دعاؤں کی دیگر کتابیں دیکھ کر حسبِ ذوق دعائیں پڑھتا رہے۔ یاد آ جائے تو راقم الحروف ناکارہ اور اس کے والدین و متعلقین واحباب کے لئے بھی دعا فرمادیں تو بڑا کرم ہوگا۔

مزدلفہ کی خاص دعا

عرفات سے واپسی کے بعد وقوف مزدلفہ کے دوران اس دعا کی کثرت رکھے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.
(کتاب الدعا ۲۷۵)

اے ہمارے پرودگار! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرمایئے، اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز دیجئے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما دیجئے۔

دسویں ذی الحجہ کی اہم دعا

یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) کو آنحضرت ﷺ سے یہ دعا پڑھنا ثابت ہے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ فَاكْفِنِيْ شَأْنِي كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ. (کتاب الدعا ۲۷۵)

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور ہمیشہ سے نظام کائنات چلانے والے رب! آپ ہی کی رحمت سے میں مدد چاہتا ہوں۔ لہٰذا آپ میری ہر طرح کی حالت میں کفایت فرمایئے اور پلک جھپکنے کے بقدر بھی مجھے میرے نفس کے حوالے مت فرمایئے۔

حج کے مختلف مواقع پر پڑھنے کی دعا

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ طواف، صفا، مروہ، عرفات، جمرات اور دیگر دعا کے مواقع پر یہ دعا مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي بِدِيْنِكَ وَطَوَاعِيَّتِكَ وَطَوَاعِيَّةِ رَسُوْلِكَ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي حُدُوْدَكَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِمَّنْ يُّحِبُّكَ وَيُحِبُّ مَلَائِكَتَكَ وَيُحِبُّ رَسُوْلَكَ وَيُحِبُّ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ، اللّٰهُمَّ حَبِّبْنِيْ اِلَيْكَ وَاِلٰى مَلَائِكَتِكَ وَاِلٰى رُسُلِكَ وَاِلٰى عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ، اللّٰهُمَّ يَسِّرْنِى لِلْيُسْرٰى، وَجَنِّبْنِى الْعُسْرٰى وَاغْفِرْلِيْ فِى الْآخِرَةِ وَالْاُوْلٰى، وَاجْعَلْنِيْ مِن الْأَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْن الخ. (كنز العمال ۵/۱۱۳)

اے اللہ! مجھے اپنے دین، اپنی اور اپنے رسولؐ کی اطاعت کی ذریعہ (ہر بلا سے) محفوظ فرمایئے، اے اللہ! آپ مجھے اپنی سزاؤں سے بچا لیجئے۔ اے اللہ! مجھے آپ اپنی ذات سے، اپنے فرشتوں سے، اپنے رسول (ﷺ) سے اور اپنے نیک بندوں سے محبت کرنے والا بنادیجئے، اے اللہ! مجھے اپنا، اپنے فرشتوں کا اور اپنے رسولوں کا اور اپنے نیک بندوں کا محبوب بنادیجئے۔ اے اللہ! جنت میرے لئے آسان فرمادیجئے اور جہنم سے محفوظ فرمادیجئے، اور مجھ کو دنیا اور آخرت میں معافی سے نواز دیجئے سے نواز دیجئے، اور مجھے متقیون کا امام بنادیجئے۔

کنکری مارتے وقت کی دعا

منیٰ میں جمرات کی رمی کرتے وقت ہر کنکری مارتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطٰنِ وَرِضًا لِلرَّحْمٰنِ اللّٰهُمَّ

اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے اور رحمٰن کو خوش کرنے کے لئے

اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَذَنْباً مَّغْفُوْراً وَسَعْياً مَّشْكُوْراً. (رواه الطبراني عن ابن عمرؓ كتاب الدعاء ٢٧٦، مصنف ابن ابی شیبة ٣٢٥/١٥، سنن کبریٰ للبیهقی ٨٤/٥-١٢٩)

کے لئے، اے اللہ! اسے حج مقبول بنادیجئے، اور گناہ معاف فرمادیجئے، اور محنت قبول فرمالیجئے۔

۱۱-۱۲/ذی الحجہ کو پہلی اور دوسری رمی کے بعد الگ ہٹ کر جو چاہیں دعا مانگیں یہ بھی قبولیت کا وقت ہے۔

مقامات قبولیت دعاء

حج میں درج ذیل مواقع پر دعا کی قبولیت کی امید زیادہ ہے؛ اس لئے ان مقامات میں خصوصیت سے دعاؤں کا اہتمام رکھنا چاہئے:

(۱) کعبۂ مشرفہ کو دیکھتے وقت (۲) مطاف (طواف کرنے کی جگہ) (۳) ملتزم (حجراسود اور بیت اللہ شریف کے دروازہ کا درمیانی حصہ) (۴) میزابِ رحمت (بیت اللہ شریف کا پرنالہ، جو حطیم میں گرتا ہے) کے نیچے (۵) حطیم (۶) حجراسود (۷) رکن یمانی (۸) بیت اللہ شریف کا اندرونی حصہ (۹) زمزم کا کنواں (۱۰) مقام ابراہیم (۱۱) کوہِ صفا (۱۲) مروہ (۱۳) مسعیٰ (سعی کرنے کی جگہ) (۱۴) میدانِ عرفات (۱۵) مزدلفہ (۱۶) منیٰ (۱۷) جمرۂ اولیٰ، جمرۂ ثانیہ (پہلے اور درمیانی شیطان کی رمی کرنے کے بعد دعا مسنون ہے، جب کہ آخری جمرہ کے بعد رک کر دعا ثابت نہیں ہے) (مستفاد: غنیۃ الناسک ۱۲۳، وانظر: الدر المختار مع الشامی ۳/۲۳-۵۲۴، طحطاوی علی المراقی ۷۳۸، البحر العمیق ۳/۱۳۳۱)

کعبہ شریفہ سے وداع کے وقت کی دعا

جب وطن واپسی کا ارادہ ہو تو طواف وداع کر کے ملتزم پر آئے، اور یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَقَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ بِخَیْرٍ.

اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرمادیجئے اور آپ نے مجھے جو روزی عطا فرمائی ہے اس پر مجھے قناعت عطا فرما کر اس میں میرے لئے برکت

(كتاب الدعا / ۲۷٦)

عطا فرمائیے، اور جو چیز مجھ سے غائب ہے اس میں آپ میری طرف سے نگراں بن جائیے۔

اللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْتَوْدِعُكَ دِيْنِي وَاَمَانَتِي وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِيْ فَاحْفَظْهَا عَلَيَّ وَعَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ اللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ وَارْزُقْنِي الْعَوْدَ اِلَيْهِ وَاَحْسِنْ اَوْبَتِي حَتّٰى تَبْلُغَنِيْ اَجَلِيْ وَاكْفِنِي مُؤْنَتِي وَمُؤْنَةَ عَيَالِيْ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ، آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ وَلِلرَّبِّ حَامِدُوْنَ.

(فتاوی قاضی خان ۱/۳۱۹)

اے اللہ! میں اپنے دین اور اعمال کا انجام آپ کے سپرد کرتا ہوں پس آپ مجھ پر اور ہر مسلمان مرد وعورت پر اس کی حفاظت فرمائیے۔ بیشک آپ دعا سننے والے ہیں۔ اے اللہ! میری اس حاضری کو اپنے گھر کی آخری حاضری نہ بنائیے۔ اور مجھے دوبارہ لوٹ کر آنے کی توفیق عطا فرمائیے، اور آپ میرا لوٹنا بہتر بنا دیجئے تا آنکہ موت مجھے اپنی منزل مقصود تک پہنچا دے اور آپ میری اور میری اولاد اور تمام مخلوق کی ضروریات اور خرچ اخراجات کی کفایت فرمائیے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے ہیں۔

اور بھی جو دعا ذہن میں آئے جی لگا کر مانگ لے۔ اور پھر انتہائی حسرت دیاس اور افسوس کے ساتھ روتے ہوئے واپس ہو، اور اس پاک اور مقدس دربار کا حق ادا نہ کرنے کا احساس دل میں جاگزیں کر کے ندامت وشرمندگی کے آنسو بہائے اور غلطیوں پر معافی کا طلب گار ہو۔

باب

زیارۃ روضۃ الرسول ﷺ

(بارگاہِ نبوت میں)

قَالَ اللّٰهُ تبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○

(الحجرات: ۲)

ترجمہ:

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر بلند مت کرو اور نہ آپ سے اس طرح تڑخ کر بات کرو جیسے آپس میں کرتے ہو، کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تم کو احساس بھی نہ ہو۔

زیارتِ مدینہ منورہ

روضۂ اقدس پر حاضری

ایک مؤمن کے لئے سرورِ عالم، نبی اکرم، شفیع اعظم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری کی زندگی کی اہم ترین تمنا ہوتی ہے، اس لئے حجاجِ کرام کو اس عظیم سعادت سے بہرہ ور ہونے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ. (بیهقی: ٣٨٦٢، شعب الایمان ٤٩٠/٣، حدیث: ٤١٥٩، خلاصة الوفاء ٣٢١/١)

جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِراً لَمْ تَنْزَعُهٗ حَاجَةٌ إِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقاً عَلَیَّ أَنْ أَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعاً یَوْمَ الْقِیَامَةِ. (خلاصة الوفاء ٣٢٦/١، البحر العمیق ٢٨٨٧/٥)

جو شخص صرف میری زیارت کے لئے میرے پاس آئے تو میرے اوپر یہ بات ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا سفارشی بنوں گا۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے کہ:

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ عِنْدَ قَبْرِیْ فَکَأَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ. (خلاصة الوفاء ٣٢٨/١، ومثله فی شعب الایمان ٤٨٩/٣ حدیث: ٤١٥٣، مشکوٰة شریف ٢٤١/١، سنن کبریٰ ٢٤٦/٥)

جس شخص نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کا شرف حاصل کیا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات مروی ہیں جن سے روضۂ اطہر کی زیارت کے فضائل معلوم ہوتے ہیں۔ نیز صحیح سند کے ساتھ یہ روایت مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلاَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ. (ابو داؤد شریف ۲۷۹/۱، خلاصة الوفاء ۳۴۲/۱)

جو مسلمان شخص میری قبر پر آکر سلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرما دیتے ہیں؛ تا آنکہ میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ اس سے بڑی سعادت کی بات ایک مؤمن کے لئے کیا ہو سکتی ہے کہ خود پیغمبر علیہ السلام اس کے سلام کا جواب مرحمت فرمائیں، اسی لئے جمہور علماء اہلِ سنت والجماعت نے روضۂ اقدس کی زیارت کو اہم ترین مقاصد میں سے شمار فرمایا ہے، اور روضۂ اقدس پر حاضری کو گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا سبب قرار دیا ہے؛ اسی لئے مدینہ منورہ حاضری کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔

حاجی پہلے مدینہ منورہ جائے یا مکہ معظّمہ؟

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر حاجی کے راستہ میں مدینہ منورہ پڑتا ہے تو اسے چاہئے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کے بغیر آگے نہ جائے؛ لیکن اگر راستہ میں مدینہ منورہ نہیں پڑتا تو اب اس میں قدرے تفصیل ہے:

(۱) اگر وہ فرض حج کرنے جارہا ہے تو پہلے حج کرنا افضل ہے، حج کے بعد مدینہ حاضری دے۔

(۲) اور اگر نفلی حج ہے تو اختیار ہے چاہے پہلے مکہ معظّمہ جائے یا مدینہ منورہ حاضر ہو۔ (مناسک ملاعلی قاری ۵۰۲)

مدینہ، مرکزِ اسلام ہے

''مدینہ منورہ'' قیامت کے قریب تک اسلام کا مرکز رہے گا، حتی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام مدینہ تک ہی سمٹ جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

اِنَّ الْاِیْـمَانَ لَیَأْرِزَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا تَأْرِزُ الْـحَیَّةُ اِلـیٰ جُـحْـرِهَـا. (بـخـاری شـریف ۱/۲۵۲ حدیث: ۱۸۸٦، البحر العمیق ۱/ ۲٤٥)

ایمان اسی طرح مدینہ کی طرف لوٹ آئے گا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف لوٹتا ہے۔

اس حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ مدینہ منورہ میں قیامت تک ایمان واسلام کا غلبہ رہے گا۔

ایک دوسری روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس مقدس شہر کا تعارف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْمَدِیْنَةُ قُبَّةُ الْاِسْلَامِ وَدَارُ الْاِیْمَانِ وَأَرْضُ الْهِـجْـرَةِ وَمَثْوَی الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ. (رواہ الطبرانی فی الاوسط: ٥٦١٤، الترغیب والترهیب مکمل: ۲۸۳)

مدینہ: اسلام کا گنبد، ایمان کا مرکز، ہجرت کی سرزمین، اور جائز وناجائز کے علم کا مرجع ہے۔

مدینہ میں خبیث لوگ رہ نہیں پائیں گے

مدینہ منورہ کی ایک شان یہ ہے کہ یہ شہر زیادہ دن تک خبیث الفطرت لوگوں کو برداشت نہیں کرتا، اور ایسے لوگ جلد یا بدیر مدینہ سے در بدر کر دئے جاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَـدٌ رَغْبَةً عَـنْهَـا اِلَّا أَخْلَفَ اللّٰـهُ فِیْهَـا خَیْـراً مِـنْـهُ، أَلَّا أَنَّ الْمَدِیْنَةَ کَـالْکِیْرِ تُخْرُجُ الْخَبِیْثَ، لَا تَقُوْمُ السَّـاعَةُ حَتّٰـی تَـنْـفِـی الْـمَدِیْنَةُ شِـرَارَهَـا کَـمَـا یَنْفِیْ الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ. (مسلم شریف ۱/ ٤٤٤)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس مدینہ سے جو شخص بھی اعراض کر کے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر شخص کو یہاں قیام کا موقع عطا فرماتے ہیں۔ اچھی طرح سن لو! مدینہ بھٹی کے مانند ہے جو جلا کر کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے، اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ شہر یہاں سے شریروں کو نکال باہر نہ کردے، جیسے کہ بھٹی لوہے کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔

اہل مدینہ کوستانے والانیست ونابود ہوجائے گا

''مدینہ منورہ'' گویا کہ اسلام کا سرکاری دارالخلافہ ہے؛ لہٰذا جو بدنصیب شخص اس مقدس ومبارک شہر میں فتنہ انگیزی کرے یا یہاں کے باشندوں کوستائے، اسے اللہ تعالیٰ جلد ہی نیست ونابود فرمادیتے ہیں،اور آخرت میں جوعذاب ہوگا وہ الگ رہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَلا يُرِيْدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللّٰهُ فِيْ النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ. (مسلم شريف ١/ ٤٤١)

جوشخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کاارادہ کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں تانبے کے پگھلنے کی طرح یا نمک کے پانی میں پگھلنے کی طرح پگھلا دیتے ہیں۔

اورتاریخ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جس شخص نے مدینہ منورہ کے امن وسکون کوغارت کیا وہ بھی جلد ہی ذلیل وخوار ہوکرتاریخ کا حصہ بن گیا۔

مدینہ منورہ میں رہ کر بدعت پھیلانے والاملعون ہے

مدینہ منورہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ہجرت اورسنت نبوی کا مرکز ہے، یہاں رہ کر جوشخص بدعت کرے یااہل بدعت کو پناہ دےاس پراحادیث میں بدترین لعنت فرمائی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ اٰوىٰ مُحْدِثاً فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفاً وَّلا عَدْلاً.

(مسلم شريف ١/ ٤٤١)

جوشخص مدینہ منورہ میں بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعت کو پناہ دےاس پراللہ تعالیٰ،فرشتوں اور عام مسلمانوں کی طرف سے پھٹکار ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں قیامت کے دن اس کا کوئی فرض یانفل عمل قبول نہ ہوگا۔

بریں بنامدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں کوئی ایساعمل ہرگز نہ کیا جائے جوشریعت کے خلاف اورقابل لعنت ہو۔

مدینہ منورہ میں قیام کی تکلیفوں پر صبر کرنے پر بشارت

جو شخص پیغمبر علیہ السلام سے قرب کے شوق میں مدینہ منورہ میں قیام کرے اور وہاں کی شدتوں پر اور مالی تنگیوں پر صبر کرے تو پیغمبر علیہ السلام نے ایسے شخص کے لئے شفاعت اور گواہی کی بشارت سنائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

لَا يَصْبَرُ عَلىٰ لَاوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَ شِدَّتِهَا أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِىْ اِلَّا كُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعاً أَوْ شَهِيْداً. (مسلم شريف ١/ ٤٤٤)

میری امت کا جو بھی فرد مدینہ منورہ میں قیام کے دوران تکلیفوں اور مشقتوں پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی بنوں گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے حق میں (ایمان کی) گواہی دوں گا۔

جو حضرات مدینہ منورہ ہجرت کر کے جاتے ہیں انہیں عموماً شروع شروع میں بہت آزمایا جاتا ہے جو اس آزمائش کے حالات کو راضی خوشی جھیل لے گا وہ انشاء اللہ دونوں جہاں میں سرخ روئی حاصل کرے گا۔

مدینہ منورہ میں وفات کی فضیلت

مدینہ منورہ وہ مقام ہے جہاں زندگی گذارنا بھی باعث فضیلت ہے، اور وہاں کی موت بھی نہایت سعادت کی بات ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی بڑا بشارت آمیز ہے:

مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنِّىْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا. (ترمذی شریف ٢/ ٢٢٩، الترغيب والترهيب مكمل ٢٨٢)

جو شخص مدینہ منورہ میں وفات پانے پر استطاعت رکھے اسے یہاں کی موت (حاصل) کرنی چاہئے؛ کیوں کہ میں یہاں وفات پانے والے کی سفارش کروں گا۔

اس حدیث میں موت کی تمنا کی ترغیب نہیں؛ بلکہ اس انداز تعبیر کا مقصد یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں مستقل قیام کی شکل نکالے کہ زندگی کے آخری سانس تک اپنے محبوب پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے مبارک شہر میں قیام نصیب رہے، اور بقول شاعر یہ جذبہ رکھے:

غروب ہوگا کسی دن حیات کا سورج ❖ خدا کرے کہ مدینہ میں ایسی شام آئے

یا یہ کہے:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے ❖ قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

یا یہ کہے:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے ❖ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

مدینہ کی حفاظت پر فرشتے مامور ہیں

"مدینہ منورہ" سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جائے ہجرت ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہاں فرشتوں کا زبردست پہرہ بٹھا رکھا ہے، نہ تو وہاں طاعون جیسی وبائی بیماری آئے گی اور نہ ہی دجال وہاں داخل ہو سکے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا یَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ. (مسلم شریف ۱/ ٤٤٤ حدیث: ۱۳۷۹، بخاری شریف ۱/ ۲۵۲ حدیث: ۷۱۳۳)

مدینہ منورہ کے داخلہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں، نہ یہاں طاعون پھیلے گا اور نہ ہی دجال داخل ہو سکے گا۔

مدینہ میں برکت ہی برکت ہے

مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں برکت ہی برکت ہے، جس کا وہاں کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، یہ دراصل پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی اس دعا کی برکات ہیں جو آپ نے مدینہ منورہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مانگی تھی، آپ کی دعا کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَةِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَهٗ بِمَكَّةَ بِالْبَرَكَةِ. (بخاری شریف ۱/ ۲۵۳ حدیث: ۱۸۸۵، البحر العمیق ۱/ ۲٤۹)

اے اللہ! آپ مدینہ میں اس برکت کا دوگنا عطا فرمائیے جو آپ نے مکہ معظمہ کے لئے مقرر فرمائی ہے۔

الغرض اس مقدس شہر کے فضائل ناقابل بیان ہیں، جسے یہاں کی حاضری میسر آئے اسے

اس نعمت کی بے حد قدر کرنی چاہئے اور یہاں کے قیام کو غنیمت جانتے ہوئے کثرت سے درود شریف اور عبادت و اطاعت میں مشغول رہنا چاہئے۔

زیارتِ مدینہ منورہ کے چند آداب

مدینہ منورہ حاضری کے وقت خاص طور پر درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے:

(۱) **اخلاصِ نیت**: مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً کے سفر سے مقصود روضۂ اقدس کی زیارت اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا حصول ہونا چاہئے۔

(۲) **ذوق وشوق**: مدینہ منورہ کے پورے سفر میں ایسا ذوق وشوق ہونا چاہئے جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے ملاقات کے لئے جاتے وقت دل میں محسوس کرتا ہے، اور جیسے جیسے مدینہ کا فاصلہ کم ہوتا جائے، اسی اعتبار ے ذوق وشوق میں اضافہ ہوتے رہنا چاہےء۔ مناسب ہے کہ سفر کے دوران نعتیہ اشعار والہانہ انداز میں پڑھتا رہے؛ تاکہ ذوق وشوق میں مزید اضافہ ہو۔

(۳) **درود شریف کی کثرت**: مدینہ منورہ کے سفر کے دوران اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، زبان پر پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا نامِ نامی اور دل میں آپ کی یاد ہونی چاہئے، اور کثرت سے درود شریف کا ورد رکھنا چاہئے، اور فضول باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

(۴) **اظہارِ ادب**: جب مدینہ منورہ میں داخل ہو تو خشوع وخضوع کے ساتھ ادب کا اظہار کرے، جیسے کہ ایک غلام آقا کے دربار میں حاضر ہوتے وقت کرتا ہے۔ (البحر العمیق وغیرہ)

جب ''مدینہ'' میں داخل ہو؟

اور جب شہر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: ﴿رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَاناً نَصِیْراً﴾ (بنی اسرائیل: ۸۰)

ترجمہ: اے رب مجھے اچھی طرح داخل فرما اور اچھائی کے ساتھ نکال، اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ (تیری) مدد ہو۔

قیام گاہ پر پہنچنے اور قدرے اطمینان حاصل ہونے کے بعد روضۂ اقدس پر حاضری کی تیاری

کرے، اور بہتر ہے کہ غسل کر کے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے، اور نہایت ادب کے ساتھ مسجد نبوی میں حاضری دے۔

مسجدِ نبوی میں حاضری

مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَبِنُوْرِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِاسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ وَافْتَحْ لِىْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَوَفِّقْنِىْ. وَسَدِّدْنِىْ وَاَغْنِّىْ عَلٰى مَا يُرْضِيْكَ وَمَنَّ عَلَىَّ بِحُسْنِ الْأَدَبِ، اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. (خلاصة الوفاء ۲/۱ ٤٤)

میں اللہ تعالیٰ کی عظیم وکریم ذات اور اس کے دائمی نور کے توسط سے ملعون شیطان سے پناہ چاہتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے نام سے داخل ہو رہا ہوں اور ہر طرح کا شکر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کسی کے پاس طاقت ہے اور نہ قوت۔ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، اور آپ کے آل واصحاب پر کثرت سے رحمتیں اور سلام نازل فرمایئے۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجئے، اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور مجھے خیر کی توفیق عطا فرمایئے، اور مجھے سیدھی راہ پر چلایئے، اور اپنی رضا والے اعمال پر میری مدد فرمایئے، اور حسنِ ادب سے نواز کر میرے اوپر احسان فرمایئے۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو، آمین۔

مسجدِ نبوی میں داخلہ کے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کر لے، اور پھر انتہائی خشوع وخضوع اور

کامل توجہ کے ساتھ زیارت کے لئے چلے۔ آج کل عموماً باب السلام سے زائرین کے لئے داخلہ کا نظام رہتا ہے، باب السلام سے داخلہ کے بعد اولاً جہاں موقع ملے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے، پھر اس حاضری پر اللہ کا شکر ادا کرے اور زیارت مقبول ہونے کی دعا مانگے۔

باادب! ہوشیار!

اس کے بعد روضۂ اقدس (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کی جانب نہایت سکون ووقار کے ساتھ قدم بڑھائے۔ اور یہ تصور کرے کہ یہ سرور دو جہاں کا دربار اور رحمت عالم کی بارگاہ ہے، کہاں ایک گنہگار، روسیاہ امتی اور کہاں آقائے کائنات؟ گویا زبانِ حال سے یہ کہے:

نہیں منہ دکھانے کے لائق میں آقا ❖ کرم آپ کا کھینچ لایا یہاں پر

یا بقولِ شاہ نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ یوں سوچے!

بارگاہِ سید الکونین میں آکر نفیسؔ ❖ سوچتا ہوں کیسے آیا؟ میں تو اس قابل نہ تھا

اسی طرح کے عاجزی اور شکر کے جذبات کے ساتھ بارگاہِ نبوت کی طرف چلے۔ جب روضۂ اقدس کے سامنے پہنچے جہاں پیتل کا بڑا حلقہ بنا ہوا ہے، اس کے سامنے قبلہ کی طرف پشت اور قبر مبارک کی طرف چہرہ کرکے نہایت ادب کے ساتھ کھڑا ہو، اور کمالِ استحضار کے ساتھ یہ تصور کرتے ہوئے کہ گویا پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سامنے تشریف فرما ہیں، اور ایک عاجز اور گنہگار امتی آپ کی خدمت میں بصد ادب حاضر ہے، سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے، سلام کے الفاظ حسبِ موقع طویل بھی ہوسکتے ہیں اور مختصر بھی۔ (فتح القدیر بیروت ۳/۱۸۰)

سلام کے مختصر الفاظ

اگر سلام مختصر پیش کرنا ہو تو درج ذیل کلمات مناسب ہیں:

○ اَلصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (اے اللہ کے رسول آپ پر درود وسلام)

○ اَلصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ (اے اللہ کے حبیب! آپ پر صلاۃ وسلام)

○ اَلصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ (اے افضل الخلق! آپ پر صلاۃ وسلام)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ (اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں)

سلام کے طویل کلمات

اور اگر طویل کلمات پیش کرنے کا جی چاہے تو درج ذیل کلمات پیش کرے:

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ (اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔) (اس جملہ کو تین مرتبہ کہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. (اے رب العالمین کے رسول! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِيْنَ. (اے تمام مخلوقات میں سب سے بہتر! آپ کی خدمت میں سلام عرض ہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ. (اے پیغمبروں کے سردار اور نبیوں کے خاتم! آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ. (اے متقیوں کے امام! آپ کی خدمت میں سلام پیش ہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ. (اے چمک دار اعضاء والی امت کے قائد! آپ سلام قبول فرمائیں)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ. (اے وہ ذات جن کو رحمت عالم بنا کر بھیجا گیا! آپ کی خدمت میں سلام عرض ہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ. (اے شفیع المذنبین! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ. (اے اللہ کے محبوب! آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا خِيْرَةَ اللّٰهِ. (اے اللہ کے پسندیدہ! آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلاَمُ عَلَيْکَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ. (اے اللہ کے منظورِ نظر! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلاَمُ عَلَيْکَ أَيُّهَا الْهَادِیْ إِلیٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ. (اے وہ ذات کہ جو صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلاَمُ عَلَيْکَ يَا مَنْ وَصَفَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ بِقَوْلِهٖ: ﴿وَإِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ وبقوله: ﴿وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (اے وہ مقدس شخصیت جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے ﴿وَاِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (آپ عظیم خلق پر پیدا کئے گئے ہیں) اور ﴿وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آپ ایمان والوں کے ساتھ رأفت و رحمت کا معاملہ فرمانے والے ہیں) کہہ کر بیان فرمائی ہے! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلاَمُ عَلَيْکَ يَا مَنْ سَبَّحَ الْحَصیٰ فِیْ يَدَيْهِ وَحَنَّ الْجِذْعَ إِلَيْهِ. (اے وہ ذات جن کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی، اور کھجور کا تنا بے قرار ہو کر رو دیا، آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلاَمُ عَلَيْکَ يَا مَنْ أَمَرَنَا اللّٰهُ بِطَاعَتِهٖ وَالصَّلاَةِ وَالسَّلاَمِ عَلَيْهِ. (اے وہ مقدس رسول جن کی اطاعت کرنے اور جن پر صلاۃ وسلام بھیجنے کا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا)

○ اَلسَّلاَمُ عَلَيْکَ وَعَلیٰ سَائِرِ الْأَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، وَمَلاَئِکَةِ اللّٰهِ الْمُقَرَّبِيْنَ، وَعَلیٰ آلِکَ وَأَزْوَاجِکَ الطَّاهِرَاتِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَأَصْحَابِکَ أَجْمَعِيْنَ، کَثِيْراً دَآئِماً أَبَداً کَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضیٰ. (آپ پر اور تمام انبیاء ورسل اور اللہ کے نیک بندوں اور اس کے سب مقرب فرشتوں اور آپ کی پاکیزہ ازواجِ مطہرات امہات المؤمنین اور آپ کے تمام اصحاب پر دائمی سلام ہو، جو ہمارے رب کو پسند اور اس کی خوشنودی کا سبب ہو))

○ جَزَاکَ اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزیٰ بِهٖ رَسُوْلاً عَنْ أُمَّتِهٖ. (اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سب کی طرف سے ان میں سب سے افضل بدلہ عطا کرے جو اللہ نے کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا کیا ہو)

○ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ أَفْضَلَ وَأَکْمَلَ وَأَزْکیٰ وَأَنْمیٰ صَلَاةً صَلاَّهَا عَلیٰ أَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ. (اوراللہ تعالیٰ آپ کوان سب سے زیادہ افضل، سب سے زیادہ کامل، سب سے زیادہ پاکیزہ اور سب سے زیادہ نفع بخش رحمتوں سے نوازیں جو رحمتیں اس نے اپنی کسی مخلوق پر نازل کی ہوں)

○ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لا شَرِیْکَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّکَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَخِیَرَتُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ، وَأَشْهَدُ أَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ، وَأَدَّیْتَ الْأَمَانَةَ، وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ، وَکَشَفْتَ الْغُمَّةَ، وَأَقَمْتَ الْحُجَّةَ، وَأَوْضَحْتَ الْمَحَجَّةَ، وَجَاهَدْتَّ فِیْ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ، وَکُنْتَ کَمَا نَعَتَکَ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ حَیْثُ قَالَ: ﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ فَصَلَوَاتُ اللّٰهِ وَمَلاَ ئِکَتِهٖ وَجَمِیْعِ خَلْقِهٖ فِیْ سَمَاوَاتِهٖ وَأَرْضِهٖ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. (اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی مخلوقات میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے یقیناً اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دیا، اور امانت کو ادا فرمایا، اور امت کے ساتھ خیر خواہی فرمائی، اور مصیبتوں کو دور فرمایا، اور دلیل کو قائم فرمایا، اور حجتوں کو ظاہر فرمایا، اور اللہ کے راستہ میں قربانی کا حق ادا کر دیا۔ آپ یقیناً ایسے ہی تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کی تعریف فرمائی ہے: ﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (یقیناً تمہارے پاس خود تمہیں میں سے ایک رسول آچکا ہے، اس پر گراں ہے وہ بات جو تم کو مشقت میں ڈالے، تمہاری خیر کا وہ بہت خواہش مند ہے، اور ایمان والوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا معاملہ کرنے والا ہے) پس اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور آسمان و زمین میں اس کی تمام مخلوقات کی طرف سے اے اللہ کے رسول آپ پر رحمتیں نازل ہوں)

○ اَللّٰهُمَّ اٰتِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْداً الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ، وَاٰتِهٖ

نِهَايَةَ مَا يَنۡبَغِیۡ أَنۡ يَسۡأَلَهُ السَّائِلُوۡنَ. (اے اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کے درجہ پر فائز فرمایئے، اور فضیلتوں سے نوازیئے، اور آپ کو اس مقامِ محمود سے سرفراز فرمایئے جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، اور آپ کو ان نعمتوں میں سے آخری درجہ کی اعلیٰ نعمت عطا فرمایئے جس کا سوال آپ سے مانگنے والوں کو کرنا زیب دیتا ہے)

○ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَآ اَنۡزَلۡتَ وَاتَّبَعۡنَا الرَّسُوۡلَ فَاكۡتُبۡنَا مَعَ الشَّاهِدِيۡنَ. (اے ہمارے رب! ہم اس کتاب پر ایمان لائے جو آپ نے نازل فرمائی، اور ہم رسول کے پیروکار ہیں؛ اس لئے ہمارا نام شاہدین میں لکھ دیجئے)

○ اٰمَنۡتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ، وَبِالۡقَدۡرِ خَيۡرِهٖ وَشَرِّهٖ، اَللّٰهُمَّ فَثَبِّتۡنِیۡ عَلٰی ذٰلِكَ، وَلَا تَرُدَّنَا عَلٰی أَعۡقَابِنَا، وَلَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ إِذۡ هَدَيۡتَنَا، وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً، إِنَّكَ أَنۡتَ الۡوَهَّابُ. (میں اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی تمام کتابوں اور رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر پر اچھی ہو یا بری ایمان لایا، اے اللہ! مجھے اس ایمان پر جما دیجئے، اور ہمیں ایڑیوں کے بل مت لوٹایئے، اور ہدایت کے بعد ہمارے دلوں میں کجی مت ڈالئے، اور ہمیں اپنی جانب سے خاص رحمت عطا فرمایئے، بے شک آپ بہت عطا فرمانے والے ہیں)

○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبۡدِكَ وَرَسُوۡلِكَ النَّبِیِّ الۡأُمِّیِّ، وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبۡدِكَ وَرَسُوۡلِكَ النَّبِیِّ الۡأُمِّیِّ، وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّأَصۡحَابِهٖ وَأَزۡوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰی اِبۡرَاهِيۡمَ، وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ، وَبَارِكۡ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الۡأُمِّیِّ، وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبۡرَاهِيۡمَ، وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبۡرَاهِيۡمَ فِی الۡعَالَمِيۡنَ، اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ. (خلاصة الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ۱/۴۴۵-۴۴۷) (اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آپ کے رسول اور آپ کے نبی امی ہیں، اور

آپ کی آل واصحاب اورازواج واولاد پراسی طرح رحمتیں نازل فرمایئے جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اوران کی اولاد پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اوراے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی ہیں، اورآپ کی آل پراسی طرح برکت نازل فرمایئے جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اوران کی آل پر سارے جہانوں میں برکتیں نازل فرمائی ہیں، بےشک آپ قابل تعریف اور بزرگی والے ہیں)

دوسروں کی طرف سے سلام

اس کے بعد اگر کسی نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں سلام پیش کرنے کی درخواست کی ہو، تواس کی طرف سے ان الفاظ میں سلام پیش کرے:

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ (یہاں پرسلام کرنے والے مرد یا عورت کا نام لے) یُسَلِّمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (اے اللہ کے رسول! فلاں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے)(فتح القدیر بیروت ۳/۱۸۱)

سلام کس وقت پیش کریں؟

اکثر بھیڑ کے وقت طویل سلام پیش کرنے کا موقع نہیں رہتا؛ اس لئے اگر بھیڑ کے وقت حاضری ہوتو مختصر سلام پر اکتفاء کیا جائے اور جو اوقات سہولت کے ہیں، مثلاً ہر نماز کے ایک گھنٹہ کے بعد یا اشراق اور چاشت کے وقت یا رات کے اوقات میں، تو ان میں معنی کے استحضار کے ساتھ طویل سلام بآسانی پیش کیا جاسکتا ہے۔

آج کل چوں کہ مسجد نبوی کا اگلا قدیم حصہ چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے، اس لئے شائقین کے لئے بآسانی موقع مل سکتا ہے، زیادہ بھیڑ کے وقت جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

خلیفۂ اول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنے کے بعد ایک قدم دائیں جانب ہٹ کر خلیفۂ اول

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں درج ذیل الفاظ سے سلام عرض کرے:

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِیْ الْغَارِ. جَزَاکَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرَ الْجَزَاءِ. (فتح القدیر بیروت ۳/ ۱۸۱)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام

اس کے بعد مزید ایک قدم ہٹ کر امیر المؤمنین سیدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرے:

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَا سَیِّدَنَا یَا عُمَرُ الْفَارُوْقُ، اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا عِزَّ الْاِسْلامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ. جَزَاکَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرَ الْجَزَاءِ. (فتح القدیر بیروت ۱۸۱/۳)

تضرع وزاری کے ساتھ دعا

پھر دوبارہ مواجہہ شریف کے سامنے آئے اور موقع ہو تو روضۂ اقدس کی طرف رخ کرکے ورنہ قبلہ رو ہوکر خوب تضرع وزاری کے ساتھ پیغمبر علیہ السلام کے وسیلہ سے اپنی مغفرت اور دین ودنیا کی فلاح کے لئے دعا کرے، یہ مقامِ مستجاب ہے۔

جالیوں کو چومنا بے ادبی ہے

روضۂ اقدس یا مسجد نبوی کی دیواروں یا جالیوں کو چومنا یا ہاتھ لگانا کوئی فضیلت کی بات نہیں، ایسی چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر اطہر پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا، تو آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ: ’’دورِ نبوت میں ایسی کوئی بات ہم نہیں جانتے تھے‘‘۔ (خلاصۃ الوفاء ۴۵۵/۱)

ایک یادگار واقعہ

علامہ عتبیؒ نے ذکر کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ مسجد نبوی میں روضۂ اقدس کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دیہاتی شخص آیا، اور اس نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں اولاً سلام پیش کیا، پھر یہ آیت: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ...... الخ﴾ پڑھی، پھر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں آپ کی خدمت میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے کے لئے اور اپنے رب کے دربار میں آپ کو سفارشی بنانے کے مقصد سے حاضر ہوا ہوں، پھر اس نے درج ذیل اشعار پڑھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ اَعْظُمُهٗ

فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنّ الْقَاعُ وَالْاَكُمُ

نَفْسِيْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ

فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ: اے ان لوگوں میں سب سے افضل جن کے اجساد شریفہ آسودۂ خاک ہیں، جن کی برکت سے دشت وجبل پاکیزگی سے مشرف ہوگئے ہیں، اس روضۂ اقدس پر میری جان قربان ہے جس میں آنجناب تشریف فرما ہیں، یہیں عفت مآبی ہے، اور یہیں جود وکرم (کا خزانہ) ہے۔

عتبیؒ کہتے ہیں کہ یہ عرض کرکے وہ دیہاتی تو چلا گیا، پھر مجھے نیند آ گئی، تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ: ”عتبی جاؤ! اس دیہاتی کو یہ خوش خبری سنادو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی ہے“۔ (خلاصۃ الوفاء ۱/۴۴۹)

مسجدِ نبوی میں نماز باجماعت اور تلاوت کا اہتمام

مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں مسجد نبوی میں باجماعت نماز کا اہتمام رکھا جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ:

صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ...... فَإِنِّیْ اٰخِرُ الْأَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ. (مسلم شریف ۱/۴۴۶ حدیث: ۱۳۹۴، بخاری شریف ۱/۱۵۸ حدیث: ۱۱۷۷)

میری اس مسجد میں نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے، سوائے مسجد حرام کے۔ اور میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد (انبیاء کی تعمیر کردہ مسجدوں میں سے) آخری مسجد ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''مسجد نبوی میں نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (سنن ابن ماجہ:۱۴۱۳)

مسجد نبوی میں مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت

نیز ایک روایت میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ أَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ. (رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط ۶/۲۱۱، خلاصۃ الوفاء ۱/۴۹۰)

جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں مسلسل اس طرح پڑھیں کہ ان میں سے کوئی نماز نہیں چھوٹی تو اس کو تین باتوں سے برأت کا پروانہ عطا ہوتا ہے: (۱) جہنم سے (۲) عذاب سے (۳) نفاق سے۔

اس لئے خصوصیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہر نماز مسجد نبوی میں باجماعت پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

نیز کوشش کریں کہ کم از کم ایک قرآنِ کریم مسجد نبوی میں تلاوت کر کے ختم کرلیا جائے، اور زیادہ جتنا بھی ہوجائے وہ خیر ہی خیر ہے۔

ریاض الجنۃ

مسجد نبوی کا سب سے اہم حصہ وہ ہے جو روضۂ اقدس اور منبر نبوی کے درمیان میں ہے،

جس کو ''ریاض الجنۃ'' کہا جاتا ہے، اس کے ستونوں پر سفید پتھر لگے ہوئے ہیں، اور ہرے پھولوں کا سفید کارپیٹ بچھا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ. (بخاری شریف ۱/۱۵۹ حدیث: ۱۱۹۵ وغیرہ)

مرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میرے منبر کے ستون جنت میں قائم ہیں۔ (خلاصۃ الوفاء ۱/۴۹۷)

جنت کی کیاری کا کیا مطلب ہے؟

مسجد نبوی میں منبر اور حجرۂ مبارکہ کے درمیانی حصہ کو جنت کی کیاری کہنے کی وجہ کیا ہے؟ اس بارے میں اقوال مختلف ہیں: (۱) بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ زمین کا ٹکڑا بعینہٖ جنت میں چلا جائے گا (۲) یا یہ مطلب ہے کہ اس حصہ میں عبادت کرنے والوں کو آخرت میں جنت کے باغات نصیب ہوں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (البحر العمیق ۱/۲۷۵۲)

ریاض الجنۃ کے سات ستون

ریاض الجنۃ میں سات اہم ستون ہیں، کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے قرب جا کر کچھ نہ کچھ عبادت کرلی جائے، ان ستونوں کے اوپر علامتیں بنی ہوئی ہیں۔ وہ ستون یہ ہیں:

(۱) **اسطوانۂ حنانہ**: یہ ستون محراب کے قریب ہے، یہاں وہ کھجور کا تنا دفن ہے جس پر ٹیک لگا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے قبل خطبہ دیا کرتے تھے، پھر جب منبر بن گیا تو یہ ستون مارے فراق کے رونے لگا تھا، جو پیغمبر علیہ السلام کے دلاسہ دینے پر خاموش ہوا۔

(۲) **اسطوانۂ ابو لبابہ**: یہی وہ ستون ہے جہاں صحابیِ رسول حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو باندھ لیا تھا، پھر جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو انہیں کھولا گیا۔

(۳) **اسطوانۂ وفود**: یہی وہ مقام ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے وفود

سے ملاقات فرماتے تھے۔

(۴) **اسطوانۂ حرس**: یہ حجرۂ عائشہ صدیقہؓ سے بالکل ملا ہوا ہے، یہاں ہجرت کے ابتداء کے سالوں میں پہرے داری کا نظم تھا، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کے وعدہ کے بعد ختم کر دیا گیا تھا۔

(۵) **اسطوانۂ جبرئیل**: یہی وہ مقام ہے جہاں عموماً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوتی تھی۔

(۶) **اسطوانۂ سریر**: اس جگہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام بحالت اعتکاف قیام فرماتے تھے۔

(۷) **اسطوانۂ عائشہ**: ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسجد نبوی میں اس جگہ کے مقامِ مقبول ہونے کی نشان دہی فرمائی تھی کہ یہاں دعائیں اور توبہ قبول ہوتی ہے، اسی مناسبت سے اس ستون کا نام ''اسطوانۂ عائشۃ'' رکھا گیا ہے۔ (مستفاد: انوار مناسک ۳۶۵-۳۶۷)

زیارتِ جنت البقیع

''جنت البقیع'' مدینہ منورہ کا مشہور و معروف قبرستان ہے، جس میں دس ہزار سے زیادہ صحابہ کرامؓ مدفون ہیں، بہت سے اہل بیت، ازواجِ مطہرات اور بنات طیبات کی قبریں اس مقدس قبرستان میں ہیں۔ مسجد نبوی کی توسیع کے بعد اب مسجد نبوی اور جنت البقیع کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہ گیا ہے، مسجد کی مشرقی جانب بیرونی صحن جہاں ختم ہوتا ہے وہیں سے جنت البقیع شروع ہوتا ہے۔ عموماً اشراق کے وقت اور عصر کے بعد اس کا دروازہ کھلتا ہے، اس لئے حسب موقع خصوصاً جمعہ کے دن یہاں حاضر ہو کر زیارت کرنی چاہئے، اور اہل قبور کو سلام پیش کر کے ان کے لئے ایصالِ ثواب کرنا چاہئے۔

مسجد قبا

فضیلت کے اعتبار سے اسلام کی چوتھے نمبر کی مسجد ''مسجد قبا'' ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ہجرت فرمانے کے بعد اولاً تعمیر کرائی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:
''مسجد قبا میں دو رکعت پڑھنے کا ثواب ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہے''۔ (ترمذی شریف ۱/۴۷، شعب الایمان ۳/۴۹۹ حدیث: ۴۱۹۰، سنن کبریٰ للبیہقی ۵/۲۴۸)

مسجد قبا کا فاصلہ مسجد نبوی سے پورے تین میل (ساڑھے چار کلومیٹر) ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً ہفتہ کے دن مسجد قبا تشریف لاکر نفل نماز پڑھتے تھے، یہ تشریف آوری کبھی پیدل ہوتی اور کبھی سواری پر ہوتی تھی، نیز پیر کے دن بھی آپ کا تشریف لانا ثابت ہے۔ اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ پیر اور جمعرات کو قبا تشریف لے جاتے تھے، اس لئے زائرین کو مسجد قبا میں حاضر ہو کر نماز پڑھنے کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

مسجد قبلتین

یہ وہ مسجد ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعت مسجد اقصیٰ کی طرف پڑھی اور دورانِ نماز ہی مسجد حرام (مکہ معظّمہ) کی طرف رخ کرنے کا حکم آ گیا، تو آپ نے مقتدیوں سمیت بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرلیا، تو گویا ایک نماز دو قبلوں کی طرف پڑھی گئی؛ اسی لئے اس کا نام ''مسجد قبلتین'' پڑ گیا ہے، اب یہ مسجد بہت عالیشان بنی ہوئی ہے، وہاں جا کر نماز اور عبادت کرنا بھی موجب سعادت ہے۔ (البحر العمیق مع حاشیۃ ۲۸۱۴-۲۸۱۵)

زیارتِ شہداءِ احد

''احد'' مدینہ منورہ کے شمال میں وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''احد پہاڑ کو ہم سے محبت ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے''، نیز اس کے دامن میں اسلام کا عظیم معرکہ ''غزوۂ احد'' پیش آیا، جس میں ستر جلیل القدر صحابہؓ نے جام شہادت نوش کیا، جن کی قبریں اسی میدان میں بنائی گئی ہیں، ان شہداء میں سب سے عظیم المرتبت شخصیت عم

رسول سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہے، جن کو خود پیغمبر علیہ السلام نے ''سید الشہداء'' (شہیدوں کے سردار) کا لقب دیا۔ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کا معمول تھا کہ آپ سال میں کم از کم ایک مرتبہ شہداء احد کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معمول تھا کہ ہر جمعہ کو حضرت حمزہؓ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتیں، اور اس دوران آپ پر رقت طاری رہتی تھی، اس لئے زائرین مدینہ کو شہداء احد کی قبروں پر حاضری کا اہتمام بھی کرنا چاہیئے۔ (مناسک علی قاری ۵۲۵)

دربارِ نبوت سے واپسی

جب سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر سے واپسی کا ارادہ ہو تو انتہائی حسرت وافسوس اور پیغمبر علیہ السلام سے جدائی پر سخت غمگین ہو، اور مسجد نبوی میں حاضر ہو کر بنیت واپسی دو رکعت نفل ادا کرے، پھر مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر الوداعی صلاۃ وسلام عرض کرے، اور پھر رقت وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے، اور دربارِ نبوت پر الوداعی حسرت آمیز نظر ڈالتے ہوئے اور جدائی پر افسوس کرتے ہوئے واپس ہو، اور زبانِ حال سے یہ کہے:

مدینہ سے باچشم تر جارہا ہوں
نہیں چاہتا دل مگر جارہا ہوں

زمانہ یہ کہتا ہے گھر جارہا ہوں
حقیقت میں جنت بدر جارہا ہوں

اور واپسی کے وقت بالخصوص یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ یہاں حاضری کے وقت جو کوتاہیاں ہوئی ہوں، انہیں معاف فرمادیں، اور اس حاضری کو آخری حاضری نہ بنائیں؛ بلکہ آئندہ بھی مقبول اور باادب حاضری کی سعادت بخشتے رہیں۔

ایک عاجزانہ گذارش

یاد آ جائے تو مستجاب مقامات پر اس ناکارہ مرتب اور اس کے والدین و متعلقین کے لئے بھی رضاء خداوندی اور اتباعِ سید المرسلین اور دین پر استقامت کی دعا فرمائیں، تو نہایت کرم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سبھی حجاج وزائرین کی حاضری کو بے حد قبول فرمائیں اور ہر طرح کی کوتاہیوں سے درگذر فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَحَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

مِسکُ الخِتَامِ

فِیُ الصَّلاۃِ وَالسَّلاَمِ عَلیٰ

سَیِّدِنَا خَیُرِ الاَنَامِ ﷺ

درود شریف کے فضائل اور منتخب کلمات

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلیٰ عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفیٰ.

(النمل: ۵۹)

ترجمہ:

آپ فرما دیجئے کہ ہر طرح کی خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور سلام ہے اللہ کے ان بندوں پر جن کو اس نے پسند فرما لیا۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً.

(الاحزاب: ۵٦)

ترجمہ:

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں،
اے ایمان والو! (تم بھی) اس پر رحمت بھیجو اور سلام کہہ کر سلام بھیجو۔

قرآنِ کریم میں صلاۃ وسلام کا حکم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ پاک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً. (الاحزاب: ۵٦)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! (تم بھی) اس پر رحمت بھیجو اور سلام کہہ کر سلام بھیجو۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ کی طرف سے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر ''صلاۃ'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کی رحمت آپ پر نازل ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آپ کی تعریف فرماتے ہیں، اور فرشتوں کی طرف سے صلاۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتے آپ کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، اور اہلِ ایمان کی طرف سے صلاۃ وسلام بھی آپ کے لئے رحمت وسلامتی کی دعا کرنے کے معنی میں ہے، اور اس آیت سے عالم بالا اور عالم دنیا یعنی زمین اور آسمان ہر جگہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی رفعتِ شان اور عظمت ومرتبہ کو بیان کرنا مقصود ہے، جس سے اونچا درجہ مخلوق میں اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۰۷٦)

علماء نے لکھا ہے کہ زندگی میں کم سے کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے، اور جس مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنا جائے تو ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے، اور اگر اسی مجلس میں بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیا جائے تو ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا مستحب ہے،

اور جس قدر زیادہ درود شریف آدمی پڑھے گا اتنا ہی وہ آیتِ کریمہ کے حکم کی تکمیل کرنے والا قرار پائے گا۔ **قال الشامی: ومقتضی الدلیل افتراضھا فی العمر مرۃ، وایجابھا کلما ذکر إلا أن یتحد المجلس فیستحب التکرار بالتکرار.** (شامی زکریا ۲/۲۲۸)

پیغمبر علیہ السلام کا ذکر آنے پر درود شریف نہ پڑھنا محرومی ہے

جس شخص کے سامنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر ہوا اور وہ درود شریف کا نذرانہ پیش نہ کرے وہ پرلے درجہ کا محروم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۱/۸۶)

اس شخص کی ناک رگڑی جائے جس کے سامنے میرا تذکرہ ہو پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

اور جگر گوشۂ نبوت سیدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ: ''جو شخص میرا ذکر آنے پر درود پڑھنے سے چوک جائے وہ جنت کے راستے سے چوک جانے والا ہوگا''۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۳۸۴)

اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بڑا کنجوس قرار دیا ہے جو آپ کا نامِ نامی سن کر بھی درود شریف نہ پڑھتا ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلْبَخِيْلُ الَّذِىْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. (مشکوٰۃ شریف ۱/۸۷)

وہ شخص بہت بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

اور سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''کیا میں تمہیں لوگوں میں سب سے بڑے بخیل کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابہ نے عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟'' (یعنی ضرور بتلائیے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ لوگوں میں سب سے بڑا بخیل ہے''۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۳۸۵)

اسی طرح کی روایات کی بناپر حضراتِ فقہاء ومحدثین نے کسی مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہونے پر کم ازکم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب قرار دیا ہے۔ (شامی زکریا ۲؍۲۲۷)

درود شریف سے نیکیوں کا اضافہ

سرور عالم محسنِ انسانیت، سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود شریف پڑھنا آپ کی جانب سے امت پر کئے گئے بے انتہاء احسانات کی شکر گذاری کا ادنی سا مظاہرہ ہے؛ لہٰذا اگر اس کے عوض میں کچھ بھی نہ عطا ہوتا پھر بھی بجا تھا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھئے کہ جو شخص ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں:

چناں چہ سیدنا حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام صبح کے وقت نہایت بشاشت کے ساتھ تشریف لائے، آپ کے چہرۂ انور سے خوشی کے آثار نمایاں تھے، حاضرین نے عرض کیا کہ: ”اے اللہ کے رسول! آج آپ کے چہرۂ انور سے بشاشت ظاہر ہورہی ہے، کیا وجہ ہے؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَجَلْ! اَتَانِیْ اٰتٍ مِنْ رَّبِّیْ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِکَ صَلاۃً کَتَبَ اللّٰہُ بِهَا عَشَرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحیٰ عَنْهُ عَشَرَ سَیِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَهٗ عَشَرَ دَرَجَاتٍ وَرَدَّ لَهٗ مِثْلَهَا.

(مسند احمد بن حنبل ٤/ ٢٩، الترغیب والترهیب مکمل ٣٨٠)

جی ہاں! میرے رب کی طرف سے ایک قاصد میرے پاس آیا تھا، اس نے یہ خوش خبری سنائی کہ آپ کی امت کا جو بھی فرد آپ پر درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھیں گے اور اس کے دس گناہ معاف فرمائیں گے، اور اس کے لئے دس درجات بلند فرمائیں گے، اور جیسے اس نے رحمت کی دعا کی ہے ویسے ہی اسے بھی رحمت سے نوازیں گے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: ”جو شخص ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ ۷۰؍مرتبہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور فرشتے دعاء خیر کرتے ہیں“۔ (مسند احمد ۲؍۱۸۷عن عبداللہ بن عمروؓ، مشکوٰۃ شریف ۱؍۸۷، مرقاۃ ۳؍۱۸)

پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں درود شریف کی پیشی

دنیا میں جہاں کہیں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے اور جو شخص بھی یہ سعادت حاصل کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فرشتے اس کام پر مقرر فرما رکھے ہیں کہ وہ درود شریف کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ مَلاَئِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ اُمَّتِيْ السَّلاَمَ. (عمل الیوم واللیلة، الترغیب والترهیب مکمل ۳۸۱)

اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے ہیں جو (ساری دنیا میں) چکر لگاتے ہیں اور مجھ تک میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

اور بعض روایات میں ہے کہ روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلاۃ والسلام پر ایک ایسا فرشتہ مقرر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے نام ونسب کا علم عطا کیا ہے، وہ وہیں کھڑے کھڑے پوری دنیا میں جہاں جہاں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے اس کا علم حاصل کرلیتا ہے اور پھر درود پڑھنے والے کا نام اس کے والد کے نام کے ساتھ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہے، چناں چہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِقَبْرِيْ مَلَكاً اَعْطَاهُ اللّٰهُ اَسْمَاءَ الْخَلاَئِقِ فَلاَ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اَحَدٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا اَبْلَغَنِيْ بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ هٰذَا فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ قَدْ صَلّٰى عَلَيْكَ. (رواه البزار والطبرانی، الترغیب والترهیب مکمل ۳۸۱)

اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے اور اسے تمام مخلوقات کے نام عطا فرمائے ہیں، پس قیامت تک جو شخص بھی مجھ پر درود شریف پڑھے گا وہ فرشتہ اس کو میرے پاس اس کے نام اور اس کے والد کے نام کے ساتھ یہ کہہ کر پیش کرے گا کہ فلاں بن فلاں نے آپ کی خدمت میں درود شریف پیش کیا ہے۔

ذرا غور فرمائیں! ایک امتی کے لئے کس قدر مسرت کی بات ہے کہ اس کے پیش کردہ درود

کا ذکر آقا کے دربار میں ہو؟ اگر درود شریف کا کوئی اور فائدہ نہ بھی ہوتا تو یہی ایک فائدہ اس کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی تھا۔

درود شریف کے ذریعہ قربِ نبوی کا حصول

درود شریف کی کثرت کا ایک بڑا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کی بدولت آخرت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا قربِ خاص نصیب ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلاةً. (ترمذی شریف حدیث: ٤٢٠، الترغیب والترهیب ٣٨١)

یقیناً مجھ سے قیامت کے دن سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر (دنیا میں) سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والے ہوں گے۔

لہٰذا جو شخص آخرت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی معیت اور تقرب کا متمنی ہو اسے کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

درود شریف کے ذریعہ دنیا وآخرت کی فکروں سے نجات

حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: ’’میں آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں، تو مجھے کس قدر اس کا وظیفہ بنانا چاہئے؟‘‘ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جیسی تمہاری مرضی‘‘، تو میں نے عرض کیا کہ: ’’ایک چوتھائی حصہ درود شریف پڑھا کروں؟‘‘ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ’’جیسی مرضی! اور اگر زیادہ کرو گے تو یہ تمہارے لئے اور بہتر ہوگا‘‘، چناں چہ میں کچھ کچھ مقدار بڑھاتا رہا، تا آں کہ میں نے عرض کیا کہ: ’’اب میں سب وظیفوں کو چھوڑ کر بس درود شریف ہی پڑھا کروں گا؟‘‘ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِذاً یَکْفِیْ هَمُّکَ وَیُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ. (الترغیب والترهیب ٣٨٠)

تو پھر یہ درود شریف تمہاری ہر فکر وغم کو دور کرنے کا سبب بن جائے گا، اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

الغرض درود شریف کے بہت فضائل احادیثِ شریفہ میں وارد ہیں، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، علماء نے اس مبارک موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ بالخصوص اردو زبان میں شیخ

الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہٗ کی شہرۂ آفاق کتاب ’’فضائل درود شریف‘‘ اس موضوع پر انتہائی جامع ہے، اس کو مطالعہ میں رکھنا چاہئے۔

جمعہ کے دن درود شریف کا خاص اہتمام

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص طور پر جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ: ’’اس دن پڑھا ہوا درود شریف بالخصوص میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے‘‘۔ لہٰذا اور دنوں کے مقابلہ میں جمعہ کے روز خصوصیت سے درود شریف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ.

تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی دن ان کی وفات ہوئی، اسی دن پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا؛ لہٰذا جمعہ کے دن میرے اوپر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو؛ کیوں کہ تمہارا درود میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: ’’ہمارا درود شریف آپ پر کیسے پیش کیا جا سکے گا حالاں کہ وفات کے بعد جسد اقدس مٹی میں ہوگا؟‘‘ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَا حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَأْكُلَ اَجْسَامَنَا. (سنن ابی داؤد: ۱۰۴۷، سنن ابن ماجۃ: ۱۶۳۶، الترغیب والترھیب مکمل ۱۶۹)

اللہ تعالیٰ نے زمین پر ہمارے (انبیاء علیہم السلام کے) جسم کھانے کو حرام کر دیا ہے (یعنی حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے اجسادِ مقدسہ بعینہٖ محفوظ رہتے ہیں، وہ مٹی نہیں بن سکتے)

اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا اہتمام

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان کا جواب دینے کا

جہاں حکم فرمایا وہیں اذان کے بعد خصوصیت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا بھی حکم دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ، فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشَراً، ثُمَّ سَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ. (مسلم شريف حديث: ٣٨٥، ابوداؤد شريف حديث: ٥٢٧، الترغيب والترهيب مكمل ٧٩)

جب تم موذن کی آواز سنو تو جیسے وہ کہے ویسے ہی تم بھی کہو، پھر میرے اوپر درود شریف پڑھو؛ کیوں کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے مقامِ وسیلہ کی سفارش کرو جو جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو عطا ہوگا، اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں وسیلہ کی سفارش کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوجائے گی۔

اور بعض صحیح روایات میں اذان کے بعد دعاء وسیلہ کے کلمات بھی وارد ہیں، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص اذان سننے کے وقت درج ذیل دعاء وسیلہ مانگے تو اس کے لئے قیامت میں میری شفاعت واجب ہوجائے گی''۔ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْداً الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ. (بخاری شريف: ٦١٤، ابوداؤد شريف: ٥٢٩، الترغيب والترهيب مكمل ٧٩)

اے اللہ! جو اس مکمل دعوت اور قائم کی جانے والی عبادت کے مالک ہیں، آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ وسیلہ اور فضیلت سے سرفراز فرمایئے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقامِ محمود پر فائز فرمایئے جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

واضح رہے کہ یہ دعاءِ وسیلہ بھی ایک اعلیٰ قسم کا درود شریف ہے، جو اگرچہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کے ضمن میں وارد ہوا ہے؛ لیکن اسے اذان کے ساتھ خاص نہیں سمجھنا چاہئے ؛ بلکہ دیگر اوقات میں بھی ذوق وشوق کے ساتھ دعاءِ وسیلہ کا اہتمام رکھنے سے انشاءاللہ نہ صرف یہ کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے محبت میں اضافہ ہوگا ؛ بلکہ یقینی طور پر حسب وعدہ آخرت میں آپ کی شفاعت نصیب ہوگی، چناں چہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں مطلقاً دعاءِ وسیلہ کی تاکید وارد ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهَا لِيْ عَبْدٌ فِي الدُّنْيَا اِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيْداً اَوْ شَفِيْعاً. (رواہ الطبرانی فی الاوسط، الترغیب والترھیب مکمل ۸۰)

اللہ سے میرے لئے ’’وسیلہ‘‘ مانگا کرو؛ کیوں کہ جو شخص بھی میرے لئے دنیا میں وسیلہ کی سفارش کرے گا میں اس کے حق میں قیامت کے دن گواہ بنوں گا یا (یہ فرمایا کہ) اس کے لئے شفاعت کروں گا۔

درود شریف پڑھنے کے مستحب مواقع

ویسے تو ہر مناسب وقت میں درود شریف پڑھا جاسکتا ہے؛ لیکن درج ذیل مواقع پر خصوصیت سے پڑھنا مستحب ہے: (۱) جمعہ کا دن (۲) جمعہ کی رات (۳) صبح کے وقت (۴) شام کے وقت (۵) مسجد میں داخل ہوتے ہوئے (۶) مسجد سے نکلتے ہوئے (۷) اذان کے بعد (۸) دعاء کے آغاز، درمیان اور ختم پر (۹) دعاء قنوت کے آخر میں (۱۰) آپس میں ملاقات اور جدائیگی کے وقت (۱۱) وعظ وتقریر اور مطالعہ وتکرار کے دوران (۱۲) حدیث شریف کی تدریس کے وقت (۱۳) خطبۂ نکاح میں (۱۴) تلبیہ پڑھنے کے بعد (۱۵) سعی کے دوران صفا اور مروہ پر (۱۶) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری کے وقت (۱۷) کسی چیز کے بھول جانے کے وقت۔ وغیرہ (تلخیص: شامی زکریا ۲/۲۳۰-۲۳۱)

کن مواقع میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے؟

فقہاء نے لکھا ہے کہ درج ذیل مواقع پر درود شریف پڑھنا سخت بے ادبی اور مکروہ ہے:

(۱) جماع کے وقت (۲) قضاء حاجت کے وقت (۳) ٹھوکر لگنے کے وقت (۴) تعجب کے وقت (۵) جانور ذبح کرتے وقت (۶) ناک سنکنے کے وقت (۷) بیچنے کے وقت کسی سامان کی اچھائی ظاہر کرنے کے لئے۔ (مثلاً سامان دکھا کر یہ کہے کہ **اللّٰھم صل علی محمد**)

(شامی زکریا ۲/۲۳۱)

اسی طرح آج کل جو لوگ موبائل کی گھنٹیوں میں درود شریف وغیرہ فیڈ کر لیتے ہیں یہ بھی بے ادبی اور مکروہ ہے، اور درود شریف کا غلط اور بے جا استعمال ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

○❖○

چالیس پسندیدہ درود شریف

درود شریف کے جو صیغے خود نبی اکرم ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہیں بلاشبہ وہ سب سے افضل ہیں، تاہم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء ومشائخ نے نبی اکرم ﷺ سے تعلق کا اظہار کرتے ہوئے اپنے اپنے انداز میں درود شریف کے نذرانے پیش کئے ہیں، اور بعد کے علماء نے اس طرح کے کلماتِ درود کو کتابی شکل میں جمع کر کے شائع کر دیا ہے، ان کتابوں میں علامہ سخاویؒ کی ''القول البدیع'، علامہ جزولیؒ کی کتاب ''دلائل الخیرات'' اور علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ کی کتاب ''ذَرِیْعَةُ الْوُصُوْلِ اِلىٰ جَنَابِ الرَّسُوْلِ'' بہت مشہور اور نافع ہیں۔ ذیل میں ''ذریعۃ الوصول' اور ''دلائل الخیرات'' وغیرہ سے منتخب کر کے چالیس پسندیدہ درود شریف مع ترجمہ ذکر کئے جا رہے ہیں، اور آخر میں درود شریف کے بعد پڑھی جانے والی چند جامع دعائیں بھی لکھ دی گئی ہیں، انشاء اللہ ان کو پڑھنے سے محبتِ نبوی میں اضافہ ہوگا، اور تقربِ خداوندی نصیب ہوگا۔ چوں کہ نبی اکرم ﷺ کا نام نامی لیتے وقت ادب کا اظہار پسندیدہ ہے، اس لئے آپ ﷺ کے اسم مبارک سے قبل ہر جگہ ''سیدنا'' کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ **قال فی الدر المختار وندب السيادة لأنه زيادة الاخبار بالواقع عين سلوك الادب فهو افضل من تركه.** (درمختار بیروت ۲/۱۹۷-۱۹۸ وایده الشامی بحثاً)

(۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ۱۹)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح رحمتیں نازل فرمایئے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ ہی حمد وثنا کے لائق اور بزرگی والے ہیں۔

(۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ. وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ۲۲)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح رحمتیں نازل فرمایئے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر سب جہانوں میں برکتیں نازل فرمائی ہیں،

(۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَصَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ. (ذريعة الوصول ٢٠)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی رحمت کا نزول فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمتوں کا نزول فرمایئے۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی برکتیں نازل فرمایئے، جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکتیں نازل فرمائی ہیں، اور ان کے ساتھ ہم کو بھی برکتوں سے نواز دیجئے۔

(٤) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ،

وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ، وَتَرَحَّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ. (ذریعة الوصول ۲۷)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمت نازل فرمائی، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکت نازل فرمائی، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر مہربانی فرمایئے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر مہربانیاں فرمائی ہیں۔

○

(۵) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ۳۲)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ - جو نبی امی ہیں - پر اور آپ کی ازواج امہات المؤمنین پر، اور آپ ﷺ کی ذریت اور اہل بیت پر اپنی رحمتیں اور برکتیں مبذول فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔

(٦) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ۳۳)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اپنی عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ ہی حمد کے مستحق اور بزرگی والے ہیں۔

(۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ الرَّسُوْلِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ الَّذِیْ آمَنَ بِکَ وَبِکِتَابِکَ وَأَعْطِهٖ أَفْضَلَ رَحْمَتِکَ وَاٰتِهِ الشَّرَفَ عَلٰی خَلْقِکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَاجْزِهٖ خَیْرَ الْجَزَآءِ، وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. (ذریعة الوصول ۴۰)

ترجمہ : اے اللہ! اپنے بندے اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرمایئے جو رسول اور نبی امی ہیں، جو آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان لائے ہیں، اور آپ ﷺ کو قیامت کے دن اپنی افضل ترین رحمت اور اپنی مخلوق پر برتری عطا فرمایئے، اور آپ ﷺ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمایئے، اور آپ ﷺ کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، اس کی برکتیں اور سلام پیش ہے۔

○

(۸) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ إِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰھُمَّ ابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْداً یَّغْبِطُهُ فِیْهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالآخِرُوْنَ. (ذریعة الوصول ٤١)

ترجمہ : اے اللہ! رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام اور نبیوں کے ختم کرنے والے، سیدنا حضرت محمد ﷺ کو اپنی عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمایئے، جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، خیر کے امام اور خیر کے قائد ہیں، اور رسول رحمت ہیں۔ اے اللہ! آپ نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمایئے، جو اولین وآخرین کے لئے رشک کا مقام ہے۔

○

(۹) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَبْلِغْهُ الْوَسِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ مِنَ الْجَنَّةِ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ الْمُصْطَفِیْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ مَوَدَّتَهٗ وَفِی الْاَعْلِیْنَ ذِکْرَهٗ، وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ

عَلیٰ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ٤٢)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرمایئے، اور آپ ﷺ کو جنت کے ''وسیلہ'' اور بلند درجہ میں پہنچایئے، اے اللہ! برگزیدہ حضرات کے دل میں آپ ﷺ کی محبت ڈال دیجئے، اور مقرب حضرات کے دل آپ ﷺ کی دوستی، اور اونچے لوگوں (فرشتوں) میں آپ ﷺ کا ذکر عام فرما دیجئے، اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں، بے شک آپ لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں، بے شک آپ ہی حمد کے لائق ہیں، بزرگی والے ہیں۔

○

(۱۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضیٰ لَهٗ. (ذریعة الوصول ٥٠)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ چاہیں اور پیغمبر علیہ السلام کے لئے پسند فرمائیں۔

○

(۱۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا

مُحَمَّدٍ صَلَاةً تَكُوْنُ لَکَ رِضیً وَّلِحَقِّهٖ أَدَاءً، وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ، وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ، وَاجْزِهٖ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِياً عَنْ أُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ إِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (ذريعة الوصول ۵۱)

ترجمہ: یااللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پراور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسی رحمت نازل فرمایئے جو آپ کی رضا کا سبب ہو، اور جس کے ذریعہ آپ ﷺ کا حق ادا ہوجائے، اور آپ ﷺ کو ''وسیلہ'' اور وہ مقام عطا فرمایئے جس کا آپ نے سیدنا حضرت محمد ﷺ سے وعدہ فرمارکھا ہے، اور آپ ﷺ کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرمایئے جس کے آپ اہل ہیں، اور آپ ﷺ کو ہماری طرف سے ان سب سے افضل جزا عطا فرمایئے جو آپ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہو، اور اے ارحم الراحمین! آپ ﷺ کے تمام بھائیوں پر، جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں رحمتیں نازل فرمایئے۔

○

(۱۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ. (ذريعة الوصول ۵۲)

ترجمہ: یااللہ! اپنے بندے اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے، اور ایمان دار مردوں اور عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور عورتوں پر بھی رحمت نازل فرمایئے۔

(۱۳) اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ حَمِدَکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ يَحْمَدْکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ کَمَا تُحِبُّ أَنْ تُحْمَدَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ، وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ، وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ أَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ. (ذريعة الوصول ٦٥)

ترجمہ: اے اللہ! آپ کے لئے حمد ہے ان لوگوں کی تعداد کے بقدر جنہوں نے آپ کی حمد کی، اور آپ کے لئے حمد ہے ان لوگوں کی تعداد کے بقدر جنہوں نے آپ کی حمد نہیں کی۔ اور آپ کے لئے حمد ہے جیسا کہ آپ کو پسند ہے کہ آپ کی حمد کی جائے۔ اے اللہ! رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ان لوگوں کی تعداد کے بقدر جو آپ پر درود پڑھیں اور رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر بہ تعداد ان لوگوں کے جو آپ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھیں، اور رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر جتنا کہ آپ کو پسند ہے کہ آپ ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے۔

(۱٤) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ، جَزَى اللّٰهُ تَعَالٰى سَيِّدَنَا مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ. (ذريعة الوصول ٥٢)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ۔ جو نبی امی ہیں۔ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت محمد ﷺ کو ہماری جانب سے اس قدر جزائے خیر عطا فرمائیں جس کے آپ ﷺ اہل ہیں۔

(۱۵) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْأَھْوَالِ وَالآفَاتِ، وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ، وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ، وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ أَعْلَی الدَّرَجَاتِ، وَتُبَلِّغُنَا بِھَا أَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ، فِیْ الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، إِنَّکَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (ذریعۃ الوصول ۷۲)

ترجمہ: اے اللہ! رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر، ایسی رحمت کہ آپ اس کی برکت سے ہمیں تمام ہولناکیوں اور آفتوں سے نجات عطا فرمائیں اور اس کی برکت سے آپ ہماری تمام حاجتیں پوری فرمادیں، اور اس کی برکت سے آپ ہمیں تمام برائیوں اور گناہوں سے پاک کردیں، اور اس کی برکت سے آپ ہمیں اپنے پاس اعلیٰ درجات عطا فرمائیں، اور اس کی برکت سے آپ ہمیں تمام بھلائیوں کی آخری حدوں تک پہنچادیں، دنیا کی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی، بلاشبہ آپ ﷺ ہر چیز پر قادر ہیں۔

(۱۶) اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَۃَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْکُبْریٰ، وَارْفَعْ دَرَجَتَہُ الْعُلْیَا، وَأَعْطِہٖ سُؤْلَہٗ فِیْ الْآخِرَۃِ وَالْأُوْلیٰ، کَمَا آتَیْتَ إِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسیٰ. (ذریعۃ الوصول ۸۰)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ قبول فرمایئے، اور آپ ﷺ کے بلند درجہ کو مزید بلند فرمایئے، اور دنیا وآخرت میں آپ ﷺ کی ہر

درخواست کو منظور فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت موسیٰؑ کو نوازا۔

(۱۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّأَصْحَابِهٖ وَأَوْلَادِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَأَتْبَاعِهٖ وَأَشْيَاعِهٖ، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ أَجْمَعِيْنَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (ذريعة الوصول ٩٦)

ترجمہ: یااللہ! اے ارحم الراحمین! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر، اور حضرت سیدنا محمد ﷺ کی آل پر، اور آپ ﷺ کے احباب پر، اور آپ ﷺ کی اولاد پر، اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر اور آپ ﷺ کی ذریت پر، اور آپ ﷺ سے محبت رکھنے والوں پر، اور آپ ﷺ کے پیروکاروں پر، اور آپ ﷺ کے گروہ پر، اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمتوں کا نزول فرمائیے۔

(۱۸) اَللّٰهُمَّ أَعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّداً أَفْضَلَ مَا أَنْتَ مَسْؤُوْلٌ لَّهٗ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (ذريعة الوصول ١٣٦)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ کو اس سے افضل اور بہتر عطا فرمائیے، جو آپ سے سوال کیا جائے قیامت کے دن تک۔

(۱۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تَكُوْنُ لَكَ رِضاً وَّلِحَقِّهٖ أَدَاءً. (ذريعة الوصول ١٥٣)

ترجمہ: یا اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمائیے جو آپ کی خوشنودی کے حصول کا سبب ہو اور آنحضرت ﷺ کا حق ادا کرنے کا موجب ہو۔

○

(۲۰) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.** (ذريعة الوصول ١٦٧)

ترجمہ: یا اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے، اور قیامت کے دن آپ ﷺ کو اپنے دربار میں تقرب کا مقام عطا فرمائیے۔

○

(۲۱) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.** (الحرز الثمين ١٣، بحواله: فضائل درود شريف ٦٤)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو نبی امی ہیں، پر اور آپ کی آل پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیے، نیز آپ کی خدمت میں سلام پیش ہے۔

○

(۲۲) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ، اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ. اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ شَانَهٗ وَبَيِّنْ بُرْهَانَهٗ وَاَبْلِجْ حُجَّتَهٗ وَبَيِّنْ فَضِيْلَتَهٗ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهٖ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، وَيَا رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ**

لِوَآئِہٖ وَاسْقِنَا بِکَأْسِہٖ وَانْفَعْنَا بِمَحَبَّتِہٖ آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ. اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ بَلِّغْهُ عَنَّا اَفْضَلَ السَّلَامِ وَاجْزِہٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازَیْتَ بِهٖ النَّبِیَّ عَنْ اُمَّتِہٖ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ. (دلائل الخیرات ۳۱)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی اولاد پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، اور ان کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرمایئے اور ان کو مقامِ محمود پر فائز فرمایئے، جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بیشک آپ وعدہ کے خلاف نہیں فرماتے۔ اے اللہ! آپ ﷺ کی شان میں اضافہ فرمایئے، اور آپ ﷺ کی دلیل کو واضح فرمایئے اور آپ ﷺ کی حجت کو روشن فرمایئے اور آپ ﷺ کی فضیلت کو ظاہر فرما دیجئے، اور آپ ﷺ کی امت کے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرمایئے، اور ہمیں آپ ﷺ کی سنت پر عمل نصیب فرمایئے، اے جہانوں کے پروردگار! اور اے عرشِ عظیم کے مالک، اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں نبی اکرم ﷺ کی جماعت میں اور آپ کے جھنڈے تلے میدانِ محشر میں اٹھایئے گا، اور ہمیں آپ کے (حوضِ کوثر کے) پیالہ سے سیراب فرمایئے، اور آپ کی محبت سے ہمیں نفع عطا فرمایئے۔ اے رب العالمین! ہماری یہ درخواستیں قبول فرمالیجئے، اے اللہ! اے پروردگار! ہماری طرف سے افضل ترین سلام حضور کی خدمت میں پہنچایئے، اور آپ کو ان جزاؤں میں سب سے افضل جزا عطا فرمایئے جو آپ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہیں، اے رب العالمین۔

○

(۲۳) جَزَی اللّٰہُ عَنَّا سَیِّدَنَا مُحَمَّداً ﷺ بِمَا ھُوَ أَھْلُهٗ.

(الحزب الاعظم: ۲۴۶)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے سیدنا حضرت محمد ﷺ کو آپ کی شایانِ شان بدلہ عطا فرمائیں۔

○

(٢٤) اَللّٰهم صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَفِی الْمَلَأِ الْاَعْلیٰ اِلیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ. (الحزب الاعظم: ٢٥٣)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کو، سب اگلوں پچھلوں اور مقرب فرشتوں میں قیامت کے دن تک اپنی رحمت میں ڈھانپ لیجئے۔

○

(٢٥) اَللّٰهم صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَعَلیٰ آلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً. (ذریعة الوصول ٩١)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرمایئے، اور کامل سلامتی سے نوازیئے۔

○

(٢٦) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ. (فضائل درود شریف ٧١)

ترجمہ : اے اللہ! اپنے بندے اور نبی اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے، جو نبی امی ہیں۔

○

(۲۷) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً مَّقْبُوْلَۃً تُؤَدِّیْ بِھَا عَنَّا حَقَّہُ الْعَظِیْمَ.

(دلائل الخیرات ۷۹)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر دائمی رحمتِ مقبولہ نازل فرمایئے، جس کے ذریعہ سے آپ ہماری طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ کا عظیم حق ادا فرمائیں۔

○

(۲۸) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ ھُوَ قُطْبُ الْجَلَالَۃِ وَشُمْسُ النُّبُوَّۃِ وَالرِّسَالَۃِ وَالْھَادِیْ مِنَ الضَّلَالَۃِ وَالْمُنْقِذُ مِنَ الْجَھَالَۃِ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً دَآئِمَۃَ الْاِتِّصَالِ وَالتَّوَالِیْ مُتَعَاقِبَۃً بِتَعَاقُبِ الْاَیَّامِ وَاللَّیَالِیْ. (دلائل الخیرات ۸۴)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے جو کہ عظمت کے مینار، آفتابِ نبوت ورسالت، گمراہی سے بچانے والے اور جہالت سے نکالنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر بلافصل متواتر صلاۃ وسلام رات دن پیش فرمائیں۔

○

(۲۹) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَزَیْنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَخْیَارِ وَاَکْرَمِ مَنْ اَظْلَمَ عَلَیْہِ اللَّیْلُ وَاَشْرَقَ عَلَیْہِ النَّھَارُ.

(دلائل الخیرات ۱۰۴)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرمایئے جو تمام نیکوں کے سردار، منتخب پیغمبروں کے سرتاج اور ان تمام لوگوں میں بزرگ و برتر ہیں جن پر رات تاریکی ڈالتی اور دن روشنی ڈالتا ہے۔

○

(۳۰) **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ أَلْفَ أَلْفَ مَرَّۃٍ.** (ذریعة الوصول ٦٠)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ہزار ہزار مرتبہ (یعنی دس لاکھ مرتبہ) رحمتوں کا نزول فرمایئے۔

○

(۳۱) **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَاہُ لَہٗ.** (دلائل الخیرات ١٤٠)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتیں نازل فرمایئے، جس قدر بھی آپ کو پسند ہو اور جتنا آپ ان کے حق میں مناسب سمجھیں۔

○

(۳۲) **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ.** (دلائل الخیرات ١٧٥)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے بشمار ان لوگوں

کے جنہوں نے آپ کو یاد کیا۔ اے اللہ سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے بشمار ان لوگوں کے جو آپ کی یاد سے غافل رہے۔

○

(۳۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا صُلِّيَ عَلَيْهِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَضْعَافَ مَا صُلِّيَ عَلَيْهِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ. (دلائل الخیرات ۱۸۶)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے بشمار ان درودوں کے جو آپ ﷺ پر پڑھے گئے۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے ان درودوں سے کئی گنا جو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے جس کے آپ مستحق ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے جس قدر بھی آپ کو محبوب اور پسند ہو۔

○

(۳٤) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ. اَللّٰهُمَّ تَوِّجْهُ بِتَاجِ الْعِزِّ وَالرِّضَاءِ وَالْكَرَامَةِ. اَللّٰهُمَّ اَعْطِ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا سَاَلَكَ لِنَفْسِهٖ. وَاَعْطِ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا سَاَلَكَ لَهٗ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِكَ. وَاَعْطِ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا اَنْتَ مَسْئُوْلٌ لَّهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (دلائل الخیرات ۲۰٤)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمایئے، اے اللہ! ان کو عزت وخوشنودی اور احترام کا تاج اڑھایئے۔ اے ربِ کریم! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں میں سب سے افضل عطا فرمایئے جو انہوں نے آپ سے اپنے لئے مانگا ہو، اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان چیزوں میں سب سے افضل عطا فرمایئے جو ان کے لئے آپ سے آپ کی مخلوق میں سے کسی نے مانگا ہو۔ اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں میں سب سے افضل عطا فرمایئے جو قیامت تک آپ سے مانگی جانے والی ہیں۔

○

(۳۵) **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مَنْ خَتَمْتَ بِهِ الرِّسَالَةَ وَاَیَّدْتَّهٗ بِالنَّصْرِ وَالْکَوْثَرِ وَالشَّفَاعَةِ.** (دلائل الخیرات ۲۱٤)

ترجمہ : اے اللہ! جس ذات پر آپ نے رسالت کا اختتام فرمایا اور اپنی خاص نصرت اور حوضِ کوثر اور شفاعت کے ذریعہ اس کی تائید فرمائی، اس ذات پر رحمتیں نازل فرمایئے۔

○

(۳٦) **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلیٰٓ اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ.** (دلائل الخیرات ۲۳۷)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ جو آپ کے بندے آپ کے رسول اور نبی امی ہیں، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتیں نازل فرمایئے۔

○

(۳۷) **اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی أَحَبِّ خَلْقِکَ اِلَیْکَ وَاَکْرَمِھِمْ لَدَیْکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِهٖ**

وَصَحْبِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا كَرِيْمُ. (از: خطبۂ جمعہ،شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)

ترجمہ : اے اللہ! آپ اپنی مخلوق میں سب سے محبوب اور اپنے دربار میں سب سے معزز و مکرم سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ پر، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر صلاۃ وسلام اور رحمتیں نازل فرمایئے، جس قدر آپ چاہتے ہیں اور جتنا آپ کو پسند ہو اور جس عدد میں آپ چاہتے ہیں اور جتنے پر آپ راضی ہیں۔

○

(۳۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَآ اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ. (دلائل الخيرات ٢٤٥)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے جیسا کہ آپ نے ہمیں ان پر درود پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمایئے جیسی کہ آپ کی شان کے مناسب ہے۔

○

(۳۹) اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَارْضَ عَنِّيْ رِضاً لَا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَداً. (الحزب الاعظم ٢٨١)

ترجمہ : اے اس قائم ہونے والی دعوت اور نفع بخش نماز کے مالک! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، اور مجھے اپنی ایسی خوشنودی عطا فرمایئے جس کے بعد آپ کبھی ناراض نہ ہوں۔

(۴۰) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ، وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّثْلَ ذٰلِکَ وَارْحَمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّثْلَ ذٰلِکَ.

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان رحمتوں میں سب سے افضل رحمت نازل فرمایئے جو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی پر نازل کی ہو، اور اسی طرح سیدنا حضرت محمد ﷺ پر برکتوں کا نزول فرمایئے، اور اسی قدر سیدنا حضرت محمد ﷺ پر مہربانیاں فرمایئے۔

درود شریف کے بعد پڑھنے کے لئے

چند منتخب دعائیہ کلمات

بہتر ہے کہ درود شریف کا ورد کرنے کے بعد درج ذیل الفاظ سے دعائیں مانگی جائیں، جن کی قبولیت کی بہت امید ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

- اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا طَیِّبًا کَثِیْرًا دَائِمًا مُبَارَکًا مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَیْنَھُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ.
- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ زِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ وَعَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضٰی نَفْسِہٖ.
- فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ. وَلَہُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ، یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ.

□ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

ترجمہ: اے اللہ! ہر طرح کی بہترین، بے حساب، دائمی، بابرکت آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان پائے جانے والے خلا کے بقدر اور جس قدر آپ چاہتے ہوں وہ سب حمد وثنا اور تعریفیں آپ ہی کی شانِ عالی کے لائق ہیں۔

اللہ کے عرش کے وزن کے بقدر اور اس کے کلمات کی روشنائی کے بقدر اور اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اور اس کی اپنی مرضی کے بقدر ہر طرح کی خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

اللہ کی ذات پاک ہے، جس وقت کہ تم شام میں ہوتے ہو اور جس وقت تم صبح کرتے ہو، اور زمینوں اور آسمانوں میں ہر طرح کی تعریف اسی کو زیب دیتی ہے، اور شام وسہ پہر میں بھی (وہی حمد وثنا کے لائق ہے) وہ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے، اور زمین کے مردہ ہوجانے کے بعد اسے زندگی عطا کرتا ہے، اسی طرح تم بھی (موت کے بعد قبر سے زندہ کرکے) نکالے جاؤ گے۔

پس اللہ ہی کے لئے ہے ہر طرح کا شکر جو آسمانوں اور زمینوں کا مالک ہے، اور تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں میں بڑائی اسی کو زیب دیتی ہے، اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

○

□ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (دعائے عرفہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، ہر طرح کی بادشاہت صرف اسی کے لئے ہے، اور تمام تعریفوں کا مستحق بس وہی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادرِ مطلق ہے۔

○

□ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً ﷺ عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ، اَشْھَدُ اَنَّہٗ قَدْ اَدَّی الْاَمَانَۃَ وَبَلَّغَ الرِّسَالَۃَ وَنَصَحَ الْاُمَّۃَ وَجَاھَدَ فِي اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ، فَجَزَاہُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَنَّا وَعَنْ جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرَ الْجَزَاءِ وَاَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، آپ اکیلے ہیں، آپ کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور آپ کے سچے رسول ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یقینی طور پر امانت ادا فرمادی، اور اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دیا، اور امت کے ساتھ کامل خیرخواہی فرمائی، اور اللہ کے دین کے لئے قربانی کا حق ادا فرمادیا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری جانب سے اور تمام مسلمانوں کی جانب سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہترین اور شاندار بدلہ عطا فرمائیں۔

○

□ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ نَوَیْتُ بِصَلٰوتِیْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اِمْتِثَالاً لِاَمْرِکَ وَتَصْدِیْقاً لِنَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَمَحَبَّۃً فِیْہِ وَشَوْقًا اِلَیْہِ وَتَعْظِیْماً لِّقَدْرِہٖ وَکَوْنَہٗ ﷺ اَھْلاً لِذٰلِکَ، فَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ بِفَضْلِکَ وَاِحْسَانِکَ وَاَزِلْ حِجَابَ الْغَفْلَۃِ عَنْ قَلْبِیْ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے میری نیت آپ کے ارشاد کی تعمیل، اور آپ کے نبی سیدنا حضرت محمد ﷺ کے سچے ہونے کا اقرار، اوران کی محبت اوران کی طرف میلان اوران کی عظمتِ شان اوران کے رحمت کے مستحق ہونے کا اظہار مقصود ہے؛ لہٰذا اس درود شریف کو محض اپنے فضل وکرم سے میری طرف سے قبول فرمائیے، اور میرے دل سے غفلت کے پردے ہٹا لیجئے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لیجئے۔

○

□ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّلَمْ اَرَهٗ فَلَا تَحْرِمْنِیْ فِی الْجِنَانِ رُؤْیَتَهٗ وَارْزُقْنِیْ صُحْبَتَهٗ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِهٖ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِهٖ مَشْرَباً رَّوِیّاً سَآئِغاً هَنِیْئاً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهٗ اَبَداً اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

ترجمہ: اے اللہ! میں سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایمان لایا ہوں گو کہ مجھے آپ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی، پس مجھے جنت میں آپ کے دیدار سے محروم مت فرمائیے گا اور مجھے آپ کی مصاحبت عطا فرمائیے گا، اور مجھے آپ کے دین پر وفات عطا فرمائیے، اور مجھے آپ کے حوضِ کوثر سے خوب خوب سیراب فرمائیے گا جس کے بعد کبھی بھی ہمیں پیاس نہ لگے، بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

○

□ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِیَّنَا لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْ حَوْضَهٗ لَنَا مَوْعِداً لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا. اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهٖ وَتَوَفَّنَا عَلٰی مِلَّتِهٖ وَعَرِّفْنَا وَجْهَهٗ وَاجْعَلْنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ وَحِزْبِهٖ. اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهٗ کَمَا آمَنَّا بِهٖ وَلَمْ نَرَهٗ وَلَا تُفَرِّقْ بَیْنَنَا

وَبَیْنَہٗ حَتّٰی تُدْخِلَنَا مَدْخَلَہٗ وَتُوْرِدَنَا حَوْضَہٗ وَتَجْعَلَنَا مِنْ رُّفَقَآئِہٖ مَعَ الْمُنْعَمِ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ، وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقاً.

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو ہمارا پیش رو بنا دیجئے، اور آپ کے حوض کوثر کو ہم میں سے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے اجتماع کی جگہ بنا دیجئے، اے اللہ! ہمارا حشر آپ کی جماعت میں فرمایئے۔ اور ہمیں آپ کی سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمایئے، اور آپ کی ملت پر ہمارا خاتمہ فرمایئے، اور ہمیں آپ کی شناسائی عطا فرمایئے، اور ہمیں آپ کی جماعت اور گروہ میں شامل فرما دیجئے، اے اللہ! ہمیں آپ کے ساتھ جمع فرما دیجئے، جیسا کہ ہم آپ پر بن دیکھے ایمان لا چکے ہیں، اور آپ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان جدائیگی مت فرمایئے، یہاں تک کہ آپ ہمیں ان کے داخل ہونے کی جگہ (جنت) داخل فرمائیں، اور آپ ہمیں ان کے حوضِ کوثر پر لے جائیں، اور ہمیں آپ کے رفقاء کے ساتھ شامل فرمائیں، ان لوگوں کے ساتھ جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے، یعنی حضراتِ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔

○

❏ اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ صُدُوْرَنَا. وَیَسِّرْ بِھَآ اُمُوْرَنَا. وَفَرِّجْ بِھَا ھُمُوْمَنَا. وَاکْشِفْ بِھَا غُمُوْمَنَا. وَاغْفِرْ بِھَا ذُنُوْبَنَا وَاقْضِ بِھَا دُیُوْنَنَا وَاَصْلِحْ بِھَا اَحْوَالَنَا وَبَلِّغْ بِھَا اٰمَالَنَا وَتَقَبَّلْ بِھَا تَوْبَتَنَا وَاغْسِلْ بِھَا حَوْبَتَنَا وَانْصُرْ بِھَا حُجَّتَنَا وَطَھِّرْ بِھَا اَلْسِنَتَنَا وَاٰنِسْ بِھَا وَحْشَتَنَا وَارْحَمْ بِھَا غُرْبَتَنَا وَاجْعَلْھَا نُوْراً

بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمِنْ خَلْفِنَا وَعَنْ اَيْمَانِنَا وَعَنْ شَمَائِلِنَا وَمِنْ فَوْقِنَا وَمِنْ تَحْتِنَا وَفِيْ حَيَاتِنَا وَمَوْتِنَا وَفِيْ قُبُوْرِنَا وَحَشْرِنَا وَنَشْرِنَا وَظِلًّا فِيْ يَوْمِ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُءُ وْسِنَا وَثَقِّلْ بِهَا مَوَازِيْنَ حَسَنَاتِنَا وَاَدِمْ بَرَكَاتِهَا عَلَيْنَا حَتّٰى نَلْقٰى نَبِيَّنَا وَسَيِّدَنَا مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ اٰمِنُوْنَ مُطْمَئِنُّوْنَ فَرِحُوْنَ مُسْتَبْشِرُوْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی برکت سے ہمارے سینے کھول دیجئے، اور اس کی برکت سے ہمارے کام آسان فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہماری فکروں کو دور فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہمارے غم زائل فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہمارے گناہ بخش دیجئے، اور اس کی برکت سے ہمارے قرض ادا کرا دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری حالتیں سنوار دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری مرادیں پوری فرما دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری توبہ قبول فرما لیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری خطا دھوڈالئے، اور اس کی برکت سے ہماری دلیل کو غلبہ بخش دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری زبانیں پاک فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہماری وحشت کو اُنسیت سے بدل دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری کس مپرسی پر رحم فرمایئے اور اس درود شریف پڑھنے کو ہمارے آگے، پیچھے، داہنے، بائیں، اوپر، نیچے، زندگی میں، موت میں، قبر میں اور حشر میں، اور آخرت میں روشنی کا سبب بنا دیجئے، اور قیامت کے دن اس درود شریف کو ہمارے سروں پر سایہ بنا دیجئے اور اس کی برکت سے ہماری نیکیوں کے پلّے وزنی فرما دیجئے اور اس کی برکات کو ہمارے لئے دائمی بنا دیجئے، تا آں کہ ہم اپنے پیغمبر اور اپنے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں ملیں کہ ہم مطمئن، خوش اور فرحاں وشاداں ہوں۔

○

□ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا کَمَالَ اتِّبَاعِ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَوْلاً وَّفِعْلاً ظَاھِراً وَّبَاطِناً عَمَلاً وَّاعْتِقَاداً ذَوْقاً وَّحَالاً.

ترجمہ : اے اللہ ہمیں اپنے پیغمبر ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامل پیروی کی توفیق عطا فرمایئے، جو قول و فعل، ظاہر و باطن، عمل و عقیدہ، ذوق اور حالات (ہر اعتبار سے کامل ہو)

○

□ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ اَعْظَمِ عِبَادِکَ عِنْدَکَ نَصِیْباً فِیْ کُلِّ خَیْرٍ تَقْسِمُ الْغَدَاۃَ، وَنُوْرٍ تَھْتَدِیْ بِہٖ وَرَحْمَۃٍ تَنْشُرُھَا وَرِزْقٍ تَبْسُطُہٗ وَضُرٍّ تَکْشِفُہٗ وَفِتْنَۃٍ تَصْرِفُھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

ترجمہ : اے اللہ! ہمیں اپنے بندوں میں سب سے زیادہ حصہ عطا فرمایئے، ہر اس خیر میں جو آپ صبح کو عطا فرمانے والے ہیں، اور ہر اس نور میں جس کی آپ رہنمائی فرماتے ہیں، اور ہر اس رحمت میں جسے آپ عام فرماتے ہیں، اور ہر اس رزق میں جس کی آپ کشادگی فرماتے ہیں، اور ہر اس تکلیف کو دور کرنے میں جسے آپ ہٹاتے ہیں، اور ہر اس فتنہ کو دور کرنے میں جسے آپ دفع فرماتے ہیں، اے مہربانوں کے مہربان!

○

□ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَاناً دَائِماً لَا یَزُوْلُ، وَنَعِیْماً لَا یَنْفَدُ، وَمُرَافَقَۃَ نَبِیِّکَ فِیْ جَنَّۃِ الْخُلْدِ.

ترجمہ : اے اللہ! میں آپ سے لازوال دائمی ایمان کا سوال کرتا ہوں، اور ایسی نعمتوں کا

طالب ہوں جو کبھی فنا نہ ہوں، اور میں آپ سے ہمیشہ رہنے والی جنت میں آپ کے پیغمبر (سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی رفاقت و معیت کی درخواست کرتا ہوں۔

○

□ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنے ذکر و شکر اور اپنی عبادت اچھی طرح انجام دینے پر میری مدد فرمائیے۔

○

□ اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ.

ترجمہ: اے اللہ! بھلائی کا راستہ میرے دل میں القاء فرمائیے اور مجھے میرے نفس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھئے۔

○

□ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ مِنْ فَضْلِکَ اَفْضَلَ مَا تُعْطِیْ بِہٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے آپ مجھے ان (نعمتوں) میں سب سے افضل (ظاہری و باطنی نعمتوں) سے نوازیئے، جو آپ اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتے ہیں۔

○

□ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (والصّٰفّٰت: ۱۸۰-۱۸۲)

ترجمہ: تیرے رب کی ذات پاک ہے، وہ پروردگار عزت والا ہے، ان باتوں سے منزہ ہے جو یہ (مشرک) بیان کرتے ہیں۔ اور رسولوں پر سلام ہے، اور ہر طرح کی خوبی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

□❖□

ماخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔مرتب)

۱	القرآن الکریم	ترجمہ:حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (م:۱۳۳۹ھ)	مجمع الملک فہد مدینہ منورہ
۲	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م۱۲۷۰ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۳	تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ العثمانی پانی پتیؒ (م:۱۲۲۵ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۴	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م:۶۶۸ھ)	دارالفکر بیروت
۵	احکام القرآن للجصاص	حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفیؒ (م:۳۷۰ھ)	سہیل اکیڈمی دیوبند
۶	تفسیر عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ	مکتبہ رحیمیہ دیوبند
۷	صحیح البخاری	الامام ابومحمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م:۲۲۶ھ)	مکتبۃ الاصلاح لالباغ مرادآباد
۸	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م:۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دارالفکر بیروت
۹	جامع الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م:۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دارالفکر بیروت
۱۰	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م:۲۷۵ھ)	اشرفی بکڈپو دیوبند دارالفکر بیروت
۱۱	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینیؒ (م:۲۷۵ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند دارالفکر بیروت
۱۲	نسائی شریف	الحافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائیؒ (م:۳۰۳ھ)	مکتبۃ السعد دیوبند
۱۳	المؤطا امام مالک	حضرت امام مالکؒ (م:۱۷۹ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت

۱۴	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاکر)	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م:۲۴۱ھ)	دار الحدیث القاہرہ
۱۵	سنن الدار القطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدار قطنیؒ (م:۳۸۵ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۶	مجمع الزوائد	علامہ ابو بکر الہیثمیؒ (م:۸۰۷ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۷	مصنف ابن ابی شیبۃ	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العبسی الکوفیؒ (م:۲۳۵ھ)	المجلس العلمی بیروت
۱۸	شعب الایمان	الامام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۹	صحیح ابن حبان	الامام محمد بن حبانؒ (م:۳۵۴ھ)	دار الفکر بیروت
۲۰	مستدرک حاکم	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسا بوریؒ (م:۴۰۵ھ)	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز ریاض
۲۱	المعجم الطبر انی الاوسط	علامہ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبر انیؒ (م:۳۶۰ھ)	مکتبۃ المعارف ریاض
۲۲	المعجم الطبر انی الکبیر	علامہ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبر انیؒ (م:۳۶۰ھ)	دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۳	الترغیب والترہیب	الحافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذریؒ (م:۶۵۶ھ)	بیت الافکار الدولیۃ
۲۴	السنن الکبریٰ للبیہقی	ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)	عباس احمد الباز
۲۵	کنز العمال	علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندیؒ (م:۹۷۵ھ)	عباس احمد الباز
۲۶	شرح معانی الآثار	امام طحاویؒ	مکتبہ رحیمیہ دیوبند
۲۷	السنن الکبریٰ للنسائی	الحافظ ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (م:۳۰۳)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲۸	نخب الافکار	علامہ بدر الدین عینیؒ (م:۸۵۵ھ)	الوقف المدنی دیوبند
۲۹	فتح الباری	علامہ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م:۸۵۲ھ)	عباس احمد الباز
۳۰	عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین العینیؒ (م:۸۵۵ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳۱	فیض الباری	حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ (م:۱۳۵۲ھ)	مجلس علمیہ ڈابھیل گجرات
۳۲	فتح الملہم	حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۶۹ھ)	کراچی
۳۳	الروض الانف	الامام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ السہیلیؒ (م:۵۸۱ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳۴	دلائل النبوۃ	ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت

۳۵	البدایۃ والنہایۃ	ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر القرشیؒ (م:۷۷۴ھ)	دارالمعرفۃ بیروت
۳۶	کتاب الدعاء	الامام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰)	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۳۷	کتاب الروح	علامہ ابن قیم جوزیؒ	کراچی
۳۸	احیاء العلوم	امام غزالیؒ	نول کشور
۳۹	مصنف عبدالرزاق	عبدالرزاق بن ہمام الصنعانیؒ	مجلس علمیہ ڈابھیل
۴۰	مرقاۃ المفاتیح	العلامۃ علی بن السلطان محمد القاریؒ (م:۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۴۱	اعلاء السنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۴۲	اوجز المسالک	حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ (۱۴۰۲ھ)	بیروت
۴۳	اطلس السیرۃ النبویۃ	ابوشوقی خلیل	بیروت
۴۴	مبسوط سرخسی	شمس الائمۃ محمد بن احمد السرخسیؒ (م:۴۸۳ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۴۵	تنویر الابصار مع الدر المختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشیؒ (م:۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۶	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م:۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۷	ردالمحتار (فتاوی شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م:۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، احیاء التراث العربی بیروت، زکریا دیوبند
۴۸	ملتقی الابحر	امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبیؒ (م:۹۵۶ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۴۹	الدرالمنتقی	محمد بن علی بن محمد الحصینی المعروف بالعلاء الحصکفیؒ (م:۱۰۸۸ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۵۰	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ)(م:۱۰۷۸ھ)	دارا حیاء التراث العربی
۵۱	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفیؒ (م:۱۰۶۹ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۲	طحطاوی علی المراقی	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفیؒ (م:۱۲۳۱ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۳	فتح القدیر	علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ)	دارالفکر بیروت
۵۴	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدرالشریعہ البخاریؒ (م:۶۱۶ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۵۵	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (م:۷۸۶ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند

۵۶	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف با بن بزازؒ (م:۸۲۷ھ)	کتب خانہ زکریا دیوبند
۵۷	الاشباہ والنظائر	علامہ بن نجیم مصریؒ (م:۹۷۰ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۵۸	عالمگیری/ ہندیۃ	علامہ نظام الدین و جملۃ من العلماء	داراحیاء التراث العربی بیروت
۵۹	البحرالرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م:۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۶۰	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م:۵۹۲ھ)	داراحیاء التراث العربی
۶۱	الفتاویٰ السراجیۃ	علامہ سراج الدین ابو محمد علی بن عثمان الاوسی الحنفیؒ (م:۵۷۵ھ)	مکتبہ اتحاد دیوبند
۶۲	ہدایہ	شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۶۳	بنایہ فی شرح الہدایۃ	علامہ بدرالدین العینی الحنفیؒ (م:۸۵۵ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۶۴	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م:۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۶۵	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م:۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۶۶	عنایہ	الامام اکمل الدین محمد بن محمود البابرتیؒ (م:۷۸۶ھ)	دارالفکر بیروت
۶۷	خانیۃ	الاستاذ فخر الملۃ والدین قاضی خان محمود الاوزجندی	داراحیاء التراث العربی
۶۸	الفتاویٰ الولوالجیۃ	امام ابوالفتح ظہیر الدین عبدالرشید بن ابی حنیفۃؒ (م:۵۴۰ھ)	دارالایمان سہارن پور
۶۹	تبیین الحقائق	علامہ فخر الدین عثمان بن علی الزیلعیؒ (م:۷۴۳ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۷۰	تقریراتِ رافعی	علامہ عبدالقادر الرافعیؒ (م:۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۱	الموسوعۃ الفقہیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الشؤن الدینیہ کویت
۷۲	البحرالعمیق	امام ابوالبقاء محمد بن احمد بن محمد بن الضیاء المکی الحنفیؒ (م:۸۵۴ھ)	المکتبۃ المکیۃ
۷۳	کنز الدقائق مع البحر	الامام حافظ الدین النسفیؒ	کراچی
۷۴	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمدؒ (م:۸۰۰)	دیوبند
۷۵	شرح وقایہ	صدر الشریعۃ عبیداللہ بن مسعودؒ (م:۷۴۷ھ)	فیصل پبلی کیشنز

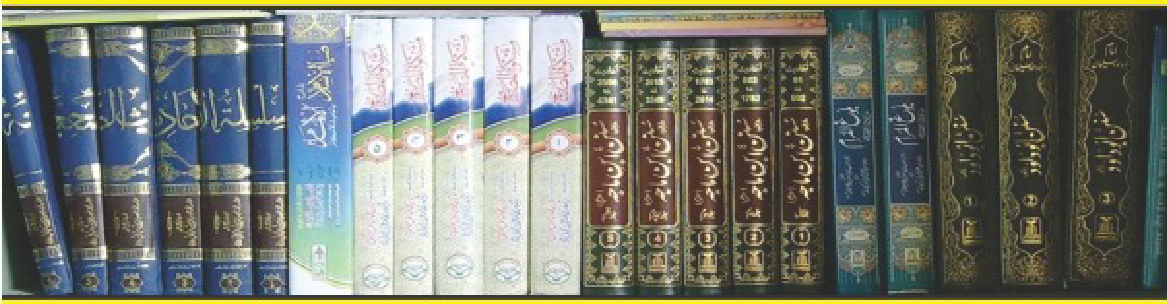
۷۶	فتاویٰ ابن تیمیہ	علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ	سعودی عرب
۷۷	سیرۃ النبی للشبلی	علامہ شبلیؒ	فرید بک ڈپو دہلی
۷۸	الفقہ علی المذاہب الاربعۃ	عبدالرحمٰن الجزیریؒ	المکتبۃ العصریۃ بیروت
۷۹	المغنی فی الحج والعمرۃ	شیخ سعید بن عبدالقادر باشنفر	دار ابن حزم
۸۰	حلبی کبیر	شیخ ابراہیم الحلبیؒ (م: ۱۳۳۱ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۸۱	لباب المناسک	شیخ رحمت اللہ سندھیؒ	ادارۃ القرآن کراچی
۸۲	مناسک ملاعلی قاری	ملاعلی قاریؒ	ادارۃ القرآن کراچی
۸۳	غنیۃ الناسک	العلامہ محمد حسن شاہ المہاجر المکی	ادارۃ القرآن کراچی
۸۴	امداد الفتاوی	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م: ۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
۸۵	مناجاۃ مقبول	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م: ۱۳۶۲ھ)	دیوبند
۸۶	جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م: ۱۳۹۵ھ)	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
۸۷	احسن الفتاوی	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م: ۱۴۲۲ھ)	دارالاشاعت دہلی
۸۸	فضائل حج	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ (م: ۱۴۰۲ھ)	مکتبہ یحیوی سہارنپور
۸۹	اعیان الحجاج	محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ	مئو
۹۰	زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک	مولانا شیر محمد سندھیؒ	مکتبہ اشرفیہ ممبئی
۹۱	کتاب الفتاویٰ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۹۲	قاموس الفقہ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۹۳	معلم الحجاج	حضرت مولانا مفتی قاری سعید احمد صاحب اجراڑویؒ	مظاہر علوم سہارنپور
۹۴	ایضاح المناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح مرادآباد

۹۵	انواررحمت	حضرت مولانامفتی شبیراحمدصاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح مرادآباد
۹۶	انوارمناسک	حضرت مولانامفتی شبیراحمدصاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح مرادآباد
۹۷	حج میں قصرواتمام کی تحقیق	حضرۃ مولانامفتی محمدرضوان	راول پنڈی
۹۸	رسول اللہ کاطریقہ حج	مولانامفتی محمدارشادصاحب قاسمی	زمزم بک ڈپوکراچی
۹۹	خواتین کےمسائل حج وعمرہ	مفتی عبدالرحمٰن کوثرمدنی	کراچی
۱۰۰	ذریعۃ الوصول	شیخ مخدوم محمدہاشم سندھیؒ	مکتبہ لدھیانوی کراچی
۱۰۱	دلائل الخیرات	شیخ محمدبن سلیمان الجزولیؒ	مکتبہ محمودیہ میرٹھ
۱۰۲	الحزب الاعظم	ملاعلی قاریؒ	مکتبہ صدیق ڈابھیل

نظرثانی واضافہ شدہ ایڈیشن

کتاب المسائل

عقدِ نکاح، رشتہ ناطہ، کفاءت، مصاہرت، رضاعت
محرمات اور مہر وغیرہ کے ضروری مسائل



جلد چہارم

مرتب:
مفتی محمد سلمان منصورپوری
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ چہارم)

عقدِ نکاح، رشتہ ناطہ، کفاءت، مصاہرت، رضاعت، محرّمات اور مہر وغیرہ کے ضروری مسائل

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ

❍

□ اِس کتاب کی اِشاعت کی عام اِجازت ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ طباعت سے قبل مرتب کو مطلع کریں؛ تاکہ اگر کوئی تبدیلی ناگزیر ہو تو اُس سے آگاہ کردیا جائے۔ [مرتب]

❍

نام کتاب: کتاب المسائل (۴)

مرتب: مفتی محمد سلمان منصورپوری

کتابت وتزئین: محمد اسجد قاسمی مظفرنگری

صفحات: ۳۲۸

قیمت:

اشاعتِ اول: رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق اپریل ۲۰۱۸ء

ناشر: المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

تقسیم کار: فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمٹیڈ) دریاگنج دہلی

011-23289786 - 23289159

❍

خیر کثیر

یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ أُوْتِیَ خَیْراً کَثِیْرًا ○

(البقرة: ٢٧٩)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سمجھ عنایت فرمادیتے ہیں اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔

مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِیْ الدِّیْنِ.

(صحیح البخاري ١٦/١، مختصر بیان العلم ٣٣)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

احقر کا دل جذباتِ شکر سے معمور ہے کہ اللہ رب العزت نے محض اپنے فضل وکرم سے ''نکاح'' اور اُس سے متعلق اَبواب کے ضروری مسائل ومضامین آسان اَنداز میں جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی، جن کو''کتاب المسائل'' کی چوتھی جلد کے طور پر قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ فالحمد والشکر کلہ للہ۔

یہ سب مسائل ماہنامہ ''ندائے شاہی'' میں قسط وار شائع ہوکر عوام وخواص کی نظر سے گذر چکے ہیں۔ نیز اِشاعت سے قبل پورے مسودے پر محقق العصر حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مدظلہم مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد نے نظر ڈالی، اور مفید مشوروں سے نوازا، جس پر احقر بے حد مشکور ہے۔

علاوہ اَزیں حضرت الاستاذ مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی دامت برکاتہم صدر مفتی دارالعلوم دیوبند نے بھی مشغولیت کے باوجود اَز راہِ شفقت چوتھی اور پانچویں جلد کے مسودہ کو ملاحظہ فرماکر حوصلہ افزاء کلمات سے سرفراز فرمایا۔ نیز مخدومِ معظم والدِ محترم، اَمیر الہند حضرت الاستاذ مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم اُستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند وصدر جمعیۃ علماء ہند نے بھی مسودہ پر نظر ڈال کر دعاؤں سے نوازا، جو اِس ناکارہ کے لئے بڑا سرمایہ ہے۔ **فجزاهم الله تعالیٰ أحسن الجزاء۔**

اِس کتاب میں مسائل کے اِنتخاب اور حوالوں کی مراجعت کے سلسلہ میں بہت سے باصلاحیت اَفراد کی محنتیں شامل رہی ہیں، جن میں گذشتہ سالوں میں مدرسہ شاہی کے شعبۂ اِفتاء کے متعدد فضلاء؛ بالخصوص عزیزم مولوی مفتی محمد سہیل بڑودوی سلمہ فاضل اِفتاء مدرسہ شاہی مرادآباد (۱۴۳۸ھ) قابل ذکر ہیں، اللہ تعالیٰ اُن سب کو علم وعمل کی برکتوں سے مالا مال فرمائیں، آمین۔

کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں عزیزم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگر سلمہ نے اَن تھک محنت کی، جس پر وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

اخیر میں قارئین سے درخواست ہے کہ دورانِ مطالعہ کوئی لفظی یا معنوی غلطی نظر پڑے تو ضرور مطلع فرمائیں؛ تاکہ آئندہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ اِس حقیر محنت کو قبول فرمائیں، اور اُمت کے لئے نافع اور مرتب اور اُس کے والدین واَساتذۂ کرام کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۳؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ

۲۲؍اپریل ۲۰۱۸ء بروز جمعرات

❑❖❑

دعائیہ کلمات:

مخدوم مکرم حضرت الاستاذ

مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی دامت برکاتہم

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ سید الأنبیاء والمرسلین، وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین، أما بعد!

علم فقہ بہت بڑی نعمت اور بیش بہا دولت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اِس دولت سے نوازا اُس کو فقیہ بنادیا، اور عزت کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

إِذَا مَـا اعْتَـزَّ ذُوْ عِـلْـمٍ بِـعِلْـمٍ

فَـعِـلْـمُ الْـفِقْـهِ أَوْلـىٰ بِـاعْتِـزَازٍ

خلاصہ یہ کہ جب کوئی علم دین حاصل کرنا چاہے تو اُسے چاہئے کہ علم فقہ میں مہارت اور فقاہت حاصل کرے؛ کیوں کہ اِس سے بڑھ کر آدمی کو عزت کے مقام پر پہنچانے والا اور کوئی علم نہیں؛ اِس لئے کہ اسی علم سے حلال وحرام، جائز وناجائز، ظلم وانصاف، اخلاق وبداَخلاقی کا پتہ چلتا ہے۔

دنیا میں بڑے بڑے فقہاء پیدا ہوئے، اور اُنہوں نے فقہی مسائل اور دینی احکام پر بے شمار کتابیں لکھ کر اُمت مسلمہ کی رہنمائی کی ہے، اور یہ سلسلہ اب تک چلا آرہا ہے، اور اِن شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ''کتاب المسائل'' بھی ہے، جس میں عزیز محترم مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری سلمہ نے بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ اُمت کے کام آنے

والے مسائل کو یکجا کیا ہے، اور ہر مسئلہ کو فقہی کتابوں کے حوالوں سے مدلل کر کے اِس کتاب میں جان پیدا کر دی ہے، اِس میں نئے مسائل بھی ہیں اور پرانے مسائل بھی ہیں، اِس میں کچھ مشکل مسائل بھی ہیں، جن کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ سلیس اور آسان زبان میں حل کیا گیا ہے، اور قائین کی سہولت کے لئے ہر مسئلہ کا عنوان بھی لکھ دیا ہے۔

اِس سے قبل طہارت، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کے مسائل تین جلدوں میں آچکے ہیں، اَب آگے ''نکاح اور طلاق'' کے متعلق مسائل زیرِ اشاعت ہیں۔

جب میں دار العلوم دیو بند میں آیا، تو حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ اُستاذ اَدب ومعاون مہتمم دار العلوم دیو بند نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ''مفتی صاحب! آپ فقہی مسائل کو سلیس اُردو زبان میں عنوانات اور مسائل کے حوالوں کے ساتھ کتابی شکل میں مرتب فرمادیں؛ تاکہ اُمت کے ہاتھ میں مستند اور معتمد کتاب آجائے، اور پورے وثوق کے ساتھ پڑھ کر اس پر عمل کرے''؛ لیکن یہ سعادت میرے حصہ میں تو نہ آسکی، مگر الحمد للہ عزیزم مفتی محمد سلمان صاحب سلمہ کے حصہ میں آئی۔

اللہ تعالیٰ اِس کتاب میں برکت عطا فرمائیں، اور شرفِ قبولیت سے نوازیں، اور مؤلف کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائیں، آمین۔

احقر حبیب الرحمٰن خیر آبادی غفرلہ
مفتی دار العلوم دیو بند
۲۵؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ
مطابق ۱۴؍ مارچ ۲۰۱۸ء بروز بدھ

❑❖❑

رائے عالی:

مخدوم محترم، حضرت اَقدس

مولانا مفتی احمد صاحب خان پوری مدظلہ العالی

مفتی اَعظم گجرات وشیخ الحدیث جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علوم اِسلامیہ دینیہ شرعیہ میں جو مقام ومرتبہ فقہ کو حاصل ہے، وہ کسی علم کو حاصل نہیں، فقہ درحقیقت قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے، جس کا تعلق انسان کی اُس زندگی سے ہے جس کے ذریعہ نجات کی توقع ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کے ساتھ خصوصی اور عظیم بھلائی کا اِرادہ فرماتے ہیں اُن کو اِس نعمت سے نوازتے ہیں، جیسا کہ اِرشادِنبوی ہے: ''مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ''. (صحيح البخاري ١٦/١ رقم: ٧٢)

اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے خصوصی دعا مانگی: ''اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ''۔ (اے اللہ! آپ اُس کو دینی فقاہت نصیب فرمایئے)

ہر دَور میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے موجود ہوتے ہیں جو کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اَقوال کو سمجھ کر مسائل شرعیہ کی توضیح وتشریح اور دین کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری زیدمجدہم اُستاذ الحدیث ومفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد بھی اللہ تعالیٰ کے اُن چنیدہ بندوں میں سے ہیں جو حدیث وفقہ کی مقبول خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ کی مرتبہ ''کتاب المسائل'' میں مسائلِ شرعیہ کو سلیس اور مدلل طریقہ سے عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے، جس سے تمام طبقات کے لوگ بہ سہولت رہنمائی حاصل کررہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اِس کتاب کے فیض کو عام وتام فرمائیں، اور مؤلفِ کتاب کے حق میں صدقہ جاریہ بنائیں، آمین۔

کتبہ: احمد خانپوری عفی عنہ
۳؍ربیع الاول ۱۴۳۹ھ

نوٹ:- حضرت والا کی یہ تحریر ''کتاب المسائل'' کے گجراتی ترجمہ کے پیش لفظ سے ماخوذ ہے (یہ ترجمہ محبّ مکرم جناب مولانا خلیل احمد صاحب بلساڑوی زید کرمہم اُستاذ دار العلوم اَمان الاسلام دمن نے کرایا ہے، جو زیر اِشاعت ہے)

❑❖❑

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسنِ ترتیب

□ عرضِ مرتب: ---- ۴
□ دعائیہ کلمات: حضرت الاستاذ مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند --- ۶
□ رائے عالی: حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خان پوری جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات --- ۸

کتاب النکاح ۳۳

○ نکاح کے اہم مسائل ---- ۳۴
○ نکاح؛ فطری ضرورت ---- ۳۴
○ قرآنِ کریم میں نکاح کی ترغیبات ---- ۳۴
○ نکاح نصف ایمان ہے ---- ۳۵
○ نوجوانوں کو نکاح کی ترغیب ---- ۳۶
○ نکاح کرنے والے کے ساتھ اللہ کی مدد ---- ۳۶
○ اسلام میں رہبانیت پسندیدہ نہیں ---- ۳۷
○ نکاح کا پاکیزہ مقصد ---- ۳۷
○ قدرت کے باوجود نکاح نہ کرنے پر تنبیہ ---- ۳۸
○ نکاح؛ سب سے لمبی عبادت ---- ۳۸
○ نکاح سلفِ صالحین کی نظر میں ---- ۳۸
○ کس شخص پر نکاح کرنا فرض ہے؟ ---- ۴۱
○ کس شخص پر نکاح واجب ہے؟ ---- ۴۲
○ کس شخص کے حق میں نکاح سنتِ مؤکدہ ہے؟ ---- ۴۲

- کس صورت میں نکاح کرنا مکروہ ہے؟ ۴۳
- کس صورت میں نکاح کا اقدام حرام ہے؟ ۴۴
- نکاح کے لئے قرض لینا ۴۴
- طبعیت میں نکاح کا تقاضا ہو مگر اسباب نہ ہوں؟ ۴۵
- نکاح میں اشتغال محض نفلی عبادت میں مشغولی سے اَفضل ہے ۴۶
- پہلے شادی کرے یا حج ؟ ۴۶
- مرد کا مرد سے نکاح ؟ ۴۷
- عورت کا عورت سے نکاح ؟ ۴۷
- اِنسانوں کی جنات سے مناکحت؟ ۴۸
- اِنسان نما سمندری جانور کا آدمی سے نکاح ؟ ۴۸
- خنثیٰ مشکل سے نکاح حلال نہیں ۴۹

رشتہ ناطہ کے مسائل

- رشتہ کرتے وقت عورت میں کیا باتیں ملحوظ رہیں؟ ۵۰
- کنواری لڑکی سے نکاح بہتر ہے ۵۰
- غلط چال چلن والی لڑکی سے نکاح نہ کیا جائے ۵۱
- لڑکی کے لئے کیسا شوہر پسند کیا جائے؟ ۵۱
- فاسق شخص سے رشتہ بہتر نہیں ہے ۵۱
- جوان لڑکی کا بڑی عمر کے شخص سے نکاح ؟ ۵۱
- مناسب رشتہ آنے پر ٹال مٹول نہ کی جائے ۵۲
- رشتہ پر رشتہ بھیجنا؟ ۵۲
- رشتہ کے لئے مخطوبہ لڑکی پر نظر ڈالنا ۵۳
- اپنی بیٹی یا بہن کا خود رشتہ پیش کرنا ۵۳

○ رشتہ کے لئے استخارہ کرنا ---------- ۵۴
○ کسی عارض کی وجہ سے رشتہ توڑ دینا ---------- ۵۴
○ نکاح سے قبل منگیتر سے بے تکلفی جائز نہیں ---------- ۵۵

کفاءت کے مسائل

○ نکاح میں کفاءت کا لحاظ رکھنے کی مصلحت ---------- ۵۶
○ کفاءت کن باتوں میں معتبر ہے؟ ---------- ۵۷
○ کفاءت کا اعتبار صرف عقد کے وقت ہے ---------- ۵۸
○ کفاءت نسبی صرف عربی النسل خاندانوں تک خاص ہے ---------- ۵۸
○ مجہول النسب شخص معروف النسب عورت کا کفو نہیں ---------- ۶۰
○ سید اور شیخ باہم کفو ہیں یا نہیں؟ ---------- ۶۰
○ عجمی برادریوں میں کفاءت ---------- ۶۰
○ مالی کفاءت کا مطلب ---------- ۶۱
○ کفاءتِ مالی میں نفقہ پر قدرت کب ضروری ہے؟ ---------- ۶۲
○ پیشہ ور برادریوں میں کفاءت ---------- ۶۲
○ جدید الاسلام اور قدیم الاسلام میں کفاءت ---------- ۶۳
○ قدیم الاسلام اور جدید الاسلام کا معیار ---------- ۶۳
○ حسن و جمال اور عقل میں کفاءت معتبر نہیں ---------- ۶۳
○ دیہاتی اور شہری میں کفاءت ---------- ۶۴
○ مسلکی اختلاف مانع کفاءت نہیں ---------- ۶۴
○ کفاءت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے ---------- ۶۵
○ کفاءت عورت کا حق ہے یا اَولیاء کا؟ ---------- ۶۵
○ لڑکے نے دھوکہ سے اپنے کو کفو ظاہر کیا بعد میں اُس کے خلاف نکلا؟ ---------- ۶۶

○ غیر کفو میں نکاح کی خبر سن کر ولی کا خاموش رہنا ---------- ۶۷
○ بعض اَولیاء کی رضامندی کا حکم ---------- ۶۷
○ شوہر کے کفو ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اَولیاء کے درمیان اختلاف ---------- ۶۸
○ غائب ولی کو اعتراض کا حق ---------- ۶۸
○ جس بالغہ عورت کا کوئی ولی نہ ہو اُس کا غیر کفو میں نکاح کرنا ---------- ۶۹
○ جس نابالغہ کا ولی نہ ہو اُس کا غیر کفو میں نکاح درست نہیں ---------- ۶۹
○ مرد نے غیر کفو عورت سے نکاح کرلیا؟ ---------- ۶۹
○ عالم دین لڑکا ہر خاندان کی لڑکی کا کفو بن سکتا ہے ---------- ۷۰
○ فاسق اور بددین شخص نیک عورت کا کفو نہیں ہے ---------- ۷۰
○ شادی کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکا شرابی ہے ---------- ۷۱
○ ولدالزنا شریف عورت کا کفو نہیں ہوسکتا ---------- ۷۱
○ بالغہ عورت نے کفو یا کفو سے اوپر درجہ میں نکاح کرلیا؟ ---------- ۷۲
○ بالغہ عورت کا گھر والوں کی مرضی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرنا ---------- ۷۲
○ عورت نے غیر کفو میں نکاح کیا پھر ولی نے مہر وصول کرلیا؟ ---------- ۷۳
○ مہر مثل میں کمی پر ولی کو اعتراض کا حق ہے ---------- ۷۴
○ ولی کے اعتراض پر اگر تفریق کردی گئی تو مہر کا کیا حکم ہے؟ ---------- ۷۴
○ منکوحہ کا حمل ظاہر ہونے کے بعد ولی کو اعتراض کا حق نہیں رہتا ---------- ۷۵
○ ولی نے خود غیر کفو میں نکاح کردیا ---------- ۷۵
○ عورت پر دباؤ ڈال کر غیر کفو میں نکاح کرانا ---------- ۷۶
○ دباؤ ڈال کر مہر مثل کے بدلے کفو میں نکاح کرانا ---------- ۷۷

عقدِ نکاح سے متعلق مسائل

○ نکاح کی تقریب ---------- ۷۸

- خطبۂ مسنونہ ---------- ۸۰
- خطبۂ نکاح کھڑے ہوکر پڑھیں یا بیٹھ کر؟ ---------- ۸۲
- کئی نکاحوں کے لئے ایک خطبہ ---------- ۸۳
- نکاح کس سے پڑھوائیں؟ ---------- ۸۳
- نکاح کے بعد چھوہارے تقسیم کرنا ---------- ۸۳
- نکاح کے بعد زوجین کو مبارک باد دینا ---------- ۸۴
- نکاح کی اصطلاحی تعریف ---------- ۸۵
- عقدِ نکاح کے ارکان ---------- ۸۵
- ایجاب کی تعریف ---------- ۸۵
- قبول کی تعریف ---------- ۸۶
- اِیجاب وقبول کن الفاظ سے درست ہے؟ ---------- ۸۶
- ایجاب وقبول کن الفاظ سے درست نہیں؟ ---------- ۸۷
- ایجاب وقبول کے صیغے ---------- ۸۷
- ''خود کو تمہارے نکاح میں دیتی ہوں'' کہنے سے نکاح ---------- ۸۸
- ''میں اپنے نفس کو تمہیں دیتی ہوں'' کہنے سے نکاح ---------- ۸۸
- صرف تحریری ایجاب وقبول معتبر نہیں ---------- ۸۹
- تحریری ایجاب معتبر ہونے کی شرط ---------- ۸۹
- گونگا شخص ایجاب وقبول کیسے کرے؟ ---------- ۸۹
- ایجاب وقبول ایک مجلس میں ہونا شرط ہے ---------- ۹۰
- راستہ چلتے ہوئے ایجاب وقبول ---------- ۹۰
- چلتی ہوئی موٹر سائیکل پر ایجاب وقبول ---------- ۹۱
- کشتی میں اِیجاب وقبول ---------- ۹۱

- چلتی ہوئی ٹرین میں اِیجاب وقبول ---------- ۹۱
- ہوائی جہاز میں اِیجاب وقبول ---------- ۹۱
- کار یا بس میں اِیجاب وقبول ---------- ۹۲
- اِیجاب وقبول میں موافقت شرط ہے ---------- ۹۲
- مجلسِ عقد میں قبول شرط ہے ---------- ۹۲
- عاقدین کا ایک دوسرے سے ایجاب یا قبول سننا ---------- ۹۳
- ایجاب وقبول گواہوں کی موجودگی میں ہی معتبر ہے ---------- ۹۳
- کیا تین مرتبہ قبول کرنا ضروری ہے؟ ---------- ۹۳
- کیا نکاح کا اندراج رجسٹر میں ضروری ہے؟ ---------- ۹۴
- کیا عقدِ نکاح کے وقت شوہر کو کلمہ پڑھانا ضروری ہے؟ ---------- ۹۴
- ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ نکاح ---------- ۹۴
- کورٹ میرج کا حکم ---------- ۹۵
- خفیہ نکاح کے بعد عمومی مجلس میں تجدید نکاح ---------- ۹۶
- مذاق میں ایجاب وقبول کرنا ---------- ۹۷
- جھوٹے اقرار سے نکاح؟ ---------- ۹۷
- ’’اِن شاء اللہ‘‘ کے ساتھ انعقادِ نکاح کا حکم ---------- ۹۸
- ہندوستان میں رائج مجالسِ نکاح کی صورت ---------- ۹۸
- لڑکی سے اجازت لینے کون جائے؟ ---------- ۹۹
- کیا لڑکی سے اجازت لیتے وقت گواہوں کی موجودگی شرط ہے؟ ---------- ۹۹
- بالغہ لڑکی کی طرف سے ماں کا اجازت دینا اور سہیلی کا انگوٹھا لگانا ---------- ۱۰۰
- کنواری لڑکی کا اجازت کے وقت خاموش رہنا ---------- ۱۰۱
- اِجازت کے وقت لڑکی کا مسکرانا ---------- ۱۰۱

- اِجازت کے وقت کنواری لڑکی کا سسک سسک کر رونا ---------- ۱۰۱
- اِجازت کے وقت لڑکی کا چیخ پکار مچانا ---------- ۱۰۲
- نکاح کے رجسٹر پر دستخط اِجازت کی دلیل ہے ---------- ۱۰۲
- بیوہ یا مطلقہ کے نکاح میں صراحۃً اِجازت لازم ہے ---------- ۱۰۳
- نکاح کے وقت لڑکی کے والد کا نام لینا ---------- ۱۰۳
- نکاح پڑھاتے وقت غلطی سے لڑکی کے باپ کا نام بدل گیا ---------- ۱۰۳
- جو لڑکی دو ناموں سے مشہور ہو تو نکاح کے وقت کونسا نام لیا جائے؟ ---------- ۱۰۴
- بالغہ لڑکی کا نام اَدل بدل ہوگیا ---------- ۱۰۵
- مجلس نکاح میں برقعہ پوش عورت کا نکاح ---------- ۱۰۶
- عورت کا تنہا مکان کے اندر سے گواہوں کے سامنے ایجاب کرنا ---------- ۱۰۶
- نابالغ بچے یا بچی کا نکاح ---------- ۱۰۷
- شرطِ محتمل پر نکاح کی تعلیق؟ ---------- ۱۰۸
- یقینی شرط پر نکاح کا حکم ---------- ۱۰۸
- شرطِ فاسد کے ساتھ نکاح ---------- ۱۰۹
- لڑکی کا اِجازت کے بعد اِنکار کرنا ---------- ۱۰۹
- ولی کا چند رشتے پیش کرنے پر لڑکی کا خاموش رہنا ---------- ۱۱۰
- چند اَولیاء کا الگ الگ رشتے پیش کرنے پر لڑکی کا خاموش رہنا ---------- ۱۱۰
- کنواری بالغہ لڑکی کا مجلس میں ولی کے نکاح کرانے پر خاموش رہنا ---------- ۱۱۰
- اَجنبی یا ولی اَبعد کی طرف سے اِجازت لیتے وقت کنواری لڑکی کا سکوت رضامندی کی دلیل نہیں - ۱۱۱
- ثیبہ عورت کا نکاح کے وقت خاموش رہنا ---------- ۱۱۱
- عوارض کی بنا پر جس عورت کا پردۂ بکارت زائل ہو جائے وہ باکرہ کہلائے گی ---------- ۱۱۲
- زنا کی وجہ سے پردۂ بکارت زائل ہو جائے ---------- ۱۱۲

نکاح میں گواہی کے مسائل

○ نکاح میں کون کون لوگ گواہ بن سکتے ہیں؟ ---------- ۱۱۳
○ نکاح میں گواہوں کے لئے ایک اَہم ضابطہ ---------- ۱۱۳
○ نکاح میں عورتوں کی گواہی؟ ---------- ۱۱۴
○ کیا نکاح کے گواہوں کا ثقہ ہونا ضروری ہے؟ ---------- ۱۱۴
○ گواہوں کا ناکح منکوحہ کو جاننا شرط ہے ---------- ۱۱۵
○ بغیر گواہوں کے نکاح ---------- ۱۱۵
○ خدا اور رسول کو گواہ بنا کر نکاح کرنا ---------- ۱۱۶
○ نکاح میں ایک گواہ نابالغ ہو ---------- ۱۱۶
○ نکاح میں فاسق اور نابینا کی شہادت ---------- ۱۱۷
○ دو گواہوں میں سے ایک بہرا ہو ---------- ۱۱۷
○ گونگوں کے نکاح میں بہروں کی گواہی ---------- ۱۱۸
○ باکرہ بالغہ کا نکاح باپ اور ایک گواہ کی موجودگی میں ---------- ۱۱۸
○ نکاح میں مخنث کی گواہی؟ ---------- ۱۱۸
○ نکاح میں محدود فی القذف اور محدود فی الزنا کی شہادت کا حکم ---------- ۱۱۹
○ ذمیوں کی شہادت سے نکاح کا حکم ---------- ۱۱۹
○ کافروں کے نکاح میں گواہوں کا مسلمان ہونا شرط نہیں ---------- ۱۲۰
○ گواہوں کا الگ الگ وقت میں اِیجاب وقبول سننا ---------- ۱۲۰
○ نکاح میں بیٹوں کا گواہ بننا ---------- ۱۲۱

ولایتِ نکاح کے مسائل

○ نکاح میں ولی کے واسطہ کی ضرورت ---------- ۱۲۲
○ اَولیاء کی مرضی کے بغیر نکاح کے نقصانات ---------- ۱۲۳

- اَولیاء کا فرض ---------- ۱۲۴
- ولایتِ اجبار ---------- ۱۲۴
- ولایتِ اجبار کے ثبوت کے چار اسباب ہیں ---------- ۱۲۵
- تحقق ولایت کے لئے کن شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے ---------- ۱۲۵
- نکاح میں اَولیاء قرابت کی ترتیب ---------- ۱۲۶
- ولی اقرب، ولی ابعد ---------- ۱۲۷
- اگر ولی عصبہ موجود نہ ہو؟ ---------- ۱۲۷
- اگر ولی فاسق مگر باوقار ہو تو کیا کریں؟ ---------- ۱۲۸
- بے غیرت ولی کا حکم ---------- ۱۲۸
- کئی اولیاء ہوں تو فسخ نکاح کے بارے میں بڑے ولی کی رائے کا اعتبار ہوگا ---------- ۱۲۹
- مجنونہ (پاگل) عورت پر کس کو ولایت حاصل ہوگی؟ ---------- ۱۲۹
- صغر اور جنون کے ختم ہونے سے حق ولایت ختم ہوجاتا ہے ---------- ۱۳۰
- نانا اور بہن میں ولایت کا حق دار کون ہوگا؟ ---------- ۱۳۰
- اگر ولی اقرب نابالغ کا نکاح کرنے سے انکار کردے؟ ---------- ۱۳۱
- ولی اَقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کے نکاح کرانے کا حکم ---------- ۱۳۱
- ولی قریب کی غیر موجودگی میں ولی بعید کا نکاح کرانا ---------- ۱۳۲
- باپ سے زبردستی نابالغ بیٹی کے نکاح کی اِجازت لینا ---------- ۱۳۲
- بلوغ کے وقت سکوت سے خیارِ بلوغ باطل ہوجاتا ہے ---------- ۱۳۳
- ولی نے نشہ کی حالت میں غیر کفو سے نکاح کرادیا ---------- ۱۳۳
- کیا بچہ نکاح میں ولی بن سکتا ہے؟ ---------- ۱۳۴
- مجنون ولی نکاح کرائے تو کیا حکم ہے؟ ---------- ۱۳۴
- باپ دادا کے علاوہ اولیاء کا غیر کفو میں نکاح کرانا ---------- ۱۳۴
- یکساں درجہ کے دو اَولیاء نے نابالغہ کا الگ الگ جگہ نکاح کردیا ---------- ۱۳۵

○ ولی اور بالغہ لڑکی کے الگ الگ جگہ نکاح کرنے کا حکم ---------------------------- ۱۳۵
○ بالغہ مسلمان لڑکی کے نکاح پر اُس کے کافر اَولیاء کو حق اعتراض حاصل نہیں ---------- ۱۳۶
○ ولایتِ استحبابی -- ۱۳۶
○ آزاد بالغہ عورت کا ولی کی اِجازت کے بغیر نکاح کرنا ---------------------------- ۱۳۶
○ بالغہ عورت کو اُس کی اجازت کے بغیر نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ------------------ ۱۳۷
○ نابالغ لڑکی کا ولی کی اجازت کے بغیر خود نکاح کرنا ------------------------------ ۱۳۸
○ جس لڑکی کا باپ غیر مسلم ہو اُس کا ولی کون ہوگا؟ -------------------------------- ۱۳۸

وکالتِ نکاح کے مسائل

○ وکالتِ نکاح -- ۱۳۹
○ نکاح کے وکیل کا دوسرے کو وکیل بنانا -- ۱۳۹
○ نکاح غائب میں توکیل کی صورت -- ۱۴۰
○ عورت کو نکاح میں وکیل بنانا -- ۱۴۱
○ ایک شخص کا زوجین کی طرف سے وکیل یا ولی بننا -------------------------------- ۱۴۲
○ لڑکی کے وکیل نے ایجاب کیا اور لڑکے کے وکیل نے قبول کیا؟ ------------------------ ۱۴۳
○ عورت کا وکیل کو اپنے نکاح کا اختیار دینا -- ۱۴۳
○ وکیل کا اپنی طرف سے مہر میں اضافہ کرنا -- ۱۴۴
○ وکیل نے مؤکل کی مرضی کے خلاف نکاح کردیا -------------------------------------- ۱۴۴
○ وکیل نے معتدۃ الغیر سے شادی کرادی -- ۱۴۴
○ وکیل نے دوسرے خاندان میں شادی کرادی -- ۱۴۵
○ وکیل کا ایک کے بجائے دو سے نکاح کرنا -- ۱۴۵
○ نکاح میں وکالت کے لئے گواہی ضروری نہیں -- ۱۴۶
○ قاصد کے ذریعہ نکاح -- ۱۴۶

فضولی کا نکاح

○ فضولی کی تعریف ---------- ۱۴۷
○ فضولی کا نکاح ---------- ۱۴۷
○ شوہر کی موجودگی میں عورت کی طرف سے فضولی کا نکاح کرنا ---------- ۱۴۸
○ ولی کی اجازت کے بغیر فضولی کا نکاح ---------- ۱۴۸
○ عورت کی طرف سے فضولی کا قبول کرنا ---------- ۱۴۹
○ فضولی کے مرنے کے بعد اُس کے کئے ہوئے نکاح کو نافذ کرنا ---------- ۱۴۹
○ اجازت سے پہلے فضولی کا ازخود نکاح فسخ کرنا ---------- ۱۵۰
○ قسم کھائی کہ ''جس عورت سے بھی نکاح کروں گا اُسے طلاق'' پھر فضولی نے نکاح کرادیا -- ۱۵۰
○ فضولی کی دی ہوئی طلاق کو منظور کرنا ---------- ۱۵۱
○ غیر ولی کے نکاح کرنے پر ولی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں؟ ---------- ۱۵۱

محرماتِ نکاح (کن عورتوں سے نکاح حرام ہے؟)

○ رشتوں کی اہمیت ---------- ۱۵۳
○ قرآنِ کریم میں محرماتِ نکاح کی تفصیل ---------- ۱۵۴
○ محارم سے نکاح حرام ہونے کی حکمت ---------- ۱۵۵
○ اَسبابِ حرمت ---------- ۱۵۷
○ قرابت نسبی کی بنیاد پر حرام عورتیں ---------- ۱۵۸
○ لے پالک بیٹی یا بیٹا حرام نہیں ---------- ۱۶۱
○ منہ بولے بھائی بہن آپس میں حرام نہیں ---------- ۱۶۱

حرمتِ مصاہرت کے مسائل

○ حرمتِ مصاہرت ---------- ۱۶۲

○ حرمتِ مصاہرت کا ثبوت ---------- ۱۶۲
○ حرمتِ مصاہرت کی علت ---------- ۱۶۳
○ حرمتِ مصاہرت کے اَسباب ---------- ۱۶۵
○ لمس ونظر میں حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کی شرائط ---------- ۱۶۷
○ شہوت کی علامت ---------- ۱۶۹
○ نابالغ مراہق بچے کا حکم ---------- ۱۶۹
○ مصاہرت کی بنیاد پر حرام عورتیں ---------- ۱۷۰
○ رخصتی سے قبل جس منکوحہ سے جدائی ہوجائے اُس کی بیٹی سے نکاح جائز ہے ---------- ۱۷۲
○ شوہر کی ربیبہ کا اس کی پہلی بیوی کے لڑکے سے نکاح ---------- ۱۷۳
○ سمدھن سے نکاح کی صورت ---------- ۱۷۳
○ بیٹی کو شہوت سے ہاتھ لگایا تو بیوی (بیٹی کی ماں) حرام ہوجائے گی ---------- ۱۷۴
○ نشہ کی حالت میں بیٹی کا بوسہ لیا تو بھی بیوی حرام ہوجائے گی ---------- ۱۷۴
○ ساس سے چھیڑ چھاڑ کی تو بیوی حرام ہوجائے گی ---------- ۱۷۵
○ بہو سے چھیڑ چھاڑ کی تو وہ بہو بیٹے پر حرام ہوجائے گی ---------- ۱۷۵
○ حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے بعد کب تک عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی؟ -- ۱۷۶
○ لے پالک بیٹے کی بیوی حرام نہیں ---------- ۱۷۶
○ اقرار سے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت ---------- ۱۷۷
○ باریک کپڑے کے اُوپر سے چھونے سے حرمت کا ثبوت ---------- ۱۷۷
○ بوڑھی عورت کو چھونے سے حرمت کا ثبوت ---------- ۱۷۸
○ بال پکڑنے سے حرمت کا ثبوت ---------- ۱۷۸
○ عورت نے مرد کی شرم گاہ کو دیکھا یا چھوا تو حرمت ثابت ہوجائے گی ---------- ۱۷۹
○ عورت کا مرد کو شہوت کے ساتھ بوسہ لینا؟ ---------- ۱۷۹

○ نکاحِ فاسد میں وطی کر لی تو حرمت ثابت ہو جائے گی ---------- ۱۸۰
○ صغیرہ سے جماع کرنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ---------- ۱۸۱
○ دبر میں وطی کرنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ---------- ۱۸۱
○ سوتیلے ماموں سے نکاح ---------- ۱۸۱
○ ماں کے ماموں سے نکاح ---------- ۱۸۲
○ مزنیۃ الجد سے نکاح حرام ہے ---------- ۱۸۲
○ اگر رات میں غلطی سے ماں بہن کو چھو دیا تو بیوی حرام نہ ہوگی ---------- ۱۸۲
○ کس عضو کو دیکھنے سے حرمت ثابت ہوتی ہے؟ ---------- ۱۸۳
○ محض بری نیت اور فعلِ بد کی خواہش سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ---------- ۱۸۳
○ ربیبہ سے نکاح حرام ہے ---------- ۱۸۳
○ بھائی کو شوہر سمجھ کر ہاتھ لگانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ---------- ۱۸۴
○ زنا سے پیدا شدہ لڑکے لڑکی کا آپس میں نکاح ---------- ۱۸۵
○ حاملہ بالزنا سے غیر زانی کا نکاح ---------- ۱۸۵
○ زانیہ حاملہ کا نکاح زانی سے ---------- ۱۸۵
○ زانیہ سے غیر زانی کا نکاح ---------- ۱۸۶
○ حدِ بلوغ کیا ہے؟ ---------- ۱۸۶
○ چھونے اور دیکھنے کے وقت شہوت کا ہونا ضروری ہے ---------- ۱۸۷
○ مزنیہ کی بہن سے نکاح؟ ---------- ۱۸۷
○ مردہ عورت سے حرمت ثابت نہ ہوگی ---------- ۱۸۸
○ مفضاۃ عورت سے وطی موجبِ حرمت نہیں ---------- ۱۸۸

حرمتِ رضاعت کے مسائل

○ حرمتِ رضاعت کا ماخذ ---------- ۱۸۹

○ حرمتِ رضاعت کی علت ---------- ۱۹۰
○ بچہ کو کم عقل عورتوں کا دودھ نہ پلایا جائے ---------- ۱۹۱
○ شوہر کی اِجازت کے بغیر کسی دوسرے کے بچہ کو دودھ پلانا مکروہ ہے ---------- ۱۹۱
○ رضاعت کی شرعی تعریف ---------- ۱۹۲
○ مدتِ رضاعت ---------- ۱۹۲
○ مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پینا موجبِ حرمت نہیں ---------- ۱۹۴
○ بیوی کو دو سال سے پہلے بچہ کا دودھ چھڑانے پر مجبور کرنا ---------- ۱۹۴
○ مطلقہ ماں کو دودھ پلانے کی اُجرت کب تک دی جائے گی؟ ---------- ۱۹۵
○ رضاعت کا ثبوت ---------- ۱۹۵
○ تنہا عورت کے اقرار سے ثبوتِ رضاعت کا حکم ---------- ۱۹۶
○ رضاعت کے تحقق کے لئے مرضعہ میں دو شرطیں ضروری ہیں ---------- ۱۹۷
○ ایامِ رضاعت میں معمولی سا دودھ بھی پیٹ میں چلا جانا موجبِ حرمت ہے ---------- ۱۹۸
○ اگر عورت یہ دعویٰ کرے کہ پستان میں دودھ نہیں تھا تو کیا حکم ہے؟ ---------- ۱۹۸
○ رضیع کے حلق میں دودھ جانے اور نہ جانے میں شک ہو گیا ---------- ۱۹۹
○ دھوکہ سے کسی دوسرے کے بچہ کو دودھ پلا دیا ---------- ۱۹۹
○ رضاعت کی بنیاد پر حرام عورتیں ---------- ۲۰۰
○ رضاعت کی وجہ سے جو عورتیں حرام نہیں ہیں ---------- ۲۰۲
○ بن بیاہی عورت کا دودھ بھی موجبِ حرمت ہے ---------- ۲۰۳
○ بڑھیا عورت کا دودھ ---------- ۲۰۳
○ مردہ عورت کے دودھ کا حکم ---------- ۲۰۴
○ منکوحہ عورت کا ولادت کے بغیر کسی بچہ کو دودھ پلانا؟ ---------- ۲۰۴
○ موطوءہ بالشبہ کے دودھ کا حکم ---------- ۲۰۵

- مزنیہ کا دودھ پینے سے زانی اور اُس کے اُصول وفروع سے نکاح جائز نہ ہوگا-------- ۲۰۵
- عورت کا دودھ برتن میں نکال کر بچہ کو پلانے سے حرمت کا ثبوت ------------------ ۲۰۶
- نلکی کے ذریعہ بچہ کی ناک میں دودھ چڑھانے سے حرمت کا ثبوت -------------- ۲۰۷
- پانی یا دوا کے ساتھ ملا کر دودھ پلانا -- ۲۰۷
- عورت کا دودھ کھانے کے ساتھ ملا کر دینا -- ۲۰۸
- عورت کے دودھ میں روٹی کا ملیدہ بنانا --- ۲۰۹
- عورت کے دودھ میں ستو گھول کر پلانا -- ۲۰۹
- عورت کا دودھ جانور کے دودھ کے ساتھ ملا کر پلانا ---------------------------- ۲۱۰
- عورت کے دودھ کا دہی یا پنیر بنادیا -- ۲۱۰
- دوعورتوں کا دودھ ایک ساتھ ملا کر پلانا --- ۲۱۱
- ایک بچی نے بستی کی بہت سی عورتوں کا دودھ پیا ------------------------------ ۲۱۱
- عورتوں کے دودھ کا بینک قائم کرنا --- ۲۱۲
- بلاضرورت غیر کے بچوں کو دودھ نہ پلائیں -- ۲۱۳
- رضاعی باپ --- ۲۱۳
- رضاعی باپ کی موطوءہ حرام ہے یا حلال؟ ------------------------------------ ۲۱۴
- رضاعی بھائی بہن کا آپس میں نکاح حرام ہے ---------------------------------- ۲۱۴
- باپ شریک رضاعی بہن سے نکاح --- ۲۱۵
- دودھ پلانے والی عورت کی سب اولادیں رضیعہ پر حرام ہیں ---------------------- ۲۱۶
- رضاعی پھوپھیاں بھی حرام ہیں -- ۲۱۶
- رضاعی بھائی کی نسبی یا رضاعی بہن سے نکاح ---------------------------------- ۲۱۶
- نانی کا دودھ پی کر خالہ کی لڑکی سے نکاح -- ۲۱۷
- دادی کا دودھ پی کر چچا کی لڑکی سے نکاح -- ۲۱۷

- بڑی بہن نے چھوٹی بہن کو دودھ پلایا ---------- ۲۱۸
- مرضعہ کے شوہر نے رضیعہ سے جماع کیا تو مرضعہ اس پر حرام ہو جائے گی ---------- ۲۱۸
- شوہر نے بیوی کا دودھ پی لیا؟ ---------- ۲۱۸
- مرد کا دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی ---------- ۲۱۹
- مخنث کے دودھ کا حکم ---------- ۲۱۹
- بچہ کے کان میں دودھ ٹپکانے سے حرمت ثابت نہ ہوگی ---------- ۲۲۰
- حرمتِ رضاعت کے ثبوت کے بعد عورت کب تک دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی؟--- ۲۲۰
- جانور کے دودھ سے رضاعت کا حکم متعلق نہیں ---------- ۲۲۱

محرمات بوجہِ جمع

- حرمتِ جمع کا ثبوت ---------- ۲۲۲
- محارم کے درمیان جمع کی ممانعت کی علت ---------- ۲۲۳
- دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا ---------- ۲۲۳
- ایک ساتھ دو بہنوں سے نکاح؟ ---------- ۲۲۴
- پے در پے دو سگی بہنوں سے نکاح ---------- ۲۲۴
- ایک بہن کی عدت کے اندر دوسری بہن سے نکاح ---------- ۲۲۵
- ایک بہن کی وفات ہوتے ہی دوسری بہن سے نکاح ---------- ۲۲۵
- دو محرم عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا ---------- ۲۲۶
- ایک محرم کی عدت میں دوسری محرم سے نکاح ---------- ۲۲۶
- ماں بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت ---------- ۲۲۶
- سگی بہن یا محارم باندیوں سے بیک وقت انتفاع ---------- ۲۲۷
- عورت اور اُس کے شوہر کی بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنا ---------- ۲۲۸

- عورت اور اُس کی مطلقہ بہو کو ایک نکاح میں رکھنا ---------------------------- ۲۲۸
- سالی سے جماع کیا تو بیوی حرام نہ ہوگی ------------------------------------ ۲۲۸
- جو شخص دو بہنوں کو ساتھ رکھے اُس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ ---------------- ۲۲۹
- پے در پے نکاح کی صورت میں یہ یاد نہ رہا کہ پہلے نکاح کس سے ہوا؟ ------------ ۲۳۰
- حرام وحلال عورتوں سے ایک ساتھ نکاح -- ۲۳۰

محرماتِ ملک

- اِسلام میں غلام باندی کا تصور -- ۲۳۱
- باندیوں سے جنسی انتفاع -- ۲۳۴
- مالکہ عورت کے لئے مملوک غلام سے جنسی تعلق جائز نہیں ------------------------ ۲۳۴
- موجودہ دور میں غلام باندیوں کا وجود کیوں نہیں؟ ------------------------------- ۲۳۵
- ملازموں کے ساتھ غلام باندیوں جیسا معاملہ جائز نہیں --------------------------- ۲۳۶
- غلام باندی سے حرمتِ نکاح کی علت --- ۲۳۷
- مالک اپنی مملوکہ باندی سے نکاح نہیں کرسکتا ---------------------------------- ۲۳۸
- غلام کے لئے اپنی مالکہ عورت سے نکاح حلال نہیں ------------------------------ ۲۳۸
- ناکح نے منکوحہ کو خرید لیا تو نکاح ختم ہو جائے گا ------------------------------ ۲۳۸
- منکوحہ نے ناکح کو خرید لیا --- ۲۳۹
- ماذون ومدبر یا مکاتب غلاموں کا اپنی بیویوں کو خریدنا؟ -------------------------- ۲۳۹
- آقا کا اپنی باندی سے احتیاطاً نکاح کرنا --- ۲۴۰
- غلام کا اپنے آقا کی بیٹی سے نکاح کرنا -- ۲۴۱
- غلام کا آقا کی باندی سے نکاح کرنا -- ۲۴۱
- دوسرے شخص کی باندی سے نکاح -- ۲۴۲
- آزاد عورت کا دوسرے شخص کے غلام سے نکاح کرنا ------------------------------ ۲۴۲

- باپ کا اپنے بیٹے کی باندی سے نکاح کرنا ---------- ۲۴۳
- لڑکے کا اپنے باپ کی باندی سے نکاح کرنا ---------- ۲۴۳

محرماتِ کفر وشرک

- مشرکین سے ازدواجی وجنسی تعلق حرام ہے ---------- ۲۴۴
- مشرک سے کون مراد ہے؟ ---------- ۲۴۵
- پاک دامن اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کی اجازت ---------- ۲۴۵
- اہلِ کتاب سے کون لوگ مراد ہیں؟ ---------- ۲۴۵
- کیا اہلِ کتاب سے نکاح کی اِجازت مطلق ہے؟ ---------- ۲۴۶
- اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح پر امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمرؓ کی ناگواری ---------- ۲۴۷
- اندیشوں کے باوجود اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کی اِجازت کیوں دی گئی؟ ---------- ۲۴۷
- موجودہ دور کے یہودیوں اور عیسائیوں کا حکم ---------- ۲۴۸
- ہندو عورت سے نکاح حرام ہے ---------- ۲۴۹
- اسلامی ملک میں رہنے والی کتابیہ عورت سے نکاح ---------- ۲۴۹
- غیر اسلامی ممالک میں رہنے والی یہودی یا عیسائی عورتوں سے نکاح ---------- ۲۵۰
- یہودی یا عیسائی لڑکے سے نکاح حلال نہیں؟ ---------- ۲۵۱
- اباحیت کا عقیدہ رکھنے والوں سے مناکحت ---------- ۲۵۳
- زندیق عورت سے نکاح ---------- ۲۵۳
- قادیانیوں سے نکاح حرام ہے ---------- ۲۵۳
- نومسلمہ عورت سے نکاح ---------- ۲۵۴
- گمراہ فرقوں سے نکاح ---------- ۲۵۵
- حالتِ کفر کا نکاح ---------- ۲۵۶
- کفر کی حالت میں محارم سے نکاح ---------- ۲۵۷

○ کافر میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے ---------------------------------- ۲۵۷
○ کافر میاں بیوی میں سے شوہر اسلام لے آئے -------------------------------- ۲۵۹
○ مسلمان عورت مرتد ہوجائے -- ۲۵۹
○ مسلمان شوہر مرتد ہوجائے -- ۲۶۰

محرمات بوجہِ غلامی

○ آزادعورت پر باندی سے نکاح کیوں منع ہے؟ ---------------------------------- ۲۶۱
○ آزادعورت نکاح میں رہتے ہوئے باندی سے نکاح جائز نہیں -------------------- ۲۶۲
○ آزادعورت کی عدت میں باندی سے نکاح؟ ------------------------------------ ۲۶۳
○ ایک ہی عقد میں آزاد اور باندی سے نکاح کرنا ---------------------------------- ۲۶۳
○ نکاح فاسد سے منکوحہ آزادعورت پر باندی سے نکاح کرنا؟ ---------------------- ۲۶۴
○ آزادعورت سے نکاح کے بعد منکوحہ باندی کے آقا نے سابقہ نکاح کی منظوری دی؟--- ۲۶۴
○ منکوحہ باندی کو طلاق دی پھر آزادعورت سے شادی کرنے کے بعد باندی سے رجعت کرلی؟ --- ۲۶۵
○ ایک عقد میں پانچ آزاد اور چار باندیوں کو جمع کرنا ------------------------------ ۲۶۵
○ چار آزادعورتوں اور باندیوں کو ایک عقد میں جمع کرنا ---------------------------- ۲۶۶
○ آزادعورت سے نکاح کی قدرت کے باوجود باندی سے نکاح کرنا------------------- ۲۶۶

چار سے زیادہ بیویوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی حرمت

○ مسئلہ تعددِ ازدواج -- ۲۶۷
○ تعددِ نکاح کی بعض حکمتیں-- ۲۶۸
○ متعدد بیویوں میں برابری ضروری ہے --------------------------------------- ۲۷۰
○ بیویوں کے درمیان برابری نہ کرنے والوں کا آخرت میں برا انجام ---------------- ۲۷۱
○ سوکنوں کو اِسلامی ہدایت --- ۲۷۱
○ ایک قابلِ تقلید نمونہ-- ۲۷۲

- نکاحِ ثانی کے عمل کو معیوب اور ناجائز سمجھنا غلط ہے ---------- ۲۷۲
- کیا نکاحِ ثانی کے لئے بیوی سے اجازت لینی ضروری ہے؟ ---------- ۲۷۳
- عورت کے لئے تعددِ نکاح کی اجازت کیوں نہیں؟ ---------- ۲۷۳
- مرد کے لئے صرف چار ہی عورتوں سے نکاح کی اجازت کیوں؟ ---------- ۲۷۵
- نبی اکرم ا کے لئے تعددِ نکاح میں تحدید کیوں نہیں؟ ---------- ۲۷۶
- آزاد مرد کے لئے بیک وقت چار بیویوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا جائز نہیں ---------- ۲۷۸
- پے در پے چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح ---------- ۲۷۸
- ایک مجلس میں چار سے زائد عورتوں سے نکاح ---------- ۲۷۹
- کافر اس حالت میں اسلام لایا کہ اس کے نکاح میں چار سے زائد بیویاں تھیں ---------- ۲۷۹
- ایک مجلس میں ایک بیوی سے اور دوسری مجلس میں چار بیویوں سے نکاح کیا ---------- ۲۸۰
- چوتھی بیوی کی عدت میں پانچواں نکاح ---------- ۲۸۰

حرمتِ نکاح بسبب حقِ غیر

- دوسرے کی منکوحہ سے نکاح جائز نہیں ---------- ۲۸۱
- منکوحۃ الغیر سے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب ---------- ۲۸۱
- معتدۃ الغیر سے نکاح کیا پھر اصل شوہر نے طلاق دے دی ---------- ۲۸۲
- عدت میں انجانے میں نکاح کرنے سے اَولاد ثابت النسب ہوگی ---------- ۲۸۳

مہر سے متعلق مسائل

- مہر کی تعریف ---------- ۲۸۴
- شریعت کی نظر میں مہر کی اَہمیت ---------- ۲۸۴
- نکاح میں مہر کی حکمت و مصلحت ---------- ۲۸۵
- مہر ضرور اَدا کرنا چاہئے ---------- ۲۸۷

○ مہر ادا نہ کرنے پر سخت وعید ---------- ۲۸۷
○ مہر کتنا مقرر کیا جائے؟ ---------- ۲۸۸
○ ناموری کے لئے زیادہ مہر مقرر کرنا پسندیدہ نہیں ---------- ۲۸۹
○ مہر کی ادائیگی کی ایک آسان شکل ---------- ۲۹۰
○ مہر کی کم سے کم مقدار ---------- ۲۹۰
○ مہرِ فاطمی اور اُس کی مقدار ---------- ۲۹۱
○ مہر شرعِ محمدی یا شرعِ پیغمبری ---------- ۲۹۲
○ مہر کا مال کے قبیل سے ہونا ضروری ہے ---------- ۲۹۲
○ مہر میں آزاد شوہر پر بیوی کی خدمت مقرر کرنا ---------- ۲۹۳
○ متعینہ مدت تک منفعت کو مہر بنانا ---------- ۲۹۳
○ جنس کی تعیین کے بغیر مہر مقرر کرنا ---------- ۲۹۴
○ صفت کی تعیین کے بغیر مہر مقرر کرنا ---------- ۲۹۴
○ بغیر مہر کے نکاح کرلیا ---------- ۲۹۵
○ نکاح کے بعد زوجین کا باہمی رضامندی سے مہر طے کرنا ---------- ۲۹۵
○ مہرِ مثل کی تعریف ---------- ۲۹۵
○ مہرِ مثل کن صورتوں میں واجب ہوتا ہے؟ ---------- ۲۹۶
○ مہرِ مثل کی تعیین میں زوجین کے درمیان اختلاف ---------- ۲۹۷
○ اگر باپ کے خاندان میں کوئی ہم مثل عورت نہ ہو؟ ---------- ۲۹۷
○ مہر کب مؤکد ہوتا ہے؟ ---------- ۲۹۸
○ خلوتِ صحیحہ/ فاسدہ کی تعریف ---------- ۲۹۸
○ اگر رخصتی اور دخول سے قبل طلاق ہوجائے ---------- ۳۰۰
○ مہرِ معجّل اور مؤجل ---------- ۳۰۰

○ چٹا پٹی کے نکاح میں مہر کا حکم ---------- ۳۰۱
○ بیوی کے مرنے کے بعد مہر کا مالک کون؟ ---------- ۳۰۲
○ مہر کے بدلے جائیداد یا مکان دینا ---------- ۳۰۲
○ جب مہر میں معجّل یا مؤجل کی قید نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ ---------- ۳۰۲
○ مرض الموت میں مہر معاف کرانے سے معاف نہیں ہوتا ---------- ۳۰۳
○ نکاح کے بعد مہر میں کمی زیادتی کرنا ---------- ۳۰۳
○ دین مہر کے بدلہ زیورات دینا ---------- ۳۰۴
○ نکاح کے وقت مقدار مہر میں زوجین کا اختلاف ---------- ۳۰۴
○ زبردستی مہر ہبہ کرانے کا حکم ---------- ۳۰۵

چند رسومات و منکراتِ نکاح

○ ''شادی'' کو ''سادی'' بنایئے! ---------- ۳۰۶
○ اللہ رسول بھی راضی ہیں یا نہیں؟ ---------- ۳۰۷
○ منکرات ورسومات والی شادی میں علماء اور مقتداء لوگوں کا شریک ہونا ---------- ۳۰۷
○ نکاح میں فضول خرچی ---------- ۳۰۸
○ منگنی کی باقاعدہ تقریب ---------- ۳۰۹
○ مہندی کی رسم ---------- ۳۰۹
○ سندور لگانا ---------- ۳۱۰
○ اُبٹن کی رسم ---------- ۳۱۰
○ محرم میں شادی کو منحوس سمجھنا ---------- ۳۱۱
○ شادی کے لئے بعض تاریخوں کو متعین منحوس سمجھنا؟ ---------- ۳۱۱
○ سہرا باندھنا ---------- ۳۱۲

○ شادی کی کار کو پھولوں سے سجانا ---------- ۳۱۲
○ شادی میں لائٹنگ ---------- ۳۱۳
○ دلہن کا کمرہ سجانا ---------- ۳۱۳
○ شادی میں بارات لے جانا ---------- ۳۱۴
○ شادی میں ڈھول باجا اور دَف بجانا ---------- ۳۱۴
○ جہیز کی نمائش کرنا ---------- ۳۱۵
○ تلک کی رسم ---------- ۳۱۵
○ شادی میں رشتہ داروں کے لئے لین دین کی رسم ---------- ۳۱۶
○ شادی میں بھات ---------- ۳۱۷
○ دولہن کی منہ دکھائی ---------- ۳۱۷
○ سلامی کی رسم ---------- ۳۱۸
○ دولہن کے پیر دھلوائی کی رسم ---------- ۳۱۹
○ دولہن کی آمد پر پانی چھڑکنا ---------- ۳۱۹
○ گود بھرائی کی رسم بد ---------- ۳۲۰
○ جوتا چھپائی کی رسم ---------- ۳۲۰
○ شادی میں گھر لیپ کر انگلیوں کے نشانات بنانا ---------- ۳۲۱
○ کھڑے ہو کر کھانا پینا ---------- ۳۲۱
○ شادی میں لڑکی کو رخصت کرنے سے پہلے داماد سے زیور لینا ---------- ۳۲۱
○ نکاح میں شرکت کے لئے غیر مسلم کو مسجد میں داخل کرنا ---------- ۳۲۲
❑ ماٰخذ مراجع ---------- ۳۲۳

❑❖❑

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب النکاح

- نکاح کے منتخب ضروری مسائل

نکاح کے اَہم مسائل

نکاح؛ فطری ضرورت

دنیا کو آباد رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کے درمیان فطری طور پر کشش رکھی ہے، اب اس کشش کے تقاضوں پر مطلقاً بند لگا دینا، جس طرح خلافِ فطرت اور ناقابل عمل ہے، اسی طرح اس عمل کو بے لگام کر دینا بھی سخت فتنہ اور فساد کا سبب ہے؛ کیوں کہ اگر صرف شہوت رانی کو مقصود بنایا جائے گا اور کسی ذمہ داری کے بغیر موج مستی کی اجازت دی جائے گی تو انسان اور جانور میں کوئی فرق نہ رہے گا، اور نسل انسانی کی نگہداشت اور تربیت کی نازک ذمہ داری کوئی شخص اٹھانے کو تیار نہ ہوگا، اور مغربی تصور کے مطابق صنف نازک ''استعمال کرو اور پھینک دو'' کے مقولہ کا مصداق بن جائے گی، جیسا کہ آج یوروپ کا حال ہے کہ وہاں ناجائز رشتوں سے پیدا ہونے والوں کی کثرت نے انسانی معاشرہ سے سکون چھین لیا ہے اور انسانیت کو سخت ضیق اور تنگی میں مبتلا کر دیا ہے؛ لہٰذا معتدل اور قابل عمل راستہ یہی ہے کہ انسان کے فطری جنسی تقاضوں کا رخ پاکیزہ راستوں کی طرف موڑ دیا جائے، اور ناپاک ذرائع پر پابندی لگادی جائے۔ اسی بنا پر اسلام میں خصوصیت کے ساتھ نکاح کی تاکید کی گئی ہے، اور تجربہ سے یہ بات صادق آتی ہے کہ ''نکاح'' عفت وپاکیزگی کا سب سے بڑا ذریعہ اور وساوسِ شیطانیہ کو دفع کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر ہے۔ اسی کے ساتھ دنیا کی آبادی اور ''عالمی امن'' کی برقراری کا سبب اور انسان کی اہم ترین فطری ضرورت بھی ہے، اور اباحیت ورہبانیت کے بجائے نکاح کا حکم دے کر اسلام نے اپنے دینِ فطرت ہونے کا مکمل ثبوت فراہم کر دیا ہے۔

قرآنِ کریم میں نکاح کی ترغیبات

قرآنِ کریم میں جابجا نکاح کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

(۱) فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ. (النساء: ۳)

تو نکاح کرلو جو عورتیں تم کو اچھی لگیں دو دو، تین تین، چار چار۔

(۲) وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ

اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں اُن کے سوا، بشرطیکہ

تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ. (النساء: ٢٣) طلب کرو اُن کو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو، نہ مستی نکالنے کو۔

(٣) وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ. (النساء: ٢٥) اور جو کوئی تم میں سے مسلمان بیویوں کو نکاح میں لانے کی استطاعت نہ رکھے، تو نکاح کرلے اُن سے، جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں، (باندیاں) جو کہ تمہارے آپس کی مسلمان باندیاں ہیں۔

(٤) وَاَنْكِحُوْا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ. (النور: ٣٢) اور نکاح کردو بیواؤں کا اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور باندیاں۔

یہ آیات واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں کہ عفت و پاک دامنی حاصل کرنے اور توالد و تناسل کے مقاصد سے نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہایت مہتم بالشان معاملہ ہے۔

نکاح نصف ایمان ہے

ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الإِيْمَانِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ. (مشكاة المصابيح ٢٦٨/٢، المعجم الأوسط للطبراني ٣٧٢/٥ رقم: ٧٦٤٧) جب کسی شخص نے نکاح کرلیا تو اس نے اپنا آدھا دین مکمل کرلیا، اب وہ (آگے) آدھے باقی ماندہ دین میں اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے۔

نکاح کو نصف دین قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ گناہوں کا زیادہ تر صدور انسان کے منہ اور شرم گاہ سے ہوتا ہے، اگر وہ نکاح کرکے شرم گاہ کو گناہوں سے بچالے، تو گویا اس نے معاصی کے آدھے راستے کو بند کردیا اور دینی خرابی سے بچالیا؛ لیکن یہ مقصد اسی وقت کامل طور پر حاصل ہوگا جب کہ بیوی نیک اور دین دار ہو، چناں چہ اس کی وضاحت دوسری حدیث میں اس طرح فرمائی گئی:

مَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ امْرَأَةً صَالِحَةً فَقَدْ أَعَانَهُ عَلٰى شَطْرِ دِيْنِهٖ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي الشَّطْرِ الْبَاقِيْ. (المعجم الأوسط للطبراني ٢٧٩/٢ رقم: ٩٧٢، الترغيب والترهيب: ٢٩٨٢، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٣/٤ رقم: ٥٤٨٧) جس شخص کو اللہ تعالیٰ نیک بیوی عطا فرمائیں تو اس کے آدھے دین پر استقامت میں مدد فرماتے ہیں، پس اسے مابقیہ آدھے دین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔

بریں بنا رشتہ ناطہ میں دین داری کو خاص طور پر ملحوظ رکھنا چاہئے۔

نوجوانوں کونکاح کی ترغیب

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے اِرشادفرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ؛ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرَجِ الخ.

(صحيح البخاري ٧٥٨/٢ رقم: ٤٨٧٥، سنن أبي داؤد ٢٧٩/١، صحيح مسلم ٤٤٩/١، سنن ابن ماجة ١٣٢، مشكاة المصابيح ٢٦٧/٢، السنن الكبرىٰ للبيهقي ١٣١/٧ رقم: ١٣٤٤٦، المعجم الأوسط للطبراني ٣٤٦/٣ رقم: ٤٧٩٩)

اے نوجوانوں کی جماعت! جوتم میں سے نکاح کی قدرت رکھتا ہو، اُسے چاہئے کہ وہ نکاح کرلے؛ اِس لئے کہ وہ نگاہ کو بہت زیادہ نیچا رکھنے اورشرم گاہ کی بہت زیادہ حفاظت کا ذریعہ ہے۔

یعنی یہ نکاح عفت وعصمت کی حفاظت کا سب سے مامون ومحفوظ راستہ ہے، ہرصاحبِ قدرت مسلمان کواس پرعمل کرنا چاہئے۔

نکاح کرنے والے کے ساتھ اللہ کی مدد

ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ تین شخصوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نےخود اپنے ذمہ میں لازم کررکھا ہے:

(١) اَلْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ — (۱)اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا۔

(٢) وَالْمُكَاتَبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْأَدَاءَ — (۲)وہ غلام جواپنی آزادی کے لئے قیمت اَدا کرنا چاہتا ہو۔

(٣) وَالنَّاكِحُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ. — (۳)وہ نکاح کرنے والا جو پاک دامنی چاہتا ہو۔

(سنن الترمذي ٢٩٥/١ رقم: ١٦٥٥، السنن الكبرىٰ للبيهقي ١٣٤/٧ رقم: ١٣٤٥٦، سنن النسائي ٥٨/٢، الترغيب والترهيب ٢٥٧/٢ رقم: ١٩٦٧)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عفت وعصمت کے تحفظ کے لئے جوشخص نکاح کا ارادہ کرے گا، اللہ کی مدداس کے شامل حال ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسلام میں رہبانیت پسندیدہ نہیں

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے ’’ترکِ لذات‘‘ کے ارادہ کا علم ہونے پر ارشاد فرمایا:

أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ؛ لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ. (صحيح البخاري ۷۵۷/۲، صحيح ابن حبان ۲٦۸/۱ رقم: ۳۱۷)

خبردار ہوجاؤ! قسم بخدا میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم میں سب سے بڑا متقی ہوں؛ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور بلا روزہ بھی رہتا ہوں، اور رات میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، پس جو شخص میری سنت اور طریقہ سے اعراض کرے، وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

اِس حدیث سے پتہ چلا کہ مذہب اسلام میں یہ بات پسندیدہ نہیں ہے کہ آدمی گھریلو ذمہ داریوں سے بچ کر رہبانیت اختیار کرلے، اور دنیا سے قطع تعلق کرکے بس عبادت میں لگ جائے؛ بلکہ حقیقی دین یہ ہے کہ آدمی حسن نیت اور صحت عمل کے ذریعہ اپنی ہر مصروفیت کو دین بنائے، اسی اعتبار سے نکاح کو سنت نبوی ﷺ ہونے کی بنا پر ایک اہم عبادت قرار دیا گیا ہے۔

نکاح کا پاکیزہ مقصد

اور ایک موقع پر نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ خطاب فرمایا:

تَزَوَّجُوْا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ. (سنن أبي داؤد ۲۸۰/۱، السنن الكبرىٰ للنسائي ۲۷۱/۳ رقم: ۵۳٤۲، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۱٤۰/۷ رقم: ۱۳٤۷۵)

ٹوٹ کر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو؛ کیوں کہ میں تمہارے ذریعہ سے قیامت کے دن (دیگر امتوں پر) کثرت کرنے والا ہوں گا۔

معلوم ہوا کہ نکاح کے اہم ترین مقاصد دو ہیں: اول زوجین میں محبت کی فراوانی، جو خاندانوں میں جوڑ کا بڑا سبب ہے۔ اور دوم طلبِ اولاد، جس پر دنیا کی آبادی کا مدار ہے؛ لہٰذا نکاح کو محض شہوت رانی اور موج مستی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔

قدرت کے باوجود نکاح نہ کرنے پر تنبیہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ مُوْسِرًا لِأَنْ يَنْكِحَ، ثُمَّ لَمْ يَنْكِحْ فَلَيْسَ مِنِّيْ. (مراسيل أبي داؤد ١١، السنن الكبرىٰ للبيهقي ١٣٤/٧ رقم: ١٣٤٥٥، الترغيب ٦٦٣/٢ رقم: ٢٨٦٨، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٢/٤ رقم: ٥٤٨١، المصنف لابن أبي شيبة ٤٣٩/٣ رقم: ١٨٩٨)

جو شخص نکاح کرنے کی مالی وسعت رکھنے کے باوجود نکاح نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

ان روایتوں سے اسلام کی نظر میں نکاح کی اہمیت کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔ فقہ حنفی کی ایک اہم کتاب درمختار میں لکھا ہے کہ: ''صرف دو عبادتیں ایسی ہیں جو حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر قیامت تک یکساں طور پر مشروع ہیں، ان میں ایک ایمان ہے دوسرے نکاح، اور یہ دونوں عبادتیں جنت میں بھی جاری رہیں گی''۔ (الدر المختار ۴؍۵۷ زکریا)

نکاح؛ سب سے لمبی عبادت

خلاصہ یہ کہ نکاح کا شمار حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خاص سنتوں میں ہوتا ہے۔ (زاد المعاد ۴؍۲۵۲، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد/ کتاب النکاح ۴؍۲۵۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بعض بزرگوں کے افادات میں احقر نے پڑھا کہ دنیا میں سب سے لمبی عبادت ''نکاح'' ہے؛ اس لئے کہ نماز، روزہ اور حج وغیرہ سب کے اوقات منٹوں، گھنٹوں اور دنوں میں محدود ہیں؛ لیکن نکاح اگر عبادت اور سنت کی نیت سے کیا جائے، تو اس کا سلسلہ سالوں تک بلا توقف جاری رہتا ہے۔ مثلاً ۲۰؍سال کی عمر میں نکاح ہوا، اور ۸۰؍سال کی عمر پائی، تو مسلسل ۶۰؍سال لگاتار آدمی نکاح کی عبادت میں مشغول قرار پائے گا؛ اس لئے ہمیشہ نکاح کو ایک اہم ترین عبادت سمجھ کر ہی انجام دینا چاہئے، اور اسے محض دنیاداری کی رسم نہ سمجھنا چاہئے۔

نکاح سلفِ صالحین کی نظر میں

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور سلفِ صالحین نے بھی نکاح کا نہ صرف معمول رکھا؛ بلکہ

اس کی برابر رغبت دلاتے رہے۔ احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے:

مَا يَمْنَعُكَ مِنَ النِّكَاحِ إِلَّا عِجْزٌ أَوْ فُجُوْرٌ. (المصنف لابن أبي شيبة ۳۰/۹ رقم: ۱٦١٥٨ بيروت، المصنف لعبد الرزاق ۱۷۰/٦ رقم: ۱۰۳۸٤)	نکاح سے مانع صرف دو چیزیں ہیں: ایک عاجزی، دوسرے فسق وفجور۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ کا مقولہ ہے کہ:

لَا يَتِمُّ نُسُكُ النَّاسِكِ حَتّٰى يَتَزَوَّجَ. (إحياء العلوم عربي ۱۱/۲ نول كشور، المصنف لابن أبي شيبة ۳۰/۹ رقم: ۱٦١٥٩)	حاجی کا حج اس وقت تک کامل مکمل نہ ہوگا جب تک کہ وہ شادی نہ کرلے۔

(وجہ یہ ہے کہ شادی شدہ شخص کے مقابلہ میں غیر شادی شدہ شخص عموماً فراغت قلب کے ساتھ ارکان ادا نہیں کرپاتا)

(۳) سیدنا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: ''اگر میری عمر کے کل دس دن ہی رہ جائیں، تو بھی میری خواہش ہوگی کہ میں نکاح کرلوں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ''بلا زوجہ'' والا ہونے کی حالت میں پیش نہ ہوں''۔ (مثلہ فی مجمع الزوائد ۴/۲۵۱)

(۴) سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں طاعون کی وبا میں انتقال فرما گئیں، آپ خود بھی طاعون میں مبتلا تھے، مگر پھر بھی آپ نے لوگوں سے کہا کہ: ''میری شادی کرادو؛ کیوں کہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ''بے بیوی والا'' ہونے کی صورت میں ملاقات کروں''۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۴۳۹)

(۵) اَمیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت نکاح کرنے والے تھے اور فرماتے تھے کہ: ''میں صرف اولاد طلب کرنے کے لئے نکاح کرتا ہوں''۔ مَا أَتَزَوَّجُ إِلَّا لِأَجْلِ الْوَلَدِ. (إحياء العلوم عربي ۱۱/۲ نول كشور)

(٦) پچھلی اُمتوں میں ایک عابد کثرتِ عبادت کی وجہ سے اہلِ زمانہ پر فائق ہوگیا، اس کا ذکر جب اس زمانہ کے نبی کے سامنے ہوا، تو انہوں نے فرمایا کہ: ''وہ اچھا آدمی ہے بشرطیکہ وہ ایک سنت کو نہ چھوڑے''۔ جب نبی کا یہ قول اس عابد کو معلوم ہوا، تو وہ بہت مغموم ہوا اور اس نے آکر نبی علیہ السلام سے اس بارے میں دریافت کیا، تو اُنہوں نے جواب دیا کہ: ''تم نے نکاح کی سنت چھوڑ رکھی

ہے''۔ تو عابد نے جواب دیا کہ میں اسے حرام نہیں سمجھتا، مگر بات یہ ہے کہ میں فقیر ہوں اور لوگوں پر بوجھ ہوں (اس لئے نکاح نہیں کرتا) اس پر نبی وقت نے کہا کہ میں اپنی بیٹی تمہارے نکاح میں دیتا ہوں، اور اس کا نکاح اپنی بیٹی سے کردیا۔

وحكى أن بعض العباد في الأمم السابقة فاق أهل زمانه في العبادة، فذكر لنبي زمانه حسن عبادته، فقال: نعم الرجل هو لولا أنه تارك لشيء من السنة، فاغتم العابد لما سمع ذٰلك، فسأل النبي عن ذٰلك، فقال: أنت تارك للتزوج، فقال: لست أحرمه، ولكني فقير، وأنا عيال على الناس، قال: أنا أزوجك ابنتي، فزوجه النبي عليه السلام ابنته. (إحياء العلوم عربي ۱۱/۲ نول كشور)

(۷) بشر بن الحارث کہتے ہیں کہ: احمد بن حنبل مجھ پر تین وجوہات سے بڑھے ہوئے ہیں: ایک تو وہ خود اپنے لئے اور ساتھ میں غیروں (اہل وعیال) کے لئے کماتے ہیں، اور میں صرف اپنے لئے ہی کماتا ہوں۔ دوسرے وہ نکاح کرنے میں بڑے وسیع الظرف واقع ہوئے ہیں، اور میں اس معاملہ میں تنگ ہوں۔ تیسرے یہ کہ وہ امام کے درجہ پر فائز کئے گئے ہیں۔

فضل علي أحمد بن حنبل بثلاث، بطلب الحلال لنفسه ولغيره، وأنا أطلبه لنفسي فقط، ولاتساعه في النكاح وضيقي عنه، ولأنه نصب إمامًا للعامة. (إحياء العلوم عربي ۱۱/۲ نول كشور)

(۸) منقول ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کی والدہ کی وفات کے اگلے ہی دن دوسرا نکاح کرلیا اور فرمایا کہ: ''میں بے بیوی والا بن کر رات گزارنا پسند نہیں کرتا''۔

ويقال: إن أحمد بن حنبل رحمه الله تزوج في اليوم الثاني من وفاة أم ولده عبد الله، وقال: أكره أن أبيت عزبًا. (إحياء العلوم عربي ۱۱/۲ نول كشور)

(۹) بشر بن الحارث کا جب انتقال ہوا تو بعض لوگوں نے انہیں خواب میں دیکھا اور حالات پوچھے، انہوں نے جواب دیا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے جنت میں میرے اتنے درجے بلند فرمائے کہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے مقامات دیکھ سکتا ہوں؛ تاہم میں اہل وعیال والے خوش نصیبوں کے درجہ تک نہ پہنچ سکا''۔

ورُوي أنه (بشر بن الحارث) رأى في المنام، فقيل له: ما فعل بك؟ فقال:

رفعت منازلي في الجنة (وأشرف بي علیٰ مقامات الأنبياء، ولم أبلغ منازل متأهلين.

(إحياء العلوم عربي ۱۲/۲ نول كشور)

(۱۰) انہی بشر بن الحارث سے خواب میں پوچھا گیا کہ حضرت ابونصر تمارؒ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ بشر نے کہا کہ انھیں مجھ سے ستر درجہ اوپر رکھا گیا ہے۔لوگوں نے کہا کہ دنیا میں تو ہم انھیں آپ سے اونچا نہ سمجھتے تھے،تو بشر نے جواب دیا کہ یہ درجہ انہیں اپنے بچوں اور اہل وعیال کی تکلیفوں پر صبر کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

قال: فقلنا له (بشر بن الحارث): ما فعل أبو النصر التمار؟ فقال: رفع فوقي بسبعين درجةً، فقلنا: بماذا؟ فقد كنا نراك فوقه، قال: بصبرہٖ علی بنياته والعيال.

(إحياء العلوم عربي ۱۲/۲ نول كشور)

(۱۱) بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ شادی شدہ آدمی سے غیر شادی شدہ شخص ایسے ہی اَفضل ہے، جیسے بیٹھے رہنے والے کے مقابلہ میں جہاد کرنے والا اَفضل ہوتا ہے۔اور شادی شدہ شخص کی ایک رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعت نماز سے اَفضل ہے۔

وقد قيل: فضل المتأهلين على العزب كفضل المجاهد على القاعد، وركعة من المتأهلين أفضل من سبعين ركعة من العزب. (إحياء العلوم عربي ۱۲/۲ نول كشور)

بات اصل میں یہ ہے کہ ہمارا دین ہمیں رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتا کہ آدمی الگ تھلگ رہ کر تجرد کی زندگی گذارے یا پہاڑوں اور غاروں میں رہنے لگے؛ بلکہ فضیلت کا مستحق اسلام کی نظر میں وہ شخص ہے جو سنتوں پر عامل ہو، لوگوں سے مل جل کر رہے، اور اہل خانہ اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے۔اور ظاہر ہے کہ ان حقوق کی ادائیگی میں آدمی کو جن مراحل سے گذرنا پڑتا ہے، ان کو حسن وخوبی سے برداشت کرنا آدمی کے درجات میں ترقی کا سبب بن جاتا ہے، یہ درجات دوسرے لوگوں کو حاصل ہونے مشکل ہوتے ہیں۔

اَب ذیل میں نکاح کے متعلق اہم مسائل ذکر کئے جائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

کس شخص پر نکاح کرنا فرض ہے؟

جو شخص مہر اور بیوی کے نان نفقہ کی اَدائیگی پر قادر ہو اور اسے اطمینان ہو کہ وہ بیوی پر کسی طرح کا ظلم نہ کرے گا، اور طبعیت میں نکاح کا ایسا تقاضا ہو کہ نکاح کے بغیر زنا سے بچنا ممکن نہ ہو تو ایسے شخص پر نکاح کرنا فرض ہے۔

فإن تيقن الزنا إلا به فرض (الدر المختار) أي بأن كان لا يمكنه الاحتراز عن الزنا إلا به؛ لأن ما لا يتوصل إلىٰ ترك الحرام إلا به يكون فرضًا. (شامي ٦٣/٤ زكريا، البحر الرائق ١٤٠/٣ زكريا، فتح القدير ١٧٨/٣ زكريا)

وهٰذا إن ملك المهر والنفقة هٰذا الشرط راجع إلى القسمين أعني الواجب والفرض، وزاد في البحر شرطًا آخر فيهما وهو عدم خوف الجور. (شامي ٦٤/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٤، حاشية الطحطاوي ٤/٢)

کس شخص پر نکاح واجب ہے؟

جو شخص نان نفقہ، مہر اور بیوی کے جملہ حقوق ادا کرنے پر قادر ہو اور اسے خطرہ ہو کہ اگر نکاح نہ کیا تو مبتلائے معصیت (مثلاً بدنظری یا مشت زنی) ہو جائے گا، تو اس پر نکاح کرنا واجب ہے۔

ويكون واجبًا عند التوقان (تنوير الأبصار) أي بحيث يخاف الوقوع في الزنا لو لم يتزوج إذ لا يلزم من الاشتياق إلى الجماع الخوف المذكور. قلت: وكذا فيما يظهر لو كان لا يمكنه منع نفسه عن النظر المحرم أو عن الاستمناء بالكف فيجب التزوج وإن لم يخف الوقوع في الزنا. (شامي ٦٣/٤ زكريا، البحر الرائق ١٤٠/٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٧/١ زكريا)

وعند شدة الاشتياق واجب ليمكنه التحرز عن الوقوع في الزنا؛ لأن ترك الزنا واجبٌ، وما لا يتوصل إلى الواجب إلا به يكون واجبًا. (تبيين الحقائق ٤٤٦/٢، النهر الفائق ١٧٥/٢، حاشية الطحطاوى ٤/٢)

کس شخص کے حق میں نکاح سنتِ مؤکدہ ہے؟

جو شخص اعتدال کی حالت میں ہو یعنی نان نفقہ پر قادر ہو اور بیوی کے جملہ حقوق ادا کرسکتا ہو؛ لیکن اس کے دل میں ایسا تقاضا نہ ہو کہ نکاح کے بغیر معصیت میں مبتلا ہونے کا یقین یا

اندیشہ ہوتو اس شخص کے لئے نکاح کرکے باعصمت زندگی گذارنا سنت مؤکدہ ہے، اگر یہ شخص قدرت کے باوجود نکاح نہ کرے گا تو تارکِ سنت ہونے کی بناپر گنہ گار ہوگا۔

ویکون سنة مؤکدة في الأصح فیأثم بترکه الخ، حال الاعتدال الخ، للمواظبة علیه والإنکار علی من رغب عنه. (الدر المختار) قال في البحر: والمراد حالة القدرة علی الوطء والمهر والنفقة مع عدم الخوف من الزنا، والجور وترك الفرائض والسنن، فلو لم یقدر علی واحد من الثلاثة أو خاف واحدًا من الثلاثة أي الأخیرة فلیس معتدلاً فلا یکون سنة في حقه، کما أفاده في البدائع. (شامي ٦٥/٤ زکریا)

وهو سنةٌ مؤکدةٌ علی الأصح یعني حالة الاعتدال بدلیل جعل التوقان مقابلاً، وهو القدرة علی المهر والنفقة والوطء مع عدم الخوف من الزنا والجور وترك الفرائض والسنن. (النهر الفائق ١٧٥/٢)

ویسن مؤکدة حالة الاعتدال وهو الأصح. (مجمع الأنهر ٤٦٧/١)

وعند عدم التوقان سنة. في حاشیة التبیین قیل: سنة مؤکدةٌ وهو الأصح. (حاشیة الطحطاوي ٤/٢، فتح القدیر ١٧٨/٣-١٧٩، تبیین الحقائق ٤٤٦/٢)

کس صورت میں نکاح کرنا مکروہ ہے؟

اگر انسان کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ نکاح کرکے بیوی کے حقوق ادا نہ کرسکے گا (مثلاً وہ نان نفقہ کا بوجھ اٹھانے پر قادر نہیں ہے، یا بیوی کے لئے جنسی تسکین حاصل کرانے میں شبہ ہے) تو ایسے شخص کے لئے نکاح کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔

ومکروهًا لخوف الجور. (تنویر الأبصار مع الدر المختار ٦٦/٤ زکریا)

وأما الخامس فبأن یخاف لا بالحیثیة المذکورة وهي کراهة تحریم.

(البحر الرائق ١٤٠/٣، مرقاة المفاتیح ١٨٦/٦ المکتبة الأشرفیة دیوبند، سکب الأنهر ٤٦٧/١)

وينبغي تفصيل خوف الجور كتفصيل خوف الزنا، فإن بلغ مبلغ ما افترض فيه النكاح حرم، وإلا كره كراهة تحريم. (فتح القدير ۱۷۸/۳)

کس صورت میں نکاح کا اقدام حرام ہے؟

اگر انسان کو یقین ہو کہ وہ بیوی کا مالی وجنسی حق ادا کرنے پر قطعاً قادر نہیں ہے تو اس کے لئے نکاح کا اقدام کرنا حرام ہے، اگر ایسا عاجز شخص نکاح کرے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔

فإن تيقنه أي تيقن الجور حرم؛ لأن النكاح إنما شرع لمصلحة تحصين النفس وتحصيل الثواب، وبالجور يأثم ويرتكب المحرمات، فتنعدم المصالح لرجحان هٰذه المفاسد. (شامي ٦٦/٤ زكريا، ٧/٣ كراچی، البحر الرائق ١٤٠/٣، حاشية الطحطاوي ٤/٢)

ويحرم عند تيقنه. (سكب الأنهر ٤٦٧/١)

فإن بلغ مبلغ ما افترض فيه النكاح حرم. (فتح القدير ۱۷۸/۳)

نوٹ:- پس معلوم ہوا کہ جو شخص عنین (نامرد) ہو یا ایسا فقیر ہو، جس کے پاس گذارے کا سامان نہ ہو، تو اُسے نکاح کرکے بیوی پر ہرگز ظلم نہیں کرنا چاہئے۔

نکاح کے لئے قرض لینا

جس شخص کو نکاح کا شدید تقاضا ہو اور سردست اس کے پاس مالی وسعت نہ ہو تو بہتر ہے کہ قرض لے کر نکاح کا انتظام کرے، اور وسعت ہونے پر قرض ادا کرے، اور جو شخص ادائیگی کی نیت سے اور پاک دامنی کے مقصد سے قرض لے کر نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مدد ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاثة حق على الله عونهم: المجاهد في سبيل الله، والمكاتب الذي يريد الأداء، والناكح الذى يريد العفاف. (سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب ما جاء في المجاهد

والمكاتب والناكح وعون الله إياهم ٢٩٥/١)

لكن يأتي أنه يندب الاستدانة له، قال في البحر: فإن الله ضامن له الأداء فلا يخاف الفقر إذا كان من نيته التحصين والتعفف. (شامي ٦٤/٤ زكريا)

وفي فتاوىٰ العلاتي: من أراد أن يتزوج ندب له أن يستدين له؛ فإن الله ضامن له الأداء فلا يخاف الفقر إذا كان من نيته التحصين والتعفف. (البحر الرائق / كتاب النكاح ٨٠/٣ كوئٹه، ١٤٣/٤ زكريا)

يندب تقديم خطبة قبل عقد النكاح ...... وأن يستدين له. (النهر الفائق / كتاب النكاح ١٧٦/٢)

طبعیت میں نکاح کا تقاضا ہومگر اسباب نہ ہوں؟

اگر کسی شخص کو نکاح کا شدید تقاضا ہو؛ لیکن اس کے پاس نکاح کے اسباب مہیا نہ ہوں اور قرض وغیرہ بھی مہیا نہ ہو تو اسے چاہئے کہ مسلسل روزے رکھے؛ تاآں کہ اسباب مہیا ہوجائیں، یہ روزوں کا تسلسل اُس کے نفسانی تقاضے کو اِن شاء اللہ ختم کردے گا۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا معشر الشباب! من استطاع منكم الباءة فليتزوج؛ فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم، فإنه له وجاءٌ. (صحيح البخاري / باب من لم يستطع الباءة فليصم ٧٥٨/٢، رقم: ٥٠٦٦، صحيح مسلم رقم: ١٤٠٠، سنن أبي داؤد رقم: ٢٠٤٦، سنن الترمذي رقم: ١٠٨١، مشكاة المصابيح ٢٦٧/٢، الترغيب والترهيب مكمل ص: ٤٣١ رقم: ٢٩٧٢ بيت الأفكار الدولية)

ومن تزوج امرأة بوأها منزلاً، وفيه حذف مضاف أي مؤنة الباءة من المهر والنفقة ...... لا يقال للعاجز هٰذا، وإنما يستقيم إذا قيل أيها القادر المتمكن من الشهوة إن حصلت لك مؤن النكاح تزوج وإلا فصم. (مرقاة المفاتيح ١٨٦/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

نکاح میں اشتغال محض نفلی عبادت میں مشغولی سے اَفضل ہے

نکاح کے مشاغل (بیوی بچوں کی ضروریات پوری کرنا وغیرہ) میں لگنا محض نفلی عبادات انجام دینے سے اَفضل ہے؛ کیوں کہ یہ مشاغل بہت سے دینی ودنیوی مصالح پر مشتمل ہیں۔

إن الاشتغال به أفضل من التخلي لنوافل العبادات أي الاشتغال به، وما يشتمل عليه من القيام بمصالحه وإعفاف النفس عن الحرام وتربية الولد ونحو ذٰلك. (شامي ٤/٥٧ زكريا)

وعند عدم التوقان سنة حتى كان الاشتغال به أفضل من التخلي لعبادة النفل عندنا. (تبيين الحقائق / كتاب النكاح ٢/٤٤٦ زكريا)

من تأمل ما يشتمل عليه النكاح من تهذيب الأخلاق وتربية الولد والقيام بمصالح المسلم العاجز عن القيام بها، وإعفاف الحرم ونفسه ...... فإن هٰذه الفرائض كثيرة لم يكد يقف عن الجزم بأنه أفضل من التخلي. (فتح القدير / كتاب النكاح ٣/١٨٠ زكريا)

پہلے شادی کرے یا حج؟

اگر کسی کے پاس حج کے سفر کے بقدر مال جمع ہوجائے اور اُسے نکاح کی بھی ضرورت ہو تو اُسے اولاً حج کرنا چاہئے یا نکاح؟ تو اِس بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ابھی حج کے سفر میں دیر ہو (مثلاً شعبان کے مہینہ میں مال حاصل ہوا اور حج کے لئے لوگ ذی قعدہ میں جاتے ہیں) تو پہلے نکاح کرنے کی اجازت ہے، اور حج کا وقت بالکل قریب ہو تو نکاح کو مؤخر کرے گا، اور پہلے حج کی ادائیگی کرے گا، بشرطیکہ نکاح کو مؤخر کرنے میں گناہ میں مبتلا ہونے کا یقین نہ ہو، اگر ایسی کیفیت ہو تو بہرحال نکاح کو مقدم رکھا جائے گا۔ (کتاب المسائل ۳/۸۶)

معه ألف وخاف العزوبة إن كان قبل خروج أهل بلده، فله التزوج ولو

وقته لزمه الحج (الدر المختار) وفي الشامي: ومقتضاه تقديم الحج على التزوج وإن كان واجبًا عند التوقان وهو صريح ما في العناية مع أنه حينئذ من الحوائج الأصلية ...... ولذا اعترضه ابن كمال باشا في شرحه على الهداية بأنه حال التوقان مقدم على الحج اتفاقًا؛ لأن في تركه أمرين: ترك الفرض والوقوع في الزنا وجواب أبي حنيفة في غير حال التوقان. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الحج ٤٦١/٣ زكريا)

أو خاف العزوبة فأراد أن يتزوج ويصرف الدراهم إلىٰ ذٰلك إن كان قبل خروج أهل بلده إلى الحج يجوز، لأنه لم يجب الأداء بعد، وإن كان وقت الخروج فليس له ذٰلك؛ لأنه قد وجب عليه. (فتح القدير / كتاب الحج ٤١٨/٢ زكريا)

مرد کا مرد سے نکاح؟

شریعت میں مرد کا مرد سے نکاح جائز نہیں۔ (اور ہم جنسی یعنی جنس کا جنس سے خواہشات پوری کرنا قطعاً حرام ہے)

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿اَتَأْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِيْنَ. وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُوْنَ﴾ [الشعراء: ١٦٥-١٦٦]

فخرج الذكر للذكر والخنثىٰ مطلقًا الخ. (البحر الرائق / كتاب النكاح ١٣٨/٣ زكريا، النهر الفائق ١٧٥/٢ زكريا)

عورت کا عورت سے نکاح؟

عورت کا عورت سے نکاح شرعاً حلال نہیں، اور ہم جنسی اِسلام میں قطعاً منظور نہیں ہے؛ بلکہ بدترین گناہ ہے۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ [النساء، جزء آیت: ٣]

وهو الأنثىٰ من بنات آدم، فلا يثبت حل غيرها بلا دليل. (الفقه الإسلامي وأدلته ٤٤/٧)

اِنسانوں کی جنات سے مناکحت؟

کسی اِنسان مرد کا جنات عورت سے یا کسی جنات مرد کا انسان عورت سے نکاح حلال نہیں ہے؛ کیوں کہ دونوں کی جنس الگ الگ ہے۔

لا تجوز المناكحة بين بني آدم والجن وإنسان الماء لاختلاف الجنس، ومفاد المفاعلة أنه لا يجوز للجني أن يتزوج إنسية أيضًا. (شامي ٦١/٤ زكريا)

قلت: وبقي من المحرمات ...... والجنية ...... أنه لا يصح نكاح آدمي جنية كعكسه لاختلاف الجنس، فكانوا كبقية الحيوانات. (سكب الأنهر علىٰ مجمع الأنهر / باب المحرمات ٤٧٦/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وفي القنية: لا يجوز التزويج بجنية. (البحر الرائق ١٣٨/٣ زكريا)

والجنية وإنسان الماء لاختلاف الجنس – إلىٰ قوله – ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ وهو الأنثىٰ من بنات آدم، فلا يثبت حل غيرها بلا دليل. (الفقه الإسلامي وأدلته ٤٤/٧)

اِنسان نما سمندری جانور کا آدمی سے نکاح؟

سمندر میں پائے جانے والے انسان کے مشابہ جانور سے آدمیوں کی مناکحت حلال نہیں ہے؛ اِس لئے کہ دونوں کی جنس الگ ہے۔

لا تجوز المناكحة بين بني آدم والجن وإنسان الماء لاختلاف الجنس. (شامي / كتاب النكاح ٦١/٤ زكريا)

قلت: وبقي من المحرمات ...... وإنسان الماء لاختلاف الجنس. (سكب الأنهر علىٰ مجمع الأنهر / باب المحرمات ٤٧٦/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

والجنية وإنسان الماء لاختلاف الجنس. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار ٣/٢، الفقه الإسلامي وأدلته ٤٤/٧)

خنثیٰ مشکل سے نکاح حلال نہیں

جس شخص کے بارے میں یہ پتہ نہ چل پاتا ہو کہ یہ مرد ہے یا عورت، تو اُس کا نکاح کسی طرح حلال نہ ہوگا، نہ مرد کی حیثیت سے اور نہ ہی عورت کی حیثیت سے۔

فخرج الذكر والخنثىٰ المشكل لجواز ذكوريته (الدر المختار) **فلو قال الشارح والخنثى المشكل مطلقًا لشمل الصور الثلاث.** (شامي ٦١/٤ زكريا)

قلت: وبقي من المحرمات الخنثى المشكل لجواز ذكوريته. (سكب الأنهر علىٰ مجمع الأنهر / باب المحرمات ٤٧٦/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

فخرج الذكر للذكر والخنثىٰ مطلقًا الخ. (البحر الرائق ١٣٨/٣ زكريا، النهر الفائق ١٧٥/٢ زكريا)

وإن زوجه أبوه أو مولاه امراة أو رجلاً لا يحكم بصحته حتى يتبين حاله أنه رجل أو امرأة. (تبيين الحقائق / كتاب الخنثىٰ ٤٤٦/٧ زكريا، النهر الفائق ١٧٥/٢ زكريا)

❍❖❍

رشتہ ناطہ کے مسائل

رشتہ کرتے وقت عورت میں کیا باتیں ملحوظ رہیں؟

بہتر ہے کہ ایسی لڑکی سے رشتہ کیا جائے جو عمر، خاندان، دنیوی عزت اور مال داری میں لڑکے سے کم ہو، اور اخلاق، اَدب، دین داری اور حسن و جمال میں لڑکے سے بڑھی ہوئی ہو (کیوں کہ اِس صورت میں وہ شوہر کے حقوق زیادہ اچھی طرح ادا کرنے والی ہوگی)

ويندب الخ، وكونها دونه سنا وحسباً وعزاً ومالاً، وفوقه خلقاً وأدباً وورعاً وجمالاً. (الدر المختار مع الشامي ٤/٦٦-٦٧ زكريا)

ويتزوج من هي فوقه في الخلق والأدب والورع والجمال ودونه في العز والحرفة والحسب والمال والسن والقامة، فإن ذٰلك أيسر من الحقارة والفتنة. (البحر الرائق ٣/١٤٣ زكريا، النهر الفائق ٢/١٧٦، حاشية الطحطاوي على الدر ٢/٥)

کنواری لڑکی سے نکاح بہتر ہے

اگر کوئی خاص مصلحت نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ کنواری لڑکی کو رشتہ کے لئے منتخب کیا جائے۔

وفي رواية مسلم: ألاَّ نزوجك يا عبد الرحمٰن جارية بكرًا يرجع إليك من نفسك ما كنت تعهد. (صحيح مسلم ١/٤٤٩)

وقال النووي: فيه استحباب لنكاح الشابة؛ لأنها المحصلة لمقاصد النكاح؛ فإنها ألذ استمتاعًا وأطيب نكهة. (شرح النووي علىٰ مسلم ١/٤٤٩)

ونكاح البكر أحسن للحديث، عليكم بالأبكار فإنهم أعذب أفواهًا وأنقىٰ أرحامًا وأرضىٰ باليسير. (البحر الرائق ٣/١٤٣، الدر المختار مع الشامي ٤/٦٨ زكريا، طحطاوي على الدر ٢/٥، سنن ابن ماجة ١٣٤)

ونكاح البكر حسن. (النهر الفائق ۲/۱۷٦)

نوٹ: اور کسی خاص مصلحت سے بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنے میں بھی حرج نہیں؛ بلکہ اولیٰ ہے۔

غلط چال چلن والی لڑکی سے نکاح نہ کیا جائے

جس لڑکی کا چال چلن صحیح نہ ہو بہتر ہے کہ اُس سے رشتہ نہ کیا جائے۔

ولا زانية. (الدر المختار مع الشامي ٤/٦٨ زكريا)

ولا سيئة الخلق ...... ولا زانية. (البحر الرائق ۳/۱٤۳ زكريا، النهر الفائق ۲/۱۷٦، طحطاوي على الدر ۲/٥)

لڑکی کے لئے کیسا شوہر پسند کیا جائے؟

بہتر ہے کہ لڑکی کے لئے دین دار، خوش اخلاق، سخی اور مالی وسعت والا شوہر تلاش کیا جائے؛ (تاکہ وہ بیوی کے حقوق بحسن وخوبی ادا کر سکے)

والمرأة تختار الزوج الدين الحسن الخلق والجواد والموسر. (الدر المختار مع الشامي ٤/٦٨ زكريا)

وينبغي للمرأة أن تختار الزوج الدين الحسن الخلق الجواد الموسر، والله الميسر. (النهر الفائق ۲/۱۷٦)

فاسق شخص سے رشتہ بہتر نہیں ہے

جس شخص کا فاسق ہونا معلوم ہو، بہتر ہے کہ اُس سے لڑکی کا رشتہ نہ جائے۔

ولا تتزوج فاسقًا. (الدر المختار مع الشامي ٤/٦٨ زكريا، حاشية الطحطاوي على الدر ۲/٥، البحر الرائق ۳/۱٤۳ زكريا)

جوان لڑکی کا بڑی عمر کے شخص سے نکاح؟

میاں بیوی کی عمروں میں یکسانیت ہونی بہتر ہے؛ لیکن اگر کسی مصلحت سے آپسی رضامندی

سے نکاح ہو جائے تو اُس میں حرج نہیں۔

ولا یزوج ابنته الشابة شیخًا کبیرًا. (الدر المختار مع الشامي ٤/٦٨ زکریا، البحر الرائق ٣/١٤٣ زکریا، حاشیة الطحطاوي علی الدر ٢/٥)

مناسب رشتہ آنے پر ٹال مٹول نہ کی جائے

جب لڑکے یا لڑکی کا مناسب رشتہ پیش ہو جس میں دین داری اور اخلاق کے اعتبار سے خرابی نہ ہو تو ایسے رشتہ کو قبول کرنے میں تاخیر نہ کی جائے۔ (اور بلا وجہ ٹال مٹول نہ کی جائے، ورنہ بڑے فتنہ کا اندیشہ ہے)

عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا خطب إلیکم من ترضون دینه وخلقه فزوجوه. إلا تفعلوه تکن فتنة في الأرض وفساد عریض. (سنن الترمذي ١/٢٠٧، المعجم الأوسط للطبراني ٥/٢٠٢ رقم: ٧٠٧٤، المعجم الکبیر ٢٢/٣٠٠ رقم: ٨٦٣)

فإن خطبها الکفؤ لا یؤخرها وهو کل مسلم تقي. (شامي ٤/٦٨ زکریا، البحر الرائق ٣/١٤٣، حاشیة الطحطاوي علی الدر ٢/٥)

نوٹ:- بعض والدین اس بارے میں بہت کوتاہی کرتے ہیں اور محض خاندانی بندشوں وغیرہ کی وجہ سے اچھے رشتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں، جس کا خمیازہ بعد میں بھگتنا پڑتا ہے۔

رشتہ پر رشتہ بھیجنا؟

اگر کسی لڑکی کے لئے کہیں سے رشتہ بھیجا گیا ہو اور لڑکی والوں کا اُس رشتہ کے قبول کرنے کا رجحان معلوم ہو جائے تو دوسرے شخص کے لئے وہاں رشتہ بھیجنا جائز نہیں ہے؛ (کیوں کہ یہ عمل دوسروں کی دل آزاری اور فتنہ کا سبب ہے) اور اگر رجحان معلوم نہ ہو یا پہلے رشتہ والا خود ہی اجازت دیدے، تو رشتہ بھیجنے میں حرج نہیں ہے۔ (کتاب الفتاویٰ ۴/۲۹۴)

في حدیث أبي هریرة: ولا یخطب الرجل علی خطبة أخیه حتی یترك

الـخاطب قبله أو يأذن له الخاطب. (صحيح البخاري ٧٧٢/٢ رقم: ٤٩٤٩، صحيح مسلم ٣/٢، سنن ابن ماجة ١٣٤)

ولا يـخطب مخطوبة غيره؛ لأنه جفاء وخيانة. (الدر المختار مع الشامي ٦٨/٤ زكريا، البحر الرائق ١٤٤/٣، حاشية الطحطاوي على الدر ٥/٢)

رشتہ کے لئے مخطوبہ لڑکی پر نظر ڈالنا

جس لڑکی سے نکاح کا اِرادہ ہوتو اگر لڑکا اُس کی صورت کسی بہانہ سے پہلے دیکھ لے، تو شریعت میں اِس کی گنجائش ہے (اور بہتر یہ ہے کہ گھر کی عورتوں کو دیکھنے کے لئے بھیجے؛ تاکہ کوئی ناگواری کی صورت پیش نہ آئے) (فتاویٰ محمودیہ ۴۳/۱۶ میرٹھ)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: إني تزوجت المرأة من الأنصار، قال: فانظر إليها؛ فإن من أعين الأنصار شيئًا. (صحيح مسلم / كتاب النكاح ٤٥٦/١، مشكاة المصابيح مع مرقاة المفاتيح ١٩٤/٦)

قـال الـقـاري: وإذا لـم يـمكنه النظر استحب أن يبعث امرأة تصفها له. (مرقاة المفاتيح ١٩٥/٦)

عـن الـمـغيـرة بن شعبة رضي اللّٰه عنه أنه خطب امرأة، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: انظر إليها؛ فإنه أحرىٰ أن يؤدم بينكما. (سنن الترمذي، كتاب النكاح / باب ما جاء في النظر إلى المخطوبة ٢٠٧/١)

ويندب الخ، والنظر إليها قبله. (الدر المختار مع الشامي ٦٧/٤ زكريا، ٨/٣ كراچی)

ولو أراد أن يتزوج امرأة فلا بأس أن ينظر إليها، وإن خاف أن يشتهيها. (شـامـي / كتـاب الـحـظر والإباحة ٥٣٢/٩ زكريا، ٣٧٠/٦ كراچی، وكذا في الفتاوىٰ الهندية ٣٣٠/٥ زكريا، الموسوعة الفقهية ١٩٧/١٩ كويت، تبيين الحقائق ٤٠/٧ زكريا، بدائع الصنائع ٢٩٤/٤)

اپنی بیٹی یا بہن کا خود رشتہ پیش کرنا

شرعاً اِس بات میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی باپ اپنی بیٹی کا یا کوئی بھائی اپنی بہن کا

رشتہ خود کسی شخص کے سامنے پیش کرے۔

في صحيح البخاري: باب عرض الإنسان ابنته أو أخته على أهل الخير – وذكر فيه حديث عمر رضي اللّٰه عنه أنه عرض حفصة على سيدنا عثمان وسيدنا أبي بكر رضي اللّٰه عنه. (انظر: صحيح البخاري ٧٦٧/٢-٧٦٨)

يجوز عرض الإنسان بنته وغيرها من مولياته علىٰ من يعتقد خيره وصلاحه لما فيه من النفع العائد على المعروضة عليه ولو كان متزوجًا.

(الموسوعة الفقهية ٥٠/٣٠، فتح الباري ١٧٨/٩)

نوٹ:- آج کل ہمارے معاشرے میں لڑکی والوں کی طرف سے رشتہ کا اقدام بہت معیوب سمجھا جاتا ہے، حالاں کہ شرعاً یہ بات بے اصل ہے، اور بلاتفصیل دونوں طرف سے رشتہ کی پیش قدمی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رشتہ کے لئے استخارہ کرنا

بہتر ہے کہ رشتہ کرنے سے قبل استخارہ کرلیا جائے اور جس جانب دل کا رجحان ہو اُس پر عمل کیا جائے، انشاء اللہ اِس میں بہتری ہوگی۔

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يعلمنا الإستخارة كما يعلمنا السورة من القرآن، يقول لنا: إذا همّ أحدكم بالأمر فليركع ركعتين من غير الفريضة. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب الاستخارة ٢١٥/١، سنن الترمذي ١٠٩/١)

في الحديث: يا أنس! غذا هممت بأمر فاستخر ربك فيه سبع مراتٍ ثم انظر إلى الذي سبق إلى قلبك فإن الخير فيه. (الدر المختار مع الشامي ٢/ ٤٧٠-٤٧١ زكريا، ٢٧/٢ كراچی)

کسی عارض کی وجہ سے رشتہ توڑ دینا

اگر رشتہ پختہ ہونے کے بعد ایسے حالات پیش آجائیں کہ خطرہ ہو کہ نکاح کے بعد نبھاؤ

مشکل ہوگا تو رشتہ منقطع کرنے کی شرعاً اجازت ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۵۷ میرٹھ)

عن زيد بن أرقم رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا وعد الرجل أخاه، ومن نيته أن يفي فلم يفِ، ولم يجئ للميعاد فلا إثم عليه.

(سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في العدة ٦٨٢/٢، سنن الترمذي / أبواب الأيمان ٩١/٢-٩٢)

والثاني على ما إذا نوى الوفاء وعرض مانع. (حاشية الحوي على الأشباه والنظائر، كتاب الحظر والإباحة / الفن الثاني ١١٠/٢ إدارة القرآن كراچی)

إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي فلم يفِ فلا إثم عليه. (حاشية الحوي على الأشباه والنظائر، كتاب الحظر والإباحة / الفن الثاني ١١٠/٢ إدارة القرآن كراچی)

نکاح سے قبل منگیتر سے بے تکلفی جائز نہیں

محض رشتہ ہونے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، اِس لئے جب تک باقاعدہ نکاح نہ ہوجائے، لڑکا لڑکی آپس میں نامحرم ہیں، اُن کا آپس میں بے تکلفی کے ساتھ رہنا، یا گھومنا پھرنا یا ٹیلی فون پر بات چیت کرنا کچھ جائز نہیں ہے، اور جو گناہ اَجنبی مرد وعورت کے درمیان بے تکلفی کا ہے وہی گناہ منگیتر سے تعلق کا بھی ہے، اِس لئے اِس بارے میں سخت احتیاط لازم ہے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يخلون رجل بامرأة إلا مع ذي محرم. (صحيح البخاري / كتاب النكاح ٧٨٧/٢ رقم: ٥٢٣٣، صحيح مسلم رقم: ١٣٤١، الترغيب والترهيب مكمل رقم: ٢٩٦٩ بيت الأفكار الدولية)

عن الحارث بن هشام قال: كل شيء من المرأة عورة حتى ظفرها.

(المصنف لابن أبي شيبة / كتاب النكاح ٥٠٢/٩ رقم: ١٨٠٠٨)

الخلوة بالأجنبة حرام – إلىٰ ما قال – ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا.

(الدر المختار مع الشامي ٥٢٩/٩-٥٣٠ زكريا، ٣٦٨/٦-٣٦٩ كراچی)

کفاءت کے مسائل

نکاح میں کفاءت کا لحاظ رکھنے کی مصلحت

اِسلام کی نظر میں نکاح ایک پائیدار عقد ہے، جس سے نہ صرف زوجین؛ بلکہ اُن سے پیدا ہونے والی نسلوں اور دونوں کے خاندانوں کے مصالح وابستہ ہوتے ہیں، یہ تمام مصلحتیں حسن وخوبی کے ساتھ اُسی وقت سامنے آسکتی ہیں جب کہ میاں بیوی میں ہم فکری، ہم مزاجی، اور اخلاقی طور پر یکسانیت پائی جائے، اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ یہ یکسانیت عام طور پر ہم مرتبہ زوجین میں نسبۃً زیادہ پائی جاتی ہے؛ کیوں کہ عرف کی رو سے میاں بیوی کے خاندانوں اور معاشرت میں بہت زیادہ تفاوت اور فرق عموماً آپسی کشیدگی کا سبب ہوتا ہے، اور گھر کا ماحول تنگ ہوکر وبالِ جان بن جاتا ہے۔ (مستفاد: بدائع الصنائع/کتاب النکاح ۲؍۶۲۴ زکریا)

اِس لئے اِسلام کی نظر میں اگرچہ تمام مسلمان برابر ہیں، اور اُن میں فضیلت صرف تقویٰ اور دین داری کے اعتبار سے ہے؛ لیکن نکاح کے معاملہ میں انتظامی مصالح کو سامنے رکھتے ہوئے میاں بیوی میں برابری کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی گئی ہے، چناں چہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنْكِحُوْا إِلَى الْأَكْفَاءِ وَأَنْكِحُوْهُمْ وَاخْتَارُوْا لِنُطَفِكُمْ. (سنن الدار قطني / كتاب النكاح ٢٠٧/٣ رقم: ٣٧٤٥، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٢٢٧/٧ رقم: ١٣٧٦٢)

اپنے برابر کے لوگوں میں شادی بیاہ کیا کرو، اور اپنے نطفوں کو انہیں میں رکھو۔

اَمیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ مشہور ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

لَأَمْنَعَنَّ تَزَوُّجَ ذَوَاتِ الْأَحْسَابِ إِلَّا مِنَ الْأَكْفَاءِ. (سنن الدار قطني ٢٠٦/٣ رقم: ٣٧٤٣)

میں حسب ونسب والی عورتوں کو اُن کے ہم مرتبہ لوگوں میں کے علاوہ نکاح کرنے سے ضرور منع کروں گا۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی کہ مجھ سے سیدنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَا عَلِيُّ! ثَلاَثَةٌ لاَ تُؤَخِّرْهَا: اَلصَّلاَةُ إِذَا اٰنَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدَتْ كُفُوءًا. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ۲۲۵/۷ رقم: ۱۳۵۵۷ القاهرة)

اے علی! تین چیزوں کو مؤخر مت کرنا: (۱) نماز کا جب وقت آجائے۔ (۲) جنازہ جب حاضر ہوجائے۔ (۳) اور بے نکاحی عورت کا جب کفو (مناسب رشتہ) مل جائے۔

نیز حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لاَ تَنْكِحُوْا النِّسَاءَ إِلَّا الْأَكْفَاءَ الخ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ۲۲۶/۷ رقم: ۱۳۷۶۰ القاهرة)

تم کو اپنی عورتوں کا نکاح صرف کفو (ہم مزاج لوگوں) میں ہی کرنا چاہئے۔

اِس طرح کی متعدد روایات کو سامنے رکھ کر فقہاء نے نکاح میں زوجین میں کفاءت کا خیال رکھنے کے متعلق مسائل بیان فرمائے ہیں؛ لیکن برصغیر میں کفاءت کے موضوع کو لے کر جو تشدد آمیز رویہ اختیار کیا جانے لگا ہے اور برادری کی جھوٹی عزتوں کی خاطر غیر برادریوں کے رشتہ کے لئے جو بے لچک انداز اپنایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے گھروں اور خاندانوں میں سخت ناگوار رسوا کن حالات پیش آتے ہیں، یہ سب باتیں اسلامی روح کے خلاف ہیں، کفاءت ایک حکم انتظامی ہے، اس کو اسی حد تک رکھنا ضروری ہے، اس کی بنیاد پر مسلم برادریوں کے درمیان تحقیر وتنقیص یا ترفع وتعلّی کا سلسلہ بالکل بند ہونا چاہئے، اور معاشرہ کے بااثر افراد کو آگے بڑھ کر اس بارے میں پیدا شدہ بے اعتدالیوں پر روک لگانی چاہئے۔

ذیل میں کفاءت سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جارہے ہیں:

کفاءت کن باتوں میں معتبر ہے؟

فقہاء نے لکھا ہے کہ درج ذیل باتوں میں مرد کا عورت کے برابر یا اس سے برتر ہونا ملحوظ رکھا جائے گا: (۱) نسب (صرف عربی النسل خاندانوں میں) (۲) آزادی (۳) اسلام لانے میں قدامت (۴) دین داری (۵) مال داری (۶) پیشہ (حرفت وصنعت)۔

وتعتبر الكفاءة للزوم النكاح الخ، نسبًا الخ، وحرية وإسلامًا الخ، وديانة الخ، ومالاً الخ، وحرفةً الخ. (الدر المختار ۱۵۰/۴-۱۵۵ کراچی، ۲۰۹/۴-۲۱۵ زکریا)

ما تعتبر فيه الكفاءة أشياء: منها: النسب …… والحرية …… والمال …… والدين …… . (بدائع الصنائع / كتاب النكاح ٦٢٧/٣-٦٢٨)

ثـم الكفاءة تعتبر في النسب …… والحرية …… والدين …… والمال …… والصنائع …… . (الهداية، كتاب النكاح / باب في الأولياء والأكفاء ٤١/٢-٤٢)

کفاءت کا اعتبار صرف عقد کے وقت ہے

زوجین میں کفاءت کا لحاظ صرف عقد نکاح کے وقت رکھا جائے، پس اگر بعد میں شوہر کسی وجہ سے کفو نہ رہے (مثلاً پہلے دیندار تھا پھر فاسق ہوگیا) تو اَب عورت کو فسخ کا اختیار نہ ہوگا۔

والكفاءة اعتبارها عند ابتداء العقد فلا يضر زوالها بعده، فلو كان وقته كفوءًا، ثـم فـجـر لـم يفسخ (الدر المختار) الأولىٰ أن يقول: ثم زالت كفاءته. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٩١/٣-٩٢ دار الفكر بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٩١/١ زكريا، تبيين الحقائق ٥١٩/٢ زكريا)

قوله: في ابتداء النكاح؛ فإذا كان كفوًا وقت النكاح، ثم زالت الكفاءة بـأن صـار بعده فاسقًا مثلاً لا يفسخ، كذا في القهستاني. (طحطاوي على الدر ٤١/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ولـو تـزوجهـا وهو كف في الديانة ثم صار داعرًا لا يفسخ النكاح؛ لأن اعتبار الكفاءة وقت النكاح. (فتح القدير ٢٨٩/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

کفاءت نسبی صرف عربی النسل خاندانوں تک خاص ہے

عرب کے لوگ چوں کہ اپنے نسب کی حفاظت کرنے میں امتیاز رکھتے ہیں، اس لئے کفاءت نسبی کو صرف اہل عرب میں ملحوظ رکھا جائے گا، اور عرب میں دو طبقے ہیں:

(۱) خاندانِ قریش (جس کی نسبت نضر بن کنانہ کی طرف ہے، جو نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہویں پشت کے مورثِ اعلیٰ ہیں، اور خلفاء راشدین اور ان کی نسلیں بھی اسی خاندان میں داخل ہیں) بریں بنا سادات (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل جو سیدہ حضرت

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا حضرت حسن اور سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہما وارضاہما کے واسطے سے چلی ہے) اور وہ شیوخ جو خلفاء راشدین کی نسل سے ہیں، مثلاً صدیقی، فاروقی، عثمانی اور علوی، یہ سب آپس میں کفو اور ہم رتبہ قرار پائیں گے۔

(۲) قریش کے علاوہ بقیہ عرب (نضر بن کنانہ سے اوپر کسی مورثِ اعلیٰ کی نسل کے لوگ): پھر اِن دیگر اہل عرب کی دو قسمیں ہیں:

الف:- عربِ عاربۃ: یہ قحطان کی اَولاد ہیں۔

ب:- عربِ مستعربۃ: یہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں۔

اور یہ اہلِ عرب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں؛ البتہ خاندانِ قریش کے کفو نہیں ہیں (لہٰذا اگر کوئی خاندانِ قریش کی لڑکی غیر قریشی لڑکے سے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے تو اَولیاء کو حق فسخ حاصل ہوگا)

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: العرب بعضها أكفاء لبعض، قبيلة بقبيلة، ورجل برجل الخ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ۲۲۹/۷ رقم: ۱۳۷٦۹ القاهرة)

فقريش بعضهم أكفاء بعض، وبقية العرب بعضهم أكفاء بعض. (الدر المختار) **القرشيان: من جمعهما أب هو النضر بن كنانة فمن دونه ومن لم ينتسب إلا لأب فوقه فهو عربي غير قرشي. والنضر هو الجد الثاني عشر للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم.** (الدر المختار مع الشامي ۱٥۰/٤ بيروت، ۲۰۹/٤ زكريا، ۸٦/۳ كراچی، الهداية / كتاب النكاح ۳٤۱/۲ المكتبة النعيمية ديوبند)

العرب صنفان: عرب عاربة: وهم أولاد قحطان، ومستعربة: وهم أولاد إسماعيل. (شامي ۱٥۱/٤ بيروت، ۲۱۰/٤ زكريا، ۸٦/۳ كراچی)

قريش بعضهم أكفاء لبعض ...... والعرب بعضهم أكفاء لبعض قبيلة بقبيلة.

(تبيين الحقائق / كتاب النكاح ٥۱۹/۲ زكريا، المحيط البرهاني / كتاب النكاح ۲۷/٤ رقم: ۳٥۳٤ بيروت)

مجہول النسب شخص معروف النسب عورت کا کفو نہیں

جس شخص کے خاندان وغیرہ کا کچھ اَتہ پتہ نہ ہو وہ معروف النسب لڑکی کا کفو نہیں ہے۔

سئـل شيـخ الإسـلام عـن مـجهول النسب هل هو كفوًا لامرأة معروفة النسب؟ قال: لا. (المحيط البرهاني ٣٥/٤ رقم: ٣٥٥٩، الفتاویٰ التاتارخانية ١٣٦/٤ رقم: ٥٧٤٦ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢٩٣/١ زكريا)

سید اور شیخ باہم کفو ہیں یا نہیں؟

سید اور شیخ باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں، جیسا کہ کتبِ فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ قریش باہم کفو ہیں، اور سید اور شیوخ خواہ صدیقی ہوں یا فاروقی یا عثمانی سب قریشی ہیں؛ لہٰذا اگر سیدہ بالغہ عورت اپنی رضا ورغبت سے شیخ خاندان کے لڑکے سے نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے، ولی اس نکاح کو ختم نہیں کرسکتا۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم دیوبند ۲۱۷/۸)

نفد نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي. (شامي ١٥٥/٤ زكريا)

فـقـريش بعضهم أكفاء لبعض …… والعرب بعضهم أكفاء لبعض، الأنصاري والـمهاجري فيه سواء، كذا في قاضي خان. (الـفتاویٰ الهندية ٢٩٠/١ قديم زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ١٣١/٤ رقم: ٥٧٣٣ زكريا)

عجمی برادریوں میں کفاءت

عجمی (غیر عربی النسل) خاندانوں اور برادریوں میں کفاءت کے مسئلہ کا مدار لوگوں کے عرف پر ہے، پس جن برادریوں کو آپس میں عام طور پر ایک دوسرے کا کفو سمجھا جاتا ہے اُنہیں کفو سمجھا جائے گا، اور جن برادریوں میں آپس میں رشتہ داریاں معیوب سمجھی جاتی ہیں، اُنہیں غیر کفو قرار دیا جائے گا، اور اِس بارے میں علاقوں کے اعتبار سے عرف الگ الگ ہوتا ہے، کہیں کوئی برادری برتر سمجھی جاتی ہے اور وہی برادری دوسرے علاقہ میں اِس معیار پر پوری نہیں

اتر تی، اِس لئے کسی خاص برادری کی تعیین کئے بغیر عجمی خاندانوں میں سارا مدار لوگوں کے عرف پر رکھا جائے گا۔

وفي الفتح: إن الموجب هو استنقاص أهل العرف فيدور معه. (شامي ١٥٥/٤ بيروت، ٢١٥/٤ زكريا، فتح القدير ٢٩١/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

مالی کفاءت کا مطلب

لڑکے کا مالی اعتبار سے لڑکی کے کفو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنی قدرت رکھتا ہو کہ لڑکی کا نقد مہر اور ضروری نان نفقہ کا انتظام کر سکے، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ لڑکی والوں کے برابر سرمایہ دار ہو۔

ومالاً بأن يقدر على المعجل ونفقة شهر لو غير محترف، وإلا فإن كان يكتسب كل يوم كفايتها. (الدر المختار) فلا تشترط القدرة على الكل ولا أن يساويها في الغني في ظاهر الرواية. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ٢١٤/٤-٢١٥ زكريا، ١٥٤/٤-١٥٥ بيروت)

وفي المجتبىٰ: الصحيح أنه إذا كان قادرًا على النفقة عن طريق الكسب كان كفوءً ا. (فتح القدير ٢٩٠/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ١٣٣/٣ كوئٹه، النهر الفائق ٢٣٣/٢ زكريا)

والمعتبر فيه: القدرة على المهر والنفقة، ولا تعتبر الزيادة علىٰ ذٰلك حتى أن من كان قادرًا على المهر والنفقة كان كفوًا لها، وإن كانت صاحبة أموال كثيرة هو الصحيح من المذهب. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٣/٤ رقم: ٥٧٣٦ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٩١/١ زكريا)

ومالاً أي تعتبر الكفاءة في المال أيضًا ...... وهو أن يكون مالكًا للمهر والنفقة، والمراد بالمهر؛ المهر المعجل، وهو ما تعارفوا تعجيله ...... ولا يعتبر أن يكون مساويًا لها في الغنىٰ. (تبيين الحقائق ٥٢١/٢)

کفاءتِ مالی میں نفقہ پر قدرت کب ضروری ہے؟

مالی کفاءت میں لڑکے کا بیوی کے لئے خرچہ ونان ونفقہ کا مکلّف ہونا اور اُس پر قادر ہونا اُس وقت ضروری ہے جب لڑکی کبیرہ اور قابل جماع ہو، اگر صغیرہ یا نا قابلِ جماع ہوگی تو اُس کا نکاح ایسے شخص سے بھی ہوسکتا ہے جو روزانہ کے نفقہ دینے پر قادر نہ ہو؛ بلکہ صرف اداءِ مہر پر قدرت رکھتا ہو، اور وہ اُس کا کفو بن سکتا ہے۔

ثم إنما تعتبر القدرة على النفقة إذا كانت المرأة كبيرة أو صغيرة تصلح للجماع، أما إذا كانت صغيرة لا تصلح للجماع فلا تعتبر القدرة على النفقة؛ لأنه لا نفقة لها في هٰذه الصورة ويكتفي بالقدرة على المهر. (الفتاویٰ الهندية ۲۹۱/۱)

ثم هٰذا إذا كانت تطيق النكاح، فإن كانت صغيرة لا تطيقه فهو كفؤ، وإن لم يقدر على النفقة؛ لأنه لا نفقة لها. (فتح القدير ۲۹۰/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ۱۳۳/۳ كوئٹه، خلاصة الفتاویٰ ۱۳/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، تبيين الحقائق ۵۲۱/۲ زكريا، شامي ۲۱۵/۴ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۱۳۴/۴ رقم: ۵۷۴۱ زكريا)

پیشہ ور برادریوں میں کفاءت

دراصل شریعت میں پیشہ کے اعتبار سے چھوٹے بڑے ہونے کا کوئی تصور نہیں ہے؛ لیکن کفاءت چوں کہ ایک امر انتظامی ہے، اور ایک پیشہ سے وابستہ لڑکی کا دوسرے پیشہ وروں میں جا کر سکون سے رہنا مشکل ہوتا ہے، اِس لئے عرف پر مدار رکھتے ہوئے پیشہ اور صنعت وحرفت کی بنیاد پر بنی ہوئی برادریوں میں بھی کفو کا خیال رکھا گیا ہے، پس جن برادریوں میں رشتے ناطے معیوب نہیں ہیں، وہ آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور جہاں رشتے عرفاً معیوب سمجھے جاتے ہوں وہ آپس میں کفو نہیں ہیں۔

وفي الفتح: إن الموجب هو استنقاص أهل العرف فيدور معه. (شامي ۱۵۵/۴ بيروت، ۲۱۵/۴ زكريا، فتح القدير ۲۹۱/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

جدید الاسلام اور قدیم الاسلام میں کفاءت

نومسلم شخص پہلے سے آبائی مسلمان لڑکی کا کفو نہیں ہے؛ (لیکن اگر گھر والوں کی رضامندی سے ایسا نکاح ہوجائے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے)

من أسلم بنفسه لا يكون كفوءً ا لامرأة لها أب في الإسلام. (المحيط البرهاني بيروت ۲۹/٤ رقم: ۳٥٤١، الفتاویٰ التاتارخانية ۱۳۷/٤ رقم: ٥٧٤٩ زكريا)

ومن أسلم بنفسه لا يكون كفؤاً لمن له أب واحد في الإسلام؛ لأن التفاخر فيما بين الموالي بالإسلام. (فتح القدير ۲۸۹/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاویٰ الهندية ۲۹۰/۱ زكريا، البحر الرائق ۱۳۱/۳ كوئٹه، تبيين الحقائق ٥۲۰/۲ زكريا، البناية شرح الهداية ۱۱۳/٥ مكتبه اشرفيه ديوبند، المبسوط للسرخسي ۲٤/٥ بيروت)

قدیم الاسلام اور جدید الاسلام کا معیار

جس شخص کی دو پشتیں یعنی باپ اور دادا اگر مسلمان ہوں تو ایسا شخص قدیم الاسلام کہلائے گا، اور یہ شخص ایسی عورت کا کفو ہوگا جس کے اوپر کئی پشتوں میں باپ، دادا، پردادا وغیرہ مسلمان رہے ہوں۔ اور جس شخص کا صرف باپ مسلمان ہو، دادا غیر مسلم ہو، تو ایسا شخص جدید الاسلام شمار ہوگا، اور یہ شخص آبائی مسلم عورت کا کفو نہیں بنے گا۔

وأبوان فيهما كالآباء لتمام النسب بالجد. وتحته في الشامية: أي فمن له أب وجد في الإسلام أو الحرية كفء لمن له آباء. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ۲۱۱/٤ زكريا)

حسن و جمال اور عقل میں کفاءت معتبر نہیں

حسن و جمال اور عقل میں شرعاً کفاءت کے اعتبار کرنے کا حکم نہیں ہے؛ تاہم لڑکے اور

لڑکی کے درمیان خوب صورتی اور حسن کی رعایت رکھنا رشتہ ازدواج کے استحکام اور مضبوطی کے لئے بہت مناسب ہے۔

والجمال لا يعد في الكفاءة كذا في فتاوىٰ قاضي خان. قال صاحبُ الكتاب: النصيحة أن يراعي الأولياء المجانسة في الحسن والجمال، واختلفوا في العقل، قال بعضهم: لايعتبر، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية ٢٩٢/١، شامي ٢١٩/٤ زكريا)

والجمال لا يعد في الكفاءة وفي الحجة قال صاحب الكتاب: والنصيحة أن يراعى الأولياء المجانسة في الحسن والجمال؛ لأنه أدوم للعقد وأطيب للقلب. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٩/٤ رقم: ٥٧٥٧ زكريا)

فلا عبرة بالجمال كما في الخانية، ولا يعتبر فيها العقل، فالمجنون كفء للعاقلة. (البحر الرائق ١٣٤/٣ كوئٹه)

دیہاتی اور شہری میں کفاءت

کفاءت میں دیہاتی اور شہری ہونے کا کوئی اعتبار نہیں؛ لہٰذا اگر کوئی اور مانع نہ ہو، اور کوئی دیہاتی شخص کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو شہر کی رہنے والی ہو، تو اَولیاء کو شوہر کے محض دیہاتی ہونے کی بنیاد پر اعتراض کا حق حاصل نہ ہوگا۔

القروي كفء للمدني، فلا عبرة بالبلد. وتحته في الشامية: قال في البحر: فالتاجر في القرى كفء لبنت التاجر في المصر للتقارب. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ٢١٩/٤ زكريا)

مسلکی اختلاف مانع کفاءت نہیں

اگر کوئی اور وجہِ خلافِ کفو نہ پائی جائے، اور بالغہ عورت غیر مسلک کے شخص سے نکاح کرلے،

تو یہ نکاح نافذ ہوگا، اور محض مسلکی اختلاف کی وجہ سے اَولیاء کو حق اعتراض حاصل نہ ہوگا۔

والحنفي كفء لبنت الشافعي. وتحته في الشامية: لو تزوج حنفي بنت شافعي نحكم بصحة العقد. ...... قال في البزازية: وسئل: أي شيخ الإسلام عن بكر بالغة شافعية زوّجت نفسها من حنفي أو شافعي بلا رضا الأب، هل يصح؟ أجاب نعم. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ٢١٩/٤ زكريا)

کفاءت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے

کفاءت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے، یعنی شوہر کو عورت کے ہم رتبہ ہونا چاہئے، عورت کی جانب سے معتبر نہیں؛ لہٰذا اگر مرد برتر ہو اور عورت کم رتبہ ہو تو اُس میں شرعاً کسی کو اعتراض کا موقع نہیں ہے۔

الكفاءة معتبرة الخ، من جانبه أي الرجل؛ لأن الشريفة تأبىٰ أن تكون فراشًا للدني، ولذا لا تعتبر من جانبها. (الدر المختار مع الشامي ٢٠٦/٤-٢٠٧ زكريا، ٨٤/٣ كراچی)

كون المرأة أدنىٰ وهي معتبرة في النكاح ...... لأن الشريفة تأبى أن تكون مستفرشة للخسيس بخلاف جانبها؛ لأن الزوج مستفرش فلا يغيظه دناءة الفراش. (البحر الرائق، كتاب النكاح / فصل في الكفاءة ٢٢٥/٣ زكريا، تبيين الحقائق ٥١٧/٢ زكريا، الهداية، كتاب النكاح / فصل في الكفاءة ٣١٩/٢-٣٢٠)

کفاءت عورت کا حق ہے یا اَولیاء کا؟

کفاءت لڑکی اور اس کے اولیاء دونوں کا حق ہے؛ لیکن اگر کسی غیر کفو سے بالغہ لڑکی خود اپنی مرضی سے نکاح کر لے تو لڑکی کا حق ساقط ہو جاتا ہے؛ البتہ اُس کے اولیاء کو حقِ اعتراض حاصل رہتا ہے۔

والكفاءة هي حق الولي لا حقها (الدر المختار) وقال الشامي بحثًا:

وقد يجاب بأن الكلام كما مر فيما إذا زوجت نفسها بلا إذن الولي وحينئذ لم يبق لها حق في الكفاءة لرضاها بإسقاطها فبقي الحق للولي فقط فله الفسخ.
(الدر المختار مع الشامي ٤/٢٠٧-٢٠٨ زكريا، ٣/٨٥ كراچی)

وهو حق الولي لا حقها، فلذا ذكر الولوالجي في فتاواه: امرأة تزوجت نفسها من رجل ولم تعلم أنه حر أو عبد؛ فإذا هو عبد مأذون في النكاح: فليس لها الخيار وللأولياء الخيار. (البحر الرائق، كتاب النكاح / فصل في الكفاءة ٣/٢٢٥ زكريا)

وهي شرط لصحة النكاح حيث لا رضا، وهي من حق المرأة والولي معًا، فإذا لم يرضيا والزوج الذي لم تعتبر فيه الكفاءة على الوجه المتقدم لا يصح العقد. (الفقه على المذاهب الأربعة، كتاب النكاح / مبحث الكفاءة في الزوج ٤/٦٠ بيروت، مجمع الأنهر ١/٥٠٠ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

لڑکے نے دھوکہ سے اپنے کو کفو ظاہر کیا بعد میں اُس کے خلاف نکلا؟

اگر لڑکے نے اپنے کو لڑکی کا کفو ظاہر کیا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ لڑکی کا کفو نہ تھا، تو اَب لڑکی کو بھی حق فسخ ملے گا، اور اگر لڑکی اپنا حق چھوڑ دے اور اُسی غیر کفو لڑکے کے ساتھ رہنے پر راضی ہو تو لڑکی کے اولیاء کو حق اعتراض ہوگا۔

إذا سمى رجل لامرأة بغير اسمه وانتسب لها إلىٰ غير نسبه الخ، إذا لم يكن مع هٰذا النسب المكتوم كفوءً ا لها، بأن تزوج قرشية على أنه قرشي، فإذا تبين أنه عربي أو من الموالي، وفي هٰذا القسم لها الخيار ولو رضيت به كان للأولياء حق المخاصمة وهٰذا ظاهر. (المحيط البرهاني ٤/٣٤، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/١٤٤ رقم: ٥٧٧٥ زكريا)

انتسب إلى غير نسبه لامرأة فتزوجته ثم ظهر خلاف ذٰلك؛ فإن لم يكافئها به كقرشية انتسب لها إلىٰ قريش ثم ظهر أنه عربي غير قرشي، فلها الخيار، ولو رضيت كان للأولياء التفريق. (فتح القدير ٢٨٥/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاویٰ الهندية ٢٩٣/١ زكريا، طحطاوي على الدر ٤٢/٢)

إذا سمى رجلاً لامرأة بغير اسمه وانتسب لها إلىٰ غير نسبته، فلما تزوجت علمت بذٰلك، فالمسألة على ثلاثة أوجه: ...... الثالث: أن لا يكون كفوًا لها في هٰذا الوجه لها الخيار لما قلنا، فإن رضيت كان للأولياء خيار. (الفتاویٰ الولوالجية ٣٢٤/١ دار الكتب العلمية بيروت)

غیر کفو میں نکاح کی خبر سن کر ولی کا خاموش رہنا

اگر ولی کو غیر کفو میں اپنی نابالغہ بچی کے نکاح کی خبر ملی اور وہ سن کر خاموش رہا، تو اِس طویل خاموشی سے اُس کا حق ولایت ختم نہیں ہوگا؛ بلکہ اُس کو برابر اِس بات کا اختیار رہے گا کہ وہ اگر نکاح فسخ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

وسكوت الولي عن المطالبة بالتفريق لا يبطل حقه في الفسخ وإن طال الزمان. (الفتاویٰ الهندية ٢٩٢/١)

أما سكوت الولي عن المطالبة بالتفريق لا يكون رضًا، وإن طال ذٰلك.
(خلاصة الفتاویٰ ١٤/٢، الفتاویٰ التاتارخانية ١٤١/٤ رقم: ٥٧٦٦ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية ٣٢٣/١، تبيين الحقائق ٥١٨/٢ زكريا، البحر الرائق ١٢٩/٣-١٣٠ كوئٹه)

بعض اَولیاء کی رضامندی کا حکم

بالغہ عورت کے غیر کفو میں نکاح کرنے سے پہلے یا نکاح کرنے کے بعد بعض اَولیاء نے اس عقد پر رضامندی ظاہر کی، تو یہ رضامندی تمام اَولیاء کی جانب سے سمجھی جائے گی، اور کسی کو

اعتراض کا حق نہ ہوگا؛ لیکن یہ حکم اُس وقت ہے جب کہ تمام اَولیاء یکساں درجہ کے ہوں، اور اگر اَولیاء کے درجات میں تفاوت ہو، تو اَقرب ولی کی رضامندی کا اعتبار ہوگا۔

فرضًا البعض من الأولياء قبل العقد أو بعده كالكل لثبوته لكل كملاً كولاية أمان وقود ...... لو استووا في الدرجة، وإلا فللأقرب منهم حق الفسخ. وفي الشامية: قوله: ولا الخ، أي وإن لم يستووا في الدرجة، وقد رضي الأبعد فللأقرب الاعتراض. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٥٨/٤ زكريا)

شوہر کے کفو ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اَولیاء کے درمیان اختلاف

اگر بالغہ لڑکی نے اپنی مرضی سے (اَولیاء سے مشورہ کے بغیر) کسی لڑکے سے نکاح کیا، اور پھر اَولیاء کے مابین لڑکے کے کفو ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہوگیا، بعض نے کفو ہونے کی تصدیق کی اور بعض نے انکار کیا، تو تصدیق کرنے والوں کی وجہ سے منکرین کا حق اعتراض ساقط نہ ہوگا۔ اور منکرین کو یہ حق حاصل ہوگا کہ لڑکے کا غیر کفو ہونا ثابت کرکے فسخ نکاح کا مطالبہ کریں۔

وأما تصديقه بأنه كفء، فلا يسقط حق الباقين. وتحته في الشامية: قال في المبسوط: لو ادعى أحد الأولياء أن الزوج كفء وأثبت الآخر أنه ليس بكفء يكون له أن يطالبه بالتفريق؛ لأن المصدق ينكر سبب الوجوب، وإنكار سبب الشيء لا يكون إسقاطًا له أهـ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / الولي ١٥٩/٤ زكريا)

غائب ولی کو اعتراض کا حق

اگر ولی کی غیرموجودگی میں بالغہ لڑکی نے خود اپنا نکاح غیر کفو میں کرلیا، تو بھی ولی کو حسبِ ضابطہ اعتراض کا حق حاصل رہے گا، اور غائب ہونے کی وجہ سے اُس کی ولایت پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

وأما لو كان لها عصبة غائب فهو كالحاضر؛ لأن ولايته لا تنقطع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٥٨ زكريا)

جس بالغہ عورت کا کوئی ولی نہ ہو اُس کا غیر کفو میں نکاح کرنا

ایسی بالغہ لڑکی جس کا کوئی ولی نہ ہو، وہ اگر غیر کفو میں نکاح کرے تو اُس کا نکاح درست اور نافذ مانا جائے گا، اور کسی کو اعتراض یا نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اِسی طرح جس بالغہ لڑکی کا ولی چھوٹا اور نابالغ ہو، وہ بھی ولی نہ ہونے کے درجہ میں ہے۔

وإن لم يكن لها ولي فهو أي العقد صحيح نافذٌ مطلقًا اتفاقًا. وتحته في الشامية: قوله: مطلقًا أي سواء نكحت كفوًا أو غيره. وقال الشامي تحت قوله: وإن لم يكن لها ولي ...... والظاهر أنه لو كان لها عصبة صغير فهو بمنزلة من لا ولي لها؛ لأنه لا ولاية له. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٥٨ زكريا)

جس نابالغہ کا ولی نہ ہو اُس کا غیر کفو میں نکاح درست نہیں

جس نابالغہ لڑکی کا کوئی ولی نہ ہو، اور اُس کا نکاح کوئی اور شخص غیر کفو میں کرادے، یا وہ خود غیر کفو میں نکاح کرلے، تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا؛ کیوں کہ نابالغ رہتے ہوئے اُس لڑکی کو اپنا حق کفو ساقط کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

أما الصغيرة فلا يصح؛ لأنها لم ترض بإسقاط حقها؛ ألا ترىٰ أنها لو كان لها عصبة فزوجها غير كفء لم يصح، فكذا إذا لم يكن لها عصبة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٥٨ زكريا)

مرد نے غیر کفو عورت سے نکاح کرلیا؟

اگر کوئی مرد اپنے رتبہ سے نیچے کی عورت سے نکاح کرلے (مثلاً سید لڑکا کسی عام عرب خاندان کی لڑکی سے نکاح کرلے) تو کسی کو حق اعتراض حاصل نہیں ہے۔

لأن الـزوج مستـفـرش فلا تغيظه دناء ة الفراش. (الـدر المختار ٢٠٧/٤ زكريا، ٨٥/٣ كـراچـی، مجمع الأنهر ٥٠٠/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، تبيين الحقائق ٥١٧/٢ زكريا، فتح القدير ٢٨٣/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، الهداية ٣٤١/٢)

عالم دین لڑکا ہر خاندان کی لڑکی کا کفو بن سکتا ہے

جو شخص علم دین حاصل کرلے تو اُس کا تعلق خواہ کسی خاندان سے ہو، وہ ہر طبقہ کی لڑکی کے لئے کفو قرار پائے گا؛ کیوں کہ علم دین کی شرافت تمام شرافتوں سے بڑھ کر ہے۔

الـعـالـم يـكـون كـفـوءً ا لـلعلوية؛ لأن شرف الحسب أقوىٰ من شرف النسب. (شـامـي، كـتـاب الـنـكـاح / باب الكفاءة ١٥٧/٤ بيروت، ٢١٨/٤ زكريا، المحيط البرهاني ٢٧/٤ رقم: ٣٥٣٤، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٠/١)

فـالـعـالـم الـعـجمي يكون كفوءً ا للجاهل العربي والعلوية؛ لأن شرف الـعـلـم يعلو شرف النسب والحسب. (فتـح الـقـديـر ٢٨٧/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ١٣٠/٣ كوئٹه، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٧/٤ رقم: ٥٧٥٢ زكريا)

وفي الينابيع: والعالم كفوء للعربية والعلوية. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٧/٤ رقم: ٥٧٥٢، وكذا في البناية ١١٤/٥)

فاسق اور بد دین شخص نیک عورت کا کفو نہیں ہے

جو شخص برسرِ عام فاسق اور بد دین یا بدعتی ہو وہ نیک اور پرہیزگار اور متبع سنت عورت کا کفو نہیں ہے؛ لہٰذا لڑکی والوں کو یہ نکاح فسخ کرانے کا حق ہے۔

فـلـيس فاسق كفوءً ا لصالحة. (الـدر المختار ١٥٣/٤ بيروت، ٢١٣/٤ زكريا، البحر الرائق / كتاب النكاح ١٣٢/٣ كوئٹه)

ومـنـهـا الـديـانة، فلا يكون الفاسق كفوءً ا للصالحة، كذا في المجمع. (الفتاوىٰ الهندية ١٩١/١ زكريا)

الـخـامـس: التـقـوىٰ والحسب، حتى لا يكون الفاسق كفوًا للعدل عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٧/٤ رقم: ٥٧٥٣ زكريا)

وذكـر شـمـس الأئـمة السـرخسـي عن محمد أن الذي يسكر ويخرج ويستهزء منه الصبيان لا يكون كفوًا لإمرأة صالحة. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٨/٤ رقم: ٥٧٥٤ زكريا)

وأمـا التـقـوىٰ روي عـن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ أنها معتبرة، حتى لا يكون الفاسق كفوًا للعدل. (الفتاوىٰ الولوالجية ٣٢٢/١ بيروت)

شادی کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکا شرابی ہے

ایک دین دار شخص نے اپنی نابالغہ بیٹی کا نکاح ایسے شخص سے کیا جو بظاہر نیک صالح خیال کیا جاتا تھا، پھر شادی کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکا شراب پیتا ہے، جب کہ اُس کے گھر والے بد دینی میں معروف نہیں ہیں، اور لڑکی بڑے ہونے کے بعد اُس کے ساتھ رہنے سے انکار کردے، تو بالاتفاق یہ نکاح باطل ہوجائے گا۔

قـال فـي البـزازية: رجلٌ زوّج بنته من رجلٍ ظنه مصلحًا لا يشرب مسكرًا فـإذا هـو مُـدمِـنٌ، فـقـالـت: بعد الكبر لا أرضى بالنكاح إن لم يكن أبوها يشرب الـمسكر ولا عُرِف به، وغلبة أهل بيتها مصلحون فالنكاح باطلٌ بالاتفاق. (شامي، كتـاب الـنـكـاح / بـاب الـكفاءة ٢١٤/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية / الباب الخامس في الأكفاء ٢٩١/١، البـحـر الـرائـق ١٣٥/٣ كـوئـٹـه، خـلاصة الـفـتـاوىٰ ١٣/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٢/٤ رقم: ٥٧٦٨ زكريا، خانية على الفتاوىٰ الهندية ٣٥٢/١)

ولد الزنا شریف عورت کا کفو نہیں ہوسکتا

اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور شخص نے نابالغہ بچی کا نکاح کسی لڑکے کے ساتھ کردیا، پھر نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکا ولد الزنا (حرامی) ہے، تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا؛ بلکہ کالعدم اور غیر

منعقد قرار دیا جائے گا۔

وإذا كان المزوج غيرهما أي غير الأب وأبيه لا يصح النكاح من غير الكفء. (الدر المختار مع الشامي / باب الولي ١٧٣/٤ زكريا)

سئل شيخ الإسلام عن مجهول النسب هل يكون كفوًا لامرأة معروفة النسب؟ قال: لا. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٦/٤ رقم: ٥٧٤٦ زكريا، المحيط البرهاني ٢٨/٣ الشاملة)

بالغہ عورت نے کفو یا کفو سے اوپر درجہ میں نکاح کرلیا؟

اگر بالغہ عورت نے گھر والوں کی اِجازت کے بغیر اپنی مرضی سے کسی ہم کفو لڑکے سے یا اپنے سے برتر خاندان میں نکاح کرلیا تو اگر چہ لڑکی کے لئے ایسا کرنا مناسب نہیں ہے؛ لیکن پھر بھی یہ نکاح حسبِ شرائط منعقد ہوجاتا ہے، اور لڑکی یا اُس کے گھر والوں کو بعد میں حقِ اعتراض حاصل نہیں رہتا۔

إن المرأة إذا زوجت نفسها من كفوء لزم على الأولياء. (شامي ٢٠٧/٤ زكريا، ٨٤/٣ كراچی)

فإذا تزوجت المرأة رجلاً خيرًا منها فليس للولي أن يفرق بينهما؛ فإن الولي لا يتعير بأن يكون تحت الرجل من لا يكافؤه، كذا في المبسوط للإمام السرخسي. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الخامس في الاكفاء ٢٩٠/١، المبسوط للسرخسي ٢٩/٥ بيروت)

بالغہ عورت کا گھر والوں کی مرضی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرنا

اگر کوئی لڑکی گھر والوں کی مرضی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرلے تو ایسا کرنا بالاتفاق پسندیدہ نہیں ہے، اور اُسے اَولیاء کی رضامندی کے ساتھ ہی نکاح کرنا چاہئے؛ لیکن اگر اِس طرح نکاح ہوجائے تو حنفیہ کی ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نکاح تو منعقد ہوجاتا ہے؛ لیکن اَولیاء کو شرعی عدالت میں حقِ اعتراض حاصل ہوتا ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ

سے مروی ہے جس میں اِس طرح کے نکاح کو سرے سے غیر منعقد مانا گیا ہے، اور بہت سے متأخرین نے اِسی روایت پر فتویٰ دیا ہے۔

نوٹ:- تاہم موجودہ زمانہ میں مخلوط تعلیم وغیرہ کی بنا پر لڑکے لڑکیوں کا عام طور پر میل جول بڑھتا جارہا ہے، اور اِس معاشرہ میں کفائت کا اعتبار بھی باقی نہیں رہا؛ اِس لئے عمومی حالات میں مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اِس مسئلہ میں ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیتے ہوئے نکاح کے انعقاد کا حکم دیا جائے؛ البتہ اَولیاء کو حق اعتراض حاصل ہو؛ تاکہ دونوں پہلوؤں کی رعایت رکھی جاسکے۔ (مرتب) (مستفاد: کفایۃ المفتی / کتاب النکاح ۵/۱۹۷ دارالاشاعت کراچی)

وهٰذا بناء علىٰ ظاهر الرواية من أن العقد صحيح، وللولي الاعتراض، أما علىٰ رواية الحسن المختارة للفتوىٰ من أنه لا يصح، فالمعنى معتبرة في الصحة. (شامي ٢٠٦/٤ زكريا، ٨٤/٣ كراچی)

ورواية الحسن بأن الحرة العاقلة لو زوجت نفسها من غير كفوء لا يصح. (شرح عقود رسم المفتي ٩٦ سطر: ١٣، البحر الرائق / كتاب النكاح ٢٢٦/٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٢/١ زكريا، المحيط البرهاني ٦١/٤ رقم: ٣٦٣٠ بيروت)

عورت نے غیر کفو میں نکاح کیا پھر ولی نے مہر وصول کرلیا؟

اگر لڑکی نے اپنی مرضی سے گھر والوں کی اِجازت کے بغیر نکاح کیا، پھر گھر والوں نے شوہر سے لڑکی کا مہر وصول کرلیا، یا مہر کی تعداد کے بارے میں بات چیت کی، تو یہ اُن کی طرف سے اُس نکاح پر رضامندی کی دلیل سمجھی جائے گی، اور اُنہیں بعد میں اعتراض کا حق نہ ہوگا۔

وإذا زوجت المرأة نفسها من غير كفوء بغير رضا الولي، فقبض الولي مهرها وجهزها فهٰذا منه رضًا وتسليمًا. (المحيط البرهاني ٣٣/٤ رقم: ٣٥٥٢ بيروت، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٢/٤-١٤٣ رقم: ٥٧٧١ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٢/١ زكريا، تبيين الحقائق ٥١٨/٢، كذا في البناية ١٠٩/٥-١١٠)

وإذا زوجت المرأة نفسها من غير كفء فللأولياء أن يفرقوا بينهما ...... ما لو يجيء من الولي دلالة الرضا كقبضه المهر أو النفقة أو المخاصمة في أحدهما، وإن لم يقبض وكالتجهيز ونحوه. (فتح القدير، كتاب النكاح / فصل في الكفاءة ۲۸۴/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

مہر مثل میں کمی پر ولی کو اعتراض کا حق ہے

اگر عاقلہ بالغہ عورت نے ولی کی اجازت کے بعد غیر کفو میں مہر مثل سے کم پر نکاح کرلیا، تو ولی کو اُس نکاح پر اعتراض کا حق حاصل ہوگا، یا تو شوہر پورا مہر ادا کرے یا پھر عدالت سے اُن کے درمیان تفریق کرادے۔

ولو تزوجت المرأة ونقصت من مهر مثلها، فللولي الاعتراض عليها، حتى يتم لها مهرها أو يفارقها. (الفتاویٰ الهندية ۲۹۳/۱، تبيين الحقائق ۵۲۲/۲ زكريا، الدر المختار مع رد المحتار ۲۲۱/٤ زكريا، فتح القدير ۲۹۱/۳ زكريا، البحر الرائق ۱۳٤/۳ كوئٹه)

ولی کے اعتراض پر اگر تفریق کردی گئی تو مہر کا کیا حکم ہے؟

عاقلہ بالغہ کے مہر مثل سے کم پر غیر کفو میں نکاح کرنے کی وجہ سے اگر ولی کے اعتراض پر تفریق کردی گئی تو دیکھا جائے گا کہ صحبت کرنے سے پہلے میاں بیوی کے درمیان تفریق ہوئی ہے یا بعد میں، اگر صحبت کرنے سے پہلے تفریق واقع ہوئی ہے تو عورت کو کچھ بھی مہر نہ ملے گا، اور اگر صحبت کرنے کے بعد تفریق ہوئی ہے تو جو مہر متعین ہوا تھا وہ ملے گا۔

وإذا فارقها قبل الدخول فلا مهر لها، وإن فارقها بعده فلها المسمى.

(الفتاویٰ الهندية ۲۹٤/۱، تبيين الحقائق ۵۲۲/۲ زكريا، الدر المختار مع رد المحتار ۱۲۲/٤ زكريا)

وإذا فرق القاضي بينهما؛ فإن كان بعد الدخول فلها المسمى ......، والخلوة الصحيحة كالدخول وإن كان قبلها فلا مهر لها. (البحر الرائق ۱۲۹/۳ كوئٹه)

منکوحہ کا حمل ظاہر ہونے کے بعد ولی کو اعتراض کا حق نہیں رہتا

اگر کوئی عورت گھر والوں کی مرضی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرلے اور پھر وہ اُس نکاح کی بنا پر حاملہ ہوجائے اور اُس کا حمل ظاہر ہوجائے، تو اَب اولیاء کو اِس نکاح کے فسخ کا اختیار نہ رہے گا؛ کیوں کہ نکاح فسخ کرنے سے بچہ کی پرورش وغیرہ میں دشواری پیش آنے کا اندیشہ ہے، اِس لئے اِس خاص صورت میں اَولیاء کے مقابلہ میں بچہ کے حق کو ترجیح دی جائے گی، اور سابقہ نکاح کو بہر حال منعقد مان لیا جائے گا۔

وله أي للولي الخ، الاعتراض في غير الكفوء ما لم يسكت حتى تلد منه لئلا يضيع الولد، وينبغي إلحاق الحبل الظاهر به. (الدر المختار ١٥٥/٤-١٥٦ زكريا)

ثم المرأة إذا زوجت نفسها من غير كفوء صح النكاح في ظاهر الرواية عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ ...... ولكن للأولياء حق الاعتراض ...... أما إذا ولدت منه فليس للأولياء حق الفسخ. (الفتاوىٰ الهندية ٢٩٣/١ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٩/٤-١٤٠ رقم: ٥٧٥٩ زكريا، المحيط البرهاني ٣١/٤ رقم: ٣٥٤٦)

ولا يكون سكوت الولي رضًا إلا إن سكت إلىٰ أن ولدت فليس له حينئذٍ التفريق. (فتح القدير ٢٨٤/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ولی نے خود غیر کفو میں نکاح کردیا

اگر ولی اَقرب (باپ دادا) خود نابالغہ لڑکی کا نکاح اُس کی اجازت کے بغیر، یا بالغہ لڑکی کا نکاح اُس کی اجازت سے غیر کفو میں کردے تو یہ نکاح لازم اور نافذ ہوجاتا ہے، بعد میں کسی کو حق اعتراض نہیں رہتا۔

ولو كان التزويج برضاهم يلزم حتى لا يكون لهم حق الاعتراض. (بدائع الصنائع / كتاب النكاح ٦٢٤/٢ زكريا)

وأما إنكاح الأب والجد الصغير والصغيرة فالكفاءة فيه ليس بشرط للزومه عند أبي حنيفةؒ. (بدائع الصنائع ٦٢٥/٢ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤١/٤ رقم: ٥٧٦٦ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٤/١ زكريا، البحر الرائق ١٣٤/٣ كوئٹه، تبيين الحقائق ٥٢٣/٢، النهر الفائق ٢٢٤/٢ زكريا)

وإنما الخلاف بين أبي حنيفة وصاحبيه – رحمهم الله – فيما إذا زوجها من رجل عرفه غير كفء، فعند أبي حنيفةؒ يجوز؛ لأن الأب كامل الشفقة وافر الرأي، فالظاهر أنه تأمل غاية التأمل ووجد غير الكفء أصلح من الكفء. (الفتاوىٰ الهندية ٢٩١/١)

لو زوج ولده الصغير غير كفء بأن زوج ابنه أمة أو زوج بنته عبدًا ...... جاز، وهٰذا عند أبي حنيفة ......، ولأبي حنيفة أن الحكم يدار علىٰ دليل النظر وهو قرب القرابة، وفي النكاح مقاصد تربوا علىٰ ذٰلك. (تبيين الحقائق، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ٥٢٤/٢ زكريا)

ولو زوج طفله غير كفء صح ...... يعني لو زوجه الأب الصاحي ولده الصغير أمة أو بنته الصغيرة عبدًا ...... فهو صحيح من الأب والجد دون غيرهما عند أبى حنيفة، ولم يصح العقد عندهما على الأصح؛ لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، فعند فواته يبطل العقد، وله: أن الحكم يدار علىٰ دليل النظر وهو قرب القرابة، وفي النكاح مقاصد تربوا على المهر والكفاءة. (البحر الرائق، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ١٣٤/٣ كوئٹه)

عورت پر دباؤ ڈال کر غیر کفو میں نکاح کرانا

اگر دباؤ ڈال کر کسی بالغ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کرادیا جائے، تو دباؤ اور اکراہ ختم ہوجانے کے بعد اُس کو فسخ نکاح کا اختیار باقی رہے گا۔

وأما إذا أكرهت علىٰ أن تزوج نفسها غير الكفوء ثم زال الإكراه فلها

الخيار. (الفتاویٰ الهندية ۲۹٤/۱، المحيط البرهاني ۳۳/٤ رقم: ۳٥٥۱)

وتفسيره في مسئلة ذكرها في كتاب الإكراه: أن ولي المرأة والمولى عليها إذا أكرها على النكاح، ثم زال الإكراه بعد العقد، فإن كان الزوج غير كفوء والمهر وافرًا، كان للولي أن يرد النكاح، وكذا لها أن ترد النكاح. (الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير ۱۸۱/۱ المكتبة الشاملة)

دباؤ ڈال کر مہر مثل کے بدلے کفو میں نکاح کرانا

اگر کسی عورت پر دباؤ ڈال کر کفو میں مہر مثل کے بدلے اُس کا نکاح کرادیا گیا، تو اُس کا یہ نکاح لازم اور تام ہوجائے گا، اور زور ودباؤ ختم ہوجانے کے بعد اُس کو اِس بات کا اختیار نہیں رہے گا کہ وہ اس نکاح کو فسخ کرسکے۔

وإذا أكرهت المرأة علیٰ أن تزوج نفسها من كفءٍ بمهر المثل، ثم زال الإكراه فلا خيار لها. (الفتاویٰ الهندية ۲۹٤/۱، الفتاویٰ التاتارخانية ۱٤۲/٤ رقم: ٥۷۷۰ زكريا، المحيط البرهاني ۳۳/٤ رقم: ۳٥٥۱)

○❖○

عقدِ نکاح سے متعلق مسائل

نکاح کی تقریب

تقریب نکاح کا انعقاد شریعت کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ہونا چاہئے؛ تاکہ دینی ودنیوی برکتوں سے سرفراز ہوا جاسکے۔ اِس بارے میں درج ذیل ہدایتوں کو خاص طور پر سامنے رکھا جائے:

(۱) ایک عمومی ضابطہ تو یہ ہے کہ پوری تقریب میں اسرافِ بے جا اور فضول خرچیوں سے ہر ممکن احتراز کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُنَةً. (مشكاة المصابيح ۲۶۸/۲، المسند للإمام أحمد بن حنبل رقم: ۲۴۵۲۹ عن عائشةؓ)

سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم مشقت ہو۔

آج کل عام طور پر محض نام وری یا اپنی خاندانی روایات برقرار رکھنے کے لئے تقریبات میں بے حد فضول خرچی کی جاتی ہے، اور بسا اَوقات وسعت نہ ہونے کے باوجود قرض وغیرہ لے کر اپنی اَنانیت کو تسکین دی جاتی ہے، یہ طریقہ نہایت قابلِ مذمت اور قابلِ ترک ہے۔

(۲) نکاح کی مجلس برسرِ عام منعقد کی جائے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: أَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ. ''اس نکاح کا اعلان کرو''۔ (ترمذی شریف ۲۰۷/۱، مشکوۃ شریف ۲۷۲ عن عائشہؓ)

جس نکاح کا عام اعلان نہ ہو وہ اگر شرائط کے مطابق ہو تو اگرچہ منعقد ہو جاتا ہے؛ لیکن اِس طرح کے نکاحوں میں بہت سے مفاسد ہیں جن سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (اصلاح انقلاب اُمت ۵۲/۲)

ويندب إعلانه. (شامي ٦٦/٤ زكريا)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فصل ما بين الحلال والحرام الدف والصوت. (سنن الترمذي ٢٠٧/١، المصنف لابن أبي شيبة ١٤٤/٩ رقم: ١٦٦٦٣ بيروت)

(۳) نکاح مسجد میں کیا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاجْعَلُوْهُ فِيْ الْمَسَاجِدِ. نکاح مساجد میں کیا کرو۔ (سنن الترمذي ۲۰۷/۱، مشکاة المصابیح ۲۷۲/۲)

حقیقت یہ ہے کہ مسجد میں نکاح بہت سی خرابیوں کو روکنے کا سبب ہے اور عبادت ہونے کی بنا پر اس کا مسجد میں ہی انجام پانا زیادہ مناسب ہے۔

مباشرة عقد النكاح في المساجد مستحب. (الفتاویٰ الهندية ۳۲۱/۵، الدر المختار ٦٦/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٤٦٨/١٠)

(۴) بہتر ہے کہ اِس مبارک تقریب کا انعقاد جمعہ کے دن کیا جائے۔ (خواہ جمعہ کی نماز کے بعد ہو یا عصر کے بعد)

و كونه في جمعة. (الدر المختار / كتاب النكاح ۸/۳ كراچی، مجمع الأنهر ٤٦٨/١، الفقه الإسلامي ۱۲۹/۳)

(۵) دولہا کے گلے میں پھولوں اور نوٹوں کا ہار ڈالنا اور سہرا باندھنا یہ سب ہندوانی رسمیں ہیں، اُن سے احتراز کیا جائے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال العلامة المناوي رحمه الله تعالىٰ تحته: أي تزيّا في ظاهره بزيّهم، وفي تعرفه بعرفهم، وفي تخلقه بخلقهم وسار بسيرتهم وهديهم في ملبسهم وبعض أفعالهم. (فيض القدير ١٢٨/٦ دار الفكر بيروت، ٥٧٤/١١ رياض)

(٦) تقریبِ نکاح کے دوران خاص طور پر اِس کا خیال رکھا جائے کہ کوئی خلافِ شرع رسم ورواج اور گناہ کا کام نہ ہو، مثلاً ناچ گانا، بینڈ باجا، فوٹو کھینچنا، ویڈیو فلم بنانا وغیرہ؛ کیوں کہ یہ سب اُمور نکاح کی برکت کو مٹانے والے ہیں۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من راى منكم منكرًا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذٰلك أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ٥١/١ هند نسخه، ٥٢/١ رقم: ٤٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ٤٣٦/٢)

قولہ: "فبلسانہ" أي فليغيره بالقول وتلاوة ما أنزل الله من الوعيد عليه وذكر الوعظ والتخويف والنصيحة ...... ثم اعلم أنه إذا كان المنكر حرامًا وجب الزجر عنه، وإذا كان مكروهًا ندب، وشرطهما أن لا يؤدي إلى الفتنة. (مرقاة المفاتيح ٨٦١/٨-٨٦٢)

الملاهي كلها حرامٌ حتى التغني بضرب القصب. (البحر الرائق ١٨٨/٨ كوئٹه)

(۷) رسم ورواج کے مطابق لمبی لمبی باراتیں لے جانا بھی شرعاً مذموم ہے، اِس طریقہ کو ترک کیا جائے؛ البتہ ضرورت کے بقدر کچھ لوگ ساتھ جائیں تو حرج نہیں۔

مستفاد: عن نافع قال: قال عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دُعي فلم يجب فقد عصى الله ورسوله، ومن دخل علىٰ غير دعوةٍ دخل سارقًا وخرج مغيرًا. (سنن أبي داؤد ٥٢٥/٢)

وليمة العرس سنة وفيها مثوبة عظيمة، وهي إذا بنى الرجل بامرأته ينبغي أن يدعو الجيران والأقرباء والأصدقاء. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/٥)

خطبۂ مسنونہ

نکاح کے عقد سے پہلے "خطبۂ مسنونہ" پڑھنا مسنون ومستحب ہے۔

وتقديم خطبة. (الدر المختار ٦٦/٤ زكريا، ٨/٣ كراچی)

فأفاد أنها لا تتعين بألفاظ مخصوصة وإن خطب بما ورد فهو أحسن. (شامي / كتاب النكاح ٦٦/٤ زكريا)

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جس نکاح میں تشہد (خطبۂ نکاح) نہ ہو وہ کوڑھی (جذامی) ہاتھ کی طرح (بے برکت) ہے"۔ (مشکوٰۃ شریف ۲۷۲/۲)

یہ خطبہ حمد وصلوٰۃ اور مناسب آیات واحادیث پر مشتمل ہونا چاہئے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نکاح وغیرہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درج ذیل خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

اَلْحَمْدُ [نَحْمَدُهٗ] لِلّٰهِ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ	ہر طرح کی تعریف صرف اللہ تعالیٰ ہی کے شایانِ شان ہے، ہم اس کی حمد وثنا کرتے ہیں اور اسی

أَنْفُسِنَا [وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا] مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. (سنن الترمذي ۲۱۰/۱، سنن ابن ماجة، مشكاة المصابيح ۲۷۲/۲، الفقه الإسلامي وأدلته ۱۲۷/۷)

سے مدد کے طالب ہیں، اور اس سے اپنی خطاؤں کی مغفرت چاہتے ہیں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفسانی شرور اور اپنے برے اعمال سے پناہ مانگتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازیں اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور اللہ تعالیٰ جسے گمراہ کردیں اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے سچے رسول ہیں۔

اس کے بعد درج ذیل تین آیات تلاوت فرماتے تھے:

(۱) ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ. [آل عمران: ۱۰۲]

(۱) اے ایمان والو! اللہ سے ایسے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت صرف مسلمان ہونے کی حالت میں ہی آنی چاہئے۔

(۲) يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً، وَّاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً. [النساء: ۱]

(۲) اے انسانو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، اور پھر اسی جان سے اس کے جوڑے کو بنایا، اور ان دونوں کے ذریعہ بہت سے مردوں اور بہت سی عورتوں کو پھیلا دیا، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے ذریعہ سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور رشتہ داری (قطع کرنے) سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی فرمانے والے ہیں۔

(۳) يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْداً يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ [الأحزاب: ۷۱]

(۳) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سیدھی بات کہا کرو، تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی درستگی فرمادیں گے اور تمہارے گناہ بخش دیں گے، اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا تو وہ زبردست کامیابی سے ہم کنار ہوگیا۔

خطبۂ نکاح کے موقع پر ان تینوں آیات کا انتخاب خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور خاص توجہ کا طالب ہے، جسے ازدواجی زندگی میں بالخصوص پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے، مثلاً:

الف: تینوں آیتوں میں قدر مشترک کے طور پر تقویٰ کا حکم دیا گیا، جس سے معلوم ہوا کہ نکاح کا ایک اہم مقصد پاک دامنی اور پاک بازی ہے، یہ ایک محض دنیوی رسم نہیں؛ بلکہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

ب: پہلی آیت (آل عمران:۱۰۲) میں تقویٰ کا حق ادا کرنے کو یاد دلا کر تاکید کی گئی کہ زوجین آپس میں نفسانی یا مالی اعتبار سے کسی خیانت کے ہرگز مرتکب نہ ہوں اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے ہر جگہ اور ہر وقت ڈرتے رہیں۔

ج: سورۂ نساء کی آیت میں توالد وتناسل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور عظیم الشان نظام کو یاد دلا کر بتایا گیا کہ نکاح کا ایک اہم ترین مقصد توالد وتناسل اور تعمیر انسانیت ہے۔

د: اسی آیت میں آگے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کی رہنمائی گئی جن کا سارا دار ومدار رشتۂ نکاح پر ہے، اسی رشتہ سے آگے رشتے استوار ہوتے ہیں اور سب کے حقوق کی رعایت کرنے میں ہی دنیا میں امن کی بقا کا مدار ہے۔

ہ: اور تیسری آیت (سورۂ احزاب:۷۱) میں تقویٰ کے ساتھ زبان کی درستگی کا ذکر ہے؛ کیوں کہ نکاح کے فوائد وبرکات حاصل کرنے یا بگاڑنے میں سب سے بڑا دخل زبان کو ہوتا ہے، اگر یہ قابو میں رہے تو بگڑے ہوئے حالات سدھر جاتے ہیں اور اگر یہ زبان بے قابو ہوجائے تو پرسکون حالات میں بگاڑ آجاتا ہے۔

و: اور پھر آیت کا اختتام اس یاد دہانی پر کیا گیا کہ اصل کامیابی اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرنے میں ہے، دنیوی رسومات یا جھوٹی عزتوں میں کچھ نہیں رکھا۔

یہ تو چند اشارات ہیں ورنہ یہ پورا خطبہ پرسکون ازدواجی زندگی کے لئے سنہرے منشور کی حیثیت رکھتا ہے، اس کا بار بار استحضار کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔

نوٹ: نیز ان آیات کے ساتھ موضوع کی مناسبت سے احادیثِ شریفہ بھی پڑھی جاسکتی ہیں، اِس موقع پر احادیث پڑھنے کی ممانعت کہیں نظر سے نہیں گذری، اور موقع ہو تو مجلس نکاح میں مختصر انداز میں کچھ اصلاحی گفتگو مقامی زبان میں کردینی چاہئے۔

خطبۂ نکاح کھڑے ہوکر پڑھیں یا بیٹھ کر؟

نکاح کا خطبہ بیٹھ کر پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، اور کھڑے ہوکر پڑھنا بھی درست ہے، اور

کرسی پر بیٹھ کر بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جمعہ وعیدین کے خطبہ کے علاوہ دیگر خطبات بیٹھ کر پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۹۳ میرٹھ)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر وجلسنا حوله، فقال: إن مما أخاف عليكم بعدي ما يفتح عليكم من زهرة الدنيا وزينتها. (صحيح مسلم ۳۳۶/۱، صحيح البخاري / كتاب الزكاة ۱۹۷/۱)

کئی نکاحوں کے لئے ایک خطبہ

اگر متعدد نکاح مجلس میں کرنے کا پروگرام ہو تو اُن سب کے لئے ایک ہی خطبہ کافی ہے، ہر نکاح کے لئے الگ خطبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۹۲ میرٹھ)

المستفاد: والمستحب خطبة واحدة لما تقدم، لا خطبتان اثنتان: إحداهما من العاقد والأخرىٰ من الزوج قبل قبوله؛ لأن المنقول عنه عليه الصلاة والسلام وعن السلف خطبة واحدة وهو أولىٰ ما اتبع. (الفقه الإسلامي وأدلته ۱۲۸/۷)

نکاح کس سے پڑھوائیں؟

نکاح کوئی بھی شخص پڑھا سکتا ہے، اُس کے لئے متعینہ امام یا قاضی ہونا کوئی ضروری نہیں ہے؛ تاہم بہتر یہ ہے کہ سمجھ دار اور متقی شخص سے نکاح پڑھوایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۹۰ میرٹھ)

النكاح ينعقد بالإيجاب والقبول. (الهداية ۳۰۵/۲، شامي / كتاب النكاح ۹/۳ كراچی، البحر الرائق ۱٤٤/۳)

قوله: بعاقد رشيد: فلا ينبغي أن يعقد مع المرأة بلا أحد من عصبتها، ولا مع عصبة فاسق، ولا عند شهود غير عدول. (شامي / أول كتاب النكاح ٦۷/٤ زكريا، ۸/۳ كراچی)

وأن يتولى عقده ولي رشيد. (البحر الرائق ۱٤٤/۳)

نکاح کے بعد چھوہارے تقسیم کرنا

نکاح کے بعد چھوہارے وغیرہ تقسیم کرنا شرعاً لازم نہیں ہے؛ تاہم ایک ضعیف روایت میں وارد ہے کہ ایک نکاح کی مجلس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کھجوریں اور بادام وغیرہ اچھالے گئے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے حاضرین مجلس صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُنہیں لپک کر لے لیا۔ (کذا فی تلخیص الحبیر، اعلاء السنن ۱۱/۱۱ بیروت)

عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوج بعض نساءه فنُثِر عليه التمر، وفي رواية عنها قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا زوج أو تزوج نثر تمرًا. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصداق، جامع أبواب الوليمة / باب ما جاء في النثار في الفرج ٥٠٣/٧ رقم: ١٤٦٨٢-١٤٦٨٣ دار الحديث القاهرة)

عن معاذ بن جبل رضي الله عنه بسند ضعيفٍ وانقطاع أن النبي صلى الله عليه وسلم حضر في إملاك (أي نكاح) فأتي بطباق عليها جوز ولوز وتمر، فنثرت، فقبضنا أيدينا، فقال: ما بالكم لا تأخذون؟ فقالوا: لأنك نهيت عن النهي، فقال: فما نهيتكم عن نهي العساكر، خذوا علىٰ اسم الله فجاذبنا وجاذبناه، ويلتحق به ما تعارفه المسلمون من نثر التمر ونحوه في مجلس النكاح. (إعلاء السنن ١١/١١ كراچی، السنن الكبرىٰ للبيهقي ١٢٠/١١ رقم: ١٥٠٤٨ دار الفكر بيروت)

غالباً اِسی روایت کی بنا پر نکاح کے بعد ہمارے علاقہ میں نکاح کے بعد چھوہارے تقسیم کرنے کا رواج بنا ہوا ہے؛ لیکن یہ خیال رہنا چاہئے کہ اگر نکاح مسجد میں ہو رہا ہو اور چھوہارے اچھالنے میں چھینا جھپٹی کی وجہ سے مسجد کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو تو انہیں اچھالا نہ جائے؛ بلکہ ویسے ہی سنجیدگی سے تقسیم کردیا جائے، یا مسجد کے باہر تقسیم کا نظم بنایا جائے، اچھالنا کوئی ضروری نہیں ہے، اس سے زیادہ احترامِ مسجد ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵۱/۱۶ میرٹھ)

نکاح کے بعد زوجین کو مبارک باد دینا

نکاح کے بعد دولہا یا دولہن کو مبارک باد اور دعائیں دینا حدیث سے ثابت ہے، اِس وقت درج ذیل جیسے الفاظ سے مبارک باد دی جاسکتی ہے: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ. (سنن أبي داؤد ٢٩٠/١، فتاویٰ محمودیه ٣٩/١٦ میرٹھ) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہر حالت میں برکتوں سے نوازیں اور تم دونوں میں خیر کے ساتھ اجتماعی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى علىٰ عبد الرحمٰن بن عوف أثر صفرة، فقال: ما هٰذا؟ فقال: إني تزوجت امرأة علىٰ وزن نواة من ذهبٍ، فقال: بارك الله لك، أولم ولو بشاةٍ. (سنن الترمذي ٢٠٨/١)

ذیل میں عقدِ نکاح سے متعلق چند اہم مسائل بیان کئے جاتے ہیں:

نکاح کی اصطلاحی تعریف

نکاح ایسا عقد ہے جس سے نامحرم عورت سے جسمانی نفع اٹھانے کی اجازت حاصل ہوجاتی ہے۔

هو عقد يفيد ملك المتعة أي حل استمتاع الرجل من امرأة لم يمنع من نكاحها مانعٌ شرعيٌ. (الدر المختار ٤/٥١-٥٣، در مختار مع الشامي زكريا ٤/٥٩ بيروت، مجمع الأنهر ١/٤٦٧، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٣ رقم: ٥٣٦١ زكريا)

والزواج شرعًا: عقد يتضمن إباحة الاستمتاع بالمرأة بالوطء والمباشرة وغير ذٰلك. (الفقه الإسلامي وأدلته ٧/٤٣)

عقدِ نکاح کے ارکان

نکاح کے ارکان دو ہیں: (۱) ایجاب (۲) قبول۔

وأما ركن النكاح فهو الإيجاب والقبول. (بدائع الصنائع ٢/٤٨٥ نعيميه ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٣ رقم: ٥٣٦١ زكريا، مجمع الأنهر ١/٤٦٨، شامي ٤/٦٨ زكريا)

ایجاب کی تعریف

مجلسِ عقد میں جو کلام میں پہل کرے اُس کے قول کو ایجاب کہا جاتا ہے، خواہ یہ ابتداء شوہر کی طرف سے ہو یا بیوی کی طرف سے (مثلاً شوہر کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا، یا عورت کہے کہ میں نے اپنے کو تیرے نکاح میں دیا، یا لڑکی کی طرف سے قاضی کہے کہ میں نے مسماۃ فلاں بنت فلاں سے تمہارا نکاح کردیا (جیسا کہ ہمارے علاقہ میں دستور ہے) تو یہ قول ایجاب کہلائے گا)

أشار إلىٰ أن المتقدم من كلام العاقدين إيجاب، سواء كان المتقدم كلام الزوج أو كلام الزوجة. (شامي ٣/٦٠ بيروت، زكريا ٤/٦٩)

والإيجاب شرعًا لفظ صدر عن أحد المتعاقدين أولاً رجلًا أو امرأةً.

(مجمع الأنهر ٤٦٨/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٣/٤ رقم: ٥٣٦١ زكريا، البحر الرائق ١٤٤/٣ دار الكتاب)

قبول کی تعریف

ایجاب کے جواب میں اس کے موافق جو کلام کیا جائے گا اسے قبول کہتے ہیں۔

والمتأخر قبول الخ، فلا يتصور تقديم القبول. (شامي / كتاب النكاح ٦٩/٤ زكريا، ٦٠/٣ بيروت)

والقبول اللفظ الصادر ثانيًا من أحدهما الصالح لذٰلك مطلقًا. (البحر الرائق ٨/٣، مجمع الأنهر ٤٦٨/١)

اِیجاب وقبول کن الفاظ سے درست ہے؟

جس طرح ایجاب وقبول میں لفظ نکاح وزواج کا استعمال درست ہے، اِسی طرح ہر ایسے لفظ سے ایجاب وقبول معتبر ہے جس سے فی الفور ملکیت کا مفہوم واضح ہوتا ہو، مثلاً: (۱) عورت یہ کہے کہ میں نے اپنے کو فلاں کو ہبہ کردیا (۲) یا شوہر یہ کہے کہ میں فلاں عورت کا مالک بن گیا (۳) یا عورت اِس طرح ایجاب کرے کہ میں نے اپنے کو فلاں کے ہاتھ بیچ دیا (۴) یا شوہر یہ کہے کہ میں نے فلاں عورت کو خرید لیا (۵) یا عورت یہ کہے کہ میں نے اپنے کو فلاں کو صدقہ کردیا وغیرہ۔

لا خلاف أن النكاح ينعقد بلفظ الإنكاح والتزويج، وهل ينعقد بلفظ البيع والهبة والصدقة والتمليك، قال أصحابنا رحمهم اللّٰه تعالىٰ ينعقد. (بدائع الصنائع ٤٨٥/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

والثاني نحو بعت نفسي منك بكذا أو ابنتي أو اشتريتك بكذا فقالت نعم. (شامي ٦٧/٤ بيروت، ٧٨/٤ زكريا)

وإنما يصح بلفظ نكاح وتزويج وما وضع لتمليك العين في الحال كبيع وشراء وهبة وصدقة. (مجمع الأنهر ٤٧٠/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٩/٤ رقم: ٥٣٦٨ زكريا)

وإنما يصح بلفظ النكاح والتزويج وما وضع لتمليك العين في الحال.

(البحر الرائق ۱۵۱/۳، الهداية ۳۲۵/۲ المكتبة النعيمية ديوبند)

ایجاب وقبول کن الفاظ سے درست نہیں؟

اگر ایجاب وقبول میں ایسے الفاظ بولے جن سے فوری ملکیت ثابت نہیں ہوتی، تو اُن سے نکاح منعقد نہ ہوگا، مثلاً عورت نے کہا کہ میں اپنے کو تجھے کرایہ پر دیتی ہوں، یا عاریت پر دیتی ہوں، یا شوہر نے ایجاب کیا کہ میں تجھ کو کرایہ پر لیتا ہوں، یا عاریت پر لیتا ہوں، تو اُس سے نکاح درست نہ ہوگا۔

ولا ينعقد النكاح بلفظ الإجارة عند عامة مشائخنا. (بدائع الصنائع ۴۸۶/۲ المكتبة النعيمية ديوبند)

لا يصح بلفظ إجارة وإعارة ووصية الخ. (الدر المختار ۶۹/۴ بيروت، ۸۳/۴ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۱۰/۴ رقم: ۵۳۷۰ زكريا)

وقيد بتمليك العين احترازًا عما يفيد ملك المنفعة فقط، كالعارية فلا ينعقد بها على الصحيح. (البحر الرائق ۱۵۲/۳)

ولا ينعقد بلفظ الإجارة في الصحيح، والإعارة والإباحة والإحلال والتمتع والإجازة والرضا ونحوها. (الفتاویٰ الهندية ۲۷۲/۱ زكريا، الهداية ۳۲۵/۲)

ایجاب وقبول کے صیغے

ایجاب وقبول میں اصل یہ ہے کہ ماضی کا صیغہ استعمال کیا جائے، مثلاً یہ کہے کہ میں نے نکاح کرلیا، یا میں نے اُس کو قبول کیا؛ لیکن اگر ایک جانب حال یا امر کا اور دوسری جانب ماضی کا صیغہ ہو، تو بھی نکاح درست ہوجاتا ہے، مثلاً ایجاب کرنے والے نے کہا کہ: ’’تو اپنے سے میرا نکاح کرلے‘‘ اور قابل نے جواب دیا کہ: ’’میں نے قبول کرلیا‘‘ یا ’’مجھے قبول ہے‘‘ وغیرہ، تو

نکاح درست ہو جائے گا۔

النكاح ينعقد بالإيجاب والقبول بلفظين يعبر بهما عن الماضي الخ، وينعقد بلفظين يعبر بأحدهما عن الماضي وبالأخر عن المستقبل، مثلاً أن يقول: زوجني فيقول: زوجتك. (الهداية ٣٢٥/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٥/٤ رقم: ٥١٤٦٣ زكريا، المحيط البرهاني ٥/٤ رقم: ٣٤٧٣، البحر الرائق ١٤٥/٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٠/١ قديم زكريا)

”خود کو تمہارے نکاح میں دیتی ہوں“ کہنے سے نکاح

اگر لڑکی دو گواہوں کے سامنے لڑکے سے یہ کہے کہ ”میں خود کو تمہارے نکاح میں دیتی ہوں“ اور لڑکا اُسے قبول کرلے تو یہ شرعی ایجاب وقبول کہلائے گا، اور اِس سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵۶/۷)

وينعقد (أي النكاح) بإيجاب من أحدهما وقبول من الآخر، كزوجت نفسي منك، ويقول الآخر: تزوجت. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٣٦١/٢ كراچی، ٦٨/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٧/١ زكريا)

”میں اپنے نفس کو تمہیں دیتی ہوں“ کہنے سے نکاح

لڑکی نے دو گواہوں کے سامنے لڑکے کو مخاطب بناتے ہوئے یہ کہا کہ ”میں اپنے نفس کو تمہیں دیتی ہوں“، اور وہ لڑکا اُسی مجلس میں اُس کو قبول کرلے تو اِس سے نکاح منعقد ہو جائے گا؛ اِس لئے کہ ارکانِ نکاح ایجاب وقبول دو گواہوں کے سامنے پائے گئے ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵۷/۷)

وشرط حضور شاهدين أي يشهدان على العقد. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٣٧٣/٢ كراچی)

وينعقد ملتبسًا بإيجاب من أحدهما وقبول من الآخر. (شامي / كتاب النكاح ٦٨/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٧/١ زكريا)

امرأة قالت لرجل: ”زوجت نفسي منك“ فقال الرجل: بخداوند گاری پزیرفتم“ يصح النكاح. (الفتاویٰ التاتارخانية ٨/٤ رقم: ٥٣٦٥ زكريا)

صرف تحریری ایجاب وقبول معتبر نہیں

اگر لڑکا لڑکی نے گواہوں کے سامنے صرف تحریری ایجاب وقبول کیا، زبان سے کچھ نہیں کہا تو اُس سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔

فلو كتب زوجتك فكتبت قبلت لم ينعقد. (شامي ٦٣/٤ بيروت، ٧٣ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢٦٩/١ زكريا، فتح القدير ١٨٢/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

تحریری ایجاب معتبر ہونے کی شرط

اگر کسی شخص نے تحریری طور پر ایجاب کیا، مثلاً لڑکی کے نام خط لکھا کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا، تو اِس ایجاب کے معتبر ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ تحریر دو گواہوں کے سامنے مجلس نکاح میں پڑھ کر سنائی جائے، اور پھر اُسی مجلس میں لڑکی (یا اُس کا وکیل) اُس تحریری ایجابِ نکاح کو زبانی قبول کرلے، اگر مضمون نہیں سنایا گیا تو یہ قبول درست نہ ہوگا۔

فأما الكتاب فقائم في مجلسٍ اٰخر وقراء ته بمنزلة خطاب الحاضر فاتصل الإيجاب والقبول فصح، ومقتضاه أن قراء ة الكتاب في مجلس الاٰخر لا بد منها ليحصل الاتصال بين الإيجاب والقبول، وحينئذ فاتحاد المجلس شرطٌ في الكتاب أيضًا. (شامي ٣٦٦/٢ بيروت، ٧٦/٤ زكريا، الفقه الإسلامي وأدلته ٦٣/٧، بدائع الصنائع ٤٩٠/٢ زكريا، فتح القدير ١٨٩/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

گونگا شخص ایجاب وقبول کیسے کرے؟

جو گونگا شخص لکھنا پڑھنا جانتا ہو وہ تحریر کے ذریعہ ایجاب یا قبول کرے گا، اور جو لکھنے پڑھنے سے واقف نہ ہو تو اگر وہ کوئی نکاح کے لئے اشارہ سمجھتا ہو تو وہی اشارہ اُس کی طرف سے

ایجاب یا قبول سمجھا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۷۹/۱۶-۸۰ میرٹھ)

ففي كافي الحاكم الشهيد ما نصه: فإن كان الأخرس لا يكتب، وكان له إشارة تعرف في طلاقه ونكاحه وشرائه وبيعه فهو جائز، وإن كان لم يعرف ذٰلك منه أو شك فهو باطل، فقد رتب جواز الإشارة علىٰ عجزه عن الكتابة، فيفيد أنه إن كان يحسن الكتابة لا تجوز إشارته. (شامي / كتاب النكاح ٨٩/٤ زكريا، ٥٨٤/٢ بيروت، ٢١/٣-٢٢ كراچی)

ينعقد بالإشارة من الأخرس إذا كانت إشارته معلومة. (بدائع الصنائع ٤٨٨/٢ زكريا، فتح القدير ١٩٠/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفقه الإسلامي والقضايا معاصرة ٩٩/٨)

ایجاب وقبول ایک مجلس میں ہونا شرط ہے

نکاح کی صحت کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول دونوں ایک ہی مجلس میں واقع ہوں، اگر مجلس بدل جائے گی تو وہ ایجاب وقبول معتبر نہ ہوں گے (مثلاً گھر میں ایجاب ہوگیا اور مسجد میں جا کر قبول کیا، یا اِیجاب کر کے ایک فریق مجلس سے اُٹھ کر چلا گیا، پھر دوسرے نے قبول کیا تو یہ عقد صحیح نہ ہوا)

ومن شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس لو حاضرين وإن طال.

(الدر المختار ٧٦/٤ زكريا، الفقه الإسلامي وأدلته ٦٢/٧، البحر الرائق ١٤٨/٣، بدائع الصنائع ٤٩٠/٢)

فلو اختلف المجلس لم ينعقد، فلو أوجب أحدهما فقام الأخر أو اشتغل بعمل بطل الإيجاب. (شامي ٦٥/٤ بيروت، ٧٦/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٩/١)

راستہ چلتے ہوئے ایجاب وقبول

اگر راستہ میں چلتے ہوئے ایجاب وقبول کیا جائے، تو یہ اِیجاب وقبول غیر معتبر ہوگا، اور نکاح منعقد نہ ہوگا۔ (کیوں کہ یہاں اتحادِ مکان کی شرط مفقود ہے)

ولو عقدا وهما يمشيان أو يسيران على الدابة لا يجوز. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٧٦/٤ زكريا)

چلتی ہوئی موٹرسائیکل پر ایجاب وقبول

اگر چلتی ہوئی موٹر سائیکل پر اِیجاب وقبول کیا جائے تو وہ معتبر نہ ہوگا۔ (کیوں کہ یہ سواری حکماً چوپایہ کی سواری کے درجہ میں ہے، اور فقہاء نے چلتے ہوئے چوپائے پر اِیجاب وقبول کرنے کو غیرمعتبر مانا ہے)

ولو عقدا وهما يمشيان أو يسيران على الدابة لا يجوز. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٧٦/٤ زكريا)

کشتی میں اِیجاب وقبول

چلتی ہوئی کشتی میں اِیجاب وقبول کیا جائے تو نکاح منعقد ہوجائے گا۔ (کیوں کہ کشتی مکانِ واحد کے درجہ میں ہے)

وإن كان علىٰ سفينة سائرة جاز أهـ، أي لأن السفينة في حكم مكان واحد. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٧٦/٤ زكريا)

چلتی ہوئی ٹرین میں اِیجاب وقبول

چلتی ہوئی ٹرین میں اِیجاب وقبول شرعاً معتبر ہے، اِس کا حکم بھی چلتی ہوئی کشتی کے مانند ہے۔

وإن كان علىٰ سفينة سائرة جاز أهـ، أي لأن السفينة في حكم مكان واحد. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٧٦/٤ زكريا)

ہوائی جہاز میں اِیجاب وقبول

ہوائی جہاز میں اگر مجلس نکاح منعقد کی جائے، اور گواہوں کے سامنے اِیجاب وقبول پایا جائے، تو بلاشبہ نکاح منعقد ہوجائے گا۔ (کیوں کہ ہوائی جہاز مکانِ واحد کے درجہ میں ہے)

وإن کـان عـلیٰ سفينة سائرة جـاز أهـ، أي لأن السفينة في حكم مكان واحد. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/٧٦ زكريا)

کار یا بس میں اِیجاب وقبول

اگر چلتی ہوئی کار یا بس میں اِس طرح اِیجاب وقبول کیا کہ گواہوں نے پوری طرح اُسے سن لیا اور کوئی شبہ نہ رہا، تو یہ اِیجاب وقبول بھی معتبر ہو جائے گا، اور نکاح کو منعقد مانا جائے گا۔

وإن کـان عـلیٰ سفينة سائرة جـاز أهـ، أي لأن السفينة في حكم مكان واحد. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/٧٦ زكريا)

اِیجاب وقبول میں موافقت شرط ہے

یہ بھی شرط ہے کہ قبول کے الفاظ ایجاب کے موافق ہوں، یعنی ایجاب میں جس کے ساتھ اور جتنے مہر پر نکاح کی بات ہے، قبول کرتے ہوئے اُسی کو منظور کیا جائے، اُس میں ایسی مخالفت نہ ہو کہ ایجاب کا منشاء فوت ہو جائے۔

وأن لا يـخـالف الإيـجـاب القبول كقبلت النكاح لا المهر. (الدر المختار ٤/٧٦ زكريا، البحر الرائق ٣/١٥٢ زكريا، الفتاویٰ الهندية ١/٢٦٩ زكريا)

مجلسِ عقد میں قبول شرط ہے

ایجاب کے بعد جب تک مجلس برقرار ہے، اُس وقت تک فریق ثانی کو اُسے قبول کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے؛ لیکن مجلس سے کسی ایک کے اٹھتے ہی ایجاب باطل ہو جائے گا، اب قبول کرنے سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔

وأمـا الـفور فليس من شرائط الانعقاد عندنا. (بـدائع الصنائع ٢/٤٩٠، الفتاویٰ الهندية ١/٢٦٩ قديم زكريا)

ومن شرائط الإيجاب والقبول: اتحاد المجلس لو حاضرين وإن طال. (الدر المختار) وتحته في الشامية: فلو اختلف المجلس لم ينعقد، فلو أوجب أحدهما فقال الآخر أو اشتغل بعمل آخر بطل الإيجاب. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/٧٦ زكريا)

عاقدین کا ایک دوسرے سے ایجاب یا قبول سننا

ایجاب وقبول کا عاقدین کو ایک دوسرے سے سننا شرط ہے، اگر سماع کے بغیر قبول ہوا تو عقد معتبر نہ ہوگا۔

وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الأخر ليتحقق رضاهما. (الدر المختار ٣/٧٢ بيروت، ٤/٨٦ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ١/٢٦٧ زكريا، فتح القدير ٣/١٨٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٣٨ رقم: ٥٤٥٧ زكريا)

ایجاب وقبول گواہوں کی موجودگی میں ہی معتبر ہے

ایجاب وقبول صحیح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ کم از کم دو گواہوں کے سامنے کیا جائے، جو دونوں بیک وقت بیک مجلس ایک ساتھ ایجاب وقبول کو سننے والے ہوں۔

وشرط حضور شاهدين الخ، سامعين قولهما معًا على الأصح. (الدر المختار ٣/٧٥ بيروت، ٤/٨٧ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ١/٢٦٨ زكريا، بدائع الصنائع ٢/٥٢٧ زكريا، فتح القدير ٣/١٩٠ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٣٧-٣٨ رقم: ٥٤٥٥ زكريا)

کیا تین مرتبہ قبول کرنا ضروری ہے؟

نکاح منعقد ہونے کے لئے ایک مرتبہ قبول کرنا کافی ہے، تین مرتبہ کا التزام کہیں ثابت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۶۹ میرٹھ)

وينعقد ملتبسًا بإيجاب من أحدهما وقبول من الأخر. (الدر المختار ٤/٥٩-

٦٠ بيروت، ٦٨/٤-٦٩ زكريا)

ينعقد بإيجاب وقبول. (البحر الرائق ١٤٥/٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٠/١ زكريا، شامي ٦٨/٤-٦٩ زكريا، ٩/٣، موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا معاصرة ٦٢/٨، الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٨٠/٢)

کیا نکاح کا اندراج رجسٹر میں ضروری ہے؟

نکاح شرعاً دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول سے منعقد ہوجاتا ہے، اِس کی تفصیلات رجسٹر میں درج کرنا نکاح کی صحت کے لئے لازم نہیں؛ البتہ ریکارڈ کی خاطر یا آئندہ کی ضرورتوں کو پیشِ نظر رکھ کر اگر رجسٹر بھرلیا جائے اور دستخط کرالئے جائیں تو شرعاً منع بھی نہیں ہے، مگر اسے لازم نہ سمجھا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵۲/۱۶-۱۵۳ میرٹھ)

وينعقد النكاح بإيجاب وقبولٍ وشرط حضور شاهدين حرين ......الخ، مسلمين لنكاح مسلمة. (شامي ٦٨/٤-٩٢ زكريا، ٩/٣-٢٣ كراچی، مجمع الأنهر ٤٦٧/١-٤٧٢)

وينعقد بإيجاب وقبول وضعًا للمضي أو أحدهما عند حرين أو حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين. (البحر الرائق ٨١/٣-٨٧ كوئٹه)

کیا عقدِ نکاح کے وقت شوہر کو کلمہ پڑھانا ضروری ہے؟

بعض علاقوں میں رواج ہے کہ نکاح سے پہلے شوہر سے کلمہ پڑھواتے ہیں، تو شرعاً اِس کی کوئی اصل نہیں ہے، جو شخص پہلے سے مسلمان ہو اُس کے نکاح کے صحیح ہونے کے لئے کلمہ پڑھانا کوئی شرط نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۸۳/۱۶ میرٹھ)

ينعقد بإيجاب وقبول. (البحر الرائق ١٤٥/٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٠/١ زكريا، شامي ٦٨/٤-٦٩ زكريا، ٩/٣، موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا معاصرة ٦٢/٨، الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٨٠/٢)

ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ نکاح

ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ براہِ راست نکاح درست نہیں ہے، اگر چہ دونوں کی

تصویریں آمنے سامنے نظر آ رہی ہوں، اور دونوں طرف گواہ موجود ہوں، پھر بھی یہ نکاح درست نہ ہوگا؛ اِس لئے کہ ایجاب وقبول اور گواہوں کے ایک مجلس میں حقیقی طور پر پائے جانے کی شرط مفقود ہے۔ (کتاب الفتاویٰ ۴/۳۰۶)

وشرط حضور شاهدين الخ، سامعين قولهما معًا على الأصح. (الدر المختار ۷۵/۳ بيروت، ۸۷/٤-۹۱ زكريا، ۲۱/۳-۲۲ كراچی)

الشهادة وهي حضور الشهود ...... ومنها: سماع الشاهدين كلام المتعاقدين. (بدائع الصنائع ۵۲۲/۲-۵۲۷ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۳۷/٤ رقم: ٥٤٥٥، المحيط البرهاني ۳٦/٤ رقم: ٥٣٦٠)

متبادل صورت:- ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے نکاح کے بجائے متبادل آسان شکل یہ ہے کہ زوجین میں سے کوئی ایک دوسرے کو اپنے نکاح کا وکیل بنادے، اور وکیل بنانے کے لئے ٹیلی فون سے بات کرنا بھی کافی ہے، اس کے لئے گواہی شرط نہیں، پھر وہ لڑکا یا لڑکی اُسی مجلس میں دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے فلاں سے اپنا نکاح کرلیا، تو یہ نکاح منعقد ہوجائے گا، بشرطیکہ گواہ یہ جانتے ہوں کہ کس سے نکاح ہو رہا ہے؟ نیز یہ صورت بھی اپنائی جاسکتی ہے کہ لڑکا یا لڑکی کے علاوہ مجلس میں موجود کسی اور شخص کو نکاح کا وکیل بنادیا جائے اور وہ مجلس میں دو گواہوں کے سامنے ایجاب کرے اور پھر لڑکا یا لڑکی اسے قبول کرے، تو بھی نکاح درست ہوجائے گا۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲۵/۱۶ میرٹھ، مسائل بہشتی زیور، خلاصۃ الفتاویٰ ۱۵/۲، حاشیہ محقق ومدلل جدید مسائل ۴۸۴)

امرأة وكلت رجلاً ليزوجها من نفسه، فقال الوكيل: بحضرة الشهود تزوجت فلانة ولم يعرف الشهود فلانةً لا يجوز النكاح ما لم يذكر اسمها أو اسم أبيها. (الفتاوىٰ الهندية ۲٦۸/۱، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ۳۲/٤ رقم: ٥٤۳۹ زكريا، المحيط البرهاني ۲٤/٤ رقم: ۳٥۲٤)

کورٹ میرج کا حکم

سرکاری عدالت میں غیر مسلم لوگوں کے سامنے جو نکاح کی کاغذی کارروائی کی جاتی ہے

وہ شرعاً معتبر نہیں ہے، جب تک کہ دو مسلمان گواہوں کے سامنے زبانی ایجاب وقبول نہیں پایا جائے گا، کورٹ میرج کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

وشرط حضور شاهدين حرين الخ، مسلمين لنكاح مسلمةٍ. (الدر المختار ٨٧/٤-٩٢ زكريا، ٢١/٣-٢٣ كراچی، ٧٣/٤-٧٥ بيروت، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦/٤-٣٧ رقم: ٥٤٥٤ زكريا، بدائع الصنائع ٥٢٢/٢-٥٢٤ زكريا)

خفیہ نکاح کے بعد عمومی مجلس میں تجدید نکاح

گھر والوں کو اعتماد میں لئے بغیر عاقل بالغ زوجین نے دو گواہوں کے سامنے خاموشی سے نکاح کرلیا، بعد میں گھر والوں کو راضی کرکے باقاعدہ عمومی مجلس میں دستور کے موافق نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو شرعاً ایسا کرنا منع نہیں ہے۔

لیکن اصل نکاح پہلا ہی کہلائے گا، دوسرا نکاح محض رسمی کارروائی سمجھی جائے گی، اور مہر کے بارے میں یہ تفصیل ہوگی کہ اگر پہلی ہی مہر پر نکاح ہوا ہے تو (راجح قول کے مطابق) ایک ہی مہر واجب رہے گی، اور اگر پہلے مہر سے بڑھا کر دوسرا نکاح ہوا ہے تو اِضافہ شدہ رقم بھی اصل مہر میں شامل ہوکر واجب ہوگی، یہی قولِ ظاہر ہے۔

وفي الكافي: جدد النكاح بزيادة ألف لزمه ألفان على الظاهر (الدر المختار) وفي الشامي: حاصل عبارة الكافي: تزوجها في السر بألف ثم في العلانية بألفين ظاهر المنصوص في الأصل أنه يلزم عنده الألفان، ويكون زيادة في المهر، وعند أبي يوسفؒ المهر هو الأول؛ لأن العقد الثاني لغو فيلغو ما فيه، وعند الإمام أن الثاني وإن لغا لا يلغو ما فيه من الزيادة الخ. أقول: بقي ما إذا جدد بمثل المهر الأول ومقتضى ما مر من القول باعتبار تغيير الأول إلى الثاني أنه لا يجب بالثاني شيء هنا، إذ لا زيادة فيه وعلى القول الثاني يجب المهران. تنبيه: في القنية: جدد للحلال نكاحًا بمهر يلزم إن جدده لأجل

الزيادة لا احتياطًا أي لو جدده لأجل الاحتياط لا تلزمه الزيادة بلا نزاع. (الدر المختار مع الشامي ٢٤٧/٤-٢٤٨ زكريا، ١١٢/٣- ١١٣ كراچی، البحر الرائق ١٤٩/٣ كوئٹه)

مذاق میں ایجاب وقبول کرنا

اگر زوجین نے مذاق میں گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیا، تو بھی یہ نکاح منعقد ہوجائے گا؛ اِس لئے کہ نکاح میں مذاق اور سنجیدگی کا حکم یکساں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث جدهن جد وهزلهن جد: النكاح والطلاق والرجعة. (سنن الترمذي، أبواب الطلاق / باب ما جاء في الجد والهزل في الطلاق ٢٢٥/١ حديث: ١١٨٤، سنن أبي داؤد ٢٩٨/١ حديث: ٢١٩٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، سنن ابن ماجة ص:١٤٧ حديث: ٢٠٣٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال: إن النكاح جده ولعبه سواء. (إعلاء السنن ١٣٣/١١ كراچی، ١٥٣/١١ بيروت، فيض القدير ٢٧٨٠/٦ رقم: ٣٤٥١ نزار مصطفى الباز مكة المكرمة)

قال محمد: قال أبو حنيفة في نكاح اللعب والهزل: أنه جائز كما يجوز نكاح الجد. (إعلاء السنن ١٣٣/١١ كراچی، ١٥٢/١١ بيروت، وأخرج محمد في الحج: ٢٨٧)

ينعقد النكاح من الهازل. (فتح القدير ١٩٠/٣ زكريا)

نوٹ:- اِسی طرح اگر کسی ڈرامے وغیرہ میں غیر شادی شدہ عورت نے فرضی طور پر منکوحہ بن کر نکاح کو قبول کرلیا تو یہ نکاح بھی شرعاً منعقد ہوجائے گا، جب کہ کوئی اور مانع موجود نہ ہو۔ (مرتب)

جھوٹے اقرار سے نکاح؟

اگر کسی مرد وعورت کے درمیان باقاعدہ نکاح نہیں ہوا تھا؛ لیکن بعد میں اُن دونوں نے

ایک دوسرے کے میاں بیوی ہونے کا جھوٹا اِقرار کرلیا، تو محض اِس اِقرار سے نکاح منعقد نہ ہوگا؛ (البتہ اگر عقد نکاح کے لئے مجلس منعقد ہو، اور گواہوں کے سامنے شوہر یہ کہے کہ ''میں اِس کا شوہر ہوں اور یہ میری بیوی ہے''۔ اور بیوی یہ کہے کہ ''میں اِس کی بیوی ہوں اور یہ میرا شوہر ہے''، تو اِن دونوں کے اِقرار کو انشاء کے درجہ میں رکھ کر نکاح کے انعقاد کا حکم دیا جائے گا)

ولا بالإقرار على المختار، خلاصة، كقوله: هي امرأتي؛ لأن الإقرار إظهار لما هو ثابت وليس بانشاء. وقيل: إن كان بمحضر من الشهود صح، كما يصح بلفظ الجعل، وجُعل الإقرار إنشاءً وهو الأصح، ذخيرة. (الدر المختار)

قال في الفتح: قال قاضي خان: وينبغي أن يكون الجواب على التفصيل، إن أقرّا بعقد ماضٍ ولم يكن بينهما عقد لا يكون نكاحًا. وإن أقر الرجل أنه زوجها، وهي أنها زوجته يكون إنكاحًا، ويتضمن إقرارهما الإنشاء، بخلاف إقرارهما بماضٍ؛ لأنه كذبٌ. (رد المحتار مع الدر / كتاب النكاح ٤/٧٤-٧٥ زكريا)

''اِن شاء اللہ'' کے ساتھ انعقادِ نکاح کا حکم

ایک شخص نے مجلس نکاح میں یہ کہا کہ ''میں نے اپنی بیٹی کو اِن شاء اللہ فلاں کے نکاح میں دیا''، اور لڑکے نے اُسی مجلس میں کہا ''اِن شاء اللہ میں نے قبول کیا''، تو اِس طرح اِن شاء اللہ کے ساتھ ایجاب وقبول کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا؛ اِس لئے کہ اِن شاء اللہ کے لفظ کے ساتھ عقد کا تحقق نہیں ہوتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۷/۶۲)

وينعقد بإيجاب وقبول وضعًا للمضي؛ لأن الماضي دل على التحقيق. (الدر المختار) **وقوله على التحقيق: أي تحقيق وقوع الحديث، وظاهره أن لا تحقيق مع الاستثناء.** (شامي ٢/٦١)

كل ما يختص باللسان يبطله الاستثناء. (شامي ٤/٦٢٣ زكريا)

ہندوستان میں رائج مجالسِ نکاح کی صورت

برصغیر (ہندو پاک) میں نکاح کا جو طریقہ رائج ہے اُس میں شوہر مجلس نکاح میں بذاتِ

خود حاضر ہوتا ہے، اور لڑکی کی طرف سے وکیل موجود ہوتا ہے، اور قاضی دراصل لڑکی کا وکیل ہوتا ہے، چناں چہ وہ لڑکی کی طرف سے ایجاب کرتے ہوئے لڑکے سے کہتا ہے کہ ''میں نے فلاں لڑکی بنت فلاں کا نکاح تمہارے ساتھ اتنے مہر کے عوض کر دیا'' جسے لڑکا قبول کرتا ہے، پس اِس طریقہ میں لڑکی کی طرف سے وکالۃً اور لڑکے کی طرف سے اِصالۃً نکاح منعقد ہو جاتا ہے، اور یہ نکاح کا بہتر اور متداول طریقہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۴۱ میرٹھ)

فإن استأذنها هو أي الولي وهو السنة (الدر المختار) بأن يقول لها قبل النكاح فلان يخطبك أو يذكرك فسكتت. (شامي ١٥٩/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٤٩٠/١)

لڑکی سے اجازت لینے کون جائے؟

نکاح میں لڑکی سے اجازت لینے اُنہیں رشتہ داروں کو جانا چاہئے جو لڑکی کے محرم ہوں، نامحرم رشتہ داروں کے لئے اجازت کے لئے جانا صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ اِس سے بے پردگی ہوتی ہے۔ (گو کہ اجازت ووکالت درست ہو جاتی ہے) (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۴۱ میرٹھ، کتاب الفتاویٰ ۴/۲۹۹)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال؛ لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (شامي ٧٩/٢ زكريا)

إن وجه الحرة عندنا ليس بعورةٍ، فلا يجب ستره، ويجوز النظر من الأجنبي إليه إن أمن الشهوة مطلقًا، وإلا فيحرم وقال القهستاني: منع النظر من الشابة في زماننا ولو لا شهوة. (روح المعاني ١٢٨/٢٢ زكريا)

ضروری نوٹ :- بعض خاندانوں میں دیکھا گیا ہے کہ پوری برادری کا ایک ہی وکیل ہوتا ہے، وہی ہر نکاح میں لڑکی سے اجازت لے کر آتا ہے، خواہ لڑکی اُس کی محرم ہو یا نہ ہو، تو یہ طریقہ اِسلامی غیرت کے خلاف اور قابلِ ترک ہے۔

کیا لڑکی سے اجازت لیتے وقت گواہوں کی موجودگی شرط ہے؟

جس وقت وکیل لڑکی سے اجازت لینے جائے تو اُس کے ساتھ گواہوں کو جانا ضروری

نہیں ہے، یعنی وکالت کی درستگی کے لئے گواہوں کی موجودگی شرط نہیں (لیکن اگر احتیاطاً ساتھ لے جائیں تو منع بھی نہیں، مگر یہ سب لوگ لڑکی کے محرم ہونے چاہئیں)۔

أما الشهادة على التوكيل بالنكاح فليست بشرط لصحته، كما قدمناه عن البحر. وإنما فائدتها الإثبات عند جحود التوكيل. (شامي ٧٣/٤ بيروت، ٢٢١/٤-٢٢٢ زكريا، الفقه الإسلامي وأدلته ٢١٩/٧، البحر الرائق ١٤٦/٣ زكريا، فتح القدير ٣٠١/٣)

يصح التوكيل بالنكاح وإن لم يحضره الشهود. (الفتاوىٰ الهندية ٢٩٤/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل السادس عشر في الوكالة بالنكاح ١٤٦/٤ رقم: ٥٧٨٠ زكريا)

بالغہ لڑکی کی طرف سے ماں کا اجازت دینا اور سہیلی کا انگوٹھا لگانا

اگر کنواری لڑکی کے سامنے وکیل نے نکاح کا تذکرہ کیا، اور وہ خاموش رہی، پھر اُس کی طرف سے کسی سہیلی نے رجسٹر پر انگوٹھا لگادیا، یا ماں نے اجازت دے دی، تو یہ اجازت کافی ہے، اور اِس کی بنیاد پر نکاح درست اور منعقد ہوجائے گا۔ اور اگر اِجازت سے قبل ہی لڑکی کا عقد کردیا گیا تو اگر بعد میں اُس نے اُس نکاح پر قولاً یا فعلاً رضامندی ظاہر کردی تو نکاح نافذ ہوجائے گا، اور اگر اُس سے بالکل اجازت ہی نہیں لی گئی، یا اُس نے بعد میں رضامندی اور قبولیت کا اظہار نہ کیا، تو محض سہیلی کے اَنگوٹھا لگانے اور ماں کی اِجازت دینے سے اُس کا نکاح درست نہ ہوگا۔

ومنها رضا المرأة إذا كانت بالغة بكرًا كانت أو ثيبةً. (الفتاوىٰ الهندية ٢٦٩/١)

وتثبت الإجازة بنكاح الفضولي بالقول والفعل. كذا في البحر الرائق. (الفتاوىٰ الهندية ٢٩٩/١، شامي ١٤/٣ كراچی، الهداية ٢١٣/٢ ملتان)

لا يجوز نكاح أحد علىٰ بالغةٍ صحيحة العقل من أبٍ أو سلطانٍ بغير إذنها بكرًا كانت أو ثيبًا، فإن فعل ذٰلك فالنكاح موقوفٌ على إجازتها، فإن إجازته جاز وإن ردته بطل. (الفتاوىٰ الهندية ٢٨٧/١ زكريا)

قوله: يستحق رضاها أي يصدر ما من شانه أن يدل على الرضاء، إذ حقيقة الرضاء غير مشروط في النكاح لصحته مع الإكراه والهزل. (شامي ۲۱/۳ کراچی)

کنواری لڑکی کا اجازت کے وقت خاموش رہنا

اگر ولی بالغہ لڑکی سے نکاح کی اجازت لینے جائے اورلڑکی خاموش رہے تو اُس کا خاموش رہنا ہی اجازت سمجھا جائے گا۔

فإن استأذنها هو الولي وهو السنة أو وكيله أو رسوله أو زوجها وليها وأخبرها رسوله أو فضولي عدل فسكتت الخ، فهو إذن. (الدر المختار ۱۵۹/۴-۱۶۰ زكريا، البحر الرائق ۱۱۱/۳ كوئٹه، مجمع الأنهر ۴۹۰/۱، الفتاوىٰ الهندية ۲۸۷/۱)

وإن استأذنها الوليّ فسكتت أو ضحكت أو زوجها فبلغها الخبر فسكتت فهو إذن. (البحر الرائق ۱۱۱/۳ كوئٹه)

فإن استأذن الولي البكر البالغة فسكتت أي البكر البالغة أو ضحكت بلا استهزاء، فلو ضحكت مستهزئة لم يكن إذنًا. (مجمع الأنهر ۴۹۰/۱)

لو ضحكت البكر عند الاستئمار أو بعدما بلغها الخبر فهو رضا.

(الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ۲۸۷/۱ قديم زكريا)

اِجازت کے وقت لڑکی کا مسکرانا

اگر اِجازت کے وقت لڑکی مسکرائی تو یہ مسکراہٹ بھی اجازت کی دلیل سمجھی جائے گی۔

أو ضحكت غير مستهزئة أو تبسمت الخ، فهو إذن. (الدر المختار ۱۶۰/۴ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۲۸۷/۱، الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۲۰/۴ رقم: ۵۶۹۸ زكريا، مجمع الأنهر ۴۹۱/۱، البحر الرائق ۱۱۲/۳ كوئٹه)

اِجازت کے وقت کنواری لڑکی کا سسک سسک کر رونا

اگر ولی کے اِجازت لیتے وقت بلا آواز کے سسک سسک کر روئے تو یہ بھی اِجازت سمجھی

جائے گی (اور یہ رونا رخصتی کے غم کی بنا پر محمول ہوگا)

أو بكت بلا صوتٍ الخ، فهو إذن. (الدر المختار ١٦٠/٤-١٦١ زكريا، مجمع الأنهر ٤٩٠/١، البحر الرائق ١١٣/٣ كوئٹه)

الصحيح أن البكاء إذا كان بخروج الدمع من غير صوت يكون رضا. (الفتاوىٰ الهندية ٢٨٧/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٢٠/٤ رقم: ٥٦٩٩ زكريا)

اِجازت کے وقت لڑکی کا چیخ پکار مچانا

اگر اِجازت لیتے وقت لڑکی زور زور سے روتے ہوئے چیخنے لگے، تو اُسے اِجازت پر محمول نہ کیا جائے گا، بلکہ یہ موقوف رہے گا، جب تک کہ وہ صراحۃً اِجازت نہ دے یا رد نہ کردے، یا رجسٹر پر دستخط نہ کردے، اُس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔

فلو بصوت لم يكن إذنًا ولا ردًا حتى لو رضيت بعده انعقد. (الدر المختار ١٦٠/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٧/١، الدر المنتقى ٤٩١/١)

وإن كان بصوتٍ فليس بإذن؛ لأنه دليل السخط والكراهة غالبًا؛ لكن في المعراج البكاء، وإن كان دليل السخط؛ لكنه ليس برد حتى لو رضيت بعده فينفذ الفقه. (البحر الرائق ١١٣/٣ كوئٹه، مجمع الأنهر ٤٩١/١)

نکاح کے رجسٹر پر دستخط اِجازت کی دلیل ہے

نکاح کے رجسٹر پر لڑکی کا دستخط کردینا صراحۃً اِجازت کی دلیل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵۳۳/۱۱ ڈابھیل)

ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب. (شامي زكريا ٧٣/٤، كراچی ١٢/٣، الموسوعة الفقهية ٣٢/٣ كويت، فتح القدير ١٨٩/٣، المحيط البرهاني ٨٣/٤)

ويصح النكاح بالوكالة والرسالة والكتابة؛ لأنه عقد ينعقد بالرضا. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٢٦/٤ رقم: ٥٧٢٢ زكريا)

بیوہ یا مطلقہ کے نکاح میں صراحۃً اِجازت لازم ہے

اگر کسی بیوہ یا مطلقہ کا نکاح کیا جارہا ہے تو بہرصورت اِجازت لیتے وقت اُس کی طرف سے صراحۃً رضامندی لازم ہے، اُس کی خاموشی کو رضامندی نہیں سمجھا جائے گا۔

بل لا بد من القول كالثيب البالغة. (تنوير الأبصار ١٦٤/٤ زكريا، الدر المنتقى ٤٩٢/١، البحر الرائق ١١٥/٣ كوئٹه، بدائع الصنائع ٥٠٦/٢)

نکاح کے وقت لڑکی کے والد کا نام لینا

نکاح کے وقت لڑکی کے ساتھ اُس کے والد کا نام لینا بہتر ہے؛ تاکہ گواہوں کے سامنے لڑکی کا اچھی طرح تعارف ہوجائے؛ لیکن اگر گواہ لڑکی کو پہچانتے ہوں تو باپ کا نام لئے بغیر بھی نکاح درست ہوجائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵۰۳/۱۰ اشرفی، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲۱/۷)

الحاصل أن الغائبة لا بد من ذكر اسمها واسم أبيها وجدها، وإن كانت معروفة عند الشهداء علىٰ قول ابن الفضل وعلىٰ قول غيره، يكفي ذكر اسمها إن كانت معروفة عندهم وإلا فلا، وبه جزم صاحب الهداية في التجنيس، وقال: لأن المقصود من التسمية التعريف وقد حصل. (شامي / كتاب النكاح ٩٠/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٦٨/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٠٥/٢ كراچی، ٣٢/٤ رقم: ٥٤٣٨ زكريا، البحر الرائق ١٥٠/٣ زكريا، قاضي خان على الهندية ٣٢٤/١)

نکاح پڑھاتے وقت غلطی سے لڑکی کے باپ کا نام بدل گیا

مجلس نکاح میں لڑکی حاضر نہ تھی اور وکیل یا قاضی نے لڑکی کے باپ کے نام میں غلطی کرکے ایجاب کیا (مثلاً لڑکی سعیدہ کے باپ کا نام عبداللہ تھا؛ لیکن وکیل یا قاضی نے سعیدہ بنت عبدالرحمٰن کہہ دیا) پھر اُسی پر شوہر نے قبول کرلیا، تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا؛ کیوں کہ باپ کے نام میں غلطی کی وجہ سے لڑکی مجہول ہوگئی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۱۶/۷، فتاویٰ محمودیہ ۵۰۵/۱۰ ڈابھیل)

غـلط وكيلها في اسم أبيها بغير حضورها، لم يصح للجهالة. (الدر المختار مـع الشـامي ٢٦/٣ كراچی، ٩٦/٤ زكريا، البحر الرائق ١٥٠/٣ كوئٹه، الدر المنتقى على هامش المجمع الأنهر ٣٢٢/١ دار الكتب العلمية بيروت)

والـظاهـر أن فـي مسـألتنا لا يصح عند الكل؛ لأن ذكر الإسم وحده لا يـصـرفهـا عـن المراد إلىٰ غيره، بخلاف ذكر الإسم منسوبًا إلىٰ أب آخر؛ فإن فـاطـمة بـنت أحمد لا تصدق علىٰ فاطمة بنت محمد، تأمل. (شـامي ٩٧/٤ زكريا، البحر الرائق ١٥٠/٣ زكريا، قاضي خان على الهندية ٣٢٤/١)

نوٹ:- لیکن اگر لڑکی بذاتِ خود مجلس نکاح میں موجود ہو اور قاضی اُس کی طرف اشارہ کرکے ایجاب کرے، تو اگر اُس وقت لڑکی کے نام میں یا اُس کے باپ کے نام میں غلطی بھی ہوجائے، پھر بھی نکاح منعقد ہوجاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۶۳/۱۶ میرٹھ)

وكـذا لـو غـلـط في إسم بنته إلا إذا كانت حاضرةً، وأشار إليها فيصح. (الدر المختار ٩٧/٤ زكريا، ٢٦/٣ كراچی)

جو لڑکی دوناموں سے مشہور ہو تو نکاح کے وقت کونسا نام لیا جائے؟

اگر کوئی لڑکی دوناموں سے موسوم ومعروف ہو، تو بہتر ہے کہ نکاح کے وقت اس کے دونوں نام ذکر کئے جائیں، اور اگر صرف وہ نام ذکر کیا جس سے وہ زیادہ معروف ہو تو بھی نکاح درست ہوجائے گا۔

جـارية سـميـت فـي صـغـرها باسم فلما كبرت سميته باسم آخر، قال: تـزوج بـاسـمها الآخر، إذا صارت معروفة باسمها الأخر، والأصح عندي: أن يجمع بين الإسمين. (الفتاویٰ الهندية ٢٦٩/١)

جـارية لهـا اسم سميت به في صغرها فلما كبرت سميت بإسم آخر، تزوج بـإسـمهـا الآخـر إن صارت معروفة بهٰذا الإسم. وفي الظهيرية: قال رضي اللّٰه عنه: والأصح عندي يجمع بين الاسمين. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٣/٤ رقم: ٥٤٤٣ زكريا)

ولو كان للمرأة إسمان تزوج لما عرفت به، وفي الظهيرية: والأصح عندی بين الإسمين. (البحر الرائق ۱۵۰/۳ زکریا)

بالغہ لڑکی کا نام اَدل بدل ہوگیا

اگر دو بہنیں بالغہ تھیں اور اُن کا نکاح دو الگ الگ لڑکوں سے طے شدہ تھا، پھر ہر ایک بہن سے اُس کے طے شدہ رشتہ کے موافق نکاح کی اجازت لی گئی؛ لیکن مجلس نکاح میں قاضی نے غلطی سے نام اَدل بدل کردیا تو یہ نکاح نافذ نہیں ہوا؛ بلکہ نکاح فضولی کے درجہ میں ہوکر موقوف ہوگیا؛ اِس لئے کہ لڑکی نے جس لڑکے سے نکاح کی اجازت دی تھی، اُس سے نکاح نہیں کرایا گیا؛ بلکہ دوسرے سے کرایا گیا، جس کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ تو اَب درج ذیل صورتیں پیش آسکتی ہیں، ہر ایک صورت کی تفصیل اور حکم ذیل میں تحریر ہے:

الف:- اگر رخصتی سے قبل اِس غلطی کا علم ہوگیا تو دونوں لڑکیوں سے اِس نکاح کو صراحۃً رد کرادیا جائے، اور اُس کے بعد اَز سرِ نو صحیح رشتوں کے موافق نکاح پڑھادیا جائے۔

ب:- اگر ایجاب وقبول کے وقت لئے گئے ناموں کے اعتبار سے رخصتی ہوئی ہے، تو یہ لڑکی کی طرف سے نکاح سابق پر عملاً رضامندی کی دلیل ہوگا اور نکاح نافذ ہوجائے گا۔

ج:- اگر رخصتی ایجاب وقبول کے موافق نہیں؛ بلکہ پہلے سے طے شدہ رشتہ کے موافق ہوئی تو یہ رخصتی درست نہیں ہوئی، اِس لئے لازم ہے کہ دونوں میں فوراً تفریق کرائی جائے اور پھر از سرِ نو نکاح کرایا جائے، اُس کے بعد ہی رخصتی اور خلوت ہو، اور بہر حال اُن پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۶۴/۱۶-۲۶۷ میرٹھ)

وكذٰلك (يجوز موقوفًا) لو زوج رجلٌ امرأة بغير رضاها أو رجلاً بغير رضاه وهٰذا عندنا، فإن كل عقد صدر من الفضولي وله مجيزٌ انعقد موقوفًا على الإجازة. (الهداية ۳۲۲/۲، الفتاویٰ الهندية ۲۹۹/۱)

وتحته في فتح القدير: فإذا أجاز من له الإجازة ثبت حكمه مستندًا إلى

العقد فسر المجيز في النهاية بقابل يقبل الإيجاب، سواء كان فضوليًا أو وكيلاً أو أصيلاً. (فتح القدير، كتاب النكاح / فصل في الوكالة بالنكاح ۲۹۷/۳ زكريا)

مجلس نکاح میں برقعہ پوش عورت کا نکاح

اگر مجلس نکاح میں عورت برقعہ پہن کر اور چہرہ چھپا کر حاضر ہو اور قاضی اُس عورت کی طرف اشارہ کر کے نکاح پڑھائے، تو یہ نکاح منعقد ہو جائے گا، بشرطیکہ گواہ اُس عورت کو اچھی طرح جانتے پہچانتے ہوں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۶/۷)

نوٹ :- تاہم احتیاط اس میں ہے کہ یا تو نکاح کے وقت عورت کا چہرہ کھلا رہے، یا اُس کے باپ یا دادا کا نام لیا جائے؛ تاکہ کوئی اشتباہ نہ رہے۔

ولا بد من تمييز المنكوحة عند الشاهدين لتنتفي الجهالة، فإن كانت حاضرة منتقبة كفى الإشارة إليها، والاحتياط كشف وجهها. (شامي ۳۷۴/۲، البحر الرائق ۱۵۸/۳ زكريا)

وإن كانت المرأة حاضرةً إلا أنها منتقبة لا يعرفها الشهود، فقال الزوج: "تزوجت هٰذه المرأة" وقالت المرأة: "تزوجت" جاز، وهو المختار خلافًا لما يقول نصير، والاحتياط أن ينكشف وجهها أو يذكر أبوها وجدها.

(الفتاویٰ التاتارخانية ۳۳/٤ رقم: ٥٤٤٢ زكريا)

وإن كانت حاضرة متنقبة ولا يعرفها الشهود فقال: "اشهدوا إني تزوجت هٰذه المرأة" فقالت المرأة: "زوجت نفسي منه" جاز، وهو المختار ......، فإذا أرادوا الاحتياط يكشف وجهها. (البحر الرائق ۲٤۱/۳ زكريا)

عورت کا تنہا مکان کے اندر سے گواہوں کے سامنے ایجاب کرنا

کوئی عورت کسی کمرے میں تنہا موجود ہو، وہ وہیں سے بآواز بلند ایجاب کرے اور لڑکا

دو گواہوں کے سامنے کمرے سے باہر رہ کر قبول کرلے، تو یہ نکاح منعقد ہوجائے گا، بشرطیکہ گواہوں نے آواز سے عورت کو پہچان لیا ہو اور ایجاب وقبول کے الفاظ اُسی مجلس میں سن لئے ہوں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۶/۷)

ولا بد من تمييز المنكوحة عند الشاهدين لتنتفي الجهالة، فإن كانت حاضرة منتقبة كفى الإشارة إليها، والاحتياط كشف وجهها فإن لم يروا شخصها وسمعوا كلامها من البيت إن كانت وحدها فيه جاز، ولو معها أخرىٰ فلا؛ لعدم زوال الجهالة. (شامي ٣٧٤/٢، البحر الرائق ١٥٧/٣ زكريا)

رجل قال لقوم "اشهدوا إنى قد تزوجت هذه المرأة التى فى هذا البيت" فقالت المرأة "قبلت" فسمع الشهود مقالتهما ولم يروا شخصها فإن كانت فى البيت وحدها جاز النكاح وإن كانت وحدها فى البيت امرأة أخرىٰ لايجوز. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٩/٤ رقم: ٥٤٦١ زكريا)

نابالغ بچے یا بچی کا نکاح

اگر لڑکی یا لڑکے کا نکاح نابالغی کی حالت میں کیا جائے، تو اُن کے نکاح کا طریقہ یہ ہے کہ ولی اُن کی طرف سے ایجاب وقبول کرے۔ نیز اگر باشعور نابالغ لڑکا یا لڑکی اپنے اولیاء کی اجازت سے یا اُن کی موجودگی میں ازخود ایجاب وقبول کرلیں، تو یہ بھی جائز ہے۔

وللولي إنكاح الصغير والصغيرة جبرًا. (الدر المختار مع الشامي ١٧٠/٤ زكريا، البحر الرائق ١١٨/٣، النهر الفائق ٢٠٨/٢ بيروت)

لو كان لها أب وجد وزوجت نفسها كذٰلك توقف؛ لأن له مجيزًا وقت العقد؛ لأن الأب والجد يملكان العقد بذٰلك. (شامي ١٩٨/٤ زكريا، فتح القدير ٣٠٩/٣ بيروت، البحر الرائق ١١٠/٣ كوئته)

صغيرة زوجت نفسها ولا ولي ولا حاكم ثمه توقف، ونفذ بإجازتها بعد

بلوغها؛ لأنه له مجيز وهو السلطان. (شامي ١٩٨/٤ زكريا)

فالمراد أن للولي إنكاح غير المكلفة جبرًا. (البحر الرائق ١١٨/٣ كوئٹه)

شرطِ محتمل پر نکاح کی تعلیق؟

نکاح میں تعلیق بالشرط جائز نہیں؛ لہٰذا اگر عاقدین میں سے کسی نے نکاح کو شرطِ محتمل (یعنی ایسی شرط جو فی الحال معدوم ہو اور مستقبل میں اُس کے وقوع کا احتمال ہو) پر معلق کیا۔ (مثلاً یوں کہا کہ اگر فلاں راضی ہوگا تو میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تم سے کردیا) اور اُس کے جواب میں مخاطب نے قبول کیا، تو تعلیق محتمل کی بنا پر یہ نکاح باطل شمار ہوگا۔

والنكاح لا يصح تعليقه بالشرط، كتزوجتك إن رضي أبي لم ينعقد النكاح لتعليقه بالخطر كما في العمادية وغيرها. وفي الشامية: قوله: لتعليقه بالخطر: ما يكون معدومًا يتوقع وجوده. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ١٥١/٤ زكريا)

یقینی شرط پر نکاح کا حکم

اور اگر عاقدین میں سے کسی نے نکاح کو ایسی شرط پر معلق کیا جس کا وجود یقینی ہو، یا مجلس عقد ہی میں وہ شرط پائی جائے، تو ایسی شرط کی وجہ سے نکاح باطل نہ ہوگا۔ مثلاً لڑکی کے ولی نے کہا کہ اگر میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کسی اور سے نہ کیا ہو تو تم سے کردیا، اور مخاطب نے قبول کیا، اور واقع میں لڑکی کا نکاح کسی اور سے نہیں ہوا ہے، تو یہ نکاح درست ہوگا؛ اِس لئے کہ اِس صورت میں شرط یقینی طور پر پائی جارہی ہے۔ اِسی طرح لڑکی نے اپنے باپ کی موجودگی میں کہا کہ اگر میرے والد راضی ہوں گے تو میں نے اپنی ذات تمہارے نکاح میں دی، اورلڑکے نے قبول کیا، اورلڑکی کے باپ نے اُسی مجلس میں رضامندی ظاہر کردی، تو یہ نکاح صحیح اور درست ہوگا۔

إلا أن يعلقه بشرط ماض كائن لا محالة فيكون تحقيقًا فينعقد في الحال، كأن خطب بنتً لابنه فقال أبوها: زوجتها قبلك من فلان فكذبه فقال:

إن لـم أكـن زوجتها لفلان فقد زوجتها لابنك فقبل، ثم علم كذبه انعقد لتعليقه بـمـوجـودٍ، وكـذا إذا وجد المعلق عليه في المجلس، كذا ذكره خواهر زاده وعـمـمـه الـمـصنف بحثًا لكن في النهر قبيل كتاب الصرف في مسألة التعليق بـرضـا الأب، والحق الإطلاق فليتأمل المفتي. وفي الشامية: قوله: وكذا الخ، ولو قال تزوجتك بألف درهم إن رضي فلان اليوم، فإن كان فلان حاضرًا فقال رضيـت جـاز الـنـكـاح استحسانًا، وإن كان غير حاضر لم يجز. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/١٥١-١٥٢ زكريا)

شرطِ فاسد کے ساتھ نکاح

عاقدین میں سے کسی کی جانب سے اگر شرط فاسد لگادی جائے، مثلاً شوہر یوں کہے کہ میں نے تم سے اِس شرط پر نکاح کیا کہ مہر نہیں دوں گا، اور عورت نے قبول کرلیا، تو اِس صورت میں شرط خود فاسد ہوجائے گی، یعنی اُس کا اعتبار نہ ہوگا، اور نکاح درست ہوکر شوہر پر مہر مثل لازم ہوگا۔

لا يبـطل النكاح بالشرط الفاسد، وإنما يبطل الشرط دونه يعني لو عقد مـع شـرط فـاسد لم يبطل النكاح الخ. وفي الشامي: قوله: مع شرط فاسد كما إذا قـال تـزوجتك عـلـىٰ أن لا يـكـون لك مهـر فـيـصح النكاح ويفسد الشرط ويجب مهر الـمثل. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/١٥٢ زكريا)

لڑکی کا اِجازت کے بعد اِنکار کرنا

اگر ولی نے لڑکی سے نکاح کی اِجازت طلب کی، اور لڑکی نے اِجازت دے دی، پھر اُس نے اِجازت سے رجوع کرلیا، اور رشتہ سے اِنکار کردیا، تو اگر ولی کو نکاح کرانے سے پہلے ہی اُس کے اِنکار کا علم ہوجائے تو اَب نکاح منعقد نہ ہوگا؛ لیکن اگر نکاح کرانے کے بعد اِنکار کا علم ہوا تو اَب نکاح درست ہوجائے گا؛ اِس لئے کہ وکیل کے افعال مؤکل کے حق میں اُس وقت تک نافذ مانے جاتے ہیں، جب تک کہ وکیل کو معزولی کا علم نہ ہوجائے۔

المستفاد: فإن استأذنها هو أي الولي فسكتت فهو إذن أي توكيل في الأول. (الدر المختار) وفي الشامي: أي فيما إذا استأذنها قبل العقد حتى لو قالت بعد ذلك لا أرضى ولم يعلم به الولي فزوّجها صح كما في الظهيرية؛ لأن الوكيل لا ينعزل حتى يعلم. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٥٩/٤-١٦١ زكريا)

ولی کا چند رشتے پیش کرنے پر لڑکی کا خاموش رہنا

اگر ولی نے لڑکی کے سامنے چند رشتے پیش کر کے اِجازت طلب کی اور لڑکی خاموش رہی، تو یہ خاموشی (سب پیش کردہ رشتوں کے لئے فی الجملہ) رضامندی کی دلیل ہوگی۔ اور ولی کے لئے اِس بات کی اِجازت ہوگی کہ اُن میں سے جس سے چاہے اُس کا نکاح کردے۔

وكذا لو سمّى لها فلانًا أو فلانًا فسكتت، فله أن يزوجها من أيهما شاء.

(شامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٦٣/٤ زكريا)

چند اَولیاء کا الگ الگ رشتے پیش کرنے پر لڑکی کا خاموش رہنا

اگر یکے بعد دیگرے چند اَولیاء نے لڑکی سے الگ الگ فرد کے متعلق نکاح کی اِجازت طلب کی، اور لڑکی ہر دفعہ پر خاموش رہی، تو صرف جس ولی نے سب سے پہلے اِجازت طلب کی، اُس کے حق میں خاموشی رضامندی کی دلیل ہوگی، بقیہ کے حق میں نہیں۔

لو استأذناها على التعاقب يصح السابق منهما. (تقريرات الرافعي ١٨٦/٤ زكريا)

کنواری بالغہ لڑکی کا مجلس میں ولی کے نکاح کرانے پر خاموش رہنا

جس طرح ولی کی جانب سے اِجازت لئے جانے کے وقت کنواری لڑکی کی خاموشی رضامندی کی دلیل ہے، اِسی طرح لڑکی کی موجودگی میں اُس سے اِجازت لئے بغیر اگر ولی اُس کا نکاح کرادے، اور لڑکی اُس نکاح پر خاموش رہے، تو یہ خاموشی بھی رضامندی کی دلیل ہوگی،

اور الگ سے اِجازت لینا ضروری نہ ہوگا۔

وكذا إذا زوجها الولي عندها أي بحضرتها فسكتت صح في الأصح إن علمته كما مر. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٦٤ زكريا)

اَجنبی یا ولی اَبعد کی طرف سے اِجازت لیتے وقت کنواری لڑکی کا سکوت رضامندی کی دلیل نہیں

اِجازت کے وقت کنواری لڑکی کا خاموش رہنا رضامندی کی دلیل اُس وقت ہوگا، جب کہ اِجازت لینے والا لڑکی کا ولی اَقرب ہو؛ لہٰذا اگر ولی ابعد یا اجنبی اِجازت لے، تو لڑکی کا خاموش رہنا رضامندی کی دلیل نہ ہوگا؛ بلکہ صراحۃً یا دلالۃً رضامندی کا اظہار ضروری ہوگا۔ جیسے: لڑکی کہے کہ میں اِس نکاح پر راضی ہوں، یا کہ وہ مہر قبول کرلے، یا وطی پر قدرت دیدے، وغیرہ۔

فإن استأذنها غير الأقرب كالأجنبي أو ولي بعيد فلا عبرة لسكوتها؛ بل لا بد من القول كالثيب البالغة ...... أو ما هو في معناه من فعل يدل على الرضا كطلب مهرها ونفقتها وتمكينها من الوطء الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٦٤-١٦٥ زكريا)

ثیبہ عورت کا نکاح کے وقت خاموش رہنا

اگر ولی ثیبہ عورت سے نکاح کی اجازت طلب کرے اور وہ خاموش رہے، تو اُس کا خاموش رہنا رضامندی نہیں سمجھا جائے گا؛ بلکہ اُس کی جانب سے صراحۃً یا دلالۃً رضامندی کا پایا جانا ضروری ہوگا۔

بل لا بد من القول كالثيب البالغة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٦٤ زكريا)

عوارض کی بنا پر جس عورت کا پردۂ بکارت زائل ہوجائے وہ باکرہ کہلائے گی

اگر کسی بے نکاحی عورت کا پردۂ بکارت کودنے یا حیض جاری ہونے یا درازئ عمر یا دیگر عوارض کی وجہ سے زائل ہوجائے، تو ایسی عورت باکرہ ہی کہلائے گی، اور اُس کا سکوت بھی رضامندی کی دلیل ہوگا۔

من زالت بكارتها بوثبةٍ أي نطة أو درور حيض أو حصول جراحة أو تعنيس أي كبر بكر حقيقة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٦٦/٤ زكريا)

زنا کی وجہ سے پردۂ بکارت زائل ہوجائے

ایسی عورت جس کا پردۂ بکارت زنا کی وجہ سے زائل ہوجائے، اور اُس کا زنا حد جاری ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مشہور نہ ہوا ہو، تو ایسی عورت بھی حکماً باکرہ کہلائے گی اور اُس کا سکوت رضامندی کی دلیل ہوگا۔

نوٹ:- زنا یا کوئی اور برا فعل اگر صادر ہوجائے، تو اُس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا شرعاً غیر پسندیدہ عمل ہے، اور اُس کا اخفاء مندوب ہے، اِس لحاظ سے زانیہ عورت شرعاً بھی باکرہ کہلائے گی۔

من زالت بكارتها ...... أو زنىً بكر حكمًا إن لم يتكرّر ولم تحدّ به، وإلا فثيب. وتحته في الشامية: هٰذا معنىٰ قولهم: إن لم يشتهر زناها يكتفي بسكوتها؛ لأن الناس عرفوها بكرًا، فيعيبونها بالنطق، فيكتفي بسكوتها كي لا تتعطل عليها مصالحها، وقد ندب الشارع إلىٰ ستر الزنى فكانت بكرًا شرعًا، بخلاف ما إذا اشتهر زناها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٦٦/٤-١٦٧ زكريا)

❍❖❍

نکاح میں گواہی کے مسائل

نکاح میں کون کون لوگ گواہ بن سکتے ہیں؟

نکاح میں کوئی بھی آزاد عاقل بالغ مکلّف مسلمان گواہ بن سکتا ہے، خواہ وہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار (اورلڑکی سے اجازت لیتے وقت جو گواہ وکیل کے ساتھ جاتے ہیں وہ صرف اجازت کے گواہ ہوتے ہیں، اور گوکہ عرف میں اُنہی کا نام نکاح کی گواہی میں رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے؛ لیکن شرعاً انہی گواہوں کا مجلس نکاح میں گواہ بننا ضروری نہیں؛ بلکہ مجلس نکاح کے وہ سبھی حاضرین خودبخود نکاح کے گواہ بن جاتے ہیں، جنہوں نے ایجاب وقبول اپنے کانوں سے سنا ہو)

شاهدين حرين الخ، مكلفين الخ، مسلمين لنكاح مسلمة. (الدر المختار ۷۳/۳-۷۵ بيروت، ۹۱/٤ زكريا، البحر الرائق ۱۵۵/۳ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۳۷/٤ رقم: ٥٤٥٤ زكريا)

أما سائر القرابات كالأخ والعم والخال ونحوهم، فتقبل شهادة بعضهم لبعض. (بدائع الصنائع ۳٥/۹ دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ١٥٦/٧، خلاصة الفتاوىٰ ٥٩/٤ لاهور)

عند حرين أو حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين وفاسقين أو محدودين (كنز الدقائق) وتحته في البحر: وشرط في الشهود أربعة: الحرية والعقل والبلوغ والإسلام. (البحر الرائق ۱۵۵/۳-۱۵۸ زكريا، كذا في الهداية ٣٠٦/٤ المكتبة التهانوية ديوبند)

نکاح میں گواہوں کے لئے ایک اہم ضابطہ

نکاح میں گواہ بننے کے لئے ضابطہ یہ ہے کہ جس شخص کو اپنے اوپر ولایت تامہ حاصل ہو اور وہ اپنے نکاح میں ولی بن سکتا ہو، تو ایسے شخص کے لئے دوسرے کے نکاح میں گواہ بننا بھی

جائز ہے، ورنہ نہیں۔

والأصل في هٰذا الباب أن كل من يصلح أن يكون وليًا في النكاح بولاية نفسه صلح أن يكون شاهدًا، ومن لا فلا، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية ۲٦٧/۱)

وفي الظهيرية: الأصل فيه إن كل من يصلح وليًا أو مزوجًا نفسه بنفسه يصلح شاهدًا في النكاح. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦/٤ رقم: ٥٤٥٣ زكريا)

والأصل إن كل من صلح أن يكون وليًا فيه بولاية نفسه صلح أن يكون شاهدًا فيه ......، فإن الأب يصلح شاهدًا. (شامي / كتاب النكاح ٩٤/٤-٩٥ زكريا)

نوٹ:- اِس ضابطہ سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچہ، غلام اور دیوانہ شخص نکاح میں گواہ نہیں بن سکتے؛ کیوں کہ اُنہیں اپنے اوپر ولایت حاصل نہیں ہے۔

نکاح میں عورتوں کی گواہی؟

نکاح میں صرف عورتوں کی گواہی کافی نہیں؛ بلکہ دو عورتوں کے ساتھ کم از کم ایک مرد گواہ ہونا ضروری ہے۔

ولا ينعقد نكاح المسلمين إلا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين أو رجل وامرأتين. (الهداية / كتاب النكاح ٣٢٦/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، البحر الرائق ١٥٥/٣ زكريا)

وفي الخانية: ولا ينعقد بشهادة امرأتين بغير رجل. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧/٤ رقم: ٥٤٥٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢٦٧/١-٢٦٨ زكريا)

کیا نکاح کے گواہوں کا ثقہ ہونا ضروری ہے؟

بہتر تو یہی ہے کہ نکاح کے گواہ ثقہ اور عادل ہوں؛ لیکن اگر غیر عادل شخص کو نکاح میں گواہ بنالیا گیا پھر بھی وہ نکاح درست ہوجائے گا۔

فـلا ينبغي أن يعقد مع المرأة بلا أحد من عصبتها ولا مع عصبة فاسقٍ ولا عند شهودٍ غير عدولٍ خروجًا من خلاف الإمام الشافعي. (شامي ٥٨/٤ بيروت، ٦٧/٤ زكريا)

وشرط حضور شاهدين الخ ولو فاسقين الخ. (الدر المختار ٧٣/٤-٧٥ بيروت، ٨٧/٤-٩٢ زكريا، البحر الرائق ١٥٥/٣ زكريا)

إن كـل مـن يصلح وليًّا أو مزوجًا لنفسه بنفسه يصلح شاهدًا في النكاح …… وفي الخانية: والفاسقين. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦/٤ رقم: ٥٤٥٣ زكريا)

وأما عـدالة الشـاهـد فـليسـت بشـرطٍ لانـعـقـاد النكاح عندنا، فينعقد بحضور الفاسقين. (بدائع الصنائع ٥٢٧/٢ زكريا)

گواہوں کا ناکح منکوحہ کو جاننا شرط ہے

نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے کہ گواہ جانتے ہوں کہ یہ نکاح کی مجلس ہے اور فلاں کا فلانی کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے۔

ولا بـد مـن تمييز المنكوحة عند الشاهدين لتنتفي الجهالة الخ. والظاهر أن الـمـراد بـالـمـعرفة أن يعرفا أن المعقود عليها هي فلانة بنت فلان الفلاني لا معرفة شخصها، وأن ذكر الاسم غير شرط الخ. (شامي ٧٣/٤-٧٤ بيروت، البحر الرائق ١٥٠/٣ زكريا)

قـال الرملي: إطلاقه دال علىٰ عدم الصحة، ولو جرت مقدمات الخطبة عـلـىٰ واحـدة فهما بعينها لتتميز المنكوحة عند الشهود؛ فإنه لا بد منه. (منحة الخالق حاشية البحر الرائق ١٥٠/٣)

بغیر گواہوں کے نکاح

شریعتِ اسلامیہ میں دو گواہوں کی موجودگی کے بغیر نکاح کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں، نیز گواہوں کے نکاح کے ذریعہ ازدواجی تعلق ہرگز قائم نہیں ہوسکتا۔

عـن أبـي مـوسـى الأشـعـري رضـي الـلّٰه عنه مرفوعًا: لا نكاح إلا بولي

وشاهدين. (رواه الطبراني في الكبير كذا في الجامع الصغير ١٨٦/٢، بحواله إعلاء السنن ٢٧/١١ بيروت)

وشرط حضور شاهدين. (الدر المختار مع الشامي ٨٧/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٣٢٠/١ الفتاوىٰ الهندية ٢٦٧/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦/٤ رقم: ٥٤٥٤ زكريا)

الشهادة: وهي حضور الشهود ......، ومنها سماع الشاهدين كلام المتعاقدين جميعًا. (بدائع الصنائع ٥٢٢/٢-٥٢٧ زكريا)

وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الآخر ليتحقق رضاها، وشرط حضور شاهدين حرين. (تبيين الحقائق ٢١/٣)

خدااوررسول کوگواہ بناکرنکاح کرنا

اگر مردوعورت نے تنہائی میں محض اللہ ورسول کوگواہ بناکر ایجاب وقبول کیا، تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا؛ (اِس لئے کہ نکاح میں گواہی کا مقصد تشہیر واعلان کے ساتھ ساتھ بوقتِ ضرورت اُس کے ثبوت کی دلیل فراہم کرنا ہے، اور یہ مقصد تنہائی میں اللہ اوررسول کوگواہ بناکر نکاح سے حاصل نہیں ہوسکتا)

زوج امرأة بشهادة الله ورسوله لا ينعقد. (خلاصة الفتاوىٰ ١٥/٢، الدر المختار مع الشامي ٩٩/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٨/٤ رقم: ٥٤٦٠ زكريا)

تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله لم يجز؛ بل قيل يكفر...... (شامي / كتاب النكاح ٨٧/٤ زكريا، المحيط البرهاني ٣٧/٤ رقم: ٣٥٦٣)

نکاح میں ایک گواہ نابالغ ہو

نکاح کے درست ہونے کے لئے عاقل بالغ آزاددوگواہوں کا ہونا شرط ہے، اگر دونوں گواہوں میں سے ایک بھی نابالغ ہوگا تو گواہی تام نہ ہوگی، اورنکاح درست نہ ہوگا۔

ولا ينعقد نكاح المسلمين إلا بحضور شاهدين حرين بالغين. (المختصر القدوري ٦٦، الهداية ٣٩٦/٢)

ویشترط العدد فلا ینعقد النکاح بشاهد واحدٍ. (الفتاویٰ الهندیة / کتاب النکاح ۱/۲۶۷ قدیم زکریا)

ولا ینعقد نکاح المسلمین إلا بحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین مسلمین. (فتح القدیر ۳/۱۹۰ زکریا، الجوهرة النیرة ۳/۵ المکتبة التهانویة دیوبند)

نکاح میں فاسق اور نابینا کی شہادت

اگر نکاح کے گواہوں میں دونوں فاسق یا نابینا ہوں یا ایک فاسق اور ایک نابینا ہو، تو اُن گواہوں کی موجودگی میں نکاح شرعاً منعقد ہوجائے گا۔

ویصح بشهادة الفاسقین والأعمیین، کذا في فتاویٰ قاضي خان. (الفتاویٰ الهندیة ۱/۲۶۷، فتح القدیر ۳/۱۹۳ زکریا، بدائع الصنائع ۹/۲۸ بیروت)

فلذا انعقد بحضور الفاسقین والأعمیین. (البحر الرائق ۳/۸۹ کوئٹه)

وینعقد النکاح بشهادة الأعمیٰ. (الفتاویٰ التاتارخانیة ٤/٤٠ رقم: ٥٤٦٧ زکریا)

دو گواہوں میں سے ایک بہرا ہو

نکاح میں گواہوں کے لئے عاقدین کے ایجاب وقبول کو ایک ساتھ سننا شرط ہے؛ لہٰذا اگر ایک گواہ نے سنا اور دوسرے نے نہیں سنا، یا ایک گواہ بہرا (سماعت سے محروم) ہو، اور وہ ازخود عاقدین کے کلام کو نہ سن سکے؛ بلکہ کوئی دوسرا اُس کے کان میں زور سے بول کر بتائے تو اُس کی گواہی کا اعتبار نہ ہوگا۔

ولو کان بحضرة الرجلین، وأحدهما أصم فسمع السمیع دون الأصم، فصاح السمیع أو رجل آخر في أذن الأصم لا یجوز، حتی لا یکون سماعهما معًا، هٰکذا في فتاویٰ قاضي خان. (الفتاویٰ الهندیة ۱/۲٦۸، الفتاویٰ التاتارخانیة ٤/۳۸ رقم: ٥٤٥٧ زکریا، المحیط البرهاني ٤/٣٦ رقم: ٣٥٦٢)

گونگوں کے نکاح میں بہروں کی گواہی

اگر دونوں عاقدین قوتِ گویائی سے محروم ہوں، اور اِشارہ معہودہ سے اِیجاب وقبول کریں، توچوں کہ یہاں سننے سنانے کا اِمکان ہی نہیں؛ لہٰذا ایسے گونگے عاقدین کے نکاح میں بہرے حضرات کا گواہ بننا بھی درست ہوگا، بشرطیکہ وہ نکاح کا اِشارہ اچھی طرح سمجھتے ہوں۔

وینبغي أن لا یختلف في انعقاده الأصمین إذا کان کل من الزوج والزوجة أخرس؛ لأن نکاحه کما قالوا ینعقد بالإشارة حیث کانت معلومة.

(الدر المختار مع الشامي / کتاب النکاح ٤/٩١ زکریا)

باکرہ بالغہ کا نکاح باپ اور ایک گواہ کی موجودگی میں

اگر باپ نے اپنی باکرہ بالغہ لڑکی کا نکاح ایک گواہ کی موجودگی میں کیا اورلڑکی خود مجلس نکاح میں موجود ہوتو یہ نکاح صحیح ہوجائے گا، اور باپ اور دوسرا شخص دو گواہ ہوں گے، اور بالغہ لڑکی خود اپنا عقد کرنے والی قرار دی جائے گی، اور اگر بالغہ لڑکی مجلس نکاح میں موجود نہ ہوتو پھر باپ اُس کی طرف سے ولی ہوگا اورنصابِ شہادت (دوگواہ) نہ پائے جانے کی وجہ سے نکاح نہ ہوگا۔

ولو زوج بنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد واحد جاز، إن کانت ابنته حاضرة؛ لأنها تجعل عاقدة وإلا لا، أي لم تکن حاضرة لا یکون العقد نافذًا.

(الدر المختار مع الشامي / کتاب النکاح ٤/٩٥ زکریا)

قالوا: إذا زوج ابنته البالغة بأمرها وبحضرتها ومع الأب شاهد أخر صح النکاح، وإن کانت غائبة لا یصح، کذا في محیط السرخسي. (الفتاویٰ الهندیة ١/٢٦٨، فتح القدیر ٣/١٩٨ زکریا)

نکاح میں مخنث کی گواہی؟

نکاح میں تنہا دو مخنثوں کی گواہی معتبر نہیں، جب تک کہ اُن کے ساتھ کوئی کامل مرد نہ ہو۔

وکـذا الـخـنثيين إذا لـم يكن معهما رجل، كذا في فتاویٰ قاضي خان.

(الفتاویٰ الهندية ٢٦٨/١)

ولا ينعقد بشهادة امرأتين بغير رجل والخنثيين إذا لم يكن معهما رجل.

(الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧/٤ رقم: ٥٤٥٤ زكريا)

نکاح میں محدود فی القذف اور محدود فی الزنا کی شہادت کا حکم

اگر کسی مسلمان شخص پر زنا کی تہمت لگانے یا زنا کرنے کی وجہ سے اسلامی حکومت میں حد اور سزا جاری ہوئی ہو، تو ایسا شخص بھی نکاح میں گواہ بن سکتا ہے۔ (تاہم بہتر یہی ہے کہ ثقہ اور معتبر لوگوں کو ہی گواہ بنایا جائے)

وكذا بشهادة المحدودين في القذف، وإن لم يتوبا، كذا في البحر الرائق. وكـذا يصح بشهادة المحدود في الزنا، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٦٧/١ قديم زكريا)

قـال الـمحقق العثماني: وأما الشهود فنقول به لكن لا تشترط عدالتهم فـي شهادة النكاح، فإن شرط العدالة مذكور في بعض الأحاديث، وفي بعضها لـم يـذكر وأطلق، فأبقينا المطلق علىٰ إطلاقه، وحملنا المقيد على المستحب الأحسن. (إعلاء السنن ٢٦/١١-٢٧ بيروت)

فـلـذا انـعقد بحضور الفاسقين والأعمين والمحدودين في قذف. (البحر الرائق ٨٩/٣ كوئٹه، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٠/٤ رقم: ٥٤٦٧ زكريا)

ذمیوں کی شہادت سے نکاح کا حکم

اگر شوہر مسلمان ہو اور عورت ذمیہ (کتابیہ) ہو تو اُن دونوں کا نکاح دو ذمی کافروں کی شہادت سے صحیح ہو جائے گا؛ لیکن اگر دونوں میاں بیوی مسلمان ہوں تو پھر ذمیوں کی شہادت اُن

کے حق میں معتبر نہیں۔

ولو كان الزوج مسلمًا والمرأة ذمية، فالنكاح ينعقد بشهادة الذميين، سواء كانا موافقين لها أو مخالفين في الملة، كذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندية ١/٢٦٧، مجمع الأنهر ١/٤٧٤)

وإذا تزوج المسلم الذمية بشهادة الذميين جاز في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ. (المحيط البرهاني ٤/٣٨ رقم: ٣٥٦٧، بناية ٥/١٧)

کافروں کے نکاح میں گواہوں کا مسلمان ہونا شرط نہیں

کافروں کے آپسی نکاح میں گواہوں کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے؛ بلکہ کافروں کا نکاح دو کافر گواہوں کی شہادت سے درست ہوجاتا ہے، خواہ وہ دونوں گواہ اُن کے ہم مذہب موافق ہوں یا مخالف۔

وإسلام الشاهدين ليس بشرط في نكاح الكافرين، فينعقد نكاح الزوجين الكافرين بشهادة الكافرين، سواء كانا موافقين لهما في الملة أو مخالفين، كذا في البدائع. (الفتاویٰ الهندية ١/٢٦٧)

گواہوں کا الگ الگ وقت میں اِیجاب وقبول سننا

نکاح میں گواہوں کا ایک ساتھ اِیجاب وقبول سننا شرط ہے؛ لہٰذا اگر ایک گواہ کی موجودگی میں عقد کیا گیا، پھر وہ مجلس سے چلا گیا، اُس کے بعد دوسرے گواہ کے سامنے دوبارہ اِیجاب وقبول کیا گیا، یا مثلاً ایک گواہ نے صرف اِیجاب سنا اور دوسرے نے صرف قبول سنا، پھر دوبارہ عقد کیا گیا، تو پہلے نے صرف قبول سنا اور دوسرے نے صرف اِیجاب سنا، تو چوں کہ درج بالا صورتوں میں ایک ساتھ ایجاب وقبول سننا نہیں پایا گیا؛ لہٰذا نکاح منعقد نہ ہوگا۔

سامعين قولهما معًا. وتحته في الشامية: وخرج بقوله معًا ما لو سمعا متفرقين بأن حضر أحدهما العقد ثم غاب وأعيد بحضرة الآخر، أو سمع

أحدهما فقط العقد فأعيد فسمعه الآخر دون الأول، أو سمع أحدهما الإيجاب والآخر القبول، ثم أعيد فسمع كل وحده ما لم يسمعه أولاً؛ لأن في هٰذه الصورة وجد عقدان لم يحضر كل واحد منهما شاهدان. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/٩١-٩٢ زكريا)

نکاح میں بیٹوں کا گواہ بننا

اگر نکاح میں عاقدین کے بیٹے (جو پہلے شوہر یا بیوی سے ہوں) گواہ بنیں، تو اِس سے بھی نکاح منعقد ہوجاتا ہے۔

أو ابني الزوجين أو ابني أحدهما وإن لم يثبت النكاح بهما. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/٩٣ زكريا)

○❖○

ولایتِ نکاح کے مسائل

نکاح میں ولی کے واسطہ کی ضرورت

نکاح ایک ایسا وسیع اور دیرپا رشتہ ہے جس سے بہت سی سماجی اور معاشرتی مصالح وابستہ ہوتی ہیں، اُسے محض میاں بیوی کی جنسی تسکین کا ذریعہ نہ سمجھا جائے؛ بلکہ یہ تعمیر انسانیت کی ایک مضبوط کڑی اور زنجیر کی حیثیت رکھتا ہے، اِس لئے رشتہ ناطہ کرتے وقت بہت سوچ سمجھ کر اقدام کرنے کی ضرورت ہے، وقتی جذبات کے تحت اور عارضی تقاضوں کو مدنظر رکھ کر جلد بازی میں یا آپسی اظہار تعلق کے جنون میں جو اقدام کیا جاتا ہے وہ انجام کے اعتبار سے بہتر ثابت نہیں ہوتا، اِس لئے اسلامی شریعت اِس بات پر بہت زور دیتی ہے کہ عقدِ نکاح میں محض زوجین کی رائے کو حتمی نہیں سمجھنا چاہئے؛ بلکہ دونوں کے گھر والے اولیاء کو سامنے آ کر اِس مقدس رشتہ کو جوڑنے میں اپنا مثبت کردار ادا کرنا چاہئے، اِسی لئے بعض احادیث میں ولی کے بغیر نکاح کرنے پر سخت تنبیہات وارد ہوئی ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا نِـكَـاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ. (سنن أبي داؤد ۲۸٤/۱، سنن الترمذي ۲۰۸/۱، سنن ابن ماجة ۱۳۵، مشكاة المصابيح ۲۷۰/۲)

ولی کے بغیر نکاح ہی نہیں ہے۔

اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

أَيُّـمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَـا فَـنِـكَـاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ. (سنن الترمذي ۲۰۸/۱، سنن أبي داؤد ۲۸٤/۱، سنن ابن ماجة ۱۳۵، مشكاة المصابيح ۲۷۰/۲)

جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے۔

اِس طرح کی روایات سے ولی کے واسطہ کے بغیر عورت کے نکاح کرنے کی ناپسندیدگی واضح طور پر معلوم ہوتی ہے، اور حنفیہ کے نزدیک اُن روایات کا محمل یہ ہے کہ ولی کے بغیر نکاح گوکہ شرائط کے مطابق نافذ تو ہوجاتا ہے؛ لیکن عام دستور کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے مکروہ ضرور ہے، اور فی نفسہٖ ایسے نکاح کے نفاذ کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَلْأَیِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا. (صحیح مسلم ٤٥٥/١، صحیح البخاري ٧٧١/٢، سنن أبي داؤد ٢٨٦/١، سنن الترمذي ٢١٠/١، سنن ابن ماجة ١٣٤، مشكاة المصابيح ٢٧٠/٢)

بے نکاحی (بالغہ) عورت اپنے ولی کے مقابلہ میں خود اپنا نکاح کرنے کی زیادہ حق دار ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ بالغہ لڑکی پر نکاح کے معاملہ میں زبردستی نہیں کی جاسکتی؛ تاہم بہتر یہی ہے کہ بہرحال لڑکی اپنے نکاح میں خود اقدام کرنے کے بجائے اپنے ولی کو واسطہ بنائے؛ کیوں کہ ولی خاندانی مصالح کو اُس سے بہتر طور پر جان سکتا ہے۔

اَولیاء کی مرضی کے بغیر نکاح کے نقصانات

جو مرد وعورت جذبات کی رَو میں بہہ کر گھر والوں کی سرپرستی کے بغیر نکاح کرلیتے ہیں، انہیں بعد میں اُس فعل پر خود پچھتاوا ہوتا ہے، اور سماجی طور پر اُنہیں قدم قدم پر مشکلات پیش آتی ہیں، اور خاندانی سرپرستی کی محرومی کی وجہ سے وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ خود اُن کا وجود اُن کے لئے بوجھ بن جاتا ہے، اور وہ اپنے کو ہر مرحلہ میں تنہا پاکر مایوسی کا شکار ہوجاتے ہیں، اور ذہنی سکون سے محروم رہتے ہیں، مثلاً:

الف:- ایسے خودسر جوڑوں کو عموماً کوئی رشتہ دار اپنے گھر میں پناہ نہیں دیتا اور وہ دردر بھٹکتے پھرتے ہیں۔

ب:- جب اُن کے یہاں بچوں کی پیدائش کا سلسلہ ہوتا ہے تو خاندان والے تیمارداری کرتے ہوئے بھی جھجکتے ہیں۔

ج:- معاشرہ کی نظر میں اکثر یہ لوگ بے وقعت رہتے ہیں۔

د:- اگر اُن پر کوئی ناگہانی آفت یا مصیبت آتی ہے تو خاندان والے اُن کی مدد اور حمایت

کرنے سے کتراتے ہیں۔

ذ:- اِس بےسکونی اورکشیدگی کے ماحول میں جو بچے پرورش پاتے ہیں، اُن کی نشو ونما صحیح طور پرنہیں ہو پاتی۔

ھ:- جب بچے بڑے ہوجاتے ہیں، تو اُن کے لئے رشتے ناطوں میں بھی مشکلات اور رکاوٹیں پیش آتی ہیں، وغیرہ۔

یہ ایسے حالات ہیں جن کا تجربہ بار بار ہوتا رہتا ہے، اِس لئے شریعتِ اسلامی نے انسانی فطرت اور سماجی تقاضوں کوملحوظ رکھتے ہوئے نکاح میں اَولیاء کی شرکت اور رضامندی کو بہت اہمیت دی ہے۔

اَولیاء کا فرض

بدلے ہوئے حالات میں اَولیاء کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ وہ بچوں کے رجحان اور طبعی میلان کو نظر انداز کرکے رشتوں کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کریں؛ بلکہ جوبھی فیصلہ ہو وہ بچوں کواعتماد میں لے کر ہونا چاہئے، اور اگر بچوں کی طرف سے کوئی رائے سامنے آئے اور اُس رائے کوقبول کرنے میں بظاہر کوئی بڑا نقصان نہ ہوتو اُن کی خواہش کا خیال کرکے ہی رشتوں کے سلسلہ میں پیش قدمی کرنی چاہئے، اور بےجا ضد اور زور زبردستی کا راستہ نہیں اپنانا چاہئے، اور نہ ایسا ماحول بنانا چاہئے کہ بچے خود سر ہوکر کوئی ناگوار اقدام کرنے پر مجبور ہوجائیں؛ بلکہ بچوں کے پرسکون مستقبل کو دیکھتے ہوئے مثبت رویہ اپنانا چاہئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح بچوں کو اپنے اولیاء کی رعایت کرنی ضروری ہے، اِسی طرح اولیاء کو بھی بچوں کے جذبات کی رعایت لازم ہے، اگر دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے تو ان شاء اللہ یہ رشتہ پائیدار ہوگا اور خیر کا باعث بنے گا، شریعت میں اولیاء کے اختیارات اور تصرفات وغیرہ کوتفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جن سے متعلق چند ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

ولایتِ اجبار

نابالغ یا پاگل بچہ یا بچی پر قریب ترین عزیز ولی کو ولایت اجبار حاصل ہوتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کی مرضی کے بغیر بھی ولی اُن کا نکاح جہاں کردے وہ نافذ ہوجائے گا۔

ولاية إجبار على الصغيرة ولو ثيبًا ومعتوهة. (الدر المختار ١٥٤/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٤٨٩/١، بدائع الصنائع ٥٠٤/٢ زكريا، مجمع الأنهر ٤٨٩/١، البحر الرائق ١٠٩/٣ كراچى)

وتثبت ولاية الإجبار بهٰذا المعنى عند الحنفية على الصغيرة، ولو كانت ثيبًا وعلى المعتوه الخ. (الفقه الإسلامي وأدلته ۱۹۱/۷)

ويزوج الولي الصغار والمجانين والمعتوهين بالاتفاق بالولاية عن الشارع. (الفقه الإسلامي وأدلته ۱۹۵/۷)

ولایتِ اجبار کے ثبوت کے چار اسباب ہیں

ایک شخص کو دوسرے پر چار نسبتوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کی وجہ سے ولایت حاصل ہوتی ہے:

(۱) قرابت (رشتہ داری) کی وجہ سے۔

(۲) ولاء (آپس میں ولاء کا معاہدہ) کی وجہ سے۔

(۳) اِمامت (اَمیر المؤمنین ہونے) کی وجہ سے۔

(۴) ملکیت (ایک شخص دوسرے کا مالک ہونے) کی وجہ سے۔

لہٰذا جہاں اِن چاروں اَسباب میں سے کوئی ایک بھی پایا جائے گا، وہاں حسبِ شرائط ولایت ثابت ہوگی۔

وتثبت الولاية بأسباب أربعة: بالقرابة والملك والولاء والإمامة. (البحر الرائق ۱۰۹/۳، الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ۲۸۳/۱، الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ۱۵٤/٤ زكريا، بدائع الصنائع ٤۹۷/۲)

ولاية الإجبار: هي تنفيذ القول على الغير، وهي بمعنى العام تثبت بأربعة أسباب: القرابة، والملك، والولاء، والإمامة. (الفقه الإسلامي وأدلته ۱۹۱/۷)

تحقق ولایت کے لئے کن شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے

ولایت کے تحقق کے لئے بنیادی طور پر تین شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) آزاد ہونا:- لہٰذا غلام کو ولایت حاصل نہ ہوگی۔

(۲) مکلّف ہونا:- لہٰذا نابالغ اور مجنون کو ولایت حاصل نہ ہوگی۔

(۳) مسلمان ہونا:- لہٰذا کافر کو مسلمان پر ولایت حاصل نہ ہوگی۔ (البتہ کافر دوسرے کافر کا ولی بن سکتا ہے)

بشرط حرية وتكليف وإسلام في حق مسلمة تريد التزوج وولد مسلم لعدم الولاية. وفي الشامية: قوله: بشرط حرية: واحترز بالحرية عن العبد فلا ولاية له على ولده ......، وبالتكليف عن الصغيرة والمجنونة. قوله: لعدم الولاية: يعني أن الكافر لا يلي على المسلمة وولده المسلم لقوله تعالىٰ: ﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلاً﴾ [النساء: ١٤١] (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٢/٤-١٩٣ زكريا)

نکاح میں اَولیاءِ قرابت کی ترتیب

نکاح میں ولایت قرابت کا حق بالترتیب اُن لوگوں کو حاصل ہے جو وراثت میں عصبہ بنفسہٖ بنتے ہیں، یعنی: (۱) لڑکا، پوتا، پڑپوتا، وغیرہ (۲) باپ، دادا، وغیرہ (۳) بھائی، بھتیجہ، الیٰ آخرہ (۴) چچا اور اُس کی اولاد۔

الولي في النكاح ...... العصبة بنفسه الخ، بلا توسط أنثى على ترتيب الإرث والحجب فيقدم ابن المجنونة على أبيها. (الدر المختار مع الشامي ١٩٠/٤-١٩١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٨٦/٤ رقم: ٥٦٠٣-٥٦٠٤ زكريا، مجمع الأنهر ٤٩٦/١، الموسوعة الفقهية ٢٧٥/٤١ كويت، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٣/١)

"الولي" من كان من أهل الميراث وهو عاقل بالغ ...... وفي جامع الجوامع كل قريب يرث منها له أن يزوجها إذا لم يكن أقرب منه عنده ...... فنقول أقرب الأولياء إلى المرأة: الابن ثم ابن الابن وإن سفل، ثم الأب ثم الجد أب الأب، وإن علا الخ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٨٦/٤ رقم: ٥٦٠٣-٥٦٠٤ زكريا)

وأقرب الأولياء إلى المرأة الابن ثم ابن الابن وإن سفل، ثم الأب ثم الجد أب الأب، وإن علا كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية / الباب الرابع في الأولياء ۲۸۳/۱ زكريا)

قال الحنفية: الولاية هي ولاية الإجبار فقط، وتثبت للأقارب العصبات الأقرب فالأقرب؛ لأن النكاح إلى العصبات، كما روي عن علي رضي الله عنه وذٰلك على الترتيب الآتي: البنوة ثم الأبوة ثم الإخوة ثم العمومة. (الفقه الإسلامي وأدلته ۲۰۰/۷)

ولی اقرب، ولی ابعد

قریبی عصبہ کی موجودگی میں دور کے عصبہ کو نکاح کی ولایت حاصل نہیں ہوتی، مثلاً اگر عورت کا بیٹا موجود ہے تو باپ کو ولایت حاصل نہ ہوگی، وغیرہ۔ (البتہ افضل یہی ہے کہ بیٹا باپ کو اپنا حق ولایت منتقل کردے)

ويقدم ابن المجنونة على أبيها. (الدر المختار ۱۹۱/٤ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۸۹/٤ رقم: ٥٦١٢ زكريا، مجمع الأنهر ٤٩٦/١، الفتاویٰ الهندية ۲۸۳/۱)

والولي هو العصبة نسبًا أو سببًا على ترتيب الإرث وابن المجنونة مقدم علىٰ أبيها. (مجمع الأنهر / باب الأولياء والأكفاء ٤٩٦/١-٤٩٧ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

فإذا كان للمجنونة أب وابن أو جد وابن، فالولاية للابن عندهما.
(الفتاویٰ الهندية ۲۸۳/۱ زكريا)

وإذا اجتمع في المجنونة أبوها وابنها، فالولي في نكاحها ابنها في قول أبي حنيفة وأبي يوسف، لأن الابن هو المقدم في العصوبة. (الفقه الإسلامي وأدلته ۲۰۲/۷)

اگر ولی عصبہ موجود نہ ہو؟

اگر لڑکی کا کوئی عصبہ رشتہ دار موجود نہ ہو تو نکاح کی ولایت اُس کی ماں کو حاصل ہوگی، ماں نہ ہو تو دادی کو اور دادی بھی نہ ہو تو نانی کو ولایت حاصل ہوگی الی آخرہ۔

فإن لم يكن عصبة فالولاية للأم ثم لأم الأب (الدر المختار) فتحصل بعد الأم أم الأب ثم أم الأم. (الدر المختار مع الشامي ١٩٥/٤ زكريا، الفقه الإسلامي وأدلته ٢٠١/٧، مجمع الأنهر ٤٩٧/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ١٢٤/٣)

اگر ولی فاسق مگر باوقار ہو تو کیا کریں؟

اگر ولی فاسق ہے؛ لیکن باوقار اور صحیح الاختیار ہے، تو اُس کی ولایت برقرار رہے گی، یہ فسق اُس کے لئے ولایت سے محرومی کا سبب نہ ہوگا۔

والولي شرعًا: البالغ العاقل الوارث ولو فاسقًا على المذهب ما لم يكن متهتكًا. (الدر المختار ١٥٣/٤ زكريا، الدر المنتقى ٤٩٧/١، البحر الرائق ١٢٤/٣)

والفسق لا يمنع الولاية، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٨٤/١ قديم زكريا)

وذهب الحنفية والمالكية إلىٰ أن العدالة ليست شرعًا في ثبوت الولاية، فللولي عدلاً كان أو فاسقًا تزويج ابنته أو ابنة أخيه مثلاً. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٩٩/٧)

والفاسق يلي تزويج الصغير والصغيرة عندنا. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٩٠/٤ رقم: ٥٦١٦ زكريا)

بے غیرت ولی کا حکم

جو ولی بے حیا اور بے غیرت ہو، مثلاً اُسے اپنی بے عزتی کا احساس نہ ہو، اور فحش گفتگو کرتا ہو اور نکاح کے مصالح کو سمجھنے سے قاصر ہو تو اُس کی طرف سے کیا گیا غیر کفو میں یا مہر مثل کے بغیر نکاح نافذ نہ ہوگا؛ البتہ اگر وہ مہر مثل کے ساتھ کفو میں نکاح کرے تو اُس کا نکاح نافذ ہوجائے گا۔

في القاموس: رجل منهتك ومتهتك مستهتك لا يبالي أن يهتك ستره

الـخ، وهـو بمعنى سيء الاختيار لا تسقط ولايته مطلقًا؛ لأنه لو زوج من كفء بمهر المثل صح كما سيأتي بيانه. (شامي ١٥٣/٤ زكريا)

کئی اولیاء ہوں تو فسخ نکاح کے بارے میں بڑے ولی کی رائے کا اعتبار ہوگا

اگر کسی عاقلہ بالغہ لڑکی نے اپنی مرضی سے غیر کفو میں نکاح کرلیا، تو اگر اُس کے متعدد اولیاء ہوں تو سب سے اَقرب ولی کی رائے کا اعتبار کرتے ہوئے اُس نکاح کے نفاذ اور فسخ کا حکم لگایا جائے گا، اگر اَقرب ولی اُس نکاح کو نافذ کرنا چاہے گا تو دیگر اَولیاء کو فسخ کرنے کا حق نہ ہوگا، اور اگر وہ فسخ کرنا چاہے گا تو کسی اور ولی کی رضامندی سے وہ نکاح نافذ نہ ہوگا۔

وإذا تزوجت المرأة بغير كفء فرضي به أحد الأولياء جاز ذلك ولم يكن لمن هو مثله في الولاية أو أبعد منها أن ينقضه، فإن كان لها ولي أقرب منه كان له المطالبة بالتفريق. (الفتاوىٰ الولوالجية ٣٢٣/١، ومثله في الفتاوىٰ الهندية ٢٩٣/١ قديم زكريا، تبيين الحقائق ٥١٨/٢ زكريا)

مجنونہ (پاگل) عورت پر کس کو ولایت حاصل ہوگی؟

ایسی عورت جو مجنونہ یعنی پاگل ہو اور اُس کے اَقارب میں باپ، بیٹا یا اُس کا دادا اور بیٹا زندہ ہوں، تو اُس کے نکاح کی ولایت حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک بیٹے کو حاصل ہوگی۔

فإذا كان للمجنونة أب وابن أو جد وابن، فالولاية للإبن عندهما، وعند محمد للأب. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٨٣/١ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الحادي عشر بمعرفة الأولياء ٨٩/٤ رقم: ٥٦١٢ زكريا، الهداية مع فتح القدير ٢٧٩/٣، البحر الرائق ٢٢٤/٣ دار الكتاب ديوبند)

صغر اور جنون کے ختم ہونے سے حق ولایت ختم ہوجاتا ہے

جب تک بچہ اور بچی نابالغ رہتے ہیں تو اُن کے اوپر اُس کے اولیاء کو ہر طرح کی ولایت اور کلی اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اِسی طرح وہ بچہ اور بچی جو مجنون ہو تو اُس کے مجنون رہنے تک ولی کو اُس پر حق ولایت باقی رہتا ہے؛ لیکن جب بچہ/ بچی بالغ ہوجائیں یا مجنون (پاگل) صحت یاب ہوجائے، تو اُس کے اوپر سے حق ولایت بھی ختم ہوجاتا ہے، اب اُس کے تصرفات اولیاء کے بغیر بھی نافذ مانے جائیں گے۔

ثم إنما يحتاج إلى الولي في الصغير والصغيرة والمجنونة، وإذا زال الصغر والجنون زال الولاية عندنا. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٨٧/٤ زكريا، المحيط البرهاني ٥٥/٤ رقم: ٣٦٠٩)

لا يجوز نكاح أحد علىٰ بالغة صحيحة العقل من أب أو سلطان بغير إذنها بكرًا كانت أو ثيبًا، فإن فعل ذٰلك فالنكاح موقوف علىٰ إجازتها، فإن أجازته جاز، وإن ردته بطل. (الفتاوىٰ الهندية ٢٨٧/١)

ويتفق الحنفية مع المالكية والحنابلة في ثبوت الولاية على الصغير والمجنون الكبير والمجنونة الكبيرة، سواء أكانت الصغير بكرًا أم ثيبًا، فلا تثبت هٰذه الولاية على البالغ العاقل ولا على العاقلة البالغة؛ لأن علة ولاية الإجبار عندهم هي الصغر وما في معناه، وهٰذه العلة متحققة في الصغار والمجانين دون غيرهم. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ٢٠٩/٨)

نانا اور بہن میں ولایت کا حق دار کون ہوگا؟

اگر کسی کے اولیاء اور اقرباء میں صرف نانا اور اُس کی بہن ہوں اور کوئی نہ ہو تو اُس کا حق ولایت اُس کے نانا کو حاصل ہوگا۔

وإذا اجتمع الجد الفاسد والأخت فعند أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ الولاية

للجد. (الفتاویٰ التاتارخانية ٨٧/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢٨٤/١، فتح القدير ٢٧٥/٣، الدر المختار مع الشامي ١٩٥/٤ زكريا، البحر الرائق ٢١٩/٣ دار الكتاب ديوبند)

اگر ولی اقرب نابالغ کا نکاح کرنے سے انکار کردے؟

اگر ولی اقرب نابالغ کا نکاح کرنے سے انکار کردے، تو ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل نہ ہوگی؛ بلکہ اگر نکاح کی ضرورت ہو تو مسلمان بااختیار حاکم کے یہاں درخواست دی جائے اور وہ حاکم اُس لڑکی کا نکاح اپنی طرف سے کردے۔

إذا كان للصغيرة أب امتنع عن تزويجها لا تنتقل الولاية إلى الجد؛ بل يزوجها القاضي......، وأما ما في الخلاصة والبزازية: من أنها تنتقل إلى الأبعد بعضل الأقرب إجماعًا، فالمراد بالأبعد القاضي؛ لأنه آخر الأولياء. (شامي، كتاب النكاح / آخر باب الولي ٢٠١/٤ زكريا، ٨٢/٣ كراچی)

غاب الولي أو عضل، أو كان الأب أو الجد فاسقًا، فللقاضي أن يزوجها من كفء. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٥/١، كذا في البحر الرائق ٢٢٣/٣، مجمع الأنهر ٢٩٩/١ بيروت، الفتاویٰ السراجية ص: ١٩٧، موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ٢١٧/٨)

وقالوا: إذا خطبها كفء وعضلها الولي تثبت الولاية للقاضي نيابة عن العاضل، فله التزويج وإن لم يكن في منشوره. (البحر الرائق ٢٢٣/٣)

ولی اَقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کے نکاح کرانے کا حکم

اگر ولی اَقرب کے رہتے ہوئے دور کے ولی نے نکاح کرادیا، مثلاً باپ کی موجودگی میں چچا نے اُس کی صراحتاً یا دلالتاً اِجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح کرادیا، تو یہ نکاح ولی اَقرب (مثلاً باپ) کی اِجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر وہ اِجازت دیدے تو نافذ ہوگا ورنہ نہیں۔

فلو زوّج الأبعد حال قيام الأقرب توقف علىٰ إجازته. وتحته في الشامية: والظاهر أن سكوته هنا كذٰلك فلا يكون سكوته إجازة لنكاح الأبعد

وإن كـان حـاضرًا في مجلس العقد ما لم يرض صريحًا أو دلالةً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ۱۹۹/٤ زكريا)

ولی قریب کی غیر موجودگی میں ولی بعید کا نکاح کرانا

اگر قریبی ولی کہیں سفر میں گیا ہوا ہو اور اُس سے رابطہ ممکن نہ ہو اور اُس کی واپسی کے انتظار میں اچھا رشتہ ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو، تو ولی بعید کے لئے نکاح کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اُس کا کرایا ہوا نکاح نافذ ہوجائے گا، اور اگر ایسی بات نہیں ہے؛ بلکہ ولی اقرب قریب ہی کہیں گیا ہے یا آج کل کے دور میں ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعہ اُس سے رابطہ ممکن ہے تو اُس کی اجازت کے بغیر ولی ابعد کا نکاح کرانا درست نہ ہوگا۔

وللولي الأبعد التزويج بغيبة الأقرب. (تنوير الأبصار ۱۹۹/٤)

وعـن الشيـخ أبـي بـكـر الـفضلي البخاري أنه قال: إن كان الأقرب في مـوضـع يـفـوت كـفوء الخاطب باستقلال رأيه، فهو غيبة منقطعة، وإن كان لا يـفوت فليست منقطعة، وهٰذا أقرب إلى الفقه. (مجمع الأنهر مع ملتقى الأبحر ٤٩٩/١، الدر المنتقى ٤٩٩/١، البحر الرائق ١٢٦/٣ كوئٹہ، الفتاوىٰ التاتارخانية ٩١/٤ رقم: ٥٦١٩ زكريا)

(فـزوجهـا الأبـعد حال قيام الأقرب حتى توقف علىٰ إجازة الأقرب، ثم غـاب الأقـرب وتـحـولـت الولاية إلىٰ الأبعد) لا يجوز ذٰلك النكاح الذي باشره الأبعد إلا بـإجازة منه بعد تحول الولاية إليه. (الـفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٩٣/٤ رقم: ٥٦٢٢ زكريا)

باپ سے زبردستی نابالغ بیٹی کے نکاح کی اِجازت لینا

اگر کسی نے زبردستی دباؤ ڈال کر نابالغ بچی کے ولی سے اُس کے نکاح کی اجازت لی اور اُس کا نکاح کردیا، تو یہ نکاح شرعاً نافذ ہوجائے گا؛ اس لئے کہ حالتِ اکراہ میں بھی اولیاء کی ولایت نافذ ہوجاتی ہے۔

زوجها أوليائها وهم كارهون جاز النكاح. (بدائع الصنائع / كتاب الإكراه ١٢٣/١٠ بيروت، شامي / كتاب النكاح ٨٧/٤ زكريا، ٢١/٣ كراچی، الفتاویٰ التاتارخانية ٢٢٣/١٦ رقم: ٢٤٧١٢ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٤٥/٥)

بلوغ کے وقت سکوت سے خیارِ بلوغ باطل ہوجاتا ہے

اگر نابالغ لڑکی کا نکاح باپ دادا کے علاوہ ولی نے کیا تھا، پھر بالغ ہونے کے بعد وہ خاموش رہی، تو اِس سکوت سے اُس کا خیار بلوغ باطل ہوجائے گا، اب اگر وہ بعد میں نکاح کو فسخ کرنا چاہے تو نہیں کرسکتی۔

وبطل خيار البكر بالسكوت ولا يمتد إلىٰ آخر المجلس. (الدر المختار) وتحته في الشامية: بطل خيار البكر أي من بلغت وهي بكر. قوله: ولا يمتد إلىٰ آخر المجلس أي مجلس بلوغها أو علمها بالنكاح ...... فلو سكتت ولو قليلاً بطل خيارها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٨٧/٤)

وإن كان المزوِّج غيرهما فلها الخيار إذا بلغا أو علما بالنكاح بعد البلوغ خلافًا لأبي يوسف، وسكوت البكر وهي لا يمتد خيارها إلىٰ آخر المجلس. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر ٤٩٤/١-٤٩٥، الفتاویٰ الهندية ٢٨٦/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٩٥/٤ رقم: ٥٦٢٧ زكريا، الهداية ٣١٨/٢ مكتبه ياسر نديم)

ولی نے نشہ کی حالت میں غیر کفو سے نکاح کرادیا

اگر ولی نے نشہ کی حالت میں لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کردیا تو یہ نکاح نافذ نہ ہوگا۔

وكذا لو كان سكران فزوجها من فاسق أو من شرير، وفي الشامي: حتى لو زوجها من فقير أو ذي حرفة دنية ولم يكن كفوءًا لها لم يصح. (شامي ١٧٢/٤ زكريا، الدر المنتقى ٤٩٤/١، الفتاویٰ الهندية ٢٩٤/١، الفقه الإسلامي وأدلته ١٩٧/٧)

کیا بچہ نکاح میں ولی بن سکتا ہے؟

نابالغ شخص نکاح میں ولی نہیں بن سکتا، یہی حکم مجنون اور پاگل کا بھی ہے۔

وخرج نحو صبي أي كمجنون ومعتوه. (شامي ٤/١٥٣ زكريا، المحيط البرهاني ٤/٥٥، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٨٦ رقم: ٥٦٠٣ زكريا، مجمع الأنهر ١/٤٩٧)

ولا ولاية لصغير ولا مجنون ولا لكافرٍ علىٰ مسلم ومسلة، كذا في الحاوي. (الفتاوىٰ الهندية ١/٢٨٤ زكريا، البحر الرائق ٣/١٢٣ كوئٹه، تبيين الحقائق ٢/٥١١)

مجنون ولی نکاح کرائے تو کیا حکم ہے؟

اگر ولی جنون (پاگل پن) کا مریض ہو، تو بحالتِ جنون اُس کا کرایا ہوا نکاح مطلقاً غیر معتبر ہوگا؛ البتہ اگر مرض میں اِفاقہ ہوجائے، اور بحالتِ ہوش وحواس نکاح کرائے، تو یہ نکاح مطلقاً درست ہوگا۔

نوٹ:- اگر ولی ایسا پاگل ہوجائے کہ اُس کے اِفاقہ کی اُمید نہ ہو (جسے جنونِ مطبق کہتے ہیں) تو اُس کی ولایت فوراً ختم ہوجاتی ہے۔ اور دوسرا ولی بلاتاخیر لڑکی کا نکاح کراسکتا ہے؛ لیکن اگر ایسا جنون ہو، جس کے اِفاقہ کی اُمید ہو، تو اُس سے ولی کی ولایت ختم نہ ہوگی، پس نکاح کے لئے اُس کے اِفاقہ کا انتظار کیا جائے گا۔

فلا يزوّج في حال جنونه مطبقًا أو غير مطبق، ويزوج حال إفاقته عن المجنون بقسميه، لكن إن كان مطبقًا تسلب ولايته فلا تنتظر إفاقته، وغير المطبق الولاية ثابتة له فتنتظر إفاقته كالنائم. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٩٢ زكريا)

باپ دادا کے علاوہ اولیاء کا غیر کفو میں نکاح کرانا

اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے چھوٹی بچی کا نکاح غیر کفو میں کرادیا تو بچی کو بالغ

ہونے کے بعد خیارِ بلوغ حاصل ہوگا، یعنی وہ چاہے تو محکمہ شرعیہ میں درخواست دے کر اُس نکاح کو فسخ کراسکتی ہے (لیکن اگر باپ دادا نے غیر کفو میں نکاح کرایا ہے تو لڑکی کو خیارِ بلوغ نہیں ملتا)

وإن كان المزوج غيرهما أي غير الأب وأبيه لا يصح النكاح من غير كفوء أو بغبن فاحش أصلاً الخ، ولكن لهما أي لصغير وصغيرة خيار الفسخ ولا بعد الدخول بالبلوغ. (الدر المختار ۱۷۳/٤-۱۷۵ زكريا، البحر الرائق ۱۲۰/۳ كوئٹه، الهداية ۳۱۷/۲، مجمع الأنهر ٤٩٤/۱)

وإذا زوج الصغير أو الصغيرة غير الأب والجد، ثم بلغا فلهما الخيار عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله. (الفتاویٰ التاتارخانية ۹٤/٤ رقم: ٥٦٢٦ زكريا)

یکساں درجہ کے دو اَولیاء نے نابالغہ کا الگ الگ جگہ نکاح کردیا

اگر یکساں درجہ کے دو اَولیاء نے نابالغہ لڑکی کا نکاح الگ الگ جگہ کردیا، تو جس ولی نے پہلے نکاح کیا وہ نکاح نافذ ہوگا، اور اگر دونوں نکاح بالکل ایک وقت میں ہوئے، یا یہ پتہ چل نہیں پایا کہ کس نے پہلے نکاح کیا، تو یہ دونوں نکاح باطل قرار پائیں گے۔ (اَب جس کے ساتھ رہنا ہو اُس سے اَز سرِ نو نکاح کرادیا جائے)

ولو زوجها وليان مستويان قدم السابق، فإن لم يدر أو وقعا معًا بطلا.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ۱۹۹/٤ زكريا)

ولی اور بالغہ لڑکی کے الگ الگ جگہ نکاح کرنے کا حکم

اگر ولی نے بالغہ لڑکی کی اِجازت سے کسی جگہ اُس کا نکاح کیا، اور بالغہ لڑکی نے بھی اپنا نکاح کسی اور جگہ کرلیا، تو جو نکاح پہلے ہوا وہی معتبر ہوگا، اور دوسرا نکاح باطل ہوگا۔ اور پہلے نکاح کی تعیین میں عورت کا اِقرار معتبر ہوگا، بشرطیکہ کوئی اور دلیل اُس کے معارض نہ ہو۔

المستفاد: ولو زوّجها أبوها وهي بكر بالغة بأمرها وزوجت هي نفسها

من آخر فأيهما قالت: هو الأول، فالقول لها وهو الزوج؛ لأنها أقرّت بملك النكاح له علىٰ نفسها، وإقرارها حجة تامة عليها ......الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٩/٤ زكريا)

بالغہ مسلمان لڑکی کے نکاح پر اُس کے کافر اَولیاء کو حق اعتراض حاصل نہیں

بالغہ مسلمان لڑکی اگر اَزخود کسی جگہ کفو یا غیر کفو میں نکاح کرلے، تو اُس کے کافر اَولیاء کو کسی قسم کے اعتراض کا حق نہ ہوگا۔

فإذا زوجت المسلمة نفسها وكان لها أخ أو عم كافر، فليس له حق الاعتراض؛ لأنه لا ولاية له. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٣/٤ زكريا)

ولایتِ استحبابی

مستحب ہے کہ بالغہ لڑکی کا نکاح بھی ولی کے واسطہ سے کیا جائے، ولی کے بغیر بالغہ لڑکی کا نکاح پسندیدہ نہیں ہے، اس ولایت کو ولایتِ استحبابی یا ولایتِ ندب کہتے ہیں۔

ولاية ندب على المكلفة ولو بكرًا (الدر المختار) وفي الشامي: أي يستحب للمرأة تفويض أمرها إلىٰ وليها .كي لا تنسب إلى الوقاحة. (شامي ١٥٤/٤ زكريا، بدائع الصنائع ٥١٦/٢ زكريا، البحر الرائق ١٠٩/٣ كوئته)

الولاية في النكاح نوعان: ولاية ندب استحباب، وهي الولاية على العاقلة البالغة بكرًا أو كانت ثيبًا. (البحر الرائق ١٠٩/٣)

وأما ولاية الاختيار فهي حق الولي في تزويج المولى عليه بناءً علىٰ اختياره ورضاه، ويقال لصاحبها ولي مخيرٌ، وهي مستحبة عند أبي حنيفة وزفر في تزويج المرأة الحرة البالغة العاقلة، سواء كانت بكرًا أم ثيبًا. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٩٢/٧)

آزاد بالغہ عورت کا ولی کی اِجازت کے بغیر نکاح کرنا

کوئی آزاد بالغہ عورت اگر ولی کی اجازت کے بغیر شرائط کے مطابق کفو میں اپنا نکاح

کرلے تو یہ نکاح نافذ ہوجاتا ہے (تاہم اگر غیر کفو میں کیا ہے تو ولی کو اعتراض کا حق حاصل ہوتا ہے جیسا کہ پہلے کفائت کی بحث میں گذر چکا ہے)

فنفذ نكاح حرةٍ مكلفةٍ بلا رضا ولي الخ، وله أي للولي الخ، الاعتراض في غير الكفوء. (الدر المختار مع الشامي ٤/١٥٥-١٥٦ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/١٠٠ زكريا، المحيط البرهاني ٤/٦١، ملتقى الأبحر ١/٤٨٨)

بالغہ عورت کو اُس کی اجازت کے بغیر نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا

بالغہ عورت کی اجازت کے بغیر ولی اُسے نکاح پر مجبور نہیں کرسکتا، ایسا زبردستی کا نکاح جس میں بالغہ لڑکی کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت شامل نہ ہو وہ شرعاً نافذ نہیں ہوگا؛ بلکہ لڑکی کی اِجازت پر موقوف رہے گا۔

ولا تجبر البالغة على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ (الدر المختار) **وفي الشامي: وإن زوجها بغير استئمار فقد أخطأ السنة وتوقف علىٰ رضاها.** (الدر المختار مع الشامي ٤/١٥٩ زكريا، البحر الرائق ٣/١١٠ كوئٹه، الدر المنتقى ١/٤٩٠، بدائع الصنائع ٢/٥٠٤ زكريا)

ولا تجبر بكر بالغة على النكاح أي لا ينفذ عقد الولي عليها بغير رضاها عندنا. (البحر الرائق ٣/١١٠ كوئٹه)

وأما ولاية الحتم والإيجاب والاستبداد ...... فلا تثبت هٰذه الولاية على البالغ العاقل ولا على العاقلة البالغة. (بدائع الصنائع ٢/٥٠٤)

ولا يجوز نكاح أحد علىٰ بالغة صحيحة العقل من أب أو سلطان بغير إذنها. (الفتاویٰ الهندية ١/٢٨٧ زكريا)

ولا يجوز البكر البالغة أبوها علىٰ كره منها. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٤/٩١ رقم: ٥٦١٨ زكريا)

نابالغ لڑکی کا ولی کی اجازت کے بغیر خود نکاح کرنا

اگر نابالغہ باشعور لڑکی نے ولی کی اجازت کے بغیر خود ہی اپنا نکاح دو گواہوں کے سامنے کرلیا تو یہ نکاح موقوف رہے گا، یا تو ولی اُس نکاح کی اجازت دے اور یا یہ نابالغ لڑکی بالغ ہوکر اُس نکاح کو منظور کرے، تب اُس نکاح کا نفاذ ہوگا۔

صغيرة زوجت نفسها ولا ولي ولا حاكم ثمه، توقف ونفذ بإجازتها بعد بلوغها. (الدر المختار / كتاب النكاح ١٩٨/٤ زكريا، الدر المنتقى ٤٩٤/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٨٢/٤ زكريا، البحر الرائق ١٢٥/٣ كوئٹه)

إذا تزوج الصغير أو الصغيرة بغير إذن الولي فبلغا لم يجز نكاحهما حتى يجيزا بعد البلوغ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٨٢/٤ رقم: ٥٥٨٧ زكريا)

جس لڑکی کا باپ غیر مسلم ہو اُس کا ولی کون ہوگا؟

جو لڑکی مسلمان ہو اور اُس کا باپ غیر مسلم ہو تو وہ غیر مسلم باپ اُس کا ولی نہیں بن سکتا، اب اگر کوئی قریبی رشتہ دار مسلمان موجود ہو تو وہ ولی بن جائے گا، یا پھر اسلامی حکومت میں حاکم شرعی اُس کا ولی ہوگا۔ اور ہندوستان جیسے ممالک میں محکمہ شرعیہ یا معتبر ملی تنظیم اِس معاملہ میں حاکم شرعی کے قائم مقام ہوگی۔

أن الكافر لا يلي على المسلمة وولده المسلم لقوله تعالىٰ: ﴿وَلَنْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلاً﴾ (شامي ١٩٣/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٤٩٧/١، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٤/١، بدائع الصنائع ٥٠٠/٢، البحر الرائق ١٢٣/٣ كراچی، تبيين الحقائق ٥١١/٢)

فلا ولاية لغير المسلم على المسلم ولا للمسلم على غير المسلم.

(الفقه الإسلامي وأدلته ١٩٨/٧، الفتاوىٰ التاتارخانية ٨٦/٤ رقم: ٥٦٠٣ زكريا)

❍❖❍

وکالتِ نکاح کے مسائل

وکالتِ نکاح

جس طرح زوجین کو خود مجلس نکاح میں حاضر ہوکر نکاح کرنا اِصالۃً درست ہے، اِسی طرح وکالۃً بھی نکاح درست ہوجاتا ہے (مثلاً لڑکا یا لڑکی کی طرف سے کوئی شخص وکیل بن کر مجلسِ نکاح میں حاضر ہو اور وہ اپنے مؤکل یا مؤکلہ کی طرف سے دو گواہوں کے سامنے ایجاب یا قبول کرے، تو یہ نکاح بھی درست ہے)

واعلم أنه لا يشترط الشهادة على الوكالة بالنكاح؛ بل علىٰ عقد الوكيل، وإنما ينبغي أن يشهد على الوكالة، إذا خيف جحود الوكيل إياها. (فتح القدير ۳۰۱/۳ زكريا، شامي ۲۲۱/٤-۲۲۲ زكريا، ۹۵/۳ كراچی)

يصح التوكيل بالنكاح وإن لم يحضره الشهود. (الفتاوىٰ الهندية ۲۹٤/۱، الفتاوىٰ التاتارخانية ۱٤٦/٤ زكريا)

نکاح کے وکیل کا دوسرے کو وکیل بنانا

نکاح کا وکیل اپنی جگہ دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا؛ لیکن اگر وکیل بنا دیا اور دوسرے نے اَصل وکیل کی موجودگی میں نکاح پڑھایا، تو یہ نکاح وکالۃً منعقد ہوجائے گا، اور اُس میں کوئی خرابی نہیں رہے گی۔ (جیسا کہ ہمارے عرف میں وکیل کی اِجازت سے قاضی کے نکاح پڑھانے کا معمول ہے)

البتہ اگر وکیل اپنی جگہ دوسرے کو وکیل بنا کر خود مجلس سے غیر حاضر رہا اور اُس کی غیر موجودگی میں نکاح پڑھایا گیا، تو یہ نکاح وکالۃً منعقد نہیں ہوگا؛ بلکہ فضولی کے طور پر منعقد ہوگا،

اَب بعد میں اگرلڑکی اُس نکاح پر کسی بھی طرح رضا مندی ظاہر کردے یا بخوشی رخصت ہوکر شوہر کے گھر چلی جائے، توانجام کار یہ نکاح نافذ ہوجائے گا۔

الوكيل بالتزويج ليس له أن يوكل غيره، فإن فعل فزوج الثاني بحضرة الأول جاز. (الفتاوىٰ الهندية / الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها، مطلب ليس للوكيل بالنكاح أن يؤكل بلا إذن ٣٦٤/١ جديد زكريا، ٢٩٨/١ قديم زكريا)

كل عقد صدر من الفضولي وله قابل يقبل، سواء كان ذلك القابل فضوليًا آخر أو وكيلاً أو أصيلاً انعقد موقوفًا، هٰكذا في النهاية. (الفتاوىٰ الهندية / الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها ٣٦٥/١ جديد زكريا، ٢٩٩/١ قديم زكريا)

وتثبت الإجازة لنكاح الفضولي بالقول والفعل كذا في البحر االرائق.

(الفتاوىٰ الهندية ٣٦٥/١ جديد زكريا، ٢٩٩/١ قديم زكريا)

نکاح غائب میں توکیل کی صورت

اگرلڑکا اورلڑکی الگ الگ ملکوں میں رہتے ہوں، اور وہ آپس میں نکاح کرنا چاہیں، تو اس کی شکل یہ ہے کہ لڑکا زبانی یا تحریری طور پر کسی کو اپنا وکیل بنادے کہ وہ لڑکی کو اس کے لئے قبول کرلے، پھر ایک مجلس منعقد کی جائے جس میں لڑکی کا ولی یا وکیل ایجاب کرے، اور لڑکے کا وکیل قبول کرے، اور وکیلوں کے ایجاب وقبول پر حاضرین مجلس گواہ ہوں، تو اِس طرح غائب کا نکاح درست ہوجائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵۴۰/۱۱ ڈابھیل)

قال الشامي: ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب. وصورته: أن يكتب إليها يخطبها. فإذا بلغها الكتاب، أحضرت الشهود وقرأته عليهم، وقالت: زوجت نفسي منه. أما لو لم تقل بحضرتهم سوى زوجت نفسي من فلان لا ينعقد. (شامي، كتاب النكاح / مطلب: التزوج بإرسال الكتاب ٧٣/٤ زكريا، ١٢/٣ كراچی، قاضي خان على الفتاوىٰ الهندية ٣٢٦/١، مجمع الأنهر ٣٢٠/١ بيروت، البحر الرائق ١٤٨/٣)

ثـم النكاح كما ينعقد بهٰذه الألفاظ بطريق الإصالة ينعقد بها بطريق النيابة بـالوكالة والرسالة؛ لأن تصرف الوكيل كتصرف المؤكل. وكلام الرسول كلام الـمرسـل، والأصل في جواز الوكالة في باب النكاح ما روي: أن النجاشي زوّج رسـول الـلّٰـه صلى الله عليه وسلم أم حبيبة رضي الله عنها. (بـدائع الصنائع / فصل في ركن النكاح ۳۲۲/۳ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۲٦/٤ رقم: ٥۷۲۲ زكريا)

ولـو قـرأت الـكتـاب عـلـى الشهود، وقالت: إن فلانًا كتب إليَّ يخطبني، فـاشهدوا أني قد تزوجت منه، صح النكاح. (الـفتـاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الرابع عشر في النكاح بالكتاب والرسالة الخ ۱۲۷/٤ تحت رقم: ٥۷۲۳ زكريا)

أمـا كتـابة غائب عن المجلس فينعقد بها النكاح بشروط وكيفية خاصة. (الموسوعة الفقهية ۲۰۹/۳ الكويت)

عورت کو نکاح میں وکیل بنانا

جس طرح مرد کے لئے نکاح میں وکیل بننا جائز ہے، اِسی طرح عورت کا بھی دوسرے کے نکاح کا وکیل بننا جائز ہے؛ البتہ اگر عورت کو کسی مرد نے اپنے نکاح کا وکیل بنایا تو وہ عورت اِس وکالت کی بنیاد پر اُس مرد سے خود نکاح نہیں کرسکتی (پس وہ اگر خود نکاح کرنا چاہے تو اُسے دوبارہ مرد سے صراحۃً اجازت لینی ہوگی) (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹۸/۷)

رجل وكّل امرأة أن تزوجه فزوجت نفسها منه لا يجوز. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ۲۹٥/۱ قديم زكريا)

لو وكل رجل امرأة لتـزوجـه امرأة فزوجت نفسها منه لايجوز. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۱٥۰/٤ رقم: ٥۷۹۳ زكريا)

إذا وكـل الـرجـل امرأة إن تزوجه فزوجته من نفسها لم ينفذ العقد عليه إلا بإجازته. (الفقه الإسلامي وأدلته ۲۲۳/۷)

ایک شخص کا زوجین کی طرف سے وکیل یا ولی بننا

نکاح میں اس کی بھی گنجائش ہے کہ ایک ہی شخص دونوں جانب سے ذمہ دار بن کر عقد کرادے، اور اِس کی کئی شکلیں ہوسکتی ہیں:

(۱) **دونوں کی طرف سے ولی ہونا:-** مثلاً دادا (جب کہ وہی دونوں جانب سے ولی اقرب ہو) اپنے ایک بیٹے کے نابالغ لڑکے کا نکاح دوسرے بیٹے کی نابالغ لڑکی سے دو گواہوں کی موجودگی میں یہ کہہ کر کرادے کہ میں نے اپنے فلاں پوتے کا نکاح فلاں پوتی سے کیا۔

(۲) **دونوں کی طرف سے وکیل ہونا:-** مثلاً ایک شخص کو کسی لڑکے نے اپنے نکاح کا وکیل بنایا، اور اسی شخص کو کسی عورت نے نکاح کرانے کا اختیار دیا، پھر اس مشترکہ وکیل نے دو گواہوں کی موجودگی میں یہ کہہ کر نکاح کرایا کہ میں نے اپنی فلاں مؤکلہ کا نکاح فلاں مؤکل سے کردیا۔

(۳) **ایک جانب سے اصیل ہو اور دوسرے کی طرف سے ولی ہو:-** مثلاً کوئی شخص اپنی نابالغ چچازاد بہن کا (جس کا وہ ولی اقرب بھی ہے) نکاح دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ کر کرے کہ میں نے اپنی چچازاد بہن کا نکاح خود اپنے سے کرلیا۔

(۴) **ایک جانب سے ولی ہو اور دوسرے کی طرف سے وکیل ہو:-** مثلاً کسی شخص کو کسی مرد نے نکاح کا وکیل بنایا، اور اس شخص نے اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ کر کردیا کہ میں نے اپنی فلاں بیٹی کا نکاح اپنے فلاں مؤکل سے کردیا۔

(۵) **ایک جانب سے اصیل ہو اور دوسرے کی طرف سے وکیل ہو:-** مثلاً لڑکی نے لڑکے کو اس بات کا وکیل بنایا کہ وہ خود اپنے سے اس کا نکاح کرلے، پھر لڑکے نے دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ دیا کہ میں نے اپنی فلاں مؤکلہ کا نکاح اپنے سے کرلیا ہے، تو ان سب شکلوں میں نکاح درست ہوجاتا ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۴۴۷)

مثل أن یقول: زوِّجْني، فیقول: زوجتُك؛ لأن هٰذا توکیل بالنکاح، والواحد یتولیٰ طرفي النکاح. (الهدایة، کتاب النکاح ۱/۳ مکتبة البشریٰ کراچی)

ولنا أن الوكيل في النكاح معبرٌ وسفير، والتمانع في الحقوق دون التعبير، ولا ترجع الحقوق إليه، بخلاف البيع الخ. وإذا تولى طرفيه فقوله: زوجتُ يتضمن الشطرين ولا يحتاج إلى القبول الخ. ولو جرىٰ العقد بين الفضوليين أو بين الفضولي والأصيلِ جاز بالإجماع. (الهداية، كتاب النكاح / فصل في الوكالة وغيرها ۳/۴۹-۵۱ مكتبة البشرىٰ كراچی)

لڑکی کے وکیل نے ایجاب کیا اور لڑکے کے وکیل نے قبول کیا؟

مجلس نکاح میں گواہوں کے سامنے ایک طرف سے لڑکی کے وکیل نے ایجاب کیا، اور دوسری طرف سے لڑکے کے وکیل نے قبول کیا، تو اِس طرح ایجاب وقبول سے نکاح منعقد ہوجائے گا۔

يصح التوكيل بعقد الزواج من الرجل والمرأة إذا كان كل منهما كامل الأهلية أي بالغًا عاقلاً حرًا. (الفقه الإسلامي وأدلته ۷/۲۱۹)

عورت کا وکیل کو اپنے نکاح کا اختیار دینا

ایک عورت نے کسی مرد کو اپنے نکاح کا وکیل بناتے ہوئے کہا کہ جس سے چاہے میری شادی کرادے، تو وکیل کے لئے اس مؤکلہ عورت سے خود اپنے آپ سے نکاح کرانا جائز نہ ہوگا؛ الا یہ کہ عورت اس کی صراحۃً اجازت دیدے۔

امرأة قالت لرجل: زوجني بمن شئت، لا يملك أن يزوجها من نفسه.

(الفتاوىٰ الهندية ۱/۲۸۴ قديم زكريا)

وكذلك لو قالت: ’’زوجني ممن شئت‘‘، فزوجها من نفسه لا يجوز.

(الفتاوىٰ التاتارخانية ۴/۱۵۰ رقم: ۵۷۹۳ زكريا)

وفي الولوالجية: لو قالت المرأة: ’’زوج نفسي ممن شئت‘‘ لا يملك أن يزوجها من نفسه. (البحر الرائق ۳/۲۴۰ زكريا)

وکیل کا اپنی طرف سے مہر میں اضافہ کرنا

ایک شخص کو وکیل بنایا کہ فلاں عورت سے اتنے روپئے پر میرا نکاح کرادے، وکیل نے مؤکل کے متعین کردہ مہر میں اپنی طرف سے اضافہ کرکے اُس عورت سے مؤکل کا نکاح کرادیا، تو یہ اِضافہ شدہ مہر نافذ نہ ہوگا؛ لیکن اگر خلوت اور بیوی سے صحبت کرنے کے بعد مہر میں اِضافہ کا علم ہوا، تو اَب مؤکل کو اختیار ہے چاہے تو اِس اضافہ شدہ مہر کے ساتھ ہی نکاح کو قبول کرلے اور چاہے فسخ کردے۔

وكـلـه بـأن يـزوجـه فلانة بكذا، فزاد الوكيل في المهر لم ينفذ، فلو لم يعلم حتى دخل بقي الخيار بين إجازته وفسخه. (شامي ٨٠/٤ بيروت)

ولـو وكّـل رجلاً بأن يزوجه فلانة بألف درهمٍ، فزوجها إياه بألفين إن أجاز الـزوج جـاز، وإن رد بـطل، وإن لم يعلم الزوج بذٰلك حتى دخل به فالخيار باقٍ.

(الـفتـاوىٰ الهـنـدية ٢٩٦/١، الـفتـاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ١٤٨/٤ رقم: ٥٧٨٨ زكريا، كذا في المبسوط السرخسي ٢١/٥ المكتبة الشاملة)

وکیل نے مؤکل کی مرضی کے خلاف نکاح کردیا

ایک شخص نے نکاح پر کسی دوسرے کو وکیل بنایا اور عورت کی صفات بیان کردیں کہ فلاں فلاں صفت کی عورت سے میرا نکاح کرانا، اَب وکیل نے ایسی عورت سے نکاح کرادیا، جس میں وہ صفات نہیں پائی جاتیں، تو یہ نکاح شرعاً نافذ نہیں ہوگا۔

أمره أن يزوجه بيضاء فزوجه سوداء لا يصح. (الفتاوىٰ الهندية ٢٩٥/١)

وكله أن يزوجه امرأة سوداء فزوج امرأة بيضاء أو على العكس لا يجوز.

(الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٧/٤ رقم: ٥٧٨٥ زكريا)

وکیل نے معتدۃ الغیر سے شادی کرادی

وکیل نے اگر اپنے مؤکل کی شادی معتدۃ الغیر سے کرادی، پھر مؤکل نے اَنجانے میں

اُس عورت سے صحبت کرلی، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ معتدہ الغیر ہے، تو فوراً اُن دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے گی، اور موٴکل شوہر پر لازم ہوگا کہ وہ مہر مثل اور متعین کردہ مہر میں سے جو کم ہوگا، وہ عورت کو اَدا کردے۔

ولو زوّجه الوكيل امرأة هي في نكاح الغير أو في عدة الغير، وهو يعلم بذلك أو لم يعلم، فدخل المؤكل بها ولم يعلم بذلك، فرّق بينهما، وعليه الأقل من المسمى ومن مهر المثل. (الفتاویٰ الهندية ٢٩٥/١، فتاویٰ قاضي خان ٢١٠/١ مكتبة الإتحاد ديوبند)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة. (الفتاویٰ الهندية ٢٩٠/١، الفتاویٰ التاتارخانية ١٤٨/٤ رقم: ٥٧٨٩ زكريا، المحيط البرهاني ٤٧/٤ رقم: ٣٥٨٦)

وکیل نے دوسرے خاندان میں شادی کرادی

وکیل نے اگر متعینہ خاندان اور قبیلہ کے علاوہ کسی دوسرے خاندان اور برادری میں موٴکل کی شادی کرادی، تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا۔

وكله أن يزوجه من قبيلة فزوجه من قبيلة أخرىٰ لم يجز. (الفتاویٰ الهندية ٢٩٦/١، المحيط البرهاني ٤٣/٤ رقم: ٣٥٧٨ زكريا، مجمع الأنهر ٥٠٧/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاویٰ التاتارخانية ١٤٧/٤ رقم: ٥٧٨٥ زكريا، النهر الفائق ٢٢٨/٢ زكريا)

وکیل کا ایک کے بجائے دو سے نکاح کرنا

اگر کسی شخص نے دوسرے کو ایک عورت کے ساتھ نکاح کرانے کا وکیل بنایا، پھر وکیل نے اُس کا دو عورتوں سے نکاح کرادیا، تو اگر مختلف عقد میں نکاح کرایا ہو تو پہلا عقد نافذ مانا جائے گا، اور دوسرا عقد موٴکل کی اِجازت پر موقوف ہوگا۔ اور اگر ایک ہی عقد میں نکاح کرایا ہو تو یہ عقد موقوف رہے گا۔ اور موٴکل کے لئے اختیار ہوگا کہ یا تو دونوں نکاح کو نافذ کرے یا ایک کو کرے یا کسی کو نہ کرے۔

ولو زوجه المأمور بنكاح امرأة امرأتين في عقد واحدٍ لا ينفذ للمخالفة،

وله أن يجيزهما أو إحداهما ولو في عقدين لزم الأول وتوقف الثاني. وفي الشامية: قـوله: ولو أن يجيزهما أو إحداهما اعترض الزيلعي بهٰذا علىٰ قول الهداية فتعين التـفـريق، وأجاب في البحر بأن مراده عند عدم الإجازة، فإن أجاز نكاحهما أو إحداهما نفذ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفائة ٢٢٣/٤ زكريا)

نکاح میں وکالت کے لئے گواہی ضروری نہیں

نکاح کا وکیل بنتے وقت گواہ بنانا ضروری نہیں ہے، ہاں البتہ اگر موکل کے انکار کا اندیشہ ہو، تو گواہ بنالینا مناسب ہے۔

لا تشترط الشهادة على الوكالة بالنكاح؛ بل علىٰ عقد الوكيل، وإنما ينبغي أن يشهد على الوكالة إذا خيف جحد الموكل إياها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفائة ٢٢١/٤-٢٢٢ زكريا)

قاصد کے ذریعہ نکاح

اگر کسی شخص نے بذریعہ قاصد کسی عورت کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا کہ فلاں شخص آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اُس کے جواب میں عورت نے قبول کرلیا، اور اِس گفتگو کے وقت دو گواہ موجود تھے، تو یہ نکاح درست ہوجائے گا۔ (گویا کہ نکاح میں قاصد کا حکم بھی وکیل کے مانند ہے)

وحكم رسول كوكيل. وتحته في الشامية: إذا أرسل إلى المرأة رسولاً حرًّا أو عبدًا صغيرًا أو كبيرًا فقال: إن فلانًا يسألك أن تزوجيه نفسك، فأشهدت أنها زوجته وسمع الشهود كلامهما: أي كلامها وكلام الرسول، فإن ذٰلك جائز – إلىٰ قوله – ولا يخفىٰ أن مثل هٰذا بعينه في الوكيل. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفائة ٢٢٩/٤ زكريا)

❍❖❍

فضولی کا نکاح

فضولی کی تعریف

اصطلاحِ شرع میں فضولی اُس شخص کو کہتے ہیں جو ولایت اور وکالت کے بغیر دوسرے کا کام کرے۔

الفضولي من يتصرف لغيره بغير ولاية ولا وكالة أو لنفسه. (شامي / كتاب النكاح ٢٢٥/٤ زكريا، لغة الفقهاء ص: ٣٤١، البحر الرائق ١٣٧/٣ كوئٹه)

وفي اصطلاح الفقهاء: يطلق الفضولي علىٰ من يتصرف في حق الغير بلا إذن شرعي. (الموسوعة الفقهية ١٧١/٣٢ الكويت)

فضولی کا نکاح

فضولی کا کرایا ہوا نکاح زوجین یا اَولیاء کی رضامندی پر موقوف ہوتا ہے، اگر بعد میں زوجین یا اُن کے اولیاء نے اُس نکاح کو نافذ کردیا تو وہ منعقد ہوجائے گا، ورنہ وہ عقد نکاح باطل اور کالعدم قرار پائے گا۔

ونكاح عبد وأمة بغير إذن السيد موقوف على الإجازة كنكاح الفضولي، توقف عقوده كلها إن لها مجيز حالة العقد وإلا تبطل. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / مطلب في الوكيل والفضولي في النكاح ٢٢٥/٤ زكريا، ١٦٣/٤-١٦٤ دار إحياء التراث العربي بيروت، البحر الرائق / كتاب النكاح ١٣٧/٣ كوئٹه، تبيين الحقائق / كتاب النكاح ٥٢٦/٢ زكريا، النهر الفائق ٢٢٦/٢ زكريا)

شوہر کی موجودگی میں عورت کی طرف سے فضولی کا نکاح کرنا

ایک شخص نے دو گواہوں کے سامنے یہ کہا کہ میں نے فلاں بنت فلاں کا نکاح اس شخص مثلاً زید کے ساتھ کردیا ہے، اور شوہر اسی مجلس میں قبول کرے تو یہ نکاح نافذ نہ ہوگا، جب تک لڑکی اس کی خبر سن کر اس پر رضامندی کا اظہار نہ کردے۔

کنکاح الفضولي أي الذي باشره مع آخر أصيل أو ولي أو وكيل توقف عقوده كلها إن لها مجيز حالة العقد وإلا تبطل. (الدر المختار مع الشامي ۲۲۵/٤ زكريا، فتح القدير ۲۹۷/۳ زكريا، النهر الفائق ۲۳٦/۲ زكريا)

ولی کی اجازت کے بغیر فضولی کا نکاح

اگر کسی نابالغ لڑکی کا اُس کی اجازت کے بغیر فضولی نے نکاح کردیا تو یہ نکاح یا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا، یا اگر ولی نہ ہو تو بالغ ہونے کے بعد خود اُس لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد اس نکاح سے انکار کردیا تو یہ نکاح باطل ہوجائے گا۔

وإن زوج الصغير أو الصغيرة أبعد الأولياء، فإن كان الأقرب حاضرًا وهو من أهل الولاية توقف نكاح الأبعد علىٰ إجازته. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ۲۸٥/۱، شامي، كتاب النكاح / باب الولي ۷۸/۳ کراچی)

ثم إذا اختارت وأشهدت ولم تتقدم إلى القاضي ...... فهي علىٰ خيارها. (البحر الرائق ۲۱٤/۳ زكريا، الهداية ۳۱۷/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، فتح القدير ۲۷۷/۳)

ولها خيار الفسخ بالبلوغ في غير الأب والجد بشرط قضاء القاضي أي للصغير والصغيرة إذا بلغا، وقد زوجا أن يفسخا عقد النكاح الصادر من ولي غير الأب والجد بشرط قضاء القاضي. (البحر الرائق ۲۱۱/۳ زكريا)

إن كان المزوج غيرهما فلكل واحد منهما خيار الفسخ، سواء كانا عالمين قبل البلوغ بالعقد أو علما بعد البلوغ. (مجمع الأنهر ٤۹٥/۱ مكتبة فقيه الأمة

دیوبند، الفتاویٰ التاتارخانیة / کتاب النکاح ٩٤/٤ رقم: ٥٦٢٦ زکریا)

عورت کی طرف سے فضولی کا قبول کرنا

ایک شخص نے مجلس نکاح میں گواہوں کے سامنے یہ کہا کہ میں نے اپنا نکاح فلاں لڑکی سے کیا، اِس پر مجمع میں سے ایک دوسرے شخص نے کھڑے ہوکر لڑکی کی طرف سے قبول کرلیا، تو یہ فضولی کا لڑکی کی طرف سے قبول کرنا بالاتفاق لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر لڑکی نے معلوم ہونے پر اُس سے رضامندی ظاہر کی یا صراحۃً قبول کرلیا تو یہ نکاح نافذ ہوجائے گا، ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۷/۱۸۵)

فإن كل عقد صدر من الفضولي وله مجيز انعقد موقوفًا على الإجازة. فإذا أجاز من له الإجازة ثبت حكمه مستندًا إلى العقد. (فتح القدير ٢٩٧/٣ المكتبة الأشرفية)

فضولی کے مرنے کے بعد اُس کے کئے ہوئے نکاح کو نافذ کرنا

ایک شخص نے اولیاء کی اجازت کے بغیر کسی نابالغ بچی کا نکاح کیا، پھر اس کا انتقال ہوگیا، بعد میں اولیاء نے یا بالغ ہونے کے بعد اس لڑکی نے خود اس نکاح کو قبول کرلیا اور اُس کی اجازت دے دی، تو بھی یہ نکاح نافذ ہوجائے گا۔

ولو أجاز من له الإجازة نكاح الفضولي بعد موته صح؛ لأن الشرط قيام المعقود له وأحد العاقدين لنفسه فقط. (الدر المختار مع الشامي ٢٢٩/٤ زكريا)

قوله: وأحد العاقدين لنفسه الخ، عبارة البحر: وأحد العاقدين لنفسه، وقال في حاشيته: في العبارة تسامح، والأولىٰ: "وأحد العاقدين" وهو العاقد لنفسه، ونسخ الخط من الدرّ ليس فيها زيادة. قوله: لنفسه، وحينئذٍ يظهر قول المحشي: هو العاقد لنفسه. الذي يظهر أن العقد لا يبطل بموت الوكيل أو الولي، وعليه يكون المراد بالعاقد لنفسه ما يشمل العاقد لنفسه حقيقةً وهو الأصيل، أو حكمًا وهو

المؤكل، والصغير ونحوهما فإنهم باعتبار قيام الغير عنهم صاروا كأنهم عاقدون لأنفسهم. (تقريرات الرافعي، كتاب النكاح / قبيل باب المهر ۲۵۸/۳ دار الكتب العلمية بيروت)

وقال في فصل بيع الفضولي من النهاية: الأصل عندنا أن العقود تتوقف على الإجازة إذا كان لها مجيزًا حالة العقد جازت، وإن لم يكن تبطل. (فتح القدير ۲۹۷/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

اجازت سے پہلے فضولی کا ازخود نکاح فسخ کرنا

اگر فضولی نے کسی لڑکے کا نکاح اُس کی اجازت کے بغیر کسی لڑکی سے کرادیا ہے، تو اس کے لئے اِس بات کی اجازت نہیں کہ وہ زوجین یا اولیاء کی اجازت سے پہلے خود ہی اُس نکاح کو فسخ کردے؛ اس لئے کہ عاقد فضولی کو فسخ نکاح کا قولاً یا فعلاً شرعاً کسی طرح کا بھی اختیار نہیں ہے۔

الفضولي قبل الإجازة لا يملك نقض النكاح (الدر المختار) وتحته في الشامية: العاقدون في الفسخ أربعة: عاقد لا يملك الفسخ قولاً وفعلاً وهو الفضولي، حتى لو زوج رجلاً امرأةً بلا إذنه، ثم قال قبل إجازته فسخت لا ينفسخ. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ۲۲۹/٤ زكريا)

للفضولي في النكاح أن يفسخه قبل الإجازة عند أبي يوسف حتى لو أجاز من له الإجازة بعد ذٰلك لا ينفذ في قول أبي يوسف الآخر، قاسه على البيع، وليس له ذٰلك عند محمدؒ. (فتح القدير ۳۰/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قسم کھائی کہ ''جس عورت سے بھی نکاح کروں گا اُسے طلاق'' پھر فضولی نے نکاح کرادیا

ایک شخص نے قسم کھائی کہ ''جب بھی میں کسی عورت سے نکاح کروں اُسے طلاق''، تو ایجاب وقبول کرتے ہی فوراً اس کی منکوحہ پر طلاق واقع ہوجائے گی؛ البتہ اُس طلاق سے بچنے کا

حیلہ یہ ہے کہ کوئی فضولی اُس کی اجازت کے بغیر اُس کا نکاح کرادے اور یہ خاموش رہے، زبان سے قبول نہ کرے؛ بلکہ فعل سے اجازت دیدے۔ (مثلاً: فضولی شخص گواہوں کے سامنے عورت سے ایجاب وقبول کرنے کے بعد قسم کھانے والے سے کہے کہ میں نے فلاں عورت کے ساتھ اتنے مہر پر تمہارا نکاح کر دیا ہے، اتنی رقم مجھے دو؛ تاکہ میں تمہاری بیوی کو دے دوں، پھر وہ خاموشی سے متعینہ مہر نکال کر دیدے، بس یہ مہر نکال کر دینا اُس کی طرف سے رضامندی اور اجازت سمجھا جائے گا، اِس طرح اُس کا نکاح درست رہے گا، اور طلاق واقع نہ ہوگی)

حلف لا يتزوج فزوجه فضولي، فأجاز بالقول حنث، وبالفعل لا يحنث.

(الدر المختار مع الشامي ۸٤٦/۳ كراچی، الفتاویٰ الهندية ٤١٩/١ قديم زكريا)

إذا قال كل امرأة أتزوجها فهي طالق، فزوجه فضولي وأجاز بالفعل بأن ساق المهر ونحوه لا تطلق. (الفتاویٰ الهندية ٤١٩/١ قديم زكريا)

فضولی کی دی ہوئی طلاق کو منظور کرنا

اگر مثلاً زید عمر کی بیوی کے بارے میں کہے کہ ’’عمر کی بیوی کو طلاق‘‘ اور عمر اس کو منظور کر کے اس پر رضامندی کا اظہار کردے، تو اس (عمر) کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو قال: امرأة زيد طالق، فقال زيد: أجزت أو رضيت، أو ألزمته نفسي لزمه الطلاق، كذا في المحيط في الفصل الثامن. (الفتاویٰ الهندية ٣٩٤/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٣٧/٤ رقم: ٦٨٦١-٦٨٦٢ زكريا)

غیر ولی کے نکاح کرنے پر ولی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں؟

اگر ولی کی غیر موجودگی میں غیر ولی نے نابالغ کا نکاح کر دیا، پھر ولی اُس نکاح کی اطلاع ملنے پر خاموش رہا، تو یہ سکوت اُس کی رضامندی کی دلیل نہیں ہوگا، جب تک کہ وہ صراحۃً یا دلالۃً اجازت نہ دیدے۔

فلو زوج الأبعد حال قيام الأقرب توقف على إجازته (الدر المختار) وفي الشامية: فلم يجعلوا سكوته إجازة، والظاهر أن سكوته هٰهنا كذٰلك فلا يكون سكوته إجازة لنكاح الأبعد، وإن كان كافرًا في مجلس العقد ما لم يرض صريحًا أو دلالةً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٩/٤ زكريا، موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ٢٠١/٨)

وإن زوج الصغير أو الصغيرة أبعد الأولياء، فإن كان الأقرب حاضرًا أو هو من أهل الولاية توقف نكاح الأبعد على إجازته. (المحيط البرهاني ٥٦/٤ رقم: ٣٦١٣، الفتاویٰ التاتارخانية ٩١/٤ رقم: ٥٦١٩ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٢٨٥/١ قديم زكريا)

❍❖❍

محرماتِ نکاح

(کن عورتوں سے نکاح حرام ہے؟)

رشتوں کی اہمیت

اِسلام دینِ فطرت ہے، اس نے انسانوں کو نکاح کی تو اجازت دی ہے؛ لیکن اِس میں بھی فطری شرائط وحدود کا پابند کیا ہے، یہ نہیں کہ کتے بلیوں کی طرح انسان جہاں چاہیں شہوت رانی کرتے پھریں؛ بلکہ اِسلام نے مقدس انسانی رشتوں کو وہ عظمت عطا کی ہے جسے سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ اِسلام میں اِباحیت کی ہرگز اجازت نہیں ہے؛ کیوں کہ اِباحیت کا صاف مطلب ہی یہ ہے کہ انسان انسان نہ رہے؛ بلکہ بدترین جانوروں کی صف میں کھڑا کردیا جائے، اِسلام اسے ہرگز قبول نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ اسلام انسانیت کی فلاح وبہبود کے بارے میں صحیح رہنمائی کرنے والا واحد راستہ ہے، اسی راستہ پر چل کر انسان، انسانیت کا بامِ عروج حاصل کرسکتا ہے، اِس کے بغیر انسانیت کا تصور ہی فضول ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی آبادی اور انسانی ضرورتوں کو مدِ نظر رکھ کر انسانوں میں نسبی اور صہری (سسرالی) رشتے جاری فرمائے ہیں، جو انسان کو دوسرے حیوانات سے ممتاز کرتے ہیں؛ کیوں کہ دیگر جانوروں میں رشتوں کا کوئی تصور نہیں ہے، وہاں ضرورت اور احتیاج اصل ہے، جانور کا بچہ جب تک محتاج رہتا ہے تو ماں اُس کی ضرورت پوری کرتی ہے، اور جب احتیاج ختم ہوجاتی ہے تو رشتہ کا اثر ختم ہوجاتا ہے، اس کے برخلاف انسانوں کی بقا کے لئے ان رشتوں کی بقا لازم ہے۔ اِسی کو قرآنِ کریم میں بیان فرمایا گیا:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَراً فَجَعَلَهٗ نَسَباً وَّصِهْراً وَّكَانَ رَبُّكَ قَدِيْراً. (الفرقان: ٥٤)

اور وہی ہے جس نے پانی (نطفہ) سے انسان کو وجود بخشا، پھر اسے نسبی اور سسرالی رشتے عطا فرمائے اور تیرا رب ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

دیکھا جائے تو یہ آیت انسانوں اور جانوروں میں خطِ امتیاز کھینچ دینے والی آیت ہے۔

قرآنِ کریم میں محرماتِ نکاح کی تفصیل

اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ موضوع اس قدر اہم ہے کہ اس سلسلہ کی بنیادی باتیں واضح طور پر تفصیل کے ساتھ قرآنِ کریم میں بیان کردی گئیں؛ تاکہ کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے۔ تمام فقہاء کرام نے انہی آیات کو سامنے رکھ کر مسائل بیان فرمائے ہیں، اور انہی آیات سے اصول وضع کر کے اس کی جزئیات امت کے سامنے پیش کی ہیں۔ وہ آیات درج ذیل ہیں:

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ، اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيْلًا. حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ، وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ، كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ. (النساء: ۲۲-۲۳ وجزء: ۲٤)

اور نکاح مت کرو ان عورتوں سے جن سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا ہو مگر وہ جو پہلے ہو چکا، یقیناً یہ بے حیائی ہے اور اللہ کی نفرت کا موجب ہے، اور برا راستہ ہے۔ تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری ربیبہ اولاد، جو تمہاری پرورش میں ہیں، تمہاری ان بیویوں سے جن سے تم نے دخول کیا (صحبت کی) پھر اگر تم نے ان سے دخول نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، اور حرام کی گئیں تمہارے ان بیٹوں کی بہوئیں جو تمہاری پشتوں سے ہیں، اور حرام کیا گیا یہ کہ تم جمع کرو دو بہنوں کو مگر وہ جو پہلے ہو چکا، یقیناً اللہ بخشنے والے، نہایت رحم والے ہیں۔ اور حرام کی گئیں عورتوں میں سے شوہر والی عورتیں مگر تمہاری باندیاں، یہ تم پر اللہ کی طرف سے لکھا ہوا (فرض کیا ہوا) ہے، اور تمہارے لئے اس کے علاوہ (عورتیں) حلال ہیں، اس طرح کہ طلب کرو اپنے مال کے ذریعہ اس حال میں کہ تم نکاح کرنے والے ہو، زنا کرنے والے نہ ہو۔

مذکورہ آیات کی پرداز بتارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکاح محض کھیل تماشہ اور موج مستی نہیں؛ بلکہ اس کے پیچھے انسانیت کی تعمیر کا جذبہ ہونا چاہئے، اور یہ جبھی ہوسکتا ہے جب کہ مقدس رشتوں کو پامال نہ ہونے دیا جائے۔

محارم سے نکاح حرام ہونے کی حکمت

حکیم الاسلام حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نکاحِ محارم کے حرام ہونے کی حکمت بہت عمدہ انداز میں بیان فرمائی ہے۔اس کی تشریح فرماتے ہوئے شارح علوم ولی اللہی حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مذکورہ رشتوں کی حرمت دووجہ سے ہے:

پہلی وجہ : مفاسد کا سد باب مقصود ہے۔قریبی رشتہ داروں میں رفاقت اور ہر وقت کا ساتھ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے پردہ کا التزام ممکن نہیں، اور جانبین سے فطری اور واقعی حاجتیں ہے، مصنوعی اور بناوٹی نہیں، پس اگر ایسے مردوں اور عورتوں میں لالچ منقطع نہیں کی جائے گی اور (نکاح کی) رغبت ختم نہیں کی جائے گی تو مفاسد کا سیلاب امنڈ آئے گا۔کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ایک شخص کی اجنبی عورت کے محاسن پر نظر پڑتی ہے تو وہ اس پر فریفتہ ہوجاتا ہے؟ اور اس کی خاطر جان جوکھوں میں ڈال دیتا ہے، پس جن کے ساتھ تنہائی ہوتی ہے اور وہ ایک دوسرے کی خوبیوں کو شب وروز دیکھتے ہیں، کیا وہاں مفاسد پیدا نہیں ہوں گے؟ اسی فساد کو روکنے کے لئے قرابت قریبہ میں نکاح حرام کیا گیا ہے؛ کیوں کہ سلیم المزاج لوگوں کی رغبت حرام کی طرف نہیں ہوتی۔

دوسری وجہ: عورتوں کو ضررِ عظیم سے بچانا مقصود ہے:- اگر محرمات میں رغبت کا دروازہ کھولا جائے گا، اور امید کا دروازہ بند نہیں کیا جائے گا، اور اس سلسلہ میں بے راہی اختیار کرنے والوں پر سخت نکیر نہیں کی جائے گی تو دوطرح سے عورتوں کو ضررِ عظیم پہنچے گا:

(۱) عورت جس مرد سے نکاح کرنا چاہے گی، اولیاء نہیں کرنے دیں گے، خود نکاح کرنا چاہیں گے؛ کیوں کہ ان عورتوں کا معاملہ اولیاء کے ہاتھ میں ہے، وہی ان کا نکاح کرانے کے ذمہ دار ہیں، پس عورت کے جذبات پامال ہوں گے، اور اس کو بھاری نقصان پہنچے گا۔

(۲) اگر شوہر عورت کے حقوق ادا نہیں کرتا تو عورت کی طرف سے اولیاء حقوقِ زوجیت کا مطالبہ کرتے ہیں؛ کیوں کہ عورت کمزور ہے، وہ اپنے حق کے لئے نہیں لڑسکتی، پس اگر ولی خود شوہر بن

جائے گا اور عورت کی حق تلفی کرے گا تو عورت کی طرف سے حقوقِ زوجیت کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہیں ہوگا، اس طرح عورت کو ضررِ عظیم پہنچے گا۔

اور اس کی نظیر یتیم لڑکیوں سے نکاح کی ممانعت ہے، بخاری شریف حدیث: ۴۵۷۳ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص کی ولایت میں ایک یتیم لڑکی تھی، اور اس کا ایک باغ تھا، جس میں یہ لڑکی بھی شریک تھی، اس شخص نے خود ہی اس لڑکی سے نکاح کرلیا، اور اس کا باغ کا حصہ ہتھیالیا، اس پر سورۃ النساء کی تین آیات نازل ہوئی کہ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں سے نکاح کرکے انصاف پر قائم نہیں رہ سکو گے تو تمہارے لئے دوسری عورتیں بہت ہیں، ان میں جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو، یعنی یتیم لڑکیوں سے نکاح مت کرو، یہ ممانعت ان لڑکیوں کو ضرر سے بچانے کے لئے ہے''۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ ۸۶/۵)

حرم تزوج أمه وبنته وإن بعدتا، وأخته وبنتها وبنت أخيه وعمته وخالته وأم امرأته وبنتها إن دخل بها، وامرأة أبيه وابنه وإن بعدا، والكل رضاعًا والجمع بين الأختين. (البحر الرائق ۹۲/۳-۹۵ زكريا، بدائع الصنائع ۵۲۹/۲-۵۳۷ زكريا)

والأصل في التحريم أمور: منها: جريان العادة بالاصطحاب والارتباط وعدم إمكان لزوم الستر فيما بينهم، وارتباط الحاجات من الجانبين على الوجه الطبيعي دون الصناعي؛ فإنه لو لم تجر السنة يقطع الطمع عنهن، والإعراض عن الرغبة فيهن لهاجت مفاسد لا تحصىٰ، وأنت ترىٰ الرجل يقع بصره علىٰ محاسن امرأة أجنبية فيتوله بها و يقتحم في المهالك لأجلها، فما ظنك فيمن يخلو معها وينظر إلىٰ محاسنها ليلاً ونهارًا.

وأيضًا لو فتح باب الرغبة فيهن ولم يُسَد ولم تقم الأئمة عليهم فيه أفضى ذٰلك إلى ضرر عظيم عليهن؛ فإنه سبب عضلهم إياهن عمن يرغبن فيه لأنفسهم؛ فإنه بيدهم أمرهن وإليهم إنكاحهن وأن لا يكون لهن إن نكحوهن من يطالبهم عنهن حقوق الزوجية مع شدة احتياجهن إلىٰ من يخاصم عنهن. ونظيره: ما وقع في اليتامىٰ كان الأولياء يرغبون في مالهن وجمالهن ولا يوقعون حقوق الزوجية، وهٰذا الارتباط على الوجه الطبيعي واقع بين الرجال والأمهات والبنات والأخوات والعمات والخالات وبنات الأخ وبنات الأخت. (حجة الله البالغة ۳٤۲/۲ مكتبة حجاز ديوبند، فقه السنة ۷۷/۲-۸۱)

اِس مختصر تمہید کے بعد ذیل میں اس سلسلہ کے ضروری مسائل درج کئے جارہے ہیں:

اَسبابِ حرمت

نکاح میں حرمت کے اسباب درج ذیل ہیں:

(۱) نسبی قرابت (۲) مصاہرت، یعنی رشتۂ نکاح (یا اس کے قائم مقام: زنا، نظر یالمس وغیرہ) سے وجود میں آنے والی قرابتیں (۳) رضاعت، یعنی بچپن میں دودھ پلانے کی وجہ سے پیدا شدہ قرابت (۴) جمع: یعنی ایک نکاح میں دو ایسی عورتوں کو جمع کرنا جن میں سے اگر ایک کو مرد فرض کیا جائے تو وہ دوسرے کے لئے حلال نہ ہو یا ایک نکاح میں چار سے زیادہ عورتوں کو جمع کرنا (۵) ملک: یعنی عورت کا مملوکہ ہونا (۶) شرک: یعنی زوجین میں سے کسی ایک کا مشرک ہونا (۷) آزاد عورت کے نکاح میں رہتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا (۸) عورت کا تین طلاق سے مطلقہ ہونا (۹) عورت کا دوسرے مرد کے نکاح میں یا عدت میں ہونا۔

أسباب التحريم أنواع: قرابة، مصاهرة، رضاع، جمع، ملك، شرك، إدخال أمة على حرة. فهي سبعة ذكرها المصنف بهٰذا الترتيب، وبقي التطليق ثلاثًا، وتعلق حق الغير بنكاح أو عدة. (شامي / كتاب النكاح ٤/٩٩-١٠٠ زكريا، مجمع الأنهر ١/٤٧٥ فقيه الأمة ديوبند)

نوٹ:- (الف) درج بالا اَسباب میں سے ابتدائی تین اَسباب (قرابت، مصاہرۃ اور رضاعت) میں حرمتِ اَبدی ہے، یعنی ایسی عورت کبھی حلال نہیں ہوسکتی، جب کہ بقیہ اَسباب میں حرمت عارضی ہے، مثلاً دو محرم عورتوں کو اگر الگ الگ زمانہ میں نکاح میں رکھے کہ پہلے ایک بہن سے نکاح کیا، پھر اُس کی وفات کے بعد دوسری بہن سے نکاح کرلیا، اِسی طرح تین طلاق والی عورت سے حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح کرلیا وغیرہ، تو اِس میں حرمت مرتفع ہوجاتی ہے۔

وانتفاء محلية المرأة للنكاح شرعًا بأسباب تسعة: الأول: المحرمات بالنسب، وهن فروعه وأصوله وفروع أبويه وإن نزلوا، وفروع أجداده وجداته إذا انفصلوا ببطن واحدٍ، الثاني: المحرمات بالمصاهرة وهن فروع نسائه

المدخول بهن وأصولهن كالنسب. والرابع: حرمة الجمع بين المحارم، وحرمة الجمع بين الأجنبيات كالجمع بين الخمس. والخامس: حرمة التقديم وهو تقديم الحرة على الأمة ...... والسادس: المحرمة لحق الغير كمنكوحة الغير ومعتدته، والحامل بثابت النسب. والسابع: المحرمة لعدم دين سماوي كالمجوسية والمشركة. والثامن: المحرمة للتنافي كنكاح السيدة مملوكها. والتاسع: لم يذكره الزيلعي وكثير وهو المحرمة بالطلقات الثلاث. (البحر الرائق ۹۲/۳ کراچی، النهر الفائق ۱۸۵/۲ زکریا)

(ب) یہاں دواور صورتیں ہیں: ایک یہ کہ خنثیٰ مشکل (جس کا مرد یا عورت ہونا پتہ نہ چل پائے) اُس سے نکاح حلال نہیں؛ کیوں کہ اُس کے مرد یا عورت ہونے کا پتہ نہیں۔ دوسرے جنی عورت یا پانی کے انسان سے نکاح حلال نہیں؛ کیوں کہ جنس الگ الگ ہے۔

قلت: وبقي من المحرمات الخنثى المشكل لجواز ذكوريته، والجنية وإنسان الماء لاختلاف الجنس. (شامي / كتاب النكاح ۱۰۰/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٤٧٥/١-٤٧٦ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

قرابت نسبی کی بنیاد پر حرام عورتیں

نسبی قرابت کی بنیاد پر درج ذیل عورتیں حرام قرار پاتی ہیں:

(۱) ماں، دادی، نانی (اوپر تک)

فالأمهات أم الرجل وجداته من قبل أبيه وأمه وإن علون. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ۲۷۳/۱ قديم زكريا)

أسباب التحريم أنواع: قرابة كفروعه ...... وأصوله وهم أمهاته وأمهات أمهاته، وآبائه وإن علون. (شامي ۹۹/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٧/٤ رقم: ٥٤٨٥ زكريا)

حرمة القرابة ...... أصول الإنسان وإن علون، وهي الأم، والجدة، أم

الأم، وأم الأب. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ١٣٥/٨)

(۲) لڑکی، پوتی، نواسی (نیچے تک)

أسباب التحريم أنواع: قرابة كفروعه، وهم بناته وبنات أولاده وإن سفلن. (شامي ٩٩/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٧/٤ رقم: ٥٤٨٥ زكريا)

وأما البنات فبنته الصلبية وبنات ابنه وبنته وإن سفلن. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٧٣/١ قديم زكريا)

حرمة القرابة ...... فروع الإنسان وإن نزلن، وهي البنت، وبنت البنت، وبنت الابن وإن نزلن. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ١٣٥/٨)

(۳) بہن، خواہ حقیقی ہو یا علاتی (باپ شریک) ہو یا اخیافی (ماں شریک)

وأما الأخوات فالاختُ لابٌ وأم والأخت لأب والأخت لأم. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٣/١، مجمع الأنهر ٤٧٦/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

والأخت حرام، وهي علىٰ ثلاثة أصنافٍ: أختك لأبيك وأمك، وأختك لأبيك، وأختك لأمك. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٧/٤ رقم: ٥٤٨٥ زكريا)

حرمة القرابة ...... فروع الأبوين أو أحدهما وإن بعدت درجتهن، وهي الأخوات الشقيقات أو لأب أو لأم. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ١٣٥/٨-١٣٦)

(۴) بھتیجی، بھانجی (نیچے تک)

فتحرم بنات الأخوة والأخوات وبنات أولاد الأخوة والأخوات وإن نزلن. (شامي ٩٩/٤ زكريا، بدائع الصنائع ٥٣٠/٢ زكريا)

ويحرم أخته لأب وأم ...... وبنتها لقوله تعالىٰ: ﴿بَنَاتُ الْأُخْتِ﴾ وابنة أخيه لأب وأم أو لأحدهما لقوله تعالىٰ: ﴿وَبَنَاتُ الْأَخِ﴾ وإن سفلنا لعموم المجاز أو دلالة النص أو الإجماع. (مجمع الأنهر ٤٧٦/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

حرمة القرابة ...... فروع الأبوين أو أحدهما وإن بعدت درجتهن، وهي الأخوات الشقيقات أو لأب أو لأم وبناتهن وبنات أولاد الإخوة والأخوات وإن نزلن، لقوله تعالىٰ: ﴿وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ (الفقه الإسلامي وأدلته ١٣٦/٧)

(۵) پھوپھی اور خالہ اور اپنے ماں باپ کی پھوپھی اور خالہ خواہ حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی، اسی طرح دادا اور دادیوں کی اولادیں۔ (اوپر تک)

وأما العمات الخ، وكذا عمات أبيه وعمات أجداده وعمات أمه وعمات جداته وإن علون الخ. وأما الخالات الخ. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٣/١)

وتدخل في العمات والخالات أولاد الأجداد والجدات وإن علو. (مجمع الأنهر ٣٢٣/١)

وحرمة القرابة ...... الطبقة الأولىٰ أو المباشرة من فروع الأجداد والجدات وهي العمات والخالات، سواء كن عمات الشخص نفسه وخالات له، أم كن عمات وخالات لأبيه أو أمه، أو أحد أجداده وجداته، لقوله تعالىٰ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ﴾ (الفقه الإسلامي وأدلته ١٣٦/٧، بدائع الصنائع ٥٣٠/٢ زكريا، مجمع الأنهر ٤٧٦/١-٤٧٧ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

نوٹ:- البتہ پھوپھی اور خالہ کی لڑکی سے نکاح درست ہے، گویا یہ حرمت صرف پھوپھی، خالہ اور اُن سے اوپر تک محدود ہے، ان کے نیچے کی نسل میں جاری نہیں ہے۔

وتحل بنات العمات والأعمام والخالات والأخوال. (شامي ٩٩/٤ زكريا، بدائع الصنائع ٥٣١/٢ زكريا، سكب الأنهر ٤٧٧/١)

تنبیہ :- جس طرح مذکورہ عورتیں مرد پر حرام ہیں، اسی طرح عورت پر مذکورہ بالا رشتہ والے مرد حرام ہیں، مثلاً عورت کے لئے اپنے والد یا بیٹے یا بھائی یا بھتیجے یا چچا یا ماموں سے نکاح قطعاً حرام ہے۔

فالمراد هنا أن الرجل كما يحرم عليه تزوج أصله أو فرعه كذٰلك يحرم على المرأة تزوج أصلها وفرعها وكما يحرم عليه تزوج بنت أخيه يحرم عليها تزوج ابن أخيها وهكذا فيؤخذ من جانب المرأة نظير ما يؤخذ في جانب الرجل لا عينه. (شامي ١٠٠/٤-١٠١ زكريا، البحر الرائق ١٦٥/٣ دار الكتاب ديوبند)

لے پالک بیٹی یا بیٹا حرام نہیں

اگر کسی شخص نے نامحرم لڑکی کو بیٹی بنا کر پالا ہے یا عورت نے نامحرم لڑکے کو بیٹا بنا کر پالا ہے تو اُس سے کوئی حرمت لازم نہیں آتی۔ (مسائل بہشتی زیور ۴۵۹)

قال الله تعالیٰ: ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَآءَ كُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ﴾ [الاحزاب، جزء آیت: ۳]

﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَآءَ كُمْ﴾ فلا يثبت بالتبنى شيء من أحكام البنو من الإرث وحرمة النكاح وغير ذٰلك. (تفسير مظهري ٢٩٢/٧)

قوله تعالیٰ: ﴿الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلاَبِكُمْ﴾ تخصيص ليخرج عنه كل من كانت العرب تتبنّاه ممن ليس للصلب. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ١٠٢/٣ دار الفكر بيروت)

منہ بولے بھائی بہن آپس میں حرام نہیں

اگر کسی مرد نے کسی عورت کو منہ زبانی اپنی بہن بنالیا یا عورت نے کسی مرد کو منہ بولا بھائی بنالیا تو اس سے حرمت نہیں آتی، نکاح میں ایسے رشتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۴۶۰)

المستفاد: ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَآءَ كُمْ﴾ فلا يثبت بالتبنى شيء من أحكام البنو من الإرث وحرمة النكاح وغير ذٰلك. (تفسير مظهري ٢٩٢/٧)

❍❖❍

حرمتِ مصاہرت کے مسائل

حرمتِ مصاہرت

مصاہرت کے معنی ''سسرالی رشتہ داری'' کے آتے ہیں، خواہ شوہر کی طرف سے ہوں یا بیوی کی طرف سے۔

المصاهرة في اللغة: مصدر صاهر، يقال: صاهرت القوم إذا تزوجت منهم الخ. وقال ابن السكيت: كل من كان من قبل الزوج من أبيه أو أخيه أو عمه فهم الأحماء. ومن كان من قبل المرأة فهم الأختان، ويجمع الصنفين الأصهار. وفي الاصطلاح: هي حرمة الختونة. (الموسوعة الفقهية / مادة مصاهرة ٣٦٧/٣٧ الكويت)

حرمتِ مصاہرت کا ثبوت

حرمتِ مصاہرت کا ثبوت درج ذیل نصوص وآثار سے ہوتا ہے:

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَأُمَّهٰتُ نِسَآءِ كُمْ﴾ [النساء، جزء آيت: ٢٣]

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما: حرم من النسب سبع ومن الصهر سبع، ثم قرأ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ ...... وقال عكرمة عن ابن عباس: إذا زنى بأخت امرأته لم تحرم عليه امرأته. ثم قرأ: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِيْ أَرْضَعْنَكُمْ﴾ حتى بلغ ﴿أَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ وقرأ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ آبَاءُ كُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ فقال: هٰذا الصهر. (فتح الباري ١٥٤/٩-١٥٥ رقم: ٥١٥٠)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: إذا نكح الرجل إمرأته ...... ليس له أن يتزوج الأم. وفي رواية عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أيما رجل تزوج امرأة ...... فلا يحل له أن يتزوج أمها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي / باب قوله تعالىٰ: ﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَآءِ كُمْ﴾ ١٦٠/٧)

عن عمران بن حصين رضي الله عنه في الرجل يقع علىٰ أم امرأته، قال: تحرم عليه امرأته. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٦٩/٣ رقم: ١٦٢٢٦ بيروت)

عن أبي هانئ رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نظر إلىٰ فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنتها. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٦٩/٣ رقم: ١٦٢٢٩ بيروت)

عن شعبة رضي الله عنه قال: سألت الحكم وحمادًا عن رجل زنىٰ بأم امرأته قالا: أحب أن يفارقها. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٦٩/٣ رقم: ١٦٢٣٣ بيروت)

عن يزيد بن البراء عن أبيه قال: لقيت عمي ومعه رأية فقلت معه: أين تريد؟ قال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم إلىٰ رجل نكح امرأة أبيه فأمرني أن أضرب عنقه وأخذ ماله. (سنن أبي داؤد، أول كتاب الحدود / باب في الرجل يزني بحريمته ٣٩٠/٤ رقم: ٤٤٥٧ بيروت، ٦١٢/٢ النسخة الهندية)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: حرم عليكم سبعًا نسبًا، وسبعًا صهرًا. ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ﴾ إلىٰ آخر الآية. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٢٥٦/٧ رقم: ١٣٨٩٩)

حرمتِ مصاہرت کی علت

فقہاءِ احناف کے نزدیک حرمتِ مصاہرت کی اَصل علت جزئیت وبعضیت ہے، پس جس طرح مدتِ رضاعت میں کوئی عورت بچہ کو دودھ پلاتی ہے، اور وہ دودھ بچہ کا جزو بن کر اُس کی نشو ونما کا ذریعہ بنتا ہے، اور اِس جزئیت کی بنیاد پر مرضعہ کے اُصول وفروع دودھ پینے والے بچہ پر حرام ہوجاتے ہیں، اِسی طرح جب کسی مرد وعورت میں جنسی اختلاط ہوتا ہے، تو استقرارِ حمل کی شکل میں جنین کے اندر دونوں کی جزئیت ثابت ہوجاتی ہے؛ البتہ یہ جزئیت بظاہر ہر حال میں ثابت کرنا دشوار ہے۔

بریں بنا جو ذریعہ جزئیت ہے یعنی جماع یا دواعیٔ جماع، اُن کو ہی اصل علت کے قائم مقام رکھ دیا گیا ہے، خواہ یہ جماع حلال طریقہ پر ہو یا حرام طریقہ پر۔ یہی فقہاءِ احناف کے نظریہ کا خلاصہ ہے۔

لنا قوله تعالىٰ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَاءُ كُمْ﴾ والنكاح هو الوطئ حقيقةً؛ ولهٰذا حرم على الابن وما وطي أبوه بملك اليمين – إلىٰ قوله – وقال عليه السلام: من نظر إلىٰ فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنها. وقال عليه السلام: من مس امرأةً بشهوةٍ حرمت عليه أمها وابنها، وهو مذهب عمر وعمران بن الحصين وجابر بن عبد الله وأبي بن كعب وعائشة وابن مسعود وابن عباس وجمهور التابعين – إلىٰ

قـولـه – وتثبـت بـه حـرمة الـمـصاهرة والوطئ إنما صار محرمًا من حيث أنه سبب لـلـجـزئية بواسطة ولد يضاف إلىٰ كل واحدٍ منهما كملاً – إلىٰ قوله – والقياس أن تـحـرم الـمـوطـوئة لأنها جزئه بواسطة الولد لكن أبيحت للضرورة لأنها لو حرمت عـليه لأدى إلىٰ فناء الأموال أو ترك الزواج – إلىٰ قوله – والمس بشهوة كالجماع لما روينا ولأنه يفضي إلى الجماع فأقيم مقامه. (تبيين الحقائق ٤٦٩/٢-٤٧٢)

ومـن زنى بامرأة حرمت عليها أمها وبنتها – إلىٰ قوله – ولنا أن الوطئ سبب الجزئية بواسطة الولد حتى يضاف إلىٰ كل واحد منهما كملا فيصير أصولها وفروعها كـأصـولـه وفـروعـه، كـذٰلك على العكس، والاستمتاع بالجزء حرام إلا في موضع الـضرورة وهي الموطوئة. والوطئ محرم من حيث أنه سبب للولد – إلىٰ قوله – ومن مسـتـه امرأة بشهوةٍ حرمت عليه أمها وابنتها – إلىٰ قوله – ولنا أن المس والنظر سبب داعٍ إلى الوطئ فيقام مقامه في موضع الاحتياط. (الهداية ٣٢٩/٢، ٣٠٩/٢ دار الكتاب)

تـقـريـره الولد جزء من هو من مائه والاستمتاع بالجزء حرام. والجواب أن الـعـلـة هـو الـوطـئ، السـبـب للولد وثبوت الحرمة بالمس ليس إلا لكونه سببًا لهٰذا الـوطـئ ...... وقـولـنـا قـول عـمـر وابـن مسعود وابن عباس في الأصح وعمران بن الـحـصيـن وجـابـر وأبـي وعـائشة وجمهور التابعين، كالبصري والشعبي والنخعي والأوزاعـي وطـاؤس وعـطـاء ومـجـاهـدٍ وسـعيـد بـن الـمسيب وسليمان بن يسار والثـوري وإسـحٰق بـن راهـويـه ...... وقـد بينا فيه إلغاء وصف زائد علىٰ كونه وطأً، وظهـر أن حـديـث الجزئية وإضافة الولد إلىٰ كل منهما كملا لا يحتاج إليه في تمام الدليل إلا أن الشيخ ذكره بيانا لحكمة العلة يعني أن الحكمة في ثبوت الحرمة بهٰذا الـوطـئ كـونـه سببًا لـلـجزئية بواسطة الولد المضاف إلىٰ كل منهما كملا، وهو إن انـفـصـل فـلا بد من اختلاط ماء، ولا يخفى أن الاختلاط لا يحتاج تحققه إلى الولد وإلا لـم تثبـت الـحـرمة بوطئ غير معلق، والواقع خلافه فتضمست جزؤه ...... ومن مستـه امـرأة بشهـوة ...... ثم رأيت عن أبي يوسف أنه ذكر في الأمالي ما يفيد ذٰلك، قـال امـرأة قبـلـت ابـن زوجها، وقالت: كانت عن شهوة إن كذبها الزوج لا يفرق بينهما، ولو صدقها وقعت الفرقة. (فتح القدير ٢١٣/٣)

وعندنا كما تثبت بالنكاح بالزنا ودواعيه من القبلة واللمس والنظر إلى الفرج الداخل بشهوةٍ، وذٰلك لأن دواعئ الزنا مفضية إلى الزنا، والزنا مفض إلى الولد، والولد هو الأصل في استحقاق الحرمات أى يحرم على الولد أولا أب الواطي وابنه إذا كانت أنثىٰ وأم الموطوئة وبنتها بينهما إذا كان ذكرًا ثم تتعدى من الولد إلىٰ طرفيه فتحرم قبيلة المرأة على الزوج وقبيلة الزوج على المرأة؛ لأن الولد أنشأ جزئية واتحادًا بينهما. (نور الأنوار ٦٦)

حرمتِ مصاہرت کے اَسباب

حرمتِ مصاہرت (یعنی عورت سے رشتۂ نکاح یا وطی یا دواعیٔ وطی کی بنیاد پر پیدا ہونے والی حرمت) کے اَسباب درج ذیل ہیں:

(۱) نکاحِ صحیح مطلقاً (مثلاً نکاح صحیح ہوتے ہی منکوحہ کی ماں اور نانی دادی کا حرام ہوجانا)

ونكاح البنات يحرم الأمهات. (الدر المختار ٨٤/٤ بيروت، ١٠٤/٤ زكريا)

(۲) منکوحہ سے وطی، اگرچہ نکاح فاسد ہی کیوں نہ ہو (مثلاً بیوی سے وطی کرتے ہی اُس کی بیٹی یا پوتی وغیرہ کا حرام ہوجانا)

لما تقرر أن وطء الأمهات يحرم البنات. (الدر المختار مع الشامي ١٠٤/٤ زكريا، ٨٤/٤ بيروت)

فالفاسد لا يحرم إلا بمس بشهوة ونحوه. (شامي ١٠٤/٤ زكريا، ٨٤/٤ بيروت)

(۳) اپنی مملوکہ باندی سے جماع۔

سواءٌ كان بنكاح أو ملك. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١)

(۴) شبہ کی وطی (مثلاً اَجنبی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر وطی کر لی)

وتثبت بالوطء حلالاً كان أو عن شبهة أو زنا. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١)

(۵) زنا (یعنی بلا کسی شبہ کے اَجنبی عورت سے جماع کرنا)

ولو من زنى. (الدر المختار مع الشامي ١٠١/٤ زكريا، ٨١/٤ بيروت)

لأن الزنا وطء مكلف في فرج مشتهاة ولو ماضيًا خالٍ عن الملك وشبهته. (شامي ١٠٧/٤ زكريا، ٨٦/٤ بيروت)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة. (مجمع الأنهر ٤٨٠/١)

وتثبت بالوطء حلالاً كان أو عن شبهة أو زنا. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷٤/۱، الفقه الإسلامي وأدلته ۱۳۹/۷)

(٦) کسی مرد کا عورت سے بوس وکنار کرنا یا عورت کا مرد کا شہوت سے بوسہ لینا۔

تثبت بالمس والتقبيل. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷٤/۱)

وفي التقبيل والمعانقة حرمت ما لم يظهر عدم الشهوة كما في حالة الخصومة. (مجمع الأنهر ٤٨١/١)

إذا قبل أم امرأته أو امرأة أجنبية نفتي بالحرمة ما لم يتبين أنه قبل بغير شهوة. (الفتاوىٰ الولوالجية ۳٥٨/١)

(۷) بلا کسی حائل کے پستان یا پوشیدہ اعضاء کو چھونا۔

وعلىٰ هٰذا ينبغي أن يكون مس الفرج كذٰلك؛ بل أولىٰ؛ لأن تأثير المس فوق تأثير النظر. (شامي ١٠٩/٤ زكريا، ٨٧/٤ بيروت، سكب الأنهر ٤٨٢/١)

لو مس أو قبل، وقال: لم اشته صدق إلا إذا كان اللمس على الفرج. (البحر الرائق ١٠٠/٣ كراچی)

(۸) شہوت کے ساتھ بدن کے کسی حصہ کو چھونا۔

وأصل ممسوسته بشهوة الخ. (الدر المختار مع الشامي ١٠٨/٤ زكريا، ٨٦/٤ بيروت، مجمع الأنهر ٤٨١/١، البحر الرائق ١٧١/٣)

وتثبت الحرمة بالتقبيل والمس والنظر إلى الفرج بشهوةٍ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٣/٤ زكريا)

(۹) شہوت کے ساتھ ایک دوسرے کے پوشیدہ اَعضاء کو دیکھ لینا۔

لأن المس والنظر سببٌ داعٍ إلى الوطء فيقام مقامه في موضع الاحتياط. (شامي ١٠٧/٤ زكريا، ٨٦/٤ بيروت، الفقه الإسلامي وأدلته ١٣٩/٧)

وكما تثبت هٰذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٠/٤ رقم: ٥٤٩٣ زكريا)

نوٹ:- اگر مرد وعورت کے پوشیدہ اعضاء فوٹو یا آئینہ کے عکس میں دیکھے گئے تو اُس سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

ولو نظر في مرأة ورأى فيها فرج امرأة، فنظر عن شهوة لا تحرم عليه أمها وابنتها؛ لأنه لم ير فرجها وإنما رأى عكس فرجها. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٤/١، شامي / كتاب النكاح ١١٠/٤ زكريا)

لمس ونظر میں حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کی شرائط

لمس ونظر کے ذریعہ حرمتِ مصاہرت اُسی وقت ثابت ہوگی جب کہ درج ذیل شرائط پائی جائیں:

(۱) چھونے اور دیکھنے والے مرد وعورت اتنی عمر کے ہوں کہ اُن میں شہوت پائے جانے کا اِمکان ہو، پس چھوٹی بچی یا چھوٹے بچے کے چھونے اور دیکھنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

ويشترط أن تكون المرأة مشتهاة الخ، وكذا تشترط الشهوة في الذكر. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٥/١، شامي ١٠٤/٤ زكريا)

ووطء الصغيرة التي لا تشتهي لا يوجب حرمة المصاهرة في قول أبي حنيفة ومحمدؒ. (فتاویٰ قاضي خان ٣٦٠/١)

(۲) لمس ونظر کے دوران انزال نہ ہوا ہو، اگر اِس دوران انزال ہوگیا تو حرمت کا ثبوت نہ ہوگا۔

هٰذا إذا لم ينزل فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة به يفتى. (شامي ١٠٩/٤ زكريا، ٨٨/٤ بيروت، الفتاویٰ الهندية ٢٧٥/١)

شرطه أن لا ينزل حتى لو أنزل عند المس أو النظر لم تثبت حرمة المصاهرة. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٧٥/١ قديم زكريا)

والصحيح أنه لا يوجبها؛ لأنه بالإنزال تبين أنه غير مفض إلى الوطء. (البحر الرائق / كتاب النكاح ١٩/٣؛)

(۳) چھونا اس طرح ہو کہ بدن کی حرارت ایک دوسرے کو محسوس ہو؛ لہٰذا اگر ایسا موٹا کپڑا وغیرہ درمیان میں حائل رہا کہ حرارت محسوس نہ ہوئی تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

بحائل لا يمنع الحرارة ...... فلو كان مانعًا لا تثبت الحرمة. (شامي / كتاب النكاح ١٠٨/٤ زكريا، ٨٦/٤ بيروت)

ثم المس إنما يوجب حرمة المصاهرة إذا لم يكن بينهما ثوب، فإن كان صفيقًا لا يجد الماس حرارة الممسوس لا تثبت حرمة المصاهرة. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٤/١)

وأما إذا كان بحائل فإن وصلت حرارة البدن إلىٰ يده تثبت الحرمة وإلا فلا.

(البحر الرائق / كتاب النكاح ۱۷۷/۳)

(۴) نظر کی صورت میں دیکھنے والے میں شہوت ہو اور لمس (چھونے) کی صورت میں کسی ایک جانب شہوت پائی جائے۔

وتكفي الشهوة من أحدهما هٰذا إنما يظهر في المس، أما في النظر فتعتبر الشهوة من الناظر سواء وجدت من الأخر أم لا. (شامي ۱۱۳/٤ زكريا، ۹۱/٤ بيروت، وكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٢/٤ رقم: ٥٤٩٧ زكريا)

تنبیہ (۱):- چوں کہ عام حالات میں اَجانب کے ساتھ لپٹنا چمٹنا، رخسار پر بوسہ لینا یا پستان یا اعضاءِ مخصوصہ کو چھونا بلا شہوت نہیں ہوتا؛ اِس لئے اِس صورت میں مطلقاً حرمت کا حکم ہوگا۔

في التقبيل يفتى بثبوت الحرمة ما لم يتبين أنه قبل بغير شهوة الخ، ولو أخذ ثديها وقال ما كان عن شهوة لا يصدق؛ لأن الغالب خلافه. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷٦/۱)

والمباشرة عن شهوة بمنزلة القبلة وكذا المعانقة. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷٤/۱)

إلا أن يقوم إليها منتشرًا آلته فيعانقها لقرينة كذبه أو يأخذ ثديها أو يركب معها أو يمسها على الفرج أو يقبلها على الفم. (الدر المختار مع الشامي ۱۱٥/٤ زكريا، ۹۲/٤ بيروت، دیکھئے: مجموعہ قوانین اسلامی ۲۰۵)

لو مس أو قبل، وقال: لم أشته صدق إلا إذا كان اللمس على الفرج. (البحر الرائق ۱۰۰/۳ كراچی)

فقد ذكر الصدر الشهيد أن في القبلة يفتى بثبوت الحرمة ما لم يتبين أنه قبل بغير شهوةٍ ...... لأن الأصل في التقبيل الشهوة، بخلاف المس والنظر ...... ولو كانت مباشرة، وقال: لم يكن عن شهوة لم يصدق. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٥/٤ رقم: ٥٥١١ زكريا)

تنبیہ (۲):- اگر ماں فرطِ محبت میں جوان بیٹے کا چہرہ چوم لے، یا باپ بیٹی کو پیار کرے اور شہوت کا کوئی قرینہ نہ ہو، تو اُس سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی، پھر بھی یہ عمل احتیاط کے خلاف ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها أم المؤمنين قالت: ما رأيت أحداً أشبه سمتًا ودلا وهديا برسول الله صلى الله عليه وسلم في قيامها وقعودها من فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: وكانت إذا دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم قام أليها فقبلها وأجلسها في مجلسه، وكان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل عليها قامت من مجلسها فقبلته وأجلسته في مجلسها الخ. (سنن الترمذي ۲۲٦/۲)

لـو مس أو قبل، وقال: لم أشته صدق إلا إذا كان اللمس على الفرج. (البحر الرائق ۱۰۰/۳ کراچی)

فقد ذكر الصدر الشهيد أن في القبلة يفتى بثبوت الحرمة ما لم يتبين أنه قبل بغير شهوةٍ. (الفتاویٰ التاتارخانية ٥٥/٤ رقم: ٥٥١١ زكريا)

تنبیہ (۳): -جن صورتوں میں حرمتِ مصاہرت ثابت ہوتی ہے، ان میں قصداً ہو یا بھول کر، خوشی سے ہو یا جبر سے ہو۔ الغرض بالا رادہ ہو یا بلا اِرادہ بہر صورت حرمت ثابت ہوجائے گی۔

ثـم لا فـرق فـي ثبـوت الحرمة بالمس بين كونه عامدًا أو ناسيًا أو مكرهًا أو مخطئًا. (الـفتـاویٰ الهـندية ٢٧٤/١ قديم زكريا، شامي ١١٢/٤ زكريا، ٩٠/٤ بيروت، البحر الرائق ١٧٦/٣، مجمع الأنهر ٤٨١/١)

شہوت کی علامت

شہوت ایک معنوی چیز ہے، جو نظر نہیں آتی؛ البتہ اُس کے وجود کا اندازہ علامت سے لگایا جاسکتا ہے۔ نوجوان مرد میں شہوت کی علامت یہ ہے کہ آلۂ تناسل منتشر ہوجائے، اور اگر آلہ پہلے سے منتشر ہو، تو انتشار میں زیادتی ہوجائے۔ اور بوڑھے شخص اور عورت میں شہوت کی علامت یہ ہے کہ دل میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو، اور اگر پہلے سے موجود ہو تو اُس میں اِضافہ ہوجائے۔

وحـدهـا فيهـمـا تـحرك آلته أو زيادته، به يفتىٰ. وفي امرأة ونحو شيخ كبير تحرك قلبه أو زيادته. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ١٠٨/٤-١٠٩ زكريا)

ذیل میں حرمتِ مصاہرت سے متعلق مزید ضروری مسائل درج کئے جارہے ہیں:

نابالغ مراہق بچے کا حکم

وہ بچہ جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو؛ لیکن اس عمر کو پہنچ چکا ہو کہ اُس سے جماع کا صدور ممکن ہو، تو اس کا حکم بالغوں کے مانند ہے، یعنی اُس کے افعال سے اِسی طرح حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگی جیسے بالغ کے فعل سے ثابت ہوتی ہے۔

ووطء الـصبـي الـذي يـجامع مثله بمنزلة وطء البالغ في ذٰلك. (الـفتاویٰ الهندية ٢٧٥/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٣/٤ رقم: ٥٥٠٢ زكريا)

المراهق كالبالغ، حتى لو جامع امرأته أو لمس بشهوة تثبت حرمة المصاهرة. (شامي ١١١/٤ زكريا، ٩٠/٤ بيروت، البحر الرائق ١٧٧/٣)

مصاہرت کی بنیاد پرحرام عورتیں

مصاہرت کی بنیاد پر درج ذیل عورتوں سے نکاح حرام ہوتا ہے:

(۱) منکوحہ عورت کی ماں، دادی، نانی (اوپر تک) خواہ اُس منکوحہ سے وطی کی نوبت آئی ہو یا نہ آئی ہو۔

وأمهات الزوجات وجداتهن بعقد صحيح وإن علون، وإن لم يدخل بالزوجات. (شامي ٩٩/٤ زكريا، ٨١/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١ زكريا)

حرم تزوج أم امرأته، لقوله تعالىٰ: ﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَآءِ كُمْ﴾ [النساء: ٢٣] أطلقه فلا فرق بين كون امرأته مدخولاً بها أولا، وهو مجمع عليه عند الأئمة الأربعة، وتوضيحه في الكشاف: ويدخل في لفظ الأمهات جداتها من قبل أبيها وأمها وإن علون. (البحر الرائق ٩٣/٣ كراچی، مجمع الأنهر ٤٧٧/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

أما المحرمات بالعقد، وأم المرأة وجدتها القربىٰ والبعدى دخل بالمرأة أو لم يدخل. (خانية على الفتاوىٰ الهندية ٣٦٠/١ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ٣٥٩/١)

أم الزوجة وجداتها من قبل أبيها وأمها وإن علون. (بدائع الصنائع ٥٣١/٢ زكريا)

(۲) منکوحہ عورتوں کی بیٹیاں، پوتیاں، نواسیاں (نیچے تک) بشرطیکہ ان منکوحہ عورتوں سے تنہائی ہوچکی ہو۔

كفروع نسائه المدخول بهن وإن نزلن. (شامي ٩٩/٤ زكريا، ٨١/٤ بيروت)

فبنت الزوجة وبناتها وبينها وإن سفلن، إذا كان دخل بزوجته. (بدائع الصنائع ٥٣٤/٢ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٤/١ زكريا)

الثاني: المحرمات بالمصاهرة وهن فروع نسائه المدخول بهن. (البحر الرائق، كتاب النكاح / باب المحرمات ٩٢/٣ كراچی)

وبنت امرأة دخل بها ...... وتدخل في الربيبة بناتها وبنات أبنائها وإن سفلن. (مجمع الأنهر ۴۷۷/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

(۳) اپنے باپ، دادا یا نانا کی منکوحہ عورتیں خواہ وہ اس وقت نکاح میں ہوں یا نہ ہوں۔

وتحرم موطؤات آبائه وأجداده وإن علوا. (شامي ۹۹/٤ زكريا، ۸۱/٤ بيروت)

أما الفرقة الرابعة فمنكوحة الأب وأجداده من قبل أبيه وإن علوا، أما منكوحة الأب فتحرم بالنص ...... وأما منكوحة أجداده فتحرم بالإجماع. (بدائع الصنائع ۵۳۵/۲ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۲۷٤/۱ زكريا، خانية على الفتاوىٰ الهندية ۳٦۰/۱ زكريا)

(۴) اپنے بیٹے، پوتے یا نواسے کی منکوحہ عورتیں، خواہ وہ اس وقت نکاح میں ہوں یا نہ ہوں۔

وموطوات أبنائه وأبناء أولاده وإن سفلوا. (شامي ۱۰۰/٤ زكريا، ۸۱/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ۲۷٤/۱ زكريا، خانية على الفتاوىٰ الهندية ۳٦۰/۱ زكريا)

وأما الفرقة الثالثة: فحليلة الابن من الصلب وابن الإبن وابن البنت وإن سفل. (بدائع الصنائع ۵۳٤/۲ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الولوالجية ۳۵۹/۱)

(۵) جو حکم منکوحہ عورتوں کا ہے وہی حکم مزنیہ عورتوں کا بھی ہے، یعنی جس عورت سے زنا کرلیا تو دونوں پر ایک دوسرے کے اُصول وفروع حرام ہوجاتے ہیں۔

فمن زنى بامرأة حرمت عليه أمها وإن علت، وابنتها وإن سفلت، وكذا تحرم المزني بها على آباء الزاني وأجداده وإن علوا، وأبنائه وإن سفلوا. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷٤/۱)

وحرم أيضًا بالصهرية أصل مزنيته ...... وفروعهن مطلقًا (الدر المختار) وفي الشامية: حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني وفروعه نسبًا ورضاعًا وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبًا ورضاعًا، كما في الوطء الحلال. (الدر المختار مع الشامي ۱۰۷/٤ زكريا، البحر الرائق ۱۷۹/۳ زكريا، مجمع الأنهر ۱٤۸/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ومن زنا بامرأة حرمت عليه أمها أي وإن علت ...... وابنتها وإن سفلت، وكذا تحرم المزني بها علىٰ آباء الزاني وأجداده وإن علوا، وأبنائه وإن سفلوا.

(فتح القدير ۲۱۰/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، وكذا في حاشية چلپى علىٰ تبيين الحقائق ٤٧١/٢ زكريا)

(٦) اِسی طرح جس عورت کوشہوت کے ساتھ چھولیا یا اُس کے پوشیدہ اعضاء کو براہِ راست دیکھ لیا، تو اُس کے اُصول وفروع بھی چھونے اور دیکھنے والے پر حرام ہوجاتے ہیں۔

وكذا المقبلات أو الملموسات بشهوة لأصوله أو فروعه أو من قبل أو لمس أصولهن أو فروعهن. (شامي، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ١٠٠/٤ زكريا، ٨١/٤ بيروت، فتح القدير ٢١٥/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ويرى الحنفية أن من زنى بامرأة أو لمسها أو قبلها بشهوةٍ أو نظر إلىٰ فرجها بشهوةٍ، حرم عليه أصولها وفروعها لقوله صلى الله عليه وسلم: من نظر إلىٰ فرج امرأة لم يحل له أمها ولا بنتها، وتحرم المرأة علىٰ أصوله وفروعه.

(الموسوعة الفقهية ٢١٤/٣٦ الكويت، خانية على الفتاوىٰ الهندية ٣٦١/١ زكريا)

رخصتی سے قبل جس منکوحہ سے جدائی ہوجائے اُس کی بیٹی سے نکاح جائز ہے

اگر کسی عورت سے نکاح کیا تھا؛ لیکن ابھی رخصتی اور تنہائی نہیں ہوئی تھی کہ اُس کا انتقال ہوگیا یا اُسے طلاق دے دی، تو اُس عورت کی سابقہ شوہر سے پیدا شدہ بیٹی سے اُس شخص کا نکاح درست ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۴۶۰)

واحترز بالموطوءة عن غيرها فلا تحرم بنتها بمجرد العقد. (شامي ١٠٤/٤ زكريا، ٨٣/٤ بيروت)

وبنت امرأة دخل بها؛ فإن لم يدخل حتى حرمت عليه حل له تزوج الربيب. (مجمع الأنهر ٤٧٧/١)

من تزوج امرأة ولم يدخل بها حتى طلقها أو بانت، ثم أراد أن يتزوج بابنتها جاز. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٨/٤ رقم: ٥٤٨٧ زكريا)

وإذا لم يدخل فلا تحرم عليه فروعها بمجرد العقد، فلو طلقها أو ماتت عنه قبل الدخول بها، فله أن يتزوج بنتها. (الموسوعة الفقهية ٢١٥/٣٦ كويت، الفقه الإسلامي وأدلته ١٣٨/٧)

شوہر کی ربیبہ کا اس کی پہلی بیوی کے لڑکے سے نکاح

اگر کسی شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا جس کی مثلاً پہلے شوہر سے ایک لڑکی تھی، جب کہ اُس شخص کا پہلی بیوی سے ایک لڑکا تھا تو اُس لڑکے کا نکاح مذکورہ عورت کی مذکورہ لڑکی سے حلال ہے؛ کیوں کہ اُن کے درمیان آپس میں کوئی حرمت نہیں پائی جارہی ہے۔

وأما بنت زوجة أبيه أو ابنه فحلال. (الدر المختار مع الشامي ١٠٥/٤ زكريا، ٨٤/٤ بيروت)

لا بأس بأن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه ابنتها وأمها، كذا في محيط السرخسي. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٧/١ زكريا)

قالوا: لا بأس أن يتزوج الرجل امرأة، ويتزوج ابنه أمها أو بنتها؛ لأنه لا مانع، وقد تزوج محمد بن الحنفية امرأة وزوج ابنه بنتها. (البحر الرائق ١٧٣/٣ زكريا)

والمحرم بهٰذه الآية هو زوجة الأب فقط، أما بنتها أو أمها فلا تحرم على الابن، فيجوز أن يتزوج الرجل امرأة، ويتزوج ابنه بنتها أو أمها. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٣٧/٧، مجمع الأنهر ٤٨١/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، وكذا في فتح القدير ٢٠١/٣)

سمدھن سے نکاح کی صورت

اگر سمدھن (بیٹے یا بیٹی کی ساس) خالی ہو، یعنی اس کا شوہر انتقال کر چکا ہو، یا اسے طلاق ہوگئی ہو، تو اُس کے سمدھی (بیٹی یا بیٹے کے سسر) کے لئے اس سے نکاح شرعاً حلال ہے۔

ولا تحرم ...... ولا أم زوجة ابنه. (شامي ٤/١٠٥ زكريا، ٤/٨٥ بيروت)

لا بأس بأن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه ابنتها أو أمها. (الفتاویٰ الهندية ١/٢٧٧، البحر الرائق ٣/١٧٣ زكريا)

أما أصول زوجة الفرع وفروعها فغير محرمات على الأصل، فله أن يتزوج بأم زوجة الفرع أو بنتها. (الموسوعة الفقهية ٣٦/٢١٦ كويت)

والمحرم بهٰذه الآية هو زوجة الأب فقط، أما بنتها أو أمها فلا تحرم على الابن، فيجوز أن يتزوج الرجل امرأة، ويتزوج ابنه بنتها أو أمها. (الفقه الإسلامي وأدلته ٧/١٣٧، مجمع الأنهر ١/٤٨١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، وكذا في فتح القدير ٣/٢٠١)

بیٹی کو شہوت سے ہاتھ لگایا تو بیوی (بیٹی کی ماں) حرام ہوجائے گی

اگر کسی شخص نے اپنی (قابلِ شہوت) بیٹی کو شہوت کے ساتھ بلا حائل ہاتھ لگایا تو اُس بیٹی کی ماں یعنی اُس شخص کی بیوی اُس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی۔

فلو أيقظ زوجته أو أيقظته هي لجماعها فمست يده بنتها المشتهاة أو يدها ابنه حرمت الأم أبدًا. (الدر المختار ٤/١١٢ زكريا، ٤/٩٠ بيروت، فتح القدير ٣/٢١٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ٣/١٧٦ زكريا، النهر الفائق ٢/١٩٢ زكريا، بزازية ٤/١١٢ زكريا، خانية على الفتاویٰ الهندية ١/٢٦٢ زكريا، المحيط البرهاني ٤/٩١ رقم: ٣٧٢٢، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٥٧ رقم: ٥٥١٧ زكريا، الفتاویٰ الهندية ١/٢٧٤ زكريا، الموسوعة الفقهية ٣٦/٢١٥ كويت)

نشہ کی حالت میں بیٹی کا بوسہ لیا تو بھی بیوی حرام ہوجائے گی

اگر کسی شرابی نے شراب کے نشہ میں شہوت کے ساتھ اپنی مشتہاۃ (قابلِ شہوت) بیٹی کا بوسہ لے لیا، تو اُس پر اُس کی بیوی (بیٹی کی ماں) حرام ہوجائے گی۔

قبل السكران بنته تحرم الأم (الدر المختار) وفي الشامي عن القنية:

قبّل المجنون أم امرأته بشهوة أو السكران بنته تحرم أي تحرم امرأته. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ١١٤/٤ زكريا، ٩١/٤ بيروت)

سئل القاضي علی السغدي عن سكران باشر ابنته وقبلها، وقصد أن يجامعها، فقالت الإبنة: أنا ابنتك فتركها، هل تحرم أمها؟ قال: نعم. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٦/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٩/٥٨/٤ رقم: ٥٥٢٦ زكريا)

ساس سے چھیڑ چھاڑ کی تو بیوی حرام ہوجائے گی

اگر داماد نے شہوت سے ساس کا بوسہ لیا یا اُسے چھودیا، تو داماد پر اُس کی بیوی (ساس کی بیٹی) ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی۔

قبل أم امرأته الخ، حرمت عليه امرأته. (الدر المختار ١١٢/٤ زكريا، ٩٠/٤ بيروت، سكب الأنهر في شرح ملتقی الأبحر ٤٨٣/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاویٰ البزازية ١١٢/٤ زكريا، البحر الرائق ١٧٨/٣ زكريا، فتاویٰ قاضي خان ٣٦/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٥/٤ رقم: ٥٥١١ زكريا)

من قبل أم امرأته بشهوة حرمت عليه امرأته. (الموسوعة الفقهية ١٣٩/١٣ كويت)

بہو سے چھیڑ چھاڑ کی تو وہ بہو بیٹے پر حرام ہوجائے گی

اگر کسی بدنیت خسر نے اپنی بہو (بیٹے کی بیوی) کے ساتھ غلط حرکت کی، یا بری نیت سے بلا حائل ہاتھ لگالیا، تو وہ بہو اُس کے بیٹے کے لئے حرام ہوجائے گی۔ (بشرطیکہ بیٹا اِس واقعہ کی تصدیق کرے، اور جب تک وہ تصدیق نہیں کرے گا یا گواہی سے اِس کا ثبوت نہ ہوگا، تو حرمت کا حکم نہیں دیا جائے گا)

رجل قبّل امرأة أبيه بشهوة أو قبل الأب امرأة ابنه بشهوة، وهي مكرهة، وأنكر الزوج أن يكون بشهوة، فالقول قول الزوج وإن صدقه الزوج وقعت الفرقة. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٦/١، المحيط البرهاني ٩٢/٤ رقم: ٣٧٢٦، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٨/٤ رقم: ٥٥٢٣٠، حاشية الطحطاوي علی الدر المختار ١٧/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے بعد کب تک عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی؟

اگر کسی عورت کے ساتھ حرمتِ مصاہرت کا واقعہ پیش آجائے (مثلاً خسر بہو کے ساتھ غلط حرکت کرے یا شوہر بیٹی کو ہاتھ لگادے وغیرہ) تو یہ عورت اگرچہ شوہر پر ابدی طور پر حرام ہوجاتی ہے، اور میاں بیوی میں ازدواجی تعلق قائم کرنا حلال نہیں رہتا؛ لیکن یہ عورت اس واقعہ کے بعد اس وقت تک دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی جب تک کہ درج ذیل دو باتوں میں سے کوئی ایک بات نہ پائی جائے:

الف:- شوہر اپنی زبان سے کہہ دے کہ: ''میں نے تجھے چھوڑ دیا'' پھر عدت (تین ماہ واری) گذر جائے تو اب وہ دوسری جگہ نکاح کی مجاز ہوگی۔

ب:- اگر شوہر نہ چھوڑے؛ لیکن عورت محکمۂ شرعیہ میں مقدمہ دائر کرے اور گواہوں کے ذریعہ واقعہ کے ثبوت پر محکمۂ شرعیہ ان میں تفریق کا فیصلہ کردے تو اس کی عدت کے بعد وہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اس کارروائی کے بغیر اس عورت کے لئے دوسرا نکاح کبھی بھی حلال نہ ہوگا۔

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة الخ. (الدر المختار) وفي الشامي: وإن مضى عليها سنون كما في البزازية، وعبارة الحاوي إلا بعد تفريق القاضي أو بعد المتاركة. (الدر المختار مع الشامي ٤/١١٤ زكريا، ٤/٩١-٩٢ بيروت)

لے پالک بیٹے کی بیوی حرام نہیں

لے پالک بیٹے کی بیوی اسے گود لینے والے شخص پر حرام نہیں ہے۔ (یعنی لے پالک بیٹا اگر کسی عورت سے نکاح کر کے طلاق دیدے یا لے پالک کا انتقال ہوجائے تو عدت کے بعد اس کی بیوی کا نکاح لے پالک کو گود لینے والے شخص سے درست ہے)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَحَلَآئِلُ اَبْنَآءِ کُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ﴾ [النساء، جزء آیت: ۲۲]

وذکر الأصلاب لإخراج ابن المتبنی، فإن حلیلتہ لا تحرم. (مجمع الأنهر ٤٧٧/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، شامي ١٠٥/٤ زكريا)

فلا يثبت بالتبني شيء من أحكام البنوة من الإرث ورحمة النكاح وغير ذٰلك. (تفسير المظهري ٢٩٢/٧ زكريا)

ولا تحرم حليلة الابن المتبنی علی الأب المتبنی. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٤/١)

اقرار سے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت

اگر شوہر اَسبابِ حرمتِ مصاہرت سے کسی سبب کے پائے جانے کا اقرار کرے، خواہ وہ سبب نکاح کے بعد پایا گیا ہو یا نکاح سے پہلے (مثلاً وہ اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح سے قبل تیری ماں سے جسمانی تعلق قائم کیا تھا) تو اُس کا اقرار معتبر ہوگا، اور زوجین میں فوراً تفریق لازم ہوگی۔

لو أقر بحرمة المصاهرة يواخذ به ويفرق بينهما، وكذٰلك إذا إضاف ذٰلك إلیٰ ما قبل النكاح بأن قال لامرأته: كنت جامعت أمك قبل نكاحك، يؤاخذ به ويفرق بينهما. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٧٥/١ قديم زكريا، المحيط البرهاني ٩١/٤ رقم: ٣٧٢٤، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٧/٤ رقم: ٥٥٢٠ زكريا)

باریک کپڑے کے اُوپر سے چھونے سے حرمت کا ثبوت

اگر شہوت کے ساتھ ایسے باریک کپڑے کے اوپر سے بدن کو چھوا جس سے بدن کی حرارت محسوس ہوئی تو حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔

وإن كان رقيقًا بحيث تصل حرارة الممسوس إلیٰ يده ثبتت، كذا في الذخيرة. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٥/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٣/٤ رقم: ٥٥٠٣ زكريا، المحيط البرهاني

٨٨/٤ رقم: ٣٧١١، وكذا في فتاوىٰ قاضي خان ٣٦١/١ زكريا، خلاصة الفتاوىٰ ٩/٢، الفتاوىٰ الولوالجية ٣٧٥/١ مكتبة دار الأيمان سهارنفور، الجوهرة النيرة ٨/٣ المكتبة التهانوية ديوبند)

بوڑھی عورت کو چھونے سے حرمت کا ثبوت

جس طرح جوان عورت کو چھونے سے حسبِ شرائط حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، اِسی طرح بوڑھی عورت کو چھونے سے بھی حرمت ثابت ہوجائے گی۔

ولو كبرت المرأة حتى خرجت عن حد المشتهاة يوجب الحرمة؛ لأنها دخلت تحت الحرمة فلم تخرج بالكبر. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٥/١ قديم زكريا)

سئل الشيخ أبوبكر رحمه اللّٰه تعالىٰ ...... قيل له: فإن كبرت حتى خرجت عن حد الاشتهاء والمسألة بحالها؟ قال: تحرم؛ لأن الكبيرة دخلت تحت الحرمة، فلا تخرج وإن كبرت. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٢/٤ رقم: ٥٤٩٦ زكريا، المحيط البرهاني ٨٧/٤ رقم: ٣٧٠٩)

ويشترط كونها مشهاة حالاً أو ماضيًا، فلو مس عجوزًا بشهوة أو جامعها تثبت الحرمة. (فتح القدير ٢١٣/٣ زكريا، مجمع الأنهر ٤٨٠/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وهٰذا إذا كانت جهة مشتهاة ولو ماضيًا (الدر المختار) قال العلامة الطحطاوي تحت قوله: ولو ماضيًا، كعجوز شوهاء؛ لأنها دخلت تحت حكم الاشتهاء، فلا تخرج عنه بالكبر؛ ولأنها محل للولد كما وقع لزوجتي إبراهيم وزكريا عليهما الصلاة والسلام. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار ١٦/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، وكذا في الدر المختار مع الشامي ٣٠/٥/٢ كوئٹه)

بال پکڑنے سے حرمت کا ثبوت

جو بال عورت کے سر سے متصل ہیں اُن کو شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے گی؛ لیکن وہ بال جو سر سے نیچے لٹکے ہوئے ہیں (چٹیا کے بال) اُن کو چھونے

سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

ولـو مـس شعرها بشهوة إن مـس مـا اتـصل برأسها ثبتت، وإن مس ما استرسل لا يثبت. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٤/١ قديم زكريا)

ولـو مس شعر امرأة يثبـت حـرمة الـمصاهرة في أجناس الناطفي، وفي متـفرقات الفقيه أبي جعفر هٰذا إذا مس بأعلىٰ الرأس، أما لو مس المسترسل لا يثبت. (خلاصة الفتاویٰ ٩/٢، شامي ١٠٧/٤-١٠٨ زكريا، حاشية الطحطاوي على الدر المختار ١٥/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ١٧٦/٣ زكريا، النهر الفائق ١٩٠/٢ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٦/٤ رقم: ٥٥١٣ زكريا، الجوهرة النيرة ٨/٣ المكتبة التهانوية ديوبند)

عورت نے مرد کی شرم گاہ کو دیکھا یا چھوا تو حرمت ثابت ہوجائے گی

جس طرح مرد کے عورت کی شرم گاہ کے اندرونی حصہ کو دیکھنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، اسی طرح اگر عورت نے مرد کی شرم گاہ کو دیکھا یا چھوا تو بھی حرمت ثابت ہوجائے گی۔

فإن نظرت المرأة إلى ذكر رجل أو لمسته بشهوة. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٤/١)

فـلو مس المرأة عـضـوًا مـن أعضاء الرجل بشهوةٍ أو نظرت إلىٰ ذكره بشهوة ثبت الحرمة. (البحر الرائق ١٧٩/٣ زكريا، ١٠١/٣ كراچی، النهر الفائق ١٩٣/٢ زكريا، خلاصة الفتاویٰ ٩/٢، الهداية ٣٠٩/٢ ياسر نديم، مجمع الأنهر ٤٨١/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الجوهرة النيرة ٩/٣ المكتبة التهانوية ديوبند)

عورت کا مرد کو شہوت کے ساتھ بوسہ لینا؟

عورت اگر مرد کا شہوت کے ساتھ بوسہ لے لے تو حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے

گی۔ (مثلاً بیوی اپنے شوہر کے لڑکے کا بوسہ لے لے، وغیرہ)

أو قبلته بشهو ة تعلقت به حرمة المصاهرة. (الفتاویٰ الهندية ۲۷٤/۱ قديم زكريا، الجوهرة النيرة ۹/۳ المكتبة التهانوية ديوبند)

واللمس والنظر بشهوة يوجب حرمة المصاهرة. (البحر الرائق / كتاب النكاح ۱۷۳/۳ زكريا، ۹۸/۳ کراچی)

وكما تثبت هٰذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل ...... بشهوة، كذا في الذخيرة. (الفتاویٰ الهندية ۲۷٤/۳ زكريا)

وصرح الحنفية بأن التقبيل واللمس بشهوة يوجب حرمة المصاهرة. (الموسوعة الفقهية ۱۲۸/۱۳ الكويت)

نکاحِ فاسد میں وطی کرلی تو حرمت ثابت ہوجائے گی

محض نکاح فاسد سے تو حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی؛ لیکن اگر نکاحِ فاسد کے بعد وطی پائی گئی تو حرمتِ مصاہرت کا تحقق ہوجائے گا۔

فلو تزوجها نكاحًا فاسدًا لا تحرم عليه أمها بمجرد العقد بل بالوطء، هٰكذا في البحر. (الفتاویٰ الهندية ۲۷٤/۱، البحر الرائق ۱٦٥/۳ زكريا)

احتراز عن النكاح الفاسد؛ فإن أمها لا تحرم بمجرده؛ بل بالوطء أو ما يقوم مقامه. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار ۱٤/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاویٰ التاتارخانية ٤۸/٤ رقم: ۵٤۸۸ زكريا)

ليس للزواج الفاسد حكم قبل الدخول، فلا يترتب عليه شيء من آثار الزوجية ...... ولا يثبت به حرمة المصاهرة ...... فإنه عند الحنفية تترتب عليه أي بالوطء في القبل ...... ثبوت حرمة المصاهرة، فيحرم على الرجل الزواج بأصول المرأة وفروعها، وتحرم المرأة على أصول الرجل وفروعه. (الفقه الإسلامي وأدلته ۱۱۷/۷ هدیٰ انٹرنیشنل ديوبند)

صغیرہ سے جماع کرنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

چھوٹی بچی جو جماع کے قابل نہ ہو اُس سے جماع کرنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

فلو جامع صغيرة لا تشتهي لا تثبت الحرمة، كذا في البحر. (الفتاویٰ الهندية ۲۷۵/۱، البحر الرائق ۱۷۵/۳ زكريا)

وصغيرة لم تشته فلا تثبت الحرمة بها أصلاً (الدر المختار) **وفي الشامية تحت قوله: فلا تثبت الحرمة بها: أي بوطئها.** (الدر المختار مع الشامي ۱۱۰/٤ زكريا، ۳۰۵/۲ كوئٹه، وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار ۱٦/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

دبر میں وطی کرنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

اگر کسی عورت سے پیچھے کے راستہ میں وطی کی تو اُس سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

ولو وطئ في دبرها لا تثبت به الحرمة، كذا في التبيين. وهو الأصح وعليه الفتوىٰ. (الفتاویٰ الهندية ۲۷۵/۱ قديم زكريا)

فلا تثبت الحرمة بها أصلاً كوطء دبر مطلقًا (الدر المختار) **وفي الشامية: أي سواء كان بصبي أو امرأة كما في غاية البيان، وعليه الفتوىٰ.** (الدر المختار مع الشامي ۱۱۰/٤-۱۱۱ زكريا)

وكذا لو وطء دبر المرأة لم تثبت به الحرمة؛ لأنه ليس بمحل الحرث، فلا يفضي إلى الولد. (تبيين الحقائق ٤۷۳/۲ زكريا)

ولو وطئها في دبرها لا تثبت حرمة المصاهرة، فكذٰلك إذا نظر إلىٰ دبرها. (الفتاویٰ الولوالجية ۳۵۷/۱ بيروت)

سوتیلے ماموں سے نکاح

سوتیلے ماموں (یعنی ماں کے باپ یا ماں شریک بھائی) سے نکاح کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۱۲/۱۱ ڈابھیل)

ويحرم أخته لأب وأم أو لأحدهما لقولهٖ تعالىٰ: ﴿وَاَخَوَاتُكُمْ﴾ وبنتها، لقولهٖ تعالىٰ: ﴿وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ وابنة أخيه لأب وأم أو لأحدهما، لقوله تعالىٰ: ﴿بَنَاتُ الْاَخِ﴾ وإن سفلتا، لعموم المجاز أو دلالة النص أو الإجماع. (مجمع الأنهر ٣٢٣/١ بيروت)

قوله: وأخته وبنتها وبنت أخيه ...... ودخل فيه الأخوات المتفرقات، وبنتهن وبنات الإخوة المتفرقين. (البحر الرائق ١٦٤/٣ رشيدية، تبيين الحقائق ٤٦٠/٢ بيروت)

قال رحمه اللّٰه: وبنتها وبنت أخيه ...... ويدخل في النص الأخوات المتفرقات وبناتهن وبنات الإخوة المتفرقين. (تبيين الحقائق ٤٦٠/٢)

ماں کے ماموں سے نکاح

ماں کے ماموں بھی محرمات میں داخل ہیں، بھانجی کی بیٹی کا ان سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

وكذا بنت الأخ والأخت وإن سفلن. (الفتاویٰ الهندية ١٧٣/١)

وبنات الإخوة والأخوات، وبنات أولاد الإخوة والأخوات وإن نزلن. (تبيين الحقائق ٤٥٩/٢)

وأخته وابنة أخيه وإن سفلتا لعموم المجاز، أو دلالة النص أو الإجماع. (مجمع الأنهر / كتاب النكاح ٤٧٦/١)

مزنیۃ الجد سے نکاح حرام ہے

جس عورت سے دادا نے زنا کیا ہو، اُس سے نکاح کرنا پوتے کے لئے حرام ہے۔

وتحرم موطوء ات آبائه وأجداده وإن علوا ولو بزنا، والمعقودات لهم عليهم بعقد صحيح. (شامي ٩٩/٤ زكريا)

اگر رات میں غلطی سے ماں بہن کو چھودیا تو بیوی حرام نہ ہوگی

ایک شخص نے رات کے اندھیرے میں اپنی ماں یا بہن کو بیوی سمجھ کر شہوت کے ساتھ چھو

دیا، تو اس سے اُس کی بیوی اُس پر حرام نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۴۸/۷)

کس عضو کو دیکھنے سے حرمت ثابت ہوتی ہے؟

فرجِ داخل (شرم گاہ کا اندرونی حصہ) کو شہوت کے ساتھ دیکھنے سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے، اِس کے علاوہ کسی بھی عضو کو دیکھنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۵۶/۷)

والمنظور إلیٰ فرجه المدور الداخل. (تنویر الأبصار، کتاب النکاح / فصل في المحرمات ۳۳/۳ کراچی، الفتاویٰ التاتارخانیة ٤٩/٤ رقم: ٥٤٨٩ زکریا)

إذا نظر إلیٰ داخل فرج المرأة بشهوةٍ تثبت حرمة المصاهرة. (الفتاویٰ السراجیة ص: ١٩٤، الفتاویٰ الهندیة ٢٧٤/١ زکریا)

محض بری نیت اور فعلِ بد کی خواہش سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے لئے لمس یا کم از کم نظر (بشرائط) ضروری ہے، محض دل میں بری نیت اور زنا کی خواہش کرنے سے کسی عورت سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۶۲/۷)

والشهوة تعتبر عند المس والنظر. (الفتاویٰ الهندیة ٢٧٥/١ زکریا)

وکما تثبت حرمة المصاهرة بالوطء تثبت بالمس والتقبیل والنظر إلی الفرج بشهوة. (الفتاویٰ التاتارخانیة ٥٠/٤ رقم: ٥٤٩٣ زکریا، الدر المختار ٣٨٥/٤ زکریا، ٣٣/٣ کراچی، البحر الرائق ١٧٩/٣ زکریا)

ربیبہ سے نکاح حرام ہے

ربیبہ (پہلے شوہر کی بچی جو بیوی کے ساتھ آئی ہے) سے نکاح کرنا شوہر (سوتیلے باپ) کے لئے جائز نہیں ہے، بشرطیکہ شوہر نے اپنی بیوی (ربیبہ کی ماں) سے ہم بستری کرلی ہو یا دونوں میں تنہائی ہوگئی ہو، ربیبہ کی حرمت نصِ قرآنی سے ثابت ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۶۴/۷)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَرَبَآئِبُكُمُ اللاَّتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِسَآءِ كُمُ اللاَّتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ [النساء، جزء آیت:]

عن أبي هاني رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من نظر إلىٰ فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنتها. (المصنف لابن أبي شيبة ٩٩/٩ رقم: ١٦٤٩ المجلس العلمي)

من مسته امرأة بشهوة حرمت عليه أمها وبنتها. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل السابع في أسباب التحريم ٥٧/٤ رقم: ٥٥١٨ زكريا)

وفي الخانية: وإذا فجر الرجل بامرأة ثم تاب يكون مَحرَمًا لابنتها؛ لأنه حرم عليه نكاح ابنتها على التأبيد. (البحر الرائق ١٠١/٣، زكريا ١٧٨/٣)

بھائی کو شوہر سمجھ کر ہاتھ لگانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

رات کے اندھیرے میں شوہر اور بھائی برابر میں چارپائی پر سو رہے ہوں، اور بیوی بھائی کو شوہر سمجھ کر غلطی سے ہاتھ لگادے یا چھودے، تو اِس سے میاں بیوی کے درمیان کوئی حرمت ثابت نہیں ہوگی؛ اِس لئے کہ حرمتِ مصاہرت کے لئے ضروری ہے کہ خاوند کے اُصول وفروع میں سے کسی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگائے اور بھائی شوہر کے اُصول وفروع میں سے نہیں ہے۔

(وحرم أيضًا بالصهرية أصل مزنيته) قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع: حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني وفروعه نسبًا ورضاعًا، وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبًا ورضاعًا كما في الوطء الحلال، ويحل لأصول الزاني وفروعه أصول المزني بها فروعها. (شامي / كتاب النكاح ١٠٧/٤ زكريا، ٣٣/٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٧٤/١، مجمع الأنهر ٣٢٦/١ بيروت، مجمع الأنهر ٤٨١/١ دار الكتب العلمية بيروت)

زنا سے پیدا شدہ لڑکے لڑکی کا آپس میں نکاح

زنا سے پیدا شدہ لڑکے لڑکی کا نکاح دوسرے سے بلا شبہ درست ہوجاتا ہے، بشرطیکہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [النساء، جزء آیت: ٢٤]

أي عدا من ذكرن من المحارم هن لكم حلال. (تفسیر ابن كثير ٤٧٤/١ لاهور، تفسير مظهري ٢٧٦ مكتبه زكريا، بدائع الصنائع ٤١١/٣ بيروت)

حاملہ بالزنا سے غیر زانی کا نکاح

مزنیہ حاملہ سے نکاح حالتِ حمل میں جائز ہے؛ البتہ وضع حمل سے پہلے اُس سے غیر زانی کا وطی کرنا جائز نہیں۔

قال أبو حنيفة ومحمد: يجوز أن يتزوج امرأة حاملاً من الزنا. ولا يطأها حتى تضع. وقال أبو يوسف: لا يصح. والفتوىٰ على قولهما كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية ٢٨٠/١، شامي ٨٤٥/٣ كراچی، مجمع الأنهر ٣٢٩/١ بيروت)

أما زواج غير الزاني بالمزني بها فقال قوم كالحسن البصري: أن الزنا يفسخ النكاح، وقال الجمهور: يجوز النكاح بالمزني بها. (الفقه الإسلامي ١٥٤/٧)

قوله: وحبلىٰ من زناء لا من غيره أي وحل تزوج الحبلىٰ من الزنا، ولا يجوز تزوج الحبلىٰ من غير الزنا. (البحر الرائق ١٠٦/٣ كوئٹه)

زانیہ حاملہ کا نکاح زانی سے

اگر مزنیہ کو اس زانی سے حمل ہو تو اُس زانی کا مزنیہ سے نکاح اور وطی دونوں جائز ہے۔

وفي مجموع النوازل: إذا تزوج امرأة قد زنا هو به ظهر بها حبل فالنكاح جائز عند الكل، وله أن يطأها. (الفتاوىٰ الهندية ٢٨٠/١ زكريا)

وصح نكاح حبلىٰ من زنا لا حبلىٰ من غيره حتى تضع، لو نكح الزاني حل له وطؤها اتفاقًا والولد له. (الدر المختار مع الشامي ٤٨/٣-٤٩ کراچی، حاشية الشبلي على تبيين الحقائق ٤٨٦/٢ بيروت)

أما تزوج الزاني بها فجائز اتفاقًا، وتستحق النفقة عند الكل، ويحل وطؤها عند الكل، كما في النهاية. (البحر الرائق ١٠٦/٣ كوئٹه)

يحل بالاتفاق للزاني أن يتزوج بالزانية التي زنا بها. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٥٤/٧)

زانیہ سے غیر زانی کا نکاح

زانیہ غیر حاملہ عورت سے غیر زانی شخص کے لئے نکاح کرنا اور اُس سے وطی کرنا دونوں بلاشبہ درست ہے؛ البتہ امام محمدؒ کے نزدیک بغیر استبراء کے اُس سے وطی کرنا جائز نہیں۔

قوله: أو زنا: أي وحل تزوج الموطوءة بالزنا. أي الزانية، لو رأى امرأة تزني فتزوجها جاز. وللزوج أن يطأها بغير استبراء، وقال محمد: لا أحبه له أن يطأها من غير استبراء. وهٰذا صريح في جواز تزوج الزانية. (البحر الرائق، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ١٠٦/٣ كوئٹه)

وإن كان العاقد عليها غير الزاني وكانت غير حامل، جاز العقد عليها والدخول بها في الحال عند أبي حنيفة وأبي يوسف. (الموسوعة الفقهية ٢٢٠/٣٦)

حدِ بلوغ کیا ہے؟

لڑکے کے اندر جب علاماتِ بلوغ (انزال، احتلام اور احبال (عورت کو حاملہ بنادینا) ظاہر ہوجائیں تو وہ بالغ ہوجاتا ہے۔ اِسی طرح لڑکی میں جب علاماتِ بلوغ (حیض، انزال، احتلام یا حمل) ظاہر ہوجائیں تو لڑکی بالغہ ہوجاتی ہے۔ اور لڑکی کے اندر علاماتِ بلوغ عموماً نو سال کے بعد ہی ظاہر ہوتی ہیں، اور اگر لڑکے اور لڑکی دونوں ہی میں بلوغ کی کوئی علامت ظاہر

نہ ہو، تو پھر مفتی بہ قول کے مطابق پندرہ سال پورے ہونے پر دونوں کو بالغ قرار دیا جائے گا۔

یحکم ببلوغ الغلام بالاحتلام أو الإنزال أو الإحبال أي بجعل المرأة حبلیٰ، وببلوغ الجارية بالحيض أو الاحتلام أو الحَبَل، فإن لم يوجد شيء من ذٰلك. فإذا تم له ثماني عشرة سنةً، ولها سبع عشرة سنةً عنده ......، وعندهما إذا تم خمسة عشر سنةً فيهما، وهو رواية الإمام، وبه قالت الثلاثة وبه يفتي....... وأدنى مدته له ثنتا عشرة سنة، ولها تسع سنين. (ملتقى الأبحر على هامش المجمع الأنهر ٤٤٤/٢ بيروت، البحر الرائق / كتاب النكاح ١٥٣/٨ شامي / كتاب النكاح ١٥٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٦١/٥ زكريا)

بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال، والأصل هو الإنزال. والجارية بالاحتلام والحيض والحبل، فإن لم يوجد فيهما شيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة، به يفتى. (شامي ٢٢٥/٩-٢٢٦ زكريا، ١٥٣/٦ كراچی)

چھونے اور دیکھنے کے وقت شہوت کا ہونا ضروری ہے

چھونے اور دیکھنے سے حرمتِ مصاہرت اُس وقت ثابت ہوگی جب کہ عین چھونے اور دیکھنے کے وقت شہوت پائی جائے۔ چناں چہ اگر چھونے کے بعد یا نظر اُٹھ جانے کے بعد شہوت پیدا ہوئی، تو اِس چھونے اور دیکھنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما. وتحته في الشامية: فيفيد اشتراط الشهوة حال المس، فلو مس بغير شهوة ثم اشتهى عن ذٰلك المس لا تحرم عليه أهـ. وكذٰلك في النظر كما في البحر، فلو اشتهى بعد ما غضّ بصره لا تحرم. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ١٠٨/٤ زكريا)

مزنیہ کی بہن سے نکاح؟

اگر کسی شخص نے دو بہنوں میں سے ایک سے زنا کیا، پھر مزنیہ کی بہن سے نکاح کرلیا، تو

جب تک مزنیہ کو ایک ماہواری نہ آجائے، اُس وقت تک منکوحہ بہن سے جماع درست نہ ہوگا۔

لو زنا بإحدیٰ الأختین لا یقرب الأخریٰ حتی تحیض الأخریٰ حیضةً.

(الدر المختار مع الشامي ۱۰۹/٤ زکریا، ۳٤/۳ کراچی)

مردہ عورت سے حرمت ثابت نہ ہوگی

حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے لئے عورت کا زندہ اور باحیات ہونا ضروری ہے؛ لہٰذا اگر کسی مردہ عورت سے وطی کی یا اُس کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا، یا اُس کی فرجِ داخل کو دیکھا وغیرہ، تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

هذا إذا کانت حیة مشتهاة، أما غیرها یعني المیتة وصغیرة لم تشته فلا تثبت الحرمة بها أصلاً. (الدر المختار مع الشامي / کتاب النکاح ۱۱۰/٤ زکریا)

مفضاۃ عورت سے وطی موجبِ حرمت نہیں

ایسی عورت جس کے دونوں راستے ایک ہوگئے ہوں، اُس کے ساتھ وطی کرنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی؛ ہاں البتہ جماع کے بعد حمل ٹھہرنے سے یہ متعین ہوجائے کہ وطی فرج ہی میں ہوئی ہے، تو ایسی صورت میں حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔

وکما (أي لا تثبت الحرمة) لو أفضاها لعدم تیقن کونه في الفرج ما لم تحبل منه. (الدر المختار مع الشامي / کتاب النکاح ۱۱۰/٤-۱۱۱ زکریا)

○❖○

حرمتِ رضاعت کے مسائل

حرمتِ رضاعت کا ماخذ

قرآنِ پاک میں جن عورتوں سے نکاح کو حرام قرار دیا گیا ہے، اُن میں دودھ پلانے والی عورتیں اور دودھ شریک بہنیں بھی شامل ہیں، چناں چہ قرآنِ پاک میں محرمات کا ذکر کرتے ہوئے ارشادفرمایا گیا:

وَأُمَّهَاتُكُمُ اللاَّتِـيْ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ. (النساء: ۲۳)

اور (تم پر حرام ہیں) تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں۔

نیز اَحادیثِ شریفہ میں بھی اِس کی صراحت ہے کہ جس طرح نسب سے حرمت آتی ہے، اِسی طرح رضاعت سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ. (صحيح البخاري ۳۶۰/۱ رقم: ۲۵۷۱، صحيح مسلم ۴۶۷/۱ رقم: ۲۶۲۱، سنن النسائي ۶۷/۲)

دودھ پلانے سے بھی اسی طرح حرمت آتی ہے جیسے نسب سے آتی ہے۔

اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی ارشادفرمایا:

الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ. (صحيح البخاري ۷۶۴/۲ رقم: ۴۹۰۸، صحيح مسلم ۴۶۶/۱ رقم: ۳۵۴۷، سنن النسائي ۶۷/۲ رقم: ۳۲۵۱)

رضاعت بھی اسی طرح حرمت کا سبب ہے جیسے ولادت حرمت کا سبب ہوتی ہے۔

مذکورہ دلائل کی بنیاد پر اُمت کا اِس پر اتفاق ہے کہ شرائط کے مطابق بچہ کو دودھ پلانے سے دونوں کے خاندانوں میں حسبِ تفصیل حرمت کا حکم اِسی طرح جاری ہوتا ہے، جیسے نسبی رشتوں کی وجہ سے جاری ہوا کرتا ہے، جس کی قدرے تفصیل پہلے محرماتِ نسبیہ کے بیان میں گذر چکی ہے۔

حرمتِ رضاعت کی علت

جس طرح نسبی رشتہ میں زوجین کے نطفہ کو اصل قرار دے کر نسبی حرمتیں جاری کی گئی ہیں، اِسی طرح اَیامِ رضاعت میں بچہ کو دودھ پلانے کو بھی اُس کے لئے نشو ونما کا بنیادی ذریعہ قرار دے کر اُس سے جزئیت ثابت کی گئی ہے، اور یہ اسلام کی طرف سے رشتوں کے احترام کی اور انسانیت کی تعظیم کا بہترین نمونہ ہے؛ کیوں کہ اسلام اِس کو گوارہ نہیں کرتا کہ جس بچے یا بچی کی تعمیر اور بنیادی نشو ونما میں جس عورت یا مرد کا جزء شامل رہا ہوا سے نظر انداز کر دیا جائے؛ بلکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جیسے حقیقی ماں باپ کے بنیادی احسان کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، اِسی طرح جس عورت نے اَیامِ رضاعت میں اپنا دودھ (خونِ جگر) پلایا ہو، اور جو مرد (مرضعہ کا شوہر) اُس دودھ کے اترنے کا سبب بنا ہو، اُسے بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، اور آئندہ رشتہ داریوں میں اُن کے احترام کو تقریباً اِسی طرح ملحوظ رکھا جائے گا جیسے حقیقی ماں باپ کے رشتہ داروں میں اسے ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

والمعنى في ذلك أن الماء أصل في التكوين، واللبن أصل في النماء والزيادة، فجرى الماء من أصل التكوين مجرى الوصف من الأصل ومجرى الحق من الحقيقة، والحرمات مما يحتاط في اثباتها، فالحق ألحق بالحقيقة والوصف بالأصل. (المحيط البرهاني ٩٣/٤)

علاوہ ازیں اِس بارے میں حضرۃ الاستاذ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند مزید اِفادات کے ساتھ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ترجمانی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

اور حرمتِ رضاعت کی تین وجوہ ہیں:

پہلی وجہ: — علاقہ جزئیت وبعضیت — جس عورت نے دودھ پلایا ہے وہ ماں کے مشابہ ہے؛ کیوں کہ اُس کے دودھ سے بچے کے جسم کے اخلاط اور اُس کا ڈھانچہ تیار ہوا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ماں نے بچہ کو پیٹ میں رکھ کر پالا ہے اور انا (رضاعی ماں) نے باہر بچہ پر دودھ بہایا ہے، اور بچہ کی شروع زندگی میں اُس کی حیات کا سامان کیا ہے، پس دونوں کے جسم کے اجزاء سے بچہ کا جسم تیار ہوتا ہے، یہی علاقۂ جزئیت وبعضیت ہے، اور جزء سے انتفاع حرام ہے، اِس لئے رضاعت سے حرمت پیدا ہوتی ہے۔ پس انا بھی دوسرے درجہ کی ماں ہے، اور اُس کی اولاد دوسرے درجہ کے بھائی بہن ہیں، اور یہی حال دوسرے رشتوں کا ہے۔

دوسری وجہ:— ماں جیسی بے تکلفی — دودھ پلانے والی (ماں) بچے کی پرورش میں مشقت برداشت کرتی ہے، اور بچے کے ذمہ اُس کے حقوق ثابت ہوتے ہیں، اور انّا بچپن میں بچہ کے جسم کا ہر جزء دیکھ چکی ہے، غرض اُس سے ماں جیسی بے تکلفی رہ چکی ہے، پس ایسی عورت کو نکاح میں لانا اور اُس کو جورو بنانا فطرتِ سلیمہ کے خلاف ہے۔ بعض چوپایوں تک کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی ماں یا دودھ پلانے والی کی طرف جنسی التفات نہیں رکھتے، انسان تو انسان ہے؟ پس اُس کے لئے یہ بات کیسے روا ہوسکتی ہے کہ اپنی انّا یا اُس کے اُصول وفروع کو اپنی جورو بنائے؟

تیسری وجہ:— عربوں کے تصورات کا لحاظ — عرب اپنی اولاد کو قبائل میں دودھ پلواتے تھے، بچہ اُن میں جوان ہوتا تھا، اور محارم کی طرح اُن کے ساتھ میل جول رکھتا تھا، چناں چہ عربوں کے تصورات میں دودھ پلانا بھی نسب ہی کی طرح کا رشتہ تصور کیا جاتا تھا، اِس لئے ضروری ہوا کہ اُن تصورات کا لحاظ کیا جائے، اور رضاعت کو نسب پر محمول کیا جائے، یعنی اُس کو بھی بحکم نسب رکھا جائے۔ حدیث میں اِس کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا کہ دودھ پینے سے وہ سب رشتے حرام ہوتے ہیں جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں'' یعنی رضاعت بحکم ولادت ہے۔ (ماخوذ: رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ ۵/۸۸-۸۹)

بچہ کو کم عقل عورتوں کا دودھ نہ پلایا جائے

رضاعت کے آداب میں سے یہ ہے کہ ضرورت کے وقت سمجھ دار اور دین دار عورتوں سے ہی دودھ پلوایا جائے؛ کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو کم عقل اور بے وقوف عورتوں کا دودھ پلانے سے منع فرمایا ہے؛ اِس لئے کہ مرضعہ کا دودھ بچے کی پرورش اور نشو ونما میں مؤثر ہوتا ہے۔ نیز ناسمجھ عورتیں بچوں کی حفاظت کی ذمہ داری بھی پوری طرح انجام نہیں دے سکتیں۔

ولا ينبغي للرجل أن يدخل ولده إلى الحَمقاء لترضعه؛ لأن النبي عليه السلام نهى عن لبن الحَمقاء. وقال: ”اللبن يُعدي“ وإنما نَهى؛ لأن الدفع إلى الحمقاء يُعرض ولده للهلاك بسبب قلة حفظها له. (البحر الرائق ۳/۲۲۲، المحيط البرهاني ۳/۱۹۱، النهر الفائق ۲/۲۹۹)

شوہر کی اِجازت کے بغیر کسی دوسرے کے بچہ کو دودھ پلانا مکروہ ہے

نیز خواتین کو چاہئے کہ دوسرے کے بچوں کو دودھ پلانے میں احتیاط سے کام لیں، چناں چہ

فقہاء نے شوہر کی اِجازت کے بغیر بلاوجہ کسی کے بچہ کو اپنا دودھ پلانا مکروہ قرار دیا ہے؛ البتہ اگر کسی کے بچہ کو جان کا خطرہ لاحق ہوجائے اور کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی نہ ہو، تو اَب اُسے دودھ پلاکر بچہ کی جان بچانا اُس پر واجب ہوگا، اُس کے لئے شوہر کی اجازت بھی ضروری نہ ہوگی۔

وفي الخانية من الحظر والإباحة: امرأة ترضع صبيًا من غير إذن زوجها يكره لها ذٰلك، إلا إذا خافت هلاك الرضيع، فحينئذ لا بأس به. وينبغي أن يكون واجبًا عليها عند خوف الهلاك إحياءً للنفس. (البحر الرائق ٢٢٢/٣، خانية على هامش الفتاوىٰ الهندية ٤٢٠/١)

يكره للمرأة أن ترضع صبيًا بلا إذن زوجها إلا إذا خافت هلاكه. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤٠٢/٤ زكريا)

اَب ذیل میں حرمتِ رضاعت سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

رضاعت کی شرعی تعریف

مدتِ رضاعت (۲ر سال کے اندر) کے دوران جنس انسان کی نسل کی عورت کے پستان سے بچہ کا دودھ چوسنا خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو، رضاعت کہلاتا ہے۔

في الكافي: الرضاع في الشرع عبارة عن مص شخص مخصوص أي الطفل من ثدي مخصوص أي ثدي الآدمية في وقت مخصوص علىٰ حسب ما اختلف فيه. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ٣٦١/٤ زكريا)

مص من ثدي آدمية في وقت مخصوص هو حولان ونصف عنده، وحولان عندهما، وهو الأصح، وبه يفتى. (شامي ٢٩١/٤ بيروت، البحر الرائق ٢٢١/٣، الفقه على المذاهب الأربع ٩١٧، فتح القدير ٤١٨/٣، مجمع الأنهر ١٥٥/١، البحر الرائق ٣٨٦/٣)

الرضاع في الشرع: إسم لوصول لبن المرأة أو ما حصل من لبنها في جوف طفل. (الموسوعة الفقهية ٢٣٨/٢٢ الكويت)

مدتِ رضاعت

حضرت اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بچہ کو دودھ پلانے کی مدت ڈھائی سال

ہے، جب کہ حضراتِ صاحبین رحمہما اللہ ودیگر ائمہ کے نزدیک مدتِ رضاعت دو سال ہے، دونوں قول مفتی بہ ہیں؛ لیکن قوتِ دلیل اور احتیاط کے اعتبار سے اس مسئلہ میں صاحبین رحمہما اللہ کا قول مختار ہے؛ لہٰذا قانونی طور پر اُسی بچہ سے حرمتِ رضاعت کا تعلق ہوگا جس نے دو سال کے اندر اندر دودھ پیا ہو۔ تاہم اگر دو سال کے بعد اور ڈھائی سال کے اندر اندر دودھ پیا ہے، تو بہتر ہے کہ ایسی رضاعی رشتہ داروں میں باہم مناکحت نہ ہو؛ لیکن اگر رشتہ ہوگیا تو اُسے ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ (مسائل بہشتی زیور وغیرہ)

(اسی طرح اگر کوئی بچہ زیادہ کمزور ہو تو امام صاحبؒ کے قول پر عمل کرتے ہوئے اُسے ضرورۃً ڈھائی سال تک دودھ پلایا جاسکتا ہے) (فتاویٰ محمودیہ ۴۹۷/۱۷ میرٹھ)

لو استغني في حولين حل الإرضاع بعدها إلىٰ نصف ولا تأثم ......، ومستحب إلىٰ حولين، وجائز إلىٰ حولين ونصف. (شامي ٣٩٧/٤ زکریا، ٢١١/٣ کراچی)

وحولان فقط عندهما وهو الأصح، "فتح" وبه يفتىٰ كما في تيسير القدوري عن العون. (الدر المختار مع الشامي ٢٩٢/٤ بيروت، ٣٩٣/٤-٣٩٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٢/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٦/٤ رقم: ٦٤٣٥ زكريا)

وفي الشامي قال في البحر: لا يخفى قوة دليلهما، فإن قوله تعالىٰ: ﴿وَالْوٰلِدٰتُ يُرْضِعْنَ﴾ [البقرة: ٢٣٣] يدل على أنه لا رضاع بعد التمام. (شامي ٢٩٤/٤ بيروت، ٣٩٧/٤ زكريا، ٢٠٩/٣ کراچی)

فقال أبوحنيفة رحمه الله تعالىٰ: يثبت حكم الحرمة في الصغير إلىٰ ثلاثين شهرًا. وقال أبويوسف ومحمد رحمهما الله تعالىٰ إلىٰ سنتين. (المحيط البرهاني ٩٦/٤ رقم: ٣٧٣٣ المجلس العلمي)

وقد اختلف فيه، قال أبوحنيفة: ثلاثون شهرًا، ولا يحرم بعد ذٰلك ...... وقال أبويوسف ومحمد رحمهما الله تعالىٰ حولان لا حرم بعد ذٰلك. (بدائع الصنائع، كتاب الرضاع / فصل في صفة الرضاع المحرم ٤٠٢/٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

ووقت الرضاع في قول أبي حنيفة رحمه الله بقدر ثلاثين شهرًا، وقالا: بقدر حولين. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۲/۱ قديم زكريا، فتاویٰ قاضي خان ۴۱۶/۱)

فالكلام في ثبوت الحرمة، فقد قال أبو حنيفة: يثبت حكم الرضاع في الصغير إلىٰ ثلاثين شهر، وقال أبو يوسف ومحمد رحمه الله تعالىٰ: إلىٰ سنتين. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ۳۶۶/۴ زكريا)

مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پینا موجبِ حرمت نہیں

اگر مدتِ رضاعت کے بعد کسی عورت نے کسی بچہ کو دودھ پلایا، تو اُس سے حرمت ثابت نہ ہوگی، اور مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پینا اور پلانا جائز نہیں ہے۔

والرضاع الموجب للتحريم ما كان في حالة الصغر دون الكبر، قال عليه الصلوٰة والسلام: الرضاع ما أنبت اللحم وأنشز العظم. (المحيط البرهاني ۹۵/۴ رقم: ۳۷۳۱، الفتاویٰ التاتارخانية ۳۶۶/۴ رقم: ۶۴۳۴ زكريا)

ولم يبح الإرضاع بعد مدته؛ لأنه جزء آدمي، والانتفاع به لغير ضرورة حرامٌ على الصحيح. (الدر المختار مع الشامي ۲۹۴/۴ بيروت، ۳۹۷/۴ زكريا، ۲۱۱/۳ كراچی)

وإذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۳/۱، الهداية ۳۵۰/۲، البحر الرائق ۳۸۹/۳، بدائع الصنائع ۴۰۰/۳، الفقه على المذاهب الأربعة ۲۵۵/۴، مكمل ص: ۹۱۹)

بیوی کو دو سال سے پہلے بچہ کا دودھ چھڑانے پر مجبور کرنا

اگر کسی شخص کے نکاح میں آزاد بیوی ہو تو وہ اُسے بچہ کو دودھ پلانے سے دو سال سے پہلے نہیں روک سکتا؛ اِس لئے کہ بچہ کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے۔ اِس کے برخلاف اگر اُس کے ماتحت باندی ہو، تو دو سال تک دودھ پلانے میں ایک گونہ آقا کی خدمت کا حرج ہے، اِس لئے باندی کو دو سال سے پہلے دودھ چھڑانے پر مجبور کیا جاسکتا ہے، جب کہ اس سے بچہ کی صحت کو نقصان نہ ہو۔

وللأب إجبار أمته علیٰ فطام ولدها منه قبل الحولین إن لم یضره الفطام، ولیس لـه ذٰلك یعني الإجبار مع زوجته الحرة قبلها؛ لأن حق التربیة لها. (شامي ٢٩٥/٤ بیروت، ٣٩٨/٤ زکریا، البحر الرائق ٢٢٣/٣، مجمع الأنهر ٥٥٢/١، النهر الفائق ٣٠٠/٢)

مطلقہ ماں کو دودھ پلانے کی اُجرت کب تک دی جائے گی؟

اگر کسی نے بچہ والی عورت کو طلاق دے دی اور وہ شوہر سے بچے کو دودھ پلانے کی اُجرت کا مطالبہ کرے تو اُسے صرف دو سال دودھ پلانے کی اُجرت دی جائے گی، اِس سے زیادہ نہیں، اِسی پر اکثر مشائخ کا فتویٰ ہے۔

وعند أبي یوسف ومحمد رحمهما اللّٰه تعالیٰ إلیٰ تمام حولین ولا تستحق فیما وراء الحولین، وکثیر من المشائخ رحمهم اللّٰه قالوا: إن مدة الرضاع في حق استحقاق الأجر علی الأب مقدرة بحولین عند الکل، حتی لا تستحق المطلقة أجرة الرضاع بعد الحولین بالإجماع، وتستحق في الحولین بالإجماع. (الفتاویٰ التاتارخانیة ٣٦٧/٤ رقم: ٦٤٣٦ زکریا)

وأشار بجعل المدة ظرفًا للمحرمة أنها لیست مدة استحقاق الأجر علی الأب؛ بل اتفقوا أنه لا تجب أجرة الإرضاع بعد الحولین، وکذا لا یجب علیها الإرضاع دیانةً بعدهما، کما في المجتبیٰ. (البحر الرائق ٢٢٢/٣ کوئٹه، مجمع الأنهر ٥٥٣/١، شامي ٣٩٧/٤ زکریا، خانیة علیٰ هامش الفتاویٰ الهندیة ٤١٧/١)

رضاعت کا ثبوت

حرمتِ رضاعت کا ثبوت دو چیزوں سے ہوتا ہے:

(۱) اِقرار:- یعنی لڑکا خود یہ اقرار کرے کہ فلاں عورت میری رضاعی بہن یا رضاعی ماں یا رضاعی بیٹی ہے، اور اِس اقرار سے اُس کا رضاعی رشتہ ثابت ہوجائے، تو اُس لڑکے کا نکاح اُس عورت سے جائز نہ ہوگا، اور اگر نکاح کرلیا ہے تو اس اقرار کے بعد تفریق لازم ہوگی۔

(۲) شہادت:- یعنی نکاح کے بعد یا پہلے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اس بات کی گواہی دیں کہ یہ میاں بیوی دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں، یا کوئی تیسری عورت اس بات کا دعویٰ کرے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، اور اس دعویٰ پر وہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت پیش کر دے، تو اس سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی، اور دونوں کے درمیان ازدواجی تعلق حلال نہ رہے گا۔

وأما بيان ما يثبت به الرضاع أي يظهر به فالرضاع يظهر بأحد أمرين: أحدهما: الإقرار، والثاني: البينة، أما الإقرار: فهو أن يقول لامرأة تزوجها: هي أختي من الرضاع أو أمي من الرضاع أو بنتي من الرضاع ويثبت علىٰ ذٰلك ويصبر عليه فيفرَّق بينهما؛ لأنه أقر ببطلان ما يملك إبطاله للحال فيصدق فيه على نفسه .... وأما البينة: فهي أن يشهد على الرضاع رجلان أو رجل وامرأتان ولا يقبل على الرضاع أقل من ذٰلك ولا شهادة النساء بإنفرادهن.

(بدائع الصنائع، كتاب الرضاع / فصل في بيان ما يثبت به الرضاع ۴۱۵/۳ زكريا)

ولا يقبل في الرضاع إلا شهادة رجلين أو رجل وامرأتين عدول. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ۳۴۷/۱ زكريا)

وكما لا يفرق بينهما بعد النكاح ولاتثبت الحرمة بشهادتهن فكذلك قبل النكاح إذا أراد الرجل أن يخاطب امرأة فشهدت امرأة قبل النكاح أنها أرضعتهما كان في سعة من تكذيبها كما لو شهدت بعد النكاح. (البحر الرائق، كتاب النكاح / باب الرضاع ۴۰۵/۳ زكريا)

تنہا عورت کے اقرار سے ثبوتِ رضاعت کا حکم

شادی کے بعد اگر کوئی عورت یہ اقرار کرے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، یعنی تم دونوں آپس میں رضاعی بہن بھائی ہو اور اُس کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو اگر چہ اس سے حرمت

ثابت نہ ہوگی؛ لیکن اَفضل یہ ہے کہ شوہر اس عورت سے علیحدہ ہوجائے اور نکاح ختم کردے۔

وإذا شهدت امرأة على الرضاع فالأفضل للزوج أن يفارقها لما روي عن محمد أن عقبة بن الحارث قال: تزوجت بنت أبي إهاب فجاءت امرأة سوداء فقالت: إني أرضعتكما، فذكرت ذلك لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: فارقها، فقلت: إنها امرأة سوداء وإنها كيت وكيت، فقال صلى اللّٰه عليه وسلم: كيف وقد قيل. (بدائع الصنائع / كتاب الرضاع ٤١٦/٣ زكريا)

رضاعت کے تحقق کے لئے مرضعہ میں دوشرطیں ضروری ہیں

رضاعت کے احکام اُس وقت جاری ہوں گے جب مرضعہ (دودھ پلانے والی) میں دو شرطیں پائی جائیں:

(۱) مرضعہ جنس انسان کی نسل سے ہو، پس جانور کا دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت کا تحقق نہ ہوگا۔

(۲) مرضعہ کی عمر نو سال سے زیادہ ہو، اِس سے کم عمر میں اگر دودھ اُتر جائے تو اس سے رضاعت کا ثبوت نہ ہوگا۔

الحنفية قالوا: يشترط في المرضعة شرطان: أحدهما أن تكون المرأة آدمية. ثانيها: أن تكون بنت تسع سنين فما فوقها. (الفقه على المذاهب الأربع مكمل ٩١٩)

هو مص الرضيع من ثدي الآدمية. (البحر الرائق ٢٢١/٣، شامي ٢٩١/٤ بيروت)

ولبن بكر بنت تسع سنين فأكثر محرم وإلا لا. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٣٠٢/٤ بيروت)

ولبن البكر أي موجب للحرمة بشرط أن تكون البكر بلغت تسع سنين فأكثر، أما لو لم تبلغ سنين فنزل لها لبن فأرضعت به صبيًا لم يتعلق به تحريم. (البحر الرائق ٢٢٨/٣)

ایامِ رضاعت میں معمولی سا دودھ بھی پیٹ میں چلا جانا موجبِ حرمت ہے

حرمتِ رضاعت کے ثبوت کے لئے اگر دو چار قطرے دودھ بھی اَیامِ رضاعت میں بچہ کے پیٹ میں چلا جائے تو حرمت کے لئے کافی ہے۔

وقليل الرضاع وكثيره سواء في إثبات الحرمة؛ لأن المنصوص عليه فعل الإرضاع دون العدد. قال الله تعالىٰ: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِيْ أَرْضَعْنَكُمْ﴾
(المحيط البرهاني ٩٥/٤ رقم: ٣٧٣١، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ٣٦١/٤ رقم: ٦٤٢٠ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان ٤١٧/١)

قليل الرضاع وكثيره إذا حصل في مدة الرضاع تعلق به التحريم، كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية ٣٤٢/١ قديم زكريا)

وهٰذا منقول عن علي وابن مسعود وابن عباس رضي الله عنهم. (انظر تعليق الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦١/٤ زكريا)

قال الشيخ أبوبكر الرازي في أصول فقهه في باب إثبات القول بالعموم: قيل: لابن عمر رضي الله عنهما: إن ابن الزبير يقول: لا تحرم الرضعة ولا الرضعتان، فقال: قضاء الله تعالىٰ أولىٰ من قضاء ابن الزبير، قال الله تعالىٰ: ﴿وَأُمَّهٰتُكُمُ اللَّاتِيْ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ﴾ (تبيين الحقائق ٦٣١/٢)

اگر عورت یہ دعویٰ کرے کہ پستان میں دودھ نہیں تھا تو کیا حکم ہے؟

اگر کسی عورت نے اپنا پستان بچہ کے منہ میں ڈالا اور بچہ اُسے چوستا رہا، پھر عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ اس وقت میرا دودھ اترا ہوا نہیں تھا، تو عورت کی بات مانی جائے گی، اور حرمت ثابت نہ ہوگی۔

وفي القنية: إمرأة كانت تعطي ثديها صبيةً واشتهر ذٰلك بينهم، ثم تقول: لم يكن في ثديي لبن حين ألقمتها ثدي ولم يعلم ذٰلك إلا من جهتها جاز لإبنها أن يتزوج بهٰذه الصبية. (شامي ٢٩٦/٤ بيروت، ٤٠١/٤ زكريا، البحر الرائق ٢٢٢/٣)

رضیع کے حلق میں دودھ جانے اور نہ جانے میں شک ہوگیا

رضیع نے عورت کے پستان کو منہ سے پکڑا اور فوراً ہٹالیا تو اگر غالب گمان یہ ہے کہ مرضعہ کا دودھ رضیع کے حلق میں نہیں گیا ہے، تو حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی، اور اگر ظن غالب یہ ہو کہ دودھ منہ میں اتر چکا تھا، تو یقیناً حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی؛ لیکن اگر محض شک ہو اور ظن غالب کسی جانب بھی نہ ہو تو اس شک کی وجہ سے رضاعت کا ثبوت نہ ہوگا۔

فلو التقم الحلمة ولم يُدر أدخل اللبنُ في حلقه أم لا، لم يحرم؛ لأن في المانع شكا، الولوالجية. (الدر المختار) وفي الشامية: ولو أدخلت الحلمة في الصبي وشكّت في الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك. (الدر المختار مع الشامي / باب الرضاع ٢١٢/٣ كراچی، ٥٥٦/٢ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ٣٦٤/١)

إن المراد وصول اللبن إلىٰ جوفه من فمه أو أنفه، فلا فرق بين المص والصب والسَّعوط، هٰذا إذا علم أن اللبن وصل إليه وإلا لم تثبت الحرمة؛ لأن في المانع شكا كما في أكثر الكتب. (مجمع الأنهر / كتاب الرضاع ٥٥١/١)

دھوکہ سے کسی دوسرے کے بچہ کو دودھ پلادیا

اگر متعدد عورتوں کے بچے کسی جگہ ہوں اور لاپرواہی یا اندھیرے وغیرہ میں شناخت نہ ہونے کی وجہ سے کسی عورت نے اپنا بچہ سمجھ کر دوسری عورت کے بچہ کو دودھ پلادیا، تو اِس سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب. (الدر المختار مع الشامي ٥٥٧/٢ زكريا)

رضاعت کی بنیاد پر حرام عورتیں

رضاعی قرابت کی بنیاد پر درج ذیل عورتیں حرام قرار پاتی ہیں:

(۱) رضاعی ماں، دادی، نانی (اُوپر تک)

يحرم على الرضيع أبواه من الرضاع، وأصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعًا. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٢/٤ رقم: ٦٤٢٢)

إذا ثبت بالرضاع تتعدى إلىٰ أصول المرضعة وفروعها. (خانية على الفتاویٰ الهندية ٤١٦/١ زكريا)

(۲) رضاعی لڑکی، پوتی، نواسی (نیچے تک)

يحرم على الرضيع أبواه من الرضاع، وأصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعًا. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٢/٤ رقم: ٦٤٢٢ زكريا)

(۳) رضاعی بہن، خواہ حقیقی ہو یا علاتی (باپ شریک) ہو یا اَخیافی (ماں شریک)

ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها. (شامي، كتاب النكاح / باب الراضع ٤١٠/٤ زكريا، ٢١٧/٣ كراچی، البحر الرائق ٢٢٨/٣، ملتقى الأبحر على مجمع الأنهر ٥٥٤/١، الهداية ٣٥١/٢)

ولا حل بين رضيع وولد زوج لبنها أي لبن المرضعة منه أي من الزوج بأن نزل بوطئه الخ. (مجمع الأنهر ٣٧٧/١-٣٨٧)

(۴) رضاعی بھتیجی، بھانجی (نیچے تک)

كل امرأة حرمت من النسب حرم مثلها من الرضاع، وهن الأمهات والبنات والأخوات والعمات والخالات وبنات الأخ وبنات الأخت؛ ولأن الأمهات والأخوات منصوصٌ عليهن، والباقيات يدخلن في عموم لفظ سائر المحرمات، ولا نعلم في هٰذا خلافًا. (المغني لإبن قدامة ٤٧٦/٧، إعلاء السنن ١٤٣/١١ دار الكتب بيروت)

وكذا إذا أرضعتها أخته أو بنته من النسب أو من الرضاع؛ لأنها صارت بنت أخته أو بنت بنته من الرضاع الخ. (بدائع الصنائع ۴۱۰/۳)

يحرم على الرضيع ...... فالكل إخوة الرضيع وأخواته وأولادهم أولاد إخوته وأخواته الخ. (الفتاویٰ الهندية ۳٤۳/۱ زكريا)

(۵) رضاعی پھوپھی اور خالہ اور اپنے ماں باپ کی پھوپھی اور خالہ، خواہ حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی، اِسی طرح دادا اور دادیوں کی اولادیں۔ (اوپر تک)

وكذا إذا أرضعتها أخته أو بنته من النسب أو من الرضاع؛ لأنها صارت بنت أخته أو بنت بنته من الرضاع الخ. (بدائع الصنائع ۴۱۰/۳)

يحرم على الرضيع ...... فالكل إخوة الرضيع وأخواته وأولادهم أولاد إخوته وأخواته الخ. (الفتاویٰ الهندية ۳٤۳/۱ زكريا)

(۶) اگر دودھ پینے والا بچہ ہے تو اُس کی بیوی بچہ کے رضاعی باپ پر حرام ہوگی، اور اگر دودھ پینے والی بچی ہے تو اُس کا شوہر بچی کی رضاعی ماں پر حرام ہوگا۔

وامرأة الرضيع حرامٌ على الرجل. (الفتاویٰ الهندية ۳٤۳/۱)

(۷) دودھ پینے والے بچہ کی اولادیں مرضعہ کے اُصول وفروع پر حرام ہیں۔

(۸) اپنی منکوحہ عورت کی رضاعی اُصول سے بھی نکاح حرام ہے۔ (علم الفقہ ۶/۵۱)

نوٹ:- بعض فقہاء نے رضاعی رشتہ داریوں کے بارے میں فارسی کا ایک نہایت جامع شعر نقل کیا ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے:

از جانبِ شیردہ ہمہ خویش شوند ❖ وز جانب شیرخوارہ زوجان وفروع

ترجمہ:- دودھ پلانے والی عورت کی طرف سے اس کے سب خاندان والے رشتہ دار بن جاتے ہیں، اور دودھ پینے والے بچہ کی طرف سے وہ خود اور دونوں میاں بیوی اور اُن کی اولادیں محرم رشتہ دار بنتی ہیں۔

(شرح وقایہ، کتاب الرضاع ۲/۶۷، علم الفقہ، از امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ ۶/۵۰، مجموعہ قوانین اسلامی ۵۵)

اَب اِسی اُصول کے اعتبار سے فقہاء نے بہت ساری صورتیں نکالی ہیں، جن میں حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی، مثلاً: رضاعی بچے کے نسبی ماں باپ یا رضاعی بہن کی نسبی یا رضاعی بھائی بہن وغیرہ، اِس اعتبار سے دسیوں صورتیں نکالی جاسکتی ہیں۔ (تفصیل دیکھئے: الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح/ باب الرضاع ۴/۴۰۸ زکریا، غایۃ الاوطار ۲/۹۲-۹۵)

رضاعت کی وجہ سے جو عورتیں حرام نہیں ہیں

رضاعت اور نسب میں حرمت کے اعتبار سے دو باتوں میں فرق ہے:

(۱) نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح درست نہیں؛ (کیوں کہ یا تو وہ حقیقی بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی) جب کہ رضاعی بیٹے کی بہن سے نکاح درست ہے۔ (کیوں کہ اس سے اس شخص کا کوئی رشتہ نہیں ہے)

(۲) نسبی بہن کی نسبی بہن سے نکاح درست نہیں؛ (کیوں کہ وہ بہن یا تو باپ شریک ہوگی یا ماں شریک) جب کہ رضاعی بہن کی نسبی یا رضاعی بہن سے نکاح درست ہے۔ (کیوں کہ یہاں کوئی رشتہ محرمیت نہیں پایا جارہا ہے)

اِن دونوں باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حرمتِ رضاعت دودھ پینے والے بچے کے اُصول (ماں باپ) میں اور اُصول کی فروع (بھائی بہن) میں جاری نہیں ہوتی۔ اِسی طرح رضاعی بیٹے کی دادی، رضاعی چچا کی ماں، رضاعی پھوپھی کی ماں، رضاعی ماموں کی ماں میں بھی حرمت نہ آئے گی۔

فالرضاع في إيجاب الحرمة كالنسب والصهرية، قال أصحابنا رحمهم الله: وما يتعلق به التحريم في النسب يتعلق به في الرضاع إلا في مسئلتين: إحداهما أنه لا يجوز للرجل أن يتزوج أخت ابنه من النسب ويجوز في الرضاع. والمسئلة الثانية: لا يجوز للرجل أن يتزوج أم اخته من النسب ويجوز في الرضاع. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٣٦١-٣٦٢ رقم: ٦٤٢١، الفتاویٰ الهندية ١/٣٤٣)

فيحرم به ما يحرم من النسب إلا جدة ولده وأخت ولده وعمة ولده وأم أخيه وأخته وأم عمه أو عمته أو خاله أو خالته الخ. (ملتقى الأبحر ۵۵۳/۱-۵۵٤)

وتثبت حرمة المصاهر ة في الرضاع حتى إن امرأة الرجل حرام على الرضيع، وامرأة الرضيع حرام على الرجل، وعلىٰ هٰذا القياس، إلا في المسئلتين: إحداهما أن لا يجوز للرجل أن يتزوج أخت ابنه من النسب، ويجوز في الرضاع ......، والمسئلة الثانية: لا يجوز لرجل أن يتزوج أم أخته من النسب، ويجوز في الرضاع. (الفتاویٰ الهندية ۳٤۳/۱ زكريا)

بن بیاہی عورت کا دودھ بھی موجبِ حرمت ہے

اگر باکرہ (بن بیاہی) عورت کا دودھ اتر آئے بشرطیکہ اُس کی عمر ۹؍سال سے زیادہ ہو، اور وہ کسی بچے یا بچی کو ایامِ رضاعت میں دودھ پلادے، تو اُس سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

والبكر إذا نزل لها لبن تعلق به من الحرمة ما يتعلق بلبن الثيب. (المحيط البرهاني ۹۷/٤ رقم: ۳۷۳۵، الفتاویٰ التاتارخانية ۳٦۸/٤، رقم: ٦٤۳۹ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۳٤٤/۱ قديم زكريا، البحر الرائق ۲۲۱/۳)

ولبن البكر والميتة محرم أي مثبت للمحرمة، أما لبن البكر فلإطلاق النصوص؛ ولأنه سبب النشو والنمو، فيثبت به شبهة البعضية. (تبيين الحقائق ٦۳۹/۲)

بڑھیا عورت کا دودھ

اگر آئسہ (وہ عورت جو اُس عمر کو پہنچ چکی ہو جس سے ولادت کی اُمید نہ ہو) کو دودھ اُتر آئے اور وہ اَیامِ رضاعت میں کسی بچہ کو دودھ پلادے، تو اُس سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

مصّ من ثدي آدمية ولو بكرًا أو ميتةً أو آيسةً (الدر المختار) ذكره في النهر: أخذا من إطلاقهم. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ۳۹۱/٤ زكريا)

ومثـل ذٰلك مـا إذا كانت عجوزًا يئست من الحيض والولادة. (الفقه على المذاهب الأربعة مكمل ۹۱۹)

مردہ عورت کے دودھ کا حکم

جس طرح زندہ بالغہ عورت کا دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجاتی ہے، ایسے ہی مردہ عورت کا دودھ پینے سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی، خواہ دودھ مرنے سے پہلے نکالا ہو یا مرنے کے بعد نکالا ہو، بہرصورت اس سے رضاعت کا تحقق ہوجائے گا۔

ولبـن الحية والميتة سواء في التحريم. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ٣٦٨/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١ قديم زكريا)

وكـذا يحرم لبن ميتة ولو محلوبًا، سواء حلب قبل موتها فشربه الصبي بعد موتها أو حلب بعد موتها. (شامي ٣٠٢/٤ بيروت، البحر الرائق ٢٢٩/٣)

ولبـن الحية والميتة سواء في التحريم. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١، مجمع الأنهر ٥٥٥/١، البحر الرائق ٣٨٧/٣، الموسوعة الفقهية ٢٢/ ٢٣٨ الكويت، بدائع الصنائع ٤٠٦/٣)

منکوحہ عورت کا ولادت کے بغیر کسی بچہ کو دودھ پلانا؟

اگر عورت منکوحہ تھی؛ لیکن اتفاقاً ولادت کے بغیر اُس کا دودھ اتر آیا، اور اُس نے کسی بچے کو دودھ پلادیا، تو ایسی صورت میں یہ عورت اُس کی رضاعی ماں تو بن جائے گی؛ لیکن اُس عورت کا شوہر اِس دودھ پینے والے بچہ کا رضاعی باپ نہ بنے گا، اور شوہر کے اُصول وفروع بچہ پر حرام نہ ہوں گے۔

وكذٰلك إذا تزوج امرأة ولم تلد منه قط ثم نزل لها اللبن، فإن هٰذا اللبن من هٰذه المرأة دون زوجها، حتى لو أرضعت صبيًا لا يحرم علىٰ ولد هٰذا الزوج من غير هٰذه المرأة. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ٣٦٣/٤ رقم: ٦٤٢٦ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/١، خانية على هامش الفتاویٰ الهندية ٤١٩/١، المحيط البرهاني ١٨٩/٣)

وقيدنا بكونه نزل بسبب ولادتها منه؛ لأنه لو تزوج امرأة ولم تلد منه قط، ونزل لها لبن وأرضعت به ولدًا لا يكون الزوج أبًا للولد؛ لأنه ليس ابنه؛ لأن نسبته إليه بسبب الولادة منه الخ. (البحر الرائق ۲۲٦/۳ کوئٹہ)

موطوءہ بالشبہ کے دودھ کا حکم

ایک شخص نے کسی عورت سے وطی بالشبہ کر لی، جس سے وہ حاملہ ہوگئی اور اُس کے پستانوں میں دودھ اتر آیا، اَب اگر یہ عورت کسی بچہ کو اپنا دودھ پلا دے تو یہ بچہ اُس عورت اور وطی بالشبہ کرنے والے کا رضاعی بیٹا کہلائے گا اور دونوں کے درمیان حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

ولو وطئ امرأة بشبهة فحَبلت منه، فأرضعت صبيًا فهو ابن الواطي من الرضاع. (الفتاویٰ الهندية ۳٤۳/۱، البحر الرائق ۳۹٦/۳، النهر الفائق ۲۰۳/۲ زكريا)

مزنیہ کا دودھ پینے سے زانی اور اُس کے اُصول وفروع سے نکاح جائز نہ ہوگا

ایک شخص نے کسی عورت سے زنا کیا، جس سے اَولاد بھی ہوئی اور اُس کے پستانوں میں دودھ اتر آیا، پھر اُس نے کسی غیر کی بچی کو دودھ پلا دیا، تو دودھ پلانے کی وجہ سے زانی اور اُس کے اُصول وفروع سب اُس بچی پر حرام ہو جائیں گے، اور کسی سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ یہی قول راجح اور معتمد ہے۔

ولبن الزنا كالحلال فإذا أرضعت به بنتًا حُرِّمت على الزاني وآبائه وأبنائه وأبنائهم وإن سفلوا. (مجمع الأنهر ٥٥٥/۱، خانية على الفتاویٰ الهندية ٤۱۹/۱)

ولو زنىٰ بامرأة فولدت منه فأرضعت بهٰذا اللبن صبيةً لا يجوز لهٰذا الزاني أن يتزوج بهٰذه الصبية، ولا لابنه، ولا لآبائه ولا لأبناء أولاده لوجود البعضية بين هٰؤلاء وبين الزاني. فلما لم يجز للزاني أن يتزوجها فكذا لا يجوز

لهٰؤلاء. (المحيط البرهاني ٩٥/٤ إدارة القرآن كراچي، ومثله في الفتاوىٰ الهندية ٣٤٣/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٤/٤ رقم: ٦٤٢٧، تبيين الحقائق ٦٣٧/٢ زكريا)

وأشار بذكر الزوج إلىٰ أن لبن الزنا ليس كالحلال، حتى لو ولدت من الزنا وأرضعت به صبية، يجوز لأصول الزاني وفروعه التزوج بها، ولا تثبت الحرمة إلا من جانب الأم. ذكره القاضي الاسبيجابي، واختاره الوبري وصاحب الينابيع. وفي المحيط خلافه. وفي الخانية والذخيرة وغيرهما: وهو الأحوط، الذي ينبغي أن يعتمد. (البحر الرائق ٢٢٦/٣ كوئٹه)

عورت کا دودھ برتن میں نکال کر بچہ کو پلانے سے حرمت کا ثبوت

اگر کسی عورت کا دودھ برتن میں نکال کر بچہ کو (شیشی وغیرہ کے ذریعہ) پلایا گیا، تو بھی حرمت ثابت ہوجائے گی۔

وتثبت حرمة الرضاع بالسعوط والوجور؛ لأنه مما يتغذى الصبي، فالسعوط يصل إلى الدماغ فيتقوى به والوجور يصل إلى الجوف، فيحصل به النشوء. (المحيط البرهاني ٩٧/٤ رقم: ٣٧٣٥، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٨/٤ رقم: ٦٤٤١ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١، تبيين الحقائق ٦٤٠/٣)

إذا حلبت لبنها في قارورة؛ فإن الحرمة تثبت بإيجار هٰذا اللبن، وإن لم يجد المص. (البحر الرائق ٣٨٧/٣)

ويستوي في تحريم الرضاع الارتضاع من الثدي، والإسعاط والإيجار؛ لأن المؤثر في التحريم هو حصول الغذاء باللبن، وإبنات اللحم وانشاز العظم وسد المجاعة ...... وذٰلك يحصل بالإسعاط والإيجار. (بدائع الصنائع ٤٠٧/٣)

كما يحصل الرضاع بالمص من الثدي يحصل بالصب والسعوط والوجور. (فتاوىٰ قاضي خان ٤١٧/١)

نلکی کے ذریعہ بچہ کی ناک میں دودھ چڑھانے سے حرمت کا ثبوت

اگر عورت کا دودھ نکال کر بچہ کی ناک میں نلکی کے ذریعہ ٹپکایا گیا تو اُس سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

وتثبت حرمة الرضاع بالسعوط والوجور. (المحيط البرهاني ٤/٩٧ رقم: ٣٧٣٥، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٣٦٨، رقم: ٦٤٤١ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ١/٣٤٤)

ويستوي في تحريم الرضاع الارتضاع من الثدي، والإسعاط والإيجار.

(بدائع الصنائع، كتاب الرضاع / فصل في بيان صفة الرضاع المحرم ٣/٤٠٧ المكتبة النعيمية ديوبند)

كما يحصل الرضاع بالمص من الثدي يحصل بالصب والسعوط والوجور. (فتاوىٰ قاضي خان ١/٤١٧، تبيين الحقائق ٢/٦٤٠)

وصول اللبن من ثدي المرأة إلىٰ جوف الصغير فمه أو أنفه في مدة الرضاع، فشمل ما إذا حلبت لبنها في قارورة؛ فإن الحرمة تثبت بإيجار هٰذا اللبن ...... لأنه سبب للوصول، فلا فرق بين المص والصب والسعوط والوجور. (البحر الرائق ٣/٣٨٧)

پانی یا دوا کے ساتھ ملا کر دودھ پلانا

اگر کسی عورت کا دودھ پانی یا دوا یا کسی دوسرے جانور کے دودھ میں ملا کر بچہ کو پلایا، تو اگر عورت کا دودھ غالب ہو، تو حرمت ثابت ہوجائے گی۔ اور غالب کا مطلب یہ ہے کہ اُس کا ذائقہ یا رنگت برقرار ہو۔

ولو خلط لبن المرأة بالماء أو بالدواء أو بلبن البهيمة الخ، فالعبرة للغالب. وفي المنتقىٰ: فسر الغلبة في رواية ابن سماعة عن أبي يوسفؒ، فقال: إذا جعل في لبن المرأة دواء فغير اللبن ولم يغير الطعم أو على العكس، فأوجر

بـه صبيًا حرم الخ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٩/٤ رقم: ٦٤٤٤ زكريا، شامي ٣٠٢/٤ بيروت، ٤١١/٤ زكريا، البحر الرائق ٣٩٧/٣-٣٩٨، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١، الهداية ٣٧١/٢)

وإن خلط لبن المرأة بالماء وسقى صبيين إن كان الدواء مغلوبًا باللبن تثبت الحرمة، فسر محمد رحمه اللّٰه تعالىٰ فقال: إن لم يغير الدواء اللبن، وإن غير لا تثبت، وقال أبويوسفؒ: إن غير طعم اللبن ولونه لا يكون رضاعًا، وإن غير أحدهما دون الآخر يكون رضاعًا. (فتاوىٰ قاضي خان ٤١٨/١)

عورت کا دودھ کھانے کے ساتھ ملا کردینا

اگر عورت کا دودھ کھانے کی چیز میں ملا کر اِس قدر پکادیا گیا کہ اُس کی ماہیت بدل گئی اور وہ کھانا بچہ کو کھلایا تو اُس سے حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی، خواہ دودھ کھانے کی مقدار سے زیادہ ہو یا کم۔

وإذا صنع لبن امرأة في طعام فأكله صبي، فإن كانت النار قد مسته ونضجت الطعام حتى تغير لا تثبت الحرمة. وفي الهداية: في قولهم جميعًا سواء كان اللبن غالبًا أو مغلوبًا. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٩/٤ زكريا، شامي ٣٠٢/٤ بيروت، البحر الرائق ٢٢٨/٣، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١)

واللبن المخلوط بالطعام لا يُحرِّم أطلقه، فأفاد أنه لا فرق بين كون اللبن غالبًا بحيث يتقاطر عند رفع اللقمة أو لا عند أبي حنيفة وهو الصحيح. (البحر الرائق ٢٢٨/٣، شامي ٣٠٣/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٩/٤)

لا يُحرِّم المخلوطُ بطعام مطلقًا، وتحته في الشامية: قوله: مطلقًا، أي سواء كان غالبًا أو مغلوبًا عند الإمام، وقال: إن كان غالبًا يحرُم، والخلاف مقيد بالذي لم تمسه النار، فإذا طبخ فلا تحريم مطلقًا اتفاقًا. (شامي ٢١٨/٣ كراچی، ٤١٢/٤ زكريا)

عورت کے دودھ میں روٹی کا ملیدہ بنانا

اگر عورت کے دودھ میں روٹی کے ٹکڑے چور کر ملیدہ بنا کر بچہ کو کھلایا جائے اور اُس میں دودھ کا مزہ برقرار رہو، تو اُس سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

إذا ثردت لـه خبزًا في لبنها حتى نشف الخبز ذٰلك ...... ثم أطعمته إياه، إن كان طعم اللبن يوجد فهو رضاع، وهٰذا قول أبي يوسف ومحمد رحمهما اللّٰه تعالىٰ. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٩/٤ زکریا)

وكذا لو ثردت خبزًا في لبنها وتَشرَّب الخبزُ اللبنَ أو لتّت سويقًا بلبنها، إن كان يوجد منه طعم اللبن تثبت الحرمة. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١)

ويدخل في الطعام الخبز، وقال المصنف في المستصفى: إنما يثبت التحريم عنده إذا لم يشربه، أما إذا حساه ينبغي أن تثبت. (البحر الرائق ٢٢٨/٣ کوئٹہ)

وكذا ما جزم به في الفتح من أن الطعام لو كان رقيقًا يشرب اعتبرنا غلبة اللبن إن غلب، وأثبتنا الحرمة. (شامي ٤١٣/٤ زكريا، المحيط البرهاني ١٩١/٣)

عورت کے دودھ میں ستو گھول کر پلانا

اگر عورت کے دودھ میں ستو اِس طرح گھول دیا گیا کہ دودھ غالب ہو، اور اُس کا مزہ محسوس ہورہا ہوتو اُس کے پلانے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی، اور اگر دودھ کا مزہ محسوس نہ ہورہا ہوتو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

أو لتَّ به سويقًا ثم أطعمته إياه إن كان طعم اللبن يوجد فهو رضاع.

(الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ٣٤٤/١)

وكذا لو ثردت خبزها في لبنها وتشرَّب الخبزُ اللبنَ أو لتَّت سويقًا بلبنها إن كان يوجد منه طعم اللبن تثبت الحرمة. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١، خانية على هامش الفتاویٰ الهندية ٤١٨/١، المحيط البرهاني ١٩١/٣، بدائع الصنائع ٤٠٨/٣)

عورت کا دودھ جانور کے دودھ کے ساتھ ملا کر پلانا

اگرعورت کے دودھ میں جانور کا دودھ ملا کر بچے کو پلایا گیا تو حرمت رضاعت کے تحقق کے لئے غالب لبن کو دیکھا جائے گا، اگرعورت کا دودھ زیادہ اور جانور کا کم ہوگا تو اس کے پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔

وكذا إذا كان الغالب لبن الشاة؛ لأن لبنها لما لم يكن له أثر في إثبات الحرمة كان كالماء. (البحر الرائق ٢٢٩/٣، شامي ٣٠٢/٤ بيروت، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٩/٤)

ولو خلط لبن الآدمي بلبن الشاة ولبن الآدمي غالب تثبت الحرمة.

(الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١)

ولو خلط لبن المرأة بالماء أو بالدواء أو بلبن البهيمة فالعبرة بالغالب.

(الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٩/٤ رقم: ٦٤٤٤ زكريا)

أن اعتبار الغالب وإلحاق المغلوب بالعدم أصل في الشرع، فيجب اعتباره ما أمكن، كما إذا اختلط بالماء أو بلبن شاة. (بدائع الصنائع ٤٠٨/٢ زكريا)

ومخلوط بماء أو دواء أو لبن أخرىٰ أو لبن شاة إذا غلب لبن المرأة.

(شامي ٤١١/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٥٥٦/١)

عورت کے دودھ کا دہی یا پنیر بنادیا

اگرعورت کا دودھ نکال کر اُس کی دہی یا پنیر وغیرہ بنادیا پھر بچہ کو کھلایا، تو اُس سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

ولو جعل اللبن مخيضًا أو رائبًا أو شيرازًا أو جبنًا أو أقطًا أو مصلاً فتناوله الصبي لا تثبت به الحرمة؛ لأن اسم الرضاع لا يقع عليه. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤١٣/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٣٤٥/١ قديم زكريا)

الأول أن يكون مائعًا بحيث يصح أن يقال فيه: إن الصبي قد رضعه أما إذا عمل جبنًا أو قشدة أو رائبًا أو نحو ذٰلك وتناوله الصبي فإنه لا يتعلق به التحريم؛ لأن إسم الرضاع لا يقع عليه في هٰذه الحالة، فلا يقال إن الصبي رضع هٰذا اللبن وإنما يقال له أكله. (الفقه على المذاهب الأربع مكمل ۹۱۹، البحر الرائق ۳۹۸/۳، شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤١٣/٤ زكريا، ٣٠٣/٤ بيروت)

دوعورتوں کا دودھ ایک ساتھ ملاکر پلانا

اگر دو یا متعدد عورتوں کا دودھ برتن میں ملاکر بچہ کو پلایا، تو دونوں سے حرمت ثابت ہوجائے گی۔

وعند محمد تثبت الحرمة منهما. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الرضاع ٣٧٠/٤ رقم: ٦٤٤٤ زكريا)

وعلق محمد الحرمة بالمرأتين مطلقًا، قيل وهو الأصح (الدر المختار) قال في البحر: وهو رواية عن أبي حنيفة. قال في الغاية: وهو أظهر وأحوط. وفي شرح المجمع: قيل إنه الأصح. وفي الشرنبلالية: ورجح بعض المشائخ قول محمد، وإليه مال صاحب الهداية لتاخيره دليل محمد، كما في الفتح. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤١٢/٤ زكريا، ٣٠٢/٤-٣٠٣ بيروت، الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٠/٤ رقم: ٦٤٤٤ زكريا)

وإذا اختلط لبن امرأتين تعلق التحريم بأغلبهما عندهما، وقال محمد: تعلق بهما كيف ما كان، قال في الغاية: وهو أظهر وأحوط. (البحر الرائق ٣٩٨/٣، الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١، فتاویٰ قاضي خان ٤١٨/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٠/٤ رقم: ٦٤٤٤ زكريا)

ایک بچی نے بستی کی بہت سی عورتوں کا دودھ پیا

ایک بچی کوگاؤں بستی کی بہت سی عورتوں نے دودھ پلایا، تو جن کے بارے یقینی طور سے

معلوم ہے، اُن سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی، اور اُن کی اُصول وفروع اس بچہ/ بچی پر حرام ہوجائیں گی۔ اور اگر دودھ پلانے والیاں مشتبہ ہوجائیں اور معلوم نہ ہو کہ کس کس نے دودھ پلایا ہے، تو جب تک کسی مخصوص عورت کے دودھ پلانے پر کوئی قرینہ یا گواہ نہ ہوتو اُس وقت تک کسی سے بھی رضاعت ثابت نہ ہوگی اور اُس کے لئے سب سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔

ولو أرضعها أكثر أهل قرية ثم لم يدر من أرضعها، فأراد أحدهم تزوجها إن لم تظهر علامة ولم يشهد بذٰلك جاز. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٢٩٦/٤ بيروت، البحر الرائق ٢٢٢/٣، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٥/١)

وفي الخانية: صبية أرضعها قومٌ كثيرٌ من أهل قرية أقلهم أو أكثرهم ولا يدري من أرضعها، وأراد واحد من أهل تلك القرية أن يتزوجها، قال أبو القاسم الصغار: إذا لم يظهر له علامة ولا يشهد له بذٰلك يجوز نكاحها. (البحر الرائق ٢٢٢/٣ كوئٹه، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٥/١)

صبيةٌ أرضعتها بعض أهل القرية ولا يدرى من أرضعتها من النساء، فتزوجها رجل من أهل تلك القرية فهو في سعة من المقام معها في الحكم؛ لأنه لم يظهر المانع. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٧٥/٤ رقم: ٦٤٦٥ زكريا)

عورتوں کے دودھ کا بینک قائم کرنا

آج مغربی ممالک میں بکثرت بچوں کے اسپتالوں میں عورتوں کا دودھ نکلوا کر رکھا جاتا ہے، اور ضرورت کے وقت اسپتال میں داخل بچوں کو قیمتاً فروخت کرکے پلایا جاتا ہے، تو شریعت میں اس طرح انسانی دودھ جمع کرنا اور بے احتیاطی کے ساتھ بچوں کو پلانا اور بیع وشراء کرنا جائز نہیں ہے، خاص کر اِس لئے بھی کہ اُس کی وجہ سے حرمتِ رضاعت کے معاملات مشتبہ ہوسکتے ہیں؛ کیوں کہ جن عورتوں کا دودھ بچوں کو پلایا جائے گا، اُن سب سے بچہ کا رشتہ رضاعت ثابت ہوجائے گا، اور بڑے ہونے کے بعد کچھ امتیاز نہ رہے گا۔ (ملخص: مسائل بہشتی زیور ۵۰۴، کتاب النوازل ۲۶۶/۸)

والواجب على النساء أن لا يرضعن كل صبي من غير ضرورةٍ، وإذا أرضعن فليحفظن ذٰلك وليشهرنه ويكتبنه احتياطًا. (شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٢٩٦/٤ بيروت، ٤٠٢/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٥/١، البحر الرائق ٣٨٧/٣)

بلاضرورت غیر کے بچوں کو دودھ نہ پلائیں

عورتوں کو چاہئے کہ وہ بلاشدید ضرورت کے دوسروں کے بچوں یا بچیوں کو دودھ نہ پلائیں، اور اگر ضرورت کی بنیاد پر دودھ پلانا پڑ جائے تو اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں اور دیگر رشتہ داروں کو بتلادیں؛ بلکہ بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً تحریر لکھ دیں؛ تاکہ بعد میں لاعلمی کی وجہ سے رشتوں میں کوئی غلطی نہ ہو۔

والواجب على النساء أن لا يرضعن كل صبي من غير ضرورةٍ، وإذا أرضعن فليحفظن ذٰلك وليشهرنه ويكتبنه احتياطًا. (شامي / كتاب النكاح ٢٩٦/٤ بيروت، ٤٠٢/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٥/١، البحر الرائق ٣٨٧/٣، الفتاوىٰ الولوالجية ٤٦٤/١)

رضاعی باپ

جوشوہر عورت کے دودھ اُترنے کا سبب بنے، مثلاً اُس کے جماع سے اُس کی بیوی کے یہاں بچہ کی پیدائش ہوئی ہو، تو اگر یہ عورت ایامِ رضاعت میں کسی دوسرے بچے یا بچی کو دودھ پلادے گی تو اُس عورت کا مذکورہ شوہر اس دودھ پینے والے بچے یا بچی کا رضاعی باپ قرار پائے گا اور اس سے اور اس کے اُصول وفروع سے نکاح حلال نہ ہوگا۔

والتحريم بالرضاع كما يثبت من جانب المرأة يثبت من جانب الرجل، وهو الزوج الذي نزل لبنها بوطئه ويسميه الفقهاء "لبن الفحل"، وبيانه أن المرأة إذا أرضعت بلبن حدث من حمل رجل فذٰلك الرجل أب الرضيع، لا يحل لذٰلك الرجل نكاحها إن كانت أنثى. (المحيط البرهاني ٩٣/٤-٩٤ رقم: ٣٧٢٩، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٢/٤ رقم: ٦٤٢٤ زكريا، وكذا في الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر ٥٥٥/١)

وهٰذه الحرمة كما تثبت في جانب الأم تثبت في جانب الأب، وهو الفحل الذي نزل اللبن لوطئه، كذا في الظهيرية. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/١ کوئٹہ)

رضاعی باپ کی موطوءہ حرام ہے یا حلال؟

رضاعی باپ کی موطوءہ سے نکاح حرام ہے۔

قوله: ما يحرم من النسب: معناه أن الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب، فشمل زوجة الابن والأب من الرضاع؛ لأنها حرام بسبب النسب، فكذا بسبب الرضاع وهو قول أكثر أهل العلم كذا في المبسوط. (شامي ٢١٣/٢ کراچی، ٥٥٧/٢ زکریا)

وامرأة أبيه أوامرأة ابنه من الرضاع لا يجوز أن يتزوجها كما لا يجوز ذٰلك من النسب لما روينا، وذكر الأصلاب في النص لإسقاط اعتبار التبنى على ما بيناه. (الهداية / كتاب النكاح ٣٣٠/٢)

وتثبت حرمة المصاهرة في الرضاع حتى امراة الرضيع حرام على الرجل، وامرأة الرجل حرام على الرضيع. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٢/٤ رقم: ٦٤٢٢ زکریا)

رضاعی بھائی بہن کا آپس میں نکاح حرام ہے

جن بچے اور بچیوں نے ایک عورت کا دودھ پیا ہو خواہ زمانہ ایک ہو یا الگ الگ ہو، اور جس شخص سے دودھ اترا ہے وہ ایک ہو یا الگ الگ ہوں، اس عورت سے دودھ پینے والے سب بچوں میں آپس میں حرمتِ رضاعت ثابت ہوگی، اور یہ سب رضاعی بھائی بہن قرار پائیں گے اور اُن میں آپس میں نکاح حلال نہ ہوگا۔

ولا حل بين رضيعي امرأة لكونهما أخوين وإن اختلف الزمن والأب. (الدر المختار ٣٠١/٤ بيروت، ٤١٠/٤ زکریا، ٢١٧/٣ کراچی، البحر الرائق ٢٢٨/٣)

ولا حل بين الصغيرة المرضعة وولد المرأة أرضعتهما؛ لأنهما أخوان من الرضاع، ولا فرق بين كون ولد التي أرضعت رضيعًا مع المرضعة أو كان سابقًا بالسن، ولا حل بين رضيعي ثدي، وإن اختلفت زمانهما بين رضيع وولد مرضعته وإن سفل. (مجمع الأنهر ۵۵٤/۱)

في الهداية: وكل صبيين اجتمعا علىٰ ثدي واحد لم يجز لأحدهما أن يتزوج بالأخرىٰ، وفي السغناقي: لم يرد من الاجتماع هنا اجتماع من حيث الزمان، ولا من حيث اليمنى واليسرىٰ؛ بل المراد اجتماعهما في امرأة واحدة اتضاعًا علىٰ ثدي امرأة واحدةٍ. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٤/٤ رقم: ٦٤٢٨ زكريا)

باپ شریک رضاعی بہن سے نکاح

باپ شریک یعنی علاتی بھائی بہنوں نے مل کر اگر کسی تیسری عورت کا دودھ پیا ہو تو ان دونوں کا آپس میں نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

ولا حل بين رضيع وولد زوج لبنها أي لبن المرضعة منه أي من الزوج بأن نزل بوطئه فهو أي ذٰلك الزوج أب للرضيع وابنه أي ابن زوج المرضعة أخ للرضيع وإن كان من امرأة أخرىٰ، وبنته أخت للرضيع وابن بنته من امرأة أخرىٰ. (مجمع الأنهر / كتاب الرضاع ٣٧٨/١ بيروت)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الرضاعة تُحرِّم ما يَحرُمُ من الولادة. (صحيح البخاري رقم: ٢٦٤٦)

ولا حل بين رضيعى امرأة لكونهما أخوين، وإن اختلف الزمن (الدر المختار) حتى لو كان أحدهما أنثىٰ لا يحل النكاح بينهما كما ذكره مسكين.
(شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤١٠/٤ زكريا)

كل صبيين اجتمعا على ثدي امرأة واحدة لم يجز لأحدهما أن يتزوج بالأخرىٰ. (الهداية / كتاب الرضاع ٣٥١/٢)

دودھ پلانے والی عورت کی سب اولادیں رضیعہ پر حرام ہیں

جس بچی نے کسی عورت کا دودھ پیا ہو، تو اُس عورت کے کسی بھی نسبی یا رضاعی لڑکے یا پوتے الخ، سے اُس بچی کا نکاح حلال نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ بچی اُن کی رضاعی بہن بن گئی ہے۔

ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها أي التي أرضعتها. (الدر المختار، كتاب النكاح / باب الرضاع ٣٠١/٤-٣٠٢ بيروت، ٤١٠/٤ زكريا، ٢١٧/٣ كراچی، البحر الرائق ٢٢٨/٣، ملتقى الأبحر ٥٥٤/١، مجمع الأنهر ٣٧٧/١-٣٧٨)

رضاعی پھوپھیاں بھی حرام ہیں

جس بچہ نے کسی عورت کا دودھ پیا ہو، تو اُس کے رضاعی باپ کی بہنیں اُس کے لئے پھوپھیوں کے درجہ میں ہے، اُن سے نکاح جائز نہیں؛ (البتہ پھوپھیوں کی اولاد سے نکاح درست ہے، جیسا کہ نسبی رشتہ میں بھی درست ہوتا ہے)

وأخوات الزوج عمات الرضيع لا تحل له مناكحتهن، ويجوز له مناكحة أولادهن. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٣/٤ رقم: ٦٤٢٥ زكريا)

ولا حل بين رضيعي ثدي ...... وولد زوج لبنها منه فهو أب للرضيع وابنه أخ وبنته أخت وأخوه عم وأخته عمة. (ملتقى الأبحر ٥٥٤/١)

وأخو الرجل عمه وأخته عمته وأخو المرضعة خاله وأختها خالتها. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/١ زكريا)

الفروع المباشرة للحد والجدة من الرضاع: وهي العمات والخالات رضاعًا، والعمة من الرضاعة هي أخت زوج المرضعة ...... ولا تحرم بنات العمات والأعمام. (الفقه الإسلامي وأدلته ١٤٢/٧)

رضاعی بھائی کی نسبی یا رضاعی بہن سے نکاح

رضاعی بھائی کی نسبی یا رضاعی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔

ویجوز أن یتزوج الرجل بأخت أخیه من الرضاع؛ لأنه یجوز أن یتزوج بأخت أخیه من النسب. (الهدایة ۳۵۱/۲، الدر المختار مع الشامي ۲۱۵/۳ کراچی، الفتاویٰ الهندیة ۳۴۳/۱، الفتاویٰ التاتارخانیة ۳۶۵/٤ رقم: ۱٦٤۳۳ زکریا)

وتحل أخت أخیه رضاعا کما تحل نسبا مثل الأخر إذا کانت له أخت من أمه یحل لأخیه من أبیه أن یتزوجها. (الفتاویٰ الهندیة ۳٤۳/۱ کوئٹه)

نانی کا دودھ پی کر خالہ کی لڑکی سے نکاح

جس لڑکے نے اپنی نانی کا دودھ پی لیا ہو، وہ اپنی خالہ کی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ نانی کا دودھ پینے کی وجہ سے خالہ کی لڑکی اُس کی رضاعی بھانجی بن گئی اور جس طرح نسبی بھانجی سے نکاح حرام ہے، اِسی طرح رضاعی بھانجی سے بھی نکاح حرام ہے۔

حرم علی المتزوج ذکرًا کان أو أنثیٰ نکاح أصله وفرعه علا أو نزل، وبنت أخیه وأخته. (الدر المختار، کتاب النکاح / فصل في المحرمات ۲۸/۳-۲۹ کراچی)

ویثبت به ...... أمومیة المرضعة للرضیع، ویثبت أبوة زوج مرضعة إذا کان لبنها منه له ...... فیحرم منه أي بسبب ما یحرم من النسب، رواه الشیخان.

(الدر المختار، کتاب النکاح / باب الرضاع ۲۱۳/۳ کراچی)

دادی کا دودھ پی کر چچا کی لڑکی سے نکاح

اگر پوتے نے دادی کا دودھ پی لیا ہے، تو یہ دادی کا رضاعی بیٹا بن گیا اور چچا کی لڑکی اُس کی رضاعی بھتیجی بن گئی، اور جس طرح حقیقی بھتیجی سے نکاح حرام ہے، اِسی طرح رضاعی بھتیجی سے بھی نکاح حرام ہے؛ لہٰذا دادی کا دودھ پی کر چچا کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۴۱۷/۸)

ویثبت به ...... أمومیة المرضعة للرضیع، ویثبت أبوة زوج مرضعة إذا کان لبنها منه له ...... فیحرم منه أي بسبب ما یحرم من النسب، رواه الشیخان.

(الدر المختار، کتاب النکاح / باب الرضاع ۲۱۳/۳ کراچی)

بڑی بہن نے چھوٹی بہن کودودھ پلایا

اگر بڑی بہن نے چھوٹی بہن کو دودھ پلا دیا تو چھوٹی بہن اُس کی رضاعی اولاد بن گئی، اَب چھوٹی بہن کی کسی بھی اولاد سے بڑی بہن کی کسی بھی اولاد کا نکاح جائز نہیں؛ اِس لئے کہ (رضاعی بیٹی کی اولاد سے) چھوٹی بہن اور بڑی بہن کی اولاد آپس میں رضاعی بھائی بہن ہیں، جن کا نکاح ایک دوسرے سے جائز نہیں ہے۔

بسبب الرضاع ما حرم بسبب النسب قرابة وصهرية ولو كان الرضاع قليلاً، لحديث الصحيحين المشهور: يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب.

(البحر الرائق / كتاب النكاح ۳۳۸/۳)

مرضعہ کے شوہر نے رضیعہ سے جماع کیا تو مرضعہ اس پر حرام ہوجائے گی

اگر مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) کے شوہر نے رضیعہ (دودھ پینے والی بچی) سے بڑے ہونے کے بعد وطی کرلی تو مرضعہ اس کے شوہر پر حرام ہوجائے گی، خواہ مرضعہ کو اس شوہر سے دودھ اترا ہو یا کسی دوسرے سے، بہرصورت وہ شوہر پر حرام ہوجائے گی۔

قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع: حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسبًا ورضاعًا وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبًا ورضاعًا كما في الوطء الحلال. (شامي ۱۰۷/٤ زكريا، البحر الرائق ۱۷۹/۳)

شوہر نے بیوی کا دودھ پی لیا؟

مدتِ رضاعت کے بعد عورت کا دودھ پینا کسی کے لئے بھی جائز نہیں، اِسی طرح شوہر (جو ڈھائی سال سے اوپر عمر کا ہو) کے لئے بھی اپنی بیوی کا دودھ پینا قطعاً حلال نہیں ہے؛ لیکن

اگر پی لیا تو اُس سے حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی، اور نکاح میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

مص رجلٌ ثدي زوجته لم تحرم. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤٢١/٤ زكريا، ٢٢٥/٣ كراچی، فتاویٰ قاضي خان ٤١٧/١، خواتین کے شرعی مسائل، از: مولانا منور سلطان ندوی ٣٢٦)

مرد کا دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی

اگر اتفاقاً کسی مرد کی چھاتی میں دودھ اتر آئے اور کوئی بچہ اُسے چوس لے، تو اُس سے حرمتِ رضاعت متعلق نہ ہوگی۔

وإذا نزل للرجل لبن فأرضع صبيًا لم يتعلق به التحريم. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٦٨/٤ رقم: ٦٤٤٠ زكريا، البحر الرائق ٢٢٩/٣، شامي ٣٠٤/٤ بيروت، ٤١٣/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/١، الفقه على المذاهب الأربع مكمل ٩١٩، فتاویٰ قاضي خان ٤١٧/١، الهداية ٣٥٣/٢)

مخنث کے دودھ کا حکم

ایسا مخنث جس کے بارے میں معلوم ہوجائے کہ یہ عورت ہے، تو اُس کے دودھ سے بالاتفاق حرمت ثابت ہوجائے گی۔ اور جس مخنث کا مرد ہونا متحقق ہوجائے اور اُس سے دودھ اتر جائے تو بالاتفاق اس سے رضاعت کا تحقق نہ ہوگا۔ اور جس مخنث کے بارے میں مذکر ومؤنث کا فیصلہ دشوار ہوجائے اور اُس سے اتنا دودھ اترے کہ عورتیں اُس کے بارے میں شہادت دیں کہ اس کثرت سے بجز عورت کے دودھ کسی سے نہیں اتر سکتا، تو عورتوں کی شہادت کا اعتبار کرتے ہوئے احتیاطاً اُس کا دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

وإذا نزل للخنثى لبن إن علم أنه امرأة تعلق به التحريم، وإن علم أنه رجل لم يتعلق به تحريم. وإن أشكل إن قال النساء إنه لا يكون على غزارته إلا للمرأة تعلق به التحريم احتياطًا. وإن لم يقلن ذٰلك لم يتعلق به تحريم، كذا في

الجوهرة. (البحر الرائق ۲۲۹/۳، شامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ٤١٣/٤ زكريا، الفقه على المذاهب الأربع مكمل ٩١٩، الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٣٤٤/١ قديم زكريا)

بچہ کے کان میں دودھ ٹپکانے سے حرمت ثابت نہ ہوگی

اگر عورت کا دودھ نکال کر بچہ کے کان میں ٹپکایا گیا تو اُس سے حرمتِ رضاعت کا ثبوت نہ ہوگا۔

والإقطار في الأذن لا يثبت به الحرمة؛ لأن الظاهر أنه لا يصل إلى الدماغ. (المحيط البرهاني ٩٧/٤ رقم: ٣٧٣٥، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٦٨/٤، شامي ٣٠٤/٤ بيروت)

وقيدنا بالفم والأنف ليخرج ما إذا وصل بالإقطار في الأذن. (البحر الرائق ٣٨٧/٣، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٤/١)

ولا يحصل بالإقطار في الأذن والإحليل والجائفة والآمة ولا بالحقنة في ظاهر الرواية. (فتاوىٰ قاضي خان ٤١٧/١)

حرمتِ رضاعت کے ثبوت کے بعد عورت کب تک دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی؟

اگر نکاح کے بعد زوجین کے درمیان حرمت رضاعت کا ثبوت ہوجائے تو نکاح خود بخود ختم ہوجائے گا؛ لیکن محض ثبوتِ رضاعت سے اُس عورت کے لئے دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ یا تو شوہر اُسے چھوڑ دے، پھر اُس کی عدت تین ماہواری گذر جائے، یا اگر شوہر نہ چھوڑے تو عورت قاضی یا محکمۂ شرعیہ کے ذریعہ دونوں کے درمیان شرعی طور پر تفریق کرالے، پھر اُس کی عدت گذر جائے، اُس کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہوگا۔

وبثبوت ...... حرمة الرضاع لا يرتفع النكاح حتى لا تملك المرأة التزوج بزوج آخر إلا بعد المتاركة، وإن مضى عليه سنون. (البحر الرائق ٤٠٠/٣، الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الرضاع ١٣٣/٣ كراچی)

بل يجب على القاضي التفريق بينهما. (الدر المختار مع الشامي ۱۳۳/۳ کراچی، الفتاویٰ الهندية ۳٤۷/۱)

جانور کے دودھ سے رضاعت کا حکم متعلق نہیں

اگر چند بچے بچیوں نے کسی ایک بکری یا گائے بھینس وغیرہ کا دودھ پیا، تو اُس کی وجہ سے اُن کے درمیان حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی؛ کیوں کہ اِس حرمت کا تعلق بطور احترام صرف اِنسانوں کے ساتھ خاص ہے، جانوروں سے اِس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور جانوروں کا دودھ محض غذا کی حیثیت رکھتا ہے۔

ولا لبن شاة وغيرها لعدم الكرامة. (الدر المختار) قال الشامي: لأنه ثبوت الحرمة بالرضاع بطريق الكرامة للجزئية. (شامي ۳۰٤/٤ بيروت)

وقوله والشاة: أي لبن الشاة لا يوجب الحرمة، حتى لو ارتضع صبي وصبية علىٰ لبن شاة فلا أخوة بينهما؛ لأن الأمومة لا تثبت به؛ لأنه لا حرمة له، ولأن لبن البهائم له حكم الطعام. (البحر الرائق ۲۲۹/۳، الفقه على المذاهب الأربع مكمل ۹۱۹)

ولا بلبن ...... البهيمة، فلو رضع صغيران من شاة مثلا لم يثبت بينهما إخوة فيحل زواجهما. (الفقه الإسلامي وأدلته ٦٦٧/۷، الفتاویٰ الهندية ۳٤٤/۱)

❍❖❍

محرمات بوجہِ جمع

حرمتِ جمع کا ثبوت

قرآنِ کریم میں ایک نکاح میں دو محرم عورتوں کو جمع کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، نیز اَحادیثِ شریفہ میں بھی اِس کی ممانعت وارد ہے:

﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفْ﴾ [النساء: ٢٣]

عن الضحاك بن فيروز عن أبيه قال: قلت يا رسول اللّٰه! إني أسلمت وتحتي أختان، قال: طلّق أيتهما شئت. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب من أسلم وعنده نساء أكثر من أربع ٣٠٥/١، سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب في الرجل يسلم وعنده اختان ٢١٤/١، سنن ابن ماجة / أبواب النكاح ١٤٠/١)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: حرم من النسب سبعٌ: ومن الصهر سبع - إلىٰ قوله - ثم قرأ: ﴿وَاُمَّهَاتُكُمُ اللاَّتِيْ اَرْضَعْنَكُمْ﴾ [النساء، جزء آيت: ٢٣] حتى بلغ ﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ ثم قرآ: ﴿وَلاَ تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآءُكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ [النساء، جزء آيت: ٢٢] فقال: هٰذا الصهر. (المعجم الكبير للطبراني ٤٣١/١١ رقم: ١٢٢٢٢ دار إحياء التراث العربي بيروت)

أن أم حبيبة رضي اللّٰه عنها قالت: قلت يا رسول اللّٰه! انكح أختي بنت أبي سفيان، قال: ”وتحبين“؟ قلت: نعم، لست لك بمخليةٍ، وأحبُّ من شاركني في خير أختي، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إن ذٰلك لا يحل لي. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب: وأن تجمعوا بين الاختين الا ما قد سلف ٧٦٦/٢ رقم: ٥١٠٧)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يجمع بين المرأة وعمتها، ولا بين المرأة وخالتها. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب لا تنكح المرأة علىٰ عمتها ٧٦٦/٢)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهىٰ أن تنكح المرأة علىٰ عمتها أو العمة علىٰ بنت أخيها، أو المرأة علىٰ خالتها، أو الخالة علىٰ بنت أختها، ولا تنكح الصغرىٰ على الكبرىٰ، والكبرىٰ على الصغرىٰ. (سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب ما جاء لا تنكح المرأة علىٰ عمتها ۲۱٤/۱)

محارم کے درمیان جمع کی ممانعت کی علت

محرم عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کی ممانعت کی علت یہ ہے کہ عموماً سوکنوں میں موافقت نہیں ہو پاتی، اس لئے یہ رشتہ اُن میں قطع رحمی کا سبب بنے گا، اس لئے اسے ممنوع قرار دیا گیا۔

فإن الجمع بينهن حرام لإفضاء إلىٰ قطع الرحم لوقوع التشاجر عادةً بين القرنين والدليل على اعتباره ما ثبت في الحديث برواية الطبراني وهو قوله صلى الله عليه وسلم؛ فإنكم إذا فعلتم ذٰلك قطعتم أرحامكم. (شامي ۱۱۷/٤ زكريا، بدائع الصنائع ٥٤١/۲ زكريا)

اِس بارے میں مزید مسائل ذیل میں درج ہیں:

دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا

بیک وقت ایک نکاح میں دو سگی یا باپ شریک یا ماں شریک یا رضاعی بہنوں کو رکھنا مطلقاً حرام ہے۔

﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ [النساء: ۲۳]

عن الضحاك بن فيروز عن أبيه قال: قلت يا رسول الله! إني أسلمت وتحتي أختان، قال: طلّق أيتهما شئت. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب من أسلم وعنده نساء أكثر من أربع ۳۰٥/۱، سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب في الرجل يسلم وعنده اختان ۲۱٤/۱، سنن ابن ماجة / أبواب النكاح ۱٤۰/۱)

فإنه لا يجمع بين أختين بنكاح ولا بوطء بملك يمين، سواء كانتا أختين من النسب أو من الرضاع. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷۷/۱، الدر المختار مع الشامي

۱۱۸/٤-۱۱۹ زکریا، ۳۸/۳ کراچی، الهداية ۳۲۷/۲، فتح القدير ۲۱۲/۳، الفتاویٰ التاتارخانية ٦١/٤ رقم: ۵۵۳۱ زکریا، بدائع الصنائع ۵۳۸/۲ زکریا، البحر الرائق ۹۵/۳، منحة الخالق ۹۵/۳)

ایک ساتھ دو بہنوں سے نکاح؟

اگر ایک مجلس میں ایک ساتھ دو سگی بہنوں سے نکاح کیا، تو کسی سے بھی نکاح درست نہ ہوا، اور دونوں سے تفریق لازم ہے، اور یہ تفریق طلاق سمجھی جائے گی۔

وإن تزوجهما معًا أي الأختين من بمعناهما الخ، فرق القاضي بينه وبينهما ويكون طلاقًا. (الدر المختار مع الشامي ۱۱۹/٤-۱۲۰ زکریا، الفتاویٰ الهندية ۲۷۷/۱، الفتاویٰ التاتارخانية ٦١/٤ رقم: ۵۵۳۲ زکریا، الهداية ۳۲/۲، فتح القدير مع العناية ۲۱۳/۳، بدائع الصنائع ۵٤۰/۲ زکریا، البحر الرائق ۹٦/۳)

پے در پے دو سگی بہنوں سے نکاح

اگر پہلے ایک بہن سے نکاح کیا، اُس کے بعد اُس کی دوسری بہن سے نکاح کرلیا، تو دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا؛ بلکہ باطل ہوا، اِس دوسری بہن سے فوراً تفریق لازم ہے، ورنہ زنا کاری ہوگی۔

وإن تزوجها في عقدتين فنكاح الأخيرة فاسدٌ، ويجب عليه أن يفارقها. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ۲۷۷/۱، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦١/٤ زکریا، الهداية / كتاب النكاح ۳۲۸/۲، فتح القدير ۲۱٤/۳، بدائع الصنائع ۵٤۰/۲ زکریا، البحر الرائق ۹٦/۳)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحًا. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ۱۱۵/٤-۱۱٦ زکریا، ۳۸/۲ کراچی)

ولا فيما إذا تزوجهما على التعاقب وكان نكاح الأولىٰ صحيحًا، فإن نكاح الثانية والحالة هٰذه باطلة قطعًا. (شامي / كتاب النكاح ۱۱٦/٤ زکریا، ۳۸/۳ کراچی)

نكاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد. (شامي ۱۹۷/۵ زکریا)

ایک بہن کی عدت کے اندر دوسری بہن سے نکاح

ایک بہن کو طلاق دی تو جب تک اُس کی عدت پوری نہ ہو، اُس کی دوسری بہن یا کسی اور محرم عورت سے نکاح جائز نہ ہوگا۔

وإذا طلق إمرأته طلاقًا بائنًا أو رجعيًا لم يجز له أن يتزوج بأختها حتى تنقضي عدتها. (الهداية ٣٢٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، البحر الرائق ١٠٢/٣، بدائع الصنائع ٥٤١/٢ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٢/٤ رقم: ٥٥٣٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٧٩/١)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحًا ...... وعدة ولو من طلاق بائن، وهي في حق حرة تحيض ثلاث حيض كوامل ...... وفي حق الحامل وضع حملها. (شامي مع الدر المختار ١١٥/٥ زكريا)

ایک بہن کی وفات ہوتے ہی دوسری بہن سے نکاح

اگر ایک بہن نکاح میں تھی پھر اُس کا انتقال ہوگیا، تو اس کی وفات ہوتے ہی اُس کی دوسری بہن سے نکاح درست ہے، اِس میں کسی عدت کی ضرورت نہیں۔

ماتت إمرأة لـه التزوج بأختها بعد يوم من موتها، كما في الخلاصة عن الأصل. (شامي ١١٦/٤ زكريا)

ألا ترىٰ أنها إذا ماتت فله أن يتزوج بأختها بدون انتظارٍ. (الفقه على المذاهب الأربعة ١٥/٤، بحواله: فتاوىٰ قاسميه ١٨٨/١٣)

وليس للرجل أن يغسل أحدًا من النساء وإن كانت امرأته؛ لأن بموتها انقطعت الزوجية، ولهٰذا حل له التزوج بأختها، وأربع سواها من ساعته. (حاشية الشلبي على التبيين / باب الجنائز ٥٦٢/١ زكريا)

إذا ماتت امرأة الرجل فتزوج بأختها بعد يوم جاز. (خلاصة الفتاوىٰ ٧/٢)

دومحرم عورتوں کوایک نکاح میں جمع کرنا

جن دوعورتوں میں اگرایک کومردفرض کیا جائے تو دوسرے سے نکاح حلال نہ ہو(مثلاً خالہ اور بھانجی یا پھوپھی اور بھتیجی) توایسی دوعورتوں کوایک نکاح میں جمع کرنا حلال نہیں ہے۔

وحرم الجمع بين المحارم الخ، بين إمرأتين أيتها فرضت ذكرًا لم تحل للأخرىٰ أبدًا لحديث مسلم: "لا تنكح المرأة على عمتها" وهو مشهور يصلح مخصصًا للكتاب. (الدر المختار مع الشامي ١١٦/٤-١١٧ زكريا، ٣٨/٣ كراچی، البحر الرائق ١٧١/٣ دار الكتاب ديوبند، منحة الخالق على حاشية البحر الرائق ٩٧/٣، الهداية ٣٢٨/٢، فتح القدير ٢١٧/٣، بدائع الصنائع ٥٣٨/٢-٥٣٩ زكريا، مجمع الأنهر ٤٧٩/١ بيروت، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٢/٤ رقم: ٥٥٣٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية / كتاب النكاح ٢٧٧/١ قديم زكريا)

ایک محرم کی عدت میں دوسری محرم سے نکاح

ایک محرم عورت کوطلاق دی تو اُس کی عدت جاری رہتے ہوئے اُس کی دوسری محرم عورت سے نکاح جائز نہیں، مثلاً پھوپھی کوطلاق دی تو اُس کی بھتیجی سے عدت کے دوران نکاح حلال نہ ہوگا۔

وكما لا يجوز أن يتزوج أختها في عدتها فكذا لا يجوز أن يتزوج واحدةً من ذوات المحارم التي لا يجوز الجمع بين اثنتين منهن. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٩/١، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٢/٤ رقم: ٥٥٣٣ زكريا، بدائع الصنائع ٥٤١/٢ زكريا، البحر الرائق ١٨٠/٣)

ماں بیٹی کوایک نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت

ماں اور اُس کی بیٹی کوایک نکاح میں جمع کرنا درست نہیں ہے؛ اِس لئے کہ اُن دونوں میں

جزئیت کا رشتہ پایا جاتا ہے (جو بجائے خود حرمت کی علت ہے، جیسا کہ حرمتِ مصاہرت کے بیان میں گذرا)

﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَآءِ كُمْ﴾ [النساء: ٢٣] أي وحرمت عليكم أمهات نسائكم. (بدائع النصائع، كتاب النكاح / المحرمات في المصاهرة ٥٣٢/٢)

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: إذا نكح الرجل امرأته ...... ليس له أن يتزوج الأم، وفي رواية: عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما رجل تزوج امرأة ...... فلا يحل له أن يتزوج أمها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ١٦٠/٧)

عن عمران بن حصين في الرجل يقع علىٰ أم امرأته قال: يحرم عليه امرأته. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٦٩/٣ رقم: ١٦٢٢٦)

عن شعبة قال: سألت الحكم وحمادًا عن رجل زنا بأم امرأته قالا: أحب أن يفارقها. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٦٩/٣ رقم: ١٦٢٣٣)

إلا الأم والبنت أي لعلة الجزئية فيهما. (شامي ١١٧/٤ زكريا)

وأراد بأخت الأمة من ليس بينهما جزئية احترازًا عن أمها أو بنتها؛ لأن وطء أحداهما يحرم الأخرىٰ أبدًا. (شامي ١١٩/٤ زكريا)

سگی بہن یا محارم باندیوں سے بیک وقت انتفاع

اگر دو سگی بہنیں ملکیت میں ہوں تو ان دونوں سے جسمانی انتفاع بیک وقت جائز نہیں ہے، (البتہ دیگر خدمات لے سکتا ہے)

وحرم الجمع وطأً بملك يمين. (الدر المختار) واحترز بالجمع وطأً عن الجمع ملكًا من غير وطأ فإنه جائز. (الدر المختار مع الشامي ١١٦/٤، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٠/٤ رقم: ٥٥٢٩ زكريا، بدائع الصنائع ٥٤٢/٢ زكريا)

عورت اور اُس کے شوہر کی بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنا

اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُس عورت کے پہلے شوہر کی بیٹی (جو اُس عورت کے علاوہ دوسری عورت سے ہو) سے نکاح کرلیا، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

فجاز الجمع بين إمرأة وبنت زوجها. (الدر المختار ١١٧/٤-١١٨ زكريا، بدائع الصنائع / كتاب النكاح ٥٤٠/٢ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٢/٤ رقم: ٥٥٣٣ زكريا)

لأن الذكر المفروض في الأولى يصير متزوجًا بنت الزوج وهي بنت رجل أجنبي. (شامي / كتاب النكاح ١١٨/٤ زكريا)

عورت اور اُس کی مطلقہ بہو کو ایک نکاح میں رکھنا

کسی عورت سے نکاح کیا پھر اُس عورت کے بیٹے کی مطلقہ یا بیوہ بیوی سے عدت کے بعد نکاح کرلیا تو یہ شرعاً منع نہیں ہے۔

﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ أي ما عدا من ذكرن من المحارم هن حلال لكم. (تفسير ابن كثير ٢٣٠/٢)

فجاز الجمع بين إمرأة وبنت زوجها أو إمرأة ابنها. (الدر المختار ١١٧/٤ زكريا)

سالی سے جماع کیا تو بیوی حرام نہ ہوگی

سالی (بیوی کی بہن) سے ناجائز تعلق قطعاً حرام اور سخت ترین گناہ ہے؛ لیکن اگر کسی سے یہ جرم صادر ہوجائے تو اُس کی منکوحہ بیوی اُس پر حرام نہ ہوگی؛ البتہ جب تک سالی کو ایک ماہواری نہ آجائے اُس وقت تک بیوی سے جسمانی تعلق قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

قال قتادة: لا يحرمها ذٰلك عليه غير أنه لا يغشى امرأته حتى تنقضي عدة التي باء بها. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب النكاح / باب في الرجل يزني بأخت امرأته الخ ١٢٥/٩ رقم: ١٦٦١٠ دار الحديث القاهرية)

وفي الخلاصة: وطئ أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته، وتحته في الشامي: قوله: ولا تحرم أي لا تثبت حرمة المصاهرة، فالمعنى: لا تحرم حرمة مؤبدة، وإلا فتحرم إلى انقضاء عدة الموطوء ة لو بشبهة، قال في البحر: لو وطئ أخت امرأته بشبهة تحرم امرأته مالم تنقض عدة ذات الشبهة. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ١٠٩/٤ زكريا، ٣٤/٣ كراچی، مجمع الأنهر ٤٧١/١ دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ٩٦/٣، فتح القدير ٢١٤/٣)

جوشخص دو بہنوں کو ساتھ رکھے اُس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

جوشخص دو بہنوں کو ایک ساتھ اپنے نکاح میں رکھے (یا محارم کو ایک نکاح میں جمع کرے) اور تنبیہ کے باوجود باز نہ آئے، تو خاندان والوں کو چاہئے کہ اُس کا مکمل بائیکاٹ کریں، اُس کے یہاں آنے جانے، کھانے پینے اور رشتہ ناطہ کرنے سے مکمل احتراز کریں؛ تاکہ وہ اپنی حرام کاری سے باز آجائے، اور سچے دل سے توبہ کرلے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵۴/۱۷ میرٹھ)

﴿وَلَا تَرْكَنُوْا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ [هود: ١١٣]

قال القرطبي: وأنها دالة على هجران أهل الكفر والمعاصي من أهل البدع وغيرهم، فإن صحبتهم كفر أو معصية. (تفسير أحكام القرآن للقرطبي ٩٥/٥ دار الفكر بيروت)

قال الله تبارك وتعالىٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى، وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آيت: ٢]

قال الأخفش: وهو أمر لجميع الخلق بالتعاون على البر والتقوىٰ أي ليعن بعضكم بعضًا، وتحاثّوا علىٰ ما أمر الله تعالىٰ واعملوا به وانتهوا عما نهى الله عنه وامتنعوا منه. (تفسير أحكام القرآن للقرطبي ١٨/٣)

وفيه دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلا يسلم عليه إلا أن يقلع وتظهر توبته. (المفهم ٩٨/٧)

پے درپے نکاح کی صورت میں یہ یاد نہ رہا کہ پہلے نکاح کس سے ہوا؟

اگر دو بہنوں سے پے درپے نکاح ہوا؛ لیکن یہ یاد نہ رہا کہ کس سے پہلے ہوا، اور کس سے بعد میں، تو اِس صورت میں اگر چہ حقیقۃً ایک سے نکاح صحیح ہوا ہے؛ لیکن اِس کے باوجود لاعلمی کی بناپر رخصتی سے قبل دونوں کے درمیان تفریق کردی جائے گی، اور چوں کہ ایک سے نکاح صحیح ہوا تھا، اِس لئے اِس صورت میں مہر کے سلسلہ میں قدرے تفصیل ہوگی:

اگر دونوں کا مہر یکساں متعین ہوا تھا تو نصف مہر دونوں کے درمیان تقسیم کردیا جائے گا۔ اور اگر الگ الگ مہر متعین ہوا تھا، تو متعینہ مہروں میں جو سب سے کم ہو؛ اُس کا نصف دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

وإن تزوجهما ...... أو بعقدين ونسي النكاح الأول، فرق القاضي بينه وبينهما، ويكون طلاقًا، ولهما نصف المهر إن كان مهراهما متساويين قدرًا وجنسًا وهو مسمى في العقد، وكانت الفرقة قبل الدخول. وفي الشامية: قوله: فإن علما ...... إن كان مختلفًا ...... أنه يقضي لهما بالأقل من نصفي المهرين المسميين. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/١٢٠-١٢١ زكريا)

حرام وحلال عورتوں سے ایک ساتھ نکاح

اگر کسی شخص نے ایک ساتھ ایسی دوعورتوں سے نکاح کیا، جن میں سے ایک حلال تھی اور دوسری حرام، مثلاً حلال عورت کے ساتھ محرم یا منکوحۃ الغیر یا مشرکہ عورت کو ملالیا، تو حلال عورت سے نکاح صحیح ہوجائے گا، اور پورا مہر مسمّی اُسی کے لئے ہوگا، اور حرام عورت سے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ اور وطی کی صورت میں اُسے مہر مثل دیا جائے گا۔

وصح نكاح المضمومة إلىٰ محرمةٍ والمسمّٰى كله لها، ولو دخل بالمحرمة فلها مهر المثل. وفي الشامية: قوله: والمضمومة إلى المحرمة كأن تزوج امرأتين في عقد واحدٍ، إحداهما محلٌ والأخرىٰ غير محلٍ؛ لكونها محرمًا أو ذات زوجٍ أو مشركةً. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٤/١٤٤ زكريا)

محرماتِ ملک

اِسلام میں غلام باندی کا تصور

دنیا کی سبھی اقوام میں مفتوح انسانوں کو غلام بنانے کا دستور زمانۂ قدیم سے رہا ہے؛ لیکن اسلام کی آمد سے قبل ان غلام انسانوں سے جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا، اُن سے سخت مشقت والے کام لئے جاتے تھے، اور انہیں معاشرہ میں نہایت حقیر ورذیل سمجھا جاتا تھا، اسلام نے مختلف مصالح کو پیش نظر رکھ کر غلامی کے رواج پر اگرچہ مطلقاً روک نہیں لگائی؛ لیکن غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کی اور مختلف بہانوں سے انہیں آزاد کرنے کے راستے نکالے، اور بالخصوص اس شخص کو دوہرے اجر کی بشارت سنائی کہ: ''جو اپنی مملوکہ باندی کی بہترین تربیت کرکے اسے آزاد کرنے کے بعد اپنی زوجیت میں لے کر اس کی عزت افزائی کرے''۔

عن أبي بردة عن أبي موسیٰ الأشعري رضي اللّٰہ عنهما قال: قال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: أَیُّمَا رَجُلٌ کَانَتْ لَهٗ جَارِیَةٌ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ أَجْرَانِ الخ. (صحیح البخاري ۱/۳۴۶ رقم: ۲۴۷۷ ف: ۲۵۴۶، صحیح مسلم / کتاب الإیمان ۱/۸۶، سنن الترمذي ۱/۲۱۲، سنن أبي داؤد ۱/۲۸۰)

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ: ''جو شخص کسی صاحبِ ایمان غلام شخص کو آزاد کرے تو اللہ تعالیٰ اُس غلام کے ہر ہر عضو کے مقابلہ میں آزاد کرنے والے کے اَعضاء جہنم سے آزاد فرمائیں گے''۔

قال لي أبو هریرة رضي اللّٰہ عنه: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: أَیُّمَا رَجُلٌ اَعْتَقَ أَمْرَءً مُسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِکُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ مِنَ النَّارِ. (صحیح البخاري، کتاب العتق / باب في العتق وفضله ۱/۳۴۲ رقم: ۲۴۴۹)

عن أبي هریرة رضي اللّٰہ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِکُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِّنَ النَّارِ حَتّٰی یُعْتِقَ فَرْجَهٗ

بِفَرْجِهٖ. (صحيح مسلم / كتاب العتق ٤٩٥/١)

حدثني أبو موسىٰ رضي اللّٰه عنه أنه سمع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً أَوْ عَبْدًا كَانَتْ فِكَاكُهُ مِنَ النَّارِ عُضْوًا بِعُضْوٍ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ١٥/١٠٤ رقم: ٢١٣١٢)

عن أبي موسىٰ رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: مَنْ اَعْتَقَ جَارِيَتَهُ وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَان. (سنن أبي داؤد ٢٨٠/١)

الغرض اسلام میں غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید کی گئی ہے، اور اُن کی حق تلفی اور اُن پر زیادتی سے منع کیا گیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں جن دو باتوں کی خاص طور پر وصیت فرمائی اُن میں ایک نماز کی تاکید تھی اور دوسرے غلام باندیوں کے حقوق کی ادائیگی تھی۔

عن علي رضي اللّٰه عنه قال: كان آخر كلام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: اَلصَّلَاةُ اَلصَّلَاةُ! وَاتَّقُوْا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ. (سنن أبي داؤد / كتاب الأدب ٧٠١/٢، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٨/١، السنن الكبرىٰ للبيهقي ١١/٨)

قرآنِ کریم میں بھی غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

وَاعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً وَبِذِي الْقُرْبىٰ وَالْيَتٰمىٰ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ. (النساء، جزء آيت: ٣٦)	اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرو اور والدین، رشتہ دار، یتیموں، مسکینوں، قریبی اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس بیٹھنے والے ساتھی اور مسافر اور اپنے غلام باندیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَرِقَّاءَكُمْ اَرِقَّاءَكُمْ، اَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ وَأَكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ الخ. (مجمع الزوائد ٢٣٦/٤)	اپنے غلاموں کا خیال رکھو! اپنے غلاموں کا خیال رکھو، جو تم کھاتے ہو وہی اُنہیں کھلاؤ اور جیسا لباس تم پہنتے ہو ویسا ہی اُنہیں پہناؤ!

ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

أَرِقَّاءُكُمْ إِخْوَانُكُمْ فَأَصْلِحُوْا إِلَيْهِمْ، وَاسْتَعِيْنُوْهُمْ عَلىٰ مَا غَلَبُوْا	تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، تو اُن کے ساتھ اچھا معاملہ کرو، مشکل کاموں میں تم اُن سے

وَأَعِيْنُوْهُمْ عَلىٰ مَا عَلَيْهِمْ. (كنز العمال ٣٤/٩ رقم: ٢٥٠٥٤، مجمع الزوائد ٢٣٦/٤)

مدد لیا کرو اور اُن کے مشکل کاموں پر تم اُن کی مدد کیا کرو۔

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسَهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا يغلبهم فَأَعِيْنُوْهُمْ. (صحيح البخاري ٣٤٦/١ رقم: ٢٤٧٥ ف: ٢٥٤٥، سنن ابن ماجة ٢٦٢)

یہ غلام تمہارے بھائی تمہارے خادم ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضوں میں دیا ہے، پس جس کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو تو اسے چاہئے کہ جو خود کھائے وہی اسے کھلائے اور جو خود پہنے وہی اسے پہنائے، اور تم لوگ ان غلاموں کو ایسے کام کا مکلّف مت بناؤ جو ان پر بھاری ہو، اور اگر مکلّف بناؤ تو ان کی مدد کرو۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعَبِيْدُ إِخْوَانُكُمْ. (صحيح البخاري تعليقًا ٢٤٦/١، وفي الأدب المفرد موصولاً، فتح الباري ١٧٤/٥)

یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص اپنے غلاموں کے ساتھ برا برتاؤ کرنے والا ہو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا''۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا آپ نے ہمیں خبر نہ دی تھی کہ اس امت میں غلاموں اور یتیموں کی کثرت ہوگی؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

نَعَمْ! فَأَكْرِمُوْهُمْ كَكَرَامَةِ أَوْلَادِكُمْ وَأَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ الخ. (سنن ابن ماجة ٢٧١/١ رقم: ٣٦٩١، تكملة فتح الملهم ٢٦٥/١، مجمع الزوائد ٢٣٦/٤)

جی ہاں! (ان کی کثرت تو ہوگی مگر) تم ان کے ساتھ اپنی اولاد کی طرح اکرام کا معاملہ کرنا، اور جو تم کھاؤ وہی انہیں کھلانا۔

خلاصہ یہ کہ اسلام ان کمزوروں کے ساتھ بہتر برتاؤ کی تعلیم دیتا ہے جس کی بنا پر غلام ہو یا

باندی، وہ مسلم گھرانے کا ایک فرد بن جاتا ہے، اور حسن اخلاق کی بدولت ان میں جانثاری اور الفت ومحبت کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں، یہ اسلامی تعلیم کا خاص امتیاز ہے۔

باندیوں سے جنسی انتفاع

اسلام میں مردوں کے لئے اپنی مملوکہ باندیوں سے انتفاع کو حلال قرار دیا گیا ہے؛ اِس لئے کہ اگر یہ حکم نہ ہوتا تو عفت وعصمت کی حفاظت سخت مشکل ہوتی، بریں بنا منکوحہ بیویوں اور مملوکہ باندیوں دونوں سے انتفاع کو جائز کہا گیا ہے۔قرآنِ کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ. إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ. (المؤمنون: ٥-٦)

اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں اور باندیوں سے،سوان پر کوئی ملامت نہیں۔

لیکن ساتھ یہ حکم بھی ہے کہ اگر باندی اپنے آقا سے حاملہ ہوجائے اور وہ آقا کے بچہ کی ماں بن جائے تو پھر اس باندی کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں رہتا، ایسی باندی شرعی اصطلاح میں ’’ام ولد‘‘ کہلاتی ہے جو آقا کے انتقال کے بعد خود بخود آزاد ہوجاتی ہے۔

اِس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ جنسی انتفاع کی اجازت بھی دراصل آزادی تک پہنچنے کا ایک راستہ ہے، اور باندیوں کے لئے نفع بخش ہے، اس کے ذریعہ انہیں معاشرہ میں باعزت مقام حاصل ہوجاتا ہے، اور اُن کی کوکھ سے پیدا ہونے والے آزاد بچے اُن کی عزت ووقار میں اِضافہ کا سبب بن جاتے ہیں۔

مالکہ عورت کے لئے مملوک غلام سے جنسی تعلق جائز نہیں

اِس کے برخلاف اِسلام میں اِس بات کی قطعاً اجازت نہیں ہے کہ مالکہ عورت اپنے مملوک غلام سے جنسی تعلق قائم کرے؛ اِس لئے کہ اگر عورت پہلے سے شوہر والی ہے، تو اِس حالت میں دوسرے مرد سے تعلق نسب میں اشتباہ کا سبب بنے گا جو شرعاً ممنوع ہے، اور اگر مالکہ کنواری ہے تو یہ اُس کے لئے بڑی عیب کی بات ہوگی کہ اپنے ہی مملوک کی فراش بنے، اِس لئے ملکیت کی بنیاد پر اس تعلق کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہے۔

لا يجوز للمرأة أن تتزوج عبدها. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٢/١)

وكذا المرأة لو لم تملك سوى سهم واحد منه. (شامي ١٢٣/٤ زكريا، ٩٩/٤ بيروت)

التنافي كنكاح السيد أمته والسيدة عبدها. (فتح القدير ٣/ ٢٠٠ المكتبة الأشرفية ديوبند، تبيين الحقائق ٢/ ٤٧٦، البحر الرائق ٣/ ١٦٣)

ونقل ابن قدامة عن جابر أن امرأة جاءت إلىٰ عمر بالجابية، وقد نكحت عبدها فانتهوها عمر، وهم أن يرجمها وقال: لا يحل لك. (الموسوعة الفقهية ٢٣/ ٤٦ الكويت)

موجودہ دور میں غلام باندیوں کا وجود کیوں نہیں؟

واضح رہنا چاہئے کہ موجودہ دور میں دنیا میں کہیں بھی غلام باندیوں کا وجود نہیں ہے؛ اس لئے کہ ’’انجمن اقوام متحدہ‘‘ میں شامل تمام ممالک نے آپس میں یہ معاہدہ کررکھا ہے کہ کوئی ملک کسی بھی جنگی قیدی کو غلام نہیں بنائے گا؛ لہٰذا جب تک یہ معاہدہ موجود ہے، کسی بھی مسلم یا غیر مسلم حکومت کو کسی انسان مرد یا عورت کو غلام بنانے کی اجازت نہیں ہے۔

محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم ومدت فیوضہم نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ’’تکملہ فتح الملہم‘‘ میں اسلام میں غلامی کے موضوع پر بہترین گفتگو فرماتے ہوئے مذکورہ وضاحت کی ہے، جو لائق مطالعہ ہے۔ (دیکھئے: تکملہ فتح الملہم ۱/ ۲۷۲)

تنبيه: وينبغي أن يتنبه هٰذا إلى شيئ مهم، وهو أن أكثر أقوام العالم قد أحدثت اليوم معاهدة فيما بينها، وقررت أنها لا تسترق أسيراً من أسارىٰ الحروب، وأكثر البلاد الإسلامية اليوم من شركاء هٰذه المعاهدة، ولا سيما أعضاء ’’الأمم المتحدة‘‘، فلا يجوز لمملكة إسلامية اليوم أن تسترق أسيراً ما دامت هٰذه المعاهدة باقية. وأما هل يجوز إحداث مثل هٰذا العهد؟ فلم أر حكمه صريحاً عند المتقدمين،

تنبیہ: اور مناسب ہے کہ ایک اہم بات کی طرف توجہ دلادی جائے وہ یہ ہے کہ آج کل دنیا کی اکثر قوموں نے آپس میں یہ معاہدہ کرلیا ہے کہ وہ کسی بھی جنگی قیدی کو غلام نہیں بنائیں گے، اور اکثر اسلامی ممالک بھی اس معاہدہ میں شریک ہیں۔ خاص کر وہ ممالک جو ’’انجمن اقوام متحدہ‘‘ کے رکن ہیں؛ لہٰذا کسی بھی اسلامی حکومت کے لئے جب تک یہ معاہدہ باقی ہے کسی قیدی کو غلام بنانے کی اجازت نہیں ہے، اور رہ گئی یہ بحث کہ اس طرح کا معاہدہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ تو متقدمین کی کتابوں میں اس حکم کی صراحت میری نظر سے نہیں گذری؛ لیکن ظاہر یہی ہے کہ اس طرح کا معاہدہ کرنا جائز ہے؛ اس لئے کہ قیدیوں کو

والظاهر أنه يجوز، لأن الاسترقاق ليس بشيئ واجب، وإنما هو مباح من بين المباحات الأربعة، والخيار فيها للإمام، ويبدو من أحكام فضل العتق وغيره أن التحرر أحب إلى الشريعة الإسلامية، فلا بأس بإحداث مثل هٰذا العهد ما دامت الأقوام الأخرى موافقة عليه غير ناقضة له، والله سبحانه وتعالىٰ أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب. (تكملة فتح الملهم ۱/۲۷۲)

غلام بنانا شریعت میں کوئی واجب تو نہیں ہے؛ بلکہ وہ صرف مباح ہے، ان چار مباح صورتوں میں سے ہے جن میں کسی ایک صورت کو اختیار کرنا امام المسلمین کے ہاتھ میں ہوتا ہے، اور آزادی کی فضیلت وغیرہ احکام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شریعت اسلامیہ میں آزاد کرنا زیادہ پسند ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس طرح کا معاہدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جب تک کہ دیگر قومیں اس معاہدہ پر کاربند رہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ بہتر جاننے والے ہیں، اور آپ ہی کی طرف ہر چیز کا لوٹنا ہے۔

تاہم ظاہر ہے کہ یہ معاہدہ عارضی ہے، ضروری نہیں کہ قیامت تک یہ باقی رہے، اس لئے عین ممکن ہے کہ آئندہ کسی زمانہ میں یہ معاہدہ برقرار نہ رہے، اور کسی جگہ شرعی شرائط کے مطابق جہاد پایا جائے اور جنگی قیدیوں کو امام المسلمین غلام بنانے کا حکم دے تو دوبارہ غلام باندیوں کا وجود ممکن ہے، اس لئے غلام باندیوں سے متعلق شرعی احکام کا مذاکرہ مسلم معاشرہ میں جاری رہنا چاہئے۔

ملازموں کے ساتھ غلام باندیوں جیسا معاملہ جائز نہیں

یہاں یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ آج کل جو گھروں یا کارخانوں میں ملازم رکھے جاتے ہیں اُن کا حکم غلام باندیوں جیسا نہیں ہے؛ بلکہ یہ سب لوگ آزاد ہیں، اُن کے اپنے الگ حقوق ہیں، جن کی پاس داری ضروری ہے، گھر کی نوکرانیوں کے ساتھ نکاح کے بغیر باندیوں جیسا جسمانی تعلق بھی قطعاً حلال نہیں ہے، یہ سراسر زنا ہے۔ اِسی طرح غریب علاقوں سے جو عورتیں خرید کر لائی جاتی ہیں، اُن کی خرید وفروخت بھی قطعاً حرام، سراسر ظلم اور بدفعلی ہے، جس پر بندلگانا لازم ہے۔

وبطل بيع ما ليس بمال الخ، كالدم الخ، والحر والبيع به. (الدر المختار ۷/۲۳۵-۲۳۶ زكريا)

وكذا بيع الميتة والدم والخمر باطل. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۸/٤٠٥ زكريا رقم: ۱۲۳۲۲، الموسوعة الفقهية ۹/۹۹ كويت)

البيع بالمية والدم باطلٌ، وكذا بالحر أي وكذا البيع بالحر لانعدام ركن البيع وهو مبادلة المال بالمال. (البناية ۱۳۹/۸)

غلام باندی سے حرمتِ نکاح کی علت

مالکین کے لئے غلام باندی سے نکاح ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نکاح سے بہت سے حقوق متعلق ہوتے ہیں، مثلاً: شوہر پر نان نفقہ، رہائش اور متعدد بیویاں ہوں تو ان میں برابری، اسی طرح بیوی پر شوہر کے حکم کی تعمیل، اور ایک دوسرے کے فطری تقاضوں کا خیال، وغیرہ۔ اب اگر مرد کے لئے اپنی باندی سے نکاح کو صحیح مانا جائے تو ایسی صورت میں عورت باندی کو مہر اور نان نفقہ کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا، حالاں کہ وہ خود مملوک ہے، اور مملوک کو مالک پر اس طرح کا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔ اور اگر غلام اپنی مالکہ عورت سے نکاح کرے تو ایسی صورت میں اس کی خود اپنی مالکہ پر حاکمیت ثابت ہوگی، یہ بات بھی مملوکیت کے منافی ہے؛ اس لئے شریعت نے مالک ومملوک کے درمیان رشتہ مناکحت کو کالعدم قرار دیا ہے؛ تاکہ یہ سب سوالات اور اشکالات کھڑے نہ ہوں۔

قال في الفتح: لأن النكاح ما شرع إلا مثمرًا ثمرات مشتركةٍ في الملك بين المتناكحين، ومنها ما تختص هي بملكهٖ كالنفقة والسكنىٰ والقسم والمنع من العزل إلا بإذنٍ، ومنها ما يختص هو بملكه كوجوب التمكين والقرار في المنزل والتحصن عن غيره، ومنها ما يكون الملك في كل منها مشتركًا كالاستمتاع مجامعة ومباشرة، والولد في حق الإضافة والمملوكية تنافي المالكية فقد نافت لازم عقد النكاح، ومنافي اللازم مناف للملزوم. (شامي ١٠٠/٤ بيروت، ١٢٤/٤ زكريا، تبيين الحقائق ٤٧٥/٢، فتح القدير ٢١٨/٣)

لأن أحكام النكاح تنافي مع أحكام الملك؛ فإن كل واحدٍ منهما يقتضي أن يكون الطرف الآخر بحكمه ليسافر بسفره ويقيم بإقامته وينفق عليه فيتنافيان، ولأن مقتضى الزوجية قوامة الرجل على المرأة بالحفظ والصون والتأديب والاسترقاق يقتضي قهر السادات للعبيد الامتيلاء والاستهانة، فيتعذر أن تكون سيدة لعبدها زوجة له. (الموسوعة الفقهية ٥٧/٢٣ كويت)

اِس سلسلہ کے مزید ضروری مسائل ذیل میں درج ہیں:

مالک اپنی مملوکہ باندی سے نکاح نہیں کرسکتا

جوشخص کسی باندی کا مالک ہو (خواہ پوری باندی کا یا اس کے کسی جز کا) تو اس کے لئے اس باندی سے نکاح صحیح نہیں (لیکن مملوکہ ہونے کی حیثیت سے اپنی باندی سے انتفاع حلال ہے)

وحرم نكاح المولىٰ أمته. (الدر المختار) **أي ولو ملك بعضها.** (الدر المختار مع الشامي ٩٩/٤ بيروت، ١٢٣/٤ زكريا، فتح القدير ٢٠٠/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وكذا لا يجوز النكاح بجارية له فيها حق ملك. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٢/١، تبيين الحقائق ٤٧٥/٢، الهداية ٣٣٠/٢، مجمع الأنهر ٤٨٦/١، تبيين الحقائق ٤٧٥/٢)

غلام کے لئے اپنی مالکہ عورت سے نکاح حلال نہیں

جوشخص کسی عورت کا غلام ہو، اُس کے لئے غلام رہتے ہوئے اپنی مالکہ عورت سے نکاح حلال نہیں۔

وحرم نكاح المولىٰ أمته والعبد سيدته؛ لأن المملوكية تنافي المالكية.

(الدر المختار مع الشامي ٩٩/٤ بيروت، ١٢٣/٤ زكريا، تبيين الحقائق ٤٧٥/٢، الهداية ٣٣٠/٢)

ولا يصح تزوج سيدته؛ لأنه لو صح لكان المملوك المحض مالكًا لها وبينهما منافاة، وهٰذا باطل بالإجماع. (مجمع الأنهر ٤٨٦/١)

لا يحل له أن يتزوج سيدته؛ لأن أحكام النكاح تنافي مع أحكام الملك.

(الموسوعة الفقهية ٥٧/٢٣ كويت)

ناکح نے منکوحہ کو خرید لیا تو نکاح ختم ہوجائے گا

اگر کسی آزاد شخص نے دوسرے شخص کی مملوکہ باندی سے نکاح کر رکھا تھا، پھر اُس نے اُس منکوحہ باندی کو خرید لیا تو خریدتے ہی نکاح فاسد ہوجائے گا (لیکن شوہر مالک کے لئے اُس باندی سے انتفاع بحیثیت مملوکیت کے حلال رہے گا)

وكذا إذا ملك أحدهما صاحبه أو بعضه فسد النكاح. (شامي ٩٩/٤ بيروت، ١٢٣/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٢/١)

ولو أن الزوج اشترىٰ زوجته الأمة انفسخ نكاحه كما تقدم. (الموسوعة الفقهية ٥٤/٢٣ كويت)

الملكُ الطاري لأحد الزوجين علىٰ صاحبه بأن ملك أحدهما صاحبه بعد النكاح أو ملك شقصًا؛ لأن الملك المقارن يمنع من انعقاد النكاح، فالطارئ عليه يبطله. (بدائع الصنائع ٦٥٩/٢)

منکوحہ نے ناکح کوخرید لیا

اگر کسی آزادعورت نے کسی دوسرے شخص کے مملوک غلام سے نکاح کررکھا تھا، اِسی درمیان اُس نے اپنے شوہر کوخرید لیا، تو خریدتے ہی یہ نکاح ٹوٹ جائے گا (اورشوہر کے لئے اُس عورت سے انتفاع حلال نہ رہے گا) البتہ اگر وہ عورت خرید کرشوہر کوآزاد کردے پھراُس سے ازسرِنو نکاح کرلے تو یہ درست ہے۔

وكذا إذا ملك أحدهما صاحبه أو بعضه فسد النكاح. (شامي ٩٩/٤ بيروت، ١٢٣/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٢/١)

ولو أن الزوجة الحرة ملكت زوجها العبد انفسخ نكاحهما. (الموسوعة الفقهية ٥٧/٢٣ الكويت)

ماذون ومدبر یامکاتب غلاموں کا اپنی بیویوں کوخریدنا؟

اگرغلام ماذون (جسے آقا نے تجارت کی آزادی دے رکھی ہے) یاغلام مدبر (جس کوآقا نے اپنے مرنے کے بعد آزاد ہونے کی وصیت کررکھی ہے) یامکاتب (جس سے آقا نے ایک خاص رقم دینے پرآزاد کرنے کا معاملہ کررکھا ہے) نے کسی دوسرے شخص کی مملوکہ باندی سے نکاح کررکھا تھا، پھراُنہوں نے اُس منکوحہ باندی کوخرید لیا، تو اس کی وجہ سے اُن کا نکاح ختم نہ

ہوگا؛ کیوں کہ ماذون، مدبر اور مکاتب غلام حقیقی مالک نہیں ہیں (بلکہ اُن کا آقا اصل مالک ہے)

وأما المأذون والمدبر إذااشتريا زوجتهما لم يفسد النكاح؛ لأنهما لا يملكانها بالعقد، وكذا المكاتب؛ لأنه لا يملكها بالعقد وإنما يثبت له فيها حق الملك. (شامي ٤/٩٩ بيروت، ٤/١٢٤ زكريا)

قالوا في القن والمدبر والمأذون إذا اشتريا زوجتيهما لم يبطل النكاح؛ لأن الشراء لا يفيد لهما ملك المتعة، فلا يوجب بطلان النكاح، وقالوا أيضًا في المكاتب إذا اشترىٰ زوجته لا يبطل نكاحها؛ لأنه لا يملكها. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان ما يرفع حكم النكاح ٢/٦٥٩ المكتبة النعيمية ديوبند)

آقا کا اپنی باندی سے احتیاطاً نکاح کرنا

اگر کسی شخص کو یہ شبہ ہو کہ جو باندی میری ملکیت میں آئی ہے، اُس میں کسی دوسرے کا مالی حق متعلق ہوسکتا ہے، اِس شبہ کی بنیاد پر وہ شخص احتیاطاً اُس باندی سے نکاح کرلے اور پھر اُس سے انتفاع حاصل کرے تو یہ منع نہیں ہے؛ بلکہ بہتر ہے؛ تاکہ حلت میں کوئی شبہ نہ رہے۔

قال الشامي بحثًا: لكن لا يخفىٰ أن الاحتياط في العقد عليها إنما هو عند احتمال عدم صحة الملك احتمالاً قويًا، ليقع الوطء حلالاً بلا شبهة. (شامي ٤/١٠٠-١٠١ بيروت، ٤/١٢٥ زكريا)

أما إذا تزوجها متنزهًا عن وطئها حرامًا على سبيل الاحتمال فهو حسنٌ لاحتمال أن تكون حرةً أو معتقة الغير الخ. (البحر الرائق ٣/١٠٢، مجمع الأنهر ١/٤٨٥)

وحرم نكاح المولىٰ امته الخ، نعم لو فعله المولىٰ احتياطا كان حسنا (الدر المختار) و تحته قوله: احتياطاً أى لاحتمال أن تكون حرة أو معتقة الغير أو محلوفا عليها بعتقها وقد حنث الحالف و كثيرا ما يقع لا سيما إذا تداولتها الأيدى كذا فى البحر وقال صاحب الهندية قالوا: فى هذا الزمان الأولىٰ أن

يتزوج جارية نفسه حتى لو كانت حرة كان الوطء حلالا بحكم النكاح كذا في السراجية. (طحطاوی علی الدر ۲۱/۲)

غلام کا اپنے آقا کی بیٹی سے نکاح کرنا

اگر آقا کی طرف سے اجازت ہوتو غلام کے لئے اپنے آقا کی (بالغہ) بیٹی سے نکاح حلال ہے (لیکن آقا کے انتقال ہوتے ہی یہ نکاح ختم ہوجائے گا؛ کیوں کہ غلام کے مملوک ہونے کی وجہ سے اُس پر بطورِ وراثت بیٹی کی ملکیت ثابت ہوجائے گی، اور یہ ملکیت نکاح کے لئے مانع ہے)

ولو تزوج المكاتب أو العبد بنت مولاه بإذنه جاز النكاح، فإن مات المولىٰ فسد نكاح العبد الخ. (الفتاویٰ الهندية ۳۸۳/۱)

شريف زوّج بنته من عبده وهي كبيرة برضاها جاز، وإن كانت صغيرةً لا. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان من يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٦/٤ رقم: ٥٥٤٥ زكريا)

وإذا زوج الرجل ابنته وهي بالغة برضاها من مكاتبه أو من عبده يجوز. (المحيط البرهاني ١١٠/٤)

غلام کا آقا کی باندی سے نکاح کرنا

اگر کسی شخص کی ملکیت میں غلام اور باندی دونوں ہوں (اور باندی آقا کی اُم ولد نہ ہو) اور وہ اپنی مرضی سے اُن دونوں کا نکاح کرادے تو یہ نکاح حلال ہے۔

ولو زوج عبده أمته بغير مهر جاز ولا مهر عليه. (الفتاویٰ الولوالجية ۳۰۸/۱، الفتاویٰ الهندية ۳۳۳/۱، الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب نكاح الرقيق ٣٢١/٤ زكريا)

قوله: و أما إذا زوج عبده من أمته، قال الاتقاني: في شرح الطحطاوی ولو زوج أمته من عبده فإنه يجوز. (حاشیه چلپی علی التبيين ۲۸۸/۲)

وإذا زوج أمته من عبده لا مهر لامهر لها عليه. (الفتاویٰ الهندية ۳۳۳/۱)

دوسرے شخص کی باندی سے نکاح

کسی آزاد شخص کا دوسرے شخص کی باندی سے نکاح کرنا حسبِ شرائط جائز ہے۔

وطول الحرة عندنا لا يمنع نكاح الأمة. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٥/٤ تحت رقم: ٥٥٤٠ زكريا)

والدليل على جواز نكاح الأمة وإن قدر على تزوج الحرة إذا لم تكن تحته، قول اللّٰه تعالىٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ الخ. (أحكام القرآن الكريم للجصاص ١٩٩/٢)

المستفاد: لو اعتقت أمة أو مكاتبة خيرت ولو زوجها حر. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النكاح ٣٣٦/١ قديم زكريا)

المستفاد: لو زوج المولىٰ أمته من رجل حر أم عبد ثم اعتقها فلها الخيار. (حاشية چلپی تبيين الحقائق ٥٩٨/٢)

آزاد عورت کا دوسرے شخص کے غلام سے نکاح کرنا

اگر کوئی آزاد بالغہ عورت اپنی مرضی سے کسی دوسرے شخص کے غلام سے اس کے آقا کی اجازت سے نکاح کرلے تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

المستفاد: إذا كانت الحرة تحت عبد فقالت لمولاه: "اعتقه عني بألف" ففعل فسد النكاح. (الفتاویٰ التاتارخانية ٨٠/٤ زكريا)

المستفاد: حرة متزوجة برقيق لمولىٰ زوجها الحر المكلف اعتقه بألف ...... ففعل فسد النكاح لتقدم الملك اقتضاء. (الدر المختار على الشامي ٣٤٦/٤ زكريا)

حرة تحت عبد قالت لسيده اعتقه عني بألف ففعل عتق العبد وفسد النكاح. (الفتاویٰ الهندية ٣٣٧/١، وكذا في الهداية ٣٦٣/٢)

باپ کا اپنے بیٹے کی باندی سے نکاح کرنا

اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کی اجازت سے اس کی غیر موطوءہ باندی سے نکاح کرلے تو یہ نکاح درست ہے۔

الأب إذا تزوج بجارية ابنه يجوز عندنا. (الفتاوی التاتارخانية ٦٦/٤ زكريا)

ولو كان الابن زوجها أباه فولدت لم تصر أم ولد له و لا قيمة عليه و عليه المهر وولدها حر لأنه صح التزوج عندنا. (الهداية ٣٦٣/٢)

ولو زوجها أباه وولدت لم تصر أم ولده ...... وقال زفر يجوز النكاح وتصير أم ولد له إذا جاء ت بولد. (تبيين الحقائق ٦٠٥/٢-٦٠٦)

تزوج أمة ابنه فولدت لم تصر أم ولد له وعليه المهر. (الفتاوی الهندية ٣٣٦/١)

لڑکے کا اپنے باپ کی باندی سے نکاح کرنا

اگر کوئی شخص اپنے باپ کی مملوکہ باندی سے باپ کی اجازت سے نکاح کرلے تو یہ نکاح درست ہے، بشرطیکہ وہ باندی باپ کی موطوءہ نہ ہو (تاہم باپ کے انتقال کے بعد جب یہ باندی بطور وراثت بیٹے کی ملکیت میں آئے گی تو یہ نکاح خود بخود ختم ہوجائے گا)

وإن ملك أحد الزوجين صاحبه أو ...... منه فسد النكاح. (الفتاوی التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل التاسع في النكاح الفاسد وأحكامه ٨٠/٤ رقم: ٥٥٨٢ زكريا)

تحرم الموطوء ة على أصول الواطي وفروعه. (الفتاوی التاتارخانية ٤٩/٤ زكريا)

وكذا إذا ملك احدهما صاحبه أو بعضها فسد النكاح. (شامي ١٢٣/٤- ١٢٤ زكريا)

وإذا عرض ملك اليمين على النكاح يبطل النكاح بأن ملك أحد الزوجين صاحبه أو شقصا منه. (الفتاوی الهندية ٢٨٢/١)

وأما المحرمات بالوطء الحلال فموطوء ة الأب والجد و إن علا بملك اليمين و موطوء ة الابن وابن الابن وإن سفل. (خانية على الهندية ٣٦٠/١)

❍❖❍

محرماتِ کفر وشرک

مشرکین سے ازدواجی وجنسی تعلق حرام ہے

اِسلام کی نظر میں شرک سب سے بڑا گناہ ہے، اس لئے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مشرکین سے ازدواجی وجنسی تعلق قطعاً نہ رکھا جائے؛ کیوں کہ اس تعلق کی بنیاد پر نسلوں کے بگڑنے کا حقیقی خطرہ موجود رہتا ہے، جو اسلام کو کسی صورت منظور نہیں، چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ، وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ، وَلَا تُنْكِحُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا، وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَّلَوْ أَعْجَبَكُمْ، أُوْلٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ إِلَى النَّارِ، وَاللّٰهُ يَدْعُوْآ إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهٖ، وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ. (البقرة: ۲۳۱)

اور نکاح نہ کرو مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، اور مؤمنہ باندی مشرک آزاد عورت سے بہتر ہے، اگر چہ وہ تمہیں اچھی لگتی ہو، اور اپنی عورتوں کا نکاح مشرکین سے اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں، اور مؤمن غلام، آزاد مشرک سے بہتر ہے، گوکہ وہ تمہیں پسند ہو یہ (مشرک) جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جنت ومغفرت کی طرف دعوت دیتا ہے، اور اپنے احکامات لوگوں کو بتاتا ہے؛ تاکہ لوگ نصیحت قبول کریں۔

اِس آیت میں حکم کے ساتھ ساتھ اس کی علت بھی واضح طور پر بیان کردی گئی ہے کہ یہ مشرکین لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں، یعنی اگر ان کے ساتھ رشتہ کیا جائے گا تو یہ اس رشتہ داری کے ذریعہ مؤمن مرد یا عورت کو جہنم تک پہنچانے والے عقائد واعمال کی دعوت دیں گے، اور ان کے ساتھ قریبی معاشرت کا کم از کم یہ اثر تو ضرور ظاہر ہوگا کہ مشرکانہ عقائد واعمال کی نفرت دلوں سے کم ہوجائے گی، جو رفتہ رفتہ ایمان کے رخصت ہونے کا سبب بن سکتی ہے، نعوذ باللہ منہ۔

مشرک سے کون مراد ہے؟

جوشخص کسی مورتی کی عبادت کرتا ہوخواہ وہ کسی بھی چیز کی بنی ہوئی ہو، اس پر مشرک کا اطلاق ہوتا ہے، اور چاند سورج اور ستاروں وغیرہ کے پجاری بھی مشرکین میں داخل ہیں، ان سے نکاح حرام ہے۔

وحرم نكاح الوثنية بالإجماع (الدر المختار) قال الشامي: نسبة إلىٰ عبادة الوثن هو ما له جثة أي صورة إنسان من خشب أو حجر أو فضة أو جوهر تنحت، والجمع أوثان الخ، ويدخل في عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسنوها. (شامي ١٢٥/٤ زكريا، ١٠١/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٨١/١، البحر الرائق ١٠٢/٣، تبيين الحقائق ٤٧٦/٢، مجمع الأنهر ٤٨٦/١-٤٨٧)

پاک دامن اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کی اجازت

اہلِ کتاب (یہودی اور عیسائی وغیرہ) عورتوں میں جو عورتیں پاک دامن ہوں (یعنی اُن کی فحاشی معروف نہ ہو) اُن سے مسلمان کے لئے نکاح کی گنجائش ہے۔

وصح نكاح كتابية وإن كره تنزيهًا. (الدر المختار / كتاب النكاح ١٢٥/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٨١/١ قديم زكريا)

وحل تزوج الكتابية لقوله تعالىٰ: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتٰبَ﴾ (المائدة، جزء آیت: ٥)

أي العفائف عن الزنا بيانا للندب لا أن العفة فيهن شرط ...... والأولىٰ أن لا يتزوج كتابية. (البحر الرائق ١٠٣/٣، تبيين الحقائق ٤٧٧/٢)

عن الشعبي والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم (المائدة) قال: إحصانها أن تغتسل من الجنابة و تحصن فرجها من الزنا فثبت بذٰلك أن اسم الإحصان قد يتناول الكتابية. (أحكام القرآن للجصاص ٢٠٤/٢-٢٠٥)

نوٹ: - یہاں پاک دامنی کی قید احترازی نہیں؛ بلکہ اتفاقی ہے، یعنی بہتر یہی ہے کہ عفیف عورت سے نکاح ہو، گو کہ اس کے بغیر بھی اصل نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

اہلِ کتاب سے کون لوگ مراد ہیں؟

جو لوگ کسی آسمانی مذہب کے ماننے والے ہوں اور اُن کے پاس کوئی آسمانی کتاب یا صحیفہ

(کسی بھی شکل میں) موجود ہو، اُن پر اہل کتاب کا اطلاق ہوتا ہے۔

واعلم أن من اعتقد دينًا سماويًا وله كتاب منزل كصحف إبراهيم وشيث، وزبور داؤد، فهم من أهل الكتاب. (شامي ١٣٤/٤ زكريا، ١٠١/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٨١/١ قديم زكريا، البحر الرائق ١٠٣/٣)

قسم له كتاب محقق يؤمن به كاليهود الذين يؤمنون بالتوراة والنصارى الذين يؤمنون بالتوراة والإنجيل. (الفقه على المذاهب الأربعة مكمل ٨٢٩، تبيين الحقائق ٤٧٧/٢-٤٧٨، مجمع الأنهر ٤٨٣/١)

کیا اہلِ کتاب سے نکاح کی اِجازت مطلق ہے؟

قرآنِ کریم میں اگرچہ کتابی عورت سے نکاح کی اجازت دی ہے، مگر یہ اجازت مطلق نہیں ہے؛ بلکہ قرآن میں بیان کردہ دیگر اُصول کو سامنے رکھ کر اُنہی کے تناظر میں حکم متعین کیا جائے گا، اور خارجی مصالح کو پیشِ نظر رکھ کر ہی فیصلہ کیا جائے گا، مثلاً قرآنِ کریم میں حکم ہے:

وَلَا تَرْكَنُوْٓا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (هود: ١١٣)

اور ظالموں کی طرف مت جھکو، پھر تم کو لگے گی آگ۔

نیز ارشادِ خداوندی ہے:

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ. (التحريم: ٦)

اے ایمان والو! اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِنْ دُوْنِكُمْ لَا يَأْلُوْنَكُمْ خَبَالاً. (آل عمران: ١١٨)

اے ایمان والو! اپنوں کے علاوہ کسی کو راز دار مت بناؤ وہ تمہاری خرابی میں کمی نہیں کرتے۔

مذکورہ آیات کی روشنی میں ہم اہل کتاب سے نکاح کے معاملہ میں درج ذیل قیودات لگا سکتے ہے:

الف: - اگر کتابی عورت سے نکاح کرنے میں اُس عورت کے مذہب سے متأثر ہونے کا خدشہ ہو تو یہ اقدام جائز نہ ہوگا۔

ب: - اگر کتابی عورت سے نکاح کرنے میں اولاد کے گمراہ ہونے کا قوی اندیشہ ہو، تو بھی یہ

عمل درست نہ ہوگا۔

ج:- جہاں یہ اندیشہ ہو کہ کتابی عورت کسی مسلمان کے نکاح میں اگر مسلمانوں کے اہم رازوں پر مطلع ہو کہ دشمن تک پہنچا دے گی، تو ایسی عورتوں کو نکاح میں لاکر ہم راز بنانا درست نہ ہوگا۔ (یہ ہدایت خاص طور پر مسلم حکمرانوں اور قائدین کے لئے اہمیت کی حامل ہے؛ اِس لئے کہ تاریخ کے اوراق میں ایسے بہت سے واقعات درج ہیں کہ غیر مسلم اہلِ کتاب عورتیں مسلم حکمرانوں کے گھروں میں بیوی بن کر آئیں اور اُنہوں نے نہایت شاطرانہ انداز میں حکومت کے خفیہ راز دشمنوں تک پہنچادئے، جس کا پوری قوم کو نقصان اٹھانا پڑا)

اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح پر امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمرؓ کی ناگواری

علاوہ ازیں صحیح سند سے یہ بات ثابت ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اہل کتاب عورتوں سے نکاح کرلیا تو آپ نے اس پر سخت ناگواری کا اظہار فرمایا، اور حکم دیا کہ ان عورتوں کو طلاق دے دی جائے، اور پوچھنے پر فرمایا کہ میں انہیں حرام تو نہیں کہتا؛ لیکن مجھے خطرہ ہے کہ کہیں ان عورتوں کی بے حیائی کے اثرات مسلم خاندانوں میں نہ آجائیں۔ (احکام القرآن للجصاص ۲/۳۲۴، المصنف لعبد الرزاق ۶/۷۸، معارف القرآن ۳/۶۳، اعلاء السنن ۱۱/۳۹ کراچی)

اور ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا کہ مجھے خطرہ ہے کہ اہل کتاب خوب صورت عورتوں کی طرف مسلمانوں کا کثرت سے مائل ہونا کہیں مسلمان عورتوں کے لئے فتنہ نہ بن جائے، اس لئے میں اس سے منع کرتا ہوں۔ (کتاب الآثار للامام محمدؒ ۱۵۶، معارف القرآن ۳/۶۳، اعلاء السنن ۱۱/۴۶-۴۷ کراچی)

شریعت کے مزاج شناس، صاحبِ فہم وفراست خلیفہ راشد کی بیان کردہ مذکورہ علتیں بھی قابلِ لحاظ ہیں، اُنہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

اندیشوں کے باوجود اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کی اِجازت کیوں دی گئی؟

اَب یہاں یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ جب اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح میں اتنے خطرات اور اندیشے موجود ہیں تو پھر خلاق دوجہاں عالم الغیب والشہادۃ نے اُن سے نکاح کی قرآنِ کریم میں اجازت ہی کیوں دی؟ اگر سرے سے اِس پر پابندی ہی لگادی جاتی تو کیا حرج تھا؟

تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اس اجازت میں بھی اسلام کے دعوتی پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے، وہ اِس طرح کہ جو عورتیں کسی آسمانی مذہب کی پیروکار ہوں اور عرفی شرک سے دور ہوں، تو وہ عام مشرکین کے مقابلہ میں ذہناً مسلمانوں سے زیادہ قریب ہوسکتی ہیں، اَب جب وہ بیوی کی صورت میں مسلمان کے گھر اسلامی ملک میں محکوم بن کر رہیں گی تو عین ممکن؛ بلکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ وہ مسلم گھرانہ کے اسلامی ماحول سے متأثر ہوکر جلد ہی اسلام قبول کرلیں گی، اور آخرت کے عذاب سے بچ جائیں گی۔ اور جب یہ عورت اسلام لے آئے گی تو اس کے ذریعہ اس کے دیگر اہلِ خانہ کے اسلام قبول کرنے کا راستہ کھل جائے گا، اور دین کی اشاعت کا ایک بہترین موقع اس نکاح کے ذریعہ میسر آئے گا؛ لیکن اِس کے برخلاف بت پرست عورت کے اندر شرک کی ایسی غلاظت ہے کہ اُس کے موجود رہتے ہوئے اس کا کسی مسلمان کے قریب ہونا یہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے۔ (حاشیہ: شامی/ کتاب النکاح، از: شیخ عادل احمد عبدالموجود ۴/ ۱۲۶ زکریا)

والفرق أن الأصل أن لا يجوز للمسلم أن ينكح الكافرة لأن ازدواج الكافرة والمخالطة معها مع قيام العداوة الدينية لا يحصل السكن، والمودة الذي هو قوام مقاصد النكاح إلا أنه جوز نكاح الكتابية لرجاء إسلامها؛ لأنها آمنت بكتب الأنبياء والرسل في الجملة ...... والزوج يدعوها إلى الإسلام وينبهها على حقيقة الأمر فكان في نكاح المسلم إياها رجاء إسلامها فجوز نكاحها لهٰذه العاقبة الحميدة بخلاف المشركة الخ. (بدائع الصنائع ۲/ ۵۵۲)

ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ اہل کتاب سے نکاح کی اجازت مطلق نہیں ہے؛ بلکہ دیگر قرآنی وشرعی اصول کا پیش نظر رکھنا بہر حال ضروری ہے۔

موجودہ دور کے یہودیوں اور عیسائیوں کا حکم

موجود دور میں جو یہودی یا عیسائی اپنے مذہب سے وابستہ ہوں، تو گوکہ وہ مشرکانہ عقیدہ رکھتے ہوں، پھر بھی ان پر اہل کتاب کا اطلاق ہوگا، اور اُن کی عورتوں سے مناکحت کی فی الجملہ بکراہت اجازت ہوگی؛ لیکن جو یہودی یا عیسائی اپنے مذہب سے بیزار اور دہرئے ہوجائیں جیسا کہ بہت سے یوروپی عیسائیوں کا حال ہے تو ان کو اہل کتاب میں شامل نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ ان کا حکم اباحیت پسندوں جیسا ہوگا اور ایسی ملحدہ عورت سے کسی مسلمان کا نکاح حلال نہ ہوگا۔ (مستفاد: معارف القرآن ۳/ ۴۹)

وقد خصص من هؤلاء الكتابية للرجل المسلم بقوله تعالىٰ: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ

مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [المائدة: ٥]

فهٰذه الآية تفيد حل الكتابية بالنص ولو قالت: إن المسيح إله أو ثالث ثلاثة وهو شرك ظاهر فأباحهن اللّٰه؛ لأن لهن كتابًا سماويًا. (الفقه على المذاهب الأربعة مكمل ٨٢٩)

إن المذهب الإطلاق لما ذكر شمس الأئمة في المبسوط من أن ذبيحة النصراني حلال مطلقا سواء قال بثالث ثلاثة أو لا لإطلاق الكتاب هنا. (شامي / كتاب النكاح ١٣٤/٤ زكريا)

اس موضوع سے متعلق ذیل میں چند مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

ہندو عورت سے نکاح حرام ہے

کسی مسلمان کے لئے ہندو عورت سے نکاح قطعاً حرام ہے (اگر چہ وہ عورت کسی مسلم کی قید میں ہو)۔

وَلَا تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ. [البقرة: ٢٣١]

حرم تزوج ...... المجوسية والوثنية (كنز) وتحته: كل مذهب يكفر به معتقده فهو يحرم نكاحها لأن اسم المشرك يتناولهم جميعًا. (البحر الرائق ١٨٠/٣ -١٨١ زكريا)

ومن المحرمات الكافرة بكفر مخصوص لا تحل الوثنية للمسلم ...... والمجوسية لا تحل للمسلم. (خانية على الفتاویٰ الهندية ٣٦٥/١)

نوٹ: - بدھسٹ، پارسی، سکھ اور دیگر مشرکانہ مذاہب ماننے والی عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے۔

اسلامی ملک میں رہنے والی کتابیہ عورت سے نکاح

جس یہودی یا عیسائی عورت کو کسی اسلامی ملک میں شہریت حاصل ہو (جسے فقہی اصطلاح میں ذمی کہا جاتا ہے) اس سے کسی مسلمان کا نکاح کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ (اس لئے

کہ کافرہ کے مقابلہ میں بہرحال مؤمن عورت سے نکاح بہتر ہے)

ویجوز تزوج الکتابیات والأولیٰ أن لا یفعل الخ، فقوله: والأولیٰ أن لا یفعل یفید کراهة التنزیه في غیر الحربیة. (شامي / کتاب النکاح ۱۰۱/٤ بیروت، ۱۳٤/٤ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ۲۸۱/۱ قدیم زکریا)

أما إذا کانت ذمیة ویمکن إخضاعها للقوانین الإسلامیة فإنه یکره نکاحها تنزیهیاً. (الفقه علی المذاهب الأربعة مکمل ۸۲۹)

حل تزوج الکتابیة أي الحرة الخ، والأولیٰ أن لا یفعل أي التزوج بالکتابیة ...... إلا للضرورة. (حاشیة چلپی علی التبیین ٤۷۷/۲)

غیراسلامی ممالک میں رہنے والی یہودی یا عیسائی عورتوں سے نکاح

جو یہودی یا عیسائی عورتیں غیراسلامی ممالک میں اقامت پذیر ہوں، ان سے کسی مسلمان کا نکاح کرنا جائز مگر مکروہ تحریمی ہے؛ اِس لئے کہ کفر کے غلبہ اور کافر رشتہ داروں کی پشت پناہی کی وجہ سے اس بات کا سخت اندیشہ ہوگا کہ اس نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد کافرہ ماں کی تربیت سے متأثر ہوکر کفر اختیار کرلے، اور غیراسلامی ملک ہونے کی وجہ سے مسلمان شوہر کوشش کے باوجود اولاد کے متعلق بےبس ہوکر رہ جائے گا۔

وتکره الکتابیة الحربیة إجماعًا لافتتاح باب الفتنة من إمکان التعلق المستدعی للمقام معها في دار الحرب وتحریض الولد علی التخلق بأخلاق أهل الکفر. (شامي ۱۰۱/٤ بیروت، ۱۳٤/٤ زکریا، حاشیة چلپی علی التبیین ٤۷۷/۲)

یحرم تزوج الکتابیة إذا کانت في دار الحرب غیر خاضعة لأحکام المسلمین؛ لأن ذٰلک فتح لباب الفتنة فقد ترغمه علی التخلق بأخلاقها التي یأباها الإسلام ویعرض ابنه للتدین بدین غیر دینه ویخرج بنفسه فیما لا قبل له به من ضیاع سلطته التي یحفظ بها عرضها وغیر ذٰلک من المفاسد فالعقد وإن

كان يصح إلا أن الإقدام عليه مكروه تحريماً لما يترتب عليه من المفاسد.

(الفقه على المذاهب الأربعة مكمل ۸۲۹، تبيين الحقائق ۴۷۷/۲، مجمع الأنهر ۴۸۲/۱)

وإذا تزوج المسلم كتابية حربية في دار الحرب جاز و يكره. (خانية على الهندية / كتاب النكاح ۳۶۵/۱)

تنبیہ :- مذکورہ جزئیہ سے معلوم ہوگیا کہ آج کل غیرمسلم یورپین ممالک میں کتابی عورتوں سے نکاح یقیناً مکروہ تحریمی ہے، یعنی ایسی عورت سے نکاح اگرچہ نافذ ہوجائے گا مگر مستقبل کی ایمانی مصالح کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے یہ عمل موجب گناہ ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ ایسے ممالک میں چوں کہ مسلمانوں کو اقتدارِاعلیٰ حاصل نہیں ہے، اس لئے کتابیہ عورت گوکہ مسلمان کے نکاح میں آجائے مگر وہ اپنے مذہب پر دلیر رہے گی، اور پوری کوشش کرے گی کہ اس کی اولاد بھی اس کے مذہب پر پروان چڑھے، اور ایسے ممالک میں اس عورت کے رشتہ دار؛ بلکہ وہاں کی حکومت بھی عورت کی پشت پناہی کرے گی، اور مسلمان شوہر قطعاً لاچار بن کر رہ جائے گا؛ بلکہ عین ممکن ہے کہ خود شوہر بھی اس سے متأثر ہوکر ایمان سے ہاتھ دھوبیٹھے۔ اس کے برخلاف اسلامی ملک میں رہنے والی کتابیہ عورت مسلم ماحول کی وجہ سے ہمیشہ دب کر رہے گی، اور اگر وہ اولاد کو اپنے مذہب پر لانے کی کوشش کرے گی، تو شوہر پوری جرأت کے ساتھ اس پر روک ٹوک کرسکے گا، اور اسلامی معاشرہ مسلمان شوہر کا ساتھ دینے کے لئے تیار رہے گا، اور جو حکم یورپین ممالک لندن امریکہ وغیرہ کا ہے، وہی حکم اس معاملہ میں ہندوستان جیسے جمہوری ملک کا بھی ہے؛ (کیوں کہ فقہاء نے جن علتوں کی بنیاد پر دارالحرب (غیر اسلامی ملک) میں کتابی عورتوں سے نکاح کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے وہی علتیں ہندوستان جیسے ممالک ہیں، میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں) لہٰذا ایسے ممالک میں یہودی یا عیسائی عورتوں سے ان کے مذہب پر رہتے ہوئے نکاح کرنا مکروہ تحریمی کہلائے گا۔ (مستفاد: آپ کے مسائل اور اُن کا حل مدلل ۱۵۹/۶) (مرتب)

یہودی یا عیسائی لڑکے سے نکاح حلال نہیں؟

اسلام میں اہل کتاب عورتوں سے نکاح کرنے کی تو اجازت ہے؛ لیکن کسی مسلمان عورت

کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کتابی مرد سے نکاح کرے (اس لئے کہ اسلام کو یہ ہرگز منظور نہیں ہے کہ کوئی مسلمان عورت کسی کافر کی دست نگر ہوکر رہے)

عن زيد بن وهب قال: كتب عمر ابن الخطاب رضي الله عنه أن المسلم ينكح النصرانية، والنصراني لا ينكح المسلمة. (المصنف لعبد الرزاق ٧٨/٦ رقم: ١٠٠٥٨)

عن أبي الزبير قال: سمعت جابر ابن عبد الله رضي الله عنه يقول: نساء أهل الكتاب لنا حل ونسائنا عليهم حرام. (المصنف لعبد الرزاق ٨٣/٦ رقم: ١٠٠٨٢)

ولا يجوز تزوج المسلمة من مشرك ولا كتابي. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٢/١)

ومنها إسلام الرجل إذا كانت المرأة مسلمة فلا يجوز إنكاح المؤمنة الكافر لقوله تعالىٰ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾ [البقرة: ٢٢١]

ولأن في إنكاح المؤمنة الكافر خوف وقوع المؤمنة في الكفر لأن الزوج يدعوها إلى دينه والنساء في العادات يتبعن الرجال فيما يؤثروا من الأفعال يقلّدن ويقلِّدونهم في الدين إليه وقعت الإشارة في آخر الآية بقوله عزوجل: ﴿أُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ﴾ لأنهم يدعون المؤمنات إلى الكفر والدعاء إلى الكفر دعاء إلى النار الخ. (بدائع الصنائع ٥٥٤/٢ زكريا)

ولا يجوز تزوج المسلمة من مشرك ولا كتابي كذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندية / محرمات بالشرك ٢٨٢/١)

والحكمة في أن المسلم يتزوج باليهودية والنصرانية دون العكس هي أن المسلم يومن بكل الرسل وبالأديان فى أصولها الصحيحة الأولىٰ فلا حظر منه على الزوجة فى عقيدتها أو مشاعرها أما غير المسلم فلا يومن بالإسلام فيكون هناك خطر محقق بحمل زوجية على التأثر بدينه والمرأة عادة سريعة التأثر والانقياد وفى زواجها ايذاء لشعورها و عقيدتها. (موسوعة الفقه الإسلامي ١٥٩/٨ المكتبة الأشرفية ديوبند)

اباحیت کا عقیدہ رکھنے والوں سے مناکحت

جولوگ عقیدۂ اباحیت کے قائل ہوں (یعنی موج مستی اور من چاہی زندگی گذارنے کو مطلقاً حلال سمجھتے ہوں اور کسی مذہبی قید کے پابند نہ ہوں) ایسے لوگوں سے مسلمان کے لئے رشتہ مناکحت قائم کرنا قطعاً حرام ہے۔

ویدخل في عبدة الأوثان عبدة الشمس الخ والباطنية والإباحية. (شامي ۱۰۱/٤ بیروت، ۱۲٥/٤ زکریا، الفتاویٰ الهندية ۲۸۱/۱، البحر الرائق ۱۰۲/۳، مجمع الأنهر ۴۸۷/۱)

ویدخل في عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسنوها، والمعطلة والزنادقة والباطنية والإباحية، وکل مذهب یکفر به معتقده. (الفتاویٰ الهندية ۲۸۱/۱، شامي ۱۲٥/٤ زکریا)

زندیق عورت سے نکاح

وہ عورت جو اپنی بدعقیدگی کی وجہ سے کافرہ ہوگو کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے تو اس سے نکاح حلال نہیں ہے۔

ویدخل في عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسنوها، والمعطلة والزنادقة والباطنية والإباحية، وکل مذهب یکفر به معتقده. (الفتاویٰ الهندية ۲۸۱/۱، شامي ۱۲٥/٤ زکریا)

عن أبي یوسف رحمه اللّٰه تعالیٰ بروایة ابن سماعة إذا تکلمت بالکفر وقلبها مطمئن بانت، وهي مشرکة. (الفتاویٰ التاتارخانية ۲٦۸/٤ زکریا)

قادیانیوں سے نکاح حرام ہے

قادیانی/احمدی/مرزائی/لاہوری (جوختم نبوت کے منکراور دجال قادیان مرزاغلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں) کے کفر وارتداد پر پوری امت کا اتفاق ہے؛ لہٰذا قادیانی لڑکے یا لڑکی

سے کسی مسلمان کا نکاح قطعاً حلال نہیں ہے۔

دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآله وسلم کفر بالإجماع. (شرح الفقه الأکبر للملا علي القاري ۲۰۲)

إذا لم یعرف الرجل أن محمدًا صلی اللّٰہ علیه وسلم آخر الأنبیاء فلیس بمسلم الخ، وکذٰلك لو قال: أنا رسول اللّٰہ. (الفتاویٰ الهندیة ۲۶۳/۲)

لا یحل للمسلم الزواج بالمرأة المشرك والوثنیة ...... لا تعترف بالأدیان السماویة مثل الشیوعیة والوحودیة والبهائیة والقادیانیة والبودیة. (موسوعة الفقه الإسلامي ۱۵۷/۸ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

لا یجوز نکاح المجوسیات ولا الوثنیات ...... ویدخل في عبدة الأوثان کل مذهب یکفر به معتقده، کذا في فتح القدیر. (الفتاویٰ الهندیة ۲۸۱/۱)

وکتب عمر بن عبد العزیز إلی عدي بن عدي أن للإیمان فرائض وشرائع وحدودًا وسننًا، فمن استکملها استکمل الإیمان، ومن لم یستکملها لم یستکمل الإیمان. (صحیح البخاري ۶/۱)

نومسلمہ عورت سے نکاح

جو کتابی یا مشرکہ عورت اسلام قبول کرلے اس سے نکاح بلا شبہ حلال ہے۔

﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ [المائدة: ٦]

قال: إذا کانوا یظهرون الإسلام یجوز نکحتهم. (الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب النکاح / الفصل الثامن في بیان ما یجوز من الأنکحة وما لا یجوز ۷۲/٤ رقم: ۵۵۵۵ زکریا)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَ کُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ، فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ. [الممتحنة: ۱۰]

نوٹ:- البتہ قرائن سے یہ اندازہ ضرور لگانا چاہئے کہ وہ واقعۃً اسلام لائی ہے یا محض

نکاح کے مقصد سے اسلام کا اظہار کررہی ہے، اِس بارے میں مکمل تحقیق کے بعد اُس سے نکاح کا اقدام کرنا چاہئے۔

اسلام میں نکاح موج مستی کا نام نہیں؛ بلکہ ایک بامقصد عمل ہے، جس کے مثبت یا منفی اثرات انسانی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں، اس لئے شریک زندگی کے انتخاب میں محض ظاہری تقاضوں سے متأثر ہوکر جلد بازی میں غلط فیصلہ نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ دینی اعتبار سے اپنے اور اپنی اولاد کے بہتر مستقبل کا تیقن کرکے ہی قدم بڑھانا چاہئے۔

گمراہ فرقوں سے نکاح

وہ فرقے جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں؛ لیکن وہ عقیدے کے اعتبار سے گمراہی میں مبتلا ہیں، تو ان سے نکاح کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ان کے عقائد کفر تک نہ پہنچتے ہوں (جیسے بریلوی اور غیر مقلد وغیرہ) تو ان سے مناکحت گوکہ خلاف مصلحت ہے، مگر حرام نہیں ہے؛ لیکن جن فرقوں کے عقائد واضح طور پر کفر تک پہنچتے ہوں، جن میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو (جیسے بہائیہ اور شیعوں کے وہ فرقے جو کفریہ عقائد رکھتے ہیں، مثلاً اثنا عشریہ، مہدویہ، دروزی، نصیری وغیرہ) تو ان کے مردوں یا عورتوں سے نکاح قطعاً جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۷۷-۷۸ میرٹھ)

وشمل ذٰلك الدروز والنصيرية فلا تحل مناكحتهم. (شامي ١٢٥/٤ زكريا)

وأما المعتزلة فمقتضى الوجه حل مناكحتهم؛ لأن الحق عدم تكفير أهل القبلة وإن وقع إلزامًا في المباحث، بخلاف من خالف القواطع المعلومة بالضرورة من الدين الخ، وبهٰذا ظهر أن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي، أو أن جبريل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق أو يقذف السيدة عائشة رضي الله عنها فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة. (شامي ١٣٤/٤-١٣٥ زكريا)

والنبي صلى الله عليه وسلم قال: القدرية مجوس هٰذه الأمة. (الفتاویٰ

التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة الخ ٧٥/٤ زكريا)

وكذا الرافضية التي رأت تفضيل أبي بكر وعمر رضي الله عنهما.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة الخ ٧٥/٤ زكريا)

حالتِ کفر کا نکاح

اگر اسلام لانے سے پہلے زوجین میں آپس میں اپنے دستور کے مطابق نکاح کررکھا ہے (اگر چہ وہ اسلام کے دستور کے موافق نہ ہو، مثلاً: بغیر گواہ کے نکاح کیا گیا ہو، یا کسی کافر شوہر کی عدت میں نکاح کیا گیا ہو، پھر بھی) اگر وہ دونوں میاں بیوی ایک ساتھ اسلام لے آئیں گے، تو ان کا سابقہ نکاح برقرار رہے گا۔

إن كل نكاح حرم بين المسلمين لفقد شرطه كالنكاح بغير شهود أو في العدة من الكافر يجوز في حقهم إذا اعتقدوه عند أبي حنيفة ويقرّ أن عليه بعد الإسلام. (البحر الرائق ٣٦٠/٣ دار الكتاب ديوبند، ٢٠٧/٣ كراچی)

إذا تزوج الذمي ذميةً بغير شهود وهم يدينون ذٰلك فهو جائز، حتى لو أسلما يقرّ أن على ذٰلك عند علمائنا الثلاثة. (الفتاویٰ الهندية / الفتاویٰ الهندية ٣٣٧/١ قديم زكريا، مجموعه قوانين اسلامی ٦٨)

إذا تزوج الذمي ذمية بغير شهود ...... أو بشهود من لا شهادة له، وهم يدينون ذٰلك فهو جائز، حتى لو أنهما يقران علىٰ ذٰلك عند علمائنا الثلاثة.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل التاسع عشر في نكاح الكفار ٢٥٩/٤ رقم: ٦١٣٢ زكريا)

وإن وجبت العدة من كافر، وهم يدينون جواز النكاح في حالة العدة فما داما على الكفر لا يتعرض لهم بالإجماع، وإن اسلما أو أسلم أحدهما فعلى قول أبي يوسف ومحمد رحمهما الله تعالىٰ يفرق بينهما، أما علىٰ قول أبي حنيفةؒ فالقاضي لا يفرق بينهما. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٢٦٠/٤ زكريا)

کفر کی حالت میں محارم سے نکاح

اگر کسی کافر نے اپنی محرم عورت سے کفر کی حالت میں نکاح کیا، مثلاً ماموں نے بھانجی سے نکاح کرلیا، تو اگر وہ دونوں اسلام لے آئیں تو یہ نکاح باقی نہیں رکھا جائے گا؛ بلکہ فوراً علیحدگی کرادی جائے گی۔

ولو كانت محرمةً فرق بينهما أي لو كانت المرأة محرمًا للكافر، فإن القاضي يفرق بينهما، إذا أسلم أو أحدهما اتفاقًا. (البحر الرائق ٣٦٢/٣ دار الكتاب، ٢٠٨/٣ زكريا، مجموعه قوانينِ اسلامی ٦٨-٦٩)

لو كانا أي المتزوجان اللذان أسلما محرمين أو أسلم أحد المحرمين أو ترافعا إلينا، وهما على الكفر فرق القاضي بينهما. (شامي ٣٥٢/٤ زكريا)

فإن أسلما أو أسلم أحدهما يفرق بينهما بالإجماع، وكذلك إذا لم يسلما ولكن رفعا الأمر إلى القاضي أو رفع أحدهما الأمر إلى القاضي، فالقاضي يفرق بينهما. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٢٦١/٤ زكريا)

وقال أبو يوسف رحمه الله تعالىٰ: يفرق القاضي بينهما إذا علم بذٰلك سواء ترافعا إليه أو لم ترافعا. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٢٦٢/٤ زكريا)

کافر میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے

اگر غیر مسلم میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے، تو بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنا معاملہ مسلم قاضی یا محکمۂ شرعیہ کے سامنے پیش کرے، پھر محکمۂ شرعیہ اُس کے کافر شوہر پر تین مرتبہ اسلام پیش کرے گا، پس اگر وہ شوہر اسلام قبول کرلے تو سابقہ نکاح برقرار رہے گا، اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردے تو محکمۂ شرعیہ اُن دونوں کے درمیان تفریق کرادے گا اور عدت گذارنے کے بعد وہ عورت کسی مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے۔

ولو أسلم أحد الزوجين عرض الإسلام على الآخر، فإن أسلم وإلا فرق بينهما، كذا في الكنز. (الفتاویٰ الهندية ۳۳۸/۱)

فإن أسلما أو أسلم أحدهما يفرق بينهما بالإجماع، وكذٰلك إذا لم يسلما ولكن رفعا الأمر إلى القاضي كذا في المحيط. وإن رفع أحدهما الأمر إلى القاضي ...... وطلب حكم الإسلام لم يفرق بينهما إذا كان الأخر يأبي ذٰلك وعندهما يفرق بينهما، كذا في الكافي. (الفتاویٰ الهندية ۳۳۷/۱، الحيلة الناجزة ۱۸۱)

إذا أسلم أحد الزوجين في دار الإسلام، فإن كان الذي أسلم هي المرأة تعرض الإسلام على الزوج، فإن أسلم بقيا على النكاح وإلا فرق بينهما. (المحيط البرهاني ۲۰۰/٤ رقم: ۷۰۳۵)

وإذا أسلم أحد الزوجين عرض الإسلام على الآخر فإن أسلم، وإلا فرق بينهما. (البحر الرائق ۳٦۷/۳ دار الكتاب ديوبند)

اوراگر یہ واقعہ ایسی جگہ پیش آیا جہاں مسلمان قاضی یا محکمۂ شرعیہ موجود نہ ہوتو بیوی کے اسلام لانے کے تین حیض (یا اگر حیض نہ آتا ہوتو تین ماہ، یا اگر حاملہ ہوتو وضع حمل) کے اندر اندر اگر شوہر اسلام لے آئے تو نکاح برقرار رہے گا، اور اگر یہ پورا عرصہ گذر جائے اور شوہر اسلام نہ لائے تو یہ نکاح خود بخود ختم ہوجائے گا، اور مذکورہ مدت کے بعد عورت کے لئے جائز ہوگا کہ وہ کسی مسلمان سے نکاح کرلے۔

ولو أسلم زوج الكتابية بقي نكاحهما، كذا في الكنز. (الفتاویٰ الهندية ۳۳۸/۱)

ولو تمجست يفرق بينهما لفساد النكاح. (البحر الرائق ۲۱۳/۳)

ولو أسلم أحدهما ثمه لم تبن حتى تحيض ثلاثًا بانت. (البحر الرائق ۳٦۸/۳ دار الكتاب ديوبند، ۲۱۳/۳ زكريا)

ضروری نوٹ:- ہندوستان جیسے ممالک میں اگر اِس طرح کا واقعہ پیش آئے تو

نومسلم بیوی کوشرعی فیصلہ حاصل کرنے کے بعد ملکی قانون کے اعتبار سے سرکاری طور پر سابقہ شوہر سے جدائی کا سرٹیفیکٹ حاصل کرلینا چاہئے، اُس کے بعد ہی دوسرے نکاح کا اِقدام کرنا چاہئے؛ تاکہ کوئی قانونی پیچیدگی پیدا نہ ہو۔ (مرتب)

کافر میاں بیوی میں سے شوہر اسلام لے آئے

اگر میاں بیوی غیر مسلم تھے پھر شوہر اسلام لے آیا تو اگر بیوی یہودی یا عیسائی تھی تو یہ نکاح برقرار رہے گا، اور اگر بیوی مشرکہ تھی (مثلاً ہندو یا پارسی وغیرہ) تو اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا، اگر وہ اسلام قبول کرلے تو نکاح برقرار رہے گا، اور اگر قبول نہ کرے تو عدت یعنی تین حیض یا حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد خود بخود نکاح ختم ہوجائے گا۔

وأشار بالحيض إلى أنها من ذواته، فلو كانت لا تحيض لصغر أو كبر فلا تبين إلا بمضي ثلاثة أشهر. (البحر الرائق ۳۷۱/۳ دار الكتاب ديوبند، ۲۱۳/۳ زكريا، الحيلة الناجزة ۱۸۰)

وإن كان الذي أسلم هو الزوج، فإن كانت المرأة هي الكتابية أقرا على النكاح، وإن كانت مجوسية أو وثنية عرض عليها الإسلام، فإن أسلمت فهي امرأته وإلا فرق بينهما. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ۲۷۲/٤ زكريا)

وإن أسلم أحد الزوجين في دار الحرب فإن الفرقة تقف على مضي ثلاث حيض، وفي الينابيع: أو يمضي عليها ثلاثة أشهر، إن كانت ممن لا تحيض، فإذا مضت وقعت الفرقة. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ۲۷۲/٤ زكريا)

مسلمان عورت مرتد ہوجائے

اگر میاں بیوی مسلمان تھے پھر عورت مرتد ہوگئی، تو اس کی وجہ سے اُس عورت کے لئے دوسرے شوہر سے نکاح اُس وقت تک حلال نہیں ہوگا جب تک کہ باقاعدہ تفریق نہ ہوجائے۔

وارتداد أحدهما فسخ في الحال. (كنز الدقائق على هامش البحر الرائق ۲۱٤/۳)

وأفتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرًا وتیسرًا الخ، والإفتاء بهٰذا أولیٰ من الإفتاء بما في النوادر. (الدر المختار، کتاب النکاح / باب نکاح الکافر ۳٦۷/٤ زکریا)

مسلمان شوہر مرتد ہوجائے

اگر کسی مسلمان عورت کا شوہر مرتد ہوجائے (العیاذ باللہ) تو نکاح فوراً ختم ہوجائے گا، اور عدت کے بعد وہ مسلمان عورت کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کرنے کی مجاز ہوگی۔

وارتداد أحدهما فسخ في الحال. (کنز) قال في جامع الفصولین: وتعتد بثلاث حیضٍ. (کنز الدقائق علی هامش البحر الرائق ۲۱٤/۳)

أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن عمود عن الحسین قال: إذا ارتد المرتد عن الإسلام فقد انقطع ما بینه وبین امرأته. (المصنف لعبد الرزاق ۸۲/٦ رقم: ۱۰۰۷٦)

❍❖❍

محرمات بوجہِ غلامی

آزاد عورت پر باندی سے نکاح کیوں منع ہے؟

شریعتِ اسلامی میں بہت سے معاملات میں آزاد اور غلام شخص میں فرق رکھا گیا ہے، مثلاً آزاد کو بیچا نہیں جاسکتا، جب کہ غلام کی باقاعدہ خرید وفروخت ہوتی ہے، اور آزاد شخص سے بلاعوض اور بلامرضی کوئی خدمت نہیں لی جاسکتی، جب کہ غلام سے ہر طرح کی خدمت بلاعوض لی جاسکتی ہے۔ اِسی طرح آزاد شخص کو بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے، جب کہ غلام صرف دو بیویاں رکھ سکتا ہے، اور آزاد شخص کو تین طلاق دینے کا اختیار ہے، جب کہ غلام کی بیوی دو ہی طلاق سے بائنہ ہوجاتی ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ آزاد کے مقابلہ میں غلام کو آدھے حقوق حاصل ہوتے ہیں، اب مرد غلام کے لئے تو چار کے مقابلے دو بیویاں رکھنے میں آدھے حقوق کی بات پائی جاتی ہے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ عورت باندی میں یہ فرق کس طرح ہو؟ کیوں کہ وہ تو بیک وقت دو شخصوں کے نکاح میں رہ نہیں سکتی، پھر اس معاملہ میں آزاد اور باندی میں فرق کیسے کیا جائے؟

تو اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی کہ: ''فرق اس طرح ہوگا کہ باندی کے نکاح میں رہتے ہوئے تو آزاد عورت سے نکاح حلال ہوگا؛ لیکن آزاد عورت کے نکاح میں رہتے ہوئے باندی کے لئے اس کے نکاح میں آنا درست نہ ہوگا''۔ (سنن الدارقطنی، طبرانی وغیرہ)

اور یہ تنصیف نکاح کی حالتوں کے اعتبار سے ہے؛ کیوں کہ انجام کار دو حالتیں ممکن ہیں:

(۱) ایسی حالت میں باندی سے نکاح جب کہ پہلے سے کوئی آزاد عورت نکاح میں نہ ہو۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے سے آزاد عورت نکاح میں ہو، پھر باندی سے نکاح کیا جائے۔ (یا بیک وقت آزاد اور باندی کو جمع کیا جائے)

تو اِن دو صورتوں میں آزاد عورت اور باندی میں تنصیف اس طرح کی گئی کہ اول صورت تو جائز رکھی گئی اور دوسری صورت ناجائز قرار پائی، اور یہ فرق محلیت نکاح کے اعتبار سے رہے۔

أخرج الدار قطني عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلاق العبد تطليقتان، الحديث. إلى أن قال: وتتزوج الحرة على الأمة، ولا يتزوج الأمة على الحرة الخ. (سنن الدار قطني / كتاب الطلاق ٢٦/٤ رقم: ٣٩٥٧ مكتبه دار الإيمان سهارنپور، فتح القدير ٢٣٦/٣)

ولأن للرق أثراً في تنصيف النعمة الخ، فيثبت به حل المحلية في حالة الانفراد دون حالة الإنضمام. (الهداية ٣٣١/٢، فتح القدير ٢٢٧/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن الحسن قال: نهىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تنكح الأمة على الحرة. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب نكاح / باب لا تنكح الأمة على الحرة ٢٨٤/٧ رقم: ١٤٠٠١ دار الكتب العلمية بيروت)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: لا تنكح الأمة على الحرة.
(المصنف لعبد الرزاق ٢٦٥/٧ رقم: ١٣٠٨٨ بيروت)

اور بعض حضرات نے ممانعت کی علت پر بحث کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ باندی سے نکاح کرنے سے آزادعورت کو ذہنی تکلیف ہوگی، اس لئے منع کیا گیا، اسی وجہ سے امام مالکؒ کا موقف یہ ہے کہ اگر خود آزادعورت اجازت دے تو باندی سے نکاح جائز ہوگا، مگر ہمارے فقہائے احناف اس سے زیادہ متفق نہیں ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک تکلیف کی بات ہے تو آزادعورت سے نکاح میں رہتے ہوئے دوسری آزادعورت سے نکاح بھی سوکن کے لئے موجب اذیت ہوتا ہے؛ لہٰذا اسے مصلحت تو کہا جاسکتا ہے؛ لیکن علت نہیں بنایا جاسکتا، اس لئے تنصیف والی بات ہی زیادہ قابل قبول ہونی چاہئے۔ علامہ ابن الہمامؒ اس بحث کے اخیر میں لکھتے ہیں:

واعلم أن التعليل في الأصل إنما هو للقياس ويستدعي أصلاً يلحق به منصوصًا أو مجمعًا عليه فيمكن جعله هنا تنصيف الطلاق والعدة. (فتح القدير ٢٣٨/٣)

اِس سلسلہ کے مزید مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

آزادعورت نکاح میں رہتے ہوئے باندی سے نکاح جائز نہیں

اگر کسی شخص نے کسی آزادعورت سے نکاح کررکھا ہے، تو اُس کے نکاح میں رہتے ہوئے کسی باندی سے نکاح کرنا اُس کے لئے جائز نہ ہوگا۔

ولا يتزوج أمة علىٰ حرة لقوله صلى الله عليه وسلم: "لا تنكح الأمة على الحرة". (الهداية ٢٢٧/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، فتح القدير ٢٣٦/٣، الدر المختار ١٠٤/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٢٩٧/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٣/٤ رقم: ٥٥٣٤ زكريا)

ولا يجوز لـه أن يتزوج أمة على الحرة، الحر والعبد في ذٰلك سواءٌ. (المحيط البرهاني ١٠٦/٤ رقم: ٣٧٥٧ بيروت)

آزادعورت کی عدت میں باندی سے نکاح؟

اگر آزادعورت سے نکاح کیا تھا پھر اسے طلاق دے دی (خواہ طلاقِ بائن ہی کیوں نہ ہو) پھر اس کی عدت میں کسی باندی سے نکاح کیا تو باندی سے نکاح درست نہ ہوگا۔

لا يصح عكسه ولو أم ولد في عدة حرة ولو من بائن. (الدر المختار ١٠٤/٤ بيروت، ١٨٩/١ كراچی)

ولأبي حنيفة رحمه الله أن نكاح الحرة باقٍ من وجه لبقاء الأحكام، فيبقى المنع احتياطًا. (الهداية ٣٣١/٢، مع فتح القدير ٢٣٨/٣، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٤/٤ زكريا)

فإن تزوج أمة علىٰ حرة في عدة من طلاق بائن أو ثلاث لم يجز عند أبي حنيفة رحمه الله وعندهما يجوز، وإن كانت معتدة عن طلاق رجعي لم يجز بالإتفاق. (الفتاوىٰ الهندية ٢٧٩/١ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب النكاح ٦٤/٤ رقم: ٥٥٣٨ زكريا، المحيط البرهاني ١٠٦/٤ رقم: ٣٧٦٠ المجلس العلمي)

ایک ہی عقد میں آزاداور باندی سے نکاح کرنا

اگر ایک ہی مجلس میں بیک وقت آزادعورت اور باندی سے نکاح کیا (یعنی قاضی نے یہ کہا کہ میں فلاں اور فلاں باندی تیرے نکاح میں دیتا ہوں) تو آزادعورت کا نکاح منعقد ہوجائے گا اور باندی کا نکاح منعقد نہ ہوگا۔

بـل يـصـح فـي الجمع نكاح الحرة للأمة كما صرح به الزيلعي وغيره. (شامي / كتاب النكاح ١٠٤/٤ زكريا)

وأما حالة المقارنة وهو أن يتزوج حرة وأمة في عقدة فيجتمع في الأمة محرم ومبيح فتحرم. (فتح القدير٣/ ٢٢٩ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاویٰ الهندية ٢٧٩/١)

ولـو جـمـع بين الأمة والحرة في عقدة واحدة صح نكاح الحرة، وبطل نكاح الأمة. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٩/١ زكريا، المحيط البرهاني ١٠٧/٤)

نکاحِ فاسد سے منکوحہ آزادعورت پر باندی سے نکاح کرنا؟

اگر آزادعورت سے کیا گیا نکاح فاسد تھا، پھراس پر باندی سے نکاح کیا،تو یہ باندی کا نکاح درست ہوجائے گا۔

فلو دخل بحرة بنكاح فاسدٍ لا يمنع نكاح الأمة. (شامي ١٠٤/٤ بيروت)

ولـو تزوج أمة وحرة، والحرة في عدة عن نكاح فاسد أو عن وطء شبهة، ذكر الحسن أنه على الخلاف بينه وبينهما وغيره، قال: يجوز نكاح الأمة هٰهنا بالإتفاق. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٠/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة وما لا يجوز ٦٤/٤ رقم: ٥٥٣٩ زكريا)

لـو جـمـع بيـن الحرة والأمة وللحرة زوج أو في عدة الغير فإنه لا يبطل نكاح الأمة. (المحيط البرهاني ١٠٧/٤ رقم: ٣٧٥٧ زكريا)

آزادعورت سے نکاح کے بعد منکوحہ باندی کے آقا نے سابقہ نکاح کی منظوری دی؟

کسی شخص نے اولاً کسی باندی سے اس کے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کررکھا تھا؛ لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اس نے کسی آزادعورت سے باقاعدہ نکاح کرلیا، اس کے بعد

باندی کے مولیٰ نے نکاح کی اجازت دے دی تو اس اجازت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا، اور باندی سے نکاح منعقد نہیں مانا جائے گا۔

تزوج أمة بلا إذن مولاها ولم يدخل حتى تزوج حرةً، ثم أجاز المولىٰ لم يجز؛ لأن الحل إنما يثبت عند الإجازة فكان في حكم الإنشاء فيصير متزوجًا أمة على حرة. (شامي ۱۳۸/٤ زكريا، ۱۰٤/٤ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ۲۸۰/۱ زكريا)

ولو تزوج أمة بغير إذن مولاها ثم تزوج حرة بطل نكاح الأمة ولا تعمل فيه إجازة المولىٰ بعد ذٰلك. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٥/٤ رقم: ٥٥٤٠ زكريا)

منکوحہ باندی کو طلاق دی پھر آزاد عورت سے شادی کرنے کے بعد باندی سے رجعت کرلی؟

اگر کسی شخص نے پہلے سے باندی سے نکاح کر رکھا تھا پھر اسے طلاقِ رجعی دے دی، اس کے بعد کسی آزاد عورت سے نکاح کرلیا، اور پھر عدت کے اندر اندر باندی سے رجوع کرلیا تو باندی کا نکاح ختم نہیں ہوا، وہ بدستور اس کی بیوی رہے گی (کیوں کہ یہاں آزاد عورت پر باندی سے نکاح کی صورت موجود نہیں ہے؛ بلکہ باندی پر آزاد سے نکاح کی صورت پائی جارہی ہے جو اپنی جگہ جائز ہے)

وصح لو راجعها أي الأمة علىٰ حرة لبقاء الملك. (الدر المختار / كتاب النكاح ١٠٥/٤ زكريا)

وفي الذخيرة: إذا تزوج الرجل حرة في عدة أمة عن طلاق رجعي، ثم راجع الأمة جاز. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الأنكحة الخ ٦٥/٤ رقم: ٥٥٤٢ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٨٠/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٤/٤ رقم: ٥٥٤٠ زكريا)

ایک عقد میں پانچ آزاد اور چار باندیوں کو جمع کرنا

اگر کوئی شخص ایک عقد میں بیک وقت پانچ آزاد عورتوں اور چار باندیوں سے نکاح کرے تو آزاد عورتوں میں نکاح باطل ہوجائے گا (کیوں کہ وہ چار سے زائد ہیں) اور باندیوں

سے نکاح صحیح ہوجائے گا۔

ولو تزوج أربعًا من الإماء وخمسًا من الحرائر في عقد واحد، صح نكاح الإماء لبطلان الخمس. (الدر المختار ۱۸۹/۱ کراچی، ۱۰۵/٤ بیروت، الفتاویٰ الهندية ۲۸۰/۱ زکریا، تبیین الحقائق ٤۸۳/۲ زکریا)

چار آزاد عورتوں اور باندیوں کو ایک عقد میں جمع کرنا

اگر کسی شخص نے ایک عقد میں بیک وقت چار آزاد عورتوں اور چار یا اس سے کم باندیوں سے نکاح کیا تو آزاد عورتوں میں نکاح صحیح ہوجائے گا اور باندیوں میں نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

وصح نكاح أربع من الحرائر والإماء فقط للحر لا أكثر. (الدر المختار / كتاب النكاح ۱۸۹/۱، ۱۰۵/٤ کراچی)

وللحر أن يتزوج أربعًا من الحرائر والإماء وليس له أن يتزوج أكثر من ذٰلك. (الهداية / كتاب النكاح ۳۳۱/۲)

وأربع من الحرائر والإماء أي حل تزوج أربع من الحرائر والإماء ولا يجوز أكثر من ذٰلك. (تبيين الحقائق ٤۸۳/۲ زکریا)

آزاد عورت سے نکاح کی قدرت کے باوجود باندی سے نکاح کرنا

اگر کسی شخص کے پاس اتنی وسعت ہے کہ وہ آزاد عورت سے نکاح کرکے اس کے حقوق ادا کرسکتا ہے پھر بھی اگر وہ آزاد کے بجائے کسی باندی سے نکاح کرے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے (اس لئے کہ باندی کی اولاد غلام ہوگی اور آزادی سے محروم ہوگی)

ويجوز تزوج الأمة مسلمة كانت أو كتابية وإن قدر على حرة، كذا في الكافي، ويكره نكاح الأمة مع طول الحرة. (الفتاویٰ الهندية ۲۸۰/۱، الهداية ۳۳۱/۲، تبيين الحقائق ٤۸۰/۲ زکریا)

❍❖❍

چار سے زیادہ بیویوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی حرمت

مسئلہ تعددِ ازدواج

اسلام ''دینِ فطرت'' ہے، خلاقِ دو جہاں، رب العالمین کو اچھی طرح معلوم ہے کہ انسان کی فطری ضروریات اور تقاضے کیا ہیں؟ اور ان کو پورا کرنے کے لئے کون سی تدبیریں مؤثر اور مفید ہوسکتی ہیں؟ اس کے برخلاف چوں کہ عام انسانوں کی عقلیں محدود علم کی حامل ہیں، اسی لئے انہیں بسا اَوقات شریعت اسلامیہ کے بعض احکامات پر طرح طرح کے اشکالات پیش آتے ہیں، انہی احکامات میں ایک حکم مرد کے لئے بیک وقت متعدد نکاح کی اجازت کا بھی ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ وہ مغربی اقوام جو اوپر سے نیچے تک بدکاریوں اور شہوت رانیوں میں مبتلا ہیں، اور جن کی نظر میں مرد کا بیک وقت کئی عورتوں سے ناجائز تعلق قطعاً معیوب نہیں ہے، وہی قومیں اسلام کے تعددِ ازدواج کے قانون پر سب سے زیادہ انگلیاں اٹھاتی ہیں، تو اس سے بڑی بے عقلی کیا ہوگی کہ ناجائز تعلقات کو تو بے تکلف گوارا کیا جائے اور جائز اور قانونی تعلق جو اپنے ساتھ پوری ذمہ داریوں کو بھی ثابت کرتا ہے اسے ناگوار سمجھا جائے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مغربی قومیں صنفِ نازک کو محض اپنی جنسی تسکین کا ذریعہ سمجھتی ہیں، انہیں عورت کی فلاح و بہبود سے کوئی دلچسپی نہیں، ان کا نظریہ صرف اور صرف یہ ہے کہ: ''یوز اینڈ تھرو'' یعنی استعمال کرو اور پھینک دو، جب کہ اسلام صنفِ نازک کو مکمل تقدس عطا کرتا ہے کہ اگر کسی عورت سے جسمانی تعلق حلال ہو تو اس کی اور اس کی اولاد کی تمام ذمہ داریاں مرد کو اٹھانی ہوں گی، اس کی رہائش اور نان نفقہ کا ذمہ دار بھی مرد ہوگا، یہ نہیں کہ ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے اسے ردی میں پھینک دیا جائے؛ بلکہ اس کا مکمل تحفظ کرنا ہوگا، اور اس کی سب ضروریات کا خیال رکھنا ہوگا۔

اس اسلامی نظریہ کو سامنے رکھ کر تعددِ ازدواج کے حکم پر نظر ڈالنا ضروری ہے، اسلام نے — یہ دیکھتے ہوئے کہ بعض مردوں کی جنسی تسکین ایک عورت سے مکمل حاصل نہیں ہوتی، یا بعض ایسے

حالات پیش آجاتے ہیں کہ آدمی کے لئے کسی دوسری عورت کو قانونی بیوی بنائے بغیر چارۂ کار نہیں ہوتا، یا بعض مرتبہ خود عورتوں کی خیرخواہی اس میں مضمر ہوتی ہے کہ انہیں کسی مرد کا شریکِ حیات بنایا جائے، اگر چہ وہ مرد پہلے سے شادی شدہ ہو — تعددِ نکاح کی اجازت دی ہے۔

تعددِ نکاح کی بعض حکمتیں

حضرت الاستاذ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدت فیوضہم شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''مصالح مقتضی ہیں کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی جائے، چند حکمتیں درج ذیل ہیں:

پہلی حکمت:- مؤمن کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت تقویٰ اور پرہیزگاری کی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے بعض مردوں کو قوی الشہوت بنایا ہے، ایسے لوگوں کے لئے ایک بیوی کافی نہیں، عورتوں کو بہت سے اعذار پیش آتے ہیں، وہ ہر وقت اس قابل نہیں ہوتیں کہ شوہر ان سے ہم بستر ہو سکے، ان کو ماہواری آتی ہے اور حمل کے زمانہ میں جنین کی حفاظت کے لئے ان کو مردوں سے اختلاط کم کرنا پڑتا ہے، اس لئے اگر ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت نہیں دی جائے گی تو تقویٰ کا دامن مرد کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔

دوسری حکمت:- نکاح کا سب سے اہم مقصد افزائش نسل ہے، اور مرد بیک وقت متعدد بیویوں سے اولاد حاصل کرسکتا ہے، پس تعددِ ازدواج سے مقصدِ نکاح کی تکمیل ہوتی ہے۔

تیسری حکمت:- متعدد عورتیں کرنا مردوں کی عادت وخصلت ہے، اور کبھی مرد اس کے ذریعہ ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں، اور جائز مباہات (شان وشوکت) کی اجازت ہے، جیسے متعدد مکانات، سواریاں اور لباس رکھنا، پس تعددِ ازدواج بھی ایک فطری تقاضہ کی تکمیل ہے''۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ ۵/۹۸-۹۹)

اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے درج ذیل وجوہِ تعددِ ازدواج شمار کرائی ہیں:

(۱) تقویٰ:- یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ متعدد بیویوں والا شخص دیگر لوگوں کے مقابلہ میں تقویٰ اور غضِ بصر پر زیادہ قابو پا سکتا ہے۔

(۲) حفظ القویٰ:- یعنی عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کی قوتیں دیر تک محفوظ رہتی ہیں، جب کہ عورتوں پر بڑھاپے کے آثار جلدی ظاہر ہوجاتے ہیں، اس اعتبار سے بعض حالات میں مرد

کے لئے دوسری عورت سے نکاح ایسے ہی ضروری ہوتا ہے جیسے پہلا نکاح ضروری تھا۔

(۳) زوجین میں عدم توافق:- بسا اوقات ایسی صورت پیش آتی ہے کہ مرد کا عورت سے دل نہیں ملتا؛ لیکن صاحب اولاد ہونے کی وجہ سے طلاق کا بھی موقع نہیں رہتا، ایسی صورت میں نکاحِ ثانی کے علاوہ چارۂ کار نہیں ہے۔

(۴) بانجھ پن:- اگر پہلی بیوی قوتِ تولید سے محروم ہو تو اسے طلاق دے کر الگ کرنے کے بجائے بہتر راستہ یہی ہے کہ نکاحِ ثانی کر کے دونوں کے حقوق ادا کئے جائیں، اور بفضل خداوندی اولاد کی نعمت بھی حاصل کی جائے۔

(۵) کثرتِ بنات:- بعض خاندانوں میں مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی کثرت ہوتی ہے، ایسی شکل میں ان عورتوں کے ساتھ خیر خواہی اسی وقت ممکن ہو سکے گی جب کہ تعددِ ازدواج کی اجازت دی جائے، ورنہ بہت سی عورتیں بے نکاحی رہ کر گھٹ گھٹ کر زندگی گذار دیں گی۔

(۶) سیاسی مصالح اور ضروریات:- بعض حالات میں بالخصوص حکام اور امراء کیلئے تعددِ نکاح کی ضرورت ایک سیاسی مصلحت بن جاتی ہے، اس طرح کے واقعات تاریخ میں بھرے پڑے ہیں۔

(۷) کثرتِ زنا سے اجتناب:- جب بھی نکاح کی اجازت ہوگی تو بدکاری کا دروازہ بند ہوگا اور جہاں نکاح ممنوع یا مشکل ہوگا وہاں بدکاری کے دروازے کھلیں گے، چناں چہ جن ممالک میں تعددِ ازدواج ممنوع ہے وہاں بدکاریاں بالکل عام ہیں، وغیرہ۔ (تلخیص: المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ ۱۹۴-۲۰۳، نیز دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ للدکتور وہبہ الزحیلی ۷/۱۷۳-۱۷۶ طبع دیوبند)

ان جیسی وجوہات کی بنا پر اسلام نے بجا طور پر یہ اجازت دی ہے کہ کوئی مرد ایک سے چار عورتوں تک بیک وقت اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَـانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ. (النساء: ۳)

اور ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کر لو دیگر عورتوں سے جو تمہیں پسند آئیں دو دو تین تین اور چار چار۔

لیکن یہ اجازت مطلق نہیں ہے؛ بلکہ عدل وانصاف کی شرط کے ساتھ مشروط ہے، چناں چہ اسی آیت میں فوراً آگے فرمایا گیا:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ لَّا تَعُوْلُوْا. (النساء: ۳)

پھر اگر ڈرو کہ ان بیویوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو یا باندی جو تمہارا ذاتی مال ہے اس میں امید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے۔

متعدد بیویوں میں برابری ضروری ہے

آیتِ بالا سے معلوم ہوا کہ اسلام نے مصالح کے تحت مرد کو چار تک نکاح کی اجازت تو ضرور دی ہے؛ لیکن ساتھ میں یہ حکم بھی دیا ہے کہ ظاہری طور پر سب بیویوں کے ساتھ برابر معاملہ کیا جائے، یعنی رات گذارنے میں، لباس میں اور کھانے پینے اور رہائش کے انتظام میں ہر بیوی کے ساتھ یکساں معاملہ ہو، کسی کے ساتھ کمی بیشی نہ ہو۔ (الدر المختار مع الشامی ۴/۳۷۸)

البتہ دلی رجحان میں برابری آدمی کی قدرت سے باہر ہے، اس لئے اگر طبعی طور پر کسی ایک بیوی کی طرف رجحان زیادہ ہو تو اس پر گرفت نہیں، مگر یہ رجحان ایسا یک طرفہ نہ ہونا چاہئے کہ دوسری بیوی کو بالکل ہی نظر انداز کر کے اُدھر میں لٹکا دیا جائے، قرآنِ کریم میں اس پر ممانعت وارد ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا أَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ. (النساء: ۱۲۹)	اور تم چاہ کر بھی عورتوں کو (دل سے) ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے، سو اس سے بالکل اعراض بھی نہ کرو کہ چھوڑے رکھو اسے ادھر میں لٹکی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دل کا معاملہ تو اللہ کی قدرت میں ہے، اس پر انسان کا بس نہیں چلتا؛ لیکن ظاہری احکام میں بیویوں میں مساوات لازم ہے۔

لہٰذا یہ طریقہ قطعاً غلط ہے کہ دوسرا نکاح کر کے پہلی بیوی سے ایسی لاتعلقی کر لی جائے کہ وہ درمیان میں معلق ہو جائے، یعنی نہ تو اسے شوہر کی محبت ملے اور نہ ہی آزاد ہو کہ کسی دوسرے سے نکاح کر کے سکون حاصل کرے، یہ بات شریعت میں ہرگز درست نہیں ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۷/۱۶۲)

ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان باری مقرر فرما رکھی تھی، اور آپ ہر طرح سے کامل عدل اور برابری کا معاملہ فرماتے تھے؛ لیکن اس کے باوجود آپ کی زبان پر یہ دعا رہتی تھی:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِيْ فِيْ مَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ يَعْنِيْ الْقَلْبَ. (سنن أبي داؤد ۱/۲۹۰ رقم: ۲۱۳٤، سنن الترمذي ۱/۲۱۷ رقم: ۱۱٤۰، الترغيب والترهيب مكمل ۱/٦۸۳ رقم: ۲۹۱۲، ۳۰۲۸)	اے اللہ یہ تقسیم ان معاملات میں ہے جو میری قدرت میں ہیں، پس جو چیز میری قدرت میں نہیں؛ بلکہ آپ کی قدرت میں ہے یعنی دل، اس کے متعلق مجھ سے مؤاخذہ مت فرمائیے۔

بیویوں کے درمیان برابری نہ کرنے والوں کا آخرت میں برا انجام

متعدد بیویاں ہونے کی صورت میں ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کوئی معمولی معاملہ نہیں کہ اسے آسانی سے نظر انداز کر دیا جائے؛ بلکہ اگر دنیا میں خوش دلی سے معافی تلافی نہ ہوئی تو ایسے شخص کو آخرت میں سخت ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چناں چہ ایک حدیث میں ہے کہ سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ امْرَأَتَان فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ. (سنن الترمذي ۲۱۷/۱ رقم: ۱۱٤۱، الترغيب والترهيب مكمل ٦٨٣/١ رقم: ۲۹۱۱، ۳۰۲۷، سنن ابن ماجة ١٤١)

جس کے نکاح میں دو بیویاں ہوں اور وہ ان دونوں کے درمیان برابری نہ کرے تو وہ قیامت میں اس حال میں آئے گا کہ اس کے بدن کا ایک حصہ مفلوج ہوگا (جسے وہ کھینچ رہا ہوگا)

یہ حدیث ان لوگوں کے لئے موجب عبرت ہے جو جذبات میں آکر جلد بازی میں دوسری شادی تو کر لیتے ہیں؛ لیکن شادی کے بعد جو دونوں کے حقوق ہیں، ان کی ادائیگی میں سخت کوتاہی کرتے ہیں، بسا اوقات مظلوم بیوی اپنی کمزوری کی بنا پر گھٹ گھٹ کر زندگی گذار دیتی ہے؛ لیکن اس کے شکستہ دل سے نکلنے والی آہیں ایسے ظالم شوہر کا تعاقب دنیا ہی میں نہیں؛ بلکہ آخرت تک کرتی رہتی ہیں، اور بالآخر اسے ذلت سے دوچار کر دیتی ہیں۔

سوکنوں کو اِسلامی ہدایت

اسلام کی منصفانہ تعلیم کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ اس نے جہاں ایک طرف مرد کو پابند کیا کہ وہ بیویوں کے درمیان مساوات کا معاملہ کرے وہیں اس نے بیویوں (سوکنوں) کو بھی ہدایت دی کہ وہ نوشتہ دیوار پڑھ کر ایک دوسرے کی کاٹ میں نہ رہیں؛ بلکہ آپس میں بہن بن کر رہنے کی کوشش کریں؛ تاکہ گھر کا ماحول پرسکون ہو؛ کیوں کہ جب شوہر نے دوسری بیوی سے نکاح کا اقدام کر ہی لیا تو اب پہلی بیوی کے لئے عافیت کا راستہ یہی ہے کہ وہ حالات سے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کرے اور اپنی سوکن سے دائمی دشمنی کے بجائے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائے، اور یہ ہرگز نہ چاہے کہ اس کا شوہر اسے طلاق دے کر ساری توجہ اسی پرانی بیوی کی طرف مبذول کر دے، اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح ہدایت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا. (صحیح البخاري ۷۷۴/۱ رقم: ۴۹۵۸)

کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی بہن (سوکن) کی طلاق کا مطالبہ کرے؛ تاکہ اپنا پیالہ بھرلے؛ کیوں کہ اس کو اپنی قسمت کا مقررہ حصہ مل کر رہے گا۔

اس طرح کی ہدایات دے کر اسلام گھریلو زندگی کو پرسکون بنانا چاہتا ہے؛ تاکہ مرد کی ضرورت بھی پوری ہو اور بیویوں کے حقوق میں بھی کوئی فرق نہ آئے۔

ایک قابلِ تقلید نمونہ

قریبی بزرگوں میں ایک بڑے عالم گذرے ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز صفدر صاحبؒ؛ جو دارالعلوم دیوبند کے بڑے فاضل اور جامعہ ''نصرۃ العلوم'' گوجرانوالہ پاکستان کے شیخ الحدیث اور استاذ الاساتذہ تھے، موصوفؒ نے پوری زندگی درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گذاری، ان کی دو بیویاں تھیں؛ لیکن دونوں میں ایسا تعلق تھا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، ان کے صاحبزادے جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں میں ایسا ربط تھا کہ ہمیں احساس ہی نہ ہوتا تھا کہ ہماری کون سی والدہ حقیقی ہیں اور کون سوتیلی ہیں؟ دونوں محبت کے ساتھ ایک گھر میں رہتی تھیں، اور ایک چولہے پر روٹی پکاتی تھیں، ایک پیڑا بناتی تھی اور دوسری توے پر روٹی ڈالتی تھی، الغرض گھر کی کسی بات سے یہ اندازہ نہ ہوتا تھا کہ یہ دونوں سوکنیں ہیں؛ بلکہ دونوں سگی بہنوں کی طرح میل محبت سے رہتی تھیں۔ (ماہنامہ: الشریعہ گوجرانوالہ شیخ الحدیث نمبر)

ظاہر ہے کہ جب سوکنوں میں ایسا میل محبت ہوگا تو قدرتی طور پر دونوں کی اولادوں میں بھی ہم مزاجی اور مودت ومحبت کے جذبات پائے جائیں گے، اور گھر کا ماحول جنت نظیر بن جائے گا۔

نکاحِ ثانی کے عمل کو معیوب اور ناجائز سمجھنا غلط ہے

آج کل بعض عرب ممالک میں تو تعددِ ازدواج کا عام معمول ہے اور اسے معیوب نہیں سمجھا جاتا؛ لیکن برصغیر ہندوپاک میں غیر قوموں کی معاشرت سے متأثر ہو کر اسے انتہائی ناپسندیدہ خیال کیا جاتا ہے۔

یہاں کے ماحول میں کسی مرد کے لئے نکاحِ ثانی کرنے اور بیک وقت متعدد بیویاں رکھنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے، پہلی بیوی اور اس کے رشتہ دار، حتی کہ اپنی برادری والے اور پڑوسی اور

محلے دار سب کی طرف سے بڑے طعنے سننے کو ملتے ہیں اور اس معاملہ کو بحث کا دلچسپ موضوع بنالیا جاتا ہے، حالاں کہ جب اس بارے میں قرآنِ پاک میں صاف اجازت دے دی گئی ہے تو عدل وانصاف اور حق تلفیوں سے قطع نظر کرتے ہوئے محض اس نکاحِ ثانی کے اقدام کو برا سمجھنا دراصل ایک حکم خداوندی پر اعتراض ہے جو کفر تک پہنچانے والا نظریہ ہے؛ کیوں کہ نکاحِ ثانی پر اعتراض کرنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی اجازت کا مذاق اڑا رہا ہے، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی آدمی کے نکاحِ ثانی کرنے پر ملامت کرے اور نفس نکاحِ ثانی ہی کو برا جانے تو وہ کافر ہے۔ (شامی ۴/۱۴۱ زکریا)

لہٰذا اپنے حالات اگر نکاحِ ثانی کے متقاضی نہ ہوں تو آدمی نکاح نہ کرے، یہ کوئی ضروری نہیں؛ لیکن جو شخص اپنی حالت اور تقاضوں کے پیش نظر نکاح کرلے تو اسے برا بھلا بھی نہ کہے، البتہ بیویوں میں عدل وانصاف اور برابری کرنے کی نصیحت کرسکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کیا نکاحِ ثانی کے لئے بیوی سے اجازت لینی ضروری ہے؟

یہاں ایک سوال یہ ہے کہ جس شخص کا نکاحِ ثانی کا ارادہ ہو تو اسے کیا پہلی بیوی سے اجازت لینی چاہئے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نکاحِ ثانی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لازم تو نہیں ہے؛ لیکن اگر اسے اعتماد میں لے کر یہ اقدام کرے تو اس کے نتائج بہتر نکلنے کی امید ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر پہلی بیوی دوسرے نکاح پر بالکل راضی نہ ہو، حتی کہ دوسرا نکاح کرنے پر خودکشی کی دھمکی دینے لگے تو کیا کرنا چاہئے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے فقہاء نے لکھا ہے کہ مرد پر اس کی دھمکی کی بنا پر نکاحِ ثانی سے رک جانا کوئی ضروری نہیں ہے، یعنی وہ ان دھمکیوں کے باوجود نکاحِ ثانی کرنے کا مجاز ہے؛ لیکن اگر وہ پہلی بیوی کی دل داری کے لئے اپنے ارادے سے باز آجائے تو انشاء اللہ اجر وثواب کا مستحق ہوگا؛ کیوں کہ سرور عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَـنْ رَقَّ لِأُمَّتِيْ رَقَّ اللّٰـهُ لَـهُ. (الدر المختار ۱۳۸/٤-۱٤۱ زکریا) یعنی جو میری امت کے ساتھ نرم دلی اور شفقت کا معاملہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرمائیں گے۔

اس لئے بہتر یہی ہے کہ پہلی بیوی کو اعتماد میں لے کر ہی اگلا اقدام کیا جائے۔

عورت کے لئے تعددِ نکاح کی اجازت کیوں نہیں؟

احقر سے کئی نوجوانوں نے متعدد بار یہ سوال کیا کہ جس طرح اسلام میں مردوں کو بیک وقت

چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے، تو عورتوں کو یہ حق کیوں نہیں دیا گیا؟ اور وہ بیک وقت کئی مردوں سے نکاح کیوں نہیں کرسکتیں؟

تو اس کے جواب میں کئی باتیں عرض کی گئیں، مثلاً:

(۱) اگر بیک وقت ایک عورت کا کئی مردوں سے جسمانی تعلق ہوگا تو استقرارِ حمل کی صورت میں بچے کا نسب مشتبہ ہوجائے گا، جو اسلام کو کسی صورت منظور نہیں ہے۔

(۲) مرد فاعل ہوتا ہے اور عورت مفعول ہوتی ہے، اب اگر عورت کا تعلق بیک وقت کئی مردوں سے ہوگا تو اس سے متعلق مردوں کا آپس میں نزاع لازم ہے؛ کیوں کہ ہر مرد یہ چاہے گا کہ جب بھی وہ چاہے اس عورت سے انتفاع کرے، مگر دیگر افراد کے تعلق کی وجہ سے ہر وقت یہ ممکن نہ ہوسکے گا، جس کی بنا پر جھگڑے اور جنگ وجدال کی نوبت ضرور پیش آئے گی، اور یہ تو نکاح کی بات ہے، بلا نکاح بھی اگر کسی عورت کا کئی مردوں سے ناجائز تعلق ہوتا ہے تو وہ بھی سخت خوں ریزی کا سبب بنتا ہے، جس کے واقعات آئے دن دنیا میں پیش آتے رہتے ہیں؛ لہٰذا اسلام جیسا مہذب مذہب اس جھگڑے کی جڑ کو ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱۷۳/۷)

(۳) مرد کو تعددِ نکاح کی اجازت ضرورۃً دی گئی ہے؛ کیوں کہ مردوں میں اسبابِ شہوت ظاہراً پائے جاتے ہیں، جب کہ عورتوں میں مردوں کے مقابلہ میں شہوتوں کا ابھار کم ہوتا ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں، مثلاً عورتوں میں فطرۃً حیا کا غلبہ ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ ان کے جنسی اعضاء مستور رکھے گئے ہیں، تیسرے یہ کہ ہر مہینہ میں ماہواری کے ایام اور ایامِ حمل اور ایامِ رضاعت میں قدرتی طور پر جنسی ہیجان ان میں کم ہوتا ہے؛ لہٰذا مردوں میں تعددِ نکاح کی اجازت کے جو اسباب ہیں وہ عورتوں میں متحقق ہی نہیں، اس لئے ان کے واسطے اس کی اجازت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

(۴) علاوہ ازیں ہر شریف معاشرہ میں ایک عورت کا متعدد مردوں سے بیک وقت تعلق بہت بڑا عیب جانا جاتا ہے، جس کے ثبوت کے لئے الگ سے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، تو جو عمل تمام انسانیت کی نظر میں متفقہ طور پر باعث عیب ہو وہ اسلام میں جائز کیسے ہوسکتا ہے؟

اسی ضمن میں بعض لوگوں نے سوال کیا کہ جنت میں ہر جنتی مرد کو ۷۰-۷۰ر حوریں ملیں گی تو جنتی عورت کو کیا ملے گا؟

اس سوال کا جواب بھی یہی ہے کہ ایک عورت کا کئی مردوں سے تعلق عیب ہے، یہ عورت کے لئے عزت کی نہیں؛ بلکہ ذلت کی بات ہے؛ لہٰذا جنت میں کسی عورت کو ذلت میں مبتلا نہیں کیا جائے گا،

پس اس کی عزت اس میں ہوگی کہ اسے اس کے شوہر کے ساتھ جنت میں ملکہ بنا کر رکھا جائے گا، اور جنت کی حوریں دراصل مؤمن جنتی عورت کی گویا خادمہ بن کر رہیں گی۔

أما منع تعدد الازدواج: ففيه توفير مصلحة المرأة نفسها إذ تكون عادة مبعث نزاع حاد بين الرجال و تنافس و تزاحم بين الشركاء يلحق بها ضررا و متاعب، وفي هذا التعدد ضرر اجتماعي، وفساد كبير، بسبب ضياع الأنساب، واختلاط أصول الأولاد وضياعهم في نهاية الأمر إذ يتخلى كل هؤلاء الرجال عن إعالتهم بحجة أنه أبناء الأخرىٰ. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ۱۷۵/۸)

مرد کے لئے صرف چار ہی عورتوں سے نکاح کی اجازت کیوں؟

ایک اہم سوال یہ ہے کہ جب مرد کے لئے متعدد نکاحوں کی اجازت دی گئی؟ تو اسے مطلق کیوں نہ رکھا گیا؟ اِس کے بجائے اسے چار کے عدد تک محدود کیوں کیا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ تعددِ نکاح کی اجازت صرف ضرورۃً دی گئی ہے، اور مشاہدہ اور تجربہ کی روشنی میں ضرورت زیادہ سے زیادہ ۴/ کے عدد سے پوری ہوجاتی ہے، اس سے زیادہ تعداد میں بیویوں کے حقوق کو صحیح طرح ادا کرنا عام آدمی کے لئے تقریباً ناممکن ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱۷۱/۷-۱۷۲)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: ’’اب رہی یہ بات کہ چار سے زیادہ کیوں نہ جائز ہو؟ تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری تھا کہ ایک خاص حد بیویاں کرنے کی ہوتی، ورنہ اگر حد مقرر نہ ہوتی تو لوگ حد اعتدال سے نکل کر صدہا تک بیویاں کرنے کی نوبت پہنچاتے، اور ایسا کرنے سے ان بیویوں پر اور خود اپنی جانوں پر ظلم اور بے اعتدالیاں کرتے اور ضرورت چار سے رفع ہوگئی تھی، اس لئے زائد کو ناجائز قرار دیا‘‘۔ (المصالح العقلیۃ ۲۰۳)

إن إباحة الزواج بأربع فقط قد يتفق في رأينا مع مبدأ تحقيق أقصى قدرات وغايات بعض الرجال، وتلبية رغباتهم وتطلقاتهم مع مرور كل شهر، بسبب طروء دورة العادة الشهرية بمقدار أسبوع لكل واحدة منهن، ففي الشروع غنى و كفاية وسد للباب أمام الانجرافات، أو ما قد يتهده بعض الرجال من عشيقات أو خدينات أو وصيفات، ثم إن في الزيادة على الأربع خوف الجور عليهن بالعجز عن القيام بحقوقهن، لأن الظاهر أن الرجل لا يقدر على الوفاء بحقوقهن، وإلى هذا أشار

القرآن الكريم بقوله عز وجل: ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ أي لا تعدلوا في أنفسهم والجماع والنفقة في زواج المثنى والثلاث والرباع، فواحدة فهو أقرب إلىٰ عدم الوقوع فى الظلم، وهٰكذا فإن الاقتصار على أربع عدل وتوسط وحماية للنساء من ظلم يقع بهن من جراء الزيادة وهو بخلاف ما كان عليه العرب في الجاهلية والشعوب القديمة حيث لا حد لعدد الزوجات وإهمال بعضهن وهٰذه الإباحة أضحت أميلا شائيًا نادرًا فلا تعني أن كل مسلم يتزوج أكثر من واحدة؛ بل أصبح مبدأ وحده الزوجة هو الغالب الأعظم. (موسوعة الفقه الإسلامی والقضايا المعاصرة ۱۷۱/۸–۱۷۲)

فقدر الشارع بأربع و ذٰلك أن الأربع عدد يمكن لصاحبه أن يرجع إلى كل واحدة بعد ثلاث ليالٍ، وما دون ذٰلك لا يفيده فائدة القسم، ولا يقال في ذٰلك بات عندها وثلاث أول حد كثيرة وما فوقها زيادة الكثرة. (حجة الله البالغة ۳٤٦/۲)

كان للنبي صلى الله عليه وسلم أن ينكح ما شاء، وذٰلك؛ لأن ضرب هٰذا الحد إنما هو لدفع مفسدة غالبية، دائرة علىٰ مظنة لا لدفع مفسدة عينية حقيقة، والنبي صلى الله عليه وسلم قد عرف المئنة فلا حاجة له في المظنة، وهو مامون في طاعة الله وامتثال أمره دون سائر الناس. (حجة الله البالغة ۳٤٦/۲)

نبی اکرم ﷺ کے لئے تعددِ نکاح میں تحدید کیوں نہیں؟

اسی بحث کے ضمن میں ایک بات یہ اٹھائی جاتی ہے کہ جب امت کے لئے چار سے زیادہ بیویاں بیک وقت رکھنا منع ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ تحدید کیوں نہیں؟ اور آپ نے ۴ر سے زیادہ ازواج اپنے نکاح میں کیوں رکھی ہیں؟ اس موضوع پر دشمنانِ اسلام نے بہت ہائے واویلا اور شوروغوغا مچایا ہے، اور اب بھی وقفہ وقفہ سے اس کے متعلق دریدہ دہنی کر کے اشتعال انگیزیاں کی جاتی ہیں۔

تو اس کے بارے میں واضح رہنا چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہونے کی بنیاد پر عام انسانوں کے مقابلہ میں خاص امتیازات کے حامل تھے، اولاً آپ کی ذاتِ عالی صرف مردوں ہی کے لئے سرچشمۂ ہدایت نہ تھی؛ بلکہ عورتوں کی ہدایت بھی آپ ہی کی ذاتِ عالی سے وابستہ تھی، اس لئے ضروری تھا کہ منتخب اور عفت ماٰب پاکیزہ خواتین آپ کے حرم میں آکر دین براہِ راست سیکھیں اور پھر دوسروں تک پہنچائیں۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثال جسمانی قوتوں سے مالا مال فرمایا تھا، جس کا تصور دوسرے انسان سے نہیں ہوسکتا۔

تیسرے یہ کہ آپ نے جتنے بھی نکاح فرمائے ہیں وہ مسلکی، قومی، ملی یا کسی فرد کے مصالح پر مبنی تھے، محض نفسانی خواہش پر ان کا مدار نہ تھا، اس کا خلاصہ کرتے ہوئے حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۵؍ برس کی عمر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلا نکاح کیا، پھر ۲۵؍سال تک جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ رہیں، آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد چوں کہ گھر میں چھوٹی بچیاں تھیں اور رسالت کی ذمہ داری الگ تھی اس لئے آپ نے خاندان کی عورتوں کے اصرار سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، جو بیوہ تھیں۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۰؍سال تھی، اسی زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دکھلائی گئیں، اور کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، چوں کہ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر پانچ چھ سال تھی، اس لئے اس خواب کی صورت واضح نہیں ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات ڈالی گئی، اور انہوں نے اس نکاح کی تحریک کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کرلیا، مگر ابھی وہ گھر آباد نہیں کرسکتی تھیں، اس لئے عملاً آپ کے گھر میں ایک ہی بیوی رہی، یہی ایک نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواری عورت سے کیا ہے، باقی سب نکاح بیوہ عورتوں سے کئے ہیں، اور ہجرت کے بعد کئے ہیں، جب کہ آپ کی عمر مبارک ۵۶ تا ۶۰؍سال تھی، اور یہ نکاح ملی، ملکی اور شخصی مصالح کے پیش نظر کئے ہیں۔ مثلاً:

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح لے پالک کی رسم مٹانے کے لئے کیا ہے، اور اس نکاح کا حکم اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب میں نازل فرمایا ہے، یہ ملی مصلحت ہے۔

(۲) اور حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نکاح ملکی مصلحت سے کیا ہے، تاریخ کا طالب علم جانتا ہے کہ بدر کے بعد اسلام کے خلاف تمام جنگوں کی کمان ابوسفیانؓ کے ہاتھ میں رہی ہے، مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد انہوں نے کوئی اہم فوج کشی نہیں کی، یہ اس نکاح کا فائدہ تھا۔

(۳) اور چند خواتین کی اسلام کے لئے بڑی قربانیاں تھیں، جیسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا،

جب وہ بیوہ ہوگئیں تو ان کی دلداری کے لئے آپ نے ان سے نکاح کیا ہے۔ اور سیدتنا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دل جوئی کے لئے کیا ہے، یہ شخصی مصلحت ہے۔

غرض سبھی نکاح انہی مقاصد ثلاثہ سے کئے ہیں، جن کی تفصیل طویل ہے، کوئی نکاح آپ نے اپنی ضرورت کے لئے نہیں کیا؛ کیوں کہ آپ کی چہیتی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے گھر میں تھیں، اور یہ عمر طبعی ضرورت کی بھی نہیں تھی، وہ تو جوانی کا زمانہ ہے، جو آپ نے ایک بیوی کے ساتھ بسر کیا ہے، اور چوں کہ یہ تینوں مصالح ایسے تھے کہ ان کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی جاسکتی، اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نکاح کی تحدید نہیں کی گئی''۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ ۹۹-۱۰۰)

اس تفصیل کو سامنے رکھ کر کوئی بھی منصف مزاج آپ کے تعددِ نکاح پر کوئی اشکال نہیں کرسکتا۔

مذکورہ بالا ضروری تمہید کے بعد اس سلسلہ کے چند اہم مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

آزاد مرد کے لئے بیک وقت چار بیویوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا جائز نہیں

آزاد مرد کے لئے ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں نکاح میں رکھنا جائز نہیں۔

قال تعالیٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ [النساء: ۳]

وللحر أن يتزوج أربعًا من الحرائر والإماء. (الهداية مع فتح القدير ۲۳۰/۳، الفتاویٰ الهندية ۲۷۷/۱)

لأن الأمة أجمعت على أنه لا يجوز أكثر من أربع. (تبيين الحقائق ۴۸٤/۲ زكريا، البحر الرائق ۱۰۵/۳، الفتاویٰ الهندية ۲۷۷/۱، ٤۹/٤ رقم المسئلة: ٥٤۹۱ زكريا)

وصح نكاح أربع من الحرائر والإماء فقط للحر لا أكثر. (الدر المختار مع الشامي ۱۳۸/٤ زكريا)

پے درپے چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح

اگر کسی مرد نے یکے بعد دیگرے چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کیا تو پہلے چار نکاح

منعقد مانے جائیں گے اور پانچواں نکاح منعقد نہ ہوگا۔

وإذا تزوج الحر خمساً على التعاقب جاز نكاح الأربع الأول ولا يجوز نكاح الخامسة. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷۷/۱، فتاوىٰ قاضي خان ۳٦۳/۱، خانية على هامش الفتاوىٰ الهندية ۳٦۳/۱، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦۱/٤ رقم: ۵۵۳۰ زكريا)

ایک مجلس میں چار سے زائد عورتوں سے نکاح

اگر ایک مجلس میں چار سے زائد عورتوں سے نکاح کیا تو کوئی بھی نکاح منعقد نہ ہوگا۔

وإن تزوج خمسًا في عقدة فسد نكاح الكل. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷۷/۱، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦۱/٤ رقم: ۵۵۳۰ زكريا، خانية على هامش الفتاوىٰ الهندية ۳٦۳/۱)

کافر اس حالت میں اسلام لایا کہ اس کے نکاح میں چار سے زائد بیویاں تھیں

اگر کوئی غیر مسلم شخص جس کے نکاح میں چار سے زائد بیویاں پہلے سے تھیں، اپنی سب بیویوں سمیت اسلام میں داخل ہوا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے ان بیویوں سے پے در پے نکاح کیا ہے یا ایک ہی عقد میں نکاح ہوا ہے، اگر پے در پے نکاح ہوا ہے تو ابتدائی چار بیویاں اس کے لئے حلال ہوں گی، اور بقیہ حلال نہ ہوں گی، ان کے درمیان تفریق کرائی جائے گی، اور اگر سب سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تھا تو کوئی بھی بیوی اس کے لئے حلال نہ رہے گی، سب میں تفریق کرادی جائے گی، پھر بعد میں اگر وہ چاہے تو ان میں سے چار سے از سر نو نکاح کرسکتا ہے۔

ولو تزوج الحربي خمساً ثم أسلمن، إن تزوجهن على التعاقب جاز نكاح الأربع الأول، ويفرق بينه وبين الخامسة عند الكل، وإن تزوجهن جملة فرق بينه وبين الكل في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷۷/۱، خانية على هامش الفتاوىٰ الهندية ۳٦۳/۱، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦۱/٤ رقم: ۵۵۳۰ زكريا)

ایک مجلس میں ایک بیوی سے اور دوسری مجلس میں چار بیویوں سے نکاح کیا

اگر کسی شخص نے اولاً ایک مجلس میں ایک عورت سے نکاح کیا، اس کے بعد دوسری مجلس میں بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کیا، تو صرف پہلی بیوی سے نکاح منعقد ہوا، بقیہ چار سے نکاح منعقد نہیں ہوا۔

وإذا تـزوج واحـدةً ثـم أربـعًا جاز نكاح الواحد لا غير. (الفتاویٰ الهندية ۲۷۷/۱، الفتاویٰ التاتارخانية ٦١/٤ رقم: ٥٥٣ زكريا، خانية على هامش الفتاویٰ الهندية ٣٦٣/١)

چوتھی بیوی کی عدت میں پانچواں نکاح

اگر کسی شخص کی چار بیویاں ہیں ان میں سے ایک بیوی کو اس نے طلاق دے دی، تو جب تک اس مطلقہ بیوی کی عدت پوری نہ ہو اس کے لئے پانچویں عورت سے نکاح درست نہ ہوگا۔

المستفاد: وأشار إلیٰ أن من طلق الأربع لا يجوز له أن يتزوج امرأة قبل انقضاء عدتهن، فإن انقضت عدة الكل معًا جاز له تزوج أربع، وإن واحدة فواحدة. (شامي ١١٦/٤ زكريا)

لا يجوز للرجل في مذهب أهل السنة أن يتزوج أكثر من أربع زوجات في عصمته في وقت واحد، ولو في عدة مطلقة، فإن أراد أن يتزوج بخامسة فعليه أن يطلق إحدیٰ زوجاته الأربع، وينتظر حتى تنقضي عدتها، ثم يتزوج بمن أراد. (موسوعة الفقه الإسلامي وأدلته ١٧٠/٨)

فإن طلق الحر إحدیٰ الأربع طلاقًا بائنًا لم يجز له أن يتزوج رابعة حتى تنقضي عدتها. (الهداية مع فتح القدير ٢٣٢/٣)

وكذا لا يحل أن يتزوج أربعةً سواها عنده. (الفتاویٰ الهندية ٢٧٩/١، بدائع الصنائع ٥٤١/٢ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٦٢/٤ رقم: ٥٥٣٣ زكريا)

❍❖❍

حرمتِ نکاح بسبب حقِ غیر

دوسرے کی منکوحہ سے نکاح جائز نہیں

جب تک عورت دوسرے مرد کے نکاح میں رہے گی، کسی دوسرے شخص کا اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم دیوبند ۷/۴۶۶)

أما نكاح منكوحة الغير ......، فلم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (الدر المختار مع الشامي ۲۷٤/٤ زكريا، ۱۳۲/۳ كراچی، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٦/٤ رقم: ٥٥٤٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۲۸۰/۱ زكريا)

ومنها أن لا تكون منكوحة الغير لقوله تعالىٰ: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ وهن ذوات الأزواج. (بدائع الصنائع ٥٤٨/٢ زكريا، ٢٦٨/٢ كراچی)

منکوحۃ الغیر سے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب

منکوحۃ الغیر سے نکاح کرنا باطل ہے اور نکاح باطل میں نسب ثابت نہیں ہوتا؛ لہٰذا منکوحۃ الغیر سے نکاح کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب اُس کے دوسرے شوہر سے ثابت نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۷/۴۶۷)

ولهذا لا يثبت النسب. (شامي، كتاب النكاح / باب المهر ۲۷٤/٤ زكريا)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات ۲۷٦/۱ رقم: ۲۰۰۷ ف: ۲۰۵۳، سنن النسائي، كتاب الطلاق / باب إلحاق الولد بالفراش ۱۱۰/۲ رقم: ۳٤۷۹ دار الفكر بيروت)

والولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا بدعوىٰ غيره ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان. (أوجز المسالك ١/٥٣٦ قديم)

إذا غاب امرأته وهي بكر أو ثيب عشر سنين وتزوجت وجاء ت بالأولاد، فالأولاد من الزوج الأول عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ ووضع المسألة في الأصل فيما إذا نعى إلىٰ امرأة زوجها فاعتدت وولدت من الزوج الثاني، ثم جاء الزوج الأول حيا، فعلى قول أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ الولد للزوج الأول علىٰ كل حال؛ لأنه صاحب الفراش الصحيح. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٣١٣ رقم: ٦٢٧٩ زكريا)

معتدۃ الغیر سے نکاح کیا پھر اصل شوہر نے طلاق دے دی

ایک آدمی نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو اپنے شوہر سے طلاق یا اُس کی وفات کی عدت گذار رہی تھی، اور اُس کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا شروع کر دیا اور اتنے دن تک رہتا رہا کہ اُس کی عدت کے ایام (تین حیض یا چار مہینہ دس دن) گذر گئے، پھر کسی بات پر دونوں میں نا اتفاقی ہوئی اور شوہر نے اُسے طلاق دے دی، تو اب دیکھا جائے گا کہ نکاح کرنے والے کو نکاح کرنے سے پہلے اُس عورت کے معتدۃ الغیر ہونے کا علم تھا یا نہیں؟ اگر اُسے پہلے سے اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہ دوسرے کی معتدہ ہے، تو طلاق دینے کے بعد اُس عورت پر دوبارہ عدت گذارنا لازم ہوگا، اور پہلی عدت کالعدم ہو جائے گی، اور اگر اُسے معلوم تھا کہ یہ دوسرے کی معتدہ ہے، تو اَب طلاق دینے کی وجہ سے اُس پر دوبارہ عدت گذارنا لازم نہ ہوگا؛ اِس لئے کہ جان بوجھ کر معتدہ سے نکاح کرنے سے نکاح باطل ہوتا ہے، اور نکاح باطل میں صحبت کرنا زنا اور بدکاری ہے، جس سے مزنیہ پر عدت واجب نہیں ہوتی؛ لہٰذا اُس کی پہلی عدت گذر گئی تجدید عدت کی ضرورت نہیں، اب اگر وہ کسی دوسرے سے اپنا نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه، ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لكونه

زنـا، كما في القنية وغيرها. (الـدر الـمختار مع الشامي ٢٧٤/٤ زكريا، ١٣٢/٣ كراچی، البحر الرائق ٢٤٢/٤ زكريا، ١٤٤/٤ كوئته)

ولـو تـزوج بمنكوحة الغير وهو لا يعلم أنها منكوحة الغير، فوطئها تجب العدة، وإن كان يعلم أنها منكوحة الغير لا تجب حتى لا يحرم على الزوج وطؤها كذا في قاضي خان. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٠/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٦٦/٤ رقم: ٥٥٤٤ زكريا)

عدت میں انجانے میں نکاح کرنے سے اَولاد ثابت النسب ہوگی

زمانۂ عدت میں لاعلمی میں کیا ہوا نکاح فاسد ہوتا ہے؛ لیکن اُس سے پیدا ہونے والی اولاد ثابت النسب ہوگی۔

ويتـفـقـون كـذٰلك علىٰ وجوب العدة وثبوت النسب في النكاح المجمع علىٰ فساده بالوطء كنكاح المعتدة وزوجة الغير والمحارم إذا كانت هناك شبهة تسقط الحد بأن كان لا يعلم بالحرمة. (الموسوعة الفقهية ١٢٣/٨ الكويت)

ويثبـت الـنسـب أي نسب المولود في النكاح الفاسد. (البحر الرائق ١٤٤/٤ كوئته، ٢٤٢/٤ زكريا، البحر الرائق / باب الحضانة ٢٨٩/٤ زكريا، ١٦٥/٤ كوئته)

والـصحيح أنها شبهة عقد؛ لأنه روي عن محمدؒ أنه قال: سقوط الحد عنه بشبهة حكمية فيثبت النسب، وهكذا ذكر في المنية وهٰذا صريح بأن الشبهة في المحل، وفيها يثبت النسب. (شامي ٣٤/٦ زكريا، ٢٤/٤ كراچی)

وتقدم في باب المهر أن الدخول في النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب. (رد المحتار / مطلب عدة المنكوحة فاسدًا والموطوءة بشبهة ٥١٦/٣ كراچی)

❍❖❍

مہر سے متعلق مسائل

مہر کی تعریف

’’مہر‘‘ اس عطیہ کو کہا جاتا ہے جو عقد نکاح کے عوض بیوی کو پیش کیا جاتا ہے۔

المهر في اللغة: صداق المرأة وهو ما يدفعه الزوج إلىٰ زوجته بعقد الزواج.

(الموسوعة الفقهية ١٥١/٣٩، شامي ٢٣٠/٤ زكريا)

ما يجعل للمرأة في عقد النكاح أو بعده مما يباح شرعًا من المال معجلاً أو مؤجلاً. (معجم لغة الفقهاء ص: ٤٦٦)

شریعت کی نظر میں مہر کی اہمیت

اِسلامی شریعت میں نکاح کا سب سے اہم اور لازمی خرچ عورت کا مہر ہے، یہی وہ خرچ ہے جو بہرحال مرد پر لازم ہوتا ہے۔ چناں چہ قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

وَاٰتُو النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً. [النساء: ٤] تم لوگ بیبیوں کو اُن کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو۔

نیز درج ذیل آیت سے بھی مہر کے لازمی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ، فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً، وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا. [النساء: ٢٤]

اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان (مذکورہ محرمات) کے علاوہ، بشرطیکہ ان کو اپنے مال کے بدلے طلب کرو، قید میں لانے کو نہ کہ مستی نکالنے کو، پھر تم ان عورتوں میں سے جس سے فائدہ اٹھاؤ، تو ان کو ان کا مقررہ حق ادا کرو، اور کوئی حرج نہیں ہے تم کو اس بات میں کہ مقرر کرنے کے بعد آپس کی رضامندی سے جو بات (کمی بیشی کی) طے کرلو، یقیناً اللہ تعالیٰ خبردار حکمت والا ہے۔

اور سرورِ عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر ادا کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوْفُوْا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ.

(صحيح البخاري ٣٧٦/١ رقم: ٢٦٤٢، ٧٧٤/٢ رقم: ٤٩٥٧ عن عقبة بن عامرؓ)

تم شادی کے اخراجات میں جن شرائط کو پورا کرتے ہو ان میں سب سے اہم اور لازمی شرط اس مہر کا ادا کرنا ہے جس کے عوض میں عورت سے انتفاع تمہارے لئے حلال ہوتا ہے۔

اِسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر عقد نکاح کے وقت مہر کا ذکر بھی نہ کیا جائے یا یہ شرط لگادی جائے کہ مہر نہ ہوگا تو بھی خود بخود مہرِ مثل واجب ہوجاتا ہے۔

نکاح میں مہر کی حکمت ومصلحت

مہر مقرر کرنے کا طریقہ زمانۂ جاہلیت میں بھی شریف خاندانوں میں جاری تھا، اسلام نے اس کو نہ صرف برقرار رکھا؛ بلکہ اس کو ضروری قرار دیا، اس کی مصلحت بیان کرتے ہوئے صاحب بدائع الصنائع شمس العلماء علامہ علاء الدین کاسانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

لَوْ لَمْ يَجِبِ الْمَهْرُ بِنَفْسِ الْعَقْدِ لَا يُبَالِي الزَّوْجُ عَنْ إِزَالَةِ هٰذَا الْمِلْكِ بِأَدْنٰى خُشُوْنَةٍ تَحْدُثُ بَيْنَهُمَا؛ لِأَنَّهُ لَا يَشُقُّ عَلَيْهِ إِزَالَتُهُ لِمَا لَمْ يَخَفْ لُزُوْمُ الْمَهْرِ فَلَا تَحْصُلُ الْمَقَاصِدُ الْمَطْلُوْبَةُ مِنَ النِّكَاحِ وَلِأَنَّ مَصَالِحَ النِّكَاحِ وَمَقَاصِدَهُ لَا تَحْصُلُ إِلَّا بِالْمُوَافَقَةِ وَلَا تَحْصُلُ الْمُوَافَقَةُ إِلَّا إِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ عَزِيْزَةً مُكَرَّمَةً عِنْدَ الزَّوْجِ، وَلَا عِزَّةَ إِلَّا بِإِنْسِدَادِ طَرِيْقِ الْوُصُوْلِ إِلَيْهَا إِلَّا بِمَالٍ لَهُ خَطَرٌ عِنْدَهُ؛ لِأَنَّ مَا ضَاقَ طَرِيْقُ إِصَابَتِهِ يَعِزُّ فِي الْأَعْيُنِ فَيَعِزُّ بِهِ إِمْسَاكُهُ وَمَا تَيَسَّرَ

اگر محض عقد نکاح کی وجہ سے مہر لازم نہ ہوتو شوہر تھوڑی سی بھی ناچاقی پیدا ہونے پر اس ملکیت نکاح کو ہٹانے میں کوئی تکلف نہ کرے گا؛ کیوں کہ جب اس پر مہر لازم نہیں ہے تو نکاح کو زائل کرنا اس پر گراں نہ گذرے گا، پس نکاح سے مطلوب مقاصد حاصل نہ ہو پائیں گے؛ کیوں کہ نکاح کے مقاصد ومصالح بغیر باہمی موافقت کے حاصل نہیں ہوسکتے، اور یہ موافقت اسی وقت متحقق ہوسکتی ہے جب کہ بیوی شوہر کی نظر میں قیمتی اور معزز ہو اور یہ عزت اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک کہ اس تک پہنچنے کے لئے کسی قابل قدر مال کو لازم نہ کیا جائے؛ کیوں کہ جس چیز کے حاصل کرنے کا راستہ تنگ ہوتا ہے، وہ چیز آدمی کی نظر میں باعزت ہوتی ہے، اور اس کو روک کر رکھنا

طَرِيْقُ إِصَابَتِهٖ يَهُوْنُ فِي الْأَعْيُنِ فَيَهُوْنُ إِمْسَاكُهُ، وَمَتٰى هَانَتْ فِيْ أَعْيُنِ الزَّوْجِ تَلْحَقُهَا الْوَحْشَةُ فَلَا تَقَعُ الْمُوَافَقَةُ وَلَا تَحْصُلُ مَقَاصِدُ النِّكَاحِ. (بدائع الصنائع ۵۶۰/۲، ۲۷۵/۲ زکریا، الموسوعة الفقهية ۱۵۲/۳۹، حجة الله البالغة ۱۱۸/۲)

اسے عزیز ہوتا ہے، اور جس چیز کا حاصل کرنا آسان ہوتا ہے، وہ نظروں میں بھی ہلکی ہوتی ہے، اور اس کو روک کر رکھنے کی بھی اہمیت نہیں ہوتی؛ لہٰذا اگر یہ عورت شوہر کی نظر میں کم وزن ہوگی تو اس کی وجہ سے عورت کو وحشت ہوگی، اور زوجین میں موافقت نہیں پائی جائے گی، اور نکاح کے مقاصد حاصل نہ ہوں گے۔

اِنہی باتوں کو حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انداز میں ذکر فرمایا ہے: چناں چہ شارح حجۃ اللہ البالغہ حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت شاہ صاحبؒ کی ترجمانی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

پہلی مصلحت:- مہر سے نکاح پائدار ہوتا ہے، نکاح کا مقصد اس وقت تکمیل پذیر ہوتا ہے جب میاں بیوی خود کو دائمی رفاقت ومعاونت کا خوگر بنائیں، اور یہ بات عورت کی طرف سے تو اس طرح متحقق ہوتی ہے کہ نکاح کے بعد زمام اختیار اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے، وہ مرد کی پابند ہوجاتی ہے، مگر مرد بااختیار رہتا ہے، وہ طلاق دے سکتا ہے، اور ایسا قانون بنانا کہ مرد بھی بے بس ہوجائے، جائز نہیں؛ کیوں کہ اس صورت میں طلاق کی راہ مسدود ہوجائے گی، اور مرد بھی عورت کا ایسا اسیر ہوکر رہ جائے گا، جیسا عورت اسیر تھی، اور یہ بات اس ضابطہ کے خلاف ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اور دونوں کا معاملہ کورٹ کو سپرد کرنا بھی درست نہیں؛ کیوں کہ قاضی کے یہاں مقدمہ لے جانے میں سخت مراحل سے گذرنا پڑتا ہے، اور قاضی وہ مصلحتیں نہیں جانتا جو شوہر اپنے بارے میں جانتا ہے۔ پس مرد کو دائمی نکاح کا خوگر بنانے کی راہ یہی ہے کہ اس پر مہر واجب کیا جائے؛ تاکہ جب وہ طلاق دینے کا ارادہ کرے تو مالی نقصان اس کی نگاہوں کے سامنے رہے اور وہ ناگزیر حالات ہی میں طلاق دے، پس مہر نکاح کو پائیدار بنانے کی ایک صورت ہے۔

دوسری مصلحت:- مہر سے نکاح کی عظمت ظاہر ہوتی ہے، نکاح کی عظمت واہمیت بغیر مال کے جو کہ شرم گاہ کا بدل ہوتا ہے، ظاہر نہیں ہوتی؛ کیوں کہ لوگوں کو جس قدر مال کی حرص ہے، اور کسی چیز کی نہیں، پس مال خرچ کرنے سے نکاح کا مہتم بالشان ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ بالغہ ۶۸/۵)

مہر ضرور اَدا کرنا چاہئے

لیکن یہ بات قابل تشویش ہے کہ موجودہ مسلم معاشرہ میں مہر کی ادائیگی کے معاملہ میں بڑی کوتاہی پائی جاتی ہے، مہر باندھتے وقت تو بڑی کشاکشی اور بحثا بحثی ہوتی ہے؛ لیکن بعد میں ادائیگی کی قطعاً فکر نہیں کی جاتی؛ حتی کہ پوری عمر گذر جاتی ہے اور مہر کا نام بھی زبان پر نہیں آتا، اور ماحول اس طرح کا بنادیا گیا ہے کہ عورت کی طرف سے مہر کا مطالبہ بڑا معیوب سمجھا جاتا ہے، اور اس کا ذکر بس اسی وقت ہوتا ہے جب خدا نہ کرے میاں بیوی میں کشیدگی پیدا ہو، یا طلاق کی نوبت آئے؛ بلکہ بہت سی جگہوں پر تو باقاعدہ بیوی سے مہر کی معافی کا مطالبہ ہوتا ہے، اور بیوی شرما حضوری میں یا خاندانی دباؤ میں بادلِ ناخواستہ معافی کا اقرار کرلیتی ہے، حالاں کہ اس طرح کی جبری معافی کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۵۱/۸، ۳۲۷/۸، ۳۴۰/۸، کفایت المفتی ۱۱۱/۵-۱۱۸، فتاویٰ محمودیہ ۲۹۱/۱۷ میرٹھ، دینی مسائل اور اُن کا حل ۲۴۱)

مہر ادا نہ کرنے پر سخت وعید

اور احادیثِ شریفہ میں شروع ہی سے مہر ادا نہ کرنے کی نیت رکھنے والے شخص کے بارے میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ چناں چہ ایک حدیث میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى مَا قَلَّ مِنَ الْمَهْرِ أَوْ كَثُرَ وَلَيْسَ فِيْ نَفْسِهٖ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَيْهَا حَقَّهَا خَدَعَهَا، فَمَاتَ وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهَا حَقَّهَا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ زَانٍ الخ. (المعجم الأوسط للطبراني ۱/۱۰۵، دار الفكر بيروت رقم: ۱۸۵۱، بحواله: انوار نبوت ٦٤٩)

جو شخص کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر شادی کرے، اور اس کے دل میں اس عورت کے حق مہر کو ادا کرنے کا اِرادہ نہ ہو؛ بلکہ اس نے اسے دھوکہ دیا ہو پھر وہ عورت کا حق ادا کئے بغیر مرجائے تو اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کا شمار بدکاروں میں ہوگا۔

بریں بنا معاشرہ میں پیدا شدہ مذکورہ کوتاہی کو دور کرنے کی سخت ضرورت ہے، اور اس بات کی ذہن سازی عام ہونی چاہئے کہ مہر عورت کا لازمی حق ہے، اور جتنی جلد اس کی ادائیگی ہوجائے بہتر ہے؛ کیوں کہ زندگی موت کا کوئی بھروسہ نہیں؛ بلکہ افضل یہ ہے کہ نکاح کے وقت ہی یا رخصتی سے پہلے ہی مہر کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے۔ چناں چہ احادیث سے ثابت ہے کہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح پہلے ہو چکا تھا؛ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت تک رخصتی نہیں فرمائی، جب تک کہ مہر وغیرہ کا انتظام نہیں ہو گیا، اور اس انتظام کی وجہ سے قدرے تاخیر بھی ہوئی۔ نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا تھا کہ وہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی سے قبل کچھ نہ کچھ مہر ادا کریں۔ (مجمع الزوائد علی ہامش بغیۃ الرائد ۵۲۰/۴ رقم: ۷۴۹۸، بحوالہ: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۳۲۲/۱۷)

مہر کتنا مقرر کیا جائے؟

مہر مقرر کرنے میں شوہر کی مالی وسعت اور عورت کی خاندانی حیثیت دونوں کا لحاظ کرنا بہتر ہے، نہ تو اتنا کم مہر مقرر کیا جائے کہ لڑکی والے خفت محسوس کریں اور نہ اتنا زیادہ باندھا جائے کہ شوہر کے لئے اس کی ادائیگی مشکل ہو جائے؛ بلکہ مشورہ سے ادائیگی کی نیت سے مناسب مہر مقرر ہونی چاہئے، اور اس بارے میں دورِ نبوت اور دورِ صحابہؓ سے مختلف مہروں کا ثبوت ملتا ہے، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحب زادیوں اور اکثر ازواجِ مطہرات کی مہر پانچ سو درہم چاندی مقرر کی گئی تھی، جس کو آج کل ''مہر فاطمی'' کہا جاتا ہے، اس کی مقدار موجودہ وزن کے اعتبار سے تقریباً ۱ر کلو ۵۳۱ر گرام چاندی ہوتی ہے۔ (انوار نبوت ۶۵۲)

في حديث عمر ما علمت رسول الله صلى الله عليه وسلم نكح شيئًا من نسائه ولا أنكح شيئًا من بناته على أكثر من اثنتي عشر أوقية. (مشكلة المصابيح ۳۷۷/۲، سنن أبي داؤد ۲۸۷/۱)

يستحب كون الصداق خمس مائة درهم. (شرح النووي على المسلم / باب الصداق ٤٥٨/١)

وفي النسائي: وذلك خمس مائة درهم. (۷۲/۲)

(۲) اور اُم المؤمنین سیدتنا حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا مہر صرف دس درہم چاندی تھی، جس کی مقدار موجودہ وزن کے اعتبار سے ۳۰ر گرام ۶۱۸ر ملی گرام چاندی ہوتی ہے۔ (انوار نبوت ۶۵۰، جواہر الفقہ ۴۲۴/۱)

وكان مهر بعض أزواج النبي صلى الله عليه وسلم كأم سلمة ما يساوي عشرة دراهم. (حاشية سنن أبي داؤد ۲۸۷/۱)

عن أبي سعيد رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم تزوج أم سلمة علىٰ متاع بيت قيمته عشرة دراهم. (المعجم الأوسط للطبراني ١٤٤/١ رقم: ٤٦٤)

(۳) اورام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شاہِ حبشہ اصحمہ نجاشیؓ نے کیا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار ہزار درہم بطور مہر ادا کئے تھے، جس کی تعداد موجودہ دور میں ۱۲ ؍کلو ۲۴۴ ؍گرام ۹۴۴ ؍ملی گرام چاندی ہوتی ہے۔ (انوار نبوت ۶۵۳)

عن أم حبيبة رضي الله عنها أنها كانت تحت عبيد الله بن جحش فمات بأرض الحبشة فزوجها النجاشي النبي صلى الله عنه وأمهرها عنه أربعة آلاف وبعث بها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم مع شرحبيل ابن حسنة. (سنن أبي داؤد ٢٨٧/١، سنن النسائي ٧٢/٢)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر ادائیگی میں دشواری نہ ہو تو زیادہ مہر بھی باندھا جاسکتا ہے، اور قرآنی آیت: ﴿وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا﴾ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، غالباً اسی بنا پر خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم بنت علیؓ سے نکاح کرتے وقت بعض مصالح سے چالیس ہزار درہم مہر ادا کیا تھا، آپ کا یہ عمل ناموری کے لئے نہ تھا بلکہ خانوادۂ نبوت سے رشتۂ مصاہرت کی تعظیم کے طور پر تھا۔

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَصْدَقَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ أَرْبَعِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي جديد ٦/١١، قديم ٢٣٣/٧، رقم: ١٤٦٩٠، الإصابة ٤٦٦/٨، بحواله: انوار نبوت ٦٥٥)

تزوج عمر أم كلثوم على مهر أربعين ألفا. (الإصابة ٤٦٦/٨)

ناموری کے لئے زیادہ مہر مقرر کرنا پسندیدہ نہیں

آج کل بعض جگہوں پر خاندانی روایات کا لحاظ کرتے ہوئے شوہر کی وسعت سے کہیں زیادہ مہر باندھنے کا رواج پایا جاتا ہے، حالاں کہ یہ کوئی پسندیدہ یا فخر کی بات نہیں؛ بلکہ بسا اوقات یہ مہر کی زیادتی خود لڑکی کے لئے نہایت مصیبت کا ذریعہ بن جاتی ہے مثلاً اگر زوجین میں موافقت نہ ہو سکے تو شوہر محض اس لئے لڑکی کو معلق رکھتا ہے کہ طلاق کی وجہ سے اسے مہر ادا کرنا پڑے گا۔ نیز زیادہ مہروں کے رواج کی وجہ سے لڑکے لڑکیوں کی عمریں ڈھل جاتی ہیں اور مال ودولت کے انتظار میں نکاح سے رکے رہتے ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ’’عورت کی بہترائی میں سے یہ

ہے کہ اس کا رشتہ آسانی سے ہو اور اس کا مہر کم ہو‘‘۔ (مجمع الزوائد ۲۵۵/۴)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ’’خبردار عورتوں کے مہروں میں حد سے تجاوز اور مبالغہ مت کرو، اگر یہ دنیوی عزت اور اللہ کی نظر میں تقویٰ کی بات ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عمل فرمانے کے تم سے زیادہ مستحق تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اَزواجِ مطہرات اور اپنی صاحبزادیوں میں سے کسی کا نکاح بارہ اوقیہ چاندی سے زیادہ پر کیا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف ۲۷۷/۲، فتاویٰ محمودیہ ۴۵/۱۲-۴۶ ڈابھیل)

اس لئے خاندانی رسم کی پابندی کے بجائے اپنی وسعت کے اعتبار سے مہر مقرر کرنا چاہئے، حتیٰ کہ اگر ’’مہر فاطمی‘‘ کی قیمت بھی چاندی کے گراں ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ ہو جائے تو جو حضرات اس کے متحمل نہ ہوں، انہیں ’’مہر فاطمی‘‘ پر اصرار نہ کرنا چاہئے؛ البتہ جو لوگ وسعت رکھتے ہیں، تو انہیں ’’مہر فاطمی‘‘ مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ بلکہ یہ ان کے حق میں افضل ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۸/۱۲ ڈابھیل)

عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن من يمن المرأة تيسير خطبتها وتيسير صداقتها وتيسير رحمها. (مجمع الزوائد ٢٥٥/٤)

قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: ألا لا تغالوا صدقة النساء؛ فإنها لو كانت مكرمة في الدنيا أو تقوىٰ عند الله لكان أولكم بها نبي الله صلى الله عليه وسلم.

(سنن أبي داؤد ٢٨٧/١، سنن ابن ماجة ص: ١٣٥، سنن الترمذي ٢١١/١، مشكاة المصابيح ٣٧٧/٢)

مہر کی ادائیگی کی ایک آسان شکل

آج کل شادی میں مہر کے علاوہ دیگر لین دین بہت ہوتا ہے، اور عموماً لڑکے والوں کی طرف سے قیمتی زیور بھی دیا جاتا ہے، تو اگر یہی زیور بطور مہر دے کر بیوی کو پوری طرح مالک بنا دیا جائے، تو بآسانی شوہر اُس فرض سے سبک دوش ہو سکتا ہے؛ لیکن واضح ہو کہ مہر کے طور پر زیور یا کوئی اور چیز بیوی کو دے دینے کے بعد اُسے کسی بھی حال میں بلا رضامندی بیوی سے واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔

اَب ذیل میں مہر کے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

مہر کی کم سے کم مقدار

مہر کی کم سے کم مقدار ۱۰/ درہم کے بقدر چاندی ہے۔ (اور ۱۰/ درہم کا وزن ۳/ تولہ

ساڑھے سات ماشہ ہے، اور موجودہ اوزان کے بموجب اُس کی مقدار ۳۰ رگرام ۶۱۸ رملی گرام ہوتی ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

عـن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا مهر دون عشرة دراهم. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٤١٤/٧ رقم: ١٤٣٨٣، سنن الدار قطني ١٧٣/٣ رقم: ٣٥٦٠)

وأقل المهر عشرة دراهم. (الهـداية ٣٤٥/٢، الدر المختار مع الشامي ٢٣٠/٤ زكريا، البحر الرائق ١٤٢/٣، شامي ١٠١/٣ كراچی)

وأقل المهر عشرة دراهم مضروبة أو غير مضروبة. (الفتاوىٰ الهندية ٣٠٢/١)

وأمـا بيان أدنى المقدار الذي يصلح مهرًا، فأدناه عشرة دراهم أو ما قيمته عشرة دراهم، وهٰذا عندنا. (بـدائـع الصنائع، كتاب النكاح / بيان أدنى المهر ٥٦١/٢، البناية ١٣١/٥ المكتبة النعمية ديوبند، فتح القدير ٣٠٥/٣ زكريا، ٣١٧/٣ بيروت)

مہرِ فاطمی اور اُس کی مقدار

''مہرِ فاطمی'' اُس مہر کو کہا جاتا ہے جو نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاتونِ جنت سیدتنا حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر صاحب زادیوں اور اکثر ازواجِ مطہرات کا مقرر فرمایا، اُس کی مقدار ۵۰۰ ردرہم چاندی ہے، جس کا وزن موجودہ حساب سے ارکلو ۵۳۰ رگرام ۹۰۰ رملی گرام ہوتا ہے۔

عن محمد بن إبراهيم قال: كان صداق بنات رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسـلـم ونسائه خمس مائة درهم اثنتي عشرة أوقيةً ونصفًا. (الـطبقات الكبرىٰ لابن مسعود ١٨/٨، انوار نبوت ٦٥١)

مـا أصدق رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم امراة من نسائه ولا أصدقت امراة مـن بناته أكثر من ثنتي عشرة أوقية. (رواه أبـوداؤد ٢٨٧/١ عن أبي الجعفاء السلمي، سنن الترمذي / أبواب النكاح ٢١١/١)

إن صداق فاطمة رضي اللّٰه عنها كان أربع مائة مثقال فضةٍ. (مرقاة المفاتيح / باب الصداق ٤٤٧/٣، بحواله: فتاویٰ محموديه ٢٦٩/١٧ ميرٹھ، ٢٨/١٢ ڈابھيل، احسن الفتاویٰ ٣١/٥، جواهر الفقه ٤٢٤/١ كراچی)

مہر شرعِ محمدی یا شرعِ پیغمبری

عوام میں جو مہر شرعِ محمدی یا شرعِ پیغمبری کے نام سے مہر مقرر کرنے کا رواج ہے، اس اصطلاح کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۲۹۵/۲)

بلکہ اُس میں عوام کے عرف کا اعتبار ہے، اگر کسی جگہ یہ لفظ ''مہر فاطمی'' کے لئے استعمال کیا جاتا ہو تو اُس سے ''مہر فاطمی'' مراد لیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۷۲/۱۷ میرٹھ)

اور اگر کسی جگہ مہر کی کم سے کم مقدار کے لئے یا کسی بھی مقدار کے لئے یہ الفاظ مقرر ہوں، تو اُسی کو مراد لیا جائے گا۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹، فتاویٰ محمودیہ ۲۷۳/۱۷ میرٹھ)

الغرض اِس میں عوام اور برادری کے عرف کا اعتبار کیا جائے گا۔

تنبیہ: - بہتر یہ ہے کہ جو بھی مراد لیا جائے تو اُس کو نکاح کے وقت کھول کر بیان کر دیا جائے؛ تاکہ بعد میں کوئی نزاع نہ ہو۔

مہر کا مال کے قبیل سے ہونا ضروری ہے

حنفیہ کے نزدیک مہر کا مال کے قبیل سے ہونا ضروری ہے؛ لہٰذا اگر مہر میں کوئی ایسی چیز متعین کی جو مال کے قبیل سے نہ ہو (مثلاً: کسی شخص نے نعوذ باللہ شراب یا خنزیر کو مہر میں مقرر کیا، جو مسلمان کے حق میں مال نہیں ہے) تو اِس تعیین کا اعتبار نہ ہوگا؛ بلکہ حسبِ ضابطہ مہرِ مثل لازم ہوگا۔

وصرّح الحنفية بأن المهر ما يكون مالاً متقومًا عند الناس، فإذا سميا ما هو مالٌ يصح التسمية، وما لا فلا. (الموسوعة الفقهية / تحت لفظ: مهر ١٥٦/٣٩ الكويت)

وكذا الحكم أي يجب مهر المثل أو المتعة، لو تزوجها بخمرٍ أو

خنزيرٍ؛ لأنه ليس بمالٍ في حق المسلم. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب المهر ۵۱۱/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ۲٤۲/٤ زكريا)

مہر میں آزاد شوہر پر بیوی کی خدمت مقرر کرنا

اگر بطور مہر یہ طے کیا گیا کہ آزاد شوہر ایک مدت تک بیوی کی خدمت بجالائے گا، تو اِس خدمت کو مہر قرار نہیں دیا جائے گا؛ بلکہ شوہر پر مہر مثل کی اَدائیگی لازم ہوگی۔ (اِس لئے کہ یہ شرط مقتضاء نکاح کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ شوہر کے لئے موجبِ اہانت بھی ہے)

ووجب مهر المثل ...... في خدمة زوجٍ حرٍ للإمهار لحرة أو أمةٍ؛ لأن فيه قلب الموضوع. وفي الشامية: قوله: وفي خدمة زوج حرٍّ أي يجب مهر المثل عندهما في جعله المهر خدمته إياها سنةً. قوله: فيه قلب الموضوع؛ لأن موضوع الزوجية أن تكون هي خادمة له لا بالعكس، فإنه حرام لما فيه من الإهانة والإذلال. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ۲۳۷/٤-۲۳۹ زكريا)

متعینہ مدت تک منفعت کو مہر بنانا

اگر مہر میں منافع کو متعین کیا جائے، تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔ مثلاً ایک مقررہ مدت تک کسی گھر میں رہائش یا غلام کی خدمت کو مہر بنایا، تو اِس کی گنجائش ہے۔

لو تزوجها علىٰ سكنىٰ دارهٖ أو ركوب دابتهٖ أو الحمل عليها أو علىٰ أن تزرع أرضه ونحو ذٰلك من منافع الأعيان مدةً معلومةً صحت التسمية؛ لأن هٰذه المنافع مالٌ، أو أُلحِقت بهٖ للحاجة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ۲۳۸/٤-۲۳۹ زكريا)

لو تزوجها علىٰ منافع سائر الأعيان من سكنىٰ داره وخدمة عبيده وركوب دابتهٖ والحمل عليها وزراعة أرضها ونحو ذٰلك من منافع الأعيان مدة

معلومةً صحت التسمية؛ لأن هٰذه المنافع أموال، والتحقت بالأموال شرعًا في سائر العقود لمكان الحاجة. (الموسوعة الفقهية / تحت لفظ مهر ۱۵۸/۳۹ الكويت)

جنس کی تعیین کے بغیر مہر مقرر کرنا

اگر مہر میں ایسی شئ مقرر کی جس کا اِطلاق مختلف جنسوں پر ہوتا ہو، اور کسی جنس کی تعیین نہیں کی، مثلاً: شوہر نے یہ کہا کہ میں نے جانور کے عوض نکاح کیا، اور کونسا جانور ہے، اِس کی وضاحت نہیں کی، تو اِس صورت میں جہالت کی بنا پر یہ تعیین باطل قرار پائے گی، اور حسبِ ضابطہ مہر مثل واجب ہوگا۔

وكذا يجب مهر المثل – إلىٰ قوله – أو دابةً أو ثوبًا أو دارًا لم يبيّن جنسها لفحش الجهل. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ۲۴۲/۴-۲۴۳ زكريا)

قوله: بخلاف مجهول الجنس أي ما ذُكر جنسه بلا تقييدٍ بنوعٍ كثوبٍ ودابةٍ؛ فإنه لا تصح تسميته، فلا يجب الوسط أو قيمته؛ بل يجب مهر المثل.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ۲۷۰/۴ زكريا)

صفت کی تعیین کے بغیر مہر مقرر کرنا

اگر کوئی چیز مہر میں مقرر کی؛ لیکن عمدہ یا گھٹیا کی تعیین نہیں کی، تو درمیانی قسم کی چیز لازم ہوگی، جیسے سوتی کپڑے کے تھان پر نکاح کیا، تو درمیانی قسم کا تھان یا اُس کی قیمت مہر میں لازم ہوگی۔

ولو تزوجها علىٰ فرسٍ أو عبدٍ أو ثوب هروي فالواجب الوسط أو قيمته. وفي الشامية: لأن الجنس المعلوم مشتمل على الجيد والردي والوسط ذو حظ منهما. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ۲۶۸/۴ زكريا)

وإن علم نوعَه وجهل وصفَه كفرسٍ أو ثوبٍ هرويٍ أو عبدٍ صحت التسميةُ، وتُخيّر بين الوسط أو قيمته. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ۲۷۰/۴ زكريا)

بغیر مہر کے نکاح کرلیا

اگر کسی شخص نے مہر کے بغیر نکاح کیا، یا یہ طے کرکے نکاح کیا کہ مہر کچھ نہ ہوگا، تو ایسی صورت میں نکاح تو منعقد ہوجائے گا؛ لیکن شوہر پر عورت کا مہر مثل واجب ہوگا (بشرطیکہ رخصتی ہوجائے یا رخصتی سے قبل شوہر کا انتقال ہوجائے، اور اگر رخصتی سے قبل طلاق کی نوبت آجائے تو ایسی صورت میں متعہ واجب ہوتا ہے)

وإن تزوجها ولم يسم لها مهرًا أو تزوجها علىٰ أن لا مهر لها، فله مهر مثلها إن دخل بها أو مات عنها. (الهداية ٣٤٦/٢، فتح القدير ٣١٢/٣ بيروت، ٣٢٤/٣ زكريا، البناية ١٣٠/٥، الفتاوىٰ الهندية ٣٠٤/١)

وكذا يجب مهر المثل فيما إذا لم يسم مهرًا (الدر المختار) أي لم يسمه تسمية صحيحة أو سكت عنه. (الدر المختار مع الشامي ٢٤٢/٤ زكريا)

وإذا تزوجها علىٰ أن لا مهر لها صح النكاح، ووجب لها مهر المثل. وفي المضمرات: إن دخل بها أو مات عنها زوجها. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٦٠/٤ رقم: ٥٨٣٦ زكريا)

نکاح کے بعد زوجین کا باہمی رضامندی سے مہر طے کرنا

اگر مہر متعین کئے بغیر نکاح کیا گیا، اور پھر میاں بیوی نے آپسی رضامندی سے ایک مقدار متعین کرلی، تو یہی مقدار بطور مہر لازم ہوگی۔

قوله: إذا لم يتراضيا أي بعد العقد وإلا بأن تراضيا علىٰ شيءٍ فهو الواجب بالوطء أو الموت. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٤٢/٤ زكريا)

مہر مثل کی تعریف

مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی بہنوں یا پھوپھیوں یا چچازاد بہنوں (جو عمر اور حسن وجمال وغیرہ میں اس عورت کے ہم پلہ ہوں) کا جو مہر مقرر کیا گیا ہے، وہی اس عورت کا مہر مثل

ہوگا۔ واضح رہے کہ مہر مثل کی تعیین میں ددھیالی رشتہ کی عورتوں کا اعتبار ہے، ننہیالی رشتہ کی عورتوں مثلاً ماں اور خالہ وغیرہ کا اعتبار نہیں ہے۔

ومهر مثلها يعتبر بأخواتها وعماتها وبنات أعمامها لقول ابن مسعود: لها مهر مثل نسائها لا وكس فيه ولا شطط، وهن أقارب الأب؛ ولأن الإنسان من جنس قوم أبيه. ولا يعتبر بأمها وخالتها إذا لم تكونا من قبيلتها. ويعتبر في مهر المثل أن تتساوي المرأتان في السن والجمال والمال والعقل والدين والبلد والعصر؛ لأن مهر المثل يختلف باختلاف هٰذه الأوصاف. (الهداية ٣٥٤/٢، فتح القدير ٣٦٨/٣ بيروت، عناية مع الفتح ٣٦٧/٣، البناية ١٨٣/٥)

ومهر مثلها اللغوي: أي مهر امرأة تماثلها من قوم أبيها لا أمها وقت العقد سنًا وجمالاً ومالاً وبلدًا وعصرًا وعقلاً ودينًا وبكارةً وثيوبةً وعفةً وعلمًا وأدبًا وكمال خلق وعدم ولد. (تنوير الأبصار مع الدر المختار على رد المحتار ٢٨١/٤-٢٨٣ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ١٦١/٤ رقم: ٥٨٣٨ زكريا، الموسوعة الفقهية ١٥٣/٣٩ كويت)

مہر مثل کن صورتوں میں واجب ہوتا ہے؟

درج ذیل صورتوں میں مہر مثل واجب ہوتا ہے:

الف:- نکاحِ صحیح میں سرے سے مہر متعین ہی نہ کیا جائے۔

ب:- نکاحِ صحیح میں کسی مجہول چیز کو متعین کیا جائے، (مثلاً: مختلف الاجناس اَشیاء میں جنس متعین نہ ہو)

ج:- مہر میں ایسی چیز متعین کی جائے جو شرعاً حلال نہ ہو۔

د:- اِسی طرح نکاحِ فاسد میں اگر جماع پایا جائے تو مطلقاً مہر مثل واجب ہوتا ہے، (خواہ مہر متعین ہو یا نہ ہو)

أن اعتبار مهر المثل المذكور حكم كلِّ نكاحٍ صحيحٍ لا تسميةَ فيه

أصلاً أو سـمّى فيـه مـا هو مجهولٌ، أو ما لا يحل شرعًا، وحكم كل نكاحٍ فاسدٍ بـعد الوطئ سُـمِّي فيه مهرٌ أو لا. (الـدر الـمـختـار مـع الشـامـي، كتـاب النكاح / باب المهر ٢٨١/٤-٢٨٢ زكريا)

مہر مثل کی تعیین میں زوجین کے درمیان اختلاف

اگر مہر مثل کی تعیین میں زوجین کے درمیان اختلاف ہوجائے (یعنی عورت زیادتی کا دعویٰ کرے اور شوہر اُس کا منکر ہو) تو بیوی پر اِس بات کے گواہ پیش کرنا لازم ہوگا کہ خاندان میں فلانی عورت اُس کے ہم مثل ہے، اور اُس کا اتنا مہر ہے، اگر دو عادل گواہ اِس طرح گواہی دے دیں تو قاضی عورت کے حق میں فیصلہ کردے گا، ورنہ شوہر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہوگی۔

ويشترط فيه أي في ثبوت مهر المثل إخبار رجلين أو رجلٍ وامرأتين، ولفظ الشهادة، فإن لم يوجد شهود عدولٌ فالقول للزوج بيمينه. وفي الشامية: تحت قوله: لما ذُكر: وأشار به إلىٰ أنه لا بد من الشهادة على الأمرين المماثلة بينهما، وأن مهر الأولىٰ كان كذا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٨٤/٤ زكريا)

اگر باپ کے خاندان میں کوئی ہم مثل عورت نہ ہو؟

اگر باپ کے خاندان میں کوئی ایسی عورت نہ ہو جو صفات کے اعتبار سے منکوحہ عورت کے ہم مثل قرار دی جائے، تو ایسی صورت میں باپ کے خاندان کے ہم مثل خاندان کی عورتوں سے موازنہ کیا جائے گا۔ اور اگر اُن میں بھی کوئی ہم مثل نہ مل سکے، تو شوہر کی بات کا اعتبار کیا جائے گا، اور اگر شوہر کوئی مقدار مقرر نہ کرے تو معاملہ دارالقضاء میں پیش کیا جائے، اور قاضی حسبِ حال مہر کی تعیین کرے۔

فـإن لـم يـوجـد من قبيلة أبيها، فمن الأجانب أي فمن قبيلةٍ تماثل قبيلة أبيهـا، فـإن لـم يوجد فالقول له أي للزوج في ذٰلك بيمينه. وفي الشامية: قوله:

فإن لم يوجد ...... وإن امتنع (أي الزوج) يرفع الأمر للقاضي ليقدر لها مهرًا.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٨٥/٤ زكريا)

مہر کب مؤکد ہوتا ہے؟

درج ذیل صورتوں میں مہر کی مکمل ادائیگی لازمی ہوجاتی ہے:

(۱) عورت سے وطی یا خلوتِ صحیحہ (معتبر تنہائی) پائی جائے۔

(۲) شوہر یا عورت میں سے کسی کا انتقال ہوجائے۔

(۳) مطلقہ بائنہ سے عدت کے اندر دوبارہ نکاح کرنا (یعنی مطلقہ بائنہ سے نکاح میں مہر مؤکد ہونے کے لئے وطی یا خلوت کی شرط نہیں ہے؛ بلکہ عدت کے اندر نکاح ہوتے ہی پورا مہر مؤکد ہوجاتا ہے)

عن محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كشف خمار امرأة ونظر إليها فقد وجب الصداق، دخل بها أو لم يدخل بها. (سنن الدار قطني / كتاب النكاح ٢١٣/٣ رقم: ٣٧٨٠، السنن الكبرىٰ للبيهقي جديد ٥١/١١ رقم: ١٤٨٥٠)

ويتأكد عند وطء أو خلوةٍ صحت من الزوج أو موت أحدهما أو تزوج ثانيًا في العدة. (الدر المختار مع الشامي ٢٣٣/٤ زكريا، ١٠٢/٣ كراچی)

المهر كما يتأكد بالدخول يتأكد بالخلوة الصحيحة عندنا. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٢١٣/٤ رقم: ٥٩٩٩ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٠٣/١، خانية على الهندية ٣٩٦/١، البحر الرائق ١٤٣/٣ كوئٹه، بدائع الصنائع ٥٧٩/٢ زكريا)

خلوتِ صحیحہ/ فاسدہ کی تعریف

خلوتِ صحیحہ کی تعریف یہ ہے کہ اُس میں جماع سے کوئی مانع نہ پایا جائے، اور یہ مانع تین طرح کے ہوسکتے ہیں:

(۱) مانع حسی:- مثلاً عورت کی شرم گاہ میں ایسا مرض ہونا جس کی وجہ سے وطی ممکن نہ ہو۔
(۲) مانع شرعی:- مثلاً عورت کا حائضہ ہونا یا رمضان کے دن میں روزہ سے ہونا، وغیرہ۔
(۳) مانع طبعی:- مثلاً ان دونوں کے ساتھ کسی تیسرے عاقل شخص کا موجود ہونا۔

اگر مذکورہ موانع میں سے کوئی مانع نہ پایا جائے تو خلوتِ صحیحہ ہوگی، جو وطی کے حکم میں ہے، جس سے مہر مؤکد ہوجاتا ہے، اور اگر درج بالا موانع میں سے کوئی مانع پایا گیا تو وہ خلوتِ فاسدہ کہلائے گی، ایسی خلوت سے مہر مؤکد نہیں ہوتا۔

وتفسير الخلوة الصحيحة أن لا يكون ثمه مانعٌ يمنع عن الجماع لا حقيقةً ولا شرعًا. وفي الخانية: ولا طبعًا حتى لو كان أحدهما مريضًا مرضًا يمنع الجماع. وفي الكافي: أو يلحق به ضرر، لا تصح الخلوة، وإن كان مرضًا لا يمنع الجماع تصح الخلوة الخ. وكذا إذا كان أحدهما صائمًا في رمضان لا تصح الخلوة الخ. ولو كان معهما ثالث لا تصح الخلوة. ...... وفي الهداية: أو بعمرةٍ أو كانت المرأة حائضًا لا تصح الخلوة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٢١٣/٤ –٢١٤ رقم: ٦٠٠٠ زكريا)

والخلوة الصحيحة أن يجتمعا في مكانٍ ليس هناك مانعٌ يمنعه من الوطء حسًا أو شرعًا أو طبعًا إذا المرء خلا بامرأته، وأحدهما مريض لا يقدر على الجماع أو محرم ...... أو في صوم ...... أو في صلاة فرضٍ لا تصح الخلوة.
(خانية ٣٩٦/١، الهداية ٣٤٧/٢، البناية ١٤٩/٥، ومثله في الدر المختار على رد المحتار ٢٤٩/٤ زكريا)

وعبارة شرح الطحاوي في جامعه، قال: الخلوة الصحيحة أن يخلوا بها في مكان يأمنان فيه من إطلاع الناس عليهما كدار وبيت دون الصحراء والطريق الأعظم، والسطح الذي ليس على جوانبه سترة ...... وأن لا يكون مانع من الوطء حسًا ولا طبعًا ولا شرعًا. (فتح القدير ٣٣٢/٣ بيروت، ٣٢٠/٣ زكريا، عناية مع فتح القدير ٣٣٢/٣، زكريا ٣٢٠/٣، البحر الرائق ١٥١/٣، الفتاویٰ الهندية ٣٠٤/١)

اگر رخصتی اور دخول سے قبل طلاق ہوجائے

اگر رخصتی اور دخول سے قبل طلاق کی نوبت آجائے اور پہلے سے مہر مقرر ہوچکا ہو، تو صرف نصف مہر شوہر پر واجب ہوتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۶]

وللمطلقة قبل الدخول نصف المفروض. (الفتاویٰ التاتارخانية ۲۲۰/٤ رقم: ٦٠٢٢ زکریا، الفتاویٰ الهندية ۳۰٤/۱)

ويجب نصفه بطلاق قبل وطء أو خلوةٍ، فلو نكحها علىٰ ما قيمته خمسة كان لها نصفه ودرهمان ونصف. (الدر المختار مع الشامي ۲۳٦/٤ زکریا، ۱۰٤/۳ کراچی، مجمع الأنهر ۳٤٦/۱ بیروت، بدر المنتقى في شرح الملتقى علىٰ هامش المجمع ۳٤٦/۱، الهداية ۳٤٦/۲، بدائع الصنائع ۵۹۲/۲ زکریا)

مہر معجّل اور مؤجل

مہر معجّل نقد مہر کو کہتے ہیں، اور مہر مؤجل اُدھار کو کہتے ہیں، اور دونوں طرح مہر مقرر کرنا جائز ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ نقد ادا کردیا جائے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: لما هاجر رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم خلفنا وخلف بناته، ثم قال أبوبكر: يا رسول اللّٰه! ما يمنعك أن تبتني بأهلك؟ قال: الصداق، فأعطاه أبوبكر اثنا عشرة أوقية ونشا، فبعث بها إلينا، وبنى بي رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم في بيتي هٰذا الذي أنا فيه. (المعجم الكبير للطبراني ۲٤/۲۳ رقم: ٦٠)

إن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم حين زوج عليًا فاطمة قال: يا علي لا

تدخل علیٰ أهلك حتی تقدم لهم شيئًا. (مجمع الزوائد علی هامش بغية الرائد ٥٢٠/٤ رقم: ٧٤٩٨ بيروت، بحواله: فتاویٰ محمودیه ٣٢٢/١٧ میرٹھ)

ولها منعه من الوطء ودواعيه ...... لأخذ ما بين تعجيله من المهر أو قدر ما يعجل لمثلها عرفًا. (شامي ٢٩٠/٤ زكريا، ١٤٤/٣ كراچی)

لا خلاف لأحد أن تاجيل المهر إلیٰ غاية معلومة نحو شهر أو سنة صحيح، وإن كان لا إلیٰ غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم: يصح وهو الصحيح، وهٰذا لأن الغاية معلومة في نفسها، وهو الطلاق أو الموت. (الفتاویٰ الهندية ٣١٨/١، مجمع الأنهر ٥٢٨/١ بيروت، ومثله في التاتارخانية)

وإن قال: نصفه مؤجل ونصفه معجل كما جرت العادة ولم يزد على ذٰلك جاز الأجل. (الفتاویٰ التاتارخانية ١٩١/٤ رقم: ٥٩٣١ زكريا)

چٹا پٹی کے نکاح میں مہر کا حکم

چٹا پٹی کا نکاح (نکاحِ شغار) جس میں ایک عورت کے نکاح ہی کو دوسری عورت کے لئے مہر مقرر کیا جاتا ہے، یہ نکاح اگرچہ بکراہت جائز ہے؛ لیکن اِس میں مہر مثل ضرور واجب ہوتا ہے، اور چٹا پٹی کی شرط لغو قرار پاتی ہے۔

ووجب مهر المثل في الشغار هو أن يزوجه بنته على أن يزوجه الآخر بنته أو أخته مثلاً معاوضةً بالعقدين وهو منهى عنه لخلوه عن المهر، فأوجبنا منه مهر المثل فلم يبق شغارًا. (الدر المختار مع الشامي ٢٣٧/٤-٢٣٨ زكريا، البحر الرائق ١٥٦/٣، مجمع الأنهر ٥١٢/١ بيروت)

قال ابن الهمام: وإنما قيد به؛ لأنه لو لم يقل على أن يكون بضع كل صداقًا للأخرىٰ أو معناه، بل قال: زوجتك بنتي على أن تزوجني بنتك، ولم يزد عليه فقبل، جاز النكاح اتفاقًا، ولا يكون شغارًا أو لو زاد قوله: عن أن يكون

بضع بنتي صداقًا لبنتك فلم يقبل الآخر؛ بل زوجه ابنته ولم يجعل صداقًا كان نكاح الثاني صحيحًا اتفاقًا. (مرقاة المفاتيح ٣٠٥/٦، بحواله: فتاویٰ محمودیه ٦٨١/١٠ ڈابھیل)

بیوی کے مرنے کے بعد مہر کا مالک کون؟

اگر بیوی کا انتقال ہوجائے اور شوہر نے اَب تک مہر ادا نہ کیا تھا، تو یہ مہر بیوی کے ترکہ میں شامل ہوکر حسبِ حصصِ شرعیہ اس کے وارثین میں تقسیم کیا جائے گا، یعنی اَولاد کی عدم موجودگی میں نصف مہر کا حق دار شوہر ہوگا، اور بقیہ آدھا بیوی کے ورثہ میں شرعی حصوں کے اعتبار سے تقسیم ہوگا۔ اور اگر اولاد ہوتو کل مہر میں سے ربع (ایک چوتھائی) شوہر کا حصہ ہوگا، اور باقی بیوی کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۴۷/۸)

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ﴾ [النساء، جزء آيت: ١٢]

مہر کے بدلے جائیداد یا مکان دینا

اگر کسی نے بیوی کو متعینہ مہر کے بدلے کوئی مکان، فلیٹ یا جائیداد کا حصہ دے دیا اور بیوی اُس کو لینے پر راضی ہوجائے تو اُس کا مہر ادا ہوجائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۴۷/۸)

أعطاها مالاً، وقال: من المهر، وقالت: من النفقة. فالقول للزوج إلا أن تقيم هي البينة. (الفتاوىٰ الهندية ٣٢٢/١، الهداية ٣٣٧/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

جب مہر میں معجّل یا مؤجل کی قید نہ ہوتو کیا حکم ہے؟

اگر مہر میں نصف معجّل اور نصف غیر معجّل ہوتو بقدر معجّل مہر وصول کرنے سے پہلے بیوی اپنے آپ کو شوہر سے دور رکھ سکتی ہے، اور اگر معجّل اور مؤجل کی کوئی قید نہ ہوتو پھر برادری کے عرف ورواج کو دیکھا جائے گا، اگر عرف میں مہر کا کوئی حصہ نقد ادا کیا جاتا ہے، تو وہ دے دیا جائے اور اگر یہ عرف نہ ہوتو بیوی کے لئے شوہر کی وفات یا طلاق سے پہلے غیر معین مہر طلب

کرنے کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۸۸/۸)

لا خلاف لأحد أن تأجيل المهر إلىٰ غاية معلومةٍ نحو شهر أو سنة صحيح، وإن كان لا إلىٰ غايةٍ معلومةٍ فقد اختلف المشائخ فيه، قال بعضهم: يصح، وهٰذا لأن الغاية معلومة في نفسها وهو الطلاق أو الموت. (الفتاویٰ الهندية زكريا ۳۱۸/۳، فتاویٰ دارالعلوم ديوبند ۲۵۰/۸ زكريا)

ولو دخل الزوج أو خلا بها برضاها، فلها أن تمنع نفسها عن السفر بها، حتى تستوفى جميع المهر علىٰ جواب الكتاب، والمعجل في ديارنا عند أبي حنيفة ...... وإن بينوا قدر المعجل يعجل ذٰلك، وإن لم يبينوا شيئًا ينظر إلى المرأة وإلى المهر المذكور في العقد أنه كم يكون المعجل لمثل هٰذه المرأة من مثل هٰذا المهر فيجعل ذٰلك معجلاً، ولا يقدر بالربع ولا بالخمس وإنما ينظر إلى المتعارف، وإن شرطوا في العقد تعجيل كل المهر يجعل الكل معجلاً ويترك العرف. (الفتاویٰ الهندية ۳۱۷/۱-۳۱۸ زكريا، البحر الرائق ۱۷۸/۳ كوئٹه)

مرض الموت میں مہر معاف کرانے سے معاف نہیں ہوتا

بیوی کے مرض الموت میں شوہر کے لئے مہر معاف کرانا شرعاً معتبر نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ معافی محض رسمی ہوتی ہے، دلی رضا مندی سے نہیں ہوتی؛ لہٰذا ایسی صورت میں مہر کی رقم بیوی کے ترکہ میں شامل ہوکر اس کے وارثین میں شرعی حصوں کے اعتبار سے تقسیم ہوگی۔

(قوله وصح حطها) أي حط المرأة من مهرها؛ لأن المهر في حالة البقاء حقها، والحط يلاقيه حالة البقاء، ولا بد في صحة حطها من أن لا تكون مريضة مرض الموت. (البحر الرائق ۱۵۱/۳ كوئٹه)

نکاح کے بعد مہر میں کمی زیادتی کرنا

نکاح کے بعد اگر شوہر یا بیوی نے متعینہ مہر میں کمی زیادتی کی، اور اُس کو برضا ورغبت

دوسرے نے قبول کرلیا، تو اصل مہر کے ساتھ یہ کمی زیادتی بھی لازم ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۵۲/۸)

أو زيد علىٰ ما سمى فإنها تلزمه بشرط قبولها في المجلس أو قبول ولي الصغير. (شامي ٢٤٦/٤ زكريا)

وصح حطها لكله أو بعضه عنه. (شامي مع الدر المختار ٢٤٨/٤ زكريا)

(قوله: صح حطها) أي حط المرأة من مهرها، أطلقه فشمل حط الكل أو البعض، وشمل ما إذا قبل الزوج أو لم يقبل، بخلاف الزيادة؛ فإنه لا بد في صحتها من قبولها في المجلس. (البحر الرائق ١٥٠/٣ كوئته)

دین مہر کے بدلہ زیورات دینا

دین مہر کے بدلے اگر لڑکے والے زیور دیتے وقت ادائے مہر کی نیت کرلیں، اور اُن زیورات کا لڑکی کو پوری طرح مالک اور متصرف بنادیں، تو یہ مہر کی ادائیگی کی سب سے آسان شکل ہے، اور اِس طرح بیوی کا مہر ادا ہوجائے گا۔ (دینی مسائل اور اُن کا حل ۲۴۲، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۵۴/۸)

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ [النساء، جزء آيت: ٤]

أعطاها مالاً وقال من المهر وقالت من النفقة، فالقول للزوج إلا أن تقيم هي البينة، كذا في فتح القدير. (الفتاوىٰ الهندية ٣٢٢/١)

ومن بعث إلىٰ امرأته شيئًا فقالت: هو هدية، وقال: هو من المهر، فالقول قوله في غير المهيا للأكل كالعسل والسمن. (الفتاوىٰ الهندية ٣٢٢/١)

نکاح کے وقت مقدار مہر میں زوجین کا اختلاف

عقد نکاح میں طے شدہ مہر کے بارے میں اگر میاں بیوی کا اختلاف ہوجائے، مثلاً شوہر کم مہر کا دعویٰ کرتا ہے اور بیوی زیادہ مہر بتاتی ہے، اور بینہ کسی کے پاس نہیں ہے، تو ایسی

صورت میں شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا، اور اگر دونوں اپنے دعوے پر بینہ پیش کردیں تو عورت کا بینہ قبول کیا جائے گا۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲۹۲/۴ زکریا)

وإن اختلفا في قدره حال قيام النكاح …… إن أقاما البينة فبينتها مقدمة إن شهد له مهر المثل، وبينته مقدمة إن شهد مهر المثل لها؛ لأن البينات لا ثبات خلاف الظاهر. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ٢٩٧/٤ زكريا)

اختلف الزوجان في قدره بأن ادعى ألفًا وهي ألفين …… وإن برهنا فللمرأة شامل لما إذا كان مهر المثل شاهدًا له أو لها أو بينها، وفي الأول البينة بينتها …… وأما في الثاني ففيه اختلاف: قال بعضهم يقضي بينتها أيضًا …… وقال بعضهم: يقضي ببينة الزوج. (البحر الرائق ١٨٠/٣-١٨١)

زبردستی مہر ہبہ کرانے کا حکم

اگر عورت کو ڈرا دھما کر مہر ہبہ کرنے پر مجبور کیا جائے، تو اِس ہبہ کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ اور شوہر کے ذمہ علیٰ حالہ مہر باقی رہے گا۔

خوّفها الضرب حتى وهبت مهرها لم يصح لو قادرًا على الضرب. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر ٢٤٨/٤ زكريا)

❍❖❍

چند رسومات ومنکراتِ نکاح

’’شادی‘‘ کو’’سادی‘‘ بنایئے!

اسلام میں نکاح ایک بامقصد اور پروقار عمل ہے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو پیغمبروں کی سنت قرار دیا ہے۔ (ترمذی شریف ۱/۲۰۶ حدیث: ۱۰۸۰)

اِس لئے ہونا تو یہ چاہئے کہ نکاح کی تقریبات میں شرعی حدود کا مکمل خیال رکھا جائے، اور کوئی ایسا عمل اس میں شامل نہ کیا جائے جو شرعاً ممنوع ہو؛ لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج کل نکاح کی تقریبات میں کھل کر شرعی احکام کی پامالی کی جاتی ہے، اور خوشی کی مدہوشی میں ہم اپنے خالق ومالک اللہ رب العزت اور اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو قطعاً نظر انداز کر جاتے ہیں۔

خصوصاً جس شخص کے پاس ذرا مالی وسعت ہوتی ہے تو وہ اپنے یہاں شادی کی تقریب اِس انداز میں منانے کی کوشش کرتا ہے جو پورے علاقہ کے لئے بے مثال اور بے نظیر بن جائے، لاکھوں لاکھ روپئے شادی ہال کے کرایوں، لائٹنگ اور ڈیکوریشن پر خرچ کردئے جاتے ہیں، کھانے پینے کی اشیاء کے تنوع میں ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر کرتا ہے، پھر ایک ایک مرد وعورت مہمان کی ’’مووی اور ویڈیو‘‘ بنائی جاتی ہے۔ مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، اور کہیں کہیں اسکرین لگا کر مردوں کا مجمع عورتوں میں اور عورتوں کا مجمع مردوں میں دکھایا جاتا ہے، اور حیا باختہ نوجوان ان باتوں سے لذت اندوز ہوتے دکھائی دیتے ہیں، ان باتوں کی وجہ سے شادی کی تقریب منکرات وفواحش کی آماج گاہ بن کر رہ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ جہیز کا دکھاوا، ٹونے ٹوٹکے والی رسومات کی پابندیاں اور برادری اور معاشرے کے دباؤ میں جاہلانہ اور فرسودہ باتوں پر اعتماد یہ ایسی دل خراش چیزیں ہیں، جن کی بنا پر ہمارے معاشرہ میں ’’شادی‘‘ اَب [شادی کے بجائے] بربادی بنتی جارہی ہے، اور ان خودساختہ پابندیوں کی بنا پر خصوصاً متوسط اور غریب طبقہ کے لئے شادی کرنا ایک بڑا بوجھ بنتا جارہا ہے، جس کی وجہ سے کتنی ہی لڑکیاں شادیوں سے محروم بیٹھی ہیں اور ماں باپ کی راتوں کی نینداور دن کا چین ختم کرنے کا سبب بن چکی ہیں۔

عن أبي أيوب رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أربع من سنن المرسلين: الحياء والتعطر والسواك والنكاح. (سنن الترمذي ۱/۲۰۶ رقم: ۱۰۸۰)

اللہ رسول بھی راضی ہیں یا نہیں؟

آج شادی کے موقع پر ہماری خواہش ہوتی ہے کہ خاندان، پاس پڑوس، دوست واحباب حتی کہ گھر کے نوکر چاکر سب کے سب خوش ہوجائیں کوئی ناراض نہ رہے۔اسی لئے اگر کسی رشتہ دار سے ناچاقی ہوتی ہے تو تقریب سے پہلے اس کی خوشامد درامد کر کے اسے تقریب میں شرکت پر آمادہ کیا جاتا ہے، ملازموں کی منہ مانگی مرادیں پوری کی جاتی ہیں؛ کیوں کہ ''شادی'' کی خوشی میں سب کو شامل کرنا مقصود ہوتا ہے؛ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم اپنی تقریبات میں جس طرح رشتہ داروں اور دوستوں کی خوشنودی کا خیال رکھتے ہیں، کیا اسی طرح اللہ اور اس کے مقدس پیغمبر کی خوشنودی کے حصول کا جذبہ بھی ہمارے اندر پایا جاتا ہے؟ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری منکرات بھری تقریبات دیکھ لیں تو آپ کو خوشی ہوگی یا ناگواری؟ ظاہر ہے کہ اسراف اور فضول خرچی اور منکرات دیکھ کر ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہرگز خوشی نہیں ہوسکتی؛ بلکہ یقیناً ناگواری ہوگی؛ اس لئے کہ قرآنِ کریم میں اسراف وتبذیر کی صراحۃً ممانعت وارد ہے۔ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا. اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ، وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا. (بنی اسرائیل: ۲۶-۲۷)

اور (اپنے مال کو فضول اور بے موقع) مت اُڑاؤ، یقیناً بے جا اُڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

اِسی بنا پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُنَةً. (مشکوٰۃ شریف ۲/۲۶۸)

یعنی سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں سب سے کم مشقت ہو۔

تو جب شریعت کا حکم اسراف وتبذیر سے بچنے کا اور نکاح کو آسان بنانے کا ہے، تو ہماری نکاح کی تقریبات جن میں کھل کر فضول خرچیاں ہوتی ہیں اور احکام شریعت کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں، اُن سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی کیسے نصیب ہوسکتی ہے؟

اور جس تقریب سے اللہ اور رسول راضی نہ ہوں، تو اگر اس سے پوری دنیا بھی خوش ہوجائے، مگر اس تقریب میں برکت نہیں آسکتی، اس کے برخلاف جس تقریب سے اللہ اور اس کے پیغمبر خوش ہوں تو وہی بابرکت ہوگی اگر چہ پوری دنیا ناراض ہوجائے، ہر صاحب ایمان کو یہ حقیقت ضرور پیش نظر رکھنی چاہئے اور اپنی سبھی تقریبات کو شریعت کے دائرہ میں رہ کر انجام دینے کا عزم کرنا چاہئے۔خاص طور پر اگر برادری کے بااثر حضرات اور ائمہ مساجد اس بارے میں مسلسل سنجیدہ کوشش کریں، تو اِن شاء اللہ اصلاح کی اُمید زیادہ ہے۔

منکرات ورسومات والی شادی میں علماء اور مقتداء لوگوں کا شریک ہونا

رسومات والی شادی اور تقریبات میں شرکت کرنا جائز نہیں، خاص کر علماء، ائمہ اور مقتداء لوگوں کو علم

ہونے کے بعد منکرات والی شادی میں شرکت کرکے اُن کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہئے، اور حکمتِ عملی کے ساتھ منکرات میں متعدد حضرات کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۲۴۸ ڈابھیل)

دعي إلى وليمة وثمه لعب أو غناء، قعد وأكل لو المنكر في المنزل، فلو على المائدة لا ينبغي أن يقعد؛ بل يخرج معرضًا لقوله تعالىٰ: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ فإن قدر على المنع فعل، وإلا يقدر صبر، إن لم يكن عن من يقتدي به، فإن كان مقتدي ولم يقدر على المنع خرج ولم يقعد؛ لأن فيه شَينٌ للدين، وإن علم أولاً باللعب لا يحضر أصلاً، سواء كان ممن يقتدي به أو لا؛ لأن حق الدعوة إنما يلزمه بعد الحضور لا قبله. (الدر المختار مع الشامي ٣٤٧/٦ كراچی)

وقال: لا بأس بأن يقعد ويأكل، قال أبو حنيفة: ابتليت بهٰذا مرة لما ذكرنا أن إجابة الدعوة أمر مندوب إليه فلا يترك لأجل معصية توجد من الغير، هٰذا إذا لم يعلم به حتى دخل، فإن علمه قبل الدخول يرجع ولا يدخل، قيل: هٰذا إذا لم يكن إمامًا يقتدىٰ به فإن كان لا يمكث؛ بل يخرج لأن في المكث استحقاقًا بالعلم والدين، وتجرئة لأهل الفسق على الفسق وهٰذا لا يجوز. (بدائع الصنائع ٣٠٨/٤ زكريا)

نکاح میں فضول خرچی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **أَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُنَةً. (مشكاة المصابيح ٢٦٨)** یعنی سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم تکلفات ہوں؛ لہٰذا تقریب نکاح کی مسنون صورت یہی ہوگی کہ اس میں تمام رسوم ورواج تکلفات اور معاصی سے بالکلیہ اجتناب کیا جائے اور ہر اعتبار سے سادگی کا مظاہرہ کیا جائے، نکاح کی مجلس مسجد میں منعقد کرنا افضل ہے؛ تاہم نکاح کے دوران مسجد کے آداب کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے، مثلاً وہاں شور وشغب نہ مچایا جائے اور مسجد کے فرش وغیرہ کو خراب نہ کیا جائے۔ (طحاوی شریف ۲/۲۵)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ، وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدَّفِّ. (سنن الترمذي ٢٠٧/١، مشكاة المصابيح ٢٧٢ قديم)

ذیل میں موجودہ دور میں مروج نکاح کی چند رسومات ومنکرات کا ذکر کیا جارہا ہے، انہیں کے ذریعہ اس طرح کی دیگر رسومات کا حکم بھی معلوم کیا جاسکتا ہے:

منگنی کی با قاعدہ تقریب

شادی سے پہلے با قاعدہ منگنی کی تقریب کی کوئی اصل نہیں ہے، اِس طرح کی مسرفانہ رسومات قابلِ ترک ہیں؛ البتہ فریقین کے چند ذمہ دار لوگ جمع ہوکر مشورہ کرکے تاریخ وغیرہ طے کریں، تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۲۱/۶-۲۲)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا. اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ [بني إسرائيل: ٢٦-٢٧]

وقال: هل أعطيتنيها؟ فقال: أعطيت إن كان المجلس للوعد فوعد، وإن كان للعقد فنكاح. (شامي ١١/٣ كراچی، الدر المختار ١٨٨/١ زكريا)

والتبذير إنفاق المال في غير حقه، ولا تبذير في عمل الخير. (تفسير القرطبي ٢٤٧/١٠)

مہندی کی رسم

شادی کے موقع پر لڑکی کو زینت کے لئے مہندی وغیرہ لگانے کی اجازت ہے؛ لیکن اِس کے لئے با قاعدہ تقریب کا اہتمام ثابت نہیں، یہ بے جا تکلف اور اِسراف ہے، اور مرد کے لئے ہاتھ پیروں میں برائے زینت مہندی لگانا درست نہیں؛ کیوں کہ اِس میں عورتوں سے مشابہت لازم آتی ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال عليه الصلاة والسلام: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطل. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٤١/٤ رقم: ١٧٤٧٠)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم

المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري ۸۷٤/۲)

الحناء سنة للنساء، ويكره لغيرهن من الرجال، إلا أن يكون لعذر؛ لأنه تشبه بهن، والثاني: من يتكلف أخلاق النساء وحركاتهن وسكناتهن وزينتهن، فهٰذا هو المذموم الذي جاء في الحديث لعنهم. (مرقاة المفاتيح ۱۷/۸-۲۱٦)

سندور لگانا

شادی کے وقت دولہن کے بالوں میں سندور لگانے کی رسم ایک ہندوانہ رسم ہے، جس کا استعمال مسلمانوں کے لئے جائز نہیں، اس سے احتراز ضرور کرنا چاہئے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۹/۱۲ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲۵۵/۸ رقم: ٤۳٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ۵۷٤۳/۱۱ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

اُبٹن کی رسم

اُبٹن کی مروجہ رسم جس میں اجنبی لڑکے لڑکیاں اکٹھے ہوتے ہیں اور بے حیائی کی باتیں اور اعمال ہوتے ہیں شرعاً جائز نہیں ہے، اگر بدن کی محض صفائی مقصود ہے، تو تنہائی میں اُبٹن لگالیں، اِس کے لئے باقاعدہ تقریب کرنا محض رسم اور اسراف ہے۔ (بہشتی زیور ۲۳/٦)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه

وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٢/٥٥٩ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢/٣٧٥)

قال عليه الصلاة والسلام: كل شيء يلهو به ابن آدم فهو باطل. (مستفاد: المسند للإمام أحمد ٤/١٤١ رقم: ١٧٤٧٠)

محرم میں شادی کو منحوس سمجھنا

محرم کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنا بالکل حلال ہے، اِس میں کوئی کراہت بھی نہیں، جو لوگ شیعیت سے متأثر ہوکر اِس مہینہ میں نکاح کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، اُن کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۲/۱۱۵ کراچی، امداد المفتیین ۱۵۶)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا يحل لامرأة تؤمن بالله أن تحد علىٰ ميت فوق ثلاث ليال إلا على زوج أربعة أشهر وعشرًا. (صحيح البخاري ٢/٨٠٣ رقم: ٥١٢٨، صحيح مسلم ١/٤٨٦، السنن الكبرىٰ للبيهقي ١/٣٧٩)

عن سعد بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: لا هامة ولا عدوىٰ ولا طيرة. (سنن أبي داؤد ٢/٥٤٨)

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا عدوىٰ ولا طيرة والشؤم في ثلاث في المرأة والدار والدابة. (صحيح البخاري / باب الطيرة ٢/٨٥٦ رقم: ٥٥٣٩)

شادی کے لئے بعض تاریخوں کو متعین منحوس سمجھنا؟

بعض لوگ شادی کی تاریخ طے کرنے میں بعض تاریخوں کو منحوس سمجھتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔ اِسلام میں کسی خاص دن یا مہینہ کو منحوس سمجھنے کا کوئی تصور نہیں ہے، یہ غیروں کا طریقہ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۱۹۶ ڈابھیل)

سئل نفع الله بعلومه: السوال عن النحس والسعر وعن الأيام والليالي

التي تصلح لنحو السفر والانتقال ما يكون جوابه؟ فأجاب: من يسأل عن النحس وما بعده لا يجاب إلا بالإعراض عنه، وتسفيه ما فعله، ويبين له قبحة، وأن ذٰلك من سنة اليهود لا من هدى المسلمين. (الفتاویٰ الحديثية ٤١-٤٢ لابن حجر الهيثمي)

سہرا باندھنا

شادی میں دولہا کوسہرا[پھولوں یا موتیوں کی لڑیاں جو دولہا کے سر سے چہرے تک لٹکائی جاتی ہیں۔ (فیروز اللغات)] باندھنا ایک ہندوانہ بے اصل رسم ہے، اس کا ترک کرنا لازم ہے۔ (بہشتی زیور ۶/۲۵ کراچی) البتہ نکاح کے وقت باوقار انداز میں عمامہ باندھنا بہتر ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

عن ركانة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس. (سنن الترمذي ٣٠٨/١، سنن أبي داؤد ٥٦٣/٢)

شادی کی کار کو پھولوں سے سجانا

شادی میں نوشہ کی کار کا سجانا کوئی پسندیدہ عمل نہیں ہے؛ اِس لئے کہ اِس سجاوٹ سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ متحقق نہیں ہوتا، یہ صرف وقتی زینت ہے اور مال کا بے جا استعمال ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن اللّٰه حرّم عليكم عقوق الأمهات – إلى قولهٖ – وكثرة السوال وإضاعة المال. (صحيح البخاري ۲۰۰/۱ رقم: ١٤٥٥ ف: ١٤٧٧)

عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج في غزاةٍ فأخذت نمطًا فسترته على الباب، فلما قدم فراى النمط فجذبه حتى هتكه، ثم قال: إن الله لم يأمرنا أن نكسو الحجارة والطين. (صحيح مسلم ۲۰۰/۲)

شادی میں لائٹنگ

مہمانوں کی آمد یا شادی کی علامت کے طور پر معمول سے زائد کچھ لائٹیں لگادی جائیں تو اِس میں حرج معلوم نہیں ہوتا؛ لیکن آج کل جس طرح لائٹنگ میں تکلفات اور بے انتہاء اسراف کیا جاتا ہے اور لاکھوں روپئے محض سجاوٹ میں برباد کردئے جاتے ہیں، اِس کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی، یہ بلاشبہ تبذیر میں داخل ہے اور شیطان کو خوش کرنے والا عمل ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا﴾ [بنی إسرائيل، جزء آيت: ٢٦]

عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن اللّٰه حرم عليكم عقوق الأمهات – إلىٰ قولهٖ – وكثرة السوال وإضاعة المال. (صحيح بخاري ۲۰۰/۱ رقم: ١٤٥٥ ف: ١٤٧٧)

دلہن کا کمرہ سجانا

ول خرچی اور اسراف سے بچتے ہوئے دلہن کا کمرہ مزین کرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن اِس پر ہزاروں روپیہ خرچ کردینا جیسا کہ آج کل معمول بن گیا ہے، یہ شرعاً پسندیدہ نہیں ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا. اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ [بني إسرائيل: ٢٦–٢٧]

والتبذير إنفاق المال في غير حقه، ولا تبذير في عمل الخير. (تفسير القرطبي ۱۰/۲٤۷)

شادی میں بارات لے جانا

شادی کے موقع پر نام ونمود اور شہرت کے لئے کثیر تعداد میں لوگوں کو بارات کے نام پر لڑکی والوں کے یہاں لے کر جانا حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک طریقوں کے خلاف ہے، اور لڑکی والوں پر بے جا ظلم اور وسعت سے زیادہ بوجھ ڈالنا ہے، جو ناجائز ہے؛ البتہ لڑکے (دولہا) کے ساتھ اس کے اہل خانہ میں سے چند افراد مثلاً: باپ، بھائی وغیرہ لڑکی والے کے یہاں اس کی اجازت سے چلے جائیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

المستفاد: قال عليه السلام: المتباريان لا يجابان ولا يؤكل طعامهما، قال الإمام أحمد: يعني المتعارضين بالضيافة فخرًا ورياءً. (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب الوليمة ۲۷۹)

وفي استحباب المبادرة إلى الضيف بما تيسر الخ، وقد كره جماعة من السلف التكلف للضيف وهو محمول علىٰ ما يشق علىٰ صاحب البيت مشقة ظاهرة؛ لأن ذٰلك يمنعه من الإخلاص وكمال السرور بالضيف. (شرح النووي على صحيح المسلم ۲/۱۷۷)

شادی میں ڈھول باجا اور دَف بجانا

شادی وغیرہ کے موقع پر ڈھول تاشہ اور ڈی جے بجانا، اِسی طرح ''دف'' کے ساتھ گیت گانا جائز نہیں ہے، راجح اور محتاط قول یہی ہے کہ شروع اسلام میں شہرت واطلاع کے لئے ''دف'' کی اجازت تھی، بعد میں یہ اجازت منسوخ ہوگئی، اور موجودہ دور میں اس طرح کی مجالس میں دیگر منکرات بھی داخل ہوگئے ہیں، مثلاً لڑکے لڑکیوں کا اختلاط اور فحش مضامین اور بے غیرتی والے اشعار پڑھنا، اس لئے آج کل اس کی مطلقاً ممانعت کرنی چاہئے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۲۷۹)

روایة ضرب الدف منسوخة کما نقله العیني في عمدة القاري. (الفتاویٰ التارتارخانیة ۱۸/۱۸۸ زکریا)

ومن یمنعه من العلماء یقول: کان هٰذا وأمثاله في ابتداء الإسلام ویؤید هٰذا القول ما أخرجه السیوطي في جامع الأحادیث الکبیر عن علي رضي اللّٰه عنه: نهی النبي صلی اللّٰه علیه وسلم عن ضرب الدف ولعب الصنج وضرب الزمارة. (جامع الأحادیث الکبیر ۳۹/۸ رقم: ۲٤۲۸۷)

عن علي عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: تمسخ طائفة من أمتي قردة وطائفة خنازیر ویخسف بطائفة ویرسل علیٰ طائفة منهم الریح العقیم بأنهم شربوا الخمر ولبسوا الحریر واتخذوا القیان وضربوا بالدف. (کنز العمال ۹۷/۱۵ رقم: ٤۰٦۷۰، عمدة القاري ۵۰/۱۲، الفتاویٰ التاتارخانیة ۱۸/۱۸۵ زکریا)

جہیز کی نمائش کرنا

مجمع عام میں جہیز کے سامان کی نمائش کرنا یا ایک ایک چیز کا نام کے ساتھ اعلان کرنا اور اُس کی فہرست پیش کرنا جیسا کہ بعض جگہوں پر رواج ہے یہ سب جہالت کی باتیں ہیں، ان سے ہر مسلمان کو احتراز کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۱۹۵ ڈابھیل)

المستفاد: قال علیه السلام: من سمّع سمع اللّٰه به ومن یرائي یرائ اللّٰه له. (صحیح البخاري ۹٦۲/۲، سنن الترمذي ٦۳/۲، انوار نبوت ٦۹۹)

تلک کی رسم

رشتہ یا شادی کے وقت لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی والوں سے نقد رقم کا مطالبہ کر کے لینا ’’تلک‘‘ کہلاتا ہے، یہ رسم قطعاً حرام اور ممنوع ہے۔ اسلام میں اس کی ہرگز اجازت نہیں، ایسی رقم اگر لے لی جائے تو اس کو لڑکی والوں کو واپس کرنا لازم ہے۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی

اللّٰہ علیه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا یحل مال امرء إلا بطیب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ بيروت)

عن أبي حميد الساعدي رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم قال: لا يحل لامرئ أن يأخذ مال أخيه بغير حقه، وذٰلك لما حرم اللّٰہ مال المسلم على المسلم. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٢٥/٥ رقم: ٢٤٠٠٣)

إن أخذه من غير عقد لم يملكه ويجب عليه أن يرده علىٰ مالكه إن وجد المالك. (بذل المجهود ٣٧/١، انوار نبوت ٧٠٥)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الحدود / الباب السابع، فصل في التعزير ١٦٧/٢ زكريا، البحر الرائق ٧٢/٥، قواعد الفقه ص: ١١٠ المكتبة الأشرفية ديوبند، شامي ١٠٦/٦ زكريا)

شادی میں رشتہ داروں کے لئے لین دین کی رسم

شادی کی تقریب میں رشتہ داروں کا لازمی طور پر ہدایا اور تحائف وغیرہ کا لین دین جو اِس اُمید کے ساتھ دیا جاتا ہے کہ جب دینے والے کے یہاں تقریب ہوگی تو اُسے بھی اِسی طرح یا اِس سے بڑھ کر تحائف ملیں گے، یہ بلاوجہ زیر بار کرنے والی رسم ہے اور ایک طرح کا خاندانی دباؤ ہے۔ چنانچہ اکثر یہ لین دین دل کی خوشی کے ساتھ نہیں ہوتا؛ بلکہ عزت بچانے کی خاطر ہوتا ہے، اور بہت سے کم وسعت والے لوگ اِن رسوم کی ادائیگی میں مجبوراً مقروض بھی ہوجاتے ہیں، اِس لئے ایسی رسومات ناجائز اور قابلِ ترک ہیں۔ (کفایت المفتی ۹/۰۷، باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ ۲۵۱)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني

١١٨/٦، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ بيروت)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الحدود / الباب السابع، فصل في التعزير ١٦٧/٢ زكريا، البحر الرائق ٧٢/٥، قواعد الفقه ص: ١١٠ المكتبة الأشرفية ديوبند، شامي ١٠٦/٦ زكريا)

شادی میں بھات

جب بھانجی کی شادی ہوتی ہے تو ماموں اور دیگر ننہیالی رشتہ داروں کی طرف سے بھات کی رسم ادا ہوتی ہے، جس میں جوڑے، کپڑے، استعمالی چیزیں، نقدی اور دیگر سامان ماموں اور ممانیوں کی طرف سے بھانجی کو دیا جاتا ہے، اور نہ دینے پر زندگی بھر شکوہ شکایت ہوتا ہے، یہ محض ہندوانہ رسم ہے؛ البتہ رسم منائے بغیر بھانجی کے ساتھ صلہ رحمی کرنا فی نفسہ ایک امر مستحسن اور مباح کام ہے، جس میں نام ونمود اور ریا نہ ہو، اور نہ دینے پر کسی قسم کا شکوہ شکایت بھی نہ ہونا چاہئے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال الطيبي: هٰذا عام في الخلق والخلق والشعار، ولما كان الشعار أظهر في الشبه، ذكر في هٰذا الباب، قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه لا غير. (مرقاة المفاتيح ١٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الحدود / الباب السابع، فصل في التعزير ١٦٧/٢ زكريا، البحر الرائق ٧٢/٥، قواعد الفقه ص: ١١٠ المكتبة الأشرفية ديوبند، شامي ١٠٦/٦ زكريا)

دولہن کی منہ دکھائی

شادی کے بعد اگر عورتیں دولہن کا چہرہ دیکھیں اور اُس کی حوصلہ افزائی کریں، تو اِس کی تو

گنجائش ہے؛ لیکن نامحرم مردوں کا سجی سنوری دولہن کو دیکھنے کے لئے آنا اور منہ دکھائی کی رسم انجام دینا قطعاً ناجائز ہے، اور نہایت بے غیرتی کی بات ہے، اس پر نکیر کرنی لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰۶/۱۱ ڈابھیل)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكىٰ لَهُمْ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۰]

عن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول اللّٰه ﷺ قال: لعن اللّٰه الناظر والمنظور إليه. (شعب الإيمان للبيهقي ١٦٢/٦ رقم: ٧٧٨٨، مشكاة المصابيح ٢٧٠)

عن عقبة ابن عامر رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إياكم والدخول على النساء. (صحيح البخاري ٧٨٧/٢ رقم: ٥٠٣٦)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال، لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار) وقال الشامي: والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامي ٤٠٦/١ كراچی، ٧٩/٢ زكريا)

سلامی کی رسم

نکاح کے بعد دولہا کا دولہن کے گھر جا کر نامحرم عورتوں کے درمیان سلامی کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، یہ نہایت بے غیرتی والی رسم ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكىٰ لَهُمْ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۰]

عن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول اللّٰه ﷺ قال: لعن اللّٰه الناظر والمنظور إليه. (شعب الإيمان للبيهقي ١٦٢/٦ رقم: ٧٧٨٨، مشكاة المصابيح ٢٧٠)

عن عقبة ابن عامر رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إياكم والدخول على النساء. (صحيح البخاري ٧٨٧/٢ رقم: ٥٠٣٦)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال، لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار) وقال الشامي: والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامي ٤٠٦/١ کراچی، ٧٩/٢ زکریا)

دولہن کے پیر دھلوائی کی رسم

دولہن جب میکے سے سسرال پہنچے تو دروازے کے باہر اُس کے پیر دھلوانے کی رسم ٹونے ٹوٹکے کے قبیل سے ہے، اِس کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں ہے۔ (بہشتی زیور ٣٦/٦)

عن سعد بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: لا هامة ولا عدوىٰ ولا طيرة. (سنن أبي داؤد ٥٤٧/٢)

دولہن کی آمد پر پانی چھڑکنا

دولہن کی آمد پر گھر میں پانی چھڑکنے کا یہ عمل بے اصل ہے، اور غیر قوموں سے ماخوذ ہے، اِس طرح کے ٹونے ٹوٹکے سے احتراز لازم ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ١٥٩/٨)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

عن سعد بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: لا هامة ولا عدوىٰ ولا طيرة. (سنن أبي داؤد ۲/۵٤۸)

گودبھرائی کی رسم بد

سسرال جاتے وقت لڑکی کی گودبھرائی کی رسم قطعاً ناجائز ہے، شریعت میں اِس کا کوئی ثبوت نہیں؛ بلکہ یہ ہندوانی ٹوٹکا ہے، جس پر اعتقاد رکھنا کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۶/۲۲-۳۲-۳۴، کفایت المفتی ۹/۶۶)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۲/۵۵۹ رقم: ٤۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲/۳۷۵)

جوتا چھپائی کی رسم

دولہا کے سسرال پہنچنے پر دولہن کی بہنوں وغیرہ کا اُس کی جوتا چھپائی کرنا اور جبراً دولہا سے پیسے وصول کرنا اور ہنسی مذاق کرنا ہرگز درست نہیں ہے، اِس میں جہاں جبر واکراہ کی صورت پائی جاتی ہے، وہیں اجنبی مرد سے بے تکلفی اور بے پردگی کا گناہ بھی شامل ہوتا ہے، اِس لئے یہ رسم بھی قابلِ ترک اور قابلِ مذمت ہے۔ (بہشتی زیور ۶/۳۶)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ۲۵۵، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٦/١١٨، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٥/٧٢، شعب الإيمان للبيهقي ٤/٣٨٧ رقم: ٥٤٩٢ بيروت)

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تمار أخاك ولا تمازحه ولا تعده فتخلفه. (سنن الترمذي ۲/۲۰)

عن السائب ابن يزيد عن أبيه عن جده رضي الله عنه أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: لا يأخذن أحدكم متاع أخيه لاعبًا جادًّا. (سنن أبي داؤد / كتاب الأدب ٦٨٣/٢)

شادی میں گھر لیپ کر انگلیوں کے نشانات بنانا

بعض علاقوں میں شادی سے دو چار دن پہلے گھر کو لیپنے کا التزام کرتے ہیں اور اس میں مخصوص طرح کے انگلیوں سے نشانات بناتے ہیں، یہ ایک رسم ہے، جو ہندوؤں کے یہاں رائج ہے؛ لہٰذا اس سے احتراز لازم ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

کھڑے ہوکر کھانا پینا

شادیوں میں کھڑے ہوکر کھانا پینا یہ غیر قوموں کا طریقہ اور قابل ترک ہے، نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھڑے ہوکر کھانے پینے سے منع فرمایا ہے۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن النبي عليه السلام نهى أن يشرب قائمًا، فقيل: الأكل، قال: ذٰلك أشد. (سنن الترمذي ١٠/٢)

وفي رواية: ذاك أشر وأخبث. (صحيح مسلم ١٧٣/٢)

شادی میں لڑکی کو رخصت کرنے سے پہلے داماد سے زیور لینا

بعض علاقوں میں لڑکی کو رخصت کرنے سے پہلے داماد سے زیور اور کچھ سامان یا نقدی وغیرہ لینے کا رواج ہے، اِس کے بغیر لڑکی کو رخصت نہیں کرتے، یہ ایک ظالمانہ رسم ہے، لڑکے کے ذمہ صرف مہر اور نان ونفقہ اور کپڑا واجب ہوتا ہے، زیور وغیرہ دینا کچھ واجب نہیں؛ لہٰذا اِس

سے بچنا ضروری ہے، شادی کے بعد لڑکا اپنے طور پر بطور تبرع زیور وغیرہ کوئی چیز لڑکی کو دے، تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ومن السحت ما يأخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطيب نفسه، حتى لو كان بطلبه يرجع الختن به. (الدر المختار مع الشامي ٤٢٤/٦ كراچی، قاضي خان ٣٩١/١ كوئٹه)

لو أخذ أهل المرأة شيئًا عند التسليم، فللزوج أن يسترده؛ لأنه رشوة. (الدر المختار مع الشامي ١٥٦/٣ كراچی، البحر الرائق ٣٢٥/٣)

وقال الشامي عند التسليم: أي بأن أبى أن يسلمها أخوها أو نحوه حتى يأخذ شيئًا، وكذا لو أبى أن يزوجها فللزوج أن يستره قائمًا أو هالكًا؛ لأنه رشوة، بزازية. (شامي ١٥٦/٣ كراچی، بزازية على الهندية ١٣٦/٤ كوئٹه، قاضي خان ٣٩١/١، البحر الرائق ٣٢٤/٣)

نکاح میں شرکت کے لئے غیر مسلم کو مسجد میں داخل کرنا

وہ غیر مسلم جس کی رواداری اور تعلقات کی بنا پر مجلس نکاح میں شرکت کی دعوت دی گئی ہو، اور وہ ظاہری نجاست وغیرہ سے پاک ہو، اور کسی فتنہ کا بھی خوف نہ ہو، تو اس کا مسجد میں داخل ہونا شرعاً منع نہیں ہے۔ بریں بنا اگر وہ مجلس نکاح میں مسجد میں شرکت کرنا چاہے تو اہل مسجد پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲/۴۳۰ میرٹھ)

وقال أصحابنا: يجوز للذمي دخول سائر المساجد. (أحكام القران للجصاص ١٣١/٣ قديمى)

وقال الحنفية: لا يمنع الذمي من دخول الحرم، ولا يتوقف جواز دخوله علىٰ إذن مسلم ولو كان المسجد الحرام يقول الجصاص في تفسير قولهٖ تعالىٰ: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوْا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ﴾ يجوز للذمي دخول سائر المساجد. (الموسوعة الفقهية ١٨٩/١٧ الكويت)

❑❖❑

مآخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔مرتب)

۱	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م ۱۲۷۰ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۲	تفسیر ابن کثیر	علامہ اسماعیل بن عمر عماد الدین ابن کثیرؒ (م:۷۷۴ھ)	دارالسلام ریاض
۳	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م ۶۶۸ھ)	دارالفکر بیروت
۴	احکام القرآن	الامام ابوبکر جصاص الرازیؒ (م ۳۷۰ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵	تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ (م ۱۱۲۵)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۶	معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (۱۳۹۵ھ)	معراج بک ڈپو دیوبند
۷	صحیح البخاری	الامام ابو محمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م ۲۲۶ھ)	مکتبۃ الاصلاح لالباغ مرادآباد
۸	عمدۃ القاری	علامہ بدرالدین عینیؒ (م:۸۵۵ھ)	دارالفکر بیروت
۹	فتح الباری	امام حافظ ابن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۰	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م ۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت
۱۱	نووی علی مسلم	شیخ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النوویؒ (م:۶۷۶ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند
۱۲	فتح الملہم	حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (م ۱۳۶۹ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۱۳	تکملۃ فتح الملہم	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم	مکتبہ دارالعلوم کراچی
۱۴	المفہم	الامام الحافظ ابوالعباس احمد بن عمر القرطبیؒ (م ۶۵۶ھ)	دار ابن کثیر دمشق
۱۵	سنن الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت
۱۶	سنن النسائی	الامام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (م ۳۰۳ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند ومرقم: دارالفکر بیروت

۱۷	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند مرقم: دار الفکر بیروت
۱۸	مراسیل ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۹	بذل المجہود	الشیخ خلیل احمد السہارنفوریؒ (م ۱۳۴۶ھ)	مرکز الشیخ ابی الحسن الندویؒ
۲۰	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینیؒ (م ۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند دار الفکر بیروت
۲۱	طحاوی شریف	ابوجعفر احمد بن محمد الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ)	یاسر ندیم دیوبند
۲۲	مشکوۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م ۷۴۱ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۲۳	مرقاۃ المفاتیح	العلامۃ علی بن السلطان محمد القاریؒ (م ۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۲۴	صحیح ابن حبان	الامیر علاء الدین علی بن بلبانؒ (م ۷۳۹ھ)	دار الفکر بیروت
۲۵	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاکر)	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ)	دار الحدیث القاہرہ
۲۶	السنن الکبریٰ للبیہقی	الامام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۷	السنن الکبریٰ للنسائی	الامام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (م ۳۰۳ھ)	مکتبہ سعد دیوبند
۲۸	شعب الایمان	الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۹	الترغیب والترہیب	الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ (م ۶۵۶ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۰	مصنف ابن ابی شیبہ	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفیؒ (م ۲۳۵)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۱	مصنف عبدالرزاق	الحافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ)	دار القلم بیروت
۳۲	المعجم الطبرانی الاوسط	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ)	مکتبۃ المعارف ریاض
۳۳	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ)	دار احیاء التراث بیروت
۳۴	سنن الدارالقطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۵	کنز العمال	علی ابن حسام الدین المتقیؒ (م: ۹۷۵ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۶	مجمع الزوائد	علامہ ابوبکر الہیثمیؒ (م: ۸۰۷ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۷	فیض القدیر	العلامہ زین الدین عبدالروف محمد بن علی المناویؒ (م ۱۰۳۱ھ)	دار الفکر بیروت
۳۸	جامع الاحادیث الکبیر	الحافظ جلال الدین السیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)	دار الفکر بیروت

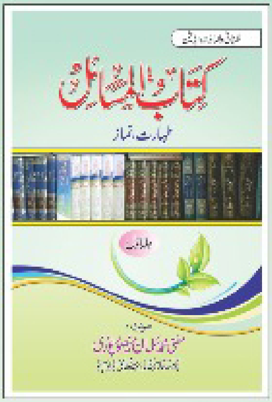
۳۹	اعلاء السنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ)	دار الکتب العلمیہ
۴۰	اوجز المسالک	حضرت شیخ زکریا مہاجر مدنیؒ (م:۱۴۰۲ھ)	دار القلم دمشق
۴۱	الاصابہ	العلامہ الحافظ بن حجر العسقلانیؒ (م۸۵۲ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۴۲	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالیؒ (م۵۰۵)	نول کشور لکھنؤ
۴۳	شرح الفقہ الاکبر	ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م۱۵۰ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۴۴	کتاب الآثار للامام محمدؒ	تشریح: علامہ ابوالوفاء افغانیؒ	مجلس علمی ڈابھیل
۴۵	الجامع الصغیر	ابوعبداللہ محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م۱۸۹ھ)	دار الایمان سہارنپور
۴۶	المبسوط	شمس الائمہ شمس الدین ابوبکر محمد السرخسیؒ (م:۴۹۰ھ)	دار الفکر بیروت
۴۷	ہدایہ	شیخ الاسلام علامہ برہان الدین المرغینانیؒ (م۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۴۸	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م۵۹۲ھ)	داراحیاء التراث بیروت
۴۹	فتح القدیر	شیخ الاسلام علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ)	دار الفکر بیروت
۵۰	عنایہ شرح الہدایہ مع الفتح	اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود الرومیؒ (م۷۸۶ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۵۱	البنایہ شرح الہدایہ	ابومحمد محمود بن احمد الحنفی بدر الدین العینیؒ (م۸۵۵ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۵۲	البحر الرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۳	تنویر الابصار مع الدر المختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمر تاشیؒ (م۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۴	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۵	ردالمحتار (فتاویٰ شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، (زکریا بک ڈپو دیوبند) احیاء التراث العربی بیروت
۵۶	تقریراتِ رافعی	علامہ عبدالقادر الرافعیؒ (م:۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵۷	غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار	مترجم: مولانا محمد احسن صدیقی نانوتویؒ	نول کشور لکھنؤ
۵۸	حاشیۃ الطحطاوی علی الدر	امام احمد بن محمد بن اسماعیل الطحطاویؒ (م۱۲۳۱ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۵۹	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۶۰	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۶۱	تبیین الحقائق	فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفیؒ (م۷۴۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند

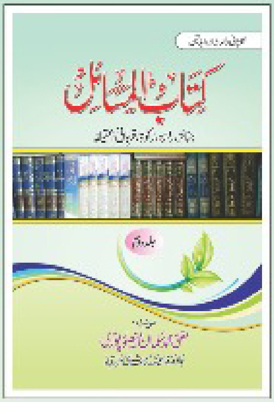
۶۲	حاشیۃ چلپی علی تبیین	شہاب الدین احمد بن حجر الشلبیؒ (م ۱۰۲۱ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۳	المختصر القدوری	ابوالحسین احمد بن محمد القدوری البغدادی الحنفیؒ (م ۸۲۸ھ)	مکتبہ رشیدیہ دہلی
۶۴	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمدؒ (م ۸۰۰ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۶۵	طحطاوی علی المراقی	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفیؒ (م ۱۲۳۱ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۶۶	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ) (م ۱۰۷۸ھ)	داراحیاء التراث بیروت
۶۷	الدر المنتقی علی مجمع الانہر	شیخ محمد بن علی الحصینی المعروف بالعلاء الحصکفیؒ (م ۱۰۳۲ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۶۸	النہر الفائق	سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجیم الحنفیؒ (م ۱۰۰۵ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۹	الفتاویٰ السراجیہ	سراج الدین ابی محمد علی بن عثمان التیمیؒ (م ۵۶۹ھ)	مکتبۃ الاتحاد دیوبند
۷۰	الفتاویٰ الولوالجیۃ	ظہیر الدین عبدالرشید بن ابی حنیفہ الولوالجیؒ (م ۵۴۰ھ)	دارالایمان سہارنپور
۷۱	خلاصۃ الفتاویٰ	امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاریؒ (م ۵۴۲ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۷۲	غنیۃ المتملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفیؒ (م ۹۵۶ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۳	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزازؒ (م: ۸۲۷ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۴	شرح وقایہ	صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود بن محمودؒ (م: ۷۴۷ھ)	فیصل پبلی کیشنز دیوبند
۷۵	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ البخاریؒ (م: ۶۱۶ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۷۶	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (۷۸۶ھ) (بتحقیق: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی)	ادارۃ القرآن کراچی زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۷	عالمگیری	علامہ نظام الدین وجماعۃ من العلماء	داراحیاء التراث بیروت
۷۸	المغنی بن قدامہ	موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسیؒ (۶۲۰ھ)	دارالفکر بیروت
۷۹	الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الاسلامیہ کویت
۸۰	موسوعۃ الفقہ الاسلامی	الدکتور وہبہ زحیلی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۸۱	الفقہ الاسلامی وادلتہ	الدکتور وہبہ زحیلی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۸۲	الفقہ علی المذاہب الاربعۃ	علامہ عبدالرحمٰن جزیری	المکتبۃ العصریہ بیروت
۸۳	نورالانوار	مولانا حافظ احمد ملاجیونؒ (م: ۱۰۳۰ھ)	مکتبہ بلال دیوبند

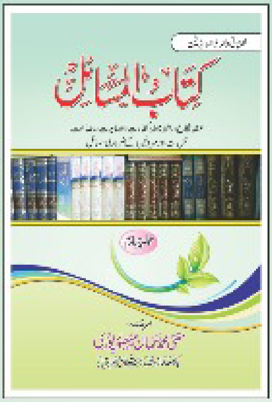
۸۴	الفتاویٰ الحدیثیہ	العلامہ احمد بن محمد بن علی ابن حجر الہیثمیؒ (م ۹۷۴ھ)	داراحیاء التراث بیروت
۸۵	معجم لغۃ الفقہاء	ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی، ڈاکٹر حامد صادق قنیبی	ادارۃ القرآن کراچی
۸۶	قواعد الفقہ	علامہ عمیم الاحسان مجددیؒ	زکریا بک ڈپو دیوبند
۸۷	فقہ السنہ	السید سابق	دارالکتاب العربی بیروت
۸۸	باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ	فتاویٰ حضرت گنگوہیؒ، مرتبہ: مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی	مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ
۸۹	حجۃ اللہ البالغہ	احمد بن عبدالرحیم شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ)	مکتبہ حجاز دیوبند
۹۰	رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجۃ اللہ البالغہ	حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ	مکتبہ حجاز دیوبند
۹۱	کفایۃ المفتی	مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب دہلویؒ (م ۱۳۷۲ھ)	مکتبہ امدادیہ پاکستان
۹۲	فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ (م ۱۳۴۷ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۹۳	المصالح العقلیہ	حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)	دارالکتاب دیوبند
۹۴	الحیلۃ الناجزۃ	حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)	امارتِ شرعیہ ہند
۹۵	بہشتی زیور	حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)	مکتبہ اختری سہارنپور
۹۶	مسائل بہشتی زیور	مرتبہ: ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	جامعہ مدنیہ لاہور
۹۷	امداد الفتاویٰ	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
۹۸	امداد المفتیین	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م ۱۳۹۵ھ)	مکتبہ دارالعلوم کراچی
۹۹	علم الفقہ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقیؒ (م: ۱۹۶۲ھ)	مکتبہ فاروقیہ لکھنؤ
۱۰۰	جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م ۱۳۹۵ھ)	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
۱۰۱	فتاویٰ محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م ۱۴۱۷ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۱۰۲	فتاویٰ رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ (م ۱۴۲۲ھ)	مکتبہ رحیمیہ سورت گجرات
۱۰۳	احسن الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م ۱۴۲۲ھ)	دارالاشاعت دہلی
۱۰۴	آپ کے مسائل اور اُن کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (م: ۱۴۲۱ھ)	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۱۰۵	کتاب الفتاویٰ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

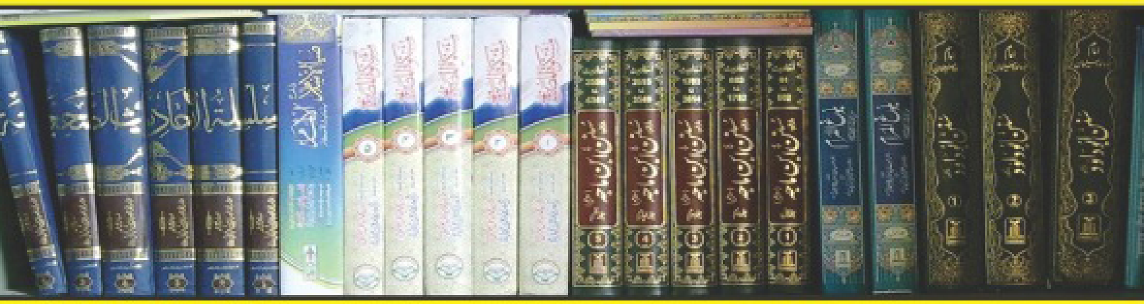
۱۰۶	فتاویٰ قاسمیہ	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۰۷	انوار نبوت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۸	ایضاح المسائل	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۹	کتاب النوازل	محمد سلمان منصور پوری	فرید بک ڈپو دہلی
۱۱۰	دینی مسائل اور اُن کا حل	محمد سلمان منصور پوری	فرید بک ڈپو دہلی
۱۱۱	محقق ومدلل مسائل	حضرت مولانا مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	اشاعت العلوم اکل کنواں
۱۱۲	خواتین کے شرعی مسائل	مولانا منور سلطان صاحب ندوی	المعہد العالی حیدرآباد
۱۱۳	مجموعہ قوانین اسلامی	زیر نگرانی: حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ	مسلم پرسنل لاء بورڈ
۱۱۴	اصلاح انقلاب امت	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	دار الکتاب دیوبند
۱۱۵	فیروز اللغات	مولانا فیروز الدین	فرید بک ڈپو دہلی

❍❖❍









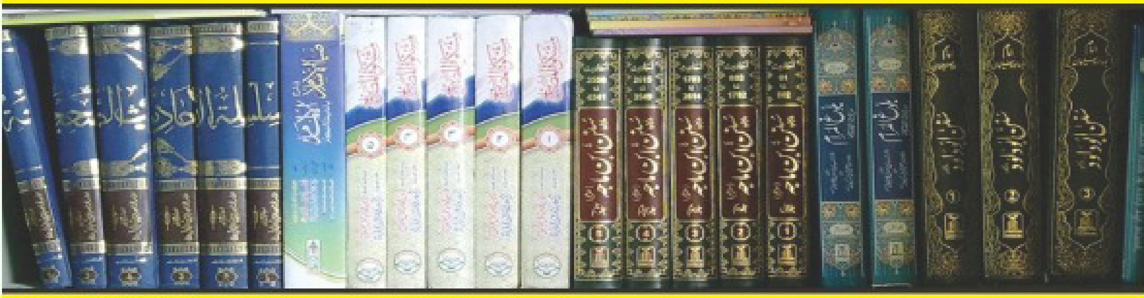
فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ
FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.
Corp. Off.: 2158, M.P. Street, Pataudi House, Darya Ganj, N. Delhi-2
Phones : 011-23289786, 011-23289159 Fax: 011-23279998
E-mail : farid@ndf.vsnl.net.in • Website : faridbook.com

Rs. 200/-

نظرثانی واضافہ شدہ ایڈیشن

کتاب المسائل

طلاق، حلالہ، خلع، فسخ وتفریق، ظہار، ایلاء، لعان وعدت
ثبوتِ نسب، اولاد کی پرورش اور نفقہ وغیرہ کے ضروری مسائل



جلد پنجم

مرتب:
مفتی محمد سلمان منصورپوری
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ پنجم)

طلاق، حلالہ، خلع، فسخ وتفریق، ظہار، اِیلاء، لعان، عدت، ثبوتِ نسب، اَولاد کی پرورش اور نفقہ وغیرہ کے ضروری مسائل

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

❑ اِس کتاب کی اِشاعت کی عام اِجازت ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ طباعت سے قبل مرتب کو مطلع کریں؛ تاکہ اگر کوئی تبدیلی ناگزیر ہو تو اُس سے آگاہ کردیا جائے۔ [مرتب]

نام کتاب: کتاب المسائل (۵)

مرتب: مفتی محمد سلمان منصور پوری

کتابت وتزئین: محمد اسجد قاسمی مظفر نگری

صفحات: ۵۱۲

قیمت:

اشاعتِ اول: رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق اپریل ۲۰۱۸ء

ناشر: المركز العلمى للنشر والتحقيق لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

تقسیم کار: فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمٹیڈ) دریا گنج دہلی

011-23289786 - 23289159

خیر کثیر

یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ أُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ۝

(البقرة: ٢٧٩)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سمجھ عنایت فرما دیتے ہیں اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِیْ الدِّیْنِ.

(صحیح البخاري ١٦/١، مختصر بیان العلم ٣٣)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

نحمدہٗ ونصلي علی رسولہ الکریم! اما بعد:

بفضلہٖ تعالیٰ آج سے تقریباً ۲۰؍سال قبل ۱۹۹۹ء سے ماہنامہ ''ندائے شاہی'' میں فقہی اَبواب کی ترتیب پر منتخب ضروری مسائل کی اشاعت کا جو سلسلہ ''کتاب المسائل'' کے نام سے شروع کیا گیا تھا، اُسے باذوق قارئین، علماء کرام اور مفتیانِ عظام کی نظر میں توقع سے زیادہ پذیرائی اور قبولیت حاصل ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب برصغیر میں دسیوں کتب خانوں سے شائع ہورہی ہے، اور بعض دیگر زبانوں میں بھی اس کے ترجمے بھی ہوچکے ہیں، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے، ورنہ احقر اپنی کم مائیگی اور کم علمی کی جس سطح پر ہے اُس سے خود ہی واقف ہے۔

''کتاب المسائل'' کی ابتدائی تین جلدوں میں طہارت سے لے کر حج تک عبادات سے متعلق مسائل شائع ہوئے ہیں، جب کہ چوتھی جلد نکاح اور اُس سے ملحقہ مسائل پر مشتمل ہے، اور زیرِنظر جلد میں طلاق، خلع، رجعت، ظہار، اِیلاء، لعان، عدت، ثبوتِ نسب، حق پرورش، فسخ وتفریق اور نفقہ کے ضروری مسائل شاملِ اشاعت ہیں۔

اِس جلد کے مسودہ پر بھی حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہم نے گہری نظر ڈال کر مناسب اِصلاحات فرمائی ہیں۔

اور عزیزم مولوی مفتی محمد ابراہیم غازی آبادی زیدعلمہ (مرتب کتاب النوازل) حال اُستاذ مدرسہ اعزازالعلوم ویٹ ضلع ہاپوڑ نے کئی اَبواب کے اَہم مسائل کی نشان دہی کی، جس سے کام آسان ہوا۔ نیز مسائل کی ترتیب، تصحیح اور مراجعت میں حسبِ سابق طلبہ اِفتاء مدرسہ شاہی (۱۴۳۹ھ)

بالخصوص مولوی مفتی سہیل بڑودوی فاضل اِفتاء مدرسہ شاہی (۱۴۳۸ھ) کا تعاون حاصل رہا، **فجزاهم الله تعالىٰ أحسن الجزاء۔**

مزید اِطمینان اور مسرت کی بات یہ ہوئی کہ احقر نے فقیہ العصر مکرم ومحترم حضرت اَقدس مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد و جنرل سکریٹری اِسلامک فقہ اکیڈمی سے کتاب پر پیش لفظ لکھنے کی درخواست کی، جسے حضرت موصوف نے عدیم الفرصتی اور کثرتِ مشاغل کے باوجود قبول فرمایا، اور جلد چہارم و پنجم کے مسورہ پر اِجمالی نظر ڈال کر نہایت وقیع تحریر سے سرفراز فرمایا، احقر اِس کرم فرمائی پر حضرت موصوف کا تہہ دل سے مشکور ہے، اور اکابر کے حسن ظن کو اپنے لئے سرمایۂ سعادت سمجھتا ہے۔

اِس جلد کی کتابت اور تزئین وتہذیب میں بھی عزیزم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری سلمہ نے اَن تھک محنت کی، جس پر وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔

کتاب کی طباعت واِشاعت میں رفیق مکرم جناب مولانا معزالدین احمد صاحب ناظم امارتِ شرعیہ ہند اور محبّ مکرم جناب الحاج محمد ناصر صاحب مالک فرید بک ڈپو دہلی بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سبھی معاونین کو جزائے خیر سے نوازیں، آمین۔

قارئین سے درخواست ہے کہ دورانِ مطالعہ کوئی فروگذاشت – جس کا عین اِمکان ہے – دیکھیں، تو ضرور مطلع فرماکر مشکور فرمائیں۔

اَخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازیں، احقر کے اَساتذۂ کرام، والدین ماجدین اور اِس کتاب کی تیاری میں جن کتابوں سے اِستفادہ کیا گیا ہے، اُن سب کے مؤلفین کے لئے اِس کتاب کو صدقۂ جاریہ بنائیں اور اِس منصوبہ کی بآسانی تکمیل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۳؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ

۲۲؍اپریل ۲۰۱۸ء بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم العالیہ
ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد و جنرل سکریٹری اِسلامک فقہ اَکیڈمی انڈیا

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

قرآن وحدیث کے اَوامر ونواہی کو سمجھنا، اَسرار وحکم کو جاننا علت ومناط کو دریافت کرنا، نئے واقعات پر اُن کو منطبق کرنا اور جہاں اَدلۂ شرعیہ میں بظاہر تعارض ہو، اُن میں تطبیق وترجیح کی راہ نکالنا، پھر نصوص کے لب ولہجہ کو دیکھتے ہوئے اَحکام کے مدارج کو متعین کرنا، یہ ایسی خدمت ہے، جس کے بغیر اُمت کا رشتہ قرآن وحدیث سے قائم نہیں رہ سکتا۔ فقہاء نے اِسی فریضہ کو اَنجام دیا ہے اور اِسلامی تاریخ کی بہترین ذہانتیں اِس میدان میں استعمال ہوئی ہیں۔ فقہاء اپنے عہد کے ذہین ترین لوگ ہی نہیں تھے؛ بلکہ وہ اپنے عہد میں ورع وتقویٰ کے اوجِ کمال پر بھی تھے، اگر اُن کا دماغ علوم وفنون کا گنجینہ تھا، تو اُن کے قلوب خشیتِ الٰہی کا خزینہ تھے۔

اِمام اَبوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ تھا کہ اُن کے معاصرین اُن کو ''أَعْقَلُ أَهْلِ الزَّمَانِ'' بھی کہتے ہیں اور ''أَوْرَعُ أَهْلِ الزَّمَانِ'' بھی۔

اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ ہے کہ دو عباسی خلفاء نے صلاح دی کہ اُن کی تالیف ''موَطا'' کو پورے عالم اِسلام کے لئے قانون واجب الطاعۃ بنادیا جائے؛ لیکن اُنہوں نے اِس کو قبول نہیں کیا، بے پایاں اِخلاص اور بے نہایت خشیت وتقویٰ کے بغیر کوئی عالم ایسی پیش کش کو رد نہیں کرسکتا۔

اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مذہبِ اَہلِ سنت کے دفاع میں کیسی کیسی ابتلاؤں اور

آزمائشوں سے گزرے، یہ اِسلام کی تاریخِ دعوت وعزیمت کا روشن باب ہے۔ اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا مصائب برداشت کئے؛ لیکن دین اور علم دین کی آبرو کو سلاطین کی چوکھٹ پر نثار نہیں کیا۔

ہر مسلمان کو فقہاء کا شکر گزار اور احسان مند ہونا چاہئے کہ قرآن وحدیث اور آثارِ صحابہ میں جو تعلیمات ہزاروں صفحات میں بکھری ہوئی تھیں اور جن کو سمجھنے کے لئے عمریں درکار تھیں، نیز عوام کے لئے جن کی تحقیق کرنا دشوار تھا، فقہاء نے اُن تعلیمات کو کشید کر کے اُس کا عطر لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اُنہوں نے عبادت سے لے کر معاملات، معاشی نظام، اُصولِ سیاست وطریق حکمرانی اور زندگی کے تمام گوشوں کو ایک نظم وارتباط کے ساتھ مرتب کر دیا، اور اُمت کے لئے شریعتِ اسلامی پر عمل کرنے کی ایک شاہراہ بنادی، اِس طرح کہا جا سکتا ہے کہ فقہ اسلامی کتاب وسنت کی عملی تشکیل اور صورت گری سے عبارت ہے۔

یوں تو تمام ہی اِسلامی علوم کی اَہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے؛ لیکن غور کریں تو فقہ اِسلامی ایک درجہ میں ان تمام علوم کو جامع ہے۔ یہ تفسیر قرآن بھی ہے؛ کیوں کہ آیاتِ اَحکام کی تشریح وتوضیح کے بغیر فقہ کی کوئی کتاب مکمل نہیں ہوسکتی۔ یہ حدیث رسول بھی ہے؛ کیوں کہ اَحکامِ فقہیہ کا سب سے بڑا مرجع کتبِ حدیث ہیں۔ یہ علم کلام بھی ہے؛ کیوں کہ ردت اور اَلفاظِ کفر کی تمام بحثیں بنیادی طور پر عقیدہ واِیمان سے مربوط ہیں۔ یہ تجوید وقراءت بھی ہے کہ ''زلۃ القاری'' اور بعض دوسرے مباحث اِس فن سے بے تعلق نہیں ہوسکتے۔ یہ تصوف واحسان بھی ہے؛ کیوں کہ اَذکار واَوراد اور تزکیۂ اَخلاق سے متعلق بہت سے مسائل کتبِ فقہ کا حصہ ہیں۔ اُصولِ فقہ تو گویا فقہ کی سواری ہے کہ جس کی مدد سے فقہاء شریعت کے مقاصد تک پہنچتے ہیں اور اُصول تفسیر وحدیث سے بھی کوئی شخص بے نیاز نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ اَخذ واِستنباط اور تطبیق وترجیح میں قدم قدم پر اِن اُصولوں سے مدد لینی پڑتی ہے۔ غرض یوں تو فقہ بظاہر ایک علم ہے؛ لیکن اپنے پھیلاؤ کے اعتبار سے یہ تمام ہی علومِ اِسلامی کا نچوڑ اور پوری شریعتِ اسلامی کا خلاصہ ہے۔

ائمۂ متبوعین وفقہاء مجتہدین کا اَہم کارنامہ یہ ہے کہ اُنہوں نے اَحکامِ شریعت کا اجتہاد واستنباط کیا؛ لیکن بعد کے فقہاء کا بھی یہ کام کچھ کم قابلِ قدر ہے کہ اُنہوں نے ان اجتہادات کو اُمت کے مختلف طبقات کی ضرورت کے لحاظ سے مرتب فرمایا اور الگ الگ نہج کی کتابیں تالیف فرمائیں۔ بعض کتابوں میں مذہب کے معتبر مسائل کو جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا، دلائل، جزوی تفصیلات اور مختلف شقوں سے احتراز کیا گیا؛ تاکہ ایک ایسا جچا تُلا مواد عام لوگوں کے سامنے آجائے جس پر بلا تأمل فتویٰ دیا جاسکے، یہ کتابیں متون کہلائیں۔ بعض کتابوں میں کوشش کی گئی کہ اَصحابِ مذہب کے علاوہ بعد کے مشائخ اور اہلِ علم کے اجتہادات کو بھی شامل کردیا جائے، اور زیادہ سے زیادہ جزئیات کا اِحاطہ واستیعاب ہوجائے۔ نیز مفتیٰ بہ اَقوال کے دوش بدوش غیر مفتی بہ اَقوال بھی اہلِ علم کے سامنے آجائیں؛ تاکہ تمام پہلو اُن کی نظر میں ہوں، جیسے: محیطِ برہانی، فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاویٰ ہندیہ وغیرہ۔ بعض کتابوں میں مذہب کے راجح اَقوال کے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ دلائل وبراہین کو پیش کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا؛ تاکہ نصوص اور شریعت کے مقاصد واُصول سے ان اجتہادات کا ربط واضح ہوجائے، جیسے: مبسوط، ہدایہ وغیرہ۔

اِسی طرح کتبِ فقہیہ کی ترتیب کا ایک منہج یہ بھی رہا ہے کہ اَہم، کثیر الوقوع اور ضروری مسائل کا اِنتخاب کیا جائے، جیسے محدثین نے زبان زد عام وخاص حدیثوں کے مجموعے مرتب کئے؛ تاکہ لوگوں کو سہولت ہو، اور اُنہیں حدیث کے بحر ناپیدا کنار میں اُترے بغیر ساحل مراد حاصل ہوجائے، جیسے علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''المقاصد الحسنۃ'' یا ''کشف الخفاء'' وغیرہ۔

اِسی طرح بعض فقہاء نے بھی استیعاب کے بجائے انتخاب کا طریقۂ کار اختیار کیا اور ایسے مسائل کو جمع کرنے کا اہتمام کیا جو انسان کو بکثرت پیش آتے ہیں، اِن کتابوں کا فائدہ یہ ہوا کہ سینکڑوں اَوراق کی ورق گردانی کے بغیر لوگوں کو مطلوبہ مسائل مل جاتے ہیں، اِس طرز پر بہت سی کتابیں تالیف کی گئی ہیں، اُن میں ایک اہم کتاب جسے بڑا قبول حاصل ہوا، علامہ سراج الدین بن عثمان اوشی کی ''فتاویٰ سراجیہ'' ہے۔ بعض علماء ہند نے بھی اِس منہج پر کام کیا ہے، حضرت مولانا

عبدالحیٔ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی ’’نفع المفتی والسائل‘‘ کو اِس زمرہ میں رکھا جاسکتا ہے۔

اُردو زبان میں بھی ضروری منتخب مسائل کو جمع کرنے کا کام کیا جاتا رہا ہے؛ لیکن اِس میں عام طور پر عوام کو سامنے رکھا گیا ہے؛ اِس لئے سارا مواد اُردو میں ہے، بعض حضرات نے حوالہ جات ذکر کئے ہیں، اور بعض نے حوالے بھی ذکر نہیں کئے ہیں؛ کیوں کہ عام لوگوں کو اِس کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ممتاز فاضل، صاحبِ نظر مصنف اور معروف صاحبِ افتاء، محبی فی اللہ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری زیدت حسناتہ کو؛ کہ اُنہوں نے ’’کتاب المسائل‘‘ کے نام سے ایک اہم اور مفید کام شروع کیا ہے، مولانا کا منہج بہت عمدہ ہے۔ اور اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر باب کے شروع میں ایک جامع تعارفی مضمون ہوتا ہے، جس میں اُس موضوع کی بنیادی باتیں واضح کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں، پھر ضروری، اَہم اور کثیر الوقوع مسائل کا انتخاب کرتے ہوئے واضح الفاظ میں عنوان لکھا جاتا ہے، اُس کے بعد مختصر طور پر دو تین سطروں میں آسان اُردو زبان میں مسئلہ تحریر کیا جاتا ہے، آخر میں کتبِ فقہ میں سے مسئلہ کے ماخذ کا ذکر کرتے ہوئے عبارت درج کی جاتی ہے، اور اکثر دفعہ ایک سے زیادہ حوالے درج کئے جاتے ہیں، عبارت جس کتاب کی ہوتی ہے، اُس کا حوالہ پہلے دیا جاتا ہے اور تائید کے طور پر اُس کے بعد دوسری یا تیسری کتاب کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ مصنف نے اِس بات کی بھی کامیاب کوشش کی ہے کہ اُس باب میں اگر کوئی اَہم جدید مسئلہ ہو تو اُس کا حکم بھی لکھا جائے، اِس طرح یہ کتاب بیک وقت عوام وخواص، علماء واَصحابِ اِفتاء دونوں طبقوں کے لئے مفید ہے۔ عام طور پر دلائل سے تعرض نہیں کیا گیا ہے، اور نہ اَحکامِ شریعت کے مصالح سے بحث کی گئی ہے؛ کیوں کہ یہ اُس مقصد کے برخلاف ہے، جس کے لئے اِس کتاب کی ترتیب وتالیف عمل میں آئی ہے؛ لیکن بعض مسائل میں غلط فہمی دور کرنے کے غرض سے اُن نکات پر بھی بحث کی گئی ہے، اور کوشش کی گئی ہے کہ گفتگو مختصر اور جامع ہو، عام فہم تعبیر، حسنِ ترتیب اور حسنِ انتخاب تینوں

جہت سے یہ کتاب بہت ہی قابلِ تحسین اور لائقِ استفادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مصنف کو مختلف کمالات سے نوازا ہے، وہ ایک اچھے مفتی بھی ہیں اور کامیاب مدرس بھی، صاحبِ قلم بھی ہیں اور صاحبِ تقریر و بیان بھی، اِن سب کے ساتھ ساتھ اللہ نے اُن کو دل دردمند اور جذبہ دعوت و اِصلاح سے بھی نوازا ہے، اور ماشاء اللہ اُن کا فیض دُور دُور تک پہنچ رہا ہے۔ وہ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور اِس چراغ نے اُس کی علمی روایت کی تب و تاب میں نمایاں اِضافہ کیا ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی علمی، فکری، اِصلاحی اور قلمی خدمات کو قبول فرمائے، اور یہ شمع دیر اور بہت دیر تک روشن رہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

۳۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۹ھ	خالد سیف اللہ رحمانی
۱۹؍ مارچ ۲۰۱۸ء بروز پیر	خادم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسنِ ترتیب

□ عرضِ مرتب: ---------- ۴

□ پیش لفظ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد --- ۶

کتاب الطلاق	۴۷-۲۵۸

□ طلاق کے مسائل ---------- ۴۸

○ طلاق کی شرعی تعریف ---------- ۴۸

○ اِسلام میں خواتین کے حقوق ---------- ۴۸

○ نکاح محض وقتی معاہدہ نہیں ---------- ۵۰

○ طلاق کی ضرورت ---------- ۵۰

○ طلاق کو تین میں محدود رکھنے کی حکمت ---------- ۵۲

○ طلاق کا اختیار مرد کو کیوں دیا گیا؟ ---------- ۵۲

○ غلط فہمی کا ازالہ ---------- ۵۴

○ طلاق کا رکن ---------- ۵۵

○ وقوعِ طلاق کی شرائط ---------- ۵۵

○ مختلف صورتوں میں طلاق کا الگ الگ حکم ---------- ۵۶

○ طلاق کی قسمیں ---------- ۵۷

○ طلاقِ حسن ---------- ۵۷

○ طلاقِ احسن ---------- ۵۸

○ حالتِ حیض میں جماع کیا پھر پاکی کے بعد بلا جماع طلاق دی ---------------- ۵۹
○ ایک ہی پاکی میں طلاقِ بائن دے کر نکاح کرنا پھر طلاق دینا ---------------- ۵۹
○ ایک ہی پاکی میں طلاقِ رجعی دے کر رجوع کرنے کے بعد طلاق دینا ------------ ۵۹
○ طلاقِ بدعی باعتبار عدد -- ۶۰
○ طلاقِ بدعی باعتبار وقت -- ۶۰
○ حاملہ کو طلاق دینے کا بہتر طریقہ ---------------------------------- ۶۱
○ حیض والی عورت سے کہا کہ ''تجھے سنت طریقہ پر طلاق ہے'' ------------------ ۶۱
○ غیر مدخول بہا کو حالتِ حیض میں طلاق ---------------------------------- ۶۲
○ جس عورت کو حیض نہیں آتا اُس کو سنت طریقہ پر طلاق دینا ------------------ ۶۲
○ جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کو صحبت کے فوراً بعد طلاق دینا ---------------- ۶۳
○ حاملہ عورت کو جماع کے بعد طلاق دینا ---------------------------------- ۶۳
○ بے نمازی اور بدعمل بیوی کو طلاق دینا ---------------------------------- ۶۴

وقوعِ طلاق کے مسائل

○ طلاق دینے والے میں کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟ ------------------------ ۶۵
○ زبردستی زبانی طلاق -- ۶۵
○ جبراً طلاق کا وکیل بنانا اور وکیل کا طلاق دینا ------------------------------ ۶۵
○ جبراً طلاق کا اقرار کرانا -- ۶۶
○ طلاق دینے پر مجبور کیا گیا تو شوہر نے بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر کہا: طلاق، طلاق -- ۶۶
○ جھوٹا اقرار کرنے سے طلاق -- ۶۷
○ مذاق میں طلاق دینا -- ۶۷
○ سبقتِ لسانی میں طلاق کا لفظ نکل گیا ---------------------------------- ۶۷

○ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ---------- ۶۸
○ قریب البلوغ (بچہ) کی طلاق ---------- ۶۸
○ بلوغ کے بعد نابالغی کے زمانہ کی فضولی طلاق کو نافذ کرنا ---------- ۶۹
○ بچے کو طلاق دینے کا وکیل بنانا ---------- ۶۹
○ مجنون کی طلاق ---------- ۶۹
○ سونے والے کی طلاق ---------- ۷۰
○ نیم خوابی کی حالت میں طلاق دینا ---------- ۷۰
○ مختل الحواس کی طلاق ---------- ۷۰
○ بے ہوشی کی حالت میں طلاق ---------- ۷۱
○ شراب کے نشہ میں طلاق؟ ---------- ۷۲
○ جس کو زبردستی شراب پلائی جائے اُس کی طلاق ---------- ۷۲
○ بھنگ کے نشہ میں طلاق دینا؟ ---------- ۷۳
○ لاعلمی میں پی گئی بھنگ کے نشہ میں طلاق؟ ---------- ۷۳
○ اَفیون کے نشہ میں طلاق؟ ---------- ۷۴
○ بطور علاج نشہ آور چیز کے استعمال کے بعد طلاق؟ ---------- ۷۴
○ چوٹ یا سر کے زخم کی وجہ سے جس کی عقل جاتی رہے اُس کی طلاق ---------- ۷۴
○ غصہ میں اگر جنون کی کیفیت ہو جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی ---------- ۷۵
○ محض خیال سے طلاق واقع نہیں ہوتی ---------- ۷۶
○ طلاق کے الفاظ اس طرح کہے کہ سنائی نہیں دیئے ---------- ۷۶
○ گونگے کا اشارے سے طلاق دینا ---------- ۷۷
○ گونگے شخص کا لکھ کر طلاق دینا ---------- ۷۸
○ فضولی کی طلاق ---------- ۷۸

- عورت کی غیر موجودگی میں طلاق دینا ---------- ۷۸
- دیر تک میکہ میں رہنے سے طلاق نہیں ہوتی ---------- ۷۹
- حالتِ حمل میں طلاق ---------- ۷۹
- زبان سے طلاق دینے کے بعد لکھ کر دینا ضروری نہیں ہے ---------- ۸۰
- طلاق دیتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ---------- ۸۰
- بیوی کا شوہر کو طلاق دینا ---------- ۸۱
- شوہر نے کہا کہ ''مجھے تجھ سے طلاق ہے'' ---------- ۸۱
- بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر طلاق دینا ---------- ۸۲
- صیغۂ استقبال سے طلاق کا حکم ---------- ۸۲
- بیوی کے سامنے مسائل طلاق کا تکرار ---------- ۸۳
- نکاح سے پہلے طلاق دینا ---------- ۸۳
- لمبی مدت تک بیوی سے علیحدہ رہنے سے طلاق نہیں ہوتی ---------- ۸۴
- ''کیا طلاق چاہتی ہو'' سے طلاق نہیں ہوتی ---------- ۸۴
- بیوی کے ساتھ ایسی چیز کو طلاق دینا جو طلاق کا محل نہیں ---------- ۸۵
- طلاق کا وکیل بنا کر مؤکل پاگل ہوگیا ---------- ۸۵
- شوہر کا نکاح کا انکار کرنا؟ ---------- ۸۶
- بیوی کے جزء بدن کو طلاق دینا ---------- ۸۶
- جسم کے ایسے حصہ کو طلاق دینا جس سے پورا جسم تعبیر نہ ہو ---------- ۸۷
- آدھی یا تہائی طلاق دینا ---------- ۸۷
- کہا: ''تجھے طلاق ہے یا نہیں'' ---------- ۸۸
- میرے گاؤں کی عورتوں کو طلاق ---------- ۸۸
- طلاق کا اقرار کرنے کے بعد انکار کرنا ---------- ۸۸

- کہا: ''اگر طلاق نہیں دی تب بھی دی'' ---------- ۸۹
- لفظ ''طاق'' سے طلاق کا حکم ---------- ۸۹
- ''طلاغ، تلاغ، طلاک، تلاک'' سے طلاق کا حکم ---------- ۹۰
- کیا طلاق کے ثبوت کے لئے گواہی ضروری ہے؟ ---------- ۹۰
- بیٹوں کی شہادت سے طلاق کا ثبوت ---------- ۹۱
- شوہر کو طلاق کی تعداد یاد نہ ہو اور دو گواہ تین کی گواہی دیں ---------- ۹۱
- اگر میاں بیوی دونوں طلاق کے منکر ہوں اور دو گواہ طلاق پر گواہی پیش کریں ---------- ۹۲
- اِقرار طلاق کے بعد گواہی کی ضرورت نہیں ---------- ۹۲

طلاقِ صریح کا بیان

- صریح کی تعریف ---------- ۹۴
- صریح الفاظ کے ساتھ طلاق ---------- ۹۴
- طلاقِ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں ---------- ۹۵
- طلاقِ صریح رجعی ---------- ۹۵
- کہا ''تجھ پر طلاق'' ---------- ۹۶
- کہا: ''تجھے طلاق، میں نے تجھے طلاق دی'' ---------- ۹۶
- کہا: ''تجھے ایک طلاق ہے اے طلاقن'' ---------- ۹۷
- کہا: ''تجھے میں نے کئی مرتبہ طلاق دی'' ---------- ۹۷
- کہا: ''میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی'' ---------- ۹۷
- کہا: ''میری طلاق تیرے اوپر واجب ہے'' ---------- ۹۸
- کہا: ''تجھے طلاق ہے عدت کرلے'' ---------- ۹۸
- کہا: ''تجھے طلاق، تجھے طلاق'' ---------- ۹۹

○ بیوی کے بارے میں کہا کہ: ''میں نے اسے چھوڑ دیا'' ---------- ۹۹
○ کہا: ''میں نے تجھے آزاد کیا'' ---------- ۱۰۰
○ شوہر کا قول: ''مجھے تیری طلاق منظور ہے'' ---------- ۱۰۰
○ کہا: ''تجھے ایک تا دو طلاق'' ---------- ۱۰۱
○ طلاقِ صریح بائن ---------- ۱۰۱
○ کہا: ''تو مجھ پر حرام ہے'' ---------- ۱۰۲
○ بیوی نے پوچھا ''مجھے طلاق ہوگئی؟'' شوہر نے کہا ''جی ہاں'' ---------- ۱۰۲
○ طلاق کا لفظ پورا کہنے سے پہلے شوہر کا منہ بند کر دیا ---------- ۱۰۲
○ ''جواب دیا'' کے لفظ سے طلاق ---------- ۱۰۳
○ بیوی سے کہا کہ تجھے ط، ل، ا، ق ---------- ۱۰۴
○ ایک سے زائد بیوی رکھنے والے نے کہا: ''میری بیوی کو طلاق'' ---------- ۱۰۵
○ بیوی سے کہا کہ ''تجھے طلاق دینا مجھے پسند ہے'' ---------- ۱۰۵
○ بیوی سے کہا کہ ''میں تیری طلاق سے راضی ہوں'' ---------- ۱۰۵
○ غیر مدخولہ سے کہا کہ ''تجھے ایک اور ایک طلاق ہے'' ---------- ۱۰۶
○ اُنگلیوں کے اِشارہ سے طلاق دینا ---------- ۱۰۶
○ بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر ایک طلاق کا اقرار کرے؟ ---------- ۱۰۷
○ کہا کہ ''میں نے طلاق دے دی، میرا تم سے کوئی تعلق نہیں'' ---------- ۱۰۷
○ کہا: ''تجھے سخت طلاق'' ---------- ۱۰۸
○ کہا ''چلی جا تجھ پر طلاق'' ---------- ۱۰۸
○ ''فارغ خطی'' کے لفظ سے طلاق ---------- ۱۰۹

رجعت کے مسائل

○ رجعت کی تعریف ---------- ۱۱۰

- رجعت کے حکم کی حکمت ومصلحت ---- ۱۱۱
- رجعت کا مستحب طریقہ ---- ۱۱۲
- رجعت کے لئے کی رضامندی شرط نہیں ---- ۱۱۳
- رجعت کی پانچ شرطیں ---- ۱۱۳
- رجعت کا اختیار کب تک ہے؟ ---- ۱۱۴
- رجعت کی نفی کرنے کے بعد بھی رجعت کا اختیار رہتا ہے ---- ۱۱۴
- رجعت کے الفاظ ---- ۱۱۵
- زبردستی رجعت کے الفاظ کہلوانا ---- ۱۱۵
- مذاق میں رجعت کے الفاظ کہنا ---- ۱۱۶
- سبقت لسانی میں رجعت کے الفاظ نکل گئے ---- ۱۱۶
- لفظِ نکاح اور تزویج سے رجعت کرنا ---- ۱۱۶
- عدت کے دوران رجعت کے لئے باقاعدہ نکاح کرنا ---- ۱۱۷
- رجعتِ کنائی کا حکم ---- ۱۱۷
- فضولی کی رجعت کا حکم ---- ۱۱۷
- رجعتِ فعلی ---- ۱۱۸
- سوتے ہوئے شوہر سے بیوی نے جماع کرلیا ---- ۱۱۸
- پیچھے کے راستہ میں صحبت کرنے سے رجعت کا حکم ---- ۱۱۹
- طلاقِ رجعی کے بعد بیوی سے ہم بستر ہونا حرام نہیں ہے ---- ۱۱۹
- خلوت بلا جماع کے بعد طلاق کی عدت میں بلا تجدید نکاح رجعت جائز نہیں ---- ۱۲۰
- بلا شہوت چھونے اور دیکھنے سے رجعت ثابت نہ ہوگی ---- ۱۲۰
- معتدہ کے ساتھ محض تنہائی رجعت نہیں ہے ---- ۱۲۱
- رجعت کے ارادہ کے بغیر مطلقہ کے ساتھ تنہائی میں رہنا؟ ---- ۱۲۱

- مطلقہ رجعیہ کا اپنے شوہر کے لئے زینت کرنا ---- ۱۲۲
- پاگل شوہر اپنی بیوی سے کیسے رجعت کرے؟ ---- ۱۲۲
- عدت کے اندر شوہر نے کہا کہ ''میں نے تجھ سے کل رجعت کر لی تھی'' ---- ۱۲۳
- عدت گذرنے کے بعد شوہر نے رجعت پر گواہ پیش کر دئے ---- ۱۲۳
- عدت گذرنے کے بعد شوہر نے رجعت کا دعویٰ کیا ---- ۱۲۴
- رجعت کے بعد شوہر کے لئے کتنی طلاق کا اختیار رہتا ہے ---- ۱۲۴
- طلاق کے بعد تجدید نکاح سے شوہر کو آئندہ کتنی طلاق دینے کا اختیار رہے گا؟ ---- ۱۲۵
- رجعت کو شرط پر معلق کرنا ---- ۱۲۶
- روپیہ دے کر رجعت کرنا؟ ---- ۱۲۷

کنایہ کے الفاظ سے طلاق کے مسائل

- طلاقِ کنائی ---- ۱۲۸
- اَلفاظِ کنایہ سے وقوعِ طلاق کے بارے میں بنیادی اُصول ---- ۱۲۸
- طلاق دینے والے کی تین حالتیں اور اُن کا حکم ---- ۱۲۹
- ایک نقشہ کے ذریعہ وضاحت ---- ۱۳۰
- بیوی سے کہا: ''عدت کر لے'' ---- ۱۳۲
- کہا: ''دوسرا شوہر تلاش کر لے'' ---- ۱۳۳
- کہا: ''میں تیرا شوہر نہیں ہوں'' ---- ۱۳۳
- بیوی نے کہا: ''تو میرا شوہر نہیں ہے'' ---- ۱۳۴
- کہا: ''میں اس کو اپنی بیوی نہیں سمجھتا'' ---- ۱۳۴
- کہا: ''تو میری بیوی نہیں ہے'' ---- ۱۳۵
- کہا: ''میں نے نکاح ختم کر دیا'' ---- ۱۳۵

- کہا: ''تیرے میرے درمیان نکاح باقی نہیں ہے'' ---------- ۱۳۶
- کہا: ''اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں'' ---------- ۱۳۶
- بیوی سے کہا: ''جا، شادی کرلے'' ---------- ۱۳۷
- بیوی سے کہا کہ: ''میں تجھے نہیں چاہتا ہوں'' ---------- ۱۳۷
- کہا: ''مجھ سے دور ہو جا'' ---------- ۱۳۷
- کہا: ''اپنی سہیلیوں کے پاس چلی جا'' ---------- ۱۳۸
- کہا: ''میرے یہاں سے نکل جا'' ---------- ۱۳۸
- ''تجھ کو نہیں رکھوں گا، تجھ کو چھوڑ دیا'' ---------- ۱۳۸
- بیوی سے کہا: ''کبھی میرے پاس نہ آنا'' ---------- ۱۳۹
- کہا: ''اللہ نے تیری طلاق کا فیصلہ کر دیا'' ---------- ۱۳۹

تحریری طلاق کے مسائل

- بلا شرط تحریری طلاق ---------- ۱۴۰
- طلاق نامہ ملنے کی شرط پر تحریری طلاق ---------- ۱۴۰
- طلاق کا مضمون پڑھ کر دستخط کرنا ---------- ۱۴۱
- طلاق نامہ پر دھوکہ سے شوہر کے دستخط کرانا ---------- ۱۴۱
- سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگانے سے طلاق نہیں ہوتی ---------- ۱۴۲
- بیوی کے سامنے تحریر لکھ کر طلاق دینا ---------- ۱۴۲
- کاتب کو طلاق لکھنے کا حکم دیا لیکن اُس نے نہیں لکھا ---------- ۱۴۳
- وکیل سے ایک طلاق لکھنے کو کہا تھا اُس نے تین لکھ دی ---------- ۱۴۴
- سادہ کاغذ پر صرف لفظ ''طلاق'' لکھ کر بیوی کو بھیجنا ---------- ۱۴۴
- پرچے پر تین طلاق لکھ کر پھاڑ دیا ---------- ۱۴۵

- بیوی نے طلاق نامہ پھاڑ دیا یا جلا دیا ---------- ۱۴۵
- زبردستی طلاق لکھنے یا دستخط کرنے پر مجبور کرنا ---------- ۱۴۶
- ''اِی میل'' کے ذریعہ طلاق ---------- ۱۴۶
- موبائل پر میسج کے ذریعہ طلاق ---------- ۱۴۷
- ''واٹس اَپ'' پر ''وائس میسج'' کے ذریعہ طلاق ---------- ۱۴۷

تین طلاق کے مسائل

- ایک مجلس کی تین طلاقیں ---------- ۱۴۸
- طلاق کے بارے میں اِسلامی قانون ---------- ۱۴۹
- مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر ---------- ۱۵۱
- حلالہ حکم شرعی ہے ---------- ۱۵۲
- دورِ نبوت میں بیک وقت تین طلاق کا نفاذ ---------- ۱۵۳
- اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کی روایت ---------- ۱۵۴
- حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت ---------- ۱۵۵
- حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی روایت ---------- ۱۵۵
- حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ ---------- ۱۵۶
- سیدنا حضرت حسنؓ کا مقولہ ---------- ۱۵۶
- حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ کا فتویٰ ---------- ۱۵۷
- حضرت رکانہ ابن ابی رکانہؓ کی روایت کی حقیقت ---------- ۱۵۷
- تین طلاق کے بارے میں فیصلۂ فاروقی کی شرعی حیثیت ---------- ۱۵۹
- حرمتِ متعہ اور جماع بلا اِنزال کے بارے میں فاروقی فیصلے ---------- ۱۶۰
- فیصلۂ فاروقی غیر مدخولہ کے بارے میں تھا ---------- ۱۶۲

- فیصلۂ فاروقی کا ایک مناسب محمل ---- ۱۶۲
- تین طلاق اور مسئلۂ ظہار میں مشابہت ---- ۱۶۴
- کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اِجماع کے خلاف تھے؟ ---- ۱۶۵
- قابلِ ذکر شہادت ---- ۱۶۶
- سعودی عرب کے اَکابر علماء کا فیصلہ ---- ۱۶۶
- فائدہ کیا ہے؟ ---- ۱۶۷
- طلاقِ مغلظہ کی تعریف اور اس کا حکم ---- ۱۶۸
- ایک مجلس میں تین طلاق ---- ۱۶۹
- غصہ میں تین طلاق ---- ۱۷۰
- لفظ طلاق بار بار کہنے سے تاکید کی نیت کرنا ---- ۱۷۱
- ایک لفظ سے تین طلاق دینا ---- ۱۷۱
- بیوی سے کہا: ''ایک، دو، تین'' ---- ۱۷۲
- کہا: ''تجھے مجھ سے تین ہیں'' ---- ۱۷۲
- کہا: ''تجھے تین ہیں'' ---- ۱۷۳
- ''ایک طلاق دی، ایک طلاق دی، ایک طلاق دی'' کا حکم؟ ---- ۱۷۳
- کہا: ''تجھے طلاق ہے، اور طلاق ہے، اور طلاق ہے'' ---- ۱۷۴
- ''طلاق دے دی، دے دی، دے دی'' کا کیا حکم ہے؟ ---- ۱۷۴
- کہا: ''تجھے طلاق ہے، پھر طلاق ہے، پھر طلاق ہے'' ---- ۱۷۵
- ''ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق'' کا حکم ---- ۱۷۵
- ایک طلاق دے کر بار بار لوگوں سے اسے نقل کرنا ---- ۱۷۶
- ''تجھ پر طلاقِ مغلظہ ہے'' کا حکم ---- ۱۷۶
- حالتِ حیض میں تین طلاق دینا ---- ۱۷۷

○ کہا: ''تجھے طلاق ہے''، کسی نے پوچھا کتنی؟ کہا: ''تین'' ۱۷۸
○ ایک سے زائد بیویوں سے کہا کہ ''تم سب کو تین طلاق'' ۱۷۸
○ بیوی کا نام لئے بغیر ''طلاق طلاق طلاق'' کہنا ۱۷۸
○ خلوت سے قبل تین طلاق ۱۷۹
○ طلاقِ بائن دے کر دورانِ عدت تین صریح طلاق دینا ۱۸۰
○ ''تو مجھ پر حرام ہے، تجھے تین طلاق'' کا حکم ۱۸۰
○ تین سے زائد طلاق دینا ۱۸۱
○ غیر مقلد شوہر نے حنفی بیوی کو تین طلاق دے دی، تو کیا حکم ہے؟ ۱۸۱

حلالہ کے متعلق مسائل

○ قرآنِ کریم میں حلالہ کا حکم ۱۸۳
○ حلالہ میں ہم بستری کی قید حدیثِ مشہور سے ثابت ہے ۱۸۴
○ حلالہ کی حکمت کیا ہے؟ ۱۸۵
○ حلالہ کے حکم کا مذاق اُڑانا جائز نہیں ۱۸۶
○ مشروط حلالہ قابلِ لعنت ہے ۱۸۶
○ حلالہ کے بارے میں ایک ضروری تنبیہ ۱۸۷
○ تین طلاق کے بعد توبہ یا معافی مانگنے سے حلالہ کا حکم ساقط نہیں ہوتا ۱۸۸
○ حلالہ کے مسئلہ میں صغیرہ وکبیرہ مدخولہ وغیر مدخولہ کا حکم یکساں ہے ۱۸۹
○ غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق کے بعد حلالہ کا حکم ہے یا نہیں؟ ۱۸۹
○ حلالہ میں بغیر گواہوں کے نکاح کر دیا ۱۹۰
○ اِرتداد سے حلالہ ساقط نہیں ہوتا ۱۹۱
○ مجنون سے حلالہ کرانا ۱۹۱

- قریب البلوغ مراہق سے حلالہ کرانا ---- ۱۹۲
- غیر مراہق بچے سے حلالہ کرانا ---- ۱۹۳
- جو شخص جماع پر قادر نہ ہو اس سے حلالہ کرانا ---- ۱۹۳
- حلالہ میں شوہر ثانی کا انزال کرنا شرط نہیں ---- ۱۹۴
- (مانع حمل غلاف) نرودھ وغیرہ لگا کر حلالہ میں صحبت کرنا ---- ۱۹۴
- حلالہ میں شوہر ثانی کا حالتِ حیض ونفاس میں صحبت کرنا ---- ۱۹۵
- اگر شوہر ثانی ہم بستری سے انکار کرے اور عورت دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے؟ ---- ۱۹۵
- حلالہ کی غرض سے نکاح کرنا ---- ۱۹۶

تعلیقِ طلاق کے مسائل

- کسی اَمر محال پر طلاق کو معلق کرنا ---- ۱۹۷
- کسی اَمر متحقق پر طلاق کو معلق کرنا ---- ۱۹۷
- کسی اَمر محتمل پر طلاق کو معلق کرنا ---- ۱۹۸
- کہا: ''اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھے طلاق''، پھر فلاں کا انتقال ہو گیا ---- ۱۹۸
- بیوی سے کہا کہ ''اگر تیرے ساتھ رہتے ہوئے میں نے تجھ سے صحبت کی تو تجھے تین طلاق''؟ ---- ۱۹۸
- کہا کہ: ''اگر تو نے نماز چھوڑ دی تو تجھے طلاق'' پھر قضاء پڑھ لی؟ ---- ۱۹۹
- کہا: ''اگر تو نے میرے کپڑے دھوئے تو تجھے طلاق'' ---- ۲۰۰
- کہا: ''اگر میں تیرے اوپر کسی اور سے نکاح کروں تو اُسے طلاق'' ---- ۲۰۰
- کہا: ''جب جب میں کوئی اچھی بات کہوں تو تجھے طلاق'' ---- ۲۰۱
- گھر میں داخل ہونے پر طلاق کو معلق کیا پھر اسے طلاق دیدی ---- ۲۰۱
- اگر فلاں تاریخ تک بیوی کو نہ بھیجو گے تو طلاق ہو جائے گی ---- ۲۰۲
- کہا: ''اگر میں تجھے اپنے گھر لاؤں تو تجھے طلاق'' پھر وہ خود آ گئی ---- ۲۰۲

- اگر میں تیرے گھر نہ آیا تو تجھے طلاق ---------- ۲۰۳
- اگر تو میرے بھائی کے گھر گئی تو تجھے طلاق ---------- ۲۰۳
- جب جب تجھے بچہ پیدا ہوگا تجھے طلاق ---------- ۲۰۴
- اگر میری بیوی چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تو اسے طلاق ---------- ۲۰۴
- قسم کھائی کہ ''اگر میں تجھ سے بات کروں تو تجھے طلاق'' پھر بیوی سے بذریعہ میسج بات کرلی -- ۲۰۵
- شرط کے تحقق سے قبل معلقہ بیوی کو طلاق دے دی بعد اَزاں شرط پائی گئی؟ ---------- ۲۰۶
- ایک بیوی کی طلاق کو دوسری بیوی کی طلاق پر معلق کرنا ---------- ۲۰۶
- ''اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق'' تین بار کہنے کا حکم ---------- ۲۰۷
- اگر مجھے فلاں عورت سے محبت ہو تو تجھے تین طلاق ---------- ۲۰۷
- یمین فور کا حکم ---------- ۲۰۸
- ''جب جب میں شادی کروں تو طلاق'' میں حلت کا حیلہ کیا ہے؟ ---------- ۲۰۸
- کسی سے بات کرنے پر بیوی کی طلاق کو معلق کرنا ---------- ۲۰۹
- قسم کا مدار الفاظ پر ہوتا ہے نہ کہ اغراض پر ---------- ۲۰۹
- حلالہ کے لئے نکاحِ ثانی کرتے وقت طلاق کا اختیار لینا ---------- ۲۱۰
- کہا ''بیوی کی اِجازت کے بغیر نکاح کروں تو اُس پر طلاق'' پھر اُس بیوی کو طلاق دے کر بلا اِجازت دوسرا نکاح کرلیا ---------- ۲۱۱
- نکاح سے پہلے کی تعلیق لغو ہے ---------- ۲۱۱
- کہا: ''اگر تم نے فلاں کام نہ کیا تو طلاق دے دوں گا'' ---------- ۲۱۲
- کہا ''اگر تو نے نامحرم کو چہرا دکھایا تو تجھے طلاق'' ---------- ۲۱۲
- کہا ''اگر میں بیوی کو ماروں تو اُسے طلاق'' ---------- ۲۱۲
- اگر میں نے آج اپنا قرض ادا نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق ---------- ۲۱۳
- ''جب تک میں تجھ سے شادی نہ کروں تو جس سے بھی نکاح کروں اُسے طلاق'' ---- ۲۱۳

○ کسی عورت سے کہا کہ ''اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق'' ---------------- ۲۱۴
○ طلاقِ معلق میں شرط کے متحقق ہوتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی ---------------- ۲۱۴
○ حیض آنے پر طلاق کو معلق کرنا ---------------- ۲۱۴
○ کہا ''جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھے طلاق'' پھر رات کو نکاح کرلیا ---------------- ۲۱۵
○ روزہ رکھنے پر طلاق کو معلق کرنا ---------------- ۲۱۵

زمان ومکان کی طرف نسبت کر کے طلاق دینا

○ کل آئندہ کی طرف نسبت کر کے طلاق دینا ---------------- ۲۱۶
○ تجھے مکہ میں طلاق ---------------- ۲۱۶
○ وقت کی طرف طلاق منسوب کرنے میں ایک ضابطہ ---------------- ۲۱۷
○ کہا: ''تجھے طلاق ہے اِن شاء اللہ'' ---------------- ۲۱۷
○ اِن شاء اللہ کہنے سے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا ---------------- ۲۱۸
○ کہا ''تجھے طلاق ہے اگر اللہ نے نہ چاہا'' ---------------- ۲۱۸
○ طلاق لکھ کر زبان سے اِن شاء اللہ کہا ---------------- ۲۱۸

تفویضِ طلاق کے مسائل

○ تفویضِ طلاق کا مطلب ---------------- ۲۱۹
○ تفویضِ طلاق کا ثبوت ---------------- ۲۱۹
○ پیشگی تفویضِ طلاق ---------------- ۲۲۰
○ عقدِ نکاح کے وقت تفویضِ طلاق کی صورت ---------------- ۲۲۱
○ نکاح کے بعد تفویضِ طلاق ---------------- ۲۲۲
○ ایک اَہم مشورہ ---------------- ۲۲۲
○ تفویضِ طلاق میں عورت کا اختیار کب تک باقی رہتا ہے؟ ---------------- ۲۲۳

- بیوی کو دیا ہوا اختیارِ طلاق کن چیزوں سے باطل ہو جاتا ہے؟---------------------- ۲۲۴
- تفویضِ طلاق کے بعد بیوی سے جماع کر لینا؟ ------------------------------ ۲۲۵
- طلاق کا اختیار ملنے کے بعد بیوی نماز میں مشغول ہوگئی ------------------------ ۲۲۶
- دورانِ نماز تفویضِ طلاق ہوئی تو اختیار کب تک رہے گا؟ ---------------------- ۲۲۶
- تفویضِ طلاق سے رجوع کا حق نہیں ----------------------------------- ۲۲۷
- توکیل بالطلاق کے بعد رجوع؟-- ۲۲۸
- تفویضِ تملیک اور تفویضِ توکیل میں فرق؟ ------------------------------ ۲۲۹
- مجنون اور بچے کو تفویضِ طلاق --- ۲۳۰
- صحت مند شخص کو تفویضِ طلاق کی، پھر وہ پاگل ہوگیا؟------------------------ ۲۳۰
- اپنی نابالغ بیوی کو طلاق کی تفویض کرنا معتبر ہے ----------------------------- ۲۳۱
- بیوی سے کہا کہ: ’’اپنی طلاق لے لے‘‘ --------------------------------------- ۲۳۱
- بیوی سے کہا ’’طلاق کے بارے میں معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے‘‘ ---------------- ۲۳۲
- غصہ یا مذاکرۂ طلاق کے وقت بیوی سے کہا کہ ’’تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے‘‘----- ۲۳۲
- شوہر نے کہا کہ ’’تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے‘‘ اور تین طلاق کی نیت کی -------------- ۲۳۳
- ’’کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنے کو طلاق دیدوں‘‘؟ کے جواب میں شوہر کا ’’ہاں‘‘ کہنا؟-- ۲۳۳
- بیوی سے تین بار کہا ’’تجھے اختیار ہے‘‘ ------------------------------------- ۲۳۴
- بیوی سے بغیر نیت کے کہا کہ ’’تو اپنے آپ کو طلاق دیدے‘‘ --------------------- ۲۳۵
- شوہر نے کہا کہ ’’میری بیوی کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور تیرے ہاتھ میں ہے‘‘ ----- ۲۳۵
- شوہر نے کہا کہ ’’اگر تو چاہے تو تجھے طلاق‘‘، بیوی نے کہا ’’اگر تو چاہے تو میں بھی چاہتی ہوں‘‘ -- ۲۳۶
- بیوی سے کہا کہ ’’اگر تو تین طلاق چاہے تو تجھے طلاق‘‘---------------------------- ۲۳۶
- بیوی سے کہا کہ ’’جب تو چاہے تجھے طلاق‘‘ ------------------------------------ ۲۳۷
- تو جب جب چاہے اپنے کو طلاق دے سکتی ہے ------------------------------- ۲۳۷

○ بیوی سے کہا کہ ''تجھے طلاق ہے جہاں بھی چاہے'' ---------- ۲۳۸
○ تو جس طرح چاہے اپنے کو طلاق دیدے ---------- ۲۳۸
○ شوہر نے کہا کہ ''تو آج اپنے کو اختیار کر لے'' ---------- ۲۳۹
○ معاملہ بیوی کے سپرد کرنے کے بعد بیوی کا کہنا کہ ''تو مجھ پر حرام ہے'' ---------- ۲۳۹
○ شوہر نے بیوی کو طلاق کا اختیار دیا پھر اُس کو خود ہی طلاق دے دی ---------- ۲۴۰
○ ''اپنے آپ کو طلاق دے لے'' کے جواب میں بیوی نے کہا ''میں طلاق دے لوں گی'' ---- ۲۴۰
○ ''تو اپنے آپ کو طلاق دے دے'' کے جواب میں بیوی نے کہا کہ ''میں نے اپنے کو تم سے جدا کر لیا'' ---------- ۲۴۱
○ بیوی کا دو یا تین طلاق کا اختیار ملنے پر صرف ایک طلاق اختیار کرنا ---------- ۲۴۱
○ شوہر نے کہا ''طلاق لے لے''، بیوی نے کہا ''میں نے طلاق لے لی'' ---------- ۲۴۱
○ شوہر نے کہا ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے'' بیوی نے کہا ''مجھے منظور ہے'' ------- ۲۴۲
○ شوہر نے کہا کہ ''ہمیشہ کے لئے معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے'' ---------- ۲۴۲
○ شوہر نے بیوی کا معاملہ اُس کے باپ کے سپرد کر دیا ---------- ۲۴۳
○ طلاق میں خیار نہیں ہے ---------- ۲۴۳

خلع کے مسائل

○ خلع کی لغوی تعریف ---------- ۲۴۴
○ خلع کی اصطلاحی تعریف ---------- ۲۴۴
○ ضرورت کے وقت خلع کا جواز ---------- ۲۴۵
○ خلع کی حقیقت ---------- ۲۴۶
○ خلع کا حکم ---------- ۲۴۷
○ خلع کے لئے فریقین کی رضامندی شرط ہے ---------- ۲۴۷

○ خلع میں کس قدر مال لینے کی گنجائش ہے؟ ---------- ۲۴۸
○ خلع کے لئے محکمۂ شرعیہ کی ضرورت نہیں ---------- ۲۴۹
○ شوہر سے جبراً خلع کرانا ---------- ۲۵۰
○ عورت کو زبردستی خلع پر مجبور کرنا ---------- ۲۵۰
○ شوہر خلع کا دعویٰ کرے اور عورت منکر ہو ---------- ۲۵۰
○ عورت خلع کا دعویٰ کرے اور شوہر منکر ہو ---------- ۲۵۱
○ خلع سے عدت کا نفقہ ساقط نہیں ہوتا ---------- ۲۵۱
○ دو مرتبہ کہا کہ ''تجھے خلع دیا، تجھے خلع دیا'' ---------- ۲۵۱
○ لفظ ''خلع'' سے تین طلاقیں مراد لینا ---------- ۲۵۲
○ خلع کا بدل کیا کیا چیزیں بن سکتی ہیں؟ ---------- ۲۵۲
○ بدلِ خلع سے متعلق چند ممکنہ صورتیں اور اُن کے احکام ---------- ۲۵۲
○ بدلِ خلع میں نامعلوم مال متعین کرنے کی بعض صورتیں ---------- ۲۵۶
○ حرام اشیاء پر خلع کیا تو کیا حکم ہے؟ ---------- ۲۵۷
○ سرکہ کی طرف اِشارہ کر کے بدل خلع مقرر کیا مگر وہ شراب نکلی؟ ---------- ۲۵۸

کتاب الفسخ والتفریق ۲۵۹-۳۲۰

○ فسخ وتفریق کے لئے قضاءِ قاضی شرط ہے ---------- ۲۶۰
□ (۱) شوہر کا عنین (نامرد) ہونا ---------- ۲۶۲
○ عورت کا حق تاخیر کی وجہ سے باطل نہ ہوگا ---------- ۲۶۲
○ بیماری کی وجہ سے نامردی ---------- ۲۶۳
○ بڑھاپے کی وجہ سے نامردی ---------- ۲۶۳
○ جادو کی وجہ سے نامردی ---------- ۲۶۳

○ نکاح سے قبل بیوی کو نامرد ہونے کا علم تھا ---------- ۲۶۳
○ نکاح کے بعد ایک مرتبہ ہمبستری پر قادر ہوجانا ---------- ۲۶۴
○ بیوی کو ایسا مرض لاحق ہو جو جماع سے مانع ہو ---------- ۲۶۴
○ شوہر کے خصی ہونے کی بنا پر فسخ کا اختیار ہے یا نہیں؟ ---------- ۲۶۵
○ نسبندی کرانے والے شوہر سے فسخ کا اختیار نہیں ---------- ۲۶۵
○ عورت کے دعوے پر عدالتی کارروائی ---------- ۲۶۵
○ تخییر کی صورت میں مجلس قضاء میں تفریق کا اختیار کرنا ---------- ۲۶۸
○ مہلت کی مدت کب سے شروع ہوگی ---------- ۲۶۸
○ مہلت کی مدت کا شمار قمری مہینوں سے ہوگا یا شمسی مہینوں سے؟ ---------- ۲۶۹
○ مہلت کی مدت ختم ہونے کے بعد مطالبہ میں تاخیر کرنا ---------- ۲۶۹
○ تفریق کے بعد عورت کا اقرار جماع پر بینہ قائم کرنا ---------- ۲۶۹
○ تفریق کے بعد عورت کا اسی نامرد سے نکاح کرنا ---------- ۲۷۰
○ تفریق کے بعد دو سال کی مدت میں بچہ کی پیدائش ---------- ۲۷۰
○ عنین پر مہر کا وجوب ---------- ۲۷۱
○ مجبوب (مقطوع الذکر) کا حکم ---------- ۲۷۱
○ مجبوب کی بیوی کا بعد التفریق دو سال کی مدت میں بچہ جننا ---------- ۲۷۲
□ (۲) شوہر کا مجنون ہونا ---------- ۲۷۳
○ کس درجہ کا جنون موجبِ فسخ ہے؟ ---------- ۲۷۴
○ مجنون سے تفریق کے لئے عدالتی کارروائی ---------- ۲۷۵
○ مجنون کی بیوی کے مہر وعدت کا حکم ---------- ۲۷۶
○ جنونِ حادث میں حق تفریق ہے یا نہیں؟ ---------- ۲۷۷
○ مجنون شوہر کا بالجبر جماع کرنا ---------- ۲۷۸

○ مجنون کے نادار ہونے کی صورت میں حق تفریق ---------- ۲۷۸
□ (۳) شوہر کا فالج زدہ اور بے ہوش ہونا ---------- ۲۷۹
□ (۴) شوہر کا برص، جزام یا ایڈز جیسے امراض میں مبتلا ہونا ---------- ۲۸۱
□ (۵) گمشدہ (مفقود) شوہر سے حق تفریق ---------- ۲۸۳
○ زوجۂ مفقود کے بارے میں بالترتیب عدالتی کارروائی ---------- ۲۸۴
○ مجبوری میں ایک سال کی مہلت کی گنجائش ---------- ۲۸۵
○ مفقود کے بارے میں تفتیش کے مصارف کس کے ذمہ ہیں؟ ---------- ۲۸۶
○ عدالتی فیصلہ کے بعد شوہر ثانی سے خلوتِ صحیحہ سے قبل مفقود کا واپس آجانا --- ۲۸۷
○ شوہرِ ثانی سے خلوتِ صحیحہ کے بعد مفقود واپس آگیا ---------- ۲۸۷
○ شوہرِ ثانی سے پیدا شدہ اَولاد کا حکم ---------- ۲۸۸
□ (۶) شوہر کا غائب غیر مفقود ہونا ---------- ۲۸۹
○ غائب غیر مفقود کے متعلق عدالتی کارروائی ---------- ۲۸۹
○ غائب شوہر عدت کے اندر واپس آجائے ---------- ۲۹۱
○ غائب شوہر عدت کے بعد واپس آیا ---------- ۲۹۱
□ (۷) شوہر کا طویل قید میں ہونا ---------- ۲۹۲
□ (۸) شوہر کا متعنت (سرکش) ہونا ---------- ۲۹۴
○ کس طرح کی مجبوری میں عورت کو حق فسخ ملے گا؟ ---------- ۲۹۴
○ زوجۂ متعنت کے بارے میں عدالتی کارروائی ---------- ۲۹۵
○ طلاق کے فیصلہ کے بعد عدت کے اندر متعنت شوہر اپنی حرکت سے باز آگیا؟ ---- ۲۹۶
○ متعنت شوہر عدت کے بعد باز آیا ---------- ۲۹۷
□ (۹) شوہر کا بے جا مار پیٹ کرنا ---------- ۲۹۸

❑ (۱۰) زوجین میں شقاق پایا جانا ---------- ۳۰۰

❑ (۱۱) حرمتِ مصاہرت کی بنیاد پر حق فسخ ---------- ۳۰۲

○ حرمتِ مصاہرت کے معاملہ میں عدالتی کارروائی کی تفصیل ---------- ۳۰۲

○ شوہر کے لئے جھوٹی قسم کھانا حرام ہے ---------- ۳۰۴

○ حرمت کا دعویٰ ثابت نہ کرسکنے کی شکل میں عورت کیا کرے؟ ---------- ۳۰۵

❑ (۱۲) خیار بلوغ کی وجہ سے حق فسخ ---------- ۳۰۶

○ خیار بلوغ باقی رہنے کی اَہم شرائط ---------- ۳۰۶

○ خیارِ بلوغ کے بارے میں عدالتی کارروائی ---------- ۳۰۸

○ کس صورت میں نابالغ کو خیارِ قبول حاصل نہیں ہوتا؟ ---------- ۳۰۹

○ کن صورتوں میں نابالغ کا نکاح باطل ہے؟ ---------- ۳۰۹

○ کن صورتوں میں خیار بلوغ ساقط ہوجاتا ہے؟ ---------- ۳۱۱

❑ (۱۳) عدمِ کفائت کی بنیاد پر حق فسخ ---------- ۳۱۳

○ بالغہ عورت کا غیر کفو میں خود نکاح کرنا ---------- ۳۱۳

○ اَولیاء نے کفو سمجھ کر بالغہ کا نکاح کرایا بعد میں وہ غیر کفو ثابت ہوا ---------- ۳۱۴

○ باپ یا دادا نے کفو سمجھ کر نابالغہ کا نکاح کرایا بعد میں وہ غیر کفو ثابت ہوا ---------- ۳۱۵

❑ (۱۴) کفر وارتداد کی بنیاد پر حق فسخ ---------- ۳۱۷

○ کافر میاں بیوی میں سے شوہر اسلام لے آئے ---------- ۳۱۷

○ کافر میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے ---------- ۳۱۸

○ مسلمان شوہر مرتد ہوجائے ---------- ۳۱۹

○ مسلمان عورت مرتد ہوجائے ---------- ۳۲۰

کتاب الظھار ۳۲۱-۳۳۸

❑ ظہار کے مسائل ---- ۳۲۲
○ ''ظہار'' کے لغوی معنی ---- ۳۲۲
○ زمانۂ جاہلیت میں ''ظہار'' کا تصور ---- ۳۲۲
○ اِسلام کی نظر میں ''ظہار'' کا مفہوم ---- ۳۲۲
○ آیاتِ ظہار کا شانِ نزول ---- ۳۲۳
○ ظہار کی شرعی تعریف ---- ۳۲۵
○ ظہار کے لئے تشبیہ لازم ہے ---- ۳۲۵
○ بلا تشبیہ بیوی کو بہن یا بیٹی کہنا ---- ۳۲۵
○ بیوی سے کہا: ''تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہے'' ---- ۳۲۶
○ کہا: ''اگر بیوی سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں'' ---- ۳۲۶
○ کہا: ''تو میرے لئے خنزیر کے برابر ہے'' ---- ۳۲۷
○ اَجنبیہ عورت سے ظہار کرنا ---- ۳۲۷
○ نابالغ اور پاگل کا ظہار ---- ۳۲۷
○ بیوی کی طرف سے ظہار معتبر نہیں ---- ۳۲۸
○ ظہار مطلق کا حکم ---- ۳۲۸
○ ظہار مؤقت کا حکم ---- ۳۲۸
○ ایک مجلس میں کئی مرتبہ ظہار کرنا ---- ۳۲۹
○ ظہار کر کے چھوڑے رکھنے پر بیوی کا کفارہ ادا کرنے کا مطالبہ کرنا ---- ۳۲۹
○ اگر درمیان میں کفارہ کا روزہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟ ---- ۳۳۰
○ بیوی نے شوہر سے کہا ''تو میرا باپ ہے میں تیری بیٹی'' ---- ۳۳۰

○ ظہار کا کفارہ ---------- ۳۳۱
○ ظہار کا کفارہ دینے سے پہلے ہم بستری کر لی ---------- ۳۳۲
○ کفارۂ ظہار کے روزوں کے درمیان بیوی سے ہم بستری کر لی ---------- ۳۳۲
○ جس بیوی سے ظہار کیا ہے اس کے علاوہ دوسری بیوی سے ہم بستری کر لی ---------- ۳۳۳
○ کفارۂ ظہار کے روزوں کے درمیان رمضان یا ایامِ تشریق آجائیں تو اعادہ لازم ہے --- ۳۳۳
○ اگر درمیان میں کفارہ کا روزہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟ ---------- ۳۳۴
○ کفارۂ ظہار میں ۶۰ر مسکینوں کو صدقۂ فطر کے بقدر غلہ دینا ---------- ۳۳۴
○ صبح ایک مسکین کو اور شام دوسرے مسکین کو کھانا کھلانا ---------- ۳۳۵
○ ۱۲۰ر مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلا دیا ---------- ۳۳۵
○ ایک وقت کھلا کر دوسرے وقت کی قیمت دینا ---------- ۳۳۶
○ ایک ہی مسکین کو ۶۰ر مسکینوں کا کھانا دینا ---------- ۳۳۶
○ ظہار کے کفارہ میں کھانا کس کو کھلائیں؟ ---------- ۳۳۷
○ ۶۰ر مسکینوں کو ایک دن صبح و شام کھلانا یا ایک مسکین کو ۶۰ر دن کھلانا ---------- ۳۳۷
○ کفارۂ ظہار میں کھانا کھلانے کا وکیل بنانا ---------- ۳۳۸
○ کھانا کھلانے کے دوران بیوی سے صحبت کر لی ---------- ۳۳۸

کتاب الایلاء ۳۳۹-۳۵۴

□ اِیلاء کے مسائل ---------- ۳۴۰
○ اِیلاء کی لغوی تعریف ---------- ۳۴۰
○ زمانۂ جاہلیت میں اِیلاء کا تصور ---------- ۳۴۰
○ شریعت کی نظر میں ''اِیلاء'' کا مفہوم ---------- ۳۴۰
○ چار مہینے کی مدت کی تعیین کیوں؟ ---------- ۳۴۱
○ چار مہینے سے کم میں صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا ---------- ۳۴۲

○ نبی اکرم ﷺ کا اِیلاء صوری فرمانا ---------- ۳۴۳
○ اِیلاء کا رکن ---------- ۳۴۳
○ ایلاء کی مدت ---------- ۳۴۴
○ ایلاء کا حکم ---------- ۳۴۴
○ گونگے شخص کی طرف سے اِیلاء ---------- ۳۴۵
○ غصہ میں اِیلاء ---------- ۳۴۵
○ زبردستی شوہر سے اِیلاء کے الفاظ کہلوانے کا حکم ---------- ۳۴۵
○ غیر مدخولہ سے اِیلاء ---------- ۳۴۶
○ ایلاء کے صریح یا قائم مقام صریح الفاظ ---------- ۳۴۶
○ اِیلاء کے کنائی الفاظ ---------- ۳۴۷
○ شعبان میں قسم کھائی کہ جب تک عاشوراء کا روزہ نہ رکھ لوں بیوی سے جماع نہ کروں گا--- ۳۴۸
○ بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ ''بچے کے دودھ چھوڑنے تک تجھ سے ہم بستر نہ ہوں گا''---- ۳۴۸
○ کہا: ''دابۃ الارض یا دجال کے ظاہر ہونے تک بیوی سے جماع نہ کروں گا''-------- ۳۴۹
○ کہا: ''قیامت تک بیوی سے جماع نہ کروں گا'' ---------- ۳۴۹
○ جب تک تو میری بیوی رہے گی تیرے سے جماع نہ کروں گا ---------- ۳۴۹
○ کہا: ''زندگی بھر تیرے پاس نہ آؤں گا'' ---------- ۳۵۰
○ بیوی سے کہا: ''اگر میں تجھ سے جماع کروں تو مجھ پر قسم کا کفارہ ہے'' ---------- ۳۵۰
○ بیوی سے کہا کہ: ''تو مجھ پر مردار اور خنزیر کی طرح حرام ہے'' ---------- ۳۵۰
○ اِیلاء کرنے کے بعد بیوی کو طلاق دے دی ---------- ۳۵۱
○ اِیلاء مؤبد میں نکاحِ ثانی اور تفریق کے بعد شوہر اول سے دوبارہ نکاح؟------------ ۳۵۱
○ بغیر قسم کھائے کہا ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھے طلاق'' ---------- ۳۵۲
○ بیوی سے صحبت کرنے پر مشقت والی عبادت اپنے اوپر لازم کرنا ---------- ۳۵۲

○ بیوی سے صحبت کرنے پر کوئی آسان عبادت اپنے اوپر لازم کرنا ---------- ۳۵۲
○ صحبت کرنے پر کوئی ایسا کام لازم کرنا جو واجب نہ ہو ---------- ۳۵۳
○ اِیلاء کرنے کے بعد مدتِ اِیلاء میں صحبت سے عاجزی ہوگئی ---------- ۳۵۳
○ رجوع کے بعد مدتِ اِیلاء میں عاجزی ختم ہوگئی ---------- ۳۵۴

کتاب اللعان

۳۵۵-۳۶۶

❑ لعان کے مسائل ---------- ۳۵۶
○ لعان کے لغوی معنی ---------- ۳۵۶
○ لعان کی اصطلاحی تعریف ---------- ۳۵۶
○ آیاتِ لعان کا شانِ نزول ---------- ۳۵۶
○ لعان جاری ہونے کی شرطیں ---------- ۳۵۹
○ لعان کا سبب ---------- ۳۶۰
○ لعان کا حکم ---------- ۳۶۰
○ شوہر کا بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد لعان سے انکار کرنا ---------- ۳۶۱
○ بیوی سے لعان کا مطالبہ کب ہوگا؟ ---------- ۳۶۱
○ بیوی کی طرف سے لعان میں ٹال مٹول ---------- ۳۶۱
○ بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد اُسے طلاقِ بائن دے دی ---------- ۳۶۲
○ بیوی سے کہا: تجھے تین طلاق اے زانیہ! ---------- ۳۶۲
○ بیوی سے کہا: اے زانیہ! تجھے تین طلاق ---------- ۳۶۳
○ لعان کے بعد تفریق کب ہوگی؟ ---------- ۳۶۳
○ تفریق سے قبل قاضی معزول ہو جائے یا وفات پا جائے؟ ---------- ۳۶۴
○ شوہر سے بچہ کے نسب کی نفی کی شرائط ---------- ۳۶۴

○ جڑواں بچوں میں سے پہلے بچہ کی نفی کی ---------- ۳۶۶
○ لعان میں تفریق کے بعد عدت کا نفقہ شوہر پر ہے ---------- ۳۶۶

کتاب العدة ۳۶۷-۴۱۰

□ عدت کے مسائل ---------- ۳۶۸
○ عدت کے معنی ---------- ۳۶۸
○ عدت کی حکمتیں ---------- ۳۶۸
○ حائضہ غیر حاملہ کی عدتِ طلاق ---------- ۳۷۰
○ طلاق کی عدت کب سے شروع ہوتی ہے؟ ---------- ۳۷۰
○ طلاق کی خبر دیر میں معلوم ہوئی تو عدت کب سے شروع ہوگی؟ ---------- ۳۷۱
○ عدتِ طلاق کب واجب ہوتی ہے؟ ---------- ۳۷۱
○ جس حیض میں طلاق دی ہو وہ عدت میں شمار نہ ہوگا ---------- ۳۷۲
○ جس عورت کا مسلسل خون جاری ہو وہ عدت کیسے گذارے؟ ---------- ۳۷۲
○ عدت شروع ہونے کے بعد حیض بند ہوگیا ---------- ۳۷۳
○ جس عورت کو وقفہ وقفہ سے حیض آتا ہو وہ عدت کیسے گذارے؟ ---------- ۳۷۳
○ مطلقہ حاملہ کی عدت ---------- ۳۷۴
○ جڑواں بچوں والی حاملہ معتدہ کی عدت کب پوری ہوگی؟ ---------- ۳۷۴
○ کیا اِسقاطِ حمل سے عدت پوری ہوجاتی ہے؟ ---------- ۳۷۵
○ غیر حائضہ عورت کی عدتِ طلاق ---------- ۳۷۵
○ غیر حائضہ عورت کی عدت کا شمار مہینوں سے ہوگا یا دنوں سے؟ ---------- ۳۷۶
○ مہینوں کے ذریعہ عدت کی تکمیل کے بعد آئسہ کو حیض آنے لگا ---------- ۳۷۶
○ مزنیہ عورت پر عدت نہیں ---------- ۳۷۷
○ مزنیہ منکوحہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں ---------- ۳۷۷

- نکاحِ فاسد میں عدت ---------- ۳۷۸
- وطی بالشبہ میں عدت ---------- ۳۷۸
- معتدہ رجعیہ کا شوہر دورانِ عدت وفات پا گیا ---------- ۳۷۸
- حالتِ صحت میں طلاقِ بائن دی پھر دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہوگیا ---------- ۳۷۹
- جس عورت کا شوہر مرض الوفات میں طلاقِ بائن دے کر انتقال کرجائے وہ عدت کیسے گذارے؟ -- ۳۷۹
- غیر حاملہ بیوہ کی عدت ---------- ۳۸۰
- حاملہ بیوہ کی عدت ---------- ۳۸۱
- عدتِ وفات کا شمار مہینوں سے ہوگا یا دنوں سے؟ ---------- ۳۸۱
- غیر مدخولہ بیوہ کی عدت ---------- ۳۸۲
- شوہر سے الگ رہنے والی پر عدتِ وفات کا حکم ---------- ۳۸۲
- شوہر اگر بچہ ہو تو اُس کی وفات پر بھی عدت ہے ---------- ۳۸۳
- متوفی شوہر بچہ کی بیوی اگر حاملہ ہو تو اُس کی عدت کیا ہے؟ ---------- ۳۸۳
- عدتِ وفات کی ابتداء کس وقت سے ہوگی؟ ---------- ۳۸۴
- وفات کی خبر بعد میں ملی ---------- ۳۸۴
- عدتِ وفات کس وقت ختم ہوگی؟ ---------- ۳۸۵
- کیا وفات کے بعد بیوی کے گھر سے باہر نکلنے سے عدت ساقط ہوجاتی ہے؟ ---------- ۳۸۵
- عدت کی تکمیل کے لئے کیا گھر سے باہر نکلنا ضروری ہے؟ ---------- ۳۸۵
- دورانِ عدت زنا کرنے کے بعد مزنیہ سے نکاح کرنا ---------- ۳۸۶
- مطلقہ عورت سے عدت میں نکاح کرنا ---------- ۳۸۶

عدت کی پابندیاں

- مطلقہ بائنہ اور بیوہ پر سوگ (احداد) واجب ہے ---------- ۳۸۷

○ معتدہ کے لئے ترکِ زینت کا حکم کیوں؟ ---------- ۳۸۷
○ کیا شوہر کے منع کرنے سے سوگ کا حکم مرتفع ہوسکتا ہے؟ ---------- ۳۸۷
○ شوہر کے علاوہ کسی کے انتقال پر ۳؍ دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں ---------- ۳۸۸
○ عدت میں عورت کے لئے کن چیزوں کا استعمال ممنوع ہے؟ ---------- ۳۸۸
○ عدت میں چوڑیوں کا استعمال ---------- ۳۹۰
○ کیا عدت میں چوڑی وغیرہ توڑ دینی چاہئیں؟ ---------- ۳۹۰
○ دورانِ عدت بطور علاج سر میں مہندی لگانا؟ ---------- ۳۹۰
○ عدت میں پان کھانے کا حکم ---------- ۳۹۱
○ معتدہ کا آنکھ دکھنے کی وجہ سے سرمہ لگانا ---------- ۳۹۲
○ بال اُلجھنے کی وجہ سے معتدہ کا تیل کنگھی کرنا ---------- ۳۹۲
○ اگر ممنوعہ کپڑوں کے علاوہ کوئی کپڑا معتدہ کو دستیاب نہ ہو ---------- ۳۹۲
○ معتدہ کا پرانے رنگین کپڑے پہننا ---------- ۳۹۳
○ معتدہ کا بدن کی صفائی کے لئے صابن استعمال کرنا ---------- ۳۹۳
○ معتدہ عورت کا گھر کو سجانا اور قالین وغیرہ پر بیٹھنا منع نہیں ---------- ۳۹۳
○ معتدہ گھر سے باہر نہ نکلے ---------- ۳۹۴
○ معتدۂ وفات کا جائیداد کی دیکھ بھال وغیرہ کے لئے گھر سے باہر نکلنا ---------- ۳۹۴
○ معتدہ کس گھر میں عدت گذارے گی؟ ---------- ۳۹۵
○ طلاق یا موت کے وقت عورت گھر سے باہر ہو تو کیا کرے؟ ---------- ۳۹۵
○ کن اَعذار کی وجہ سے دوسرے گھر میں عدت گذارنے کی اِجازت ہے؟ ---------- ۳۹۵
○ دورانِ سفر طلاق یا موت کا واقعہ پیش آئے تو کیا کرے؟ ---------- ۳۹۷
○ حج کی منظوری آنے کے بعد سفر سے پہلے عدت پیش آجائے؟ ---------- ۳۹۷
○ سفرِ حج شروع کرنے کے بعد طلاقِ رجعی دی گئی اور شوہر ساتھ ہے ---------- ۳۹۸
○ سفرِ حج شروع کرنے کے بعد طلاقِ بائن دی گئی یا شوہر کی وفات کی اطلاع ملی ---------- ۳۹۹

- معتدہ کے لئے کن لوگوں سے پردہ کرنا ضروری ہے؟ ---------- ۴۰۰
- دورانِ عدت شوہر سے پردہ کا حکم ---------- ۴۰۱
- دورانِ عدت دیور، نندوئی، بہنوئی اور جیٹھ سے پردہ کا حکم؟ ---------- ۴۰۲
- معتدہ کا خالہ اور ماموں زاد بھائیوں سے پردہ کرنا؟ ---------- ۴۰۲
- دورانِ عدت ساس کا داماد سے پردہ؟ ---------- ۴۰۳
- دورانِ عدت منہ بولے بھائی سے پردہ کرنا؟ ---------- ۴۰۳
- کیا معتدہ گھر کے صحن میں آسکتی ہے؟ ---------- ۴۰۴
- عدت میں بیٹھی ہوئی عورت کا تبلیغ کرنا؟ ---------- ۴۰۴
- کیا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے عدت کی پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں؟ ---------- ۴۰۴
- زلزلہ کے ڈر اور حکومت کے اعلان کی وجہ سے معتدہ کا گھر سے باہر نکالنا؟ ---------- ۴۰۵
- معتدہ کا علاج کے لئے گھر سے باہر نکلنا ---------- ۴۰۵
- معتدہ کا ملازمت کے لئے گھر سے باہر جانا؟ ---------- ۴۰۶
- کیا معتدہ عیادت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے؟ ---------- ۴۰۶
- کیا معتدہ والد یا والدہ کے اِنتقال پر زیارت کیلئے جاسکتی ہے؟ ---------- ۴۰۷
- کس معتدہ پر سوگ کا حکم نہیں؟ ---------- ۴۰۸
- نابالغہ وغیرہ پر سوگ کا حکم نہ ہونے کی وجہ ---------- ۴۰۹
- معتدہ کافرہ دورانِ عدت اِسلام لے آئی ---------- ۴۰۹
- نابالغہ معتدہ دورانِ عدت بالغ ہوگئی ---------- ۴۱۰
- پاگل معتدہ دورانِ عدت صحت یاب ہوگئی ---------- ۴۱۰

کتاب ثبوت النسب ۴۱۱-۴۳۴

- ثبوتِ نسب کے مسائل ---------- ۴۱۲

- اِسلام میں نسب کی اَہمیت ---------- ۴۱۲
- نسب سے چھیڑ چھاڑ درست نہیں ---------- ۴۱۳
- شریعت میں متبنی (لے پالک) کا کوئی اعتبار نہیں ---------- ۴۱۵
- بدکاری نسب کی بنیاد نہیں بن سکتی ---------- ۴۱۶
- نسب سے متعلق اثرات ---------- ۴۱۸
- اِسلام میں نسب باپ سے چلتا ہے ---------- ۴۱۸
- میاں بیوی کے اَجزاءِ منویہ کے ٹیوب میں افزائش کے بعد بیوی کے بطن سے پیدا شدہ بچہ کا نسب --- ۴۱۸
- غیرعورت کے نطفہ سے بارآوری کرا کر منکوحہ بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب ---- ۴۱۹
- غیرشوہر کے نطفہ کو خارج میں اَفزائش کرا کر بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب --- ۴۲۰
- میاں بیوی کے اَجزاءِ منویہ غیرعورت کے رحم میں رکھ کر اُس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب --- ۴۲۱
- غیرمرد وعورت کے نطفوں کو بارآور کر کے منکوحہ بیوی کے رحم سے مولود بچہ کا نسب ------ ۴۲۲
- ایک بیوی کے اَجزاءِ منویہ کو خارج میں بارآور کرا کر دوسری بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب ---------- ۴۲۳
- شوہر کی وفات کے بعد اُس کے منجمد مادہ سے بچہ کی پیدائش؟ ---------- ۴۲۴
- نکاح کے چھ مہینے کے بعد پیدا ہونے والے بچے کا نسب؟ ---------- ۴۲۵
- نکاح کے بعد چھ مہینے سے پہلے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب ---------- ۴۲۵
- زانی مزنیہ سے نکاح کرے اور نکاح کے چھ مہینے کے اندر بچہ کی پیدائش ہو تو نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟ ---------- ۴۲۵
- شوہر سے کئی سال الگ رہنے کے باوجود بچہ پیدا ہوا تو نسب کس سے ثابت ہوگا؟ --- ۴۲۶
- رخصتی سے قبل مطلقہ کے پیدا شدہ بچہ کا نسب ---------- ۴۲۶
- طلاقِ رجعی کے بعد چھ مہینے سے کم میں پیدا شدہ بچہ کا نسب ---------- ۴۲۷
- طلاقِ رجعی کے چھ مہینے بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب ---------- ۴۲۷

○ طلاقِ بائن کے بعد دو سال کے اندر اندر پیدا شدہ بچہ کا نسب -------------------- ۴۲۸
○ طلاقِ بائن کے بعد چھ مہینے سے پہلے پیدا شدہ بچہ کا نسب----------------------- ۴۲۸
○ طلاقِ بائن کے دو سال بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب ----------------------------- ۴۲۸
○ مطلقہ بائنہ کے یہاں جڑواں بچوں میں سے ایک بچہ دو سال کے اندر اور دوسرا دو سال کے بعد پیدا ہوا--- ۴۲۹
○ مطلقہ عورت کے بچہ کے ثبوتِ نسب کی ایک لازمی شرط ------------------------ ۴۲۹
○ معتدۃ الوفات سے پیدا شدہ بچہ کے نسب میں تفصیل ------------------------- ۴۲۹
○ نکاحِ فاسد کے بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب ----------------------------------- ۴۳۰
○ وطی بالشبہ میں نسب کے ثبوت کی شرط ------------------------------------ ۴۳۱
○ تین طلاق کے بعد حلالہ کے بغیر پیدا شدہ بچہ کا نسب------------------------- ۴۳۱
○ مصاہرت کی وجہ سے حرام شدہ عورت کی بیٹی سے پیدا شدہ اَولاد کا نسب؟ ---------- ۴۳۲
○ معتدۃ الغیر سے نکاح کے بعد اُس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب؟ -------------------- ۴۳۲
○ ہندو عورت سے نکاح کر کے پیدا شدہ اَولاد کا نسب--------------------------- ۴۳۳
○ ہندو لڑکے سے نکاح کرنے والی مسلمان عورت کی اَولاد کا نسب------------------ ۴۳۳
○ مفقود الخبر شوہر کی بیوی نے دوسرا نکاح کرلیا، جس سے اَولاد ہوئی پھر پہلا شوہر واپس آ گیا؟ ---- ۴۳۳
○ لے پالک کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟ ------------------------------------- ۴۳۴

كتاب الحضانة ۴۳۵-۴۵۰

□ حقِ پرورش کے مسائل --- ۴۳۶
○ اِنسان کا بچہ سب سے زیادہ توجہ کا محتاج ہے --------------------------------- ۴۳۶
○ آیتِ بالا سے مستفاد چند اَحکام--- ۴۳۷
○ حق حضانت کا استحقاق -- ۴۳۸

○ مستحقِ پرورش عورتوں میں سے کوئی نہ ہوتو بچہ کی دیکھ بھال کس کے ذمہ ہوگی؟------- ۴۴۱
○ عصبات کی غیر موجودگی میں پرورش کا حق ---------------------------------- ۴۴۲
○ ماموں کی موجودگی میں بچی کے نامحرم عصبہ کوحق پرورش نہ ہوگا --------------------- ۴۴۲
○ نامحرم عورتوں کو پرورش کا حق نہیں -- ۴۴۳
○ عورت کا حق حضانت کب ساقط ہوجاتا ہے؟---------------------------------- ۴۴۳
○ موذی اور متعدی اَمراض میں مبتلا عورت کو پرورش کا حق نہیں -------------------- ۴۴۴
○ مرتد ہوجانے والی ماں کو پرورش کا حق نہیں ---------------------------------- ۴۴۴
○ فاسقہ فاجرہ کو پرورش کا حق ہے یا نہیں؟-- ۴۴۴
○ مانع دور ہوجائے تو حق پرورش لوٹ آتا ہے --------------------------------- ۴۴۵
○ کیا ذمیہ یہودی یا عیسائی عورت کوحق پرورش حاصل ہوگا؟------------------------ ۴۴۶
○ پرورش کے کئی مستحقین جمع ہوجائیں تو کیا کریں؟ ------------------------------ ۴۴۶
○ نامناسب ماحول میں بچہ کونہیں رکھا جائے گا ----------------------------- ۴۴۷
○ حق پرورش کب تک؟-- ۴۴۷
○ ناسمجھ بچوں کا حق پرورش بلوغ کے بعد بھی ساقط نہیں ہوتا ---------------------- ۴۴۸
○ ماں باپ میں سے کسی کو بچہ کی ملاقات سے نہیں روکا جائے گا--------------------- ۴۴۹
○ بلوغ کے بعد بچوں کو اختیار -- ۴۴۹

کتاب النفقات ۴۵۱-۵۰۰

□ نفقہ سے متعلق مسائل -- ۴۵۲
○ نفقات کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ کا اِمتیاز ------------------------------ ۴۵۲
○ نفقہ کے وجوب کے اَسباب --- ۴۵۲
○ بیوی کے نفقہ اور رہائش کے بارے میں قرآنِ کریم کی صراحت ------------------- ۴۵۳
○ نفقۂ زوجہ کا ذکر اَحادیثِ شریفہ میں -------------------------------------- ۴۵۴

○ بیوی اپنا نفقہ شوہر کے مال سے وصول کرسکتی ہے ---------------------------------- ۴۵۵
○ بیوی اور گھر والوں پر خرچ موجب اَجر وثواب ہے---------------------------------- ۴۵۵
○ بیوی کے نفقہ کے وجوب کی اَصل بنیاد -- ۴۵۶
○ بیوی کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہے --- ۴۵۶
○ رخصتی سے قبل نفقہ کا مطالبہ -- ۴۵۷
○ شوہر کی طرف سے رخصتی کے تقاضے کے باوجود بیوی کا رخصتی سے بلاوجہ انکار کرنا --- ۴۵۷
○ کسی معقول وجہ سے بیوی کا رخصتی سے انکار کرنا -------------------------------- ۴۵۸
○ ناشزہ عورت نفقہ کی مستحق نہیں --- ۴۵۸
○ گھر میں رہتے ہوئے جماع پر قدرت نہ دینے والی عورت کا نفقہ ------------------- ۴۵۹
○ اگر عورت اپنے گھر میں شوہر کو نہ آنے دے، تو وہ نفقہ کی مستحق نہیں --------------- ۴۵۹
○ بیوی جیل چلی جائے تو شوہر پر نفقہ ہے یا نہیں؟ ----------------------------------- ۴۶۰
○ شوہر جیل میں چلا جائے تو بیوی کا نفقہ اُس کے ذمہ ہے یا نہیں؟ -------------------- ۴۶۰
○ چھوٹے بچے کی بیوی نفقہ کی مستحق ہے-- ۴۶۱
○ عنین اور مجبوب کی بیوی کا نفقہ -- ۴۶۱
○ شوہر بیوی دونوں بچے ہوں تو نفقہ واجب نہیں ---------------------------------- ۴۶۲
○ پاگل یا بیمار بیوی کا نفقہ -- ۴۶۲
○ رخصتی سے قبل سفر حج کے دوران نفقہ کا حکم؟ ---------------------------------- ۴۶۲
○ حج کے سفر میں اگر شوہر ساتھ ہو تو نفقہ لازم ہے----------------------------------- ۴۶۳
○ موطوءہ بالشبہ کا نفقہ --- ۴۶۳
○ نکاحِ فاسد میں نفقہ کا حکم-- ۴۶۳
○ عورت کے خدمت گذاروں کا نفقہ -- ۴۶۴
○ نفقہ کے معیار میں شوہر کا اعتبار ہوگا یا بیوی کا؟------------------------------------ ۴۶۴
○ کیا کھانا پکانا بیوی پر لازم ہے؟ -- ۴۶۵

○ اُمورِ خانہ داری بیوی پر دیانۃً واجب ہے ---------- ۴۶۵
○ کیا گھریلو کام پر عورت شوہر سے اُجرت لے سکتی ہے؟ ---------- ۴۶۶
○ نفقہ میں کیا کیا چیزیں داخل ہیں؟ ---------- ۴۶۶
○ کیا بیوی کے میک اَپ کا سامان شوہر پر لازم ہے؟ ---------- ۴۶۷
○ بیوی کی دوا اور ڈاکٹر کی فیس کا حکم؟ ---------- ۴۶۸
○ ولادت کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے ---------- ۴۶۸
○ نان نفقہ میں آپسی رضامندی سے کوئی رقم متعین کرنا ---------- ۴۶۸
○ بیوی کا شوہر کو نفقہ سے بری کرنا ---------- ۴۶۹
○ بیوی آزاد اور شوہر غلام ہو تو نفقہ کس پر ہے؟ ---------- ۴۶۹
○ شوہر آزاد اور بیوی باندی ہو تو نفقہ کا کیا حکم ہے؟ ---------- ۴۷۰
○ بیوی کے لباس (کسوہ) کے بارے میں شوہر کی ذمہ داری ---------- ۴۷۰
○ شوہر کی طرف سے بستر اور گدے کا انتظام ---------- ۴۷۱
○ بیوی کی رہائش کا انتظام ---------- ۴۷۲
○ مشترک فیملی میں رہائش ---------- ۴۷۲
○ معتدہ کے لئے نفقہ اور رہائش کا نظم ---------- ۴۷۳
○ متوفی عنہا زوجہا (بیوی) نان نفقہ کی حق دار نہیں ---------- ۴۷۴
○ عدت کا نفقہ کس حساب سے طے کیا جائے گا؟ ---------- ۴۷۴
○ متوفی بیوی کی تجہیز وتکفین شوہر کے ذمہ میں ہے ---------- ۴۷۵
○ کیا شوہر بیوی کو ملازمت سے منع کرسکتا ہے؟ ---------- ۴۷۵

بچوں کے نفقہ کے مسائل

○ باپ پر نادار بچوں کے نفقہ کا وجوب ---------- ۴۷۶
○ اَحادیثِ شریفہ میں بچوں پر خرچ کرنے کا حکم ---------- ۴۷۷

- بچوں پرخرچ کواَولیت دی جائے ---------- ۴۷۷
- باپ خرچ نہ اُٹھائے تو بچے کہاں جائیں؟ ---------- ۴۷۸
- مال خرچ کرنے کی ترتیب ---------- ۴۷۸
- سب سے اَفضل خرچ ---------- ۴۷۹
- چھوٹے نادار بچوں کے اِخراجات باپ کے ذمہ ہیں ---------- ۴۸۰
- دودھ پیتے بچے کے لئے رضاعت کا انتظام ---------- ۴۸۰
- مدتِ رضاعت کے بعد بچہ کا نفقہ ---------- ۴۸۲
- نابالغ بچہ اگر کمانے لگے تو اُس کا نفقہ باپ پر نہ ہوگا ---------- ۴۸۲
- صحت مند بالغ لڑکوں کا نفقہ باپ پرنہیں ہے ---------- ۴۸۲
- معذور ومفلوج بچوں کا نفقہ ---------- ۴۸۳
- باپ پرلڑکیوں کے نفقہ کی ذمہ داری کب تک ہے؟ ---------- ۴۸۳
- جائز حدود میں رہ کرلڑکیوں کو ہنر مند بنانا؟ ---------- ۴۸۴
- علم دین پڑھنے والے بچوں کا نفقہ ---------- ۴۸۴
- اگر باپ نادار ہوتو بچہ کا نفقہ کس پر ہے؟ ---------- ۴۸۵
- باب مفلوج یا پاگل ہوتو اُس کے بچوں کی ذمہ داری کون اُٹھائے؟ ---------- ۴۸۵
- باپ کا انتقال ہوجائے تو یتیموں کی پرورش کون کرے گا؟ ---------- ۴۸۵

محرم رشتہ داروں کے نفقہ کے مسائل

- رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک ---------- ۴۸۶
- رشتہ داروں پرخرچ کرنے کا ثواب ---------- ۴۸۷
- ناراض رشتہ دار پرخرچ کی فضیلت ---------- ۴۸۸
- محتاج والدین کا نفقہ ---------- ۴۸۹
- اگر باپ بیٹے دونوں کمانے کے لائق ہوں تو کون کمائے؟ ---------- ۴۹۰

○ اگر باپ اور بیٹے دونوں نادار ہوں؟ ---------- ۴۹۰
○ غیر مسلم ماں باپ کا نفقہ ---------- ۴۹۱
○ منکوحہ ماں کا نفقہ بیٹے پر واجب نہیں ---------- ۴۹۱
○ ذی رحم محرم رشتہ داروں کا نفقہ ---------- ۴۹۱
○ دودھ شریک رشتہ داروں کا نفقہ واجب نہیں ---------- ۴۹۲
○ نامحرم رشتہ داروں کا نفقہ لازم نہیں ---------- ۴۹۲
○ محارم کے نفقہ میں حصۂ وراثت کا اعتبار ---------- ۴۹۳
○ مسلمان پر غیر مسلم نسبی بھائی کا نفقہ واجب نہیں ---------- ۴۹۴
○ لاوارث نادار شخص کا نفقہ ---------- ۴۹۴

غلام باندیوں کے نفقہ کے مسائل

○ غلام باندیوں کے ساتھ شفقت آمیز رویہ ---------- ۴۹۵
○ غلاموں کے نفقہ کی پوری ذمہ داری آقا پر ہے ---------- ۴۹۷
○ غلاموں کے نفقہ کا معیار ---------- ۴۹۷
○ اگر آقا غلاموں کا نفقہ برداشت نہ کرے؟ ---------- ۴۹۸
○ متعدد غلاموں کے ساتھ یکساں سلوک ---------- ۴۹۸
○ غلاموں کو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلانا؟ ---------- ۴۹۹
○ مکاتب کا نفقہ آقا پر لازم نہیں ---------- ۴۹۹
○ مشترک غلام کا نفقہ ---------- ۵۰۰
○ جانوروں کا نفقہ مالک پر لازم ہے ---------- ۵۰۰
□ مآخذ مراجع ---------- ۵۰۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الطلاق

☐ طلاق کے منتخب ضروری مسائل

طلاق کے مسائل

طلاق کی شرعی تعریف

نکاحِ شرعی کے ذریعہ سے زوجین پر جو پابندیاں اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اُن کو فوراً (فی الحال طلاق دے کر) یا مستقبل میں (طلاق کو معلق کرکے) خاص الفاظ سے اُٹھا لینے کا نام ''طلاق'' ہے۔

هو رفع قيد النكاح في الحال والمآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار مع الدر المختار على الشامي ٤/٤٢٤-٤٢٦ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ١/٣٤٨ رشيدية)

وهو رفع القيد الثابت شرعًا بالنكاح. (البحر الرائق / كتاب النكاح ٣/٤٠٩ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤/٣٧٧ رقم: ٦٤٧١ زكريا، تبيين الحقائق ٣/٢٠ زكريا، شامي / كتاب النكاح ٤/٤٢٧ زكريا)

اِسلام میں خواتین کے حقوق

اسلام کی آمد سے قبل عورت نہایت مظلوم ومقہور تھی، جاہلیت کے معاشرے میں اس کی زندگی غلاموں سے بدتر تھی، اسے جاہلیت جدیدہ کی طرح صرف شہوت رانی کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، اس کی حددرجہ بے وقعتی کی وجہ سے ہی کسی کے یہاں اگر لڑکی کی پیدائش کی خبر ملتی، تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا اور پورا گھر غم واندوہ کے ماحول میں ڈوب جاتا تھا، اور اپنی فرضی عار مٹانے کے لئے اُس کا سگا باپ بسا اَوقات انتہائی شقاوت کا ثبوت دیتے ہوئے اسے زندہ درگور کردیتا تھا، اسی طرح کمزور لڑکیوں کی وراثت کا مال ہڑپنے کا رواج عام تھا اور معاشرہ میں اسے برا بھی نہ سمجھا جاتا تھا۔

استحصال کے اس شرمناک دور میں ''اسلام'' صنف نازک کے لئے سایۂ رحمت بن کر نمودار ہوا اور پیغمبر اسلام، رحمت عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کے اس کمزور طبقہ کو ظلم وجبر سے نجات دلوانے کے لئے جو عظیم انقلابی اقدامات فرمائے، مذاہب عالم کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے؛ چنانچہ:

○ اِسلام نے بچیوں کی خوش دلی سے پرورش کرنے والوں کی حوصلہ اَفزائی کی اور انہیں اُخروی بشارتوں سے نوازا۔

○ اِسلام نے خواتین کی عفت وعصمت کی حفاظت کے لئے صرف زبانی جمع خرچ نہیں کیا، (جیسا کہ آج کل کے نام نہاد مہذب لوگوں کا وطیرہ ہے) بلکہ اس کے لئے ایسے پختہ انتظامات کئے کہ آج اگر ان پر عمل ہوجائے تو کسی عورت کی عزت پر ادنیٰ سی آنچ بھی نہ آنے پائے، یہ نظام اتنا مؤثر ہے کہ اسلام کے دشمن بھی اس پختہ نظام کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں؛ حتی کہ ہمارے ملک میں بھی غیروں کی طرف سے عورتوں کی حفاظت کے حوالہ سے اسلام کے تعزیری نظام کے نفاذ کی باتیں اٹھتی رہتی ہیں۔

○ اِسلام نے بالغہ عورت کی اجازت اور مرضی کے بغیر نکاح کو ممنوع قرار دیا۔

○ اِسلام نے نکاح میں مہر کو ضروری قرار دیا، جو سراسر عورت کا حق ہے۔

○ اِسلام نے بیویوں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کو سب سے اچھا انسان قرار دیا۔

○ اِسلام نے متعدد بیویوں کے درمیان مکمل عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا اور ناانصافی کرنے والوں کے لئے سخت وعیدیں سنائیں اور جو لوگ عدل پر قدرت نہ رکھیں ان کے لئے صرف ایک بیوی رکھنے کی تلقین کی۔

○ اِسلام نے بلاوجہ طلاق دینے کو نہایت ناپسند قرار دیا، اور بدرجۂ مجبوری طلاق دینے کے لئے ایسا تدریجی نظام مقرر کیا، جس کو اپنانے سے بگڑی ہوئی معاشرتی زندگی بآسانی سنور سکتی ہے۔

○ اِسلام نے ضرورت کے وقت عورت کو خلع لینے کی اجازت عطا کی۔

○ اِسلام نے زمانۂ جاہلیت میں رائج ہر ایسے ریت ورواج کو منسوخ کردیا، جس سے عورت معلقہ بن رہ جاتی تھی اور ایلاء اور ظہار کے مروجہ تصورات میں ایسی مناسب اصلاحات کیں، جن سے عورتوں پر ظلم کا دروازہ بند کردیا گیا۔

○ اِسلام نے سات سال تک چھوٹے بچوں اور بالغ ہونے تک بچیوں کی پرورش کا حق ماں کو دیا تاکہ ماں کی ممتا کو سکون ملے۔

○ اِسلام نے عورت کو وراثت میں باقاعدہ حصہ داری عطا کی اور ہر طرح کے متروکہ مال میں خواہ وہ نقد کی صورت میں ہو یا جائداد (سکنائی وصحرائی) کی شکل میں ہو، ان سب میں ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے لئے معقول حصے متعین کئے، جن کی نظیر اور کسی مذہب میں نہیں ملتی۔

یہ چند اشارات ہیں جن سے صنف نازک کے بارے میں اسلام کی عادلانہ سوچ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

نکاح محض وقتی معاہدہ نہیں

اِسلام کی نظر میں نکاح کوئی وقتی اور محدود معاہدہ کا نام نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایسا پختہ عقد ہے جس کا تا دیر قائم رکھنا شریعت میں مطلوب اور پسندیدہ ہے؛ اسی لئے رشتہ ناطہ میں کفاءت یعنی دونوں خاندانوں میں برابری کو پیش نظر رکھا گیا ہے، تاکہ آپس میں نبھاؤ کے امکانات زیادہ سے زیادہ پائے جاسکیں، گویا کہ اسلام کی نظر میں منکوحہ بیوی محض خادمہ یا باندی کی حیثیت سے نہیں ہوتی؛ بلکہ وہ شریک زندگی قرار پاتی ہے، اِسی لئے قرآنِ پاک میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [النساء، جزء آیت: ۲۲۸]

(ان بیویوں کے ساتھ اچھی طرح معاشرت اختیار کرو) نیز ارشادِ باری ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۸]

(اور بیویوں کا بھی اسی طرح حق ہے جس طرح بیویوں پر شوہروں کا حق ہے معروف طریقہ پر)

نیز اَحادیثِ شریفہ میں بھی جا بجا بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور اُن کے حقوق ادا کرنے کی تاکید و وصیت کی گئی ہے، اِن آیات واَحادیث کے ہوتے ہوئے کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ اسلامی قوانین عورتوں کے حقوق کی پامالی پر مشتمل ہیں۔

طلاق کی ضرورت

اسلام کی نظر میں طلاق اگرچہ ایک ناگوار اور ناپسندیدہ عمل ہے؛ لیکن کبھی کبھی متعدد اسباب کی وجہ سے طلاق معاشرہ کی ایک ناگزیر ضرورت بن جاتی ہے۔ مثلاً:

الف: - بدخلقی کی وجہ سے آپس میں نبھاؤ نہ ہو پانا۔

ب: - مالی تنگی کی وجہ سے حقوق کی اَدائیگی میں کوتاہی پیش آنا۔

ج: - یا زوجین میں سے کسی کا دوسرے شخص پر دل آجانا، وغیرہ۔

اب اگر طلاق کی بالکل ممانعت کردی جاتی تو یہ نکاح دونوں کے لئے سخت فتنہ اور پریشانی کا سبب بن جاتا، اِس لئے شریعت اسلامی نے ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے بوقت ضرورت طلاق کی گنجائش دی ہے؛ لیکن بلاضرورت طلاق کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی ہے؛ بلکہ اُسے ناپسند قرار دیا گیا ہے۔ چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ کے نزدیک حلال باتوں میں سب سے زیادہ ناپسند بات طلاق ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف حدیث: ۳۲۸۰)

عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم: أبغض الحلال إلى الله الطلاق. (مشكاة المصابيح / كتاب الطلاق رقم: ٣٢٨٠، حجة الله البالغة مع رحمة الله الواسعة ١٤٠/٥)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو عورت بغیر کسی معقول وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے''۔ (ابوداؤد شریف ۳۰۳/۱، تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۸۳)

عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة سألت زوجها طلاقًا من غير ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة. (سنن أبي داؤد / باب في الخلع ٣٠٣/١ رقم: ٢٢٢٦)

وأما سببه، فالحاجة إلى الخلاص عند تباين الأخلاق وعروض البغضاء الموجبة عدم إقامة حدود الله تعالىٰ وشرعه رحمة منه سبحانه. (البحر الرائق / أول كتاب الطلاق ٤١٢/٣ زكريا)

أن الأصل في الطلاق هو الحظر لما فيه من قطع النكاح الذى تعلقت به المصالح الدينية والدنيوية والإباحة للحاجة إلى الخلاص. (البحر الرائق ٤١٣/٣ زكريا)

لأن الطلاق محظورٌ فلا يباح الإقدام عليه إلا لدفع حاجة التخلص عنها بتنافر الأخلاق. (تبيين الحقائق / كتاب الطلاق ٢٣/٣ زكريا)

ومع ذٰلك لا يمكن سدّ هٰذا اللباب، والتضييق فيه؛ فإنه قد يصير الزوجان متناشزين، إما لسوء خلقها، أو لطموح عين أحدها إلى حسن إنسان أخر، أو لضيق معيشتها، أو لخرق واحد منها، ونحو ذٰلك من الأسباب، فيكون إدامة هٰذا النظم مع ذٰلك بلاءً عظيمًا وحرجًا. (رحمة الله الواسعة مع حجة الله البالغة ١٤٠/٥)

وأما سببه فهو الحاجة المحوجة إلى الطلاق من المشاجرة وعدم الموافقة ورغبة استبدال غيرها. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٧/٤ رقم: ٦٤٧١ زكريا)

وإيقاعه مباح عند العامة لإطلاق الآية أكمل. وقيل: الأصح حظره أي منعه إلا لحاجةٍ كريبةٍ وكبر ......، معناه: أن الشارع ترك هٰذا الأصل فأباحه. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٢٧/٤ زكريا)

وأما وصفه: فهو أنه محظور نظرًا إلى الأصل، ومباح نظرًا إلى الحاجة، كذا في الكافي. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الأول في تفسيره وركنه ٣٤٨/١ زكريا)

طلاق کو تین میں محدود رکھنے کی حکمت

زمانۂ جاہلیت میں اور اسلام کے شروع زمانہ میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دسیوں طلاق دے دیتا تو بھی عدت کے اندر اندر اسے بہر حال رجعت کا حق حاصل رہتا تھا، جس کی وجہ سے بسا اوقات عورت کی زندگی اجیرن بن جاتی تھی۔ چناں چہ ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک صاحب اپنی بیوی پر ناراض ہوگئے اور اُس سے یہ کہہ دیا کہ ''نہ تو میں تجھے رکھوں گا اور نہ ہی تجھے الگ ہونے دوں گا''۔ بیوی نے پوچھا کہ ''وہ کس طرح؟'' تو شوہر نے کہا کہ: ''تجھے طلاق دوں گا اور جب تیری عدت پوری ہونے لگے گی تو رجوع کرلوں گا اور بار بار ایسا ہی کرتا رہوں گا''۔ تو اُس عورت نے آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شوہر کی بات کا ذکر کیا، اِس پر قرآنِ کریم کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (طلاقِ رجعی دوبار تک ہے، اُس کے بعد دستور کے موافق رکھ لینا ہے یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دینا ہے) (تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۸۲)

هٰذه الآية الكريمة رافعة لما كان عليه الأمر في ابتداء الإسلام، أن الرجل كان أحق برجعة امرأته وإن طلقها مائة مرة ما دامت في العدة، فلما كان هٰذا فيه ضرر على الزوجات قصرهم اللّٰه فقال: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾. (تفسير ابن كثير ١/٥٤٥ رقم: ١٠٣٥)

اِس آیت نے عورت کے استحصال کے ایک دروازے کو بند کردیا، اور تاکید کردی گئی کہ شوہر کو چاہئے کہ یا تو اچھی طرح بیوی کو رکھے یا پھر خوش اُسلوبی سے اسے چھوڑ دے، اُدھر میں لٹا کر رکھنا اور تنگ کرکے اُس کی عمر کو برباد کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے؛ البتہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجعت کا حق دیا گیا؛ تاکہ آدمی اگر چاہے تو اپنے نقصان کی تلافی کرسکے، اور تین کے بعد رجعت بغیر حلالہ کے ممنوع قرار دی گئی؛ تاکہ لوگ طلاق کو مذاق نہ بنالیں۔

والسر في جعل الطلاق ثلاثًا، لا يزيد عليها، أنها أول حد كثرةٍ؛ ولأنه لا بد من تروٍ، ومن الناس من لا يتبين له المصلحة حتى يذوق فقدًا، وأصل التجربة واحدة، ويكملها إثنتان. (حجة الله البالغة مع شرحه رحمة اللّٰه الواسعة ٥/١٤٧)

طلاق کا اختیار مرد کو کیوں دیا گیا؟

شریعتِ اسلامی میں اگرچہ معاشرت کے اعتبار سے مرد وعورت کے حقوق برابر ہیں؛ لیکن ان

کے درمیان چونکہ فطری ساخت کے اعتبار سے فرق ہے؛ اِسی لئے شریعت نے نہ تو عورتوں پر کمانے کا بوجھ ڈالا ہے اور نہ اُن کو طلاق کے اختیار میں مرد کے ساتھ برابر کا شریک بنایا ہے؛ کیوں کہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اگر عورت کو طلاق کا کلی اختیار مل جائے تو اکثر نکاح پائے دار نہیں رہ پائیں گے؛ اس لئے کہ جہاں بھی تھوڑی بہت ناچاقی ہوگی بیوی طلاق دے کر گھر چھوڑ کر چلی جائے گی۔

اسی طرح اگر طلاق کے وقوع کے لئے بیوی کی رضامندی کو شرط قرار دیا جائے گا تو طلاق کا منشا ہی فوت ہو جائے گا؛ کیوں کہ طلاق کا منشا یہ ہے کہ دل نہ ملنے کی وجہ سے تنگ زندگی سے نجات حاصل کی جائے، اب اگر بہرصورت بیوی کی اجازت طلاق میں مشروط ہوگی تو بسا اوقات شوہر حالات کی وجہ سے طلاق دینا چاہے گا اور عورت طلاق پر آمادہ نہ ہوگی، تو ایسی صورت میں شوہر کو جس ضیق کی کیفیت سے گزرنا ہوگا اُس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا؛ اس لئے شریعت نے کامل دور اندیشی اور مرد وعورت میں فطری فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس معاملہ میں مرد کو عورت پر ایک گونہ فوقیت عطا کی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۸] یعنی مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فوقیت حاصل ہے۔

غور کیا جائے تو یہاں عقلاً تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) میاں بیوی کے اختیارات میں برابری:- تو ایسی صورت میں نظام ہی قائم نہیں رہ سکتا؛ کیوں کہ یکساں اختیارات کی دو متوازی شخصیتیں کسی نظام کو خوبی کے ساتھ چلا نہیں سکتیں، یہ فطرت کے خلاف ہے۔

(۲) عورت کے اختیارات کا زیادہ ہونا:- تو عورت کی طرف سے صنفی کمزوری کی وجہ سے اختیارات کے غلط استعمال کا امکان زیادہ رہتا ہے، جو بالکل واقعی ہے، اس کے لئے کسی الگ دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) مردوں کو عورتوں پر فوقیت:- یعنی اِنتظامی اعتبار سے مرد کو عورت پر فوقیت دی جائے اور اُسے ''قوام'' یعنی ذمہ دار بنایا جائے۔ اِسی کی تائید قرآنِ کریم میں اِن اَلفاظ میں کی گئی ہے: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ وَّبِمَاۤ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳٤] (مرد عورتوں پر حاکم ہیں اِس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور اِس لئے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں) گویا کہ کفیل ہونے کے اعتبار سے بھی اُن کا درجہ بڑھا ہوا ہے، جو بالکل معقول ہے۔

غور کیا جائے تو یہی آخری صورت عملاً قابل عمل اور انجام کے اعتبار سے خیر اور بہتر ہے؛ اِس لئے کہ مرد بالعموم عورت کے مقابلہ میں بہر حال زیادہ سوجھ بوجھ رکھتا ہے، اور سوچ سمجھ کر فیصلے کرتا ہے۔

اور بعض مردوں کے غلط فیصلوں کی بنا پر یہ اصول ٹوٹ نہیں سکتا، اس لئے کہ اصل اعتبار غالب اور اکثر کا ہوتا ہے۔ اور واقعۃً صنفی حیثیت سے مردوں میں صبر وتحمل اور بصیرت کی استعداد عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ رکھی گئی ہے، اور اس قدرتی اختلاف میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور حکمت بالغہ کی کاریگری کارفرما ہے۔

لیکن ساتھ میں مردوں کو یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ طلاق حلال باتوں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے؛ اس لئے مردوں کو ذمہ داری ہے کہ صبر وتحمل سے کام لیں اور طلاق کے اختیار کو صرف ناگزیر حالات ہی میں شریعت کے بنائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہی استعمال کریں؛ کیوں کہ بلاوجہ اور غیر شرعی طریقہ پر طلاق دینے کے جو مفاسد ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔

یہاں یہ واضح رہنا چاہئے کہ بعض ناواقف لوگ ایسا تأثر دیتے ہیں کہ طلاق دینے میں ہمیشہ مرد ہی قصور وار ہوتا ہے؛ حالاں کہ یہ بات حقیقت اور مشاہدہ کے خلاف ہے۔ ہمارے سامنے دارالافتاء اور محکمہ شرعیہ میں بہت سے ایسے مسائل آتے رہتے ہیں، جن میں شوہر طلاق دینا نہیں چاہتا جب کہ لڑکی والے طلاق لینے پر مصر رہتے ہیں، اور بعض مرتبہ قصور بھی لڑکی اور اُس کے گھر والوں کی طرف سے ہوتا ہے؛ اِس لئے اِس پہلو کو نظر انداز کر کے سارا قصور مردوں پر ڈالنا انصاف کے خلاف ہے۔

بعض مضامین اور بیانات میں طلاق پر سزا دینے کا قانون بنانے کی تجویزیں سامنے آئی ہیں؛ لیکن غور کیا جائے تو یہ تجویزیں ناقابلِ عمل ہیں؛ کیوں کہ ہر طلاق دینے والا ناحق نہیں ہوتا۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ جو ناحق طلاق دے اُس پر سزا جاری ہوگی، تو ناحق ہونے کا فیصلہ کرنا سخت مشکل ہے؛ اِس لئے کہ ہر طلاق دینے والا ایسے اعذار پیش کر سکتا ہے جو اُسے ناحق کے بجائے حق ثابت کرنے کے لئے کافی ہوں۔

غلط فہمی کا ازالہ

ہمارے بہت سے عوام وخواص کو یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ طلاق ہر حالت میں عورت کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے؛ حالاں کہ یہ مفروضہ قطعاً غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ طلاق کے بارے میں کئی طرح کی صورتِ حال پیش آتی ہے، مثلاً:

(۱) کبھی مرد وعورت دونوں طلاق چاہتے ہیں۔

(۲) کبھی مرد طلاق دے کر عورت کو الگ کرنا چاہتا ہے، مگر عورت نہیں چاہتی۔

(۳) کبھی عورت طلاق لینا چاہتی ہیں، مگر مرد طلاق پر راضی نہیں ہوتا۔

اِس میں پہلی صورت تو بحث سے خارج ہے؛ کیوں کہ اِس میں نزاع ہی نہیں۔ اَب اگر دوسری صورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بالفرض تین طلاق کو کالعدم قرار دینے کا قانون بنادیا جائے، تو مذکورہ بالا تیسری صورت میں طلاق چاہنے والی عورتوں پر اس کے کیا منفی اثرات پڑیں گے، اس کا ان خواتین کے نام نہاد ہمدردوں کو شاید اندازہ نہیں ہے؛ کیوں کہ جب قانون بنے گا تو وہ عام ہوگا، اور ظالم مرد بار بار طلاق دینے کے باوجود ایسی بیوی کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوگا اور بالکل زمانۂ جاہلیت والی صورت لوٹ آئے گی، جس کو قرآن کریم نے آکر ختم کیا تھا، جسے مسلمان ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔

میڈیا کے ذریعہ تصویر کا صرف ایک رخ دیکھ کر مسلمان ماؤں اور بہنوں سے ہمدردی کا ڈھونگ رچانے والوں سے ہمارا سوال ہے کہ ایسی عورتوں کی مشکلات کا آپ کے پاس کیا حل ہے؟ کیا آپ تین طلاق کو کالعدم کرنے کا قانون بنا کر طلاق کے باوجود ایسی عورتوں کو زبردستی نالائق شوہروں کے ساتھ رہنے پر قانوناً مجبور کرنا چاہتے ہیں؟ کیا یہ صریح ظلم نہیں ہے؟

طلاق کا رکن

طلاق کا صرف ایک ہی رکن ہے کہ شوہر کوئی ایسا لفظ بیوی کے لئے استعمال کرے جو اُس پر صراحۃً یا کنایۃً طلاق پر دال ہو۔

وركنه لفظ مخصوص خالٍ عن الاستثناء (الدر المختار) وفي الشامية: هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤/٤٣١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤/٣٧٧ زكريا)

وقوعِ طلاق کی شرائط

طلاق کے وقوع کے لئے شوہر کا عاقل بالغ اور بیدار ہونا شرط ہے، جب کہ محل طلاق (عورت) میں دوشرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

الف: - جس عورت کو طلاق دی جارہی ہو وہ شوہر کے نکاح میں یا اس کی عدت میں ہو۔

ب: - اُس عورت سے نکاح کی حلت باقی ہو (مثلاً کسی عورت سے نکاح کیا اور اُس سے دخول بھی ہوگیا، پھر وہ حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے حرام ہوگئی اور متارکت کے بعد عدت گذارنے لگی، تو اَب اُس پر اس شوہر کی طرف سے طلاق واقع نہ ہو سکے گی؛ کیوں کہ حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے یہ

محل نکاح نہ رہی؛ لیکن اگر کسی عورت کوطلاقِ رجعی دی، پھر اُس سے رجوع کرلیا، تو اب اُسے طلاق دے سکتا ہے؛ کیوں کہ محل نکاح باقی ہے)

وأما شرطه على الخصوص فشيئان: أحدها: قيام القيد في المرأة نكاح أو عدة. والثاني: قيام حل محل النكاح، حتى لو حرمت بالمصاهرة بعد الدخول بها حتى وجبت العدة، فطلقها في العدة لم يقع لزوال الحل، وإذا طلقها ثم راجعها يبقى الطلاق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ٣٤٨/١ قديم زكريا)

وأما شرطه: فمن الزوج كونه عاقلاً بالغًا، ومن المرأة كونها في نكاحه أو عدته التي تصلح محلاً للطلاق. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٧/٤ رقم: ٦٤٧١ زكريا)

ومحله: المنكوحة، وأهله: زوج عاقل بالغ مستيقظ. (الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٣١/٤ زكريا)

مختلف صورتوں میں طلاق کا الگ الگ حکم

مختلف صورتوں میں طلاق کے احکام الگ الگ ظاہر ہوتے ہیں:

الف: - اگر طلاق رجعی (صریح الفاظ سے ایک یا دو طلاق) ہو تو حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر رجعت کا حق باقی رہتا ہے، اور عدت گذرنے کے بعد نکاح بالکل ختم ہوجاتا ہے، اور رجعت کا حق باقی نہیں رہتا؛ البتہ نکاحِ جدید کے ذریعہ ازدواجی تعلق قائم ہوسکتا ہے۔

ب: - اور اگر طلاقِ بائن تین سے کم ہو، تو حکم یہ ہے کہ طلاق ہوتے ہی نکاح ختم ہوجائے گا، رجعت کا اختیار نہ ہوگا؛ البتہ نکاحِ جدید کی گنجائش رہے گی۔

ج: - اور اگر تین طلاق دی جائیں، تو حکم یہ ہے کہ حلالہ شرعیہ کے بغیر اُس عورت سے ازدواجی رشتہ کبھی قائم نہیں ہوسکتا۔

وأما حكمه: فوقوع الفرقة بانقضاء العدة في الرجعي وبدونه في البائن، كذا في فتح القدير، وزوال حل المناكحة متى تم ثلاثًا، كذا في محيط السرخسي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ٣٤٨/١ زكريا)

وأما حكمه: فزوال الملك عن المحل مع انتقاص العدد في البائن، وزوال الملك عند انقضاء العدة في الرجعي، وزوال حل العقد متى تم ثلاثًا. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٧/٤ زكريا)

اِن تمہیدی اشارات کے بعد طلاق سے متعلق کچھ ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

طلاق کی قسمیں

طلاق دینے کے طریقوں کے اعتبار سے طلاق کی اصلاً دو قسمیں ہیں:

(۱) طلاق سنت:- یعنی شریعت میں طلاق دینے میں جن باتوں کی رعایت رکھنے کا حکم دیا ہے، اُن کی رعایت رکھتے ہوئے طلاق دینا، اِس کے دو طریقے ہیں:

الف:- طلاقِ حسن (مناسب طریقہ کی طلاق)

ب:- طلاقِ احسن (بہت مناسب انداز میں طلاق)

(۲) طلاقِ بدعی (غیر شرعی انداز میں طلاق) پھر اِس کی دو صورتیں ہیں:

الف:- طلاقِ بدعی باعتبار عدد (ایک ساتھ یا ایک طہر میں تین طلاق دینا)

ب:- طلاقِ بدعی باعتبار وقت (یعنی حالتِ حیض یا اس طہر میں طلاق دینا جس میں جماع کر چکا ہو)

الطلاق علیٰ ثلاثة أوجهٍ: حسن، وأحسن، وبدعي. (الهداية ٢/٣٥٤)

أما تقسيمه فإنه نوعان سني وبدعي، وكل واحد منها نوعان: نوع يرجع إلى العدد ونوع يرجع إلى الوقت، أما الطلاق السني في العدد والوقت فنوعان: حسن، وأحسن. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ١/٣٤٨ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤/٤٣١ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٣٧٨ رقم: ٦٤٧٢ زكريا)

طلاقِ حسن

طلاقِ حسن کا مطلب یہ ہے کہ تین ایسے طہروں میں جن میں بیوی سے جماع نہ کیا ہو، بالترتیب تین طلاقیں دی جائیں (یعنی ہر طہر میں ایک ایک طلاق دی جائے)

عن عبد اللّٰه أنه قال: طلاق السنة تطليقه وهي طاهر في غير جماع، فإذا حاضت وطهرت طلقها أخرىٰ، فإذا حاضت وطهرت طلّقها أخرىٰ، ثم

تعتد بعد ذٰلك بحيضة. (سنن النسائي / باب طلاق السنة ۸۲/۲ رقم: ۳۳۹۱، كذا في المعجم الكبير للإمام الطبراني ۲۰۲/۱۰ رقم: ۱۰٤٦٥)

والحسن: هو طلاق السنة: وهو أن يطلق المدخول بها ثلاثًا في ثلاثة أطهار، والأظهر أن يطلّقها كما طهرت. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۳٥٤/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ۳٤۸/۱ زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤۳۲/٤ -٤۳۳ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۸/٤ رقم: ٦٤۷۲ زكريا، بدائع الصنائع ۱٤۱/۳ زكريا)

طلاقِ احسن

طلاقِ احسن (بہت مناسب) یہ ہے کہ ایک طلاق ایسے پاکی کے زمانہ میں دی جائے جس میں جماع نہ کیا گیا ہو، پھر اُسے چھوڑ دیا جائے (مزید طلاق نہ دی جائے) تا آں کہ عدت (تین حیض یا وضع حمل) گذر جائے۔ طلاق دینے کا یہ طریقہ سب سے بہتر ہے، اس میں بعد میں رشتہ استوار کرنے کی بہت گنجائش باقی رہتی ہے، اور آدمی ندامت سے محفوظ رہتا ہے۔

فالأحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقةً واحدةً في طهر لم يجامعها فيه، ويتركها، حتى تنقضي عدتها. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۳٥٤/۲ الأشرفية)

أو كانت حاملاً قد استبان حملها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳٤۸/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤۳۲/٤ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۹/٤ رقم: ٦٤۷۳ زكريا)

والأصل فيه ما روي عن إبراهيم النخعي رحمه الله أنه قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يستحسنون أن لا يطلقوا للسنة إلا واحدة، ثم لا يطلقوا غير ذٰلك حتى تنقضي العدة. (بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ۱٤۰/۳ زكريا، ومثله في المصنف لابن أبي شيبة / كتاب الطلاق ٥۰۷/۹ رقم: ۱۸۰۲۲)

حالتِ حیض میں جماع کیا پھر پاکی کے بعد بلا جماع طلاق دی

اگر کسی نے حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے جماع کیا، پھر پاک ہونے کے بعد طلاق دی، تو یہ طلاقِ سنت یا طلاقِ حسن نہ کہلائے گی؛ (کیوں کہ حالتِ حیض میں جماع کے بعد آنے والا پاکی کا زمانہ طلاقِ سنت کا محل نہیں رہتا)

ثم الطهر الذي لم يجامعها فيه إنما يكون وقتا للطلاق السني إذا لم يجامعها ولم يطلقها في الحيضة التي سبقت علىٰ هٰذا الطهر، فإن الجماع في حالة الحيض، والطلاق في حالة الحيض يخرج كل واحد منهما الطهر الذي عقيبه من أن يكون محلاً للطلاق السني. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ٣٤٨/١ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٩/٤ زكريا)

فالسنة المعهودة في باب الطلاق ما لا يشوبه معنى البدعة وهو الطلاق في طهر لا جماع فيه، والواحدة في طهر جامعها فيها بدعة والطلاق في حالة الحيض بدعة. (بدائع الصنائع ١٥٣/٣ زكريا، البحر الرائق ٤١٦/٣ زكريا)

ایک ہی پاکی میں طلاقِ بائن دے کر نکاح کرنا پھر طلاق دینا

جس پاکی کے زمانہ میں جماع نہیں کیا گیا تھا، اُس میں بیوی کو طلاقِ بائن دی، پھر اُس سے نیا نکاح کرلیا، تو وہ اگر چاہے تو اُسی طہر میں جماع سے قبل اُسے طلاق دے سکتا ہے، ایسا کرنا خلافِ سنت نہ ہوگا۔

ولو أبانها في طهر لم يجامعها فيه ثم تزوجها فله أن يطلقها في ذٰلك الطهر بالإجماع، كذا في البدائع. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ٣٤٩/١ زكريا، بدائع الصنائع ١٤٣/٣ زكريا)

ایک ہی پاکی میں طلاقِ رجعی دے کر رجوع کرنے کے بعد طلاق دینا

پاکی کے زمانہ میں طلاقِ رجعی دی، پھر زبان سے رجوع کرلیا، تو اَب جماع سے قبل طلاق

دے سکتا ہے، یہ سنت کے خلاف نہ ہوگا۔

وإذا طلّق امرأته في طهرٍ لم يجامعها فيه واحدة، ثم راجعها في ذٰلك الطهر بالقول، فله أن يطلقها ثانيًا في ذٰلك الطهر، وكان سنيًا عند أبي حنيفةؒ، وعند أبي يوسفؒ لا يكون سنيًا، وعن محمدؒ روايتان، كذا في الذخيرة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۹/۱ زكريا، بدائع الصنائع ۱۴۳/۳ زكريا، البحر الرائق ۴۱۹/۳ زكريا، تبيين الحقائق ۳۲/۳ زكريا، فتح القدير ۴۶۴/۳)

طلاقِ بدعی باعتبار عدد

عدد کے اعتبار سے طلاقِ بدعت کی صورت یہ ہے کہ بیک لفظ تین طلاق دے یا ایک ہی طہر میں وقفہ وقفہ سے تین طلاق دے، پس جو شخص ایسا کرے گا تو وہ اگرچہ گنہگار ہوگا؛ لیکن اُس کی دی ہوئی سب طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثًا بكلمةٍ واحدةٍ أو ثلاثًا في طهرٍ واحدٍ، فإذا فعل ذٰلك وقع الطلاق وكان عاصيًا. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۳۵۵/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية ۳۸۱/۴ رقم: ۶۴۷۶ زكريا، بدائع الصنائع ۱۴۹/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۴۳۴/۴ زكريا، تبيين الحقائق ۲۵/۳ زكريا)

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثًا بكلمةٍ واحدةٍ أو ثلاثًا في طهر واحد، وهو حرام عندنا وكان عاصيًا. (فتح القدير / كتاب الطلاق ۴۴۹/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ۶/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

طلاقِ بدعی باعتبار وقت

وقت کے اعتبار سے طلاقِ بدعت یہ ہے کہ عورت کو حالتِ حیض میں طلاق دی جائے یا ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں جماع کرچکا ہو، ایسا کرنا گناہ ہے، اور واجب یہ ہے کہ اِس طرح طلاق کے بعد (اگر گنجائش ہو) تو فوری طور پر رجعت کرلی جائے۔

والبدعي من حيث الوقت أن يطلق المدخول بها، وهي من ذوات الأقراء في حالة الحيض، أو في طهرٍ جامعها فيه، وكان الطلاق واقعًا، ويستحب له أن يراجعها، والأصح أن الرجعة واجبة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ٣٤٩/١، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٨١/٤ رقم: ٦٤٧٦ زكريا، بدائع الصنائع ١٤٩/٣ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤٣٥/٤ زكريا، تبيين الحقائق ٢٥/٣ زكريا)

نوٹ:- اور اگر حالتِ حیض میں یا ایسے طہر میں تین طلاقیں دے دیں جس میں جماع کر چکا تھا تو یہ طلاقِ بدعی کی سب سے ناگوار قسم ہوجائے گی؛ کیوں کہ اس میں وقت وعدد دونوں اعتبار سے شرعی ہدایت کی خلاف ورزی کی گئی ہے، اور ایسا کرنے والا سخت گنہگار رہوگا؛ لیکن طلاق بہرحال واقع ہوجائے گی۔

حاملہ کو طلاق دینے کا بہتر طریقہ

حاملہ عورت کو طلاق دینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ یا تو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے؛ تا آنکہ وضع حمل ہوجائے یا ایک ایک مہینہ کے وقفہ سے تین طلاقیں دیدے (اور اس میں جماع کے فوری بعد طلاق دینے میں بھی کوئی کراہت نہیں ہوتی) (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطلاق/ الباب الاول فی تفسیرہ ورکنہ ۳۴۹/۱ زکریا، ہدایہ ۳۷۵/۲ مکتبہ نعیمیہ دیوبند، کذا فی بدائع الصنائع ۱۴۱/۳ زکریا)

والآئسة والصغيرة والحامل يطلقن للسنة عند كل شهرٍ، وينبغي أن يطلقها في غرة الشهر حتى تفصل بين كل تطليقتين بشهر بالإتفاق، وجاز طلاقهن عقيب الجماع. (مجمع الأنهر ٦/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ٤٢١/٣ زكريا)

حیض والی عورت سے کہا کہ ”تجھے سنت طریقہ پر طلاق ہے“

جس عورت کو حیض آتا ہو، اگر اُس سے کہا کہ: ”تجھے سنت والی طلاق ہے“ تو عورت کی حالت دیکھ کر حکم لگایا جائے گا، یعنی:

الف:- اگر وہ فی الوقت ایسی پاکی کے زمانہ میں ہو جس میں اُس سے جماع نہ کیا گیا

ہو، تو ایک طلاق فوراً واقع ہوجائے گی۔

ب:- اور اگر وہ فی الوقت حیض کی حالت میں ہو تو انتظار کیا جائے گا، جب وہ حیض سے پاک ہوگی تو طلاق واقع ہوگی۔

إذا قال لامرأته المدخولة وهي من ذوات الأقراء أنت طالق للسنة وقع تطليقة للحال إن كانت طاهرة من غير جماع، وإن كانت حائضًا أو كانت في طهر جامعها فيه لم يقع للحال شيء حتى يأتي وقت السنة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳٤۹/۱، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤۳۷/٤ زكريا، البحر الرائق ٤۲٤/۳ زكريا، بدائع الصنائع ۱٤٥/۳ زكريا)

غیر مدخول بہا کو حالتِ حیض میں طلاق

جس عورت کی رخصتی نہ ہوئی ہو یا رخصتی تو ہوگئی ہو؛ لیکن ابھی جماع کی نوبت نہ آئی ہو تو اُسے حالتِ حیض میں طلاق دینا ممنوع نہیں ہے۔

وفي حق ...... غير المدخول بها يطلقها في حالة الحيض والطهر، كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الأول في تفسيره وركنه ۳٤۸/۱ قديم زكريا)

ولو طلّق غير المدخول بها في حالة الحيض لم يكن مكروهًا. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الأول في بيان أنواع الطلاق ۳۸۲/٤ رقم: ٦٤۷۷ زكريا)

جس عورت کو حیض نہیں آتا اُس کو سنت طریقہ پر طلاق دینا

جس عورت کو (بچپن یا بڑی عمر ہونے کی بنا پر) حیض نہ آتا ہو، اُس کو سنت طریقہ پر طلاق دینے کی صورت یہ ہے کہ یا تو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے؛ تا آں کہ تین مہینے گذر کر عدت ختم ہوجائے، یا اگر چاہے تو ہر مہینے ایک ایک طلاق دے سکتا ہے۔

وإذا كانت المرأة لا تحيض من صغر أو كبر، فأراد أن يطلقها ثلاثًا للسنة طلقها واحدة، فإذا مضى شهر طلّقها أخرىٰ. (الهداية ۳۷٥/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وفـرّق عـلـى الأشهـر فيـمـن لا تحيض وصح طلاقهن بعد الوطء. (كنز الدقائق على البحر الرائق ۳/۴۱۹-۴۲۱ زكريا)

فإن كانت ممن لا تحيض عن صغر أو كبر طلقها متى شاء. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الأول في بيان أنواع الطلاق ٣٧٩/٤ رقم: ٦٤٧٤ زكريا)

وإذا كـانت المرأة لا تـحيـض مـن صغر أو كبر، فأراد أن يطلقها للسنة طلّقها واحد ة، فـإذا مـضـى شهـر طلقها أخرىٰ، فإذا مضى شهر طلّقها أخرىٰ.

(الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٩/١ كوئٹه، الفتاوىٰ السراجية ص: ٢١٤ مكتبة الاتحاد ديوبند)

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کو صحبت کے فوراً بعد طلاق دینا

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اسے صحبت کے فوراً بعد ایک طلاق دینے میں کراہت نہیں ہے (اس لئے کہ یہاں حیض کا سلسلہ بند ہونے کی بنا پر حمل کا احتمال نہیں ہے، اور جماع کے بعد طلاق کی ممانعت کی علت حمل کا امکان اور اس کی بنا پر عدت کی طوالت ہی ہے جو یہاں مفقود ہے)

ويـجـوز أن يـطلقها ولا يفصل بين وطئها وطلاقها بزمان؛ لأنه لا يتوهم الحبل فيهما، والكراهية في ذوات الحيض باعتباره. (الهداية ٣٧٥/٢ المكتبة الأشرفية)

وصح طلاقهن بعد الوطء. (كنز الدقائق على البحر الرائق ٤٢١/٣ زكريا)

فـإن كـانت ممن لا تحيض عن صغر أو كبر طلقها متى شاء واحدة، وإن كان عقيب الجماع. (الفتاوىٰ التاتارخانية / الفصل الأول في بيان أنواع الطلاق ٣٧٩/٤ رقم: ٦٤٧٤ زكريا)

ويـجـوز أن يـطلق التي لا تحيض من صغر أو كبر ولا يفصل بين وطئها وطلاقها بزمان، وبه قالت الأئمة الثلاثة كذا في فتح القدير. (الفتاوىٰ الهندية ٣٤٩/١ زكريا)

حاملہ عورت کو جماع کے بعد طلاق دینا

حاملہ بیوی کو جماع کے بعد طلاق دینا مکروہ نہیں ہے؛ کیوں کہ کراہت کی علت (عدت

کا وقت مشتبہ ہونا) یہاں متحقق نہیں ہے۔

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع؛ لأنه لا يؤدي إلىٰ اشتباه وجه العدة وزمان الحبل زمان الرغبة في الوطي. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ٣٥٦/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٩/٤ رقم: ٦٤٧٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٩/١ قديم زكريا)

بے نمازی اور بدعمل بیوی کو طلاق دینا

اگر کسی کی بیوی تاکید کے باوجود نماز نہ پڑھتی ہو یا مسلسل گناہوں میں مبتلا ہو تو شوہر کو چاہئے کہ جائز حدود میں رہ کر اس کو تنبیہ کرتا رہے اگر پھر بھی وہ باز نہ آئے تو اگر مصلحت متقاضی ہو اور شوہر مہر کی ادائیگی پر قادر ہو تو ایسی عورت کو طلاق دینا اولیٰ ہے؛ لیکن اگر کسی مصلحت سے شوہر اسے طلاق نہ دے؛ بلکہ ساتھ رکھے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

بل يستحب لو موذية أو تاركة صلاة، غاية. ومفاده: أن لا إثم بمعاشرة من لا تصلي. (شامي / كتاب الطلاق ٤٢٨/٤ زكريا)

إذا اعتادت الزوجة الفسق، عليه الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، والضرب فيما يجوز فيه، فإن لم تنزجر لا يجب التطليق عليه؛ لأن الزوج قد أدى حقه والإثم عليها، هٰذا ما اقتضاه الشرع. وأما مقتضى غاية التقوىٰ فهو أن يطلقها لكن جواز الطلاق إنما هو إذا قدر على أداء المهر، وإلا فلا يطلقها كما في الأشباه والنظائر. (نفع المفتي والسائل / ما يتعلق بإطاعة الزوجات للأزواج ١٦٣ كراچی)

يستحب طلاقها إذا كانت سليطة موذية أو تاركة صلاة لا تقيم حدود اللّٰه تعالىٰ وهو يفيد جواز معاشرة من لا تصلي ولا إثم عليه بل عليها. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٤١٤/٣ زكريا)

❍❖❍

وقوعِ طلاق کے مسائل

طلاق دینے والے میں کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟

طلاق کے وقوع کے لئے شوہر کا عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے (لہٰذا نابالغ اور پاگل کی طلاق واقع نہ ہوگی)

ویقع طلاق کل زوج بالغٍ عاقل. (شامي / كتاب الطلاق ٤٣٨/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٥٣/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٧/٤ رقم: ٦٤٧١ زكريا، ٢٥٨/٣ كراچی)

زبردستی زبانی طلاق

اگر کسی شوہر سے زبردستی طلاق کے الفاظ زبانی کہلوا لئے جائیں تو طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو مکرهًا، فطلاقه صحیح. (الدر المختار مع الشامي ٤٣٨/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٥٣/١ زكريا)

إن الطلاق یقع بکل حال یکون فیه المطلق مختار في التکلم وإن لم یکن راضیًا بحکمه والمکره کذٰلك. (إعلاء السنن ١٨٣/١١ كراچی)

جبراً طلاق کا وکیل بنانا اور وکیل کا طلاق دینا

کسی شخص کو مثلاً پستول دکھا کر اس کی طرف سے طلاق کا وکیل بنانے کے کلمات کہلوا لئے، پھر وکیل نے اس شخص کی بیوی کو طلاق دے دی، تو یہ طلاق واقع ہوجائے گی۔

وشمل ما إذا أکره علی التوکیل بالطلاق فوکّل فطلق الوکیل فإنه یقع. (شامي / كتاب الطلاق ٤٣٨/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٢٨/٣ زكريا)

جبراً طلاق کا اقرار کرانا

اگر کسی شخص سے زبردستی طلاق کا جھوٹا اقرار کرایا (مثلاً یہ کہلوایا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں، جب کہ حقیقت میں اس نے طلاق نہیں دی تھی) تو اس زبردستی کے اقرار سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وأجمعوا على أنه لو أكره على الإقرار بالطلاق لا ينفذ إقراره، كذا في شرح الطحاوي. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع الطلاق وفيمن لا يقع الطلاق ۳۵۳/۱ قديم زكريا)

لو أكره على أن يقر بالطلاق فأقر لا يقع، كما لو أقر بالطلاق هازلاً أو كاذبًا. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ۴۲۸/۳ زكريا)

طلاق دینے پر مجبور کیا گیا تو شوہر نے بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر کہا: طلاق، طلاق

اگر کسی شخص کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا اور اُس نے جبر واکراہ کی وجہ سے اپنی بیوی کا نام لئے بغیر اور اُس کی طرف نسبت نہ کر کے صرف ''طلاق'' کا لفظ دہرایا، اور بعد میں یہ کہا کہ میں نے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا، تو اُس کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ کیوں کہ یہاں نہ تو ارادہ پایا گیا اور نہ ہی نسبت پائی گئی۔ (لیکن اگر جبر واکراہ کی بنا پر یہ کہہ دیا کہ ''میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی'' یا بیوی کا نام لے کر کہا کہ اس کو طلاق ہے، تو پھر یقیناً طلاق واقع ہوجائے گی) (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۹۹/۹)

لو قال: امرأة طالقٌ أو قال: طلقت امرأة ثلاثًا وقال: لم أعن امرأتي يصدق ...... ويفهم منه أنه لو لم يقل ذٰلك تطلق امرأته الخ، بخلاف ما لو ذكر اسمها أو اسم أبيها أو أمها أو ولدها، فقال: عمرة طالق أو بنت فلان أو بنت فلانة أو أم فلان، فقد صرحوا بأنها تطلق. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴۵۸/۴ زكريا، ۲۴۸/۳

كـراچـي، البـحر الرائق / كتاب الطلاق ٤٤٢/٣ زكريا، ٢٥٣/٣ كوئٹه، قاضي خان على الهندية ٤٦٥/١ زكريا، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٤٤٢/٣ كوئٹه)

جھوٹا اقرار کرنے سے طلاق

اگر کسی شخص نے بلا کسی جبر کے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا اقرار کیا، جب کہ اس نے بیوی کو پہلے کوئی طلاق نہیں دی تھی، تو اس کا اقرار معتبر ہوگا اور بیوی پر قضاءً طلاق پڑ جائے گی۔

ولو أقرّ بالطلاق كاذبًا أو هازلاً وقع قضاء "لا ديانة". (شامي / كتاب الطلاق ٤٤٠/٤ زكريا)

ولـو أقـر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء ...... إذا قال أردت به الخبر عـن الـماضي كذبًا، وإن لم يرد به الخبر عن الماضي أو أراد به الكذب أو الهزل وقـع قضاء وديانة. (البحـر الرائـق / كتـاب الـطلاق ٤٢٨/٣ زكريا، ٢٤٦/٣ كراچی، بزازية علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ١٧٨/٤ زكريا)

مذاق میں طلاق دینا

مذاق میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے (مثلاً کوئی ڈراما کیا گیا اور اُس میں حقیقی میاں بیوی شریک ہوئے اور فرضی طریقہ پر طلاق دلوائی گئی، تو طلاق واقع ہوجائے گی)

عـن أبـي هـريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث جدهن جد وهزلهن جد. (سنن الترمذي، كتاب الطلاق / ما جاء في الجد والهزل ٢٢٥/١)

وطلاق اللاعب والهازل به واقع. (الـفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع الطلاق وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٣/١ زكريا، الأشباه والنظائر ٤٦ قديم، الدر المختار مع الشامي ٤٤٣/٤ زكريا)

سبقتِ لسانی میں طلاق کا لفظ نکل گیا

ایک شخص بیوی سے مخاطب ہوتے ہوئے کوئی اور بات زبان سے نکالنا چاہتا تھا؛ لیکن

سبقتِ لسانی سے اُس سے طلاق کا لفظ نکل گیا، یعنی کچھ اور بولنے کا ارادہ کررہا تھا؛ لیکن غلطی سے طلاق دے بیٹھا، تو اُس سے بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔

وکذا لو أراد أن یتکلم بکلامٍ فسبق لسانه بالطلاق فالطلاق واقع، کذا في المحیط. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / فصل فیمن یقع طلاق وفیمن لا یقع طلاقه ۳۵۳/۱)

أو مخطئًا بأن أراد التکلم بغیر الطلاق فجری علیٰ لسانه الطلاق (الدر المختار) وفي الشامیة: لأنه صریح لا یحتاج إلی النیة. (الدر المختار مع الشامي / کتاب الطلاق ٤٤٨/٤ زکریا، البحر الرائق ٢٤٦/٣ کراچی، بزازیة، کتاب الطلاق / صریح الطلاق ١١١/١ مکتبة الإتحاد دیوبند، الأشباه والنظائر ٤٦/١، البحر الرائق ٤٢٦/٣ زکریا)

نابالغ کی طلاق واقع نہیں

نابالغ بچے کی طلاق کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، اگرچہ وہ باشعور کیوں نہ ہو (اور نابالغ کی طرف سے اُس کا ولی بھی طلاق نہیں دے سکتا)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: کل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمجنون؛ لأنه لیس لهما قول صحیح. (الجوهرة النیرة ١٠٢/٢ ملتان)

ولا یقع طلاق الصبي وإن کان یعقل. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه ٣٥٣/١ قدیم زکریا، الدر المختار مع الشامي / کتاب الطلاق ٤٥١/٤ زکریا، فتح القدیر ٤٦٨/٣ المکتبة الأشرفیة دیوبند، بزازیة علیٰ هامش الفتاویٰ الهندیة ١٧٠/٤، البحر الرائق ٤٣٤/٣ زکریا، مجمع الأنهر ٨/٢ مکتبة فقیه الأمة دیوبند)

قریب البلوغ (بچہ) کی طلاق

مراہق (قریب البلوغ) بچہ کی طلاق بھی معتبر نہیں ہے۔

ولا یقع طلاق الصبي ولو مراهقًا. (الدر المختار مع الشامي ٤٥١/٤ زکریا)

ولو فرض لبعض الصبيان المراهقين عقل جيد لا يعتبر؛ لأن المدار صار البلوغ لانضباطه فتعلق به الحكم. (فتح القدير ٤٦٩/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ٤٣٤/٣، مجمع الأنهر ١٠/٣ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

بلوغ کے بعد نابالغی کے زمانہ کی فضولی طلاق کو نافذ کرنا

اگر کسی شخص نے نابالغ کی طرف سے اُس کی نابالغی کی حالت میں طلاق دی، پھر نابالغ نے بالغ ہونے کے بعد یہ کہا کہ فلاں شخص نے میری نابالغی کے زمانہ میں میری بیوی کو جو طلاق دی تھی، میں اُسے واقع کرتا ہوں، تو یہ طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو أن رجلاً طلق امرأة الصبي، فقال الصبي بعد بلوغه: أوقعت الطلاق الذي أوقعه فلان يقع. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٣/١ قديم زكريا، بزازية علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية ١٧٠/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٣٤/٣ زكريا، مجمع الأنهر ١٠/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٩٤/٤ رقم: ٦٥٠٨ زكريا)

بچے کو طلاق دینے کا وکیل بنانا

اگر کسی شخص نے باشعور بچہ کو طلاق دینے کا وکیل بنایا، پھر بچہ نے وکیل کے طور پر اُس شخص کی بیوی کو طلاق دے دی، تو یہ طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو كان الصبي وكيلاً بالتطليق من قبل رجلٍ، فطلق الصبي صحَّ، كذا في التاتارخانية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٣/١ زكريا)

رجلٌ فوّض طلاق امرأته إلىٰ صبي، قال في الأصل: إن كان ممن يعبر يجوز. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤٩٤/٤ رقم: ٦٧٤٩ زكريا)

مجنون کی طلاق

جو شخص بالکل پاگل اور دیوانہ ہو اس کی طلاق کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

قال عليه السلام: كلُ طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمجنون؛ لأنه ليس لهما قول صحيح. (الجوهرة النيرة ١٠٢/٢ ملتان)

ولا يقع طلاق …… المجنون. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٣/١ زكريا، الدر المختار ٤٥٠/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٣٤/٣ زكريا، فتح القدير ٤٦٨/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، بزازية علىٰ هامش الفتاویٰ الهندية ١٧٠/٤ زكريا)

سونے والے کی طلاق

جوشخص سوتے ہوئے طلاق کے الفاظ بڑبڑائے، اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

ولا يقع طلاقُ …… النائم. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٣/١ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٥٣/٤ زكريا، بزازية علىٰ هامش الفتاویٰ الهندية ١٧٠/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٣٥/٣ زكريا، فتح القدير ٤٦٨/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

نیم خوابی کی حالت میں طلاق دینا

غنودگی کی حالت میں بے اختیار بغیر مطلب سمجھے طلاق کے الفاظ نکلنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۹۴/۱۲ ڈابھیل)

ولا يقع طلاقُ …… النائم. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٣/١ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٥٣/٤ زكريا، بزازية علىٰ هامش الفتاویٰ الهندية ١٧٠/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٣٥/٣ زكريا، فتح القدير ٤٦٨/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

النائم إذا طلّق امرأته فأخبر بذٰلك بعد الانتباه، فقال: أجزت بذٰلك الطلاق لا يقع. (خانية علىٰ هامش الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٤٥٨/١ زكريا، البحر الرائق ٤٣٥/٣ زكريا، فتح القدير ٤٦٨/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند، الهداية ٣٥٨/٢ قديم نسخه)

مختل الحواس کی طلاق

جوشخص اپنی عقلی کمزوری کی وجہ سے اکثر بہکی بہکی باتیں کرتا ہو، وہ اگر حواس مختل ہونے

کی حالت میں طلاق دے گا، تو اُس کی طلاق واقع نہ ہوگی؛ لیکن اگر حال یہ ہو کہ کبھی حواس مختل رہتے ہوں اور کبھی بالکل ٹھیک ہوجاتے ہوں، تو اگر ٹھیک ہونے کی حالت میں طلاق دے گا، تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كل طلاق جائزٌ إلا طلاق المعتوه المغلوب علىٰ عقله. (سنن الترمذي، أبواب الطلاق / باب ما جاء في طلاق المعتوه ۲۲٦/۱، بزازية علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية ۱۷۰/٤ زكريا)

وكذٰلك المعتوه لا يقع طلاقه أيضًا، وهٰذا إذا كان في حالة العته، أما في حالة الإفاقة فالصحيح أنه واقع، كذا في الجوهرة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳٥۳/۱ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٥۱/٤ زكريا)

واختلفوا في تفسير المعتوه، وأحسن ما قيل فيه هو من كان قليل الفهم، مختلط الكلام، فاسد التدبير، إلا أنه لا يضرب ولا يشتم، كما يفعل المجنون ...... طلاق المعتوه أيضًا لا يصح. (شامي / كتاب الحجر ۱٤۲/٦، فتاوىٰ قاضي خان ۲۷۹/۱ مكتبة الإتحاد ديوبند، فتح القدير ٤٦۸/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

بے ہوشی کی حالت میں طلاق

اگر کوئی شخص بیماری یا کسی اور سبب سے بے ہوش ہوجائے اور اسی بے ہوشی میں وہ طلاق کے الفاظ بولنے لگے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولا يقع طلاق ...... المغمى عليه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳٥۳/۱ زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٥۲/٤ زكريا، بزازية على هامش الفتاوىٰ الهندية ۱۷۰/٤ زكريا)

الثاني أن يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولا يريده، فهذا لا ريب أنه لا ينفذ شيء من أقواله. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ٤٥۲/٤ زكريا، ۲٤٤/۳ كراچی، الموسوعة الفقهية ۱۸/۲۹ زكريا)

شراب کے نشہ میں طلاق؟

جو شخص شراب وغیرہ حرام اشیاء کے بالقصد استعمال سے نشہ میں ہو جائے، تو مفتی بہ قول کے مطابق بطورِ سزا اس کی طلاق واقع قرار دی جاتی ہے۔

عن سعيد بن المسيب رحمه الله تعالىٰ قال: طلاق السكران جائز.

(المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق / من أجار طلاق السكران ٩/٥٥٥ رقم: ١٨٢٦٣ المجلس العلمي)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله، كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ١/٣٥٣ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤/٤٤٤ زكريا، المحيط البرهاني ٤/٣٩١ رقم: ٣٦٣٤، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٣٩٤ رقم: ٦٥٠٩ زكريا)

جس کو زبردستی شراب پلائی جائے اُس کی طلاق

اگر کسی شخص کو زبردستی شراب پلا دی گئی، جس سے نشہ چڑھ گیا، تو اِس حالت میں اگر اُس نے طلاق کے کلمات کہے، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۲۷)

ولو أكره علىٰ شرب الخمر أو شرب الخمر لضرورة وسكر وطلق امرأته، اختلفوا فيه والصحيح أنه كما لا يلزمه الحد لا يقع طلاقه ولا ينفذ تصرفه، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ١/٣٥٣ قديم زكريا)

فصحح في التحفة وغيرها عدم الوقوع وجزم في الخلاصة بالوقوع، قال في الفتح: والأول أحسن؛ لأن موجب الوقوع عند زوال العقل ليس إلا التسبب في زواله بسبب محظور وهو منتف، وفي النهر عن تصحيح القدوري أنه التحقيق. (شامي / كتاب الطلاق ٤/٤٤٧ زكريا، كذا في فتاوىٰ قاضي خان / فصل في طلاق من

لا يعقل ٢٨٦/١ مكتبه الاتحاد ديوبند، فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية ٤٧٠/١، فتح القدير / كتاب الطلاق ٤٧٣/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

بھنگ کے نشہ میں طلاق دینا؟

قصداً بھنگ پینے سے جس شخص کو نشہ چڑھ جائے تو اُس کی طلاق واقع قرار پائے گی۔

ويقع طلاق كل زوجٍ بالغٍ عاقلٍ ...... أو سكران ولو بنبيذ أو حشيشٍ أو أفيون أو بنج زجرًا به يفتىٰ (الدر المختار) وفي هامشه: وفي تصحيح القدوري عن الجواهر وفي هٰذا الزمان إذا سكر من البنج والأفيون يقع زجرًا وعليه الفتوىٰ. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الحشيشة والأفيون والبنج ٤٤٦/٤-٤٣٨ زكريا، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٤٨/٣ كوئٹه، النهر الفائق ٣١٩/٢ زكريا)

لاعلمی میں پی گئی بھنگ کے نشہ میں طلاق؟

اگر کسی شخص نے لاعلمی میں بھنگ پی لی جس کی وجہ سے اُسے نشہ آگیا، تو اِس حالت میں دی گئی طلاق واقع نہ ہوگی (کیوں کہ اُس نے بالقصد گناہ کا ارتکاب نہیں کیا ہے؛ لہٰذا وہ سزا کا مستحق نہیں)

وعن أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ: أنه إن كان يعلم حين يشرب أنه بنج يقع، وإلا فلا. (تبيين الحقائق / كتاب الطلاق ٣٧/٣ بيروت)

وصرح في البدائع وغيرها بعدم وقوع الطلاق بأكله معللا بأن زوال عقله لم يكن بسبب هو معصية. (شامي، كتاب الطلاق / فصل: مطلب في الحشيشة الخ ٤٤٦/٤ زكريا)

وذكر الشيخ الإمام عبد العزيز الترمذي قال: سألت أبا حنيفةؒ وسفيان الثوريؒ عن رجل شرب البنج فارتفع إلىٰ رأسه فطلق امرأته قال: إن كان حين شرب يعلم أنه ما هو فهي طالق، وإن كان حين شرب لم يعلم أنه ما هو لا تطلق.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث من يقع طلاقه ومن لا يقع ٣٩٥/٤ رقم: ٦٥١٠ زكريا، المحيط البرهاني ٣٩٢/٤ رقم: ٤٦٣٥ المجلس العلمي بيروت)

اَفیون کے نشہ میں طلاق؟

اَفیونچی (اَفیون سے نشہ کا عادی شخص) اگر اَفیون کے نشہ میں طلاق دے تو اُس کی طلاق بھی شرعاً واقع ہوجاتی ہے۔

وفي هٰذا الزمان إذا أسكر من البنج والأفيون يقع زجرًا وعليه الفتویٰ.

(شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الحشيشة والأفيون والبنج ٤٤٦/٤ زكريا، النهر الفائق / كتاب الطلاق ٣١٩/٢ زكريا، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٤٨/٣ كوئٹه)

بطورِ علاج نشہ آور چیز کے استعمال کے بعد طلاق؟

جس شخص نے بطورِ دوا مجبوری میں کوئی نشہ آور چیز استعمال کی، پھر اس کے نشہ میں طلاق دی، تو اُس کی طلاق واقع نہ ہوگی (کیوں کہ اُس کا ارادہ معصیت کا نہ تھا)

ويقع طلاق ...... سكران، والحق التفصيل: وهو إن كان للتداوي لم يقع لعدم المعصية. (شامي مع الدر المختار، كتاب الطلاق / مطلب في الحشيشة والأفيون الخ ٤٤٦/٤ زكريا)

وشمل أيضًا من غاب عقله بالبنج والأفيون، فإنه يقع طلاقه إذا استعمله للهو وادخال الآفات قصدا لكونه معصية، وإن كان للتداوي فلا لعدمها. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٤٨/٣ كوئٹه، النهر الفائق ٣١٩/٢ زكريا)

چوٹ یا سر کے زخم کی وجہ سے جس کی عقل جاتی رہے اُس کی طلاق

اگر کسی شخص کو ایسی چوٹ لگی یا سر میں ایسا زخم ہوگیا جس کی بنا پر اس کی عقل جاتی رہی تو اس حال میں اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لـو زال عـقـلـه بالضرب أو ضرب هو على رأسه حتى زال عقله فطلق لا يـقـع طلاقه، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الـفتـاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٣/١ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية ٤٧١/١-٤٧٠)

غصہ میں اگر جنون کی کیفیت ہوجائے تو طلاق واقع نہ ہوگی

عام طور پر تو غصہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ بلکہ اکثر غصہ میں ہی طلاق دی جاتی ہے؛ لیکن اگر غصہ میں اتنا مدہوش ہوگیا کہ پتہ ہی نہ رہا کہ کیا کہہ رہا ہے، پھر بعد میں بھی یاد نہ ہو کہ کیا کہا گیا، تو ایسی حواس باختگی کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

إلا أن يـجـاب بـأن الـمـراد بـكـونه لا يدري ما يقول أنه لقوة غضبه قد يـنـسـى مـا يقول ولا يتذكره بعد، وليس المراد أنه صار يجري على لسانه ما لا يفهمه أو لا يقصده؛ إذ لا شك أنه حينئذ يكون في أعلى مراتب الجنون. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ٤٥٣/٤ زكريا)

والـمـراد الـغـضـب الـذي يـحـصـل به الدهش وزوال العقل، فإن قليل الغضب لا يخلو الطلاق عنه إلا نادرًا، وقد قلنا بعدم وقوع الطلاق في مثل هٰذا الغضب. (إعلاء السنن، كتاب الطلاق / قبيل: باب طلاق الأمة ثنتان ١٨٦/١١-١٨٧ كراچی)

وسـئـل نـظـمـا فيـمن طلق زوجته ثلاثا في مجلس القاضي، وهو مغتاظ مـدهـوش، فـأجـاب نـظما بأن الدهش من أقسام الجنون فلا يقع ...... الثاني أن يبـلغ النهاية، فلا يعلم ما يقول ولايريده فهذا لاريب أنه لاينفذ شيء من أقواله. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ٤٥٢/٤ زكريا)

ومـنهـا أن لايـكـون معتوها ولا مدهوشا ولا مبرسما ولا مغمىً عليه فلا يـقع طلاق هؤلاء لما قلنا في المجنون. (بـدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل شرائط ركن الطلاق ١٥٩/٣ زكريا)

لا خلاف بين الفقهاء في أن زائل العقل غير المتعدى بزوال عقله لا يقع طلاقه كالمجنون والمغمي عليه والنائم، وزاد الحنفية المدهوش. (الموسوعة الفقهية ٣٠٧/٣٦ الكويت)

محض خیال سے طلاق واقع نہیں ہوتی

دل دل میں طلاق کا خیال جمانے یا تلفظ کے بغیر زبان کو حرکت دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله عزوجل تجاوز لأمتي عما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتكلم به. (صحيح مسلم / كتاب الإيمان ٧٨/١)

لو أجرى الطلاق علىٰ قلبه وحرك لسانه من غير تلفظ يسمع لا يقع. (مراقي الفلاح شرح نورالإيضاح ٢١٩)

فلو طلق أو استثنىٰ ولم يسمع نفسه لم يصح في الأصح. (شامي، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة، مطلب في الكلام على الجهر والمخافتة ٢٥٣/٢ زكريا، ٥٣٥/١ كراچی)

وأدنى الجهر إسماع غيره وأدنىٰ المخافتة إسماع نفسه في الصحيح، وكذا كل ما يتعلق بالنطق كالطلاق والعتاق والاستثناء وغيرها. (مجمع الأنهر، كتاب الصلاة / فصل ١٥٧/١ مكتبه فقيه الأمة ديوبند)

وأما الطلاق والعتاق فلا يقعان بالنية؛ بل لا بد من التلفظ. (الأشباه والنظائر / القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها ص: ٨٩ قديم)

طلاق کے الفاظ اس طرح کہے کہ سنائی نہیں دیئے

طلاق کے الفاظ زبان سے اس طرح ادا کئے کہ ان کو سنا نہیں جاسکتا، تو اس سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن اللّٰه تجاوز لأمتي مما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتكلم به". (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان تجاوز الله تعالىٰ عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر الخ ۷۸/۱)

لو أجرى الطلاق علىٰ قلبه وحرّك لسانه من غير تلفظ يسمع لا يقع. (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح ۲۱۹، شامي ۱۲۱/۲ زكريا، ۴۳۷/۱ كراچی، مجمع الأنهر ۱۵۷/۱ بيروت)

وأدنىٰ الجهر إسماع غيره، وأدنىٰ المخافتة إسماع نفسه، ومن يقربه ...... ويجرى ذٰلك المذكور في كل ما يتعلق بنطق كتسمية على ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة، وعتاق وطلاق واستثناء وغيرها، فلو طلق إذا استثنىٰ ولم يسمع نفسه لم يصح في الأصح. (تنوير الأبصار مع الدر المختار على الشامي، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة، مطلب في الكلام على الجهر والمخافتة ۲۵۲/۲-۲۵۳ زكريا، ۵۳۴/۱ كراچی)

وأما الطلاق والعتاق فلا يقعان بالنية؛ بل لا بد من التلفظ. (الأشباه والنظائر / القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها ۱۶۵/۱ زكريا جديد، ص: ۸۹ قديم)

گونگے کا اشارے سے طلاق دینا

اگر گونگا شخص طلاق کا ایسا اشارہ کرے کہ اُسے واضح طور پر سمجھا جاسکے تو اُس کی بیوی پر اِس اشارے سے طلاق واقع ہوجائے گی۔

ويقع طلاق الأخرس بالإشارة، يريد بالأخرس الذي ولد وهو أخرس أو طرأ عليه ذٰلك ودام حتى صارت إشارته مفهومة، كذا في المضمرات. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۴/۱، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۴۸/۴ زكريا)

قوله: وأخرس بإشارته أي ولو كان الزوج أخرس؛ فإن الطلاق يقع بإشارته؛ لأنها صارت مفهومة. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ۲۴۸/۳ كوئٹه، الهداية ۳۷۷/۲)

گونگے شخص کا لکھ کر طلاق دینا

اگر گونگا شخص کسی کاغذ پر لکھ کر طلاق دے تو بلا شبہ اس کی طلاق واقع ہوجائے گی۔

وإذا كان الأخرس يكتب كتابًا يجوز به طلاقه، كذا في الهداية في مسائل شتى. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ٣٥٤/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٤٨/٤ زكريا)

أخرج البخاري تعليقًا وقال إبراهيم: الأخرس إذا كتب الطلاق بيده لزمه. (صحيح البخاري / باب اللعان ٧٩٩/٢، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٩٧/٤ رقم: ٦٥١٧ زكريا، فتح القدير ٤٧٤/٣)

فضولی کی طلاق

اگر کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اُس کی اجازت کے بغیر طلاق دیدے، تو جب تک وہ اصل شوہر طلاق کی اجازت نہ دے یا اُس پر رضامندی کا اظہار نہ کرے، اُس وقت تک طلاق واقع نہ ہوگی۔

واعلم أن طلاق الفضولين موقوفٌ على إجازة الزوج، فإن أجازه وقع، وإلا فلا. سواء كان الفضولي امرأة أو غيرها كما في المحيط ......، رجل قال لغيره: طلقت امرأتك ......، لو قال أحسنت يرحمك الله حيث خلصتني منها ...... كان إجازة. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٤٢٧/٣ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤٤٩/٤ زكريا، بزازية على هامش الفتاوىٰ الهندية ٤٥٤/١ زكريا)

عورت کی غیر موجودگی میں طلاق دینا

طلاق کے وقوع کے لئے بیوی کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ اس کی غیر موجودگی میں اسے دی گئی طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۸۵/۹)

المستفاد: وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو، ثم المرسومة

لا تخلو، إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد فأنت طالق، فكما كتب هٰذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زكريا)

عن الحسن وخلاس: في الرجل يطلق امرأته وهو غائب عنها، قال: تعتد من يوم يأتيها الخبر. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۳۳/۱۰ رقم: ۱۹۲٦٥ المجلس العلمي)

دیر تک میکہ میں رہنے سے طلاق نہیں ہوتی

اگر کوئی عورت ناراض ہوکر میکہ میں بیٹھ جائے تو خواہ کتنی ہی مدت بیٹھی رہے، تو محض اس بیٹھنے سے اس کا رشتۂ نکاح ختم نہ ہوگا، اس کے لئے طلاق یا شرعی تفریق ضروری ہے۔

وركنه (أي الطلاق) لفظ مخصوص، هو ما جعل دلالةً علىٰ معنى الطلاق من صريح أو كناية. (الدر المختار مع الشامي / مطلب: طلاق العدد ٤٣١/٤ زكريا)

أما تفسيره شرعًا: فهو رفع قيد النكاح حالاً أو مآلا بلفظ مخصوصٍ، كذا في البحر الرائق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه الخ ۳٤۸/۱ قديم زكريا، البحر الرائق ٤١٠/۳ زكريا، النهر الفائق ۳۰۹/۲ زكريا)

وأما بيان ركن الطلاق: فركن الطلاق هو اللفظ الذى جعل دلالة علىٰ معنى الطلاق لغة وهو التخلية والإرسال ورفع القيد في الصريح وقطع الوصلة ونحوه في الكتابة. (بدائع الصنائع ۱٥۷/۳ زكريا)

حالتِ حمل میں طلاق

اگر طلاق کے وقت عورت حمل سے ہو تو بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۹۲/۹، آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۲۲۴/۵ دار الکتاب، فتاویٰ رحیمیہ ۲۵۷/۸ کراچی)

قال اللّٰه سبحانه وتعالىٰ: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق، جزء آيت: ٤]

عن الحسن ومحمد قالا: إذا كانت حاملاً طلّقها متى شاء. (المصنف لابن أبي شيبة / ما قالوا في الحامل كيف تطلق ٥١٣/٩ رقم: ١٨٠٤٥ المجلس العلمي)

وعدة الحامل أن تضع حملها. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الثالث عشر في العدة ٥٨١/١ جديد زكريا، ٥٢٨/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي ٨٣١/٢)

وحل طلاقهن أي الآئسة والصغيرة والحامل. (الدر المختار مع الشامي / كتابالطلاق ٤٣٤/٤ زكريا، الهداية ٣٥٦/٢ دار الكتاب ديوبند)

زبان سے طلاق دینے کے بعد لکھ کر دینا ضروری نہیں ہے

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو زبان سے طلاق دے دی، تو طلاق کے وقوع کے لئے اُس طلاق کو لکھوانا ضروری نہیں ہے (لیکن اگر کسی ضرورت سے لکھوالیں تو کوئی حرج بھی نہیں)

في شرح الطحاوي: الأصل أن الطلاق إنما يقع لوجود لفظ الإيقاع من مخاطب في ملكه إذا طلق المخاطب المكلف امرأته وقع الطلاق كالعاقل البالغ. (الفتاوىٰ التاتارخانية / في بيان من يقع طلاقه ومن لا يقع ٣٩٢/٤ رقم: ٦٥٠٤ زكريا)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٣٨/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٥٢/١ كوئٹه، البحر الرائق ٢٤٤/٣ كوئٹه، الهداية ٣٧٦/٢ المكتبة النعيمية)

أما الصريح فهو اللفظ الذي لا يستعمل إلىٰ في حل قيد النكاح، وهو لفظ الطلاق أو التطليق مثله قوله أنت طالق أو أنت الطلاق أو طلقتك أو أنت مطلقة ......، وهٰذه الألفاظ ظاهرة المراد؛ لأنها لا تستعمل إلا في الطلاق عن قيد النكاح، فلا يحتاج إلى النية لوقوع الطلاق. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل النية في طلاق الكناية ١٦١/٣ زكريا)

طلاق دیتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری نہیں

طلاق کے وقوع کے لئے گواہوں کا سامنے ہونا شرط نہیں ہے (لیکن اگر شوہر طلاق کا انکار

کرے تو اس کے ثبوت کے لئے دو معتبر گواہوں کی گواہی شرط ہوگی) (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیو بند۸۹/۹)

وفي البحر: قيدنا الإشهاد بأنه خاص بالنكاح. (الدر المختار / كتاب النكاح ٧٩/٤ زكريا، ٢١/٣ كراچی)

ذهب جمهور الفقهاء من السلف والخلف إلىٰ أن الطلاق يقع بدون إشهاد. (فقه السنة ٢٣٠/٢ دار الكتاب العربي بيروت)

لو أقر بالطلاق كاذبًا أو هازلاً وقع قضاء. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق والنكاح والعتاق ٤٤٠/٤ زكريا، البحر الرائق ٢٤٦/٣)

وما سوىٰ ذٰلك من الحقوق يقبل فيها رجلان أو رجل وامرأتان، سواء كان الحق مالاً أو غير مالٍ، مثل: النكاح والعتاق والطلاق. (الجوهرة النيرة / كتاب الشهادات ٩١/٤ المكتبة التهانوية ديوبند، كذا في الهداية ١٥٤/٣)

بیوی کا شوہر کو طلاق دینا

بیوی کی طرف سے شوہر کو طلاق دینے کا کوئی اعتبار نہیں ہے؛ اس لئے کہ نہ تو بیوی کو طلاق کا اختیار ہے اور نہ شوہر طلاق کا محل ہے۔

وأيضاً فإن قوله: أنا منك طالق فيه وصف الرجل بالطلاق صريحًا فلا يقع؛ لأن الطلاق صفة للمرأة. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب في قوله: على الطلاق من ذراعي ٤٦٦/٤ زكريا)

ومحله المنكوحة وأهله زوج عاقل بالغ مستقيظ. (شامي ٤٣١/٤ زكريا)

شوہر نے کہا کہ ”مجھے تجھ سے طلاق ہے“

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”مجھے تجھ سے طلاق“ تو بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی (کیوں کہ شوہر محل طلاق نہیں ہے اور بیوی کو حقِ طلاق نہیں ہے)

لو قال: أنا منك طالق لا يقع وإن نویٰ معللین بأنه لیس بمحل له. (البحر الرائق ۲۴۵/۳ کوئٹہ، ۴۲۷/۳ زکریا)

بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر طلاق دینا

بیوی کی طرف صراحۃً یا دلالۃً نسبت کئے بغیر طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

لو قال: امرأة طالق، أو قال: طلقت امرأة ثلثًا، وقال: لم أعن امرأتي، یصدق. (شامي، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴۵۸/۴ زکریا، ۲۴۸/۳ کراچی، قاضي خان علی الفتاویٰ الهندیة ۴۶۵/۱، البحر الرائق / باب الطلاق الصریح ۲۵۳/۳ کوئٹہ، الفتاویٰ الهندیة / الفصل الأول، الطلاق الصریح ۳۵۸/۱)

لم یقع لترکه الإضافة إلیها (الدر المختار) وفي الشامیة: أي المعنویة، فإنها الشرط والخطاب من الإضافة المعنویة، وکذا الإشارة نحو: هٰذه طالق، وکذا نحو: امرأتي طالق، وزینب طالق. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴۵۸/۴ زکریا، ۲۴۷/۳ کراچی)

صیغۂ استقبال سے طلاق کا حکم

اگر مستقبل کے صیغہ سے طلاق دی، مثلاً کہا کہ ’’طلاق دے دوں گا‘‘ تو اِس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

بخلاف قوله: سأطلق ’’طلاق کنم‘‘ لأنه استقبال، فلم یکن تحقیقًا بالتشکیك. (الفتاویٰ الهندیة ۳۸۴/۱)

أنا أطلق نفسي لم یقع؛ لأنه وعد. (شامي، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق ۵۵۹/۴ زکریا، ۳۱۹/۳ کراچی)

ولو قال: أطلقك لم یقع. (سکب الأنهر ۱۴/۲ دار الکتب العلمیة بیروت)

ولو قال: أردت طلاقك لا یقع. (خلفیة علی الهندیة ۴۵۲/۱ زکریا)

لو قال طلقي نفسك، فقالت: أنا أطلق لا يقع. (البحر الرائق / باب تفويض الطلاق ۳۱٤/۳ كوئٹه)

بیوی کے سامنے مسائل طلاق کا تکرار

اگر شوہر نے بیوی کے سامنے طلاق کے مسائل کا مذاکرہ اور تکرار کیا اور اُس کے دل میں طلاق کی کوئی نیت نہ تھی، تو اِس مذاکرہ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لو كرّر مسائل الطلاق بحضرتها ...... لايقع أصلا مالم يقصد زوجته. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٦١/٤ زكريا، ۲۵۰/۳ کراچی)

لو كرر مسائل الطلاق بحضرتها، ويقول في كل مرة: أنت طالق لم يقع. (الأشباه والنظائر ۹۱/۱ جديد زكريا، ص: ٤٥ قديم)

نکاح سے پہلے طلاق دینا

نکاح سے قبل ہونے والی منکوحہ کو فی الفور طلاق دینے کا اعتبار نہیں ہے (البتہ نکاح سے قبل تعلیق طلاق ہوسکتی ہے، مثلاً قسم کھائی کہ کسی عورت سے اگر نکاح کروں تو اُسے طلاق)

عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا طلاق قبل نكاح. (مشكاة المصابيح / باب الخلع والطلاق ۲۸٤، إعلاء السنن ۲۰۱/۱۱ کراچی)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: "لا طلاق إلا فيما تملك". (سنن أبي داؤد ۲۹۸/۱)

شرطه الملك حقيقةً أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي عامًا أو خاصًا كإن نكحتك فأنت طالق. (الدر المختار على هامش رد المحتار ٥٩٣/٤ زكريا، ۳٤٤/۳ کراچی)

وشرطه في الزوج أن يكون عاقلاً بالغًا مستيقظًا، وفي الزوجة أن تكون منكوحةً أو في عدته التي تصلح معها محلاً للطلاق. (فتح القدير / كتاب الطلاق ٤٤۳/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وأما شرطه على الخصوص فشيئان: أحدهما: قيام القيد في المرأة نكاح أو عدة. والثاني: قيام حل محل النكاح. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ۳٤٨/۱ زكريا)

فلا يقع طلاق الأجنبي الذى لا يملك عقدة النكاح؛ لأنك قد عرفت أن الطلاق دفع عقدة النكاح فلا تتحقق ماهية الطلاق إلا بعد تحقق العقد. (الفقه على المذاهب الأربعة / أركان الطلاق ٢١٧/٤ بيروت)

لمبی مدت تک بیوی سے علیحدہ رہنے سے طلاق نہیں ہوتی

شوہر بیوی کو چھوڑ کر لمبی مدت کے لئے باہر چلا جائے یا غائب ہوجائے تو اُس سے طلاق واقع نہیں ہوتی (البتہ شوہر کے مفقود ہونے کی صورت میں عورت محکمہ شرعیہ میں تفریق کا مقدمہ پیش کرسکتی ہے) (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۵۰/۱۲ ڈابھیل)

وركنه لفظ مخصوص، هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريحٍ أو كنايةٍ. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق، مطلب: طلاق الدور ٤٣١/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٤٨/١ زكريا، البحر الرائق ٤١٠/٣ كوئٹه)

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار على هامش رد المختار ٤٢٤/٤ زكريا)

وأما شرطه فمن الزوج كونه عاقلاً بالغًا، ومن المرأة كونها في نكاحه أو عدته التي تصلح محلاً للطلاق. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٧/٤ رقم: ٦٤٧١ زكريا)

أما ركن الطلاق: فهو هٰذه اللفظ الصادرة من الزوج. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٣٧٧/٤ رقم: ٦٤٧١ زكريا)

’’کیا طلاق چاہتی ہو‘‘ سے طلاق نہیں ہوتی

شوہر نے جھگڑے کے دوران سوالیہ انداز میں کہا کہ: ’’کیا طلاق چاہتی ہو‘‘؟ تو اُس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

في شرح الطحاوي: الأصل أن الطلاق إنما يقع لوجود لفظ الإيقاع من مخاطب في ملكه. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / في بيان من يقع طلاقه ومن لا يقع ۳۹۲/٤ رقم: ٦٥٠٤ زكريا)

وركنه: لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية ...... وأراد اللفظ ولو حكمًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / مطلب: طلاق الدور ٤٣١/٤ زكريا)

بیوی کے ساتھ ایسی چیز کوطلاق دینا جوطلاق کا محل نہیں

بیوی کے ساتھ بکری یا پتھر کو جمع کیا اور کہا کہ اُن میں سے ایک کوطلاق، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو جمع بين امرأته وما ليس بمحل للطلاق كالبهيمة والحجر، وقال إحداكما طالق، طلقت امرأته في قول أبي حنيفة وأبي يوسف. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ۲٤٥/۳ كوئٹه، ٤۲۷/۳ زكريا، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳٦۳/۱ زكريا، خانية على الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٤٥٦/۱ كوئٹه، الأشباه والنظائر، القاعدة الثانية، الأمور بمقاصدها ص: ۱۹۲ جديد رقم: ۲۷٤، ۱٦۲ زكريا)

طلاق کا وکیل بنا کر مؤکل پاگل ہوگیا

اگر کسی شخص نے طلاق کا کسی کو وکیل بنایا، پھر وکیل کے طلاق دینے سے قبل مؤکل مستقل پاگل ہوگیا تو وکالت باطل ہوجائے گی، اَب وکیل کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (ایسی صورت میں منکوحہ اگر چاہے تو محکمۂ شرعیہ سے رجوع کر کے اُس کے فیصلہ پر عمل کرسکتی ہے)

لو جُن المؤكل بطلت وكالته إن جن زمانًا طويلاً، وإن كان ساعة لا تبطل ولم يؤقت أبوحنيفة فيه شيئًا. (البحر الرائق / باب الطلاق الصريح ۲۰۰/۳ كوئٹه، ٤۳٥/۳ زكريا، الفتاویٰ الهندية / تفويض الطلاق، الفصل الثالث في المشيئة ٤۰۹/۱ زكريا)

شوہر کا نکاح کا انکار کرنا؟

کسی شخص سے پوچھا گیا کہ کیا تمہارا نکاح ہوا ہے؟ اُس نے نکاح کا انکار کردیا، حالاں کہ نکاح ہو چکا تھا، تو اُس کے انکار کرنے سے اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

أو سئل ألك امرأة؟ فقال: لا، لا تطلق اتفاقًا، وإن نوى؛ لأن اليمين والسوال قرينتا إرادة النفي فيهما (الدر المختار) قوله: لا تطلق اتفاقًا وإن نوى، ومثله: قوله: لم أتزوجك، أو لم يكن بيننا نكاح أو لا حاجة لي فيك – إلىٰ– والأصل: أن نفي النكاح أصلاً لا يكون طلاقًا؛ بل يكون جحودًا. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطلاق / باب الصريح، قبيل باب طلاق غير المدخول بها ٥٠٧/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في الكنايات ٤٦٧/٤ رقم: ٦٦٨٨ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٥/١ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٤٣٣/٤ رقم: ٤٧٧١ المجلس العلمي، بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في طلاق الكناية ١٧١/٣ زكريا)

بیوی کے جزء بدن کو طلاق دینا

اگر کسی نے بیوی کو طلاق دیتے وقت اُس کے جسم کے ایسے حصہ کا نام لیا، جس سے پورے جسم کو تعبیر کیا جاسکتا ہو، مثلاً چہرہ، شرم گاہ، یا روح کی طرف منسوب کرکے طلاق دی، یا بدن کے کسی حصۂ متاع کو طلاق دی، مثلاً کہا: تیرے آدھے بدن کو طلاق تو اُس پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

وإن أضاف الطلاق إلىٰ جملتها أو إلىٰ ما يعبر به عنها كالرقبة والعنق والروح والبدن والجسد والفرج والوجه أو إلىٰ جزء شائع منها كنصفها أو ثلثها تطلق. (كنز الدقائق مع البحر الرائق ٤٥٣/٣-٤٥٦ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤٦٩/٤-٤٧١ زكريا، الهداية ٣٧٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

إذا قال لامرأته رأسك طالق فالأصل في جنس هٰذه المسائل: أن كل جزء يعبر به عن جميع البدن نحو الرأس والرقبة والفرج والوجه يصح إضافة الطلاق إليه. (المحيط البرهاني ٤٠٣/٤ رقم: ٤٦٧٨، الهداية ٣٧٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، فتح القدير ١٢/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ٤٥٥/٣ زكريا، شامي ٤٧٠/٤ زكريا)

جسم کے ایسے حصہ کو طلاق دینا جس سے پورا جسم تعبیر نہ ہو

اور اگر کسی ایسے عضو بدن کی طرف طلاق کو منسوب کیا، جس سے پورا جسم مراد نہ لیا جاتا ہو، مثلاً بیوی کے ہاتھ، پیر وغیرہ کو طلاق دی، تو اس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وإن أضاف الطلاق ...... إلى اليد والرجل لا أي لا تطلق بالإضافة إلىٰ ما ذكر أي إلىٰ ما لا يعبر به عن الجملة. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق ٤٥٦/٣ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤٧٢/٤ زكريا)

ولو قال: يدك طالق أو رجلك طالق لم يقع الطلاق. (الهداية، كتاب الطلاق / باب إيقاع الطلاق ٣٨٠/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، فتح القدير ١٤/٤ زكريا، البحر الرائق ٤٥٦/٣ زكريا، شامي ٤٧٢/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦٦/٤ رقم: ٦٥٨٨ زكريا)

آدھی یا تہائی طلاق دینا

طلاق ایک کلی چیز ہے، جس میں تجزی (ٹکڑے ٹکڑے کرنا) جائز نہیں؛ لہٰذا اگر کوئی اپنی بیوی کو مثلاً آدھی یا تہائی یا سدس وربع طلاق دے، تو اُس کی بیوی پر پوری ایک طلاق واقع ہوگی۔ اِسی طرح اگر ایک اور آدھی طلاق دے گا تو پوری دو طلاقیں واقع ہوں گی۔

وجزء الطلقة تطليقة لعدم التجزي أي في الطلاق، فذكر جزئه كذكر كله صونًا لكلام العاقل عن الإلغاء، وهٰكذا ما لم يقل نصف طلقة وثلث طلقة وسدس طلقة فيقع الثلاث، ولو بلا واوٍ فواحدة، ولو قال: طلقة ونصفها فثنتان على

المختار، جوهرة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٧٣/٤-٤٧٤ زكريا)

وكذلك إن طلّق جزءً ا شائعًا مثل أن يقول: لنصفك أو ثلثك طالق؛ لأن الجزء الشائع محل لسائر التصرفات كالبيع وغيره فكذا يكون محلاً للطلاق إلا أنه لا يتجزى في حق الطلاق فيثبت في الكل ضرورة. (الهداية ٣٨٠/٢، المكتبة النعيمية ديوبند، فتح القدير / كتاب الطلاق ١٣/٤-١٤ زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٧٣/٤-٤٧٤ زكريا، البحر الرائق ٢٦٣/٣ كوئٹه)

کہا: ''تجھے طلاق ہے یا نہیں''

اگر کسی کو طلاق دینے یا نہ دینے میں شک پیدا ہوگیا، اور اُس نے بیوی سے کہا ''تجھے طلاق ہے یا نہیں''، تو شک کی وجہ سے اُس کا یہ کلام لغو ہوجائے گا، اور اُس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لأنه لو قال: أنت طالقٌ أو لا، لا يقع في قولهم؛ لأنه أدخل الشك في الإيقاع. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٨٣/٤ زكريا، الهداية / كتاب الطلاق ٣٨٤/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، فتح القدير ٣٦/٤-٣٧ زكريا)

میرے گاؤں کی عورتوں کو طلاق

اگر کسی شخص نے کہا کہ ''میرے گاؤں کی یا اُس گاؤں کی عورتوں کو طلاق'' اور اُس گاؤں میں اُس کی بیوی بھی موجود تھی، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو قال: نساء هٰذه القرية طوالق، وفيها امرأته طلقت، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية ٣٥٧/١ زكريا، البحر الرائق ٢٥٣/٣ كوئٹه، الأشباه والنظائر ص:٨٦-٨٥ قديم، ١٥٨ جديد زكريا)

طلاق کا اقرار کرنے کے بعد انکار کرنا

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر لوگوں کے سامنے اقرار بھی کیا، پھر بعد میں وہ

اپنی طلاق سے منکر ہوگیا، تو معتبر گواہ اگر اُس کے اقرارِ طلاق پر شہادت دیں، تو اُس کی طلاق ثابت ہوجائے گی اور انکار معتبر نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۰۶/۹)

وما سوی ذٰلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين.
(الهداية ١٥٤/٣ الأمين كتابستان ديوبند، الدر المختار مع الشامي ١٧٨/٨ زكريا، ٤٦٥/٥ كراچی، مجمع الأنهر ٢٦١/٣ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ٦٢/٧ كوئٹه)

کہا: ''اگر طلاق نہیں دی تب بھی دی''

ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، دریافت کرنے پر اُس نے اولاً انکار کیا اور پھر غصہ میں کہا کہ ''اگر طلاق نہیں دی، تب بھی دی''، تو اِس سے اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۱۱/۹)

وإن لم يرد به الخبر عن الماضي، أو أراد به الكذب أو الهزل وقع قضاءً وديانةً. (البحر الرائق ٤٢٨/٣ زكريا)

ولو أقر بالطلاق كاذبًا أو هازلاً وقع قضاءً لا ديانةً. (شامي / كتاب الطلاق ٤٤٠/٤ زكريا، ٢٣٦/٣ كراچی)

أن من أقر بطلاق سابقٍ يكون ذٰلك إيقاعًا منه في الحال؛ لأن من ضرورة الاستناد الوقوع في الحال، وهو مالك للإيقاع غير مالك للاستناد.
(المبسوط للسرخسي ١٣٣/٦ بيروت، ١٠٩/٤ كوئٹه)

لفظ ''طاق'' سے طلاق کا حکم

اگر کہا کہ ''تجھے طاق ہے''، تو نیت کے باوجود کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وإن حذف اللام فقط، فقال: أنت طاق'' لا يقع وإن نوى. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٧/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤١٣/٤ رقم: ٦٥٦٢ زكريا، ٢٧٣/٣ كراچی، شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٦٨/٤ زكريا، خانية على الهندية ٤٦٣/١)

’’طلاغ، تلاغ، طلاک، تلاک‘‘ سے طلاق کا حکم

اگر الفاظ بگاڑ کر طلاق دی، مثلاً کہا کہ ’’تجھے طلاغ، تلاغ، طلاک یا تلاک‘‘، تو اِن سب صورتوں میں طلاق واقع ہوجائے گی۔

ويقع بها أي بهٰذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح ويدخل نحو طلاغ، وتلاغ، وطلاك، وتلاك (الدر المختار) أي بالغين المعجمة، قال في البحر: ومنه الألفاظ المصحفة وهي خمسة، فزاد علىٰ ما هنا تلاق. وزاد في النهر: إبدال القاف لامًا. وينبغي أن يقال: إن فاء الكلمة إما طاء أو تاء، واللام إما قاف أو عين أو غين أو كاف أو لام، وإثنان في خمسة بعشرة تسعًا منها مصحفة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٥٩/٤ زكريا، ٢٤٧/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية ٣٥٧/١ زكريا، البحر الرائق ٢٥٢/٣ كوئٹه، خانية على الهندية ٤٥٩/١ زكريا)

کیا طلاق کے ثبوت کے لئے گواہی ضروری ہے؟

اصلاً طلاق کے ثبوت کے لئے گواہی ضروری نہیں؛ بلکہ شوہر کے الفاظِ طلاق کہتے ہی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لیکن اگر تعدادِ طلاق میں یا نفسِ طلاق ہی دینے نہ دینے میں اختلاف ہوجائے تو پھر دو عادل دین دار گواہوں کی شہادت سے طلاق کا ثبوت ہوگا۔

ونصابها أي الشهادة لغيرها من الحقوق؛ سواء كان الحق مالاً أو غيره، كنكاح وطلاق ...... رجلان، أو رجل وامرأتان. (شامي / كتاب الشهادات ١٧٨/٨ زكريا، مجمع الأنهر ٢٦١/٣ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وما سوىٰ ذٰلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين، سواء كان الحق مالاً أو غير مالٍ، مثل: النكاح والطلاق والوكالة والوصية ونحو ذٰلك. (الهداية / كتاب الشهادة ١٥٤/٣ الأمين كتابستان ديوبند)

يقبل في النكاح والطلاق والوصية والوكالة شهادة رجل وامرأتين.

(الفتاویٰ السراجية / كتاب الشهادات، باب تحمل الشهادة وأدائها ص: ٤٩٨ مكتبة الإتحاد ديوبند، الموسوعة الفقهية ٢٢٧/٢٦ كويت)

بیٹوں کی شہادت سے طلاق کا ثبوت

اگر دولڑکے اِس بات کی شہادت دیں کہ ہمارے باپ نے ہماری ماں کو طلاق دی ہے، اور ماں خود طلاق کا انکار کرے، تو بیٹوں کی شہادت قبول کی جائے گی، اور اُن کی ماں پر طلاق واقع ہوجائے گی، اور اگر ماں خود طلاق کا اقرار کرتی ہے اور بیٹے بھی ماں کے حق میں گواہی دے رہے ہیں، تو اَب بیٹوں کی شہادت ماں کے حق میں قابل قبول نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۰۴/۱۳ ڈابھیل)

رجل شهد عليه بنوه أنه طلق أمهم ثلاثًا وهو يجحد، فإن كانت الأم تدعي فالشهادة باطلة، وإن كانت تجحد فالشهادة جائزة، وهٰذه من مسائل جامع الكبير. (البحر الرائق، كتاب الشهادات / باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل ١٣٦/٧ كوئٹه، الفتاویٰ الهندية ٤٨٢/٣ زكريا)

ولا تجوز شهادة الولد علىٰ أبيه وعلىٰ غيره بطلاق أمه إذا ادعت ذٰلك أمه ......، وإن جحدت ذٰلك جازت شهادته. (الفتاویٰ الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الأمر باليد والتوكيل في الشهادة على الطلاق ٩٨/٢ مكتبة دار الايمان سهارنفور، المبسوط للسرخسي ١٥٠/٦ بيروت)

وإذا شهد الرجل علىٰ طلاق أمه إن كانت الأم تدعى الطلاق لا تقبل، وإن كانت تجحد تقبل شهادته. (المحيط البرهاني / فصل في الشهادة في الطلاق والدعوىٰ ١٥٧/٥ رقم: ٥٤٥٨ المجلس العلمي بيروت)

شوہر کو طلاق کی تعداد یاد نہ ہو اور دو گواہ تین کی گواہی دیں

اگر شوہر کو طلاق دینا تو خوب یاد ہے؛ لیکن طلاق کی تعداد یاد نہ ہو کہ کتنی طلاقیں دی ہیں اور دو عادل دین دار گواہ تین طلاق واقع کرنے کی گواہی پیش کریں، تو اُن کی گواہی سے بیوی پر

تین طلاقیں نافذ ہوجائیں گی۔ اِسی طرح اگر نفس طلاق ہی میں اختلاف ہوجائے کہ شوہر کو طلاق دینا بالکل یاد نہ ہو، اور دو عادل نمازی پرہیزگار طلاق دینے پر گواہی پیش کرتے ہیں، تو ایسی صورت میں مطلق طلاق ثابت ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲/۲۱۶)

ونصابها أي الشهادة لغيرها من الحقوق، سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاح وطلاق رجلان أو رجل وامرأتان. (شامي / كتاب الشهادات ۱۷۸/۸ زكريا، الهداية / كتاب الشهادة ۱۵٤/۳ الأمين كتابستان ديوبند، الفتاویٰ السراجية / باب تحمل الشهادة وأدائها ص: ٤۹۸ مكتبة الإتحاد ديوبند، الموسوعة الفقهية ۲۲۷/۲٦ الكويت)

اگر میاں بیوی دونوں طلاق کے منکر ہوں اور دو گواہ طلاق پر گواہی پیش کریں

اگر میاں بیوی دونوں طلاق کے منکر ہوجائیں، اور دو عادل دین دار لوگ بغیر دعویٰ ومطالبہ کے شوہر کے تین طلاق دینے پر گواہی پیش کریں، تو اُن کی شہادت سے دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے گی، اِس لئے طلاق پر بغیر دعویٰ کے شہادت قبول کرنا جائز ہے۔

وإذا شهد شاهدان علیٰ رجل أنه طلق امرأته ثلاثًا وجحد الزوج والمرأة ذٰلك، فرق بينهما؛ لأن الشهادة على الطلاق تقبل من غير دعویٰ. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۱۱٦/٥ رقم: ۷٤۱۳ زكريا، ٥۷۲/۳ كراچی، شامي ۲۲٤/۳ كراچی، مجمع الأنهر ۲٦۱/۳، المبسوط للسرخسي / باب الشهادة في الطلاق ۱٤۷/٦ بيروت، الفتاویٰ الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الأمر باليد والتوكيل في الشهادة على الطلاق الخ ۹۸/۲ دار الإيمان سهارنفور)

اِقرارِ طلاق کے بعد گواہی کی ضرورت نہیں

اگر شوہر طلاق کا اقرار کرلے تو طلاق کے ثبوت کے لئے گواہی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۳۰۲ ڈابھیل)

لـو أقر بالطلاق ...... وقع قضاءً لا ديانةً. (شـامي / كتاب الطلاق ٤٤٠/٤ زكريا، ٢٣٦/٣ كراچی)

لو أقر بالطلاق هازلاً أو كاذبًا كذا في الخانية من الإكراه، ومراده بعدم الوقوع في المشبه به عدمه ديانةً لما في فتح القدير، ولو أقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء. وصرح في البزازية: بأن له في الديانة إمساكها. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٤٦/٣ كوئٹه، تبيين الحقائق ٣٥/٣ زكريا)

لـو أقـر بـه وادعىٰ أنه كان هازلاً أو كاذبًا حيث يقع قضاء. (الـنهر الفائق / كتاب الطلاق ٣١٧/٢ زكريا)

❍❖❍

طلاقِ صریح کا بیان

صریح کی تعریف

ہر ایسا لفظ جس کو عرفِ عام میں طلاق کے لئے استعمال کیا جاتا ہو، جسے سن کر فوری طور پر طلاق کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہو، اُس کو طلاقِ صریح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۳۳۶ ڈابھیل)

فما لا یستعمل فیها إلا في الطلاق، فهو صریح یقع بلا نیة. (شامي، کتاب الطلاق / باب الصریح ٤/٤٥٧ زکریا)

فالصریح ما ظهر المراد منه ظهورًا بینًا، حتی صار مکشوف المراد بحیث یسبق إلیٰ فهم السامع بمجرد السماع حقیقةً کان أو مجازًا، وتقع واحدة رجعیة. (حاشیة الشلبي علی تبیین الحقائق ٣/٣٩ بیروت، بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل النیة في طلاق الکنایة ٣/١٦١ زکریا، الهدایة ٢/٣٥٩ ملتان)

قوله ''أنت طالق'' هٰذه الألفاظ تستعمل في الطلاق، ولا تستعمل في غیره فکان صریحًا. (الهدایة، کتاب الطلاق / باب إیقاع الطلاق ٢/٣٥٩ یاسر ندیم دیوبند، بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل النیة في طلاق الکنایة ٣/١٦١ زکریا)

صریح الفاظ کے ساتھ طلاق

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو صریح لفظ کے ساتھ ایک یا دو طلاق دے، مثلاً کہے: ''میں نے تجھے طلاق دی''، یا ''تجھے طلاق ہے''، یا ''تو طلاق والی ہے'' وغیرہ، تو اس کی بیوی پر بلانیت طلاقِ رجعی واقع ہو جائے گی۔

صـريـحـه مـا لـم يستعمل إلا فيه كطلقتك وأنت طالق ومطلقة ...... ويقع بها واحدة رجعية. (الـدر الـمختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٥٧/٤-٤٦٠ زكريا، كنز الدقائق على تبيين الحقائق ٣٩/٣-٤٠، الهداية ٣٧٨/٢ نعيمية، الفتاوىٰ الهندية ٣٥٤/١ زكريا، ٤٢٢/١ جديد)

طلاقِ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں

صریح الفاظ سے طلاق دینے میں وقوعِ طلاق کیلئے نیت کی ضرورت نہیں ہوتی؛ بلکہ ایسا لفظ زبان سے نکالتے ہی فوراً طلاق واقع ہوجاتی ہے (بشرطیکہ صراحۃً یادلالۃً بیوی سے مخاطبت متحقق ہو)

فالصريح قوله: ''أنت طالق'' ...... لا يفتقر إلى النية؛ لأنه صريح فيه لغلبة الاستعمال. (الهداية / كتاب الطلاق ٣٥٩/٢ دار الكتاب ديوبند)

قـولـه أو لم ينو شيئًا: لما مرّ أن الصريح لا يحتاج إلى النية، ولكن لا بد فـي وقـوعـه قـضـاءً وديـانةً من قصد أضافة لفظ الطلاق إليها عالمًا بمعناه ولم يـصـرفه إلىٰ ما يحتمله. (شـامـي، كتـاب الـطلاق / مطلب في قول البحر: أن الصريح يحتاج في وقـوعه ديانةً إلى النية ٤٦١/٤ زكريا، بدائع الصنائع ١٦١/٣ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل فيما يرجع إلىٰ صريح الطلاق ٤٠٠/٤ رقم: ٦٥٢١ زكريا)

أمـا الصريح ...... مثل قوله: أنت طالق أو أنت الطلاق أو طلقتك أو أنت مـطـلـقة ...... وهٰذه الألفاظ ظاهرة المراد؛ لأنها لا تستعمل إلا في الطلاق عن قيـد النكاح، فلا يحتاج إلى النية لوقوع الطلاق. (بـدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل النية في طلاق الكناية ١٦١/٣ زكريا)

طلاقِ صریح رجعی

مدخولہ بیوی کو اگر ایک یا دومرتبہ صریح (یا صریح کے قائم مقام) الفاظ سے طلاق دی، تو یہ طلاقِ صریح رجعی کہلائے گی، اور اِس میں دورانِ عدت رجعت کرنے کا اختیار رہے گا۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۱۵)

ففي البدائع: أن الصريح نوعان: صريح رجعي، وصريح بائن. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب: الصريح نوعان: رجعي وبائن ٤/٤٦٠ زكريا)

فالأول أن يكون بحروف الطلاق بعد الدخول حقيقةً غير مقرون بعوض، ولا بعدد الثلاث نصًا ولا إشارةً، ولا موصوف بصفة تنبئ عن البينونة أو تدل عليها من غير حرف العطف، ولا مشبه بعدد أو صفة تدل عليها. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب: الصريح نوعان: رجعي وبائن ٤/٤٦٠ زكريا، بدائع الصنائع ٣/١٧٤ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلك أم لم ترض. (الهداية، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢/٣٩٤ دار الكتاب ديوبند، الفتاوىٰ الهندية ١/٤٧٠ زكريا، تبيين الحقائق ٣/١٤٩ زكريا)

کہا ’’تجھ پر طلاق‘‘

اگر شوہر نے اپنی بیوی سے طلاق دینے کی نیت سے کہا کہ ’’تجھ پر طلاق ہے‘‘ تو اِس سے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

ولو قال: عليك الطلاق فهي طالق إذا نوى. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ١/٣٥٥، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٤٠٦ زكريا، البحر الرائق ٣/٢٥٢ كوئٹه، المحيط البرهاني ٤/٣٩٥ المجلس العلمي)

کہا: ’’تجھے طلاق، میں نے تجھے طلاق دی‘‘

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ ’’تجھے طلاق ہے‘‘، پھر کہا کہ ’’میں نے تجھے طلاق دی‘‘، تو اُس کی بیوی پر قضاءً دو طلاق واقع ہوں گی؛ البتہ اگر دوسری مرتبہ کہنے سے پہلی طلاق کی خبر دینا مقصود ہو تو پھر دیانۃً اُس کی نیت کا اعتبار کرتے ہوئے صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

ولو قال لها: ...... أنت طالقٌ، وقد طلقتك تقع ثنتان، إذا كانت المرأة مدخولاً بها، ولو قال: عنيت بالثاني الإخبار عن الأول لم يصدق في القضاء،

ویصدق فیما بینه وبین اللّٰه تعالیٰ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٥/١ كوئٹه، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٠١/٤ رقم: ٦٥٢٥ زكريا، المحيط البرهاني ٣٩٣/٤ المجلس العلمي)

کہا: ’’تجھے ایک طلاق ہے اے طلاقن‘‘

اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی، پھر اُس کو اے طلاقن (طلاق والی) کہہ کر پکارا تو اُس پر صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی، اے طلاقن کے ذریعہ خطاب کرنے سے دوسری طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولو قال لها: أنت طالق، ثم قال لها: يا مطلقة لا تقع أخرى. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٦/١ كوئٹه، المحيط البرهاني ٣٩٤/٤ المجلس العلمي، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٠٢/٤ رقم: ٦٥٢٦ زكريا)

کہا: ’’تجھے میں نے کئی مرتبہ طلاق دی‘‘

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ ’’میں نے تجھے کئی مرتبہ طلاق دی‘‘ تو اُس کی بیوی پر دو طلاق واقع ہو جائے گی۔

قال أبو القاسم الصفار: إذا قال الرجل لامرأته طلقتك غير مرة طلقت ثنتين. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٦/١، ٣٠٦/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٢٨/٤ رقم: ٦٠٩٣ زكريا)

کہا: ’’میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی‘‘

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے دو مرتبہ کہا کہ: ’’میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی‘‘ تو اُس کی بیوی پر قضاءً دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی، الا یہ کہ دوسری مرتبہ کہنے سے شوہر نے پہلی طلاق کی خبر دی ہو، تو پھر صرف ایک طلاق واقع ہوگی۔

قال: قد طلقتك قد طلقتك، أو قال: أنت طالق قد طلقتك، يقع ثنتان، إذا كانت المرأة مدخولا بها ......، ولو قال: عنيت بالثاني الإخبار عن الأول لم

یصدق في القضاء ......، ویصدق فیما بینه وبین اللّٰه؛ لأن صیغتها صیغة الإخبار. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل: النیة في طلاق الکنایة ۳/ ۱۶۲-۱۶۳، الفتاویٰ الولوالجیة ۱۱/۲ مکتبة دار الإیمان سهارنفور، الفتاویٰ الهندیة ۳۵۵/۱ قدیم زکریا، شامي / کتاب الطلاق ۵۲۱/٤ زکریا، خانیة علی الفتاویٰ الهندیة ٤۵۳/۱)

کہا: ''میری طلاق تیرے اوپر واجب ہے''

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''تیرے اوپر طلاق واجب ہے'' یا ''میری طلاق تیرے اوپر واجب ہے''، تو اِس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوجائے گی۔

ولو قال لها: طلاقي علیك واجب وقع، وکذا إذا قال لها: الطلاق علیك واجب، ذکره البقالي في فتاواه. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ۳۵۵/۱ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الرابع فیما یرجع إلیٰ صریح الطلاق ٤۰٦/٤ رقم: ٦۵۳۹ زکریا، رواه البقالي في فتاواه، المحیط البرهاني، کتاب الطلاق / الفصل الرابع فیما یرجع إلیٰ صریح الطلاق ۳۹۵/٤ رقم: ٤٦٤۹ المجلس العلمي)

کہا: ''تجھے طلاق ہے عدت کرلے''

اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ ''تجھے طلاق ہے عدت کرلے''، تو اُس کی نیت کے مطابق طلاق واقع ہوگی، اگر ایک طلاق کی نیت کی ہوگی تو ایک طلاق اور دو طلاق دینے کی نیت کی ہوگی تو دو طلاق واقع ہوں گی۔

ولو قال: أنت طالق واعتدي، أو أنت طالق اعتدي، أو أنت طالق فاعتدي، فإن نوی واحدة تقع واحدةً، وإن نوی ثنتین تقع ثنتانِ، وإن لم تکن له نیة، إن قال: أنت طالق فاعتد تقع واحدة، وإن قال اعتدي أو واعتدي تقع ثنتان، کذا في محیط السرخسي. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ۳۵٦/۱ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الخامس في الکنایات ٤۷۳/٤ رقم: ٦۷۰۰ زکریا)

واعتدى فاعتدى الآخر بعدة واجبة يصدق قضاء فإن أراد به طلقة أخرىٰ أو لم ينو شيئًا فهي أخرىٰ. وفي الخانية: وكذا لو قال: اعتدي بغير حرف العطف قال مشائخنا: وما ذكر محمد من الجواب أنه إذا لم ينو شيئًا فهما طلاقان فذٰلك مستقيم في قوله: أنت طالقٌ واعتدى. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٤٧٣/٤ رقم: ٦٧٠٠ زكريا، المحيط البرهاني ٤٣٧/٤-٤٣٨ رقم: ٤٧٨٤، الفتاوىٰ الهندية ٣٥٦/١ زكريا، البحر الرائق ٣٠٥/٣ كوئٹه)

کہا: ''تجھے طلاق، تجھے طلاق''

اگر شوہر نے اپنی بیوی سے دومرتبہ کہا کہ ''تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے''، تو اِس سے بیوی پر دوطلاق پڑ جائیں گی، اور اگر دوسری مرتبہ کہنے سے شوہر نے پہلی طلاق کی خبر دینے کی نیت کی تھی، تو پھر دیانۃً اُس کی نیت کا اعتبار کرتے ہوئے صرف ایک طلاق کے وقوع کا حکم لگایا جائے گا۔

ولو قال لها: أنت طالق أنت طالق ...... تقع ثنتان، إذا كانت المرأة مدخولاً بها. ولو قال: عنيت بالثاني الإخبار عن الأول لم يصدق في القضاء ويصدق فيما بينه وبين الله تعالىٰ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٥/١ زكريا، بدائع الصنائع ١٦٣/٣ زكريا، ١٠٢/٣ كراچی، الفتاوىٰ التاتارخانية / فيما يرجع إلىٰ صريح الطلاق ٢٨٩/٣ كراچی، الفتاوىٰ الولوالجية ١١/٢)

بیوی کے بارے میں کہا کہ: ''میں نے اسے چھوڑ دیا''

''چھوڑ دیا'' کا لفظ ہمارے عرف میں صریح کے درجہ میں ہے، اِس سے بلانیت بھی طلاقِ رجعی واقع ہوجاتی ہے۔ بریں بنا اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ: ''میں تجھے چھوڑ دیا'' یا ''میں تجھ کو چھوڑ چکا ہوں''، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۵۱/۱۲ ڈابھیل، فتاویٰ قاسمیہ ۶۲۶/۱۴)

ثم فرق بينه وبين سرحتك، فإن سرحتك كناية، لكنه في عرف الفرس

غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ''رہا کردم'' أي سرحتك، يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٠/٤ زكريا، ٢٩٩/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية ٣٧٩/١، ٤٤٧/١ جديد، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٤٦٣/٤ رقم: ٦٦٧٨ زكريا)

کہا: ''میں نے تجھے آزاد کیا''

ہمارے عرف میں جب شوہر اپنی بیوی کے لئے یہ لفظ بولتا ہے کہ ''میں نے اُس کو آزاد کیا''، تو اِس سے طلاق ہی مراد ہوتی ہے؛ لہٰذا ایک مرتبہ یہ لفظ کہنے سے بیوی پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

فإذا قال ''رہا کردم'' أي سرحتك يقع به الرجعي؛ لأنه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٠/٤ زكريا، ٢٩٩/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية ٣٧٩/١ قديم زكريا، ٤٤٧/١ جديد، مجمع الأنهر ٣٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ٣٠١/٣ كوئٹه، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٦٣/٤ رقم: ٦٦٧٨ زكريا)

شوہر کا قول: ''مجھے تیری طلاق منظور ہے''

اگر بیوی شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اور شوہر جواب میں یہ کہہ دے کہ ''مجھے تیری طلاق منظور ہے''، تو اِس سے بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً ...... فله أن يراجعها في عدتها، رضيت بذٰلك أو لم ترض. (الفتاویٰ الهندية، الباب السادس في الرجعة وفيما تحل الخ ٤٧٠/١ قديم، ٥٣٣/١ جديد، البحر الرائق ٨٢/٤ زكريا، شامي ٤٠٠/٣ كراچی، الهداية ٣٩٤/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

فمن طلق ما دون ثلاث بصريح الطلاق أو بالثلاث الأول من كناياته، ولم يصفه بضرب من الشدة، ولم يكن بمقابلة مال، فله أن يراجع، وإن أبت ما

دامت في العدة. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۷۹/۲-۸۰ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاویٰ الهندية ۴۷۰/۱، البحر الرائق ۸۲/۴، شامي ۴۰۰/۳ كراچی)

کہا: ''تجھے ایک تا دو طلاق''

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ''تجھے ایک تا دو طلاق''، تو اِس سے ایک طلاق واقع ہوگی، اور اگر ایک سے تین طلاق دی تو دو طلاق واقع ہوں گی، اور اگر یہ کہا کہ ''تجھے ایک طلاق ہے دو میں''، تو صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی، خواہ اِن سب الفاظ کو کہتے وقت طلاق کی نیت کی ہو یا نہیں؟

وإن أضاف الطلاق ...... من واحدة إلیٰ ثنتين واحدة، وإلیٰ ثلاث ثنتان، وواحدة في ثنتين واحدة إن لم ينو شيئًا. (كنز الدقائق على البحر الرائق ۴۵۹/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴۷۵/۴ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۴۴۰/۴ رقم: ۶۶۲۱ زكريا، فتح القدير ۱۷/۴ المكتبة الأشرفية ديوبند، الهداية ۳۸۰/۲، المكتبة النعيمية ديوبند، الفتاویٰ الهندية ۴۹۵/۱، البحر الرائق ۷۳/۴ كوئٹه)

طلاقِ صریح بائن

اگر صاف طور پر طلاقِ بائن کے الفاظ استعمال کئے یا صریح طلاق کے ساتھ ایسی صفت لگادی جو بائن کی طرف مشیر ہو، (مثلاً کہا کہ میں قطعی طلاق دیتا ہوں) یا مالی عوض لے کر طلاق دی، یا غیر مدخولہ بیوی کو صریح لفظ سے طلاق دی، تو اِن سب صورتوں میں طلاقِ صریح بائن واقع ہوگی اور (تین طلاق سے کم ہونے کی صورت میں) تجدید نکاح کر کے دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کیا جاسکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وأما الثاني فبخلافه، وهو أن يكون بحروف الإبانة وبحروف الطلاق ...... موصوفًا بصفةٍ تنبئ عن البينونة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴۶۰/۴ زكريا، ۲۵۰/۳ كراچی، بدائع الصنائع ۱۷۴/۳ زكريا)

إذا کان الطلاق بائنًا دون الثلاث فله أن یتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / فصل فیما تحل به المطلقة ۱/۴۷۲ زکریا، ۱/۵۳۵ جدید)

کہا: ''تو مجھ پر حرام ہے''

لفظ ''حرام'' اپنی اصل کے اعتبار سے اگرچہ کنائی لفظ ہے، مگر دلالت عرف کی بناء پر اس سے بلانیت بھی طلاقِ بائن واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے ''تو مجھ پر حرام ہے'' تو اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔

أنت علي حرام ...... والفتویٰ علیٰ أنه یقع الطلاق البائن، وإن لم ینو لغلبة استعمال هٰذه اللفظة في هٰذه البلاد. (الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الخامس في الکنایات ۴/۴۴۸ رقم ۶۶۳۷ زکریا)

أفتی المتأخرون في أنت علي حرام بأنه طلاق بائن للعرف بلا نیة. (شامي، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴/۴۶۴ زکریا، ۳/۲۵۲ کراچی، سکب الأنهر ۲/۳۷ بیروت، البحر الرائق / کتاب الطلاق ۳/۵۲۳ زکریا)

بیوی نے پوچھا ''مجھے طلاق ہوگئی؟'' شوہر نے کہا ''جی ہاں''

بیوی نے شوہر سے پوچھا ''کیا مجھے طلاق ہوگئی؟'' شوہر نے کہا ''جی ہاں'' تو اِس سے ایک طلاق ہوجائے گی۔

ولو قالت: أنا طالق، فقال: نعم، طلقت. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ۱/۳۵۶ قدیم زکریا، ۴۲۴ جدید زکریا، وکذا في البحر الرائق ۳/۲۵۵)

طلاق کا لفظ پورا کہنے سے پہلے شوہر کا منہ بند کردیا

ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا، مگر ابھی صرف ''ط'' کہہ پایا تھا کہ کسی نے اُس

کا منہ بند کرلیا، تو اُس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی، اگرچہ اُس نے وقوعِ طلاق کی نیت بھی کی ہو۔

وإن حذف اللام والقاف بأن قال: أنت طا، وسكت، أو أخذ إنسان فمه، لا يقع وإن نوى، كذا في البحر الرائق. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۷/۱ زكريا، ٤٢٤/۱ جديد، البحر الرائق ۲۵۵/۳ كوئٹه، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع فيما يرجع إلىٰ صريح الطلاق ٤١٣/٤ زكريا)

''جواب دیا'' کے لفظ سے طلاق

بعض علاقوں (مثلاً صوبہ بہار کے بعض اضلاع) میں بیوی سے گفتگو کے دوران لفظ ''جواب دیا'' صرف طلاق کے معنی میں معروف ومستعمل ہے، تو ایسی جگہوں پر یہ لفظ طلاق کے اُن الفاظ میں شمار ہوگا، جن میں مذاکرۂ طلاق کے وقت وقوعِ طلاق کے لئے نیت کی ضرورت نہیں پڑتی؛ لہٰذا ایسی صورت میں اِس سے بلا نیت طلاق واقع ہوجائے گی۔

البتہ یہ طلاق رجعی ہوگی یا بائن؟ تو اِس بارے میں فتاویٰ مختلف ہیں، زیادہ تر فتاویٰ میں اُسے الفاظِ کنائی میں شامل کرتے ہوئے طلاقِ بائن مانا گیا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴۴۴/۲، فتاویٰ محمودیہ ۵۷۹/۱۲ ڈابھیل)

جب کہ بعض فتاویٰ میں اُسے صریح کے درجہ میں رکھ کر اس سے طلاقِ رجعی واقع ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۱۹۲/۵، قاموس الفقہ ۳۴۲/۴)

اس لئے مفتی پیش آمدہ مسئلہ کا جائزہ لے کر بر وقت جو احتیاط کا تقاضا ہو، اُس کے مطابق فتویٰ دے سکتا ہے۔

وعليّ الحرام فيقع بلا نية للعرف. (الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٦٤/٤ زكريا)

والحاصل أنه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة، وتحريمها لا يكون إلا بالبائن. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣١/٤ زكريا)

قال الرافعي: فعلى ذٰلك يكون التعارف إنما هو في وقوع الطلاق بدون تعرض لصفته فتبقى صفته علىٰ ما كانت عليه قبل التعارف وهي البينونة. (تقريرات الرافعي / باب الكنايات ٢١٨ زكريا)

فإن سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ''رہا کردم'' أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٠/٤ زكريا)

وانظر في الشامي: مطلب ''سن بوش'' يقع به الرجعي. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٥٨/٤ زكريا)

والأصل الذي عليه الفتوىٰ في زماننا هٰذا في الطلاق بالفارسية أنه إذا كان فيها لفظ لا يستعمل إلا في الطلاق، فذٰلك اللفظ صريح يقع به الطلاق من غير نية إذا أضيف إلى المرأة، وما كان بالفارسية من الألفاظ ما يستعمل في الطلاق وفي غيره فهو من كنايات الفارسية، فيكون حكمه حكم كنايات العربية في جميع الأحكام. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية ٣٧٩/١ زكريا، ٤٤٧/١ جديد، كذا في بدائع الصنائع ١٦٤/٣ زكريا)

بیوی سے کہا کہ تجھے ط،ل،ا،ق

اگر شوہر نے بیوی کے سامنے طلاق کے حروف تہجی شمار کرائے، مثلاً کہا کہ ''تجھے ط،ل،ا،ق'' ہے، تو اِس سے ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

وإن قال لها ابتداءً أنت ط–ا–ل–ق، يعني طالق يقع، كذا في الخلاصة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٧/١ زكريا، ٤٢٤/١ جديد، كذا في البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٥١/٣ كوئٹه)

ويقع بالتهجئ كأنت ط–ل–ا–ق. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٥١/٣ كوئٹه)

ایک سے زائد بیوی رکھنے والے نے کہا: ’’میری بیوی کو طلاق‘‘

اگر کسی شخص کے کئی بیویاں تھیں اور اس نے لاعلی التعیین کہا کہ ’’میری بیوی کو طلاق‘‘، تو اُس کی ایک بیوی پر تو طلاق ضرور پڑے گی؛ لیکن اُسے اختیار ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس بیوی کو چاہے مطلقہ قرار دیدے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۵۱)

ولو قال امرأته طالقٌ، وله امرأتان کلتاهما معروفتان، کان له أن یصرف الطلاق إلیٰ أیتهما شاء، کذا في قاضي خان. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ۱/۳۵۸ زکریا، ۱/۴۲۵ جدید، الدر المختار مع الشامي ۲/۶۲۹، البحر الرائق ۳/۲۵٤)

بیوی سے کہا کہ ’’تجھے طلاق دینا مجھے پسند ہے‘‘

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ’’تجھے طلاق دینا مجھے پسند ہے‘‘، تو محض یہ جملہ کہنے سے اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی، اگرچہ طلاق کی نیت ہی کیوں نہ ہو۔

ولو قال: رضیت طلاقك لا تطلق وإن نوی، هٰکذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ۱/۳۵۹ زکریا، ۱/٤۲٦ جدید، الفتاویٰ التاتارخانیة / کتاب الطلاق ٤/٤۰۱ رقم: ٦۵۲۵ زکریا)

ولو قال: أحببت طلاقك لا تطلق وإن نوی، هٰکذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ۱/۳۵۹ زکریا، ۱/٤۲٦ جدید، الفتاویٰ التاتارخانیة / کتاب الطلاق ٤/٤۰۹ رقم: ٦۵٤۹ زکریا)

لو قال: أحببت طلاقك، رضیت طلاقك، أردت طلاقك لا تطلق، وإن نویٰ. (المحیط البرهاني، کتاب الطلاق / الفصل الرابع فیما یرجع إلیٰ صریح الطلاق ۵/۳۹۷ رقم: ٦٤۵۳ المجلس العلمي)

بیوی سے کہا کہ ’’میں تیری طلاق سے راضی ہوں‘‘

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ ’’میں تیری طلاق سے راضی ہوں‘‘ تو اُس کی بیوی

پر طلاق واقع نہ ہوگی، اگرچہ طلاق کی نیت سے ہی یہ جملہ کہا ہو۔

ولو قال: رضيت طلاقك لا تطلق وإن نوى، هٰكذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۹/۱ زكريا، ۴۲۶/۱ جديد، الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۴۰۱/۴ رقم: ۶۵۲۵ زكريا)

لو قال: أحببت طلاقك، رضيت طلاقك، أردت طلاقك لا تطلق، وإن نوىٰ. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الرابع فيما يرجع إلىٰ صريح الطلاق ۳۹۷/۵ رقم: ۶۴۵۳ المجلس العلمي)

غیر مدخولہ سے کہا کہ ’’تجھے ایک اور ایک طلاق ہے‘‘

اگر کوئی شخص اپنی غیر مدخولہ بیوی سے یہ کہے کہ تجھے طلاق ہے ایک اور ایک‘‘۔ تو اُس پر صرف ایک طلاقِ بائن واقع ہوگی۔ (کیوں کہ غیر مدخولہ بیوی ایک طلاق سے بائنہ ہوکر نکاح سے باہر ہوجاتی ہے، اور اُس پر عدت بھی واجب نہیں ہوتی؛ لہٰذا اَب مزید طلاق ملحق نہیں ہوگی)

ولو قال لغير الموطوءة: أنت طالق واحدة وواحدة بالعطف أو قبل واحدة أو بعدها واحدة يقع واحدة بائنةً، ولا تلحقها الثانية لعدم العدة. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۱۴/۴–۵۱۵ زكريا، الهداية ۳۸۸/۲ المكتبة النعيمية ديوبند، المحيط البرهاني ۳۹۳/۴)

اُنگلیوں کے اِشارہ سے طلاق دینا

ایک شخص نے انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا کہ ’’تجھے اتنی طلاق ہے‘‘، تو اُس کی بیوی پر اتنی طلاق واقع ہوجائیں گی جتنی انگلیوں سے اُس نے اشارہ کیا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۲۱۰/۹)

أنت طالق هٰكذا مشيرًا بالأصابع المنشورة، وقع بعدده، بخلاف مثل هٰذا فإنه إن نوى ثلاثًا وقعن وإلا فواحدة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴۹۵/۴ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۴۳۸/۴ رقم: ۶۶۱۷ زكريا)

لو قال: أنت طالق هٰكذا، وأشار بإصبع واحدةٍ، إن أشار بثنتين فثنتان، وإن أشار بثلاث فهي ثلاث؛ لأن الإشارة بالأصابع بمنزلة التصريح. (المحيط البرهاني / كتاب الطلاق ٤١٣/٤ رقم: ٤٧٠٩ المجلس العلمي)

ومن قال لإمرأته أنت طالق، هٰكذا يشير بالإبهام والسبابة والوسطىٰ فهي ثلاث؛ لأن الإشارة بالأصابع تفيد العلم بالعدد. (الهداية، كتاب الطلاق / باب إيقاع الطلاق، فصل في تشبيه الطلاق ووصفه ٣٨٦/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر ایک طلاق کا اقرار کرے؟

اگر بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرے، اور اُس کے پاس اپنے دعویٰ پر دوشرعی گواہ نہ ہوں، اور شوہر قسم کھا کر صرف ایک طلاق کا اقرار کرے، تو اِس صورت میں صرف ایک طلاق کے وقوع کا حکم لگایا جائے گا؛ البتہ اگر بیوی نے تین طلاق کو اپنے کانوں سے سنا ہے تو اُسے چاہئے کہ شوہر کو اپنے اوپر قدرت نہ دے، اور کسی بھی طرح اُس سے چھٹکارا حاصل کرلے، اور اگر چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہو تو عورت مجبور ہوگی اور سارا گناہ شوہر پر ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۲۵)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٦٣/٤ زكريا، ٢٥١/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٥٤/١ قديم زكريا، ٤٢٢/١ جديد، البحر الرائق ٢٥٧/٣)

وفي البزازية عن الأوزجندي: أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٦٣/٤ زكريا)

کہا کہ ''میں نے طلاق دے دی، میرا تم سے کوئی تعلق نہیں''

اگر بیوی کو صریح لفظ سے طلاق دی، اُس کے بعد مزید طلاق کی نیت سے کہا کہ ''میرا تم سے کوئی تعلق نہیں''۔ تو ایسی صورت میں بیوی پر دو طلاقِ بائن واقع ہوجائیں گی؛ اِس لئے کہ

ضابطہ یہ ہے کہ صریح جب بائن کے ساتھ مل جائے تو صریح بھی بائن ہوجاتی ہے، اور اگر اِس جملہ ’’میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے‘‘ سے مزید کسی طلاق کا اِرادہ نہیں کیا؛ بلکہ پہلے جملہ کی تاکید یا خبر مراد لی ہے، تو صرف ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹؍۲۰۷)

إذا لحق الصريح البائن كان بائنًا؛ لأن البينونة السابقة عليه تمنع الرجعة، وإذا لحق الصريح البائن كان بائنًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٤٠/٤ زكريا، ٣٠٦/٣ كراچی، البحر الرائق ٣٠٦/٣، مجمع الأنهر ٤٠/٢ بيروت)

والصريح يلحق الصريح، والبائن يلحق الصريح. (مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٤٠/٢، البحر الرائق ٣٠٦/٣)

کہا: ’’تجھے سخت طلاق‘‘

طلاقِ صریح کو اگر کسی صفت کے ساتھ متصف کر کے بیوی کو طلاق دے، مثلاً یوں کہے کہ ’’تجھے سخت طلاق‘‘، تو صریح لفظ کے باوجود اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہوجائے گی۔

فإن الصريح قد يقع به البائن كتطليقةٍ شديدةٍ ونحوه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣١/٤ زكريا)

أنت طالق بائنٌ أو البتة أو أفحش الطلاق ...... إلىٰ تطليقةٍ شديدةٍ أو طويلةٍ أو عريضةٍ فهي واحدة بائنة إن لم ينو ثلاثًا. (تبيين الحقائق، كتاب الطلاق / فصل في إضافة الطلاق إلى الزمان ٦٨/٣ زكريا، ٢١١/٢ المكتبة الإمدادية ملتان)

وإذا وصف الطلاق بضرب من الزيادة والشدة كان بائنًا. (الهداية، كتاب الطلاق / فصل في تشبيه الطلاق ٣٨٦/٢)

کہا ’’چلی جا تجھ پر طلاق‘‘

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ’’تو یہاں سے چلی جا تجھ پر طلاق‘‘، تو یہ دیکھا جائے گا کہ اُس نے ’’چلی جا‘‘ کے لفظ سے طلاق کی نیت کی ہے یا نہیں؟ اگر اِس لفظ سے طلاق کی نیت

نہیں کی، تو اگلے لفظ ''تجھ پر طلاق'' سے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر ''چلی جا'' سے طلاق کی نیت کی ہے، تو یہ لفظ اور ''تجھ پر طلاق'' کو ملاکر اُس کی بیوی پر دو طلاقِ بائنہ واقع ہوجائیں گی، اَب بغیر نکاح کے رجعت کرنا جائز نہیں ہوگا۔

فنحو: اخرجي واذهبي وقومي يحتمل ردًا الخ. وفي الغضب: توقف الأولان إن نویٰ وقع وإلا لا. وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الأول فقط. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٢٩/٤-٥٣٣ زكريا)

الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة، والبائن يلحق الصريح، والصريح ما لا يحتاج إلى نية بائنًا كان الواقع به أو رجعيًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٤٠/٤ زكريا، ٣٠٦/٣ كراچی، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٣٠٦/٣ كوئٹه، مجمع الأنهر ٤٠/٢ بيروت)

''فارغ خطی'' کے لفظ سے طلاق

''فارغ خطی'' (فارخطی) کا لفظ ہمارے (مغربی یوپی کے) عرف میں صرف طلاق کے لئے ہی مستعمل ہے، اس لئے اس لفظ سے بلانیت طلاق رجعی واقع ہوجائے گی۔

بخلاف فارسية قوله سرحتك وهو ''رہا کردم'' لأنه صار صريح في العرف علىٰ ما هو صرح به النجم الزاهدي. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٠/٤ زكريا، ٢٩٩/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٧٩/١ زكريا، ٤٤٧ جديد، مجمع الأنهر ٣٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ٣٠١/٣ كوئٹه)

ولو قال ''رہا کردمت'' مضافًا إلى المرأة، فهو صريح يوجب الرجعة، ولا يصدق أنه لم ينو به الطلاق. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٦٥/٤ رقم: ٦٦٨١ زكريا)

❍❖❍

رجعت کے مسائل

رجعت کی تعریف

رجعت کے معنی ''واپسی'' کے آتے ہیں، اور اصطلاحِ فقہ میں رجعت کا مطلب یہ ہے کہ ایک یا دو طلاق دینے کے بعد عدت گذرنے سے پہلے پہلے شوہر کا بیوی کو اپنے نکاح میں برقرار رکھنا، خواہ الفاظِ رجعت کے ذریعہ سے ہو یا کسی ایسے فعل کے ذریعہ ہو جو میاں بیوی کے درمیان جائز ہو، اور جس سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوتی ہو۔ (مثلاً: بوسہ لینا، شہوت کے ساتھ چھونا یا دیکھنا وغیرہ)

هي استدامة الملك القائم بلا عوض ما دامت في العدة أي عدة الدخول حقيقةً أي الوطء، إذ لا رجعة في عدة الخلوة، ...... وبالفعل مع الكراهة بكل ما يوجب حرمة المصاهرة، كمس ولو منها الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٣/٥-٢٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٨/٥ رقم: ٧٤٧٨ زكريا)

في المضمرات: الرجعة استدامة النكاح عندنا وليست بعقد جديد ......، وفي الظهيرية: والرجعة بالقول أن يقول: رجعتك أو راجعتك أو رددتك أو أمسكتك ...... وفي الزاد: وأما الرجعة بالفعل فعندنا يصح ......، وفي الخلاصة الخانية: وكل ما تثبت به حرمة المصاهرة تثبت به الرجعة. (الفتاوىٰ التاتارخانية / الفصل الثاني والعشرون في مسائل الرجعة ١٣٩/٥ رقم: ٧٤٧٨-٧٤٨١ زكريا، الهداية / باب الرجعة ٤٠٥/٢)

الرجعة إبقاء النكاح علىٰ ما كان ما دامت في العدة كذا في التبيين، وهي علىٰ ضربين: سني وبدعي ......، والرجعة صحيحةٌ وإن راجعها بالفعل، مثل أن يطأها أو يقبلها بشهوةٍ أو ينظر إلىٰ فرجها بشهوةٍ؛ فإنه يصير مراجعًا عندنا إلا أنه يكره له ذٰلك، ويستحب أن يراجعها بعد ذٰلك بالاشهاد. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٦٨/١ قديم زكريا)

رجعت کے حکم کی حکمت ومصلحت

طلاقِ رجعی کے بعد رجعت کا حکم بڑی مصلحت پر مبنی ہے، وہ یہ ہے کہ اکثر آدمی غصہ میں طلاق تو دے دیتا ہے؛ لیکن بعد میں بڑی ندامت ہوتی ہے، اِس لئے رجعت کا اختیار دیا گیا؛ تاکہ ندامت کی تلافی ہوسکے، اور رجعت میں دو طلاق کی تحدید کی مصلحت یہ ہے کہ اگر یہ تحدید نہ ہو تو بے چاری عورت مسلسل قیدی بنی رہے گی کہ نہ تو شوہر اُس کے ساتھ انصاف کرے گا اور نہ آزاد ہوکر دوسری جگہ باعزت زندگی گذارنے کا موقع ہوگا، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیتے تھے، پھر عدت کے اندر رجعت کرلیتے تھے، اور اِس سلسلہ کی کوئی حد نہ تھی، جتنی بار چاہتے طلاق دیتے، اور پھر بار بار رجعت کرتے رہتے تھے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس ظالمانہ رواج کو ختم فرماتے ہوئے یہ ہدایت دی کہ اِسلام میں طلاقِ رجعی کی حد صرف دو بار ہے، یعنی پہلی اور دوسری طلاق کے بعد شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے، اور تیسری طلاق کے بعد بلا حلالہ رجعت کا اختیار ختم ہوجاتا ہے۔

چناں چہ اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی بیوی کو جتنی چاہتے طلاق دیتے، پھر اگر وہ عدت میں رجعت کرلیتے تو وہ اُسی کی بیوی رہتی تھی، اگرچہ سو یا اُس سے زیادہ مرتبہ اُسے طلاق دی ہو، تو ایک شخص نے اپنی بیوی سے قسم کھا کر یہ کہا کہ: ''نہ تو میں تجھے طلاق دے کر اپنے سے الگ کروں گا اور نہ تجھے کبھی اپنے ساتھ رکھوں گا''۔ تو اُس کی بیوی نے پوچھا کہ: ''یہ کیسے ہوگا؟'' تو اُس نے جواب دیا کہ: ''میں تجھے طلاق دوں گا، پھر جب تیری عدت پوری ہونے کو ہوگی تو میں تجھ سے رجعت کرلوں گا''۔ چناں چہ وہ عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور آپ کو پوری بات بتلائی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں؛ تا آں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے، تو آپ کو اِس واقعہ کی خبر دی، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی خاموش رہے، حتیٰ کہ قرآن کی آیت: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ، فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ [البقرۃ، جزء آیت: ٢٢٩] (یعنی طلاق رجعی دو بار تک ہے، اُس کے بعد یا تو دستور کے موافق روک رکھے یعنی رجعت کرلے، یا خوش اُسلوبی کے ساتھ چھوڑ دے) نازل ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''اِس آیت کے بعد سے لوگ طلاق دینے میں محتاط ہوگئے''۔ (ترمذی شریف ١/٢٢٦، رحمۃ اللہ الواسعہ ١٤٦/٥)

نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں آدمی تین طلاق کے باوجود رجعت کا حق رکھتا تھا، پھر آیت: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ نے اِس رواج پر بند لگادیا۔ (ابوداؤد شریف ١/٢٩٧)

خلاصہ یہ ہے کہ رجعت کے بارے میں اِسلامی اَحکام فطری تقاضوں کے عین موافق ہیں، اِسلام یہ چاہتا ہے کہ ضرورت کی تکمیل بھی ہو اور کسی فریق کو نقصان بھی نہ ہو، اگر زوجین ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو بخوشی ساتھ رہیں اور اگر الگ ہونے ہی میں مصلحت ہے تو ناچاقی کے بغیر الگ ہوجائیں، اور ہر طرف کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی خلل نہ ہو، جیسا کہ اِرشادِ خداوندی ہے: ﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلاَحًا﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۲۸] (اور ان کے شوہر عدت کے اندر اندر اُنہیں لوٹانے کے زیادہ حق دار ہیں، اگر وہ اچھی طرح رہنے کا ارادہ کریں) اور سورۂ طلاق میں ارشاد فرمایا گیا: ﴿فَـاِذَا بَـلَـغْـنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَـارِقُـوْهُـنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَاَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِنْكُمْ وَاَقِيْمُوْا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾ [الطلاق، جزء آيـت: ۲] (پھر جب وہ عورتیں اپنی عدت کے قریب پہنچیں تو یا تو اُن کو دستور کے موافق رکھ لو، یا دستور کے موافق چھوڑ دو، اور اپنے میں سے دو معتبر گواہ کرلو، اور اللہ کے واسطے سیدھی گواہی ادا کرو)

ذیل میں رجعت سے متعلق چند اَہم مسائل درج کئے جارہے ہیں:

رجعت کا مستحب طریقہ

رجعت کرنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ زبان سے الفاظِ رجعت کہہ کر بیوی کو خبر دے اور اُس پر گواہ بنالے؛ تاکہ بعد میں نزاع نہ ہو۔ (اور بیوی لاعلمی کی بناپر اپنے حساب سے عدت کے بعد دوسرا نکاح نہ کرسکے)

وندب إعلامها بها لئلا تنكح غيره بعد العدة (الدر المختار) فالسني أن يـراجـعها بالقول ويشهد علىٰ رجعتها ويعلمها، ولو راجعها بالقول ولم يشهد أو أشهـد ولـم يـعلمها كان مخالفًا للسنة، كما في شرح الطحاوي. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۸/۵ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۱۳۸/۵ رقم: ۷٤۷۸ زكريا)

إذا أراد الرجل أن يرجع امرأته، فالأحسن أن يراجعها بالقول لا بالفعل، ولكن استحب الإعلام كيلا يقع في المعصية. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الثاني والعشرون في مسائل الرجعة ۱۷۹/۵ المجلس العلمي بيروت)

رجعت کے لئے کی رضامندی شرط نہیں

رجعت کے لئے بیوی کا راضی ہونا شرط نہیں؛ بلکہ بیوی کی ناگواری کے باوجود بھی شوہر اُس سے رجعت کرسکتا ہے۔ اسی طرح اگر شوہر کو رجعت کرنے پر مجبور کیا گیا اور بالجبر اُس سے رجعت کرالی گئی تو بھی رجعت درست ہوجائے گی اور بیوی اُس کے نکاح سے نہیں نکلے گی۔

وفي الصيرفية بأن الرضا ليس بشرط، ولهٰذا لو أكره على الرجعة بالفعل يصح. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٦/٥ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٤٧٠/١ زكريا)

وإذا طلّق الرجل امرأته تطليقةً أو تطليقتين رجعيةً فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلك أو لم ترض، كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٠/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٨/٥ رقم: ٧٤٧٨ زكريا، تبيين الحقائق ١٤٩/٣ زكريا)

رجعت کی پانچ شرطیں

صرف طلاقِ رجعی میں عدت کے دوران رجعت کرنا جائز ہے، اور طلاقِ رجعی اُسی وقت کہلائے گی جب کہ اُس میں درج ذیل پانچ باتیں ملحوظ ہوں:

(۱) آزاد عورت میں ایک یا دو صریح طلاق ہوں، تین نہ ہوں۔

(۲) مال کے بدلے طلاق نہ دی ہو۔

(۳) طلاق کو کسی صفت سے متصف نہ کیا ہو۔

(۴) طلاق کو کسی چیز سے تشبیہ نہ دی ہو۔

(۵) طلاقِ کنائی نہ ہو۔

اِن پانچ شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوگی، تو طلاق رجعی نہیں رہے گی؛ بلکہ بائن یا مغلظہ ہوجائے گی، اور حسبِ شرائط تجدید نکاح کے بغیر آپس میں رشتہ نکاح قائم نہ ہوگا۔

ولها شروطٌ خمس تعلم بالتأمل، قلت: هي أن لا يكون الطلاق ثلاثًا في الحرة أو ثنتين في الأمة، ولا واحدة مقترنة بعوض مالي، ولا بصفة تنبئ عن البينونة كطويلة أو شديدة، ولا مشبهة كطلقة مثل الجبل، ولا كناية يقع بها بائن، ولا يخفى أن الشرط واحد هو كون الطلاق رجعيًا، وهٰذه شروط كونه رجعيًا متى فقد منها شرط كان بائنًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٥/٢٦ زكريا، فتح القدير / كتاب الطلاق ٣/١٤١ زكريا)

رجعت کا اختیار کب تک ہے؟

طلاقِ رجعی میں رجعت کا اختیار صرف عدت (تین ماہواری یا وضع حمل) تک ہے، عدت گذرنے سے پہلے پہلے رجعت نہ کی، تو بیوی نکاح سے نکل جائے گی۔

وإذا طلّق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها، رضيت بذٰلك أو لم ترض، كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ١/٤٧٠ زكريا، الهداية ٢/٣٩٤ دار الكتاب)

رجعت کی نفی کرنے کے بعد بھی رجعت کا اختیار رہتا ہے

اگر شوہر نے بیوی کو طلاق دے کر کہا کہ: ''میں تجھ سے رجعت نہیں کروں گا'' یا ''میں نے رجعت کا حق باطل کر دیا'' پھر بھی عدت کے اندر اُس سے رجعت کا حق ختم نہ ہوگا؛ بلکہ اگر وہ رجعت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

ولو قال: أبطلت رجعتي أو لا رجعة لي عليك كان له رجعة، كذا في النهر الفائق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ١/٤٧٠ زكريا)

لأنه حكم أثبته الشارع غير مقيد برضاها، ولا يسقط بالإسقاط

کالمیراث. (شامي، کتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٧/٥ زکریا، النهر الفائق / باب الرجعة ٤١٤/٢ زکریا، البحر الرائق / باب الرجعة ٨٥/٤ زکریا)

رجعت کے الفاظ

اگر کوئی شخص بیوی کو طلاق رجعی دینے کے بعد دورانِ عدت درج ذیل یا اِن کے ہم معنی الفاظ میں سے کوئی لفظ کہہ دے، تو بیوی دوبارہ اُس کے نکاح میں آجائے گی، مثلاً کہے:

(۱) میں نے تجھ سے رجعت کی۔

(۲) میں نے تجھے واپس لے لیا۔

(۳) میں نے تجھے اپنے نکاح میں روک لیا۔

(۴) میں نے اپنی بیوی سے رجعت کی، وغیرہ۔

اِن الفاظِ صریحہ سے بلانیت بھی رجعت ہوجاتی ہے۔

بنحو راجعتك ورددتك وأمسكتك بلا نية؛ لأنه صريح (الدر المختار) ومثله: راجعت امرأتي في حال غيبتها وحضورها أيضًا، ومنه ارتجعتك ورجعتك. (شامي، کتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانية ١٣٨/٥ رقم: ٧٤٧٨ زکریا)

والرجعة أن يقول: راجعتك أو راجعت امرأتي. (الهداية، کتاب الطلاق / باب الرجعة ٣٩٥/٢ دار الکتاب دیوبند، الفتاویٰ التاتارخانية ١٣٨/٥ رقم: ٧٤٧٨ زکریا)

زبردستی رجعت کے الفاظ کہلوانا

اگر کسی شخص نے بیوی کو طلاق رجعی دی، پھر اُس کو زبردستی ڈرا دھمکا کر رجعت پر آمادہ کیا گیا اور اُس نے خوف سے رجعت کے الفاظ زبان سے اَدا کردئے، تو رجعت درست ہوجائے گی۔

تصح الرجعة مع الإكراه والهزل واللعب والخطاء كالنكاح. (الفتاویٰ

الهندية، كتاب الطلاق / البـاب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٠/١ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٢٤/٥ زكريا، بدائع الصنائع ٣٩٤/٣ زكريا، البحر الرائق ٨٣/٤ زكريا)

مذاق میں رجعت کے الفاظ کہنا

مذاق میں رجعت کے الفاظ کہنے سے یا کوئی فعل کرنے سے بھی رجعت درست ہوجاتی ہے۔

تـصح الرجعة مع الإكراه والهزل واللعب والخطاء. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / البـاب السـادس فـي الـرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٠/١ زكريا، الـدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زكريا)

سبقت لسانی میں رجعت کے الفاظ نکل گئے

اگر سبقت لسانی میں یعنی آدمی کہنا کچھ اور چاہتا تھا، مگر رجعت کے الفاظ نکل گئے، تو اِن الفاظ سے بھی رجعت درست ہوجائے گی۔

وتـصـح مـع ...... خطأٍ (الدر المختار) كأن أراد أن يقول: اسقني الماء، فـقال: رجعت زوجتي. (الـدر الـمـختـار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زكريا، البحر الرائق ٥٠/٤ كوئٹه، بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ٢٩٤/٣ زكريا)

لفظِ نکاح اور تزوتج سے رجعت کرنا

اگر کوئی شخص لفظ نکاح اور تزوتج سے رجعت کرنا چاہے، مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا، یا میں نے تجھ سے شادی کی، تو اِس سے بھی رجعت صحیح ہوجائے گی۔

وإن راجعهـا بـلـفـظ التـزويـج جاز عند محمد رحمه الله تعالىٰ وعليه الـفتـوىٰ، وكـذا إذا تـزوجهـا صار مراجعًا لها وهو المختار، كذا في الجوهرة النيرة. ولـو قـال لهـا: نـكـحتك كان رجعة في ظاهر الرواية، كذا في البدائع.

(الـفتـاویٰ الهـنـدية، كتـاب الـطـلاق / البـاب السـادس فـي الـرجـعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به

٤٦٨/١-٤٦٩ زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زكريا، البحر الرائق ٥٠/٤ كوئٹه، بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ٢٨٩/٣ زكريا)

عدت کے دوران رجعت کے لئے باقاعدہ نکاح کرنا

اگر کوئی شخص اپنی مطلقہ رجعیہ سے عدت کے دوران باقاعدہ نکاح کرے، تو نکاح سے اُس کی رجعت درست ہوجائے گی، اور پہلے کی طرح بیوی اُس کی منکوحہ بن جائے گی۔

وتصح يتزوجها في العدة، به يفتى (الدر المختار) قال في البحر: وهو ظاهر الرواية، كذا في البدائع، وهو المختار، كذا في الولوالجية وعليه الفتوىٰ، كذا في الينابيع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٦/٥ زكريا، البحر الرائق ٥٠/٥ كوئٹه، فتح القدير ١٤٢/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، تبيين الحقائق ١٥٠/٣ زكريا)

رجعتِ کنائی کا حکم

اگر کوئی شخص رجعت میں صریح الفاظ کے بجائے کنائی الفاظ استعمال کرے، مثلاً یہ کہے کہ ''تو میرے پاس اُسی طرح ہے جس طرح پہلے تھی''، یا ''تو میری بیوی ہے''، تو اگر رجعت کی نیت سے یہ الفاظ کہے گا تو اُس سے رجعت درست ہوجائے گی۔

وكناية: مثل أنت عندي كما كنت، وأنت امرأتي فلا يصير مراجعًا إلا بالنية، أفاده في البحر والنهر. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٤٦٨/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٣/٥ رقم: ٧٤٩٤ زكريا، البحر الرائق ٥٠/٤ كوئٹه)

ألفاظ الرجعة صريح وكناية ......، والكنايات أنت عندي كما كنت وأنت امرأتي، فلا يصير مراجعًا إلا بالنية. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب الرجعة ١٤٢/٤ الأشرفية)

فضولی کی رجعت کا حکم

اگر کوئی شخص دوسرے کی مطلقہ رجعیہ سے کہے کہ میں اُس کی طرف سے تجھ سے رجعت

کرتا ہوں، اور وہ (شوہر) اُسے قبول کرلے، تو اِس سے رجعت متحقق ہوجائے گی۔

وفي القنية: إن أجاز مراجعة الفضولي صح، كذا في البحر الرائق.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٠/١ قديم زكريا، البحر الرائق ٥١/٤ كوئٹه)

رجعتِ فعلی

رجعت جس طرح زبان سے الفاظ سے درست ہوجاتی ہے، اِسی طرح زبان سے کچھ کہے بغیر ایسا فعل کرنے سے بھی صحیح ہوجاتی ہے جو صرف میاں بیوی کے درمیان جائز ہو، مثلاً: صحبت کرنا، شہوت کے ساتھ بوسہ لینا، عورت کی شرم گاہ کو دیکھنا، یا بدن کو ہاتھ لگانا وغیرہ؛ البتہ اِس طریقہ پر رجعت کے بعد گواہوں کے سامنے دوبارہ رجعت کرنا مستحب ہے؛ تاکہ بعد میں کوئی شبہ نہ رہے۔

وإن راجعها بالفعل مثل: أن يطأها أو يقبلها بشهوة، أو ينظر إلىٰ فرجها بشهوة؛ فإنه يصير مراجعًا عندنا، إلا أنه يكره له ذٰلك، ويستحب أن يراجعها بعد ذٰلك بالإشهاد، كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٦٨/١ قديم زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٥/٥ زكريا، البحر الرائق ٥٠/٤ كوئٹه، بدائع الصنائع ٢٨٧/٣ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ١٣٤/٥-١٣٥ رقم: ٧٤٨٠-٧٤٨١ زكريا)

سوتے ہوئے شوہر سے بیوی نے جماع کرلیا

شوہر سو رہا تھا اِسی حالت میں اُس کی مطلقہ معتدہ رجعیہ نے اُس سے جماع کرلیا اور دخول کی نوبت آ گئی، تو یہ عمل بالاتفاق رجعت سمجھا جائے گا (اور اِس میں مصلحت یہ ہے کہ استقرارِ حمل کی صورت میں بچہ کا نسب مشتبہ نہ ہو)

إذا أدخلت فرجه في فرجها وهو نائم ......، كان رجعة اتفاقًا، كذا في

فتح القدير. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٦٩/١ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤١/٤ رقم: ٧٤٨٣ زكريا، فتح القدير ١٤٢/٤ زكريا، تبيين الحقائق ١٥٠/٣ زكريا، بدائع الصنائع ٢٨٧/٣ زكريا)

پیچھے کے راستہ میں صحبت کرنے سے رجعت کا حکم

اگر کسی شخص نے طلاقِ رجعی دے کر بیوی کے پیچھے کے راستہ میں صحبت کی تو رجعت درست ہوجائے گی؛ کیوں کہ اِس میں بشہوت مس کرنا ضرور پایا جائے گا؛ البتہ ایسا کرنے والا شخص سخت گنہگار اور ملعون ہوگا۔

ووطئها في الدبر على المعتمد؛ لأنه لا يخلو عن مس بشهوةٍ. (الدر المختار) قوله: على المعتمد: لأن عليه الفتوىٰ كما في الفتح والبحر، والمعتبر هنا المس بالشهوة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٦/٥ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٤٧٠/١ زكريا، فتح القدير ١٤٣/٤ زكريا، البحر الرائق ١٥٠/٤ كوئٹه، تبيين الحقائق ١٥٠/٣ زكريا، مجمع الأنهر ٨١/٢)

طلاقِ رجعی کے بعد بیوی سے ہم بستر ہونا حرام نہیں ہے

طلاقِ رجعی میں بیوی شوہر کے نکاح سے نہیں نکلتی؛ بلکہ عدت گذرنے سے پہلے تک بدستور اُس کے نکاح میں رہتی ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی مطلقہ رجعیہ سے ہم بستری کرنا چاہے، تو اِس میں کوئی حرج نہیں اور یہ ہم بستری رجعت فعلی قرار پائے گی اور طلاق کا اثر ختم ہوجائے گا۔

والطلاق الرجعي لا يحرم الوطء، رملي. ويؤيده قوله في الفتح عند الكلام على قول الشافعي بحرمة الوطء: إنه عندنا يحل لقيام ملك النكاح من كل وجهٍ، إنما يزول عند انقضاء العدة فيكون الحل قائمًا قبل انقضاء ها. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٥/٥ زكريا، الهداية ٤٠٩/٢، الفتاوىٰ الهندية ٤٧ زكريا، البحر الرائق ٥٦/٤ كوئٹه، كذا في التبيين ١٦١/٣ زكريا، مجمع الأنهر ٨٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

خلوت بلا جماع کے بعد طلاق کی عدت میں بلا تجدید نکاح رجعت جائز نہیں

اگر کسی شخص نے بیوی سے خلوت میں بوس وکنار کر کے یا بشہوت دیکھنے کے بعد طلاق دے دی اور جماع کی نوبت نہیں آئی، تو اِس عدت کے دوران شوہر کے لئے اُس سے بلا نکاح رجعت کرنا جائز نہیں؛ اِس لئے کہ عدت کی مشروعیت کا مقصد یہ ہے کہ نسب میں اشتباہ نہ ہو اور جب جماع ہی نہیں ہوا تو نسب میں اشتباہ کا سوال ہی نہیں، اور بغیر ہم بستری کے طلاق دینے پر عدت کا حکم صرف احتیاط کی بنیاد پر ہے، جب کہ رجعت کے مسئلہ میں احتیاط اِس میں ہے کہ بلا تجدید نکاح ازدواجی تعلق قائم نہ کیا جائے۔

إذ لا رجعة في عدة الخلوة (الدر المختار) أي ولو كان معها لمس أو نظر بشهوة ولو إلى الفرج الداخل، ووجهه أن الأصل في مشروعية العدة بعد الوطء تعرف براءة الرحم تحفظًا عن اختلاط الأنساب ووجبت بعد الخلوة بلا وطء احتياطًا، وليس من الاحتياط تصحيح الرجعة فيها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٤/٥ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٤٧٢/١ زكريا، الهداية ٤٠٨/٢، الفتاویٰ التاتارخانية ١٤٠/٥-١٤١ رقم: ٧٤٨٤ زكريا، تبيين الحقائق ١٥٨/٢ زكريا)

بلا شہوت چھونے اور دیکھنے سے رجعت ثابت نہ ہوگی

چھونے اور دیکھنے سے رجعت کے متحقق ہونے کے لئے مطلقہ کو بشہوت چھونا یا دیکھنا یا شہوت کا قرینہ پایا جانا ضروری ہے؛ لہٰذا شہوت یا اُس کے قرینہ کے بغیر محض ہاتھ لگانے یا دیکھ لینے سے رجعت ثابت نہ ہوگی۔

إذا كان اللمس والنظر من غير شهوةٍ لم يكن رجعة بالإجماع، كذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندية ٤٦٩/١ زكريا)

والجماع في العدة رجعةٌ، وكذٰلك المس بشهوة، والتقبيل بشهوة

الخ. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني والعشرون في مسائل الرجعة ١٣٩/٥ رقم: ٧٤٨١ زكريا، شامي ٢٦/٥ زكريا، فتح القدير ١٤٢/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٤٦٩/١ زكريا، الهداية ٤٠٥/٢ دار الكتاب ديوبند، المحيط البرهاني ١٧٩/٥ رقم: ٥٥٢٥ المجلس العلمي، بدائع الصنائع ٢٨١/٣ زكريا)

معتدہ کے ساتھ محض تنہائی رجعت نہیں ہے

معتدہ رجعیہ کے ساتھ محض تنہائی میں رہنا رجعت کے لئے کافی نہیں، بلکہ قولاً یا فعلاً رجعت کا تحقق ضروری ہے۔

الخلوة بالمعتدة ليست برجعة؛ لأنها لا تختص بالملك، وكل فعل لا يختص بالملك، إذا فعل الزوج بالمعتدة لا يكون رجعة، كذا في المحيط.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٦٩/١ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ١٤١/٥ رقم: ٧٤٨٥-٧٤٨٦ زكريا، المحيط البرهاني ١٨١/٥ رقم: ٥٥٣٠ المجلس العلمي)

رجعت کے ارادہ کے بغیر مطلقہ کے ساتھ تنہائی میں رہنا؟

مطلقہ رجعیہ سے اگر رجعت کا اِرادہ ہو تو اُس کے ساتھ تنہائی میں رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر اُس سے رجعت کا بالکل ارادہ نہ ہو، تو اُس سے تنہائی اختیار کرنا مکروہِ تنزیہی ہے؛ اِس لئے کہ خلوت میں بادلِ ناخواستہ اگر بیوی کو شہوت کے ساتھ چھودیا، تو نہ چاہتے ہوئے بھی خودبخود رجعت ہوجائے گی، اَب اگر شوہر دوبارہ اسے طلاق دے گا تو بیوی کو ازسرِنو عدت گذارنی پڑے گی، اور اُس کی عدت لمبی ہوجائے گی، یہ بیوی کے لئے مزید مشقت کا سبب ہوگا۔

لكن تكره الخلوة بها تنزيهًا إن لم يكن من قصده الرجعة وإلا لا تكره. (الدر المختار) لأن الخلوة ربما أدت إلى المس بشهوةٍ فيصير مراجعًا، وهو لا يريدها فيطلقها فتطول العدة عليها. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٣٩/٥ زكريا، بدائع الصنائع ٢٨٤/٣ زكريا، البحر الرائق ١٥١/٤ كوئٹه، المحيط البرهاني ١٧٩/٥ رقم: ٥٢٢٦

المجلس العلمي بيروت، الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٤٧٢/١ زكريا، البحر الرائق ٥٦/٤ كوئٹه، الهداية ٤٠٨/٢، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٩/٤)

مطلقہ رجعیہ کا اپنے شوہر کے لئے زینت کرنا

طلاقِ رجعی کے بعد بیوی شوہر کے نکاح سے نہیں نکلتی؛ بلکہ بدستور شوہر کے نکاح میں رہتی ہے؛ لہٰذا مطلقہ بیوی اگر اپنے شوہر کے لئے زینت اختیار کرے تو اُس کی گنجائش ہے؛ بلکہ مستحب ہے؛ تاکہ شوہر کا طبعی میلان اُس کی طرف ہوجائے اور وہ رجعت کرلے اور نکاح برقرار رہے۔

والمطلقة الرجعيةُ تتزين لزوجها الحاضر لا الغائب لفقد العلة، وهي الحمل على المراجعة إذا كانت الرجعة مرجوّة وإلا فلا تفعل. وفي الشامية: لأنها حلال للزوج لقيام نكاحها، والرجعة مستحبةٌ والتزين حاملٌ عليها فيكون مشروعًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٣٨/٥ زكريا، ٣٠٩/٣ كراچى، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤١/٥ رقم: ٧٤٨٨ زكريا، فتح القدير ١٥٥/٤ زكريا، الهداية ٤٠٨/٢، الفتاوىٰ الهندية ٤٧٢/١ زكريا، البحر الرائق ٥٥/٤ كوئٹه، تبيين الحقائق ١٦١/٣ زكريا، المحيط البرهاني ١٨١/٥ رقم: ٥٥٣١ المجلس العلمي، بدائع الصنائع ٢٨٤/٣ زكريا)

پاگل شوہر اپنی بیوی سے کیسے رجعت کرے؟

اگر کسی شخص نے ہوش وحواس اور صحت کی حالت میں بیوی کو طلاقِ رجعی دی، پھر وہ مطلقہ کی عدت کے اندر اندر مجنون ہوگیا اور اُس کے ہوش وحواس بالکل مختل ہوگئے، تو اَب اگر وہ الفاظ کے ذریعہ رجعت کرے تو اُس کا اعتبار نہ ہوگا؛ لیکن اگر اُس نے عدت کے اندر اندر مطلقہ بیوی سے صحبت کرلی یا شہوت کے ساتھ چھولیا وغیرہ، تو اُس کی رجعت فعلی درست ہوجائے گی، اور اُس کا رشتہ زوجیت برقرار رہے گا۔

ورجعة المجنون بالفعل (الدر المختار) أي إذا طلقها رجعيًا ثم جن، قال في الفتح: ورجعة المجنون بالفعل ولا تصح بالقول. وقيل: بالعكس،

وقيل: بهما، وظاهره: ترجيح الأول، واقتصر عليه البزازي. قال في البحر: ولعله الراجح مما عرف أنه مؤخذ بأفعاله دون أقواله. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٦/٥ زكريا)

إذا أدخلت فرجه في فرجها وهو ...... مجنون كان رجعة اتفاقًا، كذا في فتح القدير. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٦٩/١ زكريا، فتح القدير ١٤٣/٤ زكريا، تبيين الحقائق ١٥٠/٣ زكريا)

عدت کے اندر شوہر نے کہا کہ ”میں نے تجھ سے کل رجعت کرلی تھی“

دورانِ عدت رجعت کرنے کے ایک دن بعد شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ سے کل رجعت کرلی تھی، تو رجعت صحیح ہوجائے گی، اور شوہر کی تصدیق کی جائے گی، اگرچہ بیوی منکر ہو؛ اِس لئے کہ شوہر جیسے فی الحال رجعت کرنے پر قادر ہے، اِسی طرح رجعت کے بارے میں اُس کا اقرار بھی معتبر ہے۔

كما لو قال فيها أي العدة كنت راجعتك أمس فإنها تصح، وإن كذبته لملكه الإنشاء في الحال. (الدر المختار) أي ومن ملك الإنشاء ملك الإخبار كالوصي والمولى والوكيل بالبيع ومن له الخيار. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٢٩/٥–٣٠ زكريا، فتح القدير ١٤٦/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٢/٥ رقم: ٨٤٩١ زكريا، المحيط البرهاني ١٨١/٥ رقم: ٥٥٣٣، مجمع الأنهر ٨٣/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

عدت گذرنے کے بعد شوہر نے رجعت پر گواہ پیش کردئے

اگر شوہر نے عدت گذر جانے کے بعد عدت کے دورانِ رجعت پر بینہ (شرعی گواہوں کو) پیش کردیا، تو شوہر کا دعویٰ قبول کیا جائے گا اور بیوی کو اس کے نکاح سے خارج نہیں قرار دیا جائے گا۔

وكذا لو أقام بينة بعد العدة أنه قال في عدتها: قد راجعتها أو أنه قال: قد

جامعتها كان رجعة؛ لأن الثابت بالبينة كالثابت بالمعاينة. (الدر المختار علىٰ تنوير الأبصار، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۹/۵ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۰/۱ زكريا، البحر الرائق ۵۱/۴ كوئٹه، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ۸۳/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

عدت گذرنے کے بعد شوہر نے رجعت کا دعویٰ کیا

مطلقہ رجعیہ کی عدت گذر جانے کے بعد شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھ سے عدت کے اندر اندر رجعت کرلی تھی؛ لیکن شوہر کے پاس اس دعویٰ پر کوئی گواہ نہیں ہے، تو اگر بیوی اِس دعویٰ کی تصدیق کردے تو رجعت صحیح ہوجائے گی؛ لیکن بیوی کی تصدیق کے بغیر شوہر کی بات بالاجماع قبول نہیں کی جائے گی، اور بیوی اُس کے نکاح سے خارج مانی جائے گی۔

ادعاها بعد العدة فيها بأن قال: كنت راجعتك في عدتك فصدقته صحح بالمصادقة وإلا لا يصح إجماعًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۹/۵ زكريا)

وإذا انقضت العدة، فقال: قد كنت راجعتها في العدة فصدقته فهي رجعة، وإن كذبته فالقول قولها؛ لأنه أخبر عما لا يملك إنشاء ه في الحال، فكان منهما إلا أن بالتصديق ترتفع التهمة. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۱۴۵/۴ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۴۷۰/۱ زكريا، الهداية ۴۰۶/۲ دار الكتاب ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۴۲/۵ رقم: ۷۴۹۱ زكريا، البحر الرائق ۵۱/۴ كوئٹه، تبيين الحقائق ۱۵۲/۳ زكريا)

رجعت کے بعد شوہر کے لئے کتنی طلاق کا اختیار رہتا ہے

آزاد عورت کے لئے شریعت نے تین طلاق کو ثابت کیا ہے؛ لہٰذا اگر کسی نے ایک یا دو طلاقِ رجعی کے بعد دورانِ عدت رجعت کرلی تو وہ صرف مابقیہ طلاق کا مالک ہوگا، تین کا مالک نہیں رہے گا۔ بریں بنا رجعت کے بعد اگر اُس نے مابقیہ ایک یا دو طلاقیں دے دیں، تو بیوی

مغلظہ بائنہ ہوکر اُس کے اوپر حرام ہوجائے گی، اور بغیر حلالہ کے اُن کے درمیان رشتۂ نکاح قائم ہونے کی گنجائش نہ ہوگی۔

ولو تزوجها قبل إصابة الزوج الثاني، كانت عنده بما بقي من الطلاق.

(كشف الأسرار شرح المنار ٣٤١/١ قديم، مستفاد: تعليقاتِ فتاویٰ محموديه / باب الرجعة ٣٧٠/١٣ ڈابھيل)

وإن قال لامرأته كلما ولدت فأنت طالق فولدت ثلاثة أولاد في بطون مختلفة بين كل ولدين ستة أشهر فصاعدًا فالثاني والثالث رجعة؛ لأنها لما ولدت الأول وقع الطلاق وهو رجعي وصارت معتدة فلما ولدت الثاني من بطن آخر علم أنه صار مراجعًا بوطء حادث في العدة، فبولادة الثاني وقع الطلاق الثاني؛ لأن اليمين معقودة "بكلمة" كلما والشرط وجد في الملك؛ لأنه تثبت رجعيّته ثم لما ولدت الثالث من بطن آخر علم أنه كان من علوق حادث بعد وقوع الطلاق الثاني فصار مراجعًا به، وتتم الطلقات الثلاث بولادة الولد الثالث فتحتاج إلى زوج آخر. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٨٦/٢-٨٧ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

طلاق کے بعد تجدید نکاح سے شوہر کو آئندہ کتنی طلاق دینے کا اختیار رہے گا؟

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دے کر اُس کو اپنے نکاح سے الگ کردیا، تو اَب مسئلہ کی تین صورتیں ہیں:

(۱) زوجِ اول خود ہی اُس سے نکاح کرلے، تو اِس صورت میں وہ شوہر بالاتفاق آئندہ تین طلاق کا مالک نہ ہوگا؛ بلکہ صرف مابقیہ طلاقوں کا ہی مالک ہوگا۔

(۲) عدت گذرنے کے بعد دوسرے شخص نے اُس سے نکاح کیا، پھر اُس نے جماع

سے قبل طلاق دے دی، پھر پہلے شوہر نے دوبارہ نکاح کیا، تو بھی بالاتفاق پہلا شوہر صرف مابقیہ طلاق ہی کا مالک ہوگا۔

(۳) اور اگر شوہر ثانی نے دخول کے بعد طلاق دی ہے، پھر شوہر اول نے عدت کے بعد نکاح کیا ہے، تو اِس میں حضرات شیخین (حضرت اِمام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام ابویوسفؒ) کے نزدیک وہ دوبارہ تین طلاق کا مالک ہوجائے گا؛ اِس لئے کہ زوجِ ثانی کا دخول ماقبل کی طلاقوں کو کالعدم کردیتا ہے؛ لیکن حضرت امام محمدؒ کے نزدیک وہ صرف مابقیہ طلاقوں ہی کا مالک رہے گا۔

ولو تزوجها قبل إصابة الزوج الثاني كانت عنده بما بقي من الطلاق. (كشف الأسرار شرح المنار ٣٤١)

وإذا تزوجت المطلقة واحدة أو ثنتين بزوج آخر، قال أبوحنيفة وأبو يوسف رحمهما الله: يهدم تطليقتين وتعود إلى الزوج الأول بثلاث تطليقاتٍ خلافاً لمحمد. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ١٥٣/٥ رقم: ٧٥١٩ زكريا)

وقال محمدؒ: لا يهدم ما دون الثلاث. (الهداية، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٤٠١/٢ دار الكتاب ديوبند)

والخلاف مقيدٌ بما إذا دخل بها وإن لم يدخل لا يهدم اتفاقًا. (سكب الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٩٢/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

والزوج الثاني يهدم بالدخول، فلو لم يدخل لم يهدم اتفاقًا ما دون الثلاث أيضًا أي كما يهدم الثلاث إجماعًا؛ لأنه إذا هدم الثلاث فما دونها أولىٰ. (الدر المختار مع الشامي / مطلب: مسألة الهدم ٥٢/٥ زكريا)

رجعت کو شرط پر معلق کرنا

رجعت کو شرط پر معلق کرنا معتبر نہیں، مثلاً اگر کوئی شخص بیوی سے یہ شرط لگائے کہ اگر تو گھر میں داخل ہوئی، یا تو نے فلاں کام کیا، تو میں نے تجھ سے رجعت کی، تو اِس طرح کہنے سے

رجعت ثابت نہیں ہوگی۔

وتعليق الرجعة بالشرط باطل، وفي الظهيرية كما إذا قال: "إذا جاء غد فقد راجعتك" وفي الخلاصة الخانية، وكذا لو قال: "إن كان غدًا فقد راجعتك" لم يكن رجعة، كما قال: "تزوجتك غدا" لا يصح. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني والعشرون في مسائل الرجعة ١٤١/٥ رقم: ٧٤٨٤ زكريا، شامي ٩٤/٥ زكريا، الفاویٰ الهندية ٤٧٠/١ زكريا، البحر الرائق ٨٣/٣، مجمع الأنهر ٢٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

روپیہ دے کر رجعت کرنا؟

مال کے بدلے رجعت کرنا جائز ہے، مثلاً اگر کوئی شخص بیوی کو ایک ہزار روپیہ دے اور کہے کہ میں نے اُس کے بدلہ تجھ کو اپنی بیوی بنالیا اور بیوی اُس کو قبول کرلے، تو یہ تجدید نکاح اور مہر کی زیادتی کے درجہ میں ہوکر رجعت صحیح ہوجائے گی؛ لیکن اگر بیوی اِس پیش کش کو قبول نہ کرے تو یہ رجعت درست نہ ہوگی۔

ولو قال: راجعتك بمهر ألف درهم إن قبلت المرأة ذٰلك صح وإلا فلا؛ لأنه هٰذه زيادة في المهر فيشترط قبولها، وهٰذا بمنزلة ما لو جدد النكاح، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٦٩/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ١٤٣/٥ رقم: ٧٤٩٤ زكريا، فتح القدير ١٤٢/٤ زكريا، البحر الرائق ٨٣/٣)

❍❖❍

الفاظِ کنایہ سے طلاق کے مسائل

طلاقِ کنائی

صریح (وہ الفاظ جو صراحۃً طلاق پر دال ہوں) کے بالمقابل ''کنایہ'' کے الفاظ آتے ہیں، کنایہ کے معنی لغت میں پوشیدگی یا غیر واضح ہونے کے ہیں، اور اصطلاحاً طلاقِ کنائی کا مطلب یہ ہے کہ ایسے الفاظ سے طلاق دی جائے جو طلاق کے لئے موضوع یا معروف نہ ہوں؛ بلکہ اُن سے طلاق بھی مراد لی جاسکتی ہو، اور طلاق کے علاوہ دوسرے معنی بھی مراد لئے جاسکتے ہوں۔

جیسے کوئی شخص بیوی سے کہے کہ ''تو مجھ سے دور ہو جا''، تو اِس سے طلاق بھی مراد ہوسکتی ہے اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ اَب تو مجھ سے الگ تھلگ رہ، میں تیری کوئی خیر خبر نہ لوں گا، تو ایسی صورت میں شوہر کی نیت یا قرائن کو دیکھ کر طلاق یا عدمِ طلاق کا فیصلہ کیا جائے گا۔

کنایته عند الفقهاء ما لم یوضع لهٗ أي الطلاق، واحتمله وغیره. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب الکنایات ٤/٥٢٦ زکریا)

الکنایات ما خفي المراد منه، لتوارد الاحتمالات، لا تطلق بها إلا بنیة، أو دلالة الحال. (حاشیة الشلبي علی تبیین الحقائق ٣/٧٥ بیروت، الهدایة ٢/٣٧٣، شامي، کتاب الطلاق / باب الکنایات ٤/٥٢٦ زکریا، الدر المختار ٥/٥٢٦، تبیین الحقائق ٣/٧٥)

اَلفاظِ کنایہ سے وقوعِ طلاق کے بارے میں بنیادی اُصول

حضراتِ فقہاء نے لکھا ہے کہ کنایہ کے طور پر جن الفاظ سے طلاق دی جاتی ہے وہ تین قسموں پر مشتمل ہیں:

(۱) وہ الفاظ جن میں طلاق کے معنی کا بھی احتمال ہے، اور طلاق کے مطالبہ کو مسترد کرنے کا بھی احتمال ہے، مثلاً: بیوی سے کہا کہ: ''تو گھر سے نکل جا، تو یہاں سے چلی جا، تو اُٹھ کھڑی ہو، تو میرے سامنے سے ہٹ جا، تو پردہ کرلے'' وغیرہ۔ تو اِن الفاظ میں اگر شوہر طلاق کی نیت کرے تو وہ

بھی مراد ہوسکتی ہے، اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ شوہر محض دفع الوقتی کے لئے اُس کو اپنے سامنے سے ہٹانے کا حکم دے رہا ہے۔

(۲) وہ الفاظ جن میں طلاق کے ساتھ ساتھ طعن وتشنیع کے معنی مراد لئے جاسکتے ہیں، مثلاً بیوی سے کہا کہ: ''تو بالکل کھوکھلی ہے، یا تو الگ تھلگ ہے، یا تو کسی کام کی نہیں'' وغیرہ۔ تو ان الفاظ میں طلاق بھی مراد ہوسکتی ہے، اور بیوی کی توہین وتحقیر بھی مراد لی جاسکتی ہے۔

(۳) ایسے الفاظ جن میں نہ تو تردید مراد ہو، اور نہ ہی طعن وتشنیع مراد ہو؛ بلکہ زیادہ تر وہ الفاظ طلاق کے مطالبہ کے جواب میں استعمال کئے جاتے ہوں، اگرچہ وہ طلاق کے لئے موضوع نہ ہوں، مثلاً کہا کہ: ''میں نے تجھ کو جدا کردیا'' وغیرہ۔ (اس قسم کی مثال میں فقہاء نے ''تو آزاد ہے، تو عدت گذار لے'' جیسے الفاظ بھی لکھے ہیں، مگر اَب وہ عرف میں صرف طلاق کے لئے استعمال ہونے لگے ہیں، اس لئے ان الفاظ سے بہرحال بلانیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا)

والكنايات ثلاث: ما يحتمل الرد أو ما يصلح للسبّ أو لا ولا. فنحو: أخرجي، واذهبي، وقومي، تقنعي تخمري استتري انطلقي، اغربي، أعزبي من الغربة أو من العزوبة، يحتمل ردًا، ونحو خلية، برية، حرام، بائن، ومرادفها: كبتة وبتلة يصلح سبًّا، ونحو: اعتدي، واستبرئي رحمك، أنت واحدة، أنت حرةٌ، اختاري، أمركِ بيدكِ، سرّحتكِ، فارقتكِ، لا يحتمل السب والرد. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٢٨/٤-٥٣٢ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٤/١ قديم زكريا، بدائع الصنائع ١٦٨/٣ زكريا)

الكنايات ثلاثةُ أقسامٍ (ما يصلح جوابًا لا غير) أمرك بيدك، اختاري، اعتدي (وما يصلح جوابًا و ردًا لا غير) اخرجي، اذهبي، قومي استتري تخمري (وما يصلح جوابًا وشتمًا) خامية، برية، بتة بتلة، بائن، حرام. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٤/١ قديم زكريا، بدائع الصنائع ١٧٠/٣-١٧١)

طلاق دینے والے کی تین حالتیں اور اُن کا حکم

مذکورہ بالا تین طرح کے الفاظ کا موازنہ طلاق دینے والے شخص کی تین حالتوں سے کیا جائے گا:

الف:- اعتدال اور بشاشت کی حالت:- یعنی نہ تو آدمی غصہ میں ہو اور نہ ہی بیوی یا کسی اور شخص کی طرف سے اُس سے طلاق کا مطالبہ کیا جارہا ہو، تو ایسی صورت میں مذکورہ بالا تینوں طرح کے

الفاظ میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا، اگر وہ کہے کہ میں نے طلاق کی نیت سے اِن میں سے کوئی لفظ کہا ہے تو طلاق واقع ہوگی، اور اگر قسم کھا کر یہ کہے کہ میری مراد طلاق دینے کی نہیں تھی، تو اُس کی بات مانی جائے گی اور طلاق واقع نہ ہوگی۔

ففي حالة الرضا أي غير الغضب والمذاكرة تتوقف الأقسام الثلاثة تاثيرًا على نيةٍ للإحتمال، والقول له بيمينه في عدم النية، ويكفي تحليفها في منزله. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٢/٤-٥٣٣ زكريا)

والأحوال ثلاثة: حالة الرضا وحالة مذاكرة الطلاق بأن تسأل هي طلاقها أو غيرها سأل طلاقها حالة الغضب ففي حالة الرضا لايقع الطلاق في الألفاظ كلها إلا بالنية ...... وفي حالة مذاكرة الطلاق يقع الطلاق في سائر الأقسام ...... وفي حالة الغضب يصدق في جميع ذٰلك لاحتمال الرد والسب. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٥/١ قديم زكريا، مجمع الأنهر ٣٨/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ب:- غیظ وغضب کی حالت:- اگر مذکورہ الفاظ ادا کرتے وقت شوہر غصہ میں ہو، تو تیسری قسم کے الفاظ (جیسے: میں نے تجھ کو جدا کردیا، عدت گذارلے وغیرہ) میں بلانیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا، اور پہلی اور دوسری قسم کے الفاظ میں شوہر کی نیت پر حکم کا مدار ہوگا، اگر وہ طلاق کی نیت کا اقرار کرے، تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔

وفي الغضب توقف الأولان إن نویٰ وقع وإلا لا. (الدر المختار ٥٣٣/٤ زكريا)

ج:- مذاکرۂ طلاق کی حالت:- اور اگر شوہر نے طلاق کے مذاکرہ کے دوران (یعنی وہ پہلے سے طلاق کی دھمکی دے رہا ہو، یا بیوی اُس سے طلاق کا مطالبہ کررہی ہو، یا مجلس میں موجود کوئی دوسرا شخص اُس کو طلاق دینے پر اِصرار کررہا ہو) کنایہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں تو دوسری اور تیسری قسم کے الفاظ میں بلانیت طلاق واقع ہوجائے گی؛ البتہ پہلی قسم کے الفاظ میں شوہر کی نیت معلوم کی جائے گی، اگر وہ طلاق کی نیت کا اقرار کرے تو طلاق واقع ہوگی، اور اگر انکار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الأول فقط، ويقع بأخيرين وإن لم ينو. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٣ زكريا)

ایک نقشہ کے ذریعہ وضاحت

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اِن سب صورتوں کو درج ذیل نقشہ کے ذریعہ واضح فرمایا ہے:

طلاق دینے والے کی حالتیں:	وہ الفاظ جو طلاق کے جواب اور تردید کا احتمال رکھیں: جیسے: أخرجي (نکل جا) إذهبي (چلی جا)	وہ الفاظ جو جواب اور طعن وتشنیع کا احتمال رکھیں: جیسے: خلیة (تو خالی ہے)، بریة (تو الگ تھلگ ہے)	وہ الفاظ جو صرف جواب پر مشتمل ہوں: جیسے: اعتدي (تو عدت کرلے)، استبرئي (اپنے رحم کو صاف کرلے)
حالتِ اعتدال	نیت لازم	نیت لازم	نیت لازم
حالتِ غیظ وغضب	نیت لازم	نیت لازم	بغیر نیت طلاق واقع
حالتِ مذاکرۂ طلاق	نیت لازم	بغیر نیت طلاق واقع	بغیر نیت طلاق واقع

(شامی ۴/۵۳۴ زکریا)

تنبیہ: - واضح ہو کہ جو الفاظ کنایہ میں شمار کئے گئے ہیں، اگر کوئی قرینہ اُن کے ساتھ ایسا ملحق ہوجائے جس سے اِس بات کی وضاحت ہوجاتی ہو کہ اُس سے طلاق مراد ہے یا نہیں؟ تو پھر وہ الفاظ کنایہ میں شامل نہیں رہتے؛ بلکہ صریح کے درجہ میں آجاتے ہیں، مثلاً بیوی سے یہ کہا کہ: ''تو میرے نکاح سے آزاد ہے'' تو بلا نیت بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔ اِس کے برخلاف اگر یہ کہا کہ: ''تو میری طرف سے گھر میں ہر طرح تصرف کرنے میں آزاد ہے'' تو اِس سے نیت کے باوجود بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۱۹)

فإذا قال: ''رہا کردم'' أي سرحتك يقع به الرجعي، مع أنه أصله كناية أيضًا، وما ذاك إلا لأنه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي ۲۹۹/۳ كراچی، ۵۰۳/۲ كوئٹه)

ولو قال الرجل لامرأته: ''ترا چنگ باز داشتم آو بہشتم آویلہ کردم ترا اَویائے کشادہ کردم ترا'' فهٰذا كله طلقتك عرفًا ...... وكان الشيخ الإمام ظهير الدين المرغيناني يفتي في قوله ''بہشتم'' بالوقوع بلا نية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية ۳۷۹/۱ قديم زكريا، فتاوىٰ قاضي خان ٤٦٩/١ زكريا)

نیز بعض کنائی الفاظ اگر معاشرہ میں طلاق ہی کے لئے عموماً استعمال ہونے لگیں، تو وہ بھی صریح الفاظِ طلاق کے درجہ میں آجاتے ہیں، مثلاً بیوی سے یہ کہنا کہ: ''تو مجھ پر حرام ہے، یا تو آزاد ہے''، یہ عرفاً طلاق ہی کے لئے مستعمل ہے، تو اِن الفاظ سے بلا نیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا۔ اسی

طرح بعض علاقوں مثلاً بہار وغیرہ میں بیوی کو جواب دینے کا لفظ طلاق کے لئے عام مستعمل ہے، وہاں بھی لفظ جواب سے بلانیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا۔

وإن الحرام في الأصل كناية يقع بها البائن؛ لأنه لما غلب استعماله في الطلاق لم يبق كناية، ولذا لم يتوقف على النية أو دلالة الحال. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٠/٤ زكريا)

(أنت علي حرام) والفتوىٰ على أنه يقع الطلاق البائن وإن لم ينو لغلبة استعمال هٰذه اللفظة في هٰذه البلاد. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في الكنايات ٤٤٨/٤ رقم: ٦٦٣٧ زكريا)

كل حل علي حرام أو أنت علي حرام أو حلال الله علي حرام، حيث قال المتأخرون: إنه بائنٌ بلا نية لغلبة الاستعمال بالعرف. (المحيط البرهاني ٣٧١/٣ رشيدية، حاشية الطحطاوي على الدر المختار ١١٤/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ٣٠٠/٣ كوئٹه)

درج بالا اُصولی گفتگو کے بعد چند ضروری جزئیات کو ذیل میں درج کیا جارہا ہے:

بیوی سے کہا: ''عدت کرلے''

عام طور پر کنایہ کے الفاظ سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے؛ لیکن اگر ایسا لفظ بولا جس سے دلالۃً طلاق مراد لینا متعین ہو یا وہ طلاق کے لوازم میں سے ہو، مثلاً کہا کہ: ''تو عدت گذار لے'' تو اِس سے طلاقِ رجعی واقع ہوتی ہے (اس لئے کہ یہاں طلاق دینے کا لفظ محذوف ہے، گویا کہ اُس نے یہ کہا ہے کہ: ''میں طلاق دے چکا، اَب تو عدت گذار لے''، پس اِس ضمنی صراحت کی وجہ سے طلاقِ رجعی ہوگی)

والواقع بالكنايات بائن عندنا إلا الواقع بثلاثة اعتدي واستبرئي رحمك أنت واحدة يقع بها واحدة رجعية. (فتاوىٰ قاضي خان ٤٦٩/١ زكريا، ٢٨٥/١ مكتبة الإتحاد ديوبند، الفتاوىٰ الهندية ٣٧٥/١، شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٣٤/٤ زكريا، مجمع الأنهر ٣٥/٢ مكتبه فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥١٨/٣ زكريا)

ولـو قال اعتدي واستبرئي رحمك وأنت واحدة فهٰذه الألفاظ في حكم الـصريح على معنى أن الواقع بها رجعي. (الـفتاوىٰ الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الأول ١١/٢ دار الإيمان سهارنفور، الفقه الإسلامي وأدلته / الرجعة ٤١٥/٧، الهدىٰ انٹرنیشنل دیوبند)

کہا: ’’دوسرا شوہر تلاش کرلے‘‘

اگر کسی شخص نے طلاق دینے کی نیت سے اپنی بیوی سے کہا کہ: ’’تو دوسرا شوہر تلاش کرلے‘‘، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، حتیٰ کہ اگر اس لفظ سے دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو، تو بیوی پر دو یا تین طلاق واقع ہوں گی۔

وبـابتـغي الأزواج تقع واحدة بائنة إن نواها أو اثنتين أو ثلاث إن نواها، كذا في شرح الوقاية. (الـفتـاوىٰ الهـندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٥/١ قديم زكريا)

ومـا سـواهـا يـقـع بها واحدة بائنة إلا أن ينوي ثلاثًا فيقعن، ولا تصح نية الثـنتين، وهي ...... إلى أن قال: ابتغي الأزواج. (مـجـمع الأنهر، كتاب الطلاق / فصل في الـكنايات ٣٦/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ٥٢١/٣ زكريا، وكذا في النهر الفائق ٣٥٨/٢-٣٦٠ زكريا، الهداية ٣٨٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، الفقه الإسلامي وأدلته ٤١٥/٧،٤١٦ الهدىٰ انٹرنیشنل دیوبند)

کہا: ’’میں تیرا شوہر نہیں ہوں‘‘

اگر شوہر طلاق کی نیت سے اپنی بیوی سے کہے کہ: ’’میں تیرا شوہر نہیں ہوں‘‘، تو بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی، ہاں اگر شوہر یہ دعویٰ کرے کہ میں نے جھوٹ بولا ہے تو پھر اس کی تصدیق کی جائے گی اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔

أو قـال لهـا: مـا أنا بزوجك ......، فإن قال: أردت به الكذب يصدق في الـرضـا والـغضب جميعًا ولا يقع الطلاق، وإن قال: نويت الطلاق يقع الطلاق فـي قول أبي حنيفة. (الـفتـاوىٰ الهـنـدية، كتـاب الـطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل

الخامس في الكنايات ٣٧٥/١ قديم زكريا، بدائع الصنائع ١٧١/٢ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٤٦٧/٤ رقم: ٦٦٨٧ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٤٠/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، تبيين الحقائق ٨٣/٢ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / نوع آخر في قوله: لست لي بامرأة، وما يتصل به ٣٨٢/٣ كوئٹه، ٤٣٤/٤ رقم: ٤٧٧٤ - ٤٧٧١ بيروت)

بیوی نے کہا: ’’تو میرا شوہر نہیں ہے‘‘

اگر بیوی نے شوہر سے کہا کہ: ’’تو میرا شوہر نہیں ہے‘‘ اور شوہر بھی طلاق کی نیت سے اُس کی تصدیق کردے، تو دونوں کے درمیان نکاح ختم ہوجائے گا۔

ولو قالت المرأة لزوجها: لست لي بزوجٍ، فقال الزوج: صدقت ونوى به الطلاق، يقع في قول أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٥/١ قديم زكريا، فتاوىٰ قاضي خان ٤٦٧/١ زكريا، فتح القدير ٦٠/٤ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ١٦/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، الدر المختار مع الشامي ٥٠٧/٤ زكريا، البحر الرائق ٥٣٠/٣ زكريا، حاشية چلپي على تبيين الحقائق ٨٣/٢ زكريا)

کہا: ’’میں اس کو اپنی بیوی نہیں سمجھتا‘‘

بیوی کے بارے میں کہا کہ: ’’میں اس کو اپنی بیوی نہیں سمجھتا‘‘ تو اگر طلاق کی نیت یا اس کا قرینہ پایا جائے تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۴۶۱/۹)

لست لك بزوج أو لست لي بامرأة، أو قالت له: لست لي بزوج، فقال: صدقت، طلاق إن نواه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٥٠٧/٤ زكريا، ٢٨٢/٣-٢٨٣ كراچی، صحيح البخاري ٧٩٤/٢)

عن شيبة قال: سألت الحكم وحمادًا عن الرجل يقول: لست لي بامرأة،

فقال الحكم: إن نوىٰ طلاقًا فهي واحدة بائنة. وقال حماد: إن نوىٰ طلاقًا فهي واحدة وهو أحق بها. (المصنف لعبد الرزاق ٣٦٨/٦ رقم: ١١٢٢٤ المجلس العلمي، بدائع الصنائع ١٧١/٢ زكريا، الفتاوىٰ البزازية ١٩٦/٤ زكريا، خلاصة الفتاوىٰ ٩٧/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ الولوالجية ١٦/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

کہا: ''تو میری بیوی نہیں ہے''

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے طلاق کی نیت سے یہ کہے کہ: ''تو میری بیوی نہیں ہے'' تو ایک طلاق واقع ہوجائے گی؛ لیکن اگر شوہر یہ کہے کہ میں تو جھوٹ موٹ کہہ رہا تھا، میرا مقصد طلاق دینے کا نہ تھا تو بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۸۹/۹)

ولو قال لامرأته لست لي بامرأة، فإن قال: أردت به الكذب يصدق في الرضا والغضب جميعًا ولا يقع الطلاق. (الدر المختار مع الشامي ٦٢٣/٢ کراچی)

وإن قال: نويت الطلاق يقع الطلاق في قول أبي حنيفة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٥/١ قديم زكريا)

قال الزهري: إن قال: ما أنت بامرأتي نيته، وإن نوىٰ طلاقًا فهو ما نوىٰ. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب الطلاق في الإغلاق والكره والسكران والمجنون ٧٩٤/٢، المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق / باب لست لي بامرأة ٣٦٨/٦ رقم: ١١٢٢٤، بدائع الصنائع ١٧١/٢ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦٧/٤ رقم: ٦٦٨٧ زكريا، الفتاوىٰ البزازية ١٩٦/٤ زكريا، خلاصة الفتاوىٰ ٩٧/٢، الفتاوىٰ الولوالجية ١٦/٢ دار الإيمان)

کہا: ''میں نے نکاح ختم کردیا''

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''میں نے تجھ سے اپنا نکاح ختم کردیا'' تو طلاق واقع ہوجائے گی، اَب اگر اُس نے ایک طلاق کی نیت کی ہے، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوگی، اور اگر تین طلاق کی نیت سے کہا تو پھر تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی۔

ولو قال: فسخت النكاح ونوى الطلاق يقع، وعن أبي حنيفةؒ إن نوى ثلاثًا فثلاث، كذا في معراج الدراية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ٣٧٥/١ زكريا، بدائع الصنائع ١٧٢/٢ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان ٤٦٨/١ زكريا، الفتاوىٰ البزازية ١٩٦/٤ زكريا، النهر الفائق ٣٦٠/٢ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦٢/٤ رقم: ٦٦٧٤ زكريا، سكب الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ٤٠/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ٤٣٥/٤ رقم: ٤٧٧٥)

کہا: ’’تیرے میرے درمیان نکاح باقی نہیں ہے‘‘

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ ’’تیرے اور میرے درمیان نکاح باقی نہیں رہا ختم ہوگیا‘‘، تو اگر اُس نے طلاق کی نیت کرلی اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔

ولو قال لها لا نكاح بيني وبينك، أو قال: لم يبق بيني وبينك نكاح، يقع الطلاق إذا نوى. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ٣٧٥/١ قديم زكريا، خانية ٤٦٨/١ زكريا، الفتاوىٰ البزازية ١٩٦/٤ زكريا، خلاصة الفتاوىٰ ٩٧/٢، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦٠/٤ رقم: ٦٦٨٨ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ١٥/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

لا نكاح بيني وبينك ...... وما شاكلها إذا نوىٰ الطلاق بهذه الألفاظ يقع بائنًا. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦٠/٤ رقم: ٦٦٦٩ زكريا)

کہا: ’’اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں‘‘

بیوی سے کہا کہ ’’میں تجھے اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں‘‘ تو اِس لفظ سے ایک طلاق بلانیت واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۸۸/۹)

ويقع بابرأتك عن الزوجية بلا نية (الدر المختار) قوله بلا نية: في حال الغضب وغيره (الفتاوىٰ التاتارخانية) ومقتضاه أنه طلاق صريح، وفيه نظر، وفي كنايات الجوهري أنا بريءٌ من نكاحك يقع إن نوى. (الدر المختار مع الشامي،

كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب في قولهم: اليوم متى قُرن بفعل ممتد ٤٩٣/٤-٤٩٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦٩/٤ رقم: ٦٦٩٢ زكريا، خلاصة الفتاوىٰ / كتاب الطلاق ٩٨/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ٣٧٦/١ دار إحياء التراث العربي بيروت، المحيط البرهاني ٤٣٥/٤ رقم: ٤٧٧٧)

بیوی سے کہا: ’’جا، شادی کر لے‘‘

طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا کہ: ’’جا، شادی کر لے‘‘ تو ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔

عن إبراهيم قال لامرأته: اذهبي فانكحي ليس بشيء إلا أن يكون نوىٰ طلاقًا فهي واحدة وهو أحق بها. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق / باب اذهبي فانكحي ٣٦٦/٦ رقم: ١١٢١٤)

ويؤيده ما في الذخيرة: اذهبي وتزوجي لا يقع إلا بالنية، وإن نوىٰ فهي واحدة بائنة. (شامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٥١/٤ زكريا، ٣١٤/٣ كراچی، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦١/٤ رقم: ٦٦٧٢ زكريا، منحة الخالق على البحر الرائق ٥٢٥/٣)

بیوی سے کہا کہ: ’’میں تجھے نہیں چاہتا ہوں‘‘

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ: ’’مجھے تم سے محبت نہیں ہے اور میں تمہیں نہیں چاہتا‘‘ تو اِس کہنے سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اگرچہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو۔

إذا قال: لا أريدك أو لا أحبك أو لا أشتهيك أو لا رغبة لي فيك فإنه لا يقع، وإن نوى في قول أبي حنيفةؒ، كذا في البحر الرائق. (الفتاوىٰ الهندية ٣٧٥/١، شامي ٥٢٦/٤ زكريا، البحر الرائق ٥٢٨/٣ دار الكتاب ديوبند، خانية على الهندية ٤٦٨/١، الفتاوىٰ الولوالجية ١٧/٢)

کہا: ’’مجھ سے دور ہوجا‘‘

طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا کہ: ’’مجھ سے دور ہوجا‘‘ تو اِس سے ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولو قال أبعدي عني ونوى الطلاق يقع، كذا في فتاوىٰ قاضي خان.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ۱/۳۷٦ زكريا، خانية على الهندية ۱/٤٦٨، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٤٦٢ رقم: ٦٦٧٤ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ۲/۱۷)

کہا: ''اپنی سہیلیوں کے پاس چلی جا''

اگر کسی شخص نے بیوی سے کہا کہ: ''تو اپنی سہیلیوں کے پاس جا کر رہ''، اور اُس کا مقصد طلاق دینا ہو تو بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی۔

وفي الحقي برفقتك يقع إذا نوى، كذا في البحر الرائق. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ۱/۳۷٥ زكريا، البحر الرائق ۳/٥۲٤)

کہا: ''میرے یہاں سے نکل جا''

بیوی سے کہا کہ: ''میرے یہاں سے نکل جا'' تو اگر طلاق کی نیت کی یا مذاکرۂ طلاق میں یہ جملہ بولا تو طلاق پڑے گی ورنہ نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۳۹۳)

قال في الدر المختار: فنحو اخرجي واذهبي وقومي، يحتمل ردًا ...... وفي الغضب توقف الأولان ...... أي ما يصلح ردًا وجوابًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٤/٥۲۹-٥۳۳ زكريا، ۳/۲۹۸-۳۰۱ كراچی)

''تجھ کو نہیں رکھوں گا، تجھ کو چھوڑ دیا''

''تجھ کو نہیں رکھوں گا''، یہ مستقبل کا صیغہ ہے، اِس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ لیکن ''تجھ کو چھوڑ دیا'' کہنے سے ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۷٦)

ثم فرق بينه وبين سرحتك، فإن سرحتك كناية، فإذا قال: ''رہا کردم'' أي سرحتك، يقع به الرجعي، مع أن أصله كناية أيضًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۳/۲۹۹ كراچی، خلاصة الفتاوىٰ ۲/۲۹۹)

بخلاف قوله ''کنم'' لأنه استقبال فلم يكن تحقيقا للشك. وفي المحيط: قال بالعربية أطلق لايكون طلاقا. (خلاصة الفتاویٰ / كتاب الطلاق ۸۱/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السابع في الطلاق بألفاظ الفارسية ۳۸٤/۱ زكريا)

قيد بالاختيار؛ لأنه لو قال: طلقي نفسك، فقالت: أنا أطلق لا يقع. (البحر الرائق/ باب تفويض الطلاق ۳۱٤/۳ كوئٹه)

بیوی سے کہا: ''کبھی میرے پاس نہ آنا''

''کبھی میرے پاس نہ آنا'' کہنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۹/۴۲۷)

کہا: ''اللہ نے تیری طلاق کا فیصلہ کردیا''

بیوی سے کہا کہ: ''اللہ نے تیری طلاق کا فیصلہ کردیا'' تو اس سے بلانیت کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ البتہ اگر طلاق کی نیت سے یہ جملہ ادا کرے گا تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

رجل قال لامرأته ...... قضى الله طلاقك لم يكن طلاقًا إلا أن ينوي.

(الفتاویٰ الهندية ۳۵۹/۱، خلاصة الفتاویٰ / كتاب الطلاق ۸۲/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

❍❖❍

تحریری طلاق کے مسائل

بلاشرط تحریری طلاق

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے نام خط میں صاف الفاظ میں لکھا، ''اے فلاں بنت فلاں تجھے طلاق'' یا ''میں نے فلاں بنت فلاں کو طلاق دی'' تو اِس تحریر کے لکھتے ہی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی، بیوی تک طلاق نامہ پہنچنا اور بیوی کا اُس کو وصول کرنا طلاق واقع ہونے کے لئے شرط نہیں۔

ثم إن كتب علىٰ وجه المرسوم ولم يعلقه بشرط، بأن كتب: أما بعد! يا فلانة فأنت طالق، وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ ''الطلاق'' بلا فصل، لما ذكرنا أن كتابة قوله: ''أنت طالق'' علىٰ طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ زكريا)

الكتابة علىٰ نوعين: إن كانت مرسومة يقع الطلاق نوىٰ أو لم ينو. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ زكريا، كذا في فتاویٰ قاضي خان ۴۷۱/۱، بدائع الصنائع ۱۷۳/۳-۱۷۴، شامي ۴۵۶/۴ زكريا، خلاصة الفتاویٰ ۹۱/۲، المحيط البرهاني ۴۸۴/۴ رقم: ۴۹۲۰ المجلس العلمي)

طلاق نامہ ملنے کی شرط پر تحریری طلاق

اگر طلاق نامہ میں لکھا کہ ''جب تجھے میرا یہ خط پہنچے تو تجھے طلاق'' تو فوراً طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ طلاق نامہ بیوی تک پہنچنے پر طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا؛ البتہ اِس صورت میں طلاق

واقع ہونے کے لئے بیوی کا طلاق نامہ پڑھنا شرط نہیں ہے؛ بلکہ صرف طلاق نامہ پہنچنا کافی ہے۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۱۳/۵۱۳ کراچی)

وإن علّق طلاقها بمجيء الكتاب بأن كتب: إذا جاء ك كتابي فأنت طالق، فجاء ها الكتاب فقرأته أو لم تقرأ يقع الطلاق، كذا في الخلاصة. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الطلاق بالكتابة ٤٥٦/٤ زكريا، وهكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٢٨/٤ رقم: ٦٨٣٦ – ٦٨٣٧ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ٨٠/٢–٧٩، خلاصة الفتاوىٰ ٩١/٢)

وإن علقه بشرط الوصول إليها بأن كتب: إذا وصل كتابي إليك فأنت طالق، لا يقع الطلاق حتى يصل إليها. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكتانية ١٧٤/٣ زكريا، المحيط البرهاني ٤٨٦/٤ رقم: ٤٩٢٨)

طلاق کا مضمون پڑھ کر دستخط کرنا

اگر کسی دوسرے شخص نے طلاق نامہ لکھ کر دیا اور شوہر نے پڑھ کر بلا جبر واکراہ اُس پر دستخط کر دئے، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی۔

رجل استكتب من رجل آخر إلىٰ امرأته كتابًا بطلاقها، وقرأه على الزوج، فأخذه وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به إلى امرأته، فأتاها الكتاب، وأقرّ الزوج أنه كتابه، فإن الطلاق يقع عليها. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ٣٧٩/١ زكريا، شامي ٤٥٦/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٣١/٤ رقم: ٦٨٤٣ زكريا، المحيط البرهاني ٤٨٦/٤ رقم: ٤٩٢٨، خلاصة الفتاوىٰ ٩٢/٢)

طلاق نامہ پر دھوکہ سے شوہر کے دستخط کرانا

اگر کسی دوسرے نے طلاق نامہ لکھ کر شوہر سے دھوکہ سے دستخط کرالئے اور شوہر نے مضمون پڑھے بغیر دستخط کر دئے، بعد میں اُس کو معلوم ہوا کہ اُس کی بیوی کے نام وہ طلاق نامہ تھا، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وکذٰلك كل كتاب لم يكتبه بخطه، ولم يمله بنفسه، لا يقع به الطلاق إذا لم يقر أنه كتابه، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۹/۱ زكريا، شامي / كتاب الطلاق ٤٥٦/٤ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٣١/٤-٥٣٢ رقم: ٦٨٤٣ زكريا، ٣٨٠/٣ كراچی)

وكذٰلك كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه، لا يقع به الطلاق، إذا لم يعلم أنه كتابه. (المحيط البرهاني ٤٨٦/٤ رقم: ٤٩٢٩، شامي ٤٥٦/٤ زكريا)

سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگانے سے طلاق نہیں ہوتی

سادہ کاغذ پر الفاظِ طلاق لکھے بغیر محض انگوٹھا لگانے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، تندرست (بولنے پر قادر) آدمی کے لئے طلاق دینے کے لئے الفاظِ طلاق کا تلفظ یا بیوی کی عدمِ موجودگی میں اُن کو کاغذ پر لکھنا ضروری ہے، اِس کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

كل كتاب لم يكتبه بخطه، ولم يمله بنفسه، لا يقع به الطلاق إذا لم يقر أنه كتابه، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۹/۱ زكريا، شامي / كتاب الطلاق ٤٥٦/٤ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٣١/٤-٥٣٢ رقم: ٦٨٤٣ زكريا، ٣٨٠/٣ كراچی)

بیوی کے سامنے تحریر لکھ کر طلاق دینا

اگر کسی ایسے شخص نے جو خود بولنے پر قادر تھا، بیوی کے سامنے کاغذ وغیرہ پر لکھ کر طلاق دی اور زبان سے کچھ نہیں کہا، تو اِس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اِس لئے کہ جو شخص بیوی کے سامنے بولنے پر قادر ہو تو اُس کی تحریر زبانی طلاق دینے کے قائم مقام نہیں ہوسکتی، عام کتبِ فتاویٰ میں یہی تحریر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۱۲/۱۸، منتخبات نظام الفتاویٰ ۱۶۴/۲-۱۶۶)

إيماء الأخرس وكتابته كالبيان (الدر المختار) بأن الأخرس الخلقي لا

یعرف الکتابة، ولا یمکن تعریفه إیاها، لکن في الدر المنتقی عن الأشباه: أنه في حق الأخرس یشترط أن یکون معنونًا وإن لم یکن لغائب، وظاهره أن المعنون من الناطق الحاضر غیر معتبر. (شامي، کتاب الخنثیٰ / مسائل شتیٰ ۴۶۱/۱۰ زکریا، ۷۳۷/۶ کراچی)

نوٹ:- لیکن اِس مسئلہ میں دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر اکراہ کی صورت نہ پائی جائے، اورشوہر باقاعدہ طلاق نامہ بیوی کے نام مرتب کرکے دستخط کے ساتھ خود اُس کے ہاتھ میں دے، اورزبان سے کچھ نہ کہے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۱۵۹/۴-۱۶۰ زمزم پبلشرزکراچی) اِس نقطۂ نظر کا استدلال درج ذیل جزئیہ سے ہے:

ثم الکتابة علیٰ ثلاثة أوجهٍ: مستبین مرسوم أي معنون وهو یجري مجری النطق في الحاضر والغائب علیٰ ما قالوا، ومستبین غیر مرسوم کالکتابة علی الجدار وأوراق الأشجار، وهو لیس بحجة إلا بالبینة والبیان، وغیر مستبین کالکتابة علی الهواء والماء وهو بمنزلة کلام غیر مسموع، فلا یثبت به الحکم. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الخنثیٰ / مسائل شتیٰ ۴۴۲/۶ قدیم زکریا)

بریں بنا اگرکسی جگہ ضروری ہوتو اِس پر بھی فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔

کاتب کوطلاق لکھنے کا حکم دیا لیکن اُس نے نہیں لکھا

کسی کاتب سے کہا کہ میری بیوی کی طلاق لکھ دے؛ لیکن کاتب نے طلاق نامہ نہیں لکھا، پھربھی اُس کی بیوی پرطلاق واقع ہوجائے گی؛ اِس لئے کہ کاتب کوطلاق لکھنے کا حکم دینا بجائے خود طلاق کا اقرار ہے، اوراقرار سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۶۰/۹)

ولو قال للکاتب أکتب طلاق امرأتي کان إقرارًا بالطلاق وإن لم یکتب.

(شامي ۴۵۶/۴ زکریا، ۲۳۶/۳ کراچی، الفتاویٰ التاتارخانیة ۵۳۱/۴ رقم: ۶۸۴۲ زکریا، الفتاویٰ البزازیة علی هامش الهندیة ۱۷۸/۴، البحر الرائق ۴۲۸/۳ زکریا)

وکیل سے ایک طلاق لکھنے کو کہا تھا اُس نے تین لکھ دی

وکیل سے کہا کہ میری بیوی کو ایک طلاق لکھ دو، اُس نے تین لکھ دی، تو ایک طلاق تو فوراً واقع ہوجائے گی، اور باقی دو طلاقیں شوہر کی نیت وارادہ پر موقوف ہوں گی؛ لہٰذا اگر شوہر نے اُن تینوں کو بھی نافذ کردیا تو تینوں واقع ہوجائیں گی اور دو کو نافذ کیا تو دو واقع ہوں گی، اور اگر مابقیہ دونوں کی تردید کردی تو صرف پہلی والی ایک طلاق واقع ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹؍۱۸۳)

المستفاد: وإذا قال لغيره: ''طلق امرأتي واحدة رجعية'' فطلقها واحدة بائنة. أو قال له: ''طلقها واحدة بائنة'' فطلقها واحدةً رجعيةً تقع تطليقةً واحدةً علىٰ حسب ما أمره الزوج. ذكره في الأصل. وفي الولوالجية: رجل وكّل وكيلاً أن يطلق امرأته، فطلق الوكيل ثلاثًا؛ فإن نوىٰ الزوج ثلاثًا صح، وإن لم ينو لا يصح عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٤٩٧ رقم: ٦٧٥٦ زكريا)

ولو قال: طلقي نفسك واحدةً فطلقت نفسها ثلاثًا لم يقع شيء في قول أبي حنيفةؒ، وقال أبو يوسف ومحمدؒ: يقع واحدة. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل وأما قوله طلقي نفسك ٣/١٩٦ زكريا، المحيط البرهاني ٣/٣٨٩، تبيين الحقائق ٣/٩٧)

سادہ کاغذ پر صرف لفظ ''طلاق'' لکھ کر بیوی کو بھیجنا

اگر بیوی کے پاس سادہ کاغذ پر طلاق کی نیت سے صرف لفظ ''طلاق'' لکھ کر بھیج دیا تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲؍۵۸۳ ڈابھیل، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹؍۹۷)

كتب الطلاق إن مستبينًا علىٰ نحو لوحٍ وقع إن نوى. (الدر المختار) هٰذا في المكتوب علىٰ غير وجه الرسم والرسالة. (طحطاوي على الدر ٢/١١١ بيروت، شامي ٤/٤٥٦ زكريا، ومثله في الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ١/٣٧٨ زكريا)

پرچے پر تین طلاق لکھ کر پھاڑ دیا

اگر کسی شخص نے پرچے پر اپنی بیوی کے نام یہ لکھا کہ ’’تجھے تین طلاق‘‘ پھر پرچے کو پھاڑ دیا تو اُس کی بیوی پر تین طلاق لکھتے ہی واقع ہوجائے گی؛ اِس لئے کہ لکھ کر پرچہ پھاڑنے سے لکھی ہوئی طلاق کالعدم نہیں ہوتی؟

ثم المرسومة لا تخلوا إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد! فأنت طالق، فكما كتب هٰذا، يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زكريا، شامي ٤٥٦/٤ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية ۷۹/۲، وكذا في الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتاب ٥٢٨/٤ رقم: ٦٨٣٥ زكريا)

ثم إن كتب على وجه المرسوم ولم يعلقه بالشرط بأن كتب أما بعد! يا فلانة فأنت طالق، وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ ’’الطلاق‘‘ بلا فصل. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱، وهكذا في الفتاویٰ التاتارخانية ٥٢٨/٤ رقم: ٦٨٣٦ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية ۷۹/۲، شامي ٤٥٦/٤ زكريا)

بیوی نے طلاق نامہ پھاڑ دیا یا جلا دیا

اگر بیوی نے مرسومہ طلاق نامہ پڑھے بغیر اسے پھاڑ دیا یا جلا دیا تو اس سے لکھی ہوئی طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، طلاق بہرصورت واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۷ ۶۳ ڈابھیل)

ثم المرسومة لا تخلوا إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد! فأنت طالق، فكما كتب هٰذا، يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زكريا، شامي ٤٥٦/٤ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية ۷۹/۲، وكذا في الفتاویٰ التاتارخانية ٥٢٨/٤ رقم: ٦٨٣٥ زكريا)

زبردستی طلاق لکھنے یا دستخط کرنے پر مجبور کرنا

اگر کسی شخص کو ڈرا دھمکا کر طلاق لکھنے یا طلاق نامہ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا اور اُس نے مار پیٹ کے خوف سے الفاظِ طلاق تحریر کردئے یا دستخط کردئے اور زبان سے کچھ نہ کہا تو اِس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

رجل أكره بالضرب والحبس علىٰ أن يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان، فكتب: امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق، لا تطلق امرأته؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هٰهنا. (فتاویٰ قاضي خان، كتاب الطلاق / فصل في الطلاق بالكتابة ٤٧٢/١ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٧٩/١، وهٰكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٣٢/٤ رقم: ٦٨٤٣ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية ٩٩/٢)

رجل أكره بالضرب والحبس علىٰ أن يكتب طلاق امرأته فكتب فلانة بنت فلان امرأته طالق. وفي الحاوي: ولم يعبر بلسانه لا تطلق. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٣٢/٤ رقم: ٦٨٤٣ زكريا، المحيط البرهاني ٤٢٩/٦ كوئته، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ٣٧٨/١ قديم زكريا)

''اِی میل'' کے ذریعہ طلاق

''اِی میل'' کے ذریعہ جو طلاق نامہ بھیجا جائے، اُس سے بھی طلاق واقع ہوجائے گی، جب کہ یہ یقین ہو کہ یہ میل شوہر ہی نے بھیجا ہے۔

ثم إن كتب علىٰ وجه المرسوم ولم يعلقه بشرط بأن كتب: أما بعد! يا فلانةُ فأنت طالق، وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ ''الطلاق'' بلا فصل، لما ذكرنا أن كتابة قوله: ''أنت طالق'' علىٰ طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها. (بدائع الصنائع ٢٤٠/٤ بيروت، وهٰكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ٣٧٨/١ قديم زكريا، شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الطلاق بالكتابة ٤٥٦/٤ زكريا، الفتاوىٰ

الولوالجية ۷۹/۲، ومثله في الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتاب ٥٢٨/٤ رقم: ٦٨٣٥ زكريا)

موبائل پر میسج کے ذریعہ طلاق

اگر شوہر نے بیوی کے موبائل پر طلاق کا میسج لکھ کر بھیجا، اور بعد میں وہ اِس کا اِقرار بھی کرتا ہے کہ میں نے ہی میسج بھیجا ہے، تو میسج میں جتنی طلاق لکھی ہوں گی اُتنی ہی طلاق بیوی پر واقع ہوجائیں گی۔

لما ذكرنا أن كتابة قوله: ''أنت طالق'' علىٰ طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها. (بدائع الصنائع ٢٤٠/٤)

رجل استكتب من رجل آخر إلىٰ امرأته كتاب بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به إلىٰ امرأته فأتاها الكتاب وأقر الزوج أنه كتابه فإن الطلاق يقع عليها. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتاب ٥٣١/٤ رقم: ٦٨٤٣ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتابة ٤٢٩/٣ رقم: ٤٩٢٩ كوئٹه، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ٣٧٩/١)

''واٹس اَپ'' پر ''وائس میسج'' کے ذریعہ طلاق

اگر ''واٹس اَپ'' میں ''وائس میسج'' (ٹیپ شدہ آواز) کے ذریعہ طلاق دی اور شوہر کے اِقرار یا دیگر قرائن سے یہ یقین ہوجائے کہ یہ شوہر ہی کی آواز ہے، تو اِس وائس میسج کے ذریعہ بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو أقر بالطلاق كاذبًا أو هازلاً وقع. (شامي / مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه ٢٣٨/٣ كراچی، البحر الرائق ٤٣٨/٣ زكريا، الفتاویٰ البزازية على هامش الهندية ١٧٨/٤)

تین طلاق کے مسائل

ایک مجلس کی تین طلاقیں

''تین طلاق'' چاہے ایک مجلس میں دی جائیں یا متعدد اَوقات میں، وہ تین ہی واقع ہوتی ہیں، جمہور فقہاء اور ائمہ اَربعہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک یہی ہے۔

اِس کے برخلاف روافض، بعض متقدمین اہلِ ظاہر اور آخری دور کے علماء میں علامہ ابن تیمیہؒ وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ تین طلاقیں جو ایک ساتھ دی جائیں وہ صرف ایک طلاقِ رجعی کے حکم میں ہوتی ہیں۔

ذهب طاؤس ومحمد ابن اسحق والحجاج والظاهرية إلىٰ أن الرجل إذا طلق امرأته ثلاثًا معًا فقد وقعت عليها واحدةٌ، واحتجوا بحديث أبي الصهباء. ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم: النخعي، والثوري، وأبوحنيفة وأصحاب مالك وأصحابه والشافعي وأصحابه وأحمد وأصحابه وإسحق وأبوثور وآخرون كثيرون علىٰ أن من طلّق امرأته ثلاثًا وقعن، ولكنه يأثم. وقالوا: من خالف فيه فهو شاذٌ مخالف لأهل السنة، وإنما تعلق به من أهل البدع ومن لا يلتفت إليه لشذوذه عن الجماعة. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۲۳۳/۲۰ بيروت)

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلىٰ أنه يقع ثلاثٌ. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۴۵۱/۳ زكريا، ۴۶۹/۳ مصر)

وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته: أنت طالق ثلاثًا، فقال الشافعيؒ ومالك وأبوحنيفة وأحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث. وقال طاؤس وبعض أهل الظاهر: لا يقع بذٰلك إلا واحدة. (شرح المسلم للنووي / كتاب الطلاق ۴۷۸/۱ مكتبه ياسر نديم ديوبند)

وقال حسن: لولا أني سمعت أبي يحدث عن جدي النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من طلّق امرأته ثلاثًا لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره لراجعتها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الطلاق / باب المتعة ۴۱۹/۷ رقم: ۱۴۴۹۲ دار الكتب العلمية بيروت)

عن واقع بن سحبان قال: سئل عمران بن حصين رضي الله عنه عن رجلٍ طلّق امرأته ثلاثًا في مجلس، قال: أثم بربه وحرمت عليه امرأته. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق / باب من كره أن يطلق الرجل الخ ۵۱۹/۹ رقم: ۱۸۰۸۷ المجلس العلمي)

وإن طلّقها ثلاثًا في طهر واحدٍ بكلمة واحدةٍ ...... مثل أن يقول: أنت طالق ثلاثًا ...... فهٰذا للعلماء من السلف والخلف، فيه ثلاثة أقوال: – إلىٰ قولهٖ – الثاني: أنه طلاق محرم لازمٌ وهو قول مالك وأبي حنيفة وأحمد في الرواية المتأخرة عنه، اختارها أكثر أصحابهٖ، وهٰذا القول منقول عن كثير من السلف من الصحابة والتابعين .... الثالث: أنه محرم ولا يلزمه منه إلا طلقة واحدة، وهٰذا القول منقول عن طائفة من السلف والخلف من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، مثل: الزبير بن العوام ...... الخ، وهو قول بعض أصحاب أبي حنيفة ومالك وأحمد بن حنبل – إلىٰ قولهٖ – والقول الثالث هو الذي يدل عليه الكتاب والسنة. (مجموعة الفتاوىٰ ۳۳/۷-۸)

دورِ حاضر کے غیر مقلدین نے اِس مسئلہ میں جمہور علمائے سلف کی رائے چھوڑ کر علامہ ابن تیمیہؒ کے مسلک کی شدت سے تقلید کر رکھی ہے، اور اس مسئلہ کو اپنی خاص پہچان بنالیا ہے۔ موقع بموقع عورتوں کی حالتِ زار کی دُہائی دے کر اخبارات میں یہ مسئلہ اُچھالا جاتا ہے۔ نادم اور شرمسار طلاق دینے والوں کی اَشک شوئی کی جاتی ہے اور اُنہیں اِس پر آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ غیر مقلدین کے فتوے پر عمل کر کے اپنی ازدواجی زندگی دوبارہ استوار کرلیں۔ حالاں کہ یہ مسئلہ بڑا نازک ہے، اِس کا تعلق نہ صرف یہ کہ براہِ راست حلت وحرمت سے ہے؛ بلکہ اِس مسئلہ میں بے احتیاطی کے اثرات نسلوں تک پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے؛ اس لئے کہ جب ایسی عورت سے رجعت کو حلال کہا جائے گا، جس کی حرمت پر تمام ائمہ عظام کا اتفاق ہے، اور جس کو بلا حلالہ شرعیہ گھر میں رکھنا حرام کاری ہے، تو پھر اُس سے جو اولادیں پیدا ہوں گی اُن میں صلاح وفلاح کا تصور کیسے ہوسکتا ہے۔

طلاق کے بارے میں اِسلامی قانون

زمانۂ جاہلیت میں بہت سے لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیتے تھے، پھر عدت کے اندر رجعت

کر لیتے تھے، اور اِس سلسلہ کی کوئی حد نہ تھی، جتنی بار چاہتے طلاق دیتے اور پھر بار بار رجعت کرتے رہتے تھے، جس کی وجہ سے بے چاری بیوی گویا کہ قید کی زندگی گذارتی تھی، نہ تو آزاد ہی ہو پاتی تھی کہ دوسری جگہ باعزت زندگی گذارے اور نہ شوہر اُس کے ساتھ انصاف کرتا تھا کہ یہاں اُسے سکون نصیب ہو۔

اِس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت میں اِس ظالمانہ طریقہ کو ختم فرماتے ہوئے یہ ہدایت دی کہ اسلام میں طلاقِ رجعی کی آخری حد صرف دو بار ہے، یعنی پہلی اور دوسری طلاق کے بعد (عدت کے اندر بلا نکاح اور عدت کے بعد باہمی رضامندی سے نکاح کے ذریعہ) شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ، فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ. (البقرة: جزء آیت: ۲۲۹)

طلاق (رجعی) دوبار تک ہے، اس کے بعد یا تو دستور کے موافق روک رکھے (یعنی رجعت کرلے) یا خوش اُسلوبی کے ساتھ چھوڑ دے۔

لیکن تیسری طلاق کے بعد یہ حق باقی نہیں رہتا، جیسا کہ درج ذیل آیت میں ارشاد فرمایا گیا:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ، وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. (البقرة: ۲۳۰)

پھر اگر وہ شوہر عورت کو (تیسری) طلاق دیدے، تو اَب وہ عورت اِس طلاق کے بعد اُس پر حلال نہیں؛ تا آں کہ اُس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے، پھر اگر دوسرا شوہر طلاق دیدے (یا اُس سے کسی طرح شرعی تفریق واقع ہوجائے) تو اُن دونوں پر کچھ حرج نہیں کہ وہ دونوں آپس میں مل جائیں، اگر یہ گمان غالب ہو کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے، اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ واقف کار لوگوں کے واسطے بیان فرماتے ہیں۔

قرآنِ کریم کی اِس آیت سے واضح ہوا کہ تیسری طلاق (خواہ ایک ساتھ دی گئی ہو یا الگ الگ) کے بعد مرد کو بیوی سے رجعت کا عام اختیار ختم ہوجاتا ہے، اور بیوی اُس کے اوپر قطعی حرام ہوجاتی ہے، اور اَب اِس حرمت کو ہٹانے کی صرف اور صرف ایک ہی تدبیر ہے کہ حلالہ کی صورت پیش آئے، یعنی وہ عورت عدت کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کرے (پھر اُن دونوں میں زن وشوئی کا تعلق قائم ہو، یہ شرط حدیث مشہور سے ثابت ہے، جسے حدیث عسیلہ کہا جاتا ہے) پھر وہ دوسرا شوہر اُسے کسی وجہ سے طلاق دیدے، یا اُن میں تفریق شرعی ہوکر عدت گذر جائے، تو اَب اس عورت کے

پہلے شوہر کے لئے اس عورت کو نیا نکاح کرکے ساتھ رکھنے کی اجازت ہوگی، اِسی کو حدیث وفقہ کی اصطلاح میں ''حلالہ'' کہا جاتا ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثًا، فيتزوجها لرجل فيغلق الباب، ويرخى الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (سنن النسائي، كتاب الطلاق / باب إحلال المطلقة ٨٤/٢ رقم: ٣٤٤٤ دار السلام رياض)

فسئل النبي صلى الله عليه وسلم عن ذٰلك، فقال: لا حتى يذوق الآخر من عسيلتها ما ذاق الأول. (صحيح مسلم، كتاب الطلاق / باب لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها ٤٦٣/١ رقم: ١٤٣٣)

مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر

طلاق کی مذکورہ قانونی تفصیل کے بارے میں بھرپور رہنمائی ہمیں ایک روایت سے ملتی ہے، جسے حضرت امام ابوداؤد سجستانی (المتوفی ۲۷۵ھ) نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اپنی ''سنن'' میں ذکر کیا ہے۔

''عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ﴾ کے تحت ارشاد فرمایا کہ ''ابتدا میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اگرچہ تین طلاق دے دیتا پھر بھی اسے رجعت کا حق رہتا تھا، تا آں کہ یہ حکم منسوخ ہوگیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ الخ آیت تلاوت کی''۔

عن عكرمة عن بن عباس رضي الله عنهما قال: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوْءٍ، وَلاَ يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ﴾ وذلك أن الرجل كان إذا طلّق امرأته فهو أحقّ برجعتها وإن طلقها ثلاثًا، فنسخ ذٰلك فقال: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ (سنن أبي داؤد / باب في فسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث ٢٩٧/١)

مالك أنه بلغه أن رجلا قال لابن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ علي؟ فقال له ابن عباسؓ: طلقت منك بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيات الله هزوًا. (المؤطا للإمام مالك ١٩٩ رقم: ١١٢١)

عن عامر الشعبي قال: قلت لفاطمة بنت قيس: حدثيني عن طلاقك، قالت:

طلقني زوجي ثلاثًا، وهو خارج إلى اليمن، فأجاز ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم. (سنن ابن ماجة، كتاب الطلاق / من طلق ثلاثًا في مجلس واحدٍ ١٤٥ رقم: ٢٠٢٤)

معلوم ہوا کہ اَب اسلام کا یہ قانون بنادیا گیا کہ وہ طلاق جس کے بعد رجعت کا حق ہے وہ صرف دو ہے، اس کے بعد اگر ایک بھی طلاق دی جائے گی۔ (چاہے یہ سب ایک ساتھ ہوں یا الگ الگ؛ اس لئے کہ آیاتِ قرآنیہ میں کہیں اِس تفریق کی دلیل نہیں ہے) تو وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ رہے گی۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری شرح بخاری میں اِس موضوع پر لمبی بحث کے بعد اَخیر میں نقل فرماتے ہیں:

وحجة الجمهور في اللزوم من حيث النظر ظاهرة جدًا، وهو أن المطلقة ثلاثًا لا تحل للمطلق حتى تنكح زوجًا غيره، ولا فرق بين مجموعها ومفرقها لغة وشرعًا الخ. (فتح الباري، كتاب الطلاق / باب من جوز الطلاق الثلاث ٣٦٥/٩ رقم: ٥٢٦١ دار الفكر بيروت)

اور جمہور کی دلیل تین طلاق کے واقع ہونے کے بارے میں غور وفکر کے اعتبار سے بالکل ظاہر ہے، اور وہ یہ ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں وہ حلالہ کے بغیر اُس کے لئے حلال نہیں ہوسکتی، اور یہ طلاقیں چاہے اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ، لغۃً اور شرعاً اُن میں کوئی فرق نہیں ہے۔

وأجمعوا علىٰ أن من طلق امرأته طلقةً أو طلقتين، فله مراجعتها؛ فإن طلقها الثالثة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره. (تفسير القرآن الكريم للقرطبي [البقرة: ٢٢٩] ١٢٧/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت، ١١٩/٢ المكتبة التجارية أحمد باز)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ قول کے مطابق جس پس منظر میں اِس قانون کی تشکیل ہوئی ہے وہ صاف طور پر اس کا متقاضی ہے کہ تین کے وقوع کے بعد شوہر کو رجعت کا حق حاصل نہ ہو، کیوں کہ تین کے بعد بھی اگر ہم رجعت کا حق باقی رکھیں گے، تو نسخ سے پہلے اور بعد کے حکم میں کوئی فرق نہ رہے گا، جو صراحۃً آیتِ قرآنی کے منشاء کے خلاف ہے۔

حلالہ حکم شرعی ہے

واضح ہو کہ مطلقہ ثلاثہ کو حلالہ کا حکم دے کر قرآنِ کریم نے شوہر کو سبق سکھایا ہے کہ چوں کہ اُس نے طلاق دینے کے بارے میں شرعی ہدایات اور رخصتوں کا خیال نہیں رکھا اور اپنی بیوی کی بھی ناقدری

کی، اور طلاق کی آخری حد سے بھی گذر گیا، تو اَب اُس کی بیوی دوسرے شوہر کا منہ دیکھے بغیر اُس کے نکاح میں واپس نہیں آسکتی۔

غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حلالہ کے حکم میں سزا عورت کو نہیں؛ بلکہ شوہر کو دی گئی ہے؛ کیوں کہ عورت کا حلال طریقہ پر بیوی بن کر کسی بھی شخص کے ساتھ رہنا کوئی عیب نہیں؛ البتہ شوہر کے لئے ضرور یہ بات خفت کی ہوگی کہ اُس کی بیوی دوسرے کے پاس چلی جائے۔

بہر حال ''حلالہ'' ایک حکم شرعی ہے، اس کے نہ تو انکار کی گنجائش ہے اور نہ اس کا مذاق اڑانے کی اجازت ہے (جیسا کہ بعض پر جوش غیر مقلدین کی زبانی سنا جاتا ہے)؛ البتہ پلاننگ کے ساتھ شرط لگا کر حلالہ کا عمل کرنا شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروط طور پر حلالہ کرنے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (مشکوۃ شریف ۲/۲۸۴)

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم المحلل والمحلَّل له. (مشکاة المصابیح ۲۸۴ النسخة الهندیة)

تاہم اگر حلالہ کا شرعی طور پر تحقق ہو جائے، خواہ شرط لگا کر یا بلا شرط لگائے، تو یہ عورت شوہر اول کے لئے حسبِ ضابطۂ قرآنی حلال ہو جاتی ہے، تین طلاق کے بعد حلالۂ شرعیہ کے بغیر شوہر اول کے لئے حلت کی کوئی صورت شریعت میں متصور نہیں ہے۔

دورِ نبوت میں بیک وقت تین طلاق کا نفاذ

دورِ نبوت میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاطلاق تین طلاقوں کو نافذ فرمایا ہے۔ امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (المتوفی ۲۵۶ھ) نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''الجامع الصحیح'' میں ایک باب قائم فرمایا ہے ''تین طلاق کو نافذ کرنے کا بیان'' اور اِس کے تحت مشہور صحابی حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ جب اپنی بیوی کے ساتھ لعان کر کے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے کہا۔

''میں اگر اب بھی اِس عورت کو ساتھ رکھوں تو جھوٹا کہلاؤں گا''، پھر اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم فرمانے سے قبل ہی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔

فتلاعنا وإنا مع الناس عند رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فلما فرغا من تلاعنهما، قال عویمر: کذبتُ علیها یا رسول اللّٰه! إن أمسکتها فطلقها ثلاثًا قبل أن یأمره رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم. الحدیث (صحیح البخاري / باب اللعان ومن طلق بعد اللعان ۲/۸۰۰ رقم: ۵۱۰۷، صحیح مسلم ۱/۴۸۹، سنن أبي داؤد ۱/۳۰۵)

ابوداؤد شریف میں اِس روایت کی مزید وضاحت اِس طرح کی گئی ہے:

''پس انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین طلاقیں دے دیں، جنہیں آپ نے نافذ فرمایا اور جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا جائے، وہ سنت ہوتا ہے۔

قال: فطلقها ثلٰث تطليقاتٍ عند رسول الله فانفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان ما صنع عند النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سنّة. الحديث. (سنن أبي داؤد / كتاب الطلاق ۳۰٦/۱)

اِس روایت سے پتہ چلا کہ:

الف:- حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم زمانۂ نبوی میں تین طلاقیں دیتے تھے۔

ب:- اورخود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کو نافذ فرمایا، جب کہ واقعہ بیک وقت تین طلاق دینے کا تھا۔

یہاں یہ واضح رہے کہ اگر چہ ائمہ اَربعہ کا مذہب یہی ہے کہ لعان میں طلاق کے ذریعے تفریق کی ضرورت نہیں رہتی؛ بلکہ خود لعان ہی سے تفریق ہوجاتی ہے؛ لیکن یہاں اُن صحابی کے اکٹھے تین طلاق کے الفاظ استعمال کرنے پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نکیر نہ فرمانا اِس بات پر دلیل ہے کہ تین طلاقوں کا وقوع صحابہ میں مشہور ومعروف تھا۔ (فتح الباری ۹/ ۳٦۷)

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کی روایت

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِسی باب میں ایک دوسرے واقعہ سے بھی استدلال فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ:

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، عورت نے دوسرا نکاح کرلیا، دوسرے شوہر نے (جماع سے قبل) طلاق دے دی، اُس نے پوچھا کہ وہ عورت کیا پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی؟ آپ نے جواب دیا نہیں''۔

عن عائشة رضي الله عنها أن رجلاً طلّق امرأته ثلاثًا، فتزوّجت، فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأوّل؟ قال: لا. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۷۹۱/۲ رقم: ۵۰٦۲)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلّق امرأته، فتزوجت زوجًا غيره، فدخل بها، ثم طلقها قبل أن يواقعها أتحل

للأول؟ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا، حتی یذوق الأخر عسیلتها وتذوق عسیلته. (سنن النسائي / کتاب الطلاق ۸۳/۲)

وأجمعوا علیٰ أن من طلق امرأته طلقة أو طلقتین فله مراجعتها، فإن طلقها الثالثة لم تحل له حتی تنکح زوجًا غیره. (الجامع لأحکام القرآن الکریم ۱۲۷/۳-۱۲۸ إحیاء التراث)

عن ابن عباس وأبي هریرة وعبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص رضي اللّٰہ عنهم سئلوا عن البکر یطلقها زوجها ثلاثًا، فکلهم قال: لا تحل له حتی تنکح زوجًا غیره. (سنن أبي داؤد، کتاب الطلاق / باب بقیة نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث ۲۹۹/۱)

یہ حدیث بھی تین طلاق کو تین ماننے پر صریح ہے؛ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کے بعد بلا حلالہ رجعت سے منع فرمایا ہے، خواہ تین طلاقیں اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت

مصنف عبدالرزاق میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اُن کے والد نے اپنی اہلیہ کو ہزار طلاقیں دے دیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اِس کا علم ہوا، تو آپ نے تین کو نافذ فرمایا اور بقیہ نوسوستانوے کو لغو اور ظلم قرار دیا۔

عن عبادة بن الصامت رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: طلّق جدّي امرأته له ألف تطلیقة، فانطلق أبي إلیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فذکر ذٰلك له، فقال النبي صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: أما اتّقی اللّٰہ جدك، أما ثلاث فله، وأما تسع مائة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم، إن شاء اللّٰہ تعالیٰ عذّبه وإن شاء غفر له. (المصنف لعبد الرزاق ۳۹۳/۶ رقم: ۱۱۳۳۹ المجلس العلمي)

عن أنس رضي اللّٰہ عنه قال: سمعت معاذ بن جبل رضي اللّٰہ عنه یقول: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: یا معاذ! من طلّق لبدعة واحدة أو اثنتین أو ثلاثًا ألزمناه بدعة. (سنن الدار قطني ۳۰/۴ رقم: ۳۹۷۵ مکتبة دار الإیمان سهارنفور)

لو قال: أنت طالق مرارًا، أو ألوفًا تحته فیقع به الثلاث ویلغو الزائد. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب الصریح ۵۰۴/۴ زکریا، ۲۸۰/۳ کراچی)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی روایت

اِمام نسائیؒ نے اپنی کتاب میں ایک باب قائم کیا ہے، جس میں بیک وقت تین طلاق دینے پر

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنبیہ اور ناگواری کا ذکر ہے، اِس کے تحت حضرت محمود بن لبیدؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ اُس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں کھڑے ہوگئے اور پھر ارشاد فرمایا کہ: ''میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے''۔ (حضرت کے اِس غصہ کو دیکھ کر) مجلس میں ایک شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل نہ کردوں؟

أخبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم رجل طلّق امرأته ثلاث تطلیقاتٍ جمیعًا، فقام غضبانًا، ثم قال: أیلعب بکتاب اللّٰه وأنا بین أظهرکم، حتی قام رجل، وقال: یا رسول اللّٰه! ألا أقتله. (سنن النسائي / باب الطلاق لغیر العدة ۸۲/۲ مکتبة سعد دیوبند)

حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ

''امام دارقطنی'' نے اپنی ''سنن'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ نقل کیا ہے کہ اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیتا، تو کیا مجھے رجوع کا حق رہتا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: نہیں، اس وقت تمہاری بیوی بائنہ ہوجاتی اور یہ گناہ کا کام ہوتا۔

فقلت: یا رسول اللّٰه! رأیت لو أنّي طلقتها ثلاثًا کان یحل لي أن أراجعها؟ قال: لا کانت تبین منک وتکون معصیة، الخ. (سنن الدار قطني / کتاب الطلاق ۲۰/٤ - ۲۱ رقم: ۳۹۹۲ مکتبة دار الإیمان سهارنفور)

سیدنا حضرت حسنؓ کا مقولہ

اِسی طرح امام حسن رضی اللہ عنہ کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ ''انہوں نے اپنی ایک بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں۔ بعد میں ایسے احوال پیش آئے کہ عورت نے رجعت کی خواہش کی، تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ اگر مجھے اپنے نانا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ حدیث نہ پہنچی ہوتی کہ تین طلاق کے بعد بیوی نہیں رہتی، تو میں اس سے رجوع کرلیتا''۔ (ملخصاً)

وقال: لو لا أني أبنتُ الطلاق لها لراجعتها، ولکني سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یقول: أیما رجلٍ طلق امرأته ثلاثًا عند کل طهر تطلیقةً أو عند رأس کل شهر تطلیقةً أو طلقها ثلاثًا جمیعًا لم تحل حتی تنکح زوجًا غیره، الخ.

(سنن الدار قطني / كتاب الطلاق ٢٠/٤ رقم: ٣٩٢٨ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

وقال حسن: لو لا أني سمعت أبي يحدث عن جدي النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من طلق امرأته ثلاثًا لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره لراجعتها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٤١٩/٧ رقم: ١٤٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت، سنن الدار قطني ٢٠/٤ رقم: ٣٩٢٧)

عن سويد بن غفلة – في حديث طويل – ثم قال أي الحسن: لو لا أني سمعت جدي أو حدثني أبي أنه سمع جدي يقول: أيما رجل طلق امرأته ثلاثًا عند الأقراء أو ثلاثًا مبهمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره لراجعتها. (روح المعاني ٢٠٨/٢ زكريا)

حاصل یہ ہے کہ تین طلاق کے واقعات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش آئے اور آپ نے اُنہیں تین ہی قرار دیا، اور آپ کے بعد اکابر صحابہ وتابعین یہی فتویٰ دیتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ کا فتویٰ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جن کی رائے پہلے اس بارے میں مختلف تھی، بعد میں شدت کے ساتھ تین طلاق کو تین ماننے کا فتویٰ دیتے تھے۔

عن ابن عباس وأبي هريرة وعبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهم سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثًا، فكلهم قال: لا تحل له حتى تنكح زوجًا غيره. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث ٢٩٩/١)

حضرت رکانہ ابن ابی رکانہؓ کی روایت کی حقیقت

جو حضرات ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دینے پر مصر ہیں، ان کی سب سے اہم دلیل حضرت رکانہ ابن عبد یزید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں یہ ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صرف ایک طلاق رجعی قرار دیا۔ غیر مقلد حضرات بڑے زور وشور سے اس روایت کو اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں، حالاں کہ اس روایت کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ بعض روایات میں ’’تین مرتبہ طلاق‘‘ کا ذکر ہے اور بعض میں لفظ ’’البتۃ‘‘ سے طلاق کا تذکرہ ہے۔ اور امام ابوداؤدؒ نے ’’البتۃ‘‘ والی روایت ہی کی تصحیح فرمائی ہے۔ ابوداؤدؒ کی روایت یہ ہے:

’’رکانہ کے پڑپوتے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت

کرتے ہیں کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کو ''البتۃ'' کے لفظ سے طلاق دی تھی (جس میں ایک اور تین دونوں مراد لینے کا احتمال تھا) پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ''تمہاری مراد اِس سے کیا تھی''؟ رکانہ نے جواب دیا ''ایک'' اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کو قسم دلائی اور جب اُنہوں نے قسم کھالی، تو آپ نے فرمایا ''وہی مراد ہے جو تم نے ارادہ کیا''۔

اِس روایت پر اِمام ابوداؤدؒ نے درج ذیل محدثانہ تبصرہ کیا ہے:

''یہ روایت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کی اس رویت کے مقابلے میں اصح ہے، جس میں ابورکانہ کے تین طلاق دینے کا ذکر ہے؛ کیوں کہ اِس روایت کے نقل کرنے والے رکانہ کے اہلِ خانہ ہیں، جو حقیقتِ حال کو زیادہ جاننے والے ہیں''۔

عن عبد اللّٰہ بن علي بن يزيد ابن ركانة عن أبيه عن جدهٖ أنه طلق امرأته البتة فأتى رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ تعالىٰ عليه وسلم، فقال: ما أردت؟ قال: واحدة، قال: واللّٰہ! قال: واللّٰہ! قال: هو علي ما أردت. قال أبوداؤد: هٰذا أصح من حديث ابن جريج أن ركانة طلق امرأته ثلاثًا؛ لأنهم أهل بيتهٖ وهم اعلم بهٖ، الخ. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب في البتة ۱/۳۰۰-۳۰۱)

عن نافع بن عجير بن عبد يزيد بن ركانة أن ركانة بن عبد يزيد طلق امرأته سهيمة البتة فأخبر النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم بذٰلك، وقال: واللّٰہ ما أردت إلا واحدة، فقال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم: واللّٰہ ما أردت إلا واحدة، فقال ركانة: واللّٰہ ما أردت إلا واحدة، فردها إليه رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم، فطلقها الثانية في زمان عمر رضي اللّٰہ عنه، والثالثة في زمان عثمان رضي اللّٰہ عنه. (سنن أبي داؤد / باب في البتة ۱/۳۰۰)

عن عبد اللّٰہ بن يزيد بن ركانة عن أبيه عن جده رضي اللّٰہ عنه قال: أتيت النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم، فقلت: يا رسول اللّٰہ! إني طلقت امرأتي البتة، فقال: ما أردت بها، قلت: واحدة، قال: واللّٰہ، قلت: واللّٰہ، قال: فهو ما أردتَ. (سنن الترمذي، أبواب الطلاق واللعان / باب ما جاء في الرجل طلق امرأته البتة ۱/۲۲۲)

اِس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصل واقعہ ''البتۃ'' سے طلاق دینے کا ہے۔ بعض راویوں نے غلطی سے تین طلاق نقل کردی ہے، اِسی بنا پر حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

اِس نکتہ سے سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث (رکانہ) سے استدلال کا موقع ختم ہوجاتا ہے۔

فبهٰذه النكتة يقف الاستدلال بحديث ابن عباس، الخ. (فتح الباري ٣٦٣/٩ رقم: ٥٢٦١ دار الفكر بيروت)

اور صحیح اور راجح روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکانہ کو قسم دلانا اس پر شاہد ہے کہ اگر رکانہ کی مراد تین کی ہوتی تو تین ہی واقع کی جاتیں، اور اِس اعتبار سے یہ حدیث تین کو ایک ماننے کی نہیں؛ بلکہ بیک وقت تین طلاق کے وقوع کی کھلی دلیل ہے۔

تین طلاق کے بارے میں فیصلۂ فاروقی کی شرعی حیثیت

تین طلاق کو ایک ماننے والوں کی دوسری اہم دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ روایت ہے جس میں اُنہوں نے فرمایا ہے کہ دورِ نبوت، دورِ صدیقی اور شروع دورِ فاروقی میں تین طلاقوں کو ایک ہی مانا جاتا تھا؛ تا آں کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں نے اِس معاملہ میں جلد بازی شروع کردی، جس میں اُنہیں مہلت دی گئی تھی، تو کیا بہتر ہو کہ ہم اُن پر سب طلاقیں نافذ کردیں، چناں چہ آپ نے سب طلاقوں کو نافذ فرمانے کا حکم دے دیا۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: إن الناس قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة، فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم. (صحيح مسلم ٤٧٧/١-٤٧٨)

من حديث طاؤس أن أبا الصهباء قال لابن عباس: أتعلم أنما كانت الثلاث تجعل واحدة علىٰ عهد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وأبي بكر وثلاثًا من أمارة عمر رضي الله تعالىٰ عنه، فقال ابن عباس رضي الله عنه: نعم …… ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم، منهم الأوزاعي والنخعي والثوري وأبوحنيفة وأصحابه – إلىٰ قوله – وآخرون كثيرون علىٰ من طلق امرأته ثلاثًا وقعن؛ ولكنه يأثم. (عمدة القاري ٢٣٣/٢٠ بيروت)

اِس روایت کے بارے میں غیر مقلدین حضرات یہ کہتے ہیں کہ خلیفۂ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تین طلاقوں کو تین قرار دینے کا فیصلہ محض وقتی استثناء اور انتظامی حکم

(ایڈمنسٹریٹیو آرڈر) تھا، اِسی حیثیت سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اِس سے اتفاق کیا تھا۔ اس کی حیثیت شرعی حکم کی نہ تھی کہ اُسے بہر حال مانا جائے۔

حالاں کہ اِس اہم مسئلہ میں (جو اپنے اندر حلت وحرمت کے معنی رکھتا ہے) سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے فیصلہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کو محض انتظامی اور سیاسی تدبیر وتعزیر قرار دینا بہت بڑی جسارت اور نئے زمانہ کے جدت پسندوں کی دماغی ایجاد ہے، جس کا کوئی سر پیر نہیں؛ کیوں کہ:

الف:- علماءِ سلف میں سے کسی نے اِس فیصلہ کو وقتی استثناء کے درجہ میں نہیں رکھا۔

ب:- حلت وحرمت کے مسئلہ میں صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اپنی طرف سے رائے قائم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے، خواہ وہ وقتی استثناء ہو یا انتظامی حکم۔

ج:- جو واقعات خود دورِ نبوی میں پیش آچکے ہوں اور اُن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاق کے نفاذ کا حکم دیا ہو، اُنہی جیسے واقعات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین قرار دینے کا فیصلہ حکم شرعی سے کیسے خارج ہوسکتا ہے؟

حرمتِ متعہ اور جماع بلا اِنزال کے بارے میں فاروقی فیصلے

فیصلۂ فاروقی کے انتظامی ہونے پر یہ دلیل دی جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین طلاق دینے والے کو کوڑے سے سزا دیتے تھے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ استدلال ناواقفیت پر مبنی ہے۔

احقر کے علم میں کم از کم دو اور واقعات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں اس طرح کے پیش آئے ہیں کہ آپ نے تحقیق کرکے کوئی اعلان کیا ہے، اور اُس پر صحابہ کا اجماع ہوگیا ہے، پھر آپ نے فرمان جاری کیا ہے کہ جو اس کے خلاف کرے گا، وہ سزایاب ہوگا۔

الف:- اُن میں ایک واقعہ متعہ کی حرمت کا ہے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ دورِ نبوی، دورِ صدیقی اور ابتدائی دورِ فاروقی میں متعہ کیا جاتا رہا، پھر ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روک دیا، پس ہم رُک گئے۔

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه يقول: كنا نستمتع ...... علىٰ عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وأبي بكر حتى نهى عنه عمر. وفي رواية عنه: ثم نهانا عنهما عمر فلم نعد لهما، الحديث الخ. (صحيح مسلم ۴۵۱/۱)

یہ بعینہ اسی طرح کے الفاظ ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تین طلاق کو ایک ماننے

کے متعلق نقل کئے جاتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ کی حرمت کے متعلق فیصلہ سبھی اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے، کسی نے اسے وقتی استثناء یا انتظامی حکم قرار نہیں دیا؛ کیوں کہ سب کو معلوم ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کوئی ایسا حکم نہیں دے سکتے، جو نصوص (قرآن وحدیث) کے خلاف ہو۔ دراصل یہ متعہ کی منسوخی کے حکم کا اظہار تھا، جو دورِ نبوی میں ہی طے ہو چکا تھا، مگر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اِس کی منسوخی کا علم نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو باخبر کر دیا۔

ب:- اِسی سے ملتا جلتا دوسرا مسئلہ جماع بلا انزال (التقاء ختانین) سے غسل واجب ہونے کا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اِس بارے میں مختلف تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحقیق حال کے بعد یہ حکم جاری کیا کہ:

''اگر آئندہ مجھے پتہ چلا کہ کسی نے جماع (بلا انزال) کے بعد غسل نہیں کیا، تو میں اُسے سخت ترین سزا دوں گا''۔

فقالتْ عائشة رضي اللّٰه عنها إذا جاوز الختانُ الختانَ فقد وجب الغسل، فقال عمر رضي اللّٰه عنه: عند ذٰلك لا اسمع أحدًا، يقول: الماء من الماء إلا جعلته نكالاً الخ. (شرح معاني الاثار، كتاب الطهارة / باب الذي يجامع ولا ينزل ٤٨/١)

قال: المعاني الموجبة للغسل إنزال المني علىٰ وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة ......، والتقاء الختانين من غير إنزال، لقوله عليه السلام: إذا التقى الختانان وغابت الحشفة وجب الغسل أنزل أو لم ينزل؛ ولأنه سبب للإنزال، ونفسه يتغيب عن بصره، وقد يخفى عليه لقلته فيقام مقامه. (الهداية، كتاب الطهارة / فصل في الغسل وفرض الغسل ٣١/١ مكتبه بلال ديوبند)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اِس حکم کو سب صحابہؓ نے حکم شرعی کے بطور قبول کر لیا، کسی نے اسے وقتی استثناء نہیں قرار دیا؛ اِس لئے کہ یہ حکم فاروقی نہ تھا؛ بلکہ حکم سابق (عدمِ وجوبِ غسل) کی منسوخی کا اظہار تھا۔

پس تقریباً یہی نوعیت تین طلاق کے مسئلہ میں بھی پیش آئی، بایں طور تین طلاق کے بعد رجعت کا حکم منسوخ ہو چکا تھا، جیسا کہ سنن ابی داؤد میں مذکور حدیث ابن عباسؓ سے معلوم ہوتا ہے؛ لیکن بعض صحابہ کو اس کی منسوخی کا علم نہ تھا؛ تا آں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اِس حکم کا باقاعدہ اعلان فرمایا، اُن کا یہ اعلان اپنی طرف سے وقتی مصلحت یا استثناء کے بطور نہیں تھا؛ بلکہ قرآن وحدیث سے ماخوذ تھا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی حیثیت سے اس سے اتفاق کیا تھا۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ''مہر'' کی زیادتی پر پابندی کے ارادہ پر سختی سے ٹوکنے کی جرأت رکھتے تھے، اُن کے ساتھ یہ بڑی ناانصافی ہے کہ انہیں نعوذ باللہ خصوصی انتظام کی آڑ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک غیر شرعی فیصلہ کی موافقت کا ملزم گردانا جائے۔

قوله تعالیٰ: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ ثبت أن أهل الجاهلية لم يكن عندهم للطلاق عدد، وكانت عندهم العدة معلومةً مقدرة، وكان هٰذا في أول الأسلام برهةً، يطلق الرجل امرأته ما شاء من الطلاق، فإذا كادت تحل من طلاقه راجعها ما شاء، فقال رجل لامرأته على عهد النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لا آويك ولا أدعك تحلين؛ قالت: وكيف؟ فقال: اطلقك، فإذا دنا مضى عدتك راجعتك، فشكت المرأة ذٰلك إلىٰ عائشة، فذكرت ذٰلك للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فأنزل اللّٰه تعالىٰ هٰذه الآية بيانًا لعدد الطلاق. (الجامع لأحكام القرآن ۱۲۶/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت لبنان)

خود مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (متوفی ۱۳۷۵ھ) نے فیصلہ فاروقی کو سیاسی ماننے کی سختی سے تردید کی ہے۔ (اخبار اہل حدیث ۱۵/نومبر ۱۹۲۹ء بحوالہ عمدۃ الاثاث ۹۷)

فیصلۂ فاروقی غیر مدخولہ کے بارے میں تھا

فاروقی فیصلہ کے حکم شرعی ہونے کی تائید ابوداؤد کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں صراحت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ غیر مدخولہ کے بارے میں تھا، جو متعدد الفاظ سے طلاق کے وقت پہلے ہی لفظ سے بائنہ ہوجاتی ہے۔

إذا طلّق امرأته ثلاثًا قبل أن يدخل بها جعلوها واحدةً علىٰ عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وأبي بكر وصدرًا من أمارة عمر رضي اللّٰه عنه، فلما رأى الناس قد تتابعوا فيها، قال: أجيزوهن عليهم، الخ. (سنن أبي داؤد / كتاب الطلاق ۲۹۹/۱)

ایسی صورت میں مدخولہ وغیر مدخولہ کے درمیان حکم کی تفریق بلاشبہ شرعی حکم کے اعتبار سے ہوگی، کیوں کہ انتظامی حیثیت سے مدخولہ وغیر مدخولہ کے معاملات یکساں ہیں۔

فیصلۂ فاروقی کا ایک مناسب محمل

مصنف عبدالرزاق کی ایک روایت سے بھی اِس فیصلہ کے خالص شرعی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ ابوالصہباء نے اُس شخص کے بارے میں سوال کیا جو اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے، تو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ لوگ انہیں ایک کہتے تھے، عہدِ نبوی، عہدِ صدیقی اور ابتدائی عہدِ فاروقی میں حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا کہ اے لوگو! تم نے طلاق پر بہت کثرت کردی، اب آئندہ جو شخص جیسا لفظ بولے گا ویسا ہی سمجھا جائے گا۔

فسأله أبو الصهباء عن الرجل يطلق امرأته ثلاثًا جميعها، فقال ابن عباس رضي اللّٰه عنهما: كانوا يجعلونها واحدةً علىٰ عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وأبي بكر وولاية عمر إلا أقلها حتى خطب عمر الناس فقال: قد أكثرتم في هٰذا الطلاق، فمن قال شيئًا فهو علىٰ ما تكلم به. (المصنف لعبد الرزاق ۳۹۲/۶-۳۹۳ رقم: ۱۱۳۳۸ المجلس العلمي)

اِس روایت نے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردیا کہ واقعہ یہ تھا کہ پہلے لوگ طلاق کا لفظ کئی مرتبہ بول کر تاکیداً ایک ہی مراد لیتے تھے، اور چوں کہ صدق وصلاح کا زمانہ تھا، اس لئے نیت تاکید کی بنا پر طلاق بھی ایک ہی شمار ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ اِس کا بکثرت استعمال کرنے لگے اور پوچھنے پر کہہ دیتے کہ ہماری مراد تو تاکید کی تھی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صاف اعلان کردیا کہ دلی مراد چوں کہ معلوم نہیں، اور صدق وصلاح کا پہلا سا معیار باقی نہیں رہا؛ لہٰذا اَب آئندہ محض ظاہری الفاظ کا اعتبار ہوگا، نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔ یہ حکم قضاء کے اُصولِ شرعیہ کے مطابق تھا؛ کیوں کہ قضاء میں ظاہر پر فیصلہ کیا جاتا ہے، حنفیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ متعدد الفاظ طلاق استعمال کرتے وقت قضاءً تاکید کی نیت معتبر نہیں ہوتی، دیانت کا معاملہ دوسرا ہے۔

قال في الدر المختار: كرّر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التاكيد دين، الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۲۱/۴ زكريا، ۲۹۳/۳ كراچی)

حضرت اِمام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِس کے صحیح ترین معنی یہ ہیں کہ شروع زمانہ میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہتا کہ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، اور نہ تو تاکید کا ارادہ کرتا تھا اور نہ ازسرِنو طلاق دینے کا، تو ایک طلاق کے وقوع کا حکم دیا جاتا تھا؛ کیوں کہ اُس دور میں بہت کم لوگ تین طلاق کا ارادہ کیا کرتے تھے، پس غالب عمل پر محمول کرتے ہوئے متعدد الفاظ کو تاکید پر محمول کیا جاتا تھا، پھر جب دورِ فاروقی میں لوگ یہ الفاظ متعدد طلاق کے لئے عام طور پر استعمال کرنے لگے، تو اب اس زمانہ میں لوگوں کے عمومی ارادے کا خیال کرتے ہوئے تین طلاق کے الفاظ کو تین ہی پر محمول کیا جانے لگا؛ کیوں کہ اَب یہ الفاظ بولنے پر ذہن تین ہی کی طرف جاتا ہے۔

فالأصح أن معناه أنه كان في أول الأمر إذا قال لها: أنت طالق أنت طالق أنت طالق، ولم ينو تاكيدًا ولا استينافًا، فيحكم بوقوع طلقة لقلة إرادتهم، الاستيناف بذٰلك، فحمل على الغالب الذي هو إرادة التاكيد، فلما كان في زمن عمر رضي الله عنه، وكثر استعمال الناس بهٰذه الصيغة وغلب منهم إرادة الإستيناف بها حملت عند الإطلاق على الثلاث عملاً بالغالب السابق إلى الفهم منها في ذٰلك العصر. (نووي علىٰ مسلم، كتاب الطلاق / باب طلاق الثلاث ٤٧٨/١)

تین طلاق اور مسئلۂ ظہار میں مشابہت

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب شریعت میں تین طلاق بیک وقت دینا منع ہے، تو وہ نافذ کیسے ہوسکتی ہے؟ حالاں کہ یہ بات کم فہمی پر مبنی ہے؛ کیوں کہ ممنوع ہونا الگ ہے اور واقع ہونا الگ ہے، دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم نہیں ہیں، یعنی ضروری نہیں ہے کہ جو چیز واقعۃً ممنوع ہو اُس کا اثر بھی ظاہر نہ ہو۔ اِس کی واضح مثال یہ ہے کہ شریعت میں ظہار (اپنی بیوی کو ماں سے تشبیہ دینا) کو حرام اور جھوٹا اور منکر قول قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَآئِهِمْ مَا هُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ، اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللّٰٓائِيْ وَلَدْنَهُمْ، وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا، وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ. (المجادلة: ٢)

لیکن اِس برائی کے باوجود ظہار کر لینے سے حکم ظہار یعنی کفارہ کی ادائیگی تک بیوی کے حلال نہ رہنے کا حکم مرتب ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَتَمَآسَّا، ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَتَمَآسَّا، فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا. (المجادلة: ٣-٤)

بعینہٖ یہی صورتِ حال مسئلہ طلاق میں ہے کہ ممانعت کے باوجود طلاق دینے پر اس کا حکم جاری ہوتا ہے۔

اِسی طرح حالتِ حیض میں طلاق دینا اگرچہ منع ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص اس حالت میں بیوی کو طلاق دے دے تو وہ واقع ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دے دی تھی، تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے رجعت کرنے کا حکم دیا، اگر طلاق واقع نہ ہوتی تو رجعت کا حکم دینا کیسے صحیح ہوتا۔ حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اِس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كان كذلك الطلاق المنهي عنه هو منكر من القول وزورٌ والحرمة به واجبة، وقد رأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم لما سأله عمر بن الخطاب عن طلاق عبد الله امرأته وهي حائض أمره بمراجعتها وتواترت عنه بذلك الآثار، وقد ذكرتها في الباب الأوّل ولا يجوز أن يؤمر بالمراجعة من لم يقع طلاقه، فلما كان النبي صلى الله عليه وسلم قد ألزمه الطلاق في الحيض، وهو وقت لا يحل إيقاع الطلاق فيه كان كذلك، ومن طلق اِمرأته ثلاثًا فأوقع كلا في وقت الطلاق لزمه من ذلك ما ألزم نفسه، وإن كان قد فعله على خلاف ما أمر به. (شرح معاني الاثار، كتاب الطلاق / باب الرجل يطلق امرأته ثلاثًا معًا ۲/۳۲)

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اِجماع کے خلاف تھے؟

بعض حضرات امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف اجماعِ فاروقی سے اختلاف کرنے کی نسبت کرتے ہیں، حالاں کہ یہ بات حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ سلیمان اَعمش کے نقل کردہ ایک واقعہ سے اِس کی قلعی کھل جاتی ہے جسے حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''شرح مشکل الاحادیث الواردۃ'' میں لکھا ہے:

''اَعمش کہتے ہیں کہ کوفہ میں ایک بوڑھا شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سماعاً یہ روایت نقل کرتا تھا کہ اگر کوئی شخص ایک مجلس میں تین طلاق دے دے، تو وہ ایک ہی شمار ہوگی، اور لوگوں کا تانتا اُس کے پاس بندھا ہوا تھا، لوگ آتے تھے اور یہ حدیث اس سے بغور سنتے تھے۔ (اَعمش کہتے ہیں) میں بھی اُس کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حدیث سنی ہے؟ اُس نے مجھے بھی مذکورہ بالا حدیث سنادی، تو میں نے دریافت کیا کہ کہاں سنی؟ تو اُس نے کہاں کہ میں آپ کو اپنی کاپی دِکھاتا ہوں۔ چناں چہ وہ کاپی نکال کر لایا، کاپی میں نے دیکھی تو اس میں یہ لکھا تھا: میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے، تو وہ اُس سے بائنہ ہوجائے گی، اور دوسرے شوہر سے نکاح کئے بغیر اُس کے لئے حلال نہ ہوگی، اس پر میں نے سوال کیا کہ تعجب ہے، یہ روایت تو تمہاری زبانی روایت کے خلاف ہے، اُس نے کہا صحیح یہی (کاپی کی بات) ہے؛ لیکن لوگ مجھ سے وہی کہلوانا چاہتے ہیں۔ (بحوالہ: النجاۃ الکاملۃ ۱/۱۱-۱۲)

اِس واقعہ سے صاف معلوم ہوگیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا موقف بھی اِس مسئلہ میں جمہورِ اُمت کے موافق تھا، اور اُن کی طرف اختلاف کی نسبت صحیح نہیں ہے۔

قابلِ ذکر شہادت

اَخیر میں ہم اِس بحث سے متعلق مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی کی منصفانہ شہادت نقل کرتے ہیں، جس سے مسئلہ کی حقیقت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ ملاحظہ کریں:

''یہ (تین طلاق کو ایک ماننے کا) مسلک صحابہ، تابعین وتبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین ومتقدمین کا نہیں ہے، یہ مسلک سات سو سال بعد کے محدثین کا ہے، جو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ کے پابند اور اُن کے معتقد ہیں۔ یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی کے آخر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا، تو اس وقت کے علماء نے اُن کی سخت مخالفت کی تھی۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب نے ''اتحاف النبلاء'' میں جہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے تفردات لکھے ہیں۔ اِس فہرست میں طلاقِ ثلاث کا مسئلہ بھی لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا، تو بہت شور ہوا۔ شیخ الاسلام اور اُن کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے، اُن کو اونٹ پر سوار کرکے درّے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی، قید کئے گئے؛ اِس لئے کہ اُس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی۔ (اتحاف ۳۱۸، بحوالہ عمدۃ الاثاث ۱۰۳)

سعودی عرب کے اَکابر علماء کا فیصلہ

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ سعودی عرب کی اعلیٰ ترین فقہی مجلس ''ہیئۃ کبار العلماء'' نے ۱۳۹۳ھ میں پوری بحث وتمحیص کے بعد بالاتفاق یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک وقت میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔ یہ پوری بحث اور مفصل تجویز ''مجلۃ البحوث الاسلامیہ'' ۱۳۹۷ھ میں ۱۵۰ صفحات میں شائع ہوئی ہے، جو اس موضوع پر ایک وقیع علمی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس فیصلہ میں سعودی عرب کے جو اکابر علماء شریک رہے، اُن کے اسماء گرامی ذیل میں درج ہیں: (۱) شیخ عبدالعزیز بن بازؒ (۲) شیخ عبداللہ بن حمیدؒ (۳) شیخ محمد امین الشنقیطی (۴) شیخ سلیمان بن عبید (۵) شیخ عبداللہ خیاط (۶) شیخ محمد حرکان (۷) شیخ ابراہیم بن محمد آل الشیخ (۸) شیخ عبدالرزاق عفیفی (۹) شیخ عبدالعزیز بن صالح (۱۰) شیخ صالح بن غصون (۱۱) شیخ محمد بن جبیر (۱۲) شیخ عبدالمجید حسن (۱۳) شیخ راشد بن حنین (۱۴) شیخ صالح بن لحیدان (۱۵) شیخ محضار عقیل (۱۶) شیخ عبداللہ ابن غدیان (۱۷) شیخ عبداللہ ابن منیع۔ (یہ تفصیل رسالہ احسن الفتاویٰ ۵/۴۲۳-۴۷۲ میں شائع شدہ ہے)

تعجب ہے کہ غیر مقلد حضرات جو ہر معاملہ میں حرمین کے علماء کا حوالہ دیتے ہیں، اِس مسئلہ میں علماء سعودی عرب کی رائے اور موقف کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں، حالاں کہ علامہ ابن تیمیہؒ سے

حد درجہ متأثر ہونے کے باوجود علماء سعودی عرب کا اِس مسئلہ میں ابن تیمیہؒ کے موقف سے عدول کرنا خود اِس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ابن تیمیہؒ کے مسلک میں کوئی قوت نہیں ہے، ورنہ سعودی علماء اس سے ہرگز صرف نظر نہ کرتے۔

فائدہ کیا ہے؟

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے، وہ یہ کہ تین طلاق کو ایک قرار دینے کے نظریہ کو اہم اصلاحی عمل کی حیثیت سے متعارف کرایا جاتا ہے، جب کہ یہ نری خام خیالی ہے، غور کیا جائے تو یہ نظریہ عورتوں کے ساتھ ناانصافی کا سبب ہے کیوں کہ:

الف:- اِس کا سارا فائدہ اُس مرد کو پہنچتا ہے جو انجام کا لحاظ کئے بغیر تین طلاقیں دے دے اور بعد میں پشیمان ہو۔

ب:- یہ نظریہ عورت کو مجبور کرتا ہے کہ وہ پھر اُسی ناقدرے کے ساتھ کڑوی زندگی گذارے۔

ج:- اِس نظریہ کی وجہ سے مرد طلاق دینے پر جری ہوجاتے ہیں۔

د:- جو عورتیں شوہر کی زیادتیوں سے تنگ رہتی ہیں، اُن کی گلوخلاصی مشکل تر ہوجاتی ہے۔

ہ:- تین طلاق کے بعد رجعت کرنے والا شخص جمہور کے نزدیک گنہگار قرار پاتا ہے۔

و:- اجماعِ اُمت کو چھوڑنے کے رجحان سے غیروں اور دُشمنوں کو دیگر دینی مسائل میں دخل اندازی کا موقع مہیا ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اِس کے برخلاف تین طلاق کو تین ماننے سے مذکورہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی، زیادہ سے زیادہ دو باتیں کہی جاسکتی ہیں:

اول یہ کہ مطلقہ عورت کی کفالت کا نظم کیسے ہوگا؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ مشکل صرف تین کو تین ماننے کے ساتھ ہی خاص نہیں؛ بلکہ تین کو ایک ماننے کی صورت میں بھی پیش آسکتی ہے جب کہ رجعت نہ ہو، یا تین طہروں میں الگ الگ طلاق ہو۔ اصل میں یہ ایک معاشرتی مسئلہ ہے، اِس کا حل صرف یہ ہے کہ عورت کا دوسرا نکاح ہو یا اہل خاندان اُس کی کفالت کریں۔

دوسری مشکل یہ بتائی جاتی ہے کہ تین کو تین ماننے سے حلالہ کا حکم دینا لازم آتا ہے (جو بقول معترض بڑی بے شرمی کی بات ہے) تو یہ اعتراض حلالہ کی شرعی کیفیت اور صورت سے ناواقیت پر مبنی ہے۔ شریعتِ اسلامی میں حلالہ کوئی منصوبہ بند عمل نہیں؛ بلکہ منصوبہ کے ساتھ حلالہ کرنے اور کرانے والے پر لعنت وارد ہوتی ہے۔

عن الحارث وعن عليٍّ قالا: إنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الله المُحَلِّلَ والمُحَلَّل لهُ. (سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب ما جاء في المحلّ والمحلل له ۲۱۳/۱)

فإذا طلقها ثلاثًا كانت البينونة كبرىٰ ولم يحل له العود إليها حتى تنقضي عدتها، وتتزوج من غيره ويدخل بها، ثم تبين منه بينونة أو فرقة، وتنقضي عدتها، فإن حصل ذٰلك حل له العود إليها بعقد جديد. (الموسوعة الفقهية، كتاب الطلاق / ثانيًا الرجعي والبائن ۲۹/۲۹ الكويت)

اور حلالہ کا مطلب صرف یہ ہے کہ مطلقہ اُس وقت تک دوبارہ طلاق دینے والے کے نکاح میں نہ آئے جب تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے، پھر (اتفاقاً) اس سے جدائی ہوجائے، یہ حکم تین طلاق دینے والے کے لئے بڑی اہم نفسیاتی سزا ہے۔ حلالہ عورت کے لئے باعثِ عیب نہیں؛ کیوں کہ وہ اُس کا دوسرا شرعی نکاح ہے، اور بہت ممکن ہے کہ اُس کا دوسرا رفیق حیات پہلے سے اچھا ہو؛ البتہ باغیرت مرد کے لئے یہ شرم کی بات ہے کہ اُس کی بیوی دوسرے کے نکاح میں جائے، جو شخص اِس حکم کو ذہن میں رکھے گا، وہ کبھی بھی تین طلاق کی جرأت نہ کرے گا۔

تاہم اِس وقت مسلم معاشرہ میں اِس بات کو رواج دینے کی ضرورت ہے کہ اَولاً تو طلاق کی نوبت ہی نہ آئے، اور اگر طلاق دینا ناگزیر ہو، تو بیک وقت تین طلاقیں ہرگز نہ دی جائیں؛ بلکہ صحیح طریقہ کے مطابق ایک طہر میں ایک ہی طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے؛ تاکہ بعد میں تلافی کا راستہ باقی رہے۔

اِس تمہیدی گفتگو کے بعد تین طلاق سے متعلق بعض اہم مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

طلاقِ مغلظہ کی تعریف اور اس کا حکم

اگر بیوی کو بیک وقت یا الگ الگ وقتوں میں تین طلاقیں دی جائیں، تو اُسے ''طلاقِ مغلظہ'' کہا جاتا ہے۔ اور اِس کا حکم یہ ہے کہ اِس کی وجہ سے بیوی بالکلیہ نکاح سے نکل جاتی ہے، اور حلالہ شرعیہ کے بغیر زوجین میں ازدواجی تعلق کسی طرح حلال نہیں رہتا۔

فالطلاق البائن نوعان: أحدهما: الطلقات الثلاثة. والثاني: الطلقة الواحدة البائنة، والثنتان البائنتان. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الطلاق البائن ۲۹۵/۳ زكريا، ۱۸۷/۳ كراچی)

لأن البينونة نوعان: غليظة وخفيفة ...... فالغليظة ما لا تحل له إلا بنكاح جديدٍ بعد التزوج بزوج اٰخر. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في النوع الثاني الخ ١٧٣/٣ زكريا، ١٠٨/٣ كراچى)

وإن كان الطلاق ثلاثًا في الحرة وثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا ويدخل بها، ثم يطلقها أويموت عنها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ٤٧٣/١ زكريا، البحر الرائق ٤٧٢/١ كوئٹه، مجمع الأنهر ٨٧/٢-٨٨ دار الكتب العلمية بيروت)

ایک مجلس میں تین طلاق

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تاکید کی نیت کے بغیر تین طلاق دے دیں، تو بلاشبہ تین طلاق واقع ہوجائیں گی، خواہ تینوں طلاق ایک ساتھ ایک جملہ میں دی ہوں یا الگ الگ تین جملوں میں، اور اِس کے خلاف کسی عالم یامفتی کا فتویٰ قابلِ عمل نہیں ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ...... فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْد حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٢٩-٢٣٠]

عن سهل بن سعد في هٰذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقاتٍ عند رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأنفذه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب اللعان ٣٠٦/١)

أخبر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن رجل طلّق امرأته ثلاث تطليقاتٍ جميعًا، فقام غضبانًا، ثم قال: أيلعب بكتاب اللّٰه وأنا بين أظهركم.

(سنن النسائي، كتاب الطلاق / الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ ٨٢/٢ مكتبه سعد ديوبند)

وقال حسن: لولا أني سمعت أبي يحدث عن جدي عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: من طلّق امرأته ثلاثًا لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره

لراجعتها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٤٤٤/٧ رقم: ١٤٤٩٢ دار الحديث القاهرة، سنن الدار قطني ٢٠/٤ رقم: ٣٩٢٧ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

مذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم – ذكر أسماء هم – على أن من طلق امرأته ثلاثًا وقعن، ولكنه يأثم. (عمدة القاري ٢٣٣/٢٠ بيروت)

من قال: لا يقع الطلاق إذا أوقعها مجموعة للنهي عنه، هو قول الشيعة وبعض أهل الظاهر. (بذل المجهود، كتاب الطلاق / باب في فسخ المراجعة الخ ١٥٥/٨ رقم: ٢١٨٧)

وأما جواب حديث ركانة: أنه مذهب شاذ فلا يعمل به. (فتح الباري ٣٦٣/٩ رقم: ٥٢٦١ دار الكتب العلمية بيروت)

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلىٰ أنه يقع ثلاث. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ٤٥١/٣ زكريا)

إذا قال لامرأته: أنت طالق، وطالق، وطالق، ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثًا. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٥/١ قديم زكريا، ٤٢٣/١ جديد زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ٥٠٩/٤–٥١٢ زكريا، ٢٨٤/٣–٢٨٦ كراچى)

فالكتاب والسنة وإجماع الأمة توجب إيقاع الثلاث معًا، وإن كانت مبهمة. (أحكام القرآن / ذكر الحجاج لإيقاع الطلاق الثلاث معًا ٤٦٩/١ زكريا، ٣٨٨/١ قديم)

غصہ میں تین طلاق

غصہ میں دی جانے والی تین طلاقیں بھی نافذ اور واقع ہو جاتی ہیں۔

ويقع طلاق من غضب خلافًا لإبن القيم، وهٰذا هو الموافق عندنا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ٤٥٢/٤ زكريا، ٢٤٤/٣ كراچى، الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٥٣/١ قديم زكريا)

وفي الذخيرة: إذا قال لها في حالة الغضب أي ''ہزارطلاق برو'' يقع ثلاث تطليقاتٍ. (الفتاویٰ التاتارخانية، ٤/٤٠٣-٤٠٤ رقم: ٦٥٣٢ زكريا)

لفظ طلاق بار بار کہنے سے تاکید کی نیت کرنا

اگر کسی شخص نے بیوی کے سامنے تین بار طلاق کا لفظ دہرایا اور پہلی مرتبہ سے طلاق مراد لے کر دوسری اور تیسری مرتبہ دہرانے سے تاکید کی نیت کی، تو اُس کی نیت کا دیانۃً اعتبار کیا جائے گا؛ لیکن اگر معاملہ شرعی عدالت تک پہنچ گیا تو نیت پر نہیں؛ بلکہ الفاظ پر فیصلہ ہوگا۔

كرّر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التاكيد دين أي وقع الكل قضاءً، وكذا إذا أطلق أي بأن لم ينو استينافًا ولا تاكيدًا؛ لأن الأصل عدم التاكيد. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ٤/٥٢١ زكريا، ٣/٢٩٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية ١/٣٥٦، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٤٢٧ رقم: ٦٥٩٠ زكريا)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق، وإن عنى بالثاني الأول لم يصدق في القضاء. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ١/٣٥٦ زكريا، ١/٤٢٣ جديد، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٤٢٧ رقم: ٦٥٩٠ زكريا)

ایک لفظ سے تین طلاق دینا

ایک لفظ سے تین طلاق دینے سے تینوں واقع ہوجاتی ہیں، مثلاً یوں کہے کہ: ''تجھے تین طلاق''، لیکن یہ طریقہ سنت کے خلاف اور بدعت ہے، اِس لئے اِس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔

قال لزوجته غير المدخول بها أنت طالق ثلاثًا وقعن. (الدر المختار)

ونص محمدؒ: وإذا طلق الرجل امرأته ثلاثًا جميعًا، فقد خالف السنة وأثم وإن دخل بها أو لم يدخل سواء. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ٤/٥٠٩-٥١١ زكريا، ٣/٢٨٤-٢٨٥ كراچی، البحر الرائق ٣/٥٠٧ زكريا، تبيين الحقائق ٣/٧١ دار الكتب العلمية بيروت)

في طلاق غير المدخول بها (طلق غير المدخول بها) بأن قال: أنت طالق ثلاثًا وقعن. (مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٣١/٢)

قال رحمه اللّٰه: طلق غير الموطوءة ثلاثًا وقعن. (تبيين الحقائق، كتاب الطلاق / فصل في الطلاق قبل الدخول ٧١/٣، البحر الرائق ٥٠٧/٣)

بیوی سے کہا: ''ایک، دو، تین''

ایک، دو، تین کا لفظ اصالۃً طلاق کے لئے نہیں؛ بلکہ گنتی کے لئے موضوع ہے، جس سے طلاق کی گنتی بھی مراد لی جاسکتی ہے اور غیر طلاق کی بھی، پس اگر شوہر نے ایک دو تین سے ایک دو تین طلاق مراد لی ہے، یا طلاق کی گفتگو کے دوران یہ الفاظ ادا کئے ہیں، تو بیوی پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوجائے گی۔ اور اگر اس سے طلاق مراد لینے کا کوئی قرینہ نہیں ہے، اور شوہر اس سے طلاق مراد لینے کا انکار کرتا ہے، تو اس کی بات معتبر ہوگی اور طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۲۶۳ ڈابھیل)

لو قال لامرأته: أنت مني بثلاثٍ، قال ابن الفضيل: إذا نوى يقع، ولو قال: أنت مني ثلاثًا، طلقت إن نوى، أو كان في مذاكرة الطلاق، قوله: بثلاث، دل علىٰ عدد مقدر نواه المتكلم. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب في قول الإمام: إيماني كإيمان جبرئيل ٤٩٧/٤ زكريا، ٢٧٥/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية ٣٧٥/١، الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤١٨/٤ رقم: ٦٥٧٤ زكريا، ٢٧٥/٣ كراچی، منحة الخالق ٤٤١/٣)

إذا قال لها أنت مني ثلاثًا إن نوىٰ الطلاق طلقت، وإن قال: لم أنو الطلاق لا يصدق إذا كان الحال مذاكرة الطلاق. (منحة الخالق، كتاب الطلاق / باب الطلاق ٤٤١/٣ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤١٨/٤ رقم: ٦٥٧٥ زكريا)

كل لفظ لا يحتمل الطلاق لا يقع به الطلاق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٥/١-٣٧٦ قديم زكريا)

کہا: ''تجھے مجھ سے تین ہیں''

اگر کوئی شخص بیوی کو طلاق دینے کی نیت سے یا مذاکرۂ طلاق کے دوران یہ کہے کہ ''تجھے

مجھ سے تین ہیں''، تو بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

ولو قال لامرأته أنت مني ثلاثًا، إن نوی الطلاق طلقت. وإن قال: لم أنو الطلاق لم یصدق إن کان في حال مذاکرۃ الطلاق. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ۳۵۷/۱، منحة الخالق ٤٤١/٣ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق الفصل الرابع في إیقاع الطلاق بطریق الإضمار ٤١٨/٤ رقم: ٦٥٧٥ زکریا)

کہا:'' تجھے تین ہیں''

اگر کوئی شخص تین طلاق دینے کی نیت سے یا مذاکرۂ طلاق کے دوران بیوی سے کہے: '' تجھے تین ہیں''، تو بیوی پر تین طلاق پڑجائیں گی؛ لیکن اگر مذاکرۂ طلاق نہ ہو، اور شوہر یہ دعویٰ کرے کہ اِس لفظ سے میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی، تو اُس کا قول معتبر ہوگا۔

ولو قال: أنت بثلاث وقعت ثلاث إن نوی، ولو قال: لم أنو لا یصدق إذا کان في حال مذاکرۃ الطلاق، وإلا صدق. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إیقاع الطلاق ۳۵۷/۱، منحة الخالق ٤٤١/٣ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الرابع في إیقاع الطلاق بطریق الإضمار ٤١٨/٤ رقم: ٦٥٧٥ زکریا)

''ایک طلاق دی، ایک طلاق دی، ایک طلاق دی'' کا حکم؟

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے تین مرتبہ یہ جملہ کہے: ''میں نے تجھے ایک طلاق دی، ایک طلاق دی، ایک طلاق دی''، تو اگر شوہر یہ دعویٰ کرے کہ میں نے پہلے لفظ سے ہی طلاق دی ہے، اور دوسرا اور تیسرا لفظ بطورِ تاکید اور تفہیم کے ذکر کیا ہے، تو دیانۃً اُس کی نیت معتبر ہوگی، اور صرف ایک طلاق واقع ہوگی۔

رجل قال لامرأته: أنت طالق، أنت طالق، أنت طالق، فقال: عنیت بالأولیٰ الطلاق، وبالثانیة والثالثة إفهامها صدق دیانة. وفي القضاء طلقت ثلاثًا کذا في فتاویٰ قاضي خان. متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغیر حرف الواو

يتعدد الطلاق. وإن عنى بالثاني الأول، لم يصدق في القضاء. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني، الفصل الأول ۳۵۵/۱-۳۵٦ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في تكرار الطلاق وإيقاع العدد ٤۲۷/٤ رقم: ٦٥۹۰ زكريا)

کہا: ''تجھے طلاق ہے، اور طلاق ہے، اور طلاق ہے''

اگر کسی شخص نے اپنی مدخولہ بیوی سے کہا کہ ''تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے''، یا ''تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے''، تو قضاءً بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اَب بغیر حلالہ کے اُس سے نکاح جائز نہ ہوگا۔

وإذا قال لامرأته: أنت طالق وطالق وطالق ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولةً طلقت ثلاثًا، وإن كانت غير مدخولة طلقت واحدة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۵/۱ قديم زكريا)

حتى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳٥٦/۱ قديم زكريا)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التاكيد دين. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الطلاق غير المدخول بها ٥۲۱/٤ زكريا، ۲۹۳/۳ كراچی، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳٥٦/۱ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في تكرار الطلاق وإيقاع العدد ٤۲۷/٤ رقم: ٦٥۹۰ زكريا)

''طلاق دے دی، دے دی، دے دی'' کا کیا حکم ہے؟

اگر مذاکرۂ طلاق کے دوران بیوی سے کہا کہ ''طلاق دے دی، دے دی، دے دی''، تو اگر تاکید کی نیت ہوتو صرف ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر نئی طلاق دینے کی نیت ہو یا بلا نیت یہ الفاظ ادا کئے ہوں، تو تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۵۸/۱۲ ڈابھیل، امداد الفتاویٰ ۴۳۰/۲ زکریا)

ولو قالت: مرا طلاق کن، مرا طلاق کن، مرا طلاق کن، فقال: کردم، کردم، کردم، تطلق ثلاثًا، وهو الأصح. (الفتاوىٰ الهندية، كتابالطلاق / الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية ١/٣٨٣-٤٨٤ قديم زكريا، ١/٤٥١ جديد زكريا)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثًا لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره. (سنن الدار قطني / كتاب الطلاق ٤/٢١ رقم: ٣٩٣٢ بيروت)

کہا: ''تجھے طلاق ہے، پھر طلاق ہے، پھر طلاق ہے''

اگر کوئی شخص اپنی مدخولہ بیوی کو طلاق دیتے وقت اِس طرح کہے کہ: ''تجھے طلاق ہے، پھر طلاق ہے، پھر طلاق ہے''، تو اس کی مدخولہ بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اور بیوی حرمتِ مغلظہ کے طور پر شوہر پر حرام ہوجائے گی۔

وكذا إذا قال: أنت طالق، ثم طالق، ثم طالق...... إن كانت مدخولة طلقت ثلاثًا، وإن كانت غير مدخولة طلقت واحدة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ١/٣٥٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في فيما يرجع إلىٰ صريح الطلاق ٤/٤٢٩ رقم: ٦٥٩٥ زكريا)

''ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق'' کا حکم

اگر کوئی شخص مذاکرۂ طلاق کے دوران یا غصہ میں اپنی بیوی سے کہے کہ ''ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق''، تو اُس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی، بغیر حلالہ کے نکاح کرنا جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۹۱)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل (الدر المختار) بأن قال للمدخولة: أنت طالق، أنت طالق، أو قد طلقتك، قد طلقتك، أو أنت طالق قد طلقتك، أو أنت

طالق، وأنت طالق ...... وإن نوى التاكيد دين، أي وقع الكل قضاءً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ٥٢١/٤ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني، الفصل الأول ٣٥٥/١ زكريا)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو ...... يتعدد الطلاق، وإن عنى بالثاني الأول، لم يصدق في القضاء. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / تكرار الطلاق وإيقاع العدد ٤٢٧/٤ رقم: ٦٥٩٠ زكريا)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثًا لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره. (سنن الدار قطني / كتاب الطلاق ٢١/٤ رقم: ٣٩٣٢ بيروت)

ایک طلاق دے کر بار بار لوگوں سے اسے نقل کرنا

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو صرف ایک بار طلاق دی، پھر بعد میں متعدد لوگوں کے دریافت کرنے پر اُسے دوہراتا رہے، اور اُس کا مقصد اُسی سابقہ ایک طلاق کی خبر دینا تھا، تو اُس کی بیوی پر صرف ایک طلاق واقع ہوگی، دوسروں کو خبر دینے سے مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۳۹/۹)

وإذا قال: أنت طالق، ثم قيل له: ما قلت؟ فقال: قد طلقتها، أو قلت: هي طالق فهي طالق واحدة؛ لأنه جواب. (شامي / طلاق غير المدخول بها ٥٢١/٤ زكريا)

يقع بها أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح ...... واحدةً رجعيةً.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٥٨/٤ زكريا)

''تجھ پر طلاقِ مغلظہ ہے'' کا حکم

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''تجھ پر طلاقِ مغلظہ ہے'' تو اُس کی بیوی پر تین

طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اور وہ شوہر پر حرام ہوجائے گی، اَب بغیر حلالہ کے اس سے دوبارہ نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹؍۳۴۴)

فإن نوى ثلاثًا فثلاث؛ لأنه فرد حكمي. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٦٣/٤ زكريا، ٢٥٢/٣ كراچى)

وقد علّلوا صحة نية الثلاث في جميع ما مر، بأنه وصف الطلاق بالبينونة، وهي نوعان: خفيفة وغليظة، فإذا نوى الثانية صح، فيقال إن تاء الوحدة لا تنافي إرادة البينونة الغليظة، وهي ما لا تحل له المرأة معها إلا بزوج أخر. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٥٠٠/٤ زكريا، سكب الأنهر، كتاب الطلاق / فصل في طلاق غير المدخول بها ٣١/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

فإن نوىٰ به الثلاث كان ثلاثًا؛ لأن البينونة نوعان: مغلظة: وهي الثلاث، ومخففة: وهي الواحدة، فإيهما نوىٰ وقعت لاحتمال اللفظ. (الفقه الإسلامي وأدلته / انحلال الزوج وآثاره ٤١٦/٧، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب الكنايات في الطلاق ٥٢١/٣-٥٢٢ زكريا)

حالتِ حیض میں تین طلاق دینا

حالتِ حیض میں طلاق دینا ناپسندیدہ اور بدعت ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص اِس حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدے، تو طلاق واقع ہوجائے گی، حتی کہ اگر حیض کی حالت میں کسی نے تین طلاق دے دی، تو بیوی نکاح سے بالکلیہ نکل کر شوہر پر حرام ہوجائے گی، اور حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا۔

والبدعي من حيث الوقت أن يطلق المدخول بها، وهي من ذوات الأقراء في حالة الحيض أو في طهر جامعها فيه وكان الطلاق واقعًا. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول ٣٤٩/١ قديم زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته في حالة الحيض وقع الطلاق. (الهداية، كتاب الطلاق /

باب طلاق السنة ۳۵۷/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وإن كان الطلاق ثلاثًا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس ۴۷۳/۱ قديم زكريا)

کہا: ''تجھے طلاق ہے'' کسی نے پوچھا کتنی؟ کہا: ''تین''

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''تجھے طلاق ہے''، بعد میں کسی نے پوچھا کہ ''کتنی''؟ شوہر نے کہا: ''تین''۔ تو تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

ولو قال: أنت طالق، فقيل له بعد ما سكت: كم؟ قال: ثلاثًا، يقع الثلاث، كذا في الخلاصة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۹/۱ زكريا، خلاصة الفتاوىٰ / كتاب الطلاق ۸۶/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ایک سے زائد بیویوں سے کہا کہ ''تم سب کو تین طلاق''

اگر کسی شخص کے ایک سے زائد بیویاں ہوں اور وہ اُن کو مخاطب کر کے کہے کہ: ''تم سب کو تین طلاق''، تو ہر ایک پر تین تین طلاقیں پڑ جائیں گی، اَب اُن میں کسی سے بھی بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا۔

ولو قال لثلاث نسوة: له أنتن طوالق ثلاثًا أو طلقتكن ثلاثًا يقع علىٰ كل واحدةٍ ثلاث. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني ۳۶۱/۱ قديم زكريا)

قال لثلاث نسوة: أنت طالق، وهٰذه وهٰذه ثلاثًا، فلكل واحدة ثلاث.

(الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / إيقاع الطلاق بعدد ماله ۴۴۱/۴ رقم: ۶۶۲۳ زكريا)

بیوی کا نام لئے بغیر ''طلاق طلاق طلاق'' کہنا

طلاق دینے کے لئے بیوی کا نام لینا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ لفظ بول کر بیوی کی محض نیت

کر لینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص بیوی کا نام لئے بغیر کہے: ''طلاق، طلاق، طلاق''، اور پوچھنے پر بتائے کہ بیوی کو طلاق دینا مراد تھا، یا بیوی سے گفتگو کے دوران یہ الفاظ استعمال کرے، تو اُس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

ولا يلزم كون الإضافة صريحةً في كلام لما في البحر: لو قال: طالق، فقيل له: من عنيت؟ فقال: امرأتي، طلقت امرأته ...... لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها، لا بطلاق غيرها. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب (سن بوش) يقع به الرجعي ۲۴۸/۳ كراچی، البحر الرائق / كتاب الطلاق ۴۴۲/۳ زكريا)

خلوت سے قبل تین طلاق

اگر رخصتی سے قبل بیوی سے یکبارگی کہا کہ ''تجھے تین طلاق''، تو اس پر تین طلاق واقع ہوجائیں گی، اور اگر الگ الگ الفاظ استعمال کئے، مثلاً کہا کہ ''تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے''، تو اُس غیر مدخولہ بیوی پر صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگی، اور وہ فوراً (بلا عدت) نکاح سے باہر ہوجائے گی اور اُس پر دوسری اور تیسری طلاق واقع نہ ہوگی۔ (کیوں کہ عدت باقی نہیں رہی)

إذا طلق الرجل امرأته ثلاثًا قبل الدخول بها وقعن، فإن فرق الطلاق بانت بالأولى ولم تقع الثانية والثالثة، وذلك مثل أن يقول: أنت طالق، طالق، طالق. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في الطلاق قبل الدخول ۳۷۳/۱ قديم زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۲۸۴/۳ كراچی)

طلّق غير الموطوءة ثلاثًا وقعن، وإن فرق بانت بواحدةٍ. (تبيين الحقائق / فصل في الطلاق قبل الدخول ۷۱/۲ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ۴۲۸/۴-۴۲۹ رقم: ۶۵۹۵ زكريا، البحر الرائق ۵۰۷/۳)

طلق غير المدخول بها ثلاثًا وقعن، وإن فرق بانت بواحدة. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الطلاق قبل الدخول ۵۰۷/۳ زكريا)

طلاقِ بائن دے کر دورانِ عدت تین صریح طلاق دینا

اگر کسی نے اپنی مدخولہ بیوی کو طلاقِ بائن دی، پھر دورانِ عدت اُس کو مزید تین طلاقیں دے دیں، تو طلاقِ بائن کے ساتھ دو طلاقِ صریح مل کر بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۹۳)

الصريح يلحق الصريح، ويلحق البائن بشرط العدة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات، مطلب الصريح يلحق الصريح ٤/٥٤٠ زكريا، ٣/٣٠٦ كراچی)

وفي الشامية: فإذا أبان امرأته ثم طلقها ثلاثًا في العدة وقع. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات، مطلب: الصريح يلحق الصريح ٤/٥٤١ زكريا، ٣/٣٠٧ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب الكنايات في الطلاق ٣/٥٣١ زكريا)

والصريح يلحق البائن ...... قال للمبانة: أنت طالق بائن يقع أخرىٰ. (الفتاوىٰ البزازية / كتاب الطلاق ١/١١٣ جديد زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / إيقاع الطلاق على المبانة ٤/٥٢٣ رقم: ٦٨٢٢ زكريا)

''تو مجھ پر حرام ہے، تجھے تین طلاق'' کا حکم

''تو مجھ پر حرام ہے'' یہ ایک کنائی لفظ ہے، جو عرف میں طلاقِ بائن کے لئے مستعمل ہے، اور ''تجھے تین طلاق ہے'' یہ طلاق کے لئے صریح لفظ ہے، اور قاعدہ ہے کہ عدت کے اندر اندر صریح الفاظ سے دی گئی طلاق، طلاقِ بائن کے ساتھ ملحق ہوجاتی ہے۔

بریں بنا اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا ''تو مجھ پر حرام ہے میں نے تجھے تین طلاق دی''، تو بیوی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوجائیں گی، اور بیوی شوہر پر حرام ہوجائے گی، اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۳۲۱)

والصريح يلحق الصريح والبائن ......، وكذا لو قال لها: أنت بائن أو خالعها علىٰ مال، ثم قال لها: أنت طالق أو هٰذه طالق كما في البزازية، يقع

عنـدنـا لحديث الخدري مسندا المختلعة يلحقها صريح الطلاق ما دامت في العدة. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب الكنايات في الطلاق ٥٣١/٣ زكريا، شامي / باب الكنايات ٥٤٠/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٥٢٣/٤ رقم: ٦٨٢٢ زكريا)

تین سے زائد طلاق دینا

آزادعورت صرف تین ہی طلاق کامحل ہوتی ہے، اِس سے زیادہ کانہیں؛ لہٰذا تین سے زیادہ طلاق دینے پر بیوی پر تین ہی طلاق واقع ہوں گی، اورزائد طلاقیں لغواور بیکار ہوجائیں گی۔

عن داؤد بن عبادة بـن الصامت رضي اللّٰه عنه قال: طلّق جدي امرأة له ألف تـطـليـقة فـانطلق أبي إلىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فذكر ذٰلك له، فـقـال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: أما أتقى اللّٰه جدك؟ أما ثلاث فله، وأما تسع مـائة وسبـعة وتسعون فعدوان وظلم، إن شاء اللّٰه تعالىٰ عذبه وإن شاء غفر له. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق / باب المطلق ثلاثًا ٣٩٣/٦ رقم: ١١٣٣٩ المجلس العلمي بيروت)

رجـل قـال لامرأته: ''ہزار طلاق تو یکی کردم'' **قـالـوا: يـقـع الثلاث، كأنه قال: طلقتك ثلاثًا بدفعةٍ واحدةٍ.** (فتاوىٰ قاضي خان، كتاب الطلاق / الفصل الأول في صريح الطلاق ومـا يـقـع بـه واحـدة أو أكثر ٤٥٤/١ قديم زكريا، الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٨٠/١ قديم زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٤٠٣/٤ رقم: ٦٥٣٢ زكريا، ٢٧٥/٣ كراچی)

غیر مقلد شوہر نے حنفی بیوی کو تین طلاق دے دی، تو کیا حکم ہے؟

ائمۂ اَربعہ (حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) اور جمہور علماء وفقہاء ومحدثین کے مسلک کے مطابق تین طلاق سے بیوی مغلظہ بائنہ ہوکر شوہر پر حرام ہوجاتی ہے، اورشوہر کے غیر مقلد ہونے سے مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا؛ لہٰذا اگر غیر مقلد شوہر نے حنفی المذہب بیوی کو تین طلاق دے دیں، تو بغیر حلالہ کے دوبارہ اُس سے

نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا، بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مسلک کے مطابق عمل کرے اور شوہر کو اپنے اوپر ہرگز قدرت نہ دے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۹/۳۴۰)

قال لزوجته غير المدخول بها: أنت طالق ثلاثًا وقعن، لما تقرر أنه متى ذكر العدد كان الوقوع به، وإن فرق بانت بالأولىٰ ولم تقع الثانية، بخلاف الموطوءة حيث يقع الكل. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الطلاق غير المدخول بها ٤/٥٠٩-٥٢١ زكريا)

وقد اختلف العلماء في من قال لامرأته: أنت طالق ثلاثًا، فقال الشافعي ومالك وأبو حنيفة وأحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف: يقع الثلاث. (شرح النووي علىٰ صحيح مسلم ١/٤٧٨)

والبدعي ثلاث متفرقة، وفي الشامي: وكذا بكلمة واحدة بالأولىٰ ......، وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلىٰ أنه يقع ثلاثٌ. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب: طلاق الدور ٤/٤٣٤ زكريا)

❍❖❍

حلالہ کے متعلق مسائل

قرآنِ کریم میں حلالہ کا حکم

اِسلام میں اِنسانی فطرت اور جذباتیت کا خیال رکھتے ہوئے طلاق کے معاملہ میں تدریج اور تخفیف کا لحاظ رکھا گیا ہے، چناں چہ پہلی اور دوسری رجعی طلاق کے بعد رجوع کرنے کی گنجائش ہے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ. (البقرۃ: ۲۲۹)

طلاقِ رجعی دو بار تک ہے، اس کے بعد دستور کے موافق بیوی کو رکھ لینا (رجوع کرلینا) ہے، یا مناسب انداز میں چھوڑ دینا ہے۔

لیکن اگر کوئی آدمی اِس تخفیف سے فائدہ نہ اٹھائے اور بیک وقت یا الگ الگ اَوقات میں اپنی منکوحہ بیوی کو تیسری طلاق بھی دیدے، تو اب حکم یہ ہے کہ اُن دونوں کے درمیان اُس وقت تک اِزدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا، جب تک کہ مطلقہ بیوی عدت کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے اور اس سے طلاق یا تفریق واقع ہونے کے بعد اس کی عدت نہ گذر جائے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. (البقرۃ: ۲۳۰)

پھر اگر اُس عورت کو (تیسری) طلاق دے دی، تو وہ اُس کے لئے اَب حلال نہیں؛ تا آں کہ اُس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے، پھر اگر وہ (دوسرا شوہر) طلاق دیدے، تو اُن دونوں (پہلے شوہر اور مطلقہ بیوی) پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ باہم مل جائیں، اگر اللہ کے حکم کو قائم رکھنے کا خیال کریں، اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، جن کو وہ جانکار لوگوں کو بیان کرتا ہے۔

اِس آیت سے صاف معلوم ہوگیا کہ حلالہ شرعیہ کے بغیر مطلقہ ثلاثہ کو نکاح میں لانے کی کوئی صورت شریعت میں جائز نہیں ہے۔

حلالہ میں ہم بستری کی قید حدیثِ مشہور سے ثابت ہے

جمہور علماء اور فقہاء اِس بات پر متفق ہیں کہ حلالہ کی صحت کے لئے دوسرے شوہر کا اُس عورت سے ہم بستری کرنا شرط ہے، اور اُن کی دلیل وہ مشہور حدیث ہے، جسے ''حدیثِ عسیلہ'' کہا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھی، اُن کی اہلیہ نے عدت گذارنے کے بعد ایک دوسرے شخص سے نکاح کیا، مگر بیوی کے بقول اُن میں جماع کی صلاحیت نہ تھی، تو اُنہوں نے یہ چاہا کہ دوسرے شوہر اُنہیں طلاق دے دیں، اور وہ دوبارہ پہلے شوہر حضرتِ رفاعہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیں، جب یہ معاملہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی اہلیہ کو حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ:

لاَ، حَتّٰی تَذُوْقِي عُسَیْلَتَهٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَكِ. (صحیح مسلم، کتاب النکاح / باب لا تحل المطلقة ثلاثًا الخ ٤٦٣/١ النسخة الهندية)

نہیں! پہلے شوہر سے اُس وقت تک رجوع نہیں ہوسکتا، جب تک کہ تم اس دوسرے شوہر کا ذائقہ نہ چکھ لو، اور وہ تمہارا ذائقہ نہ چکھ لے۔ (جماع کی طرف اِشارہ ہے)

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لعلك تریدین أن ترجعي إلی رفاعة، لا حتی یذوق عسیلتك وتذوقي عسیلته. (صحیح البخاري، کتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۷۹۱/۲ رقم: ٥٠٦١ ف: ٥٢٦٠)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها إن رجلاً طلق أمرأته ثلاثًا فتزوجت، فطلق فسئل النبي صلی اللّٰه علیه وسلم أتحل للأول، قال: لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الأول. (صحیح البخاري، کتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۷۹۱/۲ رقم: ٥٠٦٢ ف: ٥٢٦١، سنن الترمذي، أبواب النکاح / باب ما جاء في من یطلق امرأته ثلاثًا الخ ٢١٣/١)

اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں، پھر عدت کے بعد اُس عورت نے دوسرے مرد سے شادی کی تھی؛ لیکن اس دوسرے مرد نے رخصتی سے پہلے طلاق دے دی، تو پہلے شوہر نے اُس عورت سے دوبارہ نکاح کا اِرادہ

کیا، تو جب اِس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح حلال نہیں ہے؛ تا آں کہ دوسرا شوہر اس بیوی سے لذت حاصل نہ کرے، جیسا کہ پہلے شوہر نے لذت حاصل کی ہے''۔ (مسلم شریف ۱/۴۶۳)

اِس طرح کی صحیح اور مشہور اَحادیث کی بنا پر جمہور علماء وفقہاء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ پہلے شوہر کے لئے مطلقہ ثلاثہ اُسی وقت حلال ہوسکتی ہے جب کہ دوسرے شوہر سے جماع کے بعد ہی طلاق یا تفریق کی نوبت آئی ہو، اور اِس بارے میں بعض تابعین کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور غالب یہی ہے کہ اُن حضرات تک یہ صریح حدیث نہ پہنچی ہوگی۔

حلالہ کی حکمت کیا ہے؟

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حلالہ کا حکم عورت کے لئے فضیحت کا سبب ہے، حالاں کہ غور کرنے سے پتہ چلے گا کہ حلالہ کا حکم دراصل شوہر اول کے لئے سزا ہے کہ اُس نے عورت کی ناقدری کی کہ اُسے تین طلاقیں دے دیں، اَب یہ اُس کے پاس اُس وقت تک نہیں لوٹ سکتی، جب تک کہ دوسرے مرد کا منہ نہ دیکھ لے، اِس میں عورت کے لئے کوئی سزا نہیں؛ کیوں کہ وہ تو پہلے بھی منکوحہ تھی اور اَب بھی منکوحہ ہے، اصل سزا شوہر کو ہے کہ اُس کی منکوحہ دوسرے کے پاس ہوکر آرہی ہے۔ علامہ فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

فلأن المقصود من توقيف حصول الحل على هذا الشرط زجر الزوج عن الطلاق؛ لأن الغالب أن الزوج يستنكر أن يفترش زوجته رجل آخر، ومعلوم أن الزجر إنما يحصل بتوقيف الحل على الدخول فأما مجرد العقد فليس فيه زيادة نفرة فلا يصح جعله مانعًا وزجرًا. (التفسير الكبير للإمام الرازي [البقرة: ۲۳۰] ۳/۱۱٤ دار الفكر بيروت، ٦/۹۱ المكتبة الأشرفية)

اور اس لئے کہ اس دوسرے شوہر سے نکاح پر شوہر اول کے لئے حلت کی شرط دراصل شوہر کو طلاق دینے سے روکنے کے مقصد سے لگائی گئی ہے؛ کیوں کہ غالب یہی ہے کہ شوہر اِس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اُس کی بیوی دوسرے مرد کی فراش بنے اور یہ بات عیاں ہے کہ یہ تنبیہ اُسی وقت مؤثر ہوگی جب کہ نکاح کے ساتھ ہم بستری کی شرط بھی لگائی جائے؛ کیوں کہ محض عقد نکاح میں کوئی زیادہ ناگواری نہیں پائی جاتی، پس اس کو اس عمل سے مانع اور موجب تنبیہ قرار دینا صحیح نہ ہوگا۔

حلالہ کے حکم کا مذاق اُڑانا جائز نہیں

درج بالا آیتِ قرآنی اور اَحادیثِ شریفہ سے یہ بات واضح ہوچکی کہ مطلقہ ثلاثہ کے لئے شوہر اول سے نکاح کے واسطے حلالہ کا حکم فقہاء کا خانہ ساز نہیں ہے؛ بلکہ یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اِس لئے اِس حکم شرعی پر طنز وتعریض یا استہزاء اور تضحیک کسی مسلمان کے لئے ہرگز درست نہیں ہے۔

اگر مطلقہ ثلاثہ دوسرا نکاح ہی نہ کرے، یا نکاح تو کرے؛ لیکن دوسرے شوہر ہی کے ساتھ رہنے لگے، یا دوسرا شوہر طلاق دیدے، پھر بھی شوہر اول اس کو اپنے نکاح میں نہ لے، اِن سب باتوں کا بے شک شریعت میں اختیار ہے؛ لیکن جو شرط شوہر اول سے دوبارہ از دواجی تعلق قائم کرنے کے لئے شریعت نے لگائی ہے، اس کو نظر انداز کرنا یا اس پر طعن وتشنیع کرنا کسی طرح روا نہیں۔

آج کل بہت سے پرجوش غیر مقلدین طلاق ثلاثہ کو زبردستی ایک ثابت کرنے کے زعم میں حلالہ کے حکم کا بے دریغ مذاق اُڑاتے ہیں، اور مختلف انداز سے فقہ میں موجود حلالہ کے مسائل کی تضحیک کرتے ہیں، یہ طریقہ انتہائی قابلِ مذمت ہے؛ اس لئے کہ جو حکم قرآن واَحادیث سے ثابت ہو، اُس پر کسی شخص کو چوں چرا کا حق حاصل نہیں ہے۔

ومن استخف بسنة أو حديث من أحاديثه عليه الصلاة والسلام أو رد حديثًا متواتر أو قال سمعناه كثيرًا بطريق الاستخفاف كفر. (مجمع الأنهر، كتاب السير والجهاد / باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع ٢/٥٠٦ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

لا يحل لمسلم رآه أن ينقله فضلا عن أن يعتبره؛ لأن في نقله إشاعته، وعند ذٰلك ينفتح باب للشيطان في تخفيف الأمر فيه ولا يخفى أن مثله مما لايسوغ الاجتهاد فيه لفوت شرطه من عدم مخالفة الكتاب والإجماع ...... والأمر فيه من ضروريات الدين لا يبعد أكفار مخالفه. (فتح القدير، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ٤/١٥٨ زكريا)

مشروط حلالہ قابلِ لعنت ہے

دوسری طرف یہاں یہ بھی پیش نظر رہنا چاہئے کہ اِسلام کی نظر میں باقاعدہ پلاننگ اور منصوبہ بندی کے ساتھ حلالہ کا عمل پسندیدہ نہیں ہے، اور ایسے عمل پر احادیث شریفہ میں فریقین پر لعنت کی گئی ہے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایت ہے

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرانے والے اور جس کے لئے حلالہ کرایا جارہا ہے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ترمذی شریف ۱/۲۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/۳۹۹)

اِس سے معلوم ہوا کہ صرف شوہر اول کے لئے عورت کو حلال کرانے کے مقصد سے نکاح کرنا عقد نکاح کی روح کے خلاف ہے؛ کیوں کہ یہ رشتہ وقتی طور پر قائم نہیں کیا جاتا؛ بلکہ اس میں پختگی اور پائیداری شریعت میں مطلوب ہے، اور حلالہ کی غرض سے مشروط نکاح میں یہ مطلوب حاصل نہیں ہوتا۔

اور قرآنی آیت میں جو حلالہ کا ذکر ہے، اس میں ایک مطلق اُصول بیان کیا گیا ہے کہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح کے بغیر یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی، اب اِس اُصول کی رو سے دوسرے شوہر کا نکاح مشروط ہو یا غیر مشروط اس سے شوہر اول کے لئے حلیت تو ثابت ہوجائے گی؛ لیکن نکاح کے دیگر تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مشروط حلالہ کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی، اِسی لئے مذکورہ حدیث میں مشروط طریقہ پر حلالہ کرنے اور کرانے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

فقال مالك: المحلل لا يقيم على نكاحه حتى يستقبل نكاحًا جديدًا؛ فإن أصابها فلها مهر مثلها، ولا تحلها إصابته لزوجها الأول ...... ولا يقر على نكاحه ويفسخ. (تفسير القرطبي [البقرة: ٢٣٠] ٢/الجزء الثالث ١٤٩ دار إحياء التراث العربي بيروت)

جاء عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه في هٰذا الباب تغليظ شديد، وهو قوله: لا أوتَي بمحلّلٍ ولا محلَّلٍ له إلا رجمتهما. وقال ابن عمرؓ: التحليل سِفاح لا يزالان زانيين ولو أقاما عشرين سنة. (تفسير القرطبي [البقرة: ٢٣٠] ٢/الجزء الثالث ١٥٢)

حلالہ کے بارے میں ایک ضروری تنبیہ

اگر غیر مشروط طریقہ پر دوسرے شوہر نے نکاح کیا، پھر وہ اپنی ذاتی مصالح دیکھ کر اُس عورت کو طلاق دینا چاہے، تو اُسے بھی طلاق کے من جملہ آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے، اور طلاق کا ایک اہم اَدب یہ ہے کہ ایسے پاکی کے زمانہ میں طلاق دی جائے جس میں بیوی سے ہم بستری نہ کی ہو۔ (سورۂ طلاق: ۱، بخاری شریف حدیث: ۴۹۰۸)

آج کل حلالہ کے معاملہ میں اِس حکم پر عمل کرنے میں سخت کوتاہی ہوتی ہے، اور عام طور پر دوسرا شوہر ہم بستری کے بعد اگلے ہی دن طلاق دے دیتا ہے، تو اِس طرح طلاق دینے سے گو کہ طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور وہ عورت عدت کے بعد شوہر اول کے لئے حلال بھی ہوجاتی ہے؛ لیکن جماع کے بعد اسی طہر میں طلاق دینے سے گناہ لازم آتا ہے، اس لئے فوری طور پر طلاق دینے کے بجائے انتظار

کرنا چاہئے، اور ناپاکی کے بعد جب اگلا پاکی کا زمانہ آئے، تو اُس میں جماع کے بغیر ایک طلاقِ بائن دے کر نکاح سے الگ کر دینا چاہئے؛ تاکہ کوئی کراہت لازم نہ آئے۔

إذا تزوج المرأة ليحلّها ثم بدا له أن يمسكها فلا يحل له أن يمسكها حتى يتزوجها بنكاح جديد. (تفسير القرطبي [البقرة: ۲۳۰] ۲/الجزء الثالث ۱٤۹ دار إحياء التراث العربي بيروت)

عن علي رضي الله عنه قال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب ما جاء في المحل والمحلل له ۲۱۳/۱)

أجمع أهل العلم على أن الحر إذا طلق زوجته ثلاثا ثم انقضت عدتها ونكحت زوجا آخر ودخل بها ثم فارقها وانقضت عدتها ثم نكحت زوجها الأول أنها تكون عنده على ثلاث تطليقات. (تفسير القرطبي [البقرة: ۲۳۰] ۲/الجزء الثالث ۱۵۲ دار إحياء التراث العربي بيروت)

اِس تمہید کے بعد حلالہ سے متعلق چند اہم مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

تین طلاق کے بعد توبہ یا معافی مانگنے سے حلالہ کا حکم ساقط نہیں ہوتا

بہت سے لوگ غصہ میں تین طلاق دے کر بعد میں بیوی سے معافی مانگتے ہیں اور توبہ واستغفار کرتے ہیں، یاد رکھیں کہ توبہ واستغفار سے گناہ تو معاف ہوسکتا ہے؛ لیکن مطلقہ ثلاثہ بغیر حلالہ کے شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔

وإن كان الطلاق ثلاثًا في الحرة ...... لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤۷۳/۱)

عن سماك قال سمعت عكرمة يقول: الطلاق مرتان فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان، قال: إذا طلّق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثا فلا تحل له حتى تنكح زوجًا غيره. (المصنف لابن أبي شيبة / ما قالوا في الطلاق مرتان ۱۹۷/۱۰ رقم: ۱۹۵٦٤، الهداية، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۳۹۹/۲، الفتاویٰ التاتارخانية ۱٤۷/۵ رقم: ۷۵۰۳ زكريا)

حلالہ کے مسئلہ میں صغیرہ وکبیرہ مدخولہ وغیر مدخولہ کا حکم یکساں ہے

تین طلاق سے بیوی حرمتِ مغلظہ کے طور پر شوہر پر حرام ہوجاتی ہے، اب بغیر حلالہ کے شوہر اول سے نکاح نہیں ہوسکتا، اور اس حکم میں سب عورتیں برابر ہیں، خواہ بالغہ ہوں یا نابالغہ، مدخولہ ہوں یا غیر مدخولہ، کسی بھی مطلقہ ثلاثہ کا شوہر اول سے بغیر حلالہ کے نکاح جائز نہیں۔
(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۴۷۸ ڈابھیل، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/ ۳۱۳)

لا ینکح مبانته بالبینونة الغلیظة، أطلقه فشمل ما إذا کان قبل الدخول أو بعده کما صرح به في الأصل، وشمل ما إذا طلقها أزواج، کل زوج ثلاثًا قبل الدخول، فتزوجت بآخر فدخل بها، تحل للکل، وأشار بالوطء إلی أن المرأة لا بد أن یوطأ مثلها. (البحر الرائق، کتاب الطلاق / فصل فیما تحل به المطلقة ٤/ ٩٤ زکریا، الدر المختار مع رد المحتار ٣/ ٤١٣ کراچی، کذا في البدائع الصنائع ٤/ ٤١١ بیروت)

ولا تحل بعد المطلقات الثلاث لقوله: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ [البقرة: ٢٣٠] من الآیة ...... إلا بعد وطء زوج آخر ...... بنکاحٍ صحیحٍ ...... ومضی عدته أي عدة النکاح الصحیح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، کتاب الطلاق / باب الرجعة ٢/ ٨٨ مکتبة فقیه الأمة دیوبند)

غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق کے بعد حلالہ کا حکم ہے یا نہیں؟

غیر مدخولہ (جس عورت سے خلوت نہ ہوئی ہو) کو اگر ایک ساتھ ایک جملہ میں تین طلاقیں دیں مثلاً کہا: ''تجھے تین طلاق'' تو یہ تینوں طلاق اس پر واقع ہوجائیں گی، اب غیر مدخولہ ہونے کی وجہ سے کوئی عدت واجب نہیں ہے لیکن اگر یہ شوہر اس عورت سے دوبارہ ازدواجی رشتہ قائم کرنا چاہتا ہو تو حلالہ کرنا ضروری ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۴۹۷ ڈابھیل)

وقد بالغ المحقق ابن الهمام في رده قال في آخر باب الرجعة: لا فرق

فـي ذٰلك: أي اشتـراط الـمـحـلـل بين كون المطلقة مدخولاً بها أولا، لصريح إطلاق الـنـص، وقد وقع في بعض الكتب أن غير المدخول بها تحل بلا زوج وهـو زلة عـظيـمة مصادمة للنص والإجماع لا يحل لمسلم راٰه أن ينقله فضلاً عن أن يعتبره؛ لأن في نقله إشاعته، وعند ذٰلك ينفتح باب الشيطان في تخفيف الأمر فيه. (شـامـي، كتـاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ٥١١/٤ زكريا، ٢٨٥/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٤٧٣/١ قديم زكريا)

ولا فـرق فـي ذٰلك بيـن كـون الـمـطلقة مدخولا بها أو غير مدخول بها لـصـريح إطلاق النص، وما في المشكلات من أن غير المدخولة تحل بمجرد الـنـكـاح، وأمـا قـولـه تعالىٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة: ٢٣٠]

فـفـي حق المدخولة ليس بشيء؛ لأنه لم يوجد في التفاسير والخلافيات، وفي الفتح: وهو زلة عظيمة مصادمة للنص والإجماع. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٨٩/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

حلالہ میں بغیر گواہوں کے نکاح کردیا

حلالہ کے نکاح میں اگر گواہوں کی موجودگی کے بغیر میاں بیوی نے ایجاب وقبول کرلیا، پھر صحبت کے بعد طلاق دی تو یہ حلالہ درست نہ ہوگا، اوراس کی وجہ سے وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی؛ اِس لئے کہ حلالہ کے لئے نکاح صحیح کی شرط ہے جو یہاں نہیں پائی گئی۔

ولا يـنـكـح مـطلقة بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره، ولو مراهقًا بنكاح نافذ خرج الفاسد. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٤٠/٥-٤٢ زكريا)

نـكـاح فـاسـد وهـو الـذي فقد شرطًا من شرائط الصحة كشهود. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد ٢٧٤/٤ زكريا)

وإن كـان الطلاق ثلاثًا في الحرة ...... لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٣/١ زكريا)

ولا تحل بعد المطلقات الثلاث لقوله: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ [البقرة: ٢٣٠] **من الآية ...... إلا بعد وطء زوج آخر ...... بنكاحٍ صحيحٍ ...... ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني.** (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٨٨/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

اِرتداد سے حلالہ ساقط نہیں ہوتا

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں، پھر زوجین میں سے کوئی ایک (نعوذ باللہ) مرتد ہوگیا تو اس ارتداد کی وجہ سے بیوی سے حلالہ کا حکم ساقط نہیں ہوگا لہٰذا نہ تو بیوی تجدید اسلام کے بعد عدت گذارے بغیر دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے اور نہ ہی شوہر تجدید اسلام کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ اس سے نکاح کرسکتا ہے، بلکہ اگر وہ دوبارہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو تجدید اسلام کے بعد اولاً حلالہ ہوگا، اُس کے بعد ہی پہلے شوہر سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵۰۱/۱۳)

لو كانت تحته حرة، فطلقها ثلاثًا، ثم ارتدت ولحقت بدار الحرب، ثم استرقها، لم تحل حتى تتزوج بزوج آخر. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ٩٥/٤ زكريا، تبيين الحقائق ١٦٥/٣ بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ قديم زكريا)

ولا يحل له أي لزوج طلقها ثلاثًا لو حرةً ...... أو الحرة بعد طلاقها ثلاثًا ولحوقها بدار الحرب مرتدة ثم استرقت لايحل له الوطء. (سكب الأنهر / كتاب الطلاق ٩٠/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

مجنون سے حلالہ کرانا

اگر مطلقہ مغلظہ نے کسی مجنون (پاگل) سے نکاح کیا اور اُس نے ہم بستری کرلی، تو حلالہ

تو درست ہوجائے گا؛ لیکن مجنوں کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوگی، اس کے لئے محکمہ شرعیہ سے رجوع ہوکر اس کے فیصلہ پر عمل کرنا ہوگا۔

ولو كان الزوج الثاني مجنونًا حلت للأول، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ قديم زكريا)

ولا تحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها ...... ولا الأمة بعد الثنتين ...... إلا بعد وطئ زوج آخر، سواء كان حرًا أو عبدًا ...... عاقلاً أو مجنونًا إذا كان يجامع مثله مسلمًا ...... حتى يحلها لزوجها المسلم. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۸۸/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وقال أبو حنيفة والشافعي والأوزاعي يحل الوطء المرأة ......، سواء كان الواطي بالغًا عاقلاً أم صبيًا مراهقًا أم مجنونًا. (الفقه الإسلامي وأدلته، ملحق ببحث الطلاق / الرجعة وزواج التحليل ۴۵۳/۷ الهدیٰ انٹرنیشنل ديوبند)

قریب البلوغ مراہق سے حلالہ کرانا

مراہق (یعنی ایسا بچہ جو قریب البلوغ ہو، جس کا اندازہ فقہاء نے کم از کم دس سال سے لگایا ہے) اگر عورت سے مجامعت کرسکتا ہو اور اُس کے اندر حرکت اور شہوت ہوجائے تو ایسے مراہق بچہ سے حلالہ کرانا جائز ہے؛ البتہ مکمل بالغ ہونے سے پہلے اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ مراہق کی طلاق کو فقہاء نے غیر معتبر قرار دیا ہے۔

ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره ولو مراهقًا يجامع مثله وقدره شيخ الإسلام بعشر سنين. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الرجعة، مطلب في العقد على المبانة ۴۱/۵-۴۲ زكريا)

وفي الأنفع: الصبي المراهق في التحليل كالبالغ إذا جامعها قبل البلوغ وطلقها بعد البلوغ؛ لأن الطلاق منه قبل البلوغ غير واقع، كذا في

التاتارخانية. فسر المراهق في الجامع الصغير: فقال غلام: لم يبلغ، ومثله يجامع جامع امرأته وجب الغسل عليها وأحلها للزوج الأول، ومعنى هٰذا الكلام أن تتحرك آلته ويشتهي، كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٤٧٣/١، سكب الأنهر / كتاب الطلاق ٩٠/٢، الفقه الإسلامي وأدلته ٤٥٣/٧ الهدىٰ انٹرنیشنل دیوبند)

ويحلها وطء المراهق. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٨٩/٢ فقيه الأمة)

ولا يقع طلاق ...... الصبي ولو مراهقًا. (الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٥٠/٤-٤٥١ مكتبة زكريا ديوبند)

والصبي المراهق في التحليل كالبالغ يعني إذا جامعها قبل البلوغ وطلقها بعد البلوغ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٩/٥ رقم: ٧٥٠٧ زكريا)

غیر مراہق بچے سے حلالہ کرانا

چھوٹے بچہ (غیر مراہق) سے حلالہ کرانا معتبر نہیں۔

وبشرط أن يكون الزوج الثاني ممن يمكن جماعه لا طفلاً لايتأتي منه الجماع. (الفقه الإسلامي وأدلته / الرجعة - وزواج التحليل ٤٥٣/٧ الهدىٰ انٹرنیشنل دیوبند)

جو شخص جماع پر قادر نہ ہو اس سے حلالہ کرانا

جو شخص اتنا کمزور یا بوڑھا ہو کہ اپنی قدرت سے وہ جماع پر قادر نہ ہو اور وہ اپنی شرم گاہ اپنے ہاتھ سے عورت کی شرم گاہ میں داخل کرے تو ایسے شخص سے حلالہ کرانا معتبر نہیں، اس حلالہ کے بعد بیوی شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوگی، ہاں اگر کمزور یا بوڑھے شخص میں مجامعت کے وقت جوش اور حرکت پیدا ہو جائے اور عام انسانی طریقے پر وہ صحبت کرلے تو اس کا کیا ہوا حلالہ جائز اور معتبر ہوگا۔

ولو أولج الشيخ الكبير الذي لا يقدر على الجماع بقوته؛ بل بمساعدة اليد لا

تحل للأول، إلا أن تنتشر آلته وتعمل، كذا في البحر الرائق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي ٤٦/٤ زكريا)

ولو أولج الشيخ الفاني ذكره بمساعدة يده أو يدها لا يحلها. (سكب الأنهر / كتاب الطلاق ۹۰/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وذٰلك بشرط الانتشار؛ لأن الحكم يتعلق بذوق العسيلة ولا تحصل من غير الانتشار. (الفقه الإسلامي وأدلته / الرجعة – وزواج التحليل ٥٣/٧ الهدیٰ انٹرنیشنل دیوبند)

حلالہ میں شوہر ثانی کا انزال کرنا شرط نہیں

حلالہ میں شوہر ثانی کا بیوی سے مجامعت کرنا اس طور پر کہ مرد کی شرم گاہ عورت کی شرم گاہ میں داخل ہوجائے؛ ضروری ہے، اس کے بغیر حلالہ معتبر نہیں ہوگا؛ البتہ شوہر کے لئے انزال شرط نہیں؛ لہٰذا خواہ انزال ہو یا نہ ہو، بہرصورت مجامعت صحت حلالہ کے لئے کافی ہے۔

أما الإنزال فليس بشرط للإحلال. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٣/١ قديم زكريا)

(مانع حمل غلاف) نرودھ وغیرہ لگا کر حلالہ میں صحبت کرنا

حلالہ میں مانع حمل غلاف مثلاً نرودھ وغیرہ لگا کر یا کپڑا وغیرہ ذکر پر لپیٹ کر مجامعت کرنے میں اگر جسم کی حرارت اور جماع کی لذت محسوس ہوجائے، تو یہ بھی حلالہ کے لئے کافی ہے۔

وفي الفتاویٰ الصغرى: إذا لف ذكره بخرقة وأدخله فرجها، فإن وجد الحرارة تحل، وإلا فلا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٣/١ قديم زكريا، تبيين الحقائق ١٦٥/٣ زكريا)

أن الشرط للإيلاج بشرط كونه عن قوة نفسه وإن كان ملفوفًا بخرقةٍ إذا كان يجد لذة حرارة المحل. (البحر الرائق ٩٤/٤ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية ١٠٠/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

حلالہ میں شوہر ثانی کا حالتِ حیض ونفاس میں صحبت کرنا

حلالہ میں اگر زوجِ ثانی نے حیض یا نفاس کی حالت میں بیوی سے ہم بستری کر کے طلاق دے دی، تو عدت کے بعد شوہر اول سے نکاح کرنا جائز ہے؛ لیکن ناپاکی کے ایام میں بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے، ایسا شخص گناہِ کبیرہ کا مرتکب قرار پائے گا، گو کہ حلالہ درست ہوجائے گا۔

ولو وطئها الزوج الثاني في حيض أو نفاس أو إحرام أو صوم حلت للأول، كذا في محيط السرخسي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٣/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٦/٥ زكريا، تبيين الحقائق ١٦٤/٣ زكريا)

يحل الوطء المرأة وإن وقع في وقت غير مباح كحيض أو نفاس ......، حلت للأول. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ٥٣/٨، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٣/١ قديم زكريا)

اگر شوہر ثانی ہم بستری سے انکار کرے اور عورت دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے؟

حلالہ میں اگر شوہر ثانی مجامعت اور ہم بستری سے انکار کرے اور بیوی دعویٰ کرے تو بیوی کا قول معتبر ہوگا اور عدت گذر جانے کے بعد شوہر اَول سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۳۶۰/۹)

وعبارة البزازية: ادعت أن الثاني جامعها وأنكر الجماع حلت للأول. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة / مطلب: حيلة إسقاط التحليل بحكم شافعي بفساد النكاح الأول ٥١/٥ زكريا، ٤١٧/٣ كراچی)

ولو قالت: دخل بي الثاني والثاني منكر فالمعتبر قولها. (شامي، كتاب

الطلاق / باب الرجعة / مطلب: حيلة إسقاط التحليل بحكم شافعي بفساد النكاح الأول ٥١/٥ زكريا، ٤١٨/٣ كراچى، الفتاوىٰ البزازية ٢٠٢/٤)

حلالہ کی غرض سے نکاح کرنا

مطلقہ ثلاثہ سے بغرضِ حلالہ اِس شرط پر نکاح کرنا کہ مجامعت کے بعد فوراً طلاق دیدے گا، یہ قابلِ مذمت عمل ہے؛ کیوں کہ حدیث میں حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کرایا گیا ہے، دونوں پر لعنت آئی ہے؛ البتہ بلا کسی شرط کے نکاح ہو پھر شوہر ثانی اپنی مرضی سے ازخود طلاق دیدے، تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور شوہر ثانی کو طلاق دینے پر مجبور کرنا اور جبر واکراہ وظلم وزیادتی کر کے اُس سے طلاق دلوانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۵۹/۹)

لعن اللّٰه المحلل والمحلل له. (سنن ابن ماجة، كتاب النكاح / باب المحلل والمحلل له ١٣٩/١ رقم ١٩٣٦)

وكره التزوج للثاني تحريمًا لحديث: لعن الله المحلل والمحلل له بشرط التحليل، وإن حلت للأول، كتزوجتك علىٰ أن أحللك، وإن حلت للأول لصحة النكاح وبطلان الشرط فلا يجبر على الطلاق كما حققه الكمال. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٤٧/٥ زكريا، ٤١٤/٣ كراچى، النهر الفائق ٤٢٣/٢، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٩٧/٤ زكريا)

وكره بشرط التحليل للأول (كنز) أي كره التزوج للثاني بشرط أن يحلها للأول بأن قال تزوجتك علىٰ أن أحللك له، أو قالت المرأة ذٰلك ......، والمراد بالكراهة كراهة التحريم. (البحر الرائق ٩٧/٤ زكريا، فتح القدير ١٦١/٤ زكريا، موسوعة الفقه الإسلامي ٤٥٤/٨)

❍❖❍

تعلیقِ طلاق کے مسائل

کسی اَمر محال پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی امر محال پر طلاق کو معلق کیا، مثلاً کہا کہ اگر اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو، تو تجھے طلاق، تو یہ طلاق باطل ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولو قال: إن دخل الجمل في سم الخياط فأنت طالق لا يقع الطلاق؛ لأن غرضه منه تحقيق النفي حيث علّقه بأمر محال. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ۱/۴۲۱ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۳/۳۴۲ كراچی، ۴/۵۹۱ زكريا، بدائع الصنائع / فصل وأما الذى يرجع إلى المرأة ۴/۲۰۹ زكريا، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب أحكام التعليق ۲/۳۸۶ زكريا، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ۲/۵۷، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب التعليق ۴/۴ زكريا)

کسی اَمر متحقق پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی واقعی اور پہلے سے متحقق امر پر طلاق کو معلق کیا، مثلاً بیوی سے کہا کہ ''اگر آسمان ہمارے اوپر موجود ہو تو تجھے طلاق''، تو اِس سے فوراً طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو قال لامرأته ''أنت طالق إن كانت السماء فوقنا ...... يقع الطلاق للحال؛ لأن هٰذا تحقيق وليس بتعليق بشرط إذا الشرط ما يكون معدومًا علىٰ خطر الوجود وهٰذا موجود. (بدائع الصنائع / فصل وأما الذى يرجع إلى المرأة ۳/۲۰۹ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۴/۵۹۱ زكريا، البحر الرائق / باب التعليق ۴/۲ كراچی، الفتاویٰ الهندية ۱/۴۲۱

زکریا، البحر الرائق / باب التعليق ٤/٤ زكريا، النهر الفائق / باب أحكام التعليق ٣٨٦/٢ زكريا، سكب الأنهر على مجمع الأنهر / باب التعليق ٥٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

کسی اَمر محتمل پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی ایسے معاملہ پر طلاق کو معلق کیا جس کے واقع ہونے یا نہ ہونے دونوں کا احتمال ہے، تو یہ تعلیق منعقد ہوگی، مثلاً بیوی سے کہا کہ ''اگر تو نے فلاں سے بات کی تو تجھے طلاق''، تو اگر شرط پائی جائے گی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ واقع نہ ہوگی۔

وبقي من الشروط أن يكون الشرط على خطر الوجود. (الدر المختار مع الشامي ٥٩١/٤ زكريا، البحر الرائق / باب التعليق ٢/٤ كراچی، الفتاویٰ الهندية ٤٢١/١ زكريا، النهر الفائق / باب أحكام التعليق ٣٨٦/٢ زكريا، الموسوعة الفقهية ٣١٠/١٢)

کہا: ''اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھے طلاق''، پھر فلاں کا انتقال ہوگیا

بیوی سے کہا کہ ''اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھے طلاق''، پھر اُس گھر والے کا انتقال ہوگیا تو اُس کے انتقال کے بعد اُس گھر میں داخل ہونے سے طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اِس لئے کہ اَب وہ گھر فلاں کی ملک نہیں رہا؛ بلکہ میراث بن کر وارثین کی ملکیت میں آگیا (لہٰذا شرط متحقق نہیں ہوئی)

رجل قال لامرأته: إن دخلت دار فلان فأنت طالق، فمات فلان فصارت الدار ميراثًا فدخلت لا يحنث وعليه الفتوىٰ. (الفتاویٰ الهندية، الطلاق بالشرط / الفصل الثالث في تعليق الطلاق ٤٣٤/١ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية / الفصل الثاني فيما يصح تعليقه وفيما لا يصح ٢٧/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، الفتاویٰ التاتارخانية / باب الأيمان بالطلاق ٨٢/٥ رقم: ٧٢٧٧ زكريا، خانية على الهندية / باب التعليق ٤٨٣/١-٤٨٤ زكريا)

بیوی سے کہا کہ ''اگر تیرے ساتھ رہتے ہوئے میں نے تجھ سے صحبت کی تو تجھے تین طلاق''؟

بیوی سے کہا کہ ''اگر تیرے ساتھ رہتے ہوئے میں نے تجھ سے صحبت کی تو تجھے تین

طلاق''، تو صحبت پائے جاتے ہی حسبِ شرط طلاق واقع ہوجائے گی؛ لیکن تین طلاق سے بچنے کی یہ تدبیر ممکن ہے کہ اس بیوی کو ایک طلاقِ بائن دے کر دوبارہ اُس سے نکاح کرلے، اُس کے بعد ہم بستری کرنے سے کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ (اِس لئے کہ طلاقِ بائن کے وقوع کی وجہ سے تیرے ساتھ رہتے ہوئے کی شرط متحقق نہیں ہوئی)

رجل قال لامرأته: إن وطئتكِ ما دمتِ معي فأنت طالق ثلاثًا، ثم أراد الحيلة، قال محمدؒ: يطلقها بائنة ثم يتزوجها من ساعته فيطؤها لا يحنث، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الرابع الطلاق بالشرط، الفصل الثالث تعليق الطلاق ۴۳۱/۱ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان، كتاب الطلاق / باب التعليق ۴۷۷/۱)

کہا کہ: ''اگر تو نے نماز چھوڑ دی تو تجھے طلاق'' پھر قضاء پڑھ لی؟

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تو نے نماز چھوڑی، تو تجھے طلاق''، پھر اُس نے نماز چھوڑ دی؛ لیکن بعد میں اُسے قضا کرلیا، تو اُس کی بیوی پر طلاق ہوگی یا نہیں؟ اِس بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اِس سے طلاق واقع نہیں ہوگی؛ لیکن راجح قول یہ ہے کہ اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی؛ اِس لئے کہ نماز چھوڑنے کا مطلب وقت پر نہ پڑھنا ہے، جس کا تحقق ہو چکا، بعد میں قضا کرنے سے شرط کی نفی نہ ہوگی۔

قال لامرأته: إن تركت صلاة فأنت طالق، أو قال: إن تركتُ صلاة فامرأتي طالق، فتركت صلاة وقضتها، أو ترك صلاة وقضاها، هل يقع الطلاق؟ اختلف المشايخ رحمهم الله تعالىٰ فيه، بعضهم قالوا: لا يقع الطلاق، وبه كان يفتى الشيخ الإمام سيف الدين عبد الرحيم الكرميني؛ لأن ترك الصلاة أن يتركها ولا يقضيها. وبعضهم قالوا: يقع الطلاق، وبه كان يفتى القاضي الإمام ركن الإسلام علي السغدي رحمه الله تعالىٰ، وهو الأشبه والأظهر؛ لأن ترك الصلاة أن يتركها عن وقتها. ألا ترى إلى ما ذكر محمد رحمه الله تعالىٰ إذا

قضى المتروكة! وقال أيضًا: من ترك صلاة يوم وليلة، وقضاها من الغد. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل السابع عشر: الأيمان بالطلاق ١١٠/٥ رقم: ٥٣٢٠ المجلس العلمي، الفتاوىٰ التاتارخانية / باب الأيمان بالطلاق ٦٧/٥ رقم: ٧٢٥٩ زكريا)

کہا: ''اگر تو نے میرے کپڑے دھوئے تو تجھے طلاق''

بیوی سے کہا کہ ''اگر تو نے میرے کپڑے دھوئے تو تجھے طلاق''، پھر اُس نے کپڑے کی آستین یا صرف دامن دھو دیا تو اِس سے طلاق نہیں پڑے گی؛ اِس لئے کہ کپڑے کا اطلاق کم از کم ایک کپڑے مثلاً کرتے، یا پائجامے پر ہوتا ہے اُس کے کسی ایک جزء کو دھونے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

قال لها: إن غسلت ثيابي فأنت طالق فغسلت كمه أو ذيله لا تطلق، كذا في التجنيس. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الرابع في الطلاق بالشرط / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا ٤٣١/١ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية / باب فيما يصح تعليقه وفيما لا يصح ٣٤/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، خانية على الهندية / باب التعليق ٤٨٥/١ زكريا)

کہا: ''اگر میں تیرے اوپر کسی اور سے نکاح کروں تو اُسے طلاق''

بیوی سے کہا کہ ''اگر میں تیرے اوپر کسی اور عورت سے نکاح کروں تو اُسے طلاق''، پھر زوجۂ اَول کو طلاقِ بائن دے کر اُس کی عدت میں دوسری عورت سے نکاح کرلیا، تو اُس دوسری پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ کیوں کہ طلاقِ بائن کی وجہ سے پہلی بیوی سے رشتہ ختم ہو چکا ہے۔

ولو قال: إن تزوجت عليك فالتي أتزوج طالق، فطلق امرأته طلاقًا بائنًا، ثم تزوج امرأة أخرىٰ في عدتها لا تطلق. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الرابع في الطلاق بالشرط / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا ٤٢٦/١ زكريا، البحر الرائق / باب التعليق ٥٩/٤ زكريا، النهر الفائق / باب التعليق ٤٠٠/٢ زكريا، تبيين الحقائق / باب التعليق ١٢٩/٣ زكريا)

کہا: ''جب جب میں کوئی اچھی بات کہوں تو تجھے طلاق''

شوہر نے کہا کہ ''جب جب میں کوئی اچھی بات زبان سے بولوں تو تجھے طلاق''، تو جتنی مرتبہ اچھی بات زبان سے نکالے گا اتنی ہی مرتبہ طلاق واقع ہوگی۔ مثلاً: ''**سبحان اللّٰہ، لا إلٰہ إلا اللّٰہ، اللّٰہ أکبر**'' اُس نے کہا، اور بیچ میں حرفِ عطف استعمال نہیں کیا، تو چوں کہ یہ چار کلمے الگ الگ ہیں، اور ہر کلمہ مستقل ایک اچھا کلام ہے؛ لہٰذا اِس صورت میں اُس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوجائیں گی، اور وہ مغلظہ ہوجائے گی؛ البتہ اگر حرفِ عطف ''وْ'' کے ساتھ ''**سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا إلٰہ إلا اللّٰہ واللّٰہ أکبر**'' کہا، تو صرف ایک طلاق واقع ہوگی، اِس لئے کہ حرفِ عطف کی وجہ سے یہ پورا ایک ہی کلمہ کہلائے گا۔

رجل قال لامرأتہ: کلما تکلمت کلامًا حسنًا فأنت طالق، ثم قال: سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا إلٰہ إلا اللّٰہ واللّٰہ أکبر طلقت واحدۃ. ولو قال: سبحان اللّٰہ، الحمد للّٰہ، لا إلٰہ إلا اللّٰہ، اللّٰہ أکبر، طلقت ثلاثًا، کذا في الخلاصۃ. (الفتاویٰ الهندیة / الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثاني في تعلیق الطلاق بکلمة کل وکلما ۱/۴۱۶ زکریا، البحر الرائق / باب الیمین في الأکل أو الشرب ۴/۲۳۵ کوئٹه، خلاصة الفتاویٰ ۲/۱۲۶، النهر الفائق / باب الیمین في الأکل والشرب ۳/۸۹ زکریا، الهدایة / باب الأیمان في الطلاق ۲/۴۰۰، بدائع الصنائع / فصل وأما الذي یرجع إلی المرأة ۳/۲۰۰ زکریا)

گھر میں داخل ہونے پر طلاق کو معلق کیا پھر اسے طلاق دیدی

بیوی سے کہا کہ ''اگر تو فلاں متعین گھر میں داخل ہوئی تو تجھے تین طلاق''، پھر داخل ہونے سے پہلے ہی اُسے ایک یا دو طلاق دے دی، تو اِس طلاق دینے سے تعلیق کا حکم ختم نہ ہوگا؛ پس اگر وہ عدت کے دوران یا بعد میں بھی کبھی اِس شوہر کے نکاح میں رہتے ہوئے گھر میں داخل ہوگی تو اُس پر حسبِ شرط طلاق واقع ہوجائے گی۔ مثلاً: طلاق کے بعد اُس عورت نے کسی اور مرد سے نکاح

کیا، پھر کچھ دن کے بعد اُس نے طلاق دے دی، پھر عدت گذرنے کے بعد اُس عورت کا اُسی شوہر سے نکاح ہوگیا، جس نے پہلے اُس کی طلاق کو فلاں متعین گھر میں داخلہ پر معلق کیا تھا۔ تو اَب نکاح کے بعد اگر وہ اُس گھر میں داخل ہو جائے تو حسبِ شرط طلاق واقع ہو جائے گی۔

ولو قال لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق ثلاثًا، فطلقها واحدةً أو ثنتين قبل دخول الدار، فتزوجت بزوج آخرَ ودخل بها، ثم عادت إلى الزوج الأول، فدخلت الدار طلقت ثلاثًا في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما اللّٰه تعالیٰ، كذا في البدائع. (الفتاویٰ الهندية / الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الأول في ألفاظ الشرط ۴۱۶/۱ زكريا، الموسوعة الفقهية ۳۰۰/۱۲ الكويت)

اگر فلاں تاریخ تک بیوی کو نہ بھیجو گے تو طلاق ہو جائے گی

شوہر نے سسرال والوں سے کہا کہ ''اگر فلاں تاریخ تک میری بیوی کو میرے گھر نہیں بھیجا تو اُس پر طلاق پڑ جائے گی''، تو ایسی صورت میں اگر اُس کو متعینہ تاریخ میں شام تک شوہر کے پاس نہیں بھیجا، تو طلاق پڑ جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵۵/۱۰)

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط، مثل أن يقول لامرأته: أنت طالق إن دخلت الدار. (الهداية، كتاب الطلاق / باب الأيمان في الطلاق ۳۸۵/۲ دار الكتاب ديوبند، الدر المختار مع الشامي ۳۵۵/۳ كراچی، الفتاویٰ الهندية ۴۲۰/۱ زكريا)

إذا وجد الشرط انحلت اليمين وانتهت. (الفتاویٰ الهندية / الفصل الأول في ألفاظ الشرط ۴۱۵/۱ زكريا، مجمع الأنهر على ملتقى الأبحر / باب التعليق ۶۲/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

کہا: ''اگر میں تجھے اپنے گھر لاؤں تو تجھے طلاق'' پھر وہ خود آ گئی

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''اگر میں تجھے اپنے گھر لاؤں تو تجھے طلاق''، پھر بیوی اَزخود شوہر کے لائے بغیر اُس کے گھر آ گئی، تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸۱/۱۰)

وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقًا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب التعليق ٤/٦٠٩ زكريا)

ونظيره ما في الدر المختار: إن لم تجيء بفلانٍ أو إن لم تردي ثوبي الساعة فأنت طالقٌ، فجاء فلانٌ من جانب آخر بنفسه، وأخذ الثوب قبل دفعيتها لا يحنث. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ٤/٦٤٣ زكريا)

اگر میں تیرے گھر نہ آیا تو تجھے طلاق

شوہر نے کہا کہ ''اگر میں تیرے گھر نہ آیا تو تجھے طلاق''، تو زندگی کے آخری لمحات تک اُس کی تعلیق باقی رہے گی؛ لہٰذا پوری زندگی میں اگر کبھی بھی بیوی کے گھر نہ آیا تو زندگی کے آخری جزو میں اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

وفي واللّٰه ليأتين فلانًا، فلم يأته حتى مات حنث في آخر جزء من أجزاء حياته؛ لأن عدم الإتيان حينئذٍ يتحقق لا قبله. وفي الغاية: وأصل هٰذا أن الحالف في اليمين المطلقة لا يحنث ما دام الحالف والمحلوف عليه قائمين لتصور البرّ. (مجمع الأنهر ١/٥٥٤ بيروت)

اگر تو میرے بھائی کے گھر گئی تو تجھے طلاق

بیوی سے کہا کہ ''اگر تو میرے بھائی کے گھر گئی تو تجھے طلاق''، پھر اُس کے بھائی نے دوسرے مکان میں رہنا شروع کردیا اور پہلے والے گھر کو چھوڑ دیا، تو اَب دیکھا جائے گا کہ اگر شوہر کا مقصد یہ تھا کہ جس گھر میں بھی بھائی کی رہائش ہو، وہاں داخل ہونے سے طلاق واقع ہو، تو اِس صورت میں اِس نئے گھر میں داخل ہونے سے بھی طلاق واقع ہوجائے گی، اور اگر اُس خاص گھر کے بارے میں نیت تھی جس میں تعلیق کے وقت بھائی مقیم تھا، تو ایسی صورت میں دوسرے بدلے ہوئے گھر میں داخلہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

رجلٌ قال لامرأته: إن دخلت دار أخي فأنت طالقٌ، فسكن أخو الحالف

دارًا أخرى، ثم دخلت المرأة الدار الحديثة، فإن كانت يمينه لأجل الأخ حنث في يمينه، وإن لم تكن له نية حنث في قول أبي حنيفة ومحمد. (الفتاویٰ الهندية ٤٣٤/١ زكريا، خانية على الهندية / باب التعليق ٤٨٣/١-٤٨٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / الأيمان بالطلاق ٧٩/٥ رقم: ٧٣٠٤ زكريا)

جب جب تجھے بچہ پیدا ہوگا تجھے طلاق

اگر بیوی سے کہا کہ ''جب جب تجھے بچہ پیدا ہوگا تو تجھے طلاق''، تو ہر بچہ کی پیدائش پر ایک طلاق واقع ہوتی رہے گی، جب کہ اُس نے ہر بچہ کی پیدائش کے بعد قولاً یا فعلاً رجعت کرلی ہو۔

وفي كلما ولدت فأنت طالق، فولدت ثلاثة بطون تقع الثلاث، والولد الثاني رجعة في الطلاق الأول وتطلق به ثانيًا كالولد الثالث فإنه رجعة، في الثاني وطلق به ثلاثًا، عملاً بكلما. (الدر المختار مع الشامي ٣٧/٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ١٤٧/٥ رقم: ٧٥٠٣ زكريا، كنز الدقائق مع البحر الرائق ٩١/٤-٩٢، النهر الفائق / باب الرجعة ٤١٩/٢ زكريا، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر / باب الرجعة ٨٦/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الهداية / باب الرجعة ٣٩٨/٢)

اگر میری بیوی چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تو اسے طلاق

بیوی سے کہا کہ ''اگر تو چاند سے زیادہ خوب صورت نہ ہو'' تو تجھے طلاق، تو اُس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ اِس لئے کہ خود قرآنِ مقدس میں اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسانی کو احسنِ تقویم سے تعبیر کیا ہے، یعنی انسان کو اللہ نے تمام مخلوقات میں سب سے خوب صورت بنایا ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۶۳/۱۳-۶۴ ڈابھیل)

عن يحيىٰ بن أكثم القاضي أنه فسر التقويم لحسن الصورة، فإنه حكى أن ملك زمانه خلا بزوجته في ليلة، فقال: إن لم تكوني أحسن من القمر فأنت كذا، فأفتى الكل بالحنث إلا يحيىٰ بن أكثم فإنه قال: لا يحنث، فقيل له: خالفت شيوخك،

فقال: الفتویٰ بالعلم، ولقد أفتی من هو أعلم منا وهو اللّٰه تعالیٰ، فإنه یقول: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ (مفاتیح الغیب ۴۵۹/۸، التفسیر الکبیر ۱۰/۳۲-۱۱)

وقد أخبرنا المبارك بن عبد الجبار الأزدي قال: أخبرنا القاضي أبو القاسم علي بن أبي علي عن أبيه قال: كان عيسیٰ بن موسیٰ الهاشمي يحب زوجته حبًا شديدًا، فقال لها يومًا: أنت طالق ثلاثًا إن لم تكن أحسن من القمر فنهضت واحتجبت عنه، وقالت طلقتني! وبات بليلة عظيمة، فلما أصبح غدًا إلیٰ دار المنصور فأخبره الخبر، فاستحضر الفقهاء واستفتاهم، فقال جميع من حضرن: قد طلقت إلا رجلاً واحدًا من أصحاب أبي حنيفة؛ فإنه كان ساكتًا فقال له المنصور: ما لك لا تتكلم؟ فقال له الرجل: بسم اللّٰه الرحمن الرحيم ﴿وَالتِّيْنِ. وَالزَّيْتُوْنِ. وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ. وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ. لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ يا أمير المومنين! فالإنسان أحسن الأشياء لا شيء أحسن منه. فقال المنصور لعيسیٰ بن موسیٰ: الأمر كما قال الرجل فأقبل على زوجتك، وأرسل أبو جعفر المنصور إلى زوجة الرجل أن أطيعي زوجك ولا تعصيه فما طلقك.

(تفسير أحكام القرآن الكريم للقرطبي ۲۰/ ۱۱۴ دار إحياء التراث العربي، روح المعاني ۳۱۴/۱۶)

قسم کھائی کہ ''اگر میں تجھ سے بات کروں تو تجھے طلاق'' پھر بیوی سے بذریعۂ میسیج بات کرلی

قسم کھائی کہ ''اگر میں تجھ سے بات کروں تو تجھے طلاق''، پھر بیوی سے خط وکتابت کرلی، یا موبائل پر واٹس اَپ وغیرہ کے ذریعہ لکھ کر میسیج بھیج کر بات کرلی، تو بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اِس لئے کہ کلام کا اطلاق زبان سے بولنے پر ہوتا ہے، اشارہ اور تحریر سے بات کرنے پر کلام کا تحقق نہیں ہوتا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۸۸/۱۳ ڈابھیل)

المستفاد: واعلم أن الكلام لا يكون إلا باللسان، فلا يكون بالإشارة ولا بالكتابة، لو حلف لا يحدثه، لا يحنث إلا أن يشافهه، وكذا لا يكلمه يقتصر على المشافهة. (البحر الرائق ٥٥٩/٤، الفتاویٰ البزازية علىٰ هامش الهندية ٢٨٧/٤، خلاصة الفتاویٰ ١٤٣/٢، فتح القدير / باب اليمين في الكلام ١٣٤/٥، النهر الفائق / كتاب الأيمان ٨٩/٣ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٥٩٦/٥ زكريا)

شرط کے تحقق سے قبل معلقہ بیوی کو طلاق دے دی بعد اَزاں شرط پائی گئی؟

بیوی سے کہا کہ ''اگر میری اجازت کے بغیر تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق''، پھر اُسے طلاق دے دی اور عدت کے بعد بیوی گھر سے باہر نکلی، بعد ازاں اُسی شوہر نے اُس سے دوبارہ نکاح کرلیا، تو اَب شوہر کی اجازت کے بغیر اگر گھر سے باہر نکلے گی تو بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

لو حلف لا تخرج امرأته إلا بإذنه، فخرجت بعد الطلاق وانقضاء العدة لم يحنث، وبطلت اليمين بالبينونة، حتى لو تزوجها ثانيًا ثم خرجت بلا إذن، لم يحنث. (شامي / كتاب الطلاق ٣٥٤/٣ كراچی، فتح القدير / كتاب الطلاق ١٢٥/٤، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب التعليق ٣٤/٧)

ایک بیوی کی طلاق کو دوسری بیوی کی طلاق پر معلق کرنا

اگر کسی شخص کے پاس دو بیویاں ہوں، پھر وہ دوسری بیوی کی طلاق کو پہلی بیوی کی طلاق پر معلق کر کے یوں کہے کہ: ''اگر تجھے طلاق دوں تو میری پہلی بیوی کو طلاق'' تو دونوں بیویوں پر طلاق پڑ جائے گی۔

وإذا أضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق، وهذا بالاتفاق؛ لأن الملك قائم في الحال، والظاهر

بقاؤه إلیٰ وقت وجود الشرط؛ لأن الأصل بقاء الشيء علیٰ ما کان، وهو استصحاب الحال. (الفتاویٰ الهندية / کتاب الطلاق ۱/ ۴۲۰، الهداية ۲/ ۳۸۵، تبيين الحقائق ۲/ ۳۸۵، فتح القدير ۴/ ۱۰۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

یکون التعلیق بکل ما یدل علیٰ ربط حصول مضمون جملةٍ بحصول مضمون جملةٍ أخریٰ – إلیٰ قوله – قول الزوج لزوجته: إن دخلت الدار فأنت طالق، فقد رتب وقوع الطلاق علیٰ دخولها الدار؛ فإن دخلت وقع الطلاق، وإلا فلا. (الموسوعة الفقهية ۱۲/ ۳۰۰ الكويت)

''اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق'' تین بار کہنے کا حکم

بیوی سے تین مرتبہ کہا کہ ''اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق''، تو پہلی مرتبہ گھر میں داخل ہوتے ہی تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۲۷۳ ڈابھیل)

وفي أيمان الفتح: وقد عرف في الطلاق أنه لو قال: إن دخلت الدار فأنت طالقٌ، إن دخلت الدار فأنت طالقٌ، إن دخلت الدار فأنت طالقٌ، وقع الثلاث يعني بدخولٍ واحدٍ كما تدل عليه عبارة أيمان الفتح. (فتح القدير ۴/ ۳۴۵، بدائع الصنائع / فصل وأما الذي يرجع إلى المرأة ۳/ ۲۲۱ زكريا)

اگر مجھے فلاں عورت سے محبت ہو تو تجھے تین طلاق

کہا کہ ''اگر مجھے فلاں عورت سے محبت ہو تو تجھے تین طلاق''، تو یہ تعلیق اس عورت سے محبت کی خبر دینے پر محمول ہوگی، اگر شوہر نے جھوٹ بول کر بیوی سے کہہ دیا کہ میں اس عورت سے محبت نہیں کرتا تو اِس سے بیوی پر طلاق نہیں ہوگی۔ (اگر چہ شوہر کا یہ دعویٰ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو)

ولو قال: أنت طالق ثلاثاً إن كنت أنا أحب ذٰلك، ثم قال: لست أحبه وهو كاذب فهي امرأته، ويسعه في ما بينه وبين الله تعالیٰ أن يطأها، أن الحكم

یدار علی الظاهر وهو الإخبار. (شامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ٦١٤/٤ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب التعليق ٤٤/٤، النهر الفائق ٣٩٥/٢، الفتاوىٰ الهندية ٤٢٣/١ زكريا، تبيين الحقائق ١٢٢/٣ زكريا، فتح القدير ١١٣/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

یمین فور کا حکم

بیوی گھر سے نکلنا چاہتی تھی، شوہر نے کہا کہ ''اگر تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق''، تو یہ فوراً نکلنے پر محمول ہوگا، پس اگر فوراً نکل گئی تو طلاق واقع ہوجائے گی اور اگر تھوڑی دیر بعد بیوی گھر سے نکلی تو طلاق نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۷)

وشرط للحنث في قوله: إن خرجت فأنت طالق فعله فورًا؛ لأن قصده المنع عن ذٰلك الفعل عرفًا، ومدار الأيمان عليه، وهٰذه تسمى يمين الفور. (الدر المختار مع الشامي ٧٦١/٣ كراچی، البحر الرائق ٥٢٩/٤، النهر الفائق ٧٢/٢)

مثال آخر ليمين الفور وهو: إذا أرادت امرأة إنسان أن تخرج من الدار، فقال لها زوجها: إن خرجت فأنت طالق، فقعدت تاركة الخروج ساعة، ثم خرجت بعدئذ لا يحنث استحسانًا. (الفقه الإسلامي وأدلته ٣٩١/٣، جامع صغير / كتاب الأيمان ٣٥٩، المبسوط للسرخسي / باب الأكل ١٨٦/٨ بيروت)

''جب جب میں شادی کروں تو طلاق'' میں حلت کا حیلہ کیا ہے؟

اگر کسی نے قسم کھائی کہ ''جب جب میں کسی عورت سے شادی کروں تو اُسے طلاق''، تو اِس قسم سے بچنے کا حیلہ یہ ہے کہ کوئی واقف کار آدمی بیچ میں پڑ کر بحیثیت فضولی کسی عورت سے دو گواہوں کے سامنے کہے کہ ''میں نے فلاں مرد سے تیرا نکاح اتنے مہر پر کیا اور عورت قبول کرلے'' پھر یہ فضولی قسم دینے والے سے کہے کہ ''میں نے اتنے مہر پر فلاں عورت سے تیرا نکاح کردیا ہے، مہر ادا کرو''، پھر وہ زبان سے کچھ بولے بغیر مہر کی رقم نکال کر دیدے، تو اُس کا مہر ادا کرنا عملاً اجازت ہوا، اور نکاح درست ہوگیا، اور قسم بھی نہیں ٹوٹی اور اس عورت پر طلاق بھی نہیں ہوگی۔

فلو قال: كلما تزوجت امرأة فهي طالق، تطلق بكل تزوج ولو بعد زوج آخر، والحيلة فيه عقد الفضولي، وكيفية عقد الفضولي أن يزوجه فضولي فأجاز بالفعل بأن ساق المهر ونحوه لا بالقول فلا تطلق. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب التعليق ٦٠/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاویٰ الهندية ٤١٩/١، الدر المختار مع الشامي ٥٩٤/٤ زكريا، ٣٤٥/٣ كراچی، بزازية على الهندية ٢٥٥/٤ زكريا، النهر الفائق / باب اليمين في الضرب والقتل ١٢١/٣ زكريا، البحر الرائق / اليمين في الضرف والقتل ٦٢٠/٤ زكريا، تبيين الحقائق ٥٣٦/٣ زكريا)

کسی سے بات کرنے پر بیوی کی طلاق کو معلق کرنا

قسم کھائی کہ ''اگر میں فلاں سے بات کروں تو ہر وہ عورت جس سے میں شادی کروں اُسے طلاق''، بعدازاں قسم کھانے والے نے ایک مجمع کو سلام کیا جس میں محلوف علیہ بھی تھا، تو وہ اپنی قسم میں حانث ہوجائے گا اور نکاح کرتے ہی اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو مر الحالف علىٰ جماعة، فيهم المحلوف عليه، فسلم عليهم الحالف حنث، وإن لم يسمع المحلوف عليه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الأيمان / الباب السادس في اليمين ٩٧/٢ زكريا، الفتاویٰ البزازية ٢٨٨/٤، الهداية ٩٢/٢، البحر الرائق ٥٥٨/٤ زكريا، فتح القدير / باب اليمين في الكلام ١٣٤/٥، خلاصة الفتاویٰ ١٤٣/٢–١٤٤)

وفي الأصل: لو حلف لا يتكلم فلانًا فمر علىٰ قوم وهو فيهم، فسلم عليهم يحنث، إلا أن ينوي غيره فيصدق ديانةً لا قضاءً ا. (خلاصة الفتاویٰ ١٤٣/٢، الفتاویٰ الهندية / باب في اليمين على الكلام ٩٧/٢ زكريا، خانية على الهندية / فصل في الكلام والقرأة ١٠٢/٢ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية / فصل الأيمان بالطلاق ٩٣/٥ رقم: ٧٣٥١ زكريا)

قسم کا مدار الفاظ پر ہوتا ہے نہ کہ اغراض پر

قسم کے احکام کا مدار زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پر ہوتا ہے، کس نیت سے الفاظ ادا ہوئے ہیں، اُن پر حکم کا مدار نہیں ہوتا۔

الأيـمان مبنية على الألفاظ لا على الأغراض. (الـدر المختار مع الشامي، كتاب الأيمان / باب اليمين في الدخول الخ ٥٢٨/٥ زكريا، ٧٤٣/٣ كراچی، البحر الرائق ٥٠١/٤، فتح القدير ٩٦/٥، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ٢٧٧/٢، الأشباه والنظائر ٢٧٠/١ كراچی، الفقه الإسلامي وأدلته ٤١٣/٣)

أن الأيمان مبنية على الألفاظ لا على الأغراض أي إنها تبنى علىٰ ما تلفظ به الحالف من الفعل المحلوف عليه المناقض للغرض، فإذا وجد الفعل المذكور ثبت الحنث المطلق وإلا فلا، ولا تبني على الغرض. (مجموعة رسائل ابن عابدين ٢٩٧/١)

حلالہ کے لئے نکاحِ ثانی کرتے وقت طلاق کا اختیار لینا

مطلقہ ثلاثہ نے حلالہ کے لئے نکاح کرتے وقت اگر یہ شرط لگائی کہ میں نکاح کے بعد جب چاہوں گی طلاق لے کر آزاد ہو جاؤں گی، اور شوہر ثانی اُس کو منظور کرلے، تو شوہر ثانی کے صحبت کرنے کے بعد بیوی کو اختیار رہے گا کہ وہ اپنے آپ کو طلاق دے کر اُس کے نکاح سے آزاد ہو جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۹/۱۰)

شهـدوا أن فلانًا جعل أمر امرأته فلانة بيدها علىٰ أن تطلق نفسها ما شاءت ومتى شاءت أبـدًا وأنها قبلت منه هٰذا الأمر. (الـفتـاوىٰ الهندية، كتاب الشروط / الفصل الثالث في الطلاق ٢٦٠/٦ زكريا)

قـال لهـا: طـلـقي نفسك، فلها أن تطلق في مجلس علمها به مشافهة أو إخبـارًا وإن طال يومًا أو أكثر ما لم يؤقته. (الـدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٥٢/٤ زكريا)

أن تقول المرأة للمحلل: زوجت نفسي منك علىٰ أن أمري بيدي أطلق نـفسـي كـلـمـا أريـد، ثـم يـقبـل الزوج فيصير الأمر بيدها، تطلق نفسها كلما أرادت. (الـفتاوىٰ التاتارخانية / الحيلة في الطلاق ٣٢٧/١٠ رقم: ١٤٨٩١ زكريا، المحيط البرهاني / كتاب الحيل ٢١/ ٩١ رقم: ١٩٧٢٨)

الحيلة للمطلقة الثلاث: إذا خافت أن يمسكها الزوج الثاني ...... أن تقول المرأة للمحلل زوجت نفسي منك علىٰ أن أمري بيدى أطلق نفسي كلما أريد، ثم يقبل الزوج فيصير الأمر بيدها تطلق نفسها كلما أرادت.

(الفتاویٰ الهندية / كتاب الحيل ٣٩٦/٦ زكريا)

کہا ''بیوی کی اِجازت کے بغیر نکاح کروں تو اُس پر طلاق'' پھر اُس بیوی کو طلاق دے کر بلا اِجازت دوسرا نکاح کرلیا

اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو جس سے نکاح کروں اسے طلاق''، پھر موجودہ بیوی کو طلاق دے کر نکاح سے الگ کردیا، اس کے بعد مطلقہ بیوی کی اجازت کے بغیر کسی دوسری عورت سے نکاح کیا تو نکاح کرتے ہی دوسری بیوی پر طلاق پڑجائے گی؛ اس لئے کہ پہلی بیوی سے عدم اجازت کو اس کے منکوحہ ہونے کی حالت پر معلق نہیں کیا؛ بلکہ نفس اجازت پر معلق کیا تھا اور اس سے اجازت لئے بغیر نکاح کرنا پایا گیا؛ لہٰذا دوسری بیوی پر بلاشبہ طلاق پڑجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۴۳)

لو قال لامرأته كل امرأة أتزوجها بغير إذنك فطالق، فطلق امرأته طلاقاً بائناً أو ثلاثاً ثم تزوج بغير إذنها فطلقت؛ لأنه لم يتقيد يمينه ببقاء النكاح. (شامي / باب اليمين في الضرب ٦٧١/٥ زكريا)

نکاح سے پہلے کی تعلیق لغو ہے

اگر کسی نے نکاح سے قبل کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ ''اگر تو نے فلاں کام کیا تو تجھے طلاق''، پھر اسی سے اس نے نکاح کرلیا، اس کے بعد منکوحہ نے وہ کام کیا تو اُس کام کو انجام دینے سے اُس منکوحہ عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ کیوں کہ نکاح سے پہلے کی مذکورہ تعلیق لغو ہے۔

شـرط الـمـلك حقيقةً – أي شرط لزومهٖ – كقولهٖ لمنكوحتهٖ أو معتدتهٖ إن ذهبـت فـأنت طالق، أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي كإن نكحتك فأنت طـالقٌ، فلغا قوله لأجنبية: إن زرت زيدًا فأنت طالق فنكحها فزارت. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ٥٩٣/٤-٥٩٥ زكريا)

کہا: ''اگرتم نے فلاں کام نہ کیا تو طلاق دے دوں گا''

بیوی سے کہا کہ ''اگرتم نے فلاں کام نہ کیا تو طلاق دے دوں گا''۔ پھر بیوی نے فلاں کام نہیں کیا تو اُس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ شوہر نے طلاق دینے کی دھمکی دی تھی اور محض دھمکی دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

أنـا أطـلـق نـفسي لم يقع لأنها وعد. (الـدر الـمـختـار مع الشـامي / باب التفويض ٦٥٧/٢، مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ٥١/١٠)

کہا ''اگرتو نے نامحرم کو چہرا دکھایا تو تجھے طلاق''

بیوی سے کہا کہ اگرتو نے نامحرم کو چہرہ دکھایا تو تجھے طلاق، پھر دھوکہ سے بیوی کے قصد وارادہ کے بغیر کسی غیرمحرم نے تانک جھانک کر بیوی کا چہرہ دیکھ لیا تو چوں کہ ازخود بیوی کی طرف سے دکھانا نہیں پایا گیا؛ لہٰذا طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ولـو قال لها: إن كشفت وجهك على غير محرم فأنت طالق، فرآها غير الـمـحـرم مـن غيـر قـصدها بأن سترت في الكن، فاطلع عليها رجل لا يحنث. (الـفتـاویٰ التـاتارخانية / كتاب الإيمان ٢٠٧/٦ رقم: ٩٢٠٥ زكريا، ٦١٣/٤ كراچی، بزازية على هامش الفتاویٰ الهندية ٣٤٥/٤ قديم زكريا)

کہا ''اگر میں بیوی کو ماروں تو اُسے طلاق''

کہا کہ ''اگر میں بیوی کو ماروں پیٹوں تو اسے طلاق''، تو جب بھی مارنا پیٹنا پایا جائے گا

فوراً طلاق واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۳/۵۱)

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط. (الهداية، كتاب الطلاق / باب الأيمان في الطلاق ٢/٣٨٥، الفتاویٰ الهندية ١/٤٢٠، تبيين الحقائق ٣/١٠٩، البحر الرائق ٤/٥)

اگر میں نے آج اپنا قرض ادا نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق

کسی شخص نے قسم کھائی کہ ’’اگر میں نے آج اپنا قرض ادا نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق‘‘، پھر وہ قرضہ ادا کرنے سے عاجز ہوگیا یا قرض خواہ غائب ہوگیا اور پورے دن قرض ادا نہ کرسکا تو شرعاً اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی؛ اس لئے کہ طلاق کی شرط یعنی قرض ادا نہ کرنے کا تحقق ہوگیا۔

ومفاده الحنث فيمن حلف لَيُؤَدِّيَنَّ اليوم دينه فعجز لفقره وفقد من يقرضه خلافاً لما بحثه في البحر (الدر المختار) وفي الشامي: أي لأن شرط الحنث فيه عدمي وهو عدم الأداء والمحل وهو الحالف باقٍ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ٤/٦٤٧-٦٤٨ زكريا، ٣/٣٨٣ كراچی)

’’جب تک میں تجھ سے شادی نہ کروں تو جس سے بھی نکاح کروں اُسے طلاق‘‘

کسی شخص نے ایک عورت سے کہا کہ ’’جب تک تجھ سے شادی نہ کروں تو جس سے بھی نکاح کروں اسے طلاق‘‘، پھر وہ متعینہ عورت بھاگ گئی یا مرگئی، تو اگر اس عورت کے مرنے کے بعد دوسری شادی کی تو نئی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی، اور اگر اس کی غیوبت کی حالت میں شادی کی تو چوں کہ اس کا مل جانا اور اس سے نکاح کرنا ممکن ہے، اس لئے اس کی عدم موجودگی میں دوسری عورت سے نکاح کرتے ہی اس پر طلاق پڑ جائے گی۔

ولو قال كل امرأة أتزوجها ما لم أتزوج فاطمة فهي طالق، فماتت

فـاطمة أو غابت فتزوج غيرها، طلقت في الغيبة، ولا تطلق في الموت. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الرابع في الطلاق بالشرط ونحوه ۱/۴۱۹ زكريا)

کسی عورت سے کہا کہ ''اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق''

کسی اجنبی عورت سے کہا کہ ''اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق''، تو اُس سے نکاح کرتے ہی طلاق واقع ہوجائے گی۔

أو الإضـافة إليـه أي الـملك الـحقيقي كإن نكحت امرأة أو إن نكحتك فأنت طالق، وكذا كل امرأة. (الدر المختار مع الشامي / باب التعليق ۴/۵۹۳-۵۹۴ زكريا)

طلاقِ معلق میں شرط کے متحقق ہوتے ہی طلاق واقع ہوجائے گی

طلاق معلق میں شرط کے پائے جاتے ہی فوراً طلاق واقع ہوجائے گی، مثلاً بیوی سے کہا کہ ''اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق''، تو گھر میں قدم رکھتے ہی فوراً طلاق واقع ہوجائے گی۔

وإذا أضـافـه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقًا مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق. (الهـداية ۲/۳۸۵، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة: إن وإذا وغيرهما ۱/۴۲۰ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۳/۳۵۵ کراچی)

حیض آنے پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ''اگر تجھے حیض آئے تو تجھے طلاق''، پھر اس نے خون دیکھا، تو ابھی سے طلاق کا حکم نہیں لگے گا؛ بلکہ جب تین دن رات مکمل خون آتا رہے گا، تو اب طلاق کا حکم لگے گا کہ جس دن پہلی مرتبہ خون دیکھا تھا اسی وقت طلاق پڑ گئی تھی، اور اگر یہ کہا کہ ''جب تجھ کو ایک حیض آئے تو تجھے طلاق''، تو حیض کے ختم ہونے پر طلاق پڑے گی۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/۵۲۸ کراچی)

کہا ''جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھے طلاق'' پھر رات کو نکاح کرلیا

کسی نے یہ کہا کہ ''جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق''، پھر رات کے وقت نکاح کیا تب بھی طلاق پڑ جائے گی؛ کیوں کہ بول چال میں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس وقت بھی (دن رات میں) تجھ سے نکاح کروں تجھے طلاق؛ لہٰذا رات میں نکاح کرنے سے بھی طلاق ہوجائے گی۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/۵۲۸ کراچی)

روزہ رکھنے پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تو روزہ رکھے تو تجھے طلاق''، تو روزہ رکھتے ہی فوراً طلاق پڑ جائے گی؛ البتہ اگر یہ کہا کہ ''اگر تو ایک روزہ رکھے یا دن بھر کا روزہ رکھے تو تجھے طلاق''، تو روزہ کے ختم پر اُسے طلاق پڑے گی، اگر افطار سے پہلے پہلے روزہ توڑ دے تو طلاق نہیں پڑے گی۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/۵۲۸ کراچی)

❍❖❍

زمان ومکان کی طرف نسبت کرکے طلاق دینا

کل آئندہ کی طرف نسبت کرکے طلاق دینا

اگر کسی نے آئندہ کل کی طرف نسبت کرکے بیوی کو اِس طرح طلاق دی کہ ''تجھے کل طلاق ہے''، تو اگلے دن صبح صادق ہوتے ہی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی؛ اِس لئے کہ صبح صادق ہوتے ہی دن شروع ہوجاتا ہے؛ لہٰذا جب آئندہ دن کا پہلا جزو شروع ہوگا تو اس پر معلق طلاق خود بخود واقع ہوجائے گی، ہاں اگر اُس نے یہ کہا کہ ''تجھے کل دن میں طلاق''، اوراس سے دن کے آخری یا درمیانی وقت کی نیت کی، تو اس کی نیت کا اعتبار کرکے اُسی وقت وقوعِ طلاق کا حکم لگایا جائے گا۔

أنت طالق غدًا أو في غد يقع عند طلوع الصبح، وصح في الثانية نية العصر أي اٰخر النهار قضاءً وصدق فيهما ديانةً. (الدر المختار) عند طلوع الصبح أي الفجر الصادق لا الكاذب، ووجه الوقوع عند طلوعه أنه وصفها بالطلاق في جميع الغد فيتعين الجزء الأول لعدم المزاحم. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب في إضافة الطلاق إلى الزمان ٤/٤٨١ زكريا)

تجھے مکہ میں طلاق

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''تجھے مکہ میں طلاق'' یا ''فلاں گھر میں طلاق''، تو فوراً طلاق واقع ہوجائے گی، اور جگہ کے ذکر کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۱/۵۱۶ کراچی)

وأنت طالق بمكة أو في مكة أو في الدار يقع للحال (الدر المختار) لأن الطلاق الذي هو رفع القيد الشرعي معدوم في الحال، وقد جعل الشارع لمن

أراده أن يعلق وجوده بوجود أمر معدوم يوجد الطلاق عند وجوده، والأفعال والزمان هما الصالحان لذلك؛ لأن كلامهما معدوم في الحال ثم يوجد، بخلاف المكان الذي هو عين ثابتة فإنه لا يتصور الإناطة به. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤/٤٧٧-٤٧٨ زكريا)

وقت کی طرف طلاق منسوب کرنے میں ایک ضابطہ

اگر بیوی سے کہا کہ ''تجھے آج اورکل طلاق ہے'' تو ایک طلاق واقع ہوگی، اوراگر کہا کہ: ''تجھے کل اورآج طلاق ہے'' تو ایک طلاق فوراً اورایک کل واقع ہوگی۔

والأصل أنه متى أضاف الطلاق لوقتين كائن ومستقبل بحرف عطف فإن بدأ بالكائن اتحد، أو بالمستقبل تعدد (الدر المختار) لأنها إذا طلقت اليوم تكون طالقًا في غدٍ، فلا حاجة إلى التعدد. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤/٤٨٢-٤٨٣ زكريا)

کہا: ''تجھے طلاق ہے اِن شاء اللہ''

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ''تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ''، یا ''اگر اللہ نے چاہا تو تجھے طلاق''، یا ان شاء اللہ کا لفظ طلاق سے پہلے متصلًا استعمال کیا، مثلاً کہا کہ: ''ان شاء اللہ تجھے طلاق''، یا ''اگر اللہ نے چاہا تو تجھے طلاق''۔ تو اس جملہ سے کوئی طلاق نہیں پڑے گی بشرطیکہ انشاء اللہ طلاق سے متصل کرکے کہے، اگر ان شاء اللہ اور طلاق میں فصل ہوگیا اورتھوڑی دیر بعد انشاء اللہ کہا، تو اب طلاق پڑجائے گی، بعد میں اِن شاء اللہ کہنے کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

إذا قال لامرأته: أنت طالق إن شاء اللّٰه متصلاً به، لم يقع الطلاق، ولو قال إن شاء اللّٰه فأنت طالق، لا تطلق في قولهم جميعًا. (الفتاویٰ الهندية ١/٤٥٤ زكريا)

كذا في الهداية وفيه: لقوله عليه السلام: من حلف بطلاق، وقال: إن شاء اللّٰه متصلاً به لا حنث عليه. (الهداية ٢/٤٠١)

اِن شاء اللہ کہنے سے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا

اگر طلاق کا لفظ کہنے کے بعد انشاء اللہ کہنے سے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا، گویا کہ وہ ان شاء اللہ کہنا چاہتا تھا؛ لیکن نہیں کہہ پایا، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

بخلاف ما إذا مات الزوج بعد قوله: أنت طالق قبل قوله: إن شاء اللّٰه، وهو يريد الاستثناء حيث يقع الطلاق. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في الاستثناء ۴۵۴/۱ قديم زكريا)

وإنما يعلم ذٰلك إذا قال قبل الإيقاع إني أطلق امرأتي واستثنى، كذا في الكفاية. (الفتاوىٰ الهندية ۴۵۴/۱ زكريا)

کہا ’’تجھے طلاق ہے اگر اللہ نے نہ چاہا‘‘

اگر بیوی سے یوں کہا کہ ’’تجھے طلاق ہے اگر اللہ نے نہ چاہا‘‘، تو اس سے بھی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ولو قال أنت طالق إن لم يشاء اللّٰه لم يقع. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في الاستثناء ۴۵۴/۱ قديم زكريا)

طلاق لکھ کر زبان سے اِن شاء اللہ کہا

ایک شخص نے کاغذ پر طلاق لکھ کر زبان سے فوراً اِن شاء اللہ کہا یا زبان سے طلاق کا لفظ بول کر فوراً کاغذ پر اِن شاء اللہ لکھا، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۱۴/۱ کراچی)

وإذا كتب الطلاق واستثنى بلسانه، أو طلق بلسانه واستثنى بالكتابة هل يصح؟ لا رواية لهٰذه المسئلة، وينبغي أن يصح، كذا في الظهيرية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زكريا)

❍❖❍

تفویضِ طلاق کے مسائل

تفویضِ طلاق کا مطلب

شریعت میں طلاق دینے کا اصل اور مستقل اختیار مرد کو حاصل ہے؛ لیکن اگر مرد چاہے تو اپنا یہ اختیار بیوی کو یا کسی دوسرے شخص کو منتقل کرسکتا ہے، اِس کو فقہی اصطلاح میں ''تفویضِ طلاق'' کہا جاتا ہے۔

باب تفويض الطلاق أي تفويضه للزوجة أو غيرها صريحًا كان التفويض أو كنايةً. (شامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٤/٥٥١ زكريا)

وهو في باب الطلاق جعل أمر طلاق الزوجة بيدها. (الموسوعة الفقهية ١٣/١٠٧ الكويت)

والتفويض: جعل الأمر باليد أو تمليك الطلاق لزوجته بطلاق نفسها منه، أو تعليق الطلاق على مشيئة شخص أجنبي كأن يقول له: طلق زوجتي إن شئت. (الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي / المبحث الرابع: التوكيل في الطلاق وتفويضه ٩/٦٩٣٦)

المراد بالتفويض تمليك الطلاق. (رد المحتار / باب تفويض الطلاق ٤/٥٥٢ زكريا)

تفویضِ طلاق کا ثبوت

ضرورت یا مصلحت کے وقت بیوی کو طلاق کا اختیار دینے کا ثبوت اِس واقعہ سے ہوتا ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ ناگواری کی وجہ سے ایک مہینے تک ازواجِ مطہراتؓ کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی تھی، جس کے بعد یہ آیاتِ تخییر نازل ہوئیں:

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا. وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ	اے پیغمبر! آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور یہاں کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کردوں، اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول اور آخرت کے گھر (میں کامیابی) کو چاہتی ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا. [الأحزاب: ۲۸-۲۹]　　نے تم میں سے نکوکار عورتوں کے لئے بڑا اجروثواب تیار کر رکھا ہے۔

اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مذکورہ آیات نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے، اور فرمایا کہ: ''میں ایک بات تمہارے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، مگر تم اُس کے ردِعمل میں جلدی مت کرنا؛ بلکہ اَپنے والدین سے مشورہ کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرنا''، پھر آپ نے مذکورہ آیتیں پڑھ کر مجھے سنائیں، اور آپ کا مقصد یہ تھا کہ میرے والدین مجھے کبھی بھی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جدا ہونے کا مشورہ نہیں دیں گے، پھر میں نے عرض کیا کہ: ''کیا میں اِس معاملہ میں والدین سے مشورہ کروں گی؟ بلکہ میں اللہ اور اُس کے رسول اور آخرت کی کامیابی کو ہی اختیار کرتی ہوں''۔ (مسلم شریف، کتاب الطلاق/ باب في الایلاء واعتزال النساء وتخییر ہن رقم: ۱۴۷۵ بیت الافکار الدولیۃ)

ویجوز تفویض الطلاق للزوجة بالإجماع؛ لأنه صلى الله عليه وسلم خير نسائه بين المقام معه وبين مفارقته، لما نزل قوله تعالىٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ﴾ (موسوعة الفقهي الإسلامي / المبحث الرابع: التوكيل في الطلاق وتفويضه ۳۹۷/۷)

وأما الإجماع فإنه روى عن جماعة من الصحابة مثل عمر وعثمان ...... وعائشة (رضي الله عنهم) إن المخيرة إذا اختارت نفسها في مجلسها وقع الطلاق. (بدائع الصنائع / فصل وأما قوله: اختاري ۱۸۸/۳ زكريا)

اِس واقعہ میں جس طرح کی تخییر کا ذکر ہے، اُسی سے تفویضِ طلاق کے مسائل کا استنباط کیا جاتا ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۰۸/۱۳ کویت)

پیشگی تفویضِ طلاق

اگر لڑکی والے یہ اندیشہ کریں کہ نکاح کے بعد شوہر لڑکی کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرسکتا ہے، تو شریعت میں یہ گنجائش ہے کہ نکاح سے پہلے شوہر سے ایک اقرار نامہ (جس کو کابین نامہ بھی کہا جاتا ہے) لکھوالیا جائے، جس کا مضمون اِس طرح کا ہو کہ میں فلاں ابن فلاں ساکن فلاں جس کا نکاح مسماۃ فلانہ سے بعوض اتنے مہر طے پایا ہے، میں اقرار کرتا ہوں کہ نکاح کے بعد طے شدہ شرائط ذیل کا پابند رہوں گا، اور اگر میں مسماۃ مذکورہ سے نکاح کروں اور پھر اِن شرائط میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کروں تو مسماۃ مذکورہ کو اختیار ہوگا کہ ایک طلاق بائنہ اپنے اوپر واقع کرکے اس نکاح سے الگ ہوجائے، اِس طرح کا مضمون لکھوا کر شوہر کے دستخط لئے جائیں، اور اُس پر گواہ بھی بنالئے جائیں، اور

آپسی رضا مندی سے طے شدہ شرطیں تحریر کردی جائیں، تو ایسی صورت میں شرط کی خلاف ورزی کی بنا پر بیوی کو ایک طلاق بائن کا حق حاصل ہوجائے گا۔

تنبیه:- اِس پیشگی تفویضِ طلاق کے لئے نکاح کی طرف نسبت کی شرط ضروری ہے، یعنی یہ لکھنا یا کہنا ضروری ہے کہ ''اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں اور پھر شرط کی خلاف ورزی کروں ......الخ''، اگر یہ الفاظ نہ کہے گئے، تو یہ اقرار نامہ کالعدم ہوجائے گا۔ (ملخص از: الحیلۃ الناجزہ ۳۳-۳۴ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

المستفاد: هو ربط حصول مضمون جملة بحصول مضمون جملة أخرىٰ الخ، وشرط صحته كون الشرط معدومًا على خطر الوجود الخ. شُرطَ الملك الخ، كقوله لمنكوحته أو معتدته إن ذهبت فأنت طالق أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي عامًا أو خاصًا الخ، كإن نكحت امرأة أو إن نكحتك فأنت طالق الخ، فلغا قوله للأجنبية إن زُرتِ زيدًا فأنت طالقٌ، فنكحها فزارت الخ، لعدم الملك والإضافة إليه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ٤/٥٨٨-٥٩٥ زكريا)

عقدِ نکاح کے وقت تفویضِ طلاق کی صورت

تفویضِ طلاق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عقدِ نکاح کی مجلس میں خود عورت (یا اُس کے وکیل یا ولی یا نکاح خواں قاضی) کی طرف سے ایجاب کرتے ہوئے یہ بات کہی جائے کہ میں نے اپنے آپ کو یا فلانہ بنت فلاں کو آپ کے نکاح میں اِس شرط پر دیا کہ اگر فلاں فلاں کام کیا یا نہ کیا (یہاں سب شرطیں لکھی جائیں) تو اپنے معاملہ کا اختیار میرے یا فلانہ کے ہاتھ میں ہوجائے گا، اب اگر مجلس عقد میں شوہر اس ایجابِ مشروط کو قبول کرلے گا، تو ذکر کردہ شرائط میں سے کسی بھی شرط کی خلاف ورزی کی شکل میں عورت یا اُس کے وکیل کو ایک طلاقِ بائن واقع کرنے کا اختیار حاصل ہوجائے گا۔

تنبیه:- واضح ہو کہ اگر ایجاب کے بجائے شوہر کی طرف سے قبول میں مذکورہ شرطیں لگائی جائیں گی، تو اُس کا شرعاً اعتبار نہیں۔ (ملخص از: الحیلۃ الناجزہ ۳۴-۳۵ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

نكحها على أن أمرها بيدها صح الخ. (الدر المختار) وفي الشامي: قوله: ''صح'' مقيد بما إذا ابتدأت المرأة، فقالت: زوجت نفسي منك علىٰ أن أمري بيدي أطلق نفسي كلما أريد أو على إني طالق، فقال الزوج: قبلت، أما لو بدأ الزوج لا تطلق ولا يصير الأمر بيدها''. (شامي / باب الأمر باليد ٣/٣٢٩ كراچی، ٤/٥٧٣ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ٣/٥٥٢ زكريا)

وبَيَّنَ الفقيه أبو الليثؒ وجه الفرق بين الصورتين، فقال: لأن البداءة إذا كانت من الزوج كان الطلاق والتفويض قبل النكاح فلا يصح، أما إذا كانت من المرأة يصير التفويض بعد النكاح؛ لأن الزوج لما قال بعد كلام المرأة: قَبِلْتُ، والجواب يتضمن إعادة ما في السوال، صار كأنه قال: قَبِلْتُ علىٰ أنك طالق، أو علىٰ أن يكون الأمر بيدكِ، فيصير مفوضًا بعد النكاح. (شامي، كتاب الطلاق / قبيل مطلب في طلاق المدهوش / لا يقع طلاق المولى على امرأة عبده ٤/٤٥٠ زكريا، البحر الرائق ٣/٥٥٦)

نکاح کے بعد تفویضِ طلاق

اگر تفویضِ طلاق کی کارروائی پہلے سے نہ کی گئی ہو اور عقدِ نکاح مطلق بلاشرط ہوا ہو، تو بعد میں بھی شوہر زبانی یا تحریری طور پر تفویضِ طلاق کرسکتا ہے، اور کتبِ فقہ میں عام طور پر اِسی قسم کی تفویضِ طلاق کے جزئیات مذکور ہیں۔

اتفق الفقهاء علىٰ جواز تفويض الطلاق للزوجة. (الموسوعة الفقهية / حكم التفويض في الطلاق ١٣/١١٠ الكويت)

ويجوز تفويض الطلاق للزوجة بالإجماع. (موسوعة الفقهي الإسلامي والقضايا المعاصرة ٨/٣٩٧)

فأما الواقع بهٰذه الألفاظ التي تصلح جوابًا فطلاق واحد بائنٌ عندنا. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل وأما قوله: اختاري ٣/١٨٧ زكريا)

ضروری تنبیہ:- مگر یہ بات ضرور پیشِ نظر رہے کہ بیوی یا اُس کے گھر والوں کو طلاق کی تفویض کے باوجود خود شوہر کا طلاق دینے کا اختیار ختم نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ بہر حال اَز خود طلاق دینے کا اختیار رکھتا ہے۔

ایک اَہم مشورہ

عورت کی فطری کمزوریوں اور معاشرتی حالات کی بنا پر یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ جب کبھی عورت کو تفویضِ طلاق کی ضرورت پیش آئے، تو صرف عورت ہی کو طلاق کا ذمہ دار نہ بنایا جائے؛ بلکہ اُس کے خاندان کے کچھ خیر خواہ اور معاملہ فہم حضرات کی تائید کی بھی شرط لگادی جائے؛ تاکہ اس تفویضِ طلاق کے بے جا استعمال سے محفوظ رہا جاسکے۔ (''الحیلۃ الناجزۃ'' ص: ۳۷-۳۸ طبع جدید میں اِس کی تفصیل موجود ہے، اس کو ملاحظہ کیا جائے)

مذکورہ تمہیدی گفتگو کے بعد چند مزید مسائل ذیل میں درج کیے جارہے ہیں:

تفویضِ طلاق میں عورت کا اختیار کب تک باقی رہتا ہے؟

تفویضِ طلاق کے بعد عورت کو اپنا اختیار استعمال کرنے کی مدت شوہر کے تفویضِ طلاق کے الفاظ کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے، مثلاً:

الف:- اگر شوہر نے بیوی سے مطلقاً یہ کہا کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا تجھے طلاق کا اختیار ہے، تو ایسی صورت میں یہ تفویض اسی مجلس تک محدود رہے گی، اور حقیقۃً یا حکماً مجلس کی تبدیلی سے اختیار ساقط ہوجائے گا۔

صيغة التفويض إما أن تكون مطلقةً أو تكون مقيدة بزمنٍ معينٍ أو تكون بصيغةٍ تعمُّ جميعَ الأوقاتِ، فإن كانت صيغة التفويض مطلقةً، فقد ذهب جمهور الفقهاء إلىٰ أن حق الطلاق للمرأة مقيدٌ بمجلس علمها، وإن طال مالم تُبدل مجلسها حقيقةً، كقيامها عنه، أو حكمًا بأن تعمل ما يقطعه مما يدل على الاعراض عنه. (الموسوعة الفقهية / الفاظ التفويض في الطلاق ١١٢/١٣ الكويت، الدر المختار / كتاب الطلاق ٤٤٣/٤-٥٥٤ زكريا)

فإن وقته بوقت خاص بأن قال: أمرك بيدك يومًا أو شهرًا أو سنةً ...... لا يتقدر بالمجلس، ولها الأمر في الوقت كله. (بدائع الصنائع ١٨٣/٣)

إذا قال لامرأته: اختاري ينوى بذٰلك الطلاق، أو قال لها: طلقي، فلها أن تطلق نفسها ما دامت في مجلسها ذٰلك. (الفتاویٰ الهندية ٣٨٧/١ قديم زكريا)

رجلٌ خيّر امرأته وهي راكبة فنزلت أو على العكس يبطل خيارها؛ لأنه تبدل المجلس، وكذلك لو كانت جالسة فاضطجعت. (الفتاویٰ الولوالجية ٩٢/٢)

ب:- اگر شوہر نے بیوی کو طلاق کا اختیار دیتے وقت اُس کو کسی وقت کے ساتھ مقید کردیا، مثلاً یہ کہا کہ ایک مہینے تک تجھے اپنے کو طلاق دینے کا اختیار ہے، تو اِس طرح کی تفویض میں مجلس کے ختم ہونے کے باوجود اختیار وقتِ معینہ تک باقی رہے گا، اور وقتِ معینہ گذرنے کے بعد ہی اختیار ختم ہوگا۔

أما المؤقت بشهرٍ مثلاً، فلا يبطل بذٰلك ما دام الوقت باقيًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٤/٥٥٤ زكريا)

وإن كانت صيغةُ التفويض مقيدةً بزمنٍ معينٍ؛ فإنه يستمرُّ حقُّ تطليق نفسِها إلىٰ أن ينتهي هٰذا الزمن، ولا يبطل التفويض الموقت بانتهاء المجلس ولا بالإعراض عنه. (الموسوعة الفقهية ١١٢/١٣-١١٣ الكويت)

ج:- اگر تفویضِ طلاق میں ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے غیر معینہ مدت تک طلاق کے اختیار کے معنی مفہوم ہوتے ہوں، مثلاً شوہر بیوی سے کہے کہ ''تم جب جب چاہو خود کو طلاق دے سکتی ہو'' تو ایسی صورت میں بیوی کو تین طلاق تک اپنے اوپر طلاقیں واقع کرنے کا اختیار رہے گا۔

وإن قال لها: طلقي نفسك متى شئت، فلها أن تطلق في المجلس وبعده، ولها المشية مرةً واحدةً. وكذا قوله: متى ما شئت، وإذا ما شئت، ولو قال: كلما شئت، كان ذٰلك لها أبدًا حتى يقع ثلاث، كذا في السراج الوهاج. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / تفويض الطلاق / في المشيئة ٤٠٣/١، زكريا، الحيلة الناجزة ٤٠ طبع جديد)

بیوی کو دیا ہوا اختیارِ طلاق کن چیزوں سے باطل ہوجاتا ہے؟

اگر شوہر نے بیوی کو طلاق کا مطلق اختیار دیا ہو، جو کسی مدت کے ساتھ محدود نہ ہو اور نہ ہی لامحدود ہونے کی صراحت ہو، تو ایسی صورت میں یہ اختیار مجلس کے اندر تک منحصر رہتا ہے؛ لہٰذا اگر اختیار استعمال کرنے سے پہلے حقیقۃً مجلس بدل جائے، مثلاً: عورت اُٹھ کر چلی جائے، یا سواری پر سوار ہوجائے، یا سواری چل پڑے وغیرہ۔ یا حکماً تبدیلی پائی جائے، مثلاً: عورت اختیار ملنے کے بعد اچھی طرح کھانے پینے میں مشغول ہوجائے، یا باقاعدہ تکیہ لگا کر لیٹ کر سوجائے وغیرہ۔ تو اِن صورتوں میں عورت کا اختیار باطل ہوجاتا ہے۔

(١) إن اضطجعت فعن أبي يوسف روايتان: إحداهما يبطل خيارها، وبه

قال زفر. (٢) وإن كانت قائمة فركبت بطل خيارها. (٣) وكذا إذا كانت علىٰ دابة فركبت علىٰ دابة أخرىٰ. (٤) ولو كانت راكبة فنزلت. (٥) أو على العكس بطل خيارها. (٦) وإن كانت تسير علىٰ دابة أو في محمل فوقفت فهي علىٰ خيارها، وإن سارت بطل خيارها. (٧) ولو كانت على دابة واقفة فسارت بطل خيارها. (٨) أخذ الزوج بيدها فأقامها. (٩) أو جامعها طوعًا أو كرهًا خرج الأمر من يدها. (الفتاویٰ الهندية / الباب الثالث في تفويض الطلاق ٣٨٧/١-٣٨٨ زكريا)

أما لو اضطجعت فقيل: لا يبطل، وقيل: إن هيأت الوسادة كما يفعل للنوم بطل الخ، والأصح اعتبار الإعراض. (شامي ٣١٨/٣ كراچی)

ولو كانت راكبة فنزلت أو على العكس بطل خيارها، وكذا لو اشتغلت بعمل آخر يعلم أنه قطع لما كان قبله، كما إذا ادعيت بطعام للأكل فأكلت أو اشتغلت بالنوم أو امتشطت أو اغتسلت. (خلاصة الفتاویٰ، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في المشية والخيار ١١٤/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لو كانا يتحدثان فأخذا في الأكل انقضى مجلس الحديث، وجاء مجلس الأكل، فلو انتقلا إلى المناظرة انقضى مجلس وجاء مجلس المناظرة، ولو خيرها فلبست ثوبًا أو شربت لا يبطل خيارها؛ لأن العطش قد يكون شديدًا يمنع التأمل، ولبس الثوب قد يكون لتدعو شهودًا، بخلاف ما لو أكلت ما ليس قليلاً أو امتشطت أو أقامها الزوج قسرًا؛ فإنه يخرج الأمر من يدها لظهور الإعراض به. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الاختيار ٧٠/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الأمر باليد ٣٧٥/٢ زكريا)

تفویضِ طلاق کے بعد بیوی سے جماع کر لینا؟

اگر بیوی کو طلاق کا اختیار دیا، اور ابھی اُس نے اپنے اوپر طلاق واقع نہیں کی تھی کہ شوہر

نے اُس سے جماع کرلیا (اگرچہ یہ جماع زبردستی ہی کیوں نہ ہو؟) تو بیوی کا اختیار باطل ہوجائے گا۔ (کیوں کہ جماع سے قبل اُسے اتنا وقت ملا کہ وہ طلاق اختیار کرسکتی تھی، پھر بھی اُس نے اقدام نہیں کیا، تو یہ اختیار سے اعراض کی دلیل ہے)

أو جامعها مكرهةً لتمكنها من الاختيار. (الدر المختار) وقال الشامي: أي اختيارها نفسها، فعدم ذٰلك دليل الإعراض. (الدر المختار مع الشامي ٣١٨/٣ كراچی، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الأمر باليد ٣٧٥/٢ زكريا)

جعل أمرها بيدها، ثم أقامها عن المجلس أو جامعها طوعًا أو كرهًا، خرج من يدها. (الفتاوىٰ البزازية علىٰ هامش الهندية، كتاب الطلاق / في الأمر باليد ٢٣٢/٤، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الأول في الاختيار ٣٨٨/١ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ٥٦٢/٣ زكريا، خانية علىٰ هامش الهندية، كتاب الطلاق / فصل في الطلاق الذي يكون من الوكيل ٥٢١/١، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في المشيئة ٣٢٨/٣ كوئٹه، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / تعليق الطلاق والتفويض بالمشيئة ٥١٤/٤ رقم: ٦٨٠١ زكريا)

طلاق کا اختیار ملنے کے بعد بیوی نماز میں مشغول ہوگئی

طلاق کا اختیار مل جانے کے بعد اگر عورت نے کسی طرح کی بھی نماز شروع کردی، تو اُس کا اختیار باطل ہوجائے گا؛ کیوں کہ نماز میں مشغول ہوجانا حکماً مجلس بدلنے کے درجہ میں ہے۔

وإن ابتدأت الصلاة بطل خيارها فرضًا كانت الصلاة أو واجبةً أو نفلاً.

(الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٨٨/١ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ٥٦٢/٣ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٤٩٦/٤ رقم: ٦٧٥٣ زكريا)

دورانِ نماز تفویضِ طلاق ہوئی تو اختیار کب تک رہے گا؟

اور اگر بیوی کو دورانِ نماز ہی شوہر نے طلاق کا اختیار دیا، تو نفل نماز میں دو رکعت پر سلام پھیرنے تک اسے طلاق واقع کرنے کا اختیار رہے گا، اور اگر دو رکعت کے بعد مزید رکعات

پڑھنے لگے، تو اَب اس کا اختیار باطل ہوجائے گا؛ البتہ اگر فرض یا واجب یا سنن مؤکدہ میں مشغول تھی تو پوری نماز (چار رکعت ہوں یا تین یا دو) پڑھنے تک اسے اختیارِ طلاق باقی رہے گا۔

فإن خيرها وهي في الصلاة فأتمتها، فإن كانت في صلاة الفرض أو الواجب كالوتر لا يبطل خيارها حتى تخرج من الصلاة، وإن كانت في صلاة التطوع فأسلمت علىٰ رأس الركعتين فهي علىٰ خيارها، وإن زادت على الركعتين بطل خيارها، ولو خيرت وهي في الأربع قبل الظهر فأتمت، ولم تسلم على رأس الركعتين، اختلف المشائخ فيه، قال بعضهم: يبطل خيارها كما في التطوع المطلق، وقال بعضهم: لا يبطل وهو الصحيح، كذا في البدائع. وإن سبحت أو قرأت شيئًا يسيرًا لم يبطل خيارها وإن طال بطل، كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث في تفويض الطلاق ۳۸۸/۱ زكريا)

ولو كانت في الصلاة الفريضة لا يبطل خيارها بإتمام الصلاة، وإن كانت في تطوع لا يبطل خيارها إن سلمت على رأس الركعتين؛ لأنه لا يحل لها قطع ذٰلك، وإن قامت إلى الشفع الآخر حينئذ بطل خيارها، ثم إن محمد يفصل في الأصل بين فرض وتطوع. وروى ابن سماعة في نوادره عنه أنها إذا كانت في الأربع مثل الظهر في الشفع الأول، فقامت إلى الشفع الثاني لا يبطل خيارها، ولو كانت في الوتر في الشفع الأول فاتمتها لا يبطل خيارها. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / تفويض الطلاق ٤٩٦/٤ رقم: ٦٧٥٣ زكريا، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الأمر باليد ۳۷٤/۲ زكريا، تبيين الحقائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ۹٥/۳ زكريا)

تفویضِ طلاق سے رجوع کا حق نہیں

جب شوہر زبانی یا تحریری طور پر بیوی کو طلاق کا اختیار دیدے، تو اب وہ قانوناً اس سے رجوع نہیں کرسکتا، اور اِس تفویض کی بنا پر عورت طلاق کی مالک ہوجاتی ہے، اَب اگر وہ خود ہی

اپنے اوپر طلاق واقع نہ کرے تو بات الگ ہے؛ لیکن شوہر اُسے طلاق سے روک نہیں سکتا۔ (الحیلۃ الناجزہ ۴۰ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند دہلی)

وليس للزوج أن يرجع في ذلك، ولا ينهاها عما جعل إليها، ولا يفسخ كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الأول في الاختيار ١/٣٨٧، زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٤/٥٧٦ زكريا)

ذكر في طلاق الجامع: إذا قال لامرأته: "طلقي نفسك بألف درهم" فقبل أن تتكلم المرأة بشيء رجع الزوج عن هٰذه المقالة كان رجوعه باطلاً، حتى لو قبلت المرأة بعد ذٰلك، وهي في مجلسها صح ذلك منها وطلقت. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / نوع آخر في الرجوع عن التفويض، فصل في المشية ٤/٥٢١ رقم: ٦٨١٦ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في المشيئة ٣/٥٦٨ زكريا، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في المشيئة ٢/٣٧٧ زكريا)

توکیل بالطلاق کے بعد رجوع؟

البتہ اگر کسی شخص کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا وکیل بنایا، تو وکیل کے طلاق دینے سے پہلے یہ شخص رجوع کرکے وکیل کے اختیار کو فسخ کرنے کا مجاز ہے۔

أو قوله لأجنبي: طلق امرأتي يصح رجوعه منه ولم يقيد بالمجلس؛ لأنه توكيل محض (الدر المختار) أي بخلاف طلقي نفسك؛ لأنها عاملة لنفسها فكان تمليكًا لا توكيلاً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٤/٥٥٥ زكريا)

لو صرح بوكالتها فقال: وكلتك في طلاقك كان تمليكًا كقول: طلقي نفسك بناءً علىٰ أن الوكيل من يعمل لخيره، وهٰذه عاملة لنفسها، حتى لو فوض إليها طلاق ضرتها أو فوض أجنبي لها طلاق زوجته كان توكيلاً فملك الرجوع منه لكونها عاملة لغيرها ولا يقتصر على المجلس. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في المشيئة ٣/٥٦٨)

أو قال لرجل أجنبي: طلق امرأتي، أو قال: إن شئت، فليس له أن يرجع. وإن لم يقل: إن شئت فله أن يرجع، فالحاصل …… إن قوله للأجنبي طلق امرأتي، إن كان مقرونًا بالمشيئة فهو تمليك، لأن المالك هو الذي ينصرف عن مشيئته، وهٰذا النوع من التمليك لا يقبل الرجوع، وإن لم يكن مقرونًا بالمشيئة فهو توكيل محض، والتوكيل يقبل الرجوع. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / نوع آخر في الرجوع عن التفويض ٥٢١/٤ رقم: ٦٨١٧ زكريا)

تفویضِ تملیک اور تفویضِ توکیل میں فرق؟

عورت کو مطلق طلاق کا مالک بنادینے اور شوہر کی طرف سے اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا وکیل بنانے کے درمیان پانچ طور پر حکم میں فرق پایا جاتا ہے:

(۱) تملیک کی صورت میں رجوع کا حق نہیں ہے؛ مگر توکیل کی صورت میں ایقاعِ طلاق سے قبل شوہر کو رجوع کا حق ہے۔

(۲) تملیک کی صورت میں شوہر مُفوَّض لہ کو معزول نہیں کرسکتا، جب کہ توکیل کی صورت میں معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

(۳) اگر شوہر تفویضِ طلاق کے بعد مجنون ہوجائے، تو تفویضِ تملیک باطل نہیں ہوتی؛ لیکن اگر وکیل بنانے کے بعد شوہر مجنون ہوجائے، تو تفویضِ توکیل باطل ہوجاتی ہے۔

(۴) مطلق (غیر مؤقت) تفویضِ تملیک مجلس تک محدود رہتی ہے، جب کہ تفویضِ توکیل مجلس کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔

(۵) تفویضِ تملیک کے لئے مفوض لہ کا عاقل ہونا شرط نہیں ہے، جب کہ تفویضِ توکیل کے لئے وکیل کا عاقل ہونا شرط ہے۔

والفرق بينهما في خمسة أحكام: ففي التمليك لا يرجع ولا يعزل ولا يبطل بجنون الزوج ويتقيد بمجلسٍ لا بعقلٍ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٥٥/٤ زكريا)

مجنون اور بچے کو تفویضِ طلاق

اگر کوئی شوہر کسی پاگل شخص یا بےشعور بچے کو طلاق تفویض کرے، تو یہ تفویض دراصل تعلیق کے درجہ میں ہوگی؛ گویا کہ اُس نے بیوی کی طلاق کو پاگل یا بچہ کی طرف سے طلاق کے الفاظ ادا کرنے پر معلق کردیا ہے، پس اگر مجلس کے اندر شرط پائی جائے، یعنی بچے یا پاگل کی طرف سے الفاظِ طلاق صادر ہوں، تو حسبِ شرط طلاق واقع ہوجائے گی۔ (لیکن پاگل یا بچے کو کسی معاملہ میں وکیل نہیں بنایا جاسکتا؛ اس لئے کہ وہ غیر مکلّف ہیں)

فيصح تفويضه لمجنونٍ وصبي لا يعقل، بخلاف التوكيل (الدر المختار)

وفي الشامي: وبيانه ما في البحر عن المحيط لو جعل أمرها بيد صبيٍ لا يعقل، أو مجنونٍ فذٰلك إليه ما دام في المجلس؛ لأن هٰذا تمليك في ضمنه تعليقٌ، فإن لم يصح باعتبار التمليك يصح باعتبار معنى التعليق، فصحّحناه باعتبار التعليق؛ فكأنه قال: إن قال لك المجنون: أنت طالق فأنت طالقٌ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٥٦/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٤٩٤/٤ رقم: ٦٧٤٩ زكريا، خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في الأمر باليد ١١١/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الأمر باليد ٣٧١/٢)

صحت مند شخص کو تفویضِ طلاق کی، پھر وہ پاگل ہوگیا؟

اگر کسی آدمی نے کسی متعین شخص کو تفویضِ طلاق کرتے ہوئے اُسے مذکورہ آدمی کی بیوی پر طلاق واقع کرنے کا اختیار دیا، اور ابھی وہ شخص اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں کرسکا تھا کہ اُس پر جنون کا غلبہ ہوگیا، تو اِس جنون کی وجہ سے اُسے اَب طلاق دینے کا حق نہ رہے گا

نعم لو جنَّ بعد التفويض لم يقع. (الدر المختار / كتاب الطلاق ٥٥٦/٤ زكريا)

ولو جعل أمرها بيد آخر فجن المجعول إليه فطلق، قال محمد: إن كان لا

يعقل ما يقول لا يقع طلاقه. (النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الأمر باليد ۳۷۱/۲، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٤٩٤/٤ رقم: ٦٧٤٩ زكريا)

اپنی نابالغ بیوی کو طلاق کی تفویض کرنا معتبر ہے

اگر کسی شخص کی بیوی نابالغہ ہو، اور وہ اُس سے طلاق کی نیت سے یہ کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پھر وہ عورت اپنے اوپر طلاق واقع کرلے، تو عورت پر طلاق واقع ہوجائے گی (کیوں کہ یہ بھی دراصل تعلیق بالشرط کی ایک صورت ہے)

إذا قال لامرأته الصغيرة: أمرُكِ بيدك، ينوي الطلاق، فطلقت نفسها صح؛ لأن تقدير كلامه إن طلقت نفسَك فأنت طالق. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٥٦/٤ زكريا)

بیوی سے کہا کہ: ''اپنی طلاق لے لے''

اگر کسی شخص نے اپنے بیوی سے کہا کہ: ''تو اپنی طلاق لے لے''، اور بیوی نے جواب میں کہا کہ: 'میں نے لے لی''، تو اصح قول کے مطابق بغیر نیت کے بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

رجل قال لامرأته خذي طلاقك، فقالت: أخذت يقع الطلاق، وفي العيون: شرط النية والأصح أنها ليست بشرط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل: قال أنت طالق سكت ثم قال: ثلاثًا ۳۵۹/۱ قديم زكريا)

ولو قال في حالة مذاكرة الطلاق فارقتكِ أو باينتكِ أو ابنتك أو ابنت منك أو لا سلطان لي عليك أو سرحتك أو وهبتك لنفسك أو تركت طلاقك أو خليت سبيل طلاقك ......، فقالت: اخترت نفسي يقع الطلاق، وإن قال: لم أنو الطلاق لا يصدق قضاء. (خانية على الفتاویٰ الهندية / فصل في الكنايات والمدلولات ٤٦٨/۱ كوئٹه)

بیوی سے کہا ’’طلاق کے بارے میں معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے‘‘

اگر کوئی شخص بیوی سے کہے کہ ’’طلاق کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے‘‘، پھر بیوی اپنے کو شوہر سے الگ کرلے، تو یہ ایک طلاقِ رجعی شمار ہوگی، عدت کے اندر اندر شوہر کو رجعت کا اختیار ہے۔

إذا قال أمرك بيدك في تطليقة فهي تطليقة رجعية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل: الأمر باليد ۳۹۱/۱ قديم زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٧٩/٤ رقم: ٦٧١٢ زكريا)

طلقت نفسي واحدة أو اخترت نفسي بتطليقة بانت بواحدة، لما تقرر أن المعتبر تفويض الزوج لا إيقاعها. (شامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٥٦٨/٤ زكريا، البحر الرائق ٥٤٨/٣، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٧٩/٤ رقم: ٦٧١٢ زكريا)

غصہ یا مذاکرۂ طلاق کے وقت بیوی سے کہا کہ ’’تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے‘‘

ایک شخص نے غصہ میں یا مذاکرۂ طلاق کے دوران طلاق کی نیت کے بغیر بیوی سے کہا کہ ’’تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے‘‘، یعنی تو چاہے تو اپنے لئے طلاق کو اختیار کرلے یا نہ کرے، تو بیوی کے طلاق کو اختیار کرلینے سے طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو لم يرد الزوج بالأمر باليد طلاقًا فليس الأمر بشيء إلا أن يكون في حالة الغضب، أو في حال مذاكرة الطلاق، ولا يدين في الحكم أنه لم يرد به الطلاق في حالتين، وإن ادعت المرأة نية الطلاق أو أنه كان في غضب أو مذاكرة الطلاق، فالقول قوله مع اليمين، وتقبل بينة المرأة في اثبات حالة الغضب ومذاكرة الطلاق، ولا تقبل بينتها في نية الطلاق إلا أن تقيم البينة على إقرار الزوج بذلك، كذا في الظهيرية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل: الأمر باليد ۳۹۱/۱ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٧٦/٤ رقم: ٦٧٠٦ زكريا)

ولو لم يرد الزوج بالأمر باليد طلاقًا فليس بشيء إلا أن يكون في حالة الغضب أو في حالة مذاكرة الطلاق فلا يدين في الحكم، وهٰذا لأن قوله أمرك بيدك يحتمل وجوهًا شتى. (المحيط البرهاني ٤/٤٣٩ رقم: ٤٧٨٨ زكريا)

شوہر نے کہا کہ ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے'' اور تین طلاق کی نیت کی

اگر کسی شخص نے تین طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا کہ ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے''، اور بیوی جواب میں کہے کہ ''میں نے اپنے اوپر ایک طلاق کو نافذ کرلیا'' تو بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

وإن قال لها: أمرك بيدك ينوي ثلاثًا، فقالت: قد اخترت نفسي بواحدة فهي ثلاث، كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية / فصل في الأمر باليد ١/٣٩٠ قديم زكريا)

قوله: أمرك بيدك ينوي ثلاثًا اخترت نفسي بواحدة وقعن أي وقع الثلاث؛ لأن الاختيار يصلح جوابًا للأمر باليد على الأصح المختار. (البحر الرائق / فصل في الأمر باليد ٣/٥٥٠، شامي ٤/٥٦٦ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٤٧٧ رقم: ٦٧٠٩ زكريا، كذا في البحر الرائق ٣/٥٥٠)

ثم إذا جعل أمرها بيدها فاختارت نفسها في مجلس علمها بانت بواحدة، فإن كان الزوج أراد ثلاثًا فثلاث، وإن نوىٰ ثنتين أو واحدة أو لم يكن فيه نية في العدد فهي واحدة. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٤٧٧ رقم: ٦٧٠٩ زكريا)

''کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنے کو طلاق دیدوں''؟ کے جواب میں شوہر کا ''ہاں'' کہنا؟

میاں بیوی میں کسی بات پر بات بڑھ گئی، بیوی نے پوچھا کیا آپ چاہتے ہیں کہ ''میں اپنے کو طلاق دے دوں''؟ اِس پر شوہر نے کہا ''ہاں''! یہ سن کر بیوی نے کہا: ''میں نے اپنے

آپ کو طلاق دے دی‘‘۔ تو اگر شوہر کا مقصد تفویضِ طلاق تھا، تو بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی، اور اگر تفویضِ طلاق کی نیت نہ تھی؛ بلکہ مقصد یہ طنز تھا کہ تیرے بس میں ہوتو اپنے کو طلاق دے کر دیکھ تو پھر طلاق واقع نہ ہوگی۔

امرأة قالت لزوجها: تريد أن أطلق نفسي، فقال الزوج: نعم، فقالت المرأة: طلقت إن كان الزوج نوى تفويض الطلاق إليها تطلق واحدة، وإن عنى بذٰلك طلق نفسك إن استطعت لا تطلق. (الفتاویٰ الهندية ٤٠٢/١، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٨٨/٤ رقم: ٦٧٣٦ زكريا، المحيط البرهاني ٤٤١/٤ رقم: ٤٧٩٧)

بیوی سے تین بار کہا ’’تجھے اختیار ہے‘‘

اگر کوئی شخص تین بار بیوی سے یہ کہے کہ: ’’تجھے اختیار ہے‘‘ اور بیوی جواب میں یہ کہہ دے کہ ’’میں نے اپنے کو اختیار کرلیا‘‘، تو ایسی صورت میں بیوی پر شوہر کی نیت کے بغیر بھی تین طلاق واقع ہوجائیں گی؛ اِس لئے کہ شوہر کا بار بار محض اختیار کے لفظ کا تکرار کرنا بہت سے فقہاء کے نزدیک بجائے خود طلاق کی نیت اور اِرادہ کی دلیل ہے۔

وكررها أي لفظة اختاري ثلاثًا، فقالت: اخترت أو اخترت اختيارة ...... يقع بلا نية ثلاثًا من الزوج (الدر المختار) ووجهه ما قاله الشارح من دلالة التكرار على إرادة الطلاق. (الدر المختار مع الشامي / باب تفويض الطلاق ٥٦١/٤ زكريا)

ولو قال لها: اختاري اختاري، فقالت: أخترت الأولىٰ أو الوسطىٰ أو الأخيرة وقع الثلاث بلا نية. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٤٠/٣ زكريا، كذا في الهندية ٣٨٩/١ كوئٹه)

ولو قال لها ’’اختاري اختاري اختاري‘‘ وهو ينوى الطلاق بذٰلك كله، فاختارت نفسها فهي طالق ثلاثًا. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس / نوع آخر في تفويض الطلاق إليها بقوله: ”اختاري“ ٥٠٥/٤ رقم: ٦٧٧٦ زكريا)

بیوی سے بغیر نیت کے کہا کہ ’’تو اپنے آپ کو طلاق دیدے‘‘

اگر کسی شخص نے بغیر نیت طلاق کے بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دیدے یا شوہر ایک یا دو طلاق کی نیت کے ساتھ اختیار دے، تو بیوی کو صرف ایک صریح طلاق کا اختیار ہوگا۔ اور اگر بیوی نے تین طلاق کو اختیار کرلیا اور شوہر نے بھی نیت کرلی، تو اَب تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

لو قال لها: طلقي نفسك ولم ينو أو نوى واحدة أو ثنتين في الحرة، فطلقت وقعت رجعية، وإن طلقت ثلاثًا ونواه وقعن. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٥٧٥/٤ زكريا، البحر الرائق ٥٦٦/٣ زكريا)

ولو طلقت واحدة ولا نية للزوج أو نوى واحدة فهي رجعية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ٤٠٣/١ قديم زكريا، كذا في البحر الرائق ٥٦٦/٣)

شوہر نے کہا کہ ’’میری بیوی کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور تیرے ہاتھ میں ہے‘‘

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی طلاق کو اللہ کے سپرد کردے، تو اِس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اور اگر کسی آدمی کے ہاتھ میں طلاق کا معاملہ دیا تھا، پھر اُس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو قال: أمر امرأتي بيد اللّٰه ويدك، أو قال: جعلت أمرها بيد اللّٰه ويدك، يريد به الطلاق، فطلقها المخاطب يقع، كذا في الكافي. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل: الأمر باليد ٣٩٣/١ قديم زكريا)

وفي تلخيص الجامع: لو قال في البيع والطلاق أمرها بيد اللّٰه وبيدك أو بع بما شاء اللّٰه وشئت ينفرد المخاطب؛ لأن ذكر اللّٰه تعالىٰ للتبرك أو للتبرك عرفًا. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ٥٥٣/٣)

شوہر نے کہا کہ ’’اگر تو چاہے تو تجھے طلاق‘‘، بیوی نے کہا ’’اگر تو چاہے تو میں بھی چاہتی ہوں‘‘

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ’’اگر تو چاہے تو تجھے طلاق‘‘، بیوی نے کہا کہ ’’اگر تو مجھے طلاق دینا چاہتا ہے تو میں بھی طلاق چاہتی ہوں‘‘، شوہر نے جواب میں طلاق دینے کی نیت سے کہا کہ ’’میں تیری طلاق چاہتا ہوں‘‘، اِس سے بیوی پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

لو قال لها: أنت طالق إن شئت، فقالت: شئت إن شئت، فقال: شئت ينوي الطلاق، بطل الأمر؛ لأنه ليس في كلام المرأة ذكر الطلاق ليصير الزوج شائيًا طلاقها والنية لا تعمل في غير المذكور، حتى لو قال: شئت طلاقك يقع إذا نوىٰ. (الهداية ٣٩٦، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٥٨١/٤ زكريا، البحر الرائق / فصل في المشية ٥٨٣/٣، الفتاوىٰ الهندية / الفصل الثالث في المشية ٤٠٤/١ قديم زكريا)

بیوی سے کہا کہ ’’اگر تو تین طلاق چاہے تو تجھے طلاق‘‘

ایک شخص نے غصہ میں بیوی سے کہا کہ ’’اگر تو چاہے تو تجھے تین طلاق‘‘، تو جب تک بیوی صاف لفظوں میں یہ نہ کہے کہ مجھے تین طلاق منظور ہیں، اُس وقت تک اُس پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی۔

قال لامرأته: أنت طالق ثلاثًا إن شئت، فقالت: أنا طالق لا يقع شيء، لكن عدم الوقوع لأنه علق الثلاث على مشيتها الثلاث، ولا يمكن إيقاع الثلاث بلفظ طالق، فلا يقع شيء؛ لأنه لم يوجد المعلق عليه، والذي قال في الذخيرة: لا يقع إلا أن تقول: أنا طالق ثلاثًا. (شامي / كتاب الطلاق ٥٥٩/٤ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس، نوع آخر في تعليق الطلاق بالمشيئة الخ ٥١٣/٤ رقم: ٦٧٩٧ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ٤٠٣/١ زكريا)

ولو قال لها: طلقي نفسك ثلاثًا إن شئت، فطلقت نفسها واحدة أو ثنتين، لا يقع شيء في قولهم جميعًا؛ لأنه ملكها الثلاث بشرط مشيتها الثلاث فإذا الثلاث، فإذا شاء ت ما دون الثلاث لم تملك الثلاث لوجود بعض شرط الملك والحكم المعلق بشرط لا يثبت عند وجود بعض الشرط. (بدائع الصنائع ۱۹۸/۳، الفتاویٰ التاتارخانية ٥١٣/٤ رقم: ٦٧٩٧ زكريا)

بیوی سے کہا کہ ’’جب تو چاہے تجھے طلاق‘‘

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو جب چاہے تجھے طلاق، تو بیوی زندگی میں جب بھی طلاق لینا چاہے گی، فوراً اس پر طلاق واقع ہوجائے گی؛ لیکن ایک مرتبہ طلاق واقع کر لینے کے بعد دوسری مرتبہ طلاق واقع کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

قال لها: أنت طالق متى شئت أو إذا شئت أو متى ما شئت، وإذا ما شئت فردت الأمر بأن قالت: لا أشاء لا يرتد فلها بعد ذٰلك أن تشاء؛ لأنه لم ملكه في الحال شيئًا؛ بل أضافه إلىٰ وقت مشيئتها ......، ولا تطلق إلا واحدة؛ لأنها تعم الأزمان لا الأفعال، فتملك التطليق في كل زمان لا تطليق بعد تطليق.

(الدر المختار مع الشامي ٥٨١/٤-٥٨٢ زكريا، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ٤٠٦/١ زكريا، البحر الرائق / فصل في المشية ٥٨٧/٣، المحيط البرهاني ٤٥٥/٤)

تو جب جب چاہے اپنے کو طلاق دے سکتی ہے

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ’’تو جب جب چاہے اپنے کو طلاق دے سکتی ہے‘‘، تو تین طلاق واقع ہونے تک زندگی بھر بیوی کو طلاق کا اختیار رہے گا۔ (ایک طلاق واقع کرنے کے بعد اختیار ختم نہ ہوگا)

ولو قال: كلما شئت كان ذٰلك لها أبدًا حتى يقع ثلاث، كذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ٤٠٣/١ زكريا)

ولـو قـال لهـا: "طـلـقـي نـفسك" ...... لا يملك الزوج الرجوع، وتقيد بـمجلسها إلا إذا زاد متى شئت أو إذا شئت، فإن لها أن تطلق في المجلس وبعده؛ لأن هٰذه الألـفـاظ لـعـمـوم الأوقـات، فصار كما إذا قال: في أي وقت شئت، وكلما كمتى مع إفادة التكرار إلى الثلاث. (النهر الفائق ۳۷۸/۲ زکریا، بدائع الصنائع ۱۸۵/۳)

بیوی سے کہا کہ ''تجھے طلاق ہے جہاں بھی چاہے''

اگر کوئی شخص بیوی سے کہے کہ ''تجھے طلاق ہے جہاں بھی تو چاہے''، تو یہ اختیار صرف مجلس گفتگو تک محدود رہے گا، اگر بیوی جہاں بیٹھی تھی، وہاں سے اُٹھ گئی اور پھر طلاق کو نافذ کرنا چاہا تو اَب اُس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

أنـت طالق حيث شئت أو أين شئت لا تطلق إلا إذا شاء ت في المجلس، وإن قـامـت من مجلسها قبل مشيئتها لا. (الـدر الـمـختار مع الشامي ٥٧٤/٤ زكريا، بدائع الصنائع ۱۹۲/۳، الفتاویٰ الهندية / فصل: الأمر باليد ٤٠١/١، النهر الفائق ۳۸۳/۲)

تو جس طرح چاہے اپنے کو طلاق دیدے

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''تو جونسی طلاق چاہے اختیار کرسکتی ہے''، تو بیوی کے لئے جائز ہوگا کہ مجلس کے اندر اندر چاہے تو وہ طلاقِ رجعی کو اختیار کرلے، اور اگر چاہے تو بائن یا مغلظہ واقع کرلے۔

ولـو قـال: طـلـقـي نفسك كيف شئت لها أن تطلق كما شاء ت بائنًا أو رجـعيًـا واحـدةً أو ثنتين أو ثلاثًا ويختص بالمجلس، كذا في التهذيب. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل في المشية ٤٠٣/١ قديم زكريا)

قـولـه: (مـا شـئـت تطلق) نفسها ما شاء ت إلى الثلاث ولا يكون بدعيًا؛ لأنها مضطرة إليه. (النهر الفائق / فصل في المشية ٣٨٤، بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ١٩٢/٣)

شوہر نے کہا کہ ''تو آج اپنے کو اختیار کر لے''

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ ''تو آج اپنے کو اختیار کر لے''، تو پورے دن بیوی کو طلاق کا اختیار رہے گا، خواہ مجلس بدل دے یا کسی اور عمل میں مشغول ہو جائے، اُس کا اختیار ختم نہیں ہوگا۔

وإذا قال: اختاري نفسك اليوم، فلها أن تختار نفسها ما دام الوقت باقيًا، سواء أعرضت عن المجلس أو اشتغلت بعمل آخر. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث في تفويض الطلاق ۱/ ۳۹۰ زكريا)

فإن وقته بوقتٍ خاص، فإن قال: أمرك بيدك يومًا ......، أو قال: هٰذا اليوم ......، لا يتقيد بالمجلس، ولها الأمر في الوقت كله تختار نفسها فيما شاء ت منه، لو قامت من مجلسها أو تشاغلت بغير الجواب لا يبطل خيارها ما بقى الوقت بلا خلاف. (بدائع الصنائع ۳/ ۱۸۳)

معاملہ بیوی کے سپرد کرنے کے بعد بیوی کا کہنا کہ ''تو مجھ پر حرام ہے''

ایک شخص نے بیوی سے کہا کہ ''تیرا معاملہ تیرے سپرد ہے''، اِس کے بعد بیوی نے اُسی مجلس میں شوہر سے کہا کہ ''تو مجھ پر حرام ہے'' یا ''تو مجھ سے جدا ہے''، یا ''میں تجھ پر حرام ہوں'' یا ''میں تجھ سے جدا ہوں''۔ تو اِن سب صورتوں میں بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی، اَب بغیر نکاحِ جدید کے اُن دونوں میں اِزدواجی رشتہ قائم نہیں ہو سکتا۔

رجل جعل أمر امرأته بيدها، فقالت للزوج: أنت علي حرام، أو أنت مني بائن، أو أنا عليك حرام، أو أنا منك بائن، فهٰذا كله طلاق...... ولو قالت: أنا حرام، ولم تقل عليك، أو قالت: أنا بائن، ولم تقل منك، فهٰذا كله طلاق، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني: الأمر باليد ۱/ ۳۹۱ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/ ٤٨٢ رقم: ٦٧٢٣ زكريا)

شوہر نے بیوی کو طلاق کا اختیار دیا پھر اُس کو خود ہی طلاق دے دی

ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا، اور بیوی نے ابھی کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا تھا کہ اُسی مجلس میں شوہر نے خود طلاقِ بائن دے دی، تو بیوی پر طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی، اور معاملہ بیوی کے ہاتھ سے نکل جائے گا، یعنی اَب وہ مزید کوئی طلاق واقع کرنے کی مجاز نہ رہے گی۔ اور اگر صرف شوہر نے ایک طلاقِ رجعی دی تھی، تو بیوی کو اختیار رہے گا کہ وہ اپنے آپ کو مزید طلاق دے کر شوہر سے الگ کرلے۔

ولو جعل أمرها بيدها ثم طلقها طلاقًا بائنًا خرج بيدها في ذٰلك المجلس، ذكره في المنتقى، كذا في المحيط. ولو طلقها واحدةً رجعيةً بقي الأمر علىٰ حالهٖ. (الفتاوىٰ الهندية ١/ ٤٠١، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس، نوع آخر في تفويض الطلاق إلى المرأة أو إلى الأجنبي الخ ٤/ ٤٨٦ رقم: ٦٧٣٢ زكريا، بدائع الصنائع ٣/ ١٨٦، ٤/ ٤٨٠ رقم: ٦٧١٦ زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٤/ ٥٧٢ زكريا)

''اپنے آپ کو طلاق دے لے'' کے جواب میں بیوی نے کہا ''میں طلاق دے لوں گی''

شوہر نے کسی بات پر بیوی سے کہا کہ ''تو خود ہی اپنے کو طلاق دے لے''، بیوی نے کہا ''ہاں میں طلاق دے لوں گی''، تو اِس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ اِس لئے کہ ''دے لوں گی'' یہ طلاق نہیں؛ بلکہ وعدۂ طلاق ہے۔

بخلاف طلقي نفسك، فقالت: أنا طالق أو أنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (الدر المختار) وفي الشامية: لم يقع قياسًا واستحسانًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٤/ ٥٥٩ زكريا، البحر الرائق / فصل في المشية ٣/ ٥٧١ زكريا، عناية علىٰ هامش فتح القدير ٤/ ٧٤ زكريا، النهر الفائق ٢/ ٣٧٧ زكريا)

''تو اپنے آپ کو طلاق دیدے'' کے جواب میں بیوی نے کہا کہ ''میں نے اپنے کو تم سے جدا کرلیا''

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''تو اپنے آپ کو طلاق دیدے'' اور اِس کے جواب میں بیوی یہ کہے کہ ''میں نے اپنے آپ کو تجھ سے جدا کرلیا'' تو اِس سے طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

وبقولها في جوابه: أبنت نفسي طلقت رجعية إن أجازه؛ لأنه كنايةٌ لا باخترت نفسي وإن أجازه؛ لأن الاختيار ليس بصريح ولا كناية. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٤/٥٧٥-٥٧٦ زكريا، النهر الفائق / فصل في المشية ٢/٣٧٧ زكريا، البحر الرائق ٣/٣٢٦ كراچی، حاشية الطحطاوي على الدر المختار ٢/١٤٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

بیوی کا دو یا تین طلاق کا اختیار ملنے پر صرف ایک طلاق اختیار کرنا

اگر کسی شخص نے بیوی کو دو یا تین طلاق کا اختیار دیا، پھر بیوی نے صرف ایک طلاق کو اپنے اوپر واقع کیا، تو اُس پر ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

قال لها: طلقي نفسك ثلاثًا أو ثنتين، وطلقت واحدةً وقعت؛ لأنها بعض ما فوضه، وكذا الوكيل (الدر المختار) فلو وكله أن يطلقها ثلاثًا فطلقها واحدة وقعت واحدة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ٤/٥٧٨ زكريا، البناية شرح الهداية ٥/٣٩٥ المكتبة النعيمية ديوبند، البحر الرائق ٣/٥٧٨ زكريا)

شوہر نے کہا ''طلاق لے لے''، بیوی نے کہا ''میں نے طلاق لے لی''

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''تو طلاق لے لے''، بیوی نے کہا کہ ''میں نے طلاق لے لی''، تو ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی۔

وإن كانت التفويض مقرونًا بذكر الطلاق بأن قال لها: اختاري الطلاق، فقالت: اخترت الطلاق فهي واحدة رجعية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب

الثـالـث فـي تفويض الطلاق ٣٨٨/١، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٥٤١/٣ زكريا، بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ١٩٠/٣ زكريا)

شوہر نے کہا ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے'' بیوی نے کہا ''مجھے منظور ہے''

اگر کوئی شخص بیوی سے یہ کہے کہ ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے'' اور بیوی جواب میں کہے کہ ''میں نے اپنے آپ کو قبول کرلیا (یعنی مجھے طلاق قبول ہے)'' تو ایک طلاق پڑ جائے گی۔

وإذا جعل أمرها بيدها، فقالت: قبلت نفسي طلقت. (الفتاویٰ الهندية ٣٩١/١)

أمـا قـولـه: أمرك بيدك ...... لأن جعل الأمر بيدها تمليك الطلاق منها؛ لأنه جـعـل أمـرهـا فـي الـطـلاق بيـدهـا تتـصـرف فيه برأيها وتدبيرها كيف شاء ت بـمشيئة الإيثار. (بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ١٨١/٣ زكريا، الفتاویٰ الولوالجية ٩١/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ٥٥١/٣ زكريا، شامي ٥٦٦/٤ زكريا)

شوہر نے کہا کہ ''ہمیشہ کے لئے معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے''

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''زندگی بھر کے لئے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے''، تو اگر بیوی ساری زندگی میں کبھی بھی طلاق کو اختیار کرلے گی، تو اُس پر طلاق پڑ جائے گی؛ لیکن اگر اُس نے ایک مرتبہ بھی اِس اختیار کو رد کردیا، تو اس کا اختیار ختم ہوجائے گا۔

ولـو قـال: أمرك بيدك أبدًا فردته مرةً يبطل. (الـفتـاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني في الأمر باليد ٣٩٢/١ قديم زكريا)

فـي أمـرك بيدك اليوم وبعد غد، وإن ردت الأمر في يومها بطل الأمر في ذٰلك اليـوم، وفـي أمرك بيدك اليوم وغدا يدخل، وإن ردت في يومها لم يبق في الـغـد، وفـي هـامشـه: فالمراد بالرد اختيار الزوج ......، وقولهم هنا وإذا ردت بطل. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ٥٥٦/٣ زكريا)

شوہر نے بیوی کا معاملہ اُس کے باپ کے سپرد کردیا

اگر کوئی شخص بیوی کی طلاق کا معاملہ اُس کے باپ کے سپرد کردے اور لڑکی کا باپ اپنی بیٹی کی طلاق کو قبول کرلے، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی۔

وفي المنتقى: رجلٌ جعل أمر امرأته بيد أبيها، فقال أبوها: قد قبلتها طلقت، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني في الأمر باليد ۳۹۳/۱ قديم زكريا، البحر الرائق ۵۵۱/۳ دار الكتاب، شامي / كتاب الطلاق ٥٦٦/٤ زكريا)

طلاق میں خیار نہیں ہے

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے کر تین دن کا سوچنے کے لئے اختیار لے تو اس کا اختیار لینا باطل ہوجائے گا اور بیوی پر فوراً طلاق پڑجائے گی۔

رجل قال لامرأته: أنت طالق وأنا بالخيار ثلاثةَ أيامٍ يقع الطلاق، ويبطل الخيار. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / مطلب: لو قال أنت طالق وسكت ثم قال ثلاثًا ۳۵۹/۱ زكريا)

○❖○

خلع کے مسائل

خلع کی لغوی تعریف

خلع کے لغوی معنی علیحدہ اور جدا کرنے کے آتے ہیں۔

هو لغةً: الإزالة، واستعمل في إزالة الزوجية بالضم، وفي غيرها بالفتح. (الدر المختار / باب الخلع ۵/۸۳ زكريا، قواعد الفقه ۲۸۱ المكتبة الأشرفية ديوبند)

الخلع لغةً: النزع، وهو استعارة من خلع اللباس؛ لأن كل واحدٍ منهما لباسٌ للآخر، فكأن كل واحدٍ نزع لباسه منه. (حاشية علىٰ رد المحتار / باب الخلع ۵/۸۳ زكريا)

الخلع (بالفتح) لغةً: هو النزع والتجريد. والخلع (بالضم) اسم من الخلع. (الموسوعة الفقهية ۱۹/۲۳۴ الكويت)

خلع کی اصطلاحی تعریف

حنفیہ کے نزدیک خلع کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ: ''شوہر کا کچھ مال لے کر لفظِ خلع (یا اُس کے ہم معنی الفاظ) کے ذریعہ ملکیتِ نکاح کو زائل کرنا'' (طلاق دینا)۔

وشرعًا: إزالة ملك النكاح المتوقفة قبولها بلفظِ الخلع أو ما في معناه كالمباراة. (قواعد الفقه ۲۸۱ المكتبة الأشرفية ديوبند، تنوير الأبصار / باب الخلع ۵/۸۳ زكريا)

وعرفه الأحناف بأنه: عبارة عن أخذ المال بإزاء ملك النكاح بلفظ الخلع. (دراسة الشيخ عادل وعلي محمد على رد المحتار نقلاً عن تبيين الحقائق ۲/۲۶۷، شرح فتح القدير ۴/۱۸۹ زكريا، حاشية: شامي ۵/۸۳ زكريا)

وفي السغناقي: هو عبارة عن أخذ مال من المرأة بإزاء ملك النكاح بلفظ الخلع. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس عشر في الخلع ۵/۵ رقم: ۷۰۷۱ زكريا)

خالعت المرأة زوجها مخالعةً إذا افتدت منه وطلّقها على الفدية. (حاشية علىٰ رد المحتار / باب الخلع ۵/۸۳ زكريا)

ضرورت کے وقت خلع کا جواز

شریعت میں اصلاً طلاق کا اختیار صرف مرد کو دیا گیا ہے، اور بلاضرورت طلاق بہرحال ناپسندیدہ عمل ہے، خواہ شوہر کی طرف سے اُس کی ابتداء ہو یا عورت کی طرف سے اُس کا مطالبہ ہو۔ اِسی طرح شریعت کا یہ بھی حکم ہے کہ جو مال مہر کی صورت میں عورت کو دے دیا جائے، تو وہ اُس سے واپس نہ لیا جائے۔

لیکن اگر زوجین میں نبھاؤ کی کوئی شکل نہ رہے اور شوہر بلاعوض طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو، تو عورت کے لئے یہ راستہ تجویز کیا گیا ہے کہ وہ خلع کی پیش کش کرکے اپنے کو آزاد کرالے۔ اِسی بات کو قرآنِ کریم کی اِس آیت میں ارشاد فرمایا گیا:

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ، فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ، تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. (البقرة: ۲۲۹)

اور تم کو یہ روا نہیں ہے کہ عورتوں کو دیا ہوا کچھ بھی مال اُن سے واپس لو، مگر یہ کہ جب میاں بیوی اِس بات سے ڈریں کہ اللہ کے اَحکام پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ پس اگر تم لوگ اِس بات سے ڈرو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود پر قائم نہ رہیں گے تو اُن دونوں پر کچھ گناہ نہیں ہے اِس میں کہ عورت بدلہ دے کر چھوٹ جائے، یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، سو اُن سے آگے نہ بڑھو، اور جو کوئی اللہ کی حدود سے آگے بڑھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں۔

نیز متعدد روایات میں وارد ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں ثابت کے اخلاق اور اُن کی دین داری کے بارے میں تو کوئی عیب نہیں لگاتی؛ لیکن مجھے اُن کی ناقدری کا خطرہ ہے (اِس لئے میں اُن سے علیحدگی چاہتی ہوں) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اُنہوں نے جو تمہیں باغ مہر میں دیا ہے وہ تم اُنہیں لوٹا دوگی؟'' تو اہلیہ نے اِس پر رضامندی ظاہر کی، تو پیغمبر علیہ السلام نے حضرت ثابت کو بلاکر فرمایا کہ: ''اپنا باغ واپس لے لو اور اِنہیں طلاق دے دو''۔ (ابوداؤد شریف/ باب الخلع ۱/۳۰۳، تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۸۳-۱۸۵ ریاض)

لہٰذا معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت خلع کرنے کی گنجائش ہے۔

ولا بأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق (الدر المختار) وفي القهستاني عن شرح الطحاوي: السنة إذا وقع بين الزوجين اختلاف أن يجتمع أهلهما ليصلحوا بينهما، فإن لم يصطلحا جاز الطلاق والخلع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ٨٧/٥ زكريا)

وفي الهداية: وإذا تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله تعالىٰ، فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس عشر في الخلع ٥/٥ رقم: ٧٠٧١ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في الخلع وما في حكمه ٤٨٨/١ قديم زكريا)

الخلع جائز في الجملة سواء في حالة الوفاق والشقاق. (الموسوعة الفقهية ٢٤٠/١٩ الكويت)

ذیل میں خلع سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جا رہے ہیں:

خلع کی حقیقت

شریعت کی نظر میں خلع کی حقیقت یہ ہے کہ یہ شوہر کی طرف سے مال کے قبول کرنے پر طلاق کی تعلیق ہے، گویا کہ ایک طرح کی قسم ہے؛ لہٰذا اگر شوہر کی طرف سے خلع کی پیش کش ہو، تو وہ پیش کش کے بعد جب تک عورت اُسے رد نہ کرے، اپنی بات واپس نہیں لے سکتا، اور نہ بیوی کو اُسے قبول کرنے سے منع کر سکتا ہے۔ اور اُس کا حکم پیش کش کی مجلس تک محدود بھی نہیں رہتا؛ بلکہ مجلس ختم ہونے کے بعد بھی اگر عورت اُس پیش کش کو قبول کر لے تو خلع درست اور نافذ ہو جائے گا۔

اور بیوی کی جانب سے خلع کا معاملہ طلاق کے بدلے مال دینے کا ہے، گویا کہ یہ عقد معاوضہ ہے، اور عقد معاوضہ میں چوں کہ ایجاب کے بعد قبول سے پہلے ایجاب کرنے والے کو اپنی بات واپس لینے کا حق ہوتا ہے؛ لہٰذا اگر خلع کی پیش کش بیوی کی طرف سے ہو، تو شوہر کے جواب دینے سے پہلے پہلے وہ اپنی پیش کش واپس لے سکتی ہے۔ نیز یہ پیش کش مجلس عقد تک محدود رہے گی، اگر مجلس کے اندر شوہر نے جواب نہ دیا، تو بعد میں جواب دینا اُس وقت تک معتبر نہ ہوگا جب تک کہ بیوی دوبارہ اُسے قبول نہ کر لے۔

هـو يـميـن في جانبه؛ لأنه تعليق الطلاق بقبول المال، فلا يصح رجوعه عنـه قبـل قبـولهـا، ولا يـصـح شـرط الـخيار له، ولا يقتصر على المجلس أي مـجـلسـهٖ الـخ، وفـي جـانبهـا مـعـاوضة بمالٍ، فصح رجوعُها قبل قبوله (الدر الـمختـار) أي لأن الـمـرأة لا تملك الطلاق؛ بل هو ملكه، وقد علقه بالشرط والـطـلاق يـحتـمـلـه، ولا يحتمل الرجوع ولا شرط الخيار؛ بل يبطل الشرط دونـه، ولا يتـقيـد بـالـمجلس. وأما في جانبها فإنه معاوضة المال؛ لأنه تمليك المال بعوضٍ فيُراعى فيه أحكام معاوضة المال كالبيع ونحوه كما في البدائع. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۵/۸۸-۸۹ زكريا)

خلع کا حکم

خلع سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے، اور عورت پر مقررہ مال واجب ہوتا ہے۔

فـي الملخص والإيضاح: الخلع عقد يفتقر إلى الإيجاب والقبول يثبت الفرقة ويستحق عليها العوض ...... وفي الهداية: وإذا تشاق الزوجان وخافا أن لا يـقيـمـا حـدود الله تعالىٰ، فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها، وفي الـزاد: وإذا فعل ذٰلك وقع بالخلع تطليقةً بائنةً ولزمها المال. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتـاب الطلاق / الفصل السادس عشر في الخلع ۵/ رقم: ۷۰۷۱ زكريا، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في الخلع وما في حكمهٖ ۱/۴۸۸ قديم زكريا)

خلع کے لئے فریقین کی رضامندی شرط ہے

محض ایک جانب سے خلع کی پیش کش کرنے سے خلع مکمل نہیں ہوتا؛ بلکہ اُس کے لئے شوہر اور بیوی دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ یعنی اگر خلع کی پیش کش شوہر کی طرف سے ہوتو بیوی کا راضی ہونا ضروری ہے، اور اگر بیوی کی طرف سے ہوتو شوہر کا راضی ہونا ضروری ہے۔

إذا کـان بـعـوض الإیجاب والقبول؛ لأنه عقد علی الطلاق بعوض، فلا تـقـع الـفرقة، ولا یستحق العوض بدون القبول. (شـامي، کتـاب الـطلاق / باب الخلع ۸۸/۵ زکریا، ۴۴۱/۳ کراچی)

لأنه أوقع الطلاق بعوض، فلا یقع إلا بوجود القبول. (المبسوط للسرخسي / باب الخلع ۱۹۴/۶ دار الکتب العلمیة بیروت)

لـو ادعـت الـخلع لا یقع بدعواها شيء؛ لأنها لا تملك الإیقاع. (شامي، کتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۲/۵ زکریا)

خلع میں کس قدر مال لینے کی گنجائش ہے؟

اگر ظلم اور زیادتی شوہر کی طرف سے ہو تو اُس کے لئے خلع کے بدلہ میں عورت سے کچھ بھی مال لینا (یا مہر وغیرہ معاف کرانا) مکروہِ تحریمی ہے۔ اور اگر بیوی کی طرف سے نافرمانی پائی جائے تو مہر کی مقدار کے عوض خلع کرنے میں کوئی کراہت نہیں؛ لیکن اگر زائد مال لے گا تو دیانۃً کراہت کا مرتکب ہوگا۔

عـن علي بن أبي طالب رضي اللّٰہ عنه أنه قال: لا تخلعها إلا بما أعطیتها فـإنه لا خیر في الفضل. (کتـاب الآثـار لـلإمـام محمد ۷۷ بحواله: إعلاء السنن، کتاب الطلاق / باب کراهة أخذ الأکثر من المهر في بدل الخلع ۲۵۵/۱۱ دار الکتب العلمیة بیروت، ۲۳۳/۱۱ کراچی)

عن إبراهیم قال: إذا جاء الأمر من قبلها حل له ما أخذ منها، فإن جاء من قبـلـه لم یحل له ما أخذ منها. (الـمـصـنف لعبد الرزاق، کتاب الطلاق / باب ما یحل من الفداء ۴۹۸/۶ رقم: ۱۱۸۲۵)

ثـم الأصـل في الخلع أن النشوز إذا کان من الزوج فلا یحل له أن یأخذ مـنهـا شیئًا بإزاء الطلاق لقوله تعالیٰ: ﴿وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّکَانَ زَوْجٍ﴾ إلـی أن قال: ﴿فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا﴾ [النساء: ۲۰] وإن کان النشوز من قبلها

فلـه أن يـأخذ منها بالخلع مقدار ما ساق إليها من الصداق، لقوله تعالىٰ: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ [البقرة: ٢٢٩] ولـو أراد أن يـأخذ منها زيادة عـلى ما ساق إليها فذٰلك مكروه في رواية الطلاق. (المبسوط للسرخسي / باب الخلع ١٥١/٣ دار الفكر بيروت، ١٨٣/٦ دار الكتب العلمية بيروت، ومثله في الموسوعة الفقهية ٢٤٣/١٩ الكويت)

وكـره تـحـريـمًا أخذ شيء ويلحق به الإبراء عما لها عليه إن نشز، وإن نشـزت لا ولـو مـنـه نشـوز أيـضـاً ولـو بـأكثـر ممّا أعطاها على الأوجه. فتح. وصحّح الشمنّي كراهة الزيادة، وتعبير الملتقىٰ لا بأس بهٖ يفيد أنها تنزيهية وبه يـحصل التوفيق. (الدر المختار) والحق أن الأخذ إذا كان النشوز منه حرام قطعاً لـقوله تعالىٰ: ﴿فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ الخ وفيه: نعم يكون أخذ الزيادة خلاف الأولـىٰ، والـمنع محمول على الأولىٰ. ومشى عليه في البحر أيضاً. (الدر المختار مع الرد المحتار / باب الخلع ٤٤٥/٣-٤٤٦ دار الفكر بيروت، ٩٣/٥-٩٥ زكريا)

وكـذٰلك امرأة اختلعت من زوجها على أكثر من مهرها الذي تزوجها عليه، فـإن كـان الـنشوز من جهتها طاب الفضل للزوج، وإن كان النشوز من قبله كره له ذٰلك. وجـاز فـي الـقضاء، خص الفضل للزوج بالكراهة، والصحيح أن النشوز إذا كـان مـن قبـلـه فالكل مكروه، وإن كان النشوز من قبلها طاب له قدر المهر باتفاق الـروايات، وهل يكره الفضل؟ في رواية هٰذا الكتاب: لا يكره، وفي رواية الأصل: يكره. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / باب الخلع ٧/٥-٨ رقم: ٧٠٧٥ زكريا)

خلع کے لئے محکمۂ شرعیہ کی ضرورت نہیں

خلع کا معاملہ زوجین آپس میں کرسکتے ہیں، اِس کے لئے قاضی یا محکمۂ شرعیہ کے سامنے معاملہ پیش کرنا ضروری نہیں ہے۔

ذهـب جـمهـور الـفقهاء إلىٰ جواز الخلع بحاكم وبلا حاكمٍ، وهو قول

عـمر رضي اللّٰہ عنه الخ. ولأن الطلاق من حيث النظر جائزٌ بلا حاكمٍ فكذٰلك الخلعُ. (الموسوعة الفقهية ۱۹/ ۲٤٤ الكويت)

شوہر سے جبراً خلع کرانا

اگر بیوی نے خلع کی پیش کش کی اور شوہر اُس پر راضی نہ تھا، پھر اُسے ڈرا دھمکا کر زبانی خلع قبول کرالیا گیا تو خلع صحیح ہوجائے گا، یعنی طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور عورت پر مقررہ مال دینا لازم ہوگا۔

ولـو كـان هـو الـمكره على الخلع على ألف، وقد دخل بها، وهي غير مكرهة، وقع الخلع ولزمها الألف. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه ٤/ ٤٤١ زكريا)

عورت کو زبردستی خلع پر مجبور کرنا

اگر عورت خلع پر راضی نہ تھی، مرد نے مار پیٹ کر یا ڈرا دھمکا کر اُس سے خلع کا اقرار کرالیا، تو طلاق تو پڑ جائے گی؛ لیکن عورت پر کوئی مال واجب نہ ہوگا، اور مہر بھی معاف نہ ہوگا۔

وأمـا إيـقـاع الخلع بإكراهٍ فصحيحٌ، كما يأتي. (شـامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ٥/ ١٠٣ زكريا)

طـلاق عـلـىٰ جـعل أي قبول المرأة الطلاق علىٰ مال فيقع الطلاق، ولا شيء عليها من المال، ولو كان مكان التطليقة خلع بألف درهم كان الطلاق بائنًا ولا شيء عليها. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه ٤/ ٤٤١ زكريا)

شوہر خلع کا دعویٰ کرے اور عورت منکر ہو

اگر شوہر یہ کہے کہ میں نے اتنے مال کے بدلہ میں بیوی سے خلع کیا ہے، اور عورت اُس سے انکاری ہو، تو بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور کوئی مال اُس پر لازم نہ ہوگا۔

ولو ادعی الخلع علیٰ مال وهي تنکر یقع الطلاق بإقراره، والدعویٰ في المال بحالها فیکون القول لها؛ لأنها تنکر. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب الخلع ۵/۱۰۱-۱۰۲ زکریا)

عورت خلع کا دعویٰ کرے اور شوہر منکر ہو

اور اگر عورت نے خلع کا دعویٰ کیا، جب کہ شوہر اس کا سرے سے انکار کرتا ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لو ادعت الخلع لا یقع بدعواها شيء؛ لأنها لا تملك الإیقاع. (شامي، کتاب الطلاق / باب الخلع ۵/۱۰۲ زکریا)

خلع سے عدت کا نفقہ ساقط نہیں ہوتا

خلع کرنے سے سابقہ نفقہ (اگر ذمہ میں ہو) تو ساقط ہوجاتا ہے؛ لیکن عدت کا نفقہ اور رہائش کا خرچ صراحۃً ذکر کئے بغیر ساقط نہیں ہوتا۔

إلا نفقة العدة وسکناها فلا یسقطان إلا إذا نص علیها فتسقط النفقة.

(الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الخلع ۵/۱۰۶ زکریا، ۳/۴۵۳ کراچی، ومثله في الفتاویٰ التاتارخانیة ۵/۲۳-۲۴ زکریا)

دومرتبہ کہا کہ ''تجھے خلع دیا، تجھے خلع دیا''

خلع چوں کہ الفاظِ کنائی میں سے ہے، اور اُس سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے، اِس لئے کئی مرتبہ ''تجھے خلع دیا'' کہنے سے صرف ایک طلاقِ بائن واقع ہوگی؛ کیوں کہ فقہ کا ضابطہ ہے کہ: ''طلاقِ بائن کے ساتھ دوسری طلاقِ بائن ملحق نہیں ہوتی''۔ (مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۱۰/۱۹۱-۱۹۲)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم جعل الخلع تطلیقة بائنة. (سنن الدار قطني ۴/۳۱ رقم: ۳۹۸۰ مکتبة دار الإیمان سهارنفور، السنن الکبریٰ للبیهقي ۱۱/۱۸۵ رقم: ۱۵۲۳۶، ۷/۵۶۰ رقم: ۱۴۸۶۵ دار الحدیث القاهرة)

ولو قال لها خلعتك ونوى الطلاق فهي واحدة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في الخلع وما في حكمه ٤٩٢/١ زكريا)

لا يلحق البائن البائن. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٥٤٢/٤ زكريا، ٣٠٨/٣ كراچی، البحرا لرائق ٥٣٤/٣ كوئٹه، الفتاویٰ الهندية ٣٧٧/١ قديم زكريا)

لفظ ''خلع'' سے تین طلاقیں مراد لینا

اگر لفظ خلع مطلق بولا جائے تو اِس سے ایک طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے؛ لیکن اگر شوہر اس سے تین طلاقیں مراد لے تو اس سے تین طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا۔

وإذا اختلعت المرأة من زوجها فالخلع جائز، والخلع تطليقةً بائنةً عندنا. (المبسوط للسرخسي / باب الخلع ١٧١/٦ دار الكتب العلمية بيروت)

ويقع به تطليقةٌ بائنةٌ، إلا إن نوىٰ ثلاثًا فتكون ثلاثًا، وإن نوىٰ ثنتين كانت واحدةً بائنةً، كما في الحاكم. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ٩٢/٥ زكريا)

خلع کا بدل کیا کیا چیزیں بن سکتی ہیں؟

اُصول یہ ہے کہ جس چیز کا مہر میں متعین کرنا درست ہے، اُس کو خلع کا بدل بنانا بھی درست ہے۔ اور جو چیز مہر نہیں بن سکتی تو وہ بدلِ خلع بھی نہیں بن سکتی۔

ما جاز أن يكون مهرًا جاز أن يكون بدلاً في الخلع؛ كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن، الفصل الثاني فيما جاز أن يكون بدلاً عن الخلع وما لا يجوز ٤٩٤/١ زكريا)

بدلِ خلع سے متعلق چند ممکنہ صورتیں اور اُن کے احکام

جب شوہر کی جانب سے عورت سے خلع یا مال کے بدلہ میں طلاق دینے کا معاملہ پایا جائے تو حسبِ شرائط طلاقِ بائن واقع ہوجاتی ہے؛ البتہ اِس معاملہ کے ضمن میں متعینہ مال (بدلِ خلع) کی مختلف اِمکانی صورتیں پائی جاسکتی ہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن صورتوں

کی تلخیص کی ہے، جس کی کچھ وضاحت برائے اِفادہ ذیل میں درج کی جارہی ہے:

(۱) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت قبضہ کرچکی ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آئے۔ تو اِس صورت میں عورت نصف مہر کی مستحق ہوگی۔

(۲) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت قبضہ کرچکی ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آئے۔ تو اِس صورت میں عورت پورے مہر کی مستحق ہوگی۔

(۳) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر ابھی عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آئے۔ تو اِس صورت میں مہر معاف ہوجائے گا، یعنی مرد سے نصف مہر کا مطالبہ نہ ہوگا؛ بلکہ ویسے ہی طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔

(۴) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر ابھی عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آئے۔ تو اِس صورت میں بھی شوہر سے مہر کا مطالبہ نہ ہوگا۔

(۵) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ کرلیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو اِس صورت میں بلاعوض طلاقِ بائن کے وقوع کا حکم ہوگا؛ لہٰذا عورت نے جتنے مہر پر قبضہ کرلیا ہے وہ اُس سے واپس نہیں لیا جائے گا۔

(۶) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ کرلیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آئے۔ تو اِس صورت میں بھی عورت سے مہر واپس نہیں لیا جائے گا۔

(۷) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ نہ کیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو اِس صورت میں شوہر سے کسی مہر کا مطالبہ نہ ہوگا۔

(۸) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ نہ کیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو اِس صورت میں بھی شوہر سے مہر ساقط ہوجائے گا۔

(۹) اِس شرط پر خلع کیا کہ مثلاً مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے قبل پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں خلع تو جائز ہے؛ لیکن دوسرے کو مہر

دینے کی شرط فاسد ہے، پس طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی؛ لیکن مہر شوہر کو واپس کیا جائے گا۔

(۱۰) اِس شرط پر خلع کیا کہ مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں بھی مہر شوہر کو واپس کیا جائے گا۔

(۱۱) اِس شرط پر خلع کیا کہ مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو اِس صورت میں خلع صحیح ہوجائے گا، اور شوہر سے مہر ساقط ہوجائے گا۔

(۱۲) اِس شرط پر خلع کیا کہ مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو اِس صورت میں خلع صحیح ہوجائے گا، اور شوہر سے مہر ساقط ہوجائے گا۔ (**وإن خالعها علیٰ أن یجعله لولدها أو لأجنبي جاز الخلع، والمهر للزوج**) (شامي، کتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زکریا)

(۱۳) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو، تو شوہر اپنا دیا ہوا مہر واپس لینے کا حق دار ہوگا۔

(۱۴) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو، تو شوہر اپنا دیا ہوا مہر واپس لینے کا حق دار ہوگا۔

(۱۵) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو، تو شوہر سے مہر ساقط ہوجائے گا۔

(۱۶) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو، تو بھی شوہر سے مہر ساقط ہوجائے گا۔ (**وإن کان بکل المهر فإن کان مقبوضًا رجع بجمیعه، وإلا سقط عنه کله مطلقًا، أي قبل الدخول أو بعده**) (شامي، کتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زکریا)

(۱۷) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور

یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو طلاق واقع ہوجائے گی، اور متعین شدہ حصہ مہر عورت سے واپس لیا جائے گا۔ مثلاً مہر کا دسواں حصہ بدلِ خلع میں طے ہوا تھا، اور پورا مہر ادا کردیا گیا تھا، تو چوں کہ رخصتی سے قبل خلع ہوا ہے، اس لئے آدھا مہر تو ویسے ہی واپس ہوگا، اور پھر مابقیہ آدھے میں سے دسواں حصہ شوہر کو واپس لینے کا حق ہوگا۔

(۱۸) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں شوہر کو مقررہ حصہ مہر واپس لینے کا حق ہوگا۔

(۱۹) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں کل مہر ساقط ہوجائے گا۔

(۲۰) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں بھی پورا مہر ساقط ہوجائے گا۔ (**وإن لم يكن مقبوضًا سقط الكل مطلقًا المسمى بحكم الشرط والباقي بحكم لفظ الخلع**) (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زكريا)

(۲۱) بدلِ خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں جو مال متعین کیا گیا ہے، بس وہی شوہر کو دیا جائے گا، اور مہر واپس نہ ہوگا۔ (**وإن كان بمال آخر غير المهر فله المسمىٰ، وبرئ كل منهما مطلقًا في الأحوال كلها**. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زكريا)

(۲۲) بدلِ خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں بھی جو مال متعین کیا گیا ہے، بس وہی شوہر کو دیا جائے گا، اور مہر واپس نہ ہوگا۔

(۲۳) بدلِ خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ اِس صورت میں مہر تو ساقط ہو ہی جائے گا، اور ساتھ میں جو مال متعین ہوا ہے وہ بھی شوہر کو ملے گا۔

(۲۴) بدلِ خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ اِس صورت میں مہر تو ساقط ہو ہی جائے گا، اور ساتھ میں جو مال متعین ہوا ہے وہ بھی شوہر کو ملے گا۔

ثـم اعـلـم أن حاصل وجوه المسئلة أن البدل إما أن يكون مسكوتًا عنه أو مـنـفيًـا أو مثبتًـا على الزوج أو عليها بمهرها كله أو بعضه أو مالٍ آخر، وكل من الستة عـلـى وجهيـن: إما أن يكون المهر مقبوضًا أو لا، وكل من الإثني عشر إما أن يكون قبل الدخول بها أو بعده …… الخ. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زكريا)

قـال الـزوج: خـالـعتكِ فـقبـلـت الـمرأة ولم يذكرا مالاً طُلِّقت لوجود الإيـجـاب والـقبول، وبرئ من المهر المؤجل لو كان عليه، وإلا يكن عليه من الـمؤجل شيءٌ، ردت عليه ما ساق إليها من المهر المعجل لما مرّ أنه معاوضة، فتعتبر بقدر الإمكان. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۱۵/۵ زكريا)

قال الشامي بحثًا: وفي شرح جامع الصغير لقاضي خان: خلعها ولم يذكر الـعوض عندهما لم يبرأ أحدهما عن صاحبه عن المال الواجب بالنكاح، وعن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ روايتان: الصحيح براءة كل منهما عن صاحبه.

وفـي متن المختار: والمبارأة كالخلع يسقطان كل حقٍ لكل منهما على الآخـر مـما يتعلق بالنكاح، حتى لو كان قبل الدخول وقد قبضت المهر لا يرجع عليها بشيء. ولو لم تقبض شيئًا لا ترجع عليه بشيء، مثله في متن الملتقىٰ.

وفـي شرح درر البحار وشرح المجمل: إن لم يسميا شيئًا برئ كل منهما من الآخر قبضت المهر أم لا، دخل بها أم لا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۱۶/۵ زكريا)

بدلِ خلع میں نامعلوم مال متعین کرنے کی بعض صورتیں

الف:- اگر خلع میں مثلاً یہ طے ہوا کہ عورت کی مٹھی میں یا اُس کے گھر میں جو کچھ ہے وہ

سب شوہر کو دیا جائے، تو اِس صورت میں مٹھی یا گھر میں جو مال ملے گا، وہ سب شوہر کا حق ہوگا۔ اور اگر کچھ مال نہ نکلے تو مفت میں طلاق واقع ہوجائے گی۔

ب:- عورت نے پیش کش کی کہ اِس سال اُس کے باغ میں جو پھل آئے گا، یا بکری جو بچہ دے گی یا میری جو آمدنی ہوگی وہ بدلِ خلع بنے گی، اور شوہر نے اِس شرط پر خلع کو منظور کرلیا، تو اِس صورت میں عورت پر صرف مہر لوٹانا لازم ہوگا، بقیہ کچھ مال واجب نہ ہوگا۔

ج:- عورت نے کہا کہ اِس وقت میرے باغ میں جو پھل موجود ہیں اُنہی کو میں بدلِ خلع بناتی ہوں تو یہ خلع درست ہوگا، اور پورا موجود پھل شوہر کو دیا جائے گا۔ اور اگر بالفرض باغ میں پھل موجود ہی نہ ہو تو عورت لیا ہوا مہر شوہر کو لوٹائے گی۔ اور اگر ابھی تک شوہر نے مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ اُس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا۔ (مستفاد وتلخیص: شامی ۹۷/۵ زکریا)

حرام اشیاء پر خلع کیا تو کیا حکم ہے؟

اگر شراب، مردار وغیرہ حرام اشیاء کو خلع میں بدل مقرر کیا گیا اور فریقین نے اِس پر رضامندی ظاہر کردی، تو طلاق واقع ہوجائے گی؛ لیکن عورت پر کوئی بدل لازم نہ ہوگا؛ البتہ اگر شوہر نے ابھی تک مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ ذمہ سے ساقط ہوجائے گا۔

وإذا وقعت المخالعة علىٰ خمر أو خنزير أو ميتة أو دم، وقبل الزوج ذٰلك منها ثبتت الفرقة، ولا شيء على المرأة من جعل ولا ترد من مهرها شيئًا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن، الفصل الثاني فيما جاز أن يكون بدلاً عن الخلع وما لا يجوز ٤٩٤/١ زكريا)

خلعها أو طلقها بخمر أو خنزير أو ميتة ونحوها مما ليس بمال وقع طلاق بائن في الخلع رجعي في غيره وقوعًا مجانا فيهما لبطلان البدل. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الخلع ٩٥/٥-٩٦ زكريا)

وفي الشامي: وأما لو كان المهر في ذمته فإنه يسقط لما مر من أن "خالعتك" مسقط للحقوق وإن لم يكن بعوض. (شامي / باب الخلع ٩٦/٥ زكريا)

سرکہ کی طرف اِشارہ کرکے بدل خلع مقرر کیا مگر وہ شراب نکلی؟

عورت نے شوہر سے کہا کہ اِس بوتل میں رکھے ہوئے ''سرکہ'' کے بدلہ میں مجھے خلع دیدے، حالاں کہ بوتل میں سرکہ نہیں؛ بلکہ شراب بھری ہوئی تھی، پھر شوہر نے اُس کی پیش کش قبول کرلی، تو اَب دوصورتیں ہیں:

الف:- شوہر کو پہلے سے پتہ تھا کہ اِس بوتل میں شراب ہے تو اُس کے قبول کرتے ہی مفت میں طلاق واقع ہوجائے گی، اور عورت پر کوئی چیز واجب نہ ہوگی۔

ب:- اور اگر شوہر کو پہلے سے بوتل میں سرکہ کے بجائے شراب ہونے کا علم نہ تھا، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہونے کے بعد شوہر کو اپنی دی ہوئی مہر عورت سے واپس لینے کا حق ہوگا۔

ولو سمّت حلالاً کهٰذا الخل فإذا هو خمر رجع بالمهر إن لم يعلم، وإلا لا شيء له. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الخلع ٩٦/٥ زكريا)

❑❖❑

کتاب الفسخ والتفریق

''الحیلۃ الناجزۃ'' کی دل نشیں تلخیص

مع اِضافاتِ مفیدہ

نوٹ:- الحمدللہ! یہ حصہ ''اَسبابِ فسخ وتفریق'' کے نام سے ''امارتِ شرعیہ ہند'' کی طرف سے شائع کردیا گیا ہے؛ تاکہ دارالقضاء اور محاکم شرعیہ کے لئے رہنمائی آسان ہو۔

(مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فسخ وتفریق کے لئے قضاء قاضی شرط ہے

اگر عورت کسی معقول عذر کی وجہ سے شوہر سے تفریق کا مطالبہ کرے، اور شوہر طلاق دینے پر راضی نہ ہو، یا مثلاً جنون کی وجہ سے اُس کی طلاق معتبر نہ ہو، یا مفقود ہونے کی بنا پر اُس سے رابطہ نہ ہو سکے، وغیرہ۔ تو ان صورتوں میں عورت نہ تو اپنے طور پر شوہر سے الگ ہوسکتی ہے اور نہ ہی سرکاری عدالتِ مروجہ کے ذریعہ نکاح فسخ کراسکتی ہے؛ البتہ اگر وہ چاہے تو شرعی عدالت (دارالقضاء یا محکمہ شرعیہ) سے رجوع کر کے فسخ نکاح کا مطالبہ کرے، پھر شریعت کی روشنی میں جو فیصلہ سامنے آئے، اُس پر عمل کرے۔

خلاصہ یہ کہ فسخ وتفریق کے اکثر معاملات میں قضاء قاضی شرط ہے، اَب جس ملک میں باقاعدہ نظامِ قضاء موجود ہے، وہاں دارالقضاء سے رجوع کیا جائے گا، اور جہاں نظامِ قضاء موجود نہ ہو، تو وہاں فقہ مالکیہ کی روشنی میں جماعت مسلمین (شرعی پنچایت یا محکمہ شرعیہ) کا فیصلہ قاضی کے فیصلہ کے قائم مقام ہوگا۔ اِس کمیٹی کے کم سے کم تین اَرکان ہونے چاہئیں، جو سب کے سب ثقہ اور عادل ہوں، اور فسخ وتفریق کا فیصلہ اتفاقِ رائے سے کریں، اور اَز اَول تا آخر پوری کارروائی میں شریک رہیں، اِس کے بغیر اس کمیٹی کا فیصلہ فقہ مالکی کے اعتبار سے نافذ نہ ہوگا، اِس لئے ایسے سبھی معاملات میں ان شرائط کا لحاظ ضروری ہے۔ (دیکھئے: الحیلۃ الناجزۃ ۴۵-۶۲، ۱۶۶-۱۶۸ طبع جدید امارت شرعیہ دہلی)

كما في مختصر الخليل حيث قال ونبذ حكم جائر وجاهل لم يشاور، وإلّا تعقب، ومضى غير الجور، وقال شارحه العلامة الدردير تحت قوله: "لم يشاور" (أي) العلماء، ولو وافق الحق – إلىٰ أن قال – وإن تعقب مع المشاورة؛ لأنه وإن عرف الحكم فقد لا يعرف إيقاعه؛ لأنه يحتاج لزيادة نظر في البينة وغيرها من أحوال المتداعين إذ القضاء صناعة دقيقة لا يهتدي إليه كل الناس. (منح الجليل شرح مختصر خليل ۳۳۶/۸)

قلنا: ونظيره علىٰ قول بعض من صلى بغير التحري فإن صلاته لاتصح وإن أصاب القبلة؛ لأنه ترك فرض التحرى، فكذا إذا ترك الجاهل فرض المشاورة مع العلماء لا يصح حكمه، وإن وافق الحق، وأما التعقب علىٰ حكمه بعد المشاورة مع العلماء فهو فريضة القاضي، ويكفينا صحة الحكم. وقال في باب القضاء: وأما الجاهل والكافر فلا يجوز تحكيمهما (ثم قال): فإن حكما خصمًا أو كافرًا أو جاهلاً لم ينفذ حكمه. (شرح الدردير ۲۸٦/۲)

ونظيره ما في كتبنا: من أن الحكمين إذا اختلفا لا ينفذ حكم أحد منهما، قال صاحب الهداية: لو حكما رجلين لا بد من اجتماعهما؛ لأنه أمر يحتاج فيه إلى الرأي. وفي شرحها "النهاية": حتى لو حكم أحدهما دون الآخر، لا يجوز لأنهما رضيا برأيهما، ورأى الواحد لا يكون كرأي الإثنين. (الهداية، كتاب أدب القاضي / باب التحكم ۱٤٥/۳ طبع ياسر نديم ديوبند)

قلنا: فكما أن تفويض الخصمين للحكمين يقتضي اجتماع رأيهما علىٰ حكم واحد فكذٰلك تفويض الشرع الحكم إلى الجماعة يقتضي اجتماع آراهم علىٰ حكم واحِد. وبمثله صرح الإمام مالكؒ في المدونة، باب ماجاء في الحكمين في أبواب الأنكحة والطلاق. (ص: ۲٥۷، ج: ۲) حيث قال:

(قلت): فلو أنهما اختلفا فطلق أحدهما ولم يطلق الآخر (قال) إذن لا يكون هناك فراق؛ لأن إلىٰ كل واحد منهما ما إلىٰ صاحبه باجتماعهما عليه. انتهى.

وأصرح منه ما قال الباجي المالكي في المنتقى:

"**مسئله**: ولو حكم المتخاصمان رجلين، فحكم أحدهما ولم يحكم الآخر، فإن ذلك لايجوز له، قاله سحنون في كتاب ابنه، ولو حكم جماعة فاتفقوا على حكم انفذوه وقضوا به جاز، قاله ابن كنانة في المجموعة، ووجه ذلك أنهما إذا رضيا بحكم رجلين أو رجال فلا يلزمهما حكم بعضهم دون بعض الخ". (منتقى ص: ۲۲۷، ج: ٥، بحوالة: الحيلة الناجزة ٦۰-٦۱ طبع جديد)

اَب ذیل میں نمبروار وجوہ واَسبابِ فسخ اور اُن سے متعلق ضروری جزئیات درج کی جارہی ہیں:

(۱) شوہر کا عنین (نامرد) ہونا

اگر شوہر عنین ہو، یعنی بیوی کا حق زوجیت اَدا کرنے سے قاصر ہو، تو بیوی اُس سے تفریق کے لئے شرعی عدالت میں مقدمہ دائر کرسکتی ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۴)

وإذا وجدت المرأة زوجها عنينًا فلها الخيار، إن شاءت أقامت معه كذٰلك، وإن شاءت خاصمته عند القاضي وطلبت الفرقة. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الثالث والعشرون: العنين ٢٣٨/٤ المجلس العلمي)

وأما حكم الخيار فهو تخيير المرأة بين الفرقة وبين النكاح، فإن شاءت اختارت الفرقة وإن شاءت اختارت الزوج. (بدائع الصنائع/ مباحث: خلو الزوج من عيب الجب الخ، فصل في حكم الخيار ٦٣٧/٢ زكريا)

عورت کا حق تاخیر کی وجہ سے باطل نہ ہوگا

نکاح کے بعد بیوی کو جب شوہر کے نامرد ہونے کا علم ہو، اور بیوی نے اُس پر رضامندی ظاہر نہ کی ہو، تو فوری طور پر تفریق کا مطالبہ کرنا ضروری نہ ہوگا؛ بلکہ بیوی جب چاہے مطالبہ کرسکتی ہے، تاخیر کی وجہ سے اُس کا حق باطل نہ ہوگا۔

وإن لم تعلم به وقته (أي وقت النكاح) وعلمت بعده كان لها الخصومة، وإن طال الزمان. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٢٤/٤ كوئٹہ)

وهو أي هٰذا الخيار على التراخي، فلو وجدته عنينًا أو مجبوبًا ولم تخاصم زمانًا لم يبطل حقها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٧٢/٥ زكريا)

بیماری کی وجہ سے نامردی

اگر شوہر کی بیماری کی وجہ سے نامرد ہوگیا ہو، تو وہ بھی پیدائشی عنین کے حکم میں ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۳)

وأما عند الفقهاء فهو من لا يصل إلى النساء مع قيام الآلة لمرض به. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين ٢٠٦/٤ زكريا، ١٢٢/٤ كوئٹه)

بڑھاپے کی وجہ سے نامردی

اگر کوئی شخص اتنا ضعیف العمر ہو کہ بیوی سے ہمبستری پر قدرت نہ رکھے، وہ بھی عنین کے درجہ میں ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۴)

هو من لا يقدر علىٰ جماع فرج زوجته يعني لمانع منه ككبر سن أو سحر. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ١٦٦/٥ زكريا، ٤٩٤/٣ كراچی)

جادو کی وجہ سے نامردی

اگر کسی شخص پر اس طرح کا جادو کردیا گیا ہو کہ وہ عورت کے پاس نہ جاسکے، تو وہ بھی عنین کے حکم میں ہوگا، اور بیوی کو اُس سے حق تفریق حاصل ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۴)

لآفة أصلية أو لمرض أو ضعف أو كبر سن أو سحر. (النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب العنين ٤٧٠/٢)

نکاح سے قبل بیوی کو نامرد ہونے کا علم تھا

اگر نکاح سے قبل عورت کو اُس شوہر کے نامرد ہونے کا علم تھا، اِس کے باوجود اُس نے نکاح قبول کرلیا، تو اَب عورت کو نکاح کے بعد تفریق کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۹)

إن علمت المرأة وقت النكاح أنه عنين، لا يصل إلى النساء، لا يكون لها حق الخصومة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني عشر في العنين ٥٢٤/١ قديم زكريا)

تـزوج ...... عالمةً بحاله، لا خيار لها على المذهب المفتى به. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ۱۷۵/۵ زكريا، ۵۰۰/۳ كراچی، بدائع الصنائع ۶۳۶/۲ زكريا)

نکاح کے بعد ایک مرتبہ ہمبستری پر قادر ہوجانا

اگر نکاح کے بعد شوہر نے ایک مرتبہ بھی ہمبستری کر لی ہو، پھر بعد میں کسی وجہ سے نامرد ہوگیا ہو، تو اَب عورت نامردی کی بنیاد پر تفریق کے مطالبہ کا حق نہ رکھے گی (البتہ تفریق کی کوئی اور وجہ پائی جائے تو بات الگ ہے) (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۹)

فـلو جُبَّ بعد وصوله إليها مرة أو صار عِنِّينًا بعده، أي الوصول لا يفرق لـحـصـول حـقـهـا بـالـوطـي مرة، قال الشامي: قوله: "مرة" وما زاد عليها فهو مستحق ديانة لا قضاء. (شامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۱۶۷/۵-۱۶۸ زكريا)

أمـا شرائط الخيار فمنها: عدم الوصول إلىٰ هٰذه المرأة أصلاً ورأسًا في هٰذا النكاح، حتى لو وصل إليها مرة واحدةً فلا خيار لها. (بدائع الصنائع، مباحث خلو الزوج من عيب الجب الخ / فصل في شرائط الخيار ۶۳۶/۲ زكريا)

بیوی کو ایسا مرض لاحق ہو جو جماع سے مانع ہو

اگر نامرد کی بیوی ایسے مرض میں مبتلا ہو جو جماع سے مانع ہو، مثلاً رتقاء ہو (یعنی ایسی عورت جس کی شرم گاہ ملی ہوئی ہو) یا قرناء ہو (یعنی ایسی عورت جس کی شرم گاہ میں ہڈی ہو جو دخول سے مانع ہو) تو ایسی عورت کو نامرد شوہر سے تفریق کا حق حاصل نہ ہوگا۔

إن كـان الزوج عنينًا والمرأة رتقاء لم يكن لها حق الفرقة لوجود المانع من قبلها. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۱۳۸/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

غيـر رتـقـاء وقـرنـاء، أمـا هـما فلا خيار لهما لتحقق المانع منهما. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ۱۶۷/۵ زكريا)

شوہر کے خصی ہونے کی بنا پر فسخ کا اختیار ہے یا نہیں؟

اگر شوہر ایسا خصی (جس کے خصیتین نکال دئے گئے ہوں) کہ عضوتناسل میں انتشار پیدا نہ ہوتا ہو، تو ایسے شوہر کی بیوی کو بھی قاضی یا محکمہ شرعیہ سے رجوع کے بعد حسب شرائط تفریق کا حق حاصل ہوگا؛ لیکن اگر خصی ہونے کے باوجود اُس کے عضوتناسل میں انتشار ہوتا ہے، تو حق تفریق حاصل نہ ہوگا۔

ولو وجدته ...... خصيًا لا ينتشر ذكره، فإن انتشر لم تخير الخ، أجل سنة .... (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٨/٥-١٧١ زكريا)

وأجل سنة لو عنينًا أو خصيًا، فإن وطئ وإلا بانت بالتفريق إن طلبت.

(البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ٢٠٨/٤ زكريا، ١٢٤/٤ كوئٹه)

نسبندی کرانے والے شوہر سے فسخ کا اختیار نہیں

اگر شوہر نسبندی کرالے، تو چوں کہ اُس کی وجہ سے جماع کی قوت ختم نہیں ہوتی؛ بلکہ صرف مادۂ تولید آنے میں رکاوٹ ہوتی ہے، اِس لئے نسبندی کی بنیاد پر عورت کو حق تفریق حاصل نہ ہوگا۔

أو خصيًا لا ينتشر ذكره، فإن انتشر لم تخير. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٩/٥ زكريا)

عورت کے دعوے پر عدالتی کارروائی

عورت کی طرف سے شوہر کی نامردی کی بنیاد پر تفریق کے دعوے کے بعد شرعی عدالت بالترتیب درج ذیل کارروائی کرے گی:

(۱) شوہر سے تحقیق کرے کہ اُس کے نامرد ہونے کا دعویٰ صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) اگر شوہر اقرار کرلے تو اُسے علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

(۳) اور اگر شوہر کہے کہ میں نامرد نہیں ہوں؛ بلکہ میں نے جماع کیا ہے، تو اَب اگر عورت باکرہ (کنواری) نہ ہونے کا اقرار کرتی ہو، تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول کرلیا جائے گا، اور عورت کو تفریق کا کوئی حق نہ ہوگا۔

(۴) تاہم اگر شوہر قسم کھانے سے انکار کردے، تو اُسے علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

(۵) اور اگر عورت باکرہ (کنواری) ہونے کی مدعی ہو، تو اَب قاضی عورت کے کنوارے پن (بکارت) کا دو عادل عورتوں کے ذریعہ معائنہ کرنے کا حکم دے گا۔

(۶) اگر وہ عورتیں یہ بیان دیں کہ عورت کنواری نہیں ہے، تو شوہر سے اِس بات پر حلف لیا جائے گا کہ اُس نے جماع کیا ہے، اگر وہ قسم کھالے گا تو مقدمہ خارج کردیا جائے گا۔

(۷) اور اگر شوہر جماع پر قسم کھانے سے انکار کردے، تو اُسے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

(۸) اور اگر معائنہ کار عورتیں یہ بیان دیں کہ عورت ابھی تک باکرہ (کنواری) ہے، تو اَب قاضی شوہر سے قسم لئے بغیر ایک سال کی مہلت دے دے گا۔

(۹) اِس کے بعد ایک سال کی مہلت کے عرصہ میں اگر شوہر ایک مرتبہ بھی تندرست ہوکر بیوی سے جماع کرلے، تو بیوی کو حق تفریق نہ رہے گا۔

(۱۰) اور اگر پورے سال میں جماع پر قادر نہ ہوسکا، اور خود اِس کا اقرار بھی کرے، تو اَب قاضی عورت کو اُسی مجلس میں اختیار دے گا کہ چاہے تو اسی شوہر کے ساتھ رہے، یا اس سے علیحدگی اختیار کرلے، اگر وہ علیحدگی کی خواہاں ہو اور شوہر خود طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو، تو قاضی تفریق کردے گا، اور یہ تفریق طلاق بائن کے درجہ میں ہوگی۔

(۱۱) اور اگر میاں بیوی میں مہلت کے ایک سال کے اندر جماع ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہوجائے، یعنی بیوی دعویٰ کرے کہ جماع نہیں ہوا، اور شوہر یہ کہے کہ جماع ہوا ہے، تو

اگرعورت ثیبہ ہوتو شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا، اور دعویٰ خارج ہو جائے گا۔

(۱۲) اور اگر شوہر اُس وقت قسم کھانے سے انکار کردے، تو بیوی کو تفریق کا اختیار رہوگا۔

(۱۳) اور اگر عورت باکرہ ہونے کی مدعی ہو، تو قاضی دوبارہ معائنہ کرائے گا، اور دوبارہ معائنہ میں بھی اگر اُس کا باکرہ ہونا ثابت ہو جائے، تو اَب شوہر کا دعویٰ جماع خارج ہو جائے گا، اور عورت کو تفریق کا حق ملے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ٦٦-٦٨)

إذا رفعت المرأة زوجها إلى القاضي ادعت أنه عنين، وطلبت الفرقة، فإن القاضي يسأله: هل وصل إليها أو لم يصل؟ فإن أقر أنه لم يصل، أجله سنة، سواء كانت المرأة بكرًا أم ثيبًا، وإن أنكر وادعى الوصول إليها، فإن كانت المرأة ثيبًا، فالقول قوله مع يمينه، أنه وصل إليها كذا في البدائع. فإن حلف بطل حقها، وإن نكل يؤجل سنة، كذا في الكافي. وإن قالت: أنا بكر نظر إليها النساء، وامرأة تجزئ، والإثنتان أحوط وأوثق، فإن قلن: إنها ثيب، فالقول قول الزوج مع يمينه، كذا في السراج الوهاج. فإن حلف لا حق لها، وإن نكل يؤجله سنة، كذا في الهداية. وإن قلن: هي بكر، فالقول قولها من غير يمين. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني عشر في العنين ٥٢٢/١ زكريا، بدائع الصنائع / مباحث خلو الزوج من عيب الجب الخ ٦٣٣/٢ زكريا)

إن جاءت المرأة إلى القاضي بعد مضي الأجل، وادعت أنه لم يصل إليها، وادعى الزوج الوصول، فإن كانت ثيبًا في الأصل كان القول قوله مع اليمين، فإن حلف بطل حقها، وإن نكل خيرها القاضي، وإن قالت المرأة: أنا بكر، نظرت إليها النساء، والواحدة تكفي والثنتان أحوط، فإن قلن: هي ثيب، كان القول قوله مع اليمين. وإن قلن: هي بكر أو أقر الزوج أنه لم يصل إليها، خيرها القاضي في الفرقة، كذا في شرح الجامع الصغير لقاضيخان. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق/ في العنين ٥٢٤/١ زكريا، بدائع الصنائع / مبحث خلو الزوج من عيب الجب الخ ٦٣٦/٢ زكريا)

فإن وطئ مرةً فبها وإلا بانت بالتفريق من القاضي إن أبىٰ طلقها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ١٧١/٥-١٧٢ زكريا)

تخییر کی صورت میں مجلس قضاء میں تفریق کا اختیار کرنا

قاضی کی طرف سے شوہر کے علاج کی مدت (ایک سال) جب پوری ہوگی اور حسب شرائط قاضی عورت کو تفریق کا اختیار دے گا، تو اگر اُسی مجلس میں عورت نے تفریق کو اختیار کرلیا تو تفریق ہوگی، اور اگر اُس مجلس کے ختم ہونے کے بعد تفریق چاہی، تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۰ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

يخيرها القاضي، فإن اختارت زوجها أو قامت عن مجلسها أو أقامها أعوان القاضي وأقام القاضي قبل أن تختار شيئًا بطل خيارها. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الثالث والعشرون: العنين ٢٣٨/٤ المجلس العلمي، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب في العنين ٥٢٤/١ قديم زكريا)

إذا خيرها الحاكم فأقامت معه أو قامت من مجلسها قبل أن تختار – إلىٰ قوله – فلا خيار لها، وهٰذا يدل علىٰ أن خيارها يتقيد بالمجلس. (بدائع الصنائع، مباحث خلو الزوج من عيب الجب الخ / فصل في بيان ما يبطل الخيار ٦٣٨/٢ زكريا)

مہلت کی مدت کب سے شروع ہوگی

ایک سال کی مدت اُس وقت سے شروع ہوگی جب با قاعدہ قاضی اُس کا حکم دے گا؛ لہٰذا اس سے قبل جو بھی وقت گذر چکا ہو، وہ اس مدت میں شامل نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ٦٧)

ابتداء التاجيل من وقت المخاصمة كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / في العنين ٥٢٣/١ قديم زكريا)

لا يحتسب على الزوج بما مضى من المدة قبل المرافعة. (المبسوط للسرخسي، كتاب النكاح / باب العنين ١٠٢/٥)

مہلت کی مدت کا شمار قمری مہینوں سے ہوگا یا شمسی مہینوں سے؟

مہلت کے ایک سال کا شمار قمری تاریخوں سے ہوگا یا شمسی سے؟ اِس بارے میں فقہ کی دونوں روایتیں ہیں، شمسی تاریخ والی روایت راجح ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۷)

وروی الحسن عن أبي حنیفةؒ: أنه تعتبر سنة شمسیة، وهي تزید علی القمریة بأیام. وذهب شمس الأئمة السرخسي في شرح الکافي إلی روایة الحسن أخذًا بالاحتیاط، وکذلك صاحب التحفة، وهذا هو المختار عندي کذا في غایة البیان الخ. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / باب في العنین ۱/۵۲۳ قدیم زکریا، بدائع الصنائع / مباحث خلو الزوج من عیب الجب الخ ۲/۶۳۴ زکریا)

مہلت کی مدت ختم ہونے کے بعد مطالبہ میں تاخیر کرنا

قاضی کی جانب سے شوہر کو دی گئی ایک سال کی مدت ختم ہونے کے بعد عورت مطالبہ میں تاخیر کرے، تو اس تاخیر کی وجہ سے اس کا حق باطل نہ ہوگا۔

أطلقه فشمل ما إذا طلبت علی التراخي أولاً وثانیًا، ولذا لو خاصمته ثم ترکت مدة فلها المطالبة. (البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب العنین وغیره ۴/۱۲۴)

کما لو رفعته إلی القاضي فأجله سنة، ومضت السنة، ولم تخاصم زمانًا (أي لا یبطل حقها). (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب العنین وغیره ۵/۱۷۳ زکریا)

تفریق کے بعد عورت کا اقرار جماع پر بینہ قائم کرنا

میاں بیوی میں تفریق کے فیصلہ کے بعد اگر شوہر اس بات پر بینہ قائم کرے کہ عورت نے تفریق سے پہلے جماع ہونے پر اقرار کیا تھا، تو تفریق کا فیصلہ باطل ہوجائے گا، اور عورت شوہر کے نکاح میں برقرار رہے گی۔ اور اگر شوہر تفریق کے بعد کے اقرار پر بینہ قائم کرے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

يبطل التفريق بالبينة علىٰ إقرارها بالوصول قبل التفريق، لا بعده. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٨/٥ زكريا)

فإن فرق بالغةً فإن أقام الزوج البينة علىٰ إقرار المرأة قبل الفرقة أنه قد وصل إليها أبطل الفرقة ...... وكذا إذا شهد علىٰ إقرارها بأن أقرت بعد الفرقة أنه كان وصل إليها قبل الفرقة لم تبطل الفرقة. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / مباحث خلو الزوج من عيب الجب، مبحث في بيان حكم الخيار ٦٣٧/٢-٦٣٨ المكتبة النعيمية ديوبند)

تفریق کے بعد عورت کا اسی نامرد سے نکاح کرنا

قاضی کی جانب سے تفریق ہوجانے کے بعد مرد وعورت دوبارہ ایک ساتھ رہنے پر آمادہ ہوجائیں، تو نکاحِ ثانی کی اِجازت ہوگی؛ لیکن اس کے بعد عورت کو تفریق کا حق حاصل نہ ہوگا۔

ولو تراضيا أي العنين وزوجته على النكاح ثانيًا بعد التفريق صح. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٧٦/٥ زكريا)

ففرق بينهما ثم تزوجها فلا خيار لها. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / مباحث خلو الزوج من عيب الجب ٦٣٦/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

لو فرق بينهما ثم تزوجها ثانيًا لم يكن لها خيار لرضاها بحاله. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٢٥/٤)

تفریق کے بعد دوسال کی مدت میں بچہ کی پیدائش

قاضی کے میاں بیوی میں تفریق کرنے کے بعد دوسال کی مدت میں اگر عورت بچہ جنے، تو یہ بچہ نامرد شوہر کی جانب منسوب ہوگا، اور تفریق کا فیصلہ باطل ہوکر عورت علیٰ حالہ نامرد کی بیوی رہے گی۔

إذا فرق القاضي بالعنة ووجب العدة فجاء ت بولد ما بينهما وبين السنتين لزمه الولد ...... فإن قال الزوج: كنت قد وصلت إليها فإن أبا يوسف

قال: يبطل الحاكم الفرقة وكفى بالولد شاهدًا. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان شرائط الخيار وبيان حكمه ٦٣٧/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

ولو كان عنينًا بطل التفريق لزوال عنته بثبوت نسبه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٨/٥ زكريا)

بخلاف العنين حيث يبطل التفريق؛ لأنه لما ثبت نسبه لم يبق عنينًا.

(البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ٢٠٧/٤ زكريا، ١٢٣/٤ كوئٹه)

عنین پر مہر کا وجوب

شوہر اگرچہ عنین اور نامرد ہو، اگر بیوی کے ساتھ خلوتِ صحیحہ پائی گئی ہے، تو اُس پر پورا مہر حسبِ ضابطہ واجب ہوگا؛ کیوں کہ مہر کے وجوب کے لئے جماع لازم نہیں؛ بلکہ خلوتِ صحیحہ کافی ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۱)

ولها المهر كاملاً وعليها العدة بالإجماع إن كان الزوج قد خلا بها، وإن لم يخل بها فلا عدة عليها، ولها نصف المهر إن كان مسمى والمتعة إن لم يكن مسمى. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب النكاح / في العنين ٥٢٤/١، طبع زكريا ديوبند، بدائع الصنائع / مباحث خلو الزوج من عيب الجب الخ ٦٣٤/٢ زكريا)

مجبوب (مقطوع الذکر) کا حکم

اگر عورت یہ دعویٰ کرے کہ اُس کا شوہر مقطوع الذکر ہے، یعنی آلہ تناسل سے محروم ہے، یا اتنا چھوٹا ہے کہ کالعدم کے درجہ میں ہے، جس سے حق زوجیت اَدا نہیں کیا جاسکتا، تو اگر شوہر بھی اِس کا اقرار کرے، تو قاضی ایک سال کی مہلت دئے بغیر فوراً ہی عورت کو تفریق کا اختیار دے دے گا۔

اور اگر شوہر اقرار نہ کرے، تو معتبر شخص کے ذریعہ معائنہ کرایا جائے گا، پھر معائنہ سے جس کی بات کی تصدیق ہو، اُسی کے موافق کارروائی کی جائے گی، یعنی اگر مجبوب ہونا ثابت ہوجائے تو فوری تفریق کا حکم ہوگا، اور اگر ثابت نہ ہو تو عورت کا دعویٰ خارج ہوجائے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۲)

وأما المجبوب فإنه إذا عرف أنه مجبوب إما بإقراره أو بالمس فوق

الإزار، فإن كانت المرأة عالمة بذٰلك وقت النكاح فلا خيار لها لرضاها بذٰلك، وإن لم تكن عالمة به فإنها تخير للحال ولا يؤجل حولاً. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / فصل في بيان ما يبطل به الخيار ٦٣٩/٢ زكريا)

وجدت زوجها مجبوبًا فُرّق في الحال ...... وإنما لم يؤجل لعدم الفائدة – إلىٰ قوله – ولم يذكر حكم ما إذا اختلفا في كونه مجبوبًا، وحكمه أنه إذا كان يعرف حقيقة حاله بالمس من غير نظر يمس من وراء الثياب، ولا تكشف عورته، وإن كان لا يعرف إلا بالنظر أمر القاضي أمينًا لينظر إلىٰ عورته فيخبر بحاله. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين ٢٠٦/٤-٢٠٨ زكريا، ١٢٢/٤-١٢٣ كوئٹه)

ويلحق بالمجبوب من كان ذكره صغيرًا جدًّا كالزر. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين ٢٠٦/٤ زكريا، ١٢٣/٤ كوئٹه، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ١٦٦/٥ زكريا، ٤٩٤/٣ كراچی)

مجبوب کی بیوی کا بعد التفریق دوسال کی مدت میں بچہ جننا

قاضی کے مجبوب اور اُس کی بیوی کے درمیان تفریق کرنے کے بعد دوسال کی مدت میں عورت بچہ جنے، تو یہ بچہ مجبوب مرد کی جانب منسوب ہوگا؛ لیکن اس کی وجہ سے تفریق باطل نہ ہوگی۔

جاء ت امرأة المجبوب بولد بعد التفريق إلىٰ سنتين ثبت نسبه والتفريق باق بحالِه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٨/٥ زكريا)

وكذٰلك لو فرق القاضي بينها وبين المجبوب فجاء ت بولد بينها وبين سنتين ثبت نسبه ......، إلا أنه لا تبطل الفرقة ههنا. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / مباحث خلو الزوج من عنيب الجب، مبحث في بيان حكم الخيار ٦٣٧/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

لو جاء ت امرأة المجبوب بولد بعد التفريق إلىٰ سنتين يثبت نسبه ولا يبطل التفريق. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ٢٠٧/٤ زكريا، ١٣٤/٤ كوئٹه)

❍❖❍

(۲) شوہر کا مجنون ہونا

حضرت اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول (جو مفتی بہ ہے) اور اِمام مالکؒ کے مسلک کے مطابق اگر شوہر نکاح سے قبل ہی سے جنون کے مرض میں مبتلا ہو، تو بیوی کو درج ذیل شرائط کے ساتھ فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ملتا ہے:

(۱) نکاح سے قبل شوہر کے مجنون ہونے کا علم نہ ہو۔

(۲) نکاح کے بعد اُس کے ساتھ رہنے پر صراحۃً رضامندی ظاہر نہ کی ہو۔

(۳) نکاح کے بعد جنون کا علم ہونے کے باوجود اپنے اختیار سے شوہر کو جماع یا دواعیٔ جماع کا موقع نہ دیا ہو۔

پس اگر اِن میں سے کوئی بھی شرط مفقود ہو تو بربنائے جنون بیوی کو حق فسخ حاصل نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۸-۷۹)

ولا يتخير أحدهما أى الزوجين بعيب الآخر فاحشاً، كجنون، وجذام، وبرص، ورتق، وقرن. (الدر المختار) وفي الشامية: وخالف محمد في الثلاثة الأول لو بالزوج، كذا يفهم من البحر وغيره. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۱۷۵/۵ زكريا)

وعلىٰ قول محمدٍ لها الخيار إذا كان علىٰ حال لا تطيق المقام معه. (المبسوط للسرخسي، كتاب النكاح / باب الخيار في النكاح ۹۷/۵)

وقال محمد: خلوه من كل عيب لا يمكنها المقام معه إلا بضرر،

کـالـجـنـون والجذام والبرص شرط لزوم النكاح حتى يفسخ به النكاح. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / خلو الزوج عما سوى المعيوب الخمسة ٦٣٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

والـرضا بالعيب يمنع الرد. (بـدائـع الصنائع، كتاب النكاح / بيان شرائط الخيار وبيان حكمه ٦٣٦/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

الـخيـار لأحد الزوجين بسبب وجود عيب من العيوب الآتي بيانها ...... إن لـم يسبق العلم أو لـم يرض بعيب المعيب صريحًا أو التزامًا ...... أو لم يتلذذ بـالـمعيب عالمًا به، و "أو" بمعنى "الواو" إذ لا بد من انتفاء الأمور الثلاثة، إذ لـو وجدت أو بعضها لانتفى الخيار. وفي هامشه: قوله: إن لم يسبق العلم: أي إن لـم يكن العلم من السليم بالعيب سابقًا على العقد، ولم يرض بالعيب كن علِم بـه بعد العقد، ولم يتلذذ ...... قوله: صريحًا: أي بأن كان الرضا بالقول كرضيتُ، وقوله: أو التزامًا أي مثل تمكين السليم من نفسه. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ٢٧٧/٢ دار الفكر بيروت)

کس درجہ کا جنون موجبِ فسخ ہے؟

معمولی درجہ کا جنون موجبِ فسخ نہیں؛ بلکہ وہی جنون موجبِ فسخ ہے جس کے ساتھ رہنے میں نا قابل برداشت ایذاء پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۶)

وعـلـىٰ قـول مـحـمـدٍ لها الخيار إذا كان علىٰ حال لا تطيق المقام معه. (المبسوط للسرخسي، كتاب النكاح / باب الخيار في النكاح ٩٧/٥، بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان شرائط الخيار وبيان حكمه ٦٣٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

إذا وجـدتـه مجنونًا موسوسًا يخاف عليها قتله. (كتـاب الآثار، كتاب النكاح / باب الرجل يتزوج وبه العيب ٦١/١)

مجنون سے تفریق کے لئے عدالتی کارروائی

ناقابل تحمل جنون کی صورت میں بیوی کو جو مطالبۂ تفریق کا حق حاصل ہوتا ہے، اُس کی عدالتی کارروائی درج ذیل تفصیل کے مطابق انجام دی جائے گی:

(۱) مجنون کی بیوی عدالت کے سامنے شوہر کا خطرناک درجہ کا مجنون ہونا ثابت کرے۔

(۲) قاضی اپنے طور پر دعوے کی تحقیق کرے۔

(۳) اگر شوہر کا مجنون ہونا ثابت ہو جائے تو مجنون کے ولی یا اُس کے وکیل کے سامنے اُسے علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دے دے۔

(۴) سال پورا ہونے کے بعد اگر بیوی دوبارہ جنون کی بنیاد پر تفریق کی درخواست گذارے، اور یہ ثابت ہو جائے کہ شوہر ابھی تک جنون میں مبتلا ہے، تو قاضی عورت کو تفریق کا اختیار دے گا۔

(۵) اگر عورت اُسی مجلس میں تفریق کو اختیار کر لے، تو قاضی اُن کے درمیان نکاح کو فسخ کر دے گا۔

(۶) اور یہ فسخ نکاح طلاق کے درجہ میں نہیں؛ بلکہ نکاح کو کالعدم کرنے کے درجہ میں ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۷-۷۸)

وفسخ العقد رفعه من الأصل، وجعله كأن لم يكن. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / فصل في بيان ما يرفع حكم النكاح ٢/٦٥٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

قال محمدؒ: إن كان الجنون حادثاً يؤجله سنة، كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول إذا لم يبرأ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب في العنين ١/٥٢٦ قديم زكريا)

قال محمدؒ: ...... إن كان العيب كالجنون الحادث والبرص ونحوهما فهو والعنة سواء فينتظر حولاً ...... وهي بالخيار إن شاءت رضيت بالمقام معه، وإن شاءت رفعت الأمر إلى الحاكم حتى يفرق بينهما. (الفتاوىٰ الحمادية للعلامة ركن بن حسام الناكوري ٧٦ بحواله: الحيلة الناجزة ٧٥)

بخصومة ولي إن كان، وإلا فمن ينصبه القاضي. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ٢٠٧/٤ زكريا، ١٢٣/٤ كوئٹه)

والسنة مشتملة على الفصول الأربعة، والفصول الأربعة مشتملة على الطبائع الأربع، فيؤجل سنة لما عسىٰ أن يوافقه بعض فصول السنة، فيزول المانع. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان خلو الزوج من عيب الجب والعنة ٦٣٤/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

وثبت الخيار بجنونهما ...... وأُجّلا فيه ...... سنةً. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ٢٧٩/٢-٢٨٠ دار الفكر بيروت)

مجنون کی بیوی کے مہر وعدت کا حکم

اگر خلوتِ صحیحہ سے پہلے فسخ نکاح کی صورت پیش آئی ہے، تو مہر بالکل ساقط ہوجائے گا، اور عدت بھی واجب نہیں ہوگی۔ اور اگر شوہر کے مجنون ہونے کے علم سے قبل خلوتِ صحیحہ ہوچکی تھی، اور بعد میں جنون کا علم ہونے کے بعد فسخ نکاح کی نوبت آئی، تو پورا مہر لازم ہے، اور عدت بھی حسبِ ضابطہ واجب ہوگی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۷۹)

وهي (أي العدة) في حق حرة تحيض لطلاق أو فسخ، بجميع أسبابه بعد الدخول حقيقة أو حكمًا ثلاث حيض كوامل. وفي الشامية: قوله: أو حكمًا: المراد به الخلوة ولو فاسدة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة ١٨١/٥ زكريا)

وفسخ العقد رفعه من الأصل، وجعله كان لم يكن، ولو لم حقيقة لم يكن لها مهر، فكذا إذا التحق بالعدم من الأصل، إلى أن قال: وإن كان قد دخل بها لا يسقط المهر؛ لأن المهر قد تأكد بالدخول، فلا يحتمل السقوط بالفرقة الخ. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / فصل في بيان ما يرفع حكم النكاح ٦٥٣/٢)

أن يكون الجنون به حين العقد، فغرها من نفسه فاختارت الطلاق، فإن كان دخل به فلها الصداق، وإن لم يبن بها فلا شيء لها. (المنتقى شرح الموطأ ١٢١/٤)

جنونِ حادث میں حق تفریق ہے یا نہیں؟

اگر پہلے سے شوہر مجنون نہ تھا؛ بلکہ نکاح کے بعد جنون کا مرض لاحق ہوا، تو اِس بارے میں حضرت اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی صریح حکم منقول نہیں؛ البتہ مالکیہ کے نزدیک اِس صورت میں بھی عورت کو حق تفریق حاصل ہوتا ہے، بشرطیکہ اُس نے مرضِ جنون لاحق ہونے کے بعد اپنی رضامندی سے شوہر کو جماع یا دواعیٔ جماع کا موقع نہ دیا ہو۔ بریں بناء اِس صورت میں بھی مذہبِ مالکی پر عمل کرتے ہوئے درج بالا عدالتی کارروائی عمل میں لائی جائے گی، اور حسبِ ضابطہ تفریق ممکن ہوگی؛ البتہ یہ تفریق احتیاطاً طلاقِ بائن کے درجہ میں ہوگی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۸۱)

واعلم أن الجنون حكمه حكم الجذام، فإن كان قبل العقد ردّ به مطلقًا، وإن حدث بعده وقبل البناء؛ فإنه يوجب الخيار للمرأة دون الرجل، وكذا إن حدث بعد البناء علىٰ ظاهر المدونة في الجذام، ويقاس عليه الجنون. وفي هامشه: قوله: وكذا إن حدث بعد البناء الخ، أي فإن لها أن ترد به كالحادث قبل البناء، وهٰذا إشارة لما قاله ابن قاسم. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۹/۲ دار الفكر بيروت)

وقال لي مالك في المجنون: إذا أصابه الجنون بعد تزويجه المرأة إنه يعزل عنها ويضرب له أجل سنة في علاجه، فإن برئ وإلا فرق بينهما. (المدونة، كتاب النكاح، الرابع في النكاح بصداق لا يحل / ضرب الأجل لامرأة المجنون والمجذوم ۳۸۸/۲ دار الحديث القاهرة)

الخيار لأحد الزوجين إن لم يسبق العلم، أو لم يرض أو لم يتلذذ بالمعيب عالمًا به. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۷/۲ دار الفكر بيروت)

مجنون شوہر کا بالجبر جماع کرنا

اگر مجنون شوہر بجبر واِکراہ بیوی سے جماع یا دواعیٔ جماع کا ارتکاب کرلے، تو اُس سے بیوی کا حق فسخ ساقط نہیں ہوتا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۸۱)

لأن تلذذه بعد العلم به دليل علىٰ رضاه، ففي الحقيقة المدار في سقوط الخيار على الرضا. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۷/۲ دار الفكر بيروت)

المستفاد: إلا امرأة المعترض إذا علمت قبل العقد أو بعده باعتراضه ومكّنته من التلذذ بها، فلها الخيار. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۷/۲ دار الفكر بيروت)

مجنون کے نادار ہونے کی صورت میں حق تفریق

اگر شوہر مجنون ہے اور بیوی کا اُس کے ساتھ رہنا مشکل ہے؛ لیکن بر بناء جنون شرائط تفریق متحقق نہیں ہیں (مثلاً: وہ مرضِ جنون کے علم کے باوجود اُس سے نکاح کو قبول کرچکی ہے، یا برضامندی جماع کا تحقق ہوچکا ہے) مگر اُس مجنون کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے، اور بیوی کے ضروری اِخراجات کا کوئی انتظام نہیں ہے، تو ایسی صورت میں کامل تحقیق کے بعد مذہبِ مالکی پر عمل کرتے ہوئے عدمِ نفقہ کو بنیاد بناکر شرعی عدالت کو اُن کے درمیان تفریق کرنے کا اختیار ہوگا، اور یہ تفریق طلاقِ رجعی کے درجہ میں ہوگی؛ (لیکن اِس میں حسبِ مذہب مالکیہ یہ شرط ہے کہ نکاح سے قبل بیوی کو اُس شوہر کے نادار ہونے کا علم نہ رہا ہو) (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۸۳)

ولها الفسخ بطلقة رجعية إن عجز زوجها عن نفقة حاضرة، ومثلها الكسوة. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب أسباب النفقة ۲۷۷/۲ دار الفكر بيروت)

❍❖❍

(۳) شوہر کا فالج زدہ اور بے ہوش ہونا

اگر کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہوجائے کہ اُس کے ہوش وحواس باقی نہ رہیں، اور وہ مفلوج ہوجائے، اور بیوی کے لئے نان ونفقہ کا بھی کوئی انتظام نہ ہو، تو ایسی صورت میں بیوی کو بذریعہ شرعی عدالت حق فسخ حاصل ہوگا۔ پس اگر وہ تفریق کا مطالبہ کرے تو تحقیق کے بعد محکمہ شرعیہ اُس پر فقہ مالکی کی شرائط کی بنیاد پر تفریق کا فیصلہ کرے گا۔ اور یہ تفریق طلاقِ رجعی کے درجہ میں ہوگی۔ (کتاب النوازل ۱۰/۱۱۳، زیرعنوان: تجاویز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ وتفریق/ فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵/ فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدرآباد)

أما إذا كان ذلك (أي العيب) بالرجل فلا خيار لها أيضًا إلا فيما يمنع الوطئ، مثل العنة والجب في قول أبي حنيفة وأبي يوسفؒ، وقال محمدؒ: إذا كان به داء لا يمكنها المقام معه مثل الجذام ونحوه خيرت. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٥٢٦/١)

ولها الفسخ بطلقة رجعية إن عجز زوجها عن نفقة حاضرة، ومثلها الكسوة. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب أسباب النفقة ٢٧٧/٢ دار الفكر بيروت)

وأما الجواب عن امرأة المعسر الذي لا يجد ما ينفق عليها، ففي المدونة، قال لنا مالك: وكل من لم يقو علىٰ نفقة بمرأة فرق بينهما ولم يقل لنا مالك حرة ولا أمة. وقال: لأن الرجل إذا كان معسرًا لا يقدر على النفقة؛ فليس لها عليه النفقة إنما لها أن تقيم معه أو يطلقها كذلك الحكم فيها. وقال

ابـن وهـب عن عبد الرحمن عن أبي الزناد وعبد الجبار عن أبي الزناد أنه قال: خـاصـمـت امـرأة زوجهـا إلـى عـمـر بن عبد العزيز وأنا حاضر في امرته على الـمـديـنة، فـذكـرت لـه أنـه لا ينفق عليها، فدعاه عمر، فقال: انفق وإلا فرقت بيـنك وبيـنهـا. وقـال عمر: اضربوا له أجل شهر أو شهرين، فإن لم ينفق عليها إلىٰ ذلك فـفـرقـوا بيـنـه وبيـنهـا ...... ولهـا الـفسخ بطلقة رجعيةٍ إن عجز عن الإنفاق. (فتاویٰ علماء مالكية در الحيلة الناجزة ۲۵۵-۲۵٦-۲۵۷ طبع جديد)

(۴) شوہر کا برص، جزام یا ایڈز جیسے امراض میں مبتلا ہونا

اگر شوہر برص، جزام یا ایڈز جیسے مہلک امراض میں مبتلا ہو، اور یہ اندیشہ ہو کہ حق زوجیت اَدا کرنے کی صورت میں بیوی بھی اِس مہلک اور جان لیوا بیماری کا شکار ہوجائے گی، اور حقوقِ زوجیت اَدا نہ ہونے کی وجہ سے ابتلاء معصیت کا شدید خطرہ بھی ہے، اور عورت اِس حالت میں کسی بھی طرح شوہر کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہیں ہے، تو اولاً شوہر کو طلاق یا خلع پر آمادہ کیا جائے گا، اگر وہ اِس پر تیار نہ ہو، تو جنونِ مطبق (مسلسل جنون) پر قیاس کرتے ہوئے اِمام محمدؒ اور مالکیہ کے قول کے مطابق عورت کو مطالبۂ فسخ کا اختیار دیا جائے گا۔ اور مجنون کے سلسلہ میں جو عدالتی کارروائی درج کی گئی ہے، اُسی کے مطابق عمل ہوگا۔ (کتاب النوازل ۱۰/۷-۱۰۷-۱۱۳، زیر عنوان: تجاویز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ وتفریق / فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵/فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدرآباد)

والفراق شرطه: أن يكون العيب موجودًا حين العقد، فإن حدث بعده فلا خيار إلا أن يبتلى الزوج بعد العقد بجذام أو جنون أو برص فيفرق بينهما للضرر الداخل على المرأة. (فتاویٰ علماء مالكية در الحيلة الناجزة ٢٥٩ طبع جديد)

يفسخ النكاح من أي واحد من الزوجين إذا وجد في الأخر عيبًا من العيوب التناسلية (الجنسية) أو العيوب المنفّرة من جنون أو جذام أو برص.

(الفقة الإسلامي: ٤٩٤/٧ الهدى انٹرنیشنل دیوبند)

وعلیٰ قول محمد: لها الخيار إذا كان علىٰ حال لا تطيق المقام معه؛ لأنه تعذر الوصول إلىٰ حقها لمعنى فيه، فكان بمنزلة ما لو وجدته مجبوبًا أو عنينًا. (المبسوط للسرخسي / باب الخيار في النكاح ۹۷/۵ دار الكتب العلمية بيروت)

وإذا كان بالزوج جنونٌ أو برصٌ أو جذامٌ، فلا خيار لها، كذا في الكافي. قال محمدؒ: إن كان الجنون حادثًا يؤجله سنة، كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول إذا لم يبرأ. وإن كان مطبقًا فهو كالجب، وبه نأخذ، كذا في الحاوي القدسي. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني عشر في العنين ۵۷۹/۱ جديد زكريا، ۵۲۶/۱ قديم زكريا)

وفي الفتاوىٰ الحمادية للعلامة ركن بن حسام الناكوري (ص: ۷۶) من المضمرات: قال محمدؒ إن كان بالزوج عيب لا يمكنه الوصول إلىٰ زوجة، فالمرأة مخيرةٌ بعد ذلك ينظر إن كان العيب كالجنون الحادث والبرص ونحوهما فهو والعنة سواء فينتظر حولاً، وإن كان الجنون أصليًا أو به مرض ولا يرجىٰ برئه فهو والجب سواء، وهي بالخيار إن شاء ت رضيت بالمقام معه، وإن شاء ت رفعت الأمر إلى الحاكم حتى يفرق بينهما. (بحواله: الحيلة الناجزة ۷۵ طبع جديد)

وفي المدونة: قلت فالجنون المطبق، قال: وقال مالك في المجنون: إذا أصابه الجنون بعد تزويجه المرأة أنها تعزل عنه، ويضرب له أجل في علاجه، فإن برء وإلا فرق بينهما. (المدونة الكبرىٰ ۱۹۶/۲، بحواله: فتاوىٰ علماء مالكية در الحيلة الناجزة ۲۵۹ طبع جديد)

○❖○

(۵) گمشدہ (مفقود) شوہر سے حق تفریق

اگر نکاح کے بعد شوہر مفقود ہوجائے، اور اُس کا کچھ اَتہ پتہ نہ چلے، تو جمہور علماء کے نزدیک ایسے گمشدہ شخص کی بیوی کے حق میں شوہر کو اُس وقت تک زندہ متصور کیا جاتا ہے، جب تک کہ اُس کے ہم عمر لوگ دنیا سے رخصت نہ ہوجائیں، یا اُس کے بارے میں عدالتِ شرعیہ کی طرف سے موت کا فیصلہ نہ ہوجائے؛ لیکن مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اِس مسئلہ میں قدرے تخفیف ہے۔ بایں طور کہ عام حالات میں قاضی ۴؍سال کی مہلت دے کر مفقود کی موت کا فیصلہ کرسکتا ہے، جس کے بعد عدتِ وفات گذار کر زوجۂ مفقود دُوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے (اور خصوصی حالات میں ایک سال کی مہلت سے بھی کام چل سکتا ہے) (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۸۴-۸۶)

فلا ينكح عرسه غيره – إلىٰ قوله – وينفق علىٰ عرسه وقريبه ولادًا ولا يفرق بينه وبينها ولو بعد مضي أربع سنين. (الدر المختار مع الشامي / كتاب المفقود ٤٥٧/٦–٤٦٠ زكريا، بدائع الصنائع / كتاب المفقود ٢٨٨/٥ زكريا)

لو أفتىٰ به (أي بمذهب مالك في زوجة المفقود) في موضع الضرورة لا بأس به. (الدر المختار مع الشامي / كتاب المفقود، مطلب في الإفتاء بمذهب مالك الخ ٤٦١/٦ زكريا)

إذا مضت من وقت ولادته مدة لا يعيش إليها عادة يحكم بموته ...... وتبين امرأته. (بدائع الصنائع / كتاب المفقود ٢٨٩/٥، الدر المختار مع الشامي / كتاب المفقود ٤٦٢/٦ زكريا)

ومذهب الحنفية في الباب وإن كان قويًا رواية ودرايةً؛ ولكن

المتأخرين منا قد أجازوا الإفتاء بمذهب مالك عند الضرورة نظرًا إلىٰ عدم فساد الزمان. (إعلاء السنن، كتاب المفقود / باب امرأة المفقود امرأته حتى يأتيها البيان ۱۳/۵۵ کراچی)

ولزوجة المفقود الرفع للقاضي والوالي ووالي الماء وإلا فلجماعة المسلمين، فيؤجل الحر أربع سنين. (مختصر الخليل / فصل في مسائل زوجة المفقود ۱۳۱/۱ دار الحديث القاهرة)

زوجۂ مفقود کے بارے میں بالترتیب عدالتی کارروائی

زوجۂ مفقود کسی بھی حال میں خود اپنے طور پر فسخ وتفریق کا فیصلہ نہیں کرسکتی؛ بلکہ عدالتِ شرعیہ کی طرف رجوع کرنا اُس پر لازم ہے۔ اور اِس بارے میں عدالتی کارروائی درج ذیل ترتیب پر ہوگی:

(۱) عورت قاضی کی عدالت میں درخواست دیتے ہوئے بذریعہ شہادت (نکاح نامہ وغیرہ) اپنے کو مفقود شوہر کی زوجہ ہونا ثابت کرے۔

(۲) نیز یہ بھی ثابت کرے کہ شوہر مفقود ہے۔ (مثلاً: ایسے گواہ پیش کرے جو شوہر کے مفقود ہونے کی تصدیق کریں، یا تھانہ میں گمشدگی کی رپورٹ وغیرہ پیش کرے)

(۳) عورت کی درخواست ملنے کے بعد قاضی خود بھی ہر ممکن ذریعہ سے مفقود کی تلاش وجستجو کرے۔ (مثلاً: جہاں ملنے کا اِمکان ہو وہاں آدمی بھیجے، یا اَخبار وغیرہ میں شائع کرائے)

(۴) جب مفقود کے ملنے سے بالکل مایوسی ہوجائے، تو اگر بسہولت ممکن ہو تو عورت کو ۴؍سال تک مزید انتظار کا حکم دے۔

(۵) اگر ۴؍سال کے اندر بھی مفقود کا پتہ نہ چلے، تو اِس مدت کے ختم ہونے کے بعد مفقود کو مردہ متصور کیا جائے گا، جس کے بعد عدتِ وفات ۴؍مہینے ۱۰؍دن گذار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ (اور حسبِ تصریح مالکیہ دوبارہ قضاء قاضی کی ضرورت نہ ہوگی)

(مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۸۸-۸۹)

ولزوجة المفقود الرفع للقاضي ...... وإلا فلجماعة المسلمين من صالحي بلدها ...... فيؤجل الحر أربع سنين ...... من حين العجز عن خبره بالبحث عنه في الأماكن التي يظن ذهابه إليها من البلدان بأن يرسل الحاكم رسولاً بكتاب لحاكم تلك الأماكن مشتمل علىٰ صفة الرجل وحرفتهٖ ونسبه ليفتِّشَ عنه فيها، ثم اعتدت كالوفاة ...... ولا تحتاج فيها لإذن من الحاكم. وفي هامشه: قوله: ثم اعتدت كالوفاة ...... واعلم أنها بمجرة انقضاء العدة المذكورة تحل للأزواج ...... قوله: لأن إذنه: أي في العدة؛ بل وكذٰلك في التزويج حصل بضربه الأجل أولاً. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب اللعان وما يتعلق به، فصل لذكر المفقود ٤٧٩/٢-٤٨٠ دار الفكر بيروت، حاشية الصاوي على الشرح الصغير / باب في العدة وأحكامها، فصل في بيان عدة من فقد زوجها ٦٩٣/٢-٦٩٤ دار المعارف)

فلها أن ترفع أمرها إلى الخليفة – إلىٰ قولهٖ – ليتفحصوا عن حال زوجها بعد أن ثبتت الزوجة وغيبة الزوج والبقاء في العصمة إلى الآن. (الفتوىٰ من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي، المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٣٣ طبع جديد)

المستفاد: لأن فائدة الدعوىٰ الالتزام بواسطة إقامة الحجة والإلزام في المجهول لا يتحقق. (الهداية / كتاب الدعوىٰ ٢٠١/٣ الأمين كتابستان ديوبند)

مجبوری میں ایک سال کی مہلت کی گنجائش

۴؍سال کی مہلت کا حکم اُس وقت ہے جب کہ عورت اِتنی مدت تک صبر وتحمل اور عفت مآبی کے ساتھ زندگی گذار سکتی ہو؛ لیکن اگر عورت اتنی لمبی مدت گذارنے میں عفت وعصمت کے بارے میں خطرہ ظاہر کرے، اور صبر سے عاجزی کا اظہار کرے، اور قبل اَزیں وہ ایک معتد بہ عرصہ انتظار میں گذار چکی ہو، تو ایسی خاص صورت میں مذہبِ مالکیہ کے موافق ۴؍سال کے بجائے صرف ایک سال کی مدت تک مہلت دی جاسکتی ہے۔

لیکن اِس صورت میں ایک سال کے بعد جو تفریق ہوگی وہ طلاقِ بائن نہ ہوگی؛ بلکہ طلاقِ رجعی ہوگی، اور اُس میں عدتِ طلاق گذاری جائے گی۔ اور اگر دورانِ عدت مفقود شوہر آجائے اور رجعت کرلے، تو وہ بدستور اُس کی بیوی رہے گی۔ اور اگر عدت کے بعد آیا، یا پہلے آگیا؛ لیکن قولاً یا فعلاً رجعت نہ کی، تو اَب عدت گذرنے پر وہ بائنہ ہوجائے گی، اور اُسے دوسرے شخص سے نکاح کا اختیار ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۹۸-۹۹)

ولـم تخش العنة وإلا فنطلق عليه للضرر. (حاشية الصاوي على الشرح الصغير / باب في العدة وأحكامها، فصل في بيان عدة من فقد زوجها ٦٩٤/٢ دار المعارف)

مـن جـمـلة أمر الغائب فسخ نكاحه لعدم النفقة أو لتضرر الزوجة بخلو الفراش فلا يـفسخ نكاحه إلا القاضي ...... وإلا قام مقامه جماعة المسلمين كما ذكر ذٰلك شيخنا العدوي. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب في بيان أسباب الحجر وأحكامه ٣٠٢/٢ دار الفكر بيروت)

وإن كـان لـخـوفهـا الزنا وتضررها بعدم الوطي والعنا مع وجود النفقة، والـعـنا فبعد صبرها سنة فأكثر عند رجل المالكية. (الفتوىٰ من العلامة الفاهاشم مفتي المالكية بالمدينة المنورة، نقل في الحيلة الناجزة ٢٤١ طبع جديد)

مفقود کے بارے میں تفتیش کے مصارف کس کے ذمہ ہیں؟

زوجۂ مفقود کی طرف سے درخواست پر شرعی عدالت جو مفقود کے بارے میں تحقیق وتفتیش کرائے گی، اُس کے مصارف درخواست دہندہ یا اُس کے گھر والوں کے ذمہ ہوں گے۔ اور اگر وہ اُس کے متحمل نہ ہوں تو عامۃ المسلمین کے تعاون یا اگر ممکن ہو تو کسی مسلم تنظیم سے اُس کے مصارف پورے کرائے جائیں گے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۹۱)

قـولـه: ليكشف لها عن خبره ...... وأجرة البعث إليها؛ لأنها الطالبة كما صوّبه ابن ناجي، واختار شيخه الغبريني أنها من بيت المال، واستظهر بعضهم،

الأول: إن كان لها مال، والثاني: إن لم يكن لها مال. (حاشية العدوي علىٰ كفاية الطالب الرباني / باب الطلاق وما يتعلق به ٩٤)

وأجرة الرسول عليها؛ لأنها الطالبة هٰذا إن كان لها مال وإلا فمن بيت المال.

(الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب اللعان وما يتعلق به، فصل لذكر المفقود ٤٧٩/٢ دار الفكر بيروت)

عدالتی فیصلہ کے بعد شوہر ثانی سے خلوتِ صحیحہ سے قبل مفقود کا واپس آجانا

اگر شرعی عدالت نے ۴؍سال کے انتظار کے بعد مفقود کی موت کا فیصلہ کردیا تھا، پھر عدت کے دوران یا عدت کے بعد اُس عورت کے دوسرے شخص سے نکاح کرلینے کے بعد؛ مگر خلوتِ صحیحہ سے پہلے مفقود شوہر لوٹ آئے، تو بالاتفاق اُس کی موت کا حکم اور نکاحِ ثانی باطل ہوجائے گا، اور وہ عورت شوہر اول ہی کے نکاح میں بدستور باقی رہے گی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۹۵)

فإن عاد زوجها بعد مضي المدة فهو أحق بها، وإن تزوجت فلا سبيل له عليها. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب المفقود ٣٠٠/٢ قديم زكريا)

فإنه (أي عليا رضي الله عنه) كان يقول: ترد إلىٰ زوجها الأول، ويفرق بينها وبين الآخر. (المبسوط للسرخسي / كتاب المفقود ٣٧/١١ دار الكتب العلمية بيروت)

ومن ذلك قول أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ: أن المفقود إذا قدم بعد أن تزوجت زوجته بعد التربص، يبطل العقد، وهي للأول. (ميزان الشعراني ١٢٤/٢، بحواله: الحيلة الناجزة ٩٦ طبع جديد)

شوہرِ ثانی سے خلوتِ صحیحہ کے بعد مفقود واپس آگیا

اگر عدالتی فیصلہ کے بعد مفقود کی زوجہ نے دوسرا نکاح کرلیا تھا اور خلوتِ صحیحہ بھی ہوچکی تھی، تو اِس صورت میں بھی حنفیہ کے نزدیک نکاحِ ثانی باطل قرار پائے گا، اور وہ عورت بہرحال شوہر اَول ہی کی زوجہ کہلائے گی؛ البتہ شوہر اول کے لئے اُس سے انتفاع اُس وقت تک حلال

نہ ہوگا، جب تک کہ وہ شوہر ثانی سے عدت (وضع حمل یا تین حیض) نہ گذارے۔ اور شوہر ثانی پر مقررہ پورا مہر دینا بھی لازم ہوگا؛ کیوں کہ یہ وطی بالشبہ کے درجہ میں ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۹۶-۹۸)

ولها المهر بما استحل من فرجها، ولا يقربها الأول، حتى تنقضي عدتها من الآخر، وبهذا كان يأخذ إبراهيم فيقول: قول علي رضي الله عنه أَحَبُّ إليَّ من قول عمر رضي الله عنه، وبهٖ نأخذ أيضًا. (المبسوط للسرخسي / كتاب المفقود ۱۱/۳۷ دار الكتب العلمية بيروت)

وإن كان الثاني وطئها فعليه مهر المثل، وتعتد من الثاني، ثم ترد إلى الأول. (ميزان الشعراني ۱۲٤/۲، بحواله: الحيلة الناجزة ۹٦ طبع جديد)

شوہرِ ثانی سے پیدا شدہ اَولاد کا حکم

اگر دوسرے شوہر سے زوجۂ مفقود کے یہاں اَولاد ہوگئی ہو، تو اُس کا نسب دوسرے شوہر سے ہی ثابت ہوگا، پہلے سے ثابت نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۹۸)

ونقل أن زوجته له والأولاد للثاني. (شامي، كتاب المفقود / مطلب في الإفتاء بمذهب مالكؒ في زوجة المفقود ٤٦٣/٦ زكريا)

(۶) شوہر کا غائب غیر مفقود ہونا

اگر شوہر کا پتہ اور جائے قیام معلوم ہو؛ لیکن نہ تو وہ خود بیوی کے پاس آتا ہو، اور نہ بیوی کو اپنے پاس بلاتا ہو، اور نہ ہی خرچ وغیرہ کا انتظام کرتا ہو، اور الگ رہنے میں عورت کو سخت پریشانی اور تنگی کا سامنا ہو، اور وہ شوہر خلع پر بھی آمادہ نہ ہو، تو مالکیہ کے نزدیک عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۳)

غائب لم يترك نفقة ولا خلف مالاً ولا لزوجته عليه شرط في المغيب؛ فإن أحبت زوجته الفراق؛ فإنها تقوم عند السلطان بعدم الإنفاق. (شرح الحليل، كتاب الطلاق / باب العدة ٤/١٥٦)

ادعت أنه لم يدرك لها ما تنفقه ولم يرسله لها ولم يوكل من ينفق عليها وطلبت الطلاق وحلفت علىٰ ذلك، فيطلق عليه الحاكم أو يأمرها بتطليق نفسها، فيحكم به. (الفتوىٰ من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٥٧ طبع جديد امارتِ شرعيه هند بهادر شاه ظفر مارگ نيو دلهي)

غائب غیر مفقود کے متعلق عدالتی کارروائی

(۱) اَولاً عورت مقدمہ داخل کرتے ہوئے گواہی کے ذریعہ ثابت کرے کہ وہ اس غائب شوہر کی منکوحہ ہے۔

(۲) پھر یہ ثابت کرے کہ وہ نہ تو اُسے نفقہ دے کر گیا، اور نہ اُس نے وہاں سے نفقہ بھیجا، اور نہ یہاں انتظام کیا، اور نہ ہی بیوی کی طرف سے نفقہ معاف کیا گیا۔

(۳) عورت کی طرف سے مذکورہ باتوں کے ثبوت کے بعد اگر عورت کے اعزاء یا کسی اَجنبی کے کے ذریعہ اُس کی کفالت کا انتظام نہ ہوسکے، تو قاضی مدعا علیہ غائب شخص کے پاس

اگر ممکن ہوتو دو ثقہ آدمیوں پر مشتمل ایک کمیشن بھیجے، اور اگر ممکن نہ ہوتو معتبر ذریعہ سے اطلاع بھیج دے یا فون سے رابطہ کرلے کہ یا تو خود حاضر ہوکر حقوق اَدا کرے یا وہیں سے انتظام کرے، ورنہ اُس بیوی کو طلاق دیدے، اگر وہ ایسا نہیں کرے گا، تو عدالت کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا۔ پھر اگر شوہر ان باتوں میں سے کوئی بات قبول کرلے تو فبہا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزۃ ۱۰۳-۱۰۴)

(۴) اور اگر شوہر مذکورہ باتوں میں سے کوئی بات قبول نہ کرے، تو قاضی اس کو ایک مہینہ مزید انتظار کرنے اور غور وفکر کرنے کا موقع دے گا، اِس مدت میں بھی اگر معاملہ حل نہ ہو اور شکایت برقرار رہی، تو عورت کے مطالبہ پر قاضی ان کے درمیان تفریق کردے گا۔

ومن علم موضعه وشكت زوجته عدم النفقة يرسل إليه الحاكم، إما أن تحضر أو ترسل النفقة أو تطلقها، وإلا طلقها الحاكم. (الفتویٰ من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٣٤ طبع جديد)

طريق تطليق زوجة المفقود أو الغائب الذي تعذر الإرسال إليه أو أرسل إليه فتعاند إن كان لعدم النفقة فإن الزوجة ثبت بشاهدين أن فلانة زوجها وغاب عنها ولم يترك لها نفقة ولا وكيلا بها ولا اسقطتها عنه وتحلف على ذلك فيقول الحاكم فسخت نكاحه أو طلقتك منه أو يأمرها بذلك ثم يحكم به، وهذا بعد التلوم بنحو شهر أو باجتهاده عند المالكية. (الفتویٰ من العلامة الفاهاشم رحمه الله تعالىٰ المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٤١ طبع جديد)

اعلم أن الغائبين علىٰ أزواجهم خمسة: فالأول غائب لم يترك نفقة ولا خلف مالاً ولا لزوجته عليه شرط في المغيب؛ فإن أحبت زوجته الفراق؛ فإنها تقوم عند السلطان بعدم الإنفاق – إلىٰ قوله – وسواء كان الغائب في هٰذه الثلاثة الأوجه معلوم المكان أو غير معلوم، إلا أن معلوم المكان يعذر إليه إن تمكن من ذٰلك.

(مواهب الجليل في شرح مختصر خليل، كتاب الطلاق / باب العدة ١٥٦/٤ دار الفكر بيروت)

غائب شوہر عدت کے اندر واپس آجائے

اگر غائب غیر مفقود کی بیوی پر طلاق کا فیصلہ کردیا گیا تھا، پھر وہ عدت کے دوران واپس کرگیا، اور سب شکایات دور کرنے اور حقوق بجالانے پر آمادہ ہوگیا، تو اِس صورت میں اُس کو دورانِ عدت رجعت کا حق ہوگا، اور اگر رجعت کرلے گا تو وہ بدستور اُس کی بیوی رہے گی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۵)

إذا طلّق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٠/١ قديم زكريا، ٥٣٣/١ جديد زكريا، الهداية، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٣٩٤/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

غائب شوہر عدت کے بعد واپس آیا

اگر غائب غیر مفقود عدت کے بعد واپس آیا، تو اَب دو صورتیں ہیں:

الف:- اول یہ کہ اُس نے واپس آکر عورت کے دعویٰ کے خلاف بات ثابت کردی، مثلاً یہ کہ وہ نفقہ مسلسل بھیجتا رہا، یا عورت نے نفقہ خود ہی معاف کردیا تھا وغیرہ، تو ایسی صورت میں عورت کا دعویٰ اور عدالت کی ساری کارروائی باطل قرار پائے گی، اور وہ عورت بدستور شوہر اول کے نکاح میں باقی سمجھی جائے گی۔ (حتی کہ اگر دوسرے شوہر سے نکاح ہوگیا ہو، تو وہ نکاح ثانی بھی باطل قرار پائے گا؛ البتہ اُس سے اگر خلوتِ صحیحہ ہوچکی ہو تو عدت کے بعد ہی انتفاع حلال ہوگا)

ب:- دوسری صورت یہ ہے کہ غائب شوہر عورت کے دعویٰ کے خلاف کوئی بات ثابت نہ کرسکا، تو اَب عدت ختم ہونے کے بعد رجعت کا حق باقی نہ رہے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۵-۱۰۶)

المطلقة لعدم النفقة فتزوجها ثان بعد العدة، ودخل ثم ظهر إسقاطها عن المطلق بأن أثبت أنه كان أرسلها وأنها وصلتها أو أنه تركها عندها، أو أنها اسقطتها عنه في المستقبل، فلا يفيتها دخول الثاني. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب اللعان وما يتعلق به ٤٨١/٢، الشرح الزرقاني / باب ولزوجة المفقود ٣٨١/٤-٣٨٢)

نص ابن يونس في الغائب إذا طلق عليه لعدم النفقة، ثم ثبت أنه كان يرسلها إليها أنها ترد إليه، وإن دخل بها الثاني. (مواهب الجليل، كتاب الطلاق / باب العدة ١٥٩/٤)

❍❖❍

(۷) شوہر کا طویل قید میں ہونا

اگر شوہر جیل میں قید ہو، اور اُس کی رہائی کی کوئی توقع نہ ہو، اور بیوی کے پاس نہ تو اخراجات میں کوئی کمی ہو، اور نہ ہی عفت وعصمت کے اعتبار سے کوئی خطرہ ہو، تو ایسی عورت کے لئے محض قید کی بنیاد پر فسخ نکاح کے مطالبہ کی اِجازت نہ ہوگی؛ البتہ اگر قیدی شوہر نے بیوی کے لئے نان ونفقہ کا انتظام نہ کیا ہو، یا انتظام تو کیا ہو؛ لیکن بیوی کے جوان العمر ہونے کی وجہ سے ابتلاء معصیت کا قوی اَندیشہ ہو، اور شوہر کسی بھی طرح طلاق یا خلع پر تیار نہ ہو، تو عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ اور محکمہ شرعیہ فقہ مالکی کی شرائط کے مطابق تفریق کے فیصلہ کا مجاز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیو بند ۱۰/۲۳۱، امداد المفتیین ۲/۲۷۶ جدید، کتاب النوازل ۱۰/۱۱۴، زیر عنوان: تجاویز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ وتفریق/ فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵/ فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدر آباد)

إذا حُبِسَ الزوجُ مدةً عن زوجته فهل لزوجته طلب التفريق كالغائب؟ الجمهور علىٰ عدم جواز التفريق على المحبوس مطلقًا مهما طالت مدة حبسه، وسواءٌ أكان سبب حبسه أو مكانه معروفين أم لا؟ أما عند الحنفية والشافعية فلأنه غائب معلوم الحياة وهم يقولون بالتفريق عليه كما تقدم، وأما عند الحنابلة فلأن غيابه لعذر، وذهب المالكية إلىٰ جواز التفريق على المحبوس إذا طلبت زوجته ذلك وادعت الضرر وذلك بعد سنة من حبسه؛ لان الحبس غياب وهم يقولون بالتفريق للغيبة مع عدم العذر كما يقولون بها مع العذر على سواءٍ.

(الموسوعة الفقهية / التفريق للحبس ٢٩/ ٦٦-٦٧ الكويتية)

أما المالكية فأجازوا طلب التفريق للغيبة سنة فأكثر سواء أكانت بعذر أم

بدون عذر، كما تقدم فإذا كانت مدة الحبس سنة فأكثر جاز لزوجته طلب التفريق ويفرق القاضي بينهما بدون كتابة إلى الزوج أو إنظارو تكون الفرقة طلاقا بائنا. (الفقه الاسلامي وأدلته / الباب الثاني انحلال الزواج وآثاره، المبحث السادس: التفريق للحبس ۵۱۰/۷، الهدیٰ انٹرنیشنل دیوبند)

أما السوال الخامس عن فسخ نكاح امرأة المفقود بخشية الفساد والزنا، فجوابه ما في حاشية العدوي على الرسالة والصاوي على أقرب المسالك وشرحه للدردير: أن ضرب الأجل لإمرأة المفقود إنما هو إذا دامت نفقتها من ماله ولم تخش العنت والزنا وإلا فلها التطليق بعدم النفقة أو لخوف الزنا. (فتاویٰ علماء مالکیة در الحیلة الناجزة ۲٤۰ طبع جدید)

المستفاد: قال الشبرخيطي في هذا المحل بشرط أن تدوم النفقة لكل زوجة الأسير ومفقود أرض الشرك وإلا فلها الطلاق، وإذا ثبت لهما الطلاق بذلك فليثبت لهما إذا خشيتا الزنى بالأولى؛ لأن ضرر الوطأ أشد من ضرر عدم النفقة، ألا ترى أن إسقاط النفقة يلزمها وإسقاطها حقها في الوطأ لها، ولها أن ترجع فيه وأيضًا النفقة يمكن تحصيلها لها بتسلف أو سوال بخلاف الوطي. قال البزرلي طلاق امرأة الغائب عليه المعلوم موضعه ليس بمجرد شهوة الجماع؛ بل حتى تطول غيبة جدا سنة، فأكثر على ما لأبي الحسن قاله عبد الباقي. (فتاویٰ علماء مالکیة در الحیلة الناجزة ۲٦۲ طبع جدید)

❍❖❍

(۸) شوہر کا متعنت (سرکش) ہونا

اگر کسی عورت کا شوہر قدرت کے باوجود اُس کے حقوق (نفقہ وغیرہ) اَدا نہ کرے، تو اُس عورت کو بھی فقہ مالکی کے مطابق سخت مجبوری میں تفریق کے مطالبہ کا حق ہوتا ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۰)

ولها الفسخ إن عجز زوجها عن نفقة حاضرة ومثلها الكسوة، وفي هامشه: قوله: ولها الفسخ: أي القيام به وطلبه. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / أسباب النفقة ۵۱۸/۲ دار الفكر بيروت، حاشية الصاوي على الشرح الصغير / باب وجود النفقة على الغير ۷۴۵/۲ دار المعارف)

کس طرح کی مجبوری میں عورت کو حق فسخ ملے گا؟

اگر شوہر نہ تو خرچ دیتا ہو اور نہ اپنے ساتھ رکھ کر حق اَدا کرتا ہو، اور عورت کے لئے اُس کے علاوہ خرچ کا انتظام نہ ہو، یعنی نہ تو کوئی اور شخص اُس کے اِخراجات کا کفیل ہو اور نہ وہ خود بحفاظت کسی معاش پر قدرت رکھے، یا معاش کے انتظام کے باوجود اُس کے لئے شوہر سے الگ رہنے میں مبتلائے معصیت ہونے کا قوی اندیشہ ہو، تو اِس طرح کی مجبوری میں اَولاً وہ عورت خلع کی کوشش کرے، اگر اِس میں کامیابی نہ ہو تو اُسے بذریعہ عدالت شریعہ حق فسخ حاصل ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۰-۱۰۱)

الفرقة في النكاح قد تكون من طريق الفسخ، مسلّم لكن ضرورة، لا مقصودًا. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في حكم الخلع ۲۲۷/۳ زكريا)

ثم إن رجلاً من أقارب الزوج أو أجنبيًا عنه، قال لها: أنا أؤدي عنه

النفقة، ولا سبيل لكِ إلىٰ فراقه ...... قال ابن عبد الرحمٰن: لا مقال لها؛ لأن عدم النفقة التي أوجب لها القيام قد انتفى. (مواهب الجليل في شرح مختصر الخليل، كتاب الرضاع / باب المرأة إذا مكنت من نفسها فإنه يجب لها النفقة ٤/١٩٩–٢٠٠، الفتوىٰ من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٥٧ طبع جديد)

وإذا اختلعت المرأة من زوجها فالخلع جائزٌ، والخلع تطليقةً بائنةً عندنا.

(المبسوط للسرخسي / باب الخلع ٦/١٧١ دار الكتب العلمية بيروت)

أما إذا كانت الزوجة هي المتضررة والراغبة في المفارقة، فليس الطلاق منفذًا لها؛ لأن أمره ليس بيدها – إلىٰ قوله – لهذا أجاز الشارع الحكيم للزوجة أن تفتدي منه بالمال. (هامش الشامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ٥/٨٤ زكريا)

زوجۂ متعنت کے بارے میں عدالتی کارروائی

(۱) عورت شرعی عدالت میں شوہر کے تعنت کے بارے میں تفصیلات لکھ کر تفریق کا مطالبہ پیش کرے۔

(۲) قاضی یا محکمہ شرعیہ عورت کے دعویٰ کی تحقیق وتفتیش کرے۔

(۳) اگر عورت کا دعویٰ ثابت ہوجائے تو شوہر سے کہے کہ اپنی بیوی کے حقوق اَدا کرے یا طلاق دے، اگر وہ ساتھ رکھنے اور حقوق اَدا کرنے پر تیار ہو، تو بیوی کو اُس کے ساتھ اِس شرط کے ساتھ بھیجنے کا فیصلہ کیا جائے کہ اگر آئندہ شوہر نے اُسے ستایا تو قاضی کو تفریق کا حق حاصل ہوگا۔

(۴) اگر عورت شوہر کے اطمینان دلانے اور شرائط ماننے کے باوجود اُس کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہو، تو تفریق کا فیصلہ کئے بغیر یہ مقدمہ خارج کردیا جائے۔

(۵) اور اگر شوہر طلاق پر آمادہ ہو تو ایک طلاقِ بائن دلادی جائے۔

(۶) اور اگر وہ متعنت ظالم شوہر نہ تو حقوق کی اَدائیگی کی حامی بھرے اور نہ ہی طلاق

دے، اور اُس کا تعنت بالکل ظاہر ہوجائے، تو قاضی بلاکسی مہلت کے فوراً اس کی بیوی پر ایک طلاق واقع کرسکتا ہے، اور احتیاطاً اُس طلاق کو رجعی قرار دیا جائے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۱)

أن الفسخ بعدم النفقة ونحوها إنما يكون بحكم الحاكم أو المحكوم، وإن لم يكن حاكم فجماعة المسلمين العدول يقومون مقامه في ذٰلك. (الفتویٰ من العلامة الفاهاشم رحمه الله تعالىٰ المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٤٠ طبع جديد)

وحاصل فقه المسألة أن الزوج إذا امتنع من النفقة وطولب بها – إلىٰ قوله – وإن قال: أنا موسر ولكن لأن أنفق فقيل يعجل عليه الطلاق ...... وإن ادعىٰ العجز فإما أن يثبت العجز أو لا، فإن لم يثبت العجز فيقال له طلق أو أنفق، فإن امتنع من الطلاق والإنفاق فقيل يتلوم له ثم يطلق. وقيل: لا يتلوم له؛ بل يطلق عليه حالاً، والثاني هو المعتمد. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب أسباب النفقة ٥١٨/٢ دار الفكر بيروت)

وأما المتعنت الممتنع عن الإنفاق ففي مجموع الأمير ما نصه إن منعها نفقة الحال فلها القيام، فإن لم يثبت عسرة انفق أو طلق وإلا طلق عليه. قال محشية، قوله: وإلا طلق عليه الحاكم من غير تلوم. (الفتویٰ من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٥٧ طبع جديد)

طلاق کے فیصلہ کے بعد عدت کے اندر متعنت شوہر اپنی حرکت سے باز آگیا؟

اگر تعنت کی بنا پر شرعی عدالت نے طلاق کا فیصلہ کردیا، پھر عدت کے اندر ہی وہ شوہر اپنی حرکت پر نادم ہوکر سرکشی سے باز آگیا، اور حقوق اَدا کرنے پر آمادہ ہوگیا، تو راجح قول کے مطابق اُسے رجعت کا اختیار ہوگا، اور وہ تجدید نکاح کے بغیر اُس بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے کا مجاز ہوگا۔

(تاہم تجدید نکاح کرلے تو بہتر ہے؛ تاکہ دوسرے قول (طلاقِ بائن واقع ہونے) کی بھی رعایت ہوجائے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۲)

وإن الـمتعـنـت إذا رجع بحفل الحافة بالمعسر وهو الأقرب فله أجزأء فـي العدة، لا بعدها؛ ويحتمل أن الطلاق عليه بائن، وعليه فلا رجعة له حيث لا نص صريح في المسئلة. (الفتویٰ من العلامة الصالح التونسي المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٥٠)

أو أطاع المتعنت فإن كان ذٰلك في العدة رجعت الزوجة لزوجها مطلقًا لكون الطلاق رجعيًا لم تفصل فيه العصمة حسب القاعدة المقررة الخ. (الفتویٰ من العلامة الصالح التونسي المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٤٧ طبع جديد)

متعنت شوہر عدت کے بعد باز آیا

اگر تعنت کی بنا پر عدالت نے طلاق واقع کی، پھر عدت گذرنے کے بعد متعنت شوہر نے اپنی حرکت سے باز آنے کا عندیہ ظاہر کیا، تو اَب اُس کا بیوی پر کوئی اختیار باقی نہیں رہا؛ کیوں کہ عدت گذرنے کے بعد بیوی بائنہ ہوگئی۔ (البتہ آپسی رضامندی سے نیا نکاح ہوسکتا ہے؛ کیوں کہ صرف ایک طلاق واقع ہوئی ہے) (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۰۱)

وإن الـمتعـنـت إذا رجع بحفل الحافة بالمعسر وهو الأقرب فله أجزأء فـي العدة، لا بعدها؛ ويحتمل أن الطلاق عليه بائن، وعليه فلا رجعة له حيث لا نص صريح في المسئلة. (الفتویٰ من العلامة الصالح التونسي المرسومة في الحيلة الناجزة ٢٥٠)

❍❖❍

(۹) شوہر کا بے جا مار پیٹ کرنا

شوہر کی جانب سے بے جا مار پیٹ یا میاں بیوی میں ہم آہنگی نہ ہونے اور شقاق وتنفر پائے جانے کی وجہ سے فقہ حنفی میں تو مطالبۂ فسخ کی گنجائش نہیں ہے؛ البتہ فقہ مالکی میں اِس بنیاد پر تفریق کی گنجائش دی گئی ہے۔ بریں بنا اگر شوہر کی طرف سے ناقابل تحمل اِیذاء رسانی پائی جائے، اور وہ طلاق اور خلع پر بھی تیار نہ ہو، تو مجبوراً محکمہ شرعیہ میں فسخ نکاح کی درخواست دے سکتی ہے۔ اور قاضی تحقیق حال کے بعد فقہ مالکی کی شرائط کے مطابق طلاق کا فیصلہ کرسکتا ہے۔

(کتاب النوازل ۱۰/۱۱۴، زیر عنوان: تجاویز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ وتفریق/ فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵/ فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدرآباد)

نوٹ:- اِس معاملہ میں عورت کی طرف سے درخواست آنے کے بعد قاضی دو حکم مقرر کرے گا، جو زوجین کے معاملات کی تحقیق کرکے رشتہ کو برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اور اگر نبھاؤ کی کوئی شکل نہ نکلے تو شوہر کی طرف سے زیادتی کی صورت میں بلاشرط طلاق کا فیصلہ کردیا جائے گا۔

”والمنصوص عليه في مذهب مالك رضي اللّٰه عنه أن الزوج إن تعدى علىٰ زوجته بأن آذاها إيذاءً غير سائغ له شرعًا، ورفعت أمرها إلى القضاء وأثبتت الإيذاء، زجره، واكتفى بذٰلك إن أرادت البقاء، وإن عجزت عن الإثبات وتكررت الشكوى أسكنها بين قوم صالحين، وإذا ادعى كل واحد منهما إضرار الآخر به، وعجز كل واحد منهما عن الإثبات وأشكل الأمر على القضاء بعث حكمين عدلين رشيدين من أهلهما إن أمكن، وإلا فمن غيرهما، وأصلحا بينهما

إن أمكن الإصلاح، فإن لم يمكن الإصلاح كان لهما التفريق بخلع على المهر إن تبين لهما أن الأذى أو النشوز من جانبها، وبغير خلع إن تبين لها أن الأذى من جانبه، ويقدر أن الأمر إن جهلت الحال، أو تبين أنه من جانبهما، ويقع الطلاق ولو لم يطلب الزوجان أو أحدهما الطلاق. والتفريق بعمل الحكمين في هٰذه الحال يكون في الشقاق في ذاته، وإن لم يثبت الأذىٰ، وآذاها وأثبتت الإيذاء وطلبت التفريق بناءً عليه طلق القاضي عليه الخ. (الأحوال الشخصية ٣٦٢-٣٦٣ للشيخ محمد أبو زهرة، طبع دار الفكر العربي)

❍❖❍

(۱۰) زوجین میں شقاق پایا جانا

اِسی ضمن میں شقاق الزوجین کا مسئلہ بھی آتا ہے، جو مار پیٹ پر منحصر نہیں؛ بلکہ آپس میں دلی نفرت اور کسی طرح بھی ہم آہنگی نہ پائے جانے کی بنیاد پر پیش آتا ہے، اس کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ تو ایسی صورتِ حال میں فقہ مالکی میں یہ حکم ہے کہ اگر عورت قاضی کے یہاں تفریق کا مطالبہ کرے، تو قاضی کو چاہئے کہ وہ دو حکم مقرر کرے، جو دونوں کے معاملات کا بغور جائزہ لیں، اور شکایات کے ازالہ اور دلوں کو ملانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر اِس میں کامیابی نہ ملے تو:

الف:- اگر زیادتی شوہر کی طرف سے متحقق ہو، تو بغیر کسی عوض کے بیوی کو طلاق دے دیں۔

ب:- اور اگر بیوی کی طرف سے زیادتی پائی جائے، تو یا تو اُسے شوہر کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ رہنے پر آمادہ کریں، اور وہ اس پر تیار نہ ہو، تو بیوی سے مقررہ عوض (خواہ مہر سے کم ہو یا زیادہ) لے کر اُن کے درمیان تفریق کرادیں۔

ج:- اور اگر دونوں کی طرف سے کوتاہی متحقق ہو، اور ملاپ کی کوئی صورت نہ رہے تو بھی راجح یہی ہے کہ بالعوض طلاق واقع کریں۔

نـــوٹ:- اور یہ بھی ممکن ہے کہ حکمین کی رپورٹ پر شرعی عدالت مذکورہ تفصیل کے مطابق خود فیصلہ کرے؛ بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے۔ (مستفاد: کتاب الفسخ والتفریق ۱۰۵-۱۱۲، مولفہ: مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی، نیز دیکھئے: اسلامی قانون متعلق مسلم پرسنل لاء ۲۳۸-۲۴۰)

فـإن لـم يـمكن الإصلاح كان لهما التفريق بخلع على المهر إن تبين لهما أن الأذى أو النشوز من جانبها، وبغير خلع إن تبين لها أن الأذى من جانبه، ويقدر أن الأمـر إن جهلـت الـحال، أو تبين أنه من جانبهما، ويقع الطلاق ولو لم يطلب الـزوجـان أو أحدهما الطلاق. والتفريق بعمل الحكمين في هٰذه الحال يكون في الشقاق في ذاته، وإن لم يثبت الأذىٰ، وآذاها وأثبتت الإيذاء وطلبت التفريق بناءً عـليه طلق القاضي عليه الخ. (الأحـوال الشخصية ٣٦٢-٣٦٣ للشيخ محمد أبو زهرة، طبع دار الفكر العربي)

❍❖❍

(۱۱) حرمتِ مصاہرت کی بنیاد پر حق فسخ

بعض مرتبہ حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے بیوی شوہر پر حرام ہوجاتی ہے (جس کی تفصیل محرمات کے بیان میں موجود ہے) لیکن اِس صورت میں باقاعدہ تفریق یعنی شوہر کی طرف سے علیحدگی یا قاضی کی طرف سے تفریق کے فیصلے کے بغیر وہ عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی، اِس لئے تفریق کی کارروائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۱۵)

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح، حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة. وفي رد المحتار تحت قوله: (إلا بعد المتاركة) أي وإن مضى عليها سنون، كما في البزازية. وعبارة الحاوي إلا بعد تفريق القاضي أو بعد المتاركة. (شامي، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ٤/١١٤ زكريا)

حرمتِ مصاہرت کے معاملہ میں عدالتی کارروائی کی تفصیل

(۱) عورت عدالت میں درخواست دے، جس میں یہ دعویٰ کرے کہ میرے اور شوہر کے اُصول وفروع کے درمیان یا شوہر اور میرے اُصول وفروع کے درمیان ایسا واقعہ (مس بالشہوت وغیرہ) پیش آیا ہے، جو حرمتِ مصاہرت کا موجب ہے، اِس لئے مجھے اپنے شوہر سے الگ کرنے کا فیصلہ کیا جائے۔

(۲) عورت کی درخواست کی روشنی میں قاضی شوہر سے بیان لے گا، اگر شوہر عورت کے دعویٰ کی تصدیق کردے، تو فوراً تفریق کا فیصلہ کردیا جائے گا۔

(۳) اور اگر شوہر عورت کے دعویٰ کی تصدیق نہ کرے، تو عورت سے اپنے دعوے پر گواہ طلب کئے جائیں گے۔

الف:- اگر عورت نے اپنے دعوے میں منہ یا چہرے پر بوسہ دینے یا عضو مخصوص یا پستان چھونے کا ذکر کیا تھا، اور گواہ اسی بات پر گواہی دیں، تو اُن کی گواہی مطلقاً قبول کرلی جائے گی، شہوت کا ذکر ضروری نہ ہوگا۔

ب:- اور اگر دعوے کا تعلق پیشانی یا سر وغیرہ پر بوسہ دینے سے ہو، تو وہی گواہی قبول ہوگی جس میں فعل کے ساتھ شہوت کا بھی ذکر ہو (جس کا علم قرائن سے گواہوں کو ہوسکتا ہے) محض فعل پر گواہی کالعدم سمجھی جائے گی۔

(۴) اور اگر عورت اپنے دعوے پر گواہی نہ پیش کرسکے یا اُس کی گواہی قبول نہ ہو، تو پھر مرد سے انکار پر قسم لی جائے گی۔

الف:- یعنی اگر شوہر کے فعل پر دعویٰ ہو کہ اُس نے بیوی کے اُصول وفروع میں سے کسی کو شہوت کے ساتھ پکڑا ہے، تو شوہر یہ قسم کھائے کہ میں نے یہ فعل نہیں کیا، یا شہوت کے ساتھ نہیں کیا۔

ب:- اور اگر دوسرے کے فعل پر دعویٰ ہو، مثلاً عورت یہ کہے کہ میرے خسر نے مجھے شہوت کے ساتھ پکڑا ہے، تو اَب شوہر سے قسم اِس طرح لی جائے گی: ''واللہ میں سمجھتا ہوں کہ عورت اس معاملہ میں سچی نہیں ہے، اور اِس واقعہ پر یا اس کے شہوت کے ساتھ ہونے پر مجھے یقین نہیں ہے۔

(۵) پس اگر مذکورہ تفصیل کے مطابق شوہر قسم کھائے گا، تو قاضی اس مقدمہ کو خارج کردے گا، یعنی نہ تفریق کرے گا اور نہ عورت کو بدستور ساتھ رہنے کا حکم دے گا۔

(۶) اور اگر شوہر قسم کھانے سے انکار کردے، تو فوراً تفریق کردی جائے گی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۱۷-۱۱۸)

(وإن ادعت الشهوة) في تقبيله، أو تقبيلها ابنه (وأنكرها الرجل فهو مصدق) لا هي (إلا أن يقوم إليها منتشرًا) آلته (فيعانقها) لقرينة كذبه، أو يأخذ ثديها (أو يركب معها) أو يمسها على الفرج، أو يقبلها على الفم، قاله الحدادي. وفي الفتح يترأى إلحاقه الخدين بالفم. وفي الخلاصة: قيل له ما

فعلت بأم إمرأتك؟ فقال: جامعتها، تثبت الحرمة ولا يصدق أنه كذب، ولو هازلاً. (وتقبل الشهادة على الإقرار باللمس والتقبيل عن شهوة وكذا) تقبل (على نفس اللمس والتقبيل) والنظر إلى ذكره أو فرجها (عن شهوة في المختار) تجنيس؛ لأن الشهوة مما يوقف عليها في الجملة بانتشار وآثار. وفي رد المحتار قوله: (وإن ادعت) أي ادعت الزوجة أنه قَبَّلَ أحد أصولها، أو فروعها بشهوة، أو أن أحد أصولها أو فروعها قَبَّلَه بشهوة، فهو مصدر مضاف إلىٰ فاعله أو مفعوله، وكذا قوله: تقبيلها ابنه أهـ. قوله: (فهو مصدق)؛ لأنه يُنْكِر ثبوتَ الحُرمة، والقول للمُنْكِر. (شامي، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ١١٤/٤ –٢١٥ زكريا)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في خطبته: البينة على المدعي واليمين على المدعىٰ عليه. (سنن الترمذي، أبواب الأحكام / باب ما جاء في أن البينة على المدعي واليمين على المدعىٰ عليه ٢٤٩/١ رقم: ١٣٥٦، السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الدعوىٰ / باب البينة على المدعي ٤٢٧/١٠ رقم: ٢١٢٠٣ دار الكتب العلمية بيروت)

وإذا صحت الدعوىٰ سأل القاضي المدعىٰ عليه عنها لينكشف وجه الحكم، فإن اعترف قضىٰ عليه بها؛ لأن الإقرار موجب بنفسه، وإن أنكر سأل المدعي البينةَ، وإن أحضرها قضى بها، وإن عجز عن ذٰلك وطلب يمين خصمه استحلفه عليها. (الهداية / كتاب الدعوىٰ ٢٠٢/٣ الأمين كتابستان ديوبند)

وإذا نكل المدعى عليه عن اليمين قضىٰ عليه بالنكول. (الهداية، كتاب الدعوىٰ / باب اليمين ٢٠٣/٣ الأمين كتابستان ديوبند)

شوہر کے لئے جھوٹی قسم کھانا حرام ہے

حرمتِ مصاہرت کے معاملہ میں اگر شوہر کو عورت کے دعوے کا صحیح ہونے کا غالب گمان ہو، تو اُس دعوے کا اِنکار کرنا اور انکار پر جھوٹی قسم کھانا اُس کے لئے قطعاً حرام ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۰)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: الكبائر الإشراك باللّٰه، وعقوق الوالدين، وقتل النفس، واليمين الغموس. (صحيح البخاري، كتاب الأيمان والنذور / باب اليمين الغموس ۹۸۷/۲ رقم: ٦٤١٩ النسخة الهندية)

إن حلف علىٰ كاذب عمدًا، كواللّٰه ما فعلت كذا عالمًا بفعله ...... يأثم بها أي إثمًا عظيمًا فتلزمه التوبة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الأيمان / مطلب في حكم الحلف بغيره تعالىٰ ٤٧٥/٥-٤٧٦ زكريا، ٧٠٥/٣-٧٠٦ كراچی)

اليمين الغموس الذي يغمس صاحبه في الإثم ثم في النار. (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان / باب الكبائر ٢٠٦/١ دار الكتب العلمية بيروت، ١٢٢/١ المكتبة الأشرفية ديوبند)

حرمت کا دعویٰ ثابت نہ کرسکنے کی شکل میں عورت کیا کرے؟

اگر عورت کی طرف سے پیش کردہ حرمتِ مصاہرت کا دعویٰ فی نفسہٖ صحیح اور واقعہ کے مطابق تھا؛ لیکن وہ معتبر گواہوں سے اُسے ثابت نہ کرسکی، اور شوہر نے انکار کرتے ہوئے قسم کھالی، جس کی بنا پر اُس کا مقدمہ خارج ہوگیا، تو بھی اُس عورت کے لئے برضامندی اُس شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں؛ بلکہ اُس پر لازم ہے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اُس سے علیحدہ ہونے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی کوشش کامیاب نہ ہو، تو اَب سارا وبال شوہر پر ہوگا، وہ گنہگار نہ ہوگی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۰ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدلٌ لا يحل لها تمكينَه ...... بل تفدي نفسها بمالٍ أو تهرب .... وفي البزازية عن الأوزجندي: أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه أهـ. قلت: أي إذا لم تقدر على الفداء أو الهرب ولا علىٰ منعه عنها فلا ينافي ما قبله. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤٦٣/٤ زكريا)

❍❖❍

(۱۲) خیارِ بلوغ کی وجہ سے حق فسخ

اگر باپ دادا کے علاوہ دیگر اَولیاء مثلاً بھائی یا چچا وغیرہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا کفو میں مہر مثل کے ساتھ نکاح کرائیں، تو یہ نکاح بروقت منعقد تو ہوجاتا ہے؛ لیکن لازم نہیں ہوتا۔ بریں بنا لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہوتے ہی یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اِس نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کرالے، اور یہ تفریق یک طرفہ طور پر قضاءِ قاضی کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزۃ ۱۲۴)

وإن كان المزوج غيرهما …… إن كان من كفء وبمهر المثل صح، ولكن لهما أي لصغير وصغيرة خيار الفسخ بالبلوغ أو العلم بالنكاح بعده بشرط القضاء للفسخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٧٣/٤-١٧٦ زكريا)

ومنها: اختيار الصغير أو الصغيرة بعد البلوغ في خيار البلوغ، وهٰذه الفرقة لا تقع إلا بتفريق القاضي. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان ما يرفع حكم النكاح ٦٥٣/٢ زكريا)

خیارِ بلوغ باقی رہنے کی اَہم شرائط

الف:- اگر لڑکا نکاح فسخ کرانا چاہے، تو بلوغ کے فوراً بعد فسخ کا دعویٰ ضروری نہیں؛ بلکہ بعد میں بھی جب تک وہ قولاً یا فعلاً نکاح پر رضامندی ظاہر نہ کرے، اُس وقت تک اُسے اختیار باقی رہتا ہے۔

ب:- اگر لڑکی ثیبہ (شوہر دیکھی) ہو، تو اُس کو بھی اُس وقت تک فسخ کا حق رہتا ہے، جب تک کہ وہ بلوغ کے بعد قولاً یا فعلاً نکاح کو منظور نہ کرے، اگر منظور کرلے گی تو فسخ کا اختیار

ساقط ہوجائے گا۔ اور اگر منظور نہ کرے گی، اور اپنے ثیبہ اور بالغہ ہونے کا دعویٰ کرے گی، تو اُس کے دعوے کو قاضی مطلقاً قبول کرلے گا۔

وخيار الصغير والثيب إذا بلغا لا يبطل بالسكوت بلا صريح رضا أو دلالة عليه كقبلة ولمس ودفع مهر، لا يبطل بقيامهما عن المجلس؛ لأن وقته العمر، فيبقى حتى يوجد الرضا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٩٠ زكريا)

وخيار الغلام والثيب لا يبطل ولو قاما عن المجلس ما لم يرضيا صريحًا كرضيت أو دلالةً كإعطاء المهر وقبوله. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ١/٤٩٥-٤٩٦ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ج:- اور اگر لڑکی باکرہ ہو، تو اُس کے اختیارِ فسخ حاصل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جیسے ہی اُس پر آثارِ بلوغ ظاہر ہوں (یا مکمل ۱۵؍سال کی عمر ہوجائے) تو اُسی وقت فوراً بلا کسی تاخیر کے زبان سے یہ کہے کہ میں اِس نکاح پر راضی نہیں ہوں، چاہے اُس کے پاس کوئی موجود ہو یا نہ ہو۔ اور بعد میں اپنے اِس اِرادہ پر کم اَز کم دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالے۔

وبطل خيار البكر بالسكوت عالمة بأصل النكاح، ولا يمتد إلىٰ آخر المجلس ...... وتشهد قائلة بلغت الآن (الدر المختار) قوله: عالمة بأصل النكاح ...... وينبغي أن تقول في فور البلوغ اخترت نفسي، ونقضت النكاح فبعده لا يبطل حقها بالتأخير حتى يوجد التمكين ...... قوله: وتشهد: قال في البزازية: وإن أدركت بالحيض تختار عند روية الدم ولو في الليل، تختار في تلك الساعة ثم تشهد في الصبح، وتقول: رأيت الدم الآن – إلىٰ قولهٖ – والإشهاد لا يشترط لاختيارها نفسها؛ لكن شرط لإثباتها ببينة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٨٧-١٨٩ زكريا، مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ١/٤٩٥ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

یہ تفصیل اُس وقت ہے جب کہ پہلے سے نکاح کی اطلاع ہوچکی ہو۔ اور اگر کسی کو بلوغ سے پہلے نکاح کی خبر ہی نہ ہو، تو جب خبر ملے اُسی وقت سے درج بالا تفصیل کے مطابق خیارِ بلوغ حاصل ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۵-۱۲۶)

خیارِ بلوغ کے بارے میں عدالتی کارروائی

الف:- اگر خیارِ بلوغ کی بنیاد پر تفریق کی خواہش مند باکرہ عورت نے حسبِ ضابطہ اپنے اِرادۂ فسخ پر گواہ بنالئے تھے، تو وہ اِس مضمون کی درخواست قاضی کے سامنے پیش کرے گی کہ میں فلاں روز بالغ ہونے پر نکاح کو نامنظور کرچکی ہوں، اور اِس نامنظوری پر فلاں فلاں شخص گواہ ہیں؛ لہٰذا میرا نکاح فسخ کردیا جائے۔

ب:- اور اگر باکرہ عورت نے اپنے اِرادۂ فسخ پر گواہ نہ بنائے ہوں، یا اُسے گواہ میسر نہ آئے ہوں، تو پھر مطلق اِس مضمون کی درخواست دے کہ میں ابھی بالغ ہوئی ہوں، اور اپنا سابقہ نکاح فسخ کرانا چاہتی ہوں، یہ نکاح مجھے منظور نہیں ہے۔

ج:- اور اگر عورت ثیبہ ہو، یا فسخ کا خواہش مند لڑکا ہو، تو اُس کی طرف سے مطلقاً یہ درخواست پیش کی جائے گی کہ میں فسخ نکاح کا متمنی ہوں، مجھے سابقہ نکاح منظور نہیں ہے۔

د:- مذکورہ درخواست کے بعد قاضی جہاں شہادت کی ضرورت ہے، وہاں گواہوں کے بیان سن کر اور جہاں گواہوں کی ضرورت نہیں ہے، وہاں مطلق معاملہ کی تحقیق کرکے نکاح فسخ کرنے کا فیصلہ کردے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۳۰-۱۳۱)

ولو قالت: (أي للقاضي) بلغت أمس وفسخت فلا بد من البينة. (شامي، كتاب النكاح / باب الولي، مطلب في فرق النكاح ١٨٩/٤ زكريا)

وتشهد قائلة بلغت الآن، وتحته في الشامية: أنها لو قالت (أي للقاضي) بلغت الآن وفسخت تصدق بلا نية ولا يمين. (شامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٨٩/٤ زكريا)

تشهد أنها فسخت العقد واختارت نفسها، ثم يفرق القاضي بينهما.

(الفقه على المذاهب الأربعة مكمل، كتاب النكاح / أقسام الولي، مبحث اختصاص الولي المجبر وغيره ص: ۸۰۵ المكتبة العصرية بيروت، ٤/٢٩ دار الحديث القاهرة)

کس صورت میں نابالغ کو خیارِ قبول حاصل نہیں ہوتا؟

اگر باپ یا (باپ نہ ہونے کی صورت میں) دادا نے ہوش وحواس کی حالت میں نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کرایا، تو وہ بہرحال لازم ہوگا، یعنی بلوغ کے بعد بھی لڑکے یا لڑکی کو اُسے فسخ کرانے کا اختیار نہ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ باپ یا دادا ناعاقبت اندیشی یا بے تدبیری میں مشہور ومعروف نہ ہوں۔

نوٹ:- اور اِس معاملہ میں خواہ کفو میں نکاح کرایا گیا ہو، یا غیر کفو میں، اور مہر مثل پر ہوا ہو یا کم وبیش میں، سب میں حکم یکساں ہے، یعنی نکاح لازم ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۲-۱۲۳)

ولزم النكاح ولو بغبن فاحش، أو بغير كفء إن كان الولي أبًا أو جدًا لم يعرف منهما سوء الاختيار. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٧١ زكريا)

بخلاف ما إذا زوجهما الأب والجدّ، فإنه لا خيار لهما بعد بلوغهما؛ لأنهما كامل الرأي وافر الشفقة فيلزم العقد بمباشرتهما. (البحر الرائق، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ٣/٢١١ زكريا، كذا في مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ١/٤٩٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

کن صورتوں میں نابالغ کا نکاح باطل ہے؟

درج ذیل صورتوں میں نابالغ کا کرایا گیا نکاح باطل قرار پاتا ہے:

الف:- اگر ولی نے نشہ یا بے ہوشی کی حالت میں نکاح کرایا، تو وہ نکاح باطل ہے۔

(مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۳۳)

وكذا لو كان سكران فزوجها من فاسق أو شرير أو فقير أو ذي حرفة دنيئة لظهور سوء اختياره. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٧٢/٤ زكريا)

وثانيها أن لا يكون سكرانًا، فيقضي عليه سكره بتزويجها بغير مهر المثل أو بفاسق أو غير كفء. (الفقه على المذاهب الأربعة، مباحث أقسام الولي / مبحث اختصاص الولي المجبر وغيره ص: ٨٠٤ المكتبة العصرية بيروت، ٢٩/٤ دار الحديث القاهرة)

ب:- اگر ولی ناعاقبت اندیشی میں معروف ہو، مثلاً لالچ وغیرہ کی بنیاد پر بچوں کے مفاد کو نظر انداز کرتا ہو، تو ایسا ولی اگر نابالغ بیٹے یا بیٹی کا نکاح غیر کفو میں کرے، یا غبن فاحش کے ساتھ مہر باندھ کر کرے (یعنی لڑکے کے نکاح میں مہر مثل سے زیادہ باندھے، اور لڑکی کے نکاح میں مہر مثل سے کم باندھے) تو اُس کا کرایا گیا نکاح بھی باطل قرار پائے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۳-۱۳۳)

لم يعرف منهما سوء الاختيار مجانة وفسقًا، وإن عرف لا يصح النكاح اتفاقًا. (الدر المختار) وفي الشامية: قوله: مجانة وفسقًا: في المغرب: الماجن الذي لا يبالي ما يصنع وما قيل له ...... وفي شرح المجمع: حتى لو عرف من الأب سوء الاختيار لسفهه أو لطمعه، لا يجوز عقده إجماعًا ...... قوله: فزوجها من فاسق الخ: وكذا لو زوجها بغبن فاحش في المهر لا يجوز إجماعًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٧١/٤-١٧٢ زكريا)

أن الغبن يتصور في جانب الصغيرة بالنقص عن مهر المثل، وفي جانب الصغير بالزيادة. (شامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٧١/٤ زكريا)

ج:- اِسی طرح اگر ولی برسر عام شریعت کی خلاف ورزی کرنے والا اور بے غیرت ہو، تو اُس کی طرف سے غیر کفو اور غبن فاحش کے ساتھ مہر والا نکاح بھی نافذ نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۳ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

هو (أي الولي) البالغ العاقل الوارث ولو فاسقًا على المذهب ما لم يكن

متهتكًا. وتحته في الشامية: في القاموس: أجل منهتك ومتهتك ومستهتك: لا يبالي أن يهتك ستر أهـ. قال في الفتح عقب ما نقلنا عنه آنفًا: نعم إذا كان متهتكًا لا ينفذ تزويجه إياها بنقص عن مهر المثل، ومن غير كفء، وحاصله أن الفسق وإن كان لا يسلب الأهلية عندنا، لكن إذا كان الأب متهتكًا لا ينفذ تزويجه إلا بشرط المصلحة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٥٣/٤ زكريا)

د:- اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے غیر کفو میں یا مہر میں غبن فاحش کرتے ہوئے نکاح کیا تو یہ نکاح بھی باطل قرار پائے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۴-۱۳۲)

وإن كان المزوج غيرهما لا يصح النكاح من غير كفء أو بغبن فاحشٍ أصلاً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٧٣/٤ زكريا)

کن صورتوں میں خیار بلوغ ساقط ہوجاتا ہے؟

درج ذیل صورتوں میں خیار بلوغ ساقط قرار پاتا ہے:

الف:- اگر باکرہ لڑکی بالغ ہونے کے فوراً بعد فسخ کو اختیار نہ کرے، اور معقول عذر کے بغیر زبان سے کہنے میں کچھ بھی تاخیر کرے، تو اُس کا اختیار فسخ باطل ہوجاتا ہے۔

وبطل خيار البكر بالسكوت (الدر المختار) وفي الشامية تحت قوله: ولا يمتد إلىٰ آخر المجلس، فلو سكتت ولو قليلاً بطل خيارها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٨٧/٤-١٨٨ زكريا)

ويشترط لصحة خيار الصغيرة البكر أن تختار نفسها بمجرد البلوغ، فلو رأت دم الحيض مثلاً ثم سكتت بطل خيارها. (الفقه على المذاهب الأربعة، مباحث أقسام الولي / مبحث اختصاص الولي المجبر وغيره ص: ٨٠٥ المكتبة العصرية بيروت، ٢٩/٤ دار الحديث القاهرة)

ب:- اگر ثیبہ یا باکرہ لڑکی یا لڑکا بالغ ہونے کے بعد قولاً یا فعلاً (مثلاً: جماع یا دواعیٔ جماع پائے گئے) نکاح کو منظور کرلے، تو اَب خیارِ بلوغ باقی نہیں رہے گا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۲۵)

خيـار الـصـغيـر والثيـب إذا بلغا لا يبطل بلا صريح أو دلالة عليه كقبلة ولمس. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ٤/١٩٠ زكريا)

وإنـمـا يبـطـل إذا صـرحـت بأنها رضيت بالزوج أو مكنته من نفسها أو قبـلته أو لامسته. (الـفـقـه عـلـى الـمـذاهب الأربعة، مباحث أقسام الولي / مبحث اختصاص الولي المجبر وغيره ص: ٨٠٥ المكتبة العصرية بيروت، ٤/٣٠ دار الحديث القاهرة)

أنه يبطل بصريح الإبطال أو بما يدل عليه، كما إذا اشتغلت بشيء آخر ...... أن مـراده بـالشـيء الآخر عمل يدل على الرضا كالتمكين ونحوه. (شامي، كتاب النكاح / باب الولي، مطلب في فرق النكاح ٤/١٩٠ زكريا)

❍❖❍

(۱۳) عدمِ کفائت کی بنیاد پر حق فسخ

اگر عورت کا نکاح غیر کفو میں ہوا، تو بعض صورتوں میں عورت اور اُس کے اَولیاء کو حسبِ شرائط حق فسخ حاصل ہوتا ہے۔

بالغہ عورت کا غیر کفو میں خود نکاح کرنا

ظاہر الروایہ کے مطابق اگر کوئی بالغہ عورت اَولیاء کی اِجازت کے بغیر اَز خود غیر کفو میں نکاح کرلے تو اُس کا نکاح اگرچہ منعقد ہوجاتا ہے؛ لیکن اَولیاء کو حق اعتراض حاصل ہوتا ہے، وہ اگر چاہیں تو شرعی عدالت میں مقدمہ دائر کرکے اِس نکاح کو فسخ کراسکتے ہیں، جب تک کہ نکاح کے بعد حمل ظاہر نہ ہو۔ (اگر حمل ظاہر ہوجائے تو یہ نکاح مستقل نافذ مانا جائے گا، اور اَولیاء کا حق اعتراض ساقط ہوجائے گا)

تنبیہ :- اور اِس بارے میں دوسری روایت حسن بن زیادؒ کی ہے، جس میں اِس طرح کے نکاح کو بالکل کالعدم قرار دیا گیا ہے، اور بہت سے فقہاء نے اِس کے مفتی بہ ہونے کی صراحت کی ہے؛ لیکن موجودہ حالات میں غالباً احتیاط کا پہلو ظاہر الروایہ کے مطابق فتویٰ دینے میں ہے۔ (مرتب)

نفذ نكاح حرة مكلفةٍ بلا ولي ...... وله أي للولي إذا كان عصبة الاعتراض في غير الكفء، فيفسخه القاضي ما لم تلد منه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٥٥/٤-١٥٦ زكريا، ٥٥/٣-٥٦ كراچی، مجمع الأنهر ٤٨٨/١ ديوبند، الفتاویٰ التاتارخانية ١٠٠/٤ رقم: ٥٦٤٤ زكريا)

الحرة العاقلة البالغة إذا زوجت نفسها من رجل هو كفو لها أو ليس

بکفو لها، وفي الخانية: بكرًا كانت أو ثيبًا، نفذ النكاح في ظاهر رواية أبي حنيفة رحمه الله وهو قول أبي يوسف آخرًا، إلا أن الزوج إذا لم يكن كفوًا فللأولياء حق الاعتراض. وروى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله أن الزوج إذا لم يكن كفوًا لا ينفذ النكاح. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/ ١٠٠ رقم: ٥٦٤٤ زكريا، كذا في الهداية / باب الأولياء والأكفاء ٢/ ٣١٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

اَولیاء نے کفو سمجھ کر بالغہ کا نکاح کرایا بعد میں وہ غیر کفو ثابت ہوا

اگر اَولیاء کی اِجازت سے بالغہ عورت کا کسی شخص سے کفو سمجھ کر نکاح کرایا گیا، پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کفو نہ تھا، تو ایسی صورت میں عورت اور اُس کے اَولیاء کو حق اعتراض حاصل ہوگا؛ لیکن اِس صورت میں اگر عورت باکرہ ہو، تو غیر کفو کی اِطلاع ملتے ہی اُس کی طرف سے فوراً یہ کہنا ضروری ہے کہ ”مجھے یہ نکاح منظور نہیں“، اگر اُس نے یہ بات کہنے میں کچھ بھی تاخیر کی تو اُس کا خیارِ فسخ باقی نہ رہے گا؛ البتہ اگر عورت ثیبہ ہو تو اطلاع کے بعد سکوت سے اُس کا خیار باطل نہیں ہوتا، جب تک صراحۃً یا دلالۃً رضا نہ پائی جائے، اُس وقت تک اختیار باقی رہے گا۔ اِسی طرح ولی کا اختیار بھی سکوت سے باطل نہیں ہوتا؛ بلکہ بعد میں بھی رضامندی تک باقی رہتا ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزۃ ۱۳۴-۱۳۵)

أما إذا شرطوا أو أخبرهم بالكفاءة فزوجوها علىٰ ذٰلك، ثم ظهر أنه غير كفوءٍ كان لهم الخيار. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/ ١٣٦ رقم: ٥٧٤٥ زكريا، الفتاوىٰ الولوالجية، كتاب النكاح / الفصل الثاني في التوكيل بالنكاح الخ ١/ ٣٢٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

ولو زوجوها برضاها ولم يعلموا بعدم الكفاءة، ثم علموا لاخيار لأحد، إلا إذا شرطوا الكفاءة أو أخبرهم بها وقت العقد فزوجوها على ذٰلك، ثم ظهر أنه غير كفء كان لهم الخيار. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الكفاءة ٤/ ٢٠٨-٢٠٩ زكريا، ٣/ ٨٥-٨٦ كراچی)

لو انتسب الزوج لها نسبًا غير نسبه، فإن ظهر دونه وهو ليس بكفء، الفسخ ثابت للكل (أي للمرأة وللأولياء) (شامي، كتاب الصلاة / باب العنين ١٧٦/٥ زكريا)

وبطل خيار البكر بالسكوت، وفي الشامية: تحت قوله: ولا يمتد إلىٰ آخر المجلس، فلو سكتت ولو قليلاً بطل خيارها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٨٧/٤-١٨٨ زكريا)

خيار الصغير والثيب إذا بلغا لا يبطل بلا صريح أو دلالة عليه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٩٠/٤ زكريا)

لا يكون سكوته (أي سكوت الولي) **رضًا.** (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ١٥٩/٤ زكريا)

باپ یا دادا نے کفو سمجھ کر نابالغہ کا نکاح کرایا بعد میں وہ غیر کفو ثابت ہوا

اگر باپ یا دادا نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کسی شخص سے کفو سمجھ کر کیا (مثلاً: اُس شخص نے اپنے کو کفو ظاہر کیا اور اُس پر اعتماد کرلیا گیا) پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غیر کفو ہے، تو اِس صورت میں تفصیل یہ ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے تو صرف باپ یا دادا کو خیارِ فسخ حاصل ہوگا، یعنی اگر وہ چاہیں فسخ کردیں، یا منظور کرلیں، دونوں کا اختیار ہے۔ اگر منظور کرلیں گے تو یہ نکاح لازم ہوجائے گا، اور بعد میں کسی کو حقِ فسخ نہ رہے گا۔

اور اگر باپ یا دادا نے علم ہونے کے باوجود نہ تو نکاح کو فسخ کرایا اور نہ صراحۃً منظوری دی، تو اِس کی وجہ سے اُن کا خیارِ فسخ ختم نہ ہوگا۔ اور بالغ ہونے کے بعد لڑکے اور لڑکی کو بھی خیارِ بلوغ حسبِ ضابطہ حاصل ہوجائے گا۔ اَب جو چاہے اِس نکاح کو فسخ کراسکتا ہے، اگرچہ دوسرا ابقاءِ نکاح پر رضامند ہو۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۳۵-۱۳۶)

الأب إذا زوج ابنته الصغيرة من رجل، وظن أنه يقدر على إيفاء المعجل والنفقة ثم ظهر عجزه عن ذٰلك، كان للأب أن يفسخ؛ لأنه يخل بالكفاءة، ولم يسقط حقه؛ لأنه زوج على أنه قادر، انتهى. (خزانة المفتين ۱۲۱/۲ بحوالة: الحيلة الناجزة ۱۳۷ طبع جديد)

رجلٌ زوج ابنته الصغيرة من رجل، ذكر أنه لا يشرب المسكر، فوجده شريبا مدمنا، فبلغت الصغيرة، وقالت: لا أرضى، قال الفقيه أبو جعفرؒ: إن لم يكن أبو البنت يشرب المسكر، وكان غالب أهل بيته الصلاح، فالنكاح باطل؛ لأن والد الصغيرة لم يرض بعدم الكفاءة، وإنما زوجها منه على ظن أنه كفوء.

(فتاویٰ قاضي خاں علیٰ حاشية الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح / فصل في الكفاءة ۳۵۳/۱ زكريا)

○❖○

(۱۴) کفر واِرتداد کی بنیاد پر حق فسخ

زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہوجانے یا کفر پر برقرار رہنے کی بنیاد پر بھی بعض صورتوں میں حق تفریق حاصل ہوتا ہے۔

لوقوع الفرقة بين الزوجين أسباب: ...... ومنها: إباء الزوج الإسلام بعد ما أسلمت زوجته في دارالإسلام، ومنها: إباء الزوجة الإسلام بعد ما أسلم زوجها المشرك أو المجوسي في دار الإسلام .... ومنها: رده أحد الزوجين.

(بدائع الصنائع، کتاب النکاح / بيان ما يرفع حكم النكاح ٦٥٤/٢-٦٥٥ زكريا)

أسباب الفرقة – إلىٰ قوله – الفرقة بسبب الردة، ذهب الحنفية والمالكية إلىٰ أن الردة سبب للفرقة. (الموسوعة الفقهية / تحت لفظ: فرقة ١٠٨/٣٢-١١٠ الكويت)

کافر میاں بیوی میں سے شوہر اسلام لے آئے

اگر میاں بیوی غیر مسلم تھے پھر شوہر اسلام لے آیا تو اگر بیوی یہودی یا عیسائی تھی تو یہ نکاح برقرار رہے گا، اور اگر بیوی مشرکہ تھی (مثلاً ہندو یا پارسی وغیرہ) تو اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا، اگر وہ اسلام قبول کرلے تو نکاح برقرار رہے گا، اور اگر قبول نہ کرے تو عدت یعنی تین حیض یا حاملہ ہوتو وضع حمل کے بعد خود بخود نکاح ختم ہوجائے گا۔ (الحیلۃ الناجزہ ۱۴۳-۱۴۴ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

وأشار بالحيض إلى أنها من ذواته، فلو كانت لا تحيض لصغر أو كبر

فلا تبين إلا بمضي ثلاثة أشهر. (البحر الرائق ۳/۳۷۱ دار الكتاب ديوبند، ۳/۲۱۳ زكريا، الحيلة الناجزة ۱۸۰ طبع جديد)

وإن كان الذي أسلم هو الزوج، فإن كانت المرأة هي الكتابية أقرا على النكاح، وإن كانت مجوسية أو وثنية عرض عليها الإسلام، فإن أسلمت فهي امرأته وإلا فرق بينهما. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤/۲۷۲ رقم: ٦١٦٣ زكريا)

وإن أسلم أحد الزوجين في دار الحرب فإن الفرقة تقف على مضي ثلاث حيض، وفي الينابيع: أو يمضي عليها ثلاثة أشهر، إن كانت ممن لا تحيض، فإذا مضت وقعت الفرقة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤/۲۷۲-۲۷۳ رقم: ٦١٦٦ زكريا)

کافر میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے

اگر غیر مسلم میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے، اور شوہر کفر پر قائم رہے، تو بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنا معاملہ مسلم قاضی یا محکمۂ شرعیہ کے سامنے پیش کرے، پھر محکمۂ شرعیہ اُس کے کافر شوہر پر تین مرتبہ اسلام پیش کرے گا، پس اگر وہ شوہر اسلام قبول کرلے تو سابقہ نکاح برقرار رہے گا، اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردے تو محکمۂ شرعیہ اُن دونوں کے درمیان تفریق کرادے گا اور عدت گذارنے کے بعد وہ عورت کسی مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے۔ (الحیلۃ الناجزۃ ۱۴۴ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

ولو أسلم أحد الزوجين عرض الإسلام على الآخر، فإن أسلم وإلا فرق بينهما، كذا في الكنز. (الفتاویٰ الهندية ۱/۳۳۸ قديم زكريا)

فإن أسلما أو أسلم أحدهما يفرق بينهما بالإجماع، وكذٰلك إذا لم يسلما ولكن رفعا الأمر إلى القاضي كذا في المحيط. وإن رفع أحدهما الأمر إلى القاضي ...... وطلب حكم الإسلام لم يفرق بينهما إذا كان الأخر يأبي ذٰلك وعندهما يفرق بينهما، كذا في الكافي. (الفتاویٰ الهندية ۱/۳۳۷ قديم زكريا)

إذا أسلم أحد الزوجين في دار الإسلام، فإن كان الذي أسلم هي المرأة

تعرض الإسلام على الزوج، فإن أسلم بقيا على النكاح وإلا فرق بينهما. (المحيط البرهاني ٤/٢٠٠ رقم: ٧٠٣٥ المجلس العلمي)

وإذا أسلم أحد الزوجين عرض الإسلام على الآخر فإن أسلم، وإلا فرق بينهما. (البحر الرائق ٣/٣٦٧ دار الكتاب ديوبند)

اور اگر یہ واقعہ ایسی جگہ پیش آیا جہاں مسلمان قاضی یا محکمۂ شرعیہ موجود نہ ہو تو بیوی کے اسلام لانے کے تین حیض (یا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ، یا اگر حاملہ ہو تو وضع حمل) کے اندر اندر اگر شوہر اسلام لے آئے تو نکاح برقرار رہے گا، اور اگر یہ پورا عرصہ گذر جائے اور شوہر اسلام نہ لائے تو یہ نکاح خود بخود ختم ہو جائے گا، اور مذکورہ مدت کے بعد عورت کے لئے جائز ہوگا کہ وہ کسی مسلمان سے نکاح کر لے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۴۴ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

ولو أسلم زوج الكتابية بقي نكاحهما، كذا في الكنز. (الفتاوىٰ الهندية ١/٣٣٨ قديم زكريا)

ولو تمجست يفرق بينهما لفساد النكاح. (البحر الرائق ٣/٣٧١ زكريا)

ولو أسلم أحدهما ثمه لم تبن حتى تحيض ثلاثًا بانت. (البحر الرائق ٣/٣٦٨ زكريا)

مسلمان شوہر مرتد ہو جائے

اگر کسی مسلمان عورت کا شوہر مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ) تو نکاح فوراً ختم ہو جائے گا، اور عدت کے بعد وہ مسلمان عورت کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کرنے کی مجاز ہوگی۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۴۵ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

وارتداد أحدهما فسخ في الحال. (كنز) قال في جامع الفصولين: وتعتد بثلاث حيضٍ. (كنز الدقائق على هامش البحر الرائق ٣/٣٧٥ زكريا)

أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن عمرو عن الحسن قال: إذا

ارتد المرتد عن الإسلام فقد انقطع ما بينه وبين امرأته. (المصنف لعبد الرزاق ٨٢/٦ رقم: ١٠٠٧٦ المجلس العلمي)

مسلمان عورت مرتد ہوجائے

اگر میاں بیوی مسلمان تھے پھر عورت مرتد ہوگئی (العیاذ باللہ) تو اس کی وجہ سے اُس عورت کے لئے دوسرے شوہر سے نکاح اُس وقت تک حلال نہیں ہوگا جب تک کہ عدالتِ شرعیہ کے ذریعہ باقاعدہ تفریق نہ ہوجائے۔ راجح قول یہی ہے۔ (تفصیل دیکھئے: الحیلۃ الناجزہ ۱۴۶-۱۵۵ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

وارتداد أحدهما فسخ في الحال. (كنز الدقائق على هامش البحر الرائق ٣٧٢/٣ زكريا)

وأفتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرًا وتيسرًا الخ، والإفتاء بهذا أولىٰ من الإفتاء بما في النوادر. (الدر المختار ٣٦٧/٤ زكريا)

تنبیہ:- لیکن یہاں یہ واضح رہنا چاہئے کہ اِرتداد کی وجہ سے اگرچہ مرتدہ کا نکاح اِس معنی کر ختم نہیں ہوتا کہ اُس کے لئے دوسرے شخص سے نکاح حلال نہیں؛ مگر جب تک وہ تجدید اِسلام اور تجدید نکاح نہ کرے، اُس وقت تک شوہر کے لئے اس سے جماع اور دواعیٔ جماع ہرگز جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۱۴۵ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

❑❖❑

کتاب الظہار

(بیوی کو ماں سے تشبیہ دینا)

ظہار کے مسائل

’’ظہار‘‘ کے لغوی معنی

ظہار؛ دراَصل ’’ظہر‘‘ سے ماخوذ ہے، اِسی سے مصدر بنالیا گیا ہے، یعنی شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تو میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ (ظہر) کی طرح ہے، اِس طرح کے قول کو عربی زبان میں ’’ظہار‘‘ کہا جاتا ہے۔

الظهار بكسر الظاء المعجمة لغةً، ماخوذ من الظهر؛ لأن صورته الأصليةَ أن يـقول الرجل لزوجتهٖ: أنت علي كظهر أمي، وإنما خصُّوا الظهر دون البطن والفخذ وغيـرهما؛ لأن الظهر من الدابة موضع الركوب. (الـموسوعة الفقهية ۱۸۹/۲۹ الكويت، المكتبة الشاملة)

زمانۂ جاہلیت میں ’’ظہار‘‘ کا تصور

اِسلام کی آمد سے قبل عرب کے معاشرہ میں ’’ظہار‘‘ کا لفظ اُس وقت بولا جاتا تھا، جب کہ شوہر یہ چاہتا تھا کہ اُس کی بیوی نہ تو خود اُس کے لئے حلال رہے اور نہ زندگی بھر دوسرے سے نکاح کرسکے، اور برابر اَدھر میں لٹکی رہے، گویا کہ ظہار سے واقع شدہ حرمت اتنی سخت سمجھی جاتی تھی کہ اُس کے ہٹانے کی کوئی شکل نہ تھی۔

كـان الـناس قبل الإسلام إذا غضِب الرجلُ علىٰ زوجتهٖ لأمرٍ من الأمورِ، ولم يـرد أن تتـزوجَ بغيره الىٰ منها أو قال لها: أنتِ علي كظهر أمي، فتحرم عليه تحريمًا مؤبَّدًا لا تحل له بحالٍ، وتبقى كالمعلقة، لا هي بالمتزوجة ولا بالمطلقة. (الموسوعة الفقهية ۱۹۰/۲۹ كويت، المكتبة الشاملة)

اِسلام کی نظر میں ’’ظہار‘‘ کا مفہوم

اِسلام نے ظہار کے جاہلانہ مفہوم کو بدل کر اُس کو صحیح رخ دیا، اور ایسی راہ نکالی جس سے عورت پر ظلم اور بے جا قید و بند کا خاتمہ ہوسکے، چناں چہ اولاً تو قرآنِ کریم میں یہ فرمایا گیا کہ: ’’ظہار کرنے

والے یعنی بیوی کو ماں کی طرح قرار دینے والے لوگ دراصل جھوٹ بولنے والے ہیں؛ کیوں کہ ماں تو صرف وہی عورت ہوسکتی ہے جس کے بطن سے آدمی کی پیدائش ہوئی ہو‘‘۔ تو کسی اور عورت کو ماں سے تشبیہ دینے کا کوئی جواز نہیں۔

دوسرے یہ کہ ظہار کی حرمت کو ہٹانے کے لئے کفارہ کا نظام تجویز کیا گیا؛ تاکہ عورت معلقہ بن کر نہ رہے؛ بلکہ کفارہ کی ادائیگی کے بعد ازدواجی تعلق بحال ہوجائے، چناں چہ اِس کی تفصیلات قرآنِ کریم کی سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات میں بیان کی گئی ہیں۔

آیاتِ ظہار کا شانِ نزول

واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک صحابی ’’حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ‘‘ کو اپنی بیوی ’’خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا‘‘ پر کسی بات پر سخت غصہ آگیا، اور غصہ میں اُنہوں نے ظہار کے الفاظ کہہ دئے، تو حضرت خولہ اپنے شوہر کی شکایت لے کر پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور عرض کیا کہ: ’’میری جوانی کے زمانے میں اوس نے مجھ سے شادی کی، اور اب جب کہ میں بوڑھی ہوگئی، اور کئی بچے میں نے جن دئے تو اُس نے مجھ سے ظہار کرلیا۔ اور میری اُس سے کئی اولادیں ہیں، اگر میں اولاد اُس کے پاس چھوڑ دوں، تو وہ ضائع ہوجائیں گی، اور اگر میں اپنے پاس رکھ لوں تو وہ بھوکے رہیں گے‘‘۔ تو چوں کہ اُس وقت تک ظہار کے بارے میں کوئی شرعی حکم نازل نہ ہوا تھا، اور عام تصور یہی تھا کہ ظہار کی وجہ سے عورت شوہر پر ابدی طور پر حرام ہوجاتی ہے، اِس لئے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خولہ کو یہی جواب دیا کہ ’’تم اپنے شوہر پر حرام ہوچکی ہو‘‘۔ تو حضرت خولہ نے فرمایا کہ میں اپنا شکوہ اللہ کے سامنے رکھتی ہوں۔ حضرت خولہ برابر اللہ سے فریاد کرتی رہیں، یہاں تک کہ اُن کے معاملہ کے بارے میں سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ (سنن ابن ماجہ رقم: ۲۰۶۳ دار الفکر بیروت، الموسوعۃ الفقہیۃ ۲۹/۱۹۱ کویت، المکتبۃ الشاملۃ) وہ آیات یہ ہیں:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ. اَلَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَآئِهِمْ مَاهُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللّٰٓئِيْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ

اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کر رہی تھیں، اور اللہ کے دربار میں شکایت پیش کر رہی تھی، اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کا سوال وجواب سن رہا تھا، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت سننے والا بہت دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کر بیٹھیں، تو

مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ. وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. (المجادلة: ١-٤)

اُس کی وجہ سے وہ عورتیں اُن کی مائیں نہیں بن جاتیں، اُن کی مائیں تو بس وہی ہیں جنہوں نے اُن کو جنا ہے، اور وہ ایک ناپسندیدہ اور جھوٹی بات بولتے ہیں، اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں، پھر وہ وہی کام (از دواجی تعلق) کرنا چاہیں جس کو کہا ہے، تو اُنہیں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا چاہئے، یہ تم کو نصیحت ہوگی، اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی پوری خبر ہے۔ پھر جو کوئی (غلام) نہ پائے، تو آپس میں چھونے سے پہلے دو مہینے لگاتار روزے رکھنے ہیں۔ پھر جو شخص اِس کی استطاعت نہ رکھے تو اُسے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، یہ حکم اِس واسطے ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسول کے تابع دار ہو جاؤ، اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، اور منکروں کے واسطے دردناک عذاب ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ اِن آیات کے نزول کے بعد نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خولہ کے شوہر ''اوس بن صامت رضی اللہ عنہ'' کو بلایا، وہ ایک ضعیف البصر بوڑھے آدمی تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سامنے مذکورہ آیات پڑھ کر سنائیں، اور کفارہ کی ادائیگی کا حکم دیا، تو اُنہوں نے عرض کیا کہ غلام آزاد کرنا میرے بس میں نہیں ہے، تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ ''دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو''، اِس پر اُنہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میرا حال یہ ہے کہ اگر دن میں کئی مرتبہ کھانا نہ کھاؤں، تو میری نگاہ بالکل ہی جاتی رہتی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو''، اِس پر بھی اُنہوں نے معذرت کی، اور عرض کیا کہ اگر آپ ہی کچھ مدد فرما دیں تو میں اِس بوجھ سے سبک دوش ہو سکتا ہوں، چناں چہ پیغمبر علیہ السلام نے کچھ غلہ عطا فرمایا اور کچھ اور لوگوں نے تعاون کیا، جس سے اُنہوں نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا کر کفارہ سے سبک دوشی حاصل کی۔
(مستفاد: معارف القرآن سورۂ مجادلہ، تفسیر ابن کثیر مکمل)

اِس مختصر تمہید کے بعد ذیل میں ظہار سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

ظہار کی شرعی تعریف

بیوی کو اپنی نسبی یا رضاعی یا سسرالی محرم عورت کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا اور ہاتھ لگانا اُس کے لئے حرام ہے، مثلاً یہ کہا کہ ''تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے'' یا ''میری بہن کے پیٹ کی طرح ہے''، تو اصطلاحِ شریعت میں اِس کو ''ظہار'' کہتے ہیں۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۱؍۴۰۵ کراچی)

هو لغة: مصدر ظاهر من امرأته: إذا قال أنت علي كظهر أمي الخ، وشرعًا تشبيه المسلم الخ، زوجته الخ، أو تشبيه ما يعبر به عنها من أعضائها، أو تشبيه جزء شائع منها بمحرّم عليه تابيدًا بوصف لا يمكن زواله. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵؍۱۲۳-۱۲٦ زكريا)

ظہار کے لئے تشبیہ لازم ہے

ظہار کے تحقق کے لئے ماں، بہن، بیٹی وغیرہ سے حروفِ تشبیہ کے ذریعہ تشبیہ دینا ضروری ہے۔ مثلاً اُردو میں تشبیہ کے حروف جیسے: ''مثل''، ''کی طرح''، ''برابر''، ''جیسی''، وغیرہ، حروفِ تشبیہ کے بغیر بیوی کو بہن یا بیٹی وغیرہ کہنے سے ظہار کا تحقق نہ ہوگا؛ البتہ گناہ ضرور ہوگا؛ کیوں کہ یہ خلافِ واقعہ ہے۔

(الظهار) تشبيه المسلم زوجتَه الخ، بمحرم عليه تابيدًا الخ. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵؍۱۲۵ زكريا)

ويدل عليه ما نذكره عن الفتح من أنه لا بد من التصريح بالأداة الخ، والذي في الفتح: وفي أنت أمي لا يكون مظاهرًا، وينبغي أن يكون مكروهًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵؍۱۳۱ زكريا)

بلا تشبیہ بیوی کو بہن یا بیٹی کہنا

اگر کسی شخص نے بیوی کو ماں بہن بیٹی سے تشبیہ نہیں دی، مثلاً اُردو میں الفاظِ تشبیہ (مثل،

برابر، کی طرح وغیرہ) کا ذکر کئے بغیر بیوی سے یہ کہا کہ: ''تو میری ماں ہے''، یا ''میری بہن ہے''، یا ''میری بیٹی ہے''، تو اگر چہ بیوی سے اِس طرح کے الفاظ کا استعمال گناہ اور جھوٹ ہے؛ لیکن اُس سے ظہار کا حکم ثابت نہ ہوگا۔

ويكره قوله: أنتِ أمي و يا ابنتي ويا أختي ونحوَه. (الدر المختار) **جزم بالكراهة تبعًا للبحر والنهر الخ، فقد صرحوا بأن قوله لزوجته يا أخيَّةُ مكروه. وفيه حديث رواه أبوداؤد: أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم سمع رجلاً يقول لأمرأته: يا أخية، فكره ذٰلك ونهىٰ عنه.** (شامي / باب الظهار ١٣١/٥ زكريا)

بیوی سے کہا: ''تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہے''

اگر کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ ''تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہے''، تو یہ صریح ظہار ہوگا اور بیوی اس پر حرام ہوجائے گی، چاہے اس کی نیت ظہار کی ہو یا نہ ہو، حتیٰ کہ اگر طلاق کی نیت سے مذکورہ الفاظ کہے پھر بھی اُسے ظہار ہی سمجھا جائے گا، اور بہر صورت کفارہ لازم ہوگا، اور کفارہ کی ادائیگی سے قبل بیوی سے تعلق حلال نہ ہوگا۔

لو قال أنت علي حرام كظهر أمي، فإن نوى الظهار أو لا نية له أصلاً فهو ظهار، وإن نوى الطلاق لم يكن إلا ظهارًا في قول أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ. (بدائع الصنائع، كتاب الظهار / فصل في شرائط ركن الظهار ٣٦٧/٣ زكريا، ٩/٤ دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ٩٨/٤ كوئٹه)

کہا: ''اگر بیوی سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں''

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں''، تو اس سے بیوی پر نہ تو طلاق واقع ہوگی اور نہ ظہار ہوگا، گویا یہ کلام لغو ہے؛ بلکہ ایک طرح کی گالی کے مرادف ہے، جس سے توبہ لازم ہے۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۴۲/۲ ۵ کراچی)

لو قال إن وطئتك وطئت أمي، فلا شيء عليه، كذا في غاية السروجي.
(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵۰۷/۱ زكريا)

کہا: ''تو میرے لئے خنزیر کے برابر ہے''

اگر بیوی سے کہا کہ تو میرے لئے سور (خنزیر) کے برابر ہے، تو اگر طلاق دینے کی نیت تھی تب تو طلاق پڑگئی، اور اگر بغیر کسی نیت کے یا ظہار کی نیت سے کہا تو اِس سے کچھ بھی واقع نہ ہوگا۔ (مسائل بہشتی زیور ۵۴۳/۱ کراچی)

وإن شبّه الرجل زوجته بشيء محرمٍ من غير النساءِ، فقال الحنفية: لا يكون ظهارًا، كأنْ يقول لها: أنتِ علي كالخمر أو الخنزير أو الميتةِ؛ فإنه لا يكون ظهارًا، ولكن يُرجع فيه إلىٰ نيتهٖ وقصدهٖ، فإن قال: قصدتُ الطلاق كان طلاقًا بائنًا. (الموسوعة الفقهية ۱۹۵/۲۹ الكويت، المكتبة الشاملة)

اَجنبیہ عورت سے ظہار کرنا

اگر کوئی اَجنبیہ عورت سے ظہار کے الفاظ کہے کہ ''تو میرے لئے میری ماں کی طرح ہے''، تو اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا؛ لہٰذا بعد میں اُس کیلئے اس عورت سے شادی کرنا جائز ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۵۴۰/۱ کراچی)

ولو قال لأجنبية: أنت علي كظهر أمي إن دخلت الدار لا يصح، حتى لو تزوجها فدخلت الدار لا يصير مظاهرًا بالإجماع. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع في الظهار ۵۰۹/۱ قديم زكريا)

نابالغ اور پاگل کا ظہار

نابالغ اور پاگل کی جس طرح طلاق معتبر اور نافذ نہیں ہوتی، اِسی طرح اُس کے ظہار کا بھی شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۵۴۰/۱ کراچی)

فلا يصح ظهار الذمي كالصبي والمجنون. (الفتاویٰ الهندية ۵۰۶/۱ زكريا)

بیوی کی طرف سے ظہار معتبر نہیں

بیوی کا اپنے کو اپنی ماں یا شوہر کی ماں وغیرہ کی طرح کہنا لغو ہے، اگر عورت ایسا کوئی جملہ کہہ دے تو اِس سے کوئی حرمت اور کفارہ متعلق نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۳۰/۱۳ ڈابھیل)

وظهارها منه لغو، فلا حرمة عليها ولا كفارة، به يفتى (الدر المختار) أي إذا قالت: أنت علي كظهر أمي أو أنا عليك كظهر أمك، فهو لغو؛ لأن التحريم ليس إليها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار، مطلب ما يسوّغ فيه الاجتهاد ١٢٧/٥ زكريا، ٤٦٧/٣ كراچی، ومثله في البحر الرائق ١٥٩/٤، قاضي خان على الفتاوىٰ الهندية ٥٤٣/١)

ظہار مطلق کا حکم

ظہار مطلق کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت اگر چہ نکاح میں رہے گی اور اُس کو دیکھنا اور اُس سے بات چیت کرنا جائز رہے گا؛ لیکن کفارہ ادا کرنے سے پہلے اُس سے صحبت کرنا، بوسہ لینا اور شہوت کے ساتھ چھونا وغیرہ سب حرام رہے گا، خواہ کتنے ہی سال گذر جائیں۔ اور جب حسبِ شرائط کفارہ ادا کردیا جائے گا تو اَب وہ دونوں حسبِ سابق میاں بیوی کی طرح رہیں گے۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۴۰/۱ کراچی)

فيحرم وطؤها عليه ...... ودواعيه للمنع عن التماس الشامل للكل، وكذا يحرم عليها تمكينه، ولا يحرم النظر (الدر المختار) وفي الشامية: قوله تعالىٰ: ﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا﴾ فإنه شامل للوطء ودواعيه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ١٢٨/٥-١٢٩ زكريا)

ظہار مؤقت کا حکم

اگر مقررہ وقت کے لئے بیوی کو اپنی ماں کی پیٹھ کی طرح حرام قرار دیا ہے، (مثلاً کہا کہ تو ایک ہفتہ یا ایک مہینہ کے لئے ماں کے مانند ہے) تو وقت گذرنے کے بعد حلت لوٹ آئے گی؛

البتہ وقت کے اندر اندر بلا کفارہ بیوی سے انتفاع درست نہ ہوگا۔

ولو قیده بوقتٍ سقط بمضيّه (الدر المختار) فلو أراد قربانَها داخل الوقت لا يجوز بلا كفارةٍ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۱۳۰/۵ زكريا)

ويصح أن يكون مؤقتًا بمدةٍ معينةٍ، مثل أن يقول الرجل لزوجته: أنتِ علي كظهر أمي شهرًا، فإذا قال لها ذٰلك كان مظاهرًا منها في تلك المدة، فإذا عزم علىٰ قربانها فيها وجبت عليه الكفارة، فإذا مضى الوقت زال الظهار، وحلت المرأة بلا كفارةٍ، وهٰذا عند الحنفية والحنابلة والشافعية في الأظهر.

(الموسوعة الفقهية ۱۹۱/۲۹ الكويت، المكتبة الشاملة)

ایک مجلس میں کئی مرتبہ ظہار کرنا

اگر ایک شخص نے بیوی سے کئی مرتبہ ظہار کرلیا، مثلاً ''تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے'' جیسے الفاظ کئی مرتبہ کہے، خواہ ایک مجلس میں یا کئی مجلسوں میں، تو جتنی مرتبہ اس نے الفاظ ظہار کہے ہوں گے، اتنے کفارے دینا اس پر واجب ہوگا؛ البتہ اگر یہ الفاظ ایک ہی مجلس میں کہے ہوں اور دوسری اور تیسری مرتبہ کہنے سے محض تاکید اور پختگی کی نیت کی ہو، نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو پھر اس کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے ایک کفارہ دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر الگ الگ مجالس میں الفاظِ ظہار کہے ہوں تو تاکید کا دعویٰ قبول نہ ہوگا؛ بلکہ ہر مرتبہ کہنے پر الگ سے کفارہ لازم ہوگا۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۴۲/۲ کراچی)

ظاهر من امرأته مرارًا في مجلس أو مجالس فعليه لكل ظهار كفارة، فإن عنى التكرار والتاكيد فإن بمجلس صدق قضاءً وإلا لا على المعتمد. (الدر المختار مع تنوير الأبصار على الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۱۳۲/۵-۱۳۳ زكريا)

ظہار کرکے چھوڑے رکھنے پر بیوی کا کفارہ ادا کرنے کا مطالبہ کرنا

اگر ظہار کرکے بیوی کو چھوڑے رکھا اور صحبت بھی نہیں کی، اسی طرح چار مہینے گذر گئے تو

بیوی کو از روئے شرع اس کی اجازت ہے کہ وہ شوہر سے کہے کہ آپ کفارہ ادا کرکے میرا حق ادا کریں۔ اور اِس بارے میں وہ اپنا مقدمہ شرعی عدالت یا محکمہ شرعیہ میں بھی پیش کرسکتی ہے، اور قاضی اُس عورت کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے شوہر کو کفارہ اَدا کرنے کا پابند کرے گا۔

وللمرأة أن تطالبه بالوطء لتعلق حقّها به الخ، وعلى القاضي إلزامه به بالتكفير دفعًا للضرر عنها بحبسٍ أو ضربٍ إلىٰ أن يكفر أو يطلقَ (الدر المختار) **وقد يقال فائدة الإجبار على التكفير رفعُ المعصية أي أن الظهار معصيةٌ حاملة لهٗ على الامتناع من حقها الواجب عليه ديانةً، فيأمره برفعها لتَحلَّ لهٗ.** (الدر المختار مع الشامي، كتاب الظهار / باب الظهار ١٣٠/٥ زكريا)

اگر درمیان میں کفارہ کا روزہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

اگر روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کر رہا تھا کہ درمیان میں اس نے کوئی روزہ چھوڑ دیا، تو اُس کے لئے لازم ہے کہ از سرِنو دو ماہ کے روزے رکھے، خواہ عذر کی وجہ سے روزہ توڑا ہو یا بغیر عذر کے، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر غلطی سے، بہرصورت دوبارہ سارے روزے رکھنے پڑیں گے۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۱/۴۱۵ کراچی)

فإن أفطر بعذر كسفر ونفاس أو بغيره أو وطئها فيهما أي الشهرين مطلقًا ليلًا أو نهارًا عامدًا أو ناسيًا استونف الصوم لا الإطعام. (الدر المختار مع الشامي / باب الكفارة ١٤١/٥-١٤٢ زكريا)

بیوی نے شوہر سے کہا ''تو میرا باپ ہے میں تیری بیٹی''

اگر بیوی اپنے شوہر کو باپ کہے یا شوہر اپنی بیوی کو بیٹی کہے، تو اِس سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ لیکن ایسا جملہ زبان سے نکالنا نہایت نامناسب ہے۔

ولا يكون الظهار إلا من جهة الزوج عند أبي يوسف ومحمدؒ. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ١٦٩/٥ رقم: ٧٥٦٤ زكريا)

فقد أخرج عبد الرزاق عن ابن جريج تظاهرها قالت: هو عليها كأبيها، قال: يمين، ليس هي بظهارٍ، حرمت ما أحل الله لها. (المصف لعبد الرزاق / باب تظاهر المرأة ٤٤٣/٦ رقم: ١١٥٩٥ المجلس العلمي)

وركنه: لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية ...... وأراد اللفظ ولو حكمًا. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٣١/٤ زكريا)

ولا تكون المراة مظاهرة من زوجها عند محمد رحمه الله، والفتوىٰ عليه وهو الصحيح هٰكذا في السراج الوهاج. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب الظهار ٥٠٧/١ قديم زكريا)

والمرأة إذا ظاهرت من زوجها كان باطلًا لا يلزمها الكفارة. (خانية على الهندية، كتاب الطلاق / باب الظهار ٥٤٣/١ زكريا)

وظهارها منه لغو، فلا حرمة عليها ولا كفارة به يفتى. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ١٢٧/٥ زكريا)

ظہار کا کفارہ

جو شخص اپنی بیوی سے ظہار کرلے اُس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے، اَب چوں کہ غلاموں کا وجود نہیں ہے، اِس لئے یا تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے، اور اگر روزے رکھنے کی قدرت نہ ہو، مثلاً شدید بیمار یا معذور ہو جائے، تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلائے۔

﴿اَلَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِسَآءِ هِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا﴾ [المجادلة، جزء آيت: ٣]

هي تحرير رقبة الخ، فإن لم يجد ما يعتق صام شهرين الخ، متتابعين قبل المسيس الخ. فإن عجز عن الصوم أطعم ستين مسكينًا. (تنوير الأبصار مع الدر المختار / باب الكفارة ١٣٤/٥ -١٤٣ زكريا، تبيين الحقائق ٢٠٦/٣ بيروت)

ظہار کا کفارہ دینے سے پہلے ہم بستری کرلی

اگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے بیوی سے صحبت کرلی، تو اس کی وجہ سے دوسرا کفارہ واجب نہ ہوگا؛ البتہ چوں کہ اُس نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، اِس لئے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے، اور کفارہ ادا کئے بغیر آئندہ بیوی کے پاس ہرگز نہ جائے، اور بیوی کو بھی چاہئے کہ جب تک شوہر ظہار کا کفارہ نہ دے اسے اپنے پاس نہ آنے دے۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۱/۵۴۰ کراچی)

فإن وطء قبله تاب واستغفر وكفر للظهار فقط (الدر المختار) …… عن رسول الله ا أن رجلاً ظاهر من امرأته فوقع عليها قبل أن يكفر، فبلغ ذلك النبي ا فأمره أن يستغفر الله تعالىٰ، ولا يعود حتى يكفر. وفي الدر المختار: ولا يعود لوطئها ثانيًا قبل الكفارة الخ. وعليها أن تمنعه من الاستمتاع حتى يكفر.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۱۲۹/۵-۱۳۰ زكريا)

کفارۂ ظہار کے روزوں کے درمیان بیوی سے ہم بستری کرلی

روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کرنے کے دوران اگر بیوی سے ہم بستری کرلی، خواہ دن میں روزہ کی حالت میں ہو یا رات میں، اِسی طرح جان بوجھ کر کی ہو یا بھولے سے، بہرصورت ازسرنو دو مہینے کے روزے رکھنے پڑیں گے، اور ماقبل کے سب روزے غیرمعتبر ہوجائیں گے۔

أو وطئها فيهما أي الشهرين مطلقًا ليلاً أو نهارًا عامدًا أو ناسيًا استؤنف الصوم (الدر المختار) فعند جماع المظاهر منها إنما يقطع التتابع إن أفسد الصوم. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱٤۱/۵ زكريا)

ولو جامعها في خلال الصوم جماعًا يفسد الصوم، يستقبل الصوم، ولو جامعها ليلاً أو نهارًا ناسيًا لصومه استقبل في قول أبي حنيفة ومحمد، وقال أبو يوسف: يمضي فيه، وفي شرح الطحاوي: ولو جامعها بالنهار عامدًا استأنف

بالاتفاق، ولو أنه جامع امرأته التي لم يظاهر منها نهارًا عامدًا فإنه يستقبل الصوم بالاتفاق. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ١٧٥/٥ رقم: ٧٥٨٧ زكريا)

جس بیوی سے ظہار کیا ہے اس کے علاوہ دوسری بیوی سے ہم بستری کرلی

اگر کسی شخص کے دو بیویاں ہوں، پھر ایک سے ظہار کر کے روزوں کے ذریعہ کفارہ ادا کر رہا ہو، اور درمیان میں دوسری بیوی جس سے ظہار نہیں کیا تھا، جماع کرلیا، تو اگر دن میں جان بوجھ کر ہم بستری کی ہو تو بالاتفاق ازسرنو دو مہینے کے روزے رکھنے ہوں گے؛ اِس لئے کہ روزہ کا تسلسل باقی نہیں رہا؛ البتہ رات میں اُس سے ہم بستری کی ہو تو اس صورت میں ازسرنو روزے رکھنا ضروری نہیں؛ کیوں کہ روزہ کا تسلسل برقرار ہے (اور یہی حکم دن میں ناسیاً کھانے پینے یا جماع کرنے میں بھی ہے)

أما لو وطي غيرها وطأ غير مفطر لم يضر اتفاقًا (الدر المختار) كأن وطئها ليلاً مطلقًا أو نهارًا ناسيًا، كذا في الهندية. أما إن وطئها نهارًا عامدًا بطل صومه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ١٤١/٥ زكريا)

کفارۂ ظہار کے روزوں کے درمیان رمضان یا ایامِ تشریق آجائیں تو اعادہ لازم ہے

اگر کوئی شخص روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کر رہا ہے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ ایسے مہینوں میں روزے شروع کرے کہ مسلسل دو مہینوں کے درمیان رمضان، عیدالفطر یا ایام تشریق نہ آئیں، اگر دو مہینے پورے ہونے سے پہلے مذکورہ دنوں میں سے کوئی ایک دن بھی آگیا، تو اُس پر ازسرنو دو مہینے کے روزے رکھنا لازم ہوگا؛ کیوں کہ روزہ کا تسلسل باقی نہیں رہا۔

فإن لم يجد ما يعتق صام شهرين متتابعين قبل المسيس ليس فيهما

رمضان وأيام نهى عن صومها (تنوير الأبصار) لأنه في حق الصحيح المقيم لا يسع غير فرض الوقت ...... والمراد بالأيام المنهية يوم العيد وأيام التشريق؛ لأن الصوم بسبب النهي فيها ناقص فلا يتأدى به الكامل. (تنوير الأبصار مع رد المحتار، كتاب الطلاق / باب الكفارة ١٣٨/٥-١٤٠ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب العاشر في الكفارة ٥١٢/١ قديم زكريا)

وفي شرح الطحاوي: ولو جاء يوم النحر أو أيام التشريق أو يوم الفطر فإنه يستقبل أيضًا، وإن صام هٰذه الأيام ولم يفطر. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ١٨٠/٥ رقم: ٧٥٩٨ زكريا)

اگر درمیان میں کفارہ کا روزہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

اگر روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کررہا تھا کہ درمیان میں اس نے کوئی روزہ چھوڑ دیا، تو اُس کے لئے لازم ہے کہ از سر نو دو ماہ کے روزے رکھے، خواہ عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑا ہو یا بغیر عذر کے، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر غلطی سے، بہرصورت دوبارہ سارے روزے رکھنے پڑیں گے۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۱؍۵۴۱ کراچی)

فإن أفطر بعذر كسفر ونفاس أو بغيره أو وطئها فيهما أي الشهرين مطلقًا ليلاً أو نهارًا عامدًا أو ناسيًا استونف الصوم لا الإطعام. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ١٤١/٥-١٤٢ زكريا)

کفارۂ ظہار میں ۶۰؍ مسکینوں کو صدقۂ فطر کے بقدر غلہ دینا

اگر کوئی شخص کفارۂ ظہار میں ۶۰؍ مسکینوں کو صبح وشام کھانا کھلانے کے بجائے ہر ایک کو ایک صدقۂ فطر کے بقدر غلہ گیہوں، کھجور، کشمش دیدے، تو اس سے بھی کفارہ ادا ہوجائے گا۔

فإن عجز عن الصوم أطعم أي ملك ستين مسكينًا كالفطرة (الدر

المختار) أي ملك، الإطعام لا يختص بالتمليك؛ لكن المراد به هنا التمليك، وبما يعده الإباحة، ولذا قال في البدائع: إذا أراد التمليك أطعم كالفطرة ...... أي نصف صاع من بر أو صاعًا من تمر أو شعير ودقيق كل كأصله. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ١٤٣/٥ زكريا)

فإذا أراد أن يطعم طعام التمليك يطعم لكل مسكين نصف صاع من بر أو صاعًا من تمرٍ أو شعيرٍ. وفي شرح الطحاوي: أو نصف صاع من زبيب في قول أبي حنيفة، وفي قولهما: صاعًا من زبيبٍ، كما في صدقة الفطر. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ١٨٠/٥-١٨١ رقم: ٧٦٠٠ زكريا)

صبح ایک مسکین کو اور شام دوسرے مسکین کو کھانا کھلانا

اگر کوئی شخص کھانا کھلا کر ظہار کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہے تو صبح جن ۶۰ر مسکینوں کو کھانا کھلایا ہے، شام کو بھی انہیں ہی کھلانا ضروری ہے، اگر شام کو دوسرے ۶۰ر مسکینوں کو کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

ولو غدى إنسانًا وعشى آخر لم يجز. وفي المجرد عن أبي حنيفة رحمه اللّٰه: إذا غدى ستين، وعشى آخرين لا يجوز. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ١٨٢/٥ رقم: ٧٦٠٣ زكريا)

۱۲۰ر مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلا دیا

اگر کوئی شخص کفارۂ ظہار میں صبح وشام ۶۰-۶۰ر مسکینوں کو کھانا نہ کھلا کر ایک ہی وقت ۱۲۰ر مسکینوں کو کھلا دے، تو صرف ۶۰ر مسکینوں کا ایک وقت کا کھانا قرار دیا جائے گا، اور کفارہ کی تکمیل کے لئے انہی ۱۲۰ر مسکینوں میں سے ۶۰ر مسکینوں کو ایک وقت اور کھانا کھلانا ہوگا، اس کے بغیر کفارہ کامل نہ ہوگا۔

أطعم مائة وعشرين لم يجز إلا عن نصف الإطعام، فيعيد علىٰ ستين منهم غداء أو عشاءً، ولو في يوم آخر للزوم العدد مع المقدار. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكفارة ١٤٨/٥ زكريا)

ولو أطعم مائةً وعشرين مسكينًا في يوم واحد أكلة واحدة مشبعة لم يجزه إلا عن نصف الإطعام، فإن أعاد الإطعام علىٰ ستين مسكينًا منهم أجزاه.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ١٨٢/٥ رقم: ٧٦٠٤ زكريا)

ایک وقت کھلا کر دوسرے وقت کی قیمت دینا

اگر کوئی شخص کفارۂ ظہار میں ایک وقت ۶۰ر مسکینوں کو کھانا کھلا کر دوسرے وقت کے کھانے کی قیمت دیدے، تو ایسا کرنا جائز ہے، اس سے بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔

وإذا غداهم وأعطاهم قيمة العشاء أو عشاهم وأعطاهم قيمة الغداء يجوز. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ١٨٣/٥ رقم: ٧٦٠٦ زكريا)

وإن أراد الإباحة فغداهم وعشاهم أو غداهم وأعطاهم قيمة العشاء أو عكسه. (الدرالمختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ١٤٤/٥ زكريا)

ایک ہی مسکین کو ۶۰ر مسکینوں کا کھانا دینا

اگر کسی شخص نے ۶۰ر مسکینوں کو صبح وشام کھانا نہ کھلا کر صرف ایک ہی مسکین کو ۶۰ر مسکینوں کا پورا کھانا یا اُس کی قیمت یک مشت دیدی تو یہ صرف ایک وقت کے کھانے کی طرف سے ادائیگی سمجھی جائے گی، ہاں اگر روزانہ ایک مسکین کے بقدر کھانا، غلہ یا پیسے وغیرہ اسے دیتا رہے تو اس سے بلاشبہ کفارۂ ظہار ادا ہو جائے گا۔

ولو أباحه كل الطعام في يوم واحدٍ دفعة أجزأ عن يومه ذٰلك فقط اتفاقًا، وكذا إذا ملكه الطعام بدفعات في يوم واحدٍ على الأصح، ذكره الزيلعي لفقد التعدد حقيقة وحكمًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ١٤٥/٥ زكريا)

وإذا أعطىٰ مسكينًا واحدًا طعام ستين مسكينًا في يوم واحد بدفعة واحدة لا يجوز، ولو صرف إليه طعام ستين مسكينًا في ستين يومًا جاز عندنا.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۸۳/۵ رقم: ۷۶۰۸ زكريا)

ظہار کے کفارہ میں کھانا کس کو کھلائیں؟

کفارۂ ظہار کا کھانا اپنے اصول: باپ، دادا، پردادا، ماں، نانی اور فروع: بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی، نواسا، نواسی کو، اسی طرح زوجین کا ایک دوسرے کو کھلانا جائز نہیں، نیز سادات کو بھی کھلانا درست نہیں، اِس کے علاوہ رشتہ دار اگر غریب ہوں یا محلّہ میں گاؤں بستی میں غریب و مسکین لوگ ہوں، ان کو کھلانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔

فلا يجوز إطعام أصله وفرعه وأحد الزوجين ومملوكه والهاشمي، ويجوز إطعام الذمي لا الحربي ولو مستأمنًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۴/۵ زكريا)

۶۰؍ مسکینوں کو ایک دن صبح وشام کھلانا یا ایک مسکین کو ۶۰؍ دن کھلانا

کفارۂ ظہار میں ۶۰؍ مسکینوں کو ایک ایک کر کے ۶۰؍ دنوں تک کھانا کھلانا ضروری نہیں؛ بلکہ اگر ۶۰؍ مسکینوں کو ایک ساتھ صبح وشام کھانا کھلا دے یا ایک وقت کھلا کر دوسرے وقت کی قیمت دیدے تب بھی جائز ہے، اور اگر ایک ہی مسکین کو ۶۰؍ دن صبح وشام یا ۱۲۰؍ دن ایک وقت کھلائے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

وإن أراد الإباحة فغداهم وعشاهم أو غداهم وأعطاهم قيمة العشاء أو عكسه أو أطعمهم غدائين أو عشاء ين أو عشاء وسحورًا وأشبعهم جاز.

(الدرالمختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۴/۵ زكريا)

وعن الحسن بن زياد عن أبي حنيفة إذا غدى واحداً مائة وعشرين يوماً أجزأه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۵/۵ زكريا)

کفارۂ ظہار میں کھانا کھلانے کا وکیل بنانا

کفارۂ ظہار جس طرح ساٹھ مسکینوں کو ازخود کھانا کھلانے سے ساقط ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی دوسرے کو وکیل بنادے اور وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے تو اس سے بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔

أمر غيره أن يطعم عنه عن ظهاره ففعل ذٰلك الغير صح. (الدر المختار)

قيد بالأمر؛ لأنه لو أطعم عنه بلا أمر لم يجز بالإطعام. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ١٤٥/٥ زكريا)

کھانا کھلانے کے دوران بیوی سے صحبت کر لی

اگر کھانا کھلا کر کفارۂ ظہار ادا کر رہا تھا کہ درمیان میں بیوی سے صحبت کر لی، تو اب ازسرنو ۶۰ رمسکینوں کھلانا ضروری نہیں؛ بلکہ اسی سلسلہ کو پورا کر کے ساٹھ کو کھلا دے؛ البتہ توبہ واستغفار اس پر بہرحال لازم ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/۵۴۱ کراچی)

قال الحسن: إن أطعم بعض المساكين ثم وقع على امرأته فلا ينهدم ولكن ليطعم ما بقي. (المنصف لعبد الرزاق / باب المظاهر يصوم ثم يوسر للعتق ٤٢٧/٦ رقم: ١١٥٠٨)

استؤنف الصوم لا الإطعام إن وطئها في خلاله لإطلاق النص في الإطعام وتقييده في تحرير وصيام. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكفارة ١٤٢/٥ زكريا)

ولو جامعها في خلال الإطعام لم يلزمه الاستقبال. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ١٧٥/٥ رقم: ٧٥٨٧ زكريا)

❍❖❍

کتاب الایلاء

(بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانا)

اِیلاء کے مسائل

اِیلاء کی لغوی تعریف

عربی زبان میں اِیلاء کے معنی ''مطلق قسم کھانے'' کے آتے ہیں۔

فالإیلاء في اللغة: عبارة عن الیمین، یقال: آلیٰ أي حلف. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / الکلام في الإیلاء ۲۵۳/۳ زکریا)

زمانۂ جاہلیت میں اِیلاء کا تصور

اسلام کی آمد سے قبل زمانۂ جاہلیت میں ایلاء کو عورت کی ایذاء رسانی کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا تھا، جب کوئی مرد اپنی بیوی سے ناراض ہوتا تو لمبی مدت کے لئے اُس کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیتا تھا، جس کی وجہ سے عورت معلقہ بن کر رہ جاتی تھی، نہ تو شوہر اُس کا حق ادا کرتا تھا، اور نہ ہی وہ آزاد ہوکر کسی دوسرے سے نکاح کرسکتی تھی۔

قال عبد اللّٰہ بن عباس رضي اللّٰہ عنہما: کان إیلاء الجاھلیة السنة والسنتین، وأکثر من ذٰلك، یقصدون بذٰلك إیذاء المرأة عند المساء ة. (الجامع لأحکام القرآن الکریم للقرطبي ۱۰۳/۳ دار إحیاء التراث العربي بیروت)

کان الرجل في الجاھلیة إذا غضب من زوجتہٖ حلف أن لا یطأھا السنة والسنتین، أو أن لا یطأھا أبدًا، ویمضي في یمینہٖ من غیر لومٍ أو حرجٍ، وقد تقضي المرأة عمرَھا کالمعلقة، فلا ھي زوجةٌ تتمتع بحقوق الزوجة، ولا ھي مطلقةٌ تستطیع أن تتزوج برجلٍ آخر، فیغنیه اللّٰہ من سعتہٖ. (الموسوعة الفقھیة ۲۲۱/۷ الکویت)

شریعت کی نظر میں ''اِیلاء'' کا مفہوم

چوں کہ طویل المیعاد مدت تک اِیلاء کو باقی رکھنے میں عورت کی شدید حق تلفی ہوتی تھی، اِس لئے اِسلامی شریعت میں اِس معاملہ میں وقت کی تحدید کردی گئی، اور وہ تحدید آزاد عورت کے حق میں چار مہینے

اور باندی کے حق میں دو مہینے ہے۔ پس اگر کوئی شخص اپنی آزاد بیوی سے چار مہینے یا اُس سے زیادہ مدت تک جماع نہ کرنے کی قسم کھالے، تو اگر چار مہینے کے اندر اُس سے جماع نہ کیا تو یہ مدت گذرتے ہی اُس پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور بیوی نکاح سے باہر ہوجائے گی۔ اور اگر چار مہینے کے اندر جماع کرلیا تو قسم ٹوٹ جائے گی، جس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا؛ لیکن کوئی طلاق یا تفریق واقع نہ ہوگی۔

چناں چہ قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا گیا:

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآئُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ. وَاِنْ عَزَمُوْا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. (البقرة: ۲۲۶-۲۲۷)

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے سے قسم کھالیتے ہیں، اُن کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے، پھر اگر باہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اور اگر طلاق کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

بلاشبہ اِس بارے میں شریعت کا مقرر کردہ اُصول ہر اعتبار سے بہتر اور انجام کے اعتبار سے مفید ہے، اِس کی وجہ سے بیوی معلقہ بننے سے بچ جاتی ہے، اور شوہر کو اُس پر صریح ظلم کا موقع نہیں رہتا۔

فلما جاء الإسلام أنصف المرأة ووضع للإيلاء أحكامًا خففت من إضراره، وحدد للمولي أربعة أشهرٍ، وألزمه إما بالرجوع إلىٰ معاشرة زوجه وإما بالطلاق عليه. (الموسوعة الفقهية ۲۲۱/۷ الكويت، المكتبة الشاملة)

هو الحلف علىٰ ترك قِربانها مدته الخ. وحكمه وقوع طلقة بائنة إن برّ ولم يطأ الخ. والمدة أقلها للحرة أربعة أشهر وللأمة شهران، ولا حدّ لأكثرها فلا إيلاء بحلفه علىٰ أقل من الأقلين. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۵۷/۵-۶۱ زكريا، مجمع الأنهر ۹۴/۲-۹۵ فقيه الأمة، البحر الرائق ۱۰۰/٤، مستفاد: مسائل بهشتى زيور ۵۳۷/۱)

چار مہینے کی مدت کی تعیین کیوں؟

یہاں یہ سوال ہوسکتا ہے کہ شریعت نے اِیلاء کے مسئلہ میں چار مہینے کی مدت ہی کیوں متعین کی؟ اِس کی کیا وجہ ہے؟ تو اِس بارے میں حضراتِ علماء نے یہ لکھا ہے کہ عام حالات میں عورت کے لئے چار مہینے سے زیادہ شوہر سے الگ رہنا مشکل ہوتا ہے۔ چناں چہ منقول ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رات میں مدینہ منورہ میں گشت فرما رہے تھے، تو آپ نے ایک گھر سے چند اشعار کی آواز سنی، جن میں کوئی عورت اپنے شوہر کی جدائی پر بے قراری کا اظہار

کر رہی تھی، صبح کو آپ نے اُس عورت کو بلایا، اور اُس سے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے؟ تو اُس نے کہا کہ آپ نے اُس کو عراق کی جنگ میں بھیج رکھا ہے، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیگر عورتوں سے اِس کی تحقیق کی کہ عورت زیادہ سے زیادہ کتنے دن تک شوہر کی جدائی پر صبر کرسکتی ہے؟ تو یہ بات واضح ہوئی کہ چار مہینے کی مدت پر عورت کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوجاتا ہے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حکم جاری کردیا کہ کسی بھی سپاہی کو چار مہینے سے زیادہ بیک وقت جہاد کے لئے نہ بھیجا جائے، اور ایسا نظام بنایا جائے کہ ہر سپاہی چار مہینے میں گھر لوٹ آئے، پھر اُس کی جگہ دوسرے کو بھیجا جائے۔

وقد قيل: الأربعة الأشهر هي التي لا تستطيع ذات الزوج أن تصبر عنه أكثر منها؛ وقد روي أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يطوف ليلة بالمدينة، فسمع امرأة تنشد:

ألا طال هٰذا الليل واسود جانبه ❖ وأرّقني أن لا حبيب ألاعبه

فوالله لولا الله لا شيء غيره ❖ لزُعزع من هٰذا السرير جوانبه

مخافة ربي والحياء يكفّني ❖ وإكرامَ بعلي أن تُنال مراكِبُه

فلما كان من الغد استدعى عمر بتلك المرأة قال لها: أين زوجك؟ فقالت: بعثتَ بهٖ إلى العراق! فاستدعى نساء، فسألهن عن المرأة كم مقدار ما تصبر عن زوجها؟ فقلن شهرين، ويَقِلّ صبرها في ثلاثة أشهر، وينفَدُ صبرها في أربعة أشهر، فجعل عمر مدة غزوِ الرجل أربعة أشهر؛ فإذا مضت أربعةُ أشهر استردّ الغازين ووجه بقوم آخرين؛ وهٰذا والله أعلم يقوي اختصاص مدة الإيلاء بأربعة أشهر.

(الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي / سورة البقرة ۱۰۸/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت)

چار مہینے سے کم میں صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا

ایلاءِ شرعی کے وقوع کے لئے چار مہینہ یا اُس سے زیادہ مدت میں بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا شرط ہے، پس اگر کوئی شخص چار مہینے سے کم مدت میں صحبت نہ کرنے کی قسم کھائے، یا چار مہینے میں سے ایک دن کا بھی استثنیٰ کرکے قسم کھائے، تو اُس سے ایلاء کا وقوع نہ ہوگا۔ یعنی مذکورہ مدت بغیر صحبت کے گذر جانے پر بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ (البتہ اگر اِس مدت میں صحبت کرلی تو حانث ہونے کی وجہ سے شوہر پر قسم کا کفارہ واجب ہوگا)

الإیلاء: هو الیمین علیٰ ترك وطء المنکوحة أربعة أشهر، حتی لو عقد یمینه علیٰ ترك وطء المنکوحة أقل من أربعة أشهر لا یکون الإیلاء؛ بل یکون یمینًا.

(الفتاویٰ التاتارخانیة / الفصل الخامس والعشرون ۱۸٤/۵ رقم: ۷٦۱۲ زکریا)

نبی اکرم ﷺ کا اِیلاءِ صوری فرمانا

بعض وجوہات کی وجہ سے ناگواری پیش آنے کی بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تنبیہ ایک مہینے تک ازواجِ مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی تھی؛ چناں چہ ایک مہینے تک آپ سب ازواجِ مطہرات سے الگ ہوکر بالا خانے میں تشریف فرما رہے، اور جب مہینہ (۲۹؍ دن کا) پورا ہوا، اور آیاتِ تخییر نازل ہوئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، اور اُنہیں آیاتِ تخییر سنا کر اپنے والدین محترمین سے مشورہ کے بعد کوئی فیصلہ کرنے کی تلقین کی، چناں چہ بشمولِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سبھی اَزواجِ مطہرات نے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو ترجیح دیتے ہوئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وفاداری کا اظہار کیا۔ اِس بارے میں تفصیلی روایات بخاری شریف، کتاب المظالم والغصب / باب اماطۃ الاذیٰ ۱/۳۳۵ حدیث نمبر: ۲۴۰۵ ف: ۲۴۶۹ اور مسلم شریف وغیرہ میں موجود ہیں۔

اِس واقعہ میں چوں کہ چار مہینے یا اُس سے زیادہ کی قسم نہیں کھائی گئی ہے، اِس لئے یہ واقعہ ''اِیلاء شرعی'' کا تو نہیں ہے؛ البتہ صورۃً یہ اِیلاء ہے، اِسی لئے حدیث کی بعض روایات میں اِس پر بھی اِیلاء کا اطلاق کر دیا گیا ہے۔

تاہم اِس میں کوئی طلاق یا کفارہ وغیرہ واجب نہیں ہوا؛ کیوں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مہینے تک اَزواجِ مطہرات کے پاس نہ جانے کی اپنی قسم پوری فرمائی تھی۔

ذیل میں ایلاء سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

اِیلاء کا رکن

اِیلاء شرعی کا رکن یہ ہے کہ شوہر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی قسم کھا کر (یا شرط وجزاء کے ذریعہ اپنے اوپر ایسی چیز لازم کرکے جس کو عمل میں لانا اُس پر شاق ہو) ایسا لفظ بولے جو بیوی سے چار مہینے یا اُس سے زائد جماع نہ کرنے پر دلیل ہو، مثلاً یہ کہے کہ: ''اللہ کی قسم میں کبھی

بیوی کے پاس نہ جاؤں گا‘‘۔ یا مثلاً یہ کہے کہ: ’’اگر میں بیوی سے جماع کروں، تو مجھ پر پانچ سو روپئے صدقہ کرنا لازم ہے‘‘، وغیرہ۔

پس معلوم ہوا کہ اگر قسم کھائے بغیر شوہر مطلقاً بیوی کے پاس جانے سے رک جائے تو اِیلاء کا تحقق نہ ہوگا۔

وأما ركنه: فهو اللفظ الدالُ علىٰ منع النفس عن الجمع في الفرج مؤكدًا باليمين بالله تعالىٰ أو بصفاته أو باليمين بالشرط والجزاء. حتى لو امتنع من جماعها أو هجرها سنة أو أكثر من ذٰلك، لم يكن موليًا ما لم يأت بلفظ يدل عليه؛ لأن الإيلاء يمينٌ لما ذكرنا، واليمين تصرف قولي، فلا بد من القول. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام ٢٠٤/٣)

والإيلاء في الاصطلاح: يعرفه الحنفية أن يحلف الزوج بالله تعالىٰ أو بصفة من صفاته الذي يحلف بها: أن لا يقرب زوجته أربعة أشهر أو أكثر، أو أن يعلق علىٰ قربانها أمرًا فيه مشقة علىٰ نفسه الخ. (الموسوعة الفقهية ٢٢١/٧ الكويت)

ایلاء کی مدت

آزاد عورت کے حق میں ایلاء کی مدت کم از کم چار مہینے اور باندی کے لئے دو مہینے ہے۔

والمدة أقلها للحرة أربعة أشهر، وللأمة شهران، ولا حدّ لأكثرها، فلا إيلاء بحلفه علىٰ أقل من الأقلين. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٦١/٥ زكريا)

ایلاء کا حکم

ایلاء کا حکم یہ ہے کہ اگر چار مہینے تک بیوی سے صحبت نہ کی تو بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔ اور اگر متعینہ مدت کے اندر صحبت کرلی، تو اُس پر قسم کا کفارہ (یا جزاء معلق) واجب ہوگا، اور بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

وحكمه وقوع طلقة بائنةٍ إن برَّ ولم يطأ. ولزم الكفارة أو الجزاء المعلق إن حنث بالقربان أي الوطء حقيقة. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٥/٦٠-٦١ زكريا)

گونگے شخص کی طرف سے اِیلاء

اگر شوہر گونگا ہے؛ لیکن تحریر یا اِشارۂ معہودہ سے اُس کی طرف سے اِیلاء کرنے کا پختہ ثبوت ہوجائے، تو اُس کا اِیلاء معتبر ہوجائے گا، اور اِیلاء کے احکامات اُس پر اور اُس کی بیوی پر جاری ہوں گے۔

وإيلاء الأخرس بما يفهم منه من كتابةٍ أو إشارةٍ مفهومةٍ لازمٌ له. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ٣/١٠٣ دار إحياء التراث العربي بيروت)

غصہ میں اِیلاء

اگر کوئی شخص غصہ میں ایلاء کے صریح الفاظ بولے تو بھی اُس کا ایلاء بلاشبہ معتبر ہوجائے گا، اور اُس کے احکام اُس پر جاری ہوں گے۔

قال ابن المنذر: وهٰذا أصح؛ لأنهم لما أجمعوا أن الظهار والطلاق وسائر الأيمان، سواء في حال الغضب والرضا، كان الإيلاء كذٰلك. قلت: ويدل عليه عموم القرآن، وتخصيص حالة الغضب يحتاج إلىٰ دليل، ولا يؤخذ من وجهٍ يلزم، والله أعلم. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ٣/١٠٦ دار إحياء التراث العربي بيروت)

زبردستی شوہر سے اِیلاء کے الفاظ کہلوانے کا حکم

اگر شوہر کو ڈرا دھمکا کر زبردستی بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم لی جائے، تو بھی حسبِ شرائط اِیلاء کا حکم نافذ ہوجاتا ہے۔

أما عند الحنفية فإيلاء المكره معتبرة وترتب عليه آثاره التي سيأتي بيانها؛ لأن الإيلاء عندهم من التصرفات التي تصح مع الإكراه. (الموسوعة الفقهية ٧/٢٢٥)

غیر مدخولہ سے ایلاء

اِیلاء کی صحت کے لئے بیوی کا مدخولہ ہونا ضروری نہیں؛ لہٰذا جس طرح مدخولہ سے ایلاء معتبر ہے، اسی طرح غیر مدخولہ سے بھی ایلاء نافذ ہے۔

المدخول بها وغير المدخول بها سواءٌ في لزوم الإيلاء فيهما. (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي ۱۰۷/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ایلاء کے صریح یا قائم مقام صریح الفاظ

اِیلاء کے صریح الفاظ درج ذیل ہیں، مثلاً بیوی سے قسم کھا کر کہا:

الف:- میں تجھ سے جماع نہ کروں گا۔

ب:- میں تجھ سے قربت نہ کروں گا۔

ج:- میں تجھ سے وطی نہ کروں گا۔

د:- (باکرہ بیوی سے کہا) میں تیرا پردۂ بکارت زائل نہ کروں گا۔

ہ:- تیرے پاس جاکر غسل جنابت نہ کروں گا۔

و:- میں تیرے ساتھ نہ سوؤں گا، وغیرہ۔

درج بالا یا اِن جیسے کلمات سے بلانیت ایلاء کا تحقق ہوجائے گا، اور شوہر اِیلاء کے علاوہ کسی اور معنی کو مراد لے تو اُس کی بات قبول نہ ہوگی۔

أما الصريح فلفظ المجامعة بأن يحلف أن لا يجامعها، وأما الذي يجري مجرى الصريح، فلفظ القربان والوطء والمباضعة والافتضاض في البكر الخ، وكذا إذا حلف لا يغتسل منها؛ لأن الاغتسال منها لا يكون إلا بالجماع. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۵۴/۳-۲۵۵ زكريا)

والمتبادر من قولك فلان نام مع زوجته هو الوطء. (شامي، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۶۲/۵ زكريا)

اِیلاء کے کنائی الفاظ

اِیلاء کے کنائی الفاظ درج ذیل ہیں، مثلاً قسم کھا کر بیوی سے کہا:

الف:- میں تیرے پاس نہ آؤں گا۔

ب:- میں تجھے نہ ڈھانپوں گا۔

ج:- میں تیرے بدن سے بدن نہ ملاؤں گا۔

د:- میں تیرے سر سے اپنا سر نہ ملاؤں گا۔

ہ:- میں تیرے ساتھ بستر پر رات نہ گذاروں گا، وغیرہ۔

اِس طرح کے الفاظ میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا، اگر وہ ایلاء کی نیت کا اقرار کرے، تو اس سے ایلاء مراد ہوگا، اور اگر وہ ایلاء کا منکر ہو تو مطلق قسم کا حکم ہوگا، اور قسم توڑنے پر حسبِ ضابطہ کفارہ لازم ہوگا۔

والكناية كل لفظ لا يسبق إلى الفهم بمعنى الوقاع منه، ويحتمل غيره، ولا يكون إيلاء بلا نية، ويدين في القضاء. (شامي، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٥/٦٢ زكريا)

وأما الكناية: فنحو لفظة الاتيان والإصابة بأن حلف لا يأتيها أو لا يصيب منها يريد الجماع؛ لأنهما من كنايات الجماع ...... الخ. وكذا لفظة الغشيان بأن حلف لا يغشاها ...... الخ. وكذا إذا حلف لا يمس جلده جلدها ...... الخ. ولو حلف لا يجمع رأسي ورأسك وسادة، أو لا يؤويني وإياك بيت أو لا أبيت معك في فراش، فإن عنىٰ به الجماع فهو مولي. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ٣/٢٥٥ زكريا)

وأما الكناية: فهي كقولك: ''لا أمسك، لا آتيك، لا أدخل بك، لا أغشيك، لا يجمع رأسي ورأسك شيء، لا أبيت معك في فراش، لا أقرب فراشك'' فما لم ينو لا يكون إيلاء. (الفتاوىٰ التاتارخانية، الفصل الخامس والعشرون في الإيلاء ٥/١٨٩ رقم: ٧٦٢١ زكريا)

شعبان میں قسم کھائی کہ جب تک عاشوراء کا روزہ نہ رکھ لوں بیوی سے جماع نہ کروں گا

کسی شخص نے شعبان میں قسم کھائی کہ: ''جب تک دس محرم کا روزہ نہ رکھ لوں، میں بیوی سے جماع نہ کروں گا''، تو وہ ایلاء کرنے والا شمار ہوگا؛ اِس لئے کہ شعبان اور محرم کے درمیان چار مہینے سے زائد کا فاصلہ ہے۔ اور اگر اُس نے بیوی سے جماع یا رجوع نہ کیا تو چار مہینے گذرتے ہی بیوی پر طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور اگر چار مہینے کے اندر جماع کرلیا تو قسم کا کفارہ دینا لازم ہوگا۔

کما إذا قال وهو في شعبان: والله لا أقربك حتى أصوم المحرم؛ لأنه منع نفسه عن قربانها بما يصلح مانعًا؛ لأنه لا يمكنه قربانها إلا بحنث يلزمه وهو الكفارة. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۵۹/۳ زكريا)

بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ ''بچے کے دودھ چھوڑنے تک تجھ سے ہم بستر نہ ہوں گا''

اگر کسی کا بچہ چھوٹا ہو، اور اُس کے دودھ چھڑانے کے معروف وقت میں چار مہینے کا فاصلہ ہو، پھر وہ اپنی بیوی سے قسم کھا کر کہے کہ: ''جب تک یہ بچہ دودھ پینا نہ چھوڑے، میں تجھ سے ہمبستر نہ ہوں گا''، تو اِیلاء کا حکم نافذ ہوجائے گا، اور چار مہینے کے اندر اگر بیوی سے جماع نہ کیا تو بیوی مطلقہ بائنہ ہوجائے گی۔

وكذا لو قال: والله لا أقربك حتى تفطمي صبيك وبينها وبين الفطام أربعة أشهر فصاعدًا يكون موليًا. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲٦٠/۳ المكتبة النعيمية ديوبند)

کہا: ’’دابۃ الارض یا دجال کے ظاہر ہونے تک بیوی سے جماع نہ کروں گا

کسی شخص نے قسم کھائی کہ ’’جب تک دابۃ الارض نہ نکلے یا دجال ظاہر نہ ہو، یا سورج مغرب سے نہ طلوع ہو، اُس وقت تک بیوی سے جماع نہ کروں گا‘‘، تو ازروئے استحسان اس پر ایلاء کا حکم جاری ہوگا۔ اور چار مہینے کے اندر اگر رجوع نہ پایا گیا تو بیوی مطلقہ ہوجائے گی۔

ولو قال: واللّٰه لا أقربك حتى تخرج الدابة من الأرض، أو حتى يخرج الدجال، أو حتى تطلع الشمس من مغربها ...... الخ. وفي الاستحسان: يكون موليًا؛ لأن حدوث هٰذه الأشياء لها علامات يتأخر عنها بأكثر من مدة الإيلاء ...... الخ. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۰/۳ زكريا)

کہا: ’’قیامت تک بیوی سے جماع نہ کروں گا‘‘

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ: ’’میں قیامت تک بیوی سے وطی نہ کروں گا، تو وہ ایلاء کرنے والا شمار ہوگا۔

قال: واللّٰه لا أقربك حتى تقوم الساعة كان موليًا، وإن كان يمكن في العقل قيام الساعة ساعة فساعة؛ لكن قامت دلائل الكتاب العزيز والسنن المشهورة علىٰ أنها لا تقوم إلا بعد تقدم أشراطها العظام. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۰/۳ زكريا)

جب تک تو میری بیوی رہے گی تیرے سے جماع نہ کروں گا

شوہر نے بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ ’’جب تک تو میری بیوی رہے گی میں تیرے قریب نہ جاؤں گا‘‘ تو وہ ایلاء کرنے والا ہوگا۔ اگر چار مہینے کے اندر بیوی کے پاس نہ گیا تو اس پر طلاق بائن واقع ہوجائے گی۔

قال: واللّٰہ لا أقربك ما دمت زوجك أو ما دمت زوجتي …… الخ، كان موليًا …… الخ. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۰/۳-۲۶۱ زكريا)

کہا: ''زندگی بھر تیرے پاس نہ آؤں گا''

شوہر نے بیوی سے غصہ ہوکر قسم کھائی کہ: ''اَب زندگی بھر تیرے قریب نہ آؤں گا'' تو وہ اِیلاء کرنے والا شمار ہوگا، اور اگر اُس نے چار مہینے کے اندر بیوی سے وطی نہ کی تو وہ مطلقہ بائنہ ہوجائے گی۔

قال: واللّٰہ لا أقربك …… أو ما دمت حيًا أو ما دمت حية، ولو قال: ذٰلك كان موليًا. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۰/۳-۲۶۱ زكريا)

بیوی سے کہا: ''اگر میں تجھ سے جماع کروں تو مجھ پر قسم کا کفارہ ہے''

اگر کسی شخص نے بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ: ''اگر میں تجھ سے وطی کروں تو مجھ پر قسم کا کفارہ واجب ہے'' تو وہ اِیلاء کرنے والا ہوگا۔ اگر چار مہینے کے اندر جماع کرے گا تو حسب شرط کفارہ قسم واجب ہوگا، اور اگر چار مہینے تک بیوی کے پاس نہ گیا تو بیوی پر طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔

ولو قال: إن قربتك فعلي كفارة، أو قال: فعلي يمين فهو مولٍ. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۳/۳ زكريا)

بیوی سے کہا کہ: ''تو مجھ پر مردار اور خنزیر کی طرح حرام ہے''

اگر کوئی شخص حرمت کی نیت سے بیوی سے کہے کہ: ''تو مجھ پر اِسی طرح حرام ہے جیسے مردار اور خنزیر حرام ہوتا ہے'' تو یہ شخص اِیلاء کرنے والا ہوگا، اگر چار مہینے تک بیوی کے پاس نہ گیا تو بیوی مطلقہ بائنہ ہوجائے گی۔

وقالوا فيمن قال لامرأته: أنتِ علي كالدم أو الميتة أو لحم الخنزير أو كالخمر أنه يسأل عن نيته …… الخ. وإن نوى التحريم فهو إيلاء؛ لأنه شبهها بما

هو محرم. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في شرائط ركن الإيلاء ٢٦٨/٣ زكريا)

اِیلاء کرنے کے بعد بیوی کو طلاق دے دی

اگر کسی شخص نے بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی، پھر مدتِ اِیلاء یعنی چار مہینہ گذرنے سے پہلے بیوی کو طلاقِ بائن دے دی، اور وہ طلاق کی عدت گذارنے لگی، اور اِیلاء کی مدت پوری ہونے تک وہ معتدہ ہی رہی، تو اِیلاء کی مدت گذرتے ہی اُس پر دوسری طلاق پڑ جائے گی۔ اور اگر اِیلاء کی مدت پوری ہونے سے پہلے اُس کی عدتِ طلاق پوری ہوگئی، تو اَب اِیلاء کی مدت پوری ہونے پر مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وما لو آلىٰ من زوجته الحرة ثم أبانها بطلقة ثم مضت مدة الإيلاء، وهي معتدة فإنه يقع عليها أخرىٰ كما سيأتي. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٥٨/٥ زكريا)

اِیلاءِ مؤبد میں نکاحِ ثانی اور تفریق کے بعد شوہرِ اول سے دوبارہ نکاح؟

اگر کسی شخص نے بیوی سے مخاطب ہوکر کہا کہ: ’’بخدا میں تجھ سے کبھی بھی صحبت نہ کروں گا‘‘ پھر ۴؍مہینے تک اُس سے صحبت نہیں کی، تا آں کہ بعد وقوعِ طلاق وعدت عورت نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلیا، بعد اَزاں اُس دوسرے مرد سے طلاق لے کر عدت گذار کر اگر عورت اپنے شوہرِ اَول سے نکاح کرلے، تو اِیلاءِ سابق کا حکم مسلسل باقی رہے گا۔ یعنی اگر نکاحِ ثانی کے بعد ۴؍مہینے تک شوہرِ اول نے صحبت نہ کی تو بیوی پر دوسری طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، اور اگر صحبت کرلی تو قسم کا کفارہ دینا واجب ہوگا۔

وأجمعوا علىٰ أنها لو عادت إليه بعد الزوج الثاني ومضت أربعة أشهرٍ من غير قربانٍ أنه يقع عليها تطليقةً أخرىٰ. وفي الهداية: واليمين باقية، فإن وطئها كفر عن يمينه. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ١٩٧/٥ رقم: ٧٦٤٦ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٦٧/٥ زكريا)

بغیر قسم کھائے کہا ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھے طلاق''

اگر کسی نے قسم کھائے بغیر بیوی سے کہا کہ: ''اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو تجھے طلاق'' تو اِس جملہ سے بھی اِیلاء واقع ہوجائے گا، پس اگر اَب صحبت کرے گا تو ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی، اور اِیلاء کا حکم ختم ہوجائے گا؛ تاہم قسم کا کفارہ واجب نہیں ہوگا، اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینہ کے بعد طلاق بائن پڑ جائے گی اَب بغیر نکاح کے بیوی حلال نہ ہوگی۔

فإن قربها في المدة حنث ففي الحلف بالله وجبت الكفارة، وفي غيره وجب الجزاء وسقط الإيلاء. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٦٥/٥ زكريا، الهداية ٤٠١/٢ دار الكتاب ديوبند)

بیوی سے صحبت کرنے پر مشقت والی عبادت اپنے اوپر لازم کرنا

اگر کسی شخص نے بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ ''اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو میرے ذمہ ایک حج یا ایک عمرہ یا ایک روزہ یا ایک قربانی یا سو رکعت نماز وغیرہ واجب ہے'' تو اِس طرح قسم کھانے پر اِیلاء کا تحقق ہوجائے گا، اَب اگر صحبت نہ کی اور چار مہینے گذر گئے تو طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی۔ اور اگر چار مہینے سے قبل صحبت کرلی تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔

أو إن قربتكِ فعليّ حجٌ أو نحوه مما يشق الخ، فإن قربها في المدة حنث الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٦٤/٥ زكريا)

بیوی سے صحبت کرنے پر کوئی آسان عبادت اپنے اوپر لازم کرنا

اگر کسی شخص نے اِس طرح قسم کھائی کہ: ''اگر میں بیوی سے صحبت کروں تو میرے اوپر دو رکعت پڑھنا (یا اور کوئی ہلکی پھلکی عبادت کرنا) لازم ہے''، تو ایسی صورت میں ایلاء کا حکم نہ ہوگا؛ البتہ قسم ٹوٹنے کی صورت میں لازم کردہ عبادت کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ (مسائل بہشتی زیور ۵۳۹/۱ کراچی)

بخلاف فعلي صلاة ركعتين فليس بمولٍ لعدم مشقتهما. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٥/٦٤ زكريا)

وإن لزماه بالحنث لصحة النذر بهما. (شامي / باب الإيلاء ٥/٦٤ زكريا)

صحبت کرنے پر کوئی ایسا کام لازم کرنا جو واجب نہ ہو

بیوی سے کہا کہ: ''اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو مثلاً میرے اوپر قرآنِ پاک کا ایک پارہ پڑھنا واجب ہے، یا ۱۰؍مرتبہ وضو کرنا واجب ہے''۔ تو چوں کہ یہ اعمال ایسے ہیں جو نذر ماننے سے واجب نہیں ہوتے، اِس لئے اِن کے ذریعہ اِیلاء کا تحقق بھی نہ ہوگا، اور نہ ہی صحبت کرنے سے کوئی چیز واجب ہوگی۔

ولا يصح النذر بقراءة القرآن وصلاة الجنازة وتكفين الموتىٰ، كما في أيمان القهستاني، فإذا لم يصح نذره أمكنه قربانها بلا شيء يلزمه أصلاً، كما لو قال: إن قربتك فعليّ ألف وضوء فلا يكون موليًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ٥/٦٤ زكريا)

اِیلاء کرنے کے بعد مدتِ اِیلاء میں صحبت سے عاجزی ہوگئی

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے اِیلاء کیا پھر:

الف:- بیوی یا خود شوہر ایسی طویل بیماری میں مبتلا ہوگیا کہ مدتِ اِیلاء (چار مہینے) میں صحبت کی اُمید نہ رہی۔

ب:- لمبے سفر پر چلا گیا کہ چار مہینے میں واپسی نہ ہوسکی۔

ج:- ناحق جیل میں قید ہوگیا کہ مدتِ اِیلاء میں صحبت کا اِمکان نہ رہا، وغیرہ۔ تو اِس طرح کے حقیقی اَعذار کی وجہ سے شوہر مدتِ اِیلاء کے اندر اندر اِیلاء سے زبانی یا تحریری طور پر رجوع کرسکتا ہے۔ پس اگر رجوع کرلیا تو مدتِ اِیلاء گذرنے پر طلاق واقع نہ ہوگی؛ البتہ آئندہ جب بھی وہ بیوی سے صحبت کرے گا تو قسم ٹوٹنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔

عجز عجزًا حقيقيًا الخ، عن وطئها لمرض بأحدهما أو صغرها أو رتقها الخ، أو بمسافة لا يقدر علىٰ قطعها في مدة الإيلاء أو لحبسه الخ، لا بحق الخ، ففيئه نحو قوله: بلسانه "فئت إليها" أو راجعتك أو أبطلت الإيلاء. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۵/۷۱-۷۲ زكريا)

رجوع کے بعد مدتِ اِیلاء میں عاجزی ختم ہوگئی

اگر حقیقی عاجزی کی وجہ سے شوہر نے اِیلاء سے زبانی یا تحریری رجوع کرلیا تھا؛ لیکن پھر مدتِ اِیلاء میں وہ عاجزی ختم ہوگئی، مثلاً مرض ٹھیک ہوگیا یا جیل سے باہر آگیا وغیرہ، تو اَب سابقہ رجوع کالعدم ہوجائے گا، اور طلاق سے بچنے کی واحد شکل یہ ہوگی کہ مدتِ اِیلاء کے ختم ہونے سے پہلے فعلی جماع کرکے قسم کا کفارہ ادا کرے۔

فإن قدر على الجماع في المدة ففيئه الوطي في الفرج. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۵/۷۳ زكريا)

○❖○

کتاب اللعان

(شوہر کی طرف سے بچہ کی نفی کرنا)

لعان کے مسائل

لعان کے لغوی معنی

لعان کے لغوی معنی ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے اور دھتکارنے کے آتے ہیں۔

هو لغة: مصدر لاعن كقاتل، من اللعن، وهو الطرد والإبعاد. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٤٨/٥ زكريا)

لعان کی اصطلاحی تعریف

لعان کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ مرد (شوہر) قسم کے ساتھ گواہی کے چار کلمات کے ذریعہ اپنی بیوی سے پیدا شدہ بچہ کی نفی کے بارے میں اپنی سچائی کا دعویٰ کرے، اور پانچویں گواہی میں اپنے اوپر جھوٹے ہونے کی شکل میں لعنت بھیجے۔

اور عورت (بیوی) قسم کے ساتھ مرد کے جھوٹے ہونے پر چار مرتبہ گواہی کے کلمات بولے، اور پانچویں مرتبہ مرد کے سچے ہونے کی صورت میں اپنے اوپر اللہ کے غضب کا اقرار کرے۔

مرد کے حق میں یہ گواہیاں حد قذف کے قائم مقام ہوں گی، اور عورت کے حق میں حد زنا کے درجہ میں ہوں گی۔

وشرعًا شهادات أربعة كشهود الزنا، مؤكداتٌ بالأيمان مقرونةً شهادته باللعن، وشهادتها بالغضب …… الخ. قائمةً شهاداته مقام حد القذف في حقه. وشهاداتها مقام حد الزنا في حقها، أي إذا تلاعا سقط عنه حد القذف، وعنها حد الزنا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٤٩/٥ زكريا)

آیاتِ لعان کا شانِ نزول

اِسلام ہر طرح کی بے حیائی اور فحاشیت کا سخت مخالف ہے، اِسی لئے اِسلامی حکومت میں زنا کے اِرتکاب پر سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ پس اگر کنوارے مرد وعورت سے زنا کا صدور ہو، اور اقرار یا چار مردوں کی گواہی سے اُس کا شرعی عدالت میں ثبوت ہوجائے، تو برسرِ عام ایسے مجرموں کو سو سو کوڑے لگانے کا حکم ہے۔

اوراگر یہ جرم شادی شدہ مرد یاعورت سے صادر ہو،اور شرعی ضابطوں سے اُس کا ثبوت ہوجائے، تو پھر رجم کی سزا ہے۔یعنی ایسے مرد یاعورت کو پتھروں سے اتنا مارا جائے کہ اُس کی جان جاتی رہے۔

اور چوں کہ یہ سزائیں بہت سخت ہیں، اور اِس کا بہت اِمکان ہے کہ کوئی شخص کسی سے دشمنی نکالنے کے لئے کسی پر زنا کی تہمت لگادے، اور اِس بہانے اُس پر حد زنا جاری کردی جائے، اِس لئے شریعت اسلامیہ نے اِس سزا کے غلط استعمال پر روک لگانے کے لئے یہ حکم بھی دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پر زنا کی تہمت لگائے، تو اُسے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ۴؍عینی گواہ پیش کرنے پڑیں گے، جو اِس طرح صاف صاف گواہی دیں کہ اُس میں کوئی جھول نہ ہو۔ اگر تہمت لگانے والا شخص گواہیوں کا یہ نصاب پورا نہ کرسکے تو اُس پر حد قذف جاری ہوتی ہے، یعنی ۸۰؍کوڑے لگائے جاتے ہیں؛ تاکہ کوئی خواہ مخواہ کسی پاک دامن مرد یاعورت پر برائی کی تہمت نہ لگا سکے۔

اَب واقعہ یہ پیش آیا کہ جب حد قذف کی آیات نازل ہوئیں تو انصار مدینہ کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (جو بہت غیرت مند صحابی تھے) نے بڑے تعجب سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ: ’’کیا واقعۃً اِسی طرح آیت نازل ہوئی ہے؟ مجھے اِس بات پر تعجب ہے کہ اگر میں کسی کمینے کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں، تو میں جب تک ۴؍گواہ نہ لے آؤں، میں اُس سے کوئی تعرض نہ کروں، حالاں کہ جتنی دیر میں میں گواہ ڈھونڈ کر لاؤں گا، اتنے میں وہ کمینہ اپنا کام پورا کرچکا ہوگا‘‘۔ اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وفور غیرت میں یہ فرمایا کہ: ’’ایسے کمینے شخص پر تو میں تلوار سے ایسا وار کروں گا کہ وہ بچ نہیں پائے گا‘‘۔ (مسلم شریف ۱؍۴۹۱)

اِس بات کو کچھ ہی وقت گذرا تھا کہ ایک صحابی ’’ہلال بن اُمیہؓ‘‘ کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا، کہ اُنہوں نے خود اپنی آنکھوں سے اپنی بیوی کو دوسرے مرد کے ساتھ مبتلا دیکھا، صبح کو جب یہ بات عام ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ اَب ہلال بن اُمیہؓ پر حد قذف جاری ہوگی، تو حضرت ہلال بن اُمیہؓ نے فرمایا کہ چوں کہ میں بالکل سچا ہوں، تو مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے لئے کوئی بچاؤ کا راستہ نکالیں گے۔

چناں چہ اسی موقع پر لعان سے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں:

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ. وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں، اور اُن کے پاس اپنے علاوہ کوئی گواہ نہ ہو، تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ اللہ کی قسم کھاکر ۴؍مرتبہ گواہی دے کہ یقیناً وہ شخص سچا ہے، اور پانچویں مرتبہ یہ کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اُس پر اللہ کی پھٹکار

الْكَاذِبِيْنَ. وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ. وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ. (النور: ٦-٩)

ہے۔ اور عورت سے سزا ہٹ جائے گی اِس طرح کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر ۴؍ مرتبہ یہ گواہی دے کہ یقیناً وہ (تہمت لگانے والا مرد) جھوٹا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ یہ کہ اگر وہ شخص سچا ہے تو اُس عورت پر اللہ کا غضب ہو۔

اِن آیات کے نزول کے بعد پیغمبر علیہ السلام نے حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو بشارت سنائی، اور پھر اُن کی بیوی کو بھی بلوایا، اور اُس کے سامنے بھی آیات پڑھ کر سنائیں، پھر دونوں کو نصیحت کی کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بہت سخت ہے۔ تو حضرت ہلالؓ نے فرمایا کہ میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں، مگر عورت نے اُن کے دعویٰ کی تکذیب کی۔ چناں چہ آپ نے لعان کا حکم دیا، اولاً حضرت ہلالؓ نے ۴؍ مرتبہ گواہی دی کہ وہ سچے ہیں، اور پانچویں مرتبہ جب آپ لعنت کے الفاظ کہنے جارہے تھے، تو پھر پیغمبر علیہ السلام نے انہیں آخرت کے عذاب سے ڈرایا، مگر اُنہوں نے فرمایا کہ میں بالکل سچا ہوں، اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عذاب نہیں دیں گے، پھر اُنہوں نے لعنت والے کلمات ادا فرمائے۔ اُس کے بعد اُن کی بیوی سے اِس بات پر ۴؍ مرتبہ گواہیاں لی گئیں کہ حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں، اور پانچویں مرتبہ غضب کے کلمات کہنے سے پہلے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کو تنبیہ فرمائی، تو اِس پر وہ کچھ دیر ٹھٹکی، اور اعترافِ جرم کا کچھ ارادہ کیا؛ لیکن پھر کہنے لگی کہ میں اپنے خاندان کو رسوا نہ کروں گی، اور یہ کہہ کر پانچویں گواہی کے کلمات بھی اُس نے اَدا کردئے۔

اُس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اِن دونوں میاں بیوی میں تفریق کردی جائے اور اِس عورت کا بچہ باپ کی طرف منسوب نہ ہو، اور نہ ہی اُس بچہ کو کوئی ولد الزنا ہونے کا طعنہ دے الخ۔

نیز بعض روایات میں میں حضرت عویمر عجلانی کے متعلق بھی لعان کا واقعہ منقول ہے۔ (تلخیص از تفسیر ابن کثیر مکمل/ سورۂ نور ۹۲۶-۹۲۷ دارالسلام ریاض، بخاری شریف ۲/۶۹۵، مسلم شریف ۱/۴۹۰، سنن ابی داؤد ۱/۳۰۶-۳۰۷)

اِس پورے واقعہ سے اِس نازک معاملہ میں اِسلام کے صاف شفاف اور بصیرت اَفروز نظریہ کا بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جہاں ایک طرف زوجین کی عزتِ نفس کا خیال رکھا گیا ہے، وہیں بچہ کے مستقبل کو بھی تابناک رکھنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ ایسے پیچیدہ مسئلہ کا حل اِسلام کے علاوہ کسی اور شریعت میں ملنا دشوار ہے۔

اَب ذیل میں لعان سے متعلق مزید ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں:

لعان جاری ہونے کی شرطیں

لعان کا حکم اُسی وقت جاری ہوگا جب کہ درج ذیل شرائط پائی جائیں:

(۱) زوجین کا آزاد ہونا۔

(۲) عقل مند ہونا۔

(۳) بالغ ہونا۔

(۴) مسلمان ہونا۔

(۵) بولنے کی صلاحیت ہونا۔ (لہٰذا زوجین یا اُن میں سے کوئی ایک گونگا ہوتو لعان کا حکم نہ ہوگا)

(۶) کسی کا محدود فی القذف نہ ہونا۔ (پس اگر زوجین میں سے کسی پر بھی پہلے حد قذف یا عورت پر حد زنا جاری ہو چکی ہوتو لعان نہ ہوگا)

(۷) مرد کی طرف سے بیوی پر صراحةً زنا کی تہمت لگانا، یا بچہ کا انکار کرنا۔

(۸) شوہر کی طرف سے اپنے دعویٰ پر بینہ قائم نہ کرنا۔

(۹) عورت کی طرف سے صراحةً زنا کا انکار پایا جانا۔

(۱۰) زوجین میں اَزدواجی رشتہ برقرار رہنا۔ (پس مطلقہ بائنہ یا مردہ بیوی سے لعان نہ ہوگا)

(۱۱) زوجین میں نکاح صحیح پایا جانا۔ (پس اگر نکاح فاسد ہوتو لعان نہ ہوگا)

(۱۲) یہ واقعہ دارالاسلام میں پیش آنا۔ (لہٰذا جس ملک میں اسلامی نظامِ حدود وقصاص جاری نہ ہو وہاں لعان کا حکم بھی جاری نہ ہوگا)

وشرطه قيام الزوجية وكون النكاح صحيحًا لا فاسدًا. (الدر المختار) وفي الشامي: فلا لعان بقذف المنكوحة فاسدًا أو المبانة ولو بواحدةٍ، بخلاف المطلقة رجعيةً، ولا بقذف زوجته الميتة. ويشترط أيضًا الحرية والعقل والبلوغ والإسلام والنطق وعدم الحد في قذفٍ، وهٰذه شروطٌ راجعةٌ إليهما، ويشترط في القاذف خاصةً عدم إقامة البينة علىٰ صدقه، وفي المقذوف خاصةً

إنكارها وجود الزنا منها وعفتها عنه، ويشترط أيضًا كون القذف بصريح الزنا، وكونه في دار الإسلام، هٰذا حاصل ما في البحر عن البدائع، ونفي الولد بمنزلة الصريح الزنا. (شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٤٩/٥-١٥٠ زكريا)

لعان کا سبب

لعان کا سبب یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے بیوی پر زنا کی ایسی تہمت لگائی جائے کہ اگر اُس طرح کی تہمت کسی اجنبی شریف عورت پر لگائی جاتی تو وہ شوہر حدقذف (تہمت لگانے کی سزا) کا مستحق قرار پاتا۔ (کیوں کہ وہ ۴؍گواہوں کے ذریعہ جرم ثابت نہیں کر پا رہا)

وسببه: قذف الرجل زوجته قذفًا، يوجب الحد في الأجنبية خصت بذٰلك لأنها هي المقذوفة فتتم لها شروط الإحصان. (الدر المختار ١٤٩/٥-١٥٠ زكريا)

لعان کا حکم

لعان کا حکم یہ ہے کہ اگر زوجین لعان کے کلمات کہہ لیں اور مقررہ قسمیں کھالیں، تو اُن کے درمیان کسی طرح کا اِزدواجی تعلق حلال نہیں رہتا۔ (البتہ اگر بعد میں کبھی حکم لعان مرتفع ہوجائے، مثلاً شوہر اپنے دعویٰ سے رجوع کرلے، یا اُس پر کسی اور پر تہمت لگانے کی وجہ سے حد قذف جاری ہوجائے، یا وہ عورت خود زنا کی مرتکب ہوجائے، تو اُس مرد کے لئے مذکورہ عورت سے نکاح حرام نہیں رہتا)

وحكمه: حرمة الوطء والاستمتاع بعد التلاعن، ولو قبل التفريق بينهما، لحديث: "المتلاعنان لا يجتمعان أبدًا". (الدر المختار) أي ما دام حكمه باقيًا، فلو خرجا أو أحدهما عن أهلية اللعان لهٗ أن ينكحها كما يأتي.

(شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٠/٥ زكريا)

وإن أكذب نفسَه ...... الخ، حُدَّ للقذف، وله بعد ما كذّب نفسَه أن ينكحها حُدَّ أولاً. وكذا إذا قذف غيرها فحُدَّ أو صدقته أو زنتْ وإن لم تُحد

لزوال العفة، والحاصل أن له تزوُّجها إذا خرجا أو أحدُهما عن أهليةِ اللعانِ.

(الدر المختار، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۹/۵-۱۶۰ زکریا)

شوہر کا بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد لعان سے انکار کرنا

اگر کسی شوہر نے اپنی پاک دامن (عفیفہ) بیوی پر صراحۃً زنا کی تہمت لگائی اور اُس کے بعد بچہ کا اپنے سے نسب ثابت کرنے سے انکار کیا، تو قاضی اولاً شوہر سے لعان کا مطالبہ کرے گا، اگر شوہر لعان کرنے میں ٹال مٹول کرے تو اُسے جیل میں ڈالا جائے گا کہ یا تو لعان کرے یا بیوی پر زنا کی تہمت کے دعویٰ سے رجوع کرے۔ پس اگر لعان کرے تو بیوی سے بھی حسب ضابطہ لعان کرایا جائے گا، اور اگر وہ بیوی پر زنا کی تہمت کے دعوے سے رجوع کرلے اور کہے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا، تو اُس پر حد قذف (۸۰/کوڑے کی سزا) جاری ہوگی۔

فمن قذف بصريح الزنا في دار الإسلام زوجته الحية بنكاح صحيحٍ الخ، لاعن الخ، فإن أبى حبس حتى يلاعن أو يكذب نفسه فيحد للقذف. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۱/۵-۱۵۳ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ۵۷۱/۱ المکتبة الإتحاد دیوبند، بدائع الصنائع ۳۷۷/۳ زکریا)

بیوی سے لعان کا مطالبہ کب ہوگا؟

جب شوہر لعان کی قسمیں کھالے گا تو اَب قاضی بیوی سے لعان کا مطالبہ کرے گا؛ اِس لئے کہ یہاں مدعی شوہر ہے، پس کارروائی کا آغاز اسی سے ہوگا۔ نیز قرآنِ کریم اور اَحادیث شریفہ میں ترتیب بھی یہی ہے۔

فإن لاعن لا عنت بعده؛ لأنه المدعي. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۳/۵ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ۵۷۱/۱ مکتبة الإتحاد دیوبند، بدائع الصنائع ۳۷۶/۳ زکریا)

بیوی کی طرف سے لعان میں ٹال مٹول

اگر شوہر سے لعان کے بعد بیوی لعان کرنے میں ٹال مٹول کرے تو اُسے قید کردیا

جائے گا؛ تا آں کہ وہ لعان کرے یا پھر شوہر کے قول کی تصدیق کرے؛ تاہم محض شوہر کے قول کی تصدیق کی وجہ سے نہ تو اُس پر حد زنا جاری ہوگی اور نہ ہی بچہ کے نسب کی شوہر سے نفی کی جائے گی، اور نہ ہی شوہر پر حد قذف جاری کی جائے گی۔

وإلا حبست حتی تلاعن أو تصدقه فيندفع به اللعان، ولا تحد وإن صدقته أربعًا؛ لأنه ليس بإقرار قصدًا. ولا ينتفي النسب؛ لأنه حق الولد فلا يصدقان في إبطاله. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٣/٥-١٥٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٥٧١/١ المكتبة الإتحاد ديوبند، بدائع الصنائع ٣٧٧/٣ زكريا)

بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد اُسے طلاقِ بائن دے دی

اگر شوہر نے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی اور ابھی لعان کی نوبت نہ آئی تھی کہ بیوی کو طلاقِ بائن (یا مغلظہ) دے دی، تو اَب لعان اور حد قذف کا حکم ساقط ہوجائے گا۔ حتیٰ کہ آئندہ اگر وہ بیوی کبھی اس کے نکاح میں لوٹ آئے، پھر بھی لعان کا حکم جاری نہ ہوگا۔

ويسقط اللعان بعد وجوبه بالطلاق البائن، ثم لا يعود بتزوجها بعده؛ لأن الساقط لايعود (الدر المختار) وفي كافي الحاكم: وإذا قذف الرجل امرأته ثم بانت منه بطلاق أو غيره فلا حد عليه ولا لعان؛ لأن حده كان اللعان، فلما لم يستقر اللعان بعد البينونة لم يحول إلى الحد، ولو أكذب نفسه لم يحد. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٦/٥ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٥٧٠/١ المكتبة الإتحاد ديوبند، بدائع الصنائع ٣٨٧/٣ زكريا، المحيط البرهاني ٢٢٣/٥ المجلس العلمي)

بیوی سے کہا: تجھے تین طلاق اے زانیہ!

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ’’تجھے تین طلاق اے زانیہ (بدکار)‘‘ تو شوہر پر حسبِ شرائط حد قذف (۸۰/کوڑے کی سزا) جاری ہوگی؛ (کیوں کہ اُس نے طلاق پہلے دی ہے اور زانیہ بعد میں کہا ہے، تو گویا اُس نے اجنبیہ پر زنا کی تہمت لگائی)

ولو قال: أنت طالق ثلاثًا يا زانية! يجب الحد، ولا يجب اللعان؛ لأنه قذفها بعد الإبانة وهي أجنبية بعد الإبانة وقذف الأجنبية يوجب الحد لا اللعان. (بدائع الصنائع، كتاب اللعان / فصل في بيان ما يسقط اللعان بعد وجوبه ۳۸۷/۳ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ۱۵٦/۵ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۵۷۲/۱ مكتبة الإتحاد ديوبند، البحر الرائق ۱۹۲/٤ زكريا)

بیوی سے کہا: اے زانیہ! تجھے تین طلاق

اگر شوہر نے بیوی سے کہا: ''اے زانیہ! تجھے تین طلاق'' تو اِس صورت میں نہ تو لعان کا حکم ہوگا اور نہ شوہر پر حدِ قذف جاری ہوگی؛ (کیوں کہ بدکاری کی تہمت پہلے لگائی ہے اور طلاقِ بائنہ مغلظہ بعد میں دی ہے، اَب وہ لعان کا محل نہیں رہی)

ولو قال: يا زانية! أنت طالق ثلاثًا، لم يلزمه الحد ولا اللعان أي لحصول البينونة بعد وجوب اللعان. (شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵٦/۵ زكريا)

واللعان لا يجري في غير الأزواج. (بدائع الصنائع، كتاب اللعان / فصل في بيان ما يسقط اللعان بعد وجوبه ۳۸۷/۳ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۵۷۲/۱ جديد زكريا، البحر الرائق ۱۹۲/٤ زكريا)

لعان کے بعد تفریق کب ہوگی؟

اگر شوہر اور بیوی دونوں نے قاضی کے کہنے پر لعان کی قسمیں کھالیں، تو اگر چہ ان دونوں کے درمیان جنسی انتفاع حلال نہ رہے گا؛ لیکن محض اِس عمل لعان سے ان میں قانوناً تفریق نہ ہوگی؛ بلکہ قاضی کی طرف سے تفریق کا حکم ضروری ہوگا۔ پس اگر قاضی کی طرف سے تفریق سے قبل شوہر طلاقِ بائن دے دے تو وہ واقع ہوگی، اور اِس دوران اگر ان میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو اُن کے درمیان وراثت جاری ہوگی؛ البتہ اگر شوہر اپنے دعویٰ سے رجوع کرلے تو بیوی سے انتفاع حلال ہوگا، تجدید نکاح کی ضرورت نہ ہوگی۔

بانت بتفريق الحاكم فيتوارثان قبل تفريقه الذي وقع اللعان عنده (الدر

المختار) لأنها امرأته ما لم يفرق القاضي بينهما كافي نعم يحرم الوطء ودواعيه قبل التفريق كما مر ويأتي. ثم هٰذا تفريع على المفهوم وهو أنه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفريق الحاكم، ويتفرع عليه أيضًا في السعدية عن الكفاية أنه لو طلقها في هٰذه الحالة طلاقًا بائنًا يقع. وكذا لو أكذب نفسه حل له الوطء من غير تجديد النكاح، وعند الشافعي تقع الفرقة بنفس اللعان. (شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان، مطلب في الدعاء باللص على معين ١٥٧/٥ زكريا، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الحادي عشر في اللعان ٥٧١/١ جديد زكريا)

وحرم وطؤها بعد اللعان قبل التفريق لما مر. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٨/٥ زكريا، ومثله في المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الخامس والعشرون مسائل اللعان ٢٢٢/٥ رقم: ٥٦٤٨ المجلس العلمي)

تفریق سے قبل قاضی معزول ہوجائے یا وفات پاجائے؟

اگر شوہر بیوی میں لعان ہو چکا تھا؛ لیکن ابھی قاضی نے تفریق کا حکم جاری نہ کیا تھا کہ اُسے معزول کردیا گیا، یا اُس کی وفات ہوگئی، تو اَب بیوی کے مطالبہ پر نئے قاضی کے سامنے ازسرِ نو لعان کی کارروائی ہوگی، سابقہ لعان کالعدم سمجھا جائے گا۔

فلو لم يفرق الحاكم حتى عزل أو مات استقبله الحاكم الثاني (الدر المختار) أي استأنف اللعان الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٨/٥ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الخامس والعشرون مسائل اللعان ٢٢٣/٥ رقم: ٥٦٤٩ المجلس العلمي، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٩٧/٤ زكريا)

شوہر سے بچہ کے نسب کی نفی کی شرائط

اگر شوہر نے بیوی پر یہ اِلزام لگایا ہو کہ اُس کا پیدا شدہ بچہ شوہر کے نطفہ سے نہیں ہے، اور اِس بنیاد پر قاضی نے شوہر بیوی سے لعان کرایا ہو، تو محض لعان کرنے سے بچہ کا نسب شوہر

سے منقطع نہ ہوگا؛ بلکہ اِس کے لئے قاضی کی طرف سے نسب کی نفی کا حکم دینا ضروری ہے، اور قاضی اُسی وقت نسب کی نفی کا فیصلہ کرے گا، جب کہ درج ذیل ۶؍شرطیں پائی جائیں:

(۱) لعان کرنے والے میاں بیوی میں قاضی کی طرف سے تفریق کا فیصلہ کردیا جائے۔

(۲) شوہر کی طرف سے بچہ کی نفی کا دعویٰ بچہ کی ولادت کے چند دنوں کے اندر اندر کیا گیا ہو (لہٰذا اگر تاخیر سے دعویٰ کیا گیا تو نسب کی نفی نہ ہوگی)

(۳) دعویٰ سے پہلے شوہر کی طرف سے اُس بچہ کو اپنانے کا کوئی ظاہری قرینہ یا اقرار نہ پایا گیا ہو۔ (مثلاً بچہ کی پیدائش پر مبارک باد قبول کرنا یا سامانِ ولادت خریدنا وغیرہ)

(۴) تفریق کے فیصلہ کے وقت بچہ باحیات ہو۔

(۵) اُس عورت سے پہلے بچہ کی پیدائش اور اُس کے بارے میں لعان کے بعد اُسی بطن سے دوسرا بچہ پیدا نہ ہوا ہو (اگر دوسرا بچہ لعان کے بعد پیدا ہوگا تو دونوں بچوں کا نسب بہر حال ضرورۃً شوہر ہی سے ثابت ہوگا)

(۶) اُس بچہ کے بارے میں قبل ازیں کسی مقدمہ میں شوہر سے نسب ثابت نہ کیا گیا ہو۔

وإن قذف الزوج بولد حي نفى الحاكم نسبه عن أبيه، وألحقه بأمه بشرط صحة النكاح (الدر المختار) **أي لا بد أن يقول: قطعت نسب هٰذا الولد عنه بعد ما قال: فرقت بينكما كما روي عن أبي يوسف. وفي المبسوط: هٰذا هو الصحيح؛ لأنه ليس من ضرورة التفريق نفي النسب كما بعد الموت يفرق بينهما، ولا ينتفي النسب الخ.** (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ۵/۱۵۸-۱۵۹ زكريا)

وأما شروط النفي فستة (الدر المختار) الأول: التفريق الثاني: أن يكون عند الولادة أو بعدها بيوم أو يومين. الثالث: أن لا يتقدم منه إقرار به ولو دلالة لكسوته عند التهنئة مع عدم رده. الرابع: حياة الولد وقت التفريق. الخامس: أن لا تلد بعد التفريق ولو ولدًا آخر من بطن واحد. السادس: أن لا يكون

محكومًا بثبوته شرعًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٩/٥ زكريا، بدائع الصنائع، كتاب اللعان / فصل في حكم اللعان ٣٩١/٣-٣٩٤ زكريا، البحر الرائق / باب اللعان ١٩٨/٤ زكريا)

نفى الولد الحي عند التهنئة ومدتها سبعة أيام عادةً، وعند ابتياع آلة الولادة صح، وبعده لا؛ لإقراره به دلالةً. (الدر المختار / باب اللعان ١٦١/٥ زكريا)

جڑواں بچوں میں سے پہلے بچہ کی نفی کی

اگر شوہر نے جڑواں بچوں میں سے پہلے بچہ کی نفی کی اور دوسرے بچہ کا اِقرار کیا تو لعان نہ ہوگا؛ بلکہ اُس پر حدِ قذف جاری ہوگی، اور دونوں بچوں کا نسب اُس سے ہی ثابت ہوگا؛ البتہ اگر دونوں بچوں کی نفی کی تو لعان ہوگا۔

نفى أول التوأمين وأقر بالثاني حد إن لم يرجع لتكذيبه نفسه، وإن عكس لاعن الخ، والنسب ثابت فيهما؛ لأنهما من ماء واحدٍ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٦٢/٥ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الخامس والعشرون مسائل اللعان ٢٢٤/٥ المجلس العلمي، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب اللعان ٢٠٤/٤ زكريا، بدائع الصنائع، كتاب اللعان / فصل في حكم اللعان ٣٩٣/٣)

لعان میں تفریق کے بعد عدت کا نفقہ شوہر پر ہے

لعان میں قاضی کی تفریق کے بعد عورت عدت گذارے گی، اور اِس مدت کا نان نفقہ اور رہائش کا خرچ حسبِ ضابطہ شوہر کے ذمہ ہوگا۔

ولها نفقة العدة. (الدر المختار) أي والسكنىٰ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٥٨/٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس والعشرون في مسائل اللعان ٢١٥/٥ زكريا)

❍❖❍

کتاب العدة

(عدت کے ضروری مسائل)

عدت کے مسائل

عدت کے معنی

''عدت'' کے لغوی معنی شمار کرنے کے آتے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں عدت کا مطلب: ''عورت کا اُس مدت تک نکاح کرنے سے رکے رہنا ہے، جو سابقہ نکاح کے آثار (مثلاً: ظہور حمل وغیرہ) کے اختتام کے لئے مقرر کی گئی ہے''۔

هي لغةً بالكسر: الإحصاءُ ...... الخ. واصطلاحًا: تربصٌ يلزم المرأةَ أو ولي الصغيرة عند زوال النكاح ...... الخ. (الدر المختار) **وقال الشامي: وأولىٰ منه قول ابن كمال: هي اسم لأجل ضرب الانتفاء ما بقي من آثار النكاح أو الفَراش.** (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة ١٧٧/٥-١٧٩ زكريا)

فالعدة في عرف الشرع اسم لأجل ضرب لانقضاء ما بقي من آثار النكاح. (بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ٣٠٠/٣ زكريا)

عدت کی حکمتیں

اِسلام کی نظر میں رشتۂ نکاح اور نسب کی بہت اَہمیت ہے، نکاح ایسی چیز نہیں ہے کہ جب چاہیں اور جس سے چاہیں بلاکسی رکاوٹ کے انجام دے لیں؛ بلکہ شریعت نے نکاح کے مقاصد اور تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہت سے اَحکامات اُمت پر نافذ فرمائے ہیں، جن کا لحاظ رکھنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے، اُنہیں میں سے عدت کے مسائل بھی ہیں۔ اِسلام میں یہ جائز نہیں ہے کہ شوہر کے طلاق دیتے ہی یا اُس کے وفات پاتے ہی اُس عورت سے دوسرا شخص فوراً نکاح کرلے؛ بلکہ اُسے ایک مدت تک ضرور انتظار کرنا پڑے گا، جب مقررہ مدت گذر جائے گی، جبھی اُس عورت سے دوسرے مرد کا نکاح درست ہوگا، اور عدت کے زمانہ میں نکاح تو کجا؟ باقاعدہ رشتۂ نکاح دینے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ (البقرۃ:۲۳۵)

اَب اِس عدت کی حکمتیں اور مصالح بہت سی ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

الف:- عدت کی وجہ سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ عورت کا رحم خالی ہے یا پہلے شوہر کے حق میں مشغول ہے؛ کیوں کہ ایک رحم میں دو شخصوں کے نطفے جمع ہونے کی بنیاد پر بچہ کے نسب کے خلط ملط ہونے کا خطرہ ہے، جب کہ نسب کا تحفظ ایسا جلیل القدر اور امتیازی معاملہ ہے جسے کوئی شریف انسان نظر انداز نہیں کرسکتا، بس عدت کے ذریعہ نسب میں اختلاط سے حفاظت کا معقول نظم کیا گیا ہے۔

اور اُسی کے ذریعہ بالآخر عدت کی مدت متعین ہوتی ہے۔ (یعنی اگر رحم مشغول ہے تو وضع حمل، اور اگر مشغول نہیں ہے تو تین ماہواری یا تین مہینے۔ یا عدتِ وفات ہے تو ۴؍مہینے ۱۰؍دن)

ب:- عدت کی وجہ سے نکاح کی عظمت ظاہر ہوتی ہے کہ یہ ایسا امتیازی عقد ہے، جس کا اثر عقد کے ختم ہونے کے بعد بھی ایک مدت تک باقی رہتا ہے، جب کہ دیگر عقود کا اثر فوراً ختم ہوجاتا ہے۔

ج:- عدت میں عقدِ نکاح ختم ہونے پر ایک طرح سے مقررہ مدت تک غم کا اظہار بھی ہوتا ہے، اِسی لئے عدت میں زیب وزینت کی ممانعت کی گئی ہے۔ اگر تفریق کے فوراً بعد نکاح کی اجازت دی جاتی تو یہ مقصد حاصل نہ ہوتا۔

د:- عدت کا ایک خاص فائدہ یہ بھی ہے کہ دورانِ عدت زوجین اپنی اور بچوں کی مصلحت سے دوبارہ رشتۂ نکاح قائم کرنے پر آمادہ ہوسکتے ہیں، جس میں عام حالات میں اُن سب کے لئے دوسرا رشتہ قائم کرنے سے زیادہ مصلحت ہوسکتی ہے، وغیرہ۔

ثلاثُ حيضٍ كوامل لعدم تجزّ الحيضةِ. فالأولىٰ: لتعرّف براءة الرحم، والثانية: لحرمة النكاح، والثالثة: لفضيلة الحرية. (الدر المختار) بيان لحكمة كونها ثلاثًا مع أن مشروعية العدة لتعرّف براءة الرحم أي خلوّهٖ عن الحمل، وذٰلك يحصل بمرةٍ، فبيّن أن حكمة الثانية لحرمة النكاح أي لإظهار حرمته، واعتباره حيث لم ينقطع أثره بحيضة واحدةٍ في الحرةِ والأمةِ. وزيد في الحرة ثالثةً لفضيلتها.

(شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۵/۱۸۲ زكريا)

قال الإمام المحدث الشاه ولي الله الدهلوي رحمه الله تعالىٰ: اعلم أن العدة كانت من المشهورات المسلمة في الجاهلية، وكانت مما لا يكادون يتركونه، وكان فيها مصالحُ كثيرةٌ:

منها:- معرفةُ براءة رحِمِها من مائه، لئلا تختلط الأنساب، فإن النسبَ أحدُ ما يتشاحُّ به، ويطلبُه العقلاءُ، وهو من خواص نوع الإنسان، ومما امتاز به من

سائر الحيوان، وهو المصلحةُ المرعية في باب الاستبراء.

ومنها:– التنويهُ بفخامة أمر النكاح، حيث لم يكن أمرًا ينتظم إلا بجمع رجال، ولا ينفكُّ إلا بانتظار طويل، ولو لا ذٰلك لكان بمنزلة لِعِبِ الصبيان، ينتظم، ثم يُفكُّ في الساعة.

ومنها:– أن مصالح النكاح لا تتمُّ حتى يوطِّنا أنفسهما علىٰ إدامة هٰذا العقد ظاهرًا، فإن حدث حادث يوجب فك النظام لم يكن بُدٌّ من تحقيق صورة الإدامة في الجملة: بأن تتربص مدةً تجدُ لتربُّصها بالاً، وتُقاسي لها عناءً. (حجة الله البالغة ٣٦٧/٢ مكتبة حجاز ديوبند، حاشية رد المحتار ١٧٧/٥ زكريا، شيخ عادل احمد عبد الموجود، شيخ على محمد معوض)

ذیل میں عدت سے متعلق چند ضروری مسائل درج کئے جارہے ہیں:

حائضہ غیر حاملہ کی عدتِ طلاق

جس عورت کو حیض کا سلسلہ جاری ہو اور وہ حاملہ بھی نہ ہو، تو اُس کی طلاق کی عدت تین ماہواری ہے۔

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٢٨]

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: أمرت بريرة أن تعتد بثلاث حيض. (سنن ابن ماجة / باب خيار الأمة إذا اعتقت ١٥٠/١ رقم: ٢٠٧٧)

إذا طلق الرجل امرأته طلاقًا بائنًا أو رجعيًا – إلىٰ قوله – وهي حرة ممن تحيض، فعدتها ثلاثة أقراء. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب: الثالث عشر في عدة ٥٨٠/١ جديد زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٢٢٧/٥ زكريا، بدائع الصنائع ٣٠٥/٣)

طلاق کی عدت کب سے شروع ہوتی ہے؟

طلاق کی عدت طلاق دیتے ہی خود بخود شروع ہوجاتی ہے، باقاعدہ عدت کے لئے

بیٹھنا عدت کے شروع ہونے کے لئے لازم نہیں ہے۔ (بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک عورت بالقصد عدت میں نہ بیٹھے اُس کی عدت شروع نہ ہوگی، تو یہ سمجھنا درست نہیں ہے)

عن عبد اللّٰہ وهو ابن مسعود رضي اللّٰہ عنه قال: عدة المطلقة من حين تطلق، والمتوفى عنها زوجها من حين يتوفى. (السنن الكبرىٰ للبيهقي / باب العدة من الموت والطلاق ٣٩١/١١ رقم: ١٥٨٥٤، ٦٩٧/٧ رقم: ١٥٤٤٦ دار الحديث القاهرة)

فيعتبر ابتداء العدة منه كما تعتبر من وقت الطلاق في النكاح الصحيح. (بدائع الصنائع / فصل حكم النكاح الفاسد ٣٣٥/٢ بيروت، ٦٥٢/٢ زكريا، الهداية ٤٢٥/٢)

طلاق کی خبر دیر میں معلوم ہوئی تو عدت کب سے شروع ہوگی؟

اگر شوہر پہلے طلاق دے چکا تھا اور عورت کو تاخیر سے اُس کی اطلاع ہوئی، تو جس وقت شوہر نے طلاق دی ہے، اُسی وقت سے عدت شروع مانی جائے گی، اور حسب ضابطہ وقت پورا ہونے پر عدت ختم ہوجائے گی۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: عدتها من يوم طلقها، ومن يوم يموت عنها. (المصنف لابن أبي شيبة / كتاب الطلاق ١٣١/١٠ رقم: ١٩٢٤٩ المجلس العلمي)

ومبتدأ العدة بعد الطلاق وبعد الموت على الفور، وتنقضي العدة وإن جهلت المرأة بهما أي بالطلاق والموت. (الدر المختار / كتاب الطلاق ٥٢٠/٣ دار الفكر بيروت، ٢٠٢/٥ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الثالث عشر ٥٣١/١–٥٣٣ زكريا)

ابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق، وفي الوفاة عقيب الوفاة، فإن لم تعلم بالطلاق أو الوفاة حتى مضت مدة العدة فقد انقضت عدتها. (الهداية ٤٢٥/٢)

عدتِ طلاق کب واجب ہوتی ہے؟

عدتِ طلاق اُسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ نکاحِ صحیح کے بعد جماع یا خلوت (تنہائی) پائی گئی ہو۔ بریں بنا اگر جماع یا خلوت سے پہلے طلاق دی ہے تو عدت واجب نہ ہوگی۔

عن الحسن قال: قال عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه: إذا أغلق بابًا وأرخىٰ سترًا فقد وجب لها الصداق، وعليها العدة، ولها الميراث. (سنن الدار قطني / كتاب النكاح ۲۱۲/۳ رقم: ۳۷۷۹ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

رجل تزوج امرأة نكاحًا جائزًا وطلقها بعد الدخول أو بعد الخلوة الصحيحة، كان عليها العدة – إلىٰ قوله – وإن كانت الخلوة فاسدة. (فتاوىٰ قاضي خان / باب العدة ۵٤۹/۱ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب العدة ۲۱٦/٤ زكريا)

وتجب العدة في الكل أي كل أنواع الخلوة، ولو فاسدة احتياطًا، أي استحسانًا لتوهم الشغل. (الدر المختار / كتاب الطلاق ۲٦۱/٤ زكريا)

جس حیض میں طلاق دی ہو وہ عدت میں شمار نہ ہوگا

اگر کسی عورت کو ماہواری (حیض) کی حالت میں طلاق دی گئی، تو یہ ماہواری اُس کی عدتِ طلاق میں شمار نہیں کی جائے گی؛ بلکہ اُس سے اگلی مرتبہ جو ماہواری آئے گی اُس سے عدت شمار ہوگی۔

وإذا طلق امرأته في حالة الحيض كان عليها الاعتداد بثلاث حيض كوامل، ولا تحتسب هٰذه الحيضة من العدة، كذا في الظهيرية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث عشر في العدة ۵۲۷/۱، الهداية ٤۲۵/۲)

لأن الحيضة التي وقع فيها الطلاق لا تحسب من العدة. (شامي / كتاب الطلاق ٤۳۷/٤ زكريا)

جس عورت کا مسلسل خون جاری ہو وہ عدت کیسے گذارے؟

اگر کسی عورت کو مسلسل خون جاری ہو اور بند ہی نہ ہوتا ہو (اور اُس کو اپنے حیض کے اَیام بھی معلوم نہ ہوں) تو اُس کی عدت سات ماہ میں پوری سمجھی جائے گی (گویا کہ تین مرتبہ حیض کی اکثر مدت ۱۰؍دن شمار کرکے کل ایک مہینہ زمانۂ حیض کے لئے اور پھر فی طہر ۲؍مہینے شمار کرکے کل

۶ر مہینے زمانۂ طہر کے لئے متعین کئے جائیں گے، اِس طرح سب ملاکر ۷ر مہینے ہوجائیں گے)
اِسی پر فتویٰ ہے۔ (قاموس الفقہ ۴/۳۷۷)

وأما ممتد ة الحيض فالمفتى به كما في حيض الفتح، تقدير طهرها بشهرين، فستة أشهر للأطهار وثلاث حيض بشهر احتياطًا. (الدر المختار) قوله: وأما ممتدة الحيض ...... المراد بها المتحير ......الخ. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۷/۵ زكريا)

عدت شروع ہونے کے بعد حیض بند ہوگیا

اگر کسی عورت کی عدت حیض سے شروع ہوئی اور اُس کے بعد حیض کا سلسلہ بالکل بند ہوگیا، تو حنفیہ کے مشہور قول میں اِس عورت کی عدت اُس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ وہ مدتِ اَیاس (حیض بالکل بند ہونے کے زمانہ) تک نہ پہنچ جائے؛ لیکن حضرت اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی عورت کی عدت ایک سال میں پوری ہوجائے گی۔ اور ضرورت کی بنا پر اِس مسئلہ میں فقہاء احناف نے مالکیہ کے قول پر فتویٰ دینے کی صراحت کی ہے۔

بأن حاضت ثم امتد طهرها فتعتد بالحيض إلى أن تبلغ سن الأياس، جوهرة وغيرها الخ (الدر المختار) وفي الشامي: ورأيت بخط شيخ مشائخنا السائحان أن المعتبر عند المالكية أنه لا بد لوفاء العدة من سنة كاملةٍ تسعة أشهر لمدة الأياس، وثلاثة أشهر لانقضاء العدة، قلت: ولذا عبر في المجمع بالحول ...... ثم قال الشامي بحثًا: ولهٰذا قال الزاهدي وقد كان بعض أصحابنا يفتون بقول مالكٍ في هٰذه المسئلة للضرورة. (شامي ۵۰۸/۳-۵۰۹ كراچی، ۱۸۵/۵ زكريا، بزازية علىٰ هامش الفتاوىٰ الهندية ۲۵۶/٤، قاموس الفقه ۳۷۷/٤، ديكھئے: الشرح الصغير مع حاشية الصاوي ۶۷۵/۲-۶۷۶)

جس عورت کو وقفہ وقفہ سے حیض آتا ہو وہ عدت کیسے گذارے؟

ایسی مطلقہ عورت جس کو ہر مہینہ پابندی سے حیض نہ آتا ہو؛ بلکہ وقفہ وقفہ سے آتا ہو، تو

اُس کی عدت حیض ہی کے ذریعہ پوری کی جائے گی، خواہ اُس میں کتنا ہی وقت لگ جائے۔

امرأة اعتدت بالشهور وهي ترى أنها أيست، ثم حاضت فعدتها بالحيض.

(الفتاویٰ السراجية ۲۳۱ مكتبة الإتحاد ديوبند، الفتاویٰ الهندية ۵۸۲/۱ جديد، قاضي خان ۳٤٨/۱ جديد)

وخرج بقوله ولم تحض الشابة الممتدة بالطهر بأن حاضت، ثم امتد طهرها فتعتد بالحيض إلى أن تبلغ سن الأياس. (الدر المختار ۱۸۵/۵ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب العدة ۲۲۰/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ۵۸۰/۱ جديد)

مطلقہ حاملہ کی عدت

اگر مطلقہ عورت طلاق کے وقت حاملہ ہو، تو اُس کی عدت وضع حمل یعنی بچہ کی پیدائش پر پوری ہوگی۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ اَمْرِهِ يُسْرًا﴾ [الطلاق، جزء آيت: ٤]

وعدة الحامل أن تضع حملها. (الفتاویٰ الهندية ۵۲۸/۱ قديم، كذا في الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۹/۵ زكريا، بدائع الصنائع ۳۰٤/۳، فتاویٰ قاضي خان ۳٤۷/۱ الإتحاد)

جڑواں بچوں والی حاملہ معتدہ کی عدت کب پوری ہوگی؟

اگر معتدہ حاملہ کے پیٹ میں کئی بچے ہوں، تو سب بچوں کی پیدائش کے بعد ہی عدت پوری ہوگی۔

فإن ولدت ولدين في بطن واحدٍ ليس بينهما ستة أشهرٍ، تنقضي عدتها بالولد الثاني لا بالأول. (فتاویٰ قاضي خان ۳٤۷/۱ الإتحاد، وكذا في الفتاویٰ الهندية ۵۸۲/۱)

وإذا كانت المعتدة حاملاً فولدت ولدين انقضت عدتها بالأخير منهما عند عامة العلماء. (بدائع الصنائع ۳۱۳/۳، الفتاویٰ التاتارخانية ۲۳۱/۵ رقم: ۷۷۳۱ زكريا)

کیا اِسقاطِ حمل سے عدت پوری ہوجاتی ہے؟

اگر حاملہ عورت کو طلاق دی گئی، پھر اُس نے اپنا حمل ساقط کرالیا تو اَب دو حالتیں ہیں:

الف:- اگر بچہ کے اَعضاء کی تخلیق سے پہلے کا حمل ساقط کرایا ہے، تو اِس سے عدت پوری نہ ہوگی؛ بلکہ اِس کے نتیجہ میں جاری خون کو حیض کے درجہ میں رکھ کر مزید دو حیض کا گذرنا عدت کی تکمیل کے لئے ضروری ہوگا۔

ب:- اور اگر پیٹ میں بعض اَجزاء بن جانے کے بعد حمل ساقط کرایا ہے، تو عدت پوری سمجھی جائے گی؛ اِس لئے کہ اَعضاء بن جانے کے بعد اُس پر ولد کا اِطلاق کیا جائے گا۔

وشرط انقضاء هٰذه العدة أن يكون ما وضعت قد استبان خلقه أو بعض خلقه، فإن لم يستبن رأسًا بأن أسقطت علقة أو مضغةً لم تنقض العدة؛ لأنه إذا استبان خلقه أو بعض خلقه فهو ولد، فقد وجد وضع الحمل فتنقضي به العدة، وإذا لم يستبن لم يعلم كونه ولدًا …… الخ. (بدائع الصنائع ۳۱۱/۳ زكريا، شامي ۱۹۰/۵ زكريا)

أما السقط فإن ظهر بعض خلقه من إصبع أو ظفر أو شعر أو نحو ذٰلك فهو ولد. (الفقه على المذاهب الأربعة ۱۳۲/۱)

وفي الدر المختار: أي سقط ظهر بعض خلقه كيد أو رجل أو إصبع أو ظفر أو شعر ولا يستبين خلقه إلا بعد مائة وعشرين يومًا ولد حكمًا، وتحته في الشامية: ولا يستبين خلقه الخ. قال في البحر: المراد نفخ الروح وإلا فالمشاهد ظهور خلقه قبلها. (الدر المختار مع الشامي ۵۰۰/۱ زكريا)

غیر حائضہ عورت کی عدتِ طلاق

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو، یا تو اِس وجہ سے کہ وہ نابالغہ ہو، یا اِس وجہ سے کہ وہ مدتِ ایاس (حیض منقطع ہونے کی مدت) تک پہنچ چکی ہو، تو ایسی مطلقہ عورت کی عدت تین مہینے ہیں

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاللّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلاَثَةُ اَشْهُرٍ وَاللّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ [الطلاق، جزء آیت: ٤]

ولو كانت المطلقة صغيرة أو آئسة وهي حرة فعدتها ثلاثة أشهر. (خانية علىٰ هامش الفتاویٰ الهندية ٥٤٩/١ زكريا)

وإن كانت لا تحيض لكبرٍ أو صغرٍ أو بلغت بالسن ولم يحض فثلاثة أشهرٍ أي فعدتها ثلاثة أشهرٍ بالأيام إن وطئت حقيقةً أو حكمًا. (مجمع الأنهر / باب العدة ١٤٣/٢ دار الكتب العلمية بيروت، بدائع الصنائع ٣٠٣/٣، تنوير الأبصار مع الدر ٥٠٧/٣ كراچی، ١٨٤/٥ زكريا)

غیر حائضہ عورت کی عدت کا شمار مہینوں سے ہوگا یا دنوں سے؟

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اُسے اگر شوہر نے چاند کی پہلی تاریخ کو طلاق دی ہے، تو اُس کی عدت قمری مہینوں کے اعتبار سے شروع ہوگی، اور اگر درمیان مہینہ میں طلاق دی ہے تو دنوں کے حساب سے ۹۰؍دن پورے کئے جائیں گے۔

إذا اتفق عدة الطلاق والموت في غرة الشهر اعتبرت الشهور بالأهلة، وإن نقصت عن العدد، وإن اتفق في وسط الشهر فعند الإمام يعتبر بالأيام فتعتد في الطلاق بتسعين يومًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ١٨٧/٥ زكريا، ٥٠٩/٣ كراچی، كذا في الفتاویٰ الهندية ٥٢٧/١، وكذا في الفتاویٰ التاتارخانية ٢٣١/٥ زكريا، بدائع الصنائع ٣٠٩/٣)

مہینوں کے ذریعہ عدت کی تکمیل کے بعد آئسہ کو حیض آنے لگا

جو مطلقہ عورت سن ایاس کو پہنچ چکی ہو اور اُس نے اپنے کو آئسہ سمجھ کر مہینوں کے ذریعہ عدت پوری کرلی، پھر بعد میں اسے حیض کا خون آنا شروع ہوگیا، تو ایسی عورت کے متعلق راجح قول یہی ہے کہ اُس کی عدت تین مہینوں کے ذریعہ پوری سمجھی جائے گی، اَب وہ دوسرے شخص سے نکاح بھی کرسکتی ہے۔

ولا يفتىٰ به ببطلان الاعتداد بالأشهر إن كانت رأت الدم بعد تمام

الاعتداد بالأشهر. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثامن والعشرون في العدة ۲۲۹/۵-۲۳۰ رقم: ۷۷۲۸ زكريا)

آئسة اعتدت بالأشهر ثم عاد دمها استأنفت بالحيض ...... لكن اختار البهنسي ما اختاره الشهيد أنها إن رأته قبل تمام الأشهر استأنفت لا بعدها. قلت: وهو ما اختاره صدر الشريعة وملا خسروا الباقاني. ...... وفي الجوهرة والمجتبیٰ: أنه الصحيح المختار وعليه الفتویٰ. (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۹٤/۵-۱۹۵ زكريا)

ذكر الصدر الشهيد: أن المرئي بعد الحكم بالأياس إذا كان دمًا خالصًا فهو حيض، وانتقض الحكم بالأياس لكن فيما يستقبل من الزمان لا فيما مضى عليها من الأحكام. (الفتاویٰ الهندية ۵۸۲/۱ جديد زكريا)

مزنیہ عورت پر عدت نہیں

اگر کسی غیر منکوحہ عورت سے زنا کیا جائے تو اِس کی وجہ سے اُس عورت پر کوئی عدت واجب نہیں ہوتی، اور زنا کے بعد اُس سے بلا تاخیر نکاح کرنا درست ہے۔ (تاہم اگر وہ حاملہ ہو، اور وہ حمل ناکح کے علاوہ کسی اور کا ہو، تو وضع حمل سے پہلے اُس سے وطی جائز نہ ہوگی)

فلا عدة لزنا (الدر المختار) بل يجوز تزوج المزني بها وإن كانت حاملاً؛ لكن يمنع عن الوطء حتى تضع. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۷۹/۵ زكريا)

مزنیہ منکوحہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں

اگر کسی منکوحہ عورت سے کسی شخص نے جان بوجھ کر زنا کیا، تو اُس کی وجہ سے وہ اپنے شوہر پر حرام نہ ہوگی (گوکہ زنا بہر حال بدترین جرم ہے)

لو تزوجت أمرأة الغير ودخل بها عالمًا بذٰلك لا يحرم على الزوج وطؤها؛ لأنه زنًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۷۹/۵ زكريا)

نکاحِ فاسد میں عدت

اگر نکاح فاسد طریقہ پر ہوا (مثلاً نکاحِ مؤقت) تو اِس میں تفریق کے بعد حسبِ ضابطہ عدت واجب ہوتی ہے، اور اِس کا آغاز اُس وقت سے ہوگا جب قاضی اُن دونوں میں تفریق کا فیصلہ کردے، یا شوہر متارکت کا پختہ ارادہ کرلے۔

وكذا موطوءة بشبهةٍ أو نكاح فاسدٍ أي عدة كل منهما ثلاث حِيضٍ.

(شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ١٨٣/٥ زكريا، مجمع الأنهر ١٤٣/٢)

لما سيأتي من أن مبدأ العدة في النكاح الفاسد بعد التفريق من القاضي بينهما أو المُتاركةِ. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ١٧٩/٥ زكريا)

وطی بالشبہ میں عدت

اگر کسی عورت کے ساتھ شبہ میں وطی کرلی گئی، مثلاً غلطی سے شوہر کے علاوہ کسی اور سے رخصتی ہوگئی، تو وطی کے بعد غلطی کا علم ہوتے ہی اُس پر عدت واجب ہوگی۔

وكذا موطوءة بشبهةٍ كمزفوفةٍ لغير بعلها. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة ١٨٣/٥ زكريا، مجمع الأنهر ١٤٣/٢، بدائع الصنائع ٣٠٣/٣)

وفي الوطء بشبهةٍ عند انتهاء الوطء واتضاح الحال. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ١٧٩/٥ زكريا)

معتدہ رجعیہ کا شوہر دورانِ عدت وفات پاگیا

معتدہ رجعیہ دورانِ عدت شوہر کی وفات کی صورت میں عدتِ وفات گذارے گی، اور وفات سے قبل عدت میں گذرا ہوا زمانہ کالعدم سمجھا جائے گا۔

رجل طلق امرأته طلاقًا رجعيًا فاعتدت بثلاث حيض إلا يومًا فمات الزوج يلزمها أربعة أشهرٍ وعشرًا، كذا في غاية البيان. (الفتاوىٰ الهندية ٥٨٤/١ جديد زكريا)

إذا طلق امرأته ثم مات فإن كان الطلاق رجعيًا انتقلت عدتها إلى الوفاة، سواء طلقها في حالة المرض أو الصحة وانهدمت عدة الطلاق. (الفتاویٰ الهندية ۵۸۳/۱ جديد زكريا، بدائع الصنائع ۳۱۷/۳، الفتاویٰ التاتارخانية ۲۳۵/۵ زكريا)

حاصل المسألة أن الزوج إذا طلق زوجته طلاقًا رجعيًا في صحتهٖ أو مرضهٖ، ودخلت في عدة الطلاق، ثم مات والعدة باقية تنتقل عدتها إلیٰ عدة الموت إجماعًا؛ لأنها حينئذٍ زوجته وترث منه. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۹۳/۵ زكريا)

حالتِ صحت میں طلاقِ بائن دی پھر دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہوگیا

اگر شوہر نے حالتِ صحت میں طلاقِ بائن دی ہے، اور دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہوجائے، تو یہ مطلقہ بائنہ صرف عدتِ طلاق ہی گذارے گی، موت کی عدت اُس پر لازم نہیں۔

وخرج أيضًا ما لو طلقها بائنًا في صحته ثم مات لا تنتقل عدتها، ولا ترث اتفاقًا، صرح به في الفتح؛ لأنه ليس فارًّا. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في عدة الموت ۱۹۲/۵ زكريا)

وإذا مات زوج المطلقة ففي الرجعة تنتقل إلیٰ عدة الوفاة، وفي البائن لا، إن لم ترث. (الفتاویٰ التاتارخانية ۲۳۵/۵ زكريا)

إذا طلق امرأته ثم مات ...... إن كان بائنًا أو ثلاثًا، فإن لم ترث بأن طلقها في حالة الصحة لا تنتقل عدتها. (الفتاویٰ الهندية ۵۸۳/۱ جديد زكريا، بدائع الصنائع ۳۱۷/۳)

جس عورت کا شوہر مرض الوفات میں طلاقِ بائن دے کر انتقال کرجائے وہ عدت کیسے گذارے؟

اگر بیوی کی مرضی کے بغیر مرض الوفات میں شوہر نے طلاقِ بائن دی ہے، تو ایسی صورت

میں عدتِ طلاق اور عدتِ موت میں جس کی مدت بعد میں ختم ہو، اُسی کے ذریعہ عدت کی تکمیل ہوگی، اور یہ عورت شوہر کی وارث بھی بنے گی۔ اور مرض الوفات میں اگر بیوی کی رضامندی سے طلاقِ بائن دی گئی ہے، اور پھر دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہوجائے، تو یہ مطلقہ صرف عدتِ طلاق گذارے گی، عدتِ موت اُس پر لازم نہیں ہے، اور اس صورت میں وہ شوہر کی وارث بھی نہ ہوگی۔

وإذا طلق امرأته في مرض الموت ثلاثًا أو طلاقًا بائنًا، ثم مات قبل انقضاء العدة فورثت واعتدت بأربعة أشهر وعشر فيها ثلاث حيض في قول أبي حنيفةؒ. وفي الخانية: حتى لو اعتدت بأربعة أشهر وعشر ولم تحض كانت في العدة ما لم تحض ثلاث حيض، ولو حاضت ثلاث حيض قبل تمام أربعة أشهر وعشر لا تنقضي عدتها حتى تتم المدة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٢٣٥/٥ رقم: ٧٧٤٣ زكريا)

والمتوفیٰ عنها زوجها وقد طلقها زوجها إن كانت ترث زوجها المطلق تعتد بأبعد الأجلين. (فتاویٰ قاضي خان ٣٤٨/١ مكتبة الإتحاد ديوبند)

وإذا ورثت المطلقة في المرض أي ورثت التي طلقت في المرض بأن طلقها بغير رضاها بحيث صار فارًّا ومات وهي في العدة، فعدتها أبعد الأجلين أي الأبعد من أربعة أشهر وعشر وثلاث حيض، فلو تربصت حتى مضت ثلاث حيض ولم تستكمل أربعة أشهر وعشرًا لم تنقض عدتها حتى تستكملها، وإن مضت أربعة أشهرٍ وعشر ولم تمض لها ثلاث حيض بأن امتد طهرها لم تنقض عدتها حتى تمضي وإن مكثت سنين ما لم تدخل سن الأياس فتعتد بالأشهر.

(فتح القدير / كتاب الطلاق ٢٨٣/٤-٢٨٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

غیر حاملہ بیوہ کی عدت

جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے اور وہ حاملہ نہ ہو، تو اُس کی عدت ۴ر مہینے ۱۰ر دن ہے۔ اور یہ مدت قرآنِ کریم میں متعین کی گئی ہے، اِس لئے اِس میں چوں چرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے؛ تاہم اِس میں یہ حکمت بیان کی جاسکتی ہے کہ عموماً ۴ر مہینے کے اندر پیٹ میں پلنے والے

جنین میں روح ڈال دی جاتی ہے، تو اِس مدت تک انتظار کرنا ضروری قرار دیا گیا؛ تاکہ اس بیوہ کے حاملہ ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ بالکل واضح ہوجائے، اور کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳٤]

وقد ذكر سعيد بن المسيب وأبو العالية وغيرهما: أن الحكمة في جعل عدة الوفاة أربعة أشهر وعشرًا لاحتمال اشتغال الرحم علىٰ حمل، فإذا انتظر به هٰذه المدة، ظهر إن كان موجودًا كما في جاء في حديث ابن مسعود الذي في الصحيحين وغيرهما: "إن خلق أحدهم يجمع في بطن أمه أربعين يومًا نطفةً، ثم يكون علقة مثل ذٰلك، ثم يكون مضغة مثل ذٰلك، ثم يبعث إليه الملك فينفخ فيه الروح". فهٰذه ثلاث أربعينات بأربعة أشهر، والاحتياط بعشر بعدها لما قد تنقص بعض الشهور، ثم لظهور الحركة بعد نفخ الروح فيه، واللّٰه أعلم.

قال سعيد بن أبي عروبة عن قتادة: سألت سعيد بن المسيب ما بال العشر؟ قال: فيه ينفخ الروح. (تفسير ابن كثير مكمل، البقرة ٢٣٤ دار السلام رياض، ٥٧٠-٥٧١ زكريا)

حاملہ بیوہ کی عدت

شوہر کے انتقال کے وقت اگر اُس کی بیوی حاملہ ہو، تو اُس کی عدت وضع حمل (بچہ کی پیدائش) سے پوری ہوگی۔ (خواہ وضع حمل شوہر کے انتقال کے کچھ دیر بعد ہی ہوجائے)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ اَمْرِهِ يُسْرًا﴾ [الطلاق، جزء آیت: ٤]

وعدة الحامل أن تضع حملها. (الفتاوىٰ الهندية ٥٢٨/١ قديم، شامي ١٨٩/٥ زكريا، بدائع الصنائع ٣٠٤/٣، فتاوىٰ قاضي خان ٣٤٧/١)

عدتِ وفات کا شمار مہینوں سے ہوگا یا دنوں سے؟

اگر قمری مہینے کی پہلی تاریخ کو شوہر کی وفات ہوئی ہے تو عدت کا شمار قمری مہینوں سے کیا

جائے گا، یعنی مکمل ۴؍مہینے اور پانچویں مہینے کے ۱۰؍دن اور ۱۰؍راتیں۔ اور اگر درمیان مہینے میں وفات ہوئی ہے تو مفتی بہ قول کے مطابق عدت کا شمار دنوں کے اعتبار سے ہوگا، یعنی کل ۱۳۰؍دن اور رات پورے ہونے پر عدت مکمل ہوجائے گی۔

والعدة للموت أربعة أشهر بالأهلة لو في الغرة، كما مر. وعشرة من الأيام الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في عدة الموت ۱۸۸/۵ زكريا)

فجملة الكلام فيه أن سبب وجوب هٰذه العدة من الوفاة والطلاق ونحو ذٰلك، إذا اتفق في غرة الشهر اعتبرت الأشهر بالأهلة، وإن نقصت عن العدد الخ، وإن كانت الفرقة في بعض الشهر اختلفوا فيه. قال أبوحنيفة: يعتبر بالأيام فتعتد من الطلاق وأخواته تسعين يومًا، ومن الوفاة مائة وثلاثين يومًا. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / الكلام في عدة الأشهر ۳۰۹/۳-۳۱۰ المكتبة النعيمية ديوبند)

غیر مدخولہ بیوہ کی عدت

اگر نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے شوہر کا انتقال ہوجائے، تو بھی اُس کی بیوہ پر وفات کی عدت واجب ہوتی ہے۔

والعدة للموت أربعة أشهر الخ، وعشرة من الأيام الخ مطلقًا، وطئت أو لا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۸/۵ زكريا)

وعدة المتوفىٰ عنها زوجها إذا كانت غير حامل وهي حرة أربعة أشهر وعشرًا، يستوي في ذٰلك الدخول وعدم الدخول والصغر والكبر. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۲۲۸/۵ رقم: ۷۷۲۵ زكريا)

شوہر سے الگ رہنے والی پر عدتِ وفات کا حکم

اگر کوئی عورت ایک مدت سے شوہر سے الگ رہ رہی ہو، اور پھر اُس کے شوہر کا انتقال ہوجائے، تو اُس پر بھی حسبِ ضابطہ عدتِ وفات لازم ہوگی۔

والعدة للموت أربعة أشهر الخ، وعشرة من الأيام الخ مطلقًا، وطئت أو لا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۸/۵ زكريا)

شوہراگر بچہ ہوتو اُس کی وفات پر بھی عدت ہے

اگر شوہر غیر مراہق بچہ ہو (جس سے صحبت کا کوئی اِمکان نہ ہو) تو اُس کی وفات پر بھی اُس کی منکوحہ پر عدتِ وفات گذارنا لازم ہوگا۔ (اور یہاں عدت کی حکمت شوہر کی جدائی پر اظہارِ غم ہے)

وعدة المتوفى عنها زوجها إذا كانت غير حامل وهي حرة أربعة أشهر وعشرًا، يستوي في ذٰلك الدخول وعدم الدخول والصغر والكبر. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۲۲۸/۵ رقم: ۷۷۲۵ زكريا)

متوفی شوہر بچہ کی بیوی اگر حاملہ ہوتو اُس کی عدت کیا ہے؟

اگر غیر مراہق بچہ کی منکوحہ عورت شوہر کے انتقال کے وقت (کسی اور سے) حاملہ ہو، اور اُس کی وفات سے ۶ رمہینے کے اندر اندر اُس کا وضع حمل ہوجائے، تو اُس کی عدتِ وفات وضع حمل پر پوری ہوجائے گی۔

اور اگر وہ عورت شوہر کے انتقال کے بعد حاملہ ہوئی ہے (جس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اِنتقال کے ۶ رمہینے یا اُس سے زیادہ گذرنے کے بعد وضع حمل ہوا ہو) تو ایسی صورت میں اُس عورت کی عدتِ وفات ۴ رمہینے ۱۰ ردن میں پوری ہوگی۔

(اور بہر صورت پیدا شدہ بچہ کا نسب متوفی نابالغ غیر مراہق شوہر سے ثابت نہ ہوگا؛ البتہ اگر شوہر مراہق یعنی قریب البلوغ ہو، تو احتیاطاً بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوجائے گا)

وفي حق الحامل الخ وضع جميع حملها الخ، ولو كان زوجها الميت صغيرًا غير مراهقٍ، وولدت لأقل من نصف حول من موته في الأصح، لعموم آية: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ﴾ وفي من حبلت بعد موت الصبي بأن ولدت لنصف حولٍ فأكثر عدة الموت إجماعًا لعدم الحمل عند الموت، ولا نسب في حالَيه

إذ لا مـاء للصبي، نعم ينبغي ثبوته من المراهق احتياطًا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في عدة الموت ۱۸۹/۵-۱۹۱ زكريا)

عدتِ وفات کی ابتداء کس وقت سے ہوگی؟

عدتِ وفات شوہر کے انتقال کے فوراً بعد شروع ہوجاتی ہے (اِس میں تجہیز وتکفین یا دفن ہونے کے وقت کا اعتبار نہیں کیا جاتا)

ومبدأ العدة بعد الطلاق وبعد الموت على الفور. (الدر المختار، كتاب الطلاق / بـاب العدة، مطلب: في وطء المعتدة بشبهة ۵۲۰/۳ دار الفكر بيروت، ۲۰۲/۵ زكريا، كذا في الهداية، كتاب الطلاق / باب العدة ۴۲۵/۲)

المرأة إذا بـلـغهـا طـلاق زوجهـا الغائب أو موته تعتبر عدتها من وقت الموت والطلاق عندنا لا من وقت الخبر. (فتاویٰ قاضي خان على الهندية ۵۵۲/۱ زكريا)

وفات کی خبر بعد میں ملی

اگر شوہر انتقال ہوگیا اور بیوی کو اُس کی اطلاع تاخیر سے ہوئی، تو بھی عدتِ وفات کا شمار انتقال کے وقت سے ہوگا، حتیٰ کہ اگر ۴ر مہینے ۱۰ر دن کے بعد خبر ملی، تو اُس کی عدت خود بخود پوری سمجھی جائے گی۔

وتـنـقـضي العدة وإن جهلت المرأة بهما؛ لأنها أجلٌ، فلا يشترط العلم بمضيه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في وطء المعتدة بشبهة ۲۰۲/۵ زكريا، البحر الرائق ۱۴۴/۴ كراچی)

ابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق، وفي الوفاة عقيب الوفاة، فإن لم تـعـلـم بالطلاق أو الوفاة حتى مضت مدة العدة، فقد انقضت عدتها؛ لأن سبب وجوب العدة الطـلاق أو الـوفـاة فيعتبر ابتدائها من وقت وجود السبب الخ.
(الهداية ۴۲۵/۲، الفتاویٰ الهندية ۵۳۱/۱-۵۳۲ زكريا)

عدتِ وفات کس وقت ختم ہوگی؟

عدتِ وفات کی تکمیل کے لئے مقررہ ۴؍مہینے ۱۰؍دن اور اتنی ہی راتوں کا مکمل ہونا ضروری ہے؛ لہٰذا جس وقت انتقال ہوا ہے مدت گذرنے کے بعد اُسی وقت عدت کی تکمیل ہوگی (مثلاً دن میں ۱۰؍بجے انتقال ہوا، تو ۱۳۰؍دن کے بعد ۱۳۱ویں دن ۱۰؍بجے عدت پوری سمجھی جائے گی)

قلنا: إن ذكر كل من الأيام والليالي بصيغة الجمع لفظًا أو تقديرًا يقتضي دخول ما يوازيه استقراءً ا، ومثله في الفتح ...... الخ. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في عدة الموت ۱۸۸/۵ زكريا)

کیا وفات کے بعد بیوی کے گھر سے باہر نکلنے سے عدت ساقط ہوجاتی ہے؟

بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر بیوہ عورت شوہر کے جنازہ کے ساتھ گھر سے دو چار قدم باہر نکل جائے تو اُس پر عدت گذارنی واجب نہیں رہتی، تو یہ محض جہالت کی بات ہے۔ عدت گذارنا بہر حال بیوہ پر لازم ہے، جنازہ کے ساتھ باہر آنے سے عدت کا حکم ساقط نہیں ہوتا۔

قال الله تعالىٰ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۳٤]

عدت کی تکمیل کے لئے کیا گھر سے باہر نکلنا ضروری ہے؟

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ معتدہ کی عدت اُس وقت تک پوری نہ ہوگی جب تک کہ وہ مدت مکمل ہونے کے بعد گھر سے باہر نہ نکلے۔ چناں چہ جس دن عدت پوری ہوتی ہے، اُس دن اُسے بہت اہتمام سے گھر سے نکال کر دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے۔ تو واضح رہنا چاہئے کہ عدت کی تکمیل کے لئے گھر سے باہر نکلنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ وقت پورا ہوجانے سے ہی عدت پوری ہوجاتی ہے، اگرچہ عورت اپنے گھر ہی میں موجود ہو۔

والعدة: في اللغة أيام أقراء المرأة، وفي الشريعة: تربص يلزم المرأة عند

زوال ملك المتعة متأكدًا بالدخول، أو الخلوة أو الموت. (العناية شرح الهداية ۲۷٥/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، كذا في هامش الهداية ۲۸۱/۳ مكتبة البشریٰ کراچی، ٤۲۲/۲ النسخة الهندية)

دورانِ عدت زنا کرنے کے بعد مزنیہ سے نکاح کرنا

اگر کوئی عورت طلاق یا وفات کی عدت گذار رہی تھی، اِس دوران اُس سے کوئی شخص زنا کرلے، تو اُس پر ازسرنو عدت گذارنا لازم نہیں، اور نہ ہی عدت کے بعد زانی سے نکاح کرنے کے لئے دوسری عدت کی ضرورت ہے؛ بلکہ پہلی عدت گذرنے کے بعد بلا شبہ اُس سے زانی کا نکاح جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۱۲۷ ڈابھیل)

فظهر أن الحامل من الزنا لا عدة عليه أصلاً. (البحر الرائق ۲۲۹/٤ زكريا)

لا تجب العدة على الزانية، وهٰذا قول أبي حنيفة ومحمد رحمه اللّٰه. (الفتاویٰ الهندية ٥۲٦/۱ زكريا، شامي ٥۰۳/۳ كراچی)

فلا عدة على المزني بها في رأى الحنفية والشافعية، خلافًا للمالكية والحنابلة. (الفقه الإسلامي وأدلته / الفصل الرابع: العدة والاستبراء ٥۹۱/۷)

مطلقہ عورت سے عدت میں نکاح کرنا

محض طلاق دینے سے عورت کا شوہر سے بالکلیہ تعلق ختم نہیں ہوجاتا؛ بلکہ عدت گذرنے تک باقی رہتا ہے؛ لہٰذا دورانِ عدت اُس عورت سے دوسرے شخص کے لئے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لا يجوز. (شامي ۲۷٤/٤ زكريا، ۱۳۲/۳ كراچی)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة. (الفتاویٰ الهندية ۲۸۰/۱ زكريا، بدائع الصنائع ٥٤۸/۲-٥٤۹ بيروت، الفقه الإسلامي وأدلته ۱٥۳/۷، فتاویٰ قاضي خان على الهندية ۳٦٦/۱ زكريا)

❍❖❍

عدت کی پابندیاں

مطلقہ بائنہ اور بیوہ پر سوگ (احداد) واجب ہے

شریعت نے نکاح کی نعمت فوت ہونے پر دورانِ عدت مطلقہ بائنہ اور بیوہ عورت پر سوگ اور غم کا اظہار واجب قرار دیا ہے، جس کا لحاظ رکھنا اُس پر لازم ہے، ورنہ گنہگار ہوگی۔

وتحد الخ مكلفة مسلمةٌ الخ بنكاحٍ صحيحٍ، ودخل بها بدليل قوله: إذا كانت معتدة بتٍ أو موتٍ الخ، إظهارًا للتأسف علىٰ فوات النكاح. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۷/۵ زكريا)

معتدہ کے لئے ترکِ زینت کا حکم کیوں؟

معتدہ عورت کے لئے عدت کی پابندیوں کی دو حکمتیں ہیں: اولاً نعمتِ نکاح کے فوت ہونے پر اِظہارِ اَفسوس ہے، دوسرے یہ کہ زیب وزینت عورت کی طرف مردوں کے راغب ہونے کے اَسباب میں سے ہے، اور اِس عدت کی حالت میں معتدہ سے نکاح حرام ہے، تو جو چیز حرام تک پہنچنے کا ذریعہ بنے، اُسے بھی ممنوع قرار دیا جانا حکمت کے عین مطابق ہے۔

والمعنىٰ فيه أي في إيجاب ترك الطيب والزينة وجهان: أحدهما: ما ذكرناه من إظهار التأسف. والثاني: أن هٰذه الأشياء دواعي الرغبة فيها؛ لأن المرأة إن كانت متزينة متطيبة تزيد رغبة الرجل فيها، وهي ممنوعة عن النكاح، ما دامت في عدة الوفاة أو الطلاق، فتجتنبها كيلا تصير ذريعةً أي وسيلةً إلى الوقوع في المحرم، وهو النكاح. (عناية شرح الهداية ۳۳۹/٤ دار الفكر بيروت، ۳۰۵/٤ المكتبة الأشرفية)

کیا شوہر کے منع کرنے سے سوگ کا حکم مرتفع ہوسکتا ہے؟

عورت پر سوگ منانا ایک شرعی حق ہے، جو بہرحال واجب ہے؛ حتیٰ کہ اگر شوہر صراحۃً اِس سے

منع کرے تو بھی عورت پر سوگ منانا لازم ہے، اِس بارے میں شوہر کی بات ماننا اُس کے لئے جائز نہیں۔

تُحدُّ الخ، وإن أمرها المطلق أو الميت بتركه؛ لأنه حق الشرع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۷ زكريا)

شوہر کے علاوہ کسی کے انتقال پر ۳؍دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں

اِسلام میں شوہر کے علاوہ کسی بھی عزیز قریب وغیرہ کے انتقال پر ۳؍دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے۔

تنبیہ :- اِسی سے معلوم ہوگیا کہ آج کل کسی عزیز کے انتقال کے بعد جو عید یا بقرعید آتی ہے، اُس میں اِظہارِ غم کے طور پر قصداً نئے کپڑوں اور زیب وزینت سے اجتناب کیا جاتا ہے، یہ طریقہ شرعاً غلط ہے، جس پر نکیر کی جانی چاہئے۔

عن زينب بنت أبي سلمة رضي الله عنها قالت: لما أتىٰ أم حبيبة نعي أبي سفيان دعت في اليوم الثالث بصفرةٍ فمسحت به ذراعيها وعارضيها، وقالت: كنت عن هٰذا غنيةً، سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تُحِدَّ فوق ثلاثٍ إلا علىٰ زوج؛ فإنها تُحدُّ عليه أربعة أشهرٍ وعشرًا. (صحيح مسلم / باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك إلا ثلاثة أيام ۱/۴۸۷، الموسوعة الفقهية ۲/۱۰۵ الكويت)

ويباح الحداد علىٰ قرابةٍ ثلاثةُ أيامٍ فقط. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۲۰ زكريا)

ذیل میں عدت کی پابندیوں سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

عدت میں عورت کے لئے کن چیزوں کا استعمال ممنوع ہے؟

مطلقہ بائنہ اور بیوہ کے لئے ہر طرح کی زیب وزینت دورانِ عدت ممنوع ہے۔ مثلاً:

(۱) وہ کسی طرح کا میک اَپ نہ کرے۔

(۲) وہ کوئی زیور نہ پہنے؛ خواہ سونے چاندی کا ہو یا کسی اور دھات کا۔

(۳) باریک کنگھی سے سر کے بال نہ سنوارے؛ بلکہ ضرورت کے وقت صرف موٹے دندانے والا کنگھا استعمال کرے۔

(۴) بدن یا کپڑوں میں کوئی خوشبو نہ لگائے۔

(۵) کوئی بھی تیل بدن پر بلا عذر نہ لگائے؛ اگرچہ وہ خوشبودار نہ ہو۔

(۶) سرمہ یا کاجل نہ لگائے۔

(۷) مہندی نہ لگائے۔

(۸) بھڑک دار رنگ کے کپڑے نہ پہنے۔

(۹) نئے کپڑے نہ پہنے۔

(۱۰) ریشمی کپڑے نہ پہنے۔

(۱۱) خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے۔

عن أم سلمة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: المتوفى عنها زوجها لا تلبس المعصفر من الثياب، ولا الممشقة ولا الحلي ولا تختضب ولا تكتحل. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها ۳۱۵/۱ رقم: ۲۳۰٤، صحيح البخاري ۸۰٤/۲ رقم: ۵۱۳۳)

تحد مكلفةٌ مسلمةٌ الخ، بترك الزينة بحليٍّ أو حريرٍ أو امتشاط بضيق الأسنان والطيب الخ، والدهن، ولو بلا طيبٍ كزيتٍ خالصٍ، والكحل والحنَّاءِ ولبس المعصفر والمزعفر ومصبوغٍ بمغرَّةٍ أو ورسٍ إلا بعذرٍ، راجع للجميع، إذ الضرورات تبيح المحظورات. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۷/۵-۲۱۸ زكريا)

والمراد بالثوب ما كان جديدًا تقع به الزينة وإلا فلا بأس به؛ لأنه لا يقصد به إلا ستر العورة والأحكام تبتني على المقاصد، كما في المحيط. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۸/۵ زكريا)

فأما ما يتصل بالبدن فالذي يحرم عليها كلُّ ما يُعتبر مرغبًا فيها من طيبٍ

وخضابٍ وكحلٍ للزينة، ومن ذٰلك الأشياء المحدثة للزينة، وليس من ذٰلك ما تتعاطاه المرأة للتداوي كالكحلِ والامتشاط بمشطٍ واسعٍ لا طيبَ فيه. (الموسوعة الفقهية / مادة: إحداد ۱۰۷/۲ الكويت)

عدت میں چوڑیوں کا استعمال

چوڑی پہننا زیب وزینت میں داخل ہے، اور معتدۂ طلاق ووفات کو دورانِ عدت زینت اختیار کرنا منع ہے؛ لہٰذا اُن کے لئے عدت میں چوڑی پہننا درست نہ ہوگا۔

على المبتوتة والمتوفى عنها زوجها إذا كانت بالغة مسلمة الحداد في عدتها، والحداد الاجتناب عن الطيب، ولبس الحلي والتزين. (الفتاویٰ الهندية / الباب الرابع عشر في الحداد ۵۳۳/۱ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۲۱۸/۵ زكريا، ۵۳۰/۳-۵۳۱ كراچی)

وتترك أنواع الحلي والزينة. (تبيين الحقائق ۲۶۷/۳ زكريا)

کیا عدت میں چوڑی وغیرہ توڑ دینی چاہئیں؟

عورت اگر طلاق یا شوہر کی موت کے وقت چوڑی پہنے ہوئے ہو، تو اُسے فوراً اُتار کر حفاظت سے رکھ دے، اور عدت پوری ہونے کے بعد چاہے تو پہن لے۔ اِن چوڑیوں کو توڑنا مال کا بے فائدہ ضیاع ہے، جس کی شرعاً اِجازت نہیں ہے۔ (لہٰذا بہت سے علاقوں میں شوہر کے انتقال پر بیوی کی چوڑیاں توڑنے کا جو رواج ہے، وہ غلط اور ناجائز ہے) (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۱۳/۱۳ ڈابھیل)

تحد الخ، مكلفة مسلمةٌ الخ، إذا كانت معتدة بتّ أو موت الخ، بترك الزينة بحليّ. (الدر المختار مع الشامي ۲۱۷/۵-۲۱۸ زكريا، البحر الرائق ۱۵۰/٤ كراچی)

دورانِ عدت بطور علاج سر میں مہندی لگانا؟

معتدہ عورت کے لئے زینت کی غرض سے سر کے بالوں میں مہندی لگانا درست نہیں ہے؛ لیکن اگر سر کے درد کے علاج کے طور پر مہندی لگائی، تو اِس کی گنجائش ہے۔

تحد مكلفة مسلمة ولو أمة منكوحة إذا كانت معتدة بت أو موت بترك الزينة والطيب والدهن والكحل والحناء ولبس المعصفر والمزعفر إلا بعذر، راجع للجميع، إذ الضرورات تبيح المحظورات. (درمختار) وتحته في الشامية: والمراد بالثوب ما كان جديداً تقع به الزينة وإلا فلا بأس به. (الدر المختار مع الشامي / باب العدة، فصل في الحداد ۲۱۷/۵-۲۱۸ زكريا، الهداية ٤٢٧/٢)

واعتادت الدهن فخافت وجعاً، فإن كان ذٰلك أمرًا ظاهرًا يباح لها؛ لأن الغالب كالواقع، وكذا لبس الحرير إذا احتاجت إليه لعذر لابأس به. (الهداية ٤٢٨/٢)

والحداد أن تترك الطيب والزينة والكحل والدهن المطيب وغير المطيب إلا من عذر، وفي الجامع الصغير إلا من وجع. (فتح القدير / كتاب الطلاق ٣٠٥/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عدت میں پان کھانے کا حکم

اگر کوئی عورت عدت میں محض شوقیہ طور پر برائے زینت پان استعمال کرے، تو اُس سے منع کیا جائے گا؛ اس لئے کہ اِس سے ہونٹوں پر سرخی ظاہر ہونے سے ایک طرح کی زینت پیدا ہوجاتی ہے؛ لیکن جو عورت پان کھانے کی عادی ہو اور پان کھائے بغیر اُس کے لئے وقت گزارنا مشکل ہو تو ایسی عورت کے لئے عدت میں پان کھانا ممنوع نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ زینت میں داخل نہیں ہے۔

عن أم سلمة زوج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: المتوفى عنها زوجها لاتلبس المعصفرة من الثياب …… ولا تختضب ولا تكتحل. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٠٨٠/٢ رقم: ٢٦٥٨١ بيت الأفكار الدولية)

وبه ظهر أن الممنوع استعماله على وجه يكون فيه زينة فلا تمنع من مسه بيد لعصر أو بيع أو أكل. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ٢١٨/٥ زكريا)

معتدہ کا آنکھ دکھنے کی وجہ سے سرمہ لگانا

اگر معتدہ کی آنکھ دکھنے لگے تو دوا کے طور پر سرمہ لگانے (یا آنکھ میں دواء ڈالنے) کی گنجائش ہے۔

فإن كان وجع بالعين فتكتحلُ. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۸/۵ زكريا)

بال اُلجھنے کی وجہ سے معتدہ کا تیل کنگھی کرنا

اگر معتدہ کے سر کے بال اُلجھ جائیں، اور تیل کنگھی کے بغیر بے چینی ہو، تو بقدر ضرورت تیل ڈال کر موٹی کنگھی سے بال درست کرسکتی ہے؛ لیکن زینت کی نیت نہ ہو۔

أو تشتكي رأسها فتدهن وتمشط بالأسنان الغليظة المتباعدة من غير إرادة الزينة؛ لأن هٰذا تداوٍ لا زينةٍ. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۸/۵ زكريا)

اگر ممنوعہ کپڑوں کے علاوہ کوئی کپڑا معتدہ کو دستیاب نہ ہو

اگر معتدہ کے پاس صرف ایسے ہی کپڑے ہوں جن کا عدت میں استعمال ممنوع ہے، اور وہ اُنہیں بیچ کر بدلہ میں دیگر کپڑے بھی نہیں خرید سکتی، تو ستر چھپانے کے لئے اُنہیں ممنوع کپڑوں میں سے کوئی کپڑا استعمال کرسکتی ہے۔

وفي الكافي: إلا إذا لم يكن لها ثوبٌ إلا المصبوغ؛ فإنه لا بأس به لضرورة ستر العورة؛ لكن لا تقصد الزينة. وينبغي تقييده بقدر ما تستحدث ثوبًا غيره، إما ببيعه والاستخلاف بثمنه، أو من مالها إن كان لها. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵ زكريا)

وأما من لم يكن عندها إلا ثوبٌ واحدٌ من المنهي عن لبسه، فلا يحرم عليها لبسهٗ، حتى تجدَ غيره؛ لأن ستر العورة أوجبُ من الإحداد. (الموسوعة الفقهية / مادة: إحداد ۱۰۸/۲ الكويت)

معتدہ کا پرانے رنگین کپڑے پہننا

معتدہ عورت ایسے پرانے رنگین کپڑے پہن سکتی ہے جن سے زینت کا اظہار نہ ہوتا ہو۔

وذکر الحلواني أن المراد بالثیاب المذکورة الجدیدَ منها، أما لو کان خلِقًا لا تقع فیه الزینة فلا بأس به. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۹ زکریا)

معتدہ کا بدن کی صفائی کے لئے صابن استعمال کرنا

معتدہ بدن کی صفائی ستھرائی کے لئے غسل کرسکتی ہے، اور بغیر خوشبو کا صابن وغیرہ بھی استعمال کرسکتی ہے؛ لیکن اُس سے زینت مقصود نہ ہو۔

ونقل في المعراج: أن عند الأئمة الثلاثة لها أن تدخل الحمام وتغسل رأسها بالخطمي والسدر، ولم یذکر حکمه عندنا. قال في البحر: واقتصار المصنف علیٰ ترك ما ذُکر یفید جواز دخول الحمام لها. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۹ زکریا)

ولا بأس بإزالة الوسخ والتفث من ثوبها وبدنها کنتف الإبط وتقلیم الأظفار الخ، والإغتسال بالصابون غیر المطیب وغسل رأسها ویدیها. (الموسوعة الفقهیة / مادة: إحداد ۲/۱۰۹ الکویت)

معتدہ عورت کا گھر کو سجانا اور قالین وغیرہ پر بیٹھنا منع نہیں

معتدہ عورت کے لئے ترکِ زینت کے حکم کا تعلق صرف اُس کے بدن اور پہننے والے کپڑوں سے ہے؛ لہٰذا اگر وہ اپنے گھر یا کمرہ کو آراستہ کرے، یا ریشم کے فرش یا کسی طرح کے قالین وغیرہ پر اُٹھے بیٹھے، تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تنبیه:- مقتضیٰ اقتصارهم علیٰ منعها مما مرَّ أن الإحداد خاص بالبدن، فلا تُمنعُ من تجمیل فراشٍ وأثاثِ بیتٍ وجلوسٍ علیٰ حریرٍ، کما نصَّ علیه الشافعیةُ. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۹ زکریا)

معتدہ گھر سے باہر نہ نکلے

اگر دورانِ عدت نان نفقہ کا انتظام ہو، تو کسی بھی قسم کی معتدہ کے لئے دورانِ عدت گھر سے باہر جانا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر نان نفقہ کا انتظام نہ ہو (مثلاً معتدۂ وفات بے سہارا ہو، یا معتدۂ طلاق کا نفقہ شوہر نہ اُٹھائے، اور کوئی دوسرا متبادل نظم بھی نہ ہو) تو ایسی معتدہ عورتیں دن کے وقت کسب معاش کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہیں؛ لیکن رات واپس آکر گھر میں گذارنا ضروری ہے۔

ولا تخرجُ معتدة رجعي وبائن بأي فرقةٍ كانت الخ، لو حرةً الخ، مكلفةً من بيتها أصلاً لا ليلاً ولا نهارًا، ولا إلىٰ صحن دارٍ فيها منازل لغيره ولو بإذنه؛ لأنه حق الله تعالىٰ الخ، ومعتدة موتٍ تخرج في الجديدين وتبيتُ أكثر الليل في منزلها؛ لأن نفقتها عليها، فتحتاج للخروج، حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقةِ، فلا يحل لها الخروج، فتح. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۳/۵-۲۲۵ زكريا)

وأما الخروج للضرورة فلا فرق فيه بينهما كما نصُّوا عليه فيما يأتي الخ. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زكريا)

قال في الفتح: والحق علىٰ أن المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع، فإن علم في واقعةٍ عجز هٰذه المختلعةُ عن المعيشة إن لم تخرج، أفتأها بالحلِّ وإن علم قدرتَها أفتأها بالحرمة، وأقره في النهر والشرنبلالية. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد، مطلب: الحق أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ۲۲۳/۵ زكريا)

معتدۂ وفات کا جائیداد کی دیکھ بھال وغیرہ کے لئے گھر سے باہر نکلنا

معتدۂ وفات اپنے کاروبار اور جائیداد وغیرہ کی نگرانی کے لئے دورانِ عدت دن کے

اَوقات میں گھر سے باہر جاسکتی ہے؛ البتہ ضرورت پوری ہونے پر فوراً واپس آجائے، بلاوجہ گھر سے باہر نہ رہے۔

وجوّز في القنية خروجها لإصلاح ما لا بد لها منهُ، كزراعةٍ ولا وكيل لها. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زكريا)

قال في الفتح: والحاصل أن مدار حل خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدرهٖ فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذٰلك صرف الزمان خارج بيتها. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زكريا)

معتدہ کس گھر میں عدت گذارے گی؟

شوہر کے طلاق دینے یا وفات پانے سے پہلے عورت جس گھر میں رہ رہی ہو (خواہ وہ شوہر کی ملکیت ہو یا نہ ہو) اُسی گھر میں عدت گذارنا اُس پر لازم ہے۔ (الا یہ کہ کوئی عذر ہو)

وتعتدان أي معتدة طلاق وموتٍ في بيت وجبت فيه (الدر المختار) هو ما يضاف إليه بالسكنىٰ قبل الفرقة، ولو غير بيت الزوج، كما مرَّ آنفًا. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زكريا)

طلاق یا موت کے وقت عورت گھر سے باہر ہو تو کیا کرے؟

اگر طلاق کے وقت یا شوہر کے اِنتقال کے وقت عورت گھر کے علاوہ کسی اور جگہ ہو، تو اُسے چاہئے کہ خبر ملتے ہی فوراً گھر واپس آجائے۔ (بلاعذر گھر سے باہر عدت نہ گذارے)

طلِّقت أو ماتَ وهي زائرةٌ في غير مسكنِها عادت إليه فورًا، لوجوبهٖ عليها. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زكريا)

کن اَعذار کی وجہ سے دوسرے گھر میں عدت گذارنے کی اِجازت ہے؟

درج ذیل صورتوں میں معتدہ دوسری جگہ عدت گذار سکتی ہے:

(۱) شوہر ظلماً مطلقہ کو گھر سے باہر کردے۔

(۲) کرایہ کا گھر ہو، اور کرایہ اَدا نہ کرنے کی وجہ سے مالکِ مکان گھر سے باہر کردے۔

(۳) شوہر کا اِنتقال ہوگیا ہو، اور عورت کا حصہ وراثت اِتنا نہ ہو کہ اُس کے لئے الگ کمرہ کا انتظام ہوسکے، اور دیگر وارثین اُسے ساتھ رکھنے پر آمادہ نہ ہوں۔

(۴) گھر ڈھا جائے، یا اِتنا بوسیدہ ہو کہ ڈھائے جانے کا اَندیشہ ہو۔

(۵) گھر اِتنا غیر محفوظ ہو کہ اُس کا مال ضائع ہونے کا اَندیشہ ہو۔

(۶) گھر میں معتدہ اکیلی ہو، جس کی وجہ سے اُسے وحشت ہوتی ہو۔

(۷) گھر میں نامحرموں سے پردہ کا معقول انتظام نہ ہو، اور عورت کو فتنہ کا اَندیشہ ہو۔

یا اِس طرح کے کسی عذر کی وجہ سے معتدہ دوسری قریبی مناسب اور محفوظ جگہ عدت گذار سکتی ہے۔ معتدۂ طلاق کے لئے شوہر پر لازم ہے کہ وہ متبادل معقول انتظام کرے، اور اگر شوہر انتظام نہ کرے، یا معتدۂ وفات ہو، تو وہ اپنے طور پر اِنتظام کرسکتی ہے۔

ولا يخرجان منه إلا أن تُخرجَ أو ينهدمَ المنزلُ أو تَخافُ انهدامَه أو تلف مالِها أو لا تجد كراء البيتِ، ونحو ذٰلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه. وفي الطلاق إلىٰ حيث شاء الزوج. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ٥/٢٢٥-٢٢٦ زكريا)

وشمل إخراج الزوج ظلمًا أو صاحبُ المنزل لعدم قدرتها على الكراء، أو الوارث إذا كان نصيبها من البيت لا يكفيها الخ. ونحو ذٰلك منه ما في الظهيرية: لو خافت بالليل من أمر الميت والموت، ولا أحد معها، لها التحولُ والخوف شديدًا، وإلا فلا الخ. وتعيين المنزل الثاني للزوج في الطلاق، ولها في الوفاة، فتح. وكذا إذا طلقها وهو غائبٌ فالتعيين لها ...... الخ.

وحكم ما انتقلت إليه حكم المسكن الأصلي فلا تخرج منه ...... الخ.

لٰکن رأیت في کافي الحاکم ما نصه: وإذا طلقها زوجُها ولیس لها إلا بیتٌ واحدٌ، فینبغي أن یجعل بینه وبینها حجابًا، وکذٰلك في الوفاة إذا کان له أولادٌ رجالٌ من غیرها، فاجعلوا بینهم وبینها سِترًا أقامت، وإلا انتقلت، وأنت خبیرٌ بأن هٰذا نصُّ ظاهر الروایة، فوجب المصیر إلیه. ولعلّ وجهه خشیة الفتنة، حیث کانوا معها رجالاً في بیتٍ واحدٍ …… الخ. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۲۵-۲۲۶ زکریا)

دورانِ سفر طلاق یا موت کا واقعہ پیش آئے تو کیا کرے؟

اگر عورت کو سفر کے دوران طلاق دی جائے، یا دورانِ سفر اُس کو شوہر کے اِنتقال کی اِطلاع ملے، اور اُس کا گھر مسافتِ سفر (تقریباً ۸۳؍کلومیٹر) کے اندر اندر ہو، تو اُس پر فوراً گھر واپس لوٹنا ضروری ہے، اور اگر گھر مسافتِ سفر سے دور فاصلہ پر ہو، تو اگر اَمن واطمینان کے ساتھ بآسانی دوسرے شہر میں قیام ممکن ہو، تو وہاں بھی عدت گذار سکتی ہے۔ ورنہ واپس بحفاظت گھر لوٹ کر عدت گذارے۔

أبانها أو مات عنها في سفرٍ ولو في مصرٍ، ولیس بینها وبین مصرها مدةُ سفرٍ رجعتْ، ولو بین مصرها مدتُه وبین مقصدِها أقل مضت، وإن کانت تلك أي مدة السفر من کل جانب منهما …… الخ، فإن کانت في مفازة خُیِّرتْ …… الخ، أو کانت في مصرٍ أو قریةٍ تصلح للإقامة تعتدُّ ثمه. (الدر المختار) بأن تأمن فیها علیٰ نفسها ومالها وتجد ما تحتاجه. (شامي مع الدر المختار، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۲۷-۲۲۹ زکریا)

حج کی منظوری آنے کے بعد سفر سے پہلے عدت پیش آجائے؟

اگر عورت نے حج کے سفر کا اِرادہ کیا تھا، اور ویزا وغیرہ لگ کر منظوری بھی آچکی تھی؛ لیکن ابھی سفر شروع نہیں کیا تھا کہ شوہر کی وفات ہوگئی یا شوہر نے اُسے طلاق دے دی، تو عورت پر

لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کردے اور گھر میں رہ کر عدت گذارے۔ (اور اگر عدت کے زمانہ میں سفر کرکے حج کرے گی تو حج ادا تو ہوجائے گا؛ لیکن گنہگار ہوگی)۔

عن سعيد بن المسيب أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يرد المتوفى عنهن أزواجهن من البيداء، يمنعهن الحج. (الموطأ لإمام مالك، كتاب الطلاق / باب مقام المتوفى عنها زوجها في بيتها حتى تحل ٣٧٧ رقم: ٨٨، شرح معاني الآثار / باب إحداد المعتدة ومنع سفرها ٤٤٥/٢ رقم: ٤٤٨٢)

عن مجاهد أن عمر وعثمان ردّا نسوة حاجّاتٍ ومعتمراتٍ، حتى اعتددن في بيوتهن. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الحج / من كره لها أن تحج في عدتها ٥٠٤/٨ رقم: ١٤٦٧)

فلو كانت معتدة عند خروج أهل بلدها لا يجب عليها الخ، فإن حجت وهي في العدة جازت بالاتفاق وكانت عاصية الخ. (غنية الناسك / فصل: وأما شرائط وجوب الأداء فخمسة ٣٥ مكتبه يادگار شيخ سهارنپور، انوار مناسك ١٨١)

ومع عدم عدة عليها مطلقاً، أية عدة كانت......، وفي الشامي: فلا يجب عليها الحج إذا وجدت. (شامي، كتاب الحج / مطلب في قولهم يقدّم حق العبد علىٰ حق الشرع ٤٦٥/٢ كراچی، شامي ٤٦٥/٣-٤٦٦ زكريا)

المعتدة لا تسافر لحج. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الطلاق ٢٥٣/٣ رقم: ٧٧٨٢ زكريا)

والشرط الثاني: أن تكون خالية عن العدة عدة وفاة كانت أو عدة طلاق. (الفتاویٰ التاتارخانية / كتاب الحج ٤٧٥/٣ رقم: ٤٨٨٩ زكريا)

سفرِ حج شروع کرنے کے بعد طلاقِ رجعی دی گئی اور شوہر ساتھ ہے

اگر عورت شوہر کے ساتھ حج کے سفر میں جارہی تھی، اِسی دوران شوہر نے اُسے طلاقِ رجعی دے دی، تو اُس پر لازم ہے کہ شوہر کے ساتھ ہی رہے، خواہ شوہر واپس وطن لوٹ آئے یا حج کے لئے جائے، اور شوہر کے لئے اَفضل یہ ہے کہ وہ رجعت کرلے۔

فـإن لـزمتهـا فـي السـفـر فـإن كان الطلاق رجعيًا تبعت زوجها رجع أو مضى، ولا يفارقها زوجها، والأفضل أن يراجعها. (غنية الناسك ٣٥ يادگار شيخ سهارنپور)

سفرِ حج شروع کرنے کے بعد طلاقِ بائن دی گئی یا شوہر کی وفات کی اطلاع ملی

اگر عورت سفرِ حج کے لئے روانہ ہوچکی تھی کہ اُسے طلاقِ بائن دی گئی، یا شوہر کی وفات کی اطلاع ملی، تو اُس میں درج ذیل صورتوں کے الگ الگ احکام ہوں گے:

الف:- اگر گھر سے روانہ ہوئی اور ایئرپورٹ اُس کے گھر سے مسافتِ سفر سے کم ہے، اِسی درمیان عدت کی صورت پیش آ گئی، تو اُس پر لازم ہے کہ وہ گھر واپس آ کر عدت گذارے، اور سفرِ حج ملتوی کردے۔

أو بـائـنًا فإن كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة السفر تخير، أو إلىٰ أحدها سفر دون الأخر تعين أن تصير إلى الأخر. (غنية الناسك ٣٥ يادگار شيخ سهارنپور)

ب:- اور اگر ایئرپورٹ اُس کے وطن سے مسافتِ سفر سے زائد ہے، اور وہ ایئرپورٹ پہنچ چکی ہے، تو ایسی صورت میں اگر محرم ساتھ نہ ہو تو اُسے واپس لوٹ آنا ضروری ہے۔ اور اگر کوئی اور محرم ساتھ جارہا ہو تب بھی اَولیٰ یہی ہے کہ وہ حج کو مؤخر کر کے وطن لوٹ آئے؛ تاہم اگر محرم کے ساتھ سفر جاری رکھے، تو بعض فقہی روایات سے اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

وفـي منسك الفارسي وإن كان كل واحد من الطرفين سفرًا، فان كانت فـي المفازة مضت إن شائت، أو رجعت بمحرم أو بغير محرم والرجوع أولىٰ.

(غنية الناسك ٣٥ يادگار شيخ سهارنپور)

ج:- اگر ایئرپورٹ سے روانہ ہونے کے بعد یا سعودیہ پہنچنے کے بعد عدت واجب ہوئی اور وہاں عدت گذارنے کی کوئی صورت نہیں ہے (یعنی وہاں جدہ وغیرہ میں کوئی ایسا رشتہ

دار نہیں جس کے یہاں رہ کر وہ عدت کا زمانہ گذار سکے، یا مزید ویزا ملنے کا امکان نہیں ہے) تو چوں کہ قافلہ اور گروپ سے ہٹ کر عام طور پر کسی عورت کا تنہا قیام کرنا سخت مشکل ہے؛ اِس لئے ایسی معتدہ عورت کو چاہئے کہ وہ ساتھیوں کے ساتھ رہ کر مناسک حج ادا کرے، اور عدت کی دیگر پابندیوں مثلاً قیام گاہ سے بے ضرورت باہر نکلنے اور زیورات کا استعمال وغیرہ سے احتراز کرتی رہے۔

أو كـل مـنهـمـا سفر فإن كانت في مصرٍ قرت فيه إلى أن تنقضي عدتها ولا تـخرج الخ، وإن كانت في قريةٍ أو مفازةٍ لا تأمن على نفسها ومالها فلها أن تمضي إلى موضع اٰمنٍ الخ. (غنية الناسك ٣٥ مكتبه يادگار شيخ سهارنپور، الدر المختار مع الشامي ٤٦٦/٣ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٧٥/٣-٤٧٦ زكريا، بدائع الصنائع ٣٠١/٢ زكريا، فتح القدير ٤٢٦/٢)

معتدہ کے لئے کن لوگوں سے پردہ کرنا ضروری ہے؟

عورت کے لئے نامحرموں سے پردہ کرنا ہر حالت میں ضروری ہے، خواہ وہ عدت میں ہو یا نہ ہو، صرف عدت میں پردہ کرنے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ (بعض لوگ صرف عدت میں پردہ کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ نادانی کی بات ہے)

قـال الـلّٰـه تـعـالـىٰ: ﴿وَقُـلْ لِّـلْـمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ [النور، جزء آيت: ٣١]

وقال وتعالىٰ: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَـلَيْهِـنَّ مِـنْ جَلَابِيْبِهِـنَّ، ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُـعْـرَفْـنَ فَلَا يُـؤْذَيْنَ، وَكَانَ اللّٰـهُ غَفُوْرًا رَحِيْمًا﴾ [الأحزاب: ٥٩]

قـال أبـوبـكـر: فـي هٰـذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عـن الأجـنبيـن وإظهـار السـتـر والعفاف عند الخروج؛ لئلا يطمع أهل الريب فيهن. (أحكام القرآن للجصاص / باب حجاب النساء ٣٧٢/٣ لاهور، ٤٨٦/٥ زكريا)

وتـمنع المرأة الشـابـة مـن كشف الـوجـه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل

لخوف الفتنة. والمعنى تمنع من الكشف بخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامي / باب شروط الصلاة، مطلب: في ستر العورة ٢/ ٧٩ زكريا)

لا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين. (بدائع الصنائع، كتاب الاستحسان / حكم الأجنبيات الحرائر ٤/ ٢٩٣ زكريا، كذا في الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن ٥/ ٣٢٩ زكريا، مجمع الأنهر / الكراهية ٤/ ٢٠٢ دار الكتب العلمية بيروت)

دورانِ عدت شوہر سے پردہ کا حکم

اگر طلاقِ رجعی دی گئی ہے، اور رجعت کی اُمید ہے تو شوہر سے پردہ کا حکم نہیں ہے۔ اور اگر طلاقِ بائن یا مغلظہ دی گئی ہے، تو ایسی صورت میں شوہر سے پردہ لازم ہے۔ اگر وہ دونوں ایک گھر میں رہتے ہیں، اور شوہر کی طرف سے بے احتیاطی کا اندیشہ ہے، تو اُن کے ساتھ کوئی ایسی عورت رہنی چاہئے جو دونوں کے درمیان میل ملاپ روکنے پر قادر ہو۔

عن ابن جريج قال: قلت لعطاء: الرجل يطلق المرأة فلا يبتها، أيستأذن؟ قال: لا، ولكن يستأنس، وتحذر هي، وتشوف له، فإن كان له بيتان، فيجعلها في أحدهما، وإن لم يكن له إلا بيت واحد، فليجعل بينه وبينها سترًا. (المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب استأذن عليها ولم يبتها ٦/ ٣٢٤ رقم: ١١٠٢٧)

وفي الطلاق إلى حيث شاء الزوج ...... ولا بد من سترة بينهما لئلا يختلي بالأجنبية ...... أو كان الزوج فاسقًا فخروجه أولىٰ؛ لأن مكثها واجب لا مكثه، وحسن أن يجعل القاضي بينهما امرأة ثقة قادرة على الحيلولة بينهما. وفي المجتبى: الأفضل الحيلولة بستر، ولو فاسقاً فبامرأة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ٥/ ٢٢٦-٢٢٧ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثامن والعشرون في العدة ٥/ ٢٤٥ رقم: ٧٧٦٧ زكريا)

دورانِ عدت دیور، نندوئی، بہنوئی اور جیٹھ سے پردہ کا حکم؟

واضح ہو کہ عدت کے لئے پردہ کا کوئی الگ حکم نہیں ہے؛ بلکہ عورت کو نامحرم مردوں سے عدت یا غیر عدت میں بہرحال پردہ کرنا چاہئے۔ دیور، نندوئی، بہنوئی اور جیٹھ بھی نامحرم ہیں، اُن سے بھی اَصلاً پردہ کا حکم ہے؛ البتہ اگر اُن کی گھر میں کثرت سے آمد ورفت ہو، اور مکمل پردہ کرنا دشوار ہو، تو کم اَز کم اتنا اہتمام ضرور کیا جائے کہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ اُن کے سامنے کوئی حصۂ بدن ظاہر نہ ہو۔ اِسی طرح اُن کے ساتھ تنہائی اور بے محابا گفتگو سے بھی احتیاط کی جائے۔

(اِصلاح الرسوم ۵۵-۵۶، مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۶۷ ڈابھیل)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. والمعنى تمنع من الكشف بخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب شروط الصلاة، مطلب: في ستر العورة ۲/۷۹ زكريا)

والحكم بالفرق بين الأجنبي وذي الرحم إذا كان النظر لا عن شهوةٍ، فأما بالشهوة فلا يحل لأحدٍ النظرُ. (بزازية على هامش الفتاوى الهندية ۶/۳۷۳ قديم زكريا)

معتدہ کا خالہ اور ماموں زاد بھائیوں سے پردہ کرنا؟

معتدہ عورت کے لئے اپنے خالہ زاد، ماموں زاد بھائیوں وغیرہ سے اِسی طرح بہنوئی اور خالو سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

وقال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ [النور، جزء آيت: ۳۱]

قال أبوبكر: في هٰذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين وإظهار الستر والعفاف عند الخروج؛ لئلا يطمع أهل الريب فيهن. (أحكام القرآن للجصاص / باب حجاب النساء ۳/۳۷۲ لاهور، ۵/۴۸۶ زكريا)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. والمعنى تمنع من الكشف بخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب شروط الصلاة، مطلب: في ستر العورة ٧٩/٢ زكريا)

لا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين. (بدائع الصنائع، كتاب الاستحسان / حكم الأجنبيات الحرائر ٢٩٣/٤ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن ٣٢٩/٥ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الكراهية ٢٠٢/٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

دورانِ عدت ساس کا داماد سے پردہ؟

داماد ساس کے لئے محرم ہے؛ لہٰذا عدت یا بعد عدت وہ ساس کے سامنے جاسکتا ہے، اُس سے اَجنبی کی طرح پردہ نہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ٣١]

وحرم المصاهرة بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته وجداتها مطلقًا بمجرد العقد الصحيح. (الدر المختار، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ١٠٤/٤ زكريا)

دورانِ عدت منہ بولے بھائی سے پردہ کرنا؟

منہ بولا بھائی شرعاً اَجنبی اور نامحرم ہے، اُس سے حسب ضابطہ پردہ لازم ہے؛ البتہ اگر ضرورت کی وجہ سے اُس سے بات کرنی پڑے تو پردہ کے ساتھ بات کرنے کی گنجائش ہے۔

قال اللّٰه تبارك وتعالیٰ: ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْاَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ٥٣]

وإن كان لا يامن على نفسه أو عليها فليجتنب. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ٥٢٩/٩ زكريا، ٣٦٨/٦ كراچی، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن ٣٢٩/٥ قديم زكريا)

کیا معتدہ گھر کے صحن میں آ سکتی ہے؟

معتدہ کے لئے گھر کے کمرہ میں رہنا ہی ضروری نہیں؛ بلکہ وہ صحن میں بھی حسب ضرورت آ جا سکتی ہے، یعنی گھر کے اندر رہتے ہوئے ہر حصہ میں جا سکتی ہے۔

بخلاف ما إذا كانت له فإن لها أن تخرج إليها وتبيت في أي منزل شاءت؛ لأنها تضاف إليها بالسكنىٰ. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب: الحق أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ٢٢٤/٥ زكريا، ٥٣٥/٣ كراچی، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثامن والعشرون في العدة ٢٤٦/٥ رقم: ٧٧٦٩ زكريا)

للمعتدة أن تخرج من بيتها إلى صحن الدار وتبيت في أيِّ منزل شاءت إلا أن يكون في الدار منازل لغيره، بخلاف ما إذا كانت المنازل له. (الفتاوىٰ الهندية / الفصل الرابع في الحداد ٥٣٥/١ زكريا)

عدت میں بیٹھی ہوئی عورت کا تبلیغ کرنا؟

عدت کے ایام میں اپنے گھر رہتے ہوئے معتدہ کو وعظ وتبلیغ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ اِس مقصد سے گھر سے باہر نہ جائے۔

لا تخرج المعتدة عن طلاق أو موت إلا لضرورة. (شامي / باب العدة، مطلب: الحق على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ٢٢٥/٥ زكريا، البحر الرائق / فصل في الإحداد ١٥٣/٤ كراچی، ٢٥٩/٤ زكريا)

کیا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے عدت کی پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں؟

عمر زیادہ ہونے سے عدت کا حکم ختم نہیں ہوجاتا؛ بلکہ ہر عمر کی عورت پر حسبِ ضابطہ عدت گذارنا اور عدت کی پابندیوں کا خیال رکھنا لازم ہے۔

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾

[البقرة، جزء آيت: ٢٢٨]

وفي رواية أن قوما منهم: أبي ابن كعب وخلاد بن نعمان لما سمعوا قوله تعالىٰ: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوْءٍ﴾ قالوا: يا رسول اللّٰه! فما عدة من لا قروء لها من صغر أو كبر، فنزل: ﴿وَالّٰئِيْ يَئِسْنَ﴾ (روح المعاني [الطلاق: ٤] ٢٠٢/١٥ زكريا)

وإن كانت ممن لا تحيض من صغرٍ أو كبرٍ فعدتها ثلاثة أشهرٍ بقوله تعالى: ﴿وَالّٰئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِسَآءِ كُمْ﴾ (الهداية / باب العدة ٤٢٣/٢)

إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / باب الرجعة، الباب السادس: فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٣/١ زكريا)

زلزلہ کے ڈراور حکومت کے اعلان کی وجہ سے معتدہ کا گھر سے باہر نکالنا؟

زلزلہ کے ڈراور حکومت کے اعلان کی وجہ سے معتدہ کے لئے گھر سے باہر نکل کر محفوظ مقام پر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اِس بنیاد پر گھر سے نکلنے کی وجہ سے عدت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا؛ بلکہ عدت حسبِ دستور جاری رہے گی۔

ومعتدة الموت تخرج – فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذٰلك.

(البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل: الإحداد ١٥٣/٤ كوئته، ٢٥٨/٤-٢٥٩ زكريا)

وتعتدان أي معتدة طلاق وموت في بيت وجبت فيه ...... الخ، إلا أن تُخرجَ أو ينهدم المنزل أو تخاف انهدامه ...... الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ٢٢٥/٥ زكريا)

معتدہ کا علاج کے لئے گھر سے باہر نکلنا

اگر معتدہ بیمار ہوجائے اور علاج کے لئے ڈاکٹر کو دکھانا یا اسپتال میں داخل کرنا ضروری

ہو، تو شرعاً اس کی گنجائش ہے؛ تاہم جب ضرورت پوری ہوجائے تو فوراً گھر واپس آجائے۔

لا تخرج المعتدة عن طلاق أو موت إلا لضرورة. (شامي / باب العدة، مطلب: الحق على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ٢٢٥/٥ زكريا، البحر الرائق / فصل في الإحداد ٢٥٩/٤ زكريا، ١٥٣/٤ كراچی)

معتدہ کا ملازمت کے لئے گھر سے باہر جانا؟

معتدہ کے لئے اگر گذارے کا انتظام ہو، تو گھر میں ہی عدت گذارنا لازم ہے، اگر ملازمت کے لئے گھر سے باہر جائے گی تو گنہگار ہوگی؛ البتہ اگر گذارے کا انتظام نہ ہو، اور کوئی متبادل شکل بھی نہ ہو، تو اِس خاص حالت میں بدرجہ مجبوری ملازمت پر جاسکتی ہے۔

مطلب: الحق أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع. قال في الفتح: والحقّ أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع، فإن علم في واقعة عجز هٰذه المختلعة عن المعيشة إن لم تخرج أفتاها بالحل، وإن علم قدرتها أفتاها بالحرمة الخ. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ٢٢٣/٥ زكريا)

ومعتدة موت تخرج في الجديدين وتبيت أكثر الليل في منزلها؛ لأن نفقتها عليها، فتحتاج للخروج حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة، فلا يحل لها الخروج. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ٢٢٤/٥ زكريا)

معتدة الموت تخرج يومًا وبعض الليل، والحاصل أن مدار الحل كون خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدره متى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذٰلك صرف الزمان خارج بيتها. (البحر الرائق، باب العدة / فصل الاحداد ١٥٣/٤ كوئٹه، ٢٥٨/٤-٢٥٩ زكريا)

کیا معتدہ عیادت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے؟

عام حالات میں عیادت کے لئے معتدہ کا گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے؛ لیکن کسی قریبی عزیز

کی حالت نازک ہوجائے اور معتدہ اس کی وجہ سے اتنی بے چین ہوکہ اُس کے دیکھے بغیر چین ہی نہ آئے، تو علاج ومعالجہ کے لئے گھر سے نکلنے کی رخصت پر قیاس کرتے ہوئے دن میں کسی وقت عیادت کرکے آنے کی گنجائش ہے؛ لیکن رات عدت والے گھر ہی میں گذارنی ضروری ہوگی۔

عن ابن جريج قال: قلت لعطاء: الرجل يطلق المرأة فلا يبتها، أيستأذن؟ قال: لا، ولكن يستأنس، وتحذر هي، وتشوف له، فإن كان له بيتان، فيجعلها في أحدهما، وإن لم يكن له إلا بيت واحد، فليجعل بينه وبينها سترًا. (المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب استأذن عليها ولم يبتها ٣٢٤/٦ رقم: ١١٠٢٧ المجلس العلمي)

وتعتدان أي معتدة طلاق وموت في بيت وجبت فيه، ولا يخرجان منه إلا أن تخرج أو ينهدم المنزل أو تخاف إنهدامه أو تلف مالها أو لا تجد كراء البيت ونحو ذٰلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه. (الدر المختار مع الشامي، باب العدة / فصل في الحداد ٢٢٥/٥ زكريا، ٥٣٦/٣ كراچی، الهداية، كتاب الطلاق / باب العدة ٤٢٨/٢-٤٢٩ تهانوي ديوبند، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ١٥٥/٢ دار الكتب العلمية بيروت)

ويعرف من التعليل أيضًا أنها إذا لها قدر كفايتها، صارت كالمطلقة فلا يحل لها أن تخرج لزيارة ونحوها ليلاً ونهارًا. (فتح القدير / فصل على المبتوتة والمتوفى عنها زوجها الحداد ٣٤٣/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وإن اضطرت إلى الخروج فلا بأس بذٰلك. (الفتاوىٰ الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع ٨٦/٢ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

کیا معتدہ والد یا والدہ کے اِنتقال پر زیارت کیلئے جاسکتی ہے؟

اگر کوئی عورت طلاق یا وفات کی عدت گذار رہی تھی، اِسی درمیان اُس کے والد یا والدہ کا انتقال ہوگیا، تو اصل حکم یہی ہے کہ وہ اُن کے آخری دیدار کے لئے گھر سے باہر نہیں جائے گی؛ تاہم اگر کوئی عورت دیدار کے لئے اتنی بے چین ہوکہ زیارت نہ کرنے سے اُس کے سخت تکلیف

میں مبتلا ہونے کا اَندیشہ ہو، تو علاج معالجہ پر قیاس کرتے ہوئے اُسے دن دن میں زیارت کر کے آنے کی اِجازت دی جائے گی۔ (مرتب)

لا تخرج المعتدة عن طلاق أو موت إلا لضرورة. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب: الحق على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ٢٢٥/٥ زكريا، البحر الرائق / فصل في الإحداد ٢٥٩/٤ زكريا، ١٥٣/٤ كراچی)

وإن اضطرت إلى الخروج فلا بأس بذٰلك. (الفتاوىٰ الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع ٨٦/٢ دار الكتب العلمية بيروت)

کس معتدہ پر سوگ کا حکم نہیں؟

درج ذیل معتدہ عورتوں پر سوگ اور ترکِ زینت کا حکم نہیں ہے:

(۱) **کافرہ معتدہ:-** یعنی جو غیر مسلم (کتابیہ) عورت مسلمان کے نکاح میں ہو، اور وہ اُسے طلاق دیدے یا اُس کا انتقال ہوجائے، تو اِس کافرہ معتدہ پر سوگ کا حکم نہ ہوگا۔

(۲) **نابالغہ معتدہ:-** یعنی جو معتدہ نابالغہ ہو وہ بھی سوگ کی مکلّف نہیں ہے۔

(۳) **مجنونہ معتدہ:-** یعنی جس پاگل عورت کو طلاق دی جائے، یا اُس کے شوہر کا انتقال ہوجائے تو وہ عدت کی پابندیوں کی مکلّف نہیں (اگرچہ دورانِ عدت اُس کا کسی سے نکاح نہیں ہوسکتا)

(۴) **آزادی کی عدت گذارنے والی معتدہ:-** مثلاً: اپنی اُم ولد کو مولیٰ خود آزاد کردے، یا مولیٰ کی موت کی وجہ سے اُسے آزادی ملے۔

(۵) **نکاحِ فاسد کی معتدہ:-** یعنی نکاحِ فاسد میں تفریق اور متارکت کے بعد جو عورت عدت گذار رہی ہو، اُس پر بھی سوگ کا حکم نہیں ہے۔

(۶) **وطی بالشبہ سے معتدہ:-** یعنی جس عورت سے شبہ کی بنیاد پر ہم بستری ہوگئی ہو، وہ متارکت کے بعد جو عدت گذارے گی، اُس میں سوگ کا حکم نہیں ہے۔

(۷) **طلاقِ رجعی کی معتدہ:-** یعنی جس عورت کو رجعی طلاق دی گئی ہو، وہ زیب وزینت ترک نہیں کرے گی، جب کہ اُسے شوہر کے رجوع کرنے کی اُمید ہو۔

ولا حداد علیٰ سبعة: كافرةٍ وصغيرةٍ ومجنونةٍ ومعتدة عتقٍ كموته عن أم ولده ومعتدةِ نكاحٍ فاسدٍ أو وطئ بشبهةٍ أو طلاقٍ رجعيٍّ. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵-۲۲۰ زكريا)

نابالغہ وغیرہ پر سوگ کا حکم نہ ہونے کی وجہ

کافرہ نابالغہ اور مجنونہ پر اگرچہ حسب ضابطہ عدت واجب ہے؛ لیکن اُس کے باوجود سوگ کا حکم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سوگ حقوق اللہ میں سے ہے، اور اُس کی پابندیاں حسی اور فعلی ہیں، جس کے لئے مخاطب کا مکلّف ہونا ضروری ہے، اور کافرہ نابالغہ اور مجنونہ مکلّف نہیں ہیں؛ لہٰذا اُن پر سوگ کا حکم نہیں۔ اِس کے برخلاف عدت ایک مستقل حکم شرعی ہے، جو سبب کے ساتھ مربوط ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ طلاقِ بائن یا موت کے بعد ایک متعین مدت تک اُس عورت کے لئے دوسرے شخص سے نکاح کرنا حلال نہیں ہوتا، پس اِس حکم کے لئے مخاطب کا مکلّف ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ جب بھی سبب پایا جائے گا، حکم عدت بہرحال جاری ہوگا۔

وإنما لزمت العدة عليهن دون الإحداد؛ لأنه حق اللّٰه تعالىٰ كما مر. ولا بدّ فيه من خطاب التكليف؛ لأن اللبس والتطيب فعلٌ حسيٌّ محكوم بحرمته؛ بخلاف العدة؛ فإنها من ربط المسببات بالأسباب، علىٰ معنىٰ أنه عند البينونة يثبت شرعًا عدم صحة نكاحهن في مدةٍ معينةٍ، فهو حكمٌ للعدم، فلا يتوقف علىٰ خطاب التكليف، كما أوضحهُ في الفتح، فافهم. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵-۲۲۰ زكريا)

معتدہ کافرہ دورانِ عدت اِسلام لے آئی

اگر غیر مسلم معتدہ عورت عدت کے دوران مشرف باسلام ہوجائے، تو مابقیہ ایامِ عدت

میں اُس پرسوگ منانا لازم ہوگا۔

ولکن لو أسلمت الکافرۃ في العدۃ لزمها الإحداد فیما بقي منها. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۹ زکریا)

نابالغہ معتدہ دورانِ عدت بالغ ہوگئی

جو نابالغہ عورت عدت گذار رہی تھی، اسی درمیان وہ بالغ ہوجائے، تو مابقیہ اَیام میں اُس پرسوگ منانا لازم ہوگا۔

وفي النهر: لو بلغت في العدۃ لزمها الحداد فیما بقي. (الدر المختار، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۲۱ زکریا)

پاگل معتدہ دورانِ عدت صحت یاب ہوگئی

اگر معتدہ عورت پاگل تھی، پھر عدت کے دوران اُس کا پاگل پن جاتا رہا، اور وہ صحت یاب ہوگئی، تو عدت کے مابقیہ ایام میں اُس پرسوگ کی پابندی لازم ہوگی۔

وکذا ینبغي أن یقال في الصغیرۃ والمجنونۃ إذا بلغت وأفاقت کما في البحر. (شامي، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۵/۲۱۹ زکریا)

❍❖❍

کتاب ثبوت النسب

(ثبوتِ نسب کے مسائل)

ثبوتِ نسب کے مسائل

اِسلام میں نسب کی اَہمیت

اِسلام میں تعمیر انسانیت کی بنیاد پر نسب کو بہت زیادہ اَہمیت دی گئی ہے، اور بہت سے اَحکامات کونسب کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے، چناں چہ اِنسانوں پر ذمہ داریوں اورحقوق کا تعین نسب ہی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ بلاشبہ یہی وہ اِمتیازی نظام ہے جس سے اِنسانوں اور دیگر حیوانات میں واضح فرق ثابت ہوتا ہے، جس کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور جن قوموں نے نسب کو درکنار کرکے معاشرتی نظام چلانے کی کوشش کی ہے، اُن کی زندگی سے اِنسانی، فطری اور خاندانی نظام کی خوبیاں، یا بالفاظِ دیگر باہمی محبتیں اور شفقتیں حرفِ غلط کی طرح معدوم ہوچکی ہیں۔

اِسلام میں نسب کو ایک نعمتِ خداوندی کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے، جیسا کہ درج ذیل آیت میں اِشارہ کیا گیا ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا، وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا. (الفرقان: ٥٤)

اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے پانی (نطفہ) سے آدمی کو پیدا کیا، پھر اُس کو خاندان والا اور سسرال والا بنادیا، اور آپ کا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

اِس آیت کی تشریح میں حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’باپ دادا وغیرہ شرعی خاندان اور ماں نانی وغیرہ عرفی خاندان ہے، جن سے پیدائش کے ساتھ ہی تعلقات پیدا ہوجاتے ہیں، پھر شادی کے بعد سسرالی رشتے پیدا ہوجاتے ہیں، یہ دلیل قدرت بھی ہے کہ نطفہ کیا چیز تھی؟ پھر اُس کو کیسا بنادیا کہ وہ اتنے علاقوں والا ہوگیا؟ اور نعمت بھی ہے کہ یہ تعلقات مدارِ معاونت ہیں‘‘۔ (بیان القرآن ۲/۱۶۵)

نیز سورۂ نساء کا آغاز اِس آیت سے کیا گیا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَّخَلَقَ

اے لوگو! اپنے اُس رب سے ڈرتے رہو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، اور اُسی سے اُس کا

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً، وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآئَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا. (النساء: ۱)

جوڑا بنایا، اور پھیلا دئے اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں، اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے واسطے سے آپس میں سوال کرتے ہو، اور قریبی رشتہ داروں سے خبردار رہو (اُن کے حقوق اَدا کرو) بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

اور ظاہر ہے کہ رشتہ داری کا تعین نسب کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ پس اِس آیت سے بھی نسب کی اَہمیت واضح طور پر معلوم ہوتی ہے۔ اور سورۂ حجرات میں اِرشاد فرمایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ. (الحجرات: ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا؛ تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ یقیناً اللہ کے نزدیک تم میں سب سے باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور ہر بات کی خبر رکھنے والا ہے۔

اِس آیت سے پتہ چلا کہ نسب کا اَصل مقصد تعارف ہے، اور اِس تعارف کی کئی مصلحتیں ہیں، مثلاً:

الف:- ایک نام کے کئی لوگ ہوں، تو خاندان کے فرق سے دونوں میں امتیاز ہوسکتا ہے۔

ب:- اِس کی وجہ سے قریب اور دور کے رشتہ داروں کی پہچان ہوتی ہے، اور اِسی اعتبار سے اُن کے حقوق متعین ہوتے ہیں۔

ج:- اُس کے ذریعہ سے عصبات میں وراثت کے استحقاق کا تعین ہوتا ہے۔

د:- اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آدمی کو خود اپنا نسب معلوم ہو، تو وہ اپنے کو دوسرے خاندان کی طرف منسوب نہیں کرتا، جس کی اَحادیث میں ممانعت وارد ہے۔ (مستفاد: بیان القرآن ۲/۵۶۴)

نسب سے چھیڑ چھاڑ درست نہیں

اِسلامی شریعت میں نسب ایسی پختہ چیز ہے جس سے چھیڑ چھاڑ کسی کے لئے جائز نہیں ہے، یعنی نہ تو ثابت شدہ نسب کو ختم کرنا ممکن ہے اور نہ غیر ثابت شدہ کو ثابت ماننے کا اعتبار ہے؛ بلکہ یہ ایسا مضبوط رشتہ ہے جو نہ توڑنے سے ٹوٹ سکتا ہے، اور نہ بلاوجہ جوڑنے سے جڑ سکتا ہے۔ اِسی لئے اَحادیث شریفہ میں اُن لوگوں پر لعنت آئی ہے جو نسب میں کسی طرح بھی تبدیلی کے مرتکب ہوں۔

چناں چہ سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

مَنِ ادَّعیٰ إِلیٰ غَیْرِ أَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ أَنَّهٗ غَیْرَ أَبِیْهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ. (صحیح البخاري ۱۰۰۱/۲ رقم: ۶۷۶۶، صحیح مسلم ۵۷/۱، مشکاة المصابیح / باب اللعان ۲۸۷)

جو شخص حقیقی باپ کے علاوہ اپنے کو دوسرے باپ کی طرف منسوب کرے اور اُسے یقین ہو کہ وہ اُس کا باپ نہیں ہے، تو جنت اُس پر حرام ہے۔

اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

وَمَنِ ادَّعیٰ إِلیٰ غَیْرِ أَبِیْهِ أَوِ انْتَمیٰ إِلیٰ غَیْرِ مَوَالِیْهِ، فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ. لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَدْلاً وَلاَ صَرْفًا. (صحیح البخاري رقم: ۸۷۰، صحیح مسلم ۴۴۰/۱ رقم: ۱۳۷۰)

جو شخص اپنے کو سگے باپ کے علاوہ کسی اور کی جانب منسوب کرے یا کوئی آزاد شدہ غلام اپنے مولیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرے، تو اُس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت اور پھٹکار ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی طرف سے قیامت میں نہ تو فرض نماز قبول فرمائیں گے اور نہ نفل نماز۔

اور ایک روایت میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا:

مَنِ ادَّعیٰ نَسَبًا لاَ یُعْرَفُ کَفَرَ بِاللّٰهِ، أَوِ انْتَفیٰ مِنْ نَسَبٍ وَإِنْ دَقَّ کَفَرَ بِاللّٰهِ. (المعجم الأوسط للطبراني ۲۶۱/۹ رقم: ۸۵۷۰ عن أبي بکر، الترغیب والترهیب ص: ۴۴۵ رقم: ۳۰۸۱)

جو شخص مجہول نسب کا مدعی ہو، اُس نے اللہ کی نافرمانی کی، یا کسی معروف نسب کا انکار کرے؛ اگرچہ رشتہ بہت معمولی ہو، تو بھی اُس نے اللہ کی نعمت کو ٹھکرایا۔

نیز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی اِرشاد ہے:

أَیُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ عَلیٰ قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْهُمْ، فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ، وَلَنْ یُدْخِلَهَا اللّٰهُ جَنَّتَهٗ. وَأَیُّمَا رَجُلٌ جَحَدَ وَلَدَهٗ وَهُوَ یَنْظُرُ

جو عورت کسی قوم میں ایسے بچہ کو داخل کرے جو اُس قوم کا نہیں، تو اُس عورت کا اللہ تعالیٰ سے کچھ تعلق نہیں، اور اللہ تعالیٰ اُسے اپنی جنت میں داخل نہیں فرمائیں گے۔ اور جس شخص نے اپنے بچہ کا انکار کیا

إِلَيْهِ، اِحْتَجَبَ اللّٰهُ مِنْهُ، وَفَضَحَهُ عَلىٰ رُؤُوْسِ الْخَلاَئِقِ فِيْ الْأَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب التغليظ في الانتفاء ۳۰۸/۱، مشكاة المصابيح / باب اللعان ۲۸۷)

حالاں کہ وہ بچہ اُس کی طرف (اُمید بھری نظروں سے) دیکھ رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس شخص سے پردہ فرمالیں گے، اور اُس کو برسر عام اولین وآخرین کے مجمع میں رسوا فرمائیں گے۔

مذکورہ اَحادیثِ شریفہ میں جو تنبیہات فرمائی گئی ہیں، وہ انتہائی پرحکمت اور اِنسان کی فطری ضروریات کے عین مطابق ہیں، جن سے ہرگز صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا؛ اِس لئے کہ:

الف:- باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف نسبت کرنا باپ کے ساتھ سخت ترین نافرمانی، ناشکری اور بدمعاملگی ہے؛ اِس لئے کہ ہر باپ اپنی نسل کی بقا چاہتا ہے، اور آنے والی نسلوں کے ذریعہ اپنے خاندان کی بقا کی اُمید رکھتا ہے۔

ب:- نسب کی بقا پر آپسی تعاون اور ایک دوسرے کی خیرخواہی کا مدار ہے، اگر نسب میں چھیڑ چھاڑ کو گوارا کرلیا جائے، تو یہ عظیم انسانی مصلحت فوت ہوجائے گی، اور باہم نسب خلط ملط ہوجائیں گے۔

ج:- جو عورت اپنے بچہ کو اصل باپ کے علاوہ کسی اور کی جانب منسوب کرے، وہ بھی پرلے درجہ کی خائن اور شوہر کی حق تلفی کرنے والی اور اپنی اِس حرکت کی وجہ سے بچہ کی کفالت کا بوجھ دوسرے پر ڈالنے والی ہے، جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے؛ کم ہے۔

د:- اور جو باپ اپنی حقیقی اولاد کے نسب کا اِنکار کرے، وہ اِس اعتبار سے بہت بڑا مجرم ہے کہ اُس نے اپنی سگی اولاد کے چہرہ پر دائمی ذلت کی سیاہی پوت دی ہے۔ مزید یہ کہ جب وہ بے باپ کی رہ جائے گی، تو اُس کی کفالت کی ذمہ داری اُٹھانے والا کوئی نہ ہوگا، جس سے اُس کے ضائع ہونے کا قوی اَندیشہ ہے۔ علاوہ اَزیں باپ کی اِس حرکت کی وجہ سے اُس اولاد کی ماں پر بھی زندگی بھر کے لئے ذلت کا داغ لگ جائے گا؛ لہٰذا ایسے باپ کے لئے آخرت میں یہی سزا مناسب ہے کہ اُسے تمام مخلوقات کے سامنے ذلیل اور رسوا کیا جائے۔ نعوذ باللّٰہ منہ۔ (مستفاد وتلخیص: رحمۃ اللہ الواسعہ علی حجۃ اللہ البالغہ ۱۸۴/۵-۱۸۷)

شریعت میں متبنی (لے پالک) کا کوئی اعتبار نہیں

اِسی بنا پر اِسلام نے زمانۂ جاہلیت میں جاری متبنی بنانے کی رسم کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا۔ چناں چہ قرآنِ پاک میں صاف اعلان کردیا گیا:

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآئَكُمْ اَبْنَآئَكُمْ، ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ. اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ، فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اٰبَآئَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ. (الاحزاب: ٤-٥)	اور اللہ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا، یہ سب تمہاری منہ زبانی باتیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے، اور وہی سیدھا راستہ دکھلاتا ہے۔ اُن لے پالکوں کو اُن کے اصل باپوں کی طرف نسبت کرکے ہی پکارا کرو، اللہ کے نزدیک یہی پورے انصاف کی بات ہے۔ پس اگر تمہیں اُن کے باپوں کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں۔

اور شریعت کی نظر میں اِس معاملہ میں کس قدر نزاکت ہے، اِس کا اندازہ اِس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اِس رسم بد کو مٹانے کے لئے خود سرورِ عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے عملی مظاہرہ کرایا گیا۔ وہ اِس طرح کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے قبل بنائے گئے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی مطلقہ زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بذریعہ وحی آپ کا نکاح فرمایا؛ تاکہ لے پالک بیٹے اور حقیقی بیٹے میں جو یکسانیت متصور تھی، اُس کی عملی تردید ہوسکے، اور لے پالک کو حقیقی بیٹے کے درجہ میں رکھنے کا تصور ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے۔ چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا. (الاحزاب: ٣٧)	پھر جب زید اُن (حضرت زینب) سے اپنی غرض پوری کرچکے تو ہم نے اُن کو آپ کے نکاح میں دے دیا؛ تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی نہ ہو، جب کہ وہ (لے پالک) اُن سے اپنی خواہش پوری کرچکے، اور اللہ کا حکم بجالانا ضرور ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شریعت میں نسب میں تبدیلی کسی طرح منظور نہیں؛ کیوں کہ اگر اِس کا دروازہ کھلے گا تو اِنسان کا پورا خاندانی نظام تباہ و برباد ہوجائے گا۔

بدکاری نسب کی بنیاد نہیں بن سکتی

اِسلام کی نظر میں چوں کہ نسب ایک بہت بڑی نعمت ہے، جس سے بڑے بڑے اِنسانی مفادات وابستہ ہیں، اِس لئے نسب کی بنیاد مرد وعورت کے حلال (یا کم از کم مشتبہ) تعلق پر ہی رکھی جاسکتی ہے،

پس کھلی ہوئی بدکاری کبھی بھی نسب کے ثبوت کی بنیاد نہیں بن سکتی۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ کوئی بھی شخص کسی عورت سے بدکاری کرتا اور جب اُس کے یہاں بچہ کی پیدائش ہوتی، تو بچہ پر اپنا دعویٰ قائم کرتا تھا، اور بسا اَوقات وہ دعویٰ قبول بھی کرلیا جاتا تھا۔ اِسلام نے اِس بے ہودہ رسم کو قطعاً مٹادیا۔ چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے، اِس لئے کہ میں نے اُس کی ماں سے زمانۂ جاہلیت میں زنا کیا تھا، تو پیغمبر علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا:

لَا دِعْوَةَ فِيْ الإِسْلَامِ، ذَهَبَ أَمْرُ الْجَاهِلِيَّةِ، اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرُ اَلْحَجَرُ. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب: الولد للفراش ۳۱۰/۱ رقم: ۲۲۷٤، مشكاة المصابيح / باب اللعان ۲۸۸)

اسلام میں اِس طرح کے دعویٰ کا کوئی اعتبار نہیں، جاہلیت کا معاملہ مٹ چکا، بچہ فراش (ناکح یا آقا) کا ہے، اور زانی کے لئے پتھر (کا ڈھیلہ) ہے (یعنی وہ نامراد ہے)

غور کیا جائے تو اِس معاملہ میں اِس سے بہتر کوئی اُصول نہیں ہوسکتا، اِس میں صاحبِ فراش (شوہر یا آقا) کے لئے تو خیر ہے ہی، اِس سے زیادہ اولاد کے تحفظ اور اس کی عزت کی بقا کا انتظام ہے۔ بایں طور کہ:

الف:- اِس سے نکاح میں رہتے ہوئے عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ ایسا اختصاص ثابت ہوتا ہے جس میں کوئی اور دخل دینے کا مجاز نہیں ہے۔ اور اگر کوئی بدکاری کرکے اُس میں دخل دینے کی ناروا جسارت کرے گا، تو اُسے بہرحال نامراد کیا جائے گا؛ بلکہ جرم ثابت ہونے پر وہ حسبِ ضابطہ سزا کا مستحق ہوگا۔

ب:- جب اَولاد پر دعویٰ میں تعارض ہوگا تو لامحالہ اُسی شخص کو ترجیح دی جائے گی جس کی دلیل معقول اور مضبوط ہو، اور وہ شوہر (یا آقا) کی دلیل ہے کہ وہ اپنی بیوی (یا باندی) کی اولاد ثابت کررہا ہے، جب کہ بدکار اگر دعویٰ کرے گا تو خود اپنے دعویٰ کی بنا پر وہ گنہگار اور مستحق سزا ٹھہرایا جاتا ہے، اِس لئے نسب کے بارے میں اس کے دعویٰ کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ (مستفاد: حجۃ اللہ البالغۃ مع رحمۃ اللہ الواسعۃ ۱۸۳/۵)

ذهب الفقهاء إلىٰ أنه لا يثبت النسب بالزنا مطلقًا، فلم يُثبت رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا أحد من أهل العلم بالزنا نسبًا. وقال الرسول صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. والعاهر: الزاني؛ ولأن الزاني ممنوع من الفعل آثم به. (الموسوعة الفقهية / تحت: نسب ۲۳۷/٤۰ الكويت)

نسب سے متعلق اثرات

نسب ثابت ہونے پر شریعت میں درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں:

الف:- نسب کی وجہ سے نفقہ کی ذمہ داری حسب تفصیل طے کی جاتی ہے، مثلاً: باپ بیٹے، بھائی بہن وغیرہ۔

ب:- نسب کی بنیاد پر بعض صورتوں میں قصاص کا حکم ساقط ہوجاتا ہے، مثلاً: اگر کوئی باپ اپنی اولاد کو قتل کردے، تو باپ پر قصاص نہیں ہے۔

ج:- نسب کی بنیاد پر نکاح، اَموال وغیرہ کی ولایت ثابت ہوتی ہے۔

د:- نسب کی بنیاد پر وراثت کے حصے متعین کئے جاتے ہیں۔

ہ:- نسب کی بنیاد ہی پر بہت سی عورتیں مرد پر حرام قرار پاتی ہیں، جن کی تفصیلات اپنی جگہ موجود ہیں۔ (تلخیص از: الموسوعۃ الفقہیۃ ۴۰/ ۲۵۴-۲۵۵ کویت)

درج بالا تمہید کے بعد ذیل میں ثبوتِ نسب سے متعلق چند ضروری مسائل درج کئے جارہے ہیں:

اِسلام میں نسب باپ سے چلتا ہے

اِسلام میں نسب کا سلسلہ باپ سے چلتا ہے؛ ماں سے نہیں۔

المستفاد: عن سعید بن أبي وقاص وأبي بکرۃ رضي اللّٰہ عنہما قالا: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من ادعی إلیٰ غیر أبیہ وہو یعلم، فالجنۃ علیہ حرام. (صحیح البخاري ۲/ ۱۰۰۱، صحیح مسلم / کتاب الإیمان ۱/ ۵۷، مشکاۃ المصابیح ۲۸۷)

میاں بیوی کے اَجزاءِ منویہ کے ٹیوب میں افزائش کے بعد بیوی کے بطن سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر میاں بیوی کے اَجزاءِ منویہ کو خارجی ٹیوب میں رکھ کر اَفزائش کی جائے، پھر کچھ وقت کے بعد اُس کو بیوی کے رحم میں منتقل کیا جائے اور وہیں سے بچہ کی پیدائش ہو، تو اُس بچہ کا نسب شوہر ہی سے ثابت ہوگا۔ (مستفاد: کتاب النوازل ۱۶/ ۲۰۷)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ﴾ [المجادلة، جزء آیت: ۲]

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: ...... قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحیح البخاري، کتاب البیوع / باب تفسیر المشتبهات ۲۷۶/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحیح مسلم ۴۷۱/۱ رقم: ۱۴۵۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)

الولد لصاحب الفراش لا ینتفي عنه أبدًا ...... ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان. (أوجز المسالك / کتاب الأقضیة ۷۵/۱۴ رقم: ۱۴۴۵ دار القلم دمشق)

عالج جاریته فیما دون الفرج فأخذت ماء ه وجعلته في فرجها وعلقت منه، صارت أم ولد. (بزازیة علیٰ هامش الهندیة ۳۵۹/۵ قدیم زکریا)

غیر عورت کے نطفہ سے بارآوری کرا کر منکوحہ بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر کوئی شوہر اپنے نطفہ اور کسی اَجنبی عورت کے انڈے کو ٹیوب میں بارآور کرائے اور پھر اُسے ایک مدت کے بعد اپنی بیوی کے رحم میں ڈلوادے، اور بیوی کے رحم ہی سے بچہ کی ولادت ہو، تو اگرچہ یہ عمل شرعاً ناجائز اور حرام ہے؛ لیکن اِس طریقہ پر پیدا شدہ بچہ کا نسب بہرحال ''الولد للفراش'' کی بنیاد پر جننے والی منکوحہ عورت اور اُس کے شوہر سے ثابت ہوجائے گا، اور جس عورت کا مادۂ منویہ شوہر کے نطفہ کے ساتھ ملایا گیا ہے، اُس سے اُس بچہ کا نسب ثابت نہ ہوگا، اور وہ اُس کی حقیقی ماں نہ کہلائے گی؛ تاہم چوں کہ اُس کا مادہ شوہر کے نطفہ کے ساتھ مل گیا ہے، اِس لئے احتیاطاً اُسے ''مزنیۃ الاب'' کے درجہ میں رکھ کر حرمت مصاہرت کا حکم ثابت کیا جائے گا، یعنی اُس عورت کی اَولاد سے اُس بچہ کا نکاح درست نہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ﴾ [المجادلة، جزء آیت: ۲]

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: ...... قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحیح البخاري، کتاب البیوع / باب تفسیر المشتبهات ۲۷۶/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحیح مسلم ۴۷۱/۱ رقم: ۱۴۵۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)

الـولـد لـصـاحـب الـفـراش لا ينتفي عنه أبدًا ...... ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان. (أوجز المسالك / كتاب الأقضية ١٤/٧٥ رقم: ١٤٤٥ دار القلم دمشق)

ويحتاط في إثبات النسب ما أمكن. (شامي ١٤٢/٤ زكريا)

فحرمت مزنية الأب كحليلته. (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: اليقين لا يزول بالشك ٢١٥ زكريا)

أمـا الزنا ...... ويثبت به حرمة المصاهرة نسبًا ورضاعًا ...... فمن زنا بامرأة حـرمـت عـلىٰ أصوله وفروعه، فلا تحل لأبيه ولا لابنه. (الـفـقه على المذاهب الأربعة / كتاب النكاح ٥٦/٤ دار الحديث القاهرة)

وكـذا الأب إذا وطـي أمـرأة حرامًا كان أو حلالاً؛ فإنها حرام على الابن. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل السابع في أسباب التحريم ٤٩/٤ رقم: ٥٤٨٩ زكريا)

غیرشوہر کے نطفہ کوخارج میں اَفزائش کراکر بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر کوئی شوہر کسی دوسرے شخص کے مادۂ منویہ کو اپنی بیوی کے انڈوں سے ملاکر خارجی ٹیوب میں بارآور کرائے اور پھر اپنی بیوی کے رحم میں منتقل کرادے، اور بیوی کے رحم ہی سے بچہ کی پیدائش ہو، تو یہ عمل قطعاً ناجائز؛ بلکہ ایک طرح سے زنا کاری ہے؛ تاہم چوں کہ بچہ کی پیدائش منکوحہ بیوی کے رحم سے ہوئی ہے، اِس لئے اُس بچہ کا نسب اُنہی میاں بیوی سے ثابت ہوگا، اور جس غیر مرد کا مادہ شامل کیا گیا ہے، وہ اُس بچہ کا حقیقی باپ نہ کہلائے گا؛ البتہ اجزاء کے اختلاط کی وجہ سے اُس غیر مرد کو زانی کے حکم میں رکھ کر حسبِ ضابطہ حرمتِ مصاہرت کے اَحکام جاری ہوں گے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الـولـد للفراش وللعاهر الحجر. (صـحيـح البـخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات ٢٧٦/١ رقم: ٢٠٠٧، صحيح مسلم ٤٧١/١ رقم: ١٤٥٧، سنن الترمذي ٢١٩/١)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللّٰۤئِیْ وَلَدْنَهُمْ﴾ أي ما أمهاتهم إلا الوالدات. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي [المجادلة، جزء آیت: ۲] ۲۷۹/۱۷ دار إحياء التراث العربي بيروت)

الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا بدعویٰ غيره، ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان. (أوجز المسالك / كتاب الأقضية ۷۵/۱٤ رقم: ۱٤٤٥ دار القلم دمشق)

أما الزنا …… وتثبت به حرمة المصاهرة نسبًا ورضاعًا …… فمن زنا بامرأة حرمت علیٰ أصوله وفروعه، فلا تحل لأبيه ولا لابنه. ويحرم على الزاني أصولها وفروعها، فلا يحل له أن يتزوج بنتها، سواء كانت متولدة من مائه أوغيره. (الفقه على المذاهب الأربعة / كتاب النكاح ٥٦/٤ دار الحديث القاهرة)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة، حتى لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها، وحرمت المزنية علیٰ أصوله وفروعه. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب المحرمات ٤٨١/١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

میاں بیوی کے اَجزاءِ منویہ غیر عورت کے رحم میں رکھ کر اُس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

میاں بیوی کے اَجزاءِ منویہ خارج میں بارآور کر کے کسی غیر عورت کے رحم میں رکھنا قطعاً حرام ہے، اِسلام میں اِس بے حیائی اور بہیمیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور اِس طرح غیر عورت کے بطن سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ اگر منکوحہ ہے تو اُس کا نسب اُس عورت کے شوہر سے ثابت ہوگا، اور اگر وہ غیر منکوحہ ہے تو وہ بچہ صرف اُسی عورت کی طرف منسوب ہوگا۔ اور جن شوہر اور بیوی کا نطفہ ڈالا گیا ہے، اُن کی طرف بچے کی نسبت نہ ہوگی۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: …… قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات ۲۷٦/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحيح مسلم ٤۷۱/۱ رقم: ۱٤٥۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)

فنسب الولد من الرجل لا يثبت إلا بالفراش، وهو أن تصير المرأة فراشًا له، لقوله عليه السلام: ''الولد للفراش وللعاهر الحجر''. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / دعوى النسب ٣٦٢/٥ زكريا)

فعلىٰ هٰذا إذا زنا رجل بامرأة فجاء ت بولد فادعاه الزاني لم يثبت نسبه منه لانعدام الفراش، وأما المرأة فيثبت نسبه منها. (بدائع الصنائع، كتاب الدعوىٰ، بيان ما يثبت به نسبة الولد ٣٦٣/٥ زكريا)

غیر مرد وعورت کے نطفوں کو بارآور کر کے منکوحہ بیوی کے رحم سے مولود بچہ کا نسب

غیر مرد وعورت کے اَجزاء بارآور کرا کر اپنی منکوحہ کے رحم میں ڈلوانا دراَصل زنا کاری ہی کی ایک جدید شکل ہے، اور جس طرح منکوحہ عورت کے زنا کرانے سے اگر بچہ کی پیدائش ہوتو وہ بچہ زانی کی طرف نہیں؛ بلکہ حلال شوہر ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اِسی طرح مذکورہ طریقہ پر پیدا شدہ بچہ بھی جننے والی بیوی اور اُس کے شوہر کی طرف منسوب ہوگا۔ اور جن غیر مرد وعورت کے اَجزاء رحم میں ڈالے گئے ہیں، اُن سے حسبِ ضابطہ حرمتِ مصاہرت کے مسائل ثابت ہوں گے؛ کیوں کہ وہ زنا کے درجہ میں ہے۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـئِیْ وَلَدْنَهُمْ﴾ أي ما أمهاتهم إلا الوالدات. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي [المجادلة، جزء آيت: ٢] ٢٧٩/١٧ دار إحياء التراث العربي بيروت)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات ٢٧٦/١ رقم: ٢٠٠٧، صحيح مسلم ٤٧١/١ رقم: ١٤٥٧، سنن الترمذي ٢١٩/١)

وفي حديث طويل: ...... قال: لا يحل لامرئٍ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسقي ماءه زرع غيره. (سنن أبي داؤد / باب في وطي السبايا ۲۹۳/۱ النسخة الهندية)

الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا، ولا بوجهٍ من الوجوه. (أوجز المسالك / كتاب الأقضية ۷۵/۱٤ رقم: ۱٤٤٥ دار القلم دمشق)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة، حتى لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها، وحرمة المزنية علىٰ أصوله وفروعه. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب المحرمات ٤٨١/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وأما الزنا؛ تثبت حرمة المصاهرة نسبًا ورضاعةً، فمن زنا بامرأة حرمت علىٰ أصوله وفروعه، فلا تحل لأبيه ولا لابنه، ويحرم على الزاني أصولها وفروعها، فلا يحل له أن يتزوج بنتها، سواء كانت متولدة من ماءه أو غيره. (الفقه على المذاهب الأربعة، كتاب النكاح / مبحث فيما تثبت به حرمة المصاهرة ٥٦/٤ بيروت)

ایک بیوی کے اَجزاءِ منویہ کو خارج میں بارآور کراکر دوسری بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر شوہر نے اپنے نطفہ کو اپنی ایک بیوی کے اَجزاءِ منویہ سے ملاکر خارج میں بارآور کرایا، اور پھر دوسری بیوی کے رحم میں ڈلوا کر بچہ کی پیدائش ہوئی، تو اُس بچہ کی حقیقی ماں وہی کہلائے گی جس کے بطن سے بچہ کی پیدائش ہوئی ہے، اور حق وراثت، حضانت وغیرہ میں سارے حقوق اُسی عورت کو حاصل ہوں گے، اور جس بیوی کا نطفہ شوہر کے ساتھ شامل کیا گیا ہے، اس سے صرف حرمتِ مصاہرت کا حکم متعلق ہوسکتا تھا؛ لیکن چوں کہ وہ پہلے ہی سے منکوحۃ الاب ہے، اِس لئے مزید کوئی حکم ثابت نہ ہوگا۔

قال تعالىٰ: ﴿اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـئِیْ وَلَدْنَهُمْ﴾ أي ما أمهاتهم إلا الوالدات.

(الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي [المجادلة، جزء آيت: ۲] ۲۷۹/۱۷ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وفي حديث طويل: ...... قال: لا يحل لامرئٍ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسقي ماء ه زرع غيره. (سنن أبي داؤد / باب في وطي السبايا ۲۹۳/۱)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات ۲۷٦/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحيح مسلم ٤۷۱/۱ رقم: ۱٤٥۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)

فحرمت مزنية الأب كحليلته. (الأشباه والنظائر / القاعدة الثالثة: اليقين لا يزول بالشك ۲۱٥ زكريا)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة، حتى لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها، وحرمة المزنية علىٰ أصوله وفروعه. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب المحرمات ٤۸۱/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

شوہر کی وفات کے بعد اُس کے منجمد مادہ سے بچہ کی پیدائش؟

اگر شوہر نے اپنی زندگی میں اپنا مادۂ منویہ نکلوا کر منجمد اور محفوظ کرادیا، پھر اُس کا انتقال ہوگیا، اور اُس کے بعد اُس کے مادہ کو اُس کی بیوہ کے رحم میں جدید طبی ذریعہ سے منتقل کیا گیا، جس سے بچہ کی پیدائش ہوئی، تو اُس بچہ کا نسب وفات شدہ شخص سے ثابت ہوگا یا نہیں؟

تو اِس کے متعلق اُصول کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر دورانِ عدت یعنی ۴؍مہینے ۱۰؍دن کے اندر اندر مادۂ منویہ بیوی کے رحم میں منتقل کیا گیا، تو بچہ کا نسب ثابت مانا جائے گا، اور اگر عدت گذرنے کے بعد یہ کارروائی ہوگی، تو اَب اُس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا؛ کیوں کہ عدت کے بعد وہ نکاح سے بالکل الگ ہوچکی ہے۔

المستفاد: عالج جاريته فيما دون الفرج فأخذت ماء ه وجعلته في فرجها وعلقت منه، صارت أم ولد. (بزازية علىٰ هامش الهندية ۳٥۹/٥ قديم زكريا)

نکاح کے چھ مہینے کے بعد پیدا ہونے والے بچے کا نسب؟

نکاح کے چھ مہینہ کے بعد وضع حمل ہو تو بچہ کا نسب بہر حال شوہر سے ثابت ہوگا۔

وإن جاء ت به لستة أشهر فصاعدًا يثبت نسبه منه. (الهداية، كتاب الطلاق / باب ثبوت النسب ٤٣٢/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

نکاح کے بعد چھ مہینے سے پہلے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب

اگر نکاح کے بعد چھ مہینہ سے پہلے وضع حمل ہو، تو بچہ شوہر کی طرف منسوب نہ ہوگا؛ بلکہ صرف ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

وإذا تزوج الرجل امرأة فجاء ت بولد لأقل من ستة أشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه، وإن جاء ت به لستة أشهرٍ فصاعدًا يثبت نسبه منه.

(الهداية، كتاب الطلاق / باب ثبوت النسب ٤٣٢/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

زانی مزنیہ سے نکاح کرے اور نکاح کے چھ مہینے کے اندر بچہ کی پیدائش ہو تو نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟

اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا، اور اُس سے استقرار حمل ہوگیا، پھر اُس نے اُسی عورت سے نکاح کرلیا تو اگر نکاح کے چھ مہینے سے پہلے پہلے بچہ کی پیدائش ہوئی تو وہ ثابت النسب نہ ہوگا؛ البتہ یہ زانی شوہر اگر اُس کے بارے میں اپنا بچہ ہونے کا مطلق دعویٰ کرے، اور زنا کا ذکر نہ کرے، تو احتیاطاً اس کا نسب ثابت مانا جائے گا۔ (مسائل بہشتی زیور ۱۵۵، کتاب النوازل ۱۷۰/۸)

فلو لأقل من ستة أشهرٍ من وقت النكاح لا يثبت النسب، ولا يرث منه إلا أن يقول: هٰذا الولد مني، ولا يقول من الزنا. خانية. وظاهر أن هٰذا من حيث القضاء، أما من حيث الديانة فلا يجوز أن يدعيه؛ لأن الشرع قطع نسبَه منه، فلا يحل له استلحاقه به، ولذا لو صرح لأنه من الزنا لا يثبت قضاءً أيضًا، وإنما يثبت

لـو لم يُصرّح لاحتمال كونه بعقد سابقٍ أو بشبهةٍ حملاً لحال المسلم على الصلاح.

(شامي، كتاب النكاح / فصل في المحرمات، قبيل مطلب: فيما لو زوج المولىٰ أمته ١٤٢/٤ زكريا)

شوہر سے کئی سال الگ رہنے کے باوجود بچہ پیدا ہوا تو نسب کس سے ثابت ہوگا؟

اگر میاں بیوی بظاہر سالوں سے نہیں ملے ہیں، پھر بھی بیوی کے یہاں بچہ پیدا ہو جائے تو وہ شرعاً ثابت النسب ہوگا۔ (کیوں کہ بطور کرامت ملاپ کا اِمکان موجود ہے) (مسائل بہشتی زیور ۱۵۵)

وقـد اكتـفـوا بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سـنةٌ، فـولدت لستة أشهرٍ مذ تزوجها لتصوُّرِهِ كرامةً واستخدامًا (الدر المختار) وعبارة الـفتـح: والـحـق أن التـصـور شرطٌ؛ ولذا لو جاء ت امرأة الصبي بولدٍ لا يثبت نسبه. والتصور ثابتٌ في المغربية لثبوته كرامات الأولياء والاستخدامات، فيكون صـاحب خطوةٍ أو جنيٍّ. (شـامـي، كتـاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب، مطلب في ثبوت كرامات الأولياء والاستخدامات ٢٤٥/٥- ٢٤٦ زكريا)

رخصتی سے قبل مطلقہ کے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر نکاح کے بعد رخصتی سے قبل کسی عورت کو طلاق دی گئی اور پھر مطلقہ کے یہاں بچہ کی پیدائش ہوئی، تو اُس کی دو صورتیں ہیں:

الف:- اگر طلاق کے چھ مہینے کے اندر اندر بچہ پیدا ہوا ہے، تو اُس کا نسب احتیاطاً شوہر ہی سے ثابت ہوگا، بشرطیکہ نکاح کو چھ مہینے سے زیادہ گذر چکے ہوں۔ (البتہ اگر شوہر اِنکار کرے تو لعان کا حکم ہوگا)

ب:- اور اگر طلاق کے چھ مہینے کے بعد بچہ کی پیدائش ہوئی ہے، تو اَب اُس کا نسب اُس شوہر سے قطعاً ثابت نہ ہوگا۔

فإن كان قبله فجاء ت بولدٍ لأقل من ستة أشهرٍ ثبت نسبه للتيقن بقيامه قبل الطلاق به. وإن جاء ت به لأكثر منها لا يثبت؛ لأن الفرض أن لا عدة عليها، ولا يستلزم كونه قبل الطلاق لتلزمَ العدة. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب من الصغيرة ٢٣٤/٥ زكريا)

فلو غير مدخولٍ بها فولدت لستةِ أشهرٍ أو أكثرَ من وقت الفرقةِ لا يثبت، وإن لأقلَّ منها ثبتَ، أي إذا كان من وقت العقد ستةَ أشهرٍ فأكثر. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب من الصغيرة ٢٣٢/٥ زكريا)

طلاقِ رجعی کے بعد چھ مہینے سے کم میں پیدا شدہ بچہ کا نسب

جوعورت طلاقِ رجعی کی عدت گذار رہی ہو، اور اُس کے یہاں طلاق کے چھ مہینے سے پہلے پہلے بچہ کی پیدائش ہو، تو اِس بچہ کا نسب طلاق دینے والے شوہر ہی سے ثابت ہوگا، اور بچہ کی پیدائش پر عدت پوری ہوجائے گی۔

وأقلها ستة أشهرٍ إجماعًا، فيثبت نسب ولد معتدة الرجعي الخ، وكانت الولادة رجعةً لو في الأكثر منهما الخ، لا في الأقل للشك، وإن ثبت نسبه. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب عدة، فصل في ثبوت النسب ٢٣٠/٥-٢٣١ زكريا)

طلاقِ رجعی کے چھ مہینے بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر معتدہ رجعیہ کے یہاں طلاقِ رجعی کے چھ مہینے کے بعد کبھی بھی بچہ پیدا ہو، تو اُس کا نسب شوہر ہی سے ثابت ہوگا، اور یہ سمجھا جائے گا کہ اُس نے دورانِ عدت رجعت کرلی تھی؛ بشرطیکہ عورت نے عدت پوری ہونے کا اقرار نہ کیا ہو۔ (اور اقرار کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر ولادت نہ ہوئی ہو)

فيثبت نسب ولد معتدة الرجعي الخ، وإن ولدت أكثر من سنتين، ولو لعشرين سنةً فأكثرُ، لاحتمال امتداد طهرها وعلوقها في العدة ما لم تُقرَّ بمضي

العدة، والمدة تحتمله، وكانت الولادة رجعةً لو في الأكثر منهما، أو لتمامهما لعلوقها في العدة. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب ٥/٢٣٠-٢٣١ زكريا)

إلا إذا جاء ت به لأقل من ستة أشهر من وقت الإقرار فإنه يثبت نسبه للتيقن من قيام الحمل وقت الإقرار، فيظهر كذبها. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في ثبوت النسب من المطلقة ٥/٢٣١ زكريا)

طلاقِ بائن کے بعد دوسال کے اندر اندر پیدا شدہ بچہ کا نسب

جوعورت طلاقِ بائن یا مغلظہ کی عدت گذار رہی ہو، اور طلاق کے دوسال کے اندر اندر اُس کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو، جب کہ اُس کی طرف سے عدت گذرنے کا اقرار نہ کیا گیا ہو، تو یہ بچہ ثابت النسب ہوگا۔

والمبتوتة يثبت نسب ولدها إذا جاء ت به لأقل من سنتين. (الهداية/ باب ثبوت النسب ٢/٤٣٥ المكتبة النعيمية ديوبند)

طلاقِ بائن کے بعد چھ مہینے سے پہلے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگرکسی عورت کوطلاقِ بائن دی جائے، اور پھر طلاق کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر اُس کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو، تو اُس بچہ کا نسب طلاق دینے والے شوہر سے ثابت ہوگا۔

كما يثبت بلا دِعوةٍ احتياطًا في مبتوتةٍ جاء ت به لأقل منهما من وقت الطلاق، لجواز وجوده وقته، ولم تُقرّ بمضيّها كما مر. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب ٥/٢٣١-٢٣٢ زكريا)

طلاقِ بائن کے دوسال بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر طلاقِ بائن کے دوسال گذرنے کے بعد مطلقہ عورت کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو، اور اُس نے عدت گذرنے کا اقرار بھی نہ کیا ہو، تو اُس بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا؛ لیکن

اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہی بچہ ہے، تو اُس سے نسب ثابت مان لیا جائے گا۔

ولو لتمامهما لا يثبت النسب الخ، إلا بدِعوتهٖ لأنه التزمه، وهي شبهة عقدٍ أيضًا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب ۲۳۲/۵ زكريا)

مطلقہ بائنہ کے یہاں جڑواں بچوں میں سے ایک بچہ دوسال کے اندر اور دوسرا دوسال کے بعد پیدا ہوا

جو عورت طلاقِ بائن کی عدت گذار رہی ہو، اور اُس کے یہاں جڑواں بچوں کی پیدائش ہوئی، اور پہلا بچہ طلاق کے دوسال کے اندر اندر ہوا، اور دوسرا بچہ دوسال کے بعد ہوا، اور اُس عورت نے عدت گذرنے کا اقرار نہیں کیا، تو اِن دونوں بچوں کا نسب بغیر دعویٰ کے طلاق دینے والے شوہر سے ثابت ہوگا۔

وإلا إذا ولدت توأمين، أحدهما لأقل من سنتين والآخر لأكثر (الدر المختار) أي فيثبت نسبهما. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب ۲۳۲/۵-۲۳۳ زكريا)

مطلقہ عورت کے بچہ کے ثبوتِ نسب کی ایک لازمی شرط

مطلقہ رجعیہ اور بائنہ سے پیدا شدہ بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہونے کے لئے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ یا تو خود شوہر مطلقہ کے حاملہ ہونے کا اقرار کرے، یا اُس سے ولادت پر معتبر شہادت پائی جائے، یا حمل ظاہر ہو، اِس کے بغیر نسب کا ثبوت نہ ہوگا۔

وفي البحر: واعلم أن شرط ثبوت النسب في ما ذُكر من ولد مطلقة الرجعية والبائن مقيدٌ بما سيأتي من الشهادة بالولادة أو اعتراف من الزوج بالحبل، أو حبل ظاهرٍ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب ۲۳۲/۵ زكريا)

معتدۃ الوفات سے پیدا شدہ بچہ کے نسب میں تفصیل

جو عورت عدتِ وفات گذار رہی ہو، اُس کے یہاں پیدا شدہ بچہ کے ثبوت کے بارے

میں درج ذیل تفصیل ہے:

الف:- شوہر کی وفات کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر جو بچہ پیدا ہوگا، اُس کا نسب علی الاطلاق میت شوہر سے ثابت ہوگا۔

ب:- اور اگر وفات کے دو سال کے اندر اندر بچہ کی پیدائش ہوئی، اور اِس دوران معتدہ نے عدت پوری ہونے کا اقرار نہ کیا ہو، تو بھی بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا۔

ج:- اور اگر عدت پوری ہونے کا اقرار کرلیا ہو، اور پھر اقرار کے چھ مہینے کے اندر بچہ کی پیدائش ہوئی ہو، تو بھی بچہ ثابت النسب ہوگا۔

د:- لیکن اگر عدت گذرنے کے اقرار کے چھ مہینے کے بعد بچہ پیدا ہوا، تو وہ ثابت النسب نہ ہوگا۔

ويثبت نسب ولد المتوفیٰ عنها زوجها ما بين الوفاة وبين السنتين، وإذا اعترفت المعتدة انقضاء عدتها ثم جاء ت بالولد لأقل من ستة أشهرٍ يثبت نسبه؛ لأنه ظهر كذبها بيقينٍ، فبطل الإقراار. وإن جائت به لستة أشهرٍ لم يثبت. (الهداية، كتاب الطلاق / باب ثبوت النسب ٤٣٦/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

نکاحِ فاسد کے بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب

نکاحِ فاسد میں وطی کے دن کے بعد سے چھ مہینے کے بعد اور دو سال کے اندر جو بچہ پیدا ہوگا، اُس کا نسب ثابت مانا جائے گا۔

ويثبت نسب الولد المولود في النكاح الفاسد، وتعتبر مدة النسب من وقت الدخول عند محمد رحمه الله تعالیٰ، وعليه الفتویٰ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في النكاح الفاسد وأحكامه ٣٣٠/١ زكريا)

ويثبت النسب احتياطًا بلا دِعوةٍ، وتعتبر مدته وهي ستة أشهرٍ من الوطء، فإن كانت منه إلى الوضع أقل مدة الحمل، يعني ستة أشهر فأكثر،

يثبت النسب، وإلا بأن ولدته لأقل من ستة أشهرٍ لا يثبتُ، وهٰذا قول محمد وبهٖ يفتىٰ. (الدر المختار، كتاب النكاح / باب المهر ٢٧٧/٤ زكريا)

وطی بالشبہ میں نسب کے ثبوت کی شرط

جس عورت سے وطی بالشبہ کی گئی ہو (مثلاً دھوکہ سے اُس کے ساتھ رخصتی ہوجائے) اُس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب وطی کرنے والے سے اُسی وقت ثابت ہوگا جب کہ وہ اُس بچہ کے اپنے ہونے کا دعویٰ کرے، اِس کے بغیر نسب کا ثبوت نہ ہوگا۔

من وطي امرأ ة أجنبيةً زُفَّت إليه، وقيل له: إنها امرأتك، فهي شبهةٌ في الفعل، وإن النسب يثبت إذا ادعاه. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب ثبوت النسب ٢٦٨/٤ زكريا، ١٥٨/٤-١٥٩ كوئٹه)

تین طلاق کے بعد حلالہ کے بغیر پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، پھر حلالہ کے بغیر اُس سے دوبارہ نکاح کرلیا تو اُس سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ ثابت النسب کہلائے گا۔ (مسائل بہشتی زیور ۱۵۵)

ولو طلقها ثلاثًا ثم تزوجها قبل أن تنكح زوجًا غيره، فجاء ت منه بولدٍ، ولا يعلمان بفساد النكاح، فالنسب ثابت. وإن كانا يعلمان بفساد النكاح، يثبت النسب أيضًا عند أبي حنيفةؒ. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب ٢٦٢/٥ رقم: ٧٧٩٨ زكريا)

كما يثبت بلا دِعوةٍ احتياطًا في مبتوتةٍ جاء ت بهٖ لأقل منهما (الدر المختار) يشمل البتَّ بالواحدة والثلاث والحرة والأمة بشرط أن لا يملكها كما يأتي، ويشمل ما إذا تزوجها في العدة أو لا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب ٢٣١/٥ زكريا)

مصاہرت کی وجہ سے حرام شدہ عورت کی بیٹی سے پیدا شدہ اَولاد کا نسب؟

جو عورت کسی مرد پر حرمتِ مصاہرت کی بنیاد پر حرام ہو جائے، تو اُس مرد کے لئے اُس عورت کی بیٹی سے نکاح درست نہیں ہوتا، اور اُن میں فوراً تفریق ضروری ہوتی ہے؛ تاہم اُس کی وجہ سے جو اَولاد پیدا ہوئی، اُس کا نسب مرد سے ثابت مانا جائے گا۔

ويثبت نسب الولد المولود في النكاح الفاسد. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في النكاح الفاسد وأحكامه ۳۳۰/۱ زكريا)

معتدۃ الغیر سے نکاح کے بعد اُس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب؟

اگر کسی شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو عدت گذار رہی تھی، تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا؛ تاہم اِس کی وجہ سے چوں کہ وطی بالشبہ کا ثبوت ہوتا ہے، اِس لئے احتیاطاً پیدا شدہ اَولاد کا نسب اُس شخص سے ثابت ہو جائے گا۔

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / القسم السادس: المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۲۸۰/۱ زكريا)

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته ...... لم يقل أحد بجوازه ، فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كتاب النكاح / باب المهر ۲۷۴/٤ زكريا)

وفاسد النكاح في ذلك أي ثبوت النسب كصحيحه. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۲۳۱/۵ زكريا)

والنسب يثبت في الثانية، أي في شبهة المحل. (فتح القدير ۲۵۰/۵ دار الفكر بيروت)

تزوج محرمه أو منكوحة الغير، أو معتدته ...... لاحد. وفي الشامي: وحرر في الفتح: بأن الشبهة في المحل، وفيها يثبت النسب. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ۳۳/٦ زكريا، ۲٤/٤ كراچی)

ہندو عورت سے نکاح کرکے پیدا شدہ اَولاد کا نسب

اگر کوئی مسلمان ہندو لڑکی سے نکاح کرے، تو یہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا، اور اس سے جو اَولاد ہوئی ہے اُن کا نسب بھی اُس شخص سے ثابت نہ ہوگا، دونوں میں فوراً تفریق لازم ہے۔

فلا يجوز للمسلم أن ينكح المشركة لقوله تعالىٰ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾ (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / من شروط صحة النكاح أن لا تكون المرأة مشركة ۲/۵۵۲ زكريا)

وحرم نكاح الوثنيةِ بالإجماع الخ. (الدر المختار / كتاب النكاح ۴/۱۲۵)

ہندو لڑکے سے نکاح کرنے والی مسلمان عورت کی اَولاد کا نسب

اگر کسی ہندو لڑکے نے کسی مسلمان لڑکی سے نکاح کرلیا، تو یہ نکاح قطعاً باطل ہے، اور اِس کی وجہ سے پیدا شدہ اولاد کا نسب ہندو مرد سے ثابت نہ ہوگا۔

وفي مجمع الفتاوىٰ: نكح كافرٌ مسلمةً فولدت منه لايثبت النسب منه، ولا تجب العدة؛ لأنه نكاح باطلٌ (الدر المختار) أي فالوطأ فيه زنا لا يثبت به النسب. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب العدة ۵/۲۵۲ زكريا)

مفقود الخبر شوہر کی بیوی نے دوسرا نکاح کرلیا، جس سے اَولاد ہوئی پھر پہلا شوہر واپس آ گیا؟

اگر کسی عورت نے شوہر کے مفقود الخبر ہونے کی وجہ سے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا، اور دوسرے شوہر سے اَولاد بھی ہوگئی، اُس کے بعد پہلا شوہر واپس آ گیا، تو (اگر کوئی اور مانع نہ ہو) اَولاد؛ دُوسرے شوہر کی طرف منسوب ہوگی۔ (حالاں کہ پہلے شوہر کی واپسی کے بعد یہ اُسی کی بیوی قرار پائے گی، اور دوسرے شوہر سے نکاح کالعدم سمجھا جائے گا)

غـاب عن امرأته فتزوجت بآخر، وولدت أولادًا، ثم جاء الزوج الأول، فالأولاد للثاني على المذهب الذي رجع إليه الإمام، وعليه الفتوىٰ الخ. وعلّله ابـن الـملك بأنه المستفرش حقيقةً، فالولد للفراش الحقيقي؛ وإن كان فاسدًا.

(الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب ٢٤٧/٥-٢٤٨ زكريا)

لے پالک کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟

لے پالک اَولاد کسی بھی حال میں گود لینے والے کی حقیقی اور صلبی اَولاد میں شامل نہیں ہوسکتی؛ لہٰذا لے پالک کا نسب اس کے حقیقی باپ سے ہی ثابت ہوگا۔ اس کو دوسرے کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔

قـال الـلّٰـه تبارك وتعالىٰ: ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَآءَ كُمْ، ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِـاَفْـوَاهِـكُـمْ، وَالـلّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ. اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [الاحزاب: ٤، وجزء آيت: ٥]

هٰذه الآية ناسخة لما كانوا من التبنى وهو من نسخ السنة بالقرآن فأمره أن يدعو من دعوه إلىٰ أبيه المعروف. (تفسير القرطبي ١١٩/١٤)

عن أنس ابن مالك رضي اللّٰه عنه قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسـلـم يـقـول: مـن ادعـىٰ إلىٰ غير أبيه أو انتمى إلىٰ غير مواليه، فعليه لعنة اللّٰه المتتابعة إلىٰ يوم القيامة. (سنن أبي داؤد / باب في الرجل ينتمي إلىٰ غير مواليه ٦٩٧/٢)

عـن سـعـد ابـن مـالك رضي اللّٰه عنه قال: سمعته أذناي ووعاه قلبي من مـحـمـد صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: من ادعىٰ إلىٰ غير أبيه وهو يعلم أنه غير أبيـه، فالجنة عليه حرامٌ. (صـحـيـح البخاري / باب غزوة الطائف ٦١٩/٢ رقم: ٤٥٢٦، صحيح مسلم / باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم ٥٧/١)

❍❖❍

کتاب الحضانۃ

(حقِ پرورش سے متعلق مسائل)

حقِ پرورش کے مسائل

اِنسان کا بچہ سب سے زیادہ توجہ کا محتاج ہے

تمام حیوانات میں اِنسان کے بچے سب سے زیادہ ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں، اور اگر اُن کی ضروری دیکھ بھال نہ کی جائے، تو وہ بظاہر اسباب زندہ نہیں رہ سکتے؛ اِس لئے شریعت مطہرہ نے اُن بچوں کی پرورش کے متعلق اِنتہائی اَہم اور ضروری اَحکامات اور ہدایتیں اُمت کو عطا فرمائی ہیں۔

پیدائش کے بعد بچوں کے لئے سب سے اَہم چیز اُن کی غذا ہے، جس کے لئے ماں کے پستانوں میں دودھ کا خدائی انتظام کیا گیا ہے، جس سے بہتر اور شاندار غذا بچہ کے لئے متصور نہیں ہے۔ اِسی بنیاد پر ماؤں کے لئے ہدایت ہے کہ وہ دو سال تک بچوں کو دودھ پلائیں، اور باپ کو ہدایت ہے کہ وہ ماں کی ضروریات کا خیال رکھے۔ اِس بارے میں یہ اِرشادِ خداوندی ایک عظیم ناصحانہ اُصولی منشور کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے بے شمار جزئیات نکالی جاسکتی ہیں۔ اِرشادِ خداوندی ہے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ، وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا، لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهُ بِوَلَدِهٖ، وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ، فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا، وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں، جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے، اور لڑکے کے باپ پر اُن دودھ پلانے والیوں کے کھانے اور کپڑے کی دستور کے موافق ذمہ داری ہے، اور کسی کو اُس کی گنجائش سے زیادہ مکلّف نہیں بنایا جاتا، نہ تو ماں کو اُس کے بچہ کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے، اور نہ باپ کو اُس کے بچہ کی وجہ سے، اور وارثوں پر بھی یہی لازم ہے۔ پھر اگر ماں باپ آپسی رضامندی اور مشورہ سے (دو برس کے اندر ہی) بچہ کا دودھ چھڑالیں، تو اُن پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو (ماں کے علاوہ کسی اور عورت سے) دودھ پلوانا چاہو تو بھی تم پر کچھ گناہ نہیں،

اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. (البقرة: ۲۳۳)	جب کہ تم دستور کے موافق مقررہ (ماں یا دودھ پلانے والی کا) حق اَدا کردو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے۔

آیتِ بالا سے مستفاد چند اَحکام

اِس آیت کا لب لباب یہ ہے کہ:

(۱) اگر کوئی معقول عذر نہ ہو، اور ماں نکاح میں ہو یا عدت کے زمانہ میں ہو، تو اُس پر دیانۃً عنداللہ بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے، اور اُس پر باپ سے کوئی اُجرت لینا درست نہیں۔

(۲) اور اگر ماں مطلقہ ہے، اور اُس کی عدت گذر چکی ہے، تو اُس پر اُجرت کے بغیر دودھ پلانا واجب نہیں؛ بلکہ اگر چاہے تو اُجرت کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ پس اگر دودھ پلائے گی تو باپ کو مطالبہ پر اُجرت دینی ہوگی۔

(۳) اگر ماں کسی عذر کی وجہ سے دودھ پلانے سے انکار کرے، اور بچہ کے دودھ پلانے کے لئے متبادل انتظام ممکن ہو، تو ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

(۴) البتہ اگر بچہ ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ لیتا ہی نہ ہو تو ماں کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔

(۵) ماں اگر دودھ پلانا چاہے اور اُس کے دودھ میں کوئی نقصان بھی نہ ہو، تو باپ کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ماں کو چھوڑ کر کسی اور سے بچہ کو دودھ پلوائے۔

(۶) اگر ماں کے دودھ میں خرابی ہو، تو بچہ کے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے باپ دوسری عورت سے دودھ پلوا سکتا ہے۔

(۷) اگر مطلقہ ماں عدت گذرنے کے بعد مناسب اُجرت کا مطالبہ کرے، اور دوسری دودھ پلانے والی عورت بھی اُسی اُجرت پر دستیاب ہو، تو باپ پر لازم ہے کہ اُجرت ہی سے دودھ پلوائے، ماں کی مرضی کے بغیر دوسری عورت سے دودھ نہ پلوائے۔

(۸) مطلقہ ماں کی عدت گذرنے کے بعد اگر ماں دودھ پلانے کی زیادہ اُجرت کا مطالبہ کرے، اور دوسری عورت اُس سے کم میں دستیاب ہو، تو باپ دوسری عورت سے دودھ پلوا سکتا ہے؛ لیکن ماں یہ حق رکھتی ہے کہ بچہ کو اپنے سے جدا نہ ہونے دے، اور باپ کی مقرر کردہ عورت ماں کے

پاس رہ کر بچہ کو دودھ پلائے۔

(۹) باپ کی زندگی میں بچہ کا پورا خرچ صرف باپ کے ذمہ ہے۔

(۱۰) اگر باپ کا انتقال ہوجائے، اور بچہ کا خود اپنا مال موجود ہو، تو اُسی مال میں سے بچہ کا خرچ اُٹھایا جائے گا۔

(۱۱) اور اگر بچہ کے پاس مال موجود نہ ہو، تو بچہ کے محرم رشتہ داروں میں بشمول ماں کے جو وسعت والے رشتہ دار ہیں، وہ اپنے حصہ وراثت کے بقدر بچہ کے اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے۔ (یہ سب مسائل فقہی کتابوں میں موجود ہیں، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ نے مذکورہ آیت میں فائدہ کے تحت اُن کو درج فرمایا ہے، جن کی تلخیص اوپر درج کی گئی ہے)

(مستفاد: بیان القرآن ۱/۱۴۶)

خلاصہ یہ ہے کہ بچہ کے تحفظ اور اُس کے مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُس کی پرورش کے حقوق کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ انتہائی سنجیدہ ہے، اور جب اِس کے متعلق اِسلامی اُصول پر گہری نظر ڈالی جاتی ہے، تو یہ واضح ہوتا ہے کہ بچہ کے مفاد میں اِس سے بہتر کوئی رہنمائی ممکن نہیں ہے۔

اَب ذیل میں اِس سلسلہ کی مزید جزئیات ذکر کی جارہی ہیں:

حق حضانت کا استحقاق

اگر مرد وعورت کے درمیان نکاح قائم ہے، تو اُن دونوں کو اپنی اولاد کی پرورش کا یکساں حق حاصل ہے؛ لیکن اگر عورت کو طلاق دے دی جائے، یا مرد کا انتقال ہوجائے، اور بچہ چھوٹا ہوتو:

(۱) اَولاً بچہ کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہوگا۔

تثبت للأم النسبيةِ الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا)

(۲) اگر ماں اپنا حق چھوڑ دے یا کوئی مانع پیش آجائے (مثلاً: وہ بچہ کے نامحرم سے نکاح کرلے) تو بچہ کی نانی کو اُوپر تک پرورش کا حق حاصل ہوگا۔

وإذا بطل حق الأمِ كانت الحضانة للجدة من قبل الأم، وإن علت.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زكريا)

(۳) اگر نانی یا اُس سے اوپر کی کوئی عورت موجود نہ ہو، تو دادی کو حق ہوگا۔

فإن لم تکن الجدة من قبل الأم فالجدة من قبل الأب. (الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / فصل في حکم الولد عند افتراق الزوجین ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زکریا)

(۴) اگر دادی نہ ہو، تو سگی بہن کو حق پرورش دیا جائے گا۔

وبعد أم الأب الحضانة إلی الأخوات أُولاهن الأخت لأب وأمٍّ. (الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / فصل في حکم الولد عند افتراق الزوجین ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زکریا)

(۵) اگر سگی بہن نہ ہو، تو ماں شریک بہن کو حق ملے گا۔

وبعدها الأخت لأم. (الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الطلاق / فصل في حکم الولد عند افتراق الزوجین ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زکریا)

(۶) اُس کے بعد باپ شریک بہن کو حق حاصل ہوگا۔

ثم الأخت لأب. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۷) بعد اَزاں سگی بھانجی کو حق حاصل ہوگا۔

ثم بنت الأخت لأبوین. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

قال الزیلعي: وبنات الأخت أولیٰ من بنات الأخ؛ لأن الأخت لها حق في الحضانة دون الأخ، فکان المدلیٰ بها أولیٰ. (شامي، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۸) پھر ماں شریک بھانجی کو حق ہوگا۔

ثم لأمٍّ. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۹) اُس کے بعد سگی خالہ کو حق ملے گا۔

ثم الخالات کذٰلك أي لأبوین. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۰) بعد اَزاں ماں شریک خالہ کو حق ہوگا۔

ثم لأم. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۱) اُس کے بعد باپ شریک خالہ کو حق ہوگا۔

ثم لأبٍ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا)

(۱۲) پھر باپ شریک بھانجی کو حق ہوگا۔

ثم بنت الأختِ لأبٍ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا)

(۱۳) بعدازاں سگی بھتیجی کو حق ملے گا۔

ثم بنات الأخ، أي لأب وأم. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا)

(۱۴) اُس کے بعد ماں شریک بھتیجی کو حق ملے گا۔

أو لأمٍّ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا)

(۱۵) پھر باپ شریک بھتیجی حق دار ہوگی۔

أو لأبٍ فيما يظهر. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا)

(۱۶) پھر سگی پھوپھی کو حق ملے گا۔

ثم العمات كذٰلك، أي تقدم العمة لأب وأم. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا)

(۱۷) پھر ماں شریک پھوپھی کو حق ملے گا۔

ثم لأم. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا)

(۱۸) پھر باپ شریک پھوپھی کا حق ہوگا۔

ثم لأبٍ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا)

(۱۹) پھر اِسی ترتیب سے ماں کی خالہ کو حق ہوگا۔

ثم خالة الأم كذٰلك. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا)

(۲۰) اُس کے بعد بالترتیب باپ کی خالہ کو حق ہوگا۔

ثم خالة الأب كذٰلك. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا)

(۲۱) اُس کے بعد بالترتیب ماں اور باپ کی پھوپھی کو حق ہوگا۔

ثم عمات الأمهات والآباء بهٰذا الترتيب. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا، الموسوعة الفقهية ٣٠٢/١٧ كويت، إسلامى قانون متعلق مسلم پرسنل لاء ١٤٨)

نوٹ:- خالہ اور پھوپھی کی بیٹیوں کو پرورش کا حق نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ بچہ کی محرم نہیں ہے۔

ولم يذكر بنات الخالة والعمة؛ لأنه لا حق لهنَّ؛ لأنهن غير محرمٍ.

(شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥ زكريا)

مستحقِ پرورش عورتوں میں سے کوئی نہ ہوتو بچہ کی دیکھ بھال کس کے ذمہ ہوگی؟

اگر بالفرض مذکورہ بالا مستحق پرورش خواتین میں سے کوئی موجود نہ ہو، تو بالترتیب بچہ کے عصبات کی طرف حق پرورش منتقل ہوگا۔ یعنی:

(۱) باپ دادا اُوپر تک۔

(۲) بھائی اور اُن کی اَولاد۔

(۳) چچا اور اُن کی اَولاد۔ (لیکن چچا زاد بھائی اپنی چچا زاد بہن کی پرورش کا حق نہیں رکھتا؛ کیوں کہ وہ محرم نہیں ہے)

وإذا ماتت الأم وليس أحد من النساء للصغير ذا رحمٍ محرم منه، فحق الحضانة للرجال من العصبات علىٰ ترتيب الميراث. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ٢٧٦/٥ رقم: ٧٨٤١ زكريا)

ثم العصبات بترتيب الإرثِ، فيقدم الأبُ ثم الجدُّ ثم الأخ الشقيق ثم لأبٍ ثم بنوه كذٰلك، ثم العم ثم بنوه الخ. سوىٰ فاسق ومعتوهٍ وابن عم

لمشتهاةٍ وهو غير مامونٍ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٣/٥-٢٦٤ زكريا)

عصبات کی غیر موجودگی میں پرورش کا حق

اگر بچہ کے باپ دادا وغیرہ عصبات میں سے کوئی موجود یا مستحق نہ ہو، تو پرورش کا حق ذوی الارحام رشتہ داروں کو ملے گا۔ یعنی:

(۱) ماں شریک دادا۔

(۲) ماں شریک بھائی، پھر اُن کی اولاد۔

(۳) ماں شریک چچا۔

(۴) سگے ماموں۔

(۵) ماں شریک ماموں۔

ثم إذا لم يكن عصبةً فلذوي الأرحام، فتُدفعُ لأخٍ لأمٍ لابنه، ثم للعم لـلأمِّ، ثم للخال لأبوين، ثم لأمٍ. (الدر المختار) **كان ينبغي أن يذكر أولاً الجدَّ لأمٍ، ففي الهندية: إنه أولىٰ من الأخ لأمٍ والخالِ.** (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٥/٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ٢٧٦/٥ رقم: ٧٨٤١ زكريا)

ماموں کی موجودگی میں بچی کے نامحرم عصبہ کو حق پرورش نہ ہوگا

اگر بچی کا سگا ماموں موجود ہے، تو عصبات میں سے نامحرم چچازاد بھائی وغیرہ کو اُس کی پرورش کا حق نہ ہوگا۔

الصغيرة لا تدفع إلىٰ عصبة غير محرم مع وجود محرمٍ غير العصبة، كالخال مع ابن العم؛ فإنها تُدفع إلى الخال. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل

في حكم الولد عند افتراق الزوجين ٢٧٧/٥ رقم: ٧٨٤٨ زكريا)

نامحرم عورتوں کو پرورش کا حق نہیں

بچہ کی ایسی نامحرم رشتہ دار عورتیں (یعنی جن سے اُس کا نکاح ممنوع نہیں ہے، مثلاً: پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی بہن) اُس کی پرورش کا حق نہیں رکھتیں۔

فأما بنات العم والخال والعمة والخالة، فلا حق لهن في الحضانة. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ٢٧٦/٥ رقم: ٧٨٤١ زكريا)

ولا حق لولد عمٍ وعمةٍ وخالٍ وخالةٍ. (الدر المختار) كان المناسب التعبير بالبنات بدل الولد؛ لأن الولد يشمل الذكر والأنثىٰ، وقد مرَّ أن ابن العمِّ له حقٌ في الغلام دون الجاريةِ الخ. وفي البحر: لا حق لبنات العمة والخالة؛ لأنهن غير محرمٍ. وكذٰلك بنات الأعمام والأخوال بالأولىٰ، كذا في كثير من الكتب. ووجه الأولوية: أن العمة والخالةَ مقدمتان على العم والخالِ مع أنه لا حق لبناتهما. ومقتضاه: أنه لا حق لبنت العمة ونحوها في حضانة الجارية، ولا لابن العمة في حضانة الغلام. وينبغي إجراء التفصيل المذكور في ابن العم هنا، ولم أر من ذكره، تأمل. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة، مطلب: لو كانت الإخوة والأعمام غير مامونين لا تسلم المحضونة إليهم ٢٦٥/٥ زكريا)

عورت کا حق حضانت کب ساقط ہوجاتا ہے؟

اگر مستحق پرورش عورت خود اپنا حق ساقط کردے (اور متبادل انتظام ممکن ہو) یا بچہ کے نامحرم شخص سے نکاح کرلے، تو اُس عورت کا حق پرورش ساقط ہوجاتا ہے۔

والحاضنة يسقط حقُّها بنكاح غير محرمةٍ أي الصغير. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٦/٥ زكريا)

موذی اور متعدی اَمراض میں مبتلا عورت کو پرورش کا حق نہیں

شرعی اعتبار سے جس عورت کو بچہ کی پرورش کا حق مل رہا ہو، وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو، جس سے بچہ کو نقصان ہوسکتا ہو، مثلاً: پاگل پن، کوڑھ پن اور ٹی بی وغیرہ، تو ایسی عورت کو بچہ کی پرورش کا حق نہ ہوگا۔

وهل يُشترطُ كونُها بصيرةً، ففي الأشباه في أحكام الأعمىٰ: ولم أرَ حكم ذبحه وصيده وحضانته الخ، وينبغي أن يكره ذبحه، وأما حضانتُه فإن أمكنه حفظ المحضون كان أهلاً وإلا فلا، وهو بحث وجيهٌ، وهو معلوم من قول الرمل قادرةٌ، كما يعلم منه حكم ما إذا كانت مريضةً أو كبيرةً عاجزةً.

(شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة، مطلب شروط الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا، قانون اسلامي ۱۵۱)

مرتد ہوجانے والی ماں کو پرورش کا حق نہیں

جو عورت (نعوذ باللہ) مرتد ہوجائے، تو اُس کو بچہ کی پرورش کا حق نہیں ملتا (کیوں کہ اولاً تو اِرتداد کی سزا پانے کی وجہ سے وہ پرورش ہی نہ کر پائے گی، مزید یہ کہ اُس کے غلط عقائد کا اثر بچہ پر پڑنے کا اندیشہ ہوگا)

لا حق للمرتدة في الولد. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۷/۵ رقم: ۷۸۴۵ زكريا)

تثبت للأم الخ، إلا أن تكون مرتدةً فحتىٰ تُسلمَ؛ لأنها تُحبسُ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا)

فاسقہ فاجرہ کو پرورش کا حق ہے یا نہیں؟

ایسی فاسقہ فاجرہ عورت جس کے پاس رہنے سے بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو،

(مثلاً: وہ بدکار یا گلوکار وغیرہ ہو، جس کی وجہ سے اُسے گھر سے باہر بکثرت آنا جانا پڑتا ہو) اُس کو بچہ کی پرورش کا حق نہیں دیا جائے گا۔

اور اگر فسق ایسا ہو جو پرورش پر اثر انداز نہ ہو (مثلاً: نماز چھوڑنا وغیرہ) تو جب تک بچہ سمجھ دار اور باشعور نہ ہو، ایسی عورت کا حق پرورش ساقط نہ ہوگا؛ البتہ باشعور ہونے کے بعد بچہ اُس کے پاس نہیں چھوڑا جائے گا؛ تاکہ فسق کے اثرات بچہ کی طرف منتقل نہ ہوں۔

تثبت للأم الخ، إلا أن تكون الخ، أو فاجرةً فجورًا يضيع الولد به، كزنا وغناءٍ وسرقةٍ ونِياحةٍ، كما في البحر والنهر بحثًا. قال المصنف: والذي يظهر العمل بإطلاقهم، كما هو مذهب الشافعي أن الفاسقة بترك الصلاة لا حضانة لها. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٥/٢٥٣ زكريا)

وقال الشامي بحثًا: والحاصل أن الحاضنةَ إن كانت فاسقةً فسقًا يلزم منه ضياع الولد عندها سقط حقُّها، وإلا فهي أحق به إلىٰ أن يعقل فينزع منه كالكتابية. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة، مطلب شروط الحضانة ٥/٢٥٤ زكريا)

وكذٰلك كل ذي رحم محرم منها إذا كان لا يؤمن عليها لفسقه ومجانته، فلا حق له فيها. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الرابع والعشرون بيان حكم الولد ٤/٢٤٥ المجلس العلمي، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ٥/٢٧٧ زكريا)

مانع دور ہو جائے تو حق پرورش لوٹ آتا ہے

اگر پرورش کرنے والی عورت نے اپنا حق ساقط کر دیا تھا، پھر بعد میں وہ اُس کا مطالبہ کرنے لگے، یا مثلاً مستحق پرورش عورت کے بچی کے نامحرم سے نکاح کرنے کی وجہ سے حق پرورش ساقط ہو گیا، پھر وہ نکاح ختم ہو جائے، یا مثلاً بیماری کی وجہ سے حق پرورش ساقط ہوا تھا، پھر وہ بیماری دور ہو جائے وغیرہ، الغرض مانع مرتفع ہو جائے، تو دوبارہ حق پرورش ثابت ہو جاتا ہے۔

كـذٰلك إذا أسـقـط الـحاضن حقه ثم عاد وطلبَ، أُجيب إليٰ طلبه؛ لأنه حـقٌ يتجدد بتجدد الزمان كالنفقة، وإذا امتنعت الحضانة لمانعٍ ثم زال المانعُ كـأنْ عـقـل الـمـجنونُ أو تاب الفاسقُ أو شفا المريضُ عاد حقُ الحضانة؛ لأن سببـلَهـا قـائـمٌ. وإن امتـنـعت لمانعٍ فإذا زال المانع عاد الحق بالسبب السابق الـمـلازم طبـقًـا لـلـقاعدة المعروفةِ ''إذا زال المانع عاد الممنو ع''، وهٰذا كله متفق عليه عند جمهور الفقهاء. (الموسوعة الفقهية / حضانة ۳۱۳/۱۷ كويت)

ومـن تـزوجـت بـأجـنبـي ثـم بـانت من زوجها عاد حقها في الحضانة.

(الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۷/۵ زكريا)

کیا ذمیہ یہودی یا عیسائی عورت کو حق پرورش حاصل ہوگا؟

اگر کوئی ذمیہ (یہودی یا عیسائی کتابی عورت) مسلمان کے نکاح میں ہو، تو اُسے بھی بچہ کے باشعور ہونے تک حسب ضابطہ پرورش کا حق ملتا ہے؛ لیکن جب یہ خطرہ ہو کہ یہ بچہ کو اپنے فاسد عقائد سے خراب کردے گی، تو اُس کے پاس بچہ کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

وتستوي في حق الحضانة المسلمة والكتابية الخ، والذمية أحق بولدها الـمسـلم ما لم يعقل الأديان، أو يُخاف أن يألف الكفر. (الـفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الـطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷٦/۵ زكريا، ومثله في الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا)

قال الشامي: لأن الشفقة لا يختلف باختلاف الدين. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا)

پرورش کے کئی مستحقین جمع ہوجائیں تو کیا کریں؟

اگر کسی بچہ کی پرورش کا استحقاق رکھنے والے متعدد ہوں، مثلاً سگی بہنوں کو حق ملے اور وہ

کئی ہوں، تو جو اُن میں سب سے زیادہ دین دار ہو، اُس کو ترجیح ہوگی۔ اور اگر دین داری میں سب برابر ہوں، تو جس کی عمر زیادہ ہو اُس کو ترجیح ہوگی۔

وإذا اجتمع إخوة في درجةٍ واحدةٍ الخ، فأيهم أكثر صلاحًا أولیٰ، فإن استووا في الصلاح فأكبرهم سنًّا أولیٰ. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الرابع والعشرون بيان حكم الولد ٢٤٦/٤ المجلس العلمي، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ٢٧٨/٥ زكريا)

نامناسب ماحول میں بچہ کو نہیں رکھا جائے گا

حق پرورش کے معاملات میں بہرصورت بچہ کے مفاد کو ملحوظ رکھا جائے گا، پس اگر یہ احساس ہو کہ پرورش کرنے والے گھر میں اُس کے ساتھ تنگی یا نفسانی طور اذیت کا معاملہ کیا جارہا ہے، تو مفتی صورتِ حال معلوم کرکے بچہ کا جہاں رہنا مفید اور محفوظ سمجھے، وہیں رہنے کا فتویٰ دے۔

والحاضنة يسقط حقها بنكاحٍ غير محرمةٍ أي الصغير، وكذا بسكناها عند المبغضين له، لما في القنية: لو تزوجت الأم بآخر فأمسكته أم الأم في بيت الرابِّ، فللأب أخذُه. (الدر المختار) فينبغي للمفتي أن يكون ذا بصيرةٍ ليُراعي الأصلح للولد، فإنه قد يكون له قريبٌ مبغضٌ له، ويتمنّٰى موتَه، ويكون زوج أمه مشفقًا عليه يعزُّ عليه فراقُه الخ، فإذا علم القاضي أو المفتي شيئًا من ذٰلك لا يحل له النزع من أمه؛ لأن مدار أمر الحضانة علیٰ نفع الولد. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٦/٥ زكريا)

حق پرورش کب تک؟

الف:- بالترتیب مستحق پرورش عورتوں کو لڑکے کی پرورش کا حق سات سال تک ہے،

اس کے بعد باپ یا ولی حق دار ہوگا۔

ب:- جب کہ ماں، نانی اور دادی کو لڑکی کی پرورش کا حق بالغ ہونے تک ہے۔

ج:- ماں، نانی اور دادی کے علاوہ دیگر مستحق پرورش عورتوں کو لڑکی کے مشتہاۃ ہونے تک حق پرورش حاصل ہے، جس کا اَندازہ مفتی بہ قول کے مطابق نو سال سے لگایا گیا ہے۔

د:- اُس کے بعد باپ (یا ددھیالی قریبی رشتہ دار) اُس نابالغ یا ناسمجھ بچہ یا بچی کو اپنی پرورش میں لینے کے حق دار ہیں۔ اور نابالغ بچوں کو اپنے طور پر کسی کے پاس رہنے کے فیصلے کا حق نہیں ہے۔

والحاضنة أمًّا أو غيرها أحقُّ به أي بالغلام، حتى يستغني عن النساء، وقُدّر بسبع وبه يفتىٰ؛ لأنه الغالب الخ. والأم والجدةُ لأمٍ أو لأبٍ أحق بها بالصغيرة حتى تحيض، أي تبلغ في ظاهر الرواية الخ. وغيرهما أحق بها حتى تشتهيَ، وقُدِّر بتسعٍ، وبه يفتىٰ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٦٧/٥-٢٦٨ زكريا)

ولا خيار للولد عندنا مطلقًا ذكرًا كان أو أنثىٰ، خلافًا للشافعي. قلتُ: وهٰذا قبل البلوغ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٢٧٠/٥ زكريا)

ناسمجھ بچوں کا حق پرورش بلوغ کے بعد بھی ساقط نہیں ہوتا

جو بچہ یا بچی بڑی عمر کو پہنچنے کے باوجود بھی ناسمجھ رہیں (یعنی دماغی طور پر معذور ہوں) اور دیکھ بھال کی ضرورت سے مستغنی نہ ہوں، تو اُن کا حق پرورش بالغ ہونے کے بعد بھی ختم نہیں ہوتا۔ پس ایسے بچوں کو حسب ترتیب مستحق پرورش عورتوں کے پاس ہی رکھا جائے گا، مردوں کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔

ففي الجوهرة: ومن بلغ معتوهًا كان عند الأم، سواء كان ابنًا أو بنتًا.

وفي الفتح: والمعتوه لا يخيرُ، ويكون عند الأم. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۷۱/۵ زكريا)

وقال العلامة الرافعي: اللازم العمل بنص المذهب وإن لم يظهر وجهه، مع أن المعتوه لا يستغني عن الحاضنة، بل قد يكون احتياجه لها أشد، تأمل.

(تقريرات الرافعي علىٰ حاشية ابن عابدين / باب الحضانة ۲٤۷/۵ زكريا، مع الدر المختار زكريا)

ماں باپ میں سے کسی کو بچہ کی ملاقات سے نہیں روکا جائے گا

اگر زوجین میں تفریق کے بعد حسبِ ضابطہ اُن میں سے کوئی ایک اپنے پاس رکھ کر بچہ کی پرورش کرے، تو دوسرے کو اُس بچہ سے ملنے یا اُس کی دیکھ بھال کرنے سے روکا نہیں جائے گا؛ کیوں کہ وہ بہر حال دونوں کا بچہ ہے، اِس نسبت کو کبھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔

وفي الحاوي: الولد متى كان عند أحد الأبوين لا يمنع الآخر عن النظر إليه وعن تعاهده. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷٤/۵ رقم: ۷۸۳۵ زكريا)

وفي السراجية: إذا سقطت حضانة الأم وأخذه الأب لا يُجبر علىٰ أن يرسله لها؛ بل هي إذا أرادت أن تراه لا تُمنع من ذٰلك. (الدر المختار) وكذا يقال في جانبها وقت حضانتها. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۷۵/۵ زكريا)

بلوغ کے بعد بچوں کو اختیار

جو بچے یا بچیاں بالغ ہوجائیں، اور وہ سمجھ دار ہوں (عقل سے معذور نہ ہوں) اور اُن کو اختیار دینے سے کسی فتنہ کا یا اُن کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو، تو اُنہیں اختیار دیا جائے گا کہ وہ ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ رہیں یا الگ رہیں۔ اور اگر اُن کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، تو یہ اختیار نہ ہوگا؛ بلکہ باپ اُن کو اپنے پاس رکھنے کا حق دار ہوگا۔

أما بعده فيُخيّر بين أبويه، وإن أراد الانفراد فله ذٰلك الخ، بلغت الجارية مبلغ النساء إن بِكرًا ضمّ الأب إلىٰ نفسهٖ الخ، وإن ثيبًا لا يضمُّها إلا إذا لم تكن مامونة علىٰ نفسها، فللأب والجد ولاية الضم لا لغيرهما، كما في الابتداء الخ. والغلام إذا عقل واستغنىٰ برأيهٖ ليس له للأب ضمه إلىٰ نفسهٖ، إلا إذا لم يكن مامونًا علىٰ نفسهٖ فله ضمه لدفع فتنةٍ أو عارٍ، وتأديبه إذا وقع منه شيءٌ. (الدر المختار) ثم المراد الغلام البالغ؛ لأن الكلام فيما بعد البلوغ، وعبارة الزيلعي: ثم الغلام إذا بلغ رشيدًا فله أن ينفردَ إلا أن يكون مفسدًا مُخوَّفًا عليه.

(شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ٥/ ٢٧٠-٢٧١ زكريا)

❑❖❑

كتاب النفقات

(نفقہ سے متعلق مسائل)

نفقہ سے متعلق مسائل

نفقات کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ کا اِمتیاز

یہ بات کسی صاحبِ نظر سے مخفی نہیں ہے کہ ہر اِنسان کسی نہ کسی اَنداز میں دوسرے کے تعاون کا ضرور محتاج ہوتا ہے، بغیر تعاون کے اِنسانی زندگی سکون سے ہم کنار نہیں ہوسکتی۔ خاص طور پر بچے اور محتاج اَفراد کی خبر گیری اور اُن کی واجبی ضرورتوں کی تکمیل ایک اَہم اِنسانی فریضہ ہے۔ اگر معاشرہ میں یہ بات نہ پائی جائے، تو اِنسانوں اور جانوروں میں کوئی فرق ہی نہ رہے گا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ضرورت مندوں کی حاجت روائی کیسے کی جائے؟ تو ایک صورت یہ ہوسکتی تھی کہ حکومت کو یہ ذمہ داری دے دی جاتی کہ وہ بچوں سے لے کر بڑوں تک سب کے روٹی کپڑے اور مکان کا انتظام کرے، تو ظاہر ہے کہ یہ نظام ہر جگہ ہرگز کامیاب نہ ہو پاتا، اور اِس بات کا بڑا خطرہ ہوتا کہ اَصل مستحق رہ جائیں اور غیر مستحق حیلے بہانے سے ناحق مال لے لیں، اِس لئے شریعت نے اِس اَہم اِنسانی فریضہ کو صرف حکومت کے حوالے نہیں کیا؛ بلکہ رشتہ داری اور قرابت کو بنیاد بنا کر اَفراد کو ذمہ داری دی ہے کہ وہ اپنے اَقرب ترین رشتہ داروں کے نفقات کا انتظام کریں؛ کیوں کہ وہ اُن کی حالت کو جتنا قریب سے سمجھ اور جان سکتے ہیں، وہ دوسروں کے لئے متصور نہیں ہے۔ اِسی لئے شریعت نے بیوی کا نفقہ شوہر پر، بچوں کا نفقہ باپ پر، محتاج والدین کا نفقہ اَولاد پر، قریبی محارم کا نفقہ محارم پر، اِسی طرح غلام باندیوں کا نفقہ آقا پر لازم کیا ہے۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ تعاون کے مذکورہ ذرائع نہ پائے جائیں تو اَب حکومت کے بیت المال پر ذمہ داری عائد کی ہے؛ تاکہ اِسلامی حکومت میں کوئی شہری روٹی کپڑے اور مکان سے محروم نہ رہے۔ بلاشبہ نفقات کا یہ بے مثال اِسلامی نظام ساری دنیا کے لئے مشعل راہ اور شریعتِ اسلامیہ کی آفاقی تعلیمات کا بہترین نمونہ ہے۔ (مستفاد: حاشیہ: شامی، تغیر واِضافہ ۶/۵-۲۷ شیخ عادل عبدالموجود)

نفقہ کے وجوب کے اَسباب

شریعت میں نفقہ کے وجوب کے اَسباب تین ہیں:

(۱) زوجیت:- (یعنی شوہر پر اپنی منکوحہ کا نفقہ واجب ہوتا ہے)

(۲) رشتہ داری:- (جیسے: باپ پر اپنی اَولاد کا نفقہ یا اَولاد پر اپنے محتاج ماں باپ کا نفقہ وغیرہ)

(۳) ملکیت:- (یعنی آقا پر اپنے غلام باندی کا نفقہ واجب ہوتا ہے)

ونفقة الغير تجب على الغير بأسباب ثلاثة: زوجية وقرابة وملك. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۷۸/۵ زكريا)

بیوی کے نفقہ اور رہائش کے بارے میں قرآنِ کریم کی صراحت

اِسلام نے زوجین میں سے ''مرد'' کو ''قوّام'' قرار دیتے ہوئے گھر کے تمام اِخراجات کی ذمہ داری اس پر ڈالی ہے، اور بیوی کو معاشی ذمہ داریوں سے بالکل آزاد رکھا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ. (النساء، جزء آيت: ۳٤)

مرد حاکم ہیں عورتوں پر اِس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اِس وجہ سے کہ اُن مردوں نے اپنے اَموال (عورتوں) پر خرچ کئے (مہر اور نفقہ وغیرہ)

نیز فرمایا:

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (البقرة: ۲۳۳)

اور لڑکے والے (یعنی باپ) پر اُن عورتوں کا کھانا کپڑا معروف طریقہ پر لازم ہے۔

لیکن نفقہ کی مقدار کے بارے میں شوہر کی مالی وسعت کو معیار بنایا ہے؛ تاکہ اُس پر غیرضروری بوجھ نہ پڑے۔ چناں چہ سورۂ طلاق میں اِرشاد فرمایا:

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهٖ، وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ، لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتَاهَا، سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يسرًا. (الطلاق: ۷)

ہر وسعت والے کو اپنی وسعت کے بقدر خرچ کرنا چاہئے، اور جس کی روزی تنگ ہو تو وہ جو بھی اللہ نے اُسے عطا کیا اُسی میں سے خرچ کیا کرے اور اللہ تعالیٰ کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں بناتا، عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد سہولت کے راستے کھول دیں گے۔

اِسی طرح قرآنِ کریم میں رہنمائی کی گئی کہ اپنی بیویوں کے لئے اپنی وسعت کے بقدر رہائش کا انتظام کیا جائے، اور اُن پر تنگی نہ کی جائے۔ اِرشادِ خداوندی ہے:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ، وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. (الطلاق، جزء آيت: ۵)

اُن عورتوں کو رہنے کے لئے گھر دو جہاں تم خود رہتے ہو اپنی وسعت کے مطابق، اور اُن کو ایذا مت پہنچاؤ کہ اُن پر تنگی کرو اور اگر وہ حاملہ ہوں، تو اُن پر وضع حمل تک خرچ کرتے رہو۔

اِس آیت میں نفقہ کے لئے جو حاملہ ہونے کی شرط ہے، وہ حنفیہ کے نزدیک محض اتفاقی شرط ہے، احترازی نہیں ہے؛ لہٰذا منکوحہ یا مطلقہ؛ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، بہرصورت معروف طریقہ پر حسبِ شرائط شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہوگا۔

اِس کے علاوہ حضراتِ مفسرین نے آیت: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [النساء: ۱۹] (اور اُن (بیویوں) کے ساتھ معروف طریقہ اچھا برتاؤ کرو) اور آیت: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۲۸] (اور اُن بیویوں کے لئے بھی ایسے ہی حقوق ہیں، جیسا کہ اُن پر ذمہ داریاں ہیں معروف طریقہ پر) سے بھی شوہر پر زوجہ کے نفقہ کو ثابت فرمایا ہے۔ (حاشیہ شامی ۲۷۸/۵ شیخ عادل عبدالموجود)

نفقۂ زوجہ کا ذکر اَحادیثِ شریفہ میں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد اَحادیث میں بیوی کو اچھی طرح واجبی نفقہ وغیرہ اَدا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

الف:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع سے متعلق طویل حدیث میں عرفات کے میدان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے خواتین کے حقوق اور ذمہ داریوں سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بلند پایہ کلمات بھی نقل فرمائے ہیں، جو پرسکون اِزدواجی زندگی کی ضمانت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

وَاتَّقُوْا اللّٰهَ فِيْ النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَداً تَكْرَهُوْنَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ

عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو! اِس لئے کہ تم نے ان پر اللہ کے امان کے ذریعہ قابو پایا ہے اور اللہ کے حکم سے (ایجاب وقبول کے ذریعہ) ان سے جسمانی تعلق کو اپنے لئے حلال کیا ہے، تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر

فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (صحیح مسلم ۳۹۷/۱، حياة الصحابة ۴۰۳/۳-۴۰۴)

ایسے لوگوں کو نہ بیٹھنے دیں جن کا آنا تمہیں ناپسند ہو، اگر وہ خلاف ورزی کریں تو انہیں ہلکی پھلکی تنبیہ کرو، اور ان کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ تم معروف طریقہ پر ان کے نان نفقہ اور لباس کا انتظام کرو۔

واقعہ یہ ہے کہ معاشرتی زندگی کے لئے درج بالا ہدایات سے بہتر کوئی ہدایت نہیں ہوسکتی، اس میں جہاں عورتوں کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں، وہیں مردوں کو بھی ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا گیا ہے۔ اگر ان ہدایات کی پابندی فریقین کریں تو کبھی بھی نزاع کی نوبت نہ آئے، اور آپس میں الفت ومحبت ہمیشہ استوار رہے، اور خاندانی نظام میں کبھی رخنہ پیدا نہ ہو۔

بیوی اپنا نفقہ شوہر کے مال سے وصول کرسکتی ہے

ب:- اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اَہلیہ تھیں، اُنہوں نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں آکر شکوہ کیا کہ ابوسفیان ایک تنگ دل آدمی ہیں، وہ میری ضرورت کے بقدر میرا اور میری اَولاد کا نفقہ نہیں دیتے، اِلا یہ کہ میں اُن کو بتائے بغیر لے لوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں مشورہ دیا:

خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ. (صحيح البخاري / باب النفقات ۸۰۸/۲)

یعنی معروف اور مناسب طور پر جو تمہارے اور تمہاری اَولاد کے لئے کافی ہو، وہ تم لینے کی مجاز ہو۔

اِس ہدایت سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر وسعت کے باوجود نفقہ اَدا نہ کرے، تو بیوی بقدر ضرورت اُس کی اِجازت کے بغیر اُس کے مال میں سے اپنا نفقہ لے سکتی ہے۔

بیوی اور گھر والوں پر خرچ موجب اَجر وثواب ہے

ج:- عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مال خرچ کرنے پر ثواب جبھی ملتا ہے، جب اُسے کارِ خیر یا غریب اور فقیر پر خرچ کیا جائے؛ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابجا گھر والوں پر خرچ کرنے کو اَولین اَجر کا سبب قرار دیا ہے۔ بخاری شریف میں سیدنا حضرت ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى أَهْلِهٖ

جب مسلمان شخص ثواب کی نیت سے اپنے گھر

وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ. والوں پر خرچ کرتا ہے، تو اُسے صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(صحيح البخاري / باب النفقات ۲/۸۰۵)

بریں بنا شوہر کو خوش دلی کے ساتھ بیوی اور بچوں پر خرچ کرنا چاہئے، اور اُسے کبھی بھی اپنے اُوپر بوجھ نہیں سمجھنا چاہئے۔ آخر اگر آدمی اپنی اَولاد اور شریکِ حیات پر خرچ نہیں کرے گا تو کہاں کرے گا؟

بیوی کے نفقہ کے وجوب کی اَصل بنیاد

بیوی چوں کہ شوہر کے پاس گویا کہ محبوس ہوتی ہے (کہ نہ اُس کے نکاح میں رہتے ہوئے دوسرا نکاح کرسکتی ہے اور نہ ہی شوہر کی اِجازت کے بغیر گھر سے باہر جاسکتی ہے) اِس لئے اِس احتباس کے بدلہ میں شوہر پر اُس کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ (جیسا کہ دیگر سرکاری عملہ کا حال ہے کہ اُن کی کفالت خود حکومت کرتی ہے)

لأنها جزاءً لاحتباس، وكل محبوس لمنفعة غيره يلزمه نفقته كمفتي وقاضٍ ووصي. (الدر المختار مع الشامي ۵/۲۸۱-۲۸۲ زكريا)

وأما سبب وجوب هٰذه النفقة ...... قال أصحابنا: سبب وجوبها استحقاق الحبس الثابت بالنكاح للزوج عليها. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في بيان سبب وجوب هذه النفقة ۳/۴۱۸ المكتبة النعيمية ديوبند)

ذیل میں نفقہ زوجہ سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

بیوی کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

شوہر پر بیوی کا نان نفقہ لازم ہے، خواہ بیوی مسلمان ہو یا ذمیہ، فقیرہ ہو یا مال دار، مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا، آزاد ہو یا مکاتبہ، بڑی عمر کی ہو یا صغیرہ (بشرطیکہ اس سے جماع کیا جاسکتا ہو، یعنی کم از کم ۹؍سال سے زیادہ عمر کی ہو)

تجب على الرجل نفقة امرأته المسلمة والذمية والفقيرة والغنية دخل بها أو لم يدخل، كبيرة كانت المرأة أو صغيرةً، يجامع مثلها. كذا في فتاوىٰ قاضي خان. سواء كانت حرة أو مكاتبة، كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۱/۵۴۴ زكريا قديم)

فتجب للزوجة بنكاح صحيحٍ علىٰ زوجها ولو صغيرًا، لا يقدر على الوطء؛ لأن المانع من قبله أو فقيرًا، ولو كانت مسلمة أو كافرةً أو كبيرةً أو صغيرةً، تطيق الوطء، فقيرة أو غنية موطوئة أو لا، الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٧٨/٥-٢٨٣ زكريا، ٥٧٢/٣-٥٧٤ كراچی)

رخصتی سے قبل نفقہ کا مطالبہ

اگر کبیرہ بیوی نکاح کے بعد اپنے میکہ میں ہو اور شوہر کی طرف سے رخصتی کا کوئی تقاضا نہ ہو، تو وہ رخصتی سے قبل بھی شوہر سے نفقہ کا مطالبہ کرسکتی ہے، اور شوہر پر اُس کے مطالبہ کو پورا کرنا لازم ہے۔

الكبيرة إذا طلبت النفقة وهي لم تزف إلىٰ بيت الزوج، فلها ذٰلك إذا لم يطالبها الزوج بالنقلة، ومن مشائخ بلخ رحمهم الله من قال: لا تستحقها إذا لم تزف إلىٰ بيته. والفتوىٰ على الأول، كذا في الفتاوىٰ الغياثية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٥/١ زكريا قديم)

وكذلك إذا لم ينقلها وهي بحيث لا تمنع نفسها وطلبت النفقة ولم يطالبها بالنقلة، فلها النفقة. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٢٢/٣)

فتجب للزوجة علىٰ زوجها ...... ولو هي في بيت أبيها إذا لم يطالبها الزوج بالنقلة، به يفتىٰ. (الدر المختار) قوله: إذا لم يطالبها: الأظهر أن يقول: به يفتىٰ إذا لم تمتنع من النقلة بغير حقٍ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٧٨/٥-٢٨٥ زكريا، ٥٧٢/٣-٥٧٥ كراچی)

شوہر کی طرف سے رخصتی کے تقاضے کے باوجود بیوی کا رخصتی سے بلاوجہ انکار کرنا

اگر نکاح کے بعد شوہر رخصتی کا تقاضا کرے، مگر بیوی بلاوجہ رخصتی سے انکار کرے، تو وہ

نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔

وأما إذا كان الامتناع (أي بعد مطالبة الزوج بالنقلة) بغير حق فلا نفقة لها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٥/١ زكريا قديم)

وإن كان (أي الامتناع) بغير حق بأن كان الزوج قد أوفاها مهرها أو كان مؤجلاً، فلا نفقة لها لانعدام التسليم حال وجوب التسليم الخ. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٢٣/٣)

لا خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٨٥/٥-٢٨٦ زكريا، ٥٧٥/٣-٥٧٦ كراچی)

کسی معقول وجہ سے بیوی کا رخصتی سے انکار کرنا

اگر شوہر رخصتی کا مطالبہ کرے؛ لیکن بیوی کسی معقول وجہ سے رخصتی سے انکار کرے (مثلاً: مہر معجّل وصول نہ ہونے کی وجہ سے انکار کرے) تو وہ نفقہ کی مستحق ہوگی۔

فأما إذا امتنعت عن الانتقال فإن كان الامتناع بحق بأن امتنعت لتستفي مهرها فلها النفقة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٥/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٨٥/٥ زكريا، ٥٧٥/٣ كراچی)

فإن طالبها بالنقلة فامتنعت فإن كان امتناعها بحق بأن امتعنت لاستيفاء مهرها العاجل، فلها النفقة ...... وعلىٰ هٰذا قالوا لو طالبها بالنقلة بعد ما أوفاها المهر إلىٰ دار مغصوبة فامتنعت فلها النفقة؛ لأن امتناعها بحق. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٢٢/٣)

ناشزہ عورت نفقہ کی مستحق نہیں

اگر بیوی شوہر کی اِجازت کے بغیر گھر چھوڑ کر چلی جائے، تو وہ نفقہ کی مستحق نہ رہے گی۔

وإن نشزت فلا نفقة لها حتى تعود إلىٰ منزله، والناشزة هى الخارجة عن منـزل زوجها المانعة نفسها منه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٥ قديم زكريا)

لا نفقة لأحد عشر ...... وخارجة من بيته بغير حق، وهي الناشزة حتى تعود. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٥/٢٨٦ زكريا، ٣/٥٧٦ كراچی)

ولا نفقة للناشزة ما دامت علىٰ تلك الحالة. (المحيط البرهاني، كتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة من الزوجات ٤/٢٨٢ المجلس العلمي)

گھر میں رہتے ہوئے جماع پر قدرت نہ دینے والی عورت کا نفقہ

اگر عورت شوہر کے گھر میں موجود ہو؛ لیکن جماع پر قدرت نہ دے، تو (اگرچہ بلاوجہ ایسا کرنا سخت گناہ ہے؛ لیکن) وہ نفقہ کی مستحق ہے۔

لا نفقة خارجة من بيته بغير حق ...... قيّد بالخروج؛ لأنها لو مانعته من الوطء لم تكن ناشزةً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٥/٢٨٦-٢٨٧ زكريا، ٣/٥٧٦ كراچی)

الناشزة هى الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه، بخلاف ما لو امتنعت عن التمكن في بيت الزوج؛ لأن الاحتباس قائم. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٥ قديم زكريا)

ولو منعت نفسها عن زوجها بعد ما دخل بها علىٰ كره منها فلها النفقة؛ لأنها محقة في المنع. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٣/٤٢٣)

اگر عورت اپنے گھر میں شوہر کو نہ آنے دے، تو وہ نفقہ کی مستحق نہیں

اگر گھر عورت کی ملکیت ہو، اور وہ اس میں بلاوجہ شوہر کو داخل نہ ہونے دے، تو شوہر پر اُس کا نفقہ لازم نہیں۔

ولو كان المنزل ملكها فمنعته من الدخول عليها، لا نفقة لها إلا أن تكون سألته أن يحوّلها إلىٰ منزله الخ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٥ قديم زكريا)

لا نفقة خارجة من بيته ...... وشمل الخروج الحكمي كأن كان المنزل لها فمنعته من الدخول عليها، فهي كالخارجة ما لم تكن سألته النقلة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٥/٢٨٦-٢٨٧ زكريا، ٣/٥٧٦ كراچی)

بیوی جیل چلی جائے تو شوہر پر نفقہ ہے یا نہیں؟

اگر بیوی اپنے کسی جرم کی وجہ سے جیل چلی جائے، تو اگر شوہر کے لئے اس سے جیل میں تنہائی میں رہنا ممکن ہو تو اس کا نفقہ حسب ضابطہ لازم رہے گا، اور اگر رہنا ممکن نہ ہو، تو شوہر پر اس کا نفقہ لازم نہ ہوگا۔

لا نفقة لأحد عشر – إلىٰ قوله – ومحبوسة ولو ظلمًا، إلا ...... لو قدر على الوصول إليها في الحبس (فلها النفقة). (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٥/٢٨٥-٢٨٨ زكريا، ٣/٥٧٥-٥٧٨ كراچی)

إذا حبست المرأة في دين فلا نفقة – إلىٰ قوله – وهٰذا إذا كان الزوج لا يقدر علىٰ الوصول إليها في الحبس، وإن وجد ثمة مكانًا يصل إليها، قالوا: تجب لها النفقة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٥ قديم زكريا)

شوہر جیل میں چلا جائے تو بیوی کا نفقہ اُس کے ذمہ ہے یا نہیں؟

اگر شوہر کو جیل ہو جائے، تو اُس کی وجہ سے بیوی بچوں کا نفقہ ساقط نہ ہوگا۔

ولو حبس الزوج وهو يقدر علىٰ أداء الدين أو لم يقدر أو هرب فلها

النفقة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٥ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٥/٢٨٩ زكريا، ٣/٥٧٨ كراچی)

وإن حبس الزوج وهو يقدر على الأداء أو لا يقدر أو حبس ظلمًا أو هرب أو نشز كان لها النفقة؛ لأن الاحتباس هٰهنا فات لمعنى من جهة الزوج.

(المحيط البرهاني، كتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة ٤/٢٧٨ المجلس العلمي)

چھوٹے بچے کی بیوی نفقہ کی مستحق ہے

اگر شوہر صغیر (بچہ) ہواور بیوی کبیرہ ہو، تو وہ نفقہ کی مستحق ہے۔

وإن كان الزوج صغيرًا والمرأة كبيرةً فلها النفقة لوجود التسليم منها.

(بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٣/٤٢٣، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٦ قديم زكريا)

فتجب للزوجة علىٰ زوجها ولو صغيرًا جدًا في ماله. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٥/٢٧٨-٢٨٢ زكريا، ٣/٥٧٢-٥٧٣ كراچی)

عنین اور مجبوب کی بیوی کا نفقہ

اگر شوہر نامرد یا مجبوب (مقطوع الذکر) ہو، تو بھی بیوی کا نفقہ اُس پر لازم ہے۔

وكذلك لو كان الزوج مجبوبًا أو عنينًا ...... فلها النفقة. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٣/٤٢٣، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٦ قديم زكريا)

فتجب للزوجة علىٰ زوجها ولو صغيرًا ...... لأن المانع من قبله، وتحته في الشامية: دخل في هٰذا المجبوب والعنين الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٥/٢٧٨-٢٨٣ زكريا، ٣/٥٧٢-٥٧٤ كراچی)

شوہر بیوی دونوں بچے ہوں تو نفقہ واجب نہیں

اگر شوہر اور بیوی دونوں بچے ہوں تو نفقہ لازم نہیں ہے۔

وإن كـانـا صغيرين ولا يقدران على الجماع فلا نفقة لها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٦ قديم زكريا)

پاگل یا بیمار بیوی کا نفقہ

اگر بیوی پاگل یا بیمار ہو (خواہ ایسی بیماری ہو جو جماع سے مانع ہے) اور رخصتی ہو چکی ہو، یا رخصتی نہ ہوئی ہو، مگر وہ رخصتی سے انکاری بھی نہ ہو، تو ایسی عورت نفقہ کی مستحق ہوگی۔

ولـو كـانـت الـمـرأة مريضة قبل النقلة مرضًا يمنع عن الجماع فنقلت وهـي مـريـضـة، فـلهـا النفقة بعد النقلة وقبلها أيضًا إذا طلبت النفقة فلم ينقلها الـزوج، وهـي لا تـمـتنع من النقلة لو طالبها الزوج. (الـفتـاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٦ قديم زكريا)

أو مـرضـت فـي بيـت الـزوج فإن لها النفقة استحسانًا لقيام الاحتباس، وكـذا لـو مـرضـت ثـم إليـه نقلت أو في منزلها بقيت ولنفسها ما منعت وعليه الفتویٰ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٥/٢٨٥ زكريا، ٣/٥٧٥ كراچی)

رخصتی سے قبل سفر حج کے دوران نفقہ کا حکم؟

اگر رخصتی سے قبل عورت شوہر کے بغیر حج کے سفر پر جائے، تو اُس کا نفقہ شوہر پر نہیں۔

ولو حجت المرأة حجة فريضة فإن كان ذٰلك قبل النقلة ...... إن حجت مـع مـحـرم لهـا دون الزوج فلا نفقة لها في قولهم جميعًا. (الـفتـاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٦ قديم زكريا)

لا نـفـقـة لأحـد عشـر ...... وحـاجة ولـو نفلاً لا معه، ولو بمحرم لفوات

الاحتباس. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٨٥/٥-٢٩٠ زكريا، ٥٧٥/٣-٥٧٩ كراچی)

حج کے سفر میں اگر شوہر ساتھ ہوتو نفقہ لازم ہے

اگر عورت شوہر کے ساتھ حج کرے، تو اُس کا نفقہ شوہر کے ذمہ میں ہے۔ اور نفقہ کا اندازہ اپنے وطن کے خرچ کے اعتبار سے لگایا جائے گا، نہ کہ سفر کے اعتبار سے۔ (یعنی اگر نفقہ کی مقدار میں اختلاف ہو جائے، تو حالت قیام کے نفقہ کو معیار بنایا جائے گا، اور اگر کوئی اختلاف نہ ہو، تو شوہر کی مرضی ہے جتنا چاہے خرچ کرے)

وأما إذا حج الزوج معها فلها النفقة إجماعًا، وتجب عليه نفقة الحضر دون السفر. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٦/١ قديم زكريا، المحيط البرهاني، كتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة ٢٧٨/٤ المجلس العلمي)

ولو معه فعليه نفقة الحضر خاصة لا نفقة السفر والكراء. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩٠/٥ زكريا، ٥٧٥/٣ كراچی)

موطوءہ بالشبہ کا نفقہ

جس عورت سے وطی بالشبہ کی جائے، اُس کا نفقہ واطی پر لازم نہیں ہے۔

كل من وطئت بشبهة فلا نفقة لها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٧/١ قديم زكريا)

نکاحِ فاسد میں نفقہ کا حکم

جس عورت سے نکاح فاسد ہوا ہو، اُس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے، ایسے نکاح میں فوراً متارکت لازم ہے، اور اس کی عدت میں بھی نفقہ لازم نہیں۔

ولا نفقة في النكاح الفاسد ولا في العدة منه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٧/١ قديم زكريا)

ولا نفقة في النكاح الفاسد ولا في العدة منه؛ لأنه لم يحصل للزوج بهٰذا الاحتباس منفعة من منافع النكاح. (المحيط البرهاني، كتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة ٢٨١/٤ المجلس العلمي)

عورت کے خدمت گذاروں کا نفقہ

اگر شوہر تنگ دست ہو، تو عورت کے خادموں کا نفقہ اس پر لازم نہیں، اور اگر وسعت والا ہو، تو ایک خادم کا نفقہ اُس کے ذمہ میں ہوگا۔ (اسی اعتبار سے گھر میں برتن وغیرہ دھونے یا صفائی وغیرہ کے لئے خادم رکھنے کا حکم ہوگا، یعنی شوہر کی وسعت پر مدار رکھا جائے گا)

إذا كان زوج المرأة موسرًا ولها خادم فوض عليه نفقة الخادم ...... فإن كان لها خادمان أو أكثر لا يفرض لأكثر من خادم عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما اللّٰه ...... ولو كان الزوج معسرًا لا تجب عليه نفقة خادمها، وإن كان لها الخادم.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٧/١ قديم زكريا)

وتجب لخادمها المملوك لها لو موسرًا، لا معسرًا في الأصح. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٠٣/٥-٣٠٥ زكريا، ٥٨٨/٣-٥٨٩ كراچی)

نفقہ کے معیار میں شوہر کا اعتبار ہوگا یا بیوی کا؟

نفقہ یعنی کھانے پینے اور کپڑے وغیرہ میں شوہر کی وسعت کو معیار بنایا جائے گا۔ پس اگر شوہر مال دار ہے تو اُسی اعتبار سے نفقہ واجب ہے، اور اگر تنگ دست ہے تو اُسی کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

يعتبر حال الزوج في اليسار والإعسار كذا في الكافي، وبه جمع كثير من المشائخ، وقال في التحفة: إنه الصحيح، كذا في فتح القدير. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٨/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي ٢٨٤/٥ زكريا، ٥٧٤/٣ كراچی)

ذكر الكرخي أن قدر النفقة والكسوة يعتبر بحال الزوج في يساره وإعساره لا بحالها. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب منها ٤٣٠/٣-٤٣١ نعيمية)

کیا کھانا پکانا بیوی پر لازم ہے؟

اگر بیوی کا تعلق ایسے خاندان سے ہو، جہاں کی عورتیں اُمور خانہ داری خود نہ انجام دیتی ہوں؛ بلکہ سارا کام خادموں کے حوالے ہو، یا عورت مثلاً کسی بیماری کی وجہ سے کھانا پکانے وغیرہ کی خدمت انجام نہ دے سکے، تو ایسی عورت کے لئے شوہر پر پکا پکایا یا تیار کھانے یا خادم کا انتظام کرنا لازم ہے۔

لیکن اگر عورت کو اُمور خانہ داری انجام دینے میں کوئی عذر نہ ہو، تو اُس کے لئے خادم یا تیار کھانے کا انتظام لازم نہیں؛ بلکہ کچے راشن اور اُس کے لوازمات وغیرہ کا انتظام کافی ہے۔

امتنعت المرأة من الطحن والخبز إن كانت ممن لا تخدم، أو كان بها علة فعليه أن يأتيها بطعام مهيأ وإلا بأن كانت ممن تخدم نفسها وتقدر علىٰ ذٰلك لا يجب عليه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩٠/٥ زكريا، ٥٧٩/٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٨/١ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب ٤٣٠/٣)

اُمور خانہ داری بیوی پر دیانۃً واجب ہے

گھریلو کام کاج بیوی پر اگرچہ قضاءً لازم نہیں؛ لیکن دیانۃً واجب ہے۔

قالوا: إن هٰذه الأعمال واجبةٌ عليها ديانةً، وإن كان لا يجبرها القاضي.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٨/١ قديم زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ١٨٣/٤ كراچی)

کیا گھریلو کام پر عورت شوہر سے اُجرت لے سکتی ہے؟

گھریلو خدمت پر بیوی کے لئے شوہر سے اُجرت لینا جائز نہیں ہے۔

لا يـجوز لها أخذ الأجرة علىٰ ذٰلك لوجوبه عليها ديانةً ولو شريفة. (الدر المـختار مع الشامي ٥/٢٩١ زكريا، بدائع النصائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب ٣/٤٣٠، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٤/١٨٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ١/٥٤٨ قديم زكريا)

نفقہ میں کیا کیا چیزیں داخل ہیں؟

نفقہ کے اندر درج ذیل چیزیں شامل ہوتی ہیں:

الف:- کھانے میں آٹا، سالن، ایندھن، تیل، اور باورچی خانہ کی دیگر ضروریات مثلاً ضروری برتن وغیرہ۔

ب:- بدن کو صاف ستھرا رکھنے کی چیزیں، مثلاً سر میں لگانے کا تیل، کنگھی، صابون، شیمپو وغیرہ۔

ج:- اتنی مقدار میں پانی کا انتظام جس سے بدن اور کپڑا دھونے کی ضروریات پوری کی جاسکیں۔

د:- ایسا لباس جو سردی اور گرمی وغیرہ کے لئے کافی ہو۔

ہ:- ایسی رہائش جس میں زوجین بلا حائل بے تکلف رہ سکیں۔

والـنـفـقـة الواجبة المأكول والملبوس والسكنىٰ، أما المأكول فالدقيق والـمـاء والملح والحطب والرهن، كذا في التاتارخانية. وكما يفرض لها قدر الـكفاية من الطعام كذٰلك من الإدام، كذا في فتح القدير. ويجب لها ما تنظف به وتزيل الوسخ كالمشط والدهن وما تغسل بهٖ من السدر والخطمي وما تزيل

به الدرن كالأشنان والصابون علىٰ عادة أهل البلد ...... ويجب عليه ما يقطع به الصنان. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٩/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩١/٥ زكريا، ٥٧٩/٣ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ١٧٥/٤ كراچی)

وتزاد في الشتاء جبة وسروالاً وما يدفع به أذى حر وبردٍ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩٧/٥-٢٩٨ زكريا، ٥٨٤/٣ كراچی)

تجب السكنىٰ لها عليه في بيت خال عن أهله وأهلها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثاني في السكنىٰ ٥٥٦/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في مسكن الزوجة ٣١٨/٥ زكريا، ٥٩٩/٣ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ١٩٣/٤ كراچی)

کیا بیوی کے میک اَپ کا سامان شوہر پر لازم ہے؟

شوہر پر بیوی کے میک اَپ اور زینت کا سامان مہیا کرنا لازم نہیں ہے؛ لیکن اگر مہیا کرے تو بیوی کو اُسے شوہر کے لئے زیب وزینت میں استعمال کرنا ہوگا۔

وأما ما يقصد به التلذذ والاستمتاع مثل الخضاب والكحل فلا يلزمه؛ بل هو على اختياره إن شاء هيأه لها، وإن شاء تركه، فإذا هيأه لها فعليها استعماله. وأما الطيب فلا يجب عليه منه إلا ما يقطع به السهوكة لا غير.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٤٩/١ قديم زكريا)

وأما الخضاب والكحل فلا يلزمه؛ بل هو علىٰ اختياره، وأما الطيب فيجب عليه ما يقطع به السهوكة لا غير. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩١/٥ زكريا، ٥٧٩/٣-٥٨٠ كراچی)

بیوی کی دوا اور ڈاکٹر کی فیس کا حکم؟

بیوی اگر بیمار ہوجائے تو اُس کی دوا اور ڈاکٹر کی فیس شوہر پر قضاءً لازم نہیں (لیکن اَخلاق ومروت کے اعتبار سے اُس کا انتظام شوہر کو کرنا چاہئے، یہ حسن معاشرت کے قبیل سے ہے)

ولا یجب الدواء للمرض، ولا أجرة الطبیب ولا الفصد والحجامة، کذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۱/۵٤۹ قدیم زکریا، شامي، کتاب الطلاق / باب النفقة ۵/۲۹۱ زکریا، ۳/۵۸۰ کراچی)

ولادت کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے

بچہ کی ولادت پر دائی یا اسپتال کا پورا خرچ شوہر یعنی بچہ کے باپ کے ذمہ ہے۔

وأجرة القابلة علیٰ من استأجرها من زوجة وزوج، ولو جاءت بلا استئجار قیل علیه وقیل علیها، وتحته في الشامیة: ویظهر لي ترجیح الأول؛ لأن نفع القابلة معظمة یعود إلی الولد، فیکون علیٰ أبیه. (رد المحتار مع الدر، کتاب الطلاق / باب النفقة ۵/۲۹۱-۵۹۲ زکریا، ۳/۵۷۹-۵۸۰ کراچی)

نان نفقہ میں آپسی رضامندی سے کوئی رقم متعین کرنا

اگر زوجین آپسی رضامندی سے نفقہ کے طور پر کوئی رقم (بالمقطع) یا شئ مقرر کرلیں تو اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں، اور آئندہ اس میں رضامندی سے کمی بیشی بھی ہوسکتی ہے۔

وإذا صالحت المرأة زوجها من نفقتها علیٰ ثلاثة درهم من کل شهر فهو جائزٌ، وفائدة اعتبار التقدیر أن تجوز الزیادة علیٰ ذٰلك، والنقصان عنه ...... الخ. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۱/۵۵۳ قدیم زکریا، البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب النفقة ٤/۱۸۸ کراچی)

أن الصلح علی النفقة تارةً یکون تقدیرًا للنفقة کالصلح علیٰ نحو

الدراهم قبل تقدير النفقة بالقضاء أو الرضاء أو بعده، فتجوز الزيادة عليه والنقصان عنه، أي بالغلاء أو الرخص. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۱۰/۵ زكريا، ۵۹۳/۳ كراچی)

بیوی کا شوہر کو نفقہ سے بری کرنا

اگر بیوی شوہر سے یہ کہے کہ جب تک میں تمہارے نکاح میں ہوں، میں نے تمہیں نان نفقہ کی ذمہ داری سے بری کردیا، تو اس کی وجہ سے شوہر سے نفقہ ساقط نہیں ہوتا؛ بلکہ بعد میں بیوی نفقہ کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

ولو أبرأت الزوج عن النفقة في حال قيام النكاح لا يصح الإبراء وتجب النفقة؛ لأن النفقة في النكاح تجب شيئًا فشيئًا علىٰ حسب حدوث الزمان يومًا فيومًا، فكان الإبراء عنها إبراء قبل الوجوب فلم يصح. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في حكم الخلع ۲۳۹/۳ المكتبة النعيمية ديوبند)

المرأة إذا أبرأت الزوج عن النفقة بأن قالت: أنت برئ من نفقتي أبدًا ما كنت امرأتك، فإن لم يفرض لها القاضي النفقة فالبراءة باطلة، وإن كان فرض لها القاضي كل شهر عشرة دراهم، يصح الإبراء من نفقة الشهر الأول، ولم يصح من نفقة ما سوى ذٰلك الشهر. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۵۳/۱ قديم زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۸۷/٤ كراچی، شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۱۲/۵ زكريا، ۵۹٤/۳ كراچی)

بیوی آزاد اور شوہر غلام ہو تو نفقہ کس پر ہے؟

اگر آزاد عورت کا غلام شخص سے نکاح ہو تو اُس کے نفقہ کی ذمہ داری غلام پر ہے۔ (اور وہ غلام خود کما کر بیوی کا نفقہ ادا کرے گا، یا اُسے فروخت کرکے نفقہ کا انتظام کیا جائے گا)

ولـو زوج ابنته من عبده فلها النفقة على العبد. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / البـاب التـاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۱/۵۵۵ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۳/۴۲۷ المكتبة النعيمية ديوبند)

فـإن نـكـحوا بالإذن فالمهر والنفقة عليهم، أي على القن وغيره لوجود سبـب الـوجـوب مـنـه ......، وبيع قن فيهما (الدر المختار) أي باعه سيده؛ لأنه ديـن تـعـلق في رقبته الخ. (الـدر الـمـختـار مـع الشـامـي، كتـاب الـنـكـاح / باب نكاح الرقيق ۴/۳۱۸-۳۱۹ زكريا، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في بيع العبد لنفقة زوجته ۵/۳۱۵ زكريا)

شوہر آزاد اور بیوی باندی ہوتو نفقہ کا کیا حکم ہے؟

اگر شوہر آزاد ہو اور بیوی کسی کی باندی ہو، تو اگر باندی کے آقا نے اسے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت دی ہے، تو جب تک وہ شوہر کے پاس رہے گی، شوہر اُس کے نفقہ کا ذمہ دار ہوگا، اور جب باندی شوہر کے بجائے آقا کی خدمت میں رہے گی تو شوہر اُس کے نفقہ کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

الـمـنـكـوحة إذا كـانـت أمة إن بـوّأهـا المولىٰ بيتًا فلها النفقة وإلا فلا، والتبوئة أن يخلي بينها وبين زوجها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في الـنـفقات، الفصل الأول ۱/۵۵۵ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۳/۴۲۶ المكتبة النعيمية ديوبند)

ونـفـقة الأمة الـمـنكوحة إنما تجب على الزوج بالتبوئة. (الـدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۵/۳۱۸ زكريا)

بیوی کے لباس (کسوہ) کے بارے میں شوہر کی ذمہ داری

معروف طریقہ پر بیوی کی ضرورت کے اعتبار سے گرمی اور سردی کے کپڑے بنانا شوہر کے ذمہ لازم ہے، اور عام حالات میں ہر چھ مہینہ میں ایک جوڑا کپڑا بنانا ضروری ہوگا (اِس سے زیادہ کا مطالبہ بیوی کی طرف سے قبول نہیں؛ لیکن شوہر اپنی خوشی سے زیادہ بنادے تو یہ حسن معاشرت کا مظاہرہ ہوگا)

الكسوة واجبةٌ عليه بالمعروف بقدر ما يصلح لها عادةً صيفًا وشتاءً، كذا في التاتارخانية ناقلاً عن الينابيع، وإنما نفرض الكسوة في السنة مرتين في كل ستة أشهرٍ مرةً، كذا في المبسوط. ولو فرض لها الكسوة مدة ستة أشهرٍ ليس لها غيرها حتى تمضي المدة ...... الخ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٥٥/١ قديم زكريا)

وتفرض لها الكسوة في كل نصف حول مرة لتجدد الحاجة حرًا وبردًا. وفي الشامية: قوله: في كل نصف حول مرة ...... واعلم أنه لا يجدد لها الكسوة ما لم يتخرق ما عندها، أو يبلغ الوقت الذي يكسوها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩٢/٥ زكريا، ٥٨٠/٣ كراچی)

إذا كان الزوج معسرًا ينفق عليها ...... من الكسوة أدنىٰ ما يكفيها من الصيفية والشتوية، وإن كان متوسطًا ينفق عليها ...... من الكسوة أرفع من ذٰلك بالمعروف، وإن كان غنيًا ينفق عليها ...... من الكسوة أرفع من ذٰلك، كله بالمعروف. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب منها ٤٣١/٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

شوہر کی طرف سے بستر اور گدے کا انتظام

شوہر پر اپنی مالی وسعت کے اعتبار سے گھر میں سردی گرمی کا لحاظ کرتے ہوئے بستر، چٹائی اور گدے وغیرہ کا اہتمام بھی لازم ہے۔

ويجب عليه أن يعطيها ما يتفرش للقعود عليه علىٰ قدر حال الزوج، فإن كان موسرًا وجب عليه طنفسة في الشتاء، ونطع في الصيف وعلى الفقير حصير في الصيف ولبد في الشتاء. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ٥٥٦/١ قديم زكريا)

يزاد في الشتاء جبة وسروالاً وما يدفع به أذى حر وبرد ولحافًا وفراشًا.

وفـي الشـامية: قـولـه: وتزاد في الشتاء: ...... وذٰلك يختلف باختلاف الأماكن حـرًا وبـردًا والـعـادات، فـعـلـى القاضي اعتبار الكفاية بالمعروف في كل وقت ومكان. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٩٧/٥-٢٩٨ زكريا، ٥٨٤/٣ كراچی)

بیوی کی رہائش کا انتظام

شوہر پر بیوی کے لئے ایسی رہائش کا انتظام لازم ہے جس میں میاں بیوی کے درمیان خلوت کا موقع میسر ہو، اور کوئی غیر حائل نہ ہو، اور باورچی خانہ اور بیت الخلاء کی مستقل سہولت میسر ہو۔

تـجـب الـسـكـنىٰ لها عليه في بيت خال عن أهله وأهلها. (الـفتاوىٰ الهندية، كتـاب الـطـلاق / الـبـاب التـاسـع عشـر في النفقات، الفصل الثاني في السكنىٰ ٥٥٦/١ قديم زكريا، الدر الـمـختـار مـع الشـامـي، كتـاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في مسكن الزوجة ٣١٨/٥ زكريا، ٥٩٩/٣ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ١٩٣/٤ كراچی)

وكل امرأة لهـا الـنـفقة لها السكنىٰ لقولهٖ عزوجلّ: ﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ﴾ (بدائع الصنائع، كتـاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هٰذه النفقة ٤٢٨/٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

ومـراده لزوم كنيف ومطبخ، وينبغي الافتاء به. (الـدر المختار، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٢٠/٥ زكريا)

مشترک فیملی میں رہائش

اگر کسی بڑے گھر میں کئی خاندان رہائش پذیر ہوں؛ لیکن ہر ایک زوجین کے لئے الگ الگ مستقل کمرے اور سہولیات (مثلاً بیت الخلاء اور مطبخ) مہیا ہوں، تو اس طرح کے انتظام سے شوہر پر واجب سکنی کی ذمہ داری اَدا ہوجائے گی (اور ایسی صورت میں بیوی کے لئے بالکل الگ مکان کے مطالبہ کی اجازت نہیں ہے؛ البتہ ایسا مشترک گھر انہ ہو کہ زوجین کے لئے خلوت کا موقع نہ ہو تو عورت الگ کمرے کا مطالبہ کرسکتی ہے)

امرأة أبت أن تسكن مع ضرتها أو مع أحمائها كأمه وغيرها، فإن كان في الدار بيوت وفرغ لها بيتًا وجعل لبيتها غلقًا علىٰ حدة ليس لها أن تطلب من الزوج بيتًا آخر، فإن لم يكن فيها إلا بيت واحد فلها ذٰلك. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثاني في السكنىٰ ٥٥٦/١ قديم زكريا)

ولو أراد الزوج أن يسكنها مع ضرتها أو مع أحمائها كأم الزوج وأخته فأبت ذٰلك، عليه أن يسكنها في منزل مفرد ...... لأنه يحتاج إلىٰ أن يجامعها ويعاشرها في أي وقت يتفق، ولا يمكنه ذٰلك إذا كان معهما ثالث، حتى لو كان في الدار بيوت ففرغ لها بيتًا وجعل لبيتها غلقًا علىٰ حدة قالوا: إنها ليس لها أن تطالبه ببيت آخر. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٢٨/٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

معتدہ کے لئے نفقہ اور رہائش کا نظم

جس طرح منکوحہ بیوی کے نان نفقہ اور رہائش کی ذمہ داری شوہر پر ہے، اسی طرح مطلقہ مغلظہ بائنہ یا رجعیہ کے زمانۂ عدت کا نان نفقہ اور رہائش شوہر کے ذمہ ہوگی، بشرطیکہ وہ شوہر کی مرضی کے مطابق اُس کے گھر یا کسی اور جگہ عدت گذارے، اگر وہ شوہر کی مرضی کے خلاف اُس کے گھر کے باہر عدت گذارے گی تو نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔

المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنىٰ كان الطلاق رجعيًا أو بائنًا أو ثلاثًا، حاملاً كانت المرأة أو لم تكن. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثالث في نفقة المعتدة ٥٥٧/١ قديم زكريا)

وتجب لمطلقة الرجعي والبائن ...... النفقة والسكنىٰ والكسوة. وفي الشامية: قوله: وتجب لمطلقة الرجعي: ...... وفي المجتبى: نفقة العدة كنفقة النكاح، وفي الذخيرة: وتسقط بالنشوز وتعود بالعود، وأطلق فشمل الحامل

وغيرها والبائن بثلاث أو أقل كما في الخانية. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المطلقة ٣٣٣/٥ زكريا، ٦٠٩/٣ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ١٩٨/٤ كراچی)

متوفی عنہا زوجہا (بیوی) نان نفقہ کی حق دار نہیں

جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے تو شوہر کے مال میں سے اُس کا نان نفقہ الگ سے لازم نہیں ہے (بلکہ وہ حسب ضابطہ متروکہ مال میں سے وراثت کی حق دار ہے)

لا نفقة للمتوفیٰ عنها زوجها، سواء كانت حاملاً أو حائلاً. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثالث في نفقة المعتدة ٥٥٨/١ قديم زكريا)

لا تجب النفقة بأنواعها لمعتدة موت مطلقًا ولو حاملاً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٣٤/٥ زكريا، ٦١٠/٣ كراچی)

لا تجب النفقة لمعتدة الموت ...... لأن احتباسها ليس لحق الزوج؛ بل لحق الشرع ...... الخ. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٠٠/٤ كراچی)

عدت کا نفقہ کس حساب سے طے کیا جائے گا؟

دورانِ عدت نان نفقہ شوہر کی مالی وسعت کے اعتبار سے اوسط درجہ کا مقرر کیا جائے گا، شوہر کی وسعت سے زیادہ نفقہ مقرر کرنے کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا۔

ويعتبر في هٰذه النفقة ما يكفيها وهو الوسط من الكفاية وهي غير مقدرة؛ لأن هٰذه النفقة نظير نفقة النكاح فيعتبر فيها ما يعتبر في نفقة النكاح. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثالث في نفقة المعتدة ٥٥٨/١ قديم زكريا)

ونفقة المعتدة كنفقة النكاح. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ١٩٨/٤ كراچی، شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المطلقة ٣٣٣/٥ زكريا، ٦٠٩/٣ كراچی)

متوفی بیوی کی تجہیز وتکفین شوہر کے ذمہ میں ہے

اگر بیوی کا انتقال ہوجائے، تو اُس کی تجہیز وتکفین کا سارا خرچ بہرحال شوہر پر ہے۔

أن مؤنة تجهيزها على الزوج وإن تركت مالاً؛ لأن الكفن كالكسوة حال الحياة. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۱۸/۵ زكريا، البحر الرائق، كتاب الصلاة / كتاب الجنائز ۱۷۷/۲ كراچی)

کیا شوہر بیوی کو ملازمت سے منع کرسکتا ہے؟

چوں کہ شریعت نے بیوی کی ضروریات کی ذمہ داری شوہر پر رکھی ہے، اِس لئے شوہر اگر چاہے تو بیوی کو گھر سے باہر ملازمت پر جانے سے روک سکتا ہے۔ (لیکن اگر عورت گھر میں رہتے ہوئے کوئی کام کرے، اور اُس سے شوہر کے حق میں کوئی کمی بھی نہ آئے، مثلاً سلائی کڑھائی کرے تو شوہر کو اُسے روکنے کا حق نہیں ہے، اور وہ ساری آمدنی بیوی ہی کی ہوگی)

بل له أن يمنعها من الأعمال كلها المقتضية للكسب؛ لأنها مستغنية عنه لوجوب كفايتها عليه الخ، والذي ينبغي تحريره أن يكون له منعها عن كل عمل يؤدي إلى تنقيص حقه أو ضرره أو إلىٰ خروجها من بيته، أما العمل الذي لا ضرر له فيه فلا وجه لمنعها عنه. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۲۵/۵ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۹٦/٤ كراچی)

❍❖❍

بچوں کے نفقہ کے مسائل

باپ پر نادار بچوں کے نفقہ کا وجوب

شریعت نے بچوں کی کفالت کی ذمہ داری باپ پر ڈالی ہے؛ کیوں کہ وہی بچوں کی ضروریات سے زیادہ واقف ہوتا ہے، اور فطری شفقت اسے بچوں کی خبر گیری پر آمادہ کرتی ہے۔ اِسی لئے قرآنِ کریم میں بیویوں اور دودھ پلانے والی عورتوں کے نفقہ کا جہاں ذکر فرمایا، وہاں ایسی تعبیر اختیار کی جس سے خود بخود بچوں کے نفقہ کی ذمہ داری باپ پر ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ چناں چہ فرمایا گیا:

فَـاِنْ اَرْضَـعْـنَ لَـكُـمْ فَـاٰتُـوْهُـنَّ اُجُوْرَهُنَّ. (الطلاق، جزء آیت: ٦)

پس اگر وہ (بچوں کو) دودھ پلائیں تمہاری خاطر، تو اُن کا بدلہ اُنہیں عطا کرو

اِسی لئے دلالۃً یہ معلوم ہوا کہ جب بچوں کو دودھ پلانے والی عورتوں کی اُجرت باپ پر ہے، تو بچوں کا نفقہ بدرجہ اولیٰ اُسی پر ہوگا۔

اِسی طرح سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا:

وَعَـلَـى الْـمَـوْلُـوْدِ لَـهٗ رِزْقُهُـنَّ وَكِسْـوَتُهُـنَّ بِـالْمَعْرُوْفِ. (البقرة، جزء آیت: ٢٣٣)

اور لڑکے والے یعنی باپ پر اُن عورتوں کا روٹی کپڑا معروف طور پر لازم ہے۔

اِس میں ﴿اَلْـمَـوْلُوْدِ لَـهٗ﴾ سے باپ مراد ہے، اور اس میں اِشارہ ہے کہ بیویوں کے نان نفقہ کے وجوب کی علت وہی بچہ ہے جس کی ذمہ داری باپ پر ہے۔

الغرض اِسلام کسی بھی حال میں بچوں کو بے یار و مددگار چھوڑنے کا روادار نہیں ہے، پس جب تک وہ کمانے کے قابل نہ ہوں اور بچیوں کی شادی نہ ہوجائے، اُن کی ذمہ داری معروف طریقہ پر باپ (باپ کے نہ ہونے کی صورت میں) دادا وغیرہ کو اُٹھانی ہوگی۔

اَحادیثِ شریفہ میں بچوں پر خرچ کرنے کا حکم

اَحادیثِ شریفہ میں بھی بکثرت بچوں پر خرچ کنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اس پر اَجر وثواب کی بشارتیں سنائی گئی ہیں۔ چناں چہ:

الف:- سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دی، تو مجلس میں ایک صاحب نے عرض کیا کہ میرے پاس صرف ایک اشرفی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اُس کو اپنے اُوپر ہی خرچ کرو، اُنہوں نے عرض کیا کہ اگر میرے پاس اور مزید ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اپنے بچوں پر صدقہ کرو''، اُنہوں نے عرض کیا کہ ''میرے پاس ایک اشرفی اور ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اسے اپنی بیوی پر صدقہ کرو''، اُنہوں نے پھر عرض کیا کہ ''ایک اشرفی اور ہے''، اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اپنے خادم پر خرچ کرو، پھر بھی بچ جائے تو جہاں تم مناسب سمجھو خرچ کرو''۔ (سنن ابی داؤد)

دیکھئے! اِس حدیث میں اپنی ذات کے بعد سب سے زیادہ اہمیت بچوں پر خرچ کرنے کو دی گئی ہے۔ (مستفاد: شامی حاشیہ شیخ عبدالموجود ۵/۳۴۰)

بچوں پر خرچ کو اَولیت دی جائے

ب:- سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ. (صحيح البخاري رقم: ١٤٢٦)

سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جو مال کی احتیاج کے باوجود دیا جائے، اور صدقہ کی ابتداء اُن لوگوں سے کرو جو تمہاری عیال داری میں ہیں۔

اِس حدیث کی تشریح میں شارحین کے متعدد اَقوال ہیں، جن میں سے دو اَقوال زیادہ معروف ہیں:

(۱) علامہ خطابیؒ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ سب سے اَفضل صدقہ وہ ہے کہ اپنے واجبی حقوق اَدا کرکے جو مال بچے اُس میں سے خرچ کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ اتنا صدقہ کردے کہ خود فقیر ہوجائے اور بچے بھوکے رہ جائیں۔

(۲) اور علامہ بغویؒ نے اِس کی تشریح اِس طرح فرمائی ہے کہ: ''سب سے اَفضل صدقہ وہ ہے جو اپنے لئے مال کی احتیاج اور ضرورت ہونے کے باوجود کیا جائے''۔

بہرحال یہ دونوں تشریحات اپنے اپنے اعتبار سے درست ہیں اور موقع محل کی مناسبت سے معنی متعین کئے جاسکتے ہیں؛ لیکن اہم بات یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے بچوں اور گھر والوں پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے پتہ چلا کہ عام حالات میں بچوں کی واجبی ضروریات کو پس پشت ڈال کر صدقہ کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ (فتح الباری، کتاب الزکوٰۃ / باب بعد باب: من امر خادمہ بالصدقۃ ولم یناول بنفسہ ۴/الجزء الثالث ۳۷۷ تحت رقم: ۱۴۲۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

باپ خرچ نہ اُٹھائے تو بچے کہاں جائیں؟

ج:- سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان کی کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا کہ:

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلىٰ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ. (صحيح البخاري رقم: ٥٣٥٥)

سب سے اَفضل صدقہ وہ ہے جو ضرورت سے فاضل ہو، اور اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے، اور اپنے اہل وعیال پر خرچ سے ابتداء کرو۔

اِس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ اِرشادِ عالی کی وضاحت اپنے اَلفاظ میں کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ: بیوی کو اگر نفقہ نہ ملے تو وہ (شوہر سے) کہے گی کہ: ''یا تو مجھے کھلاؤ ورنہ مجھے طلاق دے دو''۔ اِسی طرح (اگر غلام باندی کو کھانا نہ ملے تو) وہ آقا سے کہے گا کہ یا تو مجھے کھلاؤ ورنہ مجھ سے کام لو۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ یا تو مجھے کھلاؤ ورنہ آزاد کردو) لیکن بیٹا باپ سے صرف یہی کہے گا کہ: ''مجھے کھلاؤ، ورنہ مجھے تم کس کے حوالہ کروگے'' (یعنی مجھے تو کھلانا ہی پڑے گا، میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جاؤں گا) (صحیح البخاری رقم: ۵۳۵۵)

بلاشبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اِرشادِ نبوی: ''وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ'' کی جو دل نشیں تشریح فرمائی ہے وہ بہت خوب ہے، اور معنی خیز ہے۔

مال خرچ کرنے کی ترتیب

د:- سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نادار شخص کا غلام آپ نے آٹھ سو درہم میں نیلام کردیا، اور جب وہ شخص پیسے لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا، فَإِنْ

اپنی ذات سے شروع کرو اور اُس پر صدقہ کرو، پھر

فَضُلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ، فَإِنْ فَضُلَ شَيْءٌ عَنْ أَهْلِكَ فَلِقَرَابَتِكَ، فَإِنْ فَضُلَ شَيْءٌ عَنْ قَرَابَتِكَ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا. يَقُوْلُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ. (صحيح مسلم / كتاب الزكاة رقم: ۹۹۷)

اگر کچھ بچ جائے تو گھر والوں پر خرچ کرو، پھر بھی بچ جائے تو رشتہ داروں پر صرف کرو، پھر رشتہ داروں کو دے کر بھی اگر بچ جائے تو جہاں تہاں (ضرورت کے موافق) خرچ کرو۔ یعنی دائیں بائیں، آگے پیچھے۔

واقعۃً اگر ہر شخص اِس ترتیب پر مال خرچ کرے تو اِن شاء اللہ سبھی کے حقوق پورے ہوں گے، اور کتنے ہی نادار رشتہ داروں اور پڑوسیوں کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق مرحمت فرمائیں، آمین۔

سب سے اَفضل خرچ

ہ:- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

أَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى دَابَّتِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى أَصْحَابِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (رواه مسلم ۱/۳۲۲ رقم: ۹۹٤)

خرچ میں سب سے افضل دینار وہ ہے جو آدمی اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جو جہاد میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جو سفر جہاد میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔

اس روایت کے راوی حضرت ابوقلابہ کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے بچوں پر خرچ کو سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ ثواب کا مستحق کون ہوگا جو چھوٹے بچوں کی ضرورتوں پر خرچ کرے؛ تاکہ انہیں سوال کی ذلت سے بچائے یا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ان بچوں کو نفع پہنچائے یا مستغنی فرمادے۔ (مسلم شریف ۱/۳۲۲ حدیث: ۹۹۴، المتجر الرابح ۳۵)

مطلب یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کی ضرورتوں کو اگر باپ پورا نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا؟ اگر باپ توجہ نہ دے تو ظاہر ہے کہ بچے بھیک مانگنے پر مجبور ہوں گے یا بھوکے ختم ہوجائیں گے، اس لئے شرعاً باپ پر یہ فرض ہے کہ وہ ان بچوں کی خبر گیری کرے، اور فرض کا ثواب یقیناً نفلی عطایا سے زیادہ ہی ہوتا ہے، اسی بنا پر پیغمبر علیہ السلام نے ایک روایت میں متعدد مصارفِ خیر ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

أَعْظَمُهَا أَجْراً الَّذِيْ أَنْفَقْتَهُ عَلٰى أَهْلِهٖ. (مسلم شريف ۳۲۲/۱ رقم: ۹۹۵)

سب سے زیادہ ثواب اس خرچ میں ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔

اور ایک روایت میں پیغمبر علیہ السلام کا یہ ارشاد عالی منقول ہے:

أَوَّلُ مَا يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْعَبْدِ نَفَقَتُهُ عَلٰى أَهْلِهٖ. (الطبراني في الأوسط الترغيب والترهيب ٦٨٩/٢ رقم: ٣٠٤٣)

آخرت میں نیکیوں کے پلے میں سب سے پہلے انسان کے اپنے گھر والوں پر خرچ کے عمل کو رکھا جائے گا۔

اِس لئے باپ کو خوش دلی کے ساتھ اہل وعیال پر خرچ کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اَب ذیل میں بچوں کے نفقہ سے متعلق ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

چھوٹے نادار بچوں کے اِخراجات باپ کے ذمہ ہیں

چھوٹے نادار بچوں کے تمام اِخراجات (نان نفقہ، کپڑے، رہائش، دوا علاج وغیرہ) بلاشرکت غیر باپ کے ذمہ میں ہیں۔ (البتہ اگر بچہ مال دار ہو، تو اُس کے اِخراجات اُسی کے مال سے اَدا کرسکتے ہیں۔

تجب النفقة والسكنىٰ والكسوة لولده الصغير الفقير لقوله تعالىٰ: ﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ﴾ ...... وإن الأب ينفرد بتحمل نفقة الولد ولا يشاركه فيها أحد ...... وقيد بالفقير؛ لأن الصغير إذا كان له مال فنفقته في ماله. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٠١/٤ كراچی، مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل في نفقة الطفل الفقير الخ ١٩١/٢–١٩٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

نفقة الأولاد الصغار على الأب لا يشاركه فيها أحد. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ٥٦٠/١ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في نفقة الأقارب ٤٤٠/٣–٤٤٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

دودھ پیتے بچے کے لئے رضاعت کا انتظام

الف:- اگر بچہ کی پرورش ماں کے دودھ کے علاوہ متبادل دودھ سے ہوسکتی ہو، اور

باپ کے پاس وسعت بھی ہو، تو ماں کو اُسے دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ باپ متبادل انتظام کا ذمہ دار ہوگا۔

ب:- اگر بچہ ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ نہ لے، یا کوئی اور عورت دودھ پلانے والی دستیاب نہ ہو، یا باپ کے پاس مرضعہ کی اُجرت دینے کی گنجائش نہ ہو، تو ماں کو اُسے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔

ج:- منکوحہ بیوی یا مطلقہ رجعیہ اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی اُجرت شوہر سے لینے کی حق دار نہیں ہے؛ البتہ مطلقہ بائنہ اگر چاہے تو اُجرت لے سکتی ہے۔ اِسی طرح مطلقہ رجعیہ عدت گذر جانے کے بعد اُجرت کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

د:- اگر منکوحہ بیوی سے اپنی دوسری بیوی کے بچے کو دودھ پلانے کے لئے اُجرت کا معاملہ کرے، تو اِس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

الولد الصغير إذا كان رضيعًا، فإن كانت الأم في نكاح الأب والصغير يأخذ لبن غيرها لا تجبر الأم على الإرضاع، وإن لم يأخذ الولد لبن غيرها ...... قال شمس الأئمة السرخسي: تجبر ولم يذكر فيه خلافًا، وعليه الفتوىٰ. وإن لم يكن للأب ولا للولد مال تجبر الأم على الإرضاع عند الكل، كذا في الفتاوىٰ قاضي خان وهو الصحيح ...... وإن استأجرها وهي زوجته أو معتدته عن طلاق رجعي لم يجز، كذا في الكافي. المعتدة عن طلاق بائن أوطلقات ثلاث في رواية بن زياد تستحق أجر الرضاعة، وعليه الفتوىٰ، هٰكذا في جواهر الأخلاطي، وإن مضت عدتها فاستأجرها لإرضاع ولدها جاز ...... وإن استأجرها وهي منكوحته أو معتدته لإرضاع ابن له من غيرها جاز، كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ٥٦٠/١-٥٦١ قديم زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٠٢/٤ كراچی، مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل في نفقة الطفل الفقير الخ ١٩١/٢-١٩٣ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

مدتِ رضاعت کے بعد بچہ کا نفقہ

اگر بچہ کی ملکیت میں خود مال ہوتو مدتِ رضاعت کے بعد اُس کے اِخراجات اُسی مال میں سے اَدا کئے جائیں گے، اور اگر ذاتی مال نہ ہوتو باپ خرچ اُٹھائے گا۔

ونفقة الصبي بعد الفطام إذا كان له مال في ماله، هٰكذا في المحيط.

(الفتاویٰ الهندية ٥٦٢/١ قديم زكريا)

وبعد الفطام يفرض للقاضي نفقة الصغير علىٰ طاقة الأب …… وفي المجتبىٰ: وإذا كان للصبي مال فمؤنة الرضاع ونفقته بعد الفطام في مال الصغير. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٠٥/٤ كراچی)

نابالغ بچہ اگر کمانے لگے تو اُس کا نفقہ باپ پر نہ ہوگا

نابالغ بچہ اگر کوئی کاری گری سیکھ کر کمانے لگے تو باپ اُس کے اِخراجات اُسی کی کمائی سے پورا کرے گا، باپ پر الگ سے نفقہ واجب نہ ہوگا۔

فإن بلغه (حد الكسب) كان للأب أن يوجره أو يدفعه في حرفة ليكتسب وينفق عليه من كسبه. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب: الصغير والمكتسب نفقة في كسبه لا علىٰ أبيه ٣٣٦/٥-٣٣٧ زكريا)

وإن كان الأب غنيًا والولد الصغير فقيرًا، فالنفقة على الأب إلىٰ أن يبلغ الذكر حد الكسب وإن لم يبلغ الحلم، فإذا كان هٰذا كان للأب أن يؤاجره وينفق عليه من أجرته. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٠١/٤ كراچی)

صحت مند بالغ لڑکوں کا نفقہ باپ پر نہیں ہے

جب لڑکے صحت مند ہوں اور کما سکتے ہوں، تو بالغ ہونے کے بعد اُن کا نفقہ باپ پر واجب نہیں ہے۔ (اگر خرچ کرے گا تو تبرع واحسان ہوگا)

ولا یجب علی الأب نفقة الذکور الکبار. (الفتاویٰ الهندیة ٥٦٣/١ قدیم زکریا، البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب النفقة ٢٠١/٤ کراچی، مجمع الأنهر، کتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: نفقة الطفل الصغیر ١٩٢/٢ مکتبة فقیه الأمة دیوبند)

معذور ومفلوج بچوں کا نفقہ

اگر بچے معذور، مفلوج اور کمانے سے عاجز ہوں، اور اُن کی ملکیت میں کوئی مال نہ ہو، تو اُن کا نفقہ حسب وسعت باپ کے ذمہ میں ہے۔

الرجل البالغ إذا کان زمنًا أو مقعدًا أو أشل الیدین لا ینتفع بهما أو معتوهًا أو مفلوجًا، فإن کان له مال تجب النفقة في ماله، وإن لم یکن له مال وکان له أب موسر وأم موسرة تجب النفقة علی الأب. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ٥٦٣/١ قدیم زکریا، البحر الرائق ٢١٠/٤ کراچی، مجمع الأنهر، کتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: نفقة الطفل الصغیر ١٩٤/٢ مکتبة فقیه الأمة دیوبند)

أما شرائط وجوب هٰذه النفقة ...... أحدها إعسارها، فلا تجب لموسر علیٰ غیره نفقة في قرابة الولاد وغیرها ...... الثاني عجزه عن الکسب بأن کان به زمانة أو قعد أو فلج ...... الخ، حتی لو کان صحیحًا مکتسبًا لا یقضیٰ له بالنفقة علیٰ غیره. (بدائع الصنائع، کتاب النفقة / مباحث نفقة الأقارب، فصل: شرائط وجوب هذه النفقة ٤٤٦/٣ المکتبة النعیمیة دیوبند)

باپ پر لڑکیوں کے نفقہ کی ذمہ داری کب تک ہے؟

شادی ہونے تک لڑکیوں کے نان نفقہ کی پوری ذمہ داری باپ پر ہے (لیکن وہ لڑکیاں اگر سلائی کڑھائی یا کسی جائز عمل کے ذریعہ کچھ پیسہ کمالیں تو اُن کے اِخراجات اُسی پیسہ سے پورے کئے جائیں گے)

ونفقة الإناث واجبة مطلقة علی الآباء ما لم یتزوجن إذا لم یکن لهن

مال، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ٥٦٣/١ قديم زكريا، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: نفقة الطفل الصغير ١٩٤/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

قال الخير الرملي: لو استغنت الأنثىٰ بنحو خياطة وغزل يجب أن تكون نفقتها في كسبها، كما هو ظاهر، ولا نقول تجب على الأب مع ذٰلك. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٣٧/٥ زكريا، منحة الخالق علىٰ هامش البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٠١/٤ كراچی)

جائز حدود میں رہ کرلڑکیوں کو ہنرمند بنانا؟

اگر باپ لڑکیوں کو کسی ہنرمند عورت کے پاس بھیج کر (فتنہ سے محفوظ رکھتے ہوئے) جائز ہنر (سلائی، کڑھائی) یا تعلیم دلائے، تو اِس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

وعليه فله دفعها لامرأة تعلمها حرفة كتطريز وخياطة مثلاً. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٣٧/٥ زكريا)

علم دین پڑھنے والے بچوں کا نفقہ

جو بچے (لڑکے یا لڑکیاں) علم دین پڑھ رہے ہوں (اور اُن کا اپنا مال نہ ہو) تو فراغت تک اُن کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے۔ (اگرچہ وہ بالغ ہوں)

وكذا طلبة العلم إذا كانوا عاجزين عن الكسب لا يهتدون إليه لا تسقط نفقتهم عن آبائهم إذا كانوا مشتغلين بالعلوم الشرعية. (الفتاویٰ الهندية ٥٦٣/١ قديم زكريا)

وهٰكذا قالوا في طالب العلم إذا كان لا يهتدي إلى الكسب لا تسقط نفقته عن الأب بمنزلة الزمن والأنثىٰ. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢١٠/٤ كراچی)

اگر باپ نادار ہوتو بچہ کا نفقہ کس پر ہے؟

اگر باپ بالکل غریب ہو، اور بچوں کا نفقہ نہ اُٹھا سکتا ہو؛ لیکن ماں کے پاس وسعت ہوتو وہ شوہر پر قرض لے کر بچہ کی پرورش کرے گی، اور اُس کے پاس وسعت نہ ہو یا ماں موجود ہی نہ ہوتو بچہ کے صاحبِ حیثیت دادا، چچا یا ماموں وغیرہ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ بطورِ قرض نادار باپ کے بچوں پر خرچ کریں، اور جب باپ کو وسعت ہوجائے تو اُس سے وصول کرلیں۔

ولو لم يتبسر أنفق عليهم القريب ورجع على الأب إذا أيسر (الدر المختار) في جوامع الفقه إذا لم يكن للأب مال والجد أو الأم أو الخال أو العم موسر يجبر علىٰ نفقة الصغير ورجع بها على الأب إذا يسر. (شامي ٥/٣٣٨ زكريا)

وفي المنية: أب معسر وأم موسرة تؤمر الأمر بالإنفاق، ويكون دينًا عن الأب وهي أولىٰ من الجد الموسر. (الدر المختار ٥/٣٣٩ زكريا)

باپ مفلوج یا پاگل ہوتو اُس کے بچوں کی ذمہ داری کون اُٹھائے؟

اگر باپ خدانخواستہ بالکل مفلوج یا پاگل ہو، تو اُس کے بچوں کا نفقہ اِصالۃً دادا پر ہوگا۔

وهٰذا إذا لم يكن الأب زمنًا عاجزًا عن الكسب وإلا قضى بالنفقة على الجد اتفاقًا؛ لأن نفقة الأب حينئذٍ واجب على الجد، فكذا نفقة الصغار. (شامي ٥/٣٣٨ زكريا)

باپ کا انتقال ہوجائے تو یتیموں کی پرورش کون کرے گا؟

اگر باپ کا انتقال ہوگیا؛ لیکن اُس کے نابالغ بچے موجود ہیں، تو اُن بچوں کی ساری ذمہ داری ماں اور دادا پر اُن کی میراث کے حصوں کے بقدر ہوگی (مثلاً وارثین میں ایک ماں اور دادا موجود ہوں) تو دونوں کے حصۂ میراث کے بقدر روپیہ کی تقسیم ہوگی۔ یعنی تہائی خرچ ماں کے ذمہ اور بقیہ دادا کے ذمہ ہوگا۔

اعلم أنه إذا مات الأب فالنفقة على الأم والجد علىٰ قدر ميراثهما ثلاثًا في ظاهر الرواية. (شامي ٥/٣٣٩ زكريا)

○❖○

محرم رشتہ داروں کے نفقہ کے مسائل

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک

اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات میں رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی بڑی تاکید کی گئی ہے، خود قرآنِ کریم میں متعدد جگہ اہل قرابت کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ نصرت وحمایت کا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چناں چہ ایک جگہ ارشاد ہے:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰیٰ حَقَّهٗ. (بنی اسرائیل: ۲۶) اور رشتہ دار کو اس کا حق دو۔

گوکہ آیتِ بالا میں ''حق'' عام ہے، جس میں ہر طرح کے حقوق شامل ہیں؛ لیکن مالی حقوق کی اس باب میں خاص اہمیت ہے؛ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں نیکی کے خصوصی اعمال شمار کرائے، تو ان میں رشتہ داروں پر مال خرچ کرنے کو خصوصیت سے ذکر فرمایا، چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ، وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى الخ. (البقرۃ: ۱۷۷)

صرف یہی نیکی نہیں کہ اپنا رخ مشرق یا مغرب کی طرف کرو؛ لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور مال کی محبت کے باوجود اسے رشتہ داروں پر خرچ کرے۔

اسی طرح کئی جگہ حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے والدین کے بعد متصلاً اہل قرابت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید کی گئی، اور ان پر خرچ کرنے کو مال کا بہترین مصرف قرار دیا گیا۔ ایک جگہ ارشاد ہوا:

قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ، وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ. (البقرۃ: ۲۱)

آپ فرما دیجئے جو کچھ تم مال خرچ کرو سو ماں باپ کے لئے اور قرابت والوں کے لئے اور مسکین، یتیم اور مسافر کے لئے، اور جو بھی تم نیکی کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔

یہی نہیں؛ بلکہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی سابقہ آسمانی مذاہب میں بھی تاکید کی جاتی

رہی ہے، جس کا ذکر قرآنِ کریم میں بھی کیا گیا، سورۂ بقرہ میں آیت نازل ہوئی:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ لاَ تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ، وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً وَذِي الْقُرْبىٰ. (البقرة: ۸۳)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ قرار لیا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرنا اور ماں باپ اور کنبہ والوں کے ساتھ احسان کرنا۔

رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا ثواب

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مسجد، مدرسہ یا دیگر لوگوں پر صدقہ کرنا ہی کارِ ثواب ہے، حالاں کہ قرآن وحدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے قریبی اعزاء پر ضرورت کے وقت خرچ کرنا بھی صدقہ کا ثواب رکھتا ہے؛ بلکہ اس کا ثواب عام صدقات سے دوگنا ملتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلىٰ ذِيْ قَرَابَةٍ يُضَعِّفُ أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ. (الطبراني ۸/۲۰۶، المتجر الرابح ۳۴۸)

رشتہ دار پر صدقہ اُس کے ثواب کو دوگنا کردیتا ہے۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَعَلىٰ ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ. (المتجر الرابح ۳۴۸)

غیر رشتہ دار مسکین پر صدقہ ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار مسکین پر صدقہ ڈبل صدقہ ہے، ایک عام صدقہ دوسرے صلہ رحمی۔

حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے دورِ نبوت میں ایک باندی کو آزاد کیا تھا، جب اس بات کا تذکرہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ. (بخاري ۱/۳۵۳ رقم ۲۵۹۲، مسلم ۱/۳۲۳ رقم: ۹۹۹)

اگر تم اپنے ماموؤں کو یہ باندی دے دیتی تو اس میں تمہارے لئے ثواب زیادہ ہوتا۔

خادم رسول سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ کے بڑے مال دار شخص تھے، اور ان کا سب سے پسندیدہ مال ''بیرحاء'' (کھجور کا ایک بڑا باغ) تھا، یہ مسجد نبوی کے بالکل قریب تھا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھی وہاں تشریف لے جاتے اور اس کنویں کا بہترین پانی نوش جان فرماتے تھے، جب یہ آیت: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ۹۲] (یعنی اس وقت تک تم نیکی میں کمال حاصل نہیں

کر سکتے، جب تک کہ اپنے پسندیدہ مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو) نازل ہوئی، تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور میرا سب سے پسندیدہ مال یہ باغ (بیرحاء) ہے، میں اسے ثواب کی امید پر اللہ کے لئے صدقہ کرنا چاہتا ہوں، آپ اسے قبول فرمالیں اور جہاں مناسب ہو صرف فرمائیں، تو پیغمبر علیہ السلام نے بہت مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابوطلحہ کو مبارک باد دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''واہ واہ! بہت نفع کا سودا ہے، بہت نفع کا سودا ہے''۔ پھر فرمایا کہ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کردو، چناں چہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فوراً حکم کی تعمیل فرمائی اور وہ پورا باغ اپنے چچازاد بھائیوں اور دیگر قریبی عزیزوں میں تقسیم فرمادیا۔ (بخاری ۱/۱۹۷ حدیث: ۱۴۶۱)

اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں پر خرچ کرنا بسا اوقات عام صدقہ سے بھی افضل ہوتا ہے، اسی لئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اس کا مشورہ دیا، جس کی آں موصوف نے فوراً تعمیل فرمائی، فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالیٰ خَيْرَ الْجَزَاءِ۔

ناراض رشتہ دار پر خرچ کی فضیلت

خاص طور پر ایسا خرچ جو کسی ایسے رشتہ دار پر کیا جائے جس سے دل نہ ملتا ہو؛ بلکہ وہ رشتہ دار برابر درپئے آزار رہتا ہو، پھر بھی محض رشتہ داری کی بنیاد پر اسے عطا کیا جائے اور اس پر نوازش جاری رکھی جائے، تو اس خرچ کو حدیث میں ''افضل ترین صدقہ'' کہا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ: اَلصَّدَقَةُ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ الْكَاشِحِ. (الطبراني ٨٠/٣٥، وغيره، المتجر الرابح ٣٤٨)

سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو دل میں کدورت والے رشتہ پر کیا جائے۔

اَحادیث وسیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب ''واقعۂ اِفک'' پیش آیا اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر منافقین نے طوفانِ بدتمیزی مچایا، تو ایک سادہ لوح مہاجر بدری صحابی حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ بھی پیروپیگنڈہ سے کچھ متأثر ہوگئے، یہ ایک غریب صحابی تھے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے، اس رشتہ کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی گاہے گاہے مالی مدد فرماتے رہتے تھے، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ علم ہوا کہ وہ بھی افک میں دلچسپی لینے والوں میں ہیں، تو آپ کو شدید ناگواری ہوئی اور ان کی مالی مدد کا سلسلہ بند فرمادیا، اور قسم کھائی کہ اب ان پر کچھ خرچ نہ کروں گا، تو اس پر قرآنِ کریم کی یہ آیت تنبیہ کے طور پر نازل ہوئی:

وَلَا يَـأْتَلِ اُوْلُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْآ اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (النور: ۲۲)	اور نہ قسم کھائیں تم میں بڑے درجے والے اور مالی وسعت والے لوگ اس بات پر کہ دیں رشتہ داروں، محتاجوں اور دین کی خاطر وطن چھوڑنے والوں کو، اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں مہربان ہیں۔

جب یہ آیت اتری تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلا تامل فوراً بول اٹھے: ''اللہ کی قسم اے ہمارے رب! ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں بخش دیں'' اور پھر حضرت مسطح کا وظیفہ نہ صرف یہ کہ جاری کیا؛ بلکہ پہلے سے دوگنا کر دیا۔ (روح المعانی ۱۸؍۱۸۵) رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

اس سے معلوم ہوا کہ معمولی کشیدگیوں کی بنا پر رشتہ داریوں میں ہدیہ کا لین دین بند نہیں ہونا چاہئے؛ بلکہ اس سلسلہ کو بہر حال جاری رکھنا چاہئے۔

حضراتِ فقہاء کرام نے قرآن وحدیث کی تعلیمات کو سامنے رکھ کر اعزۂ محارم کے نفقہ کے اُصول وضوابط مقرر فرمائے ہیں، اور اُن کی روشنی میں جزئیات کی تخریج فرمائی ہے؛ تاکہ کوئی بھی رشتہ دار اپنے حق سے محروم نہ رہے، اُنہیں میں سے چنداہم جزئیات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

محتاج والدین کا نفقہ

اگر والدین یا دادا نانا وغیرہ نادار اور محتاج ہوں، تو اُن کے اِخراجات کی ذمہ داری اُن کی سرمایہ دار صاحبِ حیثیت اَولاد پر ہے، حتیٰ کہ اگر متعدد اَولاد ہوں؛ خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں، تو وہ سب برابری کے ساتھ والدین کے ضروری اِخراجات کی ذمہ داری اُٹھائیں گے۔

وتجب علىٰ موسرٍ ولو صغيرًا يسار الفطرة على الأرجح الخ، النفقة لأصوله ولو أب أمه – ذخيرة – الفقراء، ولو قادرين على الكسب الخ، بالسوية بين الابن والبنت (الدر المختار) وفي الشامي: قوله: ولو قادرين على الكسب: فالمعتبر في إيجاب نفقة الوالدين مجرد الفقر، قيل: وهو ظاهر الرواية، فتح، الخ. والجد كالأب، بدائع. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۵/ ۳۵۰–۳۵۵ زكريا،

الـفتـاویٰ الهـنـدية، كتـاب الـطـلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحـام ٥٦٤/١ قـديـم زكـريـا، الـفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٢٤/٥-٤٢٥ رقم: ٨٣٦٦ زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل نفقة الأقارب، فصل: سبب وجوب هذه النفقة ٤٣٩/٣-٤٤٦-٤٤٧ المكتبة النعيمية ديوبند)

اگر باپ بیٹے دونوں کمانے کے لائق ہوں تو کون کمائے؟

اگر باپ بھی کمانے کی طاقت رکھتا ہو، یعنی مفلوج اور معذور نہ ہو، اور بیٹا بھی قدرت رکھتا ہو، تو بیٹے پر کمانا اور اپنی فاضل آمدنی باپ پر خرچ کرنا واجب ہوگا۔

فلو كان كل من الابن والأب كسوبًا يجب أن يكتسب الابن وينفق على الأب، بحر عن الفتح. أي ينفق عليه من فاضل كسبه علىٰ قول محمدٍ، كما مر. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٥٥/٥ زكريا، ٦٢٣/٣ كراچی، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٢٦/٥ رقم: ٨٣٦٧ زكريا)

فلو كان كل منهما كسوبًا يجب أن يكسب الإبن وينفق على الأب، فالمعتبر في إيجاب نفقة الوالدين مجرد الفقر. وسيأتي في كلام الشارح أن نفقة الوالدين تجب على الولد؛ وإن كانا قادرين على الكسب. (حاشية چلپی علیٰ تبيين الحقائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٦٣/٣ المكتبة الإمدادية ملتان)

اگر باپ اور بیٹے دونوں نادار ہوں؟

اگر باپ اور بیٹے دونوں تنگ دست اور نادار ہوں (یعنی کمانے کے قابل نہ ہوں) تو فی الحال کسی پر دوسرے کا نفقہ واجب نہیں ہے۔

وفي الأصل: إذا كان الأب والابن معسرين لا تجب علىٰ أحدهما نفقة الآخر. (الـفتـاویٰ التـاتـارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٢٦/٥ زكريا، حاشية چلپی علیٰ تبيين الحقائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٦٤/٣ المكتبة الإمدادية ملتان))

غیر مسلم ماں باپ کا نفقہ

اگر کسی شخص کے ماں باپ نعوذ باللہ غیر مسلم اور نادار ہوں، تو اُن کا نفقہ بھی مال دار اَولاد پر لازم ہے۔

ولا تجب النفقة مع اختلاف الدين إلا للزوجة والأبوين والأجداد والجدات الخ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام ٥٦٧/١ قديم زكريا)

ولا نفقة بواجبة مع الاختلاف دِينًا إلا للزوجة والأصول والفروع علوا أو سفلوا الذميين لا الحربيين. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٦٦/٥-٣٦٧ زكريا، ٦٣١/٣ كراچی)

فأما في قرابة الولاء فاتحاد الدين فيها ليس بشرطٍ فيجب على المسلم نفقة آبائهٖ وأمهاتهٖ من أهل الذمة. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / مباحث: نفقة الأقارب، فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ٤٤٩/٣ المكتبة النعيمية ديوبند)

منکوحہ ماں کا نفقہ بیٹے پر واجب نہیں

اگر کسی بیٹے کی ماں (مطلقہ یا بیوہ ہونے کی بنا پر) دوسرے شخص سے نکاح کرلے، تو اُس کا نفقہ بیٹے پر واجب نہیں ہوتا؛ بلکہ شوہر ہی پر لازم ہوتا ہے۔ (تاہم اگر وہ ماں کی خبر گیری کرے تو یہ عین سعادت اور اَجر وثواب کی بات ہوگی)

والحاصل أن الأم إذا كان لها زوجٌ تجب نفقتها علىٰ زوجها لا علىٰ ابنها، وهٰذا لو كان الزوج غير أبيه، كما صرح بهٖ في الذخيرة. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٥٥/٥ زكريا، ٦٢٢/٣ كراچی)

ذی رحم محرم رشتہ داروں کا نفقہ

مال دار شخص پر ایسے نادار ذی رحم محرم (یعنی وہ نسبی رشتہ دار جن سے ابداً نکاح حرام ہے،

جیسے بھائی بہن، چچا پھوپھی وغیرہ) کا نفقہ بھی حسب شرائط لازم ہے۔

وتجب أيضًا لكل ذي رحم محرمٍ صغيرٍ أو أنثىٰ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٦١/٥ زكريا، ٦٢٧/٣ كراچی، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل نفقة الأقارب، ٤٤٢/٣ المكتبة النعيمية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٣٢/٥ رقم: ٨٣٨٤ زكريا)

ويجب عليه أي الموسر نفقة كل ذي رحم محرم منه، وهو من لا يحل مناكحته على التأبيد مثل الإخوة والأخوات ...... الخ. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: ونفقة الطفل الفقير الخ ١٩٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

دودھ شریک رشتہ داروں کا نفقہ واجب نہیں

دودھ شریک بھائی بہنوں یا دیگر رشتہ داروں کا نفقہ اُصولاً واجب نہیں۔

قوله: لكل ذي رحم محرمٍ خرج بالأول الأخ رضاعًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٦١/٥ زكريا، ٦٢٧/٣ كراچی، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل نفقة الأقارب، ٤٤٢/٣ المكتبة النعيمية ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٣٢/٥ رقم: ٨٣٨٤ زكريا)

ويجب عليه نفقة كل ذي رحم محرم منه ...... ولا نفقة لمحرم غير ذي رحم، كزوجات الآباء والبنين والأصهار وآباء الأمهات والإخوة والأخوات من الرضاعة وأولادهم. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: ونفقة الطفل الفقير الخ ١٩٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

نامحرم رشتہ داروں کا نفقہ لازم نہیں

ایسے رشتہ دار جو نسبی قرابت تو رکھتے ہوں؛ لیکن اُن سے اَبدی حرمت متعلق نہ ہو، جیسے:

چچازاد بھائی (اگر چہ وہ رضاعی بھائی بھی ہو) تو اُس کا نفقہ اُس کے چچازاد بھائیوں پر واجب نہ ہوگا؛ لیکن اگر وہ بطور تطوع اُن کے ساتھ حسن سلوک کرے، تو یہ یقیناً اَجر وثواب کا باعث ہوگا۔

وفي الينابيع: قال الأرحام ثلاثةٌ: الأولاد، ورحم محرم، ورحم غير محرمٍ، كأولاد أعمامٍ ونحوه، فلا نفقة لهم أصلاً بالإجماع الخ. والأصل فيه قول اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ فالمراد من الوارث الذي هو ذو رحم محرم منه الخ. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٣٢/٥ رقم: ٨٣٨٤ زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في نفقة الأقارب ٤٤١/٣-٤٤٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

قوله: لكل ذي رحم محرمٍ: خرج ...... بالثاني ابن العم، ولا بد من كون المحرمية بجهة القرابة، فخرج ابن العم إذا كان أخًا من الرضاع، فلا نفقة له، كذا في شرح الطحاوي. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٦١/٥ زكريا، ٦٢٧/٣ كراچی)

محارم کے نفقہ میں حصۂ وراثت کا اعتبار

محرم رشتہ داروں کے نفقہ میں اُصول یہ ہے کہ اُن کا جو مال دار رشتہ دار وراثت کا حصہ دار بن سکتا ہو، وہ اپنے حصہ کے بقدر اُن کے نفقہ کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر کسی نادار شخص کے حقیقی بھائی کے ساتھ ماں شریک بھائی بھی ہوں، تو اُس کے نفقہ کے چھٹے حصہ کی ذمہ داری ماں شریک بھائیوں پر ہوگی اور بقیہ نفقہ کی اَدائیگی سگے بھائی کریں گے۔

بقدر الإرث لقوله تعالىٰ: ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ فنفقة من له أخوات متفرقات موسرات عليهن أخماسًا الخ، كإرثه. وفي الشامية: قوله: بقدر الإرث: أي تجب نفقة المحرم الفقير علىٰ من يرثونه إذا مات بقدر إرثهم منه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ٣٦٣/٥-٣٦٤ زكريا، ٦٢٩/٣ كراچی، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ٤٣٤/٥ رقم: ٨٣٩٠ زكريا)

ولو كانت له ثلاثة إخوةٍ متفرقين فالنفقة على الأخ لأب وأمٍ، وعلى

الأخ لأمٍ علیٰ قدر المیراث أسداسًا. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام ۵۶۶/۱ قدیم زکریا)

مسلمان پر غیر مسلم نسبی بھائی کا نفقہ واجب نہیں

اگر کسی مسلمان شخص کا کوئی بھائی غیر مسلم ہو (نعوذ باللہ) تو اُس کا نفقہ مسلمان پر واجب نہیں ہے۔

وکذٰلك لا تجب علی المسلم نفقةَ أخیه النصراني. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام ۵۶۷/۱-۵۶۸ قدیم زکریا)

إتحاد الدین في غیر قرابة الولاد من الرحم المحرم، فلا تجري النفقة بین المسلم والکافر في هٰذه النفقة. (بدائع الصنائع، کتاب النفقة / مباحث نفقة الأقارب، فصل: شرائط وجوب هذه النفقة ۴۴۹/۳ المکتبة النعیمیة دیوبند، الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب النفقة ۳۶۶/۵ زکریا، ۶۳۱/۳ کراچی)

لاوارث نادار شخص کا نفقہ

اگر کوئی نادار شخص ایسا ہو، جس کا کوئی رشتہ دار دستیاب نہ ہو، تو اُس کے نفقہ کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔ (اور اگر حکومت اِس ذمہ داری کو اَدا نہ کرے، تو اِنسانیت کے ناطے عوام یا سماجی اِداروں کو ایسے اَفراد کی کفالت کا انتظام کرنا چاہئے)

وعلیٰ هٰذا نفقة الشیخ الکبیر والزمن والمریض علیٰ بیت المال، إذا لم یکن له مالٌ ولا قرابةٌ، کذا في المضمرات. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل السادس في نفقة الممالیك ۵۷۰/۱ قدیم زکریا)

❍❖❍

غلام باندیوں کے نفقہ کے مسائل

غلام باندیوں کے ساتھ شفقت آمیز رویہ

اسلام سے پہلے غلاموں کے ساتھ بدترین مظالم روا رکھے جاتے تھے اور انسانیت کے ناطے وہ ہر منصفانہ حق سے پوری طرح محروم تھے اور انسانی اعتبار سے انہیں ایک آزاد شخص کے برابر ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اسلام نے اپنی اعلیٰ انسانیت نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے غلاموں کو جائز حقوق دلانے کی جدوجہد کی۔ قرآنِ کریم میں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ چناں چہ ارشاد ہے:

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ. (النساء: ٣٦)

اور (احسان کرو) اپنے ہاتھ کے مالوں (غلام باندیوں) کے ساتھ۔

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک غلام پر ڈانٹ ڈپٹ کرنے پر بطور تنبیہ فرمایا کہ تم میں جاہلیت کی بات پائی جاتی ہے، پھر ارشاد فرمایا کہ:

إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُ فَأَعِيْنُوْهُمْ. (بخاري شريف ٩/١ رقم: ٣١، ٨٩٤/٢ رقم: ٦٠٥٠، ترمذي شريف ١٦/٢)

یہ غلام تمہارے بھائی اور تمہارے معاون ہیں جنھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے قبضے میں دیدیا ہے لہٰذا جب کسی کے قبضے میں اس کا بھائی آئے (یعنی کوئی شخص غلام کا مالک بنے) تو اپنے کھانے ہی میں سے اسے کھلائے اور اپنے لباس میں سے اسے پہنائے۔ اور تم ان سے اتنا بھاری کام نہ لو جوان کے بس میں نہ ہو اور اگر ایسا کام لینا ہی ہو تو تم خود ان کی مدد کرو۔

اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ لَطَمَ مَمْلُوْكَهُ أَوْ ضَرَبَهُ فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُعْتِقَهُ. (مسلم ٥١/٢، رقم: ١٦٥٧، ابوداؤد ٧٠٢/٢ رقم: ٥١٦٨)

جو شخص اپنے غلام کے چہرے یا بدن پر مارے تو اس کی تلافی کی شکل یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں کے حقوق کا کس قدر خیال تھا اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انتقال سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری تاکید نماز پڑھنے اور غلاموں کی رعایت رکھنے کی فرمائی ہے۔ (ابوداؤد شریف ۲/۷۰۱ حدیث: ۵۱۵۶، ابن ماجہ حدیث: ۲۶۹۸)

آج دنیا میں نوکروں اور ملازموں کے ساتھ کتنی حق تلفیاں کی جاتی ہیں اور کس طرح ان کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں اور کیسی کیسی اذیتوں سے انھیں دوچار ہونا پڑتا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ اسلام نے ہر فرد کے دل میں اس بات کا ڈر پیدا کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ماتحت پر زیادتی کرے گا تو اس کو اس کا بدلہ آخرت میں دینا ہوگا۔

ایک صحابی حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا، اسی درمیان میں نے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی کہ: إِعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ! (ابو مسعود خبردار!) مگر میں غصہ کی شدت کی وجہ سے یہ نہیں سمجھ سکا کہ آواز دینے والا کون ہے؟ پھر جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے قریب آگئے تو مجھے احساس ہوا کہ آپ ؐ ہی مجھے آواز دے رہے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیبت سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا، تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ! إِنَّ اللّٰهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذَا الْغُلَامِ.

ابومسعود! اچھی طرح جان لو کہ جتنا تم اپنے اس غلام کو مارنے پر قادر ہو اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دینے پر قادر ہے۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً عرض کیا کہ: ''حضرت میں اَب کبھی کسی غلام کو نہ ماروں گا''۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے اس غلام کو فوراً آزاد کردیا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تم کو جھلسا دیتی''۔ (مسلم شریف ۲/۵۱ حدیث: ۱۶۵۹)

ملازمین بھی بہرحال انسان ہیں، اُن سے غلطی ہوسکتی ہے، اَب آدمی کی اعلیٰ ظرفی کی بات یہ ہے کہ اُن کے ساتھ عفو ودرگذر کا معاملہ کرے، ہر وقت اُن کی ٹوہ اور گرفت میں نہ پڑا رہے، اور نہ اُن پر بے جا غصہ اُتارے، اور نہ اُن سے انتقام لے؛ بلکہ حسنِ مصاحبت اور تحمل وبردباری کا مظاہرہ کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنے خادم کی غلطی کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش

رہے، اس شخص نے پھر یہی سوال عرض کیا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''روزانہ ستر مرتبہ درگذر کیا کرو''۔ (ابوداؤدشریف ۲/۷۰۲ حدیث: ۵۱۶۴، منتخب اَحادیث ۴۵۲) یعنی بکثرت معاف کیا کرو۔

بہرحال مملوک یعنی غلام باندیاں بھی اِنسانوں ہی میں شامل ہیں، اور فطری طور پر وہ بھی ضروریاتِ زندگی کے محتاج ہیں، اِس لئے اُنہیں ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جب آدمی اُن سے خدمت لیتا ہے تو اُن کے جائز حقوق کا خیال رکھنا اور روزی روٹی کا معقول انتظام کرنا اُس کی ذمہ داری ہے۔ اِسی کے متعلق چند اَہم مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

غلاموں کے نفقہ کی پوری ذمہ داری آقا پر ہے

آقا پر لازم ہے کہ وہ اپنے غلام باندیوں کے نفقہ کا خیال رکھے، (خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، تندرست ہوں یا مریض، وغیرہ)

علی المولیٰ أن ینفق علیٰ عبدہٖ وأمتہٖ سواء کان العبد أو الأمة قنًّا أو مدبرًا أو أم ولدٍ صغیرًا کان أو کبیرًا، زمنًا کان أو صحیحًا الخ. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل السادس في نفقة الممالیك ۱/۵٦۸ قدیم زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب النفقات / الفصل الخامس: في نفقة الممالیك ۵/۴۳۹ زکریا)

وتجب النفقة بأنواعها لمملوکه. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المملوك ۵/۳۷۴ زکریا، ۳/٦۳٦ کراچی)

غلاموں کے نفقہ کا معیار

عام عرف اور ماحول کے اعتبار سے عموماً کھانے پینے اور پہننے میں غلام باندیوں میں جو معیار جس زمانہ میں اور جس جگہ رائج ہو، اُسی کی رعایت رکھتے ہوئے آقا پر اُن کے نفقہ کی ذمہ داری عائد کی جائے گی۔

قدر النفقة للرقیق کفایة من غالب قوت البلد وإدامه، وکذٰلك الکسوة.

(الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب السابع عشر، الفصل السادس في نفقة الممالیك ۱/۵٦۸ قدیم

زکریا، شامي، کتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المملوك ۳۷٤/٥ زکریا، ٦٣٦/٣ کراچی، بدائع الصنائع، مباحث نفقة الرقیق / فصل في مقدار الواجب ٤٥٤/٣ المکتبة النعیمیة دیوبند)

اگر آقا غلاموں کا نفقہ برداشت نہ کرے؟

اگر کوئی آقا اپنے غلاموں کے خرچ کو اُٹھانے پر تیار نہ ہو، تو:

الف:- اگر وہ غلام خود مزدوری کر سکتے ہیں، تو وہ خود کما کر اپنی ضرورتیں پوری کریں گے، اور جو کمائی بچ جائے گی وہ آقاء کو لوٹا دیں گے۔

ب:- لیکن اگر وہ غلام باندیاں مزدوری کرنے کے قابل نہ ہوں، مثلاً بچے ہوں، وغیرہ، تو قاضی کی طرف سے آقا کو حکم دیا جائے گا کہ یا تو وہ اُن کا خرچ اُٹھائے یا اُنہیں بیچ ڈالے۔

فإن أبی المولیٰ عن الإنفاق فکل من یصلح للإجارة یؤاجر، ویُنفق علیه من أجرته، کذا في المحیط الخ. ومن لا یصلح لذٰلك لعذر الصغر أو ما أشبه ذٰلك، ففي العبد والأمة یؤمر المولیٰ لینفق علیهما أو یبیعهما. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب السابع عشر، الفصل السادس في نفقة الممالیك ٥٦٨/١ قدیم زکریا)

فإن امتنع فهي في کسبه إن قدر بأن کان صحیحًا ولو غیر عارف بصناعة، فلیؤجر نفسه کمعین البناء وإلا لا، ککونه زمنًا أو جاریةً لا یؤجر مثلها أمره القاضي ببیعه. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المملوك ۳۷٥/٥ زکریا، بدائع الصنائع، کتاب النفقة / مباحث نفقة الرقیق، فصل في کیفیة وجوبها ٤٥٤/٣ المکتبة النعیمیة دیوبند)

متعدد غلاموں کے ساتھ یکساں سلوک

اگر کسی شخص کی ملکیت میں متعدد غلام باندیاں ہوں، تو نفقہ میں سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا مستحب اور اَفضل ہے۔ (البتہ جس باندی کو اپنی خاص خدمت کے لئے مقرر کرے، اُس کے لباس اور پہناوے کا دیگر باندیوں سے زیادہ لحاظ رکھے)

وإذا كان له عبيدٌ يستحب أن يسوّيَ بينهم في الطعام والإدام والكسوة.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في نفقة المماليك ٥٦٨/١ قديم زكريا)

ويزيد الجارية التي للاستمتاع في الكسوة للعرف، كذا في غاية السروجي.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في نفقة المماليك ٥٦٨/١ قديم زكريا)

ويستحب التسوية بين عبيده وجواريه في الأصح، ويزيد جارية الاستمتاع في الكسوة لعرفٍ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المملوك ٣٧٤/٥ زكريا)

غلاموں کو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلانا؟

اگر کوئی شخص اپنی خدمت کرنے والے غلاموں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر کھلائے، تو یہ تواضع کی دلیل اوراُونچے اَخلاق کی علامت ہے۔

وإذا ولّى رقيقه إصلاح طعامه وجاء به، فينبغي أن يجلسه ليأكل معه، فإن امتنع العبد تأدبًا، فينبغي لسيده أن يطعمه منه وإجلاسه معه أفضل نُدبًا إلى التواضع ومكارم الأخلاق، كذا في السراج الوهاج. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في نفقة المماليك ٥٦٨/١ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المملوك ٣٧٤/٥ زكريا)

مکاتب کا نفقہ آقا پر لازم نہیں

مکاتب غلام (یعنی جس نے مقررہ مال اَدا کرنے کی شرط پر آقا سے آزادی کا عقد کرلیا ہو) کا نفقہ آقا پر لازم نہیں؛ بلکہ وہ خود اپنی کمائی سے اپنی ضرورت پوری کرنے کا مجاز ہے۔

ولا تجب على المولىٰ نفقة مكاتبه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في نفقة المماليك ٥٦٩/١ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / مباحث نفقة الرقيق، فصل

شـرط وجـوبهـا ٤٥٤/٣ المكتبة النعيمية ديوبند، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الخامس: في نفقة المماليك ٤٤٠/٥ رقم: ٨٤٠٠ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢١٧/٤ كراچی)

مشترک غلام کا نفقہ

جس غلام میں کئی لوگوں کی شرکت ہوتو اُس کا نفقہ بھی حصۂ ملکیت کے اعتبار سے ہر شریک پر لازم ہوگا۔

ولـو كـان الـمـمـلـوك بين الشريكين فنفقته عليهما علىٰ قدر ملكيهما.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل في نفقة المماليك ٥٧٠/١ قديم زكريا)

جانوروں کا نفقہ مالک پر لازم ہے

جوشخص کسی جانور (بھیڑ بکری یا پرندہ وغیرہ) کا مالک ہو، تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اُن جانوروں کے چارے اور پانی اور دیگر ضروریات کا خیال رکھے۔

ومـن ملك بهيمةً لزمه علفها وسقيها. (الـفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل في نفقة المماليك ٥٧٠/١ قديم زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢١٨/٤ كراچی)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

❐❖❐

ماٰخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔ مرتب)

۱	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م ۱۲۷۰ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۲	تفسیر ابن کثیر مکمل	علامہ اسماعیل بن عمر عماد الدین ابن کثیرؒ (م: ۷۷۴ھ)	دار السلام ریاض
۳	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م ۶۶۸ھ)	دار الفکر بیروت
۴	احکام القرآن	الامام ابوبکر جصاص الرازیؒ (م ۳۷۰ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵	تفسیر کبیر للرازی	الامام محمد فخر الدین الرازیؒ (م ۶۰۴ھ)	دار الفکر بیروت
۶	معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (۱۳۹۵ھ)	معراج بک ڈپو دیوبند
۷	صحیح البخاری	الامام ابومحمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م ۲۵۶ھ)	مکتبۃ الاصلاح لالباغ مرادآباد
۸	عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین عینیؒ (م: ۸۵۵ھ)	دار الفکر بیروت
۹	فتح الباری	امام حافظ ابن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۰	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م ۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دار الفکر بیروت
۱۱	نووی علی مسلم	شیخ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النوویؒ (م: ۶۷۶ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند
۱۲	سنن الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دار الفکر بیروت
۱۳	سنن النسائی	الامام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (م ۳۰۳ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند مرقم: دار الفکر بیروت
۱۴	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند مرقم: دار الفکر بیروت
۱۵	مراسیل ابی داؤد	الامام سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۶	بذل المجہود	الشیخ خلیل احمد السہارنفوریؒ (م ۱۳۴۶ھ)	مرکز الشیخ ابی الحسن الندویؒ
۱۷	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینیؒ (م ۲۷۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند دار الفکر بیروت
۱۸	موطا مالک	الامام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۹	طحاوی شریف	ابوجعفر احمد بن محمد الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ)	یاسر ندیم دیوبند
۲۰	مشکوۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م ۷۴۱ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند

۲۱	مرقاۃ المفاتیح	العلامۃ علی بن السلطان محمد القاریؒ (م ۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۲۲	السنن الکبریٰ للبیہقی	الامام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (۴۵۸ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۳	شعب الایمان	الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۴	الترغیب والترہیب	الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ (م ۶۵۶ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۵	مصنف ابن ابی شیبہ	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفیؒ (م ۲۳۵)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۶	مصنف عبدالرزاق	الحافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ)	دارالقلم بیروت
۲۷	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ)	داراحیاء التراث بیروت
۲۸	سنن الدارالقطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۹	مجمع الزوائد	علامہ ابوبکر الہیثمیؒ (م: ۸۰۷ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۰	اعلاء السنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م: ۱۳۹۴ھ)	دارالکتب العلمیہ
۳۱	کتاب الآثار للامام محمدؒ	تشریح: علامہ ابوالوفاء افغانیؒ	مجلس علمی ڈابھیل
۳۲	الجامع الصغیر	ابوعبداللہ محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ)	دارالایمان سہارنپور
۳۳	المبسوط	شمس الائمہ شمس الدین ابوبکر محمد السرخسیؒ (م: ۴۹۰ھ)	دارالفکر بیروت
۳۴	ہدایہ	شیخ الاسلام علامہ برہان الدین المرغینانیؒ (م ۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۳۵	کنزالدقائق	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفیؒ (م ۷۱۰ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۳۶	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م ۵۹۲ھ)	داراحیاء التراث بیروت
۳۷	فتح القدیر	شیخ الاسلام علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م: ۵۹۳ھ)	دارالفکر بیروت
۳۸	عنایہ شرح الہدایہ مع الفتح	اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود الرومیؒ (م ۷۸۶ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۳۹	البنایہ شرح الہدایہ	ابومحمد محمود بن احمد الحنفی بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۴۰	البحر الرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م ۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۱	تنویر الابصار مع الدرالمختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشیؒ (م ۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۲	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م ۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۳	ردالمختار (فتاویٰ شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، زکریا بک ڈپو دیوبند احیاء التراث العربی بیروت
۴۴	تقریرات رافعی	علامہ عبدالقادر الرافعیؒ (م: ۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۴۵	غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار	مترجم: مولانا محمد احسن صدیقی نانوتویؒ	نول کشور لکھنؤ
۴۶	حاشیۃ الطحطاوی علی الدر	امام احمد بن محمد بن اسماعیل الطحطاویؒ (م ۱۲۳۱ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۴۷	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۴۸	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م ۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۴۹	تبیین الحقائق	فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفیؒ (م ۷۴۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵۰	حاشیۃ چلپی علی تبیین	شہاب الدین احمد بن حجر الشلبیؒ (م ۱۰۲۱ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵۱	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمدؒ (م ۸۰۰ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۵۲	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ) (م ۱۰۷۸ھ)	داراحیاء التراث بیروت
۵۳	الدر المنتقی مع مجمع الانہر	شیخ محمد بن علی الحصینی المعروف بالعلاء الحصکفیؒ (م ۱۰۳۲ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۵۴	النہر الفائق	سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجیم الحنفیؒ (م ۱۰۰۵ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۵۵	الفتاویٰ السراجیہ	سراج الدین ابی محمد علی بن عثمان التیمیؒ (م ۵۶۹ھ)	مکتبۃ الاتحاد دیوبند
۵۶	الفتاویٰ الولوالجیۃ	ظہیر الدین عبدالرشید بن ابی حنیفہ الولوالجیؒ (م ۵۴۰ھ)	دارالایمان سہارنپور
۵۷	خلاصۃ الفتاویٰ	امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاریؒ (م ۵۴۲ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۵۸	غنیۃ المتملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفیؒ (م ۹۵۶ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۵۹	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزازؒ (م: ۸۲۷ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۰	شرحِ وقایہ	صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود بن محمودؒ (م: ۷۴۷ھ)	فیصل پبلی کیشنز دیوبند
۶۱	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ البخاریؒ (م: ۶۱۶ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۶۲	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (۷۸۶ھ) (تحقیق: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی)	اِدارۃ القرآن کراچی زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۳	عالمگیری	علامہ نظام الدین و جماعۃ من العلماء	داراحیاء التراث بیروت
۶۴	الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الاسلامیہ کویت
۶۵	موسوعۃ الفقہ الاسلامی	الدکتور وہبہ زحیلی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۶۶	الفقہ الاسلامی وادلتہ	الدکتور وہبہ زحیلی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۶۷	الفقہ علی المذاہب الاربعۃ	علامہ عبدالرحمٰن جزیری	المکتبۃ العصریہ بیروت
۶۸	الفتاویٰ الحدیثیہ	العلامہ احمد بن محمد بن علی ابن حجر الہیثمیؒ (م ۹۷۴ھ)	داراحیاء التراث بیروت
۶۹	نفع المفتی والسائل	حضرت مولانا عبدالحئ صاحب لکھنویؒ	تالیفاتِ اشرفیہ ملتان
۷۰	الاشباہ والنظائر	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م ۹۷۰)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۱	مراقی الفلاح	امام حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی المصریؒ (م ۱۰۶۹ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۷۲	کشف الاسرار	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفیؒ (م ۷۱۰ھ)	
۷۳	مجموعہ رسائل بن عابدین	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م ۱۲۵۲ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۴	قواعد الفقہ	علامہ عمیم الاحسان مجددیؒ	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۵	فقہ السنہ	السید سابق	دارالکتاب العربی بیروت
۷۶	عمدۃ الاثاث	حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ (۱۴۳۰ھ)	دارالکتاب دیوبند

۷۷	مختصر الخلیل	امام خلیل بن اسحٰق بن موسیٰ المالکی المصریؒ (م ۷۷۶ھ)	دار الحدیث القاہرۃ
۷۸	حاشیۃ الصاوی علی شرح الصغیر	ابوالعباس احمد بن محمد الخلوتی الشہیر بالصاویؒ (م ۱۲۴۱ھ)	دار المعارف
۷۹	منح الجلیل شرح مختصر خلیل	امام محمد بن احمد بن محمد ابوعبداللہ المالکیؒ (م ۱۲۹۹ھ)	دار الفکر بیروت
۸۰	مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل	امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد الطرابلسیؒ (م ۹۵۴ھ)	دار الفکر بیروت
۸۱	حاشیۃ العدوی علی کفایۃ الطالب	ابوالحسن علی ابن احمد الصعیدی العدویؒ (م ۱۱۸۹ھ)	دار الفکر بیروت
۸۲	الشرح الکبیر	الشیخ احمد الدردیر العدویؒ	دار الفکر بیروت
۸۳	المدونۃ	مالک ابن انس ابن مالک المدنیؒ (م ۱۷۹ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۸۴	الاحوال الشخصیۃ	الشیخ محمد ابوزہرہ	دار الکتب المصریہ
۸۵	مجموعۃ الفتاویٰ	علامہ تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ)	مدینہ منورہ
۸۶	حجۃ اللہ البالغہ	احمد بن عبدالرحیم شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ)	مکتبہ حجاز دیوبند
۸۷	رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجۃ اللہ البالغہ	حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ	مکتبہ حجاز دیوبند
۸۸	فتاویٰ دار العلوم دیوبند	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ (م ۱۳۴۷ھ)	مکتبہ دار العلوم دیوبند
۸۹	الحیلۃ الناجزۃ	حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)	امارتِ شرعیہ ہند
۹۰	مسائل بہشتی زیور	مرتبہ: ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	جامعہ مدنیہ لاہور
۹۱	امداد الفتاویٰ	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
۹۲	امداد المفتیین	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م ۱۳۹۵ھ)	مکتبہ دار العلوم کراچی
۹۳	فتاویٰ محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م ۱۴۱۷ھ)	اِدارۃ الصدیق ڈابھیل
۹۴	منتخبات نظام الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ (م ۱۴۲۰ھ)	ایفا پبلی کیشنز دہلی
۹۵	فتاویٰ رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ (م ۱۴۲۲ھ)	مکتبہ رحیمیہ سورت
۹۶	احسن الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م ۱۴۲۲ھ)	دار الاشاعت دہلی
۹۷	آپ کے مسائل اور اُن کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (م: ۱۴۲۱ھ)	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۹۸	قاموس الفقہ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۹۹	فتاویٰ قاسمیہ	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۰۰	کتاب النوازل	محمد سلمان منصورپوری	فرید بک ڈپو دہلی
۱۰۱	کتاب الفسخ والتفریق	مولانا عبدالصمد رحمانی صاحب	المعہد العالی حیدرآباد
۱۰۲	اسلامی قانون	زیر نگرانی: حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ	مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

مرتب کی علمی کاوشیں

سیرتِ طیبہ:

❑ نعت النبی ﷺ نمبر (ماہنامہ ندائے شاہی):

۶۵۸ر صفحات پر مشتمل اس ضخیم نمبر میں علماء دیوبند اور ان کے ہم مشرب شعراء کی حمد ونعت اور منقبت پر مشتمل ۵۳۸ر نظمیں (عربی، فارسی اور اُردو) نہایت خوبصورتی سے جمع کردی گئی ہیں، بفضلہٖ تعالیٰ اس مجموعہ کے مطالعہ سے قارئین کے قلوب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت سے معمور ہورہے ہیں، عشاقِ رسول کے لئے یہ ایک قیمتی سوغات ہے۔

❑ شمائلِ رسول:

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شمائل طیبہ سے متعلق ۴۰ر اَحادیث کا مختصر مجموعہ ہے، اُردو ترجمہ مولانا مفتی محمد عفان منصور پوری زید علمہ نے کیا ہے، یہ رسالہ بار بار چھپ چکا ہے، اور کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ جیبی سائز، صفحات: ۶۴

❑ خطباتِ سیرتِ طیبہ:

سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مختلف گوشوں پر دس خطبات کا یہ مجموعہ خاص طور پر نوجوانوں اور عام مسلمانوں کے لئے شائع کیا گیا ہے، یہ خطبات مرادآباد کی ''مسجد ابراہیمی'' محلّہ کسرول میں بالترتیب دس روز تک جاری رہے، بعد میں انہیں کتابی شکل دے دی گئی۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ گھروں میں اس کی تعلیم ہو؛ تاکہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے متعلق اہم معلومات مسلم معاشرہ کو حاصل ہوں۔ الحمد للہ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے، نیز ہندی زبان میں بھی اس کی اشاعت ہوچکی ہے۔ صفحات: ۲۴۰

❑ مسک الختام فی الصلوٰۃ علی خیر الانام:

اس رسالہ میں اولاً درود شریف کے مختصر فضائل جمع کئے گئے ہیں، بعد ازاں احادیثِ شریفہ اور سلفِ صالحین سے منقول درود شریف کے چالیس منتخب اور پسندیدہ کلمات یکجا کردئے گئے ہیں، اور اخیر میں چند مقبول دعائیں بھی درج ہیں، جن کی قبولیت کی بہت امید ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ تمام عربی عبارتوں کا سلیس اور عام فہم ترجمہ بھی کیا گیا ہے؛ تاکہ عوام کے لئے سہولت ہو۔ جیبی سائز، صفحات: ۱۰۴

فقہ وفتاویٰ:

❑ کتاب المسائل (پانچ جلدیں، کتاب الطہارت تا کتاب النفقات):

واقعہ یہ ہے کہ مسائل کا یہ مجموعہ ہر مسلمان گھرانے کی دینی ضرورت ہے، اور عوام وخواص سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہے، اور چوں کہ ہر مسئلہ کے ساتھ اصل فقہی عبارات مذکور ہیں؛ اس لئے یہ کتاب حضراتِ علماء کرام اور مفتیانِ عظام کے لئے اصل ماخذ سے مراجعت میں سہولت کا ذریعہ بھی ہے۔ کتاب کی اصل افادیت کا اندازہ اس کے مطالعہ ہی سے ہوسکتا ہے، اس منصوبہ پر آگے بھی کام جاری ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تکمیل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دریا گنج دہلی

❑ کتاب النوازل (۱۹؍جلد):

یہ کتاب اُن فتاویٰ کا منتخب مجموعہ ہے، جو دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد سے مرتب کے قلم سے گذشتہ تیس سالوں میں جاری ہوئے ہیں، ترتیب وتحقیق کا کام مولانا مفتی محمد ابراہیم قاسمی زید علمہ نے انجام دیا ہے۔ فتاویٰ کی زبان نہایت آسان اور اُسلوب دل نشیں ہے، اور ہر فتویٰ معتبر حوالہ جات سے مزین ہے۔ یہ کتاب فہرست سمیت ۱۹؍جلدوں میں معتبر کتب خانوں سے شائع ہورہی ہے، فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دریا گنج دہلی

❑ دینی مسائل اور اُن کا حل:

دور حاضر کے اہم پیش آمدہ مسائل کے ۶۵۰؍مختصر اور جامع جوابات پر مشتمل یہ قیمتی مجموعہ ہر گھر کی ضرورت اور قدم قدم پر رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ مسائل کئی سال سے رسالہ تحفۂ خواتین مرادآباد میں سوال وجواب کی صورت میں شائع ہورہے تھے، اب انہیں عربی عبارات اور حوالوں کے ساتھ جمع کرکے شائع کیا گیا ہے، جو عوام کے علاوہ اہل علم اور ارباب افتاء کے لئے بھی مفید ہے۔ صفحات: ۴۱۶۔

❑ درسی سوال وجواب:

یہ اُن پانچ سو سے زائد سوال وجواب کا مجموعہ ہے، جو مسلم شریف اور ترمذی شریف کے درس کے دوران طلبہ دورۂ حدیث شریف کی طرف سے کئے گئے، ہر جواب مختصر جامع اور مدلل ہے۔ مطالعہ ہی سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ صفحات: ۴۰۰۔ ملنے کا پتہ: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

❑ مسائلِ موبائل:

اِس رسالہ میں موبائل سے متعلق ضروری سوالات کے جوابات مدلل طور پر دئے گئے ہیں، اپنے موضوع پر یہ ایک مقبول رسالہ ہے، کئی زبانوں میں اِس کی اِشاعت ہوچکی ہے، اور عوام وخواص اِس سے فائدہ اُٹھارہے ہیں۔ فالحمد للہ تعالیٰ۔

❑ فتویٰ نویسی کے رہنما اُصول:

یہ فقیہ العصر علامہ ابن عابدین شامیؒ کی معروف کتاب ''شرح عقود رسم المفتی'' کی روشنی میں اُصولِ افتاء پر ایک انوکھی کتاب ہے، جس میں ۳۴ ر اُصول متعین کرکے ہر اُصول کے اِجراء اور تمرین کے لئے رہنمائی کی گئی ہے۔ جو طلبۂ افتاء نظر میں گہرائی اور مطالعہ میں گیرائی کے مشتاق ہیں، اُن کے لئے یہ کتاب قدم قدم پر معاون بن رہی ہے۔ نیز بفضلہٖ تعالیٰ تجربہ سے یہ طرزِ اِجراء بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

کتاب کے شروع میں ایک قیمتی ابتدائیہ ہے، جس میں فقہ وحدیث اور تفسیر سے متعلق ماخذ کی ۱۱۹ ر کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے، جو طلبہ اور علماء کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہے۔

صفحات: ۴۲۹، ناشر: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

❑ فتاویٰ شیخ الاسلام:

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی علمی اور فقہی آراء اور مکتوبات کا یہ مرتب مجموعہ بالخصوص فقہ وفتاویٰ کے شائقین کے لئے گراں قدر تحفہ ہے۔ ہر مسئلہ حوالہ جات سے مزین ہے، اور نادر علمی نکات، فقہی تحقیقات اور قیمتی افادات کو بہت سلیقہ اور عمدگی سے مرتب کیا گیا ہے، یہ کتاب ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی شائع ہوچکی ہے۔ صفحات: ۲۵۱، ناشر: مکتبہ دینیہ دیوبند

❑ تحفۂ رمضان:

رمضان المبارک، رؤیتِ ہلال، صدقہ فطر، اعتکاف، زکوٰۃ اور عیدین وغیرہ سے متعلق فضائل ومسائل پر مشتمل یہ مختصر کتاب اپنے موضوع پر بہت جامع ہے، اور مرتب کے سلسلۂ تالیفات کی پہلی کڑی ہے، اور عرصۂ دراز سے مختلف کتب خانوں سے شائع ہورہی ہے۔ صفحات: ۱۷۲۔

❑ الفہرس الحاوی علی حاشیۃ الطحطاوی:

فقیہ الامت حضرت الاستاذ المعظم مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح'' کی تفصیلی فہرست تیار فرمائی تھی، اُسی کو مختلف نسخوں سے ملاکر مرتب نے بہت اچھے انداز میں شائع کیا ہے، جس کی بنا پر اِس کتاب سے استفادہ بہت آسان ہوگیا ہے۔ حضرات اہل علم وطلبۂ اِفتاء بطور خاص اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ناشر: مرکز نشر وتحقیق لال باغ مرادآباد

❑ حج وزیارت نمبر (ندائے شاہی):

۲۳۲ ر صفحات پر مشتمل یہ معلوماتی نمبر حجاجِ کرام کی رہنمائی میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے، اور اپنی جامعیت کی وجہ سے نہایت مقبول ہے۔

□ ایک مجلس کی تین طلاق کا مسئلہ دلائل کی روشنی میں:

یہ رسالہ خاص طور پر تین طلاق کے سلسلہ میں جمہور علماء اہل سنت کے موقف کی تائید میں تحریر کیا گیا ہے، اور اس میں فرقۂ غیر مقلدین کے پیش کردہ دلائل کا مناسب جواب دیا گیا ہے۔

دعوت واصلاح:

□ ایک جامع قرآنی وعظ:

یہ قرآنِ کریم کی ایک جامع ترین آیت: ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ﴾ کی مبسوط و مفصل شرح پر مشتمل ایک ضخیم تالیف ہے، جس میں اسلام کی انسانیت نواز فطری تعلیمات کو بہت مثبت اور مؤثر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عوام وخواص بالخصوص داعیانِ قوم، ائمہ وعلماء کرام کیلئے اس کتاب میں بیش بہا مواد جمع کر دیا گیا ہے، فالحمد کلہ للہ۔ صفحات: ۲۸۷۔ ناشر: فرید بک ڈپو دہلی

□ اللہ سے شرم کیجئے:

اِس کتاب میں اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کے متعلق ایک جامع ارشادِ نبوی ﷺ کی تفصیلی شرح کے ضمن میں نہایت مفید اِصلاحی مضامین (آیاتِ قرآنیہ اَحادیثِ طیبہ اور اَحوال واَقوالِ سلف) خوبصورتی کے ساتھ جمع کر دئے گئے ہیں، یہ کتاب مردہ ضمیر کو جھنجوڑنے، اور غفلت کے پردے ہٹانے میں تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو شخص بھی صدق دل سے اور عمل کی نیت سے اِس کا مطالعہ کرے گا، اُسے انشاء اللہ یقیناً نفع ہوگا، کتاب کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ ہر بات حوالہ جات سے مزین ہے۔ عوام وخواص کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔ اب تک ہندو پاک کے مختلف کتب خانوں سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اور مسلسل اِس کی اِشاعت جاری ہے۔ کئی زبانوں میں اِس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے، فالحمد کلہ للہ۔ صفحات: ۴۳۲، ناشر: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

□ اللہ والوں کی مقبولیت کا راز:

اِس کتاب میں اَکابر واَسلاف کی مقبول صفات مثلاً: تواضع، زہد وتقویٰ، عفو ودرگذر، حلم وبردباری، جود وسخا اور خوف وخشیت سے متعلق پُر اَثر اور حیرت انگیز حالات وواقعات بیان کر کے اُن کی روشنی میں اپنے کردار کا مؤثر انداز میں جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب علماء، طلباء اور اَپنی اِصلاح کے خواہش مند حضرات کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ زبان بہت آسان اور عام فہم ہے، یہ کتاب بھی ہندو پاک کے متعدد کتب خانوں سے مسلسل شائع ہو رہی ہے، الحمد للہ۔ صفحات: ۱۹۲، ناشر: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

□ دعوتِ فکر وعمل:

یہ کتاب مختلف دینی، اِصلاحی، سماجی اور معاشرتی موضوعات پر مبنی ۹۷ رقیمتی مضامین کا مجموعہ ہے،

جن میں پوری قوت کے ساتھ فکری اِصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ اِن مضامین کے مطالعہ سے اِصابت رائے اور اعتدال کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، موجودہ دور میں دینی خدمات میں مشغول حضرات کے لئے اِس کتاب کا مطالعہ نہایت کارآمد ہے، اَکابر علماء کی تقریظات سے کتاب مزین ہے، متعدد کتب خانوں سے اِس کی اِشاعت ہورہی ہے۔ صفحات: ۵۴۰، ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

❑ لمحاتِ فکریہ:

اِس کتاب میں ندائے شاہی مارچ ۲۰۰۳ء سے لے کر مئی ۲۰۰۵ء تک کے اِدارتی مضامین اور دو رسالوں ''اِسلام کی اِنسانیت نوازی'' اور ''اِسلامی معاشرت'' کو یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اِس مجموعۂ مضامین میں قرآن وسنت اور آثارِ صحابہ سے نہایت قیمتی ہدایات نقل کی گئی ہیں۔

صفحات: ۳۲۰، قیمت: ۱۰۰؍روپے ناشر: فرید بک ڈپو دہلی

❑ مشعلِ راہ:

یہ کتاب بھی ماہنامہ ندائے شاہی مرادآباد کے اِدارتی مضامین ''نظر وفکر'' کا مجموعہ ہے، جس میں جون ۲۰۰۵ء سے ستمبر ۲۰۰۸ء تک کے مضامین شامل کئے گئے ہیں، اِس مجموعے میں خاص طور پر اُمت میں رائج کج فکری اور بدعملی پر نکیر سے متعلق مستند تحریریں شامل ہیں، جو علماء اور عوام سبھی کے لئے مفید ہیں۔

صفحات: ۴۰۰، ناشر: مرکز نشر وتحقیق لالباغ مرادآباد

❑ نظر کی پاکیزگی:

حیا اور پاک دامنی کے بارے میں اِسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے متعلق اِس رسالہ میں مفید اور مستند معلومات جمع کردی گئی ہیں، یہ رسالہ اِس قابل ہے کہ گھر گھر پہنچایا جائے؛ تاکہ فواحش کا سدِباب ہوسکے۔

❑ نورِ نبوت:

یہ رسالہ ۹۹؍قیمتی اَحادیثِ طیبہ اور اُن کی مختصر تشریحات پر مشتمل ہے۔ جو حضرات اَحادیثِ شریفہ کو یاد رکھنا چاہیں، اُن کے لئے یہ بہت مفید اور نفع بخش مجموعہ ہے۔ صفحات: ۷۲، ناشر: مرکز نشر وتحقیق مرادآباد

❑ اِسلام کی اِنسانیت نوازی:

اِس مختصر رسالہ میں اختصار کے ساتھ اسلام کی اِنسانیت نواز تعلیمات کو بہت خوش اُسلوبی کے ساتھ اُجاگر کیا گیا ہے، اور اِسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کا مناسب جواب دیا گیا ہے۔

❑ درسِ سورۂ فاتحہ:

یہ رسالہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر پر مبنی مرتب کے درسی افادات پر مشتمل ہے، یہ ہفتہ واری درس ہر پیر کو عصر کے بعد مدرسہ احسن البنات محلّہ طویلہ میں گذشتہ بیس سال سے جاری ہے، فالحمد للہ۔ صفحات: ۷۲

سیر وسوانح:

❑ ذکرِ رفتگاں:

یہ ماہ نامہ ''ندائے شاہی'' مرادآباد میں گذشتہ (۱۹۸۹ء تا ۲۰۰۴ء) میں وفات پانے والی اُمت کی اہم اور موٴقر شخصیات پر شائع شدہ تعزیتی مضامین کا بیش قیمت مجموعہ ہے، جس میں تقریباً ڈیڑھ سو حضرات کے مختصر سوانحی خاکے اور تاثرات جمع ہوگئے ہیں، تذکرۂ اکابر کے شائقین کے لئے یہ بیش بہا تحفہ اور سیر وسوانح کے باب میں قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہے، جس کا مطالعہ انشاء اللہ ذہن میں تازگی اور روح میں بالیدگی کا سبب ہوگا۔ صفحات: ۵۶۸، ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

❑ تذکرۂ فدائے ملتؒ:

یہ امیر الہند، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نوراللہ مرقدہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی یاد میں منعقدہ فدائے ملت سیمینار (منعقدہ ۲۰۰۸ء) میں پیش کردہ مقالات کا بہترین مجموعہ ہے، جس میں نہ صرف حضرت فدائے ملتؒ کے حالات اور قابلِ تقلید روشن کارنامے جمع ہوگئے ہیں؛ بلکہ ملتِ اسلامیہ ہند کی گذشتہ نصف صدی کی تاریخ کے اہم پہلو بھی اس مجموعۂ مضامین میں جابجا بکھرے ہوئے ہیں۔ اکابر کی سوانح سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ ایک قیمتی سوغات ہے، جسے جمعیۃ علماء ہند نے بہت اہتمام سے شائع کیا ہے، اور مختصر مدت میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ صفحات: ۱۲۰۰، ناشر: جمعیۃ علماء ہند

❑ فدائے ملت نمبر (ندائے شاہی):

حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نوراللہ مرقدہٗ کی حیاتِ طیبہ اور خدماتِ عالیہ پر یہ ایک تاریخی اور جامع دستاویز ہے، جس میں نصف صدی کی ملی تاریخ کے اہم واقعات یکجا ہوگئے ہیں۔ اس ضخیم نمبر کے صفحات کی تعداد ۷۸۸ ہے۔

❑ مشاہدات وتأثرات:

یہ کتاب حضرت مولانا سید حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مختلف حضرات کے تأثراتی مضامین کا مجموعہ ہے، جسے مرتب نے حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدیؒ سابق مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے حکم سے ترتیب دیا تھا۔

❑ خصوصی ضمیمہ:

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے مایۂ ناز مہتمم حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدیؒ کی وفات پر یہ ضمیمہ شائع کیا گیا تھا، جس میں حضرت موصوف کی گراں قدر خدمات اور تأثراتی مضامین کا احاطہ کیا گیا ہے۔

❑ پیکرِ عزم وہمت، اُستاذ اور شاگرد:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہما کی سبق آموز حیاتِ طیبہ پر مشتمل کئی قیمتی مضامین اِس مختصر رسالہ میں شامل ہیں، جن کا مطالعہ علماء اور طلباء کے لئے بالخصوص مفید ہے۔ صفحات: ۸۰، ناشر: مرکز نشر وتحقیق لال باغ مرادآباد

تاریخ:

❑ تحریک آزادیٔ ہند میں مسلم عوام اور علماء کا کردار:

ہندوستان کی تحریکات آزادی میں شروع سے لے کر اخیر تک مسلم عوام اور علماء نے جو عظیم ترین قربانیاں پیش کی ہیں، اُن کو نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ سوال وجواب کے انداز میں اِس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ انداز نہایت دلچسپ ہے، اور ہر بات حوالہ سے مدلل ہے۔ کتاب کے اَخیر میں مولانا معزالدین احمد صاحب کے قلم سے اُن حضرات کا جامع تعارف بھی شامل ہے، جن کا نام کتاب کے اندر کسی نہ کسی عنوان سے آیا ہے، اپنے اسلاف کے کارناموں سے واقفیت کے لئے نئی نسل کے حضرات کو اِس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ صفحات: ۲۲۸، ناشر: مرکز نشر وتحقیق لال باغ مرادآباد

❑ تحریک ریشمی رومال؛ ایک مختصر تعارف:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اِنقلابی تحریک ریشمی رومال کے متعلق تاریخی اور دستاویزی معلومات پر مشتمل یہ مقالہ مرتب نے طالبِ علمی کے زمانہ میں شیخ الہند سیمینار (منعقدہ جنوری ۱۹۸۶ء) کے لئے لکھا تھا، جو بعد میں رسالہ کی شکل میں شائع کیا گیا، اور موقع بموقع ہندوپاک میں اس کی اِشاعت ہوتی رہتی ہے۔ صفحات: ۴۱، ناشر: جمعیۃ علماء ہند

❑ تاریخ شاہی نمبر (ندائے شاہی):

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کی سوا سو سالہ تاریخ پر مبنی یہ نمبر دستاویزی حیثیت کا حامل ہے، اور نادر ونایاب تاریخی معلومات کو شامل ہے، اِس کی اہمیت کا اندازہ باذوق حضرات ہی لگا سکتے ہیں۔

ردِ قادیانیت:

❑ ردِ مرزائیت کے زریں اُصول:

یہ سفیرِ ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹیؒ (پاکستان) کے اُن تربیتی محاضرات کا

مجموعہ ہے، جو موصوف نے ۱۴۰۹ھ کو دارالعلوم دیوبند میں رونق اَفروز ہوکر علماء وطلباء کے بڑے مجمع کے سامنے دئے تھے۔ اُنہیں مرتب نے اپنے رفقاء: مولانا شاہ عالم گورکھپوری اور مولانا عزیز الحق صاحب اَعظمی کے تعاون سے از سر نو ترتیب دیا، اصل کتابوں سے مراجعت کرکے حوالہ جات نوٹ کئے، اور پھر صاحبِ محاضرات کی نظر کے بعد اُسے شائع کیا گیا، یہ اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے، جس کے متعدد ایڈیشن ہندوپاک میں شائع ہوچکے ہیں۔

صفحات: ۲۱۶، شائع کردہ: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

❑ قادیانی مغالطے:

یہ مختصر رسالہ اُن ہرزہ سرائیوں کے جوابات پر مشتمل ہے، جو قادیانی لوگ عام مسلمانوں کو بہکانے اور شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے کے لئے عوام میں پھیلاتے رہتے ہیں۔ مرزائیوں کی تلبیسات کا اِس رسالہ میں مضبوط جواب دیا گیا ہے۔

صفحات: ۱۲۴، شائع کردہ: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

❑ منامی بشارتیں:

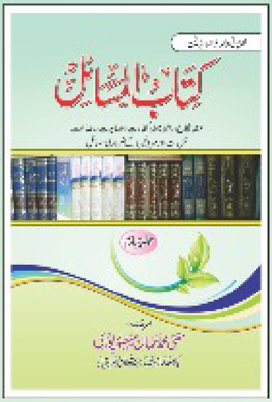
یہ مختصر رسالہ اُن منامی بشارتوں پر مشتمل ہے جو تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے والوں کے بارے میں معتبر ذرائع سے معلوم ہوئی ہیں، اُن کے مطالعہ سے اِس عظیم خدمت میں لگے ہوئے لوگوں کو حوصلہ ملتا ہے، اور عزم وہمت میں اِضافہ ہوتا ہے۔

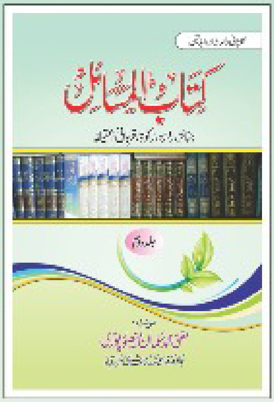
❑ مہدئ موعود:

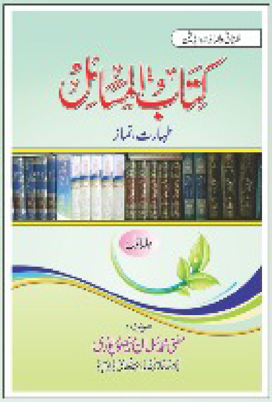
مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوئ مہدویت کی تردید پر مبنی یہ رسالہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی طرف سے شائع کیا گیا ہے، اِس رسالہ میں اختصار کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز وہ مہدی نہیں ہوسکتا، جس کے ظہور کی خبر اَحادیث میں دی گئی ہے۔

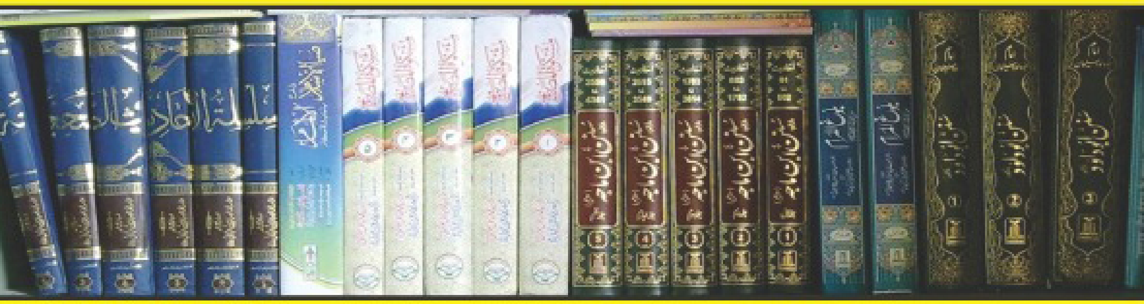
❑❖❑

رابطہ:
محمد ابوبکر صدیق منصورپوری 08791034667 محمد اسجد قاسمی 09058602750









فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ
FARID BOOK DEPOT(Pvt.)Ltd.
Corp. Off.: 2158, M.P. Street, Pataudi House, Darya Ganj, N. Delhi-2
Phones : 011-23289786, 011-23289159 Fax: 011-23279998
E-mail : farid@ndf.vsnl.net.in • Website : faridbook.com

Rs.200/-